ذکر ذکاءاللہ

# تاریخ

## عروج عہد سلطنت انگلیشیہ

بعہد شہنشاہی

حضرت علیا ملکہ معظمہ وکٹوریا

قیصرۂ ہند طاب ثراہا

(مولفہ)

خان بہادر شمس العلما محمد ذکاء اللہ

۱۹۰۴ء

شمس المطابع (دہلی)

سرکشی - جون جولائی مین لوگون سے ہتھیار لینا - طرفین کے لشکر کی تعداد -

## باب چہارم ۵۹-۱۸۵۷

### دہلی کا محاصرہ اور دہلی کا انگریزون کا فتح کرنا

انگریزون کا مقام دہلی مین - ۹ - جون کو پہلا حملہ - ۱۰ تا ۱۲ جون - ہندوراؤ کی کوٹھی ۱۰ -
۱۲ جون کو باڑہ پر حملہ - اور شلگف صاحب کی کوٹھی مین انگریزی سپاہ کا زیادہ رہنا
کر کے شہر کے لینے کی تجویز کا پیش ہونا - رات کو شہر پر حملہ - حملہ کے ارادہ کی ترمیم اور ۱۳ -
۱۴ - جون کو کونسل اوف وار و جنگی کونسل کا انعقاد - ہاروے گریٹ ہیڈ صاحب کے خیا
۱۶ - جون کو کونسل کا دوسرا اجلاس - بریگیڈیر ولسن کی راے - جنرل ریڈ کی راے
خلاصہ - دفعۃً حملہ کرنے کا ارادہ ترک کرنا - ۲۷ - جون کو عید گاہ پر حملہ -
۲۳ - جون جنگ پلاسی کی صدی کا آخر روز - چیمبرلین صاحب کا انگریزی لشکر مین آنا - ۲۶ جون
و ۳ جولائی کے درمیان پنجاب سے کمکون کا آنا - دفعۃً حملہ کر کے شہر کے لے لینے کا خیال پھر
زندہ ہونا - کرنیل بیرڈ سمتھ دہلی پر حملہ کرنے کے اسباب - حملہ کا سوال - باغیون کی تو پونکا عمل
اور انگریزی لشکر پر اثر - ۴ جولائی کو میجر کوک کا باغیون کو شکست دینا - سر ہنری برنارڈ کی وفات
جنرل ریڈ - ۹ - جولائی کو باغیون کا حملہ مونڈ کے پکٹ پر - لفٹنٹ ہلس ریجر ٹومبس ہنری ہنڈ
مین لڑائی - ۱۴ جولائی کی لڑائی - ۱۷ - جولائی جنرل ریڈ کا مستعفی ہونا - بریگیڈیر ولسن کی سپہ سالاری
پہاڑی کے چھوڑ کر چلے جانے کا سوال - بیرڈ سمتھ کا اظہار اس راے کے برخلاف - ۱۸ جولائی کو
باغیون کا حملہ - پہاڑی کے مورچہ پر اور سبزی منڈی پر - باغیون کا لڈلو کیسل مین مقیم ہونا - پہلی اگست
لڑائی - ۷ - اگست و بریگیڈیر شوورس کا حملہ باغیون پر لڈلو کیسل مین - محاصرہ کے حادثات و تعز یہ
و مے نوشی - ہندوستانیون کی مدارات شہر کے اندر کا حال - ۷ - اگست جنرل نکلسن گنتی لڑ
ہڈسن صاحب کا سفر رہتک کی طرف - دہلی مین انگریزی لشکر کی
مشکلات - دہلی کے لے لینے کی تیاریان -
بیٹری نمبر ۱ یا برید بیٹری - نمبر ۲ بیٹری نمبر ۴ - بیٹری نمبر ۳ - ۱۱
انجینیرون کا فصیل کے شگافون کا امتحان کرنا - حملہ کرنے والے کالم - پہاڑی پر حملہ مخبری - دہلی کے

## باب پنجم ۶۵۹-۶۹۶

ایام غدر مین دہلی اور بہادر شاہ کی سلطنت کے مختلف حالات



## حالات متفرقہ ۶۹۶-۷۰۱

ایک ہاتھی کا آنا اور ہاہاجلنا آگرہ کی فتح - مرزا الٰہی بخش اور بادشاہ - کالے خان - باغیوں کا اور شاہی سپاہ کا حال -

## باب ششم ۱۰۷ - ۱۴۳

ایام غدر کے اور انکے بعد چند مدت کے دہلی کے متفرق حالات

دہلی کے باشندوں کا شہر سے نکل جانا اور شہر کا خالی ہونا - عورتوں کا کنووں میں ڈوب ... اور خاصکر مسلمانوں کا مارا جانا - شاہزادوں اور روساء عظام کا پھانسی پانا - مسلمانوں ... ہونا اور مقید ہونا - شہر میں انگریزی سپاہ کی یغماگری اور پرائز ایجنسی کا تقرر - انگریزی ... بعض بچے کچے مسلمان - ہندوؤں سے جرمانہ لیکر انکو اپنے گھروں میں آباد کرنا - شہر ... مسلمانوں کا آباد ہونا - شہر کی مسجدوں اور مندروں کا حال - شہر کے جانوروں کا حال مسلمان کس کس طرح لٹے اور انکی دولت کن لوگوں کے ہاتھ لگی - گورنمنٹ کا خیرخواہوں کے اسباب کا معاوضہ دینا - دہلی کے مکانوں کا مسمار ہونا اور جلنا - مسلمان عورتوں کا حال اور شہر آشوب - شاہجہان آباد کا نام لارنس آباد رکھنا چاہیئے - بہادر شاہ بادشاہ دہلی کے جرائم کی تحقیقات -

## باب ہفتم ۱۴۸ - ۱۷۳

لارڈ کیننگ کی پولیسی اور واقعات کلکتہ

لارڈ کیننگ اس زمانہ کے حالات کو کماحقہ نہیں سمجھے - گورنر جنرل کا اہل کلکتہ کی درخواست والنٹیر ہونے کا نامنظور کرنا اور بارکپور اور دانا پور کی سپاہ سے ہتھیار نہ لینا - جنگ بہادر - والنٹیر ہونے کی درخواست کا منظور ہونا - بارکپور اور کلکتہ اور دمدمہ میں سپاہ سے ہتھیار لینا - ۱۵ - جون کو شاہ اودھ کو فورٹ ولیم میں لے جانا - ۲۰ - جون کو سر پیٹرک گرانٹ کا کلکتہ میں آنا - ۱۸ - جون کو وحشتناک خبروں کا آنا - رحم دلی کا ایکٹ - ہتھیاروں کا ایکٹ - مارشل لا - ۱۲ - اگست کو گورنر جنرل کا انکار کرنا - اوٹرم و ہیولاک ...

## باب ہشتم ۱۷۵ -

پٹنہ آرہ بنگال مغربی بہار

روہنی میں میک ڈونلڈ - پٹنہ - دانا پور کی چھاؤنی و ڈویژن - پٹنے کی خصوصیات -

مسٹر ولیم ٹیلر۔ مسٹر ٹیلر کو انگریزوں کا سہارا دینا۔ ۔ جون کو پٹنے میں اول گروہ وقت کا آنا اور ٹیلر صاحب کی تدابیر۔ مسٹر ٹیلر، لفٹننٹ گورنر بیلی پٹے۔ میجر جنرل ہوئیلر۔ گورنمنٹ کا میجر جنرل کے بیان کا یقین کرنا۔ گورنمنٹ کا عذر اس کام کے نہ ہونے کا۔ پٹنہ میں آدمیوں کا برانگیختہ ہونا۔ اضلاع میں ہولوں کا اٹھنا۔ ٹیلر صاحب کی ذی شان کارپردازی۔ ٹیلر صاحب کا ... بنا ہو خیال نہیں نبا سکے۔ ٹیلر صاحب کی مشکلات۔ ۲۳۔ جون کو تازہ نقاوید ...

۱۔ جولائی کو پٹنہ میں بلوہ۔ مسلمان جنہوں نے ٹیلر صاحب کی امداد کی۔ میجر ہولز صاحب ... سپاہ سے کیا ہتھیار لیئے جائیں گے؟ گورنمنٹ کے فیصلوں کا خلاصہ۔ میجر جنرل ... کا فیصلہ کہ ہتھیار نہیں لینے چاہیئں۔ سپاہیوں سے ہرکشن کیپس (لاٹھ بیان) لینی۔ ... جنرل کا سپاہ کے توسدانوں کا خالی کرانا۔ بغاوت ہونا اور اسکا نہ رکنا۔ باغیوں کا آرہ کی طرف جانا۔ تعاقب کا نہ ہونا۔ سگولی میں سپاہ کی بغاوت۔ ٹیلر صاحب نے کیا کیا۔ دانا پور کا دال۔ کنور سنگھ۔ ۱۲۔ جولائی کو سپاہ کا آرہ کی کمک و مدد کے لئے جانا۔ باغیوں کا سون سے پار جانا۔ آرہ۔ مسٹر وائی کرس بوئل صاحب۔ ۲۸۔ جولائی۔ ۲۹۔ جولائی کپتان ڈنبار صاحب مع قلعہ آرہ کی قلعہ نشینوں کے بچانے کے لیئے۔ آرہ کا قلعہ اور باغیوں کا اس پر حملہ۔ قلعہ کی رسد۔ میجر ونسنٹ آئر۔ رگھ راج سنگھ کی لڑائی ۲۔ اگست کو۔ ائر صاحب کی اور فتوح ونسنٹ آئر اور ٹیلر۔ ٹیلر صاحب کے ذمے بڑی جوابدہی کا ہونا اور ایک مشکل کام کا سہل کرنا۔ مسٹر ٹیلر کا موقوف ہو جانا۔ اس حکم کے نتائج پر نظر پورے میں۔ گیا میں حکم مذکور کے نتائج ... صاحب کا خزانہ چھوڑنا۔ حالات کا مقتضا یہہ تھا کہ خزانہ چھوڑ دیا جاتا۔ گیا سے منی صاحب ... ہونا اور پھر پشیمان ہو کر واپس آنا۔ منی صاحب کا کلکتہ جانا۔ مسٹر ٹیلر کی موقوفی۔

## باب نہم ۹ ۷ ۷۔۸ ۷ ۷

### آگرہ و گوالیار

ممالک مغربی ... مان کالون صاحب۔ میرٹھ کی بغاوت۔ جنرل کونسل کا طلب کرنا۔ ابتک کالون صاحب ... نازک زمانہ کی حقیقت حال کو سمجھے نہیں۔ گوالیار و بھرت پور سے کالون صاحب کا امداد طلب کرنا۔ علی گڈھ کی بغاوت کی خبر کا آنا۔

بلند شہر میں پوری سپاہیوں کا مین پوری مین بغاوت کرنا۔ اٹاوہ۔ مسٹر کوین صاحب کا اشتہار۔ متھرا۔ بھرت پور کی سپاہ کی سرکشی۔ متھرا کی بغاوت کا اثر کوین صاحب پر۔ آگرہ مین سپاہ سے ہتھیار لینا۔ والینٹر کا بھرتی ہونا۔ کوین صاحب کی ذلت و دشواریان۔ گوالیا کنٹنجنٹ۔ لیڈیون کا گوالیار محل مین بھیجنا۔ سرکشیون کی خبرون کا آنا۔ ۱۴۔ جون گوالیار۔

## باب دہم ۷۸۸-۷۹۲ ا

### جھانسی و بندیل کھنڈ

جھانسی کی چھاونی۔ رانی پاس میرٹھ کے ۱۰ مئی کے واقعہ کی خبر پہنچنا۔ چھاونی مین آتش رانی پاس تین انگریز کا صلح کے لیے بھیجنا اور انکا مارا جانا۔ قلعہ پر باغیون کا از سرنو حملہ کرنا۔ شرائط صلح پیش کرنا۔ اہل قلعہ کا قتل عام ہونا۔ سپاہیون کا رانی کو رشوت دینا۔ نوگانون یا ناؤ گانون مین سپاہ کی سرکشی۔ انگریزون کا مفرور ہونا۔ ۱۶۔ جون کو مفرورین کے مصائب چھترپور سے چلے جانے کے بعد باندہ مین مفرورین کا پہنچنا۔ نمبرہ ہندوستانی پلٹن کا وفادار رہنا

## باب یازدہم ۷۹۳ ا-۸۰۵ ا

### سنٹرل انڈیا ایجنسی (ممالک متوسط ہند کی ایجنسی) مالوہ۔

۲۵۔ اپریل کو سب سے اول بغاوت کا شگوفہ کھلنا۔ سنٹرل انڈیا اور اسکی چھاونیان۔ خالص ہندوستانی سپاہ اندور کا مقام بلحاظ انگریزی ملک۔ ہلکر۔ کرنیل ڈیورینڈ کا سپاہ کا بلانا۔ مئو مین سپاہ کا بغاوت کی طرف میلان۔ کرنیل ٹریورس کا اندور مین آنا اور کل سپاہ کا کا نذر مقرر ہونا۔ وحشت ناک خبرون کا آنا۔ کرنیل ٹھومپسن کا کولم۔ دہلی کی فتح کی خبر کا اندور مین آنا۔ اندور کی ریسیڈنسی۔ سعادت خان کے سبب سے بلوہ کا ہونا۔ سپاہ جو ریسیڈنسی کی محافظت کے لیے بھیجی گئی تھی باغی ہو گئی۔ باغیون کا حملہ ریسیڈنسی پر۔ ٹریورس صاحب کا دفع کرنے کے لیے جنگ آزمائی کوشش کرنا۔ ریسیڈنسی مین تھوڑے آدمیون کا رہ جانا ہنگر فورڈ کا مئو سے باغیون کا بھگانا۔ ہنگر فورڈ اور ہلکر۔ ڈیورینڈ ہلکر خیرخواہ تھا یا بدخواہ۔ ہلکر ریسیڈنسی مین کیون نہین۔

## باب دوازدہم ۱۸۰۵ء - ۱۸۱۱ء

### راجپوتانہ اور جارج لارنس



## باب سیزدہم ۱۸۱۱ء - ۱۸۱۷ء

### آگرہ اور سسیہ



## باب چہاردہم ۱۸۱۷ء

### ممالک شمالی و مغربی

## حصہ دوم تاریخ بغاوت ہند

## باب اول ۹۳ - ۱۷ - ۸ -

### اودھ و سرہنری لارنس



## باب دوم ۱۷ - ۸ - ۱۵۹

### لکھنؤ کے محصور ہونے کا حال

ملیٹری پولس کے سوارون کی بغاوت ۔ پولس کے باغیون کا تعاقب سر ہنری کے افکار کا نپور کے باب مین ۔ باغیون کا چنہٹ پر آنا ۔ جنگ چنہٹ ۔ گومتی کے لوہے کے پل پر سپاہ کا متعین کرنا ۔ نتائج جنگ چنہٹ ۔ مچھی بہون کا چھوڑنا ۔ ریسیڈنسی کے مورچے ۔ ریسیڈنسی کی آبادی کی تفصیل ایشیائی اور یورپ مین سپاہ کا مقابلہ ۔ باغیون کے کام چنہٹ کی فتح کے بعد ۔ مشکلات محافظت ریسیڈنسی جنکا مقابلہ کرنا پڑا تھا ۔ اول محاصرہ سے نکلکر باہر جانا ۔ ہنری لارنس کے مرنے کا حال جو ... صاحب نے لکھا ہے ۔ برگیڈیر انگلس ۔ میجر بنکس ۔ ریسیڈنسی کا حال ۴ جولائی کو حملہ اول ۔ میجر ... س کی وفات ۔ مختلف مورچون پر باغیون کے حملے ۔ باغی زینے کام مین لائے ۔ پہلی دفعہ انگد کا آنا اور پھر جانا اور جواب لانا ۔ ۲۹ ۔ جولائی جھوٹی امیدین ۔ ۲ ۔ اگست کو خبر کا آنا ۔ ریسیڈنسی کی سپاہ کی حالت سرنگون کا لگا ۔ باغیون کا اپنا بیٹری بنانا ۔ ۱۰ ۔ اگست کو باغیون کا دوسرا حملہ ۔ محاصرہ سے نکلکر لفٹنٹ بجوسن کا حملہ اور سپاہ کی چوکی ۔ انگد کا واپس آنا ۔ انگد کا بیان اور ریسیڈنسی کا حال ۔ ۱۸ ۔ اگست کو تیسرا حملہ ۔ مورچون کی بیرونی عمارت کا مسمار کرنا ۔ برگیڈ میس ۔ سرنگون کا لگنا ۔ ۲۱ ۔ اگست کو دشمنون کی بیٹری لکھنؤ دروازہ پر لگانا ۔ انگد کا چٹھی لے جانا ۔ تازہ سرنگون کا لگنا ۔ ۴ ستمبر کو بنی بیٹری بیلی دروازہ کا تیار ہونا ۔ محصور سپاہ کی حزم و احتیاطین ۔ ۵ ستمبر کو باغیون کا چوتھا حملہ ۔ انگد کا خوشخبری لانا ۔ ۲۲ ستمبر کو کمک کی سپاہ کا قریب آنا ۔ کمک کا آنا اور رلیف کا ہو جانا ۔

خلاصہ ۔ ہندوستانی سپاہ نمکحلال ۔ محاصرہ لکھنؤ مین جانون کا زیان ۔

## ضمیمہ باب اول جسکو پہلے باب دوم سے پڑھنا چاہیئے ۱۸۶۰ ۔

نیل و ہیولوک ۔ اوٹرم

برگیڈیر جنرل نیل کا کانپور مین آنا ۔ کانپور کی ایک جانب مین سپاہ کے قیام کے مقام تجویز کرنا ۔ جنرل ہیولاک صاحب کا دریا سے پار اودھ مین جانا ۔ سپاہ کی تفصیل ۔ سپاہ کا آگے بڑھنا اور لڑنا ۔ سپاہ کا آگے بڑھنا اور بشیر گنج کی پہلی لڑائی اور نتیجہ جنگ ۔ جنرل ہیولاک کے خیالات ۔ ور سپاہ کا گھٹنا اور جنرل کا واپس آنا ۔ نیل صاحب کا کانپور مین ۔ نیل صاحب پر جن خیالات نے اثر کیا اور خط و کتابت نیل اور ہیولاک کی ۔ ہیولاک صاحب پر تھوڑی کمک کا آنا اور بشیر تگنج کی دوسری لڑائی ۔ ہیولاک صاحب کی بشیر تگنج سے دوبارہ مراجعت ۔ بھور باچو کی کی لڑائی اور جنرل

ہیولوک کا کانپور مین آنا - کانپور مین نیل صاحب کی کاربردازی - ۱۸ - اگست کو پھر حملہ - کانپور مین جنرل ہیولوک کا سپاہ کی سپہ سالاری لینا اور بٹھور کی لڑائی - میجر جنرل سر جیمس اوٹرم انگلش مین کے خصائل کی برگزیدگی - جنرل ہیولوک کی مشکلات - کپتان گورڈون کا گنگا کو صاف کرنا - کانپور کی تیاریان - سر جیمس اوٹرم سپاہ کی تعداد جو لکھنؤ کے محصورین کے لیئے روانہ ہو - گنگا پار سپاہ کا جانا - دشمنون کا منگل وارسے باہر نکالنا - ۲۲ ستمبر سپاہ کا آگے لکھنؤ کا فتح کرنا ✚

## غلط نامہ

(اس غلط نامہ کے موافق اصل کتاب کو صحیح کر لینا چاہیئے)

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح | صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۵ | ۱ | سہا | سہارا | ۸۸ | ۳ | سے | سے سپاہ |
| ۶ | ۴ | گورنمنٹ | گورنمنٹ کے | ۸۹ | حاشیہ | کھونا | ہونا |
| ۷ | ۱۵ | جون مین | جون مین | ۹۲ | ۹ | ہوئے | ہونے |
| ۲۳ | ۱۷ | کو | کے | ۹۳ | ۱۲ | دھاتی | دھائی |
| ۳۹ | ۹ | سکتی | سکتی تھی | ۱۰۲ | ۱۷ | ایسی | دیسی |
| ۳۹ | ۱۹ | چیلپن | چیپلین | ۱۰۳ | ۲۰ | پریسیڈنسی کی | پریسیڈنٹ |
| ۴۱ | ۹ | ہیورٹ | ہیوریٹ | ۱۰۴ | ۴ | انگریزی زبان | دیسی زبان |
| ۴۲ | ۸ | ایڈورس | اڈورڈس | ۱۰۶ | حاشیہ | ڈوال | ووک |
| ۴۳ | ۲۰ | دوست محمد | سلطان محمد | ۱۱۰ | ۲۳ | کنڈیکس | کیننگ |
| ۴۸ | ۵ | چاہیئے | دو | ۱۱۳ | ۴ | تعین | تعین کمیشن |
| ۵۱ | ۱۰ | ایلنگٹن | ولنگٹن | ۱۱۴ | ۴ | دربار | دریا |
| ۶۰ | ۱۱ | ملادیا | برٹش گورنمنٹ نے ملادیا | ۱۱۵ | ۱۱ | جنسے | جس سے |
| ۶۵ | ۱ | احکام | حکام | ۱۲۰ | ۲۳ | ضعف | حق |
| ۷۸ | ۷ | تھے | نہ تھے | ۱۲۲ | ۲۱ | کرکہ | |
| ۸۶ | ۴ | دیانت | ذہانت | ۱۲۶ | ۱۹ | الدھا | اندھا |
| ۸۷ | ۱۹ | بھوپال | بھوٹان | ۱۳۱ | ۲۰ | ستار | ستارہ |

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۱۳۳ | ۷ | واٹرگرز | ڈاٹرکٹرز |
| ۱۳۵ | ۱۷ | ہوتاہے | ہوا |
| ۱۴۳ | ۱۴ | سینبے | سینبی |
| ۱۴۶ | ۸ | سےکل | کوکل |
| ۱۶۴ | حاشیہ | عہدنامہ | عہدنامہ پہ |
| | | طرف رعیت | رعیت کی طرف |
| ۱ | ۱ | کھی | یکھی |
| ۱۸۰ | ۲۱ | سوال | سول |
| ۱۹۲ | ۴ | بڑھو | برڑ |
| ۲۰۵ | ۱۶ | مین | مین تو |
| ۲۱۱ | ۴ | ہزو | مزو |
| ۲۱۴ | ۲۲ | مرنہ | مرنہ |
| ۲۱۴ | ۲۳ | تجمل | تحمل |
| ۲۱۵ | ۲۰ | لی | گئی |
| ۲۱۷ | ۱۶ | کا | کام |
| ۲۲۲ | ۲۱ | مین | مین نہ |
| ۲۲۶ | ۷ | کیا | انکار کیا |
| ۲ | ۱۷ | نے وکے | کے ونے |
| ۲ | ۲۱ | مدارس | مدراس |
| | ۱۰ | کر | لڑ |
| ۵۰ | ۰ | لوٹ | کوٹ |
| ۲۶۸ | ۱۱ | بڑے | سبق بڑے |
| ۲۶۹ | ۳ | رشتون | نوشتون |
| ۲۷۳ | ۶ | کے | کے لیئے |
| ۲۷۵ | ۱۸ | قرض | قرص |
| ۲۷۷ | ۷ | انکے | انکی |
| ۲۸۵ | ۶ | انکو | ایران کو |
| ۲۸۶ | ۱۱ | اٹھ زور | آٹھ ہزار |
| ۲۸۸ | ۱۰ | چرز | چیرز |
| ۲۹۴ | ۹ | بھگایا | بہکایا |
| ۲۹۵ | ۱۰ | بنائے | بتائے |
| ۲۹۵ | ۱۴ | جنبی | بیٹھنے |
| ۲۹۶ | ۷ | ہرگر | ہرگز |
| ۳۱۰ | ۲۰ | طفر | ظفر |
| ۳۴۰ | ۲۲ | آس | اُس |
| ۳۴۰ | ۲۳ | اسلئے | اسے |
| ۳۴۰ | ۱۶،۱۵ | بیار | بیمار |
| ۳۴۹ | ۱۵ | کھلی | کھٹکتی |
| ۳۵۴ | ۲ | جیت | محبت |
| ۳۶۹ | ۱ | فعل | مغل |
| ۳۶۹ | ۱۵ | مرزانسلی | مرزاسلیم |
| ۳۹۲ | ۱۳ | وفاداری کہ | وفاداری کا |
| ۳۹۵ | ۱۰ | جبر | خیر |
| ۴۰۱ | ۱ | پڑی | بُری |
| ۴۱۱ | ۲۱ | انرے | اتر |
| ۴۱۴ | ۲۳ | کمپودرٹر | کمپوزیٹر |
| ۴۲۲ | ۱ | کون وکٹر | کون ڈوکٹر |
| ۴۲۲ | ۴ | لو | لو |
| ۴۴۴ | ۱۴ | ہوشیاری | ہوشیاری سے |
| ۴۴۸ | ۶ | سے | اسے |

| ۴۴۸ | ۱۲ | نیر | خیر | ۶۷۷ | ۸ | ہندوستانون | ہندوسلمانون |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۴۴۹ | ۱ | سے جو | سے | ۶۸۲ | ۱۴ | کی | کے |
| ۴۶۴ | ۱۸ | ۲-مئی | ۲۰-مئی | ۶۸۲ | ۲۳ | سیاہ | سیاہ کے |
| ۴۷۷ | ۲۰ | انتظام | انتقام | ۷۰۱ | ۲۰ | ہلی | ابلی |
| ۵۰۴ | ۷ | آگ | آگ نہ | ۷۰۴ | ۱۵ | بیابان مین | بیابان |
| ۵۱۴ | ۱۸ | بھی | بہی | ۷۰۴ | ۲۷ | تاقون | ناقور |
| ۵۲۵ | ۴ | شب | سب | ۷۰۷ | ۲۲ | بعض | لیٹن |
| ۵۲۵ | ۲۳ | کی مہر کا سر | کے مہر کے سر پہ | ۷۰۸ | ۴ | رالے | والے |
| ۵۵۵ | ۲۳ | بجون کا | بجون پہ | ۷۱۵ | ۱۶ | لٹرا | لٹا |
| ۵۳۹ | ۲۰ | برودسٹ | پرودسٹ | ۷۱۶ | ۱۲ | اعنقاداً | اعتقاداً |
| ۵۴۸ | ۱۱ | خبر | خیر | ۷۲۱ | ۶ | ربیعۃ | رابعہ |
| ۵۵۵ | ۲۳ | اپنا | اپنا شبہ | ۷۲۸ | ۱۹ | دونو | وہ تو |
| ۵۷۱ | ۱۴ | علنری | غلزی | ۷۲۸ | ۲۲ | مجروح | مخرج |
| ۵۹۹ | ۱۲ | نہ تھی | تھی | ۷۵۱ | حاشیہ | کولی | کولن |
| ۶۱۵ | ۵ | چھاونی | چھانی | ۷۶۰ | ۱۴ | جہادیون | جہادیون کا |
| ۶۱۵ | ۱۶ | پریسیا | پریڈ | ۷۶۳ | ۷ | بڑی | بُری |
| ۶۱۷ | ۲۳ | مدوکر | مدد کے | ۷۶۳ | ۱۸ | دن | ان |
| ۶۳۲ | ۱۰ | اسکے | انکے | ۷۶۵ | حاشیہ | سپاہ | سپاہ کے |
| ۶۴۳ | ۱ | جزلیڈ | جریلڈ | ۷۷۲ | حاشیہ | آرہ کے | آرہ کا |
| ۶۴۴ | ۵ | جانتے | جانتے تھے | ۷۷۲ | ۶ | بڑا | بُرا |
| ۶۴۶ | حاشیہ | ۲۰ستمبر | ۳۰ستمبر | ۷۷۵ | ۳ | چھپر | |
| ۶۵۲ | ۸ | یان | مان | ۷۷۵ | ۸ | حج | |
| ۶۵۸ | ۱۸ | پیرو بائن | پیرو باین | ۷۷۹ | ۷ | سائینفک | سائنٹیفک |
| ۶۶۳ | ۲۰ | لایا | آیا | ۷۸۲ | ۱۳ | تمہارا | + |
| ۶۶۶ | ۲۱ | ہنڈتون | ہندتون | ۷۹۱ | ۸ | جٹایا | چٹایا |

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| ۷۹۷ ل | حاشیہ | چیزون | خیزون |
| ۷۹۷ ل | ۱۲ | بیڑی | بُری |
| ۸۰۳ ل | ۴ | مٹرادین | سزادین |
| ۸۰۳ ل | ۶ | ڈویژن | وڈبرن |
| ۸۰۶ ل | ۱ | رسیڈنسی | پریسیڈنسی |
| | | سوم | سیزدہم |
| | | چہارم | چہاردہم |
| ۸۱ ل | ۲۳ | اس | امن |
| ۸۲۳ ل | ۷ | تو | نہین تو |
| ۸۲۶ ل | ۲۰ | وقت | اسی وقت |
| ۸۲۷ ل | ۱۲ | اسکی | انکی |
| ۸۳۱ ل | ۲۰ | انگریزی | انگریز |
| ۸۳۲ ل | ۱۲ | نہ مرنے | نہ لڑتے |
| ۸۳۳ ل | ۱۴ | کیا | کنبا |
| ۷۹۶ | ۱۴ | ہمن | ملتے |
| ۷۹۸ | ۱۶ | عرض | غرض |
| ۸۰۱ | ۲۳ | ہمنس | جینس |
| ۸۰۴ | ۱۶ | کوجب | جب |
| ۸۱۱ | ۲۳ | ساتھ | ہاتھ |
| ۸۱۳ | ۱۸ | میہان | مسلمان |
| [illegible]۱۶ | ۲[illegible] | ہندوستان | ہندوستانیون |
| ۸۱۹ | ۱۴ | اس کام | کام |
| ۸۳۰ | ۱۲ | لے | نہ لے |
| ۸۶۲ | ۲۰ | چوتہا | چوتھائی |
| ۸۶۸ | ۱و۳ | بیٹیوں | بیٹیون |

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| ۸۷۲ | ۱۹ | ڈرانا | اڑانا |
| حصہ سوم تاریخ بغاوت ہند | | | |
| ۴۰ | ۱۷ | سپاہیون | سپاہون |
| ۷ | ۲۰ | سیپر | سیفیر |
| ۸ | ۲۲ | منگوائین | سنگوائین |
| ۱۴ | ۱۶ | پرسات | برسات |
| ۱۷ | ۱۴ | اُس | اُس سے |
| ۲۷ | ۱۳ | سے | سے شتق |
| ۲۹ | ۹ | نیلس | بکس |
| ۳۱ | ۱۶ | اور گے | اسکے ساتھ |
| ۳۲ | ۱۶ | پاس | پاس سے |
| ۴۶ | ۱۶ | راپٹی | راپتی |
| ۵۴ | ۱۶ | اسکی جگہ | اس جگہ |
| ۵۷ | ۲۲ | را | زا |
| ۵۸ | ۶ | مرانینڈنٹ | سپرٹینڈنٹ |
| ۶۴ | ۲۲ | یورپ | پورب |
| ۸۷ | ۲۲ | بیگیج | + |
| ۸۸ | ۱۹ | عزا | غزا |
| ۹۰ | ۲ | ہوی | ہوئین |
| ۹۷ | ۱۲ | ایا | دیا |
| ۹۹ | ۳ | پڑا | بڑا |
| ۱۱۲ | ۱۴ | سئو مین | سئو |
| ۱۱۲ | ۲۲ | ہ | نہ |
| ۱۱۵ | ۴ | سر دربار | سب دربار |
| ۱۲۰ | ۱۶ | کے | کی |

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| ۱۲۱ | ۱۴ | کشتی | گشتی |
| ۱۲۵ | ۴ | چلا | نہ چلا |
| ۱۳۱ | ۲۳ | حصہ | حصہ گرنا |
| ۱۴۱ | ۱۵ | کے لئے * | لے |
| ۱۴۵ | ۶ | تھے | تھا |
| ۱۴۸ | ۱۹ | وہ | وہ ٹھیرا کہ |
| ۱۴۸ | ۲۳ | کروے وکرے | کردیادکی |
| ۱۵۱ | ۱۹ | وقت۔ | وقت پر |
| ۱۵۴ | ۷ | لڑائی | کڑوی |
| ۱۵۷ | ۱۲ | کوبہ | گوبہ |
| ۱۶۵ | ۲۱ | تعداد ایک | ایک |
| [illegible] | ۱ | [illegible] | اشارہ |
| ۱۶۸ | ۱۵ | ہوپ گرینٹ | |
| | | خطابات ملنے کے سبب سے ہوپ گرینٹ کو سر ہوپ گرینٹ اور سر کولن کیمبل کو لارڈ کلائیڈ لکھا کرین گے ۔ | |
| ۱۸۳ | ۱۳ | آگئی | سیاہ آگئی |
| ۱۸۵ | ۲۰ | میجر | بیچر |
| ۱۸۷ | ۲۰ | تسلیم | نہ تسلیم |
| ۱۸۸ | ۱۵ | نیڈ | میڈ |
| ۱۹۳ | ۱۰ | ملی | پھانسی ملی |
| ۲۰۰ | ۱۰ | لے | نے |
| ۲۰۶ | ۵ | بڑی موئد تھی | بڑے موئد تھے |
| ۲۱۲ | ۱۹ | اپنی | آئینی |
| ۲۱۳ | ۱۰ | ایکٹ مل | ایکٹ |
| ۲۱۳ | ۲۱ | کی | ہوئی |
| ۲۱۵ | ۲۳ | [illegible] | [illegible] |
| ۲۱۶ | ۲۳ | زراعت | پنجم زراعت |
| ۲۱۸ | ۱۳ | اس | اس سے |
| ۲۱۸ | ۱۸ | ۱۸۵۷ء | ۱۸۷۵ء |
| ۲۱۹ | ۲۲ | افغانستان ترکستان کو چھوڑا | افغانستان کا جھگڑا ترکستان |
| ۲۱۹ | ۲۳ | مئی | مین مئی |
| ۲۲۱ | ۲ | بھرتی | بھرنی |
| ۲۲۱ | ۵ | ایلبرٹ | ایلبیرٹ |
| ۲۲۲ | ۲۱ | ہونے | مقرر کرنے |
| ۲۲۳ | ۴ | خبرلون | حمرمون |
| ۲۲۳ | ۱۵ | ہوگیا | ہوگئے |
| ۲۲۴ | [illegible] | [illegible] | [illegible] |
| ۲۲۴ | ۱۳ | تعلیم | تعلیم کی |
| ۲۲۵ | ۲ | وسر | سر |
| ۲۲۵ | ۹ | واٹفیتون | وافعیتون |
| ۲۲۶ | ۶ | ۱۸۹۰ء | ۱۸۹۶ء |
| ۲۲۷ | ۱۴ | حملہ آور | حملہ آوری |
| ۲۲۸ | ۱۶ | وہ | کہ وہ |
| ۲۲۹ | ۲۲ | سام | سیام |
| ۲۳۰ | ۲۰ | وسکونت | وسکونٹ |
| ۲۳۲ | ۶ | شورش | شوورس |

# حصہ سوم

# باب اول

## لارڈ ڈیل ہوزی

جنوری ۱۸۴۸ء کو کلکتہ مین نئے گورنر جنرل انگلستان کے مشہور مدبر لارڈ ڈیل ہوزی رونق افروز ہوئے اسوقت انکی عمر ۳۶ سال کی تھی اب تک ہندوستان مین ایسا کم عمر کوئی گورنر جنرل نہین آیا تھا۔ گو وہ اپنے ساتھ ہندوستان کے انتظام کرنے کا تجربہ نہین لائے تھے مگر طبیعت رسا و فہم و ذکا وہ رکھتے تھے کہ تھوڑے دنون مین گورنمنٹ ہند کے رموز و اسرار سے ماہر اور اسکے کلیات و جزئیات سے واقف ہو گئے۔ انکے عہد ہشت سالانہ نے یہان تینون موسمون گرمی جاڑے برسات کی کیفیت دکھائی نبرد آزمائی و معرکہ آرائی مین گرمی کی کیفیت و ہندوستانی رئیسون کے ساتھ انکے ملکون کی ضبطی مین اپنی سرد مہری سے سردی کی سیر دکھائی اور رفاہ عام و آسائش عباد و معموری بلاد مین برسات کا تماشا دکھایا کہ [illegible] سے ملک کو نہال کر دیا۔ انگریزی عملداری کی تاریخ مین کوئی زمانہ ایسا نہین گذرا کہ اس مین لارڈ ڈیل ہوزی کے عہد حکومت کی برابر صلح و جنگ کے نیک ثمر برابر پھلے ہون [illegible] عظیم [illegible] آئے ہون اور انتظام سلطنت کی ترقیان جلد جلد ہوئی ہون۔

سارے ہندوستان مین ان کے [illegible]

[illegible]

[illegible] مین [illegible] تھے اس سال [illegible] انگلستان مین تجارت [illegible] ہندوستان کی تجارت کو بھی ٹھنڈا کر دیا تھا وہان کے ایک بڑے

بنک کے دوالہ نکلنے نے کلکتہ کے یونین بنک کا دوالہ نکالا تھا جس مین یہان کے اچھے اچھے ساہوکارونکی
کوٹھیان بیٹھ گئین۔
بڑے بڑے دولتمند مفلس اور ہنرمند کاریگر بیکار ہو گئے۔ انگریزون کی ساکھ مین فرق آیا
گورنر جنرل نے اس حالت کو زیادہ بگڑنے نہین دیا خوب سنبھالا۔
لارڈ ڈلہوزی کی ابتدائی تدابیر سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ادنے ادنے باتون پر بھی غور کیا کرتے
تھے اُنہون نے حکم صادر کیا کہ گورون کی ہر بارک مین پنکھے لگائے جائین اور اُن کے کھینچنے کے
لیے قلی نوکر رکھے جائین اور اُنکا سارا خرچ سرکاری خزانہ سے اُٹھایا جائے۔ انکو اعلے درجہ
کی جماعت پر بھی خیال تھا کہ اپریل ۱۸۴۸ء مین حکم نافذ کیا کہ سرکاری کامون مین مقدمات کی پیروی
کرنے کے لیے کل مجسٹریٹون اور حاکمون کو خزانہ سرکاری سے پیشگی روپیہ معقول وجوہ کے بیان کرنے پر
ملجایا کرے اور ہارنے کی صورت مین وہ ان سے واپس لیا جایا کرے۔
اول کھانڈ کے حلقون مین معاملات نے ہتھیارون کی چمک دکھلائی مگر وہ آسانی سے فرو ہوگئی
بمبئی مین یہ واقعات رونما ہوئے کہ ستارہ کا راجہ فنا ہوا۔ نربدا پر کوئلے کی کانون نے اپنا کالا منھ دکھایا
محکمہ خفیفہ کی عدالتین بھی جاری ہوگئین۔ مرہٹے ٹھگون کے گروہ کے سردار نارکوجی نانگریا کے تانتیا
نے پھانسی پائی اسنے اپنے ہمسایہ مین لوٹ مار کی بڑی اودھم مچائی تھی۔ ایک نیا فرقہ بدمعاشون کا پیدا ہوا جو بچون کے
لاہور اور انبالہ کے درمیان ٹھگی کرتا تھا جہاں کسی نوعمر کو بے پناہ دیکھتا اُنکا گلا چیندر [illegible] سے شکار کیے گئے
گھونٹتا انکے گروہ کا پیچھا بدمعاشون کے ہوتے تھے اپریل سے پہلے ایسے بیس گروہ [illegible] در پے مین لگا ہوا
اور انسے زیادہ اور گروہ جو ایک مقام سے دوسرے مقام مین چھپتے پھرتے تھے انکی تلاش
جستجو ہو رہی تھی غرض پنجاب مین سب طرح سے ٹھگون کی پکڑ دھکڑ مین اہتمام ہو رہا تھا۔
لارڈ ہارڈنگ جیسے جنگ مین مستقل مزاج تھے ایسے ہی فتح پانے کے بعد مستقل صلح تھے ہونے
سکھون پر فتح حاصل کرکے مہاراجہ رنجیت کی مملکت میں سے دوآبہ جالندھر کو جدا کر لیا اور پنجاب کو چھوڑ دیا
اس مین مہاراجہ کے جانشین فرمانروا کیا اور یہ ارادہ کیا کہ کمسن راجہ کو شترِ بے مہار سپاہ کے
ہاتھون سے سلامت و محفوظ رکھین۔ کل پنجاب کے ضبط کرنے مین جو صبر و تحمل گورنمنٹ نے اختیار کیا
وہ اسکا ایک تجربہ تھا مہاراجہ دلیپ سنگہ کی مہاراجگی کا اشتہار دیا گیا اور پنجاب ان کے حوالہ ہوا فوج

مطلق العنان نے سلطنت میں ہل چل ڈالکر اسکو فنا ہونے کے قریب پہنچا دیا تہا اسکی تنبیہ کی گئی اس اشتہار
مین مختصر نے بیان کیا کہ اگر اس نیک وقت کو جس مین سکھون کی قوم کو فوجی بدنظمی اور بدنگی سے بچادیا
گیا ہے اسنے رائگان کیا اور انگریزی سپاہ سے اسنے از سر نو جنگ دشمنانہ اختیار کی تو آیندہ گورنمنٹ
ان ... مال و سلامتی کے لیے ضرورت اور عدالت کے موافق انتظامات و بندوبست کریگی اس
شتہار مین ایک امر مشتبہ بیان کیا گیا تہا جسکے نتائج پہلے ہی سے اپنا سایہ دکھلاتے تھے -
با یہ نظر آتا تھا کہ اس تجربہ مین کہ جسکا کرنا بمقتضائے انصاف مناسب تھا کامیابی نہین ہوگی بس
بندہ سلطنت کی بقا مشیت ایزدی کے موافق سکھون کے ہاتھ مین تھی کہ وہ اپنی قسمت کا فیصلہ
اب آپ ہی کرین انکو بتلا دیا گیا تھا کہ وہ اپنی قومی آزادی کو کس طرح قائم رکھ سکتے ہین اور کام کا سارا اختیار
انکے ہاتھون کو دے دیا گیا تھا -
اسکے ماسوا لارڈ ہارڈنگ نے یہ ایک اور کام کیا تھا کہ ملک کی اندرونی انتظامات مین مداخلت
کرنے سے کنارہ کشی کی تھی مگر انہون نے فوج محافظ مقرر کی جو زبردست سلطنت کی طرف سے
زیر دست سلطنت کی محافظت کرے اس انتظام کو انگریزی مین پروٹیکٹوریٹ کہتے ہین -
انہون نے مہاراجہ کے دربار کو اختیار دیا کہ وہ اپنے دستور و آئین کے موافق بندوبست
سلطنت کرین برٹش گورنمنٹ نے انکو سرکش سپاہ کے تحکم سے محفوظ کر دیا ہے انگریزی
سپاہ کے موجود ہونے سے سکہون کی سپاہ خائف رہتی تھی اگر کسی وقت دربار مین کوئی صاحب دانش
اور وطن سے محبت رکھنے والا پیدا ہوتا تو وہ سکہون کی سلطنت کو انگریزی فوج کی محافظت کی بڑی
جو کہون سے نکالکر مدتون تک اسکو زندہ و سلامت رکہتا مگر کوئی شخص ایسا پیدا ہی نہین ہوا کہ حکومت
کرنے کی قابلیت اور منتظم ہونے کی لیاقت رکہتا - برائے نام ریجنٹ (نائب السلطنت) مہاراجہ
دلیپ سنگہ کی ماں تھی مشرق و مغرب مین بہت سی عورتین ایسی ہوئی ہین کہ انہون نے وہ کام
کئے ہین جو مرد بادشاہون سے بہی نہین ہوسکے مگر ایسی عورتون مین سے دلیپ سنگہ کی ماں
نہین تہی - یہ کہنا سچ کے خلاف نہین ہے کہ وہ اپنی ذات سے بہ نسبت ملک کے زیادہ محبت
رکھتی تھی وہ اپنی قوم کے سر پر ایک بد بلا تھی یہ اسکو اختیار تھا کہ وہ اپنی پسند سے اپنا وزیر
جسکو چاہے مقرر کرے سو اسنے ایسا وزیر اپنی پسند سے مقرر کیا جسنے سکہون کی سلطنت کو

خودکشی کا صدمہ پہنچایا بیشک ایسی ضرورت کی حالت مین وزارت کے کامون کے لیے کسی
ایسے دانشمند کا مقرر کرنا نہایت مشکل تھا جو اسکے لیے موزون و موضوع ہوتا۔ مگر جب سرے سے
بہت سے دانشمند آدمی موجود ہی نہ ہون تو انمین کسی دانشمند کا انتخاب ہی نہین ہوسکتا آوہ کا
آوہ ہی بگڑا ہوا تہا۔ والدہ دلیپ سنگہ نے اپنا عاشق زار لال سنگہ وزارت کے
لال سنگہ سے دونو دربار و رعایا کو نفرت تھی اس لیے اسکی وزارت نہین چل سکتی
قابل اور دیانت دار بھی ہوتا تو یہ وقت ایسا تھا کہ اس مین اسکی وزارت کا کام نہین
تھا غالباً وہ پنجاب مین مستحکم سکھ گورنمنٹ کے دوبارہ قائم کرنے کے لیے بدترین نالائق
وزیر تھا مگر اسکے حق مین یہ انصاف بھی کرنا چاہیئے کہ اسکے آگے کیسی کیسی دقتین پیش آرہی تھیں
سپاہ موقوف اور جاگیرین ضبط ہوگئی تھین خزانہ خالی پڑا تھا جسکا ناپسندیدہ تخفیفون سے پر کرنا پڑا تھا لال سنگہ مین بھلا یہ صفات
کہان تھین کہ وہ رنج آمیز حاجتون کے دفع کرنے کے لیے فروتنی اختیار کرتا اور سلطنت کی اشد
ضرورتون کے دور کرنے کے واسطے اپنے تئین فدا کرتا۔ اگرچہ اس ملک مین پولیٹکل نیکی
کم لوگ سمجھتے ہین مگر وہ کسی مستقل طریقے کو قومی بہبودی و بھلائی کے لیے اختیار کرتا تو یقینی
لوگون کے دلونمین اسکی نسبت کسی تعظیم کا خیال پیدا ہوتا مگر وہ تو یہ غضب کرتا تہا کہ اور دونکو مفلس بنا کے
اپنے تئین متمول کرتا اپنے رشتہ دار اور دوستون کی حرص و آز پورا کرنے کے لیے بیہلے انسون پر
دست دراز کر کے تباہ کرتا وہ حکمرانی محض اسلیئے کرتا کہ عز وجاہ حاصل ہو خود بدنہاد بد آدمیون سے
یارانہ رکہتا تہا کہ اسکی شہوت پرستی و نفس پروری کے کام نکالین وہ انگریزون کے دلون کے خوش
کرنے کے واسطے انکی نہایت آؤبھگت و تواضع و تعظیم کرتا کہ وہ اُسے دیکھ کر ششدر رہجاتے تھے
تمام سپاہ محفوظہ کی خاطرداری مین مکارم اخلاق کو دکھاتا مگر وہ اس امر واقعی کو کسی طرح مخفی نہین
رکھ سکتا تہا کہ اسکی وزارت سے سکھون کی مستحکم و ہموار گورنمنٹ نہین قائم ہوسکتی۔
برٹش گورنمنٹ کے ذمے لال سنگہ کی وزارت کی ناکامیابی کی جوابدہی کچھ نہین تہی اس کو
وزارت کے لیے رانی نائب السلطنت نے پسند کیا تہا انگریزی گورنمنٹ کو بے چون و چرا
اسلیے پسند کرنا پڑا تہا کہ عہدنامہ کے بموجب وہ لاہور کی سلطنت کی اندرونی نظم و نسق مین کسی
قسم کی مداخلت اور دست اندازی نہین کرسکتی تھی مگر اب سنگینون کی نوک سے بدأطوار حکمران اور

زشت کردار وزیر کو سہارا دیتے تھے اسلیئے وہ ان کی مدد کا یون کی معاون تھی اگر یہ انکو سہارا
نہ ملتا تو وہ مدت تک زشت افعال کے مرتکب نہین ہو سکتے تھے عہد و پیمان صرف سال حال کے
لیے تھا اس تھوڑی مدت مین بہت کم احتمال یہ تھا کہ لال سنگہ تمام ان مشکلات اور خوفون کو جو اُسکے
وزارت کو چارون طرف سے گھیرے ہوئے تھے پہاڑ کا بار اُٹھا دیگا۔

جلد یہ بات ظاہر ہوگئی کہ لال سنگہ جیسا اپنے ملک کے ساتھ بیوفا تھا ایسا ہی دو
دمن گورنمنٹ کے ساتھ تھا جسکا حال ہم نے مفصل گلاب سنگہ و امام الدین و کشمیر کے معاملات
مین لکھا ہے جسکا نتیجہ یہ تھا کہ وہ وزارت سے معطل ہوا و مقید ہوکر بیدار وطن ہوا اسکی معزولی
کے ساتھ معاً تجربہ اول ختم ہوا جو قومی آزادی کی بنا پر سکھون کی منشا و سنگہ گورنمنٹ کے
دوبارہ قائم کرنے کے لیئے کیا گیا تھا۔

اب ایک دوسرے تجربہ کا امتحان شروع ہوا۔ پنجاب مین ایک پنجابی بھی ایسا نہ تھا کہ جس کے
ہاتھ مین عنان سلطنت بے خوف و خطر دے دی جاتی جیسی کہ انگریزی فوجی قوت اس لیئے
درکار تھی کہ سکھونکی دنگئی فوج کو ڈراتی و دباتی رہے ایسی ہی انگریزی فراست و کیاست و دیانت
کی حاجت اس وجہ سے تھی کہ وہ سکھون کی غلیظ صلاح و مشورون کو پاکیزہ بنائے لارڈ ہارڈنگ کے
سامنے ایسے معاملات پیچ در پیچ پیش آئے کہ اُنکو مجبوری اپنی پہلی مرضی کے خلاف حکم دینا پڑا
کہ برٹش گورنمنٹ سکھون کی سلطنت کے معاملات اندرونی مین مداخلت کرے اور سکھون کی
گورنمنٹ خودکشی سے یون بچائی جائے کہ ایک پنجابی گورنمنٹ مقرر ہو جسکا پریسیڈنٹ ایک انگریز
ملکی مقرر ہو۔ خالص پنجابی گورنمنٹ کی جو کھون پھر نہ اُٹھائی جائے پس انہون نے ایک کونسل
ریجنسی مقرر کی جسکا پریسیڈنٹ انگریزی رزیڈنٹ مقرر ہوا جسکے معنے یہ تھے کہ پنجاب کا اصلی فرمان دو
برٹش رزیڈنٹ ہوا۔

یہ پنجاب کی بڑی خوش نصیبی تھی کہ اسکی گورنمنٹ کا اول پریسیڈنٹ کرنیل ہنری لارنس صاحب
مقرر ہوئے۔ اس پاک نفس کی ذات اوصاف حمیدہ اور خصائل جمیلہ کی جامع تھی ان میں بڑا کمال
یہ تھا کہ اسنے مشرقی خصائل کو جو مغربی خصائل سے غیر ہوتی ہین اس طور سے مطالعہ کیا تھا کہ وہ
ان کے کامون کی نیت و علت کو فوراً سمجھ جاتا تھا وہ مہاراجہ رنجیت سنگہ کا قائم مقام مقرر ہوا اور

سلطنت کے پرانے کاروبار مین بالکل تحتا تھا اس کے ماتحت بہت سے انگریزی اور سکھ گورنمنٹ کے پرانے افسر تھے جو انکی ہدایتون اور حکمون کے موافق کام کرتے تھے۔ بظاہر انکے انتظام و بند و بست سے سب راضی خوشی معلوم ہوتے تھے اور رانی اور اسکا عاشق زار دونو اپنا انتقام لینا چاہتے تھے۔

۱۸۴۷ء مین پہلی شکل افق پر کوئی گھٹا نہ تھی کونسل ریجنسی ہنری لارنس۔

اسطرح گورنمنٹ کامون کو انجام دے رہی تھی کہ سب جگہہ ملک مین امن آمان تھا ہوتا جاتا تھا سکھون کی سپاہ اپنی قسمت پر راضی خوشی بیٹھی ہوئی تھی اسکے انگریزی افسر فائدون اور آسائش اور آرامون کے لیئے بڑی کوشش کرتے تھے وہ بتدریج اپنی اطاعت ڈسپلن کی عادت ڈالتی جاتی تھی۔ انگریزی افسر لاہور پشاور اٹک جو۔ ہزارہ مین سکھون اور پٹھانون کی رجمنٹون کو قواعد چپ چاپ سکھاتے تھے اور سکھون کے اعلے عہدہ دارون کو نیک گورنمنٹ کے سبق پڑھاتے تھے کرنیل ہنری لارنس کا عقل دوراندیش جانتی تھی کہ یہ ساری ظاہری جلوہ نمایان ہین باطنی حالت کچھ اور ہی ہے۔ خالصہ کی شکستہ حال سپاہ اپنی اکثر شکستون کو یاد رکھتی ہے وہ یہ خیال کر رہی ہے کہ ہم اپنی کھوئی ہوئی عظمت و شان کو پھر حاصل کرین گے ہماری مردہ امیدین پھر زندہ ہوکر ہم سے ایسی سعی و کوشش کرائین گے کہ ہم کامیاب ہونگے۔

انگریزی قوم کو اپنے نفس سے ایسی محبت ہے کہ ہندوستان مین سب جگہہ اپنی استیلا و استعلا کی مداخلت کو یہہ یقین کرتی ہے کہ ہندوستانی اسکو اپنے لئے بڑی برکت اور نعمت سمجھتے ہین اسی سبب سے بر خود غلط ہوکر مغالطہ اور دہوکہ مین آجاتی ہے مگر فرزانہ یگانہ لارنس اس دھوکہ مین کب آنے والا تھا اسکی عقل دوراندیش خوب سمجھتی تھی کہ خواہ ہم کیسی ہی نیک نیتی اور صلح جوئی سے کام کرین مگر یہ نہین ہوسکتا کہ یہان انگریزی سپاہ مقیم ہو اور اسکو خالصہ سپاہ دیکھکر دل مین جلے نہین اور سکھون کے دربار کی جگہہ انگریزی افسر کام کرین وہ اسکو دیکھہ کر حسد و بغض و انتقام کے درپے نہ ہو۔ یہ تعجب ہے کہ یہ امن آمان بظاہر نظر آرہا ہے آئندہ حال خواہ کچھہ ہی ہو بالفعل تو سب طرف ہر طرح خوشحالی نظر آتی تھی اور اسکے قائم کرنے مین انگریزی عہدہ دار ہمہ تن ساعی تھے سول کے انتظام مین جب ہی انگریزی مداخلت ہوتی تھی کہ رعایا کی کثرت منفعت کے لیئے اسکی اشد ضرورت ہوتی تھی۔ رزیڈنٹ کے ماتحت زیادہ تر بڑے بڑے لائق افسر صاحب سیف والقلم تھے جنکے نام نامی یہہ ہین اڈورڈس

نکلسن سے تھے ٹیلر۔ لیک۔ لمسڈن۔ بیچر۔ جارج لارنس۔ جیمس ایبٹ اور سول افسر تھوڑے سے
بہہ تھے جنکے نام وینس ایگنیو اور تھرکوکس تھے۔ انہین بعض افسرون کے کارہا رنمایان سے
تاریخ بھری ہوئی ہے۔ گورنر جنرل اور رزیڈنٹ اور اس کے افسر سرتاپا انسانیت کی روح بن رہے
تھے بہ کشی دستی و بردہ فروشی کی جان نکال رہے تھے۔ زراعتی اضلاع مین بیگارین رعایا کے گرفتار
ہونے کے دستور مٹا رہے تھے۔ دیوانی و مالی قوانین و آئین کو رعایا کی بہبودی و آسودگی کے لیئے کامیابی
بکر . . سر نو تبدیل و ترمیم کر رہے تھے برمٹ وکسٹم و محصول کے نئے قواعد بنائے گئے تھے جنسے
بہت فائدے حاصل ہوتے تھے مالگزاری اراضی بڑھانے کے جائز قاعدے بنائے
تھے اور بے ضرورت خرچ تخفیف مین اسطرح آئے تھے کہ سرشتون کی کارروائی مین کوئی خلل نہین آتا
تھا اس سبب بڑی بچت ہوتی تھی اور کسی کارروائی مین خلل نہین آتا تھا اہل زراعت کی مدد کی جاتی تھی کہ وہ کنوئین
بنا مین اپنی اراضی مین آبپاشی کرین اور اپنی زراعت کی پیداوار کو بڑھائین جس سے انکو خود بھی فائدہ پہنچے اور سرکار کو بھی نفع حاصل ہو
اہل زراعت کے لیئے نفع رسانی کا یہ سامان تیار ہو رہا تھا سپاہ کی خوشحالی کے لیئے یہ قاعدے
مقرر ہوئے تھے کہ انکو تنخواہ اور پنشن باقاعدہ ملا کرے اور انکو یقین دلایا جائے کہ غارتگری سے
جو فائدے بے قاعدہ حاصل ہوتے تھے اب انسے زیادہ فائدے وقت پر تنخواہ ملنے سے اور
اُن کے حال پر انگریزون کی شفقت و عنایت کرنے سے حاصل ہونگے۔
جتنا برس بڑھتا گیا اتنی خوش حالی بڑھتی گئی اس مین کچھ کمی نہین آئی جون مین رزیڈنٹ نے رپورٹ
بھیجی کہ سپاہی جو موقوف ہوئے تھے انہین سے اکثر ہل چلانے اور پیشہ و حرفہ کرنے لگے ہین اور
اہل زراعت کو برٹش حکومت سے روز بروز زیادہ فائدے پہنچتے ہوئے نظر آتے ہین لیکن
لارنس صاحب نے اس امر واقعی کو بھی دیکھ لیا کہ اگرچہ پنجاب مین ایک حشر برپا کرنے کا عزم شکستہ
ہوگیا ہے مگر وہ مردہ نہین ہوا سب طرف بہت سے شرارے اُڑ رہے ہین جب انکو کوئی
ایسی جگہ ملجائیگی جسمین جلنے کی قابلیت ہوگی تو شعلہ انگیزی ہونے لگیگی اُنہون نے لکھا کہ اگر
ہر سردار اور سکھ دانائی اور بے ریائی سے جو اسکی تمام مراسلت سے عیان ہوتی ہے یہ اقرار
کرے کہ مین اپنے ملک کی پست حالی سے راضی ہون تو ہماری بڑی نادانی و حماقت ہے کہ اسکی
بات کا یقین کرین اور ایک لمحہ کے لیئے بھی اس مین شبہ کرین کہ اس گروہ مین سے جو ہماری

تعریف میں بڑا غلو کرتی ہے بہت سے آدمی ایسے ہیں کہ وہ ہماری فتح کی برداشت نہیں کر سکتے جبتک
وہ ہماری اطاعت میں آتے جاتے ہیں اسقدر اپنے زوال حکومت پر طیش آتا جاتا ہے۔ ہمارے
کیمپ میں ایسے آدمیوں کی کمی نہیں کہ وہ سر ہلا ہلا کر کابل کے حادثہ عظیم کا ذکر کرتے اور یہ پیشین گوئی
نہ کرتے ہوں کہ انگریزوں کا یہاں بھی قتل عام ایسا ہی ہوگا جیسا کہ کابل میں ہوا تھا اور انکو وہی مصائب
یہاں پیش آئینگے جو وہاں آئے تھے۔ مگر پنجاب و کابل کی حالتیں متماثل و متشابہ نہیں ہیں کا ۱۲ گی
عہدہ داروں کو غالب خیال یہ تھا کہ وہ امن و عافیت میں ہیں مگر پنجاب میں انگریزی عہ
یہ یقین نہ تھا کہ ملک کا بند و بست ہو گیا ہے اور ہم نے جو پنجاب پر قبضہ کیا ہے وہ رعایا اور
امیروں کو پسند ہے اگرچہ بفضل الٰہی وہ ایسی بہتیری کوشش کرتے تھے جو کامیابی کی مستحق
مگر وہ یہ خوب جانتے تھے کہ ہم جن امیدوں میں بیٹھے ہیں وہ ایک نہ ایک دن خاک میں ملینگی او
اور سارے تجربوں میں ہمیں ناکامیابی ہوگی۔ وہ اپنی خوش حالی میں بد اقبالی کی ساعت سے
مقابلہ کرنے کو آمادہ رہتے تھے انگریزوں کے پیچھے کوئی کھٹکا ایسا لگا ہوا نہ تھا جیسا کہ مہارانی
والدہ دلیپ سنگھ کا وہ بڑی بے چین طبیعت کی رانی تھی وہ جانتی تھی کہ انگریزوں نے مجھے
حکومت سے محروم کیا ہے اور مجھے عاشق زار سے مہجور کیا ہے وہ میرے بیٹے کو اپنے
ہاتھ کی کاٹ کی پتلی بنا رہے ہیں اسلیئے اسکو انگریزوں سے سخت نفرت قلبی تھی وہ انگریزوں
کی اکھاڑ پچھاڑ میں اور ریذیڈنٹ کے قتل کی سازش کرتی تھی مگر وہ مخفی نہ رہتی تھیں کھل جاتی تھیں
جسکی سزا اسکو یہ دی گئی کہ وہ شیخوپور میں جو سب سے زیادہ پُرامن حصہ ملک کا مسلمانوں کی
آبادی کا تھا جلا وطن کی گئی جب اسکے بھائی نے لاہور سے جانے کا حکم سنایا تو وہ ذرا چین
بجبیں نہیں ہوئی اور سفر کے لیئے جلد تیار ہوئی۔

اب ایک بڑا تغیر یہ ہوا کہ لارڈ ہارڈنگ ولایت روانہ ہوئے اور لارڈ ڈیل ہوزی اُن کی جگہ
گورنر جنرل مقرر ہوئے اور سر ہنری لارنس بھی اُن کے ساتھ ولایت گئے۔ مارچ میں اُن کی جگہ
سر فریڈرک کری آئے۔ لارڈ ہارڈنگ ایک لائق صلح کرنے والے اور ایک لائق سیاسی
مدبر تھے وہ یہ چاہتے تھے کہ پنجاب کا جو تعلق برٹش سے ہوا ہے وہ سکھوں کے لئے ایک
برکت اور نعمت ہو اور انکی قومی آزادی برقرار رہے یہ انکی سچی دلی تمنا تھی اس میں کوئی پولٹکل

اپنے پیچ نہ تھا یہہ بات نہ تھی کہ فقیر ڈالتا ہے کچھہ اور نکالتا ہے کچھہ -

لارڈ ڈلہوزی نے دیکھا کہ پنجاب مین ہر ایک طرح سے امن و عافیت ہے اسپر یہ نیا سال ۱۸۴۹ء
بڑا مبارک آیا ہے انگریزی افسر ہنری لارنس کے شاگرد رشید ملک کی بہبودی اور آسودگی کے لیئے
بڑا اہتمام کر رہے ہین - ہر ضلع مین بندوبست مالگزاری ہو رہا ہے ملک کے لیئے دیوانی - فوجداری
مالی دستور العمل تیار ہو گئے ہین غرض پنجاب کی حالت ایسی تھی کہ گورنر جنرل نے ولایت کی چھٹیون
مین لکھا ہین پنجاب کی حالت سے مطمئن و رضامند ہون گرمی مین پنجاب سے ایسی خبرین کلکتہ
کو ... لانکو پریشانی آمیز مکاتبت کرنی پڑی -

ستمبر ۱۸۴۴ء مین ملتان کے لائق اور مستعد دیوان ساونمل کو ایک آدمی نے جان سے
مار ڈالا اسکی جگہ اسکا بیٹا مولراج گدی پر بیٹھا - مولراج نے یہہ بڑی شہرت پائی کہ وہ حکمرانی مین
بڑا صائب الرائے اور روشن خیال اور منصف مزاج ہے اسکی یہہ شہرت بھی ہوئی کہ وہ بڑا دولتمند
ہے - اس ملک مین دولتمندی کی شہرت بڑی خطرناک ہوتی ہے - لوگون کو یقین تھا کہ
ساونمل نے بھی ملتان مین بڑے خزانے دولت کے جمع کیئے ہین جب اسکا بیٹا جانشین ہوا
تو لاہور کے دربار نے اس سے جانشینی کا نذرانہ ایک کروڑ روپیہ مانگا مولراج نے عذر کیا کہ مین یہ زر
کثیر نہین ادا کر سکتا مگر پھر آپس مین یہہ فیصلہ ہوا کہ جو روپیہ پہلے مانگا گیا ہے اُسکا پانچوان حصہ
مولراج ادا کرے یہہ روپیہ وہ ادا کر دیتا اگر پنجاب مین ہلچل نہ پڑ جاتی اور دربار پریشان حال نہ ہوتا
جب سکھون کی گورنمنٹ دوبارہ قائم ہوئی تو مولراج سے نذرانہ کا اٹھارہ لاکھ روپیہ اور خراج کی
باقیات کا روپیہ طلب کیا گیا کہ وہ لاہور کے خزانہ مین داخل کرے گا تو وہ ملتان مین اپنی دیوانی پر
بدستور مقرر رہے گا اگر اس روپیہ کے ادا کرنے مین دیر لگائے گا تو سپاہ اُس پاس بھیجی جاویگی کہ وہ بالجبر
روپیہ وصول کرے - مولراج نے اس روپیہ کے ادا کرنے سے انکار کیا - سپاہ بھیجی گئی اُسنے جھنگ پر
مولراج سے شکست پائی جس کے سبب سے اسکی دیوانی کے علاقہ سے ضلع جھنگ الگ کر لیا گیا اور
باقی ملک پر تہائی خراج بڑھایا گیا - جب اس طرح دھمکایا گیا تو اُسنے برٹش گورنمنٹ سے درخواست کی کہ وہ
اس معاملہ مین مداخلت کر کے اسپر مہربانی کرے وہ اپنی ثالثی سے اسکا فیصلہ کر دے اُسکو مین منظور کرونگا
نتیجہ اسکا یہہ تھا کہ ۱۸۴۶ء کے موسم خزان مین مولراج لاہور مین آیا اور اسنے وعدہ کیا کہ جسقدر روپیہ کا

سطالبہ ہے اسکو باقساط ادا کرونگا۔ اسپر یہ جرمانہ کیا گیا کہ ملک کا ایک حصہ جسپر وہ زر مالگذاری وصول
کرتا تہا علیحدہ کر لیا گیا اور باقی ملک اسکو تین سال کے لیئے دیا گیا۔ اس انتظام سے وہ راضی ہو گیا
لیکن وہ یہ چاہتا تہا کہ برٹش گورنمنٹ اس انتظام کی ضامن و کفیل ہو مگر برٹش گورنمنٹ نے اس کی
اس درخواست کو منظور نہین کیا وہ ملتان کو واپس چلا گیا ایک سال سے کچھہ زیادہ مولراج
اس ملک مین جو اسکو دیا گیا تھا صلح و آشتی کے ساتھہ رہا۔ برٹش عہدہ دارون نے ملتان
مقدمات مین کسی طرح کی مداخلت نہین کی۔ یہ ملک مستثنی تھا کہ اس مین اصلاح بندوبست مالگزاری نہ کیا جائے اور سسٹم کا جو نیا دستور العمل بنایا گیا ہے وہ اس مین
کیا جائے۔ لاہور کے دربار سے جو اسکا معاہدہ ہوا تھا وہ اس کی شرائط کو بڑا سخت سمجھتا
سختی کی رسی کے ترقی کرانے کے لیئے وہ ۱۸۴۷ء کے اخیر مین پھر دار السلطنت مین آیا۔ اسنے خراج مولور
مین کمی کے ہونے کے لیئے دربار سے سازشین کرنی شروع کین جب کوئی انتظام اسکی خاطرخواہ
نہین ہوا تو اسنے دربار کو اطلاع دی کہ وہ اپنے دیوانی کے عہدہ سے جسمین اسکو کچھہ فائدہ نہین ہے
مستعفی ہونا چاہتا ہے۔ جن شرائط پر عہدہ دیوانی مجھے بالفعل دیا گیا ہے اسکے موافق مجھے دیوان
رہنا پسند نہین ہے اور یہ جو خراج کی افزائش ہوئی ہے وہ مجھے ناگوار ہے میری صحت اچھی نہین
اور میرے خاندانی جھگڑے ایسے ہین کہ جنہون نے میری زندگی کو تلخ کر دیا ہے نئے رزیڈنٹ سے
میری درخواست یہ ہے کہ مجھے جاگیر مرحمت ہو اور پہلے حساب کے دینے پر مجبور نہ کیا جاؤن۔
یہ درخواست اسکی بمقتضائے طبع بشری تھی اسکی دولت پر اسکے رقیب اُدہار کہائے بیٹھے تھے جس سے
اسکی طبیعت برافروختہ ہوتی تھی۔ رزیڈنٹ صاحب نے اسکی درخواست سننے کے لئے کانون مین
ٹیٹھیان دے لین دربار نے اس سے کہا کہ وہ اپنا استعفے حسب ضابطہ بھیجدے وہ منظور کیا
جاویگا۔ مگر اسکے بھیجنے مین وہ خود خوب غور و تامل کر لے۔ مولراج نے استعفا بغیر کسی شرط کے
بھیجدیا۔ دربار نے اسکی جگہہ سردار کھان سنگہ کو مقرر کر دیا کہتے ہین کہ وہ بڑا بہادر سپاہی
اور عقلمند تہا اسکی تنخواہ اس عہدہ دیوانی کے لیئے مقرر کر دی اور اسکے ساتھہ سرکار کمپنی کے
سول ملازم وینس اگنیو صاحب کو اور بمبئی کے ایک فوجی افسر لفٹنٹ انڈرسن کو ہمراہ
کیا اور پانچ سو سپاہ قلعہ کی محافظت کے لیئے انکے ہمراہ کی۔ گرمی سے بچنے کے لیئے افسر

دریا کی راہ سے گئے اور سپاہ خشکی کی راہ سے اسلیئے افسرون اور سپاہ مین راہ مین کوئی اتحاد و موانست نہین پیدا ہوئی جسکا نتیجہ یہ پیدا ہوا۔ ۱۸۔ اپریل کو یہ دونو لشکر ملتان کے قریب عیدگاہ مین جسکا ایک حصہ بنا ہوا تہا خیمہ زن ہوئے اس تاریخ مولراج انگریزی افسرون سے بڑی فروتنی اور انکسار کے ساتھ ملا اور یہ انتظام کیا گیا کہ دوسرے روز نئے دیوان کو قلعہ حوالہ کیا جائے۔

۱۹۔ اپریل کو لچھمن یا لکھان سنگہ کے ساتھ دونو انگریزی افسر قلعہ مین گئے مولراج گھوڑے پر سوار ساتھ تھا اسنے انگریزی افسرون کو قلعہ کی کنجیان حوالہ کین قلعہ کی محافظت دوگورکھون کی پلٹنون کو سپرد ہوئی اور مختلف مقامون پر سنتریون کا پہرہ جما یا قلعہ مین جو ملتانی سپاہ پہلی تھی اسکو جمع کرکے اگنیو صاحب نے انسے خوش کن باتین بنائین اور انکی بدستور نوکری رکھنے کا وعدہ کیا۔ جب سب طرح کا انتظام ہوگیا تو کہان سنگہ کے گروہ نے اپنے کیمپ کی طرف راہ لی قلعہ کے باہر کے دروازہ کے نزدیک خندق پر جو سپاہی کھڑے ہوئے تھے انمین سے ایک سپاہی نے جسکا نام امیرچند تھا اگنیو صاحب کے بازو کے نیچے نیزہ مارا۔ وہ اپنے شائستہ گھوڑے سے گرے صرف اُن کے پاس لکڑی ہتھیار رہتا جسے اُنہون نے اس لچے حملہ کرنے والے پر ضرب لگائی اسنے مدد کے آنے سے پہلے تین دفعہ آنپر تلوار کا وار کیا اس اثنا مین مولراج اپنے گھوڑے کو لپکا کر اپنے خاص عام باغ مین اپنی جان بچانے کے لیئے یا دغا دینے کے لیئے چلا گیا۔ کہان سنگہ و رنگ رام مولراج کے سررشتہ دار نے ہاتھی پر اگنیو صاحب کو ڈالکر عیدگاہ مین پہنچایا۔ مولراج کے سوارون مین سے ایک سوار نے لفٹنٹ انڈرسن کا تعاقب کرکے سخت زخمی کیا اور مردہ جانکر چھوڑکر چلا گیا گورکھی سپاہیون نے اُنکو ڈولی مین ڈال کر عیدگاہ مین پہنچایا۔ اگنیو صاحب نے اس حال مین بھی اپنی خستہ حالی اور اپنی جان جوکھون کی رزیڈنٹ کو رپورٹ بھیجی اور جنرل کورٹ لنڈ کو ڈیرہ اسماعیل خان مین اور لفٹنٹ اڈورڈس کو بنون مین اطلاع دی۔ ان اشراف زخمیون کو امید تہی کہ عیدگاہ مین ہم اپنی محافظ سپاہ سے دشمنون سے مقابلہ جب تک کرین گے کہ ہماری امداد آجائیگی مگر انکی سپاہ نے اپنی نامردی سے یا دغا بازی سے اپنی امید مین انکو ناامید کردیا۔ اگنیو صاحب نے اس اپنی روحانی و جسمانی تکلیف مین بھی اپنے دل کی مضبوطی کو دکھایا کہ اُنہون نے مولراج کو لکھا کہ اس دغا بازی کا سبب بتلائے اور مجرمون کے گروہ کو

گرفتار کرکے ہمارے حوالے کیجئے یہ بھی اپنے اوپر مہربان کرنے کے لیئے لکھا کہ آپ کی نسبت ہم کو اس سازش مین شریک ہونے کا ذرا بھی شبہ نہین مولراج نے اسکے جواب مین لکھا کہ قلعہ کی سپاہ ساری سرکش ہوگئی ہے نہ مین مجرمون کو حوالہ کرسکتا ہون نہ خود آسکتا ہون بہتر ہوگا کہ آپ اپنی امان کے لیئے خود سامان کرلین ایک دن تک قلعہ اور عیدگاہ کے درمیان گولہ اندازی ہوتی رہی عیدگاہ مین تہوڑی سی سپاہ تھی وہ بھی بھاگ گئی۔

۲۰ - اپریل کی شام کو ایک جشیون کا گروہ غل مچاتا اس شوق مین کہ جو کام بعض نے ایک پہلے شروع کیا ہے اسکو پورا کرے وہ عیدگاہ کی بڑی برج کے اندر داخل ہوئے وہان اندرسن نزع کی حالت مین پڑے ہوئے تھے اور اگنیو صاحب سے جو انکی نسبت کم زخمی تھے وداع ہونے کے لیئے ہاتھ ملا رہے تھے۔ اس گروہ نے اول حملہ اگنیو صاحب پر کیا پہلے انکو خوب گالیان دیکر انکو بھڑاس نکالی اور پھر گودر سنگہ نے قتل کے لیئے تلوار اٹھائی اگنیو صاحب نے آخر الفاظ یہ کہے کہ اگر تیری مرضی ہو تو تو مجھے مار مگر میری موت کا انتقام لینے والے انگریز بہت ہین۔ تلوار کے تیسرے وار مین انکا سر فرش پر غلطان ہوا انکے زخمی دوست بھی نصف درجن تلوارون کے زخمون سے فنا ہوئے انکی زخمی لاشین باہر گھسیٹی گئین اور مرے پر سو درے ہوئے اور طرح طرح کی ان کی تفضیح کی گئی۔ مردون کے سر مولراج کے قدمون مین ڈالے گئے پھر اور آدمیون نے انکو ٹھکرایا اور بارود ملی گئی اور وہ آگ پہ جلا کر خاکستر کیئے گئے انکے جسم بے سر قبر مین دفن ہوئے قبرین بھی دو دفعہ اکھیڑی گئین اور کفن اتار لیا۔

یہ تحقیق نہین ہوتا کہ اس کام مین مولراج کا کسقدر حصہ تھا آدمی کے دل کی تہ کی بات تحقیق نہین معلوم ہوتی اور انگریزون اور ہندوستانیون کے دلون مین تو ایسا تفاوت ہے کہ ہمیشہ ان کے دلون کی باتون کے سمجھنے مین آپس مین غلط فہمیان ہوتی ہین۔ یہ باتین تو بتاتی ہین کہ مولراج نے یہ سازش نہ خود بنائی تھی نہ اسکو آگے بڑھایا تہا کہ امرت سر مین اور بنارس مین اپنا روپیہ امانت رکھا تھا اور خراج کی باقیات کا روپیہ اس بلوہ کے شروع مین لاہور بھیجا تہا اور اسکی ظاہری درخواست یہہ تھی کہ اسکا اپنے عہدہ کی خدمات سے فرصت دی جائے جان لارنس اس پنے یقین کا اقرار کرتے ہین کہ اس سال کے مارچ کے مہینے تک اسنے جو درخواست استعفے کی خوشی سے چند مہینے پیشتر کی تھی اس سے

مولراج کا اس سازش مین حصہ

ہٹنے کا ارادہ اُسنے نہیں کیا پہلے دسمبر مین لارنس صاحب سے یہی درخواست عبر کی تھی کہ میری طاقت ایسی گھٹ گئی ہے اور دل ایسا بیٹھ گیا ہے اور صحت ایسی بگڑ گئی ہے کہ مجھ سے اپنے عہدہ کا بار اُٹھ نہیں سکتا اس سے مجھے رہائی دیجئے اور استعفا لیجئے اور اس استعفے کو لاہور کے دربار سے مخفی رکھیے۔ وہ چاہتا تھا کہ مین چپ چاپ انگریزون کو ملتان کا صوبہ حوالہ کردون مگر یہ راز جو لارنس نے مخفی رکھا تھا اُسکا حال کھلنے نہیں دیا تھا وہ بدنصیبی سے فریڈرک کری صاحب کے آنے سے کچھ دیر کے بعد بطرح کھلا کہ انگریز کے آنے سے پہلے سلکو یہ صوبہ چپ چاپ حوالہ کیا جاتا تا ایک سکھ سردار دیوان مقرر ہو کر ملتان مین لاہور سے بھیجا گیا وہ ایک عام پسند دیوان مولراج کی جگہ مقرر ہو اور وہ اسپر ایسے طعن تشنیع کرے جیسے کوئی سخت دشمن کرتا ہے۔

اب اسکے برخلاف یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب سکھ کے قائم مقام ہونے سے جو مولراج کے دل مین شعلۂ غضب اوٹھا تھا اسپر انگریزون کی ملاقات نے اونکا اجھلا۔ ۱۸ کو جو اگینیو صاحب سے ملاقات ہوئی تھی تو انہون نے مولراج سے صرف سال گذشتہ ہی کا حساب نہیں مانگا بلکہ گذشتہ چھ سالون کا حساب طلب کیا یہ اسکی امید کے برخلاف تھا وہ یہ جانتا تھا کہ مجھ سے صرف ایک سال کا حساب مانگا جائیگا اسلیئے وہ بہت ناک بھون چڑہا کر اور ناراض ہو کر صاحب کے پاس سے چلا گیا۔ اسوقت سے اسکے سینہ مین انتقام و کینہ کے خیالات کا جوش اٹھا جس دن مقتول افسر قلعہ مین گئے ہین تو اسنے انکو سمجھایا کہ اب اپنے ساتھ کے محافظ سپاہیون کو کم کر دیجئے مگر جب اس سے اپنے محافظین کے گھٹانے کی درخواست کی گئی تو اسکے ماننے سے انکار کر دیا۔

پھر نتیجہ یہہ صاف معلوم دیتا ہے کہ اسنے مجرمون کے گرفتار کرنے مین اور انکو جرم سے باز رکھنے مین کچھہ کوشش نہین کی اور اسنے اپنے ملازمین کو سزا نہین دی بلکہ انعام دیا جب غدر سنگہ اگینیو کا سر کاٹ کر مولراج کے پاس لایا تو اسکو ایک ہاتھی اور بہت سا روپیہ اور صاحب ممدوح کا گھوڑا انعام دیا ان افسرون کے مقتول ہونے سے پہلے نہ پیچھے اسنے ایمانداری سے یہہ کوشش کی کہ اسکے نام پر جو یہہ الزام لگایا گیا تھا اسکو مٹا دے۔ اسنے صرف ایک خط ۱۹ کو لکھا جسمین اس نے اپنے تئین یون بچایا کہ فوج و مفسد سپاہ نے مجھے دہمکیان دے کر بالجبر آپ کی ملاقات سے روک رکھا ہے۔ اب بجائے اسکے کہ وہ ان افسرون سے ملاقات کرنے جاتا اپنی ماں پاس گیا

اور اس سے صلاح پوچھی کہ اس حال مین کیا کرنا چاہیئے تو ساونمل کی بیوہ نے کہا کہ تو مرد کی طرح کام کر اپنے امیرون و سردارون سے صلاح لے عورتون کے پاس صلاح لینے کے لیئے نہ آ اسپر مولراج نے ۲۰ اپریل کو اپنے سردارون کے گروہ کو بلایا انہون نے آنکر اسکو جنگ پر ابھارا اور سکھون نے اسکی کلائی مین لڑائی کا کڑا پہنا یا دوسرے دن صبح کو اسنے اپنا خزانہ اور اپنا کنبہ کو قلعہ مین بھیجدیا اور اشتہار جاری کردیئے کہ سب آدمی اسکی حمایت کے لیئے اور انگریزون سے لڑنے کے لیئے تیار ہون۔ نئے ملازم رکھنے اور سامان حرب وضرب وخزانہ جمع کرنا شروع کیا اسکے تمام قواء جو سوتے تھے وہ بیدار ہوگئے نہ اسکو خود اور نہ اورون کو یہہ سان گمان تھا کہ وہ ایک بڑی فور تحریک کا محرک ہوگا اور قسمت اسکو ایک بڑا بہادر بنا دیگی۔ اسی شام کو کہ اگنیو صاحب کے ایلچی مرحمت وعنایت کی درخواست کر رہے تھے اسکے نوکر انکو قتل کرنے کے لیئے جا رہے تھے۔

مولراج کی باتون کو خواہ کیسی ہی سچے طور پر مطالعہ کیجے مگر اس مین شبہ نہین ہوسکتا کہ اس شب مین جو افسر قتل ہوئے انکی جوابدہی اسکے ذمے ایسی ہی ہے گویا کہ یہ قتل اسکے ہی حکم سے ہوا ہے اور پیچھے جو اسنے کوتک کیئے تو پھر شبہ کو ذرا جگہہ نہین ملتی کہ اگر وہ پہلے بودا بھی تھا تو اب وہ سلح سپاہ کے پیشوا ہونے مین پختہ ہوگیا۔ اس نے اپنے جاسوس کل صوبے مین بھیجدیئے کہ ہندو و مسلمان دونو کو سمجھائین کہ فرنگیون سے جہاد کرنے پر آمادہ ہون۔ شہر مین یہہ خوشیان لوگ منا رہے تھے کہ دو فرنگیون کو ذبح کیا ہے تمام افسر قلعہ کے استحکام مین اور اسباب حرب ضرب و رسد کے بہم پہنچانے مین جلدی کر رہے تھے۔

دوسری سکھون کی لڑائی

سول راج کی سرکشی سے سکھون کی دوسری لڑائی شروع ہوئی اسکی سرکشی بظاہر ایک مقامی سرکشی اور ایک افسر کی سرتابی اپنے راجہ کی اطاعت سے معلوم ہوتی تھی لیکن اسکو صحیح طور سے بغور دیکھو تو اسکی تہ مین بڑے دقیق وعمیق معانی نظر آئین گے۔ یہہ امر تو بہت صریح نہین معلوم ہوتا کہ مولراج کو مقابلہ کرنے کے لیئے اسکے اپنے کینے اور انتقام سے زیادہ اورونکی سخت عداوت نے برانگیختہ کیا ہو لیکن اس مین شبہ نہین کہ جب اسنے ملتان مین علم بغاوت بلند کیا تو اسنے پہلے سوچ لیا تھا کہ سارا ملک بغاوت کے لیئے تیار بیٹھا ہے۔ ہنری لارنس نے پہلے ہی فرما دیا تھا کہ انگریزون کی مداخلت کرنے سے سکھہ برافروختہ خاطر ہوتے ہین وہ سب ملک اُن کے خارج کرنے کے لیئے کوشش

کریں گے سو بعض اضلاع بیرونی کی وحشت ناک خبریں مخفی عداوت کی ایسی آ ہی تھیں کہ وہ اس پیشین گوئی کی تصدیق کر رہی تھیں انگریزوں کی بھڑکانے والی مداخلت سے سکھ ایسے کھسیانے ہوتے تھے کہ قریب تھا کہ سب ملکر انگریزوں کے خارج کرنے میں کوشش کریں رزیڈنٹ نے عمدہ افسروں کا ایک گروہ پنجاب میں ایسا مقرر کیا تھا کہ کسی اور افسروں کے گروہ نے اسکی برابر بہبودی انام ورفاہ عام میں کوشش کی ہوگی۔ اس میں شبہ نہیں کہ انہوں نے اپنا کام بڑا شوق و محنت و جانفشانی سے کیا اور اس میں مشقت شاقہ اپنے اوپر اٹھائی وہ خیر اندیشی نے جو عیسائی مذہب کے ساتھ مخصوص ہے یہہ طبع بشری کا مقتضا ہی نہ تھا کہ اگر انگریز ایسے کام کرتے کہ وہ سکھوں کو خوش گوار معلوم ہوتے تو وہ ان کے کرنے والوں سے موانست کرنے لگتے انگریز تمام دنیا کے حصوں میں حکمرانی کرنے کے عادی ہیں اور ہر رنگ و ہر مذہب کے آدمیوں کے معاملات میں مداخلت کرتے ہیں انکی مداخلت غالباً جو عام ناپسندی و ناراضی پیدا کرتی ہے اسکے جاننے میں سہل انگاری کرتے ہیں وہ یہہ خیال کرتے ہیں کہ اگر ہمارا مقصد نیک کرنا ہے تو ضرور ہمکو اعتبار حاصل ہوگا وہ یہ نہیں خیال کرتے ہیں کہ ہمارے خیر اندیش طریقے بھی مثل ہماری گول ٹوپیوں و کوٹ پتلون کے قومی مذاق کے موافق نہیں ہوتے اور اگر وہ موافق ہوں تو بھی اجنبیوں کی مداخلت بالکل ناگوار اور بدمزہ معلوم ہوتی ہے اس میں شبہ نہیں کہ پنجاب میں جو انگریزی افسر مقرر ہوئے انہوں نے نہایت شوق سے پنجابیوں کی بھلائی اور بہبودی کے لیے کام کیے مگر پنجابیوں کو تو انکا ہونا ہی انکے دلوں میں کانٹے چبھوتا اور جسم پر زخم لگاتا تھا اگر انگریزوں میں خرق عادت کرنے کی اور فرشتوں کے سے کام کرنے کی قوت ہوتی تو بھی انسے عام نارضامندی اور ناخوشی کے مجموعہ میں کچھہ کمی نہ ہوتی۔

غالباً انگریزوں سے بھی غلطیاں اور خطائیں صادر ہوتی تھیں۔ پنجاب میں جو انکے منتظم ہونے کا زمانہ تھا اسکی شروع میں یہ امر ناگزیر تھا کہ خیر اندیش جہالت اور زور منہ جیسے چالاک ناتجربہ کار منتظم پنجاب کے دوسرے انتظام پولیٹیکل ایجنٹ کے اصلی منصب میں جو مداخلت کی حد مقرر کی گئی اسسے آگے قدم بڑھایا گیا اس زمانہ میں بہت سے منتظم ایسے تھے کہ وہ حد اپنے مآل کار کو چھوڑتے تھے۔ انگریزی عملداری کی بڑی نشانیاں تھیوڈی لائٹ (آلہ پیمائش) جاسوس کنپاس اور زمین پیما جریبیں ہیں اب پنجاب میں ان رازدار آلات نے اپنا منہ دکھایا اور غیر مہذب ملک میں شعشعے لگائے

اور زادیے نانپنے شروع کیے جنکو امیر وغریب اپنے تئین جلد نہین سمجھا سکتے تھے کہ وہ ہماری بھلائی
کے لیئے کام کر رہے ہین وہ تو ان مین کچھ اور غیبہ سمجھتے تھے اور جانتے تھے کہ دال مین کالا کالا ہے۔
یہہ کام کرنے والے بھی بعض اوقات ناتجربہ کار ہوتے تھے ایک نوجوان ان سا ہین مسٹر ہاسن
جنکے کار ہا نمایان کا آگے بیان ہوگا لکھتے ہین کہ میری ملازمت پر دو برس گذرے ہین مین راوی
کے بائین کنارے پہاڑون کے نیچے ملک کے ایک حصہ کی پیمائش کرتا ہون مین ہر روز صبح سے
شام تک کنباس و جریبون و قلم و پنسل سے کام کرتا ہون اور اپنے کام کے پورا کرنے کے لیئے ہندی
نالون کے پیچھے جاتا ہون وادیون مین مستغرق رہتا ہون پہاڑون کے کنارون مین جاتا ہون مین
نے کبھی پہلے اس قسم کے کام مین کوشش نہین کی اسلیئے ابتدا مین میرا کام مجھے بڑا دق و حیران کرتا تھا
اگر مجھ سے ایک دن یہ کہا جائے کہ تم ایک جہاز بناؤ اور قوانین کا مجموعہ مرتب کرو اور بڑی کچہریون مین
اجلاس کرو تو مجھے اسپر کچھ تعجب نہ ہوگا حقیقت مین ہندوستان مین یہ دستور ہوگیا ہے کہ ہر انگریز
اپنے تئین ابھی آپ کام سکھائے اور ابھی کام کرنے کو ہو بیٹھے اس قسم کی تعلیم نے افسرون کا گروہ
ایسا پیدا کیا ہے کہ جسکی نظیر دوسری دنیا نے نہین پیدا کی جوان انگریز اجنبی آدمیون مین بھیجے جاتے
ہین کہ اپنی نوجوانی کی خود اعتمادی سے طرح طرح کے کام سیکھین وہ اس نو آموزی مین ایسی موٹی موٹی
غلطیان کرتے ہین جو انکے حق مین زہر ہوتی ہین جب سال گذرتے ہین تو ہر سال افسرونکو معلوم ہوتا ہے
کہ اجنبی آدمیون مین منتظم بن کر ان کے معاملات و مقدمات کا فیصلہ کرنا کیسا مشکل کام ہے۔ سرکاری
ملازم اپنی ان غلطیون اور خطاؤن کے خیال کرنے سے لرزتے ہین جو انہون نے اس حال مین کی ہین
کہ گورنمنٹ کی شاگردی بغیر استاد کے کی ہے اور ہزارون روپیہ خرچ کرکے اپنے تئین سکھایا ہے
حالت موجودہ مین رعایا کی مزاج شناسی مین بڑے بڑے تجربہ کار و آزمودہ کار ناکامیاب ہوتے ہین
مگر انگریزون کے لیئے یہ امر ناگزیر تھا کہ وہ جنکو سکھ گورنمنٹ کے افسرون کے اوپر بٹھائے وہ رعایا کے
مزاج شناس تھوڑے اور انتظام کے کام سے کم واقف تھے وہ لائق کارگزار تھے اور اپنے کام مین
تھکتے نہ تھے ایماندار کوشش سے کام کرتے تھے مگر وہ غلطیان اور خطائین اس سبب کرتے تھے کہ
وہ سیکھتے بہت تھے اور کام بہت کرتے تھے اور اس دانشمندانہ پالیسی کو سمجھتے نہ تھے کہ آنکھین بندکرکے
الگ ہو بیٹھے ابتدا مین انگریزی حکام کو مولراج کی سرکشی صرف ایک مقامی بلوہ سکھ گورنمنٹ کے خلاف

معلوم ہوتا تھا انکو یہہ خیال تھا کہ انکے خلاف یہہ فساد برپا ہوا ہے جھوٹ کے پاؤن نہین ہوتے
یہہ جھوٹی بات بہت دنون تک قائم نہین رہ سکتی تھی اب انکو ہر روز یہہ ظاہر ہونے لگا کہ صاحب
فرنگیون کے ساتھ دوسری دفعہ جنگ آزمائی کے لیے سکھ تیار ہو رہے ہین دربار کے سکھ
افسرون نے اس یقین کے اظہار مین کچھ تامل نہین کیا کہ مولراج سے لڑنے کے لیے سکھ سپاہ کا
بھیجنا اسکی دوستون کی تعداد کا بڑھانا ہے اور سکھ سپاہ کے ساتھ تھوڑی سی انگریزی فوج کا
بھیجنا اسکا جوکھون مین ڈالنا اور لڑائی مین ملبڑ بجاتا ہے لوگ کہتے ہین کہ اگر اسوقت ملتان مین گورنمنٹ
ایک لشکر جرار بھیجدیتی تو وہ ملتان کی سرکشی کا سر کچل دیتی اور سارے پنجاب مین بغاوت کو دبا دیتی مگر
فرضی صورتین اور انکے فرضی نتیجے میری نظر مین وقعت نہین رکھتے اسلیئے مین اکثر انکو قلم انداز کرونگا۔
لاہور مین جب ریذیڈنٹ فریڈرک کری صاحب کو ملتان کی خبر پہنچی تو انکو بڑا غصہ آیا اور انہون نے اس شورش
کے دور کرنے کے لیے چھ ہزار سپاہ اور اٹھارہ توپون کے تیار رہنے کا ملتان جانے کے لیئے حکم دیا مگر
اسکی روانگی کے لیئے کمانڈر انچیف کے احکام کا انتظار کیا اسوقت سخت گرمی کا موسم آن پہنچا تھا اس سبب
یا کسی اور وجہ سے فوج کی روانگی ملتوی کردی گئی اور ۲۰ تاریخ کو یہ حکم ہوا کہ سردست فوج لاہور مین رہے
جب موسم اچھا آئیگا تو اسوقت لشکر کشی کی جائیگی جب ریذیڈنٹ نے دربار سے کہا کہ مولراج کی سرکشی کی
سرکوبی کیلیئے تو سردارون نے کہا کہ یہ کام ہمارے بس کا نہین ریذیڈنٹ نے لفٹننٹ اڈورڈس کو جو بنون مین بندوبست کے کام
حکم جاری کیا کہ وہ فوراً دریاے سندھ سے عبور کرکے ملتان جائے اور اپنے دوست خان بہاولپور کو
لکھا کہ وہ اپنی سپاہ کو لفٹننٹ اڈورڈس کی کارروائی مین شریک کرے
لفٹننٹ اڈورڈس جو بعد ازان سرہربرٹ اڈورڈس ہوئے اسوقت ضلع بنون مین بندوبست کا
کام کر رہے تھے انہون نے اپنے کام کو چھوڑا اور بنون مین مسلمانون کی سپاہ بھرتی کی اور اس سپاہ کو
ہمراہ لیکر دریاے سندھ سے عبور کیا۔ اس دریاے سندھ کے کنارہ پر جو سرکشی ہوئی تھی وہ دب گئی
۱۰ مئی کو سرکشون سے اول لڑائی ڈیرہ غازی خان مین ہوئی۔ لونگا مل حاکم ڈیرہ غازی خان نے
جب سنا کہ جنرل کورٹ لینڈ کے پاس سورج مکھی پلٹن کی کمک آئی ہے تو اسنے ڈیرہ غازی خان
مین اپنے مقامات کو مستحکم کیا اس سے جلال خان لغاری اس ضلع کا ایک زبردست تمندار جل گیا
اسکا جانی دشمن کوڑا خان قوم کھوسہ کا سردار تھا جسنے پندرہ روز ہوئے تھے کہ لفٹننٹ اڈورڈس کی اطاعت

قبول کی تھی اور صاحب ممدوح نے اسکے بیٹے غلام حیدر خان کو بڑا گران بہا خلعت عنایت کیا اور اسکو
جنرل کورٹ لینڈ پاس بھیجا جو ڈیرہ دین پناہ مین مقیم تھے اس نوجوان بلوچی سردار نے جنرل صاحب سے
اجازت لیکر ڈیرہ غازی خان پر چڑہائی کی اور اپنے باپ کے خیل کو ہمراہ لیا اور دل مین اسنے ٹھان لیا
کہ فتح حاصل کیجئے نہین جان دیجئے اسکا باپ بھی یہان اس سے آن ملا ان دونون باپ بیٹون نے
اپنے دشمن جلال خان سے لڑائی کی بڑی تیاری کی اب لونگال کے ساتھ اسکا چچا چیتن مل حاکم سنگڑ
و منگروٹا مل گیا۔ یہ دونو شہر سے باہر پہنی کل سپاہ اور ایک توپ اور پانچ زنبورکین لیکر لڑنے کے لیئے
نکلے رات کے پچھلے پہر وہین کھوسی دشمنون سے لڑنے آئے دشمنون نے خوب لڑکر کھوسیونکو
بس پا کیا جب صبح ہوئی تو بوڑھا کوڑا خان گھوڑے سے اترا اور ننگی تلوار ہاتھ مین لی اور اپنی قوم کو
للکارا کہ اگر سچے کھوسی ہو تو میرے پیچھے چلے آؤ اور گھوڑوں کو چھوڑ دو کہ وہ دشمن پاس چلے جائین۔
قوم نے اسکا حکم بسر و چشم مانا اور دشمن پر سخت حملہ کیا تین گھنٹہ تک لڑائی جاری رہی۔ کھوسون کو
فتح ہوئی انہون نے دشمنون سے انکی ایک توپ اور پانچ زنبورکین چھین لین اور اسکو بالکل مغلوب
کیا لونگال کو گرفتار کیا۔ سرکشون کی چالیس لاشین میدان جنگ مین پڑی تھین اور کھوسون کے
پندرہ آدمی ضائع ہوئے جنمین کوڑا خان کا بھتیجا محمد خان تھا اس کے شکست دینے سے مولراج کا
عمل دخل ستلج کے پار نہین رہا اور فتح کے صلہ مین کوڑا خان اور اسکے بیٹے کو عالیجاہ کا خطاب ملا
اور لارڈ ڈلہوزی نے کوڑے خان کی حسن خدمات کی قدر شناسی فرمائی اسکی پنشن مقرر
کی اور اسکے وطن مین ایک بڑا باغ ہمیشہ کے لیئے معافی مین دیا اور اسکی جاگیر برقرار رکھی۔

لاہور کے حکم پہنچنے سے پہلے لفٹننٹ اڈورڈس مع پندرہ سو سپاہ اور دو توپون کے دریائے سندھ سے
عبور کرکے ملتان کی طرف روانہ ہوئے وہ لیہ مین داخل ہوئے۔ وہ ملتان کے زخمی افسرون کی کمک کیلیے روانہ
ہونے تھے جب ان کے قتل ہونے کی خبر ملتان سے آئی اس سے وہ رکے اور مولراج کے نزدیک
آجانے سے وہ پھر سندھ کے پار چلے گئے چند روز مین اس عالی ہمت نوجوان کی امداد کے لیئے
کرنیل کورٹ لینڈ دو ہزار پٹھان اور چھ توپین لیکر چلا آتا تھا راہ مین وہ لڑائی ہوئی جسکا اوپر بیان
ہوا۔ ۲۰ مئی کو یہ دونو کرنیل اور لفٹننٹ آپس مین مل گئے۔

اڈورڈس صاحب اور رزیڈنٹ لاہور نے جو نواب بہاولپور پاس خطوط بھیجے تھے کہ وہ اپنے لشکر سے

امداد کرین تو اسکے جواب باصواب نواب نے بھیجے اور اپنا ایک بڑا لشکر جرار جنگ پسند داؤدپوترون کا
انگریزون کی مدد کے لیئے بھیجدیا جون کی سخت گرمی مین لفٹنٹ اڈورڈس اور کورٹ لینڈ دونو
اپنی دوست کی سپاہ سے مصافحہ کرنے کے لئے چلے۔ ۱۸۔ جون کو چناب کے بائین کنارہ پر وہ
کینری مین جو ملتان سے ۲۰ میل پر تھا بھاولپور کی سپاہ سے ملے جو نو ہزار تھی اور اس پاس چھوٹی
چھوٹی دس توپین تھین مولراج کے جنرل رنگ رام کے پاس سات ہزار جرار فوج اور دس
توپین تھین غرض دونو طرف سپاہ اور توپون کی تعداد مین مساوات تھی مولراج کی سپاہ نے حملہ
کیا تو لڑائی صبح بہت سویرے سے تین بجے کے بعد تک جاری رہی بھاولپور کی سپاہ پر لڑائی کا
بڑا زور تھا اسکے دا مین بازو کے پاؤن اکھڑ گئے تھے لفٹنٹ اڈورڈس نے سبحان خان کی
رجمنٹ کو حملہ کا حکم دیا وہ بہت توانا بھاری بھرکم سپاہی تھا وہ پھرتی سے جھاڑیون کو پھلانگتا ہوا
اپنی سپاہ کو لے گیا اور توپون کو سنگینون کی نوکون سے اتار کر زمین پر گرادیا۔ اب کل انگریزی
سپاہ دشمن کی طرف آگے بڑھی اور اُسنے حملہ کیا طرفین کے توپخانون نے اپنے زور برابر دکھائے
ساڑھے تین بجے سورج مکھی پلٹن اور سبحان خان کی سپاہیون کی پلٹن کے لفٹنٹ اڈورڈس
کمانڈ رہنے اور دشمنون پر حملہ کیا دست بدست لڑائی ہوئی دشمنون کی صفین ٹوٹین تھوڑی دیر
لڑکر وہ میدان جنگ سے بھاگین انکا جنرل رنگ رام تو بہت پہلے سے بھاگ گیا تھا۔ انگریزی
سپاہ نے دشمنون کا تعاقب کیا۔ چناب سے چار کوس پر نیمر مین دشمنون کے خیمون اور
میگزین اور اسباب جنگ کو لے لیا۔ انگریزون کی طرف ۲۸۷ سپاہی مقتول اور مجروح ہوئے اور
دشمنون کے پانچ چھہ سو مُردے میدان جنگ مین نظر آئے اور چار سو کے قریب زخمی ہوئے اس
کینری کی لڑائی سے سندھ اور چناب کے درمیان کا کل ملک اور چناب اور ستلج کے درمیان کا
تقریباً سارا ملک مولراج کے ہاتھ سے نکل گیا۔ ۲۰۔ جون کو صبح کو شجاع آباد کے قلعہ دار نے
لفٹنٹ اڈورڈس کی اطاعت قبول کی چودھریون اور ساہوکارون نے حاضر ہوکر مہربانی اور
شفقت کے لیئے التجا کی صاحب ممدوح نے انپر لطف و کرم کرنے کا وعدہ کیا اور بھاولپور کی سپاہ کو
حکم دیا کہ وہ قلعہ پر قبضہ کرلین۔

انگریزی سپاہ نے آگے بڑھکر چند قلعے لے لیئے۔ ۲۸۔ جون کو شیخ امام الدین چار ہزار سکھون کی

سپاہ لیکر انگریزی سپاہ سے آنکر ملا جس سے سپاہ کو بڑی تقویت ہوئی۔ مولراج کو شکستون سے
بڑی مایوسی ہوئی تھی مسلمان سپاہی سکھون کی عداوت کے سبب سے اسکی سپاہ مین تھوڑے
رہ گئے تھے اسلیئے اسنے چاہا کہ مین اپنے تئین دشمنون کے حوالے اس شرط سے کردون کہ جان کی
امان پاؤن۔ اس حوالہ کرنے کو بھی وہ اپنی موت جانتا تھا اسنے اپنے مشوردکارون کو بلایا کہ اس کے
ارادہ کو سن لین اسنے بعض اپنے جان نثار دوستون سے کہا کہ وہ پہلے ہی سے اسکی کریاکرم کی
رسم ادا کردین لیکن مہاراج سنگھ سکھون کا بڑا اعظم و محترم گرو جو پٹھان کوٹ مین گرفتار ہونے
سے بچ گیا تھا ملتان مین آیا اسنے اپنے تقدس اور مذہبی جوش کے سبب ملتان مین دھوم دھام کی
دھوم مچوادی۔ جوتش سے حساب لگا کے مولراج کو سمجھایا کہ یکم جولائی ایسی اچھی لگن ہے کہ اگر آپ خود
سپاہ کے سپہ سالار بنکر جائین گے تو آپ کی سپاہ پر دشمن کا فتح پانا ناممکن ہوجائے گا مولراج کو
اپنے دوستون کے صلاح و مشورہ سے اور گروجی کے الہام غیبی سے ایسی تقویت ہوئی کہ اس نے
پھر لڑائی پر اپنی قسمت آزمائی کی۔ یکم جولائی کو وہ سدوسام مین جو ملتان سے کچھ دور نہ تھا
اپنی بارہ ہزار سپاہ اور گیارہ توپین دشمن کی اٹھارہ ہزار سپاہ کے مقابلہ مین لایا جس کے افسر
لفٹنٹ اڈورڈس۔ کورٹ لینڈ۔ امام الدین تھے داؤد پترون کی سپاہ کا افسر لیک صاحب تھا یہ
دونون لشکرون مین کچھ دیر تک توپ بازی خوب ہوئی پھر ایک نوجوان وولنٹیر کوئن نے کورٹ لینڈ
کی ایک رجمنٹ کو لے جاکر دشمن پر بڑے زور شور سے حملہ کیا اور مولراج کی لڑائی کا دم نکال دیا
جس ہاتھی پہ مولراج بیٹھا ہوا تھا اسکے ایک گولہ لگا ہاتھی گرا اسپر سے مولراج گرا پھر ڈری ہوئی بھیڑون
کی طرح فوج ملتان کی طرف بھاگی دشمن نے شہر کی دیوارون تک ان کا تعاقب کیا۔ دو توپین چھین لین مولراج
بھی گرنے کے بعد اپنے تئین سنبھالا اور گھوڑے پر سوار ہوکر مفرور فوج کا سردار بنکر ملتان کے
حصار مین گیا اور وہان اپنے تئین بند کیا حصار ایسا مضبوط تھا جسکی فتح کے لیئے ایک باقاعدہ فوج
کی ضرورت تھی۔

ابتدا سے سرفریڈرک رزیڈنٹ کو صاف معلوم ہوتا تھا کہ ملتان کی بغاوت کل ملک کی بغاوت کی
بسم اللہ ناوقت ہوئی ہے وہ اس بغاوت ملتان کے دبانے مین پھرتی و مستعدی سے تدبیر عمل
کرتے تھے کہ مبادا وہ سارے ملک مین نہ پھیل جائے سکھون کی دغابازی سے یہ اندیشہ تھا کہ وہ

کہین لاہور مین مظہور نہ پائے اس خوف کے مارے وہ لاہور سے ملتان کی کمک کے لیے سپاہ بھیجنے سے جھجکتے تھے کہ کہین خود لاہور کے بچانے کے لیے سپاہ کی ضرورت نہ ہو۔ انہون نے اپریل کے ختم ہونے سے پہلے لارڈ گوف سے عرض کی کہ وہ کافی سپاہ اور قلعہ شکن توپین فیروزپور سے ملتان بھیجدین جو وہان سے صرف سولہ منزل پر ہے لیکن لارڈ گوف نے انکی درخواست اس سبب سے منظور نہین کی کہ سپاہ بھیجنے کا یہ گرمی کا موسم نہین تھا اس مہم کے لیے اسکا بھیجنا سپاہ کی صحت کے لیے خطرناک تھا لارڈ ڈیل ہوزی نے بھی لارڈ گوف کی رائے سے انکار نہین کیا پس سر فریڈرک کو اپنے حکام بالا کی مرضی کی متابعت کرنی پڑی۔

مئی کے مہینے مین رزیڈنٹ کی آنکھون کے سامنے لاہور مین شرارت کے شرارے اٹھنے شروع ہوئے مہینے کی ابتدا مین بڑی بڑی افواہین اڑنی شروع ہوئین کہ سکھہ سردارون اور رانی نے انگریزون کے قتل کرنے کے لیے سازشین کین ہین۔ سب سے پہلے ساتوین غیر آئینی رسالہ کے ہندوستانی افسرون اور سپاہیون نے اصل حال سازش کا بتلایا رزیڈنٹ نے ۸ مئی کو چندرہ مجرم گرفتار کیے جنکے دو سرغنہ تھے ایک گنگا رام رانی کا وکیل اور دوسرا کانہہ سنگہ سکھون کے توپخانہ کا سابق کرنیل ان کو تو فوراً پھانسی دیگئی اور تیسرا اور سرغنہ تھا مگر اسنے مناسب وقت پر اپنے جرم کا اقرار کرلیا اسلیے وہ بچ گیا۔ یہ معلوم ہوا کہ جاسوس ہندوستانی سپاہ کو بہکا کر سازش مین شریک کرنا چاہتے ہین کہ ان کے ذریعہ سے تمام انگریزی افسرون کو قتل عام کردین۔ مگر اس کوشش مین وہ ناکام رہے سات ہزار سپاہیون مین سے صرف بیس نمک حرام نکلے دربار کا صرف ایک ممبر تیج سنگہ بالکل سازش کی لوث سے پاک صاف رہا۔ یہ سب سازش کرنے والے رانی کے گرگے تھے انہون نے اقرار کیا کہ اس سازش کے بانی مبانی مہارانی تھی ان کے خطوط ان کے پاس تھے۔ رزیڈنٹ نے مہارانی کے باب مین یہ فیصلہ کیا کہ وہ سکھون کے ساتھ نہ رہنے پائے اور پنجاب سے وہ باہر ضرور بھیجی جائے دربار کے بعض ممبر اور دو انگریزی افسر شیخوپورہ بھیجے گئے وہ ایک فرمان لے گئے جسپر مہاراجہ دلیپ سنگہ کی مہر تھی جس مین حکم تھا کہ اب مہارانی یہان رہنے نہ پائے اس حکم کو سنکر اسنے کچھہ حیل وحجت نہین کی اور کہا کہ میری طرف سے رزیڈنٹ کا شکریہ ادا کیا جائے کہ انہون نے مجھے سرکار کمپنی کی حفاظت مین بھیجدیا مین اُن دشمنون کی رسائی سے بچ گئی جو میری جان کے خواہان تھے وہ مع اپنے زنانہ ملازمین کے

فیروزپور بھیجی گئی اور یہان سے بنارس۔

اب کل ملک مین بڑے بڑے سردار اور امیر اپنے تئین انگریزون کے پنجے مین سے نکلنے کے لیئے بڑی تند اور بڑی مستعدی و جد و جہد سے کر رہے تھے اور اپنے بانی مذہب کے نام سے سب سکھون کو بلا رہے تھے کہ آؤ اور اپنے ملک مین عیسائیون کی بیخ کنی کرو۔ جو امیر تخت کے قریب تھے وہ اس کام مین زیادہ سرگرم تھے۔ چتر سنگہ کی بیٹی کی جو شیر سنگہ کی سگی بہن تھی مہاراجہ دلیپ سنگہ سے سگائی ہوئی تھی۔ یہ سردار اپنے ارادون اور سازشون کو چھپائے رکھنے کا جب تک ارادہ رکھتے تھے کہ انگریزون کے پامال کرنے کے لیئے ایک ہی وقت مین سارا ملک کھڑا ہو۔ ہزارہ مین چتر سنگہ سازشین کرتا تھا اسکی دغابازی پر ایبٹ صاحب نے اپنے شبہات رزیڈنٹ سے بیان کیئے مگر وہ اس مقولہ کے قدر شناس نہ تھے کہ بولنا چاندی ہے اور چپ رہنا سونا ہے لاہور مین ان کے شبہات نامقبول ہوئے۔ اگرچہ شبہ کرنا اچھا ہے مگر اس مین شک نہین کہ اپنے شبہ کو ظاہر کرنا بھی بھلا ہے اگر اس زمانہ مین کری صاحب سردارون کی وفاداری مین اپنا شبہ ظاہر کرتے تو صحیح پولیسی کے برخلاف کام کرتے اور ایک لمبڑ مچوا دیتے وہ اپنے دل مین خواہ کچھ ہی یقین کرتے ہون مگر وہ ریجنسی کے سردارون پر اپنا اعتبار ظاہر کرتے تھے انہون نے شیر سنگہ کو ایک لشکر کے ساتھ ملتان روانہ کیا اس مین بیہ انہون نے دانائی اور فرزانگی کی تھی کہ سکھ دربار کی حکمرانی کی شکل کو اور پنجابی گورنمنٹ کے ہاتھون سے سرکشی دبانے کو بظاہر دکھلایا۔ ایک دغاباز کو جسکی دغابازی اب تک ظاہر نہین ہوئی تھی سرکشی کے مرکز مین بھیجنا خطرناک تھا مگر جہان وہ اب تھا وہان بھی اسکا رہنا خوفناک تھا اور بھیجنے مین یہ امید تھی کہ سکھ سپاہ کو دولت لوٹنے کا بڑا شوق تھا وہ ملتان کی لوٹ کی آس مین انگریزون کے پاس رہے گی۔ اب انگریزی اضلاع مین سپاہ کی تیاریان کارزار عظیم کے لیئے شروع ہو گئی تھین جو اسوقت کے لیئے موزون تھین۔

قلعہ ملتان کی فصیل کا دروازہ ایک میل اور بلندی چالیس فیٹ کے قریب تھی اور اسکے مناسب فصیل کا آثار تھا تیس برج تھے اور اسکے گرد خندق بیس فیٹ چوڑی تھی اس قلعہ کے نیچے شہر تھا جسکی فصیل کا محیط دو میل کے قریب تھا قلعہ مین ملتانی دو ہزار منتخب سپاہ تھی اور دس ہزار سپاہ شہر کی اور اسکے

شیر سنگہ کا برگشتہ ہونا

باہر کے اٹون مین مقیم تھی قلعہ کی فصیل پر باون توپین چڑہی ہوئی تھین اور اسکو اینٹون کے بڑے اونچے پژاوے اور درخت اور باغ گھیرے ہوئے تھے۔ رزیڈنٹ کی سٹڈٹو ہیام کے فتح کے مژدہ سننے سے خاطر جمع ہوئی۔ اڈورڈس صاحب نے جولائی مین رزیڈنٹ کو لکھا تھا کہ جب بھاری توپون کا سونڈرکا توپخانہ اور سیپر مائنر ماتحت میجر نپیر صاحب کے اور چند آئینی رجمنٹین زیر حکم ایک جوان برگیڈیر کے بھیجے مین تو دو ہفتے مین مولراج کا فیصلہ ہم کرین گے اب جو انہون نے رزیڈنٹ کو لکھا کہ اب مین اپنی حد پر پہنچ گیا ہون حملہ کا وقت آگیا ہے تو رزیڈنٹ فریڈرک کری نے شملہ پر کمانڈرانچیف سے کچھ نہین پوچھا اپنی جوابدہی پر ضروری کمک بھیجنے کے لیئے تیاریان کین۔ گورنر جنرل بھی اپنے ایجنٹ کی اس تدبیر پر کچھ نہین بولے لارڈ گوف بھی اپنے خیالات سابقہ کے پابند ہے لیکن اب انہون نے رزیڈنٹ کے ہاتھون کو تقویت دینے کا ارادہ کیا جو لائی کے اخیر مین سات ہزار سپاہ جسمین تہائی گورے تھے لاہور اور فیروزپور سے ایک لائق توپخانہ کے افسر جنرل وش کے زیر حکم روانہ ہوئی اکثر گورون کی سپاہ مع ہمہ قلعہ شکن توپون کے دریائی راہ سے روانہ ہوئی اور ہندوستانی سپاہ گھوڑون کے توپخانون کے ساتھ چناب اور جہلم کے گرد ریگستان کی راہ سے گئی اگرچہ انگریزون کو گرمی اور بہت سے ہودے ڈراتے تھے مگر اس سفر مین سپاہ کو کچھ تکلیف نہین ہوئی۔ ۱۸۔ اگست ۱۸۴۸ء کو ہاردی کا برگیڈ پلا ہور کا مع وش صاحب کے سرہند قلعہ کے روبرو آیا اسنے دو دن پہلے سرکشون کے ایک چھوٹے سے گروہ کو شکست دی تھی ۲۴۔ اگست کو ملتان کے سامنے سب سپاہ تقسیم ہوئی ۴ ستمبر کو قلعہ شکن توپین بھی آن پہنچین دوسرے دن جرنیل نے مہاراجہ دلیپ سنگہ اور ملکہ معظمہ کی طرف سے اہل قلعہ کو طلب کیا کہ وہ ہم و گھنٹے کے اندر قلعہ خالی کرین مولراج اور اسکے چند صاحبون کو سوا اور سب کو بغیر کسی مزاحمت کے جانے کی اجازت ہے یہ تو مورخ کے صاحب نے لکھا ہے مگر شروڈر صاحب کہتے ہین کہ محصورین صرف ملکہ معظمہ کے نام سے طلب ہوئے تھے جس سے شیر سنگہ کی سپاہ اور سردارون کو ملال ہوا کہ اب مہاراجہ دلیپ سنگہ کچھ چیز نہ رہا کہ اسکے نام سے کہا جاتا کہ قلعہ حوالہ ہو۔

اور قلعہ خود بلندی پر ایک میدان مین تھا۔ انگریزی سپاہ مع دوستون کی سپاہ کے اٹھائیس ہزار اسطرح اسکو گھیرے ہوئے تھی کہ قلعہ کے شرقی کونے سے دو میل کے فاصلہ پر وش صاحب کا

برگیڈیر اور کچھ قریب جنوب مشرق مین اڈورڈس اور لیک کی سپاہ مین اور اس کے قریب جنوب مین امام الدین کی کشمیری سپاہ اور اس سے آگے مغرب مین شیر سنگھ کی سپاہ یہ سپاہ اگرچہ رنگ برنگ کی تھی مگر اسکے سپہ سالار لائق تھے۔

۷ ستمبر کو شہر کی فصیل سے بارہ سو گز کے فاصلہ پر بعض بھاری توپین اور موٹرز (غبارے) لگائے گئے ونش صاحب نے اپنے پہلے حکمون کو بالکل شہر کے قریب جانے کا کام تمام رہنے شروع کیا کچھ دنون تک سپاہ خندقون کے کھودنے مین اور آگے کے اٹون مین سے دشمنون کو نکالنے مین مصروف رہی دوسرے کام مین وہ ہمیشہ کامیاب نہین ہوتی تھی۔ ۱۲ ستمبر کو برگیڈیر نے اپنے سامنے کے مورچون پر حملہ کیا اور ایسی فتح حاصل کی کہ اسکا توپخانہ شہر سے چھ سو گز کے فاصلہ پر آ گیا دشمنون کے مورچے مردون سے بھر گئے اور حملہ آورون کے دو سو اسی آدمی مجروح و مقتول ہوئے اڈورڈس کے کیمپ پر دشمن نے ایک بے سود حملہ کیا ۱۴ ستمبر کو محاصرین نے ہمند گڑھی کو فتح کیا جسکے سبب سے قلعہ و شہر پر توپین بغیر کسی آڑ کے چلنے لگین۔ جب سب طرح سے شہر کے لینے کی تیاریان ہو گئین تو شیر سنگھ کی سکھون کی سپاہ دشمنون سے جاملی۔ اس ملنے کا خوف تو پہلے ہی لگ رہا تھا اس لیئے انگریزی لشکر کا مین سے کسی شخص کو اسپر تعجب نہین ہوا کل سپاہ کا دل مولراج کے ساتھ لگا ہوا تھا۔ شیر سنگھ نے اپنی دورنگی عجب طرح کی دکھائی وہ پہلے بہت دفعہ خود بخود انگریزون کی خدمات خیرخواہانہ کر چکا تھا اسکو سکھ ایسا حقیر جانتے تھے کہ کہتے تھے وہ مسلمان ہو گیا ہے اڈورڈس صاحب سے وہ اپنے باپ چتر سنگھ کا ذکر کر چکا تھا کہ اسنے اب بڑے آدمیون کی سرکشیون کے منصوبون سے دستکشی کی ہے اور سچائی سے اقرار کیا ہے کہ وہ اب سکھون پر بالکل اعتبار نہین کرتا مگر یہ سب باتین بنانے فریب دینے کو لیئے تھین اسنے اپنے بھائی کو لکھا تھا کہ مین ۱۴ ستمبر کو جا کر مولراج سے مل جاؤن گا چنانچہ اسنے یہی کیا۔ اس تاریخ کی صبح کو کوچ کے بیئے دہرم کا دھونسا بجایا۔ دربار کی کل فوج نے شہر مین داخل ہونا چاہا مولراج کو اس حرکت کی اصل حقیقت معلوم نہین تھی اسلیئے اسنے اول فوج کو شہر مین داخل ہونے کی ممانعت کی مگر جب اسکو شیر سنگھ کے ارادے پر بھی آگہی ہوئی تو سپاہ کے داخل ہونے کے لیئے شہر کے دروازے کھول دیئے۔ غرض جس ملاپ کا اندیشہ و خوف مدت سے لگ رہا تھا وہ ظہور مین آیا انگریزی جنرل نے بہت جزبز ہو کر بضرورت محاصرہ اوٹھایا اب بھی بات تمام دنیا پر

آشکارا ہوگئی۔

اب ناممکن تھا کہ یہہ جھوٹی کہانی مانی جاتی کہ ملتان کا فساد ایک مقامی سرکشی ہے اور لاہور کی گورنمنٹ انگریزی سپاہ کی مدد سے اپنی سرکش رعایا سے لڑتی ہے خود اس گورنمنٹ کے جو بڑے سردار تھے وہ انگریزوں سے لڑنے کو تیار ہوئے اور مہاراجہ کے نام سے قومی علم بلند کیا اب یہ آشکارا ہوگیا کہ یہہ جنگ جو ہونے والی ہے وہ انگریزوں اور سکھوں کے درمیان ہی کچھ دیر تک یہہ امید رہی کہ سکھوں کے خاندانوں میں آپس میں بڑی پرانی پھوٹ چلی آتی ہے وہ آپس میں متفق نہیں ہونگے۔ کچھ وقت تک یہہ معقول یقین رہا کہ سکھوں کے ساتھ پنجابی مسلمان رعایا کی عداوت آسانی برقرار رکھی جاسکے گی مگر فرنگیوں کے ساتھ لڑنے کے لیئے یہہ سب خاندانی بغض کینے و مذہبی مخالفتیں بالائے طاق رکھ دی گئیں۔ اب جاڑا بھی قریب آگیا تھا کما نڈر انچیف خوش تھے کہ مجھے جاڑے میں بڑا اشکار کھیلنا ہے قبل از وقت کوئی فتح نہیں ہوگئی کہ میرے لیئے کام کرنے کو باقی نہیں رہتا اب میدان جنگ میں لشکر جرار مجھے لے جانا ہے۔

اب صرف ملتان ہی جنگ و پیکار کا مرجع و مرکز نہیں تھا بلکہ سارا پنجاب انگریزوں سے بگڑ بیٹھا تھا۔ ہزارہ میں چتر سنگھ نے اپنے ارادوں اور منصوبوں پر جو پہلے پردہ ڈھک رکھا تھا اسکو اٹھا دیا اور اپنے سامنے کے ہولناک دریاؤں میں اپنے تئیں بہادرانہ ڈال دیا۔ شیر سنگھ نے اپنے باپ پاس جانے کے لیئے ملتان سے سفر کیا اسکا دل ہی سے یہ قصد تھا۔ پنجاب میں سب طرف سکھوں کے سردار و پیشواؤں نے مہاراجہ دلیپ سنگھ کے نام پر علم کھڑا کیا اور سکھوں کو انگریزوں سے لڑنے کے لیئے بلایا۔ وہ یہہ چاہتے تھے کہ مہاراجہ دلیپ سنگھ کسی طرح ہمارے ہاتھ آجائے تو ہماری قومی قوت میں جان پڑجائے۔ مگر رزیڈنٹ لاہور نے دلیپ سنگھ کو قیدیوں کی طرح پہرہ چوکی میں رکھ چھوڑا تھا کہ وہ سکھوں کے ہاتھ نہیں آسکا جسسے سکھوں کی قومی قوت کا بول بالا ہوتا اس زمانہ میں کلکتہ کے اندر گورنر جنرل تشریف فرما تھے اور دور سے ان واقعات کا اپنی نظر دوربین سے بیٹھے ہوئے تماشا دیکھ رہے تھے اور کوئی اپنا ارادہ ایسا ظاہر نہیں کرتے تھے کہ جس سے معلوم ہو کہ وہ پنجاب کے فتح کرنے کے لیئے کسی اچھے موقع کی گھات لگا رہے ہیں ان پر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ اس جنگ کا جلد ہونا ناگزیر تھا انہوں نے پہلے سے تیاریاں نہیں کیں لیکن معلوم ہوتا ہے کہ ششہ کے

موسم گرما مین انکی یہ خواہش تھی کہ جس مدت تک ممکن ہو اس فساد کو سکھون کی اندرونی ملک کی سرکشی جانین اور یہ نہ خیال کرین کہ غاصب اجنبی قوم کے برخلاف ایک قوم لڑنے کو کھڑی ہوئی ہے لیکن جب باغی سردارون نے اپنے مہاراج کے برخلاف سرتابی کی ہے لیکن جاڑے نے اپنا اول سانس لیا تو وہ اس نازک زمانہ کی حالت کو صحیح صحیح سمجھے اکتوبر کی ابتدا مین جو بارک پور مین ان کی دعوت ہوئی تو یہہ تقریر زبان فیض ترجمان سے فرمائی کہ مین اپنی طرف سے تو یہی چاہتا تھا کہ صلح و امن امان رہے اور مین نے اس کے لیئے بڑی سعی کی لیکن اگر ہندوستان کے قومین یہی چاہتے ہین کہ لڑائی ہو تو خیر لڑائی ہی سہی ہم بھی موجود ہین مگر یہہ یاد رہے کہ جب سکھون سے لڑائی ٹھن جائے گی تو پھر انتقام لینے مین کمی نہین ہوگی۔ چند روز بعد انہون نے کلکتہ سے پیٹھ موڑی اور شمال مغرب کی طرف منھ کیا اور لڑائی کی تدبیرون مین اپنی طبیعت کا سارا زور اور ذہن کی کل قوت لگادی اور اس کی اُدھیڑبُن مین رات دن رہنے لگے۔

اس زمانے سے فریڈرک کری اور اڈورڈس صاحب کی بلند پروازانہ تدابیر پر تشنیع۔ لیکن سکھون کو ہر جگہہ انگریزون کی حکومت سے دلی نفرت پیدا ہوگئی تھی۔ جب وہ یہہ دیکھتے تھے کہ جن عہدون پر پہلے شرفا و اکابر مہاراجہ رنجیت سنگہ کے مشیر کام کرتے تھے اب اُن پر گورے جلد کے افسر مامور ہین۔ جب وہ یہہ دیکھتے تھے کہ انہون نے مسلمانون کا جنکو ہم ذلیل جانتے تھے تا لعد تعریف کی برابر کر دیا ہے تو وہ طیش مین آکر لال پیلے ہوتے تھے۔ اور انکی چھاتی پر سانپ لوٹ جاتا تھا۔ سبراؤن مین اپنے سردارون کی دغا و فریب سے شکست پاکر زیر دست ہونے سے شش و پنج رہ جاتے تھے مگر انگریزی متابعت نہین اختیار کرتے تھے۔ ہنری لارنس کے اخلاق کرامی کے زور سے کچھ تھوڑے دنون وہ چپ رہے انکے چلے جانے پر انکو معلوم ہوا کہ وہ ہمارے لیئے ایسا جال بچھا گئے ہین کہ ان کی عدم موجودگی مین بھی اسکا توڑنا آسان نہین ہے صاحب ممدوح کے مستنطون اور چھوٹے چھوٹے افسرون نے صلاح و تدبیر مین گو گرم کوشش نیک نیتی سے کی مگر انہون نے اپنی ان نئی رعایا کی دلداری کا اور ان کے خیالات و تعصبات کا پاس و لحاظ بہت ہی کم کیا وہ جب میجر ایبٹ کے اور سروپیرون کے تھیوڈی لانٹ پیمائشی جریبون کو دیکھتے تھے تو جانتے تھے کہ ہمارے لنگڑے حقوق اور قومی آزادی مین مداخلت بیجا کی جائیگی۔ روز بروز سکھ انگریزون سے

زیادہ متنفر ہوتے جاتے تھے وہ ہمیشہ بدست بیٹھے رہتے تھے کہ کوئی پیشوا ان کا بنا نہ سکا
کی طرح مخاطب ہوکر بلائے تو اس کی پیروی کے لیئے دوڑے چلے جائیں۔ شیر سنگھ سکھوں
کی مخاطبت مین یہ تین باتین کیکر داعی ہوا تھا اول انگریزون نے عہد نامہ کی شرائط کو ایفا
نہین کیا ملک کی مائی جی مہارانی کو مقید کر کے ہندوستان مین دیس نکالا دیا۔ دوم سکھوں
اور مہاراجہ رنجیت سنگھ کی اولاد پر ایسے ظلم وستم توڑے کہ اُن کے دھرم کو بگاڑ دیا سوم
ہماری سلطنت کی شہرت مشادی اب ہم کو چاہیئے کہ فرنگیون کو جہان پائین وہان انکو قتل کرین
اوران کے ڈاکون کو بند کردین ان خدمات کا ثواب انکو یہ ملے گا کہ دھرم تمام گرو ان پر کرپا کرینگے
اور انکا مرتبہ بلند ہوگا اور بڑے انعامات ملین گے۔

۴ ستمبر کو جنرل وش نے آخر کو سورج کنڈ مین جب تک ٹھیرنے کا ارادہ کیا کہ ملتان کے
از سر نو محاصرہ کرنے کا وقت آجائے۔ اب ان کو اپنی سپاہ کے لیئے مولراج کی دغابازی اور
بہادری کا خوف بہت تھوڑا تھا وہ انکو ستاتا تھا اور اسکی سپاہ ان کے لشکر کے حال ومقام کے
دریافت کرنے کے لیئے آتی اور لشکرگاہ کے ضعیف مقامات پر حملہ آور دفعتہً ہوتی تھی اور
انگریزی رسد کے بند کرنے کے لیئے انکی سپاہ کی ٹکڑیان جاتی تھین اور جرنیل اور اڈورڈس
صاحب اور سپاہ کے افسران کی جانون کے تلف کرنے کے واسطے سازشین جرأت
کے ساتھ ہوتی تھین اور ہندوستانی سپاہ سے خفیہ معاملات ہوتے تھے مگر بحیثیت مجموعی
مولراج اتنا نقصان پہنچاتا نہ تھا جتنا خود اٹھاتا تھا۔ اسباب حرب سے لدی ہوئی کشتیان جو ملتان کو
جاتی تھین انکو دریا رچناب کے دخانی جہاز روک لیتے تھے چار سو اونٹ اناج سے بھرے
ہوئے اڈورڈس کے پٹھانون کے ہاتھ لگے اور دو لاکھ روپے جو لاہور سے شیر سنگھ کے
پاس جاتے تھے وہ برٹش کیمپ مین اسوقت آئے کہ جرنیل وش بہاولپور والون سے
روپیہ اُدھار لینے کو تھے۔ اگرچہ کورٹ لینڈ کے کئی سو سپاہی بھاگ گئے تھے مگر جو باقی
تھے وہ پکے دوست تھے۔ اکتوبر کے شروع مین قلعہ سے شیر سنگھ کے سپاہ سمیت چلے
جانے سے مولراج ضعیف ہوگیا تھا اور اس قلعہ مین ایک دوست کی اس ہرائی نے اعتبار کو
جو اتنی دنون کچھ بھی اسکو اڈورڈس صاحب کے خط نے اور جلا دیدی انہون نے اس خط کے لفافہ پر

سکھ راج لکھا اور اسکے اندر یہہ تحریر کیا کہ مین اپنے دوست شیر سنگہ کا شکریہ ادا کرتا ہون کہ اسنے مولراج کو دغا دیکر میری اعانت کی ان جاسوسون مین سے ایک جاسوس نے جو دغا بازی مین دورنگی کرکے یہ خط مولراج کو دیا اس دورنگی سے فائدہ اُٹھانے مین صاحب ممدوح نے دریغ نہین کیا جب مولراج اس دھوکہ مین آگیا اور شیر سنگہ سے بدظن ہوگیا تو اُسنے آگے سفر کیا کہ وہ آگے شمال کی طرف چلکر سپاہ خالصہ کو برانگیختہ کرے اور خالصہ کی ایمان کی حمایت اسطرح کرے کہ دہات کو غارت کرے اور مساجد کو مسمار اور مسلمانون کو جو راہ مین ملین انکو قتل یا دق کرے تاجرون اور کاروانون سے سخت محصول لے ۔

شیر سنگہ کے چلے جانے کے بعد جسکو انگریزون نے روکا نہین مولراج نے آخر اکتوبر تک یہ کام کئے کہ اپنے قلعہ کے برج دوبارہ کو مستحکم کیا اور اپنی فوج مین سپاہیون کو بھرتی کیا اور نئے دوستون کے بہم پہنچانے مین سعی کی ۔ جب اسکی اپنے قلعہ کی سپاہ کی افزائش ہوئی اور سب طرح اپنے معاملات کی صورت بہتر نہی اور انگریزون کے سکون کو انکے ضعف پر محمول کیا تو انگریزی لشکرگاہ کا محاصرہ کرنے مین کوشش کی محاصرین کو محصورین بنانا چاہا اس نے نومبر کے شروع مین شہر سے باہر ایک خشک نہر پر اپنے توپخانے جائے اور انگریزی کیمپ کے ایک حصہ کو ایسا ستایا کہ اول اُسنے توپون کو خاموش کرنا چاہا پھر یہ قرار پایا کہ سنگینون سے حملہ کرنا چاہیئے ۔ ۷ نومبر کی صبح کو چھ گھنٹہ حملہ کرنے کا ٹھہرا تھا اس سے پہلے اڈورڈس صاحب کے آگے کے مورچون پر بڑے زور شور سے دشمن نے حملہ کیا جنکی فوج کی تعداد اس سبب سے اور زیادہ ہوگئی تھی کہ کورٹ لینڈ کے سکھ کی آدھی رجمنٹ دفعتہً انگریزون سے دغابازی کرکے دشمن سے جا ملی تھی ۔ اڈورڈس صاحب کی سپاہ سے دشمن کی لڑائی دست بدست ہوئی کورٹ لینڈ نے اپنے سکھون کا نمک حلالی کے ثبوت کے لیئے کبھی یہان کبھی وہان بلا پاغل شور مچا کے انہون نے دشمنون کا گھیر لیا اور ان کی مدد کے لیئے بہاولپور داؤد پترا آئے انہون نے دشمنون کو اُن کے مورچون تک بھگا دیا ۔ اسی طرح چارون طرف سے دشمنون کو زخم بن کیا کہ وہ ملتان سے جو چھ توپین لائے تھے انمین سے ایک بھی واپس نہ لیجاسکے ۔ دشمن ایسے اوسان باختہ بھاگے کہ کئی سو مردے اور زخمی میدان جنگ مین چھوڑ گئے اس سورج کنڈ کی فتح کے بعد جنرل وش کو پھر دشمن کے کسی حملہ کا خوف ان ہفتون مین نہ رہا

جسکے بعد ملتان کا از سر نو حملہ شروع ہوا۔ اڈورڈس اور لیک نے تو ستلج و چناب کی راہ کھلا رکھا اور خیر خواہ شیخ امام الدین نے ضلع جھنگ کے ہمسایہ سے سرکشون کو باہر نکالا اور ہربرٹ نے بسیر نے مٹی بھر سے تھیلے اور بہت سی لکڑیون کے گٹھے مورچون کے اونچا کرنے اور گھاٹیون کے بھرنے اور فصیلون کے مضبوط کرنے اور گڑ گچون کے بنانے کے لیے آیندہ حملہ کے واسطے جمع کیے باقی سپاہ فرصت سے بیٹھی ہوئی ان واقعات کے تغیرات کو دیکھ رہی تھی اسکو تعجب ہوتا تھا کہ روڑی مین بمبئی کی سپاہ جو ملتان کی کمک کے لیے روانہ ہوئی کیون اتنی مدت سے رکی ہوئی ہے پشاور کی مجالس پرائیس مین مباحثہ کرتی تہی اور آن اتفاقات کو دیکھتی تہی کہ جسکے سبب سے ہربرٹ صاحب کے ہاتھ سے اٹک کو کتنی مدت تک دشمنون کے ہاتھ مین جانے نہین دیا وہ ان علتون پر غور کرتی تھی جسکے سبب سے جہلم کی طرف جرنیل گلاب سنگھ نے کرنیل سٹین ریج کے ساتھ سپاہ کو بھیجا تھا اور جرنیل گوف صاحب کی حرکت کو دیکھ رہی تھی کہ بہاول پور کی لڑائی کے بعد جو راوی کے داہین کنارہ پر ہوئی تھی انہون نے سکون اختیار کیا

## باب دوم

# سکھون کی دوسری لڑائی

ملتان کے محاصرہ کے التوا نے برٹش گورمنٹ کو خواب گران سے بیدار کیا اور فیروز پور مین لشکر جرار جمع ہوا جسکی قسمت مین لکھا تہا کہ وہ پنجاب کو دوبارہ فتح کریگا اسکے مختلف دستے الگ الگ ستلج کے پار اترے ۱۳- نومبر ۱۸۴۸ء کو سپاہ کے ہیڈکوارٹرس لاہور مین آئے اسوقت مشکل سے کہا جاسکتا ہے کہ رزیڈینسی کی دیوارون کے باہر ایک بسوہ پر بھی انگریزون کا رعب داب اثر کچھ تھا - بہت سے باہر کے مقامات پر اہل پنجابیون مین انگریزی افسر ہر مشکل کا مقابلہ کرکے فقط اپنی جرأت ہمت و شجاعت سے اپنے تئین سنبھالے ہوئے تھے یہ شجاعت انکی جبلت مین انگریزی قوم ہونے کے سبب سے تھی اسکے سوا ان کے لیے کچھ اور کام کرنے کے لئے ہی نہین تہا اب انگریزون کو پنجابی اپنا دوست نہین جانتے تھے انکو ان غاصب فرنگیون کے خارج کرنے کی ایک عام آرزو تھی اور اسکا ایسا شوق دامنگیر تھا کہ گروگوبند کے چیلے وہ قومی و مذہبی عداوتین بھول گئے جو اپنے

ہمسایہ کے افغانون کے ساتھ رکھتے تھے ان سے امداد و اعانت کے خواستگار ہوئے
ستلج کے بائین کنارہ پر ۱۲۔ نومبر کو لارڈ گوف سپاہ سے آنکر ملے وہ ایک بڑے کاردان
اور آزمودہ کار سپہ سالار تھے وہ چند سال کے اندر دنیا کے مختلف حصون مین اس قدر
زیادہ لڑائیاں لڑچکے تھے کہ کوئی زندہ لڑنے والا ایسا نہ تھا جو ان کی برابر لڑائیاں لڑا ہو
وہ دوراندیش اور فوجی سائنس دان نہ تھے مگر ہمیشہ خوش نصیب ایسے رہے کہ انکے یہ عیب
ڈھکے رہے اب انکو وہ جنگہائے عظیم لڑنی پڑین جنکی برابر وہ پہلے لڑائیاں نہین لڑے تھے شاید
انکو اس ملک کا علم بھی کم تھا اور انکو ان لڑائیون کے عوارض ضروریہ کا علم بھی تھوڑا تھا مگر سب
آدمیون کو انپر بھروسہ و اعتبار تھا ہندوستان مین جنگی غلطیون کے ایک سلسلہ سے فتوح
حاصل ہوئی تھین کہ اگر ان مین جنگی سائنس کی نمود و شیخی کام مین لائی جاتی تو وہ فتوح ہی نہین
حاصل ہوتین لارڈ گوف صاحب سپاہی تھے جو سپاہی ان کے ماتحت لڑائی لڑتے وہ اسکے
سفید بالون کی عزت و تعظیم کرتے اور انکی مردانہ وضع اور آزادانہ طبع کو عزیز رکھتے انکی تیز مزاجی
سے محبت کرتے جس کے سبب سے انکا لشکر آفات و مشکلات مین پھنس جاتا اور وہ فتوح کو
بڑی گران بہا قیمت پر خریدتے۔

کمانڈر انچیف کی آمد لڑائی کے شروع ہونے کی نشانی تھی ان کی ذات خاص کے ماتحت بیس ہزار سے
زیادہ سپاہ تھی اور توپین سو کے قریب تھین انہون نے دیکھا کہ چناب کے داہنے کنارہ پر شیر سنگھ
مقیم ہے اس پاس پندرہ ہزار سپاہ ہے اور بڑا زبردست توپخانہ ہے۔ لارڈ گوف کی طبیعت
عجلت پسند تھی کیمپ مین ایک دن آنے کے بعد رام نگر مین معرکہ جنگ برپا کیا اور فتح حاصل کی
مگر یہ پہلی فتح ان فتوح مین سے تھی جنہون نے اس تمام فوج کشی کو ملال انگیز بنایا تھا دشمن نے
دریا کے دوسری طرف اپنا توپخانہ چھپا کر لگا رکھا تھا اور بڑی دانائی سے یہ تدبیر کی کہ
انگریزی سپاہ کو اسکی زد مین لایا چناب کے وار انگریزی لشکر کی سمت مین دشمن کی کچھ
فوج تھی کمانڈر انچیف نے اس طرح لڑائی شروع کی کہ سپاہ کو دریائے چناب کے دوسری طرف
بھگا دے اسکے نکالنے مین انگریزی لشکر کے سوار اور توپخانہ دشمن کی مخفی توپون کی زد مین
آگیا اور دشمن کا داؤن چل گیا جو سپاہ آگے بڑھی اسپر غنیم کی اٹھائیس توپون کے گولون کی

پڑنی شروع ہوئی سواروں کو حکم تھا کہ جب موقع ہاتھ آئے تو وہ آگے بڑھ کر دشمنوں پر حملہ آور
ہوں انکو ایک موقع ملا وہ دشمن کے بڑے گروہ پر حملہ آور ہوئے تو سکھوں کے توپخانوں نے انپر
برابر آگ برسائی بہت سے سوار توپوں کے گولوں سے بہت سے سکھوں کے شمشیر زن
سپاہیوں کی تلواروں سے قتل ہوئے اور بہت سے توڑے دار بندوقچیوں کی گولیوں کی آگ سے
ٹھنڈے ہوئے دشمن ایسی زمین پر مقیم تھے جسکے سبب انگریزی سپاہ کو دردناک صدمہ پہنچا تھا
اور اسکے سبب سے بہادر اور بعض اچھے سپاہی تلف ہوئے دو بڑے نامور دلاور نہم
کرنیل لفٹنٹ ولیم ہیولڈک اور جرنیل کیورٹن سپاہ ان جنگ مین کام آئے اس فتح
مین انگریزون کو کچھ فائدہ نہین حاصل ہوا تھکی ہوئی افسردہ خاطر شکستہ دل سپاہ
اپنے کیمپ مین اپنے نقصان پر افسوس کرتی ہوئی آئی وہ یہہ پوچھتی تھی کہ اس فتح سے ہمارا
مطلب کیا نکلا ہے -

لڑائی سعد اللہ پور ۳ دسمبر

دشمن چناب کے بائین کنارہ سے نکالا گیا اب یہہ ارادہ ہوا کہ اسکے داہین طرف حملہ کیا جائے
۲۰ دسمبر کو میجر جنرل سر جوزف تھیک ویل آٹھ ہزار سپاہ لیکر چناب کے پار وزیر آباد مین گئے
تپچے اور سپاہین آن کے ساتھ ملتی گئین بہت سی بے نتیجہ چھوٹی چھوٹی لڑائیاں ہوئین
۲۸ دسمبر کو لارڈ گوف اپنی سپاہ کے ساتھ چناب کے پار گئے اور چناب کے داہین کنارہ پر
مقیم ہو کر رام نگر کے جزیرہ اور توپخانہ پر اپنی توپون کی باڑین مارنی شروع کین بریگیڈیر گوڈبای نے
دریا سے عبور کر کے جنرل تھیک ویل سے اپنی آمد و رفت جاری کی جنرل گلبرٹ سوارون کا بریگیڈ
لیکر دریا کے پار اترے - ان لشکرون کی حرکت سے شیر سنگھ نے رام نگر مین اپنے مورچون کو چھوڑا
اور بہت سا لشکر لیکر اسنے شادالاپور مین جنرل تھیک ویل کے لشکر پر حملہ کیا جنرل تھیک ویل کو
دشمن کے حالات سے بہت کم خبرین دی گئی تھین اور انکو ہدایتین ایسی ایسی کی گئی تھین جنکی
پابندی کے سبب سے وہ بے اختیار تھے جنگ مین ان کے ۲۱ آدمی مقتول اور ۵۱ آدمی مجروح
ہوئے اور انسے زیادہ آدمی دشمنون کے مارے گئے کوئی اس سے بڑا مقصد حاصل نہین ہوا
بلکہ اچھے موقعے ہاتھ سے نکل گئے کمانڈر انچیف نے بڑی طمطراق سے کہا کہ سپاہیون کا وہ
اجتماع جو اس ضرورت کے سبب ہوا تھا کہ دریائے چناب سے پار جا کر شکست راجہ شیر سنگھ اور سرداروں کو

جو انگریزون سے بے باکانہ کارزار کرتے ہین شکست دیکر پراگندہ کردے سو خدا کا ہزار شکر کہ لارڈ گف نے اپنی خوشی سے کامیاب نتیجہ اسکے ہتھیارون کو عنایت کیا یہ اہم واقعات وہشتناک نتائج عظیمہ رکہتے ہین مگر نتائج تو صرف یہہ تھے کہ چناب کے کنارہ سے جہلم کے کنارہ پر میدان جنگ بدل گیا اگر جنرل تھیکویل با اختیار ہوتے تو وہ جنگ کے کرتبون کو کام مین لا کر دشمن کا تعاقب کرتے اور اسکو اپنی توپون سمیت سلامت جانے نہ دیتے۔

اسوقت ہنری لارنس صاحب ولایت سے پنجاب مین آگئے انہون نے ایک برس کی رخصت بیماری لی تھی اور دوسرے برس رخصت لینے کی اجازت تھی مگر انکو ملتان کے ہنگامہ کی خبر پہنچی تو اُن کے دل مین اپنے فرائض منصبی کے ادا کرنے کا وہ ولولہ ہوا کہ اپنی صحت کو بھول گئے اور جسم ناتوان اور دل توانا کو لیکر لندن سے اکتوبر مین روانہ ہوئے اور دسمبر کے شروع مین بمبئی مین آئے اور جرمن سے دو دن پہلے ملتان مین پہنچ گئے لوگ کہتے ہین کہ اگر وہ پنجاب سے نہ جاتے اور لاہور مین ہوتے تو ۱۸۴۸ء مین مولراج کی سرکشی سے تمام ملک مین بغاوت کا بلوہ نہ مچتا۔ مگر اُن کی صحت ایسی بگڑ گئی تھی کہ اگر ولایت نہ جاتے تو مرجاتے اب انہون نے اپنی جان جانے کا خطر کچھہ نہین کیا اور پنجاب مین اپنے فرائض منصبی ادا کرنے کے لئے چلے آئے۔ پنجابی لارنس صاحب کے اقبال کے قائل تھے کہتے تھے کہ جب تک وہ پنجاب مین رہے کوئی دنگہ فساد انکے اقبال سے نہین ہوا اُن کے جاتے ہی سارے ملک مین بغاوت پھیل گئی اب پھر ان کے آنے سے ان کے اقبال سے امن آمان ہو جائے گا یہ افواہ تھی کہ مولراج کا ارادہ ہے کہ جب سر ہنری لارنس آجاینگے تو مین اپنے تئین ان کے حوالہ کردونگا مجھے امید ہے کہ وہ میرے ساتھہ ایسی شفقت آمیز باتین کرینگے کہ کوئی اور انگریز نہین کریگا لیکن گورنر جنرل نے ۱۲۔ دسمبر کو ایک خط ہنری لارنس کو لکھہ بھیجا تہا کہ مین تم کو اطلاع دیتا ہون کہ مولراج خواہ کچھہ ہی شرائط پیش کرے مین سوا اس شرط کے کہ وہ بغیر کسی شرط کے اپنے تئین حوالہ کرے نہین سنونگا بس خط نے پہلے ہی سے اس معاملہ کا فیصلہ کر دیا تھا۔

جنرل وش صاحب سورج کنڈ مین تین مہینے تک خالی بیٹھے رہے بمبئی کی سپاہ کا انتظار کرتے رہے جب وہ ۲۱۔ دسمبر کو ان پاس پہنچ گئی تو سترہ ہزار انگریزی سپاہ اور چونسٹھ توپین

ان پاس ہو گئین انہون نے ۲۷۔ دسمبر کو محاصرہ شروع کیا اور اسکے اہتمام مین ایک گھنٹہ ضائع نہین کیا اول نواح شہر کو دشمنون سے خالی کرانا شروع کیا مولراج کے باپ ساون مل کے مقبرہ کو اور نیلی مسجد کو جس مین عورتین اور گرد بھرے ہوئے تھے اور مولراج کے خاص جام باغ کو لے لیا یہہ سب مستحکم مقامات بغیر لڑائی ہاتھ آ گئے ۔ دو پہر بعد چار بجے کل حوالی شہر ماری سیتل سے نہر تک انگریزون کے قبضہ مین آ گیا اور انکی سپاہ کا بہت تھوڑا نقصان ہوا۔

اس فتحیابی کی گرم اسید تھی اس سے جنرل کی ہمت بڑھی اسنے قلعہ کے تسخیر کرنے سے پہلے شہر کی فتح کا ارادہ کیا۔ توپین چھ سو گز سے ایک سو گز کے فاصلہ تک لگائی گئین۔ دوسرے روز دن رات قلعہ اور شہر پر گولون کا مینہ برسایا گیا۔ مولراج نے ان کا جواب دیا انگریزی لشکر پر اسکا اثر کم ہوا ۲۹۔ کو مورٹر توپون نے شہر پر وہ گولون کی بوچھاڑ ماری کہ جسکا مقابلہ نہ شہر نہ ان سے نہ گولیت دخون سے دیر تک ہو سکتا تھا۔ شاید کوئی گولا اپنے نشانہ سے خطا کرتا ہو گا ایک مکان سے دوسرا مکان جلتا چلا جاتا تھا۔ بہادر محصورین اپنی توپون سے ضعیف سا جواب دیتے۔ انکی دو ہزار منتخب سپاہ نے باہر نکل کر سیدی رتی لال کی بید پر جہان پول صاحب جہازی افسر تھے حملہ کیا۔ اڈورڈس کے پٹھانون نے انکو ہٹا دیا اسوقت ہنری لارنس اپنے شاگرد رشید اڈورڈس کی بہادری اور کارہائے نمایان دیکھ کر خوش ہو رہے تھے۔

دوسرے دن نئے توپخانون سے اسی گز کے فاصلہ سے شہر پر گولہ زنی ہوئی محصورین کے لیئے یہہ دن مہلک تھا۔ قلعہ شکن توپین چار گھنٹے تک برابر گولون کی سوقے کرتی رہین جن سے دشمن ہلاک ہوتے رہے۔ دشمن بھی گولہ کے جواب مین گولہ مارتے تھے دفعتہً دو پہر کو گرد و خاک مین دہوان اٹھا اور ایک ایسی آواز مہیب ہوئی کہ سب چھوٹی آوازین اس مین دب گئین ۔ لفٹنٹ نیوال نے مورٹر لگا کے ایک گولہ تاک کر ایسا مارا کہ جامع مسجد کا ایک برج اڑا جسکے نیچے مولراج کا میگزین رکھا تھا اسکے اڑنے سے بہ تدریج دہوان نکلتے ہوئے شکستہ عمارت کو ہوا مین اڑا دیا۔ کئی سو گز کی بلندی پر بڑے بادل کی طرح دہوان پھیلا اور دشمن کے کیمپ پر چند سکنڈ تک چھایا رہا اور پھر اس کے بھاری ٹکڑے زمین پر گرنے شروع ہوئے اور انگریزی لشکر مین فتح کا غل آسمان پر پہنچا اس میگزین کے اڑنے سے چار لاکھ پونڈ بارود اڑی

پانچ سو آدمی مرے اور ایک قدیمی عمدہ عمارت تباہ خاک سیاہ ہوئی۔ زمین کئی میل تک لرز گئی اور گرد مین جو استحکام کیا تھا اسکو جھر جھرا کیا۔ اسکے بعد پھر توپون کی لڑائی شروع ہوئی۔ دشمنون کی توپین ایسی کرکین گرجین کہ گویا کچھ ہوا ہی نہ تھا۔

دوسرے دن وہی بات رہی جو ایک جانب کو مضبوطی کے ساتھ مایوس کرتی تھی اور دوسری جانب کو پہلے سے نوید فتح سناتی تھی دن کو دوپہر کے قریب شہر کے گودام مین آگ لگی اور اس کے ہزارون من تیل سے اور اناج سے اور جلنے کے قابل چیزون سے شعلے اُٹھے جنھون نے انگریزی توپچیون کو نشانہ مارنے کی جگہہ بتلائی ۱۸۴۹ع کے نوروز کو یہہ آگ روشن تھی سارے دن انگریزی سپاہ نے گولہ زنی کی اور خونی برج مین دڑاڑ ڈال دی۔ مگر قلعہ کا استحکام ان دڑاڑون سے گولون کی آتش باری پر خندہ دندان نما کرتا تھا۔ دہلی دروازہ کی طرف کی فصیل ڈہا دی۔ جان جینٹ نے انگریزی جھنڈا ایک بلندی پر قائم کیا مگر دشمنون نے دھجیان اڑادین پھر کپتان لیتھ نے یہہ کام کیا تو دشمن شہر کی تنگ گلیون مین بھاگے مولراج نے قلعہ کے دروازے بند کر دیئے کہ شہر کے مفرور اسکے اندر نہ داخل ہون۔ ۲ جنوری ۱۸۴۹ع کو انگریزیون کا شہر پر قبضہ ہوگیا۔

اسوقت اس شہر کا حال ایسا تھا جسکے دیکھنے سے ڈر لگتا تھا۔ بڑے بڑے مکانات ان گولون سے اپنا سنھ کالا کیئے ہوئے تھے جو ایک سو بیس گھنٹے تک موسلادھار مینہ کی طرح ان پر برستے رہے کوچے گلیون مین جا بجا مُردے پڑے تھے زندہ آدمی بھی سنگینون سے مقابلہ کرنے کو موجود تھے جو آدمی زندہ رہے اُن مین سے چند آدمیون نے سپاہ کی اس بے دریغ لوٹ کو دیکھا ہوگا جسکو جنرل نے پیش اندیشی کرکے منع کر دیا تھا۔ مولراج قلعہ مین محصور تھا تین ہزار چیدہ سپاہ اس پاس تھی۔ ۴ جنوری کو قلعہ کا چارون طرف سے گھیرا کیا بہت دنون تک مولراج اور اسکے بہادر ملازمین نے قلعہ کی محافظت ان توپون کی مار سے کی جو بار بار توپچیون کو توپون سے ہٹاتے تھے تقریباً سب مکان بے سقف ہوگئے مولراج کے لیئے بھی سوا اسکے دروازہ کے کوئی بچنے کی جگہہ نہین رہی اس دروازہ کی چھت مین بمب کا گولہ اندر نہین جاتا تھا مولراج نے دو دفعہ سے زیادہ جنرل سے سوال جواب کیئے مگر جنرل نے یہی جواب دیا کہ بغیر کسی شرط کے اپنے تئین حوالہ کرو۔ قلعہ بڑا مستحکم تھا قلعہ نشینون کی ہمت کیا ہی بڑھ رہی تھی۔ قلعہ شکن توپین قلعہ کے نزدیک زیادہ ہوتی جاتی تھین مگر ان کے گولے جو قلعہ پر مارے

جاتے تھے وہ اُنکی اینٹ مٹی کی دیوار مین پھنس کر رہ جاتے تھے پار نہ جاتے تھے دشمنون کے توپچی اپنے
خوفناک کام سے انگریزی سپاہ کو تنگ کیے جاتے تھے محصورین کو اس توپخانہ نے بہت ستایا
جس مین ہندوستان کی بحری سپاہ کے توپچی تھے۔ ان بہادر ملاحون پر جو دشمنون کو بھنبوڑ رہے
بھون رہے تھے دشمنون نے وہ گولون کی بوچھاڑ ماری کہ توپخانہ کا مورچہ چوبی جو کچی کھالون سے
ڈھکا ہوا تھا جلکر خاک ہوگیا بڑی مشکل سے اس مورچہ سے باروت اور توپون کو نکالا اس زمانہ
مین محاصرین نے سرنگین لگانی شروع کین مگر گولہ زنی ایسی جاری رہی کہ دشمن کو سرنگون کی کارگری کا
انتظار نہین کرنا پڑا۔ ۱۷ و ۱۹ جنوری کو قلعہ کی فصیل مین دراڑین پڑ گئین جنہیں اہل قلعہ نے اپنے
کتے اور گھوڑے آسانی سے دوڑا سکتے۔ اب محصورین کا قافیہ ایسا تنگ تھا کہ انکو سوا اسکے
کوئی چارہ نہ تھا کہ کیا حسرت ناک دشمن کو اپنے تئین حوالہ کرین یا موت و زندگی کے لیئے ایک دفعہ
اسپر حملہ کرین ۱۹ کو مولراج سے اُنہون نے یہہ بات بیان کی اسپر وہ آمادہ ہوگیا تھا مگر اس نے
انسے اجازت چاہی کہ تیسری دفعہ پھر ایلچی انگلش کیمپ مین بھیجے۔ ۲۱ کو ایلچی آیا اور اسنے درخواست
کی کہ مولراج کی جان بخشی کی جائے اور اسکی عورتون کا احترام کیا جائے جسکا جواب جنرل
وش نے یہہ دیا کہ مولراج کی جان بخشی میرے اختیار مین نہین مگر عورتون کی عزت کی جائیگی
برٹش گورنمنٹ مردون سے لڑتی ہے عورتون سے نہین۔ مولراج اپنے تئین حوالہ کرنے کے لیئے
۲۲ کی صبح کو بلایا گیا کہ وہ آنکر لڑائی کی قسمت کا فیصلہ کرے وہ نو بجے ریشمی لباس پہنے ہوئے
اور ہتھیار لگائے ہوئے گھوڑے پر سوار آیا اور اسنے اپنے تئین جرنیل صاحب کے حوالہ کیا اور
اسکی تمام سپاہ نے اپنے سارے ہتھیار انگریزی افسران کے سپرد کر دیئے۔
کہتے ہین کہ ملتان کا جو چھبیس روز تک محاصرہ رہا اس مین ۶۷ توپون نے مختلف قسم کے گولے ۴۱ ہزار
پانسو ۹۶ مارے محاصرین کے آدمی ۲۱۰ مقتول اور ۹۸۲ مجروح ہوئے جنمین ۵۵ افسر تھے مضبوط فصیلون مین جو
انگریزون کی آتش فشانی نے رخنے ڈالے تھے وہ تعجب خیز تھے۔ لوٹ وہان بہت تھی مگر اسکی گورنمنٹ کی سپاہ کو غنیمت ملتی تھی جسکا حساب
اس کے عمل مین لوٹ کا ارمان نکلا کہ وہ ملتان مین ہاتھ نہ آئی۔ زمین کے اندر گڑھون مین مسجد
صحنون مین اور محلون مین بہت سی چیزون کے ڈھیر لگے ہوئے تھے انمین ریشمی کپڑے اور شال
روپیہ تلوارین جنکے قبضے چاندی کے تھے زرین تلوارین جواہر نگار اناج تیل۔ افیون نمک

کیونکہ یہ سب چیزین مولراج اور ان کے باپ کی جمع کی ہوئی موجود تھین علاوہ ان کے ایک سلاخانہ پورا کامل تھا جس مین سب طرح کے ہتھیار تھے اور بہت سا اور سامان حرب تھا مگر جنرل وش کی سپاہ ان سب چیزون کی لوٹ سے محروم رہی لاہور کے دربار کی باقیات مین وہ دی گئین شہر پر جو تاوان جنگ کی بابت دو لاکھ روپیہ جرمانہ کیا گیا تھا وہ سپاہ کے حصہ مین آیا۔

۲۲ - جنوری کو ایک بڑا المناک واقعہ یہہ تھا کہ اگنیو اور اینڈرسن کی لاشین قبرین سے نکال کر سپاہیانہ عزت و شان کے ساتھ وہان دفن کی گئین، جہان فصیلون مین شگاف ڈالکر انگریزی سپاہ داخل ہوئی تھی اور مولراج مقید ہوکر لاہور بھیجا گیا۔

چیلیان والا کی لڑائی

ہم نے شاہ دولا پور کی لڑائی کا حال لکھا ہے جو جنرل تھیکویل اور شیر سنگھ کے درمیان ہوئی تھی جسکا نتیجہ یہ تہا کہ چناب کے کنارہ سے میدان جنگ جہلم کے کنارہ پر اس طرح بدل گیا کہ شیر سنگھ بغیر کسی سزا یابی کے چناب سے موضع رسول مین چلا گیا۔ یہ مقام عجب استحکام رکہتا ہے وہ جہلم کے کنارہ پر ہے۔ لارڈ گوف نے یہ سنکر کہ شیر سنگھ سے چتر سنگھ ملنے آتا ہے چتر سنگھ سے لڑنے کا ارادہ اس سے پہلے کیا کہ وہ شیر سنگھ سے ملے شیر سنگھ کی سپاہ مین مختلف درجون کے سو سردار تھے اور چالیس ہزار سپاہ تھی جس نے قواعد یوروپین افسرون سے سیکھی تھی جنرل تھیکویل سے شیر سنگھ جسطرح بچ کر جہلم کے قریب جا پہنچا اور وہان ایک مقام اس نے اختیار کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مین جرنیل ہونے کی لیاقت تھی اس مقام کے بائین طرف ایک بہت نیچی پہاڑی اور دریاء جہلم کی بڑی دھارتھین اور اسی دریا کے کرارے تھے اور اس کی بائین سمت بہت سے دیہات اندر تھی جو بڑے گھنے جنگل سے گھرے ہوئے تھے گویا وہ سپاہ کے قدرتی مورچے اور دمدمے چیلیان والا میں پہاڑی سے جنوب مین تین میل کے اندر تھے۔ دشمن کی سپاہ کے مزاجون سے نا آشنائی تھی اور اسقدر وقت نہین ملا کہ دشمن کے مقام کماہی آگاہی حاصل کی جاتی کمانڈر انچیف نے ایک اونچے ٹیلہ پر سے دشمنون کے پکٹ کو نکال دیا اور اسپر چڑھ کر دشمن کی سپاہ اور اُسکی توپون کی خوب سیر کی کہ بڑی شان و شکوہ سے مقیم ہے اور جنگل مین توپخانے چھپے ہوئے لگے ہوئے ہین۔

جب شہر ملتان فتح ہو گیا تین تو ہنری لارنس خوشی خوشی فیروزپور مین لارڈ ڈلہوزی کو یہ مژدہ سنانے گئے

اور ان سے صلاح مشورہ کرکے اور لارڈ صاحب کے تمام خیالات پر خوب آگاہی حاصل کر کے لاہور مین جلد آئے اور ریذیڈنٹ کو تمام باتین بتلا کے شام کو جلکر ۱ جنوری ۱۸۴۹ء کو کمانڈر انچیف کے خیمہ گاہ مین آئے۔ اسوقت وہ کسی خاص عہدہ پر اس لیئے نہین سمجھے جاتے تھے کہ ان کے قائم مقام کری صاحب کے رزیڈنٹی کے عہدہ کی میعاد آیندہ مہینے مین ختم ہونے والی تھی مگر وہ ہر عہدہ کے ملنے پر راضی تھے جبلارڈ گوف ان کو دیدین وہ ان کے اونریری ایڈی کیمپ یا سپاہ جو اُن کے آگے تھی، ماتحت عہدہ دار سمجھے جاتے۔ ہنری لارنس جب کیمپ مین آگئے ہین تو تین دن بعد چلیان والا کی لڑائی ہوئی اب ایسا وقت آگیا تھا کہ اگر کوئی بہت تند و تیز مزاج افسر بہ نسبت لارڈ گوف کے ہوتا تو وہ بھی سکھون کی سپاہ سے ایک عام لڑائی لڑنی واجب جانتا یہ سچ ہے کہ قلعہ ملتان کے فتح ہونے کے بعد وش صاحب کی فوج کا بڑا حصہ فارغ ہو جاتا اور وہ جہلم کے کنارہ پر آنکر انگریزی سپاہ کی بڑی قوت بڑھا دیتا لیکن سکھ سردار اس سبب سے جلد لڑائی کرنی چاہتے تھے اور انگریزی سپاہ کو ملتان کی سپاہ کے انتظار کی تکلیف دینی نہین چاہتے تھے گوف صاحب کے پاس ایک لشکر جرار ایسا تھا کہ ہر کارزار کے لیئے کافی تھا وہ جنگ کے لئے بیتاب تھا۔ ایک مہینے سے زیادہ دنون سے وہ خواب راحت مین سوتا تھا اور تمام ہندوستان التواء جنگ سے مضطرب تھا اس لیئے گوف صاحب نے لڑائی کی تیاری کی جس ملک مین اور جس زمین مین سکھون کی سپاہ مقیم تھی اسکا حال تحقیق کیا اُس نے فن جنگ کے صحیح اصول کے موافق حملہ کا نقشہ بنایا اور خوب اچھی طرح جرنیلون کو ہدایتین کر دین کہ تم فلان فلان مقام پر اپنے حصہ کا کام کرنا ۱۳ جنوری کی دوپہر کو سب سامان جنگ تیار ہو گیا تھا اور یہہ ارادہ تھا کہ کل صبح کو بہت سویرے لڑائی شروع ہو لیکن سکھون کے سردار یہہ نہین چاہتے تھے کہ انگریزی جنرل کو صبح سے شام تک فرصت دین کہ جس مین زمانہ حال کے اصول جنگ کے موافق رزم آرا ہو اس لیئے انہون نے جب دن بہت جا چکا تھا یہہ عزم ارادہ کیا کہ اگر ممکن ہو تو اسی وقت لڑائی شروع کر دینی چاہیئے وہ اپنے سپاہیون کو خوب جانتے تھے انہون نے چند توپین آگے بھیجین اور انگریزی کیمپ کی طرف چند گولے پھینکے۔ ان کا داؤن چل گیا۔ گوف صاحب کی تیز طبیعت اجازت دیتی کہ ان کے

لشکر مین دشمنون کے گولے آئین اور وہ ان سے لڑنے مین ذرا بھی تامل کرین انہون نے اپنی بھاری
توپین آگے چیلیان والا کے سامنے بھیجین اور انہون نے دشمن پر جو دکھائی نہین دیتا تھا گولے
چلائے طرفین کے توپخانون نے سارے جنگل مین ایک ہولناک غل غپاڑہ مچادیا ایک گھنٹے تک
یا اس سے کچھ زیادہ تک ہلکی بھاری توپین بڑا غل مچاتی رہین۔ انگریزی توپچیون کو یہ ہدایت
تھی جہان سے دہوئین اور شعلے اٹھتے ہوئے دیکھین وہان نشانہ بناکے گولے لگائین۔
اب جاڑے کے دن کے دو پہر کے بعد تین بجے تھے اسوقت لارڈ گوف کے واسطے مفصلہ ذیل
تین باتین تھین جنمین سے انہون نے بمقتضاء اپنی آتش مزاجی و دلاوری کے ایک بات کو پسند
کیا مگر اسکا پسند کرنا حالات کا مقتضا نہ تھا اول یہہ کہ سپاہ کو دشمن کے سامنے سے ہٹا
لینا یہہ تو نہ لارڈ گوف کی نہ اور کسی افسر کی عزت کا مقتضا تھا دوم سپاہ کا وہان قائم رکھنا
جہان وہ تھی اس حالت مین رات کے حملہ کی بہت سی جوکھون مین پڑنا تھا اس مقام کا حال
معلوم نہ تھا اس لیئے صرف یہ تیسری صورت اختیار کرنی پڑی کہ ایک گھنٹے تک لڑائی لڑی
جاے کہ برٹش برگیڈون نے دشمن کے قلب لشکر پر بڑی تیز آتش فشانی کی جہان اسکی توپین
بہت سی لگی ہوئی تھین لیکن دشمن نے بھی جواب مین اپنی توپون کے گولے اور بندوقون کی گولیان
ایسی تیزی سے چلائین کہ اسنے انگریزی لشکر کو بہت نقصان پہنچایا ۹۲۴ سپاہی اور ۲۱ افسر
بالکل ہلاک یا کام کے ناقابل ہوگئے برگیڈیر جنرل کیمبل (جو پیچھے لارڈ کلایڈ ہوئے) اور سر
والٹر گلبرٹ اور برگیڈیر ہونٹن اور برگیڈیر پینی کوک مین سے ہر ایک نے دشمنون پر سخت حملے کیے
اور وقت پر سیدانی توپخانہ آن پہنچے کہ دشمن نے جو چھ توپین چھین لی تھین ان مین سے دو واپس
لے لین پہر لڑائی بڑی گھمسان جب تک رہی کہ رات ہوگئی پھر طرفین سے فیر ہونے موقوف ہوئے
گوف صاحب گھوڑے پر سوار وہان گئے جہان ان کی درماندہ خستہ حال سپاہ مقیم تھی مگر وہ
فتحمند تھی۔ سکھون کو اخیر مین شکست ہوئی تھی۔ ان کا میسرہ جہلم کی طرف واپس چلا گیا فتحمندون کو
انکی چالیس توپون کے قریب ہاتھ لگی تھین اگر سپاہ بھوکی پیاسی تھکی ہوئی نہ ہوتی تو بھی رات کو
دشمن کا تعاقب کرنا مصلحت و مناسب نہین ہوتا اب یہہ بات باقی تھی کہ چیلیان والا سے
پرے جو زمین ایک میل پرے ہاتھ لگی تھی اسپر قبضہ رکھا جائے۔ جنرل کیمبل نے لارڈ گوف کو یہہ صلاح

دی کہ سپاہ پیاسی ہے جسکو چیلیان والا مین پانی ملیگا اس لیئے وہ واپس چلے تو اس کا جواب
بریگیڈیئر کیمپبل صاحب نے یہہ دیا کہ پانی کی خاطر کیا مین رجمنٹون کو قتل ہونے دونگا ؟ ہرگز نہین ہنری لارنس
بھی ان کے ساتھ متفق الراے تھے مگر آخر کیمبل کی صلاح ماننی پڑی اور لشکر الٹا بڑی تاریکی مین
چیلیان والا کے ہمسایہ مین آیا اس رات کو چند ہی ایسی رجمنٹین ہونگین جنکو پیٹ بھر کے کھانا ملا ہو
مہاوٹ کی بارش بھی شروع ہوگئی تھی اسکی تکلیف سے تھوڑے ہی آدمی بچے ہونگے - جنگی اسپتالون
مین بہت سے زخمیون کو چند گھنٹون کے بعد پانی ملا اور سرجن اور مددگار جتنے کہ زخمیون کے لیئے
درکار تھے وہ موجود نہ تھے مگر میدان جنگ مین زخمی پڑے تھے جنکی تکالیف کا اسپتال کو نہین
سپاہ کی ٹکڑیاں اندھیری رات مین چھکڑان توپون کو لے گئے جو انگریزون
نے لی تھین اور جس آدمی کو انہون نے زندہ پایا مار ڈالا چند زخمی جنمین ایسی طاقت تھی کہ وہ جنگل مین
جاکر چھپے دشمنون کے نظر سے بچے رہے اور زندہ باقی رہے -

یہ رات بڑی مصیبت سے کٹی اور اس مین بڑی خرابی اور پریشانی رہی اگرچہ لشکر کی تعداد کم ہوگئی
تھی اور سب لہو کا نہا او رسینہ اسیر برابر بیس رہا تھا مگر جب دن ہوا تو پہلے دن کی فتح کی جو اسکو
سختی سے حاصل ہوئی تھی پیروی کرنے کے لیئے جنگ کے واسطے تیار ہوا - وائٹ کے سوارون کو اب
معلوم ہوا کہ شب گذشتہ مین اسیر کیا بلا آئی تھی لارڈ گوف نے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ اسکے سامنے
تین چار میل تک سکھون کی سپاہ کے خیمے ڈیرے پڑے ہین توپخانے سپاہ کے آگے بڑھائے
ایک کیمپ بنایا اور خیمے منگا کے لگائے گئے تو بہت تھکے ہوئے سپاہی ان کے اندر آرام سے
کچھ گھنٹے سوتے اور باقی سپاہی زخمیون کی تلاش مین گئے اونکو لائے اور مردون کو دفن کیا
چیلین وشنگ کو دو یا تین دن تک بہت کام کرنا پڑا ایک خیمہ مین تیرہ افسران کو جو ۲۴ پیادہ پلٹن کے
تھے دفن کرنا پڑا یہ سب افسر ایک قبر مین دفن ہوئے پھر کرسٹی انکے سپاہیون کے ساتھ ایک قبر مین سو بڑی خندق مین دفن ۲۳ سو گورون کی
قریب دفن ہوئے - اگر چیلیان والا کی لڑائی کو فتح کہین تو وہ اسقدر نقصان اٹھانے کے بعد
شکست سے کم نتھی - تین گھنٹے کے اندر ۳۹ نفر انگریز اور ہندوستانی ۵۰۳ سارجنٹ یا حوالدار
اور ۵۱۱ گورے مردہ ہوئے - ایک سو سپاہی اور چار سارجنٹ گم تھے جنمین سے چند
ہی زندہ پھر کر آئے زخمیون کی فہرست مین ۹۴ نفر ایک وارنٹ افسر او نے سارجنٹ یا حوالدار

۲۷۷ سپاہی تھے یہ نقصان ستلج کی لڑائیون سے زیادہ تھا علاوہ اسکے چار توپین اور کئی کلر دشمنون
ہاتھون مین گئے۔ انگریزی سپاہ نے جتنی توپین لی تھین ان مین سے بارہ توپ لشکرگاہ مین آئین
اور باقی توپین پھر انگریزی لشکر پر ایک لڑائی مین چلین جس مین اسکو بڑی فتحیابی ہوئی۔ شیر سنگھ
کی شکست کھانے مین کوئی معقول شبہ نہین ہوسکتا باوجود خطاؤن و غلطیون کے انگریزی سپاہ نے
میدان جنگ سے شیر سنگھ کو ہٹایا اور اسکا نقصان اپنے نقصان سے دوچند کیا مگر نتیجہ جنگ ایسا
مشتبہ تھا کہ ادھر کمانڈر انچیف اپنی فتح سمجھے اور تمام احاطون کی چھاؤنیون مین اسکی خوشی مین توپون کی
سلامی ہوئی اور شیر سنگھ اسکو اپنی فتح سمجھا رسول کی بلندیون پر اسنے اپنی فتح کی توپین چھوڑین۔

نومبر مین لارڈ گوف ایک بڑا لشکر جرار شاندار اپنے زیر حکم لیکر جسکی تمام شعبی باساز و سامان
تھی اس کے ساتھ سوار و باربرداریون کے جانور و میگزین و توپین کافی تھین۔ غرض ایسی
سپاہ تھی جو ہر جگہہ جاکر جو کام وہ چاہتی کرسکتی تھی لیکن وہ اول لڑائی ۲۲۔ نومبر کو رام نگر مین لڑی
جسکا خاتمہ نقصان پر ہوا اور سب سے زیادہ بھاری نقصان یہہ تھا کہ کیوریٹن اور ہیولاک کی جانین
گئین دوسری لڑائی ۳۔ دسمبر کو شادالاپور مین ہوئی جس مین گورنر جنرل اور کمانڈر انچیف نے
بڑی دلیری سے فتح کا دعوے کیا مگر اس نے غنیم کو یہہ ترغیب دی کہ وہ چناب کے کنارے سے
اپنی دانائی اور ہوشیاری کے سبب جہلم کے کنارہ پر چلا گیا اور پہلے جیسے مقام سے دوسرے
بہتر مقام مین مقیم ہوا چلیان والا مین تیرہوین جنوری ۱۸۴۹ع کو لڑائی بیڈھنگے طور پر ہوئی اگرچہ
سپاہ کے بڑے حصہ نے اپنی دلدوری و بہادری دکھا کر فتح حاصل کی مگر وہ شکست سے بدتر تھی
پیادون کا بریگیڈ جو اسطرح حملہ کرنے کے لیئے دوڑا جیسا کہ کتا شکار پر دوڑتا ہے مگر وہ دشمنونکی
توپون کے نیچے تھکا ہوا ہانپتا آیا اور بہت نقصان اٹھا کر واپس گیا سوارون کا بریگیڈ جو آگے
بڑھا تو اسکے آگے لڑنے والے نہ تھے اور اسکے پیچھے اسکے سہارنے والے نہ تھے اور توپین
پیچھے ایسی لگی ہوئی تھین کہ ایک گولا ان کی حمایت مین نہین چھوٹ سکتا تھا کمانڈ (حکم) کا لفظ سنا
گیا یا غلط سنا گیا یا ممکن ہے کہ بالکل نہ سنا گیا مگر کان اس کے سننے کے لیئے تیار تھے وہ
مبارک مراجعت کا ہے جسنے چودہوین ڈرایگون کو سخت نقصان پہنچایا اس کے پیچھے تین رجمنٹون کے
کلر چھن گئے اور دشمنون نے چار توپین چھین لین اور ۸۹ افسر اور ۲۳۵۰ سپاہی مرے یا

چلیان والا کی لڑائی اور گوف کا رامنگر مین حملہ

زخمی ہوئے۔ اس پریشان حال جنگ مین بارہ توپین انگریزون کو ہاتھ لگین جسکو گورنر جنرل اور کمانڈر انچیف نے سرکاری مراسلات مین دوسری فتح ظاہر کیا مگر گورنر جنرل نے ایک خانگی خط مین لکھا کہ تمین لڑائیون مین جو قابل اطمینان نہین تین فتوح الم ناک حاصل ہوئین۔

پنجاب مین اور ضلعون کے ہنگامہ فساد اور اعلےٰ افسران ضلع کی جوانمردی اور فرزانگی کے کام۔ سنہ ۱۸۵۷ء

اب تک لڑائی کے جاری رکھنے مین اعلے درجہ کے سول اور ملیٹری حکام نے کام کئے تھے ان سے تھوڑا سا اطمینان حاصل ہوتا مگر ایک اور گروہ کارکن تھا جسکا غریب سا نام رزیڈنٹ کے اسسٹنٹون کا تھا وہ پنجاب مین مدبر سپاہیون کا اور سپاہی مدبرون کے اسکول کا بانی مبانی تھا یعنی صاحب السیف والقلم و صاحب القلم والسیف کا۔ وہ پنجاب کے اضلاع بیرونی مین مقیم تھے انہون نے اس تاریک زمانہ مین عزت کا جامہ پہن لیا ان کے بزرگون سے جو کوتاہیان ہوئین ان کا وہ تدارک کرتے۔ ہربرٹ ایڈورڈس صاحب نے جو اپنے ضلع بنون مین اور اسکے باہر کام کئے وہ پہلے بیان ہو چکے ہین اب جارج لارنس ایجنٹ رزیڈنٹ نے پشاور مین بھی اور جیمس ایبٹ صاحب نے ہزارہ مین اور ہربرٹ صاحب نے قلعہ اٹک مین اور رےنلڈ صاحب نے ڈیرہ جات مین اور جان لارنس نے جالندھر کے دوابہ مین کار ہائے نمایان کئے لکھے جاتے ہین انمین سے اکثر کی مراسلت اور آمد و رفت بیرونی دنیا سے منقطع و مسدود تھی وہ اس سپاہ سے کام کرتے تھے جسپر اعتماد و اعتبار تھوڑا سا ہوسکتا تھا یہہ سب افسر اس پنجابی آبادی سے گھرے ہوئے تھے جنکے حال دریافت کرنے کی فرصت انکو نہین ملتی تھی وہ اپنی جگھون پر جمے ہوئے تھے اور یہہ توقع کرتے تھے کہ وہ سرکشی کو دبا دین گے یا اسوقت تک اسکو معطل رکھین گے کہ ان کے اعلے درجہ کے حکام کامل واقعات پر آگاہی حاصل کرکے میدان جنگ مین علم بلند کرین گے اب ہم اعلے درجہ کے حکام کے احکام کے اجرا اور رد و بدل سے اور غیر مطمئن کارزارون اور فتوح سے قلم کو کوتاہ کرکے ایسٹ انڈیا کمپنی کے ملازمین کے مستحکم ارادون کا اور ان کے نڈر رہنے کا ان کے مستعد و جید ہونے کا انکی استقامت و رائے صواب کا بیان کرتے ہین انمین سے بعض آپسمین رشتہ خاندانی رکھتے تھے اور سب آپسمین دوستی اور ہم خدمت ہونے و ہمدردی کا پیوند رکھتے تھے اول ہم جارج لارنس کا حال لکھتے ہین۔

ملتان مین افسرون کے قتل ہونے کی خبر ۲۷۔ اپریل کو پشاور مین پہنچی وہان میجر جارج لارنس اسسٹنٹ تھے

یہاں سکھوں کے دس ہزار سپاہی مسلح اور چھتیس توپیں موجود تھیں اول ان پر اس خبر کا کوئی
اثر پڑتا ہوا نظر نہیں آتا میجر صاحب نے بھی کوئی کام ایسا نہیں کیا کہ جس سے فوج کی ایمانداری
اور وفاداری پر شبہ ہوتا گو ان کو معلوم ہو گیا تھا کہ ملتان سے جاسوس آکر سپاہ کو اغوا کر رہے ہیں
اور بعض متعصب سکھ انگریزوں کو گالیاں دے رہے ہیں اور سپاہیوں کو سمجھا رہے ہیں کہ
وہ اپنی پہلی شکستوں کی بے عزتی کے داغ کو مٹائیں۔ رزیڈنٹ نے میجر صاحب کو ہدایت
کی کہ وہ مسلمانوں اور پٹھانوں کی سپاہ سکھوں کے مقابلہ کے لیئے بھرتی کریں میجر صاحب نے
فوراً چھ سو مسلمان بھرتی کر لیئے کہیں کہیں شورش برپا ہوئی کئی جگہ قتل کی وارداتیں واقع ہوئیں
سب کا تدارک قرار واقعی کیا گیا۔ ۲۵ جون کو لفٹنٹ اڈورس کی فتوح کی خبر آئی جسکی خوشی میں
توپوں کی شلک ہوئی۔ میجر صاحب نے رزیڈنٹ کو لکھا کہ پشاور میں امن امان قائم رکھنے کے
لیئے وہ سپاہ بھیجدیں مگر ان پاس سپاہ کہاں تھی جو وہ بھیجتے۔ ۲۷ جولائی کو ایک جاسوس جو
فقیر کے بھیس میں تھا پکڑا گیا وہ سپاہ کو اغوا کرتا تھا کہ انگریزوں کو پنجاب سے باہر نکال دیں۔ اس
فقیر نے اقرار کیا کہ میں مولراج کا ملازم ہوں اور اس نے مجھے دوست محمد خان کے پاس بھیجا تھا کہ اگر امیر
پنجاب سے انگریزوں کے نکالنے میں اس کی امداد کرے تو اس کے عوض میں ملک پشاور امیر کو
دیدیا جائے گا۔ دوست محمد خان نے یہ کہکر مجھے رخصت کیا کہ میں برٹش کا دوست ہوں اور آیندہ
مولراج سے میں خط و کتابت کرنی نہیں چاہتا۔ ۸ اگست کو اس فقیر کو پھانسی دیگئی غرض اب
سارے ملک میں بغاوت پھیل گئی۔ دسویں اگست کو جارج لارنس صاحب نے سکھوں کے گورنر جنرل
گلاب سنگھ اور سکھ رجمنٹوں کے تمام کرنیلوں کو جمع کر کے ملاقات کی اور ان سے مخاطب ہو کر یہ کہا
کہ آپ صاحبوں کو چاہیئے کہ خیر خواہی و وفاداری میں ثابت قدم رہیں اور پنجاب میں جو آپ ہی کے
مہاراجہ کی سلطنت ہے اسکا باقی رکھنا آپ ہی صاحبوں اور سکھوں کی فوج کے اختیار میں ہے
اگر آپ صاحب نمک حلال رہے تو تمام خوف و خطر مٹ جائیں گے اور اگر آپ بیوفائی اور دغا بازی
کریں گے تو پھر کسی طرح پنجاب کی خود مختاری اور آزادی نہ بچ سکیگی۔ ان سرداروں نے اس تقریر کے جواب
میں اپنی اور فوج کی نیک خواہی و ہواخواہی نیک اندیشی اور وفاداری پر ثابت رہنے کا وعدہ کیا اور
موجودہ انتظام پر اپنی رضامندی اور خوشنودی کا اظہار کیا۔ جلسہ برخاست ہوا چتر سنگھ نے میجر صاحب سے

سنا تھا خط وکتابت کی پشاور میں بغاوت کے دبانے کے لیے فوج بھیجنے کا وعدہ کیا۔ پشاور کی
فوج نے چڑھی ہوئی تنخواہ باقی رہ میجر صاحب نے ادا کی مگر باوجود اس کے تمام فوج فساد پر آمادہ ہوئی
اور یہہ معلوم ہوا کہ شب کے آٹھ بجے سکھ کی رجمنٹون کا یہہ قصد ہے کہ رزیڈنسی پر حملہ آور ہون۔
مگر یہہ خبر صحیح نہین نکلی۔ میجر صاحب نے سلطان محمد خان بارک زئی کو لکھ بھیجا کہ اپنے آدمیون کے
ساتھ جو لائق کار ہون حاضر ہو چنانچہ وہ تہوڑی دیر مین ایک سو ساٹھ سوار اور سات سو سپاہی
ساتھ لیکر حاضر ہوا جس سے مخالفین کو ایسا خوف ہوا کہ تھوڑی دیر انہون نے اپنے ارادے میں توقف
کیا۔ چتر سنگھ کا ایک خط پکڑا گیا جس سے معلوم ہوا کہ سلطان محمد خان جسپر سر ہنری لارنس نے بڑے
احسانات کئے تھے اور ایک قیدی سے جاگیردار بنایا تھا اسنے سب احسان فراموش کیئے وہ
چتر سنگھ کی سازش میں شریک ہو گیا اس زمانہ میں چتر سنگھ گورنر ہزارہ نے اپنے علاقہ مین علم
بغاوت بلند کیا اور بنون اور پشاور کی سکھ سپاہ کو اپنی مدد کے لیئے طلب کیا اب تک پشاور کو تو میجر
لارنس نے سنبھالا مگر بنون کی سپاہ چتر سنگھ سے جا ملی۔ کچھ پہلے سے دوست محمد خان نے
یہہ دیکھ کر کہ پنجاب کی بغاوت کے دبانے مین انگریز کچھ حرکت نہین کرتے یہہ سمجھا کہ انین قوت نہین
ہے اسلیئے وہ اپنے قدیمی دشمنون سے مل گیا کہ پشاور اسکو پھر وہ دیدین اور اسنے اپنی سپاہ خیبر کی
راہ سے بھیجدی کہ وہ ان کے مذہب کے سخت دشمنون کے ساتھ متفق ہوکر انگریزون سے لڑے جنکے
ہتھیارون نے چند سال تک اسکو سلطنت سے محروم رکھا تھا چتر سنگھ نے پانچ ہزار پیدل
اور چھ سو سوار اور سولہ توپین نوشہرہ مین بھیجین مسٹر ایبٹ اور لفٹنٹ نکلسن نے حتی المقدور
چتر سنگھ کی پیش قدمی کو روکا مگر انکی فوج بجز چند نو بھرتی کے مسلمان سپاہیون کے دشمن سے
جاملی اس لیئے یہہ افسر بھی مجبوری واپس چلے آئے۔
اکیسوین ستمبر کو پشاور مین خبر آئی کہ شیر سنگھ لشکر سمیت مولراج سے جا ملا جس سے خوف و خطر زیادہ
ہوا میجر صاحب نے اول اپنے بال بچے و میم صاحبہ کو کوہاٹ روانہ کیا جہان دوست محمد خان انسے
بہ تواضع پیش آیا اور انکو یقین دلایا کہ تمہاری سب طرح محافظت کی جائیگی۔
۲۷ ستمبر کو میجر لارنس نے گورنر جنرل کا اشتہار مشتہر کیا کہ سکھ سردارون کے علاقے ضبط کیئے گئے
جس سے بڑی کھلبلی پڑی اسی روز میجر صاحب نے اٹک جانے کے لئے ایک ایسی بہانہ

جانے کا حکم دیا کہ وہان جاکر چتر سنگ کا مقابلہ کرے کہ وہ دریا کے پار ہونے کا قصد نکرے اس توپخانہ کی روانگی مین کوئی مزاحمت نہین پیش آئی۔

بنون مین کرنیل ہوس اور برادر یورد مین افسر بھی سکھون کی فوج کے ہاتھ سے مارے گئے تھوڑے دنون کے بعد فتح محمد خان ٹوانا جسکو میجر اڈورڈس نے بنون کا حاکم مقرر کیا تھا اسکو قلعہ دلیپ گڈھ مین سکھون کی سپاہ نے گھیر لیا سکھون نے ملک محمد خان سے کہا کہ اپنے تئین اور قلعہ کو حوالہ کرے۔ فتح خان نے اپنی سپر اور تلوار لیکر حکم دیا کہ قلعہ کا دروازہ کھول دو پھر وہ باہر گیا اور اسنے للکار کر سکھون سے کہا کہ مجھے کتے کی طرح نہ مارو اگر تم مین سے کوئی آدمی ایسا ہو کہ وہ آدمیوں کے برابر ہو وہ میرے سامنے آئے سکھ سپاہی چلاتے ہوئے اسپر لپکے کہ کون ہی وہ ہے کہ جسنے ہمارے کنور پشور سنگ کو قتل کیا تھا اب ہم تجھکو مارین گے اسپر گولیون کی باڑ چلاکر مار ڈالا میجر اڈورڈس صاحب لکھتے ہین کہ اس نے بڑی بہادری و شرافت سے اپنے وعدہ کے پورا کرنے مین جان دی اس نے جس قلعہ کی محافظت کا وعدہ کیا تھا اسکی دہلیز پر جان دی جس سے میرے دلمین اسکی محبت اور احسان مندی کی قدر و منزلت ایسی پیدا ہوئی کہ وہ اور ہندوستانیون کی محبت و احسانمندی کی قدر و منزلت سے زیادہ تھی جسنے ۱۸۴۹ و ۱۸۴۸ع کی لڑائیون مین میرے دل مین افزائش پائی تھی انگریزون کی مخالفت کا وہ طوفان اٹھا کہ والی کشمیر بھی برٹش گورنمنٹ کی طاعت مین مذبذب ہوگیا۔ بنون کے سرکش ہوجانے سے چتر سنگ کو یہ جرأت ہوئی کہ وہ سپاہ کے ساتھ نکلسن اور ایبٹ سے لڑنے آیا وہ اپنی نئی بہرتی کی سپاہ سے عہدہ برانہ ہوسکے مگر ہربرٹ صاحب پشاور سے مستحکم قلعہ اٹک کے لیئے کمک لایا جس نے سکھون کو کچھ دنون تک اس قلعہ پر قبضہ نہ کرنے دیا۔ میجر لارنس اور ان افسرون کی جو ان کے ساتھ تھے حقیقۃً حالت بڑی نازک ہورہی تھی میجر صاحب نے اپنی دانائی اور فرزانگی سے سپاہ کو اپنے قابو مین رکھا مگر آخر کار ان کو کوئی اور چارہ نہ رہا کہ وہ سلطان محمد خان کی محافظت مین کوہاٹ کو چلے گئے۔

۲۴- اکتوبر ۱۸۴۸ع کو چتر سنگ پشاور مین داخل ہوا سلطان محمد خان نے شہر سے باہر جاکر اس سے ملاقات کی چتر سنگ نے اس سے وعدہ کیا کہ اگر میجر لارنس کو مع اہل وعیال وہ اسے حوالہ کردے تو پشاور کا وہ گورنر کردیا جائے گا۔ سلطان محمد خان اس بات پر راضی ہوگیا اور میجر لارنس کو پشاور مین

بلایا اور میم صاحب کو کوہاٹ میں چھوڑ کر پشاور روانہ ہوئے اور پشاور سے چند میل کے فاصلہ پر چتر سنگھ سے ملاقات کی ہر ایک سردار نے ان کو نذر دی اور بارہ توپون کی سلامی اُتاری میم صاحب نے اس اپنے اعزاز و احترام کو چتر سنگھ سے کہا کہ بے معنی ہیں میں تو ایک قیدی ہون اسپر چتر سنگھ نے کہا کہ آپ سے کوئی نزاع و تکرار نہین ہے ہم آپ کے اور آپ کے بھائی کے نہایت ممنون ہین کہ ہمیشہ ہمارے ساتھ بھلائی کی ہے آپ کو اپنے ساتھ رکھنا اپنے نفع کے لئے ہے ہم آپ کی عزت ایسی ہی کرین گے کہ گویا آپ ہی پشاور کے کمشنر ہین۔ غرض اس طرح سے میم صاحب مع اہل و عیال چتر سنگھ کے معزز قیدی ہو گئے۔

اکتوبر کے آخر مین ہربرٹ نے اٹک میں ایبٹ و نکلسن و ٹیلر نے دریا رسندھ و جہلم کی مرتفع زمینون مین اپنی بہادری سے انگریزی رعب داب کا اثر لاہور سے باہر باقی رکھا اور ملتان کے آگے جنرل وِٹش کا کیمپ تھا۔ نکلسن صاحب تو گھوڑے پر سوار ہو کر پٹھان سوارون کے ساتھ لاہور روانہ ہوئے اور ہربرٹ صاحب اٹک کے قلعہ سے جو دغا بازون سے بھرا ہوا تھا بچ کر نکل گئے۔

جارج لارنس نے لفٹنٹ ہربرٹ صاحب کو اٹک مین نکلسن صاحب کی جگہہ بھیجا تھا یہہ مقام بڑا مستحکم باتفاق دریا رسندھ کے پایاب مقام مین ہے وہان یہہ معلوم ہوتا تھا کہ افغانون کا حملہ ہونے کو ہے اور چتر سنگھ نے ہزارہ مین علم بغاوت بلند کر رکھا تھا انہون نے سات ہفتہ تک اس اجاڑ قلعہ کو اپنے قبضہ مین رکھا اس مین ان پاس تھوڑی سی سپاہ افغانون کی تھی جس نے کہا کہ جسوقت دوست محمد خان یہان آئے گا تو ہم آپ کو چھوڑ کر بھاگ جائین گے۔ جب یہہ امیر آ گیا تو انہون نے یہہ سمجھ کر کہ ہمارے کل اہل و عیال امیر کے قبضہ مین ہین صاحب ممدوح سے کہدیا کہ اب ہم آپکے لئے کچھ نہین کر سکتے تو انہون نے قلعہ کو چھوڑ دیا

ان صاحب کا حال تعجب سے خالی نہین وہ زمانہ حال مین بھی جنوا پر آنکھیں لگائے رہتے تھے حکام بالا دست نے انکی لیاقتون مین ہمیشہ غلط فہمی کر کے انکی قدر شناسی نہین کی۔ وہ بڑے مہردل اور شیردل تھے انہون نے ہنری لارنس کے خصائل کو ایسی خوبی کے ساتھ بیان کیا ہے کہ ان کے کسی اور دوست نے نہین بیان کیا وہ ہزارہ مین اپنا مقام رکھتے تھے جہان کے باشندے

لفٹنٹ ہربرٹ

ایبٹ صاحب

وحشی اکھڑ تھے اطاعت کرنی نہین جانتے تھے ایک وقت مین سکھون کی دس رجمنٹین وہان ان کے محکوم کرنے کے لیے بھیجی گئین وہ ان کے زور ظلم وستم سے کبھی مطیع نہین ہوئے مگر وہ صاحب ممدوح کی پدرانہ شفقت کے دلدادہ ہوگئے اور انکے حامی ومددگار ہو گئے۔ صاحب ممدوح نے بہت مہینون تک سری کوٹ کے قلعے کو اپنے قبضے مین رکھا ہر روز چتر سنگ کی سپاہ سے مقابلہ کرتے رہے۔ جنگ کے آخر مین انہون نے اس قلعہ کو چھوڑا۔ اس کے بعد جو پانچ برس یہان فرمان روا رہے تو انہون نے اسکے وحشی اور پراگندہ حال باشندون کو پنجاب کے اور سب ضلعون سے زیادہ خوش حال بنا دیا اگرچہ ان کے حسن خدمات کا صلہ گورنمنٹ نے نہین دیا مگر انہون نے اپنے ساتھ رعایا کے دلون کے گرویدہ ہونے کو گورنمنٹ کے صلہ سے زیادہ گران بہا جانا۔ اور اس ضلع کی رعایا سے بہت برسون کے لئے جدا ہو گئے تو وہ اس پتھر کو دیکھ کر جس پر وہ کچھ دیر بیٹھے تھے فرزندانہ محبت سے کہتے تھے کہ اسپر ہمارا باپ ایبٹ بیٹھ کر ہمارے بچون کو مٹھائیان کھلایا کرتا تھا۔ یہہ بات بالکل سچ ہے کہ جس آدمی مین شیر کی سی بہادری اور عورت کی سی نرم دلی اور بچے کی سی سادگی ہوتی ہے تو وہ بہت ہی کم اپنی صلہ یابی اور قدرشناسی سے محروم رہتا ہے۔

جب اڈورڈس صاحب ڈیرہ جات سے ملتان گئے ہین تو صاحب ممدوح کو اپنی جگہ مقرر کر گئے انکو جس کام کی ضرورت پڑی اُسکو انجام دیا انہون نے اپنے رذیل پٹھالون کی نوبھرتی سپاہ سے سرحد کو سکھون کی سپاہ سے خالی کرالیا نواب ٹونک سے لوہے کا ڈھلا ہوا توپخانہ مستعار لے لیا اور اس سے قلعہ لکی کا محاصرہ کرلیا جس مین سکھون کی دو رجمنٹین اور دس توپین تھین لوہے کے گولے تو پاس نہ تھے پتھر کے گولے بنا کے ان ہی شکستہ توپون سے چلائے سپاہ مین ایک گورہ نہ تھا اور نہ کمک آنے کی امید تھی مسلمانون کی آبادی مین گھرے ہوئے تھے ایک سپاہ وادئیے فرم کی راہ سے کابل سے آنے والی تھی اسکو دھمکا بھی تھا مگر باوجود ان باتون کے کبھی ہٹنے کا خیال ہی نہین کیا ایک مہینے کے محاصرہ کے بعد قلعہ کو لے لیا اور اسکو اپنا مطیع بنا لیا جس سے ہمیشہ کے لیئے آن روے سندھ کے اضلاع پر انگریزون کا قبضہ ہوگیا۔ صاحب ممدوح کو سی ایس آئی کا خطاب مل گیا اور وہ ہندوستان کے بہادرون مین شمار ہوئے اس وجہ سے ۱۸۷۵ء مین ویسٹ منسٹر ایبی مین وہ دفن ہوگے جو خاص قبرستان بڑے نامور آدمیون کے لیئے ہے

جنرل اوٹرام

نکلسن۔ کوک۔ بلسڈن۔ لیک نے بھی اچھے اچھے کام کیے۔

جب ملتان کا ہنگامہ برپا ہوا تو انہون نے گورنر جنرل کے جالندھر کے بریگیڈ پر لاہور کے ریذیڈنٹ پر سخت تقاضا کیا کہ فوراً لڑائی شروع کرنی چاہیئے ورنہ سارے پنجاب مین سرکشی کی آگ لگ جائیگی معلوم نہین کہ کس سبب سے انکی راے سے اتفاق نہین ہوا اور وہ نتائج جو انہون نے بیان کیے تھے نہین مانے گئے۔ انکو بڑا شوق تھا کہ وہ ملتان بھیجے جائین مگر بغاوت اُسی سبب جگہہ پھیل گئی کہ انکو ملتان سے زیادہ جالندھر کی خبرگیری کرنی پڑی اور ملتان کے جاسوس ان کے قریب آگئے وہ جانتے تھے کہ پنجاب مین سب جگہہ سرکشی کا اثر جالندھر کے دوابہ اور فیروزپور پر ہوگا اسکے لئے انہون نے تیاریان شروع کین۔ اب ہم لکھتے ہین کہ ان کی منصبی حالت کیا تھی۔

یہ صوبہ دو سال سے کچھ زائد دنون سے انگریزون کے قبضہ مین آیا تھا یہ زمانہ ان کامون کے لیے بہت تھوڑا تھا کہ جری وجید سپاہی جنھون نے انگریزون سے لڑنے کے لیے ہتھیار اُٹھائے ہون صلح اور امن پسند بنا لیے جائین۔ پرانے انتظام کی خرابیان جڑ بیڑ سے اکھیڑ دی جائین اور اُسکی جگہہ نئے انتظام کے بہتر دستور اور پاکیزہ قانون کی جڑ جمائی جائے اگرچہ لارنس صاحب لاہور جانے کے سبب سے اکثر یہان سے غیر حاضر رہے مگر وہ ان کامون مین کامیاب ہوئے اور وہ اپنی ان ریاضتون سے متمتع بھی ہوئے۔ یہ ناممکن ہے کہ ایک گورنمنٹ کا نظام دور کیا جائے اور اسکی جگہہ دوسرا انتظام قایم کیا جائے اور بہت سخت گیری اور نہایت تشدد نہ کیا جائے اِس تغیر مین گورنمنٹ کے ہزارون اعلے عہدہ دار و ذی منصب اپنے جاہ و منصب سے بالضرور محروم کئے جاتے ہین امن و عافیت کے ہو جانے کے سبب سے سینکڑون سپاہیون کا رزق چھین جاتا ہے صد ہا جاگیردار اور معافی دارون کی اچھی یا بری حکمرانی کے حقوق تلف ہو جاتے ہین۔ جان لارنس کی طبیعت اس طرح کی تھی کہ اگر کسی کام کرنے سے ضروری انصافاً فائدہ عام ہو تو وہ اسکے کرنے مین خاص آدمیون کے نقصان پر ذرا خیال نہین کرتے تھے۔ تعجب تو اس بات پر ہے کہ ایسی حالتون مین ناراضمندی اسقدر زیادہ نہ تھی جسقدر شکرگزاری ان تبدیلیون کی کم تھی جو انہون نے فرزانگی و اعتدال

ساتھ کین تھین ۔ بہت سخت سرکشیاں اور دنگے فساد اسلیئے نہین ہوئے کہ وہ جو بلکا تھا
مگر گردن کو زخمی کرتا تہا اتار دیا جائے بلکہ وہ بہت تھوڑے سے ہوئے اور بُری طرح ان کی حمایت
کی گئی اور وہ جلد بآسانی فرو ہو گئی ۔
جالندھر کے دوابہ مین سپاہ اس کام کے لیئے کافی نہ تھی جسکی توقع تھی کہ کرنا پڑیگا خود جالندہر
مین چاہیئے ہندوستانی اور ایک گورے کی رجمنٹ تھی کچہ غیر آئینی سوار تھے اور ایک توپخانہ
تھا اس کے سوار اور ہندوستانی سپاہ کے دستے تھے جو مختلف مفید مقامات پر جیسے کہ
ہوشیارپور اور کانگڑہ مین مقیم تھے اور دو مقامی جنگی پولس کی سپاہین تھین جن مین
سکھ اور پہاڑی راجپوت بھرتی تھے وہ جان لارنس کے بہت کام کرتے تھے اور ان کے
حکم کے اشارہ پر چلتے تھے یہ کل سپاہ اس صوبہ دوابہ کی حفاظت وحراست کے لیئے تھی
اور ان مین سے بہت سے جیسے بار دواب مین جنگ کے زمانہ مین بلائے گئے تھے ۔
اگمنیو صاحب کے مارے جانے کے بعد ایک یا دو ہفتے کے اندر مئی مین طوفان اٹھا وہ
سرحد کے پرے سے یہان بھی آیا ملتان سے جاسوسون نے آ نکر پہاڑی اضلاع مین
گشت کیا اور وہان کے راجاؤن کو بغاوت پر آمادہ کیا اور ان کو ترغیب دی کہ اسکے سارے
حقوق واستحقاق پھیر حاصل ہو جائین گے ۔ اس زمانہ مین بھائی مہاراج سنگھ بھی یہان نمودار ہوا
وہ ایک گرو تھے جو اس سازش مین کہ لاہور مین رزیڈینٹ کی آنکھون کے سامنے ہوئی تھی
شریک تھے اور واجب القتل ٹھیر چکے تھے وہ اپنے تقدس کو کام مین لائے اور بیاس کے
شمال مین کئی سو اپنے چیلے جمع کر لیئے اسکی حرکتون سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ اسکا ارادہ یہ تھا
کہ انگریزی عملداری پر حملہ کرے مگر دریا کے پایاب مقامات کی نگرانی اس کی قدرتی نگہبانی کرتی
تھی وہ چناب کی طرف چلا گیا وہان ان مسلمانون نے جنکو یہہ معلوم ہو گیا تھا کہ سکھون کی عملداری
سے انگریزون کی عملداری اچھی ہے اسپر حملہ کیا اور اسکو اور اسکے سینکڑون چیلون کو پانی مین
دھکیل دیا جیسا دیکھنے مین آیا تھا ایسا کہا گیا کہ وہ اپنی مشہور سپاہ وخچر سمیت پانی کے اندر
ڈوب گیا مگر گرو جی کی قسمت مین کتے کی طرح مرنا لکھا تھا وہ اپنے جادو کے زور سے کبھی یہان
کبھی وہان نمایان ہوتے رہے جب تک کہ انکو وین شارٹ صاحب نے گرفتار کیا جسکا ذکر آگے آئے گا

اگست کے آخر مین دوسری یورش ہوئی ایک چھوٹی سی پہاڑی ریاست نورپور تھی اسکے وزیر کے
بیٹے رام سنگھ نے آوارہ گردون کا ایک گروہ جمون کے پہاڑون سے بلاکر جمع کیا اور راوی سے
عبور کیا اور شاہپور کے قلعہ کو لے لیا اور دھونسہ بجا کے اشتہار دیا کہ انگلش راج رخصت ہوا
اور خود نورپور مین فرمان روائی بیٹھا چارلس سانڈرس ڈپٹی کمشنر ہوشیارپور جو ایک متحمل زاج منش
حاکم تھے فتنہ کے غیر آئینی سوارون کو لے جاکر مین مقام پر جا پہنچے اور ان کے پیچھے برنز صاحب
ڈپٹی کمشنر کانگڑہ اور خود جان لارنس کمشنر بھی آموجود ہوئے جب سپاہ زیادہ ہوگئی لوگ ماہ ستمبر ۱۸۴۸ء کو نورپور
حملہ کر کے لے لیا بہت لوٹ ہاتھ لگی اور رام سنگھ مشکل سے سکھون کی سپاہ مین جو رسول
مین تھی بھاگ گیا۔
یکم نومبر کو خبر آئی کہ سرحدی قلعہ پٹھان کوٹ کو ایک ہزار مفسدون نے جو باری دواب اور کشمیر مین
جمع ہوئے تھے محاصرہ کرلیا ہے۔ یہہ قلعہ بڑا تھا سپاہ اس مین تھوڑی تھی صرف کانگڑہ کے
پچاس سکھ اور تھوڑے سے پولس کے آدمی اس کے محافظ تھے سکھون سے کچھ بعید نہین تھا کہ
وہ قلعہ کو مفسدون کے حوالہ کردین اہل قلعہ کے لیئے پانچ روز کی خوراک اور میگزین تھا ایسی
حالت مین خوف کا ہونا لازمی تھا ہربرٹ صاحب رات بھر سفر کر کے تلونشینون کی کمک کے
لیئے پہنچ گئے اور مفسدین کو بھگا دیا وہ دینانگر مین سکھون کی سرحد مین چلے گئے جان لارنس
نے بھی رات بھر سفر کیا اور بیاس کے پار گئے اور مفسدون کو سوتے ہوئے جا پکڑا اور انکو
پراگندہ اور منتشر کردیا۔ جان لارنس اپنی رپورٹ مین لکھتے ہین کہ ان کے ساتھ کے سکھون نے
کہ جانتے تھے کہ سکھون سے لڑنے جاتے ہین اپنی بڑی مستعدی اور عالی حوصلگی ظاہر کی
یہہ یاد رکھنا چاہیئے کہ میدانی رعایا جیسی انگریزی عملداری سے خوش تھی ایسی ہی پہاڑی
رعایا اس سے ناخوش تھی۔ پہاڑی راجہ اپنے پرانے حقوق کے جاتے رہنے سے بڑی
آزردہ خاطر اور دل شکستہ تھے۔ شعلے جنسے دھوان نکل رہا تھا وہ ایک ہی وقت مین
سب طرف بھڑک اٹھے۔ کوہستانی ملک کی دوسری انتہا پر کیوٹوچ منس کے راجاؤن
نے علم بغاوت بلند کیا اور نیرا مین اپنے سارے بزرگون کے مقامات پر اور پاس کے
قلعون پر قبضہ کرلیا اور تومین اس خوشی مین چھوڑین کہ انگریزی راج جاتا رہا اسی زمانہ مین

جی سون کے راجہ نے پہاڑون مین اور دتارپور کے راجہ نے اور اناہ کے بیدی نے میدان مین سرکشی اختیار کی۔ لارنس صاحب نے سپاہ کے دو حصے کرکے ایک کو برنز صاحب کے ماتحت کیبوٹوچ کے راجاؤن کے مقابلہ مین بھیجا اور خود پانچسو سکھ اور چار توپین لیکر جی سون کے وادی مین اور سرکشون کے دبانے کے لیے روانہ ہوئے دونو مہمون مین پوری فتح ہوئی۔ برنز صاحب نے بھی اپنے دشمنون کو گرفتار کیا اور انکے قلعون کو لے لیا اور لارنس صاحب نے بھی یہی کیا اور پھر تھوڑی سے سپاہ کے دو حصے کرکے ایک حصہ سے ایک پہاڑ پر قبضہ کرلیا جسپر دشمن قابض تھا دوسرے حصہ سے قلعہ کو منہدم کردیا اور دونو راجہ اسکے ہاتھ آگئے۔

اناہ کا بیدی بڑا خوفناک دشمن تھا اسکے پاس بہت ملک پہاڑ اور میدان مین تھا وہ بڑا اولوالعزم معزز تھا سکھون کا اعلے درجہ کا گرو تھا گرونانک کی اولاد مین سے تھا اوڑبتی لڑائی مین اپنے بھائی کو مارکر یہہ جاہ ومنصب پایا تھا اور وہ اس سبب سے انگریزون سے زیادہ عداوت رکھتا تھا کہ انہون نے رسم دخترکشی کو جسکو وہ مقدس سمجھتا موقوف کیا تھا بہت سے سکھے چیلون نے اسکے ساتھ لڑنے سے انکار کیا اور سکھ انگریزون کے ساتھ اس سے لڑنے کے لیے ایسے ہی تیار ہوئے جیسے کہ پہاڑی راجاؤن کے ساتھ تو وہ اپنے مستحکم مقام کو چھوڑکر شیر سنگھ کے کیمپ مین چلا گیا۔ سب سے پہلے فوج کشی کی خرابیون مین وہ شریک ہوا آخرکو اس نے انگریزون کو اپنے تئین حوالے کیا اور باقی زندگی انگریزی پنشن پاکر سکھون کے ملک مین جب بیدی بھاگ گیا تو لارنس کی فوج کشی کا خاتمہ ہوا یہہ فوج کشی پورہ رہی لیکن اس مین کامیابی پوری ہوئی اسکا پیمانہ اور لڑائیون کی نسبت چھوٹا تھا جب لشکرکشی مین خون ریزی نہین ہوتی اسپر مورخ متوجہ نہین ہوتا لیکن اگر مرض کا روکنا شفا پانے سے اچھا ہوتا ہے اور جان ومال کا بچانا ان کے ضائع کرنے سے بہتر ہوتا ہے تو اس دلیل کے موافق مورخ کی توجہ ایسی فوج کشی پر ہونی چاہیئے جس مین خونریزی نہو۔ اسوقت سے پھر جالندھر مین توپ نہین چلی۔ چیلیان والا کی لڑائی ایسی پریشان ہوئی تھی کہ اس کے اثر سے پھر دوابہ مین سرکشی ہوتی ہوتی مگر یہہ جان لارنس صاحب کی مردانگی اور فرزانگی تھی کہ اسکا اثر دوابہ مین نہوا انہون نے تھوڑی سی سپاہ سے سارے ملک کا بندوبست کرلیا سکھون کو برخلاف انکے

مذہبی تعصب کے سکھوں سے لڑایا۔ ان ہی کی جوتی ان ہی کے سر پر لگائی اب ہم پھر چلیان والی لڑائی کی طرف رجوع کرتے ہین۔

کبھی انگلستان مین ہندوستان سے کسی لڑائی کی ایسی کاری منحوس وحشتناک خبر نہین گئی تھی جسپر وہان کے آدمیون کا غصہ رنج بے ٹھکانے آیا ہو تپرانے آزمودہ کار سپہ سالار کی تمام خدمات گذشتہ اور ذاتی شجاعت و دیانت اور سارے اوصاف جمیلہ و صفات حمیدہ تمام غیظ و غضب طیش مین فراموش ہوگئین اور سینکڑون انگریزون کو گھرون مین جب گذشتہ غصہ اترا تو آیندہ خوف چڑھا وہ اس خیال سے کانپنے لگے کہ خونناک دشمن ایسے جنرل سے جو ٹھسیا پھوس نا قابل و خود و خودرائے بے ادائی لڑنے آئے جو سب لڑائیون کی سرتاج ہوگی غرض اس جنگ کی خبر ولایت میں اعلے گورنمنٹ کو پہنچی تو ایک عام پریشانی خاطر ہوئی اور تمام ملک مین کل افسران جنگی نے ڈیوک ڈلنگٹن سے لیکر ادنے افسرون تک ناک بھون چڑھائی اسکو جنرل گوف کی بدسلیقہ اور بے ترتیب جنگ آرائی پر محمول کیا اور نیپیر صاحب کی تقرر کے لیئے غل مچایا۔ یہہ فاتح سندھ نہایت عجلت کے ساتھ ہندوستان بھیجا گیا کہ وہ ان خرابیون کا تدارک کرے جو جنرل گوف سے ہوئی ہین اور سکھون کے ساتھ لڑائی کو ہنرمندی اور سلیقہ شعاری کے ساتھ ختم کرے لیکن جلدی اور تیزی اور گرمی بالکل وقت اور فاصلہ کو معدوم نہین کرسکتی گو یہہ پیر دلاور جو بہت سی لڑائیان لڑا تھا اور بہت سی فتح حاصل کین تھین اپنے عہدہ سے دفعتہً معزول ہوا مگر اس نے اپنے سفید بالون کی شرم رکھنے کے لیئے بہت جلد نہایت عزت و حرمت کے ساتھ جنگ کو ختم کردیا۔ چلیان والا کی خونریزی سے سپاہ کا اپنے سپاہ سالار پر اعتماد و بھروسہ کم ہوگیا تھا مگر اسکے لڑنے والون کی ہمت جرأت مین لرزش نہین آئی تھی ان مین وہی ہمت مردانہ فتح حاصل کرنے کے لیئے چلی جاتی تھی اس جنگ نے برٹش سپہ سالار کو جان خراش سبق پڑھا کر غمزدہ و دانشمند سپہ آرا بنا دیا۔ ابھی ان کے قائم مقام نے انگلنڈ سے پیٹھ پھیری نہ تھی کہ جنرل گوف نے ایک جنگ عظیم الشان مین وہ فتح پائی کہ نہ نیپیر نہ ولنگٹن اسکی جگہہ یہان آنکر اس سے کامل اثر پیدا کرنے مین سبقت لے جا سکتے تھے۔

کمانڈر انچیف کے کیمپ مین مولراج کے حوالہ کرنے کی خبر پر سب کے کان لگے ہوئے تھے کہ

وہ کب آتی ہے چلیان والا کے منحوس حادثہ کے بعد لارڈ گوف اپنے مقام کو مستحکم کر رہے تھے
اور ملتان سے کمک آنے کے انتظار مین بیٹھے تھے جب قلعہ ملتان انگریزون کو حوالہ کیا گیا تو
بارہ ہزار سپاہ کو فراغت حاصل ہوئی جسکو جنرل وش ساتھ لیکر بہت جلد جہلم کے کنارہ پر آگئے
جسنے گوف صاحب کی سپاہ کو بڑھا دیا گلاب سنگہ نے جسکو انگریزون نے کشمیر کا مہاراجہ بنایا تھا
دس ہزار سپاہ بھیجی گو اپنے محسنون کے ساتھ وفاداری مین وہ مذبذب ہو گیا تھا مگر اپنی سیان پت
سے نہین چوکا اپنے لئے ایسا موقع رکھا کہ جو جانب غالب ہو اسکی طرف ہو جائیے۔ شیر سنگہ
جنرل وش کے قریب آنے کی خبر سنکر وزیر آباد کی طرف چلا اسکا مقصد یہہ تھا کہ چناب سے
عبور کرکے لاہور جائے لیکن انگریزی سپاہ لاہور بھیجی گئی کہ وہ اس سمت مین اس کے بازگشت
کو روکے اور چناب کے پایاب مقام پر قبضہ کرلے اس سپاہ نے سکھون کو چناب سے
عبور کرنے کو روک دیا اس طرح روکنے سے شیر سنگہ گجرات مین مقیم ہوا جہان اس سے اسکا
باپ بہ نکر مل گیا۔ اب ایک بڑی لڑائی قریب ہونے کو تھی جو ان سب لڑائیون سے مختلف
رنگ رکھتی تھی کہ ابتک سکھون کے ستلج پار اترنے سے ہوئین تھین اس مین ایک
عجیب حیرت انگیز تماشا تھا گو غیر متوقع نہ تھا کہ سکھ و افغان جنمین موروثی عداوت چلی آتی تھی
وہ پہلو بہ پہلو انگریزون سے جو دونو کے دشمن تھے جنگ آرا ہوئے سکھ سردار سازش
اور آمیزش کر رہے تھے کہ امیر کابل سے مدد لین تھوڑے دنون یہہ امید رہی کہ امیر دوست محمد خان
بوڑھا تجربہ کار دانشمند سکھون کے ساتھ ایسی صورت مین شریک نہ ہوگا کہ جس مین چند روزہ
فتح ہو اور آخر کو اس مین بالکل مایوسی ہو نہ درازی عمر نے نہ تجربہ نے نہ پہلی شامت زندگی کے سبق نے
جو اسکو سکھایا گیا تھا فائدہ اوٹھانے دیا اسکو تو اس توقع نے دیوانہ بنا رکھا تھا کہ پشاور اسکے دوبارہ
ہاتھ لگ جائے وہ سکھون کے جل و دھوکہ مین آگیا کہ افغانون کی سپاہ لیکر خیبر مین آیا اور سندھ پر
اسنے سفر کیا اور اٹک کو دھمکایا جو اسکے قریب آنے سے فتح ہو گیا اُس نے اپنے بیٹے اکرم خان کو
تین ہزار درانی سپاہ کے ساتھ شیر سنگہ کے لشکر مین بھیجا کہ وہ اسکے قدیمی دشمن فرنگیون سے
لڑے جن کے ہاتھ مین برسون تک اسکی قسمت کا فیصلہ رہا تھا۔ ۲۱۔ تاریخ کو جو جنگ عظیم ہوئی
اُسنے دوست محمد خان کو اپنی پیرانہ سالی کی حماقت کا دل پر نقش ہوا ہوگا اس تاریخ وہ لڑائی ہوئی

تھی کہ جسکو گورنر جنرل نے بڑے زور شور سے یہہ کہا کہ یہہ پہلی دفعہ ہے کہ سکھ اور افغان برے باندھ باندھکر انگریزون کی قوت سے لڑنے آئے ہین یہ موقع ایسا تھا کہ ہم اپنے سب اسباب و وسائل کو جو ہمارے پاس ہون دکھائین ہتھیارون کی بزرگی ایسی نمایان کرین کہ وہ ہر دشمن کو ڈرائین اور دفعتہً ان کی صف بندی کو توڑکر انکے لوچ ہونے کو ہلاک کرنے سے ثابت کرین یہ فتح اپنی اس موقع کے سبب سے اور دشمن کے مقابلہ کے سبب سے قابل یادگار ہے وہ فتح کامل حاصل ہوئی اعلےٰ درجہ کی امید خاطر خواہ برآئی اس مین کچھ مبالغہ و فضول نہین ہے اور نہ مراسلہ لکھنے والون نے اپنی غرض کے سبب سے ڈینگ اور شیخی کی ہے۔ یہہ لڑائی گجرات مین ہوئی تھی جہان دشمن چلا گیا تھا لارڈ گوف نہایت تحمل و تامل سے ایسی جنگ عظیم لڑے جیسی کہ لڑنی چاہیئے ان کے لشکر جرار کا ہر ہتھیار موثر و کارگر ہوا ہر ایک اپنی موزون جگہ پر تھا اور آپس مین ایک دوسرے کا مددگار تھا اور اپنی شان و شوکت دکھارہا تھا۔ صبح کے اجالے سے کچھ پہلے توپون کی مارا مار رہی یہان بنگالی توپخانہ نے جو اپنی کارپردازی و مہلک کاریگری دکھائی وہ کہین اور نہین دکھائی تھی سکھ سپاہ بڑی مستقل تھی اور خوب اپنے ہاتھون سے کام کرتی تھی مگر انگریزی توپون سے وہ برابر آگ برستی تھی کہ جسکے سامنے دشمن نہین ٹھیر سکتے تھے۔ دوپہر کو دشمن میدان جنگ سے ابتر و پریشان ہوکر بھاگے ان کے مورچے چھن گئے ان کی توپین و اسباب حرب و خیمے ڈیرے مع سامان لے لیئے گئے ان کے بھگوڑے گردونکا فتحمند تعاقب کرتے تھے دوپہر کے بعد سے انہون نے اپنے بھاگنے سے سخت سزا پائی۔ سپاہ مظفر و منصور کی جانون کا نقصان بہت کم ہوا۔ اس جنگ گجرات مین لارڈ گوف پاس بیس ہزار سپاہ اور سو توپین تھین جنسے سکھون کی ساٹھ ہزار اور ساٹھ توپون پر حملہ کیا۔ ان کے صلاح کار سر جان چیپ انجنیر اور ان کے داماد سر پیٹرک گرینٹ تھے انہون نے جب تک کہ توپون نے جن میں انگریزی سپاہ کی قوت تھی اپنا پورا کام نہین کیا سپاہ کو متحرک نہین کیا۔ چناب جہلم کی پہلی لڑائیون نے لارڈ گوف کو سبق پڑھا دیا تھا کہ انہون نے اپنے لشکر کی صف آرائی کی ترتیب کو میدان جنگ مین بدل دیا تھا سکھون کی توپون کو جب انگریزی توپون نے بند کردیا تو پھر پیادون کی لڑائیان شروع ہوئین اور سکھون کی

پچاس ہزار سپاہ نے خوب بہادرانہ مقابلہ کیا۔ ۲۱- فروری کو سورج کے ڈوبنے سے پہلے ۵۶ توپین اور بہت سے لڑھیے اور علم اور سیگزین کے انبار استادہ خیمے ہاتھ آئے۔ باری دوآب کے اور گجرات کے باہین طرف ایک بارک انگریزون کی ہاتھ مین آئی اور خود شہر کے اندر کئی سو سکھ مقید ہوئے اگرچہ سکھون کی جانون کے نقصان کا شمار نہین ہوا مگر مُردون کی تعداد کئی ہزار شمار ہوئی۔ بہت سے بہادر سکھ توپچی اپنی توپون کے پاس مرے ہوئے پڑے تھے۔ انگریزی توپخانہ کی آتش فشانی وہ غضب کی تھی کہ کوئی گولا ان کا سنگ کی جان لیئے بغیر نہین جاتا تھا فتحمند ون کی طرف ۹۶ مقتول اور ۷۰۱ مجروح ہوئے۔ لڑائی چند روز پہلے میجر جارج لارنس کو شیر سنگھ گجرات مین اپنی چھٹی پر لے گیا اور اپنے لشکر کی شان و شوکت و وسعت دکھا کر پوچھا کہ ایسے لشکر جرار سے لڑائی مین کیا امید ہوسکتی ہے تو میجر صاحب کی زبان سے بے اختیار یہہ نکلا کہ ایسی دو لاکھ سپاہ سے بھی لڑائی کے دن ہمارے لشکر کے مقابلہ مین تم کو کچھ فائدہ نہین حاصل ہوگا شیر سنگھ اپنی ساری چیزین جو اُسنے لڑائی کے داؤن مین لگائی تھین ہار گیا مگر عزت کو بچالیا۔ اسکی سپاہ مفرور کے پیچھے جرنیل گلبرٹ بھیجے گئے تھے جنکی برابر کوئی شہسوار نہ تھا۔ پہلی مارچ کو لارڈ ڈلہوزی کا جنرل اور ڈر (حکم عام) جاری ہوا تھا کہ لڑائی جب تک جاری رہے کہ ان سب لوگون کو خواہ سکھ ہون یا افغان پوری شکست نہ ہوجائے سر والٹر گلبرٹ کو یہہ حکم ہوا کہ پنجاب سے افغانون کو نکال دین۔ انہون نے ایسے جلد جلد سفر کیے کہ جنکی نظیر تاریخ مین نہین انہون نے دشمنون کو یقین دلادیا کہ آیندہ مقابلہ کرنے مین سوا ارمایوسی کے کچھ نہین حاصل ہوگا۔ بارک زئی سپاہ انگریزون کے آگے سے بھاگتی جاتی تھی اور درہ خیبر کی راہ لیتی تھی اور آخر کو بالکل پنجاب سے خارج ہوگئی سکھون کا بھی خاتمہ ہوگیا خالصہ اب بالکل شکستہ حال تھا اس مین کچھ دم باقی نہین رہا تھا اب شیر سنگھ اور اسکے رفقا کو کوئی اور چارہ سوا اسکے نہ تھا کہ وہ اپنے تئین انگریزون کے رحم پر بھروسہ کرکے حوالے کرتے۔ ۵- مارچ کو راجہ نے انگریزی قیدیون کو گلبرٹ صاحب کے خیمہ گاہ مین بھیجدیا ۸- مارچ کو وہ خود حاضر ہوا تا کہ اپنی سپاہ کے حوالہ کرنے کا انتظام کرے۔

۱۴- کو سپاہ نے جو سولہ ہزار باقی تھی جنمین نیرہ نامور سردار تھے برٹش جنرل کے قدمون مین

اپنے ہتھیار رکھ دیئے اُسوقت بڑا حسرتناک اور عبرتناک یہہ واقعہ تھا کہ سکھون نے اپنے تئین ضبط کرکے تلوارین توڑہ دار بندوقین ہیرین پھینک کر ڈھیر لگا دیئے اور اُنکو سلام کیا کہ اب ہم سپاہی نہین رہے مگر جب انہون نے گھوڑے دیئے ہین تو وہ انکو بار بار پیار کرتے اور تھپکتے تھے اور کہتے تھے کہ تمہاری بہادری سے ہمنے میدان جنگ مین فتحین پائی ہین تمہین نے ہماری جانین بچائی ہین اُن کو لپٹتے تھے اور اپنے تئین ضبط نہین کرسکتے تھے آنکھون سے آنسو بہاتے تھے اور کہتے تھے کہ آج رنجیت سنگھ مرگیا۔ انگریزی افسر اُن کو ایک روپیہ دیتے تھے جسکو وہ جیب مین ڈال کر اپنے گھر جس سے وہ آئے تھے جاتے تھے۔ اس فتح کا حاصل یہ تھا کہ کل پنجاب اور پشاور مع آن روے سندھ کے ضلاع لارڈ ڈلہوزی کے قدمون کے تلے آگئے۔ انکو نہ کوئی عام یا خاص دلائل اس ملک کے بالکل مالک ہونے سے باز نہین رکھ سکتی تھی ایک یا دو سال بعد انہون نے ایک سرکاری مراسلہ مین یہہ لکھا کہ مجھے یہ موقع ہاتھ لگا ہے کہ مین اپنی رلے بڑی متانت اور غور وخوض کے ساتھ ظاہر کرتا ہون کہ اس صحیح دانشمندانہ پولیسی کا اختیار کرنا برٹش گورنمنٹ پر واجب ہے کہ ملک وآمدنی ملک کے بڑھانے کے جو جائز موقعے ہاتھ لگین ان مین تساہل وتغافل نہ اختیار کرے انکا یہ فقرہ حق یا ناحق ضروری یا غیر ضروری مصلحتاً یا غیر مصلحتاً بہتسی ہندوستانی ریاستون کے حق مین زہر قاتل ہوا لیکن پنجاب کی صورت مین ان کے عام قاعدہ کا استعمال مصلحت وضروری وحق تھا سکھون نے بغیر کسی اشتعال کے انگریزون پر دو دفعہ حملہ کیا دوسری دفعہ حملہ مین متواتر دغا بازی اور ناحسانمندی کا اور مہلک عداوت کا الزام لگایا جاتا ہے اول دفعہ غالباً کی اندرونی ضعف کی تقویت دینے کا تجربہ بنہایت دیانت سے لارڈ ہارڈنگ اور لارڈ ڈلہوزی اور ہنری لارنس اور جان لارنس نے کیا مگر اس مین کامیابی نہین ہوئی۔ انگریز پنجاب مین بغیر اپنی خوشی کے سردارون کی خود تمنا اور التجا کرتے رہے۔ انہون نے جب انکی اس منت وسماجت کو مانا تو پھر وہ اُن سے دغا بازی کرکے لڑنے کو ہتھیار لیکر تیار ہوئے اور پھر انکی گرمجوشی اور بہادری اور قواعد دانی نے انگریزی عملداری کی سلامتی کے لیئے خوف پیدا کیا جسوقت مسلح دشمن جنگ سے فرار ہوا اسی وقت لارڈ ڈلہوزی نے پنجاب کا آئندہ کے لیئے فیصلہ کردیا کہ لوگون کو اس مین تردد نہ ہو۔ ۳۰۔ مارچ کو فیروزپور کے کیمپ سے تمام

ہندوستان میں یہ اشتہار جاری کر دیا کہ پنجاب سے سکھون کی عملداری بالکل برخاست ہوئی
لارڈ ہارڈنگ کے عہدنامہ کو جو سراسر رحم سے پرتھا سکھون نے توڑا اور زیادہ تران کے سردارون
نے اپنے جرائم صغیرہ پر انگریزی افسرون کے قید اور قتل کرنے کے جرائم کبیرہ کا طرہ لگایا جس فرمانروائی
کو انہون نے منتول کیا تھا اس سے سرتابی کی اور انگریزون اور ان کی حکومت کے غارت
کرنے کے لیئے دہشت ناک خونریز لڑائی کا اشتہار دیا اب گورنمنٹ ہند پر اپنے اغراض اور اپنی
رعایا کی محافظت وسلامتی کے لیئے واجب تھا کہ وہ یہہ مصمم ارادہ کرے کہ وہ تمام اس رعایا کو مطیع و
محکوم بنائے جن کی اپنی گورنمنٹ اُن کے مغلوب تابع بنانے کی مدت سے قابلیت نہین
رکھتی اور جنکو کوئی سزا ارتکاب جرائم سے باز نہین رکھ سکتی اور نہ کوئی دوستانہ خوف ان کو
بر سر صلح رکھ سکتا ہے ۔ مہاراجہ معزول کیا جائے گا اُسکی سب طرح سے تعظیم وتکریم کی جائیگی
اور جن سردارون کا رویہ وطریقہ نیک ہے وہ اپنا منصب و جاہ و مال بدستور رکھین گے اور اُن
سردارون کی تمام جاگیرین اور مال واسباب ضبط کیا جائے گا جنہون نے ہمارے مقابلہ
مین ہتھیار اٹھائے ہین ہر شخص خواہ کسی مذہب واعتقاد کا ہو وہ اپنے مذہب کے موافق کام
کریگا بشرطیکہ وہ اپنے ہمسایہ کے مذہب کے حقوق کا بھی پاس ولحاظ رکھے گا ہر مستحکم مقام
جو انگریزی حراست مین نہین ہے مسمار کیا جائے گا ۔ آخر امر یہ ہے کہ کل رعایا کو تنبیہ کی جاتی ہے
کہ وہ اپنے تئین گورنمنٹ کے حوالہ کرین جو نیک خواہون پر رحم کرتی ہے اور بدخواہون کو بشرط ضرورت
کی صورت مین سزا دیتی ہے ۔
لارڈ گوف تو اپنا کام پورا انجام دے چکے اب لارڈ ڈلہوزی برسرکار آئے ۔ وہ ایسے مقام پر موجود تھے
کہ فوراً اپنے کام کو عمل مین لائین ۔ ایک اشتہار ان کی بستہ کو وزنی کر رہا تھا
جو رنجیت سنگھ کی سلطنت کی قسمت کا فیصلہ کرتا تھا پنجاب کو انگریزی عملداری مین الحاق کرنے کا
ارادہ گورنر جنرل کا ایسا مستحکم ومصمم تھا کہ اس مین ایک لمحہ بھی اُنہون نے شبہہ نہین کیا ۔ یہ مقدمہ
ایسا تھا کہ نہ انہین غلط فہمیون پر تامل کرنے کے لیئے جگہ تھی ۔ سکھون نے اجراء جنگ کے داؤن پر
اپنی ساری چیزون کو لگا دیا اور اچھی طرح لڑ کر داؤن کو ہار گئے برٹش گورنمنٹ نے جو تحمل اور غفلت
اختیار کیا اس کے عوض مین انہون نے دغابازی اور سینہ زوری کی ۔ انگریزون نے تو انہین

سلامت رکھنے کا قصد کیا مگر انہون نے خود اپنے تئین سلامت رکھنا نہ چاہا۔ انگریزون نے
اول ایک طریقہ پھر دوسرا طریقہ اس امید مین اختیار کیا کہ آخر کو پنجابیون کی مستحکم گورنمنٹ قائم ہو جائے
کہ وہ اپنی رعایا کو فرمان بردار بنا سکے اور وہ اپنے ہمسایہ کی سلطنتون کے ساتھ آشتی و صلح کے ساتھ
رہ سکے۔ انگریزون کی اول ہی سے پولیسی ایسی تھی جو بالکل زیادتی و دراز دستی سے خالی تھی۔
اس مین کوئی شائبہ حرص و آز کا یا جاہ طلبی و یا اولوالعزمی کا نہ تھا مگر اس کی سکھون نے کچھ قدر
نہ جانی اور نہ وہ کامیاب ہوئی کل نظام فنا ہو گیا اب ایک بڑی برٹش فرمان روا کے ہاتھ مین
تھا کہ آئندہ پنجاب کے مشکل سوال کو حل کرے اسکی راے مین کوئی تدبیر جو اس وقت کے
لئے مناسب ہو سوا اسکے نہ تھی کہ پنجاب انگریزی عملداری مین الحاق کیا جائے۔ پس اسنے
ایک اشتہار دیدیا کہ رنجیت سنگھ نے جس سلطنت کو بنایا تھا اب وہ برٹش گورنمنٹ کی حکومت
مین آگئی بہت تھوڑے ہی لوگ اس مین چون و چرا کرین گے کہ یہہ حکم زیرکی اور انصاف کے موافق
نہین ہے۔

لاہور مین آخر دربار کیا گیا اور فتحمند انگریزون کے احکام کم عمر راجہ اور ان سردارون کے روبرو جنھون نے
کھلی بغاوت نہین اختیار کی تھی پکار کر پڑھے گئے اور پھر ان شرائط کا کاغذ پیش کیا گیا جس مین یہہ
شرط بھی کہ برٹش گورنمنٹ چار لاکھ روپیہ سالانہ سے نہ کم اور پانچ لاکھ روپیہ سالانہ سے نہ زیادہ کم عمر راجہ
اور اسکے کنبے کو دیگی جب تک کہ وہ انگریزون کا خیر خواہ و نیک اندیش رہے گا اور یہ اسکو
اختیار ہے کہ جہان چاہے وہان رہے۔ اس تغیر کا ہونا دلیپ سنگھ کی خوش نصیبی تھی جو
سکھون کے مسلخون مین پیدا ہوا تھا اب اس حالت مین اس پاس دولت بہت تھی امن
و عافیت مین بالکل تھا تمام فکرون اور اندیشون سے آزاد تھا اور سب سے بڑی برکت
اسکو یہہ حاصل ہوئی کہ نجات دینے والا مذہب ملا (یعنی عیسائی ہو گیا) وہ اپنی بارہ برس کی
عمر مین گورنر جنرل کی ولایت مین آیا یعنی اسکا وارڈ ہوا بنگال سپاہ کے اسسٹنٹ سرجن جنکا
نام پیچھے سر لوجن ہوا راجہ کی تربیت و تعلیم کا مہتمم مقرر ہوا جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ یہہ کم عمر سکھہ شہزادہ
ایک عیسائی جنٹلمین اور ملکہ معظمہ کا درباری اور سکوٹ لینڈ کا اشراف مالک زمین ہوا۔
لیکن اس آخر فقرہ کی نسبت ایک صاحب نے لکھا ہے کہ جب مہاراجہ دلیپ سنگھ نے عیسائی

مذہب سے انکار کردیا تو یہہ ادیر کا فقرہ اسپر صادق نہین آتا جب لارڈ ڈلہوزی نے پنجاب کو
انگریزی عملداری مین الحاق کیا ہے تو دلیپ سنگہ بارہ برس کا لڑکا تھا اور گورنر جنرل اسکے ولی تھے
انگریزی سپاہ اسکے لیئے اس کی طرف سے لڑی - بغاوت جسکا عروج فتح گجرات مین ہوا
وہ اس کی نا قابلیت کے سبب سے نہین ہوا بلکہ انگریزی افسرون کی نا قابلیت کے سبب سے
جنکے وہ حوالہ کیا گیا تھا خاص کر رزیڈنٹ کری صاحب کے سبب سے بس اب یہہ مشکل ہے
کہ دلیپ سنگہ پر سزا کا صدمہ پہنچانا کسی حسن اخلاق کی بنا پر مبنی ہوسکے - وہ تو محض بچہ تھا
اسکا ملک اسکے بے خطا ہونے کے باوجود انگریزی عملداری مین الحاق کرلیا گیا سوا اسکے انگریزون نے
ایک وظیفہ اسکا محض حین حیات تک مقرر کیا اسکو کچھ اور دینا چاہیئے تھا - دلیپ سنگہ نے جو کام
بالفعل کیا اسکی مین حمایت ہرگز نہین کرتا اس مین شبہ نہین کہ انکی ناراضگی کی وجہ حق ہے فقط دلیپ سنگہ
کی مان اور رنجیت سنگہ کی بیوہ رانی جنداں جو بڑی بے چین طبیعت کی مفسدہ تھی اور اسنے ہی
اپنی سازشون سے سکھون کی سلطنت کو درہم برہم کیا اپنے مکرون اور رنجون کے سبب سے
قبل از وقت بوڑھی ہوگئی آنکھون مین روشنی بھی کم ہوگئی وہ اپنی بیٹے دلیپ سنگھ پاس انگلستان میں گئی -
اس چھوٹے سے راجہ کو نہ انصاف نہ کوئی پہلی نظیر اس سزا ملنے مین شریک ہونے سے بری کرسکتے
ہین جو اسکی سرکش مفسد رعایا کو اسکے گناہون اور جرمون کے سبب سے دی گئی -
ایک بچہ بیجا وقت وغلط رافت ورحم کرنا گورنر جنرل کا کروڑون آدمیون پر ظلم کرنا تھا اوران کے
حقوق کو جنکا ادا کرنا اسپر واجب تھا نہ ادا کرنا تھا - پنجاب کی صلح پسند رعایا مین سکھون کی تعداد
نسبتاً تھوڑی تھی گو ابتدا مین وہ بے چین تھی مگر وہ جلد اس طرح سے اطاعت کے لیئے ہلا ئی جاسکتی
تھی جس طرح ایک سا رک تغیر و تبدل سے رہیلکھنڈ مین پہلے تابع ہوگئے تھے اب باقی حالت ملک کے
اعتبار سے لارڈ ڈلہوزی کو یقین تھا کہ وہ فقط مال مفت ہی نہین ہے بلکہ فائدہ مند بھی ہے -
محاصل ملکی وسیع ہے اور اور اضلاع کے ساتھ ملتان کے ملا لینے سے اور جاگیرون کے ضبط کرنے
سے وہ اور بھی بڑھ جائے گا اور اسکے بہت سے دریاؤن کی خوبی سے اسکی چکنی مٹی کا پیداوار بڑھایا جائیگا
جب دلیپ سنگہ تخت سے معزول ہوا تو سکھہ گورنمنٹ کو پچاس لاکھ روپیہ سپاہ کی تنخواہ کی بابت
قرض دینا تھا اس سبب سے اس کا تمام مال اسباب ضبط کیا گیا اس مین دنیا کا مشہور الماس

کوہ نور بھی تھا جو شاہ شجاع سے مہاراجہ رنجیت سنگھ کو ہاتھ لگا تھا اسکو لارڈ ڈیل ہوزی نے
ملکہ معظمہ کی نذر مین لنڈن بھیجدیا۔

پنجاب گورنمنٹ کو لارڈ ڈیل ہوزی نے بغیر انگلنڈ کے خاص احکام کے ضبط کرلیا اور اپنے
اہل وطن کے خطابون کے ملنے کی پہلے ہی سے سفارش کی پارلیمنٹ اور ملکہ معظمہ نے بہت
دریا دلی سے خطابات قابل یاد دیئے۔ دونو ہوس نے ملتان اور گجرات کے فاتح کا شکریہ ادا
کیا اور ڈیوک ولنگٹن اور سر جان ہوب ہوس نے اڈورڈس وایبٹ ولیک اور بہت سے
نوجوانون کی خاص تعریف کی جنہون نے ایسے کام کئے تھے کہ وہ انکے اہل ملک کے سرمایۂ
فخر و ناز تھے اول ڈیل ہوزی کو مارکوئس کا اور لارڈ گوف کو وسکونٹ کا خطاب ملا گلبرٹ
صاحب اور تھیک ول صاحب کو گرینڈ کروس اوبتھ کا اور کیمبل وچیپ ولیبر کونائٹ کمانڈر
اور گوف کے کپتانون کو کمپینین اوف ارڈر کا خطاب ملا۔

جرنیل وتس فاتح ملتان کو بھی وہی خطاب ملا جو کیمبل یا چیپ کو ملا تھا ان خطابون کے ملنے مین ایبٹ
صاحب بدنصیب ہے جرنیل کورٹ لینڈ جو سکھون کے ملازم تھے انکو گورنمنٹ نے
نوکر رکھ لیا نیک خواہ نواب بہاول پور کو ایک لاکھ روپیہ کا ملک ملا اور وہ تمام خرچ سپاہ ملا جو اس
جنگ مین اسکا ہوا تھا اور اڈورڈس کے آٹھ عمدہ کارگزار افسرون کی پنشن زیادہ ہوئی اور
انکی سپاہ کی بھرتی کے دو ہزار آدمی انگریزی سپاہ کی ملازمت مین داخل ہوئے شیخ
امام الدین بھی جسنے اول ملتان کی فتح مین اور بعد ازان گلبرٹ صاحب کی شیر سنگھ کے تعاقب مین
مدد کی تھی انعام سے محروم نہین رہا۔

سفید مو چتر سنگھ مع اپنے دو بیٹون شیر سنگھ وعطر سنگھ کے وزیر آباد مین لارڈ گوف
پاس آیا ۷۔ اپریل کو انکی نسبت یہ فیصلہ ہوا کہ تمام انکی جاگیر ضبط کی جائے گذارہ کے لائق زمین
انکو دی جائے کہ وہ اپنے گاؤن اٹاری مین زندگی بسر کرین اور تمام ہتھیار دیدین اور اپنے
سپاہیون کو موقوف کردین اور اپنے گھر سے تین چار میل سے باہر نہ جایا کرین اور اور غیر مشہور
امیر بھی اسطرح اپنے گھرون کو بھیجے گئے سنہ ۱۸۴۹ء مین یہہ محدود آزادی اسیری کے قریب پہنچ
گئی پہلی اکتوبر کو شیر سنگھ کے گروہ اور لال سنگھ کے گروہ نے امرتسر مین الہ حاکم رائے نے

سیالکوٹ پر مفسدہ پردازی کا ارادہ کیا تھا کہ انگریزی افسرون نے انکو گرفتار کرلیا اول قلعہ لاہور مین اور بعد ازان فورٹ ولیم مین یہہ عزز قیدی بھیجے گئے اور وہین انکی زندگی ختم ہوئی۔
۳۱-مئی کو مولراج کی روبکاری ایک خاص کمیشن کے روبرو ہوئی اور ۲۲-جون تک تحقیقات ہوتی رہی اور جرم اسپر ثابت ہوا پھانسی کا حکم دیا گیا مگر وہ بعد جلاء وطنی سے تبدیل ہوا مگر اسکو جلد موت آگئی جسکے سبب سے قید کی زندگی سے موت کا آجانا بھلا ہوگیا۔

پنجاب کے فتح ہونے سے ہندوستان کی لڑائیون کا سلسلہ ختم ہوا جو لارڈ آک لینڈ کے زمانہ سے ۱۸۳۸ء مین جنگ افغانستان سے شروع ہوا تھا۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ نے جو ہندوستان کے نقشہ مین سرکار کمپنی کی عملداری کے سرخ رنگ کو دیکھ کر پیشین گوئی کی تھی کہ نقشہ کا رنگ سارا سرخ ہوجائیگا وہ اس کے مرنے کے دس برس بعد پوری ہوئی جنگ پلاسی سے ننانوے سال کے اندر سارا ہندوستان راس کماری سے لیکر درۂ خیبر تک سرخ رنگ ہوگیا آخر سات سالون مین تین زبردست ہندوستانی سپاہیون کا ستیاناس ملا دیا سینکڑون توپین لے لین اور دو بڑی سلطنتون پر قبضہ کرلیا۔

## باب سوم

لارڈ ڈلہوزی کے عہد حکومت ۱۸۴۹ء سے ۱۸۵۶ء تک مین انگریزی عملداری مین پنجاب لحاق کیا گیا اب سوال یہہ تھا کہ اس مین حکمرانی کس طرح کی جائے سو اسکے لیے لارڈ ڈلہوزی نے یہان کی رعایا کا تجربہ حاصل کرکے اپنے ذہن رسا سے حکمرانی کا یہہ نیا طریقہ ایجاد کیا کہ پنجاب مین حکمرانی ایک شخص نکرے خواہ وہ کیسا ہی صاحب سیف ہو یا صاحب قلم ہو یا صاحب السیف والقلم ہو بلکہ ایک بورڈ اسپر فرمانروائی کرے جسکے ممبر دونو اہل قلم اور اہل سیف مین سے منتخب کئے جائین اور اسکے کام کرنے کا یہہ نظام ہو کہ کام ہر ایک ممبر کے لیئے جدا جدا منقسم ہو مگر سب کے ذمے دار بھی شریک ہو۔ انہون نے پنجاب مین حکمرانی کے لیئے سرکار کمپنی کے ملازمین مین سے چیدہ چیدہ بہت لائق قابل چھپن ۵۶ بلائے جنمین سے نصف سولین اور نصف ملیٹری تھے جن کو عہدے کمشنرون ڈپٹی کمشنرون اور اسسٹنٹ کمشنرون کے دیئے اور ان کے سر پر ایک بورڈ تین ممبرون کا مقرر کیا جنکو اعلے درجہ کے اختیارات دیئے جنکے اوپر صرف گورنر جنرل ہی اختیارات رکھتا تھا۔ سر چارلس نے پیر نے اس بورڈ کے نئے انتظام پر یہہ اعتراض کیا کہ اسمین

شاذو نادر ہی اعلے درجہ کی لیاقت ہوتی ہے اور اوروں نے بھی اسپر یہہ اعتراض کیا کہ وہ متناقض و متضاد عنصرون سے مرکب ہوتا ہے وہ اپنی پیدائش ہی کے دن سے اپنے اوپر ملامت کرتا ہے اسکے اندر خود ہی تفرقہ کے بیج بوئے ہوتے ہین اس بیان مین سچ ہے گر بہت تھوڑا سا بورڈ ایک ثالثی ہوتی ہے اس مین وہ وحدت و عجلت و اجتماع خاطر و خصوصیت نہین ہوتی جو ایک آدمی کے دل مین ہوتی ہے فرض کرو کہ حالت مین اس ایک آدمی کے دل مین ذات کی مقدس آتش کی کوئی چنگاری ہو تو وہ اپنے محکومون پر خوب حکمرانی کرسکتا ہے۔ اس بورڈ مین دو مختلف المزاج بھائی ہنری لارنس اور جان لارنس جمع ہوئے جیسے آتش فشان پہاڑ خواہ کتنے ہی دنون وہ آتش فشانی نہ کرے مگر ایک نہ ایک دن اپنی بھڑاس نکالے بغیر رہ نہین سکتا بعینہ یہی حال ان دونو بھائیون کا تھا۔

یہہ خیال نہین کرنا چاہیئے کہ بورڈ تھوڑے دنون کے بعد مرنے والا تھا اس لیئے وہ مُردہ ہی پیدا ہوا تھا اس نے بعینہ وہی کام کیا جسکی اسے توقع تھی اور جو اسکے تقرر سے غرض تھی اس کے تین ممبرون سے جو کام ہوئے وہ کسی ایک ممبر سے نہین ہو سکتے تھے تین سال تک وہ رہا اس مین اسنے بڑے کارہا رنمایان کیئے جسکا بیان ہم آگے کرتے ہین۔

اس بورڈ کے تین ممبر تھے ایک ہنری لارنس تھے جو اس بورڈ کے پریسیڈنٹ تھے ان کی قابلیت اور لیاقت سپاہیانہ و مدبرانہ مسلمات مین سے تھی وہ سکھون پر اپنا اثر جادو کا سا رکھتے ان کے اقبال کے سب قائل تھے۔ دوسرے ممبر اُن کے بھائی جان لارنس تھے جنہون نے جالندھر کی کمشنری کے انتظام مین اپنی لیاقت اعلے درجہ کی دکھائی تھی لارڈ ڈلہوزی سے جو فی الحال انکی ملاقاتین ہوئین تھین ان کا نتیجہ یہہ تھا کہ انہون نے لارڈ ڈلہوزی کے اس خیال کو کہ پنجاب۔ انگریزی علمداری مین الحاق کیا جائے پختہ کردیا تھا مگر ہنری لارنس لارڈ ڈلہوزی کی اس رائے سے مخالف تھے کہ پنجاب انگریزی علمداری سے الحاق کیا جائے ان کی یہہ تجویز تھی کہ خالصہ کی مخفی زور رکھنے والی جماعت کی حکومت سکھون کے امرا کی حکومت مین تبدیل کردی جائے اس صورت مین وہ ہماری سلطنت کے معاون ہونگے اور ہمارے محتاج رہین گے۔ آخرکو اس اختلاف رائے کے سبب سے لارڈ ڈلہوزی نے ہنری لارنس کو

پنجاب سے جدا کیا اور انکی جگہہ جان لارنس کو مقرر کیا جو ان کے ہم اے تھے - بورڈ دو ممبران کا ہوتا نہین اس لیئے تیسرا ممبر بھی مقرر کرنا ضرور تھا وہ چارلس گریول مین سل مقرر ہوئے وہ بڑے فلسفیانہ خیالات کے عالم تھے اور طبیعت مین قوت ایجاد رکھتے تھے اور جان لارنس کی طرح مشہور حاکم تھے وہ عملی لیاقت ایسی نہین رکھتے تھے جیسی علمی پس جہان ان دو بھائیون کے عملی کامون مین علمی لیاقت کی کسر ہوتی تو وہ اسکو دور کردیتے غرض اسوقت بورڈ کے تینون ممبر اپنے اپنے کام مین فرد کامل تھے ان سے بہتر اور ممبر نہین مقرر ہو سکتے تھے۔

پنجابیون کا حال

پہلے اس سے کہ بورڈ کے کامون کی تفصیل کی جائے کچھ پنجاب اور کچھ پنجابیون کا حال لکھا جاتا ہے - اب فتح سے جو نیا ملک انگریزون کے ہاتھ مین آیا تھا اسکا پچاس ہزار مربع میل رقبہ تھا اور چالیس لاکھ باشندے ہندو مسلمان و سکھ تھے سکھون کا فرقہ نیا تھا - وہ برہمنون کے وہمیات سے پاک صاف تھا سکھون کی گورمنٹ کی قائم مقام انگریزی گورمنٹ ہوئی تھی لیکن پنجابی اور سکھ ہم معانی نہین ہین - ملک مین ایک سرے سے دوسرے سرے تک گرونانک و گروگوبند کے چیلے آباد تھے جو پہلے سے پنجاب کے پانچون دریاؤن کے کنارہ پر بستے تھے - مسلمانون کے آباد کیئے بہت سے شہر تھے کچھ شہر اسلام سے پہلے کے موجود تھے جنکو غزنوی خاندان کے پیرودن نے وسیع اور آراستہ کیا تھا یادگارین بہت سی مسلمانون کی تھین اسین کہین کہین یونانیون اور باختریون کی حکومت کی بھی یادگارون کے نشان پائے جاتے تھے - دہلی سے پہلے مسلمان بادشاہون کی دارالسلطنت لاہور ہی تھا - سکھون کی حکمرانی کا آغاز جب ہی سے ہوا کہ سرکار کمپنی کی عملداری ہند مین شروع ہوئی اور نئے مذہب کے چیلے کل آبادی کی ایک کسر تھی - جیسی یہہ آبادی بوقلمون تھی ایسے ہی یہہ ملک رنگا رنگ کا تھا کہین اناج کے کھیت لہلہاتے ہین کہین گلاب کے پھول کے تختے کھل رہے ہین سرسبز شاداب قطعات برابر چلے جاتے ہین کہین گرم میدان اور ریگستان ہے جنکی گرمی کی نسبت یہہ ضرب المثل ہے کہ خدا سے کہا جاتا ہے سیبی و داد رسافتی چرا دوزخ پرداختی لیکن جہان تک نظر جاتی تھی جنگل ہی نظر آتا تھا جو جھاڑ جھنکاڑ سے بھرا ہوا تھا کہین ایک مرقع عالم آنکھون کے سامنے آتا تھا جس کے گرد

ہمالیہ پہاڑ کی چوٹیاں برف سے ڈھکی ہوئی اور نیلگون سلسلے پہاڑوں کے نظر آتے تھے۔ یہہ ملک بڑا دلچسپ اور دلاویز ہے اسکے واسطے بہت سے نیک موقعے ہیں وہ دفعتہً برٹش گورنر جنرل کا ایک لاڈلا سب سے چھوٹی عمر کا صوبہ ہوگیا جس سے بڑی امیدین تھیں۔ ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات۔ بس ایسا ملک جو اسطرح سے واقع ہو اور اسکی حالت ایسی ہو اور اسطرح کی آبادی ہو اس میں وہ پرانا انتظام نہیں ہو سکتا تھا جو انگریزی عملداری کی قدیمی اضلاع میں جاری تھا مگر گورنر جنرل یہہ بھی نہیں چاہتا تھا کہ اس مین صرف ملٹری انتظام ہو انکو کسی وقت مین اپنے عہد حکومت مین کسی خاص جماعت کا اہل سیف اور اہل قلم کی طرفداری کا تعصب نہیں ہوا اور وہ کہا کرتے تھے کہ کوئی وجہ نہیں ہے کہ اہل قلم اور اہل سیف دونو باہم مل جلکر اس صوبہ مین انتظام کرین وہ دونو فرقون کے معتقد تھے کہ ہر ایک اپنے اپنے عہدہ کا کام کرے اب یہان پرجوش سپاہیون کا کام پورا ہوچکا تھا اب زیادہ تر ان سول کے حکام کی ضرورت تھی جو اپنی تجربہ کاری اور راے صائب سے کام کرین سو انہون نے ایک مخلوط اسٹاف سول اور ملٹری افسرون کا مقرر کیا اور انتظام کے لیے ایک بورڈ مقرر کیا جسکا پریسیڈنٹ ہنری لارنس کو مقرر کیا اسوقت سر فریڈرک کری سپریم کونسل کے ممبر مقرر ہو گئے تھے۔

اس بورڈ کے تین ممبر تھے اور ان کے ساتھ سکرٹری تھے جو انتظام کے لیے قلم کا کام کرتے تھے اور بورڈ کے احکام کو ان کے ماتحت افسرون کے پاس پہنچاتے تھے جو تمام صوبے مین پھیلے ہوئے تھے۔ لارڈ ڈلہوزی اس مزاج کے حاکم نہ تھے کہ وہ پنجاب کی ساری حکومت کو ایک شخص کے ہاتھ مین دینے کو جائز رکھتے۔ لیکن وہ سر ہنری لارنس کے حقوق عظیمہ کو مٹا بھی نہیں سکتے تھے اور نہ ان کو اسی زمانہ مین انکی خدمات سے جدا کر سکتے تھے لیکن انکی مرضی نہ تھی کہ وہ اس پاک نفس دیانت مند مدبر سپاہی کو کل معاملات کا اختیار دیدیتے سبب یہہ کہ ہنری لارنس کی جبلت مین انصاف و اعتدال تھا وہ الحاق کرنے کی پولیسی کے بالکل برخلاف تھے وہ یہہ خیال کرتے تھے کہ ایک دفعہ اور کوشش کی جائے کہ سکھون کی سلطنت نابود ہونے سے بچ جائے اس دشواری کے سبب بورڈ کی ضرورت پڑی۔ یہہ ڈلہوزی کی طبیعت کا مقتضا تھا کہ وہ ہنری لارنس کے ساتھ اور مدبر ایسے شریک کرے کہ جو اسکے اپنے ہم خیال و ہم راے ہون کسی حالت مین بورڈ دو ممبرون کا

نہین ہوسکتا تھا اس لیے اسکے تین ممبر مقرر ہوئے - یہہ بورڈ جس ساعت سے مقرر ہوا تھا
یہہ معلوم ہوتا تھا کہ اسکی گردن پر موت سوار ہے - اس بورڈ کا انتظام یہہ تھا کہ محنت منقسم اور جوابدہی
مشترک ہو - ہنری لارنس کو گورنمنٹ کا پولیٹکل کام سپرد تھا جو عبارت اس سے تھی کہ وہ ملک سے
تھیار لے لین سرداروں سے عہد و پیمان کرین نئی بحالی جنٹون کو مرتب کرین اور کم عمر مہاراجہ
کی تعلیم کا اہتمام کرین جو گورنر جنرل کی ولایت مین آگیا تھا یہہ خاص اُن کے فرائض تھے جنمین وہ
ہمہ تن مصروف رہتے تھے - جان لارنس کا کار خاص یہہ تھا کہ وہ مالگزاری اراضی کا بندوبست
کرین مین سل صاحب کو پنجاب کا جوڈیشیل انتظام سپرد تھا - یہہ تینون افسران اعلے باہم مین ایک دوسرے
کی سعادت اپنے صلاح و مشورہ سے کرتے تھے انکے ماتحت مختلف درجے کے افسر انتظام کے لیے
تھے پنجاب سات قسمتون مین منقسم ہوا اور ہر قسمت مین ایک کمشنر مقرر ہوا اور ہر کمشنر
کے ماتحت ڈپٹی کمشنر جنکی تعداد مختلف کمشنری کے کامون کے تقاضا سے تھی پھر ان کے
ماتحت اسسٹنٹ کمشنر اور اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر تھے جو حکام غیر متعہد مین سے منتخب کیے
گئے تھے وہ یورپین و یوریشین و ہندوستانی تھے لاہور بورڈ کے ماتحت جو اعلے عہدون کے
لیے افسر منتخب ہوئے وہ ہندوستان کے چیدہ افسرون مین تھے - لارڈ ڈلہوزی تو
اپنا سارا تن من اس کام مین لگا دیتے تھے جو اُن کے روبرو پیش ہوتا تھا انہون نے اپنے
دل مین یہہ بات ٹھان لی تھی کہ اپنے ایجنٹون کے غیر موثر کامون سے ضرر رسانی نہ ہونے دین
وہ اعلے عہدون پر ان افسرون کو مقرر کرتے تھے جنکی عمرین پختہ ہون اور عقل صائب ذہن رسا
رکھتے ہون اور بڑے کام کر چکے ہون اور ادنے عہدون پر ان نوجوان افسرون کو مقرر کرتے تھے
جو بڑے محنتی اور کام کے شوقین اور ذہین عالی حوصلہ ہون اور ان سے اچھے کام کرنے کی
امید ہو - انکو کچھہ پروا یہہ نہ تھی کہ یہہ افسر سول کا سیاہ لباس یا ملٹری کا سرخ لباس پہنے ہوئے
ہون - وہ کسی فریق کے طرفدار نہ تھے - سب مین کام کی لیاقت کو ایک نظر سے دیکھتے تھے
ان افسرون مین سے بعض تو وہ تھے جو انتظام پر و نگر یٹ مین مدارج عالی پر پہنچے تھے اور
بعض وہ تھے جو ممالک مغربی شمالی کے عالی دماغ لفٹنٹ گورنرون کے ممتاز شاگرد رشید تھے
جیسے کہ سول مین جارج ایڈمنسٹن اور رونیلڈ میکلوئڈ اور رابرٹ مونٹ گمری تھے -

اور ملٹیری مین فریڈرک سیکن زی اور جارج سیک گریگر۔ ان احکام کے سوا جنکا اوپر ذکر ہوا ایسے نامور رچرڈ ٹیمپل واڈورڈ تھورنٹن اور نیول چیمبرلین و جارج برنز لیون بربونگ۔ فلپ گولڈنی اور چارلس سانڈرس تھے سو لین اور سولجر (سپاہی) پہلو بہ پہلو بیٹھ کر کام کرتے تھے اور ان مین وہ رشک و حسد نہین تھا جو اپنی جماعت کا دلون مین ہوا کرتا ہے۔ وہ پنجاب کے انتظام کو از سر نو مرتب کرتے تھے اور اس کے انتظامی کامون کی توضیح و تفصیل کرتے تھے پبلک ورکس کے ڈپارٹمنٹ کے افراط رابرٹ نے پیر تھے جو سپہ گری اور فن انجینرنگ مین ایسا کمال رکھتے تھے کہ وہ دنیا کے اعلے انجینرون مین سے شمار ہوتے تھے

رنجیت سنگہ کی گورنمنٹ گنواری سیدھی سادی ابتدائی صنعت کی بغیر کسی آئین قوانین و ضابطہ کے بے اصول تھی ایک بڑی حکومت شخصی تھی اور اس کے ماتحت چھوٹی چھوٹی شخصی حکومتین جنمین ہمین انگریزی خیالات کے موافق خطرناک ناانصافی کے دھوئین اٹھتے تھے مگر کسی کسی طرح سے اس سے کار برآری چلی جاتی تھی جو ناانصافی ہوتی تھی وہ صریح الفہم و نامعقول ہوتی تھی اس مین سادگی یہہ تھی کہ ایک زبردست نے کسی کم زور کو اپنی مرضی اور ہاتھ سے کچلا تو اس سے زیادہ زبردست نے اسکا کچلا نکالا سیر کو سوا سیر موجود تھا۔ جو چھوٹے چھوٹے حاکم و تحصیلدار و کارندہ و اہل کار و عامل رعایا کو دباتے اور سرکار کو دغا دیتے تھے وہ خوب جانتے تھے کہ تھوڑے یا بہت دنون مین ایک دن محاسبہ کا آئیگا ان کے حساب کی جانچ زبردستی شکنجہ فرسائی کے ساتھ کی جائے گی سر جوتون کے مارے گنجہ ہوگا او رسب کھایا پیا اگلنا پڑے گا۔ اور بعض صنائع مین تو سولی مزاج پوچھیگی اور گلے مین رسی ڈالیگی اس طرح سرسری فیصلہ کرنے مین نہ کوئی قانونی الجھیڑ نہ کونفنس (ایمانداری) کی باریک بینی و موشگافی مانع ہوتی تھی ایسی بڑی چھوٹی بناوٹ کی باتون مین انگریزون نے کونسل ریجنسی بنا کے انتظام کرنا اور مقدمات کو پیچیدہ کرنا شروع کیا تھا جب وہ اصل بات کو سمجھے تو ان کو ایک صاف میدان تجربون کے کرنے کا ہاتھ آیا۔ اب انہون نے تمام ملک کا انتظام اپنے ہاتھ مین لے لیا تھا انہون نے اپنے اصول پر عمل کرنا شروع کیا تھا۔

پنجاب مین گورنمنٹ نے جو انتظام کیا وہ سکھون کی گورنمنٹ کے گنوارپن اور سادگی کے مقابلہ مین باضابطہ و باآئین و درست و صحیح تھا مگر ان کے آئینی اضلاع کے ضوابط و قوانین کے مقابلہ مین

غیر آئینی تھا مشتغلین خواہ اہل سیف ہون یا اہل قلم ہون وہ کسی خاص صیغے کے کام کرنے کے لیئے
مخصوص نہ تھے ایک ہی حاکم دیوانی فوجداری اور مال کے کام کرتا تھا وہی جج تھا وہی کلکٹر اور مالگزاری
جمع کرنے والا چورون کا پکڑنے والا ڈپلومیٹک کام کرنے والا حفظان صحت و صفائی کے لیئے
اہتمام کرنے والا ہوتا تھا۔ بعض اوقات وہ پولس کی افسری کرنے والا اور پادری کا رتبہ پانے والا
ہوتا تھا۔ یک انار و صد بیمار۔ بڑی خوش نصیبی تھی کہ ایسے افسر جس مدرسہ مین تعلیم پاتے تھے اسکے ہیڈ لارڈ لوہانی
لارنس تھے مگر اس انگریزی انتظام کے ناکام ہونے کا احتمال لگا رہتا تھا افسرون مین کوئی افسر ایسا تھا کہ اپنے کام مین ہمہ تن مصروف
نہ ہوتا تھا اور سارا دل اپنے کام مین نہ لگا رہتا تھا جب وہ جانتا تھا کہ مین ایمان داری سے اپنی خدمات کے
سارے فرائض ادا کرتا ہون تو وہ اپنی آسائش مین یا ذاتی تفریح مین اپنی فراغت و فرصت کے وقت کو
صرف کرتا تھا یہہ افسر اپنی رعایا کے ساتھ ملے جلے رہتے تھے انکے خیمے سب طرف کھلے رہتے
تھے وہ رعایا کے دلون کو اپنے حسن اخلاق سے اپنے ساتھ گرویدہ کرتے تھے جو لوگ ان کے پاس
آتے تھے ان کے دلون مین انکا اعتماد اور ادب پیدا ہوتا تھا سر جان مالکم کا یہہ قول تھا کہ جو ملک
نیا فتح ہو تو اسپر حکومت چار دروازہ کلاہ سے کرنی چاہیئے۔ پنجاب مین افسرون نے اس
مقولہ کو خوب سمجھ کر عمل کیا چنانچہ ایک افسر بیان کرتا ہے کہ سال بھر مین آٹھ مہینے تک خیمون مین
ان افسرون کا گھر رہتا ہے جو اپنے فرض منصبی اور رعایا کو عزیز رکھتے ہین وہ ملنے سے اورون سے
خود واقف ہوتے ہین اور اورون کو اپنے سے واقف کرتے ہین یعنی حاکم و محکوم مین تعارف ہوتا
ہے اور اس سبب سے حاکم کو رعایا پر وہ اختیار حاصل ہوتا ہے کہ نہ رشوت دینے سے حاصل ہوتا
اور نہ سنگینون اور ہتھیارون سے۔ ہمسایہ کے شریف نجیب اپنے دوست حاکم سے صبح کے
سفر مین ملتے ہین اس کے دروازہ کے گرد جسپر کوئی پہرہ چوکی نہین ہوتا بڑے بوڑھے آتے
ہین اور اپنے ملک کے میوے اور مٹھائیان بادام پستے تحفۃً لاتے ہین جب حاکم انکو لے لیتا ہے
تو وہ بہت خوش ہوتے ہین۔ حاکم جب ان کو بیٹھنے کی اجازت دیتا ہے تو بیٹھ کر پرانے اور
نئے زمانہ کے واقعات بیان کرتے ہین اور فصل کی حالت کو اور حاکمون کے آخر حکمون کا ذکر کرتے ہین

پہلے ہم مہاراجہ رنجیت سنگھ کی گورنمنٹ کا بیان لکھتے ہین جس سے معلوم ہو کہ اسکی جگہ
برٹش گورنمنٹ نے اپنے کام کرنے سے پنجاب کو کیا برکتین اور نعمتین عطا کین مشرق مین

فرمان روائی کی یہہ دو صفتین اہم سمجھی جاتی ہین کہ سپاہ قومی زبردست ہو اور خزانے خوب معمور
ہون - بلاشبہ رنجیت سنگھ کی فرمان روائی مین یہ دونو وصف موجود تھے اسکی سپاہ کو تو رعایا کے
قواء جسمانی کی درستی نے اور مذہبی اور سپہ گری کے جوش و خروش نے ایسا قومی بنایا کہ وہ
فتح پر فتح حاصل کرتے اور ملک پر ملک کو بڑھاتے تھے مگر ان فتوح کے ثمرہ نے خزانہ کو بری
طرح سے معمور کیا رنجیت سنگھ نے اس تحقیق کی تکلیف کو گوارا نہین کیا کہ وہ تفویض کرتا کہ کونسی
اشیا پر ٹیکس لینا چاہیئے اور کونسی چیزون پر نہ لینا چاہیئے ان سب چیزون پر یکسان محصول لگا دیا
سب کو ایک لکڑی ہانکا - مکانات - اراضی - اناج کے انبار - کھڑی فصل - درآمد برآمد مال -
صنعت کی چیزین - اراضی کا خود رو قدرتی پیداوار ضروری چیزین عیش و آرام کی چیزین
ان سب چیزون سے محصول لیکر خزانہ کی معموری کی صفت پیدا کی - حاکم صوبہ جیسے کہ ملتان
مین دیوان ساون مل تھا اور مقامی کارندے اہل کار خود مختار تھے کہ رعایا کو نچوڑ کر پامال
کرتے تھے اور اپنا گھر مالا مال کرتے - لاہور کے خزانہ مین جب تک روپیہ بڑھاتے رہتے تو جو
اُن کے دل مین آتا وہ کرتے - گورنمنٹ کے روبرو حساب کتاب نہین پیش کرتے - رنجیت سنگھ خود
پڑھا لکھا نہ تھا اسکی دندانہ دار چھڑی بڑی محاسب تھی بخشی سپاہ حساب کی فردین داخل کرنے کی
تکلیف نہین اُٹھاتا تھا - جب انگریزی عملداری مین پنجاب داخل ہوا ہے تو بخشی سپاہ نے سولہ برس سے
کوئی فرد حساب نہین داخل کی تھی - سزائین بہت کم ملتی تھین اور جو ملتی تھین وہ سیدھی سادی ہوتی تھین
چوری یا معمولی قتل کی سزا جرمانہ تھا اور سنگین جرمون کی سزا مین اعضا ناک کان - ہاتھ
کاٹے جاتے تھے اور سب سے بڑی سزا کونچین کاٹنا تھا یعنی ساق کی رگ ایسی کاٹنی کہ
جس سے آدمی چلنے پھرنے کے قابل نہ رہے - سکھون کے ایک اٹالین خوش نصیب سپاہی
اے وٹ بائل نے یہہ ستم اور ایجاد کیئے تھے کہ وہ رعایا سے استحصال بالجبر کرتا اور جب کوئی
اسکا مقابلہ کرتا تو اسکو توپ کے منہ سے اڑاتا یا دہوپ مین شہد مل کے ننگا بٹھا دیتا کہ وہ مر جائے
اور بعض اوقات زندہ آدمیون کی کھال اتروا تا کہتے ہین کہ اس سزا کی ابتدا خود اپنے ہاتھ سے اس
ستم ایجاد نے کی تھی -

جیل خانے تھوڑے تھے اور ان مین قیدی اور بھی تھوڑے تھے - رنجیت سنگھ کے پولس کا کام یہہ تھا

کر وہ مجرمون کو گرفتار کرتا نہ جرمون کا انسداد کرتا بلکہ وہ دنگہ اور فسادون کو دباتا اور لشکر کے سفر کو آسان
کرتا۔ سڑکین جنکو سڑکین کہنا چاہیئے بالکل نہین تھین لوگون کے لے آنے و لے جانے کے لیئے
سرکاری سواریان تھین - پل بالکل نہ تھے۔ کوئی تحریری قانون نہ تھا اور نہ خاص منصف تھے جو
عدالت کرتے سوا ابتدائی مدارس کے اور مدارس نہ تھے۔ دار الشفائین اور خیرات خانے ندارد تھے
اوپر کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ بورڈ کو کام بہت کچھ کرنے کے لیئے تھا اور کیئے ہوئے
کام کو ان کیا کرنا کچھ نہ تھا۔ بورڈ کا سب سے زیادہ مقدم اور ضروری کام یہہ تھا کہ ملک مین امن اور
امان مصالحت و عافیت کو قائم کرے اور اسکو اندرونی فسادون اور بیرونی حملون سے بچائے۔
جن بہادر سکھ سپاہیون نے فیروزشاہ اور چیلیان والا کی لڑائیون مین انگریزون کو اپنی سلطنت کیلیئے قدر کیا
بہت نے ۱۲۔ مارچ کی گجرات کی فتح سے یہہ سمجھ لیا تھا کہ انگریزون کے اقبال کا ستارہ عروج پر ہے
ابھی اوپر بیان ہوا ہے کہ انہون نے اپنے ہتھیارون اور تلوارون کو پھینک کر ایک بڑا انبار لگا یا تھا
اور ہر ایک نے اپنی جیب مین ایک روپیہ رکھکر اپنے ہل پر مراجعت کی تھی جہان سے وہ اصل مین
آیا تھا۔ بہت تھوڑے باقی تھے جو انگریزون کے خیرخواہ ہنگامہ جنگ مین رہے تھے وہ انگریزون
کے بلانے سے مع اپنے ہتھیارون کے لاہور مین حاضر ہوئے۔ ان مین جو بوڑھے اور ضعیف تھے
انکی پنشن مقرر ہوئی باقی کو ان کی مدت کی چڑھی ہوئی تنخواہ دی گئی اور ان کو اجازت دی گئی کہ
انکی مرضی ہو تو وہ انگریزی سپاہ مین بھرتی ہو جائین۔
بس اسطرح سکھون کی سپاہ برخاست ہوئی۔ اب آبادی کا بے ہتھیار کرنا باقی تھا تا کہ ان کو ارتکاب
جرائم اور مفسدہ پردازی کے لیئے کوئی ترغیب نہ رہے جو ہمیشہ ہتھیارون کے رکھنے سے
ہوتی ہے۔ مشرقی یورپ کی تاریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ نیم وحشی اور وحشی قومین اپنے پاس ہتھیار
رکھنے کو اپنا حق سمجھتی ہین اور اپنے اس حق کو بڑا عزیز رکھتی ہین اور ہتھیارون کا پہننا پہننے والون کی
سلامتی کے لیئے بھی ضرور ہوتا ہے لیکن اب پنجاب مین بڑے زبردست امن و امان کی فرمانروائی
تھی کسی قسم یعنی قومی سبب سے شور و شر و فساد اٹھنے کا خوف نہ رہا تھا۔
پنجاب کے الحاق ہونے کے چھ ہفتے کے بعد سارے ملک مین اشتہار دیا گیا کہ سب رعایا
ہتھیار اپنے دیدین۔ تعجب ہے کہ سب جگہہ حکم کی تعمیل و طاعت کی گئی۔ ہر ایک قسم اور ہر قدو قامت کے

ایک لاکھ بیس ہزار ہتھیار جمع ہوگئے جنمین سے بعض ایسے تھے کہ انکا پہننا جیسا کہ پہننے والے کے لیئے مضر تھا ایسا دشمن کے لیئے نہ تھا۔ اسکندر کے زمانہ کے ہتھیار تین صدی پیشتر حضرت عیسیٰ کے اور انیسوین صدی کی توپین اور بندوقین لوگون نے حوالہ کین ہزارہ کے کوہستانی اور ان ردے سندھ کے باشندے ہتھیار دینے سے معاف کیئے گئے اس لیئے انکا بے ہتھیار کرنا سرحدی قومون کے ہاتھ سے انکا شکار کرانا تھا۔ غرض اب سب جگہہ صرف انگریزی ہی ہتھیار اپنی چمک دمک دکھاتے تھے

اب فاتحین ملک کا یہہ فرض تھا کہ ملک کی محافظت کرین جو ہنی قدرتی محافظین یا مفسدپردازون سے محروم ہوگیا تھا اب خوفناک سرحد کی محافظت کا یہہ انتظام کیا گیا کہ پانچ رجمنٹین سوارون کی اور پانچ رجمنٹین پیادون کی اسی ملک کے آدمیون مین سے بھرتی کی گئین جنکی نسلین مختلف قسم کی ہندوستانی و پنجابی اور مسلمان تھین۔ اس سپاہ مین بہت خوشی سے سپاہی بھرتی ہوگئے اور وہ بالکل بورڈ کے ماتحت کردیئے گئے۔ لارڈ ڈلہوزی کی رائے مین پنجاب کی سلامتی کے لیئے وادی پشاور کی محافظت بڑی اہم و مہتم بالشان تھی۔ اس لیئے انہون نے دس ہزار آدمیون کی سپاہ مقرر کی جن مین تین ہزار گورے تھے۔ اس تدبیر سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اہل یونان کی اس ضرب المثل کو خوب سمجھے تھے کہ شہر دیوارون سے نہین بنتا ہے بلکہ آدمیون سے لیکن بورڈ پاس آدمی تھوڑے تھے اور بہادر سخت دشمن پاس تھے بعض جگہہ سرحد سے دو میل سے بھی کم فاصلہ پر تھے ان کے لیئے یہ تجویز کی گئی کہ سرحد ہزارہ سے ڈیرہ اسماعیل خان تک جو دہشتناک حصہ ہے اس کی محافظت کے لیئے بڑے قلعے بنائے جائین جو حملون کی برداشت کرسکین اور ان کے نیچے وادی ٹونک سے سندھ تک چھوٹے چھوٹے حصارون کا ایک سلسلہ بنایا جائے جسکے اندر دو حصارون کے درمیان بارہ میل کا فاصلہ ہو اور ان سب قلعون اور حصارون کے درمیان سڑکین بنادی جائین کہ جنپر سپاہ کی آمد و رفت آسانی سے ہو غرض یہہ انتظام ایسی خوبی سے کیا گیا کہ پنجاب پر کبھی حملہ باہر سے نہین ہوا۔

جب ملک بے ہتھیار ہوگیا اور سرحد کی محافظت ہوگئی تو اب بورڈ کا یہہ کام تھا کہ انسداد جرائم کے لیئے اور مجرمون کی گرفتاری کے لیئے انتظام کرے۔ ان مقاصد کے حاصل کرنے کے واسطے

پولس کے دو قسم کے بڑے گروہ قائم کیئے گئے ایک گروہ انسداد جرائم کے لیئے جسکا انتظام سپاہ کا
تھا۔ دوسرا گروہ مجرمون کی گرفتاری کے لیئے تھا۔ انسداد جرائم کے لیئے پولس کی تعداد آٹھ ہزار تھی
جس مین پیدل اور سوار دونو تھے ان مین سے بہت سے ایسے تھے کہ انہون نے دربار کی خیر
اچھی کین تھین اور سکھون کی لڑائی مین انگریزون کے خیر خواہ رہے تھے انکی خدمت یہہ تھی کہ وہ
خزانوں پر جیل خانون پر اور اڈون پر پہرہ چوکی دیتے تھے اور جو سڑکین بنجابی تھین انپر گشت
کرتے تھے
لٹیرون کے گروہون کو جو کسی پر امن ضلع مین نمودار ہوتے تھے گرفتار کرنے جاتے تھے
دوسری قسم کے پولس مین سات ہزار آدمی تھے جو اضلاع کے دو سو تیس تھانون مین بیٹھے
ہوئے تھے وہ مجرمون کو گرفتار کرتے تھے اور گھاٹون کی نگہبانی کرتے اور سپاہ کے لیئے
سامان رسد بہم پہنچاتے اور اگر سپاہ دریاؤن سے عبور کرتی تو کشتیان اسکے لیئے جمع کرتے۔
بورڈ کے بڑے معتمد اور ذی ار تحصیلدار تھے جو اپنے علاقے کے جزو کل حالات سے واقف ہوتے
تھے پولس مین وہ بڑا اختیار و دخل رکھتے تھے۔ دیہات مین جو چوکیدارہ کا قدیم بندوبست ہندوستانی
تھا وہ عمدہ طور سے قائم رکھا گیا۔ چوکیدارون کی تنخواہ رعایا دیتی مگر وہ بالکل حاکم ضلع کے ماتحت ہوتے
تھے جن ضلعون مین مجرمون کی کثرت ہوتی تھی ان مین بڑی احتیاط مین پیش بندیان کی جاتی تھین
جیسے کہ پشاور کا ضلع تھا اس مین زمین کے غارون اور نالے نالیون مین ولیون کے مقبرون مین
گلا کاٹنے والے بستے تھے۔ ہر دوابہ کے وسط مین بڑے گھنے جنگل تھے وہ بڑی پناہ گاہ مویشی
چرانے والے چورون کی تھی۔ ان قدرتی کوٹون مین بیلون کے گلے جو سیراب زمینون سے بھگا کر
لائے جاتے تھے دریا کے کنارون پر سبزہ زارون مین خوب چرتے تھے لیکن وہ اپنے پہلے
مالکون کی نظر سے چھپے رہتے تھے اگر کوئی بیوقوف دہاتی ان مین اپنی مویشی کی تلاش مین جاتا تو اپنی
جان کھوتا۔ پنجابیون کی عادت تھی کہ وہ برائیون کے دور کرنے مین اپنے روپیے کو نہین خرچ
کرتے تھے اسلیئے ان جنگلون مین مویشی چرانے والے چور بہت بس گئے تھے ان چورون کے
پکڑنے کا یہہ انتظام کیا گیا کہ شہر پشاور کے گرد تھانون کا ایک حلقہ دوسرے حلقے کے پیچھے
بنا دیا گیا اور انہون نے تمام غارون اور گڑھون کو بھر دیا اور سڑکون کا جال بچھایا گیا

پہلے تو صرف ٹھیا مین تھین جنپر اونٹ رسند چلتے تھے اب وہان سڑکین بنادی گئین جنپر سوار گشت کرتے تھے سب سے زیادہ اچھا یہہ انتظام تھا کہ سراغ رسالون سے مدد لی جاتی تھی جنمین یہہ کمال تھا کہ وہ پاؤن کے کھوجون پر سراغ لگا کے دور دور مویشی اور چورون کو پکڑ لیتے تھے اور چورون پر جرم ثابت ہوکر انکو سزا ملتی تھی۔ اس مویشی کی چوری سے بدتر ڈکیتی تھی جسکے دور کرنے مین بورڈ کو بڑا اہتمام کرنا پڑا اسکے ابتدا مین ڈکیتی ہی کرتے تھے جب وہ بڑھے تو انکی ڈکیتی بھی بڑھی۔
وہ بڑا کامیاب ڈاکو ہوتا تھا جو اپنی تلوار سے بہت دولت ومال جمع کرلیتا تھا اور اکثر وہ اسطرح سے اپنے لیئے بڑی ریاست پیدا کرکے رئیس بن جاتا تھا پس آزاد خیرہ بردار ڈاکوؤن کا سردار کسی وجہ سے اپنے پیشہ پر خجل نہین ہوتا تھا اسکی لوگون مین نہایت نیلاخون بنتا تھا اور اسکو اپنی پیشہ سے اور پیشہ کو اس سے عزت حاصل ہوتی تھی۔ جب رنجیت سنگھ کے زبردست ہاتھ نے ڈکیتی کی بندش کی اور اسنے غیرملکین کو فتح کرنے سے انکو اور بہت سے کامون مین لگا دیا تو اسکے مرنے کے بعد بدعملی اور بے انتظامی کے زمانہ مین ڈکیتی نے نئی جون بدلی جب اسکی سپاہ کو انگریزون نے موقوف کردیا تو یہہ امر مقتضاء طبع بشری تھا کہ اس سپاہ مین جو بہادر ہون اور انگریزون کی ملازمت سے ننگ وعار رکھتے ہون تو وہ اس پیشہ ڈکیتی کو اختیار کرین جو ان کی نگاہ مین معزز تھا۔ اضلاع لاہور اور امرتسر مین ایسے ڈاکوؤن کی بھیڑ لگی گر بڑی بیش بندیان کی گئین اور مناسب سزائین دی گئین تو ڈکیتی بند ہوئی امرتسر مین پہلے سال مین ۷۳ ڈاکوؤن کو پھانسی دی گئی اور دوسرے سال مین سات کو۔ غرض چند سالون مین ڈکیتی پنجاب سے بالکل نیست ونابود ہوگئی۔
ایک اور جرم ٹھگی کا تھا جو ڈکیتی سے بڑھ کر تھا پہلے پنجاب مین اسکا نام نہ تھا کئی برس ہوئے کہ انگریزون کو معلوم ہوا تھا کہ ہندوستان کے اور حصون مین ٹھگی ہوتی ہے کہ اس مین سحر وجادو کو بھی لگاؤ ہوتا ہے اور مذہب بھی دخل رکھتا ہے صبر اور تحمل کے ساتھ سازشین بھی کی جاتی ہین اس مین سخت ظلم وستم کیئے جاتے ہین۔ ٹھگ اپنے پیشے کو ہنر سمجھ کر بڑی گرم جوشی سے سیکھتے ہین اور اس مین کمال پیدا کرتے ہین۔ یہہ اسکی صفات سب جگہہ مشہور ہوگئی تھی۔ کرنیل سلیمن صاحب اور کرنیل میڈو ٹیلر نے ٹھگون کے باب مین بڑی تحقیقاتین کین اور ان کے تمام

داؤن گھاتون سے آگاہی حال کی اور انکی کوئی بات چھوڑی نہین جسکو انہون نے لکھا نہو۔ یہہ
ٹھگی کا سہر پنجاب مین ہندوستان سے گیا پنجاب مین جب ڈکیتی موقوف ہوگئی اور کنوئین کے
پاس اور جنگل مین لوگون کی لاشین ملین تو معلوم ہوا کہ انگریزی عملداری مین جان لینے کا کوئی اور
نیا طریقہ ایجاد ہوا ہے۔ مردے تو اپنی کہانی کہنے نہین اور ہندوستان کے ٹھگ اپنے ہنر مین
ایسے کامل ہوتے ہین کہ وہ کام کو ادھورا چھوڑتے نہین اس لیئے کسی طرح اصل حال کھلتا نہین تھا
مگر آخر کو ایک برہمن نے جسکو ٹھگ مردہ سمجھ کر چھوڑ گئے تھے اصل حال بیان کیا ٹھگون کی گرفتاری
کے لیئے بڑے بڑے انعام مقرر کیئے گئے اور ملک کی طرف سے شہادت دینے کے واسطے گواہ کا
جرم معاف کیا گیا اور ایک خاص افسر ٹھگی کی تحقیقات کے لیئے مقرر کیا گیا اقراری مجرمون نے دو سو چونسٹھ ۲۶۴
آدمیون کے مارنے کی فہرست داخل کی اور ایک دوسری فہرست ٹھگون کی شائع ہوئی اور وہ ہر
مقام پر آویزان ہوئی ٹھگی کے اقراری مجرم انگریزی افسرون کو جنگلون مین کوسون لے جاتے تھے
اور فقط اپنی یاد سے راہ چلتے کسی راہبر کو ساتھ نہ لیتے اور جا بجا زمین کھدوا کے مردون کو نکلا کے
دکھاتے ایک قطعہ مین ۵۳ قبرین کھودکر لاشین دکھائین - ایک صاحب نے ایک ٹھگ سے
پوچھا کہ تو نے کتنے آدمیون کو مارا ہے تو اسکو اپنے پیشے پر ایسا فخر و ناز تھا کہ اسنے بڑی گرمجوشی سے
کہا کہ صاحب آپ کو بھی یاد ہے کہ کتنے جانورون کا شکار کیا ہے ٹھگی ہمارا شکار رہے جیسے آپ کو
اپنے شکار کیئے ہوئے جانورون کی تعداد یاد نہین ہم کو ان آدمیون کی تعداد یاد نہین جنکو ہم نے
شکار کیا تھا - پنجاب کے ٹھگ اکثر مذہبی سکھ ہوتے ہین جنکو بھنگی بھی کہتے ہین وہ ظلم و ستم کرنے
مین ایسے سفاک تھے کہ کبھی ان کے پاس رحم نہین آتا تو وہمات مین ایسے مبتلا تھے کہ ایک جانور کے
آگے آجانے سے نیک و بد شگون لیتے تھے ہزار مذہبی سکھون نے اس جرم مین سزا پائی ہوگی
پنجاب بورڈ نے ان کا خوب علاج کر دیا - اس ٹھگی و ڈکیتی کی بہن دختر کشی تھی اس کے دور کرنے
مین بڑی مشکلات پیش آئین - مدتون مین اسکا انسداد ہوا دونو بھائی لارنسون نے جیسے
مجرمون کے سزا دینے کے لئے اہتمام کیا ایسے ہی مجرمون کی صلاح و فلاح کی تدبیرین
کین رنجیت سنگہ کے ہان زیادہ تر دو سزائین جرمانہ اور قطع اعضا کی تھین اسلیئے اس کی
عملداری مین جیل خانون مین تبدیلیون کی بھیڑ نہین لگتی تھی اسکے انتظام کے موافق جن جیل خانون کو

دو سو قیدی تھے اب انگریزی عملداری مین سنگہار قیدی تھے ہر قیدی بجائے اسکے کہ ان کے اعضا
کاٹے جاتے یا بازارون مین کسی زنجیر سے جکڑے ہوئے بٹھائے جاتے یا کسی خشک کنوے
کی زمین اُتارے جاتے۔ ان کی تادیب و تعلیم ہوتی تھی سخت مشقت لی جاتی تھی مگر انکو پوشاک
اچھی پہنائی اور خوراک اچھی کھلائی جاتی تھی انکو ابتدائی لکھنا پڑھنا یا کوئی حرفہ پیشہ سکھایا جاتا تھا۔
بورڈ نے مختلف اضلاع مین پچیس[5] نئے جیل خانے مختلف وسعت کے اور مختلف نمونون کے
بنوائے اور لاہور مین ایک بڑا سنٹرل جیل تعمیر ہوا جس مین اکونومی اور صحت کا بڑا خیال رکھا گیا
بورڈ نے اپنے قانون کو جہان تک ممکن تھا پنجاب کے رسم و رواج پر مبنی کیا کسی بزرگ کا
مقولہ ہے کہ نیک رسم و رواج زیادہ اہم اور مہتم بالشان بہ نسبت نیک قوانین کے ہوتے ہین۔
وہی قوانین موثر و کارگر ہوتے جو رسم و رواج تعبیر کرتے ہین بورڈ اس مقولہ کو خوب جانتا تھا اس نے
اول پنجابیون کے کل رسم و رواج کا ایک مجموعہ لکھوایا۔ ان رسوم و رواجون کو جو قطعی خراب تھے یا قابل
ترقی و اصلاح نہ تھے موقوف کیا طلاق و نکاح اور عورتون کی تذلیل سے جو رسم و رواج متعلق تھے انکو
اول تبدیل کیا پھر ان کو منظور کر لیا اور تبنی کرنے کے رسم و رواج کو بے تامل تسلیم کر لیا تحصیلدار جو یہان رسم و رواج سے خوب آگاہ ہوتے تھے انکو
دیوانی کے اختیارات بھی دیئے گئے فوجداری کے اختیارات ان کو پہلے سے حاصل تھے ———
——— ایک موضع یا پنج موضعات اپنی ایک کچہری رکھتا تھا اگرچہ اس کے فیصلون کا اپیل ڈپٹی کمشنر
کے ہان ہو سکتا تھا مگر زیادہ مقدمات و معاملات کا انفصال اہل مقدمات کے رہنمی کے احاطہ مین
ہو جاتا تھا۔ انگریزی ادنے و اعلے افسر اپنی راے سے مقدمات کا فیصلہ کرتے تھے وہ قوانین کے
پابند نہین ہوتے تھے اور شروع مین یہہ بات زیادہ تر پسند ہوتی ہے گو اس مین غلطیان ہوتی ہین
مگر عدالت مین جو التوا ہوتا ہے وہ نہین ہوتا۔
تمام دیوانی کے انتظام مین کوئی اصلاح جب تک نہین ہو سکتی کہ مالی انتظام درست نہو اور مالی انتظام مین
سب سے بڑی چیز محصول اراضی ہے محصول اراضی عبارت اس سے ہے کہ پیداوار اراضی مین سے
گورنمنٹ دعوے کرے کہ ایک حصہ اسکا لے جو ہمیشہ بدلتا رہتا ہے۔ ہندوستانی عملداریون مین
یہہ حصہ جنس مین اکثر ادا کیا جاتا ہے اور ہر فصل پر وہ تحصیل کیا جاتا ہے محصلین کی تنخواہ کم ہوتی ہے
اور وقت پر دی نہین جاتی پس اگر کاشتکار نے رشوت دیکر انکی مٹھی گرم کر دی تو انہون نے بٹائی مین

سرکار کا حصہ کم لے لیا اور اگر رشوت نہ دی تو زیادہ حصہ لیا ہر صورت مین سرکار کی آمدنی کا بڑا حصہ محصلین کے گھر جاتا تھا۔ گورنمنٹ انگریزی نے یہہ نظام جاری کیا کہ ہر ضلع کے پیداوار چند سال کا اوسط نکالا جاتا اور اس پیداوار کی قیمت نرخ بازار کی اوسط نکالی جاتی سرکاری حصہ کی قیمت کم اوسط کے موافق نقد لی جاتی۔ اگرچہ اس انتظام سے طرفین کو فائدہ ہوتا تھا مگر کاشتکار کو زیادہ فائدہ ہوتا تھا تخمینہ قیمت جو کیا جاتا دس یا بیس یا تیس سال مین ایک دفعہ کیا جاتا تھا ایک سال مین دو مین دفعہ جسکے سبب سے کاشتکارون سے کوئی استحصال بالجبر ہوتا اور نہ اہل کارون کا ان پر ظلم و ستم ہوتا اگر برٹش گورنمنٹ سوا اس نفع رسان کام کے کوئی اور کام فائدہ رسان نہ کرتی تو اس کی فیض رسانی کے لیئے یہی کام کافی ہوتا۔ اب سوال یہہ ہے کہ رنجیت سنگھ کے قائم مقامون کے ہاتھ سے پنجاب انگریزی گورنمنٹ کے ہاتھ پر منتقل ہوا تو اسکی مالی حالت کیا تھی ؟

رنجیت سنگھ کے زمانہ کی سخت وجید تدبیرون سے جو مالی حالت تھی اُسکو ہنری لارنس اور جان لارنس نے اپنی رزیڈنٹی کے عہد مین ایسی ترقی دی تھی کہ بورڈ کو کوئی از سر نو تدبیر کرنی نہیں پڑی بلکہ جو پہلی تدبیرین تھین ان ہی کو بروے کار ظاہر کرنا پڑا۔ آن روے ستلج کے اضلاع مین زمین کی پیمائش ہو کر مالگذاری کا بندوبست تیس سالہ ہوا تھا اب اسکی تکمیل کے لئے خاص پنجاب کے بڑے حصے مین سرسری بندوبست کیا گیا اب یہہ ضرورت تھی کہ جو اس مین غلطیان معلوم ہوئی ہین وہ درست کی جائین اور باقی حصون مین بھی اسی طرح بندوبست کیا جائے۔ یہہ ملک جسکا بندوبست مالگزاری کیا جاتا تھا ایسا تھا کہ اسکا حال بخوبی نہین معلوم تھا اس لیئے وہ اتنی مدت کے لیئے کیا جاتا تھا جو تین سال سے کم اور دس سال سے زیادہ نہ ہوتی تھی۔ رنجیت سنگھ کے زمانہ مین بندوبست مالگزاری کا یہہ تھا کہ پیداوار کی جنس مین کل پیداوار کا نصف اکثر لیا جاتا تھا جنس مین مالگزاری سرکار کا اور اکثر بورڈ نے موقوف کر دیا مگر اسکے برخلاف کاشتکارون نے بڑا غل مچایا مگر کاشتکار جو جمع پہلے دیتے تھے وہ آدھی کر دی گئی تھی یعنی چوتھائی کل پیداوار کی سرکار لیتی تھی۔ اسطرح زر مالگزاری مین کم کرنے سے سرکار کا نقصان نہین ہوا اسلیئے کہ ملتان پنجاب مین شامل ہو گیا تھا اور اور بیرونی اضلاع شامل ہو گئے تھے اور بہت سے جاگیردارون کی جاگیرین ضبط ہو گئی تھین اور محصلین ٹیکس کے ناجائز فائدے جاتے رہے تھے ان سب باتون کے سبب سے خزانہ شاہی مین روپیہ بہت آنے لگا تھا۔

سکھ جاگیرداروں اور سرداروں کے ساتھ برتاؤ کے معاملات

جب کوئی نیا ملک لیا جاتا ہے اور پُرانا خاندان مٹایا جاتا ہے تو اکثر یہہ واقع ہوتا ہے کہ اس انقلاب مین جو ملک مین جماعت امیر ہوتی ہے اسکے سر پر سب سے زیادہ آفت وبلا آتی ہے وہ تباہ خستہ حال ہو جاتی ہے۔ جب شاخ کٹتی ہے تو پتے مرجھا جاتے ہین۔ گورنمنٹ انگریزی نے جمہور رعایا کے ساتھ بہت سوچ بچار کر فیاضانہ سلوک کیئے مگر جو ان کے ہاتھ سے اعلےٰ جماعتین برباد ہوئین اپنر وہ نظر عاطفت نہین کی کہ وہ پنپ کر پھر اپنی اصلی حالت پر عود کرتی۔ جب بُری گورنمنٹ کے عوض مین بھلی گورنمنٹ قائم ہوتی ہے تو اسکا یہہ میلان ناگزیر ہوتا ہے کہ وہ اعلےٰ جماعتون کو ادنےٰ بنائے۔ برٹش گورنمنٹ نے یہہ دیکھا کہ اس سے پہلے جو جماعت تھی بڑی دولتمند خوب عیش و عشرت کرتی تھی اور زندگی کے سارے لطف اوٹھاتی تھی اسکی یہہ برتری و سرگی غریبون ظلم و ستم کرلے سے اور اپنی سرکار کو دغا و فریب دینے سے حاصل ہوتی تھی۔ بس جب خراب و ضعیف گورنمنٹ کی جگہہ قوی اور نیک گورنمنٹ قایم ہوتی ہے تو اس کے لیے ضرور ہوتا ہے کہ وہ ان لوگون کی املاک و ثروت کو مٹائے جو انہون نے ظلم کرنے سے حاصل کی تھی۔ بس اس تبدیلی گورنمنٹ کا میلان یہہ ناگزیر ہو گا کہ ان کو نقصان پہنچائے گو انکو بالکل غارت و تباہ نہ کرے یہہ بھی ماننا چاہیئے کہ چند گذشتہ سالون سے ہندوستان مین مدبران سلطنت انگریزی کی نگاہ مین ہندوستانی امرا کی جماعت بڑی حقیر و ذلیل ہو گئی تھی کہ وہ یہہ نہین چاہتی تھی کہ گورنمنٹ یعنی سرکار اور جمہور رعایا کے درمیان کوئی اور واسطہ ہو۔ خواہ گورنمنٹ نے کیسا ہی نقصان پہنچانے کا منصوبہ کم باندھا ہو مگر ان لوگون کو بڑا نقصان پہنچا جنکی زیادہ بڑی بدنصیبی بہ نسبت انکی خطاؤن اور قصورون کے یہہ تھی کہ انہون نے بدنظمیون کے سبب سے نشو و نما پایا تھا اس بات کی تہ مین بڑا نکتہ یہہ تھا کہ انگریز جمہور انام کی رفاہ کی بڑی قوی تمنا رکھتے تھے ان کو بڑے شوق سے یہہ فیاضانہ آرزو تھی کہ کمزور کو زبردست کے ظلم سے بچائین لیکن کبھی فیاضی مین ایسی افراط ہو جاتی ہے کہ وہ دوسری طرف اوندھے منہ گرتی ہے اور بعض اوقات عدالت کی بڑی محبت ناانصافی کے کام کراتی ہے۔ جب پنجاب برٹش گورنمنٹ مین الحاق کیا گیا تو یہہ الحاق اسکے بڑے بڑے سردارون کے لیئے۔ بے جیتے کا ناسور تھا پنجاب کی اول رپورٹ مین یہہ لکھا گیا کہ کوئی انقلاب عظیم سلطنت بغیر اسکے نہین واقع ہو سکتا کہ اس مین بعض جماعتون کو نقصان وضرر نہ پہنچے۔ جب کوئی سلطنت تباہ ہوتی ہے تو ارکین سلطنت اور امرا پر کچھ نہ کچھ تباہی آتی ہے وہ فرقہ جو اپنی اولوالعزمی

اور جاہ طلبی اور مذہبی حرارت کے سبب حکومت کرتا تھا وہ معمولی ادنے سوسائٹی کے ساتھ ہموار ہونیے
اور زندگی کے عام پیشون اور کامون کے اختیار کرنے پر بغیر اسکے رجوع نہین کرسکتا کہ اسکے دل مین نارضامندی
سے حزن وملال پیدا ہو اور اپنے زبردست فاتحین سے کینہ کی آگ اسکے سینہ مین نہ روشن ہو خواہ
گورنمنٹ کیسی ہی انسانیت رکھتی ہو فتح کی ساعت مین ان تباہ شدون کو رحم کی خواہش ان کمزوریون
مین سے ایک تھی جسکی سوچ بچار کے وہ عادی تھے - وہ ایک بڑا داؤن کھیلتے تھے جسکو بالکل ہار گئے
وہ اپنے سر پر آپ آفتون کو لائے تھے اپنے پاؤن مین آپ کلھاڑی ماری تھی انہون نے لڑائی کو
اپنے کوتکون سے اپنے سر پر آپ بلایا تھا جسنے انکو تباہ کیا - انگریزی پولیسی کبھی یہہ نہین ہوئی کہ وہ ناحق زبردستی
سے اپنے حملہ آور ہوئے ہون انگریزون نے کبھی پنجاب پر قبضہ کرنے کی تمنا نہین کی نہ انہون نے سکھون
کی سپاہ سے اول جنگ کرنی چاہی - دوم بہادر قوم جو اپنی آزادی کے لیئے لڑتی ہے اپنے جوہر انسانیت
وحمیت وغیرت دکھاتی ہے اور اسکے جو پیشوا اور سردار ہوتے ہین وہ ہمدردی اور تعظیم واحترام کے مستحق ہوتے
ہین مگر سکھون نے اپنی قومی حمایت کی عزت کو خاک مین یون ملایا کہ انہون نے انگریزون کی دوستی کا ادعا کیا
اور لڑائی شروع کی انہون نے اپنی حب الوطنی کو دغا وفریب کا داغ لگایا اور اپنے جھوٹ اور مکر سے
اپنی عزت کو کھویا لیکن پھر بھی پاک دل نیک نفس ہنری لارنس نے سکھون کے سردارون اور پنجابی
امیرون کے قصورون سے بڑی چشم پوشی کی اور ان کے خستہ حال پر جو اس نئی گورنمنٹ کے سبب سے
پیدا ہوئی تھی بڑی مہربانی کی نظر سے دیکھا اور ان کی ملکیت اراضی پر اپنا ہلکا ہاتھ رکھا اور سختی نہین
کی جو اعلے گورنمنٹ چاہتی تھی کہ ہو اسنے بہادر سردارون اور بے ریا مرشدان مذاہب کے لیئے
بہت اراضی بطور معافی دیدی مگر اس مین کوئی فضولی ایسی نہین کی کہ وہ مالی حالت مین باعتبار
پولٹکل خلل پیدا کرتی بہت سی صورتون مین ان رئیسون کی جماعت نے اپنی امید سے زیادہ
گورنمنٹ کا عطیہ پایا - ان پاس جو بالفعل زمین قبضہ مین تھی وہ بدستور قائم رہی مگر چین حیات
بہت تھوڑے سردار تھے جنکی دوسری نسل کو اپنی آبائی ریاست سے مستفید ہونا نصیب ہوا ہو
پس اسطرح گورنمنٹ نے اپنے زور اور رحم کو مناسب اندازہ سے ملاکر دہشت ناک جماعتون کی اطاعت
حاصل کرلی گو انکی رضامندی نہین حاصل ہوئی - اب انگریزی منتظمون کو کوئی خوف باقی نہین رہا
تہا کہ کوئی اندرونی فساد کھڑا ہوگا - لاہور بورڈ کے انتظام سے پنجاب کو وہ برکتین اور نعمتین پہنچین کہ

وہ گورنمنٹ کا قوت بازو ساری سلطنت کے سلامت رکھنے مین بن گیا اس کے انتظام کے لیئے
بہتر تدابیر کی جاتی تعین اور ان تدبیرون کی تعمیل کے لیئے تدبیرون سے زیادہ بہتر آدمی مقرر کیئے
جاتے تھے - پنجاب کا انتظام گو انگریز اپنا سرمایۂ فخر و ناز سمجھتے ہین اور غیر قومین بھی اسکی تعریف
کرتی ہین اسکی خوبی کو وہ لوگ بھی مانتے ہین جنکی عادت نہین کہ ہندوستان کی برٹش گورنمنٹ کی
خوبیون اور نیکیون کو دیکھین - گورنر جنرل اس ملک مین ایک سرے سے دوسرے سرے تک
پھرتے تھے اور ہر چیز کو اپنی آنکھ سے دیکھتے تھے ان ہی کی خبر گیری کے سبب سے پنجاب کے
انتظام کو لوگ تحریر و تقریر مین بیان کرنے لگے کہ اسکا تجربہ مین لانا وہان ہی کے عقل صائب کا
ایجاد اور صحت عقل اور سلامت جسم کا اختراع ہے - لیکن یہہ کوئی نیا انتظام نہ تھا بہت دنون
پہلے سے اسکا تجربہ کامیابی کے ساتھ ہو چکا تھا اور ہندوستان کے اور حصون مین جاری تھا
مگر وہ کبھی ایسی وسعت کے ساتھہ یا ایسے اچھے ملک مین نہین کیا گیا تھا جو گورنر جنرل کا لاڈلا ملک
تھا صرف اس انتظام مین لاہور بورڈ کا مقرر کرنا ایجاد تھا جو ناکامیابی کے سبب چھوڑنا پڑا -

مالی پالیسی

مالی پالیسی گورنمنٹ کی سب جگہہ فیاضانہ تھی - رنجیت سنگہ نے جو سینتالیس ۴۷ چیزون پر
محصول لگایا تھا ان مین سے صرف بیس ۲۰ چیزون پر محصول قائم رکھنا ہنری لارنس نے ضروری
جانا - رنجیت سنگہ پنجاب مین بہت سے مقامات پر راہداری کے محصول لیتا تھا اگر کوئی تجارتی
اسباب ملک مین ایک سرے سے دوسرے سرے مین جاتا تو بارہ جگہہ اس سے محصول لیا
جاتا - یکم جنوری ۱۸۵۰ء کو پنجاب کے الحاق ہونے کے بعد کل محصول جو شہر مین اور سڑکون پر
اور درآمد برآمد مال پر لیئے جاتے تھے موقوف کیئے گئے اور تجارت کے سارے موانع
دور ہو گئے اور اسکو اپنی قدرتی آزادی حاصل ہو گئی -
ان محصولون کے موقوف کرنے سے آمدنی مین جو کمی ہوئی وہ اس طرح پوری کی گئی کہ آبکاری کا
انتظام کیا گیا اور شراب پر محصول لگایا گیا - اسٹام جاری کیا گیا - بڑے بڑے دریاؤن کے
گھاٹون پر محصول مقرر ہوا ضروریات زندگی مین سے صرف نمک پر محصول جاری ہوا جسپر ہمیشہ اعتراض
کیا جاتا ہے مگر نمک پر محصول لگنا یہان کے آدمیون کو ناگوار نہین ہوا پنجاب مین نمک کے پہاڑ تھے
ان کا سارا انتظام گورنمنٹ کے ہاتھہ مین تھا محصول کی آمدنی کے انتظام کے لیئے پاس کے اضلاع سے

نمک کا آنا موقوف کیا گیا۔

ان انتظامون سے ملک کی خوشحالی کچھ بڑھی ہوئی نہیں معلوم ہوتی تھی اسکا سبب کوئی گورنمنٹ کا قصور نہ تھا بلکہ یہان کی حالتون کا مقتضا رہ تھا۔ پنجاب کے الحاق ہونے کے بعد تین فصلین بہت اچھی ہوئین۔ خالصہ کے سپاہیون نے ہل اور کدال کو ہاتھہ مین لیا۔ جمع مین زر مالگزاری کے کم ہو جانے سے اور ملک مین امن و عافیت کے ہو جانے سے جو پہلے کبھی ظہور مین نہین آیا تھا کاشتکارون کے بڑے چوصلے بڑھے زراعتی پیداوار سے بازارات گئے انکے انبار کے انبار لگ گئے مگر ان کے فروخت کے لئے سامان تھے۔ کاشتکارون کو مشکل پڑی کہ جمع جو کم ہو گئی تھی اسکو بھی ادا کرسکین انہون نے زیادہ جمع کی تخفیف کے لیئے دہائی مچائی گورنمنٹ فیاض تھی مسرف نہ تھی یہ دہائی مچانا خالی از منفعت نہین ہوا۔

پنجاب مین سڑکین اور نہرین

ہم نے اوپر بیان کیا ہے کہ پنجاب مین چھاؤنیان اور مغربی سرحد پر قلعے بنائے گئے مگر اب اور کام رفاہ عام اور آسودگی انام کے یہہ تھے کہ سڑکین اور نہرین بنائی گئین۔ یہان ایک بے نظیر عدیل انجنیر کرنیل رابرٹ نے پیر تھے جنہون نے گرینڈ ٹرنک روڈ (شاہراہ عظیم) اور بڑی بڑی نہرون کے بنانے کے سامان کیئے۔ نہرین اور سڑکین ایک دن مین تو بن نہین سکتین بن تیار ہوئین اور بعد ازان انکی تکمیل ہوئی۔ اس ابتدائی زمانہ مین کرنیل نے پیر نے پنجاب کی اول رپورٹ کے ساتھہ ایک نقشہ چسپان کیا جس مین سڑکون کا پورا جال بچھا ہوا تھا اس مین سپاہ کی آمد و رفت کے لیئے اور اندرونی اور بیرونی تجارت کے واسطے سڑکین اور اطراف مین شاخین و شعبے بنے ہوئے تھے۔ انمین سے بعض کی تجویز تھی بعض کی پیمائش ہوئی تھی بعض داغ بیل پڑ کر پوری بن گئین تھین اس نقشے مین ملک کے اندر سڑکون کا جال ایسا پھیلا ہوا تھا جیسے کہ انسان کے بدن مین نسون و رگون و شہ رگون کا ہے۔

پنجاب کی رپورٹ مین لکھا ہے کہ پنجاب پر تین سال سے قبضہ ہوا ہے جس مین ۱۳۴۹ میل سڑکین بن کر تیار ہو گئین ۸۵۳ میل سڑکین بن رہی ہین۔ ۲۴۸۷ میل سڑکون کی داغ بیل لگی ہے اور ۵۲۷ میل سڑکون کی پیمایش ہوئی ہے۔ پنجاب مین مغل بادشاہون کی بہت نہرین کھدوائی تھین انکی گورنمنٹ نے مرمت کرائی اور کئی نہرون کے نکالنے کی تجویز کی جسکا ذکر ہم نہرون کے بیان مین

کرین گے یہہ تو بڑے بڑے کامون کا بیان تھا اب چھوٹے چھوٹے کامون کا ذکر ہوتا ہے۔

پنجاب مین سکون اور پیمانون کا حال بڑا گڑبڑ تھا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پنجاب مین کتنے پردیسی فتح کرنے والے آگئے ہین اور کسقدر سلطنتون کے انقلاب ہوئے ہین مشرق مین ہر بادشاہ اپنی سلطنت کی نشانی سکہ کو جانتا ہے اس لیئے جو فرمان روا ہوتا ہے وہ اپنا نیا سکہ جاتا ہے اور چلاتا ہے قسمت لیہ مین ۸۲ مختلف قسم کے سکے جاری تھی۔ امرتسر اور لاہور مین تیس ۳۰ کے قریب نانک شاہی روپے مختلف طرح کے چلتے تھے غرض ان سکون کے سبب سے تجارت مین بڑی مشکلین پڑتی تھین اور لین دین مین نہ یہون کا نقصان ہوتا تھا۔ گورنمنٹ نے ایسا انتظام کیا کہ سب سکون کی جگہہ انگریزی سکہ چلنے لگا۔

پنجاب مین زبانین بہی مختلف بولی جاتی ہین گو رمکھی گرمتہ کی زبان ہے وہ لکھی جاتی ہے بولی نہین جاتی پہر بعض اضلاع کی زبان فارسی ہے بعض کی پشتو بعض کی پنجابی غرض کورٹ کی زبان سب جگہہ اردو قرار پائی۔

بورڈ نے تین سال مین تعلیم کے لیئے تیاریان کین مونٹ گومری صاحب نے اول دیسی مکتبون کی درس و تدریس کی تحقیقات کی تو معلوم ہوا کہ کل پنجاب مین سب جماعتون کے لیئے ابتدائی مکاتب تعلیم پانے کے لیئے موجود ہین اور ان مین کاشتکارون کی جماعتین بھی پڑہتی ہین کہین کہین لڑکیون کے مدرسے بہی ہین خاص کر مسلمانون کے مین قرآن پڑھایا جاتا ہے کچھ لکھنا اور کچھ حساب سکھلایا جاتا ہے۔ مکتبون کے لیئے مکانات نہین ہین۔ جھونپڑے اور مسجدین و خیمے اور بعض جگہہ بڑے سایہ دار درخت مکتبون کے لیئے مکانات ہین۔ بورڈ کے ممبرون مین یہہ استطاعت نہین تھی کہ وہ کوئی تعلیم کا سرشتہ بناتے مگر انہون نے یہہ چاہا کہ ہر ضلع مین ایک سنٹرل اسکول قائم کیا جائے پنجاب مین اور ملکون کی طرح انگریزی تعلیم پانے مین تعصب نہ تھا جب انگریزی مدارس جاری ہوئے تو ان مین طلبہ بڑے شوق سے داخل ہوئے اور انگریزی زبان بڑی محنت سے سیکھنی شروع کی اور بہت سے سکھ سردارون نے انگریزی مدارس اپنی طرف سے جاری کیئے اور روپیہ سے مدارس کی اعانت کی۔

پنجاب مین جنگلی درختون کے بنون کی ضرورت ایسی معلوم ہوئی کہ بورڈ نے حکم صادر کیا کہ جہان تک ہوسکے جنگلون کی محافظت کی جائے۔ سرکاری عمارتون کے درختون کے جھنڈ اور بڑی بڑی

سڑکون اور نہرون پر دو رویہ درخت لگائے جائین اس طرح آیندہ نسلون کے واسطے سایہ و کاٹھ کا
سامان مہیا کیا گیا - لکڑی کی سب سے زیادہ ضرورت جلانے کی ہوتی ہے سو جنگلون مین سے لکڑی
کاٹنے والے جھاڑیون اور درختون کو انا پ سناپ کاٹ لاتے تھے اس کے لیئے یہہ حکم ہوا کہ
جہان یہہ کٹائی ہو وہان درخت لگائے جائین اور ان کی پرورش کی جائے لکڑی اور گھاس کے
جنگلون کے لیئے اڈورڈس نیز سب مہتمم مقرر ہوئے -

زراعت

جو ملک ایسا ہو کہ جسکے باشندے آیندہ کا کوئی فکر نہ رکھتے ہون اور از دست تا دہان
زندگی بسر کرنے پر راضی ہون اور اگر یہہ بھی میسر نہ ہو تو مرنے کو تیار ہون وہ فصلون کے دور کو
کم سمجھتے ہین اور کمتر اسپر عمل کرتے ہین - یہہ مشاہدہ کیا گیا کہ جمع کی جو تخفیف کی گئی اسکے اول نتایج مین سے ایک
یہہ تھا کہ کوتاہ اندیش کاشتکارون نے ہر جگہہ اناجون کی کاشت کی جسکے سبب سے بازار مین اناج کی
افراط ہوئی اور اسی کے متناسب زمین کو ضرر پہنچا اس برائی کے دور کرنے کے واسطے پنجاب مین
تنباکو سن ایکھ وغیرہ کی کاشت بڑی وسعت کے ساتھ داخل کی گئی - ملک مین بالفعل شہتوت کے
درخت افراط سے نہ تھے بورڈ نے ریشم کے کیڑون کی پرورش کے لیئے ایسی امداد کی کہ ملک مین ریشم کی
تجارت کا بازار گرم ہو گیا -

پچاس نئی قسم کے جنگلی درخت ان قطعات مین بوئے گئے جو لکڑیون کے لیئے جدا رکھے گئے
تھے اور چاء کی کاشت جسکو ممالک مغربی مین طامسن نے جاری کیا تھا وہ مری کے پہاڑون مین
اور وادی کانگڑہ کے ڈھالیون پر جاری کی گئی جسکے سبب ایک نئی تجارت چاء کی جاری ہوئی
جو افیون کی طرح قابل اعتراض نہ تھی -

حفظان صحت

مشرق کے اچھے ملکون مین بھی حفظان صحت کے لیئے احتیاطین اور دور اندیشیان کم کی جاتی
ہین - بڑے شاندار شہرون کی گلی کوچون مین فرش نہین ہوتا غلیظ رہتے ہین پانی کا نکاس نہین
ہوتا - جانور جہان مرتے ہین وہین انکی لاشین پڑی ہوئی سڑا کرتی ہین - اسلیئے ہوا مین عفونت و
سمیت پھیلتی ہے پانی مین کدورت اکثر وبائین آتی رہتی ہین جب سے اموات کے نقشے بننے لگے
تو معلوم ہوا کہ حضرت عزرائیل کو یہان بہت کام کرنا پڑتا ہے - حفظان صحت کی ترقی کے لیئے جو اول
کوشش کی گئی وہ مصرف ہوئی - سائنس بیماری کے جرمون کو دور نہین کرسکتا جب تک کہ ان کو اپنی جگہون سے

بلا کر عادت کے خلاف انہیں جانا کی نہ پیدا کرے - مگر چند سالون کی کوشش و اہتمام سے بخار کے مارے ہوئے اضلاع میں صحت کی ترقی ہوئی -

ان باتون مین لورڈ فقط اس بات پر راضی تھا کہ وہ مربیانہ حکومت کرے یہہ اکثر کہا جاتا ہے کہ اہل مشرق کے واسطے حتی الامکان وہ فیاضانہ حکومت شخصی نہایت اچھی ہوتی ہے جو ہر ایک کام رعایا کے لیئے خود کرتی ہے اور رعایا خود کچھ نہین کرتی مگر دو نو لارنس اسکو کب کامل گورنمنٹ سمجھنے لگے تھے - ہر شہر مین انگلش مجسٹریٹ انتظام و بندوبست کی جان ہوتا ہے لیکن اسکے ہمراہ ٹاون کونسل کی گئی جسکے ممبرون کو پنجابی خود اپنے مین سے انتخاب کرتے تھے اور جب ممبرون کو اول حرکت دی جاتی تو پھر وہ بہت خوشی سے راہ مستقیم مین چلنے لگتے بس اس طرح سے میونسپل گورنمنٹ کی تخم ریزی پنجاب مین ہوئی جسکی زمین اسکی کچھ نہ کچھ قابلیت رکھتی تھی -

جیسے کہ حفظان صحت کی تدبیر میدانون مین ہو رہی تھی ایسے ہی اسکے ساتھ پہاڑون پر ایسے مقامات تجویز ہو رہے تھے کہ جہاں کی آب و ہوا صحت بخش ہو جسکو انگریزی مین سی نی ٹیریم کہتے ہین پشاور راولپنڈی و جہلم کی بڑی بڑی چھاونیون کے سپاہیون کے لیئے خوشنا کوہ مری پر مقامات صحت بخش مقرر ہوئے - پنجاب کی غیر آئینی سپاہ کے واسطے دریا ر سندھ کے پار پہاڑ الدین کے پہاڑون پر دوسرا سی نی ٹیریم مقرر ہوا اور لاہور اور سیالکوٹ کی چھاونیون کے واسطے چنبا کے پہاڑون مین سی نی ٹیریم تجویز ہوا اسکا نام بجوز کے نام پر ڈیل ہوزی رکھا گیا - اسی زمانہ مین سارے ملک کے بڑے بڑے مقامون مین اسپتال مقرر ہوئے ان کے سپرنٹنڈنٹ ہندوستانی مقرر ہوئے جو انگریزی ڈاکٹری جانتے تھے مشرق مین مریضون کو تعویذ گنڈون منترون جھاڑ پھونک ٹوٹکون وغیرہ جادو پر بہ نسبت نسخون اور دواؤن کے زیادہ اعتبار و اعتقاد ہوتا ہے یہہ مریضون کی خوش نصیبی اس سبب سے تھی کہ یہان طبیبون کا کال تھا - مگر پنجاب مین لوگ ہندوستانی ڈاکٹرسے دوا لینا قبول کرتے تھے مگر انگریز کے ہاتھ سے نہین لیکن یقین تھا کہ جب وہ انگریزی دواؤن سے فائدہ اوٹھائین گے تو ان کو انگریزون کے ہاتھ سے بھی لینے لگین گے پنجاب کو برٹش گورنمنٹ اور چھوٹے چھوٹے فائدے یہہ پہنچے کہ ڈاکخانے قائم ہو گئے اور باربرداری کے جانورون کو زیادہ ظلم اٹھانے سے آسائش ملی نمک کی کانون کا انتظام اچھی طرح کیا گیا ملک کی جو عمارات عظیمہ بطور یادگار

نہین اتنی مدت ہوئی - غرض ہنری لارنس اور جان لارنس کا بڑا مقصود یہہ تھا کہ ہر چیز کو جو ہوسکتی ہو دریافت کیجیے اور کسی چیز کے نہ کرنے کے لیے عذرات نہ کیجیے - پنجاب کے انتظامات جو اوپر بیان ہوئے ہین اگر کسی کو یہہ معلوم ہون کہ وہ کچھ نہین ہین ان مین کوئی بڑی شان نہین پائی جاتی تو اسکا جواب یہہ ہے کہ کسی نے خوب کہا ہے کہ کامل چیز ادنے ادنے چیزون سے ملتی ہے مگر کامل بننا خود ادنے چیز نہین -

یہہ سچ ہے کہ سلطنتون کے حساب کتاب کی جانچ پڑتال اُس طرح نہین ہوتی جیسی کہ تجارت کے کارخانون یا بہی کھاتون کی ہوتی ہے - فرمان روائی مین تو خزانہ پر ولیر نہ لحاظ نہ کرنا بھی دانائی اور بہتر کفایت شعاری ہوتی ہے - باوجودیکہ ہندوستان بڑا مفلس ملک ہے مگر بورڈ کی کوشش اور حسن انتظام سے پنجاب کی آمدنی ہر سال بڑہتی گئی - باوجودیکہ اسکو ہر چیز کا ازسرنو بنانا تھا جس مین ترقی جلدی جلدی ریل سے زیادہ تیز رو تھی پہلے سال مین باون لاکھ اور دوسرے سال چونسٹھ لاکھ اور تیسرے سال مین ستر لاکھ روپیہ کی بچت ہوئی - اس اضافہ آمدنی کا کچھ سبب تو جاگیرون کی ضبطی تھی اور چوتھے سال مین سرکاری مال کے نیلام سے زیادہ آمدنی ہوئی مگر اسکے ساتھ گرینڈ ٹرنک روڈ اور بڑی نہر بنانے کے بڑے خرچ لگے ہوئے تھے اسپر بھی ۵۳ لاکھ روپے کی بچت ہوئی - بورڈ یہہ چاہتے تھے کہ آئندہ دس سالون تک پبلک ورکس مین زیادہ روپیہ خرچ کرے اور یہہ پبلک ورکس بعد ختم ہونے کے خود آمدنی کے صیغے تھے انسے امید تھی کہ آئندہ بارہ لاکھ روپیے سے زیادہ آمدنی ہونے لگیگی - اگرچہ بندوبست مین جمع کی تخفیف کی جاتی تھی مگر جمع سرکاری بڑہتی جاتی تھی ۱۸۴۹ء مین جب پنجاب انگریزی عملداری مین الحاق کیا گیا تو اسکی آمدنی سرکاری ۱۳۴ لاکھ روپیہ تھی اور ۱۸۵۷ء مین غدر کے وقت ۲۰۵ لاکھ روپے کی - اس فاضلات سے بیس لاکھ روپیہ نقد دلی کو بھیجا جاتا تھا -

ایک بڑا اعتراض یہہ تھا کہ پنجاب مین پچاس ہزار سپاہ رکھی جاتی ہے جسکا خرچ سرکار کو دینا پڑتا ہے اسکا جواب لارڈ ڈلہوزی نے خود دیا کہ ستلج کی سرحد کی حفاظت کے واسطے جتنی سپاہ رکھی جاتی تہی اتنی اب کوہ سلیمان کی سرحد کے واسطے رکھی گئی ہے اس مین صرف دو گورون کی رجمنٹون کا خرچ اضافہ ہوا ہے اگر پنجاب سے آمدنی نہ ہوتی تو بھی وہ ایک عجیب کامیابی اور فتحیابی تھی - اس مختصر دنیا مین بے شک ہمیشہ نہ اکثر جنگ کا خرچ متناسب اسکے انصاف یا ناانصافی کے ہوتا ہے - سکھون کی دو لڑائیون کا

خرچ جو انگریزون پر پڑا وہ اصل مین ٹوی فضول (اپنی محافظت کے لیے لڑنا) لڑائی کا تھا جسے مفتوحین و
فاتحین نے بڑے اخلاقی فائدے پہنچائے اس مین مالی حالت کے اعتبار سے بھی بڑی کامیابی
ہوئی۔ برخلاف اسکے افغانستان کی دو لڑائیون کے جو اگرچہ (زبردستی کسی پر حملہ کرنا) لڑائی
تھین جن کے سبب سے قوم پر حماقت کا داغ لگا اور سوا ر دولت کی بربادی کے کچھ اور نہ حاصل ہوا۔ جب سے
پنجاب انگریزی عملداری مین الحاق کیا گیا اس کے انتظام مین بورڈ کے کامون کا نتیجہ یہہ ہے کہ
ملک کے اندر امن امان قائم کیا گیا سرحد کی محافظت کی گئی مختلف سرکاری سررشتے کارخانے درست
کیے گئے۔ جرائم کبیرہ کا انسداد کیا گیا قانون فوجداری جاری ہوا جیلخانون مین تربیت و تعلیم شروع
ہوئی۔ دیوانی عدالتین قائم ہوئین محصولات تشخیص ہوئے زر مالگذاری جمع کیا گیا تجارت کو آزادی
حاصل ہوئی۔ زراعت کو نشو و نما ہوا۔ مخازن قومی بردے کار ظاہر ہوئے۔ آیندہ ترقی کے لیے
منصوبے باندھے گئے ملکی آمدنی کا انتظام کیا گیا۔

۱۸۵۳ء مین لارڈ ڈلہوزی نے بغیر کسی افسوس کے بورڈ کو موقوف کیا۔ ان کے نزدیک اس مین
کما حقہ کامیابی نہین ہوئی۔ ان کا یہ فعل بڑا نازک تھا کہ انھون نے پنجاب بورڈ کو توڑ دیا اور اسکی
جگہہ چیف کمشنر صاحب اختیار صرف ایک آدمی مقرر کر دیا یہہ گورنر جنرل کی خوشی و مرضی تھی کہ
پنجاب کا انتظام کئی آدمیون کے ہاتھ مین ہونے کی جگہہ ایک آدمی کے ہاتھ مین رہے جب انکے
اس ارادہ کی شہرت ہوئی تو کوئی بنگلہ و کوٹھی و ایک چوبہ خیمہ جس مین انگریزی افسر رہتے ہون
اس ذکر سے خالی نہ تھا کہ ہنری لارنس اور جان لارنس مین سے کون چیف کمشنر پنجاب
مین مقرر ہوتا ہے۔ ہر بھائی کے اوصاف ایسے بیان کیے جاتے تھے کہ پہلے سے یہ فیصلہ
کرنا مشکل تھا کہ کون چیف کمشنر مقرر ہوگا مگر گورنر جنرل نے جان لارنس کو چیف کمشنر مقرر کرکے
اس مشکل کو حل کر دیا۔ لارڈ ڈلہوزی کی پالیسی الحاق ممالک کی روز روشن کی طرح عیان ہوگئی
تھی جسکے برخلاف ہنری لارنس کی راے تھی اور اسکے موافق جان لارنس کی راے اب اسوقت
اس بات پر کچھ افسوس نہین ہوتا کہ ایسا کیون ہوا۔ اسلیئے کہ جب غدر کا طوفان سارے ہندوستان
مین مچا تو یہہ بہت بہتری تھی کہ دونون بھائی اپنے ایسے عہدون پر مامور تھے جو ان کے لیئے
سزاوار تھے مگر اسوقت مین بہت لوگون کو افسوس تھا کہ ہنری لارنس کا نام پنجاب کے انتظام سے

اٹھ گیا جسکے سبب سے سکھون کے دلون مین انگریزون کا رعب اب بیٹھا تھا یہہ کہتے ہین کہ ہنری لارنس
ان سکھ سردارون کے ساتھ بڑی ہمدردی و دلسوزی مروت و رعایت کرتے تھے جنکو انگریزی عملداری
کے سبب سے پنجاب مین نقصان پہنچا تھا وہ اس داد و دہش مین دریغ نہین کرتے تھے کہ انکو ملک
کی آمدنی کا ایک حصہ دیا جائے لارڈ ڈلہوزی یہہ چاہتے تھے کہ ملک کی آمدنی کا اضافہ ہو
اس آمدنی کے اضافہ کرنے کا ڈہب جان لارنس کو خوب آتا تھا - جان لارنس صاحب اپنے
بھائی کی محبت کے سبب سے اپنی خدمت سے جدا ہونا چاہتے تھے مگر گورنر جنرل اب ان کو
جدا کرتا تھا اسکو تو انکی خدمات کی ضرورت تھی اسلیئے ان کو چیف کمشنر مقرر کر دیا اور ہنری لارنس
کو راجپوتانہ کا رزیڈنٹ مقرر کر دیا کہ وہان اپنی دریادلی اور برتری دکھائین سچ بات یہہ ہے
کہ پنجاب مین مدبر سپاہی کا کام ختم ہوچکا تھا جس مین سر ہنری لارنس کی خدمات بکار آمد ہوتی تھین
اب وقت یہہ آگیا تھا کہ کوئی سول افسر اپنی خدمات بجالائے اور وہ سولین بھی ایسا ہو کہ بڑا تجربہ کار
خاص کر مال کے کام مین ہو - وہ جان لارنس تھے جنکو اسنے چیف کمشنر مقرر کر دیا لارڈ ڈلہوزی نے
بورڈ کو کبھی پسند نہین کیا اور ہنری لارنس کو بمجبوری بغیر اپنی خوشی کے مقرر کیا تھا جو اصل
پولیسی الحاق کو پسند نہین کرتا تھا مگر انہون نے ہنری لارنس کو ایسا برا بھی نہین جانا کہ جس وقت
الحاق کی پولیسی قائم ہوجائیگی تو وہ اسکی کامیابی مین شوق اور گرمجوشی سے کوشش نہین کرینگے
ان دونون مین اختلاف رائے روز بروز بڑہتا گیا ہنری لارنس نے مفتوح دشمنون کے ساتھ
ہمدردی کو وہ بڑھایا کہ الحاق کی پولیسی انکو ناگوار معلوم ہوتی تھی اسواسطے یہہ طبع بشری کا مقتضا
تھا کہ لارڈ ڈلہوزی اول موقع پاکر بورڈ کو موقوف کرین اور کوئی اسکی جگہہ ایسا کارکن اپنے لاڈلے صوبے
پنجاب مین مقرر کرین جو انکی پیاری پولیسی الحاق کو پسند کرے بس انہون نے ایک سولین کو جو
ان کے ساتھ متفق الراے تھا بجائے اس سپاہی کے جو ان سے رائے مختلف رکھتا تھا
چیف کمشنر مقرر کرنا زیادہ پسند کیا اور پنجاب کا بورڈ موقوف کر کے سارے ملک کا انتظام ایک
حاکم کے اختیار مین دیدیا - جان لارنس نے چیف کمشنر ہوکر پنجاب مین اپنی ساری انتظامی لیاقتون
کے جوہر دکھائے - وہ دن رات صبح و شام کام کرتے تھے اور ان کے ماتحت جسطرح کام کرتے
وہ تاریخ مین مشہور ہے وہ خود بڑے قوی اور تنومند تھے ان کے استخوان و اعصاب و دل و دماغ

وہ قوت الماس رکھتے تھے کہ نہ خمیدہ ہوں نہ شکستہ ہوں وہ اوروں کو بھی یہی چاہتے تھے کہ میری طرح توانا ہوں۔ جیسا وہ جو سخت کام کرتے تھے تو ان کے ماتحت افسر بھی سخت کام کرنے سے خوش ہوتے تھے وہ زندگی کے معنی ہی کام کرنا جانتے تھے وہ ہمیشہ جیسی خدا کی عبادت کرتے تھے ایسی ہی بندگان خدا کی خدمت کرتے تھے وہ پنجاب میں اپنے سارے ہم وطنوں کے لیے ایک سچے شریف عیسائی بطور نمونے کے تھے۔

مہاراجہ دلیپ سنگھ اور رانی جنداں

ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ ڈاکٹر لوجن صاحب کو مہاراجہ دلیپ سنگھ کی اتالیقی سپرد ہوئی تھی جنکی تعلیم و تربیت کی تلقین کا نتیجہ یہہ تھا کہ مہاراجہ نے اپنے باپ دادا کا مذہب بدل ڈالا اور عیسائی ہوگئے اور انگلستان کی بود و باش اختیار کی۔ ان کی ماں رانی جنداں عرف رانی جاندکنور بنارس میں جلاوطن ہوئی تھی۔ انگریزی عملداری میں پنجاب کے الحاق ہونے کے چند روز بعد اُس نے قید فرنگ سے اپنی رہائی کے لیے سازش کی۔

۲۔ اپریل ۱۸۴۹ء کو اسنے اپنی سکونت کا مقام قلعہ چنار میں دریا کی طرف بدلا۔ اس تاریخ کی شام کو اپنے مقام سے چھپ چھپا کر اس پری پیکر دیو سیرت نے جوگن بن کے تن تنہا دور دراز کا سفر نیپال کی دارالسلطنت کی طرف اختیار کیا اور کمال یہہ کیا کہ ۱۹ تاریخ تک پس پردہ اپنی آواز اس افسر کو سناتی رہی جسکی حراست میں تھی اس تاریخ کو معلوم ہوا کہ وہ مفرور ہوگئی۔ نیپال کی سرحد پر صحیح سلامت پہنچکر اسنے نیپال کے راجہ سے سیاہ پہاڑوں میں آزادانہ رہنے کی اجازت مانگی کاٹھمانڈو کا دربار اسکے لیے اپنا جواب تیار کر رہا تھا کہ گورنمنٹ نے اس بس کی گانٹھ کا تمام مال و اسباب بنارس میں ضبط کرکے اس پاس حکم بھیجدیا کہ جہاں ہو وہاں بیٹھی رہو سرکار سے تم کو ایک ہزار روپیہ ماہوار پنشن ملا کریگی۔ مدتوں کے بعد وہ اپنے ہی بیٹے دلیپ سنگھ پاس انگلستان چلی گئی غم کی ماری ادھی اندھی ہوگئی تھی بڑھاپا جلد آگیا تھا انگلستان میں ۱۸۶۳ء میں بیٹے کے پاس اسکا انتقال ہوا لوگ کہتے ہیں کہ اسکے جنم پترے کی بدھ ل گئی اس میں لکھا تھا کہ اسکا بیٹا ادھرم ہوگا اور وہ پردیس میں مریگی۔ لاہور کا بورڈ جو نیک کاموں کی تدابیر کرتا یا انکو اختیار کرتا ان میں لارڈ ڈلہوزی نہایت مستعدی سے اپنا حصہ لیتا۔ نئے انتظام کے سارے بڑے کاموں کے چہرہ میں اسکے دست و دل کی کارروائی کے خط و خال بہت نظر آتے تھے وہ وقتاً

نو وقتاً پنجاب مین ایک سرے سے دوسرے سرے تک پھرتا اور ہر ایک چیز کو اپنی آنکھون سے دیکھتا ڈیوک ولنگٹن کی مثل وہ ہر چیز کو خود دیکھکر حکم دیتا اور اسکے حکم کی ذرا ذراسی باتون کی تعمیل ہوتی کوئی چیز اسکو اپنی اطلاع کے لیئے چھوٹی اور اپنی اصلاح کرنے کے لیئے بڑی نہین معلوم ہوتی تھی - سر چارلس نیپیر

سر چارلس سیاہ کا مقرر کرنا اسکے اپنی ہی دیانت کا ایجاد تھا -

۷ مئی ۱۸۴۹ء کو سر چارلس نے پیر نے لارڈ گف کمانڈر انچیف سے انکے عہدہ کا کام لیا وہ جس فتح کے حاصل کرنے کی امید مین یہان آئے تھے اُن کے آنے سے پہلے وہ حاصل ہوچکی تھی اس لیئے انکو اسکی عزت کے حاصل کرنے مین مایوسی ہوئی مگر اس پیر کہن سال خود رائے سپاہی نے ۶۹ سال کی عمر مین گورنمنٹ سے اور کامون مین مداخلت کرنے مین مباحثے شروع کیئے انہون نے سکوٹ لینڈ کے جوان لارڈ ڈلہوزی کی نسبت اپنی رائے کا اظہار کیا کہ وہ پانی کی طرح ضعیف ہے اور خوش نما عورت کی طرح یا بدصورت مرغ کی طرح خودنما ہے لارڈ ڈلہوزی نے پنجاب کے انتظام کے لیئے جو پولیٹکل تدابیر اختیار کین انپر طعن وتشنیع سر چارلس نے علانیہ کین انہون نے اپنی بےچین متکبر اور خودپسند طبیعت کے سبب سے گورنمنٹ کے ہر معاملہ مین مداخلت کی جو انکے تجربے اور ان کے عہدہ کے فرائض سے خارج تھی اگر لارڈ ڈلہوزی ایسے ضعیف ہوتے جیسے کہ نیپیر نے اوپر بیان کیا تو تمام اختیارات گورنمنٹ کے وہ اپنے ہاتھون مین لے لیتے - انہون نے لاہور کے بورڈ پر زور ڈالا کہ پنجاب کی گورنمنٹ ان کی تدابیر مجوزہ کے موافق بنائی جائے جسکا مقصود اصلی یہہ تھا کہ پنجاب مین اعلے درجہ کی حکومت کمانڈر انچیف کے ہاتھ مین رہے اس باب مین گفتگو مین بڑی تلخ آمیز ہوئین نیپیر کی قلم نے ایسا زہر اگلا کہ ہنری لارنس بھی ہمیشہ اپنی مزاج کو ایسی شخص کے برخلاف قابو مین نہین رکھ سکتے تھے مگر نیپیر صاحب سے کچھ ہوا نہین بورڈ جیسا تھا ویسا ہی رہا - مگر پنجاب اور واقعات ایسے پیش آئے کہ ان مین نیپیر کے موجود ہونے کی ضرورت پڑی ۱۸۴۹ء کے دسمبر کے شروع مین کرنیل جارج لارنس پشاور سے کرنیل بریڈشا کی سپاہ لیکر یوسفزئی کے ملک مین بعض سرکش زمیندارون کی سزا دینے کے لیئے چلے بعض لڑائیان بڑی تیزی وتندی سے ہوئین جنمین دشمنون کو شکست ہوئی اور ان کے دہات جلائے گئے - یہہ سزا انگلستان مین

انگریزون کے کانون کو بڑی وحشیانہ معلوم ہوتی ہے جارج لارنس نے پشاور اور کوہاٹ کے درمیان ایک سڑک بنوائی تھی اسپر سپہ کا ایک گروہ کام کرتا تھا اسپر بعض آفریدیون کی قومون نے وحشیانہ حملہ کیا انکی سزا دینے کے واسطے ۹۔ فروری ۱۸۵۰ء کو کرنیل بریڈشا اور جارج لارنس پشاور سے سپاہ لیکر چلے۔ اس سڑک کے بننے سے آفریدیون کا نقصان یہہ تھا کہ انکی لوٹ مار کے حقوق آبائی مین خلل پڑتا تھا اور یہہ قومین اس سبب سے بھی شائد ناراض تھین کہ کوہاٹ کے نمک کی کانون پر محصول لگایا گیا تھا۔ سر کولن کیمبل اور خود نے پیر بڑی بیچیدہ راہ مین سے گذر کر درہ کوہاٹ مین پہنچے جہان آفریدیون نے سپہ کے سپاہیون کو مارا تھا چھوٹی چھوٹی لڑائیان ہوئین آفریدیون کے چھہ گانون جلائے گئے اور کوہاٹ کے قلعہ کی تھوڑی سی سپاہ کی امداد کرکے ۱۰ پھر پشاور کو واپس چلے آئے۔ دشمن نے جیسا جانی دفعہ انکا مقابلہ کیا تھا اس سے زیادہ آتی دفعہ سخت مقابلہ کیا اور توڑہ دار بندوقین پہاڑون پر سے چلائین۔ اس سفر مین ۱۳ اپریل تک سخت لڑائیان ہوتی رہین جنرل نے پیارے سپاہ کی بہادری کی تعریف کرتے ہین کہ جس نے ان کوہستانی دشمنون سے جو دنیا مین بڑے دلیر و چالاک غارتگر مشہور ہین خوب معرکہ آرائی کی ان لڑائیون مین انگریزون کے بیس سپاہی ضائع ہوئے مگر آفریدیون نے انگریزون کی اطاعت نہین قبول کی۔ ۲۸۔ فروری کو انہون نے درہ کوہاٹ مین ایک قلعہ پر حملہ کیا محصورین کے چھڑانے کے لیئے گور کے سپاہی گئے محاصرہ سے دشمنون کے ہٹانے مین ان کو دشواریان پیش آئین اور آفریدی پشاور اور کوہاٹ کے درمیان راہ کے مسدود کرنے مین کامیاب ہوئے۔ جولائی ۱۸۴۹ء مین راول پنڈی مین دو سپاہیون کی رجمنٹون نے تنخواہ لینے سے انکار کیا اس سرکشی کا حال ہم سپاہ کی سرکشیون کے بیان مین لکھین گے۔

نیپال اور بھوپال کے درمیان ایک چھوٹی سی ریاست سکم ہے انگریزی ڈاکٹر ہوکر کیمبل اپنی تحقیقات علم نباتات کی بیمزی وجہ سے دارجیلنگ کے گرد بہت دور انگریزی قلمرو سے چلے گئے جینی پہرہ چوکی والون نے انکو دکانو وہ لاٹے واپس ہوئے کہ راجا کے سپاہیون نے لپک کر انکو زمین پر گرا دیا اور رسون مین خوب جکڑ کر باندھ لیا کئی ہفتہ تک انکو قید خانے مین رکھا اور بہت تکلیف دی راجہ کی عملداری کے ہمسایہ مین ایک پہاڑی مقام دارجیلنگ تھا جسپر

انگریزون نے قبضہ کرلیاتھا اور اپنی خوشی سے چھ ہزار روپیہ سالانہ راجہ کو اسکے معاوضہ مین دیتے تھے اس سبب سے راجہ انگریزون کا دشمن ہوگیا تھا جب اس سے اول کہا گیا کہ وہ انگریزون کو قید سے رہا کر کے حوالہ کرے تو اس نے انکار کیا تو بنگال کے قریب کی چھاونی سے بھیجی گئی لیکن جاڑے کا موسم تھا سخت برف پڑی تھی اسلیئے سپاہ سکم تک نہ پہنچ سکی - ۔ دسمبر کو راجہ کو ترغیب دے دلاکر قیدیون کو چھڑا لیا اب تا ضرور تھا کہ راجہ کو اس جرم کی سزا دی جائے - جنوری کے آخر مین تھوڑی سی سپاہ بھیجی گئی جس مین سو سپیر اور چند ہلکی توپین تھین وہ رنجیت دریا کی طرف روانہ ہوئی اس فوج کشی مین کسی کی نکسیر بھی نہین پھوٹی کہ راجہ کسی دور کے قلعہ مین بھاگ گیا اور اس کی سپاہ کا بھی پتا نہ لگا۔ راجہ کے باپ دادا کو برٹش گورنمنٹ نے نیپالیون کے ہاتھ سے بچایا تھا اسپر یہہ احسان کیا تھا جب اس احسان فراموش نے یہہ جرم کیا تو اسکو یہہ سزا دی گئی کہ اس سے وہ زمینین لے لی گئین جو اسکو جنگ نیپال کے ختم ہونے پر دی گئی تھین اور پھر دارجیلنگ کا کرایہ چھ ہزار روپیہ سالانہ بھی نہین دیا گیا۔

ہمنے پہلے بیان کیا ہے کہ کھانڈ یا کھونڈ کی قوم مین یہ دستور تھا کہ وہ پرتھوی کی پوجا کرتے تھے اسپر زندہ انسان کی قربانی چڑھاتے تھے اس قربانی کو مری آہ کہتے تھے ۔ گمسر کی مرتفع زمینون مین کھانڈ قوم کا ایک سردار چوکر وبیسائی لوٹ مار کرتا تھا گمسر کے جنوب مغرب مین ایک کھانڈ کا ضلع چنا کیمڈی تھا اس مین اس انسان کی قربانی کے انسداد کے لیئے ازسرنو کرنیل کیمبل نے مہم اختیار کی انہون نے نہایت احتیاط سے اپنے استقلال اور پیار اخلاص کو کام مین لاکر ایک موسم مین دو سو مریا کی جان موت کے پنجے سے بچائی اور جو وحشی قومین ان کے گرد جمع ہوئین ان سے قسم لی کہ وہ آیندہ انسان کی قربانی نہین کرین گے جسکا انسداد برٹش گورنمنٹ چاہتی ہے بدہ مین ایک سو بچے اور زندہ بچائے گئے ہمسایہ کے مشنریون کو ایک سو بیس بچے حوالہ کئے گئے کہ وہ انکی سرکاری خرچ سے پرورش کرین سورادا مین ان مریا الملکیون مین سے بہت کو خانہ داری کے کام ایک بڑی بوڑھی صاحب اعتبار عورت نے سکھائے لوگون مین بعض نے دہات مین زراعت شروع کی۔

بعض سپاہ مین بھرتی ہوئے ۔ بہت طرفون مین نئی سڑکین بنائی گئین ۔ مدت سے چند افسر

کھانڈ قوم میں انسان کی قربانی کا موقوف ہونا

کھانڈ کی زبان بڑی محنت سے سیکھتے تھے یہہ زبان اب تک تحریر کی صورت مین نہین آئی
تھی انہون نے کھانڈستان کے اسکولون اور پولس کے نوکرون کے لیے اس زبان کی تحریری
صورت بنادی ۱۸۳۸ء کے ختم ہونے سے پہلے کیمبل صاحب بہت دور سوارائین گئے
کو وہان قدیمی رسم دختر کشی کو موقوف کرائین - انہون نے زبان خاندانون کے سردارون کو کچھ
دھمکیان دین کچھ اقرار لیئے کچھ ترغیبین دین اور اسطرح انسے ایک عہدنامہ پر دستخط کرائے
مین انہون نے اقرار کیا کہ ہم اپنی لڑکیون کی پرورش کرین گے اور لوٹو یہ قدیمی دستور کے موافق
انکی قربانیان نہین کرین گے - دختر کشی کا رواج کچھ افلاس کے سبب تھا اور کچھ اس وجہ سے تھا کہ
وہ آپس مین گوتھ بچاتے تھے اور لڑکیون کی شادیان آپس مین نہین کرتے تھے کھانڈستان کے
اور حصون مین ۱۸۴۱ء مین کیمبل صاحب کے نائب کپتان میک ڈی نے اس بات کی بڑی
کوشش کی کو ڑیون میریاہ کو قربانی ہونے سے بچایا اور سردارون سے قرارنامہ لیے کہ وہ یہہ
قربانیان نہین کرین گے پٹنہ کے کھاند کو بھی ان کے رشتہ دارون کے ذریعہ سے کم سے کم
سکھایا گیا کہ وہ اپنے کھیتون مین لڑکیون کے خون چڑھانے کی بجاے بکری کا خون چڑھایا
کرین - دوسرے سال کیمبل صاحب خود جے پور کی انسان کی قربانی کرنے والی قومون مین
گئے اور انہون نے اس رسم کو جو جنا کیمیڈی کے جنگلون مین سے مٹنے والی تھی مٹانا چاہا جب
انہون نے ان قومون کو بلایا تو انہون نے انکے خیمہ پر حملہ کیا اسکے پہرہ چوکی کے سپاہیون نے
جو چند گولیان چلائین تو وہ سب پراگندہ ہو کر بھاگ گئے بعد ازان ان بھگوڑون نے اطاعت
اختیار کی اور اپنے سب میریاہ حوالہ کر دیے اور عہد کیا کہ پھر انسان کی قربانی نہین کرین گے -
انہین کی مرتفع زمینون مین بنڈاری کے آدمی جنگلون کے اندر چھپے گئے اور کپتان صاحب کی سرا
ان آدمیون کی قربانیون کے سرچال گئے جو ابھی نئی کی تھین یہہ گویا انہون نے اشارہ بتایا
کہ ہم تمہارا کہنا نہین مانین گے - ان بھگوڑون کے ساتھ معاملہ کرنے نے کپتان صاحب کو حیران
کیا انھون نے بنڈاری کے گاؤن کو مع اسکے تمام متبرک جھونپڑیون کے جلادیا تاکہ وہ آیندہ انسان کی
قربان کرنے سے باز رہین اس مین قدرے انکو ناکامی ہوئی مگر جے پور کے کھانڈستے جاڑے کے
موسم مین انھون نے ۸۵ امیریاہ کو چھڑالیا یہان جاڑے مین انگریزون اور سپاہیون کو تکلیف

اٹھانی پڑی کہ گرم سے گرم ملک مین نہ اٹھانی پڑتی ۱۸۵۲ء مین کرنیل صاحب جو کبھی تھکتے نہ تھے ایک مشن مین گئے جس مین ان کے قدیمی مددگار و معاون مرگئے یا موت کے قریب ہوگئے صرف ایک قوم نے چنا کیمنڈی مین اپنی قدیمی رسم کی حمایت مین ہتھیار اٹھائے لیکن ان لڑنے والون کے ہتھیار گنڈاسے کیمبل صاحب کی بندوقون اور قواعد دان سپاہ کے روبرو کیا کام کر سکتے تھے وہ بھاگ گئے اسکا ایک گاؤن جلا یا گو اسمین سختی تھی مگر اس سے وہ صرف ڈری نہین گئے بلکہ مطیع ہوگئے ان کے سردار تمام ملک مین گورنمنٹ کے معاون اس اپنے ملک کی وحشیانہ رسم کے دور کرنے مین ہوگئے کیمبل صاحب نے جب سے یورپ مین سفر کیا تو ہنباڑاری کے کھانڈ بڑی تمنا سے ان سے صلح کرنے آئے اور اپنے میریا حوالہ کیئے اور ان کے سردارون نے ضروری عہد و پیمان کیئے اسکے معاوضہ مین اناج جو چھین لیا گیا تھا واپس کیا گیا اور ان کے جھونپڑے جو ویران کر دیئے گئے تھے ان کے بنانے کے واسطے کافی روپیہ دیا گیا ان کے گاؤن کے لیئے ایک نئی جگہہ کیمبل صاحب نے مقرر کی جو ان کے پہلے گاؤن کی جگہہ سے دور تھی تاکہ ان کو قربانی کے پرانے مقامات دیکھنے سے انکو اپنی پرانی رسم کی پھر تحریک نہو کیمبل صاحب کے اہتمام کا نتیجہ یہہ تھا کہ کھانڈ کے ۲۲۰ دیہات مین سے صرف ایک گاؤن مین ان کے جانے کے بعد صرف ایک آدمی کی قربانی ہوئی ۱۸۵۴ء کے جاڑے مین کیمبل صاحب نے پھر اپنی فیاضانہ کوشش کی جہان وہ یا ان کے شریک کار جاتے وہان ہی بڑی کامیابی کی نشانیان پاتے چنا کیمنڈی کی دختر کشی قومون مین نوجوان لڑکیان نشو و نما پا رہی تھین سرکار کمپنی کے ایجنٹ کو وہ لوگ جو دختر کشی کے مخالف تھے اپنی لڑکیون کو اسلیئے دکھاتے کہ ہم نے کیا ایمانداری سے اپنے وعدہ کو ایفا کیا ہے۔ جن قومون مین ابتک جانا نہین ہوا تھا انہون نے بھی عہدنامے لکھ دیئے کہ وہ دختر کشی نہین کرین گے۔ غرض اسی طرح یہہ رسم میریاہ کی ایسی مٹ گئی کہ وہ اب گذشتہ زمانہ کا ایک خواب معلوم ہوتا ہے۔

میرواڑہ کے میرون کی

میرواڑہ ایک تنگ قطعہ پہاڑ اور جنگل کا اجمیر کے متصل ہے وہ میواڑ اور مارواڑ کے درمیان حد فاصل ہے اس مین میر ایک قوم رہتی تھی جسکا پیشہ رہزنی تھا وہ اپنی لڑکیون کو مار ڈالتے تھے اور ان کی ماؤن کو بیچ ڈالتے تھے اور اپنے ہمسایہ کے رجپوتون کی جان و مال لینے کے لیئے لڑائیان کرتے تھے ۱۸۲۱ء مین یہہ ملک انگریزی عملداری مین آیا تو یہہ وحشی قوم کپتان ہال صاحب کے

حوالہ کی گئی انکی دلدہی اور ہوشیاری اور دلداری سے چودہ برس کے اندر یہہ قوم آدمی بن گئی۔ چورون کے گروہون کو انکو اپنے ہی رشتہ دارون نے ہلاک کیا وہی لوگ انگریزون کی سپاہ اور پولس مین بھرتی ہو گئے۔ ان کے دیہات مین پنچایتین مقرر ہو گیئن جو سنگین وارداتون کے سوا سب مقدمات کا فیصلہ کرتی تھین۔ وہ بجائے اسکے کہ اپنے ہمسایون کی زمینین غارت کرتے اپنی زمینون مین زراعت کرنے لگے اور پیشون و حرفون مین لگ گئے۔

کرنیل ہال تو بیمار ہو کر ولایت چلے گئے ان کے جانشین ۱۸۳۶ء مین کپتان ڈکسن اور سر چارلس مٹکف مقرر ہوئے۔ کپتان ہال نے جس کام کی بنیاد ڈالی تھی اسکی عمارت کو کپتان ڈکسن نے تنہا بارہ برس رہ کر پورا بنایا انہون نے دیکھا کہ اس ملک مین اکثر خشک سالی ہوتی ہے زراعت کے لیئے باقاعدہ آب رسانی کی بڑی ضرورت ہے انہون نے گورنمنٹ کے حکم سے اور اعانت سے یہان کے آدمیون سے تالاب اور کنوے کھدوانے شروع کیئے اور پہاڑون مین پانی کے روکنے کے واسطے بندھ بنوائے۔ کچھ روپیہ دیکر دیگر جنگلون کو صاف کرایا اور ان مین زراعت کرائی جو زمین بنجر پڑی تھی وہ بارآور ہو گئی جب ڈکسن صاحب نے اپنی ریاضت کے یہہ ثمر دیکھے تو انہون نے یہہ چاہا کہ میرواڑہ مین تجارت کی مستقل ہنڈی مقرر کر دون انہون نے تین مہینے کے اندر ایک نیا نگر آباد کر دیا جسمین ہمسایہ کے ضلعون سے بنیئے اور مہاجن آنکر آباد ہوئے تجارت کے بازار کھل گئے شہر کے گرد فصیل بنائی گئی اس مین دو ہزار آدمی آباد ہو گئے جو تجارت و سوداگری و بیچ بیپار کرتے تھے۔ ڈکسن صاحب نے اپنے جانے سے پہلے ایک اسکول کھولا جس مین ہندوستانی اسسٹنٹون کو اپنا سارا کام سکھا دیا جنہون نے کام بہت اچھی طرح سے کیا۔

دکن مین ریاست میسور ہے جو ۱۷۹۹ء مین سلطان ٹیپو سے لیکر قدیمی خاندان کو جسکو حیدر علی نے تباہ کیا تھا واپس دیدی گئی تھی اسکا رقبہ ۲۸۰۰۰ میل تھا اس مین ہندو آباد تھے اسکے برہمن وزیر پورنیا کے حسن انتظام سے دس برس تک ریاست مین رعایا بڑی خوشحال رہی ۱۸۱۱ء مین پندرہ برس کی عمر کا لڑکا راجہ ہوا اسنے چند سالون مین وہ سارا خزانہ اڑا دیا جو پورنیا نے جمع کیا تھا اور ایسی بری طرح سے حکومت کرنی شروع کی کہ ۱۸۲۵ء مین سر طامس منرو گورنر مدراس نے اسکو صاف صاف الفاظ مین دھمکایا کہ اگر تم اپنے برے طریقون کو نہین

چھوڑ دگے تو ریاست کی حکمرانی سے محروم کر دئیے جاؤ گے۔ مگر راجہ باوجود اس تنبیہہ کے اپنے کرتوتوں سے باز نہیں آیا۔ ۱۸۳۱ء میں اسکی رعایا نے سرکشی اختیار کی اور میسور کو بدنظمی سے بچانے کے لیئے راجہ کرشنا راج تخت سے اُتار اگیا اور چودہ لاکھ روپیہ سالانہ اسکی پنشن مقرر کی گئی کہ وہ اپنے محل میں بیٹھا عیش اڑایا کرے اور سول گورنمنٹ کرنیل مارک کبن صاحب کو سپرد ہوئی وہ ریاست میں چیف کمشنر مقرر ہوئے وہ مدبر سپاہی تھے جنکے نیک کاموں سے میٹھی بو نکلی اور انہوں نے خاک میں کلیاں کھلائیں انہوں نے یہاں کے آدمیوں کی خو بو خوب پہچانی چھبیس ۲۶ برس تک وہ یہاں رہے اور میسور کی گورنمنٹ کو ایسا بنا دیا کہ وہ اپنی خوبیوں میں برٹش انڈیا کے کسی ضلع سے کم نہ تھی سستی کی رسم کو بالکل بند کرا دیا۔ پرانی راہ داری کے محصول اور اور بہت سے محصول موقوف کر دیئے ۷۶۹ محصول موقوف کئے گئے جنمیں یہہ محصول بھی تھے کہ جو بیاہ پر بچہ کے پیدا ہوئے پر اسکے نام رکھنے پر اسکے مونڈن پر لیئے جاتے تھے ایک گاؤن سے محصول اسلیئے لیا جاتا تھا کہ پولیگار راجہ کا سردار کے گم شدہ گھوڑے کو گاؤن والے تلاش کر کے نہین لائے تھے۔ اگر کے ضلع مین ایک خاص جگہہ پر اپنے دونو ہاتھوں کو پہلوؤن پہ رکھ کے جو شخص نہ جاتا اس سے محصول لیا جاتا اور بڑی بیباکی سے ... شروع ہوئے دیوانی اور فوجداری کی عدالتوں کی خوب تحقیقات ہو کر اصلاح کی گئی محصول ... کم ہو جانے سے تجارت پہ لوگون کو ترغیب ہوئی اور کبن صاحب کے حسن انتظام سے آمدنی ملک چونتیس لاکھ روپے سالانہ سے بیاسی لاکھ روپے پر پہنچی۔ غرض یہہ نتیجہ انگریزی راج کا ملک مین ہونا بڑی تعریف کے قابل کبن صاحب کا کام ہے اسکا نام ہر گھر مین اب تک لیا جاتا ہے۔

لارڈ ہارڈنگ کے عہد مین دو دفعہ معزول راجہ نے اپنی بحالی کے لیئے درخواست کی مگر لارڈ نے اس درخواست کو نامنظور اسلیئے کیا کہ وہ بجائے اسکے کہ چیف کمشنر میسور کا راجہ معاون ہوتا مزاحم ہوا اور کبن صاحب نے کہا کہ راجہ کا چال چلن ایسا نہین ہے کہ وہ ملک کی آئندہ بہبودی اور آسودگی کا نفیل ہو سکے پھر راجہ نے اپنے مقدمہ کو لارڈ ڈلہوزی کے روبرو پیش کیا جسنے شہادت اور دلائل کو تولکر فیصلہ کیا کہ راجہ کا کوئی دعوے نہین پہنچتا کہ وہ بموجب عہدنامہ کے جو اسکی حین حیات تک کیا گیا ہے دوبارہ اپنے راج پہ بحال ہو۔ اسکے چال چلن مین بھی کوئی ایسی تبدیلی نہین ہوئی

کرگمن صاحب نے اسکی نسبت کوئی بھلائی لکھی ہو۔ راجہ کی خودخصلت ایسی تھی کہ اسکی خودرعایا اسکے بحال ہونے کے خیال سے خوف کرتی تھی آخر تین سالون مین کگمن صاحب اور ڈکسن صاحب نے جس آسانی سے کام کیئے وہ لکھنو اور بڑودہ اور حیدرآباد کے رزیڈنٹ نہین کرسکتے تھے یہہ قاعدہ کی بات ہے کہ ہندوستانی دربارون مین پبلک کامون کے انتظامون مین رزیڈنٹ کی براہ راست کوئی آواز نہین ہوتا اسکا ذاتی اثر رعب وداب بھلائی کے لیئے اس بات پر موقوف ہے کہ وہ بہت احتیاط سے پائین گاہ مین رہنے مین کامیاب رہے وہ اپنی گورنمنٹ کی پولیسی آگے اسطرح بڑھا سکتا ہے کہ وزیر وقت سے خانگی گفتگو مین اس گورنمنٹ کی پولیسی کے بڑھانے کے منصوبے متانت سے بیان کرتا رہے ڈپلومٹیک احتیاط اسکو بہبودی عام اور آسودگی انام مین گرم کوشی مین ایک حد کے اندر محدود رکھتی ہے۔ والی ملک کی پولیسی کے مغلوب کرنے مین اسکو اسکے حقوق وفوائد واعزاز پر لحاظ کرنا پڑتا ہے لکھنئو مین سلیمن صاحب اور حیدرآباد مین فریزر صاحب رزیڈنٹ تھے۔ واجد علی شاہ اور نظام کی قلمرو مین جو وحشیانہ بدنظمیان اور بدعملیان پاؤن پھیلارہی تھین اُنکے روکنے مین دونو رزیڈنٹ اختیار نہین رکھتے تھے۔ گائکوار کے راجہ بھائی بڑودہ مین بڑے عالی دماغ روشن ضمیر اوٹرم صاحب رزیڈنٹ تھے وہ سررشتہ فیضے کی کھٹ پٹ کو اپنی تدبیرون سے روکنا چاہتے تھے مگر گورنمنٹ بمبئی انکی پالیسی مزاحم ہوئی کہ نومبر ۱۸۵۱ء مین وہ اپنے عہدہ سے علیحدہ ہوگئے۔

مرہٹون کی ریاستون گوالیار اور اندور مین راجا نابالغ تھے ریجنسی انکی جگہہ کام کرتی تھی رزیڈنٹ ان ریاستون کی ترقی کی رپورٹین بھیجتے تھے راجپوتانہ کا حال بدستور تھا صرف اودے پور کے رانا اور اس کے بھائی بندون کے درمیان جھگڑا تھا ۱۸۴۹ء مین آپا صاحب کے دوستون اور پیرون نے ناگپور کے راجہ کے برخلاف سلح بندی کی تھی اسنے ان رہیلون کو جو نظام کی سرکار سے نکالے گئے تھے نوکر رکھ کر فساد برپا کیا تھا نظام کے کنٹنجنٹ کے چند سپاہیون نے رہیلون کی سپاہ کو پراگندہ کردیا

انگریزی عملداری مین باستثنار چند مقامات جنکی تفصیل نیچے لکھی جاتی ہے سب جگہہ امن امان وغیرہ عافیت تھی میسور اور ساحل مغربی کے درمیان پہاڑ اور نشیبی زمینین مالابار کی واقع مین جو

ٹیپو سلطان کے بعد انگریزی علداری مین داخل ہوئی تھین انین مختلف قسم کے باشندے آباد تھے جنین سے ایک قوم ماپلا تھی جو عرب کی کسی قوم کی نسل سے تھی اور آٹھوین یا نوین عیسوی صدی مین یہان آباد ہوئی تھی وہ بڑی آتش مزاج تھی اور اپنے مذہب اسلام پر فریفتہ تھی۔ وہ اپنے ضلع کے ہندو ہمسایون کو تکلیف پہنچاتی اور ڈرانی رہتی۔ انگریزی علداری مین کہین آ کر اسکا جوش خروش مذہبی کم ہوا اور کبھی کبھی اپنی حد سے باہر نکل جاتی ہے ایک دفعہ ۱۸۴۳ء مین انہون نے فساد مچایا تھا پھر اگست ۱۸۴۹ء مین انہون نے ایک پیگوڈا (بت کدہ) پر قبضہ کر کے لوٹ لیا اور اسکے پوجاری برہمن کو وہین مار ڈالا مدراس کے سپاہیون کی دو کمپنیان ان کے نکالنے کے واسطے بھیجی گئین بجائے اسکے کہ وہ ان کے حملہ کا انتظار کرتے انین سے پندرہ بے باک دل چلے ماپلا نے تلوارین ہاتھون مین لین اور پہاڑ پر سے غل مچاتے ہوئے نیچے آئے اور اپنے سے دو چند سپاہیون پر جنکا افسر انسائن واٹس تھا ایسا حملہ کیا کہ سپاہی سہم گئے اور انہون نے واٹس صاحب اور ان کے چند ہمراہیون کے پرزے اڑا ئے۔ کپتان واٹ صاحب اور باقی سپاہیون نے مجسٹریٹ کی پناہ لی اور کنانور سے گورے سپاہیون کی کمک کے آنے کے انتظار مین بیٹھے۔ آخر کو ۴ ستمبر کو میجر ڈینس دو کمپنیان گورون کی ماپلا کے ایک اور مستحکم مقام انجد یپورم پر لائے پھر ۶۴ بہادر ماپلا نے دفعۃً انپر حملہ آور ہوئے مگر گورے ان سے ڈرے نہین چند منٹ لڑائی رہی سب ماپلا مارے گئے فقط ایک زندہ بچا اور تین گورے مارے گئے اور بارہ کے قریب زخمی ہوئے جنین افسر سپاہ بھی تھا۔

دو برس بعد پھر کالانور مین ماپلا نے فساد کیا اور اسکا انجام بھی یہی ہوا جو پہلے فساد کا ہوا تھا ہندوستانی سپاہیون کی نامردی کے سبب سے گورون کو بھی ایک دفعہ انکے سامنے سے ہٹنا پڑا۔ چند ماپلے نہتے اور چھرے لیکر آئے تھے کہ ہندوستانی سپاہ انکے آگے سے بھیڑون کی طرح بھاگی۔ وہ بچون کا سا خیال یہہ رکھتی تھی کہ یہہ ماپلا حقیقت مین جن ہین جنسے انسان بغیر نقصان اٹھائے لڑ نہین سکتا۔ ۱۹ ماپلا انگریزون کی سنگینون پر آ چڑھے ان مین سے ایک زندہ نہ بچا اسطرح مرنے کو وہ اپنی شہادت سمجھتے تھے جسمین انکو جنت ملنے کا یقین تھا پھر ایک اور زنانہ گروہ جو اپنے بھائیون کے مارے جانے سے خوف زدہ نہین ہوا پہلے سے ہر مقام مین جسکے محافظ گورے نہ تھے ہل چل ڈال دی تھی ان کے ساتھ یہہ بدسلوکیان کی گئی تھین کہ

زمینداروں نے سنگین لگان ان پر مقرر کیا تھا مہاجن ان سے بڑا سود لیتے تھے اور اہل پولس
ان سے رشوت بہت لیتے تھے مذہبی نسلی مغائرت تھی ان سببوں سے ان کے دل میں بڑا جوش
اٹھا۔ ہندوؤں پر جہاد کرنا شروع کیا دولت مند ہندوؤں کو قتل کیا اور لوٹ لیا۔ کالی کٹ کے
مجسٹریٹ نے ان میں سے بعض کو گرفتار کر کے مقید کیا۔ ایک نائر کے مسلح ملازموں کے ساتھ
لڑنے میں بعض ماپلا مارے گئے چند روز بعد یہہ نائر بھی مارا گیا۔ مجسٹریٹ نے یہہ کوشش کی کہ
ماپلا کے ٹنگل (بڑے پیر) کو سزا دی اس سے وہ اور بھی برافروختہ خاطر ہوئے اور دنگہ فساد مچانے
لگے انگریزی سپاہ ہر جگہہ اپنی پوزیشن درست کرنے کو موجود نہ تھی اپریل ۱۸۵۲ع میں ٹنگل مع اپنے تمام کنبے کے
بھاگ گیا اور انگریزی عدالت کے اختیار سے باہر نکل گیا ایک نئے کمشنر نے بعض سرغنوں کو
سزا دی پھر ماپلا نے بہت برسوں تک سوا ایک دفعہ کے فتنہ انگیزی نہیں کی۔

اس اثنا میں بمبئی میں پارسیوں اور مسلمانوں میں ایک مذہبی دنگہ ہوا ایک پارسی نے اخبار
میں آنحضرت کی نسبت کچھ برا لکھا تھا جسکے سبب مسلمانوں کو غصہ آیا۔ ۱۷۔ اپریل ۱۸۵۱ع
کو مسلمانوں نے پارسیوں کی دکانیں لوٹ لیں۔ پولس اور گوروں کی سپاہ نے چند روز
میں اسکا بندوبست کر دیا مسلمانوں کے قاضی نے مسلمانوں کے غصہ کو دور کر دیا ۱۸۵۵ع میں
ایک اور فساد حیدرآباد سے قریب بلارم میں اٹھا۔ ۱۴ ستمبر کو عشرہ کے دن مسلمان اپنے
باجے بجاتے ہوئے گوروں کی لائین کے پاس گذرے برگیڈیر میکنزی نے انکو منع کیا تو انہوں نے
اور زیادہ غل شور مچانا شروع کیا۔ جب انکا تعزیہ میکنزی کے بنگلہ کے پاس آیا تو وہ اور غصہ میں
بھرے انہوں نے علم چھین لیئے اور سب کو نکالدیا نصف گھنٹے کے بعد تیسرے رسالہ نظام کی مدد
لیکر مسلمانوں نے میکنزی کے احاطہ کو گھیر لیا اور ان کو مار ڈالا اور ایک اور شخص کو زخمی کیا اور
کوٹھی پر گولیاں ماریں جنمیں لیڈیاں ڈر رہی تھیں اور جو انگریز یا انگریزن انکو رستہ میں ملے ان پر
حملہ کیا۔ گورنر جنرل نے باغیوں اور رسالہ کے سواروں کو سخت سزا نہیں دی میکنزی پر بھی الزام لگایا
۱۸۵۵ع میں آسام کے نہایت دور کے گوشہ میں ناگا اور کوکی قومیں آپس میں لڑتی تھیں اور
انگریزوں سے بھی لڑنے کو تیار تھیں اور اپنے ہمسایوں میں لوٹ مار کرتی تھیں سال کے ختم
ہونے سے پہلے سپاہ ان کے سزا دینے کے لیئے بھیجی گئی کوکی کے قوم کے سرداروں نے پہلے ہی

شرائط کو قبول کرلیا اور اپنی فعل ضامنی دیدی مگر ناگا قوم کے لئے ایسی کمین گاہین تھین کہ وہان قوام دان سپاہ کچھ کام نہین کر سکتی تھی۔ چند مہینون کے بعد انسے کچھ لڑائیان ہوئین بعض انکی گڑھیان لے لین تو انہون نے انگریزون کی اطاعت اختیار کرلی۔

پنجاب کی سرحد پر سال بھر مین ضرور تھا کہ دنگے فساد ہوا کرین۔ یہہ کوہستانی قومین اپنے پہاڑون کی چوٹیون پر اسطرح بیٹھی رہتی تھین جیسے کہ باز اپنے چڑیون کے شکار کے لئے بیٹھا رہتا ہے۔ نیچے کے وادیون اور میدانون مین ہمیشہ اپنے ہمسایون کو لوٹا کرتی تھین بھلا برٹش گورنمنٹ اپنی رعایا کو کب اسطرح لٹنے دیتی تھی سنہ ۱۸۵۰ء کے آخر مین وزیری لٹیرون نے بنون مین ننگہ مچابا اور دره گرنا ٹی کے پاس بعض دہات پر حملہ کیا۔ دہاتیون نے ٹیپر کی غیر آئینی سپاہیون کی مدد سے اسکا بہادرانہ مقابلہ کیا لٹیرے الٹے اپنے گھرون کو چلے گئے آئندہ فروری مین اس قوم کے تین سو آدمیون نے دوسری پلٹن پنجابی کی بیگیج (خرجیون) کو لوٹنے کا ارادہ کیا ستر سپاہی ان سے لڑتے رہے کہ اور کمک انکی آگئی اور شمال مین اورنگے آفریدیون نے کوہاٹ کے قریب اور خیبریون نے پشاور سے پرے لوٹ مار شروع کی جو ان کے ہاتھ تلے آتا آسے لوٹ لیتے۔ اسوقت رنجیت سنگہ کا جنرل اوٹ اسے بائل یاد آتا تھا آخر جیحی کو جو پشاور کے پاس بھیر تا نظر آتا تھا پھانسی دیدیتا تھا۔ ان لوگون کے علاج کے لئے اکتوبر ۱۸۵۱ء مین وادی میران زئی اور وزیری کوہستان مین ایک پنجابی سپاہ متعین کی گئی۔

پچھ ایک قصبہ دریار کابل پر یوسف زئی پہاڑون کے نیچے تھا وہان کے مومند خیالین سے لڑنے کے لیے ان ہی دنون مین پشاور سے ایک لشکر جرار سر کولن کیمبل لے جانے کو تھے۔ اکتوبر کے مہینے مین کیمبل کی سپاہ کے آگے مومند بھاگتے پھرتے تھے انکے جو قلعے اور دہات میدانون مین تھے برباد کردیئے گئے اور ایک نیا قلعہ انگریزی مخبرون نے بنایا جو تمام ہمسایہ کی خبرگیری کرتا تھا مگر مومند لڑنے سے باز نہین آئے تھے۔ کرنیل میکسن اور جارج لارنس صاحب کمشنر پشاور ان کے سردارون کو برسر مصالحت لاتے تھے۔

مارچ ۱۸۵۲ء مین کیمبل صاحب کو یوسف زئی سے لڑنے جانا پڑا جنہون نے اہل سوات کی مدد سے سندن کی گاندس پر حملہ کرنے مین کی تھی۔ ایک بڑی لڑائی ہوئی جنمین انگریزون کا بڑا نقصان ہوا

کوہستانیون نے صلح کی شرائط کو قبول کر لیا اور ایک بھاری جرمانہ ادا کرنے کے واسطے ضامن دیئے لیکن پشاور کی سرحدی قومین نچلی نہین بیٹھتی تھین۔ کوہاٹ سے پشاور تک وہ لوٹ مار اپنی نہین چھوڑتی تھین۔ ۲۱ اپریل مین کیمبل صاحب موسند کو شب قدر کے نئے قلعہ کے گرد شکار اور پشاور کو مراجعت کرتے رہے مگر دشمن ان کو ہمیشہ ایسا ہی دق کرتے رہے جیسے کہ برسات کے بھنگے گھوڑی کے سر پر اپنی بھن بھن سے کرتے ہین۔ کوک اور لسڈن کے سپاہیون نے پرآم گڈھ فتح کر لیا اور کیمبل کے سپاہیون نے ایک بڑے گروہ کی راہ پر قبضہ کر لیا اس سبب سے یہ فوج کشی جلد کامیابی کے ساتھ ختم ہو گئی۔ پہلی جون کو کیمبل کی سپاہ اپنی چھاونی مین واپس آگئی اور ایکسن صاحب کو موسند و سواتیون سے مصالحت کرنے مین کامیابی حاصل ہوئی لال پورا مین موسند کے سردار سعادت خان نے انگریزون سے اپنے پہاڑون کی پناہ مین لڑائی کی تیاری کی اسنے انگریزون پر یہہ الزام لگایا کہ اسکے خیلون کو جو زمین معافی مین دی گئی تھی اسپر محصول لگایا گیا۔ اسنے کمشنر کو لکھا کہ ہم ان محصولون کو نہین دے سکتے تم نے ہمارے حقوق اور فائدے وہ چھین لیے جنکے ہم مستحق اپنی روز ولادت سے تھے کیا عالیشان گورنمنٹ کے لیے یہ زیبا تھا جسکے ممبر ہونے کی آپ لاف زنی کرتے ہین؟ تمہاری قومی اور بزرگ قوم کی عزت اور مرتبہ کے لیے یہہ بات شایان تھی؟ تم نے یہہ پسند کیا ہے کہ ہم کو بھوکا رکھکر نارڈالو ہم نے یہہ پسند کیا ہے کہ مردانہ وار تلوار ہاتھ مین لیکر مرین۔ اس عبارت مین خواہ کچھ صحیح ہو یا نہ ہو مگر آخر سے برٹش ایجنٹ اور موسند مین مصالحت ہو گئی۔

## باب چہارم
### امن کی فتوح

کسی ملک مین چند ہی سرکاری افسر ایسی سخت محنت و کوشش کرتے ہین جیسے کہ برٹش انڈیا کے اکثر گورنر جنرل وہ اپنے فرائض منصبی کو بغیر آزمندی اور غرض بزرگی کے ایمانداری و دانشمندی سے ادا کرتے ہین۔ اس لحاظ سے نارڈ ڈلہوزی سے کوئی گورنر جنرل برتر نہ تھا بیدار مغزی و عالی دماغی و روشن ضمیری و جدکاری مین کمتر ہی انکی برابر گورنر جنرل ہوئے مین اُنہون نے اپنی کارپردازی اور فرمان روائی سے ہندوستان کے سرمایہ شادی کو بڑھادیا اور اُس کے

گلبن زندگی کو نسیم خوشدلی سے نہال کردیا کوئی گورنر جنرل ایسا نہین ہوا جسنے ہندوستان
کی خدمات مین اپنے تئین سراپا منہمک کیا ہو اور وہ کامیاب ہوا ہو اور اپنے ضعف جسمانی کو عقل
کی توانائی اور مرضی کی فرمان روائی سے توانا کیا ہو صحت کی طلب مین ہندوستان نوردی کا
مطلب یہہ ہوتا تھا کہ سرکاری کام زیادہ سرانجام پائے سنہ ۱۸۵۰ع مین کلکتہ مین پنجاب کے دورۂ
دورہ سے بازگشت کرکے آئے اور چند ہفتے مقیم رہے اور پھر اضلاع بالا مین دورہ کے
لیئے تشریف لے گئے اور سرجان لٹلر کو اپنی جگہہ گورنمنٹ بنگال کے لیئے مقرر کر گئے اب
انکی چارون طرف امن امان خیر و عافیت تھی انکو اپنی عقل دوربین کی جولانیون کے لیئے میدان
آگے تھا انہون نے اپنے کام کے تمام جزئیات پر علم حاصل کرلیا تھا ان کے احکام کی تعمیل مین یا انکی
حکومت کے ماننے مین کسی کی ذراسی بھی خطا پکڑنا انکو گوارا نہ تھا وہ رات دن سال بھر ان قائم
کے کامون مین مصروف رہے کہ جنسے سلطنت کی کل کے کل پرزے درست ہون -
تجارت کے بوجھ ہٹے ہون ملک مین تمدنی وصنعت کاری و محنت شعاری کی ترقی بڑی وسعت
کے ساتھ ہو ملک کے اندر جو محصولات لیئے جاتے ہون وہ موقوف ہون کل سواحل ہند تجارت
کے لیئے کھلے ہوئے ہون ہر پریسیڈنسی مین عدالت خفیفہ کے محکمے قائم ہون دریا سندھ مین خانی
جہاز چلین اور ہندوستان مین بڑی بڑی ایسی سڑکین بنین جو پرانے اور نئے اضلاع کو ملادین
ہندوستان کے دونو طرف ریلوے بنی شروع ہون ہند مین سڑکون اور نہرون کا جال پھیلایا
جائے تجربۃً ڈاک کی تخفیف محصول کا انتظام کیا جائے - ہندوستانیون کی حسب تمنا تار برقی
لگادیا جائے - لارڈ ڈیل ہوزی کے عہد حکومت کے تیسرے سال کے یہہ منصوبے و تدابیر و
تجاویز تھین وہ موسم گرما مین ہمالیہ پہاڑ کے وسط مین گئے اور بعد ازان انہون نے بالائے ہند مین
دورہ کیا اور سارے انتظامی کامون کے کلیات اور جزئیات کی کارروائیون کا ملاحظہ کیا اور جلد ہی سے
حکم دیا کہ کمسریٹ کے جانور گورون کی رجمنٹون کے غسل خانون مین پانی بھرنے کے لیئے کام میں لائے
جائین کل ہندوستان مین کوئی صوبہ ایسا نہ تھا جسکو گورنر جنرل نے اپنی ہشت سالہ عہد حکومت
مین نظر غور سے خود ملاحظہ نہ کیا ہو -
انگلنڈ مین جو ہند کے قوانین بنتے تھے اُن مین لارڈ ڈیل ہوزی نے لارڈ بن ٹنک اور

لارڈ ہارڈنگ کے طریقہ کی پیروی کی انہون نے گورنمنٹ کی ہدایت کے لیئے یہہ اصول اختیار کیا کہ حاکمون کا ہونا صرف محکومون کی بھلائی کے لیئے ہوتا ہے انہون نے اپنی کامیابیون اور ناکامیون مین اسی اصول کو مد نظر رکھا کہ برائیون کو دور کرین اور جو ظاہر غلطیان ہو رہی ہین ان کو درست کرین اور سب جماعتون مذہبون اور قومون مین انصاف ہو اعلے درجہ کی تہذیب شائستگی کی تخم ریزی ہو دانشمندانہ عادل و بیاس حکومت کی برکتین و نعمتین سب جگہہ پھیلائی جائین یہہ باتین لارڈ ڈلہوزی کی اصلی مقصود تھین جسکے لیئے وہ بہترین کوششین کرتے تھے بے شک یہی جارلی کے خیالات انکے ملک اور زمانہ کے مقتضار کے موافق تھے سب سے اول کام یہہ تھا کہ لارڈ ہارڈنگ کی اس کوشش کو پورا کرین کہ ہندو جو شاستر کے موافق اپنے ذاتی حقوق سے محروم کیئے جاتے تھے وہ نہ ہون۔

۱۸۵۰ء کے شروع مین لارڈ ڈلہوزی کی کونسل نے یہہ ایکٹ پاس کیا کہ ہندو جو اپنے مذہب کو چھوڑکر دوسرا مذہب اختیار کرتے ہین اور ہندوون کے دہرم شاستر کے موافق اپنے مالی حقوق سے محروم کیئے جاتے ہین وہ محروم نہ کیئے جائین اور اپنے حقوق اسی طرح پائین جسطرح ہندو ہونے کی حالت مین پاتے ہندوون کا پرانا قانون یہہ تھا کہ کوئی ہندو جو اپنا مذہب چھوڑکر دوسرا مذہب اختیار کرے تو وہ تمام وراثت آبائی سے محروم کیا جاتا اسکی مال ملک اس کے پاس نہ جانے پاتے اور اسکی اولاد کو حکم تہا کہ وہ اس سے نہ ملے جسپر دلوتا ؤن اور آدمیونکی پھٹکار ہے مگر لارڈ ڈلہوزی نے صاف صاف بیان کیا کہ صرف یہہ سٹیٹ کا حق ہے کہ اپنے باشندون مین اس اختیار کو رکھے کہ کسی کو وہ باقاعدہ وراثت کا مالک بنائے۔ الغرض اس ایکٹ نے ہندوون کو اس دنیاوی سزا سے بچا دیا جو اسکو اپنے باپ دادا کے مذہب آئین کے ترک کرنے سے ملتی تھی۔ لیکن اس سے زیادہ ہندوون کے شاستر کے موافق بیوہ عورت کی دوبارہ شادی ہونی بالکل منع تھی جسکے سبب سے ہندوون مین تمدنی و اخلاقی بدکاری پھیل رہی تھی لڑکی خواہ وہ کیسی ہی چھوٹی عمر مین بیوہ ہوئی ہو اسکی دوبارہ شادی ہندو نہین کرتے تھے لیکن ہندوون کے شاستر مین بیوہ کے دوبارہ بیاہ کرنے کا ذکر نہین ہے مگر مہذب تعلیم یافتہ ہندوون نے بیواؤن کی شادیان کین اور انہون نے گورنمنٹ کے سامنے اپنے دہرم شاستر کے

موافق ان کے نکاح کا مباح ہونا بیان کیا۔ ہزارون آدمیون نے دستخط کرکے گورنمنٹ کو درخواست کی کہ دھرم شاستر مین یہہ حکم نہین ہے کہ بیوہ عورت ہمیشہ بیوگی کی حالت مین رکھی جاوے۔ کٹّے ہندوون نے اسکے برخلاف روایتین دہرم شاستر سے نکالکر پیش کین مگر دھرم شاستر کے احکام گورنمنٹ کو اس اصلاح سے روک نہین سکتے تھے جو عدل و انصاف کے موافق عام بھلائی پہنچاتی مین۔ کونسل کے روبرو ایک قانون کا مسودہ پیش ہوا کہ ہندو بیوہ عورتون کی دوبارہ شادی کرنے کے لیئے تمام مزاحمتین دور کی جائین اگرچہ اسوقت اور کامون کے مشغلہ کے سبب سے اس بل کے پاس ہونے مین التوا ہوا مگر وہ لارڈ ڈیل ہوزی کے چلے جانے کے چند مہینے بعد قانون ہوگیا۔ پہلے ایکٹ پر ہندوون نے واویلا مچائی تھی کہ اسکا جاری کرنا ہم پر ظلم و ستم ہے اور اس دوسرے قانون پر پہلے سے بھی زیادہ غل مچایا مگر کسی نے نہین سُنا۔ جب قدیمی آئین مین زمانہ حال کے خیالات کے موافق تبدیلی ہوتی ہے تو ہندوستانی غل شور مچاتے ہین مگر زمانہ ان کو بدلے بغیر رہتا نہین ۔

لارڈ ہارڈنگ نے ستی کی رسم کے مٹانے مین بڑی سعی بلیغ کی تھی لیکن اپنی خوشی سے بیوہ عورتون کا ستی ہونا موقوف نہ ہوا تھا خاص کر راجپوتانہ مین جہان عالی نسب معزز عورتین خاوند کے ساتھ چتا مین زندہ جل جانے کو اپنی بڑی عزت و حرمت گنتی تھین اور ان کا یہہ عقیدہ تھا کہ ان کے ستی ہونے سے ان کا پت سرگ مین جائے گا۔

اودے پور و الور و بیکانیر مین ستی ہونے کے باب مین لارڈ ڈیل ہوزی نے دھمکا کر مداخلت کی جسکو راجاؤن و رئیسون نے بطور حکم کے مانا۔ ایک چھوٹی سی ریاست ڈونگر پور تھی جسکا راول نابالغ تھا ریاست مین انتظام انگریزی سنہ ۱۸۵۲ع مین ہوا تھا اس مین ایک راجپوت عورت ستی ہوئی جسپر لارڈ ڈیل ہوزی کو ایسا غصہ آیا کہ ٹھاکر کے بیٹے کو جو اس ستی ہونے مین شریک تھا اور برہمن کو جنہے یہہ رسم ادا کی تھی تین تین برس کی قید کی سزا دی۔ ٹھاکر جسنے ستی ہونے دیا تھا اس کی نصف آمدنی تین سال تک ضبط کی اس سزا سے سارے رئیسون کے دلمین خوف بیٹھ گیا۔ کہ گورنمنٹ کے حکم کی سرتابی کا نتیجہ یہہ ہوگا۔

انسی برس گذرے کہ وارن ہیسٹنگز نے بنگال مین ڈکیتی کا یہہ انتظام کیا تھا کہ جس زمیندار کے

علاقہ مین ڈکیتی ہو اُسکو سزا دی جائے ۱۸۳۴ء مین ممالک مغربی مین سر چارلس مٹکف نے اسکے
انسداد مین سعی کی پھر لارڈ آک لنڈ نے سلیمن صاحب کو ٹھگی کا اور اسکے ساتھ ڈکیتی کا بھی ناظم
سپرد کیا اور مسٹر ڈیم ہیر صاحب کو یہی کام زیرین بنگال مین سپرد ہوا سلیمن صاحب کی کوشش
سے ایکٹ ۲۴ ۱۸۴۳ء پاس ہوا جس مین کورٹ کو اختیار دیا گیا کہ جو ڈاکو قیدی ہو اُسکو سخت
سزا دی جاوے پھر ایکٹ پاس ہوا جو ڈاکو جیل خانہ سے بھاگ کر ہندوستانی ریاست مین
چلا جاوے وہ دوبارہ گرفتار کیا جائے اور نہایت سخت سزا دی جائے۔ مجرم ڈاکو
اپنے ساتھ کے بہت ڈاکوؤن کو پکڑوا دیتے اور مجسٹریٹ انکو سخت سزا دیتے۔ مگر پرانے ڈکیتون مین
موروثی جو ٹولون کی قومون کی نابود ایسی ہوتی جاتی تھی کہ لارڈ ڈلہوزی نے ۱۸۵۲ء مین
لکھا کہ کلکتہ کی رعایا کے دل مین ڈاکوؤن کا خوف رہتا ہے خاص کر بردوان و ہگلی و کشن گڈھ
مین۔ ایک اور ایکٹ پاس ہوا جس مین پہلے ایکٹون کی ترمیم اور ان کے مبہم الفاظ کے معانی
کی تشریح و تفصیل ہوئی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۸۶۰ء مین بنگال مین جو ڈکیتی کی وارداتین لکھی گئین وہ
پہلے کی نسبت آدھی تھین ڈاکوؤن کے بڑے بڑے سنڈ وگرد گھنتال فرانسیسی عملداری مین چندر نگر
چلے گئے۔

جیوری

کل برٹش انڈیا مین جیوری کا قانون پاس ہوا اکتوبر ۱۸۴۹ء مین اس قانون کا مسودہ پیش
ہوا تھا دوسرے سال کی شروع مین وہ قانون ہو گیا کہ سشن جج کے اجلاس مین چھ سات
لایق و قابل شرفا جنکی عمرین پچیس اور پچاس سال کے اندر ہون جیوری مین بیٹھا کرین اور مجرم کی
سزا دینے مین جج انکی راے لیا کرے اور کثرت راے سے مقدمہ کا فیصلہ ہوا کرے اور اگر
جج اور جیوری کی راے مین اختلاف ہو تو وہ اعلے محکمہ مین فیصلہ کے لیے رجوع کیا جائے
غرض یہ صورت انفصال مقدمات کی یہان کے دستور کے موافق ایک پنچایت کی سی تھی۔
جیوری مین اول مقدمہ لالہ جوتی پرشاد گماشتہ مجسٹریٹ کا ہوا۔ لالہ صاحب نے دس سال کے
عرصہ مین جو بڑی بڑی لڑائیان ہوئین تھین انمین کمسریٹ کا خوب اہتمام کیا اور ضرورت کے وقت
سرکار کو روپیہ بھی قرض دیا تھا۔ انہون نے پچاس لاکھ روپیہ کی سرکار پر نالش کی گورنر جنرل نے
اس نالش پر کچھ خیال نہین کیا انکو دغا و فریب دینے کے جرم مین پھانسی دیا۔ ۲۷۔ مارچ ۱۸۵۱ء مین

انکے مقدمہ کی تحقیقات شروع ہوئی اور وہ جیوری کے فیصلہ سے بالکل بری ہوئے۔
لارڈ ڈلہوزی کو اس سے بڑی خوشی ہوئی کہ انکے جیوری کے قانون جاری کرنے سے ایسے بڑے شریف آدمی کے لیئے مقدمہ مین عدل و انصاف ہوا سرکار کے ایسے محسن کو جرم مین ماخوذ کرنا بڑی غلطی تھی کمپنی پر یہہ پرانا الزام چلا آتا تھا کہ وہ ہمیشہ لوگون کو دولت مند ہونے کے سبب سے مجرم ثابت کرتی تھی وہ بھی دفع ہوا۔

—— اسی اثنا مین مسٹر درنک واٹر بلی تھیون نے ۱۸۴۹ء مین یہہ پیش کیا کہ جیسا کہ ۱۸۳۶ء مین ایک ایکٹ پاس ہوا ہے کہ انگریزون کے دیوانی مقدمات کو کمپنی کے جج فیصلہ کیا کرین ایسے ہی انکے فوجداری کے مقدمات کو سوا قتل کے کمپنی کے مجسٹریٹ فیصلہ کیا کرین۔ اس بل کے برخلاف انگریزون نے اسی قسم کا غل شور مچایا جسکو ہم نے بلیک ایکٹ کے پاس ہونے کے وقت بیان کیا اگر آخر لوڈ ڈیک واٹر کو اپنے بل کے پاس کرنے مین کامیابی ہوئی

ہندوستان کی لڑکیون کے مدرسہ کے جاری کرنے مین بی تھیون صاحب کو بڑی کامیابی ہوئی انہون نے دولت مند ہندوؤن کو ترغیب دی کہ وہ اپنی لڑکیون کو علم کی دولت سے مالا مال کرین انکے سمجھانے کا اثر یہہ ہوا کہ ۷ مئی ۱۸۴۹ء مین ایک لڑکیون کا مدرسہ کلکتہ مین جاری ہوا جس مین اکیس لڑکیان داخل ہوئین اور ایک انگلش لیڈی اور ہندوستانی پنڈت معلم مقرر ہوئے لڑکیون کے مان باپون کی مرضی پر موقوف تھا کہ وہ اپنی مادری زبان بنگالی لڑکیون کو پڑھوائین یا انگریزی زبان پڑھوائین مسٹر بی تھیون نے اپنے اسپیچ مین فرمایا کہ ہزارون کام عورتون نے ... سوزن کاری اور کارچوبی اور لغت کشی اور بہت سی چیزین انکو مدرسہ مین ایسی سکھائی جائینگی کہ وہ اپنے گھرون کو آراستہ کرین گین اور انکو بے ضرر نفیس شغل ہاتھ آئیگا۔ باوجود اسکے کہ لوگون نے اس مدرسہ کی بڑی مخالفت کی مگر ۱۸۵۰ء مین لڑکیون کی تعداد ۲۱ سے بڑھکر ۳۴ کی تعداد ہوگئی اور اسی قسم کے اور اسکول جاری ہوگئے بی تھیون صاحب کو ناگہانی موت آگئی لارڈ ڈلہوزی نے اس مدرسہ کا اہتمام اپنے ذمے لے لیا آخر کو سرکار کمپنی کے حکم سے یہہ مدرسہ قائم ہوگیا۔

ڈاکٹر ہنٹر نے مدراس مین ۱۸۵۰ء مین ایک مدرسہ فائن آرٹس کا جاری کیا جس کے

مدرسۂ صنعت کاری

سبب سے اُن چیزون ساخت مین ترقی ہوئی جو روزمرہ گھر مین کام آتی ہین اس مدرسہ کا نمونہ جبل پور کے مدرسہ مین موجود تھا جو ٹھگون کے بچون کو صنعت کاری سکھانے کے لیے مقرر ہوا تھا ۱۸۵۵ء مین یہہ دونو اسکول جنکے بانی ڈاکٹر ہنٹر تھے گورنمنٹ نے خود اپنے اہتمام مین لے لیے۔ گو ہندوستان مین بہت طرح کے صنعت کے کام اعلے درجہ کے بنتے تھے مگر ان مدرسون نے ہندوستانیون کی وہ صنعت کے کام سکھائے گئے جو یہان موجود نہ تھے یا انکی برابری نہین کرسکتے تھے۔

لارڈ ڈلہوزی ایسی تحریکون پر بہت التفات کرتے تھے اور اپنے نام اپنی دولت اپنی حکومت کو کام مین لاتے تھے۔ مسٹر بتھیون نے جو کلکتہ مین ہندو اور مسلمانون کی کالجون کی ترقی کے لیے تدابیر تجویز کین تھین انکو وسعت دینے کے لیے خود لارڈ ڈلہوزی نے پریسیڈنسی کالج کے قائم کرنے کا ارادہ کیا کہ اسمین طلبہ تعلیم پائین اور خاص کر انگریزی زبان سیکھین اور ان مین اعلے درجہ کی تعلیم دی جائے جو اسکولون کی بالفعل تعلیم سے بڑھ کر ہو ایسے کالج کے قائم کرنے کے واسطے انہون نے انڈیا ہوس سے حکم حاصل کیا انکی استعانت کے بل پر جیمس طامسن صاحب کی بھی ہمت بندھی کہ وہ ۱۸۵۰ء مین تعلیم عامہ کا تجربہ کرین ۱۸۵۰ء مین وہ ممالک شمالی کے لفٹنٹ گورنر تھے اپنے ماتحت اکتیس اضلاع مین سے آٹھ اضلاع مین انہون نے خاص گورنمنٹ اسکول مقرر کیے اور مسٹر سٹورٹ ریڈ صاحب کو اس تعلیم کا اہتمام سپرد کیا تیسرے سال کے آخر مین ۸۹۷ مدرسون کے اندر ۰۰۰ ۱۷ طلبہ پڑھتے تھے اس تجربہ مین ایسی کامیابی خاطرخواہ ہوئی کہ گورنر جنرل نے کورٹ ڈائرکٹرز سے درخواست کی کہ ایسی زبان کی تعلیم کی اس ترکیب کا تجربہ تمام ہندوستان مین کیا جائے بنگال مین اب تک پاٹ شالون کی ترقی کے لیے کچھ انتظام نہین کیا گیا تھا انمین معلم چند روپیون کی تنخواہ پر کچھ لکھنا پڑھنا حساب سکھا دیتے تھے انگلنڈ سے کورٹ آف ڈائرکٹرز نے گورنر جنرل کی درخواست کا جواب خاطرخواہ دیا قابل یادگار مراسلہ مورخہ جولائی ۱۸۵۴ء بورڈ کنٹرول کے پریسیڈنٹ ابھی سر چارلس وڈ کا جاری ہوا جو سر چارلس ٹرویلین وڈاکٹر ڈف دمارشمن اور تجربہ کارون کی رائے کے مطابق تھا جو لارڈ ڈلہوزی نے اپنے الفاظ مین بیان کیا کہ کل ہندوستان کی تعلیم کے لیے یہہ ایک سکیم (تجویز) ہے جو

زیادہ حاوی بہ نسبت ان تدابیر کے ہے جواب تک لوکل گورنمنٹ یا سپریم گورنمنٹ نے پیش کین
ہین - یہہ سر چارلس وڈ کا مراسلہ ایک بڑا معقول چارٹر (فرمان) تعلیم مین تھا جسکے بعد لارڈ ڈلہوزی کو
کسی بات کی درخواست کرنے کے لیے گنجایش نہین رہی تھی اسکے موافق انکو اختیار حاصل ہو گیا تھا کہ وہ
تعلیم عامہ کے لیے تین طرح نظام بنائین اول یہہ کہ ہر ضلع مین ابتدائی اور مڈل سکولون سے ایسی زبان کی
تعلیم شروع ہو دوم پھر انکی ترقی کالجون مین ہو سوم ہر پریسیڈنسی مین ایک ایک یونیورسٹی قائم ہو اور
جو مدرسہ کہ گورنمنٹ کے اہتمام کے ماتحت ہو اس مین گرمینٹ ان ایڈ دی جائے - کالج اپنی
پریسیڈنسی کی یونیورسٹی سے متعلق کیے جائین برٹش انڈیا کے پانچ بڑے بڑے پروونسون مین
ایک ایک ڈائرکٹر پبلک انسٹرکشن (سررشتہ تعلیم) مقرر کیا جائے اور اسکے مددگار انسپکٹر مقرر
کیے جائین - غرض سررشتہ تعلیم کی بنیاد تو ۱۸۵۴ء کے ڈسپیچ (مراسلہ مذکور) نے رکھی اور اسپر عمارت
طامسن اور ڈلہوزی نے بنائی -

طامسن صاحب لفٹنٹ گورنر ممالک شمال مغربی تو اپنے تجربہ کی کامیابی دیکھنے کے لیے زندہ نہ رہے
پچاس برس کی عمر مین موت کے حوالہ اسوقت ہوئے کہ وہ مدراس کے گورنر مقرر ہوئے تھے -
طامسن صاحب بڑے عالی دماغ صاحب تدبیر و منتظم تھے انہون نے ممالک مغربی کے محاصل ملکی
کو بہت بڑھایا تھا اور بڑے بڑے پبلک ورکس شروع کئے تھے رڑکی مین انجنیرنگ کالج قائم کیا تھا
سب سے بڑی یادگار انکی دیسی زبان کی تعلیم کا شائع کرنا ہے -

طامسن صاحب کی جگہہ جان کولون مقرر ہوئے افغانستان کی لڑائی کے وقت لارڈ آک لنڈ
کے سکرٹری تھے اور پھر کئی سال تک تناسرم کے کمشنر رہے تھے - ان نئے لفٹنٹ گورنر نے
اپنے اول سال کے عہد حکومت مین ۸ - اپریل ۱۸۵۴ء کو نہر گنگ کے کھولنے کی رسم کو ادا کیا
جسکی ترقی دینے کے بڑے شائق طامسن صاحب تھے یہہ نہر بنانے کی تجویز تجارت اور آبپاشی کے
لئے ہوئی تھی - ہولینڈ پہلے کرنیل کاٹ لی صاحب نے اس نہر کی تجویز کی تھی ۱۸۴۷ء سے اس
نہر کے بنانے مین روپیہ خرچ ہونا شروع ہوا اور انجنیری نے اسکے بنانے مین تمام کمال دکھائے - گنگا کی نہر مین
ڈیڑھ کروڑ روپیہ خرچ ہوا - لارڈ ڈلہوزی کے عہد مین اس نہر مین ستر لاکھ روپیہ خرچ
ہوا تھا - آج تک کسی شائستہ قوم نے ایسی عظیم الشان و رفیع المکان نہر بنانے کا قصد نہین کیا تھا

لارڈ ڈیل ہوزی نے لکھا ہے کہ فرانس مین جو چار نہرین ہین ان کے طولون کے مجموعہ کے برابر اس نہر کا طول ۵۲۵ میل ہے اور اگر اسکی شاخین شامل کی جائین تو آٹھ سو میل سے بھی اُسکا طول زیادہ ہوتا ہے - یہہ لارڈ ڈیل ہوزی کو اپنے عہد مین اس کام کے ختم ہونے پر بڑا فخر و ناز ہے اسکے کھلنے کی رسم بڑی دھوم دھام سے ادا کی گئی دور دور سے آدمی اُسے دیکھنے آئے مہاراجہ گوالیار بھی اس مین شریک ہوئے نہبدوون کی وہ پیشین گوئی غلط ہوئی کہ جب گنگا الٹی بہے گی تو پرلو ہوگا اب تو اسکے جاری ہونے سے گنگا جمنا کا دوابہ بہشت ہوگیا - کاٹ لی صاحب کو اس خدمت کا بڑا صلا ملا اور جب وہ ولایت چلے گئے تو انڈیا کونسل کے ممبر مقرر ہوئے -

—— جیسے کاٹ لی صاحب نے گنگا جمنا کے دوابہ کو نہر کے بنانے سے نہال کیا تھا ایسے ہی کرنیل آرتھر کوٹن نے دکن مین نہران اور پرانے تالابون اور بندون کا انتظام کیا تھا پندرہ برس کے عرصہ مین جنگلون کو باغ بنا دیا تھا - کاویری کے اضلاع مین زمین کی قیمت کو دو چند کر دیا تھا - تنجور کی مالگزاری کی آمدنی پر اسکا ایک پانچوان حصہ آٹھ لاکھ روپیہ بڑھا دیا تھا -

کرنیل کوٹن صاحب کی اس طرح کی کاربردازی سے گوداوری اور کرشنا کی زمینین سیراب اور سیر حاصل ہوئین گوداوری پر دولیشورام پر ایک بندھ مٹی اور پتھر کا بنایا جو ایک سو ننانوے فیٹ عرض مین اور ڈھائی میل طول مین تھا اس کے اندر دریا کی دھار آٹھ سو میل کی چلتی تھی - یہہ کام ایسا بارآور ہوا کہ لارڈ ڈیل ہوزی کے زمانہ مین گوداوری کے کامون مین جو روپیہ خرچ ہوا تھا وہ وصول ہوگیا اور راجمندری کا ضلع بڑا سرسبز و شاداب ہوگیا اس مین دولت ایسی بڑھی کہ تجارت کو رونق ہوگئی اور سالانہ زر مالگزاری بہت بڑھ گیا کرشنا کی زمینین جو پانی کی طغیانی سے ڈوبی رہتی تھین یا خشکی مین پڑی رہتی تھین انکو روئی کی کاشت نے نہال اور مالا مال کر دیا - ان سب کامون مین لارڈ ڈیل ہوزی دل و جان سے توجہ کرتے تھے ان کامون کی افزایش کے لیئے انہون نے آیندہ سال کے بجٹ مین پندرہ لاکھ روپیہ درج کیا -

لارڈ ڈیل ہوزی کے دل مین سب سے زیادہ قریب جگہہ پبلک ورکس کی ترقی رکھتی تھی انہون نے اس امر کو خوب جانچا کہ ہندوستان مین جو بندگان خدا اسکی حفاظت مین ودیعت رکھے گئے ہین انکی

بھلائی کے لیئے پبلک ورکس کی ضرورت کسقدر ہے انہون نے جو پبلک ورکس کے لیئے منصوبے باندھے ان کے خرچ کے لیئے اس ملک کی آمدنی کافی نتھی انہون نے کہا کہ پبلک ورکس کے خرچون کے لیئے ملک کی آمدنیان کافی ہین مگر یہہ معقول کام نہین ہے کہ ہم ان ہی پبلک ورکس پر خیال کرین جنکے خرچون کے لیئے یہان کی آمدنیان کافی ہون بلکہ ان پبلک ورکس پر خیال کرنا چاہیئے جو اس سلطنت عظیم الشان کے لیئے کافی ہون گو ان کے خرچون کے واسطے ملک کی آمدنی کافی نہو بہت برسون تک پبلک ورکس کا خرچ جنمین سڑکین اور نہرین اور بارکین اور کچہریون کی عمارت شامل نہین دس لاکھ روپیہ سے زیادہ نہین بڑھا۔ ان تمام کامون کا اہتمام ایک ملٹری بورڈ کے سپرد تھا جنسے یہہ کام لیا جاتا تھا اسکے سوا انسے یہہ کام متعلق تھے کمسریٹ سیاہ ۔ باربرداری کا انتظام ۔ سیگزین ۔ گاڑیان ۔ اسپتال سٹڈ (گھوڑون کے اصطبل) و آبکاری و بازار و توپون کے کارخانے ۔ یہہ تمام اقسام کا کام ایک بورڈ سے جسکے تین ۳ بوڑھے افسر ممبر ہون اچھی طرح سرانجام نہین ہوسکتے تھے اسلیئے اس بورڈ کے اہتمام سے پبلک ورکس کے کام کو نکال لیا اور ایک جدا ڈپارٹمنٹ مقرر کیا جسکے لیئے پریسیڈنسی مین ایک سکرٹری مقرر ہوا اور اسکی اعانت کے لیئے چیف انجینیر مقرر ہوا اور اسکے ماتحت اور انجینیر رڑکی مدراس کلکتہ بمبئی کے انجینرنگ کالجون کے تعلیم یافتہ انگریز اور ہندوستانی مقرر ہوئے تمام پبلک ورکس کے کامون کی فہرست ہر سال مرتب ہوکر سپریم کونسل مین پیش کی جاتی۔ ان سب کامون کا نتیجہ یہہ تھا کہ ۱۸۵۴ء کے بجٹ مین پبلک ورکس کا خرچ ڈھائی کروڑ روپیہ خرچ ہوا۔ اور سال آیندہ مین تین کروڑ جو ۱۸۴۹ء کے خرچ سے زیادہ گیا تھا۔

۱۸۵۵ء مین بورڈ بالکل موقوف کیا گیا اب اسکے ہاتھ تلے کوئی کام باقی نہین رکھا گیا تھا۔

۱۸۵۳ء مین لارڈ ڈلہوزی اور انکی کونسل نے ایک ایکٹ پاس کیا جسکے سبب سے انڈیا کے کل پوسٹ آفس ایک ڈائرکٹر جنرل کے ماتحت ہوئے اور محصول کی تخفیف یہہ ہوئی کہ خطوط جو ہندوستان کے ایک سرے سے دوسرے تک بھیجے جائین ان سب پر یکسان محصول آدھ آنہ چھ ماشہ وزن کے خط پر لگایا گیا۔ خط کا وزن چھ ماشے سے زیادہ ہو تو ایک آنہ اور نقد محصول لینے کی جگہہ ڈاک کے ٹکٹ لگائے جائین لارڈ ڈلہوزی اسپر فخر کرتے تھے کہ ایک خط جو اس کماری سے پشاور کو بھیجا جائے تو اسپر آدھ آنہ محصول کا خرچ ہو جسپر پہلے زمانہ مین

محصول ڈاک کی تخفیف

آٹھ آنے خرچ ہوتے تھے پہلے غریب آدمی اس گرانی محصول کے سبب اپنے خطوں کو آتے جاتے آدمیوں کے ہاتھ بھیجا کرتے تھے اور دولت مند تاجروں نے اپنا خانگی انتظام ارزان کر رکھا تھا اس محصول کی ارزانی نے ان سب طریقوں کو موقوف کر دیا۔ لارڈ ڈلہوزی نے اپنی کوشش سے ولایت اور ہندوستان کے درمیان میں بھی خطوط کا محصول کم کر دیا۔

ٹیلیگراف یعنی تار برقی

ڈاکٹر ولیم شوگ نسی کی کوشش سے تار برقی کلکتہ سے آگرہ و پشاور و بمبئی و مدراس تک لگایا گیا لارڈ ڈلہوزی نے ڈاکٹر صاحب کو ولایت بھیجا کہ وہ اس معاملہ کو کورٹ ڈائرکٹرس کے سامنے خود پیش کرے۔ ایک ہفتہ کے اندر لارڈ ڈلہوزی نے ہندوستان میں تار لگانے کی تجویز کی تھی وہ کورٹ ڈائرکٹرز نے منظور کر لی۔ ڈاکٹر صاحب ولایت سے ہندوستان میں آئے اور اول انہوں نے نومبر ۱۸۵۳ء میں کلکتہ اور آگرہ کے درمیان تار لگایا۔ ۲۴۔ مارچ کو تار پر ایک پیغام آٹھ سو میل سفر کر کے گورنمنٹ ہوس میں پہنچا جنوری ۱۸۵۵ء کے آخر میں آگرہ اور اٹک کے درمیان دریا سندھ تک اور بمبئی و مدراس تک تار لگ گیا غرض پندرہ مہینے کے عرصہ میں تین ہزار میل تار لگ گیا ۱۸۵۶ء میں ایک ہزار میل اور تار لگا یہہ تار کہیں لکڑیوں پر کہیں پتھروں کے ستونوں پر لگایا گیا تھا۔ اس ملک میں دیمک کا اور جنگلی جانوروں اور وحشی آدمیوں کا بڑا خوف تھا مگر ڈاکٹر صاحب کی دانائی اور فرزانگی نے ان خوفوں کو دور کر دیا اور لارڈ ڈلہوزی نے فخریہ یہہ کہا کہ ہندوستان کا تار برقی یورپ اور امریکہ کی تمام قوموں کی تار برقیوں سے مقابلہ کرنے کے لئے موجود ہے۔

ریلوے

۱۸۵۳ء میں ہندوستان میں ریلوے بمبئی سے ٹانا تک کھولی گئی۔

گریٹ انڈین پنن سیولا کی ریلوے کی پہلی شاخ پر ۱۶۔ اپریل کو چارسو آدمی بیس میل فی گھنٹہ کی رفتار سے آئے گئے۔ بارہ مہینے میں بمبئی اور جبل پور کے درمیان ریل بن کر تیار ہو گئی۔ ہندوستانیوں نے اس نئے طریقے سے سفر کرنا شروع کر دیا ہزار آدمی روز اس طرح سفر کرتے تھے ایسے ہی کلکتہ اور مدراس سے ریلوں کے بننے کا کام شروع ہوا اگست ۱۸۵۴ء میں ہوڑہ اور ہگلی کے درمیان ریل پر آمد و رفت جاری ہو گئی اور سال کے اخیر میں ایسٹ انڈیا ریلوے رانی گنج اور کلکتہ کے درمیان ۱۲۰ میل جاری ہو گئی ۱۸۵۵ء کے آخر میں مدراس میں بھی پچاس میل ریل جاری ہوئی۔ ریل کے تجربۂ عظیم کی بنیاد رکھنے میں جیسے لارڈ ڈلہوزی نے مدد کی ایسی کسی اور شخص نے نہیں کی

انکی کوششون کے سبب سے جنکی خیرخواہانہ امداد سر جیمس ہوگ نے کی ٹرنک ریلوے کی سکیم
مدبرانہ پرائیویٹ کمپنی کے لیئے ایک مدت مقررہ تک بنائی گئی جسمین گورنمنٹ کفیل ہوئی اس سکیم کے
لوگ مخالف بھی تھے - بورڈ اوف ٹریڈ کے پریسیڈنٹ لارڈ ڈیل ہوزی پہلے رہ چکے تھے اس نے
جو سبق انکو سکھایا تھا وہ اسکو بھولے نہ تھے کہ انڈیا مین ریلون کی سخت ضرورت ہے خود اپنی حفاظت
کے لیئے اور اندرونی استعدادون کے بروے کار ظاہر ہونے کے واسطے اول انہون نے اس
بات کو خوب غور سے دیکھا تھا اور پھر استقلال سے ظاہر کیا تھا کہ انگلنڈ مین ریلوے کمپنیون کی
کامیابی اور ناکامیابی نے اس پرانے یقین کو مستحکم کر دیا تھا کہ ریلوے کی پرائیویٹ کمپنیون کی مہمات
مین سٹیٹ کا تسلط ہونا چاہیئے -

ہندوستان مین اسکی اشد ضرورت تھی کہ اسکے پیداوار کی استعداد و قوتین بروے کار ظاہر ہون
اور دولت جو ملک مین بری طرح منقسم ہے وہ آزادانہ پھیلے -

ریلون کے ذریعہ سے پیداوار کی تقسیم اسطرح اچھی ہو جائیگی کہ جہان کسی پیداوار کی افراط ہے
وہان سے وہ وہان چلا جائیگا جہان اسکی کمی کے سبب ضرورت ہے - دنیا کی ہر طرف سے
جہاز ان پیداوارون کی تلاش مین آتے ہین جو ملک کے اندر پیدا ہوتے ہین لیکن اب ان تک
رسائی مشکل ہے ریلین اس مشکل کو سہل کر دین گین اگر سارے ہندوستان کے طول و عرض مین
گورنمنٹ خود ریلین نہین بنا سکتی تو وہ کمپنیون کو ترغیب دیکر انکے سرمایہ سے بنوا سکتی ہے -
اس ملک مین ان دونو باتون کی ضرورت ہے کہ کمپنیان بھی کھڑی ہون اور ریلین بھی بنائی جائین
لارڈ ڈیل ہوزی نے کمپنیون کو ترغیب دینے کے لیئے وعدہ کیا کہ ریلوے بنانے کے لیئے جس
زمین کی انکو ضرورت ہوگی مفت دی جائیگی - اور جو روپیہ وہ خرچ کرین گین اسکا سود ایک خاص
شرح کے موافق شرائط کے ساتھ مدت مقررہ کے لیئے دیا جائیگا - لارڈ ڈیل ہوزی نے اپنی
تحریر مین کورٹ ڈائرکٹرز پر یہ ظاہر کر دیا کہ ہندوستان مین چار ہزار میل ریلوے بنانے کی ضرورت ہے
جنکو کمپنیان بنائین اور گورنمنٹ اسکی کفیل ہو اور گورنمنٹ ہند اس مین اپنا اختیار ایسا رکھے کہ وہ کمپنیون
کو دق نہ کرے بعد جو سرمایہ وہ خرچ کرین اسکا سود وہ ادا کرے - غرض لارڈ ڈیل ہوزی نے اپنی عالی
دماغی اور روشن ضمیری سے ریلوے بننے کے لیئے ایسے براہین متین اور روشن دلائل بیان کین کہ

کورٹ ڈائرکٹرز نے انکے سننے مین اپنے کان نہین بند کیئے اور انگلنڈ مین کمپنیان اس کام کے
کرنے کے لیئے تیار ہوگئین اور انکو یقین ہوگیا کہ اس کام سے انکو بڑا فائدہ حاصل ہوگا۔ سب سے اول
ایسٹ انڈیا کمپنی ریلوے قائم ہوئی گورنمنٹ اسکو ایک کروڑ روپیہ کے سود دینے کی ضامن ہوئی اس نے
بردوان سے دہلی کی طرف ریل بنانی شروع کی اور ان سڑکون کے بننے کی بھی تیاری شروع ہوئی
جو کلکتہ کو بمبئی اور مدراس کو آپس مین ملاتی ہین۔ غرض نئی ریلون کی منظوریان کورٹ ڈائرکٹرز سے
حاصل ہوتی گئین جب لارڈ ڈلہوزی ۱۸۵۶ء مین ولایت کو رخصت ہوئے تو انہون نے یہہ سچ کہا
کہ ۱۸۴۹ء سے ہندوستان مین جو ریلوے کا بننا شروع ہوتا ہے اسکی ترقی سے سب طرح
کورٹ دائرکٹرز کو اطمینان ہے۔
کلکتہ سے ممالک مغربی تک ریل بننے کی سکیم ۱۸۴۴ء مین انڈیا ہوس مین میکڈونلڈ اسٹیفن
نے پیش کی تھی جنکو انکی خدمات کے صلہ مین نائٹ کا خطاب ملا اس زمانہ مین ایک اور انجینیر مسٹر
چیپ مین نے بمبئی کی طرف ریلوے بنانے کی سکیم پیش کی ان دونو انجینیرون نے جو ریلوے بننے
کی سکیمین پیش کین تھین انمین سے ایک حصہ کے بنانے کا حکم کورٹ دائرکٹرز نے ۱۸۴۹ء مین دیا
مسٹر ولیم انڈریو نے ایک اور سکیم ملتان اور کراچی کے درمیان ریلوے بنانے کی پیش کی مگر وہ منظور نہوئی
ہندوستانیون نے ان ریلون کے بنانے مین اپنا بہت تھوڑا سرمایہ لگایا مگر ریل مین سفر
کرنے کا نیا طریقہ جلد اختیار کرلیا اور وہ جو ہندوون کو ذات کا تعصب تھا کہ بڑی ذات کے آدمی چھوٹی
ذات کے ساتھ ہمنشین نہین ہوتے تھے وہ جاتا رہا تیسرے درجہ کی گاڑی مین دونو برابر بیٹھنے لگے
کلکتہ کی دہرم سبھا نے اجازت دیدی کہ جاتری ریل مین سفر کرنے کے مجاز ہین۔ ریل پر اس تماشے کو
دیکھ لیجیئے کہ پنڈت صاحب ایک گوجات یا بن جات کے آدمی کے برابر بیٹھے ہوئے ہین جیسے
ریل نے اس تعصب کو ریل مین بٹھا کر جلاوطن کیا ہے ایسا وہ کسی اور طرح سے دور نہین ہوسکتا
تھا ایسے ہی مسلمانون کی عورتین جو گھر سے باہر قدم رکھنے کو اور سفر کرنے کو بڑی بے پردگی و بے عزتی
سمجھتی تھین وہ ہزارون ریل ریل مین سفر کرتی ہین جس مین وہ پردہ ہرگز نہین ہوسکتا جو انکا ان
پہلے ہوتا تھا غرض اس ریل نے ہندوون مین جات کی قید مین اور مسلمانون مین عورتون کے
قید مین بڑی تخفیف کردی ہے۔ لارڈ ڈلہوزی کے حکومت کے آخر سال مین دو سو میل

[illegible] پہونچا انکے عہد مین تیار ہوگئی تھی ۔ ۔ ۔ ۔ ۱۴۳ مسافرون نے سفر کیا جنمین سے اکثر تیسرے درجہ [illegible]
[illegible] ہی مین بیٹھے ۔

لارڈ ڈلہوزی کے عہد حکومت مین جو بڑی بڑی سڑکین بنی تھین منجملہ انکے ایک سڑک کالکا کی تھی جو کوہ شملہ کی پالائی کرتی ہوئی ہندوستان تک گئی جسمین انگور بہت اچھے مزہ دار سطح سمندر سے ۸۰۰۰ فیٹ بلندی پر پیدا ہوتے ہین لارڈ ڈلہوزی کی عادت تھی کہ وہ برسات کے موسم مین چینی جایا کرتے تھے جہان دھوپ بے اثر ہوتی اور پاس کی برفون کے اثر سے ہوا سرد ہوتی ۔کرنیل نے پہلے اس عہدہ سڑک کا نقشہ بنایا تھا اور کپتان برگ نے اسے بنوایا تھا ۔ وہ ہمالیہ کی چڑھائی مین پیچ کھاتی ہوئی بنائی گئی تھی جسمین ڈھلان ۳ فیٹ کا سو فیٹ مین رکھا گیا تھا کالکا سے شملہ تک پچاس میل اس کی لمبائی تھی اور وہ چوڑی اتنی تھی کہ گاڑیان اسپر چل سکتی تھین شملہ سے آگے تبت کی سرحد تک اسکا عرض چھ فیٹ تھا جو تبت اور ہندوستان کے مابین تجارت کے لئے کافی تھا ۱۸۵۲ء مین جنگ برہما کے ختم ہونے کے بعد لارڈ ڈلہوزی نے ایک سڑک اراکان کی راہ سے ڈھاکہ سے پیگو تک بنوائی ۔ یہہ کام آسان نہ تھا اسکے اندر بڑے بڑے گھنے بن اور اونچے اونچے پہاڑ پڑتے تھے اور پانی اور مزدورون کا کال تھا اور سال بھر مین سات مہینے موسم ایسا رہتا تھا جس مین مزدور کام نہین کرسکتے تھے لفٹننٹ فورلونگ نے برہما کے مزدورون کو دو سال کے اندر ایسا کام سکھادیا کہ وہ سڑک کو ڈیرہ ٹونجی کے پار نو مفتوح ضلع پیگو مین لے گئے ۔جب لارڈ ڈلہوزی نے اپنے عہدہ سے استعفا دیا ہے تو بڑی ٹرنک روڈ کلکتہ سے ممالک شمالی و مغربی تک تیار ہوگئی تھی ۔

ہگلی سے اوپر سفر کرنے مین ایسے خوف و خطر تھے جنکے دور کرنے کے لیئے لارڈ ڈلہوزی نے توجہ کی کلکتہ تک بڑے بڑے جہازون کا جانا مشکل تھا اسکی راہ مین خوفناک پایاب پانی اور ریت کے ٹیلے آنے تھے اس دریا مین سنہ پیس پہلے بڑے بڑے جہاز آسانی سے چندر نگر جاتے تھے مگر بتدریج کیچڑ اور دلدل و ریت نے جنکو دریا کا پانی سمندر مین لے جاتا تھا جہازون کی راہ کو خراب کردیا تھا لارڈ ڈلہوزی نے اس تجارت کے لیئے اس خرابی کو دور کرنے مین جو چھ سال کے اندر دو چند ہوگئی تھی یہہ تجویز کی کہ کلکتہ کے جنوب مشرق مین مٹلا مین ایک نیا بندرگاہ بنایا جائے سکے سبب تجارت کی مشکلات آسان ہوگئین اور اس نئے بندرگاہ کا نام کیننگ پورٹ رکھا گیا لارڈ ڈلہوزی کا

منصوبہ یہ بھی تھا کہ ہگلی پر پل بنایا جائے جو بیسوان میں پورا ہوا جسنے کلکتہ کو ہوڑا کے ریلوے سٹیشن
سے ملا دیا۔

اس ملک میں لارڈ ڈلہوزی نے زراعت تجارت صنعت کی پیداوارون کے بروئے کار لانے
میں بڑی امداد کی۔ چاء کے باغون نے کانگڑہ کے پہاڑون کی طرف کو گھیر لیا اور انکی توجہ کے
سبب سے ہندوستانیون کو چاء کی کاشت کا کام آ گیا۔ ریشم سن اور جوٹ کی پیداوار کو بڑھایا
پنجاب و دکن میں گھوڑون کی نسل کو ترقی دی۔ میری نو کے مینڈھون کو یہان لاکر ہندوستان میں
اون کو بیش قیمت بنایا۔ پیگو کی مرطوب ہوا کو بھیڑون کے مزاج کے موافق بنایا اور رہیلکھنڈ و تناسرم و دو
آبہ کے جنگلون کو غارت ہونے سے بچایا۔ ان کے ایجنٹ کوئلہ اور لوہے کی تلاش میں کالا باغ کے
نمکستان پہاڑون سے سرحد و شملہ و آسام و نربدا کے وادیون میں گئے۔ کولہ اور سی پی کی
ویران بالائی زمینون میں سہاگے کی کانین بر آمد کین۔ ایک اگری کلچرل سوسائٹی (زراعت کی سوسائٹی)
قائم کی اور مدراس میں زراعتی نمائش گاہ کے لیے جسقدر فنڈ کی ضرورت تھی اسکو مہیا کیا۔
دریاے سندھ اور دریاے اراوتی پر دخانی جہازون کی لائن باقاعدہ مقرر کی۔ کراچی سے رنگون تک
بندرگاہون کی اصلاح کی بحری و بری پیمایشون میں ترقی کرائی۔ سمندر میں بہت جگہہ لائٹ ہوس
(مینار) بنوائے۔ گریٹ ٹرگنومٹری کل سروے (مثلثی پیمایش) کے افسرون نے بڑے بڑے
کام کئے جنکے بیان کرنے کے لیے ایک جدا کتاب کی ضرورت ہے۔ انہون نے گورے سپاہیون
کے لیے عمدہ خوراک مقرر کی اچھی شراب ملوائی۔ مناسب بلند زمینون پر کمرہ دار بارکین بنوائین۔
متاہل گورون کے واسطے جدا مکانات تعمیر کرائے ہر بارک میں پنکھے لگوائے۔ تیرنے کے حوضون کو
پہلے سے اچھا بنوایا اور ہر چھاونی میں ورکشوپ اور باغ گورون کے لیے بنائے۔ اور
رجمنٹون کے اسکولون میں کتابون اور قلم کاغذ سیاہی وغیرہ کا سامان مہیا کرایا۔ اور اسکول کے
ماسٹرون کی تعلیم کے لیے ایک نورمل اسکول لارنس اسائلم میں مقرر کیا۔ کمپنی میں سارجنٹون کی
لیاقت کے کامون کے لیے وظیفے مقرر کیے ان گورون کے لیے جنکو سزا جلا وطنی دی جاتی تھی ہندوستان
ہی میں ایک جیلخانہ بنایا کہ اسمین قیدی گورے رہا کرین پہلے ترقی افسرون کی انکی ملازمت کی مدت کے موافق
ہوتی تھی انکی لیے حکم دیا گیا کہ آیندہ کوئی افسر برگیڈ یا ڈویژن کا کمانڈر نہین مقرر ہوگا جبتک وہ لیاقت و قابلیت مسلمہ نہ رکھتا ہوگا۔

# باب پنجم

## (برہما کی دوسری لڑائی)

۱۸۵۲ء مین لارڈ ڈلہوزی رفاہ عام اور آسودگی انام کے کامون مین سراپا مشغول تھے کہ گمیل
مین یہہ غلیل لگی کہ خلیج بنگال کے شرقی کنارہ پر کارزار کے ہتھیارون نے پہر چمک کھائی -
۱۸۲۶ء مین برہمیون سے عہدنامہ ہوا تھا جسکے موافق برٹش رزیڈنٹ آوا مین بھیجا گیا تھا تاکہ دریا
ایراوتی کے اضلاع مین انگریزی تجارت کی نگہداشت و محافظت کرے - اس رزیڈنٹ پر دروازہ
توازہ پھینکے جانے شروع ہوئے اور انکی بڑھتے بڑھتے یہان تک نوبت آئی کہ برہمیون نے یہہ
چاہا کہ انگریزون کو بھی کامارین یا ڈبو دین وہ ایک جزیرہ مین رہتے تھے جسمین طوفان اکثر آتے تھے
وہ یہان رہ نہیں سکتے تھے ۱۸۴۰ء مین گورمنٹ انڈیا نے اپنے ایجنٹون کو بلا لیا - اس زمانہ مین
برہما مین تھاراوادی راج کرتا تھا اسنے اپنے بھائی سے راج چھینا تھا - اب انگریز اپنی تجارت
کے خود ہی نگہبان تھے جس عہدنامہ کے قوت بازو پر وہ تجارت کرتے تھے اسکو راجہ نے سلامت نہین
رکھا تھا ان پر برہمیون نے ستم پر ستم کرنا شروع کیا انہون نے بوساطت کرنل لوگان کمشنر تناسریم
کے برہمیون کے ظلم کی شکایتون کو گورمنٹ کے کانون تک پہنچایا - برمی - اکھڑ - سرکش مغرور
عقل کے اندھے تھے وہ سفارت کے اخلاق سے بالکل بے بہرہ تھے - ایسے آدمیون کی تنبیہ
و چشم نمائی کے واسطے یورپ مین خیالات کے موافق سچے اسباب کا پیدا ہوجانا بڑی آسان بات
تھی - انکی گستاخیون اور شوخیون سے انگریزون کو بہت تھوڑا نقصان پہنچا تھا اگر انگریز انکی برداشت
کرتے تو انکی عزت مین کوئی بٹہ نہین لگتا تھا برمی وحشی تھے اور تہذیب و شائستگی سے برکنار تھے
دریاے ایراوتی کے کنارہ پر انگریزون کی جناب مین کسی گستاخی کا ہونا بالکل دریاے جمن
کے کنارہ پر گستاخی کے ہونے سے بالکل مختلف حالت رکھتا تھا یہان گستاخی کے ہونے
سے ہندوستانی والیان ملک کی نظر مین گورمنٹ کی حقارت ہوتی اور وہان خلیج بنگالہ کے
پار کالے پانی مین کسی گستاخی کے ہونے کی خبر بھی انکو نہ ہوتی - لیکن برہمیون نے اپنی شوخیون اور

گستاخیون کی نوبت یہانتک پہنچائی کہ اب لارڈ ڈلہوزی اُنکی برداشت نہین کرسکتے تھے۔ برمیون نے انگریزی جہازون کے دو مالکون کو گرفتار کرلیا اور بہت جرمانہ کیا باوجودیکہ وہ پہلے اپنے جرم سے بری ہو چکے تھے ستمبر ۱۸۵۱ء مین رنگون کے تاجرون نے ایک اپنی عرضداشت لارڈ ڈلہوزی کے پاس بھیجی جس مین انہون نے وہ تمام شکایتین جو عہدہ داران برہما کے برخلاف ظہور مین آئین تھین اسمین یہ لکھا کہ یہان تو ہماری جان و مال آبرو محفوظ نہین ہے بے شمار قزاقیان وچوریان ہوتی ہین جھوٹے جھوٹے بہتان اور الزام لگائے جاتے ہین بے قاعدہ محصولات زبردستی وصول کیے جاتے ہین اور بعض اوقات ان کے واسطے شکنجہ فرسائی بھی ہوتی ہے قصہ مختصر ہم ایسے تنگ ہوگئے ہین کہ اگر گورنمنٹ ہماری محافظت کی ضامن نہین ہوگی تو ہم اس ملک کو چھوڑکر اور اپنے مال اسباب کا نقصان اٹھاکر یہان سے چلے جائینگے ۔

اس داد فریاد پر گورنر جنرل نے برہما کی گورنمنٹ کو لکھا کہ انگریزون کا جو نقصان اسکی عملداری مین ہوا ہے اسکے معاوضہ مین دس ہزار روپیہ جرمانہ دے اور رنگون کے حاکم کو جسنے یہ قصور کیا ہے موقوف کرے اور انگلش رزیڈنٹ کو رنگون یا آوا مین رہنے دے ۔ ان درخواستون کی منظوری کے لیے زور لگانے کے واسطے یہہ بہتر معلوم ہوا کہ کموڈور لیمبرٹ اپنے بیڑے کو ساتھ لیکر بندرگاہ رنگون مین تیار رہے اگر پانچ ہفتہ کے عرصہ مین دربار برہما سے اس بات کا جواب نہ آئے تو اسکو اختیار رہے کہ اپنے نزدیک جو بہتر اور مناسب سمجھے وہ کام کرے جب اس مہلت کا زمانہ ختم ہونیکو ہوا تو ۱۸۵۲ء کی پہلی تاریخ آوا سے راجہ کا خط آیا جسمین لارڈ ڈلہوزی کی کل درخواستون کے قبول کرنے کا وعدہ کیا گیا۔ رنگون کا گورنر آوا مین بلا لیا گیا اور اسکی جگہہ پیگو کا نائب راجہ مقرر کیا گیا کہ انگریزون نے جو اپنے نقصانون کا تاوان مانگا ہے اسکی مقدار واجب الادا کی تحقیقات کرے ۔

کپتان لٹر نے اس نئے حاکم پاس پیغام بھیجا کہ ۶ جنوری ۱۸۵۲ء کی دوپہر کو برٹش گورنمنٹ کے وکیل اس پاس آئینگے جب یہہ ملاقات کا وقت ٹھیر گیا تو ٹھیک وقت مقررہ پر گھوڑون پر سوار ہوکر حاکم کے محل کے دروازہ پر پہنچے ۔ نوکرون نے انکو اندر نہین جانے دیا اور انسے کہا کہ ہمارا آقا سوتا ہے ہم اسکو جگا نہین سکتے مگر یہہ سونا اسکا عجیب تھا کہ وہ کھڑکیون کی جھریون مین سے اپنے نوکرون سے اشارون مین باتین کرتا تھا انگریز ملاقات کے انتظار مین دھوپ کے اندر کھڑے تپ رہے تھے ۔ زینہ کے اوپر بیفائدہ پیغام بھجواکر اپنے گرد کے لوگون کو ہنسواتے تھے آخر کار بے نیل مرام گھوڑون پر

سوار ہوکر اپنے گھر واپس آئے - پس ان باتون سے معلوم ہوا کہ صلح کا دروازہ بند ہے اس دن کی دوپہر کے بعد تمام انگریز سوار ہوکر لیمبرٹ کے جہاز فوکس پر جمع ہوئے جسپر انگریزی جھنڈا لگا ہوا تھا اسی کہا گیا کہ انگریزی علم کی بڑی تذلیل و تحقیر ہوئی - رنگون کے کل پردیسیون کو اطلاع دی گئی کہ وہ دو گھنٹے کے اندر جہاز پر چلے آئین - دریا کے کنارہ پر انگریزون اور پرتگیزون و مسلمانون اور اہل امریکہ اور آرمینیا کا ایک ہجوم لگ گیا اور وہ اپنا اسباب اسی قدر لا سکے جو خود اٹھا سکے انکو بار برداری کے واسطے بری قلی نہین ہاتھ لگے اسلیئے اسباب چھوڑنا پڑا یہہ لوگ جہاز مین بیٹھکر دریاء رنگون مین چند میل نیچے لنگر انداز ہوئے اور ایک نیا بنا ہوا بڑا شاہی جہاز جو برہما کے راجہ کا تھا لیمبرٹ کے حکم سے گرفتار کیا گیا اور یہہ کہا گیا کہ وہ اس اسباب کے عوض مین گرو رہے گا جو رنگون مین چھوڑ دیا گیا ہے یہہ اسلیئے کہا گیا کہ برہما والون کا حاکم فوکس جہاز پر بیہ سر صلح آئے - رنگون کے متعلق ڈلا کا گورنر دوستانہ آیا - رنگون کے حاکم نے جو پہلے دن وحشیانہ حرکت کی تھی اسکا انگریز چاہتے تھے کہ وہ اس کی معذرت کرے - ڈلا کا حاکم اس کام مین انگریزون کی اعانت کرنے کے لیئے آیا تھا مگر شام کو حاکم رنگون کا خط آیا کہ فوراً شاہی جہاز کو حوالہ کر دو اور اگر اسکو دور لے جانے کا قصد کروگے تو تم پر آگ برسائی جائے گی اسکے جواب مین کموڈور لیمبرٹ نے یہہ جواب دیا کہ اگر دریا مین نیچے جانے مین اسپر ایک گولی بھی تم نے چلائی تو یقینی تمہاری موت آجائیگی اسکے ساتھ انہون نے اپنا حکم مشتہر کیا کہ برہما والون کے سارے بندرگاہ محصور کیئے جائین -

۵ جنوری کو جنگی جہاز کی حراست مین تاجرون کے جہاز دریا مین آئے - جب دخانی جہاز کے ساتھ برمی بادشاہی جہاز برہما والون کے مورچون کے درمیان آیا تو تمام بیڑے پر توپون کے گولے اور بندوقون کی گولیان پڑنی شروع ہوئین - کموڈور کے جہاز سے اشارہ کیا گیا تو اسکے کپتانون نے لڑنا شروع کیا دو گھنٹے مین دریا کی ہر طرف کی توپون کے منھ بند کر دیئے گئے اور برمیون کے مورچے غارت کر دیئے گئے اور بہت سی جنگی کشتیان تھین جنمین سے ہر ایک مین سو سو سپاہی سوار تھے انمین سے کچھ دلدل مین پھنسین کچھ بھاگ گئین کئی سو برمی مقتول اور مجروح ہوئے اگرچہ یہہ لڑائی مارکوس ڈلہوزی کے سر پر آن کر پڑی تھی پھر بھی وہ لڑنے مین سہل انگاری کرتے تھے - وہ ممالک مغربی مین دورہ کر رہے تھے کہ یہہ خبر سنکر ۲۹ جنوری سنہ ۱۸۵۲ع کو جلدی سے کلکتہ مین وہ آئے - راہ ہی مین برمیون کے گورنر جنرل کو

تام مراسلہ پر دستخط کیے جس مین انہون نے اپنی پہلی ہی درخواستون کا اعادہ کیا اور یقین دلایا کہ جو جنوری کو جو گستاخی ہوئی ہے اسکی معذرت کرنے سے صلح مصالحت ہوسکتی ہے۔ کلکتہ سے ایک خاص سفیر رنگون بھیجا گیا کہ جو کچھ اور اختلافات ہون وہ انکا فیصلہ کرے۔ برمی گورنر نے بجائے معذرت کرنے کے جواب یہہ لکھا کہ تمہارے افسر شراب پیئے ہوئے ٹھیک اسوقت آئے کہ مین سوتا تھا ہے، دن ادر اور افسرون سے وہ یہہ کہتے ہوئے کہ مجھے جگا مین حیثیت نے اور کم موڈور سے جھوٹ موٹ کی باتین جاکر بنا دین۔ جب اسنے یہہ جھوٹے الزام افسرون پر لگائے جو کسی طرح قابل اعتبار نہین تھے تو لارڈ ڈلہوزی نے کہا کہ گورنر نے گستاخی کی معذرت نہ کرنے سے اسکو اور بڑھا دیا اب بھی اسکی برداشت اپنی حد غایت کو نہین پہنچی تھی لڑائیون کی تیاریون کے اندر بھی انہون نے مصالحت کے لیے کسی بات کو اٹھا نہین رکھا۔ انڈیا گورنمنٹ نے اپنے پرانے درخواستون پر اعتدال کے ساتھ اور زیادہ زور دیا اگرچہ یہہ اعتدال قابل تعریف تھا مگر غلط سمجھا گیا۔ انگریزون کو رنگون اور آوا سے ہی نیا ہی جواب ملا جس سے کچھ حاصل نہوا کموڈور لیمبرٹ کی خدمت مین برمی ہمیشہ گستاخیان اور بے ادبیان کیا کرتے تھے ابھی تک برمیون کے واسطے در توبہ بند نہ ہوا تھا لارڈ ڈلہوزی نے ۱۲۔ فروری کو اپنی ایک تحریر مین لیمبرٹ کی پولیسی کو غلط بتا کر ایک مراسلہ خاص سفیر کے ہاتھ آوا کے دربار کو بھیجا اس تحریر کو برمیون نے انگریزون کے ضعف پر محمول کیا کہ وہ عاجز نہ ان الزامات کا اقرار کرتے ہین جو انکے افسرون پر لگائے گئے ہین اسی زمانہ مین لارڈ ڈلہوزی نے برہما کے راجہ کو ایک خط لکھا جس مین اعتدال کے ساتھ یہہ درخواستین کین کہ مسٹر سن لئیس اور شیپرڈ کے نقصان کا تاوان دین اور رنگون مین برٹش رزیڈنٹ کو رہنے دین اور نیا گورنر رنگون تحریری معذرت نامہ لکھے اور برٹش گورنمنٹ نے جو اپنے سچے دعوون کے کرنے مین دس لاکھ روپے خرچ کیئے ہین وہ ادا کرے اگر فوراً یہہ جرمانہ ادا کیا جائیگا تو رنگون اور مرتبان پر قبضہ جب تک رکھا جائے گا کہ اس روپیہ کی بابت فیصلہ ہو۔ اگرچہ آخر اپریل تک یہہ شرائط منظور نکی جائینگی تو لڑائی کا اشتہار دیا جائے گا۔

اسوقت کمانڈر انچیف گوم بہت دور سندھ مین تھے اسلیئے خود لارڈ ڈلہوزی نے اس لڑائی کا اہتمام اپنے ذمے لے لیا۔ اس لڑائی کے کام کو بھی انہون نے اپنی حسن لیاقت سے ایک بڑے آزمودہ کار سپہ سالار کی برابر کرکے دکھایا اور اس مشکل کام کو بھی انکی عقل مشکل کشا نے

سہل کردیا۔ وسط فروری سے مارچ کے آخر تک لڑائی کی تیاریان ہوتی رہین اس مین اتفاق اس سبب سے
ہوا کہ ۳۸ رجمنٹ بنگال نے جات جانے کے خوف سے جہاز مین بیٹھکر رنگون جانے سے انکار
کیا وہ ڈھاکہ بھیجی گئی اور اسکی جگہ سکھون کی رجمنٹ بلائی گئی جو خوشی خوشی جہاز مین سوار ہوئی۔ گو
اسوقت تار برقی نہ تھا مگر گورنر جنرل کا ذہن رسا وہ برق تھا کہ لشکر کشی کا سارا سامان اپنے
ترت پھرت کردیا انھون نے کرنیل بوگل کو حکم دیا کہ وہ تناسرم مین مویشی اور غلہ دار درمیان جنگ
کی اور ضروری چیزین مہیا کرے مول مین مین چوبی مکانات سپاہ کے لیئے تیار کیئے گئے کہ
بھاری ہون ساون کی بارش مین سپاہی اسکے اندر رہین۔ اور ان کے بنانے کے لیئے ہزارون
بڑھئی سب طرف سے اکٹھے کیئے گئے کہ وقت پر مکانون کو لگادین اور تناسرم کے کنارون پہ
مطبخ تیار کیئے گئے کہ روٹی کی پکائی سپاہ اور ملاحون کو پہنچے اس طرح سے بارکین اور گھر کے اسباب
آسائش سپاہ کے پیچھے پیچھے چلتے تھے دخانی جہاز متعین تھے کہ بیمارون اور زخمیون کو ایمہرسٹ
مین لے جائین جو مول مین سے تیس میل کے فاصلہ پر ایک فرحت بخش مقام تھا گورنر جنرل نے
یہہ ارادہ مصمم کرلیا تھا کہ اگر لڑائی ہو تو وہ جلد کامیابی کے ساتھ ختم ہو۔

سپاہ حملہ آور کے کمانیر میجر جنرل گوڈون مقرر ہوئے وہ ایک بڑے بہادر شخص تھے جو اول جنگ
برہما مین لڑچکے تھے میر بحر آسٹن صاحب بیڑے کے افسر مقرر ہوئے۔

۲ اپریل کو صاف معلوم ہوگیا کہ لڑائی ضرور ہوگی اسی تاریخ انگریزی جہاز پر دریائے مرتبان پر برمی توپخانے
نے گولے مارے۔ وہ علم صلح لیئے ایک جواب کے انتظار مین کھڑا تھا۔ اس دخانی جہاز نے
برمی توپخانے کے دھوئین اڑادیئے جنرل گوڈون دریائے رنگون کے دہانے سے بہت دور تھے
وہ لارڈ ڈلہوزی کی بھیجی ہدایتون کے موافق اپنے کامون کے کرنے مین آزاد تھے۔

۵ اپریل کو ان کے لشکر کے چودہ سو نو سپاہی کرنیل رینگ نولڈس کے ماتحت پانچ
جنگی جہازون مین مول مین سے روانہ ہوئے کہ مرتبان پر حملہ کرین۔ سات بجے سپاہ
خشکی مین اتری بیدرز پاکن اور ریٹا ٹلر جہازون سے بڑی آتش فشانی ہو رہی تھی۔

ایک گھنٹہ کے بعد پیگو ٹاؤن پر جو شہر سے پرے درختون کے اندر بلندیون پر تھے رینگ نولڈس
کے فتحمند پیادون نے اپنے قبضہ مین کرلیئے۔ انگریزون کی طرف سات گورے اور تین سپاہی

سپاہی اور ایک ملاح زخمی ہوئے۔ مرتبان مین ایک رجمنٹ ہندوستانی متعین کی اور باقی سپاہ کو جنرل گوڈون نے جہازون مین دوبارہ سوار کرایا اور ۹۔ اپریل کو کل بیڑا جہان اسکے جمع ہونے کے لیے جگہہ مقرر تھی آگیا اور رنگون پر حملہ کرنے کو تیار ہوا۔

یہہ جنگی بیڑا ایسا تھا کہ جسکے دیکھنے سے زبردست دشمن بھی دہل جائے اس مین ۱۹ جنگی جہاز اور بنگال کے چھہ چھوٹے چھوٹے دخانی جہاز تھے اور ۱۵۹ توپین تھین اور ۲۲۷۰ ملاح اور جہازی سپاہی تھے۔ رنگون کے نیچے برمی مورچون کو بیمبرٹ کی سپاہ نے جا کر غارت کر دیا تھا تاکہ لشکر اعظم کے لیے راہ صاف ہو جائے کوئی مزاحمت نہ پیش آئے۔ ۱۰۔ اپریل کو دریا رنگون مین ایراوتی کے دہانہ پر جہاز جمع ہونے شروع ہوئے۔ دوسری صبح کو وہ آگے بڑھے اور اس مورچے پر پہنچے جو ڈلا اور پرانے شہر رنگون کا محافظ تھا۔ جب ہندوستانی بیڑے کے جہاز اپنی جگہون پر قائم ہوئے تو دریا کے دونو کنارون پر سے انپر آتش باری ہونی شروع ہوئی جسکے جواب مین ادہر سے گولے اور گولیان چلین جنہون نے دشمنون کو ہلاک کیا راجہ کے ایک بڑے مورچے کے میگزین مین ایک دخانی جہاز کا گولہ لگا جسنے اسکو اڑا دیا گیارہ بجے سے پہلے دشمن نے اپنی آتش فشانی بہت کم کر دی پھر کچھہ سپاہ ڈلا مین خشکی مین اتری اور نہایت جلدی سے تین مورچے لے لیے شام کے وقت ایک گولے سے برمیون کا ایک اور میگزین اڑ گیا اسلیے رات کو دونو کنارون پر سے ایک توپ نہین چلی۔ مورچون کے جلنے کی روشنی اندہیرے مین بتاتی تھی کہ برمیون کا کسقدر نقصان ہوا ہے (ہم نے جہان برمی مورچون کا ذکر کیا ہے وہان یہہ سمجھ لینا چاہیے کہ برمی اپنے مورچے ٹیک کی لکڑی کے بناتے تھے اور اسکے پیچھے کچی اینٹ مٹی تھوپ دیتے تھے اور اسکی کھائی کے پشتہ مین نوکدار بانسون کی باڑ لگا دیتے تھے) ۱۱۔ اپریل کو اتوار کے دن یہہ واقعہ واقع ہوا تھا دوسرے دن صبح کو پچھلے چار بجے سے مورچون کے جلنے کی روشنی مین جہازون سے سپاہ خشکی مین اتری اور رنگون کے پیگوڈا کی طرف چلی جسکی فصیل اور برج دوبارہ بڑے مستحکم تھے۔ سات بجے کے بعد ہی جرنیل گوڈون شمال کی طرف چلے وہ ایک میل بھی خشکی مین نہین گئے تھے کہ ایک بن سے جو انکے سامنے تھا برمی کے سپاہیون نے گولیان مارنی شروع کین اور جنگل کی داہنی طرف ایک اونچی زمین تھی وہان سے گولے انکے نزدیک آنے لگے جسپر جرنیل نے کہا کہ یہان ایک نئی طرح کی لڑائی

لڑنی پڑی کہ دشمنوں پاس گولیوں کی مار سے بچنے کے لیئے جنگل کی آڑ ہے اور توپوں کے چلانے کے لیئے ایک مرتفع زمین ہے پیگوڈا کے مورچے پر آٹھ سو گز کے فاصلہ سے انگریزی بھاری توپوں نے گولہ زنی کی ایک گھنٹہ سے زائد لڑائی رہی گیارہ بجے برمی توپچی بھاگنے شروع ہوئے گوروں کو بھی دھوپ کی تیزی نے گھبرا دیا تھا جنگی ور دیاں دشمن کے سپاہیوں کی اور آفتاب کی تیز شعاعوں کے تیروں کی نشانے بن رہی تھیں میجر فریزر بنگال انجنیر نے مورچے پر اول زینہ لگا دیئے اور ان کے پیچھے اوروں نے بھی انکی پیروی کر کے چند منٹ میں دشمن کے مستحکم پیگوڈا کو فتح کر لیا ابھی دوپہر نہیں ہوئی تھی کہ انگریزی سپاہ تھک گئی گوڈون صاحب نے اس دن قیام کا ارادہ کیا۔ دشمن کے گولے گولیوں سے جسقدر نقصان ہوتا تھا اسی قدر دھوپ کی تیزی سے دو افسر اور کئی سپاہی مارے گئے تھے اتنے زیادہ سورج کی تیز کرنوں سے بیدم ہو رہے تھے دن کو اور رات کو تھکے ہوئے سپاہیوں نے آرام کیا جنگل سے دشمن پر گولیاں چلاتا تھا مگر انکا نقصان کچھ نہیں ہوتا تھا ۱۳ عرصہ میں جنگی بیڑا بھی خالی نہیں بیٹھا۔ ۱۲ تاریخ کی صبح کو خشکی میں سپاہ کے اُترنے کے بعد کموڈور لیمبرٹ اپنے جہاز پر سوار ہوئے اور تین جہاز انکے ساتھ ہوئے اور ملاحوں اور بحری سپاہیوں نے برمیوں کے بالائی مورچے جلا کر تباہ و خاک سیاہ کیئے چند گھنٹے تک شوئی ڈاگون پیگوڈا پر جنگی بیڑے نے گولہ زنی کی۔ یہہ پیگوڈا پہاڑ پر ۷۴ فیٹ اونچا تھا وہاں سے تمام رنگون نظر آتا تھا رات کو انگریزوں نے حملہ کر کے فتح کر لیا۔

۱۳ کو جنرل گوڈون نے انتظار کیا کہ بیڑے پر سے ساری توپیں اور اور سامان آ جائے۔

۱۴ تاریخ صبح ہوتے ہی سپاہ آگے چلنے کو تیار ہوئی دشمن جانتا تھا کہ پیگوڈا پر جنوب کی طرف سے حملہ ہو گا مگر انگریزوں نے مشرق کی طرف سے حملہ کیا جو ضعیف تھے لشکر ایک میل جنگل میں گیا اور برمی سپاہیوں کو اپنے آگے سے ہٹاتا گیا اور اعظم عکدہ پیگوڈا پر خوب لڑائی ہوئی کپتان لسٹر کو ایک شگاف نظر آگیا اس میں سے وہ پیگوڈا میں داخل ہوئے۔ طرفین سے خوب مقابلے بہادرانہ ہوئے آخر کو یہہ بڑا پیگوڈا انگریزوں کے ہاتھ آگیا جنوبی اور مغربی دروازوں سے برمی سپاہ بھاگی انگریزی جہازوں نے گولیوں کا مینھ برسایا موت کے دریا میں بہایا جب رنگون کا یہہ مستحکم و استوار پیگوڈا فتح ہو گیا تو میلوں تک مورچے اور سامان حرب کے انبار انگریزوں کے

ہاتھ آئے۔ ۱۱ سے ۱۴ تک ہنگامہ کارزار گرم رہا اسکے اندر جنگل میں انگریزی ۷ سپاہی مقتول اور ۱۴ سپاہی مجروح ہوئے اور جہازون پر انیس سپاہی مقتول اور مجروح ہوئے مگر ضعف سے دریا پر اور اونی بھاری کوٹون اور چرمی ٹوپیون پر تیز دھوپ کے پڑنے سے اور دور دور تک کھلی ہوئی ہوا مین ٹھیرنے سے اور اس ننگی زمین پر سونے سے جو رات کو گیلی اور دن کو سوکھی تھی کتنے آدمی مرے یا بیدم ہوئے انکے بتلانے مین سرکاری کاغذات خاموش ہین۔

برمی کے نقصانون کا ٹھیک حساب نہین کیا گیا سیدان جنگ مین انکے دو سو مردے پڑے ہوئے تھے اور بہت سے مردون کو اٹھا کر وہ اپنے ساتھ لے گئے تھے اور ان کے بہت سے توپچیوان کے چھپٹے جہازون کی توپون سے ہوا مین اڑ گئے تھے انکی برنجی و آہنی توپین چھوٹی بڑی ۹۲ اور ۸۲ جنگل اور سینکڑون چقماقی بندوقین دیا روت و گولے و گولیون کے انبار انگریزون کے ہاتھ آئے جنگل ایک ہتھیار رہتا ہے جسکو دیوار مین لگا کے اسکے اندر زنجیرون کے ٹکڑے اور چقماق و ٹوٹی ہوئی دہاتون کے ٹکڑے سیخون کی بھری ہوئی تھیلین اور کٹی ہوئی گولیون کے بکس بھر کر پھینکے جاتے ہین باوجود ان نقصانون کے برہماوالون پاس بیس ہزار سپاہی بھی اور سرطوب موسم آنے والا تھا اسلیے وہ جنگ کرنے سے بالکل مایوس نہین ہوئی تھی انکے دیس کے جنگل پناہ دینے کو اور بہت سے دریا آزادانہ گشت کرنے کے لیے موجود تھے انکو توقع تھی کہ ہم دشمن کے حملون کا دلیرانہ مقابلہ کرین گے اور دشمن کو جو لعدادمین ضعیف ہے اس گرمی کے موسم مین جو اسکو نہایت ناموافق ہے ہم تھکا دین گے رنگون کے بھگوڑے گورنر نے انگریزون سے صلح کا پیغام بھیجا مگر اس پیغام مین یہ حکم کے طور پر لکھا کہ برٹش گورنمنٹ جب مراجعت کر سکے کرے۔ اسکے ساتھ ہی آوا کے دربار نے گورے کالے حملہ آور سپاہیون کے سر کاٹنے کا اشتہار دیدیا اور اس کے واسطے انعام کے درجے مقرر کیے۔ رنگون کے فتح ہوتے ہی برمیون نے سرنبان پر سخت حملہ کیا انگریزی سپاہ نے جو اسکے اندر تھی انکا مقابلہ کیا اور چار گھنٹے لڑ کر حملہ آورون کو بھگا دیا۔ ۲۶ مئی کو برمیون نے سرنبان پر قبضہ کرنے کا قصد کیا جس مین انکو پوری ناکامیابی حاصل ہوئی مدراس کی سپاہ نے انکو سون بھگایا اور ان کے بہت سے آدمی قتل کیے۔

کموڈور لیمبرٹ اپنے دخانی جہازون کو دریا ایراوتی کی ایک بڑی شاخ مین ساٹھ میل لے گیا جسکا

حال ملاحون کو کچھ معلوم نہ تھا ان جہازون سے ۱۹ مئی کو جنرل گوڈون کے ۸۰۰ سو سپاہی میجر ارگٹن کے ماتحت بسین کے اندر خشکی مین اترے یہ مقام رنگون سے مغرب مین ایک سو پچاس میل پر تھا اسکے بچانے کے واسطے برمی پانچ ہزار سپاہ موجود تھی اور ایک لمبا مورچہ تھا جسپر تیس توپین چڑھی ہوئی تھین اور اسکے ایک بازو پر ایک بڑا مضبوط گلی قلعہ با سامان تھا اسکے اندر ایک زرین پگوڈا تھا جو برمیون کی محافظت کا مرکز اور انگریزون کے حملہ کا آماج گاہ تھا۔ ۵۰ منٹ مین میجر ارگٹن کے سپاہیون نے اسکو لے لیا اور برمیون کے تمام مقامات چھین لیئے اور کپتان کیمبل کے ملاحون نے ایک مورچہ چھہ توپون کا داہنے کنارہ پر لے لیا اور اسی شام کو ۵۴ توپین اور ۳۲ جنگل اور ایک مستحکم شہر انگریزون کے ہاتھ آیا جو اراکان کو دھمکاتا تھا اور سرکش شہر پیگو پر حکمرانی کرتا تھا۔

بسین پر قبضہ ہونے سے تمام سواحل بحری سینڈوای سے مول مین تک برمی راجہ زرین پاے کے جوئے کے تلے سے نکل گئے۔ اہل پیگو کو اس طرح عملداری کے بدلنے سے بڑی خوشی تھی وہ اپنے ہم قوم برمیون کی حکومت سے بڑے ناراض تھے وہ اسپر ظلم و ستم کرتے تھے اور رعایا کو تنگ کرتے تھے وہ بسین اور رنگون کے فتح کرنے والون سے فقط تجارت کرنے والون پر راضی نہ تھے بلکہ آخر راجہ تھاراوادی کی سپاہ کو ان اضلاع سے انگریزون کی مدد کر کے نکا لنے پر تیار تھے جو سو برس پہلے تمام برہما پر حکمرانی کرتا تھا۔ یہہ یاد رکھنا چاہیئے کہ پیگو اور آوا مین یہہ تعلقات تھے کہ انین کبھی پیگو پر آوا اور کبھی آوا پر پیگو حکمرانی کرتا تھا سنہ ۱۷۵۷ع مین المپرا نے پیگو کو بالکل فتح کر کے آوا کو اپنی راجدھانی بنایا تھا۔ ان دونو شہرون مین آپس مین جنگ و پیکار رہتی تھی۔

۳۔ جون سنہ ۱۸۵۲ع کو ایک چھوٹا سا گروہ پیادون اور سیپر و ملاحون اور بحری سپاہیون کا رنگون سے جہاز پر سوار ہوا اور چھہ جہازی کشتیان اسکے ہمراہ ہوئین کپتان کارلیٹن صاحب اس لشکر کے کماندار بنے اور وہ شہر پیگو کے تسخیر کرنے مین اپنے نئے دوستون کی امداد کرنے کے لیئے گیا۔ یہہ شہر پیگو ستر میل کے فاصلہ پر رنگون سے شمال و مشرق مین تھا اس شہر کے سامنے مین جو گاؤن دریا پر آتا تھا وہان کے آدمی انگریزی سپاہ کو بڑی آواز سے مبارکباد دیتے ہوئے دوڑے آتے تھے۔ ایک مقام پر مسلح اہل پیگو کا مجمع منتظر بیٹھا تھا کہ جب انگریزی سپاہ آئے تو اسکے ساتھ حق دوستی ادا کرے اور اسکے ہمراہ ہو کر دشمنون سے لڑے۔ اسنے پہلے برمیون کو شکست

دی تھی جس سے اسکا دل بڑھ رہا تھا جو سپرون کوٹن کی پیدل سپاہ دریا سے خشکی مین اُتری اور تیز دھوپ
مین چاولون کے کھیتون مین چلی جنمین بن اور مکانات ایک بڑے پیگودا کے گرد تھے جس مین
برمی سپاہ بہت تھی۔ انگریزی سپاہ آرام کرنے اور تازہ دم ہونے کے لیئے ٹھیری تھی
کہ برمیون نے اسپر حملہ کیا انگریزی تین سو سپاہیون نے برمیون کے جم غفیر کو خرگوشون کی طرح
بھگا دیا اور کوٹن صاحب نے پیگوڈا کو لے لیا اور کوئی ایک آدمی بھی اسکا ضائع نہین ہوا
دن کو بہت سویرے برمیون نے دفعتہً کپتان ٹارلیٹن کی کشتیون پر حملہ کیا اور ایک ملاح کو مارا
اور تین کو زخمی کیا لیکن پیگو کے تسخیر کرنے والون پاس اسقدر سپاہ نہ تھی کہ اس مقام کی محافظت
کے لیئے وہ متعین کرتے جسکو انہون نے آسانی سے فتح کیا تھا تمام غلہ کے انبارون کو خالی
کیا اور دشمنون کے مضبوط مقامات کو مسمار کیا اور اہل پیگو کو مسلح کیا اور چند توپین لے لین پھر میجر
کوٹن صاحب الٹے رنگون مین چلے آئے باقی جون کا مہینہ خیر مین سے گذرا انگریزی سپاہ جہاز
مین ایراوتی مین پروم سے تیس میل پر گئی اور رستہ مین دشمن کی اسّی بڑی کشتیان اناج سے
[illegible] ہوئی پکڑ لین اور برمیون کے ایک بڑے مورچے کو غارت کر دیا۔ رنگون مین سپاہ مین بیماری
[illegible] کم ہو گئی تھی جو آتی تھی کلکتہ کی نسبت گرمی بھی کم تھی اور سپاہ بھی خوشدل تھی اسکے واسطے جو
جو مکانات لارڈ ڈلہوزی نے اپنی دوراندیشی سے بنوائے تھے وہ آرام سے برسات
کے موسم مین رہتی تھی جس شہر کو انگریزون نے اپنے گولے گولیون سے غارت کیا تھا اب
وہ ایک نیا آباد شہر ہو گیا۔ انگریزی عملداری مین چارون طرف سے آدمی اُمنڈ آئے کہ انکی
پناہ مین آرام لینے لگے۔ دریا پر پردیسی جہازون کی قطارین لگ گئین اب انکو خوف نہ تھا کہ انسے
[illegible] لیا جائیگا اور بیرحمی جیلخانہ دکھلایا جائیگا۔ امن و عافیت ارزانی۔ آزاد تجارت موجود تھے
[illegible] کی محافظت عدل و انصاف کے قوانین کرتے تھے یہ اس نئی حکومت کی نشانیان تھین۔
پیگو پر اس سلطنت کے بڑھانے کے لیئے خود اہل پیگو ہی انگریزی مدبرون کی طرح مشتاق تھے
اسوقت برسات کے موسم کا عروج تھا دخانی قوت آبی راہون کو جو برہما کے وسط مین جاتی تھین
خوب صاف کرتی تھی۔ ۵ جولائی کو کپتان ٹارلیٹن پانچ دخانی جہازون کو ساتھ لیکر تفتیش و تجسس
کے لیئے گئے تین دن کے اندر وہ ایک نہر کی راہ سے جو گرمیون مین خشک ہو جاتی ہے پروم تک

گئے جو سپاہ سے بالکل خالی تھا مگر توپین لگی ہوئی تھین ملاحون نے شہر کے آدمیون کی امداد سے چارتوپین لے لین اور انتیس توپین ڈبو دین اور اسباب حرب کے ذخائر کو برباد کر دیا دوپہر کو مارلیٹن صاحب پروم سے وش میل پر دخانی جہاز مین گئے چار دن اور سفر کر کے وہ آوامین پہنچ سکتے تھے مگر وہ جانتے تھے کہ اسکے عقب مین ایک بڑی بری سپاہ دریا کی ملبندیون پر اکوک ٹونگ مین موجود ہے بس وہ واپس کو اپنے گھر کی طرف چلے اور بندبولا کی سپاہ جو دریا ایراوتی سے اترجانے کے لیے جاتی تھی اسکی دم پکڑ لے گا اور اسکی شاہی کشتی پر اور دس جنگی کشتیون پر اور چھ توپون پر اور ہتھیارون اور سیکڑین پر چھاپا مارنے کا قصد کیا - اکوک ٹونگ کی ملبندیون کو بری سپاہ نے خالی کر دیا تھا اسپر افلاطون جہاز کے ملاحون نے قبضہ کر لیا اور اسکے تمام مورچون کو غارت کر دیا اور اٹھائیس توپون مین کچھ توپین توڑ ڈالین اور کچھ اپنے ساتھ لے لین اب آیندہ چند ہفتون کے بعد ہنگامہ جنگ نے اپنے علم بلند کیئے جب تک پروم اور رنگون کے درمیان انگریزی جہاز اوپر نیچے گشت کر رہے تھے تو بندبولا نے وہان پر چند حملے کیئے - چھوٹے قزاق سارے ملک مین پھرتے تھے اور لوٹ مار سے اپنے ہی ملک کو جتنا نقصان پہنچاتے تھے اتنا انگریزون کو نہین پہنچاتے تھے - لارڈ ڈیل ہوزی کی عادت تھی جس کام کو وہ ہاتھ مین لیتے تھے اُس کو پورا ہی کر کے چھوڑتے تھے وہ خود رنگون مین آئے تاکہ اپنی آنکھون سے جو حال گذر رہا ہے دیکھین اور اپنی سپاہ کے کمنڈرون سے لڑائی کے باب مین صلاح مشورہ لین انہون نے دیکھا کہ سپاہ تندرست ہے اچھی طرح اسکو خوراک ملتی ہے اچھے مکانون مین رہتی ہے مگر اسکو بیقراری یہہ ہے کہ لڑائی مین جنرل گوڈون نے بڑا التوا ارلارڈ ڈیل ہوزی سے منظوری منگا کر کیا وہ بہت جلد کلکتہ کو واپس آ گئے اور بنگال اور مدراس سے جسقدر تازی سپاہ جمع ہو سکتی تھی بیگو کی فتح کرنے کے لیئے جمع کی -

لارڈ ڈیل ہوزی کے نزدیک برہما کی لڑائی کے بُرے بیچدار سوال کا حل یہی تھا کہ بیگو فتح کیا جائے اول ہی سے انہون نے یہہ بیان کیا تھا کہ برہما مین فتحیابی ایک وقت ایسی ہوگی کہ وہ لڑائی کی آفت سے درجہ دوم پر ہوگی اسی اپنی رائے پر وہ اس مرحلہ مین جمے رہے جو انہون نے انڈیا ہوم کو اسلیئے لکھا تھا بیگو کے فتح کرنے کے لیئے جو تدابیر انہون نے تجویز کین ہین انکے پورا کرنے کے لیے

حکم بجائے جنگ اور فتح دونو آئینی تھین مگر لارڈ ڈلہوزی نے ان دونو مین سے فتح کو اختیار کیا جس مین خرابیان کم تھین اسکے بغیر وہ کسی اور طرح سے برٹش گورنمنٹ کی علویت اور برتری کو نہ اب نہ صلح کے بعد قائم رکھ سکتے تھے پیگو کے باشندے خود یہہ چاہتے تھے کہ ان کے ملک کی حکمرانی برمیون سے نکلکر انگریزون کے ہاتھ مین آجائے اس انتقال حکومت مین پولیٹکل و تجارتی فائدے بہ نسبت ان برائیون کے بہت زیادہ تھے جو کمپنی کی سرحد کی وسعت دینے مین تھین لارڈ ڈلہوزی کو سیکرٹ کمیٹی کی معرفت جواب ایسا ملا کہ پھر انکو کسی اور بات کی درخواست کرنے کی ضرورت نہین رہی۔ ملک کے وسیع کرنے مین فی نفسہ کوئی چیز چاہنے کے قابل نہ تھی اور کمیٹی لے اپنے گورنر جنرل کی راے سے اتفاق کیا کہ پیگو کے صوبہ پر قبضہ کیا جائے اس مین برائیان تھوڑی مین اور قطعی اور خالص بھلائیان بہت ہین لارڈ ڈلہوزی کے ان دلائل کو اور بھی زیادہ پسند کیا جو انہون نے بیان کین تھین کہ ملک کے الحاق کرنے مین ہمارے لیئے ایسی بھلائیان نہین ہین جیسی ان اہل ملک کے لئے جنکا ملک انگریزی عملداری مین آئیگا تو بے شک اسمین شبہ ہو سکتا ہے کہ ابتک برٹش اور برمیون کے درمیان جو تعلقات ہین ان کے سبب انگریزون پر یہہ فرض نہین ہے کہ انکی محافظت کرین پس انہون نے گورنر جنرل کو اختیار دیا کہ وہ پیگو کے الحاق کرنے پر خیال کرے کہ وہ انصاف اور ضروری نتیجہ اس جنگ کا ہوگا جو برمی سلطنت کے برخلاف کی جائیگی۔

ستمبر کے شروع مین رنگون مین سپاہ کی تیاریون کی چہل پہل ہوئی کہ وہ پردم کی طرف آگے بڑھی روز بروز رنگون مین کلکتہ و مدراس سے دخانی دہوائی جہازون نے سپاہ کو اور سامان حرب وضرب اور رسد کو لانا شروع کیا۔ ۲۷ ستمبر کو میر بحر آسٹن کے بیڑے کا آخر جہاز آخر دستہ سپاہ لایا جسکے ہمراہ گوڈون صاحب دریا تک آئے۔

۹۔ اکتوبر کو دوپہر کے بعد شہر پردم کے قریب کل چھوٹا بیڑا آیا اور دفعتہً جہازون سے لشکر کا اترنا شروع ہوا دوسرے دن صبح کو ۰۰ ۳۲ تنومند سپاہی سیدھے شہر مین پیگوڈا کی طرف بغیر ایک گولی چھوڑے چلے برمیون نے یہ دانائی کی تھی کہ یہان کی سپاہ حصا ئینین کو لشکر عظیم سے ملا دیا تھا جو ایک نہایت مستحکم مورچہ مین پردم سے دس میل پر مقیم تھا شہر کے گرد میلون تک دلدل اور گھنے جنگل تھے یہان سپاہ ٹھیری تو اسکو بیماری نے اور دشمنون کے

شب خونون نے ستایا گوڈون صاحب رنگون گئے کہ وہان سے باقی سپاہ کو لائین اور پیگو
کی طرف حرکت کرین جہان پھر برمیون نے اپنی سپاہ کو حصار نشین بنایا تھا۔
اکتوبر مین طرفین نے کوئی بڑا کام نہین کیا میجر سٹن کا انتقال ہوا انکی جگہہ جو انمر ولیمبرٹ مقرر ہوا
بسین اور رنگون کے دریا جہان آپس مین ملتے ہین وہان برمیون نے ہل زادہ پر حملہ کیا
کپتان بیچر اور بنگالی سپاہ کی ایک کمپنی نے اسکو ہٹا دیا مہینے کے آخر مین سپہ سالار بندولا
کو بلی غرقی کے ساتھ [illegible] مین آنے کا حکم راجہ نے بھیجا اسنے اپنے تئین انگریزون کے حوالے کیا آی
مین اپنی عافیت سمجھا جب نومبر کے شروع مین گوڈون صاحب ایک تازی سپاہ کا بریگیڈ ہمراہ لاتے
تھے کہ کپتان لوچ کے ملاحون کے ایک گروہ نے خشکی مین اکوک ٹونگ مین اتر کر ایک مورچہ
توپین اسکی بلندی سے اتارلین جنکو دشمن نے اسکے استحکام کے لیئے لگائی تھین۔
اس مہینے کی ۱۹ تاریخ کو چار چھوٹے دخانی جہاز اور چند کشتیان سپاہ سے بھری ہوئی رنگون سے
پیگو کی طرف چلے اور سٹانگ دریا تک آئے۔ ۲۱ تاریخ کو ایک ہزار پچاس سپاہ بریگیڈیر نیل کے
ماتحت خشکی مین بڑی گہری کہر مین خشکی مین اتری دشمن نے اسپر ایک گولی بھی نہ چلائی۔ گوڈون صاحب
لشکر کے ساتھ گھنے جنگل مین چلے اور پیگو کی فصیل تک جو جھاڑیون سے ڈھکی ہوئی تھی پہنچے
جنکے محافظین نے انپر جنگل اور بندوقون کی گولیون سے مزاج شریف پوچھا۔ دو گھنٹون تک
جنگل کی لمبی گھاس مین لشکر سیج سیج چوڑی کھائی کے کنارہ پر چلا جو پیگو کی شکستہ دیوار کی
گرد تھی اسکو ایک شق ہوئی جگہہ ملی جس کے اندر بہادر سپاہی جا سکتے تھے۔ مدراس اور بنگال کی
گورہ سپاہ اس کدالی خندق مین گھسی اور چند منٹ مین دشمنون کو اپنی سنگینون کے آگے رکھ لیا
وہ برمی پیگوڈا کی طرف بھاگے نیل صاحب کے بیڑے کے سپاہیون کی توپیون کی مار نے
نے میجر ہل کے حملہ اور سپاہ کی مدد ایسی کی کہ وہ پیگوڈا کے اندر داخل ہو گئے۔ فوراً دشمن اسکے ہر
آخر مستحکم مقام سے بھاگنے شروع ہوئے بس ایک بجے پیگو انگریزون کے ہاتھ لگ گیا سپاہ کو
جنگل چلنے کے لیے اور بہت گھنٹون تک مشقت شاقہ اٹھانی پڑی مگر صرف ۲۴ آدمی مارے گئے
یا زخمی ہوئے بریگیڈیر کو دھوپ نے مارا۔
اس مفتوح شہر مین میجر ہل کے ماتحت ۴۵۰ سپاہی حفاظت کے لیئے معین کیئے گئے اور باقی

سپاہ نے رنگون کی طرف مراجعت کی جب یہہ سپاہ دشمنوں کی نگاہ سے ! ہر ہوگئی تو انہوں نے شہر نشین قلیل سپاہ پر حملوں کا ایک تار باندھ دیا۔

۵ - دسمبر سے ۱۳ - تک ہر رات کو ہزاروں برمی سپاہی مورچون مین جمع ہوئے اور بڑی بہادری سے حملے کیئے اور اس سزا کا خوف نہین کیا جسکا انکو یقین تھا کہ ملیگی - ۱۱ تاریخ جو رنگون سے سپاہ کمک کے لیئے بھیجی گئی تھی وہ شکست پاکر اور بہت نقصان اٹھا کر الٹی آئی - ۱۴ تاریخ دو ہزار تنومند سپاہ جسمین آرمسٹرنگ کے تین سو سکھ سپاہی بھی تھے گوڈون صاحب کے ماتحت پیگو کی پرانی قصبا تک گئی جسکو برمی کے سپاہیوں نے بہہ زندہ کر رکھا تھا مگر اس لت کو بچہ پھر انکا دم نکل گیا آخر کو پیگو ڈا نظر آیا جسپر انگریزی بیرہ پھرار ہا تھا جسکے دیکھنے سے انگریزی سپاہ شاد ہوگئی اندر اور باہر سے گورے آپس مین سبارکباد دینے لگے سپاہ کو یہہ امید نہ تھی کہ ہم شہر مین اپنے ساتھیون کو دیکھین گے - اب دشمن دو آگون کے درمیان آگئے اپنے آخر مستحکم مقام کی طرف بھاگے جہان سے آرمسٹرنگ کے سکھون نے انکو نکال دیا گوڈون صاحب اہل کی قلیل سپاہ مدد کرکے گرد کے ملک سے دشمنوں کے صاف کرنے کے لیئے گئے مگر برمیون مین اب لڑنے کا حوصلہ باقی نہین رہا تھا گوڈون کی حزم و احتیاط نے کسی کمین گاہ کو انکے لیئے چھوڑا نہ تھا وہ سوی کاین کی طرف بھاگ گئے جہان گوڈون کی سپاہ پہنچ نہین سکتی تھی اور رسد اور سیگزین بھی تھوڑا رہ گیا تھا اسلیئے وہ پیگو مین ۲۱ - کو آگیا تھوڑے دنون بعد وہ پیگو مین سات سو سپاہی متعین کرکے خود رنگون مین چلا گیا -

لارڈ ڈلہوزی نے جو پیگو کے صوبے کے لیئے تجویز کی تھی اب جنرل گوڈون کو اسپر علم ہوا -

۲۰ - دسمبر کو دریا پہ ملاحون نے اور ۱۲ - دسمبر کو سپاہ نے خشکی مین یہہ اشتہار سنا کہ صوبہ پیگو سرکار کمپنی کی عملداری مین داخل کیا گیا اہل پیگو نہایت ہی خوش تھے کہ انکو رحیم عادل مستقل حاکم مل گئے اس نئی سلطنت سے برمی سپاہ نکال دی گئی اگر برمی آیندہ لڑائی سے دست کش ہونگے تو گورنر جنرل بھی انسے نہیں لڑیگا کپتان ارتھر فیر اراکان کے سول افسر پیگو کے کمشنر مقرر ہوئے اور ضلع مرتبان کرنیل لوگل کمشنر تناسیرم کے سپرد ہوا - اس فتح سے اراکان اور مولمین کے درمیان سواحل بحری برا نگریزون کا قبضہ ہوگیا اور دریاے ایراوتی مین پردیسی

تجارت کا دروازہ کھل گیا اس دریا کا اوپر کا حصہ اہل برہما کے ہاتھ مین رہا - اسطرح وحشیون کے قبضہ سے
جو ملک چھٹایا گیا اُسکا طول دو سو میل تھا اور اسی قدر وہ چوڑا تھا - یہہ ملک بڑا سیراب و سرسبز و شاداب
تھا اسمین ٹیک کی لکڑی کے جنگل تھے اور چاول بہت پیدا ہوتا تھا اور اسمین پانچ لاکھ باشندے رہتے
تھے جو اپنے ہم قومون سے بادشاہی کے لیئے لڑتے رہتے تھے -
کئی مہینے تک لڑائی نہ ہوئی آوا کے راجہ نے واقعات کا لہ کے فیصلہ کے ماننے سے انکار کیا -
یہان وہان اسکے افسرون مین سے کوئی یا کوئی اور چوٹون کا سن چلا ادھر جنگل مین اپنے مورچون سے
انگریزی لشکرون سے مٹ بھیڑ کرتا تھا ۱۸۵۳ع کے اول ہفتون مین جرنیل سٹیبل فوج کے
ایک دستہ کو ساتھ لے گئے ایسی راہ چلے جس مین کوئی بٹیا نہ تھی اور بھاری دلدلین اور چوڑے
دریا لشکر کے اسباب کے چھکڑون اور بھاری توپون کے چلنے کے مانع تھی مگر انھون نے یہان سے
شمال کی جانب مین بنگھو تک قریب دو سو میل کے برمیون کا شکار کھیلا - پیگو کی مغربی سمت مین
رمبی صاحب اور فارچ صاحب تھوڑے سے ملاح اور اہل پیگو کو لے گئے اور بسین کے دریا پر
برمیون کا جو بڑا جم گھٹ ہو رہا تھا اسپر بہادرانہ حملہ کیا اور خوب انکو مارا - قزاقون کا بہادر سرغنہ
میا تھون تھا کئی ہزار آدمی اسکے ہمراہ تھے اور اسی نے جنگلون کے وسط مین دانا بائی لو اور
ہن زادہ کے مابین اپنی کمین گاہ بنائی تھی کپتان لوچ اسسے لڑنے گئے جس مین انکو فتحیابی نہین
ہوئی - وہ بے احتیاطی سے ایک جنگل مین گھس گئے جہان انکو سوا اسکے کوئی چارہ نہ تھا کہ جس
راہ سے گئے تھے اسی راہ سے بعد نقصان اٹھانے کے واپس آئین - اس مراجعت مین دشمن نے
اپنی فتحیابی سمجھ کر انکے ملاحون اور سپاہیون کی تھوڑی سی سپاہ پر خوب گولیان برسائین - راہ مین
ان کو دو چھوٹی توپین چھوڑنی پڑین اور اٹھاسی سپاہی اور افسر مارے گئے جنمین خود وہ بھی تھے
یہہ نتیجہ ایک جنگل مین بغیر حال دریافت کیئے الہلوصند چلے جانے کا اور اس دشمن سے لڑنے کا
تھا جسکا زور نا معلوم تھا -
یہہ بہادر برمی سرغنہ انگریزون سے بہت دنون لڑ نہ سکا - ۱۸ فروری ۱۸۵۳ع کو سر جان چیپ
آٹھ سو سپاہی اور چند توپین اور بان لیکر پرم سے اسلیئے چلے کہ شیر کو اسکے جنگلی بھٹ مین مارین
۶ - مارچ کو دانا بایو مین پانچ سو سپاہیون اور دو توپون کی رنگون سے کمک بھیجی گئی -

ہیضہ اور رسد کی کمی سے اور اسکے رہنمایون کی دغابازی سے آگے بڑہنے مین دس روز کا توقف ہوا اسی اثنا مین بحری سپاہ کے افسر برنی صاحب اور پیگو سپاہیون کے افسر فائیح صاحب آئندہ کی لڑائی مین شریک ہونے کے لیئے جلدی کر رہے تھے - ۱۷- مارچ کو چیپ صاحب کے لشکر نے نہایت احتیاط سے بے راہ جنگل مین آہستہ آہستہ چلنا شروع کیا - ہوا کی سمیت نے بڑی ژالہ باری کے پالے نے اور دن کی سخت دھوپ نے برمیون کی سیان پت و مکاری نے انگریزی سپاہ کے ہتھیارون کا امتحان لیا اور ان کے آگے بڑہنے کو روکا اس لشکر کے سدراہ افتادہ درخت اور کنگورون پر نشانہ باز دشمن ہوئے تھے اور اسکے ساتھ ہیضہ اور اسہال بہ نسبت دشمنون کی گولیون کے سپاہ کا زیادہ نقصان کرتے تھے دو دن مین سپاہ ایک ایک انچ کو خوب دیکھ بھال کر چلی اور ملیاتھون کی اندرونی کمین گاہون تک پہنچی اور ایک دن سخت لڑائی اس کو پیش آئی ۱۹- مارچ کو مایاتھون اپنے مورچے سے جسکو انگریزون نے لے لیا تھا دو تین سو سپاہیون کے ساتھ بھاگا یہہ خستہ حال سپاہ اس لشکر مین سے تھی جو صبح کو چار پانچ ہزار تھا اس لشکرکشی مین فتحیابی ہوئی اور ۳۲ سپاہی مارے گئے اور ۱۰۸ زخمی ہوئے اور سو آدمی بیماری سے مرے -

آوا مین ایک نیا راجہ اپنے بھائی کو تخت سے اُتار کر ہوا تھا اس نے پیگو کے فتح کرنے والون سے مصالحت کرنے کے واسطے ارکین سلطنت سفیر بنا کے بھیجے - ۲- اپریل کو یہہ سفیر نہایت زرق برق کی پوشاک پہنے ہوئے اور تین تین زرین چھتریان لگائے ہوئے انگریزی کمشنرون سر جان چیپ و کم موڈور لیمبرٹ اور کپتان فائر پاس آئے انکی سلامی توپون کی اُتاری گئی اور ایک کمرہ مین ملاقات ہوئی دوسری دفعہ ملاقات ۵- تاریخ کو ہوئی انہون نے عاجزانہ یہہ درخواست کی کہ میادے انسے نہ لیا جائے پیگو مین لبین یا کوئی اور بندرگاہ ان پاس رہنے دیا جائے - گورنر جنرل کی منظوری کے آنے تک اس مجلس کا اجلاس ملتوی کیا گیا اور تیس دن کے لیئے اشتہار دیا گیا کہ لڑائی نہ ہو - ۸- مئی کو یہہ ایلچی گورنر جنرل کے حکم سننے کے لیئے بلائے گئے اور انکو حکم سنایا گیا کہ گورنر جنرل میادے دینے کو راضی ہے مگر باقی پیگو پر قبضہ رکھنے پر اصرار کرتا ہے - ایلچیون نے اپنے راجہ کی طرف سے یہہ پیغام دیا کہ اگر پیگو برمیون کے حوالہ کر دیا جائے تو اسکے

اور تاجرون کی آبادی تھی اور جو اول سے ہی اپنے نئے خداوندون سے محبت رکھتے تھے سپاہ جو لڑائی لڑی تھی اسکی محنت وشجاعت کے صلہ مین ایک میڈل اور چھ مہینے کا بھتا عطا ہوا اور دس برس بعد یہان کی لوٹ کا حصہ بھی انکو انعام مین دیا گیا ملک نو مفتوح مین سپاہ کا ایک حصہ متعین کیا گیا۔ گف صاحب کلکتہ گئے یہان بیمار ہوکر شملہ گئے اور وہان مر گئے مرنے کے بعد انکی بہہ عزت ہوئی کہ گورنمنٹ گزٹ مین انکی موت کا ماتم نامہ لکھا گیا*

# باب ششم

## ہندوستانی ریاستون کا ضبط ہوکر انگریزی عملداری مین داخل ہونا

## ۱۸۴۸ء لغایت ۱۸۵۶ء

(تبنیت یعنے متبنے بنانا)

لارڈ ڈلہوزی نے ہندوستان مین آن کر تین سال کے عرصہ مین عظیم الشان لشکرستان کین اور دو بڑے ملک تسخیر کیئے بعد ازان جب انکو غیر ملکون کی رزم آرائی سے فراغت ملی تو اپنے ملک مین رزم پیرائی کے حملے کیئے۔ ہندوستانی تلوار کی کٹر منطق کی قائل تھی اور جانتے تھے کہ تلوار کے فیصلہ کا اپیل کہین نہین ہوسکتا۔ جب انپر حملے ہوتے تھے اور فتوح حاصل کی جاتی تھین تو وہ انکو اپنی تقدیر وقسمت کے حوالہ کرتے تھے اور مشیت ایزدی جانتے تھے کہ ان سے زیادہ زبردست نے آن کر ان سے جو کچھ ان پاس تھا چھین لیا یہی غنیمت ہے کہ ہمارے مذہب اور رسم ورواج سلامت رہے ہمارا ملک گیا دشمن کا ایمان گیا وہ یہہ فلسفیانہ خیال رکھتے ہین کہ دنیا مین تھوڑے دنون جینا ہے۔ سہ دوران تقاچہ باد چہرا بگذشت * اپنی کمزوری مین تحمل وصبر کرنے مین بڑا زور دکھاتے ہین آیندہ خوشحالی کے امیدوار رہتے ہین شمشیر خمیدہ پشت کو جانتے تھے کہ وہ ملک وسلطنت ودولت سے قطع وبرید کراتی ہے۔ مگر اب لارڈ ڈلہوزی نے انکو یہہ نیا کرشمہ

دکھایا کہ اگلے بیٹے کے نہ ہونے سے بھی مرنے کے بعد خاندان سے کل مملکت و دولت چھین لی جاتی ہے اس سبب اب وہ دشمنوں کی فتح سے زیادہ تبنیت کے لفظ سے ڈرنے لگے۔
ہندوون کے مقنن اعظم نے شاستر مین لکھا ہے کہ بیٹا ہی باپ کو (پُت) دوزخ سے بچاتا ہے۔ بیٹے کئی طرح کے ہوتے ہین جنین سے ایک صلبی بیٹا ہوتا ہے دوسرا متبنےٰ۔ باپ کے مرنے پر اسکا کریا کرم کرنا بیٹے پر فرض ہے بغیر اسکے باپ کی مکت نہین ہوگی اسلیئے ہندوون کے ہان متبنے کرنے کا مسئلہ بڑے بزرگ مذہبی مسایل مین سے ایک ہے بظاہر یہہ گمان ہوتا ہے کہ جس ملک مین کثیرالازدواجی کا دستور یا قاعدہ مروج ہو وہان شاذ و نادر ہی اسکی ضرورت پڑتی ہوگی کہ کوئی شخص دوسرے آدمی کے بیٹے کو اپنا بیٹا بنائے لیکن یہہ گمان حقیقت کے خلاف ہے بہت سے والیان ملک اور رئیس اپنی آخر عمر تک بیٹے کی تمنا ہی مین رہتے ہین وہ نہین ہوتا بیٹیون سے خاندان کی امارت اور حکومت قائم نہین رہتی اور باپ دادا کا نام آگے نہین چلتا۔ ہندو متبنے کرنے سے دنیا مین خوش رہتے ہین اور عقبے کے لیئے بھی باعث نجات سمجھتے ہین۔ اب اس متبنے ہونے کی دو صورتین ہین ایک یہہ کہ عام ہندوؤن مین سے کوئی ہندو متبنے کرے دوسرے یہہ کہ خاص والیان ریاست اور رئیس اور نام کے راجہ متبنے کرین اس تبنیت کو پولیٹکل سے تعلق ہے اسی کا آگے ہم ذکر کرتے ہین۔
دنیا مین کوئی قوت ہندو کو سوا اپنی مرضی کے متبنے کرنے سے روک نہین سکتی اور جب شاستر کے موافق متبنے کرلیا جائے تو اسے ناجائز نہین ٹھیرا سکتی لیکن باپ کے مرنے کے بعد اسکے خانگی مال و اسباب کا متبنے کا مالک اور وارث ہونا ایک اور بات ہے اور مملکت و سلطنت و خطاب کا وارث و مالک ہونا دوسری بات ہے۔ اس دوسری قسم کا متبنے ہونا اعلے و غالب حکومت کی منظوری کا محتاج ہے۔ والیان ملک جنکے حقوق ملکی گورنمنٹ کی مرضی پر موقوف ہین وہ اور عام ہندوؤن کی طرح متبنے نہین کرسکتے کہ پنڈت جی آنکر تبنیت کی رسم کو ادا کردین اور متبنے باپ کے مرنے کے بعد اسکے سارے مال اسباب کا وارث ہوجائے۔
لیکن والیان ملک اور نام کے روسا کی تبنیت کی بنیاد اعلے و برتر غالب حکومت ہے جب وہ والیان ملک کے متبنے کو منظور کرلے تو وہ اپنے بعد مملکت و سلطنت و خطاب کو متبنے کے ہاتھ مین

منتقل کرکے اپنا جانشین بنا سکتے ہیں بیشک بغیر گورنمنٹ کی منظوری کے متبنے اپنے باپ کے خانگی مال اسباب کا وارث ہوسکتا ہے لیکن سلطنت وملک کا نہیں ہم گورنمنٹ کی منظوری کو متبنے کے لیئے پولی ٹکل تبنیت کہتے ہین۔

اب سوال یہ ہے کہ پولی ٹکل تبنیت مین ہندوؤن کا مذہب مداخلت کا سچا حق رکھتا ہے یا نہین؟ یہہ امر بالکل یقینی ہے کہ اس پولی ٹکل تبنیت کا حق ہمیشہ سے کبھی برنزواعلے گورنمنٹ نے ہندوؤن سے سلب نہین کیا پہلے مسلمان بادشاہ جانشینی کا بھاری نذرانہ لیتے تھے مگر مغل بادشاہون نے اس مین بہت رعایت کرکے تخفیف کردی تھی۔ یہہ نیا شگوفہ انگریزون ہی نے کھلایا ہوا تھا کہ بجائے حق تبنیت کے حق صلبی قرار دیا گیا یعنی جب کسی والی ملک کے سگا بیٹا نہ ہو تو اسکا متبنے والی ملک نہ بنایا جائے اور اسکا ملک ضبط ہوکر سرکار انگریزی کی عملداری مین داخل کیا جائے ۱۸۴۹ء مین لارڈ ڈلہوزی نے لکھا کہ ستارہ کا راجہ لاولد مر گیا اسکا ملک ضبط ہوکر انگریزی عملداری مین ملایا گیا برٹش گورنمنٹ کا یہہ حق ہے کہ جب کسی والی ملک کے صلبی پسر نہ ہو تو اس کے ملک کو ضبط کرکے اپنی عملداری مین داخل کرلے ستارہ کا راجا سیواجی کی اولاد مین سے تھا اور سیواجی مرہٹون کی سلطنت کا بانی اول تھا گو اسکی سلطنت کی شان و شکوہ باقی نہین رہی تھی لیکن پھر بھی اسکی بزرگی اور عظمت کی حکایت زبان زد خلائق تھین اور مغربی مرہٹے ستارہ کے راجہ کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ اپریل ۱۸۴۸ء کے آخر ستارہ کا راجہ آپا صاحب مر گیا وہ اپنے بھائی کا جانشین ہوا تھا جو ۱۸۳۹ء مین اس سبب سے معزول ہوا تھا کہ وہ برٹش گورنمنٹ کے برخلاف سفیہانہ غیر معتبر سازشین کیا کرتا تھا تعجب کی بات ہے کہ سر رابرٹ گرانٹ نے ایسی سزا دی کہ جس مین انگریزی عملداری کا ذرا سا بھی فائدہ نہ ہوا۔

اب سوال یہہ تھا کہ راجہ تو لاولد مرا اب اسکی ریاست متبنے یا کسی کے قریب کے رشتہ دار کو دی جائے یا اس ریاست کا نام ہی مٹا یا جائے سر جارج گورنر بمبئی نے عہدنامہ ۱۸۱۹ء کو ملاحظہ کیا اس مین لکھا ہوا تھا کہ برٹش گورنمنٹ ستارہ کی راجگی کو دوام کے لیئے منظور کرتی ہے کہ اس کے جانشین اور وارث راج کیا کرین اسلیئے انکی راے یہ تھی کہ ہندوستانی طرح برقرار رکھا جائے لیکن انکی کونسل کے دو ممبر تھے وہ یہہ چاہتے تھے کہ گورنمنٹ کا یہہ فرض ہے کہ اس معاملہ کا فیصلہ اسطرح کرے

کہ جس مین زیادہ تر فائدہ انگریزون کا ہو مگر گورنمنٹ نے و و ممبرون کے خیالات کے قبول کرنے سے انکار کر کے یہہ کہا کہ اگر یہہ امر قرین انصاف نہین ہے کہ متبنی کرنے کے استقرار سے انکار کیا جائے تو پھر اس باب مین یہہ تحقیقات عبث ہے کہ رعایا کی یا گورنمنٹ انگریزی کی اغراض کے لیئے یہہ بہتر ہے کہ ہندوستانی راجہ کی فرمان روائی ہو یا اس مین انگریزی عملداری ہو یہہ بات انہون نے ایسی شرملی آواز مین کہی تھی کہ اسکا اثر ہو۔

گورنر جنرل نے جو ہندوستانی ریاستون کے الحاق کرنے کی پولیسی اپنی اپنے ایام حکمرانی مین اختراع کی تھی اسکو ستارہ کی ریاست سے شروع کیا اور اپنے آخر عہد تک نبھایا آٹھ ہی مہینے ان کو ہندوستان مین آئے ہوئے ہوئے تھے کہ ستارہ کی ریاست کو ضبط کیا اور پھر اسکے بعد اور بڑی بڑی ریاستین ضبط کین۔ انہون نے اس الحاق کی پولیسی کے باب مین اپنی راے ۳۰ اگست ۱۸۴۸ع کو یہہ لکھی کہ گورنمنٹ جیسے اپنے فرض کی پابند ہے ایسے ہی اس پولیسی کی رہے ہر موقع پر وہ اپنی خالص دیانت اور نیک ایمانداری کی خوب ہوشیاری کر کے عمل کرے جہان کسی شبہ کی پرچھائین بھی پڑے معاً وہ اپنے دعوے کو چھوڑ دے لیکن جب ملک پر کوئی شخص حق نہ رکھتا ہو تو صاف ظاہر ہے کہ از روے انصاف یہہ گورنمنٹ کا حق ہے کہ اس ملک کو وہ خود لے لے اور ملک کو انگریزی عملداری کی برکتون سے جو بالفعل موجود ہین اور آئندہ اور ہونے والی ہین متمتع کرے مین تہنیت کے باب مین کوئی کڑا قاعدہ نہین تلاش کرتا۔ مگر یہہ میری راے ہے کہ تمام ان موقعون پر کہ کسی والی ملک کے صلبی بیٹا نہ ہو تو اسکا ملک ضبط کر لیا جائے اور اسکو متبنی کرنے کی اجازت نہ دی جائے الا ان صورتون مین جنمین بڑے مستحکم پولیٹکل دلائل ایسے ہون کہ اس عام قاعدہ کی مستثنی صورت بنانی ضرور ہے اس باب مین منتفاد رائین ہونگین کہ ہمارے ملک مقبوضہ کی حدود موجودہ کے بڑہانے سے فائدہ اور حق ملکیت حاصل ہوگا یا نہ ہوگا لیکن مین ملک کی حدود بڑہانے سے جہان اس سے پرہیز ہو سکتا ہے گریز کرتا ہون مگر اسکو وہان ناگزیر جانتا ہون جہان ملک کی حدود نہ بڑھانے سے ہماری سلامتی مین خلل اور ملک کے انتظام مین خرابی عائد ہوتی ہو مگر مین اسکو ممکن نہین خیال کرتا کہ کوئی شخص اس پولیسی کے برخلاف تنزع کریگا جب کوئی بجا موقع ایسا پیش آئے کہ والی ملک بے پسر مرگیا ہو تو اسکے ملک پر قبضہ کرنے سے یہہ فائدہ اٹھایا جائے کہ چھوٹی چھوٹی ریاستین جو ہمارے ملک کے

محل ہین وہ سب ضبط ہوکر انگریزی عملداری مین شامل کرلی جائین جتنے ملک کو ہتہ کا حاصل ہین مین نہین خیال کرتا ہون کہ ان ریاستون سے کوئی ہماری گورنمنٹ کو تقویت ہوئی ہی۔ یا رہ ہماری خزانہ کو ٹربانی ہین لس بجا موقع پر انگریزی عملداری مین ان کے داخل کرنیے سے انگریزی انتظام کی توسیع ہوگی جس سے رعایا کی آسودگی اور مرفہ الحالی بڑھیگی مجہ عاجز کی راے ناقص مین گورنمنٹ کو یہہ عمل عام اختیار کرنا چاہیئے کہ جب کوئی والی ملک بے پسر مرجائے تو اسکو متبنی کرنیکی اجازت نہ دے اور اُسکے مرنے کے بعد ملک ضبط کرلیا جائے۔

گورنر جنرل کے اس فیصلہ کو کورٹ ڈائرکٹرز نے منظور کرلیا اور ستارہ انگریزی عملداری سے الحاق کیا گیا۔ کورٹ ڈائرکٹرز مین بعض صاحب ایسے بھی موجود تھے جنہون نے اس تجویز کو یہہ کہا کہ وہ ایک کام غاصبانہ بالکل راستی والنصاف کے خلاف ہے مگر صاحب نے کہا کہ ہم غلطی و خطا کے مقابلہ کرنے والے اسلیئے بلائے جاتے ہین کہ حق دعوے پر غور کرکے فیصلہ کرین ہمیشہ میرے نزدیک عمدہ پولیسی وہ ہے جو عدل کے احکام سے وابستگی قریبہ رکھتی ہے۔

مسٹر شب ہرڈ نے جو ہندوستانی والیان ملک کے بڑے طرفدار تھے یہہ کہا کہ یہہ بات کبھی بھولنی نہین چاہیئے کہ مشرق مین ہماری سلطنت کے عروج و ترقی مین ہمیشہ ہماری گورنمنٹ نے ہندوستانیون پر یہہ ظاہر و واضح کیا ہے کہ صرف تمہارے وہی سارے حقوق و فائدے جو پہلے گورنمنٹون مین حاصل تھے محفوظ و مرعی نہین رکھے جائینگے بلکہ تمہارے آئین و دستور و عادات و رسم و رواج و تعصبات کا بھی پاس و لحاظ کیا جائے گا اب بتاؤ کہ کونسا حق زیادہ عزیز اور کونسی رسم زیادہ معزز متبنی کرنے سے ہے؟ مگر کورٹ ڈائرکٹرز مین کثرت راے گورنر جنرل کی راے کی طرف تھی۔ لارڈ ڈلہوزی کی یہہ پولیسی کورٹ ڈائرکٹرز نے علے العموم اختیار کرلی کہ جب کوئی والی ملک بے پسر مرے تو اسکا ملک ضبط کرکے انگریزی عملداری میں شامل کرلیا جائے۔

سنہ ۱۸۵۳ء مین جاڑا بڑی شدت سے پڑرہا تھا بڑے دن سے چند روز پہلے فورٹ ولیم کے توپخانہ سے مرنے کی توپون کے چھوٹنے نے مطلع کیا کہ رگھوجی بھونسلا راجہ ناگپور مرگیا۔ اسکو سینتالیس برس کی عمر مین موت کا پیغام آیا۔ اگرچہ وہ برانڈی اور رنڈی سے بہت شغل رکھتا تھا مگر رعایا پرور تھا اسکے خوش کرنے کا بہت خیال رکھتا تھا اور انپر ایسی مہربانیان و نوازشین بہت

ناگپور ۱۸۵۳ و ۱۸۵۴ء

کرتا تھا جنہیں اسکو خود اپنی نسبت تکلیف نہ پہنچے اسکے بیٹا کوئی نہ تھا اور نہ کسی کو متبنی کیا تھا حرامی بیٹا ہونا تو ناممکن تھا-

یہہ امر عجیب ہے کہ متبنی کرنے کے لیئے مذہب حکم کرے اور پرم پرا سے یہہ رسم چلی آئے پھر بھی کوئی متبنی نہ کرے یہہ ایک ضعف بشری ہے انگلستان مین باوجود تہذیب و شائستگی کے ہزارون آدمی وصیت نامہ اس خوف سے نہین لکھتے کہ اس کے لکھنے سے موت جلد آجائیگی پھر اس ملک مین جو توہمات کا پتلا ہے متبنے نہ کیا جائے تو تعجب کیا ہے- آخر عمر تک اولاد ہونے کی امید ہوتی ہے بس اگر متبنے کر لیا جائے تو اسکے معنی یہہ ہونگے کہ اب بیٹے کے ہونے کی امید خدا تعالے سے نہین ہے اسکو یہہ سمجھتے ہین کہ خدا پر الزام لگانا ہے کہ اب اس مین یہہ قدرت نہین ہے کہ وہ بیٹا ہم کو دے بس اسلیئے مرجاتے ہین مگر متبنے نہین کرتے- یہہ بھی خیال ہوتا ہے کہ متبنے کرنا اپنی نامردی کا اظہار ہے-

ناگپور کے راجہ نے جو متبنے نہین کیا اسکی وجہ یہہ بھی کہ اس کے ملک کے رسم و رواج کے موافق اسکی جیوہ کو بھی اختیار تھا کہ وہ متبنے کرے اسکا متبنے کیا ہوا بھی راجہ ہی کا متبنی کیا ہوا سمجھا جائیگا راجہ نے اپنی طبیعت کے موافق کسی لڑکے کو گود نہین لیا یہہ تحقیق نہین کہ اسکی بیوہ نے کسی لڑکے کو گود لیا یا نہین- مسٹر مین سل صاحب جو آیندہ پنجاب کے بورڈ کے ممبر ہوئے یہان رزیڈنٹ تھے وہ بڑے انصاف پسند اور ہندوستانی ریاستون کے خیرخواہ تھے انہون نے بہت دفعہ راجہ سے تاکید کرکے کہا کہ آپ متبنے کیجے مگر راجہ نے اسپر التفات نہین کیا انہون نے سپریم گورنمنٹ سے اس باب مین استفسار کیا اور لکھا کہ متبنے کوئی نہین کیا گیا- لارڈ ڈلہوزی اسوقت بیگو مین تھے کونسل کے ممبرون نے لکھا کہ رزیڈنٹ ملک مین امن امان رکھے جب تک اس کے پاس حکم نہ پہنچے- اگر راجہ نے متبنے بھی کر لیا ہوتا تو لارڈ ڈلہوزی اسکو جائز نہین رکھتے اب تو اسنے متبنے کیا ہی نہ تھا اسلیئے گورنر جنرل نے حکم دیدیا کہ ریاست ناگپور ضبط کی جائے- انہون نے لکھا کہ راجہ نے کوئی متبنے نہین کیا اور اگر وہ متبنے کر بھی لیتا تو گورنمنٹ کا یہہ فرض تھا کہ اس کے ماننے سے انکار کرتی مین خوب جانتا ہون کہ ناگپور مین کسی مرہٹے کے راج کرنے سے ہندوستان مین والیان ملک بڑے خوش ہونگے اور یہہ کام گورنمنٹ کا بڑا فضل و کرم کا سمجھا جائے گا-

اوراسی بنا پر بہت سے انگریزی حکام بھی اس پولیسی کو پسند کرتے ہین انکی راے کو سمجھتا ہون
اوراسکا ادب کرتا ہون مگراس جوابدہی کے سبب سے جو میرے فرض ہے یہہ اپنی راے
ظاہر نہین کرسکتا کہ محبت وفیاضی کی راے کو ایک بجا عادلانہ ودانشمندانہ پولیسی پر ترجیح دیجائی
کرنیل جان لو صاحب اسوقت کونسل کے ممبر تھے انکی راے یہ تھی کہ ہندو مسلمانون کی جو تھوڑی
سی ریاستین باقی رہ گئی ہین انکا برقرار رکھنا عدل وانصاف کا مقتضا رہے۔ ریاستین
بہت سی غارت ہوچکی ہین جو باقی ہین وہ ہماری قوت کا سبب ہے نہ ضعف کا اور اگر کوئی ریاست
انمین سے باقی نہین رہیگی تو ہمارے لیئے خرابی ہوگی۔ مین جانتا ہون اگران باتون کو فرشتہ
کی آواز مین کہون تو اسکا عملی اثر ایسا ہی ہوگا جیسے کہ ایک پیتل کے تھرے کی چھن چھن کا۔
کرنیل صاحب اپنے اس عقیدہ وراے مین بڑے پختہ تھے انہون نے اس باب مین دو
نوشتے تحریر کیئے جنمین انہون نے ناگپور کے الحاق کی پولیسی کے برخلاف لکھا کہ وہ عدل اور
انصاف کے خلاف ہے انہون نے کہا کہ ابھی جو ستارہ الحاق کیا گیا ہے اسکا بہت برا اثر
اخلاقی ہندوستان کے اکثر حصون مین ہوا ہے مجھ سے جو میرے پرانے دوست ہندوستانی
ملنے آتے ہین وہ ستارہ کا ذکر بہت صاف صاف کرتے ہین اوراس مین ایسی باتین بیان
کرتے ہین کہ بمجبوری مجھے انکو روکنا پڑتا ہے جس ہندوستانی نے مجھ سے ستارہ کا ذکر کیا
اسنے یہہ سوال کیا کہ ستارہ نے کیا جرم کیا ہے کہ وہ ضبط ہوا ہے اگر جرم کیا ہے تو گورنمنٹ کا
یہہ کام بجا اور انصاف ہے اور اگر کوئی جرم نہین کیا تو یہہ ضبطی ظلم ہے ہندوستان کے اکثر
حصون مین ستارہ کی ضبطی کا اثر اخلاقاً بہت ہی برا ہوتا ہے اس کے سبب سے برٹش گورنمنٹ
کے انصاف اور نیک ایمانداری کا اعتبار جو ہندوستانیون کے دلون مین تھا وہ متزلزل ہوگیا
وہ پوچھتے ہین کہ ستارہ نے کیا گناہ کیا ہے کہ اسپر پولیٹکل موت کا فتوی دیا گیا ہے کل
ہندوستان مین فتح سے جو ملک حاصل کیا گیا ہے وہ بہت سی صورتون مین حق سمجھا گیا ہی
جسکی مثال پنجاب کا الحاق کرنا ہے کہ اسکو لوگ اس وجہ سے غلط نہین جانتے کہ وہان کے رئیسون
اور رعایا نے اس الحاق کو اپنے اوپر آپ بلایا ہے مگر ایک نیک خواہ ریاست کا نابود ہونا وارثون کے
نہ ہونے سے ہند کے کسی حصہ مین پسندیدہ نہین سمجھا گیا اور ضبطی کے حق کا جو اعلان کیا گیا ہے

اُس نے تمام ملک مین ہندوستانی دربار مین ایک کھلبلی مچادی ہے کہ گورنمنٹ پر کچھ اعتبار نہین رہا انہون نے بڑے زور سے بیان کیا کہ برٹش گورنمنٹ کا ہموار اثر یہہ ہے کہ ہمارے سب لوگون مین اعلےٰ درجہ کی جماعتین پامال ہوگئی ہین یہ صحیح پولیسی ہے کہ ہم ہندوستانی ریاستون کی پشت پناہ نہین کرتے ان شرفا اور بلند نظر اور فراخ حوصلہ ہندوستانیون کے لیے چشمہ توانائی نہین جو انگریزی عملداری مین کسی طرح نہین پنپ سکتے اور نشو ونما نہین پاسکتے انہون نے اس پر بحث کی گو ہمارا انتظام بہ نسبت ہندوستانی انتظام کے بدرجہا بہتر ہو لیکن ہندوستانی اسکو بہتر نہین جانتے انکو تو اپنے پرانے دستورون اور رائیتون کے ساتھ دلبستگی ہے خواہ وہ کیسے ہی ناقص ہون وہ ان کی تبدیلی کے بالکل برخلاف ہین خواہ یہہ تبدیلی کیسی ہی اچھی ہو انہون نے کہا کہ ایک لحاظ سے دنیا کے اور معلوم حصون کے باشندون کے مشابہ ہندوستان کے باشندے ہین کہ وہ اپنی ہی عادات اور رسوم کو اور سب سے برتر و بہتر جانتے ہین انہون نے اس بات پر جھگڑا کیا کہ عہدنامہ مین کوئی شرط ایسی نہین کہ مسندنشینی جب ہی ہو کہ راجہ کے صلبی پسر ہو بس بھوسلا کے خاندان مین مسندنشین وہ متبنےٰ ہونا چاہیے جسکو خود راجہ یا اسکی سب سے بڑی بیوہ نے بموجب رسم و رواج گود لیا ہو۔ ناگپور کا راجہ برٹش گورنمنٹ کا بڑا خیرخواہ تھا اسکے ملک مین کوئی بدنظمی نہین تھی اسکے راج مین کبھی ملیٹری مداخلت کرنے کی ضرورت نہین پڑی نہ کبھی راجہ کو تنبیہہ و تاکید کرنے کی ضرورت ہوئی بس اس آخر راجہ کا ایسا چال چلن نہین تھا کہ اسکے بعد مسندنشین کا حق سلب کردیا جائے کس گناہ و جرم و قصور کی پاداش مین اسکی عزتون اور خاندان کا ہمیشہ کے لیے خاتمہ کیا جاتا ہے؟ اس صورت مین کہ انکار کیا جائے کہ اسکو متبنےٰ بنانے کا حق نہ تھا تو وہ بالکل عہدنامہ کے اصلی مطلب کے خلاف ہوگا گو الفاظ کے خلاف نہ ہو اگر یہہ کہا جائے کہ متبنےٰ کرنے کی خبر گورنمنٹ پاس نہین آئی تھی یہہ امر یقینی تھا کہ راجہ نے خود اپنا حق چھوڑ دیا کہ کسی کو گود نہین لیا اور یہہ خبر بھی نہین کی کہ اسکی بیوہ نے کسی کو متبنےٰ بنایا تو کسکو ریاست دی جائے جب کوئی اسکا مستحق دعویٰ نہ کرے؟

اس سوال کا جواب یہہ ہے کہ گورنمنٹ نے اسقدر جلدی سے راج کو مٹا دیا اور کچھ انتظار نہین کیا کہ ریاست کے مستحق مدعی ہوتے اگر گورنمنٹ کو راج کا سلامت رکھنا منظور ہوتا تو بہت آسان تھا

کہ کسی لائق آدمی کو مسند پر بٹھا دے لو صاحب کی باتون کو نہ یہان کسی نے سنا نہ انگلنڈ مین یہہ ریاست بھی ستارہ کی طرح ضبط ہوگئی - بیوہ عورتون کے اور راجہ کے رشتہ دارون کی معقول پنشنین مقرر ہوگئیں - راجہ کا کل مال صامت و ناطق نیلام ہوگیا - گھوڑے بیل ہاتھی اونٹ کوڑیون کے مول بک گئے صرف بنکیا بائی یا بانکا بائی نے غل مچایا کہ اگر میرے گھر کا اسباب نیلام ہوگا تو گھر مین آگ لگا دونگی مگر اسباب نیلام ہوا اور بھوسلا کے جواہر کلکتہ کے بازار مین بکنے گئے کچھ چھوڑ دئیے گئے ریاست کے ضبط ہونے سے زیادہ بڑا ترس اسباب کے نیلام ہونے سے بیدار ہی مین نہین ہوا بلکہ اور جگہ بھی - اس نیلام سے برٹش گورنمنٹ کی بدنامی ہوئی روپے کا اتنا فائدہ نہین ہوا جتنا عزت کا نقصان - رانیون نے بہت کوشش کی کہ ریاست بحال ہو لندن مین اپنے آدمی بھیجے یہان بہت روپیہ وکیلون اور قانون دانون کو دیا مگر کچھ ہوا نہین بڑی رانی نے جانوجی بھوسلا کو اسلیئے متبنےٰ کیا کہ اسکے مال اسباب کا مرنے کے بعد مالک ہو اور خاندان کا نام باقی رہے بھوسلا کا ملک انگریزی مین شامل ہوگیا اس مین افیون کا گودام پٹنے کی طرح مقرر ہوا اور نوٹون کی فیکٹری کاشی پور کی طرح مقرر ہوئی پنجاب و پیگو کے الحاق نے تو سرحدون کے سرون پر کمپنی کی عملداری کو بڑھایا تھا اور ستارہ و ناگپور کے دو نامور مرہٹون کی ریاستون کے الحاق نے اندرونی عملداری کو مستحکم کیا اور ہندوستان کے نقشے مین سرخ رنگ کو بڑھایا اور کل ہندوستان مین گورنمنٹ کے اس استحقاق کا اعلان کیا کہ جو راجہ لاولد مریگا اس کا ملک راج پاٹ ضبط کرنے کا حق گورنمنٹ کو حاصل ہے۔

بندیل کھنڈ کی چھوٹی چھوٹی ریاستون مین سے ایک جھانسی کی ریاست اسکے وسط مین تھی اور وہ پیشوا کی باجگزار تھی - جب پیشوا نے بندیل کھنڈ مین اپنی قلمرو مقبوضہ کو سرکار کمپنی کو حوالہ کیا تو اسنے کہا کہ جھانسی کی ریاست شیوراؤ بھاؤ کو نسلاً بعد نسل ہمیشہ کے لئے عطا کی گئی ہے سو سرکار کمپنی نے بھی جھانسی کے حاکم صوبہ دار رامچند سے بھی عہدنامہ کیا کہ وہ اسکو نسلاً بعد نسلٍ دی گئی اور رامچند کو اسکی خیر خواہی کے سبب سرکار نے راجہ کا خطاب دیا - جب راجہ لاولد مر گیا تو ریاست کے لیئے بہت سے مدعی کھڑے ہوئے ریاست کا سب سے زیادہ مستحق راجہ کا چچا رگھوناتھ تھا جو جذامی تھا مگر رعایا اسی کا راجہ ہونا چاہتی تھی

وہ راجہ ہوا تین برس راج کرکے لاولد مر گیا ریاست کے مدعی بہت کھڑے ہوئے اسوقت
سرکار کمپنی کو ضبطی ممالک کا خیال بھی نہ تھا۔ لارڈ آکلینڈ نے مدعیان ریاست کے حقوق کی
تحقیقات کے لیئے کمیشن مقرر کیا کمیشن نے راجہ کے بھائی گنگا دھر رائو کو ریاست کا مستحق
ٹھیرایا اسکو راج نسلاً بعد نسل مل گیا۔

رگھوناتھ حدامی کے عہد مین ملک مین بڑی بدنظمی رہی اور اسکے بھائی کے عہد مین بھی یہی
حال رہا تو سرکار کمپنی نے ملک کا انتظام راجہ کی طرف سے اپنے ہاتھ مین لے لیا جسکے سبب
آمدنی ملک جسکا تنزل ہندوستانی عاملون کے ہاتھ سے ہو گیا تھا اسکی ترقی ہو گئی۔
سنہ ۱۸۴۲ء مین جب ملک کا ایک عضو بندیل کھنڈ کی سپاہ کے خرچ کے لیئے قطع
ہو گیا تو راج کا انتظام پھر گنگا دھر کے حوالہ کیا گیا دس برس تک راج کرکے وہ پہلے
راجاؤن کی طرح لاولد مر گیا پھر مسند نشینی کے لیئے مدعی کھڑے ہوئے مگر اب کی دفعہ
ان کے دعوے اس نظر سے نہین دیکھے گئے جس سے پہلے دیکھے گئے تھے گورنر جنرل
نے ایک نوشتہ لکھا جس سے راجہ کی موت آگئی یہہ قرار پایا کہ جھانسی ایک باج گزار
ریاست تھی جسکا پہلے مالک پیشوا تھا جسنے اپنے سارے اختیارات جو اس ریاست مین
تھے سرکار کمپنی کو حوالہ کیئے سنہ ۱۸۳۷ء مین سر چارلس مٹکاف نے اس باب مین ایک نوشتہ
لکھا تھا اسکی نقل اس لیئے کی گئی کہ اس سے ثابت ہوتا تھا کہ ہندو راجہ خود مختار
شاہانہ حکومت رکھتے ہین اور دوسرے ہندو سردار ہین جنکو ملک یا محاصل ملک پادشاہ
کی طرف سے عطا کیا گیا ہے ان دونون مین فرق ہے جس حکومت نے یہہ جاگیر معافی دی
ہے وہ مستحق ہے کہ جاگیر کے لیئے یہہ مقرر کردے کہ کے پشتون کے لیئے دی گئی اس کی
مدت کیا ہے جب قطع نسل ہو تو اسکو واپس لے لے اب سرکار کا ضبط کرنے کا حق خوب جم
رہا تھا جھانسی ضبط ہو گئی آخر راجہ کی بیوہ محل مجاتی دوہائی دیتی رہی کہ خاوند کا خاندان سرکار کا
بڑا خیر خواہ ہے اسنے بڑے بڑے کام نیک خواہی کے کیئے ہین جنکو سرکار بھی مانتی ہے
اسنے عہدنامہ کی شرائط کو بھی دکھایا اسکی ساری حجتیں بے کار رہین یہہ قرار پایا کہ ریاست جھانسی کا
برٹش گورنمنٹ کے اغراض و فوائد کے لیئے حکماً الحاق کرنا ضرور ہے۔ لارڈ ڈلہوزی نے کہا

چونکہ جھانسی سرکاری اضلاع کے درمیان مین وسط مین واقع ہے اسپر قبضہ ہونے سے ہماری مرضی کے موافق اسکا وہ عام انتظام ہوگا جو ہم بندیل کھنڈ کا چاہتے ہین اور سرکاری اضلاع کے ساتھ شامل ہونے سے جھانسی کی رعایا کو بہت فائدہ پہنچے گا۔

قرولی ایک چھوٹی سی ریاست راجپوتانہ کی ہے اسکا نوجوان راجہ ۱۸۵۲ء مین مرگیا اس نے ایک لڑکا اپنے کسی قریب کے رشتہ کا گود لے لیا تھا کرنیل لو صاحب راجپوتانہ کے رزیڈینٹ تھے انہون نے چاہا کہ برٹش گورنمنٹ اس متبنے کو فوراً تسلیم کرلے۔

گورنر جنرل نے اسکے ماننے مین تامل کیا اسکے نزدیک قرولی کے ضبط کرنے کا حق انصافاً گورنمنٹ کو حاصل تھا مگر کونسل نے اس سے اختلاف کیا انہون نے ستارہ کی صورت سے قرولی کی حالت کو مختلف بتلایا کہ ستارہ کی ریاست زمانہ حال مین جب سرکار کمپنی کا تسلط شروع ہوا ہے غصب سے قائم ہوئی تھی مگر راجپوتانہ کی ریاستین تو سرکار کمپنی کی عملداری سے صدہا سال بیشتر سے چلی آتی تھین جنمین قرولی کی ریاست بھی ہے ان قدیمی خاندانون کا مٹانا مدبران ملکی کے نزدیک مناسب نہ تھا۔ لارڈ ڈلہوزی کی پولیسی کے ماننے کے کورٹ ڈائرکٹرز بڑے متمنی تھے لیکن انہون نے یہہ نہین پسند کیا کہ راجپوتانہ کی قدیمی ریاستین بہ تدریج نابود کی جائین انہون نے کہا کہ ستارہ اور قرولی کے مقدمات کی صورتین جو بالکل جداگانہ ہین گورنر جنرل کی تحریر مین کافی طور پر ظاہر نہین کی گئین ستارہ کی ریاست زمانہ حال کی ہے جو برٹش گورنمنٹ کے عطیہ سے پیدا ہوئی ہے اور قرولی کی ریاست راجپوتون کی جس مین راجپوت حکمرانی کرتے چلے آئے ہین بہت مدت پہلے کی انگریزی عملداری سے ہے یہہ ریاست ہماری دوست ہے جسکی حراست ہم نے اپنے ذمہ لی ہے ہماری یہہ خواہش نہین ہے کہ ہندوستانی عملداری کی جگہہ انگریزی عملداری اس مین قائم کی جائے ہم حکم دیتے ہین کہ بھرت پال جو متبنے کیا گیا ہے جانشین ہو اس عرصہ مین کہ کلکتہ اور لندن کے درمیان بھرت پال سے خط وکتابت جاری تھی کہ راجہ کا بھائی مدن پال جانشینی کے لیئے مدعی ہوا اسنے اپنا استحقاق بیان کیا اور اسکو ننہیارون سے بھی ثابت کرنا چاہا۔ محل کی رانیون اور سردارون اور امیرون نے اسکے استحقاق ریاست کی حمایت کی اور سر ہنری لارنس رزیڈنٹ راجپوتانہ نے اسکے استحقاق کے استحکام کی تصدیق کی متبنے کا حق اور سب رشتہ دارون کے

حق پر فوقیت رکھتا ہے مگر تحقیقات کرنے سے معلوم ہوا کہ متبنے کرنے کی جو شرائط ہوتی ہین وہ اس متبنے کرنے مین پوری نہین ہوئین تھین اسلیئے بھرت پال متبنے نہین قرار پایا جسکی جانشینی کے لیئے کورٹ ڈائرکٹرز حکم دے چکے تھے وہ جانشین نہین ہوا - ہنری لارنس نے مدن پال کی جانشینی کے سفارش کی وہ لارڈ ڈیل ہوزی نے منظور کرلی بس لارڈ ڈیل ہوزی کی ضبطی کی پولیسی اس مقدمہ مین فتحیاب نہین ہوئی ان دو سالون کے اندر راجپوتانہ کے قدیمی خاندانون کو تردد رہا کہ قرولی کے مقدمہ مین کیا فیصلہ ہوتا ہے گو آخری فیصلہ سے انکو اطمینان ہوا کہ قدیمی معزز ریاستون کے دائرہ مین الحاق کرنے کی میخ نہین ٹھوکی گئی لیکن یہہ نہین خیال کرنا چاہیئے کہ اس سبب سے کہ خطا نہین کی گئی اس التوا سے نقصان نہین ہوا - عام افواہین اڑانے والے سررشتون کے مخفی اسرار کو نہین جانتے وہ تو اپنے قیاس سے خبرین ہوا مین اڑایا کرتے ہین ہندوستان کے ہر دربار اور ہر بازار مین لوگ یہہ خوب جانتے تھے کہ برٹش گورنمنٹ قرولی کے الحاق کرنے اور نہ کرنے کے باب مین بحثین کر رہی ہے فقط یہی بات کہ اس معاملہ مین بحث ہو رہی ہے لوگون کے دلون مین تردد و فکر پیدا کرنے کے لیئے کافی تھی - دو برس تک قرولی بغیر راجہ کے رہی اسکا انتظام پولیٹکل ایجنٹ راجپوتانہ کی طرف سے ہوتا رہا جسکو لوگ جانتے تھے کہ آخری فیصلہ ہونے کے بعد بھی یہہ انتظام جانے کا نہین لوگ سمجھتے تھے کہ اب ہنری لارنس کے عدل فتوت ہمت کے سبب سے ریاست قرولی بچ گئی تو کیا سدا انکا فضل و کرم اور ریاستون کے بچانے کے لیئے آیندہ آیا کریگا ؟ اسکے پھر یہہ موقع ہی نہین ملے گا راجپوتانہ مین بہت سے راجہ بے پسر تھے انکے دلون مین یہہ عجب اضطراب اضطرار تھا کہ ہمارے مرنے کے بعد ہماری ریاستون کا خاتمہ ہے سارے ملک مین یہہ وحشتناک خبرین اڑ رہی تھین کہ لارڈ ڈیل ہوزی کی پولیسی کو آخر مین کامیابی ہوگی ولایت سے حکم صادر ہو چکا ہے کہ تمام راجپوتون کی ریاستین انگریزی علمداری مین الحاق کی جائین یہہ سرکار انگریزی کی سلطنت کا رکن اعظم اعتماد ہے یہہ خوفناک جھوٹ اسکی ایسی بیخ کنی کرتا تھا کہ جسکا پہلے سان گمان بھی ہندوستان مین نہ تھا -

سنبھل پور کی ریاست بنگال کے جنوب مغرب مین واقع ہے جسکو برٹش گورنمنٹ نے یہان کے ایک قدیمی راجہ کو نا حین حیات دی تھی مگر پھر دوبارہ حقوق فرمان روائی از سر نو اس خاندان کے

ممبرن کو دیئے گئے اور ۱۸۹۰ء تک وہ قائم رہے۔ نرائن سنگھ بیان کا راجہ تھا جسکا نہ کوئی وارث تھا نہ کوئی قریب کا رشتہ دار تھا نہ کوئی متبنے کیا گیا تھا بس جب راجہ مرگیا تو سبکو بہہ اتفاق تھا کہ حق ضبطی پورا سرکار کو حاصل ہے اُسکا الحاق الصاقاً مشتہر ہونا چاہیئے بس یہہ ریاست الحاق کی گئی۔

اب تک تو ریاستون کو برٹش گورنمنٹ اس سبب سے ضبط کرتی تھی کہ والیان ریاست بے پسر مرتے تھے اور اسکو متبنے کرنے کی اجازت نہیں دیتے تھے مگر اب ضبطیان اس قسم کی شروع ہوئین ہندوستان مین بڑے بڑے عالی خاندانون کی اولاد موجود تھی گو انکی مملکت اور سلطنت تو برٹش گورنمنٹ کے ہاتھ مین منتقل ہوچکی تھی مگر برٹش گورنمنٹ ان کے محاصل مین سے ایک حصہ بطور پنشن انکو دیتی تھی اور انکی عزت حرمت ایسی کرتی تھی جیسی کہ والیان ملک کی ہونی چاہیئے اسکے جاہ و منصب خطاب القاب کا پاس لحاظ کرتی تھی ایسے تین قومی جاہ پنشندار لارڈ ڈیل ہوزی کے عہد حکومت مین اس فیصلے چل بسے انین سے ایک کا حال تفصیل سے لکھا جاتا ہے۔ مرہٹون کی تین بڑی سلطنتین تھین ایک ستارا دوسری ناگپور تیسری پونہ ابھی بیان ہوا ہے کہ ان مین سے اول دو کو کسی طرح سے لارڈ ڈیل ہوزی نے نیست و نابود کردیا تیسرے انکے ہندوستان مین آنے سے تیس برس پہلے ملک کے اعتبار سے غارت ہوچکی تھی ۱۸۱۸ء مین مرہٹون کی دوسری لڑائی کے بعد پیشوا باجی راؤ نے اپنے تیئن سرجان مالکم کے حوالہ کردیا تھا اُسنے دستی ہین دغابازی کی تلوار کو لڑنے کے لیئے نکالا بڑی ہزیمت پائی اب اسکو سوا اسکے چارہ نہ تھا کہ کیا بھگوڑون کی طرح بھاگتا پھرے یا اپنے تیئن برٹش گورنمنٹ کے فضل و کرم و رحم کے سایہ مین لائے اسنے انگلش جنرل کو اپنے تیئن حوالہ کیا وہ جانتا تھا کہ یہہ انگلش جنرل میری اس درماندگی اور بیچارگی کی حالت مین دستگیری اور فیاضانہ سلوک کریگا جب مالکم صاحب نے گورنمنٹ سے اسکی آٹھ لاکھ روپیہ کی پنشن کرادی کہ اس مین وہ اپنا اور اپنی خاندان کا گذارہ کرے۔ مالکم صاحب کے اس اسراف پر بعض انگریز معترض ہوئے تو انہون نے جواب یہہ دیا کہ جب سے برٹش گورنمنٹ نے ہندوستان مین قدم رکھا ہے اسکی پالیسی یہہ ہی ہے کہ ہندوستانی والیان ملک کے ساتھ جنہون نے اپنی بے ایمانی اور دغابازی کے سبب سے اپنی سلطنت و حکومت کو کھویا ہے فیاضانہ سلوک کیا جائے ان کی تمام خطاؤن اور قصورون سے

چشم پوشی و فراموشی اختیار کی جائے اور اسی طریقہ کے برتنے کا نتیجہ یہہ ہے کہ کل جماعتیں برٹش
گورنمنٹ کی حکومت سے راضی ہوجاتی ہین ایسے موقعون پر جو گورنمنٹ نے اپنی انسانیت اور فیاضی کے
جوہر دکھائے ہین انہون نے بہ نسبت ہتھیارون کے زیادہ اسکی حکومت کو مستحکم و استوار کیا ہے
وہ حقیقت مین ہندوستانیون کے دلون کا تسخیر کرنا ہے" بس کانپور سے بارہ میل کے فاصلہ پر
بٹھور مین باجی راو پنشن لیکر عزلت نشین ہوا۔
وہ عمر کے اعتبار سے تو بوڑھا نہ تھا مگر اپنے قدرتی جسمانی ضعف اور عیش پرستی کے سبب سے یہ
نہین معلوم دیتا تھا کہ وہ سرکار کمپنی کا وبال دوش پنشن کے سبب سے مدتون تک رہے گا لیکن وہ اپنی
حکومت کے سلب ہونے کے بعد تہائی صدی جیا اسکا کنبا بہت تھا اسکے ہم قوم ملازمین کثرت سے
تھے غیر قوم کے رفقا کی بھی کمی نہ تھی اسطرح مرہٹون کے یکجا اجتماع سے برٹش گورنمنٹ کو ہمیشہ اور خاص کر
کسی خطرناک وقت مین اندیشہ رہتا تھا مگر معزول پیشوا بڑا وفادار اور خیرخواہ تھا اسکے آدمی نیک چلن تھے
نیک چلنی اور پیشوا کی خیرخواہی خالی خولی نہ تھی بلکہ جب سرکار کمپنی کا خزانہ جنگ افغانستان مین خالی
ہوگیا تھا تو پانچ لاکھ روپے اسنے قرض دیئے تھے اور جب پنجاب کی طرف سے حملہ نے سرکار کی
عملداری کو دھمکی دی تھی اور تمام ملک مین مشہور تھا کہ سکھون اور مرہٹون مین آپس مین اتحاد ہوگیا ہی
تو پیشوا نے اپنی خیرخواہی کا اعتبار اسطرح کیا کہ اُس نے سرکار سے درخواست کی کہ مین اپنے خرچ
سے ایک ہزار سوار اور ایک ہزار پیدل جمع کرکے برٹش گورنمنٹ کی خدمت کرنے کو حاضر ہون۔
غرض جیسی اسکی طبیعت مین برٹش گورنمنٹ کی خیرخواہی تھی ایسے ہی اسکے پاس اسباب بھی خیرخواہی
دکھانے کے موجود تھے اسکی پنشن ایسی بڑی تھی کہ شاہانہ خرچون کے بعد بھی بہت روپیہ پس انداز ہوتا
تھا سارے ہندوستان مین مشہور ہوگیا تھا کہ پیشوا نے دولت کے بڑے خزانے جمع کئے ہین
وہ قبر مین پاؤن لٹکائے بیٹھا تھا کوئی بیٹا نہ تھا اب سوال یہہ تھا کہ اس دولت کا مالک اور وارث کون
ہوگا سو اسنے اپنے ہی کنبے مین سے اپنے مرنے سے چند سال پہلے ایک لڑکے کو متبنے کیا اس نے
وصیت نامہ مین لکھا ہے کہ دوندو پنت نانا میرا بڑا بیٹا ہے اور گنگادہر راؤ میرا سب سے چھوٹا بیٹا اور سداشیو
پنت دادا دوسرا بیٹا ہے جسکا بیٹا پنڈورنگ راؤ میرا پوتا ہے پس یہہ میرے تین بیٹے اور ایک
پوتا ہے میرے بعد دوندو پنت نانا میرا بڑا بیٹا تنہا پیشوا کی گدی کا وارث ہے پس اسنے

برٹش گورنمنٹ سے درخواست کی کہ وہ نانا کو اسکا جانشین اور دولت و خزانون کا مالک
مانے اور اسکو خطاب اور پنشن پیشوا ای کی عنایت کرے یہہ درخواست اسکی منظور نہین ہوئی
مگر سرکار کمپنی نے بالکل اس سے انکار بھی نہین کیا وعدہ کیا کہ باجے راؤ کے مرنے
کے بعد اسکے خاندان کے لیئے کوئی مناسب تدبیر کی جائیگی۔ غرض یہہ معاملہ آیندہ
خیال کرنے کے لیئے رکھا گیا۔ پیشوا بڑا ضعیف مفلوج و اندھا ہوگیا تھا اور معلوم ہوتا تھا
کہ محاصل ہند کی گردن پر اب زیادہ دنون تک اسکی پنشن کا بوجھ نہین رہیگا۔
۲۸ جنوری ۱۸۵۱ع کو پیشوا نے ستتر برس کی عمر مین اس دنیا کے دیکھنے سے ہمیشہ
کے لیئے آنکھین بالکل بند کین ۱۸۳۹ع کا لکھا ہوا اسکا وصیت نامہ تھا جس مین لکھا تھا
کہ میرے بعد دوندو پنت نانا میرا متبنے ہے پیشوا ای گدی کا مملکت کا دولت کا اثاث البیت
کا خزانہ کا غرض سب طرح کے میرے مال و اسباب کا مالک ہو جب باجے راؤ مرا ہے تو نانا
کی عمر ستائیس برس کی تھی وہ ایک نوجوان چپ چاپ بغیر طمطراق کے تھا کوئی بیہودہ عادت
نہین رکھتا تھا خوش مین منیا نہ تھا اور اپنے سارے کام صاحب کمشنر کی صلاح کے
موافق کرنے کو تیار رہتا تھا تیس لاکھ روپیہ کا وارث ہونے کو تھا جس مین سے زیادہ تر
پرومسری نوٹ تھے مگر اسکا کنبا بڑا تھا یہہ معلوم ہوتا تھا کہ سرکار کمپنی معزول پیشوا کی پنشن کا ایک
حصہ اسکے کنبے کو بٹھور مین عطا کریگی۔ انتظام تمام معاملات کا صوبہ دار محمد عظیم اللہ کے
ہاتھ مین تھا جو سچا وفادار خیرخواہ پیشوا باجے راؤ کا تھا وہی برٹش گورنمنٹ کے محکمہ مین
نانا صاحب کے معاملات کی وکالت اور پیروی کرتا تھا اُسنے گورنمنٹ سے عرض کیا کہ آپ
ہی نانا صاحب کے مای باپ اور مالک و آقا ہین بٹھور کے کمشنر نے پیشوا کے کنبے کے لیئے
سفارش کی مگر اعلے گورنمنٹ نے اسے منظور نہین کیا ممالک مغربی و شمالی مین جسوقت طامسن
صاحب لفٹنٹ گورنر تھے وہ بڑے نیک و لائق اور نامور تھے مگر وہ ہندوستانی رئیسون
اور امیرون و شہزادون کی طرف نظر التفات نہین رکھتے تھے اور وہ ایک نئے اسکول کے
ہادی تھے انہون نے کمشنر سے کہا کہ تم پیشوا کے کنبے کے دل مین ایسی امید کو بالکل
نہ پیدا ہونے دو کہ سرکار کمپنی اس کی پنشن سے مدد معاون ہوگی اور حتی الوسع تم پیشوا کے

ملازمین کو یہہ سمجھاؤ کہ وہ بٹھور مین جمع نہ رہین اور پھر دکن کو اپنے وطن چلے جائین - لارڈ ڈیل ہوزی گورنر جنرل تھے بجلاوہ اپنے لفٹنٹ کی ایسی راے سے جو ان کے خیالات کے موافق تھی کچہہ اختلاف کرتے سوا انہون نے اپنی راے کو ظاہر کیا کہ کمشنر نے جو سفارش کی ہے وہ نامعقول ہے اسکی نامنظوری مین لفٹنٹ گورنر کی راے سے اتفاق رکھتے ہین کہ کسی حالت مین پیشوا کا کنبا گورنمنٹ پر کوئی استحقاق نہین رکھتا کہ جسکے سبب سے وہ اس امر کو قبول کرین کہ کوئی حصہ پینشن آمدنی ملک کا اس خاندان کو عطا کیا جائے گورنر جنرل یہ درخواست کرتے ہین کہ گورنمنٹ نے جو فیصلہ کیا ہے وہ فوراً خاندان پیشوا کو سنا دیا جائے مگر اس حکم کی سختی مین یہ نرمی برتی گئی کہ بٹھور کی جاگیر بدستور نانا صاحب کے قبضہ مین رکھی مگر حکومت کے اختیارات جو پیشوا کو دیئے گئے تھے وہ اس جاگیر مین نہین دیئے گئے +

جب نانا صاحب کو تحقیق ہو گیا کہ بٹھور کے خاندان کے لیئے کوئی امید بہبودی برٹش گورنمنٹ سے نہین ہے تو اسنے لندن مین سرکار کمپنی کے کورٹ ڈائرکٹرز مین اپیل کرنا چاہا گو وہ یہہ اپیل باجے راؤ کی زندگی مین کرنا چاہتا تھا اور اس اپیل کی پیروی کے لیئے صوبہ دار راجیندر کے بیٹے کو اپنا وکیل تجویز کیا تھا مگر گسٹنہ صاحب نے اسکو منع کیا اسلیئے اپیل کا کرنا موقوف کیا گیا اور باجی راؤ کے مرنے کے بعد بھی جب تک نانا کو سب طرح سے مایوسی نہین ہوئی اس اپیل کا خیال نہین پیدا ہوا - گورنمنٹ ہند کے فیصلہ کی منسوخی کے لیئے یہہ عرضداشت انگلنڈ مین کورٹ ڈائرکٹرز کے سامنے پیش کرنے کے لیئے لکھی گئی اور حسب ضابطہ گورنمنٹ ہند کی معرفت بھیجی گئی جسکا مضمون یہہ تھا کہ لوکل گورنمنٹون نے جس طریقہ کو برتا ہے وہ صرف سنگ دلی اور بیدردی پیشوا متوفی کی اکثر رشتہ دارون کے ساتھ نہین ہے بلکہ نامناسب قدیمی شاہی خاندان کے قائم مقام کے ساتھ ہے اسواسطے عرضداشت کرنے والا ضرور جانتا ہے کہ فوراً آپ کے آنرابل کورٹ مین اپیل کرے نہ صرف عہد نامون کی بنا پر بلکہ محض اس لحاظ سے کہ ایسٹ انڈیا کمپنی نے مرہٹون کی آخر سلطنت سے بہت فوائد اوٹھائے ہین - ابتک جو عہد نامے ہوئے ہین ان مین سب دفعات کے معانی ایک طرح لگانے چاہئین نہ یہہ ایک دفعہ کے معانی مین تنگ دلی اور دوسری دفعہ کے

عرضداشت نانا صاحب کورٹ ڈائرکٹرز کی خدمت مین

معافی مین تنگ دلی اور دوسری دفعہ کے معافی مین کشادہ دلی برتی جائے پس اب عرضداشت کرنے والا اسطرح استدلال کرتا ہے کہ پیشوا نے اپنے وارثون اور جانشینون کے لیئے اپنی مملکت سرکار کمپنی کے حوالی کی تو سرکار کمپنی پر واجب ہے کہ وہ اس مملکت کا معاوضہ پیشوا کو اور اسکے وارثون اور جانشینون کو دے اگر معاہدہ ایک جانب مین برقرار ہے تو دوسری جانب مین بھی برقرار رہنا چاہیئے - مین عرض کرتا ہون کہ ہمیشہ کے لیئے چونتیس لاکھ روپیہ سالانہ آمدنی کا ملک آٹھ لاکھ روپیہ سالانہ پنشن کے عوض مین دینا درحقیقت ظن غالب یہہ رکھتا ہے کہ آمدنی ملک پنشن کا دینا موقوف ہے پس جب تک یہہ آمدنی ملک باقی ہے پنشن واجب الادا ہے اس سے یہہ استنباط ہوتا ہے کہ پیشوا کے ساتھ جو معاہدہ کیا گیا ہے وہ سرکار کمپنی کی طرف سے ہمیشہ پنشن دینے پر دلالت کرتا ہے حین حیات تک پنشن دینے کا معاہدہ غیر ضروری اور بے معنی ہے کیونکہ کسی راجہ کی پرورش کے لیئے جو تدبیر مناسب کی جاتی ہے اس مین ضرور اسکے کنبے کی پرورش داخل ہوتی ہے وہ اسکے مرنے پر بند نہین ہوتی (خلاصہ یہہ ہے کہ یہہ پنشن ملک کے عوض مین مقرر کی گئی ہے جب تک ملک کی آمدنی باقی ہے پنشن بھی باقی رہنی چاہیئے) اب نانا نے عرضداشت مین خاص اپنے حقوق کو بیان کیا اور اسکی نظیرین اور تمثیلین دین اسنے کہا کہ مجھے حیرت ہے کہ سرکار کمپنی نے جو اور راجاؤن اور شہزادون کی اولاد کے ساتھ سلوک کیا ہے وہ میرے ساتھ کیون نہین کیا جاتا میری حالت اور انکی حالت مین کیا فرق ہے ؟ میسور کے والی نے انگریزون کے ساتھ سخت دشمنی کی میرا باپ سرکار کے ان معاونین مین سے تھا جنہون نے سرکار کے ایسے دشمن کا سر کچلا - جب والی میسور شیر بدست مارا گیا تو سرکار کمپنی نے اسکی اولاد کو اپنی قسمت پر نہین چھوڑ دیا بلکہ اسکے واسطے ایک پناہ گاہ مقرر کی اور انکو ایک نسل سے زیادہ نسلون کے لیئے فیاضانہ عطیہ عطا کیا اور کچھ اس مین تمیز نہین کی کہ کون ان مین حلالی اور حرامی اولاد ہے اسی طرح بڑی دریا دلی سے معزول شہنشاہ دہلی کو قید خانہ سے رہائی دلائی اور اسکی تمام امارات اور اعزاز شاہی کو قائم رکھا اور اس کے ملک کی آمدنی کا بڑا حصہ دیا جو اب تک اس کی اولاد کو ملتا ہے اب مجھ مین اور ان مین کیا فرق ہے ؟

یہہ سچ ہے کہ برٹش گورنمنٹ کے ساتھ مدتون کی دوستی کے بعد پیشوا نے نصف ہندوستان کا ملک

اوراس سے لڑنے کے تصور مین اپنی مسند ریاست سے معزول ہوا۔ ابھی وہ اپنی تباہی کی حد
غایت کو نہین پہنچا تھا اگر بالفرض پہنچ بھی گیا تھا تو اس نے اسکالیون فیصلہ کیا کہ برٹش کمانڈر نے
جو شرائط پیش کین انکو منظور کرلیا کہ اپنا زرخیز ملک اسکو حوالہ کیا اور مہربرو کمپنی کو اپنے تئین سپرد کیا
چونکہ سرکار کمپنی اب تک اس کے موروثی ملک سے فائدہ اٹھاتی ہے پھر کس اصول کے موافق
وہ پیشوا کی اولاد کو پنشن سے محروم کرتی ہے جو بادشاہی علامات اور شرائط رکھتی ہے؟ میسور کے
مفتوحین سے اور قیدی مغل بادشاہ کے دعوون سے بھی کیا سرکار کمپنی کی شفقت اور عنایت کے
لیے بہرے دعوے پیش کیے گئے گذرے ہین؟ اب نانا صاحب نے اپنی عرضداشت مین
اپنے ذاتی حقوق کا بیان کیا جو اسکو متبنے ہونے کے سبب سے حاصل تھے اسنے ہندوؤن کے
دہرم شاستر کے موافق خوب اچھی طرح ثابت کیا کہ متبنے کے کل حقوق وہی حاصل ہوتے ہین جو سگے
بیٹے کو حاصل ہوتے ہین اور حال کے زمانہ کی مثالین اسکی ہندوستان اور دکن کی نقل کین کہ کس
طرح سے پہلے برٹش گورنمنٹ نے حق تبنیت کو تسلیم رکھا تھا سرکار کمپنی کی تمام کچہریون مین متبناؤن
کے دعوون کی ڈگریان ہوتی ہین زمینداروں اور رئیسوں اور شہزادون اور امیرزادون کے متبناؤن کو
ریاستین اور جاگیرین ملتی ہین اور ان کے حقوق کے مقابل مین خاندان کے کسی اور وارث کا حق
نہین تسلیم کیا جاتا اگر برٹش انڈین گورنمنٹ ہندوؤن کے مقدس دہرم شاستر کو ترک نہین کرتی
اور ہندوؤن کے مذہب کے اعمال کے متناقض کام نہین کرتی جسکا ایک اصل اصول متبنی
بھی ہے تو مین نہین سمجھتا کس وجہ سے اسکو متبنے ہونے کے سبب پیشوا کی پنشن اسکو نہ ملے
نانا صاحب کے پنشن نہ دینے کے لیئے ایک یہہ عذر ہوتا ہے کہ باجی راؤ پیشوا اپنی پنشن کی
بچت سے بہت دولت جمع کرگیا ہے اور اپنا مال اسباب بہت چھوڑ گیا ہے جسکو اسکے وارثون کے
کوئی نہین لے سکتا ہے اس عذر پر نانا صاحب نے غصہ سے جو بجا تھا یہہ کہا کہ اگر میری پنشن اس
سبب سے بند کی گئی ہے کہ پیشوا نے کافی دولت چھوڑی ہے کہ جس سے اسکا کنبہ خوش گزران
کرسکتا ہے تو اس بات کو کچھہ تعلق پنشن سے نہین ہے اور نہ برٹش گورنمنٹ کی تاریخ مین اسکی مثال
ہے کہ کسی شخص کی پنشن اسلیئے بند کی گئی ہو کہ اسکا مورث بڑی دولت چھوڑ گیا ہے برٹش گورنمنٹ نے
آٹھہ لاکھہ روپیہ سالانہ پنشن اس لیئے دی تھی کہ باجی راؤ پیشوا اور اسکا خاندان اس سے اپنی

خوش گذران کرے اب برٹش گورنمنٹ کو اس سے کچھ سروکار نہین ہے کہ پیشوا نے پنشن کا کونسا
حصہ حقیقت مین خرچ کیا عہدنامہ مین اسکے ساتھ کوئی شرط ایسی نہین کی گئی تھی کہ وہ اس پنشن کا کوئی
حصہ خرچ کرلے سے نہ بچائے وہ تو اسکو چونتیس لاکھ روپیہ آمدنی سالانہ دوامی کے ملک کے
معاوضہ مین مقرر ہوئی تھی جو پیشوا نے سرکار کمپنی کے حوالہ کیا تھا۔ روئے زمین پر کسی کو یہ حق
نہ تھا کہ وہ اس پنشن کے خرچ پر اپنا تسلط رکھتا اگر پیشوا نے اس پنشن کی ہر کسر کو پس انداز کیا
تو یہ کام اسنے بجا کیا۔ مین عرضداشت کرنے والا یہ استفسار دلیری سے کرتا ہون کہ برٹش گورنمنٹ
نے کبھی کسی اور پنشندار سے بھی پوچھا ہے کہ وہ کس طرح سے پنشن کو خرچ کرتا ہے؟ یا پنشن کا
کونسا حصہ بچاتا ہے اور کونسا حصہ خرچ کرتا ہے؟ اگر یہ ثابت ہو کہ پنشندار نے اپنی پنشن کے
بڑے حصے کو ایسا بچایا ہے کہ جو اسکے بچون کی خوش گذران ہونے کے لئے کافی ہے تو کیا
یہ دلیل کافی ہے کہ اسکی پنشن جسکا متعہد ملازمون سے وعدہ کیا گیا ہے اسی نسبت سے اس کے
بچون سے لے لی جاتی ہے؟ ہندوستانی امیرزادہ جو نسل شاہی سے ہو۔ اور
برٹش گورنمنٹ کی عدالت اور سخاوت پر بھروسا رکھتا ہو تو کیا وہ سرکار کمپنی کے متعہد ملازمون سے
بھی کیا گذرا ہے کہ اسکے حال پر خیال نہ کیا جاوے؟ برٹش گورنمنٹ کے اوپر جو غلط نقش جما ہوا ہے
اسکے دور کرنے کے لیئے مین مستغیث نہایت عاجزی سے عرض کرتا ہون کہ ۱۸۱۸ء کے عہدنامہ
کے موافق آٹھ لاکھ روپیہ سالانہ پنشن جو عطا ہوئی تھی وہ فقط اسلیئے نہ تھی کہ باجے راؤ اور اسکا
کنبا اپنی گذران کرے بلکہ معزولی کی حالت مین جسکو اسنے اپنی مرضی سے اختیار کیا تھا ایک بڑا
گروہ خیرخواہ نیک اندیش ملتزمین کا اسکے ساتھ تھا اسکی پرورش بھی پنشن مین ملحوظ تھی گورنمنٹ خوب
جانتی ہے ان ملازمین مین سے اکثر نے اپنے وظیفہ کی طلب کو پیشوا کی آمدنی کے گھٹ جانے سے
کم نہین کیا اور جب اسپر خیال کیا جاوے کہ ہندوستانی راجہ گو بے ملک اور بے حکومت ہو جائین
مگر وہ مجبوری اپنی حیثیت ظاہری کو اپنے ادب کے قائم رکھنے کے لیئے گھٹاتے نہین بس ان
خرچون پر غور کرنے سے آسانی سے سمجھ مین آسکتا ہے کہ ملک کی چونتیس لاکھ روپیہ کی آمدنی سالانہ
مین آٹھ لاکھ روپیہ سالانہ دئیے جائین تو اس مین سے بڑی بچت نہین ہو سکتی ہے باوجود ان
بھاری خرچون کے پیشوا نے اپنی آمدنی کو اس خوش اسلوبی سے خرچ کیا کہ اسمین سے بچت بھی

کہ سرکاری خزانون مین پرومیسری نوٹون کی خرید مین داخل کی گئی جنکی آمدنی پیشوا کی موت کے وقت
اسی ہزار روپیہ سالانہ کی تھی تو کیا اسطرح روپیہ کا انتظامی اور کفایت شعاری سے بچانا پیشوا کا
کوئی جرم تھا جسکی سزا یہہ دی جاتی ہے کہ اسکی پنشن بند کی جاتی ہے کہ جو اسکے کنبے اور ملازمین کی
خوشحالی اور خوش گزارے کے لیئے پہلے عہدنامہ کے موافق دی جاتی تھی؟
مگر نانا صاحب کی اس عرضداشت کی نہ فصاحت نہ استدلال نے ہوم گورنمنٹ پر کچھ اثر کیا -
ایسٹ انڈیا کمپنی کے کورٹ ڈائرکٹرز پہاڑ کی طرح سخت تھے وہ کسی طرح سے رافت و رحم کی طرف
خم نہین کھاتے تھے ۹- مئی ۱۸۵۳ء کو انہون نے یہہ حکم لکھا کہ ہم گورنر جنرل کے فیصلہ کو بالکل
پسند کرتے ہین اور پیشوا کا متبنے اور اسکے ملتزمین کوئی حق برٹش گورنمنٹ پر اپنا نہین رکھتے پیشوا
سابق نے چونتیس ۳۴ برس تک بہت بڑی پنشن پائی اس مین سے جو پس انداز کیا وہ اسکے کنبے اور
ملتزمین کی خوش گزرانی کے لیئے کافی ہے اور بہت سا مال اسباب جو اسنے چھوڑا ہے انکی اوقات
بسری کے لیئے بہت ہے - گورنمنٹ نے نانا صاحب کی عرضداشت کو نامنظور کیا اور ۲۴ مئی ۱۸۵۳ء
کو گورنمنٹ انڈیا کو لکھا کہ وہ نانا صاحب کو اطلاع دیدے کہ پیشوا سابق کی پنشن نسلاً بعد نسل
نہین تھی اسلیئے اسکا کوئی دعوی اس پنشن کے لیئے نہین ہوسکتا اور اسکی درخواست بالکل منظوری
کے قابل نہین پس جب یہہ جواب نانا صاحب کو گورنمنٹ کی طرف سے ملا تو وہ بالکل مایوس ہوا
اور اسنے جان لیا کہ اب آیندہ کوشش کرنی بالکل بے فائدہ ہے مگر اس جواب کے آنے سے پہلے
وہ اپنا ایجنٹ مقدمہ کی پیروی کے لیئے انگلنڈ بھیج چکا تھا وہ مرہٹہ صوبہ دار کا بیٹا نہ تھا جسکے
پہلے بھیجنے کی تجویز ہوئی تھی بلکہ وہ ایک نوجوان وجیہہ مسلمان عظیم اللہ خان تھا وہ ۱۸۵۳ء کے موسم
بہار مین انگلنڈ مین آیا اور اسکی وکالت مین بڈل صاحب ایک انگلش مین شریک ہوئے ان
دونو نے ملکر نانا صاحب کے دعوے کو پیش کیا جو بالکل ہر گیا ججمنٹ پہلے ہی سے لکھی ہوئی
موجود تھی ان ایجنٹون کی طاقت سے باہر تھا کہ وہ اسکو منسوخ کرسکتے -
پہلے ستارہ کی ضبطی کے مقدمہ مین پیروی کرنے کے لیئے انگلنڈ مین ستارہ کی طرف سے ایجنٹ
ایک مرہٹہ رنگو بالوجی انگلنڈ گیا تھا وہ مقدمہ تو ہار گیا مگر اسنے اپنی فطرت و حرفت سے ایسٹ انڈیا
کمپنی کو اپنے اوپر ایسا مہربان کرلیا کہ اسکو پچیس ہزار روپے نقد سرکار نے دیا اور ہندوستان مین

آنے کا جہاز کا کرایہ معاف کیا عظیم اللہ خان اپنے لباس کی بھڑک لیڈیون کو دکھانے پھرے
اور سرکار کمپنی سے کچھ اینٹھا نہین بلکہ وہ وہان ایسے پھنسے کہ وطن پھر آنے کو جی نہین چاہتا تھا
برار کا زرخیز صوبہ ۱۸۰۴ء مین لارڈ ہیسٹنگز نے ناگپور کی ریاست سے جدا کر کے برٹش گورنمنٹ
کے دوست نظام کو عطا کیا تھا ۱۸۴۳ء مین نظام کو اطلاع دی گئی کہ اگر آیندہ وہ سرکار کمپنی کے
قرض کو جو روز بروز کنٹنجنٹ کے خرچ نہ ادا کرنے کے سبب سے بڑھتا جاتا ہے نہ ادا کریگا تو اس کے
عوض مین اس کے ملک کا ایک حصہ بطور کفالت کے لے لیا جائیگا مگر نظام پر اس فہمایش کا کچھ
اثر نہین ہوا ۱۸۴۹ء مین لارڈ ڈلہوزی نے جنرل فریزر رزیڈنٹ کو ہدایت کی کہ وہ نظام کو
تنبیہہ کرے کہ سرکار کمپنی کا قرض چکا دے نظام ناصر الدولہ ہمیشہ قرض کے ادا کا وعدہ کرتا
رہا مگر کبھی اسکا ایفا نہین کیا۔ اپریل ۱۸۵۱ء کو اس قرض کے ادا کرنے کے لیے چھ مہینے کی مہلت
دی گئی پچاس لاکھ روپیہ کا قرض تھا اس مین سے نصف سے کچھ کم ادا کیا گیا باقی قرض کے ادا
کرنے کے واسطے چار مہینہ کی مہلت اور دی گئی اور یہہ حکم دیا گیا کہ اگر اس عرصہ مین قرض نہ ادا کیا جائیگا
تو حیدرآباد کے بیرونی اضلاع اس قرض کی کفالت مین رکھ لیئے جائینگے میعاد گذر گئی قرض ادا ہوا
نومبر ۱۸۵۲ء مین جنرل فریزر کی جگہہ کرنیل لو صاحب رزیڈنٹ مقرر ہوئے اسوقت نظام کو سرکار
کمپنی کو پچاس لاکھ روپیہ قرض دینا تھا۔ سرکار نظام چوبیس روپیہ سیکڑہ پر ریاست کے ساہوکار سے
روپیہ قرض لیتی تھی نظام کی رائے یہ تھی کہ اپنی سپاہ مین سے ایک آدمی کو بھی موقوف نہ کرے
اسلیئے خرچ سپاہ مین تخفیف نہین ہوسکتی تھی وہ کنٹنجنٹ کی تخفیف کو اپنے ملک کی محافظت کے لیئے
خطرناک جانتا تھا۔ اب گورنر جنرل نے ارادہ مصمم کر لیا کہ نظام کے ایک عذر کو نہ سنے انہون نے چار برس تک
نظام کو طرح طرح سے سمجھایا کہ وہ اپنے انتظام ریاست کی طرف متوجہ ہو ہمیشہ اپنے وزیرون کو نہ بدلا کرے
کوئی مستقل وزیر اور منتظم ریاست مقرر کرے مگر جب اس نے یہہ سنا گورنر جنرل نے آخر کو یہہ
فیصلہ کیا کہ اگر نظام کو یہہ اصرار ہو کہ وہ کنٹنجنٹ کو برقرار رکھے خواہ اسکا کچھ ہی خرچ ہو تو وہ ایسی کفالت دے
کہ آیندہ وقت پر اس سپاہ کا خرچ اور قرض جو اسپر سرکار کا واجب الادا ہے ادا ہوا کرے غرض لو صاحب
اور نظام کی بہت ملاقاتین ہوئین اور بڑی مشکل سے کراہیت کے ساتھ نظام نے اس عہدنامہ پر دستخط
کیئے کہ جسکے موافق تین ضلعے سرکار کے حوالہ کیئے جنکی آمدنی قرض کے سود ادا کرنے کے واسطے اور پچاس ہزار

سوار اور پیدل کنٹنجنٹ درجہ بیس توپون کے اور ان کے انگریزی افسرون کی تنخواہون کے خرچون کے لیے کافی ہو۔ اس عہدنامہ ۱۸۵۳ء پر دستخط ہونے کے بعد اضلاع برار اور رائے چور اور نلدرگ جن مین کوئی حصہ اصلی نظامت مین سے نہین تھا نظام نے سرکار کمپنی کے حوالہ کیا جس مین نظام کے حقوق شاہی قائم رہے اور یہہ بھی قرار پایا کہ آمدنی مین خرچ کے بعد جو فاضل رہے وہ نظام کو دیا جائے اور یہہ اضلاع جو لیئے گئے ہین ان مین نظام کے دربار کے برٹش رزیڈنٹ کی فرمان روائی رہے اور سالانہ آمد و خرچ کا حساب نظام کے روبرو پیش ہوا کرے برٹش گورنمنٹ نے حیدرآباد مین جو کنٹنجنٹ رکھی اس سے نظام کو اس لشکر کے انصرام سے فراغت حاصل ہوگئی جو اسکو لڑائی کے وقت انگریزون کی استعانت کے لیے تیار کرنا پڑتا تھا۔ ان اضلاع مین دو سال ہی کے اندر ترقی ایسی ہوئی کہ تین لاکھ روپیہ سالانہ کی بچت نظام کو دی گئی۔

۱۸۵۵ء مین کرناٹک کا نواب مر گیا جو برائے نام نواب تھا اس خاندان کا جانشین تھا جسکو سو برس ہوئے کہ منور الدولہ بانی ہوا تھا پچاس برس تک کرناٹک کے نوابون کو خالی لقب نوابی کا ملا اور پنشن وہ پاتے رہے جون ۱۸۰۱ء مین اعظم الدولہ کو لارڈ ونزلی نے عطا کی تھی یہ ان کے زمین کو نواب کا خطاب تھا اسکی سلامی کی توپین اکیس تعین وہ سرکار کمپنی کے قانونون کی پابندی سے آزاد تھا ایک نواب ۱۸۱۹ء مین مرا اور دوسرا ۱۸۲۵ء مین۔ دونو کے بیٹے تھے انکو سرکار نے باپ کے سارے حقوق دیدیئے آخری نواب بے اولاد مرا تھا اس کے چچا اعظم شاہ نے نوابی کا دعوی کیا اسپر لارڈ ہیرس گورنر مدراس نے ایک مراسلہ گورنر جنرل کو لکھا کہ گورنمنٹ پر سرے سے یہی فرض نہین ہے کہ نواب ارکاٹ کی خاص اولاد کو اسکا جانشین اور وارث بنائے چہ جائیکہ ایک بعیدی وارثون کو نوابی کا وارث بنائے لارڈ ڈلہوزی نے بالکل ان کے ساتھ اتفاق رائے کیا کورٹ ڈائرکٹرز نے حکم دیا کہ خطاب اور منصب نوابی کا اور ان تمام حقوق کے جو ۱۸۰۱ء کے عہدنامہ مین تحریر ہین موقوف کیئے جائین۔ ایسے ہی تنجور کا راجہ بھی بے اولاد مر گیا تھا اسکے ساتھ بھی کرناٹک کا سا سلوک کیا گیا کہ ان کے خطاب وجاہ و منصب پنشن موقوف کیئے گئے مگر ان دونو خاندانون سے جو اراکین زندہ تھے ان کی پنشنین سرکار نے مقرر کردین۔ ان دونو خاندانون کے وارثون نے اپنے حقوق کے لیئے بڑی فریاد و واویلا کی مگر کہین انکی شنوائی نہین ہوئی دکن مین بہت سے انگریزون نے جو ان

کرناٹک اور تنجور کے نوابون کا ضبط ہونا ۱۸۵۵ و ۱۸۵۸ء

بزرگ خاندانون کا ادب کرتے تھے اور ان کو افسوس تھا کہ وہ اسطرح بالکل مٹ مٹا گئے مگر ان کے
ان کامون کا بڑا اثر ملک مین ہوا۔

دہلی مین بادشاہی تو نہین رہی تھی مگر اسکا نام چلا جاتا تھا اور ایک شخص تھا جو کاسا یہ شاہی نظر آتا تھا
یہہ بادشاہ بہت بوڑھا ہو گیا تھا اپنی زندگی آسائش اور آرام سے بسر کرتا تھا مگر کمپنی کی
پنشن پاتا تھا اپنی بلند رتبگی کا وہ زعم رکھتا تھا کہ اپنے آگے گورنر جنرل کو کمتر گنتا تھا ۱۸۴۹ء مین اسکا
ولیعہد مرزا دارا بخت اس دنیا سے رخصت ہوا لارڈ ڈلہوزی کو یہہ موقع ہاتھ آیا کہ بادشاہی کی
اس جھوٹی نقل کو بھی مٹا دے گو بادشاہی برائے نام تھی مگر وہ خوف خطر سے خالی نہ تھی خالی خطاب
گو بے ملک و حکومت ہوتے ہین مگر وہ گورنمنٹ کے لیے اندیشہ سے خالی نہین ہوتے بہت برس
گذرے کہ کورٹ ڈائرکٹرز نے لکھا تھا کہ دہلی کی بادشاہی کا نام و نشان مٹا دینا ایسا نہین ہے کہ
اسکی خواہش کم ہو ۱۸۴۲ء مین لارڈ ہارڈنگ نے رزیڈنٹ دہلی کو لکھا تھا کہ اگر یہہ بوڑھا بادشاہ
مرجائے تو اسکا جانشین بغیر خاص اجازت کے نہ متعین کیا جائے۔ لارڈ ڈلہوزی جو اس
زمانہ کے مدبر اعظم تھے ان کو یہہ معلوم ہوا کہ جمنا کے کنارہ پر قلعہ اور بادشاہ کا بڑا میگزین جو سیاسی
خرابیون کی بدر رو ہی نہین ہے بلکہ ایک چشمہ قطعی خوف کا ہے اور شاید بعض اوقات ہماری حکومت
کے برخلاف سازشون کا مرکز ہے۔ اب انہون نے اس پردہ کو اٹھا دیا اور سب لوگون پر ظاہر کر دیا
کہ خاندان بابر اور ایسٹ انڈیا کمپنی دونون مشترک اصلی خداوند ہندوستان کے نہین ہین۔
لارڈ ڈلہوزی نے جو اول یہہ ارادہ کیا تھا کہ بہادر شاہ کو ہدایت کرے کہ وہ قطب مین جا رہے
قلعہ خالی کردے اسلیے ملتوی کر دیا تھا کہ وہ اس حکم کے برخلاف تھا جو بہادر شاہ کو جان ہوب ہوس
پریسیڈنٹ بورڈ کنٹرول سے مل چکا تھا بادشاہ کی عمر ستر برس کی تھی اسکے زیادہ جینے کی
توقع نہ تھی اس سے اسکے وارث جانشین مرزا فخر الدین سے ایک عہدنامہ لکھایا گیا کہ وہ باپ کے
مرنے کے بعد قلعہ سرکار کو حوالہ کردے اس شرط کے ماننے مین مرزا نے کچھ چون چرا نہین کی مگر وہ
باپ سے پہلے ہی ہیضہ سے مرگیا بعض نے کہا کہ زہر دینے سے اسکا جام عمر لبریز ہوا۔
جس خاندان کو لارڈ ڈلہوزی مٹانا چاہتے تھے آیندہ سال کے غدر نے نیست نابود کر دیا۔

---

# باب ہفتم

# ملک اودھ کا سرکار کمپنی کی عملداری مین آنا۔

## اودھ ۱۷۵۶-۱۷۹۶ء

لارڈ ڈلہوزی کے عہد حکومت مین انگریزی عملداری مین ایک اور صوبہ اودھ الحاق کیا گیا یہہ صوبہ فتح سے انگریزی عملداری مین نہین داخل کیا گیا اسلیے کہ ہمیشہ فرمارواباں اودھ انگریزون کے خیرخواہ اور نیک اندیش رہے ان ہی کی رعایا مین سے انگریزی لشکر مین تین چوتھائی سپاہی رہتے تھے۔ یہہ صوبہ لاوارث ہونے کے سبب بھی انگریزی عملداری مین نہین شامل ہوا اسمین تو ہمیشہ پادشاہون کی اولاد اور اسکے شرعی وارث موجود تھے اب بھی وہان جو بادشاہ تخت نشین تھا اسکے بیٹے موجود تھے وہ فقط برٹش گورنمنٹ کی شاہانہ مرضی حاکمانہ سے انگریزی عملداری مین داخل کیا گیا یہہ صوبہ ہندوستان کا دل تھا برٹش گورنمنٹ اس دل کو اپنے ہاتھ مین رکھنا چاہتی تھی اسکی قدرتی زرخیزی اسکے لے لینے پر اسکو لالچ دلاتی تھی۔

انگریزی عملداری نے ہندوستان مین ہنوز قدم بھی نہین رکھا تھا کہ اودھ مغلون کی سلطنت کا ایک صوبہ مدت سے چلا آتا تھا جتنی مدت تک اودھ مغلون کی سلطنت کا صوبہ رہا اتنی مدت تک کوئی اور صوبہ نہین رہا۔ جب نادر شاہ کے حملہ نے سلطنت مغلیہ کے شیرازہ کو توڑا تو اس کے اوراق پریشان ہوئے اسکے خود ملازمین نے دغا وفریب اور نمک حرامی کرکے مخالفت کرنے پر کمر باندھی اور رفتہ رفتہ شاہی صوبہ دارون نے ملک دبا کے خود حکمرانیاں شروع کین مگر شہنشاہ دہلی کا اعزاز واحترام بدستور کرتے رہے اور اپنے باجگذار اور خدمت گذار ہونیکا صرف زبانی اقرار کرتے رہے اور جو خطابات اونکو پادشاہ نے عنایت کیے تھے اسکو نہین چھوڑا چنانچہ اس حال مین بھی کہ شہنشاہ مغلیہ انگریزون کا پنشن دار ہو گیا تھا اور شان وشوکت شاہی اسکی مثل سراب تھی تو بھی اودھ کے نواب اپنے تئین نواب وزیر یعنی پادشاہ کا وزیر کہتے تھے

گو یہ انکا کنبا برائے نام تھا۔ نواب پاس ملک تھا رعیت تھی سب سے زیادہ ہمسائے تھے مگر اس کے پاس
جو سپاہ تھی وہ آخور کی بھرتی بہت سی تھی جس سے بیرونی حملوں اور اندرونی فسادون کے روکنے کا
کافی انتظام بندوبست نواب وزیر نہین کرسکتا تھا۔ اسلیئے وہ انگریزون کی سپاہیانہ ہنرمندی و
ڈسپلن کا محتاج تھا وہ برٹش پلٹنون کو تنخواہ دیکر اپنا کام نکالتا تھا۔ ابتدا مین یہ کام باقاعدہ و
خوش اسلوبی کے ساتھ نہین ہوتا تھا بڑے بیڈھنگے طور پر بدسلیقگی کے ساتھ ہوتا تھا جیساکہ
روہیلون کے قتل عام کی صورت مین ہونا ہوا مگر پھر اس انتظام کی صورت باقاعدہ خوش اسلوبی کے
ساتھ منضبط ہوگئی نواب کے ساتھ یہ عہد وپیمان وثوق کے ساتھ ہوگئے کہ انگریزی سپاہ کی
تعداد معینہ کی خدمات کے معاوضہ مین وہ روپیہ دیا کرے اور یہ سپاہ اسکی مملکت کو اندرونی
و بیرونی فسادون اور حملون سے محفوظ امین رکھے۔

حکومت شخصی مین یہ منفعت خالص ہوتی ہے کہ ایک ہی شخص کی کل توانائی واستعداد وقابلیتین
کام مین آتی ہین اگر بادشاہ نیک سیرت اور عاقل ہوتا ہے تو وہ رعایا کو نہال وخوش حال کردیتا ہے
مگر جب اسی کی پیٹھ پر صرف وزیر ہی کا نہین بلکہ اسکے ساتھ انگریزی رزیڈنٹ کا زین کسا جاتا ہے تو وہ
محض خرابیان ہی پھیلاتا ہے پھر اسکو یہ ضرورت نہین رہتی کہ وہ اپنی قابلیتوں کو کام مین لانے کے لیئے
کوشش کرے وہ اپنے ملک کا مالک نہین رہتا اپنے برگزیدہ کامون کا صلہ نہین پاتا اگر کسی بڑی
ہندوستانی گورنمنٹ کے قائم رکھنے کی کوئی تدبیر وانتظام ہے تو وہ یہ ہے کہ برٹش گورنمنٹ کو ہندوستانی
والیان ملک روپیہ اسلیئے دین کہ اسکی سپاہ انکے ملک کی محافظت کرے بیرونی حملون اور اندرونی
فسادون سے بچائے رکھے۔ انتظام مین بظاہر یہ نظر آتا ہے کہ جب ایک بادشاہ کو بیرونی حملون کا
اندرونی فسادون کا خوف وخطر نہ رہے اور اسکو آمدنی ملک بے تکلف حاصل ہو تو اسکو خاطرخواہ فرصت
ملے کہ وہ نیک بادشاہ کے فرائض ادا کرے اور نیکی واحسان کے کام برگزیدہ ایسے کرے کہ وہ رعایا کو
ہمیشہ یاد رہین مگر تجربہ ثابت کرتا ہے کہ غلامی گو اسکی زنجیرین پوشیدہ ہون یا طلائی وسیمین ہون وہ
ایک ہی سے مضر تناک اثر قوم پر اور افراد پر کرتی ہے مطلق آزادی کے افعال قوار عقلیہ کو اسی طرح
بیہودے کار ظاہر کرتے ہین جیسے کہ جسم کے قوا رکو جب بادشاہ مطیع ہوجاتے ہین اور اپنی آزادی سے
محروم۔ اور ان کے ہاتھ سے برگزیدہ گورنمنٹ کے وسایل چھن جاتے ہین تو وہ کچھ تھوڑے ہی دنون

بادشاہ رہتے ہین وہ خود ہی اپنے کامون کا بوجھ اورون کے کندھے پر اتنا رکھ دیتے ہین کہ رعایا رنجیدہ و آزردہ ہو کر دہای مچاتی ہے اور دعائین مانگتی ہے کہ خدا انکو غارت کرے جب انگریزی حکومت ناتوان تھی تو اس نے ایسے عہدنامے والیان ملک سے کئے کہ روپیہ لیکر اپنی سپاہ سے انکی محافظت کرے۔ جس سے اسکی قوت اور طاقت پر بوجھ رکھا گیا اسنے انگریزی گورنمنٹ کی خفت ہوئی اور وہ ہندوستانیون کے دست نگر و نوکر معلوم ہونے لگے مغرب و مشرق مین تو انسانیت مشترک ہے خواہ قوم ہو یا افراد ہون دونو کے لیئے ایک ہی اصول ہین بادشاہ ہو یا ملازم ہو جسکو اندیشے نہین اسکو امید نہین۔ خوف و رجا ساتھ ہوتے ہین۔ آدمی جسپر قوا جسمانی کے کام مین لانے کا تقاضا نہو سکا متحرک ہونا قریب المرگ آدمی کا سا ہوتا ہے۔ روزمرہ یہہ تجربہ ہوتا ہے کہ بچے جو مرفہ حالی مین پیدا ہوتے ہین وہ کمتر ممتاز و سرفراز ہوتے ہین زیادہ تر وہی بچے عروج پر پہنچتے ہین جو مفلوک الحالی مین پیدا ہوتے یہی کیفیت پہلے بھی تھی اور اب بھی ان مطیع ریاستون اور بادشاہون کی ہے جنکی پشت پناہ غیر ہون اور اسکی بڑی مثال اودھ کی سلطنت ہے۔ اگر اودھ اپنی حالت پر چھوڑ دیا جاتا تو مجبوری اس میں حفاظت خود مختاری کے لیئے لایق آدمی اور قابل فرمان روا اور وزیر پیدا ہوتے اور اپنی محکوم رعایا کے حال پر متوجہ ہوتے اور اگر یہہ نکرتے تو ایشیائی بادشاہی کے اصول مسلمہ کے موافق سعادت علی خان کا خاندان ملیامیٹ ہو جاتا مگر اب تو انگریزی سپاہ اسکی محافظ ہو گئی تھی نالایق بادشاہون کو بھی اپنی بادشاہی کے قائم رہنے کا یقین تھا اس بے فکری مین وہ ان سب بدکاریون مین ڈوب گئے جو انکی حالت کا مقتضا تھا جسکے سبب رعایا کی بہبودی اور آسودگی مین خلل آیا جس مین برٹش گورنمنٹ بھی شریک تھی انتظام مذکور سے بادشاہ اور وزیر کو برٹش گورنمنٹ کا سہارا اور آمر الرزیڈینٹ رہنما ملا اگر بالفرض یہہ تینون بادشاہ اور وزیر اور رزیڈنٹ قابل و نیک شعار اور سوچ بچار سے کام کرنے والے ہون تو بھی گورنمنٹ کا پہیہ مشکل سے ہموار خوش رفتاری سے چل سکتا ہے جب یہہ دشوار ہو کہ ایک آدمی خواہ وہ فرنگی ہو یا ہندوستانی ایسا مل سکے کہ جس مین وہ ساری لیاقتین موجود ہون جو منصف عادل منتظم مین ہونی چاہئین تو پھر ایسے تین آدمی کہان سے مل سکتے ہین جو آپس مین اتفاق سے مل جل کر کام کرین تینون مین سے ہر ایک مضرت رسان کام بے شمار کر سکتا ہے مگر کوئی ایک ان مین نفع رسان کام نہین کر سکتا جسکے باقی دو مزاحم ہون یہہ قریب ناممکن کے ہے کہ بادشاہ کو ایماندار وزیر ایسا ملے کہ

اسکا فرمان بردار ہوا اور برٹش گورنمنٹ کے ساتھ راست باز ہوا ایسا انگریزی افسر بھی شاذ و نادر ہی دستیاب ہوتا ہے کہ وہ ہندوستانی ریاست مین کام لیاقت سے کرے اور یہ عمدہ تدبیر کے کرنے مین جس تک اسکی رسائی ہو اپنے تئین دانائی اور ہوشیاری اور احتیاط سے پائین گاہ مین رکھ اور شور و پکار مین کرنہ آقا مین کر۔ بادشاہ اور وزیر کے نیک کامون کے کرنے مین معاون و مددگار بنے اور ان کامون کے کرنے سے جو عزت و اعتبار حاصل ہو وہ ان کے ساتھ مخصوص رکھے اور اپنی تئین بھول جائے دنیا مین ایسے آدمی بہت ہی کم پیدا ہوتے ہین۔ انگریزون کی بڑی غلطی یہہ تھی کہ ادنے ادنے باتون پر مداخلت کرتے تھے اور جب اعلے معاملات پیش ہوتے تو جدا رہتے۔ ایک اور خرابی یہہ تھی کہ لکھنؤ کے فرمان روا لوگون سے جو عہد و پیمان ہوتے انمین کوئی سلسلہ پالیسی کا نظام نہ ہوتا۔ یہہ بات اس مین قیاسی و تجربی ہوتی ایک گورنر جنرل یا ایک رزیڈنٹ ایک تدبیر کو اختیار کرتا دوسرا اسکے بعد اسکے برخلاف تدبیر اختیار کرتا۔ نواب یا بادشاہ و وزیر اور رزیڈنٹ مین سے ہر ایک کی باری آتی۔ ہر ایک ان میں سے باری باری سے سب کچھ ہوتا اور کچھ نہ ہوتا۔ اگر برٹش گورنمنٹ کسی لائق وزیر کو مقرر کرتی اور اسکی معاون ہوتی اسکو بادشاہ مشتبہ سمجھ کر نکال دیتا۔ اور اگر بادشاہ کسی ملازم کو دیانت دار سمجھ کے نوکر رکھتا تو جب تک رزیڈنٹ اسکو سہارا نہ دیتا تو وہ ساقط الاختیار رہتا عامل اسکی پروا نہین کرتے اور زمیندار اسکو ذلیل جانتے ایسی حالت مین نہین ہو سکتا کہ جانب داری نہ کی جائے رزیڈنٹ وزیر کا دوست موافق ہوتا یا دشمن مخالف ان اصحاب ثلاثہ بادشاہ و وزیر و رزیڈنٹ مین سے ہر ایک دوسرے کی یا دونون کی کوششون کو بگاڑ سکتا تھا اور بے شمار برائیان کر سکتا تھا مگر نیکی تب کر سکتا تھا کہ تینون کی روحین ایک قالب ہون یہہ ہو نہین سکتا تھا بس خرابیان ہی خرابیان تھیں۔

نظام ہی حقیقت مین برا تھا اس سے دو عملی گورنمنٹ بری قسم کی قائم ہوئی کہ پولیٹکل اور ملیٹری گورنمنٹ تو سرکار کمپنی کے ہاتھ مین تھی اور اودھ کا اندرونی انتظام و نظم و نسق نواب وزیر کے اختیار مین تھا یعنی انگریزی لیٹنین مشرقی پنسل بادشاہون کی محافظت تھی لیکن بادشاہون کو اپنی مرضی کے موافق کام کرنے یا نہ کرنے مین تکلیف اٹھانی پڑتی تھی جب یہہ صورتین ہون تو تعجب نہین تھا کہ ساری قلمرو کے طول و عرض مین ہر قسم کی بدنظمی اور بدعملی پھیلی ہو اور طرح طرح کے دنگے فساد کھڑے ہون یہان بدعملی سے ایسی ہولناک خرابیان پیدا ہوئین اور سکا حل اور ملیٹری گورنمنٹ سے مصائب و آفات کا طوفان اٹھا کہ اس سے زیادہ

کہین اور اسکا ظہور نہین ہوا - ملک کے اداس وسونے چہرہ پر دربار شاہی کی فضول خرچی اور اوباشی
و بدکاری نہایت بڑے موٹے خط مین لکھی ہوئی تھی عدالت نواب کی گورنمنٹ کے اختیار مین تھی سوا اسکا
کہین نشانہ تھا محصول اراضی کا وصول کرنا نواب کے ہاتھ مین تھا وہ رعیت کے گلے پر چھری رکھ کے
وصول کیا جاتا تھا بادشاہ کا دربار بڑا زرق برق کا تھا مگر اوباش و بدکار اور بیچاری رعیت مفلس قلاش
بادشاہ کی جیب خاص کے خرچ کا کچھ حساب نہ تھا بے شمار دولت اس مین خرچ ہوتی تھی سیکڑون
ہاتھیون کی زرد وردی زرق برق کی جھولون مین اور سونے چاندی کے زیور اور شماریون حوضون مین
اضلاع کی دولت اڑتی تھی نکمے نوکرون کا خرچ کثیر تھا - ناچنے کی عورتون کے طائفے ہنسنے بھاڑون
گویون مفت خورون چٹیر قنا تیون کے ریوڑ کے ریوڑ - جلسے جنمین ہزارون لاکھون روپے خرچ ہون اور
حماقت کی باتین نمایش کی چیزین جتنی کہ خیال مین آسکتی وہ سب وہان موجود تھیں ان کے خرچ بادشاہی
خزانے کی تھیلیون کو خالی کرتے تھے بدکار و سرف گورنمنٹ ہمیشہ مفلس مصیبت ناک رعیت پیدا کرتی ہی
اور پھر یہہ مفلس قلاش رعایا اپنا بدلہ لیتی ہے کہ گورنمنٹ پر ہمیشہ کے لیئے زوال اور افلاس کی پھٹکار
پڑ رہتی ہے مکافات کا اصول یقینی ہے ع از مکافات عمل غافل مشو کا سبق کسی کو یاد نہ تھا دربار
شاہی کی فضول خرچیون کے لیئے جمہور انام پر رعایا پر ظلم و ستم ہوتا تھا جسے وہ خفا و رنجور و آزردہ
ہوتی تھی - اجارہ دار سپاہیون کے گروہا گروہ اس بیچاری رعایا پر چھوڑے جاتے کہ وہ عاملون کی
غارتگری کے معاون ہون جنکی صورت دیکھنے سے رعایا کی جان نکلتی تھی جب اسطرح کی جبر و تعدی
اور بالجبر استحصال زر نے ملک کو ویران بنا دیا تو گورنمنٹ کو بعد از خرابی بصرہ تجربے سے معلوم ہوا کہ
رعایا کی تونگری اور خوشحالی ہی سلطنت کی دولت و مال کا اصلی مخزن ہے مگر اس سبق کو بھی گورنمنٹ نے
یاد نہ رکھا آمدنی ملک گھٹتی گئی مگر اسکے متناسب دربار کی فضول خرچی کم نہ ہوئی اور کوئی منتظم نظام نہین داخل
کیا گیا بجائے اسکے ہر نئے سال مین یہہ کم بخت ملک مین نہایت بدانتظامی اور بدعملی پاؤن پھیلاتی گئی
جب اس بدحالی پر مدت گذری تو برٹش گورنمنٹ ان خرابیون کے علاج کی طرف متوجہ ہوئی جو ملک کو
تباہ و برباد کر رہی تھیں - اسنے نوابون کو صلاح و مشورہ دیئے پند و نصائح کیئے اپنی ناراضی ظاہر
کی تنبیہین کین مگر ان کا کچھ اثر نہ ہوا وہ چکنے گھڑے تھے لارڈ کورن والس اور سر جان شور نے
نواب کو بہت کچھ سمجھایا اور پند و نصائح کین مگر کان پر اس کے جون نہ سرکی آخر کو ایک وہی طرح طبیعت کا

لارڈ ولزلی کی دور حکومت و عہد از ۱۷۹۸ء تا ۱۸۰۵ء

مد بہلکی نمودار ہوا جسکا آگے ذکر ہوتا ہے۔

لارڈ ولزلی کے دل کی ہر رگ مین حکومت شخصی بیٹھی ہوئی تھی مگر انکی یہہ حکومت شخصی عدل و انصاف کے ساتھہ تھی وہ لیاقت و قابلیت کامل اور طبیعت مستقل رکھتے تھے اور غلطی و خطا کمتر کرتے تھے انہون نے اودھ کی سلطنت پر جلد توجہ کیجہ اس سبب سے نہین کی کہ اسکی گورنمنٹ خراب تھی اور اسکی رعیت تکالیف و مصائب کے بلا دین مبتلا تھی بلکہ اس سبب سے کہ یہہ ملک ایسا تھا کہ کیا تو وہ برٹش گورنمنٹ کی سلامتی کے لیئے ایک حصن حصین ہوتا یا خوف و خطر کا سمندر ہوتا جسکی طوفان خیزی برٹش گورنمنٹ کو بالکل ڈبو دیتی اس مجمل بیان کی تفصیل آگے ہوتی ہے لارڈ ولزلی کی آمد سے تھوڑے دنون پہلے زمان شاہ بادشاہ کابل صد وزی قوم کا اقبال کا ستارہ تھوڑے دنون کے لیئے چمک رہا تھا وہ اپنی نخوت اور قوت کے سبب سے ایسے بڑے بڑے ارادے و عزم کر رہا تھا کہ جنکے پورا کرنے کی قابلیت نہین رکھتا تھا وہ ہندوستان میں انگریزی حکومت کو اضطرار اور اضطراب کے مزمنہ مرض مین مبتلا رکھنا چاہتا تھا پہلے اس سے کہ نئی صدی کی ایک سال کی عمر ہنوز نہین ہوئی تھی زمان شاہ کا خوف اگرچہ اصل رکھتا تھا بالکل جاتا رہا تھا مگر اسکے از سر نو پیدا ہونے کا کھٹکا لگا رہتا تھا۔ اس زمانہ مین افغانون کی قوت کا تخمینہ تعجب خیز مبالغہ کے ساتھہ کیا جاتا تھا مگر اصل حقیقت یہہ تھی کہ سرحد سے پرے مسلمانون کی یہہ قوت دھمکانے والی اور ڈرانے والی تھی وہ فقط یہی منصوبے نہین باندھتی تھی کہ ہندوستان پر حملے کیجیئے بلکہ وہ ہندوستان کے مسلمان حکمرانون کو اکسا کر ان کے ساتھہ کافر غاصب فرنگیوں کے ساتھہ جہاد کرنے کا ارادہ رکھتی تھی اس زمانہ مین اودھ مین سعادت علی مسند نشین تھا وہ انگریزون کا دوست تھا اور ان ہی کا نواب بنایا ہوا تھا مگر وزیر علی جسکا وہ جانشین ہوا تھا وہ انگریزون کا دشمن تھا اس نے زمان شاہ سے سازش کی اگر وہ آتا تو اسکا وہ خیر مقدم ہی نہین کرتا بلکہ وہ افغانون کی سپاہ کو اپنے قلمرو مین دولت سے بڑی مدد کرتا اس زمانہ مین برٹش گورنمنٹ کے جی مین جو یہہ خوف لگے ہوئے تھے انکی تہ مین نپولین اول کی اولوالعزمیون اور بلند نظریون کے اندیشے بھی دامنگیر تھے بہر حال یہ صحیح پولیسی تھی کہ اودھ کو زور آور بھلائی کے لیئے اور کمزور برائی کے لیئے بنایئے اس کام کے انجام دینے کے لیئے ضرور تھا کہ بادشاہ کی بہت سی ہندوستانی سپاہ جو بیدل بےڈھنگی اور بدقواعد تھی اور اس کو تنخواہ وقت پر نہین ملتی تھی اور وہ لٹیرون کے گروہون مین منقسم ہو گئی تھی اور دونو بادشاہ اور رعیت کو

یکسان خطرناک تھی وہ موقوف کی جائے اور اسکی بجائے برٹش سپاہ رکھی جائے بالفعل نواب وزیر
انگریزون کو چہتر لاکھ روپیہ سالانہ سپاہ کے خرچ کی بابت دیتا تھا اگرچہ نواب اپنی سپاہ کے موقوف کرنے پر
راضی تھا جسکے سبب کچھ بچت اسکو ہوتی مگر وہ برٹش محافظ فوج خرچ کے مقابلہ مین پاسنگ کی برابر نہ
تھی نواب اودھ پر اس خرچ کا بار پچاس لاکھ روپیہ سالانہ کا اور اضافہ ہوتا تھا بیچارہ نواب پہلے ہی خرچ اپنا
سے بڑا زیربار ہو رہا تھا اور اسکو اچھی طرح ادا نہیں کر سکتا تھا لارڈ ولزلی کو یہی توقع تھی بلکہ ان کی آرزو
بھی یہی تھی پس اگر وزیر روپیہ نہین ادا کر سکتا تھا تو روپیہ کے عوض مین ملک دینا چاہیئے تھا اسکے
پاس ملک ایسا تھا کہ جسکو وہ ہمیشہ کے لیئے سرکار کو دے سکتا تھا جسکی آمدنی سے وہ روپیہ
ٹھیک وقت پر بخوبی ادا ہو جاتا جو سپاہ محافظ کے خرچ کے لیئے دیا جاتا تھا پس گورنر جنرل
نے ایک عہدنامہ تیار کیا جسمین انہون نے اپنے اضلاع مطلوبہ کو لکھا کہ نواب سرکار کمپنی کو دے
نواب اس سے رنجیدہ خاطر و آزردہ دل ہوا مگر اس بیچارہ کو انگلش سلطان کی مرضی کے ماننے کی
سوا کوئی اور چارہ نہ تھا نئے عہدنامہ پر اسنے دستخط کر دیئے اور ایک کروڑ ۳۵ لاکھ روپیہ کی
آمدنی کا ملک حوالہ کیا اب اس مین انگریزی عملداری کے انتظام ہونے سے پہلے کی نسبت تقریباً
دو چند آمدنی ہو گئی - اب اس عہدنامہ کے موافق جسپر دونو گورنمنٹون کے دستخط ہو گئے نواب وزیر پر
لازم ہو گیا تھا کہ اپنی باقی مملکت مین ایسا نظم و نسق کرے کہ جس سے رعایا مرفہ الحال ہو اور سب رعایا باشندون
کی جان و مال کی محافظت ہو اور اسکے ساتھ ہی وہ ایسٹ انڈیا کمپنی کے افسرون سے صلاح و
مشورہ لیکر انتظام کے کام کرے لارڈ ولزلی جانتے تھے کہ بہت کم امید ہے کہ یہہ شرائط پوری
ہونگی انہون نے فرمایا کہ مجھے خوب اطمینان حاصل ہے کہ صوبہ اودھ تباہی اور بربادی سے جب تک
نہین بچ سکتا کہ اس ملک کا سول اور ملیٹری انتظام بالکل سرکار کمپنی کے ہاتھ مین منتقل نہ ہوا اور
بادشاہ اور اسکے خاندان کی پرورش کے لیئے شاہانہ مشاہرہ نہ دیا جائے جو انتظام انہون نے
کیا تھا اسکا شکستہ ہونا خود انہون نے اپنے آگے دیکھ لیا اور انکو یقین تہا کہ چند سال کے اندر کل ملک
اودھ کا انتظام سرکار کمپنی کے ہاتھ مین منتقل ہو جائے گا مگر انہون نے اس بابت مین اپنے جانشینون کے
اعتدال کو محسوب نہین کیا اسکے سبب سے اس انتقال مین کتنا التوا ہو گا اس تحریر کے بعد وہ خود
نصف صدی تک جیتے رہے مگر یہہ عہدنامہ ان کا ان کے بعد بھی بہت دنون تک زندہ رہا

اگر خالص ہندوستانی انتظام مین اودھ کے لیئے بھلائی کی کوئی امید تھی تو وہ نواب وزیر سعادت علی
کے زمانہ حکومت مین تھی اسلیئے کہ وہ بڑا آدمی نہ تھا اور نظم و نسق کے معاملات عظیمہ مین روشن خیالات
رکھتا تھا مگر یہہ موقع بھی ہاتھ سے جاتا رہا۔ انگریزی افسرون کے صلاح و مشورے نے رعایا
کے حق مین کوئی بھلا کام نہین کیا مگر انگریزی سنگینون اور ہتھیارون نے رعایا کو جو کام اپنی بھلائی کی
کر سکتی تھین اسے نہین کرنے دیا اسکے ملک کی حالت بد سے بدتر ہوگئی بلکہ بدتر سے بھی زیادہ بدتر
ایک گورنر جنرل کے بعد دوسرا گورنر جنرل اور ایک رزیڈنٹ کے بعد دوسرا رزیڈنٹ آیا ایک نواب
وزیر کے بعد دوسرا نواب وزیر مسند نشین ہوا لیکن برائیون کے سیلاب مین تیرگی و کدورت کا
عمق بڑھتا گیا۔

گو اودھ کے نواب وزیر بے شک بدحکمران و بدکار تھے مگر وہ سرکار کمپنی کے بڑے صادق
وفادار دوست تھے وہ اپنی رعیت اور آدمیون کے ساتھ جھوٹے تھے مگر وہ برٹش گورنمنٹ کی
ساتھ سچے تھے۔ نہ انہون نے برٹش گورنمنٹ کے ساتھ علانیہ عداوت کی نہ وہ اسکے برخلاف کسی
سازش و دغابازی مین مخفی شریک ہوئے انہون نے گورنمنٹ کی خدمات عظیمہ کبھی کین انہون نے
جنگ کے وقت انگریزی سپاہ کے لیئے غلہ کی رسد رسانی اور باربرداری کے لیئے جانور بہم پہنچائے
اور سب سے بڑھ کر یہہ کام کیا کہ زر نقد اس حالت مین عنایت کیا کہ اسکو بہت تھوڑا قرض گورنمنٹ کا
دینا تھا۔ لکھنؤ کے خزانہ مین روپیہ تھا اور کلکتہ کے خزانہ مین روپیہ نہ تھا ایسے وقت مین انگریزی
حکمرانون کو نواب وزیر سے روپے مانگنے کی ضرورت تھی لارڈ ہیسٹنگز ایک جنگ عظیم لڑ رہا تھا
جسمین بہت روپے کی ضرورت تھی دو کروڑ روپیہ انکو اپنی مہم عظیم کے سرانجام کرنے کے لیئے
درکار تھا وہ عین وقت پر نواب وزیر نے دیدیا جسکے عوض مین برٹش گورنمنٹ نے اس کو
خطابات اور ملک عطا کیئے اس مبارک وقت مین انگریزون کی فتح نیپال کی لڑائی کا خاتمہ ہوا
اور اس کے سبب پہاڑون کے نیچے ترائی کا ملک ان کے قبضے مین آیا۔ بس یہہ نیپالیون کا
ترائی کا ملک نواب وزیر کے ہاتھ ایک کروڑ روپیہ کو سرکار کمپنی نے بیچ ڈالا۔ نواب کے ملک سے
یہہ ترائی کا ملک ملا ہوا تھا اور نواب وزیر غازی الدین حیدر کو بادشاہ کا خطاب عطا کیا گیا پہلے وہ
دہلی کے بادشاہ کا وزیر تھا اب سرکار کمپنی کی شفقت و مرحمت سے دہلی کے بادشاہ کا مقابل

ہوگیا۔ اوپر کے دو کرلوڑ قرض مین سے ایک کرلوڑ تو ترائی کا ملک دیکر ادا ہوا اور دوسرے کرلوڑ کے عوض مین وثیقے دیئے گئے جنکا سود بطور پنشن کے امرا کو ملنے لگا اسطرح یہہ روپیہ سرکار کمپنی کی امانت مین آکر محفوظ ہوگیا جسکو بہت غنیمت سمجھے کہ وہ ان کے ہندوستانی آقاؤن کی بے ٹھکانے داد و دہش سے نکل گیا اودھ کی بدی کی تاریخ لکھنے کے لیئے تو ایک دفتر چاہیئے اسکی گنجائش اس مختصر مین نہین ہے اس مین فرمان روا ایک ہی نوع کے ہوئے وہ خود بدی کرنے مین ایسے چست و چالاک نہ تھے جیسے کہ بدی کرنے کے خاموش اجازت دینے والے تھے۔ وہ اپنی رعیت کے حال سے بے پروا تھے مگر انکی مصیبت و تکلیف سے خوش ہونے والے نہ تھے۔ اودھ کے فرمان روا خواہ نواب وزیر ہون یا بادشاہ ہون ظلم و قہر کرنے کی توانائی نہین رکھتے تھے وہ سادہ لوح بھولے بھالے تھے جسطرح سے کہ سلطنت کے کام چلتے اسطرح وہ چلنے دیتے تھے وہ خود تو عیش کے بندے تھے شہوت پرستی و ہوا ہائے نفسانی و گناہ گاری مین مستغرق تھے مگر ظالم و جفاکار نہ تھے انکی حالت ایسی بدل جاتی تھی کہ اس سے وحشت لگنے لگتی تھی انہون نے اپنے تئین فرمسازون اور بدکارون کے حوالہ کر دیا تھا جب تک یہہ بدافعال انکی خواہشہائے نفسانی کا اہتمام اچھی طرح کرتے وہ ان سے خوش رہتے اور ان کے کامون کی مزاحمت نہ کرتے سلطنت کے کامون کو وہ اپنے عیش و عشرت مین مخل جانتے۔ کھلی رشوت کا بازار گرم تھا عدالت کے عہدے اور اور جاہ و منصب فروخت ہوتے تھے ستار نواز قوال ڈوم ڈھاڑی فرمساز بھانڈ اور اسی قسم کے آدمی بڑے بڑے عہدہ دار ہوتے تھے۔ دار السلطنت مین تو بڑے گلچھرے اڑتے تھے اور بڑے عیش و عشرت ہوتے تھے مگر اس سے باہر ہر طرح کے ظلم و ستم بیکس بیچاری رعیت پر اسلیئے ہوتے تھے کہ وہ دربار شاہی کی عیاشی و بدکاری کیلیئے روپیہ دے زمین ان ٹھیکہ دارون مستاجرون کو دی جاتی جو اسکے لیئے زیادہ روپیہ دیتے پھر یہہ مستاجر اپنا روپیہ کاشتکارون کا گلا دبا کے لے لیتے اور کوڑی کوڑی تک جو وہ دے سکتے نہ چھوڑتے اکثر اس بالجبر تحصیل زر کی داد فریاد ہوتی تو وہ قرقیت دینے سے دبتا جاتی اور بڑا حصہ ٹھیکہ دارون کے فائدون کا خزانہ شاہی کے حوالہ ہوتا مار دھاڑ قتل شہری طرح ہوتے اور ٹھگینی اور ٹھگی ہوتی۔ سرکش زمینداروں کی سرکوبی کے لیئے اکثر انگریزی سپاہ بلائی جاتی اور زر مالگزاری تھیلیارون سے وصول کیا جاتا۔ نواب وزیر یا بادشاہ حکمرانی اور فرمانروائی

ے برقرار رہنے کے لیئے سرکار کمپنی کو پشت پناہ جانکر اپنے زنانہ خانہ مین چین سے پڑے ستار بجاتے اور
پھولن کی تانین اڑاتے اور ملک کی کچھ خبر نہ رکھتے کہ اس مین آگ لگ رہی ہے وہ عیش کرنے ہی کو
اپنی بادشاہی کا فرض سمجھتے اور اسکو ادا کرتے تھے برسون اسی طرح گذر گئے کہ رزیڈنسی سے سپریم گورنمنٹ
کی کونسل مین بڑی خوفناک بدعملی کی حکایات بھیجی جاتین بادشاہ سے رزیڈنٹ شکایت آمیز گفتگو مین
کرتے گورنر جنرل اول اپنی رائین مخالفانہ ظاہر کرتے پھر ان ہی رایون کو دھمکیان بنا دیتے وقتاً فوقتاً اودھ
کے بادشاہون کو لکھا گیا کہ اگر وہ ملک کے انتظام کی فوراً اصلاح عظیم نہین کرین گے تو برٹش گورنمنٹ جو
سب سے اعلے حکومت رکھتی ہے کل معاملات سلطنت اپنے ہاتھ مین لے لیگی اور بادشاہ کو
اپنا پنشن خوار بنا دیگی جو برائے نام بادشاہی نشان رکھیگا۔

لارڈ ولیم بن ٹنک علاً و نظراً عدم مداخلت کے اصول کے سب سے زیادہ حامی تھے کہ کوئی اور
ان سے زیادہ نہ تھا مگر سلطنت اودھ کے معاملات مین انکو بھی یہہ انصاف معلوم ہوا کہ مداخلت
ضرور کی جائے وہ اکتوبر ۱۸۳۱ء مین خود لکھنؤ گئے اور انہون نے شاہ اودھ سے بہت صاف صاف
شد و مد سے زبانی کہا کہ اگر اودھ مین جن اصول انتظام کی ابتک پیروی کی گئی ہے ان کو چھوڑ کر
ان اصولون کی پیروی نہ کی جائے گی کہ جنکا مقصود اعظم یہ ہو کہ رعیت کی آسودگی اور بہبودی ہو تو
کرناٹک اور تنجور کی ریاستون کی طرح سرکار کمپنی سلطنت کے کاروبار کو اپنے ہاتھ مین لے لیگی اور
بادشاہ کو ایک قیدی شاہ بنا دیگی یہہ کہنا صرف زبانی سرسری نہ تھا بلکہ گورنمنٹ انڈیا کے مین
مطلب کا اظہار نہایت سوچ بچار کے ساتھ تھا اور بادشاہ کے دل پر اس بات کے زیادہ نقش پذیر ہونے
کے لیئے اوپر کا مضمون ایک مراسلہ مین لکھکر اس کے پاس بھیجدیا گیا۔ مگر نہ اس تقریر نے نہ اس
تحریر نے بادشاہ پر کچھ اثر کیا اسنے تو پہلے سے بھی زیادہ اپنے تئین ارباب نشاط کے حوالہ کر دیا اور عیاشی
مین سرتاپا ڈوب گیا اور پہلے سے زیادہ بے حیا ہو گیا کہ لکھنؤ کے بازارون مین بدمست ہو کر پھرتا۔
اسکے اولیا دولت کی رشوت ستانی نے اور بھی ملک مین بدنظمی اور بدعملی کو پھیلایا۔ اب نازک زمانہ آگیا تھا
دربار اودھ سے یہہ مراسلت کی گئی کہ ملک اودھ کی سلطنت لے لینے کے لیئے ہوم گورنمنٹ سے
ہدایتین آگئی ہین انکی تعمیل مین فقط اس سبب سے التوا کیا گیا ہے کہ اب تک یہہ امید چلی جاتی ہے
کہ ان کے عمل مین لانے کی ضرورت نہ پڑیگی۔ اب سوال یہہ تھا کہ کس طرح سے برٹش گورنمنٹ انتظام کو

اپنے ہاتھ مین لے لے اور وہ کس طرح مداخلت کرے کہ جس سے ملک کی ترقی ہو؟ اسپر بہت غور وخوض کے بعد یہہ تجویزین پیش ہوئین۔ اول برٹش گورنمنٹ اپنی طرف سے ایک وزیر منتخب کرکے مقرر کرے اور اس کے توسل سے رزیڈنٹ حکمرانی کرے دوم موجودہ بادشاہ کو معزول کرکے اسکی جگہ دوسرا بادشاہ بٹھایا جائے جس سے یہہ امید ہو کہ وہ اچھی طرح بادشاہی کریگا سوم ملک مین بالکل برٹش انتظام کردیا جائے اور آمدنی ملک مین بعد خرچ کے جو بچت ہو وہ بادشاہ کو دے دی جائے۔ چہارم بالکل ملک کے انتظام کو برٹش گورنمنٹ اپنے ہاتھ مین لے لے اور بادشاہ کو برائے نام بادشاہ رہنے دے اور ملک کی آمدنی مین سے اسکو ایک حصہ دیدیا کرے۔ پنجم سرکار کمپنی کے ملک مین اودھ الحاق کیا جائے اور بغیر لحاظ ملک کی آمدنیون کے چند لاکھ روپے سالانہ بادشاہ کو دیئے جائین۔ اس زمانہ مین جو بڑے بڑے مدبر ملکی ہندوستان مین تھے ان سے اس باب مین رائین طلب کی گئین مالکم اور شلکف نے آزادانہ گفتگوئین کین اور پہلی تجاویز مین سے مداخلت کی پہلی تجویز نہایت نرم تھی لیکن اسکو دونو سول اور ملیٹری افسرون نے ناپسندیدہ نفرت انگیز اور عملاً کل مداخلت کے لیئے مضر و مخرب بتایا انکے نزدیک بہتر تھا کہ ایک نیا بادشاہ تخت نشین کیا جائے اور ملک کا انتظام خود اپنے ہاتھ مین لے لیا جائے لیکن یہہ زمانہ ایسا نہ تھا کہ اس مین ہندوستانی حکمران خاندان بالکل برے نہین سمجھے جاتے تھے اور انگریزون کی آنکھون مین ہندوستانی قوانین آئین بالکل بے وقعت نہ تھے کچھ وقعت رکھتے تھے اس وقت یہہ خیال کیا گیا کہ اودھ کا انتظام لے لیا جائے مگر اپنے لیئے نہین بہتر یہہ ہے کہ برٹش گورنمنٹ بادشاہ اودھ کی ٹرسٹی (ذمہ دار) اور گارڈن (ولی) بن جائے اور بموجب ہندوستانی قوانین آئین کے اسکے ملک کا انتظام ہندوستانی افسرون کے ذریعے سے کرے اور آمدنی کا ایک روپیہ تک بھی بادشاہی خزانہ مین نہ داخل کرے۔

ولیم بن ٹنک کی یہہ تجویز تھی۔ دیانتمندی اور عدل پروری مین کوئی دوسرا اسپر سبقت نہین رکھتا تھا وہ ولایت مین بھی پسند ہوئی کورٹ ڈائرکٹرز اپنی پرانی روایتون کے سچے پابند تھے کہ توسیع ملک کے لیئے بہانہ جوئی مین اپنے ایجنٹون کی اعانت کرنے مین آہستہ رو تھے انھون نے جو مراسلات اس باب مین ہندوستان مین بھیجے ان کے اکثر حصے اعتدال مین ایسے ممتاز ہین

کہ قابل ستائش تھے بے شک بعض اوقات انہین ایسی صاف دلی اور صداقت پائی جاتی تھی کہ معلوم ہوتا تھا کہ ان کے مصنفون نے کوئی لاؤلپیٹ اور اینچ پیچ نہین کیا اب انہون نے اودھ معاملے کے چہرہ کو خوب اچھی طرح دیکھا باوجود مایوس ہونے کے پھر بھی یہہ امید کی کہ کچھ بہتر حالت مین وہ ہوجائے ولیم بن ٹنک کے مراسلہ کے آنے کے بعد بھی ایک سال گذر گیا اور ایک سال اور اس سے پہلے گذر ا کہ حاکمانہ احکام ۱۶ جولائی ۱۸۳۵ع کو ایک مراسلہ مین بھیجے گئے جنمین اودھ کے کل معاملہ کے فیصلہ کرنے کے لیئے صاف صاف بیان کیا گیا کہ ملک کی حالت قابل افسوس و رحم ہے جسنے ہمارے دل مین یہہ خیال پیدا ہوا ہے کہ ایک تبدیلی عظیم کے وسائل کا پیدا کرنا اب ہم پر واجب و فرض ہے ہم نے پہلے بھی اقرار کیا تھا اور اب بھی اقرار کرتے ہین کہ رعایا پر جو مصائب واقع ہوئے اسکا سبب یہہ ہے کہ ہم نے ظلم و ستم کی حمایت و اعانت کی اور مظلومون کو ظالمون کا مقابلہ کرنے نہین دیا ایک مدت تک بادشاہی افسرون کی امداد ہماری سپاہ کرتی رہی کہ وہ زر مالگذاری وصول کرین بس اسطرح وہ زیادہ ستانی اور کینہ وری کے آلات بنے اور اب تک ہماری سپاہ موجود ہے کہ اودھ کی بری گورنمنٹ کے سبب سے جو فتنہ و فساد برپا ہوا اسکو فرو کرے اس سبب سے ہم پر فرض و واجب ہوا کہ ایسی تدابیر اختیار کرین کہ ملک کی موجودہ خرابیون مین کمی ہو گو وہ معدوم نہ ہون ۔ یہہ امر تحقیق تھا کہ کچھ کیا جائے مگر سوال یہہ تھا کہ وہ کچھ کیا کیا جائے ؟ ملک کی بالکل بربادی کے انتظام مین برٹش گورنمنٹ بیٹھ نہین سکتی تھی یہہ تجویز تھی کہ جو کچھ کیا جائے وہ بادشاہ کی منظوری سے کیا جائے یہہ تجویز ظاہر کی گئی کہ بادشاہی سارا اعزاز و احترام سابقہ باقی رکھا جائے اور ملک کی آمدنی ملک کی ترقی اور انتظام مین خرچ کی جائے اور ایک وظیفہ مقررہ بادشاہ کو دیا جائے +

اسوقت مین لکھنؤ مین کرنیل لو صاحب رزیڈنٹ تھے کورٹ ڈائرکٹرز کا مراسلہ کہ گورنمنٹ اودھ کی تھوڑے دنون کے لیئے لے لی جائے ان پاس پہنچا جسکے مضامین کو انہون نے نظر غور سے مطالعہ کیا اور تجویز مذکورہ بالا کو پسند کیا ان کے نزدیک وہ بہت اچھی تھی اس مین انسانیت اور اعتدال دونو تھے برٹش گورنمنٹ کی خودغرض نزیری اور آزمندی شامل تھی مگر انکو یہہ یقین تھا کہ وہ غلط سمجھی جائیگی انہون نے کہا کہ برٹش گورنمنٹ کی نیت اس معاملہ مین خواہ

کیسی ہی نیک و پاک صاف ہو مگر سب ہندوستانیون کو یہہ یقین ہوگا کہ انگریزون نے اپنے لیئے اودھ
کو لے لیا اسلیئے انہون نے گورنمنٹ کو یہہ صلاح بتلائی کہ بالفعل جو پادشاہ نصیرالدین حیدر ہے وہ معزول
کیا جائے اور اسکی جگہہ دوسرا پادشاہ مقرر کیا جائے اور اس تخت نشینی مین ایک روپیہ اور ایک ایکڑ
زمین نہ لی جائے تو پھر اس مین کسی فیہ کے ہونے کا شبہ نہ پیدا ہوگا انہون نے یہہ لکھا کہ مین جس
بات کی سفارش کرتا ہون وہ یہہ ہے کہ جو شخص وارث تخت و تاج ہو وہ پادشاہ بنایا جائے اور اسکو
پورے اختیارات پادشاہی دیئے جائین اور ملک مین اسکے آئین قوانین مروجہ جاری رہین انکو
یقین تھا کہ وارث سلطنت جو معزول پادشاہ کا جانشین ہوگا اسکے خصائل نیک ہین ان پادشاہون
کی تبدیلی سے کاروبار سلطنت کی تدابیر مین تبدیلی ہو جائیگی۔ یہہ انصاف ہے کہ اس تجربہ کا امتحان کیا جائے
ہنوز کورٹ ڈائرکٹرز کی مرضی کے موافق گورنمنٹ ہند نے کوئی کام نہین کیا تھا کہ لو صاحب نے
جس تجربہ کی فرمائش کی تھی اسکا موقع خود بخود پیش آگیا کہ نصیرالدین حیدر اپنی مستانہ نوشی سے یا زہر
دینے سے مرگیا جسکا حال ہم نے پہلے بیان کیا ہے کہ لو صاحب کی جسمی تدبیر سے لکھنؤ مین
شور و شر زیادہ برپا نہین ہوا گورنمنٹ کی منظوری سے بادشاہ کا چچا بادشاہ ہوگیا اگرچہ وہ بوڑھا
تھا مگر اس ضعیفی مین بھی وہ بڑا معزز و مکرم سمجھا جاتا تھا اسطرح اودھ کی گورنمنٹ کو زندہ رہنے
کی اور مہلت مل گئی۔

اسوقت ہندوستان مین لارڈ آک لینڈ گورنر جنرل تھا نیا بادشاہ جانتا تھا کہ مین بالکل
ساختہ و پرداختہ برٹش گورنمنٹ ہی کا ہون اسلیئے اسنے ایک نیئے عہدنامہ پر دستخط کرنے کا
اقرار کرلیا یہہ امر واقعی سب پر ظاہر تھا کہ پہلے عہدنامہ کے جو معاہدے تھے وہ روز بروز سال
بہ سال تہائی صدی سے برابر ٹوٹتے چلے آتے تھے ملک مین بدنظمی کا ہونا ایک عہدشکنی مخفی
چلی آتی تھی جو شخص نیک فہم اور انصاف پسند ہے اسکے نزدیک یہہ امر مشتبہ ہے کہ اودھ کی
بدنظمی کے لیئے برٹش گورنمنٹ اودھ کی گورنمنٹ مین سے کون زیادہ اسکا جوابدہ ہے خود عہدنامہ ہی مین ناکامیابی کی خبر موجود تھی کہ
خود مصنف عہدنامہ کا اچھی طرح جانتا تھا کہ اسکی شرائط کا پورا ہونا ناممکن تھا۔ ایک عہدشکنی پر دوسری
عہدشکنی یہہ اور ہوئی کہ بادشاہ نے اپنی ہندوستانی سپاہ اس تعداد سے زیادہ بھرتی کرلی
جسکی برٹش گورنمنٹ نے اسکو اجازت دی تھی اس ہندوستانی سپاہ کی نوبت لو صاحب کے بیان

ستر ہزار سپاہیوں پر پہنچ گئی تھی یہ برائی ایسی نہ تھی کہ جسکی اجازت برٹش گورنمنٹ آیندہ کے لئے دیتی اس پر تعجب تھا کہ اتنے دنوں تک اسنے اجازت دی اسلیئے اب یہہ نیا عہدنامہ ہوا کہ ملک کی بدنظمی و لغزالقری کا علاج خود ہندوستانیوں کے ہاتھ سے کرایا جائے اسکی شرائط یہہ تعیین کر اگر آیندہ ملک مین بدعملی جاری رہیگی تو برٹش کو یہہ اختیار حاصل ہوگا کہ وہ ملک کے سارے چھوٹے بڑے مقامات مین اپنے انگریزی افسر حکمرانی کے لیئے متعین کردے اور پرانی ہندوستانی سپاہ موقوف کردے اور اسکی بجائے ایک نئی سپاہ جسکے افسر انگریز ہوں نوکر رکھے جسکا خرچ بادشاہ کے ذمے ہو۔ مگر آمدنی ملک مین سے برٹش گورنمنٹ کو ایک کوڑی کو بھی ہاتھ لگانا قسم ہے۔ آمد و خرچ کا حساب کوڑی کوڑی کا لکھا جائیگا اور جو بچت ہوگی وہ خزانہ شاہی مین داخل کردی جائے گی +

اکثر صحیح تاریخوں مین یہہ نقل کیا جاتا ہے کہ اس ۱۸۳۷ء کے عہدنامہ کا استقاط حمل اسطرح ہوا کہ برٹش گورنمنٹ کو دردزہ اٹھا اور سب سے اعلے گورنمنٹ نے اپنے ہاتھوں سے کچے بچے کو مار کر پہلے اس سے کہ وہ پورا پیدا ہو نکال کر پھینک دیا ہوم گورنمنٹ نے قطعاً اس عہدنامہ کو نامنظور کیا اور خاص کر اس دفعہ کو جسمین نئی فوج کے بھرتی کرنے کا ذکر تھا اور اسکے سبب سے سولہ لاکھ روپیہ سالانہ کا خرچ خزانہ اودھ پر پڑتا تھا اسنے دیانت و صداقت کے پاکیزہ منطق کے موافق یہہ دلیل بیان کی کہ ۱۸۰۱ء کے عہدنامہ کے موافق سرکار کمپنی نے ملک کی محافظت اپنے اوپر واجب و لازم کی ہے بادشاہ سے ملک کا بڑا حصہ خاص اس غرض سے لیا گیا ہے کہ اودھ کی محافظت کے لیے جسقدر سپاہ کی ضرورت ہوگی اسکا خرچ سرکار کمپنی کو دینا چاہیئے نہ بادشاہ کے ذمے پڑنا چاہیئے لیکن صرف ان ہی بناؤں پر عہدنامہ پر اعتراض نہین کیا بلکہ سچی بات یہہ ہے کہ چند سال پہلے کورٹ ڈائرکٹرز نے گورنر جنرل کو لکھا تھا کہ وہ ایسی ہوشیاری کے ساتھ جس مین کوئی خرابی نہ ہو یہہ اختیار رکھتا ہے کہ اودھ کی بدنظمی کے باب مین جو مناسب و اولے جانے وہ کرے یہانتک اسکو اختیار ہے کہ اودھ کی عنان سلطنت کو کچھ مدت کے لیئے اپنے ہاتھوں مین لے لے لیکن یہہ اختیارات اس زمانہ مین دیئے گئے تھے کہ چند سال سے نصیرالدین حیدر کی بادشاہی کی بد اطواری تجربے مین آچکی تھی اب ہوم گورنمنٹ کو یہہ حال معلوم ہوا تھا کہ نیا بادشاہ نیک خو ہے

اسلیئے اسکی مستحکم رائے یہ تھی کہ اس بادشاہ کی تخت نشینی کے وقت جو عہدنامہ موجود تھا اس کی شرائط کے موافق اسکی بادشاہی کا امتحان اچھی طرح کیا جائے اسواسطے ہوم گورنمنٹ نے صرف ایک ہی دفعہ کو نہین بلکہ کل عہدنامہ کو نامنظور کیا لیکن اس کے ساتھ یہہ بات بھی چاہی کہ اس عہدنامہ کی نامنظوری کا اظہار زیادہ تر گورنمنٹ ہند کے فضل و کرم کے پیرایہ مین کیا جائے۔ یہہ نہ معلوم ہو کہ انگلنڈ نے اسکو قطعی بغیر کسی شرط کے نامنظور کیا ہے اسنے گورنر جنرل کو اختیار دیا کہ وہ اپنی ہوشیاری سے جس مین کوئی خطا نہ ہو اس عہدنامہ کی نامنظوری کو دربار لکھنؤ پر ظاہر کرے۔ جب گورنر جنرل پاس یہہ احکام آئے تو وہ بڑا پریشان خاطر ہوا اودھ کے لیئے نئی سپاہ کے مرتب کرنے کے انتظامات ایسی حد پر پہنچ گئے تھے کہ وہ ملتوی نہین ہوسکتے تھے یہہ وقت وہ تھا کہ جنگ افغانستان کی تخم پاشی ہو چکی تھی خوف کا گمان تھا مشکل در پیش تھی اودھ کی آئینی سپاہ مین سے کچھ سپاہ کی ضرورت تھی کہ وہ میدان جنگ مین جاکر انگریزون کا کام کرے اور اس صورت مین ضرور تھا کہ امدادی سپاہ کی بھرتی رکی نہ جائے لیکن سرکار نے اسکا خرچ اپنے ذمے لے لیا گورنر جنرل نے بادشاہ کو خط لکھا کہ برٹش گورنمنٹ نے یہہ فیصلہ کرلیا ہے کہ حضور کو خرچ سپاہ کی تکلیف نہ دیجائے اس لیئے کہ ملک کی حالت موجودہ ایسی ہے کہ اگر خرچ سپاہ بادشاہ سے لیا جاویگا تو رعایا سے روپیہ کی اسقدر زیادہ ستانی ہوگی جسکی وہ متحمل نہین ہوسکیگی گورنر جنرل کو قوی امید ہے کہ آمدنی ملک جو خرچ سپاہ کی موقوفی کے سبب سے بچیگی وہ ان دو کامون مین کام آویگی۔ اول رعایا پر وہ محصول معاف کیئے جائینگے جنکے بوجھ کے نیچے وہ پسی جاتی ہے۔ دوم اس سے نفع رسان پبلک ورکس تعمیر کیئے جائینگے۔ لیکن اس خط مین کچھ ذکر عہدنامہ کی نامنظوری کا نہ تھا اور نہ رزیڈنٹ سے یہ درخواست کی گئی تھی کہ وہ بادشاہ یا وزیر سے بروقت ملاقات اسکا ذکر کرے گورنر جنرل کو اب تک یہہ امید چلی جاتی تھی کہ ہوم گورنمنٹ کو ایسی ترغیب دی جائیگی کہ وہ عہدنامہ کی شرائط کو منظور کرلینگے جنمین سے امدادی سپاہ کی شرط خارج کردی جائیگی اس لیئے اس نے ہوم گورنمنٹ کے احکام تسلیم کرنے مین تامل کیا کیونکہ اس مین گورنر جنرل کی حکومت کی خفت ہوتی تھی لیکن یہہ غلطی تھی بلکہ غلطی سے بڑھ کر

اس مین خرابی تھی اسمین اخلاقی جرأت نہین ظاہر ہوتی تھی جسکا بچاؤ درست ہوتا یا معاف ہوتا
آسانی سے نہین ہو سکتا تھا۔ سوم گورنمنٹ اسی عہدنامہ پر قائم رہی کہ شروع صدی مین لارڈ
ولزلی کے عہد مین ہوا تھا اسنے اسکے بعد جو عہدنامہ ہوا اسکو کبھی تسلیم نہین کیا۔ عہدنامہ
۱۸۳۷ء کی یہہ تاریخ ہی جو اوپر بیان ہوئی کسی ایک معاملہ مین بھی اسکے موافق کاربوائی
نہین ہوئی پھر اسکا ذکر بھی کمتر سُننے مین آیا سوا اسکے کہ جب بیس برس کے قریب گذر چکے
تو وہ عہدنامون کے مجموعہ مین غلطی سے داخل ہوگیا کچھہ مدت کے لیئے خود اودھ کا ذکر بھی بہت
تھوڑا ہوا جب کسی غیر ملک کے ساتھہ جنگ و نبرد مین برٹش کی توانائی اور مستعدی اور جد و جہد
منہمک ہو جاتی ہے تو اسکے ہندوستانی ریاست جو قریب الرگ ہوتی ہے ایسی تازہ و توانا ہوتی
ہٹی کٹی ہو جاتی ہے کہ کسی اور حال مین نہین ہوتی اب آیندہ کچھہ مدت کے لیئے انگریزون کی غیر
ملکون سے لڑائیان لڑنے کی فصل آگئی اول بڑی جنگی لڑائی افغانستان کی لارڈ آک لینڈ کے
زمانہ مین ہوئی جس مین اودھ کو بالکل لارڈ آک لینڈ بھول گئے انکے بعد لارڈ امین برا سندہ سے
لڑے کہ ایک چھوٹی سی فتح سے بڑی شکست کے داغ کو مٹائین مگر اس قومی خصلت پر ایک
بڑا دھبا لگ گیا اور اسکے بعد ہی مرہٹون پر دہشت ناک چڑھائی ہوئی۔ پھر ستلج کے پار سے
حملہ ہوا جسکے سبب سے سکھون سے پہلی لڑائی ہوئی جس مین لارڈ ہارڈنگ چار و ناچار بالکل مصروف
ہوئے کل لڑائیان آٹھہ برس تک ہوتی رہین اور تلوار میان سے باہر رہی اور دفتر کے بستے
ہاتھہ سے باہر رہے اودھ اپنی تاریکی اور بے وقری کے سبب سے سلامت رہا سوا اس کے
برٹش گورنمنٹ کا خیرخواہ و نیک اندیش و ہمدرد اودھ ایسا ہی رہا جیسا کہ پہلے تھا۔ اگرچہ
سعادت علی کا جمع کیا ہوا خزانہ مدت سے اڑ گیا تھا مگر پھر بھی لکھنؤ کے خزانہ کی تھیلون مین روپیہ
بھرا ہوا تھا۔ اب امن و صلح کا زمانہ آیا تو بدنظم صوبہ اودھ کے بادشاہون کے لیئے ایک نیا خوف
خطر پیدا ہوا۔ اس زمانہ مین کوئی تبدیلی ایسی نہین ہوئی کہ جس سے اسکی حالت بہتر ہوتی بلکہ
ان سرحدی لڑائیون کے زمانہ مین اور زیادہ اسکی بدتر حالت ہوگئی ایک بادشاہ دوسرے
بادشاہ کا جانشین ہوا جا۔ اپنے باپ دادا کے عیش و نشاط پر رشک کرتا تھا اس مین اپنی طرف
خاص تغیرات کرتا تھا جب دو سکھون کی لڑائیون کے درمیان بہ عافیت زمانہ مین لارڈ ہارڈنگ نے

اودھ کی طرف رغبت کی توجہ کی تو واجد علی بادشاہ تھا اور اس جوان بادشاہ کی سلطنت کا پہلا ہی سال تھا وہ خاندان شاہی کے خصائل کے قائم رکھنے کی ناپاک امیدین دلاتا تھا۔

مدت سے ملک اودھ مین بندگان خدا کو بدنظمی شکار کر رہی تھی اسکے انسداد کے واسطے سنجیدہ تنبیہ اور سچی شکایت مین لارڈ ہارڈنگ نے اپنی آواز بادشاہ کے سامنے نکالی۔ نوجوان بادشاہ انکی صاف نیلگون آنکھون کی چمک دمک کو دیکھ سہم گیا ان کے پند و نصائح مین ایک فضول لفظ نہ تھا نہ ان کے کہنے مین آواز مین کوئی درشتی تھی۔ انہون نے واجد علی شاہ سے صاف صاف کہا کہ گورنمنٹ اپنے لطف و کرم سے دو سال کی مہلت آپ کو دیتی ہے اگر ان دو سال کے اندر ترقی کے آثار نمایان نہ ہوئے تو برٹش گورنمنٹ کی انسانیت و مردمی کا یہہ مقتضا ہو گا کہ قطعی اور یقینی مداخلت کر کے بندوبست کا نظام ایسا دخل کرے جس سے ملک مین نیک انتظام ہو اور اودھ مرفہ حال و آسودہ ہو گورنر جنرل پہلے ہی بے خطا ہوشیاری سے ملک کے لے لینے کے اختیارات حاصل تھے پس اگر ان نصائح پر عمل نہ ہو گا تو پھر وہ اختیارات عمل مین آئین گے جن وسائل سے انتظام کی اصلاح ہو سکتی تھی انکا بالتفصیل ایک نقشہ ایک یادداشت مین بادشاہ کو خوب زور کی آواز سے سنایا گیا اور اسپر یہہ اضافہ ہوا کہ اگر اس تدبیر پر بادشاہ نے دل سے توجہ کی اور دو سال کے اندر سب خرابیون کو روکا اور دور کیا تو اسکو بالکل مطمئن ہونا چاہیئے کہ اسکی حکومت اور سلطنت کے آئین و قوانین مین کوئی خلل نہین واقع ہو گا لیکن اگر وہ اپنی پرانی بدروشی عیش پرستی مین پھنسا رہا تو پھر اسکے لیئے دوسری صورت اور اسکے نتائج موجود ہین۔

واجد علی شاہ گورنر جنرل کی اس تقریر کو سنکر ایسا سہم گیا کہ ہر چند اسنے قصد کیا کہ کچھ بولے مگر خوف کے مارے بولا نہ گیا گویائی ہی ساقط ہو گئی اسنے کاغذ کا ایک تختہ لیا اور اسپر اسنے لکھا کہ مین گورنر جنرل کا شکریہ ادا کرتا ہون آپ نے جو صلاح و مشورہ دیا ہے وہ ایسا ہی ہے جیسا کہ باپ بیٹے کو دیتا ہے مین بھی سمجھ کر اسکا پاس و لحاظ کرون گا" جب گورنر جنرل کی پیشی سے وہ جدا ہوا تو اسکا دل ٹھکانے سے ہوا اسنے آیندہ کا کچھ خیال نہین کیا اپنے گذشتہ طریقے کو نہین چھوڑا۔ سارنگی ستار بجانے والون اور گانے والون خواجہ سراون نے سلطنت اس سے غصب کی اور ملک کی آمدنی کو ہضم کیا ان پاجیون کی برائیون کا اثر سب سوسائٹیون مین اور کل ملک کے حصون مین

طبلہ بجانے نقشہ بنانے شعر کہنے کے مشاغل مین بالکل منہمک ہوا اگر یہہ سارے کام اپنے
محل ہی مین کرتا تو اسے زیادہ نقصان نہ ہوتا اپنی طفلانہ خوشیون کے لیئے ایک بڑا تماشہ
محلے مین ڈالا اور لکھنؤ کے بازارون مین اُسے بجایا اور رستے خود مسرور ہوا اور اورون کو
محظوظ کیا اور بہت سی باتین زنانہ پنے کی اختیار کین ۔

انجام کار جو دو سال کی مہلت دی گئی تھی وہ ختم ہوگئی تو رزیڈنٹ نے یہہ رپورٹ بھیجی
کہ اکتوبر ۱۸۴۷ء مین جو گورنر جنرل سے بادشاہ کی ملاقات ہوئی تھی
...... اُسوقت سے بادشاہ کی طرف سے ایسے آثار نمودار نہین ہوئے کہ
جنسے معلوم ہوتا کہ اپنی جوابدہی پر اسنے پوری آگاہی حاصل کی ہو" اسنے یہہ اور اضافہ کیا کہ
درحقیقت مین یہہ نہین خیال کرتا کہ کبھی بھی بادشاہ اپنی بادشاہی کی جوابدہی اور لوازمہ
کو دل مین جگہہ دے اور سلطنت کی جوابدہی و فرائض کے اس حصہ کا بار اپنے اوپر ڈالے
جو اسکے ذمے واجب لازم ہے وہ اسکو اُن پاجی کمینون کے حوالہ کرتا ہے جو اسکا دل بہلاتے
ہین وہ انہین پر اعتماد و اعتبار کرتا ہے اور انہین کو اپنا مصاحب جلیس انیس بناتا ہے
بس اب وقت آگیا تھا کہ برٹش گورنمنٹ اودھ کے انتظام کو از روے انصاف اپنے ہاتھہ مین
لے لے ۔ بادشاہ نے تو اپنے تئین مستوجب سزا بنالیا تھا مگر گورنمنٹ اعلی نے سزا دینے
مین التوا کیا ۔ ہندوستان مین لارڈ ڈلہوزی گورنر جنرل تھے بیرونی جنگ و نبرد مین انکی
مصروف ہونے نے اودھ کی سلطنت کو بچائے رکھا ۔ پنجاب مین آگ لگنے نے لکھنؤ
کو بھلا دیا تھا ۔ سکھون کے فتح کرنے مین اور ان کے ملک کے الحاق کرنے مین برہما سے لڑائی
لڑنے مین اور انکے نتائج مین ہندوستانی ریاستون کے ضبط کرنے مین جنکا ذکر پہلے باب
مین ہوا اور اندرونی انتظامات عظیم مین انکا بیان آگے آئیگا) لارڈ ڈلہوزی اپنے عہد حکومت
کے آخر سال تک مصروف رہے لیکن ہر ایک شخص جو اودھ کی شامت زدہ حالت پر غور
کرتا تھا جانتا تھا کہ اب اسکے آخر دن عنقریب آگئے ہین اور برٹش گورنمنٹ اپنے فرض کے ادا کرنے مین
جو بمقتضاء انسانیت و مروت اسپر واجب ہے اب نہین جھجکیگی ۔

اسوقت لکھنؤ مین کرنیل سلیمن صاحب رزیڈنٹ تھے وہ بڑے نیک دل فیاض ہندوستانیون کی

خو بو و عادات سے خوب ماہر تھے انہون نے اودھ کی بدنظمی و بدعملی کو جتنا زیادہ دیکھا اتنا ہی انکو یقین ہوا کہ برٹش گورنمنٹ کا اعلیٰ فرض یہہ ہے کہ ہندوستان کے سب سے زیادہ اس زرخیز حصے کو بچائے جو ظلم و ستم سے ہندوستان مین جہنم اور محاسن اخلاق کے لیئے پاخانہ بن رہا ہے۔

۱۸۴۹ء و ۱۸۵۰ء مین انہون نے اس ملک مین دورہ کیا۔ ہندوستان مین وہ غربا پروری مین اور ضعیفون کے حامی ہونے مین اور غلطیون کے اصلاح کرنے مین کسی اور افسر سے درجہ دوم مین تھے وہ رعیت سے بے تکلف انکی زبان مین باتین کرتے تھے انکے دکھ درد رنج و مصیبت سے آگاہ ہوتے تھے انکے برے بھلے احوال کو سنتے تھے ان مین یہہ کمال تھا کہ وہ جو ہندوستانیون کی جس حال پر آگاہ ہونا چاہتے تھے وہ ہندوستانیون ہی سے صحیح صحیح دریافت کر لیتے تھے ملک کے اندر انہون نے دورہ کیا اور ہر روز جو عجیب واقعات انکے علم مین آنے گئے۔ انکو اپنے روزنامہ مین لکھتے گئے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ملک مین حد سے زیادہ بدنظمی پھیل رہی تھی۔ رعایا کی حالت ایسی خراب ہو رہی تھی کہ کوئی ظالم بادشاہ بھی اس سے زیادہ خراب حال نہین کر سکتا۔ کوئی حکومت کا انتظام وہان اپنا تسلط نہین رکھتا تھا جو زبردست تھا وہ کمزور کو مارے ڈالتا تھا زبردست خاندان غارتگری کرتے اپنی گڑھیان و کوٹ بنا لیتے نوکرون کی بھیڑ کو اکھٹا کر لیتے خوب دل کھولکر لوٹ مار کرتے انکو اپنے ارتکاب جرائم سے سزا پانے کا خوف ہی نہ ہوتا تھا جتنا بڑا مجرم ہوتا اسکو اتنا ہی اپنے محفوظ رہنے کا یقین ہوتا کیونکہ وہ اپنے لوٹ کے حصہ دیدینے سے سزا سے بچ سکتا تھا۔ ملک مین اس سرے سے اس سرے تک تمام خرابیان دربار شاہی کی عیاشی سے پھیل رہی تھین۔ تعلقہ دارون نے تمام ملک مین کھلبلی اور ہلچل ڈال رکھی تھی جان مال آبرو محفوظ نہ تھی ہر جگہہ محنت و حرفہ و پیشہ کی مزدوری ملنی غیر محقق تھی جب وہ آپس مین یا گورنمنٹ کے مقامی حاکمون سے لڑتے خواہ اسکا سبب کچھ ہی ہوتا تو وہ تمام دیہات قصبات مین جو انکی خود قوم کے نہ ہوتے بے تمیزی کے ساتھ لوٹ مار کرتے۔ نہ کوئی سڑک نہ کوئی قصبہ کوئی گاؤن نہ کوئی مزرعہ انکے بے رحم ظالمانہ حملہ سے بچتا قزاقی و قتل تو انکی تفریح طبع کے لیئے مشاغل اور شکار تھی وہ سورون اور ہرنون کی طرح عورتون مردون بچون کو مار ڈالتے جنھون نے کبھی کوئی انکو اذیت نہین پہنچائی تھی وہ صرف قتل اور چوری ہی نہین کرتے تھے بلکہ آدمیون کو پکڑ کر مقید کرتے

تھے اور جنکے پاس جانتے کہ روپیہ ہے انکو شکنجے مین کھینچتے جب تک کہ وہ روپیہ اپنے پاس سے یا قرض لیکر یا بھیک مانگ کر انکو نہ دیتے جب سے مینے لکھنؤ چھوڑا ہے جس ضلع مین ہر گذر سال بہ سال آج کے دن تک ہوا ہے شاید ہی کوئی دن ایسا گذرا ہوگا کہ مجھے زمینداروں کی اس قسم کی بے رحمیون کے ثبوت کثرت سے نہ پہنچے ہون - یہہ بات قابل لکھنے کے ہے کہ زمانہ حال ہی مین یہہ بڑے بڑے زمیندار اپنے کمزور ہمسایون مین لوٹ مار کرکے دولت و مال و جائداد کے مالک بن بیٹھے ہین اور اپنی لوٹ مار کو اسلیئے باقاعدہ جاری رکھتے ہین کہ ان پاس جو لٹیرون کے گروہ جمع ہین انکی پرورش کرین اور اپنے مال و دولت کو بڑہائین اور دربار شاہی بڑا مہربان ہے اسلیئے کہ وہ انکو بڑا روپیہ دیتے ہین - اور مقامی حکام سے مصالحت رکھتے ہین کہ وہ حکومت سے برسر مقابلہ نہ آئین -

ملک اودھ کی حالت کے باب مین کرنیل سلیمن کی یہہ رپورٹ تھی جس مین انہون نے سارا حال اپنی آنکھون سے دیکھا ہوا اور اپنے کانون سے سنا ہوا لکھا تھا اس زمانہ مین اعلے درجہ کے افسرون مین اور اخبارون کے اعلے درجہ کے عام پسند لکھنے والون مین ایک جوش اٹھ رہا تھا کہ ہندوستانی ریاستین انگریزی عملداری مین الحاق کی جائین - کوئی شخص نہ یہان نہ انگلستان مین اہل خدمت ایسا تھا جو کرنیل سلیمن کی برابر اس انتظام الحاق کی پولیسی سے رنجیدہ و کبیدہ خاطر ہوتا تھا انکو صاف نظر آتا تھا کہ یہہ جو جلدی جلدی توسیع ملک کی ہوس حرص مین بڑی کوشش ہو رہی ہے اس مین کیا کیا خوف و خطر ہین انہون نے اس باب مین بڑی واویلا مچائی مگر اسکا کچھ اثر نہ ہوا اس برے کام کے روکنے مین انہون نے بڑی جد و جہد کی گورنر جنرل اور ایسٹ انڈیا کمپنی کے چیرمین کو انہون نے چٹھیان لکھین - انکی مراسلات کی کتاب مین لکھا ہے کہ ستمبر سنہ ۱۸۴۸ء مین مین نے یہہ جرأت کی کہ حضور سے عرض کیا کہ یہہ انتظام جو ہندوستانی ریاستون کی انگریزی عملداری مین الحاق کرنے کا سب گورنمنٹ کے ملازمون کو اور عام اخبارون کے لکھنے والون کی ایک جماعت کو پسندیدہ اور بھلا معلوم ہوتا ہے اس سے مجھے بڑے خوف اور اندیشے ہوتے ہین کہ اسکے سبب ہم پر ایک وقت ایسا آئیگا کہ ہماری گورنمنٹ کا مدار بالکل ہندوستانی سپاہ پر ہوگا جب سپاہ یہہ دیکھیگی تو ایسے اتفاقات واقع ہوسکینگے کہ جن کے سبب سے وہ کل یا اسکا بڑا حصہ کسی ہندوستانی کے کام کرنے کے لیئے متفق ہوجائے" - کرنیل سلیمن نے

لارڈ ڈلہوزی کو ۲۵ شئہ ۱۸۵ء میں لکھا تھا پھر وہ یہہ لکھتے ہین کہ میرے نزدیک یہہ الحاق کے منصوبے ہماری حکمرانی کے حق مین مضر ہین اور ملک کے بہترین اغراض و فوائد کے واسطے منصبانہ ہین۔ ہندوستانی دیکھ رہے ہین کہ ریاستون کی ضبطیان برابر جاری ہین اور انکے واسطے انعامات اور اعزاز کے خطاب و القاب دیئے جاتے ہین وہ اس سے یہہ نتیجہ نکالتے ہین کہ انگلنڈ ہی ان کامون کی بالانتظام معاونت کرتا ہے اور احکام بھیجتا ہے مین خیال کرتا ہون یہہ ہندوستانی ریاستین ہمارے لیئے بند ہین اور جب وہ سب بہ جائین گے تو صرف ہم ہندوستانی سپاہ کی بس مین ہو جائین گے جسپر ہمیشہ ہمارا کافی تسلط نہین رہ سکتا" یہہ خط کرنیل سلیمن نے سر ہنری ہوگ کو جنوری ۱۸۵۳ء کو لکھا خلاصہ۔ صاحب ممدوح کے ان خطوط کا یہہ تھا کہ برٹش گورنمنٹ کے پشت پناہ دو ہین اول ہندوستانی ریاستین دوم ہندوستانی سپاہ۔ جب اول کو ہم نے غارت کر دیا تو فقط دوسری باقی رہیگی جسپر اعتماد اور بھروسہ نہین ہو سکتا غرض یہہ خطوط جو انھون نے گورنر جنرل اور ایسٹ انڈیا کمپنی کے چیرمین کو لکھے اسکا کچھ اثر نہ ہوا کرنیل صاحب نے یہہ بھی طرح نہیں جانا کہ اسوقت جن اصول سے وہ دہشت زدہ ہوتے ہین ان کے بانی سابق لارڈ ڈلہوزی ہی ہین اور کورٹ ڈائرکٹرز اپنے گورنر جنرل کے ایسے معتقد ہین کہ انھون نے اسی کے اصول کو اپنا اصول بنالیا ہے گو کرنیل سلیمن صاحب ہندوستانی ریاستون کی ضبطی کے دشمن تھے مگر انھون نے اودھ کے معاملات مین مداخلت کرنے سے چشم پوشی نہین کی انکے نزدیک یہہ مداخلت کہ اودھ کی عنان سلطنت سرکار کمپنی اپنے ہاتھ مین لے لے بجا اور درست تھی وہ ہر سال گورنر جنرل پر زور ڈالتے تھے کہ مداخلت کی سخت ضرورت ہے سلیمن صاحب کی یہہ صلاح تھی کہ انتظام لے لیا جائے مگر آمدنی ملک کی نہین لی جائے بادشاہ کا تخت سلامت رکھا جائے۔ یہی رائے ہنری لارنس نے چند سال پہلے ظاہر کی تھی کہ ملک کا انتظام ان قواعد کے موافق جو لارڈ بن ٹنک نے تجویز کئے ہین لے لیا جائے اور جہان تک ممکن ہو ہندوستانی انتظام ہو اور کمپنی کے خزانہ مین اسکی آمدنی کا ایک روپیہ داخل ہو۔ اودھ کا انتظام صرف ایک بادشاہ کے لیئے نہین کیا جائے بلکہ دونو بادشاہ اور رعایا کے لیئے کیا جائے۔ کرنیل سلیمن اور ہنری لارنس دونو ہم رائے بڑے آپسمین دوست تھے دونو کی ایک سی خصلت تھی۔ کرنیل سلیمن نے گورنر جنرل کو لکھا کہ رعایا بڑے شوق و تمنا سے یہہ دعائین مانگتی ہے کہ اودھ مین

مستقل انگریزی عملداری ہوجائے وہ اچھی طرح حکومت کرنے کی جوابدہی اپنے ذمے لے لے تمام جماعتین سوا ان شریر باجیون اور لچون کے جو بادشاہ کو گھیرے رہتے ہین اور بادشاہ پر مسلط ہین بڑی تمنا سے یہہ دعا مانگتے ہین کہ انگریزی عملداری ہوجائے۔ تعلیم یافتہ جماعت تو اس سبب سے یہہ تمنا رکھتی ہے کہ ان کو معزز عہدون کے حاصل ہونے کا موقع ملے گا اب تو انہین سے کوئی معزز عہدہ رکھتا نہین متوسط درجے کے آدمی اس سبب سے یہہ آرزو رکھتے ہین کہ اب انکی محافظت و معاونت نہین کی جاتی اور نہ انکو یہہ امید ہے کہ ہم جو اپنے مرنے کے بعد مال و متاع چھوڑ جائینگے انہین سے سوا سرکار کمپنی کے و نیز غوان کے کسی اور چیز کے مالک ہمارے وارث ہونگے۔ ادنے جماعتین اس سبب سے یہہ آرزو رکھتی ہین کہ بھوکی سپاہ اور اہل سررشتہ کی بے رحم لوٹ مار سے اور ان زمینداروں کے زور ظلم سے جو موجودہ بدعملی و بدنظمی کے سبب نکالے جاتے ہین یا سرکشی کرتے ہین بچ جائینگے" لیکن اسنے یہہ اور اضافہ کیا کہ مجھے یقین ہے کہ حضور کی یہہ خواہش ہوگی کہ اودھ کی کل آمدنیان خاندان شاہی اور اودھ کی رعایا کے نفع رسانی مین صرف ہون اور برٹش گورنمنٹ انتظام کو اپنے ہاتھ مین لینے سے کوئی روپیہ کا فائدہ خود نہ اٹھائے اور اسی زمانہ مین اسنے پھر کورٹ آف ڈائرکٹرز کے چیرمین کو لکھا کہ سخت ضرورت ہے کہ اودھ کا انتظام ہم لے لین اگر یہہ کام کرین تو ہم کو چاہیئے کہ باقی ہندوستان مین اپنے اچھی طرح قائم رہنے کے لیئے اپنی غرض پذیری و آزمندی کو ترک کرین اور دیانتمندی و صفائی سے کل آمدنیان اودھ کے خاندان شاہی اور رعایا کی نفع رسانی مین خرچ کرین تو یہہ ہمارا کام کل ہندوستانیون کو معلوم ہوگا کہ ہم نے رعایا کی بہبودی اور آسودگی کے لیئے منصفانہ کیا ہے۔ چند مہینے کے بعد ایسٹ انڈیا کے چیرمین کو اسنے پھر عزودہ اور بیشین گو ہوکر یہہ لکھا کہ ملک کا الحاق کرنا اور ضبط کرنا اور انکی آمدنیون کا بالکل مالک بنا دولت حاصل کرنے کے لیئے تو مفید ہے مگر پولیٹکل کے لحاظ سے بڑا مضر ہے اس غلطی کے مدرسے کے مقولون کا میلان یہہ ہے کہ جلد یا دیر کر ہمارے لیئے ایک بڑا نازک وقت لائے یہہ سب باتین کرنیل سلیمن کے روزنامچہ مین لکھی ہوئی موجود ہین۔

کرنیل سلیمن صاحب نہ ہندوستان مین رہے نہ دنیا مین رہے وہ بیمار ہوکر اپنے گھر سدہارے کہ راہ ہی مین سفر آخرت پیش آیا۔ ان کے مشورات اور تنبیہات کے نہ ماننے کے جو نتائج ظہور میں آئے وہ انکو دیکھنے نصیب نہ ہوئے۔

ہم نے اپنی تاریخ مین جیمس اوٹرم صاحب کے کارہاے نمایان اور انکے اوصاف حمیدہ بہت جگہہ تحریر کیے ہین اب وہ عدان سے لکھنؤ کے نئے رزیڈنٹ مقرر ہوکر آئے تو گورنر جنرل نے ان سے اودھ کی حالت موجودہ کی رپورٹ طلب کی مارچ ۱۸۵۵ء ختم نہ ہونے پایا تھا کہ انہون نے کلکتہ کو ایک مفصل رپورٹ بھیجی جس مین اودھ کی بدنظمی کی ساری تاریخ تحریر کی تھی بادشاہ اور اس کے دربار کی سردمہری و بے رحمی سے مضرت رسان جرائم ہوتے انکی فہرست لکھی اور رپورٹ کا خاتمہ ان فقرون پر کیا کہ کرنیل سلیمن صاحب نے جو وقتاً فوقتاً معاملات اودھ کے بیان کیے اگرچہ وہ ان سے بدتر نہین ہوئے مگر وہی بدستور چلے جاتے ہین سات برس گذرے کہ لارڈ ہارڈنگ نے جو بڑی شدومد کے ساتھہ درخواست کی تھی کہ ۱۸۰۱ء کے عہدنامہ کے موافق ملک کی ترقی و بہبودی ہو اسکا اثر کچھہ بھی ظہور مین نہین آیا اسلیئے مین اپنی اس راے کے ظاہر کرنے مین ذرا بھی تامل نہین کرتا کہ برٹش گورنمنٹ کا یہہ فرض ہے کہ اس عہدنامہ کے موافق اسکی خرابیون کے دور کرنے مین ذرا تامل نہ کرے اب تک اسنے جو علاج کیئے انکا اثر کچھہ نہین ہوا اور مدت سے ملک مصیبتون اور بلاؤن مین گرفتار ہے اب انصاف سے بعید ہے کہ وہ اسکی خبطی کو ناگوار خاطر جانے۔

اسوقت لارڈ ڈلہوزی مدراس مین نیل گری کے پہاڑون مین خوشگوار ہوا سے اپنے دل و دماغ کو تازہ کررہے تھے جس سے ان مین ایک نئی قابلیت و لیاقت پیدا ہوتی تھی انہون نے کو صاحب اور سلیمن صاحب اور اوٹرم صاحب نے جو رپورٹین لکھی تھین انکو بغور مطالعہ کیا اور انکے ان کے دلمین یہہ خیال پیدا ہوا کہ اب اودھ مین مداخلت نہ کرنی انسانیت پر ظلم کرنا ہے اس سوال کا حل کرنا ان کے الحاق کی پولیسی کی فتح واٹرلو کی فتح نمایان تھی اس باب مین سب متفق الراے تھے کہ ۱۸۰۱ء کے عہدنامہ مین بادشاہ کی طرف سے ایسی عہدشکنیان ہوئی ہین کہ اب وہ کالعدم ہوگیا ہے خواہ بادشاہ کی مرضی حاصل ہو یا نہ ہو ملک کا انتظام برٹش گورنمنٹ کے منتظمون کے ہاتھہ مین منتقل ہونا چاہیئے یقینی — بادشاہ کو گھٹا کر محض صفر بنانا چاہیئے اور اس تنزل کی حالت مین بھی اسکا جہان تک ممکن ہو احترام کرنا چاہیئے اور اسکو اور اسکے خاندان کو عطیات عظیمہ دینے چاہئین - ان باتون مین تو کوئی چون و چرا ہونی نہین چاہیئے مگر ان سوال زیر بحث یہہ ہے کہ ملک کی آمدنی مین سے جو نظم و نسق کے خرچ کے بعد فاضلات ہو اسکو کیا کرنا چاہیئے ؟

انصاف پسند دانشمند جنکا ذکر ہم نے پہلے کیا ہے یہہ اپنی راے ظاہر کرتے تھے کہ سرکار کمپنی کے خزانہ مین ایک روپیہ بھی اودھ کی آمدنی مین سے نہین داخل ہونا چاہیئے وہ کہتے تھے یہہ پالیٹکل امر حق و بجا ہے کہ ہندوستان کی تمام قومون اور والیان ملک پر ثابت کرنا چاہیئے کہ ہم نے شاہ اودھ کو اپنے فائدون کے لیئے معزول نہین کیا ہے بلکہ ہم نے انسانیت کے اصول عظیمہ کے موافق ایک امر حق کیا ہے جسمین ہم نے کچھ اپنا فائدہ نہین حاصل کیا ہے لیکن لارڈ ڈلہوزی نے یہہ پسند کیا کہ ملک لحاق نہ کیا جائے لیکن آمدنی لی جائے۔

یہہ بات آسان نہین ہے کہ لارڈ ڈلہوزی کے یہہ خیالات سمجھ مین آئین انہون نے کہا کہ انتظام کی اصلاح اور رعایا کی بھی محافظت ہو سکتی بغیر اسکے کہ غایت درجہ کی یہہ تدبیر کی جائے کہ ملک الحاق کیا جائے اور بادشاہ معزول کیا جائے۔ اسواسطے میری راے یہہ ہے کہ صوبہ اودھ کے لیئے یہہ اشتہار نہ دون کہ وہ سرکار کمپنی کا ملک ہے انہون نے یہہ تجویز پیش کی کہ شاہ اودھ اپنے ملک مین بادشاہی رکھے مگر کل حکومت و دیوانی و فوجداری و مال کے کام و انتظام سرکار کمپنی کو سپرد کردے اور آمدنی ملک کی جو بچت ہو وہ سرکار کمپنی کے اختیار مین ہو۔ اس بات کا سمجھنا آسان نہین ہے کہ ملک کی بادشاہی کے کیا معنے ہین جب بادشاہ کو آمدنی ملک پر اختیار نہ ہو اور اپنی قلمرو پر حقوق شاہی نہ ہون۔ جب نواب کرناٹک اور راجہ تنجور اپنی آمدنی ملک اور حقوق سے محروم کیئے گیئے انکے پاس کوئی ملک نہ تھا وہ خطابی نواب و راجہ تھے اب اسکے برخلاف نظام سے اضلاع برار کا انتظام لے لیا تھا مگر تمام ملک کی آمدنی کا حساب اسکو دینا پڑتا تھا اور جو فاضلات ہوتی تھین وہ نظام کے ہاتھ مین دی جاتی تھین اسکو اضلاع برار کے ملک کا بادشاہ کہہ سکتے تھے لیکن لارڈ ڈلہوزی کی اس تجویز مین شاہ اودھ کو اپنے ملک سے کچھ تعلق سوا اسکے نہین تھا کہ وہ اس ملک کا محض خطابی بادشاہ کہلایا جائے جیسے کہ کرناٹک و تنجور کے نواب و راجہ بن ملک کے راجہ و نواب تھے مگر پھر بھی اس سے یہہ کہا جائے کہ جسقدر ملک بادشاہ کے قبضے مین ہے وہ اسکا بدستور بادشاہ ہے۔

اگر لارڈ ڈلہوزی کی تجویز کے الفاظ کے صحیح صحیح معانی لیئے جائین تو اس سے اودھ کا الحاق کرنا مفہوم نہین ہوتا اسلیئے کہ اودھ سرکار کمپنی کے ملک مین داخل و شامل نہین کیا گیا

اسکی آمدنی سرکار کے ملک کی آمدنی سے جدا رکھی گئی اسکے حساب کی فرد الگ لکھی گئی غرض یہ صوبہ بجائے خود کامل تھا اگر آمدنی ملک کی فاضلات بادشاہ کے حوالہ کی جاتین تو لارڈ ڈلہوزی کی تجویز کا سمجھنا آسان ہوتا مگر ان کا تو سرکار کمپنی کے خزانہ مین داخل ہونا قرار پایا تھا جس سے ان کا سرکار کمپنی کا ملک ہونا معلوم ہوتا تھا۔ غرض اودھ مین جن ملک کا بادشاہ بنانا اور ملک کا الحاق نکرنا لارڈ ڈلہوزی کی تجویز تھی اس لباس مین سب کچھ نظر آتا تھا مگر وہ پہنا نہین جا سکتا تھا اودھ کے الحاق کرنے کا معاملہ انڈیا کونسل مین پیش ہوا اور اسی تجویز پر موم گورنمنٹ نے توجہ کی۔ غرض یہہ تجویز خواہ حق ہو یا ناحق اسکی جوابدہی دونو تاجرون کے کمپنی اور وزرار بادشاہی کے ذمے تھی یہہ امر یقینی ہے کہ کمپنی نے بہت دنون صبر و تحمل کیا اسنے اپنی امید کے برخلاف امید کی اور تجربہ کے برخلاف عمل کیا اس نے ہندوستان کے والیان ملک کو آزمائش کے لیئے بہت مہلت دی ۱۸۰۱ء کے عہدنامہ کو نامنظور کیا اور اپنی حاکمانہ راے ظاہر کی کہ ہندوستان مین جو ریاستین باقی رہ گئی ہین وہ بدستور برقرار اور قائم رہین لیکن جب ورستی مین برس تک بدعملی و بدنظمی رہی تو پھر اسنے اپنے صبر پر تبر ابھیجا اب اس نے وہ کام کیا جو برسون پہلے کرنا چاہیئے تھا۔

لارڈ ڈلہوزی نے یہہ چار طریقے سپریم گورنمنٹ کی مداخلت کرنے کے بیان کیئے۔

اول بادشاہ سے درخواست کی جائے کہ وہ اپنے اختیارات سلطنت سے جنکو وہ بُری طرح استعمال کرتا ہے دست بردار ہو اور تاج شاہی انگلنڈ کو اپنا ملک حوالہ کرنے کو قبول کرے دوم بادشاہ اپنے سارے خطابات و حقوق و جاہ و منصب کو برقرار رکھے لیکن اپنی قلمرو کے سول اور ملیٹری اختیارات کو ایسٹ انڈیا کمپنی کو ہمیشہ کے لیئے حوالہ کرے سوم یہہ کام ایک خاص مدت کے لیئے کرے۔ چہارم وہ ملک کے نظم و نسق کے سارے کامون کو رزیڈنٹ کے حوالہ کرے جنکو بادشاہی حاکم انگریزی افسرون کی اعانت سے انجام دین۔ کورٹ ڈائرکٹرز نے ان چارون تجویزون پر غور کر کے وسط نومبر ۱۸۵۵ء مین یہہ فیصلہ کیا کہ اودھ سرکار کمپنی کے ملک میں الحاق کیا جائے۔ ۴ جنوری ۱۸۵۶ء کو اس فیصلہ پر گورنر جنرل کو علم ہوا وہ اسوقت علیل تھے انہون نے کورٹ ڈائرکٹرز کو لکھ بھیجا تھا کہ اس کام کے ختم کرنے تک ہندوستان مین رہونگا۔ انہون نے رزیڈنٹ کو ہدایتین بھیجین بادشاہ کے سامنے عہدنامہ پیش کرنے کے لیئے تیار کیا اشتہار کا

مسودہ رعایا مین مشتہر کرنے کے لیئے تیار کیا اور سارے انتظامات کی تجویزین مرتب کین پنجاب کا سا انتظام کرنا یہان بھی قرار پایا تھا کہ سول اور ملیٹری افسر دونو منتظم مقرر ہون کونسل مین یہہ سب معاملات پیش ہوئے۔

کرنیل اوٹرم کو یہہ بڑا نازک اور دشوار کام سپرد ہوا کہ بادشاہ کو سمجھا کر اس عہدنامہ پر راضی کرے کہ وہ ملک اپنی خوشی سے ایسٹ انڈیا کمپنی کو حوالہ کرے اور اگر بادشاہ اسپر راضی نہ ہو تو اشتہار دیا جائے کہ کل اودھ سرکار کمپنی کا ملک ہوگیا۔ انگریزی سپاہ لکھنؤ مین اسقدر بھیجی گئی کہ وہ ہر مقابلہ کے دبا دینے کے لیئے کافی تھی۔

اوٹرم صاحب پاس جنوری ۱۸۵۶ع کے آخر مین ہدایتین بھیجی تھین اس مہینے کی آخر تاریخ مین انہون نے اودھ کے وزیر سے خط و کتابت شروع کی اور صاف صاف اس سے کہا کہ گورنمنٹ کے آخر احکام لکھنؤ آگئے ہین چار روز اس باب مین گفتگو ہوتی رہی شرقی وضع مین یہہ بات داخل ہے کہ دربار شاہی یہہ کوشش کیا کرتا ہے کہ مہلت ملے۔ اوٹرم صاحب سے بادشاہ کی مان اس باب مین گفتگو کرتی تھی۔ اس مان مین بیٹے سے زیادہ ہمت مردانہ بڑے استقلال کے ساتھ تھی وہ اوٹرم صاحب سے یہہ عرض کرتی تھی کہ اپنی گورنمنٹ کو وہ سمجھائین کہ بادشاہ کو جب تک اور مہلت ملے کہ نیا گورنر جنرل آجائے اور جن صلاحون کو وہ چاہتا ہے اُنکا حکم واجد علی کو دے مگر اوٹرم صاحب اسکی ساری باتون کے جواب مین یہہ ایک بات کہتے تھے کہ اب آزمائش کا اور تحمل کا وقت گذر گیا اب مین سوا اسکے کچھ نہین کرسکتا کہ اپنا پیام بادشاہ کو دون۔ واجد علی شاہ نے منظور کیا کہ رزیڈنٹ اس سے ملاقات کرنے ۴۔ فروری کو آئے اوٹرم صاحب مع اپنے اسسٹنٹون ہیس صاحب و ویسٹن صاحب کے گئے تو محل مین یہ عجیب تماشا دیکھا کہ محل کے دروازہ پر سے توپین اُتار لی گئی تھین محل کے پہرہ کے سپاہیون کے پاس ہتھیار نہ تھے انھون نے رزیڈنٹ کو ہاتھ سے سلام کیا مقام معینہ پر بادشاہ ملے اور اُسکے بھائی اور بعض معتمد وزرا نے رزیڈنٹ کا استقبال کیا۔ مراسم ملاقات کے ادا کرنے کے بعد کام شروع ہوا اوٹرم صاحب نے گورنر جنرل کا خط بادشاہ کو دیا جسمین نہایت اخلاق کرتا نہ کے ساتھ حکم جو بادشاہ کی نسبت دیا گیا تھا لکھا ہوا تھا اور اس سے عرض کیا گیا تھا کہ وہ اس

حکم سے مقابلہ کرنے مین اصرار نہ کرے پھر عہدنامہ کا مسودہ بادشاہ کے ہاتھ مین دیا گیا تو بادشاہ نے
نہایت غمزدہ ہوکر غصہ سے کہا کہ عہدنامہ صرف برابر والون مین ہوتا ہی (یعنی زیردست کا
زبردست سے عہد و پیمان نہین ہوتا) اسکی ضرورت نہین ہے کہ مین اسپر دستخط کرون برٹش کو
اختیار ہے کہ میرے ساتھ اور میرے ملک کے ساتھ جو چاہین وہ کرین مین صرف یہہ چاہتا ہون
کہ مجھے انگلنڈ جانے کی اجازت ملے کہ اسکے تخت کے آگے اپنے دکھہ درد کا درمان چاہون -
بادشاہ کو کسی بات نے اپنے ارادہ سے باز نہین رکھا اور عہدنامہ پر اسنے دستخط نہین کیے
اسنے اپنی دستار اُتار کر رزیڈنٹ کے ہاتھون مین رکھہ دی اور غمگین ہوکر کہا کہ خطاب و عزت و جاہ
و منصب اور سب چیزین جاتی رہین برٹش گورنمنٹ نے ہی اسکے دادا کو بادشاہ بنایا تھا وہی مجھے
ناچیز کرسکتی ہے اور تاریکی مین ڈال سکتی ہے -
اوٹرم صاحب کو بادشاہ کے اس عجز و انکسار پر اسکے ساتھ سختی کرنا ایسا ناگوار تھا جیسا کہ کسی عورت پر
یا کسی اپاہج پر لیکن پچاس لاکھ آدمی نسلاً بعد نسل ظلم و ستم کے حوالے نامرد بادشاہ کی خاطر کے
لیئے نہین ہوسکتے تھے کہ جب اس سے یہہ کہا جائے کہ اب وہ اپنے ملک پر جور و جفا نہین کرسکتا
تو بجائے تلوار کھینچنے کے پگڑی اتار کر رزیڈنٹ کے ہاتھون پر رکھے اب کرنیل اوٹرم کو سوا اسکے
کچھہ اور چارہ نہ تھا کہ کلکتہ سے جو اشتہار آیا تھا اسکا اعلان کرے کہ صوبہ اودھ ہمیشہ کے لیئے
سرکار کمپنی کی سلطنت کا ایک حصہ ہوگیا - جب یہہ اشتہار اودھ کی رعایا کے پاس گیا تو
انہون نے اپنے نئے حاکمون کو قبول کیا کسی نے چون بھی نہین کی نہ اودھ کے شاہی خاندان
کی حمایت مین ایک شخص نے بھی ہاتھہ ہلایا - اس اشتہار کا آغاز اسطرح تھا کہ ۱۳- فروری ۱۸۵۶ع
کو صوبہ اودھ عدل و انصاف کی بنا پر برٹش گورنمنٹ مین الحاق کیا گیا کہ برٹش گورنمنٹ خدا اور
بندگان خدا کے نزدیک گناہ گار ہوگی اگر وہ اور زیادہ اس انتظام کی امداد کریگی جس نے لاکھون
آدمیون کی جان کو عذاب مین پھنسا رکھا ہے - لارڈ ڈیل ہوزی نے اپنے روزنامہ مین لکھا ہے کہ مین
نہایت عاجزی کے ساتھ خدا کے فضل و کرم پر بھروسا کرتا ہون کہ اس تبدیلی سے لاکھون بندگان خدا
کو آزادی اور خوشی ہوگی مین اس اپنے فرض کو سنجیدگی کے ساتھ بغیر کسی تردد و تفکر کے خاموشی سے ادا
کرتا ہون اور اس مین مجھے کچھہ اندیشہ نہین ہے یہہ میری دلی باتین ہین رعایا اپنے نئے حاکمون کے

پاس گئی اور بظاہر ملک مین پہلے سے زیادہ امن امان معلوم ہونے لگا۔ بادشاہ نے عہدنامہ پر دستخط نہین کیئے اور بارہ لاکھ روپے سالانہ وظیفے کے قبول کرنے مین بھی مضائقہ کیا۔ اسنے اپنی مان اور بھائی اور قریب کے رشتہ دارون کے انگلستان بھیجنے کا انتظام کیا کہ وہ وہان جاکر اپنے حقوق کا دعوے کرین۔

اودھ مین جو پنجاب کے انتظام کی نقل اتاری گئی اسکا حال ہم آیندہ لکھینگے۔ غرض یہہ تغیر اسطرح ہوا کہ کسی کی نکسیر نہین پھوٹی اس سے ولایت مین گورنمنٹ کو بڑی خوشی تھی لیکن اس سے ہندوستانیون کے دلون پر برا اثر تھا جسکا سبب یہہ تھا کہ شاہ اودھ معزول ہوا جسنے خود اپنے بادشاہی کے تخت کو خاک مین ملا رکھا تھا اس سبب سے کہ ایک نیا انتظام رعایا کے فائدہ کے لیئے داخل ہوا تھا بلکہ اس وجہ سے کہ انسانیت کے کام مین یہہ داغ لگا ہوا تھا کہ عام ہندوستانی یہہ سمجھتے تھے کہ سرکار کمپنی نے اپنے ملک بڑھانے اور دولت کے حاصل کرنے کے لیئے یہہ کام کیا ہے اور اسکے لیئے ملک کی بدنظمی اور بدعملی کا بہانہ بنایا ہے اور ہندوستان مین جو چند مسلمانونکی ریاستین باقی تھین ان مین سے ایک کا خون کیا جس نے اپنے ملک کے ہزارون مربع میلون کو اور لاکھون روپیون کی آمدنی کو بڑھایا اور اس دوست پر ظلم کیا جو ہمیشہ سرکار کے ساتھہ وفادار و نیک خواہ رہا +

# باب ہشتم

## ہندوستانی معزز امراء و شریف رؤسا کی حکومت کا فنا ہونا

### سنہ ۱۸۰۶ و سنہ ۱۸۵۶ع

جبکہ بڑی بڑی ہندوستانی ریاستین سرکار انگریزی کی عملداری مین داخل ہو رہی تھین اور قدیمی خاندان شاہی ملیامیٹ ہو رہے تھے تو اس ملک کے معزز امراء و شریف رؤسا کی حکومت مٹانے کے

لیئے بھی ایک جنگ برپا تھی جو اپنے اثرون مین مہلک کچھ کم نہ تھی مگر اپنی کارگذاریون مین بڑے چپ چاپ تھی اس جنگ کا اصل اشتہار لارڈ ڈیل ہوزی نے نہین اجرا کیا تھا - وہ تدابیر جنسے کہ ہندوستانی معزز امرا و شریف رؤسا کی حکومت و ریاست برباد ہون انکی ایجاد کی ہوئی نہین تھین وہ اُن پہلے زمانون کی پولیسی تھی کہ راجہ و پرجا کے درمیان کوئی غیر واسطہ و بیانچی نہ ہو یہہ پولیسی ایک ہی آدمی کا ایجاد نہ تھا بلکہ بہت آدمیون کا اسکی مجمل نمائش سب سے زیادہ ممالک مغربی کے بندوبست و مالگزاری مین ہوئی وہ نیک ایمانداری اور فیاضانہ ارادون سے اختیار کی گئی تھی بہت سے نیک دل دانشمندون نے اسکے جاری کرنے کا حکم دیا تھا ملک کی محافظت و امن و عافیت کے لیئے دانشمندانہ انسانیت فتوت کا نظام یہی معلوم ہوتا تھا کہ برٹش گورنمنٹ کی حکومت جمہور انام پر براہ راست ہو اور ان کے بیچ مین کوئی اور واسطہ ہندوستانی رؤسا اور امرا کا نہ ہو اور سوا انگریزی افسرون کے جو گورنمنٹ کے احکام جاری کرین کسی اور ہندوستانی صاحب اختیار جماعت کی ہستی نہ سمجھی جائے گورنمنٹ نے یہہ ارادہ کر لیا کہ چند آدمیون کی ہوا و نفسانی اور خودکامی سے بہت سے آدمیون کو مضرت نہ پہنچنے دے یہہ ایک امر واقعی کے طور پر مان لیا گیا تھا کہ ہندوستانیون کی اعلے درجے کی جماعتین بالکل نالائق اور کوڑی کے کام کی نہین اور یہہ نہایت راست بازی کے ساتھ یقین کیا گیا تھا کہ ہندوستان کے امرا و رؤسا کی حکومت و ریاست کا مٹا دینا سب سے زیادہ فائدہ یہان کی رعایا کو پہنچاتا ہے پس اس سبب سے یہہ امر وقوع مین آیا کہ جب ہندوستان کے بادشاہ ایک ایک کرکے فنا ہوئے تو ہندوستانی امرا و رؤسا کی حکومت و ریاست بھی قریب الرگ ہوگئی ٭ برٹش گورنمنٹ نے اس صحیح مجرد مسئلہ نظری پر عمل کیا کہ زیادہ سے زیادہ آدمیون کو زیادہ سے زیادہ خوشی پہنچائے - لیکن اگر برٹش گورنمنٹ ہندوستانیون کے قوانین آئین کو سمجھتی اور انکی مزاج شناسی کرتی تو وہ انکی تمام جماعتون کے فطرتی اور اکتسابی حقوق کا ادب و لحاظ کرتی بجائے اسکے کہ وہ ایک اپنے مجرد مسئلہ نظری پر عمل کرتی - یہہ امر تو لازمی و ناگزیر تھا کہ انگریزی عملداری جسقدر بڑھی اسیقدر انگریزی نمونہ پر انتظامات جدید ہونے چاہئین اور انگریزی سوِل اور ملیٹری (اہل قلم و اہل سیف) عہدے پاتے جائین اور اس سبب سے بڑے بڑے معزز ہندوستانی اپنے اعلے عہدون سے معزول اور معزز ملازمت کی بالائی یافت سے محروم اور بیفائدہ دنیا ہوتے جائین - اب کیا تو وہ

ہندوستانی ریاستون مین جو سرکار انگریزی کی ضبطی سے محفوظ ہون اپنی طبیعت کی جولانیون کے لیئے نیا میدان تلاش کرین یا برٹش گورنمنٹ کی بدخواہی کا زخم لگا کے ایک خوفناک گروہ بنکر لچی کے ساتھ اپنا وقت کاٹا کرین یہہ تو ایک بہت پرانی حکایت و شکایت ہے پچاس ساٹھ برس کا عرصہ گذرا کہ دکن مین ویلور کی سرکشی مین وہ قومی سرکشی کا ایک سبب بیان کی گئی تھی بس یہہ امر تو ضروری تھا کہ شریف اعلے درجہ کے عہدہ دار ملازمت پیشہ جنھین اکثر موروثی عہدہ رکھتے تھے اسطرح باقی نہ رہین بس برٹش گورنمنٹ کو ضرور تھا کہ وہ یہہ چاہتی کہ ان امیرون کی امارت کو جو زمین کے مالک ہونے سے انکو حاصل ہوئی تھی دوام کے لئے قائم رکھے - یہہ سچ ہے کہ جاگیردار و معافیدار جو اپنی جاگیر و معافی پر قابض تھے بعض صورتون مین نہ وہ قدیمی تھے نہ عمر شتہ اصل و نسل کے تھے مگر خواہ کچھ ہی سبب انکا اپنی جاگیر و ریاست پر قابض ہونے کا ہو جب انگریزون نے یہہ دیکھا تھا کہ پہلی گورمنٹ نے جسکی قائم مقام برٹش گورمنٹ ہوئی ہے انکو اس قبضہ رکھنے کے حقوق و استحقاق عطا کیئے ہین تو اول حزم و احتیاط کا مقتضا یہہ تھا کہ وہ انکو اپنے استحقاق پر مستقل کرتے اور اُسسے انکو متمتع ہونے دیتے - وہ یہہ کام بغیر اسکے کرسکتے تھے کہ کسی دوسرے کے حق مین دست اندازی کرتے اور ادنے زراعت پیشون کی مرضی کے موافق بھی کُرے کرسکتے تھے مگر بہت قابل ہیں لگی سب جگہہ خاص کر بالاے ہند مین ایسے تھے کہ وہ کسی ہندوستانی کو جو ٹھیک جنٹل مین (اشراف) کہلاسکے نہین دیکھ سکتے تھے وہ بڑی ہمدردی انسانی رکھتے تھے اور انسانیت انمین بڑی تھی لیکن وہ ہندوستانی شریف خاندانی آدمیون کے لیئے کوئی اور خیال سوا اسکے نہین رکھتے تھے کہ جمہور انام کے فوائد کے واسطے انکا مٹا دینا اقتضار انصاف ہے۔

حقدار جماعتون کے تنزل کے دو سبب تھے ایک بندوبست مالگزاری دوم ضبطی اراضی لاخراجی اس مضمون کے مفصل بیان کرنے کی گنجائش اس مختصر مین نہین اس لیئے مجمل بیان کیا جاتا ہے یہہ ایک پرانی حکایت چلی آتی ہے کہ جب ایک زیرک بانکے وکٹر جی کوئی مونٹ نے ہولٹ میکنزی سے کہا کہ آپ پانچ منٹ کی گفتگو مین زمین کے بندوبست و مالگزاری کے جتنے طریقے ہندوستان کے مختلف حصون پر مروج ہین وہ مجھے سمجھا دین - تو اس تجربہ کار سولین نے کہا کہ مین اس مضمون کے سیکھنے مین بیس برس تک کوشش کرتا رہا مگر پھر بھی مین اس سے ماہر نہین ہوا آپ کو کس طرح

پانچ منٹ مین سمجھادون اس حکایت سے معلوم ہوتا ہے کہ انگریز ہندوستان کی حقیت اراضی کے سمجھنے مین کیسے ناآشنا ہوتے ہین اس بندوبست کے کام مین انہون نے ابتدا مین اپنی اجنبیت اور جہالت کے سبب بہت مغالطے کھائے۔ برٹش گورمنٹ نے زمیندار کو مالک زمین قرار دیا ہی اور زمین کی پیداوار کے ایک حصے کے لینے کا حق غیر منفک گورمنٹ کا ہوتا ہے جو ہمیشہ بدلتا رہتا ہے بس جو انتظام کہ گورمنٹ اور زمیندار کے درمیان اور زمیندار اور کاشتکار کے درمیان پیداوار اراضی کی تقسیم کی بابت ہوتا ہے اسکو ضابطۂ بندوبست و مالگزاری کہتے ہین۔ بندوبست کا کرنا گورمنٹ کا اہم و مہتم بالشان کام ہوتا ہے۔ جب ملک نواب وزیر سے لیکر اور مرہٹون سے فتح کر کے سرکار کمپنی نے اسپر اپنا قبضہ کیا ہے تو سب قسم کے مالکان زمین انگریزی افسرون کے روبرو آئے اور اپنی حقیت اراضی کے دعوے پیش کیے۔ اس باب مین نہ تو افسرون کے سر پر تعصب سوار تھا نہ کوئی خاص انکے اپنے نظامات دماغ مین سمائے ہوئے تھے اسلیے انہون نے سب چھوٹے بڑے زمیندارون کے دعوون کو مان لیا جو زمین پر حقیقت مین قابض تھے اور انکے ساتھ سرسری بندوبست کر دیا اور عہد و پیمان کر لیے جو آیندہ مزید تحقیقات پر موقوف تھے اب اس مین شبہ نہین کہ اس بندوبست مین انگریزون کی طرف سے جہالت اور ہندوستانیون کی طرف دغابازی اور فریب دہی وقوع مین آئی اگرچہ ان اضلاع مفتوحہ و مفوضہ مین زمیندارون کو انگریزی راج سے بڑا نقصان پہنچا مگر وہ کسی نظام کے موافق نیست و نابود نہین کیے گئے۔ کل انگریزی قوانین کا منشا یہہ تھا کہ بڑے بڑے قدیمی زمیندارون کی حکومت ستائی جائے۔ اضلاع زیرین مین تجربہ ہو چکا تھا کہ زمیندار کاشتکارون پر حکومت کرنی بہت چاہتے ہین اور انپر جبر و تعدی کرتے ہین اس لیے ان ممالک مین جو بندوبست کیا گیا اس مین انتظام تعلقداری توڑ گیا اور بڑے بڑے زمیندار تہ و بالا کیے گئے وہ لوگ جو ایسے وسیع قطعات زمین پر قبضہ رکھتے تھے کہ جہان تک نظر جاتی تھی ان ہی کی زمین نظر آتی تھی اب وہ جھونپڑون کے رہنے والون کا لون کے برابر ہو گئے اور ان کے پاس سوا ر پکانے کے برتن بھانڈے کے کچھ نہین رہا۔ یہہ فعل جسکے نتائج یقینی تھے بہ تدریج عمل مین آیا اور تباہی جو اسکا لازمی نتیجہ تھا وہ اتفاقیہ تھا وہ کسی نظام کے موافق نہین تھا یہہ حال انگریزون کی جہالت کے سبب سے وقوع مین آیا اور ان کے سورج بجھا رکنے حکم سے نہین پھر ہند کے کارپردازون مین

ایک نئے پولٹیکل اعتقاد نے نشو و نما پایا اور اس نئے اسکول کے افسرون کو یہہ خدمت سپرد ہوئی کہ وہ
برٹش گورنمنٹ اور زراعت پیشہ جماعتون کے باہمی تعلقات کی تحقیقات کرین ان کے بندوبست کی
جھاڑو نے اشراف زمیندارون کی ایسی صفائی کی کہ وہ زمین کے جائز وارث محض و حقانی ملکیت
رکھنے والے ہوگئے یہہ امر کس طرح واقع ہوا اسکا مختصر بیان یہہ ہے کہ لارڈ کورنوالس نے ۱۷۹۳ء
مین بنگال مین بندوبست استمراری کردیا۔ جو لوگ ہندوستان کے حاکمون کی پولیسی کا فیصلہ فقط
آمدنی ملک کی مقدار سے کرتے ہین تو وہ لارڈ کارنوالس کے اس کام پر لعنت ملامت کرتے ہین
لیکن جو لوگ اسکا انصاف رعایا کی خوش حالی سے کرتے ہین جو بندوبست استمراری سے حاصل
ہوئی تو وہ اسکی یہہ تعریف کرتے ہین کہ برٹش گورنمنٹ کی کوئی ایک تدبیر ایسی نہین کی جو رعایا اور گورنمنٹ
کے حق مین مفید بندوبست استمراری کی برابر ہو اسکے سبب زراعت بڑھی اور زراعت بڑھنے سے
رعایا کی آمدنی بڑھی اور آمدنی کے بڑھنے سے رعایا کی آسودہ حالی بڑھی سرکار زمیندار پر محصول
اراضی نہین بڑھا سکتی تھی زمیندار کاشتکار پر لگان بغیر کسی معقول دلیل کے نہین بڑھا سکتا تھا
اسی سبب سے ہندوستان مین کل کاشتکارون سے زیادہ آسودہ حال بنگال کے کاشتکار
ہین کہ ان کو قرض لینے کی ضرورت نہین پڑتی اور اگر قحط پڑے تو اور سب جگہہ کے آدمیون سے
ابتدا مین بہ نسبت اور صوبون کے زیادہ وہ اسکے متحمل ہوسکتے ہین اور زمیندار بھی بہ نسبت
اور صوبون کے بنگال کے مالامال اور نہال ہین۔ ہندوستان مین لارڈ کورنوالس کی دانشمندانہ
فیاضی اور دریادلی کے بندوبست استمراری کرنے سے پانچ کروڑ آدمیون کی خوش حالی کو زیادہ کردیا
تہائی صدی سے بار بار بندوبست کے انتظامات بدلنے سے زمیندار اور رعایا تباہ ہورہی تھی
اور گورنمنٹ کو نقصان پہنچ رہا تھا بندوبست استمراری کے نمونے پر ممالک مغربی و شمالی مین بھی
بندوبست ہونے کا ذکر ہوتا تھا کبھی اسکا حکم ہوتا تھا کبھی وہ منسوخ ہوتا تھا۔ ولیم بن ٹنک
نے قانون ۷ ۱۸۲۲ء بندوبست و مالگزاری کی ترمیم کے لیے حکم صادر فرمایا وہ خود الہ آباد
مین آئے اور بورڈ آف ریونیو مقرر کیا اور قانون نہم ۱۸۳۳ء پہلے قوانین کی ترمیم کرکے
جاری کیا جسکے مقاصد عظیم یہہ تھے کہ اول جمع کی ترمیم ہو دوم سرکار مین زر مالگزاری
ادا کرنے کے واسطے عمدہ طور پر اقساط مقرر کی جائین سوم محال اور موضع کی حدود بندی و

پیمائش اچھی طرح ہوئیہ قانون فیاضانہ نیت سے جاری کیا گیا اور ایمانداری سے اسپر عمل ہوا
مگر اس مین بعض افسرون کے نظام نے لیس ملادیا۔ افسران بندوبست حق جوئی کی پیروی مین
غلطیون کے ٹیڑھے رستون پر چلے غلطی مین رہے اور انصاف کرنے کے قصد سے ناانصافی
کے مرتکب ہوئے سنہ ۱۸۲۲ء مین یہہ اصول جس سے زیادہ کوئی اور اصول منصفانہ نہین
ہوسکتا یہہ قرار پایا کہ ایک غریب سے غریب کسان کے اور امیر سے امیر زمیندار و تعلقدار کے
جو حقوق موجودہ ہین انکی تحقیقات کی جائے یہہ کہا جاتا ہے کہ یہہ اصول فقط کہا ہی نہین
گیا بلکہ اسپر عمل بھی ہوا۔ لیکن حقیقت حال یہ ہے کہ اصول سے عمل نے بہت پیچھے اپنا خیمہ لگایا
زمینداروں کی نسبت اکثر افسران بندوبست کے یہہ خیالات تھے کہ دونوں فریق زمیندارون
اور کاشتکارون کے متضاد حقوق اور مقاصد کے مابین انصاف برابر نہین ہوتا۔ اکثر
صاف بین افسرون کی آنکھون پر اس معاملہ کے دیکھنے مین ایسا پردہ پڑگیا کہ غریب سے
غریب دہاتی کے حق مین انصاف کرتے اور دولتمند اور ذی رعب تعلقدارون کے
حق مین انصاف تھوڑا کرتے یا بالکل نہ کرتے +

تعلقدار و زمیندارون کی جو بڑے ذی رعب و ذی جاہ جماعت اس سبب سے تھی کہ تعلقدار
اپنے تعلقہ مین حکومت کرتے اور راج کے مزے اڑاتے تھے اور بہت فائدے اٹھاتے تھے
وہ اپنے حقوق تعلقداری سے محروم کیئے گئے جس کے سبب سے وہ تباہ و خستہ حال ہو گئے
تعلقدار کا کام یہہ تھا کہ کاشتکارون سے لگان لے اور اس مین سے گورنمنٹ کو خاطر خواہ
حصہ دیکر باقی خود اپنے پاس رکھے یعنی لگان منفی جمع سرکار اسکی ملکیت تھی۔ تعلقداری کا
حق یعنی لگانون کی تحصیل کرنے کا حق زمینداری کے حق سے جدا تھا زمینداری حق مین
زمین کا مالک ہونا داخل تھا تعلقدار دہات کے ایک بڑے مجموعہ کی جمع سرکار کو دیتا تھا
اور شاید ان دہات مین سے بعض ہی مین حق ملکیت رکھتا تھا یا بالکل نہ رکھتا تھا۔ اکثر
صورتون مین گانون والون کی جماعت ہی گانون مین حق ملکیت رکھتی تھی ممالک مغربی شمالی کے
افسران بندوبست کی غایت درجہ کی جد و جہد یہہ تھی کہ ان دہات بسنے والون سے گورنمنٹ کے
تعلقات براہ راست بلاواسطہ پیدا ہون اور دہات پر جو جمع سرکاری مقرر ہووے اسکو ادا کیا کرین

اور سرکار سے انہیں کے عہد و اقرار ہون یہہ امر مناسب اور بجا تھا کہ ان دہات کے اصل مالکون کے حقوق کی تجدید صفائی سے کی جائے لیکن ہمیشہ سب صورتون مین یہہ امر بجا و درست نہ تھا کہ گورنمنٹ دہاتیون کے ساتھ عہد و اقرار کرلے اور تعلقہ دارون کے واسطے کو بیچ مین سے بالکل اڑادے گانون کے اصلی بسانے والے پہلی نسل مین اپنا حق تعلقہ دار کے حق سے ان صورتون مین مقدم رکھ سکتے ہین کہ اکہ ویران زمینون مین کسی مستاجر نے یا کسی سٹیٹ نے عطا کرکے بسایا ہو یا تعلقہ دار نے اپنا منصب اس طرح حاصل کیا ہو کہ اسنے یہہ حق زمینداری خرید لیا یا مہربانی سے حاصل کیا ہو یا شاید دغا دیکر اسکے بعدلے لیا ہو کہ اصلی بسانے والے مقیم ہوئے ہون بہر بیچ میں ملکیت کی منفعت صدہا برس سے چلی آتی تھی۔ اس ملک مین تعلقہ دارون کی جماعت امیر صاحب حکومت ذی اختیار و ذی اعتبار تھی اور زمین کے مالک ہونے کا حق رکھتی تھی مگر اکثر اپنے اختیار کو بری طرح کام میں لاتی تھی اپنے اس اختیار کو زمانہ گذشتہ مین خواہ اچھی طرح یا بری طرح کام مین لاتی ہو اسے کچھ غرض نہین وہ انگریزون کے عہد مین ایک مسلم حق دار گروہ تھا۔ یہہ ایک ظلم کرنے والی غلطی اور دکھ دینے والی خطا تھی کہ وہ اس خیال سے برباد کر دئیے گئے کہ وہ غاصب اور مزاحم تھے۔

افسران بندوبست کا یہہ مسئلہ تھا کہ دہات کے زمیندار زمین مین ایک غیر منفک حق رکھتے ہین اور تعلقہ دار ایک دغاباز نودولت سے کچھ ہی بہتر ہین اسکی زمینداری کے سارے عیب چھانٹے جاتے تھے اسکی ذاتی خصائل کی برائیان نہایت مبالغہ سے بیان کی جاتی تھین وہ دغاباز نودولت ظالم کہا جاتا تھا بعض نوجوان افسران بندوبست کسی تعلقہ دار کے خارج کرنے کو ایسا اپنا بڑا کام سمجھتے تھے کہ انہون نے شیر مارا وہ اس اپنے کام کو بجا اس سبب سے جانتے تھے کہ ان کو یقین تھا کہ ان کے اس کام سے اس ضلع کو فائدہ پہونچے گا جس مین یہہ جانور شکار کرنے کے لیئے پھرتا تھا اور لوٹ مار کرتا تھا وہ اس کام کو دیانت داری سے ایمانداری سے محنت شعاری سے کرتے تھے یہہ کام وہ تھا جسکا کرنے والا مستحق انسان کی احسان مندی کا تھا۔ وہ یہہ سوال کرتے تھے جب معزز گانون والون کی جماعت گانون مین اہل اہالی تھی تو اسوقت کون اشراف زمیندار یا تعلقہ دار تھا؟ پس افسر بندوبست ان اشراف مالکان زمین کو برباد کرتا تھا اور اسکی تحسین و آفرین کی

جاتی تھی کہ خوب کام کیا بہت سے افسران بندوبست کی عادت مین داخل تھا کہ حقیقت ملکیت اراضی کے بڑے وقیق پیچیدار معاملات کو شخصی خصائل اور چال ڈھال پر فیصلا کرتے تھے جب کسی بڑے تعلقہ دار کے دعوون کے دیکھنے مین اپنی آنکھون پر ٹھیکری نہین رکھ سکتے تھے تو وہ یہہ کہہ دیتے تھے کہ تعلقہ دار اوباش بدمعاش ہے یا احمق یا یہہ دونو صفات اسکی ذات مین جمع ہین اوباشی و بدمعاشی کی حالت مین ظلم و ستم کرتا ہے اور حماقت کی صورت مین غفلت کرتا ہے جو ظلم سے کمتر نہین اسطرح سے وہ بیچہ تمام حقوق کو تلف کرتا ہے اور گورنمنٹ کی کسی رحمت اور آفت کا مستحق نہین ہے۔ غرض وہ ایک آدمی کو بدنام کرکے تباہ و برباد کر دیتے اسکی توضیح کے لیئے ہم مین پوری کے راجہ کے برباد ہونے کی مثال لکھتے ہین۔ اس راجہ کا خاندان بڑا قدیمی شریف و معزز تھا اور سرکار کمپنی کی خیر خواہی مین ممتاز و سرافراز وہ الیسا ذی جاہ و عالی قدر تعلقہ دار تھا کہ دوسو کے قریب دہات کا مالک تھا۔ افسر بندوبست جارج اڈمنسٹن صاحب تھے جو ایسے لائق و نالائق تھے کہ ایک مدت کے بعد ممالک مغربی و شمالی کے لفٹنٹ گورنر ہوئے انہون نے اسکی تعلقہ داری مین یہہ رخنہ نکالا کہ حقیقت مین راجہ دوسو دہات مین سے پچاس دہات مین حق ملکیت اراضی رکھتا ہے باقی دہات مین گانوٴن کے رہنے والے حق مالکانہ رکھتے ہین اسلیئے ڈیڑھ سو دہات کا بندوبست اصلی زمینداروں کے ساتھ کیا جائے اور راجہ ایسا نالائق ہے کہ سارا کام اسکے کارندے کرتے ہین اور وہ رعایا پر بڑا ظلم و جبر کرتے ہین راجہ نے اپنے اس مقدمہ کا اپیل کمشنر ہربرٹ ملیٹن کے ہان کیا انہون نے افسر بندوبست کی راے کو منسوخ کیا کہ یہہ کوئی دلیل نہین کہ راجہ کی نالائق ہونے سے اسکی اولاد ریاست کے ورثہ پانے سے محروم کی جائے کمشنر کی راے کو بورڈ نی نامنظور کیا پھر اسکا اپیل لفٹنٹ گورنر رو برٹسن کے روبرو پیش ہوا انہون نے یہہ فیصلہ کیا کہ راجہ کی کل ریاست کا بندوبست اسکے ساتھ کیا جائے پھر بورڈ نے یہہ مقدمہ لفٹنٹ گورنر طامسن صاحب کے روبرو پیش کیا جنکی رحم دلی یہہ عجیب تھی کہ وہ کاشتکارون کے ماں باپ بنکر انکے سر پر سے زمینداروں کی جبر و تعدی کے اٹھانے کو کار ثواب جانتے تھے ان تمام اپیل و اپیل در اپیل کا نتیجہ یہہ ہوا کہ راجہ صاحب کے ساتھ ریاست کے صرف چوتھائی دہات کا بندوبست کیا گیا اب ان پاس روپے مین چار آنے رہ گئے۔ اس بات کو وہ افسر قبول کرتے ہین جو ممالک مغربی سے بڑا تعلق رکھتے تھے

کہ بندوبست مین بڑی پولیٹکل خطا ہوئی صحیح پولیسی کے سبب سے جو لوگ برٹش گورنمنٹ کے بڑے خیرخواہ وسلطنت کے قوت بازو ہوتے اب وہ اسکے سخت دشمن ہو گئے جو پُرانے مدرسہ کے طلبہ تھے وہ پہلے ہی سے یہہ جانتے تھے کہ ان تدبیرون سے ہم اپنے لیئے آیندہ تکالیف کی تخم پاشی کر رہے ہین۔ ڈائرکٹر لکھنے جسنے ضلاع مفوضہ ومقبوضہ کا اول بندوبست ۱۸۲۲ء مین کیا تھا لکھا ہے کہ دہاقینون کے راضی اور خوش رکھنے کا یا انکی حالت کے بہتر کرنے کا طریقہ یہہ ہے کہ جو تعلقات انکے اپنے بزرگ تعلقہ دارون یا زمیندارون کے ساتھ ہین انکو شکستہ نہ کرین مجھے اندیشہ ہے کہ اگر ان مین سے ہم نے تعلقہ دارون یا زمیندارون کو اپنی حالت پر برقرار نہ رکھا تو انکے دلون سے زمانہ گذشتہ کی یاد اور زمانہ حال مین اپنی حالت کی آگاہی مٹا نہین سکتے انکی اولاد سمجھتی ہے کہ ہمارا باپ بڑا دولتمند امیر تھا ہم اسکی برابر آیندہ امیر و آسودہ حال نہین رہین گے وہ خاموش ہین جسکی وجہ یہہ ہے کہ تحمل وصبر کرنا اور اپنے حاکمون کے حکمون کی اطاعت کرنا ہندوستانیون کی عادت مین داخل ہے۔ لیکن اگر مغربی سرحد پر کوئی ہمارا دشمن نمودار ہوا یا کوئی اور ناخوش شور وشر برپا ہوا تو ہم ان تعلقہ دارون کو دشمنون کی صف مین کھڑا دیکھین گے اور انکی رعایا اور ملازمین ان کے علم کے نیچے صف آرا ہونگے"۔

اس سے چوتھائی صدی کے بعد ولیم اڈورڈس جج بنارس نے بھی لکھا۔ اگرچہ ہم نے پُرانے خاندانونکو جلدی سے برقرار نہین رکھا مگر زمانہ گذشتہ کی یاد کو انکے دلون سے نہین بُھلا سکتے اور ان کے اور رعایا کے درمیان جو تعلقات تھے انکو مٹا نہین سکتے انہون نے صاف صاف کہا کہ اگر کوئی دنگہ فساد ہوا تو یہہ معزز فرقہ ذی رعب وذی جاہ جنکے ذریعہ سے ہم دہاتی رعایا پر اپنا غلبہ تسلط رکھ سکتے ہین وہ دشمن کی طرف ہمارے مقابلہ مین کھڑا ہو گا اور ان کے موروثی ملازمین اور تابعین ان کے گرد جمع ہونگے۔ ہماری کوششین ان کے اغراض کے جدا کرنے مین ناکام رہین گین وہ یہہ اور اضافہ کرتے ہین کہ میرے شبہات پر کسی نے کچھ خیال نہین کیا اور مجھے یہہ خیال کیا کہ مین خوف دلانے والا ہون جسنے اب تک پولیٹکل سررشتون مین خدمت کی ہے وہ بندوبست کے کام مین صحیح رائے نہین دے سکتا اس قسم کی تنبیہات کی عادتاً پروا نہین کی جاتی تھی اور نظام بندوبست جو سخت تھا وہ جاری تھا بعض صورتون مین وہ نہایت سخت ناپسندیدہ خلاف شرائط ہوتا تھا اور افسرون کو اس کے کرنے مین خوشی ہوتی تھی یہہ سچ ہے کہ آدمی جو اپنی بڑی جائدادون کے منفعت کثیر سے محروم کئے گئے

تھے انکو خزانہ سرکار سے براہ راست روپے کے ملنے کا حکم تھا اگر یہہ روپیہ اس زمین کا معاوضہ نہین ہوسکتا جوان کے ہاتھ تلے سے نکل گئی تھی اور جسکے سبب سے انکی امارت اور حکومت و ثروت ستیاناس ہوگئی تھی بعض دفعہ تو وہ اس معاوضہ کو اپنی تحقیر و تذلیل سمجھتے تھے اس زمانہ مین افسران نے یہہ رویہ و ڈھنگ اختیار کیا تھا کہ وہ معزز زمینداروں کی عزت نہین کرتے تھے۔ اس اسکول کے بڑے بڑے ماسٹر اور اعلے درجہ کے پسندیدہ خصائل اور فیاض طبیعت کے اشراف زمیندارون سے خوش اخلاقی سے نہین ملتے تھے۔ شریف زمیندارون کے ساتھ بداخلاقی سے ملنے کے باب مین جان کولون کرنیل سلیمن کو لکھتے ہین کہ روبرٹ برڈ کو جب موقع ملتا تھا تو وہ زمیندارون کو بہت ملامت کرتے تھے اور مسٹر طامسن بھی ان کے اس کام مین ایسی طرح تقلید کرتا ہے جیسے ان کے اور کامون کی۔ اس وقت مین یہہ ہوا ہی چلی تھی کہ افسران انگریزی اپنی شان حکومت یہی سمجھتے تھے کہ ہندوستانیون کی عزت نہ کیجیے اور انکی تالیف قلوب پر توجہ نہ کیجیے جبکہ بندوبست اسطرح سے ہورہا تھا جسکا اوپر بیان ہوا ایک اور کام حق دار اشراف جماعتون کے لیے ہورہا تھا جو انکی توقیر و عزت کو گھٹا رہا تھا زمانہ قدیم سے ہندوستانی گورنمنٹون کی عادت مین یہہ فیاضی داخل ہے کہ امور مذہبی اور خیرات کے کامون مین گانؤن کے گانؤن وقف کردیتے ہین اور اپنے ہوا خواہ ملازمون کو اراضیات جاگیر مین بعوض حسن خدمات دیدیتے ہین اور ایسی قسم کے زمینون کے محصول نہین لیتے یعنی وہ اپنا استحقاق جو انکو ہر بیگہ اراضی کی پیداوار سے سالانہ لینے کا ہے چھوڑ دیتے۔ ان زمینون کو لاخراجی زمینین یا معافی کی زمینین یا جاگیر کہتے تھے۔ جب ہندوستانی گورنمنٹ کی قائم مقام برٹش گورنمنٹ ہوتی ہے تو منجملہ اور مشکلات کے سب سے زیادہ مشکل اسکو آن کر یہہ پڑتی ہے کہ وہ اُن لاخراجی اور معافی کی زمینون کا فیصلہ کرے جنکی تعریف اوپر بیان ہوئی ان معافیدارون اور جاگیردارون کے حقوق کا انفصال انگریزی عملداری کی ابتدا مین کرنا جتنا مشکل تھا اس مین التوا ہونے سے دس گنا اور مشکل ہوگیا۔ برٹش گورنمنٹ کا فیصلہ اس معاملہ مین جلد ایسا ہونا چاہیے تھا کہ جس مین پھر تغیر و تبدل نہ ہوتا انصاف یا ناانصافی اپنے اپنے اثرون مین ستنا دی جلدی سے ہونی چاہیے تھی۔ ہندوستانی انقلابات سلطنت و دولت کے عادی ہین۔ وہ سمجھتے ہین کہ فتح کا نتیجہ یہہ ہے کہ ہمارے سارے

لاخراجی زمین

حقوق ضبطی مین آجائین وہ ایسے زمانہ مین رحم اور تحمل کے توقع نہین رکھتے فاتح کے زبردست ہاتھ تلے ان کے سارے حقوق ہوتے ہین جنکو وہ اپنی قسمت کے حوالے کرتے ہین چاہے وہ دے چاہے نہ دے نہ انکو اسپر تعجب ہوتا ہے نہ وہ اس کی شکایت کرتے ہین پہلی گورنمنٹ کے سارے کامون پر خاک ڈالی جاتی ہے اور جو اسنے ہم کو عطیات عطا کئے تھے وہ سب چھینے جاتے ہین + پہلے گورنمنٹون نے ہمیشہ اور برٹش گورنمنٹ نے اپنی ابتداء سلطنت مین ان لوگون کو لاخراج زمینین عطا کین جنہون نے سٹیٹ کی اچھی خدمتین کین تھین یا کسی اور طرح سے حاکمون کو اپنے اوپر مہربان کیا تھا یہہ لاخراجی دار مختلف قسم کے تھے جنکی تفصیل مین ایک دفتر سیاہ ہوسکتا ہے بعض پر ائین سے شرائط کا بار رکھا گیا تھا اور بعض پر نہین بعض کو لاخراجی زمین تاحین حیات دی گئی تھی بعض کو نسلاً بعد نسل دوام کے لیئے بعض انمین قدیمی تھے بعض انمین زمانہ حال کے بعض نے تو انکو اپنی جانفشانی اور کارگزاری سے حاصل کیا تھا بعض نے دغا و فریب اور رشوت دینے سے ۔ جیسے کہ ان لاخراجی زمینون کے حاصل کرنے کی صورتین مختلف طرح کی تھین اسّے زیادہ انکی اصلی اور موروثی شرائط مختلف طرح کی تھین خواہ وہ کچھ ہی تھین گورنمنٹ نے کچھ دنون کے لیئے لاخراجی دارون اور معافی دارون کے حقوق کو تسلیم کرلیا اگر ان کے باب مین تحقیقات انگریزی عملداری کی شروع ہی مین ہوتی تو وہ معقول بات تھی وہ لوگون کے توقع کے خلاف نہ تھی مگر برسون گزر گئے کہ کسی نے کچھ تحقیقات نہین کی لاخراجی دارون معافی دارون کو اپنے حقوق کے برقرار رہنے مین کوئی خوف و اندیشہ نہ رہا بلکہ برٹش گورنمنٹ کے اس باب مین کچھ کام نہ کرنے سے اسکی بے پروائی معلوم ہوئی تو اورون کو یہہ جرأت ہوئی کہ انہون نے ایسے حقوق کے لیئے جعل سازی کرکے اس معافی زمین کا دعوی گورنمنٹ کے روبرو پیش کیا جو پہلے ہندوستانی آقاؤن کے زمانہ مین حاصل نہ تھا۔

بنگال مین معافی و لاخراجی زمینون کے لیئے وہ جعلی و مصنوعی کام ہوئے کہ ملک کی جائز آمدنی مین کمی آئی جب سرکار کمپنی کو بنگال واڑیسہ و بہار کی دیوانی حاصل ہوئی تو اس انتقال کے سبب سے اسکے قریب ہی ماقبل اور مابعد ان لاخراجی و معافی کی زمینون کی

بڑی افراط ہوگئی مگر ۱۷۹۳ء میں جب بندوبست استمراری ہوا تو لاخراجی دارون اور معافی دارون کو حکم ہوا کہ وہ اپنے ان دعوون کو رجسٹر مین درج کرائین معافی کی وجوہ بتائین - اگر عدالت مین کسی شخص پر یہہ ثابت ہوگا کہ اراضیات لاخراج پر ناجائز قابض ہوا ہے تو اسپر جمع مقرر ہوگی مگر اس حکم کی تعمیل مین کلکٹرون نے بے پروائی کی تو اس حال مین بھی لوگ اس لاخراجی زمینون پر قابض رہے جس سے انکو یقین ہوگیا کہ ان کے حقوق اور انکی منفقتین بدستور قائم رہین بندوبست استمراری ان لاخراجی دارون و معافیدارون کے لیئے میگنا کارٹا (فرمان عظیم شاہی) تھا چالیس برس تک وہ اپنی معافیون اور لاخراج زمینون سے نفع اٹھاتے رہے اور اب ان کے دل سے یہہ خیال ہی اٹھ گیا کہ کبھی انکی معافی اور لاخراجی زمینون کی حقوق مین کوئی خلل پیدا ہوگا اور گورنمنٹ دست اندازی کریگی +

برسون اسی طرح گذر گئے جب زمینداروں مستاجرون اور عہدہ دارون نے اسناد مصنوعی بناکر زمینون کے لاخراجی بنانے مین حد سے تجاوز کیا تو مالی افسرون کو ہوش آیا کہ گورنمنٹ کو اپنی غلطیون کے سبب سے بڑا نقصان ہو رہا ہے - بہت سا محاصل اراضی معافیون مین اڑا جاتا ہے اور بالکل نالائق آدمی بہت فائدہ اٹھاتے ہین اور معافیان رکھتے ہین جس سے جمہور انام کو نقصان ہوتا ہے پس اسلیئے ایک محکمہ ضبطی اراضیات لاخراجی کا قائم ہوا اس مین کمشنر مقرر ہوئے انہون نے اسناد معافی اور معافی کے دعوون کے ثبوت ایسے طلب کیئے جسے گورنمنٹ کے محکمہ کو اطمینان ہو لیکن جہان ایسے خاندان ہون کہ جن کی ایک نسل شاید ہی کوئی ایسی ہو کہ جسنے اپنا گھر جلتا ہوا نہ دیکھا ہو اور جہان کی آب و ہوا ایسی ہو کہ سال کے اندر کئی مہینے تک مینہ برستا ہو اور رطوبت اور کیڑے دیمک مضبوط دیوارون کے گھرون مین چیزون کو غارت کرتے ہون وہان مشکل تھا کہ اصل اسناد باقی رہی ہون - جو شہادت تحریری کے لیئے وقت پر پیش ہون - یہ ایک بڑی دہشتناک بات تھی کہ اتنی مدت کے بعد معافیدارون کے قبضہ مین مداخلت و دست اندازی کی جائے اور ایسی کافی ثبوت طلب ہو جنکے پاس کافی ثبوت سوا قبضہ کے کوئی اور نہ ہو - بنگالیون کو سوا اسکے کوئی چارہ نہ تھا کہ وہ جعلی اور مصنوعی دستاویزین اپنے دعوے کے ثبوت مین پیش کرین - اسلیئے ضرور ہوا کہ ایک

لاخراجی زمینون اور معافیون کی ضبطی

حکم عام ضبطی لاخراجی کا صادر کیا جائے۔ نوجوان روینیو افسرون نے کوڑیون سفارشات ایک ایک دن مین فیصلے کرنے شروع کیئے اور ان خاندانون کی لاخراجی اور معافی کی زمینین دفعتہً ضبط ہوگئین جنکی وراثت مین وہ مدت سے چلی آتی تھین اور انکو کوئی شبہہ نہ تھا کہ وہ آیندہ ان کے قبضے مین نہین رہین گی۔ یہہ امر یقینی ہے کہ سرکار کو لوگون نے اس باب مین دھوکا دیا تھا بہت سے مصنوعی لاخراجی دار اور معافیدار بن گئے تھے لیکن پھر بھی بہت سے اصلی اور واقعی سچے معافیدار اور لاخراجی دار بھی تھے مگر انکی زمینین بھی اس سبب سے ضبط ہوگئین کہ وہ اپنی حقیت کی عدالت مین کافی شہادت نہین دے سکے لیس دغاباز غاصب اور حق دار قابض دونو یکسان تباہ و خوار ہوگئے۔ سرکار کی اس کامیابی کا ملک مین بڑا غل شور مچا۔ ہندوستانیون کی معاشرت مین ایک انقلاب پیدا ہوا اسے سرکار کو بغیر کچھہ خرچ کرنے کے فائدہ عظیم ہوا مگر اسے ایک عام نارضامندی سرکار سے رعایا مین پھیل گئی۔ بنگالیون کا تمام دو صابر و مصائب کا دیر تک متحمل ہونا ضرب المثل ہے اس زمانہ مین دوربین اور مآل اندیش آدمی ایسے تھے کہ وہ کہتے تھے کہ زبردست گورنمنٹ اس کام کو اضلاع زیرین (بنگال) مین کرسکتی ہے مگر انکو نہایت حزم و احتیاط سے آگاہی حاصل کرکے ہندوستان کے اور صوبون مین یہہ کام کرنا چاہیئے خاصکر ان اضلاع مین جہان سے سپاہی انگریزی لشکر مین بھرتی ہوتے ہین یہہ پیشین گوئی کی گئی کہ اگر اس کام کو کرینگے تو ایک دن ایسا آئیگا کہ ہندوستان صرف فرنگستانی سپاہ کی قوت سے قبضہ مین رہ سکے گا یعنی ہیرون سے سپاہی پیشہ لوگ گورنمنٹ کے خیرخواہ و نیک اندیش نہین رہین گے۔ آدمیون کی خیرخواہی و نیک اندیشی جدا ہو جائیگی۔ اسپر بڑا مباحثہ کلکتہ کے انگریزی اخبارون مین ہوا جو تدابیر ضبطی کی کرتے تھے انہون نے کہا کہ ملک کے اور حصون مین اس ضبطی لاخراجی کو وسعت نہین دی جائیگی مگر کوئی ملک کا حصہ اسے بچا نہین۔ لاخراجی دار و معافیدار خواہ کسی نسل و خاندان کے ہون وہ اپنی زمینون کے قبضے رکھنے مین سلامت و محفوظ نہین رہے انہون نے مغلون کی سلطنت اور مرہٹون کی حکومت مین لاخراجی زمینین پائی تھین اور انکو یقین تھا کہ وہ عیسائی حکومت مین سلامت رہ سکین وہ سب ضبط ہوگئین +

اضلاع شمالی مغربی مین محکمہ بندوبست کو یہہ کام سپرد ہوا کہ وہ لاخراجی زمینون کی تحقیقات کرکے ضبط

اضلاع شمالی مغربی

کرے یا انکو جمع سرکار سے معاف کردے جن افسرون کو یہہ تحقیقات سپرد ہوئی انمین بہت تھوڑے
افسر ایسے تھے کہ مشتبہ دعوون مین رحم دلی کو کارفرما ہوتے اور اس صحیح پولیسی پر یقین کرتے کہ ان معافیدارون کو
خواہ وہ ابتدا مین ناحق ہی زمین پر قابض ہوئے ہون انکے قبضہ مین خلل اندازی نہ کرنی چاہیئے
برڈ اور طامسن کے چیلے و شاگرد بہت سے تھے جو معافی مالگزاری کو شر محض سمجھتے تھے اور یہہ
خیال کرتے تھے کہ معافیدارون کے ساتھہ کسی قسم کی رعایت کرنی اس گروہ کے حق مین مضر ہے
جو محصول دیتی ہے ان معافیدارون کا حال تو ان نرکھیون کا سا ہے جو چھتے مین بالکل نکمے رہتے ہین
اور کچھہ کام نہین کرتے۔ غرض معافی کے ضبط کرنے مین زیادہ تر حکام بندوبست کی خوشی و مرضی تھی۔ اور
بعض صورتون مین یہہ انصاف کی صورت دکھائی جاتی تھی کہ لاخراجی و معافی کی زمینین تو خدمات کرنے
کے لیئے لوگون کو ملتی تھین اب ان خدمات کی ضرورت نہین رہی اور وہ انکو حین حیات دی جاتی نہین
جنھنے اب دوامی و استمراری صورت پکڑلی ہے جس زمانہ مین کہ ہندوستانی سلطنت متزلزل تھی
لوگون نے بہت سی زمینین دغا و فریب سے لاخراجی بنا کے قبضہ مین کرلی تھین اسلیئے ان سب کا
ضبط ہوتا ناانصافی نہین۔۔۔۔۔ لیکن بہت سی مثالین ایسی بھی نہین کہ ان مین ثبوت کامل موجود
تھا اور فرامین شاہی اور اسناد معتبر موجود تھین ان سب پر افسرون نے کچھہ خیال نہین کیا اور ضبطی کا حکم صادر
فرمایا۔ اور پانچ چھٹا حصہ لاخراجی زمینون کا ضبط ہوگیا فرخ آباد کے ضلع مین تو وارن ہیسٹنگز اور لیک
کی اسناد معافی بھی بالاے طاق رکھی گئین انپر بہت ہی تھوڑا پاس و لحاظ ہوا۔ غرض جو کچھہ کیا گیا وہ
کونسل کے موافق کیا گیا جنہون نے وہ کیا انکو پورا یقین تھا کہ ہمارا کام رعایا کی عام بھلائی کے لیئے
کیا جاتا ہے۔ وہ اپنے علم کی بڑی شیخی بگھارتے تھے مگر اس علم مین ہندوستان کے قوانین و آئین
اور ہندوستانیون کی مزاج شناسی داخل نہ تھی وہ اس پہاڑ سے کہ تھوڑا علم خوفناک ہوتا ہے ٹکراتے
تھے لیکن محکمہ بندوبست مین بعض بڑے کام کرنے والے ایسے بھی تھے کہ انکو ضبطی زمین کی جوع البقر
نہ تھی وہ اپنے فرض منصبی کا اور سٹیٹ کی پولیسی کا خیال بالکل جدا گانہ ہی رکھتے تھے ان مستثنی رایون
کی توضیح مسٹر مین سل کی مثال کرتی ہے انہون نے ضلع آگرہ کے بندوبست کی رپورٹ مین تحریر کیا ہے "
اگر یہہ امور اہم بالتحقیق ہین کہ ہم رعایا کی تالیف قلوب کرکے ان کے دلون مین اپنی محبت پیدا کرین اور فقط
تعزیرات کے موافق حکمرانی کرین اور اگر ان اضلاع مین ہندوستانی سوسائٹی کے ہر حصہ کے قدرتی میلان کو

جو کم بخت افلاس و جہالت مین ڈوبنے کا ہے حتی الامکان ہم اپنے اصول کے موافق گورنمنٹ کے کامون سے روکین اور یہہ انسانی عمدہ خصائل فضائل باطنی باپ دادا کی حمیت و عزت و شرافت اور زمانہ گذشتہ کی شجاعت اور ملک کی قومی خصلت حافظہ مین پرورش باقی رہین تو ہین گرم کوشش ملازم ہو کر کوئی کام قابل اطمینان اس سے زیادہ گورنمنٹ کا نہین بتلا سکتا کہ آگرہ کے لفٹنٹ گورنر نے فیاضانہ دریا دلی سے براور کے راجہ کو اپنے جاہ و منصب و ریاست پر بحال کر دیا جو ضلع آگرہ کی خوشی و آسودہ حالی سے بڑا تعلق رکھتی ہے مسٹر رو برٹس نے براور کی جاگیر راجہ کے متبنے بیٹے کو دے دی تھی اور اسکو جو گورنمنٹ نے متبنے مان لیا تھا اس سے ہین سل صاحب کو بڑی خوشی ہوئی تھی۔

پریسیڈنسی بمبئی کا بڑا حصہ ۱۸۱۷ء مین پیشوا سے سرکار کمپنی کے قبضہ مین آیا تھا یہان بھی مرہٹون کی حکومت مین سب قسم کے عہدہ داردن اور زمینداردن کو لاخراجی زمینین دی گئی تھین انکا نام یہان انعام تھا گورنمنٹ کو انعامدارون کے انفصال حقوق مین مشکلات پیش آئین تو یہان کے لیئے ایک انعام کمیشن مقرر کیا گیا جسنے ان انعامون کو اسطرح ضبط کیا کہ جس سے رعایا مین ایک عام نارضامندی پیدا ہوئی۔ مرہٹون کے ملکون مین جاگیردارون نے کبھی یہہ تکلیف گوارا نہین کی کہ وہ اپنی زمینون کے لیئے اسناد رکھنے کہ تحریری شہادت اپنے ثبوت دعوے مین محکمہ انعام کمیشن مین دے سکتے وہ تو فقط اپنی زمین پر قابض ہونے کے سے لیئے یاد رکھتے تھے کہ بڑی گردی کے وقت زمینیں ہم کو ملی ہین ان کے قبضہ پر سالہا سال گذر گئے تھے اس قبضہ ہی کو وہ اپنی مہری اسناد جانتے تھے جب انعام کمیشن قائم ہوا تو مرہٹون کے جنوبی ملک مین اسکی شہرت ہوئی۔ ایک گانون سے دوسرے گانون مین یہہ خبر جاتی تو لوگون کے رنگ فق ہو جاتے کہ یہہ محکمہ اسناد طلب کرتا ہے جو کسی طرح ہم نہین پہنچ سکتین پس ہر روز ان معافیدارون کی قربانیون کی ایک فہرست شائع ہوتی جو خوش نصیب اس آفت سے بچ جاتے وہ اس گروہ کے رنج کو اور بڑھاتے جو بھیڑون کی طرح اپنی کھالون پر سے اون کترواکر محکمہ انعام کمیشن سے باہر آتے نہ تو وہ کسی پیشہ اور کام کرنے کی قابلیت رکھتے تھے بھیک مانگنے سے شرم آتی تھی تنگدستی انکی مٹی خوار کرتی تھی محکمہ انعام کمیشن نے

پینتیس ۳۵ ہزار جاگیرون کی اسناد طلب کین اور پانچ برس مین اسنے کام کرنے سے پانچوین حصے ان کے ضبط کیئے۔

سارے ملک مین مالی عدالتون نے معافیدارون اور زمینداارون کو خوف زدہ تباہی رکھا تھا اب دیوانی عدالتون نے ان مالی عدالتون کی اسطرح امداد کی جیسے کہ کوئی غارتگر جنگ عظیم مین بڑا کارکن دوست حمایت کرتا ہے۔ دیوانی عدالت کی ڈگریون نے بہت سی زمین کے پرانے مالکون کے بدن پر سوا کھال کے کچھ اور نہ چھوڑا ایسا مفلس بنا دیا کہ نان شبینہ کو محتاج بنا دیا اس ملک مین آدمیون کو حق ناحق نالش کرنے کی دھن ہے وہ اعلے قانون اور ضابطہ نہین دیکھتے ایسے آدمیون مین ان ڈگریون کے ادا کرنے کے لیئے یا زر مالگزاری کی باقی کی علت مین اکثر زمینین نیلام ہوئین تھوڑے تھوڑے قطعات اراضی کے مالک بہت سے زمیندار تھے جنکے کنبے ایک ہی زمین کے مالک صدہا برس سے چلے آتے تھے وہ اسپر اپنی پیدائش کا فخر کرتے تھے اور اپنے باپ دادا کی ان زمینون سے بڑی محبت رکھتے تھے اور اسباب منقولہ بہت تھوڑا سا چندروپیہ کی مالیت سے زیادہ نہین رکھتے تھے ان پاس زراعت کرنے کے لیئے ایک جوٹ بیلون کی ایک بھدا چھکڑا جس مین دو پہیئے اور چند بانس ہوتے تھے اور گھر کا اسباب ایک لٹیا پانی پینے کے لیئے اور چند برتن پکانے کے واسطے اور کمبل رات کو جاڑے پالے سے بچانے کے واسطے رکھتے تھے یہہ ساری ان کی کائنات ہولی دیوانی عدالت انکو چھوڑتی نہ تھی جب تک وہ اپنی زمین کو جو ان کے سرمایہ کا بڑا حصہ تھا اسکی نذر نہ کرتے پس ہر سال قرضہ کی ڈگریون مین جو چندروپیہ کی ہوتین بہت سی زمینین نیلام ہوتین انکو نئے آدمی خریدتے پس اسطرح سے قدیمی مالکان زمین کی بیخ کنی ہوتی وہ کاشتکار اپنے باپ دادا کی زمینون مین ہوجاتے جسکو وہ پہلے اپنی سلطنت سمجھتے تھے جیسے کسی بادشاہ کو اپنے ملک کے چھین جانے کا رنج و ملال ہوتا ہے ویسی ہی ان مالکان زمین کو اپنی آبائی زمینون کے نیلام ہونے سے قلق والم ہوتا تھا ہندوستان مین کبھی بعلت باقی مالگزاری یا بعلت قرضہ جبراً و قہراً وحکماً نیلام حقیت اراضی کا دستور نہ تھا اب یہہ انگریزی عملداری مین دستور جاری ہوا جسنے ملکیت اراضی مین ایک انقلاب عظیم پیدا کر دیا اور پھر انکے ساتھ وہ باتین شامل نہین جنکا اوپر ذکر ہوا۔ ان سب

باتون نے گورنمنٹ سے خوفناک جماعتون کی ناراضی کو بہت بڑھا دیا جو اپنے تنزل کا سبب انگریزی عملداری ہی کو جانتے تھے اور ایسا انقلاب چاہتے تھے کہ جس مین وہ اپنی کھوئی ہوئی چیزون کو پھر حاصل کرلین یہہ تنزل کا عام نظام جو اپنے مختلف روپ بھرتا تھا اور مختلف طورون سے کام کرتا تھا اسکا اثر اعلے درجہ کی حق دار جماعتون کے دماغ مین یکسان ہوتا تھا۔ لارڈ ڈیلہوزی کے عالی دماغ نے ان باتون کو ایجاد نہین کیا تھا مگر انہون نے تو صرف پرانے اضلاع میں انکو زیادہ مستحکم اور نئے اضلاع مین جنکو انہون نے حاصل کیا تھا انکو زیادہ وسیع کردیا پنجاب مین تو بعض بہادر انگریزی افسران نے جو اسکے منتظم تھے اس ملک کو اس سبب سے چھوڑ دیا تھا کہ وہان کے سردارون اور جاگیردارون کے مصائب کو نہین دیکھ سکتے تھے آرتھر کیس صاحب نے پنجاب کے الحاق ہونے کے ایک سال بعد پنجاب کو اسی سبب سے چھوڑا تھا اور ہنری لارنس سے جہان تک ان کا بس چلا وہ پنجابی سردارون اور جاگیردارون کی حمایت کے لیئے گورنمنٹ سے لڑے اور اسی سبب سے انکو پنجاب سے جدا ہونا پڑا۔ اودھ مین بھی نظام مذکور بڑی بے صبری کے ساتھ کیا گیا جسکا خمیازہ ایام غدر مین گورنمنٹ کو اٹھانا پڑا۔ جو نیا ملک سرکار انگریزی کے قبضہ مین آتا تھا اس سے یہہ ایک اور خراب بات پیدا ہوتی تھی اس سبب سے نہین کہ حق دار جماعتین زمیندارون ومعافیدارون اور تعلقہ دارون کی الفط ہو جاتی تھین بلکہ انگریزی راج نے متبادر بیچ وہ رقبہ تنگ کردیا جس مین اعلے درجہ کے شریف و معزز آدمی انگریزی عملداری کے انتظام کے سبب سے اسکے ملک سے باہر جاکر پر منفعت معزز عہدے و نوکریان حاصل کرلیتے تھے یہہ معلوم ہوتا تھا کہ اب ہندوستانیون کے لیئے اسطرح کی ملازمت پانے کا صیغہ مسدود ہوگیا۔ اس وجہ سے ہندوستانی عملدارون اور انگریزی عملداری مین لاخراجی بحالی کی ضبطی مین بڑا فرق تھا یہہ کہا جاتا ہے کہ ہندوستانی عملداری مین زمینداری محفوظ نہ تھی۔ ہندوستانی راجہ بادشاہ کچھ اپنے اوپر یہہ واجب نہین جانتے تھے کہ ان کے باپ دادا نے جن لوگون کو لاخراجی و معافی کی زمینین دی ہین انکو بدستور برقرار رہنے دین وہ اکثر اپنی خودمختاری سے انکو ضبط کرلیتے تھے مگر معزز و دولتخیز ملازمت کا صیغہ ان مصیبت زدون کے لیئے مسدود نہ تھا۔ اگر کسی معافیدار کی معافی ضبط ہوگئی تو اس نے کوئی معزز نوکری کرلی۔ تمام سول اور ملٹری یعنی قلم و سیف کے اعلے درجہ کے عہدے یہین کی سرزمین کے بچون کے لیئے موجود تھے مگر یہہ صورت

انگریزی عملداری مین نہ تھی جو اپنی زمین سے بیدخل کیا جاتا نہ تو وہ بے فائدہ نرکھیون کی طرح
اپنے بیکار رہونے کی تکلیف اُٹھا سکتا تھا نہ کارکن کھیون کی طرح چھتے مین کوئی کام کر سکتا تھا اسکی
واسطے کوئی جگہہ باقی نہ تھی کہ وہان جا کر اور آقاؤن کی ملازمت کرتا نہ تو اُسکے واسطے کوئی جگہہ انگریزون کے
نزدیک تھی زمانہ سے دور جا کر تھی بس اسطرح سرکار انگریزی نے ایک ذی رعب و معزز شریف جماعت کو
اپنا دشمن بنا لیا جنمین بہت سے خاندان شاہی کے آدمی اور سپاہ کے اعلےٰ عہدہ دار تھے جن کے
ساتھ انکے ملتزمین کے بہت سے گروہ تھے اور بہت سے قدیمی زمیندار تھے جنکی تعظیم و تکریم
کاشتکارون کے دلون مین بیٹھی ہوئی تھی ایک گروہ برہمن پنڈتون کا تھا جو معافی کی زمین سے
پرورش پاتے تھے جو اب ضبط ہو گئی تھین وہ اپنے اقتدار کو جو اُنکو اورون کے دلون پر حاصل
تھا عام ناراضی کے جوش دلانے مین اور مذہب کے جاتے رہنے کے خوف دلانے مین کام مین لانے لگی
اُسی زمانہ مین اور باتین ایسی ہوئی تھین جنکا میلان یہہ تھا کہ وہ برہمنون کی پنڈتائی سے ہندوؤن کی
دلون مین نفرت کو مشتعل کرین یہہ معلوم ہوتا تھا کہ اب نئے نئے شگوفے ایسے کھلے جاتے ہین کہ
عنقریب پنڈتون کے اقتدار اور نفعون کو خاک مین ملا دینگے ملٹن اور بیکن کے لٹریچر (علم ادب) نے
ہندوؤن کے دلون مین صداقت و متانت کی چاہ پیدا کر دی مغربی سائنس نے برہمنون کے علوم
طبعیہ کی فاش غلطیون کو بتلا دیا انکی تحقیقات کا شوق پیدا ہو گیا جو غالباً کبھی کم نہوگا اب پنڈتون سے
زیادہ انگریزی پروفیسرون کی عزت کرنے لگے نئے معلمون نے پرانے معلمون کی جگہہ چھین لی۔
پنڈتون نے تمام ہندوستان کی سوسائٹی کو اپنے اختیار مین کر رکھا تھا کوئی کام دینی و دنیاوی
بغیر انکی مداخلت کے کوئی ہندو نہین کر سکتا تھا۔ ہندوؤن کے ہر کام مین پنڈتون کی پوجا پاٹ
کی کر لگی ہوئی ہے۔ پھر ان اختیارات کے سوا ہندوؤن کے سارے علمون کے خزانون کے
خزانچی پنڈت جی ہوتے ہین۔ صرف نحو جغرافیہ علوم طبعیہ۔ دھرم شاستر۔ ویدک۔ علوم الٰہیہ وغیرہ
مین سے ہر ایک علم ہندوؤن کے مت مین داخل ہے وہ مذہب کی کسی نہ کسی بڑی بات سے تعلق
رکھتا ہے پنڈتون نے اپنی مذہبی کتابون مین دنیاوی علوم کی ہر شاخ کو باقاعدہ نظام کے ساتھ
داخل کر رکھا ہے غرض اس دنیا مین اور اس سے باہر ہندوؤن پر اقتدار پنڈتون کو وہ حاصل ہے جسکی
نظیر دنیا مین نہین۔ اب انگریزی عملداری مین انکے ان سارے اقتدارون اور اختیارون مین خلل پڑا

برہمنون کی پنڈتائی

مقدمات مین رجوع انگریزی عدالتون مین کی جاتی اور انکے اپیل بھی اعلے عدالتون مین ہوتے پنڈتون کی پوچھ گچھ انمین کمتر ہوگئی اسلیئے یہہ سارا فریق انگریزی عملداری کا بدخواہ ہوگیا۔
برسون تک یہہ کام جنکا اوپر ذکر ہوا جاری رہے لیکن تہذیب و شائستگی کی روشنی بہت آہستگی کے ساتھ آگے بڑھی انکے جلوے بہت تھوڑے بہت نظر مین آئے مگر ابھی وہ پنڈتون کے پاک دلون کو بہت چوکاتے تھے۔ جب تک بڑے بڑے شہرون مین اس نئے دانش علم کے پانے والے چند زیرک لڑکے تھے قدیمی توہمات مین سارے ہند و مبتلا تھے برہمنون کی پنڈتائی رونق پر تھی مگر جب بڑے ہوکر کنبون کے سرپرست بنے اور اپنی اس آزادی سے جو توہمات سے حاصل ہوئی تھی خوش ہونے لگے اور باپ دادا کے مذہب پر خندہ زنی کرنے لگے کہ وہ پرانی بڑھیون کی کہانیان ہین۔ گوشت کھانے اور شراب پینے لگے اور انگریزی لباس ہمیون زیب تن کرنے لگے تو یہہ معلوم ہونے لگا کہ برہمنون کی پنڈتائی کی کمبختی آرہی ہے اور انکو نقصان پہنچ رہا ہے۔ پنڈتون نے دیکھا کہ اس قسم کی اصلاح جو ایک دفعہ شروع ہوگئی ہے وہ آئندہ زمانہ مین سوسائٹی کے سب قسم کے درجون مین پھیل جائیگی اور پنڈتون نے سوچا کہ انگریزی عملداری مین ایک صوبے کے بعد دوسرا نیا صوبہ آتا جاتا ہے تو یہہ نئی روشنی پھیلتی جائیگی اور کوئی جگہہ ایسی باقی نہین رہیگی کہ ہندو بے خلل رہ سکے اور بعض نے علت و معلول کو خلط ملط کرکے یہہ استدلال کیا کہ یہہ جو انگریز ملکون کو اپنی عملداری مین الحاق و مستغرق کرتے جاتے ہین اسکا مطلب اعظم یہہ ہے کہ اس ملک کے قدیمی مذہب کو زائل کرکے اسکی جگہہ ایک نیا مذہب قائم کرین۔
جھوٹے دیوتا ہوتے جاتے تھے مضر تناک اعمال آگ مین ملتے جاتے تھے جس سے برہمنون کی پنڈتائی کو صدمہ پہنچتا جاتا تھا انوکھی اور حیرت انگیز باتین ہندوؤن کے مذہب مین داخل نہین ان کی بیخ کنی بغیر اسکے ہونہین سکتی تھی کہ وہ ملک مین کھلبلی اور رل چل نہ ڈالین ستی ہونا گھر مین چھوٹے بچون کو مارنا۔ دریا کے کنارہ پر بیمارون اور بوڑھون کو مارنا اور انسانون کو موٹا تازہ کرکے دیوتاؤن پر بلدان چڑھانا یہہ سب مذہبی قوانین تھے جنسے کہ پنڈتون کو فائدہ یا حکومت یا دونو باتین حاصل ہوتی تھین بلکہ اس سے زیادہ راہ چلتے بے خطا مسافرون کا گلا گھوٹنا بھی مذہبی مراسم کے لیے مباح سمجھا جاتا تھا۔ یہہ تمام مراسم ظلم سے بھری ستائی گئین پنڈتون کی آنکھون مین اسے زیادہ یہہ خار تھا

کہ انکے یہہ توہمات جنمین انکی پرورش ہوئی تھی وہ ملک سے جلد غائب ہوتے جاتے تھے اگرچہ ان مراسم کی خرابیوں کو حاکم ظاہر کرتے تھے لیکن پھر بھی وہ ہندوؤن کی جزو ایمان تھین - جب عقل نے ان کے بطلان کو ثابت کردیا اور قوم کے دلون مین سے ان کے یقین کو کھو دیا تو پھر دونو حمق وجرم کا خاتمہ ہوگیا قانون بہت کچھ کرسکتا ہے مگر تعلیم یقینی اس سے زیادہ ان دیرینہ توہمات کو دور کرسکتی ہے جنکی زبانہ قادر کر رہا ہو دنیاوی تعلیم پاک اور سیدھی سادی کافی تھی کہ وہ ہندوؤن کے مذہب کے توہمات کے گھنے بن کو کاٹ کر صاف کردیتی اور چونکہ اسپر اور خطرہ ہوا کہ انگلش سکول ماسٹر اور مشنری اکثر ایک ہی آدمی ہوتے اور سطحی و مذہبی واعظ ہونے کے دونو پیشے آپس مین اکثر مل جاتے اور ان اسکولون مین جو جلیہ دیشنری سے لیتے ایسے افسران انگریزی شامل ہوتے اور ہندوستانی امرا انمین شریک ہونے کی پروا نہین کرتے تو یہہ خوف پیدا ہوا کہ یہہ دنیوی تعلیم در پردہ عیسائی بنانے کے لیئے ہے تو پنڈتون نے ہندوؤن کی جماعتون کے بزرگون کو اس خوف پر مطلع کیا اسلیئے ان پنڈتون کی فہمائش سے وہ بظاہر تعلیم کی حمایت سے باز رہے گو بہادرانہ اسکے مقابلہ کرنے کی جرأت نہین کرسکے ہر سال یہہ خوف بڑھتا گیا ہر سال یہہ خواہش زیادہ ہوتی گئی کہ ہندوؤن کو جو توہمات کی زنجیرون مین جکڑے ہوئے ہین انکو اس قید سے نکالنا چاہیئے - دونو گورنمنٹ اور انگریزون کے دلون مین یہہ مشترک تمنا تھی اور باتون مین تو سٹیٹ پولیسی مین اصلی تغیرات ہوتے تھے مگر اس مین کوئی تغیر نہین ہوا ایک گورنر کی جگہہ دوسرا گورنر مقرر ہوا اسنے ہندوؤن کی شیطانی باتون سے مخالفت کی کوئی آدمی نہ تھا جو اس زمانہ کے دیرینہ معززجیہودہ مراسم پر اور مضر تناک افعال پر کم خیال کرتا ہو - لارڈ ڈلہوزی کی برابر کوئی آدمی اس کام مین گرم کوش نہ تھا کہ بڑی طاقت سے بت شکنی پر کمر چست کرتا پہلے انتظامون مین کبھی برہمنون کی اخلاقی اور مادی غلطیون سے ایسی بے رحمی سے حملہ نہین ہوا تھا انمین کوئی بات نظام نہین ہوئی تھی بے شک یہہ کہہ سکتے ہین کہ یہہ کام لاعلمی سے ہوا - اس مین صرف اس محبت کا ظہور ہوا جو ایک راست بین تیز نگاہ روشن دماغ ہیچ سے زیادہ بہ نسبت غلطی کے اور عقلی ترقی سے زیادہ بہ نسبت جہالت کی زمانت رکھتا ہے اس قسم کی محبت سے اور یقینی اعتقاد سے دونو انسانیت اور پولیٹک برابر تھے کہ برٹش انتظام کی قوت اور عدالت کو قائم مقام اسکا وہ بنائے جسکو وہ شرقی بوڑھے ظلم وستم جانتا تھا اسنے الحاق کی پولیسی کو جو اسکے عہد کو ممتاز کرتی ہے پیدا کیا تھا نہ خلقت کی

بھلائی کے لیئے جیسا یہہ چاہتا تھا کہ وہ برطانیہ اعظم کی ملکی حکومت کو وسیع کرے ایسا ہی وہ اسکا شوقین تھا کہ اسکی اخلاقی حکومت کو وسیع کرے اور یہان کے آدمیون کو روشنی کی توانا بنت تاریکی کی قوتون کے تابع بنائے اسلیئے اسنے یہہ قوی ارادہ کیا کہ یوروپ کی تہذیب و شائستگی کی برکتین پھیلائے ان نئے اخلاقی اور مادی چیزون کے دیکھنے سے یہان کے پنڈت بڑے بھونچکے ہوتے تھے اور دہل جاتے تھے مذہب مین گورمنٹ کی مداخلت ہونے کے خوف بہت سے اندیشا منت کے مارے نظر آتے تھے یہہ صرف گورمنٹ کی تعلیم ہی پہلے کی نسبت زیادہ منتظم و منحوس صورت پکڑ کر بہت جلد تمام آبادی ذکور مین کل ملک کے اندر جال کی طرح نہین پھیل گئی تھی بلکہ گھرون کے اندر اناث مین بھی مغربی نیا علم و نیا فلسفہ مداخلت کرنے لگا۔ انگلنڈ بھی کمپنی کو اس بات پر لعنت ملامت کر رہا تھا کہ وہ لڑائی مین کروڑون روپے خرچ کرتی ہے اور تعلیم کے لیئے سینکڑون روپے کے خرچ کرنے مین دریغ و مضائقہ کرتی ہے۔ اس باب مین انگلستان نے کمپنی کو ہدایت کی کہ وہ ہندوستانیون کی تعلیم مین زیادہ روپیہ خرچ کرے اور اسکے لیئے تا ابد منتظم اور عظیم کری گورمنٹ نے اپنی تین یونی ورسٹیان قائم کین اور پہلے جو مشنری مدارس نظمی کی حالت مین تھے انکو گرینٹ (عطیہ) عطا کی غرض ہندوستان مین یوروپ کی تعلیم کی اشاعت کے لیئے کوئی چیز اٹھا کر نہین رکھی گئی۔ وہ عالم جو علوم شرقیہ کے خازن تھے وہ صاف سمجھتے تھے کہ عنقریب یوروپ کی شائستگی و تہذیب کی طغیانی سارے ملک مین پھیل جائیگی۔

لارڈ ڈلہوزی کے عہد حکومت مین ہندوستانیون کے لیئے یہہ بات بڑی چونکانے والی و خوف دلانے والی تھی کہ سعی بلیغ اس مین کی گئی کہ انگریزون کا نیا علم اور انکی عادات کا رواج زنانہ مین ہو پریسیڈنسی کے بڑے بڑے شہرون مین انگریزون نے اپنی کوشش منتظمہ شروع کی کہ عورتون کے دلون سے جو جہالت کی جنم بھوم بن رہی ہے جہالت کو دور کرین اور اس کام مین انگریزون کی بی بیون اور بیٹیون نے بھی مدد کرنی شروع کی اور انگلنڈ مین جو انکی بہنین تھین انہون نے بہت خوشی سے اس کام مین انکی ہمت بندھوانے کے لیئے مدد کی یہہ پہلی ہی دفعہ تھی کہ لارڈ ڈلہوزی کے عہد مین ہندو مسلمان عورتون کی

تعلیم کا اصلی ڈھانچ گورنمنٹ نے بنایا اور مشنریون نے یتیموں اور لاوارث لڑکیون کو عیسائی بنا کر اس تعلیم کی ابتدا کی تھی اگرچہ اس کام کو گورنمنٹ نے اپنا خاص کام نہین بنایا مگر گورنمنٹ کے ایک ممبر بی تھیون صاحب نے ہندوؤن کی لڑکیون کا مدرسہ قائم کیا اور دولت مند ہندوؤن کو ترغیب دی کہ وہ اپنی لڑکیون کو علم کی دولت سے مالا مال کرین ان کے سمجھانے سے ۱۸۴۹ء مین کلکتہ مین ایک لڑکیون کا مدرسہ جاری ہوا جب بی تھیون صاحب مر گئے تو گورنر جنرل نے اسکا انتظام و اہتمام اپنے ہاتھ مین لے لیا اور پھر وہ سرکار کمپنی کا مدرسہ ہوگیا پہلے تھوڑے دلون پنڈت اپنے تعصب کے سبب اور کنبون کے سرپرست مدرسہ پر حقارت سے خندہ زنی کرتے رہے لیکن پھر ان نوجوانون نے جنہون نے انگریزی پروفیسرن سے تعلیم پائی تھی اور اب باپ اور مالک خانہ ہوگئے تھے بڑی ضرورت یہہ جانی کہ اپنی عورتون کو جو مردون کی جلیس اور انیس ہوتی ہین تعلیم کے زیور سے آراستہ کرنا چاہیئے انہون نے پنڈتون کے تحکمات مذہبی کا کچھ خیال نہین کیا۔

بیوہ عورتون کا دوبارہ شادی کرنا

اسی زمانہ مین ایک اور ایجاد نے ہندوؤن کے دلون کو دکھایا کہ ہندوؤن کے ہان دھرم شاستر کے موافق بیوہ کا دوبارہ بیاہ کرنا منع تھا جو عورت ستی نہ ہوتی تھی اسکے پیچھے ہمیشہ صاحب عصمت رہنے کا عذاب لگا ہوا تھا لیکن اب انگریزی گورنمنٹ نے یہہ سکھایا کہ بیوہ کا دوبارہ بیاہ کرنا اچھا ہے۔ ہندوؤن کے ہان بیوہ کا شادی کرنا مذہب اور رسم و رواج کے خلاف تھا اس رسم مین برائی اور ظلم دونو تھی اور وہ برائیون کی پیدا کرنے والی تھی پھر اسپر یہہ اور ظلم ہوتا تھا کہ بہت چھوٹی عمر کی لڑکیان بڈھون سے بیاہی جائین اور نو عمری مین رانڈ ہو جاتین اور بعض ان مین سے خاوند سے واقف بھی نہ ہوتین۔ وہ عمر بھر رنڈاپے کے عذاب اٹھاتین۔ انگریزی کالجون و سکولون مین جو ہندو تعلیم پاکر روشن ضمیر ہوئے تو انہون نے اس دوبارہ بیاہ کی ممانعت کی برائیون کو ظاہر دیکھا کہ وہ بڑی دکھ دائی ہین انہین سے ایک شخص نے ایک رسالہ لکھا جس مین بیواؤن کی دوبارہ بیاہ کرنے کی حمایت کی اور ہزارون آدمیون نے دستخط کرکے درخواست گورنمنٹ کو دی اور اس مین یہہ اپنا اعتقاد لکھا کہ دھرم شاستر کے موافق ہمیشہ بیوہ رہنے کا حکم نہین ہے لیکن جو ٹھیٹھ ہندو تھے اور انکے پاس دھرم شاستر کی قوی شہادت موجود تھی اور انکی تعداد بھی بہت تھی انہون نے اپنے دھرم شاستر کے موافق بیوہ عورتون کی

دوبارہ شادی ہونے کی بڑی مخالفت کی اور جب ایکٹ ١٥ سنہ ١٨٥٦ع جاری ہوا تو اسکو اپنی ہتک عزت
اور خاندان کی بربادی کا سبب جانا۔ دھرم شاستر اور اسکے پیغمبر انکی طرف تھے [illegible] ظاہر تھا
کہ یہہ بدعت انکی وراثت کے قانون پر اور صدمہ پہنچائیگی ابہی اس باب مین ایکٹ ٢١ سنہ ١٨٥٠ع
جاری ہوچکا تھا جسنے ہندوؤن کی وراثت کے دستور مین خلل ڈالا تھا۔ ہندوؤن کے دہرم شاستر
کے موافق اگر کوئی ہندو اپنا مذہب بدل ڈالے تو وہ محروم الارث ہوجاتا تھا وہ اپنے باپ دادا کا
ورثہ نہین پاتا تھا مگر یہہ قانون جو جاری ہوا اسکا منشا یہہ تھا کہ وہ دھرم شاستر کے قاعدہ کو منسوخ
کرے اسمین یہہ بیان کیا گیا تھا کہ اگر کوئی شخص اپنا مذہب ترک کرے تو وہ محروم الارث نہین ہوگا بلکہ
اپنا ورثہ اسی طرح پائے گا جس طرح کہ ہندو ہونے کی حالت مین پاتا اس پر ہندوؤن نے بڑی
طمطراق سے اعتراض کیا کہ جب گورنمنٹ ضعیف تھی تو اقرار اور وعدے کرتی تھی کہ ہم مداخلت مذہبی
نہین کرین گے اور جب طاقتور ہوگئی تو ایسے قانون نافذ کرنے لگی جو مذہب مین مداخلت کرتے
ہین لیکن اس باب مین بنگال کی عرضداشت مین لکھا گیا کہ ہم عرضداشت دینے والے اسبات کو چھپاتے
نہین کہ جب سے کہ یہہ ایکٹ اس قانون کا حصہ بن گیا جو ہندوؤن کے لیئے استعمال کیا جائیگا تو جو اعتماد
اب تک حکام انگریزی پر اپنے مربی ہونے کا رکھتے تھے وہ اب بہت متزلزل ہوگیا ہے اگرچہ بلوہ کرنیکا
خوف نہین ہے لیکن ہم جو اپنے بادشاہ کے ساتھ ہواخواہی اور خیرخواہی کا جوش رکھتے تھے اب وہ
انگریزون کی مرضی کی اور انکی حکومت کی ناگوار اطاعت مین تبدیل ہوگیا ہے۔ مدراس کی عرضداشت
بنگال کی عرضداشت سے زیادہ سخت الفاظ مین تھی انہون نے لکھا کہ اس ایکٹ کا جاری کرنا براہ راست
ظلم کرنا ہے اور کہا کہ برٹش گورنمنٹ جو ظلم کی راہ پر چل رہی ہے وہ مظلومون کی طرف سے نفرت و
حقارت کی یقینی مستحق ہے لیکن لارڈ ڈیل ہوزی نے بڑے زور سے اپنی راے یہہ لکھی کہ
گورنمنٹ کا یہہ فرض ہے کہ ملکیت کی وراثت کے قواعد بنانے کو اپنے ہاتھون مین رکھے بس ایکٹ
پاس ہوگیا اور حاکمانہ مداخلت گورنمنٹ کی طرف سے یہہ ہوئی کہ ورثے کے حقوق اس اولاد کو
جو بیوہ کے دوسرے خاوند سے پیدا ہو پہلے خاوند کی اولاد کے برابر دیئے گئے جبکہ ہندوؤن نے
بیان کیا کہ وہ دھرم شاستر حکم الہی کے بالکل برخلاف ہے یہہ تو خرابی کا ایک حصہ تھا ایک
اور برائی عورتون کے آزاد ہونے مین یہہ بیان کی گئی کہ ٹھیٹھ ہندو یقین کرتے تھے یا

یقین کرنے کا اقرار کرتے تھے کہ اگر ہندو بیواؤن کو اجازت دی جائیگی کہ وہ بجائے ستی ہونے کی
دوسرا خاوند کرلین تو ان بی بیون کو یہہ ترغیب ہوگی کہ وہ خود بخود خاوندون کو مار کر بیوہ ہوجائیں
یہہ خوف جو تھا وہ بالکل بغیر دلیل کے نہ تھا مسٹر برنیس پی کوک نے لیجس لیٹو کونسل کے اجلاس
۱۹ - جولای سنہ ۱۸۵۶ء مین یہہ کہا کہ ان دو باتون مین بڑا فرق ہے اول یہہ کہ ایک شخص اس
کام سے روکا جائے جسکے کرنے کے لیئے مذہب حکم دیتا ہے دوسرے یہ کہ وہ اس کام
کرنے سے روکا جائے کہ مذہب فقط اسکے کرنے کو جائز رکھتا ہے - اگر ایک شخص کہے کہ
میرا مذہب کثیر الازدواج کو منع نہین کرتا اس سبب سے جتنی بیویان وہ چاہتا ہے کرتا ہے اور
جب اسکے لیئے یہہ ناممکن ہوتا ہے کہ وہ معاہدۂ نکاح کو نبھائے تو یہہ اسکے مذہب مین مداخلت
نہین ہوگی کہ لیجسلیٹو کونسل کہے کہ سنو جوروون کا کرنا اور پیچھے انکو چھوڑنا سوسائٹی کے لیئے
مضر ہے اسواسطے ایسے کام کا کرنا ناجائز ہے ایسی صورت مین واضع قانون کا فرض ہے کہ
اسکو اس کام کے کرنے سے روکے جسکے کرنے کو مذہب نے روا رکھا ہے لیکن اسکے کرنے کا
حکم نہین دیا۔ بس بیوہ عورتون کا دوبارہ بیاہ کرنے کا جلد یہہ نتیجہ ہوگا کہ ہندوؤن کی کثیر الازدواجی کہ صد ہیجا جسکی نہایت
بدنما اگر سب ترصورت کولین برہمنون مین مروج ہے بس برہمنون نے ان گذشتہ و حال و آیندہ کے ایجادون
و بدعتون سے مایوس اور دہشت ناک ہوکر یہہ قصد کیا کہ اپنی نہایت قوت سے اس طغیانی کا
مقابلہ کرین اور اسکی غارتگر سیل کو اپنے دشمنون پر الٹا بہائین ❊

عورتون کی فعل مختاری

— فوجداری عدالتون مین عورتون کی فعل مختاری کا ضابطہ جاری ہوا وہ بھی ہندوستانیون کی
رسم و رواج کے بالکل خلاف تھا اس سے انکی بڑی بے آبروئی ہوتی تھین عدالت فوجداری سے
منکوحہ عورتین فعل مختار ہوجاتی تھین اسکا تدارک دیوانی عدالتون سے جو ہوتا تھا ان مین التوا اتنا
ہوتا کہ وہ کافی نہ تھا اور اس سے بھی آزار پہنچتا تھا۔

ریفارم سے [illegible] ناراض

فقط اخلاقی ترقیان ایجادین اور بدعتین - ہندوستان کے پیشوایان دین کو دہشت زدہ اور ناراض
کررہی تھین بلکہ مادی ترقیان بھی انکو ستا رہی تھین - فزیکل سائنس اینز چڑھائیان اور حملے کرتا تھا
جو انکو سخت ناگوار ہوتی تھین اور انکے دل کو بیقرار کرتی تھین وہ پنڈتون کا گروہ جسکی بڑی تعظیم و
تکریم اس سبب سے کی جاتی تھی کہ دنیا کے سارے علوم وہ اپنے قبضے مین رکھتا ہے - شیر خوار

بچون کی طرح کمزور اور ضعیف علوم مین معلوم ہونے لگا۔ یہہ کوئی زبانی ثبوت اور خیالی افسانے تو تھے نہین کہ پنڈت اسکی تردید کرتے اور اسکے تسلیم کرنے سے انکار کرتے علاوہ اسکے خلاف کیا کہہ سکتے تھے کہ ریلوے کی گاڑیان بغیر گھوڑون اور بیلون کے تیس میل فی گھنٹہ کی رفتار سے چلتی ہین اور تار برقی پر چند سنٹ مین کل صوبہ کے عرض مین پیغام رسانی ہوسکتی ہے۔ یہہ امور واقعی تھے اپر جرح قدح کچھ نہین ہوسکتے تھے انکو ہر شخص جو دوڑ سکتا تھا پڑھ سکتا تھا ان آتشی گاڑیون اور برقی تھیلون نے زمان و مکان پر فتح نمایان حاصل کی تھی وہ پنڈتون کے دیوتاؤن کو شرمندہ کرتی تھی اور وہ تبلاتی تھین کہ غیر مرئی دنیا کے فوق العادت افعال پر کیسی ان کو قدرت حاصل ہے جن تک مشرقی پنڈتون کی کبھی رسائی نہین ہوئی۔ پنڈت نئے ایجادات کو دیوتاؤن سے منسوب کرکے انکو مقدس بناتے تھے اور انکے ساتھ مراسم مذہبی کو ادا کرتے تھے۔ جنسے وہ متمتع ہوتے تھے اب انہون نے ان گورے رنگ کے آدمیون کو دیکھا کہ وہ عناصر کو اپنا غلام بنا سکتے ہین اور وہ اپنی امداد کے لیئے ان معجزہ کرنے والی قوتون کو بلا سکتے ہین جو برہمنون کے فلسفہ کے خواب و خیال مین بھی نتھین۔ پنڈتون نے جان لیا کہ اب اس بات مین کوشش کرنی عبث ہے کہ ہندوؤن کو یہہ سمجھائین کہ مغربی علوم جدیدہ صرف دھوکے کی ٹٹی ہین اور ان مین سوا شعبدہ بازی کے کچھ اور نہین آدمی دیکھ سکتا ہے کہ معمولی قوتون پر اثر مین آتی ہے اور بنارس مین ایک شخص جان سکتا ہے کہ دہلی اور کلکتے کے بازارون مین روپیہ کا آٹا کس بھاؤ سے بک رہا ہے۔ ہندوستان مین ان پر اسرار کامون کے داخل ہونے کے لیئے دونو زمانہ اور آدمی موافق تھے جب لارڈ ڈلہوزی ہندوستان کو روانہ ہوئے ہین تو انگلنڈ مین جو دولت پیدا کرنے کے خیال کی کثرت کے اثرون سے اسکی مالی حالت مین خلل ڈال رکھا تھا بحال ہوتا جاتا تھا اسنے ریلوے لاین بنانے کا خیال ان شہرون مین جہان تجارت نہ ہو اور ان ملکون مین جہان آبادی نہ ہو چھوڑ دیا تھا بہت سے نقصان اٹھاکر وہ اب بہت سوچ بچار کر اپنی دولت اور اغراض کو دیکھ کر ریلین بناتا تھا۔ لارڈ ڈلہوزی بورڈ آف ٹریڈ کے پریسیڈنٹ رہ چکے تھے اسلیئے انکو یہہ موقع ملا تھا کہ اس زمانہ مین جو ریلوے بنانے کا سوال تھا اسکے اصول سے اور اسکے مفصل حال سے واقف ہون اور اسکی تہہ پر پہنچ جائین تو انہون نے اپنا ارادہ مصمم کر لیا تھا کہ انشاء اللہ تعالے وہ جس ملک کو جاتے ہین اسکو جب تک نہین چھوڑینگے

کہ بڑی بڑی شاہراہین آہنی تمام گورنمنٹ اور تجارت کے مرکزون کے درمیان نہین جاری کرین گے اور انکی اول منزلون مین وہ ریلوے کی سرعت کے ساتھ سفر نہ کرین گے۔ ہندوستان مین بہت سے انگریز تھے جو ریلوے بنانے کے اور اسے دولت کمانے کے خیالی پلاؤ پکایا کرتے تھے۔ چند دوربین انگریز جنین میک ڈونلڈ سٹیفن سن سب پر سبقت رکھتے تھے پہلے سے کہتے تھے کہ ریلوے جلد جاری ہوجائینگین اور انکے بنانے پر قومی اتفاق ہوگا۔ جب لارڈ ڈیل ہوزی نے اسمے اپنا ہاتھ نکالا اور سرکار کمپنی نے انکی دستیاری کی تو پھر یہہ عام یقین ہوگیا کہ ریلوے کے ذریعہ سے آمد ورفت جاری ہوجائیگی وہ گورنمنٹ سے تعلق رکھیگی اور ملٹری کامون کے لیئے زیادہ تر مفید ہوگی بہ نسبت اسکے کہ وہ قومی ضرورت کے رفع کرنے کے لئے عام پسند ہو یہہ خیال کیا جاتا تھا کہ ریلوے سٹیشن پر ہندوستانیون کے جمع ہونے کے لیئے کاہلی۔ طمع وہم پرستی مانع ہونگی لیکن لارڈ ڈیل ہوزی اپنی عالی دماغی وروشن ضمیری ودریادلی سے اس نتیجہ کو خوب سمجھتے تھے جو ریلوے بنانے سے حاصل ہوگا وہ اس کام کو بالکل صحیح سمجھے۔ اب ہندوستانی خوب سمجھنے لگے ہین کہ وقت دولت ہے اور یہہ سمجھکر وہ اسسے فائدہ اوٹھاتے ہین اپنے پنڈتون کا لحاظ وادب نہین کرتے تار برقی جو خطوط کو ہوا مین بھیجتا ہے جنکو کوئی دیکھتا نہین اور اتنے تھوڑے عرصہ مین دور دراز کے فاصلون سے جواب دیتا ہے جتنی دیر مین کہ کسی شہر کی ایک گلی سے دوسری گلی مین پیغام جاتا ہے اس سے اور بھی زیادہ تعجب ہوتا ہے مگر اس سے پنڈتون کے دلون کی بےچینی ظاہر نہین ہوتی او شوگ ہسی کی ذہانت نے لارڈ ڈیل ہوزی کی مدد کی اور اسکے سبب سارے ملک کے طول وعرض مین تار برقیون کا ایک جال بچھ گیا اگرچہ یہہ کام دانشمندی ونیکی کا تھا مگر وہ برہمنون کے دلونمین دہشت پیدا کرتا تھا اور انکو رنج دیتا تھا جتنی انکے علوم کی بڑی کسادبازاری ہوتی تھی جب یہہ ثابت کیا گیا زمین اپنے محور پر پھرتی ہے تو کہتے ہین کہ ہندوستان کے بہت سے توہمات کا خاتمہ ہوگیا۔ پھر پنڈتون نے یہہ سکھانا شروع کیا کہ مغربی شائستگی وتہذیب کے مقولے محض سیع ایجادات ہین وہ ابدی صداقت پر مبنی نہین ہین یہہ مادی دستکاری کے کام ہین کوئی انمین روحانی بات نہین ہے مگر انکی یہہ باتین ہندوؤن کے دلون پر جمتی نہ تھین۔ مادی تجربات کا جو انکو میلون کے فاصلہ سے نظر آتے تھے یقین کرتے تھے تو متحیر ہوتے تھے۔ نہایت جاہل اور نامعقول آدمی دیکھتا تھا کہ

یہہ کام جو کیئے جاتے ہین وہ برہمنون نے کبھی نہین کیئے۔ انہون نے اس امر واقعی کو صاف دیکھ
لیا کہ دنیا مین ایسی عجیب چیزین ہین کہ انکے پنڈت انکو نہین سکھا سکتے گو پنڈت اپنے علم و دانش کی
شیخی بڑی بگھارتے ہین مگر یہہ ایجادات انکے خواب مین بھی کبھی نہین آئے غرض اسوقت سی
پنڈتون کے علم کی آدھی قدرت اس سبب سے رہ گئی کہ ہندوؤن کا اعتقاد اسپر آدھا رہ گیا
گو یہہ علمی باتین پنڈتون کے علم کی تذلیل کرتی تہین جن سے ان کا دل دکھتا تھا لیکن
اس سے زیادہ ایک اور بات تھی جسسی کہ عوام ہنود کا دل ہٹتا تھا۔ ہندوؤن کے مذہب پر
حملے کیئے جائین وہ غلط ثابت کیا جائے اسکی پروا عوام ہنود کو نہین ہوتی وہ اپنے کام مین بدستور
مصروف رہتے ہین انکو آئندہ کا خوف نہ گذشتہ کا افسوس ہوتا ہے وہ اپنی جات کے
قائم رکھنے کو مذہب جانتا ہے یہہ جات ہندوؤن کے روزمرہ کے سارے کامون
مین داخل ہے ایک ذلیل سا ذلیل ہندو اسکو سمجھتا ہے مرد و عورت بچہ جانتا ہے کہ
جات کے باہر ہونے کی برابر کوئی خوفناک چیز نہین ہے برادری سے باہر رہنا مردود الٰہی
و انسانی ہونا ہے۔ اگر ہندوؤن کو یہہ سکھایا جائے کہ انگریز کسی عیاری کے وسیلہ سے
ہندوؤن کو ایسا خراب کرین کہ وہ ایک جات یا بالکل بے جات ہو کر سب کی برابر
ہو جائین تو پھر ہندوستانی سر اٹھا کے انگریزون کو سمندر مین بہائین۔ انگریز اس
کام مین بڑی احتیاط کرتے ہین لیکن کبھی کبھی اس مین غلطی بھی کر جاتے تھے جسکا بیان نیچے ہوتا ہے
برہمن ہمیشہ اس تاک مین رہتے ہین کہ انگریز کہین ہماری جات کے برباد کرنے مین دخل نہین
دیتے سو انکو ایک مقام مین یہہ دخل نظر آئی برہمن ہمیشہ عوام ہنود کے دلون کو اکساتے رہتے
ہین کہ غالباً انگریزون کا یہہ مقصد ہے کہ کل آدمیون کے مذہب کو سازش کرکے خراب کردین
جیل خانہ مین ایک گروہ قیدیون کا تھا جو براہ راست واسطہ گورنمنٹ سے رکھتا تھا اور جسم و روح
اُسکی گورنمنٹ کے اختیار مین تھی۔ قیدیون کی روزانہ خوراک بالکل گورنمنٹ کے اختیار مین تھی
اور یہہ آسان بات تھی کہ جیل خانون کے قواعد مین ایک نظام ایسا جاری کیا جائے کہ کیا تو
قیدی اپنی جات کو بالکل کھو بیٹھین یا بھوکے مرجائین۔ پرانا قاعدہ رعایتی جیل خانہ کا یہہ تھا
کہ ہر قیدی اپنے کھانے کا انتظام خود کرتا تھا اور اپنا کھانا آپ پکاتا تھا۔ کچھ پیسے اسکو دیدیئے

جاتے تھے جنسے کہ وہ اپنی خوراک کا آپ سامان کرلیتا تھا لیکن یہہ سامان جیل خانون کے حق مین مضر تھا۔ قیدی اپنا بہت سا وقت اپنے کھانے پکانے مین صرف کرتے اور اسکو اپنے کام کرنے کا عذر بتاتے تھے پس قیدیون کی جات کے اعتبار سے جماعتین ہانڈی وال بنائی گئین اور انکے کھانا پکانے کے واسطے باورچی مقرر کردیئے گئے کہ خاص گھنٹون مین وہ کھانا تیار کردیا کرین۔

اگر پکانے والا کھانے والے سے جات مین نیچا ہوتا تو اسکا لازمی نتیجہ یہہ تھا کہ خوراک ناپاک سمجھی جاتی اور جماعت ہانڈی وال جات باہر۔ یہہ نیا انتظام غلط سمجھا گیا اور آسانی سے اسکے معانی غلط بیان کئے گئے پس اب لوگون نے جو اس قسم کی باتون کی تفتیش و تجسس مین رہتے ہین یہہ موقع ہاتھ لگا ان کے بہکانے سے فقط قیدی ہی نہین بلکہ اہل شہر ناراض ہوئے کہ برٹش گورنمنٹ کا یہہ ارادہ ہے کہ قیدیون کی جات کو خراب کردے اور پھر انکو عیسائی بنالے اور اس بات پر کچھ خیال نہین کیا کہ باورچی جو اول مقرر ہوئے تھے وہ برہمن تھے اسپر یہہ گھڑت ہوئی کہ آج تو باورچی برہمن مقرر کیئے ہین کل نیچ ذات کے باورچی مقرر کیئے جائینگے۔ غرض اس جھوٹ کو نمک مرچ لگا کے ایسا مزہ دار بنادیا کہ لوگون کو وہ بھانے لگا اور اسپر یقین ہوگیا۔ جیل خانون مین کھانے پینے کے باب مین ترمیمات بڑی بے احتیاطی سے لارڈ ڈلہوزی کے عہد سے پہلے سے ہوتی تھین۔

ایک تجربہ پر دوسرا تجربہ ہوتا تھا اور شاید جو پہلے احتیاطین ہوتی تھین انہین غفلت کی جاتی تھی۔ بہت سے جیل خانون مین ان تبدیلیون پر قیدیون نے سرکشی کی جسمین شہر والے خوش ہوتے تھے اور انکی تائید کے لیئے آمادہ ہوتے تھے کہ اس سے انکے مذہب کی محافظت ہوتی تھی شاہ آباد وسارن و پٹنے مین جیلخانون مین بڑے دنگے فساد مچے اور پچھلے زمانہ مین بنارس مین جو ہندوؤن کا دارالعلوم ہے بڑا فساد برپا ہونے کو تھا مگر ہوشیاری سے ایسی باتین مان لی گئین کہ وہ فساد دب گیا۔

اس قسم کی خبرون کی اصل ابتدا ہندوؤن سے ہوتی تھی کہ جس سے عام لوگون کے کان کھڑے ہوتے تھے کہ اب ذات برباد ہوگی تائید مین ایسی باتین نہ گھڑی جاتین کہ وہ مسلمانون کو نہ بھڑکاتین مسلمانون کے خاص اپنے دکھ درد جدا ہی تھے۔ تعلیم کی کل تدابیر کے میلان نے اور سارے ملک کو انگریزون کے دھمکانے نے مسلمانون کی عزت و توقیر کو بہت کم کردیا تھا سب معزز و شریف مسلمانون کو انکے اعلے عہدون اور عزت کی ملازمت سے محروم کردیا تھا۔ ایجادین اور بدعتین جو انگریز پھیلاتے انسے جیسے پنڈت بدکتے تھے اور خوف کھاتے تھے

ایسے ہی مولوی وحشت کرتے تھے جیسے پنڈتون کی سنسکرت بے قدر ہو گئی تھی ایسے ہی مولویون کی
عربی کا حال تھا عدالتون سے فارسی زبان کا رواج اُٹھ گیا تھا اور سرکاری خدمات کے لیئے جو نئے
نئے امتحان اور معیار مقرر ہوئے انکے سبب سے مسلمانون کو سرکاری خدمت کے ملنے کا احتمال بہت
ہی کم ہو گیا تھا یہہ عام میلان تھا کہ مسلمانون کو جو انکے اپنے بڑے بڑے دارالعلومون سے فائدے
اور نفعے ہوتے ہین وہ منقطع کر دیئے جائین کلکتہ کے مدرسہ عالیہ کے جو اوقاف تھے وہ سب نابود ہو گئے
تھے انگریزی زبان کا انگریزی علوم کا انگریزی قوانین کا وہ رواج ہو گیا تھا کہ مسلمانون کے بڑے
بڑے عالمین و فاضلون کو کوئی پوچھتا نہ تھا اور ہر یہہ ملازمت کا صیغہ مسلمانون کے لیئے بند ہوا پھر
لاخراجی زمینون کی ضبطی ہوئی جسکا سب سے زیادہ صدمہ شریف معزز قدیمی مسلمانون کے خاندانون کو
ہوا جس سے انکے دل مین انگریزون کی بدخواہی کا جوش اٹھا ہندوؤن کی نسبت مسلمان زیادہ
اولوالعزم چالاک بے باک اور آپس مین سازش کرنے والے ہوتے ہین۔ ہندو جانتے تھے
کہ مسلمان جو ارادے گورنمنٹ کے خلاف کرین انمین شریک ہونا اہم ہے۔ ایسی خبرین اڑا کرتی تھین
کہ برٹش گورنمنٹ کا ارادہ ہے کہ ختنہ کرنے کو منع کرے اور عورتون کے باہر بے پردہ پھرنے کا حکم جاری
کرے۔ مگر اس مین رائی برابر سچ نہین تھا جھوٹ کے پانؤن نہین ہوتے کچھ دنون ان جھوٹی خبرونکا
چرچا رہتا ہے پھر کوئی ان کا نام نہین لیتا۔ ایک بڑا سوال یہہ ہے کہ برٹش گورنمنٹ کی بدخواہی کی تقدیم
اول ہندوؤن کی طرف سے ہوئی ہے یا مسلمانون کی طرف سے اسکا حال ہم آیندہ مفصل لکھینگے
اکثر انگریزون کا میلان خاطر یہی ہے کہ گورنمنٹ کی بدخواہی کی باتین مسلمان زیادہ کرتے ہین۔ ہم نے
اوپر بیان کیا ہے کہ انگریزی عملداری سے مسلمانون کو بہت نقصانات پہنچے ہین انکی لاخراجی زمینین ضبط
ہوئین۔ ان کے اعلے عہدے چھن گئے۔ انگریزی زبان کی تعلیم اور اشاعت نے انکی بڑی بڑی
جماعتون کو بیکار و حقیر کر دیا۔ ہندوستانی ریاستون کی ضبطی نے ان کو ان ریاستون مین بھی معزز
ملازمت حاصل کرنے سے محروم کر دیا پس اگر وہ انگریزی عملداری کے ہندوؤن کی نسبت زیادہ بدخواہ
ہون تو وہ طبع بشری کا مقتضا ہے۔

باوجودیکہ انگریزون کا تجربہ ہوتا جاتا تھا کہ ہندوستانیون کے دلون پر ایسی نئی نئی باتون کے اختراع سے
برابر رنج پہنچتا ہے جو انکی ذات پر اثر کرین مگر کوئی احتیاط نہین کی جاتی تھی جیل خانہ مین ایک اور ایجاد نے

فساد مچادیا۔ ہندو اور مسلمان نیم ہندو بغیر لوٹے کے نہین رہتے۔ اس لوٹے کی بڑی احتیاط کی جاتی ہے کہ وہ کسی طرح ناپاک نہ ہو لوٹے کا ہونا ضرور ہے گو کچھ اور دنیا مین سے ان کے پاس خاک نہو۔ یہہ برنجی برتن علاوہ پانی پینے کے اور کامون مین بھی کام آسکتا ہے وہ ایک مجسٹریٹ کا سر پھوڑ سکتا ہے اور جیلر کا چہرہ بگاڑ سکتا ہے مسٹر رچرڈس مجسٹریٹ چوبیس پرگنہ کے علی پور کے جیل خانہ مین اس لوٹے ہی کے مارنے سے مارے گئے تھے۔ غرض یہہ لوٹہ بھی اگر کسی سینہ زور اور زبردست کے ہاتھ مین ہو تو ایک ہتھیار کا کام دے سکتا ہے اسلیئے بعض جیل خانون مین یہہ کوشش کی گئی کہ جیل خانہ مین قیدی اس لوٹہ کو اپنے پاس نہ رکھین اور اسکی جگہہ گلی برتن رکھین۔ لوگون نے اسکو بھی ایک اور مداخلت مذہبی جانا کہ ایک مذہب بنانے کے لیئے یہہ ایک دوسری ترکیب کی گئی ہے قیدیون نے اس تبدیلی کو قبول نہین کیا اور دنگہ فساد پر آمادہ ہوئے۔ آرہ مین یہان تک نوبت آئی کہ قیدیون پر بندوقین چلائی گئین اور مظفر پور و ترہت مین اس لوٹے کے حکم سے عام آدمیون کو ایسا غصہ آیا کہ دنگہ مچایا مجسٹریٹ نے حسب ضرورت یہہ رپورٹ لکھی کہ بالکل بغیر کسی توقع کے شہر کے اور ضلع کے باشندوانے قیدیون کے ساتھ ہمدرد ہوکر انکی اعانت کے لیئے ایک غضبناک بلوہ برپا کیا بلوہ کرنے والونمین شہر کے تمام باشندے اور ایسی ہی رعایا مین بہت آدمی شریک تھے اور انہون نے کہا کہ جب تک قیدیون کے لوٹے واپس نہین دیئے جائینگے ہم بلوہ کرنے سے باز نہ آئینگے یہہ اندیشہ ایسا بڑا تھا کہ قیدی جیل خانہ سے نکل جائینگے اور خزانہ اور شہر کو ........ پہلے اسکے لوٹ لینگے کہ سپاہ جوان کے لیئے بلائی گئی ہے وہ آئے اسلیئے حکام ضلع نے یہہ مصلحت جانا کہ جیل خانے مین قیدیون کو لوٹے دیکر مفسدون کے دنگہ کو فرو کرے۔ یہہ کام اسوقت مین جاہلون اور ناعاقبت اندیشون کا نہ تھا بلکہ وہ شہر کے دولت مند باشندون نے اور کچہریون کے اعلے اہل کارون نے خوب سوچ بچار کر کیا تھا اب یہہ ظاہر تھا کہ ہندوستانیون کے دلون مین متواتر برافروختگی زیادہ ہوتی جاتی تھی اور بہت سے معزز شریف ہندو مسلمان انگریزون کے سخت دشمن تھے اور وہ اس انتظار مین بیٹھے تھے کہ یہہ جو مصالح آتش گیر انگریزون نے اپنے لیئے جمع کیا ہے اس مین کوئی موقع [illegible] آئے تو شتابہ لگا کے شعلہ افروزی کرین۔ جیل خانہ کے لیئے یہہ کام کرنا ایک تجربہ تھا جس مین کامیابی ہوئی لیکن قیدیون کی فتنہ پردازی سے انگریزی سلطنت برباد نہین ہوسکتی تھی

مگر ایک قسم کے آدمی گورنمنٹ کے ماتحت تھے جنکے بہکانے سے پنڈتون اور مولویون کو اپنی محنت کا معاو
ل گیا اور انکی محنت اکارت نہ گئی +

# باب نہم

## ہندوستانی سپاہ ۱۷۵۶ء سے ۱۸۵۶ء

اوپر کے دو بابون کے پڑھنے سے پڑھنے والون کو معلوم ہوگا کہ شرفا و امرا و روسا کا
گروہ اور ہادیان دین کا فرقہ اپنے دلون مین برٹش گورنمنٹ سے ناراض اور اسکے بدخواہ ہوتے جاتے تھے
لیکن ایک اور تیسرا گروہ تھا جو سب مین زیادہ طاقتور تھا اسکو گورنمنٹ یقین کرتی تھی کہ اسکی پولیسی نے
راضی و خوش کر رکھا ہے سب طرح سے برٹش گورنمنٹ کو اپنے امن و عافیت مین رہنے کا اطمینان اس سبب سے
تھا کہ سپاہ اسکی خیرخواہ و ہواخواہ ہے مدبران انگلشیہ کا یہہ اعتقاد و ایمان تھا کہ ہندوستان کو تلوار سے
حاصل کیا ہے اور تلوار ہی سے وہ قبضہ مین رہ سکتا ہے۔ جب تک ہماری ہاتھ تلوار کو مضبوط پکڑے
رہین گے تب تک کسی اندرونی فساد کا بہت کم ہی اندیشہ و خوف ہی مشرق مین تین لاکھ سپاہ برٹش قوت
و تسلط کو مستحکم و استوار کر رہی تھی۔ اس سپاہ مین بہت تھوڑی سی گورون کی سپاہ تھی نہ انگلستان مین
اسقدر سپاہی مل سکتے تھے کہ وہی ہندوستان مین انگریزی عملداری کے محافظ ہوتے نہ ہندوستان مین
اسقدر گنجائش تھی کہ وہ ان کے خرچ کی متحمل ہوتی بس انگریزی سپاہ زیادہ تر ہندوستانی تھی جسکی ساری
وضع طرح گورون کی سپاہ کی سی تھی وہ بالکل میدان جنگ مین اسطرح لڑتی تھی جسطرح یورپ
کی سپاہ مین لڑتی تھین اول مین انکی تعداد تھوڑی تھی مگر جسقدر انگریزون کے قبضہ مین ہندوستان
زیادہ آتا گیا اسی قدر اسکی تعداد سو برس تک بڑھتی گئی۔ غرض ہندوستانی سپاہ کا وفادار ہونا انگریزون
کے اعتقاد و ایمان کا ایک جزو تھا یہہ سپاہ موت کا مقابلہ بے خوف و خطر کرتی تھی ہر طرح کی آفت و بلا کا
سامنا بغیر اف کرنے اور آہ کھینچنے کے کرتی تھی اپنے افسرون کی اطاعت کرنے مین جان قربان کرتی تھی
گو وہ اس سے رنگت و مذہب مین ملتے نہ تھے مگر وہ انسے محبت رکھتی تھی۔ یہہ کہا جاتا تھا کہ نہ کوئی
ایسی چیز ہے جسکو یہہ سپاہ نہ کرے اور نہ کوئی ایسی چیز ہے جسکی وہ برداشت نہ کرے نہایت
خوراک کی تنگی کی حالت مین انسے اپنے حصہ کی خوراک خوشی سے گورون کے کھانے کے لیے دیدی

اور انگریزی علم و ہاتھ قایم کیئے جہان گورون کی جوانمردی اور بہادری لڑکھڑاتی تھی اسنے اپنی تھوڑی سی آمدنی مین سے یوروپ کی لڑائیون مین انگریزی سپاہ کی امداد روپیہ سے کی۔ جب اسکو معلوم ہوا کہ گورنمنٹ کے پاس روپیہ کی قلت ہے تو اسنے خوشی سے قبول کرلیا کہ اسکو تنخواہ وقت پر نہ ادا کی جائے گو یہہ تنخواہ وقت پر ملنی اسکی جان عزیز کی خدمت گذاری کے لئے تھی۔ غرض سو برس کی تاریخ کو پڑھیئے تو معلوم ہوگا کہ سرکار کمپنی کی خیرخواہی و ہواخواہی مین کیسے کیسے کام جانبازی و جان نثاری کے اس سپاہ نے کئے ہین۔

لارڈ ڈلہوزی کی رائے ہندوستانی سپاہ کی نسبت

لارڈ ڈلہوزی نے ہندوستان سے اپنی رخصت کے وقت یہہ فرمایا کہ اس سپاہ کی ترقی کے لیئے کوئی ضرورت باقی نہین رہی" یہہ سچ ہے کہ ایشیائی سپاہ ہمیشہ بغاوت کی طرف میلان رکھتی ہین مرہٹون کی سپاہون کی سکھون کی سپاہون کی نظام کے عرب کی سپاہ کی گورکھون کی سپاہون کی سرکشیان پہلے دیکھنے مین آچکی تھین یہہ سب ہندوستان کی وہ قومین تھین جنکا پیشہ سپہ گری ہے جنہون نے اپنی گورنمنٹ کے خلاف کسی نہ کسی وقت مین بغاوتین کین تھین لیکن پچاس برس گذر چکے تھے کہ برٹش حکام کے دل مین یہہ کبھی اندیشہ نہین پیدا ہوا تھا کہ یہہ سپاہ سرکشی کریگی انگلنڈ مین سب سمجھتے تھے کہ کمپنی بڑی فیاض ہے جسکی علم برداری بڑی فائدہ مند ہے ظاہر مین چپ چاپ تھی کبھی یہہ خیال مین نہین آتا تھا کہ اس چپ چاپ ہموار سطح کے نیچے چھپے ہوئے خوف و خطر ہین جو وقت پر اپنا جلوہ دکھائینگی۔ سپاہیون کی وفاداری و جان نثاری ضرب المثل تھی اور وہی انگریزون کی قوت کا دایان بازو تھا۔

بنگال کی سپاہ مین اول بغاوت سنہ ۱۷۶۴ء

بنگال کی سپاہ کی عمر سات برس کی تھی کہ اسنے اول دفعہ اپنی بغاوت کے ارادہ کے آثار دکھائے مگر یہہ بغاوت آپس مین گورون کی سپاہ سے متعدی ہوئی تھی۔ گورون کی سپاہ نے بغاوت اسلیئے اختیار کی تھی کہ میر جعفر نے اسکو ایک عطیہ دینے کا وعدہ کیا تھا اسکے اندر التوا ہوگیا تھا جب روپیہ آگیا تو ہندوستانی سپاہیون نے بھی گورون کی پیروی اس سبب کی کہ وہ جانتے تھے کہ جس انعام کے وہ مستحق ہین انکو نہین ملے گا۔ گورہ سپاہی کو چالیس روپیہ اور ہندوستانی سپاہی کو چھ روپیہ ملینگے آخر کو حجت و تکرار کے سبب سے ہر ہندوستانی سپاہی کو بیس روپے ملے جسنے نافرمانی کی آگ کو بجھا دیا۔ لیکن سال ختم ہونے نہ پایا تھا کہ سپاہ نے اضافہ تنخواہ چاہا ایک پلٹن نے اپنے انگریزی افسر کو

قید کرلیا اور مفرور ہوگئی منرو صاحب مع سپاہ و توپون کے ٹھیک وقت پر آپہنچے مفرورین کے افسرون کو حکم
دیا کہ سرغنون کو جو اس شرارت کے بانی ہون منتخب کرین جب پچاس سرغنہ وہ چھانٹ کرلائے تو
کورٹ مارشل مین چوبیس پر جرم ثابت ہوا اور توپون سے انکے اُڑانے کا حکم صادر ہوا ساری سپاہ
گورون اور ہندوستانیون کی پریڈ پر جمع ہوئی توپین لگائی گئین ۔ سکر ٹیہ صاحب نے
حکم دیا کہ چار سپاہی توپون کے اڑانے کے لیے آگے آئین تو چار گرانڈیلون نے کہا کہ ہمیشہ ہم سب لڑائیون
مین معزز رہے ہین اسلیئے ہم چاہتے ہین کہ اسوقت بھی عزت حاصل کرین کہ سب سے پہلے اڑائین
جائین انکی درخواست منظور ہوئی وہ اڑائے گئے یہہ دیکھہ کر ہندوستانی سپاہ کے تیور بدلے
تو ان کے افسرون نے منرو صاحب سے کہا کہ سپاہی کہتے ہین کہ ہم کسی اور سپاہی کے اس طرح
اڑانے کی اجازت نہین دین گے اسپر میجر صاحب نے توپون کے منہہ ہندوستانی سپاہ کی طرف
کردیئے اور سارے گورون کی بندوقین انکی طرف موڑکر حکم دیا کہ تھیار زمین پر ڈال دو اگر عدول حکمی کرکے
بھاگ گے تو سب کے سب اڑادیئے جاؤگے ناچار سپاہیون نے تھیار ڈال دیئے پھر سولہ سپاہی
توپون سے اڑائے گئے اور چار سپاہی اور چھاونیون مین اڑانے کے لیئے بھیجے گئے یون سرکشی بسر
ہوئی اور پھر کسی سپاہی نے بھاگنے کا نام نہ لیا میجر منرو صاحب کی فرزانگی اور شکوہ مردانگی نے
آئندہ اپنی قوم کو بتلایا کہ ہندوستانی سپاہ مین سرکشون کو سرنگون اور باغیون کو یون زبون بنایا کرتے
ہین اور ہندوستان کی سپاہ کو بتلایا کہ قانون کے ہاتھہ سے کہین مفر نہین ۔
ہندوستانی سپاہ کے دل مین سزائے مذکور سے ایسا خوف بیٹھا کہ جب انگریزی افسرون نے بغاوت
اختیار کی تو وہ اسکے ساتھہ نہین ہوئے انگریزی افسرون کو ڈبل بھتہ ملا کرتا تھا جب وہ موقوف ہوا
تو سب کے سب افسر بغاوت پر آمادہ ہوئے تینون برگیڈیرون نے ایک مخفی کمیٹی بنائی پردہ ہی پردہ مین اپنا کام
کرنے لگے ایک فنڈ روپیہ کا جمع کیا کہ افسرون کا جو نقصان ہوا ہے وہ پورا کیا جائے سول کے ناراض افسرون نے
بھی ڈیڑھہ لاکھہ روپیہ اس فنڈ مین جمع کیا اور یہہ آپس مین معاہدہ ہوا کہ ایک ہی دفعہ دو سو افسر اپنا کمیشن
پھینک دین اسوقت بہار پر پچاس ہزار لشکر مرہٹون کا حملہ کرنے کے لیئے چلا آتا ہے ضرور گورنمنٹ کو
ہماری احتیاج ہوگی اور ہماری درخواست ضرور منظور ہوگی مگر اس نازک وقت مین لارڈ کلایو کا
استقلال سبحان اللہ کیا تھا کہ اسنے یہہ خیال کیا کہ جن آدمیون کے ہاتھون مین ہتھیار ہون اُن کی

اس درخواست کو منظور کر لینا گویا انکے ہاتھ مین ملک دیدینا ہے اسلیئے اسنے یہہ دلیرانہ ہی کی سے افسران سپاہ کو جواب دیا کہ مجھے یہہ منظور ہے کہ سپاہی اپنی سنگینین میرے بدن مین برمے کی طرح بھرائین مگر یہہ درخواست قبول کرنی منظور نہین ۔ اسلیئے افسران کو حکم دیدیا کہ جو افسر اپنا کمیشن دے اس سے لے لیا جائے اور اسکی جگہہ مدراس سے افسر بلا لیا جائے ۔ اگر ہندوستانی سپاہی انگریزی افسرون کی طرف ہو جاتی تو گورنمنٹ کو کوئی چارہ سوا افسرون کی درخواست منظور کرنے کے کوئی اور نہ تھا اس سخت ضرورت کی صورت مین کلالیو نے ہندوستانی افسرون اور صوبہ دارون کی محبت اور وفاداری سے کام نکالا وہ کلالیو کے منھ سے حکم کے لفظ کے منتظر تھے کہ انگریزی افسرون پر گولی چلائین ۔ غرض اس سے کلالیو کو یقین ہو گیا کہ اگر گورون کی سپاہ بغاوت اختیار کرے تو ہندوستانی سپاہ اسکی سرکوبی کے لیئے موجود ہے +

ہندوستانی افسران کا تنزل اور انگریزی افسرون کی ترقی

ہندوستانی سپاہ کے بانی کا یہہ خیال تھا کہ سپاہ مین یہین کے آدمی بھرتی کیئے جائین اور انکے افسر بھی ہندوستانی اعلے درجہ کے شریف خاندان کے مقرر کیئے جائین جو اپنے محکومون سے ٹھیک فرمان برداری کا کام لے سکین لیکن ہندوستان مین انگریزون کی حکومت بڑہنے کا میلان یہہ ناگزیر تھا کہ ہندوستانیون کو اعلے عہدون سے خارج کرکے انکی جگہہ انگریز مقرر ہون ۔ انگریز کو یہہ یقین تھا کہ وہ ہر سرکاری کام کو ہندوستانی سے اچھی طرح کر سکتا ہے وہ اپنے سچے دل سے یقین کرتا تھا کہ ہندوستان کے ساتھ جو انگریز بھلائی کر رہے ہین اس کے لیئے یہہ لازمی امر ہے کہ ہر اعلے اور معزز عہدہ پر انگریز مقرر ہو اور ادنے اور محنت کی خدمات پر ہندوستانی مقرر ہون اسلیئے سپاہ مین جو پہلے پہلے شریف و رئیس معزز عہدون پر مقرر ہوتے تھے اور اصل حکمرانی کرتے تھے اور خاص انکا احترام ہوتا تھا اب اس عزت کے پایہ سے گر گئے اور انکی جگہہ انگریز افسر ہونے لگے غرض سپاہ مین انگریزی افسرون کی افزائش اور ہندوستانی افسرون کی کاہش ہونے لگی تو پھر شریف ہندوستانی جو سپاہ کی نوکری کو اپنی عزت سمجھتے تھے اُسکو ذلت جاننے لگے اور اس سے کنارہ کشی کرنے لگے انہون نے دیکھا کہ جسقدر ہم انگریزی سلطنت کو بڑہاتے جاتے ہین اتنے ہی ذلیل و خوار ہوتے جاتے ہین ۔ غرض اس سے سپاہ کی حالت بدل گئی کہ سپاہ کی ملازمت کی تخصیص شرفا کے ساتھ نہین رہی اور اس مین ذلیل اور رذیل بھرتی ہونے شروع ہو گئے ۔

[illegible]

انگریزی افسرون کو یہہ شوق پیدا ہوا کہ ملٹری ترقی کی جائے ۔ مدراس مین سر جان کرادرک نے کمانڈر انچیف

مقرر ہوئے تھے انہون نے جو نئے متفرق قوانین تھے انکی ایک مجموعہ مین شیرازہ بندی کی ان مین
یہہ چار باتین اور اضافہ کین اول قواعد کے وقت سپاہی ماتھے پر تلک وقشقہ نہ لگایا کرین دوم کانون
مین بالا اور بالی نہ پہنا کرین سوم ٹھوڑی پر سے ڈاڑھی کے بالون کو صفاچٹ کرایا کرین اور موچھون کو
بھی ایک کیڑے کا رکھا کرین۔ چہارم ایک گول ٹوپی جسکو انگریزی مین ہیٹ کہتے ہین پہنا کرین۔
سپاہی منطقی تو ہوتے نہین وہ بھولے بھالے شکی ہوتے ہین یہہ بات کچھ مشکل نہ تھی کہ انکو یہہ
سمجھایا جاتا کہ یہہ جو ہندوستانی سپاہیون کے لیئے گورون کا لباس پہنایا جاتا ہے اسکے اصلی معنی
کچھ اور ہین اور مطلب دوسرا ہے یہہ جو ٹوپی ہے وہ فقط عیسائی ہونے کی نشانی نہین ہے بلکہ اس کے
اندر نجس سور کی اور مقدس گائے کی کھال لگی ہوئی ہے جس سے دونو ہندو و مسلمانون کو پرہیز ہے
اگرچہ مسلمان ماتھے پر ذات کی تمیز کے لیئے قشقہ نہین کھینچتے ہین مگر اپنی ریش مبارک کو بہت
عزیز رکھتے ہین اور کوئی کوئی مسلمان کان کے بالے کو بھی اپنا حرز جان جانتے ہین مگر یہان کے مسلمانون
مین بہت سی باتین ہندوپنے کی پیدا ہو گئی ہین اُنکے توہمات کچھ ہندوؤن سے کم نہین۔ غرض
۱۸۰۶ء کے موسم بہار مین دکن مین ہندو مسلمان سپاہی آپس مین برادرانہ ہمجات ہو کر اپنی ہمدردی
کی باتین کرتے تھے اور ان سخت احکام سے بچنے کے لیئے تدابیر کرتے تھے۔ گرمی اور برسات کا موسم تھا
سپاہیون کو فرصت تھی آپس مین ملکر حاکمون کی نسبت تھوڑی بہت بکواس کرتے تھے سپاہیون سے
زیادہ بازارون اور گلیون مین افواہین اڑتی تھین۔ مسافر فقیرون کو بہت سی نئی نئی باتین سوجھتی
تھین اور وہ بڑی وحشت زدہ خبرین ایک جگہ سے دوسری جگہہ لے جاتے تھے اور پیشین گوئیان
اپنی بیان کرتے تھے کہ وہ جلد پوری ہونے والی ہین کٹ پتلیون کے تماشون مین عجیب نقلین اتاری
جاتی تھین اور وحشت انگیز گیت گائے جاتے تھے اور اشعار و دوہے پڑھے جاتے تھے غیب سے
عجیب عجیب کاغذ لکھے ہوئے آتے تھے دیوارون پر عجیب عجیب اشتہارات چپکائے جاتے تھے
غرض ان باتون سے سپاہی یہہ سمجھنے لگے کہ ایک انقلاب پیدا کیجیے تو فائدہ حاصل ہو اور تکلیفون سے
نجات ملے سپاہیون کی بہت سی شکایتون مین سے چند نیچے لکھی جاتی ہین۔
اگر سرکار کمپنی کی ملازمت مین اسکی ساری عمر بسر ہو جائے اور جو کچھ وہ حق خدمت ادا کر سکتا ہے اسکو ادا
کرے تو بھی وہ صوبہ دار کے عہدہ سے آگے نہین بڑھ سکتا اب وہ وقت خواب خیال ہو گئے جنمین

ممتاز ہندوستانی سپاہی اعلےٰ درجہ کے عہدون پر مقرر ہوتا تھا اور انکو بڑی تنخواہین و مشاہرے ملتے تھے اب تو وہ وقت آ گئے ہین کہ ہندوستانی اعلےٰ عہدون پر پہنچنے کے بجائے دستور کے موافق ادنےٰ عہدہ پر نیچے گرایا جاتا ہے۔ سپاہی جو پہرہ پر ہو وہ انگریزی افسر کی سلامی ہتھیار کے پیش کرنے سے اتارتا ہے لیکن ہندوستانی افسر کو وہ ہاتھ سے بھی سلام نہین کرتا۔ ایک انگلش سارجنٹ اعلےٰ درجہ کے ہندوستانی افسرون پر حکمرانی کرتا ہے۔ پر بڑے بڑے انگریزی افسر غلطیان کرتے ہین کمانڈ کے غلط الفاظ کام مین لاتے ہین اور اسکا الزام ہندوستانی سپاہیون پر لگاتے ہین اور انکو برا بھلا کہتے ہین۔ وہ ہندوستانی جنکے سر کے بال سرکار کی ملازمت مین سفید ہو گئے ہین انکو بر ملا انگریزی لڑکے برا کہتے ہین۔ مارچ کے مہینے مین ہندوستانی افسر اسی خیمے مین مجبوراً رہتے ہین جس مین اور عام سپاہی رہتے ہین اور ہندوستانی ریاستون کی طرح ان کی سواری کے واسطے ہاتھی پالکی نہین مقرر ہوتی خواہ انکو سفر کیسا ہی دور دراز کرنا پڑے اگر وہ گھوڑون یا ٹٹوؤن پر سوار ہوتے ہین جنکو وہ اپنی تنخواہ کی بچت سے خریدتے ہین تو انگریزی افسر اپنی ناک بھون چڑھاتے ہین کہ یہہ نو دولت نئے بگڑے ہین سپاہی کہتے ہین کہ نظام اور رئیسون کے سپاہی انگریزی صوبہ دارون اور جمعدارون سے اچھے ہین بیان کیا جاتا تھا کہ کمپنی کے افسر سپاہیون کو انکے گھرون سے بڑے دور دراز کے فاصلہ پر لے جاتے ہین جب وہ ایک غیر ملک مین مر جاتے ہین ان کے بیوی بچے بھیک مانگنے کے لئے چھوڑ دیئے جاتے ہین ہندوستانی والیان ملک جب نئے ملکون کو فتح کرتے ہین تو ممتاز سپاہیون کو اراضی معافی عطا کرتے ہین کمپنی کے افسر الفاظ شیرین مین خالی تعریف کرنے کو کافی جانتے ہین اشراف انگریزون کی آشنا عورتین ہندوستانی افسرون سے زیادہ تنخواہ پاتی ہین۔ انگریز تو اس ملک کی خوبصورت سے خوبصورت عورتین اپنے زنانہ مین داخل کر لیتے ہین ہندوستانی افسر مشکل سے رنڈیون کو بھی دیکھ سکتے ہین اور سب پر طرہ یہہ تھا کہ سر ارتھر ولزلی نے یہہ حکم دیا تھا کہ زخمی ہندوستانی سپاہیون کو گولیون سے مار دو۔ یہہ غلط کہانیان جو گھڑی گئی تھین اپر جھوٹ اور اتہام کا خول چڑھا ہوا تھا مگر اسکی نیچے کی تہ مین سچ بھی بہت تھا یہ شکایتین جو بیان کی گئین ان کے بڑے حصہ کے مرض مزمنہ کی طرح سپاہی برداشت کر رہا تھا اور آیندہ خاموشی صبر سے تحمل کرتا اگر اسکی پیشانی پر سے ذات کی نشانی کا تلک نہ اڑایا جاتا اور اس کے

کان کے بالے بالیان نہ اتاری جاتین اور ہیٹ اسکے سر پر نہ پہنائی جاتی اور ڈاڑھی چھوڑی جاتی بیچ سے نہ اڑوائی جاتی ان باتون سے وہ اپنے خشم و غصہ کو نہ روک سکا قیاحتون کا مجموعہ اتنا جمع ہو گیا تھا جسکو یہہ سمجھا ناکہ وہ قابل برداشت نہین کچھ مشکل نہ تھا تو اسنے اپنے حقوق کی محافظت کی لئے سرکار کو ضرر پہنچانے کا قصد کیا اسکے سکھانے والے بھی دور نہ تھے۔ ٹیپو سلطان کا خاندان قریب تھا وہ قلعہ ویلور مین امیرانہ ٹھاٹھ سے رہتا تھا تب یون کی طرح نہین۔ اسکے پاس دولت بے حساب تھی اور سامان نوکرون کا بڑا ہجوم تھا۔ یہہ شہزادے اپنی بادشاہی بھولے نہ تھے اور انگریزون نے جو احسان انکے ساتھ کیئے تھے انکو بھول گئے تھے وہ اپنی عیش و عشرت کی منیا مین اپنی کھوئی ہوئی سلطنت کی خواب دیکھہ رہے تھے یہہ بھی ایک طریقہ بادشاہی حاصل کرنے کا تھا کہ سپاہ کو بہکا کر سرکار کمپنی سے برگشتہ کر دینے اب اس کام کا وقت آگیا تھا انہون نے اپنا کام شروع کیا اگر انگریزی افسرون اور سپاہ مین وہی تعلقات ہوتے جو کچھ برس پہلے تھے تو سپاہ کو بہکا کر سرکار کمپنی سے برگشتہ کرنا بڑا ہی مشکل کام ہوتا مگر اب پرانے سپاہی تو پنشن پر چلے گئے تھے سپاہ مین نئے افسر اور نئی سپاہی ایسے تھے جو ایک دوسرے سے شناسا نہ تھے اسلیئے سپاہ کو بہکا کر سرکار کمپنی سے باغی بنانا آسان ہو گیا ؁ مئی کو ایڈجوٹنٹ جرل اگینو صاحب فورٹ سینٹ جارج سے اپنے کام پر سے اٹھے تھے کہ ان پاس یہہ خبر آئی کہ ایک پلٹن بغاوت پر تلی بیٹھی ہے۔ سرجان کرے ڈوک نے ویلور مین آکر اس فساد کی خبر کو رفع دفع کر دیا دو سپاہیون کو کورٹ مارشیل نے بیت پٹوا دیئے۔ باغی سپاہ مدراس بھیجدی گئی اور اسکی جگہہ اور سپاہ بلالی گئی۔ مگر ویلور سے یہہ وبا بالکل رفع نہ ہوئی گو اس وقت وہ دب دبا گئی یہہ مقامی وبا نہ تھی بلکہ ملک کی ساری چھاونیون مین پھیلی ہوئی تھی انگریزون کو سپاہیون کی کارستانیون سے خبر نہ تھی۔

ویلور مین باوجودیکہ بغاوت کے آثار نمودار ہو چکے تھے مگر وہان نہ گوردن کی سپاہ بھیجی نہ ہندوستانی سپاہ کی ٹیپو سلطان کے خاندان کے ساتھہ آمد و رفت روکی گی وہان کے آدمیون نے ان سپاہیون کو سمجھایا کہ تم مین سے ہر یک سپاہی عیسائی بنایا جائیگا اسکی وردی کے ہر حصہ کا امتحان کیا جاتا کوئی حصہ صلیب بتا دیا جاتا جسکا لگانا عیسائی ہونے کی خاص نشانی ہے پھر کہا جاتا کہ اس کا پہننا تو بالکل فرنگی بننا ہے ٹوپی والا تو فرنگی کا دوسرا نام ہے غرض سپاہیون کو یہہ فہمائش ہوتی کہ

بغاوت ویلور جولائی ۱۸۰۶ء

تم خوب سمجھ لو کہ اول تم عیسائی بنائے جاؤ گے اور اسکے بعد رعیت اور بازاری آدمیوں کو یہہ ہیٹ پنہائی جائیگی جس سے سارے ملک پر خرابی آئیگی قلعہ کے اندر اور باہر یہی چرچا رہتا تھا کہ انگریز زبردستی سپاہ کو عیسائی بنانے کو ہین اور یہہ ہیٹ ہندوؤن کی ذات خراب کرنے کے لیئے اور مسلمانون کے ایمان کھونے کے لیئے بنائی گئی ہے انگریز ان سب باتون سے بالکل ایسے ناواقف تھے کہ جب ایک سپاہی مصطفے بیگ نے افسرون کو یہہ خبر سنائی کہ سپاہ بغاوت پر آمادہ ہے تو افسرون نے اسکو پاگل سمجھکر جیل خانہ مین بھیجدیا کہ وہ ناحق اپنی پلٹن کا منھ کالا کرتا ہے مگر جب اسکی پیشین گوئی پوری ہوئی تو اسکو دو ہزار پگوڈا انعام دیئے اور صوبہ داری کا منصب دیا۔ وہ اول سپاہ کی سازش مین خود شریک ہوا تھا اور پھر اسنے انگریزون کو سازش کی اطلاع دی اسطرح اسنے اول انگریزون کو دغا دینے کا کام کیا پھر پلٹن سے دغابازی کی جب اسکو انعام ملا تو یہہ کہا گیا کہ سرکار کمپنی کے اشرف ملازمون کی طبیعت اور اسکی گورنمنٹ کی خاصیت یہہ ہے کہ چور کو خوش کرتی ہے اور دیانتدار آدمی کو سزا دیتی ہے

۱۰- جولائی سنہ ۱۸۰۶ء دفعتہً بھانڈا پھوٹا - ایک دن پہلے بہت سے آدمی قہقہے لگاتے ہوئے شیخیان بگھارتے ہوئے اور آپس مین جنگ کی نقل اتارتے ہوئے کچھ پیدل کچھ سوار قلعہ مین داخل ہوئے جنکو یہان کچھ کام نہ تھا۔ شام کو انگریزون کو گالیان بھی خوب دین۔ ہندوستانی زبان مین ایک اجیٹن کو اسکے منھ پر گالیان سنائین۔ اگرچہ یہہ تحقیق نہین کہ بلوہ مچانے کی کوئی تاریخ پہلے سے مقرر ہوئی تھی مگر خانگی خط وکتابت سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ ۱۴-ہی تاریخ قرار پائی تھی۔ یہہ ٹھیرا تھا کہ میسور کا جھنڈا جو تیار ہو رہا ہے جب کھڑا ہو جائے تو اسکے پندرہ روز بعد بلوہ کیا جائے۔ اتفاق سے یورپین افسر گارڈ بیمار ہو گیا اور صوبہ دار بھی علیل ہو گیا۔ قاسم خان جمعدار جو بغاوت کا بڑا سرغنہ تھا وہ روند کرنے گیا وہ شراب مین ایسا بدمست ہوا کہ وہ اپنے غصہ کو روک نہ سکا کہ روز معینہ کا انتظار کرتا اسنے سر دست بلوہ برپا کر دیا اسکے اور ساتھی اس مین وقفہ چاہتے تھے۔ دفعتہً جو وہ بیدار ہوئے تو اپنے کام کرنے کے قابل نہ تھے اور خطوط جو انگریزون کے بدخواہ پولی گارون کے اور میسور کے لیئے لکھے گئے تھے وہ ہنوز نہین بھیجے گئے تھے یہہ یقین کیا گیا تھا کہ چند روز مین دس ہزار سپاہی جو خاندان حیدر علی کے خیر خواہ ہین مسلمانون کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو جائینگے۔ صرف ویلور پر ایک ہفتہ کے لیئے قبضہ ہونا چاہیئے پھر تو کل ملک باغیون کے ہاتھ مین ہو جائیگا۔

۱۰- جولائی سنہ ۱۸۰۶ء

ویلور مین گورون کی سپاہ چار کمپنیان شاہی ۶۹ پلٹن کی تھین آدھی رات کے بعد دو بجے سے گورون اور انگریزون کا قتل شروع ہوا پہرہ کے سپاہیون کو گولیون سے مار دیا سوتے ہوئے گورون کو ہلاک کیا اسپتال مین بیمار گورون کو ذبح کیا۔ افسر اپنے بچھونون مین یہہ غیر معمولی ہنگامہ کی آواز سنکر اٹھے تو انکو باغیون نے گولیان مار کر مار ڈالا۔ زندہ ملن مین سے دو مین بھاگ کر بارکون مین گئے اور وہان جو گورے تھے انکے کمانیر بن کر باغی سپاہیون پر حملہ آور ہوئے مگر انپر دشمن غالب آئے۔ فقط سپاہیون نے سرکشی نہین کی تھی محل کے آدمیون نے بھی باغیون کی امداد کی شہزادون نے باغیون کے واسطے کھانا بھجوایا جس سے تھکے ہوئے باغی پھر تازہ دم ہوئے ٹیپو سلطان کا تیسرا بیٹا شاہزادہ معز الدین بذات خود سرکشی کا سرغنہ بنا اور اپنے ہاتھ سے باغیون کو بیڑے دیئے اور سلمانون کے خاندان کے بحال کرنے کے بڑے بڑے انعام اکرام مقرر کیئے اسی کے مکان مین سے شیر کی کھال کا علم میسور کا ایک خدمتگار لایا اور دین دین کے نعرون کے ساتھ محل کی دیوارون پر کھڑا کیا سپاہیون نے فرنگیون کو قتل کیا اور لوگون نے انکا گھر بار لوٹنا شروع کیا پھر سپاہی بھی انکے ساتھ لوٹ مین شریک ہو گئے سپاہیون کو حرص ایسی دامنگیر ہوئی کہ وہ اپنے اصل مطلب کو بھول گئے۔ قلعہ مین انگریزون کو نہین مارا مگر وہ موت سے بدتر حالت کے لئے زندہ رکھی گئین کہ جب سب انگریزون کو فنا کر لینگے تو انکو سلمان بی بی بنائینگے ✥

جسوقت یہان یہہ خوفناک کام ہو رہے تھے اور ٹیپو کے بیٹے خوشیان منا رہے تھے کہ میسور مین سلطان کی سلطنت پھر قائم ہوئی اسوقت میجر کوٹ یہہ خبر سنکر ارکاٹ مین گئے وہان ۱۹ رجمنٹ ڈرگون کی موجود تھی جسکے کمانڈر کلیپائی تھے کوٹ صاحب نے انکو ۶ بجے یہہ خبر سنائی تھی کہ تیدرہ منٹ مین کلیپائی مع اپنے گورے سوارون کے اور ایک ہندوستانی رسالہ کے ساتھ ویلور مین آموجود ہوئے حیدر علی کا یہہ مقولہ کہ انگلش اپنے گورون کو شکاری چیتون کی طرح پنجرون مین بند رکھتے ہین جو دفعۃً اپنے دشمن پر لپک کر اسکو ہلاک کرتے ہین جیسا اسوقت عمل مین آیا ایسا پہلے کبھی نہین آیا تھا جسکا اثر بڑا خوفناک اسکی اولاد اور ملازمون پر پڑا کرنیل کلیپائی نے آتے ہی قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ ان گورون کے آنے سے کالون کی رنگتین سفید ہو گئین اور پھر وہ گاجر مولی کی طرح

کاٹے جانے لگے تھوڑی دیر مین تین چار سو قتل ہوکر خاک مین برابر ہوئے اور بہت سے مقید ہوئے کچھ قلعہ کی دیوارون پر سے کود کر بھاگ گئے یا اپنے ہتھیار پھینک کر جان کی امان کے لیئے گڑگڑانے لگے برافروختہ خاطر سوار جنہون نے ویلور پر ٹیپو سلطان کا شیر کی کھال کا پھریرا پھیراتے دیکھا تھا اس گرم صبح مین گھوڑون پر سوار ہوکر جب یقین کرتے کہ ہم نے اپنا کام پورا کیا کہتے کہ سب پلٹون کو مارڈالتے۔ انکو بڑا اشتیاق تھا کہ محل کے اندر گھس کر ان لوگون کو مناسب سزا دین جنہون نے انکے ہم وطنون کو بے رحمی سے قتل کرانے کے لیئے اکسایا تھا کچھ دیر کے لیئے کلیسائی صاحب کے دل مین یہہ ارادہ ہوا تھا کہ کرنیل میری اوٹ نے جنکی حراست مین میسور کا خاندان تھا اس خیال کو دور کردیا اور کلیسائی صاحب نے اپنا ہاتھ روک لیا اور اپنی فتح کو ظلم سے ملوث نہین کیا۔ ٹیپو کے خاندان کے سب اراکین اسکے ہاتھ مین تھے اسپر وہ رحم کیا جو غریب بیکس درماندون پر کرنے سے عیسائی سپاہی کیا کرتے ہین اور اس سے خوش ہوتے ہین +

حیدرآباد دکن

ابہی یہہ طوفان تھمنے نہ پایا تھا کہ بڑا دہشت ناک نہین ہوا تھا کہ گورمنٹ نے یہہ ارادہ مصمم کرلیا کہ سپاہ کے رسم و رواج و عادت کے برخلاف جو احکام جاری کئے گئے ہین وہ سب منسوخ کئے جائین۔ کچھ دیر کے لیئے سرکشی اپنے صدر مقامون مین فرو ہوگئی ویلور پر پھر انگریزی پھریرا پھرانے لگا لیکن دکن کے اور مستحکم مقامات مین سرکشی کا مادہ باقی رہا تھا میسور اور کرناٹک ہی ایسے مقام نہ تھے جہان انگریزون کے ساتھ بے وفائی و بے مہری کی بحث و بیزہ ہورہی ہو بلکہ دکن مین اسطرح وہ ظاہر ہورہی تھی کہ کچھ مدت کے لیئے اسکے سبب سے بڑا خوف و خطر پیدا ہوا حیدرآباد دارالسلطنت نظام مین بڑی برافروختگی ہورہی تھی یہہ خوف تھا کہ ہندوستانی سپاہ انگریزی جو وہان ہے اسکو اور لوگ سوار نظام کے ایسا نہ بہکا و بھڑکا دین کہ وہ سرکش و باغی ہوجائے۔ ایک نیا کمانڈر کرنیل مونٹ ایسور ایسا مقرر ہوا تھا جو اس ملک کی عادات اور رسم و رواج سے بالکل واقف نہ تھا یا تھوڑا واقف تھا اسنے ان احکام کی جنکا اوپر ذکر ہوا سپاہ سے تعمیل کرانے مین سختی کی اور اسپر کچھ اور سخت احکام اپنی طرف سے اضافہ کیئے کہ بازار مین سپاہی باجا نہ بجائے جسکے یہہ معنی تھے کہ شادی و غمی کی رسم کو اپنے رواج کے موافق نہ ادا کرے غرض سپاہ کو پورا الیقین ہوگیا کہ انگریزون کا ارادہ ہے کہ ہماری جات کو مٹادین اور ان کے مذہب کو باقی نہ رکھین اور انکو عیسائی بنالین۔ انگلنڈ سے نئے پادری آئے تھے اور جرنیل وی ایس نے

سپاہیون کو چرچ مین مارچ کرایا تھا بس حیدر آباد مین اس کا ذکر تھا کہ یہہ مارچ کیون چرچ مین ہوا تھا مگر نظام اور اسکے وزیر میر عالم نے عین وقت پر ایسی تدبیرین کین کہ بغاوت برپا نہونے پائی اور جب حیدر آباد مین قتل عام کی خبر پہنچی تو کرنیل مونٹ ری سر وصاحب نے احکام کی تعمیل کرنے مین سختی کو چھوڑا اور نرمی اختیار کی

۲۲۔ جولائی ۱۸۰۶ء کو ۲۳ رجمنٹ مدراس نے اپنی وردی مین سے سارے چمڑے کی چیزون کو الگ کر دیا مگر اس پلٹن کے چار صوبہ دار جو بغاوت کے سرغنہ تھے گورون کے پہرون مین مچھلی پٹم بھیجدیئے گئے تو اسکا اثر شہر اور چھاونی پر اچھا ہوا +

نندی ڈرگ میسور کے وسط مین ہے یہان شروع سال سے سپاہ اپنی ناخوشی ظاہر کر رہی تھی وہان فقرا کا فالین دیکھنے والون کا نجومیون کا کٹ پتلیون کے تماشا گرون کا عجب عجب طرح کی پیشین گوئیان کرنے والون کا اثر بہت تھا اور انکا کہنا سننا بہت چلتا تھا اس مقام مین تھوڑی سپاہ تھی اور قلعہ اس کے پاس پر احصین تھا اسنے قلعہ کی دیوارون پر علم بغاوت بلند کیا جو بنگلور مین نظر آتا تھا۔ ہندو مسلمان آپس مین دعوتین کرتے تھے اور باہم بقسمیہ عہد و پیمان ہوتے تھے کہ ہم آپس مین ملکر بھائیون کی طرح کام کرین گے اور انہون نے قسم کھائی کہ ہم اپنے انگریزی افسرون کو قتل کرین گے مگر اس کام کے کرنے مین انہون نے اتنی دیر لگائی کہ ناکامی ہوئی روز اور ساعت انگریزون کے قتل کرنے کا مقرر ہوگیا ہندوستانی سپاہیون نے اپنی کنبون کو قلعہ کے باہر بھیجدیا اور سب طرح سے مفسدہ پردازی آمادہ ہوئے۔ ۱۸۔ اکتوبر ۱۸۰۶ء کو آدھی رات سے دو گھنٹے پہلے سپاہیون کا قصد اپنے افسرون حملہ کرنے کا اور کسی انگریز کو زندہ نہ چھوڑنے کا تھا لیکن آٹھ بجے اسی رات کو انگریزون کو اسکی خبر ہوگئی بنگلور سے کمک روانہ ہوگئی اور کرنیل ڈیوس نے گورون کے سوارون کو لاکر انتظام کر لیا +

نومبر نئی تکلیفین لایا۔ پالی ام کوٹا ایک مقام ساحل بحر سے بہت نیچے تھا مجر ولش مع چھ انگریزی افسرون کے ایک ہندوستانی پلٹن کے کمانڈر تھے۔ ویلور مین جو آدمی مارے گئے تھے انکے بہت رشتہ دار اس پلٹن مین تھے جو اپنے عزیزون کے سوگ مین بیٹھے تھے اور انتقام لینا چاہتے تھے اس مہینے کے تیسرے ہفتہ کے آخر مین یہہ یقین کیا گیا تھا کہ مسلمان سپاہیون کا ارادہ ہے کہ یہان کے سب انگریزی افسرون کو مار ڈالین انگریزی افسر کو اسکی خبر ہوگئی اسنے تیرہ ہندوستانی افسرون کو قید کر لیا اور پانچ سو مسلمان سپاہیون کو قلعہ سے باہر نکال دیا۔ پھر یہہ معلوم ہوا کہ اس بغاوت کی کچھ اصل نہین تھی اس کا

خالی خوف ہی خوف تھا کرنیل وائس نے آنکر تمام سپاہیون سے وفاداری کا حلف لیا سب نے خوشی سے دیا ایسا ہی حال والاجاہ آباد مین ہوا ٭

مدراس گورنمنٹ کو ان چھ مہینون مین تحقیق ہوگیا کہ سپاہ دل سے انگریزون سے اس سبب سے ناراض ہوگئی ہے کہ اسکے دل مین یہہ ایک بیجا خوف بیٹھ گیا ہے کہ گورنمنٹ اسکی جات کو برباد کرنا زبردستی عیسائی کرنا چاہتی ہے۔ گورنمنٹ نے تمام وہ قواعد جنسے سپاہ ناراض ہوئی تھی خوف کے مارے منسوخ کردئیے اور لارڈ ولیم بنٹنک نے مربیانہ نوازش سے ۲- دسمبر ۱۸۰۶ء کے اجلاس مین ایک اشتہار مرتب کیا وہ ہندوستانی و تاملی تلوگو زبانون مین ترجمہ ہوکر ہر پلٹن مین سنانے کے لیئے بھیجا گیا اول اس مین بیان کیا گیا کہ بعض بدنیت خبیث طینت آدمیون نے سپاہ کو بہکا کر انکے دلین یقین پیدا کردیا ہے کہ برٹش گورنمنٹ انکو زبردستی عیسائی بنانا چاہتی ہے پہر بیان کیا گیا کہ سپاہ اپنی اپنی خوش نصیبی کی تقین کرے کہ دنیا کے کسی حصہ مین سپاہی کے حال پر اس سے زیادہ مہربانی و فیاضی نہین کی گئی ہے جو برٹش گورنمنٹ نے اسپر کی ہے اسکو چاہیئے کہ وہ اپنے اسی قدیمی طریقہ کو اختیار کرے جسنے اسکو لارنس اور کوٹ اور بہادر افسرون کے زمانہ مین ممتاز و سرافراز کیا تھا اگر وہ یہہ نہ کریگی تو وہ خوب جان لے کہ گورنمنٹ جیسی اپنی مہربانی مستحقین کی محافظت کے لیئے کرتی ہے ایسے ہی خطاوارون کے سزا دینے کے لیئے آمادہ رہتی ہے"۔ برٹش گورنمنٹ نے خطاوارون کے سزا دینے مین بڑی نرمی اختیار کی قتل کے بہت سے مجرمون مین سے چندہی کو پہانسی دی بہت سے مجرم جنپر اس بغاوت مین شریک ہونا ثابت ہوا وہ فقط اپنی نوکری سے موقوف کیئے گئے۔ گورنمنٹ کلکتہ نے یعنی سر جارج بارلو نے نائل پلٹنون کا نمبر سپاہ کی فہرست مین سے نہین کاٹا ہوم گورنمنٹ نے مدراس کے اعلے حکام پر ملامت حق یا ناحق کی اور گورنر اور کمانڈر انچیف اور ایڈجوٹنٹ کو عہدون سے برطرف کیا۔

### اسباب بغاوت

اگرچہ ۱۸۰۶ء مین بغاوت کی نوبت آگئی تھی مگر ۱۸۰۷ء مین اسباب بغاوت کی تحقیقات شروع ہوئی ان سوالات پر سخت مباحثہ ہوا کہ سبب بغاوت کیا تھا؟ بغاوت مین کسکی خطا تھی؟ کیا یہہ فقط سپاہ کی بغاوت سپاہیون کی اندرونی برافروختگی سے پیدا ہوئی تھی یا کوئی پولیٹکل تحریک سے ہوئی تھی جو بیرونی ایجیٹیشن سے پیدا ہوئی تھی؟ ان سوالات پر بحث کرنے والے دو فریق ایک پولیٹکل اور دوسرا ملیٹری تھے اول فریق یہہ کہتا تھا کہ سپاہ مین جو سخت قواعد جدید جاری ہوئے اسکے سبب سپاہ نے

بغاوت اغتیاری دوسرا فریق یہہ کہتا تھا کہ اس بغاوت مین کچھ تو اعد جدید کو دخل نہ تھا ایک اور تیسرا فریق یہہ کہتا تھا کہ بغاوت کے برپا ہونے مین ان دونو فریق کا قصور نہ تھا بلکہ اس کا سبب پادری اور مشنری تھے یہہ خوف کہ ہندوستانی زبردستی عیسائی بنائے جائین گے فقط سپاہی کو نہ تھا بلکہ کل ہندوستانیون کو تھا - بازارون مین اسکی افواہین اڑتی رہتی تھین جو انکی داستانین گھڑی جاتی تھین انین سے ایک یہہ بھی تھی کہ سرکار کمپنی کے افسرون نے نئے بنے ہوئے نمک کے دو ڈھیر لگائے اور ایک پر سور کا خون چھڑکا اور دوسرے پر گائے کا خون اور اسکو تمام ملک مین بیچنے کے لیئے بھیجدیا کہ جس سے ہندوؤن کی جات اور مسلمانون کا ایمان بگڑ جائے اور سب انگریزون کی طرح ایک جماعت و ایک مذہب ہو جائین - جب یہہ بیہودہ ڈھکوسلہ ملک مین پھیلا تو بعض آدمیون نے نمک کھانا چھوڑ دیا بعض نے مہنگا نمک خرید کر کے اسکا ذخیرہ نہایت احتیاط سے کہین دور جا کر رکھا - ایک اور کہانی یہہ گھڑی گئی کہ ٹرنکومالی کے کلکٹر نے گورنمنٹ کے حکم سے عیسائی گرجا کی بنیاد کا پتھر ہندوؤن کے پیگوڈا (بت کدہ) کے قریب رکھا ہے اور آس پاس کے تمام سنگ تراشون کو بلایا ہے اور ہر گھر پر ٹیکس لگایا ہے کہ جس سے عمارت کی لاگت وصول ہو جائے اور پیگوڈا مین جانے کی اور بت پرستی کی ممانعت کردی ہے جب کلکٹر سے اس بات کی شکایت کی گئی تو اسنے یہہ جواب دیا کہ جو کچھ مینے کیا ہے وہ کوئی غیر معمولی بات نہین ہے گورنمنٹ کے حکم سے اسی قسم کی عمارت ہر شہر و قصبہ و گانوؤن مین بنائی جائیگی ہندوستان مین اس قسم کی حکایتون کا فوراً یقین ہوتا ہے جھوٹ جتنا موٹا ہو اتنا ہی آسانی سے ہندوستانی نگل لیتے ہین انکو بدذات دغاباز شریر ایسی حکایتون کو شہرت دیتے ہین اور جانتے ہین کہ اس سے ہماری غرض جو شور و شر مچانے کی ہے نکل آئیگی مفسدہ پرداز شریر یہہ امید رکھتے ہین کہ لوگون کو یہہ یقین دلانا کہ مذہب مین گورنمنٹ مداخلت کرتی ہے انکو گورنمنٹ کا بدخواہ اور دشمن بنادیگا - پادریون کے مواعظ سے اور ان کے کارخانون کے بننے سے مفسدون کو موقع ہاتھ لگتا تہا کہ وہ ایسی کہانیان مداخلت مذہبی کی بناتے تھے - گورنمنٹ تو عیسائی مذہب سے کوئی ایسا تعلق نہین رکھتی تھی سپاہ کی افسرون مین بہت تہوڑسی مذہب کی نشانیان پائی جاتی تھین سپاہیون کو مشکل سے یقین ہوتا تھا

کہ ان کے افسر کوئی مذہب رکھتے ہین یا دریون کو وہ اپنے مذہب کا غارت کرنے والا جانتے تھے جسے یہہ مداخلت مذہبی کی ہل چل پڑتی تھی +

(۳) گورنمنٹ کے خیالات

سوم گورنمنٹ نے بغاوت کے اسباب تحقیق کرنے کے لیئے ایک خاص کمیشن مقرر کیا اور اسکی تحقیقات کے موافق اسباب بغاوت یہہ ٹھیرائے کہ سپاہیون کے لباس اور انکی ظاہری صورت بنانے کے باب مین جو نئی نئی باتین ایجاد ہوئین انسے سپاہ کی بغاوت کو برپا کیا +

بارک پور مین بغاوت سنہ ۱۸۲۴ع

۴۷ - رجمنٹ کو برہما کی لڑائی مین جانے کا حکم ہوا تھا وہ بارک پور مین مقیم تھی وہ جاڑے مین اپنے جانے کی تیاریان کر رہی تھی انتظار کرنا اکثر پشیان ہونا ہوتا ہے برسات گرمی مین سپاہ کو انتظار کرنا پڑا کہ جنگ برہما کی یہہ وحشتناک خبر آئی کہ رامو مین لشکر انگریزی پر بڑی تباہی آئی برمیون نے تمام انگریزی پلٹنون کو مار ڈالا یا سمندر مین انکو دھکیل دیا اب وہ بنگال پر حملہ کرنے کو ہین اور اخبارون نے اس خبر پر اور حاشیہ چڑہائے کہ کمانڈر انچیف لڑائی مین مارا گیا اور گورنر جنرل نے غیرت کے مارے زہر کھا لیا اور ہندوستان کے اضلاع زیرین مین یہہ یقین ہو گیا کہ اب سرکار کمپنی کی سلطنت کا خاتمہ ہوتا ہے - ہندوستانی سپاہ کی خیرخواہی فتح کی ہوتی ہوتی ہے شکست مین اسکی خیرخواہی کا سخت امتحان ہوتا ہے پھر اس شکست کی خبر کے سوا یہہ اور کہانیان سننے مین آئین کہ جس ملک مین سپاہ کو جانا پڑیگا وہ بڑا دشوار گذار ہے اسکی آب و ہوا مہلک ہے دشمن بہادر ہین جب یہہ گپین بازارون مین اڑین تو سپاہ سرحد سے پرے جانے مین مذبذب ہوئی اتفاق سے باربرداری کے جانورون کا بھی کال تھا ہر چند کمسریٹ نے انکے بہم پہنچانے مین کوشش کی مگر وہ ناکامیاب رہا - اس حال مین بارک پور کی چھاونی مین یہہ خبر اڑی کہ باربرداری کے جانورون نہ ہونے کے سبب سے سپاہ کا سفر بارک پور سے چٹ گانون کو جہاز مین ہوگا اور ضلع بنگال کے پار رنگون مین جانا ہوگا اسپر سپاہ نے قسم کھائی کہ وہ سمندر مین سوار نہین ہوگی - ہر چند سپاہ کو سمجھایا مگر وہ اپنے ارادہ سے باز نہ آئی اسنے نافرمانی کے آثار نمودار کیئے پلٹن نے ۳۰ - اکتوبر کو پریڈ پر صاف کہا کہ ہم سمندر مین سوار ہو کر برہما مین جائین گے پہلی نومبر کو دوبارہ وہ پریڈ پر بلائی گئی تو سپاہ نے پہلے سے بھی اپنے برے تیور دکھائے - کمانڈر انچیف مع گورون کی دو رجمنٹون اور توپخانہ کی بارکون مین آئے انہون نے سپاہیون کو سمجھایا وہ نہ سمجھے اور اپنی بات پر بچون کی طرح ہٹ کرتے رہے

انکو حکم دیا گیا کہ وہ اپنے ہتھیار رکھدین اس سے بھی انہون نے انکار کیا تو گورون کی پلٹنون نے انپر توپون کی باڑ چلائی وہ ہتھیار پھینک پھینک کر دریا کی طرف بھاگے کچھ گولیون سے مارے گئے کچھ دریا مین ڈوب گئے انہون نے لڑنے کا قصد نہین کیا انکی بندوقین جو زمین پر جا بجا پڑی ہوئی تھین بالکل خالی تھین +

اب ان گرالون کے بعد ملیٹری قانون کی باری آئی - بغاوت کے بعض سرغنون پر جرم بغاوت ثابت ہوا انکو پھانسی دی گئی اور ساری رجمنٹ کا نام سپاہ کی فہرست مین سے خارج ہوا - گو اس طاقت و ثبوت کے اظہار نے ایک مدت کے لیے بغاوت کو دبا دیا مگر اسکا سیلان یہہ تھا کہ نافرمانی کی بیجون کو بڑی وسعت مین پھیلائے کل بنگال کی سپاہ پر اسکا اخلاقی اثر بہت برا ہوا اس قتل کی خبر تار برقی سے بھی زیادہ جلد ایک بازار سے دوسرے بازار مین پہنچ گئی -

رجمنٹین جو سرحد پر پہنچ گئین تھین اس وحشتناک خبر کو سنکر بڑی مایوس ہوئین وہ اسپرا سے پہلے عدالت کے ساتھ مناقشہ کر رہی تھین کہ انگریزی سردارون کو یہہ خبر ڈاک پہنچاے - ایک بڑے ہندوستانی افسر نے کہا کہ وہ تمہارے اپنے سپاہی تھے جنکو تم نے غارت کیا اب مین آگے اس سے زیادہ کچھ نہین کہتا -

بنگال کی رجمنٹین مع اس سپاہ کے جو برہا کی مہم پر بھیجی گئی تھین اپنی جداہی شکایت کرتی تھین اور اس واقعہ نے توانکی تکرار اور حجت کو اور زیادہ کڑوا کر دیا - اعلے درجہ کی جات کے سپاہی اس بات پر اینٹھ اور بگڑ رہے تھے کہ اراکان کے قبضہ پانے پر یہہ حکم صادر ہو رہا تھا کہ وہ اپنی بارکین اونیٹین بنالین - گورون نے اور مدراس کے سپاہیون نے اس حکم کی تعمیل خوشی سے کرنی شروع کی مگر بنگال کی سپاہ نے یہہ شاخسانہ نکالا کہ برہمنون اور رجپوتون کی مدارات قلیون کی سی کی گئی اس سے یہہ خوف کچھ دیر رہا کہ بارک پور کا سا ہنگامہ یہان برپا ہو مگر جنرل موریسن نے ایسی باتین سپاہیون کی تالیف قلوب کی کین کہ جنکا ترجمہ سپاہیون کو سنایا گیا جسکے ہر لفظ نے انکے دل پر اثر کیا اور وہ آپس مین ایک دوسرے کے چہرہ کو دیکھنے لگے اور اپنے ہمراہیون کے چہرہ مین جو کچھ پڑھا اسے سمجھ گئے اور اپنے کامون مین لگ گئے اسطرح چند مہربانی کے الفاظ نے بغاوت کو نہ ہونے دیا -

جب سب طرح سے امن امان ہو گیا تو یہہ نئی تکلیف پیدا ہوئی کہ کمپنی نے تخفیف کا بازار گرم کیا اور نصف

بغاوت کا دوبارہ ظہور

نصف بھتہ کا حکم

بھتے کا حکم دیا جسکا صدمہ ایسے کمزورون پر پہنچا جو اسکی برداشت کی قابلیت نہین رکھتے تھے لیکن اب کی دفعہ افسرون نے پہلی دفعہ کی طرح سرتابی نہین کی لیکن نہایت عجز و انکسار کے ساتھہ اپنی درخواست کی سپاہیون نے دیکھہ لیا کہ ہماری انگریزی افسرون کی بھی کچھہ نہین چلتی +

جسمانی سزا کا ہندوستانی سپاہ مین موقوف ہونا

اس امن امان کے زمانہ مین ایک اور حکم صادر ہوا کہ ہندوستانی سپاہ مین تازیانہ زنی کی جسمانی سزا موقوف کی جائے اور گورون کی سپاہ مین وہ بدستور قائم رہے - ہندوستانی سپاہی بدمعاش شرابی بہت کم ایسے ہوتے تھے جو تازیانہ کے نیچے آتے - ہندوستانی سپاہی اس حکم کو انگریزون کی انسانیت کے سبب سے نہین سمجھے بلکہ خوف کے سبب سے - مسٹر چارلس ایلس یہہ حکایت بیان کرتے ہین کہ ۱۸۳۹ع مین ایک پرانے پنشن دار صوبہ دار سے پوچھا کہ یہہ حکم جسمانی سزا کے موقوف ہونے کا کیسا ہے تو اسنے کہا کہ اس سزا کے موقوف ہونے سے یہہ فائدہ ہے کہ بہت سے آدمی جو سپاہ کی ملازمت اس خوف کے سبب سے نہین کرتے تھے وہ کرنے لگینگے تو صاحب نے یہہ کہا کہ سپاہ بے ڈر ہوگیا تو ایک اور افسر نے کہا کہ انگریز ہمارے اوپر اچھی طرح تسلط رکھنے کے لیے ایک ہاتھہ مین کوڑا اور دوسرے ہاتھہ مین مٹھائی رکھتے ہین اب آپ نے کوڑے کو پھینک دیا تو دونو ہاتھون مین مٹھائی لے لیجے - اس حکم کی نسبت مختلف رائین تھین مگر جنکی رائے قابل تعظیم و ادب ہے وہ اس تجویز کو اچھا جانتے تھے مگر دس برس بعد لارڈ ہارڈنگ نے اس حکم منسوخ کر دیا جس کی وجوہ ہم نے انکے حالات مین بیان کین ہین +

جنگ افغانستان کا اثر ہندوستانی سپاہ پر

جنگ افغانستان نے ہندوستانی سپاہ کو یہہ نیا سبق پڑھایا کہ انگریزی سپاہ ایسی نہین ہے کہ اسپر کوئی دوسرا فتحیاب نہ ہوسکے اب تک اسنے سرکار کمپنی کو فتحیاب ہونے کو ہی دیکھا تھا اب اسنے دیکھا کہ افغانستان کی برف انگریزی سپاہ کے خون سے سرخ ہو رہی ہے - سرکار کمپنی کا اقبال اب وہ نہین رہا جو پہلے تھا اب سلطنت جلد ختم ہونے کو ہے - اسکی فتوح صد سالہ کا طلسم ٹوٹ گیا - بالائے ہند کے تمام بازارون مین یہہ چرچا تھا کہ اب فرنگیون کا ادبار آگیا ہے اور وہ بہت جلد سمندر مین چلے جائین گے - سکھہ اور مرہٹے انگریزون کی شکست پانے سے بڑے خوش تھے انگریز اس شکست سے ہندوستانیون کے آگے منھہ کرکے بات کرنے سے شرمندہ ہوتے تھے وہ خائف تھے کہ معلوم نہین آیندہ زمانہ کیسا آئے اب انکو دوستون کی وفاداری اور سپاہ کی خیرخواہی پر بھروسا و اعتبار نہین رہا تھا - جب سکھہ

انگریزون کے ساتھ وفاداری مین ڈھل مل ہو گئے تھے - برہمن سپاہیون سے گنگا جلی اُٹھوا کے قسمین
لے رہے تھے کہ وہ کمانڈر کے حکم کی تعمیل نہ کرین - مختلف رجمنٹون مین رات کو مخفی
صلاح و مشورے ہوتے تھے لیکن پالک اور ہنری لارنس صاحبان شکسپیر کی فرزانگی اور شوکت و مردانگی نے
ساری سپاہ کی تالیف قلوب کی اور اسکو کابل کی دیوارون تک پہنچا دیا اور فتح حاصل کرکے اپنے اقبال کے
ستارہ کی چمک دمک پہلے ہی سے دکھا دی - ہندوستانی سپاہ نے جا کر وہ کار ہاے نمایان کیئے
کہ پالک اور نات نے انکی تعریف کی +

جنگ افغانستان کی فتحیابی کے بعد سندھ و گوالیار سے لڑائیان ہوئین جنمین فتحیابیان ہوئین سندھ
کی فتح کا نتیجہ یہہ تھا کہ سرکار کمپنی کے ملک نے وسعت پائی مملکت کا وسیع کرنا بغیر اسکی محافظت بڑھانے کے
کچھ معنی نہین رکھتا یہہ بھی مانا جا سکتا ہے کہ جب فتح کرنے اور دشمنون کے مطیع کرنے سے دشمنون کی
تعداد کم ہو تو سپاہ کی ضرورت بجاے زیادہ ہونے کے کم ہونی چاہیئے سندھ کے الحاق کرنے
سے سرکار کمپنی کے ملک کی سرحد بڑی مستحکم اور استوار ہو گئی تھی مگر سرکار کی سلطنت کی سلامتی کا مدار
سپاہ کی خیر خواہی و نیک سگالی پر تھا - سرکار کے دشمنون کی کمی اور ملک کے رقبہ کی بیشی سپاہ کے
قبضہ مین رکھنے کے لیئے سپاہی کی وقعت کو گھٹاتی تھی اور اسکو اپنی خدمت زیادہ تکلیف رسان
اس سبب سے معلوم ہوتی تھی کہ غیر اجنبی ملکون مین اپنے وطن سے دور دراز کا فاصلہ پڑ جاتا تھا اور
زیادہ ملٹری پولس کا کام کرنا پڑتا تھا - توسیع ملک انگریزون کو ہندوستانی سپاہ کا محتاج بناتی تھی اور یہہ
محتاجی زیادہ اندیشناک ہوتی جاتی تھی لارڈ ڈلہوزی کے زمانہ سے پہلے ملک سندھ کا انگریزی
عملداری مین الحاق ہونا ابتدا الحاق ممالک کی تھی - اس ریگستانی ملک مین سپاہی کو اجنبی آدمیون مین
اپنے وطن سے بہت دور دراز رہنا بڑا شاق تھا یہہ ملک اس قلمرو کی سرحد سے پرے تھا جس مین
اسنے کام کرنے کا عہد و پیمان کیا تھا پھر اسپر یہہ طرہ چڑھا کہ اسکا بھتہ موقوف کیا گیا جو دشمن کے
ملک مین لڑائی کے وقت مقرر ہوا تھا اور اب وہ اس سبب سے موقوف کیا گیا کہ ملک فتح ہو کر
سرکار کمپنی کے قبضہ مین آگیا اب وہان سپاہ کا رہنا ایسا ہی ہو گیا جیسا کہ ملک کی اور چھاونیون مین -
اس سخت منطق نے سپاہی کے دل مین کینہ پیدا کیا اور وہ اس تخفیف بھتہ کے برخلاف سرتابی پر
آمادہ ہوا وہ یہہ نہین دیکھ سکتا تھا کہ جب مین ایسے ملک مین ہون تو پھر اپنی پہلی تنخواہ اس سبب سے

نہ پاؤن کہ مین نے ملک فتح کر کے سرکار کا ملک بڑھا دیا اسکی رعایا مین ایک نئی رعایا کو مطیع بنا کے زیادہ کردیا یہہ میرا ملک کا فتح کرنا میرے ہی حق مین مضر ہوا اور جن خدمات کا صلہ مجھے یہہ ملا کہ میری تنخواہ کا ایک حصہ کم ہو گیا پہلے زمانہ مین جب سرکار کمپنی کے لیئے سپاہی ملک فتح کرتا تھا تو اسکو طرح طرح کے انعام دیئے جاتے تھے اب اسیر الٹی مصیبت ڈالی جاتی ہے جسسے ثابت ہوتا ہے کہ اسکا بہادری کرنا ایک جرم تھا۔

نتیجہ اس بھتے کی موقوفی کا یہہ ہوا کہ فروری ۱۸۴۴ء مین ۳۴ پلٹن بنگال نے جسکو سندھ جانے کا حکم ہوا تھا وہان جانے سے فیروزپور مین انکار کیا اور بنگال کے ، رسالہ بنگال نے فیروزپور کے قریب اور ہندوستانی توپخانہ نے کیا کہ جب تک بھتہ انکو نہ دیا جائیگا وہ وہان نہین جائینگے۔ یہہ تجویز ہوئی کہ نافرمان سپاہ میرٹھ اور لدھیانہ کی چھاونیون مین جہان گورون کی سپاہ بہت سی ہے بھیجی جائے وہان انکے ہتھیار لے لیئے جاینن کہ اسیر ان چھاونیون کی گورون کی پلٹن نے یہہ کہا کہ ہندوستانی سپاہی اپنا حق مانگتے ہین ہم انکے برخلاف یہہ کام نہین کرینگے اسلیئے یہہ تجویز ہتھیار لینے اور موقوف کرنے کی ملتوی کی گئی اس نافرمان سپاہ کو حکم ہوا کہ جن چھاونیون سے وہ آئے ہین انہین واپس چلے جائین اور گورنر جنرل کے حکم کے منتظر رہین اور انکی جگہہ سپاہ کو حکم ہوا کہ وہ سندہ کو جائین وہ سرجار پر آئین کہ ۶۹۔ اور ۴۔ رجمنٹون نے کہا کہ ہم جہازمین جبتک نہین سوار ہونگے کہ ہم کو بھتہ نہ دیا جائیگا۔ آدھے سپاہیون کو افسرون نے کہہ سنکر راضی کرلیا وہ دریا کے کنارہ پر آئین اور کشتیون مین سوار ہونے کے لیئے راضی ہو گئین۔ پھر انکے ہمراہی بھی جانے کو راضی ہو گئے اور رجمنٹیں بھی راضی ہو گئین لیکن فیروزپور مین ۴۔ رجمنٹ اور ۶۹۔ رجمنٹ نے بغاوت اختیار کی اور سپاہیون نے ایسی بیباکی اختیار کی تھی کہ ایک نوجوان افسر فلپ گولڈین نے ایک سپاہی کے سنگین ماری جسپر اس افسر نے غصہ مین آکر دو سپاہیون کو زخمی کیا۔ یہہ بغاوت ایسی نہ تھی کہ جس مین سپاہی افسرون کے قتل کرنے کا ارادہ کرتے۔ لارڈ ایلن برانے سر ابرٹ ڈک کو اس بغاوت کے فرو کرنے کے لیئے مقرر کیا تھا جو اس کام کے لیئے سب طرح سے سزاوار تھے۔ ۶۴ رجمنٹ نے جسنے دوسری جنگ افغانستان مین بڑے کار ہارنمایان کیئے تھے لدھیانہ مین سندھ مین جانے سے اگر اسکو بھتہ نہ دیا جائے انکار کیا اور بہت سی بیہودہ عرضیان ایڈجوٹنٹ کو بھیجین۔ ۱۵۔ فروری کو اسکو بنارس جانے کا حکم ہوا جنرل ایسٹ جو سپاہیون کی زبان سے خوب واقف تھے اور پرانے تجربہ کار تھے انہونے انبالہ مین

سپاہ کو قیام کا حکم دیا اور ہر کمپنی کے افسر کو جدا جدا بلا کر سپاہیون کا حال استفسار کیا تو افسرون نے عرض کیا کہ عرضیان بھیجی چند بدمعاشون کا کام تھا سپاہ سندھ جانے کو راضی ہے بھتے کا اثر سپاہیون پر کچھ نہین ہے اسلیئے پھر رجمنٹ سندھ کو روانہ ہوئی پھر اسنے مدکی پہنچ کر نافرمانی کے آثار نمودار کیئے اور بھتہ ملنے کی درخواست کی سٹر موس لی نے اسکو بھتہ دینے کا وعدہ کیا کہ اگر سرکار نہ دیگی تو مین اپنے پاس سے دیدونگا اس خوفناک غلطی کا پھل بڑا تلخ ہوا تقسیم تنخواہ کا دن آیا تو موس لی صاحب نے ایک جعلی بل آیندہ بھتہ ملنے کا بنایا جس سے ان کا قصور اور بھی بڑھ گیا۔ شکار پور مین نازک وقت آیا۔ سندھ کی لڑائی کا بھتہ نہ آیا تو سپاہ نے اپنی تنخواہ ماوجب کے لینے سے انکار کیا۔

سندھ مین گورنر نیپر کے ماتحت جنرل ہنٹر تھے جو اپنی خوش اخلاقی کے سبب سے سپاہ کو بہت عزیز تھے جب انکو یہہ معلوم ہوا کہ سپاہ نے اپنی تنخواہ لینے سے انکار کیا تو وہ خود تنخواہ تقسیم کرنے آئے سپاہ کی ایک کمپنی نے اپنی تنخواہ لے لی دوسری کمپنی مین سے چار سپاہیون نے تنخواہ لینے سے انکار کیا تو موس لی صاحب نے جرنیل ہنٹر سے عرض کیا کہ کل رجمنٹ تنخواہ لے لیگی اگر اُن کے افسر تنخواہ تقسیم کرینگے۔ ہنٹر صاحب نے باستکراہ اس درخواست کو منظور کیا کہ پریڈ پر غل غپاڑہ سپاہیون نے مچانا شروع کیا ہنٹر صاحب نے سمجھایا کہ سپاہیون کو یہہ کام کرنا زیبا نہین ہے تو انہون نے کہا کہ ہم سے سندھ جانے کے لئے بھتہ کا جھوٹا وعدہ کیا گیا پھر انہون نے اس بوڑھے افسر اور اور افسرون پر جو انکی امداد کے لئے آئے اینٹ پتھر پھینکنے شروع کیئے۔ رات تو ہنٹر صاحب کی فکر مین بسر ہوئی صبح کو پریڈ ہوئی انہون نے ۴ رجمنٹ کو دیکھا کہ وہ پریڈ پر بڑی خوشنما کھڑی ہے کوئی آئین نافرمانی نہین پائی جاتی صرف ایک کمپنی کے دس سپاہیون نے تنخواہ لینے سے انکار کیا سپاہیون کا حال بھون کا سا ہوتا ہے کہ ان کے افعال کا کوئی سبب نہین بتایا جاسکتا۔ ۶۴ رجمنٹ نے بغاوت اختیار کی ہرچند جرنیل ہنٹر نے انکو سمجھایا مگر وہ اسکے کہنے مین نہین آئے سب باتون کا یہی جواب دیا کہ جس چیز کا وعدہ کیا گیا ہے وہ دلواؤ۔ جرنیل ہنٹر نے جدا جدا ہر کمپنی مین سے ایک ایک آدمی کو بلا کر انکی شکایت کو سنا ہر ایک نے یہی شکایت کی کہ ہمکو بھتے کے باب مین دھوکا دیا گیا غرض آخر کو یہہ فیصلہ ہوا تھا کہ بھتہ جو بارہ روپیہ مہینہ دیا جاتا تھا وہ آٹھ روپیہ دیا جائے جو پالک صاحب کی لشکر کشی کابل مین دیا گیا تھا۔ کرنیل موس لی یہان کی چھاونی سے علیحدہ کئے گئے اور ۶۴ رجمنٹ کو سکھر

بھیجدیا۔ نیپئر صاحب نے خدا کا شکر یہ ادا کیا کہ سپاہ کی سرکشی بغیر کسی ایک خون کی بوند ٹپکنے کے ختم ہو گئی ؀

مدراس کی سپاہ کی بغاوت

بغاوت کے جرم کی سزا خواہ کچھ ہی دی جائے اُس سے اسکی بُرائی کا علاج نہین ہوتا۔ باغی رجمنٹین موقوف کی جائین ان کے سرغنون کو پھانسی دی جائے یا توپون کے منھ سے انکے چیتھڑے اڑائی جائین تو بھی یہہ مشکل حل نہین ہوتی کہ سندھ مین برٹش سپاہ کس طرح مقیم کی جائے؟۔ پہلے گورنمنٹ کا یہہ ارادہ ہوا کہ صرف بنگال کی سپاہ مقیم رہے جو بمبئی اور مدراس کی سپاہ سے اچھی ہے مگر اس سپاہ نے جب یہہ اپنا رنگ دکھایا تو پھر یہہ ارادہ ہوا کہ اسکی بجائے بمبئی یا مدراس کی رجمنٹین متعین کی جائین۔ مگر بنگال کی سپاہ کے بھتہ طلب کرنے کی خواہش مدراس کی سپاہ مین بھی پیدا ہو گئی مگر بمبئی کی سپاہ اس طلب سے پاک تھی۔ جب جبل پور سے بنگال کی سپاہ سندھ کو چلی گئی تھی تو اسکی جگہہ مدراس کے سوارون کی رجمنٹ بھیجی گئی تھی توسیع ملک ہوتی تھی اور اسکے متناسب افزائش سپاہ نہین ہوتی تھی تو اسکے نتائج مین سے ایک یہہ تھا کہ سپاہ کی اقامت کے حدود جو پریسیڈنسیون مین مقرر تھین وہ شکستہ ہوئین اگرچہ یہہ امر قابل اعتراض نہ تھا مگر وہ نظام سپاہ مین بغیر کسی خلل اندازی و فتور کے نہ ہوتا تھا یہہ کوئی بڑی بات نہین معلوم دیتی تھی کہ ایک پریسیڈنسی کی چھاونی کی سپاہ دوسری پریسیڈنسی کی چھاونی مین معین کی جائے یہہ گورنمنٹ کی بڑی خوش نصیبی ہوتی ہے کہ برخلاف دستور کوئی حکم دیا جائے مگر انکے نتائج سے گورنمنٹ کو تنبیہ نہ پیش آئین مدراس کی رجمنٹ سوارون کی جو جبل پور مین بنگال کی سپاہ کی جگہہ بھیجی تو اس مین اور زیادہ دقت یہہ پیش آئی کہ مدراس کی سپاہ کا یہہ دستور تھا کہ وہ اپنے کنبے سمیت کوچ کیا کرتی تھی اور بنگال کی سپاہ کا کنبا گانؤن مین رہتا تھا۔ مدراس کے سپاہی کے لیئے اپنے کنبے کا ساتھہ لے جانا اور اسکا خرچ اٹھانا وبال جان تھا رسالہ مذکور مین سوار اکثر اشراف مسلمان تھے جنکی عورتین پردہ نشین تھین اسلیئے ایک جگہہ سے دوسری جگہہ مین انکے لے جانے مین اور زیادہ خرچ پڑتا تھا۔ رسالہ سوارون کا اس سبب سے اور زیادہ دقت مین تھا کہ ۱۸۴۳ع کے آخر مین اسکو یہہ توقع تھی کہ وہ ارکاٹ مین جا کر مقیم ہوگا اب اسکو کامٹی سے جبل پور جانے کا حکم ہوا انکی مایوسی مین کمی اس حکم سے ہوئی کہ وہ جبل پور مین چند روز قیام کر کے پھر اپنی پریسیڈنسی مین واپس آجائیگی اسلیئے وہ اپنے کنبے کو اپنی جگہہ پہ چھوڑ کر تنہا خود جبل پور چلے گئے۔ جب انکو معلوم ہوا کہ یہان قیام بالاستقلال ہوگا اور

انکو خلاف اسی بھتہ کم ملے گا سوار تو اس بھتے کے زیادہ ملنے سے اپنے غیر معمولی خرچ اٹھاتے تھے تنخواہ ایسی قلیل تھی کہ یہہ ناممکن تھا کہ وہ اپنے گھر خرچ کو بھیج سکتے اور آپ خود بھوکے نہ مرتے۔ غرض جب انہون نے دیکھا کہ جبل پور مین بھتہ کم ملے گا تو انہون نے اپنی ناراضی ظاہر کی انکے افسر میجر رٹیہ فیلڈ تھے جو انکے ساتھ ہمدردی نہین کرتے تھے سوا حق ناحق اپنی مصیبتون کا الزام انکے سر پر لگاتے تھے اب انہون نے حکم عدولی شروع کی۔ جب انکو افسر فہمائش کرتے تو انکی سب باتون کے جواب مین یہہ کہتے کہ پیٹ کو روٹی دو۔ یہہ اچھا ہوا کہ اس رسالہ کی برطرفی سے زیادہ بھتہ ملنے کا حکم آگیا جس سے فساد بالکل رفع دفع ہوگیا۔ پھر مدراس بیدل ۴۷ رجمنٹ نے ایسے ہی وجوہ سے جو اوپر سوارون کی رجمنٹ کے لئے بیان ہوئین بغاوت اختیار کی۔ جنرل نے انکو سمجھایا کہ جو تم کو شکایت ہو اگر وہ سپاہیون کی طرح کروگے تو انکی تحقیقات کی جائیگی اور انکی اصلاح کی جائیگی۔ لیکن یہہ طریقہ ورویہ جو پریڈ پر تم نے اختیار کیا ہے اس سے چشم پوشی نہ کی جائیگی رجمنٹ اپنی لین کو چلی گئی بعض سرغنہ قید ہوئے۔ روپیہ سپاہیون کو پیشگی دیدیا گیا جس سے فساد رفع ہوگیا سپاہیون کی درخواست بجا تھی وہ گورے سپاہیون کی طرح زیادہ شراب پینے کے لیئے زیادہ بھتہ نہین چاہتے تھے بلکہ اپنے عزیزون کے کنبے کی پرورش کے لئے وہ یہہ درخواست کرتے تھے جب اس افلاس سے انکے کنبے کی عزت جاتی تھی تو اضافہ کی درخواست کرتے تھے مگر بری طرح سے انکو سپاہیون کی طرح یہہ درخواست کرنی چاہیئے تھی مگر اسکو وہ یہہ جانتے تھے کہ کوئی سنے گا نہین۔

آخرکار بمبئی پریسیڈنسی مین سندھ داخل کیا گیا اور بمبئی کی سپاہ وہان متعلق کی گئی۔ اس بات کا ٹھیک ٹھیک بیان کرنا مشکل ہے کہ سندھ کی محافظت کے لیئے جو ناقص تدابیر اختیار کی گئین اس سے ہندوستانی سپاہ کی ڈسپلین مین کتنا خلل پڑا یہہ بیماری ایسی تھی جسکا علاج کرنا مشکل تھا حکام مین اتفاق راے نہ تھا جس سے بڑی دقتین پیش آئین کسی باغی رجمنٹ کا موقوف کردینا بغاوت کی صورت مین نہایت آسان اور ظاہر تدبیر ہے جو گورنمنٹ اختیار کرسکتی ہے مگر اس مین ناانصافی بھی ہے اور اسکا نتیجہ بھی خوفناک ہے ناانصافی تو یہہ ہے کہ اس مین خطاوار بے خطا دونو کو یکسان سزا دی جاتی ہے اور خوفناک نتیجہ یہہ ہے کہ موقوف شدہ سپاہی ملک مین بغاوت کے مواد جمع کرتے ہین سینکڑون سپاہی بھیجے جاتے ہین جو نہایت عمدہ لڑنا

جانتے ہین کہ وہ دشمنون کی سپاہ مین جاکر وہ سبق پڑھائین جو ہم نے انکو سکھائے ہین - ایک ہزار آدمیون کو مفلس اور ذلیل بنانا سلطنت کی سلامتی کے لیئے بھی مضر ہے سزا دینے مین التوا کرنا جرم کا معاف کرنا ہے اسواسطے یہہ کچھ تعجب کی بات نہین ہے کہ ۴۴ پیادہ پلٹن بنگال اور سوارون کی ، رجمنٹ بنگال نے سرحد پر سکھ سپاہ کے سامنے جو بغاوت اختیار کی تو صدر مقامات مین اسپر سخت مباحثے ہوئے کہ اسی مقام پر جہان سرکشی ہوئی تھی یا جرم کے مقام سے دور کے فاصلے لے جاکر سپاہ کو موقوف کرنا چاہیئے تھا - لارڈ ڈالہوزی کی راے یہہ تھی کہ فیروزپور مین لدھیانہ سے گورون کی ایک رجمنٹ اور توپخانہ کو بلاکر اس سپاہ کو انکے روبرو بہت جلد موقوف کرنا چاہیئے تھا لیکن یہہ معاملہ گورنمنٹ مین رجوع کیا گیا اور باغی رجمنٹین بغیر کسی سزا پانے کے لدھیانہ اور میرٹھ بھیجی گئین کہ وہان سپریم گورنمنٹ کے حکم کی منتظر رہین پھر سپریم گورنمنٹ سے کمانڈر انچیف کو حکم ہوا کہ وہ کام ایسی ہوشیاری سے کرے جس مین کوئی خرابی نہو سواتو ان رسالہ کل باغی نہین ہوا تھا دو سو سوار نمک حلال رہے تھے ڈسپلن اور قانون کا یہہ انتظار تھا کہ خطا و بے خطا دونو ساتھ نہ غارت کیئے جائین - لیکن ۴۴ رجمنٹ پیدل مین سب سپاہی اور افسر بغاوت کے رنگ مین رنگے ہوئے تھے وہ ہندوستانی اور گورون کی سپاہ کے روبرو برطرف ہوئے - باغیون کی پیٹھ پر سے وردی اُتاری گئی اور انکی رجمنٹ کا نمبر سپاہ کی فہرست سے خارج کیا گیا +

مدراس گورنمنٹ کو سپاہ کے برطرف کرنے مین بہ نسبت بنگال گورنمنٹ کے زیادہ دقت پیش آئی - ایک رجمنٹ کو جسکے ہاتھ مین ہتھیار ہون سینکڑون میل تک ریل مین لے جانا اور اس سے خدمتین لینا اور بہت ہفتہ تک یہہ دیکھنا کہ وہ اپنے کامون سے توبہ کرتی ہے اور اسکی سزا کو چھپائے رکھنا جو تجویز ہو چکی ہے اور پھر اسکو سلامتی کے پنجرے مین بند کر قید کرنا جس سے اس مین مقابلہ کرنے کی قابلیت ہی نہ ہو اور پھر مدت کی مخفی سزا سے اسکی ملاقات کرانا اور بہت دیر کے بعد انتقام لینا یہہ سب باتین ایسی ہین جنکو انگریز نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہین ارکاٹ تک سفر کرانا ایسی حالت مین کہ وہ اپنی سزا سے لاعلم ہو بڑا ظلم تھا اور یہہ بھی ناممکن تھا کہ سوارون کو اپنی بے عزتی کا جو ہونے والی تھی علم ہوتا اور وہ چپ چاپ اپنے گھوڑون پر سوار تیز ہتھیار لیئے ہوئے چلے جاتے وہ مسلمان تھے غصے سے بھرے ہوئے ہوتے تھے جو انتقام لینے کو نیکی جانتے تھے وہ اسطرح نہین جا سکتے تھے اس لیئے مدراس گورنمنٹ کو

انکے برطرف کرنے مین تامل ہوا اور اس تامل سے بہت سے مجرم سزا سے بچ گئے - لارڈ الین برا یہہ چاہتے
تھے کہ یہہ رجمنٹ موقوف کی جائے انہون نے کہا کہ اس رجمنٹ کا چال چلن بڑا خراب ہے اور اسکے نتائج
برے ہین کل ملک کی محافظت مین اس سے خلل پڑتا ہے - مگر یہہ راے انکے اصول کے موافق نتھی کہ
ہندوستانی سپاہ کو غلطیون اور دھوکہ مین آجانے کی سخت سزا دی جائے چند حاکم ایسے بھی زندہ تھے کہ ہندوستانی
سپاہی کی لیاقتون کی بڑی قدر شناسی مہربانی کے ساتھ کرتے تھے اور اسکے ساتھ ہمدردی کرنے کو تیار
تھے - اگرچہ لارڈ الین برا یہہ ٹھیک نہین جانتے تھے کہ سپاہ کی بغاوت کے معاملے کس طرح فیصلہ
کرنا چاہئین اور وہ ان نتائج کا حساب صحیح صحیح کرنا نہین جانتے تھے کہ نرمی و سختی کے اندازون کو
ایسا مناسب رکھین کہ نرمی کے سبب سے جرم کی مدد نہ ہو اور نہ سختی سے ظلم ہو - وہ وہان ناکامیاب
رہے جہان اب تک کوئی اور کامیاب نہین ہوا تھا وہ اکثر کہا کرتے تھے کہ صرف ہندوستانی سپاہ
کی عام بغاوت اصلی خوف ہماری سلطنت کے لیئے ہے اور انکو یقین تھا کہ سپاہیون کی خیرخواہی و
وفاداری قائم رکھنے کا طریقہ یہہ ہے کہ سپاہیانہ شان و شوکت کی غذا انکی خدمات کو دی جائے
یہہ کہنا انکا صحیح تھا سندھ کے الحاق کرنے سے جو بغاوتین پیدا ہوئین انکی سزائین گورنمنٹ نے
دین وہ ضروری تھین انکی نسبت گورنمنٹ کے ذمے کوئی الزام نہین لگ سکتا ایک رجمنٹ کا برطرف
کرنا اور رجمنٹون مین چند سرغنون کو سزا دینا اور باقی کو معاف کرنا اور ایک دو انگریزی افسرون کو بدنظمی
پیدا کرنے کی سزا مین موقوف کرنا اور پہلے سال مین جنہون نے خدمات اچھی کین تھین انکو فیاضانہ عطیات
عطا کرنا یہہ سب کام ایسے تھے کہ انہون نے بیماری کو نہین چھیڑا اور آیندہ کی صحت کا انتظام کیا
اصل حقیقت یہہ ہے کہ ہندوستانی سپاہ کبھی بدروشی و سرتابی پر آمادہ نہین ہوتی جب تک گورنمنٹ
کے ہاتھ سے اسکی دل آزاری نہین ہوتی اسپر سختی کرنا ایک جرم تھا مگر اس مین شبہہ نہین کہ نرمی کرنا بھی
بڑی خطا تھی جب سپاہ یہہ جانتی ہے کہ ہم اپنی تنخواہ کی مقدار کے لیئے گورنمنٹ کو حکم دے سکتے
ہین تو پھر گورنمنٹ کا اسپر تسلط کچھ باقی نہین رہتا - گورنمنٹ کو چاہیئے کہ وہ ان بغاوتون سے یہہ سبق سیکھے
کہ سپاہ کو صاف صاف اسکی تنخواہ کے اور بھتے کے قواعد سنادے ہر حال مین سپاہ کی تنخواہ کا
کم کرنا بڑا خوفناک امر ہے - ایسی حالت مین تو انگریزی افسرون کے خیرخواہ رہنے مین بھی کلام ہے
ان دو باتون کے منفصل نہ سمجھانے سے سپاہی رنجیدہ خاطر ہوتا ہے وہ اس مین جانتا ہے کہ ڈال مین

کچھ کالا کالا ہے اور اس مین دغا ہے جب اسکا حق ما جب ناحق تلف کیا جاتا ہے تو اسکے بحال کرنے کے لیے وہ ہنگامہ برپا کرتا ہے پھر گورنمنٹ کو نہایت مشکلات پیش آتی ہین پھر وہ اسکو برائیون مین کسی کو اختیار کرنا پڑتا ہے نرمی کے یا سختی کے اختیار کرنے مین غالباً افسوسناک غلطیان ہوتی ہین ۔

# باب دہم

## ہندوستانی سپاہ

### پٹنہ کی سازش

امن امان کا زمانہ تھوڑے ہی دنون رہا کہ سکھون کے ساتھ ہنگامہ جنگ و نبرد برپا ہوا جس سے ہندوستانی سپاہ کے دلون مین شان و شکوہ حاصل کرنے کی امنگ پیدا ہوئی ۔ اسی زمانہ مین پٹنہ مین ایک سازش کا سازوسامان تیار ہونے لگا ۔ ستلج کے کنارہ پر تو گورنر جنرل اور کمانڈر انچیف سپہ آرائی مین مصروف تھے سب کی آنکھین اس طرف لگی ہوئی تھین ۔ گنگا کے کنارہ پر کلکتہ سے چارسو میل پر پٹنہ مین ایک سازش ہو رہی تھی جسکا بھانڈا پٹنہ کے مجسٹریٹ میجر روکرو فٹ صاحب نے پھوڑ دیا ۔ اگرچہ اس سازش کی اصل حقیقت نہ معلوم ہوئی اور نہ معلوم ہوگی مگر اسکا مقصود اتنا معلوم ہوا کہ یہہ تھا کہ دیناپور کی چھاونی کے سپاہیون اور اسکے افسرون سے بڑے بڑے زمیندار سازش کرکے انگریزی سلطنت مین فتور ڈالین جسکے لیے ایسی ایسی افواہین اڑاتی تھین کہ برٹش گورنمنٹ کا ارادہ ہے کہ ہندوؤن کی جات کو خراب کرے اور مسلمانون کے ختنہ کو بند کرکے انکو مسلمانی سے محروم کرے اور انکی عورتون کو حکم دے کہ وہ بے پردہ ہو کر گھر سے باہر پھرا کرین ۔ اگر ایسی کہانیون مین ذرا سا بھی سچ ہوتا ہے تو بہت لوگ انکو یقین کرنے لگتے ہین ۔ تا نباشد چیزکے مردم نگویند چیزہا ۔ اب ایک اور شگوفہ کھلا کہ پٹنہ کالج کے پرنسپل کی درخواست سے پٹنے کے مجسٹریٹ نے مردم شماری شروع کی کہ جس سے معلوم ہو کہ مختلف جاتون اور پیشون اور حرفون کے کتنے کتنے باشندے ہین اس مردم شماری کو لوگون نے یہہ جانا کہ اس مین بھی کوئی نئی شاخ ہے جو رعایا کے زبردستی عیسائی بنانے کے لیے گورنمنٹ نے سوچی ہے مولویون اور پنڈتون نے سپاہ کے بہکانے پر کمر باندھی تھی کیونکہ انکا مقصد انگریزی حکومت کے استیصال کرنے کا جب تک حاصل نہین ہو سکتا تھا کہ سرکار سے سپاہ برگشتہ نہ کرین سپاہی جب رخصت پر اپنے

گانوؤن مین جاتے تو وہ بہکائے جاتے کہ جیسے جیل خانون مین کھانا پینا سب قیدیون کا ایک ہوگیا
ہے اسی طرح چھاؤنیون مین سپاہیون کا اکل وشرب ایک ہونے والا ہے سپاہی کو اپنی ہنڈیا پکانے پر
بھی اختیار نہین رہے گا - انگریزون اور سکھون مین جو ہنگامہ جنگ برپا تھا تو اسوقت مین یہہ یقین سمجھا
جاتا تھا کہ لاکھون پنجابی آنکر انگریزون کو ہندوستان سے باہر سمندر مین نکال دین گے بہت سے نادان
اس امید مین بیٹھے تھے کہ پٹنے کے برہمن افیون کے گودام کو جس مین گورنمنٹ کا ڈیڑھ کروڑ روپیہ کا
مال ہے لوٹین گے تمام بدمعاش ان کی جماعتین لوٹ مار وقتل کرنے کے لیئے آمادہ بیٹھی تھین - سازش
کرنے والون نے یہہ خبر اڑائی کہ بادشاہ دہلی نے ایک معتبر ایجنٹ بھیجا ہے کہ وہ تمام رجمنٹون کے ہر ایک
سپاہی اور ہر ایک افسر کو ایک مہینے کی تنخواہ دیدے بشرطیکہ ملک کے اس فساد مین جو برپا ہونے والا ہی
کوئی سپاہی گورنمنٹ کی حمایت کے لیئے اپنا ہاتھ نہ ہلائے تمام زمیندار اور کاشتکار اور اہل شہر سرکشی کرنے کو
آمادہ بیٹھے ہین بشرطیکہ سپاہی کچھ کام نہ کرین - اسطرح برٹش گورنمنٹ اتنے پہلے غارت ہوجائیگی کہ وہ
ہمارے مذہب کے غارت کرنے کے لیئے حملے کرے - جب سازش کرنے والے یہہ تدبیرین کر رہے
تھے تو پہلی رجمنٹ کے ایک جمعدار نے اپنے افسر کو ان سب باتون کی اطلاع دی تو بہت جلد اس
سازش کی اصل حقیقت دریافت کرنے کے لیئے تفتیش ہونے لگی تو معلوم ہوا کہ وہ بالکل بے اصل نہ تھین
روپیہ سپاہیون کو رشوت دینے کے لیئے جمع ہو رہا تھا اور تقسیم کرنے کے لیئے تھیلیون مین بھرا ہوا
دھرا تھا اسپر حاکمون کا اتفاق رائے ہوا کہ یہہ جمعدار اور دوسرا اور کوئی معتبر افسر رشوت کے روپیہ کو لے لے
اور پھر اسکو اظہار کرے - رجمنٹ کا ایک حصہ گیا کو جاتا تھا جسکے ساتھ یہہ دو جمعدار تھے راہ مین ایک
یکہ مین دو معزز مسلمان اچھے کپڑے پہنے ہوئے یون ہی جمعدارون سے ملے یا وہ اوڑ کر انسے ملنے
گئے تھے انہون نے جمعدارون کو روپیہ دیا اور کہا کہ اورون کے دینے کے لیئے بھی روپیہ لیا گیا ہی
اور اسی مطلب کے لیئے بہت سا روپیہ آنے والا ہے بس روپیہ کے اسطرح تقسیم ہونے سے زیادہ
کیا اور ثبوت سازش کے لیئے ہوسکتا ہے روپیہ کو تو آدمی اس چیز کے لیئے خرچ کرتا ہے جس کا
وہ بڑا شائق ہوتا ہے - ایک اور ہندوستانی افسر نے بھی رشوت مین روپیہ لیا تھا اور رجمنٹ کا
منشی اس سازش مین شریک تھا اس سازش کو کرنٹ صاحب نے آگے چلنے نہین دیا
جو بڑی سازش کرنے والے تھے انکے پھانسی دینے سے سازش کا پردہ فاش ہوگیا اور پھر بالکل

امن وامان ہوگیا۔ فساد کا خرخشہ باقی نہیں رہا۔ دیناپور مین اور دو رجمنٹون کو اسطرح رشوتین دی جاتی تھین مگر رو کرافٹ صاحب نے انکو پکڑلیا۔ اس سازش مین بڑے بڑے نام بیان کیئے جاتے تھے کہ بادشاہ دہلی کی طرف سے حکم آیا ہے مہاراجہ نیپال سپاہ بھیجنے کو تیار ہین کہ میدانی ملک مین جھاڑو پھیرے یہہ بھی کہا گیا کہ اس سازش کے بانی اول سکھہ ہین تحقیقات مین ایک گواہ نے اول ٹھاکی ہاتھہ لمبا پیش کیا جس مین پٹنے کے صدہا ہندو مسلمان رئیسون کے نام لکھے ہوئے تھے انہون نے آپس مین عہد کیا تھا کہ ہم اپنے مذہب کی حمایت مین جان دیدینگے یہان خواندہ ناخواندہ آدمیون کو اپنے سچے دل سے یقین تھا کہ برٹش گورنمنٹ کا مقصد عظیم یہہ ہے کہ سب لوگون کو بن جانت فرنگیون کی طرح بنالین اس یقین کے سبب سے گورنر بنگال نے یہہ اشتہار جاری کیا کہ برٹش گورنمنٹ نے کبھی مذہب مین مداخلت نہین کی آیندہ رعایا کو یقین رہے کہ وہ اس ملک کے مذہب مین کبھی مداخلت نہین کریگی۔ لوگون کو یقین تھا کہ برٹش گورنمنٹ کو سکھون کے ساتھہ لڑائی مین بڑی ہزیمت ہوگی۔ لیکن لارڈ ہارڈنگ اور لارڈ گوف نے جو پنجاب مین فتح حاصل کین تو لوگون کے یہہ سارے یقین اڑ گئے اس سے ملک کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک سپاہ کے اخلاق پر بڑا اثر پڑا اور پھر کسی سازش کا خوف خطر نہ رہا سپاہیون کو پنجاب کی فتح کرنے پر فخر و ناز تھا انکو اس فتح سے روپیہ کا بھی فائدہ حاصل ہوا۔ پنجاب بھی سندھ کی طرح سرکاری عملداری مین الحاق کیا گیا تو بھتہ کا وہی جھگڑا جو سندھ کے الحاق مین ہوا تھا کھڑا ہوا کہ ملک کے فتح کرنے سے وہ کیون موقوف کیا جائے +

پنجاب مین جو رجمنٹین بالفعل موجود تھین اور قدیمی اضلاع سے جو اور جانے والی تھین انہون نے اپنا یہہ ارادہ مصمم کرلیا کہ بھتہ کے اضافہ کے لیئے تکرار اور حجت کرینگے اور بھتہ کے کم لینے سے محض انکار آپس مین رجمنٹون نے ایکا کرکے اپنے اس ارادہ کو پختہ کرلیا۔ سب سے اول راولپنڈی مین اس ناراضی کا ظہور ہوا۔ جولای سنہ ۱۸۴۹ء مین ۲۲- رجمنٹ نے تنخواہ لینے سے انکار کیا۔ یہہ معلوم ہوا کہ پنجاب مین ہندوستانی رجمنٹین اسی اضافہ بھتہ کے لیئے بگڑینگی اور انکا بگڑنا اس نئے ملک مین جسمین پہلے ہی خالصہ سپاہی بیکار بیٹھے ہین بڑا اندیشہ ناک ہے۔ اس بگاڑ کے سنوارنے مین سر کولن کیمبل صاحب نے اپنی فرزانگی اور دانائی سے بڑی عمدہ تدبیرین حزم و احتیاط کے ساتھہ کین شملہ مین سر چارلس نپیر

[illegible] ۱۸۴۹ء [illegible]

کمانڈر انچیف اور گورنر جنرل کو یہہ خبر پہنچی کہ راول پنڈی مین ایک رجمنٹ نے بلکہ دو نے تنخواہ لینے سے انکار کیا۔ اور وزیر آباد مین چار رجمنٹین اور جہلم مین دو رجمنٹین بھی اس طرح بگڑنے کو تیار ہین تو نیپیر وڈیل ہوزی نے کونسل جمع کی اور اسپر مباحثہ ہوا کہ جن رجمنٹون نے سرکار کے حکم سے یہہ سرتابی کی ہے کہ تنخواہ کے لینے سے انکار کیا ہے وہ موقوف ہونے کی مستحق ہین یا نہین؟ اس مین اختلاف راے ہوا۔ سر چارلس نے نیپیر کیمبل صاحب کو لکھا کہ نا راض پلٹنون کو انکی حماقت پر تنبیہہ کر دے اور خانگی چٹھی مین لکھا کہ اگر سپاہی اپنی ہٹ سے نہ ہٹین تو یورپین رجمنٹون کو انکے دبانے کے لیئے بلالے کہ سرکشی کی صورت مین ہندوستانی سپاہیون کو وہ ٹھیک بنا سکین نیپیر جنرل کو اپنے دورہ مین معلوم ہوا کہ تمام رجمنٹون نے آپس مین اتفاق کرلیا ہے کہ پنجاب مین جب تک زیادہ بھتہ نہ ملے تو وہ اپنا کام نہ کرین اور انہون نے یہہ افواہین بھی سنین کہ ۲۴ پلٹنین نام کٹانے کو تیار ہین اسلیئے انہون نے جانا کہ بغاوت مین تو اسوقت التوا ہے مگر وہ ایک دن ہونے والی ہے۔ وزیر آباد مین اول بغاوت نمایان ہوئی۔ یہان کے کمانڈر جان ہیرسی بڑے دانا قابل لائق اور آزمودہ کار اور سپاہیون کی عادات و مزاج و زبان سے خوب واقف کار تھے۔ وہ جانتے تھے کہ جبر انتظام و تالیف قلوب سے رجمنٹ کا مزاج ٹھیک رہ سکتا ہے انہون نے پریڈ پر سپاہ کے روبرو ایسی تقریر دلپذیر پر تاثیر کی کہ سپاہ پر اسکا اثر سحر کا سا ہوا سپاہی اپنی حرکت پر شرمندہ ہوکر سرنگون ہوگئے اور بعض کی آنکھون مین آنسو بھر آئے۔ سب نے تنخواہ لے لی۔ جن چار سپاہیون نے اول تنخواہ لینے سے انکار کیا تھا انکو بامشقت قید کا حکم ہوا۔ مٹرک ان سے سپاہ کے روبرو کٹھوائی گئی۔ تین سرغنون کو جو ہر ایک کمپنی مین بہکاتے پھرتے تھے کورٹ مارشل سے چودہ چودہ برس کی قید ہوئی مگر کمانڈر انچیف نے اور مجرمون کو اور دو افسرون کو جو اس جرم کے مرتکب ہوئے تھے پھانسی کے لیئے لکھا مگر انپر رحم کیا گیا کہ وہ جلا وطن عمر بھر کے لیئے کیئے گئے اور نیپیر صاحب نے اپنے جنرل اوڑور بک مین لکھا کہ یہہ تبدیلی جلا وطنی مین اپنے جرمون پر پچتائین گے وہ ہمیشہ کے لیئے اپنے وطن سے اپنے عزیز و اقارب سے پردیس مین سمندر کے پار جدا ہونگے انکی زندگی بڑی مصیبت سے بسر ہوگی مین اس سزا کی اصلاح نہین کرسکتا وہ زندہ مثالین قسمت کے مارے ہوئے مصیبت زدون کی ان لوگون کے لیئے ہونگی جو اپنے علمون سے دغا بازی کرتے ہین۔

سپاہیون کے خطوط کا بوجھ جو ڈاک کے چپراسی لادے پھرتے تھے اُن مین سے بہت سے خط کھولکر دیکھے گئے تو انہین کسی کے اندر بغاوت کا ذکر کچھ نہ تھا۔ ۶۶۔ رجمنٹ نے گوبند گڈھ مین بغاوت کی بو پیدا ہونے پر اغل غپاڑہ مچایا اور قلعہ کے دروازہ پر قبضہ کرنا چاہا کہ جسکے سبب سے قلعہ کے باہر خیر خواہ سپاہ سے کوئی آمدورفت نہ ہوسکے لیکن ہندوستانی سوارون کے پہلے رسالہ نے قلعہ کے دروازہ پر ان کو قبضہ نہ کرنے دیا۔ اس قصور مین ۶۶ رجمنٹ کا نام سپاہ کی فہرست سے کاٹا گیا اور انکی جگہہ گورکھون کی پلٹن بھرتی کی گئی بس اس رجمنٹ کے برطرف ہونے سے بغاوت بالکل موقوف ہوگئی۔ برہمنون نے دیکھ لیا کہ ہماری جگہہ گورکھے بھرتی ہونے لگے جو ہماری برابر بہادر ہین اسلیئے پھر انہون نے بغاوت نہین اختیار کی یہہ بیان کرنا ضرور ہے کہ گورمنٹ کا یہہ قاعدہ تھا کہ سپاہیون کی خوراک کی اجناس کی جب قیمت معمولی قیمت سے گران ہوجاتی تو اس گرانی کا معاوضہ سپاہیون کو دیتی تھی ۱۸۲۱ء مین تو یہہ معاوضہ صرف آٹے کی بابت ملتا تھا لیکن ۱۸۴۴ء مین سب اجناس خوراک کی گرانی کے لیئے یہہ معاوضہ ملنے لگا۔ پھر ۱۸۴۵ء مین یہہ قاعدہ بدلا گیا کہ سب جنسون کی گرانی کے اوسط پر معاوضہ ملنے لگا۔ ۱۸۴۴ء کا قاعدہ بہ نسبت ۱۸۴۵ء کے سپاہیون کے حق مین مفید تھا وہی سر چارلس نے پیر کی سپاہ کے لیئے جاری کیا

ڈلہوزی اور نپیر

جب پنجاب مین کمانڈر انچیف نے پیر نے سپاہ کے بھتہ کا قاعدہ درست کیا ہے تو گورنر جنرل سمندر مین تھے جہان سررشتہ کی خط وکتابت حسب ضابطہ نہین ہوسکتی تھی۔ جب وہ سمندر سے مراجعت کر کے آئے تو انہون نے دیکھا کہ نیپیر نے بغیر انکی اجازت وحکم کے بھتہ بڑھا دیا اسکا جواب جب نیپیر سے طلب کیا تو انہون نے یہہ جواب دیا کہ جنوری ۱۸۵۰ء مین سپاہ بغاوت پر تلی بیٹھی تھی ملک معرض خطر مین تھا اسلیئے مین اپنے اختیار سے بھتہ بڑھانے مین التوا نہین کرسکتا تھا۔ لارڈ ڈلہوزی اس پیر کہین سال کے جواب سے بڑے ناخوش ہوئے اور اسکو مانا نہین بلکہ اسکے برخلاف بیان کیا کہ نہ ملک معرض خطر مین تھا نہ سپاہ برسر بغاوت تھی غرض ان دونو مین اس بات پر ایسی شکررنجی ہوئی کہ سر چارلس نے پیر نے استعفا دیدیا۔ اب انکی عمر ستر برس کی ہوگئی تھی وطن مین آرام کرنے کے دن آگئے تھے۔ ہندوستان کی آب وہوا مین کام کرنا انکے لیئے مناسب حال نہ تھا۔ جب سپاہ تنخواہ اور بھتے کے سبب سے ناراض ہوتی تو اسکی دو صورتین تجویز کیا تو سپاہ جو مانگتی ہے وہ اسکو گورمنٹ دیدے یا اسکے نہ دینے مین اصرار کرے۔

جب ضرورت کا وقت آنکر پڑتا ہے تو بڑی مشکل اس بات کے فیصلہ کرنے مین آنکر پڑتی ہے کہ ان دونو
باتون مین سے کس بات کے اختیار کرنے مین زیادہ برائی ہے اب دونو باتون مین سے جس بات کو
اختیار کیا اسکے برخلاف ڈیل ہوزی نے دوسری بات کو اختیار کیا۔ غرض ان دو باتون کی ضرورت اسوقت
آنکر پڑی کہ سندھ اور پنجاب انگریزی عملداری مین الحاق کئے گئے سپاہ نے بھی ان الحاقون
ہی پر اپنے بھتے اور تنخواہ کے اضافہ ہونے پر اپنی ناراضی ظاہر کی اور سرتابی کی اگر سپاہیون کو
پہلے سے سمجھا دیا جاتا کہ جب انکو اپنے گھرون سے دور جانا پڑیگا اور ایسی حالتین پیش آئینگی کہ انکو سندھ
اور پنجاب مین خدمت گزاری مین بہ نسبت قدیمی اضلاع کے زیادہ تکلیف ہوگی تو خاص انکی تنخواہ اور بھتہ
مین اضافہ ہوگا تو سپاہی سمجھتا کہ ہمارے آقاؤن نے ہمارے حق مین انصاف کیا اور وہ اسکا احسان مند
ہوتا اور اپنے مالکوں کی عدل کی ثنا خوانی کرتا مگر جب سپاہی نے اپنی درخواستون کے قبول کرنے مین اپنے
آقاؤن کا انصاف نہین دیکھا بلکہ دہشت تو اُسنے اپنی ناراضی ظاہر کی اور گورنمنٹ کے ساتھ اپنی الفت
و محبت مین کمی کی ؞

# باب یازدہم

## سپاہ کے باب مین مباحثات

### سپاہ کے اخلاق کا بگڑ جانا

اس زمانہ کے بعد پھر امن امان کا زمانہ آیا۔ لارڈ ڈیل ہوزی کے باقی عہد حکومت مین سپاہ نے
کوئی فساد نہین مچایا جس سے ان کے اس یقین واثق مین کہ سپاہ بڑی وفادار جان نثار ہے کوئی
شک شبہ واقع ہوتا بعض دانشمند اسوقت ایسے موجود تھے جو یہہ کہتے تھے کہ بنگال کی سپاہ کی سرشت ہی
ایسی ہے کہ اسکا مغز گلا سڑا ہے اسمین عیبون کے داغ ایسے لگے ہوئے ہین کہ وہ کسی طرح مٹائے نہین مٹ سکتے
بنگال کی سپاہ کے نظام پر بڑے بڑے مدبران ملکی کی رائون مین بڑا اختلاف تھا زمین آسمان کا فرق تھا ایک
روز کہتا تھا تو دوسرا شب۔ بعض بنگال کے امیرون نے دانشمندانہ تحریرین کین کہ سپاہ مین بہت سی
برائیون کے خطرناک آثار نمودار ہوسے ہین تو امیرون کی نسبت کہا گیا کہ وہ اپنی خانہ خرابی خود ہی کرتے ہین
اور اپنے دل کی کمزوری کے سبب ناحق ڈراتے اور چونکاتے ہین انکی باتین ذرا سی بھی توجہ کے قابل نہین

غرض اس بات کا عموماً یقین تھا کہ یہہ سپاہ دنیا کی چیدہ وعمدہ سپاہیون مین سے ایک ہے اس سے
ظاہری شرارت ظہور مین نہین آتی تھی اسلیئے ارادۂ اسکے باطن مین زہریلی علامت کی تفتیش نہین کی جاتی
تھی بنگال کی سپاہ نے اپنی گستاخانہ بدخوئی کو چند دفعہ ایسا ظاہر کیا تھا کہ وہ اہل یوروپ کی سپاہیانہ
نگاہ مین بڑی جرم نظر آتے تھے مگر اسکے صدسالہ جان نثار خدمات کے دامن پران چند دھبون سے اسکی
پاک دامنی ناپاک نہین ہوسکتی تھی یہہ ممکن نہین تھا کہ یہہ چند مستثنٰے خطائین انگریزون کے دلون سے ان
کارہا نمایان کو محو وحک کردیتین جنسے کہ انکی سلطنت عظیم قایم ہوئی تھی یہہ بات بھی انکی خاطر سے فراموش
نہین ہوسکتی تھی کہ سپاہ کے یہہ جرم اس حالت مین صادر ہوتے تھے کہ افسران انگریزی یا گورنمنٹ کی طرف سے
کوئی بدنظمی ہوتی تھی جنکی وہ خدمت وملازمت کرتی تھی۔ ہندوستانی ریاستون مین جس قسم کے سپاہی تھے
اس قسم کے سپاہی سرکار کمپنی کی سپاہ مین تھے ان سپاہیون کو انگریز دیکھ چکے تھے کہ اپنے آقاؤن سے
کس طرح سے بگڑ کر اپنی ساری قوت سے انکے تباہ وبرباد کرنے کو تیار ہوجاتے تھے مرہٹون اور سکھون
کے سپاہیون کی مثالین انکی آنکھون کے سامنے موجود تھین مگر وہ ان مثالون کا مصداق اپنی سپاہ کو اس
وجہ سے نہین جانتے تھے کہ گو سپاہی سرکار سے محبت نہین رکھتے تھے مگر اپنی تنخواہ کو بڑا عزیز رکھتے تھے۔
یہہ امر طبع بشری کا مقتضا تھا اور تعریف کے قابل تھا کہ ہندوستانی سپاہ نے جو اپنے انگریزی آقاؤن
کی عمدہ نیک خدمات کین تھین وہ یاد رکھی جائین اور کل سپاہ پر اعتبار واعتماد کیا جائے۔ انکی خصلت مین
کوئی بات ایسی نہ تھی کہ وہ اس اعتبار کو کھوتی۔ یہہ جو انہون نے سرکشیان اور نافرمانیان کین وہ انکی طفلانہ
شوخیان اور گستاخیان تھین کوئی اس مین انکا مستقل ارادہ مردانہ نہ تھا انہون نے اپنا مزاج ایسا
بتلایا کہ وہ اپنے تئین جتنا زیادہ تر نقصان پہنچانے مین ایسا اورون کو نقصان نہین پہنچاتے اس بات کا یقین
کرنا ان لوگون کو آسان نہ تھا جو انکو یہہ جانتے تھے کہ ان مین یہہ قابلیت ہے کہ وہ کوئی سخت خونریز صدمہ
پہنچا سکتے ہین سپاہی کی سیرت متلون صفات سے مرکب ہوئی تھی کہ جنمین ضعیف اور کم اندیشہ ناک نتیجہ کا غلبہ تھا
اگرچہ انگریز یہہ جانتے تھے کہ ہندوستانی سپاہی کو اپنے سے ملانا نہایت مشکل ہے مگر وہ یہہ نہین جانتے تھے
کہ انہون نے اسکو وحشت آک آدمی بنایا ہے اور اپنی آستین مین کالا سانپ پالا ہے۔ جب ہندوستانی
سپاہ حالت طفلی مین تھی تو ایک مدارس کے سپاہی نے سٹر بیلی برٹن کا گلا کاٹا تو فوراً ہی دوسرے
ہندوستانی سپاہی نے قاتل کو مار ڈالا اور اس دن سے کہ بولارم مین کولن میکنزی کا انکے اپنے ہی

برگیڈ کے سوارون نے قریب القتل کیا تھا تو قتل کا کوئی واقعہ ایسا نہین واقع ہوا کہ انڈین اسپائرنگ کی سپاہ کی تاریخ پر داغ لگاتا تمام سپاہیون مین اس قسم کے واقعات ہوتے رہتے ہین ایک مستثنے بد اخلاقی سے ہم یہہ نہین کہہ سکتے کہ ایک بدذات سپاہی نے خونریزی کا کام کیا اسکی ساری سپاہ بدذات خونریزی یہہ ایک عجیب بات ہے کہ ہندوستانی سپاہی کی سیرت اجزاء متناقض سے مرکب ہے اسکی خصلت مین اسلیئے مخالف اوصاف مخلوط ہوتے ہین کہ جو بظاہر یہہ معلوم ہوتے ہین کہ کبھی آپسمین مصالحت وموافقت سے نہین رہ سکتے۔ یہہ ہندوستانی سپاہی سادہ لوح ہوتا ہے مگر کبھی فریبیا سریع الاعتقاد ہوتا ہے جو آسانی سے اورون کے دم مین آجاتا ہے لیکن اندرونی یقینات مین بڑا پکا ہوتا ہے۔ ایام طفلی مین تربیت پذیر ہوتا ہے مگر جوانی مین بڑا سخت متبلا ہوتا ہے پارسا متقی مگر تن پرور ونفس پرور۔ خاموش مگر تیز مزاج بھلا مانس مگر ظالم اپنی روزانہ زندگی مین ناتوان وکاہل مگر نہایت مستعدی سے جید کام کرنے کے قابل بعض اوقات کھلاڑی بعض اوقات عوام آسانی سے بلندی پر چڑھنے والا اور نیچے گرنے والا چھاونی مین خوش مزاج خندہ پیشانی نہ چین بجبین اسکی طبیعت مین عموماً زندہ دلی ہوتی ہے مگر بعض اوقات وہ غلط خیالات بھی سوچتا ہے اگر ایک دفعہ اسکی روح مین کوئی مغالطہ بیٹھ جائے تو پھر اس سے بداندیشی کا زہر نہین رفع ہو سکتا۔ اب انگریز اس بات کو سمجھتے ہین کہ سپاہی کی سیرت مین یہہ صفات بڑی خوفناک تھین اسواسطے کہ اسکی بھل منسایت اور خوش مفرح صفتین تو ظاہر معلوم ہوتی تھین اور جلدی سے انکی قدر شناسی ہونے لگتی تھی اور اندرونی کریہ وزشت اوصاف تاریکی مین اپنا بھیس بدلے ہوئے رہتے جو انگریزون کو انکی روزانہ ملاقات مین نہین معلوم ہوتے بس ظاہر مین ایسی باتین تھین کہ جس سے یوروپین افسرون کو سپاہ پر نہایت اعتبار و اعتماد ہوتا ہے اور بہت تھوڑی باتین ایسی تھین کہ سپاہ کی طرف سے انکے دل مین کوئی اضطرابی وبدگمانی پیدا ہوتی۔

یہہ سچ ہے کہ یہہ امر عقل کے خلاف تھا کہ جن اجنبی افسرون نے سپاہیون کو انکے اعلے اور معزز عہدون سے محروم کرکے خاک مین ملادیا ہو ان سے محبت والفت کی امید کی جائے۔ لیکن انگریز کبھی اپنے منصب کی نسبت جو اسکو اجنبی غیرون کے گروہون مین حاصل ہے استدلال نہین کرتا وہ اس بات کو مان لیتا ہے کہ مجھے سب سپاہی پسند کرتے ہین اور اپنے ادب کی توقع

توقع رکھتا ہے لیکن برٹش افسر کا ادب ہندوستانی سپاہی کی خاطر سے نہین کرتے تھے اسلیئے کہ وہ اسکے
رنگ سے اسکے مذہب سے اسکے نجس اطوار سے اسکی حکمرانی کے طریقون سے نفرت رکھتے تھے مگر اس
سبب سے ادب کرتے تھے کہ افسر کو فاتح فتح مجسم جانتے تھے ہندوستانی سپاہی کی خصائل مین
اپنی بہادری کی ڈینگین مارنا اور شیخی بگھارنا بھی داخل ہے اسکی خصلت مین یہہ تناقض بھی ہے
کہ ادھر اپنی بہادری کی شیخیان بگھارتا اُدھر دلی یقین رکھتا ہے کہ انگریزی افسر ہی نے مجھ مین بہادرانہ
سپاہیانہ شکوہ و تکبر کا جذبہ پیدا کیا ہے یہی سبب تھا کہ سپاہی اپنے قدیمی کمانڈر افسر کی قبر پر
چراغ جلاتے تھے اور جس جنرل کے ماتحت میدان جنگ مین لڑائی لڑتے تھے اسکی تصویر کو
جنگ آزمودہ سپاہی سلام کرتے تھے اسکے سوار اور بھی اشرافانہ فیلنگس محبت و فیاضی کے
سپاہ مین تھے جنسے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خاص افسرون کی ذات کے ساتھ بڑی محبت رکھتے تھے -
سپاہی جو بہت سی لڑائیان کرچکا ہے وہ اپنے بیمار افسر کے بستر سے لگا ہوا اسطرح بیٹھا ہوتا ہی
جیسے کہ کوئی عورت تیمارداری کے لیئے بیٹھتی ہے اور کپتان کے برانڈہ کے آگے زرد رنگ بچون کو
بڑی محبت سے کھلا اور بہلا رہا ہے افسرون کے ساتھ اسکی محبت و پرستاری بے نظیر و بے عدیل
ہین جب انگلش عورتین یہہ جانتی ہین کہ ہمارے گھر کا محافظ ہندوستانی سپاہی ہے تو ان کے
دل مین کوئی خوف و خطر کا کھٹکا نہ رہتا وہ اسکو ساتھ لیکر ملک کے تمام طول و عرض مین بے خوف و
خطر سفر کرتین انگریز صرف سپاہی کی شفقت اور محبت کے رُخ کو دیکھتے تھے اور یہہ نہین جانتے
تھے کہ اس ہموار سطح کے نیچے خوف و خطر گھات لگائے ہوئے بیٹھے ہین اور حاکمون کے ساتھ انکی
ظاہری محبت نے جو اعتبار و اعتماد انکے لیئے پیدا کیا تھا اسکے اندر جو خوف تھا اسکا انگریز یقین نہین
کرتے تھے +

برٹش گورنمنٹ سپاہی کی عام نیک سیرت پر جو اعتماد رکھتی تھی وہ عقل کے موافق تھا لیکن اگر
وہ اپنے نظام کو بالتفصیل دیکھتے تو اسکو شبہات پیدا ہوتے وہ اپنے نظام کو بحیثیت مجموعی صحیح سمجھتی
مگر اسکے اجزا مین نقص ہونے کو قبول کرتی اور بہت سوچ بچار اور غور و خوض سے سپاہ کی اصلاح کے
کار عظیم کو انجام دیتی بجائے اسکے لارڈ ڈلہوزی نے ہندوستانی سپاہ کے باب مین یہہ شیخی کی بات
کہی کہ اسکے لیئے کسی بات کے چاہنے کی ضرورت نہین رہی انکو چاہیئے تھا کہ سماحت کو چھوڑ کر

نظام موجودہ کی تمام برائیون کے زخمون کی گہرائی کو ناپا ہوتا اور اپنی ساری قوت وزور سے انکو دور کیا ہوتا
انپر آگاہی کے لئے سامان موجود تھا بڑے بڑے پرانے تجربہ کار افسر انکو تبلانے کے لیئے موجود تھے کہ انکو کیا
کرنا چاہیئے انکی کونسلرون کے درمیان اختلاف آرائی کے ایسے الجھیڑے پڑے ہوئے تھے کہ وہ سلجھنے کے
قابل نہین تھے انمین ایک سفید مونڈیش بڑے تجربہ کا دوسرے سفید ڈاڑھی کے چالیس برس کے
آزمودہ کار کو جھٹلاتا تھا لارڈ ڈلہوزی کو جسکے ذمے ساری جوابدہی تھی ایک مشیر سمجھاتا کہ اب
اس داغ کو دیکھیے اور اسکے مٹانے کا قصد کیجئے تو دوسرا مشیر کہتا کہ یہہ داغ نہین ہے بلکہ بڑا خوبصورت
پھول ہے آپ اسکو ایسا ہی رہنے دیجئے جیسا وہ ہے۔ لارڈ ڈلہوزی نے عمدہ ملیٹری نکتہ چینیون
اور عیب جوئیون کی متضاد لڑنے والی رائیون کی کش مکش سے بچنے کے لیئے وہی کیا جو گورنر جنرل سابق
کرگئے تھے انہون نے اس بات کو مان لیا کہ اگر پہلی دفعہ انہون نے ہندوستانی سپاہ کی ترکیب کو درست کیا تو وہ
بعض لحاظ مین اس سپاہ سے مختلف ہوگی جو انکے سامنے موجود ہے وہ نظامون اور مسائل نظری سے نہین
پیدا ہوئی اسکو تو حالتون نے پیدا کیا ہے اسلیئے بہتر ہے کہ جس طرح وہ پیدا ہوئی ہے اسی طرح
وہ اپنی حالت پر چھوڑ دی جائے۔ تبدیلی بعض اوقات بڑی خطرناک ہوتی ہے اور اکثر غلط سمجھی جاتی ہے
بے شک ہندوستانی سپاہ کے سمجھنے سے زیادہ مشکل کوئی اور سوال نہ تھا۔ یہہ ایک امر واقعی تھا کہ
گورنر جنرل کے دل پر متواتر مخالف رائین ان نکات کو بیان کرکے اپنا زور لگاتی تھین جو سپاہ کے خیرخواہ
اور موثر ہونے پر بڑا اثر رکھتی تھین ذات کے سوال عظیم پر حاکمون کا اختلاف تھا بعض یہہ کہتے تھے کہ
یہہ ضرور ہونا چاہیئے کہ ہندوستانی رجمنٹون مین سپاہی زیادہ تر اونچی ذات کے ہون کیونکہ ایسے سپاہیون
مین ایسی عمدہ اور بہتر ین صفات اخلاقی اور جسمانی ہوتی ہین کہ جنکے سبب کامل سپاہی بن سکتا ہے اونچی
حالت کے سپاہی کا دل بہادر ہوتا ہے اسکو سپاہی ہونے پر فخر ہوتا ہے وہ وجاہت رکھتا ہے وہ اپنے
ملک کی ادنے ذات کے آدمیون کی نسبت زیادہ سپاہیانہ وضع رکھتا ہے اور بعض یہہ کہتے تھے کہ سپاہیون
کی بھرتی مین ذات کی تمیز کو دخل دینا نہین چاہیئے سپاہ کی ڈسپلن کے لیئے یہی بہتر ہے کہ اس مین برہمن اور
رجپوت نہین بھرتی کیئے جائین بنگال اور بمبئی کے سپاہیون مین فرق یون بتلائے جاتے تھے
بنگال کا سپاہی صورت شکل مین بمبئی و مدراس کے سپاہی کی نسبت زیادہ خوبصورت وجیہہ و مضبوط و بھلامانس
نظر آتا ہے اسکے برخلاف یہہ کہا جاتا تھا کہ وہ بھلامانس بہ نسبت سپاہی ہونے کے زیادہ ہوتا ہے بنگال کی

سپاہ کی اصلی حالت اس سبب سے باغیانہ ہے کہ اس میں وہ سپاہی ہوتے ہیں جنمیں جات کا پاس بہ نسبت ڈسپلن کے زیادہ قوی ہوتا ہے اور سپاہی کے اپنی معاشرت کے دستور و رواج کو سرکار کی ضروریات پر غلبہ ہوتا ہے اس وجہ سے اس بات پر مناقشہ ہوتا تھا کہ بنگال کی سپاہ میں گھٹیا جات کے آدمی زیادہ بھرتی کیے جائیں اب اسکے برخلاف یہہ کہا جاتا تھا کہ ان جاتون کے خلط ملط کرنے سے ڈسپلن غارت ہوتی ہے جب ایک ادنے جات کا اثن کنندہ افسر اپنے عہدہ سے علیحدگی مین کسی برہمن سپاہی سے ملتا ہے تو وہ اسے پالاگن کرتا ہے یعنی اپنے سر کو اسکے پانوؤن مین رکھتا ہے بس جس برہمن سپاہی کی یہہ تعظیم کی جائے تو وہی افسر کا آقا ہوگا۔ اسکا جواب یہہ دیا جاتا تھا کہ بنگال کے سپاہ کے افسرون کی کمزوری اور نفس پروری کی پرورش جات کا تکبر کرتا ہے مدراس اور بمبئی کے سپاہیون مین سب جاتین برابر ہین نہ اس سے عمدہ خدمت گزاری مین مخالفت ہوتی ہے نہ اندرونی ڈسپلن مین کوئی فتور ہوتا ہے ان سپاہیون مین اونچی جات کے سپاہی خوشی سے وہ کام کرتے ہین جنکے کرنے سے بنگال کی سپاہ کو انکار ہوتا ہے۔ نیچ جات کے افسرون کی اونچ جات کے سپاہی ایسی ہی تعظیم و تکریم کرتے ہین جسکے وہ سپاہ مین اعلے عہدہ رکھنے کے مستحق ہین یہہ بیان کیا گیا کہ بنگال مین برہمنون کا مذہب گھمنڈی اور پکا ہے وہ انگریزی افسرون کے خوفون کو خفیف جانتا ہے اسکا جواب یہہ دیا گیا کہ ہم جسقدر چاہین جات کا پاس لحاظ نہ کرین مگر ہندوستانیون مین سے تو جات کا پاس لحاظ نہین اٹھ سکتے اسکا جواب الجواب یہہ دیا گیا کہ اور پریسیڈنسیون مین جات کا پاس و لحاظ اٹھا دیا یہی سبق ہم بنگال مین کیون نہ سکھا سکینگے؟ اسکا جواب یہہ دیا گیا کہ سپاہی جو کام پردیس جیسے ملکون مین کرتے ہین انکو ایسی ترغیب نہین دی جا سکتی کہ وہی کام اپنے دیس مین کرنے لگین اونچ جات کے ہندوستانی جو بمبئی یا مدراس کی سپاہ مین بھرتی ہین وہ زیادہ تر اپنی برادری سے دور ہو جاتے ہین وہان جو کام کرتے ہین انکی خبر انکے گھر تک نہین پہنچتی۔ اسلیئے بمبئی مین جب سپاہی بھرتی ہوتا ہے تو وہ کام کرنے لگتا ہے جو بمبئی مین کیئے جاتے ہین اس مین اسکو وہ وقت نہین پیش آتی جو بنگال مین آتی ہے اس قسم کا ایک دوسرا سوال معرض بحث مین یہہ آیا کہ ہر رجمنٹ مین ایک ہی قوم کے سپاہی رکھے جائین یا مختلف قومون کے ملے جلے سپاہی رکھے جائین۔ اب اس سوال مین ایک طرف یہہ کہا جاتا تھا کہ ایک رجمنٹ مین مختلف قومون کے سپاہیون کے رکھنے کے سبب سے اس مین اندرونی اتحاد کی روک ہوگی اگر ایک ہی قوم کے سپاہی ایک رجمنٹ مین رکھے جائینگے مثلاً پٹھانون کی رجمنٹین گورکھیون کی رجمنٹین سکھون کی رجمنٹین جدا جدا ہون تو سرکشی کے لیے آپس مین متحد ہو زیادہ

آسان ہو جائیگا۔ اب اسکے برخلاف یہہ مناقشہ پیش ہوا کہ اگر رجمنٹون مین مختلف قومون اور جاتون کے سپاہی
ہونگے تو ان مین خارجی اتحاد پیدا ہوگا کل سپاہ کے اغراض مشترکہ ہونگین اگر قومون کی مخالفت مین اپنی سلامتی
کی تلاش ہو تو وہ غالباً اسطرح زیادہ حاصل ہو سکتی ہے کہ وہ علیحدہ علیحدہ رکھی جائین بہ نسبت اسکے کہ وہ
اس مین مخلوط کرکے ایک مجموعہ غیر متجانس بنایا جائے یہہ امر زیادہ آسان ہے کہ ایک رجمنٹ اس
دوسری رجمنٹ کی مثال مین پیروی نہ کرے جو اسے مختلف قوم کے آدمیون سے بنی ہے اور ملک کے
مختلف حصہ مین رہتی ہے بہ نسبت اسکے کہ رجمنٹ کا آدھا حصہ دوسرے آدھے حصے کی پیروی نہ
کرے یہہ امر زیادہ آسان ہے کہ ان سپاہیون کو برخلاف ان سپاہیون کے لڑایا جائے کہ جنھون نے
آپس مین ایک دوسرے کی صورت نہین دیکھی بہ نسبت اسکے کہ ان سپاہیون سے لڑایا جائے کہ جنکے
ساتھ وہ برسون رہے ہون گو ان مین جات کی برادری نہ ہو مگر کم از کم ہم خدمت ہونے کی برادری ہو۔
ایک پلٹن مین ہندو مسلمان دونو آپس مین ایک دوسرے کو بھائی بھائی سمجھتے تھے اگر انکی پلٹنین جدا ہوتین
تو ایک قوم کی پلٹن دوسری قوم کی پلٹن کی اگر وہ سرتابی کرتی تو سرکچلنے کو موجود ہوتی۔

اب یہہ ایک اور مباحثہ اس سوال کی نسبت پیش ہوا کہ سپاہ کے ایک مقام مین مقیم رہنے مین یا مختلف
مقامات مین تبدیل ہونے مین کیا کیا فائدے اور نقصان ہین اور انمین کسکو ترجیح ہے بعض نے یہہ
کہا کہ مختلف رجمنٹین سپاہیون کی علیحدہ علیحدہ اپنے ایک ہی مقام مین مختلف حصون مین خدمت کیا کرین
سوا ر جنگ کی خاص ضرورت کے بغرض ایک مقامی سپاہ ہو اوروں نے یہہ کہا کہ جو بالفعل نظام ہے وہ
اچھا ہے جس مین پلٹنین وقتاً فوقتاً ایک مقام سے دوسرے مقام مین بدلتی رہتی ہین جو آپس مین سیکڑون
میلون کا فاصلہ رکھتی ہین ایک جانب یہہ دلیل پیش ہوئی کہ جب سپاہ ایک مقام مین مدت دراز تک رہیگی
تو وہان کے آدمیون مین اسکا اثر و رعب داب بہت ہوگا اور اس مین یہہ خوف ہے کہ سپاہ اور غیر سپاہ
کے آدمیون مین سفر تناک سازشین و آمیزشین ہون سپاہ کی مقامی سکونت مین یہہ خرابی ہے اب
دوسری جانب سے یہہ عرض کیا گیا کہ یہہ امر خوفناک ہے کہ سپاہی آپس مین ایک دوسرے کے ساتھ زیادہ
واقف ہو جائین اور انکے سپاہیون مین آپس مین دوستی ہو جائے کہ سازشون کے کرنے کے لیے اتحاد کرنے کا
دائرہ فراخ ہوکر کل ملک مین اپنا جال بچھا دے۔ دانشمند اور تجربہ کار ایک دوسرے کی رایون کو قطع کرتے
تھے اور ایسی متضاد لڑنے والی رایون سے ناممکن تھا کہ کوئی سچی بات تحقیق معلوم ہوتی +

اس سوال پر بڑا مباحثہ ہوا کہ سپاہ وفادار و جان نثار اور باثر دار اس صورت مین بن سکتی ہے کہ سپاہی اپنے کنبے سے جدا رہے یا اپنے اہل و عیال کو اپنے ساتھ رجمنٹون مین رکھے اور اسکے متعلقین اسکی قسمت مین شریک رہین۔ بنگال سپاہ مین سپاہی اپنے کنبے سے جدا رہتے تھے اور مدراس مین زیادہ اور بمبئی مین کم سپاہی اپنے بیوی بچون کو اپنے ساتھ رکھتے تھے ان دونو نظامون مین سے ہر یک کے طرفدار و حامی تھے اور انکے خاص فائدے بتاتے تھے۔ بنگال کا سپاہی ایام رخصت مین اپنے کنبے مین جاتا تھا اور اسکو اپنی تنخواہ کا بڑا حصہ ہمیشہ بھیجنا ہوتا تھا۔ اگر وہ یہہ روپیہ نہ بھیجتا تو اپنی رجمنٹ مین انگشت نما ہوتا اور یہہ بھی کہا جاتا تھا کہ اگر وہ اپنی خدمت کے کام مین قصور کرتا تو اسکی اطلاع اسکے گاؤن مین ہوتی جس سے تمام برادری مین اسکا منھ کالا ہوتا اسلیئے وہ اپنے سپاہی کے کام مین کبھی قصور نہین کرتا سپاہی کے ساتھ کنبے کے رہنے مین بڑی تکلیفین اور دقتین پیش آتی تھین جب رجمنٹون کی بدلیان ہوتی تھین تو تھوڑی سی آمدنی کے سپاہی کو ایک چھاونی سے دوسری چھاونی مین کنبے کے لیجانے مین تکلیف اٹھانی پڑتی تھی اور اس سبب سے سپاہی ایسی شکایتین کرتے تھے (وہ منجر بہ نافرمانی ہوتی تھین (اس کی مثال مدراس کے سوارون کے چھٹے رسالہ کا حال ہے جو اوپر بیان کیا گیا ہے) بنگال کی سپاہ مین شائد ہی کوئی رجمنٹ ایسی ہوگی کہ اس مین بیس باجہ بجانے والے عیسائی نہ ہون۔ انکے ساتھ اہل و عیال ہوتے تھے افسرون کو انکے سفر کرانے مین جو دقتین پیش آتی تھین وہ آٹھ سو سپاہیون کے سفر کرانے مین نہین آتی تھین اب ایک اور بات کہی جاتی تھی کہ جب سپاہی کے ساتھ اسکا کنبا ہوتا ہے تو سپاہی کی نیک چلنی اور خیر خواہی کی وہ پوری ضمانت ہوتی ہے اسکی اولاد بطور اول کے اسکی عورتون کی عزت و ناموس ہمارے ہاتھون مین ہوتی ہے بس سرکشی و قتل کے برخلاف وہ پشت پناہ ہوتے ہین یہہ بھی بیان کیا جاتا تھا اس نظام کا میلان یہہ ہے کہ سپاہیون کا ایک جدا فرقہ ایسا بن جاتا ہے جو اپنے ملک کے آدمیون سے بالکل جدا ہوتا ہے اور اسطرح سے ان کا رشتہ اپنے ملک سے ضعیف ہوجاتا ہے اور سرکار سے مضبوط۔ ہر نظام کے حمایتی موجود تھے اور ہر ایک نظام کو اپنا اپنا کام کرکے نتائج کو بروے کار ظاہر کرتا تھا۔

سپاہی کی ترقی کے باب مین رائون کے بڑے اختلاف تھے بعض یہہ کہتے تھے کہ بنگال کی سپاہ کے نظام سے کہ مدت ملازمت کی درازی کے اعتبار سے ترقی ہو بنگال کی سپاہ غارت ہوگئی جس مین ہر سپاہی کے لیئے برابر احتمال تھا کہ وہ کمشنڈ افسرون مین داخل ہوجائے۔ ہندوستانی پیدل رجمنٹون مین ایک

صوبہ دار پنج اور دس صوبہ دار اور دس جمعدار ہوتے تھے جو کمشند افسر کہلاتے تھے۔ دوسرے یہہ
رائے رکھتے تھے کہ یہہ نظام ہی بڑی پشت پناہ ہے جو تمام مخالف اثرون کا مقابلہ کرتا ہی
دونو طرف بڑے بڑے مدبران ملکی اپنے براہین ستین پیش کرتے تھے یہہ کہا جاتا تھا کہ اس نظام مین
کوئی بات جد و جہد کی ابھارنےوالی نہین۔ سپاہی اپنے افسرون سے بے پروا تھے انکو ضرورت نہین
تھی کہ وہ اپنے افسر اعلے کی راے اپنی نسبت نیک حاصل کرین انکے لیئے یہہ کافی تھا کہ خاص
سالون تک اپنی ملازمت کی اونگ مین بسر کرین پھر آرام سے پنشن مین داخل ہو جائین اور اپنی
سپاہیانہ زندگی کو پیرانہ سالی اور فراغ دلی کی اونگ مین بسر کردینگے اسی واسطے بنگال سپاہ کے افسر
اکثر قابل تعظیم فرسودہ تن ضعیف القلب بوڑھے آدمی ہوتے تھے اپنی رجمنٹون مین وہ بڑا اثر و رعب
داب نہین رکھتے تھے اور جہانتک ممکن تھا اپنے تیئن محنت و مشقت سے بچاتے تھے اور راحت
اور آرام مین سب کو رکھتے تھے — اسکے مقابل مین یہہ کہا جاتا تھا کہ یہہ نظام مدت ملازمت کی
درازی کا سپاہی کی خدمت کا بڑا آڑ اور سہارا ہے اس سے سب سپاہی خوش اور راضی رہتے
ہین اور اس مین انکو یہہ آس رہتی ہے کہ اگر ہم کوئی بدچلنی ایسی نہین کرینگے کہ جسکے سبب برخاست
ہو جائین تو سپاہ مین جو سب سے اعلے درجہ ہے اسپر ترقی کرینگے یہہ کہا گیا کہ جس سپاہی کا نام فہرست
مین اول ہے اسپر کسی اور سپاہی کو جو قلیل الخدمت ہے ترقی دینے سے رجمنٹون مین شکستہ دلی اور
انتظام سرکاری سے سخت ناراضی کا طوفان اٹھتا ہے اور سپاہی بد دل کاہل ہو جاتے ہین۔
ہنری لارنس اور جان جیکب سپاہ مین کمشن درجون پر افسرون کے مقرر ہونے کی برائیان بیان
کرتے تھے کہ یہہ افسر بیچارے بوڑھے جسم کے کمزور اور دل کے ناتوان ہونے مین سر چارلس نے پیر
بڑی شد و مد سے یہہ حکم دیتے تھے کہ ہندوستانی سپاہ مین ہر درجہ مین قدیم الخدمت ہونے کے دعوی پر
بالاستقلال کمال خیال رکھا جائے اور توجہ کی جائے۔ ولیم سلیمن صاحب لکھتے ہین کہ ہر رجمنٹ مین
ہم چیار زیادہ نیز ہندوستانی افسر اسطرح مقرر کر سکتے ہین کہ ترقی کے قاعدون پر لحاظ نہ کرین
تو اس سے یورپین افسرون کی نسبت اچھی فیلنگس سپاہیون کی کم ہو جائیگی جس سے گورنمنٹ کا
نقصان ہزار گنا بہ نسبت فائدہ کے ہوگا تعجب ہے کہ ایک گورنر جنرل کے بعد دوسرا گورنر جنرل آتا رہا
اور اس معاملہ مین وہ حیران و پریشان رہا مگر اسنے اپنے اول آنے مین جو اس معاملہ کی صورت دیکھی تھی

وہی جانے کے وقت برقرار رکھی

رجمنٹون مین افسرون کے مقرر کرنے کے باب مین رایون کا بڑا اختلاف تھا بعض اس بات پر بحث کرتے
تھے کہ غیر آئینی نظام اچھا ہے بعض آئینی نظام کی تعریف کرتے تھے بعض یہہ خیال کرتے تھے کہ قدیم زمانہ کی طرح
چند منتخب افسر مقرر رہون اور انکو اختیار دیا جائے کہ وہ سپاہ پر حکمرانی کرین بعض یہہ کہتے تھے کہ افسر زیادہ ہون
جس سے ایک جنرل سٹاف بن سکے اور سارے اختیارات و احکام سپاہ کے ایڈجوٹنٹ جنرل کے اختیار مین
ہون۔ مارچ [illegible] میں ہر ایک ہندوستانی پیدل رجمنٹ مین ایک کرنیل ایک لفٹنٹ کرنیل ایک میجر ۶ کپتان دس
لفٹنٹ ۱۵ انسائن ہوتے تھے پھر چند مہینون کے بعد ایک کپتان اور ایک لفٹنٹ اور زیادہ کیا گیا ہمیشہ
افسرون کی افزایش کے لیے دہائی مچائی جاتی تھی ہر غیر آئینی رجمنٹ مین تین یا چار منتخب افسر ہوتے تھے جو ڈسپلن
کو کامل رکھتے تھے اور میدان جنگ مین تعریف کے قابل خدمت کرتے تھے۔ یہہ کہا جاتا تھا کہ جب لڑائی
مین سپاہ کا کوئی افسر مارا جاتا یا زخمی ہوکر بیکار ہوتا تو سپاہ مین پراگندگی آتی اور جب چند ہی افسر ہوتے تو زیادہ
حیرانی ہوتی اسکا جواب یہہ دیا جاتا تا اگر ہندوستانی افسر اچھی قسم کے ہون تو وہ سپاہیون کو مجتمع رکھہ کر اچھی کارگذاری
کر سکتے ہین لیکن اگر وہ فرسودہ کمزور بیدم ہون تو انگریزی افسر کے مرنے یا زخمی ہونے سے سپاہ مین تباہی آسکتی ہے
اس بات کو سنکر جھگڑا و تکرار کرنے والے یہہ کہتے تھے اگر ہندوستانی افسر مثل ہماری کارگزار ہون تو ہندوستان مین
ہماری سلطنت کتنے دنون تک مہمان رہ سکتی ہے ہندوستانی سپاہیون کو اس قابل بنانا کہ وہ پلٹنون کو
میدان جنگ مین لے جاکر لڑائین انکو اس قابل بنانا ہے کہ وہ اپنے سپاہیون کو لیکر ہم سے جنگ برا ہون
؎ کس نیاموخت علم تیر از من * کہ مرا عاقبت نشانہ نکرد * اکثر اس دلیل کے طرفدار تھے کہ بے شک
ہمارا سپاہ کا یہہ تعلیم کرنا اسکے موجد کے لئے وبا ہوگا مگر ہنری لارنس کی فیاضانہ رائے یہہ تھی کہ صحیح پولیسی یہ
ہے کہ ہر ایک سپاہی کی خواہ وہ یوروپین ہو یا ہندوستانی جد و جہد کرنے کے لیے سبب پیدا کرنا چاہیئے
ہماری نظام مین یہہ بڑا نقص ہے کہ بڑے بہادر و شجاع و لائق ہندوستانی سپاہیون کی مستعدی اور جد و جہد کے
کرنے کے لیے جگہہ نہین انہون نے کہا کہ ہم جب تک ہندوستانی سپاہ کو موثر نہین بنا سکتے کہ ہم اپنے مطلب
کے لیے انکو ترغیب ایسی نہین دیتے کہ وہ اپنی اعلے درجہ کی لیاقت و جد و جہد کو کام مین لائین * اس باب مین
بھی رائین بڑی مختلف تھین کہ انگریزی افسر ہندوستان مین اپنی روزانہ زندگی مین اپنی قومیت کا برتاو بہت زیادہ
یا بہت تھوڑا رکھین ایک طرف یہہ بیان کیا جاتا تھا کہ انگریزی افسر ایسے درشت طبع ہوتے ہین کہ ہندوستانیون کی

صحبت سے بہت جدا رہتے ہین اور انپر اپنے گرد کے آدمیون کا اثر کچھ نہین ہوتا ہے۔ دوسری طرف یہہ کہا جاتا تھا کہ انگریز جاتے ہی مشرقی عادتین اختیار کر لیتے ہین پھر انگریزی جنٹل مین نہین رہتے ہین جو انکو اول سے آخر تک رہنا چاہیئے۔ بعض یہہ کہتے تھے کہ یوروپ کی آمد و رفت مین جو آسانی زیادہ ہوگئی ہے اس سبب سے اپنی مشرقی صحبت اور فرض منصبی سے بہت ناخوش رہتے ہین دوسرے لوگ یہہ کہتے تھے کہ ہندوستان کے ملیٹری سسٹم (سپاہ کے نظام) مین بڑا نقص آتا ہے کہ انگریزی افسرون کو یوروپ جانے کے لیئے فرلو (وطن جانے کے لیئے رخصت) کا ملنا بڑا مشکل ہوگیا ہے لارڈ ڈلہوزی کے زمانہ مین فرلو کے قوانین مین جو سختیان تھین وہ نرم ہوگئی تھین اور یوروپ و ہندوستان مین دخانی جہازون پر جو آمد و رفت باقاعدہ ہوگئی تھی اس سبب سے فرلو کے قاعدے عمل مین آنے تھے یوروپ کی آمد و رفت کی کثرت نے خواہ کتنا ہی مغربی سائینس کو ہندوستانی ملیٹری (جنگی) نظام مین دخل کیا ہو مگر اس سے رجمنٹ کے انگریزی افسرون کی ترقی نہین ہوئی جب انگریزی افسر فرلو سے ہندوستان مین اپنی خدمت پر آتا ہے وہ اپنی چھاونی کی زندگانی کو زیادہ بے لطف جانتا ہے اور وہ اس حکم کی اطاعت کرتا ہے کہ اپنی وضع انگلش رکھے جسکے سبب سے اس مین اور اسکے سپاہیون مین اور زیادہ مغائرت ہوتی ہے ہندوستانی سپاہ کی موثر ہونے کے باب مین جو بڑی بڑی باتین تھین انپر بڑے مباحثے ہوئے تھے مختلف رائین ظاہر ہوتی تھین اور طرفین کی دلائل سننے مین پیش ہوتی تھین جسکے سبب سے سپاہ مین کوئی اصلاح نہ ہونے پائی تھی جو اسکے نظام مین برائیان تھین وہ بدستور باقی رہتی تھین۔

اس سوال کا حل کرنا بھی بڑا مشکل تھا کہ ہندوستانی سپاہ پر اعتماد و اعتبار کہانتک ظاہر کیا جائے یہہ کہا جاتا تھا کہ ہم جسقدر ہندوستانی سپاہ پر اپنا اعتبار کمتر ظاہر کرینگے اتنا ہی ہمارے حق مین مضر ہوگا بعض یہہ کہتے تھے کہ ہندوستانی سپاہ کی نگہداشت خوب کی جائے اور اسکے ساتھ گورون کی سپاہ اسقدر رکھی جائے کہ وہ ہندوستانی سپاہ پر مسلط رہے۔ دوسرے یہ کہتے تھے کہ اسکی برابر کوئی مہلک غلطی نہین کہ ہندوستانی سپاہ پر ذرا سا بھی شبہ اپنا ظاہر کرین جس سے ممکن ہے کہ ہماری کالی سپاہ کا حصہ گوری سپاہ کے حصہ کا مخالف ہوجائے۔ یہہ مباحثہ نصف صدی سے چلا آتا تھا جب ویلور مین سپاہ نے سرکشی کر کے انگریزون کو قتل کیا تو مدراس کی گورنمنٹ نے بنگال کی سپریم گورنمنٹ سے درخواست کی کہ ساحل بحر کی سپاہ کی کمک کے لیئے کچھ گورون کی سپاہ بھیجی جائے تو بنگال گورنمنٹ نے اس درخواست کو اس بنا پر

نامنظور کیا کہ گوروں کی سپاہ کے بھیجنے سے ہندوستانی سپاہ پر جو علے العموم اعتبار کیا جاتا ہے اس مین فرق معلوم ہوگا جس کے سبب سے خیرخواہ پلٹنین بھی خوف کے سبب بدخواہ ہو جائین گین بہت سے مدبران ملکی گوروں کی سپاہ کی افزائش چاہتے تھے مگر انکی یہہ درخواست انگریزی قوم کی کونسلون مین مسترد ہوجاتی تھی۔ سرکار کمپنی کی سپاہ ہندوستان مین تین لاکھ تھی جنمین چالیس ہزار سپاہ گوروں کی تھی اور انمین سے ایک تہائی گوروں کی سپاہ وہ تھی جو خاص ہندوستان کے لیے سرکار کمپنی نے بھرتی کی تھی باقی سپاہ بادشاہی تھی جسکو تنخواہ ہندوستان کی آمدنی سے ملتی تھی اور بادشاہی احکام سے اسکی بدلی ہوتی رہتی تھی + لارڈ ڈیل ہوزی کے جانے سے پانچ برس پہلے گوروں کی سپاہ کچھ زیادہ ہوگئی مگر انگلنڈ جو بادشاہی سپاہ ہندوستان کو مستعار دیتا تھا اسکی تعداد کم ہوگئی تھی ۱۸۵۲ء مین ہندوستان کی تینوں پریسیڈنسیون مین ۲۹ رجمنٹین شاہی تھین جنمین ۲۸۰۰۰ سپاہی تھے ۱۸۵۶ء مین چوبیس رجمنٹین شاہی تھین جنمین ۲۲۰۰۰ سپاہی تھے اور اس پانچ سال مین سلطنت کی بہت توسیع ہوگئی تھی۔

لیکن ۱۸۵۶ء مین بہ نسبت ۱۸۵۲ء کے گوروں کی سپاہ مین بقدر تین ہزار سپاہیوں کے کمی ہوگئی تھی اس زمانہ مین انگلنڈ جنگہاے عظیم مین مصروف تھا اس سبب سے اسنے اپنی سپاہ کو ہندوستان سے بلالیا تھا وہ انگریز اپنے تئین دھوکہ دیتے ہین اگر وہ یہہ خیال کرتے ہین کہ انڈیا کی پبلک پر یورپ کے پولیٹکس کا اثر نہین ہوتا۔ ہندوستانیون کے دلون پر اسکا جو نقش جمتا ہے وہ صاف صاف نہین ہوتا لیکن جہان بڑی زبردست کلان مین ہوتی ہے وہ رائی کو پہاڑ بنا دیتی ہے۔ ہندوستان مین بعض فتنہ پرداز و تفرقہ انداز ایسے ہوتے ہین کہ وہ سچ کے ایک دانہ سے جھوٹ کا ایک کھیت بو دیتے ہین کریمیا کی لڑائی کے زمانہ مین بہت سی جھوٹی کہانیان گھڑی گئین اور انہون نے ہندوستانیون کے دلون مین جگہہ پکڑلی کہ انگریزی سلطنت کا بالکل زوال آگیا روسیون نے انگلنڈ کو فتح کرکے اپنی سلطنت مین الحاق کرلیا اور ملکہ معظمہ گورنر جنرل ہند کے پاس پناہ گزین ہوئی ہین۔ ہندوستانیون کو پہلے سے یقین ہے کہ روس مسلمانون کی ہمسایانی سلطنتون کو غارت کرتے ہوئے ہندوستان کو لیکر انگریزون کو سمندر مین دھکیل دین گے۔ جب کریمیا کی لڑائی مین ہندوستان سے گوروں کی سپاہ گئی تو دانشمند ہندوستانیون کے دل مین یہہ خیال آیا کہ انگلنڈ مین انگریزون کے پاس سپاہ نہین ہے جو وہ دنیا کے ایک حصہ سے سپاہ ملاکر دنیا کے دوسرے حصہ مین اپنی نمائش کرتے ہین

لارڈ ڈلہوزی کے زمانہ مین دانشمند ہندوستانی متحیر تھے کہ انگریز تمام سمتون مین ملک بڑھاتے چلے جاتے ہین لیکن یورپین سپاہ نہین بڑھاتے ایک لوگ یہہ دلیل کرتے تھے کہ جسقدر افزائش ملک میں ہوتی ہے اسی قدر دشمنون کی تعداد کم ہوتی ہے بس افزائش ملک کے لیئے ضرور نہین ہے کہ اسکی محافظت کے واسطے سپاہ کی افزائش کی جائے بلکہ دشمنون کی تعداد گھٹنے سے سپاہ کی تعداد گھٹانی چاہیئے یہہ بات بیرونی دشمنون کے لیئے صحیح تھی مگر اندرونی خوفون کے واسطے ٹھیک نہ تھی اور یہہ مثل فراموش خاطر ہوگئی تھی کہ مخفی چھوٹے دوست ظاہر دشمنون سے زیادہ خوفناک ہوتے ہین انگریز اپنی فتوح والحاقون کے نتایج کا تخمینہ کرتے تھے اور ہر چیز کو اپنی منشا کے موافق دیکھتے تھے کہ ہندوستانی ہماری اطاعت سے راضی تھے اور وہ ہماری خیرخواہ جان نثار باطمینان خاطر تھے اور وہ قومی راؤن کا قیاس ان چند غرض پرداز ہندوستانیون کے فیلنگس سے کرتے تھے جنکو تغیر سلطنت سے دولت ہاتھ آگئی تھی۔ دانشمند ہندوستانی جانتے تھے کہ انگریز مغالطہ مین پڑے ہوئے ہین اور وہ سمجھتے تھے کہ انگریز جھوٹ کو یقین کرتے ہین وہ متحیر تھے کہ انگریزون کی عقل کہان گئی ہے کہ وہ بڑے بڑے ملکون پر اپنا قبضہ کرتے ہین اور انگریزون کی جانون کی محافظت کے واسطے گورون کی سپاہ کا ایک دستہ بھی ولایت سے نہین آتا وہ جانتے تھے کہ انکا اعتبار جو ہندوستانی سپاہ پر ہے وہ انکو غارت کریگا یہہ انگریزون کی خوش نصیبی تھی کہ جب انہون نے پنجاب فتح کیا ہے تو یہہ ناممکن تھا کہ وہ افغانستان کو بھول جاتے جسکے دل مین کینہ و بغض انگریزون کی حملہ آوری کے سبب بیٹھا ہوا تھا ہنری لارنس نے جو بڑے دوراندیش تھے وہ جانتے تھے کہ سکھون کے سردار اور سپاہی فرنگیون کے جوئے کے تلے آنے سے دل مین متاثر ہوئے اور وہ یہہ یقین نہین کرینگے کہ ہم ملک کو ایک سرے سے دوسرے سرے تک مصائب سے چھٹانے والے ہین اس لیئے انہون نے اس ملک مین اور اسکی سرحد پر تمام ملک سے گورون کی سپاہ کھینچ کر متعین کر دیا تھا۔ اس مین یہہ خرابی ہوئی کہ سارا ملک گورون کی سپاہ سے خالی ہوگیا۔ یہہ پرانی حکایتین چلی آتی تھین کہ انگریزون کو ہندوستان مین خوف سوا شمال مغرب کے کسی اور طرف سے نہین ہے اسلیئے پنجاب مین گورون کی سپاہ کا بڑا حصہ جمع کر دیا اور باقی گورون کی چند رجمنٹون کو وسیع قلمرو مین جابجا تقسیم کر دیا۔ اس لیئے اب بالکل ہندوستانی سپاہ انگریزون کی پشت پناہ ہوگئی اور اس سے انگریزون کا ضعیف الجیش ہونا اور بھی ظاہر ہوگیا کہ ہندوستان سے گورون کی رجمنٹین کریمیا کی لڑائی مین بلائی گئین۔

اودھ کے الحاق کرنے کے بعض نتائج سپاہ کے حق مین مضر تھے۔ بنگال سپاہ کا بڑا حصہ صوبہ اودھ کا رہنے والا تھا اسکا کوئی گانو(ن) ایسا نہ تھا جسمین انگریزی وردی اور ہتھیار پہننے والونکا کنبا نہ رہتا ہو ان سپاہیون کو ایک مسلمان سلطنت کے برباد ہونے سے کوئی قومی کینہ نہین پیدا ہوا نہ انکو واجد علی شاہ کے ساتھ کوئی ہمدردی تھی نہ اُنکو وہ تکالیف اور مصائب اٹھانے پڑین جو سندھ اور پنجاب کے الحاق ہونے مین برداشت کرنی پڑی تھی کہ وطن سے دور جانا پڑتا تھا اور اجنبی غیر آدمیون مین رہنا پڑتا تھا اودھ کے الحاق ہونے سے تو وہ اپنے وطن مین آگئے تھے لیکن جب تک کہ انگریزی عملداری سے اودھ جدا رہا تو انکو خاص استحقاق اور فائدے سرکار کمپنی کے سپاہی ہونے کے سبب سے حاصل تھے وہ اودھ مین بڑی وقعت اور عظمت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے ۔ وہ ایک معزز فرقہ سمجھا جاتا سپاہیون کے کنبون کے سوا اور انکے اہل وطن کوئی رشتہ اپنے فوائد اور محافظت کے لیئے برٹش گورنمنٹ سے نہین رکھتے اسلیئے انکے کنبے اپنے ان اہل وطن مین بڑے سربلند تھے پنجم مین بمبئی کے سوار ، ان مین ایک اودھ کا سوار تھا اُس سے پوچھا گیا کہ وہ اودھ کے الحاق کو پسند کرتا ہے تو اسنے کہا کہ نہین جب مین اپنے گھر جاتا تھا تو لوگ میری تعظیم کو کھڑے ہوتے تھے اور مجھے بڑا آدمی سمجھتے تھے اب اونے ذلیل آدمی میرے سامنے حقہ پیتے ہین"۔ ان الحاق ممالک کے باب مین سر ہنری لارنس لارڈ کیننگ کو لکھتے ہین کہ دس برس گذرے کہ ایک سپاہی نے پنجاب مین اپنے افسر سے کہا تھا کہ آپ ہمارے بغیر کیا کر سکتے ہین ایک دوسرے سپاہی نے کہا تھا کہ اب آپنے پنجاب لے لیا سپاہ مین تخفیف کرینگے ایک تیسرے سپاہی نے کہا تھا کہ مین نے سنا ہے کہ سندھ بنگال پریسیڈنسی مین داخل ہوا شاید یعلم ہی ہو کہ اودھ بنگال مین داخل کیا جائیگا اودھ چونکہ اودھ مین بڑی بدعملی و بے انتظامی مدتون تک پھیلی رہی۔ انگریزی سپاہی کے ساتھ خواہ کیسی ہی نا انصافیان کرین مگر اسکو یقین تھا کہ رزیڈنٹ کے روبرو اپیل کرنے سے اسکے حق مین انصاف ہوگا۔ اگر وہ وہان خود موجود نہ ہوتا اور اسکے کنبے کا کوئی آدمی تھوڑی سی حقیت زمین مین رکھتا تو یہہ حقوق زمینداری جسکی کہ اسکے اہل وطن کے لیئے باعث فخر ہوتے تھے ایسی ہی تکلیف کے سبب بھی ہوتے تھے اسکے باب مین جو تنازعات ہوتے تھے ان مین رزیڈنٹ اسکی اعانت وحمایت کرتا وہ جیت مین رہتا خواہ غلط یا صحیح۔ بعض اوقات سپاہی کے ان حقوق کے حاصل ہونے کے سبب سے ظلم بھی ہوتا تھا اور بعض اوقات وہ آدمی رجمنٹ کی پرانی وردی اور لوٹ پہنکر اپنا کام نکال لیتے تھے جنہون نے کمپنی کی سپاہ مین کمانڈر

لفظ ہی نہین سنا تھا اب اودھ کے الحاق ہونے سے وہ اور اسکے اور اہل وطن سب سرکار کمپنی کی رعایا ہونے مین برابر ہو گئے۔ جب رزیڈینسی موقوف ہو گئی تو سب آدمی کمشنر کی محافظت مین آکر برابر ہوئے۔ اب سپاہیون کی کمپنیون کو معلوم ہوا کہ اس انقلاب سے انکا کتنا نقصان ہوا۔

سنہ ۱۸۵۶ء کے موسم بہار مین اگر ہم ہندوستانی سپاہ کا خاص کر بنگال کی رجمنٹون کا حال دیکھین تو معلوم ہوگا کہ مخالف حالتون کا ایک سلسلہ جسکا خاتمہ اودھ کے الحاق پر ہوا ایسا جاری تھا کہ اسکا اثر سپاہی کی محبت کو اپنے علمون کے ساتھ گھٹاتا تھا ہم دیکھتے تھے کہ جب اندرونی ڈسپلن کی بندشین ڈھیلی ہو گئین تو بیرونی واقعات نے براہ راست یا بواسطہ سپاہی کی اندرونی عداوتون اور ناراضیون کو اکسایا اور بھڑکایا ہم دیکھتے تھے کہ سپاہی کی وفاداری اور فرمانبرداری مین کمی ہو گئی اسکا اپنا زعم بڑھ گیا اور وہ سمجھنے لگا کہ ہماری وفاداری و جان نثاری پر سرکار انگریزی کے کامون کا مدار ہے اس سبب سے اسکا گھمنڈ بڑھ گیا اسکو بہت موقعے ملے کہ زمانہ حال کے سانحات اور عوام کی رائون سے اسکو واقفیت حاصل ہوئی وہ اپنی چھاونی اور اپنے سفر مین مختلف فرقون سے ملتا تھا اور مختلف ملکون مین پھرتا تھا وہ اپنے دوستون سے خواہ کتنے ہی فاصلہ پر ہون خط وکتابت کرتا تھا وہ بازارون کی سب گپ شپ سنتا تھا ہندوستانی اخبارون مین جو جھوٹی سچی بلی جلی خبرین شائع ہوتی تھین انکو خود پڑھتا تھا یا پڑھوا کر سنتا تھا وہ جانتا تھا کہ برٹش گورنمنٹ کی کیا تدابیر ہین بعض اوقات وہ یہہ نہین جانتا تھا کہ گورنمنٹ کے ارادے اور اسکی نیتین کیا ہین اور اُنکے معانی اپنی طرف سے وہ بیان کرتا تھا سادہ لوح شکی آدمی کی عادت ہوتی ہے کہ وہ نہایت مفید و نیک کامون مین دغا و فریب اور چھپے ہوئے خطر بتاتے ہین ایسے ہی گورنمنٹ کی نیک نیتی کے کامون مین سپاہی شاخسانے نکالا کرتے اس مین یہہ لیاقت نہین تھی کہ وہ یہہ سمجھتا کہ انگریز جو تبدیلیان کرتے ہین وہ محض عام بھلائیون کے لئے ہوتی ہین انگریزی گورنمنٹ کے مسایل نظریہ اسکی سمجھ سے باہر تھے انگریزون سے اپنا اصلاح و مشورہ لینا ہی موقوف کر دیا تھا تو عجیب وغریب دھوکون مین آنے لگا اور نہایت خطرناک دروغ باتون کو یقین کرنے لگا۔

برٹش گورنمنٹ کی پولٹیکل اور سوشیل تدابیر جو سپاہی کے دل پر اثر پیدا کرتی تھی انکے حساب کرنے مین ہم کو ان تدابیر کے براہ راست عمل کرنے ہی پر صرف خیال نہین کرنا چاہیئے بلکہ ان باتون پر بھی خیال کرنا چاہیئے کہ سپاہی دور کے واقعات پڑھتا تھا جو اسکی روزانہ خوشی پر کچھ اثر نہین رکھتے اسپر وہ اپنے خود غرض ہونے کی

سبب کچھہ لحاظ نہین کرتا تھا وہ اکثر انکو اور آدمیون کی سمجھہ سے اپنین امتیاز کرتا تھا اگرچہ پولیٹکل اور سوشیل انقلابات جو اوپر بیان کیے گئے ہین سپاہی پر کچھہ اثر نہین کرتے تھے مگر وہ اورون پر اثر کرتے تھے جو اس سے زیادہ اپنی نسل مین دانشمند تھے انگریزون کے ہر کام پر یہان کے تیز فہم بڑے سیانے مکار ایسے حاشیے چڑھا دیتے تھے جسسے سپاہی کا دل بگڑ جائے اور اسکو اسپر آمادہ کرلے کہ ایک اشارہ پر وہ اپنی دیوانگی کی شورش مچادے سپاہی کا حال اپنے ایمان مین بچہ کا سا ہوتا ہے اسکو سب قسم کی جھوٹی باتون کا یقین دلا دینا نہایت آسان بات ہے وہ نہایت سخت متناقض اور وحشیانہ بے سروپا باتون کا یقین کرلیتا ہے سپاہی اس بات کے یقین کرنے پر آمادہ تھا کہ انگریزون کی عملداری کا بڑھنا اسکو نوکری سے موقوف کرادیگا اور اسکے سبب سے دو چند کام کرنے کی مشقت اوٹھانی پڑیگی وہ ان دونو طرفون مین وسط کو تو نہین اختیار کرتا بلکہ دونو کو یا ایک کو یا دوسرے کو جسے اسکی خوشی خاطر ہوتی پسند کرتا ایسی آدمیون کی کمی نہین تھی جو اسکے تصورات کو غذا ایسی نہ کھلاتے جو اسکو سب سے زیادہ خوشگوار معلوم ہوتی اسکی عقل کبھی مدد نہ کرتی تھی جو اسکو اس غذا کے زیادہ کھانے کے نتیجون سے باہر نکالتی۔

برٹش گورنمنٹ کے کامون کی شرحین عجیب عجیب رنگ کی ہوتی تھین بڑی ذہانت سے قصے وافسانے بنائے جاتے جنکا مطلب یہہ ہوتا کہ سپاہی کے دل مین بے چینی پیدا ہو اور وہ گورنمنٹ کی وفاداری اور جان نثاری سے دست بردار ہو گو یہہ سب باتین مختلف رنگون مین گائی جاتین مگر سب کا سم اسپر ٹوٹتا کہ سپاہی کو یہہ سمجھایا جائے کہ انگریزون کی کل تدابیر کا مآل یہہ ہے کہ جات کو بالکل غارت کردین اور کل ملک مین عیسائی مذہب کو داخل کردین جب کوئی صوبہ الحاق کیا جاتا تو یہہ کہا جاتا کہ اسے عیسائی بنانے کے لیئے آسانی ہوئی کہ بہت سے آدمی عیسائی ہوجائینگے۔ لاخراجی زمینون کی ضبطی کا مطلب یہہ بیان کیا جاتا تھا کہ ملک مین تمام مذہبی اوقاف کا نام نہ رہے سرکاری قانون جو جاری ہوئے انکا مطلب یہہ بھی بیان کیا جاتا کہ ہندو مسلمانون کے مذہب تہ و بالا ہوجائین۔ تعلیم کی تمام تدابیر کو کہتے تھے کہ یہہ تو براہ راست ملک کے مذہب پر حملہ تھا۔ تعزیرات کے نظام کو بتلاتے تھے کہ وہ جات کے برباد کرنے کے لیئے ہے جیلخانون مین دیکھہ لو کہ سب کا کھانا پینا ایک کردیا۔ چھاونی کی ہرلین مین اس قسم کے آدمی تھے جو جیسا کہ ہیو نے کہا ان جھوٹی باتون کی تعلیم کرتے تھے اور اسکے ساتھہ یہہ یقین دلاتے تھے کہ عنقریب وقت آنے والا ہے کہ ایک فرنگی زندہ باقی نہین رہیگا ہی سلطنت قائم ہوگی سپاہ کا نیا انتظام ہوگا جس مین سارے اعلے عہدے

جنکا فرنگیون نے اجارہ لے رکھا ہے وہ سب ہندوستانیون کو ملینگے۔ انگریز ہندوستانیون کی سوسائٹی مین جو تحریکین ہوتی ہین ان سے کم واقف ہوتے ہین وہ فقط انکے لباس کو انکے اچھے چال چلن کو دیکھتے ہین ان کے بنگلون کے سایہ مین اگر سازشین ہوا کرین تو وہ انکی خوفناک علامتون کو نہین دیکھ سکتے۔ اگر کوئی بُری علامت ابنر ظاہر بھی ہو جاتی تو اصل ماخذ کے پتا لگانے مین انکی عقل حیران ہوتی ہے۔ وہ آدمی جنکا کام یہہ تھا کہ وہ سپاہیون کے دلون کو بگاڑین وہ اکثر اُن پرانے خاندانون مین سے تھے جنکو انگریزون نے غارت کیا تھا۔ ویلور کی سرکشی مین معلوم ہوا کہ سوار ٹیپو کے خاندان کے آدمیون کے اور پرانے خاندان کے آدمی بھی شریک تھے اور کوئی رجمنٹ خالی نہ تھی کہ اس مین اس قسم کے آدمی سپاہی نہ ہون یا ان شریف رؤسا و امرا کے خاندانون کے آدمی تھے جو سپاہیون کو بہکاتے تھے جنکی انگریزون نے لاخراجی زمینین ضبط کر کے انکو مفلس نان شبینہ کو محتاج بنا دیا تھا اور نہایت ذلیل کر دیا تھا برہمنون کی سوسائٹی مذہبی کی حماقتون کو انگریزون نے ظاہر کر دیا تھا اور انکے اختیار و اقتدار کو نیست و نابود کر دیا تھا پنڈتون کے تصورات غیر منتظم تبلا رہے تھے کہ نئے اوتار آنے والے ہین جو عیسائیون کی عظمت و شان کو شرق مین خاک مین ملا دین گے۔ اس تعلیم و تلقین کرنے والون کا خواہ کچھ ہی مقتضار طبیعت ہو خواہ کچھ لباس ہو وہ مسافرون کی طرح چھاونیون کی لینیون مین اس طرح آتے کہ وہ پھیری کرنے والے مسافر یا مذہبی بھکاری یا کٹ پتلیون کا تماشا کرنے والے معلوم ہوتے انہون نے سرکار کی بدخواہی کی تخم افشانی کی جسکے لئے یہان سرزمین خوب تیار تھی صرف یہہ انتظار تھا کہ موثر حالتون کا آفتاب انکو پختہ کر کے بغاوت و سرکشی کی فصل کو تیار کر دے +

## باب یازدہم لارڈ ڈیلہوزی کے عہد حکومت کے متفرق واقعات

سرکار کمپنی کا نیا چارٹر (فرمان شاہی) ہندوستان مین حکمرانی کرنے کا ملنا ۱۸۵۳ء

سرکار کمپنی کو جو ہندوستان مین فرمان روائی کی سند بیست سالہ ملی تھی اسکی مدت ۱۸۵۳ء مین ختم ہونے کو تھی۔ اب برٹش پارلیمنٹ کے روبرو نئی سند ملنے کا سوال پیش ہوا کئی مہینے تک ہندوستان اور انگلستان مین سرکار کمپنی کے دوستون اور دشمنون کے درمیان یہہ سوال زیر بحث رہا کہ سند دیجائے یا نہ دیجائے۔ سوم جون ۱۸۵۳ء کو سر چارلس ووڈ نے جو انڈین بورڈ کے پریسیڈنٹ تھے آیندہ ہندوستان کی گورنمنٹ کے باب مین مسودہ قانون کامنس ہوس مین پیش کیا اسمین اول دوسری گورنمنٹ بورڈ اوف ڈائرکٹرز کی اور بورڈ اوف کنٹرول کی قائم

رکھی لیکن کورٹ دائرکٹرز کی قوت کو اسطرح گھٹایا کہ اسکے چوبیس ممبرون مین سے اٹھارہ ممبر رکھے جنمین چھہ ممبرون کا انتخاب کرنا بادشاہ کے اختیار مین رکھا کہ وہ ان آدمیون مین سے انتخاب کیا کرے جنہون نے ہندوستان مین دس سال خدمت کی ہو۔ باقی بارہ ممبر کورٹ پروپرائٹرز انتخاب کیا کرین جسپر مسٹر برائٹ نے یہہ کہا کہ زود ہضم غذا کے ایک رتی مین دو رتی زہر ملایا گیا پہلے جو یہہ قاعدہ تھا کہ سرکار کمپنی ایڈسکومب اور ہیلی بیری کالجون کے طالب علمون کو ملیٹری اور سول عہدون پر مقرر کرتے تھے سو یہہ قاعدہ موقوف ہوا اور اسکی جگہہ نوجوان انگریزون کے لیئے مقابلہ کا امتحان مقرر ہوا۔ ہندوستان کے لیئے ایک خاص قانونی کونسل مقرر ہوئی۔ صوبہ بنگال مین ایک جدا لفٹنٹ گورنر مقرر ہوا۔ غرض اگست ۱۸۵۳ء مین یہہ بل پاس ہوکر ایکٹ ہوگیا۔ اول ترمیم سے یہہ فائدہ ہوا کہ ہندوستان کے حاکم بڑے بڑے تجربہ کار اور آزمودہ روزگار ولایت مین جاتے تھے تو پھر انکی عقل و دانش و تجربہ سے ہندوستان کو کوئی فائدہ نہین پہنچتا تہا اب بادشاہ انکو کورٹ دائرکٹرز کا ممبر مقرر کرسکتا تھا جس سے انکا تجربہ پھر ہندوستان کے کام مین آنے لگا۔ دوسری ترمیم سے یہہ فائدہ ہوا کہ پہلے کالج کے برے بھلے تعلیم یافتہ نوکر ہوجاتے تھے اب انکی جگہہ مقابلہ کے امتحان کے پاس شدہ لائق فائق نوکر مقرر ہونے لگے۔ ترمیم سوم سے یہہ فائدہ ہوا کہ کلکتہ مین مئی ۱۸۵۴ء کو اس ایکٹ کے موافق کونسل کا اجلاس ہوا جس مین ایک کونسل تمام ہندوستان کے لیئے قوانین بنانے کے لیئے تھی پہ پرانی کونسل اپنے اکثر کیموٹو اختیارات رکھتی تھی گو قانون بنانے کے اختیارات ایک اور کونسل کے ہاتھہ مین منتقل ہوگئے تھے مگر پھر بھی وہ اس مین اپنے اختیارات رکھتے تھے نئی کونسل کے تیرہ ممبر تھے جنمین چار ممبر بنگال و آگرہ و مدراس و بمبئی کی گورنمنٹون کی طرف سے تھے اور دو سپریم کورٹ بنگال کے جج تھے دو اور ممبر گورنر جنرل نے اپنے اختیار سے مقرر کیئے تھے۔ چہارم ترمیم سے یہہ فائدہ تھا کہ بنگال و بہار و اڑیسہ کے صوبون کے انتظام کی خبرگیری گورنر جنرل کے ذمے تھی وہ اپنی　　دارالسلطنت سے نصف سال جدا رہتے تھے اسلیئے اکثر کونسل کا ممبر اول ان صوبون کا کام کرتا تھا اس بے عنوانی کے سبب سے گیارہ برس مین دس دفعہ بنگال کے ڈپٹی گورنرون کا تغیر و تبدل ہوا۔ اب اس نئے انتظام سے یہہ تغیر و تبدل موقوف ہوا بنگال کے اول لفٹنٹ گورنر ہیلی ڈی صاحب مقرر ہوئے۔

جولائی ۱۸۵۵ء مین بنگال کے شمال مغرب مین پہاڑی قومون نے سر اٹھایا اور شور و شر مچایا وارن ہیسٹنگز کے عہد مین کلیولینڈ صاحب نے سنتھالیون کو وحشی سے اہلی آدمی بنایا تھا اور مسٹر بون نٹ نہایت فیاضی سے

دامن کوہ مین انکو زمینون مین زراعت کرنی سکھائی تھی وہ دفعتہ اپنی مرتفع زمینون کے جنگلون سے میدان کی
دولت مند آدمیون پر سیل باران کی طوفان برپا کرتے ہوئے چڑھ آئے۔ بنگالی مہاجنون نے انکو قرض کے
پھندون مین پھنسا کر لوٹ لیا تھا۔ عدالتون مین نالشین کر کے انسے اپنے مقاصد بدحاصل کیئے جنسے
یہ گروہ دیوانے بن گئے بعض جوش نوجوان انگریزی ریل وے اور سیرون نے بھی انکا ناک مین دم کیا
تھا ان سیدھے سادے وحشیون نے اپنے غول بنائے اور اپنے آپ ہی اپنے سردار مقرر کیئے
اور کلکتہ کی کونسل کے روبرو اپنا استغاثہ کرنے کے لیئے چلے۔ بھوک اور توہمات نے ان مستغیثون کو
لٹیرا اور خونخوار بنا دیا انکے پاس تبر اور زہر کے بجھے ہوئے تیر ہتھیار تھے خوشحال دہات مین انھون نے
آگ لگائی اور انکو لوٹ لیا خالی بنگلون پر حملے کیئے جو ادھر اُدھر انگریز ہندو مسلمان پھرتا ہوا انکو ملا اُسے
مار ڈالا راج محل و بیر بھوم و بھاگل پور کے بڑے بڑے سول سٹیشنون کو گھیر لیا انکے پرجوش واعظون نے
اپنے مواعظ کا ایسا اثر انپر ڈالا کہ ہزارون سنتھالی ان اضلاع پر لوٹ پڑے۔ جو ابھی طرح محفوظ نہ تھے اور
ان مین ان کے اصلی دشمن رہتے تھے۔ دفعتہً بلوہ کا برپا کرنا ایسے وقت مین کہ برسات کا زور تھا ان کے
حق مین مفید تھا۔ دفعتہً سردست کوئی لشکر انکی سرکوبی کے لیئے سوا پہاڑیون کی سپاہ کے موجود
نہ تھا اور اس سپاہ سے جو سرکشون سے رشتہ مندی رکھتی تھی اور توہمات مین مبتلا تھی خیرخواہ
رہنے کی تھوڑی توقع ہو سکتی تھی۔ غرض حکام اس ہنگامہ کو دیکھ کر متحیر ہو گئے تھوڑی سی سپاہ گورون کی
اور پولس کے سپاہیون نے ان ہزارون آدمیون کا مقابلہ کیا جو اسکے خون کے پیاسے تھے سنتھال کے
اضلاع مین سے دہاتی خوف زدہ ہو کر ایسے بھاگے جیسے کہ مرہٹون کے حملہ کے خوف سے بھاگتے تھے
کلکتہ سے سپاہ نے جاکر رانی گنج کو بچایا جہان بردوان کے ضلع مین کوئلے کا بڑا کارخانہ ہے۔ راج محل
اور کول گونگ اور بھاگل پور مین دہات تک جل رہے تھے اور مرشد آباد بھی اس خوف سے لرز رہا تھا
بلوہ کے مقامون مین سپاہ آئی مگر وہ ہنگامہ فساد کو فرو نہ کر سکی۔ سوا اسکے کہ وہ چند مقامات کو
محفوظ رکھ سکتی تھی کچھ اور نہین کر سکتی تھی۔ یہہ وحشی اسکی بندوقون کے آگے سے بھاگ جاتے تھے
مگر اور طرح سے اپنے حملون سے ستاتے تھے۔ انگریزی سپاہ اچھی طرح کام کرتی تھی لیکن ان وحشیون کے
ہجوم و غوغا اور زہر کے بجھے ہوئے تیرون سے ڈر جاتے تھے۔ دو دفعہ پہاڑی سپاہ راج محل کے
لوٹنے والون کے مقابلہ کے لیئے بھیجی گئی وہ دونو دفعہ پیچھے ہٹ آئی لفٹنٹ ٹول مین ۵۶ رجمنٹ کے

سپاہیون کو ساتھ لیکر ہزارون سنتھالیون سے لڑنے گئے اور دشمنون کی کثرت تعداد کے سبب سے مغلوب ہوئے اور بیس سپاہی مع بہادر افسر کے مقتول و مجروح ہوئے - تازہ سپاہ آئی تو پھر ہزارون سنتھالی تھوڑی سی قواعد دان سپاہ کے آگے سے بھاگنے لگے اتنے فساد بالکل فرو نہ ہوا سنتھالی بھاگ کر جنگلون مین چلے گئے اور وہان رہ کر ستانا شروع کیا بعض دہات مین سے انکو خوراک بھی مل گئی - لفٹنٹ گورنر ہیلی ڈے صاحب نے مارشل لا جاری کرنا چاہا مگر سپریم گورنمنٹ اسکے مانع ہوئی ستمبر ۱۸۵۵ء کے شروع مین جرنیل لونڈ کی سپاہ نے بھاگل پور مین اور برگیڈیر برڈ کی سپاہ نے بیربھوم مین ان سرکشون کا سر کاٹنا شروع کیا مگر ابھی جنگل مین انکے شکار کرنے کا وقت نہین آیا تھا اس مہینے کے ختم ہونے سے پہلے بیربھوم مین ہیضہ آیا اس ہیضہ نے اور سنتھالیون نے اس ضلع کی زمین کو آپس مین تقسیم کر لیا - سرکش ایک ضلع کی لوٹ سے مالا مال ہو کر انگریزی سپاہ کے ہاتھ سے بچکر نکلنا چاہتے تھے تو امراض اور ہیضہ انکو نکلنے نہین دیتے تھے ہزارون سنتھالی بنارقون اور بیماریون سے مرے اور سینکڑون مقید ہوئے جنمین انکا ایک بڑا نامور سردار سید وبانجی بھی تھا مگر ابھی تک زندون مین لوٹ خوب تقسیم ہوتی تھی نومبر کی سرد ہوا اور بے ابر دھوپ نے ایک نیا جلوہ دکھایا اسوقت لارڈ ڈلہوزی نیل گری مین علیل تھے انکی کونسل نے اس فساد کے دور کرنے کی تدبیر آہستگی کے ساتھ کی لفٹنٹ گورنر ہیلی ڈے صاحب نے آخر کو مارشل لا جاری کیا تازہ سپاہ میدان کارزار مین آئی - عموماً سرکشون کے دہات کا جلانا شروع ہوا اور اب دشمنون کے لیئے جنگل پناہ گاہ نہ رہے انکے بہت سے سردار مارے گئے اور پکڑے گئے اور پھانسی پر چڑھائے گئے سال کے آخر روز مین لشکرکشی موقوف ہوئی اور ۳ - جنوری ۱۸۵۶ء کو مارشل لا کی موقوفی کا اشتہار دیا گیا اور سنتھال کا ملک بنگال کے آئینی اضلاع سے جدا ہو کر غیر آئینی ملک بنایا گیا - ابھی سنتھالی بالکل مطیع نہ ہوئے تھے وسط جنوری مین پھر انہون نے سر اوٹھایا - دہات کو لوٹا مارا بہت سی فیکٹریون کو مسمار کیا خیر خواہ انگریزون اور بنگالیون کی جان و مال کے لینے سے دھمکایا فروری کے ختم ہونے پر بالکل امن امان ہو گیا - پھر سنتھالی ریلوے کی نئی لائینون اور سڑکون اور فیکٹریون پر کام کرنے لگے اور زراعت کے کام مین مصروف ہوئے - جن دنون انہون نے غدر مچایا تھا اور اپنی کھیتی نہ بوئی تھی اسکی سزا انکو یہہ ملی کہ ہزارون بھوکے مرگئے

لارڈ ڈلہوزی کے ارشاد سے جان لارنس نے اپنے سکرٹری سے ۱۸۵۵ء مین آن رردی سندھ کی

پولیس ۱۸۵۵ء

سرحدون کی مہمات کی رپورٹ تیار کرائی جس میں سے سرحد کی پولیسی کی توضیح کی گئی - یہہ سرحد طول مین آٹھ سو میل ہے وہان کی اقوام کے دو حصے ہین ایک حصے مین ایک لاکھ پینتیس ہزار آدمی اور دوسرے حصے مین اسی ہزار آدمی لڑنے والے ہین وہ اصلی جنگجو و شیر خو بہادر سخت جفاکش اچھے ہتھیار رکھنے والے مین مگر ڈسپلن (قواعد) نہین جانتے انکی طبیعت مین وحشت شرافت آمیز خونریزی کے بدلہ مین خونریزی کرنا انکا عین ایمان ہے وہ کبھی ہتیارون کے بغیر نہین رہتے مویشیون کے چرانے مین باربرداری کے جانورون کے ہکانے مین کھیتی کرنے مین ہتیار لگائے ہوئے ہوتے ہین ہر خیل اور ہر خیل کا ہر فرقہ آپس میں ایک دوسرے کے قتل کرنے کے لیئے لڑائیان لڑتا ہے اور ہر خاندان مین خونی جھگڑے ورثے مین چلے آتے ہین اور ہر شخص کے جسم پتر ہے ہوتے ہین - ہر خیل مین اپنے ہمسایون کے ساتھ جانستانی کا حساب ایسا ہی رہتا ہے جیسے کہ قرضدارون اور قرضخواہون کے مابین -

پہاڑون پر سے وہ اکثر انگریزی عملداری مین لڑائیان لڑتے تھے اور دیہات کو جلا دیتے تھے یا انکو لوٹ لیتے تھے اور انگریزی رعایا کو قتل کرتے تھے مدتون تک وہ پہاڑون کے نیچے میدانون کو اپنی شکارگاہ سمجھتے تھے جنہین وہان کے باشندون کا شکار کھیلتے تھے جب انکا اس ظالمانہ شکار کھیلنے کو جی چاہتا تھا تو وہ قتل اور لوٹ مار کے لیئے حملے کرتے تھے اور بعض دفعہ آدمیون کو قید کرکے لے جاتے تھے کہ ان سے ڈنڈ لیکر رہا کرین - وہ انگریزی سپاہ پر گولیان مارتے تھے اور انگریزون کو اُن ہی کی عملداری مین مار ڈالتے تھے وہ انگریزی عملداری مین جہان انکا جی چاہتا تھا دیہات مین گھس آتے تھے اور انگریزی بازارون مین تجارت کرتے تھے انگریزی رعایا مین چند آدمی انکے ملک مین کسی ضرورت کے سبب جا سکتے تھے مگر گورنمنٹ کے کسی نوکر کی یہ مجال نہ تھی کہ انکے ملک مین قیام رکھتا اب اسکے برخلاف برٹش گورنمنٹ انکو آزاد سمجھتی تھی اور اسکے ملک مین جو وہ معافیان رکھتے تھے وہ انکو بدستور برقرار رکھتی تھی اسنے سکھون کی قدیمی قلمرو کی حدود سے باہر ایک قدم بھی آگے نہین نکالا اسنے کچھ ان کے معاملات مین مداخلت نہین کی اور کچھ تعلق انسے نہین رکھا اگرچہ اسنے اپنی رعایا کو اجازت دے رکھی تھی اور وہ اسکی مدد کرتی تھی کہ حملہ کی صورت مین اپنی حفاظت کرین مگر انکو روکتی تھی کہ وہ اسکا معاوضہ نہ لین اور حملہ کے عوض مین حملہ نہ کرین وہ ان آدمیون کو پناہ دیتی تھی جو اپنی جان بچانے کے لیئے بھاگتے تھے مگر وہ انکے مسلح گروہون کو اپنے ملک مین پناہ گزین نہین ہونے دیتے تھے اسنے ان آزاد پہاڑی آدمیون کو آزادانہ اجازت دی تھی کہ وہ اسکے ملک مین آباد ہون زراعت

کرین اپنی مواشیون کو چرائین تجارت کرین اور اسطرح وہ اپنے حقوق و فائدے اور حالتین رکھتے تھے جو اسکی خود رعایا رکھتی تھی وہ انکو اپنی اسپتالون اور دوا خانون مین بے تکلف آنے دیتے تھے اور ڈاکٹر انکے کوڑیون بیمارون کا علاج کرتے تھے اور جب وہ اچھے ہوجاتے تھے تو اپنے کوہستانی وطن کو چلے جاتے تھے۔ انکے واسطے سپاہ مین بھرتی ہونے کی بھی اجازت تھی کہ وہ انگریزی تنخواہ دار اور نمک خوار ہین۔ ۱۸۴۹ء اور ۱۸۵۵ء کے درمیان پندرہ دفعہ لشکرکشیان ہوئین انمین عدل اور عقل سے موافق پولیسی ظاہر کی گئی قتل و قزاقی کے روکنے کے واسطے زور کی ضرورت ہوئی یہہ زور کام مین لایا گیا اور وہ کامیاب ہوا جب ان قومون کو سزا ملجاتی تو اکثر اپنے افعال سے پشیمان ہونے کا اقرار کرتین اور جنکو وہ پورا کرتین وہ جن جرمون کی سزا پاتین انکو سزا پانے کے بعد پھر نہین کرتین تقریباً ہر صورت مین یہہ قومین زیادتی کرنے والی اول مین تیرے کام کرتین اور آخر مین مصیبتین اوٹھا کر اچھے کام کرتین اس پولیسی کے سبب مصالحت کی بنیاد رکھی گئی اور یہہ سرحدی قومین ۱۸۵۷ء مین انگریزون کی خوش نصیبی کے سبب سے نچلی بیٹھی رہین جسکا آگے بیان ہوگا اگر ابتدا مین کوئی لیئے اثر برتا و انسے برتا جاتا تو وہ انگریزون کی کمزوری کے وقت بہادرانہ حملہ آوریان کرتین لیکن وہ انگریزی بیجا پولیسی کے استحکام و استقلال کی عادی تھین ان پر انگریزون کا خوف چھایا ہوا تھا اس لیئے وہ سمجھتین کہ انگریزون کو نقصان عظیم پہنچا سکتی تھین اپنی شرارت سے باز رہین پھر اس پولیسی کو لارنس کے جانشینون نے بالاستقلال ترقی دی اسلیئے آن ردے سندھ کی سرحد انڈین ایمپائر کا قابل اطمینان حصہ ہوگیا تمام ملک مین کسی سمت مین انگریزی اور شرقی حکومتون مین ایسا فرق عظیم نہین ہے جیسا کہ یہان ہے ✤

اب سرحدی پولیسی مین ۱۸۶۸ء کے آخر تک افغانستان اور ہندوستان کے تعلقات کا بھی ذکر کرنا ضرور ہے چونکہ افغانستان کے متصل پنجاب ہے اسلیئے پنجاب ہی ان تعلقات کا توسط ہے۔ ۱۸۵۵ء تک پنجاب کے منتظمون نے افغانستان کے معاملات سے کچھ سروکار نہین رکھا۔ افغانستان جنگ اول کے بعد ۱۸۴۲ء مین امیر دوست محمد خان اپنی سلطنت پر بحال ہوا تھا وہ اب بھی تخت نشین تھا مگر بڈھا بوڑھا ہوگیا تھا اسکے مرنے پر معلوم ہوتا تھا کہ اسکے خاندان مین تخت نشینی کے لیئے فساد برپا ہوگا جب سے پنجاب انگریزی عملداری مین الحاق ہوا نہ اسنے نہ اسکے لواحقین مین سے کسی نے برٹش گورنمنٹ کو

کوئی تکلیف پہنچائی تھی جو تکالیف کہ قومون سے انگریزون کو پہنچین تھین جنکا اوپر ذکر ہوا وہ خاص افغانستان
نے نہین دی تھین بلکہ وہ آن روے سندھ کی سرحدی قومون نے دی تھین جو عملا افغانستان کی
گورنمنٹ سے بے تعلق و آزاد تھین سنہ ۱۸۵۴ء کی جنگ کریمیا کے واقعات متعلقہ سے برٹش کے خوف کچھ
مدت کے لئے سو گئے تھے پھر وسط ایشیا کے معاملات نے انکو جگایا جس مین افغانستان انگریزون کا
نہایت قریب کا ہمسایہ تھا۔ اب پچھلے سالون مین یہہ خیال پیدا ہوا تھا کہ انگلنڈ جو ترکی کے ساتھ
ملنے کی تدابیر کریگا اسکے برخلاف کام کرنے مین روس وسط ایشیا کی طرف متوجہ ہوگا۔ اس باب مین
جان لارنس نے پہلی دفعہ اپنی رائے حسب سرشتہ ظاہر کی وہ یہہ چاہتے تھے کہ اگر ممکن ہو تو اس معاملہ مین
افغانستان کو کوئی دخل دیا جائے وہ یہہ چاہتے تھے کہ سرحد سندھ ایسی مستحکم کردی جائے کہ روس اس سے
گذر نہ سکے ---------- انکی راے یہہ تھی کہ روسیون کے
برخلاف جو حرکت کی جائے وہ یوروپ سے کی جائے وسط ایشیا سے نہین اگر روسیون پر حملہ بحر بالٹک
اور بحر اسود کی طرف سے کیا جائے تو اسکے سبب سے روس مجبوری وسط ایشیا سے بند کرکے دق کرنی
سے باز رہے گا۔ ان دنون مین جان لارنس صاحب پاس خان قوقند کا ایلچی آیا تو قند سائی بیریا کے
متصل تین شہر خانات مین سے قوقند بھی ہے جنکو یہہ خوف لگ رہا تھا کہ روس انکو اپنی عملداری مین داخل
کرینگے لیکن جان لارنس کے نزدیک برٹش گورنمنٹ کی طرف سے کوئی انکی مدد نہین ہو سکتی تھی انہون نے اس
باب مین لارڈ ڈیل ہوزی سے مشورہ لیکر اس ایلچی کی بہت تواضع و تکریم کی لیکن اسکو واپس یہہ کہکر بھیجا کہ ہم
اس معاملہ مین کچھ امداد نہین کر سکتے اسکے بعد خان کو جو خوف تھا کہ روسی قوقند کو اپنی عملداری مین شامل
کرینگے پورا ہوا۔

ایران نے جو افغانستان کے برخلاف دشمنانہ حرکتین کین جنپر یہہ گمان ہوا کہ وہ روسیون کے بل کے
بھروسے پر کین ہین تو کرنیل اڈورڈس نے جو پشاور کے بڑے دانشمند ذہین کمشنر تھے جان لارنس سے
درخواست کی کہ امیر افغانستان سے دوستی پیدا کی جائے لیکن جان لارنس نے شد و مد کے ساتھ یہ صلاح
بتلائی کہ افغانستان کے ساتھ تعلقات نہ پیدا کئے جائین لیکن اسکے ساتھ یہہ اضافہ کیا کہ اگر افغانستان کے
ساتھ تعلقات اختیار کیئے جائین گے تو مین اسکے خاطر خواہ انتظام کے واسطے موجود ہون۔

کرنیل ہربرٹ ایڈورڈس نے نہایت حزم و احتیاط سے امیر کابل سے پیغام سلام کیئے جنکے جواب اصواب

قدیمی دشمن نے دیئے + آخرکار مارچ ۱۸۵۵ء امیر کابل کا پیارا بیٹا ولیعہد غلام حیدر خان پشاور مین
اسلیئے آیا کہ گورنمنٹ ہند کے ساتھ دوستانہ عہد و پیمان کئے جائین جان لارنس صاحب چیف کمشنر
پنجاب بھی اس سے ملاقات کے لیئے پشاور مین تشریف لائے انکی تجویز سے یہہ قرار پایا کہ فریقین مین اصالتاً
گفتگو ہو وکیلون کی معرفت گفتگو ہونے مین جھمیلے پڑ جاتے ہین اور یہہ گفتگو باری باری سے ایک
دفعہ افغانی کیمپ مین اور ایک دفعہ کمشنر پشاور کی کوٹھی مین ہو - جب اول مرتبہ ملاقات ہوئی تو چیف کمشنر
نے کہا کہ حضور گورنر جنرل کی صرف یہی خواہش ہے کہ ایک عہدنامہ کامل باہمی اتحاد کے لیئے طرفین مین
ہو جائے اور اگر دوست محمد خان اسکے سوا کچھ اور چاہتے ہون تو انکے فرزند ارجمند بیان کرین -
ولیعہد نے جواب دیا کہ ہم لوگ بہادر اور جنگ جو ہین مگر بالکل مفلس آپ سے معاہدہ کرنے مین روسی
اور ایرانی ہمارے دشمن ہو جائین گے اسلیئے امید ہے کہ آپ ہماری روپیہ سے اعانت کرین اگر روپیہ ہمارے
پاس ہو تو ہم ہر ایک شخص کا مقابلہ کر سکتے ہین بغیر روپیہ کے ہم سے کچھ نہین ہو سکتا - ہرات ہمارا ہی ملک
ہے وہ ایران کی سرحد پر واقع ہے اگر ایرانیون اور روسیون نے حملہ کیا جسکا ہونے کا ظن غالب ہے
تو آپ ہم کو جواب دیدینگے کہ ہم کو اس سے سروکار نہین - چیف کمشنر نے جواب دیا کہ مجھے تو اس کا
ابھی کوئی خطرہ معلوم نہین دیتا ایران سے ہمارا عہدنامہ ہے کہ وہ اپنی سلطنت اور ہماری ہندوستان
کی سلطنت کے درمیانی ملک پر حملہ آور نہ ہو - روس کو تو ابھی یورپ ہی کے جھگڑون سے فرصت
نہین ہے - ہم ان کو افغانون پر حملہ کرنے نہین دینگے غلام حیدر خان نے جواب دیا کہ ایران کے متصل
روس ہے وہ روس کو پسند نہین کرتا مگر اس سے ڈرتا ہے اسلیئے وہ روس کے کہنے پر عمل کریگا - افغانون
کی موجودہ حالت باہمی اتفاق کی ایسی ہے کہ ایران سے کچھ خوف نہین ہے بشرطیکہ روس اسکا شریک
نہ ہو اگر روس کا قصد ہندوستان پر نہین ہے تو قوقند پر وہ کیون حملہ کرتا ہے اور آک مسجد پر قبضہ کیون
کیا ہے اور وہان اپنی سپاہ کی چھاونی کیون ڈالی ہے ؟ -
چیف کمشنر نے جواب دیا کہ ہم ہمیشہ خلیج فارس کے ساحل پر اپنی مخالفت دکھلا کر ایران کو روک سکتے ہین
اس عہدنامہ مین ہم ہرات کا ذکر کرکے شاہ ایران کو بے وجہ ناراض کرنا نہین چاہتے - غلام حیدر خان
نے جواب دیا کہ آپ کو ایک عہدنامہ کی نقل دکھا دون جسکو اسنے اسلیئے تجویز کیا ہے کہ جب آپ افغانستان
مین دست اندازی کرین تو وہ ہم سے اس عہدنامہ کی تکمیل کرائے + چیف کمشنر نے جواب دیا کہ یہہ سب

باتین ایران کی زبانی جمع خرچ ہے۔ غلام حیدر خان نے جواب دیا کہ اس زبانی جمع خرچ کے ساتھ سرکشی بھی ہے
چیف کمشنر نے صاف صاف کہا کہ اسوقت عہدنامہ سے مراد ہماری یہہ ہے کہ نہ ہم افغانستان مین کوئی
مزاحمت کرین نہ اپنے ملک مین افغانستان کو مزاحمت کرنے دین بس ہم دونو مین آپس مین اتحاد ہو جس سے
کہ سرحدی اضلاع مین امان قائم ہو اور تجارت و زراعت مین ترقی ہو۔ غلام حیدر خان نے جواب دیا
کہ ہمکو کسی دشمن کا جسکا روس معاون نہ ہو خوف نہین ہے۔ بخارا گو ہمارا تمہارا دشمن ہے مگر افغانون کے
آگے ترکمان ایسے ہین جیسے کہ بھیڑیے کے آگے بھیڑ۔ چیف کمشنر نے کہا کہ آپ مطمئن رہین کہ افغانستان پر
کوئی ہمارا قصد نہین ہے ہم اسکا زبردست اور خود مختار رہنا چاہتے ہین اصل مین دونو سلطنتون کے مقاصد
ایک ہی ہین ہم دونو ایک ہی کشتی پر سوار ہین غلام حیدر خان نے اسکا جواب کیا تجربہ دیا ہے کہ اگر ہم
دونو ایک ہی کشتی پر سوار ہین تو دونو ساتھ ہی ڈوب جائین گے یا تیرتے رہین گے آپ ہماری مدد کا
وعدہ کرین ورنہ آپ کے جانشین کو معلوم بھی نہ ہوگا کہ آپ نے اسوقت کیا کیا تھا اور مشکل کے وقت
وہ ہم سے علیحدہ ہو جائینگے یہہ باتین ہو کر پہلی ملاقات ختم ہوئی دوسری ملاقات مین پھر ہرات کا
ذکر چھڑا اور جان لارنس نے ان ہی معاہدون کا حوالہ دیا کہ ایران اور انگریزون کے درمیان ہوئے تھے
غلام حیدر خان نے جواب دیا کہ ہرات افغانستان کا دست راست ہے اگر آپ کا داہنا ہاتھ کٹ جائے
تو کیا اسکا صدمہ آپ کو نہین پہنچیگا ایسا ہی ہرات کے جانے کا صدمہ ہم کو ہوگا اگر اسپر کوئی حملہ کریگا
تو اسکی کمک کرنی ہم پر واجب ہوگی اگر اس عہدنامہ سے ہم کو کوئی فائدہ پہنچانا مدنظر ہو تو ہرات کا
ذکر اس مین ضرور شامل کرنا چاہیئے۔ جان لارنس نے کہا کہ ہرات کے باب مین جو ہماری خواہشین
ہین انسے پھر آپ کو مطلع کرونگا غلام حیدر خان نے اس بات کو منظور کرلیا پھر امیر کی اس استدعا کا ذکر ہوا کہ
غلام محمد خان کو وہ جاگیرین واپس کردی جائین جو اسکے پاس پشاور مین پہلے تھین۔ چیف کمشنر نے کہا کہ
غلام محمد خان کو سکھون نے معزول کردیا تھا اور قیدی کے طور پر رکھا تھا میرے بھائی ہنری لارنس نے
پشاور اور کوہاٹ مین اسکی جاگیرین دیدین اور اسنے میرے بڑے بھائی جارج لارنس کو اہل و عیال
سمیت شیر سنگھ ہمارے دشمن کے حوالہ کردیا تو غلام حیدر خان نے چیف کمشنر کے دونو ہاتھون کو
پکڑ کر یہہ پکار کر کہا کہ آپ برائے خدا محمد خان کا نام نہ لیجئے اب مین اس ذکر کو چھوڑتا ہون محمد خان نے
میری نہایت منت سماجت کی تھی کہ میرے لیئے چیف کمشنر سے یہہ درخواست کرنا اس لیئے مین نے

ذکر کیا در نزد وہ تمام افغانستان مین بدنام ہے بعد اسکے ملاقات کا جلسہ برخاست ہوا۔
جان لارنس نے عہدنامہ مرتب کیا جس مین تین شرائط درج تھین شرط اول سرکار کمپنی اور امیر افغانستان کے درمیان ہمیشہ صلح اور دوستی رہیگی۔ دوم افغانستان مین سرکار کمپنی کبھی دست اندازی نہین کریگی سوم شرط امیر دوست محمد خان اور انکے ورثا کبھی سرکار کمپنی کے ملک مین مداخلت نہین کرینگے اور سرکار کمپنی کے دوستون کے دوست اور دشمنون کے دشمن رہین گے طرفین سے اس عہدنامہ پر دستخط ہو گئے جب عہدنامہ کا مسودہ غلام حیدر خان کے روبرو پیش ہوا تو اسنے یہہ حجت کی کہ عہد و پیمان طرفین سے ہونے چاہئین یہہ تیسری شرط انگریزون کی طرف سے بھی ہونی چاہیئے کہ افغانون کے دوستون کے دوست اور دشمنون کی دشمن سرکار کمپنی رہیگی۔ لیکن چیف کمشنر نے اسکا یہہ جواب دیا کہ ہمارے اور آپ کی گورنمنٹون کے درمیان بڑا فرق ہے افغان ہمیشہ اپنے دشمنون سے لڑتے رہتے ہین تو اس شرط کے موافق ہمکو ہمیشہ افغانستان کے معاملات مین دست اندازی کرنی پڑیگی ہمکو اور افغانون کو بری معلوم ہوگی اور ہم کو کسی دشمن کا خوف نہین ہے کہ جس سے لڑنا پڑے یہی دانشمندانہ پولیسی لارڈ ڈیل ہوزی کی تھی اور اسکے بانی مبانی سر ہربرٹ ایڈورڈس کمشنر پشاور تھے جسکے ثمرات قابل یادگار ۱۸۵۷ء مین ظہور مین آئے اور آیندہ سب گورنر جنرلون کا سوا ایک کے اس پولیسی پر عمل رہا + اس ملاقات مین غلام حیدر خان نے جان لارنس کو ایک تلوار اور تنچہ ہدیۃً دیا تھا جسکو اسنے بہ تکلف قبول کیا اور اسکے عوض مین ایک گھوڑا جان لارنس کو بھیجا جب انہون نے اسکے واپس کرنے کی اجازت مانگی تو اسنے جواب دیا کہ اگر آپ گھوڑا واپس کرین گے تو مین اسکو گولی ماردونگا۔

فروری ۱۸۵۶ء کی آخر تاریخ کو مارکوئس ڈیل ہوزی نے اپنا کام اپنے قائم مقام کو سپرد کیا سب لوگ یہہ کہتے تھے کہ ہندوستان سے وہ حاکم ہند کا جو اکبر اعظم تھا چلا۔ انکی عمر سرائی افشاء خوانی بہت ہوتی تھی وہ اسکے مستحق تھے انہون نے پبلک خدمات کے لیئے اپنی زندگی کو وقف کر دیا تھا۔ وہ کامیابی مجسم تھے جس کام کے کرنے مین کوشش کی اس مین اپنا دل بالکل لگا دیا انہون نے جو اپنے عہد حکومت ہشت سالہ مین پولیسی اختیار کی وہ انکی اپنے ذہن رسا کی ایجاد کی ہوئی تھی اسلیئے اس مین کامیابی بھی انکی ہی تھی۔ انکے عہد حکومت مین گورنمنٹ نام کی جگہ ڈیل ہوزی ہی کا نام لیا جاتا تھا۔

یہہ جو اثر والیا انگلش مین تھا جسکی برابر کمتری انگلش مین ہوتے ہین انیسوین صدی مین ایک خاص زمانہ کی سیرت

لارڈ ڈل ہوزی کا ہندوستان سے جانا

لارڈ ڈل ہوزی کی سیرت

وہ تھا کہ ہر انگلش مین کی زبان پر ترقی کا لفظ تھا آگے نہ بڑھنے کو وہ اپنی تذلیل و تحقیر جانتا تھا۔ لارڈ ڈلہوزی نے اس ترقی کو دکھلا دیا۔ وہ اپنے سچے دل سے یقین کرتے تھے کہ انگلش گورنمنٹ۔ انگلش قوانین۔ انگلش علم انگلش دستور و عادات۔ انگلش اوضاع و اطوار بہ نسبت ہندوستانی گورنمنٹ۔ ہندوستانی قوانین ہندوستانی علم ہندوستانی دستور عادات و ہندوستانی اوضاع و اطوار کے بدرجہا بہتر ہین لہٰذا انہوں نے اس مسئلہ نظری کو اپنی ساری دلی و دماغی قوت سے عمل کرنا چاہا انہون نے کبھی اس مین شبہ نہین کیا کہ انگلنڈ اور ہند دونو کے حق مین یہہ بہتر ہے کہ جس ملک کی حکومت کے لیئے وہ بھیجے گئے ہین وہ سب ایک سطح سرخ رنگ کی ہو جائے اور سارے ہندوستان مین انگریزی عملداری ہو جائے۔ بس انکو اپنی اس پولیسی کے کامیاب ہونے کا ایسا یقین تھا کہ اگر ہندوستان کی گورنمنٹ کے سب اعلے عہدہ دار انکی مخالفت پر کمر باندھتے تو بھی وہ اسکو نہ چھوڑتے۔ انکے عہد حکومت کا آغاز اسوقت ہوا ہے کہ ہندوستان کے قابل اور لائق عہدہ دارون نے قدیمی مدبرون کے مقولون کو ترک کر دیا تھا۔ اب لارڈ ڈلہوزی نے اس گروہ کا اپنے تئین سرپرست بنایا اور اسکے دل پر اپنا اثر وہ ڈالا جو کبھی کسی پیغمبر نے اپنے مریدون پر کیا ہوگا انکے مصاحب و مشیر جس وفاداری کے ساتھ انکی اطاعت کرتے تھے وہ کبھی کسی بادشاہ کی بھی نہین کرتے ان کے مریدون کا ایمان اپنر ایسا پکا تھا کہ انہون نے اپنی ساری قوت کو انکی مرضی کے موافق کام کرنے مین خرچ کیا لارڈ ڈلہوزی ایسا ملکہ رکھتے تھے کہ وہ اپنے کامون کے کامل کرنے کی قوت و استعداد اپنی ایجنٹون (کارکنون) مین پیدا کر دیتے تھے مگر انکے کارپرداز انکے کام کے لئے تعریف کے قابل موزون تھے جس میدان مین لارڈ موصوف کام کرنے کے لئے بلائے گئے تھے اسکے واسطے ان کے خاص قوا کے استعمال کے لیئے بہت ہی مناسب تھے۔ برٹش امپائر کا کوئی اور حصہ ایسا نہ تھا جہان وہ اپنے انتظام کی نادر لیاقت کو بروے کار ظاہر کر سکتے انکی رگ رگ مین بادشاہی سمائی ہوئی تھی وہ اپنے دل مین سمجھتے تھے کہ مین بادشاہی کر سکتا ہون انکی طبیعت کسی اور کی حکومت کو مانتی نہ تھی کوئی اسکا مقابلہ کرتا تو اس سے انتقام لیتے تھے سبب کہ ہندوستان مین کوئی کنسٹی ٹیوشنل مزاحمتین تھین وہ اپنی قوت کو بڑے پیمانہ و اندازہ سے کام مین لا سکتے تھے انکی لیاقتون کا مقتضا یہہ تھا کہ وہ آزادانہ کام مین آئین اپنے زبردست قوت کے ساتھ انہون نے کام بھی بڑے زبردست مستعدی سے کیا انکو جو کامیابی حاصل ہوئی اسکی کوئی نظیر نہین کسی شخص کا اپنے ارادون اور تمناؤن کا پورا ہونا ہی اسکا پورا کمال ہوتا ہے۔ لیکن ایک عیب انکی خصلت مین تھا جسنے انکی پولیسی کے مدعا کے

سرچشمہ کو ملحوظ رکھا تھا اور انکے بعض بڑے بڑے کارہا نمایاں کو بڑی روشن غلطیاں بنادیا تھا کوئی شخص ہندوستان
مین کامیابی کے ساتھ فرمان روائی نہین کرسکتا جب تک اسکی قوت متخیلہ بڑی جامع و مانع نہو لارڈ ڈیل ہوزی
مین قوت متخیلہ نہ تھی اس قوت متخیلہ کی کمی کے سبب سے آدمی برسون کے تجربہ کے بعد قومی خصلت سے
واقف ہوسکتا ہے لیکن جس آدمی کی قوت متخیلہ زندہ ہو تو بغیر اس تجربے کے چند ہفتہ مین قومی خصلت سے
واقف ہوسکتا ہے۔ لیکن لارڈ ڈیل ہوزی نے کسی طرح ان آدمیون کی خصلت و طبیعت کو نہین سمجھا جنہین
انکی قسمت حکمرانی کے لیئے لائی تھی انکی نسبت انکو فقط یہہ خیال تھا کہ وہ بادشاہ کی حکومت شخصی کے عادی
ہین وہ یہ نہین سمجھ سکتے تھے کہ ہندوستانی اپنی پُرانی باتون سے کسقدر محبت رکھتے ہین وہ انکے قدیمی عالی
خاندانون کے ساتھ ہمدردی نہین کرسکتے تھے جنکا ادب و احترام ہندوستانیون کے دل مین بیٹھا
ہوا تھا وہ ان قوانین و آئین و رسم و رواج کی جنکی وہ عزت اُس زمانہ سے کرتے چلے آتے تھے جواب
یاد نہین رہا کچھ قدر اور توقیر نہین کرتے تھے ان مین اس بات کے خیال کرنے کی لیاقت ہی نہین تھی کہ ہندوستانی
اپنے قدیمی گورنمنٹ کے طریقون کو باوجود نقصون اور خرابیون کے زیادہ اچھا بہ نسبت انگریزی عمدہ
نظامون کے جانتے ہین وہ تمام مقدمات کو سکوریح منطق کی طرح مرتب کرکے استدلال کرتے تھے وہ انہین
ہندوستانیون کی عادات دیرینہ کے پختہ تعصبات کو اور اس جہالت کو جو انکی آنکھون کے سامنے نیک
و بد مین صحیح تمیز نہین کرنے دیتے تھے دخل نہین دیتے تھے وہ اس بات کا سچا خیال نہین کرسکتے تھے کہ
ایک قدیمی شاہی خاندان کے قائم مقام کے دل مین کیا اسکے اثر اس بات کے ہونگے کہ دفعتہً اسکو اور اسکے
خاندان کو ایک اجنبی غاصب کا فرملیا میٹ کردے اور اس سفید ریش امیر کی جان کیسے عذاب مین ہوگی
جسکا خاندان نسلاً بعد نسل امارت و ثروت آبائی پاتا چلا آتا تھا اب دفعتہً ان غیرون کے حملے سے مفلس
و ذلیل ہوگیا جنکا رنگ اور مذہب اسسے غیر ہے۔ لارڈ ڈیل ہوزی کی صدہا چٹھیون سے معلوم ہوتا ہے
کہ ان مین یہہ قابلیت نہین تھی کہ وہ اپنے محکومون کی دلی کیفیتون اور حقوق اور اولوالعزمیون اور خیالات سے
ہمدردی کرسکتے تھے اسواسطے وہ اس امر کے سمجھنے سے معذور تھے کہ ہندوستانی باوجود انگریزون کی
حکومت کے عام فیض رسانی اور یقینی فائدون کو تسلیم کرکے بڑے ٹھنڈے سانس لیکر اپنے پرانے
زمانہ کی یاد کرتے تھے اور اگر اپر ظلم ہوتا تھا وہ لوٹے جاتے تھے تو اپنی ہی قوم کے ہاتھ سے وہ لوٹ انہین
اور نہ جاتی تھی آپس مین ہی تقسیم ہوتی تھی وہ سمجھتے ہی نہ تھے کہ الحاق کی پولیسی کا اثر ہندوستانیون کے دلون پر

بہیئت مجموعی کیا ہوگا انکے مذہبی نسبت کے حق کے باطل کرنے کو وہ کیا سمجھینگے انکے مذہبی خیالات مین خلل ڈالنے کا نتیجہ کیا ہوگا غرض رعایا کی خواہشون اور خیالات کو ایسا نہین سمجھتے تھے جس سے وہ کل ہندوستان پر حکمرانی کرنیکا خاص دعوے کرسکین ہندوستان مین ایک نیا اسکول قائم ہوا تھا جسکے طلبا ان مدبرون کے اقوال پر ہنستے جنہون نے انڈین ایمپائر کی یہہ عمارت عالی شان بنائی تھی اور پریس کی تحریرون مین جنین شاذ و نادر ہی کوئی لیاقت ہوتی تھی اس اسکول کے خیالات کو وسیع کردیا تھا پریس عام غضب کرنے کو فرض بتاتا تھا اس زمانہ مین سب ادنے اعلے اس بات کو بھول گئے تھے کہ ہرچہ برخود نہ پسندی بر دیگران مپسند جب کوئی انگریز کونسل سے یہہ پوچھتا کہ اپنے واسطے اس بات کو پسند کروگے؟ تو پھر اس پر لعنت ملامت ہونے لگتی کہ وہ قوم کا فریب دینے والا ہے جب کوئی انگریز یہہ ظاہر کرتا کہ ایشیائی قوم مین بھی آزادی کا حوصلہ اور وطن کی محبت کا ولولہ ہے جنکا ظاہر ہونا فی نفسہٖ معزز و محترم ہے گو وہ انگریزون کے لیئے مضر ہے تو وہ انگریزی برادری سے خارج سمجھا جاتا۔ ہندوستانیون کی کالی کھال انگریزون کی ہمدردی کی آنکھون کو تاریک کرتی تھی وہ فقط یہی نہین کہتے تھے کہ وطن کی محبت و آزادی کا حوصلہ جو یوروپ کی قومون مین ہے انکو ہندوستانی قومین نہین جانتین بلکہ ایشیائی قومون کو خاص کر ہندوستانی قومون کو یہہ حق نہین ہے کہ وہ یہہ فیصلہ کرین کہ انکے حق مین کیا بہتر ہے اور سفید رنگ مہذب قوم کی فیاضی کے خلاف سرکشی کرین جو سوچ سمجھ کر جانتی ہے کہ کن کامون کے کرنے سے ان کے کن عزیز حقوق اور نہایت قیمتی مقبوضات کے محروم کرنے سے انکی بھلائی ہوسکتی ہے۔ پس لارڈ ڈلہوزی کی بڑی زبردست گورنمنٹ گو سب لحاظ سے بڑی مستحکم و استوار تھی مگر وہ ہندوستانیون کی طبیعت کے موافق نہ تھی وہ یوروپ کی شائستگی و تہذیب کے موافق نہایت تعریف کے قابل گورنمنٹ تھی جسکو وہ آدمی چلا رہے تھے جنکا ترقی کا میلان ایشیا کے ملیا میٹ ہونے سے سو برس پہلے تھا لارڈ ڈلہوزی نے بے قاعدہ اپنے پاکیزہ لطیف نظامون کے جرٹ کی پیٹہ سے ہندوستانیون کو باندھا انکو ہر کام مین کامیابی حاصل ہوئی مگر ہندوستانیون کے اڑیل پن مین وہ کچھہ کام نہ کرسکے یہان کے آدمی تاریکی کو روشنی پر اور حماقت کو دانائی پر ترجیح دیتے تھے اس مین شک نہین ہے کہ انگلش مین صواب پر تھے اور ایشیائی قابل افسوس خطا پر انگریزون نے انجیل کے اس حکم اعظم پر کہ نئی شراب پرانی بوتلون مین نہ بھرو" بالکل لحاظ نہین کیا شراب بہت اچھی اور تیز تھی جو آدمی کے دل کو خوش کرتی تھی اگر وہ ایسی پرانی بوتلون مین بھری گئی جو دلیسو پر پھٹنے والی تھین گورنمنٹ کی کامیابی کے لیئے دو چیزین ضروری ہین

اول یہہ کہ اسکی تدابیر فی نفسہ نیک ہون دوم یہہ کہ وہ جھٹکے پڑ کی جائین اُنکے مناسب حال ہون انگریز پہلی بات پر ایسے متوجہ ہوئے کہ دوسری بات کو بھول گئے اور یہہ غلطی کی کہ بہت جلد ترقی کی اور انگریزی لفات کی اشاعت کے درپے ہوگئے + اس غلطی کی تہ مین بڑی نیک جہر پرورنیتین تھین لارڈ ڈل ہوزی اور انکی نایبون کو بڑا مضبوط بالاستقلال یہہ اعتقاد تھا کہ انکی تدابیر مین بہت دانائی اور نیکی ملی ہوئی ہے انہون نے انگلش قوم کی علوشان کے لئے اور ہندوستانیون کی رفاہ و بہبود کے واسطے یکسان کوشش کی

لارڈ ڈل ہوزی کی اغلاط مین بعض باتین بڑی اور نیک تھین انین کوئی دنارت وخباثت اور اورغرض پرستی کی آلائش نہ تھی۔ انہون نے پبلک سروس مین اپنے تئین بالکل محو و وقف کرد یا اور ایک کار عظیم کے کرنے مین اپنی ہمت صرف کی انکو اس اپنے فخرو ناز کے خیال سے بڑی خوشی ہوتی تھی کہ جس سلطنت پر وہ حکومت کرنے آئے تھے اسکو بہت زیادہ زبردست وقوی چھوڑتے ہین بہت سے نئے ملک اور نئی قومون کو وہ برٹش گورنمنٹ کے عصا و شاہی کے نیچے لائے اور ایک عظیم الشان تہذیب شائستگی کا بیج بو یا اسکی خاطر انہون نے لیے فی فراغت و آسائش و آرام صحت مرت کو قربان کیا جب لیڈی ڈل ہوزی کے مرنے کی خبر اول ان پاس آئی تو وہ گورنمنٹ ہوس کے باہر نہین نکلے لیکن گورنمنٹ کے تمام کام ایمانداری سے اسی طرح انجام دیتے رہے جیسے کہ وہ ہمیشہ کیا کرتے تھے اسی رنج والم مین بھی اپنے فرائض منصبی ادا کرتے

# باب دوازدہم

## لارڈ کیننگ عہد حکومت

## ۱۸۵۶ء

جب ہندوستان مین نیا سال آیا اور پرانا سال گیا تو سب آدمیون کے منھ مین یہہ بات تھی کہ دیکھین یہہ سال کیا رنگ دکھائے سو برس بعد اس سال سے آیا ہے جس مین بلیک ہول کا مہلک حادثہ واقع ہوا تھا جس مین کلایو انتقام لینے کے لیے سپاہ لایا تھا بہت گفتگوئین اس باب مین ہوتی تھین کہ لارڈ ڈل ہوزی جیسے عالی دماغ روشن ضمیر دانشمند کا قائم مقام کون ہوتا ہے کہ صحیح خوشخبری یہہ آئی کہ لارڈ پامرسٹون کی کے بی نٹ کا سب سے زیادہ کم عمر ممبر عہد ملکہ معظمہ کا پوسٹ ماسٹر جنرل لارڈ کیننگ ہند کا گورنر جنرل مقرر ہوا۔ پہلی اگست ۱۸۵۶ء کو کورٹ ڈائرکٹرز نے انڈیا ہوس مین اجلاس کیا اور لارڈ کیننگ

اس مین اپنے عہدۂ جلیل القدر کا حلف اٹھایا۔ اس تاریخ کی رات کو لندن کے ٹےورن کے دعوت کے کمرے مین انکو ڈنر کرو فرشان وشکوہ سے دیا گیا کہ پہلے کبھی کسی اور گورجنرل کو بالکل نہین یا کمتر دیا گیا ہوگا۔ ایسٹ انڈیا کمپنی کے صدر انجمن مسٹر ایلیٹ میکناٹن اس جلسہ کے پریسیڈنٹ تھے اس جلسہ مین لارڈ کیننگ نے سپیچ دیا ہے تو سامعین ششدر و دنگ رہ گئے انکے سپیچ کا یہ آخر فقرہ جسمین پیغمبرانہ انہونے پیشین گوئی کی تھی ہمیشہ یاد رہیگا کہ مین نہین جانتا کہ کیا واقعات پیش آئین گے مین امید کرتا ہون اور دعا کرتا ہون کہ جنگ و پیکار کی نوبت نہ آئے مین جانتا ہون کہ میرے عہد حکومت مین امن امان رہیگا لیکن مین یہہ فراموش خاطر نہین کرسکتا کہ ہمارے ہندوستان کی سلطنت مین جیسی برکتین زیادہ تر انواع انواع کے اتفاقات پر اور خاص مجہول حالتون پر منحصر ہین ایسا کہین اور دنیا کے پردہ پر نہین ہم کو یہہ بھولنا نہین چاہیئے کہ ہندوستان کے صاف آسمان پر ایک بادل جو اول مین آدمی کی بالشت سے بڑا نہین ہوتا اٹھتا ہے پھر وہ بڑہتے بڑہتے آخر کو ایسا ہوجاتا ہے کہ ہم کو غارت ہونے کا خوف دلانے لگتا ہے جو واقعہ ایک دفعہ واقع ہوتا ہے وہ دوبارہ واقع ہوتا ہے یقینی خلل اندازو فتنہ پرداز اسباب کم ہوگئے ہین مگر وہ دفع نہین ہوئے ہین جو رعایا ہماری حکومت مین متحد ہوئی ہے وہ ناخوش و خبر نتحالس ہے ہمارے سامنے ہمسائے ایسے رہتے ہین کہ ہم بالکل اپنی خبرداری اور چوکسی کو دور نہین کرسکتے ہماری سرحدی صورت ایسی ہے کہ ممکن ہے کہ کسی وقت کسی مقام مین مٹ بھیڑ کے اسباب پیدا ہون سوا اسکے ہمارے بڑے بیچدار تعلقات ان ریاستون سے ہین جنسے ہم روپیہ لیتے ہین اور اُس کے عوض مین سپاہ سے انکی محافظت کرتے ہین مجھے اس مین شبہ ہے کہ ایسی اعظم سلطنت وسیع مین جسکا حال یہہ ہو نہایت دانشمند گورنمنٹ کے اختیار مین ہو کہ وہ امن امان کو اپنے حکم مین رکھ سکے اگر ہم ایسا حکم نہین رکھ سکتے تو کم از کم ہمکو سزاوار یہہ ہے کہ خبرداری سے اپنی عزت کو اپنی نیک ایمانداری کو اپنی راست معاملگی کو سلامت رکھین اگر اسکے برخلاف کوئی ہمکو ایسی ضرورت آن پڑے کہ ہمکو صدمہ پہنچانا ضرور ہو تو وہ اپنی صاف گو رنشتر سے پہنچائین اگر ہم اسطرح کے صدمے پہنچائین گے تو جھگڑا تھوڑی دیر رہیگا اور نتیجہ بشتبہ نہین ہوگا مگر بڑی خوشی سے اپنے دل سے ان خوفونکو نکالتا ہون جو وقوع پذیر نہین معلوم ہوتے اور کورٹ ڈائرکٹرز کی امداد اور اشتراک کو اپنے ساتھ مسرت دلی سے اپنے لیئے ایک بڑا مفید میدان پر امن جانتا ہون۔ لارڈ پامرسٹون وزیر اعظم نے اس جلسہ مین یہہ ارشاد فرمایا کہ یہہ واقعیت بڑی پرمعانی ہے کہ جب ہم وحشی تھے تو پرانی تہذیب انڈیا سے

مصر مین آئی اور وہان سے ہمارے پاس اب ہم تہذیب و شائستگی و روشن ضمیری کو واپس اسکے اصلی ماخذ و مبداء پر لے جارہے ہین شاید پیامبر ہمارے ہی حصہ مین آیا ہے کہ بیشمار ہندوستانیون کو انسان سے اعلیٰ علم سے برتر اور مقدس عطیہ عطا کرین لیکن انکی یہ تدریج ترقی زمانہ کے ہاتھ مین ہے" انہون نے لارڈ کیننگ کی پیشین گوئی کو گو وہ جانتے نہ تھے اپنی اسپیچ کا ضمیمہ بنایا اور بتلایا کہ کس مقام سے وہ چھوٹا بادل اٹھنے کو ہے گو لارڈ کیننگ کا تقرر ماہ اگست ۱۸۵۵ء مین ہوگیا تھا مگر انکی روانگی مین التوا اس سبب سے ہوا کہ لارڈ ڈیل ہوزی نے اپنے عہدہ جلیلہ پر یکم مارچ تک رہنے کی اجازت مانگی تاکہ اودھ کا الحاق اپنے ہی عہد مین کرلین۔ اس الحاق کو لارڈ کیننگ نے بھی جب وہ کیبنٹ مین ممبر تھے منظور کرلیا تھا۔ اس التوا کے زمانہ مین وہ ہندوستان کے معاملات کا مطالعہ کرتے رہے۔ ۴۔ دسمبر ۱۸۵۵ء کو ہندوستان کو روانہ ہوئے رستے مین خوب سیر کرتے ہوئے فروری ۱۸۵۶ء کی ۲۹ تاریخ کو کلکتہ مین جہاز سے اترے اور اترتے ہی ۵ منٹ بعد گورنمنٹ ہوس مین گئے اور اپنے عہدہ کا حلف اٹھایا اور کونسل مین اجلاس فرمایا انکے آنے کے بعد لارڈ ڈیل ہوزی ایک ہفتہ تک مہمان رہے اور لارڈ کیننگ کو تمام سلطنت کے بڑے شوق سے سکھاتے رہے اور وہ بڑے شوق سے سیکھتے رہے

کسی شخص نے انڈیا کے گورنر جنرل ہونے کا عہدہ نہین اختیار کیا کہ اسکے دل مین یہ نقش جما ہوا ہو کہ اس عہدہ مین کام کم ہے اور آمدنی زیادہ جس شخص نے اس عہدہ کو اختیار کیا خواہ اسکی راے انگلنڈ مین اچھی ہو جب وہ یہان آنکر اپنے عہدہ کے کامون کو لیتا ہے تو جانتا ہے کہ مین نے اس کے کامون کے لئے اپنی محنت کا تخمینہ بہت ہی کم کیا تھا۔ کام کی رو ایسے زور کی متواتر چلتی ہے کہ اس مین بہت سے کامون کے دریا آنکر ملتے ہین جس سے اس مین پانی کی وہ طغیانی ہوتی ہے کہ مضبوط سے مضبوط آدمی کو بھی اسکے تیرنے مین دم اکھڑ جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ وقت مشکلات کو آسان کردیتا ہے لیکن ابتدا مین ایسے کام جنسے ناواقفیت ہوتی ہے اس کثرت سے پیش ہوتے ہین کہ ان مین بڑے سے بڑا عالی دماغ طباع ذہین چکرا جاتا ہے۔ گورنر جنرل کی میز پر بکس کے بکس کاغذون سے بھرے ہوئے رکھے ہوتے ہین جنپر نام اجنبی آدمیون کے اور مقامون کے لکھے ہوتے ہین انہین نامعلوم واقعات کے دفتر ہوتے ہین اور سوسائٹی کے حالات ناقابل فہم ہوتے ہین گورنر جنرل کے روبرو ہر مقدمہ فیصلہ کے لئے بعض مسائل سے پیش ہوتا ہے وہ اسکے واقعات سابقہ پر بعض مسائل سے علم حاصل کرتا ہے اکثر بہت سے

پیچیدار معاملات اسی کے فیصلہ کے لیئے چھوڑے جاتے ہین کہ وہ اپنے سابقین کی جھنجھٹون سے حیران پریشان نہ ہو۔ ہفتے پر ہفتے گذر جاتے ہین کہ کامون کے انبار کا نقش ایسکے دل پر تھوڑا ہی سا جمتا ہے۔ مارچ کے آخر مین لارڈ کیننگ نے لکھا کہ جو کام میرے سامنے پیش ہوتے ہین انکے رشتون کو آہستہ آہستہ جمع کرنا مین نے شروع کیا ہے لیکن یہ بڑا سخت کام ہے کہ ہر گذشتہ سوال پر جو میرے سامنے آ اسپر بہت سا وقت صرف کیا جائے چند ہفتون کے بعد مین یہہ جالون گا کہ واقعات کی رو مین سے سلامت نکلا" گورنر جنرل معاملات کو سرسری نظر سے نہین دیکھتے تھے وہ کوشش کرتے تھے کہ جو معاملات میرے روبرو پیش ہون انکو نظر غائر سے دیکھون گو ان مین التواؤن سے دقت واقع ہو۔ وہ یہہ جانتے تھے کہ ابھی مجھے بہت کچھ سیکھنا ہے اور اس سیکھنے کے لیئے اپنے واسطے بہترین وسائل وہ پیدا کرتے تھے انہون نے سارے ملک کے بڑے بڑے ایجنٹون کو بلایا خاص انکو جو ہندوستانی ریاستون کے کارفرما تھے۔ انہون نے ہر ایک کے ساتھ ان معاملات مین جو انسے متعلق تھے کہ بالفعل مسلسل خط وکتابت کی انہین سے جتنے ملاقات کی اسکو اجازت دی کہ وہ آزادانہ بیباکانہ اپنی رائے اور خیالات کو بالتفصیل سچ سچ بیان کردے وہ یہہ جانتے تھے کہ انڈیا کے علم حاصل کرنے کے لیئے کوئی شاہی راہ ایسی نہین ہے جو مین اسکو جلدی سے طے کرلون اسلیئے انہون نے سال اول اپنے کامون کے سیکھنے ہی مین گذارا۔

اس وقت لارڈ کیننگ کی کونسل مین انکے مددگار بڑے بڑے لایق فائق ممبر تھے جنسے صحیح رای کے قائم کرنے کے لیئے صحیح علم حاصل ہوسکتا تھا اسوقت سپریم کونسل مین جنرل جان لو اور مسٹر ڈورن مسٹر جان پیٹر گرینٹ اور مسٹر بارنس پی کوک ممبر تھے جنرل لو بڑے بوڑھے تھے وہ بڑے بڑے کار ہائے نمایان کرچکے تھے اور ہندوستانی درباروں کے حالات سے کوئی انسے زیادہ واقف نہ تھا کوئی شخص ہندوستانیون کا مزاج شناس انسے زیادہ نہ تھا وہ ہندوستانیون کی آنکھ سے دیکھ سکتے تھے وہ انکی زبان سے بول سکتے تھے وہ انکے سواد فہم سے پڑھ سکتے تھے وہ لارڈ ڈلہوزی کے الحاق کی پولیسی کو پسند نہین کرتے تھے اسلیئے انکی رائے لارڈ ڈلہوزی کی نگاہ مین بے وقعت تھی +

مسٹر ڈورن کوئی بڑی لیاقت کے ممبر نہ تھے وہ خزانہ ومال کے کام مین اچھی مہارت رکھتے تھے

جنرل لو کی کونسل (margin)

مسٹر ڈورن (margin)

وہ کچھ ہندوستانیون کے حالات سے خبر نہین رکھتے تھے ملک کے حال کو بھی کم جانتے تھے وہ لارڈ
ڈیل ہوزی کی ہان مین ہان ملانی جانتے تھے ٭

مسٹر جان پیٹر گرینٹ

سب سے زیادہ لایق ممبر مسٹر جان پیٹر گرینٹ تھے وہ بے انتہا کام کر چکے تھے اگرچہ انکی وضع
مین خشکی معلوم ہوتی تھی مگر اسکے ساتھ عجیب غریب بیدار دل بھی تھے۔ اکثر وہ صدر مقام مین رہتے تھے
اسلیئے انکو ملک اور اہل ملک کے حال سے آگاہی کم تھی وہ مال کے کامون کے الجھیڑون کے سلجھانے مین بڑا
کمال رکھتے تھے وہ لارڈ ڈیل ہوزی کے آخر زمانہ مین کونسل کے ممبر مقرر ہوئے تھے

مسٹر بارنس پیکاک

یہہ چوتھے کونسل کے لا ممبر تھے وہ انگلش قانون دان تھے ہندوستان کے
لیئے قوانین بنانے کے لیئے مقرر ہوئے تھے وہ نہایت طبع مستقیم و ذہن سلیم رکھتے تھے۔ وہ کمپنی کے
طرفدارون کا پاس و لحاظ کمتر کرتے تھے بعض دفعہ اپنی حد سے تجاوز کر کے غلطیون مین پڑ جاتے تھے انہون نے
ہندوؤن کی کثیر الازدواجی کا انسداد کیا انہون نے اپنی خدمات کو صرف قانون ہی پر مقطع
نہین کیا بلکہ اور بڑے بڑے کامون مین انہون نے اپنی ذہانت کے جوہر دکھائے۔ لارڈ کیننگ کے مدت کے
کامون مین یہہ چار ممبر شریک تھے جنکی اعانت سے وہ گورنمنٹ کے کامون کو سرانجام دیتے تھے۔ ملیٹری علم مین
کونسل مین کمی تھی گو جنرل لو بڑے سپاہی تھے مگر انکی بڑی عمر کا حصہ ہندوستانی دربارون مین گذرا تھا
اسلیئے میدان جنگ کے حالات کو کم جانتے تھے مگر کونسل مین ایک ممبر کمانڈر انچیف بھی ہوتا تھا جو کونسل کی
ملیٹری علم کی کمی کو کم کرتا تھا۔ اونرابل جارج این سن کمانڈر انچیف تھے وہ عمر رسیدہ نہ تھے چونکہ ملکہ معظمہ کے
عہد سلطنت مین انگلنڈ مین بڑا زمانہ صلح مین گذرا تھا اسلیئے مشکل تھا کہ یہان کوئی عمدہ کارگذار جب تک
وہ عمر رسیدہ نہ ہولے۔ گورنر جنرل اور کمانڈر انچیف کی حکومتون کی تحدید ایسی اچھی طرح نہین کی گئی تھی کہ
ان دونو مین آپس مین نزاع نہ ہو ان دونو کی ان دو باتون مین نزاع رہتی اول یہہ کہ سپاہ کے افسرون کی ترقی کی
درخواستین جو کمانڈر انچیف کو دی جائین وہ گورنر جنرل پاس منظوری کے لیئے آنی چاہئین دوم گورنر جنرل جن
افسران سپاہ کو سول اور پولیٹکل خدمات کے لیئے منتخب کرے اسکو کمانڈر انچیف نامنظور نہین کر سکتا۔ مگر
ان دونو مین آپس مین اخلاص اور اتحاد تھا گو ان اختیارات کے باب مین یہہ اختلاف تھا۔ کونسل مین
ان ممبرون اور بہت سے سررشتون کے لائق سکرٹریون کی اعانت سے گورنر جنرل اپنا کام کرتے تھے کام کے
ہجوم سے رنجور نہین ہوتے تھے مگر بعض کام ایسے ہی الجھیڑے کے ہوتے ہین کہ ان مین حیران و پریشان ہونا پڑتا ہی

وہ بڑی مشکل سے حل ہوتے ہین۔ ہندوستان مین امن امان تھا ظاہر مین یہہ معلوم ہوتا تھا کہ لارڈ
ڈلہوزی امن امان ورثہ مین دے گئے ہین اودھ جو ابھی انقلاب سے باہر نکلا تھا خارج مین ساری علامتین
خیر وعافیت کی معلوم ہوتی تھین سب رعایا راضی خوش نظر آتی تھی بلکہ مطیع و فرمان بردار۔ نظم و نسق خاطر خواہ
ترقی کر رہا تھا لیکن وہان ایک نئے منتظم کی ضرورت تھی اوٹرم صاحب رزیڈنٹ اودھ اپنا کام
کر چکے تھے جسکی محنت سے وہ بیمار ہو گئے تھے انکی راے مین ہندوستانی ریاستون کا قائم رکھنا
انصاف تھا انکے نزدیک اودھ کے رئیسون اور شہزادون کے ساتھ بڑی ناانصافی کی گئی تھی جسکے لیئے
بہانہ یہہ بنایا گیا تھا کہ یہہ کام رعایا پروری کے لیئے کیا جاتا ہے جب اودھ کا برٹش گورنمنٹ مین الحاق کا
اشتہار دیا گیا تو رزیڈنٹی کا عہدہ موقوف ہوا اور اسکی جگہہ چیف کمشنری کا عہدہ قائم ہوا لیکن اوٹرم صاحب کی
صحت ایسی نہ تھی کہ وہ اس عہدہ کا کام کر سکتے وہ فرلو لیکر ولایت گئے انکی جگہہ قائم مقام مقرر کرنے کا سوال
پیش ہوا جسپر بہت بحث رہی کہ کون ہو آخر کو نئے چیف کمشنر مسٹر کورلی جیکسن مقرر ہوئے جو ممالک مغربی
شمالی کے بڑے مستعد وجید مالی افسر تھے۔ انہون نے گورنر جنرل سے اپنے کام کرنے کے اور سب
افسرون اور رعایا کے خوش رکھنے کے وعدے بہت کیئے مگر کسی وعدہ کے ایفا کرنے کا بالاستقلال ارادہ
نہین کیا مسٹر مارٹن گبنس بنگال سول سروس کے افسر فنانشل کمشنر اور مسٹر اومینی دیوانی عدالت کے
اعلے افسر مقرر ہوئے۔ مارٹن گبنس بڑے عالی دماغ افسر تھے انکی خدمات سے ملک اودہ کو بہت فائدہ
ہوتا اگر انکی چیف کمشنر سے کھٹا پٹ نہ ہوتی۔ اب یہہ معلوم نہین کہ مسٹر جیکسن نے نادانی و نامہربانی سے
اپنی ناخوشیون کو گبنس صاحب کی نسبت ظاہر کیا جس سے انکو غصہ آیا یا رنج ہوا گبنس صاحب نے اپنی نافرمانی کو
ظاہر کیا اب اسکی تحقیقات تو عبث ہے غرض ان دونو مین جو منازعت ہوئی اسکی خبر جلد گورنر جنرل کو ہو گئی۔
انہون نے نہایت دانشمندانہ چٹھیان چیف کمشنر کو لکھین جنمین اپنا افسوس زیادہ اور ناراضی کم ظاہر کی انمین سے
بطور مثال کے ایک چٹھی کا ترجمہ کیا جاتا ہے "کہ مین اپنے تجربہ سے فیصلہ کرکے یہہ کہنا چاہتا ہون کہ سرکاری
ملازم جنپر کوئی الزام عائد ہو انکے ساتھ اسطرح برتاؤ کرنے سے ہر مطلب حاصل ہو سکتا ہے کہ انکے خطائین
صاف صاف بغیر کسی لاگ لپیٹ کے ایسی زبان مین بیان کر دی جائین جس مین کوئی غلطی نہ ہو۔ مگر انکی
اصلاح کا مقصود کسی اور طرح سے ایسا مفقود نہین ہوتا کہ ایسے الفاظ کام مین لائے جائین کہ ان کے
دل مین چھید کرین اور انکے رنجون کو بے ضرورت بڑھائین گو یہہ کام راستی اور واقعیت کی حد سے بالکل

متجاوز نہ ہوا مین یقین کرتا ہون کہ اگر کوئی شخص اپنے فرض منصبی کا خیال دل مین رکھتا ہے اور شرافت اسکی جبلت مین ہے تو جب اسکی غلطی جتنی سادگی سے اسکو تبلائی جائیگی اور زیادہ صاف وخاموش سرزنش کی جائیگی اتناہی قوی احتمال ہے کہ وہ جلدی سے اور خوشی سے اپنی غلطی کو صحیح کریگا اگر ہم یہہ چاہین کہ جس شخص کو ہم ضرورتاً سرزنش کرتے ہین کہ وہ بعد مین اپنا کام کرنے لگے تو جہانتک ممکن ہو اسکے دل مین اشتعال اپنے خلاف نہ پیدا ہونے دین" لیکن جیکسن کی ناہموار طبیعت کو گورنمنٹ ہوس کے عنایت آمیز صلاح ومشورے نرم نہ کر سکے جتنا وقت گذرتا گیا اتناہی انکا جھگڑا افسر کنبس کے ساتھ ایسا بڑھتا گیا کہ اصلاح پذیر نہین رہا۔ ہندوستان مین جب کاغذی لڑائی ہوتی ہے تو بڑی آستینین چڑھائی جاتی ہین اور عمدہ سرکاری ملازمین بعض اوقات اپنا وقت اور استعداد ذاتی جھگڑون مین کھوتے ہین اور اپنی خدمات کے کامون کو بھول جاتے ہین جیکسن صاحب نے اپنے ماتحت افسرون کی بدچلنی کے ثابت کرنے مین جو تکلیف اٹھائی اگر اس سے آدھی تکلیف وہ اس بات مین گوارا کرتے کہ وہ برٹش کی عہد وپیمان کو پورا کرتے اور اودھ کے الحاق سے اسکے بڑے بڑے آدمیون کو تباہ نہ ہونے دیتے تو اپنے اور اپنی قوم کے لئے بھلا کرتے لیکن جسوقت جیکسن اور کنبس آپس مین ایک دوسرے پر الزام لگا رہے تھے اسوقت گورنر جنرل کی فیاضانہ طبیعت بادشاہ کی شکایتون اور رنجون سے سخت غمزدہ ہوتی تھی بادشاہ فریاد کرتا تھا کہ لکھنؤ مین انگریزی افسرون نے اسکی اور اسکے کنبے کی بڑی تذلیل کی ہے کہ اسکے مال اسباب کو ضبط وضائع کیا ہے اور اسکے گھر کے ملازمین اور ارکین کو خوار وذلیل کیا ہے۔

شاہ معزول کا سفر

واجد علی شاہ کو بالکل مایوسی ہوئی کہ ان سفید رنگ آدمیون کی دست درازیون سے مین اپنی سلطنت کو بچا نہین سکتا اسلیئے اسنے سفر کا ارادہ کیا کہ انگلنڈ مین جاکر تخت شاہی کے قدمون کے تلے اپنا سر رکھ کر داد فریاد کرے لیکن بادشاہ کے قوا جسمانی وباطنی ایسے قوی کب تھے کہ وہ اس سفر کی سختی کی برداشت کرتے وہ لکھنؤ سے تھوڑی دور چلکر مقیم ہوا کہ اسکا وزیر علی نقی خان آجائے وہ لکھنؤ مین انتظام جدید کی امداد کے لیئے ٹھیرالیا گیا تھا۔ کچھ دنون کے بعد بادشاہ اور وزیر اور بادشاہی ملازمین عورت مرد کلکتہ کی طرف منزل پیما ہوئے خشکی مین اول کچھ منزلین طے کین پھر بحری سفر دخانی جہاز مین اختیار کیا۔ لارڈ کیننگ نے بادشاہ سے کہا کہ یہہ سفر ایسا مفرح ہوگا کہ بادشاہ کو سفر کی تکان ذرا نہ ہوگی آدھا سی کا مہینہ ابھی گرمی چمکا تھا کہ بادشاہ کلکتہ مین آیا اور دریا کے کنارہ پر ایک مکان مین مقیم ہوا اس مکان مین بادشاہ کا دل ایسا لگا کہ اسنے یہان رہنے کو خلیج بنگال اور بحر مڈیٹرنین کے سفر مین جانے سے بہتر جانا۔ اسکا وليعهد اور ما

دونو ملکہ معظمہ کی خدمت مین قدمبوسی کے لیے انگلینڈ روانہ ہوئے گورنمنٹ ہوم نے انکے جانے کے لیے کوئی مزاحمت نہین کی گورنر جنرل نے کہا کہ انکو جانے دو یہہ مشن مغرب کی طرف گیا اور اپنی سلطنت اودھ کی بحالی کی بڑی فضول تمنائین ساتھ لے گیا اسکی ہمت ان لوگون نے بندھوائی جو جانتے تھے کہ اس کام مین بالکل کچھ نہین ہوگا۔ اس مقدمہ مین بڑی بے عنوانیان ہوئین آپس ہی مین فساد برپا ہوئے اور اصل کام کی طرف توجہ نہین کی گئی اس مشن نے فقط اپنا خزانہ ہی برباد نہین کیا بلکہ جانون کا نقصان بھی اٹھایا۔ بادشاہ کا ولیعہد اور اسکی مان دونو پیری لاچیس کے قبرستان مین دفن ہوئے۔ انگلستان مین ملکہ معظمہ سے چند منٹ کے ملاقات ہوئی نذر پیش ہوئی بے نیل مرام مراجعت ہوئی +

بادشاہی کا مقدمہ نوشن کے حوالہ کیا گیا اب بادشاہ کو جو یہان تکلیفین پہنچ رہی تھین انکی بجا شکایتین گورنر جنرل کے روبرو پیش کین کہ انگریزی افسرون نے لکھنؤ کے شاہی محلون کو اصطبل اور کتے خانہ بنایا ہے انہون نے پرورده عورتون کو بادشاہ کی بیٹیون اور اسکے مصاحبین کو محلون سے نکالکر بے خانمان و بیکس بنا دیا ہے خزانون کو توڑکر روپیہ لوٹ لیا ہے خاندان شاہی کے رنج کا مال اور اسباب نیلام کر دیا ہے اور بہت ایسے برے کام کیے گئے کہ جنسے بادشاہ کے آدمیون کی ذلت و خواری و ویرانی ہوئی ہے اور انگریزون کی عزت مین بھی بٹا لگ گیا ہے۔ بہت سے امیر اور شاہی خاندان کے آدمی بادشاہ کے ساتھ کلکتہ مین تھے اور بہت سے جا رہے تھے جو لکھنؤ مین باقی تھے انکی مٹی پلید ہو رہی تھی بادشاہ کی طرف سے حسب سررشتہ جو شکایتین پیش ہوئی تھین انپر لارڈ کیننگ کو بہت تھوڑا اعتبار تھا مگر گورنمنٹ کی شان و عدل کا مقتضا یہہ تھا کہ انکی تحقیقات ہو اور انکا انسداد ہو گورنر جنرل نے چیف کمشنر کو تاکیداً لکھا کہ وہ فوراً ان الزامون کو جو بادشاہ کے آدمیون نے افسرون پر لگائے ہین تحقیقات کرکے رپورٹ کرے لیکن جیکسن صاحب برخود غلط ایسے تھے کہ اس کام کو کوئی بڑا کام نہ سمجھے ٹالم ٹولے کے جوابات بھیجے جو قابل اطمینان نہ تھے گورنر جنرل نے خانگی اور سرکاری طور پر چیف کمشنر کو تاکید سے لکھا کہ یہہ جو داغ انگریزی قوم پر لکھنؤ کے قدیمی شاہی دربار کے آدمی لگا رہے ہین انکے مٹانے پر وہ متوجہ ہو لیکن لارڈ کیننگ کو اپنی تحریر سے جس نتیجہ کی امید تھی وہ نہ حاصل ہوا ۱۹۔ اکتوبر کو آخرکار گورنر جنرل نے غصہ مین آکر جیکسن صاحب کو لکھا کہ مین اس بات کو آپ سے چھپاتا نہین کہ اول سے آخر تک جو طریقہ تم نے اس امر مین اختیار کیا اس سے مجھے بڑی مایوسی ہوئی بادشاہ نے جو نالشین کی تھین انکی جواب شافی صفائی کے ساتھ دینے کے قابل تم نے گورنمنٹ کو نہین بنایا بلکہ بجائے اسکے

تم انہین سے بعض نالشون سے خبر بھی نہین ہوئے تم کو جاننا چاہیئے کہ گورنمنٹ کے پاس جواب دینے
کے لیئے مصالح موجود نہین مین تمہارے سارے جوابون کو بادشاہ کے خطون کے ساتھ پہلو بہ پہلو رکھ کر
دیکھتا ہون تو مین ہرگز اپنے تئین اس خیال نہین پاتا کہ یہہ کہہ سکون کہ عبارات جنکا بیان کیا گیا ہے مسمار ہوئی
ہین اور کیون ہوئی ہین؟ اگرچہ بادشاہ کو ایک خاص جلوخانہ کی بابت اطلاع دی گئی ہے کہ وہ ڈھ رہاہے
بادشاہ نے ۲۴ استمبر ۱۸۵۵ع کے خط مین لکھا ہے کہ جیز منزل مین گھوڑے اور کتے باندھے گئے ہین۔
بادشاہ کی اولاد کو دھمکیان دی گئی ہین کہ انکا وظیفہ بند ہو جائیگا تم مجھ سے کہتے ہو کہ جوابون مین تاخیر اس
وجہ سے ہوئی کہ انکی تکمیل زیادہ ہوجائے اسلیئے مشکل سے مین یہہ خیالات کرتا ہون کہ یہہ معاملات
تمہاری نظر سے نہ گذرے ہون مگر کوئی اور سبب بھی مین نہین جانتا کہ تم نے انکو کیون فروگذاشت کیا
خواہ کچھ ہی ہوا ہو تم نے جو کارروائی کا طریقہ اختیار کیا اسکا نتیجہ یہہ تھا کہ بادشاہ سے ایسا برتاؤ برتنا
پڑا جسکو ذلت تو نہین کہہ سکتے تھے مگر وہ ناسزا ضرور تھا۔ بادشاہ جو شکایتین کرتا تھا خواہ
وہ سچی ہون یا جھوٹی وہ صاف صاف گورنمنٹ کے افسرون کے خلاف تھین گورنر جنرل بادشاہ کو
یقین دلاتا تھا کہ جلد یہہ معاملات چیف کمشنر کی طرف رجوع کیئے جائینگے تو خاطر خواہ بادشاہ کو
اسکی توجیہہ بتلادی جائیگی مین یہہ اعتبار کرتا تھا جسکے کرنے کا حق مجھکو حاصل ہے کہ چیف کمشنر اسکی ہدایتون
کی اطاعت کریگا اور اپنا فرض ادا کریگا مگر اس مین مین نے بڑی غلطی کھائی اور بہت سی باتون مین
شکست پائی جو قابل بیان بھی نہین وہ چیف کمشنر پر لکھنؤ مین ظاہر ہونگین اب کلکتہ گورنمنٹ انکو نظر انداز
نہین کرسکتی یہ کوئی بات نہین ہے کہ یہہ الزامات جو بادشاہ کے بدنام طفیلیون نے برانگیختہ کیئے ہین
اور وہ بالکل یا بالجبر سچے نہین ہین یا ناممکن خواہ وہ سیاہ ہون یا سفید ہون انکا جواب دینا چاہیئے ہے
مجھے حیرت ہے کہ تم نے اس ضرورت کی قدر نہین جانی۔
چیف کمشنر اور گبنس صاحب اور اوٹرم صاحب آپس مین لڑتے رہے اور خاندان شاہی کی شکایتون
اور نالشون پر متوجہ ہوئے آخر کو لارڈ کیننگ کو یہہ معلوم ہوگیا کہ جس چیف کمشنر کو مین نے انتخاب کیا
تھا وہ غلط تھا صوبہ اودھ کے لیئے یہہ بہتر ہوگا کہ جسقدر جلد ممکن ہو وہ وہان سے علیحدہ کیا جائے +
ابھی لارڈ کیننگ نے گورنمنٹ ہوس مین قدم رکھا ہی تھا کہ ایران کے ساتھ پرخاش کی نحوست کا دن
حقیقت مین انکو اس لڑائی سے سروکار نہ تھا پچاس برس ہوئے کہ ایران کا ہندوستان کی تہذیب و تمدن

ایران سے معاملات

یہہ تعلق تھا کہ مالی جوابدہی کمپنی کے ذمے تھی عملی امداد گورنمنٹ کے ذمے اور پولیٹکل معاملات شاہی
گورنمنٹ کے فورین آفس سے متعلق تھے اور ایران مین سفیر بادشاہ انگلنڈ مقرر کرتا - لارڈ کیننگ کے
زمانہ مین بھی یہی تعلقات تھے کہ برطانیہ اعظم کی جنگ ایران کے ساتھہ شروع ہوئی -

ہرات

پولیٹکل ایمان کا یہہ بھی ایک جملہ تھا کہ ہرات ایک آزاد مملکت ہے اسکی آزادی کے سبب انڈین
ایمپائر کی نجات ہے جب افغانستان پر انگریزی سپاہ نے قبضہ کیا ہے اور برٹش افسرون نے دروازہ
ہند پر دولت کو لٹایا ہے تو یہہ بات ٹھیری تھی کہ سدوزئی شاہ کامران ہرات کا فرمان روا ہے لیکن
اسکا وزیر یار محمد ہمیشہ ایران کی طرف اپنا دل لگائے رکھتا تھا اور دھمکاتا تھا کہ مین اپنے تئین ایران کے
حوالے کرتا ہون - جب انگریزی سپاہ نے افغانستان کو خالی کیا تو یار محمد نے سدوزئی کی برائے نام بادشاہی
سے اپنے تئین آزاد کر کے خود فرمان روائی شروع کی اس نے دس برس تک اچھی طرح سلطنت کی اسکے
مرنے کے بعد اسکا بیٹا جانشین ہوا وہ فرمان روائی کی لیاقت نہین رکھتا تھا جب اسکو خوف معلوم ہوا
تو اسنے ہرات کو ایران کے حوالے کر دیا -

۱۸۵۲ع مین ایران کی سپاہ ہرات پر چلی یہہ بیان کیا گیا کہ یار محمد کے مرنے سے ہرات مین بدنظمی ہوگئی تھی
اسکے انتظام کے لئے لشکر ایران گیا تھا مگر آخر کار اصل مقصود اس مہم کا ظاہر ہوگیا اور ایران کا ایک صوبہ ہرات
ہوگیا برطانیہ اعظم نے ایران کو دھمکایا کہ وہ اپنی سپاہ کو واپس بلا لے اور معاہدہ کرے کہ ہرات ہمیشہ
آزاد رہے گا - مجبوری ایران کو ہرات سے اپنی سپاہ ہٹانی پڑی اور معاہدہ کرنا پڑا کہ ہرات آزاد رہیگا
لیکن اس سے طہران مین سفارت انگریزی پر بدگمانی پیدا ہوئی اور دونو سلطنتون مین پرخاش کا ہونا
وقت کا منتظر تھا -

دوست محمد خان

مگر جب کریمیا کی لڑائی ختم ہوئی اور روسیون کا قبضہ ایشیا مین قرص پر ہوا تو ایران نے برٹش کے ساتھہ
دوست رہنے مین اپنا فائدہ نہ دیکھا روسیون کا دامن پکڑا ۱۸۵۵ع مین سفارت انگلشیہ پر ایسی لعنت زنی
ہوئی کہ مسٹر مری صاحب سفیر انگلشیہ ترکستان کی سرحد مین چلے گئے اسی زمانہ مین یہہ سانحہ رونما ہوا کہ
ہرات مین سرکشی ہوئی - ہرات کا فرمان روا یار محمد کا بیٹا مارا گیا اور اسکی جگہہ یوسف خان جانشین ہوا جو
سدوزئی شاہی خاندان مین شاہ کا بھتیجا تھا - اگرچہ یوسف خان مین فرمان روائی کی کوئی لیاقت نہ تھی مگر
پہلے فرمان روا سے گیا گذرا بھی نہ تھا - پہلے فرمان روا کے قتل مین کہتے ہین کہ شاہ ایران کی سازش تھی

واقعات کے پیش آنے سے مستفید ہونے کا شائق تھا۔ جب سے کہ افغانستان میں برٹش نے امیر دوست محمد خان کو
سلطنت پر بحال کیا تھا تب سے اس پیرانہ سال امیر کی چستی چالاکی و مستعدی و اولوالعزمی کا اقتضا یہہ تھا کہ وہ اپنی
پہلی مملکت کو مستحکم کرے اور مغرب کی طرف اپنی سلطنت کے اور بڑھانے میں سرگرمی کرے ایسی علو حوصلگی میں
اسکی اپنی سلطنت کی سلامتی تھی ایران کے دعوے بڑے بڑے تھے اسکا ہرات ہی پر کچھ حصر نہ تھا اب اس نے
قندھار میں بھی اپنی دباغت پیدا کر لی تھی اسپر بھی دانت مارنے کی نیت تھی اس میں شبہ نہیں کہ ایران کو افغانستان
کی فتح کا ارادہ نہیں رکھتا تھا مگر اس میں وہ اپنا رعب داب پیدا کرنا چاہتا تھا۔ شاہ ایران نے خود درخواست
کی تھی کہ وہ اپنے کل ملک کی صورت سلطنت ایسی بنا لے کہ وہ ایران کی حراست میں معلوم ہونے لگے۔
اب امیر کے لیئے وقت ایسا آن پہنچا تھا کہ وہ اپنے زبردست ہاتھ کو پھیلا کر افغانستان کو بالکل آزاد کر لے
۱۸۵۵ء میں اسکا سوتیلا بھائی قندھار کا فرمان روا کہن دل خان مر گیا تو اسنے قندھار کو کابل کی حکومت
میں داخل کر لیا۔ ایران کی گورنمنٹ کو یقین ہوا یا اسنے اس یقین کرنے کا بہانہ بنایا کہ امیر ہرات کی فتح کو بھی اپنے
سکیم میں داخل کریگا۔ اس زمانہ میں امیر کا ارادہ یہہ تھا مگر ایرانیوں نے اپنی افزون ستانی کے لیئے یہہ شعبدہ
بازی کی کہ اپنی محافظت خودمختاری کے لیئے اور دہشت سے بچنے کے لیئے ہرات پر قبضہ کرنے کو ضروری جانا ہرات
کی اندرونی حالت بھی اسوقت ایسی تھی کہ جس سے اس کام کے لیئے انکی ہمت کو اور بھی تقویت ہوئی اور دوست محمد خان
کی چالوں کو دیکھکر انہوں نے ان معاہدوں کو بالائے طاق رکھا جو ۱۸۵۳ء میں برٹش گورنمنٹ کے ساتھ ہوا تھا
کہ ہرات آزاد رہیگا اور ہرات پر ایک سپاہ کو روانہ کیا مگر اسکا وہان خیر مقدم نہیں ہوا۔ امیر کابل کی پولیٹکل
تبدیلیوں سے اور ہرات میں خود مخالف انقلابات سے ہرات کے برائے نام فرمان روا نے ایران سے استعانت
چاہی لیکن جب اسنے دیکھا کہ ہرات کے بڑے بڑے سردار اہل سنت ایران کے شیعوں کی استعانت چاہنے سے
بیزار ہیں تو اسنے انگریزی جھنڈا وہان کو بلند کرنا چاہا اور دوست محمد خان کو اپنی امداد کے لیئے بلایا سدوزئی
شہزادوں کی بے ایمانی نمایاں تھی اسکے اپنے ہی آدمی اسپر اعتبار نہیں کرتے تھے۔ ایرانی ہرات کو گھیر رہے تھے
اور یہہ خوف تھا کہ یوسف خان ہرات کو دغا بازی کر کے اہل ایران کو دیدیگا اسلیئے یہہ بات آسان تھی کہ ایک گروہ
اسکے مخالف کھڑا کیا جائے سو عیسیٰ خان نے جو اسکا مدار المہام تھا اسکو مقید کر کے دشمنوں کے کیمپ میں بھیجدیا
اور اسکے ساتھ ایک خط اس مضمون کا لکھ بھیجا کہ اب ہرات میں اسکا کچھ کام نہیں اہل ایران جو چاہیں اسکا
حال کریں +

جب ان واقعات نے یہان تک ترقی پائی تو لارڈ کیننگ کو وسط ایشیا کے پولیٹکل معاملات کی طرف توجہ کرنے کی تکلیف دی گئی یہہ نیا گورنر جنرل ان معاملات کی پیچیدگیون کا پھیلنا اپنے لئے وبال جان جانتا تھا وہ خوب سمجھتا تھا کہ انگلنڈ ایران سے لڑائی خود بغیر میرے کسی دخل و مشورہ کے شروع کریگا اور اسکے ختم کرنے کے لیئے سارا کام مجھے کرنا پڑیگا اسکو اسطرح کام کرنا بڑا تلخ و ناگوار معلوم ہوتا تھا۔ اسنے اگست مین ۱۸۵۶ء مین پریسیڈنٹ کو لکھا کہ میری اپنی آسائش و آرام کی امید قریبا غرق ہو گئی مین ان گران قیمت بے شان و شوکت لڑائیون پر جو غور کرتا ہون تو مجھے انسے ایسی نفرت پیدا ہوتی ہے کہ مین اسکو بیان نہین کر سکتا مین مثل اپنے سابقین کے اپنے سچے دل سے صلح جو ہون مگر انکے ظالم مایوسیون سے بہت بگڑ کر انہون نے کہا کہ مین ایران کے سزا دینے مین ناحق جلدی نہ کرونگا اس لیئے مین نے انگلنڈ مین اپنا مستحکم و مستقل عزم کیا تھا کہ مین کسی مخالف یا مرعوب حالتون کے سبب سے غیر ضروری جنگ کے لیئے آمادہ نہین ہونگا آپ خائف رہین کہ ناحق ایران کی سرزنش مین جلدی نہین کرونگا اگر شاہ ایران ہگلی پر دخانی جہاز مین مری صاحب سمیت آجائیگا تو بھی مین صلح کو جب تک قائم رکھونگا کہ آپ کی ہدایتین میرے پاس پہنچین" وہ صرف یہی نہین چاہتے تھے کہ ہندوستان کی طرف سے حملہ آوری کی زیادتی ہو وہ ہر ایک ایسے ڈپلومیٹک جھگڑے سے بچنا چاہتے تھے جو آیندہ انکی گورنمنٹ کے حق مین وقت اٹھانے کا سبب ہو انکو وسط ایشیا کے پولیٹکس سے نہایت نفرت تھی وہ زمانہ گذشتہ سے عبرتناک سبقون کو یاد رکھتے تھے انہون نے یہہ ارادہ مصمم کر لیا تھا کہ وہ اپنی خوشی سے ایک آدمی افغانستان مین نہین بھیجین جب انگلنڈ کے وزرا نے انکو لکھا کہ وہ دوست محمد خان کو عطیات عطا کرکے اپنا موثر دوست بنائین کہ وہ قندھار کی طرف سے خوشی و مستعدی سے ہرات کو برآمد بنائے جب پہلے زمانہ مین انکے پاس یہہ ہدایتین آئین کہ دوست محمد خان کو روپیہ اور ہتھیار دے دین اور انکو یہہ اختیار دیا جاتا ہے وہ کوئی مشن ہرات بھیجین تو اس دوسری بات سے وہ بڑے جھجکے و چکر مین آئے انہون نے لکھا کہ "مین ہرات مین انگریزی افسرون کے بھیجنے سے کوئی مقصد نہ رکھونگا۔ اس مطلب کے لیئے ہم وہان کا حال ایسا کم جانتے ہین کہ مشن بھیجنے کو بجا نہین جانتے یقینی اس مین بڑی جوکھون ہے ملک کو تو جیسا سمجھتے ہے محیط ہیبت ہا ہے ایسے ہی دشمن بیم ہے ہین۔ ہمارے افسر انسے نہ کوئی مدد نہ کوئی عہد لے سکتے ہین اسلیئے کہ ہم خود نہ ہرات کو سفر کرتے نہین جو کچھ وہان امیر کام کریگا اسکے ایمان پر ہم کوئی توقع نہین کر سکتے" لارڈ کیننگ کے جان [illegible] سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ان تدابیر کو اختیار کرنا نہین چاہتے تھے جو انکو بتلائی گئی تھین۔ مگر جب

ہوم گورنمنٹ نے ایران کے ساتھ لڑائی لڑنے کے اشتہار دیدینے کا ارادہ مصمم کرلیا تو لارڈ کیننگ افغانستان
عدم مداخلت کی پولیسی کو برقرار نہین رکھ سکتے تھے ابھی سال شروع ہوا تھا کہ پارلیمنٹ کے شکستہ ہونے سے
پہلے خلیج فارس کی مہم کی تیاری کا حکم ہوچکا تھا۔ ہوم گورنمنٹ کے یہہ احکام تھے کہ بمبئی مین ساری تیاریان
خلیج فارس مین بحری و بری لشکر کے بھیجنے کی جائین مگر یورپ مین بعض ایسے ڈپلومیسی کے کام تھے کہ
جس مین اس مہم مین جلدی نہین کی گئی۔ سپتمبر کے آخر مین ملکہ معظمہ کی گورنمنٹ نے سیکرٹ کمیٹی کے ذریعہ سے
ایسٹ انڈیا کمپنی کے کورٹ ڈائرکٹرز کو ہدایتین بھیجا مین کہ کس طرح بحری سفر ہون اور کیونکر لڑائی کا آغاز
ہو پہلے اکتوبر ۱۸۵۶ع کی آخر تاریخ کو یہہ ہدایتین گورنر جنرل پاس کلکتہ مین پہنچین پہلی نومبر کو جنگ کا اشتہار دیا گیا
اسی تاریخ کو بمبئی کے گورنر لارڈ الفنسٹن اور کمانڈر جنرل پاس ہدایتین اس مہم کے باب مین بھیجی گئین اس
مہم کی سپہ سالاری کے لئے بہت سے نام بڑے بڑے نامورون کے پیش ہوئے انمین جنرل دنڈھم کا نام
بھی تھا جنہون نے کریمیا کی لڑائی مین بڑے دلاورانہ کام کیئے تھے اور وہ دنیا کے ہر حصہ مین دلیرانہ کام
کرنے کو مستعد تھے انکی تقرر پر لارڈ کیننگ نے یہہ اعتراض کیا کہ اگرچہ انکا تقرر انگلنڈ مین عام پسند ہوگا
لیکن یہان بادشاہی اور کمپنی کی فوجین مخلوط ہین اسکے لیئے یہہ امر اہم ہے کہ کمانڈر کے ساتھ ماتحت افسر
یکدل ہوکر کام کرین مگر اس بات کا ہونا غیر متعارف کمانڈر کے واسطے بہ نسبت متعارف افسر کے زیادہ مشکل
ہے کمانڈر کو چاہیئے کہ وہ ہندوستانی سپاہ کا مزاج شناس ہو جب وہ ایک سپاہ عظیم کو دشوار گذار
اور نامعلوم ملک مین لے جاتا ہو تو وہ چاہے کہ اسکی اساس وطینت و جزئیات سے آگاہ ہو کہ وہ کن
کامون کو کرسکتی ہے اور کن کامون کو نہین کرسکتی ہے یہہ بات انگلنڈ سے تازہ وارد و نڈھم کو نہین
حاصل ہوسکتی ہے اگر کوئی بڑی لشکر کشی ہوتی تو کمانڈر انچیف جنرل این سن بھیجا جاسکتا لارڈ کیننگ نے یہہ مستقل ارادہ کرلیا
تھا کہ ایسا انتظام کیا جائے کہ ہر کی حالت مین سپہ سالار انڈیا سے بھیجا جائے مگر انکو ایسے سپہ سالار کی انتخاب
مین دقت پیش آئی تو انہون نے جان لارنس سے مشورہ لیا تو انہون نے صلاح دی کہ انکا بھائی ہنری لارنس
بھیجا جائے۔ اسپر لارڈ کیننگ نے کہا کہ وہ ملکی انتظام کی لیاقت بڑی رکھتے ہین مگر میدان جنگ مین
سپاہ کے لڑانے کا تجربہ انکو نہین ہے پھر سٹرنی کوٹن کا نام لیا گیا اسپر جان لارنس نے اعتراض کیا اور
کہا کہ اگر آپ میرے بھائی کو نہین بھیجتے تو اوٹرم صاحب موجود ہین جرنیل جیکب کا نام بھی سپہ سالاری
کیلیئے لیا گیا پنجاب و کلکتہ ہی مین کمانڈر کی تجویز کے لیئے صلاح مشورے نہین ہورہے تھے بلکہ بمبئی

سوال پیش تھا۔ مہم کی تیاری کا آغاز اور اسکا اہتمام و انتظام تو بمبئی کے حوالہ ہوا تھا۔ زیادہ تر بمبئی ہی سے سپاہ خلیج فارس مین روانہ ہونے کو تھی اسلیئے لارڈ الفنسٹن صاحب گورنر بمبئی نے جنرل سٹاکر کو جو بڑے شجاع نیک سیرت تھے کمانڈری کے لیئے تجویز کیا اور لارڈ کیننگ نے انکو منظور کیا مگر انگلنڈ مین یہ تجویز ہوئی کہ کرنیل اوٹرم کمانڈر مقرر ہون جو بیماری کی رخصت سی مین لیکر انگلنڈ مین ضعیف و ناتوان ہو رہے تھے جب انکو ایران کی مہم کی سپہ سالاری کا مژدہ سنایا گیا تو وہ خوشی کے مارے ایسے تازہ و توانا ہو گئے جیسے کہ بوڑھا گھوڑا لڑائی کی بو سونگھ کر اور ہتھیارون کی جھنکار سنکر ہوتا ہے۔ اس جنگ کی شوق مین وہ اپنی بیماری کو بھول گئے۔ انہون نے لارڈ کیننگ کو اطلاع دی کہ وہ ۲۶۔ دسمبر کے جہاز مین ہندوستان کو مراجعت کرینگے اور بیہ اس مہم مین کام کرنا اودھ مین کام کرنے سے زیادہ مفید ہوگا وہان تو کام اچھی طرح چل رہا ہے۔ لارڈ کیننگ نے اوٹرم صاحب کو لکھا کہ مجھے آپکے تندرست ہو جانے سے بڑی خوشی اور مہم ایران مین کمانڈر ہونے کی مسرت حاصل ہوئی اس جنگ کی بابت آپ کی راے کیا ہے تو انہون نے لکھا کہ اس جنگ مین طول نہین ہوگا سواحل بحری پر کچھ لڑائیان ہونگین اور پھر صلح ہو جائیگی مین اپنے پرانے عہدہ رزیڈنٹی پر اودھ پر واپس آ جاؤنگا۔ لارڈ کیننگ نے لکھا اگرچہ اودھ مین بالکل امن ہی اسکی مرفہ حالی بڑھتی جاتی ہے لیکن پھر بھی مجھے بڑی خوشی ہوگی کہ آپ اپنے عہدہ کا چارج لینگے ✦

جب سٹاکر صاحب بمبئی سے پہلے ڈویزن کو خلیج فارس مین لے جاکر رزم آرائی کامیابی کے ساتھ کر رہے تھے کہ شروع سال ۱۸۵۷ع مین جبکہ اوٹرم صاحب بمبئی مین آ گئے اور دوسرے ڈویزن سپاہ کے لے جانے کی تیاریان کرنے لگے دربار طہران کو فقط یہہ مہم بحری ہی نہین خوف دلا رہی تھی بلکہ ڈپلومیسی اس ملک مین اسکو خوف دلانے کا سامان تیار کر رہی تھی جو انڈیا اور ایران کے درمیان واقع ہے۔ لارڈ کیننگ گو سال گذشتہ مین وسط ایشیا کی پولیسی سے استکراہ رکھتے تھے مگر اب وہ بہہ تن اسکی طرف متوجہ تھے امیر کابل کی دوستی سے مستفید ہونا چاہتے تھے اب مشکلین صلح سے آسان نہین ہو سکتی تھین لڑائی کا استبداد دیا جا چکا تھا ہرات کو ایرانیون نے لے لیا تھا امیر دوست محمد خان برٹش گورنمنٹ کے ساتھ اتحاد کرنے کی تمنا مین ظاہر کر چکا تھا۔ اب سوال یہہ تھا کہ دونو کے ساتھ معاملہ کس طرح کیا جائے اس مین بڑا اختلاف راے تھا۔ جان [illegible]نینگ اس باب مین یہہ راے رکھتے تھے کہ اس مین تھوڑا کام کرنا بہ نسبت بہت کام کرنے کے بہتر ہوگا اور [illegible] کام بھی عین ضرورت کے وقت کیا جائے اس سے ایکدن پہلے نہ کیا جائے۔ افغانون کے ساتھ

سلسلہ [illegible]

پہلی لڑائیوں کے واقعات کی ہیبت ابھی تک انگریزون کے دلون سے باہر نہین گئی تھی اسلیئے وہ افغانستان سے پھر معاملات بڑے سوچ بچار سے کرنا چاہتے تھے کہ ایران پر افغانستان کی طرف سے حملہ کس طرح کیا جائے ہرات پھر دوبارہ ملجائے۔

امیر دوست محمد خان سے دوستانہ پیغام سلام ہو رہے تھے انگریزون نے امیر کی ان خطاؤن کو معاف کر دیا تھا جو اسنے اپنی سپاہ کو سکھون کے ساتھ ملکر انگریزون سے لڑنے کے لیئے بھیجا تھا اور ۳۰ مارچ ۱۸۵۵ء کو جان لارنس اور غلام حیدر خان کی ملاقات مین دوست محمد خان اور سرکار کمپنی کے مابین مصالحت و موالفت کا عہدنامہ ہو گیا تھا جسکا ذکر ہم پہلے لکھ چکے ہین۔ سر ہربرٹ اڈورڈس کمشنر پیشاور کی حسن تدبیر سے یہہ تجویز ہوئی کہ پشاور مین کونفرنس مین امیر بلایا جائے۔ امیر راضی ہو گیا کہ برٹش گورنمنٹ کے قائم مقام سے وہ بالمشافہ ملاقات کر کے اتحاد و وداد کے معاملہ کو طے کرے۔ اگرچہ جان لارنس کو یقین نہین تھا کہ امیر آئیگا اور اگر آئیگا بھی تو اسکے ساتھ ملاقات کا نتیجہ کچھ نہین ہو گا مگر انہون نے اپنے عالی دماغ روشن ضمیر نیک تدبیر دوست ہربرٹ اڈورڈس کی صلاح کو منظور کر لیا اور ملاقات کی تیاریان کین +

امیر نے دعوت کو قبول کیا اور وہ اپنے دو بیٹون اور بعض چیدہ مشیرون اور منتخب سپاہ کے ساتھ ہر خطر آیا اور نئے سال کی پہلی تاریخ کو درہ خیبر مین اس سے برٹش کمشنرون نے ملاقات کی لارنس و اڈورڈس کو ٹ ڈوسٹانی اور اور انگلش افسرون نے پیر کہن سال امیر کے چہرہ کو دیکھا کہ ڈاڑھی سفید ہے اور سپہر وجاہت امارت آراستہ گیا ست و ستمگاری و چستی چالاکی برستی ہے۔ اسنے بڑی خوشی سے خندہ پیشانی کے ساتھ برٹش افسرون کا استقبال کیا یہہ صرف رسمی ملاقات ہوئی دو دن بعد امیر پشاور مین بازدید کے لیئے آیا۔ اس کی تعظیم و تکریم کے لیئے ایک میل مین انگریزی سپاہ دورویہ کھڑی ہوئی سات ہزار سے کچھ زائد سپاہ ایستادہ تھی امیر پر اور اسکے مشیرون پر اسکا بڑا اثر پڑتا تھا۔ رسم کے موافق مراتب ملاقات ادا کیئے گئے۔

۵ جنوری ۱۸۵۷ء کو امیر جمرود مین خیمہ زن ہوا اور وہان جان لارنس اور اڈورڈس اور میجر لمسڈن امیر سے ملاقات کو گئے دوست محمد خان کے پیچھے ان کے بیٹے اور چند چیدہ سردار داہنی طرف ایستادہ تھے۔ امیر نے جو ہرات مین بالفعل فساد برپا ہو رہا تھا اسکی توضیح کی اسنے بیان کیا کہ ہرات کے فتح کرنے کا میرا ارادہ نہین ہے ایرانیون نے جو ہرات کی طرف حرکت کی ہے اسکے معنی یہہ ہین کہ وہ قندھار کی طرف آتے ہین اس امیر نے راست راست یہہ بیان کیا کہ ہرات کے فتح کرنے کا شوق مجھے بہت ہے اگر خدا کی اور انگریزون کی مدد سے

دوست محمد خان

جنوری ۱۸۵۷ء

ہوئی تو مین ہرات کو ایرانیون سے چھین لونگا مجھے خدا و رسول کی قسم ہے کہ اگر ساری دنیا میری دشمن ہو جائے تو بھی مین انگریزون کا دوست رہونگا - انگریز خلیج فارس کی طرف سے حملہ کرین اور مجھے روپیہ اور ہتھیار دین تو مین ہرات کی دیوارونکی بنیاد کو اکھیڑ کر پھینک دونگا اسکے برجون کو اڑا دونگا اور بشمشیر اُسکو لے لونگا اور ملک مین وہ آگ روشن کرونگا کہ سارے ایرانی اس مین جلکر بھسم ہو جائین گے میرے حکم سے ایرانیون کے برخلاف سارے ترکمان اور اوزبک میرے ساتھ متفق ہو جائین گے -

جب جان لارنس اور دوست محمد خان کی آپس مین یہہ باتین ہو رہی تھین کہ ایک سوار گورنر جنرل کا تار لیکر جو پہلے ایک دن آیا تھا اس مین لارڈ کیننگ نے جان لارنس کو یہہ لکھا تھا کہ پانچ ہزار سپاہ کی کمک بہت جلد جہان تک ممکن ہے خلیج فارس کو بھی جائیگی اور شرائط صلح مین جو ایران سے ہونگین ایک شرط یہہ بھی ہوگی کہ وہ ہرات سے اپنی سپاہ کو ہٹالے اور پھر آیندہ ہمیشہ کے لیۓ افغانستان مین مداخلت کرنے سے ہاتھ اٹھائے پیغام کے آخر مین لکھا ہوا تھا کہ ان الفاظ کو بہتر طور پر آپ کام مین لائین مگر ابھی انکے بہتر طور پر کام مین لانے کا وقت نہین آیا تھا اسلیئے جان لارنس نے امیر سے فقط یہہ کہا کہ خلیج فارس مین سپاہ کی کمک جلد روانہ ہونے کو ہے باقی الفاظ کو انہون نے اور وقت و موقع کے لیے مخفی رکھا اس اول ملاقات مین جان لارنس کا یہہ ارادہ تھا کہ زیادہ تر امیر کے سارے ارادون اور خیالات کو معلوم کیا اور اپنی گورمنٹ کی نیت و ارادون کو مخفی رکھین انہون نے کسی قسم کے وعدے اور قول و قرار نہین کیئے انہون نے ان مشکلات پر اطلاع دی جو افغانستان کے فرمان روا کی راہ مین موجود ہین اور انہون نے پوچھا کہ وہ وسائل اور خزانہ بیان کیۓ جائین جو امیر اپنی مشکلات کو رفع کرنے کے لیۓ اپنے اختیار مین رکھتا ہے اور انگریزون سے جو وہ اعانت چاہتا ہے اسکا اندازہ بیان کیا جائے لیکن ان باتون کا بتلانا جبتک امیر اپنے خوب غور و تامل نہ کرلے آسان نہ تھا امیر نے اپنے سوچنے کے لیۓ مہلت چاہی اور کہا کہ دوسری ملاقات مین اس باب مین اپنے خیالات ظاہر کرونگا بس اب آج کی ملاقات ختم ہوئی -

۶ جنوری کو دوست محمد خان چند چیدہ اپنے صلاح کارون کے ساتھ برٹش کیمپ مین آیا اور جب کہ گذشتہ خیمہ مین کونفرنس ہوئی جان لارنس نے اپنا وہی پرانا طریقہ دریافت کرنے کا جاری رکھا اور اول ہی امیر کو یاد [illegible] جان [illegible] وہ اپنے نیتین اور ارادے اور خیالات پر پوری طرح اطلاع دے اور اس معاملہ مین اس افغان [illegible] شہر [illegible] سے استقلال کی درخواست کی اور مشکل سے امیر سے قول و قرار حاصل کیۓ آخرکار امیر نے

بیان کیا کہ موسم کی کیفیت یہہ ہے کہ ہرات کی طرف مین سفر نہین کر سکتا دو مہینے کے بعد نئی گھاس اُگیگی اور کھیتی ہری ہوگی تو کمسریٹ کا انتظام جس مین بڑی دشواری نہین ہوگی انتظام کیا جائے گا تو سپاہ کے لیئے رسد بہلگی مین ایک کولم سپاہ کا بلخ سے اور دوسرا قندھار سے بھیجون گا اپنی سپاہ کا شمار بتلایا کہ ۵ ہزار سپاہ اور ساٹھ توپین موجود ہین اور انکی افزائش پچاس ہزار سپاہی اور سو توپون تک ہوسکتی ہے چار پانچوین حصہ سپاہ کے اور تقریباً کل توپین ہرات پر چڑہائی کر سکتی ہین اگر آپ کہین کہ اور زیادہ سپاہ کرلو تو مین آپ سے زیادہ لونگا اور اگر آپ کہین گے کہ کم سپاہ کافی ہوگی تو مین کم لونگا مین نے اپنی راے بتا دی آپ صاحب مجھ سے بہتر ایران کا حال جانتے ہین جب امیر پر امداد کی مقدار بتلانے کا تقاضا کیا گیا تو امیر نے کہا کہ کل صبح کو میرا بیٹا اعظم جاہ آپ صاحبون کی خدمت مین حاضر ہوگا اور وہ امداد مطلوبہ کے حال پر بالتفصیل اطلاع دیگا پھر آپ اسکا فیصلہ فرمائیے گا۔

پس کونفرنس ختم ہوئی دوسرے دن صبح کو امیر کے بیٹے مع چند وزیرون کے جان لارنس کی خدمت مین حاضر ہوئے اور انکے سامنے انہون نے بالتفصیل افغانستان کی مالی حالت ان کو اور سلطنت کے جنگی ذخائر اور اس امداد کے تخمینہ کو بیان کیا جو اسلیئے درکار ہوگی کہ افغانی ایرانیون کو ہرات سے نکال دین اور اپنی بندش اور حملہ آورون سے بچالین انہون نے چونسٹھ لاکھ روپیہ سالانہ جب تک لڑائی ختم ہو امداد طلب کی اور پچاس توپین اور آٹھ ہزار بندوقین اور بہت سا سامان جنگ طلب کیا۔ انگلش گورنمنٹ جو امداد دینی چاہتی تھی اس سے بہت زیادہ امداد مانگی گئی اور بظاہر وہ اصلی ضرورت سے بہت زیادہ طلب کی گئی یہہ سوال مبارک نہ تھا افغان ہرات جانے کے لیئے بڑے سرگرم تھے اگر وہ مملکت مین خاموش بیٹھے رہتے تو ایرانی فرح پر قبضہ کر لیتے البتہ یہہ فیصلہ کرنا ہے مگر یزدون کے اختیار مین تھا کہ کوئی چال افغانون کی طبیعت اور سیرت کے موافق چلی جائے کہ جس سے ایک زبردست پیش قدمی وہ ہرات پر کر سکین جان لارنس نے کہا کہ اگر فقط ڈفنسو پولیسی (محافظت کی پولیسی) اختیار کی جائے تو افغانون کو امداد کی کسقدر ضرورت ہوگی تو سردارون نے کہا کہ ہم اس بات کا جواب بغیر امیر سے صلاح لینے کے کچھ نہین دے سکتے پس مجلس برخاست ہوئی دوسرے دن پھر یہہ سردار آئے انہون نے بیان کیا کہ چار ہزار بندوقین دی جائین اور آٹھ ہزار آئینی سپاہ کی تنخواہ کے لیئے روپیہ دیا جائے جنمین سے آدھی سپاہ قندھار مین اور آدھی بلخ مین کام کریگی مگر افغانون کو مہمات عظیم کرنے کا شوق تھا ایک افغان نے ہربرٹ اڈوردس

کہا کہ افغانون اور ایرانیون مین نقطۂ بنیادی عناد نہین ہے بلکہ شیعہ اور سُنی ہونے کے سبب سے ان مین عناد دینی بھی ہے اب کچھ اور گفتگو کے لیے باقی نہ تھا افغانون نے اپنی درخواستون کو بیان کر دیا تھا اور انگریز جنٹلمینون نے کہا کہ وہ اپنی گورنمنٹ سے یہہ سارا حال فوراً بیان کر دینگے۔

اب ٹیلیگراف کے تارون کو پھر حرکت دی گئی گورنر جنرل سے کلکتہ مین دونو ملاقاتون کے حالات بیان کیے گئے اسکا تحریری جواب جان لارنس کو پیشاور بھیجا گیا۔ جان لارنس نے بھی ان ملاقاتون کا مفصل حال لکھ کر اسکے ساتھ اپنی یہہ رائے شامل کرکے گورنر جنرل پاس بھیجدی تھی کہ ہرات کے محاصرہ کے واسطے امیر کو زیادہ امداد نہ دی جائے چار ہزار بندوقین جو وہ مانگتا ہے دی جائین اور بارہ لاکھ روپیہ سالانہ جب تک دیا جائے کہ انگلنڈ اور ایران مین لڑائی رہے اسکے جواب مین گورنر جنرل نے فوراً تار پر جواب بھیجا کہ آپ امیر سے کہدین کہ یہہ شرائط منظور کی گئین کہ چار ہزار بندوقین اور بارہ لاکھ روپیہ سالانہ جب تک کہ انگلنڈ اور ایران مین لڑائی رہے دیا جائے۔ یہہ پیغام ۲۱۔ جنوری ۱۸۵۷ء کو آیا تھا۔ دوسرے دن صبح کو جان لارنس اور اڈورڈس دونو دوست محمد خان کے کیمپ مین گئے اور اس سے برٹش گورنمنٹ کے ارادے اور خیالات ظاہر کیے گئے۔ امیر نے یہہ منظور کر لیا کہ وہ ہرات پر چڑھائی نہین کریگا اور دو شرائط کو جو تسلیم کی گئی تھین منظور کر لین لیکن ایک شرط یہہ بھی تھی کہ ایک انگریزون کا گروہ کابل بھیجا جائے یہہ شرط اسکو ناپسند تھی۔ جب اس شرط پر مباحثہ ہوا تو امیر نے کہا کہ اگر انگریز کابل مین جائینگے تو افغان انکے دیکھنے کے متحمل نہ ہونگے گلا کاٹنے کو تیار ہونگے۔ یہہ بڑا غمناک خیال تھا جان لارنس نے پوچھا کہ کس طرح سے ان دونو قومون مین دوستی کی بنیاد مستحکم ہوگی جبکہ ایک ملک مین ایسے شبہات اور بدگمانیان کبھی سوتی نہین۔ انگریز جو چاہتے ہین وہ یہہ بات نہین ہے کہ اپنی اپنی اغراض کے وقت عارضی دوستی افغانون سے ہو جائے بلکہ وہ اتحاد و داد چاہتے ہین کہ جسکی بنا طرفین کے اعتماد اور ادب مبنی ہو لیکن امیر دوست محمد خان افغانون کے حال کو خوب جانتا تھا اسنے جو کچھ کہا اسکو سب انگریزون نے صحیح جانا اسلیے انگریزون کا کابل مین جانا موقوف رہا صرف قندھار مین انکا جانا ٹھیرا۔

۲۶ جنوری ۱۸۵۷ء کو تار کے ذریعہ سے عہدنامہ کی ساری دفعات کی منظوری گورنر جنرل کو کی گئی اور دستخطون کے لیے عہدنامہ تیار ہو گیا دوست محمد خان کے خیمہ مین اسکی تکمیل کے لیے دربار ہوا عہدنامہ جان [illegible] انگریزی مین لکھا گیا تھا وہ پکار کر پڑھا گیا۔ اس عہدنامہ کے موافق امیر نے وعدہ کیا کہ وہ

اٹھارہ ہزار سپاہ رکھے گا انگریزی افسرون کو اجازت دیگا کہ وہ کابل قندھار یا بلخ مین جہان افغانی سپاہ
مقیم ہون قیام کرین۔ انگریزی وکیل کابل مین رہے اور افغانی سفیر کلکتہ مین رہے اور جنگ کے درمیان جو ایران
اور ایران کے دشمنون کی تجاویز امیر کو معلوم ہون انکی اطلاع وہ برٹش گورنمنٹ انڈیا کو دے اور اس کے
عوض مین انگریزون نے یہہ اقرار کیا کہ جب تک ایران کے ساتھ انگلنڈ کی لڑائی رہے ایک لاکھ روپیہ
ماہانہ امیر کو دے اور چار ہزار بندوقین دے اور جو انگریزون کے ساتھ امیر نے خطائین کین ہین ان سب کو
وہ بالکل معاف کر کے فراموش کرے اور امیر سے کہا گیا کہ برٹش افسر فقط قندھار ہی اول جائین گے جس سے امیر کو
بڑا اطمینان ہوا۔ طرفین سے عہدنامہ پر دستخط و مُہر ہو گئے۔ گورنر جنرل کی طرف سے یہہ تار آیا کہ سر جان لارنس
دوست محمد خان سے یہہ بیان کر دین کہ گورنر جنرل کو امیر کی راست معاملگی سے درست فہمی سے جنپر معاملات
کی بنا رکھی گئی بڑا اطمینان حاصل ہوا مین امیر کی صحت اور درازی عمر کی تمنا رکھتا ہون اور مجھے افسوس ہے
کہ مین امیر سے ملاقات نہ کر سکا امیر اس پیغام کو سنکر بڑا خوش ہوا اور اسنے کہا کہ میری یہہ خوشی تھی کہ مین خود
گورنر جنرل سے جاکر ملتا مین نہین چاہتا تھا کہ وہ میری ملاقات کے لیئے ایسے دور دراز سفر کی تکلیف
اٹھائین آخر کار امیر نے کہا کہ اب مین نے انگلش گورنمنٹ کے ساتھ اتحاد کیا ہے خواہ کچھ ہی ہو مین اسکو تا دم مرگ
نبھاؤنگا۔ اسنے جو کہا تھا اسکو پورا کیا۔ وہ دم واپسین تک انگلش کا سچا دوست رہا۔

دوسرے دن برٹش کمشنر کے خیمہ گاہ مین دربار ہوا جس مین امیر کے بڑے بڑے سردار رخصت ہوئے
امیر نے اپنے نہ آنے کا عذر بیماری اور ضعف کے سبب کیا وہ دفعتہً وجع مفاصل مرض مین مبتلا ہوا وہ بہت جلد اپنے
وطن کو چلا گیا ان عہد و پیمان سے اسکو بڑا اطمینان حاصل ہوا اور جان لارنس اور لارڈ ڈلہوزی بھی خوش تھے
کہ افغانستان سے دوستی کے عہد و پیمان ارزان ہو گئے۔

سر جان لارنس کو اپنے بزرگ سیرت مہمان کے عہد و پیمان پر چندان اعتماد نہ تھا انہون نے لارڈ کیننگ کو
۳۰ جنوری ۱۸۵۷ء پشاور سے چٹھی مین یہہ لکھا کہ امیر کے اصل منصوبون اور خیالات کے باب مین
رائے زنی دشوار ہے کہ وہ کیا ہین مین مقر ہون کہ امیر نے جو کچھ بیان کیا اسپر مجھے کسی طرح کا اعتماد نہین
ہے اسوقت اسنے اپنی غرض کے لیئے ہماری طرف رجوع کی لیکن یہہ یقین نہین کہ اپنی مطلب برآری کے
بعد وہ ایک دن بھی ہمارا دوست رہے اسکو حیا مطلق نہین ہے اسنے بطور تحفہ کے دس گھوڑے
[illegible] جو بڑے حقیر اور بیجان تھے انکی قیمت ایک ہزار روپیہ سے زیادہ نہ تھی

۲۶ جنوری ۱۸۵۷ء

لارڈ کیننگ کو بھی جس طور سے عہد و پیمان ہوئے بڑی خوشی ہوئی انہون نے جان لارنس کا شکریہ
ادا کیا اور انکی لیاقت و قابلیت کی تعریف کی جان لارنس نے اسکے جواب مین لکھا کہ اس کام کی حسن کارگزاری
کی تعریف کا مستحق ہربرٹ اڈورڈس ہے اسی کی تدابیر صائب سے سارے کام انجام ہوئے گورنر جنرل نے
اڈورڈس صاحب کا بھی شکریہ ادا کیا کیونکہ وہ اس ملاقات ہونے کے موجد تھے۔ پہلے بھی اور اب
بھی اس پولیسی کو اڈورڈس صاحب نے ہی پیش کیا تھا۔ دوست محمد خان اور اسکے مشیرون نے پشاور مین
جو ملاقات کی مجلسین ہوئین ان مین اکثر یہہ ذکر کیا کہ روسیون کی امداد کرنے اور ابھارنے سے انکو یہہ حوصلہ ہوا
اور اسنے پہلے بھی اور اب بھی ہرات پر قبضہ کر لیا مگر لارڈ کیننگ کو اسکا یقین نہین تھا اسلیئے پرلیر گورٹ چکوف
نے نمایہ ڈگرین وِل کو سکلو مین لکھا تھا کہ طہران مین سفیر روس کو یہہ ہدایت کی گئی کہ ایران کی گیرنمنٹ پر زور
ڈالے کہ وہ ہرات کو خالی کر دے اور خود عہدنامہ کی شرائط پوری کرکے دوسری طرف سے ایفاء عہدنامہ کا
خواستگار ہو۔ امیر دوست محمد خان نے جان لارنس سے پشاور مین کہا کہ مین آپ کو خط دکھاؤنگا جو کم بخت
روسیون کا سفیر وکٹی وچ میرے پاس لایا تھا مگر یہہ خط اسنے کبھی دکھایا نہین جس سے اوپر کا مضمون ثابت ہوتا
۱۸۵۷ء کے شروع مین لارڈ کیننگ فورین پولیسی کی طرف متوجہ ہو گئے تھے مگر انکو اپنے ملک کے اندرونی
انتظامات مین بھی دقتین پیش آرہی تھین۔ یہہ فیصلہ تو ہو گیا تھا کہ ایران مین سپہ سالار جیمس اوٹرم صاحب مقرر
ہون لیکن یہہ فیصلہ کرنا باقی تھا کہ اودھ مین چیف کمشنر کون مقرر ہو اگرچہ لارڈ کیننگ کو حال کے چیف کمشنر
جیکسن کے موقوف کرنے کا افسوس تھا مگر انکا موقوف کرنا بھی ضرور تھا جیکسن سخت مزاج تھے مگر بہت قابل اور
اچھے آدمی تھے جب انکی مخالفت کی جاتی تھی تو وہ اپنے آپے سے باہر ہو جاتے تھے۔ انکے نام گورنمنٹ نے چٹھیان
بھی بڑی لتاڑ کی لکھی تھین۔ غرض لارڈ کیننگ نے انکو اپنے عہدہ سے جدا کر دیا اور انکی جگہہ سر ہنری لارنس کو
چیف کمشنر مقرر کیا۔ ۲۔ مارچ ۱۸۵۷ء کو انہون نے ان سب آدمیون کے حال پر توجہ کی جو اس صوبہ مین جو
سرکار انگریزی کی عملداری کے ہونے سے اپنی خدمات سے جدا ہو گئے تھے انہون نے ساری رعایا کی بڑی تسلی
کی انہون نے سب لوگون کو اپنے پاس آنے دیا اور انکی تشفی و تسلی کی۔

—— سر ہنری لارنس دل سے ہندوستانیون کے بہی خواہ تھے۔ ہندوستانی بھی انکو دل سے
عزیز رکھتے تھے۔

بمبئی مین خلیج فارس مین بوشہر پر حملہ کرنے کی تیاریان ہوئین ۱۴۔ نومبر کو بمبئی کے آخر جہاز مسقط سے آ گئے

۴۵ جہاز ایک لشکر چار ہزار ۵۰۰ سپاہیون کا جنمین تہائی گورے تھے لیکر چلے سر ہنری لیک اس بیڑے کی کمانڈر تھے اور بڑی سپاہ کے سپہ سالار میجر جنرل سٹاکر تھے اس سپاہ نے ۴- دسمبر کو جزیرہ کرک پر قبضہ کرلیا- ۸- دسمبر کو سٹاکر کا سارا لشکر خشکی مین بوشہر سے بارہ میل پر اترا- ایرانی رو شہر مین جو ڈچون کا ایک پرانا قلعہ تھا چلے گئے- اس قلعہ سے انگریزی سپاہ نے ایرانیون کو حملہ کرکے نکال دیا ایرانیون کی طرف عرب کے سوار جو قواعد دان نہ تھے خوب لڑے انگریزی دو افسر مارے گئے- کپتان فیلکس ایک چھوٹے دخانی جہاز مین علم صلح لیکر بوشہر کی طرف گئے اور معمولی درخواست کی کہ شہر اور حوالہ کیا جائے اہل شہر کو اور تاجرون کو سب طرح سے پناہ دی جائیگی- بجائے حوالہ کرنے کے ایرانیون نے جہاز پر گولے چلائے- انگریزون نے حملہ کرکے بوشہر کو فتح کرلیا اور ۶۵ توپین اور بہت سا اسباب حرب وضرب انکے ہاتھ آیا کئی ہفتے تک پھر لڑائی نہین ہوئی-

اسوقت مین اوٹرم اور ہیولوک کے دو بریگیڈ بوشہر کے باہر پہنچنے کو تھے- ۲۷- جنوری ۱۸۵۷ء کو اوٹرم صاحب کو معلوم ہوا کہ شیراز کی سڑک مین ۴۶ میل کے فاصلہ پر آٹھ ہزار ایرانیون کا لشکر مع اٹھارہ یا بیس توپون کے موجود ہے انہون نے اسپر فوراً حملہ کرنا چاہا بوشہر مین کافی سپاہ قلعہ نشین کرکے وہ ۳- فروری کی شام کو ساڑھے چار ہزار فوج و اٹھارہ توپین لیکر چلے اور ۴۱ گھنٹے دشوار گذار سفر کیا موسم بہت برا تھا پھر ایرانیون کے مورچے انکو نظر آئے لیکن انہون نے یہہ دیکھا کہ دشمن پاس کے پہاڑون کے گھاٹیون کے اندر گھسے ہوئے ہین انکے پیچھے ناہموار بنجر پہاڑون مین جانا ایسی لشکر کے ساتھ کہ تعداد مین تھوڑا تھا اور رسد اچھی طرح اس پاس نتھی مناسب نہ جانا وہ بوشہر کو ۷ تاریخ واپس چلے آئے دشمن جو بہت سا جلدی مین اسباب حرب و ضرب چھوڑ گئے تھے اسکو ساتھ لائے-

پھر ایرانیون سے خوشاب پر لڑائی ہوئی رات کو اوٹرم صاحب گھوڑے پر گرنے کے سبب سے ضعیف ہو گئے تھے اسلیئے سٹاکر صاحب نے حملہ کیا اور کئی سو ایرانیون کو مارا دشمن بھاگ گئے دو توپین اور بہت سا میگزین چھوڑ گئے انگریزی لشکر مین سوار تھوڑے تھے اسلیئے انکا تعاقب نہو سکا وہ بھاگ کر زندہ نکل گئے اوٹرم صاحب کی طرف دس سپاہی مارے گئے اور ۶۲ زخمی ہوئے فروری مین پھر کوئی لڑائی نہین ہوئی بمبئی سے اور تازہ تازہ سپاہین آتی رہین کیمپ مین جلدی سے یہہ معلوم ہوا کہ خشکی و تری کی طرف سے پہلے محمرہ پر حملہ ہوگا یہہ ایک فصیل دار شہر دریائے کارون اور شط العرب کے ملنے کی

جگہہ سے کچھ تھوڑے فاصلہ پر واقع ہے اسکے گرد پچیس فیٹ آثار کے اٹھارہ فیٹ بلند مضبوط مٹی کے بنے ہوئے ہین اور توپون کی برجیان خشتی ہین اور وہ خوب مسلح ہین شط العرب کی راہ پر حکمرانی کرتے ہین تری کی راہ سے اصفہان جانے کے سد راہ ہین مہمرا کے گرد اور اندر تیرہ ہزار سپاہ ایرانیون کی تھی جو اسکی محافظت کرتی تھی جنرل سٹاکر اور کموڈور ایتھرسی نے خلل دماغی کے سبب سے خودکشی کی تھی سپاہ کا سارا اہتمام اوٹرم صاحب اور ہیولاک کے ذمے تھا ان موتون کے سبب سے اوٹرم صاحب کو بوشہر مین قیام کرنا پڑا۔ ۱۲۔ مارچ ۱۸۵۷ء کو کرنیل جیکب کو بوشہر مین حاکم بنا کے اوٹرم صاحب بیڑے سے جا کر ملے جو دریاء فرات کے دہانے پر جمع ہوا تھا۔

دو دن کے بعد ہندوستان کے دخانی جہاز کموڈور ینگ کے ماتحت روانہ ہوئے جنمین چار ہزار نو سو سپاہی تھے اور انمین دو رجمنٹین سوارون کی اور دو توپخانے تھے اس بیڑے نے ساٹھ میل سفر طے کیا اور کوئی مزاحمت اسکو پیش نہ آئی کنارون پر جہان عرب جمع تھے انہون نے چھرّے دئیے۔ ۲۴ تاریخ شام کو مہمرا کے قریب جہاز لنگر انداز ہوئے یہہ مقام مہمرا سے تین میل پر دریاء قارون اور شط العرب کے ملاپ کی جگہہ سی تھا وہان سے مہمرا کے گرد کے اور فصیل سب نظر آتے تھے جنہون نے ہر طرف جانے کی راہ بند کر رکھی تھی رات کو اور اسکے بعد دن کو حملہ کرنے کی تیاریان ہوئین اور دشمن کے مقامات معلوم کیئے گئے ۲۶ کو صبح ہوتے ہی ایک توپخانے نے دشمنون کے مورچے پر خوب توپین مارنی شروع کین۔ سات بجے جہازون نے اپنے مقامون پر جانے کے لیئے حرکت کی اپر دشمن آگ برساتے تھے مگر انمین سے کسی نے منہہ نہین موڑا۔ ان سب جہازون نے گولے دشمن پر متواتر لگانے شروع کیئے پستول کی گولی کے فاصلہ پر دشمنون کے قریب جہاز پہنچ گئے دس بجے قلعہ کے شمال مین جو ایرانیون کا میگزین تھا وہ اڑ گیا تو پھر ایرانیون کی آتش زنی ٹھنڈی ہوئی اور دوپہر کے بعد تو اسکے توپخانے گونگے ہو گئے ڈیڑھ بجے جہازون سے لشکر خشکی مین اترا اور وہ کھجورون کے جھنڈ کی طرف جسمین ایرانیون کے مورچے تھے چلا اسنے دشمنون کے مورچون مین سوار اسباب کے جو وہ چھوڑ گئے تھے کچھ نہ پایا اس حملہ اور خشکی و تری کی سپاہ نے مہمرا کو فتح کر لیا جسپر چالیس توپین چڑھی ہوئی تھین اور اسکو طہران کے اچھے سے اچھے توپچی چلاتے تھے اور کوٹھڑیون جن گل اور ہزارون توڑے دارہ بندوقین جلتی تھین جان انگریزی لشکر کا بہت تھوڑا ہی نقصان دس سپاہیون کے مقتول اور بیس سپاہیون کے زخمی ہونے کا ہوا۔ شہر کی سترہ توپین ہاتھ لگین باقی دریا مین ڈبو دی گئین یا دشمن اپنے ساتھ لے گئے

تین دن بعد ۲۹۔ کو کپتان رینی نے تاروں سے اوپر مفرور ایرانیوں کے تین دخانی جہاز اور اتنی جنگی کشتیاں جس مین اور یکم اپریل ۱۸۵۷ء کو اہواز کے داہنے کنارہ کے قریب سات ہزار ایرانی دکھائی دیئے جنگی کشتیوں سے جو انپر چند گولے سپاہ نے پھینکے تو ایرانی بھاگ گئے اور اسکے پیچھے عرب لوٹنے والے پڑی دور تک لوٹ مار کر کے اہواز سے بیڑا محمرہ کو گیا۔ ۱۵۔ اپریل کو اوٹرم صاحب نے اطلاع دی کہ صلح ہو گئی پیرس مین ۴۔ مارچ کو انگلش اور ایرانی کمشنروں نے ایک عہدنامہ پر دستخط کیے جس مین شاہ نے وعدہ کیا کہ ہرات اور کسی اور افغانی صوبہ پر وہ بادشاہی کے دعوے نہیں کریگا ملکہ معظمہ اور گورنر جنرل نے وعدہ کیا کہ وہ اپنی سپاہ کو ایران سے بلالیگی۔ ۲۔ مئی کو بغداد مین عہدنامہ پر دستخط ہو گئے جولائی کے آخر مین شاہ کی سپاہ نے ہرات سے کوچ کیا اور ہرات مین امیر دوست محمد خان کا بھتیجا احمد خان حاکم مقرر ہوا۔ ۹۔ مئی کو اوٹرم صاحب کی میدان جنگ کی سپاہ کا لام ٹوٹا کچھ سپاہ بوشہر مین اکتوبر تک رہی۔ یہہ انگریزوں کی بڑی خوش نصیبی تھی کہ غدر کے ہونے سے پہلے لڑائی ختم ہو گئی سنئے کمانڈر انچیف جنرل اینسن نے ہیولاک صاحب کو شروع اپریل مین لکھا تھا کہ سپاہ بنگال اپنی نافرمانی دکھارہی ہے اور اس مہینے کے ختم ہونے سے پہلے لارڈ ایلفنسٹن گورنر بمبئی نے اوٹرم صاحب کو لکھا تھا کہ وہ اپنے واپس آنے مین ایک لمحہ کا توقف نہ کرے اب ہم آیندہ ایام غدر ۱۸۵۷ء کی تاریخ لکھتے ہین جس سے معلوم ہوگا کہ ان افسرون اور سپاہ کے بلانے کی ضرورتین کس سبب سے ہوئی تھین +

# حصہ چہارم

## تاریخ بغاوت ہند

انڈین میوٹنی کا ترجمہ مین نے بغاوت ہند کیا ہے جس سے مراد یہہ ہے کہ ہندوستان مین سرکار کمپنی کی ہندوستانی سپاہ کا مسلح ہو سرکار سے برسر مقابلہ ہو کر لڑنا یا غیر مسلح ہو کر اسکے جائز حکمون کی نافرمانی کرنی اور انکو بجا نہ لانا اور اسکو مضرت پہنچانا اسکے مخالفون کی مدد کرنا اور غارت مچانا جس سے معلوم ہو کہ سرکار کی عملداری نہین ــــ

## باب اول

### اسباب بغاوت ہند

### جنوری ۱۸۵۷ء کا چھوٹا بادل

یہہ پرانا سال تو مردہ ہوا اور اپنے قائم مقام کو وہ حزن و ملال دے گیا جو جنگ ایران کی لڑ

تکلیفات زیادہ نتیجے تھے ابھی نئے سال کی عمر کچھ دلون ہی کی ہوئی تھی کہ افق پر ایک چھوٹا سا بادل جو آدمی کی بالشت سے بڑا نہ تھا نمودار ہوا جسکی پیشین گوئی لارڈ کیننگ نے انگلنڈ مین سرکار کمپنی کی دعوت الوداع مین کی تھی - یہہ بادل چھوٹا بھی ہو سکتا تھا اور بڑا بھی ہو سکتا تھا وہ ہوا کے ایک جھونکے سے اڑ بھی سکتا تھا اور ایسا پھیل بھی سکتا تھا کہ اسکی خوفناک وسعت سارے آسمان کو گھیر لے +

جب ہندوستان سے لارڈ ڈیل ہوزی رخصت ہوئے تو انہون نے اپنی یہہ رائے لکھی کہ ہندوستانی سپاہ کے لیئے کوئی چیز باقی نہین رہی جسکی خواہش کی جائے اب کوئی وجہ نہین تھی کہ لارڈ کیننگ انکے جانشین انکی رائے پر پورا اعتماد نہ کرتے وہ انڈیا مین ہندوستانی سپاہ کی جانبازی وفاداری پر یقین اپنے ساتھ لائے تھے چالیس برس کا عرصہ گذرتا ہے کہ انکے باپ بورڈ کنٹرول کے پریسیڈنٹ جارج کیننگ نے مرہٹون کی دوسری لڑائی کے بعد لارڈ ہیسٹنگز کی سپاہ کی حسن خدمات کی شکر گزاری مین اپنے اسپیچ مین کامنس ہوس کے اندر یہہ فرمایا تھا کہ مین ہندوستانی سپاہ کی جان بازی وفاداری کی نیکی کی داد دیتا ہون کہ بمبئی کی سپاہ کے بہت سے سپاہی پیشوا کے ملک کے باشندے تھے انکا مال اسباب عزیز اقارب اور انکی تمام قیمتی چیزین جو انکو عزیز تھین وہ پیشوا کے قبضے مین تھین اسنے پہلے کہ لڑائی کا آغاز ہو پیشوا نے کوئی بات ہندوستانی سپاہ کے اغوا کرنے مین اٹھا نہین رکھی اسنے انکو خوب دھمکایا اور دم دیئے کہ وہ انگریزون کا ساتھ چھوڑ کر اسکا دامن پکڑین مگر کوئی اسکی چال بازی چلی نہین - ہندوستانی افسر و سپاہی اپنے کمانیرون کے پاس آئے اور ثبوت ساتھ لائے کہ پیشوا انکو اغوا کرتا اور اپنی طرف انکو بلاتا ہے ایک نن کمشنڈ افسر نے پانچ ہزار روپے نقد پیش کیئے کہ پیشوا نے خود اسکو دیئے ہین کہ وہ اپنے سپاہیون کو بھگا کر لائے - پیشوا کا دھمکانا خالی نہ تھا اسنے ان سپاہیون کے رشتہ دارون کو تکلیف دی جنہون نے اسکے کہنے کو نہین مانا مگر اسکا اثر الٹا یہہ ہوا کہ سپاہیون نے جو اپنی جان نثار وفاداری کا حلف اٹھایا تھا اسپر وہ اور زیادہ مستقل ہو گئے -

لارڈ کیننگ کو اپنے باپ کا یہہ کہنا یاد تھا اور ظاہری اسباب بھی ایسے نظر نہین آتے تھے کہ سپاہ کی نیک خواہی پر کوئی بدگمانی کا تصور بھی ہو سکتا - مگر جب انہون نے عنان سلطنت اپنے ہاتھ مین لی تو ہندوستانی سپاہ کے ایسے معاملات پیش آئے کہ انکو طول طویل خط و کتابت اسکی بابت کرنی پڑی - جان ڈیل ہوزی کا عہد حکومت توسیع سلطنت کے لیئے مشہور تھا مگر اس توسیع سلطنت کے ساتھ شریک ہونے والے افسر ایسے نہین بڑھائے گئے تھے کہ وہ انتظام کرنے کے لیئے کافی ہوتے سول

افسرون کا کام بہت تھا انکی تعداد بڑھائی گئی مگر اسطرح کہ ملٹری افسر سول افسر مقرر کردیے گئے اگر نئے سول افسر ولایت سے بلائے جاتے تو سرکار کمپنی کے سول افسرون کا خرچ بہت ہوتا جو الحاق ممالک کے نفعون مین کمی کرتا نئے ملکون مین غیر آئینی انتظام ہوتا تھا جسکے لیے ملٹری افسر بہ نسبت سول افسرون کے زیادہ موزون تھے پس ملٹری افسر سول کے کامون پر مقرر کیے گئے جسکے سبب سی اودھ کے الحاق ہونے سی پہلے ہندوستانی رجمنٹین افسرون سے خالی ہوگئین اور جب اودھ الحاق ہوا تو اور بھی یہہ برائی اپنی معراج پر پہنچ گئی لارڈ کیننگ نے اپریل ۱۸۵۶ء مین انگلنڈ کو لکھا کہ ہندوستانی رجمنٹ مین دو افسر اور انگریزون کی رجمنٹ مین چار افسر زیادہ کیے جائین

ولایت مین بعض مدبران ملکی کی رائے یہ تھی کہ ہندوستانی رجمنٹون مین بالفعل افسر زیادہ ہین انکو اور بڑھانا سپاہ کے موثر ہونے مین کمی کرنے کی برائی پیدا کرنی ہے لارڈ کیننگ ابھی نئے گورنر جنرل مقرر ہوئے ہین افسرون کی افزائش کے لیے پہلے ہی سے دہائی مچ رہی تھی انہون نے اسکو عام پسند جانکر درخواست کی ہے کہ افسرون کی افزائش ہو لیکن یہہ بات ضرب المثل ہوگئی تھی کہ ہندوستانی رجمنٹ کی ریڑھ کی ہڈی انگلش افسر ہے۔ جدید صوبون کے انتظام مین سپاہ کے افسرون کے چلے جانے سے ہندوستانی رجمنٹین نہایت کمزور ہوگئی تھین انکی ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ گئی تھی انمین افسرون کا بڑھانا انکو اپنی اصلی حالت پر بحال کرنا تھا لیکن یہہ بھی اندیشہ تھا کہ اگر ریڑھ کی ہڈی مین خوشہ زیادہ لگائے جائین تو وہ کمزور نہ ہو جائے۔ سر جارج کلارک سکرٹری بورڈ آف کنٹرول نے کہا کہ ہندوستانی رجمنٹون مین انگریزی افسرون کے بڑھانے سے زیادہ خوبی رجمنٹ انکے کم کرنے کی ہے اسلیے کہ ان افسرون کی افزائش سی ہندوستان مین خود ان افسرون کی اچھی سوسائٹی جائین جائیگی افسر اپنے سپاہیون سے جدا رہین گے اور وہ اپنی زندگی کو بالکل یوروپین طرز پر برتنے لگینگے جب اس قسم کے شبہات لارڈ کیننگ کے روبرو پیش ہوئے تو انکو معلوم ہوا کہ واقعی ہندوستانی سپاہ کا مسئلہ بڑا مشکل ہی اسکا حل کرنا ایک پہاڑ سے بچکر دوسرے پہاڑ مین راہ چلنا یعنی کھائی سی بچکر کنوے مین گرنا ہے۔ سرکار کمپنی کی ہندوستانی آئینی رجمنٹین یوروپین رجمنٹون کے نمونہ پر بنائی گئی تھین اس نظام کا بڑا لحاظ رکھا گیا تھا کہ اس مین بہت سے افسرون کے حکم چلانے کا اصول قائم کیا جائے غیر آئینی نظام بہ نسبت آئینی نظام کے بہتر ہوتا جس مین افسر کم ہوتے ہین لیکن آئینی رجمنٹ مین افسر کم ہو جائین تو وہ آئینی نظام نہ رہے غیر آئینی ہو جائے آخر کار ہوم گورنمنٹ نے افسرون کی افزائش کے اپیل کو سن لیا ❖

اب ایک مشکل کا سوال حل کرنے کے لیے پیش ہوا کہ جن سمتون مین انگریزی عملداری کی توسیع ہوئی تھی اسکے لحاظ سے مختلف طرح کی برائیان پیدا ہوئین جنوب مشرق ساحلون کی طرف جو توسیع سلطنت ہوئی تھی اس سے بہت تھوڑا اپولیٹکل خلل انڈیا مین پیدا ہوا تھا لیکن اس سی اور قسم کی برائیان پیدا ہوئین یہہ کہا جاتا تھا کہ برہما اور انڈیا کے درمیان کالے پانی (خلیج بنگال) کے واقع ہونے راجاؤن کو ہندوستان کے راجاؤن کی برادری سے الگ کر دیا ہے اور انڈیا مین اسکی کچھ پروا نہین ہے کہ دنیا کے اس حصہ مین

یورپین افسرون کی افزائش

وسعت سلطنت کی برائیان برہما وغیرہ کے معاملات

فتح ہوئی یا شکست۔ انگریزون کو ہر ملک مین جو سمندر پار انہون نے فتح کیا تھا اسکی محافظت کیلیئے سپاہ کے متعین کرنے مین دقت پیش آئی
سیا صوبہ پیگو جو نیا فتح ہوا تھا اسکا انتظام سپریم گورنمنٹ انڈیا کے حوالہ ہوا تھا تو اسکے اول انتظامات مین بنگال سپاہ کی رجمنٹین اسکی
حفاظت کے لیئے سفر ہوئی متعین لیکن اس سپاہ کی بڑے حصہ نے اس فوج مین حکومت سے فرار اختیار کیا۔ سرجان مالکم صاحب کہتے ہین کہ
ہندوون کو سمندری سفر سے نفرت طبعی ہے جب وہ بحری سفر کرتے ہین تو اپنی جات کی پابندی کے سبب اپنے اوپر سخت تکلیفین
اٹھاکر فقط چبینے پر گذراوقات کرتے ہین جب ہم انکو جہاز پر سفر ہونے کا حکم دیتے ہین تو وہ کبھی کبھی نافرمانی کرتے ہین اسپر ہمکو
حیران ہونی چاہیئے وہ بہت کم ہوے ہوے وقتون پر نہ گرمجوشی و سرگرمی ہماری جانب از اطاعت اور فرمان برداری مین دکھاتے ہین
جن شرائط پر سپاہی ہوئی تھی جو تینین سپاہ مین بھرتی کرایا تھا انمین یہہ شرط داخل نہین تھی کہ وہ سمندر کے پار بھی جاوینگے۔ سپاہی نے سپاہ مین
بھرتی ہونے کے وقت یہہ قسم کھائی تھی کہ وہ کبھی اپنے علمون کو چھوڑے گا نہین اور جہان اسکو حکم ہوگا وہ سرکار کمپنی کی مملکت کے اندر
اور باہر سفر کریگا چھ ہتر رجمنٹون مین جو بنگال کی سپاہ مین تھی صرف چھ بٹلینین جنرل سروس (عام) خدمت کے لیئے خواہ سمندر کے
پار ہون بھرتی ہوئی تھین اگر سمندر کے پار لڑنے کے لیئے زیادہ رجمنٹون کی ضرورت ہوتی تو دستور یہہ تھا کہ ان رجمنٹون مین سے
جنکی ملازمت محدود تھی یعنی سمندر کے پار جانے کی شرط نہین ٹھیری تھی والنٹیر طلب ہوتے تھے وہ جمع ہو جاتے تھے اور والنٹیر کے
معنی یہہ ہین سپاہی جو اپنی خوشی سے خدمت قبول کرلے) وہ سمندر کے پار بڑی خوشی سے جاتے تھے اور وہ اچھی طرح سمندر
پار اپنی خدمتون کے حق کو ادا کرتے تھے اور بحری سفر کے تمام مصائب اور آفات کی برداشت کرتے تھے ۱۸۱۰ء مین بنگال
کی سپاہ کے ہزار سپاہی والنٹیر اسطرح جمع ہوئے تھے ایک سال مین مورشس اور جاوا مین فرانسیسون سے لڑنے کے لیئے سات ہزار بنگال
سپاہ کے سپاہی والنٹیر تیار ہوئے تھے مگر برہما کی جنگ اول ۱۸۲۴ء مین بعض رجمنٹون نے جہاز مین سوار ہونے کے لیئے سرکشی کی جسکا
بیان اوپر ہو چکا کہ ۳۸ وین بنگال رجمنٹ نے انکار کیا کہ ہم سمندر پار نہین جانیکے تو اسکو ڈھاکہ بھیجدیا تھا۔ جب کورٹ ڈائرکٹرز کو
اسکی خبر ہوئی تو اسکو یہہ فکر ہوا کہ اس وسیع سلطنت مین نصف سپاہ سے جنکی اطاعت محدود خشکی مین ہو اور سمندر پار نہ جائے انتظام کرنا۔

۲۵ - جولائی ۱۸۵۶ء کو گورنمنٹ انڈیا نے ایک جنرل اورڈر (حکم عام) صادر کیا کہ اب آیندہ سے گورنمنٹ کسی
ہندوستانی کو سپاہ مین نہین بھرتی کریگی کہ وہ بھرتی ہونے کے وقت یہہ اقرار نہین کریگا کہ سمندر پار جاکر وہ خدمت کرے گا
خواہ وہ سرکاری عملداری کے اندر ہو یا باہر۔ لارڈ کیننگ نے جن دلائل سے یہہ حکم صادر کیا وہ انکی خط و
کتابت سے معلوم ہوتا ہے۔ ۹ - اگست ۱۸۵۶ء کو پریسیڈنٹ انڈیا بورڈ کو لکھتے ہین کہ آپ نے دیکھا
ہوگا کہ ایک جنرل اورڈر شائع ہوا ہے جسنے اس دستور العمل کا خاتمہ کیا جسکے موافق بنگال کی ہندوستانی سپاہ
جان [illegible] رجمنٹین سوا چھ کے محدود خدمات کے لیئے بھرتی کی جاتی تھین جنمین سمندر پار جانے کی شرط نہین ٹھیرتی تھی

لارڈ کیننگ کا ایکٹ جنرل ان لسٹ منٹ یعنی عام بھرتی ہونے کا

یہہ دستورالعمل بہت پرانا تھا مگر پولیٹکس کے بڑا خلاف اور دق کرنے والا اور بے معنی بنگال کی سپاہ کے بھرتی کرنے
کے لئے تھا تعجب ہی کہ یہہ دستورالعمل اتنی مدت دراز تک جاری رہا اور گورنمنٹ انڈیا اسکی متحمل ہوئی اور بار بار ولنٹیرون
کے لیئے محتاج ہوئی۔ گورنمنٹین جنہین بمبئی اور مدراس بھی داخل ہین اپنے سپاہیون سے سمندر پار خدمتین لیتی تھین
اور اس سے بھی زیادہ حیرت کی بات یہہ ہے کہ کوئی شخص اسکی دلیل نہین پیش کرسکتا کہ بنگال کی سپاہ کو عقل کے
خلاف یہہ حق دیا جائے کہ وہ سمندر کے پار نہ جائے اس مین جات کی کچھہ مشکلات نہین ہین۔ بمبئی کی سپاہ مین
ان ہی فرقون اور ان ہی اضلاع کے باشندے بھرتی ہوتے ہین جو بنگال کی سپاہ مین بھرتی ہین بمبئی کی سپاہ کے
اچھے اچھے برہمن سمندر کے پار جاتے ہین اپنی جات کے تعصبات کا عذر کرتے نہین کچھہ دہندلا سا خوف یہہ معلوم ہوتا
ہے کہ اس ظلم سے سپاہ اور گورنمنٹ کے درمیان معاملہ کرنے کی بنا جن شرائط پر اب تک بنی چلی آتی تھین اسمین کچھہ
خلل پڑا اور اس موقع پر اس حکم سے چند آدمی بھی دہلانے والے موجود ہین لیکن مین کوئی دلیل اپنے خوف کرنے کی
نہین دیکھتا کہ یہہ حکم بنگال سپاہ کے دلون پر اپنی بری تاثیر پیدا کریگا۔ وہ کچھہ سپاہ کے موجودہ استحقاقون مین
خلل نہین ڈالتا لیکن اسکے بعد جو کچھہ ہونے والا ہے وہ ان کے خوفون کو ابھاریگا اسلیئے کہ جب مین یہہ
پیش کرونگا کہ بنگال کی سپاہ کی رجمنٹون کو گھٹانا چاہتا ہون اور سپاہیون کے نوکر رکھنے کو ترجیح دونگا جو
جنرل سروس (سمندر پار جانے کی شرط) کو قبول کرین لیکن یہہ بات ہنوز میرے دل مین ہے اسلیئے وہ بالفعل
اس تبدیلی سے جو حکم مذکور سے ہوگی کچھہ تعلق نہین رکھتی پھر ۹- نومبر ۱۸۵۶ء کو چند مہینے بعد بڑے بھروسے سے
انہون نے یہہ لکھا کہ بنگال سپاہ کے لیئے بھرتی ہونے کا جو نیا قاعدہ جاری ہوا ہے اسنے جات کے باب مین
کوئی خوف سپاہیون کے دلون مین موثر نہین ہوا کسی شخص پر اس قاعدہ کا عمل نہین ہوگا جب تک اسکی خود اپنی مرضی نہ
ہوگی۔ بنگال سپاہ کے اکثر سپاہیون کے ہم ملک ہم جات ہم حال بمبئی کی سپاہ مین بہت سے سپاہی بھرتی ہوتے
ہین جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ اول بھرتی ہونے کے وقت جات کی پابندی کے لئے یہہ عذر نہین کرتے کہ
سمندر پار جانے سے وہ جاتی رہیگی۔ آپ کو معلوم ہے کہ بمبئی کی سپاہ جنرل سروس کے لئے بغیر کسی استثنا کے بھرتی
ہوتی ہے۔ کبھی مجھے جو کوئی خوف پیدا ہوا تھا (اب وہ غائب ہوگیا) یہہ تھا کہ سپاہی جو ابھی پرانی شرطون کے
موافق بھرتی ہوئے ہین وہ یہہ شبہ کرینگے کہ یہہ پہلا مرحلہ اسکے ساتھہ عہد شکنی کا ہے اور جب ضرورت اول
پڑیگی تو وہ زبردستی سمندر پار بھیجے جاینگے لیکن سپاہیون کی طرف سے بلکون کی جو چھوٹے سے شبہہ
ہوتے ہین کوئی علامت نہین ظاہر ہوئی۔ یہہ سچ ہے کہ گورنمنٹ ہوس مین علامتین ظاہر ہوئی ہوا

ہندوستانیون کے دہات مین اور چھاونیون کی لینون اور بازارون مین اس بات کا بڑا چرچا رہتا تھا۔ یہہ مشکل سے کہا جاسکتا ہے کہ سپاہیون کی فوائد واغراض موجودہ مین کوئی خلل اندازی نہین ہوئی اسلیئے کہ بنگال کی سپاہ مین سپاہی کے یہہ فوائد واغراض موروثی تھے۔ اگر گورنمنٹ نے دفعتہً سمندپار نہ جانے کا حق سپاہی سے دفعتہً نہین چھین لیا مگر یہہ تحقیق معلوم ہوتا ہے کہ اسکا بیٹا بھیجا جائیگا۔ بنگال کی سپاہ کہ جو ایک خاص استحقاق حاصل حسب سے اور سپاہ مین خارج تھین اور مدت سے وہ اسسے متمتع ہوتی آتی تھی۔ اب آیندہ اس کے اس استحقاق کی اصلی صورت کسی طرح اپنی حالت پر عود نہین کرگی پرانے سپاہیون کو جو یہہ فخر تھا کہ انکے لڑکے انکے قائم مقام ہونگے وہ اب دفعتہً بالکل فنا ہوگیا سوا اسکے سپاہی کہتا تھا کہ اس قاعدہ جدید کا یہہ اثر ہوگا کہ اونچی جات کے آدمی سپاہ کی ملازمت سے پرہیز کرین گے اسواسطے انکی جگہہ برادری کے آدمی نہین بھرتی ہونگے خالی آسامیون پر ایسے آدمی بھرتی ہونگے جنکو اپنا ہمدم رفیق دلی نہین سمجھینگے یہہ صرف خیال نہین تھا جبوقت حکم نے صوبون مین گشت کیا اسوقت ان افسرون کو جو سپاہ کے بھرتی ہونے کا کام کرتے تھے ظاہر ہوا کہ وہی اونچی جات کے آدمی جو بڑے شوق سے سپاہ مین بھرتی ہوتے تھے وہ اب برٹش ملازمت کے لیئے آگے دوڑکر نہین آتے۔ ہنری لارنس نے پہلی مئی ۱۸۵۶ء کو لارڈ کننگ کو لکھا جنرل سروس ان لسٹ منٹ کا حلف آدمیون کو بڑا ہی ناگوار ہے بہت آدمیون کو ملازمت مین داخل ہونے نہین دیتا اور پرانے سپاہیون کو اسنے دہشت زدہ کردیا ہے نوجوانون کی بھرتی کے وقت قسم کھانا کل رجمنٹ پر اثر کرتا ہے مجھ سے ۱۳ ہندوستانی پیدل رجمنٹ کے کپتان نے کہا کہ مین نے اس امر کو خوب تحقیق کرلیا ہے۔ مسٹر اے ای ریڈ صاحب گورکھپور کے کلکٹر نے بھی لکھا کہ رجپوت سپاہ مین بھرتی ہونے سے اس نئے قاعدہ کے سبب پرہیز وگریز کرتے ہین۔ یہہ یقین کیا گیا تھا کہ بنگال کی سپاہ مین برہمنون اور رجپوتون کا بہت ہونا کوئی بڑی برائی نہین ہے لیکن ظن غالب یہہ تھا کہ جب یہہ قاعدہ جدید تمام پلٹنون مین گشت کریگا تو بعض سپاہی اپنی جہالت سے اسے غلط سمجھینگے اور بعض دانستہ اسکے معانی غلط بیان کرین گے۔

یہہ بات بہت جلد کہی گئی کہ انگلش خنطل مین یہہ کوشش کر رہے ہین کہ انکو قدیمی اونچی جات کے [illegible] سے جلد فراغت ملے۔ اور ان کے لئے سپاہ گری کا معزز پیشہ جو نسل بعد نسل چلا آتا تھا اور جان [illegible] ذکر کرتے تھے وہ باقی نہ رہے اس یقین کو اور بھی اس شہرت نے مضبوط کردیا کہ گورنمنٹ نے یہ ارادہ

مصمم کرلیا ہے کہ تیس ہزار سکھون کی سپاہ بھرتی کی جائے۔ پنجاب کے فتح کرنے سے گورمنٹ کو ایک جنگجو قوم ہاتھ لگ گئی تھی جسکو ہمیشہ یہہ شوق لگا رہتا تھا کہ اپنی فتح کرنے والون کی سپاہی کی وردی کو ہم پہنین وہ فتح ہی کو بڑی غنیمت سمجھتے تھے پنجابی بہادر تھے صورت شکل سپاہیانہ رکھتے تھے اسلیئے گورمنٹ چاہتی تھی کہ انکو اپنی سپاہ مین بھرتی کرکے اپنی ہندوستانی سپاہ کو تقویت دے اس نئی سپاہ کی زیادہ بھرتی کرنے کا ارادہ گورمنٹ کا نہ تھا مگر پرانی سپاہ یہہ سمجھتی تھی کہ اب انگریز ہم کو ارادةً نقصان پہنچا رہے ہین سکھون کی سپاہ کی بھرتی کی جھوٹی افواہون اور جنرل سروس کے نئے حکم سے سپاہیون نے اپنی سادہ لوحی سے یہہ نتیجہ نکال لیا کہ انگریز پرانی بنگال سپاہ کو الگ کرکے اسکی جگہہ ایسی سپاہی بھرتی کرنی چاہتے ہین کہ اُسکو جہان چاہین وہان بھیجین اور اُس سے جو کام چاہین تلبون اور رذیل قومون کا لین +

ایسے مفسد آدمیون کی کچھہ کمی نہ تھی جنھون نے شوق سے بنگال کے سپاہیون کو بھگایا کہ یہہ نیا حکم بھی ایک کوشش عیاری کے ساتھہ ہے کہ رعایا کی جات برباد کی جائے اور سب مذہبون کے آدمی انگلش کے کہنے مین آنکر فرنگیون کا ایک مذہب اختیار کرلین۔

جنرل انسن صاحب کے آرڈرون کا بیان

سب ہندوستانیون کے دلون مین یہہ بات بیٹھی ہوئی تھی کہ برٹش گورمنٹ جتنا قابو پاتی جائیگی اتنی مذہبی مداخلت کرتی جائیگی اور سب ہندو مسلمانون کو عیسائی بنائیگی اور اپنے ملک کے رسم و رواج کو پھیلائیگی اب اس بات کے سلسلہ شہادت مین بڑی فطرت و حرفت سے یہہ ایک اور لڑی بڑھائی گئی کہ لارڈ کیننگ جو انگلنڈ سے آئے ہین وہ بیڑا اٹھا کے آئے ہین کہ ہندوستانیون کو عیسائی بنائین انکو انگلنڈ کی کونسل سے جنین ملکہ معظمہ خود شامل ہین ہدایتین ہوئی ہین کہ وہ جائز وسائل سے یا ناجائز طریقون سے جمہور کو ہندوستان مین عیسائی بنائین اب لارڈ کیننگ کی گورمنٹ کے کامون مین پہلا کام یہہ ہوا کہ اسنے یہہ حکم صادر کیا کہ سپاہ کو جہازون مین سوار کراکے کالے پانی کے پار بھیجے اور اسے دنیا کے ان بیگانہ حصون مین کام لے جکے باشندے بالکل نجس اور اسکے مذہب کی متبرک چیزون کے ناپاک کرنے والے ہون اور وہان اسکے مذہب کی نشانیان اور پابندیان کچھہ نہ ہون

اس زمانہ مین ہندوستانی بڑے ذکی الحس ہو رہے تھے مشتبہ باتین جو ظہور مین آتی تھین انکے دل مین بڑا اثر کرتی تھین۔ ہم نے ان مشتبہ باتون کا ذکر مفصل پہلے بابون مین کردیا ہے۔ ریلوے اور تار برقی تک اس ملک کے مذہب کے برباد کرنے والے حلے بتائے جاتے تھے۔ یہہ صرف ہندوستانیون کے اپنے ہی ایجاد نہ تھا بلکہ یہہ خیال مشنریون پادریون نے بھی پیدا کیا تھا انہون نے انگریزون کی ترقی وغیرہ

[illegible]

ٹھیرایا کہ ہندوستان کے باشندے بھی عیسائی مذہب اختیار کرین - پادری اے ایڈمینڈ نے مقامات حاصلہ بنگال مین کلکتہ کی تمام تعلیم یافتہ آدمیون اور سرکاری معزز عہدہ دارون کے نام اسوقت چٹھیان بھیجین کہ لارڈ ڈیل ہوزی کی حکومت کا زمانہ ختم ہونیکو تھا یعنی ۱۸۵۵ء مین وہ اسطرح لوگون کی طرف مخاطب ہوئے کہ معلوم ہوتا ہے کہ اب وہ وقت آگیا ہے کہ تم لوگون کو بڑے شوق سے اس سوال پر متوجہ ہونا چاہیئے کہ آیا کل آدمیون کو ایک مذہب اختیار کرنا چاہیئے یا نہین - ریلوے - دخانی جہاز - تار برقی روے زمین کی سب قومون کو آپس مین بہت جلد ایک کر رہے ہین جسقدر وہ آپس مین ملتے جائینگے اسی قدر اس نتیجہ کا زیادہ یقین ہوتا جائیگا سب آدمیون کی ایک ہی حاجتین ہین ایک ہی افکار و تردداٹ ہین ایک ہی رنج و ملال اور علی ہذا القیاس آگے پادری صاحب نے اس بات کے ثابت کرنے مین کوشش کی کہ یورپ مین تہذیب سب سے آگے قدم بڑہائے ہوئے ہی اور سب مذہبون کو سفید رنگ کے حکمرانون کے مذہب مین ضرور منجذب کریگی - یہہ عیسائی مذہب کا اشتہار جس مین عیسائی مذہب کی راستی کی دلائل اور اصول بنائے گئے تھے وہ ہندوستانی تعلیم یافتہ خاص کر معزز مسلمانون کے پاس جو گورنمنٹ کے ملازم تھے اور بنگال مین بڑے عہدہ دار تھے بھیجا یہ کسی نے نہین جانا کہ اسکا اصل مطلب کیا ہے اور کہان سے وہ آیا انکو صاف صاف حال نہین معلوم ہوا وہ یہی سمجھے کہ یہہ چٹھیان گورنمنٹ کے حکم سے آئی ہین جنکا مطلب یہہ ہے کہ اپنے باپ دادا کا مذہب چھوڑکر عیسائی ہوجاؤ ان چٹھیون سے ایسی ہل چل اور کھلبلی پڑی کہ قسمت پٹنہ کے کمشنر ٹیلر صاحب نے لفٹنٹ گورنر ہیلیڈے صاحب کو لکھا کہ تمام عاقل ہندوستانیون کے خاص کر عالی خاندان مسلمانون کے دلون پران چٹھیون نے اس یقین کو پتھر کی لکیر بنادیا ہے کہ گورنمنٹ ابہی یہہ کوشش کرنیکو ہے کہ اپنی رعایا کو زبردستی عیسائی بنالے اور اضلاع زیرین کے مختلف حصون مین اشراف ہندوستانیون مین اس بابت خط و کتابت ہورہی ہے ما لفٹنٹ گورنر بنگال ہیلیڈے نے صاف سمجھ لیا کہ یہہ بات کوئی یا وہ گوئی نہین ہے مفسدہ پردازون نے اپنے دماغ سے بنائی ہو انہون نے جلد اس مضمون کا اشتہار چھاپ دیا کہ درین نزدیکی بسمع مبارک نواب معلے القاب لفٹنٹ گورنر بہادر بنگال چنان رسیدہ کہ بعض اشخاص ازراہ تعصب و نادانی محض براے حیرانی و پریشانی جمہور خلائق چند سخنان بے اصل و نالائق متعلق بمذاہب و ملت و رسم و طریقت ہنود و مسلمانان چنان مشہور و اعلان کردہ اند کہ باستماع خطرات جان [illegible] مان جاکردہ جناب لفٹنٹ گورنر بہادر را بسیار حیرت و حسرت است کہ سکنۂ این ملک حقیقت شرح [illegible] کردہ صرف با فساد مفسدان چرا خود را زیر بار تشویش می کنند لاجرم بذریعہ اشتہار عام حقیقت نفس الامر

اختراعات که بگوش حقیقت نیوش نواب محتشم الیه در آمده مشتهر کرده میشود تا کافهٔ انام بر حقیقت حال وارسند
و بیقین معلوم نمایند که سرکار بهادر را نوعی در ملت و مذهب طریق و رسم و راه رعایا مداخلت و مزاحمت نیست و آینده را
نیز نخواهد بود بلکه حفاظت جان و مال و عزت و حرمت ایشان پیش نهاد است و مساعی جمیله درین باب بکار می آید
و آمدنی است٭ اول اینکه بعض پادریان کلکته بطریق طریقه و وظیفه معمولی خود افراد سوال درباره مذهب و ملت
بطریق مناظره و مباحثه چاپ کرده ملفوف بلفافها عموماً بپیش هندوستانیان فرستاده و آنها از غلط فهمی خود انگاشتند
که آنچنان مضامین باشاره سرکار ابد پایدار بظهور رسیده حالانکه سرکار بهادر را ازان هیچگونه اطلاعی و آگاهی
نیست و نیز هرگز و هر آئینه شان سرکار عالی اقتدار چنان نبوده که ترغیب و تحریص کسے از رعایا بسوئے ملت و دین
خود فرماید چه ظاهر است که رعایاے این ملک بر قسم مردم اند و ملت و مذهب و کیش و آئین جداگانه میدارند
و رفاه ایشان تحت رقبهٔ اقتدار سرکار والا اقتدار است و نظر لطف و کرم بر حال آنها مساوی و یکسان است با وجود
امتداد مدت سلطنت سرکار ابد پایدار هیچ وقتے مزاحمت و تعرض کیش و ملت کدامی اهل اسلام و دیگر
مذاهب عمل نیامده پادری صاحبان این قسم امور از طرف خود اجرا میکنند و این همه گویا لوازمه عادات معمولی
شان ست چنانکه مسلمانان و هنودان در مساجد و معابد وعظ و نصائح و اظهار و ابراز امورات شرعی و ترغیب
اطاعت و اجتناب از نواهی میسازند و اگر تامل کرده میشود صاف واضح شود که این معنی سخنے بود امرے جدید
نیست بلکه بطریق مناظره مباحثه درمیان علماے مختلف المذاهب همواره جاری ست و ازین هیچ امورات سرکار
بهادر را هیچ علاقه نیست دوم اینکه در بعض اخبار اخبار کرده در عوام نیز شهرت یافته بالفعل از طرف سرکار
آنچنان قوانین جاری شدنی ست که ازان رسم تعزیه داری و مراسم ختنه و پرده نشینی زنان شرفا وغیره احکامات
شرع و شاستر بر افتاد و یکسر موقوف گردد حالانکه این هم غلط است و افتراے محض سرکار بهادر را در راه و رسم
و کیش و مذهب کدامی کس دست اندازی منظور نیست بلکه این معنی برخلاف طریقهٔ رعیت پروری که نتیجهٔ ضمیر
سرکار بهادر بوده است سوم اینکه صاحب سپرنٹنڈنٹ جیلخانه بعض اضلاع بلا اطلاع و واقفیت سرکار
والا اقتدار بر حکم متنبه و گرفتن ظروف اکل و شرب از قیدیان بخیال و تصور تفرقه و امتیاز در مصائب قید و
راحت خانه صادر کرده بود لیکن سرکار بهادر را معلوم گردید که این امر نقصانے است در مذهب آنان و از بر
لاعلمی مهتمم جیلخانه انچنان حکم صادر گردیده علی الفور بسبیل ڈاک برقی حکم محکم موقوفی ان صادر گشت
چهارم اینکه بسمع معدلت مجتمع دارند که سکنه این ممالک بناے اسکول و اسباب علوم و تحصیل فنون

(۵) زبان انگریزی را اسباب تبدیل ملت و تخریب بناے دین و مذهب می پندارند و از اینجاست که بسے از مردمان در تحصیل علم و تکمیل فنون تعلل و تهاون بیکنند و بعض اشخاص بفرستادن اطفال در اسکول مضائقه مید ارند ظاهر منشاے آن جز نافهمی و بے دانشی نیست و الاصل این ست که هرگاه بحضور سرکار والا اقتدار محقق گردید که رعایای این مملکت بسبب بے علمی و بے هنری از طریقه کسب معاش چنان بے خبر اند که از اوقات گزاری خود ها با راحت و آسائش معذور اند لاجرم بحکم والاے جناب ملکه انگلستان که از راه تفضلات خسروانه صدور یافت براے تعلیم و تربیت آنها باهتمام تمام و صرف مالاکلام در هر یک اضلاع و امصار مدارس سکول و کالج بنا گردید و در هر ضلع عهدهٔ انسپکٹر و به نیابت شان متعدد هندوستانی براے طریقه تربیت تعین گشتند و براے درس و تدریس و تعلیم کسب علوم و فنون زبان انگریزی وغیره آن تاکید مزید شد تا باشندگان این ملک عموماً از جهل و بے دانشی بخوبی تحصیل معاش نمایند و از تنگناے تنگی و عسرت بر آمده با مسرت و عشرت صرف اوقات خود ها نمایند مخفی نیست که باشندگان ملک یوروپ (یعنی ولایت انگلشیه) باعث تحصیل علوم هر گونه امورات را برسائی عقل رسای خود بحسن تمام انجام میدهند بخلاف اهالی این دیار که باعث بے علمی و بیدانشی بے سلیقه محض اند اگر علم و هنر و فهم و دانش در اینان شایع گردد هر یکے لوازمهٔ آسائش و آرام را جامع شود و تشریف شاهی را لکاهی نه دریافتن و نیکی را بجاے خود جا نکردن چه قدر افسوس و حسرت ست که بشرح نمی آید. جناب لفٹنٹ گورنر بهادر چنان قیاس میفرمایند که بناے این همه خیالات فاسده براه غلط فهمی ست نه از روی تعصب و بد باطنی باید دانست که غرض سرکار به تربیت و تعلیم انگریزی اینست که حرفے بر دین و آئین شان در آید بلکه هر کس مجاز ست که بر علم و هنر که مرغوب مطبوع باشد و باعث فائده داند بتحصیل آن بپردازند دیگر این مهم دانستنی است که بالفعل بزبان انگریزی کتب و رسائل هر فن موجود ست و همیشه بتجربهاے متعدده اختراعات نو به نو بر روے کار می آیند که بزبان دیگر حاصل نیست و زبان انگریزی زبان والی ملک و صاحب سلطنت است و در عدالتها باعث افهام و تفهیم عوام زبان مروجه این ملک جاری است درین صورت تحصیل و تکمیل زبان انگریزی و اردو و بنگله از براے حصول معاش و ترقیات حرمت و عزت و اقبال بلاشک ست و از واجبات ست مخفی مباد که از آوانے که نواب معلی القاب لفٹنٹ گورنر بهادر احوال این دیار را بچشم خود دیده و از اکثر اشخاص [illegible] جان [illegible] همت والا نهمت محتشم الیه بفکر درستی اوضاع باشندگان این ملک و به ایجاد طریق تعلیم و تربیت و آرام [illegible] در حفظ عزت و حرمت هر یک عموماً مصروف است و از غایت مهربانی و دل سوزی اصلاح حال

شرفاو نجبا و زمینداران و رعایا خصوصاً مدنظر است ۔
لہذا اشتہار دادہ می آید کہ ہمگنان سکنۂ این ملک برنیک نیتی و بلند ہمتی سرکار والا اقتدار روانقف و مطلع بودہ شکر خدا بجا آرند و باطمینان تمام اوقات خود ہا بسر کردہ بدعاے دوام دولت ابد مدت سرکار دولتمدار مصروف باشند
اس اشتہار کا جواب فوراً گمنام لکھا گیا جو بلاشبہ کسی ذہین ہندوستانی یا ذہین ہندوستانیون کی چھپی جماعت کا طبع زاد تھا جس مین حقائق نفس الامری سے استدلال منطقی کرکے تبلایا گیا تھا کہ گورنمنٹ اپنی تدبیرون سے اس پرخطر یقین کو تقویت دیتی ہے کہ ہندوستانیون کے دل مین یہہ خیال محکم ہوا ہے کہ انکے مذہب کے برخلاف جنگ آزمائی ہورہی ہے ۔ یہہ خیال کہ انگریز ہندوستانیوں کو عیسائی بنانا چاہتے ہین ایسا انکے دل مین پتھر کی لکیر ہوگیا تھا کہ وہ کسی طرح نہین مٹتا تھا جسقدر اسکے مٹانے کی کوشش کی جاتی تھی اتنا ہی وہ اور زیادہ ہندوستانیون کے دل پر جمتا تھا اس اشتہار کو بھی بعض مفسد منفنی اشخاص نے لوگون کو سمجھادیا کہ یہہ اشتہار دینا بھی منجملہ ان مکائد کے ہے جو گورنمنٹ نے ہندوستانیون کو برے طریقون سے عیسائی بنانے کیلئے اختیار کئے ہین ۔ غرض ہر سینہ مین ہندوستانیون کا یہہ یقین محکم ہوتا گیا کہ گورنمنٹ نے ارادہ مصمم کرلیا ہے کہ زبردستی یا فریب دیکر ہندوستانیون کو عیسائی بنائین ۔ جب لارڈ کیننگ انڈیا مین تشریف فرما ہوئے ہین تو ان پر ہندوستانیون نے اپنی غلط فہمی سے شبہاب کیئے اور مشہور کیا کہ وہ مشنری سوسائٹیون کے بڑے حامی ہونگے اور لیڈی کیننگ جنپر ملکۂ معظمہ کی خاص نظر التفات ہے بذات خود اس ملک کی عورتون کو عیسائی بنانے مین بڑی کوشش کرینگین ۔

ان باتون مین کچھہ سچ نہ تھا اس گورنر جنرل نے وہی کام کیا تھا جو اور گورنر جنرلون نے کیا تھا انہون نے اس بائبل سوسائٹی کو چندہ دیا تھا جو کتب مقدسہ کا ترجمہ شرقی زبانون مین کرتی تھی یہان کے آدمیون مین ان نئے ترجمون کی اشاعت کرتی تھی لیکن یہ ترجمے فورٹ ولیم مین نصف صدی سے ہورہے تھے جنکے مربی لارڈ ولزلی اور انکے جانشین تھے جنکے عہد حکومت مین کلکتہ بائبل سوسائٹی قایم ہوئی تھی اور اسکی فہرست چندہ مین سب سے بڑی رقم لارڈ ولزلی نے لکھی تھی ۔ اس سوسائٹی کے فنڈ کی معاونت لارڈ ہیسٹنگز لارڈ ولیم بنٹنک و سر چارلس مٹکاف نے کی تھی لیکن لارڈ کیننگ نے سری رام پور کے بیپٹسٹ کالج مین بھی چندہ دیا تھا ۔ یہ کالج ۱۸۱۸ء مین لارڈ ہیسٹنگز کے زمانہ مین قائم ہوا تھا وہی اسکے اول پیٹرن ہوئے تھے بعد ازان گورنر جنرلون نے اسکی حسن مین کبھی کچھہ چون و چرا نہین ہوئی سوا ان عطیات کے لارڈ کیننگ نے نہایت عمدہ فری چرچ مشن

بانی ڈاکٹر ٹروف تھے چندہ دیا جس مین پہلے لارڈ ڈلہوزی نے بھی دیا تھا۔ لارڈ کیننگ نے کہا کہ مین اس بات کو مانتا ہون کہ جو گورنمنٹ کا سردار ہو اسکو ان افعال سے باز رہنا چاہیے جنمین اسکی حکومت و اقتدار کا اظہار ہو جنسے لوگون کو اپنے مذہب بدلنے کی ترغیب و تحریص ہو لیکن اسکول جو مثل اس اسکول کے ہر مذہب کے طلبہ کے لئے عام جاری ہو اور وہ کسی پر سختی نہ کرتا ہو اور وہ معاندت اور محاسدت کو بے ہتھیار کرتا ہون (ہندو مسلمان طلبہ کی تعداد اسکو ثابت کرتی ہے) وہ گورنر جنرل کی امداد اور عنایت سے اس سبب سے محروم کیا جائے کہ اسکے مشنری مہتمم ہین مین اس مقولہ کو نہین مانتا۔

اب سوال یہ ہے کہ لیڈی کیننگ نے کیا کیا؟ انہون نے لڑکیون کی تعلیم کے لئے وہ سچا کام کیا جو انپر واجب تھا انہون نے کلکتہ کے زنانہ اسکولون کا ملاحظہ جب پانچ بار بی تھیون کی بس گاہ پر خاص توجہ کی جسکو لارڈ ڈلہوزی نے گورنمنٹ کے اہتمام مین لے لیا تھا اس اسکول کے مینیجنگ کمیٹی کے ممبر اکثر اونچی ذات کے ہندو اشراف تھے۔ لیڈی صاحبہ نے اپنی ہمجنس عورتون کی تعلیم و تربیت مین سعی جمیلہ کی۔ گورنمنٹ ہوس مین خواہ کچھ ہی سرگرمی بت پرستون کے عیسائی بنانے کے لئے ہو مگر اسکے اظہار مین کوئی بے عقلی نہین کی گئی تھی لیکن ایسے وقت بھی آتے ہین کہ انمین حزم و احتیاط کام مین نہین آتے کہ وہ دروغ وافترا کو تھامین برانگیختگی کے موسم مین ایک چھوٹی سی بات جھوٹ آمیز لگی ہوئی بیج کے رنگ مین اپنا رخ تاباں دکھاتی ہے اور جاہل اور بے دانش آدمیون کے دلون مین یقین پیدا کرتی ہے جب لوگ بی تھیون اسکول کے دروازہ پر لیڈی کیننگ کی سواری کو کھڑا ہوا دیکھتے تھے وہ یہہ جانتے تھے کہ جات کے برباد کرنے کی تصویر مین گورنمنٹ نے ایک اور رنگ بھرا اس تصویر کو بعض چالاک شیطان سیرت جاسوس بڑے شوق سے قلمرو کے پبلک مقامات مین لٹکا دیتے تھے۔

یہہ کوئی بڑی بات نہ تھی شاید کچھ بھی نہ تھی کہ اس زمانہ مین جان گرینٹ اور برمیس پی کوک نے نفس خیراندیشی کے ارادہ سے ہندوستانی عورتین جو ذلت و خواری کے گڑھے مین پڑی ہوئی تھین نکالنا چاہا کہ لارڈ کیننگ کے عہد مین بیوہ عورتون کی دوبارہ شادی کرنے کا بل پاس ہوا جسپر پہلے لارڈ ڈلہوزی کے عہد مین بڑے مباحثے ہو چکے تھے اسکی بابت تقریرون اور تحریرون کے طومار بندھے اور اسکے جاری ہونے کو ہندو اپنے مذہب مین گورنمنٹ کی مداخلت اور اپنے خاندانون کی بے آبروئی سمجھے۔

جان لارنس نے اس قانون کے پاس ہونے کی نسبت لارڈ کیننگ کو لکھا کہ پچھلے سالون مین گورنمنٹ کے پیش بندی سے چل گئی ہین جو ہندوستانیون کے تعصبات کو صدمہ پہنچاتے ہین ہندوستانی اپنی کثیر لازوال جی کی

موقوف ہونے سے دہشت زدہ ہو رہے ہین اور اسکو یہہ بات مشکل نہین ہے کہ اسکو توڑ مروڑ کر مذہب مین داخل کرین- پہر بہی جہاز جسقدر جلد چلے اسی قدر احتیاط چٹانون اور بالو کے ڈھیکون کے موسم کی دیکھ بہال کی ضرورت ہے -

لارڈ کیننگ نے اپنے اس سال اول کی حکومت مین کوئی کام ایسا نہین کیا کہ جس مین عیسائی مذہب کی اور ہندوستانیون کی معاشرت کی اصلاح کی ترویج مین کوئی اعتدال سے باہر کوشش ہوئی ہو لیکن اس مین شبہ نہین کہ اس زمانہ مین بہت سی ناسزا و نازیبا حالتون کا مجموعہ ایسا جمع ہو گیا تہا کہ چند سالون سے ہندوستانیون کا یہہ یقین بڑہتا جاتا تہا کہ گورنمنٹ بڑے بہلے وسائل سے یہہ چاہتی ہے کہ سب ہندوستانی عیسائی ہو جائین یہہ امر کچہہ کم یقینی نہین ہے کہ ایسے وقت مین سپاہ کے بہرتی ہونے کے لیئے سمندر پار جانے کی شرط کا داخل ہونا اور بیوہ عورتون کی شادی کا دوبارہ ہونے کا قانون جاری ہونا جاہلون کے سمجہانے کے لیئے بعض مفسدین متعصبین کے لیئے جو جمہور انام کو حیران و پریشان کرتے تہے کافی تہا کہ وہ جاہلون کو سمجہائین کہ یہہ دونو باتین بہی اس تدبیر کا ایک جزو ہے جو ہندوستانیون کے عیسائی بنانے کے لیئے گورنمنٹ کر رہی ہے یہہ کہا جاتا تہا کہ انگریز یہہ چاہتے ہین کہ سب ہندوستانی انکے مذہب کو اختیار کرلین اور یہہ اس صورت مین ہو سکتا ہے کہ سپاہ انکے حکم مین ایسی ہو کہ اسکو جہان چاہین دنیا مین لے جائین اور وہ بحر و بر سے سب قسم کے کامون کے کرنے مین ڈرتے نہین یورپ مین بہی انگریزون کی لڑائیان ہوتی ہین انگلنڈ مین تو لڑنے والے آدمیون کا کال ہے ہندوستان سے سپاہ کریمیا مین لڑنے گئی تہی - ہندوستان مین بہت آدمی ایسے مفسد متفنی تہے کہ وہ جمہور خلائق کے اس یقین کو بڑہاتے جاتے تہے کہ انگریزون نے مصمم ارادہ کرلیا ہے کہ ہندوستانیون کو عیسائی بنائین -

عیسائی مذہب کا اعلانیہ فوجون مین کرنا

ان دنون مین ایک اور بڑی علامت ظاہر ہوئی کہ جسنے بعض خاص مقامات مین بنگال کی سپاہ کے درمیان آنے والے خوف کا اور نقش جما دیا- اس سپاہ کے یوروپین افسرون مین بہت سے کہلے عیسائی تہے جب اپنے گرد بت پرستون کا بڑا ہجوم دیکہتے تہے تو انکے دل لرزنے لگتے تہے- خاصکر انکو اور بہی زیادہ قلق ہوتا تہا کہ وہ دیکہتے تہے کہ انکے ہمراہی سپاہی جو انکے تابع تہے ان پر تاریکی طاری ہو رہی ہے جو افسرون مین ہوشیار آگاہ دل تہے وہ تو اپنے دل ہی دل مین کہتے تہے اور اورون کے مذہب کا ادب کرکے خاموش رہتے لیکن انمین ایسے افسر بہی تہے جو عاقبت اندیش ہوشیار نہ تہے وہ یہہ یقین کرتے تہے کہ یہہ ہمارا فرض

کہ ہم حواریون کا کام مستعدی سے کرین یہہ انکا اعتقاد تھا کہ سب انسان مثل انکے ہین انکی روح کی نجات ہونی چاہیئے اور کوئی خارجی حالتین ایسی نہین ہین جو ہم کو اپنے خداوند کے کام کرنے سے جدا رکھین اگر ان اپنی معتقدات اور یقینیات کے دباؤ سے انہون نے اپنے سرخ کوٹ کی جگہہ سیاہ کوٹ پہن لیا ہو اور تلوار کو گڈیہ کے آنکر کی جگہہ لیا ہو وہ مستحق ہین کہ سب نیک آدمی انکی تعریف کرین وہ ایک ہاتھہ میں اور ڈر بک (سیاہ کے حکمون کی کتاب) اور دوسرے ہاتھہ مین بائیبل لے جاتے اسطرح سے انہون نے اپنی گورنمنٹ کی بڑی خطا کی جسکے وہ ملازم تھے انگریزی افسرون مین مشنریون کی سرگرمی کتنی پھیلی تھی اسکا ٹھیک ٹھیک اندازہ کرنا آسان نہین لیکن اب اس مین شبہہ نہین کہ بعض افسر مشنریون کی سرگرمی سپاہیون کے عیسائی بنانے کے لیئے کرتے تھے اور وہ اپنے اس کام پر فخر کرتے تھے ۔ لفٹنٹ کرنیل ویلر نے جو ایک رجمنٹ کا کمانیر تھا ۱۸۵۷ء مین بڑے فخر سے یہہ بات کہی کہ بیس برس سے کچھہ زیادہ دنون سے میری یہہ عادت رہی کہ سب قسم کے آدمیون کو سپاہیون اور اوریون کو بغیر کسی تمیز کے عیسائی مذہب کا وعظ سناتا ہون مسیح کا سپاہی بنکر خدا کے احکام اور سرکار کمپنی کا سپاہی بنکر اسکے احکام سناتا ہون ۔ غرض افسران فوج اور حکام متعہد اپنے تابعین سے مذہبی باتین بہت کرتے تھے اور بعض حکام اپنے ماتحتون کو حکم دیتے تھے کہ اتوار کو ہماری کوٹھی پر آنکر پادری صاحب کا یا ہمارا وعظ سنو +

غرض پادریون اور افسران سپاہ اور حکام متعہد کے مذہبی مباحثون کا روز بروز بڑھتا جاتا تھا اور ہندو و مسلمانون کے مذہبون کے ابطال مین پادریون کے رسالے بہت تصنیف ہوکر تقسیم ہوتے تھے جنسے ہندوستانی آزردہ خاطر ہوتے تھے یہہ سب کام زیادہ تر کلکتہ کے گرد ہوتے تھے مگر بہت دور شمال مغربی سرحد سے ایجی ٹیشن کی سیل آئی جو ہندوستانیون کے ایجی ٹیشن کے دریا سے مل گئی اور پر خطر افواہون سے مکدر ہوئی انگریزی تاریخون مین لکھا جاتا ہے ۔ جب شاہ ایران سے ۱۸۵۶ء مین انگریزون کی لڑائی شروع ہوئی تو اسنے اپنے بھی جاسوس شاہ دہلی پاس بھیجے کہ وہ انگریزون کے ساتھہ برائی کریگے اور ہم دونو آپس مین متحد ہوجائین جس سے امید ہوتی ہے کہ مسلمانون کی ایک بڑی سلطنت قائم ہوجائیگی اسلیئے ایک اشتہار تیار ہوا اور وہ دہلی اور جامع مسجد کی دیوارون پر چسپان ہوا اور یہہ شہرت بھی ہوئی کہ خلیج فارس مین انگریزون کو بڑی شکست فاحش ہوئی ہے اور یہہ بات مشہور ہوئی کہ انگلش یہہ خیال کرتے جان [illegible] نے امیر دوست محمد خان کو دوست بنالیا مگر وہ اصل مین ایران کا زیر فرمان ہے انگریزون کے شرم [illegible] یہہ دوستی اسلیئے اختیار کی ہے کہ افغانون کو انگریز پشاور دیدین +

شاہ ایران اور دہلی

راجپوتانہ کی ضبطی کی شہرت

بالائے ہند مین یہہ امر یقین کیا گیا تھا کہ انگریزون نے امیر دوست محمد خان کو افغانستان دیدینے کا اور اس اپنے نقصان کے پورا کرنے کے لیئے کل راجپوتانہ کے ضبط کرنے کا ارادہ کیا ہے راجپوتانہ کی ضبطی کی خبر فقط ہندوستانیون ہی کی طبع زاد نہین تھی بلکہ وہ انگریزون کے اخبارون مین بڑی شد و مد کے ساتھ لکھی جاتی تھی ہندوستانی ریاستون کے ساتھ انگریزون کا کوئی گذشتہ سلوک ایسا نہ تھا کہ جس سے اس خبر کا یقین نہین ہوتا۔ ہندوستان کے شمال مغربی اضلاع مین تو پر خوف و خطر افواہین پولیٹکل رنگ پکڑتی تھین اور بنگال و بہار مین اکثر مذہبی سانچے مین ڈھل کر اپنا رنگ دکھاتی تھین راجپوتانہ کی پرانی ریاستون کا نئی انگریزی عملداری مین شامل ہونے کی خبر نے راجپوتون کی حیرانی اور پریشانی کو بہت بڑھایا اور انکے دل مین انگریزون کی طرف سی کینہ پیدا کیا اور کل ملک کی باقی ہندوستانی ریاستون مین ایک کھلبلی اور ہلچل ڈالدی یہہ ایسی پر خوف و خطر رپورٹ تھی کہ جب وہ انگلنڈ مین پہنچیں اور اخبارون مین انکا زیادہ چرچا ہوا تو ایسٹ انڈیا کے کورٹ ڈائرکٹرز نے جو تمام پولیٹکل گروہون مین نہایت کم گو ہے اس خبر کو حاکمانہ بالکل غلط بتایا +

پولیٹکل افواہون کی ضرورت

بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ ہندوستانیون کے دلون مین افواہین جو خطرناک اثر پیدا کرتی ہین انکو انگریز اپنے آپ دیکھیں اس زمانہ مین اوف فشل زبان مین یہہ کہا جاتا تھا کہ بالائے ہند مین سب طرح سی خیر و عافیت ہے مگر بعض مسلمان دوست یا ہندو خاص فساد و فتور کے آثار انگریزون کو بتاتے تھے جو انگریزی آنکھون سے نظر نہین آتے تھے چنانچہ ایک افغان کہن سال جان فشان خان جو کابل کی جنگ مین انگریزون کی خیر خواہی کے سبب سے یہان انگریزون کے ساتھ آیا تھا اور برٹش گورنمنٹ اسکو پنشن دیتی تھی وہ مسٹر گریٹ ہیڈ کمشنر سے کانپور مین فروری ۱۸۵۷ع کو ملا اور اسنے عرض کیا کہ آجکل جو افواہین اڑ رہی ہین وہ بہت برے اثر اپنے پھیلا رہی ہین کمشنر صاحب نے ایک خانگی چھٹی مسٹر کالون لفٹنٹ گورنر ممالک مغربی و شمالی کو لکھی کہ چند روز ہوئے کہ جان فشان خان نے مجھ سے ملاقات کی جسکا خاص مقصد تھا کہ ہندوستان مین جو پولیٹکل معاملات کے حالات بالفعل اسکو خوف و دہشت دلا رہے ہے اُنسے مجھے مطلع کرے وہ اپنے کنبے کے بہت سے آدمیون کو بھی ساتھ لایا تھا کہ وہ اس ملاقات کے شاہد رہین اسنے یہہ تنبیہ کی کہ مین نے جو سر ولیم میکناٹن صاحب کو کابل مین جو واقعات گذر رہے اُنسے آگاہ کیا تھا مگر اسکا نتیجہ کچھ نہین ہوا وہی خوف مجھے اب انگریزون کی سلامتی کے لیئے

ہو رہے ہین مجھے یقین ہی کہ انگریزون نے امیر دوست محمد خان کو پشاور دینے کا اور راجپوتانہ کے ضبط کا ارادہ کرلیا ہے اسنے کہا کہ ہمارا یہہ مقولہ ہونا چاہیئے کہ پرہیز شفا سے بہتر ہوتا ہے اور اپنے گھر کے عزیزون و اقارب کی حفاظت و سلامتی کے لیئے دشمنون کی دروازہ پر خبر لینی چاہیئے مین نے جب اسکو یقین دلایا کہ غالباً وہ واقعات ظہور مین نہین آئین گے جو اسکو خوف زدہ کر رہے ہین تو اسکی تشفی تسلی ہوئی اگرچہ یہہ واقعہ مشکل سے بیان کے قابل معلوم ہوتا ہے لیکن پولٹکل گپین آج کل جو ہندوستانیون مین اڑ رہی ہین انکی خبرین شاذ و نادر ہی ہم تک پہنچی ہین مین یقین کرتا ہون کہ جانفشان خان نے افواہون کو یقین کرکے جو بات کہی وہ محض ہماری بھلائی کے لیئے کہی تھی اسکو ہمارے تباہ ہونے کا یقین نہین تھا مجھے اندیشہ ہے کہ راجپوتانہ کی ضبطی کی جو افواہین اڑتی ہین وہ جمہور خلائق کے دلون کو پریشان اور حیران کرتی ہین اور راجپوتون مین بدگمانی پیدا کرتی ہین یہہ افسوس کی بات ہے کہ بہت سے برس گذر گئے کہ کسی گورنر جنرل کو یہہ موقع نہین ملا کہ وہ بذات خود راجپوتون کو انکی سلامتی کا یقین دلاتا بعض آئندہ آنے والے خوفون کی بے سروپا رپورٹین جنکی اصل حقیقت کوئی نفیس نہین بتلا سکتا تھا ممالک مغربی و شمالی کے حکام کے کانون تک پہنچی نہین جنمین سے آخر کو بعض آہستہ آہستہ اس بات کے یقین کرنے پر بیدار ہوئے کہ بعض برائیاں ہندوستانیون کے دلون پر اثر کر رہی ہین +

نیا سال آیا اسنے انگریزون کی مصیبت کی پیشین گوئی کا شگوفہ کھلایا ۱۸۵۷ء مین سو برس کے عرصہ مین کل ہندوستان مین انگریزی عملداری ہوگئی تھی یہہ قدیم سے ایک پیشین گوئی چلی آتی تھی کہ سو برس کے بعد انگریزی اقبال کا زوال آئیگا اور انگریزی راج نہین رہیگا ہمیشہ سے عام برانگیختگی مین لوگون مین عجیب عجیب پیشین گوئیان پھر زندہ ہو رہی تہین یا ضرورت زمانہ کے موافق وہ نئی ایجاد ہوئی ہون قیاس کرنا مشکل ہے ایک کلکتہ کے اخبار مین ایک پیشین گوئی مشتہر ہوئی کہ ہزار برس پہلے یہہ پیشین گوئی ہوئی تھی کہ ۱۸۵۷ء مین انگریزی راج جاتا رہے گا اسکو اور لفظون مین یون بیان کرو کہ جب انگریزون کا یہان نام بھی نہ تھا اسنے صدہا برس پہلے انکے راج جانے کی پیشین گوئی ہوچکی تھی پیشین گوئیان خواہ نئی ہون یا پرانی ہون وہ صداقت کے ساتھہ کہی گئی ہون یا مکاری سے وہ آدمیون کے دلون پر اپنے یقین کے جانے مین جان لگا کام رہتی ہین۔ جب کسی پولٹکل بات کا مذہب یقین دلا دیتا ہے تو اسکے لئے یقین کرنے والون کی شہزوری اور حرص بہت زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ اس خاص پیشین گوئی مین جسکا لوگ ذکر کر رہے تھے اس کی

معقول وجہ یہہ تھی کہ انگریزون کی عملداری کی پہلی صدی ختم ہونے کو تھی لیس یہہ امر سادہ لوح سریع الاعتقاد ہندوستانیون کے دلون مین انگریزی حکومت کے جانے کے یقین کرنے کے لیئے تھا۔ اور یہ امر بھی تحقیق تھا یہہ پیشین گوئی پہلی ہی دفعہ نہین سنی گئی تھی وہ پہلے سے سنی جاتی تھی جسکے ہونے کا وقت آگیا تھا یہہ پیشین گوئی ہندوؤن کی تھی ۱۸۵۷ء مین سمت ۱۹۱۴ تھے اور ۱۸۵۸ء مین سمت ۱۹۱۴ تھے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوؤن کے سمت کے موافق سو برس ہو چکے تھے ۱۸۳۲ء مین سوارون کے صوبہ دار تواری نے اپنی رخصت کے وقت اپنے بھائی سے کہا تھا کہ ۲۵ برس باقی ہین کہ کمپنی کا راج جاتا رہے گا اور ہندوؤن کا راج قائم ہوگا۔ دہلی مین فیض بازار مین ایک پرانی نہر تھی جو بند پڑی تھی ایک بزرگ مولوی شاہ عبد القادر صاحب کی یہہ پیشین گوئی غدر سے بہت دنون پہلے سے مشہور تھی کہ جب یہہ نہر جاری ہوگی تو انگریزی عملداری دہلی مین نہین رہیگی یہہ پیشین گوئی انکی پوری ہوئی کہ جب انگریزون نے اس نہر کو جاری کیا تو اسکے تھوڑے دنون بعد انگریزی عملداری دہلی سے اٹھ گئی +

ا۔ ۱۸۵۷ء میں بغاوت کا ظہور کیون ہوا

۱۸۵۷ء مین جو فساد و شور و شر کا ہنگامہ برپا ہوا اسکو ہم غدر یا سرکشی یا بغاوت کہتے ہین لیکن انگریزی زبان مین اسکو میوٹنی کہتے ہین جسکے معنی یہہ ہین کہ بحری یا بری سپاہ مین ماتحت اپنے افسرون کے جائز احکام کی نافرمانی کرین یا بری سپاہی یا جہازی سپاہی اپنے افسرون کے خلاف غدر مچائین پس جہان ہم نے سرکشی یا بغاوت یا غدر کے الفاظ لکھے ہین انمین سے ہر ایک کے معنی وہی سمجھنے چاہئین جو ہم نے میوٹنی کے بتلائے اب سوال یہہ ہے کہ یہہ بغاوت کن سببون نے پیدا کی؟ قاعدہ ہے کہ جب کوئی واقعہ وقوع مین آتا ہے تو ارباب الرائے اسکے مختلف اسباب بتلایا کرتے ہین انمین سے ہر ایک اپنی اپنی رائے زنی کرتا ہے مین نے مسٹر کین صاحب انسپکٹر مدارس میرٹھ سے کہا کہ سر سید نے اسباب بغاوت خوب لکھی ہے تو انہون نے پوچھا کہ کیا وہ ۱۸۵۶ء مین لکھی تھی مین نے جواب دیا کہ ۱۸۵۶ء مین نہین ۱۸۵۸ء مین تو انہون نے فرمایا کہ کسی واقعہ کے وقوع ہونے کے بعد اسباب بتلانے مین ارباب الرائے رائے زنی کرتے ہین مگر وہ قابل اعتبار نہین ہوتی ہان اگر کوئی بتلادے کہ ایسے اسباب موجود ہین جنسے کہ واقعہ وقوع مین آنے والا ہے تو وہ اسباب صحیح ہونے مین مین نے لو یہ لوائب مین وہ اسباب بیان کیئے کہ جن سے سپاہ کی دل شکنی اور رعایا کی زندگی روز بروز بڑھتی جاتی تھی بہت تھوڑے دانشمند دور اندیش ہندوستانی ایسے تھے جو گورنمنٹ کے دلی خیر خواہ تھے ہندوستان مین رعایا کا جم غفیر مجمع کثیر تو ایسا ہے کہ وہ گورنمنٹ کے کامون سے واقف نہین

ہوتا۔ گورنمنٹ کے تغیر و تبدل کا اثر اسپر ایسا ہی ہوتا ہے جیسے کہ ڈھور ڈنگر پر وہ تو نہ گورنمنٹ کے خیر خواہ ہوتے ہین نہ بدخواہ ہان تھوڑا سا فرقہ اعلے درجہ کا ہندوستان مین ایسا ہے کہ گورنمنٹ کے سارے کامون کو سمجھنا چاہتا ہے اور اسپر اپنی راے لگاتا ہے مگر اپنی کم علمی کے سبب اس مین بڑی غلط فہمی کرتا ہے یہہ فرقہ باستثنار چند دانشمند ہندوستانیون کے گورنمنٹ کا بدخواہ ہوتا ہے اور ایسے قابو اور موقع ڈھونڈھتا رہتا ہے کہ گورنمنٹ کے کامون اور قوانین کی نسبت ایسی افواہین اُڑائے اور نکتہ چینیان کرکے جمہور خلائق مین خرابی اور پریشانی پیدا ہو گورنمنٹ کے ساتھ بدخواہی کا ارادہ لوگون کے دلون مین جب پیدا ہوتا ہے کہ انکے مزاج و رسم و رواج و مذہب و طبیعت و تعصب کے برخلاف گورنمنٹ کے کام اور احکام ہوتے ہین ہم نے گورنمنٹ کے ایسی کام و احکام و قوانین کو بالتفصیل ادہر کے ابواب مین بیان کیا یہان بالاجمال لکھتے ہین جنہون نے سپاہ کی دلشکنی کی اور سب کو آزردہ اور ناراض کیا ۔

ابتدا مین انگریزی عملداری کا آغاز ہوا تو ہندو مسلمان اس عملداری کے شکرگزار اس سبب ہوتے تھے کہ ایک مدت کی طوائف الملوکی اور بدنظمی اور فتنہ و فساد کے بعد انکو امن و عافیت و آرام و راحت کا غیر مترقبہ نعمتین و برکتین حاصل ہوئی تھین مین آٹھ نو برس کا لڑکا تھا اور میرے جد امجد اسی نوے برس کے بوڑھے تھے جنہون نے شاہ عالم کا زمانہ خوب دیکھا تھا وہ یہہ بیان کیا کرتے تھے کہ اس دہلی کی دارالسلطنت مین دن کو آمام کی گلی مین و قاضی کے حوض پر ۔ لال کنوے پر فتح پوری پر خونی دروازہ پر بھلے مانسون کی پگڑیان اتر جاتی تھین پانچ چار اوران کے ہم عمر دوست آتے تھے جن کے بدن پر خانہ جنگیون کے زخم تھے وہ بیان کیا کرتے تھے کہ اب جو انگریزی عملداری مین امن امان ہے پہلے زمانہ مین اسکا سان گمان بھی نہ تھا ہم اپنے محلون مین راتون کو اپنے گھرون پر ہتھیار لگا کے پہرہ چوکی دیا کرتے تھے جہان کوئی کھٹکا ہوا تو ہم نے کہا کون ہے بے اگر وہان سے جواب آیا کہ ہم ہین تو کیا کہتا ہے بے تو ادھر سے ہتھیار لیکر ہم گئے اُدھر سے وہ آئے دو چار آپس مین ہاتھ ہوئے کچھ ہم زخمی ہوئے کچھ وہ مجروح ہوئے کیا ہم بھاگ گئے یا انکو بھگا دیا اب ہم رات کو اپنی نیند سوتے ہین اپنی بھوک کھاتے ہین مگر افسوس ہے کہ اس امن امان نے ہم کو مرد سے عورت بنا دیا ہمارے ہاتھون مین ہتھیارون کی جگہہ سوئیان دیدین جنسے کام کر کے پیٹ کو پالتے ہین سپہ گری کے لطف و مزے سارے اڑ گئے پھر ہزار ہزار شکر ہے کہ اب جان مال ناموس سب محفوظ ہین زندگی اب خوب چین سے بسر ہوتی ہے غرض جن ہنود و مسلمانون نے شور شر فساد و عناد کے زمانے دیکھے تھے وہ امن امان کے لیے گورنمنٹ کے بڑے شکرگزار تھے مگر جب

زمانہ گذرتا گیا ایک نئی نسل پیدا ہوئی وہ پہلے زمانہ میں جو آفتیں برپا ہوتی تھیں اور مصیبتیں پڑتی تھیں انکو بھول گئے
انمین بعض تو ایسے تھے جنکو اصل مین تکلیف و مضرت پہنچی تھی بعض ایسے تھے جو بے وجہ یہہ خیال کرتے تھے کہ ان
فرنگی حاکمون نے ہمارا ستیاناس کیا ہے مسلمان اپنی پہلی سلطنت و اقبال کو یاد کرتے تھے اور یہہ بالکل بھول
گئے تھے کہ انسے بالکل سلطنت مرہٹون اور ہندؤون نے چھین لی تھی اور اسکا حال ایسا کر دیا تھا کہ ہندوستان کے
بہت سے حصون کے کسی بڑے شہر میں انکا مقدور نہ تھا کہ اپنی اذان کی آواز اللہ اکبر کی پکار کر نکال سکتے
مگر ہندؤون سے انگریزون نے سلطنت کو ایسا جلد لے لیا کہ مسلمانون کی اور انگریزون کی عملداری مین
فصل نہین معلوم ہوتا جس مین ہندؤون کی سلطنت رہی مسلمان اپنی نادانی اور غلط فہمی سے یہی سمجھتے ہین
کہ انگریزون ہی نے انسے سلطنت چھینی ہے اگر انگریزی عملداری نہ ہوتی تو معلوم نہین کہ مسلمانون پر ہندو
کیا قیامت برپا کرتے یا مسلمانون کے بھائی شمال مغرب سے آ نکر پھر ہندؤون کو ٹھیک بناتے اور اپنی سلطنت کو
دوبارہ چھین لیتے مسلمانون کے مولوی انکو سمجھاتے تھے کہ ہم برٹش گورنمنٹ کے مستامن ہین کسی طرح انکی عملداری
مین جہاد نہین کر سکتے ہم کو جب تک ان کافرون کی اطاعت کرنی چاہیئے جب تک انسے سرکشی مین کامیابی کی امید ہو
وہ اس توقع مین تھے کہ اسلام کا اقبال پھر چمکیگا - ہندو یہہ زعم رکھتے تھے کہ ہم نے مسلمانون کی حکومت کو
اپنے ملک مین زیر و زبر درہم برہم کر دیا برٹش راج قائم رہنا ہمارے دم اور ہمارے لطف و کرم پر موقوف ہے -
سر جارج کیمبل لکھتے ہین کہ یہہ غدر ہندؤون کی سرکشی نہ تھی بلکہ صرف سپاہ کی بغاوت تھی - لارڈ رابرٹس
یہہ فرماتے ہین کہ اگرچہ زراعت پیشہ نے عام سرکشی نہین اختیار کی مگر انکی راے مین یہہ غدر نہین مچتا
اگر ملک کے ان حصون مین جنسے کہ سپاہ مین ہندوستانی سپاہی بھرتی ہوتے تھے خاص وہ ذی رعب
و اہل ذی اغراض اسکے بہکانے والے نہ ہوتے جو گورنمنٹ کے نظام سے سب طرح سے ناراض تھے
یہہ ناراضی زیادہ خواہی گورنمنٹ کی پالیسی سے پیدا ہوئی تھی جو بہت سے مقامون مین اگر یہہ بھی انگریزی
حکام ہند کے اختیار سے باہر تھا کہ وہ اس پالیسی کو بالکل فروگذاشت کرتے یا اس مین التوا کرتے تو
انکی تہذیب و شائستگی کے لیئے لازمی تھی کہ وہ روشن ضمیری کے قوانین بناتے پس سازش کرنے والونکو
یہہ موقع و قابو ہاتھ آیا کہ اس مقصد برآری کے لیئے ان حالتون سے مستفید ہون انکی بڑی تدبیر
یہہ تھی کہ کسی طرح سے ہندوستانی سپاہ کے دلون کو انگریزون سے برگشتہ کرین حکام جو کافہ انام کی
ترقی کے لیئے صلاح و فلاح مین مختلف تدابیر کرتے تھے انکے کرنے مین گورنمنٹ کی بدنیتی کی جھوٹی جھوٹی

افواہین اڑا کر جمہور خلائق کے دلون مین حیرانی اور پریشانی پیدا کرتے تھے اس مین کوئی شبہ نہین کہ یہ مدابیر گورنمنٹ کی فی نفسہ بجا و درست اور مناسب تھین لیکن وہ اس سبب سے یہان کے باشندون کے مذاق کے موافق نہ تھین وہ برہمنون کے حق مین کچھ کم مضر نہ تھین۔

بعض صورتون مین وہ قبل از وقت تھین بعض صورتون مین وہ ایسی دانائی سے نہین کی گئین جنین کوئی خرابی نہ ہو اور اُن مین ہندوستانیون کے تالیف قلوب اور تعصبات کا کافی لحاظ و پاس نہین کیا گیا ستی ہونے کی رسم کا موقوف کرنا دختر کشی کا انسداد کرنا۔ برہمنون کو جرائم کبیرہ کی سزا دینا مشنریون کی اشاعت مذہب مین کوشش کرنی ہندوستانی عیسائیون کی پرورش و حمایت کرنی بیوہ عورتون کی دوبارہ شادی کرنے کی مزاحمتون کا دور کرنا مغربی دنیاوی تعلیم کا اشاعت کرنا خاص کر عورتون مین تعلیم کا دخل کرنا ان سب باتون سے برہمنون اور اونچی جات کے ہندوون کو نفرت تھی اور وہ اسسے دہشت زدہ ہوتے تھے برہمن جو اتنک ہندوون کی قسمت کے فیصلہ کرنے والے تھے اور انکے ہر ایک دنیاوی دینی سیاسی کامون مین بالکل اختیار و اقتدار رکھتے تھے وہ خوب تیز نگاہون سے دیکھ رہے تھے کہ اب ہمارے سارے اقتدار و اختیارون مین خلل و فتور آتے جاتے ہین اگر ہم کوئی تدبیر ایسی نہین کرین گے کہ برٹش گورنمنٹ تہ و بالا نہ ہو تو آخر کو ہمارا کوئی اقتدار و اختیار ہندوون پر نہین رہیگا وہ خوب اچھی طرح جانتے تھے کہ ان کے اصل اقتدار و اختیار کی بنا جہالت اور توہمات پر مبنی ہے ترقی تعلیم اور روشنی پھیلنے سے بالضرور کھوکھلی ہو جائے گی تار برقی اور ریلوے برہمنون کی نظرون مین خار معلوم ہوتے تھے وہ ان لیاقتون اور قوتون کی خاک اڑاتے تھے سوا اسکے ریلوے نے جات کے نظام پر ایک صدمہ پہنچایا تھا کہ ہر جات کے آدمی خواہ اونچی جات کے ہون یا نیچی جات کے سب ایک ساتھ بیٹھ کر سفر کرتے تھے۔

پس یہہ تو بمقتضاء طبع بشری برہمنون کی بدخواہی کا سبب برٹش گورنمنٹ کے ساتھ تھا وہ خدا سے چاہتے تھے کہ کسی طرح غارت ہو انہون نے جمہور خلائق کے دلون مین اپنی جھوٹی کہانیون کا بس گھولا کہ گورنمنٹ کا ارادہ ہے کہ ہندوون کو زبردستی عیسائی کرلین پس برٹش گورنمنٹ کے قائم رہنے کے یہہ معنی ہین کہ جن باتون کو ہم متبرک اور مقدس جانتے ہین وہ سب غارت ہو جائینگی * انکو اپنے اس بیان کے یقین دلانے کا تاک ہوا اور موقع مل گیا کہ جیل خانون مین اکل و شرب کا انتظام ایسا ہوا کہ وہ جو ایک قدیم معزز رسم چلی آتی تھی کہ ہر شخص اپنی خوراک آپ پکائے اور اسکا سامان خود کرے اس مین خلل پڑ گیا یہہ ایک نئی بات

بڑی احتیاط سے جیلخانون کی ڈسپلن کے لیئے داخل کی گئی تھی کہ ہندوون کی خوراک ان ہی کی جات کے اعلے جات کی رسوئی پکائین باوجود اس بات کے جھوٹی افواہین اڑائی جاتی تھین کہ جس سے سادہ لوح ہندوؤن کی آبادی اس بات کا یقین کرے کہ قیدیون کی خوراک آیندہ نیچی جات کے آدمی تیار کیا کرینگے تاکہ ان قیدیون کی جات کو جنکے لیئے خوراک تیار کی جاتی ہے کو جات کرین یہہ خبر کہ آیندہ کیا ہونے والا ہے ایک شہر سے دوسرے شہر مین اور ایک گاؤن سے دوسرے گاؤن مین پہنچی جس سے اس یقین نے بہ تدریج خلقت کے دلون مین جڑ پکڑی کہ زبردستی ہم عیسائی کیئے جائینگے ۔

جیلخانون مین اس کھانے پینے کے انتظام سے مسلمانون پر کچھ اثر نہین ہوسکتا تھا انکے دلون مین شبہ پیدا کرنے کے لیئے اور فریادین اور واویلا مچین انمین سے ایک جو ہندو مسلمانون پر یکسان اثر کرتی تھی وہ یہہ تھی کہ بندوبست اراضی سخت ہوتا ہے جس مین ہر ایک زمیندار کی حقیت ملکیت اراضی کی تحقیقات ہوتی ہے اور سرکار کو مالک زمین سمجھ کر باقاعدہ زر مالگزاری ادا کیا جاتا ہے ۔

ایسٹ انڈیا کمپنی کی عملداری جلد جلد ہندوستان مین بڑہتی گئی اور اسکی سلطنت سپاہ کے زور سے سب سے زیادہ والا اقتدار ہوگئی پہلے ہندوستانی فرمانروایون نے زمین کا بندوبست اناپ سناپ کیا تھا جس مین زور ظلم بہت ہوتا تھا اب اس سرکار والا اقتدار نے نہایت چھان بین اور تحقیقات اکے بندوبست کی اصلاح کرنی شروع کی اس مقصد کے لیئے زمینون کی پیمایشین ہوتی تھین اور ملکیت اور قبضہ اراضی کی تحقیقاتین ہوتی تھین جسکا نتیجہ اکثر صورتون مین یہہ ہوتا تھا کہ وہ اعلے خاندانی ذی اختیار زمیندارون کو نہایت ناگوار خاطر ہوتا تھا جو اپنے زبردست ہمسایون کی زمینون کو زبردستی دبا کے آپ ہی مالک بن گئے تھے اور اپنی جایداد کے متناسب مالگزاری ادا نہین کرتے تھے اگرچہ یہہ تحقیقاتین بڑی نیک نیتی اور انصاف کے ساتھ کی جاتی تھین مگر وہ اعلے درجہ کے آدمیون کو تو ناگوار گذرتی تھین اور ادنے درجہ کے آدمی اتنے خوش نہ ہوتے تھے ذی اختیار خاندان انگریزون کی اس کوشش مین رخنہ اندازی کرتے تھے کہ زمین کا خرچ اور حقوق ملکیت اراضی صحیح صحیح تشخیص ہو کر تجویز کیئے جائین وہ یہہ سمجھتے تھے کہ اس انتظام سے انکی حکومت جو مدتون سے چلی آتی ہے برباد ہو جائیگی اب جو ہم اپنی خودمختاری سے احکام چلاتے تھے وہ پھر نہین رہیگی کسی جبر و تعدی کرنے کا اختیار نہ ہوگا ۔ غرض اب جو دہات مین راج کے مزے اڑاتے تھے وہ بہت کم نصیب ہونگے اگرچہ اور زراعت پیشون کو انگریزون کے اس انتظام بندوبست سے

سراسر فائدہ کی تھے مگر وہ گورنمنٹ کی اس فیاضانہ نیت کو جو انکی حالت کے بہتر کرنے کے لیۓ اور آسودہ حال
بنانے کے لیۓ رکہتی تھی دل مین کچھ نہین سمجہتے تھے ۔ مگر اس مین شک نہین کہ ۔۔۔۔
افسران ہندو لبستا راضی کی جمع کی تشخیص کرنے مین غلطیان کرتے تھے کہین جمع بہت بڑہاکر سخت
باندہی کہین بہت گھٹاکر نرم پھر جمع کی تحصیل مین بہت سختی کی جاتی تہی فصل کی پیداوار کی کمی پر اسکی تحصیل
مین رعایت نہین کی جاتی تھی پھر سب پر یہہ غضب تھا کہ جمع کی باقی کے لیۓ ملکیت زمین کے نیلام کرنے کا قانون
بڑا سخت تھا جمع کی باقی کی علت مین وہ بڑا دہر حقیت ملکیت اراضی نیلام ہوتی تھی حکام کو نیلام کرنے مین ذرا تامل
نہین ہوتا تھا ۔ ہندوستان کے مزارعین پہلے بھی جاہل مردہ دل تھے اور اب بھی ہین وہ ظلم اٹھانے اور لٹنے کے
اور ایک زمانہ کے بعد سلطنتون کے الٹ پلٹ ہونے کے عادی تھے وہ اس وجہ سے شبہہ کرتے تھے کہ فرنگیون
کی حکومت مغلون یا مرہٹون کی سلطنتون سے زیادہ دنون تک قائم نرہیگی جسقدر یہہ منصف و متحمل گورنمنٹ انکے لیئے
نفع رسان تھی اسقدر وہ اسکی قدرشناسی نکرتے تھے اور اگر وہ اسکی قدرشناسی کرتے بھی تو انہین بہت ہی نامردی تھی اور انکی تنظیم مین ہمت
ہی نقص تھا جو انکو اسکے علے الاعلان کرنے مین سہارا نہین دینے دیتا تھا ۔ بس پولٹکل اور سوشیل حالتون
مین اعلے درجہ کی بڑی بڑی جماعتون کی دشمنیون کی اور انکے ملتزمین کی جو صدہا برس سے لوٹ مار اور
آپس کی لڑائیون کے خوگر تھے زراعت پیشہ رعایا کی خاموش و ضعیف طرز موازنت نہین کرسکتے تھے ۔
ایک اور بھاری سبب ناراضی کا جو بڑے دولتمند اور ذی جاہ جماعتون پر اثر کرتا تھا اور برہمنون کی
اس افترا پردازی کو رنگ دیتا تھا کہ انگریز مذہب کو زیر و زبر کرنا اور ہندوؤن کی نہایت عزیز رسم و رواج کو
مٹانا چاہتے ہین یہہ تھا کہ لارڈ ڈلہوزی نے اس قاعدہ کو سختی سے اختیار کیا تھا کہ جس والی ملک کے
صلبی بیٹا نہو تو اُسکو متبنے کرنے کی اجازت نہ دی جاۓ اور جب مر جاۓ تو اسکا ملک و مال سب
سرکار کمپنی ضبط کرلے اور انہون نے کئی بڑی بڑی ریاستون کو اسی وجہ سے ضبط کرلیا کہ والیان ملک کے
صلبی بیٹا نہ تھا اور خاص علیہ پنشنین جو گورنمنٹ دیتی تھی موقوف کردین ہندوستان کی رعایا اسکو بہت ہی
برا جانتی تھی کہ گورنمنٹ ملک کے آئین و رسم مین بڑی بیجا مداخلت کرتی ہے اس سبب سے گورنمنٹ نے اپنے
دشمن بہت سے پیدا کرلیۓ ۔ ریاستون کی ضبطیون کی کیفیتین اور اسکے نتیجے ہم نے اوپر دو بابون مین بیان
کیۓ ہین کہ اودہ کی ضبطی سے اور چھوٹی چھوٹی ریاستون کے رئیسا کانپنے لگے تھے جو اس امر پر تیار بیٹھے تھے کہ
عمدہ وسائل ایسے پیدا کرین کہ جنکے سبب سے سرکار کمپنی کی عملداری بڑہنے نہ پاۓ اور وہ جسسبب سے زیادہ

والا اقتدار ہوگئی اس اقتدار کو کسی طرح کم کرنا چاہیئے۔ سرکار کمپنی اپنے اقتدار و اختیار پر اور ظاہری امن امان و سلامتی پر مفتخر تھی وہ اپنے اصول کو جو فی نفسہ صحیح و بجا تھے مگر بیہودہ ہندوستانیون کے مذاق کے موافق نہ تھے اسکو بیجا ظلم و ستم جانتے تھے۔ برٹش گورنمنٹ نے اپنے بہت سے تدبیرون سے یہہ ثابت کیا کہ ہندوستانیون کے خیالات کیسے مختلف ہین جسقدر انگریزون نے انہین اپنی خیالات کے نقش جمانے کا دباؤ ڈالا اتنا ہی انہون نے اپنے خیالات کو ترجیح دی کر انگریزون کے ساتھ اپنی کینہ توزی اور بدخواہی کو بڑھایا جو ہندوستانی والیان ملک ایسی عالی دماغ و روشن ضمیر تھے کہ وہ اس بیہودہ بات کا یقین نہین کرتے تھے کہ ہندوستانیون کو انگریز زبردستی عیسائی بنائین گے اور انکے قدیمی رسم و رواج کو تبدیل کرین گے مگر وہ اس بات کو یقین کرتے تھے کہ گورنمنٹ کی یہی خیالات ملک کی ترقی اور آگے چلی تو بہار حکومت بے آنام بجائگی اور ہماری اصلی حکومت کی ہر صفت بہت جلد رخصت ہوجائیگی۔ جب اس طرح سے سارے ملک مین یہہ ناراضی برٹش گورنمنٹ سے اور اسپر نہایت شبہات پھیل رہے تھے تو یہہ توقع نہین ہوسکتی تھی کہ اگر والیان ملک کو کوئی موقع و قابو ہم کو سزا اور گزند پہنچانے کا مل گیا تو اس مین وہ کوشش کرنے مین کسر باقی نہین رکھینگے ایسی حالت مین انگریزون کے استیصال مین سب سے زیادہ مسلمانون مین دہلی و اودھ کے بادشاہی خاندان اور ہندوؤن مین پیشوا کا جانشین دوندوپنتھ نانا صاحب سرگرم ہونگے جنمین سے ہر ایک کسی نہ کسی وجہ سے برٹش گورنمنٹ سے دلی رنجش اور آزردگی رکھتا ہے۔ ہم نے اوپر بیان کردیا ہے کہ اودھ کی ضبطی کا کیا اثر ہوا۔ شاہ اودھ کلکتہ مین بیٹھا تھا اور بارہ لاکھ پنشن لینے سے انکار کرتا تھا اور اس عہدنامہ پر دستخط کرنے سے انکار کرتا تھا جسکے موافق وہ خود ملک کو برٹش گورنمنٹ کے حوالہ کرتا اسنے اپنی ماں اور بیٹے و بھائی کو اپیل کرنے کے لیئے ولایت بھیجا تھا۔ بہادر شاہ کی ناراضی یہہ بیان کی جاتی ہے کہ یہہ بوڑھا ۱۸۳۷ء مین بیس برس سے تخت نشین تھا اور اس کے مرنے کے بعد گورنمنٹ نے یہہ فیصلہ کیا تھا کہ اسکے خاندان مین بادشاہی لقب نہ رہیگا اور اسکا جانشین قطب مین رہیگا اور قلعہ دہلی خالی کرایا جائیگا بادشاہ نے خود اپنے لیئے بطور پیشین گوئی یہہ شعر کہا تھا۔ ؎

اے ظفر اب ہے تجھی تک انتظام سلطنت + بعد تیرے نے ولیعہدی نہ نام سلطنت

بادشاہ کی یہہ پیشین گوئی پوری ہوئی۔ نانا راؤ کی ناراضی کی وجہ اوپر خوب بلبسط تفصیل سے بیان ہوچکی ہے۔ ان تینون مین نانا سب سے زیادہ ہوشیار تھا۔ جب نانا صاحب برٹش گورنمنٹ سے مایوس ہوا کہ اب وہ اسکے مقدمہ پر کچھ توجہ نہین کریگی تو اسنے اپنا ایجنٹ بنا کے عظیم اللہ خان کو بھیجا جو یوروپ مین تین

برس رہا اس عرصہ مین زیادہ تر وہ لندن مین رہا وہ پیرس اور قسطنطنیہ اور کریمیا مین جنگ کے وقت مین گیا کہ انگریز فرانسیسون کے ساتھ ہوکر روسیون سے لڑتے تھے۔ ہندوستان مین تو عظیم اللہ خان کوئی بڑی وقعت وعزت نہ رکھتا تھا نانا کا فقط ایجنٹ تھا مگر لندن مین انگلش سوسائٹی کے اندر شہزادہ سمجھا جاتا تھا اور ایک انگلش لیڈی سے وعدہ ہوگیا تھا کہ وہ ہندوستان مین آکر اس سے شادی کریگی ایک بڑی بوڑھی لیڈی اسکو مشرقی بیٹا کہتی تھی اسکے پاس بہت سی چھٹیان بڑے بڑے انگریزون کی تھین اور دو فرانسیسی چھٹیان تھین جو لاموٹ نے چندنگر کی بابت لکھی تھین جس مین فرانسیسی آباد مین۔ غرض وہ بڑا چلتا ہوا پرزہ نانا صاحب کے ہاتھ آگیا تھا۔

ہندوستانیون کے اسطرح ناراض ہونے کا نتیجہ یہہ تھا کہ انہون نے سرکار کی ہندوستانی سپاہ کے دل مین یہہ یقین کرادیا کہ برٹش گورنمنٹ انکو عیسائی بنانا چاہتی ہے سپاہ مین بھی کچھ بدنظمی اس سبب سے ہوئی کہ اسکے بہت سے قدیمی افسر سول مین چلے گئے تھے۔ سپاہ کے بھرتی ہونے کے قواعد مین سمندر پار جانے کی شرط لگ گئی تھی بہت سا مصالحہ آتش گیر جمع ہو رہا تھا کہ چکنے چربے کارتوسون نے شتابہ لگا کے خوب اسکو بھڑکا دیا جسکا حال مفصل نیچے کے باب مین بیان ہوتا ہے ✤

# باب دوم

## آغاز بغاوت

### سرکاری کامون کے التوا ہونے کا سبب

کل ملکون مین گورنمنٹ کی ساری صورتون مین وہ خوف جو سلطنت کو وحشت زدہ کرتے ہین اور تاریکی مین چلنا شروع کرتے ہین۔ کامیابی مین پیش قدمی اس سے پہلے کرتے ہین کہ ملک کے فرمان روا اسکو صفائی سے دیکھین اکثر انکو زمان ومکان ایسے حاصل ہوجاتے ہین کہ گورنمنٹ کے کامون کی آہستگی اور پیچیدگی انکی شرارتون اور آگے کی ترقی کو روک نہین سکتی ہندوستان مین انگریزی سلطنت کی خاصیت یہ ہے کہ وہ ظن کو یقین بنادیتی ہے انگریز نسل مین قوم مین زبان مین مذہب رسم ورواج وضع انداز رفتار گفتار مین ہندوستانیون سے بالکل مختلف ہین انکی باہمی ہمدردیون اور اغراض مین نقیض وتضاد ہے اس سبب سے حاکم ومحکوم کے درمیان ایک پردہ لاعلمی اور تاریکی کا حائل ہے حکام انگریزی اپنی آنکھون

اور کانون سے دیکھہ بھال اور سن نہین سکتے کہ کیا گذر رہا ہے اور آدمی انکو آگاہ کرنے والے بھی کمتر ہوتے
ہین اگر بعض اتفاقات سے آخر کو کوئی خطا ظاہر ہوتا ہے تو وہ اکثر ادنے افسرون مین جہان سے ان اعلے
افسرون تک اسکے پہنچنے مین بہت وقت ضائع ہوجاتا ہے جنکے کام برائی کو روک نہین سکتے لیکن وہ اسکے
دبانے کے لئے کیئے جاتے ہین کسی بدخواہی کے روکنے کے لئے حسب سررشتہ و ضابطہ خط و کتابت بہت
آہستہ آہستہ عمل مین آتی اور اسکا ہونا ضروری اسلیئے تھا کہ حکومت کے مرجع و آسمہ مرکز کا نظام ہی ایسا تھا
کہ جب کسی کار اہم کی درخواست ہوتی تو کاغذ و قلم سررشتون مین چلتے جہان ایک ضرب و مکا لگانے کی
ضرورت تھی اسکی بجائے ایک چٹھی لکھی جاتی اور یہہ چٹھی افسر پاس نہین جاتی کہ کچھہ کام کر سکے بلکہ وہ دوسرے
افسر پاس جاتی جو اس کام کے کرنے کا اختیار نہین رکھتا اور اس پاس سے تیسرے افسر پاس جاتی
ادنے افسر کے گھر سے تمام درجے کے افسرون کے پاس چکر لگاتی ہوئی گورنمنٹ ہوس تک پہنچتی۔
ہندوستان کی سلطنت کے کل جنگی معاملات کمانڈر انچیف کے سپرد تھے لیکن اس کے اختیارات پر
گورنر جنرل کو فوقیت تھی برائے نام تھوڑا سا اعتماد کمانڈر انچیف کے کامون پر گورنر جنرل کرتا تھا اور اسکے
اختیارات کی حدود کا گونا یا رسا ایسی ناقص مقرر کی گئی تھین کہ اکثر یہہ دیکھا جاتا تھا کہ گورنر جنرل اور
کمانڈر انچیف کے درمیان ناچاقی رہتی تھی جو کبھی ایسی بڑھ جاتی تھی کہ جس سے عام بدنامی ہوجاتی
تھی یا کبھی خوش اخلاقی سے باہم رضامندی ہوجاتی تھی یہہ امر ان دونو کی طبائع پر موقوف تھا
گورنر جنرل اپنے اختیارات سے آگاہ ہوکر بالطبع تمام خالص جنگی معاملات کو کمانڈر انچیف کے ہاتھہ مین
سپرد کرتا لیکن ہندوستان مین تفصیلی انتظام کے دائرہ سے یہہ سوال پیدا ہوتا تھا کہ وہ خالص جنگی
معاملات کیا ہوتے ہین۔ گورنر جنرل کی کونسل کا ایک ممبر کمانڈر انچیف ہوتا تھا جب یہہ دونو
ایک جگہہ ہوتے تھے تو سول اور ملیٹری معاملات کے فیصلہ کرنے مین کچھہ دشواری نہین ہوتی تھی
لیکن اکثر یہہ ہوتا تھا کہ گورنر جنرل مع اپنی ملیٹری سکرٹری کے ملک کے ایک سرے پر ہوتا تھا
اور کمانڈر انچیف مع اپنے ایڈجوٹنٹ جنرل کے ملک کے دوسرے سرے پر۔ ایسا ہی اتفاق ۱۸۵۷ع
کے اول حصہ مین ہوا کہ لارڈ کیننگ کلکتہ مین تھے اور جنرل این سن کا اوضس بالائے ہند مین تھا اور
وہ خود بنگال کے اضلاع زیرین مین تھے اور ایڈجوٹنٹ جنرل میرٹھہ مین تھا ان تمام حاکمون کو چھپنے
کا، توسون کے باب مین کچھہ کام کرنا ضرور تھا انتظام ایسا ہے کہ ان تمام منتشر ایجنسیون کو مرکزی حکومت پر

ملا تھا اس سبب سے ایک حضرت ناک التوا ہوتا تھا چٹھیون کا دفترون مین آنے جانے کے سبب بہت عرصہ لگتا جس مین دشمن اپنا کام بیٹھے ہوئے بنا یا کرتے یہہ تمہید اسلئے لکھی ہے کہ جہان احکام کے جاری ہونے مین التوا ہوا اسکا سبب جو ہم نے اوپر بیان کیا سمجھنا چاہیئے۔ گورنر جنرل کو ہندوستان مین آئے ہوئے ایک سال ہوا تھا انکو اسوقت کی مشکلات پر آگاہ ہونا مشکل تھا مگر انکے پاس بڑی بڑے دیرینہ تجربہ کار مشیر موجود تھے اپنر اعتماد کرنا دانائی تھی اسوقت کرنیل رچرڈ برچ ملیٹری سکرٹری تھے وہ پہلے بڑے بڑے عہدون کے کامون کو بہت خوبی دنیکنامی کے ساتھ سرانجام دے چکے تھے۔ لارڈ ڈیل ہوزی نے انکو منتخب کرکے ملیٹری سکرٹری مقرر کیا تھا ملیٹری سکرٹری خود مختار نہین ہوتا مگر ایسے زمانہ مین جیسا کہ یہہ تھا گورنمنٹ کی مدد کرنی اور اسکے کامون مین سرعت کرنی اسکا کام تھا۔ اسوقت کامون مین انہون نے سہل انگاری کی جب انکو یہہ اطلاع ہوئی کہ دمدم مین سپاہ بر سر فساد ہے تو انہون نے اس بغاوت کے جھوٹ سچ سبب کی تحقیقات شروع کی اور وہ خود اورڈی نینسی ڈپارٹمنٹ کے چیف پاس اس بات کے دریافت کرنے کے لیے گئے کہ کیا گیا ہے وہان جاکر کارتوسون کا حال دریافت کرکے گورنمنٹ کو رپورٹ کردی جسپر احکام گورنمنٹ کے کارتوس کے باب مین جاری ہوگئے کہ وہ ہندوستانی سپاہ کو نہ دئیے جائین۔

۱۸۵۳ء مین انگلنڈ سے چکنے کارتوسون کے بکس آئے وہ سپاہ مین تقسیم کرنے کے لیے نہین آئے تھے بلکہ اس امتحان کے لیے آئے کہ یہان کی آب وہوا کا اثر انپر کیا ہوتا ہے۔ انکی ساخت مین چربی داخل تھی اسوقت کرنیل ہنری ٹکر بنگال کی سپاہ کے ایڈجوٹنٹ جنرل تھے انہون نے دسمبر ۱۸۵۳ء مین کمانڈر انچیف کی راے کی اطلاع ملیٹری بورڈ کے سکرٹری کو دی کہ جب تک یہہ نہ معلوم ہو کہ کارتوسون مین چکنائی جو کام مین لائی جاتی ہے وہ اس قسم کی تو نہین ہے جو سپاہیون کی ذات کے تعصب مین خلل انداز ہوکر انکو ناراض کرے وہ ہندوستانی سپاہ کو نہین دینے چاہیئے گورون کی سپاہ کو دئیے جائین لیکن یہہ نہین معلوم ہوتا کہ اس راے کا ملیٹری بورڈ پر کچھ اثر ہوا۔ وہ ہندوستانی گارڈ کو فورٹ ولیم اور کانپور اور رنگون مین دئیے گئے سپاہیون نے انکے لینے اور کام مین لانے مین کچھ عذر نہین کیا اسکا امتحان کئی مہینے تک کیا گیا اور انگلنڈ کو رپورٹ بھیجی گئی کہ سپاہیون کو اسکے استعمال مین کچھ عذر و اعتراض نہین ہے۔ ملکہ کی ساٹھوین رجمنٹ ہندوستان مین تھی

اسکی دونالی بندوقون کے کارتوس مین صرف باروت ہوتی اور کارتوس سے جدا گولی ایک باریک کپڑے مین جو موم وتیل سے چکنایا ہوا ہوتا لپٹی ہوئی ہوتی۔ ہندوستانی سپاہیون کو یہی دونالی بندوق اور کارتوس دیئے گئے جسپر سپاہیون نے کوئی اعتراض نہین کیا چکنائی جو کام مین آتی تھی اس مین کوئی قباحت نہین جانتے تھے اور کارتوس کے کاغذ پر کوئی شبہ نہین کرتے تھے ۱۸۵۶ء انگلش برون بس کی بجائے انفیلڈ رائفل گورون کی سپاہ کو دی گئی اور انکے واسطے اول اول چکنے کارتوس ولایت سے بھرتیہ آتے تھے اور اسکے ساتھ انگلنڈ سے یہہ احکام بھی آئے کہ اس قسم کے کارتوس کلکتہ اور میرٹھ مین ڈپی نینس ڈیپارٹمنٹ نبائے موم وتیل سے جو کارتوس چکنائے جاتے تھے وہ اپنے استعمال کے وقت کام دے جاتے تھے مگر کارتوسون کی بندوقون مین کام نہین دیتے تھے اسلیئے کہ انکی چکنائی جلد جاتی رہتی تھی بس انفیلڈ رائفل کے لیئے کارتوسون مین چکنائی چربی سے دی جانے لگی جس مین یہہ تمیز نہ تھی کہ وہ چربی کس جانور کی ہے گائے بھیڑ یا سور اور بکری کی ہے اگرچہ اسمین سور کی چربی نہ تھی مگر گائے کی چربی ضرور تھی۔

۲۹ - جنوری ۱۸۵۷ء کو گورنمنٹ کا ایک سرکیولر جاری ہوا کہ جب ہندوستانی سپاہ کے واسطے کارتوس بنائے جائین تو اس مین صرف بکری اور بھیڑ کی چربی کام مین لائی جائے اور سور اور گائی کی چربی ہرگز ہرگز کام مین نہین لائی جائے۔ لیکن اور ڈینی نینس ڈیپارٹمنٹ گورون کے لیئ کارتوس انگلنڈ کے حکم سے بناتا تھا اسکے حکم مین چربی کی کوئی قید نہین لگائی گئی کہ وہ کس جانور کی ہو۔ یہہ سچ بات ہے کہ دونو فورٹ ولیم اور میرٹھ کے ہیڈکوارٹر آرٹلری میرٹھ مین کارتوس مکروہ چربی سے چکنائے جاتے تھے۔ اکتوبر ۱۸۵۶ء مین دمدم کلکتہ سے ۲۲۵۰۰ کارتوس انبالہ کے لیئے اور ۱۴۰۰۰ کارتوس سیال کوٹ کے لیئے روانہ ہوئے مگر یہہ سچ نہین ہے کہ وہ ہندوستانی رجمنٹون کے استعمال کے لیئ بھیجے گئے تھے اسواسطے ابھی وہ وقت نہین آیا تھا کہ مسکٹری سکول (بندوق بازی کے سکھانے کا مدرسہ) مین کسی قسم کے کارتوس بھیجے جاتے۔

جب پرانی بندوق کی کلکتہ مین رجمنٹ سپاہیون کو ملین اسکے لیئ ایک مختلف قسم کی ضرورت تھی تاکہ کل ہندوستانی سپاہ یہہ ڈرل جلدی سے سیکھ جائے تو ڈپو ایسے مقامات مین نبائے کہ جہان ہر پلٹن کے منتخب سپاہیون کو تعلیم پانا آسان ہو۔ جو اس ڈرل کو سیکھ کر تمام رجمنٹون کو سکھادین۔ ان ڈپوؤن مین انفیلڈ رائفل جن سپاہیون کو ملی تھین وہ کلکتہ سے قریب دمدم کی چھاونی مین تھا اور وہ بالائے ہند مین انبالہ و سیالکوٹ کی چھاونیون مین

تھے سپاہی عموماً اس بندوق کے استعمال مین نوآموز تھے وہ اس نئی بندوق کی ساخت اور صفات کو اسکے
اجزا کی تحلیل کو پھر اجزا کی ترکیب کو مشقت ونشانہ لگانے کو سیکھتے تھے ان باتون کے سیکھنے مین اور جاڑی
کے موسم کے آنے مین ابھی ہفتون کی دیر تھی اتبک قواعد مین پرانی بندوقین اور کارتوس کام مین آتے تھے
جو تیل اور موم سے چکنائے جاتے تھے - کارتوسون کی نسبت کمانڈر انچیف نے کلکتہ کو تار بھیجا کہ چکنے
کارتوس مدت سے بغیر کسی اعتراض وخوف کے کام مین آتے ہین لیکن ہیڈ کوارٹرون مین یہہ خیال کیا گیا
تھا اگر ایک دفعہ اور چکنے کارتوسون کے باب مین توجہ کی گئی تو ہر ایک سپاہی جو پرانے کارتوس کام مین
لاتا ہے انکے استعمال سے خوف زدہ ہوگا * یہہ توہم صحیح تھا یا غلط تھا وہ سپاہیون کے دلون مین ایک
مقام سے دوسرے مقام مین منتقل ہوا اس دہشتناک خوف سے سپاہی صفین مین آئے سچ سے جھوٹ
اگاڑی بڑھ گیا یہہ امر مشتبہ ہے کہ احکام یا اشتہارات اس دہشت کو سپاہیون کے دلون سے دور
کرتے وہ تو الکٹرسٹی کی رو کی طرح ایک چھاونی سے دوسری چھاونی مین دوڑ رہی تھی اور سپاہیون کے دلون کو
سرکار کی طرف سے منحرف کر رہی تھی یہہ صاف ہے کہ سپاہیون کے دلون پر خوفناک دھوکے نے قبضہ کر لیا
تھا انکے دلون سے اس دھوکے کے دور کرنے کی ہر معقول تدبیر کرنی عین صواب تھی مگر اب اول ہی منزل مین
سپاہی عقل کی بات ماننے سے گریز و پرہیز کرتے تھے وہ چکنائی نہ تھی بلکہ چربی تھی جو سپاہیون کو برافروختہ
کر رہی تھی - برسون سے ہندوستانی ہاتھون سے توپون کے پہیون اور گاڑیون مین مکروہ وممنوع چکنائی
کام مین لائی جاتی تھی کبھی اس ناراضی کی آواز نہین سنی گئی - کلکتہ اور میرٹھ مین چکنے کارتوس ہندوستانی
بناتے تھے اور میرٹھ مین تو برہمنون کے لڑکے بھی انکو بناتے تھے اس سے یہہ خیال ہوا کہ سپاہیون کو
ان کارتوسون کے سرون کے منھ سے کاٹنے مین صرف اعتراض ہوگا یہہ سچ ہے کہ چکنائی کارتوس کے
اس حصہ مین لگائی گئی تھی جو منھ کے اندر ہونٹون کے لگنے سے پرے جاتا تھا اسلئے میجر بنٹن کی رائے
کے موافق یہہ تبدیلی کی گئی کہ کارتوس بجائے دانتون سے کاٹنے کے ہاتھ کی چٹکی سے کاٹے جائین مگر سپاہیون
اس سے مطمئن نہین ہوا انہون نے کہا کہ ہم کو دانتون سے کارتوسون کے سرون کے کاٹنے کی عادت ہمیشہ ایسی پڑی
ہے کہ ہم انکو بے اختیار اپنے دانتون کے اندر لے جائینگے خاص کر جنگ کے وقت - ہندو مسلمانون دونو کو
ایسی مہلت ملی تھی کہ کیا تو وہ سچے دل سے گورنمنٹ کی طرف ہو جاتے یا اس سے بالکل منحرف یہہ بات آسان تھی
کہ گورنمنٹ سپاہیون کو ترغیب دیتی کہ وہ اس کل معاملہ کو اپنے ہاتھ مین لے لین اور جس طرح سے چاہئے وہ

کارتوسون کو چکنا کرین اور اپنی وضع پر انکو استعمال کرین مگر سپاہیون کے دلون مین ایسے بیہودہ شبہات و وسوسے زمانہ گذشتہ نے بھر دئیے تھے کہ بالفعل انکو ایسا سنہ چڑھ گیا تھا کہ وہ گورنمنٹ کی کسی بات کا یقین ہی نہین کرتے تھے ❊

چنوری ۱۸۵۷ء کو میجر جنرل ہیرسی کمانڈنگ پریسیڈنسی ڈویزن نے دو چٹھیان ایڈجوٹنٹ جنرل افواج کو بھیجین کہ فوراً گورنمنٹ انڈیا کی خدمت مین وہ بھیجی جائین انمین سے ایک چٹھی کپتان رائٹ کی تھی جو افسر کمانیر رائیفل انسٹرکشن (بندوق چھوڑنے کی تعلیم) دمدمہ کے تھے جس مین یہ بیان تھا کہ ہندوستانی سپاہیون مین جو یہان بندوق چھوڑنی سیکھنے آئے ہین انمین ایک بڑی ناخوشی کارتوسون کے چکنے بنائے جانے کے باب مین پھیل رہی ہے بعض مفسد فتنہ انگیز آدمیون نے یہہ افواہ اڑا دی ہے کہ انمین گائے اور سور کی چربی ملا کر لگائی جاتی ہے اس افواہ کا یقین ایک میگزین کے خلاصی نے سپاہیون کو اسطرح کرا دیا ہے کہ اسنے ۲۔ رجمنٹ کو ہندوستانی پیدل کے ایک برہمن سپاہی سے کہا کہ مجھے اپنے لوٹے سے پانی پلا دو اسنے کہا کہ مین نہین جانتا کہ تو کس جات کا ہے اسلیئے مین تجھے اپنے لوٹے سے پانی نہین پلاؤنگا تیرے پانی پلانے سے وہ ناپاک ہو جائے گا۔ تو خلاصی نے فوراً یہہ کہا کہ اب تمہاری جات بھی جانے کو ہے ابھی تم کو وہ کارتوس منہ سے کاٹنے پڑین گے جو گائے اور سور کی چربی سے چپڑے ہوئے ہین"۔ کپتان رائٹ نے یہہ بھی کہا کہ اس سے دمدم کے بعض آدمیون نے یہہ کہا کہ سارے ہندوستان مین گائے اور سور کی چربی سے ان کارتوسون کے چکنائے جانے کی شہرت ہو گئی اگر ہم اپنے وطن مین جائین گے تو ہماری برادری کے آدمی ہمارے ساتھ کھانے پینے کے نہین"۔ مین نے انکو یقین اس بات کا دلایا جسکا مجھے خود یقین تھا کہ کارتوسون کے بنانے مین بھیڑ کی چربی اور موم کام مین آتے ہین جسکا جواب انہون نے یہہ دیا کہ ایسا ہو لیکن ہمارے دوست اسکو باور نہین کرین گے ہم کو اسکے اجزا خود بازار سے خریدنے دو اور ہم ہی کو کارتوس بنانے کی اجازت دو تو ہم جانین گے کہ کیا چیز کارتوس کے بنانے مین کام آئی اور ہم اپنے ہمراہی سپاہیون کو اور لوگون کو یقین دلائین گے کہ کارتوس مین کوئی چیز ایسی نہین ہے کہ وہ ہماری جات مین ممنوع ہو"۔

دوسری چٹھی جو جنرل ہیرسی نے بھیجی تھی وہ میجر بنٹن صاحب افسر ڈپو سکٹری (بندوق بازی کا فن) دمدم کی تھی جس مین یہہ بیان کیا گیا تھا کہ جب کپتان رائٹ صاحب کی چٹھی میرے پاس پہنچی تو مین نے ڈپو کے ہندوستانی سپاہیون کو پریڈ پر بلایا اور مین نے انسے کہا کہ جو شکایتین تم کو ہون انکو عرض کرو کم از کم مقتضای

سپاہی جنمین مہیکیشہ افسر داخل تھے آگے بڑہے اور انہون نے نہایت مودبانہ صاف صاف بیان کیا کہ نئی بندوق کے لیئے کارتوس بنائے جانے کی ترکیب جو بالفعل ہے اسپر ہم کو اعتراضات ہین کہ ان چیزون سے جو ہمارے مذہب مین ممنوع ہین کارتوس چکنائے جاتے ہین انکا کاٹنا ہمارے مذہب کے خلاف ہی عاجزانہ یہ درخواست کرتے ہین کہ انکے چکنا کرنے مین موم اور تیل ایسی اندازہ سے کام مین لائے جائین جو حصول مقصود کے لیئے کافی ہون" جنرل ہیرسی نے یہہ سفارش کی" کہ انفل ڈپو کے کمانیر کو حکم دیا جائے کہ وہ بازار مین سے وہ اجزا جو ضرور ہون خرید کر کے سپاہیون کو دیدے کہ وہ کارتوس اپنے آپ بنالین اور کارتوسون مین اس قسم کا کاغذ استعمال کیا جائے جو اب تک بندوق کے کارتوسون کے کام مین آتا ہے مجھے یقین ہے کہ اسطرح سپاہیون کے دلون کی خلش مٹ جائیگی جنرل کی درخواست کا یہہ جواب دیا گیا کہ یہہ ناممکن ہے کہ پرانا کاغذ نئے رفل مین کام مین لایا جائے اسلیئے کہ رفل کا سوراخ نسبت بندوق کے بہت چھوٹا ہے جسکے لیئے باریک کاغذ کا ہونا ضرور ہے تم سپاہیون کو اطلاع دیدو کہ وہ پتلا کاغذ ایسی مصالحہ سے نبایئن جسسے پہلے کاغذ بنا تھا اور چکنائی کی نسبت وہ سپاہیون سے کہدے کہ گورنمنٹ نے حکم دیدیا ہے کہ موم اور تیل سے کارتوس چکنائے جائین اور اس چکنائی سے سپاہی اپنے آپ کارتوس چکنا کرین یہہ احکام ہندوستانی سپاہ کو سنائے گئے مگر انکا نتیجہ کچھ نہین ہوا۔ انکا جو کارتوسون کی نسبت مذہبی اعتراض تھا وہ رفع نہوا اور انہون نے بے باکانہ اپنے خوفون کو بیان کیا۔

کلکتہ سے سولہ میل کے فاصلہ پر بارک پور مین بہت بڑی چھاونی کی سپاہ تھی جس سے بہتر ہندوستان مین کوئی چھاونی نہین تھی اور انگریزون کی بڑی آمد و رفت رہتی تھی۔ گورنر جنرل کی کوٹھی بڑی خوشنما بنی ہوئی تھی جس مین گورنر جنرل آنکر رہتے تھے یہان سے باغیانہ شگوفے کھلنے شروع ہوئے۔ اس وقت پریسیڈنسی ڈویزن کا صدر مقام بارک پور مین تھا اس مین ہندوستانی سپاہ کی چار رجمنٹین تھین دوسری گرانڈ یر ۴۳۔ ہندوستانی رجمنٹ ۳۴ وین لائٹ انفنٹری اور ۷۰ وین ہندوستانی پیدل پلٹن۔ برگیڈیر جنرل گرمینٹ اس چھاونی کے کمانیر افسر تھے۔ اور اس ڈویزن کے جنرل جان ہیرسی تھے وہ بڑے جوانمرد دلیر شہسوار سپاہی تھے وہ سپاہ کے بڑے مزاج شناس تھے وہ سپاہیون کے دکھہ درد رنج مین انکے بڑے ہمدرد اور دل سوز تھے وہ سپاہیون کی خو کو سمجھتے تھے وہ سپاہ کی زبان

اور عادات سے خوب واقف تھے انکی برابر باتون مین کوئی اور افسر نہ تھا۔ انہون نے خوب سمجھ لیا کہ سپاہی اس وقت بڑے خوف و اندیشے مین ہین وہ ان افسرون مین نہ تھے جو یہہ سمجھتے تھے کہ کالے آدمیون کو گورے افسرون کے ارادون پر شبہہ کرنے کا کوئی حق ہی نہین ہے۔ انہون نے ۲۷ جنوری ۱۸۵۷ء کو لکھا کہ کلکتہ مین جو دھرم سبھا ہے اسنے یہہ شہرت دیکر کہ گورنمنٹ کا یہہ ارادہ ہے کہ سپاہیون کو عیسائی بنائے سپاہیون کے دلون مین گورنمنٹ کی طرف سے برے وسوسے پیدا کردیئے ہین انہون نے یہہ بھی بیان کیا کہ ان شہرتون کی کچھہ وقعت میرے دل مین نہ پیدا ہوتی اگر اسکے ساتھہ ہی رانی گنج مین ایک بنگلہ نہ جلایا گیا ہوتا اور چند ہی روز مین بارک پور مین تین جگہہ جن مین ایک ٹیلیگراف آفس کا بنگلہ بھی تھا آتش زنی نہ ہوئی ہوتی جنرل ہیرسی نے یہہ بھی بیان کیا کہ شاید گورنمنٹ کے حیران پریشان کرنے کے لیئے یہہ کام اس گروہ نے کیا ہو جو ہندو بیواؤن کے دوبارہ شادی کرنے سے ناراض تھے۔

ناراضی کے دو وجوہ خاص مذہب سے متعلق

ہم نے اوپر مفصل بیان کردیا ہے کہ بیوہ عورتون کے دوبارہ شادی کے باب مین قانون نافذ ہونے سے اور مدارس کے اور ریلوے اور ٹیلیگراف کے جاری ہونے سے پکے اور کٹے ہندوؤن مین ناراضی پھیل رہی تھی اور انکے دلون مین وسوسے پیدا ہوے ہے تھے کہ انکے رسم و رواج و مذہب کے برباد کرنیکی دھن مین انگریز لگے ہوئے ہین اور اسکے لیئے ایک تدبیر کے بعد دوسری تدبیر کرتے جاتے ہین کہ سب ہندوستانی سور کھانے اور گائے کھانے سے فرنگی بن جائین۔ بعض ہندو اپنے مذہب کے دیوانے برٹش گورنمنٹ کے بدخواہ اور دشمن تھے وہ سپاہیون کے دلون مین یہہ خیال پیدا کرنے کے لیئے بڑی سرگرمی سے وعظ سنا رہے تھے کہ گورنمنٹ کی ایک منتظم و منضبط حملہ قدیمی مذہب و رسم و رواج پر کر رہی ہے جسکا ثبوت یہہ ہے کہ وہ کارتوس سپاہ کے منہہ سے کٹوانی ہے جس مین گائے کی چربی لگی ہوئی ہے وہ یہہ بیان کرتے تھے کہ گورنمنٹ مدت سے اس تدبیر کے درپے تھی کہ کوئی ظاہری رسم ایسی جاری کردے کہ جس سے ہندوؤن کی جات کی پابندی ٹوٹ جائے سو اس کارتوس سے گورنمنٹ کی مدت کی آرزو برآئیگی۔ جب ہندو اس کاغذ کو کاٹین گے جو گائے کی چربی سے چکنا یا ہوا ہے تو انکی جات باقی نہ رہیگی۔ برہمن جات کے نہ رہنے سے برادری سے خارج ہوتے ہین انکے ہان کوئی دینی عذاب اور دنیوی ذلت جات کھونے کے برابر نہین جات جانے سے انکے دین و دنیا دونو خراب ہوتے ہین۔ اس جات کے باب مین لارڈ لارنس اپنی ایک چٹھی مین لکھتے ہین کہ ایک خیرخواہ سپاہی نے انسے کہا کہ ہندوستانی سپاہیون مین یہہ عموماً یقین تھا کہ انگریزون نے یہہ مستقل ارادہ کرلیا ہے کہ انکی جات اور مذہب کو بالکل غارت

کرے اور یہہ یقین ایسا پختہ ہے کہ جب مین سپاہیون کے دوستون اور رشتہ دارون سے گفتگو کرتا اور لڑتا تاکہ یہہ خیال انکے دل سے دور ہو جائے تو آخر کو انکے دلائل سنکر مجھے خود یقین ہوتا کہ انکے خیالات سچ ہین جب مین آپ سے باتین کرتا ہون اور آپ کی باتین سنتا ہون تو مجھے معلوم ہوتا ہے کہ سپاہیونکے یہہ خیالات کیسے بیہودہ ہین انگریزی افسر اس بات کو بہت کم جانتے ہین کہ اس بات کا نقش سپاہیونکے دلون پر پتھر کی لکیر ہو رہا تھا کہ پانچ برس کا عرصہ گذرتا ہے کہ یہہ یقین موجود تھا کہ جب گرینڈ ٹرنک روڈ (دہلی اور کلکتہ کی درمیانی سڑک) پر برداشت خانے پڑاؤن پر گورنمنٹ نے بنائے ہین تو یہہ کہا گیا تھا کہ جات کے برباد کرنے کی غرض سے یہہ تدبیر کی گئی ہے کہ پہلے سے ان برداشت خانون مین ناپاک قسم کی خوراک تیار کی جائے جسکو بمجبوری سپاہی اور آدمی خریدین اور کھائین" بس اس جات کے جانے کے خوف سے سپاہیون نے آپس مین اتفاق کر لیا کہ کارتوس کاٹنے سے انکار کرین گے۔ جنرل ہیرسی نے جو بارک پور مین بنگلون مین آتش زنی کی رپورٹ بھیجی تھی اس سے معلوم ہوتا تھا کہ سپاہیون کے سینون مین جو غصہ کی آگ بھڑک رہی تھی اسکے شعلون کو بنگلون کی آتش زنی مین انہون نے علی الاعلان دکھلایا کہ انگریز متنبہ ہو جائین کہ ہمارے دلون مین انکی طرف سے کیسی ناراضی اور رنجش بھری ہوئی ہے۔

جنرل لو ممبر سپریم کونسل نے اودھ کی غیر آئینی سپاہ کی نسبت لکھا کہ میری راے مین آئینی رجنٹ کو جو کارتوسون کے کاٹنے مین انکار ہے وہ کچھہ گورنمنٹ اور اسکے افسرون کے ساتھہ بدخواہی اور بیوفائی کے سبب نہین ہے بلکہ انکو سچا اور بے ریا خوف یہہ ہے کہ ان کارتوسون کے چکنا کرنے کی ترکیب ایسی مشہور ہو رہی ہے کہ اسکے کاٹنے سے انکی جات مین خلل اور فتور آئیگا جس سے انکی عزت و آبرو مین بٹا لگ جائیگا خلاصہ یہہ ہے کہ اگر وہ ان کارتوسون کو کاٹین گے تو وہ سخت گناہ گار اپنے مذہب کے موافق ہونگے۔

جنرل ہیرسی سپاہیون کے تعصبات سے خوب واقف تھے کہ وہ آسانی سے مشتعل ہو جاتے ہین اسلیئے انہون نے چاہا کہ بارک پور مین ایک خاص کورٹ اجلاس کرے جس مین یہہ تحقیقات کی جائے کہ سپاہی کیا کہتے ہین اور کیا دیکھتے ہین" اس مطلب کے لئے ۲۔ رجنٹ ہندوستانی گرانڈیر کے منتخب حصہ سے شہادت لی جائے کہ نئی بندوق کے کارتوسون کے کاغذ پر ہم کیا اعتراض ہوتے ہین۔ ۶۔ فروری کو کورٹ نے اجلاس کیا اور بیج ناتھہ سپاہی بلایا گیا اور اسکا اظہار قلم بند ہوا اس سے پوچھا گیا کہ کارتوسون پر تم کچھہ اعتراضات کرتے ہو اس نے جواب دیا کہ ہان مجھے یہہ شبہ ہے کہ یہہ کاغذ میری جات پر اثر کریگا اس سے پوچھا گیا کہ

تمہارے اس شبہ کی وجہ کیا ہے اس نے جواب دیا کہ یہہ ایک نئی قسم کا کاغذ ہے جسکو مینے پہلے کبھی نہین دیکھا اس نے یہہ رپورٹ سنی ہے کہ کاغذ مین چربی ہے یہہ بازار کی شہرت ہے " اس سے کہا گیا کہ وہ بہت خبرداری سے کاغذ کا امتحان روشنی مین کرے اور کورٹ کو مطلع کرے کہ کونسی چیز اس مین قابل اعتراض اسنے دیکھی اسنے جواب دیا " کاغذ کے باب مین مجھے شبہ اس سبب سے پیدا ہوا کہ وہ سخت ہے اور کپڑے کی طرح پھٹتا ہے وہ اس پرانے کاغذ سے مختلف ہے جو ابتک ہم مین مستعمل تھا دوسرا گواہ چاند خان نے بھی کاغذ پر اعتراض کیا کہ وہ کرخت ہے اور وہ جلتا ایسا ہے کہ معلوم ہوتا ہے اس مین چکنائی ہے اس سے یہہ سوال کیا گیا کہ جب کاغذ جلایا گیا تھا تو تو اسوقت موجود تھا اس نے جواب دیا " ۹ تاریخ کی شام کو کارتوس کے کاغذ کا ایک ٹکڑا پانی مین ڈبوا گیا اور پھر جلایا گیا تو اس مین چرچر کی آواز آتی تھی اور اسکے جلنے مین بو ایسی آتی تھی جس سے معلوم ہوتا تھا کہ چکنائی اس مین ہے " ایک کاغذ کا ٹکڑا کورٹ مین جلایا گیا تو چاند خان اس مین چکنائی کو نہین بتا سکا لیکن جب اس سے پوچھا کہ اب بھی تمکو اپنا اعتراض باقی ہے تو اس نے کہا " مین اس کاغذ پر جو استعمال مین آتا ہے یہہ اعتراض کرتا ہون کہ ہر ایک شخص اس سبب سے اسپر اطمینان نہین رکھتا کہ وہ موم جامہ کی طرح چمکتا ہے۔ ہندوستانی افسر صوبہ دار خدا بخش نے بیان کیا کہ مجھے کارتوس پر اعتراض نہین ہے لیکن مین جانتا ہون کہ چھاونی مین عموماً یہہ شہرت ہے کہ کاغذ مین چربی لگائی گئی ہے ایک اور جمعدار گلاب خان نے کہا کہ میرے دل مین یقین ہے کہ اس مین چکنائی ہے وہ اس کاغذ سے مختلف ہے جو ابتک کارتوسون کے لیئے استعمال کیا جاتا تھا۔ جنرل ہیرسی نے اس کورٹ کے اجلاس کی یہہ رپورٹ بھیجی کہ گواہون کے بیانات سے میری یہہ رائے قائم ہوئی ہے کہ کارتوس کے کاغذ کی ساخت کی نسبت بغیر کسی وجہ کے نہایت سفیہانہ بے اصل شبہ برگشتہ بختی سے عام ہندوستانی افسرون وسپاہیون کے دلون مین پیدا ہوا ہے اور اس احمقانہ خیال نے انکے اندر ایسی جڑ پکڑی ہے کہ میری رائے مین اسکے اکھیڑنے مین کوشش کرنی عبث اور عقل کے خلاف ہے مین یہہ التماس کرتا ہون کہ گورنمنٹ اسپر غور کرے اور میری رائے ہے کہ گورنمنٹ حکم صادر کرے کہ اس نئی بندوق کا کارتوس اس قسم کے کاغذ سے بنایا جائے جس سے ولایتی میگزینون مین ابتک پہلی بندوقون کے لیئے بنایا جاتا تھا کہ اس طرح سے بے اصل شبہ اور اعتراض بالکل رفع دفع ہوجائے " میجر ہیرسی باوجود اپنی مشرقی تجربہ کاری کے اس بات کو نہین سمجھے کہ جب

کسی جاہل فرقہ کے بڑبڑانے اور دہمکیون سے اسکی درخواستین منظور کی جاتی ہین تو اسکی کمزوری اور حماقت اور زیادہ ہوتی ہے۔

جنرل ہیرسی نے کورٹ کی اس تحقیقات کی رپورٹ بہیجنے کے بعد گورنمنٹ کو لکہا کہ "ہم بارک پور مین ایک سرنگ پر بیٹہے ہین جو عنقریب اڑنے کو ہے" ۳۴ رجمنٹ کے ایک جمعدار نے انکو مطلع کیا کہ کیسے پرخوف و خطر حالت ہے کورٹ کی تحقیقات سے ایک دن پہلے دو یا تین آدمی میرے پاس آئے اور مجہے پریڈ کے میدان مین لے گئے جہان مین نے دیکہا کہ اس چہاونی کے مختلف رجمنٹون کے سپاہیون کا ایک جمگہٹ لگ رہا ہے انہون نے اپنے سرون پر کپڑے ایسے ڈہک لئے ہین کہ تہوڑا ہی سا چہرہ دکہائی دیتا ہے انہون نے مجہ سے کہا کہ ہمارے ساتہ ہوجاؤ مین نے کہا کس کام کے لیئے آپ مجہے اپنے ساتہ کرنا چاہتے ہین انہون نے جواب دیا کہ ہم سب اپنے مذہب کے لئے مرنے کو راضی ہین اگر ہم سے ہوسکا تو ایسا بندوبست کرین گے کہ دوسری رات کی شام (۶- فروری ۱۸۵۷ء) کو چہاونی کو لوٹ لین گے اور تمام یوروپین افسرون کو مار ڈالین گے اور جہان جی مین آئیگا چلے جائین گے۔ جنرل ہیرسی نے گورنمنٹ کو اس امر سے مطلع کیا اور بتلایا کہ دارالسلطنت کے قریب چار پانچ ہندوستانی رجمنٹون کا پاس ہونا بڑا خطرناک ہے اور آگے یہہ بیان کیا" آپ کو خیال کرنا چاہیئے کہ اس سارے کام مین ہندوستانی افسر کسی کام کے نہین درحقیقت وہ اپنے سپاہیون سے ڈرتے ہین اور کوئی کام دلیرانہ نہین کرسکتے جو کچہ وہ کرسکتے ہین یہی کہ سب سپاہیون سے علیحدہ ہو بیٹہیں اور اس کام کے کرنے مین فقط انکو یہہ توقع ہے کہ انپر لعنت ملامت یہ نہین ہوگی کہ وہ مستعدی سے اس پیچ مین پہنسے ہوئے تہے ہمیشہ سے یہی ہوتا آیا ہے اور جب تک ہندوستان مین ہماری بادشاہی رہیگی یہی ہوتا رہیگا سر چارلس میٹکاف نے کیا خوب کہا ہے کہ وہ کسی خاص صبح کو جاگ کر دیکہے گا کہ انگلش تاج نے ہندوستان کو کہو دیا ہے (یعنی جیسا ہندوستان ان مین جلد ہاتہ آیا ہے ایسا ہی ایک رات مین جلد نکل جائیگا) ۶- فروری کو ۷۰ وین رجمنٹ کے ایک یوروپین افسر کو اسکی کمپنی کے سپاہی نے اطلاع دی تہی کہ اس چہاونی مین چار ہندوستانی رجمنٹ بیٹہی ہین کہ انکی ذات بزور بگاڑی جائیگی اور وہ عیسائی بنائی جائینگی وہ اپنے افسرون کے خلاف سرکشی کرنی چاہتی ہے وہ اپنے افسرن کو مار کر اور انکے بنگلون کو جلا کر کلکتہ جائینگین اور فورٹ ولیم کے قلعہ پر قبضہ کرنے کے لیئے کوشش کرینگین اگر اسپر قبضہ کرنا انکی قدرت سے باہر ہوگا تو وہ خزانہ پر قبضہ کرینگین۔

جنرل ہیرسی کی رپورٹ

اپنے دیکہا ان کا

جمعدار نے جو کچھ جنرل ہیرسی سے عرض کیا تھا اس سے انکو یقین ہو گیا کہ سپاہ مین بغاوت کا عزم مصمم پختہ ہو گیا ہے اسلیئے ضرور ہے کہ سپاہ کو جمع کر کے سمجھایا جائے کہ انکو جو اپنی جات جانے کا خوف ہے وہ بالکل بے اصل و باطل ہے انہون نے ۹- فروری کو برگیڈ کو پریڈ پر جمع کیا اور سپاہیون کی زبان مین وہ انسے مخاطب ہوئے نہایت مستعدی اور صفائی سے سپاہیون کو سمجھایا کہ انکے دل مین حماقت سے یہہ خوف سما گیا ہے کہ گورنمنٹ یا اسکے افسر انکی جات مین یا مذہبی تعصبات مین مداخلت کرنی چاہتے ہین تم کو اس کا یقین ایک لمحہ بھی کرنا نہین چاہیئے کہ وہ زبردستی عیسائی بنائے جائینگے اسکا بطلان نہایت فصاحت سے بیان کر دیا۔" مین نے انسے کہا کہ انگلش پروٹسٹنٹ عیسائی اہل کتاب ہین وہ کسی شخص کو اپنے مذہب مین داخل نہین کرتے ہین سوا رجوان بالغ آدمیون کے جو پڑھ سکتے ہین اور پوری طرح ان احکام کو سمجھ سکتے ہین جو ہماری کتاب مین لکھے ہوئے ہین اگر لوگ آئین اور ہمارے قدمون مین سر رکھکر عاجزی سے کہین کہ ہمکو عیسائی کر لو تو وہ اہل کتاب عیسائی نہین بنایا جائے گا اور اسکو اصطباغ نہین دیا جائے گا جب تک اس کتاب کے مضامین مین اسکا امتحان نہین لیا جائیگا اور اپنے تئین وہ پورا واقف کار انسے نہین ثابت کریگا اسکے بعد وہ اپنی خوشی مرضی اور خواہش سے کتابی عیسائی ہو گا۔

جنرل ہیرسی کو یقین تھا کہ انہون نے سپاہیون کے دلون سے دھوکون کو دھویا۔ انہون نے گورنمنٹ کو لکھا کہ رجمنٹون کے کمانیر افسرون سے مین نے سنا ہے کہ ہندوستانی افسر اور سپاہی خوش اور راضی ہو گئے ہین اور انکے دلون مین جو گرانی تھی اس سے وہ سبک ہو گئے" لیکن برہام پور مین سپاہیون نے وہ حرکت کی کہ اسکی خبر آنے سے جنرل ہیرسی کی تقریر کی نیک تاثیر سپاہیون کے دلون سے اڑی۔

بارک پور سے سو میل کے فاصلہ پر اور نواب بنگال کے قدیمی دار الخلافہ مرشد آباد سے چند میل کے فاصلہ پر برہام پور مین سپاہ کی چھاونی تھی اور اس وقت اس مین ۱۹- رجمنٹ پیدل کی اور غیر آئینی رسالہ سوارون کا اور توپخانہ جسکے توپچی ہندوستانی تھے مقیم تھے۔ چکنے کارتوسون کی خبر کے آنے مین دیر نہین لگی (ہندوستان کی ضرب المثل ہے کہ بُری خبر ہوا پر جاتی ہے تجربہ سے معلوم ہوا ہے بعض اوقات بری خبرین تار برقی کی خبر سے بھی پہلے پہنچ گئی ہین) ماہ فروری کی ابتدا مین ایک حولدار نے کرنیل میچل کمانیر ۱۹- رجمنٹ سے پوچھا کہ یہہ کیا کہانی ہے کہ ہر شخص کہہ رہا ہے کہ گورنمنٹ کا ارادہ ہے کہ نئی بندوق کے کارتوس جس مین گائے اور سور کی چربی لگی ہوئی ہے ہندوستانی سپاہیون سے منہ سے

کٹوائے جائینگے؟ کرنیل مچل نے اس سے پوچھا کہ کیا تم اس افواہ مین کسی بات کا یقین کرتے ہو؟ اُس نے جواب دیا کہ مین کسی بات کو یقین نہین کر سکتا - ۲۴- فروری کو بارک پور سے ۳۴ رجمنٹ کی کچھ کپتان برام پور مین آئین انکے سپاہیون نے کارتوسون کا حال پوچھا کہ تم دار الخلافہ سے آئے ہو سچ بتاؤ کہ حقیقت حال کیا ہے تو انہون نے انکو وہ باتین سنائین جنسے انکی وحشتین اور جاگ گئین کرنیل مچل نے حکم دیا کہ دوسرے روز پریڈ پر قواعد ہوگی جس مین نئے کارتوسون کی مشق کرائی جائیگی شام کو حسب دستور نمبے کے ٹپانے بھیجے گئے انکے لینے سے ۱۹- رجمنٹ نے یہہ کہکر انکار کیا کہ یہہ امر مشتبہ ہے کہ کارتوس کس طرح بنائے جاتے ہین" جب کرنیل مچل کو یہہ خبر ہوئی تو وہ ایڈجوٹنٹ کو ساتھ لیکر چھاونی کی لینون مین آئے اور سب ہندوستانی کمشند افسرون کو کوارٹر گارڈ کے سامنے بلایا اور بیان کیا کہ کل صبح کو رنگون کے لیے جو کارتوس مشق کے لیے بھیجی جائینگے وہ ایک سال سے زیادہ عرصہ گذرتا ہے کہ انکو ہندوستانی پیدل رجمنٹ نے اپنے ہاتھون سے بنایا تھا بہتر ہوگا کہ تم اپنی کمپنی کے سپاہیون سے کہدو کہ جو سپاہی اپنے افسرون کی حکم عدولی کرینگے انکو سخت سزا دی جائیگی بعد ازان کورٹ مین شہادت مین دو ہندوستانی افسرون نے بقسمیہ یہ بیان کیا کہ کرنیل مچل نے یہہ بیان کیا تھا کہ سپاہی کارتوس لین نہین تو وہ برہما چین بہیجدیے جائینگے جہان وہ مر جائینگے مگر کسانڈر افسرون نے اس بیان کے ماننے سے انکار کیا۔ کرنیل مچل کل صبح کو سپاہ کی پریڈ کا حکم دیکر اپنے گھر گئے رات کے دس یا گیارہ بجے لینون مین نقارون کی آوازین اور سپاہیون کا غل شور سنا۔ کرنیل مچل لکھتے ہین" کہ مین نے فوراً کپڑے پہنے اور ایڈجوٹنٹ کی طرف گیا اور اسکو ہدایت کی کہ میرے گھر پر سب افسرون کو جب چاپ بلاؤ پھر مین کپتان الگزنڈر کے پاس گیا اور اسکو حکم دیا کہ اپنے سوارون کو جسقدر جلد ممکن ہو چھاونی مین لائے اور ہماری لینون کے داہین طرف کچھ فاصلہ پر تیار رہے پھر مین توپخانہ کی لین کی طرف گیا اور توپخانہ اور اسکے سامان کو فوراً اپنے [illegible] کیا مین بیان کرتا ہون کہ جب مین ایڈجوٹنٹ کے گھر کی طرف جاتا تھا تو ڈرل حولدار ایڈجوٹنٹ دیکھا کہ مکان کی طرف جاتا ہوا ملا تو مین نے اُسے پوچھا کہ پلٹنون مین کیا غوغا ہو رہا ہے اور کس طرح کا [illegible] اس نے کہا کہ رجمنٹ نے بلیس اوف ارمس (مکان جس مین سپاہیون کے ہتھیار اور سازو سامان رہتے ہین) توڑ ڈالا ہے زبردستی ہتھیارون اور گولی باروت پر قبضہ کر لیا ہے اور اپنی بندوقین بھر لی ہین۔ مین توپخانہ اور سوارون کے رسالہ کو تیار کرا کے رجمنٹ کے افسرون کو ساتھ لیکر لینون مین گیا جینے

دیکھا کہ لین مین سپاہی وردی نہین پہنے ہوئے ہین اور غل مچا رہے ہین کہ بعض سپاہی یہ آواز سنا رہے ہین کہ اسطرف نہ آؤ تم کو سپاہی مار ڈالین گے مین نے توپون مین گراپ بھرے اور انکو ٹھیک لگایا کچھ سوارون کو گھوڑون پر سے اتارا اور مین سپاہیون کی طرف گیا افسرون کے بلانے کے لیے آواز دی ہندوستانی افسرون اور کچھ سپاہیون نے ہم کو گھیر لیا مین نے پوچھا کہ اس ہلڑ اور غوغا مچانے کے کیا معنے ہین ہندوستانی افسرون نے اس کے لیے سب طرح کی معذرت کی اور عرض کیا کہ آپ سپاہیون پر تشدد نہ فرمائیگا مین نے انسے مخاطب ہو کر پوچھا کہ انکو شکایتین کیا ہین مین نے انسے کہا کہ کچھ دن گذرے ہین کہ ہندوستانی افسرون سے اچھی طرح کہدیا تھا کہ اگر نئے کارتوسون کے لیے چکنائی کی ضرورت ہوگی تو مین میجر جنرل کمانڈنگ ڈویزن سے درخواست کرونگا کہ کمپنی کے پلے حولدارون کو اجازت دے کہ وہ اپنی کمپنی کے لیے چکنائی کا سامان خود کر لین تو سپاہیون نے کہا کہ ہندوستانی افسرون نے ہم سے یہہ بات کبھی نہین کہی مین نے افسرون سے کہا کہ وہ سپاہیون سے کہین کہ فوراً اپنے ہتھیار رکھدین تو ہندوستانی افسرون نے کہا کہ توپون اور سوارون کے سامنے اپنے ہتھیار نہین رکھین گے اگر آپ ان سوارون اور توپون کو ہٹالین گے تو وہ چپ چاپ اپنی لینون کو چلے جائین گے اسوقت صبح کے تین بجے تھے مین نے حکم دیا کہ سورج کے نکلتے ہی پریڈ ہوگی اور مین چلا گیا سوارون کو اپنی لین کو اور توپخانہ کو سیکنڈ لین کو رخصت کیا۔ صبح کو پریڈ پر رجمنٹ آئی کوئی نافرمانی کی نشانی اس مین نہین تھی کرنیل مچل نے اسکا ملاحظہ فرما کر آرٹیکلز اوف وار (دفعات قانون جنگ) پڑھکر سنائے اور علمون کو سلام اور سپاہیون کو رخصت کیا +

کرنیل مچل کے اس فعل پر جو اوپر بیان ہوا ہے نہایت درشتی کے ساتھ اس زمانہ مین عیب جواب بنی ہوئی ہے اسکی نسبت بڑے زور سے یہہ کہا گیا ہے کہ جب سپاہی ہاتھون مین ہتھیار لیے ہوئے کھلی بغاوت کر رہے تھے تو کرنیل مچل کو نہین چاہیئے تھا کہ انکی درخواست کو منظور کر لیتا جب انکے اس فعل کی تحقیقات کے لیے کورٹ بیٹھا ہے تو انہون نے یہ کہا کہ مین نے سپاہ سے عہد و پیمان جھگڑا نپٹانے کے لیے نہین کیا جب مجھ سے ہندوستانی افسرون نے کہا کہ بعض کمپنیون نے ہتھیار رکھ دیئے ہین تو مین نے سوارون اور توپخانہ کو روانہ کر دیا۔ گورنر جنرل نے اس کورٹ کی تحقیقات کی

کارروائی پر یہہ تحریر کیا کہ اس بات کے سچ ہونے مین شک نہین کہ لفٹنٹ کرنیل مچل اور سپاہیون کے
درمیان کوئی قول قرار نہین ہوا لیکن اسکا فرض یہہ تھا کہ وہ سپاہیون کی عرض کو نہین سنتا اور
جب تک انگریزی افسرون سے تحقیق نہین کر لیتا کہ سپاہیوں نے اپنے ہتھیار رکھ دیئے ہین انکی درخواست
کو نہین منظور کرتا اسنے ان سپاہیون کے ہتھیار ہاتھون مین لیئے کھلی بغاوت کر رہے تھے قائم تھا اُن
کی بات کو مان لیا اور یہہ اسنے اسلیئے کیا تاکہ وہ بات اسکو آسانی سے حاصل ہو جائے جو اسکو سپاہیون کی
اطاعت سے استنباط کرنی چاہیئے تھی یہہ نا ممکن ہے کہ یہہ امر نہ خیال کیا جائے کہ لفٹنٹ کرنیل
مچل نے زیر کرنے والی سپاہ کو اس طرح ہٹا لیا کہ باغی سپاہیون کو فتح ہو گئی یہہ بھی خیال کرنا
چاہیئے کہ کرنیل مچل پاس آٹھ سو سپاہیون سے لڑنے کے لیئے دو سو سپاہی تھے جب کہ اس نے
تحقیقات کے کورٹ مین بیان کیا کہ یہہ امر محقق نہ تھا کہ ہم ۱۹ - رجمنٹ کے ساتھ لڑنے مین عہدہ برآ ہو سکتے
اس سبب سے میری بڑی خواہش یہہ تھی کہ لڑائی نہ ہو ہندوستانی سوارون اور توپخانہ نے
پیچھے اپنا طریقہ ایسا دکھایا اس سے ظن غالب یہہ ہوتا ہے کہ اگر مچل صاحب نبرد آزمائی کرتے تو وہ سرکش
رجمنٹ سے ملجاتے اسلیئے مچل صاحب نے جو طریقہ اختیار کیا وہ دانائی کا تھا لیکن انڈین ایمپائر (ہندوستان
کی سلطنت) بہادرانہ و بیباکانہ درشتی سے حاصل ہوئی ہے ✦

۴- اپریل کے قریب برہام پور کی سرکشی کی خبر کلکتہ مین پہنچی گورنمنٹ کو تحقیق ہوا کہ اس مقام مین بڑی
دشواری اور جوکھون ہے - گورنمنٹ نے باغیون کو سزا دینے کا قصد مصمم کیا - کلکتہ اور دیناپور مین تین سو
میل سے زیادہ کا فاصلہ تھا وہان ایک یوروپین رجمنٹ تھی اسلیئے ایک دخانی جہاز رنگون بھیجا گیا
کہ ملکہ معظمہ کی ۸۴ وین رجمنٹ کو وہ لے آئے - چند روز اس جہاز کی روانگی مین ہوئے تھے کہ
کلکتہ مین یہہ حادثہ وقوع مین آیا کہ دوسری رجمنٹ ہندوستانی پیدل (گرانڈیر) ایک کمپنی
اپنے کیمپ پر پہرہ چوکی دیتی تھی اسکے دو سپاہی ٹکسال کے پہرہ کے صوبہ دار سے ملنے آئے اور
دکھا سے کہا کہ جمعدار میجر نے ہم کو تمہارے پاس بھیجا ہے کہ گورنر جنرل بارک پور مین جا کر سیگز مین
گیا چاہا اور وہان لڑائی ہو گی کلکتہ کی ملیشیا (وہ پیشہ ور جو لڑائی کے وقت سپاہی کا کام دین)
وہان مین آئنگی تم اپنے سپاہیون کو ساتھ لاؤ اور ہمارے ساتھ ملجاؤ صوبہ دار سمجھ گیا کہ انکی خبر کے کیا معنے
مین اسنے حکم دیا کہ انکو قید کرو اور ان قیدیون کو فورٹ ولیم مین بھیجدیا - انکی سرکاری ایک ہندوستانی

کورٹ مارشیل مین ہوئی انپر جرم ثابت ہوا اور انکو چودہ چودہ برس کی قید کا حکم ہوا۔ کمانڈر انچیف نے
اس حکم کی نسبت لکھا کہ قیدیون پر جو جرم ثابت ہوا ہے اسکی مناسب سزا پھانسی ہے کورٹ مارشیل میز
حکام سب سے زیادہ سخت ودرشت حکم سپاہی کے جرم پر جیسا ہوتا ہے اس سے زیادہ کسی اور پر نہین
ہوتا لیکن چودہ برس کی قید بھی بے عزتی کے ساتھ مشقت کرنے کی موت سے زیادہ سخت ہے اسلیئے
کمانڈر انچیف کورٹ مارشیل کے حکم کو تبدیل نہین کرتا اسکو یقین ہے کہ کورٹ مین جو ہندوستانی
افسر موجود تھے ان مین بہت سے میرے اس خیال سے متفق ہونگے اس لیئے مینے بے تامل جو سزا
کورٹ نے مجرمون کو دی تھی منظور کرلی جو کم بختی سے قیدی اپنے سر پر آپ لائے ہین اسکے ساتھ کسی سچے سپاہی کو
ہمدردی نہین ہوگی"

جنرل ہیرسی کا دوبارہ سپاہیون سے مخاطب ہونا

بارک پور مین جن ہندوستانی افسرون کو کورٹ مارشیل مین ممبر ہونے کی اطلاع دی گئی تھی جب
بارک پور سے وہ ہندوستانی افسر چلے گئے جنکو کہ دوسری رجمنٹ کے سپاہیون کے جرم کی تحقیقات
کرنے کے لیئے کورٹ مارشل مین ممبر ہونے کی اطلاع دی گئی تھی تو اسکے بعد جرنیل ہیرسی نے سپاہ کے
ایک عام پریڈ کی اور سپاہیون کی طرف وہ مخاطب ہوئے انہون نے جو کلکتہ مین واقعہ گذرا تھا
اسکو بیان کیا اور ان سے کہا خبیث بد باطن آدمیون کی باتون سے آگاہ ہو کہ وہ اس بات مین
کوشش کرتے ہین کہ اچھے نیک سپاہیون کے منہ سے انکی روٹی چھین لین اور انکو اپنی زشت کرداری اور
بد افعالی کا آلہ بنائین پھر اس ناراضی کی بابت جو کارتوس کے کاغذ کی چمک دار صورت کی نسبت تھی بیان
کیا کہ یہہ چمک دار صورت کاغذ کی اس سبب سے ہے کہ اسپر ابارہ دیا گیا ہے" انہون نے ایک خط جو
مہاراجہ گلاب سنگہ کا ان پاس آیا تھا کمخواب کے خریطہ مین سے نکالکر دکھایا اور سب ہندوستانی
افسرون مین سے ہر ایک کے ہاتھ مین دیا اور انسے کہا کہ اسے کھولکر دیکھو اور مجھ سے کہو کہ وہ کارتوس کے
کاغذ سے زیادہ چمک دار ہے یا نہین جسپر انکو شبہ ہے وہ اپنے سپاہیون مین اسکو لے جا
اور انکو دکھائین انہون نے یہہ کام کرکے ہندوستانی افسرون اور سپاہیون سے پوچھا کیا
ہوسکتا ہے کہ ڈوگرا برہمن یا رجپوت جو گائے کی پوجا کرتے ہین وہ اس قسم کے کاغذ پر
جس مین چکنائی اس قسم کی ہو جسکو تم کارتوس مین بتاتے ہو۔ پھر انہون نے یہہ بیان کیا کہ چکنے کاغذ
کس طرح سے جھوٹے مفسدون نے ۱۹ وین رجمنٹ سے کھلی بغاوت کرائی اور گورنمنٹ کو بہت خفا کیا اور

پلٹن کو حکم ہو لکہ وہ سفر کرکے بارک پور سے جائے اور غالباً انکی موقوفی کا حکم صادر ہوگا۔ اس صورت مین تمام سپاہ ڈویزن کی بارک پور مین اس لیئے جمع ہوئی کہ اُن کے موقوف ہونے کی سیر دیکھے اور یوروپین توپخانہ اور سوار ہونگے ۱۹ رجمنٹ ہندوستانی پیدل کی برطرفی کی رسم اس طرح ادا کی جائیگی جیسے کہ میرٹھ مین ۳۴ رجمنٹ کی موقوفی کے لیئے ہوئی تھی کہ اسکا نام سپاہ کی فہرست مین کاٹا جایگا انہون نے یہہ اور اضافہ کیا کہ مین اسکی اطلاع تم کو پہلے سے اس لیئے دیتا ہون کہ تمہارے دشمن تم کو یقین دلارہے ہین کہ یوروپین ترپ مع سوارون اور توپخانون کے یہان بھیجے جائینگے۔ اور تم پر وہ دفعتہً حملہ کرینگے یہہ اور ایسی ہی باتین جھوٹ بناتے ہین اور انکو شہرت دیکر تم کو بہکاتے ہین بارک پور مین نہ یوروپین نہ کوئی اور سپاہ آئیگی جب تک مین اسکے آنے کا حکم نہ دونگا اور مین تم کو انکے آنے کی ٹھیک خبر دونگا۔ جنرل نے اپنے سپیچ کو اسپر ختم کیا کہ سپاہیون کو یقین دلایا کہ انکی حیات اور مذہبی تعصبات بالکل سلامت ہین اور اگر ان مین مداخلت کرنے کی کوشش کی جائیگی تو اسکی سخت سزا دی جائیگی۔ پھر وہ گھوڑے پر سوار ہوکر آہستہ آہستہ صفون مین گئے اور جن سپاہیون کے گلون مین تمغے پڑے ہوئے تھے انسے پوچھا کہ کن لڑائیون مین یہہ تم کو ملے تھے۔

بارک پور مین جنرل ہیرسی نے جس دن سپاہیون کے سامنے تقریر کی تھی اسکے دو روز بعد دخانی جہاز جس مین ۸۴ وین رجمنٹ سوار تھی کلکتہ مین آیا اور چنسرہ مین بارک پور سے آٹھ میل پر ----- گوری بھیجے گئے اور برہام پور کو فوراً احکام بھیجے گئے کہ بارک پور مین آنیسوین رجمنٹ پیدل ہندوستانی روانہ ہو لیکن بارک پور مین اسکے بھیجنے سے پہلے بغاوت ہند مین اول خون ہوگیا۔

۲۹۔ مارچ ۱۸۵۷ء کو دوپہر کو ترپین وین رجمنٹ گورہ کے پاس سپاہی دریا کی راہ سے کلکتہ سے آئے اور دریا کی طرف اُترے ان گورون کی آمد سے ہندوستانی سپاہ کو ایسا خوف پیدا ہوا کہ اپنے تہنا چھاونی گورون سے بھر جائیگی اور ایک جوان سپاہی منگل پانڈے کو بھنگ کے نشہ مین دیکھا ہوا اور کارتوسون کے سبب سے ایسا سخت چڑھا کہ جب اس نے سنا کہ گورے سپاہی آگئے ہین یہہ سمجھا کہ اب وہ ساعت آگئی سپاہیون کی حیات غارت ہو وہ مسلح ہوکر اپنے مکان سے نکلا اور اپنے ہمراہیون کو پکارا کہ اگر تم کارتوس کاٹنا اور لامذہب بننا نہین چاہتے ہو تو میرے پیرو ہو وہ کوارٹر گارڈ (پہرہ کے مقام) پر کھڑا ہوا اور بگل بجانے والے سے کہا کہ سب کے جمع ہونے کا بگل

بجائے مگراس بگل بجانے والے نے اسکا حکم نہ مانا منگل پانڈے نے اوپر نیچے چلانگین مارنی شروع کین اور جب یوروپین سرجنٹ میجر باہر گیا تو اسپر اپنے بندوق چلائے مگر گولی نے خطا کی اس وقت ہندوستانی افسر اور سپاہی جو چونتیسوین رجمنٹ کے جو کوارٹر گارڈ مین اپنی خدمت پر موجود تھے دیکھتے رہے اس باولے سپاہی کو جو گزند رسانی پر مستعد تھا گرفتار نہین کیا لیکن ایک ہندوستانی سپاہی ایڈجوٹنٹ کی کوٹھی پر دوڑا گیا اور اس واقعہ سے جو گزرا تھا مطلع کیا۔ لفٹنٹ گف نے بے ضرورت ایک لمحہ کا توقف نہین کیا تلوار سے پستولون کو بھرا اور گھوڑے پر سوار ہو کر سرپٹ گھوڑی کو دوڑاتا ہوا کوارٹر گارڈ کے پاس آیا اُس نے ابھی باگ روکی تھی کہ منگل پانڈے نے ایڈجوٹنٹ کے گولی ماری مگر گولی صاحب کے نہ لگی نہین مگر اسکے گھوڑے کو اسنے زخمی کیا اور گھوڑا اور سوار دونو زمین پر گرے گف صاحب نے گھوڑی کی الجھن سے اپنے تئین نکالکر اپنا طپنچہ قبورہ سے نکال منگل پانڈے کو مارا مگر اسنے خطا کی تو پھر وہ اپنی تلوار سونت کر پانڈے کے قریب گئے تو انکے ساتھ کئی آدمی تھی پھر دست بدست لڑائی ہوئی منگل پانڈے بڑا زبردست قوی سپاہی تھا اس نے اپنے حملہ آورون کو زخمی کیا تھا غالباً وہ اپنے دونو حملہ آورون کو مارڈالتا اگر ایک مسلمان گرانڈیر کمپنی کا شیخ پلٹو نامی انکی حمایت کو نہ آتا جسنے آنکر پانڈے کو پکڑ لیا اور اسکی ضربون کو نہ پڑنے دیا یہہ سب کچھ چونتیسوین رجمنٹ سے چند گز کے فاصلہ پر واقع ہوا جہان ۲۰ سپاہی اور ایک جمعدار اپنی خدمت پر موجود تھے بندوقون کے فیر ہونے کی آواز کے سبب سے اور سپاہی بھی وردی پہنے اور بن وردی کے جمع ہو گئے تھے لیکن سوائے شیخ پلٹو کے کسی سپاہی نے اپنے افسر کی مدد نہین کی اور نہ مجرم کو گرفتار کیا بعض گارد کے سپاہیون نے زخمی افسرون کو بندوقون کے کندے مارے ایک سپاہی نے گولی چلائی جب شیخ پلٹو نے ان کے بچانے کے لیئے آواز لگائی کہ باغی کو پکڑو تو اسکو گالیان دین اور کہا کہ اگر وہ منگل پانڈے کو نہین چھوڑ دیگا تو اسکو گولی ماردین گے لیکن وہ اس باولے پانڈے کو جب تک پکڑے رہا کہ گف سرجنٹ میجر بھاگ گئے اس مین شک نہین کہ شیخ پلٹو کی جانباز خیرخواہی و بہادری سے ان افسرون کی جان بچ گئی + جب ایڈجوٹنٹ لنگڑاتا ہوا جسکے زخمون سے خون جاری تھا اس جگہ سے واپس جاتا تھا تو وہ اپنی رجمنٹ کی لینون مین گھسا اور جو سپاہی وہان جمع تھے انپر لعنت ملامت کی اور کہا تم نے اپنے افسرون کو اپنی آنکھون کے سامنے زخمی ہونے دیا اور انکی کچھ مدد نہ کی سپاہیون نے کچھ

جواب نہین دیا اور منہہ بناتے ہوئے وہ چلے گئے اس اثنار مین ایک سپاہی جنرل ہیرسی کی کوٹھی پر
دوڑا آگیا اور اسکو اطلاع دی کہ برگیڈ کے تمام سپاہی پریڈون پر گشت کر رہے ہین جنرل نے حکم
دیا کہ بہت جلد اسکے گھوڑے پر زین لگایا جائے اور اپنے تپنچون کو بھر کر قبورون مین ڈالا اور پھر اسکے بعد
وہ اپنے ڈسک پر گیا اور یہہ دو چھوٹی چھوٹی چٹھیان لکھیں ایک کرنیل ریڈ کو جو ملکہ کی ۸۴ وین رجمنٹ کا
کمانڈر چنسرہ مین تھا اور دوسری کرنیل ایم سنک کو جو دم دم مین تھا جنکا مضمون یہہ تھا کہ ان
چٹھیون کے دیکھتے ہی فوراً سپاہ کو لیکر بارک پور مین آجاؤ اسواسطے کہ یہہ میرا ارادہ ہے کہ اگر
برگیڈ برگشتہ ہوکر باغی ہو تو مین گورنر جنرل کی کوٹھی مین (یہہ کوٹھی بارک پور مین تھی) بچاس یورپین
سپاہیون کو جو سٹاف گھاٹ مین ہین اور افسران سپاہ کو اور اُن سپاہیون کو جو گورنمنٹ کی
سچے خیرخواہ ثابت ہونگے ساتھ لیکر مقیم ہونگا تم وہان مجھہ سے آنکر ملو اور اس مقام کی جب تک
حفاظت کرو کہ اور سپاہ تمہارے بدلے آئے یا تمہاری کمک آئے پھر جنرل اپنے گھوڑے پر
سوار ہوا اور اپنے دو بیٹون کو ساتھ لیا ۳۴ وین رجمنٹ کے پریڈ کے میدان مین گیا او حقیقت
حال پوچھا ان افسران نے جو اسکے گرد تھے انکو بتایا کہ یہہ واقعہ پیش آیا جنرل نے دیکھا کہ کوارٹر گارڈ
سے اسی یا نوے قدم کے فاصلہ پر منگل پانڈے آگے پیچھے گام زنی کر رہا ہے اور زور زور سے
اپنے ہمراہیون کو بلا رہا ہے کہ وہ اسکے ساتھ مذہب اور جات کے بچانے مین جان دینے کے لیے
شریک ہوجائین - جنرل مع اپنے دو بیٹون اور میجر روس اسسٹنٹ ایڈجوٹنٹ کے
کوارٹر گارڈ کی طرف گیا اس نے سنا کہ ایک افسر پکار رہا ہے کہ اسکی بندوق بھری ہوئی ہے جنرل نے
جواب دیا اسکی بندوق جہنم مین جائے - جب جنرل گارڈ کے پاس پہنچے تو انہون نے حکم دیا کہ دو میرے
آگے پیچھے چلین تو ایک افسر نے کہا کہ اسکی بندوق بھری ہوئی ہے وہ تم پر گولی چلائے گا جنرل نے
اپنے تپنچون کو کچھہ اسکی طرف پھیر کر اور ہلا کر دکھلایا اور دوبارہ حکم دیا جمعدار نے جنرل کو ترچھی نگاہ سے
دیکھہ کر کہا کہ گارڈ کے سپاہی تو بیان چڑھا رہے ہین تو جنرل نے پھر انکو زور کی آواز سے خاکسانہ
کہا کہ جلدی کرو اور میرے پیچھے چلو اور وہ باغی کی طرف گھوڑے پر سوار گیا گارڈ اسکے پیچھے گیا
اور جنرل کا ایڈیکیمپ گھوڑے پر سوار جمعدار کے قریب تپنچون سے مسلح اور دوسرا بیٹا قریب
ہندوستانی افسر کے اسی طرح مسلح اور میجر روس جنرل کے عقب مین تھے جب یہہ باغی کے پ

پہنچے تو انہوں نے تیز روی اختیار کی جنرل کے بیٹے کپتان جان ہیرسی نے کہا کہ ابا جان باغی آپ کو نشانہ بنا رہا ہے تو جنرل نے کہا کہ اگر مین مارا جاؤن تو جان تم جا کر اسکی جان لینا فوراً ہی باغی نے گولی چلائی اور اسکی سنسناہٹ کی آواز گارڈ نے سُنی ایک آدمی گرا مگر یہ آدمی جرنیل نہین تھا وہ باولا باغی خود ہی تھا آخر وقت مین اُس نے اپنی بندوق کے منہ کو اپنے سینہ کی طرف کر کے پاؤن سے دبا کر اسکو چلایا جب اس پاس وہ گئے تو وہ خون مین لتھڑ پتھڑ تھا اور اسکے کپڑے جل رہے تھے دھوان ان مین اٹھ رہا تھا۔ آگ جلدی سے بجھائی گئی ایک ڈاکٹر موجود تھا اُس نے زخم کو دیکھ کر کہا کہ اگرچہ اسکا زخم سخت ہی مگر کھیر انہین ہے وہ اسپتال مین بھیجا گیا۔ جنرل ہیرسی ۳۴ وین رجمنٹ بیدل مین گئے اور انسے کہا کہ جب تک مین تمہارا افسر ہون کسی شخص کا یہ مقدور نہین ہے کہ تمہارے مذہب اور جات مین مداخلت کر سکے پھر وہ ۴۳ وین رجمنٹ بیدل مین گئے اور انکو دھتکار بتائی مگر وہ کچھ بولے نہین اور چپ چاپ رہے سب سپاہیون نے یہہ کہا کہ منگل پاگل ہے وہ بھنگ کے نشہ مین مست تھا جنرل نے جواب دیا کہ کیا تم اسکو پکڑ نہین سکتے تھے اگر وہ تمہارا مقابلہ کرتا تو کیا اسکو گولی نہین مار سکتے تھے یا اسکو ننگرا نہین کر سکتے تھے اگر دیوانہ ہاتھی یا دیوانہ کتا ہوتا تو کیا اسکا یہ حال نہین کرتے ایک مہلک دیوانے آدمی اور دیوانے ہاتھی یا باولے کتے مین کیا فرق ہے؟ تو انہون نے کہا کہ اسکے پاس بندوق بھری ہوئی تھی تو جنرل نے جواب دیا کہ کیا تم بھری ہوئی بندوق سے ڈرتے ہو؟ وہ سب چپ تھے جنرل نے حکم دیا کہ وہ اپنی لینون کو چپ چاپ چلے جائین انہون نے حکم کی تعمیل کی اسطرح ایام بغاوت کا روز اول ختم ہوا اور ایک پرانے سپاہی نے گھوڑے پر سوار ہو کر ایک باولے باغی کو گرفتار کیا یہہ ایک سپاہیانہ مہم تھی۔

منگل پانڈے کی بغاوت کے دو دن بعد ۱۹ ہندوستانی پیدل رجمنٹ بارک پور مین آئی۔ جنرل ہیرسی چھاونی سے ایک میل کے فاصلہ پر اس پلٹن سے ملا اور اسکے ساتھ سوار پریڈ پر گیا۔ وہان ۳۴ وین رجمنٹ پیدل اور ۵۳ وین رجمنٹ کا ایک بازو اور دو یوروپین توپخانے اور گورنر جنرل کا باڈی گارڈ اور ہندوستانی برگیڈ یہہ سب موجود تھے۔ جنرل نے چند الفاظ ۱۹ رجمنٹ کی مخالفت مین کہے اور پھر حکم دیا کہ رجمنٹ کی برطرفی کا حکم پڑھا جائے اس حکم مین برہام پور کے بلوہ کی پوری پوری باتون کا بیان تھا اسکے پھر یہ بیان کیا گیا کہ گورنمنٹ کا یہہ حکم ناطق ہے کہ ہر درجہ کے سپاہی کو خواہ کسی قوم کا ہو

سب وقتون اور حالتین مین بے تامل اطاعت کرنی چاہیئے سپاہیون نے اس اطاعت کے کرنے کی قسم کھائی ہے کہ گورنر جنرل کبھی اسکی صحیح تعمیل کو فروگذاشت نہین کریگا کوئی سنفیشجو ہتھیار دن کو ہاتھ مین لیکر شکایت کریگا اسکی شنوائی نہین کریگا۔ پھر جنرل نے یہہ بتایا کہ اگر سپاہی باطل و لغو باتون پر جو چھوٹے بد باطن آدمیون نے انکی فریب دہی کے لیئے بنائین تھین سفیہانہ کان نہ لگاتے تو انکے مذہبی اوہام استوار رہتے اور وہ خود جیسے کہ اب تک جان باز و وفادار تھے ایسے ہی رہتے اور سرکار انپر اعتماد کرتی اور آئندہ سالون مین وہ اپنی طویل اور معزز خدمات کا صلہ پاتے لیکن گورنر جنرل ان کونسل اب آئندہ اس رجمنٹ کا اعتماد نہین کرسکتا جسنے اپنے تئین بدنام کیا اور اس پاس و لحاظ و لداری و شفقت کو کھویا جو گورنمنٹ اسکی کرتی تھی گورنر جنرل ان کونسل حکم صادر کرتے ہین کہ ۱۹ اوین ہندوستانی پیدل رجمنٹ برطرف کی جائے۔

جب یہ حکم پڑھا جاچکا تو حکم ہوا کہ پلٹن ہتھیار رکھدے جب اس حکم کی تعمیل ہو چکی تو انکو حکم ہوا کہ پیٹیون کو اتار کر اپنی سنگینین آویزان کرین اس حکم کی بھی فوراً تعمیل ہوئی تو پھر اپنے علم لیکر بندوقون کے انبار پر لگادیئے پھر انکو ان ہتھیارون سے کچھ دور لے جاکر تنخواہ جو انکی واجب الادا تھی تقسیم کردی گئی پھر جنرل نے سپاہیون سے کہا کہ اگرچہ گورنر جنرل نے اسکو مختصر سزا دی کہ خدمت سے جدا کردیا لیکن وہ انکو بے عزت کرنا نہین چاہتے کہ انکی وردیان چھین لیتے اور یہہ بھی انکو اطلاع دی کہ برہامپور سے سفر مین جو تم نے اپنا نیک چلن رکھا اور اپنے کیئے سے پشیمان ہوئے تو ان کو گھر جانے تک کا خرچ راہ دیاجائے گا۔ جنرل نے لکھا کہ یہہ جو فضل و کرم کا کام ان کے ساتھ کیا گیا تو ان کے دلون پر بڑا اثر ہوا اور انہون نے اپنی قسمت پر افسوس کیا اور بہت سے سپاہیون نے کہا کہ ۳۴ وین پیدل رجمنٹ نے ہم کو گمراہ کیا جسنے کہ انکو کینہ ہوا پھر جنرل برگیڈ کی طرف مخاطب ہوا اور گورنمنٹ کے رحم اور انصاف کے بتلانے کے بعد سپاہیون کو یقین دلایا کہ کہین سے انکی جات اور مذہبی تعصبات کے مضرت پہنچانے مین کسی طرح کی کوشش نہین کی گئی کہ ۱۹ وین ہندوستانی پیدل رجمنٹ جس مین چارسو سے زیادہ برہمن اور ڈیڑھ سو رجپوت ہین وہ اپنے اپنے گھر بھیجے جاتے ہین اور انکی تنخواہ کی کوڑی کوڑی دے دی گئی ہے اور سفر خرچ گھر جانے کا دیا گیا ہے اور انکو آزادی دی گئی ہے کہ وہ جس مندر مین چاہین جائین اور اپنے وراثت مین جنین وہ پیدا ہوئے ہین

ان مندروں مین لوجا کرین جنہین انکے باپ دادا انسے پہلے پوجا کیا کرتے تہے۔ ثابت ہوتا ہے کہ جو باہر بڑا افواہین اڑی تہین وہ محض جہوٹی تہین - سپاہیون نے ان باتون کو بہت توجہ سے سنا اور بہ چپ چاپ اپنی لینون مین چلے گئے۔ سپاہیون کو تنخواہ مل چکی تو وہ پورے پہرہ مین بارک پور سے باہر نکال دیئے گئے جب سپاہی پریڈ سے چلے ہین تو انہون نے جنرل کو چیرپری اور دعا دی کہ اسکی عمر درازہو اور جنرل سے وعدہ کیا کہ وہ اپنے گہرون کو راہ مین نیک چلنی کے ساتھ جائینگے -

جنرل ہیری نے جو اسوقت سپاہ کی تالیف قلوب کی اور بڑی عنایت وشفقت کو اسپر ظاہر کیا تو لارڈ کیننگ نے لکہا "کہ کمنڈر پر جو بڑا امتحانی فرض ہوتا ہے اسکو کامل کامیابی کے ساتھ اسنے ادا کیا"

# باب سوم

## بغاوتون کا ہونا -

### بارک پور اپریل ۱۸۵۷ع

گورنر جنرل نے اپنے ایڈس ڈی کیمپ کپتان بیرنگ کو انیسوین رجمنٹ کی برطرفی کی کیفیت حال دیکہنے کے لیئے بارک پور بہیجا تہا کہ وہ اسکی فوراً اطلاع دے جب انکے پاس یہ مژدہ آیا کہ سب کام بخیر وعافیت تمام انجام ہوا تو انہون نے اس نوید کو تار برکمانڈر انچیف پاس بہیجا اور دارالسلطنت مین ان لوگون کو جو اس خوف مین بیٹہے تہے کہ ساری ہندوستانی سپاہ باغی ہوگی تشفی وتسلی دی اب ۱۹ - وین رجمنٹ برطرف ہوئی اسلیئے اب ۳۴ وین رجمنٹ کی سزا کی طرف متوجہ ہونے کی فرصت ملی وہ بہ نسبت انیسوین رجمنٹ کے زیادہ مجرم تہی لیکن اب تک اسکو سزا نہین ملی تہی ہتہیار اسکے ہاتہون مین تہے اسلیئے بارک پور مین ایک انگریز ایسا نہین تہا جو اپنے تئین ایمن جانتا ہو - رات کو جب افسر اپنی رجمنٹون کی سکوٹ سے واپس جاتے تو انکو یہہ ڈر لگتا تہا کہ ہماری ہی رجمنٹ کے سپاہی ہم کو نہ مار ڈالین اور انگریزی لیڈیون نے تو خوف کے مارے رات کو آپس مین ملنا جلنا چہوڑ دیا تہا - ۳۴ رجمنٹ کی سزا کے ملنے مین التوا ہونے مین بہی خرابی تہی اور جلد سزا دینے مین بہی برائی تہی - اسکو ناواجب سخت سزا دینے مین یہہ اندیشہ تہا کہ بغاوت کے لیئے اشتعال زیادہ ہوگا اسلیئے گورنر جنرل نے اسکے باب مین بڑی چہان بین اور موشگافیان کین اس مین سیارا

مہینہ اپریل کا گذر گیا مگر پلٹن کی نسبت کچھ حکم نہین صادر ہوا۔ ۳۴وین رجمنٹ اپنے افسرون کی خدمت
مین ایسی بے ادب تھی کہ افسرون نے کہدیا تھا کہ اگر یہہ رجمنٹ کسی خدمت پر معین کی جائیگی تو
ہم اسکے ساتھ نہین جائینگے آخر کو یہہ راے لکھی گئی کہ ہندوستانی رجمنٹ مین سکھ اور مسلمان تو
سرکار کے اعتبار کے قابل سپاہی ہین مگر ہندو اکثر قابل اعتبار نہین اس لیئے گورنمنٹ نے ارادہ کیا کہ
رجمنٹ برطرف کی جائے مگر اس مین سے وہ افسر اور سپاہی مستثنے کیئے جائین جو بارک پور مین ۲۹ مارچ
بلوہ کے وقت موجود نہ تھے یا بالفعل کے واقعات مین انہون نے گورنمنٹ اور اپنے افسرون کے ساتھ
اپنی خیرخواہی اور وفاداری کی صحیح وجوہ بیان کین ہین۔ چونتیسوین رجمنٹ کی تین کمپنیان چاٹگانو کو
بھیجی گئین تھین انکی نسبت کوئی نافرمانی کا گمان نہین کیا گیا تھا انہون نے بارک پور کا واقعہ سنکر
گورنر جنرل کو ایک عرضداشت بھیجی تھی کہ ہم کو منگل پانڈے کی ذلیل اور بیجا حرکتون کے سننے سے
نہایت افسوس و رنج ہوا ہم خوب اچھی طرح جانتے ہین کہ ہمارے مذہب مین گورنمنٹ کبھی مداخلت نہین
کریگی ہم ہمیشہ سرکار کے وفادار اور خیرخواہ رہین گے" ہم نے جو گورنمنٹ کے ساتھ اپنے خیرخواہانہ
فرائض ادا کیئے تھے اسکو انہون نے داغ لگادیا ہم خوب اچھی طرح جانتے ہین کہ گورنمنٹ ہم کو ایسا ہی اپنا
خیرخواہ اور وفادار سمجھیگی جیسے کہ وہ پہلے سے سمجھتی رہی ہے"۔

ابھی اس رجمنٹ کے باب مین حکم آخر صادر نہین ہوا تھا کہ یہہ معلوم ہوا کہ جس رجمنٹ مین نئے کارتوس
بھیجے گئے تھے وہ سرکشی پر آمادہ ہے۔ انبالہ مین نئی بندوق کی تعلیم کا ڈپو تھا جس مین مختلف رجمنٹون کے
منتخب سپاہی مختلف چھاونیون سے نئی رفل کے چھوڑنے کی تعلیم کے لیئے آئے تھے ان کے معلمون نے
کارتوس کے شبہات کو ان کے دلون سے دور کردیا تھا وہ پریڈ پر بغیر کسی بدگمانی کے قواعد سیکھتے
تھے ہنوز انکی تعلیم کی نوبت یہانتک نہیں آئی تھی کہ انکو نئے کارتوس دیئے جاتے اور اب تک یہہ
نئے کارتوس ان کے لیئے میرٹھ سے آئے بھی نہ تھے۔ چھتیسوین رجمنٹ کمانڈرانچیف کے ساتھ
تھی اسکا ایک دستہ رائفل ڈپو مین آیا تھا۔ مارچ کے تیسرے ہفتہ کے آخر مین اس دستہ مین سے
دو نن کمشنڈ افسر اپنی رجمنٹ مین آئے کہ انکو صوبہ دار نے علی الاعلان کہا کہ وہ کرسٹان ہوگئے ہین۔
جب وہ ڈپو کو واپس گیئے تو ان مین سے ایک افسر بچون کی طرح روتا ہوا اپنے معلم لفٹنٹ ما
گیا اور کہا کہ مین جات باہر ہوگیا اور میری رجمنٹ کے سپاہیون نے میرے ساتھ کھانے سے انکار کیا

مارٹی نیو صاحب بڑے صاحب فراست افسر تھے وہ سمجھ گئے کہ یہہ امر بڑا دہشت ناک ہے وہ ڈپو کے سپاہیون مین زیادہ تحقیقات کے درپے ہوئے اس تحقیقات کے بعد کوئی شبہ انکے دل مین نہین رہا کہ ہر رجمنٹ کے دستہ کے دل مین اس خوف کا بڑا اثر ہے کہ مبادا نئے چکنے کارتوس استعمال کرنے پڑین یا انکے استعمال کرنے کے شبہ مین اپنی رجمنٹ مین وہ جات باہر ہو جائین اور جب اپنے دیہات کو واپس جائین تو انکی برادری انکے ساتھ کھانے پینے مین پرہیز کرے - یہ وہم محض ہی نہ تھا انہون نے مراسلت مفصل کی رجمنٹون سے کی انہون نے اپنے دور کے ہمراہیون کو خط لکھے مگر ان کے جوابات کچھ نہ پائے اب انہون نے استدلال کے ساتھ سوال پیش کیا کہ جب ایک صوبہ دار نے جو کمانڈر انچیف کے کیمپ مین انکی ذات خاص کی خدمت مین تھا جات سے باہر ہونے کا طعنہ دیا تو پھر جب ہم اپنی رجمنٹون مین جائین گے تو وہ ہمین کس طرح سے اپنے ساتھ جات مین ملائین گے ؟ جب ہم کو ہمارے ہی ہمراہی جات سے باہر کردین گے تو گورنمنٹ ہم کو کوئی انعام ایسا نہین دے سکتی کہ جات جانے کے نقصان کی برابر ہو - ۱۹ مارچ کو صوبہ دار نے طعنہ دیا تھا - ۲۰ کو کمانڈر انچیف جنرل این سن کو لفٹنٹ صاحب نیو نے رائفل ڈپو کی رپورٹ بھیجی - ۲۳ کی صبح کو کمانڈر انچیف نے رائفل ڈپو کی سپاہ کے دستون کو ایک خالی مربع کی صورت مین کھڑا کیا اور ہندوستانی افسرون کو اپنے سامنے بلایا اور انکی مخاطبت مین ایڈریس دیا اگرچہ وہ سپاہیون کی زبان سے ناآشنا تھے مگر مارٹی نیو صاحب نے انکے سپیچ کے ہر فقرہ کا ترجمہ ہندوستانی زبان مین کرکے سمجھا دیا ؎

کمانڈر انچیف کی اس موقع پر یہہ خواہش ہے کہ ڈپو مین جو نئی رفل کی تعلیم کے لئے سپاہیون کے دستے جمع ہوئے ہین انکے افسرون کی مخاطبت مین چند الفاظ کہین - ہندوستانی افسر اس خدمت کے لئے عقل کی بزرگی کی سبب سے انتخاب کئے گئے ہین جو انکو اپنی خدمات متعلقہ مین حاصل ہین کمانڈر انچیف کو یقین ہے کہ وہ اپنی ہنر کی عقل کو اور جو انکو اپنے منصب کے سبب سے حاصل ہے اپنے ماتحت سپاہیون کی بھلائی و بہتری مین کام مین لائین گے جس گورنمنٹ کی خدمات کا انہون نے عہد و پیمان کیا ہے اس کے نیتوں اور احکام کے باب مین جو بدگمانیان سپاہیون کے دلون مین سماگئی ہین انکا غلط ہونا نہایت مفصل طور سے ثابت ہو سکتا ہے - جب ایک رفل سپاہ کو دی گئی تو اسکے بھرنے کا انتظام کرنا اور اچھی قسم کے کارتوسون کا استعمال کرنا ضروری معلوم ہوا کمانڈر انچیف کو معلوم ہوا ہے کارتوسون مین جو کاغذ استعمال ہوتا ہے اور

جس مصالح سے وہ اس نمونہ پر بنائے جاتے ہین جو انگلنڈ سے آیا ہے اسکے استعمال پر مختلف مذہب اور جات کے سپاہی اعتراض کرتے ہین اور انکے اغوا مین بڑی کوشش کی گئی ہے کہ وہ اس بات کو یقین کرین کہ گورنمنٹ کا ظاہر مقصد یہہ ہے کہ انکے مذہب کو درہم برہم کردے اور جات کو جسکی وہ بڑی قدر کرتے ہین مٹا دے + اگر ہر ایک سپاہی ایک لمحہ بھی سوچے گا تو اسکو یقین ہو جائیگا کہ یہ کیا بے اصل اور محال امر ہے جسکے اشتباہ پر سچ کی پرچھائین بھی نہین پڑی اس طرح سے گورنمنٹ کا کوئی فائدہ ہو سکتا ہے ؟ کوئی شخص یہ بیان کر سکتا ہے کہ گورنمنٹ کا مقصود اس سے کیا حاصل ہوتا ہے ؟ کمانڈرانچیف یقینی جانتا ہے کہ اس بات کو سب مانتے ہین کہ بیہ شک بھی نہین ہو سکتا کہ کبھی گورنمنٹ نے یہہ چاہا ہو کہ ہندوستانیون کے مذہبی امور مین دست اندازی کرے اور بے ضرورت انکی رسم و رواج مین مداخلت کرے جو انکی مختلف جاتون سے متعلق ہین۔

کمانڈرانچیف کو اس بات کے سننے سے افسوس ہوا ہے کہ سپاہ بین انکے افسر جب ان کی دلجمعی کرنی چاہتے ہین کہ انسے وہ کارتوس نہین استعمال کرائے جاینگے جو ایسے مصالحہ سے بنائے گئے ہون جنپر وہ معقول اعتراض کرتے ہین تو سپاہیون نے انکے کہنے پر یقین نہین کیا جسکی بہت سی مثالین ہین اور انہون نے وہ فعل اختیار کیا کہ جس سے وہ سارا اعتبار جو سپاہی پر ہونا چاہیئے غارت ہوتا ہے سپاہی کا اول فرض یہ ہے کہ وہ گورنمنٹ کی جسکی وہ ملازمت کرتی ہے اور اپنے سے برتر افسرون کی اطاعت و فرمان برداری کرے گورنمنٹ جانتی ہے کہ ایسی نافرمانی اور سرکشی بین کیا کرنا چاہیئے اور کمانڈرانچیف اس بات کے کہنے مین کچھہ تامل نہین کرتا کہ انکو سخت سزا ملنی چاہیئے لیکن کمانڈرانچیف کا مقصد یہ نہین ہے کہ وہ دہمکیان دے وہ امید کرتا ہے کہ ان سپاہیون کو جنکی چھاتیان بہادرانہ کامون اور حسن خدمات کے تمغون سے آراستہ ہو رہی ہین یہہ بتلانا بے ضرورت ہے کہ انکا فرض کیا ہے۔ بین مثل تمہاری سپاہی ہون جس اپنے سپاہی ہونے کی عزت کی قسم کھا کے تم کو یہہ یقین دلانا چاہتا ہون کہ اس ملک عظیم کی گورنمنٹ کی کوئی کبھی یہہ نہین ہوگی کہ وہ اپنے ملازم سپاہیون کے یا ہندوستان کے مذہب مین دست اندازی کرے یا انکی رسم و رواج مین مداخلت کرے ہندوستان کے افسر جو بالفعل موجود ہین وہ اپنے رجمنٹون کو بتلادین اور خود کوشش کرین کہ ان سپاہیون کے دلون سے وہ خوف کم ہو جا[illegible] مدیکار مفسدہ پرداز شریرون نے اغوا کر دیا ہے کہ وہ اپنے فرض کو نہ ادا کرین۔ کمانڈرانچیف کو اطمینا[illegible]

کہ وہ اس شرمساری کو رفع کرین گے جو ان سب پر واقع ہوئی ہے جو اپنے علمون سے بے ایمانی کرتے ہین جنکے نیچے انہون نے گورنمنٹ کے ساتھ دوست و وفادار رہنے کی قسم کھائی ہے اور وہ اپنے تئین ثابت کرین گے کہ وہی اعلے درجہ کے خصائل اب تک رکھتے ہین جو انہون نے سیاہ پیشہ میں پہلے رکھے ہین۔ کمانڈر انچیف کی ایڈریس کہ ہندوستانی افسرون نے جو روبرو تھی بڑی توجہ دلی سے مودبانہ سناجب پڑھنا ختم ہوئی تو انہون نے ماسٹی نیو صاحب سے اپنے تئین سردارون کی معرفت کہوایا کہ ہم کو کمانڈر انچیف کے ایڈریس دینے سے بڑی عزت حاصل ہوئی لیکن ہم یہہ التماس کرتے ہین کہ اگرچہ ہم گورنمنٹ پر ان برے ارادون کا الزام نہین لگاتے جنکا ذکر ایڈریس مین ہوا ہے مگر یہہ سچ ہے کہ جو بات مشہور ہو رہی ہے اسکا یقین کرنے والا ایک آدمی ہے اور یقین کرنے والے دس ہزار ہین اسکا علے العموم یقین رجمنٹون مین نہین ہے بلکہ دیہات مین بھی ہر جگہہ ہے اگر دستون کے سپاہیون مین سے ہر سپاہی تیار رہے کہ جب اسکو کارتوسون کے استعمال کا حکم ہو وہ اسکی تعمیل کرے لیکن ہم یہہ عرض کرتے ہین کہ کمانڈر انچیف مربیانہ شفقت سے اس بات پر خیال فرماوین کہ ہماری معاشرت کے لیئے اس سپاہیانہ اطاعت کے نتائج کیا ہونگے ہمیشہ کے لیئے ہم جات سے خارج ہونگے ہمارے ہمراہی ہم سے اجتناب کرین گے ہم اپنے کنبون سے جدا ہو جاینگے اس لیئے سرکار کی اطاعت کرنے سے قبل از مرگ بڑی سخت سزا ملیگی۔ ماسٹی نیو صاحب نے سپاہیون کی عرض کی اطلاع حسب ضابطہ کمانڈر انچیف کو کی انکے دل پر بڑا ایک بار گران آنکر پڑا تو انہون نے اسی دن گورنر جنرل کو لکھا کہ مجھے صاف معلوم ہوتا ہے کہ بڑی مشکل پیش آئی ہے مین اس ارادہ مین ہون کہ گرمی کے موسم کے آجانے کے سبب سے سپاہیون کے دستون کو انکی رجمنٹون مین واپس بھیجدون لیکن اس امر کو لوگ ہماری نامردی جانین گے اسلیئے مین نے ہدایت کی ہے کہ ڈرل کی ہدایتون پر جب تک عمل نہ ہو کہ میرٹھ مین جو کاغذ پر شبہات ہو رہے ہین انکی رپورٹ نہ آئے

لارڈ کیننگ نے کمانڈر انچیف کو انبالہ یہہ تار بھیجا کہ سپاہ کے دستون کی ڈرل مین چاندماری کا ملتوی کرنا ایک غلطی ہے اسکے یہہ معنی ہین کہ ہم نے سپاہیون کے نامعقول خوفون کو مان لیا جس سے ظاہر ہوگا کہ ہم نے قبول کر لیا کہ سپاہیون کا عذر معقول تھا اور اسی مضمون کو چٹھی مین مفصل لکھا کہ مین آپکی تحریر سے یہہ نتیجہ نکالتا ہون کہ ہنوز آپ نے ڈپو کے توڑنے اور چاندماری کے التوا کرنے کے

باب مین کوئی قطعی فیصلہ نہین کیا مین یقینی اسکا مخالف ہون یہہ معلوم ہوتا ہے کہ کارتوسون کے
استعمال پر سپاہی خود معترض نہین ہین بلکہ انکو یہہ خوف ہے کہ جب انکے ہمراہی انسے ملینگے تو انکی
طعن و تشنیع اس بات پر مبنی نہین ہوگی کہ ناپاک چکنائی کو انہون نے ہاتھ لگایا اسواسطے کہ بہت
ہفتے گذر چکے ہین کہ آخر احکام صادر ہو چکے ہین کہ کل سپاہ کے لیئے جو کارتوس بنائے جائین
انمین ناپاک چکنائی کام مین نہ لائی جائے اب کاغذ کے باب مین سپاہ کو اشتباہ ہے اگرچہ
پہلے سے یہہ احتیاط نہین کی گئی کہ چکنائی مین وہ جزو خارج رہے جو سپاہیون مین مذہباً
ممنوع ہے ——— اس لیئے چکنائی کی بابت اشتباہ ہونے مین کسی قدر ہماری
غلطی تھی لیکن کاغذ کے باب مین ہم بالکل صواب و حق پر ہین کاغذ کے ایسے اجزا معلوم نہین
ہین کہ وہ سپاہ کی حیات کے حق مین مضر ہون سپاہی یہ بات نہین کہہ سکتے کہ کاغذ مین کوئی
چیز ایسی ہے کہ ہماری حیات کے لیئے مضر ہے اسکے برخلاف یہہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ کاغذ
مین کوئی چیز ایسی نہین کہ وہ حیات کے لیئے مضر ہو بس اگر ہم اس بات کو مان لین تو مین نہین
جانتا کہ ہم کو کہڑے رہنے کے لیئے کونسی جگہہ ملیگی (بکھر جائینگے) یہ ہوسکتا ہے جیسے کہ آپ امید کرتے ہین
کہ اسبارہ مین سپاہ کے دستے ایسے نیک چلن ہین کہ وہ یہہ نہین خیال کرینگے کہ انکی درخواست کا
منظور ہونا گورنمنٹ کا ہارنا یا ہار جانا ہے لیکن مجھے اس مین خدشہ ہے کہ یہہ حال انکی ہمراہیون کا
جنہون نے لیا ہو۔ جب یہہ سپاہ کے دستے اپنے صدر مقامون مین واپس جائینگے تو وہ اس بات کو بیان
کرینگے جو گورنمنٹ نے منظور کرلی ہے تو ناگزیر یہہ معقول شبہ ہوگا کہ گورنمنٹ اپنی استحقاق
کی حالت مین مشتبہ ہے کسی اور طرح سے اس بات کا سمجھنا نہین ہوسکتا اسکے بعد ہماری مشکلات اور
زیادہ ہو جائینگین اسواسطے سپاہیون کو کارتوس استعمال کرنے دو اس مین کوئی سختی انکی اپنی کوشش کی
نہین ہے اسلیئے کہ انہون نے اپنا اطمینان حاصل کرلیا ہے کہ کاغذ مین کوئی قباحت نہین ہے یہہ
میری راے ہے کہ وہ بہت سی رجمنٹون کو عقل کی راہ راست پر لے آنے پر زیادہ تر موثر بہ نسبت
جانبداری کے التوا کے ہوگی خواہ انکے اعتراض سچے دل سے ہون یا نہ ہون اسکے سوا مین نہین خیال کرتا کہ
ہمارے لیئے کوئی اور مناسب و بہتر طریقہ ہے جو انیسوین رجمنٹ کے باب مین اختیار کیا گیا ہے جس نے
اپنے جرم کو ہتھیارون کو لیکر عروج پر پہنچایا اور کارتوسون کے لینے سے انکار کرنے سے اپنے جرم کا آغاز کیا

مجھے یہ بھی پسند نہین کہ ان کامون مین جنکے اندر سپاہیون کا کام سوا اطاعت کرنے کے اور نہین ہے رجمنٹون کے سپاہیون کے مشورات اور رجوعات پر التفات کی جائے مجھے یہ خوف ہے کہ کارتوسون کے معاملے کے ملتوی کرنے مین یہہ معلوم ہوگا کہ سپاہیون کی معروضات منظور کی گیئن پس یہہ فیصلہ کیا گیا کہ نامردی کے ساتھ روز بد کا التوانہ کیا جائے اور مسکٹری اسکولون مین سپاہ کے دستون کو حکم دیا جائے کہ وہ موافق قواعد جدید اپنی تعلیم کی مدت معینہ تک عمل کرین یہہ چٹھی پہاڑون کے نیچے جارہی تھی کہ جنرل اینسن جنکی صحت خراب ہورہی تھی شملہ پر چلے گئے اور گورنر جنرل کو بھی شملہ پر بلایا کہ یہہ مقام ضعیفون کے لیئے بہشت ہے لیکن یہہ وقت وہ نہین تھا کہ شملہ پر عیش و آرام کیا جائے کلکتہ اور شملہ کے درمیان ایک ہزار میل مین سول اور ملیٹری افسر اسیمہ ہورہے تھے۔ چارون طرف سے خبرین آرہی تھین کہ سپاہ کے تیور بدلے ہوئے ہین وسط اپریل مین جیسی بارک پور مین آتش زنیان ہوئی تھین ایسی ہی اور چھاونیون مین بھی آگ لگائی جاتی تھی خاص کر انبالہ مین وسط اپریل مین بہت جگہہ آگ لگی مسکٹری اسکولون مین جو سپاہ کے دستے تھے وہ چاندماری کا کام بالاستقلال کرتے تھے وہ موم اور چربی کو ملا کر کارتوسون کو چکنا کرتے تھے اور انکو یقین تھا کہ ہمارے ساتھ کوئی بدسلوکی نہین کی جاتی لیکن وہ اپنے ہمراہیون کے طعن و تشنیع سے نہین بچ سکتے تھے۔ راتون کو جو آتش زنیان ہوتی ہین اُنسے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستانی سپاہی بڑے برافروختہ خاطر ہورہے ہین۔ یورپین رکون مین اور کسرٹ کے گوداموں مین و اسپتالون مین اور لینیون کے چھپرون مین راتون کو مخفی آگین لگائی جاتی تھین۔ ہیڈکوارٹر مین یہہ یقین کیا جاتا تھا کہ مکانون کی چھتین خشک پھوس کی ہین اس لیئے ان مین آسانی سے آگ لگ جاتی ہے اور یہہ آگ لگانا کچھ چھاونی کی رجمنٹون کے سپاہیون کا اور کچھ مسکٹری ڈپو کے سپاہیون کا ہی کام ہے۔ رجمنٹ کے سپاہی بُری نظرون سے مسکٹری کے سپاہیون کو دیکھتے ہین اور کہتے ہین کہ انھون نے ناپاک کارتوس لیئے کاٹے ہین کہ ان سے ترقی کا وعدہ کیا گیا ہے اس لیئے وہ غصہ مین آنکر ان دہرم ناستکین کے مکانون مین جب وہ ڈرل کو جاتے ہین آگ لگاتے ہین اور اسکے بدلہ لینے کے لیئے مسکٹری کے سپاہی رجمنٹون کے چھپرون مین آگ لگاتے ہین تحقیقات کے لیئے جو کورٹ مقرر کیئے جاتے ہین تو وہ جوان آتش زنیون کی تحقیقات کرتے ہین کسی یقینی امر واقعی کے دریافت کرنے مین ناکام رہتے ہین کوئی شخص گواہی نہین دیتا کہ کسنے آگ لگائی اور گواہون پر کوئی تشدد

نہین ہوتا تھا کہ وہ صحیح صحیح اپنا علم بیان کرین۔
سپاہ کے ڈویزن سرہند مین انبالہ سب سے بڑی چھاونی تھی اسکے سرہنری برنارڈ کمانڈنگ افسر تھے وہ بڑے نامور دلاور سپاہی تھے اگرچہ انکو ہندوستان مین چند ہی مہینے آئے ہوئے تھے وہ یہان کے کام کو پسند نہین کرتے تھے انہون نے لارڈ کیننگ سے درخواست کی کہ جب یہان آتش زنی کی دیوانگی موقوف ہو تو انکو شملہ پر جانے کی اجازت ملے کمانڈر انچیف نے شملہ سے لکھا کہ برنارڈ اپنا کام سیکھتا ہے وقت چاہیئے کہ جس مین وہ ہندوستانی سپاہ کا مزاج شناس ہو اور اسکے نظام کو سمجھے۔
جنرل این سن کو چار سال ہندوستان مین آئے ہوئے ہوگئے تھے انہون نے یہ اقرار کیا کہ انبالہ مین جو واقعات گذرا ہے انہون نے مجھے سخت متحیر و ششدر کیا ہے انہون نے لارڈ کیننگ کو لکھا کہ یہ تعجب کی بات ہے کہ آتش زنی کے پکڑنے کے لیئے ہر ایک شخص مستعد ہے لیکن مجرمون کے سراغ کا کچھ پتا نہین لگا سکتا اس مہینے کے آخر تک انبالہ مین کسی آتش زنی کے مجرمون کو گرفتار نہین کر سکے - یہہ ایک بات ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ لچے شہدے آدمیون مین آپس مین اتفاق ہوگیا ہے جو سطح سے ان باتون کا کینہ نکالتے ہین جنکو وہ خیال کرتے ہین کہ انکی برائی کے لیئے کی گئی ہین اس انتظام قومی کے خوف سے کسی مخبر کا حوصلہ نہین ہوتا کہ وہ اصل حال کی خبر دے " اس سے ثابت ہوتا ہے کہ انگریزون کو ہندوستانیون کی باتون کی تہ پر پہنچنے کی کس قدر کم قدرت ہے اور انکی بے اعتباری ہندوستانیون کی تمام جماعتون مین ہے خواہ ہندوستانیون کے درمیان آپس مین کیسے ہی عناد و فساد ہون مگر یہہ بات عموماً سب کے دل مین ہے کہ انہون نے انگریزون کے برخلاف اپنے دلون کو بند کرلیا ہی اور ہونٹون پر مہر لگا لی ہے۔
بارک پور مین جو نیتسوین رجمنٹ کی تحقیقات مین یہہ ثابت ہوا تھا کہ مسلمان اور سکھ سپاہی سرکار کے وفادار خیرخواہ ہین جب انیسوین رجمنٹ برخاست ہوئی تو ایک دانشمند ہوشیار سول افسر مقرر ہوا کہ وہ مسلمان سپاہیون سے اصل حال دریافت کرے مگر اس افسر کو اپنے کام مین کامیابی نہین ہوئی تو اپریل کے ختم ہونے سے پہلے لارڈ کیننگ کو یقین ہوگیا کہ ایشیائی قومون کی باہمی عداوت سے جو ہمیشہ سے ہمارے اقتدار اور حکومت کا عنصر عظیم خیال کیا گیا ہے کچھہ فائدہ نہین حاصل ہوسکتا بلکہ برخلاف صاف دونو مسلمانون اور ہندوون نے باہم اتفاق کرلیا ہے اب ایک غیر متوقع مقام سے

یہہ اتفاق ثابت ہوا۔ سرکار کمپنی کی پیدل سپاہ مین زیادہ تر ہندو سپاہی تھے اور سوارون مین مسلمان اس سبب سے زیادہ تھے کہ وہ ہندوون کی نسبت گھوڑے کی سواری مین اور شمشیر بازی مین زیادہ چست و چالاک ہوتے ہین پس اس سبب سے گورنمنٹ کو ہندوستانی پیدل سپاہ کی طرف سے خوف تھا کہ وہ ہندو ہونے کے سبب سے رفل کے چلنے کا کارتوس کاٹنے مین انکار کرین گے لیکن اب میرٹھ سے یہ عجیب خبر آئی کہ سوارون کی رجمنٹ نے بغاوت کی۔ اس رسالہ مین ہندو بہ نسبت مسلمان سوارون کے زیادہ تھے۔ میرٹھ کی چھاونی بہت بڑی تھی سب قسم کی سپاہ یورپین اور ہندوستانی اس مین جمع تھی وہان بنگال آرٹلری کا ہیڈ کوارٹر قائم ہوا تھا اور ڈیپی جنرل کسریٹ نہایت محنت سے دل لگا کے میگزین سے خرچ لیکر کارتوس بناتا تھا ساٹھوین رجمنٹ انگلش رائفل بغیر کسی نفرت کے بے مزہ چیزون کو کام مین لاتی تھی ایک دفعہ سے زیادہ افواہین اڑ چکی تھین کہ میرٹھ مین سپاہیون نے بلوہ مچایا اور ان کے برخلاف انگریز مستعد نہ ہوئے بالائے ہند کی بڑی بڑی چھاونیون مین ہندوستانی رجمنٹین فضول شوق کی بھری ہوئی آرزو سے میرٹھ کی طرف دیکھتی تھین کہ وہان سے کوئی اشارہ ہوگا جسکو وہ جانتے تھے کہ جلدی دیکھنے مین آئے گا۔ سپاہی آپس مین پوچھتے تھے کہ میرٹھ کی خبر کیا ہے اور دیسی اخبارون مین ان مضامین کی پیشانیون کو دیکھتے تھے کہ جنمین کوئی رمز و اشارہ ہوتا۔ اپریل کے اس مہینے مین جنہین میرٹھ کی لینون مین بھیڑ لگی رہتی تھی اور بازارون مین گرماگرمی رہتی تھی انمین بعض آنے والے حادثہ کے غیر محدود خوفون کی تحریکین ہوتی تھین ہر روز برانگیختگی اس لئے زیادہ ہوتی جاتی تھی کہ نئی نئی کہانیان گھڑی جاتی تھین کہ جن سے انگریزون کے ان باطنی ارادون کا یقین مستحکم ہو جو دائر ہو رہے تھے ایک بدخبر رسان آوارہ گرد فقیر جو کوئی نکوئی روپ بدلکر سارے ملک مین پھرتا تھا میرٹھ مین آیا وہ ہاتھی پر سوار تھا اسکے ساتھ بہت سے چیلے و گھوڑے ورتھ تھے یہ امر محقق ہے کہ وہ سپاہیون کے دلون مین برے خیالات پیدا کرتا تھا مگر یہہ یقین کیا گیا تھا کہ وہ ہندوستانی رجمنٹون کی لینون سے پرے نہین گیا۔ ہندوستانی رجمنٹون کے سپاہی جب اس پاس بہت آنے لگے تو حاکمون کو اس کے حال پر توجہ ہوئی اور پولیس کی معرفت اسکو حکم دیا کہ وہ چلا جائے اسلئے حکم کی تعمیل کی لیکن لوگ کہتے ہین کہ سیسوین ہندوستانی

رجمنٹ کی لین سے زیادہ فاصلہ پر نہین گیا۔
چکنے کارتوسون کا تذکرہ جیسے شوق سے میرٹھ مین ہوتا تھا ایسا کسی اور مقام مین نہین ہوتا تھا انکی سامنے اس بیان کرنے سے بہت کم فائدہ ہوتا تھا کہ ایک سپاہی سے بہی کارتوس جو دوسرے آدمی کے ہاتھ کے بنے ہوئے ہون نہین کٹوائے جائینگے کارتوس کو وہ خود ہی بنا لے گا۔ اسواسطے کہ ان کے قیاس مین تو بہت سی مکروہ غاکی تدابیر مین سے اس تدبیر کا بھی ہریک یقین کرتا تھا کہ سوکھے کارتوسون مین چربی مذہب کی غارت کرنے والی موجود ہے اپریل کے چوتھے ہفتے کے شروع مین سپاہ کی براگیختگی جو کئی ہفتہ سے بڑہتی جاتی تھی کھلی بغاوت مین نمایان ہوئی تیسرے رسالہ کی ترپون نے اول اپنے افسرون کے حکم سے سرتابی کی۔
کرنیل سمائتھ کو جو تیسرے رسالہ لائٹ کیولری کے کمانیر تھے پریڈ کا کرنا مصلحت معلوم ہوا تاکہ وہ سپاہیون کو بندوق کے بھرنے کا نیا طریقہ تبلادین جس مین کارتوس منہہ سے کاٹنا نہین پڑتا تھا ہاتھ سے پھاڑا جاتا تھا۔ ۲۳۔ اپریل کو انہون نے حکم دیا کہ اس طرح کارتوس کٹوانے کے لیئے کل صبح کو پریڈ ہوگی شام کو حولدار میجر نے کرنیل کو اطلاع دی کہ پہلے ترپ کے سوار کارتوسون کو نہین لینگے۔ کپتان کریگی نے جو ایک ترپ کے افسر تھے اڈجوٹنٹ کو لکھا کہ تم ابہی کرنیل سمائتھ پاس جاؤ اور کہو کہ میرے ترپ کے سارے سوار کل پریڈ پر عدول حکمی کرینگے تمام ہندوستانی سپاہ مین ایک تہلکہ کارتوسون کے سبب سے پڑ رہا ہے کہ اگر وہ کارتوس کاٹ کے فیر کرینگے تو انکی بدنامی ہوگی مین سمجہتا ہون کہ کل چھون ترپون مین اس قسم کی افواہین اڑ رہی ہین۔ یہہ ایک بڑی خطرناک بات ہے۔ اگر ہم اس بات پر غور کرنے مین آدہ گہنٹہ بھی توقف کرینگے تو کل رجمنٹ باغی ہوجائیگی مین التجا کرتا ہون کہ آپ ایک لحہ کا توقف نکرین اور فوراً کرنیل سمائتھ پاس جائین مگر کرنیل سمائتھ نے یہہ قطعی فیصلہ کیا کہ پریڈ ہو۔ پریڈ ہوئی۔ ہر ترپ کے نوے سپاہی جو تھے انکے سامنے کرنیل نے پریڈ کرنے کی وجہ بیان کی اور حولدار میجر کو حکم دیا کہ بندوق بھرنے کا نیا طریقہ بتادے (اپنے کاربین (قرابین) چھوڑ کر تبلادیا۔ کرنیل سمائتھ نے حکم دیا کہ ایک ترپ کو کارتوس دیئے جائین پانچ سوارون نے کارتوس لیئے اور باقی نے لینے سے انکار کیا اور کہا کہ اگر کل رجمنٹ کارتوس لیگی تو ہم بھی لینگے کرنیل نے انکے سامنے بیان کیا کہ یہہ نئے کارتوس نہین ہین بلکہ وہی کارتوس ہین جنکو وہ ہمیشہ استعمال کیا کرتے تھے انہون نے پھر درخواست کی کہ سوار کارتوس لے لین اب تم نے دیکھہ لیا کہ میجر حولدار نے

کس طرح انکا فیر کیا لیکن پانچ کے سوار سبنے انکار کیا اسکے بعد کرنیل ایڈجوٹنٹ کو حکم دیا کہ وہ سوارون کو
پریڈ سے رخصت کرے سپاہی بہت ستے تھے وہ حوالات مین نہین بھیجے جاسکتے تھے مگر تحقیقات کے
لیئے کورٹ مقرر ہوا ۔

لارڈ کیننگ پر خوب ظاہر ہوگیا کہ ہندوستانی سپاہ کے دلون مین نہایت بڑے بڑے شبہات نے خوب
جڑ پکڑلی ہے پھر انہون نے سپاہ کی ناراضی کے آثارون پر بڑی توجہ کی تو یہہ معلوم ہوا کہ شبہات فقط
سپاہی کے دلون مین نہ تھے بلکہ عموماً آدمیون کے دل بےچین ہورہے تھے صرف میرٹھ ہی مین نہین بلکہ
ملک کے اور اطراف مین بھی یہہ یقین تھا کہ دونو ہندو مسلمانون کے دین کو انگریزون نے بگاڑنے کی تجویز
کی ہے کہ انکی روزانہ خوراک کو انکی ممنوع و حرام چیزون سے ناپاک کردین ۔ اب اس خوراک کے ناپاک کرنے
کی بہت سی صورتین بیان کی جاتی تھین کہ برٹش گورنمنٹ نے سرکار کمپنی اور ملکہ معظمہ کے حکم سے پسی ہوئی ہڈیان
آٹے اور نمک مین ملادی ہین کہ وہ بازارون مین فروخت ہون اور گھی مین جانورون کی چربی ملادی ہے اور شکر کو
جلی ہوئی ہڈیون سے صاف کیا ہے اور کنوون مین سور اور گائے کا گوشت ڈلوادیا ہے تاکہ پانی
پینے کا نجاست آلودہ ہوجائے یہہ توچلنے کارتوس فقط مذہب خراب کرنے کی تدبیر کا ایک جزو تھا جو
سپاہ کے ساتھ مخصوص تھا یہان تو گورنمنٹ سب ہندو مسلمانون کے مذہب کے بگاڑنے کی تجویز کررہی ہے
اور یہہ کہانی بھی گھڑی گئی کہ بڑے بڑے صاحبون نے حکم دیا ہے کہ تمام سلاطین امرا و تعلقہ دار و
زمیندار و رؤسا اہل زراعت و اہل تجارت سب انگریزی روٹی کھائین ان جھوٹ موٹ کہانیون مین
زہر استخوان آمیز کی کہانی ہندوستانیون کے دلون پر بڑی موثر تھی وہ اپریل کے شروع مین بارکپور مین
مشہور ہوئی تھی اس مہینے مین یہہ وبا بالائے ہندار مین پھیلی کانپور مین آٹا مہنگا ہوگیا تھا میرٹھ کے
بنیون نے گورنمنٹ کی چند کشتیان کرایہ لیکر اسمین آٹا لادکر کانپور بھیجا ۔ پہلی دفعہ مین جب یہہ آٹا کانپور مین
آیا تو سستا ہونے کے سبب سے فوراً بک گیا لیکن جب اور آٹا آیا تو یہہ گھڑنت ہوئی کہ نہر کی پن چکیون مین
یوروپین کے اہتمام سے گیہون پیسے گئے ہین اور اس مین گائے کی ہڈیون کی خاکستر ملائی گئی ہے تاکہ
ہندوون کی جات آٹے کی کھانے سے جاتی رہے اس بات کی شہرت کانپور کی لینون اور بازارون
مین ہوئی کہ میرٹھ کے آٹے کا بکنا موقوف ہوگیا کوئی ایک سپاہی اسکو ہاتھ نہین لگاتا تھا اور نہ
کوئی آدمی اسکو خریدتا تھا اگرچہ وہ کانپور کے بازار کے آٹے سے سستا بکتا تھا ۔ یہہ خبر ایک چھاونی سے

دوسری چھاونی مین پہنچی۔ آٹے کا وہم یہانتک لوگون کے دلون پر چھایا کہ انہون نے آٹا کہانا چھوڑ دیا بورو ٹیان پکی ہوئی تہین انکو پھینک دیا غرض لوگون کے دل مین یہہ نقش کالحجر ہوگیا کہ گورنمنٹ انکی جات اور مذہب خراب کرنے کی تدبیر کررہی ہے۔

لارڈ کیننگ کو یہہ یقین ہوگیا کہ رعایا کو بڑا خوف لگ رہا ہے کہ گورنمنٹ انکے مذہب کے بگاڑنے کے درپے ہے اسلیئے وہ اس سے بڑی نفرت وعداوت رکھتے ہین۔ یہہ خیال کرکے انہون نے ایک دوسری کہانی پر جو چپاتیون کے تقسیم ہونے کی بابت تھی توجہ کی ممالک مغربی سے ان چپاتیون کی تقسیم کی خبر پہنچی جسکی وجہ انکے بڑے بڑے تجربہ کار مشیر بھی نہین بتا سکے یہہ چپاتیان دہ بدہ اسطرح بٹین کہ ایک شخص انکو ایک گاؤن مین زمیندار کو دے جاتا اور اس سے فرمائش کرجاتا کہ تم دوسرے گاؤن مین انکو بھیجدینا بس اسطرح چپاتیان دہ بدہ گشت کرتی پھرتین انکے بابت نہ کوئی سوال کرتا نہ کوئی سمجھتا کہ وہ کہان سے آئی ہین اور کیون آئی ہین بے سمجھے دوسرے گاؤن مین بھیجنے کی حکم کی اطاعت کی جاتی ایک مدت کے بعد گورنمنٹ کے عہدہ دارون کو خبر ہوئی بعض نے اسپر بہت بعض نے تھوڑا خیال کیا ہر ایک نے اپنی طبیعت و ذہانت کے موافق اسکے مختلف بیان کیئے اول مسٹر فورڈ کلکٹر گوڑگانوہ نے ممالک مغربی و شمالی کے لفٹنٹ گورنر مسٹر کالون کو ان چپاتیون کا حال لکھا انہون نے حکام اضلاع کے نام سرکیولر جاری کیئے دہلی کے بادشاہ کی تحقیقات جرم مین یوروپین و ہندوستانی گواہون کے اظہارات مین تفتیش کی گئی کہ چپاتیون کی تقسیم کا راز کھلے مگر وہ نہ کھلا بہت سے افسرون نے بیان کیا کہ وہ صرف اس بات کی نشانی ہے کہ آئیندہ جو کوئی حادثہ عظیم واقع ہونے والا ہے اسکے لیئے عین وقت پر سب تیار رہین ایک بڑے مستند حاکم نے گورنر جنرل کو لکھا کہ مجھ سے یہہ کہا گیا ہے کہ چپاتی آدمیون کی خوراک کی ایک علامت ہے اس کے گشت لگانے کا مطلب یہہ ہے کہ آدمیون کو چونکا دے اور انکے دلون پر اثر کرے کہ انکی خوراک حاصل کرنے کے وسائل چھین جائینگے اسلیئے انکو تنبیہہ کی جاتی ہے کہ وہ سب آپس مین متفق رہین۔

اور افسرون نے اس خیال کی بڑی ہنسی اڑائی اور اسکو بیان کیا وہ کل ملک کے اوہام مین سے ہے یہہ بھی کہا گیا کہ یہہ ہندوون کی عادت کے موافق ہے کہ جب کسی ہندو کے خاندان مین بیماری ہوتی ہے تو وہ چپاتیان اس لیئے تقسیم کرتا ہے کہ اسکے گھر سے بیماری کو چپاتیان اپنے ساتھ باہر

لے جائین یا جب کسی گروہ مین ہیضہ پھیلتا ہے یا وبائین آتی ہین تو وہ بھی اس طرح کا ٹوٹکا کرتے
ہین اور آدمی یہہ یقین کرتے تھے کہ برٹش گورنمنٹ کے دشمنون نے ان چپاتیون کو اس مطلب کے لیئے
تقسیم کیا ہے کہ جھوٹی باتون کو انہون نے پھیلا رکھا ہے انکے ساتھ یہہ خوفناک دروغ بھی منسلک
ہو جائے جسکا اثر یہہ ہو کہ ان مین گائے کی پسی ہوئی ہڈیان ہین اور انگریزون نے لوگون کے مذہب
بگاڑنے کی ترکیب کا تتمہ انکو بنایا ہے بعض نے انگلش سے یہہ کہا کہ جیل خانون مین بعض دفعہ مراسلت
اسطرح کی جاتی ہے جسکو شیخ کوڑی خان نے ظاہر کیا تھا کہ جب کوئی قیدی سپاہیون کی سنگینون
کے تلے مقید ہوتا ہے تو اسکو روٹی کھانے کی اجازت دی جاتی ہے روٹی پکانے والے کو رشوت
دی جاتی ہے وہ ایک چھوٹا سا رقعہ چپاتی مین رکھ دیتا ہے یا رکابی پر کوئی فقرہ لکھ دیا جاتا ہے -
بس جب قیدی روٹی کھاتا ہے تو وہ پڑھ لیتا ہے بس اسی طرح ان چپاتیون کے اندر بغاوت آمیز
فتنہ انگیز خطوط مین جو وہ یدہ اسطرح پہنچائے جاتے ہین اور انکو گانون کا ایک سردار پڑھ کر
ان پر آٹا لپیٹ کر اور چپاتی بنا کر دوسرے پاس بھیج دیتا ہے جو اسکو کھو لکر پڑھ لیتا ہے -
کپتان کیتھ لکھتے ہین کہ چپاتیون کا گشت ۱۸۵۶ء کے شروع سے ہوا ہے بنارس سے اسکا آغاز ہوا ہے
کہ ایک گانون سے دوسرے گانون مین وہ بھیجی جاتی ہین مجھے معلوم ہوا ہے کہ شمالی ہند مین بھی
یہی حال ہوا ہے اور وہ ایک بلوہ کی علامت بنائی گئی ہے جو اس سال مین پیچھے واقع ہوگا جب وہ
بیمارئمن نمایان ہوئی ہین تو وہ سب جگہہ اندور کی طرف سے آئی تھین - اندور مین اس وقت ہیضے
کی وبا سخت پھیل رہی تھی اور ہر روز شہر مین بہت سے آدمی مرتے تھے بیمار کے آدمی یقین کرتے تھے
اور اب بھی یقین کرتے ہین کہ گیہون کی چپاتیان ایسے منترون کے پڑھنے کے بعد جنسے یہہ یقین ہو کہ
وہ وبا کو ساتھ لے جائینگین باہر تقسیم ہوئی ہین - چپاتیان شمال سے جنوب کو براہ راست نہین آتی
تھین وہ باجانگر مین بھی ۹ - فروری کو آئیں جو گوالیار اور اندور کے عین وسط مین واقع ہے اور
مندسور مین وہ ۱۲ - جنوری کو تقسیم ہوئین - بیاور مین ان پاک نا پاک ٹوٹکون کے کرنے سے لاعلمی ہین
جب گانون مین ستیلا بچون کو نکلتی ہے تو ایک مینڈھا لیتے ہین اور اسکے گلے مین نایل ڈالتے
اور چوکیدار اسکو سن داتا کی سڑک پر جو گانون اول آتا ہے لے جاتا ہے اسکو بستی کے اندر
رہنے کی اجازت نہین ہوتی پھر اسی طرح ایک گانون سے دوسرے گانون مین مینڈھا پھرتا رہتا ہے

اسکو قرار نہین ہوتا۔ یہہ ترکیب دہرم شاستر مین لکھی ہے میجر آرسکن کمشنر ساگر و نربدا رپورٹ بھیجتے ہین
کہ جنوری ۱۸۵۷ء سے [illegible] تک چپاتیان ایک راز کے طور پر اکثر اضلاع مین ایک گاؤن سے دوسرے
گاؤن مین گشت کرتی ہین اگرچہ اسکو کسی آنے والی بات کی نشانی جانتے ہین لیکن کل قسمت مین
کوئی نہین جانتا کہ وہ کیا کارسازی کرتی ہین یا کہان سے وہ آتی ہین اور انکی نسبت بہت ہی کم
خیال کیا جاتا ہے الا ساگر کے مہاجنون کے بازار مین کچھہ تھوڑا سا اثر ہنڈویون کے معاملہ مین کرتی
ہین مین اس معاملہ کی رپورٹ گورنمنٹ کو بھیجتا ہون لیکن امر مشتبہ ہے کہ کوئی شخص ان چپاتیون کے اسرار سے
واقف کار ہو یا انکو وہ آیندہ سرکشی کی طرف راجع جانتا ہو اگرچہ اب ہماری راے اسکی نسبت یہی ہو۔
غرض بعض ان چپاتیون کے گشت کرنے کو بے معنی جانتے تھے بعض اسکے معنی عظیم بیان کرتے تھے
آیندہ زمانہ نے بھی کوئی معانی انکے روشن نہین کیئے اب تک اس کے معانی مین اختلافات چلے
جاتے ہین بعض مورخ یہہ لکھتے ہین کہ لکھنؤ مین ایک مولوی نے ان چپاتیون کو تقسیم کیا
تھا اور اسکا مطلب جہاد تھا مار گھونٹا بھڑی آنکھہ۔ غرض ان چپاتیون کی بابت قیاسات
بہت گھڑے گئے مگر کوئی رازدان ایسا نہین ملا کہ وہ تاریخ مین لکھنے کے قابل افشائے راز
کرتا۔ اب تاریخ صرف اس یقینی امر کو بیان کرتی ہے کہ یہہ عجیب چپاتیان جہان ایک مقام سے
دوسرے مقام مین جاتین تو وہان نئی برانگیختگیان اور فضول توقعین پیدا ہوتین

---

لارڈ کیننگ کو علاوہ سپاہیون کی ناراضی اور بدخواہی و بددلی کے بعض اور
باتین بھی ظاہر ہوئین مگر انہون نے اور انکے معتمد مشیرون نے اپنے تئین انکی حقیقت
حال سے آگاہ نہین کیا۔ گورنر جنرل کو یہہ عام خیال تھا کہ بعض کور باطن و بددل آدمی
کہ جنکے دلون مین برٹش گورنمنٹ کے ساتھ کینہ توزی اور انتقام جوئی بھری ہوئی ہے
انکی بڑی خوشی یہہ ہے کہ برٹش گورنمنٹ کسی طرح غارت ہو وہ اپنے جاسوسون اور گرگون کو
مخفی بھیجتے ہین لیکن وہ باستثناء معزول شاہ اودھ کے وزرا و کارپردازون کے کسی اور کے
اپنے شباہت کی خصوصیات کو ظاہر نہین کرتے تھے۔ نانا صاحب ادھر ادھر موشک دوانیان
کرتا پھرتا مگر وہ اسکے حال سے بالکل غافل تھے۔ اودھ کی ضبطی کے بعد نانا ان سب رئیسون کو

جو گورنمنٹ سے ناراض تھے آپس مین متفق کر کے گورنمنٹ کے خلاف سازش کرنی چاہتا تھا۔

# باب چہارم

## مئی ۱۸۵۷ء

### تسکین کی نشانیان

مئی ۱۸۵۷ء کے شروع مین لارڈ کیننگ کو ایسے آثار معلوم ہوتے تھے کہ جھوٹ موٹ کی باتون سے جو سپاہ کے دلون مین برافروختگی اور برانگیختگی پیدا ہوئی تھی اس مین کمی ہو گئی ہے۔ جو متضاد قصے اور رائین انکے پاس مختلف مقامات سے آتی تھین انسے مشکل تھا کہ کوئی سچی حقیقت دریافت ہوتی لیکن جب بنگال سے کوہ ہمالیہ تک سب باتون پر نظر غائر سے وہ دیکھتے تھے تو شروع ہی مین وہ کالے کالے بادل جو انکے گرد جمع ہو رہے تھے انکو نظر نہ پڑتے تھے سپاہ فرمان داری کے ساتھ کام کرتی تھی دمدم مین نئے کارتوس سپاہ کاٹتی تھی اور امید تھی کہ کلکتہ کے آس پاس جو سپاہ تھی اس کی جو فہمائشین کی گئی تھین انکی وجہ سے بے شک وہ عقل کی راہ پر آہستہ آہستہ آ جائینگی بالائے ہند مین رائفل ڈپو مین سب کام ڈرل کے چپ چاپ ہو رہے ہین سیالکوٹ مین پنجاب کی آئینی وغیر آئینی ہندوستانی رجمنٹون سے جو دستے سیکھنے بھیجے گئے تھے وہ نئے کارتوس کے استعمال پر کچھ نہین بڑبڑاتے تھے۔ مئی کے مہینے کے شروع مین جان لارنس یہان آئے کہ نیا سکہ ای اسکول ملاحظہ کرین اور سپاہیون کے دلون پر جو کارتوسون کا اثر ہو رہا ہے اس کا امتحان کرین انہون نے لارڈ کیننگ کو لکھا "کہ سب سپاہی نئی بندوق کے ملنے سے بہت خوش ہین اور اسکے قبول کرنے پر سب آمادہ ہین بالفعل وہ یہہ خیال کرتے ہین کہ کوہستانی لڑائیون مین انسے کتنا بڑا فائدہ انکو حاصل ہوگا افسرون نے میرے دل نشین کیا کہ سپاہیون نے کوئی برے فیلنگس اپنے نہین دکھائے اور مین خود بھی خیال کرتا ہون کہ سپاہیون کی طرف سے کوئی تامل یا استکراہ نہین ہے۔ جنرل برناڈ نے انبالہ سے پہلی مئی کو لکھا کہ مین نے ہیڈکوارٹرون کو اطلاع دی ہے کہ اس مقام مین جو نافرمانی کے فیلنگس تھے انسے مجھے اطمینان اس وجہ سے حاصل ہو گیا ہے کہ راتون مین آگون کے لگنے کے سبب سے جو رات کو پکٹ بٹھانے کی ضرورت پڑی اسکے

منتخب کام کو سپاہیون نے بڑے صبر و گرم کوشی و چستی و چالاکی سے انجام دیا اور یہہ اضافہ کیا کہ مین کوئی وجہ نہین جانتا کہ سپاہیون کو اس آتش زنی کا سبب ٹھیرایا جاے نہ کوئی ظاہری فعل ایسا سرزد ہوا نہ کوئی نافرمانی کی کوئی مثال واقع ہوئی سپاہی ہندو چاند ماری بر رضا و خوشی بظاہر بڑی گرم کوشی کرتے ہین مین اسے دیکھنے گیا ہون مین اسکا جواب دہ ہون کہ سپاہ کے دستون مین کوئی بدلی نہین ہے - مئی کے اول دنون مین گورنر جنرل کو بعض باتین تسکین کی نظر آتی تھین اور یہہ معلوم ہوتا کہ رائیفل ڈپو جو خوفون و خطرون کے مرکز تھے انہین خلل و فساد کی طغیانی کا چڑھاؤ اتر گیا میرٹھ سے بھی کوئی دنگا اور فساد کی خبر نہین آئی - تیسرے رسالہ کے سوارون کا کورٹ مارشل ہوا اور انکے ہمراہیون مین سے کسی اور نے بھی انکی نافرمانی کی تقلید نہین کی ایسی حالتین تھین کہ جنسے غالباً یہہ معلوم ہوتا تھا کہ جن سببون سے ان سوارون نے بغاوت کی تھی وہ بالکل ایک مستثنی صورت تھی - شروع ماہ مئی مین لارڈ کیننگ سارے ملک کے حالات فلسفیانہ خیالات دوڑا رہے تھے لارڈ الفنسٹن سے ایران کی صلح کی اور خرچ جنگ کی بابت اور الفنسٹن کالون سے تعلیم کی گرینٹ کی اور لڑکیون کی تعلیم کی اور دہلی کے بادشاہ کے بعد جانشینی کی بابت (کچھ خیال نہ تھا کہ یہہ امر بات خود بخود فیصل ہو جائے گی ) حیدرآباد کے رزیڈنٹ میجر ڈیوڈسن سے نظام کی جانشینی کی بابت (نظام قریب المرگ ہو رہا تھا) بڑودہ کے رزیڈنٹ شیکسپیر سے گائکواڑ کی مالی حالت کی بابت اور اندور کے ایجنٹ کرنیل ڈیورینڈ سے راجہ کے خزانہ مین زیادہ روپیہ جمع ہونے کی بابت گفتگوئین اور تحریرین ہو رہی تھین گورنمنٹ کے معمولی کامون مین کوئی خرج نہ تھا گورنمنٹ ہوس مین کوئی خوف نہ تھا گورنر جنرل بڑا خوش و خرم تھا اور یہہ یقین کرتا تھا کہ تکلیفات کے جو بادل اوٹھے تھے وہ خدا کے فضل و کرم سے بہت جلد منتشر ہو جائینگے مگر خاص فکر کا سبب یہ تھا کہ شروع مئی مین ۳۴ وین رجمنٹ بارک پور مین انتظار مین بیٹھی تھی کہ کیا حکم ہوتا ہے بارک پور مین کوارٹر گارڈ کے جمعدار ایسری پانڈے کو ۲۲ - اپریل ۱۸۵۷ء کو تمام سپاہ کے روبرو پھانسی ملی اسنے پھانسی پر اپنے جرم کا اقرار کیا اور اپنے ہمراہیون کو نصیحت کی کہ مجھ سے عبرت پکڑو اسنے کہا کہ اے بہادر سپاہیو سنو کہ کوئی تم مین سے میری طرح کام نہ کرے مین نے گورنمنٹ کے ساتھ وہ پاجیانہ کام کیا کہ جسکی سزا مین

اتفاقاً آیا رہا ہون کوئی بہادر سپاہی یہہ کام نہ کرے جسکے سبب سے اسکو یہہ سزا ملے"
یہہ یقین کیا گیا تھا کہ ایک کمشنڈ افسر کا اس طرح علے الاعلان سزا ملنا کل ہندوستانی
سپاہ پر بڑا اثر رکھے گا لیکن ایک آدمی کا سزا پانا گو یہہ سزا پھانسی ہی کیون نہ ہو نہ وہ جنرل کے
حرم کو ستاتا ہے نہ گورنمنٹ کی حکومت کو جاتا ہے مصیبت کے وقت مین لارڈ کیننگ
نہایت آگاہ دلی سے کام کرتے تھے انکے رزولیوشن پاس کرنے کا طریقہ بڑا آہستہ تھا
اسلیئے انکو ہر قدم پر نتائج نکالنے مین ایمانداری و دیانت مندی شبہ پیدا کرتی تھی عدالت اور
پولیس دونو انکو شبہ مین ڈالتی تھین کہ چونتیسوین رجمنٹ کا برطرف کرنا عدل و انصاف ہوگا۔
یہہ امر یقینی تھا کہ بعض کپتان اپنے علمون کے ساتھ ابھی وفادار تھین اور انکو یہہ صاف نظر
آتا تھا کہ باقی سب سپاہی بے وفا تھے انہون نے اس رجمنٹ کی حالت کی تحقیقات مین بڑی
تعجیل کی اور اپریل کے تیسرے ہفتہ تک یہہ امید کرتے رہے کہ صرف اس مقدمہ مین
جو باتین کرنی مطلوب ہین وہ ظاہری خطا وار سپاہیون کی موقوفی سے قابل اطمینان
حل ہو جائینگی لیکن ملیٹری حکومت رجمنٹ کی برخاستگی چاہتی تھی۔ بارک پور مین جنرل ہیرسی کو
یقین تھا کہ جب تک رجمنٹ موقوف نہین ہوگی حسب دلخواہ مطلب نہین حاصل ہوگا۔
جنرل این سن نے شملہ سے لکھا کہ اس رجمنٹ کی برخاستگی ضرور ہے کل سوال پر کونسل مین پورا
مباحثہ ہوا آخر کو ۳۰۔ اپریل کو لارڈ کیننگ نے یہہ تحریر کیا کہ" بے شک مجھے خوشی ہوتی ہے
اگر چونتیسوین رجمنٹ پیدل ہندوستانی کی سات کمپنیون کو جو بارک پور مین مقیم ہین
اس موقع پر تھوڑی سزا دینا مناسب ہوتا مگر مین نے نہایت غور و خوض سے مقدمہ کی
کل روئداد کو جانچا تو مجھے اطمینان ہوا کہ کوئی اور سزا حالت موجودہ مین سوا برطرفی کے مناسب
و موثر نہین بعض سپاہیون کے سزا کے ملنے کے باب مین شبہات تھے اس سبب سے یہ مباحثہ
۴ مئی کو ختم ہوا۔

دو دن بعد ۶۔ مئی کو بارک پور مین ساری سپاہ کے اور دمدم کی سپاہ کے دستون
اور ملکہ کی ۸۴ وین رجمنٹ کے روبرو صبح کو چونتیسوین رجمنٹ کی وہ سات کپتان جنہون نے
۲۹۔ مارچ کے بلوہ کو دیکھا تھا کھڑی کی گئین کہ وہ اس حکم کو سنین جو انکی نسبت دیا گیا تھا

انکی سزا مین انیسوین رجمنٹ کی طرح سزا مین تخفیف نہین ہوئی کہ انکی وردیان نہ اتاری جائین بلکہ انکی وردیان اتار لی گئین اور چہاونی سے گورون کی حوالات مین باہر نکال دی گئین اور خطاوار ۳۴ وین رجمنٹ کا دوبارہ نام سپاہ کی حرکت سے خارج کیا گیا اور پانچ سو بڑے سرکش آدمی جنمین اکثر رجپوت و برہمن تھے چھوڑ دیئے گئے کہ وہ اپنے انتقام لینے کے لیئے دنیا مین اپنے کام کرتے پھرین - چونتیسوین رجمنٹ کے جرم اور سزا کے درمیان پانچ ہفتے کا وقفہ ہونا ایک بڑی غلطی خیال کی جاتی ہے اور جرم کے متناسب سزا ابھی نہین سمجھی جاتی لیکن اس بات کا ہمیشہ دل مین یاد رکھنا چاہیئے کہ مارچ و اپریل و شروع مئی مین ملیٹری اور سول افسرون کو خواہ وہ کیسے ہی ملک اور اہل ملک کے واقف کار ہون یہہ شبہہ بھی نہین ہوا کہ بنگال کی سپاہ کے بڑے حصہ نے بغاوت کرنے کا ارادہ مصمم کر لیا ہے -

---

جب ۳۴ وین کے سپاہی اودھ مین پہنچے جہان انسے پہلے انیسوین رجمنٹ کے سپاہی جا چکے تھے تو تکلیفات و مصائب قریب آنے کے آثار زیادہ نظر آنے لگے ہندوستان کے ایک سرے سے دوسرے تک اس اندوہناک زمانہ مین گورنر جنرل کو رنج آمیز فکر اودھ کی طرف سے جیسا تھا ایسا کسی اور طرف سے نہ تھا اودھ بنگال کی سپاہ کی جنم بھوم تھا سر ہنری لارنس نے اپنے خطوط مین لارڈ کیننگ کو بہت باتین جو انکی دل مین کھٹکتی تھین لکھین وہ خوب جانتے تھے کہ یہان گورنمنٹ کے سبب نارضامندی بدلی کے عام پسند اسباب موجود ہین اور سپاہ کا ایک بڑا حصہ یہین کے باشندون کا ہے ایسی صورت مین وہ اپنے گرد کے سپاہیون کے تیورون اور اوضاع و اطوار کو بڑے فکر و غور سے دیکھتے تھے - لکھنؤ مین ایک رجمنٹ تھی گو اسنے کوئی ظاہر نافرمانی اور سرکشی نہین کی تھی لیکن اسکے اوضاع مین دھمکی دینے کا شبہہ ہوتا تھا اس سبب سے مناسب معلوم ہوتا تھا کہ وہ اس صوبہ سے کہین اور بدل جائے اس مین شبہہ نہین کہ شہر کے بعض بڑے آدمی اسکے ساتھ خفیہ سازش رکھتے تھے اس سبب سے اسکے اس صوبہ کی حدود سے پرے کسی چھاونی مین بدل جانے مین یہان خوف و اندیشہ مین کمی ہوتی - ہنری لارنس نے اس کے بدل جانے کی درخواست کی اور لارڈ کیننگ نے اسکو منظور کیا اور انکو لکھا کہ اس مشتبہ رجمنٹ کو میرٹھ بدل دو - لیکن پہلے اس سے

کہ یہ حکم ہنری لارنس پاس پہنچے انہون نے بہت غور و خوض سے اس اپنی تجویز کے نتائج کو سوچا اور پہلی مئی ۱۸۵۷ء کو لارڈ کیننگ کو لکھا کہ بے شک ۴۸ وین رجمنٹ کے چلے جانے سے ہمارے دل پر اثر اچھا ہوگا لیکن مین اپنے دل مین یہہ نہین جانتا کہ اور رجمنٹون کا حال اس رجمنٹ سے بہتر ہے کہ جسکے سبب سے ہم کو ابنر اعتبار ہوا اور اس مین بہت تھوڑا ہی شک ہے کہ ۴۸ وین رجمنٹ کا حال تبدیلی سے کچھ بہتر ہوجائے گا یہہ ایک امر بڑا اہم ہے کہ سپاہ کی جو فی الحال عام حالت ہورہی ہے اسپر توجہ کی جائے انکی یہہ راے بڑی صائب اور پرصواب تھی ایک رجمنٹ کی تبدیلی سے اودھ کو تو کچھ فائدہ نہ ہوتا لیکن وہ سپاہ کے اور حصون مین اپنی برائی پھیلا کے اور نقصان پہنچاتی ایک مچھلی سارے جل کو گندہ کرتی ہے ✤

بالفعل اودھ کی سپاہ کے اور حصون مین بھی سرکشی کے آثار نمودار ہوتے جاتے تھے۔ ۲ مئی ۱۸۵۷ء کپتان کارنیگی شہر لکھنؤ کے مجسٹریٹ نے جو سپرنٹنڈنٹ پولس بھی تھا سر ہنری لارنس کو رپورٹ بھیجی کہ اودھ کی ساتوین رجمنٹ غیر آئینی کو کارتوسون پر سخت اعتراض ہے۔ یہ رجمنٹ پہلے بادشاہ کی ملازم تھی اور اب لکھنؤ سے سات میل کے فاصلہ پر مقیم ہے۔ دو ہفتے پہلے انکے رنگروٹ کارتوسون کو استعمال کرتے تھے مگر جب کارتوسون کی شہرت اُن کے کانون تک پہنچی تو وہ ان کے استعمال سے خائف ہوئے اور سرکشی کرنے کو شروع مئی مین تیار ہوئے انہون نے ۴۸ وین رجمنٹ کو خطوط بھیجے کہ وہ مذہب کے بچانے کے لیئے آمادہ ہون ہرچند افسرون نے انکو سمجھایا مگر اسکا کچھ اثر نہین ہوا۔ ۲۔ تاریخ مئی کو بریگ اے ڈبر مع اپنے سٹاف کے ساتوین رجمنٹ کی لین مین گیا اور رجمنٹ کو انسی دیکھا کہ کارتوسون کے باب مین وہ بڑی سرکش و نافرمان ہورہی ہے اسنے ہنری لارنس کو رجمنٹ کے حال سے مطلع کیا۔ رجمنٹ ۳۔ مئی کو بالکل سرکش ہوگئی اور کہنے لگی کہ ہم سب افسرون کو مار ڈالین گے۔ جب ہنری لارنس کو یہہ حال معلوم ہوا تو انہون نے اس رجمنٹ سے ہتھیار لینے کا اور اگر مقابلہ کرے تو بالکل غارت کردینے کا ارادہ کیا۔ اتوار کا دن تھا اور چاندنی کھلی ہوئی تھی کہ ہنری لارنس مع اپنے سٹاف اور بریگیڈ کے ساتوین رجمنٹ کی لینون کے سامنے گئے۔ پریڈ پر رجمنٹ کھڑی کی گئی وہ بڑی حیران و پریشان تھی اور یہہ نہین جانتی تھی کہ آج اوائل شب مین اس پریڈ کا مقصد کیا ہے جب انہون نے دیکھا کہ یوروپین سپاہ اور سوار اور توپین ان کے سامنے کھڑی ہین

بعض ہندوستانی رجمنٹین انکے بازو پر اسطرح ایستادہ ہین کہ ان سے جو امداد کی امید تھی وہ بالکل جاتی رہی
اب مقابلہ کرنا بالکل جان کا کھونا ہے باغی رجمنٹ نے لفظ گیبنیڈ (حکم) کی تعمیل کی اور بعض نے اپنے فعل
انفعال ظاہر کیا لیکن غلطی سے توپچیون نے فلیتے روشن کر لیئے تھے اور توپین رجمنٹ کے سامنے لگی
ہوئی تھین اسنے جانا کہ توپین اب ہم کو اڑا دینگی سپاہی ڈر سے پہلے ایک سپاہی پھر دوسرا اور
علے ہذا القیاس ہتھیار پھینک پھینک کر بھاگنے شروع ہوئے صفین چھدری ہوئین لیکن باقی سپاہیون نے
حکم کے ساتھ ہی ہتھیار رکھ دیئے جب مفرورین کے تعاقب مین سوار اور ہنری لارنس گئے تو انہون نے
پکار کر کہا کہ جے کمپنی بہادر کی انکو حکم ہوا کہ ہتھیار اور سب سامان حرب رکھ دو تو انہون نے فی الحال
حکم پر عمل کیا - آدھی پر ایک بجا تھا کہ بریگیڈ لکھنؤ مین واپس آگیا - اسکے ساتھ تمام ہتھیار اور وہ
سپاہی جو تھوڑی دیر ہوئی کہ ان ہتھیارون کے پہنے ہوئے تھے ساتھ آئے اور ہندوستانی
رجمنٹون کی حالت مشتبہ ہو رہی تھی اسلیئے یورپین سپاہ کا تقسیم کرنا دانائی سے بعید تھا۔
دوسرے دن ہنری لارنس نے گورنر جنرل کو لکھا "کہتے ہین کہ رجمنٹ پر جو صدمہ پہنچا
گیا اسکا بڑا اثر ہند پر ہوا لوگ یہانتک کہتے ہین کہ اڑتالیسوین رجمنٹ نے - رجمنٹ کے بھاگنے پر
پھٹ پھٹ کی اور کہا کہ وہ کھڑی رہتی تو ہتھیار نہین کرتے ان رپورٹون مین سے مین چوتھائی پر
یقین نہین رکھتا" ایک عام برانگیختگی مین باتین بڑے مبالغہ سے بیان کی جاتی ہین -
ہنری لارنس جو باتین سنتے تھے ان پر بڑی خرم واحتیاط سے یقین کرتے تھے ساتوین
رجمنٹ کے پچاس کے قریب سرغنہ گرفتار ہو کر حوالات مین بھیجے گئے اور کورٹ مارشل مقرر
ہوا کہ بغاوت کے اسباب تحقیق کرے لیکن کوئی بات ظاہر نہین ہوئی - انبالہ اور مقامات
مین سپاہیون کے منھ پر مہر لگی ہوئی تھی کچھ بتاتے نہ تھے وہ آپس مین لڑتے تھے مگر
جب انگریز انکی ناراضی کی عمق پیمائی کرتے تھے تو اسکے اخفا مین سب ایک آدمی بن جاتے تھے
۷- مئی کو اڑتالیسوین رجمنٹ کی لینین جلکر خاک ہوگئین دوسرے دن ہنری لارنس ان
جلے ہوئے گھرون کو دیکھنے گئے تو انہون نے دیکھا کہ سپاہی بڑے مودب اور مطیع
تھے اور اپنے مال واسباب کے جل جانے سے مغموم معلوم ہوتے تھے اودھ کی سپاہ کے
دلون مین بڑے بیہودہ اور مختلف طرح کے اثر تھے انکا دریافت کرنا آسان نہین تھا لیکن

اگر کوئی شخص ان کو جان سکتا تھا تو وہ ہنری لارنس صاحب ہی تھے وہ ان لوگون سے
بے تکلف ملاقات کرتے تھے جو سپاہ و رعایا کے خیالات خوب تشریح سے بیان کر سکتے
تھے اور یہہ ملکہ انکو خداداد اور ایسا تھا کہ شاذونادر ہی ہوتا ہے کہ وہ ہندوستان کے دلون
مین اپنا اعتبار و اعتماد پیدا کر دیتے تھے اور لوگون سے انہون نے تحقیقات کرکے دریافت
کر لیا کہ سپاہ کے بگڑنے کا اصلی سبب کارتوس ہین اس باب مین جو انکی گفتگو مین ہندوستانیون
سے ہوئین ان مین سے ایک گفتگو نیچے لکھی جاتی ہے۔ انہون نے لارڈ کیننگ کو لکھا کہ
۲ مئی کو میری گفتگو اودھ کے توپخانہ کے جمعدار سے ایک گھنٹے سے زیادہ دیر تک رہی یہہ
جمعدار برہمن ہے چالیس برس کے قریب اسکی عمر ہے۔ اسکی جن باتون پر یقین ہے ان کے
سننے سے مین چونک پڑا۔ اس نے کہا کہ گورنمنٹ دس برس سے ایسی تدبیرین کر رہی ہے
کہ ہندوستانیون کو زبردستی یا زیادہ تر دغا بازی سے عیسائی بناتے اس کی دلیل
یہہ تھی کہ جیسے ہم نے ہندوستان مین بھرت پور لاہور وغیرہ کو دغا و فریب سے فتح کر لیا
اسی طرح سے ممکن ہے کہ آٹے مین گائے کی پسی ہوئی ہڈیان ملا کر ہندوون کے
ہاتھ اسکو بیچ دیا ہو جب مین نے اس سے کہا کہ یوروپ مین ہماری کیسی زبردست قوت
ہے کہ ایک سال کے اندر ہم نے روسیون کی لڑائی مین اپنی سپاہ کو چوچند کر لیا اور اگر دوسرے
سال مین اسکی ضرورت ہوگی تو بے حد و بایان لشکر کو ہم زیادہ کرینگے اور اسی طرح سے
تھوڑے عرصہ کے اندر جسقدر یوروپین سپاہ مطلوب ہو ہندوستان مین بلا سکتے ہین اس لئے
ہم کچھہ ہندوستانی سپاہ کے اختیار مین نہین ہین تو اس نے یہہ کہا کہ مین جانتا ہون
کہ ہم دولت اور سپاہی بہت رکھتے ہین لیکن یوروپین سپاہ کا خرچ بڑا ہے اسواسطے ہم چاہتے
ہین کہ ہندوون کو سمندر مین لے جا کر دنیا کو فتح کرین مین نے کہا کہ ہندوستانی سپاہی
اگرچہ ساحل خشکی مین اچھا ہوتا ہے لیکن سمندر کے اندر بہت برا تو اس نے کہا کہ یہہ آپکا
کہنا بجا و راست ہے ہم چاہتے ہین کہ جو آپ کھائین وہی ہندوستانیون کو کھلائین تاکہ وہ
مضبوط و توانا ہو جائین اور سب جگہہ جانے لگین اُس نے باربار یہہ کہا کہ جو مین کہتا ہون
وہ سب ہندوستانی کہتے ہین لیکن جب مین نے اس سے کہا کہ یہہ بات احمق و دغاباز

کہتے ہین لیکن عاقل اور دیانت سند تو یہہ بات نہین کہہ سکتے تم تو یہہ نہین کہو گے کہ مین خود اسکا یقین کرتا ہون یا نہین تو اسنے کہا کہ مین آپ سے کہتا ہون کہ ہندوستانی تو بھیڑون کی مانند ہین کہ جہان ایک جنس وہان سب اسیر ہستی ہین (انہین بھیڑ دھسان ہے) ایسا آدمی بڑا خوفناک ہے وہ برہمن ہے پوری لیاقتین رکھتا ہے بیس برس سے ہماری نوکری کرتا ہے ہمارے قوت وضعف سے خوب آگاہ ہے اور ہم سے نفرت کلی رکھتا ہے ہوسکتا ہے وہ اپنے ہمسایون سے زیادہ دیانت سند و راستباز ہو لیکن ایسے آدمی سے ڈرنا چاہیئے صرف اسنے ایک بات مین ہمکو معتبر و ممتاز جانا کہ مین نے اس سے کہا کہ ۱۸۴۲ء مین ڈیڑھ سو ہندوستانی بچون کو جو ہماری سپاہ کے کابل مین رہ گئے تھے بجائے اسکے کہ وہ عیسائی بنائے جاتے مین نے انکے رشتہ دارون اور دوستون کے پاس بھجوا دیا تو اسنے کہا کہ ہان مین اسکو خوب یاد رکھتا ہون اس وقت مین لاہور مین تھا لیکن قحط سالیون مین بچون کو خرید کر کے تم نے عیسائی کر لیا آخر دو ہفتے تک بھی مین مین نے سب قسم کے سپاہیون سے گفتگوئین کین بہت سے انمین سے ہماری نیک و اچھے ارادون کا اعتبار کرتے ہین لیکن ایک سپاہی اپنا ہی جو اورون کے سرون پر سردار بنانے کے لیئے انتخاب کیا گیا ہے ایسی رائین رکھتا ہے جو اسکو دل مین دغا باز بناتی ہین اسی دن انہون نے مسٹر کالون کو لکھا کہ وہ بالائے ہند مین قلعون کی خبرگیری اچھی طرح کرین ہنری لارنس کے برابر اس غدر کے باب مین کوئی دور اندیش نہ تھا جب وہ مارچ ۱۸۵۷ء مین راجپوتانہ سے اودھ کو گئے ہین تو آگرہ کے قلعہ مین وہ اور کالون صاحب لفٹنٹ گورنر فصیل پر کھڑے تھے کہ سامنے تلنگے جمنا سے نہا کے اینٹھتے اکڑتے ہوئے جاتے تھے تو ہنری لارنس نے کہا کہ کالون عنقریب وہ زمانہ آتا ہے کہ مجھے اور تمہین دونو کو اس قلعہ مین تلنگے قید کرین گے سپریم کونسل مین گورنر جنرل اور انکے مشیر اس بات پر مباحثہ کر رہے تھے کہ اودھ کی باغی پلٹن کو کیا سزا دینی چاہیئے اور ایسی صورت مین سزا کا اندازہ کیا مقرر کیا جائے ۔ ۱۰ مئی ۱۸۵۷ء کو لارڈ کیننگ اور مسٹر ڈورن نے اس سزا کے باب مین یہ کہا کہ گورنر جنرل رجمنٹ کی موقوفی کا حکم صادر کرتے ہین ۔ سینیر (اعلے) ممبر نے لکھا کہ جسقدر جلد بغاوت کی وبا دور کی جائے اسیقدر بہتر ہے وہ نرم سزاؤن سے نہین رفع ہو گی سختی کی ضرورت ہے مجھے یقین ہے کہ عین وقت پر

سختی آخرکار سرمی ہو جائیگی اس دن جنرل لو صاحب نے اپنی تحریر مین یہہ رائے ظاہر کی کہ غالباً
رجمنٹون کا بڑا گروہ اس سبب کارتوسون کو نہین کاٹتا کہ وہ بدخواہ یا بے حیت گورنمنٹ یا
اسکے افسرون سے ہوگیا ہے بلکہ وہ اپنے سچے دل سے ایمانداری سے یہ خوف کرتا ہے کہ کارتوس
کاٹنے سے اسکا بڑا نقصان یہہ ہوگا کہ وہ جات باہر ہوجائیگا - اسکا سبب یہہ نہین ہے کہ وہ
گورنمنٹ کا بدخواہ یا اس سے بددل ہوگیا ہے ۱۱ مئی کو مسٹر گرینٹ لو اور مسٹر بلی کوک نے اپنی
رائین لکھین کہ اور زیادہ تحقیقاتون کے ہونے کے بعد گورنمنٹ کے احکام جاری ہون - ۱۲ کو
اونس لوکس ایک کوٹھی سے دوسری کوٹھی کو جاتے تھے اور اسکے ساتھ یہ چھوٹا سا پرچہ بھی گشت
کررہا تھا جس مین میرٹھ کی خبر لکھی ہوئی تھی جسکی نسبت مسٹر ڈورن ممبر کونسل نے لکھا تھا کہ یہ امید
جاتی ہے کہ میرٹھ کی خبر جو تار برقی پر آگرہ سے آئی ہے اور اس لوکس مین داخل ہے وہ سچی نہین ہے -
آگرہ مین میرٹھ کے پوسٹماسٹر کی بہن کے پاس سے اس کے بھتیجے کے پاس یہہ تار برقی آیا ت
۱۰ مئی ۱۸۵۷ء وقت ۹ بجے رات کو رسالہ نے بغاوت کی اور اپنے گھرون کو اور بعض افسرون کی
ن مین آگ لگائی ادھر اور وہین افسر اور سپاہی انگولینون کے قریب ملے انکو مار ڈالا -
تار کو دیکھ کر کالون صاحب لفٹنٹ گورنر آگرہ نے لارڈ کیننگ کو تار بھیجا کہ میرٹھ کی بڑی
چھاونی مین آگ کے شعلے اٹھ رہے ہین کل رسالہ باغی ہوگیا اور باغیون کو جو انگریز ملا اسکو قتل
کر ڈالا گورنمنٹ آگرہ پاس کوئی خبر حسب ضابطہ نہین آئی تھی -

یہہ خبر جو آگرہ سے کلکتہ مین گئی اسکا اعتبار لوگون نے نہین کیا - مگر تارون مین شمال سے جنوب کو
اور جنوب سے شمال کو خبرین متواتر جاری تھین اول میرٹھ مین سپاہیون کا بغاوت کرنا تحقیق ہوا
پھر یہہ خبر آئی کہ باغیون نے دہلی اور میرٹھ کی درمیان کی کچھ سڑک پر قبضہ کرلیا ہے پھر یہہ خبر آئی کہ باغی دہلی پہنچ گئے اور دہلی کی
آگرہ سے ۱۴ تاریخ کو یہہ پیغام بھیجا گیا کہ دہلی کے بادشاہ کے خط سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ شہر و
قلعہ اور خود بادشاہ پر باغیون نے قبضہ کرلیا اور فریزر صاحب کمشنر اور بہت سے انگریز اور
انگریزون کے بچے قتل ہوئے پھر معلوم ہوا کہ خود بادشاہ کو بھی باغیون نے اپنے ساتھ شامل کرلیا اور
قلعہ پر باغیون کا جھنڈا اڑانے لگا - انگریزی سلطنت پر سو برس گذر چکے تھے گورنر جنرل کی کونسل کے
کمرہ مین کبھی ایسی وحشت ناک خبر نہین آئی تھی - لارڈ کیننگ کی آنکھون کے سامنے سوا اس بات کے

کوئی اور چیز نہین تھی کہ دہلی اور میرٹھ کی سپاہین آپس مین مل گئین اور مغلون کی سلطنت کا اشتہار ہوگیا گرمی کے اس خوفناک ہفتے مین تعجب خیز افکار اور ترددات سے انتظار کرتے رہے کہ مفصل حال معلوم ہو مگر وہ نہ معلوم ہوا اور سب سے زیادہ انکو اسپر حیرت ہوتی تھی کہ اس وقت مین انکے ہم قوم کیا کر رہے ہین اور کیا نہین کر رہے ہین ایسی جگہہ جیسی دہلی ہے جو مشکل سے ملیٹری وقت مین کسی کی برابری کرسکتی ہے مگر پولیٹکل وقعت مین وہ بالکل بے مثل ہے ایک گھنٹہ مین ہاتھ سے خالی رہی اسپر اعتبار نہین ہوتا تھا کہ میرٹھ مین ایک رجنٹ برٹش سوارون کی ہو اور ملک مین سب سے زیادہ توپ خانون کا مجمع ہو ایسا حادثہ وہان واقع ہو۔ جب وہان نتیجہ ایسا ہو جہان انگلش افسرون کے پاس سوار اور توپخانے ہون تو وہان کا حال کیا ہوگا جہان یہ سامان امداد موجود نہ ہو۔ اب امید نہین ہے کہ ایک چھاونی سے دوسری چھاونی مین آگ نہ لگے اور بہت جلد کل ملک شعلہ انگیز نہ ہو۔

اب لارڈ کیننگ چہرہ پر استقلال لئے ہوئے حادثہ کے مقابلہ کے لیئے کھڑے ہوئے کبھی انسان کے سینہ مین انکے دل سے زیادہ بہادر دل نہین پیدا ہوا۔ یہہ قوم کی بڑی خوش نصیبی و بلند اقبالی تھی کہ ان مین وہ شخص جسکو اس زمانہ مین قوم کی عزت کا باقی رکھنا سپرد کیا گیا تھا وہ بڑی مستقل جوانمرد اور نہایت عمدہ متحمل طبیعت رکھتا تھا۔ بہت سے خیالات نے انکو دبایا لیکن سب پر یہہ خیال غالب تھا کہ وہ سب سے اعلے فرض کو اپنے باوقار متین چہرہ سے ادا کرین کبھی انکے چہرہ پر سراسیمگی کے آثار نمودار نہین ہوئے انکو یہ بڑا کار عظیم کرنا تھا کہ کل سلطنت کو بچائین جسکی جوابدہی انکے ذمے تھی وہ لڑائی کے لیئے کمربستہ ہوئے وہ جانتے تھے کہ انکے اہل ملک کے بچنے کی تدبیر اعظم خدا پر توکل کرنا اور انکے استقلال و ہمت و شجاعت پر بھروسا کرنا ہے انہون نے صاف دیکھ لیا کہ بڑا مہلک اور ہیبت ناک خوف ہے اور اس سے مقابلہ کرنے کا سامان ان پاس کافی نہین ہے لیکن جو لوگ انکے پاس رہتے تھے انہون نے ایک لحہ کے لیئے بھی کبھی انکو مایوس و ہراسان نہین دیکھا انہون نے ان وسائل کا اور محافظت کے اسباب کا حساب کرلیا تھا جو فوراً عمل مین آسکتے تھے اور جو دور سے منگائے جاسکتے تھے۔ اسوقت سارا ہندوستان یورپین سپاہ سے سوا پنجاب کے سرحدی اضلاع کے خالی پڑا تھا یورپین کی سپاہ اتنی

نہی کہ وہ اس سرکشی کے طوفان کو جو ہندوستان مین اُٹھ رہا تھا روک سکتی۔ لارڈ کیننگ نے ۲۲ - اپریل ۱۸۵۷ء کو ہوم گورنمنٹ کو لکھا تھا کہ ہوم گورنمنٹ مین اور معاملات عظیمہ الیسی پیش رہتے ہین کہ ہندوستان کی اغراض اور مقاصد کو انگلنڈ ہمیشہ نہین سُناکرتا اس لئے مین اس امر کے بالکل خلاف ہون کہ اور جگہہ کی ضرورتون کے سبب سے ہندوستان کی قوت عظیمہ (گورون کی سپاہ) کے گھٹانے کے اختیارات ہوم گورنمنٹ کے ہاتھ مین زیادہ ہون "
اسوقت ایران کی جنگ مین ہندوستان سے چھ یورپین رجمنٹین بھیجی گئین تھین - ان تمام مصائب مین تسلی بخش باتین یہہ تھین کہ جنگ ایران ختم ہوچکی تھی جسکا ذکر ہم پہلے کرچکے ہین وہان سے سپاہ بمبئی مین واپس آرہی تھی جہان سے ایک حکم مین فوراً اتنی دیر مین سپاہ آسکتی تھی جتنی دیر مین سٹیمر (دخانی جہاز) آسکتا ہے چین کی مہم سے بھی سپاہ اپنا کام بخوبی انجام دیکے انگلنڈ کو [illegible] آتی تھی اسکو بھی لارڈ کیننگ نے اپنے دوست لارڈ ایلجن مدار المہام مہم چین کو لکھکر ہندوستان مین [illegible] بھی چین اور ایران کی فوجون کے آنے مین ایک عرصہ چاہیئے تھا کہ وہ ہندوستان [illegible] یہہ بھی ایک خوش نصیبی تھی کہ رنگون سے ۸۴ وین رجمنٹ کلکتہ کے پاس مارچ مین [illegible] تھی اور گورون کی ۳۵ وین رجمنٹ کے لیئے سٹیمر بھیجا گیا کہ وہ بہت جلد اسکو رنگون اور مول مین سے سوار کرکے کلکتہ مین لے آئے مدراس کے گورنر کو تار بھیجا گیا کہ ۴۳ وین سیدل رجمنٹ اور مدراس فیوزلیر کو تیار رکھے کہ وہ فوراً جہاز پر سوار ہوجائین اور ایک معتمد افسر جہاز مین سیلون مین بھیجا گیا کہ وہان کا گورنر جسقدر یورپین سپاہ بھیج سکتا ہے بھیجدے -
گورنر جنرل نے یہہ ساری تدبیرین یورپین سپاہ کے جمع کرنے کے لیئے کین اسکے سوار انہون نے تمام دخانی جہازون کو جمع کرکے اضلاع بالا مین سپاہ کے بھیجنے کی تیاری کی اس مین شک نہین کہ جنرل این سن کمانڈر انچیف کو جب یہہ خبر میرٹھ اور دہلی کے غدر کی پہنچی ہوگی تو انہون نے غدر کے مقام مین سپاہ کے بھیجنے کی سب طرح تیاری کی ہوگی اسلیئے کمانڈر انچیف کو گورنمنٹ نے تار بھیجا کہ اسکو یقین ہے کہ وہ جسقدر سپاہ پہاڑ پر سے اپنے ساتھ لے جاسکین گے وہ لے جائین گے - گورنر جنرل کو سب سے زیادہ بھروسا پنجاب کی یورپین سپاہ پر تھا اور یہہ بھی انکو یقین تھا کہ سکھ بھی امداد کرینگے کہ مغلون کی مشہور دار السلطنت کو خوب لوٹین

کمشنر سندھ کو تار بھیجا گیا کہ وہ ایک انگلش رجمنٹ پنجاب مین بھیجدے کہ وہ اس سپاہ کے قائم مقام ہو جنکی ضرورت اضلاع زیرین مین وہان سے جانے کی ہو۔ ایک اور تار سٹر کالون کو بھیجا گیا کہ جہانتک ممکن ہو جلد سر جان لارنس کو لکھ بھیجے کہ وہ پنجاب کی رجمنٹین اور یوروپین جسقدر وہ بھیج سکتا ہے روانہ کرے ہر طرح سے یہ کوشش کی جائے کہ دہلی پھر ہاتھ آجائے۔ جنرل ہیوٹ کو حکم دیا گیا کہ وہ اس بات کا زور کمانڈر انچیف پر کرے کہ سپاہ جلد روانہ ہو اور اگر اس کی ضرورت ہو تو گورنر جنرل کے نام سے راجہ پٹیالہ اور راجہ جیند سے مدد طلب کی جائے۔
کولون صاحب نے حتے الامکان جو کچھ کرنا چاہیئے تھا وہ کیا جو خبرین انکے پاس آگرہ مین پہنچی تھین وہ گورنر جنرل پاس پہنچادی جاتی تھین ۱۵- مئی کو انہون نے لارڈ کیننگ کو لکھا کہ مین خود یہان کا کمانڈر انچیف بن گیا ہون۔ تیمور کے خاندان سے سیندھیا اور بھرت پور لڑنے کو تیار ہین مین نے راجپوتانہ کی ریاستون کو آمادہ کرلیا ہے کہ جو باغی مغرب کی طرف مفرور ہون ان سب کو گرفتار کرلین تیسرے رسالہ کے مسلمان سوارون نے بڑا خوفناک قتل کیا۔ ایسی بے رحمیون کا خوفناک عوض ہونا چاہیئے۔
لارڈ کیننگ جانتے تھے کہ ابھی وقت خوفناک عوض لینے کا نہین ہے اس وقت تو جان بچانے کے لالے پڑے ہین فقط اس مطلب کے لیئے جو کچھ وہ کرسکتے تھے اب تھوڑے سے وسائل سے انہون نے کیا۔ انہون نے انگلنڈ مین ہندوستان کے وزیر کو لکھا کہ مین دو باتون اپنی بڑی طاقت صرف کررہا ہون اول دہلی سے باغیون کو جلد نکال دون دوم یوروپین سپاہ کو یہان بہم پہنچاؤن جو سارے ملک مین حملہ کرنے کے لیئے کام آئین" ان بعید امدادون مین ایک دن ضائع نہین کیا جاتا تھا جس مین فقط سلطنت ہی کی سلامتی نہین حاصل ہوتی تھی بلکہ قومی نخوت کی حفاظت ہوتی تھی کہ دشمنون سے بجا انتقام لیا جائے۔ گورنر جنرل کو یقین تھا کہ بمبئی سے کمک آجائیگی اور اس خیال سے بھی بطرح تازہ ہوتی تھی کہ اس وقت مین کہ انڈیا کو اپنے سب بہادرون کی ضرورت ہے اوٹرم صاحب مع سپاہ کے آئیگا اگر یہہ گورون کی رجمنٹین خلیج فارس کی لڑائیون مین مصروف ہوتین تو یہان کچھ اور ہی گل کھلا ہوتا۔
گورنر جنرل ہند نے حسب ضابطہ اپنے قدیمی دوست لارڈ ایلچن کو بڑے زور سے لکھا کہ

سلطنت ہند کن بلاؤن مین گھری ہوئی ہے مین حضور کے سامنے مختصر بیان اسکا کرتا ہون مجھے یقین ہے کہ آپ جلد اس امر کا فیصلہ کردینگے کہ چین سے ہندوستان کو سپاہ بھیجدینگے سکی ساری جوابدہی میرے ذمے ہے - خانگی چٹھی مین ۱۹ - مئی ۱۸۵۷ء کو یہہ لکھا کہ میرے پیارے ایلچن دہلی کی حالت ایسی ہورہی ہے کہ اضلاع زیرین مین عموماً ہندوستانی سپاہ بغاوت کرے اور وہان یوروپین سپاہ نہین ہے وہان باغی سپاہ ہفتون اور مہینون تک جو چاہینگی سو کرینگی مین اپنی اس خوف کے دیکھنے مین آنکھین بند نہین کر سکتا مجھے اشد ضرورت یہہ آنکر پڑی ہے کہ اُن تمام یوروپین کو جمع کرون جو ہتھیار چلا سکتے ہین اور گورنمنٹ کی امداد ایسے کڑے وقت کے واقعات مین کر سکتے ہین یہہ امر میرٹھ اور دہلی کے سرکشون کے سر کچلنے کے لیئے نہین چاہتا یہہ کام تو آسانی سے یوروپین سپاہ کے دہلی پر جمع ہونے سے ہو جائیگا ... جلد نہین ہوگا اس اثنا مین ایک گھنٹہ کا ناگزیر التوا ملک اور حصون مین سپاہ کی ... ور سرکشی پر کمر بستہ کر دیگا آگرہ کی اسطرف کی رجمنٹون مین جنکی نگہداشت کچھ نہین ہے ... بھی سرکشی کرینگی تو کہنگا کہ سیدانی ملک مین کوئی ایک قلعہ اور چھاونی یا اسٹیشن ایسا ... کا جو باغی سپاہ کے قبضے مین دو ہفتے کے اندر نہ آجائے گا بعینہ یہی حال اودھ کا ہے - جو مدد آپ مجھکو دے سکتے ہین وہ اس آفت سے ہم کو سلامت اس سبب نہین رکھہ سکتے کہ وہ عین وقت پر نہین پہنچ سکتی اب خطرناک ساعتین موجود ہین اور آئندہ دس بارہ روز مین وہ ایسی ہی رہینگی اگر اس عرصہ مین بلوہ فساد نہ ہوا تو خیر ہے ورنہ وہ وحشتناک نتائج واقع ہونگے کہ اگر ذراسی بھی غفلت یوروپین سپاہ کے بہم پہنچانے مین کی جائیگی تو وہ ایک گناہ ہوگا اس یوروپین سپاہ ہی سے ہم اپنی یقینی وحشتون اور خوفون کو دور کر سکتے ہین اگر سپاہ ہون کہ آپ بھیجدینگے تو وہ ایک گھنٹہ بغیر اشد ضرورت کے یہان نہین ٹھیرائی جائینگی اگر آپ بھی انکے ساتھ آئین تو نہایت مبارک قدمی ہوگی"

اس چٹھی کے ساتھ ایک اور چٹھی جنرل اینش برن صاحب کو جو مہم چین کا سپہ سالار تھا گورنر جنرل نے بھیجی اور کورٹ ڈائرکٹرز کے چیرمین کو اور بورڈ کنٹرول کے پریسیڈنٹ کو بھی لکھا کہ آپ انگلنڈ سے حسبقدر جلد ممکن ہو سپاہ کی کمک کے لیئے بھیجین اور مسٹر فینکلس کو لکھا کہ وہ

وہ تین رجمنٹین بنگال کے لیئے فوراً بھرتی کرین کوئی دیوانہ آدمی بھی اس مین شک نہین کریگا کہ یہان یوروپین سپاہ کی افزائش کی ضرورت ہے اور حتی الامکان یہہ ضرورت بغیر کسی بہے سے التوا کے دفع کی جائے ۔ بالفعل انگریزون کی قوت کے ضعف سے اس ضرورت کا ہونا ظاہر ہے مین یہ نہین چاہتا کہ ملک سپاہ کی تعداد جو مین ہے وہ بڑھائی جائے بلکہ مستقل مقاصد کے لیئے کمپنی کی سپاہ کی افزائش چاہتا ہون اور اس وقت کی ضرورت کے لیئے سوا ے چین کی شاہی رجمنٹون کی کمک کے اور کمک نہین چاہتا لیکن مین یہہ عرض کرتا ہون کہ آپ گورنمنٹ مین یہہ تحریک کرین کہ ملک کی معینہ رجمنٹون مین جو بیسان کمی ہوئی ہے وہ دفعۃً پوری کردی جائے چین کی سپاہ اسکی جگہہ نہ بھیجی جائے سٹر ورنن سمتھ کو بھی لکھا کہ وہ انگلنڈ سے کمک بھیجے کہ آئندہ ایسے حادثات رونما نہ ہونے پائین اور جو بالفعل ہورہے ہون انکا انسداد ہو۔

بالائے ہند مین آگ لگ رہی تھی جیسی جیوانی زور سے اسکے بجھانے کی طرف گورنر جنرل تھی ایسی ہی وہ اخلاقی زور سے بھی اسکو ان اضلاع مین روکنا چاہتے تھے جہان وہ مشتعل نہین ہوئی تھی - یہہ ظاہر ہے کہ ایک خوفناک بدفہمی و بددلی سے سپاہ دیوانی ہورہی تھی اسکو یقین اپنے مذہب اور جات کے جانے کا تھا اس لیئے اس یقین دلانے مین کہ برٹش گورنمنٹ کی نیت مین کبھی یہ نہین آیا کہ انکے مذہب اور معاشرت کے تعصبات مین خلل انداز ہو ایک دفعہ اور کوشش کی گئی کہ گورنر جنرل نے یہہ اشتہار دیا گورنر جنرل کو معلوم ہوا ہے کہ دونو ہندو مسلمان سپاہیون اور رعایا کے بہکانے مین کوشش کی گئی ہے کہ انکا مذہب علانیہ یا مخفی گورنمنٹ کے افعال سے دھمکایا گیا ہے یہہ یقین کیا گیا ہی کہ گورنمنٹ اپنے مقاصد و مطالب کے لیئے جات کے جانے کے جال مین پھنسانے کے لیئے طرح طرح کے پھندے ڈالتی ہی لیکن گورنمنٹ نے کبھی کوئی بات رعایا کو فریب وجل دینے کی نہین کی اس لیئے وہ اپنی سب رعایا سے چاہتی ہے کہ وہ اپنے اس یقین کو دل سے نکالدین جو بدمعاش لچون دغا باز مکارون نے اپنے مطلب نکالنے کے لیئے گورنمنٹ کی بدخواہی کے لیئے جھوٹی جھوٹی باتون کے بنانے اور افترا پردازی سے پیدا کیا ہے یہہ بدذات

آدمی نیک آدمیون کو گمراہ و تباہ کرنا چاہتے ہین۔ یہہ اشتہار تمام دیسی زبانون مین ترجمہ ہوکر چھاپا گیا اور فوج مین سپاہیون کو سنایا گیا۔ لفٹنٹ گورنر آگرہ کے پاس تار پر اسکے سارے الفاظ بھیجے گئے اور بڑی زور سے ہدایتین کی گئین کہ اسکو وہ ہر شہر و قصبہ و گاؤن و بازار و سرائے مین مشتہر کرے یہہ اشتہار جیسا سپاہ کے لیۓ ہے ایساہی رعایا کے لیئے ہے یہہ یقین کیا گیا تھا کہ اس اشتہار کے دینے کے نیک ثمر ہونگے اور امن و عافیت و انتظام پھر قائم ہو جائیگا لیکن یہہ امر مشتبہ ہے کہ اس اشتہار کا اثر کچھہ بھی ہندوستانیون پر ہوا ہو انہون نے اسکو بھی منجملہ گورنمنٹ کے فریبون کی فریب و دغا و بالکل جھوٹ جانا

اسوقت گورنر جنرل کو یہہ ضرور معلوم ہوا کہ ملیٹری افسرون کے اختیارات خیر خواہ سپاہیون کے انعام دینے کے لیئے اور بدخواہ سپاہیون کے سزا دینے کے واسطے بڑھانے چاہئین انعام کے لیئے توکسی ایکٹ کی ضرورت نہ تھی مگر سزا دینے کے لیئے ضرورت تھی اور اس کے لیئے جاری کیا گیا کہ ڈویژنون کے برگیڈون کے اور سٹیشنون کے افسرون کو اختیار دیا جاتا کورٹ مارشل مقرر کرین اور اسکے حکمون کی تعمیل ہو بغیر اسکے کہ حکام بالا کی منظوری منگائی جاۓ جیسے ملیٹری افسرون کے خیر خواہ سپاہیون کے انعام اور بدخواہ سپاہیون کو سزا دینے کے اختیار دیۓ گۓ تھے ایسے ہی سول اور پولیٹکل افسرون کو بھی دیۓ گۓ مگر اس وقت انگلش حرب و ضرب کام کرتے تھے لفظون سے کام نہین چلتا تھا نہ اشتہارون کو نہ سپریم گورنمنٹ کے احکام کو نہ جنرل اور ڈرون کوئی سنتا تھا۔ لارڈ کیننگ نے وہ کام کیا جو ہوسکتا تھا اور اسکے نتیجہ کا منتظر تھا وہ ایک سمت کے فسادون کی بری خبرون کے آنے سے خائف ہوتا تھا۔ اور دوسری سمت سے امداد اور کمک کی خوشخبریون سے امیدین باندھتا تھا۔ اس فساد کی خبرین روز مفصل ایسی آتی جاتی نہین جس سے اسکا حال صاف انکو معلوم ہوجاتا تھا اس عرصہ مین انہون نے اپنے دل مین سوچ لیا کہ اس سے بہتر کوئی محزن تدبیر نہین ہے کہ چند دلیر تیر دلون اور چند عالی دماغون کی بہادری اور تحمل پر اقتدا کرون۔ لارڈ کیننگ کے دل مین یہہ سخت ملال تھا کہ پریسیڈنسی مین چند یورو پین افسر تھے کہ ایسے کڑے وقت مین اپنا اخلاقی سہارا دیتے کہ جسے انکا دل ترو تازہ و شگفتہ ہوتا اس توقع کا کرنا اسکا حق تھا یہہ ناممکن ہے کہ اسکا یہہ رنج بیان مین آسکے جہان انکو تقویت کی امید تھی

وہان ضعف نظر آیا جن آدمیون پر انکو یہہ خیال تھا کہ وہ اور آدمیون کی ہمت افزائی کرین گے اور انکو اپنے استقلال اور ثبات کے نمونہ سے سہارا دینگے وہ ایک جگہہ سے دوسری جگہہ جاتے اور اپنے پاس و ہراس کی وبا اپنے دوستون مین پھیلاتے ہین اور اپنی مثال سے ان دلون کو سرد کرتے ہین جنکو انہین گرم کرنا چاہیئے تھا۔ لارڈ کیننگ جن افسرون کی شکایت کرتے تھے انکو وہ خوب جانتے تھے اور یہہ اقرار کرتے تھے کہ اگر ان افسرون کے پہلو مین تلوار ہو تو کافی بہادر ہین وہ اپنے ملک کی بھلائی و فلاح کے لیئے موت کا مقابلہ کو موجود ہین جس مین وہ بہادر رنگی والا ہمتی اور شہیدون کی عالی ہمتی دکھائین مگر جیسے وہ کامون مین مضبوط اور مستحکم ہین ایسے الفاظ مین بودے ضعیف ہین وہ ایرلن کی پیشین گوئیان اور آزادانہ و بیباکانہ اپنے تاریک خیالات بیان کرتے پھرتے ہین جنکو پہلے سے انہون نے سوچ لیا ہے اسطرح دار السلطنت مین انگلش سوسائیٹی کے سب طبقات مین وہ خوف اور دہشت پھیلاتے ہین جنکو اعلے جماعتین اپنے معتمد اوضاع و اطوار سے روک سکتی تھین۔ لارڈ کیننگ کو اس برائی کا خیال ایسا تھا کہ انہون نے انگلنڈ کے حکام کو لکھا کہ کلکتہ سے جو خانگی خطون مین یہان کے حالات تحریر ہوکر انگلنڈ بھیجے گئے ہین انپر یقین کرنے مین بہت حزم و احتیاط چاہیئے۔

کلکتہ مین تو اپنے بغل مین شرمناک عیب اپنے بعض اہل وطن مین لارڈ کیننگ نے دیکھے لیکن انہون نے بڑے فخر اور اعتماد کے ساتھ اپنے سے دور فاصلہ پر اپنے ایسے اہل وطن دیکھے کہ وہ انکے ساتھ ایک جان دو قالب تھے انکی کوششون مین سر تا پا معاون تھے بمبئی کے گورنر ایلفنسٹن اور مدراس کے گورنر ہیرسی نے انکی ساری خواہشون کے موافق بغیر اپنی اغراض پردازی کے کام کیا اور سب طرح سے بدل و جان انکی امداد پر آمادہ ہوئے جنکے وہ دل سے احسانمند ہوئے بعض حصون مین تار برقی شکستہ ہوکر بیکار رہا لیکن بعض حصون مین وہ کام اچھی طرح کرتا تھا ١٨ اپریل کو انکی خبر معلوم ہوئی کہ مدراس فیوزیلر جہاز مین سوار ہوا انہون نے گورنر کا شکریہ ادا کیا ٢٢ مئی کو معلوم ہوا کہ ایران سے بمبئی مین وہ سپاہ آگئی ہے جو پہلے ایران سے روانہ ہوئی تھی اور چوسٹھوین پلٹن کا ایک بازو دخانی جہاز مین کلکتہ روانہ ہوا ہے غرض آتشی جہاز برقی ڈاک خوب کام کر رہی تھی گورنر جنرل کو اس خیال سے بڑی تسکین اور تشفی ہوتی تھی کہ پنجاب مین سر جان لارنس اور

اودھ مین ہنری لارنس چیف کمشنر تھے ان دونوصوبون کی طرف لارڈ کیننگ بڑے غور سے دیکھتے تھے۔ اودھ وہ ملک تھا جسکے باشندے بنگال کی سپاہ کے بڑے حصے مین بھری ہوئے تھے وہ سب سے پیچھے الحاق کیا گیا تھا وہان انقلاب سلطنت کے سبب سے عداوت اور کینہ انگریزون کے ساتھ تازہ پیدا ہوا تھا۔ خاندان شاہی ابھی بالکل نیست ونابود نہین ہوا تھا وہان کی جماعت امرا پر امیری کے جانے کا زخم تازہ لگا تھا وہ اسکے اندمال کے فکر مین بیٹھی تھی لارڈ کیننگ ان باتون کو پیش نظر رکھتا تھا پنجاب ہی مین بیرونی حملون کا مقابلہ ہوسکتا تھا اور وہی دہلی کو دوبارہ حاصل کرسکتا تھا اس خیال سے بڑی تسکین وتسلی ہوتی تھی کہ دوست محمد خان سے مصالحت ہوگئی تھی۔ ملک کے اور حصون مین تو فقط سپاہ کی بغاوت ہی کا ڈر تھا مگر اسکے سوا اودھ اور پنجاب مین رعایا کی سرکشی کا بھی دھڑکا تھا مگر اس سے بڑی خاطر جمعی تھی کہ پنجاب مین جان لارنس اور اودھ مین ہنری لارنس چیف کمشنر تھے۔ لارڈ کیننگ خوب جانتے تھے کہ نیچر کی اس آواز مین کبھی خطا نہین ہوتی کہ مضبوط آدمی جس چیز کو پکڑکر قبضہ مین کر لیتے ہین ضعیف آدمی اسکو چھوڑ دیتے ہین۔ ہنری لارنس نے گورنر جنرل کو تار بھیجا کہ مجھے اودھ مین ملیٹری اختیارات زیادہ دئیے جائین اسکی منظوری فوراً تار پر ہنری لارنس پاس بھیجی گئی کہ تمکو ملیٹری اختیارات پورے دئیے جاتے ہین اور جس بات کو تم ضروری جانوگے اس مین گورنر جنرل تم کو سہارا دیگا۔

جان لارنس سے مراسلت کرنی زیادہ آسان نہین تھی وہ کشمیر جانے کے واسطے اسوقت راولپنڈی مین مقیم تھے۔ اول جان لارنس نے گورنر جنرل سے درخواست کی کہ اجازت ملے کہ مین غیرآئینی سپاہ سکھون کی بھرتی کرلون ہمارے یوروپین سپاہ ایسی تھوڑی ہے کہ وہ بہ تدریج درماندہ ہوکر تباہ ہوجائیگی۔ ضرورت کی صورت مین ایک ہزار سوارون کے بھرتی کرنے کی بھی اجازت ملے مین یہہ بھرتی بغیر اشد ضرورت کے نہین کرونگا۔ اس درخواست کے پہنچنے سے پانچ روز پہلے گورنر جنرل احکام بھیج چکا تھا جنکی سرجان لارنس نے درخواست کی تھی اور انکو لکھہ دیا تھا کہ جو تجاویز تم پیش کروگے وہ منظور کی جائینگی۔

اب گورنر جنرل نے یہہ سوچا کہ یہہ ہنگامہ فقط سپاہی کی بغاوت ہے یا رعایا اور ملک کی سرکشی بھی اسکے ساتھ شامل ہے۔ وہ یہ جانتے تھے کہ سپاہیون مین تو اب شعور فطری نہین کہ وہ اس

بغاوت ہے یا رعایا اور ملک کی سرکشی

ہنگامہ فسادکے خود مرتکب ہوئے ہون ضرور اسپر انکو باہر کے لوگون نے آمادہ کرایا ہے زمانہ گذشتہ مین خطاؤن اور غلطیون کے درخت لگائے گئے ہین جنکے کڑوے پھل چکھنے پڑے ہین غرض انہون نے اب سپاہ کی بغاوت کی جگہہ ملک کی سرکشی سمجھی انہون نے انگلنڈ مین انڈین منسٹر (وزیر ہند) کو لکھا کہ ملک مین سرکشی گرم ہو رہی ہے برہمنون نے مذہب کو اور راجاؤن نے پولٹکل سببون کو اسکا بہانہ بنایا ہے انہون نے خوب جانچ لیا کہ بغاوت سے چند پہلے سالون مین انڈیا مین انگلش نے اپنے مضبوط ایمان اور اعتقاد سے یہہ قصد کیا کہ غیر معتدل گرمجوشی سے ہندوستان مین سب چیزون کو اپنے طریقے اور اوضاع واطوار اور خیالات مین متماثل بنائین جو نئے آدمی انگریزون سے متماثل بنے انسے مقابلہ کرنے کو پرانے آدمی کھڑے ہوئے ۔ اور انہون نے دیکھا کہ یہہ سارے مقابل کھڑے ہوئے مگر تمام بدعتین موقوف نہین ہوئین تو اسکے انتقام لینے پر آمادہ ہوئے ۔ انگریزون کی قومی خصلت اور سیرت کی خود نمائی نے کل انڈین امپائر مین آگ لگا دی لیکن لارڈ کیننگ اسپر فخر کے ساتھ پورا اعتماد کرتے تھے کہ انگریزون کی خصلت وسیرت مین وہ عظمت وشان ہے کہ اس نے جو یہہ آگ لگائی ہے اسکو وہ خدا کی عنایت سے پائمال کریگی جو انکے ہم قوم مایوس ہونے تھے انکی مایوسی کا رنج انکو ہوتا تھا مگر وہ جانتے تھے کہ جب ان سے کام لیا جائے گا تو وہ اپنے بہادرانہ کامون سے اپنے ضعیف الفاظ کو جھوٹا کردین گے وہ آئندہ کے لیئے دیکھتے تھے کہ آگ پھیلتی جاتی ہے اور ہندوون کا ملک بڑی خونخواری کے ساتھ ہمارے برخلاف ہو رہا ہے ایک بڑی سپاہ جسنے ہمارے ہی جنگی مدرسون مین تعلیم پائی ہے اور ہم ہی نے جو سبق اسکو سکھائے ہین وہ انکے موافق ہم سے لڑ رہی ہے ۔

کس نیاموخت علم تیر از من ✣ کہ مرا عاقبت نشانہ نکرد

اسکو مولویون اور پنڈتون نے بھڑکا دیا ہے اس ملک کے امرا نے اسکی ہمت افزائی اور امداد کی ہے ملک کے سارے مخازن اسکے قبضہ مین ہین مگر ان سب چیزون کا مقابلہ انگلنڈ کی جوانمردی بہت دور فاصلہ پر بیٹھی کر رہی ہے ✣

# حصہ پنجم

## ممالک شمالی و مغربی کا غدر

### باب اول - دہلی کی تاریخ جسقدر کہ سرکار دولت اقتدار کمپنی کی حکومت سے ایام غدر تک متعلق ہے

#### لارڈ کیننگ اور دہلی

لارڈ کیننگ نے جو کلکتہ کے غدر کے غمناک حادثے کے لیئے تدابیر کین اسکا مختصر ذکر اوپر ہوا - اب بڑا امر کہ لارڈ کیننگ کے سامنے پیش آیا کہ دہلی سے انگریز نکالے گئے اور کچھہ دنون کے لیئے اس شہر مین جو مسلمانون کا مرکز تھا مغلون کا خاندان شاہی پھر بحال ہوا مدتون سے شہنشاہ دہلی کی اصلی حکومت ان آدمیون پر ذرا سی بھی باقی نہین رہی تھی جنپر وہ پہلے حکمرانی کرتا تھا پچاس برس سے دہلی کی لال حویلی کا مالک انگریزون کے تخمینہ مین ایک جھوٹی نقل اور خالی نمائشی سانگ باقی تھا لیکن اس جھوٹی نقل اور خالی نمائشی نشان اور نام نے اپنا زندہ اثر سلاطین اور رعایا ہندپر کبھی نہین موقوف کیا تھا زمانہ حال تک ہندوستان کے مغل پادشاہون کے نام کے سکے چلتے تھے اور ہندوستان کے سلاطین خواہ وہ مسلمان ہون یا ہندو ہون اپنے جانشینون کے لیئے برائے نام شاہی کے فرمان مانگتے تھے اور انکو سرکار کمپنی کے فرمان سے زیادہ با وقعت و مستحکم جانتے تھے - گو دہلی کے پادشاہ کا افسانہ ہی باقی تھا مگر یہہ افسانہ سے عالم ہمہ افسانہ ما دارد و ما ہیچ - رعایا کے دلون مین اور زبانون پر یہہ افسانہ بڑا معزز و لطیفہ تھا جسکو وہ جپا کرتی تھی +

ہم ایک مختصر سی تاریخ دہلی کی لکھتے ہین جس سے ایام غدر مین اس خاندان تیموریہ کی کیفیت معلوم ہو جائے - پوتڑون کا پادشاہ بہادر شاہ شاہ عالم شہنشاہ دہلی کا پوتا تھا شاہ عالم اندھا بیکس اور مصیبت زدہ تھا جسکو انگریزون نے مرہٹون کے پنجہ سے اسوقت چھڑایا تھا کہ انیسوین صدی کے شروع سنہ ۱۸۰۳ء مین لیک صاحب اور ولزلی کے سپاہیون نے مرہٹون کے

زور کو توڑا تھا اور فرانسیسون کی آرزوؤن کو کشتہ کیا تھا شاہ عالم باوجودیکہ نہایت مصیبت زدگی
اور فرومان‌دگی کی حالت مین تھا لیکن بڑے بڑے عالیشان گورنر جنرل اسکو بڑا طاقتور
شہنشاہ سمجھتے تھے اسکی حمایت کرنے کو اپنے حق مین مفید جانتے تھے اور اسکی بیخ کنی کو گناہ
سمجھتے تھے۔ لارڈ ولزلی جو بازی کھیلے اس مین کوئی چال بوہ رہ کی ایسی جیرت آمیز اور عظیم الشان
نہین چلے جیسے کہ تخت شاہی کے غصب کرنے کی۔ مگر ہندوستان کی آب وہوا نے انکی صحت
خراب کی اور لیڈن سٹریٹ کی گورنمنٹ نے انکو تھکایا جسکے سبب سے تخت شاہی لینی کی
اولوالعزمی کو انہون نے چھوڑ دیا ایک آنچ کی کسر باقی رہی شاید انکو اور انکی کونسل کے ممبرن کو
یہہ یقین تھا کہ یہہ زیادہ صحیح پولیسی جسکا مآل ہماری عظمت شان پر ہوگا یہ ہے کہ پہلے اس بادشاہی کی راہ پر
چلنے کی کوشش کرین اس بادشاہ سے اسکے حامی و محافظ ہونے کا رشتہ پیدا کرکے بتدریج
اپنی قوت کو بڑھائین مگر ہر صورت مین وہ اپنے اس خیال سے اس لیئے باز رہے کہ انگلستان
مین اپنر یہہ شبہ ہوگا کہ وہ مغلون کے تخت سلطنت پر سرکار کمپنی کو اصلی یا بطور قائمقام کے
بٹھانا چاہتے ہین ۲- جون ۱۸۰۵ء کو انہون نے کورٹ ڈائرکٹرز کی سیکرٹ کمیٹی کو لکھا کہ
اس گورنمنٹ کو کبھی یہہ تصور نہین ہوا کہ اس بادشاہ کی محافظت اور حمایت سے یہہ استحقاق حاصل
کرے کہ سکے بادشاہی حقوق کو ایک آلہ بنائے جسکے کام اپنا نکالے کہ ہندوستان کی ریاستون
اور سرداروں پر استیلا اور تسلط پائے اور بادشاہ کی طرف سے ان دعوون کا اظہار کیا جائے
جو اسکو ہندوستان کے بادشاہ ہونیکی حیثیت سے ان اضلاع مین جو مغلون کی کل سلطنت مین تھے
حاصل ہین گورنر جنرل مع کونسل نے دہلی کے بادشاہ اور اسکے خاندان کے قائم رکھنے سے
اور برٹش گورنمنٹ کی اسکی حمایت کرنے سے جن فوائد کی توقع کی ہے وہ ۱۳- جولائی ۱۸۰۴ء
کے مراسلہ مین اونرایبل کمپنی کو یہہ تحریر ہوئے ہین" فرانسیسون کو جو ہندوستان کے شمال مغربی
اضلاع مین قوت و غلبہ حاصل ہوا ہے اسکے پنجہ سے جو شہنشاہ عالم کو چھڑایا ہے اسے فرانسیسی
گورنمنٹ اس زبردست آلہ سے محروم ہوگئی ہے جو وہ ہندوستانی برٹش گورنمنٹ کے
ساتھ دشمنانہ ارادون مین کام مین لاتی تھی اور برٹش گورنمنٹ کو یہہ مفید موقع ملا ہے کہ اس کے
سبب سے تمام گرد کی ریاستین اس کی مدح سرائی کرتی ہین کہ بوڑھے معزز بدنصیب بے تیرہ بخت بادشاہ

لئے اور اسکے مصیبت زدہ خاندان کے لیئے ایک مامن ہم نے بنادیا ہے اسکے سبب سے ہمارا اعتماد
بہت بڑھ گیا ہے اور بہت سے ہمارے دوست پیدا ہو گئے ہین اگر بادشاہ شاہ عالم اور اسکا
خاندان مرہٹون یا فرانسیسون کے قوت کے قید مین رہتا خاص کر فرانسیسون کے تو اسکے نام سے
یہہ دونو قومین دعوے اور بہانے ایسے پیش کرتین کہ جنسے برٹش گورمنٹ کو خرابیان اور قباحتیں
ودقتین پیش آتین وہ سب بادشاہ کے حامی بنے سے جاتی رہین" لارڈ ولزلی کی ذہانت پر اور اُن کے
تجربہ کار مددگار سر جارج بارلو اور مسٹر ایڈمنسٹن کی ہدایت پر ملامت ہوتی اگر وہ کوئی سکیم ایسی
تجویز کرتے کہ شاہ عالم کی سلطنت ایک چھوٹے پیمانہ پر جاری رہتی یا بحال ہوتی اور وہ پنشندار خالی
نمائشی اور کاٹھ کی پتلی سے زیادہ عظمت رکھتا لیکن اصلی بادشاہ ہونے سے کم ہوتا۔ وہ بادشاہ
تھا مگر بادشاہ نہ تھا وہ کچھ چیز تھا مگر کوئی چیز نہ تھا وہ ایک ہی وقت مین اصلی اور مصنوعی نقل تھا
انگریزون کو اپنی بازی مین یہہ بڑی خاطر جمعی تھی کہ بادشاہ انکے پاس تھا لیکن وہ شش درو تحیر
اس مین تھے کہ بازی کیونکر کھیلین بیشک لارڈ ولزلی نے گورمنٹ کو پولیٹکل بات ایسی بنانی پڑی
کہ بظاہر باطل اور در اصل حق ہو انہون نے اسکو حالات موجودہ جسقدر بہتر بنا سکتے تھے
بنایا جسسے خاندان تیموریہ سے مصالحت نہین ہوئی بلکہ رعایا کی تالیف قلوب بھی ہوئی جنکے
دلون مین اس مسلمان خاندان کی تعظیم و تکریم جاگزین تھی۔ یہہ فیصلہ کیا گیا کہ ملکی حکومت سے
جو عزت حاصل ہوتی ہے اسکی خاص مقدار بادشاہ کی ذات کے لیئے مقرر کی جائے یعنی خاص
حدود کے اندر اب بھی چشمہ عدالت وہ سمجھا جائے اور اسکے ہاتھ مین زندگی یا موت کا اختیار
قیاساً نہ رکھا جائے اور ان اضلاع کے سوا جو تخت کے لیئے جدا رکھے جائین بادشاہ اور اسکے
کنبے کو بارہ لاکھ روپیہ سالانہ دیا جائے اسطرح سے وہ شہنشاہ جو دنیا مین سب سے بڑا تھا
تاجرون کی کمپنی کا ایک پنشن خوار ہو گیا اگرچہ اس سے برٹش گورمنٹ کو بہت سے فائدے حاصل
ہوئے لیکن وہ اندیشون اور خرخشون و خوفون سے خالی نہ تھے اس مصیبت نے تنزل کی حالت
مین بھی بادشاہ کا نام قوت کا ایک رکن اعظم تھا بادشاہی چیتھڑے پہنے لباس مین بھی اپنا رکن اعظم
ادب اور احترام رعایا کے دلون مین رکھتے تھے لارڈ ولزلی نے خوب سوچ لیا تھا کہ اگر یہہ آبائی سلطنت
اسطرح دوامی رہیگی اور بادشاہ شاہجہان آباد کے قلعہ مین رہے گا اور اسکی مصاحب جو اس کی

شاہی مین بھی ایسے شہر مین اسکے ساتھ رہین گے کہ جسکی سلاطین کی آبادی انکے ساتھ جان نثاری و وفاداری کریگی تو ایک دن ایسا آئیگا کہ اس غارت شدہ سلطنت کو شاہ عالم کے جانشینون مین سے کوئی شخص دوبارہ بحال کرلیگا جسکے سبب سے ہم کو بڑی گزند پہنچیگی یہہ تجویز پیش ہوئی کہ بادشاہی خاندان منگیر مین مقیم ہو۔ لیکن بادشاہ اس انتقال مکانی کے خیال سے لرزان ہوا اور یہہ لرزہ اسکے خاندان و متعلقین کے عورت مرد بڑے بچے سے بوڑھے تک چڑھا سواسطے لارڈ ولزلی نے اس خیال سے کہ بادشاہ کو اس مصیبت مین اور زیادہ ملال نہ دیا جائے مرے پر سو درہ نہ ہون دہلی ہی مین اسکو قلعہ کے اندر بالفعل رہنے دیا آئندہ کسی زمانہ مین انتقال مکانی موقوف رکھا جس مین یہہ دل شکن ظلم نہین ہونگے کہ وہ شاہزادے جو بادشاہی حالت مین پیدا ہوئے ہین اپنے گھر سے نکالے جانے سے اپنی اصلی بادشاہی کو یاد کرکے خستہ جگر ہون۔ ۱۸۰۶ء مین شاہ عالم مرگیا اور اکبر شاہ اسکا جانشین ہوا۔ یہہ وقت ایسا تھا کہ قدیمی انگریز ہندوستانی دربارون کی بڑی تعظیم و تکریم کرتے تھے سیٹن صاحب دہلی کے رزیڈنٹ تھے وہ خاندان شاہی کی تعظیم و تکریم پر مرتے تھے بادشاہ کے آگے تسلیم و کورنش و مجرا بجالاتے تھے۔ نوجوان چارلس مٹکف صاحب سیٹن صاحب کے نائب مقرر ہوئے اگرچہ وہ ابھی حالت طفلی سے نکلے تھے مگر انہون نے دیکھ لیا کہ بادشاہ کے احترام کو جو گورنمنٹ نہین گھٹاتی وہ آئندہ کے لیئے اپنے حق مین کانٹے بوتی ہے انہون نے لکھا "کہ مین اس پولیسی کے ساتھ موافقت نہین کرتا جو سیٹن صاحب نے خاندان شاہی کے ساتھ اختیار کر رکھی ہے جو شخص برٹش گورنمنٹ کی طرف سے دہلی مین حکمرانی کے لیئے مقرر ہو وہ بادشاہ کی تعظیم اسطرح کرے کہ جو پاشاہی قوت کو جگائے جسکا ہمیشہ کے لیئے سونا چاہیے چونکہ ہمارا مقصود یہہ نہین ہے کہ بادشاہ کو بادشاہی کے اختیار و اقتدار حاصل ہون اسلیئے ہم کو ایسی حرکتین نہین کرنی چاہئین جس سے اسکے دل مین اپنی بادشاہی کے حاصل کرنے کی تمنا پیدا ہو اسکا ادب اسکی شان کے موافق کرنا چاہیئے اسکو خوش و خرم آسائش و آرام سے رکھنا چاہیئے اگر ہم نہین چاہتے کہ اسکی حکومت کو پھر دوبارہ قایم کرین تو ہم کو چاہیئے کہ بادشاہی کا خیال اسکے خواب مین بھی نہ آنے دین" پھر چند سال گذرنے کے بعد خود دہلی کے رزیڈنٹ مٹکف صاحب مقرر ہو گئے کل معاملات کی عنان انکے اختیار مین آئی جنمین انہون نے

اپنی نوجوانی کی رالیون کو خوب قائم کرکے جلایا اب انکے سامنے وہ باتین پیش ہوئین جو عقل اور نہایت کے لیئے نازیبا تھین لیکن نہ رسیدینی نہ وہ نہ انکے جانشین سوا اسکے کچھ کر سکتے تھے کہ ایک تدبیر کے بعد دوسری تدبیر کی سفارش کرتے جو بتدریج ان برائیون کو کم کرتین کہ انکے سامنے داخل ہوتی تھین +

حوصلہ انگلش کا

زمانہ گذرا انڈیا مین بڑے بڑے ملک انگلش کے قبضے مین آ گئے کہ انکو کسی بیرونی حملے کا خوف نہ رہا انکو قوت ایسی حاصل ہوگئی کہ ہندوستان مین خواہ کیسے ہی خوف وخطر پیدا ہون انکو وہ خاک مین ملا سکتے تھے تو انہون نے بہادرانہ قدم مستحکم آگے بڑھانے شروع کیئے وہ کبھی سلطنت کے حاصل کرنے کے خیال سے باز نہین رہے ابتدا صدی مین جو بات مضرت ناک زعم مین معلوم ہوتی تھی اب وہ انکے جاہ ومنصب کے لیئے ناگزیر ہوگئی۔ لارڈ ولزلی نے جو بڑی بازی کھیلی تھی وہ انکے زمانہ مین پوری نہ ہوئی تھی دس برس بعد لارڈ ہیسٹنگز نے انکے انتظام کے نتائج دیکھے جنکا فیصلہ کچھ نہ ہوا تھا انہون نے یہہ مستقل ارادہ کیا کہ برٹش گورنمنٹ کے والا اقتدار ہونے کا اعلان کرین کہ وہ ہندوستان کے کل والیان ملک پر استیلا واستعلا رکھتی ہے زمانہ بدلتا گیا اسکے ساتھ انگریزون کے خیالات بدلتے گئے۔ کمپنی اس بات کو بالکل بھولی نہ تھی کہ اسکی بنیاد خالص تجارت پر مبنی ہوئی تھی لیکن یورپ مین جو انگریزون کو فتوحات حاصل ہوئین جس سے انکو یقین ہوا کہ ہم بڑی ملٹری قوم ہین گو لیڈن ہال سٹریٹ کے ڈائرکٹر اپنے پرانے معقولات مین پیچھے رہے وہ مشرق مین اپنے کل پولیٹکل اور ملیٹری منصوبون کے برخلاف رہے لیکن اہل انگلنڈ اس بہادرانہ پولیسی کے مداح رہے جس مین صرف کامیابی ہی ہو۔ اس وقت سے انگلنڈ تمام سلاطین ہند کا سرپنچ ہوگیا پھر اسکو اپنے والا اقتدار اور سب سے برتر ہونے کے اعلان مین کچھ تامل نہ ہوا۔ اس اعلان مین یہہ بھی ضرور تھا کہ دہلی کی سلطنت کا قصہ چکایا جائے مشرق مین اب ایمپائر (سلطنت) کا لفظ صرف برٹش حکمرانی کے ساتھ مخصوص ہوگیا اور دہلی کی بادشاہی کا برائے نام قائم رکھنا جو پہلے انگریزون کے لیئے مفید تھا اب وہ انکو گران خاطر معلوم ہونے لگا حتی الامکان جلد اسکے دور کرنے کی تدبیرین ہونے لگین یہہ بیان بھی کرنا چاہیئے کہ تیس برس کے عرصہ مین بادشاہی کے آفتاب کی روشنی تھوڑی تھوڑی کم ہوتی چلی گئی ایک گورنر جنرل کے بعد دوسرا گورنر جنرل گیا وہ

نسل بادشاہ کے گھمنڈ کو بڑھاتا گیا اور خاندان تیمور کی تعظیم و تکریم کے مراسم کو گھٹاتا گیا یہہ تمام باتین اہل قلعہ کے دلون مین کانٹون کی طرح چبھتی تھین لیکن وہ برٹش گورنمنٹ کی علو مرتبت اور والا اقتدار ہونے کے لیئے لازمی تھین - یہہ امر مشتبہ ہے کہ ایک شخص بھی ایسا ہو جسکی رائے مستند و معتبر اچھی طرح سمجھی جاتے اور وہ اس بادشاہی کے گھٹانے کی دانائی مین شبہ کرتا ہو - نسابت کا اقتضا تھا کہ دہلی کی ہوا جو پوشیدہ بادشاہی کی بڑی بڑی برائیون سے غلیظ ہو رہی تھی وہ زیادہ پاک صاف کی جائے قلعہ جو جاگھو دشہر تھا وہ سب قسم کی برائیون کا گھر تھا جسمین عورت مرد ایسی بدکاریان کرتے تھے کہ وہ اپنے لیئے اور اور دن کے لیئے خدا کی طرف سے لعنت کا مستحق کرتے تھے مشرق مین جتنی برائیان ہین وہ سب اس قلعہ مین موجود تھین جنکا حساب سوا خدا تعالی کے کوئی اور نہین کر سکتا شہر کے مقدس و متبرک آدمی کہا کرتے تھے کہ اگر کسی مکان مین قلعہ کی اینٹ بھی لگ جائے تو اس مین رہنا حرام ہے اس خاندان کے لغو و بیہودہ حرکات نے انگریزون کی نگاہ مین اسکی کوئی اپنی وقعت اور عزت باقی نہین رکھی تھی -

۲۸ ستمبر کی شام کو اکبر شاہ بیاسی برس کی عمر مین اس جہان سے رخصت ہوا اس نے اول یہہ کوشش کی کہ مرزا جہانگیر کو اپنا ولیعہد بنائے جنہون نے سیٹن صاحب رزیڈنٹ پر گولی چلائی اور انکو لولو کہا وہ تو دہلی سے الہ آباد مین جلا وطن ہوئے پھر بادشاہ نے مرزا نیلی کے لیئے کوشش کی اس مین بھی ناکامی ہوئی شہزادہ ابوظفر (تاریخی نام ہے جسکے عدد ۱۱۸۸ ہیں) تخت نشین ہوا اور ابوظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ بادشاہ غازی خطاب ہوا - اسوقت اسکی عمر ساٹھ سال کی تھی عیش و عشرت مین بسر ہوئی تھی - وہ مسکین مزاج نہایت کاہل تھا شاعری کا بڑا شائق تھا خود بڑا شاعر تھا اس مین کسی قسم کی سازش کرنے کی لیاقت قدرت ہی نے نہین دی تھی مگر ہان وہ حریص و زرپرست تھا کہ ابھی تخت پر بیٹھا ہی تھا کہ اس فکر مین ہوا کہ انگریزون سے اپنا وہ وظیفہ بڑھوائے جسکا وعدہ ایک قسم کا اکبر شاہ سے ہوا تھا -

اسوقت سر چارلس مٹکف لفٹنٹ گورنر تھے انہون نے اس اضافہ کی سفارش نہین کی وہ یہہ جانتے تھے کہ اس اضافہ کا کرنا سرکاری روپیہ کا برباد کرنا ہے ایسا ہی لارڈ آک لینڈ گورنر جنرل نے اسکو جانا انہون نے کہا کہ اگرچہ اسکا اقرار کیا گیا ہے جسکا پورا ہونا چاہیئے مگر

اسکے ساتھ پہلے یہہ شرائط بھی پوری ہونی چاہئین کہ وہ اپنے تمام دعوون سے جو برٹش گورنمنٹ پر ہین ضابطہ کے طور پر دست بردار ہو لیکن بہادرشاہ نے وہ کام کیا جو اسکے باپ نے کیا تھا کہ شرائط مذکورہ کے قبول کرنے سے انکار کیا اور یہہ سمجھا کہ انگلنڈ مین اپیل کرنے مین مطلب برآری ہو جائیگی اکبرشاہ نے رام موہن رائے کو راجہ کا خطاب دیا اور اپنا سفیر بنا کے انگلنڈ بھیجا۔ راجہ صاحب کی انگلش سوسائٹی مین انکے علم اور لیاقت کی بڑی قدرشناسی ہوئی کہ وہ ہندوستان کو رشک ضمیر بنانا چاہتا ہے مگر اسکی سفارت کی رتی برابر بھی قدر و حرمت نہین ہوئی۔ وہ اپنے کام مین بے نیل مرام رہا +

مگر بہادرشاہ کو اس طرح اپنے مقصد حاصل کرنے کا خیال چلا جاتا تھا اسنے جارج طامس کی تحریر و تقریر کی بڑی تعریف سنکر بلایا اور اپنا ملازم کیا اسکے سامنے بہت سے قباحتین بیان کین کہ وہ انکی اصلاح کرائے۔ لارڈ ایلن برا نے بادشاہ کی نذر بند کردی جو رزیڈنٹ کی معرفت عیدین و نوروز میں بادشاہ کی سالگرہ کے دن گورنر جنرل اور کمانڈر انچیف کی طرف سے بادشاہ کے روبرو پیش کی جاتی تھین۔ ۱۸۴۳ء مین بہادرشاہ کو بھی کمانڈر انچیف نے نذر پیش کی تھی ان نذرون کے موقوف ہونے سے بادشاہ کو ہمیشہ انگریزون سے کینہ و ملال رہا متعلقین قلعہ کو بھی اپنی بادشاہی کی یہہ ثابت ہوا کہ برٹش گورنمنٹ اب خاندان تیمور کی بادشاہی کو کسی طرح سے نہین مانتی اس نذر کے نقصان کا معاوضہ بادشاہ کو دیا گیا۔ کمپنی نے خاندان شاہی کے وظیفہ کے اضافہ سے بھی انکار کیا جب تک کہ وہ شرائط مذکورہ بالا کو منظور نہ کرے کورٹ ڈائرکٹرز کی چٹھی مورخہ ۱۱۔ فروری سنہ ۱۸۴۶ء آئی "کہ یہہ ناممکن ہے کہ ہم اس شرط سے ہٹین کہ آیندہ تمام دعوون سے بادشاہ ضابطہ کے طور پر دست بردار ہو" اس فیصلہ کو مسٹر جارج طامس بھی راجہ رام موہن رائے کی طرح منسوخ نہین کرا سکے کوئی وجہ بھی نہ تھی کہ وظیفہ شاہی کا اضافہ ہوتا۔ ایک لاکھ روپیہ ماہ کثیر العیال بادشاہ کی خوش گزرانی کے لیئے کافی تھا۔ اضافہ کرنا روپیہ کا رائگان کرنا تھا۔ اس لاکھ روپیہ مہینہ کے سوا بہادرشاہ کی آمدنی ڈیڑھ لاکھ روپیہ سال کی علاقہ کوٹ قاسم کی اور شہر مین نیول شاہی کے کرایہ کی اور تھی۔ اس ایک لاکھ روپیہ ماہانہ مین سے ایک ہزار روپیہ ماہوار لکھنؤ مین بادشاہ کے بھتیجون کی تنخواہ کا جاتا تھا +

اگرچہ بادشاہ کو برٹش گورنمنٹ سے کوئی شکایت نہین تھی وہ اپنی آمدنی پر قانع تھا عیش و آرام سے زندگی بسر کرتا تھا لیکن اسکے زمانہ مین ایسی سازشین ہوتی تھین کہ جنکا مقابلہ کوئی مشرقی بادشاہ نہین کرسکتا تھا حکم روجہ بہ از حکم خدا - بہادر شاہ نے ایک نوجوان امیرزادی زینت محل سے شادی کی تھی جس سے ایک بیٹا پیدا ہوا اسکا نام جوان بخت تھا - زینت محل بادشاہ پر بالکل مسلط تھی وہ یہہ چاہتی تھی کہ میرا بیٹا بادشاہ کے بعد بادشاہ ہو بڑھاپے کی اولاد کو آدمی بہت چاہا کرتا ہے - بادشاہ بھی جوان بخت کو بہت چاہتا تھا اسکی بھی آرزو تھی کہ وہ اسکے بعد تخت نشین ہو محل کے اندر زینت محل ایسی سازشین کرتی تھی کہ بادشاہ کا ولیعہد میرے بیٹے کے سوا کوئی اور بادشاہ کا بیٹا نہ ہو -

۱۸۴۹ء مین ولیعہد دارابخت نے انتقال کیا اسوقت بہادر شاہ کی عمر ستر برس سے کچھ زائد تھی یہہ معلوم ہوتا تھا کہ اب عمر طبعی ختم ہونے کو ہے - بہادر شاہ کے بعد جانشین بنانے مین گورنمنٹ متفکر ہوئی - لارڈ ڈلہوزی یہہ نہین چاہتے تھے کہ اس بادشاہی کی جھوٹی دکھاوٹ بھی باقی رہے - پہلے جو گورنر جنرل تھے وہ اس قدیمی خاندان کی باتون پر نہایت رحم دلی سے غور ہونے تھے کہ وہ اتنی مدت دراز تک اپنی حالت پر قائم رہی جو عقل اور راستی کے برخلاف تھی بہادر شاہ کی موت کے بعد دہلی کے بادشاہ کی بادشاہی مٹانے کا برٹش گورنمنٹ پر تقاضا ہوا پہلی اگست ۱۸۴۹ء کو کورٹ اوف ڈائرکٹرز کے حکم کے موافق گورنر جنرل نے اپنے ایجنٹ دہلی کو یہہ ہدایتین کین کہ جب دہلی کا بادشاہ مرجائے تو اسکے جانشین بنانے کے باب مین ہر معاملہ کی خاص منظوری گورنر جنرل سے لینی چاہیے اگرچہ ان ہدایتون مین بادشاہ کے لقب کی موقوفی کی نسبت خیال ظاہر کیا گیا ہے لیکن ہم اسکی موقوفی کا حکم جب تک نہین دے سکتے کہ اس باب مین زیادہ اور مفصل حال تم سے نہ سنیلن اور جن باتون کی تم سفارش کرو اسکے متعدد وجوہ پر ہم فرصت مین غور نہ کرین -

جب ولیعہد مرزا دارابخت کا انتقال ہوا تو گورنر جنرل لارڈ ڈلہوزی کو موقع ہاتھ لگا کہ اس جانشینی کے باب مین فیصلہ کرین مرزا فخرالدین فتح الملک وارث شرعی بادشاہ کی جانشینی کے لیئے تھا اسکی عمر تیس سال کی تھی وہ انگریزون کی سوسائٹی کو پسند کرتا تھا گورنر جنرل نے دیکھا

کہ اس شہزادہ کی خصائل اور حالتین اسکے منصب کے لیئے ایسی ہین جسکے سبب سے جو تبدیلیان وہ کرنی چاہتے ہین انکو وہ دانشمندانہ سرانجام کر دیگا۔

گورنمنٹ کا یہہ فرض ظاہر تھا کہ وہ ایسی حالتون کو دوامی نہ بنائے جنکی بدنمائی پر صرف حکایات سالقہ لمس کرتی ہون لیکن جس کام کا کرنا ضروری تھا اس کے لیئے دفعتہً تشدد نہین ہوسکتا تھا اسکے واسطے موقع اور وقت درکار تھا۔ لارڈ ڈلہوزی جانتے تھے کہ وقت وموقع کچھ دور نہین ہے اسکا انتظار صبر سے کرتے رہے اب وہ آگیا۔ وارا لبخت ایسا شاہزادہ تھا جسکی عمر دہلی کی بادشاہی کی اسید مین بسر ہوئی تھی اسکو اپنی ساری عمر کی اسید مین مایوسی کرنی بڑی سنگدلی تھی گو عہد شکنی نہ تھی۔ مرزا فخر الدین فتح الملک ایک پنشنخوار تھا اسکو وہ وقت یاد نہ تھا کہ بادشاہ دہلی کے تخت پر بیٹھا تھا اور وہ ہندوستان مین بڑا بادشاہ سمجھا جاتا تھا اسلیئے یہہ ناانصافی نہ تھی کہ وہ اپنے خاندان کا سردار اُن شرائط کے ساتھ بنایا جائے جو غیر اُن شرائط سے ہون جو اسکے باپ کے بادشاہ ہونے کی صورت مین مانی گئی تھین۔ گورنر جنرل کی راے مین یہہ صحیح پولیسی تھی کہ وہ حقوق اور فوائد جنہون نے بادشاہی کی اس بے اصل جہوٹی نقل کو زندہ کر رکھا تھا موقوف ہوجائین۔ اسنے جو قیاس کیا تھا کہ وہ دور ہوتین وہ بہت سی تھین مگر انمین سب سے چمکتی ہوئی یہہ تھین۔ اول دوام کے لیئے بادشاہ کا لقب رہنا بڑا ناسور تھا۔ گورنر جنرل نے اسکی مقدار کا صحیح تخمینہ کیا۔ انہون نے لکھا کہ ہندوستان کے سلاطین اور رعایا کے دلون مین خواہ بادشاہ کی نسبت کیسے ہی خیالات ہون مگر اب وہ بادشاہ کی کسی حالت کی پروا نہین کرتے۔ بے شک برٹش گورنمنٹ ہندوستان مین سب سے زیادہ اعلے وبرتر والاقتدار بادشاہ ہوگئی ہے اب اسکی ضرورت نہین رہی کہ کوئی رقیب اسکا نام مین وہ بادشاہ ہو جسکے باپ دادا ایسے والاقتدار ہون جیسے کہ اب ہم ہین مین اسے مانتا ہون کہ اسکے ہونے سے کوئی اصلی خوف ہمارے لئے نہین ہے مگر اسکی سازشین جو اکثر ہوتی رہتی ہین وہ ہمکو تکلیف دیتی ہین مگر لارڈ ڈلہوزی یہہ نہین سمجھے کہ گو زمانہ نے اس خاندان کے ادب واحترام کو ضعیف کر دیا ہے مگر ابھی اسکو یقینی بالکل مٹا یا نہین اسکو اگر موقع مل گیا تو وہ برٹش گورنمنٹ کو فقط حیران وپریشان ہی نہین کریگا بلکہ اس مین اب تک اتنا دم چلا جاتا ہے

کہ وہ اسکو جوکھون مین ڈال دیگا۔ دوسری قباحت یہہ تھی کہ بادشاہ قلعہ مین رہے قلعہ شہر مین
تھا اور شہر مین ایک بڑا میگزین تھا سر چارلس نیپیر نے لاہور سے ۱۵- دسمبر ۱۸۴۹ء کو اس
میگزین پر یہہ اعتراضات لکھے تھے۔ قلعہ شہر کے نہایت آباد حصے مین واقع ہے اسکے اڑنے
مین بڑے ہولناک خوف ہین اول جانون کا بڑا نقصان ہوگا دوم قلعہ بالکل برباد ہوجائیگا
سوم گورنمنٹ کے مال کا بڑا نقصان ہوگا۔ چہارم اسکی محافظت اچھی طرح نہین ہوتی صرف پچاس
تلنگے اسپر پہرہ دیتے ہین اسکے دروازے ایسے کمزور ہین کہ کوئی سرکش گروہ انکو توڑ کر اندر
داخل ہوسکتا ہے اسواسطے مین چاہتا ہون کہ باروت کا میگزین کسی سلامتی کی جگہہ مین بنایا
جائے تین چار میل پر ایک مضبوط پرانا قلعہ ہے مگر اسکی مرمت کے لیئے لاکھون روپے
چاہیئین جب وہ کام کا ہو اس لیئے مین چاہتا ہون کہ وہ شہر کے قریب اور جگہہ بنایا جائے
ایسی رپورٹون سے لارڈ ڈلہوزی کو یہہ خیال ہوا کہ قلعہ سے باہر قطب مین بادشاہ آباد ہو
اور قلعہ مین یہہ میگزین چلا جائے۔

بے شک یہہ ایک دانائی کی بات تھی کہ بہادر شاہ کے مرنے کے بعد بادشاہی خاندان
قلعہ سے باہر چلا جائے سلاطین کے سب حقوق موقوف ہوجائین یہہ کام کچھ مشکل نہ تھا لارڈ ڈلہوزی
اس کام کو بغیر تاخیر کے کرنا چاہتے تھے انکے نزدیک بادشاہ کے مرنے کے انتظار کے دیکھنے
کی کچھ ضرورت نہ تھی غالبًا بادشاہ کو اگر کافی ترغیب دی جائیگی تو وہ قلعہ خالی کردیگا وہ یہہ
سمجھتے تھے کہ قطب ایسا مقدس مقام ہے جہان ایک ولی اور بادشاہ کے باپ دادا کی قبرین
ہین بہادر شاہ اور اسکے خاندان کے آدمی آباد ہونے مین کوئی اعتراض نہین کرینگا اور اگر اعتراض
کرین گے تو اس بات پر غور کی جائیگی کہ آیا ان پر دباؤ زیادہ نہ ڈالا جائے یا یہہ تدبیر آخر کو کی جائے
کہ اگر وہ قطب مین جاکر نہ آباد ہون تو انکا وظیفہ بند کردیا جائے +

ایسٹ انڈیا کمپنی کے کورٹ اوف ڈائرکٹرز مین لارڈ ڈلہوزی نے اپنے خیالات
مذکور ظاہر کیئے تو اس باب مین لیڈن ہال- سٹریٹ مین نہایت دلچسپی کے ساتھ مباحثہ
کیا گیا" انہون نے کہا کہ یہہ سوال کمپنی کے اعلے و برتر حکومت ہونے کا نہین ہے اس مین کسی کو
مناقشہ نہین ہے کہ سرکار والا اقتدار کمپنی کی حکومت اعلے و برتر ہے۔ دہلی کی بادشاہی

فقط ایک لقب ہے جو بالکل ہماری مضرت رسانی کی ذرا سی قوت نہین رکھتا لیکن اسکا ادب
مسلمان کرتے ہین کیونکہ انکے بادشاہ کا ایک قدیمی نام باقی ہے مسلمان برٹش گورنمنٹ کی طرف سے
اپنے دل مین نیک خیالات اس سبب سے رکھتے ہین کہ وہ اس قدیمی خاندان کی عزت کرتی
ہے یہہ بیان کیا گیا ہے کہ ہندوستان کے تمام سلاطین اور رعایا کو بادشاہ کی کچھ
پروا نہین ہے لیکن کورٹ اسکو ممکن نہین سمجھتا کہ کوئی رعیت اس خاندان کی پہلی عظمت و شان
کی یاد سے بے پروا ہوئی ہو۔ مورخی ادب و تعظیم جسکے ساتھ وہ یاد ہوتی ہے بالکل اس امید سے
متعلق ہوتی ہے کہ اسکو از سر نو زندہ کرے اس طرح مسلمانون کی دل آزاری کرنا پولیٹک کے
خلاف ہے مقابلہ کی بھی مایوسی سے معاً یہہ ظاہر نہین ہوتا بلکہ مخفی رہتا ہے کہ جب اسکے ساتھ
بیباک خوف شامل ہونگے تو وہ اپنا عمل کرین گے" بالفعل گورنمنٹ کی کونسل انڈیا مین لارڈ
ڈیلہوزی کی بلند دماغی نے اپنا بڑا اثر کرنا شروع کیا تھا کونسل کے ایک یا دو بڑے اعلے
درجے کے عاقل خوش فہم ممبر تھے جو لارڈ ڈیلہوزی کی ہر بات کو بغیر کسی چون و چرا کے
یقین کر لیتے تھے اور جو کام وہ کرتے تھے اسکی تائید و حمایت بڑے استقلال سے کرتے
تھے کورٹ کے ممبرون کا ایک اور حصہ ایسا بھی تھا کہ وہ لارڈ ڈیلہوزی پر کوئی خاص
اعتقاد نہین رکھتا تھا مگر حسب ضابطہ ایک نظام کے موافق کام کرتا تھا جس کے سبب سے
وہ بڑے بڑے مشکل کامون کو آسانی سے سرانجام دیتا تھا ایک اور تیسرا فریق زبردست تھا
وہ عقل ہی مین زبردست نہ تھا بلکہ اس سے زیادہ دیانتمندی و نیک دلی مین زور آور تھا
اسنے گورنر جنرل کی درخواستون کو نامنظور کر دیا اس مباحثہ کا مآل کار یہہ تھا کہ کثرت رائے
سے اسپر اتفاق ہوا کہ گورنر جنرل نے جو درخواستین بھیجی ہین انکی نفی مین ہدایتین بھیجی جائین
لیکن جب اسکا مسودہ لیڈن ہال سٹریٹ سے کیلن رو مین آیا تو اسے بورڈ کنٹرول نے
قطعی اس سے مخالفت کی اس وقت سر ہوب ہوس اسکے پریسیڈنٹ تھے اس پر مباحثہ
ہوا کہ برٹش گورنمنٹ نے شاہ عالم سے یہہ معاہدہ نہین کیا کہ اسکے جانشینون کو ایسے حقوق
عطا کریگی جو خود اسکو دیئے گئے ہین اور کورٹ نے یہہ نہین ثابت کیا ہے کہ گورنر جنرل
نے جن درخواستون کو پیش کیا ہے وہ انصاف کے یا پولیٹک کے برخلاف ہین لسل سیر

کورٹ اور بورڈ مین مخالفت

کورٹ اور بورڈ کے درمیان تیز و تند مخالفت ہوئی کورٹ نے بورڈ کی باتون کو یون ستر د کیا کہ یہہ درخواستین فقط تنہا گورنر جنرل کی ہین انکی منظوری اسنے اپنی کونسل کی اتفاق رائے سے نہین حاصل کی اور جو تجویزین اسنے کی ہین وہ دانشمندانہ اور فیاضانہ نہین ہین اور وہ ہندوستان مین مسلمانون کی سخت دل آزاری کرینگین۔" کورٹ اس حکم کے دینے پر تیار تھا کہ قلعہ کے خالی کرانے مین ترغیبون کے وسائل کام مین لائے جائین لیکن وہ قلعہ کے زبردستی خالی کرانے پر سخت معترض ہوئے بورڈ نے کورٹ کو یہہ جواب دیا کہ یہہ مقدمہ ایسی ضرورت نہین رکہتا تھا کہ گورنر جنرل اپنی کونسل کے ممبرون کی منظوری حاصل کرتا اگر ممبرون کو اس تجویز کے نتائج سے کوئی خوف ہوتا تو وہ کورٹ کو اپنے خوفون سے اطلاع دیتے اگرچہ یہہ خوف کرنا انکا غلط ہوتا کسی قسم کا یہہ اقرار نہین کیا گیا کہ لارڈ ولزلی نے جو استحقاق شاہ عالم کو عطا کیئے تھے وہ اسکے جانشینون کو بھی دیئے جائین گے یہہ معاملہ صرف پولیسی سے تعلق تھا اسکا اثر جو مسلمانون پر ہوگا اسکا انصاف ہندوستان کے حاکم بہ نسبت انگلنڈ کے کورٹ اوف ڈائرکٹرز کے بہتر کرسکتے ہین۔ لیکن جب انڈین منسٹر نے یہہ کہا کہ برٹش ایمپائر کو خاندان تیمور کے سرپرست سے بے انتہا تھوڑا خوف ہے لیکن اگر کوئی مسلمان کبھی یہہ خیال کریگا کہ وہ عیسائیون کی برتری پر حملہ کرنے کے لیئے اپنے ایمان کی جوش کو مسلمانون کے دلون مین پیدا کرکے پھر انکو فراہم کرے تو یقینی اسکو یہہ سوجھیگی کہ دہلی مین جو بالفعل بادشاہ بنا بنایا موجود ہے اور شاہانہ قلعہ اسکے پاس ہے تو وہ اسکے ہاتھ مین کارگر آلہ بہ نسبت اس شہزادہ کے ہوگا جسکو لارڈ ڈیل ہوزی بادشاہ سے پست حالت مین رکہنا چاہتا ہے" بورڈ نے بجا دانشمندانہ رائے دی جب یہ چٹھی کورٹ کے پاس پہنچی تو اُس نے کہا کہ ہم اس معاملہ کو ایسا اہم و عظیم الشان جانتے ہین کہ بورڈ مین پھر اسکے اپیل کرنے سے اپنے تئین نہین روک سکتے کورٹ نے ان دو باتون کی نسبت مباحثہ کیا اول لارڈ ولزلی کے فعل سے جو دہلی کے خاندان شاہی کی نسبت استدلال کیا تھا اور یہہ گفتگو کی کہ اس سے مسلمانون کے دلون مین کیا اثر پیدا ہوگا اگر مسلمانون کی آبادی نے ایسی تدابیر چلا کر برٹش گورنمنٹ کی بدخواہی کی تو اسکے اثر کی مقدار کا جتلانا ایک رائے کی بات ہے جسکے وثوق

اور اعتماد کے ساتھ بتلانے کے وسائل موجود نہیں ہیں ممکن ہے کہ کورٹ جس قباحت کے پیدا ہونے کا جسقدر خوف کرتا ہے اس سے وہ بہت کم وقوع مین آئے اور یہہ بھی ممکن ہے کہ اسکی نسبت جو وہ پہلے سے قباحت بتلائے اُس سے زیادہ ظہور مین آئے" کورٹ نے یہہ اور اضافہ کیا" کورٹ اس بات کو بغیر سنجیدہ سرآسیمگی کے نہین خیال کرسکتا کہ جو نتائج اس کام سے پیدا ہونگے وہ سارے ہندوستان پر اپنا اثر کرین گے اور اسکے سبب سے جو گورنمنٹ کی بے اعتباری ہوگی وہ برسون مین اسکی مخالف پولیسی کے اختیار کرنے سے بھی دور نہین ہوگی۔ لورڈ نے اس مقدمہ کو پھر غور سے دیکھا اور اپنی پہلی راے پر جا رہا اس نے اختلاف راے پر افسوس کیا مگر قانون کے موافق جو اسکو اختیارات حاصل تھے اسکے موافق ایک مراسلہ مین اپنا فیصلہ لکھ بھیجا۔

اگر لورڈ و کورٹ کی دلائل پر غور کی جائے تو معلوم ہوگا کہ دونو حق پر تھے اور دونو خطا پر تھے۔ وہ جن باتون کا اظہار کرتے تھے انمین حق پر تھے اور جن باتون سے انکار کرتے تھے ان مین خطا پر تھے حقیقت مین یہہ ہری گورنمنٹ کمپنی اور بادشاہی کی بڑی تھی جسکا ہر ایک آدھا حصہ غلطی کرتا تھا کہ ایک آدہا حصہ ان خوفون کے ماننے سے انکار کرتا تھا جنکو دوسرا آدہا حصہ اظہار کرتا تھا۔ طرفین کے صرف خیالات ہی دوڑتے تھے جنکے امتحان کا معیار زمانہ آیندہ تھا۔ معلوم نہین ہوتا تھا کہ کورٹ یا لورڈ کی رائون مین سے کس کی راے کی ثقاہت کو زمانہ ظاہر کریگا اگر بہادر شاہ کے قلعہ سے خارج کرنے مین کوئی ہنگامہ برپا نہ ہوتا تو لورڈ کی راے درست ہوتی اور اگر کوئی فساد کھڑا ہوتا تو کورٹ کی راے درست ہوتی۔

سنہ ۱۸۵۰ع کے موسم بہار مین لارڈ ڈیل ہوزی پاس مراسلہ آیا جس مین اس باب مین ہدایتین لکھی ہوئی تھین بعض ممبرون نے لارڈ ڈیل ہوزی کی درخواستون کے برخلاف اپنی راے کو بڑے زور سے ظاہر کیا تھا مسٹر ٹکر صاحب نے جنکی عمر اسی برس کی تھی انہون نے راے دی" مین اس بات کو ایک لمحہ کے لیے بھی یقین نہین کرتا کہ خاندان شاہی ترغیب دینی سی قلعہ کو خود خالی کردیگا۔ ہندوستان کے آدمیون کا خواہ وہ کیسے ہی غریب و مفلس ہون باپ دادا کے سکونت کے مکان سے بڑی محبت رکھنا مشہور ہے وہ سب لوگ خوب جانتے ہین جو

دلائل کا مختصر بیان

سنہ ۱۸۵۰ع مین کورٹ آف ڈائرکٹرز کا مراسلہ

ہندوستانیوں کی باتوں کو کچھ بھی سمجھتے ہیں اور قلعہ کی صورت کی تو خاص حالتیں ہیں قلعہ سے ا
خستہ حال خاندان شاہی کو الفت ہے وہ انکی گذشتہ شان و شکوہ کی نشانی ہے یہہ مطلب
کہ قلعہ کو خاندان شاہی خالی کردے کیا تو جنگی زور سے یا دہمکیوں سے حاصل ہوسکتا ہے
جس میں گورنمنٹ کی ہتک ہوگی اور اس سے برٹش گورنمنٹ سے کینہ و نفرت پیدا ہوگی"
انہوں نے کہا کہ میں لارڈ ڈلہوزی کی ذہانت و فطانت اور پبلک سپرٹ کا اعلے درجہ کا
ادب کرتا ہوں لیکن مجھے یہہ خیال کرنا چاہیئے کہ جس شخص کو ہندوستانیوں کے حال پر علم ترجمانوں
کے ذریعہ سے حاصل ہوا ہو وہ انکی سیرت و خصلت و عادت خو بو۔ انکی باتوں اور تعصبات پر
اچھی طرح علم نہیں حاصل کرسکتا حقیقت میں کوئی دلیل اسکی نہیں ہے کہ دہلی ایک ملیٹری مقام
بے عظمت ہو خاص کر ایسے وقت میں کہ ہم نے دریاے سندھ سے پرے اپنی قلمرو کو بڑہا لیا
ہو۔ یہہ قلعہ کوئی بڑی حصانت نہیں رکہتا اسکو تو بہت دفعہ اناڑی مجمعوں نے فتح کیا ہے
جو قواعد سپاہ سے ناآشنا تھے" لارڈ ڈلہوزی مع کونسل کو کورٹ نے اختیار دیا تھا کہ
وہ تجاویز مذکورہ کو عمل میں لائے لیکن انہوں نے یہہ سوچ کر کہ ان تجاویز کے برخلاف انگلنڈ
میں بہت کچھہ کہا گیا ہے گو اس سے میری اپنی راے سابقہ میں تفاوت نہیں آیا لیکن
یہہ کوئی کام ایسا اہم و ضروری نہیں کہ اس میں جلدی کی جائے اسلیئے اس معاملہ کو ملتوی
کردیا۔

یہہ مباحثات ہو رہے تھے کہ بادشاہی محل میں ایک شگوفہ کھلا کہ بہادر شاہ نے اپنی مرضی
ظاہر کی کہ مرزا فخرالدین اسکا جانشین ہو۔ بادشاہ کی بیوی زینت محل نے اسکو بہکایا تھا۔
اور یہہ چاہا کہ اسکا بیٹا جسکی عمر گیارہ سال کی تھی بادشاہ کا جانشین ہو۔ مرزا فخرالدین کی
جانشینی پر یہہ بھی ایک اعتراض تھا کہ مرزا کا ختنہ ہوا ہے اور یہہ دستور ہے کہ جو شخص
ساقط الاعضاء ہو وہ تخت نشین نہیں ہوسکتا مگر اس بیان میں مبالغہ تھا ہمایوں بادشاہ تک
خاندان مغلیہ کے بادشاہوں کا ختنہ ہوا تھا شہنشاہ اکبر کے زمانہ سے وہ موقوف
ہوا اسکا یہہ قول تھا کہ "بیشتر سود و نداز مردم بس شگفت آید کہ خرد سالان را کہ از بار فرائض
سبکدوش اند سنت ختنہ ناگزیر شمرند۔" اسکی راے یہہ تھی کہ بچوں کو انکی معصومی کی حالت میں

تکلیف زخم کی نہ دی جائے جب وہ بارہ برس سے بڑے ہون تو انکو اختیار ہے کہ وہ اس تکلیف کو اٹھائین یا نہ اٹھائین۔ اسوقت سے خاندان تیموریہ مین ختنہ کی رسم موقوف ہوئی عام خیال یہہ تھا کہ شاہزادی ختنہ اسلیئے نہین کراتے کہ وہ ساقط الاعضاء ہو جائینگے جسکے سبب سے بادشاہی سے محروم ہو جائینگے اس خاندان کے ہر شہزادہ کو یہہ خبط تھا کہ وہ بادشاہ ہو سکتا ہے شہزادے معاملات مین یہہ قسم کھایا کرتے تھے کہ خدا مجھے تخت نصیب نہ کرے غرض جہان قلعہ کی حماقت و خرافت کی اور باتین تھین انہین سے یہہ ختنہ نہ کرانا بھی تھا۔ مگر جن شہزادون کو اپنے مذہب کا پاس ہوتا تھا وہ اپنا ختنہ کراتے تھے مرزا فخر الدین اپنے مذہب کا بڑا پابند تھا اسنے اپنا ختنہ کرایا تھا شہزادے اسکو متشرع ہونے کے سبب سے وہابی کہتے تھے ان باتون کے سبب سے لارڈ ڈیلہوزی نے حسب سررشتہ اس جانشینی کے معاملہ کے طے کرنے مین ایک مدت توقف کیا اور منتظر رہا کہ آگے اور کیا معاملات پیش آتے ہین۔

گورنر جنرل کی کونسل کی راے دہلی کے بادشاہ کی جانشینی کے باب مین

اس عرصہ مین گورنر جنرل نے اپنی کونسل کے ممبرون سے اس جانشینی کے باب مین راے طلب کی اسوقت انکی کونسل کے ممبر مسٹر فریڈرک کری۔ مسٹر جان لٹلر اور جان لوئس تھے اول ممبر نے یہہ راے دی کہ بادشاہ کے مرنے مین کچھ بہت دنون کا عرصہ نہین ہے اسکے مرنے کے بعد ہم کو اس جانشینی کی بابت فیصلہ کرنا چاہیئے اُسوقت ہم جس امیدوار کو جانشینی کے لیئے مقرر کرینگے قلعہ کے خالی کرانے کی شرائط بآسانی ٹھیرائینگے۔ مسٹر جان لٹلر کو یہہ یقین تھا کہ مسلمانون کی آبادی ہندوستان مین قدیمی خاندان مغلیہ کو بڑے ادب اور محبت کی نگاہ سے دیکھتی ہے وہ اسکے خفت سے آزردہ اور خفا ہونگی اسلیئے انہون نے یہہ مشورہ دیا کہ جو کام کیا جائے بڑی خرم و احتیاط سے ترغیب سے کیا جائی جبر سے نہ کیا جائے۔ جان لوئس ان سب باتون کا مضحکہ کرتا تھا اور کہتا تھا کہ مین یہہ یقین نہین کرتا کہ ہندوستان کے مسلمانون کو ذرا سی بھی دہلی کی یا اسکے بادشاہ کی پروا ہو خرم و احتیاط یہہ ہے کہ بغیر کسی تاخیر کے بادشاہ کا خطاب موقوف کیا جائے اور قلعہ خالی کرایا جائے۔

ان تمام غور و فکر و سوچ بچار کا ماحصل یہہ تھا کہ ایک مراسلہ انگلینڈ کو بھیجا گیا جس مین یہہ سفارش کی گئی کہ بادشاہ موجودہ کے مرنے تک تمام حالات سابقہ بدستور قایم رہین ۔ مرزا فخر الدین بادشاہ کے لقب کے ساتھ جانشینی کے لئے تسلیم کیا جائے مگر اُسے خالی خطابی بادشاہ ہونے کے سبب قلعہ دینے کا حق نہ دیا جائے اور ترغیبین جاری رہین کہ وہ قلعہ کو خالی کر کے قطب مین بود و باش اختیار کرے اگر ضرورت پڑے تو اسکا حق قلعہ مین رہنے کا اضافہ مشاہرہ کے عوض مین خریدا جائے +

گورنر جنرل کی تمام سفارشون کو ہوم گورنمنٹ نے منظور کر لیا ۔ دہلی کے ایجنٹ کو اجازت دی گئی کہ مرزا فخر الدین سے ملاقات کر کے برٹش گورنمنٹ کی خواہشون سے اسکو اطلاع دیدے مرزا اور سر طامس مٹکف کی ملاقات ہوئی مرزا نے اپنی گورنمنٹ کی خواہشون کو بخوشی قبول کیا بشرطیکہ اسکو خطاب بادشاہ کا عطا کیا جائے اور اسکی اپنی امارات شاہی کے قائم رکھنے کی اجازت دی جائے ۔ گورنمنٹ کو اسکی منظوری سے خوشی ہوئی ۔ جب لفٹنٹ گورنر ممالک مغربی و شمالی دہلی مین آئے تھے کہ قطب مین انکی مرزا فخر الدین سے ملاقات ہوئی اور اسمین کچھہ معاہدات ہوئے جنکے اصلی حال تو نہین معلوم ہوئے مگر قلعہ کے خالی کرانے کی اور اسکے اندر میگزین جانے کی شہرت ہوگئی جسسے اہل قلعہ اور اہل دہلی کو بڑی سراسیمگی اور پریشانی کا خوف طاری ہوا ۔ زینت محل اور بادشاہ دونو جوان بخت کے ولیعہد نہ ہونے سے ہاتھ ملتے رہ گئے برٹش گورنمنٹ کو وہ کسی طرح نہین سمجھا سکے کہ جوان بخت ولیعہد ہو

۱۰ ۔ جولائی ۱۸۵۶ع کو مرزا فخر الدین کا ہیضہ سے انتقال ہوا ۔ یہہ شبہہ بھی ہوا کہ انکو زہر دیا گیا ۔ بادشاہی روزنامچہ مین لکھا گیا ۔ مرزا کو اشتہا معلوم ہوئی اسنے جانا کہ خالی معدہ مین صفرا کے زور سے یہہ اشتہا ہوتی ہے کچھہ روٹی کھائی یخنی پی تو استفراغ کی زیادتی ہوئی جس سے نقاہت زیادہ ہوئی کسی دوا نے کچھہ اثر نہین کیا نزع کی حالت طاری ہوئی ۔ مرزا الٰہی بخش (خسر ولیعہد) نے حکیم احسان اللہ خان کو بلایا انہون نے حقنہ دلوایا جس سے کچھہ فائدہ نہین ہوا چھہ بجے شام کے ولیعہد کا انتقال ہوا ۔ گھر مین کہرام ہوا بادشاہ کو بیٹے کے مرنے کی خبر ہوئی بہت رنج ملال ہوا ۔ زینت محل نے اسکی تسکین و تشفی کی ۔ ولیعہد کے معالج

مرزا فخر الدین کے ساتھ معاہدہ

مرزا فخر الدین کی موت

حکیم محمد نقی خان تھے انکی نسبت یہہ مشہور ہوا کہ زینت محل سے ملکر ولیعہد کو دوا مین زہر ملا کر دیدیا
لیکن یہہ سب بازاری گپین ہین اس زمانہ مین شہر مین ہیضہ تھا ولیعہد ہیضہ ہی سے
مرا تھا۔ دوسرے دن سر طامس مٹکاف ایجنٹ دہلی بادشاہ کی خدمت مین آئے جہان پناہ نے
ایک کاغذ ایجنٹ کے ہاتھ مین دیا اور اسمین اپنی پہلی ہی درخواست کا اعادہ کیا کہ مرزا جوان بخت
کو برٹش گورنمنٹ ولیعہد مقرر کردے۔ اسکے ساتھ ایک محضر تھا جس مین بادشاہ کے
آٹھ بیٹون کے دستخط لکھے ہوئے و مہرین لگی ہوئی تھین اس محضر مین لکھا تھا کہ ہم سب خوش ہین
زینت محل کا بیٹا جس مین دانائی لیاقت علم و خوش اخلاقی کے صفات جمع ہین ولیعہد مقرر ہو۔
لیکن دوسرے دن بادشاہ کے سب سے بڑے بیٹے مرزا قریش (عرف مرزا قویاش) نے
اپنی عرضداشت مین ایجنٹ کو لکھا کہ بادشاہ نے شاہزادون سے اضافہ تنخواہ کا اور روپیہ
دینے کا وعدہ کر کے محضر پر دستخط و مہرین کرالئے ہین مجھے بھی پوشیدہ یہہ رشوت پیش ہوئی
تھی کہ اگر دستخط و مہر کر دیگا تو اضافہ تنخواہ ہو جائے گا اور اگر انکار کرونگا تو تنخواہ بند ہو جائیگی
مین اپنے باپ کے حکم سے سرتابی نہین کرنی چاہتا تھا لیکن جب مجھے معلوم ہوا کہ زینت محل کے
اغوا سے بادشاہ مجھے ولیعہدی سے محروم کرنا چاہتا ہے تو مین نے برٹش گورنمنٹ کی طرف
رجوع کی کہ مین اس طرح تباہ ہوتا ہون اور میرا حق ولادت مارا جاتا ہے اسلیئے مین نے اپنی
حالت کو ایجنٹ کے روبرو پیش کیا کہ وہ سب حالات پر نظر کر کے حق رسی کرے علاوہ اس کے مین
بادشاہ کا بڑا بیٹا ہون حافظ قرآن اور حاجی بھی ہون اور میری اور لیاقتون کا حال ملاقات
مین آپ پر کھل جائیگا +

اسوقت لارڈ کیننگ گورنر جنرل اور انکی کونسل کے ممبر دونون نئے تھے اسلیئے بادشاہ کی جانشینی مین
پہلے ممبرون کے مباحثون کا کچھ اثر نہ تھا۔ لارڈ ڈلہوزی نے جو طریقہ اس باب مین اختیار
کیا تھا وہ نہایت دانشمندانہ تھا اگرچہ انہون نے اس بات کے یقین کرنے مین غلطی کی تھی کہ
بالائے ہند مین مسلمانون کی محبت بادشاہ کے ساتھ لنگڑی لولی ہو رہی ہے اور خاندان شاہی
جو قلعہ سے خارج کیا جائیگا اسکو اپنے خارج ہونے کا رنج و ملال نہین ہوگا اور وہ اس مین اپنی ذلت
و خفت نہین جانے گا۔ مگر انہون نے اور دن کی راؤن کا پاس کر کے اپنے ارادہ پر عمل

نہین کیا۔ اسلیئے لارڈ کیننگ نے دیکھا کہ دہلی کا مقدمہ فیصلہ نہین ہوا اور اسکی اصلی باتون کی
نہین ہوئی۔ دہلی کے قلعہ کے خون عظیم و کراہیت کو اپنی نئی نگاہ سے انہون نے غور سے دیکھا
تو انکو لارڈ ڈیل ہوزی کی نگاہ سے زیادہ وسیع معلوم ہوئے۔ لارڈ ڈیل ہوزی نے جو اپنے خیالات
قلعہ سے خاندان شاہی کے خارج کرنے کے بہادر شاہ کی وفات کے بعد تحریر کیئے تھے
انکو لارڈ کیننگ نے اپنے خیالات کے سانچے مین ڈھال کر اختیار کیا انہون نے لکھا ہمیشہ
کی طرح یہہ بات جاننے کے قابل ہے کہ قلعہ دہلی حقیقت مین ایک بڑے مضبوط فصیل دار شہر
مین ہے اسکی نہایت ضرورت ملیٹری کامون کے لیئے ہے اسکا مالک گورنمنٹ کے ہاتھون
مین رہنا چاہیئے بادشاہ کو اور اسکے رشتہ دارون کو جو اسکے گرد رہتے ہین قانون کی قیود سے
بری ہونے کے حقوق جو مضرت ناک ہین موقوف کرنے اخلاقاً نیک گورنمنٹ کے لیئے ضرور ہین
مدبران ملکی کی رائون مین مشکل سے کوئی بڑا اختلاف راے اس باب مین ہوگا کہ پولی ٹکل اور
پولیسی کی اشد ضرورت یہہ ہے کہ قلعہ جو شہر دہلی کو اپنے قابو و بس مین رکھہ سکتا ہے وہ
برٹش سپاہ کے ہاتھ مین سلامت و محفوظ ہو کسی عیسائی کے دل مین شبہ نہ ہوگا کہ انسانیت
کی اغراض کے لیئے ہم پر فرض ہے کہ ہم ان پردون اور حجابون کو اٹھا دیوین جو اب تک قلعہ کی بد
کاری پر پڑے ہوئے تھے جو اسکو دن کی روشنی مین نہین آنے دیتے تھے اور اس کے
تاریک کونون سے قانون سے بچانے والے عملون کو نکال دین۔
اس برائے نام بادشاہی کا مٹا دینا اب ایک کھلا ہوا معاملہ ہے۔ لارڈ کیننگ کو ہندوستان مین
چند مہینے آئے ہوئے ہوئے تھے انمین بھی وہ کلکتہ ہی مین رہے تھے وہ ابھی خود اپنی ذات سے
شہزادون اور بالائے ہند کے باشندون کی مضرات پر علم نہین رکھتے تھے لیکن انہون نے
گورنمنٹ کے پہلے مبرون کی تحریرات پڑھی تھین جنسے انکو معلوم ہوا تھا خاندان تیمور کی تاریخی
باتین خلقت کے دلون مین بڑی ضعیف ہوگئی ہین اگرچہ وہ بالکل مٹی نہین ہین انہون نے
اس سے یہہ استدلال کیا کہ جب یہہ باتین لکھی گئی تھین انمین زور رہا تھا اب برسون کے گذرنے
کے بعد انکا زور اور زیادہ ہوگیا ہوگا اب اسوقت کا لاگزیر یہہ میلان ہونا چاہیئے کہ یہہ یادگارین
بالکل ملیا میٹ کر دی جائین انہون نے فرمایا کہ دلائل جنہون نے ۱۸۵۰ء مین اس مطلب مین

دہلی کی ترغیب دی وہ پوری رکورڈ (دفتر کے کاغذات) مین موجود نہین خواہ وہ کچھ ہی ہون
زمانہ کے گذرنے نے ان دلائل کو یقینی مستحکم کردیا جنسے کہ پہلے ارادون کو سہارا دیا جاتا ہے
اور ممکن ہے کہ اب اسپر سے اعتراض رفع ہوگیا ہو" اور زیادہ انہون نے اپنی دلیل کو بڑہایا"
بادشاہی جلال کی نقل کے بہت سے زر وجواہر اتر چکے ہین جس سے اسکی پہلی سی بھڑک چمک
نہین رہی ہے اور اسکے وہ حقوق جنپر خاندان تیمور کو گھمنڈ تھا ایک دوسرے کے بعد تلف
ہو چکے ہین اسلئے کچھ مشکل نہین ہے کہ قلم کے ایک ڈوبے مین بہادر شاہ کے مرنے کے بعد بادشاہ کا
لقب موقوف کردیا جائے" انہون نے کہا کہ بادشاہ کی نذر جو گورنر جنرل اور کمانڈر انچیف دیتے
تھے موقوف ہوئی۔ بادشاہ کا جو سکہ بنایا جاتا تھا وہ آیندہ موقوف کیا گیا (بہادر شاہ کے
سکے پہلے دس برس تک بنا کرتے تھے مین نے اسکے سکے کے روپیہ کو دیکھا ہے) گورنر جنرل کی
مہر مین سے بادشاہ کے فدوی خاص کے الفاظ ساقط ہوئے اور ہندوستانی رئیسون کو
ممانعت کی گئی کہ وہ مہرون مین کوئی ایسا لفظ استعمال نہ کرین یہہ امر فیصلہ ہوگیا ہے کہ یہہ ظاہری
باتین جنسے کہ کمپنی کی ماتحتی معلوم ہوتی ہے برٹش گورنمنٹ کی اصلی اور مستحکم اقتدار کی شان کے
برخلاف ہے اور ایسا ہی لفظ شاہ دہلی کا ہے جس سے کہ ایک جھوٹی بادشاہی کا اعلان
ہوتا ہے کسی نئے شخص کے لیئے بادشاہ کا لقب دینا اور اسکی شاہی علامات کا قائم رکھنا
گورنمنٹ ہند کی خود اپنی مرضی کا کام ہے اسپر کوئی اسکا تقاضا نہین ہے" کوئی شخص سوا اسکے
جسکو وہ دیا جائیگا اس بات کو قبول نہین کریگا کہ گورنمنٹ نے کوئی مروت و مکرمت کی ہے" گورنر جنرل نے
یہہ اور اضافہ کیا کہ" خواہ موروثی مرتبہ کچھ ہی ہو اسکا مستحق وارث گورنمنٹ مرزا قریش کو سمجھتی ہے وہ
بادشاہ کا سب سے بڑا زندہ بیٹا ہے ختم ایک اور نسل تک بے اصل شان اپنے خاندان کی باقی
رکھے گا جسکی یاد کو وہ اپنے حافظ مین لانے کا استحقاق نہین رکھتا گورنر جنرل نے باتفاق اپنی
کونسل کی راے کے جس پولیسی کا فیصلہ کیا اسکو مع ہدایتون کے دہلی کے ایجنٹ کے پاس بھیجا جنکا
خلاصہ یہہ تھا۔

اول اگر ایجنٹ کو بادشاہ کے خط کا جواب بھیجنا ضروری معلوم ہو تو وہ اسکو لکھے کہ گورنر جنرل مرزا
جوان بخت کا ولیعہد ہونا منظور نہین کرسکتا ہے۔

دوم مرزا قریش کو یہہ امید نہین دلائی جائے کہ اسکی ولیعہدی کے لیۓ وہی شرائط منظور ہونگین جو مرزا فخرالدین کے لیۓ منظور ہوئی تھین اور بہادرشاہ کی زندگی مین بادشاہ سے یا کسی اور رکن خاندان شاہی سے جانشینی کے باب مین کوئی مراسلت نہ کی جائے۔

سوم بادشاہ کی وفات کے بعد مرزا قریش کو اطلاع دی جائے کہ گورنمنٹ خاندان تیمور کا سر پرست اسکو ان ہی شرائط کے ساتھ مقرر کرتی ہے جو مرزا فخرالدین کے ساتھ ہوئی تھین سوا اسکے کہ اسکا لقب بجاۓ بادشاہ کے شاہزادہ ہوگا اور اُسکی دستاویز کوئی اسکو تحریری نہ دی جائے گورنر جنرل مع کونسل کا یہہ ارادہ نہین ہے کہ اسکے ساتھ عہد و پیمان کرنے کو قبول کرے بلکہ وہ گورنمنٹ انڈیا کے پختہ اور مستحکم فیصلہ کا اظہار کرے۔

چہارم ایجنٹ اس امر کی رپورٹ بھیجے کہ قلعہ مین جن لوگون کو رہنے کا استحقاق ہے انکی تعداد کتنی ہے اور کتنے شاہزادون کو استحقاق حاصل ہے جو نہ بادشاہ کے بیٹے اور پوتے ہین اور نہ اور بادشاہون کے زیادہ دور کے رشتہ دار ہین ÷

پنجم۔ خاندان تیمور کا جو وظیفہ ہے اس مین سے پندرہ ہزار روپیہ ماہوار مرزا قریش کو ملا کرینگے"
بادشاہ کو اپنے حفظ صحت اور تفریح طبع کے لیۓ قطب مین رہنا بہت پسند تھا وہ سال بھر مین دو چار مہینے وہان رہتا تھا اور نئے نئے مکانات وہان قلعہ کے مکانات کے نامون پر مثل دیوان عام و خاص وغیرہ کے بنوا تا جاتا تھا وہ خاندان چشتیہ کا مرید تھا قطب صاحب کی زیارت سے مسرور ہوتا تھا وہین اسنے اپنی قبر سنگ مرمر کی بنوائی تھی اسکے وہان رہنے سے اسکے غریب ملازمون کو اپنی گھر سے دور رہنے مین تکلیف ہوتی تھی۔ زینت محل قلعہ مین نہین رہتی تھی وہ لال کنوے پر اپنی ایک بڑی حویلی مین رہتی تھی دن کو آٹھ نو بجے قلعہ مین جاتی اور ۳ پہر کو اپنی حویلی مین واپس آتی اسکی سواری کے ساتھ آنے جانے مین گھوڑے پر ڈنکہ بجتا جاتا تھا اسلیۓ اہل شہر نے اسکا نام ڈنکہ بیگم رکھہ دیا تھا۔ ایک دفعہ بادشاہ بھی اسکی حویلی مین جا کر آٹھہ سات روز رہا تھا۔ غرض بہادرشاہ اور بیگم صاحبہ نے قلعہ سے باہر رہنے کی بدشگونی خود ہی شروع کردی دونو کو قلعہ کے چھن جانے کی پروا نہ تھی بادشاہ خوش تھا کہ اسکے مرنے کے بعد مرزا فتح الملک کو جو اسکی مرضی کے خلاف ولیعہد ہوا تھا قلعہ نہ دیا جائے ان کو سخت رنج یہہ تھا کہ اسکا لخت جگر جوان بخت

چین ہوا تھا پہلے ہی انکے دلون پر مرزا فخر الدین کی ولیعہدی کا زخم لگا تھا ابھی وہ بھرنے نہ پایا تھا کہ اسپر مرزا قریش کی ولیعہدی نے اور چرکا لگایا جس سے دونو بیتاب ہو گئے رات دن اسی ادھیڑ بن مین رہتے تھے کہ کسی طرح سے گورنمنٹ کو مرزا جوان بخت کی ولیعہدی پر راضی کرین۔ بادشاہ اپنی پیرانہ سالی کے دن چین و آرام سے بسر کرنی چاہتا تھا مگر زینت محل جوان بخت کی ولیعہدی کے جھگڑے کو اسکے پیچھے لگا کے زندگی تلخ کرتی تھی

اخبارات و اشتہارات بادشاہ دہلی اور شاہ ایران کی سازش برخلاف گورنمنٹ

یہان یہہ دستور ہو گیا ہے کہ جب ہندوستان کے اندر یا اس سے باہر انگریزون سے لڑائیان ہوتی ہین تو ان آدمیون مین سے جو برٹش گورنمنٹ کو اپنے حق مین مضر جانتے ہین بعض بدسرشت اشخاص انگریزون کی شکستون کی اور انکے دشمنون کی فتحون کی جھوٹی خبرین اپنے دل سے گھڑ کر بازارون مین دکانون پر اور مہاجنون و امیرون اور شہزادون کے مکانون مین ایسی ثقاہت و متانت سے نمک مرچ لگا کے بیان کرتے ہین کہ بیچارے سادہ لوح انکو یقین کرتے ہین اور ایسی ہی اسکے برخلاف وہ لوگ جو انگریزی گورنمنٹ کو اپنے حق مین مفید سمجھتے ہین بعض نیک سرشت ان جھوٹی خبرون کی تکذیب کرتے ہین اور کہتے ہین کہ انگریزون کی شکست کی خبر غلط ہے انگریز تو شکست کھانا جانتے ہی نہین۔ یہی حال اخبار نویسون کا ہے کہ بعض بدشعار انہین سے انگریزون کی ذرا سی ہیٹی ہونے کی خبر گل پھول لگا کے بڑی ٹیپ ٹاپ سے زیب و زینت اخبار بناتے ہین۔ بعض کور باطن نظرگاہ عوام پر اشتہارون مین متوحش خبرین لکھ کر نظرگاہ عوام مین چسپان کرتے ہین۔

جب ۵۶ء؁ کے شروع مین برٹش گورنمنٹ اور شاہ ایران کے درمیان لڑائی ہوئی تو اوپر کی سب باتین ظہور مین آئین مگر اس مین یہہ نیا شگوفہ کھلا کہ بادشاہ دہلی و شاہ ایران کے درمیان برٹش گورنمنٹ کے خلاف سازش ہوئی اس لیئے جب بہادر شاہ قید ہوا تو اسکی تحقیقات جرائم مین اس سازش کے باب مین بھی بال کی کھال نکالی گئی جسکا ماحصل یہہ ہوا کہ یہہ سازش نہ تو بالکل جھوٹی کہانی نکلی نہ وہ ایسی مستند شہادت سے ثابت ہوئی کہ ایک تاریخی واقعیت سمجھی جاتی۔ اس باب مین بہادر شاہ کی تحقیقات جرائم مین جو شہادتین پیش ہوئین انکو بیان کرتے ہین صادق الاخبار دہلی مین ایک اخبار نکلتا تھا جسکا مہتمم جمیل الدین تھا جسکو اس جرم مین

کہ وہ سرکار کی بدخواہی کی خبرین جہوٹی جہوٹی گھڑ گھڑ کر لکھا کرتا تھا تین برس کی قید ہوئی اس کے پرچون مین سے اور دہلی اردو اخبار کے پرچون مین سے بہت سی خبرین انتخاب ہوئین اور انکا ترجمہ کورٹ مین بروقت تحقیقات پیش ہوا ان خبرون کا خلاصہ یہہ تھا کہ شاہ ایران درہ بولان سے بے مزاحمت اتر آیا ہے اور اٹک تک پہونچ گیا ہے۔ اصل لڑائی کا حال یہہ ہے کہ شاہ ایران پانچ پیڑہیون سے خزانے پر خزانہ اور سپاہ پر سپاہ اور اسباب پر اسباب حرب وضرب اسلیئے جمع کر رہا تھا کہ ہندوستان کو فتح کرے اب لڑائی کا وقت آگیا ہے یہہ کہا گیا ہے کہ روسیون نے بہت سا سامان جنگ شاہ ایران کو حوالہ کیا ہے اور پانچ لاکھ سپاہیون کا لشکر جرار جسکے ساتھ بہت کچھ اسباب حرب وضرب ہے ایران کی کمک کے لیئے بھیجدیا ہے اور وعدہ کیا ہے کہ روس کی یہہ سپاہ قواعد دان کافی نہ ہوگی تو بہت سی پولس کی سپاہ کمک کے لیئے اور بھیجدی جائیگی۔ شاہ ایران کے ممد و معاون شاہ فرانس و سلطان روم ہین اصل جنگ کا سر منشا روس ہے جو ایران کی آڑ مین ہندوستان کے فتح کرنے کے لیئے کارستانیان کر رہا ہے۔ امیر دوست محمد خان والی کابل نے انگریزون کے ساتھ ظاہری مصالحت اس لیئے کرلی ہے کہ آن سے ہتیار اور روپیہ لے لے اور آن دونو چیزونکو فرنگیون کے ساتھ لڑنے مین ایران کی حمایت کرکے کام مین لائے اخبارون مین دلیون کی پیشین گوئیان بھی برٹش گورنمنٹ کے ختم ہونے کی چھاپی تھین۔ اخبارون مین سید نعمت اللہ شاہ متخلص ولی ہانسوی کے قصیدہ کے اشعار لکھے جاتے تھے یہہ قصیدہ بھی عجیب ہی کہ جو واقعات واقع ہوتے جاتے ہین وہ منظوم ہوکر اس قصیدہ کے دم چھلا بنائے جاتے ہین اور وہ ولی کی پیشین گوئیان یقین کی جاتی ہین جن اشعار مین اس زمانہ کے لیئے پیشین گوئی کی گئی وہ یہہ ہین +

| | |
|---|---|
| قوم سکھان چیرہ دستیہا کنند بر مسلمین | تا چہل این جور و بدعت اندران پیدا شود |
| بعد ازان گیرد نصاری ملک ہندوستان تمام | تا صدی حکمش میان ہندوستان پیدا شود |
| چون شود در عہد آن پاجور و بدعت را رواج | شاہ غربی بہر قتلش خوش عنان پیدا شود |
| درمیان این و آن گردد چنین جنگ عظیم | قتل عالم بیگمان در عہد شان پیدا شود |

| | |
|---|---|
| فتح یابد شاہ عربستان بزور تیغ جہد | قوم عیسے را کش او بیگمان پیدا شود |
| پانصد و ہفتاد و ہجری بود تا این گفتہ شد | در ہزار و دو صد و ہفتاد آن پیدا شود |

ان آدمیون کی عقل پر رونا چاہیئے جو ان اشعار کو کسی ولی کی پیشین گوئی سمجھین - غدر مین اس قصیدہ مین اور اشعار بھی الحاق ہوئے اور یہہ تحریف بھی کی گئی کہ شاہ غربی و شاہ عربستان کی بجائے شاہ غربی و شاہ عربستان بنایا گیا تاکہ اور زیادہ تر شاہ ایران پر صادق آوے اخبارون کی ان جھوٹی خبرون کا اثر دہلی کے مسلمانون پر یہہ تھا کہ ایک شخص نے اپنا فرضی نام محمد صادق رکھ کے جامع مسجد کے اندر دیوارون پر ایک اشتہار چپان کیا جسکے اوپر تلوار و سپر کی تصویر بھدی سی بنی ہوئی تھی اور اسکے مضمون کا خلاصہ یہہ تھا کہ ایران کی سپاہ انگریزون کے پنجہ سے ہندوستان کو چھڑانے آتی ہے سب مسلمانون پر فرض ہے کہ وہ جہاد کے لیئے مستعد ہون اپنا نام بھی اشتہار پر لکھ دیا - جب مجسٹریٹ دہلی کو اس اشتہار کی اطلاع ہوئی تو اسنے اشتہار کو اکھڑوا ڈالا اشتہار تین گھنٹے چپان رہا ہوگا - جہاد کے باب مین ایک اشتہار مہری مین بعد جنگ شہزادہ ایران کے خیمے مین انگریزون کے ہاتھ لگا تھا جسکا مضمون یہہ تھا کہ جوان و پیر و غریب امیر دانا و نادان و سپاہی و غیر سپاہی اپنے نبی کے دین کی حمایت کے لیئے آمادہ ہون - اس اشتہار مین کوئی اشارہ دہلی کی بادشاہی کی طرف نہ تھا لیکن جب ایران سے انگریزون کی صلح ہوگئی تو گورنمنٹ ایران نے بے باکانہ اقرار کیا کہ ہماری طرف سے دہلی مین انگریزون سے مسلمانون کے منحرف کرانے کے لیئے کوشش کی گئی الحرب خدعۃ لڑائی مین ایسے ضروری کامون کا کرنا اچھا سمجھا جاتا ہے - ان دنون مجسٹریٹ دہلی کے پاس گمنام عرضی بھی آئی کہ چند ہفتون مین کشمیری دروازہ دہلی انگریزون کے دشمنون کے ہاتھ مین ہوگا - بہادر شاہ کے تحقیقات جرائم مین اس سازش کے باب مین یہہ باتین پیش ہوئین لفٹنٹ گورنر ممالک مغربی کے کاغذات مین سے محمد درویش کی ایک عرضی برآمد ہوئی جسکے لفافہ پر دہلی کے ڈاکخانہ کی مہر ۲۴ - مارچ ۱۸۵۷ع کی اور آگرہ کے ڈاکخانہ کی مہر ۲۷ - مارچ ۱۸۵۷ع کی لگی ہوئی تھی - وہ عرضی دہلی مین تحقیقات کے لئے کورٹ کے پاس بھیجی گئی جسکا ترجمہ تحقیقات مین پیش ہوا عرضی کا مضمون یہہ تھا -

غریب پرور سلامت - آفتاب دولت و اقبال تابان رہے - مین نے اپنی پہلی عرضی مین جناب سے عرض کیا ہے کہ دہلی کے بادشاہ کی خط وکتابت شاہ ایران سے پیرزادہ حسن عسکری کی معرفت ہو رہی ہے فقیرانہ سیاحی میری عادت ہے مجھے تحقیق معلوم ہوا ہے کہ تین چار مہینے گذری ہین کہ حسن عسکری مذکور کی معرفت بادشاہ دہلی کے خطوط دو آدمی لیکر قسطنطنیہ کی طرف مکہ کے قافلہ کیساتھ دہلی کو یقین دلایا تھا کہ اسکو یہ خبر صحیح معلوم ہوئی ہے کہ شاہزادہ ایرانی بوشہر کو فتح کرکے بالکل سپر قبضہ کرلیا ہے اور سب عیسائیون کو نکال دیا اور کسی عیسائی کو وہان زندہ نہین چھوڑا ہے اور بہت سے عیسائیون کو قید کرلیا ہے اور بے شک بہت جلد لشکر ایران قندھار اور کابل کی راہ سے دہلی کی طرف آئیگا - اسنے یہہ بھی کہا حضور شاہ ایران کے ساتھ مراسلت کرنے مین بالکل بے اعتنائی کرتے ہین بادشاہ نے بیس اشرفیان حسن عسکری کو دین اور کہا کہ بہت جلد خطوط ایران کو بھیجو اور یہہ اشرفیان اس شخص کو سفر خرچ کے لئے دو کہ خطوط لیکر ایران جائے حسن عسکری اشرفیان لیکر اپنے گھر گیا اور اسنے چار آدمی خطوط لے جانے کے لیئے آمادہ کیئے اور انکو ہدایت کی کہ وہ گیروا کپڑے فقیرانہ پہن کر جائین یہہ خبر ہے کہ ایک دو روز مین وہ ایران روانہ ہونگے - مجھے انکے نام تحقیق نہین معلوم ہوئے کل قلعہ مین عموماً اور بادشاہ کے خلوت خانہ مین خصوصاً رات دن یہی ذکر رہتا ہے کہ اب ایرانی آتے ہین حسن عسکری نے بادشاہ کو یہہ یقین بھی دلادیا ہے کہ اسے مکاشفہ سے معلوم ہوا ہے کہ یقینی شاہ ایران کی عملداری دہلی تک کل ہندوستان پر ہوجائیگی اور دہلی کی بادشاہی کا پھر اقبال روشن ہوگا شاہ ایران بادشاہ کے سر پر تاج شاہی رکھیگا - تمام قلعہ کو عموماً اور بادشاہ کو خصوصاً اسکا یقین ہے جسکی بڑی خوشیان ہو رہی ہین اور منتین اور نذرین مانی جاتی ہین اور غروب آفتاب سے پہلے ڈیڑھ گھنٹہ تک حسن عسکری ایرانیون کے آنے کے لیئے اور عیسائیون کے خارج ہونے کے واسطے دعائین اور وظیفے پڑھتا ہے یہہ دستور ہے کہ ہر جمعرات کو ملیدے اور تیل ٹکون اور کپڑون کے کئی خوان بادشاہ حسن عسکری کے گھر بھیجتا ہے تاکہ نذر نیاز کا لازمہ پورا ہو برٹش گورنمنٹ کے اعلے عہدہ دار حسن عسکری کے گھر جاتے ہین اور اس سے ایسا اعتقاد رکھتے ہین کہ وہ جو دغا و مکر سے باتین بناتا ہے اسپر یقین کرتے ہین ان دغابازون کے نام لینے سے کیا فائدہ ہوگا؟ خدا تعالے گورنمنٹ کے

دشمنون کو غارت کرے یہہ خبرین مجھے ان اپنے دوستون سے معلوم ہوئی ہین جو بادشاہ کے حضور مین حاضر رہتے ہین اور حسن عسکری کے پاس آتے جاتے ہین مین نے خیر خواہی کے سبب سے یہہ باتین عرض کین ہین سرکار ابد پائدار کو چاہیئے کہ وہ ضروری انتظام کرے عرضی فدوی خیر خواہ سرکار محمد درویش ۲۲ - مارچ ۱۸۵۶ع مُہر فقیر محمد درویش -

لفٹنٹ گورنر نے اس عرضی کو سنکر بڑا قہقہہ لگایا شائد مسلمانون کو اس سازش پر یقین ہو مگر ایام غدر سے پہلے کسی انگریز کو اس سازش کا یقین نہین ہو سکتا تھا انگریز جب ایسی باتون کو سنتے تھے تو وہ انکو لغو لوچ پادر ہوا جانتے تھے مگر اب اس عرضی کی بنا پر بہادر شاہ کے جرائم مین گواہون سے بہت سے سوالات ہوتے تھے انہین سے ہم فقط حکیم احسن اللہ خان کی شہادت کا خلاصہ اس باب مین تحریر کرتے ہین حکیم احسن اللہ خان نے اپنی شہادت مین بیان کیا کہ لارڈ ڈلہوزی نے جو بادشاہ کی نذرین بند کین تو اس سے بادشاہ ہر وقت اداس رہا کرتا تھا اول اس معاملہ کی باب مین انگلنڈ کو لکھا پھر ہمیشہ وہ اس حکم کا شاکی رہا اور اپنی عدم اطمینانی ظاہر کرتا رہا علاوہ ازان جوان بخت کے ولیعہد نہونے سے اور مرزا فتح الملک کے ولیعہد ہونے سے اور زیادہ غم والم ہوا - اس عرصہ مین مرزا حیدر شکوہ مع اپنے بھائی مرزا مرید کے دہلی مین آیا یہہ شہزادے بادشاہ کے بھتیجے تھے وہ بادشاہ پاس محلون مین بے روک ٹوک بہت آتے جاتے تھے اول انہون نے یہہ چاہا کہ بادشاہ ایجنٹ کو لکھے کہ ان شاہزادون کو گورنمنٹ دفتر مین بادشاہ کا ایجنٹ مقرر کردے لیکن یہہ درخواست نامنظور ہوئی کہ اس عہدہ پر شاہزادی نہین مقرر ہوسکتے تو یہہ شہزادے چند کاغذات پر بادشاہ کی مہر کرا کے اپنے ہمراہ لکھنؤ لے گئے - لکھنؤ مین جاکر مرزا حیدر نے بادشاہ کی طرف سے شاہ عباس کی درگاہ پر علم چڑھایا اور ایک رقعہ پنسل کا لکھا ہوا جسپر بادشاہ کی مہر تھی مجتہد کو دیا اس رقعہ کا مضمون یہہ تھا کہ مین نے شیعہ مذہب اختیار کیا اور سنی مذہب کو ترک کیا امین الرحمان خان اور رشیدی بلال جو پہلے بادشاہ کے نوکر تھے اور اب شاہ اودھ کے اور اہل سنت وجماعت تھے انکے خط و کتابت اور بعض اور عرائض سے جو بادشاہ کے پاس آئین اس شقہ کا حال معلوم ہوا جب شہر مین یہہ خبر مشہور ہوئی تو بعض مولوی بادشاہ کے پاس گئے اور حقیقت حال کے مستفسر ہوئے تو بادشاہ نے

جواب دیا کہ مرزا حیدر بہت سے لکھے ہوئے کاغذون پر میری مہر ثبت کر کے لکھنؤ لے گیا تھا
مین نے ایک شقہ مجتہد کے نام اس مضمون کا لکھا تھا کہ مین اہل بیت سے محبت رکھتا ہون
اور جو شخص ان سے محبت نہ رکھتا ہو اسکو مسلمان نہین جانتا مگر جب اس شقہ کی نقل لکھنؤ
سے منگائی گئی تو اس مین وہی مضمون لکھا تھا جو عرائض مین لوگون نے لکھنؤ سے لکھ کر بھیجا
علاوہ اسکے یہہ بھی معلوم ہوا کہ بادشاہ نے کوئی شقہ شاہ اودھ کو بھی لکھا تھا مرزا حیدر کو یہہ توقع
تھی کہ دہلی اور لکھنؤ کے بادشاہون کے درمیان اتحاد ہونے سے اسکو ذاتی فائدہ حاصل ہوگا
ایک سال بعد مرزا نجف کے ایران جانے کی خبر اڑی وہ بہادر شاہ کا بھتیجا اور مرزا حیدر کا
بھائی تھا مولوی محمد باقر کے اخبار مین یہہ خبر چھپی کہ شاہ ایران نے مرزا نجف کی تواضع و تکریم
بہت اچھی طرح کی مین نے مرزا نجف کے بڑے دوست مرزا علی بخت سے پوچھا کہ مرزا نجف
بادشاہ کی طرف سے تو شاہ ایران کے نام کوئی خط نہین لے گیا ہے تو مرزا نے کہا کہ
وہ بادشاہ کی طرف سے اس مضمون کا خط شاہ ایران کے نام لے گیا ہے جس مین
بادشاہ نے یہہ لکھوایا ہے کہ مین شیعہ ہو گیا ہون میری مدد کرو اسوقت میری بڑی
زبون اور بے کسی کی حالت ہے کوئی میرا مددگار نہین مگر اس خط کا جواب کچھہ نہین آیا
چند مہینے کے بعد سیدی قنبر حج کا بہانہ بنا کے ایران گیا اور میان حسن عسکری نے
روانگی کے وقت اسکو کاغذات رات کے وقت دیئے جنپر بادشاہ کی مہر لگی ہوئی
تھی اسنے ظاہر ہوتا ہے کہ سیدی قنبر مرزا نجف کے پاس بھیجا گیا تھا کہ جس سے یہہ
معلوم ہوتا ہے کہ پہلے جو خط بھیجے گئے تھے ان کے جواب لانے کے لیئے بھیجا گیا ہے یہہ
بیان کرنا بھی ضرور ہے کہ جس زمانہ مین بوشہر مین انگریزون اور ایرانیون کی لڑائیان ہو رہی
تھین بادشاہ کو وہان کے حالات معلوم ہونے کا بڑا شوق رہتا تھا۔
مرزا حیدر بادشاہ کا بھتیجا اور پکا شیعہ لکھنؤ مین رہتا تھا وہ اپنے مذہب کے لوگون کے
غیر کو شیعہ بنانے کا بڑا کار ثواب سمجھتا تھا اسنے یہہ سوچا تھا کہ اگر مین بادشاہ دہلی کو شیعہ
بنالونگا تو مجھے ذاتی فائدہ حاصل ہوگا۔ اور تینون بادشاہ دہلی لکھنؤ ایران اسکے ہم مذہب
شیعہ ہو جائینگے۔

اس مین کچھ شبہ نہین کہ اول بادشاہ دہلی کو شاہ ایران کے ساتھ مراسلت کرنے کا خیال مرزا حیدر نے سمجھایا ہوگا جس مین وہ اپنا بہت فائدہ جانتا تھا اور غالباً اسنے مرزا نجف کے ایران بھیجنے سے پہلے یہہ چاہا تھا کہ بادشاہ کے شیعہ ہونے کی خبر شاہ ایران کو کسی انکے ذریعہ سے پہنچائی جائے تاکہ جب مرزا نجف ایران پہنچے تو اسکی بڑی قدر و منزلت ہوے۔ بادشاہ پولٹکل معاملات مین بڑا غیر محتاط تھا خواجہ سراؤن کو اسکے سارے حالات معلوم ہوتے رہتے تھے محبوب علی خان خواجہ سرا کے ہاتھ مین اسکے سارے کام تھے۔

مین نے کبھی وہ خط نہین پڑھا جو بادشاہ دہلی نے شاہ ایران کو بھیجا مگر مین خیال کرتا ہون کہ اس نے شاہ ایران سے روپیہ اور سپاہ کی امداد مانگی ہوگی بادشاہ زرپرست تھا جسکی یہ وجہ ظاہر ہے کہ روپیہ کے لالچ کے سبب سے اسنے بڑھاپے مین مذہب بدل ڈالا مین نے کسی شخص سے یہہ نہین سنا کہ بادشاہ نے جو خط شاہ ایران کو بھیجا تھا اس مین کوئی اشارہ اس امر کا ہوگا کہ انگریزون کی سپاہ کو برٹش گورنمنٹ سے اغوا کرکے باغی بنائے اس تجویز کا تو قلعہ مین کبھی کچھ ذکر ہی نہین ہوا۔ مجھے خواجہ سراون کی زبانی یہ بات معلوم ہوئی تھی کہ شیدی قمبر کو جواسنے اپنے دستخطی کاغذات دیئے تھے تو اسکو یہہ ہدایت کی تھی کہ مرزا نجف کو یہہ کاغذات دیکر انکی اور پہلی تحریرات کے جواب کا تقاضا کرنا۔ جس وقت بوشہر پر لڑائی ہورہی تھی بادشاہ کی باتون سے معلوم ہوتا تھا کہ ایران سے روپیہ اور سپاہ کی امداد آنے کی اسکو بہت کچھ توقع ہے۔ جب مرزا نجف ایران پہنچ گیا اور اسکے ساتھ ہی بوشہر مین لڑائی ہوئی تو یہہ بات کھلی کہ بادشاہ کو وہان سے مدد آنے کی امید ہے مگر مرزا نجف نے ایران سے کوئی خبر بادشاہ پاس نہین بھیجی اگر بھیجی ہوگی تو اپنے بھائی کو لکھی ہوگی"۔

——— حکیم صاحب نے اپنی شہادت مین اپنے علم کے سوا اپنے قیاسات کو بھی دخل دیا ہے جنکا واقعات نفس الامری ہونا ضرور نہین مثلاً حکیم صاحب کا یہہ کہنا کہ اگر بادشاہ زرپرست نہ ہوتا تو بڑھاپے مین اپنا مذہب سنی سے شیعہ کیون بدلتا اسکے ساتھ انکو یہہ کہنا بھی چاہیئے تھا کہ بادشاہ نے فارسی زبان مین نظم مین ایک کتاب دمغ الباطل تصنیف کی اور اسکو چھپوا کر شائع کیا جس مین اپنے شیعہ ہونے کو باطل ثابت کیا اور پھر

مولویوں سے اسنے استفتا طلب کر کے اپنا سنی ہونا ثابت کیا۔

دلی میں وہابی مولویوں کا گروہ بہادر شاہ کو بڑا بدعتی جانتا تھا اور ان مسجدوں میں نماز پڑہنے کو جائز نہیں سمجھتا تھا کہ جنمیں بادشاہ کی طرف سے امام مقرر ہوتا اور انکا اہتمام ہوتا بادشاہ کا میلان شیعہ مذہب کی طرف دیکھ کر وہ زیادہ اسسے متنفر ہوگئے۔ دلی میں خاندان تیمور کی سبک اور نااہل حرکتوں کے سبب سے خواص کی نگاہ میں کچھ عزت باقی نرہی تھی مگر عوام الناس اسکو اپنا بادشاہ جانتے تھے اور کیوں نہ جانتے جب وہ ہر روز ڈنکہ کی چوٹ ڈہنڈہوروں میں یہہ سنتے تھے کہ خلقت خدا کی اور ملک بادشاہ کا حکم سرکار کمپنی کا تو وہ بادشاہ سے مراد بہادر شاہ ہی جانتے تھے انکا ذہن کب اسپر پہنچتا تھا کہ انگلنڈ میں ہندوستان کا بادشاہ ہے سارے ہندوستان کے شہروں میں اسکے نام کا خطبہ عیدین اور جمعہ کی نماز میں پڑھا جاتا تھا جب مجسٹریٹ ضلع ایسی احکام ہڑتال ڈالتا تو وہ گروہ جھروکوں میں رہتی میں بادشاہ کے آگے فریادی ہوکر جاتا۔ دھوبیوں و بھنگیوں و قصائیوں نے یہی کیا تھا کہ اپنے کاموں کو سب نے بند کر کے بادشاہ سے فریاد کر کے اپنی داد چاہی دلی میں بہت آدمیوں کو قلعہ سے ایسا تعلق تھا کہ وہ جب شاہ دہلی کی شان کے خلاف گورنمنٹ انگریزی کی کوئی حرکت دیکھتے تھے تو بہت ناخوش ہوتے۔ سرطامس مٹکاف صاحب کو بادشاہ فرزند ارجمند شقوں میں القاب لکھا کرتا تھا۔ جب انکے انتقال کے بعد ہاروے صاحب ایجنٹ ہوکر دلی میں آئے تو انہوں نے بادشاہ کو لکھ دیا کہ ہم کو آپ کا فرزند بننا منظور نہیں۔ پہلے بادشاہ کی سواری کی جلو کا یہہ ادب کیا جاتا تھا کہ کوئی انگریز جلوس کی قطار کو کاٹ کر اسکی سواری میں نہیں جاتا تھا مگر انگریز اب اس قاعدہ کے پابند نہ تھے ایسی باتوں کو دیکھ کر دلی کے مسلمان ناخوش ہوتے تھے کہ انکے بادشاہ کی کچھ عزت باقی نہیں رہی۔

## باب سوم

### میرٹھ کا غدر

جسوقت دہلی میں یہہ شگوفے کھل رہے تھے جنکا اوپر بیان ہوا اسکے قریب ۳۶ یا ۴۰ میل کے فاصلہ پر میرٹھ میں سپاہیوں کی بغاوت کا بڑا اگل کھلا جسسے سپاہ کی جنگ کا

زہوا +

تیسری رجمنٹ سوارون کے کمانیر کرنیل کاربکل سمایتھ صاحب تھے وہ درجہ بدرجہ اس اپنے عہدہ پر پہنچے تھے وہ مزاج کے کڑوے اور تیز تھے - اس سبب سے ہر دل عزیز نہ تھے وہ خوب واقف تھے کہ سپاہ بغاوت کے لیئے کمر بستہ آمادہ ہے انہون نے کمانڈر انچیف کو سپاہ کی دہشت ناک حالت پر مطلع کیا جب جنرل اورڈر جاری ہوا کہ اب آیندہ سپاہی کارتوس منھ سے نہ کاٹین تو کرنیل سمایتھ نے یہہ سمجھ کر کہ مین ہی اول میری اس حکم کی تعمیل مین ہون کہ سپاہ مین جو بڑا فرخنگی پھیل رہی ہے اسکو فرو کرون کہ سپاہیون کے منھ سے کارتوس نہ کٹواؤن اور ہاتھ سے انکو پھٹواؤن چنانچہ ۲۴- اپریل کو انہون نے پریڈ اپنے سوارون کی کی جسکا نتیجہ ہم نے اوپر بیان کیا +

جنرل ہوٹ ایک بڑے قدیمی بڈھے سرکار کمپنی کے افسر تھے انکی عمر ستر برس کے قریب تھی وہ بڑے رحم دل اور متواضع تھے سب انکو پسند کرتے تھے اور انکا ادب کرتے تھے وہ یہہ چاہتے تھے کہ سب کام ایسے چپ چاپ ہوان کہ انسے سپاہی خوش رہین اسلیئے وہ بڑی واویلا و فریاد کرتے تھے کہ کرنیل سمایتھ نے اپنی رجمنٹ کی وفاداری کا امتحان ایسا بیجا ترچھا کیون کیا کہ جسکا نتیجہ کھلی بغاوت ہوا انہون نے غصے کہا کہ ہاے اسنے کیون پریڈ کی! میرے ڈویژن بالکل خاموش تھی اگر ایک مہینہ اور انتظار کیا جاتا تو سب خرابیان اڑ جاتین +

جو کچھ واقع ہوا تھا اسکے لیئ ضرور تھا کہ تحقیقات کے لیئے کورٹ مقرر کیا جاے - اس مین چھہ ہندوستانی افسر سوارون کے ممبر مقرر ہوئے - کورٹ کی کارروائی کمانڈر انچیف کے حکم کے لیئے بھیجی اور رسالہ کے ۸۵ سوارون سے کچھ کام نہین لیا گیا انکو لین مین رہنے کا حکم دیا گیا - سپاہیون مین آپس مین بعضے سازشین ہوتی رہین افسرون کے بنگلون مین راتون کو آگین لگتی رہین برج موہن سپاہی کے گھر مین آگ لگائی گئی جسنے کارتوس کو نئی طرح سے استعمال کیا تھا اس سپاہی کا باپ سور کا پالنے والا تھا وہ پہلے پیدل کی رجمنٹ مین سے بھاگ گیا تھا اور چوری کی علت مین قید ہوا تھا اب نام بدل کر سوارون کے تیسرے رسالہ مین

بھرتی ہوگیا تھا وہ کرنیل کے بنگلہ سے کمتر غیر حاضر رہتا تھا اسلیئے اُس رجمنٹ کے اور اونچی جات کے
سپاہیون کو اُسسے عداوت تھی اسکا ہی پہلے گھر اسکے رجمنٹ کے سوارون نے جلایا۔
کورٹ مذکور کی تحقیقات پر کمانڈر انچیف نے حکم صادر کیا کہ ہندوستانی جنرل کورٹ مارشل
اُن پچاسی سوارون کے جرم کی سزا کے لیئے مقرر ہو پھر یہہ سوار ایک خالی اسپتال
مین حوالات مین بھیجے گئے اور انکی اپنی ہی رجمنٹون کے سوارون کا پہرہ اپر مقرر ہوا
اس کورٹ مین پندرہ ہندوستانی افسر جنمین چھہ مسلمان اور نو ہندو تھے انمین دس افسر
میرٹھ کی رجمنٹون کے تھے اور پانچ دہلی کی پیدل رجمنٹون کے افسر دہلی سے بلائے گئے
تھے۔ اس کورٹ نے چھٹی مئی سے اجلاس شروع کیا اور وہ اور دو روز تک رہا سوارونکی
حکم عدولی کا جرم شہادت سے ثابت ہوا۔ سوارون کی طرف سے قانوناً یا ڈسپلن کے
موافق عذر نہین کیا گیا حولدار ماتادین نے اپنے لیئے اور اپنے ہمراہیون کی طرف سے یہہ دلیل
پیش کی کہ اگر کارتوسون مین کوئی بات ایسی نہ تھی جو انکی جات کے لیئے مضر تھی تو پھر انکے
استعمال کے لیئے نیا طریقہ کیون سکھایا گیا۔ یہہ عذر بدتر از گناہ تھا وہ جرم کا اقرار
سمجھا گیا۔ کورٹ کے پندرہ ممبرون نے سوا ایک کے سوارون پر حکم عدولی کا جرم
ثابت کرکے ہر سوار کو دس دس برس کی قید باشقت کی سزا دی مگر اسکے ساتھ سوارون پر
رحم کے لیئے بھی سفارش کی کہ وہ اپنے افسرون کے نزدیک ہمیشہ نیک چلن خدمت گزار
رہے ہین یہہ اتفاق کی بات ہے کہ جھوٹی رپورٹون کے دھوکون مین آنکر حکم عدولی کے
مرتکب ہوئے ہ
کورٹ مارشل کا یہہ فیصلہ جنرل ہیوٹ کے سامنے پیش ہوا انہون نے اسکو بحال رکھا
انہون نے کہا کہ کورٹ نے جو قیدیون کے لیئے رحم کرنے کی سفارش کی ہین اسپر متوجہ ہوتا اگر
قیدیون کا جرم مجھے اسکی اجازت دیتا انکی ساری نیک چلنیون کو ان بدچلنیون نے خاک
مین ملا دیا کہ وہ بجائے اسکے کہ اپنے یوروپین افسرون کے صلاح و حکم مانتے انہون نے بیہودہ
افواہون پر توجہ کی۔ یہہ انکے جرم کی جڑ ہے جسکی سزا انکو دی جاتی ہے مقدمہ کی روئداد سے
معلوم ہوتا ہے کہ ۲۳۔ اپریل ۱۸۵۷ع کی شب کو انہون نے آپس مین صلاح و مشورہ

ایسے یہہ بات ٹھہرائی کہ کارتوسون کے لینے سے انکار کرین گے انہون نے اپنے سپاہی ہونے کے فرض کو فراموش کرکے اپنے کپتانون کو اطلاع دی کہ چھاونی کی کل سپاہ جب تک کارتوس نہین لیگی ہم بھی کارتوس نہین لینگے بعض نے یہانتک اپنی گستاخی کو بڑھایا کہ پریڈ پر ایک فیر ہم نہین کرین گے جب تک کہ کارتوسون کا معاملہ بالکل فیصل نہ ہوجائیگا اگرچہ کرنیل سمایتھ نے انکے سامنے بیان کیا کہ یہ کارتوس وہی ہین جو تیس چالیس برس سے چلے آتے ہین اور انمین چربی نہین ہے پھربھی انہون نے اسکے لینے سے انکار کیا۔ کبھی انہون نے اپنے قصور کا اقرار نہین کیا نہ انکے لینے پر اپنا پچھتاوا ظاہر کیا نہ رحم کی درخواست کی اسلیئے قیدیون مین بہت سے سوارون کی سزا مین تخفیف نہین ہوسکتی مگر بعض ان مین نوجوان ہین جو اپنے تجربہ کار بڑون کے بہکانے مین آ گئے ہین انکی سزا مین نصف کی تخفیف کرتا ہون جو پانچ سال سے زیادہ کے نوکر نہین ۔

۹ ۔ مئی کو کورٹ مارشل کے حکم کی تعمیل

۹ ۔ مئی ۱۸۵۷ء کی صبح کو کورٹ مارشل کے حکم کی تعمیل ہوئی ۔ پریڈ پر سپاہ ہندوستانی ویورو مین جمع ہوئی تیسرے رسالہ کو حکم ہوا کہ وہ پیدل آئے پچاسی مجرم سوار حوالات مین آگے بلائے گئے وہ اپنی وردی پہنے ہوئے تھے اب بھی سپاہی معلوم ہوتے تھے اول سزا کا حکم پکار کر پڑھا گیا پھر تمام انکی وردیان پیٹھ پر سے اتاری گئین پھر لہار اپنے اوزار اور بیڑیان لیکر آئے اور جلدی سے انہون نے پچاسی سوارون کے پیرون مین بیڑیان انکے ہمراہیون کے روبرو پہنادین جس سے انکی بے عزتی کی کوئی حد باقی نہین رہی اسوقت یہہ حالت دیکھ کر بہت آدمی افسوس کرتے تھے کہ وہ سپاہی جنہون نے برٹش گورنمنٹ کی خدمات بڑے کڑے وقتون مین کی تھی وہ اسطرح بندھوے بنائے گئے قیدی اپنے ہاتھون کو اٹھاکر اور آوازون کو نکالکر جرنیل کے آگے گڑگڑاتے تھے کہ ابھر رحم کرے اسطرح ذلیل وخوار نہ کرے کوئی سپاہی ایسا نہ تھا جسکی غصے کے مارے گردن کی رگین نہ پھولی ہون ۔ جب قیدیون کو بالکل مایوسی ہوئی تو انہون نے اپنے ہمراہیون کو ملامت کرنی شروع کی کہ انہون نے ہماری ذلت کو اسطرح دیکھا۔ اسوقت گورون کی سپاہ کے ہتھیار چمک رہے تھے انکے خوف کے مارے ہندوستانی سپاہی کچھ نہین بولے ۔ جیل خانہ مین قیدی سوار ہندوستانی سپاہیون کے

پہرہ مین جیلخانہ مین پہنچا دیئے گئے ۔ پریڈ کے سپاہی فرزدہ غصے مین بھرے ہوئے اپنی لینون کو چلے گئے ۔ لارڈ کیننگ نے اس کارروائی پر فرمایا کہ پریڈ پر سوارون کے پاؤن مین بیڑیان ڈالنی جنکے اندر کئی گھنٹے لگے ہونگے ان سپاہیون کے روبرو جو بالفعل ناراض تھے اور ان مین بہت سے ایسے ہین جو کارتوس کی کہانی کو یقین کرتے ہین بڑے گیڈ کے تیز ڈنک لگا نا تھا اس برتاؤ کے بعد پچاسی فیصلہ کہ ہندوستانی پہرے مین بھیجا جو انکے جرم کو خیال کرتا ہوگا اور سپاہ کے مزاج کو پہچانتا ہوگا ایسی بیوقوفی ہے جو خیال مین بھی نہین آسکتی"۔ کمانڈر انچیف نے کورٹ مارشل کے فیصلہ کو قائم رکھا مگر یہہ کہا کہ اس مین سول کی طرف کچھ رجوع نہین کی گئی اور پریڈ پر سپاہیون کے پاؤن مین بیڑیان ڈالنا خلاف دستور ہے یہہ ہفتے کا دن تھا اسمین انگریزون کی آنکھ جہانتک دیکھ سکتی تھی اور انکا دماغ جہانتک سوچ سکتا تھا انکو خیر و عافیت معلوم ہوتی تھی جیل خانہ مین جو چھاونی سے دو میل پر تھا قیدیون کے پاس تیسرے رسالہ کے کپتان گئے یہہ انکا فرض تھا یا رحم تھا کہ وہ سپاہیون کی تنخواہ اور قرض کو چکا دین اور انسے پوچھ لین کہ وہ اپنے کنبے کو جس سے وہ جدا ہوگئے ہین کیا پیغام بھیجنا چاہتے ہین ۔ جیل خانہ مین یہ کام ہو رہا تھا یا زارون مین یہ وحشتناک خبرین اڑرہی تھین کہ لینون مین بڑا خوف ہے کہ یوروپین میگزین پر قبضہ کرنے کو ہین اور دو ہزار بیڑیان جنکی شہرت پہلے سے ہو رہی تھی تیار ہوگئی ہین جنکے تجربہ کا آغاز صبح کو ہو چکا تھا ۔ انگریز شام کو آپس مین خوش و خرمی سے ایسے ہی ملے جیسے ملا کرتے تھے ایک ڈنر کے میز پر یہہ ذکر ہوا کہ مسلمانون نے دیوارون پر اشتہار لگا دیئے ہین کہ انگریزون سے لڑنے کے لئے لوگ تیار ہون انگریزون کو غصہ تو آیا مگر یقین نہین آیا کھانا کھانے کے بعد انگریز اپنے گھرون پر ہنسی خوشی چلے گئے

یہان میرٹھ کی چھاونی کا بیان کرنا بھی ضرور ہے ہندوستان مین یہہ بہت بڑی چھاونی تھی اُسکا محیط پانچ میل تھا اسکے اندر کے رقبے کے دو حصے ٹھنڈی سڑکون سے ہوئے تھے جنکے گرد ایک گہرا نالہ تھا جس سے چھاونی دو متوازی الاضلاعون مین تقسیم ہوگئی تھی ایک مین یوروپین سپاہ اور دوسری مین ہندوستانی سپاہ رہتی تھی یوروپین لینین میرٹھ کے شمالی حصے مین اور آرٹلری بارکین دائین طرف اور ڈرسے گون کی بائین طرف صدر بنگل کی

گرد مین تھین ان آخر دو نو بارکون کے درمیان چھاونی کا چرچ تھا زیادہ شمال کی طرف ایک
بڑا میدان پریڈ کا تھا چھاونی مین ہندوستانی سپاہیون کی لینین جنوب کی طرف تھین اور
ہندوستانی اور یوروپین لینون کے درمیان کے مقام مین بازار اور مکانات تھے جنکے
گرد باغات اور درخت تھے زیادہ جنوب کی طرف شہر تھا شمالی لین مین یوروپین رجمنٹون اور
توپخانون کے افسرون کے بنگلے تھے اور ہندوستانی سپاہ کے افسرون کے بنگلے ان کے
سپاہیون کے نزدیک تھے برگیڈیر کی کوٹھی آرٹلیری بارکون اور میس ہوس کورٹ سے
زیادہ دور نہ تھی جنرل کی کوٹھی ہندوستانی سپاہیون کی لینون کے قریب تھی اس چھاونی
مین جو بات قابل یاد رکھنے کے ہے وہ یہہ ہے کہ اس کے دو حصے اس طرح واقع ہوئے تھے
کہ یوروپین بارکون اور ہندوستانی سپاہ کی لینون مین اتنا فاصلہ تھا کہ ایک حصہ مین جو کام ہوتا
تھا اسکی خبر دوسرے حصہ مین نہین ہوتی تھی۔

مئی ۱۸۵۷ء مین اس چھاونی مین ملکہ معظمہ کی ساٹھوین رجمنٹ رائفل اور چھٹی رجمنٹ ڈریگون
گارڈس کالے سنز (قرابین) ایک ترپ گھوڑون کے توپخانہ کا ایک کمپنی فٹ آرٹلیری کی اور
ایک لایٹ فیلڈ بیٹری اور تین ہندوستانی رجمنٹین تھین *

اتوار کے دن صبح کو مئی کا آفتاب تابان نمودار ہوا انگریزون نے گرجا مین اپنی نماز پڑھنے
کی تیاریان کین بظاہر ایک خاموشی کا عالم نظر آتا تھا مگر ایسی علامتین بھی نمودار تھین کہ جنسے
معلوم ہوتا تھا کہ آسمان سے کوئی بلا نازل ہونے والی ہے۔ بارکون سے ہندوستانی نوکر
بھاگے جاتے تھے افسرون کے بنگلون پر بھی نوکرون کا خاص گروہ جو میرٹھ مین نوکر رکھے گئے
تھے غیر حاضر ہوتے جاتے تھے۔ انگریز ان باتون کو اتفاقات پر محمول کرتے تھے اور کوئی
بڑی بات نہ جانتے تھے صبح کو نماز انہون نے باطمینان خاطر پڑھی۔ دوپہر کے بعد ہندوستانی
سپاہیون کی لینون مین اور صدر بازار مین اور گرد کے دیہات مین ایک بڑی شور و شر
کی علامات ظاہر ہو رہی تھین بچے بھی جانتے تھے کہ کچھ ہونے والا ہے سب قسم کے
آدمی مسلح ہو رہے تھے۔ بدمعاش بچے شہدے لٹیرے فتنہ انگیزی پر آمادہ بیٹھے تھے پاس
موضعون سے اور دور دور کے مقامات سے بہت سے بدمعاش اس میدین جمع ہو گئے

۱۰- مئی ۱۸۵۷ء اتوار کا دن

تھے کہ ان کی لوٹ کے لیئے کوئی بڑی کمائی کی صورت ہونی والی ہے لینون اور بازارون نکلے ملے جلے آدمیون مین مختلف قسم کے آدمی تھے کوئی انگریزون سے نفرت وعداوت رکھتا تھا کوئی انتقام لینا چاہتا تھا کوئی مذہبی جوش مین بھرا ہوا تھا کوئی لوٹ کا بھوکا تھا لیکن اُن سب سے زیادہ یہہ بات تھی کہ جتنا دن چڑہتا جاتا تھا اتنا یہہ خوف بڑہتا جاتا تھا کہ گورے سر سے پاؤن تک مسلح ہوکر ہندوستانی سپاہیون پر اچانک وار کرین گے اور رات کے ہونے سے پہلے سپاہی انکے ہاتھون مین ہتکڑیان ڈال دینگے اور سب آدمیون کا قتل عام کرین گے اور بازارون کو لوٹ لینگے۔ جب آفتاب غروب ہونے کو ہوا تو طوفان اُٹھا۔ میرٹھ کے جیپلین مسٹر روٹن یہہ بیان کرتے ہین کہ مین مع بی بی کے شام کی نماز پڑھانے کے لیے سوار ہونے کو تھا کہ ہندوستانی آیا نے آنے والے خون سے ہم کو خبردار کیا میم صاحب سے اسنے منت کرکے کہا کہ آپ گھر کے اندر رہین باہر نہ جائین جب اسے پوچھا کہ تو کیون منع کرتی ہے تو اسنے کہا کہ سپاہیون کے ساتھ لڑائی ہوگی اس کی بات پر اعتبار نہین آیا اور اگر اس خبر کے سننے سے میم صاحب نہ چونک پڑی ہوتین تو مین اس بات پر ذرا متوجہ نہین ہوتا بی بی کے کہنے سے دو بچون کو جنکے چھوڑ جانے کا ارادہ پہلے آیا کے پاس تھا پادری صاحب نے اپنے ساتھ بگھی مین سوار کیا۔ اب جلدی سے ہم کو معلوم ہوا کہ آیا نے بے وجہ کچھ نہین کہا تھا پہلے اس سے کہ ہم گرجا مین پہنچے بندوقون کی آوازین آرہی تھین اور ہندوستانی سپاہیون کی گھرون سے دھوے کے بادل اُٹھتے دکھائی دیتے تھے،، ہم نے بی بی بچون کو ایک پناہ کی جگہہ مین چھوڑا اور خود گرجا کے احاطہ مین داخل ہی ہوئے تھے کہ ساٹھوین رائفل رجمنٹ کا بگل بجا کہ فوراً ہی جمع ہو۔ برٹش سپاہی اپنی بارکون مین دوڑے. گئے کہ اپنے ہتھیار اور گولی بارود لین۔ نماز کی جماعت آدھی نماز چھوڑکر جلدی سے پراگندہ ہوگئی بعض انگریز اپنے گہرون کو گئے بعض قریب کے گاردین چلے گئے۔

یہہ کبھی نہین معلوم ہوگا کہ غضبناک کھلی بغاوت جسکی نشانیان یہہ غل شور مچنا اور فتنہ کا ہونا تھین اول کہان سے اُٹھی لینون مین کون کونسی مجلسین اور سازشین ہوئین آیا قیدیون کے چھڑانے کی یا چھاؤنی کے جلانے کی یا سب عیسائیون کے افسرون کے مارنے کی کوئی

منتظمہ تجویزیں ہوئی تھیں یہہ سب باتیں فقط دھندلے قیاسات سے بیان کی جاتی ہیں
اس فرض کے خلاف ظنون غالبہ موجود ہیں کہ میرٹھہ میں ہندوستانی سپاہ نے سوچ
بچارکر ایسی مہم اختیار کی جسمیں بظاہر مایوسی معلوم ہوتی تھی۔ وہان انگلش سپاہ کثرت سے
تھی یورپین سوار پیدل توپخانے بغاوت کے وقت مقابلہ کرنے کو موجود تھے عقل کے
موافق کوئی امید نہ تھی کہ وہ جلدی سے باغیون کا کچلا نکالکر معاوضہ نہ لینگیں؟ ہندوستانی
سپاہی انگلش سپاہیون کی قوت اور مزاج سے خوب واقف تھے وہ کیا اُنکے اتفاقیہ
بیکار رہنے پر اعتبار کر سکتے تھے جسکی نظیر انہون نے پہلے کبھی نہین دیکھی تھی؟ ہندوستان میں
میرٹھہ کی جنگی چھاونی کے برابر کوئی ایسی چھاونی نہ تھی جس مین سپاہیون کے بلوہ کرنے کا
ذرا سا بھی گمان ہوسکتا ہو۔ میرٹھہ دنیا کے بہترین توپخانون کی رجمنٹون کا ہیڈکوارٹر تھا
اس مین انگریزون کی اس قوت کی چیرہ دستی ہی نے سپاہیون کو دہشت و مایوسی مین
گرفتار کیا تھا جسنے انکو دیوانہ بنادیا تھا مرتا کیا نہ کرتا جسسے یہہ غیر متوقع نتائج اتوار کی رات کو
پیدا ہوئے کچھہ دنون سے یہہ نحس خبر اڑرہی تھی کہ جسکا اوپر ذکر ہوا کہ یورپین عنقریب
دفعتہً سپاہیون کی رجمنٹون پر آنکر ٹوٹ پڑے گی اور انکے ہتھیار لے لینگے اور ہر ایک سپاہی
کو پابزنجیر کرین گے سپاہی خوف زدہ ترسان لرزان ہوکر یورپین رجمنٹون کی ہر حرکت کو دیکھتے
تھے کہ اب ہم پر آفت آتی ہے جب ساٹھوین رجمنٹ گرجا کے جانے کے لیئے پریڈ پر جمع
ہوئی تو سپاہیون کو یقین تھا کہ اب قیامت کی ساعت ہمارے سر پر آئی۔ تیسرا رسالہ سب سے
زیادہ بالطبع افروختہ خاطر تھا اسکے پچاسی سوار جیل خانہ مین بیٹھے ہوئے رو رہے تھے غم الم
شرم غیض وغضب ان کے دلون مین اپنے ہمراہیون اور اپنے خوف کے سبب سے طاری تھی
بازار کے آدمی انپر طعن و تشنیع کرتے تھے کہ تمہارے بھائی قید مین میٹرلیون کا زیور اس سبب سے
پہنے ہوئے بیٹھے ہین کہ وہ اپنے ایمان سے نہین پھرے اور تم نامرد ہو اپنے ایمان کی پروا
نہین کرتے اگر تم مین رتی بھر بھی مردانگی وغیرت وحمیت ہو تو قیدیون کو چھٹاؤ۔ سپاہیون
ایک دن جو پہلے سوارون کا حال دیکھا اسکو اس ظلم کا سایہ جانتے تھے جو انپر ہونے والا تھا پس
جب یورپین سپاہی گرجا مین جانے کے لیئے اپنی تیاری کر رہی تھے تو ہندوستانی سوار اپنے

گھوڑون پر سوار ہوکر مہمیز بن مارتے ہوئے پرانے جیلخانہ کی طرف دوڑ رہے تھے ❊

اب معلوم ہوا کہ ایک بڑی مہلک غلطی یہہ کی گئی تھی کہ جس جیلخانہ مین یہہ سوار مقید ہوئے تھے اسکی محافظت اچھی طرح نہین کی گئی تھی جیلخانہ سول کے اختیار مین تھا بیسوین رجمنٹ کے کچھ سپاہی زیادہ پہرہ کے لیے جیلخانہ پر بڑہائے گئے تھے سوار جانتے تھے کہ ان سپاہیون کے دلون کا کیا ارادہ ہے سب سوار جنہین کچھ اپنی وردی کچھ اپنا ہندوستانی لباس پہنے ہوئے مگر سب کرچین کھینچے ہوئے پستول لگائے ہوئے جیلخانہ پر گئے اور جیلخانہ کو توڑکر اور لہارون سے پچاسی سوارون کی بیڑیان کٹوا کر اپنے پیچھے گھوڑون پر بٹھا کر قیدیون کی لین کی طرف چلے اور جیلخانہ کے اور قیدیون کو انہون نے چھٹایا نہین اور جیلخانہ کو جلایا نہین اور یورپین جیلر کو اور اسکے کنبے کو ستایا نہین۔ سوارون کے سوا اور قیدیون کو چھٹانے کے باب مین مختلف روایات ہین مگر مسٹر ولیمس صاحب کمشنر میرٹھ کی سرکاری رپورٹ مین یہہ لکھا ہے کہ سوارون نے نئے جیلخانے کے قیدیون کو جو آٹھ سو کے قریب تھے نہین چھٹایا مگر پرانے جیلخانے کے قیدیون کو جس مین سات سو کئیس قیدی تھے چھٹایا تھا یہہ جیلخانہ لین اور چھاونی کے درمیان تھا۔ کرنیل میکن زی اپنی دلچسپ تاریخ بغاوت مین تحریر کرتے ہین "کہ ۱۰ مئی ۱۸۵۷ء شام کے جرچ پریڈ پہلی اتوار کی نسبت آدھ گھنٹے کے بعد ہوئی یہہ میرا یقین ہے کہ اس آدھ گھنٹے کی دیر نے ہم کو خوفناک حادثہ سے بچایا ان دنون مین برٹش سپاہ نماز کے لیے بندوقون اور گولی بارود کے گرجا مین جاتی تھی صرف ان پاس پہلو کے ہتھیار ہوتے تھے۔ باغیون کو وقت کی تبدیلی سے آگہی نہ تھی اسلیئے انہون نے آدھ گھنٹہ پہلے دنگہ مچادیا اگر وہ یہہ انتظار کرتے کہ ساٹھوین رجمنٹ گرجا مین عافیت سے بیٹھے تو پھر وہ چھوٹا سا گارد جو رائیفل اور توپون پر تھا انکو مزاحم نہ ہو سکتا تو وہ محفوظ سپاہیون کو جو گرجا کی چاردیواری کے اندر بھیڑون کی طرح بند تھے بالکل فنا کر دیتے خدا نے ہم کو بچایا۔ جب اول سوار گھوڑے دوڑاتے ہوئے یورپین لین پر آئے تو انہون نے دیکھا کہ گورے اپنی جگہہ پر پریڈ پر کھڑے ہین بس قتل عام کرنے کی امید کے بجائے ان پر خوف طاری ہوا کہ یہہ یورپین سپاہ ہو لیس کھڑی ہے ہم سے اپنا عوض لیگی اس خوف نے انکی ساری تدبیرون کو الٹ دیا اور

انہون نے وہین بہاگنے کی تیاری کی۔

جب یہہ واقعات گذر رہے تھے دو ہندوستانی رجمنٹین وحشیانہ خشناک اپنی اپنی پریڈ ون پر جمع ہوئین اور اپنی بندوقین مکرلیس چھوڑنی شروع کین اور اپنے چھپرون مین آگ لگائی۔ جب انگریزی افسرون نے یہہ فساد دیکھا تو وہ سپاہیون کی لینون مین انتظام کے لیئے دوڑے گئے حتی المقدور انتظام کے لئے کوشش کی مگر اس سے کچہہ فائدہ نہین ہوا سپاہی اپنے جامہ سے باہر ہوگئے دہمکیون اور منتون کے سننے مین وہ بہرے ہو گئے تھے انہون نے اپنے افسرون پر حملہ نہین کیا مگر انکو متنبہ کردیا کہ کمپنی کا راج ختم ہوا۔ انہون نے یہہ رحم جو اپنے افسرون پر کیا وہ غیر رجمنٹون کے افسرون پر نہین کیا کرنیل فن لس صاحب جو چالیس برس سے ہندوستانی سپاہیون کی افسری کرتے تھے اور انکو بالکل سپاہیون کی وفاداری پر یقین تھا وہی اول قتل ہوئے وہ اپنی گیارہوین رجمنٹ کو فہمائش کررہے تھے کہ وہ اپنی نمک حلالی پر متوجہ ہون کہ بیسوین رجمنٹ کے سپاہیون نے انپر گولیان چلاکر مار ڈالا +

اب قتل و لوٹ مار کا بازار گرم ہوا جس مین بازارون کے اور ہمسایہ کے دہات کے آدمی بڑی خوشی سے شریک ہوئے۔ مسٹر سمائیتھ کی رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ لوگ سب مسلح تھے وہ سپاہیون کے حملہ کرنے سے پہلے قتل پر آمادہ تھے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ پوری طرح سے اس واقعہ سے واقف تھے جو وقوع مین آنے والا تھا ہر طرف سے وہ ہزارون آدمی لوٹ پڑے اور حیرت ناک ذراسی دیر مین ہندوستانی رجمنٹون نے افسرون کے بنگلون پر جمع ہوکر انہین آگ لگادی علاوہ کرنیل فن لس کے انہون نے سات افسرون اور تین افسرون کے بی بی بچون کو قتل کیا ادہر ادہر جہان انگریزون اور انکے بی بی بچون کو پھرتے ہوئے دیکھا مار ڈالا۔ شہر کی نواح سے آدمی ایسے دوڑے چلے آتے تھے جیسے کہ بھٹون سے درندے شکار کے لیئے نکلتے ہین وکٹر ہیوگو صاحب لکھتے ہین کہ شہرون مین مثل جنگلون کے بھٹ ہوتے ہین جنہین ہر ایک چیز جو نہایت موذی اور ہیبت ناک ہوتی ہے مخفی ہوتی ہے فرق یہہ ہے کہ شہرون مین جو چیز مخفی ہوتی ہین وہ خونخوار ناپاک

ہندوستانی رجمنٹون کی سرکشی

غارتگری

اور چھوٹی ہوتی ہیں یعنی بدصورت اور جنگلی ہیں جو چیزیں مخفی ہوتی ہیں وہ خونخوار وحشی اور بڑی ہوتی ہیں یعنی خوبصورت۔ غرض حیوانوں کے بہت آدمیوں کے بہت سے بہتر ہوتے ہیں" میرٹھ کے بہتوں آدمیوں نے نکلکر درندوں کا کام کیا۔

اب سپاہیوں کو اپنی پڑی - انہوں نے سرکار کمپنی کے دامن کو تو بالکل چھوڑ دیا تھا وہ قتل و غارتگری و آتش زنی کے مجرم تھے وہ جانتے تھے کہ اگر ہم میرٹھ میں رہیں گے تو ہم سے سخت باداش لیا جائیگا۔ اسلیئے انہوں نے دہلی کا رستہ فوراً لیا انکو بڑا موقع ملا تھا کہ انہوں نے اس باب میں دہلی کی پلٹنوں کے افسروں سے پہلے ہی سے مشورہ لے لیا تھا انکے افسر تیسرے رسالہ کے لیئے جو کورٹ مارشیل میرٹھ میں مقرر ہوا تھا اسمین مقرر ہوکر آئے تھے انکو معلوم ہوگیا تھا کہ وہ انکی امداد سیگزین کے لیئے اور مغل خاندان کے مردہ سلطنت کے دوبارہ زندہ کرانے میں کوشش کرینگے وہ یہی پکارتے تھے کہ دہلی کو چلو چنانچہ وہ گئے اور اپنے لینوں میں سوار اپنے افسروں کے گھر کی خاک کے اور انگریزوں کی لاشوں کے خاک کچھ نہیں چھوڑا۔

اب سوال یہ ہے کہ اسوقت برٹش سپاہ کہاں تھی؟ جسوقت فساد کی خبر ہوئی وہ مسلح ایسی تھوڑی مین ہوئی جسپر اعتبار نہیں ہوتا لیکن اس تاخیر کا سبب نہیں معلوم ہوتا جو اُنکی اس مقام کے پہنچنے میں کی جہاں اسکی امداد کے لیئے اشد ضرورت تھی ہندوستانی سپاہیوں کی لینوں سے چند سو گز کے فاصلہ پر کاربینیر اپنی بارکوں میں تھی ساٹھویں رائفل ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر تھی اور اسکے پیچھے ارٹلیری تھے۔ بریگیڈیر ولسن صاحب نے ایک کمپنی ساٹھویں رجمنٹ کی خزانہ کی حفاظت کے لیئے بھیجی ایک دوسری کمپنی کو بارکوں کی محافظت سپرد کی باقی کمپنیوں اور کاربینیر اور آرٹلیری کو ساتھ لیکر آہستگی کے ساتھ وہ ہندوستانی لینوں کی طرف گیا جب وہ یہاں پہنچا تو تاریکی تھی لیکن روشنی ایسی تھی کہ اس میں مکانوں کے کھنڈروں اور افسروں کے لاشوں کے نظر آنے سے معلوم ہوتا تھا کہ بڑی بے رحمی و سنگدلی سے بغاوت ہوئی ہے۔ جلے ہوئے چھپروں کے پیچھے سے چند گولیاں چھوٹیں لیکن کوئی زندہ آدمی نظر نہیں آیا سوار دو تین سواروں کے جو فاصلہ پر جلیانہ سے آتے تھے جس سے ظاہر ہوا کہ اب سپاہیوں کا گروہ یہاں نہیں رہا لیکن سوال یہ تھا کہ وہ کہاں گیا ایک بڑا طول طویل مباحثہ ہوا

کہ اب تعاقب کے لیئے کونسا طریقہ اختیار کیا جائے جسکا فیصلہ یہہ ہوا کہ سپاہ اپنی چھاونی کے
سرے پر جائے اور ٹھنڈی سڑک پر کھلے میدان مین رات کو شب باش رہے جنرل اور
برگیڈ کو شہر کے بلوہ و فساد کے غل و شور نے جسکو وہ سنتے تھے مغالطہ مین ڈالدیا اور اس سے
انہون نے یہہ نتیجہ نکالا کہ شہر کی دیوارون کے اندر سپاہ مجتمع ہے اور انکو یہہ اندیشہ ہوا
چھاونی کے اس حصہ پر حملہ کریگی جہان یوروپین رہتے ہین انکو صبح تک یہہ نہین معلوم ہوا
کہ کل تینون رجمنٹین دہلی کو روانہ ہوگئی ہین بعد از وقوع واقعہ اسی کو دانشمند بننا آسان ہے
کہ اس پر آشوب حوادث کے موقع پر میرٹھ کی سپاہ نے اپنی مستعدی چستی و چالاکی
وقوت و زور کو نہین دکھایا اسکا کوئی سبب معقول نہین بیان ہوسکتا مگر یہہ امر ایسا بھی
نہین ہے کہ وہ مستوجب سزا ہو بعد ازان کمانڈنگ افسرون پر سخت لعنت ملامت ہوئی
کہ انہون نے بلوہ و غدر کا حال پہلے ہی سنکر کافی مستعدی و آمادگی نہین کی انہون نے
اس بات کے تحقیق کرنے مین کوشش نہین کی کہ باغی کہان گئے کوئی کوشش انہون نے
نہین کی کہ باغیون کو دہلی پہنچنے سے پہلے انکو جا کر پکڑ لیتے گورنمنٹ انڈیا نے ناراضی کو جنرل
ہیوٹ کے معزول کرنے سے جتلایا۔

معلوم ہوتا ہے کہ میرٹھ مین برگیڈیر ولسن بھی ایسا ہی بالکل متحیر و سراسیمہ تھا جیسے اور انگریزی
افسر تھے لیکن اسکی وجہ کیا تھی کہ تیسرے رسالہ کے سوارون نے جب باغیانہ طریقہ اپنا
دکھایا تھا تو ۹ تاریخ کی پریڈ ہونے کے بعد ایسی تدبیرین کیون نہین اختیار کی گئین کہ جن سے
پھر غدر ہونا ممکن ہوجاتا یا غالباً نہ ہوتا اسکا سمجھنا مشکل ہے اگر کوئی اسکی وجہ سمجھی جاسکتی ہے
تو وہ الا دہند اعتقاد جو ہندوستانی سپاہیون کی وفاداری پر تھا اور ان بغاوت کے ارادون کا
یقین نہ کرنا تھا جنسے ایسے شامت زدہ نتائج ساری ہندوستان مین نمایان ہوئے
حکایت مفصلہ ذیل سے معلوم ہوگا کہ میرٹھ کے حکام کو کیسا کورانہ اعتماد اور اعتقاد
سپاہ کی وفاداری پر تھا ۹ تاریخ کی دوپہر کو تیسرے رسالہ کے افسر قیدی سوارون کی
جیلخانہ مین گئے کہ قیدیون کی تنخواہون کا حساب کرکے دیدین نوجوان افسرون مین لفٹننٹ
صاحب بھی تھے (جو پیچھے لفٹننٹ جنرل سر ہیو گف وکٹوریا کراس جی سی بی ہوگئے تھے) جب

وہ اپنے گھر کو لوٹے جیلخانہ سے آتے تھے تو ایک ہندوستانی افسر نے اُنسے کہا کہ سپاہیون نے
اپنا یہ ارادہ مصمم کرلیا ہے کہ وہ اپنے ساتھیون کو قید سے چھڑائین اور جیلخانہ کے ہندوستانی
سپاہیون کے پہرہ والون نے اُنسے وعدہ کرلیا ہے کہ ہم اس کام مین انکے مددومعاون ہونگے ۔
[illegible] صاحب نے لفٹنٹ کرنیل سمائیتھ کے پاس فوراً جاکر اس بات کی اطلاع دی جو انہون نے
سنی تھی لیکن کرنیل نے اسپر بیہودہ (اچھی چھی) کرکر کہا یہہ خیال ہنسی کے قابل ہے مین ایسی لغو
باتون کا یقین نہین کرتا ۔ پھر گف برگیڈیر ولسن سے ملا اور اس خبر سے اطلاع دی جو
سنی تھی تو ذرا سا بھی نقش اسکے دل پر اس خبر کا نہین ہوا جیسے کرنیل سمائیتھ نے اس خبر کو حقارت
کے ساتھ یقین نہین کیا تھا ایسے ہی ولسن صاحب نے نہین کیا ۔ دوسرے دن اتوار کو یہی ہندوستانی
افسر مذکور دو سوارون کو ساتھ لیکر گف صاحب کی کوٹھی پر گیا اور چلایا کہ بلوہ شروع ہوگیا ہے اور
ہندوستانی سپاہی افسرون پر گولیان چلا رہے ہین ۔ گف صاحب اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے
اور ان مین سوارون کے ساتھ جہان تک جلد ممکن تھا پیدل سپاہ کی بریڈ کے میدان مین
گیا اسوقت یہان بلوہ بڑی شدت سے ہو رہا تھا جسکا اوپر بیان ہوا ۔ بعض سپاہی وردی
اور بعض اپنا ہندوستانی لباس پہنے ہوئے ادھر اُدھر منتشر تگ و دو کر رہے تھے ناچتے
کودتے غل غپاڑہ ایسا کرتے تھے کہ انہون نے کوئی گڑھ فتح کرلیا ہے اور ان شیطانی
کامون پر چھپرون کے جلنے کی دھندلی روشنی پڑ رہی تھی ۔ جب گف صاحب کے گروہ کو سپاہیون
نے دیکھا کہ انہون نے تینون سوارون سے کہا کہ تم رستہ مین سے پرے ہی جاؤ ہم صاحب پر
گولیان چلاتے ہین مگر سوارون کو اس کہنے کی کچھ خبر نہ ہوئی سپاہیون نے گولیان مارین مگر کوئی
گولی کسی کے لگی نہین ۔ گف صاحب نے یہہ حال دیکھ کر کہ اب بلوہ روکنے پر کوئی اختیار نہین رہا
وہ اپنے تین سوارون کے ساتھ اپنی لین مین آئے تو وہان انہون نے دیکھا کہ سپاہی اپنے
گھوڑون پر زین لگا رہے ہین اور رجمنٹون کے میگزین توڑ کر گولی باروت لے رہے ہین
انہون نے اس برافروختگی کے دور کرنے مین کوشش بیفائدہ کی رکروٹون (رنگ روٹ) نے
گولیان انپر چلائین مگر انکی جان لینے کا سپاہیون نے عزم مصمم نہین کیا ۔ آخر کو ہندوستانی
افسرون نے انسے کہدیا کہ اب ہم آپکی جان بچانے کے ضامن نہین ہوسکتے ۔ اسوقت بالکل

اندھیرا تھا گف صاحب مع اپنے معتمد سواروں کے یوروپین لین کی طرف گئے انکو راستہ میں آدمیوں کی بڑی بھیڑ ملی جو بازار سے چلے آتے تھے انکے پاس تلواریں اور لکڑیاں اور ہتھیار تھے ان کو پھاڑ چیر کر وہ نکل گئے ہندوستانی افسر اور دو سوار انکے پیچھے قریب تھے انہوں نے صاحب کا ساتھ جب تک نہیں چھوڑا کہ آرٹلیری بیس صاحب کو نظر آیا تو انہوں نے اپنے گھوڑوں کی باگ تھام کر کہا کہ اب ہم آپ کے ساتھ نہیں جائیں گے۔ ہر چند صاحب نے انکو اپنے ساتھ رہنے کے لیے کہا مگر اثر نہیں ہوا انہوں نے کہا کہ یہ ناممکن ہے کہ ہم اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کو چھوڑ دیں انہوں نے صاحب کو مودبانہ سلام کیا اور اپنے باغیوں کے ساتھ گھوڑے دوڑائے پھر گف صاحب نے ان اپنے دوستوں کی جنہوں نے مصیبت کے وقت میں دستگیری کی تھی تلاش کی مگر کچھ پتا نہ ملا۔

ہر چند میرٹھ کے حکام ان باتوں کے سبب سے ملامت کے مستحق ہیں کہ انہوں نے ابتدا بغاوت میں کاہلی کی اور جب باغی بھاگ گئے تو انکی سراغ رسانی میں اور تعاقب کرنے میں دہلی کی راہ پکڑنے کے اندر کوتاہی کی اور کوئی مستعدی و چالاکی نہیں دکھائی۔ مگر مجھے اس میں شبہ ہے کہ سپاہیوں کے تعاقب کرنے سے کوئی فائدہ حاصل ہوتا یا یہ ممکن بھی تھا کہ انکو دہلی پہنچنے سے پہلے یوروپین سپاہ جا لیتی۔ تعاقب کرنے کے لیے تھوڑے یوروپین سوار جا سکتے تھے اسلیے کہ وہ ہندوستان میں تھوڑے ہی دنوں سے آئے تھے اکثر انمیں رنگ روٹ تھے اور انہوں نے وہ سواری سیکھنے کے اسکول میں گھوڑوں پر قواعد کرنا سیکھتے تھے۔ ان کے گھوڑے سدھے ہوئے نہ تھے۔ یہ چند سوار گھوڑوں کے توپخانہ کے ساتھ تعاقب کے لیے بھیجے جا سکتے تھے لیکن وہ باغی سواروں کی دوڑ کو نہیں پہنچ سکتے تھے اور جب پیدل سپاہیوں کو معلوم ہوتا کہ یہ سوار ہمارے تعاقب میں آتے ہیں تو وہ ملک میں جس سے وہ خوب واقف تھے منتشر ہو جاتے اور تاریکی میں وہ نظر بھی نہ آتے اسلیے تعاقب سے ان کا کچھ بگاڑ نہیں ہو سکتا تھا۔ میرٹھ سے دہلی چالیس میل کے فاصلہ پر ہے ساٹھویں رجمنٹ گوروں کے لیے یہ ممکن نہ تھا کہ وہ مئی کی خوفناک گرمی میں سفر کر کے ۱۱۔ مئی کی شام سے پہلے پہنچ سکتے۔ دہلی میں قتل اور غارت اس تاریخ کی صبح ہی سے شروع ہو گیا تھا تینوں ہندوستانی رجمنٹیں اور توپخانہ جو دہلی کی چھاونی میں تھا وہ میرٹھ کے سواروں سے

دہلی پہنچنے سے پہلے ان کو جا لینا ممکن نہ تھا ... [marginal note, partly illegible]

انکے پہنچنے سے پہلے مل گیا تھا۔ میگزین جس مین اسباب جنگ بہت موجود تھے وہ بادشاہ کے اختیار مین آگیا تھا اور شہر کے ڈیڑھ لاکھ باشندے فرنگیون کے مرد و عورت بچون کے قتل عام کرنے کے لئے اور انکے مال و اسباب کے لوٹنے کے واسطے مدد کرنے کو تیار تھے۔

میرٹھ کی سرکشی کے تمام حالات پر غور و خوض کر کے یہہ نتیجہ نکالا ہے کہ اگر باغیون کے تعاقب مین ایک چھوٹا سا گروہ سوارون کا جو بہم پہنچ سکتا تھا دسوین کی رات کو باغیون کے تعاقب مین بھیجا جاتا تو کچھ فائدہ نہ ہوتا اور کل سپاہیون کے دلون مین وہ جوش و خروش تھا کہ میرٹھ کے حکام خواہ کیسی ہی مستعدی و چستی سے کام کرتے وہ بغاوت کو نہین روک سکتے تھے۔ سپاہیون نے اپنا عزم مصمم کر لیا تھا کہ برٹش گورنمنٹ کی محبت کو ترک کیجیے اور یہہ ترک کب اور کیونکر کیجیے وقت و موقع پر موقوف رکھا تھا۔

تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ انگریزون پر کوئی رات ایسی دہشت ناک نہین گذری جیسی کہ دسوین گیارہوین کی درمیانی شب گذری۔ چارون طرف انگریزون کے بنگلے جل رہے تھے اور انکے شعلے و دھوئون کے بادلون مین طرح طرح کے رنگ صورتین دکھا رہے تھے عمارتون کے چوبی حصون کی چٹ چٹ گرنے کی آوازین نکل رہی تھین باغیون کے غل شور و بندوقون کی آوازین دلون کو ہلا رہی تھین۔ جلے ہوئے مکانون سے جو عیسائی عورتین مرد بچے باغون اور اور مکانون مین پناہ لینے جاتے تھے تو باغی انکا پتا لگا کے اکثر گولیون سے مار ڈالتے تھے یا اور طرح سے انکے ٹکڑے اڑاتے تھے۔ بعض تاریکی کے سبب سے چھپ چھپا کر پناہ گاہون مین پہنچ جاتے تھے بعض ہندوستانی ملازم ان بیوفاؤن مین ایسے وفادار تھے جنہون نے اپنے گورے رنگ کے آقاؤن کی جانون کو بچایا اور محسن کشی نہین کی سید میر خان (سردار بہادر) ایک پنشندار افغان نے کمشنر اور انکی میم صاحب کی جان بچائی بعض میمین جنکے شوہر لینون مین اپنے فرض منصبی ادا کرنے گئے تھے اپنے جلتے ہوئے گھرون مین بڑی بیرحمی سے قیمہ قیمہ ہوئین چھوٹے چھوٹے معصوم بچے اپنی ماؤن کے سامنے قتل کیے گئے لیکن بعض لیڈیان ایسی دلاور ہمت والی تھین کہ انہون نے اور لیڈیون کی جانین اپنی جان پر کھیل کر بچائین۔ ان لیڈیون کی ہمت مردانہ کے حالات لکھنے کے لیئے ایک جدا کتاب کی ضرورت ہے وہ اس کتاب مین نہین لکھ سکتے۔

اس رات کے بعد دن

میرٹھ کے برگیڈ نے جیسے رات کی تاریکی مین کچھ کام ہنین کیا تھا ایسی دوسرے دن بھی
روشنی مین کچھ کام ہنین کیا انگلش سپاہ رات کو سوکر بیدار ہوئی تو اسکو معلوم ہوا کہ تمام
باغی دہلی کو روانہ ہوئے ۔ اب بعض کی یہہ راے ہے کہ اگر توپخانہ اور سوار تعاقب مین
جاتے تو دو پہر سے پہلے دہلی مین پہنچ جاتے اور بغاوت کو روک دیتے اس باب مین ہم فیلڈ
مارشل لارڈ رابرٹس کی راے لکھ چکے ہین اسنے بہتر ہم اورون کی رائون کو ہنین سمجھتے اسلیئے
نہین لکھتے +

مجرمون سے انتقام لینا

یہہ بات بھی کچھہ کم حیرت ناک نہین ہے کہ باوجودیکہ سپاہیون کے سوار اور آدمیون نے
بھی بڑے بڑے جرم کئے تھے اور انکا ثبوت بھی موجود تھا مگر انگریزی افسرون کے دلون مین
انتقام کا جوش نہین اٹھا کہ وہ ان مجرمون کو سخت سزا دیتے پیر کی صبح کو بازارون مین انگریزون کے
گھرون کا لوٹ کا اسباب بھرا ہوا تھا جو شب گذشتہ کے جرمون کا کافی ثبوت تھا بہت سے
قاتل ایسے تھے کہ جنکے ہاتھ ابھی خون مین سرخ تھے لیکن کوئی رجمنٹ ان مجرمون کے تباہ کرنے کیلیے
نہین متعین کی گئی مُردون کی لاشین جمع کی گئین اور شام کو رنج والم کے ساتھ دفن کی گئین
عورتون اور بچون کے قاتل اور انگریزون کے گھرون کے غارت گر تعلیین بجاتے اور مونچھون پر
تاؤ دیتے پھرتے تھے انگریزون کی لاشون اور اعضا بریدہ مُردون کے گرد خونی خوش خوش چیلون
کے گروہ پھرتے تھے مگر سپاہ کے کسی کولم نے صدر بازار سے اپنا فوراً انتقام ہنین لیا ۔
بازار مین بہت تھوڑے ہی گھر ایسے ہونگے جنکے اندر انگریزون کی کوٹھیون کا لٹا ہوا اسباب موجود
نہ ہو لیکن انکی کوئی تلاشی ہنین لیتا تھا صرف ایک قسائی کو جسنے ایک بیم کو قتل کیا تھا پھانسی دیگئی
اور ایک آنب کے درخت مین اسکی لاش لٹکائی گئی ۔ غرض میرٹھ جیسی اور تمام ملک مین مجرمون کو
سزائین دی گئین ہنین دی گئین میرٹھ مین انتقام لینے کا عزم بڑا سست تھا باغی سوارون کے
کنبے میرٹھ مین رہ گئے تھے انسے حکام نے کچھ تعرض ہنین کیا انکو دہلی سے سوار جاکر میرٹھ مین
لے آئے وہ اپنے کنبے پر حاکمون کی عنایت اور رحم کو ہنین سمجھے بلکہ یہہ کہنے لگے کہ انگریزون کے
ایسے ہوش وحواس اڑے ہوئے ہین کہ انکو ہمارے جانے اور کنبے کے لے آنے کی خبر ہنین ہوئی

مسٹر صاحب کمشنر میرٹھ کی رپورٹ

اس رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ میرٹھ مین بعض انگریزون نے بڑی بڑی بہادری کے کام کئے

جو تاریخ مین اچھی طرح لکھے گئے ہین مگر اسکے ساتھ یہ بات بھی بھولنی نہین چاہیئے کہ بہت سی عمدہ مثالین ایسی ہین کہ جنمین ہندوستانیون نے انگریزون کی جان بچانے مین اپنی جان بازی کی جنکے انگریز بہایت ممنون منت ہین - ۱۱ - ہندوستانی پیدل کے دو سپاہیون نے دو لیڈیون کو اور ان کے بچون کو ڈرگیون پارک مین پہنچا دیا - شہر مین ایک مسلمان نے دو عیسائی کنبون کو اپنی جان پر کھیل کر بچایا ایک دھوبی اور ملازمہ نے ایک لیڈی کے بچون کو قتل ہونے سے بچا دیا لیڈی کو بھی وہ ہندوستانی لباس پہنا کے بچانا چاہتے تھے مگر ایک بدمعاش نے برقعہ اٹھا کر زرد چہرہ دیکھا اور اسکو مار ڈالا

# باب سوم

## دہلی پر باغیون کا قبضہ

### دلی کا حال

جب سے کہ میرٹھ مین سوار قید ہوئے تھے دہلی مین وہان کی بڑی متوحش خبرین غدر کے ہونے کی آتی تھین شہر کے بعض گروہ سنکر بڑے خوش ہوتے تھے ۹ - مئی ہفتہ کا ذکر ہے کہ مسٹر ٹیلر صاحب پرنسپل دہلی کالج نے مولوی سید محمد صاحب مدرس اول عربی سے پوچھا کہ شہر کی کیا خبر ہے تو انہون نے کہا کہ میرٹھ مین غدر مچنے کی خبرین مشہور ہو رہی ہین اور لوگ یہ کہتے ہین کہ بنگال حاطہ کی ساری فوج ہندوستان مین انگریزون سے برگشتہ ہو رہی ہے اور اب انگریزی عملداری کا خاتمہ ہے یہ خیال دیوانون کا ہے سرکار والا اقتدار کا انتظام وہ اعلے درجہ کا ہے کہ سلطنت مین خلل پڑنے کا خیال بھی نہین ہو سکتا پرنسپل صاحب نے یہ سنکر اپنا ہاتھ اٹھا کر خدا کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ سلطنت خدا کی مرضی پر موقوف ہے انسان کے انتظام پر نہین غرض دہلی کے مفسد بدمعاش غدر کے منتظر بیٹھے تھے اور انکو اسکے ہونے کا بالکل یقین تھا - اس رات کو میرٹھ کا انگلش برگیڈ پریڈ کے بڑے میدان مین سوتا تھا اور نمبر ۳ رسالے کے سوار چاندنی رات مین گھوڑون پر سوار دلی کی طرف پویان تھے کہین انہون نے گھوڑون کی باگ نہین کھینچی پیدل پلٹنین بھی انکے پیچھے پیچھے خوف کے مارے کشان کشان لمبے قدم اٹھا

ہوئی دوان تحقیق اس بات کا یقین شکل سے ہوتا ہے کہ اتوار کی رات کو کسی ہندوستانی سپاہی نے اپنی بندوق کا فیر بغیر اس دلی یقین کے کیا ہو کہ اب مین شہید ہونگا انکے سر پر وہی جنون سوار تھا جو خودکشی مین ہوا کرتا ہے بالفعل وہ سپاہی غصے کے مارے دیوانے ہو رہے تھے اور آیندہ کے خوف سے وہ بے تاب تھے کاربائن (قرابین) اور رفلون اور گراپ زن توپون کو جانتے تھے کہ اب وہ ہماری ہین اور ہماری جان لیتی ہین - چاندنی رات مین وہ آگے بڑھتے جاتے تھے اور پیچھے دیکھتے جاتے تھے کہ کہین ڈریگون ہماری موت کا فرشتہ تو نہین آتا - لیکن گھنٹہ پر گھنٹہ گذرتا گیا انکو اپنے تعاقب مین کسی گھوڑے کے پاؤن کی آہٹ بھی سننے مین نہین آئی - صبح ہوتے ہی ان کو اپنی جناجی کے درشن ہوئے جناجی کی جے کا آوازہ لگایا اور اب وہ شہر انکی آنکھون کے سامنے تھا جسکو وہ اپنا ملجا و ماوا بنانا چاہتے تھے اول سیلم پور مین پرسٹ کی چوکی کو آگ لگائی اور اُسکے کلکٹر کو قتل کیا - آٹھ بجے سے پہلے جمنا کی کشتیون کے پل سے چند سوارون نے جو سب سے آگے بڑھے ہوئے تھے عبور کیا مسٹر ٹوڈ صاحب کو جو میرٹھ کے تار کے بگڑ جانے کی درستی کے لیئے جاتے تھے پل پر ابر ہاتھ صاف کیا اور کلکتہ دروازہ پر گئے جسکو بند دیکھا تو قلعہ کے نیچے جھروکون مین آئے - میرٹھ سے رات کو ہندوستانیون کی معرفت دہلی مین بغاوت سپاہ کی خبر بھیجنے مین بہت روپیہ خرچ کیا گیا اور یہہ خبر بہت سویرے اندھیرے مین مسٹر سائی من فریزر صاحب کمشنر اور ہچن سن صاحب کلکٹر دہلی پاس پہنچ گئی - شہر مین اس خبر کی نسبت یہ بات مشہور ہوئی تھی کہ رات کے دس گیارہ بجے مسٹر سائی من فریزر صاحب کمشنر کے نام ایک سوار چھٹی لایا جمعدار چھٹی لیکر صاحب کمشنر پاس گیا وہ سوتے تھے جمعدار نے کئی دفعہ پکار کر انکو جگایا اور چھٹی دی کہ یہہ میرٹھ سے ایک سوار لایا ہے - کمشنر صاحب نے جمعدار کو جھڑکا کہ باہر جاؤ اور چھٹی بغیر پڑھے جیب مین ڈالکر پھر سو گئے - سوار کی زبانی خدمتگارون کو میرٹھ کا حال معلوم ہوا اسنے کہا کہ مجھے پیٹرول نے یہہ چھٹی دیکر کہا کہ بہت جلد رات کو پہنچادو مگر کمشنر صاحب کو دوبارہ جگانے کی جرأت خدمتگارون کو نہین ہوئی - سرکاری تحقیقات سے یہہ یقینی معلوم ہوتا ہے کہ صاحب کمشنر پاس کوئی خبر اسطرح نہین پہنچی جسطرح کہ وہ شہر مین مشہور ہوئی انکو وہی خبر پہنچی تھی جسکا ذکر اوپر ہوا اسی خبر ہی کے سبب سے باغیون کے آنے سے پہلے

صاحب کمشنر اور کلکٹر نے شہر کے دروازون کے بند کرنے کا اور جمنا کے کشتیون کے پل کا بند و بست
کیا مین نے خود دیکھا کہ سامنے من فریزر صاحب کمشنر دو گھوڑون کی بگھی مین سوار اور پیچھے اردلی
مین جمعیت کے سوار چلے جاتے ہین کمشنر صاحب نے اپنی بگھی کو میگزین کے پاس تھما یا وہان تلنگون
کی کمپنی وردی پہنے کہڑی تھی اسکے صوبہ دار کو کمشنر صاحب نے بلا کر کچھ باتین کین جو مین نے
نہین سنین مگر لوگون نے جب صوبہ دار سے پوچھا کہ کیا باتین ہوئین تو اس نے کہا کہ صاحب کمشنر نے
کہا کہ ہمارے ساتھ ہو ہم نے کہا کہ ہم اپنے دہرم کے ساتھی ہین۔ کمپنی نے کمشنر صاحب کی سلامی
دستور کے موافق نہین اُتاری کمشنر صاحب نے اپنی سواری آگے بڑہائی انکی بگھی کے
گرد آدمیون کی بڑی بھیڑ لگی ہوئی تھی انکی ایک جھڑکی مین بھیڑ ہو گئی۔ کئی آدمی خوف کے
مارے گر پڑے۔ جب مین آگے قلعہ کے نیچے لال ڈگی کی سڑک پر آیا تو مین نے دیکھا کہ سڑک پر
مسٹر ہچنسن صاحب مجسٹریٹ گھوڑے دوڑائے آتے ہین اور انکے پیچھے دلوار دلی کے سوار
اور شریف الحق کوتوال ساتھ ہین پھر تھوڑی دیر کے بعد آٹھ سات ترک سوار خونخوار گھوڑے
دوڑاتے ہوئے آتے ہین مین یہہ دیکھکر اپنے گھر چلا آیا۔ معلوم نہین کہ کس طرح اور کس وقت
سب سے پہلے ایک ترک سوار شہر مین آگیا تھا۔ اول وہ قلعہ کے لاہوری دروازہ کے تلنگون
پاس گیا جسکی خبر سنکر قلعہ دار کپتان ڈگلس نے اس سے کچھ باتین کین۔ پھر یہ سوار میگزین کے
تلنگون پاس آیا اور اس سے باتین کرکے کشمیری دروازے کے تلنگون کے پاس گیا
قلعہ کے دروازہ اور میگزین اور کشمیری دروازہ پر تلنگون کی ایک ایک کمپنی رہا کرتی تھی
کچھ ترک سوار کلکتہ دروازہ کو بند دیکھکر جھروکون مین قلعہ کے ثمن برج کے نیچے گئے اور زیر جھروکہ
سوارون نے بادشاہ کی دُہائی مچائی اور کہا کہ ہم کو اپنے مذہب کے لیئے لڑنے کے واسطے
بادشاہ کی امداد چاہیئے۔ بادشاہ ہی ہمارے دین و دنیا کا آستان ہین۔ بادشاہ نے یہ سنکر
انکو کچھ جواب نہین دیا اور نہ انکے سامنے آیا۔ بادشاہ نے حکیم احسن اللہ خان اور غلام عباس
وکیل الدولہ کو بلایا اور غلام عباس کو حکم دیا کہ وہ کپتان ڈگلس صاحب قلعہ دار پاس جا کر سوارون کے
آنے کی خبر دے اور ان سے درخواست کرے کہ اس معاملہ مین جو کارروائی ضروری ہو وہ کرین
پھر بادشاہ اپنی بیٹھک مین چلا گیا۔ تھوڑی دیر مین غلام عباس کپتان ڈگلس کو ہمراہ لیکر آگیا۔

کپتان صاحب فوراً برآمد مین آئے اور زیر جھروکہ جو سوار کھڑے تھے انسے کہا کہ یہہ بادشاہ کی خوابگاہ ہے تم اپنی داد فریاد سے بادشاہ کو تکلف نہ دو یہہ تمہاری فریاد سننے کی جگہہ نہین ہے کوٹلہ کی طرف جاؤ وہان جو عرض کرنا ہے وہ کرو شنوائی ہوگی - سوار راج گھاٹ کی طرف چلے گئے بادشاہ کپتان صاحب کے آنے کی خبر سنکر بیٹھک اور دیوان خاص کے کھلے صحن مین آئے کپتان ڈگلس نے کہا کہ حضور گھبرائین نہین یہہ شور و شر فوراً رفع کردیا جائے گا مین سپاہیونکو اب جاکر دھمکائے دیتا ہون حضور ثمن برج کے نیچے کا دروازہ کھلوا دین جو اسوقت بند تھا مین جاکر سپاہیون کو فہمائش کرونگا اور وجہ فساد پوچھونگا تو بادشاہ نے کہا کہ نہ آپ پاس طپنچہ بندوق ہے نہ سپاہ ہمراہ ہے آپ کا سلح سوارون مین جانا دانائی سے بعید ہے جان جانے کا خوف ہے تو کپتان ڈگلس اپنے مکان کو چلے گئے - سوار راج گھاٹ کی طرف چلے گئے - اب اسکی روایات مختلف ہین کہ یہہ دروازہ جو بند تھا کسنے کھول دیا کوئی کہتا تھا کہ کسی نمک حرام پہرہ کے نجیب نے کھول دیا کوئی یہہ گپ لگاتا تھا کہ مردے از غیب برون آید و کارے چنین کند - کوئی سبز پوش سوار آیا تھا اسنے کھولدیا - تھوڑی دیر بعد کپتان ڈگلس نے غلام عباس اور حکیم احسن اللہ خان کو بلایا وہ دونو کپتان صاحب پاس حاضر ہوئے اور کپتان صاحب سے ملے انہون نے کہا کہ دو پالکیان مع کہارونکی بہیجدو کہ اُن مین دو لیڈیان سوار ہوکر بادشاہ کے محل مین جاکر پناہ گزین ہون اور اسی وقت مسٹر سائمن فریزر نے کمرہ مین آنکر کہا کہ بادشاہ دو تو پین مع توپچیون کے لیکر ہمارے مکان کے نیچے دروازہ کے محاذی لگادو غلام عباس اور حکیم احسن اللہ خان دونو بادشاہ پاس پیغام مذکور پہنچانے گئے - بادشاہ کے حکم سے فوراً دو پالکیان بھیجی گئین اور توپون کے بھیجے جانے کا حکم دیا گیا - پہلے اس سے کہ پالکیان پہنچین اور توپین لگین وہان کچھہ اور ہی سانحہ وقوع مین آیا -

شہر مین جو شر و فساد بڑہا اسکا بیان کرنا دشوار ہے - راج گھاٹ سے سوارون نے داخل ہوکر چولپورہ مین انکو ملا اسکو قتل کیا - مسٹر سٹڈلنن صاحب ہیڈماسٹر مشن اسکول ایک لڑکے کو جسکی بہن سے انکی شادی ہونے والی تھی گھی مین لیئے جاتے تھے کہ بہلی کے قریب پہنچ سوارون نے قتل کیا - انگریزون کی کوٹھیون مین آگ لگادی - وہ کلکتہ دروازہ کی طرف گئے انکو قلعہ کے لاہوری دروازہ کی

شہر مین شر و فساد کا ظہور

اڑتیسوین پلٹن کے تلنگون نے بتا دیا تھا کہ وہان تمکو کمشنر فریزر اور ڈگلس اور اور انگریز لین گے جب سوار جاتے تھے تو وہ دین دین پکارتے جاتے تھے اس لیے انکے ساتھ مسلمانون کی بھیڑ ہوتی جاتی تھی۔ دہرا ناتھ ہنود بھی انکو دلون اور بتاسون کا شربت لٹیون مین پلاتے جاتے تھے سارے شہر مین ہڑتال تھی ایک سناٹے کا عالم تھا سارا شہر ایک سرے سے لیکر دوسرے سرے تک حیران و سراسیمہ تھا اور اس سے ڈرتے تھے کہ دیکھئے شہر سے انگریز کیا معاوضہ لین گے اور ان بگوڑے سپاہیون کو کیا سزا دین گے لیکن کوئی انگلش رجنٹ دلی کی انگریزون کو مصیبت بندوق چھٹانے کو نہین آئی۔ اور باغی سپاہی اور دلی کے شہدے آدمیون کا ہجوم انکے ساتھ ہوجاتا تھا۔ باغی سپاہی شہر کے مالک ہوگئے تھے وہ جانتے تھے کہ چھاونی مین جتنی پلٹنین ہین انہین سے ایک سپاہی بھی ایسا نہین ہے کہ انگریزون کی حمایت کے لیے اپنی بندوق کا گھوڑا چڑھائے یا تلوار چلائے یا توپ کو پلیتہ لگائے شہر کے ایک سرے سے باغی داخل ہو رہے تھے دوسرے سرے پر کمشنر فریزر اور انگریز گارڈ کے سپاہیون کو خیرخواہی کے لیے بلا رہے تھے۔ فریزر صاحب نے کپتان ڈگلس کو اپنے پاس کلکتہ دروازہ پر بلایا تو وہ کپتان دلدار علی کی بگھی مین جو دروازہ کے باہر اس سبب سے رکی کھڑی تھی کہ دروازہ بند تھا سوار ہوکر فریزر صاحب پاس چلے گئے۔ جب باغی یہان آئے تو انہون نے کپتان ڈگلس اور کمشنر و کلکٹر کو یہان دیکھا یہہ افسر سر تھیو فلس مٹکاف کی مدد سے جنہون نے اس اثنا مین کوتوالی مین جاکر دروازہ کے بند ہونے کا بندوبست کرلیا تھا جمع ہوئے تھے اس مجمع پر باغیون نے حملہ کیا اور ہچنسن صاحب کے بازو کو زخمی کیا فریزر صاحب نے اڑتیسوین[۳۸] پلٹن کے سمجھانے مین کوشش کی مگر اس نے نوواردون سے بھائی بندی کا رشتہ جوڑا انکی کچھ نہ سنی نہ تقریر کام مین آتی تھی نہ حکم کام دیتا تھا۔ اب ان انگلش جنٹلمینون نے دیکھا کہ ہر لحظہ باغیون کی تعداد بڑھتی جاتی ہے انکے مقابلہ مین سرگبت ہوگئے فریزر صاحب و ڈگلس صاحب دونو ایک بگھی مین بیٹھے تھے یہہ دیکھکر کہ خوف زیادہ ہے دونو پیلس سٹیشن مین اترے جہان اللنسے اور انگریز بھی ملے۔ فریزر صاحب نے اپنے گارڈس سے بندوق لیکر ایک سوار کے جو سب سے آگے بڑھا آتا تھا بندوق ماری جس سے وہ مرگیا یہہ دیکھکر اور سوار کچھ دور پرے ہٹے لیکن شہر کے آدمیون نے انگریزون پر ریل پیل ایسی کی کہ ان کو معلوم ہوا

کہ اب فرار مین سلامتی ہے۔ فریزر صاحب اپنی بگی مین بیٹھے اور قلعہ کے دروازہ کی طرف روانہ ہوئے
اور ڈگلس صاحب قلعہ کی خندق مین کود پڑے جس سے انکے پاؤن مین سخت چوٹ لگی وہ آگے سے
نیچے کھائی مین گرے اس ضرب سے ایسے کمزور ہو گئے کہ چپراسیون نے اٹھایا اور انمین سے
ایک اپنے کندھے پر بٹھا کر قلعہ کے اندر لے گیا اور فریزر صاحب اور ہچنسن صاحب جنکا بازو
اول ہی ریلہ مین زخمی ہوا تھا قلعہ مین پہنچے۔ ہچنسن صاحب کے حال بیان کرنے مین بڑا اختلاف
ہے۔ بادشاہ کی تحقیقات جرم مین ایک گواہ نے یہہ بیان کیا کہ ہچنسن صاحب ڈگلس صاحب کی
ہمراہ تھے دوسرے گواہ کا بیان ہے کہ وہ فریزر صاحب کے ساتھ آئے تھے تیسرے کا بیان
ہے کہ ڈگلس صاحب نے چپراسیون کو حکم دیا کہ مسٹر ہچنسن صاحب کو تلاش کر کے قلعہ مین لے آؤ
غرض انکے مارے جانے کا حال صحیح نہین معلوم ہوا مجھسے یہ اشنکر داس وکیل عدالت جج
برادر عزیز بدری پرشاد سابق صدرالصدور و منیسری لال داس چند کہتے تھے کہ جب دیوانی کی کچہری جو کشمیری دروازہ کے باہر متھ
صاحب کی کوٹھی مین ہوتی تھی اس بلوہ کے سبب برخاست ہوئی ہم سب وکیل اور لے باس
صاحب سشن جج کشمیری دروازہ مین آئے تو ایک بوڑھے درزی نے جو صاحب سشن جج کا
پرانا ملازم تھا انکے گھوڑے کی باگ کو موڑ کر کہا کہ صاحب مرنے کو کہان جاتے ہو وہ الٹی پھرے
کہ ہچنسن صاحب کلکٹر انکو دروازے مین آتے ہوئے ملے تو انسے جج صاحب نے کہا کہ
شہر مین کیون جاتے ہو تو انہون نے کہا کہ انتظام کے لیئے تو جج صاحب نے کہا کہ انتظام
کرنا تمہارے اختیار سے باہر ہے ناحق مرنے کو کیون جاتے ہو تو انہون نے کہا کہ شہر کا انتظام
کرنا میرا فرض ہے مین جاؤنگا وہ شہر مین آئے مگر یہہ تحقیق نہین معلوم ہوا کہ وہ کیونکر مارے گئے
کپتان ڈگلس کے مکان مین مہمانون کے طور پر مسٹر جیننگس انگلش چیپلن اور انکی نوجوان
بیٹی مس جیننگس اور انکی سہیلی مس کلفرڈ یہہ سب رہتے تھے۔ پادری صاحب صبح ہی سے قلعہ کے
دروازہ پر سے دوربین لگا کے باغی سپاہ کی آمد کو دیکھ رہے تھے وہ جانتے تھے کہ ہوا سے
شرارت برسنے والی ہے وہ ایک آواز سنکر نیچے اترے تو انہون نے دیکھا کہ مسٹر ڈگلس ابھی
آئے ہین اور وہ نیچے صحن مین ایک پتھر کی چوکی پر بیٹھے ہین انکے حکم سے ڈگلس صاحب اور
ہچنسن صاحب کو دروازہ کے اوپر کے کمرون مین قلعہ کے پہرہ والون نے پہنچا دیا۔ بعض بیان

مسٹر فریزر صاحب کا مارا جانا۔

کرتے ہین کہ جیننگس صاحب دونو ڈگلس صاحب کو اٹھا کر لے گئے - فریزر صاحب نیچے آئے کہ لوگون کی برانگیختگی و غصہ کے فرو کرنے مین کوشش کرین - وہ زینہ کی سیڑھی پر کھڑے تھے اور انکے ہاتھہ مین تلوار بھی نعل کرنے والی جماعت کو سمجھا رہے تھے کہ مغل بیگ قلعہ کے گارڈس کے اردلی نے انکے گال پر ایک کراری تلوار لگائی کہ وہ ہڈی تک پہنچی - کوئی کہتا ہے کہ اول ضرب حاجی مہر کندہ نے لگائی پھر اوپر اورون نے تلوارین چلائین کوئی کہتا ہے کسی حبشی نے انکو مارا - غرض سائیں کمشنر دہلی جنکی ایک جھڑکی سے بیگزین کے آگے کی بھیڑ مین بیسیون آدمی گر گئے تھے بندوق بیان اوپر کیا گیا ہے) اب وہ مردہ پڑے تھے اور سر پر سودے ہو رہے تھے -

اوپر کے کمرون مین ڈگلس صاحب اور ہچنسن صاحب زخمی زار و نزار پلنگون پر پڑے ہوئے تھے اور پادری صاحب اور انکی بیٹی تیمار داری کرتے تھے کہ وہ گروہ جسنے کمشنر صاحب کو مارا تھا انگریزون کی خونریزی کے لیئے جنوبی زینہ سے چڑھ آیا اور اسنے ڈگلس صاحب اور ہچنسن پادری صاحب اور دونو انگریزی لیڈیون کو جنہون نے نیچے کا غل شور سنکر رونا شروع کی تھی اور وہ ختم نہ ہوئی تھی بڑی بے رحمی سے مار ڈالا - کوئی انگریز ڈگلس صاحب کے مکان سے بچکر مرزا کوچک سلطان کے مکان تک گیا تھا مگر وہان وہ قتل ہو گیا - پھر قلعہ مین وہ شور شغب ہوا کہ بوڑھے بادشاہ کے ہوش حواس قائم نہ رہے - قاتل جنکی تلوارون مین خون لگا ہوا تھا اپنے جرمون کی شیخی بگھارتے ہوئے اور اورون کو سمجھاتے ہوئے کہ ایسے ہی کام ہماری طرح کرو پڑے پھرتے تھے - قلعہ کے چوک اور غلام گردشین تیسرے رسالہ کے سوارون اور ۲۰ وین پلٹن اور میرٹھہ کی باغی پلٹنون سے جو دن بھر آتی رہین بھر گئے اور ایک مسلمان سرکشون کا گروہ اور قلعہ کے پہرہ کے سپاہی یہہ دونو باغیون کے ساتھہ ہو گئے - دیوان عام کو سوارون نے اپنے گھوڑون کا اصطبل بنایا - پیدل جو رات بھر چلکر ہارے تھکے میرٹھہ سے آئے تھے انہون نے دیوان خاص کو اپنی بارک بنا کے اس مین اپنے بستر ے لگائے قلعہ کے گرد پہرہ چوکی لگا دیئے - بدنصیب بیکس بادشاہ نے دیکھا کہ اسکے رہنے کا مکان سپاہیون نے چھین لیا جس مین وہ گورنر جنرل کے آنے کا روادار نہ تھا اب اسمین یہہ ذلیل تلنگے رات کو سوتے تھے -

جسوقت قلعہ کے اندر تو یہہ حال گذر رہا تھا شہر کے اندران مقامات مین جہان انگریز رہتے تھے وہان جو انگریز اور انکا عورت بچہ ملتا تھا قتل کیا جاتا تھا اور انکا گھر لوٹا جاتا تھا- اس بات کا بیان کرنا آسان نہین ہے کہ ایک فہرست بنائی جائے جس مین ہر ایک انگریز اور انکے کنبے کے قتل کا اور گھر کے لٹنے کا وقت صحیح صحیح بیان کیا جائے لیکن دوپہر سے پہلے دہلی مین بڑے بڑے انگریز جو سرکاری عہدہ دار نہ تھے رہتے تھے وہ قتل ہو گئے ۔۔۔ کے قریب دہلی بنک جو شمرو کی بیگم کے باغ مین ایک بڑی بلند کوٹھی مین تھا ہاتھ پڑا- اس بنک کے منیجر مسٹر بریسفورڈ صاحب تھے جب بنک لٹنا شروع ہوا تو وہ خود اور انکا کنبا بنک کے دفتر کے مکان کی چھت پر جو بہت اونچی تھی تلوار اور نیزہ لیکر چڑھ گئے بنک کے پاس ایک کوٹھی تھی جس مین رورنڈ ہبرڈ صاحب اور کوکس صاحب رہتے تھے وہ بھی اس مکان کی چھت پر آ گئے انہون نے چھت کے زینہ کو خوب مضبوط بند کر لیا اور زینہ پر کسی حملہ آور کو چڑھنے نہین دیا جب دشمنون کو چھت پر چڑھنے سے مایوسی ہوئی تو زینے لے آئے اور کوٹھی کے پاس کے درختون پر چڑھ کر گولیان مارنی شروع کین اس نئے حملہ کا بھی انگریزون کے چھوٹے گروہ نے سخت مقابلہ کیا اور ایک شخص کو جو زینہ پر چڑھتا تھا مسز بریسفورڈ نے زیادہ رنڈ ہبرڈ نے ایک نیزہ ایسا مارا کہ وہ زینہ سے نیچے گر کر مر گیا- اب زیادہ مقابلہ کرنا موت کے انتظار کو بڑھاتا تھا الانتظار اشد الموت وہ مغلوب ہو کر سب قتل ہو گئے- بنک مین نیچے اوپر آدمی بھر گئے- بنک کے روپے لٹنے کی عجب کیفیت تھی کہ اسکے لوٹنے کے لیئے بعض متعلع و ثقہ آدمی اس بنک مین گھس گئے لیکن جب روپون کے توڑے بغل مین لیکر چلے تو تلنگون نے بندوقون کے کندے مار کر روپیہ چھین لیا یا زبردست بدمعاشون نے انکو مار کر بغل مین سے تھیلی نکال لی دفتر کے بہی کھاتے بھی لٹ گئے تھے اور چورون پر مور پڑے کہ بدمعاشون سے بھی تلنگون نے روپیہ چھین لیا بنک کا دفتر لٹ گیا تھا مگر یہہ تعجب کی بات ہے کہ دہلی کے فتح ہونے کے بعد جب بنک نے اپنے دفتر کی کتابونکے بہم پہنچانے کا اشتہار دیا اور انعام مقرر کیا تو پھر یہہ دفتر کتابونکی وستیابی سے ایسا دستیاب ہو گیا کہ گویا لٹا ہی نہ تھا-

دہلی گزٹ پریس کا حال بھی بنک کا سا ہوا- عیسائی کمپوزیٹر جو وہان جمع تھے اپنے کام مین مصروف تھے

حاشیہ: دفتر بنک دہلی اور انگریزون کا لٹنا · دہلی گزٹ پریس کا لٹنا

جب سے پریس قائم ہوا تھا ایسا خطرناک کام کبھی انہون نے نہین کیا تھا جیسا کہ آج کرنا پڑا ان کو
ٹائپ مین یہہ لکھنا پڑا کہ موت کا ہاتھ انکے سر پر ہے بہت ہی صبح کو تار برقی پر ان پاس یہہ خبر
آئی تھی کہ میرٹھہ کے باغی دہلی کو جا رہے ہین اور بہت جلد شہر مین داخل ہونگے۔ یہہ خبر دہلی گزٹ کے
غیر معمولی پرچہ مین شائع ہوئی جسکو کمپوزیٹرون نے یہہ جانا کہ ہم نے اپنی موت کا وارنٹ آپ
کمپوز کیا ہے۔ دوپہر کے قریب ایک گروہ بدمعاش شہدون کا چھاپہ خانہ مین گھس گئے بندوق
تمام عیسائی کمپوزیٹرون کو انہون نے مار ڈالا کوئی مفر نہ ملا مکان کو غارت و تباہ کیا اور ہر
ٹائپ لوٹ کر لوگ لے گئے کہ انکی گولیان بنا کے لوگون کو مارین گے ہر یک جگہہ عیسائی
ذبح کئے جاتے تھے انکا اسباب لوٹ لیا جاتا تھا یا غارت کر دیا جاتا تھا اور انکے گھرون کو
آگ لگا دی جاتی تھی۔ سوار کوٹھیون مین جاتے تھے گھوڑون کو باہر درختون سے باندھ کر اندر
جا کے کہتے تھے کہ ہم مال کی لوٹ کے لیئے نہین آئے جان لینے آئے ہین۔ جب ان انگریزون کے
خون کے پیاسون کی پیاس بجھتی تو وہ گھر مین شہر کے بدمعاشون کو داخل کرتے جو آدھ گھنٹے مین
ایک اچھے سے سنورے گھر کو لوٹ کر جھاڑو کا تنکا بھی اس مین نہ چھوڑتے۔ شہر والون کو مدتون کی
دشمنی کے لئے یہہ بہانا خوب ہاتھ آ گیا تھا کہ وہ تلنگون کو اپنے دشمنون کے گھر پر یہہ کہکر کہ یہان
انگریز چھپا ہوا ہے لے جاتے اور گھر لٹوا دیتے۔ قاضی واڑہ مین اسی طرح قاضی فیو کو جو بڑا
پرچیت مشہور تھا اسکے سگے بھانجون نے کہہ کر قتل کروا دیا صرف یہہ ایک مسلمان تو قتل ہوا
مگر کوئی ہندو اس طرح قتل نہین ہوا۔ انگریزون کے گھرون مین آگ لگاتے اگر مکان پختہ ہوتا تو
اسکے کواڑ اور چوکھٹین اکھیڑ کر لے جاتے اور چھتون کی کڑیان اتار لیتے۔ گرجا پر باغی اپنا غصہ
نکالتے تھے اسکی مقدس چیزون کے نجس کرنے سے بڑے خوش ہوتے تھے۔ گرجا کے برج کی
اوپر جو صلیب لگی ہوئی تھی اسپر گولیان استقدر چلائین تھین کہ چھلنی کر دیا تھا۔ دیوارون پر جو کتابون کی
سلین لگی ہوئی تھین انکو سب کو اکھیڑ کر پھینک دیا اور سیکرمینٹ کی پلیٹون کو لے لیا۔ گرجا کے
گھنٹے کی رسیون کو کاٹ دیا جس سے نیچے کے پتھرون پر اسکے گرنے کا بڑا دھماکا ہوا۔

چھاونی مین سپاہ مین بڑی شورش برپا تھی یہہ چھاونی شہر سے دو میل کے فاصلہ پر تھی اور
اسکی ایک طرف پہاڑی تھی جسپر سے سارا شہر دکھائی دیتا تھا میرٹھہ مین جو بڑا کورٹ مارشل بیٹھا تھا

اس مین دہلی کی رجمنٹون کے افسر شریک ہوئے تھے۔ یہہ تحقیق ہے کہ جس اتوار کو میرٹھ مین انگریزون کو خون سے بڑا اصطباغ ملا تھا اسکی دوپہر کے بعد ایک گاڑی ہندوستانیون سے بھری ہوئی چھاونی مین آئی تھی اگرچہ وہ تلنگون کی وردی نہین پہنے ہوئی تھی مگر مشہور یہ تھا کہ میرٹھ سے تلنگے آئے ہین اب اس رات کو اور آیندہ آپس مین کیا کیا باتین ہوئین اور کیا کیا کام ہوئے وہ نہین معلوم قیاس اپنا ہو سکتا ہے مگر پیر کی صبح کو ہر ایک رجمنٹ بغاوت کے لئے تیار تھی ایسے وقت طلوع آفتاب کی پریڈ مین کل سپاہ دہلی کی چھاونی کی ۳۸ وین رجمنٹ پلٹن لائٹ انفنٹری اور ۵۴ وین رجمنٹ نیٹو انفنٹری اور ۷۴ وین رجمنٹ سکندر اور ہندوستانی توپخانہ موجود تھا۔
بارکپور مین جو ایسری پرشاد جمعدار کا کورٹ مارشل ہوا تھا اسکے واقعات سپاہ کو پکار کر سنائے گئے تھے جسپر کل تلنگے ناراض ہو کر بڑبڑائے اس سے چھاونی کے بعض افسرون نے جانا کہ دال مین کچھ کالا کالا ہے۔ جب افسر اپنی حاضریان کھا پی چکے تو ان پاس خبر آئی کہ میرٹھ سے ترک سوار باغی ہو کر شہر مین داخل ہو رہے ہین۔ ہندوستانی ملازم اور دہلی کے سپاہیون نے اپنے افسرون کو اس خبر پر مطلع کیا۔ تو افسرون نے اپنے تئین تیار کیا کہ کام کرنے کا وقت آ گیا انمین سے اکثر کو یہہ خیال تھا کہ سوار جو میرٹھ مین قید ہوئے تھے وہ جیلخانہ توڑ کر آئے ہونگے۔ کوئی نہین جانتا تھا کہ وہ بغاوت ہوئی کہ ایک دفعہ سلطنت کی جڑین ہلا دیگی یہہ کہا جاتا تھا کہ اگر میرٹھ کی سپاہ بغاوت کرتی تو وہان یورپین لشکر جرار موجود ہے وہ ان کے تعاقب مین ہوتا اور ممکن نہین تھا کہ وہ چند مفرورین کے کسی سپاہی کو زندہ چھوڑتا۔

بیچارے افسر آپس مین یہہ باتین کر رہے تھے کہ انہون نے بگل کی آواز سنی تو انہون نے اپنے کرچون کو سنبھالا ۵۴ وین رجمنٹ کو حکم ہوا کہ دو دیسی توپخانہ کی توپین ہمراہ لیکر شہر کو جائے۔ توپون کی تیاری مین ضرور تھا کہ کچھ وقت لگتا تو رپلی صاحب نے دو کمپنیون کو چھوڑ دیا کہ وہ توپون کے ساتھ آئین اور وہ کشمیری دروازہ کی طرف جو شہر کا دروازہ سب سے زیادہ چھاونی کے قریب تھا چلے اس دروازہ کی ایک جانب مین مین گارڈ رہتا تھا جس مین ۳۸ رجمنٹ کے کچھ سپاہی تھے جو دل مین باغیون سے ملے ہوئے تھے جب رپلی صاحب کو انہون نے دیکھا کہ وہ ۵۴ وین رجمنٹ کو ساتھ لیکر لڑنے کو جاتے ہین تو انہون نے جانا کہ لڑائی کا

وقت آگیا تو اس پلٹن نے اپنی بغاوت پر سے پردہ اٹھادیا۔ تیسرے رسالہ کے ترک سوار شہر کے آدمیون کی ایک بھیڑ بھاڑ لیے دروازہ کی طرف چلے آتے تھے تو ۵۴ وین رجمنٹ کو جنکی بندوقین خالی تھین حکم ہوا کہ بندوقین بھرین اور اسی وقت کپتان دال لیس نے جو فیلڈ افسر آج کے دن کے تھے اور مین گارڈ کشمیری دروازہ کے گارڈ کے کمانیر تھے انہون نے ۳۸ وین رجمنٹ کے تلنگون کو حکم دیا کہ باغیون پر باڑ مارین اسپر سپاہیون نے ناک بھون چڑھا کر عدول حکمی کی اور ایک بندوق انہون نے نہین چھتیائی۔ ۵۴ وین رجمنٹ بھی باغی ہونے مین ہمراہیون سے کم نہ تھی انہون نے ہی بندوقین ہوائی چھوڑین شاید بعض نے افسرون پر فیر کیا لیکن کرنیل رپلی کو باغی سوارون نے پاس آنکر مار ڈالا اور جو افسر گھوڑون پر سوار تھے انکو تلنگون نے بندوقون اور قرابینون سے مارا اور جو افسر پیدل تھے انکو سنگینون سے مارا۔ سمتھ و بروش و ایڈورڈس و واٹرفیلڈ اسطرح قتل ہوئے۔ جب توپخانہ اور دو کمپنیان جو پیچھے رہ گئی تھین کشمیری دروازہ کے قریب آئین تو کپتان دال لیس ان پاس دوڑے گئے اور سپاہیون سے بمنت کہا کہ جلدی کرو سپاہی تو اپنے ہی افسرون کو مارنے لگے ہین انکے اس بیان کی تصدیق بھی ہوگئی کہ کرنیل کی لاش انکی آنکھون کے سامنے آئی ہیرسن صاحب نے حکم دیا کہ توپین جلدی بھر کے کشمیری دروازہ مین چلو۔ ان توپون کے پاس آنے کی خبر سنکر باغیون کو خوف پیدا ہوا۔ جب توپین کشمیری دروازہ مین گذرین تو ان دشمنون کا پتا نہین تھا جنپر وہ حملہ کرنے آئین تھین چند ترک سوار شہر کی طرف بھاگتے ہوئے نظر آئے مین گارڈ مین کشمیری دروازہ کے آگے دو توپین لگادی گئین اور ۵۴ وین رجمنٹ کی دو کمپنیان متعین کی گئین۔ انکے پاس دو گھنٹے تک باغیون کی کچھ خبر نہین آئی وہ اس خیال سے خوش تھین کہ فوج چرار میرٹھ سے انکی مدد کو آئیگی۔

میجر ایبٹ نے کپتان دیل لیس کو حکم دیا کہ وہ ۷۴ وین رجمنٹ کو مع توپخانہ کی دو کمپنیون کے لے آئے۔ میجر ایبٹ کو جب یہہ خبر ہوئی کہ ۳۸ رجمنٹ بگڑگئی ہے اور ۵۴ وین رجمنٹ قابل اعتبار نہین رہی تو وہ گھوڑے پر سوار ہوکر بہت جلد اپنی رجمنٹ مین آئے اور سپاہیون کی طرف یون مخاطب ہوئے کہ یہہ وقت ہے کہ جس مین ثابت ہوگا کہ تم سچے وفادار نمک حلال سپاہی ہو جسکا دل چاہے وہ میرے ساتھ کشمیری دروازہ چلے۔ ایک سپاہی بھی نہ تھا جو انکی

میجر ایبٹ اور ۷۴ وین رجمنٹ

سنانے آیا ہو جب انکو بندوقوں کے بھرنے کا حکم دیا تو انہوں نے نہایت مناسب طور سے حکم کی تعمیل کی۔ انہوں نے مع دو تو پوں کے لفٹنٹ ایبڑ لے بائی کے زیر حکم کوچ کیا ان کا خیر مقدم راہ کے عین وسط میں ہیرسن صاحب اور اسکے ساتھیوں نے کیا اس سپاہ کو ۵۴ رجمنٹ کے ان سپاہیوں کے مل جانے سے تقویت ہوئی جو ادہر اُدہر حیران اور پریشان پڑے پھرتے تھے اور ان حالات کے منتظر تھے کہ میرٹھ سے جو سپاہ انتقام لینے آتی ہوگی وہ اس مغلوں کی دارالسلطنت پر کسی طرح جھاڑو پھیر کر صفاً صفاً کرتی ہے دن ڈھلتا جاتا تھا سورج اپنی ترچھی کرنین کشمیری دروازہ پر ڈالتا جاتا تھا مگر کوئی شہر کی صحیح خبر افسروں کے پاس نہیں لاتا تھا کہ وہاں کیا ہو رہا ہے سوا اسکے کہ انگریز شہر سے بھاگتے ہوئے آتے تھے اور اپنی جان بچنے کی کہانی سناتے تھے جسکا عجیب و غریب بیان معجزہ سے کم نہ ہوتا تھا۔ مگر یہاں اس پناگاہ میں آنے سے ہی انگریزوں کو خوشی نہیں ہوتی تھی پُرانی مصیبت سے چھوٹ کر نئی آفت میں آتے تھے۔ کھائی سے بچتے تھے کنوئیں میں گرتے تھے۔ کشمیری دروازہ تمام تلنگوں سے گھرا ہوا تھا جو بغاوت پر چلے ہوئے اور انگریزوں اور انکے بی بی بچوں کے مارنے کے لیئے تیار تھے یہہ وقت عجب حیرانی و سرگردانی کا انگریزوں پر تھا معاذ اللہ۔ شہر کے غل غپاڑہ کی آوازیں آتی تھیں جس سے معلوم ہوتا تھا کہ کوئی بڑا دنگہ فساد مچ رہا ہے انگریزوں کے سکنوں سے آگ کے شعلے اور دہوئیں کے بادل آسمان پر اڑتے نظر آتے تھے توپ کی آواز کچھ ٹھیر ٹھیر کر آتی تھی جسکے معنی صحیح نہیں معلوم ہوتے تھے کہ دفعتہً وہ آوازہ ہوا کہ کشمیری دروازہ کی زمین ہل گئی اور دہوئیں کا ایک ستون آسمان پر اڑتا ہوا نظر آیا جسنے آسمان کو تاریک کر دیا۔ کشمیری دروازہ میں دو انگریز ولوبای اور فورلیسٹ آئے جنمیں ایک کا منہ دہوئیں سے کالا توا ہو رہا تھا وہ پہچانا بھی نہیں جاتا تھا کہ انگریز ہے انہوں نے جو میگزین اڑانے کا حال بیان کیا اسکو انگریز کبھی نہیں بھولینگے ہم نیچے اس میگزین کے اڑانے کا بیان اس رپورٹ سے انتخاب کر کے لکھتے ہیں جو لفٹنٹ جی فورلیسٹ نے ۲۷ مئی کو میرٹھ سے اسسٹنٹ جنرل آف اوڈننس اور میگزین کو فورٹ ولیم بھیجی ہے وہ لکھتے ہیں کہ ۱۱ مئی کو جو دہلی کے میگزین پر باغیوں اور سرکشوں نے قبضہ کیا اسکے واقعات کی رپورٹ گورنمنٹ کی اطلاع کے لیئے آپ کو اس سبب سے میں لکھتا ہوں کہ لفٹنٹ ولوبائی جو میگزین کے افسر اعلےٰ تھے وہ دہلی سے باہر جانے کے بعد مارے گئے

اس تاریخ کی صبح کو، ۸ و ۹ بجے کے درمیان سر تھیوفلس مٹکف میرے گھر پر آئے اور مجھ سے انہون نے
درخواست کی کہ میرے ساتھ تم سیگزین اس غرض سے چلو کہ وہان سے دو توپین لیکر
پل پر لگا دی جائین کہ اس سے باغیون کا عبور نہ ہو سکے جب ہم دونو سیگزین مین آئے تو
کون ڈکٹرون بکلی و شاو سکلی اور سب کون ڈکٹر کرو اور سارجنٹون اڈورڈس اور سٹورٹ
ہندوستانی عملہ کے ساتھ لفٹنٹ ولوبائی اور لفٹنٹ ریزر کامون مین مصروف تھے۔
تھیوفلس مٹکف اپنی بگی سے اترے پھر وہ اور مین اور لفٹنٹ ولوبائی بگی مین بیٹھکر دریا کی طرف جاکر
ایک چھوٹے سے برج کی طرف چڑھے جہان سے سارا پل صاف دکھائی دیتا تھا کہ باغی جن کے
سرے پر سوار تھے پل پر چلے آتے ہین اور پل کا راجہ دہلی کی طرف ہے اسپر وہ بالکل قابض ہین
یہہ دیکھہ کر سر تھیوفلس مٹکف کے ساتھ ولوبائی صاحب چلے گئے کہ جا کر دیکھین باغیون کے لئے
شہر کے دروازے بند کئے گئے ہین لیکن اب اسکی ضرورت نہین رہی تہی کہ باغی شہر مین
داخل ہو کر قلعہ کی طرف خوشی کے نعرے مارتے ہوئے چلے آتے تھے ولوبائی صاحب
سیگزین کو واپس آ گئے اور آتے ہی سیگزین بچانے کا جو انتظام ہو سکتا تھا وہ شروع کیا سیگزین
کے دروازہ کو بند کیا اور مٹی بھر کر تھیلون کو مورچہ بنایا اور دروازہ کے اندر دو توپین گرایون سے بھر کر لگا دین
اور اینیر سب کون ڈکٹر کرو اور سارجنٹ سٹوورٹ کو متعین کیا کہ وہ روشن بتیان ہاتھہ
مین لیکر کھڑے رہین اور انکو یہہ حکم دیا گیا کہ اگر دروازہ پر کوئی حملہ کیا جائے تو دونو توپین
ایک ہی دفعہ ساتھہ فیر کرین اور سیگزین کے اس حصہ مین جہان مین اور ولوبائی ہین چلے
آئین اور سیگزین کے بڑے دروازہ کی بہی اسی طرح محافظت کی گئی کہ اسکے سامنے دو توپین
لگا دی گئین اور برج کے مناسب مقامات مین دو ہوٹ زر لگا دئیے گئے اور گرایون
سے بھر دئیے گئے پھر ہندوستانیون کو ہتھیار دئیے جنکو انہون نے باستکراہ لیا وہ بزفرختہ
خاطر ہی نہین معلوم ہوتے تھے بلکہ حکم عدولی کرنے پر تیار تھے وہ انگریزون کے حکم کی طاعت
نہین کرتے تھے خاصکر سلمان تو انکو سنتے ہی نہ تھے۔ اسکے بعد زمین پر باروت ایک قطار مین
کون ڈکٹرون بکلی اور سارجنٹ سٹوورٹ نے بچھائی اور پہلے سے اس مین آگ لگانے کے
لئے اشارہ مقرر ہو گیا کہ جب ولوبائی صاحب حکم دین تو بکلی اپنے سر پر سے ٹوپی اٹھائے

تو بارود مین آگ کون ڈکر لگائے یہہ انتظامات ہو رہے تھے کہ قلعہ سے ایک گارڈ آیا
اور بادشاہ دہلی کے نام سے اس نے درخواست کی کہ میگزین حوالہ کرو مگر اسکا جواب کچھ نہین دیا گیا
فوراً اسکے بعد تلنگون کا صوبہ دار جو میگزین پر متعین تھے آیا اور ڈلوبائی صاحب کو اور مجھے خبر دی
کہ بادشاہ دہلی نے باغیون پاس یہ پیغام بھیجا ہے کہ وہ فوراً قلعہ سے زینے بھیجے گا کہ میگزین کی دیوار پر
چڑھ جائین جسکی تھوڑی دیر بعد زینے آگئے اور وہ دیوارون پر لگا دیئے گئے اور کل ہندوستانی
ملازم میگزین کے اندر کے سائبانون کے اوپر چڑھ کر زینون سے باہر اتر گئے۔ جب
دیوارون پر بہت سے دشمن چڑھ آئے تو ہم نے متواتر گراپ مارے جنھون نے خوب
اچھی طرح کام کیا یہانتک کہ اب ہمارے پاس ایک گولہ رہ گیا۔ ہندوستانیون نے
بھاگنے سے پہلے توسدان چھپائے کریم بخش دربان باہر کے دشمنون سے باتین بہت
کرتا تھا اور میگزین کی حالت انکو بتلاتا تھا ڈلوبائی کو اسپر ایسا غصہ آیا کہ اسنے مجھے حکم دیا کہ اگر اب کی
دفعہ وہ دروازہ کے پاس جائے تو اسکو گولی ماردینا۔
لفٹنٹ رے نر اور ریورمین نے میگزین کی حفاظت مین جسقدر ممکن تھی کوشش کی اور
سب نے ایسے بہادرانہ کام کیئے کہ مین کسی کی ان مین خصوصیت نہین بیان کرسکتا لیکن میرا
یہہ فرض ہے کہ گورنمنٹ کے کون ڈکٹرون بکلی اور بکلی کی دلاوری سے مطلع کردن جوانہون نے
اس امتحان کے وقت مین ظاہر کی بکلی کا مددگار مین تھا اسنے تو پین جنکا ذکر اوپر ہوا متواتر فیر کین
ہر توپ کو چار دفعہ چلایا اور کئی سو دشمنون کو جو ہم پر پچاس ساٹھ گز کے فاصلہ سے بندوقین ملا رہے
تھے روکے رکھا بکلی کے بازو مین ایک گولی کہنی کے اوپر لگی جو اس وقت نکال لی گئی میرے
بھی اسوقت بائین ہاتھ مین کہنی سے اوپر دو گولیان لگین جسنے مجھے تھوڑی دیر کے لیئے بیکار
کردیا۔ میری یہہ حالت تھی کہ ڈلوبائی صاحب نے میگزین اڑانے کا حکم دیا جسکی تعمیل فوراً کونڈکٹر
اسکلی نے کی کہ اسنے کئی جگہ بارود مین آگ لگائی اسنے اپنی بہادری کا اظہار پہلے ہی سے کیا تھا
کہ اس میگزین اڑانے کی درخواست کی تھی جسکو وہ بجالایا۔ میگزین کے اڑاتے ہی ہم دریا کی
طرف اس سے نکل کر بھاگے مین اور ڈلوبائی کشمیری دروازہ مین پہنچے اور اپنے ہمراہیون کا حال
بیان نہین کرسکتا۔ میگزین کے انگریزون کو یقین تھا کہ صرف باغی ہی نہین بلکہ اہل شہر بھی ہم پر حملہ کرینگے

مگر اس سے وہ خوش تھے کہ یہہ محافظت ہم کو تھوڑی دیر کرنی پڑیگی پھر میرٹھ سے فوج اور گوروں کا توپخانہ آجائیگا۔ مگر وہ اس اپنی امید مین مایوس ہوئے۔ ایک بجے سے ابتر حملہ شروع ہوا جو کچھ کہ مقابلہ انہون نے کام کیا وہ اوپر بیان ہوا۔ جب دیوارون پر سے میرٹھ کی گیارہوین اور بیسوین رجمنٹ کے سپاہی دوسری طرف کی دیوارون پر سے میگزین مین داخل ہوگئے تو چند سکنڈ مین میگزین کو اڑا دیا میگزین کے انگریزون کو یہہ امید نہین تھی کہ ہم مین سے ایک کی بھی جان بچیگی لیکن نو انگریزون مین چار زندہ بچکر باہر نکل آئے۔ اگرچہ میگزین مین چند بہادرون کی جانین گئین مگر انہون نے میگزین اڑاکر صدہا اپنے دشمنون کی جانین لین۔ میگزین کے گرد صدہا مردے پڑے ہوئے تھے منصور خان کی حویلی مین بعض مکانون کے گرنے سے مر گئے تھے سینکڑون اہل شہر اپنے مردون کو روتے ہوئے رات کو اٹھا کرلے گئے۔ جن مردون کے وارث شہر مین نہین تھے وہ دو دن کو گرمی مین پڑے سوکھا کئے مین نے ان لاوارث لاشون کو دوسرے روز جاکر دیکھا کہ کسی کا سر پھٹا ہوا تھا کسی کی ٹانگین ٹوٹ گئی تھین کسی کے کوئی ضرب نہین آئی تھی مرا پڑا تھا۔ اس میگزین کے اڑنے سے شہر مین زلزلہ آگیا تھا۔ مگر اس میگزین کے اڑنے سے میگزین کے سامان کا ایسا نقصان نہین ہوا تھا کہ دشمنون کے لیئے کچھ سامان باقی نہین رہتا بعد اڑنے کے میگزین کچھ لٹا مگر سپاہیون نے اسکا انتظام کرلیا اور اسکے اسباب کو آخر وقت تک کام مین لاتے رہے اسکی صدہا توپون کو شہر کے گرد کچون پر چڑھایا۔ ان نو بہادرون کا نام تاریخ مین یادگار روزگار رہیگا ہندوستان مین ایک سرے سے دوسرے سرے تک انکی تعریف ہوئی جب وقت انگلنڈ مین یہہ خبر پہونچی کہ ایک نوجوان افسر ولوبائی نے دہلی میگزین کو اڑایا تو ساری قوم نے بڑی خوشدلی سے اسکی تعریف کی۔ یہہ اول کام بہادری و شجاعت کا تھا جس پر انگریزون کو بڑا فخر و ناز ہے۔

ان بہادرون کی یادگار مین میگزین کے دروازہ پر یہہ کتابہ لگایا گیا ہے۔

۱۱- مئی ۱۸۵۷ء

نو مستقل انگلش مین

لفٹنٹ جارج ڈویری ولوبائی بنگال ارٹلری۔

حاکم

لفٹننٹ ولیم رے نر۔ لفٹننٹ جارج فورسٹر۔ کونڈکٹر جی ولیم شا۔ کونڈکٹر جان بکلی۔ کونڈکٹر جان سکلی ۔ سب کونڈکٹر ولیم کرو۔ سرجنٹ برای این اڈورڈس۔ سرجنٹ پیٹر سٹوورٹ نے میگزین دہلی کی محافظت کثیر التعداد سرکشون اور باغیون کے مقابلہ مین جب تک کی دیوارون پر زینے لگ گئے اور کمک کی کوئی امید نہین رہی تو بہادرون نے میگزین کو آگ لگادی اس میگزین کے اڑنے مین اس بہادر جماعت کے پانچ آدمیون کی جانین گئین جنہون نے اپنے بہت دشمنون کو ہلاک کیا۔

لہار خانہ میگزین

اس میگزین کے محاذی چند گز کے فاصلہ پر اسکا لہار خانہ تہا جسکی محافظت انگریزون نے نہین کی اسکے ہلکے اوزار اور اسباب کو ہاتہون مین اور بہاری اسباب کو گاڑیون مین لوگ لوٹ کر لے گئے ۔

جیل خانہ [illegible]

جیلخانہ پر نجیبون کا پہرہ رہتا تہا وہ دوپہر تک علی غیاث صبر سے سنتے رہے جیلخانہ کو لوٹنے نہین دیا مگر پہر انہون نے نمک حرامی کی اور بغاوت اختیار کی۔ ترک سوار ہی پہنچے انہون نے اس جیل خانہ کو توڑا۔ قیدی خوشی خوشی بیڑیان اتار کر پہرانے ایک دو جسنم قیدی رہائی کی خوشی مین شادی مرگ ہوئے۔ قید فرنگ اور قید حیات دونو سے آزاد ہوگئے۔ خزانہ لٹا نہین امانت کا امانت تلنگون نے بادشاہ کے حوالہ کردیا۔

چہاونی مین بغاوت کی ابتدا

چار بجے میگزین اڑا تہا چہاونی مین برگیڈیر گریوس اور انکے ماتحت افسران سپاہیون کو جمع کیے ہوئے تہے جو شہر کو نہین بہیجے گئے تہے ہر وقت انکو یہہ امید تہی کہ میرٹھ سے سپاہ انکی امداد کے لیے آتی ہوگی اسکے نہ آنے پر بڑا تعجب تہا اسکی یہہ تجویز ہوئی کہ جنرل ہویٹ پاس میرٹھ کوئی شخص بہیجا جائے کہ وہ سپاہ دہلی مین بہیجین اس خدمت کو ۷۴ وین پلٹن کے سرجن ڈاکٹر بیٹسن صاحب نے قبول کیا ایک چٹھی لکھکر اس بہادر ڈاکٹر کو دی گئی وہ اپنی بی بی بچون سے رخصت ہوئے جینے پہر ملنے کی امید نہ تہی انہون نے اس جان جوکہون کے سفر کے لیے بہیس فقیرانہ بنایا وہ ہندوستانی زبان ہندوستانیون کی سی بولنی جانتے تہے مگر انکی آنکہون کے کیرے رنگ نے انکو اس بہیس مین بہی بتلا دیا کہ وہ انگریز ہین سپاہیون نے انپر گولیان چلائین گنوارون نے انکے کپڑے اتار رے وہ آوارہ سرگردان حیران پریشان جنگلون مین پاؤن مین چہالے پڑے ہوئے

ہو کے ننگے پڑے پھرے - بہزار خرابی خدا خدا کرکے انبالہ مین زندہ پہنچ گئے - سپاہی بغاوت پر آمادہ تھے مگر افسرون پر دست درازی نہین کرتے تھے اب تک انکو میرٹھ سے گورون کے آنے کا خوف چلا جاتا تہا عورتین اور بچے باد لے پر جمع ہوئے - دو توپین بادلے کے آگے لگی ہوئی تھین مگر ان کے توپچیون پر اعتبار نہ تہا - باولہ دہلی کی تاریخ مین ایک بڑا مشہور مقام ہوگیا ہے - ۱۱ - مئی کو وہ کچھ ہی بہتر بلیک ہول سے تھا وہ ایک گول گھر ہے جسکا قطر ۱۸ فیٹ ہے اسپر چھاونی کا جھنڈا لگا رہتا تہا اس مین بہت سی لیڈیان اور بچے تھے اور انکے ساتھ عورت مرد ملازم بہی گہسے ہوئے تھے گرمی کی شدت کے سبب ضعیف دماغ لیڈیون کو غش آتے جاتے تھے انکو مایوسی مارے ڈالتی تھی انہین بیوہ عورتین تھین جو اپنے خاندان کا ماتم کررہی تھین جو مارے گئے تھے اپنے بہن بہائی کے مارے جانے کی خبر سنکر رو رہی تھین بعض ایسی تھین جنکے خاوند اپنی خدمت پر تعینات گئے ہوئے تھے جنکی خبر انکو نہ تہی کہ کیا اثر گذری - چھاونی مین علاوہ سپاہ کے افسرون کے انیس اور یورپین پاکر ہجن تھے - میگزین اڑنے کے بعد ہندوستانی سپاہ نے چھاونی مین کھلی بغاوت اختیار کی بارود خانہ پر جو ۳۸ وین رجمنٹ کی دو کمپنیان تھین انہون نے پرتہوی راج کی جے پکاری -

دہلی کی پلٹنون نے عام بغاوت اختیار کی وہ کچھ دیر اس سبب بغاوت سے رکی رہین کہ میرٹھ سے گورون کی سپاہ اپنے بہائی بندون کے قتل کا عوض لینے آتی ہوگی مگر اب بادشاہ اور شاہزادے اور انسے زیادہ شہر کے معقول آدمی انکے ساتھی ہوگئے - صبح سے ہر ایک جگہہ یہ غل مچنا شروع ہوا کہ بادشاہ باغیون کی طرف ہے اب انگریزون سے لڑنا گویا بادشاہ کی طرف سے اور مغلون کی سلطنت کے بحال کرنے کے لیئے ہے - اہل قلعہ اگرچہ نامرد کمزور وڈرپوک تھے لیکن عیسائیون کی سلطنت کے برباد کرنے کے لیے مردبن گئے انہون نے اپنا گلا فرنگیون کے جوئے کے تلے سے نکال لیا - ہندو مسلمان جانتے تھے کہ بادشاہ کی حکومت قائم ہونے سے پھر ہم بڑے ممتاز عہدون پر سرفراز ہوجائینگے اور لچے شہدے آدمیون کی لوٹ کے ہاتھ لگنی کی خوشی تہی - آفتاب افق کے نیچے جانے کو ہوا انگریز میرٹھ سے امداد دینے نہ آئے جسکے سبب بغاوت ساری دہلی مین پھیل گئی -

اب سرکشون اور باغیون کے جم غفیر سے انگریزون کا مقابلہ کرنا ناممکن ہوگیا کشمیری دروازہ مین

۵۴ وین رجمنٹ نے گولیان چلانی شروع کین گورڈن صاحب جو آج کے دن فیلڈ افسر تھے اور
آرسمتھ اور ردی لی افسر ۴۴ وین پلٹن کے مارے گئے۔ بعض عیسائیون کا ان گولیون سے
بچ جانا بڑے اچنبھے کی بات تھی۔ انگریزون کو سوار فرار کے کوئی اور چارہ سلامت رہنے کا
نہ تھا کشمیری دروازہ مین ایک کھڑکی خندق کی طرف جانے کی تھی۔ خندق کا ڈھلان بہونیٹ تھا
اور ایسی ہی پھر اوپر چڑہنے کا ڈھلان تھا اسکے پرے دریا کا بیلا تھا جو مفرورین کو رات تک چھپائی
رکھتا نوجوان اور چست و چالاک افسر جنکو زخمون نے لنگڑا نہ کیا ہو خندق کے اندر اتر کر پھر اسکے
اوپر چڑھ سکتے تھے لیکن کمرون کے اندر سے انگریزون کی دردناک آوازین انکو بتلا رہی تھین
[illegible] کا تحفظ اپنے ہی لیئے نہین کرنا چاہیئے ہم کو بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ اب کشمیری دروازہ مین
رہنا [illegible] کی حماقت کرنی تھی۔ بس عورتین کھڑکی کے پاس آئین وہ مایوسانہ سوچ رہی تھین کہ آیا
اس خندق سے اتر کر چڑھ سکتی یا نہین کہ ایک گولا انکے سر پر سے گذرا کچھ افسر نیچے خندق مین
اتر گئے کچھ اوپر رہے اوپر کے انگریزون نے سبھون کی کمرون مین پٹکے ڈال کر کچھ نیچے اتارا اور
نیچے کے انگریزون نے انکو سہارا دیکر خندق مین اتارا بہزار دقت وہ نیچے خندق مین اترین
اب اس اترنے سے زیادہ تر مشکل دوسری طرف خندق پر چڑہنا تھا وہ کچھ چڑہتی تھی پھر پھسل کر
نیچے کھائی کی تہ پر آتی تھین۔ مگر مایوسی اور خوف نے انکو فوق البشر قوت دے دی تھی وہ
لڑکھڑیان کھاتی ہوئی اوپر چڑھ گئین اور کھائی کے اوپر جا کر کچھ دریا کی جانب بیلے کی طرف
چلین...... اور جنگل مین پہنچ گئین چھاونی کی طرف گئین۔ لیکن بعض مٹکف صاحب کی کوٹھی
کی طرف بہہ وہ بانوان پری چہرہ سیم اندام تھین جو صبح کو خس کی ٹٹیون مین اپنا بدن ٹھنڈا
کر رہی تھین یا اسوقت گرمی کے مارے ماہی بے آب کی طرح بیتاب تھین۔
پہاڑی پر چھاونی مین انگریز بالکل مایوس تھے سپاہی ان سے برگشتہ ہو گئے توپین انکے قبضہ سے
نکل گئین۔ اب یہان ٹھیرنا ممکن نہ تھا چند سپاہی نمک حلال تھے اور افسرون کے گھر بھی پاس تھے
جہان سے اہنون نے اپنی سواریان گھوڑے گاڑیان منگالین اور ضروری اسباب ساتھ لیا
اور روپیے بھی جو گھر کے دیوتا ہوتے ہین ساتھ لے لیئے۔ یہان شہر کے آدمیون کا اور بادشاہی
ملازمون کا اثر بھی سپاہیون پر ابھی نہین ہوا تھا کہ وہ انکو بے رحمی سے قتل کرتے۔ جب وہ

چلے ہین تو سپاہیون نے بھی انکے ساتھ تہوڑی دور ہمت کی اور افسرون سے بنت کہا کہ آپ جلدی چلے جائین کہین ایسا نہ ہو کہ شہر سے سرکشون کی بھیڑ یہان آ جائے۔ بعض افسرون نے جانے مین اس لیئے دیر لگائی کہ وہ اپنی رجمنٹون کے علم اپنے ساتھ لے جانا چاہتے تھے۔

دہلی سے انگریزون کا مفرور ہونا

شہر اور چھاونی سے انگریز بھاگ گئے یہہ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ کہین جنگلون مین اور غیر آباد کھنڈرون و گڈھون مین چھپے۔ کبھی انہون نے اپنے لباس اُتارے کہ جس سے وہ چاندنی مین نہ پہچانے جائین کہین چوٹون نے انکو لوٹا کہین گنوارون نے مع دست بنکر و عاری کبھی وہ اپنے بی بی بچون سمیت دریا کے پانی اور دلدل کو طے کر کے پار اترے کہین وہ خوب پٹے کہین گرمی کی شدت کی دہوپ مین دن کو ننگے اور بھوکے وہ چلے راتون کو ایسی حالت مین کہ ہر لمحہ جان جانے کا خوف تھا سوئے بعض دفعہ نازک عورتین اپنے خاوندون سے اور بچے اپنے ماباپون سے جدا ہو جاتے تھے لیکن اکثر اشراف انگریز انکی محافظ ہو جاتے تھے مس ووڈ اور مس بیل نے ایک زخمی افسر کو بچایا جو بغیر انکی امداد کے چل نہین سکتا تہا۔ بعض خوش نصیب انگریز بہت اچھی طرح میرٹھ مین کرنال مین انبالہ مین خیر و عافیت سے پہنچ گئے بعض راہ مین فنا ہو گئے بعض اپنے ہمراہیون کے ساتھ آگے چل نہین سکتے تھے اسلیئے ان کو ہمراہیون نے چھوڑ دیا۔ یہہ مفرورین کے امتحان کا سخت وقت تھا۔ بہادرون کے دلون مین یہی آیا کہ جو مصیبت زدہ ہمارے ساتھ بھاگ نہین سکتے انکو چھوڑ دیا جائے۔ اس کے سوا وہ اور کیا کیا کر سکتے تھے۔ ایک آدمی کی بچانے مین بہت سی جانین کیون کھوتے۔ لیکن سچ بات یہ بھی ہے کہ بہت سے ہندوستانیون نے اپنی جان پر کھیل کر انگریزون کی جانین بچائین اور اپنی قوم کی سنگدلی اور بدکاری کے داغ کو مٹایا۔ دہات مین بہت سے ہندوستانیون نے مفرور انگریزون کی بڑی خاطر داری کی اور انکو سلامتی کی جگہ پہنچا دیا ان بچانے والون مین بڑے بڑے زمینداروں سے لیکر خاک روب تک تھے جنہون نے عیسائیون کی جان بچانے مین اپنی جان کو جوکھون مین ڈال دیا۔

دہلی کالج کا غارت ہونا اور اسکے پرنسپل اور ماسٹرون کا حال۔

۱۱ مئی ۱۸۵۷ء پیر کے دن صبح کے چھ بجے سے ۸ ½ بجے تک کالج بدستور کھلا رہا اس کے بعد آٹھ سات لالا بھاگتے اور ہانپتے ہوئے جماعتون مین گئے اور انہون نے اپنے لڑکون سے

کہا کہ جلد گھر چلو انگریزوں کو تو سوار قتل کر رہے ہین - یہہ سنتے ہی لڑکے تو بھری ہونے شروع ہوئی
پرنسپل صاحب کو خبر ہوئی وہ ششدر و متحیر ہوئے کہ اتنے مین میگزین کا چپراسی افسر میگزین کی
چھٹی لایا کہ خوف زیادہ ہے اب آپ مع اپنے انگریزی ماسٹرون کے میگزین کے اندر آجائیے اس
چھٹی کے پڑھتے ہی پرنسپل صاحب نے کالج مین چھٹی دی - اس وقت کالج مین مسٹر ایف
ٹیلر صاحب پرنسپل تھے وہ تنہا کالج کی کوٹھی مین رہتے تھے اور مسٹر روبرٹ صاحب ہیڈ ماسٹر
تھے وہ کالج کے احاطہ ہی مین ایک کوٹھی مین مع اہل و عیال کے رہتے تھے مسٹر سٹورٹ صاحب
سکنڈ ماسٹر کالج کے قریب منصور علی خان کی حویلی مین اور مسٹر سٹینر صاحب تھرڈ ماسٹر کشمیری
دروازہ کی طرف رہتے تھے یہہ چار انگریز تھے اور پانچوین ہندوستانی عیسائی یسوع داس مجندر
پروفیسر ریاضی تھے چارون انگریز تو میگزین مین گئے پروفیسر صاحب بیدل پن چکی کی سڑک پر قلعے
نیچے آئے جب انہون نے دیکھا کہ آٹھ سات ترک سوار ننگے کرچین چمکاتے ہوئے لال ڈگی کی سڑک پر آتے
ہیں تو وہ خدا کو یاد کرتے ہوئے اپنی کوٹھے پر جو چاندنی چوک مین تھا چلے گئے - بارہ بجے کے بعد سے
کالج کے کتب خانے لٹنے شروع ہوئے - لیٹرے عربی - فارسی - اردو وغیرہ کی کتابون کے
گٹھڑ باندھ کر کتاب فروشون اور مولویون اور طالب علمون کے پاس بیچنے کے لیے لے گئے
ان مین سے کسی کتاب کو ضائع نہین کیا بعض طلبہ کتابون کے شوقین بھی لوٹ مین خود شریک
ہو کر اچھی اچھی کتابین چھانٹ کر لے گئے لوگون نے انگریزی کتابون کے شیرازہ توڑ کر انکے پٹھے
اتار لیئے کہ جلد سازون کے ہاتھ وہ بیچینگے ایسے پٹھے خوبصورت کب ہاتھ آئین گے باقی کتابون کے
ورقون کو پھاڑ کر پراگندہ کر کے کالج کے باغ اور احاطہ مین کئی انچ موٹا فرش روی کا بچھا دیا -
آلات طبعیہ کو توڑ کر ان کا لوہا اور پیتل نکالکر لیگئے مکان کو آگ تو نہین لگائی مگر اسکی چوشمان
کواڑ سب اتار کر لے گئے اور سارا اسباب الماریان نخ کرسیان اور پرنسپل و ہیڈ ماسٹر
کے گھر کا اسباب سب لوٹ لیا غرض کالج مین سوار کا غذکی ردیون کے اور دو چودہ پندرہ
برس کی لڑکیون کے نیم برہنہ لاشون کے کچھ اور نہ تھا - جب میگزین اڑا تو مسٹر ایف ٹیلر صاحب
اور مسٹر سٹینر صاحب اس سے باہر زندہ نکلے - سٹینر صاحب تو فصیل کی دراڑ مین سے جو
میگزین کے اڑنے سے پڑی تھی نکل کر جمنا سے پار ہو کر میرٹھ زندہ پہنچ گئے - ٹیلر صاحب میگزین سے

نکل کر اول اپنے کالج کے احاطہ مین آئے اور اپنے بوڑھے خانساماں کی کوٹھری مین گئے اسنے انکو مولوی محمد باقر کے گھر پہنچا دیا جو انکے بڑے قدیمی دوست تھے۔ مولویصاحب نے اپنے امام بارہ کے تہ خانہ مین ایک رات انکو رکھا مگر محلہ مین یہہ مشہور ہوگیا کہ ٹیلر صاحب کو مولوی صاحب نے چھپایا ہے اسلیئے مولویصاحب ان کو اپنے گھر مین نہین رکھ سکے ہندوستانی صورت انکی بنا کے گھر سے باہر کیا وہ بیرام خان کی کھڑکی سے باہر نکلے تھے کہ املیون کی ڈنڈی پر اہل شہر نے پہچانکر لاٹھیون کے مارے انکا کچلا نکال دیا۔ پروفیسر رامچندر کو انکے کوٹھے پرے انکے بھائی رائے شنکرداس صاحب نے لیجاکر کایتون کے محلہ مین اپنے کسی عزیز کے ہان چھپایا مگر انکے رشتہ دارون نے یہ جانکر کہ انکے سبب سے ہم سب پر آفت آئیگی انکا یہان چھپا رہنا گوارا نہین کیا۔ انکا ایک قدیمی وفادار نوکر جاٹ انکو گنوار بنا کے اپنے گاؤن مین لے گیا وہان سے انگریزی لشکر سے بادلی کی سرا مین جا ملے۔ سوا ان پروفیسر اور مسٹر سیٹر کے کوئی عیسائی ماسٹر باغیون کے قتل سے نہین بچا پانچ چھ لڑکے غریب انگریزون کے کالج مین پڑھتے تھے انکو بھی اجل نے زندہ گھر تک نہ پہنچنے دیا۔ والا گوہر مسٹر ایف ٹیلر صاحب اس کالج مین تیئیس برس سے ہیڈ ماسٹر رہے تھے اور دو تین برس سے پرنسپل ہوگئے تھے۔ وہ اپنے شاگردون پر پدرانہ شفقت کیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے یہہ سب میری اولاد ہین اور انسے بہتر اولاد ہو نہین سکتی کہ سب صاحب لیاقت ہین اور انکے پالنے اور پرورش کرنے کا مجھے کچھ فکر نہین۔ بیمار ہون تو تیمارداری کرنی نہین پڑتی۔ مجھے انکی خوش لیاقتی اور نیک خصلتی سے دلی خوشی ہوتی ہے سچی نیکی کا معیار سب سے بڑا یہہ ہے کہ نیک آدمی جنکے پاس رہنے سے اور آدمی نیک خیال نیک دل پاک نفس ہو جائین۔ سو اس نیک سرشت مین یہہ خوبی تھی کہ اس کے شاگردون مین سے شاید ایک دو فیصدی بھی بدکردار نہ ہونگے۔ ان کے شاگردون کو بھی استاد سے ایسی محبت تھی جیسی کہ باپ سے بلکہ بعض کو تو باپ سے بھی زیادہ کہ انکا مذہب اپنے باپ کے مذہب کو چھوڑکر اختیار کر لیا۔

اکثر اس تارگھر کا بیان انگریزی تاریخون مین مختلف طرح سے لکھا ہے مگر نین سنگھ صاحب سی۔ ایس۔ آئی کمشنر سابق دہلی نے نہایت صحیح تحقیق کرکے یہہ حال لکھا ہے کہ ٹیلیگراف ماسٹر مسٹر ٹوڈ دہلی

بہت سویرے صبح کو اسلیئے روانہ ہوئے کہ تار برقی کی لین میں جسکو باغیون نے کاٹ دیا تھا دیکھین کہ کیا خرابی واقع ہوئی ہے اسکو باغیون نے مار ڈالا اسکے دو اسسٹنٹ جنکے نام برنڈش و پلکنگٹن تھے وہ اوفس مین دوپہر کے دو بجے تک رہے۔ اس وقت تک ملیٹری حکام نے کوئی تار نہین بھیجا تھا وہ ابھی تک میرٹھ سے اپنی کمک کے لیئے انتظار کر رہے تھے۔ سگنلرس اپنی آلہ پر چک چک کی آواز لگائے جاتے تھے اور وقتاً فوقتاً انبالہ کے اوفس کو اطلاع دیتے تھے کہ دہلی مین کیا ہو رہا ہے۔ تین بجے کے قریب پلکنگٹن باڑے سے ایک ملیٹری افسر کے ساتھ اپنے اوفس کو آیا۔ ٹیلیگراف اوفس کے انگریزون کو صلاح دی گئی تھی کہ وہ باڑے پر آجائین۔ حسب سرشتہ ایک ضعیف ٹیلیگرام انبالہ کو بھیجا گیا جو حقیقت مین ایک بات چیت بغیر کسی جوابدہی کے ایک کلارک کی دوسرے کلارک کے ساتھ تھی مگر اس نے تمام پنجاب کو آگاہ کر دیا کہ دہلی مین کیا واقعات ظہور مین آئے جسکے سبب سے یہان کے حکام نے وہ تدابیر کین کہ جنسے اسوقت پنجاب مین بغاوت کو روک دیا۔ پلکنگٹن مدت ہوئی کہ مرگیا اور مسٹر برنڈش کی چار سال بعد ۱۱ مئی کی حسن خدمات کے صلہ مین پوری تنخواہ کے برابر پنشن ہوگئی وہ ابھی تک زندہ ہے اسکو دہلی مین لارڈ کرزن نے ایک سونے کا تمغہ دہلی مین تارگھر کی یادگار کے جلسہ مین دیا۔ تار جو دہلی سے انبالہ بھیجا گیا تھا اسکا مضمون یہہ تھا کہ سپاہی میرٹھ سے آگئے ہین اور ہر چیز کو جلا رہے ہین مسٹر ٹوڈ مارا گیا اور چند اور یورپین مارے گئے۔ ہم بند ہو رہے ہین ہم سنئے۔ یہ لکھا ہے کہ کیسی بیکسی و بیچارگی کی حالت مین انگریز مقتولون و مجروحون اور مفرورون پر آفت پر آفت آئی کہ خدا کی پناہ اب ہم یہہ لکھتے ہین کہ قلعہ کے اندر قیدیون پر کیا قیامت برپا ہوئی۔ شہر مین گورون کی سپاہ تو تھی نہین مگر سول اور ملیٹری افسرون کے سوا اور قسم کے انگریز سوداگر تاجر پیشہ ور رہتے تھے وہ زیادہ تر دریا گنج کشمیری دروازہ اور منصور خان کی حویلی مین بستے تھے اور انکے دو چار گھر بھی کا غذی محلہ و چیلی قبر پر تھے۔ جب دریا گنج مین باغی گھس آئے اور انگریزون کو قتل کرنا اور بنگلون مین آگ لگانا شروع کیا تو کشن گڈھ کی کوٹھی نمبر ۵ مین چھ انگریز اور انکے دو ہوشیار لڑکے اور بیس پچیس عورتین اور بچے جمع ہو گئے۔ یہ کوٹھی مضبوط تھی اور اس مین تہ خانہ تھا جو اس گرمی کے موسم مین بڑے کام کا تھا اس کوٹھی کو انگریزون نے مورچہ

۱۱-۱۲-مئی کو قلعہ کے ... قیدیون کا قتل ہونا۔

بنالیا۔ بندوقین وگولی باروت ان پاس تھے۔ اگرچہ بدذات شریر گوکرون نے پانی کے برتنون
مین سے پانی بہا کے اپنے آقاؤن کو پیاسا مارنا چاہا تھا لیکن ایک سقے نے تہ خانے کے موکھے
سے پانی انگریزون کے پاس پہنچایا اور منہ مانگی قیمت انسے لی۔ اس کوٹھی پر دو روز تک
سینکڑون باغی اور سرکش حملہ کرتے رہے مگر وہ انگریزون کے مقابلہ مین عہدہ برآ نہ ہوسکے۔ مرزا
ابوبکر بھی توپ ساتھ لیکر چڑھائی کو گئے مگر بندوقون کی گولیون کو چلتا ہوا دیکھ کر اپنے گھر کو
واپس ہی آئے آخرکار۔ انگریزون سے تلنگون نے بقسم قول و قرار کیا کہ تم اپنے تئین ہمارے حوالہ کردو
ہم تمہین مار کر جان نہین لینگے۔ بادشاہ کی حراست مین تم کو پہنچا دین گے اس شرط پر حوالہ کر دیا
وہ اب زیادہ لڑ بھی نہین سکتے تھے نہ ان پاس گولی باروت تھی نہ کھانے پینے کو پاس تھا۔ وہ ان
عورتون بچون و انگریزون کو جو تیس کے قریب ہونگے قلعہ مین لے گئے۔ وہ بادشاہ کے حکم سے
بڑے خاصہ کے مکان (باورچی خانہ) مین محبوس ہوئے۔ تلنگے شہر کے اندر آنے کے بعد گلی
گلی کوچہ کوچہ انگریزون کو ڈھونڈھتے پھرتے تھے اور شہر کے آدمی انکے ساتھ جھوٹ سچ
بتاتے پھرتے تھے کہ یہان انگریز ہے وہان میم ہے۔ اسطرح بھی انکو پندرہ بیس بچے
عورتین ہاتھ لگ گئین جنکو انہون نے قیدخانہ مارکور مین پہنچا دیا مین نے چاندنی چوک مین
خود دیکھا کہ ایک جوان میم صاحبہ اپنا سار النفیس لباس مع ٹوپی کے پہنے ہوئے اور ایک
تولیہ مین اپنے بچے کو لپیٹے ہوئے دونو ہاتھون سے چھاتی سے لگائے تین چار تلنگون
کی حوالات مین جاتی تھین اور ان کے ساتھ پانچ چھ برس کا ایک لڑکا ایک ہاتھ سے ماں کے
سایہ کو پکڑے ہوئے اور دوسرے ہاتھ مین ٹین کا تام لیٹ لیئے ہوئے جاتا تھا رستہ
مین سفاک ننگی تلوارین انکو دکھا کر تلنگون سے کہتے تھے کہ ہمین قتل کرنے دو تو وہ غصہ سے
اپنے چہرہ کو آتشناک بنا کے انکو دیکھتی تھی اور کچھ نہین بولتی تھی۔ غرض یہہ عورت اپنی مردانہ
ہمت سے اسطرح جاتی تھی جیسے کہ وہ ہوا کھانے جاتی ہوگی جس مکان مین یہہ قیدی مقید
ہوئے تھے چالیس گز طول مین اور بارہ گز عرض مین تھا اسطرح ۹ ۳/۵ مربع گز رقبہ ہر قیدی کے
لیئے تھا مگر گرمی کا موسم تھا انگریزون کے لیئے وہ قفس جان گزا تھا۔ جائے تنگ مردمان بسیار
اول روز دو وقت اچھا کھانا بادشاہ کے خاصہ سے آیا جسکو پھر تلنگون نے بند کیا پھر خراب کھانا

جیسا کہ قیدیون کو ملاکرتا ہے ان قیدیون کو ملنے لگا۔ قید مین بہی حرامزادے سپاہی قیدیون کو جاکر دھمکاتے اور گالیان دیتے مسس آلڈویل جو اپنے چار بچون سمیت جھوٹ موٹ کی مسلمان بنکر اس قیدخانہ سے زندہ نکلی تھین وہ اس قیدخانہ کی یہہ حکایتین بیان کرتی ہین کہ تلنگے بار بار پوچھتے تھے کہ اگر بادشاہ تمہاری جان بخشی کردے تو مسلمان اور غلام ہو جاوگی؟ مگر بادشاہی سپاہی تلنگون سے کہتے تھے کہ تم سوا انکی جان ستانی کے کچھ اور بات پر اپنی رضامندی نظاہر کرو بادشاہ کے ایک ملازم نے مسس سٹیز سے پوچھا کہ اگر انگریزی عملداری پھر ہو جائے تو تم ہمارے ساتھ کیا سلوک کروگی تو انہون نے جواب دیا کہ جو تم نے ہمارے خاوندون اور بچون کے ساتھ کیا ہے۔ اب ۱۶ مئی ہفتہ کا روز ان قیدیون کی موت کا دن آیا۔ قلعہ کے سپاہی قیدخانہ کے دروازہ پر آئے اور انہون نے قیدیون سے کہا کہ چلو ہم تم کو ایک اور اچھے مکان مین لے چلین۔ اگرچہ قیدیون کو اُن سپاہیون کے کہنے کا ذرا سا بھی اعتبار نہ تھا مگر وہ قیدخانہ سے باہر نکل کر جمع ہوئے۔ ایک رستہ کا حلقہ انکے گرد ڈالا گیا کہ کوئی ان مین سے بھاگ نہ جائے پھر وہ نقارخانہ کے سامنے حوض پر بٹھائے گئے انکی اس قتل گاہ پر پہلے ہی سے عیسائیون کے قتل ہونے کا تماشا دیکھنے کے لئے تماشائیون کا ہجوم لگ گیا تھا وہ انگریزون کو گالیان دیتے تھے اور خوشی کے نعرے مارتے تھے۔ اب قتل کا آغاز ہوا۔ تیسرے رسالہ کے ترک سوارون نے جو یہان موجود تھے اپنی قرابینین اور بندوقین قیدیون پر چلائین یہہ اتفاق کی بات ہے کہ بادشاہی ملازمین مین سے ایک ملازم کے انکی گولی لگی پھر بادشاہ کے خاص بردار سپاہیون نے ان سب بیگناہون اور معصومون کو تلوارون سے قتل کرڈالا تھوڑی دیر مین پچاس عیسائیون کا خون اپنی گردن پر لیا جس بھنگی نے ان لاشون کو چھکڑے مین لادا تھا اس کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ پانچ یا چھ انگریز تھے باقی سب عورتین اور بچے تھے۔ یہہ سب لاشین چھکڑے مین لادکر جمنا مین پھینک دی گئین یہہ بہی مشہور ہوا کہ ان لاشون مین ایک بالک جیتا تھا جو تلوارون سے بال بال بچ گیا تھا مگر اسکو بہی پھر ظالمون نے مار ڈالا۔

شہر مین جو دیندار مسلمان تھے وہ تو ایک سناٹے کے عالم مین تھے کہ یہہ عورتون اور بچون کا قتل ہونا خدا اور رسول کے حکم کے برخلاف ہے اس گناہ کے سبب قلعہ پر خدا کا قہر ضرور نازل ہوگا

اور ہم پر بلا اس سبب سے نازل ہوگی کہ ان معصوموں و بیگناہوں کی جان بچانے کے لیے نہ کوشش
کرنے سے ہم بہی اس گناہ مین شریک ہیئے۔ مگر بعض مفسد بے ایمان مسلمان بڑے زور شور سے
یہہ کہتے پہرتے تھے کہ افعی را کشتن و افعی بچہ را نگاہ داشتن کار خردمندان نیست۔ سعدی کے
اس فقرہ کا اثر ان مسلمانوں پر قرآن شریف کی آیتوں اور حدیثوں سے بہی بڑہ گیا تھا۔
اب بڑی تحقیقات یہہ ہوئی کہ یہہ قیدی بادشاہ کے حکم سے مارے گئے یا نہین۔
حکیم احسن اللہ خان اپنی شہادت مین بیان کرتے ہین کہ ان عیسائیون کے قتل کے بڑے محرک
گلاب شاہ تیسرے رسالہ کا افسر اور ان سیٹا الگزنڈر رجمنٹون کے افسر اور بادشاہی ملازمون
مین سے رشیدی نصیر خان اور بسنت خواجہ سرا اور شاہزادون مین مرزا ابو بکر اور مرزا
خضر سلطان تھے۔ مین نے خواجہ سراؤن کی موجودگی مین عرض کیا تھا کہ عورتون اور بچون کو قتل کرنا
ہمارے مذہب مین منع ہے اور دنیاوی دانائی کا بہی یہہ مقتضا ہے کہ یہہ قتل نہ کیا جائے مین نے
بادشاہ کو یہہ صلاح دی تہی کہ اس کا فتوی علماء سے لیکر فوجی افسرون کو دکھادیا جائے اور محلسرا
مین عورتین اور بچے حفاظت سے رکہے جائین۔ اسطرح سے جو نتائج پیدا ہوتے ہین اُن کی
مثال جنگ افغانستان مین اکبر خان کی بتلادی تہی کہ اُس نے عورتون اور بچون کی جانین بچا کے
اپنے باپ کو انگریزون کی قید سے رہا کرایا اور سلطنت پر بحال کرایا۔ بادشاہ یہہ باتین سنکر عیسائیون
کے قتل کے حکم دینے سے دو روز باز رہا مگر پہر لوگون نے بادشاہ پر زیادہ زور ڈالکر
قتل پر اسکی رضامندی حاصل کرلی اور عیسائی قتل ہوگئے۔ حکیم صاحب کی یہہ راے کہ اگر بادشاہ
عورتون اور بچون کو اپنی محل مین لے جاتا اور جب سپاہی انکو اس سے قتل کے لیئے مانگتے تو
وہ سپاہیون سے کہتا کہ مین ان عیسائیون کے قتل پر راضی ہونگا کہ تم پہلے میری بیوی بچون کو
قتل کرڈالو تو غالب یہہ تہا کہ بادشاہی محلسرا مین سپاہیون کو داخل ہونے کی جرأت
نہ ہوتی کہ وہ عورتون اور بچون کو زبردستی پکڑکر مارڈالتے۔ یہہ راے ایک فرضی صورت اور
فرضی نتیجہ ہے جو غلط اس سبب سے معلوم ہوتا ہے کہ اول بادشاہ کے اختیار ہی مین یہہ تہا کہ وہ
قیدیون کو سپاہیون کے پنجہ سے چہٹاکر محلسرا مین لے جاتے دہلی کے فتح ہونے کے
بعد دفتر شاہی مین مسٹر سانڈرس صاحب کمشنر کے ہاتھ مین نبی بخش خان کی عرضی آئی

جسکا مضمون نیچے لکھا جاتا ہے۔

جہان پناہ سلامت۔ مودبانہ عرض کرتا ہون کہ حضور عالی پر ظاہر ہے کہ خالق جہان کو عدل پسند اور ظلم ناپسند ہے اگر حضور عالی کی راے عالی مین یہہ مناسب ہو تو حضور سپاہ کے ان افسرون سے جو عورتون اور بچون اور قیدیون کے قتل کرنے کی آپ سے درخواست کرتے ہین یہہ فرمادین کہ مین نے تمہارے سرون پر جب ہاتھہ رکھا ہے اور مذہب کے سبب سے تمہارے ساتھہ شریک ہوا ہون کہ تم نے میری بڑی منت سماجت کی ہے تم کو چاہیئے کہ اول فتوے لے اور مولوی دستخط لکھائین اگر ان مین انکو قتل کی اجازت ہو جائے تو وہ قتل کر ڈالین مین انکے قتل کا حکم اپنی شرع و حدیث کے برخلاف نہین دونگا اگر وہ یہہ نہین منظور کرین گے تو ضرور اول وہ اپنے انتقام لینے کی جھنجلاہٹ حضور پر نکالینگے مجھے یقین ہے کہ حضور کے احکام میری عرائض کے موافق سپاہ کے افسرون کے نام اسطرح جاری ہونگے جنسے انکو معلوم ہو کہ حضور نے یہہ قطعی فیصلہ کر لیا ہے۔ حضور کے روبرو مین نے یہہ عرض ضروری سمجھ کر پیش کی ہے۔ خدا حضور کی سلطنت کو اقبال مند کرے۔ عرضی فدوی نبی بخش خان مختار عرش آرامگاہ

تاریخ ندارد

اس عرضی پر اول صاحب کمشنر نے توجہ کی اور نبی بخش خان کو دہلی مین آ رہنے کا حکم دیا۔ مگر بعد ازان اس عرضی مین یہ شبہہ پڑ گیا کہ وہ اصل مین بادشاہ کو دی گئی تھی یا دفتر مین ڈلوا دی گئی تھی۔ بہر نہج عرضی دینے والے کو سوجھی بڑی دور کی تھی۔ مہ جیون لال مخبر نے یہ بھی بیان کیا کہ مرزا مغلے نے یہہ کہا تھا کہ عورتون اور بچون کا مارنا ہمارے مذہب کے خلاف ہے تو تلنگے مرزا کے مارنے پر چلے بمشکل سے بھاگ کر انہون نے اپنی جان بچائی۔ ۱۰ مئی کے بعد نہ دلی کے شہر مین نہ چھاونی مین ایک فرنگی باقی تھا۔ مغلون کی دارالسلطنت مین برٹش کا کوئی قدم نہ تھا۔

بیک دور چرخ چنبری ـــــ نہ نادر ماند نہ نادری

انگریز بالکل تباہ ہو گئے بادشاہ انکی جگہہ فرمانروا ہو گئے۔ سراج الدولہ اور بلیک ہول کے زمانہ سے کبھی اب تک ایسی مصیبت انگریزون پر نہین پڑی تھی۔ جس دن سے کہ انہون نے ہندوستان مین قدم رکھا تھا اب تک انکی نہ ایسی تفضیح اور نہ تذلیل ہوئی تھی۔ اسقدر عیسائیون کا قتل تو بڑے غم کی بات تھی

مگر اس قتل کے انتقام کے لیئے کچھہ نہ کرنا بڑے شرم کی بات تھی یہہ غم دہلی مین تھا اور یہہ شرم میرٹھہ مین تھی بعض ارباب الرائے کی یہہ رائے ہے کہ اگر میرٹھہ سے تہوڑی سی فوج بہی دہلی مین آجاتی تو یہہ فساد ایک دن مین سٹ جاتا - یہہ بہی ایک فرضی صورت اور فرضی نتیجہ ہے جسکے باب مین ہم لارڈ رابرٹس کی رائے پہلے لکھہ چکے ہین -

شہر مین ہندوستانی عیسائی خاصکر جو نئے عیسائی ہوئے ہون بہت کم رہتے تھے - ان نئے عیسائیون مین دریا گنج مین ولایت علی کو اور قلعہ کے نیچے سرکاری اسپتال مین ڈاکٹر چمن لال سب اسسٹنٹ سرجن کو شہر والون نے عیسائی بتلاکر ترکسوارونکی ہاتھہ سے قتل کرایا کوئی اور ہندو عیسائی نہین قتل ہوا - وہ تیس چالیس گرفتار ہوکر کوتوالی کی حوالات مین رہے - زیادہ تر انہین سکنر صاحب کے خاندان کی عورتین تھین سکنر صاحب کے ہان مولوی اسمعیل نوکر تھے - انہون نے قاضی فیض اللہ کوتوال سے سفارش کی کہ یہہ سب مسلمان ہین اور اگر نہین ہین تو اب مسلمان ہوتے ہین پستو جب قتل نہین کوتوال نے سب عیسائیون سے کلمہ پڑہوا کے چھوڑ دیا مولوی صاحب کو اس خیر خواہی کے جلدو مین نو سو روپے ماہوار پنشن ہوئی مگر کوتوال نے انکو کوتوال ہونیکی وجہ یہ بیان کی کہ مین نے عیسائیون کے بچانے کے واسطے کوتوال ہونا قبول کیا تھا وہ نامسموع ہوئی اور اسکو پہانسی کی سزا ملی - بعض عیسائی جو مسلمان ہوئے اُن کے لڑکون کا ختنہ زبردستی مسلمانون نے کرادیا -

اب سوال یہ ہے کہ میرٹھہ مین جو سکوت اختیار کیا گیا اسکی جوابدہی جنرل ہیوٹ کے ذمے تہی یا برگیڈیر ولسن کے ذمے بہی جنرل صاحب تو یہہ بیان کرتے ہین کہ چھاونی کا کمانڈر (حکم) برگیڈیر کے ہاتھہ مین تھا سپاہ کا حرکت کرنا اسکے حکم پر موقوف تھا - لیکن جب ایک جنرل افسر سپاہ کے ایک ڈویژن کا کمانڈر ہوتا ہے تو اسکو اپنے کام کو اپنے ماتحت کے کندہے پر ڈالنا حقیقت مین اپنے اوپر آپ ملامت کرنی ہوتی ہے - جب کئی مہینے کے بعد اعلے درجہ کے ملیٹری حکام نے ولسن صاحب سے جواب طلب کیا کہ ۱۰ مئی کی رات کو یورپین سپاہ کو کیون نہین حرکت دی گئی اور جرنیل ہیوٹ کے بیان پر بہی انکو مطلع کیا تو برگیڈیر ولسن نے اسکا یہہ جواب دیا کہ قوانین بنگال سپاہ فصل ہفتدہم سے ظاہر ہوتا ہے کہ برگیڈیر کو بہت کم اختیارات سپاہ پر اس

ہندوستانی عیسائیون کا قتل اور ان کا مسلمان ہونا

میرٹھہ کے سکوت کی جوابدہی -

چھاونی مین دیے جاتے ہین جس مین ڈویزن کا ہیڈ کوارٹر ہوتا ہے مین یہان کوئی اپنا حداحکم کام مین
نہین لاسکتا تہا جہان میجر جنرل موجود تہا مین برگیڈیر تھا میجر جنرل کے احکام کی سپاہ مین تعمیل کرنے والا
تھا مین نے اپنی رائے جو غلط یا صحیح نہین کہی جاسکتی میجر جنرل کو دی تہی - مین ایسے وقت مین اپنی
بہترین ججمنٹ کو کام مین لایا اور چونکہ یہہ معلوم نہین تھا کہ سپاہ مفرور کس جانب کو گئی ہے مین اپنی
رائے کے صواب ہونے کا یقین کرتا ہون - اگر مفرورین کی تلاش کرنے کے لیے برگیڈ الا دہند
چلا جاتا اور باقی حصہ چہاونی کا تباہ و غارت ہوجاتا جس مین ہمارے بیمار و عورتین اور بچے اور
قیمتی ذخیرے تھے میرٹھ کے کماندرون کے برخلاف اب سے بہت زیادہ غل شور مچتا -

بڑی ناکامی جو ہوئی جسکو ہر انگریز سنکر ششدر و متحیر ہوا اور جسکے بڑے ہولناک نتیجے
پیچھے ظہور مین آئے اسکی توجیہہ قدرے یہہ کی جاتی ہے کہ میرٹھ مین سپہ سالارون کو یہہ
عقیدہ تھا کہ اول انکا یہہ فرض ہے کہ وہ چھاونی مین جان و مال کی حفاظت کرین - جیلخانے سے
چھوٹے ہوئے قیدی اور بازار کے بدمعاش و دہات کے چھوٹے لٹیرے یہہ سب باغیون کے
مدد و معاون تھے انہون نے مردون اور عورتون اور بچون کو قتل کیا تھا چھاونی کے اس
ایک حصہ مین جس مین ہندوستانی سپاہی رہتے تھے انگریزون کے گھرون کو جلایا اور لوٹا
تھا یہہ یقین کیا گیا تھا کہ اگر چھاونی کے دوسرے حصہ کی خاطر خواہ محافظت پہلے سے بڑی
احتیاط سے نہ کی جاویگی تو اسکا بھی برا حال پہلے حصہ کا سا ہوگا خزانہ لٹ جائے گا اور
میگزین دشمنون کے ہاتھ لگ جائے گا ولسن صاحب کا مقتضا طبعی یہہ تھا کہ اول چھاونی
کے بچانے کے لیئے خبرگیری کی جائے میرٹھ ڈویزن مین دہلی کی چھاونی اور اسکا بہت بڑا میگزین
داخل تھے اور اس میگزین کے اسباب کی محافظت کے لیے کوئی گورہ سپاہی نہ تہا اس ڈویزن کا
سپہ سالار ہوویٹ صاحب تھا اسکے واسطے اس بات کے سمجھنے کے لیے کسی بڑی بینش بینی
اور دوربینی کی ضرورت نہ تہی کہ میرٹھ سے ایک رات کے سفر پر خوف عظیم تھا جو مقامی نہین تھا
بلکہ قومی تھا اور یہہ مخوس خوف جیسا پولٹیکل تھا ایسا ہی ملیٹری تھا لیکن اس نے کوئی تدبیر اس
طوفان کے روکنے کی نہین کی جو دہلی مین اٹھ رہا تہا - جنرل ہوویٹ نے نہین جانا کہ میرٹھ کے
کل ڈویزن کا مین سپہ سالار ہون اسکی ساری جوابدہی میرے ذمے ہے وہ تو صرف چھاونی کی

ناکامی کے اسباب

محافظت مین چند روز تک مصروف رہے جس مین وہ خود رہتے تھے اور لیفٹینون کے اور چیلخانون اور بازارون کے باغی اپنے کامون کے کرنے سے خوش خوش پڑے پھرے اور اپنی سزا نہ ملنے کو اپنی کامیابی کے برابر سمجھے مگر مورخ صرف یہہ بیان کرکے خاموش ہو جائے تو اسکی راے ناقص سمجھی جائیگی اسلئے زیادہ یہہ ہی کہنا چاہئیے کہ ان شخصی اغلاط کی تہ مین خراب نظام اور دروغ پولیسی کی غلطیان تھین جنکا الزام کسی گورنر جنرل وکمانڈر انچیف پر لگانا غلطی ہے ابہی نہ یہہ نہ وہ کوئی ایسا نہ تھا جس مین دانشمندی کی کمی ہو۔ بڑی عویص عمیق قباحت قومی سیرت مین تہی۔ انگلش مین کا نکبر وتہور اسکو یہہ دھوکا دیتا ہے کہ وہ اس خوف کو جو اسکو گھیرتا ہے نہین دیکھنے دیتا اور اسکی آنکھون کو یہہ دیکھنا ناممکن ہے کہ ہندوستان مین کوئی بڑی مصیبت وشامت اسکو مغلوب کر سکتی ہے۔ بس یہی سبب میرٹھ کی بڑی ناکامی کا ہوا۔ انگریز اپنی جھوٹی سلامتی کے دھوکہ مین پڑے ہوئے تھے انکو بڑی بڑی تنبیہین ہوتی تھین مگر انکو وہ حقارت اور بے چینی کے برش سے اڑا دیتے تھے ان کو سب طرف سکوت وسکون ہی نظر آتا تھا خواہ بادل کیسے ہی نیچے ہون اور طوفان کیسے ہی اٹھین مگر انگریزونکو سب طرف مطلع صاف ہی نظر آتا تہا وہ اپنے لیئے نامبارک جانتے تھے کہ طوفان سے بچنے کے لیئے تیاری کرین۔ جو کوئی انکو متنبہ کرتا کہ خوف ودہشت کے بڑے آثار نمودار ہو رہے ہین اُسکو ڈرپوک ڈرانے والا جانتے۔ بارک پور اور برہام پور مین جو واقعات پیش آئے تھے چاہیئے تھا کہ انگریزون کو وہ بیدار کرتے کہ وہ اپنی خبرداری کے لیئے تیار ہوتے دیکھتے کہ انکی آنکھون کے سامنے طوفان انکے غارت وتباہ کرنے کے لیئے اٹھا ہے مگر اسکی انہون نے کچھ پروا نہین کی۔ ہنری لارنس نے لکھا تھا کہ ہم کیسے خواب غفلت مین پڑے سوتے ہین کہ کابل مین جو حادثات وقوع مین آئے تھے وہ کسی نہ کسی دن دہلی ومیرٹھ وبریلی مین وقوع مین آنے والے ہین مگر کسی انگریز نے انکی اس پیشین گوئی پر خیال نہین کیا اسکو یہی سمجھے کہ یہہ پیشین گوئی ایسی ہی ہے جیسے کوئی کہے کہ عنقریب قیامت آنے والی ہے۔ باوجود بلوہ وفساد کے آثار صاف نمودار تھے مگر میرٹھ مین کوئی چیز ایسی نہین تھی کہ لڑائی کے لیئے تیار ہو۔ سوار تھے مگر گھوڑے نہ تھے۔ سوارون کو گھوڑون پر چڑہنا نہین آتا تھا۔

توپچی بغیر توپون کے تھے توپچی ایسے تھے جو مورٹر اور ہوٹزر مین اور گول گولے اور گراپ مین
تمیز نہین کر سکتے تھے - یہہ خطا جنرل ہوویٹ یا برگیڈیر ویلسن کی نہ تھی بلکہ یہہ خطا نظام و پالیسی
کی تھی کہ گورنمنٹ یہہ چاہتی تھی کہ سب چیزون مین سکون رہے اسی سبب سے یہی خیال
سب پر غالب تھا اور اسکے واسطے گورنمنٹ نے بہی اپنی اچھی سند دیدی تھی کسی توپخانہ کی
بیٹری کا جنگ کے لیئے فوراً تیار رکہنا ایک بڑی خوفناک حرکت سمجھی جاتی تھی - جب میرٹھ مین ایک
توپخانہ کے افسر نے بلوہ سے چندروز پیشتر یہہ اجازت چاہی کہ وہ اپنے توپخانہ کو ایسا تیار رکہے
کہ کسی حادثہ کے واقع ہونے پر فوراً اسکو مستعدی کے ساتھ کام مین لائے تو اسکی درخواست
اس سبب سے نامنظور ہوئی کہ توپخانہ کی تیاری ہندوستانی سپاہ مین شبہہ و بدگمانی پیدا کریگی
یہہ بات سچ ہو مگر غلطی تو یہہ تھی کہ حالت ایسی بنا رکھی تھی کہ جس مین قاعدہ مستثنیٰ خوفناک صورت
سمجھی جاتی تھی - پالیسی یہہ تھی کہ یہہ یقین کیا جائے یا یقین کا بہانہ بنایا جائے کہ ہماری نشین آسائش
اور آرام کی عافیت گاہ مین ہین اسی واسطے نظام یہہ تہا کہ کسی اشد ضرورت کے لئے آمادگی
نہ ہو حرکت کرنے کے لیئے کوئی تیاری نہ ہو اور کبھی یہہ نہ معلوم ہو کہ کیا کرنا چاہیئے اس نظام کے بموجب [لشکر]
کمانڈر انچیف شملہ کی بڑی بازی گاہ مین تھے اور سررشتون کے اعلےٰ افسر یہہ یقین دلا رہے تھے کہ بادل
جو اٹھا ہے وہ ایسے ہی اڑ جائے گا - ایسے ہی ممالک شمالی مغربی کے بڑے بڑے ڈویزن سرہند و
میرٹھ و کانپور مین سب درجے کے افسر ادنے اعلےٰ اپنے صدر اعلےٰ کے نمونہ کے مطابق اور انگلشی
شعور فطری کے موافق کام کر رہے تھے اسی واسطے جب طوفان برپا ہوا تو وہ عریان ناایمن
و لاچار بیکس تھے اور یہہ نہین جانتے تھے کہ کس طرح اس طغیانی سے عہدہ برآ ہون -

اس بات پر بڑا مباحثہ ہوتا ہے کہ باغیون کے تعاقب مین جو آمادگی کے ساتھ حرکت
کی جاتی تو اس مین کامیابی نہین ہوتی - انصاف یہہ ہے کہ تمام مشکلات کا حساب کرنا
چاہیئے کہ کیا کیا تھین - بغاوت رات کو ہوئی تھی - باغی ادہر ادہر چلے گئے انگریزون کو خبر
نہین تھی کہ وہ کہان کہان گئے جو انکا تعاقب کیا جاتا - باغی سوار جس سڑک پر گئے تھے اسکے
پیچھے گورون کا ڈریگون جاتا تو اس سبب سے کہ ہندوستانی سوار بڑے تیز رو تھے
وہ دہلی مین اول داخل ہوتے جمنا کے پل کو غارت کر دیتے اگر بالفرض گورون کے سوار اور ان کے

تعاقب کرنا باغیون کا

توپخانے شہر مین داخل ہی ہوجاتے تو شہر کے کوچہ و بازار مین گھر جاتے جہان ایک سرکش مسلح گروہ تلنگون کی رجمنٹون کو اغوا کرتا کہ وہ اپنے بھائی بندون کا جو میرٹھ سے آئے ہین خیر مقدم کرین۔ مگر اس بات پر بھی خیال کرنا چاہیئے کہ اگر تیسرا رسالہ شہر مین داخل ہو کر جمنا کا پل توڑ ڈالتا تو وہ اپنی پلٹنون کے لیئے بھی راہ بند کرتا جو سارے دن شہر مین داخل ہوتی رہین اگر میرٹھہ کی سپاہ جمنا کے کنارہ پر ایک لائق سپہ سالار کے ماتحت پہنچ جاتی تو وہ اپنی ساری سپاہ کو دریا کے پار اتار دیتی اور پل کو غارت کردیتی کہ دشمن اُن کا تعاقب کرسکین لیکن یہہ نہین ہوتا راہ ہی مین انگلش مین ہندوستانی پیدلون کو گراپ مارکر بھگا دیتے اور انکو قلعہ کے دروازے دیکھنے بھی نصیب نہ ہوتے قلعہ مین ایک گورہ کا چہرہ دکھائی دیتا تو اس مین سے ایک لشکر بھاگ جاتا۔ اس بات کا ماننا عقل کے برخلاف نہین ہے کہ اگر بیرکی صبح کو ڈریگون سوار جمنا کے قریب آتے ہوئے معلوم ہوتے تو یہہ یقین کیا جاتا کہ ایک بڑا لشکر گورون کا انکے پیچھے آتا ہے تو وہ بغاوت جو انگریزون کے سکون و سکوت سے ہوئی وہ آنے والے معاوضہ کے خوف سے فرو ہو جاتی اگر ڈریگون اور گھوڑون کا توپخانہ تلنگون سے پہلے جاکی بیشک توقع نہین ہوسکتی تہی دہلی مین گھس جاتا تو بڑی ہل چل مچتی اور ترک سوار اور سرکش آدمی بڑے جوش مین آنکر لڑتے اور بہت سی جانین تلف ہوتین لیکن مصیبت زدگی محدود ہوتی اور شکست تہوڑی دیر کے لئے ہوتی یہہ امر تو مشتبہ ہے اگر انتقام لینے والے انگلش مین دہلی کی دیوارون کے اندر داخل ہوتے تو دہلی کی رجمنٹین بغاوت کرتین یا نہ کرتین لیکن ظن غالب یہہ تھا کہ گورون کی فوج کی موجودگی مین خاندان شاہی اپنی بادشاہی کا اشتہار نہ دیتا ——— سورج کے ڈوبنے کے بعد یہہ تحقیق ہوا کہ دہلی ایک انقلاب عظیم کے درد زہ مین مبتلا ہوئی ورنہ صبح سے شام تک اس مین شبہ و تامل ہی رہا۔ انگریزون کی اس دفعتہً افتادگی نے اسکے دشمنون کی ہمت اور جراٴت بڑھائی کہ وہ یہہ سمجھنے لگے کہ ہمارے اقبال کا وقت آیا اور انگریزون کے دوستون کو انکے اقبال مندی اور زورآوری پر اعتبار نہین رہا۔ اگر انگلش سپاہی دہلی مین آنکر شکست پاتے اور ہٹ جاتے تو بہ نسبت اسکے بہتر ہوتا کہ وہ بالکل نہین آئے۔ ایسے وقت مین تعاقب مین کوشش نہ کرنے نے بڑی قباحت پیدا کی۔ ایک

چھاونی سے دوسری چھاونی مین یہہ خبر پہنچی کہ باغیون نے میرٹھ مین انگریزون پر فتح پائی
اور دہلی مین مغلون کی بادشاہی کا اشتہار دیدیا اول سب سے زیادہ صدمہ فرنگیون پر
پہنچا اور ایک مقام سے دوسرے مقام مین یہہ شہرت ہوئی کہ اب انگریز لاچار ہوگئے انکے
بچنے کا اب کوئی چارہ نہین -

عام بغاوت کی سازش کا ظاہر ہونا

اب ایک بڑا سوال یہہ ہے کہ کل بنگال کی سپاہ مین آپس مین یہہ تمام سازش ہوئی تہی کہ ایک
معین تاریخ کو سارے ملک مین وہ بغاوت اختیار کرین - میرٹھ مین یہہ بلوہ قبل از وقت جو ناگہانی
ہوا جسنے اس سازش کا بھانڈا پھوڑدیا اور انگلش کو اپنی محافظت پر تیار کرادیا اسی سبب سلطنت
انگلشیہ تباہ و غارت ہونے سے بچ گئی - کرنیل کارنیکل سمائیتھ کو دلی یقین ہے کہ ان کے تیسرے
رسالہ کے سوارون کی بغاوت نے سلطنت انگلشیہ کو تباہ ہونے کی آفت سے بچایا جس کے
سبب سے بغاوت کی سازش عامہ کا پردہ فاش ہوگیا - یہہ کرنیل کا کہنا فقط ایک یادہ گوئی اسلیئے
ہے کہ لوگ انکی خطا کو بھی صواب جانین لیکن یہہ ایک اعلے امر شہادت سے ثابت ہوتا ہے کہ
ایسی عام سازش ہوئی تہی - جب سپریم گورنمنٹ نے غدر کے بعد ایک خاص کمشنر مسٹر کریک رفت
ولسن کو اس لیئے مقرر کیا کہ وہ بدخواہون کو سزا اور نیک خواہون کو انعام دے تو اس کمشنر نے
اپنا پورا یقین سرکاری تحریر مین یہہ ظاہر کیا کہ نہایت احتیاط سے زبانی بیانات کو
آپس مین مقابلہ کرنے سے مجھے اس امر واقعی کا یقین ہوا کہ ۳۱ - مئی ۱۸۵۷ء اتوار کا دن تمام
بنگال کی سپاہ کے بغاوت کرنے کا مقرر ہوا تھا - ہر رجمنٹ مین تین آدمیون کی کمیٹی اس کام کے
فرائض ادا کرنے کے لیئے مقرر ہوئی تہی اگرچہ یہہ تدابیر تمام رجمنٹون کو معلوم نہ تہی مگر آپس مین
یہہ عہد و پیمان ہوگیا تہا کہ خاص رجمنٹین جو کام کرینگین وہی اور رجمنٹین کرینگین - ان کمیٹیون مین
آپس مین خط و کتابت ہوتی تہی اور آپس مین ملکر یہہ تجویز ہوئی تہی کہ ۳۱ - مئی ۱۸۵۷ء کو ان
کمیٹیون کو اطلاع دی جائے کہ وہ تمام یوروپین عہدہ دارون کو مار ڈالین جنمین سے زیادہ تر
گرجا مین نماز پڑھتے ہونگے خزانون پر قبضہ کیا جائے جو اس وقت فصل ربیع کی قسطون کے
آنے سے بڑے معمور ہونگے جیل خانون سے قیدی چھوڑدیئے جائین جنکی ایک بڑی سپاہ
پچیس ہزار سپاہیون کی تیار ہوجائیگی - دہلی کی رجمنٹون اور اسکی آس پاس کی پلٹنون کو ہدایت ہوئی تہی

کروہ میگزین اور قلعون پر قبضہ کرین بس اس ۱۰ - مئی ۱۸۵۷ء کے قتل عام سے جو ایک ہی وقت یعنی ساتہہ ہوتا لفٹنٹ کرنیل سماتیھ نے جو تیسری رجمنٹ بنگال لائٹ کیولری کے کمانیر تھے بچالیا۔ سرنگ کہودی گئی تھی اسکے اڑانے کے لیئے باروت ایک خط مین بچھائی گئی تہی۔ لیکن اسمین دیا سلائی لگانے کے لیئے تین ہفتہ کا انتظار کیا گیا تہا لیکن ۱۰ - مئی ۱۸۵۷ء کی رات کو ایک چنگاری نے وہ آگ لگادی کہ برٹش گورنمنٹ نے ابتدا سے زمان روائی کبھی نہین دیکھی تہی۔ یہہ صرف ولسن صاحب کی رائے مین عام سازش کا ثبوت ہے مگر ایسی سازش کے لئے بہت سے ثبوتون کی ضرورت ہے جو موجود نہین لیکن اس مین شک نہین کہ اگر کل ملک مین ایک ہی وقت مین سازش ہوتی تو چند ہی انگریز زندہ باقی رہتے تو برٹش قوم کے لیئے نہایت سخت کام ہوتا کہ وہ اس ملک کو دوبارہ فتح کرتے یا وہ ایک اپنی مشرقی سلطنت کی منحوس حکایت چھوڑتے خواہ آدمی نے یہہ سازش کی ہو یا نہ کی ہو لیکن خدا نے اسکو پورا نہ ہونے دیا اول ہی ویلہ کے چند گھنٹون کے اندر تاربرقیون نے ملک کے تمام حصون مین اس منحوس خبر کو انگریزون کے کانون تک پہنچا دیا اور اسکی آواز بیچ طرف کے تمام طول و عرض مین جہان انگریز تھے پہنچ گئین۔ جنہون نے اپنی محافظت کے لئے بڑی مستحکم سعی کی۔

---

# باب پنجم

## کلکتہ کے واقعات اور لارڈ کیننگ کی پولیسی

ہم نے جو اوپر چھوٹے چھوٹے جزئیات بالتفصیل لکھے ہین انکی خبرین کلکتہ مین گورنر جنرل پاس آتی گئین تو وہ ان وحشتون اور دقتون کے دور کرنے مین بڑے استقلال سے مصروف ہوئے اول جہان مصیبتین پڑ گئی تھین انکے رفع دفع کرنے کا علاج کیا اور ان غیر محفوظ اضلاع کی محافظت کے لیئے تدبیرین کین جن مین غالباً بغاوت وسرکشی ہونے کا احتمال

گورنر جنرل نے انڈیا بورڈ کے پریسیڈنٹ کو لکھا کہ ملک کے جس حصہ کا مجھے بڑا اندیشہ ہے وہ
لین ہے جو بنگال کے طول مین بارکپور سے آگرہ کے قریب ممالک شمالی و مغربی مین جاتی ہے
اس ساڑھے سات سو میل کے طول مین دیناپور کے اندر صرف ایک گورون کی رجمنٹ ہے
بنارس مین ایک سکھون کی رجمنٹ ہے کوئی گورہ رجمنٹ نہین۔ الہ آباد کا حال بھی یہی
ہے چند روز سے جو وہان سو گورے ضعیف و فرسودہ بھیجے گئے ہین وہ کسی گنتی مین
نہین ان مقامات مین ہر ایک جگہہ ہندوستانی رجمنٹ مشتبہ ہے اگر وہ سن لیگی کہ باغی
رجمنٹون کے قبضہ مین دہلی ہے تو اسکو قلعہ یا خزانہ پر قبضہ کرنے کے لیئے بڑی ترغیب
ہوگی اسواسطے مین سر تا پا دو امور پر متوجہ ہون اول یہہ کہ دہلی سے باغیون کو نکال
باہر کرون دوم جسقدر یورپین سپاہ جمع ہوسکے اسکو جمع کر کے ملک مین بھیجا رون لارڈ
کیننگ نے دور دراز فاصلہ سے گورون کی سپاہ کے جمع کرنے کے لئے تدابیر کین
انکا بیان اوپر ہوچکا ہے۔ ان ابتدائی تدابیر کا نتیجہ عنقریب بروے کار ظاہر ہونے والا
تھا لیکن امن و عافیت کے زمانہ مین جس سپاہ کا بھیجنا جلد معلوم ہوتا ہے وہ ایسے وقت
مین کہ ایک گھنٹے کے نفع و نقصان پر حیات و وفات موقوف ہو الانتظار اشد الموت معلوم
ہوتا ہے۔

اس عرصہ مین ہندوستان کا دار السلطنت عظیم بڑی آفت گاہ بن رہا تھا۔ اس مین
عیسائی عورت مرد بچے بہت کثرت سے جمع ہوگئے تھے لیکن یہہ کثرت تعداد نہ قوت نہ
جرأت ہمت پیدا کرتی ہے۔ ان عیسائی باشندون مین کثرت سے ایسے آدمی تھے جو مدت ہا دراز سے
امن و عافیت و خیر و سلامت مین رہنے کے عادی تھے۔ شاید کل دنیا مین کلکتہ کے برابر
کوئی دار السلطنت ایسا نہ ہوگا جس مین تقریباً سو سال سے امن امان ہی رہا ہو۔ اکثر بڑے
شہرون مین دنگے فساد ہوتے رہتے ہین اتنے ہی وہ خالی تھا صرف ایک دفعہ ملاحون اور
تاجرون کے درمیان دنگہ فساد دہرم تولہ اور چت پور کے بازار مین ہوا تھا۔ عموماً ملک کے
کل باشندون کی سرشت مین کم آزاری مسکینی و نامردی ہے آتش مزاج انگریز انکو گالیان
دیتے ہین بعض دفعہ مارتے پیٹتے ہین مگر وہ اسکی چپ چاپ برداشت کرتے ہین۔

کلکتہ کا حال

کلکتہ مین زیادہ تر غیر ملازم انگریز رہتے تھے جو تجارت کے معاملات مین بڑے تیز فہم اور ہوشیار بیوپاری تھے مگر وہ صرف ان ہی ہندوستانیون کے خصائل سے آگاہ تھے جنسے انکو کام پڑتا تھا باقی ہندوستانیون کی خصلتون کو وہ کم سمجھتے تھے اور وہ ہندوستان کی دیفنس پولیسی سے کوئی سروکار نہین رکھتے تھے کلکتے مین مرہٹون کی جو خندق ہے اسکے آگے وہ کمتر قدم رکھتے تھے۔ اگرچہ ریلوے نے اس خانہ نشینی کو کچھہ کم کر دیا تھا مگر پھر بھی ان مین بہت سے کلکتہ سے باہر دنیا کو نہین جانتے تھے۔ وہ صرف تجارت سے روپیہ پیدا کرکے اسکے بڑہانے کو جانتے تھے۔ جن انگریزون نے سوا امن و عافیت کے کچھہ اور نہ دیکھا تھا جب مالک مغربی کے غدر کا حال سنا تو وہ بڑے سراسیمہ ہوئے اور انکو خوف پیدا ہوا کہ یہی آفت بنگال پر آئیگی۔ وہ ہتھیار چلانا جانتے نہین تھے اس سبب سے اور بھی زیادہ گھبراتے تھے وہ ان خیالی خونخوارون اور دشمنون کے لیئے چاہتے تھے کہ گورنمنٹ انکی محافظت کرے۔ وہ پہلے امن و عافیت اور اپنی سلامتی پر بھروسا کیئے ہوئے ہندوستانیون کو کمال ذلیل و حقیر جانتے ہوئے بیٹھے تھے اب اسکے برخلاف ہندوستانیون سے خوف و دہشت انکو مبالغہ کے ساتھہ پیدا ہوئے انکے ڈرپوک پنے کی حکایات بہت سی کہی جاتی ہین کہ وہ دریا مین جہازون مین فورٹ ولیم کی دیوارون کے اندر اپنے اہل و عیال کو لے گئے اور اپنی نامردی کو تاریکیون مین چھپا کر دکھانے لگے یہہ جبن نامردی زیادہ تر لوریشین پرتگیزون یا ادنے درجہ کے یوروپین دکانداروں مین تھے انہین سے بعض نے حوالی شہر مین رہنا چھوڑ دیا بعض نے انگلنڈ کی راہ لی۔ بہت نے بندوقین اور تپنچے خریدے۔ جب وہ جاتے تو گاڑی مین تپنچے رکھہ لیتے اور اپنے بیراؤن کو انکا بھرنا اور چھوڑنا سکھا دیا تھا۔ دریا مین شب خون کے خوف سے جہاز اور کشتیان کنبون سے بھری ہوئی ہوتین ہر جگہہ انکو غیر محفوظ معلوم ہوتی یہ طبع البشری کا مقتضا تھا کہ جب غدر و ہنگامہ اس قسم کا ہو تو لوگ خوف زدہ ہون۔ یہہ حالت ماہ مئی مین رہی جون کے مہینے مین اسکی جون بدلی۔ یہہ تحقیق ہے کہ یہہ خیال سب پر غالب تھا کہ گورنر جنرل نے خوف کی مقدار کا اندازہ ٹھیک نہین کیا وہ ایسے وقت مین

گورنر جنرل ہونے کی قابلیت نہین رکہتا تھا۔

یہ کیا انصاف سے بعید ہے کہ کلکتہ مین جو عیسائیون کو خوف پیدا ہوا تھا وہ بیجا و نامعقول تھا۔ بڑا خوف انکو بارک پور کی ہندوستانی سپاہ کا تھا جو انکے پاس ایک رات کے سفر پر پھری بیٹھی تھی کہ وہ بگڑ کر کلکتہ پر حملہ کرکے قلعہ کو لے لیگی اور سارے عیسائیون کو قتل کر ڈالیگی۔ دریا کے کنارہ پر معزول شاہ اودھ اور اس کا وزیر اول اور انکے اور ملتزمین کا گروہ سازشون کے کرنے کے لیئے بیٹھا تھا جنکو گورنمنٹ نے اپنی بلندی سے پستی مین گرایا تھا۔ پھر ان خوفون کے علاوہ یہہ اور زیادہ غالب تھا کہ نواح کے باشندے طرح طرح کے اور بازار کے آدمی انگریزون سے سرتابی کرکے جیلخانون سے قیدیون کو چھڑا کے اور ان کے ساتھ ملکر اس بڑی دارالتجارت کو لوٹ لینگے۔ یہہ سب باتین ممکن تھین۔ جیسا دہلی اور میرٹھ مین غدر ہوا ایسا ہی کلکتہ مین اس سے بڑھ کر ہو۔

جن چیزون کو عیسائی خوف کی عینک لگا کر دیکھ رہے تھے سا ان کے اندھے کو سب طرف ہرا ہی ہرا دکھائی دے رہا تھا لارڈ کیننگ ان چیزون کو بالکل ٹھیک اور درست دیکھ رہے تھے دن پر دن گذرتے تھے لارڈ کیننگ شل کوہ بنے ہوئے انتظار مین بیٹھے رہتے تھے کہ غدر کی کیا تازی خبر آتی ہے وہ مصیبت زدون کی اعانت کے لیئے اور دشمنون کی پامالی کے لیئے وہ کام کر رہے تھے جسکا کرنا طاقت بشری مین ممکن تھا لیکن کلکتہ مین انگریزون کا بڑا گروہ اپنی غلط فہمی سے یہہ سمجھ رہا تھا کہ گورنر جنرل اپنی دارالسلطنت کے خوفون سے لرزان نہین ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے خوف کا اندازہ صحیح نہین کیا۔ لیکن لارڈ کیننگ نے جو بشپ ولسن کو خط لکھا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس خوف کو ٹھیک سمجھے ہوئے تھے وہ لکھتے ہین "کہ آسمان بہت سیاہ ہو رہا ہے اور اسکے صاف ہونے کے آثار ابھی ہنوز ضعیف ہین لیکن اسکے ابتدا ہی سے عقل و ہوش ہمارے ساتھ ہین گورنمنٹ نے جو طریقہ اختیار کیا ہے اسکے بادی انصاف و اعتدال ہین مین نہین جانتا کہ عاقبت اندیشی اور طاقت مندی کی کوئی تدبیر جسکی انسان پیش بینی کرسکتا ہو فروگذاشت

لارڈ کیننگ کا خوف سے نہ لرزنا

ہوئی ہو۔ سب سے زیادہ خوفناک مقامات آگرہ۔ لکھنو۔ بنارس ہین وہان بڑے بڑے
تیز دل عالی دماغ روشن ضمیر موجود ہین باقی اور مقامات مین آل کار ہمارے ہاتھون سے
زیادہ زبردست ہاتھون مین ہے مجھے پورا بھروسا ہے کہ کامل فتحیابی ہوگی" انکو جہان
وہ خود تھے ایسا اندیشہ اور خوف نہ تھا جیسا اور مقامات کا تھا جو بلاؤن مین گھرے ہوئے
تھے انکی شرافت ذاتی نے اپنے تئین بھلا دیا تھا اسلیئے وہ انکا خیال بھی کم رکھتے تھے جو انکے
گرد تھے جسکے سبب سے خوف زدہ انگلش مین گورنمنٹ سے نفرت کرنے لگے وہ یہ نہین
خیال کرسکتے تھے کہ انگریزی عملداری کلکتہ کی مرہٹہ خندق سے پرے بھی ہے۔

والنٹیروں کا پیش ہونا

جب مئی کا مہینہ آگے بڑھا اور خوف زیادہ ہوا مگر یہہ خوف گورنر جنرل کو پریسیڈنسی کے
لیئے ظاہر نہین معلوم ہوا اس لیئے انہون نے اول دفعہ اس درخواست کو جو والنٹیر
ہونے کے لیئے عیسائیون نے پیش کی تو توجہ کی نگاہ سے نہین دیکھی۔ بہت سے
برٹش باشندون نے کلکتہ کی حفاظت کے لیئے اپنے تئین والنٹیر سپاہ مین بھرتی
ہونے کے لیئے پیش کیا اور انکے ساتھ فرانسیسی اور اہل امریکہ بھی ہمدردی کے سبب
شریک تھے انہون نے یہہ چاہا کہ انکو ہتھیار ملین اور سپاہیون کی طرح انکو قواعد
سکھائی جائے۔ تو اس درخواست کے جواب مین لارڈ کیننگ نے کہا کہ وہ بطور خاص
کونسٹیبلون کے اپنے تئین بھرتی کرالین اس جواب مین درخواست کرنے والے
اپنی تحقیر سمجھے۔
لارڈ کیننگ کو یقین تھا کہ ان لوگون کو خوف ناحق ہے انکی درخواست کا نامنظور کرنا کچھ
حقارت کے سبب سے نہ تھا بلکہ وہ یہہ جانتے تھے کہ کوئی ظاہری علامت خوفزدگی
اور بے اعتباری کی نہ پیدا ہو وہ کسی خاص جماعت و گروہ کے حاکم نہ تھے بلکہ وہ حاکم کل سب
گروہون اور جماعتون کے۔ انہون نے خوب دیکھ لیا کہ شہر مین اور اسکے نواح مین ہر جگہ
طرح طرح کے باشندون کو خوف نے مضطرب و بیقرار کر رکھا ہے مگر وہ یہہ جانتے
تھے کہ جو ایک جانب مین راحت و عافیت پیدا کرنے کے لیئے کوشش کی جائیگی وہ
دوسری جانب مین خوف و دہشت و قباحت پیدا کریگی۔ انگریزی تاریخ مین

ہندوستان کے باشندون کو کبھی ایسا خوف کا بحران نہین ہوا کہ ایک طرف تو وہ اپنی جات
کے جانے کے خوف سے لرزان ہون اور دوسری طرف جان جانے کی دہشت
لرزہ چڑہتا ہو۔ عجیب عجیب طرح کی افواہین اڑتی تھین کہ انگلش مین یہہ چاہتے تھے کہ
لارڈ کیننگ ان افواہون کی تکذیب عام اشتہارون سے کرین۔ لارڈ کیننگ نے لکھا ہے
کہ سب سے آخر افواہ بازار مین یہہ اڑی کہ مین نے حکم دیا ہے کہ تالابون مین گائے کا گوشت
ڈالا جائے کہ ان مین نہانے سے تمام ہندوؤن کی جات بگڑ جائے اور ملکہ معظمہ کی سالگرہ
کے دن تمام اناج کی دکانین بند کی جائین تاکہ لوگ ناپاک غذا کو خرید کر کے کھائین تمام
آدمی جو اپنے کندھون پر سرون کو رکھنا چاہتے ہین وہ بڑی تمنا سے یہ درخواست کرتے ہین
کہ ایسی ہر ایک کہانی کی تکذیب عام اشتہارون سے کی جائے اور جب یہہ نہین کیا جاتا
تو وہ اپنے تئین تمنچون سے مسلح کرتے ہین مین نے بالفعل یہہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ ان
افواہون کے روکنے مین صبر و استقلال و تحمل کو معطل نہ کرون اور مجھے امید ہے کہ
لوگون کے عقل و ہوش جو دہوکہ مین پڑ گئے ہین وہ پھر جلدی سے بحال ہو جائین گے
باقی سب کام اپنے کرین گے"۔ وہ بہت صاف صاف ان متعدد افواہون اور شبہون کو سمجھتے
تھے وہ انکے درمیان استقلال سے مگر نہایت خبرداری و ہوشیاری سے چلتے تھے۔ خاص
امداد کے لیئے انپر چارون طرف سے حملے ہو رہے تھے مگر وہ خوب جانتے تھے کہ ان
سب کے مقابلہ مین میری قوت و ثابت قدمی و استقلال پر سب کی سلامتی و قوت ہے
حسب دستور ملکہ معظمہ کی سالگرہ کی رسم ادا ہوئی گورنمنٹ ہوس مین ایک بڑا بال دیا
گیا۔ ۲۴-کو اتوار تھا اسلیئے ۲۵-کو یہہ جشن سالگرہ ہوا۔ لارڈ کیننگ کی یہہ خواہش تھی
کہ کوئی بات ایسی نہ ظاہر کی جائے کہ جس سے رعایا کی خیرخواہی کے اعتبار مین [illegible]
پیدا ہو۔ انکو ترغیب دی گئی کہ وہ اپنے ہندوستانی بوڈی گارڈ کو بدلکر یورپین گارڈ
مقرر کرین مگر انہون نے اس سے انکار کر دیا لوگون نے عرض کی کہ سالگرہ کی خوشی مین توپون
اور بندوقون کی سلامی ضرور موقوف رکھنی چاہیئے مگر گورنر جنرل نے اسے منظور نہین کیا ایک
گارد سپاہیون کا بہیجا کہ وہ پرانے کارتوس لائے جس سے سپاہیون کا انکے باب مین غلط فہمی ہو

۲۵-مئی کو ملکہ معظمہ کی سالگرہ

بال مین بعض انگریز اس خوف سے نہین آسکے کہ کہین ایسا نہ ہو کہ اس مجمع مین بڑے بڑے انگریزون کو یکجا جمع دیکھ کر ہندوستانی اپنے حملے کرنے کے لیئے سمجھین کہ اچھا موقع ہاتھ لگا ہے۔ عید کے دن جو مسلمانون نے رات کو آتش بازی چھوڑی تو اس سبب سے انگریزون کے گھر چونک پڑے اور سمجھے کہ علی پور کا جیلخانہ ٹوٹ گیا بہت سے جنٹلمینون نے اپنی بگیان تیار کرا کے قلعہ مین اپنی بیویون کے لیجانے کا قصد کیا۔

ابتدا ہی سے لارڈ کیننگ کا مقصد اعظم یہہ تھا کہ دہلی پر دوبارہ قبضہ کیجیے اور اضلاع گنگ کو محفوظ بنایئے۔ ان ہی دو باتون کی تدابیر مین وہ اپنے مشیرون سے صلاح و مشورہ کرتے تھے لیکن ان دونو کامون کے واسطے سپاہ کی ضرورت تھی وہ کافی نہ تھی۔ اسی کمی سپاہ کے سبب سے سپریم کونسل کے سول ممبرون مین اختلاف آرا تھا ایک طرف یہہ رائے تھی کہ جو سپاہ بالفعل موجود ہے اسکے بڑے حصہ کو دہلی کی دیوارون کے گرد جمع کرنے سے ملک کے اطراف و جوانب مین دشمنون کی لوٹ مار پھیل جائیگی اس لیئے بہتر ہے کہ مغلون کی دارالسلطنت کی تسخیر مین تاخیر کی جائے اور یالا سے منہ کی یورپین سپاہ سے ملک کی عام محافظت کی جائے۔ سر جان کی رائے اسکے خلاف تھی وہ بدلائل یہہ کہتے تھے کہ فوراً دہلی پر جو ہمارے ہاتھ سے نکل گئی ہے قبضہ کرنا چاہیئے۔ گورنر جنرل نے یہہ کہا کہ مین نے ایک دن بھی اس مین شبہ نہین کیا کہ خواہ اور مقامات مین کچھ واقعات پیش آئین اول میرا فرض یہہ ہے کہ مین دہلی کو باغیون کے ہاتھ تلے سے نکالون۔ گورنر جنرل نے خوب دیکھ لیا کہ دہلی پر حملہ کرنا سارے خوف کے دل پر حملہ کرنا ہے۔ اس کے فتح کرنے کے بعد سارے ملک سے سرکشی کا دور کرنا کچھ مشکل بات نہین رہیگی۔ دہلی کے اندر سپاہ ہی کی سرکشی نہین تھی بلکہ وہ پولیٹیکل اور نیشنل سرکشی بھی تھی۔ بس اسلیئے انھون نے دہلی پر حملہ کرنے کے لیئے احکام بھیجنے شروع کیئے اور تار برقی پر کمانڈر انچیف پر زور سے تقاضا کیا کہ وہ دہلی کے کام کو جلد ختم کرین۔ اگرچہ اضلاع زیرین مین یورپین سپاہ کا کال ہے مگر شمالی کوہستان مین تین پلٹنین ہین وہ جانتے تھے کہ یہہ تینون پلٹنین بآسانی دہلی کے گرد جمع ہو جائینگی۔ سول کے حاکم ملیٹری دشواریون کو کم سمجھتے ہین۔ گورنر جنرل

حملہ کی جگہ سے ایک ہزار میل کے فاصلہ پر بیٹھے تھے اسلیئے وہ جانتے تھے کہ کچھ تھوڑا ہی سا کام وہ خود کر سکتے ہین مگر انکو کمانڈر انچیف اور ممالک مغربی کے لفٹنٹ گورنر اور پنجاب کے چیف کمشنر پر بڑا بھروسا تھا۔ جب میرٹھ مین غدر ہوا ہے تو انہون نے انگلنڈ کو لکھا تھا "کہ باغیون اور سرکشون کی سرکوبی کے لیئے میرا دھلی سے نوسو میل پر دور ہونا مجھے دقت مین ڈالتا ہے۔ لیکن بہت جلد جسقدر موسم کا مقتضا ہوگا سپاہی دہلی پر جمع ہو جائینگے مجھے پورا اعتماد ہے کہ گورون صاحب کی امداد اور مثال ہر یک آدمی پر اثر کریگی مین نے کمانڈر انچیف کو آگاہ کر دیا ہے کہ اضلاع زیرین کے لیئے نہایت اہم ہے کہ یہہ کام بہت جلد ختم کیا جائے وقت ہمہ چیز است دہلی کو فوراً پائمال کرنے کے اور اسکو ایک خوفناک مثال بنانے کے بعد پھر کچھ زیادہ دشواری نہین رہیگی"۔

اضلاع زیرین مین کلکتہ کے قریب دو یورپین رجمنٹین ۵۳ وین اور ۸۴ وین تھین جو بنگال کی حفاظت کر رہی تھین انہین سے سپاہ کا متفامات ان اضلاع کی حفاظت کو ضعیف کرنا تھا ایک رجمنٹ کلکتہ سے چارسو میل کے فاصلہ پر دیناپور مین تھی یہان ان مقامات کی محافظت کرنی ضروری تھی۔ فورٹ ولیم کی جس مین بڑا میگزین تھا۔ کاشی پور کی جسمین توپون کے بنانے کا بڑا کارخانہ تھا۔ ایشاپور کی جس مین باروت بنانے کا کارخانہ تھا۔ دمدمہ کی جس مین ارٹلری اسکول تھا۔ علی پور کے جیلخانہ کی جو ہر قسم کے بڑے بڑے مجرمون سے بھرا ہوا تھا۔ سپاہیون کی وردی وغیرہ بنانے کے گودام ٹکسال۔ خزانہ۔ بنکون کی جنہین سکون کے ڈھیر لگے ہوئے ہین اگر یہ سب چیزین باغیون کے ہاتھ لگ جاتین تو پھر انکو جنگ کا ایسا پورا سامان مل جاتا کہ مدتون تک وہ باقاعدہ تقسیم تنخواہ کر کے انگریزون سے لڑتے اور ان پاس گولی باروت کی بھی کمی نہ ہوتی بس کلکتہ سے یورپین سپاہ کے بھیجنے مین یہہ قباحت تھی کہ ان اوپر کی چیزون کی محافظت مین کمی ہو جاتی۔

اضلاع زیرین سے سپاہ کا بھیجنا (حاشیہ)

پبلک رائٹرون نے کہا کہ اگر لارڈ کیننگ ماہ مئی کے تیسرے ہفتے مین یورپین باشندون کی وولنٹیر ہونے کی درخواست کو منظور کر لیتے اور بارک پور کی ہندوستانی سپاہ سے ہتھیار لے لینے اور دینا پور مین سپاہ سے ہتھیار لے لینے کا حکم بھیجدیتے (ان کامون کے کرنے کی ضرورت پیچھے ہوئی) تو بنگال مین یورپین سپاہ کے ایک بڑے حصہ کو ایسی فراغت مل جاتی کہ وہ ریلون اور سڑکون پر ان مقامات مین بھیجا جاتا جو خونون سے بہت ہی گھرے ہوئے تھے اسطرح سے وہ سخت مصیبتین اور آفتین جو انگریزون پر پڑین نہ پڑتین - یہہ بھی ایک فرضی صورت فرضی نتیجہ ہے - بیشک اگر وہ لوگ جو اسوقت کام کر رہے تھے آیندہ کا حال جانتے کہ کیا ہونے والا ہے تو بے شک وہ ماہ مئی مین بہت سے کام جسطرح سے انہون نے کیئے اسے مختلف طرح سے کرتے اور وہ بہت بہتر ہوتے مگر انسان عالم الغیب نہین اسلیئے اسکے کامون کا انصاف حالت امروزہ مین کرنا چاہیئے نہ حالت فردا کے مطابق - مثلاً بارک پور اور دینا پور کے سپاہیون سے ہتھیار لے لینا بہتر جب معلوم ہوا کہ انہون نے آیندہ بغاوت کی ورنہ بالفعل وہ سب طرح سے اپنی خیر خواہی کا اظہار کرتے تھے اور درخواست کرتے تھے کہ ہم باغیون سے لڑنے کو تیار ہین اور انکی اس بات کو ڈویزن کا جنرل پورا الیقین کرتا تھا اسوقت ملک مین تمام سپاہ کی طبیعت دہلی کی قسمت پر منحصر تھی اور بڑے بڑے تجربہ کار مدبران ملکی اور لارڈ کیننگ یہہ یقین کرتے تھے کہ دہلی کی سرکوبی جلد ہو جائیگی - بس جب تک یہہ امید زندہ تھی تو بنگال کی سپاہ کا بحال رکھنا ضرور تھا اسوقت نا ممکن تھا کہ بنگال مین جو رجمنٹین تھین ان سے ہتھیار لے لئے جاتے لارڈ کیننگ نے فرمایا کہ سپاہ سے ہتھیار لے لین - جہان وہ عمل مین آسکین نہایت موثر تدبیر ہے مگر بنگال مین جہان بارک پور سے کانپور تک پندرہ ہندوستانی رجمنٹون کے پیچھے ایک یوروپین رجمنٹ ہے وہان ہتھیار لینے ناممکن ہین یہان مختلف طرح سے شکار کھیلنا چاہیئے" سپاہیون کی رجمنٹون کی بغاوت کے خوف کے سوا کلکتہ اور دینا پور کے قریب اور خوف ہی موجود تھے - پٹنے کے وہابیون کا اندیشہ تھا - لارڈ کیننگ کی وولنٹیریون کے سپاہ کی نسبت بڑی سچی راے تھی وہ کلکتہ کے یوروپین

سرکار کی طرف سے یورپین اور ہندوستانی سپاہ

باشندونکی طبیعت و عادت سے خوب واقف تھے کہ ملاحون اور سولین کا گروہ غیر قواعددان چند قومی افسرون کی ماتحت ایک یوروپین رجمنٹ کا کام نہین دے سکتا جہان آدمی کی دولت ہوتی ہے وہین اس کا دل ہوتا ہے اور اکثر وہین ہاتھ ہوتا ہے - جسوقت کوئی کڑا وقت آنکر پڑیگا توان رو ولنٹیر لیون کا دل اپنے بیوی بچون اور مال دولت کی طرف زیادہ بہ نسبت سرکاری خدمت کے ہوگا - اگرچہ بعض ان مین سے بہادر اور اولوالعزم تھے اور سرکاری خدمت کے لیئے جان دینے کو تیار تھے مگر زیادہ تر آدمی ان مین سے تھے کہ غالباً وہ قواعددان سپاہ کے قائم مقام نہین بن سکتے مگر ہان ایک خدمت گذار ضمیمہ سپاہ بن سکتے تھے اسوقت لارڈ کیننگ کو یہہ خیال نہین تھا کہ اضلاع گنگ مین ایسا بڑا خوف و خطر ہے کہ بنگال چند ہفتے کے لیئے بھی اپنی معتمد محافظون سے محروم کیا جائے - بالائے ہند سے اسوقت خبرین آرہی تھین کہ زیادہ خوف و اندیشہ کی بات نہین ہے بظاہر یہہ معلوم ہوتا تھا کہ بغاوت کا زور کم ہوگیا ہے - تار دن پر بنارس سے ۱۹ و ۲۰ کو یہہ خبر آئی کہ بالکل خیروعافیت ہے سپاہین سیدھی ہین ۱۹ - مئی کو لکھنؤ سے ہنری لارنس نے تار بھیجا کہ شہر مین اور چھاونیون مین اور ملک کی بہت اچھی حالتین ہین - اسی تاریخ کا نپور سے وہیلر صاحب نے اسی قسم کا تار بھیجا کہ سب طرح خیروعافیت ہے مگر انگیختگی کچھ کم ہے الہ آباد سے خبر آئی کہ سپاہین خاموش و نیک چلن ہین ممالک مغربی کے لفٹنٹ گورنر نے آگرہ سے گورنر جنرل کی دلجمعی کی کہ سب چیزین خوش معلوم دیتی ہین بہت تھوڑا توقف دہلی مین سپاہ کے بھیجنے مین ہے بظاہر یہہ معلوم ہوتا ہے کہ شعلہ بغاوت بھڑکنے کا نہین وہ بجھ جائیگا - آیندہ دنون مین اچھی خبرین آتی رہین صرف یہہ ایک خبر تھی کہ علی گڈہ مین بغاوت ہوئی اسکے ساتھ آگرہ سے یہ خبر آئی کہ علی گڈہ پر دوبارہ قبضہ کرنے کے لیئے بڑی مستحکم چڑہائی کی گئی ہے اسواسطے لارڈ کیننگ مئی کے اول ہفتون مین ممالک مغربی کے لیئے ایسی اشد ضرورت نہ جانی کہ وہ بنگال سے سپاہ بھیجکر اسکو معرض خطر مین لاتے انہون نے ۸۴ وین رجمنٹ شاہی مین سے کچھ گورون کو روانہ کیا اور دیناپور مین جنرل لونڈ کو لکھا کہ وہ گورون کی دسوین رجمنٹ مین ایک دو کمپنی بنارس روانہ کردے -

سمندر پار سے جو یورپین سپاہ کے لیئے جو تدابیر انہون نے کین وہ انکی اس تحریر سے معلوم ہوتی ہین جو انڈین منسٹر کو انگلنڈ مین ۱۹- مئی کو لکھی "اس مطلب کے لیئے کہ یوروپین سپاہ ہندوستان مین جمع ہو مین نے یہہ تدبیرین کین ہین کہ مدراس فیوزیلیر رجمنٹ کو بلایا ہے جو ۲۱ و ۲۲ مئی کو یہان آجائیگی۔ رنگون سے ایک رجمنٹ بلائی ہے جو دوسرے ہفتے مین آجائیگی۔ اور دو رجمنٹین اور ایک توپخانہ (شاید تین رجمنٹین) بمبئی سے آئینگین جب وہ بمبئی مین آجائینگین۔ وہ سمندر مین ایران سے چلی آرہی ہین ایک رجمنٹ کو کراچی مین حکم دیا ہے کہ وہ سندھ سے فیروزپور مین جائے اگر جان لارنس اسکی امداد چاہین۔ آج ایک افسر سیلون کو جاتا ہے کہ وہ سرہنری وارڈ سے کہے کہ آپ کل سپاہیون کو جو بھیج سکتے ہین بھیجدین۔ مین نے اس سے پانچ سو یوروپین سپاہیون کی درخواست کی ہے لیکن وہ انکی جگہہ ملایا کو یا علاوہ انکے وہ منظور کرسکتا ہے اور ایلجن اور ایش برن ہم کے پاس بھی افسر خطوط لیکر گئے ہین جنہین ان سے یہہ التماس کیا گیا ہے کہ جو سپاہ چین سے انگلنڈ کو جارہی ہین وہ اول ہندوستان مین آئین۔ بس مین بالفعل اسی قدر یوروپین سپاہ کو جمع کرسکتا ہون۔ اگر کوئی دخانی جہاز مل گیا تو پیگو سے بھی ایک رجمنٹ بلائی جائیگی"۔

مدراس فیوزیلیر جسکے سپہ سالار جنرل نیل تھے کلکتہ مین آگئی۔ یہ سپہ سالار بڑا آزمودہ کار بہادر جوانمرد خداپرست تھا اور اسکی پلٹن بھی بڑی نامور جنگ آزما تھی۔ ۲۳- مئی کو وہ اپنی سپاہ کے دو ونگ کو لیکر روانہ ہوا۔ بحری سفر تو آسان تھا مگر خشکی کا سفر بڑا مشکل تھا دریا اور سڑکون پر جو اسباب سفر مہیا کرنا ممکن تھا وہ مہیا کیا گیا کوئی گاڑی چھکڑا جو گورنمنٹ لے سکتی تھی اس سپاہ کے لیئے چھوڑا نہین گیا۔ دریا مین سارا اسباب دخانی جہاز لے جاتے تھے لیکن وہ ضرورت کے موافق چل نہین سکتے تھے غرض تھوڑے سپاہی بڑے جوانمرد بنارس روانہ ہوگئے۔

جب مئی کا مہینہ اپنی کرنیں چمکا چکا تو اسکے بعد بڑی منحوس خبرین آنے لگین۔ ممالک مغربی شمالی مین ایک سرے سے دوسرے سرے تک بغاوت کی آگ روشن ہوگئی

جنرل نیل اور مدراس فیوزیلیر

لارڈ کنینگ اور انکے مشیرون کو اپنی امیدون مین بڑی مایوسی ہوئی اب انہون نے دیکھا کہ ہندوستان مین انگلش حکومت کے لیئے ضرور ہے کہ ہر جگہہ ہمارے آدمی دشمنون سے لڑنے کے لیئے پلین بلکہ اس نازک وقت کا مقتضا یہہ ہے کہ وہ اختیارات کے ہتھیارون سے مسلح کیئے جائین جنکو وہ استعمال کرین۔ اب غیر قانونی حکومت کا آغاز ہوا لیکن کچھ مدت تک تحریری قوانین نے گورنمنٹ کے دست انتقام کو کوتاہ رکھا۔ بہت سے وحشی انگریزون کے دشمن جان ہوگئے تھے اسلیئے اب انگریزون کے لیئے ناگزیر تھا کہ ان وحشیون کے ہتھیارون سے ان سے لڑین۔ ۳۰- مئی کو لیجس لیٹو کونسل نے یہہ ایکٹ پیش کیا جس سے وہ عدالت کا قدیمی قانون عمل کا اٹھ گیا جو مدت سے عزیز ہورہا تھا۔ ایکٹ کا مطلب یہ تھا کہ تمام آدمیون پر برٹش گورنمنٹ کے ساتھ نیک خواہ ہونا واجب ہے پس جو شخص ملکہ معظمہ کے یا ایسٹ انڈیا کی گورنمنٹ کے برخلاف سرکشی کریگا یا اس سے لڑیگا یا اس لڑائی مین کوشش کریگا یا لوگون کو اس بغاوت کے لیئے ابھاریگا یا سعین ہوگا تو اسکو پھانسی و جلاوطنی کی یا قید کی سزا دی جائیگی ہر اگزیکیوٹو گورنمنٹ کو اختیار ہے جو ضلع سرکش ہو اسکا اشتہار دے اور ایک کمیشن مقرر کرے کہ جو گورنمنٹ کے برخلاف جرائم کرین یا قتل کرین یا آتش زنی کرین یا کسی پر دست درازی کرین تو ایک کمشنر یا کئی کمشنر جو اس کام پر مقرر ہون انکو اختیار ہے کہ وہ ضلع کے کسی حصہ مین کورٹ کرکے بغیر قانونی فتوے کے افسر کی اجازت لیئے کے جس شخص پر کورٹ مین جرائم مذکورہ بالا مین سے کوئی جرم ثابت ہو اسکو موت کی جلاوطنی کی یا قید کی سزا دیدین۔ اس کورٹ کا فیصلہ ناطق ہوگا اور یہہ کورٹ صدر کورٹ کا ماتحت نہین ہوگا۔ ۸- جون کو یہہ ایکٹ پاس ہوگیا جس سے خاص سول افسرون کو بڑے وسیع اختیارات ہوگئے مگر اسکے ساتھ ہی گورنر جنرل کونسل کا اورڈر پاس ہوا کہ ملیٹری افسرون کو خواہ وہ کسی درجے کے کسی مقام مین بنگال پریسیڈنسی مین ہون وہ ایک عام جنرل کورٹ مارشل جو یورپین کا یا ہندوستانیون کا یا ملا ہوا دونو کا ہو جسکے ممبر پانچ سے کم نہ ہون مقرر کرین اور اس کورٹ کے احکام کی تعمیل کی جائے۔

جب نیا مہینہ جون کا شروع ہوا تو کلکتہ کے سمندر پار سے سپاہین آنی شروع ہوئین تو

جون سے قصبون مین سپاہیون کی بغاوت

عیسائیون کے ہوش حواس درست ہوئے۔ اگرچہ بالائے ہندمین سرکشی پھیل رہی تھی
مگر دارالسلطنت مین یوروپین سپاہیون کے متواتر آنے سے کلکتہ کے عیسائیون کے لیے
عافیت وسلامتی تھی۔ ایران سے جو ہندوستان میں سپاہ واپس آئی اس مین سے
۶۴وین رجمنٹ ۳۔ جون کو آئی اور اسکے بعد بہت جلد ۳۵وین رجمنٹ مول مین سے
آئی۔ ۷۸وین ہائی لینڈرس کی رجمنٹ آئی جسکی ڈاڑھیان سرخ اور گھٹنے ننگے تھے جو
بنگالیون کی نگاہ مین وہ آدھے عورت اور آدھے حیوان دکھائی دیتے تھے انکے
بھیجنے کے لیے گھوڑ اگاڑیون اور بلک ٹرین (بیلون کی گراینجی) کا انتظام کیا گیا انکے اندر
خشکی مین بے سامانی کے ساتھ سفر کرنا گورون کا سخت جفاکشی کا کام تھا۔ گھوڑا گاڑی کا
بنارس تک پانچ دن کا سفر تھا۔ لارڈ کیننگ کو سرکاری طور پر معلوم ہوا کہ گھوڑ اگاڑی مین
چوبیس سپاہی اور بلک ٹرین مین سو سپاہی ہر روز روانہ ہو سکتے ہین۔ ۱۰۔ جون کیلارڈ
کیننگ نے کالون صاحب کو لکھا کہ ایک سو چوبیس سپاہی ہر روز بلاناغہ روانہ ہونگے
وہ نہ بنارس مین نہ الہ آباد مین ٹھہرینگے بلکہ کانپور جائین گے جس سے غرض یہ ہے کہ سر ہیو ویلر
پاس ایسی سپاہ کی جمعیت ہو جائے کہ وہ کانپور کے مورچون کو چھوڑکر لکھنؤ یا کہین اور
جاکر موجود ہون آپ خود جانتے ہین کہ اس کام کا وقت کب آئے گا۔

# باب ششم

## اونرابل جنرل این سن کمانڈر انچیف کے آخر ایام

جب یہہ حادثات واقع ہو رہے تھے تو کمانڈر انچیف اور ان کا ہیڈ کوارٹرس سٹاف
شملہ پر تھا اسوقت ہندوستان مین کمانڈر انچیف اونرابل جنرل این سن تھے ان کی
مدت ملازمت پر ۴۳ سال گذر چکے تھے لیکن ان کو ہندوستان کی ملازمت مین چار سال کی

تجربہ ہوا تھا وہ لائق فائق دانشمند ہوشیار تھے سپاہیون کی خصلت و مزاج کو خوب پرکھ لیتے تھے وہ گنجفہ بازی اور شہسواری مین بڑے مستند سمجھے جاتے تھے اور لنڈن کی سوسائیٹی مین بڑے نامور تھے۔ جب انہون نے ہندوستان مین میرٹھ ڈویزن کی سپہ سالاری کا عہدہ قبول کر لیا تو وہان لوگون کو تعجب تھا مگر وہ اس عہدہ پر زیادہ دنون نہین رہے کہ مدراس کے کمانڈرانچیف مقرر ہو گئے اور ڈیڑھ سال کے بعد ہندوستان کے کمانڈرانچیف۔ جنرل این سن واٹرلو کی لڑائی مین ان سا ین تھے مگر انکو میدان جنگ مین جانے کا اتفاق نہین ہوا۔ کامنس ہوس مین بہت ملیٹری عہدون کے مختلف کام کرتے رہے۔ جب تک وہ ہندوستان مین نہین آئے انکو کوئی اعلےٰ عہدہ نہین ملا تھا۔

کمانڈرانچیف کو شملہ پر آئے ہوئے ایک مہینہ گذرا تھا کہ منگل کے دن ۱۲ مئی <sup></sup>

سرہند کے ہیڈکوارٹرس انبالہ کی چھاونی کا ایڈی کیمپ کپتان برنارڈ اسی میل کے فاصلہ پر شملہ مین گھوڑون پر دوڑا دوڑ کر کے پہنچا اور کمانڈرانچیف کو دہلی کے دو تار دیئے جنکا مطلب نیچے لکھا ہے اور وہ دہلی سے ایک دن پہلے انبالہ مین آئے تھے۔

"ہم اوفس کو چھوڑتے ہین تمام بنگلون مین آگ لگ رہی ہے میرٹھ کے سپاہیون نے یہہ آگ لگائی ہے وہ صبح کو آئے ہین ہم دور ہین مین خیال کرتا ہون کہ مسٹر ٹوڈ زندہ نہین ہین وہ صبح کو گئے تھے ابتک پھر کر نہین آئے۔ ہم کو معلوم ہوا ہے کہ کئی یورپین افسر مارے گئے ہین یہہ تار مین بجے کا تھا۔ دوسرا تار چار بجے یہہ آیا تھا کہ چھاونی میرٹھ سے تیسرا رسالہ سوارون کا باغی ہو کر آیا ہے جنکی تعداد نہین معلوم کہتے ہین کہ ڈیڑھ سو سوار ہین۔ میرٹھ اور دہلی کے درمیان تار کٹ گیا کشتیون کے پل پر باغیون کا قبضہ ہو گیا ہے ۵۴ وین رجمنٹ انکے مقابلہ کے لیے بھیجی گئی مگر اسنے کچھ کام نہین کیا چند افسر مقتول اور مجروح ہوئے ہین شہر مین بڑا ہلڑ مچ رہا ہے سپاہین نیچے بھیجی گئی ہین مگر انکا حال معلوم نہین اطلاع آئندہ دی جائیگی۔"

جب یہہ خبر کمانڈرانچیف کو پہنچی تو نہ انہون نے اور نہ انکے دیرینہ تجربہ کار ہیڈکوارٹرس سٹاف نے

۱۱ مئی ہیڈکوارٹرس مین

اس نہایت خوفناک خبر کے پورے معانی جانے مگر انہون نے یہہ سوچا کہ کچھ کرنا چاہئے
انہون نے دیکھا کہ شہر دہلی اور وہان کے یوروپین افسر باغیون کے پنجے مین پھنس گئے
ہین یہہ مجھپر فرض ہے کہ اگر آتش بغاوت زیادہ بھڑکے تو مصیبت زدون کی امداد
کے لیے تمام گورون کی پلٹنون کو جو پہاڑ پر ہین روانہ کرون اور اپنے ایک اڈیکیمپ
کو کسولی بھیجا کہ وہ ۷۵ وین فٹ پلٹن کو انبالہ سفر کرنے کے احکام سنادے۔ کپتان
برناڈ جب شملہ کو جاتے تھے تو انہون نے اس رجمنٹ کو کہدیا تھا کہ وہ سفر کے لیے
تیار رہے کہ ہیڈ کوارٹرس سے حکم آتے ہی روانہ ہوجائے اور اُسی وقت ڈگشائی
اور سباٹو مین جو یوروپین رجمنٹون کی کمپنیان تھین انکو حکم بھیجا کہ وہ سفر کے لیے تیار
ہون حکم آتے ہی فوراً روانہ ہون۔ مگر انہون نے خود اپنے تئین کوئی حرکت نہین دی
لارڈ کیننگ کو لکھا کہ مین متردد انہ اور خبرون کا منتظر بیٹھا ہون اگر اچھی خبرین نہ آئین تو
انبالہ کو خود روانہ ہونگا۔ ابھی یہہ چٹھی روانہ ہونے نہ پائی تھی کہ ایک تیسرا ٹیلیگرام آیا
جسسے انکو بالتفصیل حال معلوم ہوا کہ میرٹھ مین اتوار کے دن کیا واقعات پیش آئے۔

۱۲ مئی ۱۸۵۷ء

لارڈ کیننگ کو دوسرے دن صبح کو بھی انہون نے یہی لکھا کہ میرا سفر کرنا ان خبرون پر
موقوف ہے جو میرے پاس آئینگین لیکن اب انکو خوف زیادہ معلوم ہونے لگا کہ انہون نے
دو فیوزلیر رجمنٹون کو حکم دیا کہ وہ انبالہ کو جائین اور سرمور پلٹن کو حکم دیا کہ وہ دہرہ سے
میرٹھ جائے پہلے یوروپین گورہ رجمنٹ کے میجر جیکب کو جو شملہ پر تھے انکو رات کو ڈگشائی
بھیجا کہ وہ رجمنٹ کو صبح سے پہلے اطلاع دے کہ وہ روانہ ہوجائے جنرل این سن
کو میگزینون کی طرف سے بڑا فکر و تردد دامن گیر تھا اسلیئے انہون نے بغیر کسی توقف
کے میگزینون پر یوروپین سپاہ کو قبضہ کرلینے کا حکم دیا انہون نے ۱۳ مئی کو لارڈ کیننگ
کو لکھا کہ مین نے خاص آدمی ڈاک مین بھیجا ہے کہ وہ ۶۱ وین فٹ رجمنٹ قلعہ فیروزپور پر
اور ۸۱ وین رجمنٹ قلعہ گوبندگڈھ پر قبضہ کرلے اور جالندھر سے دو کمپنیان پھلور مین جائین
پھلور کے میگزین پر قبضہ ہونا نہایت اہم تھا۔ میجر برون کہتے ہین "کہ پنجاب مین یہ افواہ اڑی
جسکے سچے ہونے سے انکار کرنے کی خبر کبھی ہم نے نہین سنی کہ ایک ممبر سٹاف نے یہ

بیان کیا کہ تمام یورپین سپاہ پھلور مین یکجا جمع ہوکر اور ستلج مین کشتیان بہم پہنچا کر جسقدر
جلد ممکن ہو انگلنڈ کی راہ لین - پھلور اور گوبند گڈھ کی محافظت جسطرح کہ پنجاب کے حاکمون نے
کی اسکا بیان آیندہ کیا جائیگا - کپتان درتھنگٹن جو شملہ پر بیماری کی رخصت پر آئے ہوئے
تھے وہ پھلور بھیجے گئے کہ وہان محاصرہ کے توپخانہ کی روانگی کا انتظام کرین جسکے ذریعہ
سے دہلی مین دوبارہ داخلہ ہو اور گورکھی کے نصیری پلٹن کو جو جٹوگہ مین شملہ کے
قریب تھی اسکو حکم ہوا کہ وہ نوین غیر آئینی سوارون کے ساتھ پھلور سے انبالہ کو محاصرہ کا
توپخانہ لانے مین ساتھ ہولے - جنرل این سن نے اسقدر کام کیا جو چند سالون کا تجربہ کار
افسر کر سکتا تھا مگر لوگ اسپر اعتراض کرتے ہین کہ انہون نے کام کم کیا -

۱۴ - مئی جنرل این سن کا ارادہ

جب ایک دن گذر گیا تو کمانڈر انچیف نے ارادہ کیا کہ شملہ سے روانہ ہون انہون نے
لارڈ کیننگ کو ۱۴ - مئی کو آٹھ بجے صبح کو لکھا کہ مین ٹھیک ابھی انبالہ جانے والا ہون
بڑا مصیبت ناک کام پیش آیا ہے اور یہ ممکن نہین کہ معلوم ہو سکے اسکا مآل و نتیجہ کیا ہوگا
لوگ کہتے ہین کہ اس کی تہ مین دلی کا بادشاہ ہے مگر مجھے اس مین شبہ ہے لیکن
اس مین شک نہین کہ بادشاہ کو یہہ موقع اپنے نفع پہنچانے کا خوب ہاتھ لگ گیا ہے
اور وہ باغیون کا معین و مددگار ہے - اگر باغی شہر پر قبضہ کرکے اسکی دیوارون کے
پیچھے مقابلہ کے لیئے کھڑے ہوئے تو ہمارے پاس اچھی سپاہ اور اچھا توپخانہ ہونا
چاہیئے - یہہ سب سامان کرنال مین جمع ہونا چاہیئے میرے نزدیک یہ دانائی سے بعید
ہے کہ سپاہ کو متفرق تقسیم کرین اور اسکے ایک حصہ کو دریا کی مقابل سمت میں میرٹھ سے
روانہ کرین - مجھے امید ہے کہ آیندہ مجھے ایسا علم حاصل ہو جائیگا (انبالہ پہنچکر یہہ فیصلہ کرونگا)
کہ مجھے کیا کرنا بہتر ہوگا -

۱۵ - مئی سنہ ۱۸۵۷ء

۱۵ - مئی کی صبح کو کمانڈر انچیف انبالہ پہنچے یہان بڑی بڑی خبرین انہون نے سنین - یہہ
ظاہر تھا کہ پنجاب مین ہندوستانی رجمنٹین کھلی یا مخفی باغی تھین اسواسطے انکو امید نہین تھی کہ وہان سے
کوئی مدد پہنچ جائیگی انہون نے لکھا کہ ہمارے پاس توپخانون کے سامان مین خوفناک کمی ہے
مین نے دو کمپنیان رزرو ارٹلری کی لاہور اور لدھیانہ سے مانگین جو بالفعل نہین بھیجی جاسکتین

اور ہمارے پاس محاصرہ کے توپخانون کے لیے سامان نہین ہے۔ تمام یوروپین سپاہ جو جمع ہوسکتی تہی وہ سب ۱۔ مئی کو یہان جمع ہوجائیگی اگر ہم دہلی کی طرف جائین تو کرنال سے جانا چاہیئے یہہ تعجب کی بات ہے کہ ملک کے اور حصون مین جو واقعات وقوع مین آرہے ہین انسے ہم کسقدر کم واقف ہین۔ آگرہ۔ کانپور۔ اودھ وغیرہ کی کچھ خبر نہین" دوسرے دن پھر لارڈ کیننگ کو لکھا کہ مین اس سپاہ کی درستی مین حتی الوسع بہتر کوشش کررہا ہون جو سفر کرنے کے لیئے تیار ہے لیکن خیمے اور گاڑیان تیار نہین اور وہ نہایت ضروری ہین۔ ہمارے پاس میگزین (سامان حرب وضرب) بہی تہوڑا ہے جسکی پہلو سے آنے کی توقع ہے۔ ہماری حالت ایسی ہے کہ اگر ضرورت ہوئی تو مجھے امید ہے کہ تھوڑے دنون مین سفر کیا جائیگا۔ لیکن دہلی مین باغیون پر حملہ کرنے کے لیے ہمارے پاس قلعہ شکن بھاری توپین نہین۔ اگر ہم کو بڑی سخت ضرورت آنکر نہین پڑیگی تو ہم اپنی یوروپین سپاہ کو پراگندہ اور قربان نہین کرینگے۔

جنرل این سن سخت دشوار یون اور تکالیف مین پھنسا ہوا تھا ہم یہہ پہلے لکھ چکے ہین کہ انبالہ مین ہندوستانی رجمنٹین آتش زنیان کررہی تھین یوروپین سپاہ انکے نزدیک تھی اسلیئے وہ کھلی بغاوت نہین اختیار کرتی تھین۔ یوروپین سپاہ انبالہ مین اسقدر جمع ہوگئی تہی کہ جنرل این سن ایک گھنٹے مین انکو بالکل بے ہتھیار کرسکتا تھا سرجان لارنس کی نہایت صاف صحیح رائے یہ تہی کہ دہلی جانے سے پیشتر انبالہ کی ہندوستانی سپاہ کے ہتھیار لے لینے چاہیئے تھے۔ چیف کمشنر پنجاب نے یہہ خیال کیا کہ پہلا کام یہ کرنا چاہیئے کہ انبالہ کی رجمنٹون سے ہتھیار لے لینے چاہیئے انکا دہلی ساتھ لیجانا یا انبالہ مین پیچھے چھوڑ جانا دونو خطرہ سے خالی نہین اس سپاہ کے باغی ہونے مین ذرا سا بہی شبہ نہین رہا تھا مگر کمانڈر انچیف نے چیف کمشنر کی تجویز کی تعمیل نہین کی جسکا سبب آگے بیان ہوگا کہ اس تجویز پر عمل کرنے سے معلوم ہوتا تھا کہ بعض ان مشکلات سے جو انبالہ مین کمانڈر انچیف کو گھیرے ہوئے تھین بچنے کا آسان طریقہ یہ ہے لیکن اب بھیڑیے کے کان انکے ہاتھ مین تھے نہ چھوڑے ہی بنے نہ پکڑے سبنے نہ اسمین سلامتی تہی کہ وہ ہندوستانی رجمنٹون کو اپنے ساتھ

انبالہ کی ہندوستانی رجمنٹین

لے جائین اور نہ وہ انکو یہان پیچھے چھوڑ سکتے تھے اور ہتھیار اس سبب سے نہین لے سکتے تھے کہ یہان کے افسرون نے انبالکی سپاہ سے عہد و پیمان کر لیا تھا کہ ان سے ہتھیار نہین لیئے جائینگے - ہتھیار لینے مین عہد شکنی ہوتی جو شرافت کی شان سے بعید تھی مگر حقیقت مین سپاہیون نے اپنے عہد و پیمان کو خود توڑا تھا کہ جب ان کے دستونکو بعض مقامات مین جانے کا حکم دیا تو انہون نے یہ حکم مانا نہین بس اسلیئے ہتھیار لینے مین کوئی عہد شکنی نہین تھی — بلکہ ان ہی کی دغا بازی کا انکے خلاف کام مین لانا تھا غرض انسے ہتھیار نہین لیئے گئے جنکو انہون نے باجی پنے سے انگریزون پر چلایا جنہون نے انکے ساتھ تحمل کا برتاو برتا تھا۔

— ایک اور فکر یہہ پیدا ہوا کہ پہلے اس سے کہ ایک ہفتہ گذرا ہو یہہ خبر آئی کہ گورکھون کی نصیری پلٹن اس سبب سے نہین کہ وہ ریگولر سپاہ سے ہمدردی کرتی ہے بلکہ اپنی ذاتی بددلی کے سبب سے ایسے وقت مین باغی ہوئی کہ اسکی خدمات کی حاجت تھی اسنے پھلور جانے سے انکار کیا اور اسنے کمانڈر انچیف کے بیگیج کو لوٹ لیا اور شملہ پر حملہ کرنے کا قصد کیا - پہاڑ پر سے جہان سے این سن ابھی آئے تھے اور چندروز پہلے وہان سینکڑون خوش گھرون مین عیش و نشاط کے فنون کی سریلی آوازین نکل رہی تھین وہان سے اب آہ و فغان کی آوازین آنے لگین اس موسم مین انگلش لیڈیان بعض اپنے شوہرون سمیت اور بعض بغیر شوہرون کے گرم ہوا ون سے بچنے کے لیئے پہاڑون کی خوشگوار ہواؤن سے اپنے تیئین اور اپنے چھوٹے بچون کو تازہ و توانا کرنے کے لیئے آئین تھین یہہ بڑی خوشی کی بات تھی کہ وہ بغاوت گاہون و قتل گاہون اور سپاہیون کی چھاونیون سے دور عشرت گاہون مین آئی ہوئی تھین مگر یہہ عشرتکدہ بھی انکا بغیر محافظت کے تھا خدا ہی ان کا محافظ تھا - اب انکے گھرون مین خوف نے اپنی آنکھین دکھائین - خبر آئی کہ نصیری گورکھون کی پلٹن جو تین چار میل پر شملہ سے تھی باغی ہو گئی تو سب ہکا بکا متحیر و متشدد ہو گئے اور یہہ گپ اڑی کہ جتوگھ مین انگریزون کے کنبے قتل ہو گئے ——— اور گورکھے قتل و غارت کے ارادہ سے شملہ مین آنے والے ہین - ان گرمیون کے - - - - - - -

نصیری پلٹن گورکھون کی بغاوت پہاڑون پر خطر

بڑے دنون کے بڑے حصے مین انگلش سوت کے تلخ مزے چکھ رہے تھے۔ عورت مرد بچے اپنے بنے سنورے گھرون کو چھوڑکر خوف کے مارے بنک مین جمع ہوئے اور ان دو دن کے اندر چار سو عیسائی وہان جمع ہوگئے جنمین سو مرد قوی اور توانا تھے مگر یہہ افواہ غلط تہی گورکھون کی ناراضی کا سبب یہہ تھا کہ انکو میدان مین جانے کا حکم ہوگیا اور انکے کنبون کی محافظت کا کچھ سامان نہین کیا گیا اور کچھ انکی تنخواہ بہی چڑہی ہوئی تھی کبہی گورکھون کا ارادہ یہہ نہین ہوا وہ انگریزون کو مارڈالین۔ جب انکی شکایتین بعض افسرون نے دور کردین تو وہ ایسے جانثار خیرخواہ ہوگئے جیسے کہ ہونے چاہئین پہر عورتین مرد اپنے گھرون کو آئے تو انہون نے انکو ایسا ہی بنا سنورا پایا جیسا کہ چھوڑ گئے تھے۔

جب نصیری پلٹن کی بدولی کی خبر کمانڈرانچیف نے سنی تو انکو یہہ اندیشہ پیدا ہوا کہ محاصرہ کا توپخانہ کس کی محافظت مین انبالہ پہنچے گا اسوقت یہہ بہی خیال تھا کہ یوروپین سپاہ گرمی کی دہوپ مین نہ چلے۔ یہہ مہینہ سخت گرمی کا ہوتا ہے۔ گورکھون کی نہایت جفاکش رجمنٹ نے جسکی خیرخواہی پر تبدیل کچھ شبہ نہین ہوسکتا تھا وہ کچھ تھوڑی دیر کے لئے بددل معلوم ہوئی تو اب اسکے سوا کوئی چارہ نہ تھا کہ مشتبہ ہندوستانی سپاہ کی طرف یا دوست رئیسون کی طرف رجوع کی جائے کہ وہ سپاہ سے کمک کرین۔ رات دن انگلش سپاہ کے لفٹنٹ گرفتھ کسری اور ڈی نینس نے متواتر محنت کی کہ محاصرہ کا توپخانہ اور سب قسم کا اسباب حرب وضرب تیار ہوجائے ایک یوم کیا بلکہ ایک ساعت کا ضائع ہونا مہلک تھا اسواسطے کہ ستلج مین پانی روزبروز زیادہ ہوتا جاتا تھا اور کشتیون کا پل پہلے اس سے کہ توپخانہ کی تیاری پوری ہو بہنے کو تھا۔

محاصرہ کا توپخانہ

مگر سب سے بدترین دقتین اور تھین جنکے سبب سے این سن صاحب کو آزادی بارگران معلوم ہونے لگی انکی کہنی کے تلے سپاہ کے سب سٹاف ڈپارٹمنٹس بیٹھے تھے وہ سب تجربہ کار اور خوش لیاقت تھے۔ انسے صلاح ومشورہ کرنا کمانڈرانچیف کا عین صواب تھا لیکن ڈپارٹمنٹس ہمیشہ آہستہ رو ہوتے ہین انکے ذمے جوابدہیون کا ایسا

ڈپارٹمنٹس

بوجھ ہوتا ہے کہ انکو مہلک زور سے مغلوب کرتا ہے - صلح کے زمانہ مین ہندوستان کے
اندران ملیٹری ڈپارٹمنٹون سے بہتر ڈپارٹمنٹ نہین ہو سکتے - وہ کسی کام کو بیقاعدہ
نہین ہونے دیتے تھے افسر خواہ کیسا ہی ہوشیار ہو حسب ضابطہ و سررشتہ کے خلاف
کام کرتا تو اسکی چشم نمائی کی جاتی کوئی شخص اپنے کام کرنے مین آزاد نہ تھا وہ جب تک اپنی
چستی و چالاکی و مستعدی نہین دکھا سکتا تھا کہ ان ڈپارٹمنٹون کی ماتحتی سے باہر نہ ہو -
انکا نام برائے نام وار ڈپارٹمنٹس (جنگی سررشتے) تھا اگر دنیا سے لڑائی کا نام مٹ جاتا تو
پھر انکی ضرورت نہ ہوتی - لیکن ان وار ڈپارٹمنٹون کی یہہ تخصیص تھی کہ وہ لڑائی کے لیئے
کبھی تیار نہ ہوتے تھے - بغیر بڑی تاخیر کے انگریز اپنے تئین ڈفنس اور او فنس لڑائی
کے لیئے تیار نہین کر سکتے تھے وہ مقابلہ مین مستقل مثل دنیا کے اور قومون کے قائم
رہتے لیکن آسانی سے حرکت نہین کر سکتے - کارزار کی ضرورت کے وقت مین ان کی
حالت ایسی ہوتی جو کارزار کو ناممکن بناتی - ایڈجیوٹنٹ جنرل اور کوارٹر ماسٹر جنرل و
کمسری جنرل اور آرمی مڈیکل ڈپارٹمنٹ کا چیف ان سب مین سے ہر یک ایسی
دلیلین بیان کرتا تھا کہ کیون یہہ چیز ناممکن ہے میگزین (اسباب حرب و ضرب) نہین
گاڑیان نہین - اسپتال کا سامان نہین - بیمارون اور رجمنٹون کے لیئے دوائیان
نہین ہر ڈپارٹمنٹ کا افسر کمانڈر انچیف کے روبرو شکایت کرتا اور کبھی نہین ہر ڈپارٹمنٹ کا
سوٹو تھا - ڈپارٹمنٹون کا یہی دستور تھا - سروس کا یہی قاعدہ تھا اس کہنے سے شرمسار
نہین ہوتا تھا یہہ سب خرابیان ڈپارٹمنٹون مین متواتر چلی آتی تھین اور جب وہ
صاف صاف زبان مین پبلک کے روبرو بیان کی جاتین تو بعض چلاتے کہ یہہ کسطرح
سچ ہین اور بہت سے اپنی سادہ لوحی سے مسکراتے اور کہنے والے کو کہتے کہ وہ دل
دہلانے والا ہے اب جنرل ایبن سن نے سب چیزون کی اصلی حالت کو دیکھا کہ وہ تیار
نہین ہین جنکو اسکے سابقین جنکا وہ قائم مقام ہے دیکھ کر خوش ہوتے تھے وہ بھی
انکے قدم بقدم چلتے اور کسی چیز مین شبہ نہ کرتے مگر دفعتہً ایسی سخت ضرورت اس کے
روبرو آئی کہ اس نے ہر یک چیز کو دیکھا کہ وہ غلط مقام مین ہے - طوفان اٹھ رہا ہے کشتی

جان بچانے والی چرچ کے برج مین ہے جسکی کنجی نہین ملتی - ۱۸ مئی کو جنرل برنارڈ نے
انبالہ سے لکھا کہ اب یورپین رجمنٹین جمع ہوگئی ہین مگر ان کے پاس خیمے نہین نہ گولی بارود
ہے ہر یک سپاہی پاس بیس گولیان ہین - گھوڑون کے توپخانہ کے دو ترپ ہین مگر ان
پاس رزرو میگزین نہین اور انکے ویگن لدھیانہ مین ہین جو سات منزل ہے کسری
کے پاس باربرداری موجود نہین یہہ ہندوستان کی سپاہ ہے جسکی تنخواہان ماری
جاتی ہین اور سولین تقاضا کر رہی ہین کہ دہلی پر چڑہائی کرو - اسواسطے یہہ تعجب کی بات
نہین تھی کہ جنرل اینسن کے دل مین یہہ بات آئی کہ انکے پاس جو سامان جنگ موجود
ہے اس سے دہلی پر لشکر کشی کرنی خرم و دانائی سے بعید ہے انہون نے ۱۷ مئی کو
سر جان لارنس کو لکھا کہ آپ اس بات پر غور فرمائیے کہ یہان فوج تھوڑی ہے میرے
نزدیک مناسب نہین کہ اس قلیل فوج کو دہلی پر لشکر کشی کر کے جان جوکھون مین ڈالون -
میری رائے مین اس مہم کے لیئے فوج کی تعداد کافی نہین البتہ اس مین شک نہین کہ ہم
شہر کی دیوارون کو بھاری توپون کی مار سے مسمار کر دین گے اور شہر مین داخل ہونے
کے لیئے ہمارا مقابلہ کم کیا جائیگا - لیکن میری رائے مین ایسی قلیل سپاہ ایسے بڑے
شہر مین جاکر جسکے ہر کوچہ و ہر بازار کے موڑون مین جاکر بری طرح پھنس جائینگے جس کے
ہر کوچہ و برزن کے موڑون اور گوشون مین لوگ ہتھیار لگا کے برسر جنگ بیٹھے ہونگے
اگر وہان جاکر چھ سات سو سپاہی مجروح و مقتول ہو جائینگے پھر کیا باقی رہ جائیگا؟
جب سارا شہر ہمارا مخالف ہوگا تو کیا ہم اسپر اپنا قبضہ رکھ سکینگے ؟ کیا شہر کے اندر یا باہر
ٹھیر سکین گے ؟ ان تمام باتون پر نظر کر کے میری رائے اب یہہ ہے کہ ہم اپنی تمام
سپاہ اور سامان کو یکجا جمع کرین اور اس مین سے تمام برے سپاہیون اور سامان کو جو
قابل اعتماد نہ ہو نکال ڈالین اور بجاے انکے قابل اعتبار عمدہ سپاہ اور سامان داخل
کرین اگرچہ اس کام کے سرانجام دینے مین دیر لگیگی مگر پھر کوئی احتمال ناکامی کا نہ رہے گا -
اور ہم اپنی خوشی سے جسطرف چاہینگے جاسکینگے - آپ نے جو تار برقی پر خبرین میری اس
اطلاع کے لیئے بھیجی ہین کہ نئی سپاہ کی بھرتی کی تجویزین کی گئی ہین میری رائے مین یہ

تجاویز مستحکم ہین مین ان مین آپ کے ساتھ متفق الراے ہون - مجھے یہ بھی اور بیان کرنا
چاہیئے کہ مین نے میجر جنرل و برگیڈ براڈ جیوٹنٹ جنرل اور کوارٹر ماسٹر جنرل و کامیسری
جنرل سے جو صلاح و مشورہ لیا ہے ان سب کی راے یہ ہے جو میری راے ہے -
بڑی مزاحمت آنکر یہہ پڑی ہے کہ کامیسری جنرل نے یہہ کہا کہ یہ ناممکن ہے
کہ اس لشکر کشی کے لیئے ضروری سامان تیار ہو جاے اور اس مین ۱۶ و ۲۰ روز نہ لگین -
میرا یہ خیال تھا کہ یہ سامان کم عرصہ مین تیار ہو جائیگا - مگر جب میری کرنیل طامسن سے ملاقات
ہوئی تو میرا یہہ خیال بدل گیا - چالیس گھنٹہ سے کچھ ہی زیادہ وقت مجھے یہان آئے ہوئے
ہوا ہے کہ ہر گھنٹے مین ایسی ایک بات پیش آتی ہے جو میری پہلی راے کو بدل دیتی ہے"

لارڈ کیننگ اور جنرل این سن کی خط و کتابت

- یہ سارے وسوسے اور شبہے تھوڑے ہی دنون باقی رہے کلکتہ سے لارڈ کیننگ نے
اور پنجاب سے سر جان لارنس نے بڑی شدومد سے تحریر اور تار بھیجے کہ این سن دہلی پر لشکر کشی
اس سپاہ سے کرے جو وہ جمع کر سکتا ہے - این سن صاحب نے اپنی ان رایون سے جو انہون نے
چیف کمشنر پنجاب کو لکھی تھین لارڈ کیننگ کو مطلع نہین کیا تھا اسلیئے وہ اس خیال سے بڑے
خوش تھے کہ ہیڈ کوارٹرس مین بڑی چستی و چالاکی و مستعدی سے کام ہو رہا ہے انہون نے
۱۷ تاریخ این سن صاحب کو چٹھی لکھی "کہ مین نے بڑی خوشی سے خوش خبریان سنین کہ مجھے شبہ تھا کہ
اسوقت تم اسقدر لشکر جرار اپنے پاس جمع کر لوگے اب مجھے شبہ نہین رہا کہ یہہ لشکر بالکل کافی
ہوگا - مین آپکا نہایت احسانمند ہون - اب مجھے پورا اس باب مین بھروسہ ہو گیا ہے ایسی حالت مین
کہ ہماری فوج دہلی پر لڑنے کے لیئے پہنچ جائے تو پھر ناکام سپاہیانہ نمائش یا لڑنے مین
تساہل بڑا ہی مضر اثر رکھتا ہے - خاص کر بنگال پر عموماً - ہر ایک مقام پر اور ہر ایک چھاونی مین
پراگندگی و برافروختگی ہو رہی ہے اگر دفعتہً کسی قسم کا توقف ہوگا تو تمام بد دل رجمنٹون کو جرأت
ہوگی کہ وہ دہلی سے بھی زیادہ ہمارے لیئے خوف و دہشتین پیدا کرین - جب تک دہلی کا فیصلہ نہ ہوگا
الہ آباد بنارس اودھ باستثنار لکھنؤ جو پر امن ہے اور اور بہت سے چھوٹے چھوٹے مقامات جہان
صرف ہندوستانی سپاہ ہی ہے وہ سب معرض خوف و خطر مین رہین گے - اس وجہ سے مین نے
آپ پاس ٹیلیگراف بھیجا کہ ان باغیون کا جہان تک ممکن ہے "قافیہ تنگ کرو جنہون نے دہلی مین

اپنے تئین بند کیا ہے جنکی سرکوبی آپ بہت بیرحمی اور سنگدلی سے نہین کر سکتے ہین اس بات کے سننے سے مین بہت خوش ہونگا کہ ہمارے سپاہیون نے کچھ توقف نہین کیا اور بڑا مہیب انتقام لیا ہے۔

سرجان لارنس کی رائے

— لارڈ کیننگ اینسن صاحب کے مستدن منت ہو رہے تھے اور سرجان لارنس ان صلاح و مشورون سے جو ہیڈکوارٹرس مین ہو رہے تھے خوب واقف ہو کر لشکرکشی کے توقف کے برخلاف اپنی رائین ظاہر کر رہے تھے وہ ہندوستانیون کے مزاج شناس تھے۔ انکے تجربہ کی نگاہ کو اس سے زیادہ صاف بات کوئی نظر نہین آتی تھی کہ سب باتون سے زیادہ ہکو ایسی مستعدی چستی و چالاکی دکھانے کی ضرورت ہے اس وقت مفلوجون کی شل بےحرکت رہنا ہماری حق مین زہر ہے۔ ایسے وقتون مین ہندوستانی اس انتظار مین بیٹھے ہوئے دیکھ رہے ہین کہ اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے۔ جان لارنس خوب جانتے تھے کہ اگر ہندوستان مین کسی وقت انگلش مین خوف کے مقابلہ مین اپنا متزلزل ہونے کی نشانیان دکھائینگے تو ہزارون کیا بلکہ لاکھون آدمی یہہ یقین کرینگے کہ انگریزون کے اقبال کا زمانہ ختم ہو گیا وہ ہم سے اول جدا ہو جائینگے اور پھر اپنے حاکمون سے لڑنے لگینگے انڈین برٹش ایمپائر کی تاریخ مین کوئی زمانہ ایسا پہلے نہین آیا کہ جس مین انگریزون کی بداقبالی کے آنے کے آثار ایسے نمودار ہوئے ہون ایسے آدمی بھی بہت ہین کہ انگریزون کے کیمپ مین ضعف کی ابتدائی علامت کو دیکھ کر بہت خوش ہونے لگے کہ وہی انکے ختم ہونے کی ابتدا ہے۔ بے شک یہہ وقت ایسا نہین ہے کہ اس مین وسائل و ذخیرون اور مخازن و سامان کا حساب کیا جائے یا ہماری سپاہ کے رفتار و طریقہ مین جنگ کے اصول صف آرائی پر پاس لحاظ کیا جائے صرف حرکت کی جائے اور ضرب لگائی جائے۔ انہون نے ۱۲- مئی ۱۸۵۷ء کو جنرل اینسن کو یہہ چٹھی لکھی "مین یہہ نہین خیال کرتا کہ ملک ہمارے برخلاف ہے یقینی یہان سے لیکر دہلی سے چند میل کے فاصلہ تک کہین ملک مین یقینی ہماری مخالفت نہین ہے مین نے دہلی مین تیرہ برس کے قریب حکومت کی اسکے باشندون کو مین خوب جانتا ہون۔ مجھے یقین ہے کہ اگر سول افسرون کی طرف سے حسن انتظام ہو تو ہماری سپاہ کے نزدیک پہنچتے ہی اسکے دروازے ہمارے لیے کھل

جائینگے یہہ خیال کرنا سادہ لوحی معلوم ہوتی ہے کہ باغی دہلی پر قبضہ رکھ کے اسکی محافظت کر سکینگے مگر مین اس بات کو مانتا ہون کہ جنگی اصول کے موافق حالات موجودہ مین دہلی پر لشکرکشی کرنی مصلحت نہین ہے جب تک اور بہی یقینی مناسب نہین ہے کہ میرٹھ کی فوج کار کرنے کے لیئے تیار نہو اور یہہ تیاری اسکو جب حاصل ہوگی کہ وہ اور سب طرف سے فارغ اور آزاد ہوگی۔ میرٹھ کے بچ جانے سے ہمارے سارے ملک مین ساکھ بندھ جائیگی پہر بار برداری کے بہم پہنچنے مین کچھ دشواری نہین ہوگی عمدہ انتظام کے ہونے سے گاڑیونکے مالک خودبخود ہمارے پاس چلے آیئن گے بہرحال گاڑیان جمع ہوجائینگین۔ میرٹھ سے آپ اپنی صحیح راے قائم کرسکینگے کہ کس طریقہ پر چلنا چاہیئے۔ اگر ممالک زیرین مین شور وشر پیدا ہوا اور سپاہیون نے بغاوت اختیار کی تو میرے نزدیک سب سے بڑا فرض ہمارا یہہ ہوگا کہ ہم اسطرف جائین اور ہر مقام کو بچائین اور باغیون سے ہتھیار لے لین یا ان کو پامال کرین اگر اسکے برخلاف سب جگہ امن وعافیت ہو تو پہر یہہ سوال ہوگا کہ آپ وہان اپنے ذخائر وسامان حرب کو مستحکم کیجیے یا دہلی پر لشکرکشی کیجیے مین یہہ خیال کرتا ہون کہ یہہ بات مان لی جائے کہ ہماری یوروپین سپاہ اُس مقام مین یا اُس مقام مین فقط اس لیئے نہین رکھی گئی ہے کہ وہ اس پر قبضہ کیئے ہوئے بیٹھی رہے بلکہ جہان اس کی ضرورت ہو وہ وہان جانے کے لیئے تیار وآمادہ ہے انکی سکونت کے لیئے ایسے مقامات منتخب کیئے تھے کہ جنکی آب وہوا صحت بخش ہو اور وہ عین وسط مین واقع ہون لیکن جب تک ہم اپنی عزت وآبرو کو قائم اور ملک مین امن وعافیت رکھین تو یہہ بات کچھ نہین ہے کہ ہم کتنی چھاونیان چھوڑدین لیکن یہہ بات جب ہم نہین کرسکتے کہ ہندوستانی سپاہ کے دو یا تین جماعتون کو گورون کے بڑے گروہون کے شہ مات کرنے کو روا رکھین یہہ معاملہ بالکل وقت پر منحصر رہے گا۔ آہستہ آہستہ مگر یقینی ہندوستانی سپاہ ہم کو غارت و ہلاک کردیگی۔ اپنے استحکام کے لیئے جو تدبیرین ہم سے ہوسکتی ہین وہ کررہے ہین۔ اور براہ راست یا بواسطہ آپ کی کمک اور امداد کرنی چاہتے ہین (ان تدابیر سے مراد وہ تدابیر ہین جو پنجاب مین وہ کر رہے تھے) لیکن کیا حضور اس بات کو ایک لمحہ کے لیئے بہی مان سکتے

ہین کہ غیر آئینی سپاہ اس حال ہین ثابت قدم رہ سکتی ہے کہ وہ یہہ دیکھے کہ گورے اپنی چھاؤنیون مین بیٹھے ہوئے سکینی سے یہ انتظار کر رہے ہون کہ کیا واقعات پیش آتے ہین حضور لکھتے ہین کہ ہمکو نہایت خرم و احتیاط سے اپنی سپاہ اور سامان سپاہ کو جمع کرنا چاہیئے۔ ہمارے یورو پین سپاہی ہماری توپین اور ہمارے سامان حرب جو بالفعل تیار ہین ہمارے سپاہ و سامان ہین صرف دانشمندی اور شہزوری ایسے نتایج عظیمہ کے پیدا کرنے کے لیئے درکار ہین ۔ ہمارے پاس روپیہ بھی ہے ہم ملک پر بھی مسلط ہین لیکن اگر بغاوت پھیلی تو پھر نہایت برپا ہوجائیگی نہ ہم زر مالگذاری وصول کرسکین گے نہ رسد بہم کرسکینگے مین التماس کرتا ہون کہ حضور ہندوستان کی کل تاریخ کو خیال فرمائین کہ ہم کس جگہہ ناکام رہے ہین جہان ہم نے شہزوری سے کام کیا؟ کب ہم کو کامیابی حاصل ہوئی جب ہم نے ڈر پوک پنے سے کام کیا؟ کلائو بارہ سو سپاہیون کو ہمراہ لیکر اپنے بڑے بڑے افسرون کے خلاف صلاح و مشورہ کے پلاسی مین جنگ آرا ہو اور چالیس ہزار سپاہیون کو شکست دے کر بنگال فتح کرلیا۔ مون سن صاحب جنرل سے الٹا چلا گیا وہ آگرہ تک نہ پہنچنے پایا تھا کہ اسکی سپاہ منتشر ہوگئی اور اسکا ایک حصہ غارت ہوگیا۔ کابل کے حادثہ کو دیکھیئے اگر استقلال اور دلاوری سے کام لیا جاتا تو یہہ حادثہ وقوع مین نہین آتا۔ غیر آئینی سپاہ اور قزلباشون نے غرض ہمارے دوستون نے جو بہت سے تھے یہہ دیکھ کر ہمکو چھوڑا کہ ہم سچے دوست اپنے ہی نہ تھے یہ کس طرح سے مانا جاسکتا ہے کہ اجنبی آدمی اور اجرہ دار سپاہی اپنی جان و مال کو ہمپر نثار کردین گے؟ صرف ایک بات ہے جسکے سبب سے وہ ہمارا ساتھ دین گے کہ وہ جانتے ہین کہ ہم ہمیشہ آخر کار فتحیاب ہوئے ہین اور ہم اچھے آقا ہین لیکن اس بات کے سوا ہر یک سپاہی اپنے فائدے اور اپنی موجودہ سلامتی کو خیال کریگا پنجاب کی غیر آئینی سپاہ بڑی عالی حوصلگی اور جوش سے سفر کر رہی ہے اسکو یہہ فخر و ناز ہے کہ اسپر اعتماد کیا گیا ہے اور اسکو بڑا اشوق ہے کہ وہ آئینی سپاہ پر اپنی فوقیت و برتری کو دکھائے وہ گورون سے اپنا کندھا ملا کر لڑنے کو تیار ہے لیکن وہ پہنچکر اگر دیکھیگی کہ گورے پناہ مین دیوارون کے پیچھے بیٹھے ہین تو وہ خیال کریگی کہ شکار ہاتھ سے نکل گیا۔ یہہ بات یاد رکھیئے کہ جتنی

دیر تک ہم اپنے مقامون مین ٹھیرے رہین گے اتنی دیر تک باغیون کے جاسوس ہر چھاونی مین خطوط بھیجینگے اور خود جائینگے مین نہین سمجھ سکتا کہ کسی ریٹ کی اس سے کیا مراد ہے کہ ۱۹ روز اور بیس روز کے درمیان سامان رسد ہم پہنچایگا مجھے یقین ہے کہ دو تین روز مین سارا سامان جو آپ اپنے ساتھ لے جانا چاہتے ہین تیار ہو سکتا ہے۔ فصل غیر معمولی اچھی ہوئی ہے اور انبالہ اور میرٹھ کے درمیان غلہ بافراط موجود ہے ملک کے زیادہ تر حصے مین زراعت خوب ہوئی ہے۔ ہم بغیر کسی دشواری کے ہر سمت مین ایسے خطون مین جو بمقابلہ یہان کے ریگستان مین سپاہی بھیج رہے ہین ہماری بچی پولیسی یہہ ہے کہ ہم مہاراجہ پٹیالہ اور راجہ جیند پر اور ملک پر عموماً بھروسا و اعتماد کرین کیونکہ انہون نے ہماری طرفدار ہونے کا ثبوت دیا ہے اور آئینی سپاہ پر بالکل اعتماد نہ کرین۔ ہر یورو بین سپاہی کے بھیجنے مین مین خرچ کی کفایت نہین کرونگا خواہ اسکے لیجانے کی کچھ ہی شرح ہو باربرداری سے وہ پیدل و سوار سفر کرینگے جس سے انکی قوت و ہمت قائم رہیگی ہم پنجاب کے مختلف حصون سے گائیڈس و چوتھی سکھ پلٹن اور پہلی اور چوتھی پنجابی پلٹین بھیج رہے ہین ہیڈکوارٹرس مین ایک نوجوان افسر ہے گو وہ سالون مین خرد ہے لیکن اسنے جنگی خدمت بہت کی ہے اور اسنے اپنا عمدہ سپاہی ہونا ثابت کیا ہے اس افسر سے مراد میری کپتان نورمن ہے جو اڈجوٹنٹ جنرل کے آفس مین ہے سر کولن کیمبل اسکے ججمنٹ کی نسبت اپنی بڑی نیک راے رکھتے ہین اور جب وہ پشاور سے چلا گیا تھا تو لوگون نے یہہ خیال کیا تھا کہ پبلک کو اسکے جانے سے بڑا نقصان ہوا "

پنجاب کے چیف کمشنر اعظم نے جو کمانڈر انچیف کو لکھا وہ اسوقت کے لیئے نہایت مناسب تھا انکی طرز تحریر مین کوئی طنز و طعن ملیٹری چیف پر نہ تھے۔ پھر انہون نے دو روز بعد ۲۱ مئی کو کمانڈر انچیف کو لکھا کہ مجھے نہایت افسوس ہوگا اگر کسی میرے پیغام چٹھی نے آپ کو رنجیدہ کیا ہو۔ مین نے نہایت شد و مد و گرمجوشی سے لشکر کشی کے لیئے اس سبب سے لکھا ہے کہ مجھے یقین ہے کہ میری یہہ پولیسی سچی ہے۔ خواہ کیسا ہی ناگہانی حیرت ناک صدمہ ہم پر واقع ہو ہمارے فوجی انتظام مین ایسی گنجائش ہے کہ ہم فوراً کارزار کر سکتے ہین یقینی تقریباً کل ملک ہمارے ساتھ ہے بشرطیکہ ہم اسکے تکالیف و مصائب سے بچانے مین کوشش کرین خاصکر اس حالت

موجود ہین زیادہ تر ملک ہمارے ساتھ ہوگا کہ ہم اپنی سپاہ سے لڑتے ہین جنکے ساتھ وہ کسی طرح کی ہمدردی و موانست نہین رکہتا۔ میری سمجھ مین نہین آتا کہ کرنیل طامسن کیون اسقدر سامان مانگتا ہے سپاہ کے ساتھ اسقدر خوراک کا سامان لے جانا فوج کو زیربار کرنا اور روپیہ کا ضائع کرنا ہے۔ اتفاقات سے بچنے کے لیئے تین چار روز کے واسطے سامان غذا رکہنا کافی ہے زیادہ زیادہ ہے۔ میرا یقین ہے کہ دس ہزار سپاہ تمام ممالک مغربی و شمالی مین جا سکتی ہے بشرطیکہ وہ اپنی اشیاء مطلوبہ کی قیمت ادا کر سکے سامان رسد کی بہم رسانی مین کوئی دشواری نہین واقع ہوگی"۔ یہہ صاف ظاہر ہے کہ پنجاب مین دہلی کی دشواریان آسان سمجھی جاتی تھین اسواسطے جان لارنس نے اپنے پہلے ایک خط مین یہہ لکھا تہا کہ مین ابہی تک یہہ خیال کرتا ہون کہ دہلی مین اصلی مقابلہ کرنے مین کوشش نہین کی جائیگی لیکن اول ہمکو چاہیئے کہ میرٹھ کی فوج کا انتظام کرین اور وہ لڑنے کے لیئے تیار ہوکر دہلی کی طرف جائے۔ میرے دل پر یہہ نقش جما ہوا ہے کہ جب ہمارا لشکر دہلی کے قریب پہنچیگا تو باغی منتشر ہو جائینگے اور شہر کے آدمی اٹھ کر ہمارے لیئے دروازہ کہول دینگے۔ انہون نے پہلے ۱۲۔ مئی کی چھٹی مین یہہ بھی لکھا تھا کہ دہلی مین سپاہیون نے اپنے افسرون کو مار ڈالا اور ہماری توپون پر قبضہ کر لیا مگر وہان پھر بھی اپنا قیام نہین کر سکتے معتدل تعداد کے گورے جو اچھی طرح لڑین تو انکا مقابلہ باغیون کی بڑی تعداد بھی نہین کر سکتی پچھلے سالون مین جو سپاہی علمون کے سایہ مین بھلے کامون کے واسطے لڑتی تھین اور یوروپین افسر انکے سرپر ہوتے تھے اور انگلش ہمراہی انکی بغل مین ہوتے تھے تو بہی وہ بہت کم کام کرتی تھین باغی ہوکر کیا لڑینگین وہ آتش زنی اور غارتگری و قتل عام کر سکتی ہین مگر لڑ نہین سکتین۔

— لارڈ کیننگ گورنر جنرل نے کمانڈر انچیف اینسن کو اپنے خیالات بڑے زور سے لکھے کہ وہ دہلی پر لشکر کشی کرے تو انہون نے ۲۳۔ مئی کو گورنر جنرل کو لکھا کہ مجھے افسوس ہے کہ ممکن نتھا کہ زیادہ تر جلد دہلی کی طرف کوچ کیا جاتا۔ آپ تار برقی کے پیغامون مین لکھتے مین کہ دہلی تسخیر ہونی چاہیئے لیکن میرے نزدیک یہہ کام ایک یوروپین لشکر جرار کے ساتھ اختیار کرنا چاہیئے۔

پبلک ہوا اسکا

لیکن یہہ لشکر جرار ہندوستان مین نہین ہے جسقدر ہمارے بس مین تھا یہ لشکر جمع کیا گیا ہے مین دلیری سے کہتا ہون کہ ایک گھنٹہ بھی ضائع نہین کیا گیا اور ابنا لہ سے لشکرون کی حرکت ایسے عرصہ مین کامل کی گئی ہے کہ جب مین آیا ہون تو وہ اسکا ممکن ہونا خیال مین بھی نہین آتا تھا"۔ اور انہون نے اپنے خط کو اس فقرہ پر ختم کیا "کہ مجھے اس بات کے جاننے سے خوشی ہوگی کہ جس لشکر سے مین نے دہلی پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا ہے وہ آپ کے نزدیک کافی ہے یعنی برٹش سپاہ بڑی شہ زور ہے۔

جنرل این سن نے میرٹھ مین جنرل ہیوٹ کو اس تمام سپاہ کا حال بہ تفصیل لکھا جو ہوئی کو کرنال مین جمع ہوگی۔ لارڈ کیننگ نے بھی کمانڈر انچیف کو لکھا "کہ کلکتہ مین کن یوروپین سپاہیون کے آنے کی توقع ہے" اور یہہ بھی تحریر کیا کہ دہلی پر جلد قبضہ کرنے پر اور اسکو ایک مہیب مثال بنانے پر کل کام موقوف ہے سختی کی مقدار زیادہ نہین ہوگی مین ہر طرح سے تمہارا ممد و معاون ہونگا۔ جنگی دشواریان جنکو جنرل این سن دیکھتا تھا انکو گورنر جنرل آسان سمجھتا تھا۔ ۳۱۔ مئی کو کمانڈر انچیف کو پھر گورنر جنرل نے لکھا "کہ آج مین نے سنا ہے کہ ۹۔ جون تک آپ کے دہلی پہنچنے کی امید ہے اس عرصہ مین کانپور اور لکھنؤ بڑی سختی سے دبائے جائینگے۔ اور دہلی اور کانپور کے درمیان سارا ملک باغیون کے قبضے مین ہوگا۔ اس بات کا روکنا اور کانپور کی امداد کرنا بڑا ضروری و اہم ہے آپ کی جلد نبرد آزمائی سے یہ کام ہو جائیگا۔ آپ کے توپخانہ کی سپاہ دہلی کو یقینی جلد فتح کرلیگی اسواسطے مین آپ سے عرض کرتا ہون کہ یوروپین پیدل رجمنٹ کو سنا اور تھوڑے سے یوروپین سوار دہلی کے جنوب مین بھیجدینگے اور انکو لڑائی کے لیئے وہان روکینگے نہین تاکہ علی گڈھ دوبارہ پھر ہاتھ لگ جائے اور کانپور کی تخفیف تکلیف ہو جائے۔ یہ ممکن ہے کہ دہلی اور کانپور کے درمیان یوروپین سپاہ کے نمودار ہونے کے اہم ہونے کا زیادہ اندازہ کیا جائے الہ آباد اور لکھنؤ کی سلامتی اسپر موقوف ہے۔

یہہ بات آسانی سے خیال مین آسکتی ہے کہ یہہ ہدایتین جنرل این سن کے دل کو کیسا ملول کرتی ہونگین۔ جو سامان جنگ و اسباب انکے پاس تھا اس سے وہ دہلی کے دوبارہ

حاصل کرنے کے لیئے ضعیف جانتے تھے کہ اب اسپر یہہ اور طرہ چڑھا کہ انسے یہہ فرمائش اور کی جاتی تہی کہ پرے کے ملک مین بہی وہ کام کرین اب دہلی کی طرف سپاہ چلی جاتی تہی۔ ملیٹری افسر تو سپاہ کے سفر کی ناقابلیت کو ظاہر کرتے تھے اور سویلین افسر خاص کر این ردی ستلج کی پوری طاقت کو اس کام مین لارہے تھے کہ انکے چارون طرف ایجنٹ اپنے اختیار اور اقتدار کو کام لاکر دہلی کی طرف لشکر کے سفر کرنے کے لیئے سامان فراہم کرین سوقت سول کے کام نہین ہوتے تھے۔ تمام سویلین فوج کی اعانت کرنے کے لیئے مستعد تھے اور خود کم یا زیادہ سپاہی بن گئے تھے۔ جمنا اور ستلج کے درمیان تمام سول افسرون نے کوشش کرکے گاڑی چھکڑے باربرداری کے جانور وقلی جمع کردیئے اور انبالہ مین سپاہ کے لیئے غلہ کے انبار لگادیئے بارنس صاحب نے شہر انبالہ مین پانچ سو گاڑی کرانچی چھکڑی دو ہزار اونٹ اور دو ہزار قلی اور تیس ہزار من غلہ جمع کردیا۔ ہر قسم کے ہندوستانی دیکھ رہے تھے آیندہ کیا ہوگا وہ ہندوستانی انگریزون کی اعانت سے پہلوتہی کرتے تھے وہ جانتے تھے کہ انگریز کل باقی نہین رہینگے۔

سول افسرون نے اسوقت اور خدمات عظیمہ ایسی کین کہ جنکے بغیر اور سب کام کیا کرایا اکارت جاتا۔ جمنا اور ستلج کے درمیان سکھون کی ریاستین محروسہ تھین جنکو انگریزون نے رنجیت سنگھ کے ہاتھ سے بچا کر اپنی حراست مین لے لیا تہا سکھون کی اور ریاستین تو سب برباد ہوگئی تہین مگر یہہ تین ریاستین پٹیالہ۔ جیند۔ نابھہ انگریزون کی حراست کے سبب سے باقی رہی تہین انکے رئیس انگریزون کا بڑا احسان مانتے تھے۔ ساری قومون کی زندگی مین ایسے موسم آتے ہین کہ جنمین ایمان ضعیف اور ترغیبین قوی ہوتی ہین اسلیئے اسوقت مین کہ انگریزون پر پہلے پہل آفتون و بلاؤن کی گھٹا چھائی ہوئی تہی تہوڑی دیر کے لیئے ان رئیسون کے دلون مین بہی جو جانب ضعیف کے طرفدار تھے وسوسے اور دقتین اور دہشتین پیدا ہوئین لیکن ڈگلس سورسائیتھ صاحب نے اپنی دانائی اور جد و جہد سے ان وسوسون کو بہت جلد دور کردیا۔ وہ خیرخواہی کی راہ مستقیم پر انکو لے آئے۔ جان لارنس۔ اس پولیسی کے بڑی زور سے حامی تھے کہ مہاراجہ پٹیالہ اور جیند اور نابھہ کے راجاؤن پر اعتماد کیا جائے۔ ان رئیسون کی

سکھون کی ریاستین

نیک اسلوبی بڑی اہم تھی اگر وہ انگریزون کے حال پر ملتفت نہ ہوتے تو پھر پنجاب اور دہلی کے درمیان آمدورفت خطرناک ہوجاتی اسلیئے انبالہ مین انگریزوان کو بڑا تردد تھا کہ پٹیالہ وجیند ونابھہ جو پھولکی خاندان کے رکن اعظم تھے کونسا طریقہ اختیار کرتے ہین ۔ ڈگلس مورسایتھ (جو پیچھے سر ڈگلس مورسایتھ کے سی ایس بی ہوئے) ڈپٹی کمشنر انبالہ نے جو مہاراجہ پٹیالہ کے ذاتی دوست تھے مہاراجہ سے ملاقات کی صاحب نے مہاراجہ سے اپنی مشکلات بیان کرنی شروع کی تھین کہ انہون نے قطع سخن کرکے کہا مین کل واقعات سے واقف ہون جبپر صاحب ممدوح نے پوچھا کہ بادشاہ دہلی کی طرف سے پیغام لیکر پٹیالہ مین آدمی آئے ہین تو مہاراجہ نے بعض آدمیون پر جو کچھ فاصلے پر بیٹھے تھے اشارہ کرکے بتلایا کہ یہہ آدمی آئے ہین جب یہہ دونو تنہا رہ گئے تھے تو صاحب ممدوح نے مہاراجہ سے خلوت مین یہہ بات پوچھی کہ مہاراجہ صاحب آپ میرے ایک سوال کا جواب دین کہ آپ ہمارے موافق ہین یا مخالف۔ مہاراجہ صاحب نے سچا اور بے ریا جواب یہہ دیا کہ مین جب تک زندہ ہون آپ کا ہون مگر آپ جانتے ہین کہ میرے دشمن میرے ہی ملک مین موجود ہین بعض میرے رشتہ دار ہی میرے ساتھ عداوت رکھتے ہین میرا بھائی ہی میرا دشمن ہے آپ جو چاہتے ہین وہ مین کرونگا پھر صاحب ممدوح نے کہا کہ آپ کرنال کی طرف کچھ سپاہ بھیجدیجئے کہ ٹرنک روڈ پر رستہ کھلا رہے مہاراجہ نے اس درخواست کو قبول کیا اور کہا کہ بورومین سپاہ انکی امداد کے لیئے جلد بھیجی جائے یہہ ایک ضروری شرط تھی اسلیئے وہ جانتا تھا کہ اسکی سپاہ پر جب ہی تک اعتماد کیا جاسکتا ہے کہ اسکو یہہ یقین ہو کہ انگریزون ہی کو فتح حاصل ہوگی ۔ برنس صاحب اپنی رپورٹ مین لکھتے ہین کہ سب سے اول مقصد یہہ تھا کہ گرینڈ ٹرنک روڈ لشاہ راہ اعظم دہلی پنجاب کے درمیان محفوظ و مامون کی جائے ۔ تھانیسر اور لدھیانہ مین سپاہ مین ایسی تھین کہ جنپر کچھ اعتبار نہین ہوسکتا تہا اس لیئے مین نے ہدایت کی کہ راجہ جیند جسقدر سپاہ فراہم کرسکین اسکو کرنال روانہ کرین ۔ مہاراجہ پٹیالہ نے میری درخواست پر اپنے بھائی کو افسر بناکے سپاہ اور تین توپین تھانیسر مین بھیجدین جو کرنال اور انبالہ کے درمیان ہے راجہ نابھہ اور نواب مالیرکوٹلہ سے درخواست کی گئی کہ وہ سپاہ معیت لدھیانہ روانہ ہون اور راجہ فریدکوٹ سے

درخواست کی گئی کہ فیروزپور کے ڈپٹی کمشنر کے ماتحت کام کرین لیس اس طرح وہ شاہ راہ اعظم کے بڑے بڑے مقامات محفوظ ہو گئے اور راجہ جیند کو یہہ ہدایت بہی کی گئی کہ رسد اور میدان جنگ کی سپاہ کے لئے چھکڑے گاڑیان جمع کرین جس سے کرنال وغیرہ مقامات کی محافظت ہو۔ سرجان لارنس نے بہی ۱۳- مئی کو انبالہ سے راجہ پٹیالہ کو تار دیا تھا کہ وہ ایک رجمنٹ تہانیسر مین اور دوسری رجمنٹ لدہیانہ مین بہیجدین۔ اس زمانہ مین یہہ بڑی بات تہی کہ انبالہ اور کرنال کے درمیان سڑک کھلی رہے انبالہ سے سپاہ روانہ ہورہی تہی اور کرنال پر قبضہ رکہنے مین یہہ بہی فائدہ تہا کہ میرٹھ سے آمدورفت جاری رہ سکتی تہی اور ان دونو مقامون کی سپاہ مین آپس مین آسانی سے سفر کرکے مل سکتی تہی - یہہ انگریزون کی خوش نصیبی تہی کہ نواب کرنال انگریزون کا دلی خیرخواہ تہا وہ لے پاس صاحب (دہلی سشن جج تہے جو دہلی سے بہاگ کر کرنال گئے تہے) پاس گیا اور اسنے کہا کہ صاحب مین رات بہر سویا نہین سوچ بچار کرتا رہا آخر کو مین نے یہہ قطعی فیصلہ کیا کہ مین اپنی قسمت کو آپ کے ہاتہ مین سپرد کرون میری تلوار میری تہیلی میرے ملازمین یہہ سب آپ کے حوالہ ہین۔ غرض انگریزون کو ان رئیسون سے بڑی مدد پہنچی - جب راجہ جیند نے اپنی سپاہ کرنال مین بہیجی ہے تو پہر اس طرف رعایا کی سرکشی کا خوف جاتا رہا - پانی پت مین مہاراجہ جیند کی سپاہ موجود تہی - ان رئیسون کے لشکرون کے سبب سے گورون کی سپاہ بے کھٹکے سفر کرتی تہی اگرچہ گورون کو گرمی مضمحل کرتی تہی مگر لڑائی کے لیئے وہ بڑے سرگرم تہے

۔ ۱۹- مئی کو جنرل اینسن اس خبر کے سننے سے خوش تہے کہ جان لارنس نے گائڈس سپاہ اور پنجاب کی چار معتبر رجمنٹین انکی کمک کے لئے بہیجی ہین وہ لمبے لمبے سفر کر رہی تہین -

۔ ۲۱- گورنر جنرل نے انکو اطلاع دی کہ مدراس اور بمبئی اور سی لون سے یورپین سپاہ مین آتی ہین اور انہون نے یہہ بہی سنا کہ محاصرہ کا توپخانہ انبالہ مین آتا ہے انہون نے چیف کمشنر پنجاب کو تار بہیجا کہ دہلی پر لشکرکشی کے لیئے جو سپاہ تجویز ہوئی ہے اسکا پہلا حصہ روانہ ہوچکا ہے -

۲۳- کو کمانڈر انچیف نے اپنی کارزار کی کیفیت جنرل ہیوٹ کو یہہ لکہی کہ دو بریگیڈ انبالہ سے روانہ ہونگے جنکے سپہ سالار بریگیڈیر ولسن ہونگے پہلے دو تو بریگیڈ ۳۰- مئی کو کرنال مین جمع ہونگے

۲۶- مئی کو جنرل اینسن کا انتقال

۲۷- مئی سپہ سالار بریگیڈیر ولسن مع اپنے لشکر اور انگریزی رسالہ کے میرٹھ سے روانہ ہوا +

اور جنرل این سن انکو ہمراہ لیکر چلینگے کہ باغیت کے مقابل وہ میرٹھ کے برگیڈ سے پانچوین جون کو ملجائینگے اور بہہ سب ملکر دہلی پر چڑہائی کرینگے - جب بہہ سارے انتظامات ہو چکے تو ۲۵ مئی کو این سن صاحب انبالہ سے چلے اور دوسرے دن صبح کو کرنال مین پہنچے ۲۶ - مئی کو انکو ہیضہ ہوا - ۲۷ کو سر برنارڈ ڈیڑھ بجے رات کے اپنے دوست سے آخری وداع ہونے کے لیئے آئے گو این سن صاحب حالت نزع مین تھے مگر انہون نے اپنے دوست کو پہچانکر نہایت لڑکھڑاتی آواز سے کہا کہ برنارڈ مین کمانڈ تمکو دیتا ہون تم بیان کروگے کہ مین نے کس ملکرونزر دے سے اپنا فرض ادا کیا ہے خدا تمکو برکت دے گڈ بائی (سلام رخصت) ۲ بجے ۵ منٹ پر انکا دم نکل گیا انگریزون انسانون کی مدح و ذم سے فرصت ملی (فوراً انکے مرنے کی خبر دہلی مین باغیون کے پاس بہی آگئی تو انہون نے یہہ خبر اڑائی کہ وہ زہر کھاکر مرگئے) وہ بڑے بہادر اور سچے اشراف تھے انکو ناحق یہہ الزام لگائے جاتے ہین کہ انہون نے تساہل کیا اور تذبذب کی حالت مین رہے انسے کہا گیا کہ وہ دہلی کے کام کو جلد ختم کرین لیکن پہلے جتنے سپاہی انکے پاس تھے دلی کے لے لینے سے پہلے اسے زیادہ مارے جاتے یہہ صلاح کہ دہلی پر یلغار کی جائے صحیح تھی لیکن اگر وہ الاد ہند کی جاتی تو ضرور اسکا نتیجہ خرابی و بربادی ہوتی اگر کمانڈر انچیف بغیر محاصرہ کے توپخانہ اور میگزین یا غیر کافی سپاہ کے حملہ آور ہوتا تو باغیون کی غالب جماعت کے ہاتھ سے انگریزی لشکر بالکل فنا ہوجاتا ان باغیون نے باد دلی کی سراے مین برنارڈ کی سپاہ کثیر کا مضبوطی کے ساتھ مقابلہ کیا اگر انکا مقابلہ تھوڑی سپاہ سے کیا جاتا تو وہ اسکو اگر بالکل غارت نہ کرسکتین تو بس پاضرور کردیتین -

— ابتدائی التوائون اور انکے سببون کے باب مین جو لارڈ کیننگ کی ججمنٹ ہے وہ صحیح اور بجا مانی جاتی ہے انہون نے لکھا کہ مین جنرل این سن کی چٹھیون سے یہ اخذ کرتا ہون کہ زیادہ تاخیر ہونے کے سبب یہہ تھے کہ محاصرہ کا توپخانہ نہ تھا اور یوروپین کے لیئے گاڑیان اور سواریان نہ تھین مین یقین کرتا ہون کہ محاصرہ کے توپخانہ کے نہ ہونے کے سبب البتہ اکر نا دانی تہی دہلی کی سرکوبی آسانی سے کرسکتے تھے لیکن مین یہہ نہین یقین کرتا کہ اگر محاصرہ کا توپخانہ نہ ہوتا تو ہم کو شکست ہوجاتی بس اسطرح وقت کے ضائع ہونے سے بے شک

ہم کو بہت نقصان اٹھانا پڑا۔ کمسریٹ کی باربرداری کی گاڑیون کے باب مین اس سبب سے کہ کل آگاہی اسکی نسبت نہین ہے یہ کہنا ناممکن ہے کہ تاخیر کسقدر قابل الزام ہے اور کسقدر وہ الزام سے بچ سکتی ہے۔ اگر اس موسم گرما مین یوروپین سپاہ کے سفر کرنے اور اسکی سواری کی گاڑیان کافی نہین ہوئین (حبکہ اس مین ہیضہ بھی موجود تھا) تو یہہ حرکت دیوانہ پنے کی ہوتی مگر مجھے اس مین بڑا شبہ ہے کہ آیا جنرل این سن کی پاس یہہ گاڑیان خاطرخواہ جمع کی گئی تھین۔ ہیڈ کوارٹرس کے بہت سے خطوط میرے سامنے رکھے ہین انسے مجھے خاطرخواہ معلوم ہوتا ہے کہ سوا ایک نوجوان افسر کی سپاہ کے سٹاف مین ایک آدمی بھی ایسا نہین تھا کہ جسنے تاخیر کی بولی ٹکل خوفون کو اور ان نقصانون اور جوکھون پر کماحقہ خیال کیا ہو جو اور مقامون مین ہمارے سر پر جب تک منڈلاتے رہتے کہ دہلی پر چڑہائی کرتے۔ سٹاف کے ساتھ سٹیڈیکل سٹاف خاص جبتین اسکی تکمیل کی ضرورتون کی کرتا تھا لیکن وقت کی نہایت بیش قیمتی کو نہین جانتا تھا ظن غالب یہ ہے کہ اس مین وقت ضائع کیا گیا اس مضمون پر تم ایک خط دیکھو جو جان لارنس نے کمانڈر انچیف کو لکھا ہے مثل انکے اور خطون کے کیا سنجیدہ و سچا و بکار آمد ہے مین اپنے سارے دل سے یہہ جانتا ہون کہ ہیڈکوارٹرس کے نہایت ہی ترس وہ ہون انکے صلاح و مشورے انکی ملک کی حال سے پوری آگاہی بڑی بے بہا ہین تم کو اس بات کو دل نشین کرنا چاہیئے کہ انہون نے سپاہ کی حرکت کرنے کے وقت کا تخمینہ کافی کیا ہے تین سال ہوئے کہ کمسریٹ مین بڑی تبدیلی یہ کی گئی تھی کہ باربرداری کے سررشتہ کو برخاست کر دیا تھا اور یہہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ وقت پر باربرداری کے لیئے جانورون کے کرایہ پر لینے کے اوپر اعتبار کیا گیا تھا اب اس وقت پہلی دفعہ اس تبدیلی کا تجربہ ہم کر رہے ہین۔ کفایت شعاری کے انتظام کے اعتبار سے یہہ تبدیلی بہت اچھی تھی اور معمولی جنگ مین ایسی کارروائی بھی بخوبی ہوسکتی تھی لیکن مجھے حیرت ہوتی اگر جنرل این سن اسکے سبب سے زیادہ تر کا رہتا اگر یہہ پہلے سے عیب بینی ہوتی کہ ہم کو اپنی رجمنٹون اور رعایا سے لڑنا پڑیگا تو کوئی دیوانہ آدمی بھی اس تبدیلی کی سفارش نہ کرتا۔

— جرنیل این سن نے اپنے بستر مرگ سر ہنری برنارڈ کو میدان جنگ کا سپہ سالار بنایا ہونی

لشکر آرا ہوکر یہہ خیال کیا کہ اگر این سن کو جلد موت نہ آجاتی تو اسکا آخری وقت سویلین کے
طعن و تشنیع سے بڑا تلخ ہوتا اہل قلم اہل سیف کی طرح جنگی مشکلات کا اندازہ نہین کرسکتے وہ ناممکن
باتین اہل سیف سے کرانی چاہتے ہین۔ مجھ سے بھی وہ ایسے ہی کام چاہینگے۔ لیکن انہون نے
اپنا کام ایسی عالی ہمتی اور روا الاہتی سے شروع کیا کہ سب نوجوان افسرون نے انکی ستائش و
مدح کی، ۲۔ کی صبح کو اسنے یہہ فیصلہ کیا کہ محاصرہ کی توپون کا انتظار نہ کیا جائے اور برگیڈیر
ولسن کے لشکر سے جو میرٹھ سے آتا ہے اس سے ملنے کے لیے سفر کیا جائے۔ جنرل این سن
کی وفات کے ایک دن کے بعد انہون نے لارنس صاحب کو لکھا کہ جب تک مین اپنی کسی قوت کو
کام مین لاسکتا ہون آپ کی خاطر جمع رہے کہ ہر طرح کی جد و جہد ان مقاصد کے حاصل کرنے کے
لیئے کی جائیگی جو بالفعل مدنظر ہین کہ جسقدر سپاہ جمع ہوسکتی ہے وہ دہلی پر جمع کی جائیگی۔
باغپت کے پل کی محافظت کی جائیگی اور ایسا انتظام کیا جائیگا کہ میرٹھ سے آمد و رفت جاری
رہے۔ ان ہی مقاصد کے لیئے سارے کام ہورہے ہین آخر کو لم شب گذشتہ کو انبالہ سے
روانہ ہوگیا ہے محاصرہ کا توپخانہ سپاہی لیئے چلے آتے ہین جو بارنس صاحب نے اُن کے
ساتھ سفر کر دیئے ہین کمسریٹ کو اطلاع دیدی ہے کہ رسد کی ضرورت ہوگی جب دہلی دو پڑاؤ رہ
جائیگی تو ہمارے موجود ہونے کا وہی اثر ہوگا جو آپ نے پہلے سے سوچ رکھا ہے اور آپ
بہت جلد سنین گے کہ ہم نے دہلی پر قبضہ کرلیا۔ اسکو مقام کرنال ہ سے انہون نے پھر لارنس کو
لکھا کہ مین نے کمینڈنگ انجنیر سے صلاح کرکے دہلی کا نقشہ ایسا بنالیا ہے کہ جب ہم دہلی
پہونچینگے تو مجھے امید ہے کہ کوئی مزاحمت ۵۔ جون کو دہلی پر حملہ کرنے کے اندر نہین ہوگی۔
انبالہ سے لشکر دہلی کی طرف پورا کوچ کررہا تھا۔ گو ہر دن پر مئی کی گرمی بڑا ستم کررہی تھی۔ دن
کو گرمی کی شدت کے سبب سے سفر نہین کرسکتے تھے رات کو سفر کرتے تھے دن کو خیمون
مین ہارے تھکے ایسے سوتے تھے کہ مردے معلوم ہوتے تھے مگر شام کے ہوتے ہی وہ پھر
زندہ ہوجاتے تھے وہ اس گرمی مین پانی کے پیاسے ایسے نہین تھے جیسے کہ باغیون کے
خون کے پیاسے تھے جن دغابازون نے ان انگریزون کو جو دہلی سے مفرور ہوکر گئے تھے ستایا
تھا یا مارا تھا جب وہ گرفتار ہوکر آتے تو انکی گرفتاری اور روبکاری اور سزایابی کے تھوڑے سے

وقت مین بہی بعض گورے بڑی اذیت انکو دیتے وہ انکے بال کہینچتے اپنی سنگینین انکے بدن مین چہوتے اور زبردستی گائے کا گوشت انکو کہلاتے اور گوروں کی ان سب حرکتون کو انکے افسر دیکھ کر مسکرانے گورے کیمپ سے آدمیون پر ایسی سختی کرتے کہ وہ بھاگے جاتے۔ جتنا سفر آگے ہوتا جاتا اتنا ہی انکی یہہ خواہش بڑہتی جاتی تہی کہ مجرمون کو گرفتار کیجیے اور اپنا انتقام لیجیے حکام کے اختیار سے باہر تہا کہ وہ اپنے سپاہیون کو انتقام لینے سے روک سکین۔ روز کارزار اب بعید نہ تہا سب کو یقین تہا کہ عنقریب انتقام عظیم لینے کا دن آن پہنچا ہے بہت سے سپاہیون کو یقین تہا کہ ایک لڑائی مین باغیون کی رجمنٹون کا فیصلہ ہو جائیگا۔ وہ صبح کو لڑین گے اور رات کو دہلی مین اپنی شراب پئین گے۔ اسپتال کے خیمون مین بیمار گورون مین لڑائی کا شوق ایسا زور شور پر آرہا تہا کہ اسپتال کے خیمون مین جو گورے تھے انہون نے کہا کہ ہم تندرست مین اور اپنی کمزوری آوازسے تمنین کرتے تھے کہ اپنے نفرت زدہ دشمنون سے لڑنے کے لیے بہیجے جائین لیکن برنارڈ کا لشکر ضعیف تہا اس لیئے ضرور تہا کہ وہ ولسن کے لشکر سے ملے جو دریا کی دوسری طرف سے آرہا تہا۔ ولسن کے برگیڈ نے جو ۱۰ مئی سے کام کیئے اسکا آگے بیان کیا جاتا ہے

# باب ہفتم

## دہلی پر لشکرکشی

(بلوہ کے بعد ۱۲ مئی سے ۲۷ مئی تک میرٹھ کا حال)

— میرٹھ مین ہولناک شب کے بعد حکام اس کوشش مین ہمہ تن مصروف ہوئے انگریز جو زندہ تھے اور مال اسباب جو بچ سکتا تہا اور خزانہ سرکاری یہہ سب دمدمہ مین جمع کیے جائین کہ وہ لٹیرون کے ہاتھ سے بچین جو چارون طرف پھر رہے تھے پاس کے دیہات کے بھاگے ہوئے قیدی اور بازارون کے لچے بدمعاش تعلین بجاتے اور موچھون پر تاؤ دیتے پھرتے تھے اور حکام کی تساہل اور سہل انگاری سے خوش ہوتے تھے جسنے ارتکاب جرم کو سودمند اور آسان بنا دیا تہا وہ مسافرون کو رستون مین ڈاک کی گاڑیون کو

دہڑادہڑ لوٹتے تھے گھرون مین گھس کر زبردستی سارا مال اسباب لے لیتے تھے اور بعض دفعہ گھر والون کو مار ڈالتے تھے رامدیال ایک دیوانی کے قیدی نے جیل خانے سے بھاگ کر اپنے ڈگریدار کو اور اسکے گھر کے چھ آدمیون کو مار ڈالا - غرض میرٹھ مین سوار دمدمہ کے کہین اور انگریزی عملداری نہین تھی سارے ضلع مین لوٹ مار ہورہی تہی میرٹھ مین جب دہلی کی ساری خبرین آئین اور بغاوت مین کچھ شبہ نہ رہا تو میرٹھ مین مارشیل لا کے جاری ہونے کا اشتہار دیا گیا مجرمون کو پھانسیان ملنے لگین -

سیپر اور مائی نر (سفر مینا)

— میرٹھ سے ساٹھ میل پر رڑکی مین سیپر مائی نر کی رجمنٹ تھی اور میجر فریزر اسکے کمانیر تھے انکو میرٹھ کے جنرل نے حکم بھیجا کہ وہ بہت جلد میرٹھ مین اپنی رجمنٹ سمیت آجاوین - اس رجمنٹ مین سات سو تیس سپاہی تھے انہین سے دو کمپنیان رڑکی مین رہین باقی نے کشتیون مین نہر گنگ فریزر صاحب کے ماتحت سفر شروع کیا -

رڑکی کی محافظت

— جب رڑکی مین میرٹھ کی خبر آئی اور سفر مینا میرٹھ کو روانہ ہوئی تو بیرڈ سمتھ سپرنٹنڈنٹ جنرل آب پاشی نے سپاہی بن کر ایسا عمدہ انتظام کیا کہ رڑکی کی ورکشوپ کو ایک حصن حصین بنا لیا اور ۱۶ - مئی کو سب انگریزون اور انکے اہل و عیال کو جو نزدیک کے قریب تھے جمع کردیا اور انکے آسائش و آرام کا سامان مہیا کردیا اور انگریزون کے واسطے انکے مناسب حال کام سپرد کردئیے انہین قواعد دان گورے پچاس تھے جنہین آٹھ یا دس لایق افسر تھے باقی اہل قلم اور اہل پیشہ تھے - جب رڑکی مین سیپر مائی نر کو معلوم ہوا کہ دہرہ سے سرموری گورکھون کی رجمنٹ میجر چارلس ریڈ کے ہمراہ آتی ہے تو ان کو یہہ خوف پیدا ہوا کہ وہ ہمپر حملہ کرکے قتل کریگی یا ہم سے ہتھیار لے لیگی اس لیے بیرڈ سمتھ نے میجر ریڈ کو لکھ بھیجا کہ وہ رڑکی مین نہ آئین نہر مین کشتیون مین بیٹھ کر میرٹھ کو چلے جائین انکے لیئے کشتیون کا سارا سامان نہر مین موجود ملیگا - میجر صاحب کے ارشاد کی تعمیل کیگئی کہ رجمنٹ نے نہر مین سفر کیا -

۱۵ - مئی کو سیپر مائی نر کی سرکشی

— سیپر مائی نر کی رجمنٹ کشتیون مین سفر کرتی ہوئی جب میرٹھ مین آئی تو اُسے یہہ شبہ و سوسہ پیدا ہوا کہ میرٹھ کی یورپین سپاہ انسے اپنے بہائی بندون کے قتل کا عوض لیگی اس خوف کے مارے انہون نے عدول حکمی شروع کی اور فریزر صاحب کو گولی مار کر زخمی کیا - اور

ایڈجوٹنٹ مین سل پر گولی چلائی مگر اسنے خطا کی تو گورون کی سپاہ اور توپخانہ نے انپر حملہ کیا اور پچاس کے قریب سپاہی مارے باقی سب بھاگ گئے۔ غرض یہہ رجمنٹ رجمنٹ نہ رہی۔ میرٹھ مین دوسری طرف انکی دو کمپنیان کام کرتی تھین انسے ہتھیار لے لیئے اور انسے دمدمہ کی حصار بندی مین مزدورونکا کام لیا گیا۔

— میرٹھ اور آگرہ کے درمیان تار اگرچہ ہمیشہ نہین مگر بعض اوقات کام دیتا تھا۔ لفٹنٹ گورنر ممالک مغربی شمالی خدا کے واسطے دیکر جنرل ہیوٹ اور برگیڈیر ولسن سے التجا کرتا تھا کہ دوابہ کی سپاہ کی بغاوت کو یورپین سپاہ بھیجکر روکین مگر ولسن صاحب کی رائے مین سپاہ کا اسطرح متفرق کرنا پسند نہ تھا وہ اپنی تمام سپاہ کو دہلی پر جمع کرنا چاہتے تھے انہون نے لفٹنٹ گورنر کو لکھا کہ میرٹھ مین میری اور تمام افسرون کی یہ رائے ہے کہ جب تک کمانڈرانچیف کا حکم نہ آئے میرٹھ سے سپاہ کی سفر کرنے مین یہہ قباحت ہے کہ بیارون اور عورتون اور بچون کو چھوڑجانا پڑیگا اور کمسریٹ سے بھی یہ رپورٹ آئی ہے کہ وہ آدھی سپاہ کے لیئے بھی باربرداری کا سامان نہین مہیا کرسکتے لفٹنٹ گورنر یہہ جواب سنکر خاموش ہوگئے اور جان لیا کہ میرٹھ سے مدد کی امید نہین۔

— جب میرٹھ کی یورپین سپاہ نے کچھ کام نہین کیا تو تمام آس پاس یہہ خبر مشہور ہوگئی کہ میرٹھ مین ایک انگریز بھی زندہ نہین۔ یا تو لوٹ اور غارت کا بڑا زور شور ہوا اسکے بند کرنے کے لیئے گورہ سوارون کی ایک جماعت نکلی کہ ان لٹیرون کو ٹھیک بنائے مسٹر جانسٹن مجسٹریٹ ضلع انکے ہمراہ ہوئے۔ اختیار پور گاؤن کو پھونک دیا تو لوگون نے جانا کہ ہان ابھی انگریز زندہ ہین۔ مسٹر جانسٹن اپنے گھر کو گھوڑے پر سوار آتے تھے کہ وہ اسپر سے گرے اور ایسی چوٹ آئی کہ تیسرے دن انکا انتقال ہوگیا۔

— ولیم ہوڈسن ایک بڑے جوانمرد شجاع افسر تھے کرنال سے میرٹھ کے درمیان راہ کے کشادہ ہونے مین شبہ تھا۔ کچھ جیند کی راجہ کے سوار انکے ساتھ گئے وہ کرنال سے ۷۶ میل سفر کرکے میرٹھ مین آئے اور کمانڈرانچیف کے تمام مراسلات برگیڈ ولسن صاحب کو دیئے غسل کیا حاضری کھائی اور پھر ولسن صاحب سے جوابات لیکر کمانڈرانچیف کے پاس پہنچے اب ۲۷-مئی کی رات کو میرٹھ سے

لشکر کا سفر شروع ہوا اس لشکر کے کوچ مین دوسکو ئڈرن کارب نیر کے روز ایک ونگ فیلڈ بیٹری کا اور ٹوبس کا ترپ گھرچڑھی توپون کا اور دو اٹھارہ پونڈ کی توپین اور کچھ ہندوستانی سیپر مائی نر تھے اس سپاہ کے بعد لشکر بریگیڈیر آرچ ڈیل ولسن تھے اور سول افسر مسٹر ہاروے گریٹ ہیڈ انکے ساتھ تھے اور اس لشکر کے ساتھ افغان پسندار جان نثار خان بھی مع اپنے سوارون کے ساتھ تھے

۳۰- اتوار کو سفر کرکے یہہ لشکر غازی الدین نگر (غازی آباد) مین جو ہیڈن کے قریب دہلی سے گیارہ میل پر ہے بادشاہ کی دارالسلطنت کے ایسے قریب لشکر کے آنے سے کچھ شبہہ نہ تھا کہ باغی اس سے لڑنے آئینگے مسٹر گریٹ ہیڈ نے لکھا کہ مین خیال کرتا ہون کہ ہم دہلی کی ناک پکڑ لینگے مجھے توقع ہے کہ کل جمنا کے کنارے تک دشمن کی فوج اور مقام دریافت کرلیا جائیگا انہون نے ابھی یہہ چٹھی بھیجی تھی کہ لشکر کی چوکی کے ایک سوار نے آنکر کہا کہ دشمن قریب آگیا ہے اور حملہ کرنے کو ہے اس خبر کے آنے کے ساتھ ایک گویا لشکر مین انگریز بڑا سپاہ جلد تیار ہوگئی طرفین سے توپین چلنی شروع ہوئین - ہیڈن کے پل اور دریا سے رائفل نے عبور کیا دشمنون پر حملہ کرکے انکو اپنے مقام سے ہٹا دیا اور فتح کامل حاصل کی سات سو برٹش سپاہیون نے اپنے سے کئی گنے لشکر کو شکست دیدی پانچ توپین لے لین اور بہت سا میگزین چھین لیا جسکی ضرورت تھی - انگریزی لشکر کا نقصان یہ ہوا کہ کپتان اندر لیوسن اور انکے چار آدمی میگزین کی ایک بھٹی کے اڑنے سے مارے گئے کل نقصان یہ ہوا کہ ایک افسر اور دس سپاہی مقتول اور ایک افسر اور اٹھارہ سپاہی مجروح ہوئے - دوسرے دن اتوار تھا بریگیڈیر جرج نہین ہوا مردے دفن ہوئے - دہلی سے باغی لڑنے آئے دوپہر کے بعد دو گھنٹے تک لڑائی رہی پھر باغیون کو شکست ہوئی اور انگریزی سپاہ نے ان کے مقام کو چھین کر اس مین قیام کیا باغی دہلی کو بھاگتے ہوئے نظر آتے تھے باغیون کو یہہ کامیابی ہوئی کہ وہ اپنی توپین جو کل چھوڑ گئے تھے پھر واپس لے گئے انگریزی سپاہ گرمی اور پیاس کی شدت کے سبب سے تعاقب کرنے کی قابلیت نہین رکھتی تھی اور ایک افسر اور گیارہ سپاہی مارے گئے اور دو افسر اور دس سپاہی زخمی ہوئے زخمیون مین ایک نوجوان انسائن نیپیر

سو و اموقع دوم ہیڈن کی لڑائیان

تھا جو بڑا بہادر اور اپنے ساتھیون مین بڑا دلیر تھا اسکی ٹانگ مین گولی لگی تھی جب ٹانگ کاٹی
گئی تو اسنے اف نہین کی اور اپنی ٹانگ کا نہ افسوس کیا مگر بار بار یہہ افسوس ظاہر کیا کہ مین
اب رفل لیکر میدان جنگ مین نہین جا سکونگا میرے سپاہی رہنے کا وقت ختم ہوگیا اب مین
اپنی عزیز رجمنٹ کے ساتھ نہین جاؤنگا وہ میرٹھ بھیجا گیا وہان چند روز بعد مرگیا۔

ان دو لڑائیون کا بڑا اثر تھا اسنے تلنگون کا غرور ڈھا دیا اسنے دیکھ لیا کہ انگریز جنھون نے
ہندوستان فتح کیا ہے اور انکو تعلیم کیا ہے وہ تعداد مین ہم سے خواہ کتنے ہی کم ہون
اگر وہ ہمکو شکست دیدین گے۔ باغیون کا نقصان بہت ہوا تیئیس ۲۳ تو ایک خندق مین مرے
پڑے تھے اور تین میل تک سڑک پر جا بجا انکے مردے پڑے ہوئے تھے انگریزون کا نقصان چار افسرون
اور پچاس سپاہیون کا ہوا تھا گو یہہ نقصان بہت کم ہوا تھا مگر جب قلت سپاہ پر خیال آیا تو وہ بڑا معلوم ہوتا
ہے انگریزون نے یہی جان لیا کہ باغیون مین بعض بڑی جیوٹ بہادر لڑنے والے سپاہی ان ہی قواعد کے موافق ہین جو ہمنے انکو سکھائی ہے

جون کی پہلی تاریخ کو گورکھون کی رجمنٹ جس مین پانچ سو توانا سپاہی تھے اور میجر چارلس
ریڈ اسکے کمانیر تھے ولسن کے لشکر سے آن ملے یہ گورکھون کی وہ بہادر رجمنٹ ہے جسنے
ایام غدر مین وہ بہادرانہ کام کیئے ہین کہ یادگار روزگار رہینگے۔ اسوقت اس پلٹن کا آجانا
بہت غنیمت تھا۔ یہہ امر مشتبہ تھا کہ انگریزی لشکر جو دو روز کی سخت جنگ سے مضمحل ہوگیا تھا
وہ تیسرے حملہ کی باغیون کی برداشت کر سکے گا۔ اس اثنا مین ۵ جون کو برنارڈ کی سپاہ
علی پور مین دہلی سے ۱۲ میل پر آئی اور وہ میرٹھ کی سپاہ کے انتظار مین خیمہ زن ہوئی
احکام کے سمجھنے مین افسرون کو ایسی غلطی ہوگئی تھی کہ یہہ خیال کیا گیا تھا کہ جمنا کی دونو طرف کے
کنارون پر سے دہلی پر حملہ ہوگا۔ ہینڈن کی لڑائیون کے بعد ولسن کا لشکر خیمہ زن رہا۔
۴ جون کو احکام آئے تو رات کو میرٹھ کے لشکر نے سفر کیا ۵ جون کو جمنا کے پار باغپت سے
اترا۔ جنرل برنارڈ کا لشکر انتظار مین بیقرار تھا اسکے خون مین باغیون سے انتقام لینے کے
لیئے جوش پر جوش اٹھتے تھے مگر یہہ بیتابی جلدی رفع ہوگئی کہ ولسن کا لشکر قریب آگیا انتظار
مین یہہ فائدہ ہوا کہ ۵ جون کو محاصرہ کا توپخانہ بھی آگیا۔

محاصرہ کے توپخانہ کی تیاری کے لیئے احکام ۱۷ مئی کو بھیجے گئے تھے۔ ۲۴ مئی کو قلعہ کے پھاٹک کھلے

توپین اور ویگن اور بیل سب تیار تھے - پھلور کی تیسری رجمنٹ نے اس توپخانہ کے ساتھ جانے کی خود درخواست کی تھی وہ اور نوین غیر آئینی رسالہ کے کچھ ترپ اسکے ساتھ تھے ستلج کی طرف انہون نے کوچ کیا - دریا کے پل پرسے توپین اتر گئین اسکے دو گھنٹے کے بعد پانی کی طغیانی ایسی ہوئی کہ سیہ کشتیون کا پل بہ گیا اسلیئے یہ رجمنٹ پل پر سے نہ اتر سکی دوسری طرف رہگئی اس مین بغاوت کے آثار نمودار ہوتے جاتے تھے - جب ستلج کے دوسرے کنارہ پر توپخانہ پہنچ گیا تو اس رجمنٹ سے کہدیا گیا کہ اب اسکی خدمات کی ضرورت نہین رہی - راجہ نابھہ کی پیدل اور سوار سپاہ توپخانہ کے ساتھ ہوئی اس سپاہ نے اور غیر آئینی رسالہ کے سوار دن نے توپخانہ کو ۷ - مئی کو انبالہ پہنچادیا مگر توپچیون کو نہ ہونے سے توپین بیکار تھین ایک ضعیف سی کمپنی فیروز پور سے بلک ٹرینون مین بیٹھکر آئی میرٹھہ کے رکروٹون نے اسکو قوی کیا نصیری گورکھون کی پلٹن انبالہ مین آئی تو اسکو انبالہ کی پانچوین رجمنٹ نے بہکایا کہ توپون پر قبضہ کرے مگر سیہ سازش انکی چلی نہین اور توپخانہ جنرل برنارڈ کے لشکر مین ۶ - جون کو علی پور پہنچ گیا اب جنرل برنارڈ نے آگے بڑہنے کا قصد کیا انکے پاس تقریباً چھہ سو سوار اور ۲۴۰۰ پیادے تھے اور ۲۲ - توپین تھین انکے سوار ۵۰ اور وہین توپچی تھے جنمین [illegible] بگروٹ محاصرہ کے توپخانہ کے ساتھہ تھے - اگرچہ توپین بالکل بے کار نہ تھین مگر جس کام کے لیئے جاتی تھین اسکے واسطے غیر مناسب تھین مگر انسے زیادہ اچھی دستیاب ہی نہین ہوسکتی تھین جارج کیمبل اس توپخانہ کی نسبت لکھتے ہین " کہ مین اس خیال سے اپنے تئین روک نہین سکتا کہ یہ توپخانہ ایک دہوکے کی ٹٹی ہے جو ایک مضبوط فصیل دار شہر پر چلانے کے لیئے جاتا ہے مجھے بڑا مستحکم یقین ہے کہ اس توپخانہ سے دہلی کبھی ہاتھ نہین آئیگی -

جنرل برنارڈ نے سنا کہ دشمن کا ارادہ ہے کہ وہ انکے سفر کا سدراہ ہو اسکے مقام کی تحقیقات کے لیئے انہون نے لفٹنٹ ہوڈسن کو بھیجا جو پہلے کرنال اور میرٹھہ کے درمیان آمد و رفت کی راہ کا بندولبست کرچکے تھے انہون نے اطلاع دی کہ باغی بادلی کی سرا سے مین ہین جو علی پور اور دہلی کے درمیان وسط مین تقریباً واقع ہے اسلیئے ۷ - جون کو آدھی رات کو علی پور سے سفر کا حکم ہوا - جسوقت یہ سپاہ کو معلوم ہوا کہ جنگ سر پر کھڑی ہے تو دخوشی کچھ [illegible] سے

۸ - جون کی بادلی سرائے کی لڑائی

پھولے نہ سمائے انکے سینہ مین میرٹھ اور دہلی کے قتل کے انتقام کی آگ سلگ رہی تھی۔ اسپتالون مین بیمار سپاہیون نے کہا کہ ہم ان مین زیادہ دنون تک نہین رہین گے بہت سے ان مین چل نہین سکتے تھے انہون نے اصرار کیا کہ حملہ آور سپاہ کے ساتھ جائین گے وہ اپنے ہمراہیون کی منتین کرتے تھے کہ وہ انکو بیمار نہ بتائین مبادا وہ لڑائی مین نہ بھیجے جائین۔

باغیون نے سڑک کے دونو طرف بڑے مستحکم مقامات مین مورچے جمائے تھے انکی داہنی طرف سرائے تھی اور ایک گاؤن فصیل دار تھا جس مین بہت سے پیادے سما سکتے تھے اور اسکے گرد جھیل تھی جس سے گذرنا مشکل تھا۔ انکی بائین طرف ایک اونچی زمین تھی اسپر ریت بھر کے تھیلون کا مورچہ بنایا تھا اس پر چار بھاری توپین لگائی تھین اور ایک ۸۔ انچ کا مورٹر جایا تھا مورچہ کے دونو طرف دلدل تھی جنمین کہین کہین پانی تھا اور دشمن کی بائین طرف ایک میل پر سڑک کی متوازی سغربی نہر جمن تھی۔

مقررہ گھنٹے پر برگیڈیر ہوپ گرینٹ دس گھوڑون کے توپخانہ کو اور نوین لین سر کے تین سکوڈرن اور جیند کے پچاس سوارون کو جنکے افسر لفٹنٹ ہوڈسن تھے لیکر چلے کہ دشمن کے بائین بازو کو ہٹائین تھوڑی دیر کے بعد بڑا لشکر سڑک پر جب تک چلا کہ دشمنون مین روشنیان نظر آنے لگین۔ جب دن نکل آیا توپین آگے بڑھین باغیون کے ایک توپخانہ نے انگریزون کا بہت نقصان کیا اسکا جواب انگریزی توپخانہ اس سبب سے نہین دے سکتا تھا کہ اس مین توپین تھوڑی اور چھوٹے سنہ کی تھین۔ ایک اور دقت یہہ تھی کہ بھاری توپون کے ہندوستانی گاڑی بان اپنے بیلون کو لیکر چلے گئے اور ایک توپ اڑ گئی اسوقت جنرل برنارڈ نے حکم دیا کہ باغیون کی توپون پر گولیون کی باڑین ماری جائین۔ ملکہ کی ۷۵ وین رجمنٹ بڑی بہادری کرکے دشمنون کے مقام پر جا پہنچی اور انکو اپنی سنگینون پر رکھ لیا۔ افسر اور سپاہی ۱۹ مارے گئے اور ۴۳ زخمی ہوئے۔ پہلے فیوزیلرس رجمنٹ کی کمک کو آئے۔ اسی رجمنٹ نے سڑک پر چلکر سرائے کے دروازون کو کھول لیا ایک سخت لڑائی ہوئی مگر باغی گورون کی سنگینونکی متحمل نہ ہو سکے اور سمجھے کہ ہماری بدکرداری کی سزا خوب مل رہی ہے۔ غرض باغیون کو پوری شکست ہوئی اور وہ اپنی توپون کو چھوڑکر دہلی کی طرف بھاگے اگرچہ سپاہ بہت تھک گئی تھی مگر جنرل برنارڈ نے

یہہ ارادہ صمم کیا کہ آگے بڑھے انکو یہہ خوف تھا کہ اگر باغیون پر حملہ کرنے مین توقف ہوگا تو وہ کوئی اور مقام مستحکم کر لینگے - اس لئے سپاہ نے باغیون کا تعاقب کیا - جب - - - - -
آزاد پور پر سپاہ آئی تو یہان سے دو سڑکین جاتی تھین ایک سبزی منڈی کے حوالی مین شہر کو اور دوسری چھاونی کو - جنرل برنارڈ تو چھاونی کی سڑک پر سپاہ کو لیکر چلے اور برگیڈیر ولسن سبزی منڈی کی سڑک پر - پہاڑی پر باغیون نے باولے کے اوپر مین توپین لگا رکھی تھین جنسے سر سبزی برنارڈ کے کولم پر گولے لگائے جاتے تھے پہاڑی کے متوازی نہر تھی جس کا پکا پل بارہ سو گز کے فاصلہ پر پہاڑی سے تھا اسکا ایک حصہ باغیون نے اڑا دیا تھا مگر ایک حصہ اتنا باقی تھا کہ اسپر سے جنرل کی توپین اتر گئین - اس پل کے اترنے مین باغیون نے انگریزی سپاہ پر گولیان چلائین مگر اسنے آگے بڑھ کر باولے کی توپین چھین لین اور ہندو راؤ کی کوٹھی مین وہ پہنچ گیا تھا برگیڈیر ولسن کا کولم بھی سبزی منڈی کی طرف سے آیا راہ مین باغیون کے ساتھ لڑائی مین ایک توپ ۱۸ پونڈر ہاتھ آئی - جب یہہ دونو کولم ملکر پہاڑی پر چلے تو کشمیری دروازہ سے اسپر گولون کی بھرمار شروع ہوئی جسنے سپاہیون کو مارا اور ایک توپ کا پھڑ پہاڑ اڑا دیا - اب یہان چھاونی کی پریڈ کی زمین پر لشکر کی خیمہ زنی کا حکم ہوا - سپاہ تو یہان آگئی مگر خیمے اس پاس تھے - گرمی بڑی شدت کی تھی فصیل پر سے باغی نو بجے دن کے بڑے گولون کی بھرمار کر رہے تھے مگر گولے بہت پرے پہاڑی سے جاکر گرتے تھے - باغیونکی ایک گروہ نے شہر سے باہر نکل کر ہندو راؤ کی کوٹھی پر حملہ کیا مگر وہ ہٹا دیا گیا لیکن باغیونکی توپ زنی بالکل موقوف نہین ہوئی مگر رات کو کوئی حملہ نہین ہوا -

جنرل نے ان مختصر الفاظ مین جنگ کا بیان کیا کہ مین نے اس لشکر پر فتح پائی کہ جو تعداد مین زیادہ تھا اور بڑا مستحکم توپخانہ رکھتا تھا اور اس مین دلیری اس مایوسی کے سبب سے تھی کہ وہ قتل کرنیکا مجرم تھا اسکو کہین کوئی امید بچنے کی نہ تھی - لیکن یہہ فتح بڑے بھاری نقصان اٹھانے سے ہوئی ہے سپاہی ۵۲ مارے گئے - ایک سو اکیس زخمی ہوئے - کرنیل چیسٹر ایڈ جوٹنٹ سپاہ کے قتل ہوئے اور باغیون کی سپاہ جو لڑنے کے لئے آئی تھی اس مین سے ہزار سپاہیون کو دہلی جانا نصیب نہین ہوا تیرہ توپین ان کی چھن گئین جنمین دو چوبیس پونڈری تھی اسکی

سوار گھوڑے ۳۲ مارے گئے اور ۱۹ زخمی ہوئے اور دو سپاہی اور ۱۱ گھوڑے گم ہوئے
یہہ کہنا مبالغہ ہے کہ باغیون کے ہزار آدمیون کو شہر مین دیکھنا نصیب نہین ہوا مگر غالباً تین چار سو
کے درمیان باغی مقتول اور مجروح ہوئے لیکن ہیڈن اور بادلی سرائے کی شکستون سے
بہت تلنگے اپنے گھرون کو مفرور ہوگئے۔ جن تلنگون کو لوٹ کا روپیہ بہت سا ہاتھ آگیا تھا
انہون نے اس روپیہ کے بوجھ ہلکا کرنے کے لیئے اسکو اشرفیان بندھوالین تھین یا سونا
خرید کرکے اسکے کڑے اور سلاخین بنوالین تھین جنکو وہ اپنی دھوتی کے اندر رانون تک چڑھا کر
چھپائے رکھتے تھے انکا دل لڑنے کو نہین چاہتا تھا وہ اپنے گھر جانیکا خیال بڑا رکھتے تھے وہ ان شکستون کے بعد اپنے گھرونکو اسطرح چلتے
کہ یہہ نہ معلوم ہو کہ وہ مقتول ہوئے یا مفرور سب شہر والے یہ جانتے تھے کہ اگر ہیڈن سے
یا بادلی کی سرائے سے انگریز سیدھے چلے آتے تو دہلی کو تلنگون سے خالی پاتے آسانی
سے اسپر قابض ہوجاتے اور پھر شہر والے ہی تلنگون کو اس طرح مارنا شروع کرتے جس طرح
انہون نے انگریزون کو قتل کیا تھا۔ اگر یہہ ہوتا تو جان لارنس کی اس رائے کی تصدیق
ہوجاتی جو انہون نے اپنی ایک چٹھی مین لکھی تھی کہ شاہدرہ مین تھوڑی سپاہ اور چند
دانشمند سول افسر مقیم ہوکر دہلی کے دروازہ کھلوا سکتے ہین جمنا کے پار جانا کچھ مشکل نہین
مین آدھی رات کو اس سے پار اترا ہون۔ یہہ ناممکن ہے کہ باغی سپاہ کی تعداد کا صحیح
صحیح تخمینہ کیا جائے کہ وہ اس لڑائی کے وقت کتنی تھی۔ مگر بادلی کی سرائے کی لڑائی
کے وقت جو سپاہ دہلی مین موجود تھین وہ یہہ تھین دہلی کی تینون رجمنٹین اور میرٹھ کا تیسرا
رسالہ سوارون کا اور دو رجمنٹین اور دہلی کا ہندوستانی توپخانہ اور کچھ کمپنیان علی گڈھ سی
اور ہانسی حصار اور سرسہ کے کچھ سوار پیدل سپاہی اور رڑکی کے تھوڑے سیبر مائی نر
اور متھرا سے دو کمپنیان فیروزپور سے بن تھیارون کے کچھ کمپنیان اور انبالہ کے بہت
مفرور تلنگے آئے تھے دہلی کے گرد جو سو میل کے اندر پیدل سوار فرلو پر آئے ہوئے تھے
وہ اور دہلی کے نجیبون کی پلٹن اور کسٹم کے چپراسی اور پولس کے برقنداز اور اسی قسم کے
اور آدمی جمع ہوگئے تھے جو تلنگے بن ہتھیارون کے آتے انکو دہلی کے میگزین سے ہتھیار
ملجاتے دہلی کے بدمعاش شرارت کرنی اور فتنہ انگیزی کرنی جانتے تھے مگر میدان جنگ مین

ہتھیار لیکر لڑنے سے انکی جان نکلتی تھی - شہرون کے آدمی بودے و نامرد اکثر ہوتے ہین خاص کر اس شہر کے - اس شہر کا پانی نامردی مشہور ہے - دہلی کے آدمیون نے ایک گپ اڑائی تھی کہ سلیم گڈھ مین بادشاہون کا خزانہ دفن کیا ہوا تھا اور اسپر طلاق لکھی ہوئی تھی کہ یہہ دفینہ جب نکالا جائے کہ بادشاہ کو اسکی نہایت اشد ضرورت ہو سو اب بادشاہ نے یہہ خزانہ نکال لیا اسکے نکال لینے کے سبب سے یہہ اشتہار دیا گیا کہ سوار کو تیس روپیہ اور پیدل کو دس روپیہ ماہوار مشاہرہ ملے گا جنکا دل چاہے وہ آنکر بادشاہ کی ملازمت کرلیں اس طرح سے بہت سے انگریزی پنشن خوار سپاہی و سوار و توپچی آنکر دہلی مین جمع ہو گئے تھے - توپچی دور دور سے آئے تھے - کالے خان ان مین مشہور تھا -

فتح گڈہ جہان بنا ہوا ہے دو لوکوم آنکر ملے تھے اسکے پاس ہندو راؤ کی کوٹھی تہی وہ ایک سنگین عمارت تہی اسکے گرد دیوار کھنچی ہوئی تہی اسکے جنوب مغرب مین پہاڑی ہے جو اونچی نیچی زمین پر جمنا کے کنارہ تک ڈہائی میل طول مین ہے ہندو راؤ کی کوٹھی کے نیچے تہوڑی دور پر سڑک پر ختم ہو جاتی ہے یہہ پہاڑی دہلی سے ساٹھ فیٹ اونچی ہے وہ حملہ کرنے کے لئے مفید ہی نہین تہی بلکہ ایک فصیل ہی حفاظت کے لئے تہی - سر ہنری برنارڈ نے فتحگڈہ کی جگہ شہر کی فصیل سے بارہ سو گز کے فاصلہ پر ایک توپخانہ لگایا شمال مین تہوڑے فاصلہ پر ایک ایک بھاری مورٹر توپخانہ کو پہاڑی کی ایک کہو مین لگا دیا اسکے پرے ہندو راؤ کی کوٹھی پر بڑا پکٹ بٹھایا - تین سو گز آگے شمال مین جہان نما کی ایک بھاری بیٹری قائم کی اس جہان نما سے پرے ایک پرانی پٹھانون کی مسجد تہی جسکی دیوارین مضبوط تھین اسکی پناہ مین ایک پکٹ بٹھایا اسے آگے یا وتہ تھا جسپر ایک پکٹ مضبوط بٹھایا تھا -

انگریزی سپاہ کا یہہ مقام سب طرف سوا ایک طرف کے بڑا مضبوط تھا - اس طرف مین سبزی منڈی تہی جس مین مکانات کا مجموعہ اور فصیل دار باغات تھے جنسے کہ باغی انگریزی خیمہ گاہ کی داہنی طرف کو ستا سکتے تھے اور انبالہ یا پنجاب کو جو سڑک جاتی تہی اسپر قطاع الطریقے کر سکتے تھے داہنی بیٹری سے کچھ دور نہین پہاڑی ختم ہوتی ہے پھر وہ بلند ہوتی ہے جسپر عید گاہ فصیل دار ہموار زمین پر بنی ہوئی ہے جسکے حوالی مین پہاڑ گنج اور کشن گنج مین پہاڑی اور شہر کی فصیل کے درمیان

دہلی مین انگریزی لشکر کا مقام

جو زمین ہے اس مین قدیمی عمارت ہین اور درختون کے جھنڈ ہین اور باغات ہین جو فصیل کے
باہر باغیون کی پناگاہ بن سکتے ہین شہر کی فصیل طول مین سات میل ہے اور بلندی مین ۲۴ فیٹ
ہے اسکے اوپر گرگج خوب بنے ہوئے ہین جنپر دس یا بارہ یا چودہ توپین چڑہ سکتی ہین اور
چل سکتی ہین فصیل کے گرد خندق بڑی چوڑی ہے اور ۲۴ فیٹ گہری شہر کی شرقی جانب مین
دریا جمن ہے۔ برسات کے موسم مین جبکہ لڑائی ہوئی تہی اسکا پانی فصیل کے قریب پہنچ جاتا
ہے اگر دریا کے سامنے سے محاصرہ کیا جاتا تو شہر تک جانا مشکل ہوتا اور نہ اس طرف سے
محاصرہ ہو سکتا۔ انگریزی سپاہ دہلی کا محاصرہ نہین کر سکتی تہی کئی ہفتے تک محاصرین خود محصورین
ہو گئے تھے انکی کوشش یہہ نہین تہی کہ شہر کو لے لین بلکہ اپنی محافظت کرین دشمنون کا توپخانہ کبہی
بند نہین ہوا عمارتون کے گرد نشانہ انداز بیٹھے رہتے تھے انہون نے محاصرین پر حملہ آوری
موقوف نہین کی ہر روز انگریزی سپاہ کو تمازت آفتاب مین مسلح دشمنون کے حملون کے
ہٹانے کے لئے کمربند رہنا پڑتا تہا کئی مہینے تک اسنے گرمی برسات کی بڑی تکلیف اٹھائی

# پانچوان حصہ

## بالائے ہند مین بغاوت کی ترقی
## (مئی۔ جولائی ۱۸۵۷ء)

# باب اول

## بنارس الہ آباد
## مئی

لارڈ کیننگ کو جیسا اس انتظام کا فکر تھا کہ یوروپین سپاہ کو دہلی مین جمع کرے ایسا ہی
یہہ تردد تہا کہ گنگا کی لین سے الہ آباد تک اور یہان سے دوابہ مین آگرہ تک ان مقامات کو
جو محفوظ نہین ہین اور ان مین ابتک غدر بہی نہین ہوا آفات سے بچائین اور غدر نہ ہونے دین

دیناپور مین ایک اور آگرہ مین ایک گورون کی پلٹن تہی سواران کے کل ملک مین لڑنے والے
سپاہیون مین کچھ گورے توپچی اور چند ضعیف سپاہی سرکار کمپنی کی یورپین سپاہ کے تھے۔
گنگا کے کنارہ پر کانپور کی چھاونی بڑی تہی جس مین یورپین کی بڑی آبادی تہی اس مین کئی
ہندوستانی رجمنٹین تھین۔ تہوڑے سے گورے سپاہی بہی تھے۔ گنگا جمنا کے درمیان
تمام چھاونیون مین ہندوستانی رجمنٹین بہری ہوئی تھین سارے خزانے اور مال اسباب گورنمنٹ کے
اور سوائے ان کے جالون کے محافظ بہی ہندوستانی سپاہی تھے۔ ان اضلاع مین جب تک
بغاوت تہمی رہی کہ سپاہیون کو یہہ انتظار رہا کہ دہلی اور میرٹھ سے انگلش اپنا انتقام کیونکر لیتے
ہین مگر ہر چھاونی مین برانگیختگی کے آثار ایسے نمودار ہوتے جاتے تھے کہ معلوم ہوتا تھا کہ بغاوت ہوگی

بنارس

کلکتہ سے کچھ زیادہ چار سو میل پر بنارس کا شہر ہے جو گنگا کے کنارہ پر ہندوؤن کا
بڑا دار العلوم اور بزرگ پرستش گاہ ہے۔ جیسی یہان ہندوون کی علم و فضل کی تحصیل ہوتی
ہے اس سے زیادہ کہین ہندوستان مین نہین ہوتی مگر اس علم و فضل کا کچھ اثر باشندون پر نہین ہوتا
مئی ۱۸۵۷ء کو مسٹر ٹکر کمشنر بنارس لارڈ کیننگ کو لکھتے ہین " کہ بنارس کے بڑے شہر مین
ایک لاکھ اسی ہزار آدمیون کی نہایت متعصب آبادی ہے کہ جس سے بدتر سارے ملک مین
کہین اور آبادی نہین ہے"۔ یون تو اس شہر کے باشندون مین ناراضی اور بددلی پہلے سے چلی
آتی تہی مگر اب ۱۸۵۷ء کی گرمی مین قحط سالی نے اسکو اور بڑہا دیا تھا وہ قحط کا سبب انگریزی
عملداری ہی کی نحوست کو سمجھتے تھے سوا اسکے یہان خاندان تیمور کے شاہزادے اور بہت سے
معزز قیدی سکھ اور مرہٹے و مسلمان رہتے تھے جو ایسے وقت مین اپنی سازشون اور ریشہ
دوانیون سے باز نہین رہ سکتے تھے۔

شہر سے تین میل کے فاصلہ پر سکرولی مین چھاونی اور تمام انگریزی کچہریان اور سررشتے و دفتر
تھے۔ چھاونی مین آدھی کمپنی یورپین توپخانہ کی تہی اور ایک لدہیانہ کی سکھ پلٹن اور ۳۷ وین
رجمنٹ پیدل تہی اور تیرہوان غیر آئینی رسالہ سوارون کا تہا۔ غرض ہندوستانی سپاہی دو ہزار
اور انگریزی تیس گولہ انداز تھے اور جارج یون سون بائی صاحب یہان کے بریگیڈیر تھے۔
اور سوائے یہان مسٹر ہنری کار ٹکر صاحب کمشنر اور گبنس صاحب جج اور لینڈ صاحب مجسٹریٹ تھے

سیہ تینون افسر بڑے لایق اور ہوشیار تھے۔ جب ان پاس دہلی اور میرٹھ کی خبر وحشت اثر آئی
تو انہون نے ایسی تدبیرین شروع کین کہ بنارس کا حال ان شہرون کا سا نہ ہونے دین۔ ایک
مجلس مشورہ مین سول اور ملیٹری حکام جمع ہوئے ان مین سے دو ملیٹری افسرون کی رائے یہ ہوئی
کہ چنار کے قلعہ مین جو بنارس سے اٹھارہ میل پر ہے ہم کو چلا جانا چاہیئے مگر سول کے حاکمون نے
اس راے سے اختلاف کیا آخر کو یہہ رزولیوشن پاس ہوا کہ کوئی فکر و تردد کی علامت نہ سپاہیون پر
نہ رعایا پہ ظاہر کرنی چاہیئے ہر یک کو اپنے گہر مین ایسا ہی رہنا چاہیئے جیسے امن و عافیت کے
زمانہ مین رہتے تھے مسلح ہونا نہین چاہیئے نہ کوئی ایسی بات کرنی چاہیئے جس سے کہ معلوم ہو کہ
سپاہیون کی بے اعتباری کی جاتی ہے لیکن اگر دفعتہً سپاہی یا رعایا بلوہ کرین تو ٹکسال مین
سب جا کر پناہ لین۔ کمشنر صاحب نے گورنر جنرل کو لکھا کہ بڑا انکار یہ ہے کہ آدمیون کو نیک دل رکہون
اسلیئے مین بُری خبرون کو چھپائے رکہتا ہون اور اچھی خبرون کو مشتہر کرتا ہون اس عرصہ مین
مین اور میرے شریک جو کچھ کر سکتے ہین وہ بغیر کسی برانگیختگی کے چپ چاپ کرتے ہین۔ شہر کے
بازارون مین غلہ کا نرخ گران ہو رہا ہے اسکا علاج کرنا آسان نہین غلہ فروشون کے فائدون
مین بغیر کسی مداخلت کے بندوبست ایسا کیا گیا کہ قحط کی سختی کا بُرا اثر سپاہیون پر نہ پڑے
کمشنر نے گورنمنٹ کی طرف سے یہ حکم دیدیا ہے کہ سپاہیون کو آٹا اسی بہاؤ سے ملے
جس بہاؤ سے معمولی وقتون مین ملا کرتا ہے گبنس صاحب جج اور لینڈ صاحب مجسٹریٹ سارے
دن بازارون مین غلہ فروشون کو سمجہاتے رہین کہ غلہ جہانتک ممکن ہے ارزان بیچو جسکا انجام
تمہارے لیئے اچھا ہوگا اور کسی بلوہ کا خوف نہ ہوگا۔ کمشنر صاحب نے لکھا کہ مجھے سپاہ و رعایا پر
ایسا اعتماد ہے کہ مین اپنے پاس ایک ہتھیار سوار چابک کے نہین رکہتا سپاہی اور رعایا سمجھے ہین
ان پر اخلاق کا زور بڑا اثر رکہتا ہے"۔ اسوقت تمام سکھ سردار جو بنارس مین قید ہی تھے وہ بڑے
خیرخواہ انگریزون کے ہوگئے تھے وہ کمشنر کے بوڈی گارڈ اور اسکے گہر کے پہرہ دار تھے
کلکتہ کے قریب چنسرہ سے ۲۴۔ مئی کو ۴۲ گورے ۸۴ وین رجمنٹ کے ڈاک مین بنارس
مین آئے۔ دہلی اور کلکتہ کے درمیان گورون کی سپاہ کی کمک کے لیئے خدا کے واسطے دیئے
جا رہے تھے۔ گورون ہی پر انگریزون کی جان کی سلامتی موقوف تھی۔ ۱۰۔ مئی کو خبر آئی کہ

اعظم گڈھ مین ۱۷ وین رجمنٹ بغاوت کرنے کو تیار ہو رہی ہے اور اسی اشارہ پر بنارس کی رجمنٹین بگڑنے کو بیٹھی ہین۔ ہنری لارنس نے ٹکر صاحب اور ولسن سون بائی صاحب کو لکھا کہ کانپور مین گورون کی سپاہ کی اشد ضرورت ہے جسقدر گورے بھیج سکو بھیجو۔ پھر دیناپور سے گورون کی کمک آتی گئی گو گورون کی بنارس مین بڑی ضرورت تھی مگر وہ کانپور جہان اسکی زیادہ ضرورت تھی بھیجے گئے۔

انگلش مین کی مردانگی کی نیرنگی

اسوقت انگلش مین کی مردانگی عجب نیرنگی رنگ برنگ کی دکھا رہی تھی بعض ان خوفون کے دور کرنے کے لیئے جو وہ پہلے سے جانتے تھے کہ آنے والے ہین کمربستہ ہو کر بڑے بڑے شجاعون کی مانند ہاتھ پاؤن سکے کام مین لانے کے لیئے مستعد ہوئے۔ بعض باغیون کے مقابلہ کرنے کے لیئے ضعیف تھے مگر وہ اپنا خدا پر ایسا توکل کرتے تھے کہ ان کو بڑا استقلال اور صبر تھا۔ بعض انگریز ایمان کے پکے سر تا پا خدا کی عبادت مین مستغرق تھے غرض اسوقت انگریزی قوم اپنی شجاعت و بہادری اور خدا تعالے پر توکل کرنے کو دکھا رہے تھے۔ لڑائی مین جا کر جان دیدینی آسان ہے بہ نسبت اسکے کہ موت کا انتظار صبر سے کیا جائے۔ صبر کرنا بہادری کرنے سے زیادہ مشکل ہے۔ غرض صبر و شکر و تسلیم و رضا و ہمت جرأت شجاعت سب ہی انگلش مین اپنی دکھا رہے تھے۔

ہنری ٹکر صاحب

ہنری ٹکر صاحب بڑے اشراف عیسائی تھے وہ انگلشی جرأت و ہمت اپنی مذہبی صورت مین دکھا رہے تھے وہ بڑے بے خوف و خطر پڑے پھرتے تھے انکا قول یہہ تھا کہ خدا میرا چٹان ہے میرا حصن ہے میرا نجات دینے والا ہے خدا جو میرا چٹان ہے اسپر توکل کرتا ہون وہ میری سپر ہے اور میری نجات کا سینگ ہے میرا بڑا برج ہے میری پناہ ہے وہ اپنے اس توکل کے سامنے انسانی وسائل محافظت کو اور انسان کی محافظت کی کوششون کو ہیچ جانتے تھے انکے نزدیک دوسرے وسائل پر بھروسا کرنا خدا پر ایمان نہ رکھنے کو ظاہر کرنا تھا انہون نے گورنر جنرل کو لکھا کہ میری اور ولسن سون بائی کی مرضی کے خلاف مسس گنبس اور لنڈا اور اور یورپین باشندون کی التجا پر ہتھیار اور میگزین آج کے دن انکو دیدیئے گئے ہین جنہون نے اسکی درخواست کی مجھے یقین ہے کہ اس سے نکی دلجمعی اور تشفی خاطر ہو جائیگی مین خدا کا شکر

کرتا ہون کہ جہان کوئی حفاظت کی جگہہ نہین ہے اور ہمارے لیئے کہین بھاگنے کی بھی جگہہ نہین ہے
اسلیئے ہم اپنی جگہہ پر مستحکم قائم ہین اب تک یہان ذرا بھی دنگہ فساد نہین ہے انہون نے یہ
بھی کہا کہ دشمن یہان آئینگے تو پامیل ہاتھہ مین لیکر انکے مقابلہ مین جاؤنگا جیسے داؤد
غولی ایتہ سے لڑنے کے لیئے فلاخن لیکر گیا تہا وہ اپنے صاحبزادے کے ساتھہ بے خوف و خطر
ہر شام کو اس طرح پھرا کرتے تھے جیسے کہ پہلے امن و عافیت کے زمانہ مین جب انسے لوگون نے
کہا کہ آپ کی ٹوپی اس قسم کی ہے کہ آپ کمشنر معلوم ہوتے ہین کوئی باغی آپ کو پہچانکر گولی
نہ مارے تو انہون نے ٹوپی کو بدلا نہین اور یہہ کہا کہ جیسا مین ایک ٹوپی کے نیچے امون
ہون ایسا ہی دوسری ٹوپی کے نیچے ایسے قول اور فعل چلن پر دلالت کر سکتے ہین مگر مسٹر
ٹکر کی خصلت نہایت مذہبی گرمجوشی کی تہی جسکے سبب سے وہ اس موقع کے لیئے مناسب حال
نہ تھی اور انکی خصلت عام آدمیون کی سمجھ مین بھی نہین آتی تہی لیکن انمین انسانیت اور دانائی
ایسی تہی کہ وہ اس وقت مین تعریف کے قابل کام کراتی تہی اس مروت و فتوت کو دیکھو کہ
جو یوروپین سپاہ بنارس مین آئی اسکو کانپور بھیجدیا پون سونو باہی نے کمشنر کو لکھا کہ آپ اور
مین اس باب مین بہت کچھ برداشت کرتے ہین مصیبت زدون کی مدد کرنی بری نہین ہوتی
غرض جو کام بنارس مین ٹکر صاحب اور گبنس صاحب نے کیئے انکی بڑی تعریف ہوئی اور لارڈ کیننگ
نے دونو کا شکریہ ادا کیا اور انکے کامون اور انتظامون کی تعریف کی۔

جون ۱۸۵۷ء اعظم گڈھ مین سرکشی

مئی کے مہینے کے آخر تک تو ظاہرا امن و عافیت کی صورت تہی مگر جب جون کا مہینہ آیا
تو آتش زنی شروع ہوئی اور یہہ خبر آئی کہ بنارس سے ساٹھہ میل پر اعظم گڈھ مین سپاہیون کی
سترہوین رجمنٹ نے بغاوت کی میجر برس اسکے کمانیر تھے ہورن صاحب مجسٹریٹ کے
سمجھانے سے رجمنٹ نے مئی مین سرکشی نہین کی مگر جب روپیے کی جھنکار انکے کانون مین پہنچی
تو انکی نیت بگڑی گورکھپور کے خزانہ سے پانچ لاکھ روپیہ آیا تہا اور اعظم گڈھ کے خزانہ سے
دو لاکھ روپیہ اسپر اضافہ ہوا یہہ چمکتے ہوئے سب روپیے سپاہیون کے قبضے مین تھے یہ
ترغیب ایسی تہی جسکو وہ روک نہین سکتے تھے اول انہون نے یہہ کہا کہ یہان سے خزانہ جانے نہ
پائیگا مگر ۳- جون کو خزانہ اعظم گڈھ سے روانہ ہوگیا- سپاہیون نے ان دو توپون کو جو اعظم گڈھ مین

تعین فیر کرنا شروع کیا اور نقارہ بجائے۔ دو افسرون کو مارا باقی افسر اور عورتین و بچے کچہری مین بھاگ گئے جسکو مجسٹریٹ نے محافظت کا مقام بنایا تہا۔ غیر آئینی سوارون نے افسرون کی جانون کو بچا دیا لیکن خزانہ کو نہ بچایا۔ ۱۷۔ رجمنٹ کے سپاہیون نے خزانہ کو جو بنارس کی سڑک پر جاتا تہا جا کر لے لیا اور اسکو اعظم گڈھ مین لے آئے اس اثنا مین اعظم گڈھ کے انگریز بھاگ کر غازی پور مین چلے آئے۔ سپاہیون نے یہان آنکر دیکھا کہ کوئی انگریز نہین ہے تو وہ اس خزانہ کو ساتھ لیکر فیض آباد کی چھاونی کو چلے گئے۔

کرنیل نیل صاحب نے اپنی سپاہ کو ریل مین رانی گنج بھیجا اور وہ خود ریل مین اور گھوڑے کی ڈاک مین بنارس مین آئے اور انہون نے انگلش بہادری و دلاوری کو گنگا کے اضلاع مین دکھا دیا اور اپنے کام بڑے استقلال و عالی ہمتی و دلاہمتی سے شروع کئے خوف و خطر کے خطے کے ایک سرے سے جان لارنس اور دوسرے سے لارڈ کیننگ سپاہ کی کمکین بہیج رہے تھے پہلے کا کام یہہ تھا کہ دہلی کو باغیون کے پنجے سے چھڑائے دوسرے کا کام یہہ تھا کہ بنارس الہ آباد کانپور لکہنؤ و آگرہ مین امن و امان قائم رکھے اور بغاوت کی آگ نہ سلگنے دے۔ بنارس مین ایک مدراس فیوزیلرا اور دیناپور سے دسوین رجمنٹ کے سپاہی آگئے تھے۔

بنارس مین ہندوستانی سپاہ تو دو ہزار تہی اور گورون کی سپاہ ڈہائی سو سپاہی تھے اسلیئے ہتھیار لینے کا کام مشکل تھا اب تک پلٹنون کے افسرون کو اپنے سپاہیون پر ایسا اعتماد چلا جاتا تھا کہ انکے ہتھیار لینے سے انکا دل ٹوٹتا تھا معلوم ہوتا تہا کہ سکھون کی رجمنٹ وفاداری وہ ہندوستانی سپاہ سے لڑنے کو آمادہ ہے۔ بنارس ہی مین نہین بلکہ سب جگہہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ سکھ انگریزون کے خیرخواہ رہین گے۔ ۳۷ وین رجمنٹ پریڈ مین اول بلائی گئی اور کرنیل سپٹ وڈ نے اسکو حکم ہتھیار رکہنے کا دیا اسنے حکم کی تعمیل کی مگر اس کے ساتھ غل مچا کہ ہمکو دغا دی سامنے یورپین سپاہ انکو مارنے کے لیئے آتی ہے۔ سپٹ وڈ صاحب نے پکار کر کہا کہ یہہ خبر غلط ہے سپاہیون نے کہا کہ آپ ہمیشہ سے ہمارے ماں باپ رہے ہین کرنیل نیل بہی اپنی تہوڑی سی سپاہ لیکر لین مین آکر مقیم ہوئے۔ اور آگے جا کر سپاہیون سے کہا کہ اگر تم ہتھیار رکھ دینے مین ایسی اطاعت کرو گے جیسے کہ اچھے سپاہی کیا کرتے ہین تو تمہارے

بنارس مین کرنیل نیل صاحب کا آنا

بنارس مین سپاہ سے ہتھیار لینا اور ہتھیار لینے کے لیئے پریڈ

لیئے کوئی قباحت نہین ہوگی۔ انہون نے اس بات کے یقین دلانے کے لیئے ایک سپاہی
کے کندھے پر ہاتھ رکھا تو اسنے کہا کہ ہم نے کوئی قصور نہین کیا تو پلون سون بائی نے ہندوستانی
زبان مین کہا کہ نہین مگر تمہارے بھائیون نے اپنے افسرون کو مار ڈالا ہے جنہون نے کبھی
انکو اذیت نہین پہنچائی اور انہون نے بغاوت کی اسلیئے تم سے ہتھیار لینے کی ضرورت آنکر
پڑی ہے وہ یہہ کہہ ہی رہے تھے کہ سپاہیون نے بندوقین پھر لیین اور انکو بھر کر اپنے
افسرون اور یوروپین پر چلائین۔ سٹراسی گز سے نشانہ بازون نے ایسی گولیان چلائین کہ
دسوین رجمنٹ کے سات یا آٹھ گورے گولیون کے لگنے سے گرے۔ غرض گورے کالون
مین بندوق بازی ہونے لگی اور کالون پر توپون کے متواتر گراب چلنے لگے۔ ۳۷ وین رجمنٹ
لین کی طرف بھاگی یہان انپر گولیان پڑین سپاہی شہر کی طرف بھاگے اور پھر شہر سے بھی باہر ملک مین
ڈنگہ فساد مچانے چلے گئے۔

اس اثنا مین گورون کی اور سکھون کی رجمنٹ اور غیر آئینی رسالہ سوارون کا پریڈ پر آیا۔ غیر آئینی
رسالہ کا مزاج پہلے سے معلوم تھا کہ کیا ہے انکے افسر کپتان گائس کو ۳۷ وین رجمنٹ کے سپاہیون نے
مار ڈالا تھا اور اسکی جگہہ ڈوڈسن صاحب مقرر ہوئے تھے انپر ہی ایک سوار نے فیر کیا دوسرے نے
انکے سر کاٹنے کا ارادہ کیا لیکن سکھون کا ارادہ سرکشی کرنے کا نہ تھا اگر انکو پریڈ کا مقصد کافی
طور پر سمجھا دیا جاتا تو انکے دل مین کوئی شبہہ نہ رہتا مگر جب غیر آئینی رسالہ نے بغاوت کی تو وہ
بھی ڈھل مل ہوئے۔ اسوقت ایک سکھ نے کرنیل گورڈن صاحب کو گولی ماری تو دوسرا اسکے
بچانے کے لیئے دوڑا اسپر ایک انگریزی افسر چلایا کہ سکھ رجمنٹ نے بغاوت کی سکھون کی
گولیان توپخانہ مین آنے لگین تو توپین انپر چلائی گئین دو تین دفعہ انہون نے توپون کے چھیننے کے
لیئے قصد کیا۔ غرض سکھ اور غیر آئینی رسالہ پریڈ پر سے بھگا دیا گیا۔

اب کرنیل نیل صاحب سپاہ کے کمانڈر مقرر ہوئے اور انہون نے تمام فوجی جوابدہی اپنے
ذمے لی اب بہت سے آدمیون پر چند آدمیون کی فتح کامل ہوگئی۔ جن سپاہیون نے لین مین
پناہ لی تھی وہ باہر نکالکر قتل کیئے گئے اور بعض جو اپنے چھپرون مین جاکر چھپے تھے وہ جلا دیئے
بھسم ہوگئے۔ ۴ جون کو جو پریڈ ہوئی اس مین بدنظمی ہوئی ۶۔ جون کو کمشنر صاحب نے

لارڈ کیننگ کو لکھا کہ ہتھیار لینے کا کام بری طرح ہوا سپاہیون کے دل مین اس خیال کا ناسور ہے کہ اپر حملہ اس حال مین کیا گیا کہ اکثر سپاہیون پاس ہتھیار نہ تھے یہہ تو ایک سویلین کی راے ہے جو چندان اعتبار نہین رکھتی لیکن دو ہفتے کے بعد لارڈ کیننگ نے بہی لکھا کہ سپاہ کے ہتھیار لینے مین جلدی کی گئی اور ہوشیاری نہین کی گئی سکھون کی رجمنٹ کے ایک حصہ کا مقابلہ کیا گیا مجھے یقین ہے کہ اگر اس سے مناسب طور سے یہہ معاملہ کیا جاتا تو وہ خیرخواہ رہتا۔ اس معاملہ کا نتیجہ یہ ہے کہ یہہ کام جیسا برا کیا گیا تھا ایسا ہی جلدی کیا گیا تھا یا شاید جلدی کیا گیا تہا اسلئے برا کیا گیا تہا اگرچہ یہہ کام جلدی کرنے سے خراب طرح سے کیا گیا ہو مگر وہ اگر دیر کر کیا جاتا تو اور زیادہ خراب ہوتا۔ غرض اس باب مین صفحے کے صفحے لکھنے والے فرضی صورتین بنا کے فرضی نتیجے نکالتے ہین جو کچھ بڑی وقعت نہین رکھتے۔

اگرچہ فوجی کامیابی پوری ہوئی لیکن خوف و خطر دور نہین ہوا۔ ٹکر صاحب کا توکل جو خدا پر تہا اسنے اپنا ظہور دکھایا۔ گبنس صاحب کو ایسے نازک زمانہ مین دوست مل گئے جنہون نے عیسائیون کی جان و مال کی محافظت کی یہہ تجویز ہوئی تہی کہ اگر بلوہ ہو تو عیسائی جو لڑنے والے نہین ہین ٹکسال مین چلے جائین جو شہر اور چہاونی کے درمیان واقع ہے یہہ عمارت محافظت کے لیئے مناسب تہی جب توپ بندوقون کی آوازون کا شور ہوا تو عیسائی ٹکسال مین آگئے مشنری رام نگر مین چلے گئے کہ وہان سے چنار چلے جائین سویلین کچہری مین چلے گئے لیکن بڑا خوف یہہ تہا کہ سکھ جو خزانہ کے محافظ ہین جنمین انکی جلاوطن مہارانی کے جواہر و زیورات رکھے ہوئے ہین وہ کچہری کی عمارت مین آگ نہ لگادین اور عیسائیون پر جہان انکو وہ ملین حملہ نہ کرین۔

۴ و ۵ جون کی رات

لیکن ایک سکھ سردار سورت سنگھ نے اس مصیبت کے وقت مین انگریزون کی بڑی خدمت گزاری کی سکھون کی دوسری لڑائی کے بعد اس سردار کو حکم ہوا تہا کہ وہ بنارس مین رہا کرے جسکے سبب وہ سرکار کا بڑا شکرگزار تہا اسکو گبنس صاحب پر بڑا بھروسا اور اعتماد تہا وہ صاحب کے ساتھ کچہری مین دونالی بندوق کندھے پر دھرے ہوئے کچہری مین جاتا تہا سکھ سپاہیون کو جو غصہ آرہا تہا انکو وہ اپنے سمجہانے سے دہیما کرتا تہا اور انکے دلون مین جو اپنے بہائی بندون کے انتقام کا جوش اٹہتا تہا اسے دباتا تہا۔ غرض اسکے سمجہانے سے سکھون نے

سردار سورت سنگھ کی قربانی

سرکاری خزانہ اور لاہور کے جواہر یورپین کے حوالہ کیئے کہ وہ اپنی محافظت کے مقام مین لیجائین

پنڈت گوکل چند ناظر

معزز و مشہور برہمن پنڈت گوکل چند نے اپنے تمام اثر و رعب وداب کا وزن انگریزون کی خیرخواہی کی ترازو کے پلڑے مین چڑھا دیا وہ جج کی عدالت کا ناظر تھا۔ گبنس صاحب پاس بہت آتا جاتا تھا۔ اگر وہ اشراف عیسائی بھی ہوتا تو رات دن برابر انگریزون کی اعانت ایسی متواتر نہین کرتا جیسی اسنے پنڈت ہونے کی حالت مین کی۔

راؤ دیونراین سنگھ

ایک اور خیرخواہ بڑے دولت مند صاحب حکومت دیونراین سنگھ تھے وہ برٹش گورنمنٹ کے بڑے خیرخواہ و فرمان بردار بڑے عاقل روشن ضمیر فیاض صاحب مروت و فتوت تھے انھون نے اہل شہر کو انگریزون سے برگشتہ نہین ہونے دیا انکی خدمات کا خواہ کسی الفاظ مین بیان کیا جائے مبالغہ نہین ہوگا۔

راجہ نبارس۔

خطابی راجہ نبارس بھی انگلش کی خدمات بہت اچھی طرح بجالاتے تھے۔ ۴-جون کی رات کو جو مشنری بھاگ کر رام نگر مین گئے انکی بڑی اچھی طرح مدارات کی غرض اگر ہندوؤن مین سے ایسے خیرخواہ انگریزون کے نبارس مین خدا نہ پیدا کرتا تو پھر وہان عیسائیون کا نام و نشان باقی نہین بچتا۔

شہر کا حال ۵-جون سے ۹-جون تک

۵-جون کو لارڈ کیننگ کو کمشنر ٹکر صاحب نے لکھا کہ شہر مین امن ہی امن ہے ٹکسال مین آدمیون کا ایسا ہجوم ہے کہ انکی آوازون کے غل شور مین لکھنا مشکل ہے وہ ایسا دیو ستھان بن رہا ہے کہ اس مین خیال کرنا لکھنا یا کسی کلم کا کرنا ناممکن ہے۔ پھر ۹-جون کو صاحب کمشنر نے گورنر جنرل کو لکھا کہ یہہ مجھے بالکل ایک معجزہ معلوم ہوتا ہے کہ شہر اور چھاونی مین امن امان رہا ٹکسال مین ہم سب رات کو سوتے ہین مگر کسی بنگلے و کوٹھی کو کسی نے انگلی نہین لگائی اور دن کو سارے کام معمول کے موافق ہوتے ہین۔ فرزانگی و مردانگی سے گبنس نے ججی کے کامون کی جگہہ مجسٹریٹی کے کام کرنے شروع کیئے ہین اسنے اپنی کچہری بند کر دی ہے اور انتظامی کام اپنے ذمے لے لیئے ہین۔ کچھ اپنی ہیبت سے کچھ اپنی محبت سے سارے شہر کو اپنے بس مین کر لیا ہے۔

دیہات کے حالات

۴-جون کو جب باغی سپاہی دیہات مین پھیلے تو سارے دیہات مین فوراً بدانتظامی اور غارتگری نے پاؤن پھیلائے۔ چند روز مین قانون اور انتظام رخصت ہوا۔ ۱۳-جون کو

مسٹر ٹکر صاحب لکھتے ہین کہ مین اس بات کا یقین نہین کرسکتا تہا کہ جس لحہ مین گورنمنٹ کا ہاتھ اٹھ جائیگا تو دفعتہً زمیندار آپس مین ایک دوسرے کو لوٹنے لگینگے اور لوگ سڑکون پر غارتگری کرنے لگینگے تمام بڑے بڑے زمیندار اور نیلام مین حقیتون کے خریدنے والے بیدست و پا ہورہے ہین وہ اپنی زمینون سے بیدخل کردیئے گئے انکے کارندے اکثر مارے گئے ہین اور انکا مال و اسباب سب لٹ گیا ہے۔

قسمت بنارس و الہ آباد مین گورنمنٹ نے مارشیل لا کے جاری ہونے کا اشتہار دیدیا۔ اس دن مسٹر ٹکر نے بھی گورنر جنرل کو لکھا تھا کہ ہر سول افسر کو پورے اختیارات مجسٹریٹی کے مل جائین اور انکو موت حیات کا اختیار دیا جائے۔ مین اس قانون کو مارشیل لا پر ترجیح دیتا ہون مین نہین خیال کرتا کہ ملیٹری افسرون مین سے بہت سے افسرون کو موت و زندگی کا اختیار دیا جائے۔ تو اس سبب سے کہ انگریز بے رحمی کے ساتھ قتل ہوتے ہین اس نے انگلشی خون مین حرارت پیدا کردی ہے اسلیئے ادنے درجہ پر وہ ہندوستانیون کو گولی سے مارین گے یا پھانسی دینگے اسواسطے مین ترجیح دیتا ہون کہ اختیارات ان ہی ہاتھون مین رہین جنکی عادت مین داخل ہے کہ وہ شہادت کو جانچتے و پرکھتے مین غالباً کوئی سولین کسی آدمی کے مارے جانے کا حکم بغیر کسی اصلی علت کے نہین دیگا۔ اگرچہ کمشنر بنارس نے اپنی جماعت کی طرفداری کا تھوڑا سا تعصب دکھایا تھا مگر یہہ اسکا لکھنا بالکل صحیح تھا کہ انگلشی خون کی گرمی راے دینے مین دماغ کی سردی کو کام مین نہین آنے دیگی بالفعل ملیٹری افسر سب قسم کے مجرمون کو ...... شکار کرتے پھرتے تھے۔ کتون اور گیدڑون یا کیڑون کی طرح انکو مارتے تھے اور کچھ افسوس نہین کرتے تھے اسی زمانہ کا لکھنے والا لکھتا ہے کہ پریڈ پر ہتھیار لینے کے بعد ٹکسال سے صبح کو یہہ دیکھا کہ پھانسیون کی قطار لگی ہوئی ہے چند روز کے بعد ملیٹری کورٹ یا کمیشن ہر روز اجلاس کرتا اور بے غیرتی کے ساتھ آدمیون کو پھانسیان دینے کا حکم دیتا۔ کھیل کے طور پر کچھ کم عمر لڑکون نے باغیون کے علمون کو بلند کرکے تاشے بجائے تھے وہ سب پکڑے گئے اور انکو پھانسی لگنے کا حکم ہوا اسی کمیشن مین ایک جوان افسر تھا وہ روتا ہوا کمینڈنگ افسر پاس گیا کہ وہ اس حکم کو منسوخ کردے مگر کچھ رحم نہین کیا گیا۔ ایک گروہ پھانسی

دینے والا ضلع مین گیا ایک جنٹل مین اسپر فخر کرتے تھے کہ مین پھانسی بڑی حکمت سے دیتا ہون کہ مجرم کو ہاتھی پر چڑھاتا ہون اور مجرم کے گلے مین رسی ڈالکر آب کے درخت سے باندھتا ہون اور پھر ہاتھی کو بھگا دیتا ہون اس طرح سے وحشیانہ انصاف کی قربانی آٹھ کے ہندسے کی طرح کچھ دیر کے لیئے لٹکتی رہتی ہے ملیٹری افسرون نے مجرمون کے پھانسی دینے مین جو کام کیا تھا اس سے کچھ کم سویلین نے بھی نہین کیا۔ بنارس کا جیل خانہ ٹوٹا نہین تھا۔ نئے مجرمون کی کثرت تھی جیل خانہ مین مکانات انکے سمانے کے لیئے نہین تھے اس لیئے بڑے مجرمون کو پھانسی دی جاتی تھی اور چھوٹے مجرمون کی بیٹھ بیتون سے زخمی کی جاتی تھی اور چھوڑ دیئے جاتے تھے

**۵ جون جونپور کی بغاوت**

بنارس سے چالیس میل کے فاصلہ پر جونپور تھا اس مین سکھون کی لدھیانہ رجمنٹ کی کچھ کمپنیان تھین جب ان کو خبر ہوئی کہ بنارس مین یوروپین نے انکی رجمنٹ پر فیر کیئے تو انہون نے کھلی بغاوت اختیار کی۔ لفٹنٹ میرا اپنے کمانیر کو اور مسٹر کیج جنٹ مجسٹریٹ کو مار ڈالا خزانہ لوٹ لیا اور جو زندہ یوروپین تھے انسے ہتھیار لیکر کہا کہ جہان اپنی عافیت دیکھین چلے جائین۔ چند سکھون کی بغاوت نے سارے ضلع مین آدمیون کو باغی بنا دیا سپاہی روپیونکا بوجھ لیکر اودھ کو روانہ ہوئے کیڑی بڑھیاؤن اور قلابخ لڑکون نے جنہون نے عمر بھر روپیہ کی صورت نہین دیکھی تھی لوٹ کر خزانہ مین کوڑی نہین باقی رکھی ضلع کا سلسلہ انبدوبست وانتظام بلبلہ کی طرح پھٹ گیا انگریزون نے ایک نیل کی کوٹھی مین پناہ لی۔ مسٹر فین اور انکے ہمراہیون کو جنمین پانچ لیڈیان اور گیارہ بچے تھے کمشنر بنارس نے کچھ گورون کو بھیجکر بنارس مین بلاکر بچالیا۔

**اضلاع زیرین سے اضلاع بالا مین سپاہ کی روانگی**

اضلاع زیرین سے اضلاع بالا کو گورون کی سپاہین روزانہ روانہ ہوتی تھین مگر انمین سے زیادہ تر سپاہی الہ آباد اور کانپور کو بھیجے جاتے تھے۔ مسٹر ایرچن بالڈ پالک کو جو اس نامور سپہ سالار کے بیٹے تھے جنہون نے کابل فتح کیا تھا ان سپاہیون کے لیجانے کی خدمت سپرد تھی۔ سپاہ کے لیئے کافی سواریان نہین ملتی تھین اور گورون کے لیئے آٹا اور رم شراب دونو پوری میسر نہین ہوتی تھین مسٹر ٹکر نے لارڈ کیننگ کو لکھا کہ وہ کمسریٹ کے ذخائر بھیجین یہان یوروپین سپاہ کی ضروریات کی رسد کچھ بھی بہم نہین پہنچتی"۔ کمشنر بنارس نے

مرزاپور اور غازی پور سے گورون کو دخانی جہازون مین بھیجکر خزانے منگا لیے۔

الہ آباد

بنارس سے الہ آباد ستر میل پر ہے یہان گنگا جمنا ملتی ہین اور انکا دوابہ ختم ہوتا ہے شہر ایسا مفلس ہے کہ اسکا لوگون نے ظرافت سے فقیر آباد نام رکھ چھوڑا ہے گداگر وہان کثرت سے رہتے ہین۔ اس مین ایک قلعہ نہایت مستحکم و استوار ہے اس مین سب قسم کے آلات حرب کا ایک بڑا میگزین رہتا ہے۔

میرٹھ کے غدر کی خبر الہ آباد مین ۱۲-مئی کو آئی اور چند روز کے بعد پھر غدر کے پھیلنے اور دہلی کی بادشاہی کی بحال ہونے کی خبر آئی۔ شروع ماہ مئی مین یہان ایک رجمنٹ چھٹی ہندوستانی تھی اور اسکے کمانیر کرنیل سمپسن صاحب تھے۔ ۹-مئی کو مرزاپور سے فیروزپور کی سکھ رجمنٹ کے کچھ سپاہی اور دس روز بعد اودھ کے غیر آئینی رسالہ کے دو ترپ اور بعد اسکے چنار سے ساٹھ ضعیف و ناتوان گورے آ گئے تھے۔ چھاونی میرج قلعہ سے تین میل پر تھی اس مین زیادہ تر ہندوستانی سپاہی تھے اور قلعہ مین گورے اور سکھ تھے۔ سول افسر مسٹر چیسٹر کمشنر اور مسٹر کورٹ مجسٹریٹ تھے۔

کرنیل سمپسن اور چھٹی رجمنٹ اور عام آدمیون کی افواہین

ملیٹری افسرون کو اس چھٹی رجمنٹ کے سپاہیون کی خیرخواہی پر پورا اعتبار تھا وہ ان کو اپنا بچہ سمجھکر پیار کرتے تھے مگر سول افسر انکی طرف سے مشتبہ تھے۔ ہر روز طرح طرح کی افواہین چھاونی اور شہر مین اڑتی تھین۔ سرکشی کے سرغنہ لوگون کے دلون مین بددلی پیدا کرنے مین کوشش کرتے تھے بازار بند تھے شہر کے آدمی تو مجسٹریٹ کو اطلاع دیتے تھے کہ سپاہ بغاوت کرنے کو ہے اور سپاہی اپنے افسرون سے اہل شہر کی شکایت کرتے تھے کہ انسے ہوشیار رہنا چاہیئے وہ فساد کرنے کو آمادہ ہین۔ ایک دفعہ یہہ خبر اڑی کہ انگریزون نے یہہ مصمم ارادہ کر لیا ہے کہ کارتوس قلعہ کے سامنے رجمنٹ سے کٹوائے جائینگے اور اگر وہ کارتوسون کے کاٹنے سے انکار کریگی تو وہ قلعہ کی توپون سے اڑا دی جائیگی۔ یہہ بھی کہا گیا کہ سپاہی خزانہ کو قلعہ مین نہین جانے دینگے اور سکھ رجمنٹ کے آدمیون سے وہ انگریزون پر حملہ کرنے کے لیئے سازشین کر رہے ہین اسوقت ہر جنس کی قیمت گران ہو گئی تھی اسکی گرانی کو بھی لوگ انگریزون ہی کے سبب سے جانتے تھے۔

۲۲- مئی کی مجلس شوریٰ مین یہ بات فیصل ہوئی کہ عورتین اور بچے اور انگریز قلعہ مین
چلے جائین چنانچہ قلعہ مین وہ سب چلے گئے۔ مجسٹریٹ صاحب نے یہہ بھی حکم دیا کہ انگریز
جو سپاہی نہین ہین وہ پولس کے سوارون کو ہمراہ لیکر شہر مین انتظام رکھین۔ ۶- رجمنٹ
کے سپاہیون نے کہا کہ ہم کو دہلی کے باغیون سے لڑنے کو بھیجو وان کے افسرون نے
کلکتہ کے تار پر یہہ خبر لارڈ کیننگ کو بھیجی گورنمنٹ نے دل سے انکا شکریہ ادا کیا۔
بنارس میں جو واقعہ ۴- جون کو واقع ہوا تھا اسکی خبر تار پر اول سمپسن صاحب پاس آئی انہون نے
حکم دیا کہ قلعہ کے دروازے رات دن بند رہین اور کوئی شخص خواہ کسی رنگ اور مذہب کا ہو
قلعہ مین بغیر پاس کے نہ جانے پائے اور یہہ بندوبست کیا کہ پل پر چھٹی رجمنٹ کی ایک کمپنی متعین
کی اور پل پر دو توپین لگائین کہ بنارس سے الہ آباد مین باغیون کو نہ آنے دین اور اودھ کی
غیر آئینی رسالہ کو بھی اس کام کے لیئے ایک جگہ متعین کیا۔ جب رجمنٹ مین یہہ خبر آئی کہ بنارس
مین رجمنٹون نے بغاوت کی اور انپر یورپین سپاہ نے حملہ کیا تو اسکو بھی اپنے لیئے اندیشہ و
خوف پیدا ہوا۔ جب رجمنٹ کے نن کمشنڈ افسرون نے ایڈجیوٹنٹ کو اطلاع دی کہ سپاہ کو
یہہ اندیشہ پیدا ہوا ہے تو ایڈجیوٹنٹ (اجیٹن) نے کرنیل سمپسن کو اطلاع دی انہون نے
اسپر کچھہ التفات نہین کیا۔ رجمنٹ کو پریڈ پر بلایا اور انکو گورنر جنرل کا وہ شکریہ سنایا جو رجمنٹ
کی خیرخواہی کے اظہار کا انہون نے کیا تھا اسپر سپاہیون نے خوب چیرز دیئے۔ سب افسر میس کوٹ
مین کھانا کھانے گئے۔ اور آپس مین گفتگو ہو کر یہہ بات قرار پائی کہ پل پر جو دو توپین لگی
ہین وہ قلعہ مین منگائی جائین۔ انکے قلعہ مین آنے کا حکم کرنیل نے دیدیا۔ میس ہوس مین بہت سے
نوجوان لڑکے کیڈٹ (نوآموز قواعد) آ گئے تھے جنکے رخسارون مین انگلنڈ کے گلاب کا
رنگ چمکتا تھا اور انکی بوسے ہنوز انکی ماؤن کے لبون پر تازہ تھے مس کوٹ سے جا کر سب
انگریز اپنے گھرون مین چلے گئے ۹ بجے کے قریب الہ آباد مین سارے انگریز چونک پڑے
کیونکہ رجمنٹ نے شور و شر کا بگل بجایا اور غدر مچایا۔ کرنیل اور سب افسر کوارٹر گارڈ پر جمع ہوئے
تو انکو معلوم ہوا کہ پلٹن نے جنکو وہ وفادار سمجھے بیٹھے تھے بغاوت کی کرنیل نے جو پل کی توپون
کے قلعہ مین جانے کا حکم بھیجا تھا اس حکم کو سپاہیون نے مانا نہین اور لفٹنٹ ہارورڈ

افسر توپخانہ سے کہا کہ توپین قلعہ مین نہین جانے پائے کی وہ چھاونی مین جائینگین۔ صاحب
غیر آئینی رسالہ سے مدد مانگنے گئے جسکے افسر کپتان الکسنڈر تھے انہون نے اپنی سوارون کو
حکم دیا جنہون نے بادل ناخواستہ حکم کی تعمیل کی۔ یہہ دو نو افسر مع رسالہ کے چلے کر رستے
مین توپین چھاونی کو جاتی ہوئی ملین انہون نے سوارون کو توپون پر حملہ کرنے کا حکم دیا تو
تین سوارون نے حکم کی تعمیل کی باقی سب جانب مخالف سے جا ملے الکسندر صاحب
مارڈالا ہارورڈ صاحب نے مشکل سے اپنی جان بچائی اب کل رجمنٹ باغی ہوگئی بیشتر صاحب
پریڈ سے قلعہ مین بھاگ آئے اور بعض اور افسر بھی بچ گئے مگر باغیون نے سات افسرون
اور سات انسائین لڑکون کو جنکا ذکر اوپر ہوا بڑی بے رحمی سے مارڈالا ایک انسائین زخمی
ہوکر بچا وہ قلعہ مین جاکر مرگیا۔

زیادہ تر انگریز قلعہ کے اندر تھے اپر اس باہر کی سرکشی کا اثر کچھ نہین ہوا مگر قلعہ کے اندر یہہ
خوف لگا ہوا تھا کہ باغی رجمنٹ کی ایک کمپنی اور سکھہ سپاہی قلعہ کے اندر تھے جب کرنیل سمپسن
صاحب زخمی ہوکر قلعہ مین آئے تو انہون نے اس کمپنی سے ہتھیار لے لیئے اور انکو قلعہ سے
باہر نکالدیا کہ وہ باغیون کے ساتھ ملجائین سکھون کو لفٹنٹ برسیر صاحب نے بڑی دانائی
سے اپنا خیرخواہ بنالیا۔

رجمنٹ کی بغاوت کے ساتھ ہی اہل شہر نے بھی سرکشی اختیار کی یہان پرانے خاندانی مسلمان
بہت رہتے تھے جو ابھی تک مغلون کی بادشاہی کو بیٹھے ہوئے رو رہے تھے انکو سرکشی کے لیئے
اچھا موقع ملا۔ ۶۔جون کی رات کو لوٹ و غارت کا بازار گرم ہوا جیلخانہ ٹوٹ گیا۔ قیدی جنکے
پاؤن مین بیڑیان چھن چھن کرتی تھین لوٹ کے لیئے انگریزی کوٹھیون کی طرف دوڑے اور
راہ مین جو یوروپین اور یوریشین ملا اسکو بڑی بے رحمی سے قتل کیا۔ عیسائیون کے گھر لوٹ لیئے
بنگلون کے جلانے کے شعلے آسمان پر جاتے تھے اور اہل قلعہ کو بتلاتے تھے کہ اب وہ اپنے
گھرون کو جاکر خاکستر دیکھین گے۔ عیسائیون کی تمام دکانین لوٹ لین اور سٹیم کمپنی کے
کارخانہ کو خاک مین ملا دیا۔ ریلوے کے کام کو مٹا دیا۔ ٹیلیگراف کو توڑ دیا قلعہ سے باہر جتنے
انگریز تھے انکو مارڈالا شہر کی مفسد آبادی نے فرنگیون کو لوٹ مار کر اپنا بغض و کینہ خوب

نکالا۔ سپاہیون کے ساتھ جو سرکار کے پنشن خوار سپاہی تھے وہ بھی شریک ہو گئے گو لڑنے کی طاقت ان مین نہین تھی مگر صلاح و مشورہ دینے مین وہ بھی شریک تھے قانون اور حکومت دونو تھوڑی دیر کے لئے سب خاک مین مل گئے کوتوالی مین مسلمانون نے اپنا سبز جھنڈا کھڑا کیا اس ملک مین پہلے بنگالی انگریزون کے بچے سمجھے جاتے تھے انکو بھی سب طرح سے شہر کے بدمعاشون نے لوٹ لیا۔

خزانہ کے لوٹنے پر باغیون اور شہر کے بدمعاشون کی اول نگاہ ہوتی ہے لیکن یہان رات کو باغیون نے آپس مین بالاتفاق یہہ ٹھیرایا کہ پورا خزانہ دہلی لے جاکر بادشاہ کے قدمون کی تلے رکہنا چاہیئے۔ لیکن رات کی نیت حرام ہوتی ہے وہ صبح کو بدل گئی دوسرے دن دوپہر کے بعد انہون نے خزانہ کو کہولا اور ہر ایک سپاہی نے جسقدر روپیہ وہ اٹھا سکتا تھا لے لیا جب سب نے خاطر خواہ روپیہ لیا تو باقی خزانہ اور لٹیرون کے لوٹنے کے لئے چھوڑ دیا بہادر شاہ کی قسمت گئی۔ خزانہ مین کوڑی نہ رہی ہر سپاہی روپیہ لیکر اپنے گاؤن کو گھر روانہ ہوا مگر بہت ہی تہوڑے سپاہی زندہ رہے ہونگے جنکو یہہ حرام کا روپیہ کہانا نصیب ہوا ہوگا۔

الہ آباد اور بنارس کے اضلاع مین تمام گنوارون نے سر اٹھایا اور تلنگون کو جو روپیہ لیئے اودہ کو جاتے تھے خوب لوٹا۔ تعلقدار جنکی زمینین دیوانی عدالت کی ڈگریون مین نیلام ہو گئی تھین انکو گنوارون نے اپنا سرغنہ بنایا ـــــ ان لوگون کو خوب لوٹا مارا جنہون نے نیلام مین اراضی خریدی تہی اور نئے زمیندار بنے تھے انکے ساتھ گنوار کوئی ہمدردی نہین رکھتے تھے مسلمان زمیندارون اور پریاگ وال برہمنون نے خوب سر اٹھایا۔ دیہات کو جلایا انکا مال اسباب لوٹا مگر راجہ مانڈا اور راجہ تیا و راجہ بارہ سرکار کے خیرخواہ تھے وہ اضلاع کے انتظام مین انگریزون کے مددمعاون تھے۔

مولوی لیاقت علی قوم کا جلاہا تھا اور معلمی کا پیشہ کرتا تہا اپنے تقوے کے سبب سے اپنے گاؤن مین بہت سے مرید بنائے تھے جب اول بغاوت کا ظہور ہوا تو پرگنہ چائل کی زمیندارون نے اسکو اپنا سرغنہ بنایا اور بادشاہ دہلی کی طرف سے الہ آباد کا صوبہ

الہ آباد مین غدر

اضلاع کی سرکشی

قرار دیا (یہہ مولوی دہلی مین آنکر بادشاہ کی طرف سے الہ آباد کے صوبہ ہونے کا فرمان لے گیا تھا) کچھ دنون الہ آباد کے خسرو باغ مین بیٹھ کر اپنی گورنمنٹ کی صورت بنائی ۔

۱۱-جون کرنیل نیل کا الہ آباد مین آنا

اب ۱۱-جون کو وہ ایک بہادر شجاع کرنیل نیل الہ آباد مین آیا جسنے باغیون کو ناک چنے چبوائے اور اسنے چند آدمیون کی سلطنت کو بہت سے آدمیون کی حلقت مین قائم کر دیا اور اپنی قوم کی بہادری کے جوہر دکھائے وہ قلعہ کے دروازہ مین داخل ہوئے سنتری نے کہا کہ خدا کا شکر ہے کہ اب جناب ہم کو بچا دین گے ۔ لارڈ کیننگ نے تار پر حکم بھیجدیا کہ وہ الہ آباد کا کمانڈر ہے وہ گھوڑے کی ڈاک مین جون کی گرمی مین چلتے ہوئے آئے وہ اپنی بی بی کو لکھتے ہین کہ مین بنارس سے الہ آباد کے قلعہ مین دوپہر کو آیا مین گرمی کے مارے ایسا مضمحل ہو گیا تھا کہ کئی روز تک پلنگ پر سے اٹھا نہین گیا ۔ جب ہم پر حملے ہوتے تھے تو مین تو پون پر بیٹھ کر حکم دیتا تھا مین نے چند روز تک پانی اور رشیم پین قوت کے لئے پی" مگر انہون نے ایک لمحہ بھی اپنی لیاقت و قابلیت مین شبہ نہین کیا کہ وہ سب مشکلات کو رفع دفع کر دیگی ۔ انہون نے اپنی بی بی کو لکھا "کہ مین نے ہمیشہ اپنے اوپر بہت زیادہ اعتماد کیا ہے اگرچہ مین بہت مضمحل ہو گیا ہون مگر مین اپنے دل کو ہمیشہ قوی رکھتا ہون" انہون نے بنارس سے آتے ہوئے راستہ مین خوب سوچ لیا کہ فقط سپاہ ہی کی بغاوت نہین ہے بلکہ رعایا کی بھی سرکشی ہے انکو اول یہ خیال تھا کہ مشیت ایزدی عجیب ہے کہ قلعہ اب تک ہمارے ہاتھون مین ہے انہون نے لکھا کہ قلعہ کو سکھون نے نہین لیا یہہ عجیب بات ہے وہ ظاہر مین چڑ چڑاتے ہوئے خفا معلوم ہوتے ہین ہم کو دشمن چارون طرف سے گھیرے ہوئے ہین اور ہم قلعہ مین بند ہین انہون نے اپنے آنے کے بعد دوسرے دن قلعہ پر سے دارا گنج پر جسمین بہت سے باغی سرکش بھرے ہوئے تھے توپون کے گولے مارنے شروع کئے اور سکھون اور فیوزیلر کو بھیجکر باغیون سے اسکو صاف کیا اور اس مین آگ لگا دی اور پل پر قبضہ کر کے اسکو درست کر لیا ۔

سکھ قلعہ سے بہت باہر آتے جاتے تھے ۔ لوٹ مار خوب کرتے تھے اور والنٹیر بھی انسے لوٹ مین کم نہ تھے سکھ بیئر لو وائن اور سپرٹ بہت سے انگریزی سوداگرون کی دکانون کو لوٹکر قلعہ مین لے آئے تھے اور پانی کی طرح خود پیتے تھے اور یورپین کے ہاتھ بیچتے تھے ۔ بدقسمتی کی فرمان روائی ہو رہی تھی

جسنے ملیٹری حکومت کچھ مدت کے لیئے غارت ہوگئی تھی اور اسنے انگریزون کو بچون کی طرح بے کس و بے بس بنا رکھا تھا۔ غرض شراب بھی ایک دشمن تھی جسکو نیل صاحب نے گولی باروت سے نہین بلکہ اپنی عالی دماغی سے یون اپنے بس مین کیا کہ کسریٹ کے محکمہ کو ہدایت کی کہ وہ سکھون سے ساری شراب خرید لے اور انکی منہ مانگی قیمت انکو دیدے اور گورنمنٹ کے گودام مین اُسے رکھ دے۔ انہون نے صلاح و مشورہ مجسٹریٹ کورٹ سے لیکر یہہ فیصلہ کیا کہ سکھ لوٹ کے بڑے بھوکے ہین انکو باغی زمینداروں کے لوٹنے کی ترغیب دی جائے تو وہ بہت خوش ہونگے بس اس ترغیب سے وہ قلعہ کے پاس ایک سرکاری عمارت مین بھیجے گئے جسپر قلعہ کی فصیل کی توپون سے مار پڑ سکتی تھی۔

---

باغیون پر حملہ

اب نیل صاحب نے قلعہ سے سکھون کو نکالکر باغیون کے پراگندہ اور انتظام کرنے کا ارادہ کیا کہ ہندوستانیون کو معلوم ہو کہ وہ اپنی محافظت کے سوا اور کام بھی کر سکتے ہین۔ انہون نے کیڈ گنج اور میول گنج پر قلعہ سے توپین مارنی شروع کین اور ایک دخانی جہاز مین فیوزلیر اور سکھون اور غیر آئینی سوارون کو بھیجا کہ وہ دہات پر حملہ کرین۔ غرض انہون نے دہات مین سرکشون کے دہوئین اڑا دیئیے اور انکو بالکل بیدم کر دیا۔

باغیون

۱۷۔ جون کو مجسٹریٹ شہر کی کوتوالی مین آئے کسی نے مقابلہ نہین کیا سارا شہر خالی پڑا تھا۔ اہل شہر کو خوف تھا کہ انگریز سارے شہر کو قلعہ کی توپون سے اڑا دین گے۔

۱۸۔ جون کو نیل صاحب مع اپنی تمام سپاہ کے باہر نکلے اور کچھ سپاہ اپنی دریاباد اور میواتیون کے دہات سیدر آباد و رسل آباد پر حملہ کرنے کے لیئے بھیجی اب یورپین شہر کے اور تمام اپنی چھاونی کے مالک ہوگئے۔ اب یہہ بڑا سوال پیش ہوا کہ باغیون کے ساتھ نرمی کی جائے یا سختی۔ الہ آباد کی مدبرون نے یہہ تجویز کی کہ باغیون سرکشون کے ساتھ سختی کی جائے۔

انتقام

الہ آباد مین باغیوں کی سرزنش مین اور سب جگہ سے زیادہ سختی کی گئی وہ انتقام لینے مین

ہندوستانیون سے بھی زیادہ سختی بڑھ گئی۔ مارشیل لا جاری ہوا اور مئی و جون مین گورنمنٹ نے
تین بڑے سخت قوانین جاری کیے جنکا ماحصل یہہ تھا کہ اکثر سول اور ملیٹری افسرون کو باغیون کے
مار ڈالنے اور سخت سزا دینے کا اختیار تھا جسکا اپیل کچھ نہ تھا ان سب قوانین پر پورا عمل ہوا گورنر جنرل
مع کونسل نے جو کاغذات پارلیمنٹ مین بھیجے ہین انمین لکھا ہے کہ بوڑھی عورتین اور بچے بھی باغیون
کی طرح مارے گئے ہین۔ اگرچہ وہ پھانسی نہین دیے گئے مگر جب دہات جلائے گئے یا ان پر
گولیان ماری گئین تو اس مین عورتون اور بچون کے بچانے کا کچھ لحاظ و پاس نہین کیا گیا یہہ بات
بڑے فخر سے سرکاری کاغذات مین بیان کی جاتی ہے کہ تین مہینے تک روزانہ آٹھ گاڑیان
ان مردون سے بھری ہوئی صبح سے شام تک بھیجی جاتی تھین جو سڑکون اور بازارون مین پھانسی
دیے جاتے تھے چھ ہزار آدمی عدم آباد مین بسائے گئے۔

آگے جانے کے لیے لشکر تو موجود تھا مگر اسباب سفر مہیا نہ تھا نہ گاڑیان تھین نہ خیمے ڈیرے
نہ گھوڑون کی خورش کا سامان۔ کپتان ڈیوڈسن صاحب کمسریٹ کے افسر تھے انہون نے بڑی
کوشش کر کے رسد اور گاڑیان جمع کین۔ ٹھیکہ دار ڈھونڈھے نہین ملتے تھے باغیون کے ڈر سے
اور کچھ انگریزون کے انتقام لینے کے خوف سے اسوقت سب سے زیادہ آفت اہل تجارت پر آرہی تھی
انکا مال اسباب لوٹا جاتا تھا شہر کے سارے بازار لٹے ہوئے پڑے تھے۔ اسباب رسد
کہان سے اور کیونکر خریدا جا سکتا تھا غرض اس مین کمسریٹ کے سررشتہ کی برائی نہین تھی
بلکہ یہہ وقت ہی ایسا تھا کہ اس مین خاطر خواہ رسد کا جمع ہونا ناممکن تھا۔

رسد کی بہم رسانی کی مشکل پڑ رہی تھی اب اسپر ایک اور آفت ہیضہ کی آئی گرمی شدت سے
پڑتی تھی سپاہ کو خوراک اچھی ملتی تھی۔ ۲۳ جون کو ستر سپاہیون سے کمانڈر کام نہین لے سکتا تھا
فیوزیلیر کا ایک افسر لکھتا ہے "کہ تین راتین گذرین کہ ہم نے ۲۳ سپاہیون کو دفن کیا و لیڈلون کی
جان ہیضہ کے خوف سے نکل گئی"۔ جو بیمارون کی آرام کا سامان تھا وہ پیچھے چھوڑ دیا گیا تھا۔
ہماری اسپتالون مین پنکھا کھینچنے والے اور ٹٹیان چھڑکنے کے لیے والے بہت تھوڑے یا بالکل نہ تھے
ڈولیان تھوڑی تھین اور انکے لیے بھی کہار موجود نہ تھے۔ ہندوستانیون کی مدد کے بغیر انگریز کچھ
کر نہین سکتے تھے لیکن پھر بھی جو انسے ہو سکتا تھا وہ بغیر انکے کرتے تھے کہ اپنے خیمون کی جھلک

ہندوستانیون کو دکھائین ۔

جون کی آخر تاریخ مین میجر رسے ناڈ مدراس فیوزلیر کے چارسو یورپین اور تین سو سکھ اور بے قاعدہ رسالہ کے سوار لیکر الہ آباد سے روانہ ہوئے ۔ نیل صاحب نے انکو یہہ ہدایتین لکھکر دین کہ سڑک کے قریب جو آپ کی راہ مین دشمنون کے مقامات ملین انپر حملہ کرکے غارت و تباہ کرو مگر اوروں کو ہاتھ نہ لگاؤ ان باشندون کی ایسی اعانت کرو کہ پھر وہ سرکار کے مطیع و تابع ہون خاص باغی دہات بتلا دیئے گئے تھے کہ وہ بالکل غارت کیئے جائین اور انکے باشندون کو پھانسی دیجائے باغی رجمنٹون کے تمام سپاہی جو اپنے تئین بری نکرسکین پھانسی دیئے جائین فتح پور کے قصبہ مین بغاوت کی ہے وہ برباد کیا جائے اور اسمین پٹھانون کا محلہ منہدم کیا جائے اور اسکے تمام باشندے قتل کیئے جائین تو تمام باغیون کے سر لٹکائے جائین اگر وہان کا ڈپٹی کلکٹر پکڑا جائے تو اسکو پھانسی دی جائے اور اسکا سر قصبہ کے مسلمانون کے بڑے مکان پر لٹکا یا جائے ۔ یہہ لشکر سیدھا کانپور کی سڑک پر روانہ ہوا اور کپتان سرجن دخانی جہاز مین لشکر لیکر گنگا مین روانہ ہوا اسکو حکم تھا کہ وہ جہانتک ممکن ہو ویلر صاحب کے مورچون کے قریب لنگر انداز ہو اور سر ہیو کو جہاز حوالہ کیا جائے کہ وہ عورتون بچون بیمارون زخمیون کو بٹھاکر کلکتہ لے جائے ۔

## باب دوم

## کانپور

### ( کرنیل ہنری ہیولوک )

کرنیل صاحب ایک قدیمی افسر ملکہ کی سپاہ کے تھے لیکن وہ کمپنی کی ایک رجمنٹ مین متعین ہو گئے تھے وہ برہما اور افغانستان و مرہٹون سے لڑائیان لڑے تھے سپاہیون کی خو بو سے خوب واقف تھے ۔ وہ متوسط درجہ کے آدمی تھی بڑے ایپرن ــــ کوئی ناتہ

رشتہ نہین رکہتے تھے اسلیئے انکے عہدون کی ترقی بہ تدریج ہوئی وہ نصف صدی سے
سپہ گری کے کامون کو بڑے غور سے مطالعہ کرتے تھے وہ تمام یورپین جنگون کے
اصول سے واقف تھے غرض کل سپاہ مین کوئی افسر ایسا نہ تھا جو اپر سبقت رکہتا ہو جیسے وہ
پختہ کار سپاہ مین تھے ایسے ہی اپنے مذہب مین پکے تھے وہ ولی کہلاتے تھے اور انکی رجمنٹ
بہی ولیون کی کہلاتی تھی انکے سپاہی کبہی شراب نہین پیتے تھے اور خدمت گزاری کے لیئے
مستعد رہتے تھے باوجودیکہ وہ عیسائیت مین بڑے گرمجوش تھے مگر وہ جنگ کو حق سمجہتے تہے
اور اسکی خونریزی مین گلستان کی بہار کا لطف اٹھاتے تھے - وہ میدان جنگ مین ہمیشہ
رہنا چاہتے تھے وہ ہندوستان مین ملکہ معظمہ کی سپاہ کے ایڈ جیوٹنٹ جنرل تھے اور
جنگ ایران مین برگیڈیئر جنرل ہوکر گئے تھے وہان سے واپس ہوکر مدراس مین آئے تھے وہان انکو
معلوم ہوا کہ سر پیٹرک گرینٹ کمانڈر انچیف مدراس پریسیڈنسی کے کلکتہ مین بلائے گئے ہین -
جب جنرل این سن کی وفات کی خبر لارڈ کیننگ پاس آئی تو انہون نے مدراس سے سر پیٹرک گرینٹ
کو انکے عہدہ پر مقرر کیا اور کلکتہ مین بلایا - یہہ اور ہیولوک صاحب دونو ایک جہاز مین کلکتہ گئے
اسوقت کانپور اور لکھنؤ کی حالت بڑی نازک ہو رہی تھی ایپر لشکرکشی کے کمانڈر ہیولاک صاحب
مقرر ہوئے انہون نے جو نقشہ لڑائی کا کہینچا اسکو گرینٹ صاحب نے پسند کیا - غرض وہ اس مہم مین
بالکل خودمختار تھے وہ جانتے تھے کہ انسان خطا و نسیان سے مرکب ہے اسلیئے وہ اپنے اوپر ایسا
بھروسا نہین کرتے تھے جیسا کہ خدا پر - انہون نے کہا کہ خدا مجھے ایسی فرزانگی دیسکتا ہے کہ مین
گورنمنٹ کی تمناؤن کو پورا کرون اور جن اضلاع مین دنگہ فساد ہو رہا ہو انہین امن امان قائم کرون
انکے پاس سپاہ مین چار رجمنٹین مع سوارون اور توپخانون کے تہین مگر بڑی مشکل یہہ تہی کہ گھوڑے کم
تھے اور توپون اور توپچیون کی کمی تہی گاڑیان کمیاب تہین انکے لشکر کو الہ آباد مین جمع ہونے کو حکم
ہوا تھا - وہ ۲۵ - جون کو ڈاک مین کلکتہ سے روانہ ہوئے -
ہیولوک صاحب اور نیل صاحب نے الہ آباد مین ۳۰ - جون کو ایک ہی جگہہ حاضری کھائی
اگرچہ پہلے اس مہم کے سپہ سالار خودمختار نیل صاحب مقرر ہوئے تھے وہ اس کے لیئے بڑی
تیاریان کر رہے تھے اب انکو ایک دوسرے افسر کے ماتحت کام کرنا پڑا اگر اس سے ان کے

سر پیٹرک گرینٹ

ہیولوک صاحب و نیل صاحب

دل مین بال برابر بھی ملال نہین ہوا۔ دونون سپہ آرائون نے ایک دل ہوکر کام کیا دونو کی بالاتفاق یہہ راے ہوئی کہ پہلے رے ناڈ صاحب کا لشکر پیش قدمی کرے اور جہاز مین سر جن صاحب پیچھے روانہ ہون جہاز نسبت لشکر کے تیز سفر کریگا اسلیئے پیچھے روانہ ہونے کے سبب سے وہ اور لشکر دونو برابر پہنچینگے۔

رے ناڈ صاحب کا پیش قدمی کرنا

اگرچہ رے ناڈ صاحب کے لشکر نے تیزی سے اندھیری راتون مین تین روز سفر کیا راہ مین اسنے درختون مین بہت سے آدمیون کو پھانسی مین لٹکا ہوا دیکھا لیکن ۲۔ یا ۳۔ جولائی کو ایک ہندوستانی مخبر رے ناڈ کے لشکر مین آیا جسکو سر ہنری لارنس نے بھیجا تھا خبر دی کہ اب کانپور مین ویلر صاحب نے اپنے تئین باغیون کو حوالہ کیا اور انکے سب ہمراہی بڑی بیرحمی سے قتل کئے گئے۔ نیل صاحب کو اس خبر کا یقین نہین ہوا انہون نے یہہ خیال کیا کہ دشمن نے یہہ فریب اسلیئے کیا ہے کہ لشکر آگے نہ بڑھے ہیولوک صاحب کو اس خبر کا پورا یقین تھا اور دو مخبر الہ آباد مین آئے جنہون نے کانپور کا مفصل حال بتلایا۔ نیل اور ہیولوک کے درمیان اس امر مین اختلاف ہوا ایک مخبر ان کی خبر پر یقین کرتا تھا دوسرا اسکو دشمن کی دہوکہ بازی جانتا تھا اب ہیولوک صاحب نے رے ناڈ کے لشکر کو حکم بھیجا کہ وہ آگے نہ بڑھے۔

بنارس اور آگرہ کی طرح کانپور کوئی تاریخی شہر نہین ہے وہ صرف چمڑے کے کام مین اور تجارت مین مشہور تھا۔ بوٹ اور گھوڑے کے زین اور ساز اور جوتے اس مین اچھے بنتے تھے اور مقامات کی نسبت سستے بکتے تھے انگریزی اسباب کثرت سے یہان فروخت ہوتا تھا۔ ساٹھ ہزار آدمیون کی آبادی تھی اودھ کے قریب کے سبب سے اسکی چھاونی بڑی تھی اسکا رقبہ چھہ یا سات مربع میل تھا برسون تک وہین چھاونی مین انگریزی سپاہ بہت رہی مگر افغانستان کی سرحد کی طرف سرکار کی عملداری بڑھنے سے اور اودھ کے الحاق ہونے سے اس چھاونی مین سپاہ کا کثرت سے رہنا موقوف ہوگیا مگر پھر بھی یہہ چھاونی ایک ڈویژن کی ہیڈ کوارٹرس تھی کوئی یوروپین رجمنٹ اسکی بارکون مین نہیں تھی ہندوستانی سپاہ بہت تھی صرف ساٹھ یوروپین گولہ انداز تھے بنارس سے ۸۴ وین رجمنٹ کے ساٹھ گورون اور چند مدراس کے فیوزیلر کو ٹکر صاحب کمشنر بنارس نے یہان بھیجا تھا ہندوستانی پہلی و ۵۳ وین و ۵۶ وین رجمنٹین پیدلون کی اور دوسری رجمنٹ ہندوستانی سوارون کی کل

تین ہزار سپاہ تھی - کانپور ڈویزن کے کمانڈر جنرل سر ہیو ویلر تھے وہ سرکار کمپنی کے بوڑھے بڑے تجربہ کار افسر تھے - وہ پچاس برس سے ہندوستانی سپاہ کو دیکھ رہے تھے کہ کیسی اچھی طرح سے فرمان برداری کے ساتھ بہادرانہ اسنے جنگ کی - اسوقت بڑہاپے نے انکی قوت جسمانی و دماغی کو کم کردیا تھا مگر پھر بھی وہ سپاہیون کے قصورون کو خوب سمجھتے تھے بارک پور و برہام پور کے واقعات کو سنکر وہ جانتے تھے کہ سپاہ نمک حرامی ضرور کریگی - جب دہلی اور میرٹھ کی سپاہ کی بغاوت کی خبر آئی تو انہون نے ایسی تدبیرین کین کہ کانپور مین سپاہیون مین یہہ آگ مشتعل ہو - یہان کی گورون کی ۳۲ وین رجمنٹ لکھنؤ چلی گئی تھی اور اپنی عورتین بچے و بیمار ناتوان یہین چھوڑ گئی تھی اور بہت سے یوروپین و یوریشین سوداگر اور انکے بیوی بچے کانپور مین رہتے تھے اور انکی کوٹھیان دور دور بہت جگہ پھیلی ہوئی تھین - اب اس بوڑھے جرنیل کو ان سب کی محافظت کا کام کرنا پڑا جسکا اسنے اپنی پچاس برس کی ملازمت مین کبھی نہین کیا تھا

چھاونی مین محافظت کے لیئے کوئی مکان میگزین سے بہتر نہ تھا لیکن اسکو جنرل نے اس سبب سے پسند نہین کیا کہ وہان سے ہندوستانی سپاہ کے پہرہ کو ہٹانا پڑتا جس سے اندیشہ تھا کہ سپاہ مین بددلی پھیلیگی اسلیئے ایک اور جگہہ انہون نے تجویز کی جو دریا سے کچھ فاصلہ پر تھی اور سپاہیون کے کاہی سکانون کے قریب تھی اور اس مقام مین ایک حصار کچی اینٹ کا بنایا اور اس مین مورچے بنائے اور انہین توپین لگائین کمسریٹ کے سرشتے پاس رسد کی بہم رسانی کے احکام بھیجے مگر رسد کا سامان حسب ضرورت نہین جمع ہوا - حصار کی دیوار ایسی بنائی کہ چار فیٹ سے زیادہ اونچی نہین تھی جسپر سے گہوڑا پھلانگ کر اندر جا سکتا تھا - گرمی کا موسم تھا زمین سخت تھی اسکا کھودنا بھی مشکل تھا - جیسے میگزین پر سپاہیون کا پہرہ اسلیئے موقوف نہین کیا گیا تھا کہ سپاہ کے دل مین شبہ نہ پیدا ہو تا بد جس سے کوئی فساد کھڑا ہوتا اسلیئے خزانہ بھی سپاہیون کی سپردگی سے نکالکر حصار مین نہین لگایا کہ مبادا کوئی فساد پیدا ہو - ویلر صاحب نے سر ہنری لارنس سے ۳۲ وین رجمنٹ کی ایک دو کمپنیون کی کمک مانگی سو انہون نے ۸۴ گورے بھیجدیئے اور ہندوستانی سوارون کے دو دستے بھیجدیئے

سر ہیو ویلر

محافظت کا سوال

کہ وہ آگرہ اور کانپور کی سڑک کو جاری رکھین اور دو میدانی توپین بہی بہیجین جسکے افسر لفٹنٹ
الیٹس تھے۔ ہنری لارنس نے اپنے ملیٹری سکرٹری میجر ہیس کو بھی بھیجا کہ وہ کانپور کا حال
دریافت کرکے اس سے اطلاع دے وہ کانپور مین آکر اپنے کام مین مصروف ہوئے

۱۸۵۷ع

نانا صاحب کا پہلے بہت کچھ حال لکھا جاچکا ہے کہ کیا کیا اسنے اپنی پنشن کی بحالی کے لیئے
کوششین کین اور ان مین ناکامیاب ہوئین مگر اسنے کبھی انگریزون کے ساتھ اپنی کسی عداوت کا
اظہار نہین کیا بظاہر انگریزون کا دوست بنا رہا اور انسے دوستانہ ملاقاتین کرتا رہا وہ کانپور
کے مجسٹریٹ مسٹر ہیرس ڈون صاحب سے بڑا دوستانہ ارتباط رکھتا تہا۔ جب سپاہیون
نے اپنی ناراضی کے آثار دکھائے تو اسنے کہا کہ یہہ سپاہیون کی بیوقوفی ہے جو یہہ یقین
کرتے ہین کہ گورنمنٹ انکے مذہب کے بگاڑنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ ذا اسنے ریاکاری اور
مکاری سے دوستی ہی نہین دکھائی بلکہ جب میرٹھ کی بغاوت کی خبر کانپور مین آئی تو اسنے
مسٹر ہیرس ڈون صاحب سے کہا کہ آپ اپنے بی بی بچون کو اور اور لیڈیون کو بٹھور مین
بھیجدین۔ مین انکی سب طرح سے محافظت کرونگا خواہ کتنے ہی سپاہی لڑنے کو آئین مین انکا
مقابلہ کرونگا اسنے اپنے سپاہی بھیجدیئے کہ وہ تلنگون کے ساتھ ملکر خزانہ کی حفاظت کرین جسکو
اسکی مجسٹریٹ نے منظور کی اسنے ۲۲- مئی کو دو سو ہتے سلح اور دو توپین بٹھور سے کانپور
مین بھیجدین کہ وہ خزانہ کی محافظت کرین اور وہ خود مع اپنے باڈی گارڈ کے انکے ساتھ آیا اور
چھاونی کے قریب سول اسٹیشن مین مقیم ہوا۔

۲۴- مئی

ملکہ معظمہ کی سالگرہ کا دن تہا جس مین کروڑون آدمی خوشی مناتے ہین اسکی سلامی کی توپین
نہین چھوڑی گئین کہ کہین ہندوستانیون کو یہہ شبہ نہ ہو کہ سپاہیون نے غدر کیا۔ شام کو
سر ہیو ویلر نے لارڈ کیننگ کو اطلاع دی "یہان بالکل خیر و عافیت ہے لیکن یہہ کہنا ناممکن ہے
کہ کتنے دنون خیریت رہیگی۔ ابہی یہہ تار بھیجا تہا کہ جنرل پاس معتبر خبر آئی کہ رات کو یا کل دن کو
بلوہ ہوگا۔ سب طرح کی اسکے روکنے کے لیئے تیاریان کی گئین لیکن بلوہ نہین ہوا۔ ۲۶ کو
جنرل نے گورنر جنرل کو تار بھیجا کہ "یہان بالکل خیر و عافیت ہے غالباً آیندہ بہی رہیگی مین نے
حصار بنا کے مورچے بنا لیئے ہین اسپر خواہ کتنے ہی آدمی حملہ کرین مین انکا مقابلہ کرونگا۔ اب

مجھے امید ہے کہ اس بڑے مقام مین بغیر خونریزی کے امن قائم رکھونگا۔ ۲۰ مئی کو سر ہینری نے گورنر جنرل کو لکھا کہ ۳۲ رجمنٹ کے جو گورے سپاہی آئے تھے سر ہنری لارنس نے انکو واپس بلایا وہ ڈاک گاڑیون مین کل صبح لکھنؤ پہنچ جائین گے۔ ۸۴ وین پیدل کے اس وقت اکہتر گورے آئے ہین۔ سب طرح خیریت ہے۔ سب کے دل دہلی کی طرف سے پریشان ہو رہے ہین۔

۳۱ مئی کو پھر انہون نے لکھا کہ یہان سب طرح کی خیر و عافیت ہے اور مجھے امید ہے کہ وہ رہیگی۔

۲ جون کو پھر انہون نے لکھا کہ اب تک خیر و عافیت ہے مگر سپاہ مین برگشتہ ہونے کے دورے اٹھتے ہین پھر ایک گھنٹہ کے بعد انہون نے گورنر جنرل کو لکھا کہ ہنری لارنس نے اپنی تکلیف بیان کی تھی اسلیئے مین نے ان پاس پچاس گورے ملکہ معظمہ کی ۸۴ وین پیدل رجمنٹ کی ڈاک گاڑی مین بھیجدیئے ہین جس کے سبب سے میری سپاہ کا زور بہت ضعیف ہو گیا ہے مجھے یقین ہے کہ جب تک اور یورپین سپاہ آئیگی مین اپنے تئین سنبھالے رہونگا۔

یہہ آخر پیغام تھا جو سر ہیو ویلر کا لارڈ کیننگ کے پاس بھیجا گیا تہا۔ یہہ اس جنرل کی بڑی بہادری و دلاوری تھی کہ باوجودیکہ اسکو روز خبرین آتی تھین کہ سپاہ بغاوت کرنے کو ہے مگر پھر بھی وہ ہنری لارنس پاس گورون کی سپاہ بھیجے جاتا تہا جس رات کو انہون نے ہنری لارنس پاس پچاس گورے سپاہی بھیجے ہین انکے پاس خبر آئی کہ سوار بگڑنے کو بیٹھے ہین تو اسنے احکام جاری کیئے کہ عورتین اور نہ لڑنے والے آدمی حصار مین چلے جائین اس رات مین وہان قریب آٹھ سو آدمی کے زندہ در گور ہوئے جنین سے چارسو کے قریب عورتین اور بچے تھے انکی حفاظت کے لیئے فقط سب قسم کے سپاہی دو سو تھے اور انمین افسر تھے جنین چند سویلین تھے اور ایک تھوڑا گروہ خیر خواہ سپاہیون کا تھا کل سپاہی لڑنے والے تین سو تھے۔ کانپور اسکول کے لڑکے تین سو دو علی نسل کے تھے۔

۴ جون کو ایک مہینے کے کھانے کا سامان جمع کر لیا گیا اور خزانہ سے ایک لاکھ روپیہ حصار مین آگیا۔ لیکن خزانہ مین نو لاکھ روپیہ باقی تھا۔ میگزین سے کچھ سامان حرب و ضرب نہین لیا گیا اسکو نانا صاحب کے اعتبار پر چھوڑ دیا گیا اور مجسٹریٹ کو یہہ خبر لگی کہ شام کو جھٹ پٹے کے وقت پہلی جولن کو نانا اور اسکے بھائی کی ملاقات ایک کشتی پر بٹن ٹیکا سنگھ صوبہ دار رسالہ دوم سے ہوئی

صوبہ دار نے نانا صاحب سے کہا کہ آپ انگریزون کے خزانہ اور میگزین کی حفاظت کے لیے آئے
ہین ہم سب ہندو مسلمان اپنے مذہب بچانے کے لیے متفق ہوئے ہین اور تمام بنگال کی سپاہ
اس مقصد کے لیے متحد ہوگئی ہے آپ اس معاملہ مین کیا فرماتے ہین؟ نانا نے جواب دیا مین
بھی اپنے تئین سپاہ کے حوالہ کرتا ہون جو وہ کہینگی مین کرونگا۔ نانا صاحب نے بیان کیا کہ یہ صلاح
و مشورہ سپاہ کے خیرخواہ رکھنے کے لیے کیا گیا تھا۔ دوسرے دن ایک سوار جو اس صلاح
مشورہ مین شریک تھا اسنے ایک کسبی سے جسکے گھر مین وہ شراب پیتا تھا کہا کہ پیشوا کی سلطنت کا
اشتہار دیا جائیگا اور کانپور مین نانا بادشاہ ہوگا تو پھر اسکا گھر چاندی نہین بلکہ سونے سے
بھر دیا جائے گا۔ اسی رات کو خزانہ کے تحویلدار لوگس نے دوسرے رسالہ کے پیٹرول
(شب گرد) سوار کو مار ڈالا۔ مجرم کورٹ مارشیل سے اس سبب سے رہا ہوگیا کہ وہ شراب کے نشہ
مین بالکل بیہوش تھا اس رہائی سے دوسرے رسالہ کے سوار نہایت ناراض ہوئے اور
انہون نے غصہ مین آنکر کہا کہ ایک دن ہماری بندوقین بھی اسی طرح اتفاقیہ چلنے والی ہین۔

۴۔ جون کی رات کو دوسرا رسالہ سوارون کا اور پہلی پیادہ رجمنٹ فوراً بغاوت پر تیار ہوئی
سوار گھوڑون کے لینے کے لئے دوڑے اور پیادے ہتھیارون کے واسطے سب سے
اول سوارون کا باغی ہونا ایک دستور ہوگیا تہا۔ انہون نے تپنچے بغیر کسی نشانہ کے
چھوڑنے شروع کیئے۔ پھر آگ لگائی جسکے شعلے آسمان سے باتین کرتے تھے۔ انگریزون کو حصار مین مبتلائے
تھے کہ غارتگری و تباہی شروع ہوئی۔ نواب گنج مین تحویلدار خزانہ و اسوار خزانہ و میگزین کے لیئے
دوڑے اور پہلی رجمنٹ نے بھی انکی پیروی کی۔ کرنیل اورٹ انکے پیچھے گئے اور بے فائدہ پکار
کے کہ بابا لوگ کہان جاتے ہو بہت مربیانہ طور پر انکو سمجھایا مگر انہون نے کچھ نہ سنا انکی محبت کے
الفاظ نے انکو شرارت سے نہین باز رکھا۔ سپاہیون نے افسرون کے مارنے کا قصد نہین
کیا مگر بغاوت کا ارادہ کیا اور سیدھے خزانہ و جیل خانہ اور میگزین کی طرف گئے جہان وہ گئے
وہان آگ لگائی لوٹ کی لیکن عیسائیوں کو چھوڑ دیا انکا خون نہین کیا۔

نواب گنج کے ہمسایہ مین دونو رجمنٹون کے سپاہی آئے اور نانا کے سپاہیون کے یار بن گئے
خزانہ لوٹا جیل خانے کے دروازے کھولے قیدیون کو چھٹا دیا۔ سرکاری دفترخانون کو آگ لگائی

۴ جون

اور اسکے تمام کا غذات کو جلا دیا۔ میگزین کی توپین اور اسکے ذخیرے باغیون کے ہاتھ مین آئے سوار لینون مین جاکر ہاتھی اور چھکڑے لائے اور ان پر اپنے لوٹ کے مال کو لادا۔ سپاہیون کا یہہ خیال تھا کہ مرکز بغاوت کی طرف یعنی دہلی کی طرف جلد سفر کیجے۔ وہ نواب گنج مین اس انتظار مین ٹھیرے کہ اور جو دو رجمنٹین ۵۳ وین اور ۵۶ وین ہین انکو دیکھین کہ وہ ہمارے ہمراہ ہوتی ہین یا نہین۔ انکے افسر انکے ساتھ لینون مین سوئے دو بجے سے طلوع آفتاب تک رجمنٹین پریڈ پر تھین ہر ایک افسر اپنی کمپنی کے ساتھ تنہا پھر وہ پریڈ پر سے رخصت ہوئے اور وردیان اتار کر اپنے کھانے پکانے مین مصروف ہوئے اور انگریزی افسر اپنے حصار مین یا بنگلون مین گئے پھر چھپی ہوئی بغاوت کی آگ پھیلنی شروع ہوئی ایک سپاہی سے دوسرے سپاہی کو اور ایک کمپنی سے دوسری کمپنی کو لگتی چلی گئی۔ دوسرے رسالہ کے بعض مغوی انکے پاس آئے اور انکو یہہ کہا کہ تم اپنی تاخیر کے سبب سے خزانہ کے حصہ سے محروم ہو جاؤگے۔ اب اس امر کا تجربہ نہین کیا گیا کہ انگریزی افسرون کا اثر ان پر ابتک اتنا باقی ہے یا نہین کہ وہ انکو وفادار دوست بناتا بلکہ بجائے اسکے یہہ کہا گیا کہ دور انداز توپ سے تین گولے ۵۶ وین رجمنٹ کے سپاہیون پر مارے گئے جسکے سبب سے وہ پراگندہ ہو کر نواب گنج کی طرف بھاگے مگر سب نے بغاوت نہین کی بعض اپنے آقاؤن کے ساتھ وفادار تا دم مرگ رہے۔ رجمنٹ کے علم اور خزانہ جو کوارٹر گارڈ مین تھے انکے بچانے مین صوبہ دار میجر بھوانی سنگہ نے بڑی کوشش کی اور اس کوشش کرنے مین وہ زخمی ہوا خون مین لتھڑ پتھڑ پڑا تھا کہ حصار مین بھیجا گیا

۵۳ وین و ۵۶ وین رجمنٹون نے نواب گنج کی دو رجمنٹون کے ساتھ ملکر خزانہ لوٹا اور جیل خانہ توڑا اور قیدیون کی امداد سے یوروپین کے مکانات کو لوٹا۔ خزانہ مین بیس لاکھ روپیہ تھا اسکو ہاتھیون و گاڑیون مین لدوایا جنکو وہ اپنی لین سے لائے تھے اور کل لشکر نے دوپہر کو کلیان پور کی طرف سفر کیا جو پہلا پڑاؤ دہلی کی سڑک پر تھا۔

باغیون کا خزانہ لوٹنا اور کلیان پور کی طرف سفر کرنا

یہہ بیان کیا جاتا ہے کہ سوارون کے دوسرے رسالہ اور پہلی ہندوستانی پلٹن کے لفٹنن کا ایک ڈیپوٹیشن نانا پاس گیا اور اسنے کہا اگر آپ ہمارے ساتھ ہون تو سلطنت آپ کے لئے ہے اور اگر آپ ہمارے دشمنون کے ساتھ ہون تو موت آپ کے لیے ہے تو نانا نے

باغیون کا ڈیپوٹیشن نانا کے پاس

فوراً جواب دیا مین انگریزون کے ساتھ رہکر اب کیا کرونگا مین تو اب تمہارا ہون پھر اسنے افسرون کے
سر پر ہاتھ رکھا اور قسم کھائی کہ مین تمہارا ساتھی ہون - یہہ ڈیپیوٹی شن نوشی خوشی کلیان پور مین
اپنے ہمراہیون سے جا ملا -

نانتیا ٹوپی نے اپنی شہادت مین یہہ بیان کیا کہ جب رجنٹون اور دوسرے سوارون کے رسالہ نے
بغاوت کی تو اسکے دو دن بعد انہون نے ہم کو گھیر لیا اور مجھکو اور نانا کو خزانہ مین قید کر لیا اور
خزانے و میگزین کو لوٹ لیا اور دونوں مین کسی چیز کو باقی نہین رکھا خزانہ مین سے دو لاکھ گیارہ ہزار
روپیہ نانا کو دیا کہ وہ اپنے سپاہیون کو دیدے نانا ان اپنے سپاہیون کی حراست مین تھا
جو باغیون سے مل گئے تھے اسکے بعد تمام باغی نانا کو اور مجھے اور ہمارے ملازمون کو ساتھ لیکر چلے
اور انہون نے ہم سے کہا کہ تم دہلی چلو کانپور سے تین کوس گئے تھے تو نانا نے کہا کہ اب شام
ہونے کو ہے بہتر ہوگا کہ یہین مقام کرو اور دوسرے دن سفر کرو سپاہیون نے انکے کہنے کو مان لیا
اور یہین ٹھیر گئے - صبح کو کل سپاہ نے نانا سے کہا کہ وہ ہمارے ساتھ دہلی چلے نانا نے انکار
کیا تو پھر انہون نے کہا کہ ہمارے ساتھ کانپور چلو اور وہان لڑو تو نانا نے اسپر اعتراض کیا
لیکن انہون نے اسپر کچھ توجہ نہین کی بس نانا کو وہ قیدیون کی طرح لیکر کانپور مین چلے آئے اور
لڑائی شروع کی" نربت انیون کا ٹھیکدار اپنے روزنامچہ مین یہہ لکھتا ہے" کہ جب نانا نے دیکھا کہ
تمام رجنٹین باغی ہوکر دہلی جانے کے لیئے بیتاب ہین تو اسنے افسرون اور سپاہیون کو بلایا اور انسے کہا کہ جبتک
دہلی جانا مناسب نہین ہے کہ کانپور مین یورپین کو اور انکے عورت و بچون کو قتل نہ کرلو -
انہون نے نانا کی رائے سے اتفاق کیا اور وہ کانپور آنے پر راضی ہوئے اور ۶ جون کو
واپس آکر صوبہ دار کے تالاب پر خیمہ زن ہوئے" - ایک اور ہندوستانی مورخ اس اوپر کے
بیان کی تصدیق کرتا ہے - جب ڈیپیوٹی شن مذکور نانا کے پاس سے چلا گیا تو نانا نے
اپنے بھائیون اور شریر عظیم اللہ سے صلاح و مشورہ لیا عظیم اللہ نے یہہ کہا کہ دہلی جانا حماقت ہی
اس شاہی دار السلطنت مین جاکر ہم بادشاہ کے دربار کے ماتحت و مطیع ہو نگے اور شاید اپنے اختیار
و اقتدار کھو بیٹھینگے - سپاہ نانا سے ٹوٹ کر بادشاہ کے ساتھ ہو جائے بادشاہ نانا کو نکالدے
نانا کے لیئے عقل کی بڑی بات یہہ ہے کہ کانپور کو لے لے اور جسقدر ہوسکے اپنی سلطنت کو وسعت دے

عظیم اللہ نے کہا کہ مین انگریزون کے ضعف سے خوب واقف ہون کہ لکھنؤ مین جن بلاؤن مین
انگریز مبتلا ہین انکے لیئے امداد کہین اور سے بنارس الہ آباد آگرہ سے نہین آئیگی کہین سے
ویلر صاحب کو کمک کی امید نہین چار ہندوستانی رجمنٹین قواعد دان اور بٹھور کی سپاہ اور توپخانہ
اور سامان حرب وضرب اتنا ہے کہ کونسا کام ہے جو ہم نہین کر سکتے ۹ ہندوستان مین ہندوستانیون
کی سپاہ سے گورون کی سپاہ چوتھائی ہے اور اس سپاہ نے بغاوت کی ہے بس انگلش کی حکومت
فنا ہوگئی (ایک میم صاحب بیان کرتی ہین کہ جب مین عظیم اللہ کے روبرو گئی تو اسنے کہا کہ تم کیون
واویلا کرتی ہو دہلی کے بادشاہ نے دہلی لے لی اور شمالی ہند سے انگریزون کو نکالدیا اور جب
ہم کانپور اور لکھنؤ لے لینگے تو کلکتہ پر لشکر کشی کرینگے اور دکن کے مالک ہو جائینگے اور تمہارا خاوند
(ایک سوار تھا جسنے اس میم کو پکڑ لیا تھا) جواب کرنیل بنایا گیا ہے بڑا آدمی ہو جائیگا اور تم بڑی بیگم
ہو جاؤگی) ان دلائل نے انکو یقین دلادیا کہ کانپور واپس جانا بہتر ہوگا۔ نانا اور اسکا بھائی بالا بھٹ
اور عظیم اللہ کلیان پور گئے نانا نے ہر سپاہی کو سونے کا کڑا اور لوٹ کا لالچ دیا سپاہ سب کانپور
واپس جانے کے راضی ہوگئی۔ برہمن سپاہیون نے پیشوا کے بھتیجے کو اپنے راجہ بنانے کی
سلامی اتاری اور صوبہ دار ٹیکا سنگھ سوارون کا جنرل اور جمعدار جوجن سنگھ ۵۳ وین پلٹن کا
اور صوبہ دار گنگادین ۵۶ وین رجمنٹ کا کرنیل مقرر ہوا۔ سب اعلے عہدون پر ہندو مقرر ہوئے
کوئی مسلمان نہین مقرر ہوا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہان برہمنی تعصب غالب تھا یہان کی بغاوت
مین مسلمانون کو دخل کم تھا۔

۶-جون کو باغی سپاہ نانا صاحب کو اپنا سپہ سالار بنا کے کانپور مین آئی شہر کے اندر داخل ہونے
مین اول اسکا قصد تھا کہ پہلے متمول مسلمانون کے گھرون کو لوٹین لیکن پھر دست آز اور دراز ہوا جسنے
ہندو مہاجنون کو اور سنارون کو زر در اور ظلم کرکے لوٹا اس اثنا مین سوارون کی ٹولیان چھاونی مین
گئین ادہر ادہر خوب گھوڑے دوڑائے۔ رامچندر کی جے کے خوب آوازے لگائے مسلمانون نے
بھی نعرے لگائے کہ خدا نے کافرون کو غارت کیا۔ انگریزون کی کوٹھیون کو جلایا ہوا بڑی تیز
چلتی تھی ایک کوٹھی سے دوسری کوٹھی مین جلد آگ لگجاتی تھی۔ سوار عیسائیون کے خون کے ایسے پیاسے
تھے کہ جو انکو بیچارے یوروپین اور ایسٹ انڈین اور ہندوستانی عیسائی ملتے انکو قتل کرڈالتے

ایک کوٹھی مین چار کلرک اوفس رہتے تھے انہون نے لڑکر باغیون کو ہٹادیا مگر جب باغیون نے انکی کوٹھی کو آگ لگا دی تو وہ ہوئین سے انکا دم گھٹا وہ باہر آئے اور مارے گئے عورتین اور بچے بڈھے کہین بھاگ کی جاتے تھے تو مارے جاتے تھے۔ چند گہنٹون مین کانپور کی چھاونی جلکر خاکستر ہوگئی۔

۶-جون کو نانا کی حکمرانی کا اعلان

نانا نے اپنے تئین مرہٹون کے مہاراجہ ہونے کا اشتہار نقارون کی آوازون کے ساتھ دیا۔ اسکا بھائی بالو دہنتو بیس سوار ہمراہ لیکر شہر مین گیا کہ مرہٹون کی حکومت کا اعلان کرے اسنے اس نئی گورنمنٹ کو مشہور اسطرح کیا کہ پیشوا کی ہواؤن کے ایجنٹ کو اور اسکے کنبے کو توپون کے منھ سے اڑایا اس طرح سزا دینا مرہٹون کو بہت مرغوب ہے پیشوا کا بہنوئی اور بہت سے مرہٹے جو نانا کو گزند پہنچاتے تھے پابزنجیر ہوئے نانا نے خود اقامت اس مکان مین اختیار کی جو چھاونی کے شمال مین تھا وہان بالفعل ایک توپ لگا دی تہی۔ انبجے پہلے ایک گولہ محصورین پر مارا گیا لیکن اسدن باغیون کی توجہ زیادہ تر لوٹ پر بہ نسبت لڑائی کے تھی۔ رات کو شہر مین ہلڑ رہا گنا ہون مین سے جو آدمی لوٹ کے لالچ سے یا جذبات شہوانی کے سبب کر سکتا ہے انمین سے ایک بھی چھوڑا نہین گیا ہر شخص کے دل مین جو آتا وہ کرتا۔

۶-جون سے محاصرہ کا آغاز

۶-جون کو سرہیو ویلر صاحب پاس نانا نے ایک چھٹی بھیجی کہ آج میرا ارادہ آپ پر حملہ کرنے کا ہے اس ارادے سے بڑی سراسیمگی پھیلی جسکی وجہ معقول تہی کہ جب سپاہ دہلی گئی تو محصورین جانتے تھے کہ اچھا ہوا کہ سب باغی دہلی گئے اب کوئی خوف ڈرانے والا باقی نہین رہا۔ اگر شہر کے مفسدین حملہ کرینگے تو انکا مقابلہ محصورین جب تک اچھی طرح کرینگے کہ یورپین سپاہ جو کلکتہ سے آنیوالی ہے آجائیگی یا جلدی سے سب الہ آباد چلے جائینگے ابھی دن بہت نہین چڑہا تھا کہ بندوقون کی آوازون اور توپون کی دہوان دہون نے دکھلا دیا کہ نانا نے حملہ کی خالی ہی دہمکی نہین دی تہی۔ عورتون اور مردون نے اپنے حصار کے نیچے دیوارون سے دل فگار ہوکر دیکھا کہ ان کے جلتے ہوئے گھرون سے شعلے اٹھ رہے ہین دشمنون کے نزدیک ہونے کی آوازین قریب ہوتی جاتی ہین۔ لفٹنٹ ایش بیس بیس والنیٹر اور اپنی توپین لیکر دشمنون کا مقام دریافت کرنے گئے وہ ایچوگز گئے ہونگے کہ انہون نے دیکھا کہ شہر کے کنارہ پر باغی سپاہ صف بستہ کہڑی ہے یہہ دیکھ کر وہ فوراً دوڑ کر چلے آئے ابھی حصار مین وہ داخل ہی ہوئے تھے کہ پہلا گولہ

حصار کی کچی دیوار پر لگتا ہوا چھوٹی بارک مین گیا اور ایک توپچی اس سے ہلاک ہوا۔ بارکون کے
باہر عورتون اور بچون کا ایک گروہ تھا وہ اس گولہ سے پراگندہ ہوا بگل ہوا کہ سب آدمی اپنے
ہاتھون مین ہتھیار لین اور ہر شخص خواہ وہ نقارچی ہو یا محرر ہو یا رجمنٹل افسر ہو اپنی اپنی جگہہ پر جلد چلا جائے
سب لڑنے والے اپنی اپنی جگہون پر گئے اور لڑنے کو تیار ہوئے۔ جتنا دن چڑہتا گیا دشمنون کی
توپون سے گولے پے در پے آنے لگے اور آدمیون کو نشانہ بنانے لگے۔ جب ایک گولہ آتا اسکے
ساتھ عورتون اور بچون کی آہ و فغان کا شور مچتا۔ محاصرہ کے پہلے دن مین تو ہیبت و دہشت نے
جنکی عادت نہین تھی صبر و شکیب اختیار مین نہین رکھا مگر جلدی سے ان بیکسون مین سے
یہہ ضعف بشری جاتا رہا پھر انکا تحمل و صبر دہشت و ہیبت پر غالب ہوگیا۔

پھر محاصرہ شروع ہوا جسکے سبب سے محصورین پر وہ بلائین اور آفتین نازل ہوئین کہ انسے زیادہ کبھی
دنیا کی تاریخ مین نہین دیکھنے مین آئین۔ حصار بودا تھا اور اسکے اندر بناؤ کی جگہہ بہت تہوڑی تھی اور
عورتون بچون و بیمارون کا ہجوم تھا انکے آسائش و آرام کا سامان نہ تھا ان سب مصیبتون پر سب سے
زیادہ بلا گرمی کے موسم کی شدت تھی جون کا آسمان محصورین کے سر پر آگ کا شامیانہ تنا ہوا تھا
لوئین چلتی تھین جو بھٹی کی آگ کی گرمی سے کم گرم نہ تھین۔ اس موسم مین یورپین کی قوت وانرجی
نہایت تنزل کے درجہ پر ہوتی ہے پھر اس مین لڑائی کا ہونا انگریزون کے لیے قیامت ہے۔
اس موسم مین عورتون کو جو خس کی ٹٹیون اور پنکھون کے نیچے پر آرام کے کمرون مین بیٹھا کرتی تھین
اب انکو اس حصار کے آتشکدہ مین رہنا پڑا جسکو محاصرین سب طرف سے گھیرے ہوئے تھے اور
تھی لڑنیوالے مردونکو کثیر التعداد دشمنون سے رات دن لڑنا پڑا۔ ہندوستان مین انگریزون کی
ضروریات مین یہہ باتین داخل ہین کہ اس موسم مین صبح و شام نہائین اور کئی دفعہ کپڑے بدلین اور
آسائش و آرام کے لیے خدمتگارون سے کام لین۔ دفعتہً ان سب باتون سے محروم ہوگئے
توپون کی دھوان دھار اور بندوقون کی دہڑا دہڑ اور موت کی طرح طرح کی ڈراونی صورتون مین
پھنسے تھے تمام زندگی بسر کرنے کے طریقون کو خاک مین ملا دیا خاص کر عورتون کو بہت سے
کام کرنے پڑتے تھے جو انکی عادت و رسم کے خلاف تھے انکو تنہا رہنا پسند تھا اب ایک ہجوم مین
رہنا پڑا جس مین وہ اپنے بود و باش کے طریقون کو نہین برت سکتی تھین۔ یورپین سپاہ اپنے

۶ جون سے ۲۶ جون تک محاصرہ

مقابلہ مین ہندوستانیون کے کثیر التعداد ہونے کو خاطر مین نہین لاتی اور انکو اپنے مقابلہ مین حقیر و ذلیل سمجھتی ہے - ہندو مسلمانون کے لشکر جو نانا چڑھا کر لایا اسکو انگریز بڑی حقارت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اگر انگریزون اور ہندوستانیون کے مقامات بدل جاتے تو -

انگریز اس کچے عارضی حصار کو ایک حملہ مین تباہ کر دیتے اور محصورین مین سے کسی کو زندہ نہ چھوڑتے اب کوئی چیز محاصرین کو حصار سے باہر نہین رکھ سکتی سوا اسکے کہ چیدہ آدمیون کی بہادری غیر مغلوب اور بہت آدمیون کا بلبلا دینے والا استقلال محاصرین تو ہر گھنٹے مین تازہ دم ہوتے رہتے ہین ایک گروہ انکا نہاتا ہے کھانا کھاتا ہے حقے پیتا ہے دوسرا گروہ اسکا لڑائی لڑتا ہے اور اسکے کمک کے لیئے سپاہین حملہ کرنے آتی ہین وہ ان پاس کے مقابلہ کرنے والون سے پرے ہٹتی ہین جو تھکے ہوئے ہوتے ہین جنکے نسے کام کا انبوہ ہوتا ہے پیٹ بھر کے کھانا نہین ملتا مورچون مین ہمیشہ مشقت شاقہ اٹھاکے آگ کے مینھ کے نیچے رہتے ہین بوسیدہ کپڑے انکی پیٹھ پر ہوتے ہین انکے چہرون اور ہاتھون پر توپون کی کالک کی پپڑیان جمی ہوئی ہوتی ہین اگرچہ دشمن ذلیل حقیر تھے مگر وہ دولتمند اور شاہانہ ٹھاٹھ رکھتے تھے انکے پاس توپون کا خزانہ تھا کانپور کے میگزین کی بندوقون و توپون و گولی باروت کی افراط تھی گورنمنٹ کی اور ڈی فینس کی حالت یہہ تھی کہ مورچون مین اسکو ملازم چلاتے تھے اور ان کی تعداد گھٹتی جاتی تھی انگریزی توپچی اپنی توپون کے نیچے ایک دوسرے کے بعد مرنے جاتے تھے اور ان قواعد دان توپچیون کی بجائے والنٹیر اور شائقین مقرر ہوتے تھے گو انکے دل مضبوط تھے لیکن انکی آنکھون کو شصت لگانی کب سکھائی گئی تھی اور انکی ہلکی توپین دشمنون کی بھاری توپون کی آتش زنی کا جواب نہین دے سکتی تھین لیکن جب وہ مورچون کے قریب آجاتے تھے اور زیادہ دق کرنا چاہتے تھے تو بھی توپین انکو بھگا دیتی تھین -

سر ہیو ویلر پر تو ستر برس کی عمر کا بار گران تھا انکی جسمانی قوت اتنی باقی نہین رہی تھی کہ وہ اس حصار کی محافظت کی جزئیات کی خبر گیری کا اچھی طرح کر سکتے انہون نے یہہ کام کپتان مور کے سپرد کر دئیے - یہہ کپتان صاحب دشمنون سے مقابلہ کرنے مین بڑا دلاور بہادر و ثابت قدم تھا دشمنون کے مقابلہ مین سب سے آگے وہی رہتا تھا اور اپنی مثال سے اورون کی ہمت اور

جرأت بڑھاتا تھا وہ کسی محنت سے تھکتا نہ تھا کسی خوف سے ڈرتا نہ تھا وہ ۳۲ وین رجمنٹ کا کپتان تھا محاصرہ کی ابتدا مین زخمی ہوا تھا وہ اپنے ہاتھ کو گلے کی پٹی مین ڈالے ہوئے چارون طرف پھرتا تھا اسکا دل کسی درد کو مانتا نہ تھا رات دن محنت کرتا تھا جہان جاسوسون نے اسکو خبر دی کہ دشمن آگے بڑھا ہے تو فوراً تھوڑی سی سپاہ کے ساتھ لیکر حصار سے باہر دشمنون پر حملہ کرنے جاتا اور جو تلنگے بھنگ کے نشہ مین بدمست ہوکر آگے قدم بڑھاتے انکو زندہ جانے نہین دیتا - جب اسکو کوئی امید نہین رہتی تھی تو بھی دل نہین ہارتا تھا - جنگ کی ابتدا سے انتہا تک کوئی انگلش کپتان اس سے زیادہ اپنی بہادری و دلاوری دکھانے والا نہ تھا -

اس محاصرہ کی تاریخ مین اس کپتان کے بہادرانہ کام اول درجہ رکھتے ہین مگر اور بہادرون نے ایسے کارہا نمایان کیے ہین کہ وہ یادگار روزگار رہینگے - دوسرے رسالہ کے میجر وائی برٹ تھے جنکو رڈان (بارک کا نام ہے) سپرد تھی وہ اپنی کوششون مین رات دن لگے رہتے تھے دشمن آگ برسا رہے ہین وہ اسکے اندر اپنا کام بڑی مضبوطی سے آخر وقت تک کرتے رہتے - دوسرے رسالہ کے کپتان جینکنس صاحب تھے وہ بڑے بہادرون کے گروہ مین سے ایک تھے وہ مورچون سے باہر ایک مقام کو دشمنون سے جب تک بچاتے رہے کہ ایک سپاہی نے دم جاکر انکے جبڑے مین ایک گولی ماری جسنے انکا کام تمام کیا - بنگال انجینیرون کے کپتان واٹسنگ صاحب تھے جو حصار کے شمال مغرب کے محافظ تھے وہ دماغ روشن اور دل بہادر رکھتے تھے ۱۰ وین رجمنٹ کے چھوٹے افسر مسٹر ڈیلافوسے صاحب تھے - جہان زیادہ خوف ہوتا وہین آن موجود ہوتے اگر وہ کانپور کی تاریخ خود نہ لکھتے تو اور مورخون کے بیان مین انکے کامون کی زیادہ تعریف ہوتی - مسٹر ٹریولین صاحب نے خوب لکھا ہے کہ اس افسر نے اپنی جان کو جوکھون مین ڈالنے مین کوئی کسر باقی نہین رکھی مگر تقدیر الٰہی کو یہ منظور تھا کہ اسکو اسلیے سلامت رکھے کہ انگلنڈ جائے کہ نہایت مصیبت کی حالت مین اسکے بیٹے اپنی قدیمی عزت کے رکھنے سے غافل نہین ہوتے انکے دوست اور ہمراہی نوکس سی صاحب ۵۳ وین رجمنٹ کے نوجوان افسر تھے انہین بہادرانہ کام کرنے کی بڑی لیاقت تھی ایک دشمن کے گولے سے میگزین کے قریب آگ لگی باغی اور محصورین جانتے تھے کہ اگر یہہ آگ نہ بجھیگی تو سارا میگزین اڑ جائیگا بس سپاہی اسکے بجھانے کیلیے

اٹھارہ وچوبیس پونڈی توپون کے گولون کی بوچھاڑ کے نیچے دوڑے گئے۔ موت کے پیغام لانے
والے گولون سے نڈر ہوکر جلتی ہوئی گاڑی کے نیچے صاحب ممدوح گھس گئے اور جلتی ہوئی لکڑی کو
گاڑی سے اپنے ہاتھون سے الگ کردیا اور خشک مٹی آگ پر ڈالکر اسکو پہلے اس سے بجھادیا
کہ وہ پھیلے۔ مسٹر لنگ صاحب بارک کی دیوار پر بیٹھے ہوئے چیدہ چیدہ سپاہیون کو تاک کر
نشانہ اجل بناتے وہ حملہ کرنے والون کے لئے بڑے تازیانہ تھے وہ گولی سے مارے گئے
اور جرڈس صاحب انجینیرون مین ایسی قومی غیرت وحمیت رکھتے تھے کہ کالے آدمی کے آگے سے
بھاگنے کو اپنا ننگ وعار جانتے تھے انکے ہمراہی پکارتے رہے کہ اپنے تئین دشمنون کی گولیون
سے بچاؤ مگر انہون نے انکی آواز کو سنکر بھی اپنے تئین کالے سپاہی کے آگے سے بھاگ کر
نہین بچایا۔ ان کے دل مین گولی لگی اور مر گئے۔ ایلش صاحب بڑے گولہ انداز تھے انہون نے
اپنی نوپونڈی توپون سے پے در پے گولہ زنی سے کل محصورین کی قابل تعریف محافظت کی اور
محاصرین کو ڈرایا۔ وہ توپ چھوڑکر توپ کے پیچھے ہو بیٹھتے تھے اور اپنی آنکھ سے شست
بندی کرکے گولون سے دشمنون کو اڑاتے تھے۔ محصورین مین اور بہادر سپاہی تھے جنکی
داد دینا تاریخ کی قدرت سے باہر ہے۔

سویلین کی بہادری

صرف یہی بات نہ تھی کہ وہی آدمی جنکا پیشہ سپہ گری تھا اپنی کامل شجاعت کے جوہر دکھاتے
تھے بلکہ وہ آدمی بھی جو سپہ گری سے کچھ تعلق نہین رکھتے تھے فوراً قوی جوانمرد بن گئے۔ انہین سے
ریلوے کے بعض انجنیر تھے جو کام کرنے کی طاقت اور مصیبت سہنے کی برداشت رکھتے تھے انہون نے
حصار کی محافظت مین اپنے تئین ہمہ تن مصروف کیا اور اپنے حملہ آورون پر ظاہر کردیا کہ ہم بھی
رزم آرا کے فرقہ مین سے ہین گو ہماری پیٹھ پر سپاہی کی وردی نہین ہے ان مین سب سے
زیادہ نامور مسٹر ہیرڈین صاحب تھے جنکے بدن کو گراب کی گولیون نے چھلنی بنادیا تھا
انہون نے نزاع کی تکالیف مین بھی کبھی اُف نہین کی کہ موت نے انکو اس تکلیف سے
چھڑادیا۔ مسٹر موں گریف چیپلن نے بہادرون سے کم کام نہین کئے جو بیمارون اور
زخمیون کے پاس جاتے اور مرنے والون کو مذہبی تشفی وتسلی وتسکین دیتے جنسے ان مین
قوت غیر مترقبہ انجیل کے وعدون سے آجاتی۔

عورتون کے بہادرانہ کام

پہلے قدیم بہادری کے زمانہ مین شاعرون نے مدح سرائی کی ہے کہ عورتون نے اپنے سر کے بالون کو کتر کر کمانون مین لگانے کے لئے دیدیئے لیکن اب زمانہ تیرون کا نہین رہا اب توانکی جگہہ توپون کے غل مچاتے ہوئے دہنون سے گولے اور گراپ و کنیسٹر پھینکے جاتے ہین۔ جب ان چیزون مین کمی ہوئی اور دشمنون کی بھاری توپون سے حصار کی توپون مین ایسا نقصان آیا تو پھر وہ اس طرح سے نہین چل سکین جسطرح پہلے چلتی تھین تو عورتون نے اپنے لباس دیدیئے کہ وہ میگزین کی ضرورتون کو رفع کرین۔ اگر ہر عورت کی بہادری کا بیان کیا جائے تو اسکے واسطے ایک ایسے بڑے دفتر کی ضرورت ہے جسکی اس مختصر مین گنجائش نہین۔ اس مصیبت اور آفت کے زمانہ مین عورتون کے بچے جننے کی تکالیف اٹھانی پڑتی تھین دشمنون کی آتش فشانی سے بعض مائین اپنے بچون کا دم اپنی گود مین آہستہ آہستہ نکلتے ہوئے دیکھتی تھین۔ بعض دیکھتی تھین کہ انکی گود مین سے دشمنون کا گولہ انکے بچون کو دفعتہً اڑا کر لے گیا۔ غرض کوئی بلا جسکو انسان سہ سکتا ہے ایسی نہ تھی کہ وہ انگریزی عورتون پر سختی کے ساتھ نازل ہوئی ہو بعض عورتون نے گولے اٹھا اٹھا کر سپاہیون کو دیئے۔ بعض نے زخمیون کی تیمارداری کی۔ بہت سی عورتون پر موت نے مہربانی کی ایک گولے سے سات عورتین ایک دفعتہً مقتول و مجروح ہوئین۔ دورمن بستہ قیدیون پر ——— ۳۲ وین رجمنٹ کے ایک سپاہی ڈوڈسن کی بی بی سنگی کرچ لگا کے ——— پہرہ دیتی رہی کہ قیدی ——— بھاگ نہ سکے مگر جب ——— مرد پہرہ دینے آیا تو وہ بھاگ گئے۔ غرض جب سے کہ دنیا مین لڑائی کا آغاز ہوا ہے کانپور کے لڑنے والون کی بی بیون اور بیٹیون نے جو اپنی بہادری اور صبر و تحمل کو دکھایا ہے وہ کبھی پہلے نہین دکھایا۔

بارکون کا جلنا

محاصرہ ایک ہفتہ تک جاری رہا تھا جس مین حصار مین بلا پر بلا زیادہ آتی گئی دو بارکون مین عورتین بچے اور ضعیف و ناتوان اور بیمار رہتے تھے انہین سے ایک بارک پر چھپر پڑے ہوئے تھے جسکے سر پر سب قسم کے گولے اور گولیان چل رہے تھے ہر طرح سے کوشش کر کے ان چھپرون کو کھپرے اور اینٹین لگائی گئی تھین مگر وہ اسکی محافظت کے لیئے کافی نہ تھین ایک رات کو اس بارک مین آگ لگی اور سب جلکر بھسمنت ہو گئی۔ یہہ ایک حادثہ بڑا جانکاہ تھا بیمارون اور زخمیون کو اس سبب سے

کرانہین بہاگنے کی طاقت نہ تہی زندہ جلکر مردہ ہونا پڑا انکے ہمراہی انکو بچا نہین سکتے تہے اسواسطے
دشمن اپنی اس کامیابی سے خوش ہو ہوکر متواتر گولے و گولیان جلتی ہوئی بارک پر برساتے
تہے جسکے شعلے اندہیری رات مین انکے نشانے مارنے کے لیئے جگہہ بتلاتے تہے دو توپچی
مارے گئے لیکن بارک کا غارت ہونا ایک بڑا صدمہ جان خراش محصورین کے لیئے تہا
جسکے سبب سے بہت سی عورتین بے خانمان ہوئین انکو دن رات کُہری زمین پر رہنا
پڑا انکی کچہہ حفاظت پال کے ٹکڑے اور صندوق کرتے تہے جو جلدی جلدی دشمنون کی متواتر
آتش فشانی سے غارت ہوتے تہے اور اس سے زیادہ یہہ اور مصیبت تہی کہ اس آتش زنی
سے اسپتال کا دوائی خانہ اور اسکے سارے آلات جراحی برباد ہو گئے پہر کوئی چیز موت اور
درد کی تکالیف سے بچانے والی باقی نہین رہی۔

اس آتش زنی کا ایک اور نتیجہ یہہ تہا کہ بعض وفادار کالے سپاہی بھی گورون کے ساتھ
اس حصار مین محصور تہے انکو اس بارک کے برانڈے مین رہنے کی اجازت دیدی گئی تہی
ایک بڑا پرانا افسر میجر صوبہ دار بہوانی سنگہہ دوسرے رسالہ کا تہا جسکا حال ہم پہلے لکہہ چکے ہین
کہ وہ زخمی ہوا تہا وہ حصار مین بہیجدیا گیا تہا انتدار محاصرہ مین یہہ دلیر پیر گولی کے لگنے سے
مر گیا۔ ۵۳ وین رجمنٹ کے دس ہندوستانی افسر مع وفادار سپاہیون کے جنرل ویلر کے
کیمپ مین تہے اور باقی اور رجمنٹون کے وفادار نمک حلال سپاہی حصار مین تہے اور انہون نے
محاصرہ کے اول ہفتے مین کچہہ خدمات بہی انگریزون کی کین تہین۔ لیکن جب بارک جل گئی تو
انکے رہنے کے لیئے کوئی جگہہ نہین رہی۔ خوراک کا سامان تہوڑا رہ گیا تہا اگرچہ کوئی وجہہ نہین تہی
کہ ان پر اعتبار نہ کیا جاتا مگر یہہ معلوم ہوا کہ وہ زیادہ تر بار بہ نسبت مددگار ہونے کے ہین اسلیئے
انسے کہدیا گیا کہ وہ حصار سے باہر جا سکتے ہین اگرچہ انکے لیئے حصار سے باہر جانے مین خوف
ہے مگر اس سے زیادہ خوف اندر رہنے مین ہے اسلیئے انہون نے اپنے گہر کی راہ لی انکی تعداد
اسّی یا سو تہی جنمین اکثر افسر تہے بعض رستہ ہی مین فنا ہوئے بعض اپنے دیہات مین پہنچ گئے
لیکن چند ہی ایسے تہے جو برٹش کیمپ مین ایک وقت کے بعد آئے جنہون نے محاصرہ کے
اول دنون کے تجربون کو بیان کیا ان سپاہیون کے کہنے کے لیئے سرکار کی طرف سے حفاظت نامہ

پنشنین مقرر ہوئین۔

دن بدن یہہ چھوٹا حصار ضعیف ہوتا جاتا تھا اور دشمنون کی آتش زنی زیادہ گرم ہوتی جاتی تھی۔ جو جلد مر گئے وہ بڑے خوش نصیب تھے ہیرس ٹوڈن کلکٹر کانپور جنہون نے ناناصاحب سے عہد و پیمان کئے تھے انکی لاش انکی نوجوان بی بی کے پاؤن تلے پڑی تھی گولی کے لگنے سے انکی انتین باہر نکل آئی تھین تھوڑے دنون بعد بی بی بھی خاوند کے سوگ سے مرکر فارغ ہوگئی جنرل کا بیٹا لفٹنٹ وہلر اپنے مان باپ بہن بھائی کی آنکھون کے سامنے گولہ سے مر گیا مسٹر لنڈ گولہ سے زخمی ہو کر اپنی بی بی کے سامنے زندہ رہے پھر چند دنون کے فصل سے دونو میان بی بی مر گئے کرنیل ولیمس زخمی ہو کر اپنی بی بی اور بیٹیون کو حصار مین زندہ چھوڑکے فنا ہوئے بی بی بھی چند روز مین زخمی ہو کر مر گئی کرنیل الیورٹ محاصرہ کے آخر مین بڑی بیرحمی سے مارے گئے کپتان ہلی ڈے بہی گولی سے مارے گئے۔ غرض جنرل کے بڑے بڑے افسر نہایت کام کے دشمنون کی پے در پے آتش باری کے سبب سے مارے گئے۔ بوڑھا جنرل تو بارکون کی پناہ مین بیٹھا ہوا احکام جاری کرتا تھا اور حصار کی محافظت کے عملی کامون مین خود جاکر کمتر حصہ لیتا تھا اب وہ اپنی آنکھون سے دیکھتا تھا کہ مین جنسے کام لیتا تھا وہ روز بروز کم ہوتے جاتے ہین اس سے وہ بڑا شکستہ دل اور جگر خستہ ہوتا تھا۔

اس حصار کے مردے ایک کنوے مین ڈالے جاتے تھے اس مین تین ہفتے کے اندر ڈہائی سو مردے ڈالے گئے۔ اگر دشمنون کے مردونکا جو جلائے گئے یا گدہون اور گیدڑون کے لقمے بنے انکا شمار کیا جائے تو وہ انگریزون کے مردون سے کئی گنے ہونگے مگر انکا صحیح صحیح شمار ہونا ممکن ہے حصار مین ہاتھ تھوڑے تھے مگر بندوقین بہت تھین ایک ایک سپاہی پاس کئی کئی بندوقین بھری ہوئی تیار رہتی تھین جنکو وہ ایسا جلدی جلدی چلاتا تھا کہ دشمنون کو کبھی معلوم ہی نہین ہوا کہ حصار مین کتنے تھوڑے آدمی زندہ ہین۔ انگریزون کے پاس فقط حصار ہی نہ تھا جہان سے حملآورون پر سوت سلام کرنی جاتی تھی بلکہ اس سے باہر بارکین تھین جنکی طرف کہین کہین اوپر اشارہ کیا گیا ہے ان بارکون کی ایک قطار تھی وہ سب بنکر بالکل تیار نہین ہوئی تہین تہین ان سے کل پر یا بعض پر قبضہ رکہنا نہایت ہی ضرور اسلیئے تھا کہ اگر وہ دشمنون کے قبضہ مین ہوتین تو انگریزون کے کچے حصار کو

حصار مین موت

حصار کا حال

بالکل تباہ کردیتین ان مین سے دو بارکون کو انگریزون نے اپنے رہنے کے لیئے درست کر رکھا تھا ان دو کے درمیان تیسری بارک تھی جسین کنوان تھا اور اس مین مردے دفن کئے جاتے تھے جنپر دشمن کا قبضہ انگریزون نے نہین ہونے دیا تھا جب دشمن حصار کے قریب آتا تو ان پناگاہون سے حصار کے دو طرف اسپر ایسی گولیون کی بھرمار ہوتی کہ وہ بھاگ جاتا ان بارکون کے بڑے نامور بچانے والے جینکنس اور مٹوئیر طامسن صاحب تھے اور ان نیک نامون پر لفٹنٹ گلین ول کے نام کا اور اضافہ ہونا چاہیئے جنہون نے سولہ گورون سے نمبر ۲ بارک کی جبتک محافظت کی کہ وہ سخت زخمی ہوکر کام کے قابل نہ رہے - یہہ بارک انگریزون کی اقامت گاہ کی کنجی تھی یہان بڑی سخت کارزار ہوتی تھی اسلیئے زیادہ خونریزی ہوتی تھی جو جانباز سپاہی انگریزون کی رفلون اور بندوقون کی مار کے نیچے آجاتا تو اسکو اس بیباکی کی ایسی سزا ملتی کہ وہ پھر انگریزونکو تکلیف دینا نہ سیر کرنے آتا بعض اوقات ایسے اچھے موقعے ملجاتے کہ انگریزون کی تھوڑی سی سپاہ حصار سے باہر نکلکر دشمنون کی توپون مین میخین ٹھوک دیتی اور راہ مین جو اسکو ملتا قتل کرتی توپون مین خواہ میخین ٹھوکی جائین یا سپاہی قتل کیئے جائین مگر دشمنون پاس توپون اور سپاہیون کی وہ کثرت تھی کہ ایسے ایسے نقصان انکے بھاو مین بہی نہ تھے محاصرہ پر جتنی مدت گزرتی جاتی تھی اتنی محاصرین پاس تازہ سپاہ کی کمکین آتی جاتی تھین - اودھ کی دو رجمنٹین مع توپخانہ کے اور اعظم گڈھ سے ۱۷ وین رجمنٹ باغی ہوکر کانپور مین باغیون سے مل گئین اور نئے ہاتھ بہ نسبت پرانے ہاتھون کے زیادہ کام کرنے لگے - برخلاف اسکے حصار مین ایک آدمی کا مارا جانا ایک آفت تھی اس لیئے کہ یہان کمک کی امیدین کی جاتی تھین مگر وہ کبھی پوری نہین ہوئی؛

۲۳ - جون ۱۸۵۷ء کو جنگ پلاسی پر ایک صدی پوری ہوتی ہے اس تاریخ کو ہندوؤن نے گنگا جلی پر اور مسلمانون نے قرآن پر قسم کھائی کہ کیا آج لڑکر مرجائینگے یا فرنگیون کو بالکل ہار دینگے اور ان مین کسی کو زندہ نہین چھوڑینگے انہون نے بڑے زور شور سے حملہ کیا مگر مقابلہ بہی اسکا ایسا کیا گیا کہ وہ اپنے حملہ مین ناکام رہے سوار آگے بڑھ کر آئے تھے جنکے گھوڑے بہت سے بے سوار ہوگئے پیدل مٹی بھری تھیلون کی آڑ بنا کر بڑی احتیاط سے آگے بڑھے مگر تھیلون مین آگ لگی وہ جل گئے بہت سے وہ چھوڑ گئے جو اہل حصار کے کام مین آئے - غرض جیسی جنگ پلاسی مین

۲۳ - جون ۱۸۵۷ء

آج کی تاریخ فتحیابی انگریزون کی ہوئی تہی ایسی آج ہی دشمن پر ہوئی مگر ایک اور دشمن نے منہ دکھایا جسکا ہٹانا توپ اور بندوق کا کام نہ تھا

تھوڑی سی سپاہ حصار نشین کو گرسنگی نے کترنا شروع کیا - وہ خوراک جو پچھلے دنون مین نفرت کے قابل سمجھ کر پھینک دی جاتی تہی وہ اب نہایت مزہ دار سمجھ کر بڑی خوشی سے کھائی جاتی تہی - گوشت کی پتیلیون مین سڑا ہوا گوشت اور مردار کا پکنا ہی برا نہین سمجھا جاتا آوارہ کتون کی یخنی بنائی جاتی تھی بوڑھا گھوڑا جو قصاب کے کام کا ہوتا وہ بڑا مزہ دار گوشت سمجھا جاتا تہا - اگر دشمن کے کسی بیل کو مار کر اسکی لاش حصار کے اندر آجاتی تو فتح کی سی خوشی ہوتی - لیکن جون کے آتشی مہینے مین گرسنگی سے زیادہ تکلیف تشنگی کی تہی - کنوان جس سے پانی کھینچا جاتا تہا وہ دشمنون کی بندوقون کی چاند ماری تہی پانی کے بدلے مین جانین دی جاتی تھین پیاسون کے ہونٹھ تر کرنے کے لیئے مشکون وچھاگلون مین پانی لانے کے لیئے جانین جاتین مضبوط آدمی اور عورتین تو پیاس کی برداشت مین خاموش تھے مگر پانی کے لیئے بچون اور زخمیون کے رونے کی آوازون کے سننے سے کلیجہ بیٹھا جاتا تہا - جب بہشتی پانی لانے والے سب قتل ہوگئے تو سپاہی سقے بنے کنوے سے پانی لانے کا کام جان جوکھون کا انہون نے اختیار کیا - شیر دل سولین جان میک کلوپ کنوے کے کپتان بنے ایک ہفتے کے بعد یہ جانوکہان کی خدمت بجالا کے گولی سے مارے گئے اپنی نزع کے وقت مین بہی اپنی خدمت کو بہولے نہین انہون نے کہا کہ مین نے ایک لیڈی صاحبہ سے پانی لا دینے کا وعدہ کیا تہا کوئی پانی لاکر انکو پلادے - جب بہوک پیاس سے اسطرح آدمی ضائع ہونے شروع ہوگئے تو نانا یہہ امیدین کرنے لگا کہ اب عنقریب حصار کا کام تمام ہونے کو ہے -

جب محاصرہ شروع ہوا تہا اسپر تین ہفتے کے قریب گذر چکے تھے - یہہ تین ہفتے ایسے درد والم و رنج و غم کے گذرے تھے کہ جب سے دنیا مین رنج و غم نے قدم رکھا ہے ایسی چند ہی بار وہ گذرے ہونگے کوئی کمک و امداد سپاہ اسکے لیئے نہ آئی - اب یہ توقع کرنی کہ اضلاع زیرین سے امداد سپاہ آئیگی ایک خواب وخیال تہا - حصار مین تعداد اتنی کم ہوگئی تہی کہ اس سے ڈر لگتا تھا توپین کام کی نہین رہی تھین گولہ باروت سب خرچ ہو چکا تہا - بہوکا پیاسا مرنا آنکھون کے سامنے

نظر آتا تھا۔ حصار کو دیر تک دشمنون کے ہاتھوں سے جیسا بچائے رکھنا ناممکن تھا۔ ایسے ہی بال بچون
عورتون کو ساتھ لیکر اس سے باہر نکل جانا ناممکن تھا۔ ایک بڑی مایوسی کا سایہ سر پر چھا رہا
تھا اس حالت زار مین نانا کا پیغام ایک عیسائی عورت لائی جو ایک کاغذ کے پرچہ پر عظیم اللہ
کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا اور اسکا عنوان یہہ تھا کہ نہایت رحم دل عالی جناب ملکہ معظمہ وکٹوریا کی
رعایا اسکا مضمون یہہ تہا کہ تمام وہ آدمی جو لارڈ ڈلہوزی کے ایکٹون سے کسی طرح کا
تعلق نہین رکھتے اگر وہ اپنے ہتھیار رکھہ دینگے تو خیر و عافیت کے ساتھہ الہ آباد پہنچا دئے
جائینگے۔ تمام سپاہ حصار نشین مین ایک سپاہی ایسا نہ تھا کہ وہ اپنے تئین حوالہ
کرنے سے جہجکتا نہ ہو وہ دغا باز مرہٹے کے پاؤن مین ہتھیار رکہنے سے تلوار ہاتھ مین لیکر
مرنے کو سو دفعہ اچھا جانتا تہا۔ سر ہیو ویلر نے اس حوالہ کرنے کے برخلاف آواز نکالی۔
اس انگلش جنرل کے نزدیک حصار کے چھوڑنے کی تذلیل اٹھانے کے آگے موت کی
تلخی کا چکھنا کوئی بات نہ تھی اسکو اب تک یہہ امید چلی جاتی تھی کہ اضلاع زیرین سے امداد
سپاہ آئیگی اسکو نانا پر کچھہ اعتبار نہ تھا تمام جوان افسر تا دم مرگ لڑنے کو تیار تھے۔ کپتان صاحب
مور صاحب اور وائٹنگ صاحب سے جنرل نے صلاح و مشورہ کیا تو انکے نزدیک اپنے
تئین حوالہ کر دینے مین بہتری تھی انکو کچھہ اس مین اپنا خیال نہین تھا۔ اگر حصار مین صرف مرد
ہی ہوتے تو وہ نہایت عمدہ مردانہ طریقہ کے اختیار کرنے کی صلاح دیتے لیکن انہون نے
عورتون اور بچون پر خیال کیا اور ان باتون کو سوچا جو دشمنون کے ہاتہون سے ان پر واقع ہو سکتی تھین
تو انہون نے اس امید پر توجہ کی کہ حوالہ کرنے مین جو اقرار کئے جائینگے تو آیندہ ہولوں سے جو
گذشتہ ہولوں کی نسبت بہی زیادہ ہونگے نجات ہو جائیگی۔ یہان بیمارون اور زخمیون کا بہی
بڑا گروہ تھا جو نہ چھوڑا ہی جا سکتا تھا نہ مقابلہ کرنے والے دشمن کے آگے سے کہین اور جا سکتا
تھا اس لیئے نانا نے جو شرائط پیش کین تھین انسے انکار نہین کیا گیا جو شخص پیغام لایا تہا اسی کے
ہاتھہ دشمن کے کیمپ مین یہہ جواب بہیجا گیا کہ ویلر اور بڑے بڑے افسران شرائط پر جو نانا نے انکے روبرو
پیش کین غور و خوض کر رہے ہین دوسرے دن لڑائی تہمی رہی اسکی صبح کو عظیم اللہ اور جوالا پرشاد
حصار کے قریب آئے اور ان پاس کپتان مور صاحب اور وائٹنگ صاحب اور مسٹر روچ پوسٹ ماسٹر

بالکل اس معاملہ مین خود مختار ہو کر گئے اس مجلس مین یہہ امر پیش کیا گیا کہ برٹش لینے حصار کو اپنی توپون کو
اور اپنے خزانہ کو حوالہ کرین اور مع اپنے ہتھیارون کے ہر سپاہی اپنے توسدان مین ساٹھ گولیان
اور انکے لیئے بارود بھر کر باہر سفر کرین اور اسکے عوض مین نانا یہہ اقرار کرتا ہے کہ وہ دریا کی
طرف انکو صحیح و سالم لے جائیگا اور وہان عورتون اور بچون و بیمارون و زخمیون کے لے جانے کی
لیئے کافی گاڑیان تیار ملینگین۔ گھاٹ پر کشتیان بھی تیار رہینگین کہ انکو گنگا مین نیچے کی طرف
لے جائین اور آٹا (بعض کہتے ہین کہ بھیڑ بکری بھی) اسقدر کشتیون مین رکھ دیا جائیگا کہ
وہ سفر مین الہ آباد تک جانے کے لیئے کھانے کے واسطے کافی ہوگا۔ یہہ سب شرائط کاغذ پر
لکھی گئین اور عظیم اللہ کے حوالہ ہوئین اسنے نانا کے روبرو انکو پیش کیا دوپہر کے بعد باغیون کے
کیمپ سے ایک سوار پیغام لایا کہ نانا نے ان شرائط کو قبول کیا اسی رات کو سب آدمی حصار کو
خالی کر دین تو اسکے برخلاف ویلر صاحب نے اپنی راے ظاہر کی اور مسودہ معاہدہ واپس بھیجا گیا
اور یہہ اطلاع دی کہ کل صبح کو حصار کا خالی کرنا ممکن ہے۔ اسپر نانا نے اپنی لاف زنی شروع کی کہ ہم
ہمالیہ کو ہلا سکتے ہین اور انگریزون کو ڈرایا اور انگریزون کو اسنے کہلا بھیجا کہ مین اب حفاظت گاہ کے
کے حال سے اور توپون کی کیفیت سے اور غلہ کی کمی سے خوب واقف ہون آپ کی حفاظت گاہ پر
آگ برسا کر چند روز مین ایک آدمی کو بھی زندہ نہین چھوڑونگا۔ وائٹنگ صاحب اور مور بھی
طامسن صاحب سمجھوتے کے پیغامبرون پاس گئے اور شیر دل وائٹنگ صاحب نے کہا ہم کو یہہ خوف
نہیں ہے کہ کبھی باغی اس قابل ہونگے کہ وہ ہمارے حصار مین داخل ہوسکین گے اب تک جتنے حملے
انہون نے کیئے ان سب کو ہم نے ہٹا دیا اگر وہ اپنی کثرت تعداد کے زور سے حصار مین داخل
بھی ہو جائین گے تو ہمارے پاس میگزین مین اتنی بارود ہے کہ اگر اس مین ہم آگ لگا دین گے
تو طرفین کے سپاہیون کو وہ اڑا دیگا۔ اس تقریر نے اپنا اثر کیا کہ نانا نے کل تک انتظار کرنا قبول
کر لیا اور ایک اشراف آدمی مسٹر ٹوڈ صاحب جنہون نے اسکو پہلے انگریزی زبان پڑھائی تھی وہ
نانا پاس عہد نامہ لیکر سواد کوٹھی مین گئے اور اسپر اسکے دستخط کرا کر لے آئے۔
نانا اپنے پرانے استاد کے ساتھ بڑے ادب و تعظیم کے ساتھ پیش آیا ایسے ہی جب جوالا پرشاد
اور دو آدمیون کے ساتھ بطور آنریل کے انگریزی کیمپ مین آیا تو جنرل ویلر کے ساتھ بڑی نرم نرم

باتین نبائین اور اسپر بڑا افسوس ظاہر کیا کہ آپ کو اس پیرانہ سالی مین پچاس سال کی حسن کارگزاری کے بعد یہہ مصیبتین جھیلنی پڑین جب آپ کی زندگی کے دن قریب آئے تو اس سپاہ نے جسپر نصف صدی سے آپ فرمان روائی کرتے یہہ بُرا دن دکھایا الحمدللہ کہ اب یہہ مصیبتین ختم ہوئین عنقریب سب بلاؤن سے نجات ہونے والی ہے ہر طرح سے احتیاط کی جائیگی کہ اشراف انگریزون اور انکے اہل وعیال کو جب وہ دریا کی طرف جائین تو راہ مین کسی طرح کی اذیت نہ دیجائے جوالا پرشاد کے ہمراہیون نے اسی طرح کی خوش اخلاقی کی باتین افسرون سے کین رات کو توپین دشمنون کے حوالہ کی گئین انکے اوپر سرکار کمپنی کے پرانے گولا انداز جو جوالا پرشاد کے ساتھ آئے تھے متعین ہوئے

سویرے صبح کو حصار سے عورتین بچے اور سپاہی جو زندہ رہے تھے نکلے انکی شکلون پر مردنی چھائی ہوئی تھی وہ بڑے لاغر و ناتوان ہو گئے تھے لباس انکا پھٹا ہوا تھا۔ فاقون کے مارے خستہ و شکستہ حال تھے بعض زخمی تھے بعض کے بدن پر زخمون کے نشان تھے جہان سے یہ گروہ چلا تہا وہان سے دریا ایک میل تھا۔ مگر ان مصیبت زدون کے لیئے تو یہ ایک میل کا سفر بہی سفر سے کچھ کم نہ تھا۔ اکثر زخمی پالکیون مین سوار تھے۔ عورتین بچے بیلون کی گاڑیون اور چھکڑون مین سوار تھین یا ہاتہیون پر توانا آدمی پیدل چلتے تھے مگر سپاہ کی طرح نہین۔ مور صاحب اس غمزدہ سواریون کے آگے اور وائی برٹ صاحب پیچھے تھے پیر کہن سال ویلر اور انکی بی بی اور بیٹیان کشتیون مین گئین اسوقت انکے دل کے حال کو خدا ہی جانتا ہوگا کہ کیا اس مین امید اور اعتبار ہوگا۔ مگر بہت سے برٹش یہ جانتے تھے کہ اب ہم بلاؤن سے چہوٹے کشتیون مین سوار ہونے کی جگہ ستی چاورا گھاٹ ٹھیری تہی اسکے قریب ہردیو کا مندر تہا اس ایک میل کے سفر مین بعض سپاہی اپنے پرانے افسرون سے باتین کرتے تھے اور انکی بہادری کے بڑے ثنا خوان تھے اور انکے حال پر بڑا تاسف کرتے تھے لیکن اکثر سپاہی انگریزون کے گرد جمع ہوکر بُرا کہتے تھے کرنیل و مسس الورٹ کو جو پیچھے رہ گئے تھے انکے اپنے ہی سپاہیون نے مار ڈالا۔

کشتیان دریا مین تیار تھین گرمی کے موسم مین دریا اترا ہوا تھا اسلیئے وہ کنارہ پر فاصلہ پر تھین

۲۶-جون-کشتیون پر سوار ہونا

جنہین سوار ہونے کے لیئے پایاب پانی مین سے ہوکر جانا پڑتا تھا۔ یہ کشتیان معمولی بحری تھین
جنپر پھوس کے چھپر پڑے تھے ان کشتیون مین سوار ہونے کے واسطے عورتون کو اپنے بچونکو
اپنے ہاتھون مین لیکر پانی مین جو انکے گھٹنون تک آتا جانا پڑتا تھا۔ نو بجے تھے کہ سب کشتیون
مین بیٹھ گئے۔ مگر ہریک کشتی انگریزون کے لیئے مسلخ تھی جنہین ذبح ہونے کے لیئے وہ سوار ہوئے
تھے + نانا نے جیسا دغابازی کا کام یہہ کیا ہے ایسا دنیا مین کمتر ہوتا ہے۔ اس طرح کی دغابازی
توانکے باپ دادا سے ہوتی ہی ہے ان مین سے ایک نے جھوٹا بہانہ بنا کے سلمان سفیر کو بلاکر اپنی
ناک واک سے قتل کیا تھا ایسے ہی اسنے دوستی کے لباس مین ہزارون ہتھیارون کو چھپاکر انگریزون کو
ہلاک کیا۔ سارے اسباب خون ریزی کے لیئے تیار رکھے تھے تانتیا ٹوپی نے اس قتل کا اہتمام اپنے
ذمہ لیا تہا وہ سارے احکام قتل کے جاری کرتا تھا عظیم اللہ اور نانا کے بھائی اور ٹیکا سنگہ جو رسالہ
کے نئے جرنیل بنے تھے اور بٹھور کے اور بڑے بڑے آدمی موجود تھے اور ضلع کے بہت سے
زمیندار اور شہر کے آدمی تماشا دیکھنے کے لیئے جمع ہو گئے تھے انہین اکثر آدمی جانتے تھے کہ کیا
ہونے والا ہے اور شاید وہ انگریزون کی اس تذلیل سے خوش ہو رہے تھے۔ غرض ایک میلہ
کی سی خوشی دگہما گہمی ہو رہی تھی۔ سوارون اور پیدلون نے ایک اشارہ کے ہوتے ہی ذبح کرنا شروع
کر دیا + اس ظلم وستم کا بانی سبانی تانتیا ٹوپی تھا۔ اس قسائی کا بیان جو نیچے لکھا جاتا ہے وہ
پڑھنے والون کو دلچسپ معلوم ہوگا وہ بیان کرتا ہے کہ نانا نے ایک انگریز ن کو پہلے گرفتار کیا تھا جسنے
جرنیل کو ایک چٹی مین یہہ مضمون لکھا کہ نانا کے احکام کی تعمیل سپاہی نہین کرینگے اگر آپ جاوین گے
تو نانا کشتیان بہم پہنچاکر اور آپ کے ہمراہیون کو جو حصار مین ہین الہ آباد تک پہنچا دیگا جنرل کے
پاس سے جواب آیا کہ جو انتظام کیا گیا ہے اسے پسند کرتا ہون اور اسی رات کو نانا پاس ایک لاکھ
روپے سے کچھ زائد جنرل نے بھیجے کہ وہ امانت رکھے دوسرے دن مین نے گھاٹ پر چالیس
کشتیان تیار دیکھین انہین کل جنٹل مین اور لیڈیون اور بچون کو کشتیون پر سوار کراکے کشتیون کو
الہ آباد چلتا کیا۔ اس اثنا مین کل سپاہ جنہین توپخانہ بھی شامل تھا مسلح ہوکر دریاے گنگ پر آموجود
ہوئے سپاہی پانی مین کود پڑے اور عورتون مرد بچون کا قتل عام کرنا شروع کیا اور کشتیون مین
آگ لگادی انہون نے انتالیس کشتیان غارت کردین ایک کشتی کا لاکنکر بھاگ گئی وہان پکڑی

گئی اور کانپور مین الٹی لائی گئی اور جو کچھ اُن مین تھا وہ غارت کیا گیا چار روز بعد نانا نے کہا کہ مین بٹھور اپنی مان کی برسی کرنے جاتا ہون" اس بیان مین سچی باتین بہی ہین اور اس مین یہہ بیان بہی کیا گیا ہے کہ جو اسنے اشارہ کیا تھا وہ کشتیون کی روانگی کے لیئے تھا اس امر کی تحقیقات کے لیئے شہادت جرح کے ساتھہ لی گئی سب شہادتون کا نتیجہ ایک ہی تھا ایک گواہ نے کہا کہ مین نے اپنی موجودگی مین یہہ سنا کہ تانتیا ٹوپی نے ٹیکا سنگہ صوبہ دار رسالہ دوم کو جواب جرنیل مشہور ہو گیا تھا بلایا اور حکم دیا کہ دریا مین جاؤ اور کسی کو زندہ نہ چھوڑو دوسرے گواہ نے بیان کیا جہان تانتیا ٹوپی بیٹھا ہوا تھا اسکے قریب ہی مین ایک کونے میں چھپا کہڑا تھا مین نے اسکو ٹیکا سنگہ صوبہ دار رسالہ دوم معروف بہ جنرل سے یہ کہتے سنا کہ تم سوارون کو حکم دو کہ دریا مین جاکر وہ سب یورپین کو مارڈالین اسکے حکم کے موافق وہ گئے اور دریا مین جاکر انہون نے انکو مارڈالا اور گواہون نے بہی یہی بات بیان کی اور ایک نے اتنی بات اور اضافہ کی کہ قتل عام کے تمام احکام نانا دیتا تھا اور تانتیا انکی تعمیل کرتا تھا۔ اس مین ذرا سا شبہ نہین کہ سارے پاپ کے کام تانتیا ٹوپی نے کیئے۔

فرنگی کشتیون مین بیٹھے ہی تھے کہ بُرے ارادے نمودار ہونے لگے۔ ایک بگل کی آواز سنائی دی۔ ہندوستانی ملاح کشتیون مین سوار ہوئے اور دریا کے کنارہ کی طرف کھینے لگے۔ پھر توپون کے گراپ اور بندوقون کی گولیان دریا کے دونو طرف کے کنارون سے مسافرون پر چلنے لگین اور جلتے گولون سے چھپرون کے چھپرون مین آگ لگادی کہ اسنے شعلے اٹھنے لگے غرض سب عیسائیون کے لیئے ایک ظالمانہ موت موجود تھی انمین جو مرد قوی تھے وہ کشتیون کے پیٹے کو اپنے کندہون سے دھکیلنے لگے کہ کشتیان منجدہار مین جائین مگر وہ سرکین نہین اور آگ پھیلنی شروع ہوئی بیمار اور زخمی جلکر خاکستر ہوئے یا دہنوئے سے انکا دم ایسا گھٹا کہ دم نکل گیا طاقتور عورتین بچون کو اپنے ہاتھون مین لیئے ہوئے دریا مین گئین تو ان پر گولیان چلائی گئین سوار انکے پیچھے دوڑے گئے اور تلوارون سے انکو مارڈالا خشکی مین جو آئین انکو سنگینون سے مارڈالا یا انکو قید کر لیا تاکہ انکو اور زیادہ تکلیف پہنچا کر قتل کرین۔ ان ظلمون کا جسقدر بیان کم کیا جائے بہتر ہے۔ غرض جنرل کی انسی برس کی عمر کا اسٹرلان چہوٹے معصوم بچون کا جو ماؤن کی چھاتی کو

لگے ہوئے تھے ان ظالمون کو رحم نہ آیا دریا کے کنارہ پر عیسائیون کا خون خوب دل کھول کے بہایا
جب گھاٹ پر یہہ ہولناک کام ہو رہے تھے ناناکو یقین تھا کہ اسکے نائب دریا کے کنارہ پر سنگدلی
کے کام بڑی چستی سے کر رہے ہونگے وہ چھاونی مین انکی خبر کا شائق بیٹھا تھا۔ کہتے ہین کہ اسکا
دل بے چین تھا اور اپنی عادت کے موافق وہ کاہل ایک جگہہ بت بنا نہین بیٹھا تھا ادھر اُدھر
ٹہیل رہا تھا کچھ دیر کے بعد ایک آدمی گھوڑے پر سوار خبر لایا کہ قتل عام ہو رہا ہے۔ انسان کا
قلم یہہ نہین لکھ سکتا کہ ان گھنٹون مین اسکے دل مین کیا گذر رہا ہوگا۔ اس کے قلب مین کچھ
تشنج ہوا ہو اسنے یہہ خیال کیا ہوگا کہ زندہ انگریزون سے بہ نسبت مردون کے کچھ کام نکل سکتا
ہے اسکو رحم آیا ہو یا اسنے مکر کیا ہو کہ اسنے سوار کو الٹا بھیجا کہ وہ منع کردے کہ اب عورتین اور بچے
نہ قتل کیئے جائین مگر کوئی انگلش مین زندہ نہ چھوڑا جائے۔ غرض اس حکم سے قاتلون نے ذبح
کرنے سے ہاتھ روکا اور ایک سو پچیس[۱۲۵] عورتون اور بچون پر اپنا ہاتھ نہین صاف کیا انمین بعض
سخت زخمی تھے بعض ادھ مُوے گنگا کے پانی سے تر بتر کیچڑ مین لت پت تھے وہ کانپور کے جیلخانہ مین
بھیجے گئے انکو مردون پر رشک آتا تہا کہ کاش ہم کیون نہ انکے ساتھ مارے گئے۔

کانپور کی سپاہ حصار نشین مین سے جو زندہ رہے انمین سے بعض اپنی جان کے لیئے بہادری سے
لڑے اور اپنی جان کو بڑی قیمت لیکر بیچا۔ مضبوط تیراک دریا مین گئے مگر اکثر تعاقب کرنے والونکی
آگ سے پانی کو سرخ کرکے ڈوب گئے بعض خشکی مین کنارہ پر یا ٹاپوؤن مین آئے اور اپنی تیغونکو
کام مین لائے جنسے کچھ فائدہ نہین ہوا۔ ایک کشتی مین مور صاحب واے برٹ صاحب وائٹنگ صاحب
ومنوبرے طامسن صاحب اور ایش صاحب ڈلا فوس کی صاحب اور بولٹن صاحب اور بڑی بڑی
بہادر سوار تھے جنہون نے حصار کی محافظت مین بڑا نام پیدا کیا تھا۔ یہہ اتفاق کی بات ہے کہ اس کشتی
کے چھپر مین آگ ہی نہین لگی تھی اور وہ سب کشتیون مین بکی تھی اسکو بڑے زبردست قوی آدمی
کندھون سے دھکیل کر دھار پہ لے گئے۔ مور صاحب اور اشی صاحب اور بولٹن صاحب کشتی کے
دھکیلنے مین مارے گئے مور صاحب کے دل مین گولی لگی تھی مردے یا قریب المرگ کشتی کی تہ مین پڑے
ہوئے تھے اور جو زندہ تھے وہ بھوکے مرتے تھے۔ انہون نے چلتے وقت کھانے کے لیئے کشتیون
مین کچھ نہین رکھا تھا سوا اسکے کہ انکے ہونٹون کے نیچے گنگا جل جاتا تھا اور دعائین آہ وفغان

نکلتی تھین اور نہ گنجائش تھا کشتی کے ہلکا کرنے کے لیئے مردون سے خالی کرنا بھی ضرور تھا اور گرمی کی شدت کے سبب سے لنکے سڑنے سے اور خوف بھی تھا۔

۲۸ جون

کشتی مذکور کے تعاقب مین کانپور سے ایک کشتی مین پچاس یا ساٹھ مسلح سپاہی سوار ہوکر روانہ ہوئے انکو حکم تھا کہ کشتی مین ایک آدمی کو زندہ نہ چھوڑین وہ انگلش بہادر جوانمردون نے گو وہ بیدم بھوکے پیاسے وزخمی ہو رہے تھے انکو دیکھکر یہہ انتظار نہین کیا کہ ہم پر وہ حملہ کرین بلکہ خود انھون نے مسلح ہوکر انپر حملہ کیا جو انکو قتل کرنے آئے تھے۔ انین سے بہت ہی کم آدمیون کو زندہ چھوڑا ہوگا جو جاکر اپنے تعاقب کی داستان سنائین یہہ کانپور کے جوانمردون کے لیئے آخر فتح تھی انہون نے دشمنون کی کشتی چھین لی جس مین انکو میگزین بہت ہاتھ آیا مگر ان کو تھوڑی سی خوراک چاہیئے تھی وہ اپنی کشتی مین گئے جہان انکو گرسنگی سے کشتی لڑنی پڑی جو انکو بیجان کیئے دیتی تھی کشتی کو مردے ہلکا کرتے جاتے تھے۔

۲۹ جون

رات آئی جو زندہ رہے تھے وہ سو گئے جب سو کے اٹھے تو ہوا تیز تھی کشتی دھارے پر سے چلی گئی۔ اندھیرے مین معلوم نہین ہوا کہ کشتی کدھر جاتی ہے۔ بعض بیداری مین نجات کے خواب دیکھ رہے تھے صبح کی جھلک دیکھتے ہی پاس ان پاس آئی کشتی منجدھار سے ہٹ کر ایسی جگہ آگئی جہان دشمنون نے انکو دیکھ لیا اور بندوقون کی باڑین انپر چلائین وای برٹ صاحب باوجودیکہ انکے دونون بازوؤن مین گولی لگی تھی انہون نے اپنا آخر حکم دیا تو مئو برے صاحب طامسن ڈلافوس کی ۳۲ و ۸۴ وین رجمنٹون کے کچھ سپاہی خشکی مین اترے اور اپنے حملآورون پر حملہ کیا اور سپاہیون کے مجمع اور انکے ساتھ جو گنوار دل تھا بھگا دیا اور پھر اپنی جگہہ پر واپس آئے تو دیکھا کہ کشتی چلی گئی چودہ[۱۴] آدمی خشکی مین رہ گئے اور باقی انکے ہمراہی تری مین گئے۔

[illegible]

بس اب ایک دفعہ اور مئو برے۔ طامسن کو اور انکے ہمراہیون کو دشمنون کے مقابلہ مین ایستادہ ہونا پڑا گنگا کے کنارہ پر جب انہون نے دیکھا کہ ہم کشتی تک کسی طرح نہین پہنچ سکتی تو انہون نے مراجعت کی انکو ایک مندر نظر آیا جس مین وہ داخل ہوئے۔ اور دروازہ کو سنگینون سے بند کیا۔ حملآورون نے ایسا دیوانہ وار حملہ کیا کہ انکی لاشون کا ایسا پشتہ بن گیا کہ وہ مندر کے اندر جانے کے لیئے دشمنون کے واسطے ایک سد راہ ہوگیا۔ مندر کے اندر تھوڑا سا سڑا ہوا پانی انگریز دیکھ[ملا]

جسکو پہلے انہین توانائی آئی اور انہون نے پھر ایسی بہادری اور دلیری سے دشمنون کا مقابلہ کیا کہ انکو امید نہین رہی کہ ہم اپنے ہتھیارون سے انکو مندر سے باہر نکال سکینگے انہون نے نانا پاس خبر بھیجی کہ انگریزی سپاہ ابھی باقی ہے جسپر فتح نہین حاصل ہوئی۔ حملہ آورون نے مندر کے گرد پتے اور لکڑیون کے گٹھے اکٹھے کرکے اُس مین آگ لگائی کہ مندر کے اندر انگریز جل جائین لیکن تائید ایزدی ایسی ہوئی کہ ہوا ایسی مخالف چلی کہ اسنے شعلون اور دھوئون کو مندر کی طرف نہین جانے دیا تو پھر دشمنون نے چنگاریون پر باروت کی تھیلیون کو لا کر رکھا تو ناگزیر انگریزون کو مندر کے اندر سے بھاگنا پڑا۔ انہون نے دشمنون پر گولیون کی باڑ ماری اور سنگینین چلائین چودہ مین سے سات مارے گئے اور سات جان بچا کر دریا کے کنارہ کی طرف بھاگے اس بھاگنے مین بھی تین مارے گئے چار انہین بڑے زبردست پیراک تھے وہ دریا کے اندر گئے دریا کی دھار نے بھی انکے پیرنے مین مدد کی کہ انکا تعاقب کرنے والون سے پیچھا چھوٹا۔ یہہ چار صاحب مئوبرے طامسن اور ڈیلافوس سی اور سپاہی مرفی اور سلی ڈین تھے وہ زندہ دریا کے کنارہ کے قریب پہنچے جہان انکی گردن تک پانی تھا۔ کنارہ پر مگرمچھ دھوپ مین پڑے اینڈ رہے تھے کہ آدمیون کے پاؤن کی آہٹ سنکر وہ دریا کے اندر چلے گئے انگریزون نے بھی دریا مین غوطہ لگایا جب اسے نکلے تو انہون نے سُنا صاحب صاحب کیون آپ تیرتے ہین ہم آپ کے دوست ہین تو انہون نے جواب دیا کہ ہم کو دوستون نے ایسی دغائین دی ہین کہ ہمکو کسی کا اعتبار نہین رہا ہے تو ہندوستانیون نے اپنے ہتھیار کھولکر الگ رکھ دئیے کہ انگریزون کو اعتبار آئے اس سبب سے کچھ ضعیف سی امید ہوئی کہ شاید ہندوستانی اپنی بات کے سچے ہون تو وہ کنارہ پر تیرتے ہوئے آئے جب وہ پایاب پانی مین آئے تو انکی حالت ایسی خستہ تھی کہ ہندوستانیون نے انکو ہاتھ پکڑکر باہر نکالا وہ چھ میل تک بغیر ایک لمحہ کے دم لینے کے تیرتے آئے تھے وہ دریا سے ننگے منگے نکلے انکی جلدین دھوپ مین جلنے سے کالی ہوگئی تھین انکو آدمی قریب گاؤن مین لے گئے دوسرے دن مہاراجہ درنجے سنگھ کے قلعہ مین لے گئے۔ مہاراجہ نے انکو مہینے تک اچھی طرح رکھا اور پھر جنرل ہیولوک کے لشکر مین جو الہ آباد سے کانپور جاتا تھا بھیجدیا یون یہہ چار انگریز سلامت رہے کہ کانپور کی ساری داستان اپنے اہل وطن کو سنائین

ان چار بہادرون کی جان تو اسطرح بچی اب انکی ہمراہی جو کشتی مین گئے تھے انکا صحیح صحیح حال
نہین دریافت ہوسکتا سوا اسکے کہ کشتی گرفتار ہوئی اور سپاہیون کے ایک جم غفیر ہمین کشتی سے خشکی مین
انگریز اتارے گئے اور دریا کے کنارہ پر سے پرانی چھاونی مین انہی کے قریب مصیبت زدہ عیسائی
جنمین مرد عورتین بچے تھے لائے چھکڑون مین بٹھا کے کانپور مین لائے گئے۔

ناناخود انکی مصیبت کو دیکھ کر دل خوش کرنے گیا اسنے حکم دیا کہ مرد ابھی مارے جائین اور عورتین
اور بچے جیلخانہ مین بھیجے جائین۔ مردون کے قتل کے وقت ایک لیڈی اپنے بچے کو ساتھ لیکر
خاوند کے پاس کھڑی ہوگئی جب اسسے الگ ہونے کو کہا تو اسنے کہا کہ مین وہین کھڑی رہونگی جہان میری
قوم کے آدمی کھڑے ہین بچہ اسسے مانگا گیا تو اسکے دینے سے بھی انکار کردیا۔ جب ان مردون کے
قتل کے لیئے بندوقین بھری گئین تو انگلش افسر نے جسکے پاس دریا کے سفر مین ہمیشہ نماز کی کتاب رہتی تھی
اجازت مانگی کہ مین دعا ان اپنے رفیقون کے سامنے پڑھون اسکو پڑھنے کی اجازت دی گئی اسنے
بندوقون کی آوازون اور آدمیون کے غل غپاڑے مین عیسائیون کی نجات پانے کی نوید سنائی
جسکو وہ سنتے ہوئے دوسری دنیا مین چلے گئے عورتین و بچے ان قیدیون مین بھیجے گئے جنکو
دشمنون نے اسلیئے قید کر رکھا تھا کہ خوب مزے لے لیکر انکو قتل کرین۔

اب نانا بڑی خوشی خوشی بٹھور مین آیا محل مین گیا اور دوسرے دن بڑی دہوم دہام کروفر وشان وشوکت
سے مسند پر بیٹھا اور راجائی کا ٹیکا دستور کے موافق لگایا گیا۔ نقارخانون مین خوب نقارے بجے
توپون کی سلامی اتری شہر مین روشنی ہوئی آتش بازی چھوٹی۔ رقص سرود کی محفلین آراستہ ہوئین
مگر بیچارے کے راج گدی پر بیٹھتے ہی سر پر اولے پڑے۔ وہ آخر کو اورون کے ہاتھ کا ایک ناچکا اوزار
بنا اسکے پاس جلدی سے خبر آئی کہ کانپور مین اسکی غیر حاضری کے زمانہ مین اسکی حکومت مین فتور آیا اور
مسلمانون کا گروہ غالب ہوگیا۔ اب تک ہندوؤن کو مسلمانون پر اس سبب سے غلبہ تھا کہ کوئی مسلمانون کا
سرگروہ نہ تھا لیکن ایک بڑے عمارہ نواب ننھے صاحب مسلمانون کا بڑا لائق سردار بنا اسنے محاصرہ
مین کار ہاے نمایان کیئے تھے ابتداء غدر مین نانا نے اسے مقید کیا تھا اور اسکا سارا گھر بار لوٹ لیا
تھا لیکن پھر دونو مین آپسمین اتفاق و اتحاد ہوگیا اور نواب کو سپہ سالار نانا نے مقرر کیا نواب
ریک گونٹ کورٹ مین ایک نوبجے تک حکمرانی کرتا تھا وہ اپنی گاڑی مین سوار ہوکر آتا تھا اور کرسی پر بیٹھا

[illegible]

۳۰ جون

[illegible]

زرق برق لباس پہنکر بیٹھنا اور تلوار ہاتھ مین لیتا دوربین ہاتھ مین رکھتا جیسا نواب کے توپخانہ سے حصار مین نقصان ہوا ایسا کسی اور توپخانہ سے نہین ہوا - اسکے پاس ایسے کاریگر ہوشیار آدمی تھے کہ وہ رال کے گولے بناکے چھوڑنے جانتے تھے جن سے کبھی انکے چھوڑنے والون کی جالون کا بھی نقصان ہوجاتا تھا اس رال کے گولے ہی سے بارکون مین آگ لگی تھی جسکے سبب سے نانا ایسا خوش ہوا کہ نواب کو پانچ ہزار روپے تحفتہً بھیجے - یہ بات مشہور ہوگئی تھی کہ کانپور کا گورنر نواب ہوگیا مسلمان نواب کی بڑی تعظیم وتکریم کرتے تھے - چارون طرف سے مسلمان اس پاس جمع ہوگئے -

نواب کی طرف سے تو نانا کو کھٹکا لگا ہوا ہی تھا کہ اب اس پاس ایک اور خطرناک خبر یہہ آئی کہ الہ آباد سے انگریزی سپاہ آرہی ہے جو انتقام لینے کے لیئے بڑی سرگرم ہے اور اپنے دشمنون کے خون کی پیاسی ہے یہہ بھی سنا کہ گورون کو جو کالے سڑک پر ملے انکو انہون نے پھانسی دیدی - غرض اب سخت کارزار کا وقت عنقریب آگیا تھا کانپور کے باشندون پر یہہ خوف ایسا طاری ہوا کہ وہ اپنا گھربار چھوڑ چھاڑ دیہات مین چلے گئے اور سپاہیون نے جنکا ایسی حالت مین دستور ہے بڑے بڑے انعام مانگنے شروع کیئے اور نانا کے بخل کی شکایتین کرنی شروع کین ۱ جولائی کے مہینہ مین شہریون اور سپاہیون کی بڑی خوشامد کی باتین بناتا رہا اور انکو بہت روپے دیتا رہا اور سونے کے کڑے سپاہیون کو پہناتا رہا -

کانپور مین نانا جو اپنے نائب چھوڑ آیا تھا انہون نے اسکو بلایا ۵ - جولائی کو آیا اور ہوٹل مین ٹھیرا یہان ناچ رنگ مین مصروف رہا ایک مشہور کسبی سلطانہ کے ساتھ عیش اڑاتا اور شراب پیتا رہا اسطرح اپنے افکار اور تردودات کا بار دل پر سے ہلکا کرتا رہا - روز بروز جاسوس خبر لانے لگے کہ گورون کی پلٹنین قریب آتی جاتی ہین اسنے اپنے افسرون کو حکم دیا کہ وہ لڑنے جائین اسنے یہہ عجیب اشتہار دیا کہ آدمیون کو یقین کرنا چاہیئے کہ انگریزون کا سارا گھمنڈ خاک مین مل گیا ہے اور انکے سپاہیون کو زبردست قومون نے مغلوب کرلیا ہے یا مشیت ایزدی سے وہ سمندر مین ڈوب گئے ہین - نانا نے اور اسکے نائبون نے کسی جھوٹ کو نہین چھوڑا جسکی کوئی نہ کوئی صورت بناکر مشہور نہ کی ہو تاکہ لوگون کی دل جمعی اس یقین سے ہو کہ اب خستہ حال انگریزون سے کسی بات کی امید یا دہشت نہین ہے

۵ - جولائی

جولائی کا مہینہ جب آگے بڑھا تو نانا کے پاس اضلاع زیرین سے خبر آئی کہ انگلش بڑھے چلے آتے ہین۔ یہ سنکر پیشوا اپنے عیش وعشرت مین بھی خوف کے مارے لرزان ہوتا تھا۔ پیشوا نے پہلے اس سے کہ گنگا کے کنارہ پر اسکی حکومت کا خاتمہ ہوا انگریزون پر ایک اور فتح پائی جسکا نیچے ذکر ہوتا ہے۔

یہہ فتح بیچاری عورتون اور معصوم بچون پر تھی جو آسانی سے حاصل ہوگئی۔ انگریزی قیدی سواد کوٹھی سے اس چھوٹی سی کوٹھی مین آگئے تھے جو ایک افسر نے اپنی ہندوستانی بی بی کے لئے بنائی تھی اس لیئے اسکا نام بی بی گڈھ تھا اور بالفعل اس مین ایک غریب یوریشین رہتا تھا اس مین اتنا اسباب نہ تھا جتنا ایک کنبے کے لیئے ہوتا ہے اب اس مصیبت کدہ مین بھیڑون کی طرح ذبح ہونے کے لیئے دو سو عورتون و بچون سے زیادہ بند ہوئے اسوقت قیدیون کی تعداد باہر کے قیدیون کے آنے سے بڑھ گئی تھی جسوقت کہ کانپور مین عیسائیون پر جو مصیبتین نازل ہورہی تھین جو اوپر بیان ہوئین تو فتحگڈھ مین جو شہر فرخ آباد کے قریب ہے اور وہان برٹش ملیٹری سٹیشن تھا عیسائیون پر ایک بہت برا وقت آیا تھا۔ فرخ آباد گنگا کے کنارہ پر کانپور کی اسی میل کے فاصلہ پر ہے۔ جون کے اول ہفتے مین یوروپین کو معلوم ہوا کہ فتحگڈھ مین شہر نے کی اندر جانون کے جانے کا بڑا خطرہ ہے انکو جون کے اول ہفتے مین کانپور کا حال معلوم نہ تھا بہت سے انگریز کشتیون مین سوار ہوکر کانپور کی طرف اس امید مین چلے کہ یہان کی بڑی چھاونی مین امن سے رہین گے۔ فتحگڈھ کا حال ہم جدا بیان کرینگے صرف یہان یہ بیان کرنا کافی ہے کہ جو انگریز کشتی مین روانہ ہوئے انپر رستہ مین حملہ ہوا اور جب ایک کشتی کانپور کے قریب آئی تو نانا کے آدمیون نے اسکو گرفتار کرلیا اور اس مین سے غریب بیکس آدمیون کو کھینچکر اور باندھکر نانا کے قدمون کے تلے لے گئے سب کے سامنے کل مرد سوا تین کے قتل ہوئے اور عورتون اور بچون کو بی بی گڈھ مین قیدیون کی مصیبت بڑھانے کے لیئے بھیجدیا۔ بس قیدخانہ مین قیدیون کا بڑا ہجوم ہوگیا کھانے کو دال چپاتی ملنے لگی جب انسے یہہ نہ کھائی گئی تو گوشت جسکی قیمت دال کے برابر ہوتی ملنے لگا۔ خاکروب قیدیون کو کھانا کھلاتے۔ غرض انکی مصیبت قابل برداشت نہ تھی۔ ہیضہ اور اسہال قیدیون مین شروع ہوا انسے وہ مرنے شروع ہوئے

پھر عورتون کی بہہ تذلیل کی گئی کہ نانا کے گھر مین دو دو کرکے چکی پیسنے کے لیے بلائی گئین۔ ایک مرہٹے کے گھر کے صحن مین فرمان روالیون کی عورتون کے چکی پیسنے نے قومی ذلت کو اپنی حد پر پہنچا دیا۔ ان عورتون کو چکی پیسنے مین بہہ غنیمت تھا کہ وہ کچھ آٹا اپنے بھوکے بچون کے لیے بی بی گڈھ مین لے جاتی تھین بی بی گڈھ نانا کے مکان کے قریب تھا جس مین اسکے گانے ناچنے کی آوازین و مشعلون کی روشنیان آتی تھین اسکے گھر کے نیچے ایک دشمن نہایت ضعیف تھا جسپر چڑھ بے مزاحمت ہوسکتا تھا اور وہ آسانی سے غارت ہوسکتا تھا لیکن ایک دوسرا دشمن الہ آباد سے چلا آتا تھا جسکی نسبت بہہ مشہور تھا کہ وہ ہر شخص کو مارتا چلا آتا ہے اسے لڑنا مشکل تھا۔ بہت سی سوار اور پیدل اور توپخانے بھیجے گئے کہ وہ جاکر انگریزون سے جو بڑھے چلے آتے ہین لڑین ابھی نصف جولائی نہین ختم ہوا تھا کہ خبر آئی کہ انکو شکست فاش ہیولوک صاحب نے دیدی صاحب ممدوح کی نوجوانی کی امیدین پوری اور جوانی کی دعائین قبول ہوئین کہ وہ سپاہ کے سالار بننے کے لیے زندہ رہے اور فتح حاصل کرکے اپنے نام سے مراسلہ بھیجا ✦

# باب سوم

## سفر کانپور کی طرف

جب جنرل ہیولوک کو کانپور کی حقیقت حال پر اطلاع ہوئی تو انہون نے رینالڈ کی سپاہ کو لوہنگا مین ٹھیر جانے کا حکم بھیجا اور کلکتہ سر پیٹرک گرینٹ کو بہہ تار بھیجا کہ کانپور ہمارے ہاتھ تلے سے نکل گیا وہ مراسلت کی لاین مین ایک بڑا مقام تھا اور وہان سے لکھنؤ مین امداد ہوسکتی تھی۔ موسم ایسا ہے کہ نہایت مشکل ہے کہ متقاطع راہون مین لڑائیان ہوسکین اسواسطے میرا بہہ اول فرض ہے کہ کانپور پر قبضہ کرلین جسکے پورا کرنے مین اپنی سب طرح کی کوشش کرونگا مین ٹرنک روڈ پر سفر فوراً اسیوقت کرونگا کہ چودہ سو برٹش پیدل اور چھ توپون کا توپخانہ باسازو سامان میرے پاس آجائیگا۔ لفٹنٹ کرنیل نیل جنکے اوصاف کی مین پوری تعریف نہین کرسکتا وہ میرے پیچھے ایک ادر کوملہ کے ساتھ جب سب سامان سفر درست ہوجائیگا روانہ ہونگے قلعہ سنا سب ہاتھون کے حوالے کیا جائیگا

۷ جولائی ۱۸۵۷ء الہ آباد سے سفر

ہیولوک صاحب کا ارادہ تھا کہ ۴ - جولائی کو سفر کرین - لیکن سامان سفر مہیا نہ ہوسکا اس لیئے
۷ - جولائی کو سفر شروع ہوا - بڑا کام کرنا تھا اسکے لیئے یہہ لشکر تھوڑا تھا ایک ہزار یوروپین پیدل
تھے جنمین بعض ریکروٹ تھے ایک سو بیس بریزیڈ کے سکھ تھے اور ایک توپخانہ چھ توپون کا
تھا اور گھوڑے سوار وولنٹیر تھے جنمین اٹھارہ صاحب شمشیر تھے مگر انمین سے ہر ایک ایسا لائق
تھا کہ پانچ پانچ سپاہیون کے برابر تھا اکثر انمین باغی سپاہ کے نوجوان ملیٹری افسر اور بند کچہریون کے
سول افسر تھے - جنرل ہیولوک صاحب کی بڑی خوش نصیبی یہہ تھی کہ انکے ساتھ بڑے بڑے
دلاور افسر لفٹنٹ کرنیل فریزر ٹیٹلر صاحب کوارٹر ماسٹر جنرل اور کپتان سٹورٹ صاحب
ایڈجوٹنٹ جنرل تھے انکی برابر لائق اور افسر نہ تھے -

۷ - ۱۲ جولائی ۱۸۵۷ء کا سفر

جب جرنیل ہیولوک کے برگیڈ نے الہ آباد سے دوپہر سفر کیا ہے تو موسلا دھار مینہہ برسنا
شروع ہوا جسنے سفر کرنا مشکل کر دیا اس دن زیادہ سفر نہین ہوسکا بہت سے سپاہی ایسے تھے
کہ انکو اسطرح سفر کرنے کی عادت نہین تھی وہ پیچھے رہ گئے انکے پاؤن دکھنے لگے مگر ہیولوک
صاحب نے آگے سفر کیا کانپور سے باغیون کی سپاہ انسے لڑنے کے لیئے چلی آتی تھی اس لیئے
انکو اس سفر کی ضرورت بڑہتی جاتی تھی - ۱۱ - ۱۲ جولائی کو جنرل ہیولوک کی سپاہ رینالڈ کی
سپاہ سے جا ملی - سپاہیون کو آپس مین ملنے کی بڑی خوشی ہوئی - بلندہ مین فتح پور سے چار میل
لشکر کا قیام ہوا -

۱۲ جولائی ۱۸۵۷ء فتحپور کی لڑائی

سپاہ تھکی ہوئی تھی اسکے پاؤن دکھ گئے تھے ہیولوک صاحب اسکو آرام دینا ضروری جانتے
تھے جیسے وہ پھر تازہ دم ہو بس سپاہ ہتھیار کھول کے اپنے صبح کے کھانے کے لئے تیار
ہورہی تھی کہ جنرل کے پاؤن کے قریب ایک گولہ آنکر پڑا کرنیل ٹیٹلر صاحب دشمن کا مقام دیکھنے
گئے بعض جاسوس انکو ملے جنہون نے ہنری لارنس کا پرچہ لکھا ہوا دیا کہ لکھنو مین باغی جمع
ہین بس سب سپاہ حاضری کو چھوڑ چھاڑ میدان جنگ مین گئی دشمن نے بھی یہہ جانکر کہ انگریزی
سپاہ ہاری تھکی ہوئی آئی ہے اسپر جلد حملہ کرنا چاہا - لڑائی ہوئی نانا کی عمدہ سپاہ جو پہلی کامیابیون پر
پھولی ہوئی تھی شکاری کتون کی طرح لپک کر آئی مگر انگریزی سپاہ کی بندوقون اور توپون کے
گولون کے آگے نہ ٹھیر سکی اپنی توپین چھوڑ کر بھاگی اور انگریزون کو پوری فتحیابی حاصل ہوئی -

پہلی لڑائی مین باغیون کا سارا غرور ڈھ گیا اس اول فتح نمایان کی خبر سننے سے انگریزون کے ہر بنگلہ و ہر کوٹھی مین خوشی ہوئی جنرل نے سپاہیون اور افسرون کا اور زیادہ تر خدا کا شکر ادا کیا۔ اور انگلستان مین جب خبر پہنچی تو ہیولوک کا نام اسکے تمام کوچہ و بازارون کے گوشون اور سراۓ میں پوردُبر لکھا گیا۔

فتح پور مین ہیولوک صاحب کی اول فتح تھی اسی شب کو انہون نے اپنی بی بی کو یہہ چٹھی لکھی "کہ اپنے سکول کے چھوڑنے کے بعد مین بار بار جو دعائین مانگتا تھا وہ آج پوری ہوئین کہ مین اس لڑائی مین فتحیاب ہوا جسکا مین ہیرلٹ نکر تھا۔ دشمن نے بڑے کیمپ پر حملہ کیا ہم اسے لڑے اور دس منٹ مین لڑائی کا فیصلہ ہو گیا۔ ہیودہ شیخ نہین مارتا۔ خدا تعالے کا شکر بھیجتا ہون جسنے مجھے فتحیاب کیا مین نے چار گھنٹے مین گیارہ توپین چھین لین اور دشمن کی کل سپاہ کو برباد کر دیا"

اس لڑائی کی نسبت تانتیا ٹوپی کا بیان جو سب سے زیادہ معتبر ہے یہہ ہے کہ سپاہ چاہتی تھی کہ فتحپور نانا اسکے ہمراہ جائے مگر اسنے انکار کر دیا اور یہہ کہا کہ مین اور نانا دونو کانپور مین رہین گے اور اسکا ایجنٹ جوالا پرشاد لشکر کے ہمراہ فتحپور جائیگا مگر دوسرے رسالہ کا صوبہ دار اسکے ہمراہ ہو گیا اور اسوقت الہ آباد کا مولوی لیاقت علی بھی ناناکے گروہ سے آن ملا تھا" ایک گواہ کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ ٹیکا سنگھ جنرل اور الہ آباد کا مولوی اور جوالا پرشاد اس لشکر کو میدان جنگ مین لڑا رہے تھے۔

فتح پور مین خزانہ پر پہرہ چھٹی رجمنٹ کے ساٹھ ستر سپاہیون کا تھا۔ مئی کے آخر مین ۵۶ وین رجمنٹ کا بڑا حصہ مع دوسرے رسالہ کے بعض سوارون کے فتحپور مین باندہ کا خزانہ لایا اور الہ آباد کے پاس سے گذرا بغاوت کی کوئی بڑی علامت ظاہر نہ تھی سارے کام سرکاری بدستور ہورہے تھے مسٹر روبرٹ ٹیوڈور ٹکر صاحب جج تھے جو سچے عیسائی اور پکے مسیحی تھے۔ انہون نے فتحپور کے دروازہ پر چار پتھر کے مینار کھڑے کیئے تھے اور انپر سے دو پر احکام عشرہ اور دو پر عقائد مسیحیہ کندہ کرائے تھے تاکہ ہندوؤن مسلمانون کو مذہب عیسائی کے عقائد سے اطلاع ہو جائے۔ انہون نے لوگون کے عیسائی بنانے مین کوشش کی اور کسی نے انکو ستایا نہین انکی مہربانی اور فیاضی ایسی تھی کہ سب قسم کے آدمی انکو عزیز رکھتے تھے اور غریب پرور

جانتے تھے وہ محتاجون اور بیمارون کے مائی باپ تھے وہ اس بات سے بڑے خوش تھے کہ انکے بی بی بچے اس مصیبت کے زمانہ مین ولایت مین تھے وہ تنہا تھے۔

۹۔جون کو یہان الہ آباد اور کانپور سے باغیون نے آنکر ایک طوفان برپا کیا۔ ہندو مسلمان دونو انگریزون سے لڑنے کو کھڑے ہوئے۔ مسلمانون نے زیادہ شورش مچائی۔ سپاہیون سوارون نے تمام اضلاع مین دند مچائی۔ مسلمانون نے شہر کے وسط مین سازش کی۔ خزانہ لوٹا گیا۔ جیلخانہ توڑا گیا۔ کچہریان و سرکاری مکانات اور دفتر کے کاغذات جلائے گئے تمام انتظام جاتا رہا پولس باغیون سے مل گیا تمام یوروپین افسر بھاگ کر باندہ مین چلے گئے اور سلامت رہے لیکن ٹکر صاحب اپنی جگہہ پر قائم رہے انہون نے اپنی جان جانے کی کچھ پروا نہین کی جب تک انکے دم مین دم رہا وہ اپنی گورنمنٹ کے لیئے جان قربان کرنیکو فرض سمجھا کیئے اگرچہ انکے بھائی ہنری ٹکر کمشنر بنارس تو سوار ہنٹر کے کوئی اور ہتھیار نہین رکھتے تھے مگر ان پاس گولی بندوق تھی وہ مسلح ہوکر گھوڑے پر سوار ہوئے اور چند سوار اردلی مین انکے پیچھے ہوئے چند باغیون کو بازار مین انہون نے مارا اور خود زخمی ہوئے۔ وہ اپنی کچہری کی چھت پر تھے کہ باغیون نے ان پر حملہ کیا انہون نے اپنی بندوق کو بار بار بھر کر ان حملہ آورون کو مارا اور بعد اسکے خود قتل ہو گئے وہ اپنی بہادری کی یاد چھوڑ گئے ہندوستانیون مین اب تک ذکر ہوتا ہے کہ اپنی گورنمنٹ کے جان نثار دلاور ایسے ہوتے ہین جیسے کہ ٹکر صاحب تھے انکے مارنے والون بدمعاشون کو جب ہندوؤن نے لعنت ملامت کی کہ کیسے غریب پرور جج کو تم نے مار ڈالا تو انکو بھی انہون نے مار ڈالا غرض یہہ شہر باغی اور خونی تھا اسلیئے جب وہ فتح ہوا تو اسکے لوٹنے کا حکم دیا گیا انتقام لینے کا وقت آگیا تھا۔

دوسرون سپاہ نے بعد فتح کے آرام لیا جو ضروری تھا اور ان توپون و میگزین کو غارت کیا جسکے ساتھ لیجانے کے لیئے بیل گاڑیان موجود نہ تھین۔ ۱۴۔جولائی کو سپاہ نے پھر سفر کیا اور کیمپ مین پہنچکر آسانی سے نیٹو انفنٹری رسالہ سے گھوڑے اور ہتھیار لے لیئے جنہون نے فتحپور مین دشمنون کے مقابلہ مین بداطواری کی تھی اسکے سوار انہون نے یہہ کوشش کی تھی کہ ہیولوک کے بیرتل کے جانورون کو ہنکا دین انکے گھوڑے والنٹیرون کو دیئے گئے۔

۱۴-جولائی نیٹو رسالہ سے ہتھیار لینا

۱۵ جولائی کو اونگ کا جھگڑا

۱۵- جولائی کو انکو پھر دشمنون کے مقابلہ مین آنا پڑا جنہون نے اونگ کے گاؤن مین مقام کیا تھا وہ انگریزی سپاہ کے مقابلہ مین نہ ٹھیر سکے سارے اپنے خیمے ڈیرے توپین اور سامان چھوڑ کر بھاگ گئے مگر انگریزون کا نقصان عظیم یہہ ہوا کہ انکا بڑا بہادر افسر میجر رے ناڈ سخت زخمی ہوا اس گاؤن اونگ سے چند میل کے فاصلہ پر پانڈو ندی تھی جو برسات کے سبب سے طغیانی پر آگئی تھی اسکا ایک پل تھا اگر اسکو دشمن غارت کردیتے تو لشکر کا ندی پار جانا بڑا مشکل ہوجاتا وہ اسکو غارت کرنے کو تھے کہ دو گھنٹے سفر کرکے انگریزی لشکر نے دشمنون کو جا لیا جسکے پاس کانپور سے تازی کمک آگئی تھی انگریزی سپاہ نے پل کو نہ توڑنے دیا اور انکو مارکر بڑی ہزیمت دی اور پل کے پار اتر گئی اور بہت دشمنون کو ہلاک کیا۔

آخری قتل عام

۱۵- جولائی کو نانا نے سنا کہ ہیولوک صاحب کا لشکر پانڈو ندی سے پار اتر آیا ہے اور اسکی راجدھانی کی طرف جلد جلد سفر کر رہا ہے۔ بالارا و بازو مین زخم لیکر میدان جنگ سے آیا اور نانا پاس شکست کی خبر لایا تو پیشوا نے جانا کہ اب پیشوائی کے تھوڑے دن رہ گئے ہین۔ اب صلاح و مشورہ کیا گیا کہ کیا کرنا چاہیئے۔ صلاح کارون مین اختلاف آرا ہوا کہ بھٹور مین قیام رکھین یا فتحگڈہ کے باغیون کو ساتھ لیکر کانپور کی سڑک پر دشمنون سے لڑین۔ آخر کو دوسری بات ٹھیری کہ ہیولوک صاحب لشکر کی پیشقدمی کو مقابلہ کرکے روکنا چاہیئے۔ یہہ یقین کیا گیا تھا کہ ہیولوک صاحب جو لشکر کو جلدی جلدی بڑہائے لیئے آتا ہے اسکا مقصود یہہ ہے کہ اپنے قیدیون کو چھٹائے اور جب وہ سن لیگا کہ کل قیدی مارے گئے تو وہ الٹا چلا جائیگا اسلیئے سیاہ دل نانا نے حکم دیا کہ بی بی گڈھ مین عورتون اور بچون کا قتل عام کیا جائے۔ ان قیدیون مین چار پانچ مرد تھے وہ قیدخانہ سے بلاکر نانا کے روبرو قتل کیئے گئے پھر سپاہیون کو حکم ہوا کہ وہ عورتون اور بچون کو جاکر قتل کرین۔ سپاہیون کے دل مین اپنے سپاہی پنے کا خیال آیا کہ انہون اس کام کے کرنے کو اپنی شان سے بعید جانا انہون نے کمرون کی چھت مین گولیان مارین عورتین بچے جلدی مارے جائین اسلیئے بازار سے قسائی بلائے گئے مسلمان قسائیون نے اور نانا کے پہرہ کے ہندو سپاہیون نے اندر جاکر تلوارون اور چھرون سے بھیڑون کی طرح عورتون اور بچون کو ذبح کیا۔۔

رات بھر مردے اور بسمل پڑے رہے صبح کو وہ پاس کے ایک کنوے مین ڈال دیے گئے بعض بچے زندہ بچ رہے تھے وہ اس کنوے کے گرد پھرتے تھے مگر ظالمون نے انکو بھی زندہ نہین چھوڑا۔ اس ظلم و ستم نے انگریزون کے دلون مین وہ انتقام کا جوش پیدا کیا کہ وہ برسون مین جاکر فرو ہوا اب کسی عورت کی عصمت بگاڑی نہین گئی۔ کوئی قیدی اسطرح نہین مارا گیا کہ اسکے اعضا کی قطع و برید ہوئی ہو۔

نانا اور اسکے دوستون نے یہہ مہا پاپ کرکے ۱۶ جولائی کی صبح کو پانچ ہزار سپاہ پیدل سوار توپخانہ لیکر کانپور کے جنوب مین قیام کیا اور بڑی دانائی سے اپنے مورچے جمائے۔ ہیولوک صاحب اور اسکے لشکر کو یہہ خبر نہ تھی کہ قیدی قید حیات سے رہا ہوگئے ہین وہ جلدی جلدی سفر اس لئے کرتے آئے کہ قیدیون کو رہا کرین گے۔ دوپہر کو جنرل صاحب کو دشمن کا مقام معلوم ہوا طرفین سے لشکر آرائی ہوئی اور خوب خوب لڑائیان ہوئین ہر دفعہ انگریزی لشکر نے باغیون کو شکست دی اور وہ منتشر ہوکر مفرور ہوگئے۔ باغیون نے لڑنے مین اپنے سب ہنر دکھائے مگر وہ انگریزون کے آگے کچھ کام نہ آئے۔

دوسرے روز صبح کو چھاونی پر دو میل سفر کرکے قبضہ کر لیا۔ ہیولوک صاحب کے جاسوسون نے آنکر خبر دی کہ جن قیدیون کے چھڑانے کی امید تھی اب انکو قدرت بشری چھڑا نہین سکتی غرض اس صبح کی خبر نے کل کی فتح کی خوشی کو مکدر کر دیا۔ دشمنون نے اپنے مقام کو خالی کیا اور میگزین کو اڑا دیا جسے ایک زلزلہ کی کیفیت انگریزی لشکر کو معلوم ہوئی۔ اب کانپور مین انگریزی لشکر کا پھریرا پھر لہرانے لگا۔ جنرل نے لشکر کا شکر ادا کیا کہ ساتوین اور سولہوین تاریخون کے درمیان اس گرمی اور دھوپ اور سخت موسم مین ۱۲۶ میل سفر کیا اور چار دفعہ لڑائیان لڑین جو استقلال اور جوانمردی لشکر نے دکھائی اس سے زیادہ کبھی نہین دیکھی۔

جب لشکر انگریزی کانپور مین پہنچا تو اسنے شراب پی کر مستانہ نوشی اختیار کی اسکو کانپور کوچہ و بازار مین شراب بہت سی مل گئی جو انگریزون کی دوکانون اور کوٹھیون سے لوٹ کر بدمعاشون نے اپنے گھر مین بھر رکھی تھی ہیولوک صاحب نے وہی ترکیب اختیار کی جو نیل صاحب نے الہ آباد مین اختیار کی تھی کہ کمسریٹ نے اس شراب کو مول لے لیا جسکی نسبت جنرل ہیولاک نے کمانڈر انچیف کو

لکھا کہ اگر یہہ شراب سپاہیون کے پاس رہتی تو آدھے سپاہی بدست ہوتے اور آدھی انکے سنبھالنے مین رہتے اسطرح میرے کیمپ مین ایک سپاہی کام کے لیئے نہ رہتا۔

# باب چہارم

## کانپور پر دوبارہ قبضہ

### ۱۶-۱۸ جولائی سپاہیون کی حالت

انگلش سپاہی کبھی متحمل نہین ہوتا جب اس مین خون اوپر اور شراب نیچے ہوتی ہے تو جو اسکو رستہ مین ملتا ہے اسکے لیئے وہ خوفناک ہوتا ہے۔ جب وہ عیسائی دشمن سے بھی حق لڑائی لڑتا ہے تو ایسے اوقات اور موسم ہوتے ہین جس مین اسکی عقل اور کونشنس کی قوتون پر اسکی قوت بہیمی غالب ہوتی ہے۔ گھر اور مذہب کے لیئے بہادرمعززانہ مقابلہ کرنے مین سپاہیون کے جذبات نفسانی ایسے جوش مین آتے ہین کہ وہ نہ عورت پر نہ بچے پر رحم کرتے ہین اور کسی ارتکاب گناہ سے باز نہین رہتے جیساکہ ہیولوک کی پلٹنون مین کانپور کی طرف سفر کرنے مین لڑنے والے سپاہیون کو اشتعال طبع کے پیدا ہونے نے سنگدل بنایا ہے ایسا کبھی اور نہین بنایا انکے دل مین جو طیش و غضب تھا وہ بیجا نہ تھا اسلیئے اسکی تہ مین بے انتہا شفقت و رافت عورتون اور بچون پر تھی جو نہایت بُری طرح ذبح ہوئے تھے اور ظالمون پر جنہون نے یہہ جرم و گناہ کیئے تھے انسے نفرت و ہیبت تھی اسلیئے انکو جو غصہ آیا وہ ان کا اچھا کام تھا۔ کانپور کے غمناک حادثہ نے دور کے ملکون مین ایک مدت کے بعد انگریزون کے دلون مین قومی عداوت کو اکسایا یہان تو وہ اپنی آنکھون کے سامنے قسائی پن دیکھتے تھے اور قسائیون کے ہاتھ ابھی خون مین بھرے ہوئے تھے اور ذبح کرنے کی شہادتین موجود تھین جو آنکھون کو دکھائی دیتی تھین اور بڑی دہشتناک مفہوم ہوتی تھین۔ سپاہی چھاونی مین گئے وہان وہ متحیر و متعجب ہوئے وہ بی بی گڈھ مین گئے جسکو دیکھ کر وہ کپ کپائے اور روئے ان باتون نے معتدل سپاہیون کو بھی دیوانہ بنادیا کہ انہون نے خوفناک انتقام لیا۔

کانپور پر دوبارہ قبضہ کرنے کی ابتدا کے دلون مین سپاہیون نے زیادتیان کین جوان سے

کہین زیادہ ہین جو لکھنے مین آئی ہین تو بھی مورخ کا یہہ فرض ہے کہ حالات موجودہ پر نظر کرکے انکی خطاؤن کو تخفیف کی نظر سے دیکھے۔ نہ شہر مین نہ چھاونی مین کوئی ایسا دشمن تھا جسپر ملیٹری معنی دشمن کے صادق آئین۔ ناناکی سپاہ بازسپاہ شکستہ ہوکر پراگندہ ہوگئی تھی اور کوئی اچھی طرح نہین جانتا تھا کہ کہان گئی مگر یہہ دن ایسے تھے کہ کل قومین دشمن معلوم ہوتی تھین اور کل شہر مجرم تھا جو انگریزون کے خون سے آلودہ ہورہا تھا۔ اگر ہیولوک کے لڑنے والے ایسی حالت مین کہ عورتون وبچون کا قتل گاہ مین خون تازہ پڑا دیکھتے تھے ہریک ہندوستانی کو اس ملعون جگہہ کے آس پاس دیکھکر اسکو بے عزتی کے ساتھ ناناکا وابستہ سمجھکر قتل کرڈالتے تو وہ کوئی شرمناک کام نہین تھا۔ سرکاری تحریرات سے معلوم ہوتا ہے کہ کانپور مین جو تعزیرات کا بار رکھا گیا تھا وہ گران نہ تھا خدا جانتا ہے کہ سپاہیون کے دل مین کیا تھا اور وہ کیا کرتے انکے کمانڈر کے ہاتھ نے انکو روکا شہر کے آدمی یقین کرتے تھے کہ سزا ہمکو یقینی ملیگی۔ جب انگریز یہان آئے تو انکے کیمپ مین بہت تھوڑے آدمی نباتات وپھول بیچنے کے لیئے آئے۔ شہر کے بہت آدمی بھاگکر ایسے دہات مین چلے گئے تھے کہ جہان سے اودھ مین چلے جانا آسان ہو جنمین سے بعض مفرور اپنے جرمون سے آگاہ تھے انکی سزا کے خوف سے بہت سے اپنی جان بچانے کے لیئے بھاگ گئے تھے۔ انگریزی سپاہ چارون طرف لوٹتی پھرتی تھی۔ سکھون کا تو لوٹ مار پیشہ ہی ہے وہ بڑے شوق سے اس کام مین سرگرم تھے زیادہ تر مال تو لوٹ مین وہی ہاتھ لگا جو انگریزون کا لٹیرے لوٹ کرلے گئے تھے اب پھر وہ اسی قوم کو ملگیا جو اسکے اصلی مالک تھے۔ مگر یہہ کام ہیولوک کی آنکھون کو پاک نہین معلوم ہوتا تھا وہ اس کے برخلاف ہمیشہ استقلال کے ساتھ رہے۔ انہون نے یہہ حکم جاری کیا کہ اس کیمپ مین غارتگری مردود ناناکی تھوڑے دنون کی اتفاقیہ فتحیابی کی بدنظمیون سے بڑھ گئی ہے ایک پرووسٹ مارشل یعنی ایسا حاکم جو سپاہیون کو غارتگری سے باز رکھے مقرر کیا اور اسکو یہہ ہدایتین کین کہ اگر کوئی برٹش لوٹے تو اسکو وردی پہنی ہوئی حالت مین پھانسی دیجائے۔ یہہ کوئی خالی دھمکی نہین تھی اس حکم سے کمانڈنگ افسر بڑے متنبہ ہوئے۔ ایک زمانہ مین کانپور کے انتقام لینے کے لیئے خونریزی کی کہانیان بڑے مبالغہ کے ساتھ

مشہور ہوئین۔ انگلو انڈین اور یوروپ کے اخبارون مین لکھا گیا کہ کانپور مین دس ہزار آدمی
قتل کئے گئے۔ اس مین حد سے زیادہ مبالغہ ہے اتنے آدمی مارے نہین گئے تھے جتنے
وہ مشہور ہوئے۔ یہہ مبالغے اسلیئے کئے جاتے تھے کہ جس سے معلوم ہو انگریز بڑا تشدد کرتے ہین
یا انتقام بڑا لیا جاتا ہے۔

ہیضہ اور تفکرات

فتح کی خوشی ہی نہ تھی بلکہ اسکے ساتھ بہت سے ترددات و تفکرات بھی لگے ہوئے تھے
کہ ہیضہ و اسہال کے امراض بھی کیمپ مین پھیلے ہوئے تھے۔ ایک بڑا دلاور رے ناڈ
زخمی پڑا تھا دوسرا جوانمرد ہیٹ سن وبا مین مبتلا تھا دونو کی مدد کرنی قدرت بشری سے
باہر تھی۔ دشمن کے مقام مین بڑا شبہہ تھا کہ وہ کہان ہے اگرچہ ہیولوک کا کالم بڑا قوی
زبردست تھا مگر تعداد کے اعتبار سے ضعیف تھا یہہ خبر آئی کہ نانا کا لشکر بٹھور مین ہے
اسنے پانچ ہزار بندوقین اور تلوارین اور دس توپین جمع کین ہین۔ غالباً اسنے اپنے مقام کو
ایسا مستحکم کر لیا ہوگا کہ انگریزون کا ہلکا توپخانہ کچھ اثر نہ کر سکے۔ یہہ سب باتین ایسی تھین کہ
جس سے ہیولوک صاحب کا دل بجھا جاتا تھا لیکن بعنایت ایزدی یہہ ترددات تھوڑی دیر مین
رفع دفع ہوگئے جن سے جنرل کا دل بیٹھا جاتا تھا پھر انکا عزم پژمردہ شگفتہ ہوا اور انھون نے
کہا کہ اگر بدترین حالت سے بدترین حالت بھی ہوگی تو بھی ہم شمشیر بدست جان دینگے۔

نانا کی حالت

حقیقت مین نانا کو ہیولوک نے ایسی شکست فاش ۱۶ کو دی تھی کہ وہ اپنی شکستہ حال
پلٹنون کو میدان جنگ مین انگریزون کے مقابلہ مین نہین لا سکتا تھا۔ لڑائی کے بعد چند سوارون
کے ساتھ یہہ سرگشتہ و برگشتہ مرہٹہ بٹھور مین گیا اسکا گھوڑا جھاگون مین نہا رہا تھا۔ جن
لوگون سے راہ مین ملتا تھا انسے کہتا جاتا تھا کہ فرنگی تقریباً سب غارت ہوگئے اور ان مین
چند جو باقی ہین انکے سرون کے لیئے مین نے انعام مقرر کیا ہے مگر جھوٹ کے پاؤن نہین ہوتے
یہہ فکر پڑی کہ انگلش کے تعاقب سے کسی طرح پیچھا چھٹائیے۔ جب وہ بٹھور مین پہنچا تو اسنے
دیکھا کہ بازی بالکل ہر گئی اسکے نوکرون نے جلدی سے بھاگنا شروع کیا بہت سے اس کو
شکست پر لعنت ملامت کرتے تھے۔ سب کے سب اپنی تنخواہ کا تقاضا کرتے تھے اس خوف زدہ
کو یاد انتقام جو اپنے پیچھے لگی ہوئی زیادہ معلوم ہوئی اب اپنی حفاظت کے لیئے اسکو یہہ سوجھی

کہ اسنے اپنی بیوی بچون کو جمع کیا اور رات کو کشتی مین سوار کیا کہ گنگا مین چلا کر فتح گڈھ مین پہنچ جائے
اور راہ مین اپنے گنگا باشی ہونے کا اعلان کیا اور گنگا مین ڈوبنے کی یہہ علامت مقرر کی کہ
جب کشتی پر روشنی بجھ جائے تو یہہ جاننا چاہئے کہ مین نے خودکشی کی۔ مگر اسکا ارادہ خودکشی کا
دراصل نہ تھا۔ جب کشتی کی روشنی بجھی تو گنگا کے کنارہ پر برہمن بیٹھے تھے انہون نے رونا پیٹنا شروع کیا انکو
یقین تھا کہ نانا مر گیا۔ مگر وہ اندھیرے مین گنگا کی دوسری طرف اترا۔

اس اثناء مین ہیولوک صاحب یہہ خیال کرکے کہ دشمنون کا لشکر جرار اسکے مقام پر حملہ کرنے کے
لئے آئیگا نواب گنج کی طرف گیا تا کہ گرینڈ ٹرنک روڈ کی لین کی حفاظت کرے اس مین یہ حکمت تھی
کہ لشکر شراب سے دور ہو جائے جس سے ڈسپلن مین جو فتور آرہا تھا وہ دور ہو۔ جنگی انتظام یہ ہو رہا
تھا کہ سول افسر مسٹر شرر صاحب کوتوالی مین گئے اور شہر مین انہون نے ڈھنڈورا پٹوایا کہ اب پھر امن و
عافیت کا زمانہ آیا۔ کوتوالی مین بہت سے آدمی ان پاس جمع ہوئے اور انگریزون کے پھر آنے کی
خوشی ظاہر کی۔ اس خوشی کے ظاہر کرنے مین مکاری نہ تھی اسلیئے انگریزون کے چلے جانے سے
اہل تجارت کے تو سارے کاروبار بند ہو گئے تھے اور اہل شہر کی جان مال ناموس سب معرض
خطر مین تھین ایسے زمانے مین تو صرف بدمعاش لچون کی بن آئی تھی اور باقی سب کی جان عذاب مین تھی

میجر سٹیفن سن صاحب تھوڑی سپاہ کے ساتھ بٹھور مین بھیجے گئے وہان کوئی دشمن نظر نہ آیا۔
نانا کا محل مسمار کیا گیا اسکے مکانات مین انگریزی اسباب لوٹ کا بھرا ہوا تھا۔ نانا زیورات و زر جواہرات
اپنے ساتھ لے گیا یا کہین چھپا گیا تھا جنکا پتا اب اس سبب سے نہین لگ سکتا تھا کہ اسکے مکانات
ڈھئے ہوئے پڑے تھے۔ اگر ڈھانے سے پہلے تلاشی کی جاتی تو شاید وہ مل جاتے۔

اب پیشوا کے خاندان کا ایک رکن نانا نراین راو باقی تھا جسکو نانا نے قید کیا تھا اسی نے جرنیل پاس
اول خبر بھیجی تھی کہ بٹھور خالی ہے آپ تشریف لائیے اسلیئے جرنل اسپر عنایت بہت احتیاط کے
ساتھ کرتا تھا۔

کرنیل نیل نے قلعہ الہ آباد اور شہر کی محافظت کا خوب بندوبست کرکے کانپور کی طرف سفر کیا۔
۱۵- جولائی کو کمانڈر انچیف کا ان پاس تار آیا کہ ہیولوک صاحب کو فتح پور کے سامنے فتح ہوئی
لیکن ہیولوک صاحب کی صحت اچھی نہین ہے اسلیئے اگر وہ کسی سبب سے اپنی خدمت و کام کے لائق

نہ رہے تو تم اسکی جگہہ کام کرنا اور تم کو درجہ برگیڈیر جنرل کا دیا جاتا ہے وہ الہ آباد سے چلکر ۳۰- کو کانپور مین پہنچے ایک دوست کی معرفت ہیولوک صاحب نے نیل صاحب کو کہلا بھیجا کہ اب مجھے اور تمہین آپس مین ایک دوسرے کو سمجھنا چاہیئے کہ تم کو جب تک تم یہان ہو کوئی اختیار و اقتدار نہین ہے تمکو چاہیئے کہ ایک حکم بھی جاری نہین کرو-

نیل صاحب لکھتے ہین کہ جب مین کانپور مین آیا تو اول مین بی بی گڈھ مین آیا تو اس مین لیڈیون اور بچون کے کپڑے اور جوتیان خون آلودہ اور انکی چوٹیان بکھی ہوئی پڑی تھین جس کمرہ مین سب اکھٹے کرکے قتل ہوئے تھے اسکا فرش خون مین تر بتر تھا کوئی اس کو دیکھہ کر اپنی فیلنگس کو قابو مین نہین رکھہ سکتا جو شخص اس قتل سے تعلق رکھتا ہو اسپر کون رحم کرسکتا ہے ؟ اول کا ظلم آخر کو رحم ہوجاتا ہے مین یہہ چاہتا ہون کہ ہندوستانیون کو ایسی سخت سزا دون کہ وہ بھی یاد رکھین کہ ایسی کا موکا یہہ نتیجہ ہوتا ہے مین نے ۲۵- جولائی ۱۸۵۷ع کو حکم دیا ہے کہ گورے اس کنوئے کو قبر کی صورت بنادین جس مین بد ذات نانا نے انگریزون کی لاشین ڈلوائی ہین- جس گھر مین وہ قتل ہوئے ہین اور وہ انکے خون مین بھرا ہوا ہے اسکو انکے ملک کے آدمی صاف نہین کرین گے- بلکہ مین نے یہ ارادہ مصمم کرلیا ہے کہ ہر بیگناہ کے خون کے دھبے کو وہ لچے بدمعاش صاف کرین جنکو پھانسی کا حکم دیا گیا ہو وہ ایک پہرہ کے اندر اس مکان مین آئین اور ان دھبون کے ایک حصہ کو صاف کرین اگر اسکے صاف کرنے مین عذر کرین تو بیت لگائے جائین اور اسکے بعد انکو فوراً پھانسی دیجائے- اول مجرم چھٹی رجمنٹ کا ایک صوبہ دار اونچی جات کا برہمن بڑا موٹا تازہ وحشی پکڑا آیا اسکے ہاتھہ مین بھنگی کی جھاڑو بھنگی نے دی اور اسکو حکم ہوا کہ مکان مین وہ جھاڑو دے اسنے نصف مربع فیٹ صاف کیا تھا کہ اسنے اس کام پر کچھہ اعتراض کیا لیکن جب وہ تازیانہ کے نیچے آیا تو پھر اسنے حکم مانا اور سب مکان اسنے صاف کیا تو پھر اسکو پھانسی دیگئی اسکی لاش سڑک کے اندر دفن کی گئی- کچھہ دنون بعد سول کورٹ کا ایک مسلمان ملازم جو بڑا بدمعاش تھا پکڑا گیا اسنے کچھہ اس کام مین اعتراض کیا تو اسکو بیت لگائے گئے اور خون کے دھبے اسکی زبان سے چٹوا کے صاف کرائے گئے اور پھانسی دیگئی- اگرچہ یہہ عجیب قانون تھا مگر موقع و وقت کے لیئے نہایت موزون تھا جبتک سارا کمرہ اسطرح بالکل صاف نہین ہوجائیگا مین اپنے حکم نہین بدلونگا خدا میری

مدد کریگا۔ خدا کی انگلی اس کام مین ہے ایسے وقت مین بڑے بڑے رحمدل عاقلون مین
حق و ناحق مین فرق کرنے کے لیئے قوت تمیز باقی نہین رہتی۔ بڑے بڑے عقلمند انگریز
یہہ اپنا فرض سمجھتے تھے کہ رحم کو اپنے سے دور رکھین جیسے یہہ جرائم مستثنی الصورت کے
ہین ایسی ہی انکی سزا بھی مستثنے الصورت کی ہونی چاہیئے انکی دلیل یہہ تھی کہ جیسے قتل کے مختلف
درجے ہوتے ہین ایسے ہی انکی سزا کے مختلف درجے ہونے چاہئین۔ کرنیل جان نکلسن
جیسے عاقل شجاع کی یہہ راے تھی کہ ایک ایکٹ پاس ہو جس مین موت کی سزا طرح طرح کی تکلیفات
دیکر دی جائے انہون نے مئی کے آخر مین اڈورڈس صاحب کو لکھا کہ ایک بل پیش کرین
جسمین عورتون اور بچون کے قاتلون کو موت کی سزا اسطرح دیجائے کہ مجرم کی زندہ کھال
اتاری جائے۔ سولی دی جائے۔ زندہ جلایا جائے۔ غرض ایسے قانون جاری کرانے
کے لیئے بڑی کوشش کی اور اسکی دلیل بیان کی۔ اس طرح سزا دینا ہندوستانیون مین مروج ہے
بائبل مین لکھا ہے کہ جرمون کے متناسب "تازیانہ زنی ہوگی۔ پس اگر پھانسی ایسے شریر
قاتلون کے لیئے کافی ہے تو وہ معمولی باغیون کے لئے سخت سزا ہوگی۔ پھانسی نہایت
آسان موت ہے جیسے کہ چوری و جعل سازی اور جرمون کی مختلف طرح کی سزا ہوتی تو پھر قتل کے
واسطے کیون نہ مختلف طرح کی سزا ہو۔ عیسائی مذہب کے رحم نے ایسا قانون نہین جاری ہونے
دیا۔ مگر نیل صاحب نے جسطرح عورتون اور بچون کے قاتلون کو سزا دی اسکو حق جانا۔ خدا کا
حکم نہین ہے کہ قاتلون کی جان چھوڑدو انکی جان لینا خدا کا حکم ہے۔
انگلش جنرلون کے سامنے جو بڑے بڑے کام پیش تھے اسکا یہہ خفیف حصہ تھا کہ دشمنونکو
سزا دی گئی بے شک انکا کام بچانا تھا نہ غارت کرنا۔ ہیولوک صاحب نے اپنی سپاہ کے دلین
یہہ خیال پیدا کیا کہ لشکرکشی شروع ہوئی ہے۔ لکھنؤ جو کھون مین پڑا ہے دہلی بغاوت کا مرکز و آب ہے
آگرہ کا گھرا ہوا ہے انہون نے نیل صاحب کو لکھا کہ جسوقت تم مجھ سے ملجاؤگے تو مین خدا تعالے کے
فضل و کرم سے دشمنون کو وہ صدمہ پہنچاؤنگا جسکی سارے ہندوستان مین دھوم ہوجائیگی"
اب انہون نے گنگا کے پار سپاہ کو ساتھ لیکر اودھ مین جانے کی تیاریان کین۔
جنرل ہیولوک صاحب نے اپنی سپاہ کے صرف تین سو سپاہی کانپور کی محافظت کے واسطے نیل صاحب

پاس چھوڑے اور گنگا کے کنارہ پر مناسب مقام مین ایک حصار دو سو گز طول مین اور سو گز عرض مین
بنایا اس حصار کو ہندوستانی مزدورون نے بنایا تھا وہ خاطر خواہ مزدوری لینے کی طمع سے
بہت جمع ہوگئے تھے ہر شام کو انکو باقاعدہ مزدوری ملتی تھی - ہزارون ہندوستانی خدمت
کرنے کو موجود تھے انکو اسکی پروا نہ تھی کہ کسکی گورنمنٹ ہے کسکو غلبہ ہے وہ تو اپنے کھانے پینے
کو اور اپنی آسائش و آرام کو جانتے تھے - غیر آئینی سپاہ کے موقوف شدہ سپاہی جن ہتھیار
لے لیے گئے تھے وہ بھی حصار مین کام کرتے تھے - اور اپنی مزدوری خاطر خواہ لیتے تھے -

نیل صاحب جب کانپور مین آئے تو انہون نے دیکھا کہ حصار کا کام بڑی تیزی اور سرعت سے
ہو رہا ہے اگرچہ انکی سپاہیانہ آنکھ مین اس مین کچھ نقص نظر آئے مگر وہ اسکا علاج نہین کرسکتے
تھے انہون نے سب طرح سے یہان کی محافظت کا انتظام کرلیا -

گنگا کا پرانا کشتیون کا پل تو غارت ہوگیا تھا دخانی جہاز جو الہ آباد سے سپاہ لایا تھا وہ
کشتیون کے جمع کرنے کے لئے کام مین لایا گیا - ملاح اس خوف کے سبب سے کہ کشتیون مین انگریز
قتل ہوئے تھے دور دور بھاگ گئے انکا جمع کرنا بڑا مشکل کام تھا جب انکو روپیہ کا لالچ اور معافی
قصور کا یقین دلایا گیا تو وہ جمع ہوئے تو ہیولوک صاحب کے لشکر نے گنگا سے عبور کیا -

بہت انگریز یہہ یقین کرتے تھے کہ لکھنؤ کانپور سے تھوڑے فاصلہ پر ہی ہیولاک کا لشکر
آسانی سے اسکو فتح کریگا یہان فاصلہ تھوڑا تھا مگر سارا ملک اودھ بگڑا ہوا تھا اور ہتھیار لیئے
ہوئے لڑنے کو موجود تھا - یہہ ملک سرکاری عملداری مین الحاق کیا گیا تھا ساری جماعتین جو
ذی رعب اور صاحب جاہ تھین وہ غصہ مین بھری ہوئی لڑنے کو تیار بیٹھی تھین شاہ اودھ
کی پرانی سپاہ موقوف شدہ اور معزول تعلقہ دارون کی سپاہ اس گورنمنٹ سے جسنے انکے ملک مین
ملا دیا تھا جنگ کرنے کو آمادہ تھین اسکے علاوہ ملک اودھ تو کل سپاہ بنگال کی جنم بھوم تھی ہر گاؤن
مین و قریہ مین سپاہی اور اسکے کنبے کے آدمی رہتے تھے جو انگریزون سے لڑنے کو تیار تھے -

سر ہنری لارنس ایک تھوڑی سی جگہہ مین غیر آئینی سپاہ لیئے ہوئے چھاؤنیون کی پلٹنون سے لڑنے
کے لیے مستعد تھے - لیکن یہہ غیر آئینی سپاہ بھی آئینی سپاہ کی بھائی بند تھی انپر اعتماد کرنا دھوکہ مین
آنا تھا کمپنی کا بڑا اقبال تنزل پر تھا دوستون نے اسکو یہہ سمجھ کر چھوڑ دیا تھا کہ اب وہ کمزور ضعیف ہے

۱۹-۲۲-۲۳ جولائی دریائے گنگا سے عبور کیا

اودھ کی حالت

انگلش سپاہیون کی شجاعت وبہادری اور انگلش سربرآوردہ افسرون کی دانائی وفرزانگی کے سوا اور آسرا نہ تھا اسوقت جو اودھ کی حالت تھی اسکی نسبت گبنس صاحب نائب کمشنر اودھ اپنے ایک خط مین لارڈ کیننگ کو یہہ لکھتے ہین"۔اس صوبہ اودھ کے ہر چھاونی مین سپاہ نے بغاوت کی تمام اضلاع مین اندھیر ہو رہا ہے تعلقہ دار اپنی دہات سابقہ پر از راہ زبردستی قبضہ کر رہے ہین جو انکا مقابلہ کرتا ہے اسکے گاؤن کو جلاتے ہین اور اسکے باشندون کو قتل کرتے ہین انکے آپس کے پرانے بغض وکینے ازسرنو زندہ ہوگئے ہین اور وہ سارے ملک مین کم وبیش آپس مین توپون اور بندوقون اور اور ہتھیارون سے لڑتے ہین ہر ضلع کے سول کے حاکمونکو بمجبوری اپنا صدر مقام چھوڑنا پڑا سب تھانے وتحصیلین برباد ہوگئین کسی طرح کی بدنظمی اور بدعملی کی مزاحمت نہین ہوسکتی۔اگر باغی چلے جاتے تو سول کے حکام جاکر پھر انتظام کرلیتے مگر باغی گئے نہین صوبہ مین منڈلارہے ہین کہ لکھنؤ پر حملہ کرنے کا موقع ملے۔مجھے یقین ہے کہ وہ لکھنؤ کو کبھی نہین لے سکینگے خودہی گداز ہوجائینگے۔بالفعل صوبہ اودھ کی چھاونیون اور ضلعون کی کیفیت ہے۔خیرآباد کی قسمت مین سیتاپور ومحمدی وملاؤن بالکل چھوڑدیئے گئے ہین۔شاہجہان پور اور محمدی مین انگریزون کا ہولناک قتل عام ہوا ہے۔باغیون کی سپاہ مین سے اہم دین ہندوستانی پیدل رجمنٹ اور دسوان اودھ کا غیرآئینی رسالہ اور گیارہ سو سپاہی جو اودھ کی غیرآئینی سپاہ مین باقی تھے مین اور پولس کی سپاہ یہہ سب لکھنؤ سے چالیس میل کے فاصلہ پر محمود آباد مین موجود ہین جو تعلقہ دار کو اغوا کررہی ہے کہ وہ انکی سازش مین شریک ہون وہ روز گھٹتے جاتے ہین۔قسمت لکھنؤ (لکھنؤ۔اناؤ۔دریاباد) مین لکھنؤ کے گرداگرد آٹھ میل مین کل اودھ کے اندر ہمارا انتظام وبندوبست ہے۔ہمارے پاس دو مقام ریسیڈنسی اور مچھی بھون ہین علاوہ اسکے ایک بدنصیب پورب مین سپاہ چھاونی مین ہے مچھی بھون کے سر پر تو اہل شہر سوار ہین شہر کے آدمی بھی جانتے ہین اور انجنیرون نے بھی کہدیا ہے کہ یہہ مقام استوار ومستحکم نہین ہے اگر اسکا محاصرہ ہوگا تو وہ اڑجائیگا۔ریسیڈنسی مین عمارتون کے مستحکم واستوار کرنے کا بڑا انتظام کیا گیا ہے جس مین میری کوٹھی اور اور مکانات ہین اپنی مدت تک محافظت کرسکتے ہین۔دریاباد مین پانچوین اودھ کے غیرآئینی باغی رجمنٹ ہے مگر اسکی تعداد بہت کم ہوگئی ہے وہ قسم کے پندرھوین رسالہ سے اور آٹھوین غیرآئینی پیدلون کی رجمنٹ سے جو

سلطان پور سے آئی ہے مل گئے ہین - بہرائچ کی قسمت مین دوسری و تیسری اودھ کی غیر آئینی پلٹنین اور تلاوہ کا توپخانہ اور سوسوار باغی ہین ابھی انہون نے گھاگرا سے عبور نہین کیا ہے وہ انتظار مین بیٹھے ہین فیض آباد کی قسمت سب سے زیادہ ہولناک ہے ۲۲ وین ہندوستانی پیدل رجمنٹ اور اعظم گڈھ کی ۱۷ وین رجمنٹ اور چھٹی اودھ کی غیر آئینی پیدل رجمنٹ اور اودھ کے سوارون کا ایک حصہ اور ل کا توپخانہ یہہ سب باغی جمع ہین اودھ کا پندرھوان رسالہ کانپور کی طرف گیا ہے - سلطان پور مین سپاہ نے آگ لگائی اور وہان سے چلی آئی بہت سے یوروپین قتل ہوئے - سلونی مین یوروپین کی جانین بچ گئین -

ملک کا یہہ حال تھا مگر سب جگہہ یوروپین کی بڑی خاطر جمعی یہہ تھی کہ سر ہنری لارنس انکے لیئے طاقت و قوت کا حصن حصین ہے آخر جون کو چنہٹ مین انگریزون کو بڑی شکست فاش ہوئی تھی ساری جولائی مین لکھنؤ کا محاصرہ رہا - کانپور کی فتح مین جنرل ہیولوک کو اس خبر کے سننے سے نہایت دل مین رنج والم ہوا کہ لکھنؤ کے محاصرہ مین اول سر ہنری لارنس کی قربانی ہوئی وہ جنرل کے قدیمی دوست تھے انکے مرنے سے جو نقصان ہوا اسکو جنرل صاحب ہی خوب سمجھتے تھے -

ملک کے عام حالات

بالائے ہند کے بہت سے حصون سے بڑی خبرین کانپور کے حاکمون کے پاس آ رہی تھین ایسی مصیبت اور آفت پر آفت پے درپے جلد جلد آ رہی تھین کہ انپر حیرت ہوتی تھی تقریباً ہر روز بغاوت و قتل عام کی ایک نئی حکایت سنی جاتی تھی نئی فہرست مقتول مردون اور عورتون بچون کی آتی تھی بعض حکایات بڑی ہولناک ہوتی تھین اور بعض فہرستین بہ نسبت اورون کے بڑی لمبی ہوتی تھین - اگرچہ حکایتین غم افزا تھین مگر انکے ساتھ یہہ بھی کہنے مین آتا تھا کہ بہت سے نامرد ظالمون کے مقابلہ مین چند بہادر دلاور انگریزون نے اپنی خوب مردانگی و فرزانگی دکھائی - کانپور کے مقابلہ کے مین اور سب جگہہ کم مصائب ہوتے تھے - جھانسی مین جسکے ملک کو لارڈ ڈلہوزی نے صلبی بیٹے نہ ہونے کے سبب سے الحاق کیا تھا - بڑا مفسدہ برپا ہوا - جسکی سرغنہ وہان کی رانی تھی جسنے بہت سے انگریزون کی جانون کو فنا کیا - تقریباً تمام بندیل کھنڈ انگریزون کے برخلاف اپنے ہتھیار اٹھائے ہوئے تھا - سیندھیا اور ہولکر کے سپاہیون نے جو بغاوت کی وہ سرکار کمپنی کی پوربی سپاہ سے آن ملی - یہان کے رئیسون کے

ملک مین بہت سے انگریز مارے گئے لیکن انکے درباریون نے کوئی ابتک بغاوت کی بات نہین
ظاہر کی تھی ۔ روہیلکھنڈ مین صرف سپاہی باغی نہ تھے بلکہ رعایا بھی سرکش تھی ۔ مسلمانون نے اپنی
فرمان روائی کا اشتہار دیا اور خان بہادر خان کو بادشاہ کی طرف سے نائب سلطنت مانا ۔
ہانسی حصار نے انگریزون کو سخت دل فگار بنایا ۔ پنجاب مین اگرچہ معلوم ہوتا تھا کہ طوفان بغاوت
کو انگریز فرو کر رہے ہین مگر اسکا اثر نہین سکتے تھے ۔ بنگال کی رجمنٹین بغاوتین کرتی تھین اور
دہلی کی باغیون کی سپاہ مین ملکر اسکی طغیانی کو بڑھاتی جاتی تھین ۔ دہلی کے فتح ہونے کی جھوٹی
افواہین اڑاتی تھین مگر ہفتون پر ہفتے گذرتے تھے کہ وہ فتح نہ ہوتی تھی اس مین بہادر شاہ
کی فرمان روائی تھی جس کے پاس چارون طرف سے ناخوانده سپاہین اور سرکش آدمی جمع ہوتے
جاتے تھے ۔ آگرہ مین جو ممالک مغربی کا دار الحکومت تھا ماہ مئی مین امان رہا مگر جون مین نیمچ و
نصیر آباد باغی رجمنٹون نے آکر اسپر حملہ کیا ۔ لفٹنٹ گورنر اور سب افسر قلعہ مین بند بیٹھے تھے
کل ممالک شمالی مغربی کے اضلاع مین کہین کچھ انتظام نہ تھا ۔ جولائی کے اول ہفتے مین سپریم
گورنمنٹ کو یقین تھا کہ اسوقت ممالک مغربی و شمالی ہماری حکومت کے تلے سے نکل گئے کل سارا
انتظام جو انگریزون نے کیا تھا وہ انکے قدمون کے تلے ریزه ریزه ہوگیا ۔ سرکار کو اس سے
کچھ دلجمعی تھی کہ مدراس اور بمبئی کے سپاہیون نے بغاوت نہین اختیار کی تھی صرف ایک
رجمنٹ نے بغاوت کی دکن مین ریاست عظیم نظام کی تھی جسکے وزیر سالار جنگ نے اپنی عقل
کامل سے کسی طرح کا فساد نہین ہونے دیا ۔ راجپوتانہ مین کسی راجہ و رئیس نے بغاوت نہین
کی مگر وہ دہلی کی طرف دیکھ رہا تھا کہ کیا ہوتا ہے ۔ نیپال انگریزون کا دوست تھا وہ ہر طرح کی
کمک اور امداد کرنے کو تیار تھا مگر اس سے مدد کا خواستگار ہونا انگریزون کے ضعف کی
نشانی ہوتی ۔ غرض اسوقت انگریز چارون طرف نظر اٹھا کے دیکھتے تھے کہین اطمینان خاطر
نظر نہین آتا تھا ۔

۲۵ ۔ جولائی کو جنرل ہیولوک نے مع اپنی تھوڑی سی سپاہ کے گنگا سے عبور کیا ۔ کل سپاہ
مین پندره سو سپاہی تھے اور دس توپین تھین جنکا سامان پورا نہ تھا اور توپچی کم تھے اور ساٹھ سوار
و ولنٹیر تھے ۔ غرض یہہ برگیڈ چھوٹا تھا اور اسکے آگے کام بڑا تھا ۔ ۱۲ و ۲۸ جولائی کے درمیان

جو ہفتہ تھا اس مین جنرل ہیولوک کو پورے حالات معلوم ہوئے ۱۶ - جولائی کو منگلوار مین لشکر کا قیام ہوا۔ جولائی کا مہینہ برسات کا تھا اس مین مینہ موسلا دھار برستے تھے - لشکر گاہ مین ہیضہ نے قدم رکھا سپہ سالار کو سوار لکھنؤ کے بچانے کی امید کے کسی اور خیال سے خوشی نہین ہوتی تھی ان کے چارون طرف باغی سپاہیون اور مسلح سرکش رعایا کا ہجوم تھا یہہ انگریزون ہی کا کام تھا کہ وہ اپنے سے اسقدر زیادہ دشمنون سے مقابلہ کرتے تھے -

# حصہ ششم - پنجاب و دھلی

## مئی - جولائی ۱۸۵۷ء

## باب اول

## پہلی لڑائیان پنجاب مین

### پنجاب کی حالت ماہ مئی مین

لارڈ کیننگ کو بڑے خوف اور دہشتین یہہ تھین کہ ممالک زیرین مین انگریزی عملداری کی خبر اس سبب سے نہین معلوم ہوتی کہ وہ یورپین سپاہ سے خالی ہے مگر انکو پنجاب مین انگریزی عملداری کے لیئے ان خوفون سے بالکل مختلف قسم کے اندیشے و فکر لگے ہوئے تھے - اضلاع زیرین مین تو انکو ہندوستانی سپاہ کے بغض و عداوت کا خوف لگا ہوا تھا مگر پنجاب مین پنجابیون کی طرف سے اندیشہ تھا سکھون کے سارے ملک مین یورپی رجمنٹین پھیلی ہوئی تھین لیکن اس مین یورپین سپاہ بھی بہ نسبت اور صوبون کے زیادہ تھی - پنجاب کی سرحد کی محافظت کے لیئے یورپین سپاہ کے رکھنے کی زیادہ ضرورت تھی - اگرچہ یہان بھی اسکی تعداد بمقابلہ ہندوستانی سپاہ کے کم تھی سات برس ہوئے تھے کہ مہاراجہ رنجیت کی مملکت انگریزی جوے کے تلے آ گئی تھی - اب انگریزی سپاہ نے اس سلطنت کو پامال کیا تھا اور پنجاب کی خالصہ سپاہ کا ستیاناس ملایا تھا اس لیئے اندیشہ تھا کہ وہ کہین پھر از سر نو سکھون کی سلطنت کو نہ قائم کرے - انگریزون کے ہاتھ سے پنجاب کے سردارون نے بڑے بڑے نقصان اٹھائے تھے وہ کیون انگریزون کے ساتھ بر سر مصالحت رہین گے ہ بیکن کے یہہ الفاظ قلیل جنین معانی جلیل تھے انگریز بھولے نہ تھے کہ کوئی جسقدر

شکستین دیتا ہے اسی قدر گزندرسانی کے لیے رائین ہوتی ہین!! اسکے سوا اور بہت سے
خوف و دہشت کے مخازن تھے ۔ سپاہ جسکے ہتھیار لیکر موقوف کیا تھا وہ ایک طوفان برپا کرسکتی
تھی بیکن ہی کا یہہ قول تھا کہ فصیل دار شہر بیگزین اسلحہ اور ہتھیارون اور سامان حرب وضرب سے
بھرے ہوئے ۔ نیک نسل کے گھوڑے جنگی رتھین ۔ ہاتھی ۔ توپ خانے اور اسی قسم کی چیزین
شیر کی کھال اوڑھے ہوئے ایک بھیڑ ہی وہان آدمی چاہئین کہ جنکی طبیعت و سرشت قوی و
جنگجو ہو ۔ بس سکھون کی سرشت اور طبیعت قوی و جنگجو تھی ۔ سکھون نے انگریزون کے ساتھ
لڑنے مین اپنی بہادری ایسی دکھائی تھی کہ ہارڈنگ اور گاف جیسے دلاور و بہادر ششدر رہ گئے تھے
چیلیان والا مین انگریزون کے ڈریگنس کو انہون نے بھیڑون کی طرح آگے رکھ لیا تھا ۔
اب پنجابیون کے خوف کے سوا سرحدی قومون کا اندیشہ لگا ہوا تھا اگر وہ سکھون سے متحد المطلب
ہوکر ملجاتین تو پنجاب سے انگریزون کو نکال دیتین ۔ اسوقت دوست محمد خان سے مصالحت
تھی ۔ بارہ لاکھ روپیہ سالانہ سرکار اسکو دیتی تھی اس روپیہ کی طمع نے اسکی کینہ توزی کو دبائے
رکھا وہ باغیون کا طرفدار نہین ہوا انگریزون کا دوست رہا ۔
یہہ باتین جو اوپر بیان ہوئین وہ پنجاب مین انگریزون کے حق مین مضر تھین مگر یہہ باتین مفید
تھین کہ پنجاب کی آبادی مختلف قسمون کی تھی ان مین آپس مین قومی اور مذہبی ایسا بڑا اختلاف
تھا کہ ان مین اتفاق و اجتماع جو کمزور کو بھی زورآور بنا دیتے ہین نہین پیدا ہو سکتے تھے ۔ اگرچہ
انگریزی عملداری کے اور حصون مین اختلاف مذہبی تھا مگر بہت دنون تک آپس مین رہنے سے
مسلمانون مین دامن چولی کا ساتھ تھا ۔ لیکن پنجاب مین مسلمانون اور سکھون کے درمیان بڑا
افتراق تھا اور یہہ دونو سکھ اور پنجابی مسلمان ہندوستانیون سے جدا تھے ۔ سکھون کو دہلی کے
بادشاہ کے ساتھ کوئی ہمدردی نہ تھی کہ پرانی دار السلطنت مین اسکی بادشاہی کا اعلان ہوا ہے ۔
اور بالائے ہند مین غالباً پھر مسلمانون کی سلطنت چلیگی ۔ سکھون مین یہہ پہلے سے پیشین گوئی چلی
آتی تھی کہ وہ کسی کلون دہلی کو لوٹین گے ۔ اب موقع ملا کہ وہ فرنگیون کے ساتھ ہوکر اپنی پیشین گوئی کو
پورا کرین ۔ ایک یہہ بھی انگریزون کی دل جمعی تھی کہ پنجاب کے آدمیون سے ہتھیار لے لئے گو وہ پوری
طرح سے نہین لیئے گئے تھے اب بھی زمین مین مدفون اور مخفی مقامات مین چھپے ہوئے ہتھیار سے

[ مسلمانون مین ہندوپن اور ہندوؤن مین مسلمان پن آگیا تھا آپس مین ایسے گھل مل گئے تھے کہ ہندو

ہتھیار ہونگے - لیکن جب آدمی ہتھیار روز نہ چلاتا رہے تو اسکے ہاتھون مین ہتھیار کام نہین دیتے اسلیئے سپاہیون کی تعداد بہت کم ہوگئی تھی تلوار دن کالوہا بلون مین لگ گیا تھا اور سپاہی کسان ہوگئے تھے - رنجیت سنگھ مرگیا تھا انگریزی عملداری کے سبب سے ایسا امن وامان ہوگیا تھا کہ اسنے آدمیون کے سپاہیانہ عزم مین افسردگی و پژمردگی پیدا کردی تھی آرام سے رہنے کی ایسی عادت ہوگئی تھی کہ سپاہیانہ جفاکشی سے دل دور بھاگتا تھا اسکے سوا ممالک زیرین سے چیدہ چیدہ افسر بڑے لایق فائق پنجاب مین چلے گئے تھے - لارڈ ڈیل ہوزی نے پنجاب کو سارے دانشمند تجربہ کار افسرون سے بھر دیا تھا - جنکا افسر اعلے چیف کمشنر جان لارنس تھا جو غدر کی اول سہ ماہی مین اپنی باریک بین آنکھون سے سارے پنجاب کو دیکھ رہا تھا وہ خیبر کے ناریک دردن سے دہلی تک اپنے آہنی ہاتھون مین قبضہ کیئے ہوئے تھا وہ گورنر جنرل اور کمانڈر انچیف کے کامون کو ضرورت کی صورت مین بخوبی انجام دیتا تھا وہ ہر مہم کی تحریک و ہر فوج کشی کی ہدایت کرتا تھا - انکے بعد روبرٹ مونٹ گومری اور ڈونیلڈ میکلوڈ تھے پھر ان کے بعد تھورنٹن اور بارنس وریکٹس سول کے اعلے درجہ کی لیاقت کے حاکم تھے - ایڈورڈیس و نکلسن و میجر لیک و ٹیلر و چیمبر اور بہت سے اور افسر ملیٹری تھے جو رعایا کے دلون کو ہاتھ مین رکھتے تھے انہون نے رعایا کو سکھایا تھا کہ وہ انگریزون کی تعظیم کرین اور انسے محبت رکھین - جان لارنس نے بھی سپاہ مین بھرتی کرین - سر نیول چیمبرلین نے انکی سپہ سالاری کی - جو پہلے بیس لڑائیون مین انکی لشکر رہ چکے تھے انکی ماتحت نیچے کا ڈپلی اور اسی قسم کے اور اچھے سے اچھے افسر ایک لشکر کی برابر کام دیتا تھا - لارڈ کیننگ سے بہتر کوئی شخص اس بات کو نہین جانتا تھا کہ خاص ضعف سے سب کچھ جاتا رہتا ہے اور خاص طاقت سے سب کچھ حاصل ہوجاتا ہے - میرٹھ اور دہلی مین سب کچھ برباد ہوجاتا اگر لارڈ معتشم الیہ کو لارنس برادر انکے ماتحتون پر جنہون نے انکے ساتھ پنجاب مین کام کیا اعتماد و اعتقاد نہ ہوتا - واقعات سے یہہ اعتماد اور اعتقاد روز بروز بڑھتا گیا - اسوقت پنجاب مین اس سبب سے کہ انگریزی عملداری کی سرحد تھی دو قسم کی سپاہین کالی و گوری اتنی تھین کہ باقی پانچون صوبون مین نہ تھین - یوروپین سپاہ تخمیناً بارہ رجمنٹین یعنی گیارہ ہزار کے قریب قریب سپاہی تھا و ہندوستانی آئینی سپاہ ۳۶ ہزار گورون کی سپاہ سے سہ چند سے کچھ زائد اور پنجابی غیر آئینی سپاہ چودہ ہزار

لیٹین زبان کی ضرب المثل ہے جتنے غلام اتنے ہی دشمن یہہ مثل پوربی سپاہیون پر صادق آتی تھی اسکو گورنمنٹ نے بڑے لاڈ پیار سے پالا تھا۔

گرمی کی شدت کے سبب سر جان لارنس نے لاہور سے سفر کیا۔ برسون کی متواتر محنت نے انکے قدرتی تنومند جسم کو ناتوان کیا تھا ڈاکٹرون کی صلاح یہہ تھی کہ وہ اپنی صحت درست کرنے کے لئے ولایت جائین مگر انکو پنجاب سے ایسی الفت و محبت تھی کہ وہ ولایت تو نہ گئے مگر وہ مری مین جانے کا ارادہ کیا کہ جسم و روح مین توانائی پیدا کر کے بہت سے کام انجام دین وہ آدھا سفر کر کے راولپنڈی مین آئے۔ ۱۲ مئی کو وہ کرنیل اڈورڈ کو لکھتے ہین کہ مین بہت بیمار ہوگیا ہون اور لکھ نہین سکتا۔ شب گذشتہ کو مین نے اکونیٹ (ایک قسم کا زہریلا روغن) کی کنپٹی پر مالش کی تھی وہ بڑا مہلک زہر ہے رات کو اسکا اثر میری آنکھون پر ایسا ہوا کہ مجھے بہت کم دکھائی دیتا ہے اس حالت مین میرٹھ اور دلی کے حادثات کی خبرین جو ٹیلیگراف کے ذریعہ سے پنجاب مین آئی تھین ان پاس پہنچین اور اس اپنی علالت کی حالت مین بھی بہت جلد بستر سے اٹھے جیسے کوئی شخص بلندی پر چڑھ کر اپنے نیچے طرح طرح کی چیزین دیکھتا ہے اسطرح انہون نے سارے پنجاب پر نظر ڈوب سے دیکھا کہ پنجاب مین کیا ہو رہا ہے کل ملک مین اپنے نائبون پاس احکام جاری کیے اور اپنے ذہن عالی کو اپنے ماتحت صوبہ کی حد سے پرے بھی دوڑایا۔

چیف کمشنر کے بعد جیوڈیشل کمشنر کا درجہ ہوتا ہے۔ مسٹر روبرٹ مونٹ گومری صاحب تیس برس کے تجربہ کار سول افسر بنگال تھے۔ پنجاب مین جو نیا انتظام ہوا تھا اس مین وہ پنجاب کے چیف کمشنر کے ماتحت جیوڈیشل کمشنر مقرر ہوئے تھے وہ عمر بھر کے دوست جان لارنس کے تھے ان دونون کی طبیعتون مین شاہہت بہت تھی انکی طبیعت مین ظرافت تھی۔ نرم آواز سے مسکرا مسکرا کر باتین کرتے تھے جس سے یہہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ امن و عافیت کے وقت مین اپنی ذہانت کی روشنی دکھا سکتے ہین۔ مگر اب ایک بڑے موقع پر انہون نے اپنے مستقل ارادہ کو اور شجاعت و دلاوری کو ایسا دکھایا کہ یہہ معلوم ہوتا تھا کہ جن ظالمون نے انکی قوم پر ستم کیا ہے وہ انکے غرور ڈھانے اور انکے ہلاک کرنے مین پتھر سے زیادہ سخت اور فولاد سے زیادہ کٹھور تھے یہہ قوم کی بڑی خوش نصیبی تھی کہ وہ اس وقت مین لاہور کے اندر کارفرما تھے۔

اس نازک وقت کے کھلنے مین مسٹر مونٹ گومری سول سٹیشن مین پنجاب کی دارالسلطنت مین
تھے شہر لاہور مین مختلف طرح کی آبادی لاکھ آدمیون کے قریب تھی ان مین بہت سی جماعتین سکھون
اور مسلمانون کی تھین جو مادرزاد سپاہی تھے قلعہ شہر کی فصیل کے اندر تھا اس مین یوروپین رجنٹ
کی ایک کمپنی اور کچھ یوروپین توپخانہ اور نصف ہندوستانی پیدلون کی تھی - میان میر کی چھاونی
لاہور سے چھہ میل پر تھی اسمین تین پیدلون کی رجمنٹین اور ایک ہندوستانی سوارون کی رجمنٹ تھین اور گورون کی ۸۱ وین پیدل
رجمنٹ اور دو ترپ یوروپین توپخانہ کے غرض ہندوستانی سپاہ یوروپین سپاہ سے چوچند تھی -

سپاہ کی حالت میان میر مین

پیر کے روز ۱۱- مئی کو لاہور مین معلوم ہوا کہ میرٹھہ کی رجمنٹون نے بغاوت کی اور ۱۲- وین کی صبح کو یہہ خبر
آئی کہ دہلی پر باغیون کا قبضہ ہوگیا - مونٹ گومری صاحب ان خبرون کے معانی اپنی رائے رسا سے خوب
سمجھے اور تھوڑی دیر کے لئے متحیر رہے انکو یہہ بات صاف معلوم ہوئی کہ پنجاب کی سلامتی پر ساری سلطنت
کی سلامتی کا مدار ہے اگر پنجاب ہاتھ تلے سے نکل گیا تو کل بالائے ہند سے ہمارا قبضہ اٹھہ جائیگا
یہہ تحقیق تھا کہ دہلی کا بڑا میگزین ہمارے ہاتھ سے نکل گیا - اگر پنجاب کے اور اسکے متصل کے ملکون کے
میگزین چھن گئے تو ناممکن ہے کہ انگلش کی ہلکیسی سپالو کے ساتھہ بیان ہو سکے - آئینی سپاہ کی
رجمنٹون کی بغاوت کا اثر تمام غیر آئینی پلٹنون پر ہوگا اور پھر اسکے ساتھہ اور آدمی سرکشی اختیار کرین گے -
مگر یہہ صاف نہین معلوم ہوتا تھا کہ اس خرابی کے روکنے کا علاج کیا کیا جائے - صاحب ممدوح ہندوستانیون کی
سیرت وخصلت کو خوب سمجھتے تھے کہ سپاہی دشمن پر جیسے خوف کے سبب سے آمادہ ہوتے ہین ایسے ہی
کینے وبغض کے سبب سے - پس سلامت روی کا طریقہ یہہ ہے کہ سپاہ پر کوئی علامت اپنے شبہہ کی
نہ ظاہر ہو اور سب کام بدستور خاموشی کے ساتھہ کئے جائین مگر اسکے برخلاف اول صدمہ پہنچانے
مین بڑا فائدہ ہے جو فریق کارسازی مین اول ہوگا اسکے کامیاب ہونے کا دوچند احتمال ہے -

۱۱- و ۱۲- مئی اور سپاہ مین بدخواہی کے آثار

ابتک یہہ علم نہین ہوا تھا کہ پنجاب کے سپاہیون مین بغاوت کا عزم پیدا ہوا ہے یا نہین اس علم
حاصل کرنے کے واسطے مونٹ گومری صاحب کے کہنے سے رچرڈ لارنس پولس اور ٹھگی کے افسر اعلے
نے ٹھگی کے اوفس کے ہیڈ کلارک کو جو اودھہ کا رہنے والا برہمن تھا متعین کیا کہ وہ یہ دریافت
کرے کہ لاہور مین سپاہ کے کیا ارادے ہین - اس نمک حلال برہمن نے باوجودیکہ وہ سپاہ کا ہم وطن
وہم مذہب تھا مگر وہ برٹش گورنمنٹ کے نمک حرامون اور بدخواہون کے ساتھہ ذرا سی بھی ہمدردی

نہین رکھتا تھا - اسنے مخبری کے کام کو بڑی ایمانداری اور نمک حلالی کے ساتھ انجام دیا اور یہہ خبر لایا کہ میان میر مین سپاہ بغاوت پر آمادہ ہے وہ فساد سے بھری ہوئی ہے اور اپنے گلے پر ہاتھ رکھکر کہا کہ وہ اس کام کے لیئے تیار ہے اسے صاف ظاہر تھا کہ وہ بغاوت کرنے کے لیئے ممالک زیرین کی خبر کی منتظر تھی کہ میرٹھ اور دہلی مین جو اسکے بھائیون نے کیا ہے اسی کی تقلید وہ کرے -

بس اس بات کے معلوم ہوتے ہی مونٹ گومری صاحب نے انارکلی کے سول افسرون کو میکفرسن صاحب ملیٹری سکریٹری کے مکان پر بلایا مسٹر ڈونلڈ و میکلوئڈ و مسٹر ایجرٹن کرنیل ادم مینی مسٹر رہبرٹس اور کپتان میکفرسن و رچرڈ لارنس و ڈاکٹر جانسن صاحب اس کونسل مین آئے اور کونسل مین یہ قرار پایا کہ سپاہیون سے میگزین (گولی بارود) لے لیا جائے اور سپاہیون سے کہدینا چاہیئے کہ چکنے کارتوسون کے سبب سے ان کو خوف لگ رہا ہے اسلیئے انسے بالکل میگزین لے لیا جاتا ہے کہ کوئی بنا فساد و نہ رہے اسپر رچرڈ لارنس نے کہا کہ مین سپاہ سے بالکل ہتھیار لینا چاہتا ہون اسپر میکفرسن صاحب نے کہا کہ ملیٹری افسر غالباً اسکو پسند نہین کرینگے تو مونٹ گومری صاحب اور میکفرسن صاحب دونو چھاونی مین بریگیڈیر پاس گئے کہ ہندوستانی رجمنٹون سے بالکل میگزین لے لیا جائے اس باب مین حسب ضابطہ چیف کمشنر سے صلاح مشورہ کرنا چاہیئے مگر لاہور اور راولپنڈی کے درمیان تار مین خلل آجانے سے چیف کمشنر کے ساتھ مراسلت بند ہوگئی تھی اسلیئے اس کام کی ساری جوابدہی مونٹ گومری صاحب کے ذمے پر تھی اور انہون نے اسکو خوشی سے اپنے ذمے لیا -

میان میر کی چھاونی کے بریگیڈیر سٹورٹ کاربٹ صاحب تھے جو چالیس برس سے سرکار کمپنی کے ملازم تھے اس پیری مین جسمانی قوت کچھ کم ہوگئی تھی مگر عقلی قوت جوانی کی سی تھی - جب مونٹ گومری صاحب نے سارا حال بیان کیا اور سپاہ سے میگزین لینے کے لیئے کہا تو اول انہون نے اس مین کچھ تامل کیا مگر پھر شام کو انہون نے میکفرسن صاحب کو کہا کہ وہ سپاہ سے بالکل ہتھیار لے لیگا مونٹ گومری صاحب نے اسے منظور کر لیا -

یہہ بڑی بہادرانہ تدبیر جب ہی پوری ہوسکتی تھی کہ اس مین کسی طرح کا افشائے راز نہ ہو -

مونٹ گومری اور کاربٹ کو یقین تھا کہ ایک گوروں کی رجمنٹ اور گوروں کا توپخانہ ہندوستانی برگیڈ سے ہتھیار لے لینے کے لیئے کافی ہوگا اور زبردستی ان سے ہتھیار رکھوالیگا۔ صبح کو جنرل پریڈ کا حکم ہوا۔ شب کو چھاونی مین کرنیل پہنچے اور ۸۱ وین پلٹن کے افسرون کو چھاونی کے افسرون نے ایک بال دیا تھا تمام سپاہی دیکھ رہے تھے کہ انگلش کھانا کھا رہے ہین اور ناچ رہے ہین انکو سان گمان بھی نہ تھا کہ ہمارے افسر ہم پر بغاوت کا شبہ رکھتے ہین۔ اگر میان میر مین سپاہیون کا ارادہ انگریزون کے قتل کا ہوگا تو وہ جانتے ہونگے کہ ہماری قربانیان کیسی بے خبر ہین کہ ناچ رنگ مین مشغول ہین اور وہ قربان ہونے کی خبر نہین رکھتے۔ بال مین جو انگریز راز سے واقف تھے وہ جانتے تھے کہ کل صبح کو موت کا مقابلہ کرنا ہے انکو یہہ رقص رقص بسمل معلوم ہوتا ہوگا۔

۱۳ مئی کو سپاہیون سے ہتھیار لینا

جب سحر کی تاریکی دور ہوئی اور میان میر پلٹن کی روشنی چمکی برگیڈ پریڈ کی زمین پر جمع ہوا کوئی نئی بات سوا اسکے پریڈ پر نہ تھی کہ سول افسر انارکلی کے مونٹ گومری صاحب رابرٹس صاحب اور اور صاحب گھوڑون پر سوار موجود تھے سپاہیون کو جو حکم دیا گیا اسکی انہون نے اطاعت کی رجمنٹین پیوستہ صف بستہ کھڑی کی گئین توپخانہ اور ۸۱ وین گورہ رجمنٹ کے سپاہی ڈھائی سو سے زیادہ نہ تھے وہ سوارون کے رسالہ کے بائین طرف تھا داہنی طرف تھے اور ہندوستانی رجمنٹین قلب مین تھین۔ گورے کالون مین ایسے معلوم ہوتے تھے کہ جیسے سیاہ خطون کے درمیان سفید نقطے کہین کہین لگا دیئے جائین۔ ہر سپاہ کے سر پر آواز بلند گورنمنٹ کا حکم بارک پور کی پلٹن سے ہتھیار لینے کا پڑھا گیا اسکے بعد اصل کام شروع ہوا۔ ہندوستانی اور گورون کی رجمنٹ پلٹن کو ایسا حکم دیا گیا کہ وہ دونو آمنے سامنے آگئین۔ انکے پیچھے گورے توپون کو بھر رہے تھے جو ہندوستانی رجمنٹون کو دکھائی نہین دیتی تھین۔ ۲۶۔ رجمنٹ کے ایڈجیوٹنٹ موکرٹا صاحب نے جو ہندوستانی زبان خوب بول سکتے تھے سپاہیون کی طرف یون مخاطب ہوئے کہ بغاوت کا عزم اور رجمنٹون مین ظاہر ہوا ہے جسکے سبب سے بہت سے عمدہ سپاہی تباہ و برباد ہوئے ہین یہہ بہتر معلوم ہوتا ہے کہ میان میر کی ممتاز رجمنٹین جنہون نے سرکار کمپنی کی بڑی عمدہ خدمتین کی ہین وہ بغاوت کی ترغیبون سے اپنے تئین اسطرح دور رکھین کہ وہ سب آلات گزند رسانی ہم کو حوالہ کر دین پس تم کو حکم دیا جاتا ہے کہ ہتھیار رکھ دو جس وقت کہ ہندوستانی سپاہ کو

ہتھیار رکھنے کا حکم دیا گیا تو انہوں نے دیکھا کہ گوروں کا توپخانہ انکے سامنے تیار کھڑا ہے اور روشن
فلیتے توپچیوں کے ہاتھوں مین ہین اور اسی وقت کرنیل رینی نے ۸۱ وین رجمنٹ کے گوروں کو
حکم دیا کہ بندوقین بھرو - بندوقوں کے گزوں کی جھنکار سنتے ہی سپاہیوں نے جانا کہ اب
ہتھیاروں کے دیدینے مین تامل کرنا جان کا کھونا ہے اسلیئے انہوں نے حکم کے موافق
ہتھیار رکھ دیئے اور سواروں نے بھی کرچین کرسے کھولکر رکھ دین - سپاہی حیران پریشان
اپنی لینیوں مین گئے اور انکے ہتھیار گاڑیوں مین لادے گئے - یہہ ایک بڑا کار عظیم بغیر کسی
قباحت کے نہایت سلیقہ مندی سے انجام ہوا اور صدمہ اول سے ایک جنگ مین فتحیابی
ہوئی - پنجاب مین یہہ فتح مونٹ گومری و کاربٹ و رینی نے حاصل کی -

انتظام قلعہ لاہور

اس صبح کا کل کام فقط یہی نہین تھا کہ سیان میر مین ایسی فتح کرے کہ جس مین خون کا ایک قطرہ
بھی نہین گرے اور گوروں نے اپنے سے ست گنے کالے سپاہیوں سے ہتھیار رکھوا لیئے
جب پریڈ سے فراغت ہوئی کہ ۸۱ وین گوروں کی رجمنٹ نے قلعہ کی طرف سفر کیا جب اس سفر کی
سپاہیوں کو خبر ہوئی تو انہوں نے جانا کہ ۱۵ - تاریخ کو جن کاموں کے کرنے کے لیئے ہم نے سازشین
کین تھین وہ کھل گئین اور شکار بالکل نکل گیا - کرنیل سمتھ مع تین کمپنیوں کے قلعہ مین آئے اور
سپاہیوں کو حکم دیا کہ اپنے ہتھیار حوالہ کرین - سپاہیوں نے یہہ سمجھکر کہ مقابلہ کرنا عبث ہے ہر ایک سپاہی نے
ہتھیار رکھ دیئے یہہ سپاہی سیان میر کی چھاونی مین بھیجے گئے جہان انہوں نے گوروں کے ہتھیاروں
کی چمک دمک کے سوا کچھ اور نہ دیکھا ہر مقام پر گوروں ہی کا پہرہ چوکی تھا ایسے انتظامات کیئے گئے کہ
انگلش بارکوں مین عورتین اور بچے بلا لیئے گئے کہ وہ محفوظ سلامت رہین اور سارے ملک مین پیغامات
بھیجے گئے کہ کیا کیا فساد انگریزوں کی جانوں کے لیئے برپا ہو رہے ہین -

بندوبست گوبند گڈھ اور امرتسر

لاہور سے تیس میل کے فاصلہ پر امرت سر مین قلعہ گوبند گڈھ ہے - یہہ شہر کا بڑا معبد ہے - پنجاب
مین کوئی شہر ایسا نہین جہان سکھوں پر گروؤں کا کہنا ایسا چلتا ہو جیسا کہ امرت سر مین - سب سے
زیادہ بغاوت کے ہونے کا احتمال اس شہر مین تھا ۱۲ - مئی کو مونٹ گومری صاحب نے امرت سر کے
ڈپٹی کمشنر کوپر صاحب کو لکھا کہ ٹیلیگرافوں سے جو ملفوف ہین معلوم ہوگا کہ ہمارا قتل کس طرح ہوا
اسلیئے آپ قلعہ گوبند گڈھ کی خبر رکھین - شہر کا سارا حال دریافت کرتے رہین اور سپاہیوں پر کوئی اپنا

ظاہر نہ کرین - کوپر صاحب اور میکناٹن صاحب اسسٹنٹ کمشنر دل گردہ کے آدمی تھے - امرتسر مین
یہہ افواہ تھی کہ گوبندگڈھ مین جو رجمنٹ ہے اسکی امداد کو سیالکوٹ سے وہ سپاہی آتے ہین جنسے
ہتھیار لے لیئے گئے ہین - قلعہ گوبندگڈھ مین ہندوستانی سپاہ زیادہ تھی صرف توپخانہ کی ایک
کمپنی ضعیف سی گورون کی تھی - چھاونی مین گورون کا گھوڑون کا توپخانہ تھا کپتان ڈاڈری اسکے
افسر تھے یہہ توپخانہ قلعہ مین آگیا تھا - کوپر صاحب کچھ غیر آئینی سوار اور وفادار سکھ لیکر قلعہ کے
دروازون کے سامنے مقیم ہوئے - میکناٹن صاحب لاہور کی سڑک پر گئے کہ دہاتیون کو اپنے
ساتھ لیکر باغیون کو امرتسر مین نہ آنے دین - اہل زراعت انگریزی عملداری مین بڑے
خوش حال ہو گئے تھے اسلیئے وہ انگریزون کے حامی و مددگار تھے اکثر یہہ کسان جفاکش جاٹ
تھے جو ہندوستانی سپاہ کے ساتھ کوئی ہمدردی نہین رکھتے تھے - ان پاس جو ہتھیار تھے
انکو لیکر انگریزون کی کمک کرنے کو جہان انکو وہ طلب کرین موجود تھے - غرض انہون نے لاہور سے
باغیون کو لاہور مین آنے نہین دیا - سب سے زیادہ خوف سڑک پر تھا ۸۱ وین رجمنٹ کی ایک
کمپنی تیس میل سفر کر کے قلعہ گوبندگڈھ مین داخل ہو گئی اور اسکو محفوظ کر لیا -

مونٹ گومری اور کارپٹ کی کوششون سے دو بڑے شہر لاہور اور امرتسر بے خوف و خطر
ہو گئے انہون نے سپاہیون کی سرکشی جس گھنٹے مین پیدا ہونے کو ہوئی اسکو ان ہی مقامات مین
مغلوب کر دیا جہان وہ اپنی قوت دکھاتی - بڑے بڑے شہرون اور ضلع خالون ہی پر مونٹ گمری صاحب
نے نہین خیال کیا - پنجاب کے سول کے اعلے افسرون کے پاس قاصد دوڑائے اور انہون نے حکم دیا
کہ اپنے ہان کے تمام خزانے پنجابی پولس کی حراست مین قریب کی فوجی چھاونیون مین پہنچا دین اور
ہندوستانی سپاہیون کے گاردون پر بھروسہ نکرین اور ہندوستانی سپاہیون کے خطوط کو
ڈاکخانہ مین روک لین منٹگومری صاحب کی یہہ دانائی تھی کہ وہ سب کو ہدایت کرتے تھے کہ خاموشی
اور اطمینان سے یہ کام کیا جائے خوف و اضطراب و اضطرار کی کوئی علامت نہ ظاہر کی جائے بلکہ
کام کے لیے مستعد رہنا چاہیئے اور جسطرح ہو سکے تمام اطراف سے معتبر خبرین دریافت کرنی
چاہئین دوسرے روز مجھے مطلع کرنا چاہیئے کہ اہل ضلع کے کیا خیالات ہین اس مشکل کام کے
کرنے مین مجھ کو آپ کی مستعدی پر اور رائے پر پورا بھروسہ ہے -

دو مقام فیروزپور و پھلور بڑے تھے جنکا محفوظ رکھنا ضرور تھا انمین سامان حرب وضرب بہت تھا ان دونو مقاموں مین ہندوستانی سپاہ زیادہ تھی اور گوروں کی سپاہ بہت تھوڑی پنجاب مین سب سے بڑا میگزین فیروزپور مین تھا اس مین دو ہندوستانی پیدلوں کی رجمنٹ اور ایک ہندوستانی سواروں کی رجمنٹ تھی اور ۶۱ وین رجمنٹ اور یوروپین توپخانے کی دو کمپنیاں تھین اور یہاں میرلشکر بریگیڈیر انس صاحب تھے ان پاس دہلی و میرٹھ و لاہور کے سپاہیوں کی خبرانکو آئی انہوں نے ۱۳ - کو پریڈ کی تو انکو سپاہیوں کے تیور بدلے ہوئے نظر آئے جس سے - معلوم ہوتا تھا کہ دال مین کچھ کالا کالا ہے سپاہ کو پریڈ پر سے رخصت کرکے انہوں نے جنگی کونسل منعقد کی اس مین بیان کیا گیا کہ سپاہ کے تیور بگڑے ہوئے ہین - یہہ صلاح نہین ٹھیری کہ سپاہ سے دفعتہً ہتھیار لے لیئے جاتے یہہ فیصلہ کیا کہ سپاہ کو جابجا تقسیم کرکے ان سے جدا جدا ہتھیار لینے چاہئین مگر اسپر عمل نہین کیا گیا کہ کار امروز را بر فردا مگزار - یہہ کام ایسا نہین تھا کہ کل پر چھوڑ دیا جاتا - آج ہی سپاہ پر ضرب لگانی چاہیئے تھی - رجمنٹوں کے جدا جدا میدانوں مین پریڈ ہوئی ، ۵۷ وین رجمنٹ نے فوراً حکم کی تعمیل کی لیکن ۴۵ وین رجمنٹ نے ہتھیار دینے مین ٹرپھس کی - اسکا ارادہ ہوا کہ میگزین پر قبضہ کیجے مگر اسکے محافظ ریڈ مونڈ کے یوروپین سپاہی تھے - سپاہیوں نے بہت سے زینے لگائے مگر گوروں نے اسکو میگزین کے اندر نہین داخل ہونے دیا - میگزین کے اندر اور باہر جو باغی تھے انمین سے اندر والوں سے ہتھیار لے لئے اور باہر والے بھگا دیئے مگر اس مین ریڈ مونڈ صاحب زخمی ہوئے - میگزین سطرح بچ گیا ۶۱ وین گوروں کی پلٹن کی تین کمپنیاں اس مین اور بڑھا دی گئین - مگر اس سبب سے کہ گوروں کی سپاہ جابجا تقسیم ہوگئی تھوڑے سے گوروں سے چھاونی کا بچانا مشکل ہوگیا بازار کے ہزارہا آدمی چھاونی کے لوٹنے پر ٹوٹ پڑے - انگریزوں کے سب بنگلوں مین آگ لگادی - افسروں کے اہل وعیال بارکوں محفوظ تھے - ۵۷ وین رجمنٹ نے تو اپنے ہتھیار رکھدیئے مگر ۴۵ وین رجمنٹ شرارت اور بغاوت پر آمادہ ہوئی - بریگیڈیر نے اسکو غارت کرنا چاہا - ان دونو پلٹنوں کے میگزینوں مین آگ لگاکر ہوا مین اڑا دیا -

اب ۴۵ وین رجمنٹ کو سوا اسکے کوئی چارہ نہ تھا کہ وہ مفرور ہوتا کہ جو چاہے وہ آزادانہ کام

کرے لبس سپاہ اپنے علم لیکر دہلی کی طرف چلی ۶۱ وین رجمنٹ کی بعض کمپنیون نے اسکا تعاقب
کیا اور فیروزپور سے بارہ میل پرے بھگا دیا۔ اور سپاہیون نے اپنے ہتھیار پھینک دیئے
اور جنگل اور دیہات مین چلے گئے تعاقب کرنے والون نے ان مین سے کچھ گرفتار کیئے بعض کو
دیہاتیون نے پکڑ کر انگریزون کے حوالہ کیا لیکن دلی مین باغی سپاہ سے آنکر ملجانے مین بعض کامیاب
ہوئے۔ اگرچہ فیروزپور کا میگزین بچ گیا مگر یہان انگریزون نے سپاہ میرٹھ کا سا کوئی کار نمایان
نہین کیا۔

ایک اور جنگی مقام پھلور تھا اسپر قبضہ کرنا پنجاب مین قبضہ رکھنے کے لیئے کار عظیم تھا پھلور کا قلعہ
جالندھر اور لدھیانہ کے درمیان تھا دہلی کی شاہ راہ پر تھا اسکو کلید پنجاب کہتے تھے مگر اس کے
محافظ ہندوستانی سپاہ تھی وہان یوروپین سپاہی کوئی نہ تھا اس مین بڑا سلحہ خانہ تھا اور
ہندوستانی ۳۳ رجمنٹ پیدل مقیم تھی اور پاس کی چھاونی مین رہتی تھی جو ۲۴ میل کے فاصلہ پر
جالندھر کی چھاونی مین آٹھوین رجمنٹ گورون کی تھی اور اسکے ساتھ دو ہندوستانی رجمنٹین
پیدل اور ہندوستانی سوارون کی ایک رجمنٹ تھی اور اسکے متناسب توپخانہ تھا۔ یہ سب
سپاہ باغیون سے ملی ہوئی تھی وہ فیروزپور کے میگزین پر قبضہ کرنے کے لیئے تدابیر کر رہی تھی
یہان کا بریگیڈیر جانسٹن صاحب تھا وہ اسوقت جالندھر مین موجود نہ تھا اسکی جگہہ کرنل
ہارٹ لی کام کرتے تھے۔ ۱۲ مئی کو کرنیل ہارٹ لی نے بڑے بڑے سول ملیٹری افسرون سے
صلاح و مشورہ کیا۔ سبنے اس بات پر اتفاق رائے کیا کہ پھلور کی خیر اس مین ہے کہ وہ یوروپین
سپاہ کے قبضہ مین ہو اسلیئے آٹھوین رجمنٹ کا ایک حصہ مخفی رات کے اندر بھیجا گیا۔ اور
احتیاطین بھی کی گئین۔ توپین گورون کے ماتحت مناسب مقام پر لگائی گئین۔ لیڈیان اور بچے
بھی شاہی بارکون مین مقیم ہوئے یہہ خیال تھا کہ ہندوستانی سوار توپون پر حملہ کرین گے تو
پتھرون کے ڈھیر اطراف مین لگا دیئے گئے کہ وہ سوارون کو آگے بڑھنے نہ دین اور انکو حیران
اور پریشان کرین اور انگریزون پر گرنے نہ دین۔ سپاہیون سے ہتھیار لینے کا خیال اس سبب سے
چھوڑ دیا گیا کہ جالندھر کے ہمسایہ مین بہت سے چھوٹے چھوٹے مقامات ہوشیارپور کانگڑا
ونلور لپور اور پھلور تھے جنمین صرف ہندوستانی سپاہ تھی وہ اپنے افسرون کے برخلاف نہ برانگیختہ

اور سب جالندھر مین جمع ہوکر اپنے ہتھیار نہ لے لین اور کل ملک مین آگ لگا دین۔
پھلور مین آٹھوین رجمنٹ کے ڈیڑھ سو گورے اور دو گھڑ چڑھی توپین پہنچ گئین اور پنجابی سوارون کا
بھی ایک گروہ قلعہ کی دیوارون کے اندر نمودار ہوا اسطرح سے یہہ قلعہ بچ گیا جو آیندہ باغیون کے
ساتھ لڑائیون مین بہت کام آیا۔

# باب دوم

## پشاور اور راول پنڈی اور جان لارنس کی دانشمندانہ تدابیر

### پشاور مئی ۱۸۵۷ء

پنجاب مین جتنی سپاہیون کی چھاونیان تھین ان سب مین زیادہ خوف پشاور کی چھاونی کی
طرف سے تھا جو سرحد پر واقع تھی - یہان مئی ۱۸۵۷ء مین دو رجمنٹین ملکہ کی مع توپخانہ و سوارون
و پیدلون کے تھین غرض کل دو ہزار سے کچھ زائد یورپین سپاہ سب قسم کی تھی اور ہندوستانی
سپاہ ان سے چوچند کے قریب تھی اور ہمسایہ مین وادی پشاور مین نوشہرہ مین ۲۷ وین پیدل
گورہ پلٹن تھی جسمین تقریباً ہزار آدمی تھے اور ہوتی مردان مین نامی گائیڈس کور پلٹن بھی گورون کی
رجمنٹین کوئی اسپر فوقیت نہین رکھتی تھین - غرض وادی پشاور مین دو ہزار پانچ سو یورپین
اور دس ہزار ہندوستانی سپاہ تھی جنمین سے ایک دسوین حصہ پر انگریز اعتبار کر سکتے تھے
اندرونی خوف سپاہ کی بغاوت کا تھا مگر بیرونی خوف سرحد کی افغانی قومون آفریدی اور
یوسف زئی و مہمند اور اور قومون کا تھا - اگر یہہ قومین انگریزون کے ساتھ برسر فساد ہوتین
تو اندرونی بیرونی دشمنون کے ملنے سے انگریزون پر دوہری مصیبت واقع ہوتی پھر انگریزی
جوانمردی انکی برداشت نہ کر سکتی پھر ان سرحدی قومون کے سوا کابلیون کا خوف تھا - دوست محمد خان
کی بندستی انگریزونکے ساتھ رہے یہہ خبر یہی گئی تھی کہ دوست محمد خان پشاور کے پھر ہاتھ آنیکے خیال مین دیوانہ تھا اسکو یہہ موقع خوب ہاتھ لگا تھا
اگر سرحدی قومین اور افغانستان اسوقت انگریزون سے بگڑ بیٹھتے تو مشکل سے کہا جاتا ہے کہ ہندوستان
مین انگریزون کا حال کیا ہوتا۔
اسوقت پشاور مین ہربرٹ اڈورڈس کمشنر اور جان نکلسن ڈپٹی کمشنر تھے یہہ دونو صاحب

پولیٹکل اور ملٹری وسول کے کامون مین جید عصر تھے اور لپٹ اور کے بریگیڈ کے میرلشکر سیڈنی کاٹن تھے۔

۱۰-مئی غدر کی اول خبر کا آنا

یہہ تینون افسر پشاور مین تھے کہ ۱۲-کو ان پاس میرٹھ کے غدر کی خبر آئی۔ ۔۔۔ ۔۔۔ افغانستان کی پولیسی پر ایسا اعتبار رکھتا کہ انکو ذرا خوف نہ تھا کہ پشاور انگریزون کے ۔۔۔ نکل جائیگا انہون نے سر جان لارنس سے درخواست کی کہ آپ بغیر ۔۔۔ سپاہ روان تیار کی جائے کہ جہان سرکشی پیدا ہو وہان جا کر اسکا سر کچلے اور نکلسن صاحب ۔۔۔ سپاہ روان کا لشکر آرا ہو۔

۱۲-مئی کو پشاور مین ملکی کونسل

کونسل اوف وار (جنگ کی صلاح و مشورہ کی کونسل) جنرل ریڈ ۔۔۔ مین ۔۔۔ یہہ ممبر موجود تھے۔ بریگیڈیر اڈورڈ صاحب و چیمبرلین صاحب اور نکلسن صاحب اس مجلس کے جمع ہونے سے آدھہ گھنٹے پہلے جان لارنس کا تار اڈورڈس صاحب پاس آیا ۔۔۔ مین انہون نے لکھا تھا کہ مین گشتی سپاہ کے مرتب کرنے کو پسند کرتا ہون اور ۔۔۔ کرتا ہون کہ میان میر مین صبح کو ہندوستانی سپاہ سے ہتھیار لیئے گئے ہین۔ کونسل مین کوئی اختلاف رائے نہ تھا۔ پشاور کے ملیٹری اور پولیٹکل حکام ایسے متفق اپنے ارادون مین تھے کہ یہہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ ایک آدمی ہین۔ سب کا اس امر پر اتفاق ہوا کہ یہہ وقت جو سر پر آیا ہے اس مین پنجاب کے اندر سول اور ملیٹری قوت کی ایک جگہہ مرکز ہونا چاہیئے جنرل ریڈ تمام سپاہ کے میرلشکر ہون اور وہ چیف کمشنر کے ہمراہ رہا کرین تا کہ سول اور ملیٹری حکام کی اتفاق رائے سے کام ہوا کرے اس بات کا اصل مطلب سطح کے اوپر نہ تھا بلکہ اسکے نیچے تھا اڈورڈس صاحب اور نکلسن صاحب آپس مین ایک دوسرے کو دیکھہ کر مسکراتے تھے کہ اس دیرینہ سال جنرل کو جو اس وقت کے مناسب حال بالاستقلال کوئی رائے نہین رکھتا تھا کس خوش اسلوبی سے پولیٹکل ہاتھون مین دیدیا۔ جب ریڈ صاحب کو یہہ معزز منصب ملا تو انہون نے یہہ سمجھکر کہ مجھہ سے زیادہ دانشمند افسر موجود ہین اپنے احکام جاری کرنے چھوڑ دیئے اسوقت بڑا کام دماغون کا تھا جنکو جان لارنس مع اپنے وزیرون اڈورڈ صاحب اور نکلسن صاحب کے کام مین لا رہے تھے اس معاملات مین اعلے ہدایتین کرتے تھے اور ہمیشہ ملیٹری حکام سے صلاح مشورہ کر لیتے تھے انکی خوشامد کرکے اور انکو سمجھا بجھا کر اپنی رائون کا مطیع انکو بنا لیتے تھے۔

تجویز لشکر گشتی

کونسل کا پہلا رزولیوشن اوپر بیان ہوا دوسرا رزولیوشن یہہ تھا کہ معتبر سپاہیون کا ایک گشتی لشکر مرتب و منضبط کیا جائے کہ پنجاب مین جہان کہین فتنہ و فساد و سرکشی و بغاوت برپا ہونے کو ہو وہان وہ دوڑ کر فوراً جائے اور فتنہ و فساد کو دور کرے اور اسکا افسر اعلے نہایت لائق و قابل مقرر ہو۔ قلعہ اٹک مین جو سپاہ متعینہ مت تبہ تھی وہ قلعہ سے خارج کر دی جائے دریار اٹک پر گھاٹون پر انتزای کا انتظام پٹھان گارڈ کے سپرد کیا جائے اور معتبر پٹھان اسکا افسر مقرر کیا جائے اور سپاہ کے لیئے یہہ انتظامات اور کیئے جائین کہ ہندوستانی رجمنٹین اس طرح سے مختلف مقامات مین بھیجدی جائین کہ وہ آپس مین ملکر کام نہ کر سکین اور آسانی سے وہ گورون کی سپاہ سے ڈرائی جاسکین اور چیف کمشنر پاس برگیڈیر چیمبرلین صلاح مشورہ لینے کے واسطے فوراً بھیجا جائے۔ اور جان نکلسن اس گشتی لشکر کا پولیٹکل افسر مقرر ہو ــ سر جان لارنس پاس یہہ درخواستین بھیجی گئین تو انہون نے سب منظور کین الا آخر درخواست چیف کمشنر کے نزدیک پشاور مین نکلسن صاحب کی خدمات کی ضرورت تھی یہان سے اسکے چلے جانے سے سرکاری کامون کا نقصان ہوتا۔

گشتی لشکر کی یادداشت لکھی گئی مگر اس مین یہہ فیصلہ نہین ہوا کہ اسکا اعلے افسر کون مقرر ہو۔ اس امر کے فیصلہ کے لیئے جنرل این سن کمانڈر انچیف کی طرف رجوع کی گئی انہون نے نیول چیمبرلین کو گشتی لشکر کا اعلے افسر مقرر کیا۔

کونسل راولپنڈی مورخہ ۱۶ مئی

راولپنڈی مین ۱۶ مئی کو جنرل ریڈ اور برگیڈیر چیمبرلین چیف کمشنر سے ملے اسی تاریخ کی شام کو کرنیل اڈورڈس صاحب پاس تار آیا کہ وہ راولپنڈی کی کونسل مین شامل ہون - وہ اپنا کام نکلسن صاحب کو سپرد کر کے فوراً راولپنڈی کو روانہ ہوئے اسوقت اڈورڈس صاحب ایسے عالی ہمت و والا نہمت ہو گئے کہ انہون نے پنجابی سردارون کے دلون مین اپنا وقار اور اعتبار بٹھا دیا تھا۔ اڈورڈس صاحب اور چیف کمشنر صاحب دونو یہہ جانتے تھے کہ ہمارا کام صرف پنجاب ہی کا بچانا نہین ہی بلکہ کل سلطنت ہند کا ۔ جان لارنس کو کبھی یہہ خیال نہین ہوا کہ پنجاب میرا صوبہ ہے اسی کا محفوظ رکھنا میرا کام ہے اسے باہر میری کچھ جوابدہی نہین ہے وہ سلطنت کی تقویت دینے کے لیئے پنجاب کے ضعیف کرنے کی کچھ پروا نہین کرتے تھے شاید سلطنت کے بچانے کے لئے وہ پنجاب کو فدا کرتے تھے کونسل مین یہہ فیصلہ ہوا کہ بغاوت کس طرح برپا ہوئی ہو مگر اب اسکی تحویل اس صورت مین ہو گئی ہے

کہ دہلی مین مسلمانون کی سلطنت قائم ہوگئی ہے جس سے اب رزم آرائی ہے۔ لارنس صاحب کو لاہور اور امرتسر و پشاور کا ایسا خیال نہین تھا جیسا دہلی کا رہ ہمہ تن اسی کی طرف توجہ کرتے تھے وہ یہہ سمجھتے تھے کہ پنجاب سے نیچے معتمد سپاہ نہین بہم ہو سکتی اس لیئے جسقدر سپاہ پنجاب سے دہلی روانہ ہو سکتی ہے وہ روانہ کی جائے دہلی مین سلطنت کے استیلا اور استعلا کی لڑائی ہوگی۔

مطلب

اول کمک دہلی کے لیئے نامور گائڈس کور پس روانہ کی گئی جسکو ہنری لارنس نے خاص اسی کے لیئے ہندوستان مین بھرتی کیا تھا کہ جہان لڑائی ہو وہان وہ مقدمۃ الجیش ہو وہ اس وقت ہوتی مردان مین تھے اور اسکے افسر اعلے ڈیلی صاحب تھے - ۵۵ وین ہندوستانی پلٹن نوشہرہ مین تھی اسکو حکم ہوا کہ وہ ہوتی مردان مین جائے اور کورپس گائڈ ہوتی مردان سے سفر کرے اڈورڈس صاحب نے اپنے ایک خانگی خط مین اس سفر کے سبب کو ڈیلی صاحب کو لکھ بھیجا تھا کہ دہلی اور میرٹھ مین سپاہ نے بغاوت کی ہے۔ یہہ گائڈس کورپس ان مقامات مین جائیگی کہ جہان بغاوت ہوئی ہے یا ہونے کو ہے اسلیئے ناگزیر ہے کہ سپاہ کا کولم ایسا بنایا جائے کہ جس مین سپاہی قابل اعتبار ہون اسکے لیئے گائڈس اور ملکہ معظمہ کی ۲۷ - رجمنٹ تجویز ہوئے ہین کہ بغیر کسی توقف کے دونون ساتھ ملکر روانہ ہون۔ پس ڈیلی صاحب نے گائڈس کو جمع کیا اور آدھی رات سے پہلے وہ نوشہرہ مین آن پہنچی ابھی انہون نے کچھ آرام نہین لیا تھا کہ کوٹن صاحب کو حکم آیا کہ گائڈس اٹک مین جائے توپ چھٹتے انہون نے اپنا دوبارہ سفر شروع کیا اور دوپہر سے پہلے منزل مقصود پر جا پہنچے سفر مین دھوپ کی گرمی نے سپاہیوان کو سکھایا تھا مگر انکی ہمت و جرأت لڑائی کے لیئے شگفتہ تھی۔ ہر گائڈس کے بہادر دلاور میرٹ کر نے آج کہا کہ پنجاب ہندوستان کو اپنی لاگت کو جو اسکے لینے مین لگی تھی الٹی ادا یون کر رہا ہے کہ سپاہ مین الٹی ہندوستان کو بھیج رہا ہے جو اسکی مدد کرنے مین بڑی مستحکم اور مستقل ہین۔

ڈیلی صاحب نے قلعہ اٹک پر جب تک قبضہ رکھا کہ کوہاٹ سے سپاہ وہان اسکی حفاظت کے لیئے آئی۔ ۱۹ - تاریخ کو رات کے دو بجے چاندنی مین سفر کیا اور ۲۲ میل سفر کرکے وہ آٹھ بجے درختون کے جھنڈون کے سایہ مین اتری جہین خیمون کی ضرورت نہ تھی پھر وہ سفر کرکے ۲۱ تاریخ

راولپنڈی مین پہنچی -

ڈیلی صاحب نے یہہ ایک بے نظیر سفر کیا وہ پہلی جون کو لدھیانہ مین اور ۳ کو انبالہ مین اور ۴ کو کرنال مین پہنچے - یہان ڈیلی صاحب مسٹر لی باس صاحب اور سر تھیوفلس مٹکف صاحب سے ملے جو دہلی سے بھاگ کر یہان آئے تھے - انکی یہہ آرزو تھی کہ جن دہات مین سرکش مفسدہ پرداز مقیم ہین اور وہ آدمی بھرے ہوئے ہین جو فرنگیون کو لوٹنا چاہتے ہین انکو ڈیلی صاحب سزا دین ڈیلی صاحب کو دہلی کی لولگ رہی تھی وہ اس کام کو کرنا پسند نہین کرتے تھے کہ چند آدمیون کے ارتکاب جرم کی سزا کل گاؤن کو دی جائے جس مین بہت سے بیگناہ ہونگے - بعد بہت سی تکرار اور بحث کے انہون نے بعض دہات کو جلایا جنکے شعلے دور تک کئی میل کے فاصلہ پر نظر آتے تھے مگر ڈیلی صاحب نے عیسائی مذہب کا رحم عورتون اور بچون پر کیا کہ انکو مع اسباب کے جو وہ لے جا سکتے تھے جانے دیا - مگر اس التوا کا یہہ نتیجہ ہوا کہ وہ بادلی کی سرائے کی لڑائی مین شریک نہ ہو سکے وہ ۹ - جون کو دہلی مین میدان جنگ کی سپاہ سے جا کر ملی اسوقت برٹش کیمپ مین دو گورکھون رجمنٹین تھین جنکے افسر ریڈ صاحب تھے اور پنجاب گائڈس کور بھی تھے جسکے افسر ڈیلی صاحب تھے - گائڈس کور بڑی بہادری سے باغیون سے لڑے -

# باب سوم

## پنجاب کی سرگذشتین

### مئی مین سر جان لارنس کی پولیسی

جب کہ ڈیلی کی گائڈس کور اپنا بڑا شاندار سفر کر رہے تھے اور پنجاب اپنی قوت مجتمع کے اول پھلون سے دہلی کی انگریزی سپاہ کو متمتع کر رہا تھا تو سرحدی صوبے مین جان لارنس اپنے مصاحبون کے مشورون سے شاہانہ کام کر رہے تھے - چیف کمشنر اپنے مشیرون اڈورڈ اور چیمبرلین سے مشورہ لیکر وہ پولیسی اختیار کر رہے تھے کہ جس سے پنجاب محفوظ و مامون رہے جب ان پاس دار السلطنت کی سرگذشتون اور سپاہ سیرمین ہندوستانی جمعیتون سے ہتھیار لینے کی خبر پہنچی تو وہ چونک پڑے انکے نزدیک یہہ امر شتبہ تھا کہ یہہ کام دانائی کے ساتھ

کیا گیا ہے گو جان لارنس مین خلقی اور کسبی بڑی قوت اور ثابت قدمی و مستعدی تھی مگر حزم و احتیاط
بھی انمین اسقدر تھا کہ وہ اشتعال طبع سے کوئی کام نہین کرتے تھے ہمیشہ بہت سوچ بچار کے سب
پہلوؤن کو دیکھ بھال کر کے کام کرتے تھے - ابتدا مین انہون نے یہہ خیال کیا کہ سرکار کی طرف سے
سپاہیون کے برخلاف اس حرکت کا کرنا ایسی حالت مین بے اعتباری کرنا ہے اور جلدی
سے ان کے ساتھ لڑائی کا اشتہار دینا ہے انہون نے اس صوبہ مین بیوفائی کی کوئی علامت
اب تک نہین دیکھائی . . . . . . . . . . اس کام کے صحیح و صواب ہونے مین معقول
شبہہ ہو سکتا ہے مگر انکو جلد بہت یقین ہو گیا کہ اسوقت مین جو کام کیا گیا ہے وہ بالکل بجا و صحیح
درست دانشمندانہ ہے اس باب مین وہ ایک خانگی خط اڈورڈس صاحب کو لکھتے ہین کہ
معاملات کی صورت حال مین بڑی کم بختی یہہ ہے کہ ہم اپنی محافظت کے لیئے جو قدم اٹھاتے
ہین وہ آئینی سپاہ کے لیئے ایک صدمہ ہوتا ہے - اب ہم کو اپنی طرف سے آگے قدم جب تک
بڑھانا چاہیئے کہ انکو برطرف کرین یا غارت کرین وہ بغاوت کرینگین اور اپنے افسرون کو قتل کرینگے
چیف کمشنر کی یہہ پولیسی تھی کہ سکھون اور افغانون کی سپاہ مین نئی بھرتی کی جائین اسلیئے کہ یہہ دونو قومین کچھ
ہمدردی پوربی سپاہ سے نہین رکھتین بلکہ یہہ چاہتی ہین کہ جیسا انہون نے ہم کو شکستین دے کر
ذلیل کیا ہے ایسا ہی ہم انکو ہزیمتین دیکر ذلیل کرین اور جیسے انگریزون کے سبب سے پوربیون کو
سربلندی حاصل ہوئی ہے ایسی ہم کو بھی ارجمندی انکی بدولت حاصل ہو - یہہ پولیسی تمام پولیٹکل افسرونکو
پسند تھی ہر ضلع مین اس قسم کی سپاہ کی بھرتی شروع ہوئی - پولس قوی کیا گیا اسکو بہت کام سپرد ہوئے
دریاؤن کے گھاٹون کی حفاظت کی گئی کہ وہ ان جاسوسون کو نہ عبور کرنے دین جو فقیرانہ بھیس
بنا کے بغاوت کو پھیلانے کے لیئے پھرتے ہین انکے واسطے راستون کے بند کرنیکا خوب انتظام
کیا گیا - گورنمنٹ کے خزانون کے بچانے کے لیئے کوشش کی گئی اور اس مین کامیابی ہوئی اگر وہ
باغی سپاہ کو ہاتھ لگجاتے تو انکو بڑی تقویت ہوجاتی - جہان بیرونی مقامات مین خزانے
ہندوستانی سپاہیون کے پہرون مین تھے وہان سے وہ یوروپین پہرون مین پہنچادیئے گئے
ایسے وقت مین ایک حکم جاری کیا گیا جسکا انجام رحم پر ہوا اگر اس ضرورت کے وقت مین وہ بڑا
وحشتناک تھا کہ تمام آدمیون کو جنہون نے سرکار کے برخلاف سر اٹھایا ہے ایسی سخت سزا

دی جائے کہ لوگون کے دل مین خوف و دہشت پیدا ہو۔ رحم کی جگہہ نہیں ہے عوام کی سلامتی کا بڑا خیال ہے معمولی قوانین بالائے طاق رکھے گئے۔ دو سول کے افسرون کو تمام مجرمون کو سزا دینے کا اختیار دیا گیا اور ضرورت کی صورت مین انکو پھانسی دینے کا بھی اختیار تھا بہت سے ہندوستانی جو سپاہی پیشہ نہین تھے وہ گورنمنٹ کے خلاف سازشین کرتے تھے وہ پنجاب سے نکال دیئے گئے انہین بہت سے ہندوستانی پولیس مین اور سرشتون مین ملازم تھے وہ موقوف کیئے گئے۔ چھاونی مین بہت سے ذلیل ہندوستانی نوکرون کا ہجوم تھا انہین سے بھی بہت موقوف کر دیئے گئے۔ غرض اندرونی سلامتی اور محافظت کے انتظامات کی طرف جان لارنس نے خوب توجہ کی۔

راولپنڈی سے ۱۲- مئی کو اڈورڈس صاحب پشاور مین آئے یہان کوٹن صاحب اور نکلسن صاحب پاس کوئی مژدہ ان کے سنانے کے لیئے نہین تھا۔ اس مقام مین سپاہ مین بغاوت کے آثار صریح ظاہر تھے۔ کوٹن صاحب نے ہندوستانی سپاہ کو ایسا جا بجا متفرق و منقسم کر دیا تھا کہ وہ مجتمع ہوکر فساد نہین اٹھا سکتی تھی۔ اور انکے ہمسایہ مین گورون کی سپاہ کو رکھا تھا کہ اگر وہ فساد پر آمادہ ہون تو انکا تدارک کر دین۔ سپاہیون کے جو خطوط پکڑے گئے انسے معلوم ہوا کہ ساری سپاہ باغی ہوگئی ہے۔ ۵۵ وین پلٹن کا ایک حصہ جو نوشہرہ کو بھیجا گیا تھا اسنے بغاوت کی اور سپاہ گزین کو توڑ پشاور سے ۲۷ وین پیدل رجمنٹ اور کور پس گائیڈس کے چلے جانے سے پشاور مین سپاہ کا زور کم ہوگیا تھا اور سپاہ کی بے مہری و بد دلی بڑہتی جاتی تھی اور یہہ دیکھہ کر سرحد کی بڑی بڑی قومون کا بھی ایسا رنگ بدلتا جاتا تھا جسسے ڈر لگتا تھا۔ نکلسن صاحب ان سرحدی قومون کو سپاہ مین بھرتی کرتے تھے تو بہت کم آدمی اس مین رغبت سے بھرتی ہوتے۔ ابھی ۱۸۴۱ و ۱۸۴۲ء مین جو افغانستان مین انگریزون کی تباہی ہوئی تھی انکو یہ قومین بھولی نہین تھین نکلسن صاحب کوئی ترغیب انکو ایسی نہین دے سکتے تھے کہ وہ ان کے ساتھ شریک حال ہوجائین۔ اس لیئے ضرور تھا کہ کوئی ایسی جلد تدبیر جلد کی جائے کہ جس سے یہہ مخمصہ دور ہوجائے کہ سرحد پر عام فتنہ انگیزی ہوگی۔

جب ۱۲- مئی کو نوشہرہ کی رجمنٹ کی بغاوت کی خبر اڈورڈس صاحب پاس آئی وہ نکلسن صاحب کو

ایڈورڈس صاحب

ساتھ لیکر آدھی رات کو بریگیڈیر سدنی کوٹن کی کوٹھی پر گئے اور انکو جگا کر اپنا خیال سپاہ سے ہتھیار لے لینے کا ظاہر کیا انہون نے انکے ساتھ بالکل اتفاق کیا کہ ہتھیارون کا لے لینا ایک ضروری کام ہے انہون نے تمام ہندوستانی پلٹنون کے افسرون کو صبح کو بلایا۔ جب یہہ سب افسر جمع ہو گئے تو بریگیڈیر صاحب نے بیان کیا کہ سپاہ بغاوت کرنے کے لیئے تیار بیٹھی ہے اسلیئے اس سے ہتھیار لے لینے چاہیئیں۔ اگرچہ مجھے اس کام کرنے کا بڑا افسوس ہے مگر مجبوری ہے افسرون نے اپنی راے اسکے خلاف بیان کی انہون نے کہا کہ گو بعض جگہہ ان پلٹنون نے بغاوت کی ہے مگر ہمکو اپنی رجمنٹون کے بالکل خیرخواہ ہونے پر اعتبار ہے اور کوئی وجہ ان پر بے اعتباری کی نہین ہے اسلیئے ہم انکے ہتھیار لے لینے کے حکم کو نہین مانینگے۔ بریگیڈیر صاحب سمجھتے تھے کہ یہہ افسر اپنے سپاہیون کے ساتھ مدتون تک رہے ہین اور انسے مروت رکھتے ہین انکا یہہ کہنا بمقتضائے طبع بشری ہے مگر وہ یہہ جانتے تھے کہ سب سپاہ مین بغاوت پھیل گئی ہے اسکے ساتھ مصالحت کا معاملہ کرنا برا ہی نہین ہے بلکہ بے فائدہ ہے۔

۷ بجے صبح کو پریڈ ہوئی اس مین بڑی دانشمندی سے کام کیا گیا ہے ایسی خوش اسلوبی سے یوروپین سپاہ کھڑی کی گئی کہ انسے مقابلہ کرنا سپاہیون کو بیفائدہ معلوم ہوا اور چار آئینی ہندوستانی رجمنٹ کو حکم ہوا کہ ہتھیار رکھدین ۲۱ وین ہندوستانی پیدل رجمنٹ اس بے عزتی سے اس سبب باز رکھی گئی کہ اسنے کوئی بغاوت کی علامت نہین دکھائی تھی اس کے افسر بڑے اچھے تھے اور کچھ اس وجہ سے کہ ہندوستانی پیدل سپاہ کے بغیر ملٹری خدمات کی بجا آوری نہایت دشوار تھی۔ دو غیر آئینی سوارون کی رجمنٹون سے بھی ہتھیار نہین لیئے گئے۔ یہہ امید تھی کہ ہندوستانی افسر اور سوار اپنے گھوڑے اور ہتھیار اپنی ملکیت سے رکھتے ہین وہ یہہ اپنا نقصان بغاوت شریک ہوکر نہین اٹھائینگے اور انپر برٹش افسرون کا اثر بھی ایسا ہے کہ وہ انکو گمراہ نہین ہونے دیگا انکی وفاداری کی امید بے اصل نہ تھی مئی ۱۸۵۷ء مین اٹھارہ رجمنٹین غیر آئینی سوارون کی تھین انمین سے آٹھ جو غدر مین باغی نہین ہوئین نہین اب تک بنگال کی سپاہ مین موجود ہین اور اور دس آئینی سوارون کی رجمنٹون مین ایک باقی نہین ہے اور پیدلون کی ۷۴ رجمنٹون مین صرف گیارہ رجمنٹین باقی رہین پشاور مین جو سپاہ سے ہتھیار لے لیئے گئے اسکا نیک اثر جو ہوا وہ اڈورڈس صاحب کی اس تحریر سے معلوم

ہوتا ہے جب ہم سپاہ سے ہتھیار لینے کے لیئے سوار ہوئے ہین تو چند ہی سوار اور دولت مند زمیندار ہمارے ہمراہ ہوئے اور مین انکے چہرون کو دیکھکر سمجھتا تھا کہ وہ یہہ دیکھنے آئے تھے کہ کیا ہوتا ہے اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے جب ہم ہتھیار لیکر الٹے چلے تو سردار اور زمیندار ہمارے گرد گرمیون کی مکھیون کی طرح چپٹتے تھے پہہ سپاہ کی بھرتی خوب ہونے لگی۔

۵۱ وین رجمنٹ ان چار رجمنٹون مین تھی جنکے ہتھیار لیئے گئے تھے اسکے ایک صوبہ دار نے چند روز پہلے ۶۴ وین رجمنٹ کے سپاہیون کو لکھا تھا جو مختلف مقامات مین منقسم ہوکر متعین ہوئی تھی کہ وہ ۲۲- مئی کو پشاور مین آجائین یہہ تاریخ باغی ہونے کی ٹھیری ہے - خط دوڑایا گیا کہ جس طرح ہوسکے ۲۱- کو یہان آجاؤ کھانا وہان کھاؤ تو پانی یہان پیو بات کو سمجھ جاؤ - ہتھیارون کے لینے مین جو جلدی ہوئی تو صوبہ دار میجر کے منصوبے کی چھوٹی سی بازی بگڑ گئی وہ ۲۲- تاریخ کی رات کو دو سو پچاس سپاہیون کو ساتھ لیکر بھاگ گیا مگر وہ اپنی امید مین دوبارہ پھر مایوس ہوا - اسکی دو سو پچاس بندوقین آفریدیون کو مبارک ہوئین دو سو پچاس سپاہی بن ہتھیارون کے کوئی بڑی چیز نہ تھے - پہاڑون مین جو قومین انگریزون کے ہمسایہ مین رہتی تھین انہون نے دیکھ لیا تھا کہ انگریزی راج کی حالت ایسی تباہ نہ تھی جیسے پہلے وہ خیال کرتی تھین انہون نے اپنی عمدہ پولیسی خیال کی کہ انگریزون کے طرفدار ہون انہون نے ان مفرورون کو ضلع کی پولیس کی امداد سے گرفتار کرلیا اور حکام ضلع کے حوالہ کیا انکا کورٹ مارشل ہوا اور صوبہ دار میجر کو ساری سپاہ کے روبرو پھانسی دی گئی ۔

سپاہ کے ہتھیار لے لینے کے بعد پشاور مین خبر آئی کہ ۵۵ وین ہندوستانی رجمنٹ نے مردان مین بغاوت کی اور دسوین عبر آمیشی سوارون کی رجمنٹ نے جو نوشہرہ اور مردان مین منقسم تھی اپنی سرکار سے بغاوت کی لشکر انتظام کے لئے بھیجا گیا اور نکلسن صاحب پولیٹکل افسر اسکے ساتھ گئے ۔ ۲۵- مئی کو انگریزی سپاہ کی صورت دیکھتے ہی باغی قلعہ چھوڑکر بھاگے اور سوات کی پہاڑون مین چلے گئے ۔ نکلسن صاحب انکے تعاقب مین پولس کے سپاہیون اور نئی سپاہ کو لیکر گئے اور رات کے ہونے سے پہلے ایک سو بیس مفرورین کو مار ڈالا اور انسے زیادہ کو قید کیا جو باقی رہے انکو کوہستانی قومون نے اپنے پہاڑون مین آنے کو ناخواندہ مہمان جانا - آخر کو

وہ آوارہ گرد جب تک رہے کہ مارے گئے یا اپنی موت سے مرے نکلسن صاحب نے ۵۵ پلٹن
کے قیدیون کی نسبت اڈورڈس صاحب کو لکھا کہ اس رجنٹ کے تمام افسر یہہ کہتے ہین کہ سکھ آخر تک
ہمارے ساتھ رہے اسلیئے مین انصاف مین رحم کو ملاتا ہون اور تمام سکھون کو اور نو جوان رنگروٹون
کو رہائی دیتا ہون اور باقی سب کو توپ کے منھ اڑاتا ہون ان لڑکون کو جو ہنوز اپنے ایام طفلی سے
نہین نکلے اور اصلی خیرخواہون کو جو باغیون مین شریک نہین ہوئے رہائی دیتا ہون رجنٹ نمبر ۵۵
کی بابت اڈورڈس صاحب نے یکم جون کو لارنس صاحب کو اپنی چٹھی مین لکھا کہ میری تجویز ہے کہ
کل لشکر کے روبرو ایک سو بیس آدمیون کو جو قید ہوئے ہین توپ کے منھ سے اڑا دون جسے
دیکھ کر لوگ نہایت خائف ہو جائینگے ہندوستانی فوج کو خوف دلانا بڑا ضروری کام ہے
کیونکہ انہے ہمارے ڈرانے مین احتراز نہین کیا۔ اسکا جواب لوایسی ڈاک چیف کمشنر نے جنسے کوئی
رائے نہین طلب کی گئی تھی نہ انکو اس سزا مین دست اندازی کا اختیار تھا یہہ لکھا کہ ۵۵ وین
رجنٹ کے سپاہی اسوقت گرفتار کیئے گئے ہین جبوقت وہ تم سے لڑتے تھے پس وہ ذرا سے
رحم کے بھی مستحق نہین ہین مین غور و خوض کرنے کے بعد یہہ نہین چاہتا کہ وہ سب ہلاک کیئے
جائین مین نہین خیال کرتا کہ ہمارا یہہ قتل خدا کی نگاہ مین عدل و انصاف ہوگا۔ ہلاک کرنے کے لیئے
ایک سو بیس آدمی کی تعداد بہت بڑی ہے ہمارا مقصد تو سزا دینے سے یہ ہے کہ اور ونکو عبرت
و دہشت ہو یہہ مطلب مین سمجھتا ہون کہ تہائی چوتھائی حصہ کے ہلاک کرنے سے اچھی طرح حاصل
ہو جائیگا مین بدمعاشون اور مفسدہ پردازون و نمک حرامون اور ان آدمیون کو جنہون نے لڑائی
مین اپنے افسرون کے ساتھ بے ادبی و گستاخی ۲۶ مئی سے چندروز پہلے یا اس قسم کی اور باتین
کین ہون انتخاب کرتا ہون اگر اسطرح انتخاب سے تعداد مطلوبہ پوری نہ ہوگی تو مین ان پر پرانے سپاہیون
کی تعداد اور زیادہ کرونگا ان سب کو گولی ماری جائے یا توپ سے اڑا دیئے جائین جیسا زیادہ
مناسب ہو۔ باقی ماندہ قیدیون مین تقسیم بعض کو دس برس کی بعض کو سات برس کی بعض کو پانچ برس
کی بعض کو تین برس کی قید کی جائے مین خیال کرتا ہون کہ اس طرح بخوبی تنبیہہ ہو جائیگی اور اس طرح
سزا دینے مین امتیاز کرنے سے بھلائی ہوگی کوئی برائی نہین ہوگی کہ سپاہی دیکھ لینگے کہ ہم جرم سے
باز رکھنے کے لیئے سزا دیتے ہین اپنا انتقام لینے کے لیئے نہین - سزا یابون کے ساتھ عوام بھی

ہمدردی نہین کرینگے ورنہ لوگون کو یقین ہوگا کہ جان ضرور جائیگی وہ آخر دم تک جم کر لڑین گے۔
اب درشتی کے ساتھ انتقام لینے کا وقت آیا ۳-جون کو ۵۱ وین پلٹن کے ۱۲ مفرورین کو پھانسی دیگئی۔ دسوین کو اور سپاہیون کے گلے مین پھانسی کا پھندا پڑا۔ ہوتی مردان کے ایک سو بیس مفرورین کے لئے توپون سے اڑانے کا حکم ہوا لیکن چیف کمشنر نے اس سزا مین یہہ تخفیف کی کہ انمین سے صرف تیس چالیس سپاہی توپون سے اڑائے جائین وہ پریڈ پر کل سپاہ کے سامنے شکین بندھے ہوئے آئے اور توپون سے اڑائے گئے ہزارون تماشائی جمع تھے کسی آدمی نے انکی حمایت کے لیئے ہاتھ نہین اٹھایا۔ اس نامعقول حرکت سے بڑا نیک نتیجہ یہہ ہوا کہ تماشائیون مین جو عاقل تھے وہ اپنے گھر کو جب واپس گئے تو رستہ مین آپس مین کہتے تھے کہ انگریزون کو فتح اس سبب سے حاصل ہوئی ہے کہ وہ خوف نہین کرتے ۲۲-مئی کو جو سپاہ کے ہتھیار لینے سے اور دسوین جون کو اسطرح سزا دینے سے انگریزون کی قوت کا بڑا خیال لوگون کے دلون مین پیدا ہوگیا اور اسکے سبب سے بہتسی جانین بچ گئین یہہ اعتبار امین جو سزا دی گئی اسکی سختی و درشتی کے دیکھنے سے ہر قسم کے آدمیون کی جانین بچ گئین اسطرح سے پریڈ پر جو پلٹنون سے انگریزون نے ہتھیار رکھوا لیئے تو اس سرحد کی قومون کو یقین ہوا کہ انمین بڑی قوت و ہمت و شجاعت ہے۔ بس وہ قومین انگریزون کے ساتھ گرویدہ ہوگئین اور ہر ایک آدمی جسکے پاس توڑے دار بندوق یا تلوار یا گھوڑا تھا وہ پشاور مین انگریزی افسرون کے پاس سپاہ مین بھرتی ہونے کے لیئے آموجود ہوا۔ جب جون کا مہینہ ختم ہونے کو ہوا اور دہلی فتح نہ ہوئی تو انگریزون کو یہہ خوف پیدا ہوا کہ سرحد مین جہاد کے لئے قومین نہ کھڑے ہوجائین جنسے کہ پشاور کا بچانا محال ہوجائے۔ اگر پشاور مین انگریزون کی حالت زبون ہوجاتی تو وہ بالکل مغلوب ہوجاتے مگر مسلمانون پر روپیہ کی محبت ایسی غالب ہوئی کہ انہون نے جہاد کو سلام کیا۔

۵۵ رجمنٹ کے مفرور سپاہیون کا حال توپ کے منہ سے اڑنے والون سے بھی زیادہ زبون ہوا مصیبتین اٹھائی اور آفتین جھیلنی پڑین جس ملک مین وہ بھاگ کر گئے وہان آخوند سوات اور بادشاہ کی لڑائی ہورہی تھی۔ وہ بدنصیبی سے بادشاہ کے پاس گئے جس کے

۱۰-جون باغیون کا توپ سے اڑایا جانا

انجام ۵۵ رجمنٹ ۱۸۵۷ء

جسکے پاس تنخواہ دینے کے لئے پیسا نہ تھا تو انکو معلوم ہوا کہ ہم نے بڑی غلطی کی پھر مہاراجہ کشمیر کی طرف انہون نے رخ کیا کہ اب ایک رجپوت مہاراج کی ملازمت کرین گے مسلمانون نے تو انکو نکال دیا یہہ سمجھکر بھاگے تھے کہ گورنمنٹ انکو عیسائی بنانا چاہتی ہے اب وہ مسلمانون میں گئے جو انکو مسلمان بنانا چاہتے تھے یہان چلنے کارتوسون کے خوف سے بھاگے تھے وہان ختنہ ہونے کا اور زنار اترنے کا خوف لگا۔ انکی مصیبت کی کوئی انتہا باقی نہیں رہی تھی بھوکے ننگے پاؤن میں چھالے پڑے ہوئے ہزارہ کی سرحد پر سرگردان تھے یہہ تکیئے چیڑے برہمن مسلمان ہوتے تھے اور مسجدون میں جھاڑو دیتے تھے اور غلامون کی طرح بیچے جاتے تھے افواہ تھی کہ ایک بڑا موٹا تازہ صوبہ دار چارئے کو بکا ایک صوبہ دار نے خودکشی کر کے اورون کو بتایا کہ یون خودکشی کر کے مصیبتون سے آسانی چھوٹ جاؤ۔ اسطرح مرنا سسک سسک کر بھوکے مرنے سے اچھا ہے۔ انگریزی سپاہیوں کے کوہستانی دوست ہوگئے میجر صاحب نے اپنی سپاہ اور ان دوستون کی امداد سے باغیوں کو مارا یا گرفتار کیا جنکو پھر پھانسی اور توپون نے دنیا سے رخصت کیا۔ قیدی جو پکڑے آئے تھے وہ اسی جگہہ جہان بغاوت کی تھی پھانسی دیئے جاتے تھے یا توپ سے اڑائے جاتے تھے۔ ہزارہ کے ملک میں دوسو سپاہیوں کو پھانسی ہوئی وہ وحشی جانورون کی طرح شکار کیئے جاتے تھے تا کہ سرحد پر انگریزی صولت اور سطوت و شوکت کا یقین سرحدی قومول میں ہو۔ ۵۵ رجمنٹ کی خستہ حالی نے اور باغی رجمنٹوں کو بتلایا کہ انگریزی عملداری سے باہر کہیں جان کی سلامتی نہیں۔

اب سرحد پر بڑے منحوس آثار نمودار ہو رہے تھے ۵۵ وین رجمنٹ کے مفرورین پر بڑے تشدد کرنے کے بعد بھی نکلسن صاحب کے آگے میدان جنگ موجود تھا اور انہون نے ایڈورڈس صاحب کو لکھا کہ سرحد کے سرخیل سرگرشتون کے اجزا کو بڑے شوق سے دیکھ رہے ہیں اور ہندوستانی سپاہیون کی بغاوت کے لیئے ہمت بڑھا رہے ہیں اور انکے ساتھ قول قرار کر رہے ہین۔ ایک بڑا مشہور واجب القتل سرغنہ ارجن خان یقینی ہماری سپاہ سے سازشیں کر رہا ہے ابازی ایک قلعہ دریار سوات کے کنارہ پر ہے نکلسن صاحب کا ارادہ تھا کہ اسپر چھپا ماریں لیکن اس شکار پر پنجہ مارنا آسان نہ تھا۔ مردان سے ۲۶ مئی کو نکلسن صاحب نے لکھا کہ

سرحدی پٹھانوں پر نکلسن کا رعب

ارجن خان نگر میں آیا ہے اور یقینی اسنے ہماری سپاہ کو اغوا کیا ہے اس میں شبہ نہیں کہ کچھ دن ہوئے کہ ملا نے جاسوس بنکر کوہستان سے آئے تھے وہ ۵۵ ویں رجمنٹ کے سپاہیوں اور اپنے ملک کے درمیان اپنے فرقون کے پاس آتے جاتے تھے پھر چار روز بعد ۔ مہابئی کو انہوں نے عمرزئی سے لکھا کہ ہم ابازئی کو جاتے ہیں میں آج شام کو بتلاؤنگا کہ میں نے ۶۴ ویں رجمنٹ سے تھیار لینے کا ارادہ کیا ہے میں چاہتا ہوں کہ اس رجمنٹ کو اور دسویں غیر آئینی رسالہ سے فقط ہتھیار ہی نہیں لوں بلکہ انکو برطرف بھی کروں اس میں ذرا شبہ نہیں کہ یہہ دونو رجمنٹیں آخوند سوات سے خط وکتابت رکھتی ہیں اگر میرا یہہ ارادہ مصمم ہوا تو بغیر اس کے کہ پشاور سے سپاہ کی مدد طلب کروں اپنے آپ کام پورا کرونگا ۔ میں یقین کرتا ہوں کہ ہم نے ۵۵ ویں رجمنٹ میں ایستادگی بہت جلد کام کر نہیں ایک دن نہیں کی یہہ پلٹن اور ۶۴ ویں رجمنٹ دونو کا ارادہ تھا کہ آخوند سوات پاس چلے جائیں ۔ جب میری سپاہ جاتی تھی تو ایک آدمی نے اسپر یہہ طعن کیا کہ وہ جہاد کو چھوڑکر کافروں کے ساتھ ہو لیا ہے میں اسکو پھانسی دونگا ۔

آئندہ دن میں نکلسن صاحب نے ابازئی سے لکھا کہ میں یہاں پہنچا کل سب طرح خیر و عافیت تھی ۔ ۶۴ ویں رجمنٹ بہت شریر معلوم ہوتی ہے مگر بالکل بگلی بیٹھی ہے وہ بغاوت کی باتیں دونو علزئی (قلات غلزئی کی رجمنٹ) اور ملک کی رعایا سے بنا رہی ہے غلزئیوں نے تو انسے ملنا چھوڑدیا ہے رعایا بلوہ کی امید کر رہی ہے جسکے سبب وہ زر مالگزاری کے ادا کرنے سے بچ جائیں جو کچھ میں نے دیکھا اسکو سمجھا ہوں کہ ایک ہی دفعہ میں اپنا کام کروں ۔ بس انہوں نے شب قدر ۔ مچنی میں سپاہ بھیجکر شب قدر و مچنی اور ابازئی میں ۶۴ ویں رجمنٹ سے ہتھیار رکھوالیئے اور اسکے واسنت بغیر کسی دقت اٹھانے کے نکال لیئے اور دسویں رسالہ کا تباہ کرنا کسی اور وقت پر موقوف رکھا گیا ۔ نکلسن صاحب کے نزدیک اس رسالہ کے برخلاف کوئی کام کرنا جب تک پنجاب میں دہلی کے فتح ہونے کا مژدہ نہ آسکے نامناسب تھا ۔

جالندھر میں جو ہندوستانی رجمنٹیں تھیں انسے مئی میں برگیڈیر جان سٹون نے ہتھیار نہیں لیئے تھے میجر اڈورڈس لیک جو یہاں کمشنر تھے وہ دورہ پر گئے ہوئے تھے ۔ مگر مہینے کے ختم ہونے سے پہلے وہ اپنے صدر مقام میں آگئے انہوں نے دیکھا کہ سپاہ کے تیور بگڑے ہوئے ہیں اور وہ بغاوت کرنے کے لیئے

جالندھر کی بغاوت

موقع اور وقت کی منتظر ہے انہون نے اس سے ہتھیار لینے کا مشورہ دیا۔ کوٹن صاحب اسوقت جالندھر مین نہ تھے سپاہ کے افسرون نے اپنی عادت کے موافق سر ہلایا برگیڈیر صاحب ادھر اُدھر پڑے پھرا وہ ہتھیار لینے پر چپکے ہو گئے۔ ۔ چونکہ دو ہندوستانی پیدلون کی رجمنٹون نے اور ایک سوارون کی رجمنٹ نے دنگا مچایا اور ملکہ کی رجمنٹ کے کرنیل کے بنگلہ مین آگ لگائی۔ آدھی رات کو فساد اٹھایا باوجودیکہ گورہ سپاہ انکے سر پر تھی معلوم ہوتا ہے کہ سپاہ نے آپس مین یہہ قرار دی لیا تھا کہ روز معین پر وہ بغاوت اختیار کر کے دہلی روانہ ہو گی۔ کل سپاہی یہہ نہین چاہتے تھے کہ اپنے افسرونکا خون کرین مگر اس افراتفری مین بعض افسر مارے گئے کوٹھیون مین آگ لگائی گئی مگر بہت سی مثالین سپاہیون کی خیر خواہی اور جان نثاری کی بھی تھین کہ وہ اپنے افسرون کی جان بچانے کے لیئے آئے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ سپاہ مین آدھی بد دلی تھی کوئی افسرون کے کاٹنے کے لیئے تیار ہوتا تھا کوئی انکی جان بچانے کے لئے جان نثار کرتا تھا۔

جالندھر کے برگیڈ کا یہہ ارادہ تھا کہ پھلور مین جو سپاہ بہت دنون سے مذبذب ہو رہی ہے اسکو ساتھ لیکر دہلی کو سفر کرین۔ اس سپاہ کا پھلور مین پہنچ جانا جنگ کی بڑی ذلتون مین سے ہے باغیون نے اپنا کام کر کے چھاونیون سے ایک بجے سفر کیا چھ گھنٹے کے بعد حکم دیا گیا کہ سپاہ انکا تعاقب کرے۔ برگیڈیر جان سٹون کو گورون کی سپاہ کا اسقدر خیال تھا کہ جب سورج نکلا ہے تو اسنے انکو حرکت کرنے کا حکم دیا اور جب تک انتظار کرتا تھا کہ کسٹر تیار ہو وہ انتظار ہی کرتا رہا کہ دشمن بچکر بھاگ گیا۔ تعاقب کرنے والے اسکے پیچھے گئے اور پھر لٹے آئے کبھی انہون نے دشمن کو نہ دیکھا۔

جب روبرٹس صاحب لدھیانہ مین ریکٹس صاحب ڈپٹی کمشنر کے مہمان ہوئے تو انہون نے جالندھر کی سپاہ کی بغاوت کا بیان یہہ کیا ہے جو انہون نے اپنی تاریخ جہل و یکسالہ مین بیان کیا ہے کہ جالندھر کے باغیون نے اول ارادہ پھلور جانے کا کیا یہان ایک چھوٹی سی چھاونی ہے اور اس مین خاصہ میگزین ہے اور ستلج پار جانے کے لیئے پہلے پل ہے اس مین سپاہ متعینہ تیسری ہندوستانی پیدل سپاہ تھی وہی میگزین کی محافظ تھی۔ تیسری رجمنٹ کے سپاہی چوپلے بیٹھے تھے انہون نے دریا کے پار توپخانہ کے لے جانے مین بڑی کوشش کی تھی اور خزانہ کے

محافظ رہے تھے یہہ حالت اسکی ۸ جون تک رہی جب اس پاس جالندھر کی باغی سپاہ آئی تو وہ بگڑ گئی انہون نے اپنے افسرون کو آگاہ کیا کہ ہم آپ کی جان ومال کے خواہان نہین ہین لیکن اب ہمنے ارادہ مصمم کرلیا ہے کہ سرکار کی نوکری آیندہ نہین کرینگے۔ بارہ انگریزی افسر تھے وہ تین ہزار سپاہ سے مقابلہ نہین کرسکتے تھے وہ بڑھ بھی نہین سکتے اسلیئے ایسی بیکسی کی حالت مین قلعہ کے اندر چلے گئے ریکٹس صاحب پاس اسوقت انکا اسسٹنٹ تھورن ٹن بھی رہ جو پیچھے سی ایس آئی اور سکرٹیری گورنمنٹ انڈیا کے فورین ڈپارٹمنٹ کے ہوئے تھے وہ پھلور مین خزانہ مین روپیہ جمع کرانے گئے تھے یہہ افسر لدھیانہ کو الٹا گھوڑا اڈپٹا کر آیا کہ دفعتہً اسکو آگاہی ہوئی کہ کیا حادثات وقوع مین آئے اور یہہ مقام کیسا معرض خطر مین آرہا ہے اگر انکو اپنی سلامتی کا خیال ہوتا تو وہ یہہ مراجعت کرکے قلعہ مین پناہ گزین ہوتے اسکی بجائے وہ گھوڑے پر سوار دوڑے ہوئے باغیون کے قریب کشتیون کے پل کے پاس گئے اور نہایت تعریف کے قابل کام یہہ کیا کہ کشتیون کے پل کو کاٹ ڈالا اور پھر جلدی آنکر ریکٹس صاحب کو مطلع کیا کہ کیا واقعہ وقوع مین آیا کہ باغی عنقریب دریا سے عبور کرنے کو ہین۔ خوش نصیبی سے چوتھی سکھ رجمنٹ ایبٹ آباد سے صبح ہی لدھیانہ مین آگئی اور ریکٹس صاحب کو امید تھی کہ اسکی مدد سے وہ باغی سپاہیون کو جب تک روکے رکھیگا کہ برٹش سپاہ کی کمک باغیون کے تعاقب مین جالندھر سے آجائیگی۔

لدھیانہ مین سپاہ متعینہ ہندوستانی تیسری پیدل رجمنٹ کی کچھ کمپنیان تھین جو قلعہ کی محافظ تھین جس مین باروت کا بڑا خزانہ تھا۔ اس سپاہ کے کمانیر لفٹنٹ یورک صاحب تھے جنکو سپاہی انکے محاسن اخلاق کے سبب سے عزیز رکھتے تھے۔ سپاہیون نے انسے کہدیا کہ ہماری رجمنٹ جالندھر کی باغیون سے مل گئی ہے اور ہم بھی آیندہ آپ کے حکم کی اطاعت نہین کرینگے۔ ریکٹس صاحب کے پاس چوتھی سکھ رجمنٹ اور راجہ نابھ کی تھوڑی سی سپاہ ہے جسپر بھروسا ہوسکتا ہے۔ سکھ کی رجمنٹ کے ساتھ دو افسر کپتان روتھنی کمانیر اور لفٹنٹ ولیمس ایڈجیوٹنٹ تھے۔ ریکٹس صاحب کشتیون کے پل کی طرف چلے ان کے ساتھ سکھون کی رجمنٹ کی تین کمپنیان ماتحت ولیمس صاحب اور نابھہ کا توپخانہ دو توپون کا تھا ایک توپ کو اونٹ کھینچتے تھے اور دوسری توپ کو گھوڑے۔ وہ گھوڑا دوڑا کر گئے تو انہون نے دیکھا کہ باغیون نے پل مین وہان کشتیان

نہیں جو زین جہان سے تھورن ٹن صاحب نے انکو نکالا تھا جس سے ثابت ہوا کہ وہ اس پل کی
راہ سے نہین عبور کرینگے انہون نے اس پل کی اور زیادہ کشتیون کو نکال لیا اور کشتی مین بیٹھکر وہ
دریا کے پار اترے تاکہ انکو پھلور کی حقیقت حال معلوم ہو انکو معلوم ہوا کہ باغیون کے تعاقب مین
جالندھر سے سپاہ نہین روانہ ہوئی اور باغی پل پر سے اترنے مین اس سبب سے ناکام رہے
کہ اس کو تھورن ٹن صاحب نے توڑ دیا تھا وہ دریا سے تین میل اوپر اپنے اترنے کا سامان کر رہے
ہین ریکٹس صاحب جسقدر جلد ممکن تھا دریا سے عبور کرکے ولیمس صاحب پاس آگئے ۔ بالکل
تاریکی تھی مگر امید تھی کہ وہ باغیون کو روکے رکھیں گے وہ گھاٹ کی طرف چلے جو بجائے تین میل
کے چھ میل کے قریب نکلا۔ راہ اونچی نیچی تھی کہین گڑھے تھے کہیں ریت بڑی گھیری تھی سب
طرح کی کیچڑ و دلدل تھی جسکے سبب سے توپ کا ایک اونٹ لنگڑا ہوا رہبر غائب ہوگئے اب انکو مایوسی
ہوئی کہ عین وقت پر گھاٹ پر نہیں پہنچ سکتے دیر لگ گئی۔ باغی سپاہیون کو دریا کے پار اترنے
میں کامیابی ہوئی اور وہ سامنے پڑاؤ پر پڑے تھے۔ سولین اور ملٹری افسرون کی یہہ
مرضی ہوئی کہ لڑنا چاہیئے ولیمس صاحب نے اپنے پیادون سے بندوقین چلوائین اور
ریکٹس صاحب توپخانہ کے افسر نے پہلے ہی توپ چلانے مین گھوڑے ایسے بھڑک کر بھاگے کہ پھر نظر
نہیں آئے۔ ریکٹس صاحب نے لڑائی کو جبتک جاری رکھا کہ میگزین ان پاس ختم ہوگیا اور ولیمس
صاحب زخمی ہوکر گر پڑے تو مجبور ہوکر ...... ایک گاؤن مین پناہ لی پچاس باغی سپاہیونکو مارا
ریکٹس صاحب دوسرے دن صبح کو سویرے لدھیانہ میں آئے اتنے پہلے باغی شہر مین گذر کر
چلے گئے باغی سپاہیون نے شہر کے جیلخانہ کے بانچسو قیدیون میں سے بعض کو چھٹایا اور اپنی خوراک کا
سامان کیا مگر وہ قلعہ یا چھاؤنی میں نہیں گئے۔ ستلج کی راہ بند کرنے کے لیئے جو چھوٹی سی کوشش
بہادرانہ کی گئی وہ اس سبب سے ناکام رہی کہ باغیون کے تعاقب کرنے والی سپاہ نے کچھ کمک
نہین کی اگر وہ کمک کرتی تو ریکٹس صاحب کی تھوڑی سی سپاہ بھی اسکی بڑی امداد کرتی۔ جالندھر سے
یورومین سپاہ پھلور مین پہنچی اور اسنے توپونکی آوازین سنین مگر ان کے افسرون نے توپون کے چلنے کا
سبب کچھ نہین دریافت کیا دوسرے دن وہ لدھیانہ میں فرصت میں چلے آئے ۔
جب باغی رجمنٹیں زیادہ دیر تک رک سکین تو انسے مقابلہ ہوسکا تو وہ دوپہر سے ایک گھنٹہ پہلے

۹-جون کو لدھیانہ میں داخل ہوئین- قلعہ میں جو کمپنی تھی اسنے باغیون کے ساتھ بھائی چارہ جوڑا- مفسد جماعتین ایک دفعہ فساد برپا کرنے کو کھڑی ہوگئیں کہ لوٹ سے خوب مالا مال ہون تھوڑی دیر شہر مین بڑی لوٹ مار رہی- شہر قیدیون اور کشمیری شال بافون اور گوجرون اور باوریون سے اور آوارہ گرد قومون سے بھرا ہوا تھا- قلعہ تھا جس میں کوئی یورپین پہرہ محافظ نتھا شہر میں کوئی آئینی سپاہ باغیون کی روکنے والی نتھی- ضلع میں ہر طرف سڑکین جاتی تھین ایک دریا تھا جس مین سال بھر کے اندر مہینون پایاب پانیوں کا جال بچھا ہوا رہتا تھا- باغیونکی لوٹ میں اہل شہر شریک ہوگئے- سرکاری اور انگریزون کی ساری چیزون کو جنکو وہ اپنے ساتھ اٹھاکر نہیں لے جاسکتے تھے خاک میں ملا دیتے تھے- سوداگر و تاجر ہر طرح سے باغیون کی مدد کرتے تھے- بنیون کے ہاں سے آٹے کے ڈھیر ان پاس آتے تھے- گھوڑا- ٹٹو- خچر- غرض جو باربرداری کا جانور باغیون کو نظر پڑ جاتا تھا اسکو وہ تھیالیتے تھے- تعجب تھا کہ تاجر اور سوداگر ہی زیادہ روپیہ اور رسا مان سے باغیون کی امداد کرتے تھے جنکو برٹش گورنمنٹ سے زیادہ فائدہ ہاتھ لگا تھا-

جان سٹون صاحب اسوقت ہر کام مین تاخیر کر رہے تھے- یورپین سپاہ نے رات کو توپونکی آوازین سنی تھین مگر اسکو تیاری کا حکم صبح تک نہین دیا- ریکٹس صاحب کی ایک توپ بیگزین کے نہ ہونے سے بند ہوگئی تھی اسکے تین گھنٹے کے بعد حکم آیا کہ نہری اولفرٹس صاحب اپنے توپخانے اور اور سپاہ کو شہر کی محافظت کے لیئے اور باغیون کے ہلاک کرنے کے واسطے لیجائین مگر اس حکم میں بھی پھر التوا ہوگیا- ریکٹس صاحب نے ہرچند جان سٹون پر تقاضا کیا کہ وہ اپنے گھوڑ دن کے توپخانے کو اسکی امداد کے لیئے بھیجے مگر دن ختم ہوگیا اور کوئی مدد نہ آئی- باغی لدھیانہ کو بغیر کسی مزاحمت کے رات تک لوٹتے رہے- باغیون نے دہلی کی طرف اس رستہ سے سفر کیا جسپر کمتر آمد و رفت ہوتی ہے- اور جب یورپین سپاہ آئی تو باغیونکا تعاقب کرنا بے فائدہ تھا- جالندھر کے باغی بال بال بچکر لدھیانہ سے بھاگ گئے اگر وہ یہاں رہ جاتے تو انگریزون کو بڑا نقصان پہنچتا- پنجاب و دہلی کے درمیان روز خزانہ اور اسباب حرب و ضرب دہلی اور لدھیانہ کی سڑک پر بھیجا جاتا اسکے رکنے سے بڑا نقصان ہوتا

اور رستہ بے کھٹکے رہتا۔ اگر یہہ رستہ بند ہو جاتا تو معلوم نہین کہ کیا آفت برپا ہوتی۔ جب باغی چلے گئے تو مفسدون کی کم بختی آئی میں مفسد کشمیریون کو پھانسی دیگئی اور بہت سے بدخواہ آدمیون کے گلے مین پھانسی کی رسّی پڑی

جون جولائی مین لوگون سے ہتھیار لینا

لدھیانہ کے باشندون سے ہتھیار لئے گئے۔ رکیٹس صاحب نے کوک کی رجمنٹ کے ذریعہ سے اہل شہر سے ہتھیار لے لیئے اور سب جگہہ این ردے ستلج میں عمل کیا کہ رعایا سے ہتھیار لے لیئے گو بہت سے لوگون نے چھپا رکھے۔ پنجاب کمیشن کا یہہ بڑا کام تھا کہ مسٹر بارنس نے محروسہ ریاستون کے رئیسون کو بھی ہدایت کی کہ وہ اپنی رعایا سے ہتھیار لے لین بظاہر انہون نے حکم کی تعمیل کی مگر بڑی کاہلی و تاخیر سے انکو اس حکم سے انگریزون کے نیتون پر شبہ ہوتا تھا یہہ وقت ہی ایسا تھا کہ کوئی ایک دوسری پر اعتبار نہین کرتا تھا اور بالفعل تحقیق ہو گیا کہ لوگ فقط ہتھیارون کو چھپاتے ہی نہین بلکہ بارود بنانے کے لیئے شورہ اور گندھک اور اور اجزا بہت خریدتے ہین کہ بوقت ضرورت کام آئین۔ گورنمنٹ نے اشتہار دیدیا تھا کہ ہتھیار اور انکے بنانے کا اسباب ایک جگہہ سے دوسری جگہہ نہ جائے اور انکی خرید و فروخت نہ ہو اور جو شخص ایسا کریگا وہ سرکاری مجرم ہوگا۔

اس طرح کی احتیاطین اور انسداد ہو رہے تھے اور کل پنجاب مین یہ بڑا اہتمام ہو رہا تھا کہ سب قسم کی رسد اور اسباب دہلی مین برنارڈ کی سپاہ کے لیئے بھیجا جائے۔ سڑک پر رسد رسانی کا تار بندھا ہوا تھا اسکے لے جانے کے لیئے باربرداری کے جانورون کا تانتا لگا رہتا تھا۔ غرض پنجاب ہی سامان اور سپاہیون کو بھیج رہا تھا کہ دہلی فتح ہو اور سرکشی فرو ہو۔ جنرل این سن کی وفات کے سبب سے جنرل ریڈ پنجاب کے کمانڈر انچیف ہو گئے تھے دہلی مین بادلی کی سرائے کی لڑائی مین ایڈجیوٹنٹ سپاہ کا مارا گیا تھا اسکی جگہہ نیول چیمبرلین مقرر ہوئے اور انکی جگہہ پنجاب کی گشتی سپاہ کے بریگیڈیر نکلسن مقرر ہوئے۔

باغیون کے لشکر کی تعداد

اسوقت مین شہر کے اندر باغیون کی سپاہ کا شمار یقیناً نہین بیان ہو سکتا مگر تخمیناً یہ ہے کہ میرٹھ اور دہلی کی پانچ باغی پلٹنین اور ایک رجمنٹ سوارون کی اور ہندوستانی توپخانہ کی ایک یہہ سب شہر کی فصیل کے اندر تھین۔ میرٹھ سے جو سپاہی باغی ہو کر آئے تھے انکی تعداد معلوم نہین کہ

کسنی تھی اور علی گڈھ کی باغی رجمنٹ اور فیروزپور کی باغی مفرور رجمنٹون کے بہت سے سپاہی
اور متھرا کی ہندوستانی پیدلون کی کمپنیان اور ہانسی حصار سرسہ کی غیر آئینی سپاہ نے دہلی کے
فصیل سے باہر باغیون کی تعداد کو بہت بڑھا دیا تھا۔ بادشاہ کی خود سپاہ اگرچہ بارہ سو تعداد مین
تھی اور کالی اور اگریئی اور بھیرہ پلٹنون مین منقسم تھی اور کچھ توپین اور سوار بھی تھے مگر ان مین
تھوڑی ہی سی ایسی توڑہ دار بندوقین بھرنی اور نشانہ پر گولی لگانا جانتی تھی اور انکے آس پاس
جو انگریزی سپاہی رخصت پر آئے تھے یا پنشن پاتے تھے وہ بھی آنکر دہلی مین جمع ہو گئے
تھے۔ تو بھی بہت سے تھے اور اپنے کام مین اُستاد تھے اور انگریزی سپاہ جنرل برنارڈ پاس
بہ تفصیل ذیل تھی کہ ۶۰۰ سوار ۲۴۰۰ پیدل +

## دہلی کا محاصرہ اور دہلی کا انگریزون کا فتح کرنا

### انگریزون کا مقام دہلی مین

ہم نے پہلے لکھا ہے کہ انگریزون کی دو فتحمند سپاہین ہندو راؤ کی کوٹھی مین آپس مین ملین
یہہ کوٹھی بڑی سنگین عمارت تھی اسکی فصیل اور دروازے تھے پہلے زمانہ مین ہندو راؤ مہارانی
بیجا بائی کا بھائی یہان رہتا تھا اسکے جنوب مغرب مین ایک لمبی پہاڑی ہے جو جمنا کے کنارہ پر
شکستہ زمین پر بلند ہوتی ہے وہ دہلی سے اوپر ڈہائی میل کے قریب ہے اور وہ دو میل مین
پھیلتی ہے اور ہندو راؤ کی کوٹھی سے نیچے ختم ہو جاتی ہے جہان گرینڈ ٹرنک روڈ (شاہراہ اعظم)
جاتی ہے یہہ پہاڑی جو دہلی سے ساٹھ فیٹ اونچی ہے حملہ کرنے کے لیے گوشۂ عافیت تھی اور
محافظت کے لیے ایک فصیل۔ اسکے نیچے پرانی چھاونی مین اور اسکے گرد انگریزی لشکر خیمہ زن ہوا
اس پہاڑی پر قبضہ رکھنے کے لیے سر ہنری برنارڈ نے انتظام کیا اسکے داہنے سرے پر جہان
اب فتح گڈھ بنایا گیا ہے بھاری توپین لگائین اسکا نام رائٹ بیٹری رکھا۔ بیٹری کے معنی

یہہ ہین کہ دیوار چھاتی تک اونچی یعنی سینہ پناہ ایسی بنائی جائے کہ اسپر توپین لگائی جائین اور وہ
توپون اور توپچیون اور سپاہیون کی محافظ و پناگاہ ہو) جو شہر کی فصیل سے بارہ سو گز کے فاصلہ پر شمال
شمال مین تھوڑے فاصلہ پر ایک بھاری مورٹر کا توپخانہ ڈھلان کے غارون مین جایا اس سے
پرے مہندرا و کی کوٹھی تھی یہان پر پکٹ بٹھایا۔ پکٹ کے معنے یہہ ہین کہ تھوڑے سے سپاہی
لشکرگاہ سے تھوڑے فاصلہ پر پہرہ چوکی کے لیئے بٹھائے جائین کہ وہ دشمنون کو دیکھتے رہین
اور مورٹر اُس چھوٹی سی توپ کو کہتے ہین کہ جسکا منہہ بہت بڑا ہو اور اس سے بمب کے گولے چھوڑے
جائین یعنی ایسے گولے جو اندر سے خالی ہون اور انمین بارود بھری ہو اور شتابہ لگا ہو اور شیل چھوڑے
جائین ایسے گولے جو اندر سے خالی ہون اور ان مین مصالحہ پھٹنے والا بھرا ہوا ہو۔ شمال مین تین سو گز
آگے جہان نما تھا جو ایک قدیمی مستحکم عمارت تھی وہان بھاری توپون کی بیٹری لگائی اور جہان نما سے
پرے پٹھانون کی ایک قدیمی مسجد تھی جسکی مضبوط دیوارین پکٹ کی بڑی محافظ تھین اسسے آگے
شمال مین فلیگ سٹاف ٹور یا دمدمہ تھا وہان پیادون کا قوی پکٹ لگایا انگریزون کا لشکرگاہ
سب طرف سے بڑا استوار تھا مگر ایک طرف سے ضعیف تھا وہ طرف سبزی منڈی کے قریب تھی جسمین
مکانات اور فصیل دار باغات کا ایک مجمع تھا جسکے سبب باغی داہنی طرف کو حملہ کرسکتے تھے اور
انبالہ یعنی پنجاب کی سڑک کو بند کرسکتے تھے۔ رائٹ بیٹری سے بہت دور نہین پہاڑی ختم ہوجاتی ہے
مگر پھر وہ بلند ہوتی ہے جسپر عیدگاہ بنی ہوئی ہے اور ہموار زمین پر کشن گنج اور پہاڑ گنج کے حوالی
ہین۔ پہاڑی اور شہر کے درمیان جو زمین ہے اُس مین پرانی عمارتین ہین اور درخت اور باغات
بہت سے ہین جو شہر کی فصیل کے باہر باغیون کے لیئے مامن اور پناگاہ تھے شہر کے گرد فصیل
سات میل طول مین ہے اور ۲۴ فیٹ عرض مین ہے۔ یہہ فصیل وہی ہے جو لارڈ لیک کے زمانہ مین
سنہ ۱۸۰۴ع مین تھی اسکو غدر سے چند سال پہلے لفٹنٹ روبرٹ نپیر نے مرمت کر کے اسکے برج
دیارہ یعنی گرگجون کو بہت مستحکم بنا دیا تھا۔ ہر ایک گرگج پر دس بارہ یا چودہ توپین چڑھ سکتی تھین
فصیل کا پشتہ اسکی نہائی بلندی کی برابر بڑا خوبصورت بنا ہوا ہے اور اسکے آگے بڑی چوڑی کھائی
چوبیس فیٹ گہری ہے۔ شہر کی شرقی سمت مین جمنا ہے اس موسم مین کہ لڑائی ہو رہی تھی اسکا پانی فصیل
کے بہت قریب پہنچتا ہے۔ اس دریا کی طرف سے شہر پر اصلی محاصرہ نہین ہوسکتا اس لئے انگریزی

لشکر سارے شہر کا محاصرہ نہین کر سکتا تھا چند ہفتے تک محاصرین خود محصور رہے انکی بڑی کوشش
یہہ نہ تھی کہ شہر کو تسخیر کرلین بلکہ بڑا سخت کام یہہ تھا کہ اپنی محافظت کرتے رہین دشمنون کی توپون کے
اور نشانہ بازی کے مقامات چارون طرف تھے اور باغی محاصرین پر روز بروز حملے کرتے تھے
اسلیئے جلتی دھوپ مین محاصرین ہمیشہ کمر بستہ رہتے تھے اور وہ باغیون کے زبردست اور مستقل
حملون کو ہٹاتے تھے۔

جب پہاڑی پر پہلے ہی دن انگریزی لشکر خیمہ زن ہوا تو دوپہر کے بعد باغیون نے جو ٹھیر ٹھیر کر
توپین مارتے تھے شہر سے باہر نکلکر ایک بڑا تیز و تند حملہ ہندو راؤ کی کوٹھی پر کیا۔ انگریزی لشکر کی
خوش نصیبی تھی کہ آج انکی بڑی کمک آگئی تھی گائڈس کور جس مین تین ترپ سوارون کے تھے
اور چھہ کمپنیان پیدلون کی تھین وہ کیمپ مین آگئے تھے انکے افسر اعلے کپتان ڈیلی صاحب تھے
اس سپاہ نے گرمیون کے موسم مین مردان سے جو یوسف زئی کی سرحد پر ہے ۵۸۰ میل کا
میل کا سفر ۲۲ دن مین کیا تھا گو پیدلون کی امداد اونٹ اور ٹٹو کرتے تھے لیکن یہہ سفر سوارون کے
لیئے بھی بڑا سخت و دشوار تھا مگر یہہ سپاہ ایسی تازہ و توانا داخل ہوئی کہ یہہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ ایک
ہی منزل طے کرکے آئی ہے سر ہنری برنارڈ نے انکو حکم دیا کہ وہ میدان جنگ کے لئے تیار
رہین اپنے آنے کے چند گھنٹے کے بعد انہون نے پلٹون کی کمک کی اور باغیون سے
دست بدست لڑے اور انکو الٹا بھگایا اور انکو بہت نقصان پہنچایا اور شہر کی فصیل تک انکا
ٹسکار کیا۔ لفٹنٹ کوئن ٹن بیٹ یا صاحب جو گائڈس کے سوارون کے افسر تھے سخت
زخمی ہوئے۔ جب وہ اپنی رجمنٹون کے ساتھ چلے تو انہون نے بہت خوش ہوکر یہہ کہا
کہ مجھے پہلے ہی یہہ اتفاق جنگ کا ہوا ہے وہ بڑے تیز و تند شمشیر باز سپاہی تھے سوار تھے
یہہ نوجوان بڑا ہونہار معلوم ہوتا تھا لیکن وہ پہلی ہی لڑائی مین زخم سے افتادہ ہوا۔ حالت نزع
مین انہون نے اپنی موٹی زبان سے یہہ رومیون کی ضرب المثل کہی کہ وہ اچھی شیرین اور صفا
موت ہے جو اپنے ملک کی حمایت کے لیئے جان دینے مین آئے۔ میدانی اور پیدلون کی
توپین دشمن کے ساتھ لڑائی مین مصروف رہتی تھین۔ چند بھاری توپین تھین وہ پہاڑی پر
مقامات مین لگادی گئی تھین انسے بڑی بڑی باتون کی توقع تھی مگر جلد یہہ معلوم ہوا کہ ان مین یہہ

قدرت نہین ہے کہ وہ دشمن کی توپون کا منھ بند کر سکین انکے لیئے جو تھوڑا سا میگزین تھا وہ جلد ختم ہوگیا باغیون کا توپخانہ بڑا قوی تھا اور انکے توپچی انگریزون کے سکھائے ہوئے ایسے وقت کے لیئے تھے ۔ برنارڈ صاحب کو معلوم ہوگیا کہ شہر کے قریب بہ تدریج جانے کا سامان نہین ہے کل ۱۵۰ سیپر مائی نر تھے اور پیادے اسکے کام کے لیئے نہین بچائے جاسکتے تھے (سیپر مائی نر اس سپاہ کو کہتے ہین جو مورچون و قلعون اور سرنگون اور رستون کے بنانے کے لیئے تعلیم کی جاتی ہین)۔

۱۰ جون کی لڑائی

۱۰ - جون کو باغی قریب پانچ سو کے دو ملکی توپین اور کچھ سوار لیکر اجمیری دروازہ کی طرف سے اس ارادہ سے نکلے کہ وہ انگریزی سپاہ کے داہین طرف کو جاکر ایئن اور اسکے عقب کو دھمکائین میجر ریڈ صاحب فوراً میجر سکوٹ کی دو توپین اور سرمور پلٹن کی سات کمپنیان اور ساٹھوین رائفل کی دو کمپنیان اور ڈیڑھ سو گائڈس لیکر لڑنے کے لیئے آئے چھ بجے کے قریب انگریزی لشکر کے قریب تلنگے آئے تلنگون کو امید تھی کہ گورکھے ہم سے ملجائینگے جب وہ ان کے قریب آئے تو انہون نے انسے کہا کہ ہم تم پر گولے نہین مارتے تم سے کہتے ہین کہ ہم سے آنکر ملجاؤ تو گورکھون نے جواب دیا کہ ہم تم سے ملنے آئے ہین جب گورکھے بیس قدم کے قریب پہنچے تو انہون نے تلنگون پر گولیان مارین اور بیس تیس کو مارا اور انکو مارتے ہوئے آگے گئے کہ اجمیری دروازہ کی توپون کے گولے پڑنے لگے۔

ہندو راؤ کی کوٹھی پر حملہ

دوسرے دن باغیون نے ہندو راؤ کی کوٹھی پر حملہ کیا اور بہت نقصان اٹھا کر پس پا ہوئے باغی ہندو راؤ کی کوٹھی کو انگریزی خیمہ گاہ کی کنجی سمجھتے تھے وہ تمام ایام محاصرہ مین اس مقام پر قبضہ کرنے کے لیئے سخت کوشش کرتے رہے مگر اس مقام کی محافظت میجر ریڈ صاحب اور انکے بہادر سپاہی گورکھے تھے ۔ تلنگون کی ساری کوششین انکے آگے اکارت ہوئین ۔ اول ریڈ صاحب پاس انکی اپنی پلٹنین گورکھون کی اور ۶۰ وین رائفل کی دو کمپنیان تھین مگر کچھ دنون بعد ان پاس گائڈس کی پیدلون کی افزائش ہوگئی تھی جس کوٹھی مین وہ سپاہ سمیت رہتے تھے وہ بالکل دشمنون کی بھاری توپون کے سامنے تھی انکے گولے گولیون سے وہ چھلنی ہوگئی تھی ۔ ریڈ صاحب دشمنون سے لڑنے کے لیئے پہاڑی سے نیچے اترتے تھے اور سوا اسوقت کے کبھی پہاڑی سے نیچے نہین

انہوتے تھے وہ ہمیشہ سے سخت زخمیون اور مردون کو اٹھا کر اپنے ساتھ لے جاتے تھے۔
ہندو راؤ کی کوٹھی جیسی گورکھون کی بارک تھی ایسی ہی انکی اسپتال تھی گورکھون اور زخمیون کو اپنی پلٹن
سے جدا ہو کر کیمپ مین جانا پسند نہ تھا۔

دسوین اور گیارہوین جون کو باغی شکست پاکر اپنی حملہ بازی سے رکے نہین۔ ۱۲ - جون کو
انہون نے انگریزی لشکر کی بائین طرف حملہ کرنے کا ارادہ مصمم کیا۔ باوڑے سے تھوڑے فاصلہ پر
دو ہلکی توپین اور ۷۵ وین پلٹن کی کچھ کمپنیان دریا کے کنارے پر سر تھیوفلس مٹکف کی کوٹھی مین مقیم
تھین۔ باغیون کے بڑے انبوہ نے اپنی تئین درختون کے اندر چھپایا اور زمین کے ناہموار
ہونے کے سبب سے پہاڑی پر چڑھ گیا اور انگریزی سپاہ کو خبر نہ ہوئی اور دفعتہ باوڑے کے پکٹ پر
حملہ کیا۔ کپتان نوکس ۷۵ وین رجمنٹ کے کمانیر مع اور سپاہیون کے اور کئی توپچیون کے
مقتول ہوئے اور قریب تھا کہ باغی توپین لے لیتے کہ ۷۵ وین پلٹن نے باغیون پر حملہ کیا۔
باغیون کی گولیان کیمپ مین آ کر پڑین اور بعض باغیون کے سپاہی پہاڑی سے نیچے کیمپ مین
گھس آئے اور تین ان مین سے سپاہی لائین کے خیمون کے قریب مارے گئے۔ پکٹ کی
حمایت کے لیئے سپاہ جلد پہنچ گئی باغی بھاگ گئے اور کچھ دور تک انکا تعاقب کیا گیا۔ اسلیئے
کہ لشکرگاہ کے قریب باغی دوبارہ نہ آجائین۔ سر تھیوفلس مٹکف کی کوٹھی مین ایسا ایک بڑا
پکٹ بٹھایا گیا کہ پھر دشمن کو اسکے پاس آنا ناممکن ہو گیا۔ آخر کو کوٹھی سے آگے بڑھ کر یہ پکٹ
تین حصون مین منقسم ہوا۔ ایک ستون نیچے کوٹھی کے احاطہ کے دائین طرف اس سڑک کے قریب
بٹھایا گیا جو کشمیری دروازہ اور چھاونی کے صدر بازار کے درمیان جاتی ہے اس مین ایک سو
پچاس سپاہی متعین ہوئے اور اس مورچہ اور دریا کے کنارہ کے درمیان گاؤخانہ مین پچاس
سپاہی اور دریا کے قریب اصطبل مین ایک سو پچاس سپاہی متعین کیئے گئے

ان کل مقامات کا استحکام انجنیرون کے رہنے سے ہو گیا تھا اور وہ بہت کام مین آیا۔ باوڑہ مین
سو سپاہی اور دو توپین رہتی تھین اور رات کو سنتری اس پکٹ و مورچہ کے پکٹ مین
گشت کرتے تھے۔ باوڑے کے اوپر جو باغیون نے حملہ کیا تھا وہ ہنوز رفع نہین ہوا تھا کہ انہون نے
ہندو راؤ کی کوٹھی پر سبزی منڈی کی طرف سے حملہ کیا۔ میجر جیکب صاحب نے اول بنگال فیوزیلیر کو

ساتھ لیکر بڑی بہادری سے باغیون کو شکست دیکر بھگایا - اس مین شک نہین کہ باغیون کا یہ
ارادہ تھا کہ آج ہی باوڑہ اور کوٹھی پر ایک ہی وقت مین حملہ کرین مگر انگریزون کی یہہ خوش نصیبی
تھی کہ اس دن کے مختلف گھنٹون مین حملے ہوئے

اب یہہ انگریزون کو صاف معلوم ہوا کہ شہر کے محصور کرنے کا کافی سامان ان پاس نہین ہے
سائنس کے موافق تعداد سپاہ کی وہ افزایش نہ تھی جو کسی حصار کے لینے کے لیئے چاہیے
یہان تو حصار مین محاصرین سے ہزارون سپاہ زیادہ تھی - شہر کے صرف شمال کی طرف اپنی
تھی جسکو انگریزی سپاہ محصور کیئے ہوئی تھی دریا کے جنوب کی طرف باغیون کو اختیار تھا جہان
چاہین آمد و رفت رکھین ان چند دنون کے اندر ثابت ہو گیا تھا کہ توپون کی لڑائی مین باغیونکا
پلڑا بھاری تھا - ان کے پاس توپون کے چلانے کا سامان افراط سے تھا انگریزی سپاہ بیچ مین
وقفے دے دیکر اپنی توپون سے توپون کا جواب دیتی تھی بھاری توپون کا میگزین ان پاس
نہ تھا - باغی جو گولے ابنر مارتے تھے انکو چن کر وہ پھر الٹے باغیون پر چلاتے تھے - انکی جوتی ان ہی کا
سر کرتے تھے - جب باغی لڑتے تو کپتانون کی حمایت کے لیئے سپاہ بھیجنے کے بعد ریزرو مین چند
کمپنیان پیادون کی اور کچھ سوار اور توپین رہجاتی تھین جو اس حالت مین کہ سخت حملہ ہو تو دشمنون سے
مقابلہ کرنے مین امداد کرین - ایسی جوکھون اور تکالیف مین بعض افسرون کو یہہ سوجھی کہ شہر کو دفعتہً
حملہ کر کے لے لینا چاہیئے جنرل برنارڈ نے اس تجویز پر بہت غور کی ابنر چارون طرف سے
اس شہر کے جلد لینے کا تقاضا وہ انگریز کر رہے تھے جو یہہ نہین سمجھتے تھے کہ شہر مین تو اعدادلان
سپاہ موجود ہے اور ایک بڑی آبادی جوش مین بھری ہوئی بیٹھی ہے شہر آسانی سے مغلوب
نہین ہوسکتا تھا - برنارڈ صاحب کو نوجوان انجنیر نے یہہ صلاح دی کہ شہر کو دفعتہً حملہ کر کے
لے لینا چاہیئے اسمین زیادہ صاف کوئی بات نہ تھی کہ جسقدر شہر کے لینے مین التوا کیا جائیگا
اتنا ہی فتح یابی کے احتمال ضعیف ہوتے جائینگے - باغیون کے پاس تازی کمکین آتی
جائینگین اور انکی تعداد بڑھتی جائیگی اور شہر کے استحکام کے اسباب بڑھتے جائینگے وہ دروازونکو
اینٹ پتھر و کچی دھش گھر گمٹ بنا کے مضبوط کر لینگے - انجنیرون نے تحقیق کر لیا کہ ۱۱ - جون تک دروازو
استحکام کچھ زیادہ نہین کیا گیا ہے اس تاریخ کو انہون نے دفعتہً شہر پر حملہ کرکے لے لینے کا نقشہ

جنرل کے روبرو پیش کیا کہ وہ کل صبح کو اس کام مین کوشش کرین انہون نے جو یادداشت جنرل کے ہاتھ مین دی اس مین بیان کیا کہ لاہوری اور کابلی دروازے اب تک اینٹون کے دھسی گھونگٹ بنانے سے مستحکم نہین کئے گئے ہین اور آگے کے پل اب تک پورے قائم ہین دروازون سے چار پانچ سو گز کے فاصلہ پر کیمپ سے سپاہ آڑون کے اندر جاسکتی ہے اور داخلہ اسطرح ہوسکتا ہے کہ کابلی دروازہ کے قریب اس نالی مین سے جس مین نہر گذر کر شہر مین جاتی ہے سپاہ داخل ہو اور اسکے ساتھ ہی یہہ کوشش کی جائے کہ باروت کے تھیلون سے لاہوری دروازہ اڑا یا جائے اور اڑانے والے گروہ کے افسر دونون جگہ مقام کی تحقیقات کر کے ان دو سدراہون کابلی دروازہ اور نہر کے جنگلے مین سے جس ایک کو وہ ترجیح دین اڑا دین انہون نے یہہ ضرورت بھی بیان کی کہ چند کولم آگے بڑھکر انمین سے دو تو فصیل کی داہین بائین طرف کے گرگجون پر قبضہ کرین اور انکی ہر ایک توپ لے لین اور باغیون کو شہر سے باہر یا قلعہ کے اندر کر دین اور باقی کولم بڑی بازارون مین ہوکر قلعہ کی طرف آگے بڑھین اور قلعہ کے آگے کے میدان مین اپنے مورچے قائم کر کے قلعہ کو محصور کرین اور داہین بائین متصل کولمون کے درمیان آمد و رفت رکھین یہہ حملہ صبح سے پہلے ہو اور دروازے ساڑھے تین بجے رات کے اڑائے جائین اور پھر کولم جن مقامات پر حملہ کرنے کے لئے تجویز ہوئے ہین انپر حملہ کرین وہ تین بجے رات کے تیار ہین اس نقشہ پر چار بڑے افسرون کے دستخط تھے جنکے نام یہہ ہین ولبر فورس صاحب گریٹ ہیڈ صاحب مون سل صاحب اور جیمس صاحب یہہ سب انجنیر تھے اور مخبری کے سررشتہ کے افسر ہوڈسن صاحب کے دستخط تھے اس تجویز کو برنارڈ صاحب نے منظور کر کے احکام جاری کر دئیے کہ حملہ عمل مین آئے۔

ابتدائی حملہ

آدھی رات کے حملہ کی ساری تیاری ہوگئی اور اس کام کے لیئے جو سپاہ مین منتخب ہوئی تھین انکو مناسب وقت پر اطلاع ہوگئی۔ ہر انجنیر اپنے کام کو جو اس کے لیئے مقرر ہوا تھا کر رہا تھا دو اور تین کے درمیان رات کی تاریکی مین سپاہ مین جمع ہوگئین تھین اور چپ چاپ ان دروازون کی طرف جارہی تھین جنکے اڑانے کی باروت کے تھیلون سے تجویز ہوئی تھی

جب پریڈ ہوئی تو ایک حصہ سپاہ کا جو حملہ کے لیئے تجویز ہوا تھا وہ پریڈ پر غائب تھا اول فیوزیلر کے تین سو سپاہی جو برگیڈیر گریوس لائے مگر مقررہ گھنٹے پر موجود نہ تھے اسلیئے ایک کو لم اپنے وقت پر کام کرنے کے لیئے ضعیف ہوگیا وہ عالی حوصلہ افسر جو یہہ سمجھتے تھے کہ جون میں شہر ہمارے قبضہ مین ہوگا بڑے مایوس ہوئے اسواسطے حملہ ملتوی کیا گیا اور سپاہ کو حکم ہوا کہ وہ اپنے اپنے مقام کو واپس جائے اس بات کا یقین کرنا مشکل ہے کہ برگیڈیر گریوس نے عدول حکمی کی مگر وہ حکم کو غلط سمجھے اور برنارڈ صاحب نے بھی انکے عذر کو منظور کرلیا۔ اس واقعہ کا بیان اس طرح کیا جاتا ہے کہ رات کے گیارہ بجے کے قریب برگیڈیر گریوس کے پاس جو آج کے دن کا فیلڈ افسر تھا زبانی حکم آیا کہ وہ پکٹون سے لوروہین سپاہ کو ملیٹری پر جمع کرے چونکہ یہہ حکم تحریری نہ تھا زبانی تھا اسلیئے اس کی تعمیل سے انہون نے انکار کیا اور وہ گھوڑے پر سوار ہوکر جنرل برنارڈ کے خیمہ پر گئے کہ کچھ اور ہدایتین انسے سنیں۔ جنرل نے کامیابی کے باب مین انسے رائے پوچھی تو انہون نے یہہ جواب دیا کہ دو باتین ہین ایک شہر کا لے لینا دوسرے اسکو لیکر قبضے مین رکھنا یقینی آپ شہر کو جاکر لے لینگے لیکن اسکو لیکر آپ پاس اس کے رکھنے کی بھی قوت ہے اسکا جواب مجھے دیجیئے اس رائے کے سننے کے بعد جنرل کو بھی اپنے ارادہ مین تامل ہوا۔

اسطرح گو شہر کے دفعتہً حملہ کرکے لینے مین التوا مگر وہ متروک نہین ہوا ولبرفورس گریٹ ہیڈ صاحب نے اسکی ترمیم کی اس حملہ کے لیئے تاریکی شب کی ضرورت تھی اور اب چاندنی پچھلی راتون کو ہونے لگی تھی یہہ بھی حملہ مین توقف ہونے کا ایک سبب ہوا مگر وہ دفعتہً حملہ کرنے کے منصوبے جمتے رہے جس مین کیا بڑی فتیابی ہوتی یا ناکامیابی ہوتی جو لنگڑا کر دیتی جنرل نے ۱۳۔جون کو لارڈ کیننگ کو لکھا کہ دہلی بڑا مستحکم مقام ہے میرے پاس سامان واسباب کے نہ ہونے کے سبب سے اسپر حملہ کرنا یا بہ تدریج اس کے نزدیک جانا دونو برابر ہی مشکل ہین بلکہ مین کہتا ہون کہ ناممکن ہین دفعتہً حملہ کرنے مین جو میرا عین مطلب ہے جان پر کھیل کر کوئی بات نہین اٹھا رکھونگا اگر مین کامیاب ہوا تو سب طرح بھلائی ہے لیکن اگر اسکے برخلاف ہوا تو ہلاکت ہے میرے پاس سپاہ کا وہ گروہ جو لڑنے والے لشکر کے پیچھے چھوڑا جائے کہ ضرورت کے

جنرل برنارڈ کا خط لارڈ کیننگ کو ۱۳۔جون

وقت مدد کرے نہین ہے جسسے مین مراجعت کرسکون یقینی آپ سب صاحب دہلی کی مشکلات کا تخمینہ کم کرتے ہین - باغیون کے پاس ۳۴ بیبی توپین ہر دروازہ اور گرگچون کے بازؤن پر لگی ہوئی ہین وہ انکو بہت اچھی طرح چھوڑتے ہین انمین سے ایک تو ہماری پانچ توپون کو مارتی ہے ہمارے پاس صرف چھ بھاری توپین لگی ہوئی ہین جو انکی توپون کو بند نہین کرسکتین ہین اسکے سوا کوئی اصلی بات نہین دیکھتا کہ اینر دفعتہ حملہ کرون آپ سنینگے کہ خدا تعالے کی عنایت سے اس مین کامیابی ہوئی -

۱۴ - جون کو ولبر فورس گریٹ ہیڈ نے دفعتہ شہر پر حملہ کرنے کا نقشہ پیش کیا اور ۱۵ - جون کو کونسل اوف وار جنرل ریڈ نے اپنے خیمے مین منعقد کی سر ہنری برنارڈ بریگیڈیر ولسن اور باربی گریٹ ہیڈ اور انجنیرون کے چیف افسر موجود تھے انجنیرون کی تجویز مین کل سپاہ حملہ مین مصروف ہونی چاہیئے تھی جس مین کیمپ مین کوئی سپاہ رزرو نہین رہتی تھی اس صورت مین شکست کی حالت مین باغی کیمپ پر حملہ کرکے ساری توپین لے سکتے تھے اور بہت نقصان پہنچا سکتے تھے ملیٹری افسرون کی راے مین جب تک کہ کمک نہ آئے التوا کرنا بہتر تھا - سوی لین جو ممالک شمالی و مغربی کی گورمنٹ کے قائم مقام تھے وہ التوا کے برخلاف تھی -

گریٹ ہیڈ صاحب نے بڑے زور سے کونسل مین یہ بیان کیا کہ دو ہفتہ کا التوا امیدون مین مایوس کریگا - ملک مین جو بدنظمی پھیل رہی ہے وہ بڑے پاؤن پھیلائیگی - بمبئی پریسیڈنسی مین مسلمانون کی آبادی جو بگڑی بیٹھی ہے وہ زیادہ بدخواہ ہوجائیگی - اور ہندوستانی رئیسون کی طرف بے اعتمادی ہوجائیگی - یہہ اور انہون نے اضافہ کیا کہ مین یہہ نہین کہہ سکتا کہ التوا سے ہندوستانی ریاستین برٹش گورمنٹ کی خیر خواہی سے الگ ہوجائینگین اور کانپور اور اودھ اور شرق کے طرف کے ملک کی خیر و عافیت مین خلل پڑیگا - صاحب ممدوح نے یہہ مان لیا تھا کہ ہندوستانی ریاستون کے تعلقات جو برٹش گورمنٹ سے ہین وہ آسانی سے ٹوٹ سکتے ہین اور کانپور مین سپاہ کے اجتماع پر اضلاع مذکورہ کی سلامتی موقوف ہے - ولبر فورس گریٹ ہیڈ جانتے تھے کہ خونی شہر پر فوراً حملہ کیا جائے وہ کہتے تھے کہ سپاہ کی تقسیم کی ترمیم ایسی ہوسکتی ہے کہ کیمپ مین بہت سی سپاہ رزرو رہے آخر کو یہہ قرار پایا کہ فیصلہ کے لیئے کل کونسل

پھر جمع ہو۔

۱۶- جون کو کونسل دوبارہ جمع ہوئی پہلے روز کی کونسل مین اہل کونسل کا دل یہہ چاہتا تھا کہ جب تک تمت پہلی کمک آجائے تو فوراً شہر پر حملہ کیا جائے یہہ امر پولیٹکل بنا پر مبنی تھا لیکن ۱۵- تاریخ کی شام کو اس تجویز مین تزلزل آگیا۔ بارو ے گریٹ ہیڈ کی دلائل کے سبب سے ولبر فورس نے جو تحریک مذکور کی تھی اور ایک یادداشت جنرل برنارڈ صاحب کو دی تھی اسکا اثر جنرل پر ہوا۔ جنرل اپنے اوپر اعتماد کم کرتا تھا وہ اور آدمیون کے تحریری یا زبانی صلاح و مشورون مین ادھر اُدھر ہلتا جلتا تھا۔ اس لیئے ۱۶- جون کو کونسل مین ملیٹری ممبرون نے سوا ولبر فورس گریٹ ہیڈ کے فوراً حملہ کرنے کی مخالفت کی تو جنرل بھی انکے ساتھ متفق ہوگیا اور ملیٹری اصول و نظائر کا پابند ہوگیا۔

صاحب ممدوح کا عذر پر اپنی راے لکھ کر لے گئے جو آواز بلند کونسل مین پڑہی گئی "کہ شہر کی وسعت پر خیال کرتا ہون کہ وہ کشمیری دروازہ سے دہلی دروازہ تک دو میل طول مین اور ایک میل عرض مین ہے۔ شہر کے اندر داخل ہو کر فتحیابی مین مجھے ایسا ہی اندیشہ ہے جیسا ناکامیابی مین۔ ہمارا تھوڑا سا لشکر دو ہزار سنگینون کا اسی وسیع شہر مین داخل ہو کر غائب ہو جائیگا باغیون نے ہمیشہ اپنے مستقل حملون سے ہم کو دکھا دیا ہے کہ وہ فصیل کی آڑ مین اچھی طرح لڑتے ہین ایسے ہی وہ شہر کی گلیون اور بازارون مین ہم سے لڑین گے جہان ہر ایک سپاہی ہمارے یورپ مین سپاہی کے برابر ہوگا۔ انہون نے جو شہر کی فصیل پر تیس چالیس بھاری توپین چڑھا رکھی ہین انسے دروازون تک جانے مین ہمارا بھاری نقصان ہوگا۔ انکی توپین شہر کی فصیل کے آس پاس کی چھ سات سو گز کی زمین پر خوب گراب چلائینگیں مین حملہ کرنے کے لیئے جب ووٹ دونگا کہ سپاہ کی پہلی کمک آجائیگی۔ یہہ میرا ووٹ صرف اس پولیٹکل بنا پر مبنی ہوگا جو گریٹ ہیڈ صاحب نے قائم کی ہے مگر اسکے ساتھ ہی میرے دل مین یہہ خیال ہے کہ یہہ ایک ملیٹری تدبیر ایسی ہے جس مین نہایت ہی خطرناک مایوسی ہے اور میرے نزدیک پولیٹکل خیال سے بھی ہم کو اپنی جگہہ پر ثابت قدم رہنے کے لیئے ان کمکون کا انتظار کرنا چاہیئے جو لاہور سے چلی آتی ہین اور انکے آنے پر حملہ کرنے مین کامیابی ہونے پر اطمینان ہوگا۔ جب تک ہم اپنے مقام پر جمے ہوئے ہین تو تمام باغی دہلی کے اندر

۱۶- جون کو کونسل کا دوسرا اجلاس

برڈ صاحب کی رائے

یا اسکے گرد جمع ہین جب ہم دہلی لے لینگے تو ضرور بالضرور وہ اپنے بڑے بڑے گروہ بنا ئینگے اور ملک مین ہر سمت مین غارتگری کرتے پھرینگے - ان گروہون کا تعاقب فوراً کرنا پڑیگا - اور جہان وہ ملین انکا قتل کرنا ہوگا - اس کام کا کرنا ہمارے تھوڑے سے لشکر سے ناممکن ہے کہ ہم دہلی کی محافظت کے لیئے بھی لشکر چھوڑین اور ایسے برگیڈ بھی بھیجین جو باغیون کے لیئے مطلوب ہون - یہہ بات میری نزدیک وقت پر موقوف ہے (کل امر مرہون باوقاتہا) یہہ بات سچ ہے کہ چارون طرف ملک باغیون اور لٹیرون کے ہاتھون مین ہے اور وہ جب تک ان کے ہاتھون مین رہیگا کہ ہمارے برگیڈ جا کر انکو صاف نہ کرین - مسٹر گریٹ ہیڈ کو یہہ سوچ بچار ہے کہ غالباً ہندوستانی رئیس جو ہم پر مہربان ہین وہ ہمارے ساتھ سرد مہر ہو جائین گے - لیکن انہون نے ہمارے لیئے اب تک کیا کیا ہے - گوالیار اور بھرتپور کے سپاہیون نے ہم کو چھوڑ دیا ہے کہ ہم اپنی سپاہ کام کرین اور جے پور کنٹنجنٹ سے بہت تھوڑی توقع ہے کہ جب تک اسکو یہہ اطمینان نہ ہو جائے کہ ہم نے باغیون پر فتح کامل پائی ہے وہ ہمارے لیئے کچھ کام کرے -

صاحب ممدوح نے سب باتون پر خیال کر کے یہہ رائے دی کہ ملیٹری دلائل اس بات کے لیئے کہ کافی سپاہ کا جسے فتحیابی یقینی حاصل ہو انتظار کیا جائے زیادہ وزن رکھتی ہین بہ نسبت پولیٹکل خرابیون کے جو پیدا ہون ان سب خرابیون کا تدارک یقینی فتحیابی سے ہو جائیگا -

اس کونسل مین ممبران کونسل کی رائین دینے کا نتیجہ یہہ تھا کہ شہر پر دفعتہً حملہ کرنے کا ارادہ موقوف کیا گیا - اور ۱۸ - جون کو سر جان لارنس کو برنارڈ صاحب نے ایک چٹھی لکھی جسکا خلاصہ یہ ہے کہ پہلے پولیٹکل مشیرون کی صلاح و مشورے سے شہر پر حملہ کرنے کو مین نے منظور کیا تھا مگر مشیت ایزدی سے ایسے اتفاقات وقوع مین آئے کہ حملہ نہین کیا گیا - اب مین نے جو صلاح کارون سے مشورہ لیا تو مجھے یقین ہوا کہ جیسی شکست ہمارے حق مین زبون ہے ایسی فتح ہے - ہمارے پاس دو ہزار سپاہ دہلی جیسے وسیع شہر مین داخل ہو کر غائب ہو جائیگی اور ہمارے چارون طرف دغا بازی وہ ہو رہی ہے کہ ہمارے مصالح جنگ کسی کام کے نہین رہین گے -

جب یہہ دفعتہً حملہ کا منصوبہ چھوڑ دیا گیا تو ۱۳ و ۱۴ تو خیریت سے گذری اور ۱۵ - کو دلی سے

باغیون کے لشکر کثیر نے مشلف کوٹھی کے پکٹ پر اس ارادہ سے حملہ کیا کہ باہین بازو کو پریشان کرین مگر بہت نقصان اٹھا کر وہ بھاگ آئے۔ ۱۷۔جون کو صبح کو پہاڑی پر سے انگریزون نے دیکھا کہ ہندو راؤ کی کوٹھی کے داہنی طرف عید گاہ مین بعض سپاہی مورچے بنا رہے ہین اگر وہ اپنا مورچہ بنا کے توپین لگا دیتے تو انکے سیدھے گولے انگریزی خیمہ گاہ پر پڑکر اسکو چھلنی بنا دیتے۔ معمول سے زیادہ آج باغیون کی توپ زنی ہو رہی تھی ایک گولہ ہندو راؤ کی کوٹھی مین آنکر پڑا جسنے دس آدمیون کو مجروح و مقتول کیا۔ سر ہنری برنارڈ نے ارادہ مصمم کیا کہ اس مورچے کو نہ لینے دین انہون نے حکم دیا کہ تھوڑی سی سپاہ دو کولمون مین منقسم ہوکر یہہ مورچہ جتنا باغیون نے بنایا ہے اسکو تباہ و غارت کردے۔ ایک کولم میجر ٹومبس کے ماتحت تھا اسمین انکا اپنا توپخانہ تھا چار سو سپاہی اول فیوزلیر اور ۶۰ وین رائیفل کے تھے اور تیس سوار گائڈس کے تھے اور بیس سیپر و مائنر تھے اس کولم نے دشمن کی باہین طرف کوچ کیا۔ دوسرا کولم میجر ریڈ کے ماتحت تھا ہندو راؤ کی کوٹھی سے نیچے اترے انکے ساتھ چار کمپنیان ۶۰ وین رائیفل کی تھین۔ گورکھے کشن گنج کی طرف دشمن کی داہین سمت مین آگے بڑھے۔ ٹومبس صاحب باغیون کو متواتر باغونسی نکالتے ہوئے عید گاہ پہنچے جسکی مضبوط فصیل مین ریتیان بنی ہوئی تھین اس مین بہت سے باغی مقیم تھے۔ یہان تھوڑی دیر بڑی تیزی و تندی سے بندوقین طرفین سے چلین۔ دو گھوڑ چڑھی توپین انگریزی سپاہ کی مدد کے لئے آگئین ان توپون کی گولہ زنی سے دشمن کو اپنا مقام چھوڑنا پڑا اور انگریزی سپاہ نے حملہ کرکے باغیون کے مقام پر قبضہ کرلیا اور ایک ۹ پینی توپ لے لی یہہ کولم اپنا مقصد حاصل کرکے اپنی خیمہ گاہ مین ۷ بجے شام کے واپس چلا آیا۔ اس کولم کا نقصان بہت تھوڑا ہوا ٹومبس صاحب کے ایک ہلکا سا زخم لگا اور انکی ران کے نیچے دو گھوڑے مارے گئے۔ آج تک لڑائی مین اس بہادر جوانمرد کی ران کے تلے پانچ گھوڑے مارے گئے تھے اس کولم مین دو سپاہی مقتول اور نو سپاہی و سات گھوڑے مجروح ہوئے۔ میجر ریڈ کے زیر فرمان جو کولم گیا تھا وہ بھی فتحیاب ہوا۔ ریڈ صاحب لکھتے ہین "کہ مین دیوار کے سرے تک گیا اور داہین طرف ایک سرائے مین داخل ہوا۔ دو مختلف سرائیون کے دروازون کو توپون سے توڑ کر مین کشن گنج مین داخل ہوا جس مین باغی بھرے ہوئے تھے انمین سے بہت نے دلیوانہ وار

حملہ کیا انکو ہماری سپاہ نے گولیان چلا کر مار ڈالا ایک بیٹری کے قریب ۱۳ باغیون کو مردہ
پڑا ہوا دیکھا اور کشن گنج کے ایک وسطی عمارت مین نو مردے پڑے ہوئے تھے۔ تخمینًا
پچاس ساٹھ آدمیون کے درمیان مرے ہونگے اور بہت سے آدمی انکے زخمی ہوئے
ہونگے۔ مین نے انکے مورچے کو جو ابھی بنکر بالکل تیار نہین ہوا تھا غارت کردیا۔ گاؤن مین آگ
لگا دی لکڑیون کو جس سے مورچہ وہ بناتے تھے جلا دیا۔ میگزین اور سرائے کے تین دروازے
اڑا دیئے"۔ اس کالم مین ایک سپاہی مارا گیا اور ۸ سپاہی زخمی ہوئے۔ آج اور اس سے
ایک دن پہلے باغیون پاس نصیر آباد سے باغی برگیڈ آگیا جس مین دوسری کمپنی ساتوین توپخانہ کی
پلٹن اور نمبر ۶ گھڑ چڑھی توپخانہ ۱۵ اوین ۳۰ وین رجمنٹیں ہندوستانی پیدلون کی تھین اور چند سوار
بنبئی لینسر یعنی نیزہ بردار تھے۔

۱۹ - جون کو ایک مخفی خبر آئی کہ باغی شہر سے باہر نکلکر حملہ کرین گے۔ پکٹون پر سپاہ زیادہ
کی گئی۔ دوپہر کے بعد باغیون کا بڑا گروہ لاہوری دروازہ سے باہر آیا جس مین زیادہ تر
باغی نصیر آباد کے برگیڈ کے تھے اور انگریزون کے مقامات پر حملہ کیا۔ باغون مین اور انکے حوالی
مین باغیون کا بڑا انبوہ پوشیدہ انگریزی لشکر کے داہنی طرف پہنچ گیا۔ گشت کے
بعض سوارون نے خبر دی کہ دشمن ہمارے عقب مین حملہ کرنے کو ہے۔ پکٹون مین سپاہ
بھیجی گئی۔ کیمپ مین تھوڑی سی سپاہ رہ گئی۔ بارہ توپین چار پانچ سو سوار برگیڈیر گرینٹ نے
جمع کر لیئے اور لڑنے کے لیئے انکو بھیجدیا۔ انہون نے دیکھا کہ دیوار دار باغون مین باغیون کے
پیادے مستحکم اقامت رکھتے ہین جنکے مقابلہ مین انگریزی توپخانہ تھوڑا سا کام کرسکتا ہے توپون نے
خوب نشانہ باندھ کے آگ برسائی۔ باغون مین سے باغیون نے بھی خوب گولیان چلائین
جنھون نے انگریزی توپچیون اور توپون کے گھوڑون کو مارا۔ ٹومبس کی توپین معرض خطر
مین تھین کہ گائڈس کے سوارون کا ایک حصہ سوار ہوا ٹومبس صاحب نے گائڈس کے افسر
ڈیلی صاحب سے کہا کہ اگر تمہارے سوار حملہ نہ کرین گے تو میری توپین دشمن چھین کر لے جائین گے۔
ڈیلی صاحب جھاڑیون مین گھس گئے انکے پیچھے مشکل سے ایک درجن سوار گئے ہونگے کہ انکے بازو مین
ایک گولی لگی تو وہ الٹے چلے آئے لیکن اس سب سے دشمن کی توجہ ایسی ہٹ گئی کہ جسکے سبب سے

توپین بچ گئین - جب تک دن کی روشنی رہی انگریزی توپون کی آتش زنی اور سوارون کی حملہ آوری سے
باغی رکے رہے لیکن جب شام کا اندھیرا ہوا تو باغی بکثیر التعداد ہونے کے سبب انگریزی سپاہ کے
ایک بازو کے شکست دینے مین کامیاب ہوئے اور تھوڑی دیر کے لیئے انگریزی دو توپین بڑے
خطرے مین پڑی رہین - لین مرس اور کا نڈس نے ان توپون کے بچانے مین جان بازی کی لیکن
خندق اور مکانون کے ہر طرف ہونے نے انکے کام کو بیکار کیا اور انہون نے بڑا نقصان اٹھایا
اب بہت انتشار تھا اور رات کی تاریکی نے اور بد انتظامی کو پھیلایا - پیادے اور آگے چلے
اور سرکشون کے درمیان جا کر ایک گلی مین سے باغیون کو بار کر بھگایا اور اپنی توپون کو بچایا اب
دونو طرف سے آتش بازی بتدریج موقوف ہوئی - انگریزی پیادون کی تعداد اتنی کم
تھی کہ وہ دشمن کی وسیع لاین پر حملہ نہین کر سکتے تھے - وہ اپنے کیمپ مین ساڑھے آٹھ بجے
رات کے واپس گئے - باغیون کی آتش باری بالکل موقوف ہوئی - اس لڑائی مین تین
افسر اور سترہ سپاہی و ۲۵ گھوڑے مقتول اور سات افسر اور ستر سپاہی مجروح ہوئے
اور ۳۵ گھوڑے زخمی اور دو سپاہی گم ہوئے - مقتول افسرون مین لفٹنٹ کرنیل
ہول تھے جو حسین و بہادر تھے زخمیون مین بریگیڈیر جان ہوپ گرینٹ تھے ان کے
گھوڑے کے گولی لگی انکی جان بچانے مین انکی آیئنی رجمنٹ کے دو سپاہیون ہیڈ کوک
اور پرسیبل نے اپنی جان کا کچھ خیال نہین کیا - ہیڈ کوک نے جب گرینٹ صاحب کے گھوڑے کے
مرجانے کے سبب سے دشمنون کے اندر پیدل دیکھا تو اپنا گھوڑا انکو دیا - روپر خان
اردلی کے مسلمان سوار نے گرینٹ صاحب سے کہا کہ آپ میرے گھوڑے پر سوار
ہو جائیے - اس سبب سے آپکی جان بچ سکتی ہے - بریگیڈیر صاحب لکھتے ہین اس سوار کی
مین بڑی تعریف کرتا ہون وہ ایک ہندوستانی مسلمان سوار اس رجمنٹ کا تھا کہ جسنے بغاوت
کی تھی اسکے لیئے یہہ آسان بات تھی کہ وہ مجھے مار کر دشمن سے جا ملتا مگر اسنے نہایت عمدہ یہہ کام
کیا کہ میری جان کے بچانے کے لیئے اپنی جان کی پروا نہین کی مین نے اسکا گھوڑا نہین لیا
مگر مین نے اسکے گھوڑے کی دم مضبوط پکڑ کر کہا کہ تو مجھے اس بھیڑ سے نکال کر لے جا اس نے
یہہ کام بڑی خوش اسلوبی اور جرأت سے کیا دوسرے دن بریگیڈیر نے روپر خان کو

اپنے خیمہ پر بلایا اور اسکی بہادری کی تعریف کی اور کچھ روپے اسکے آگے رکھے تو رویر خان نے
ایک استغنا کے ساتھ روپیہ لینے سے سلام کرکے انکار کیا اور عرض کیا کہ آپ میرے افسر سے
میرے عہدہ کے بڑھنے کے لیئے سفارش کر دین تو مین جناب کا بڑا شکرگزار ہونگا۔
محاصرین آج کے حملہ سے بڑے سراسیمہ ہوئے۔ باغیون نے انگریزون کے مقامات پر
حملہ کیا جو ضعیف تھے اور انکے لشکرگاہ کی جان تھے آج کی سخت لڑائی کے بعد انگریزون نے
اپنی عادت کے موافق باغیون کو شہر کی فصیل تک نہین بھگایا اگر باغی اپنے مقام مین ٹھیر جاتے
تو وہ پنجاب کی راہ کو مسدود کر دیتے اور انگریزون کی تھوڑی سی سپاہ محصور ہو جاتی نہ
اسکو سامان رسد بہم پہنچتا نہ سپاہ کی کمک اس پاس آتی تو پھر باغیون کی روزافزون تعداد
کے حملون کی وہ برداشت نہین کر سکتی۔ کیمپ مین بہت سے آدمیون کو لڑائی کا نتیجہ معلوم ہوا
تو وہ بیدل ہو گئے لیکن محاصرین کے عزم مین پھر جان آگئی اور دوسرے روز صبح کو دشمن
سے پھر لڑنے کا ارادہ ہوا۔ صبح ہوتے ہی دشمن سے لڑنے کے لیئے انگریزون کا لشکر
بڑھا تو انہون نے دیکھا کہ وہان ایک مضبوط پکٹ لگا ہوا ہے جسکو انہون نے آسانی سے
نکال دیا اور ایک توپ اور دو ویگن پر قبضہ کیا جسکو باغی پہلی رات مین چھوڑ گئے تھے۔ سڑک پر
مردہ آدمی اور گھوڑے جا بجا پڑے ہوئے تھے جس سے معلوم ہوتا تھا کہ کیسی سینہ زوری
کے ساتھ لڑائی ہوئی ہے ایک جگہ چالیس آدمی پڑے ہوئے تھے جنکی ہڈیون کو توپون کے
گولون نے چھید اتھا۔ بعض کے چہرے بگڑے ہوئے تھے اور بعض آرام سے سوتے
تھے باغیون کو رات بھر فرصت اپنے مُردون کے لے جانے کے لیئے ملی تھی مگر پھر بھی
اسقدر مردے پڑے تھے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انکا بھاری نقصان ہوا تھا ابھی انگریزی
لشکر نے کیمپ مراجعت کی تھی کہ دشمن نے اپنی توپون پر جا کر گولہ زنی شروع کی۔ انگریزون کے
لشکر نے پھر آنکر انکو بہت جلد پراگندہ کر دیا تاکہ دشمن عقب پر آسانی سے حملہ نہ کر سکے جسے کہ پنجاب سے
آمد و رفت مسدود ہو جائے۔ اٹھارہ پینی توپونکا مورچہ کیمپ کے پیچھے بنایا گیا اور مسلح کیا گیا۔
اور عقب کے پکٹ سوارون اور پیدلون کے وہان متعین کیئے گئے اسّے پہلے ایک مورچہ مین
اٹھارہ پینی توپون کا کیمپ داہنی طرف لگایا گیا تھا کہ وہ سبزی منڈی کی طرف سے حملہ کو روکے

ایک پیدلون کا پکٹ تمام طول مین اور سوارون کا پکٹ نشیب مین مع دو گھوڑ چڑھی توپون کے وہان رہتا تھا۔

انگریزی کیمپ کے عقب پر حملہ ہونے کے بعد تین دن تک کوئی لڑائی نہین ہوئی۔ یہہ خوشخبری آئی کہ میجر ایلفرٹس سپاہ ہمراہ لیئے دہلی سے مبیں میل کے فاصلہ پر آگئے ہین۔ باغیون کے پاس بھی جالندہر اور پھلور سے تین رجمنٹین پیادون کی اور چھٹا رسالہ سوارون کا آگئے تھے۔

جاسوس خبر لائے کہ ایک دوسرا حملہ انگریزی کیمپ کے عقب مین ہوگا۔ حملہ کی تاریخ ۲۳۔ جون مقرر کی گئی تھی۔ جنگ پلاسی پر ایک صدی اسی تاریخ پر ختم ہوتی تھی۔ تمام ہندوستان مین یہ پیشین گوئی پھیل رہی تھی کہ انگریزی راج سو برس بعد ختم ہو جائیگا اور کلائو نے جو سلطنت انگلشیہ کی بنیاد پلاسی کے آنب کے درختون مین رکھی ہے وہ اس فتح کی صدی پوری ہونے پر ختم ہو جائیگی۔ جوتشیون نے کہا کہ اس تاریخ مین صورت ایسا اچھا ہے کہ باغیون کو ضرور فتح ہوگی۔ سر ہنری برنارڈ نے یہہ سنکر کہ باغیون کا ارادہ لشکرگاہ کے عقب پر بڑے زور شور سے حملہ کرنے کا ہے ۲۲۔ جون کو ایک حکم میجر رول فرٹس پاس بھیجا کہ وہ کیمپ کی طرف فوراً سفر کرے۔ شہر کی فصیل پر سے بڑی دہشت ناک توپ باڑی شروع ہوئی اور اسی وقت مین باغیون نے انگریزی لشکر کے داہنی طرف اور ہندو راؤ کی کوٹھی کی پہاڑی پر سخت توپ زنی شروع کی۔ انگریزون پاس تھوڑی توپین تھین وہ باغیون کی توپون کو بند نہین کر سکتے تھے۔ اور سبزی منڈی مین ہندو راؤ کی کوٹھی کے پیچھے باغیون نے پیش قدمی کر کے مونڈ بیطری اور میجر ریڈ کے مورچہ پر سخت حملہ کیا۔ دلاور میجر ریڈ نے باغیون کی تعریف مین لکھا ہے کہ اس سے زیادہ بہتر سپاہی نہین لڑسکتا۔ انہون نے رائیفل و گائڈس پر اور میرے سپاہیون پر بار بار حملہ کیا اور ایک وقت مجھے یہہ خیال ہوا کہ مجھے شکست ہوئی۔ شہر پر سے گولے برس رہے تھے باغی پہاڑی توپین ساتھ لائے تھے جس سے میرے مورچے پر جلدی جلدی خوب گولے مار رہے تھے۔ ہزارون باغی میری تھوڑی سی سپاہ لڑتے تھے لیکن مین اپنے مقام کی عظمت کو جانتا تھا اور مین نے اپنا ارادہ مصمم کر لیا تھا کہ جہانتک مجھ سے ہو سکے گا مین اپنے مقام کو ہاتھ سے جب تک نہین دونگا کہ میری کمک آ جائیگی۔ تھوڑی دیر کے بعد کمک آ گئی اور مونڈ بیطری سے سبزی منڈی سے باغیون کے بھگانے کے لیئے کوشش کیگئی

۲۳۔ جون و جنگ پلاسی کی صدی کا آخر روز

جسکی تنگ گلیون اور کچی دیوارون اور احاطون اور مکانون کی چوڑی چھتون نے پیادون کو خوب پناہ
دی اور انگریزی سپاہ نے جو پیشقدمی کی اسپر دیوارون اور چھتون سے باغیون نے گولیونکا
مینھ برسایا۔ دشمنون کی گولیون اور سورج کی کرنون کی تیزی سے سپاہی جلدی جلدی افتان و
خیزان اور زخمی ہوتے تھے۔ بہت سے باغی انگریزی سپاہ کی داہین طرف سبزی منڈی اور باغون
مین گئے اور ہندو راؤ کی کوٹھی کے عقب پر اور مورچے پر تین دفعہ حلے کیئے۔ انگریزی سپاہ
سبزی منڈی مین انکے پیچھے تین دفعہ گئی۔ باغی گھرون مین دروازون کو بند کرکے گھس گئے
اور جب انگریزی سپاہ ہٹی تو باہر نکل آئے اور گولیان مارنی شروع کین۔ بڑی جان جوکھون
اٹھاکر بھگائے جاتے تھے۔ ہر سپاہی کے کام کرنے کی ضرورت تھی فیروزپور اور سکھ جو
تیس میل سفر کرکے آج صبح آئے تھے وہ دشمنون کے حلہ روکنے کے لیئے بلائے گئے
ان گرمی کے دنون مین سارے دن لڑائی رہی شام کو وہ ختم ہوئی۔ باغی شہر کے اندر
چلے گئے ایک ہزار آدمی مارے گئے ہونگے۔ ایک احاطہ مین ڈیڑھ سو مردے ان کے
پڑے ہوئے تھے۔

اب سبزی منڈی پر انگریزون کا قبضہ ہوگیا اور اس وقت سے انہون نے آگے ایک
پکٹ ایک سو اسی گورون کا بٹھایا اور اسکو منقسم کرکے ایک حصہ کو سرا مین ایک طرف
اور دوسرے حصہ کو مندر مین دوسری طرف گرینڈ ٹرنک روڈ کے بٹھایا اور فوراً دونو سرا
اور مندر انجینرون نے استوار بنائے کہ خوب محافظت ہوسکے۔ ہندوراؤ کی کوٹھی کی پہاڑی کے
داہین مورچہ سے یہہ دونو مقام دو سو اور تین سو گز کے فاصلہ پر تھے۔ غرض اب انگریزون کا
مقام ایسا محفوظ ہوگیا تھا کہ دشمن ٹرنک روڈ پر گذر کر عقب مین داہین طرف حلہ نہین کرسکتا تھا۔ اس
لڑائی مین انگریزون کا نقصان یہہ ہوا کہ ایک افسر اور ۸۰ سپاہی اور چار گھوڑے مارے گئے
اور تین افسر اور ۱۰۸ سپاہی اور گیارہ گھوڑے زخمی ہوئے اور ایک گھوڑا گم۔ ہندوراؤ کے پکٹ کی
دو توپون پر سامنے سے دشمنون کی توپون کی ایسی بھرمار ہوئی تھی کہ اسکی ایک توپ اور چودہ گھوڑے
لڑائی کے کام کے نہین رہے۔ کوئی دن نہین گزرتا تھا کہ سپاہ انگریزی کو کیمپ سے باہر نکل کر
دشمنون سے لڑنا نہ پڑتا تھا۔ ۲۷۔ جون کی صبح کو شکف کے پکٹ و سبزی منڈی کے پکٹون پر

باغیون نے حملہ کیا جو آسانی سے بھگا دیئے گئے - انگریزون کا نقصان یہہ ہوا کہ ایک سپاہی مارا گیا اور ایک افسر اور ۲۴ سپاہی زخمی ہوئے ۔

سبزی منڈی کی لڑائی کے ایک دن کے بعد جنرل چیمبرلین لشکرگاہ مین ایڈجوٹنٹ مقرر ہو کر آئے وہ ایک نامور دلاور سوارون کے افسر تھے جبکہ جنرل این سن نے اس گشتی سپاہ کا افسر اعلے مقرر کیا تھا جو اسلیئے مرتب کی گئی تھی کہ جہان پنجاب مین سرکشی اور فساد برپا ہو وہان جاکر اسکو فرو کرے اس کام مین کامیاب ہونے سے صاحب ممدوح کی شہرت اور بھی زیادہ ہو گئی تھی دہلی مین انکی آمد کا بڑا شوق سپاہیون کو ہو رہا تھا وہ کہتے تھے کہ جب وہ یہان آجائین گے تو سب کام ٹھیک ہو جائین گے - چیمبرلین صاحب اپنے ساتھ لفٹنٹ الیکسنڈر ٹیلر کو لائے تھے وہ ایسے انجنیر تھے کہ دہلی کی فتحیابی مین وہ بھی اپنا بڑا حصہ رکھتے ہین

۲۶ - جون و ۳ جولائی کے درمیان کمک کے آنے پر چھ ہزار چھ سو سپاہی ہر قسم کے انگریزی لشکرگاہ مین موجود تھے - باغیون پاس اسوقت بڑی کمک آگئی تھی پہلی اور دوسری جولائی کو روہیلکھنڈ کے باغی سپاہی دہلی مین آگئے تھے وہ جمنا کے کشتیون کے پل پر سے اترتے ہوئے پہاڑی پر انگریزون کو بھی نظر آئے وہ چار پیدلون اور ایک سوارون کی رجمنٹین تھین اور ایک گھوڑون کا توپخانہ تھا اور دو پوسٹ گن تھین ان سب کا سپہ سالار بخت خان ایک پرانا صوبہ دار توپخانہ کا تھا - انگریزی لشکرگاہ مین اسکو بہت انگریزی افسر جانتے تھے وہ الغرض خواہمخواہ مرد آدمی تھا اور اسکو انگلش سوسائیٹی کا بڑا شوق تھا اور انگریز اسکو بڑا ہوشیار اور دانشمند جانتے تھے - دلی کے بوڑھے بادشاہ نے بھی اسکی بڑی قدرشناسی کی کہ اسکو کل سپاہ کا کمانڈرانچیف مقرر کر دیا اور اسسے وعدہ کیا کہ اگر انگریزون کو پہاڑی پر سے نکال دو گے تو گورنر جنرل مقرر کیئے جاؤ گے - اب باغیونکی سپاہ تیس ہزار کے قریب ہو گئی اور انکے پاس توپین بہت تھین اور انکا میگزین اسقدر تھا کہ وہ کبھی خالی ہونا جانتا نہ تھا -

جب لشکرگاہ مین کمک آگئی تو پھر یہہ ارادہ ہوا کہ شہر کا ایک حملہ کرکے لے لیا جائے - اسکی یہہ تجویز ہوئی کہ ایک کالم تو کابلی دروازہ کے قریب نہر کی آہنی جالی کو اڑائے اور دوسرا کالم کشمیری دروازہ کو اڑائے اور تیسرا کالم فصیل پر زینے لگا کے چڑھے کچھ سپاہ دریا کی طرف

چیمبرلین صاحب کا انگریزی لشکر مین آنا

۲۶ - جون و ۳ - جولائی کے درمیان بخت خان کا روہیلکھنڈ کی فوج لیکر دہلی آنا -

دہلی پر اچانک حملہ کا ارادہ ملتوی ہونا -

جاکر شہر مین داخل ہونے کی کوشش کرے - لیکن یہہ منصوبہ اسلیئے چھوڑ دیا گیا کہ جنرل باس بہہ خبر آئی کہ روہیلکھنڈ کے باغیون کے آجانے کے سبب سے باغیون نے ۳ - جولائی مقرر کی ہے کہ انگریزی لشکر گاہ پر حملہ کیا جائے - انگریزی حملہ کی کامیابی اس پر موقوف تھی کہ انگریزی سپاہ دفعتہً یکایک باغیون پر ایسی آنکر ٹوٹ پڑتی کہ وہ دیکھتے کے دیکھتے رہ جاتے مگر باغی ایسے ہوشیار تھے کہ وہ سب باتون کی خبر رکھتے انکے پیٹرول پھرتے تھے یعنی سپاہی رات کو گشت کرتے تھے - اور اپنے پکٹ بٹھائے رکھتے تھے وہ کچھ شہر مین مقید نہ تھے - علاوہ اسکے صرف تین ہزار پیادون سے حملہ ہوسکتا تھا جو کافی نہ تھے - انگریزی سپاہ شہر کے تہائی حصہ کے محاصرہ کے لیئے بھی کافی نہ تھی اس لیئے اس حملہ کا نہ ہونا بہتر ہوا - ۳۰ - جون کو ایک اور حملہ باغیون کا سبزی منڈی اور ہندو راو کے ٹیلون پر ہوا اور وہ دفع کیا گیا ۸ سپاہی مقتول اور تین افسر زخمی ہوئے - دن کو خبر لگی کہ عیدگاہ کے قریب باغی پھر مورچہ بناتے ہین برگیڈیر شوورس صاحب مع سپاہ کے وہان پہنچے تو سرائے جسمین مورچہ بنانے کی خبر تھی خالی تھی لیکن ایک پاس کے مکان مین شورہ اور ریت بھرے تھیلے اور مورچہ بنانے کے اوزار تھے جنمین سے کچھ تلف کیئے گئے اور باقی اپنے ساتھ لے گئے

بیرڈ سمتھ صاحب رڑکی مین تھے وہ خوب کام کر رہے تھے اور دہلی کے آگے جو انگریزی سپاہ تھی اسکا بڑا فکر رکھتے تھے مگر انکو اس لڑائی مین حصہ لینے کا خیال بھی نہ تھا جب آخر جون مین ان پاس خبر پہنچی کہ دہلی مین وہ چیف انجنیر کے عہدہ کے لیئے مطلوب ہین تو وہ گرمی مین منزلین طے کرکے دہلی کی طرف چلے تو انکو معلوم ہوا کہ ۲ جولائی کو دہلی پر دفعتہً حملہ کرنے کی تجویز ہوئی ہے سو وہ ٦٠ میل کا لمبا سفر کرکے ۳ - جولائی کو دہلی مین آئے تو انکو معلوم ہوا کہ حملہ کا ارادہ موقوف کیا گیا -

بیرڈ سمتھ صاحب نے جسوقت سے کہ دہلی مین قدم رکھا انہون نے اس اسباب کا امتحان شروع کیا جو دہلی پر حملہ کرنے کا بالفعل موجود تھا - یہہ انکی رائے تھی کہ اگر محاصرین پاس سامان حملہ کا کافی ہو تو محصورین انکے سامنے ٹھیر نہین سکتے - چیف انجنیر کو معلوم ہوا کہ حملہ کے لیئے توپین بتفصیل ذیل موجود ہین - دو چوبیس پیتی توپین اور نو ۸ انچی توپین اور چھہ ۵ انچ مورٹاس بلور تین اٹھ انچ ہوٹازر اور دشمن پاس اس سے بہت زیادہ توپون کا سامان ہے وہ ہر مقام پر مقابلہ کے لیئے ۲

م چھیس پیدا ہے ۔ ہر تمک توپین اور دس یا بارہ مورٹاس لا سکتا ہے اور انکو ایسی اچھی طرح

جیسے کہ انگریز اگر انگریزون کے پاس توپین زیادہ ہوتین تو انکے پاس میگزین کا سامان نہ تھا برڈ سمتھ
کے نزدیک بھاری توپون کے لیئے گولے اسقدر بھی نہ تھے کہ وہ ایک روز کے حملہ کے لیئے کافی
ہوتے اور زیادہ گولون کے آنے کی بھی امید نہ تھی اسکے برعکس دشمن پاس دہلی میگزین کا وہ سامان
تھا جو کبھی خالی نہ ہوتا ایسی حالت مین حملہ کا شروع کرنا دیوانگی تھی اسکا ارادہ جلدی سے ترک اسلیئے
کرنا چاہیئے کہ اسکا سامان بہم نہین پہنچ سکتا تھا۔

استدلال

لیکن یہہ سوال پھر پیش ہوا کہ کیا دلی حملہ سے نہین فتح ہوسکتی؟ تو اسکا جواب آسانی سے یہہ دیا
جا سکتا تھا کہ ہان ہوسکتی ہے۔ بیرڈ سمتھ نے یہہ استدلال کیا کہ سپاہیون کے زورون کے مقدر
مین بڑا تغیر ہے ہمارے پاس اعلے درجہ کی قواعد دان سپاہ موجود ہے اور اسکا ایک ایسا
سپہ سالار ہے جو دلیری اور دلاوری سے بھرا ہوا ہے اور حملہ کرنے کا شائق ہے اور
بے انتہا خود اعتماد ہے دشمنون پاس سپاہ بے سری ہے جسکا عزم شکستہ اور دل مردہ اس
سبب سے ہے کہ لڑائی مین ہمیشہ ہم سے ہزیمت پائی ہے خواہ وہ اپنی کتنی ہی سپاہ زیادہ لایا ہو یہہ
بھی سچ ہے کہ اسکی سپاہ کی تعداد ہماری سپاہ کی تعداد سے بہت زیادہ ہے اور شہر کے اندر اور
کوچہ و بازارون مین قواعد دان سپاہ بہ نسبت میدان کے کم قدر و قیمت رکھتی ہے۔ نپولین
نے بہت سچ کہا ہے کہ ایک کتاب اور ایک بطا اپنی تنقیحات کا خود فیصلہ کرسکتی ہے ناکامی کے
نتائج ایسے خوفناک دل کے بجھانے والے پیدا ہوسکتے ہین جیسے کہ فتحیابی کے نتیجے شاندار
اور دل کے شگفتہ کرنے والے مین نے ان سب باتون پر بڑی غور و خوض سے نظر کی ہے
اور فتح و شکست کے احتمالات کو جانچ اور تول کر نتیجہ نکالا ہے کہ فتح پانے کا ظن شکست کے
ظن پر غالب ہے اور حملہ کرنے کی دلائل زیادہ استوار بہ نسبت نہ حملہ کرنے کی دلیلون کے ہین
اپنے جنرل سے سررشتہ کی چٹھی مین یہہ التماس کی کہ شہر پر حملہ اسطرح کیا جائے کہ فصیل پر زینے
لگا کے سپاہ چڑھے اور جن دروازون سے سپاہ کو داخل کرنا چاہین وہ بارود کے تھیلون سے
اڑا دیئے جائین" پھر چار مہینے بعد انہون نے لکھا کہ اصلی تجربہ جواب ہوا ہے (یعنی دلی فتح ہوگئی)
اور ایسے فائدے حاصل ہوئے ہین تو مین پہلے نتیجے پر قائل ہونے کا خیال بالکل نہین رکھتا کیونکہ
وہ وقت گذر گیا مگر اس وقت بھی مین یہہ خیال کرتا ہون کہ اگر چوتھی اور چودھوین جولائی کے درمیان

دلی پر حملہ ہوتا تو ہم اسکو فتح کر لیتے ۔

اگرچہ انگریزی لشکر مین ساری انگلشی سپاہیانہ طرز و روش تھی مگر وہ بڑی تھکانے والی اور بیدل کرنے والی تھی اگر انمین بہت کم آدمی اور انکے دشمنون مین بہت زیادہ آدمی مارے جاتے تو دشمنون کے پاس مُردون کے بدلے مین اور زیادہ آدمی آجاتے انکے پاس لڑنے والے آدمیون کی کبھی کمی نہ ہوتی ۔ انگریزون نے دہلی کی تسخیر مین کچھ ترقی نہین کی ہر روز یہ ظاہر ہوتا جاتا تھا کہ باغیون پاس توپین بہ نسبت انگریزون کے تعداد مین اور زور مین زیادہ ہین باغیون کی توپین انگریزون کو جس فاصلہ پر مارتی تھین اس فاصلہ پر انگریزون کی توپین باغیون کو نہین مار سکتی تھین باغیون کی توپین انگریزون کی توپون کی نسبت وزنی دہات کی بنی ہوئی تھین اور زیادہ فاصلہ پر نشانہ لگاتی تھین اور بعض اوقات غضب کا نشانہ لگاتی تھین ایک موقع پر جو مینی توپ سے ایک گولہ ایسا تاک کر ہندو راؤ کی کوٹھی پر انہون نے مارا کہ اسنے ایک انگریزی افسر اور آٹھ آدمیون کو ہلاک کیا اور اور چار کو زخمی کیا جنمین ایک ادنے درجہ کا افسر تھا ۔ انگریز باغیون کی توپون کو بند نہین کر سکتے تھے ۔ لڑائی مین صرف ایک توپ جو مینی دشمن سے انکے ہاتھ آئی تھی سو اسکے واسطے انکے پاس گولے نہ تھے باغیون کے گولے جو انکے لشکر مین جاتے انکو چن چن کر اس توپ مین الٹے باغیون پر مارتے ۔ انگریزون پاس توپون کے لیئے میگزین کم ہوتا جاتا تھا باغیون پاس وہ سامان تھا کہ ہر روز اور ہر گھنٹے مین جتنے گولے جاتے چلاتے ۔ ولوبائی صاحب نے دہلی کے میگزین مین باروت کو تو اڑا دیا مگر سارا سامان جو ہوا مین اڑ نہین سکتا تھا باغیون کے استعمال کے لیئے چھوڑا اسکو وہ کم نہ کر سکے ۔

پہاڑی پر موری دروازے کی توپین انگریزی لشکر کو بڑا ہلاک و حیران اور پریشان کرتی تھین باغیون کے توپچی ظرافت و وحشت اور مسرت کے ساتھ انگریزی لشکر کے سارے کام کو دیکھتے تھے ۔ اگر سپاہ کا دستہ دوسری سپاہ کی مدد کو جاتا ۔ اگر اکیلا افسر بیٹری کے دیکھنے کو جاتا ۔ اگر پکٹ پر گوردون کے کھانے کے لیئے بورچیون کے لڑکون کی قطار سرون پر کھانا رکھ کے جاتی تو ان پر گولے چلا کے حیران و پریشان کرتے ۔ لشکر کے آدمیون کی ان گولونکی اپنے اوپر آنے کی دیکھنے کی عادت ہوگئی تھی وہ انسے بچنے کے لیئے زمین پر لیٹ جاتے

باغیون کی توپون کا اثر اور انگریزی لشکر کا اضطراب

لڑکے جھک کر گھٹنیون چلتے اور اپنے سر کے بوجھون کو رکھ دیتے جہان گولے انکے سر پر سے گذر جاتے تو وہ پھر کھانے کو لیکر چلتے۔ اسوقت گورون اور کالون مین وہ بیر ہو گیا تھا کہ باوجود یہہ لڑکے بڑی وفاداری اور جان نثاری سے کام کرتے تھے دفعتہً مر جانے کا خوف نہین کرتے تھے چاہیئے تھا کہ گورے ان پر مہربانی کرتے مگر وہ نہین کرتے تھے لیکن بعض انگلش مین کیمپ مین ایسے بھی تھے کہ ان غیر مسلح بے گناہ بدنصیب رذیل ملازمون پر سختی کرتے تھے۔ جب یہہ لڑکے اپنی جان کو اور اپنے سر کے بوجھ کو بچا کر گورون پاس کھانا لے جاتے تو بعض اوقات گورے یہ کہتے کہ میرے لڑکو تمہارے لیئے بھلا ہوا کہ تم نے ہمارا کھانا ضائع نہین کیا۔

۳- جولائی کی دوپہر کو باغی جوق جوق انگریزی لشکرگاہ کے حوالی اور باغون مین گئے جرنیل پاس اس حملہ کی پہلی خبر آگئی تھی اسلیئے ساری سپاہ تیار تھی۔ شہر سے باہر رات کو باغیون کی سپاہ رہی اور دفعتہً بہت جلد علی پور کی طرف باغیون کی پانچ چھ ہزار سپاہ نے کوچ کیا ان پاس توپین بھی بہت تھین۔ علی پور ایک بڑے لشکرگاہ کے عقب سے ایک منزل پر تھا۔ پانچین رسالہ کے پنجابی سوارون کو باغیون نے مجبور کیا کہ انکے افسر لفٹنٹ ینگ ہسبینڈ رائی کی طرف اپنے سوارون کو لے گئے۔ باغیون کی توپون کی آوازین لشکرگاہ مین آئین تو دیکھی انگریزی لشکر کو میجر کوک صاحب لیکر چلے کہ باغیون کے مغلوب کرنے مین یا ان کے سدراہ ہونے مین کوشش کرین۔ انکے پاس چار توپین کپتان مسنی کے ترپ کے ایسی توپخانہ کی تھین اور دو توپین ہندوستانی توپخانہ کے ترپ کی تھین تین سو سوار اور آٹھ سو پیدل تھے اور بارہ توپین تھین اسی قدر لشکر کیمپ سے بھیجا جا سکتا تھا اس سے زیادہ نہین بھیجا جا سکتا تھا۔

اول اس بات کا دریافت کرنا ممکن تھا کہ آیا باغی علی پور کو لوٹ کر سیدھے رائی اور لڑسولی کی طرف جائین گے یا دہلی کو پھر لوٹ کر آئین گے بڑا خوف یہہ لگ رہا تھا کہ ہندوستانی پہرہ مین خزانہ جو دہلی اور کرنال کے درمیان آتا تھا کہین اُسے جا کر باغی نہ لوٹ لین اور کرنال پر اپنی دوڑ نہ لے جائین۔ صبح کے وقت یہہ معلوم ہوا کہ علی پور کے قریب انہون نے نہر سے عبور کیا ہے اور دہلی کی طرف بلند اور خشک زمین پر چلے جاتے ہین جو متوازی اور محاذی نہر کے ایک میل کے پاس سے کچھ زائد فاصلہ پر ہے میجر کوک صاحب نے اول انکے بائین کی طرف حرکت کی لیکر

۳- جولائی کو میجر کوک کا باغیون سے جنگ

انکو ڈیڑھ میل تک نہر کے بین اری پل تک ایسی سڑک پر چلنا پڑا جو بالکل کیچڑ اور دلدل سے بھری ہوئی تھی پھر ایک میل تک کھیتون کی کیچڑ مین چلنا پڑا۔ اول توپون نے اپنا کام شروع کیا جنکا جواب باغیون نے فوراً دیا وہ ایک گاؤن مین چلے گئے تھے۔ جب باغیون نے انگریزی سپاہ کو پاس آتے ہوئے دیکھا تو وہ اسکے مقابلہ مین آئے۔ پیادہ سے کچھ گاؤن مین مقیم رہے باقی چلنے شروع ہوئے تھوڑی دیر بعد سوارون نے بھی چلنا شروع کیا توپون کی آوازین بھی دھیمی ہوئین تو یہہ ظاہر معلوم ہوا کہ باغیون نے اپنی توپون کو بھی ہٹا لیا۔ پھر انگریزی توپین بڑی مشکل سے آگے بڑھین پیدلون اور سوارون کو حکم ہوا کہ وہ جلدی حملہ کرین۔ بائین طرف گائڈس کے سوار تھے انکو حکم ہوا کہ وہ فوراً جا کر دشمن کی مراجعت کی راہ کو روکین۔ سپاہ بالکل کیچڑ کی مچھلی بن رہی تھی وہ بہت آہستگی کے ساتھ آگے بڑھی باغی اپنی سب توپین لے گئے۔ ایک میگزین کی گاڑی اور ایک توپخانہ کی گاڑی البتہ چھینی گئی اور علی پور سے جو لوٹ وہ لے چلے تھے اسکو واپس لیا کچھ باروت اور بندوقین بھی انگریزی سپاہ کو ہاتھ آئین۔ گائڈس کے سوارون نے غالباً اسی باغی مارے ہونگے اب زیادہ تعاقب کرنا مناسب اسلیئے نہ تھا کہ گرمی کی بڑی شدت نہ تھی اور گورے تھک گئے تھے۔ میجر کوک نے نہر کی طرف مراجعت کی اور اسکے کنارہ پر درختون کے سایہ کے تلے سپاہ کو آرام دیا۔ غلطی سے انکا توپخانہ کیمپ مین واپس گیا تھا۔ جب سپاہ آرام کر رہی تھی کہ دہلی سے ایک تازہ سپاہ نے جس مین آٹھ سو سوار بھی شامل تھے حملہ کیا۔ انگریزی سپاہ نے اسے مار کر دور تک بھگا یا لیکن باغیون کا ہجوم دور تک اسے گھیرے ہوئے تھا۔ میجر کوک پیادون کو ہٹا کر ایسے مقام مین لائے کہ جس کے سبب سے نہر کے پل پر قبضہ رہے۔ باغی اپنی توپین چڑھا لائے تو میجر صاحب نے اپنا توپخانہ کیمپ سے منگا یا مگر ہنوز وہ نہ آیا تھا کہ باغیون نے دوسرا حملہ کیا انگریزی سپاہ نے انکو مار کر بھگا دیا۔ انگریزی سپاہ کیمپ مین آئی۔ گرمی کی شدت سے وہ بہت مضمحل ہوئی۔ ۶۰ رجمنٹ کے گورے درختون کے نیچے ایسے مضمحل ہو گئے تھے کہ انکے لے جانے کے واسطے کیمپ سے ہاتھی آئے۔ اس لڑائی مین اسی سوار جو کوہاٹ مین مین بھرتی کیئے گئے تھے بڑی بہادری سے لڑے مگر انکا میر جو میجر کوک کا بڑا دوست تھا وہ اس حال مین مارا گیا کہ بھگوڑے باغیون کا تعاقب کر رہا تھا۔ انگریزی سپاہ کا یہ نقصان ہوا کہ تین سپاہی اور سات گھوڑے

مارے گئے اور ۲۳ آدمی اور سات گھوڑے زخمی ہوئے۔ ان مین کوہاٹ کے سوارون کے
مقتول اور مجروح داخل نہین ہین۔

میجر کوک کی جنگ کی اضافی ناکامی پر سخت نکتہ چینی ہوئی ہوڈسن صاحب نے لکھا کہ مین دن کے
سارے کام سے ناراض اور غیر مطمئن ہون کام کا زیادہ ہونا چاہیئے تھا وہ ہوسکتا تھا اور جو کچھ
کیا گیا وہ اس ثبوت کے لیئے قابل اطمینان ہے کہ انگلو سیکسن آسانی سے اہل ایشیا کو خواہ
انکی تعداد کثیر ہو ہزیمت دے سکتے ہین کل باغی دس سے پندرہ تک ایک انگریزی سپاہی کے
مقابلہ مین تھے۔

سر ہنری برنارڈ کی وفات

دوسرے دن صبح کو سر ہنری برنارڈ کو ہیضہ نے آسانی سے اپنی قربانی بنایا انکا دل اور جسم دونو
رات دن کی محنت سے فرسودہ ہو گئے تھے۔ انکی ہمت اور شجاعت نے سبب سب سپاہی انکی مدح خوانی
اور تعظیم کرتے تھے جو بہادرون اور دلاورون پر وہ کارفرمائی کرتے تھے انہین وہ آگ کے پیچھے
زیادہ روشن نظر آتے تھے وہ اپنے کریمانہ اور اشرافانہ اخلاق کے سبب سپاہ کے دلون مین
اپنی محبت پیدا کرتے تھے وہ کبھی اپنی گرم کوشی مین ناغہ نہین کرتے تھے وہ اپنی قسمت کی سختی کے
سبب سے نہایت مشکل اور امتحان کے وقت مین گرفتار ہوئے تھے۔ وہ اس ملک مین اجنبی تھے
مشرقی جنگ آرائی سے لاعلم تھے وہ جنرل اینسن کی وفات کے بعد اس کام پر مقرر ہوئے
کہ ایک اپنے ضعیف لشکر کو ایسے دشمن سے لڑائین جسکی تعداد دہشت ناک تھی اور
سامان حرب بہت کچھ اسکے پاس تھا۔ انہون نے بادلی کی سرائے مین بڑی مردانگی اور
فرزانگی سے فتح پائی اور دہلی کے سامنے ایک بڑے استوار اور مستحکم مقام مین انگریزی
لشکرگاہ کو مقیم کیا۔ ہفتون تک یہان بار بار قوی دشمنون کے حملہ کرنے مین وہ دلیری
اور دلاوری دکھائی کہ دشمنون کے دلون مین انگریزی ہیبت جو ضعیف ہوگئی تھی وہ پھر ایسی پیدا
ہوگئی کہ وہ اس سے تھرانے لگے ہندوستان کی اندر ہندوستانی جنگ آزمائی کی لاعلمی نے
انکو مجبور کیا کہ وہ اپنی اوپر اعتماد کم رکھین اور اورون کے صلاح مشورہ پر اعتماد کرین جسنے وہ بڑے
دل فگار ہوتے تھے اور اپنی تدابیر کے موافق فیصلہ نہین کرتے تھے۔ وہ ہندوستان مین
عمر رسیدہ آئے تھے اس سخت موسم گرما مین لشکرکشی انکے لیئے بڑی سخت تکلیف تھی جسم وروح

دونو دکھ درد مین رہے تھے چارون طرف سے متواتر اینپر تقاضا ہوتا تھا کہ دہلی جلد فتح کرو اور انکو تسخیر کرنے کے منصوبے جنکا عمل مین آنا ممکن نہ تھا بتائے جاتے تھے جنسے وہ بہت دق ہوتے تھے اور انکے جسم یا روح کو آرام نہین ملتا تھا مرتے وقت انہون نے آخری الفاظ یہہ کہے کہ داہین جانب کو مستحکم کرو جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مرتے دم تک فکر و تردد مین رہے اسکے بعد انکی آواز لڑکھڑانے لگی اور پھر ان کا دم نکل گیا دوسرے دن لین سر نے ایک لکڑی کے تابوت مین توپ پر لے جاکر چرچ کے اندر قبر مین دفن کیا اور دشمن کی توپون کی آواز دن نے انکی ماتمی سلامی اتار دی ۔

جنرل ریڈ

جنرل برنارڈ کی وفات کے بعد انکی جگہہ جنرل ریڈ مقرر ہوئے جس روز بادلی کی سرائے کی لڑائی ہوئی ہے اسکی صبح کو وہ لشکر مین آئے تھے مگر گرمی کے موسم مین بڑے بڑے لمبے سفرون کے کرنے سے تھک کر چکنا چور اور رنجور ہو گئے تھے ۔ انہون نے اس جنگ مین جنرل برنارڈ سے اپنے اعلے عہدہ کا کام نہین لیا ۔ گو وہ انسے اعلے عہدہ رکھتے تھے انہون نے اول ہی سپہ سالار ہوکر دانشمندانہ کام یہہ کیا کہ نہر کے شمال جو چند میل تک متوازی بڑی سڑک کے تھے سوار بھیج باری پل کے اڑا دیئے ۔ اس پل کو اپنے کام کے لیئے رکھا کہ عقب لشکر سے دو میل پر آزادپور مین جو پکٹ ہے اسکی نگہبانی سوارون کے سفر کی اچھی طرح کر سکین ۔ پل جادر کے منبع کو جو نہایت مستحکم بنا ہوا تھا اڑا دیا ۔ جس سے نہر کا پانی شہر مین نجف گڈھ کی جھیل کے نالہ مین گذر کر آتا تھا اور اس مین سے سوار ہوکر لشکرگاہ کے عقب مین آ سکتے تھے اس تدبیر سے شہر مین نہر کا پانی آنا بند ہوگیا ۔ مگر اسکا اثر کچھ شہر پر نہ تھا دریا پاس تھا اور صدہا کنوے تھے ۔ نجف گڈھ کی جھیل کے نالہ کا بسی پل بھی اڑا دیا ۔ جو انگریزی کیمپ سے تقریباً آٹھ میل کے فاصلہ پر تھا جسکے سبب سے باغیون کو لشکرگاہ کے عقب مین آنا اور بھی دشوار ہوگیا اس پل کو ۸ ۔ جولائی کی صبح کو برگیڈیر یونگ فیلڈ نے سیپرائی نر اور سپاہ لے جاکر اڑایا تھا انکی کسی نے اس کام مین کچھ مزاحمت نہین کی ۔

دوسرے دن صبح کو شہر سے باغیون کا بڑا لشکر برآمد ہوا انگریزون نے اپنے بڑے بڑے پکٹون مین سپاہ کو زیادہ کیا اور خیمون مین سپاہ کمربستہ لڑائی مین جانے کے لیئے

رہی۔ شہر کی توپون سے اور شہر کے باہر میدانی توپخانون سے متواتر گولے برسنے شروع ہوئے
ہم نے اوپر بیان کیا ہے کہ ہندو راؤ کی کوٹھی کی طرف مورچے مین ۱۸ پینی توپون کا توپخانہ تھا
اور پیدلون کا پکٹ سبزی منڈی کے حوالی مین تھا اور موڑ کی داہین طرف نشیب مین دو
گھوڑون کی توپین تھین اور ڈریگون کا ایک ترپ تھا۔ یہہ توپین آج میجر ٹومبس کے توپخانہ
سے آئی تھین اور انکے کمانیر لفٹنٹ ہلس تھے کارببنیر سوارون کے کمانیر لفٹنٹ سٹل مین تھے
پھر اس سے اور آگے کی طرف ایک فقیر کے احاطہ مین نوین غیر آئینی رسالہ کے ایک ہندوستانی
افسر کا پکٹ تھا جسکے دو پہرے بغیر خیمہ کے بڑی سڑک سے دو سو گز کے فاصلہ پر تھے سڑک کی
دوسری طرف زیادہ تر گھنے گھنے باغ تھے جس مقام پر سوارون کے پہرے تھے وہ کمینے
نظر نہین آتے تھے سفید پوش سوار جو اسطرف نظر آتے تھے اپر توجہ نہین کی جاتی کہ نوین
رسالہ کے سوارون کا لباس بھی سفید تھا جنمین سے فقیر کے احاطہ مین پکٹ بٹھائے گئے تھے۔
ایک لمحہ مین باغیون کے سوار بہت جلد پکٹ پاس آن دھمکے۔ وہان کارببنیر کا ایک ترپ تھا جسمین
اکثر نوجوان سپاہی قواعد دان نہ تھے اور کل انکی تعداد تینتیس تھی وہ سب بھاگے صرف دو افسر اور
دو تین اور سپاہی مستقل ایستادہ رہے۔

لفٹنٹ ہلس نے حکم دیا کہ توپون کی پیٹیون کی گاڑیان کھولی جائین اور توپین بھری جائین
اسلیئے کہ اس کام کے کرنے کے واسطے سپاہیون کو فرصت ملے۔ تن تنہا انہون نے دشمن کے
کولم کے سردارون پر حملہ کیا پہلے آدمی کو قتل کیا اور دوسرے کو مجروح کیا اسی طرح سے گھوڑون
اور سپاہیون کو فرصت ملی۔ جب وہ کھڑے ہوکر اپنی تلوار تلاش کرنے لگے تو تین اور سپاہی
جنمین دو سوار تھے آئے پہلے آدمی کو انہون نے اپنی پستول سے زخمی کیا دوسرے آدمی کے نیزہ
کو بائین ہاتھ مین پکڑ کر اسکو اپنی تلوار سے زخمی کیا تو پہلا آدمی پھر آیا وہ قتل ہوا۔ تیسرا پیادہ
سپاہی آیا اور اسنے لفٹنٹ ہلس کے ہاتھ سے تلوار چھین لی اور اسکو نیچے گرا کر دشمن اُس کا
گلا کاٹنا چاہتا تھا کہ میجر ٹومبس نے جو اپنی دو توپون کو دیکھنے گئے تھے یہہ حال دیکھ کر تیس گز کے
فاصلہ سے دشمن پر تمنچہ چلاکر اسکا کام تمام کیا اور لفٹنٹ ہلس کی جان بچالی۔
ایسی وقت باغیون کے سوار میجر ٹومبس اور لفٹنٹ ہلس کے پاس سے ہوکر گزرے جو اپنے زخمیون کی

لفٹنٹ ہلس اور میجر ٹومبس

تلاش مین گئے تھے۔ جب لفٹنٹ ہلس نے دیکھا کہ دشمن سپاہی انکے پاس سے ان کا پستول لیئے ہوئے جاتا ہے تو وہ اسکی طرف دوڑے وہ سپاہی اپنی تلوار چمکا کر ناچنے لگا اسنے اول تلوار کا وار ہلس صاحب پر کیا جس سے انہون نے اپنے تئین بچا لیا اور دوسرا وار میجر ٹومبس پر کیا مگر وہ خالی گیا پھر دوسری دفعہ ہلس صاحب پر تلوار چلا کر انکے سر پر زخم شدید لگایا اور انکو مار ہی ڈالا ہوتا اگر میجر ٹومبس نے جاکر اسکو تلوار سے نہ مارا ہوتا ان دونو جوانمردون کو اس بہادری کے صلہ مین سرکار سے کروس اوف وار مرحمت ہوا۔

اس اثنا مین باغی سوار کیمپ مین داخل ہوکر توپخانہ کے ہندوستانی تیرب پاس گئے اور انہون نے چلا کر کہا کہ اپنی توپین تیار کرو اور ہمارے ساتھ دہلی چلے آؤ توپخانہ کے سپاہیون نے جواب دیا کہ تم کون ہو جو ہم کو حکم دیتے ہو ہم تو صرف اپنے افسرون کے حکم کی اطاعت کرتے ہین انہون نے میجر اولی فرسٹ کے یوروپین کو بلایا جس نے باغیون پر فیر کیا۔ ہمارے کپتان فیگسن صاحب خیمے مین کچھ لکھ رہے تھے انہون نے قلم پھینکی اور تلوار لے لی اور کچھ پیدلون کو اور پہلی فیوزیلر کی ایک کمپنی کو ہمراہ لیکر سوارون کے ایک حصہ کو کیمپ سے باہر نکالا اور انہین نے پیندرہ کو مارا اور توپخانہ نے انکر اپر حملہ کیا اور باقی سوارون کو بھگا دیا انہین سے ۳۵ سوار مارے گئے اور اس مین وہ سردار بھی مارا گیا جسنے یہہ بہادرانہ کام کیا تھا۔ یہہ کل سو سوار تھے۔

اسوقت شہر کی فصیل پر سے اور بہت سی میدانی توپون سے گولون کی بوچھاڑ لگ رہی تھی اور جلد اور تیزی سے گولے پھینکے جاتے تھے۔ حوالی سبزی منڈی مین باغی سپاہی مکانون اور باغون مین بیٹھے ہوئے تھے اور سبزی منڈی کے بگلون اور مورچے پر آتش باری کر رہے تھے جنکو اپنے تئین سنبھالنا مشکل ہوگیا تھا۔ بریگیڈ سر ہوپ چیمبرلین کا ایک کولم انکے نکالنے کے لئے تیار ہوا۔ یہہ کولم سبزی منڈی مین گیا اور میجر ریڈ کی ہدایت تھی کہ بڑے بگلون سے جو سپاہی کام سے زائد ہون وہ اس کولم کی اعانت کرین۔ بغیر کسی دشواری کے باغیون کو باغون سے انگریزی سپاہ نے نکال دیا۔ لیکن سرائون اور ر

سبزی منڈی کی لڑائی۔

مکانون مین باغیون سے سخت لڑائی ہوئی - مکانون کی چھتون پر جو تنگ زینے جاتے تھے
انکی ہر سیڑھی پر چڑھتے ہوئے باغیون کو انگریزی سپاہیون کی سنگینون نے ہلاک کیا
شام کو غروب آفتاب کے وقت سارے باغی بھگادیے گئے وہ شہر مین بہت نقصان
اٹھا کر داخل ہوئے - انگریزون کا نقصان یہہ ہوا کہ ایک افسر اور چالیس سپاہی مقتول اور
آٹھ افسر اور ایک سو ساٹھ سپاہی مجروح ہوئے اور گیارہ سپاہی گم ہوئے - باغیون کے
پانچ سو سپاہی مارے گئے جنمین بہت سے اپنے مقام پر مارے گئے تھے - سوار ون نے
جو کیمپ کے اندر گھس کر حملہ کیا اسکی اصل حقیقت صحیح نہین معلوم ہوئی مگر تھوڑی سی وجہ اس
شبہ کرنے کی ہے کہ نوین غیر آئینی رسالہ کے پکٹ کی سازش باغیون سے تھی اور باغی سوارونکو
یہہ بھروسا تھا کہ کیمپ مین انکے ہندوستانی سوار اور پیادے امداد کرین گے مگر اس
ہندوستانی سپاہ سے اپنا چال چلن درست رکھا -

بادلی کی سرائے کی لڑائی مین جو تھے اور نوین غیر آئینی رسالون کے حصو نپر پورا اعتماد نہین
کیا گیا تھا بعض سپاہیون نے اپنا چال چلن اچھا رکھا لیکن اکثر سپاہیون مین یہہ معلوم
ہوتا کہ انکے دل مین بغاوت ہے سکھ اور پنجابی صاف صاف اس بات کو بیان کرتے تھے اب
نوین رسالہ کا دوسرا بازو اور ۱۷ وین غیر آئینی رسالہ کا ایک بازو دہلی مین آیا تو یہہ امر قرار پایا
کہ وہ پنجاب کو الٹا بھیجا جاوے چنانچہ وہ بھیجا گیا - چوتھے رسالہ کے سوار صرف ننانوے رہ گئے تھے
ایک سوار بھی انمین سے کل جنگ مین مفرور نہین ہوا لیکن آخر وقت مین انکے گھوڑے اور
تلوارین لے لی گئین اور ان دلی کا کام انسے لیا گیا -

ایک منتخب دستہ پہلے پنجابی رسالہ کا جس مین بالکل سکھ اور پنجابی تھے دہلی مین آیا (دستہ مین
دو تین سو کے قریب سوار تھے) کل سوارون کی فوج باستثناء دو سو ملتانی سوارون کے
اگست مین جنرل نکلسن کے ماتحت ہوگئی اسمین چھ دستے ڈریگونس کے ضعیف سے تھے
اور پانچ دستے پنجاب اور گائڈس سوارون کے تھے اور کپتان ہوڈسن کے سکھ سوار تھے
علی پور مین جو کرنال کی سڑک پر پہلا پڑاؤ تھا ہمیشہ ایک دستہ ہندوستانی سوارون کا
رہتا تھا - توپخانہ کے ہندوستانی ترپ سے پچھلی تاریخون مین توپین لے لی گئی تھین

کہ انکو بری ترغیب نہ ہو اسکے نوجوان سپاہی معزور بھی ہو گئے تھے۔ اس محاصرہ مین کوئی پرانا ہندوستانی سپاہی مفرور نہیں ہوا انسے کام لیا گیا اور سور سٹر سبطر لیلن مین انہون نے نہایت اچھی طرح کام کیا۔ جب دہلی تسخیر ہو گئی تو توپین اور گھوڑے جن سے لئے گئے تھے انکو دیدیئے گئے۔ چوتھے غیر آئینی رسالہ کو بھی گھوڑے اور ہتھیار واپس کردیئے گئے

پانچ روز بعد ایک بڑی سخت لڑائی ہوئی۔ صبح کو باغیون نے فصیل پر سے توپین خوب چلائین اور انکا ایک بڑا انبوہ شہر سے باہر نکلا اور سویرے ہی سے ہندو راؤ اور سبزی منڈی کے مورچون پر یورش کی اور گھنٹون تک ابنر گولے اور گولیون کا متواتر مینھہ برسا یا پہاڑی پر سے جو آتش باری ابنر ہوئی تو اس سے وہ پرے نہیں ہٹے تو تین بجے بریگیڈیر شوورس صاحب سبزی منڈی مین مورچون سے باہر ایک کولم لیکر باغیون کے بھگانے کے لئے آئے انکے کولم مین چھ گھوڑ چڑھی توپین میجر ٹرنر اور کپتان منی کے ماتحت تھین اور پہلی فیوزلیرس میجر جیکب کے ماتحت اور پہلی پنجاب پیدل پلٹن میجر کوک کے ماتحت اور گائڈ کے سوار اور ہوڈسن کے سوار اور کوہاٹ کا رسالہ یہہ سب تھے۔ بریگیڈیر چیمبرلین اس کولم کے ہمراہ تھے اور جب ہندو راؤ کی کوٹھی کی پہاڑی کے نیچے وہ آئے تو میجر ریڈ صاحب سے ملے جنکے ساتھ اپنی اتنی سپاہ تھی جتنی وہ لا سکتے تھے دشمن کے گراب کی بوچھاڑ مین سپاہ آگے بڑھی کہ ایک دیوار کے پاس آئے جسپر باغیون کی صف کھڑی ہوئی تھی سپاہ اس دیوار پر سے پھلانگی نہیں بلکہ رک گئی تو چیمبرلین صاحب یہہ دیکھ کر اپنے گھوڑے کو کودا کر دیوار کے پار دشمنون مین گھس گئے اور آدمیون کو پکارا میرے پیچھے آؤ وہ گئے انکا شانہ زخمی ہوا۔

فیوزلیر اور کوک کے سپاہی باغیون کو باغون سے باہر نکال رہے تھے کہ ہوڈسن صاحب مع گائڈس اور گورکھون کی سپاہ کے بڑی سڑک پر آئے جو سیدھی دہلی کے دروازون مین جاتی تھی۔ سپاہ فصیل کی توپون کے گراؤن کے نیچے اور سامنے آئی تو اسکے پیچھے سے درختون اور پہاڑی کی چٹانون پر سے گولیان ماری جاتی تھین مگر ہوڈسن صاحب نے باغیون کو فصیل تک بھگایا۔ چھ سو گز فصیل رہ گئی تھی اور پھر سپاہ کو واپس چلے آنے کا

حکم دیا گیا یہہ کام جلدی سے توپچانون نے کیا کچھ اس مین بے ترتیبی ہوئی سپاہ نے واپس
جانے مین بہت جلدی کی اسکا نتیجہ یہہ تھا کہ باغیون کے پیادون اور سوارون و دو توپون
نے پیچھے سے حملہ کیا ہوڈسن صاحب اپنے آٹھ سوارون سے سامنے کھڑے رہے
اور کچھ گائڈس کے پیدلون کو لیکر حملہ کیا۔ گریوائل صاحب اور میجر جیکب انکی کمک کے لیئے
پراگندہ فیوزلیر کو جمع کر کے لائے۔ باغیون کے سوارون نے آگے بڑھکر حملہ کیا۔ ہوڈسن
کے حکم سے انکی تھوڑی سی سپاہ نے فیر کیئے تو سوار پھر گئے انکے پاؤن پھر جسے پراگندہ
ہو کر بھاگے وہ اپنی توپین چھوڑ گئے ہوڈسن صاحب نے ان توپون کے لینے مین کوشش
کی وہ توپون سے تیس قدم کے فاصلہ پر تھے پچیس مستقل سپاہی توپون کے لینے کے لیئے
کافی تھے مگر سپاہی توپون پر اڑ رہے تھے سپاہ کثیر کے سامنے جانے کی جرأت نہ ہوئی
ساری سپاہ الٹی چلی گئی تھی انکی کمک کے لیئے بھی کوئی نہ تھا ہوڈسن صاحب آٹھ سوارون
کے ساتھ اپنی جگہہ پر بے رہے کچھ افسرون نے انکی مدد کرنے مین کوشش کی کہ دفعتہً دو باغی
روشن فلیتے ہاتھون مین لیئے اپنی توپون کے پاس آئے جنمین گراپ بھرے ہوئے تھے
اور انکو ہوڈسن صاحب کی سپاہ کے چہرہ کی طرف چھوڑا جب دھوان صاف ہو گیا تو ہوڈسن صاحب نے
دیکھا کہ باغی اپنی توپون کو لے گئے پھر وہ اپنے کولم سے ملنے کے لیئے باغیون کے گولے اور
گولیون کی زد مین آئے اور بہت سے سپاہی اور افسرون پر گولے گولیان پڑین مگر ہوڈسن
صاحب نے یہہ انتظام کیا تھا کہ گائڈس کو چپ چاپ واپس لے جائین مگر وہ لڑتے ہوئے
گئے اور دشمن کو روکتے رہے کتنے مین وہ گھوڑا اسرپٹ دوڑا کر گئے اور دو توپین لائے
پھر اپنے اوپر حملہ کو بالکل روک دیا اور ہر ایک پانڈے کو بھگا کر دہلی کے اندر داخل کیا۔ انگریزونکا
نقصان یہہ ہوا کہ پندرہ سپاہی اور دو گھوڑے مارے گئے اور سولہ افسر اور ایک سو سنتر
سپاہی و ۷ گھوڑے زخمی ہوئے اور دو سپاہی گم۔ زخمیون مین چیمبرلین صاحب کے
شانہ مین گولی لگی تھی اور روبرٹس صاحب کے (جو پیچھے لارڈ روبرٹس ہوئے تھے) ہلکا زخم
لگا۔ باغیون کے نقصان کا ہزار آدمیون کا تخمینہ کیا گیا ہے۔ گھنٹون تک جھگڑون مین
باغیون کی لاشین شہر کو جاتی ہوئی انگریزون نے دیکھین ایک بڑا مندر تھا جسکا نام انگریزون نے

سمی ہوس رکھا تھا وہ پہاڑی کی ڈھلان پر شہر کی طرف ۹۰۰ گز کے فاصلہ پر موری دروازہ سے تھا اور وہ کچھ وقت تک انگریزون کے قبضے مین رہا تھا وہان سخت لڑائی ہوئی وہان گائڈ کے پیادے تھے جنہون نے باغیون کی کسی کوشش کو مندر کے لینے مین چلنے نہین دیا صبح کو باغیونکی اسی مردے وہان پڑے ہوئے گنے گئے

۱۷ جولائی کو جنرل ریڈ نے دہلی کے میدان جنگ کی سپہ سالاری سے استعفا دیدیا۔ وہ کچھ پہلے ہی سے بیمار دہلی مین آئے تھے یہان کی تھوڑے دنون کی جوابدہیون کے روزانہ افکار اور تردرات نے انکی صحت کو بالکل بگاڑ دیا سو انہون نے اپنے عہدہ کا کام بریگیڈیر آرچ ڈیل ولسن کو سپرد کردیا اور خود شملہ کو اپنی حفظ صحت کے لیئے چلے گئے کیمپ مین ایسے افسر کے انتخاب سے جسنے ہیڈن مین لڑائیان بڑی بہادرانہ لڑی ہون سب کو اطمینان تھا مگر بعض ایسے بھی تھے جو یہہ دیکھتے تھے کہ اس تبادلہ سے حملہ کر کے شہر کے لے لینے مین چستی دچالاکی کی افزائش کی اچھی اسید نہین ہے لیکن حقیقت مین یہہ زمانہ ایسا تھا کہ اپنی محافظت مین چستی وچالاکی دکھانی چاہیئے تھی۔

یہہ امر یقینی ہے کہ صاحب ممدوح نے جسوقت دہلی کے میدان جنگ کی سپہ سالاری کا عہدہ لیا ہے اس مین جن حالتون کا مقابلہ کرنا انکو پڑا وہ بڑی ہمت ہرا دینے والی اور دل شکن تھین پہلے دو سپہ سالارون کو موت آچکی تھی اور تیسرا قریب الرگ ہو کر چلا گیا تھا سٹاف کے چیف ایڈجیوٹنٹ جنرل اور کوارٹر ماسٹر جنرل اپنے خیمون مین زخمی پڑے تھے۔ پانچ ہفتے سے سپاہ دہلی کے آگے اپنی محافظت دشمنون سے کر رہی تھی۔ وقتاً فوقتاً شہر کو حملہ کر کے لے لینے کی منصوبے باندھے جاتے تھے اور ملتوی کیئے جاتے تھے اور آخر کو یہہ بہادرانہ ارادہ ترک کردیا گیا۔ ان پانچ ہفتون مین دشمنون نے بیس دفعہ حملہ کیا اور مدت سے یہہ بات مان لی گئی تھی کہ انگلش محاصرین نہین ہین بلکہ محصورین ہین۔ یہہ ناممکن تھا کہ یہہ تمام باتین سپاہ کی ڈسپلن (جسمانی اور عقلی تربیت) پر اپنا اثر نہ کرتین۔ یہہ اسی سپاہ نے عزت دوام حاصل کی ہے کہ ایسی حالتون کے اسپر بگاڑنے والے اثر صاف دکھائی دیتے تھے۔ باغیون کی قوت روز بروز متواتر بڑھتی جاتی تھی گو انکا نقصان انگریزون کی نسبت زیادہ ہوتا تھا۔ اس بات کا بتلانا مشکل تھا کہ کب تک باغی

استعفا جنرل ریڈ کا ۱۷ جولائی ۱۸۵۷ء

جنرل ولسن کی سپہ سالاری ۱۸۵۷ء

متواتر دق کرنے والے حملے انگریزون پر کرتے رہین گے - انگریزون کا لشکر دشمنون کو مارتے مارتے تھک گیا تھا گو بظاہر انکے مخالفون ضعیف نہین ہوئے تھے نہ انکے اعتبار مین کمی آئی تھی یا اپنے حملون کے درمیان توقف مین طول ہوا تھا اسلیئے یہہ تعجب کی بات نہین ہے کہ اس جولائی کے مہینے کے وسط مین سپہ سالار نے اس مشکلات کو دیکھا جو اس مقام مین دشمنون کے سامنے رہنے مین تھین اور اس بات مین شبہات اسکو پیدا ہوئے کہ اسقدر دشمنون کی سپاہ کے مقابلہ مین ہم ٹھیر سکتے ہین یا نہین لیکن ایسے شبہات تھوڑی دیر کے لیئے بھی نہین ٹھیر سکتے تھے - انگریزون کی سپاہ بڑی حیرانی اور پریشانی مین تھی - اسکی تعداد کم ہوگئی تھی اور وہ دیکھتی تھی کہ متواتر سینہ زور دشمنون سے مقابلہ کرنا پڑتا ہے جسکا نتیجہ کچھ نہین ہوتا اور وہ اس حالت سے تھکی جاتی تھی جسکا انجام و مآل وہ نہین دیکھ سکتی تھی کہ کیا ہوگا اگرچہ انکی ڈسپلن مین کچھ تھوڑا سا فرق آگیا تھا مگر وہ بے دل ذرا بھی نہین ہوئی تھی وہ بے صبر تھی مگر نا امید نہ تھی جس کام کی اس سے درخواست کی جاتی تھی وہ اسکو انجام دیتی تھی اور وہ یہان سے مراجعت کرانے کے خیال سے نہایت ناراض ہوتی تھی -

اس مہینے کے شروع ہوتے ہی ان آدمیون کے دلون مین پہاڑی کے چھوڑ جانے کا خیال پیدا ہوا جو یہہ بڑا بہادرانہ عزم رکھتے تھے کہ شہر کو حملہ کر کے لینا چاہیئے اب اسکو جواری کا پانسہ پھینکنا کہنے لگے - جنرل برنارڈ کی موت سے پہلے ہاروے گریٹ ہیڈ جو دہلی مین سب سے بڑے سول افسر تھے اور پہلے دہلی پر حملہ کرنے کے لینے کے بڑے حامی تھے انہون نے چوتھی جولائی کو لکھا کہ دہلی کو حملہ کر کے لینے کی دو دفعہ تیاریان کی گئین اب مجھے اعتبار نہین ہے کہ پھر یہ ارادہ پختہ ہوگا مین اپنی راے کو صحیح مانکر یہہ کہتا ہون کہ یہہ سوال پیدا ہوگا کہ آیا ہم اپنے مقام پر جمے رہین یا محاصرہ کو اٹھا لین اور سپاہ سے اس طرح کام لین جب تک کہ دوبارہ دہلی پر لشکر کشی ہو کر وہ ملک کو فائدے پہنچائے - غرض صاحب موصوف اس بات پر خیال کرنے لگے کہ ملک کو فائدے علے العموم اسطرح حاصل ہونگے کہ سپاہ جو اس شہر عظیم کی فصیلون کے آگے مقید پڑی ہے اور اپنی قوت کو اپنی نحس محافظت مین ضائع کر رہی ہے وہ آزاد کی جائے جسکی ضرورت ملک کے ان حصون مین ہے جہان انگریز بلاؤن اور آفتون مین گھرے ہوئے ہین - یہہ دہلی کی سپاہ وہان

بیرڈ سمتھ کا محاصرہ اٹھانے سے انکار

جاکر جو فتوحات متواتر حاصل کرینگی اسکا بڑا اخلاقی اثر ملک پر ہوگا اور بہت سے فائدے اسے حاصل ہونگے نیول چیمبرلین اور بیرڈ سمتھ کی راے اسکے خلاف تھی کہ اسطرح سے محاصرہ کے اٹھا دینے مین کامیابی کی کوئی امید نہین ہے حالت موجودہ مین یہہ امر خطرناک ہے کہ ہم شہر مین جاکر اپنی سپاہ کو اسکے کوچہ و بازار مین الجھا دین اسلیئے یہہ بہتر ہے کہ ہم اپنے مقام پر قائم رہین اور جب کمک آجاے تو شہر پر حملہ کرین ہیڈ کوارٹرس مین اس سوال پر بڑا مباحثہ ہوا کہ پولی ٹکل اور ملیٹری بنا پر یہ دانشمندانہ کام ہے یا نہین کہ ہم دہلی کو چھوڑکر اس شوقین سپاہ کو ملک کے اور حصون مین کام مین جب تک مصروف کرین کہ دہلی کے سامنے ایک زبردست سپاہ لائین۔

اس باب مین جرنیل کے دل مین اگر کوئی شبہ پیدا ہوا ہو تو اسکو چیف انجنیر بیرڈ سمتھ صاحب نے بالکل دور کردیا۔ جب جرنیل نے اس معاملہ کو انکے روبرو پیش کیا تو انھون نے کہا کہ محاصرہ کا اٹھا دینا ہمارے قومی اغراض کے حق مین زہر ہوگا۔ یہ ہمارا فرض ہے کہ دہلی کی جو ایک مضبوط گرفت ہمارے ہاتھ مین ہے اسکو قائم رکھین ہمارے حق مین یہہ باتین مفید ہین کہ پنجاب سے ہماری آمد و رفت کشادہ ہے پنجاب میں امن امان ہے وہان کی امداد اور کمک سے ہماری بہت تقویت ہوسکتی ہے۔ سپاہ کی قوت و صحت بہت اچھی ہے اسکے لیئے سامان رسد خاطر خواہ ہے۔ یہ سچ ہے کہ ہمارے محاصرہ سپاہ کے مقام کا استحکام تھوڑا کیا گیا ہے اور ہماری توپیں ایسی جگھون میں نہیں لگائی گئیں ہیں کہ دو دشمنون کو زیادہ ہلاک کریں اور انکے مورچوں کو تباہ کریں مگر میں وعدہ کرتا ہوں جو اب تک کام نہیں کیا گیا ہے وہ میں کردونگا۔ پھر اسنے جنرل سے کہا کہ آپ غور کیجیئے کہ محاصرہ کے چھوڑ دینے کا نتیجہ کیا ہوگا۔ سارے ہندوستان کو یہہ یقین ہوگا کہ ہم جو دہلی سے واپس آئے تو اس کا سبب یہہ تھا کہ ہم کو شکست ہوئی ایسی صورتون میں ہندوستانیوں کے دلوں پر وہی نقش ہوگا جو ہماری شکست فاش سے ہوتا۔ محاصرہ کے اٹھا دینے کی صورت میں ہماری پنجاب سے آمد و رفت بند ہوجائیگی اور پھر جو اس ملک سے لگکون کی امیدیں ہیں وہ جاتی رہینگی اور پھر ہم کو دہلی پر دشمنون سے جنکی قوت افزونی تعداد سے بڑھ جائیگی لڑنا پڑیگا اور پھر بڑا کام ہمکو

یہہ کرنا پڑیگا کہ دہلی میں جو بغاوت کا مرکز اور آب ہے اسکو روکنا پڑیگا اب تو تمام باغی سپاہیں دہلی میں جمع ہوتی ہیں اور ہم جو انسے لڑتے ہیں تو وہ سارے ملک میں نہیں پھیلتین اور ہمارے ان مقامات پر جو ضعیف اور تنہا بے پناہ ہیں حملہ آور نہیں ہوتین۔ ان دلائل نے جنرل ولسن کے دل کو یقین دلا دیا کہ محاصرہ کا اٹھانا بالکل نامناسب ہے۔ اسلیئے چیف انجنیر کا شکریہ ادا کیا۔

۱۸-جولائی کو باغیوں نے پھر پہاڑی کے مورچہ اور سبزی منڈی پر بڑی تیزی و تندی سے دیر تک حملہ کیا دوپہر کے قریب ایک کولم انگریزی باغیوں کو اپنے مقامات سے نکالنے کیلئے آیا۔ باغی بہت سے احاطوں میں اور نشیبوں میں بیٹھے ہوئے انگریزوں کا مقابلہ کر رہے تھے۔ لفٹنٹ کرنیل جونس نے باغیوں کو بہت نقصان پہنچا کر شہر میں بھگا دیا آج کی لڑائی میں انگریزوں کا نقصان یہہ ہوا ایک افسر اور بارہ سپاہی مارے گئے اور تین افسر اور چھیاسٹھ سپاہی زخمی ہوئے۔ سبزی منڈی پر باغیوں کا یہہ آخری حملہ تھا اسلیئے کہ انجنیروں نے متواتر کوشش کر کے ان پرانی سراؤں اور دیواروں اور باغوں کو کچھ فاصلہ تک مسمار کر دیا۔ جنکی آڑ میں باغی پاس آ کر کمپوں پر حملہ کر سکتے تھے جس میں انکی آتش زنی سے بہت نقصان ہوتا تھا۔ اسوقت انجنیر اس کام میں مصروف تھے وہ پہاڑی کی محافظت کے کاموں سے پہلو تہی نہیں کر تے تھے انہوں نے اسکو بھی تبدریج مہیب بنا دیا تھا۔ باغیوں سے جو توپیں چھینی تھیں وہ مورچوں میں مناسب مقاموں پر لگائی گئیں اور پنجاب سے جو نئے سکہ توپچی آئے تھے وہ انپر متعین کیئے گئے۔ ہندو راؤ کا مکان جسکا پہلے ذکر کیا ہے وہ شہر کی فصیل سے بہت قریب تھا اسکو مستحکم خوب کر دیا اور سپاہیوں کے رہنے کے لیئے سائبان بنا دیا یہہ ایک ضروری تدبیر تھی وہ موری دروازہ کے انگریزوں کی توپوں کے گولوں کی مار کے نیچے تھا۔ اب فصیل سے تھوڑے فاصلہ پر سپاہی اسطرح آ سکتے تھے کہ دشمنوں کو نہ معلوم ہو۔ ۲۰-جولائی کو یہہ خبر آئی کہ لشکر گاہ کی داہنی طرف باغوں میں باغی ایک ایسا مورچہ بناتے ہیں کہ جسکی بھاری توپوں کے گولے کیمپ میں آ کر پڑیں۔ لفٹنٹ کرنیل سیٹن اسکا حال دریافت کرنے کے لیئے ایک کولم لیکر گئے ——— وہاں نہ کسی دشمن کا نہ مورچہ بنانے کا نشان پایا مگر سپاہ واپس آتی تھی کہ ترلین گنج کے حوالی سے کچھ باغی نکلکر انگریزی سپاہ کے تعاقب میں آئے گائڈس پیادوں نے انکو مار کر بھگا دیا آج کے دن انگریزوں کا نقصان یہ ہوا کہ ایک سپاہی مارا گیا اور تین افسر گیارہ آدمی اور دو گھوڑے زخمی ہوئے۔

۱۸-جولائی کو باغیوں کا [illegible]

۲۳ - جولائی کی صبح کو باغی کشمیری دروازہ سے انبوہ در انبوہ باہر آئے اور انہوں نے لڈلو کیسل پر اور اسکے آس پاس قبضہ کیا اور مٹکف کے پکٹ اور پہاڑی پر خاص کر مسجد کے پکٹ پر میدانی توپوں سے آتش زنی شروع کی جسکا جواب پہاڑی کے مورچونکی دو توپوں نے دیا او سدو اور توپیں انکی امداد کو آ گئیں لیکن توپونکی جنبش اور درختوں اور دیواروں کی آڑ دن کے سبب سے انگریزوں کی توپیں باغیوں کی توپوں کو بند نہ کر سکیں بریگیڈیر شوورس کو حکم ہوا کہ وہ بائیں طرف سے پہاڑی کے ایک تنگ رستہ سے جاکر باغیوں کے بازو پر حملہ کریں جو اسوقت پہاڑی کے گولوں کی طرف متوجہ ہیں - اس کام لیئے جو سپاہ چلی اسکی تفصیل یہ ہے کہ چھ گھر چڑھی توپیں میجر ٹرنر کے ماتحت اور ملکہ معظمہ کی آٹھویں اور اکسٹویں رجمنٹون کے ۴۰۰ سپاہی اور پہلی بنگال فیوزلیرا اور کوک کی رائفل کے ۲۶ اور گائڈ کے سوارون کا ایک گروہ مٹکف پکٹ کے دو سو پچاس سپاہی ماتحت کرنیل ڈرانٹ کے جو آج کے دن کا فیلڈ افسر تھا گئے کہ وہ سپاہ میسرہ کی امداد کرے جب بڑا کالم اس بلند سڑک پر چلا جو کشمیری دروازہ کو جاتی ہے تو باغیوں کو بظاہر یہ نہ معلوم ہوا کہ یہہ سپاہیں آتی ہیں - انکو وہ آتی ہوئی جب معلوم ہوئیں کہ ان سے چند گز کے فاصلہ پر آ گئیں تو وہ اپنی توپوں سے دو گولے چلا کر شہر کے اندر چلے گئے مگر باغوں اور احاطوں میں جو باغیوں کے پیادے تھے انسے چھیڑ چھاڑ ہوئی جب سب باغی بھاگ گئے تو انگریزی سپاہ اپنے کیمپ میں الٹی چلی آئی انگریزی سپاہ کا نقصان یہہ ہوا کہ ایک افسر اور گیارہ سپاہی مارے گئے اور پانچ افسر اور چھتیس سپاہی اور دو گھوڑے زخمی ہوئے اور ایک سپاہی گم ہوا -

۲۳ - جولائی کے بعد چند روز تک کوئی لڑائی نہیں ہوئی طرفین سے گولے ایک دوسرے پر چلتے رہے اور جب باغی انگریزی مورچے کی دیواروں کے پاس آتے تو کچھ چھیڑ چھاڑیں ہو جاتیں لیکن ۳۱ جولائی کو کئی ہزار سپاہیوں کا لشکر تین مورٹر اور دس توپیں لیکر شہر سے باہر نکلا اور رہتک کی سڑک پر اس ارادہ سے چلا کہ ایک عارضی پل نجف گڈھ کی جھیل کے نالہ پر بنائے اس پل بنانے کے لیئے وہ لکڑیاں بھی ساتھ لے گیا انگریزی سپاہ کے عقب پر حملہ کرنے کا ارادہ ان کا تھا اگر باغی اس پل کو بنا لیتے تو پھر انگریزی لشکر کو بہت ستاتے اگرچہ باغیوں کے ایسے کاموں کی

بڑی نگرانی کی جاتی تھی اور ایک گشتی کولم میجر کوک کے ماتحت تیار رہتا تھا کہ وہ دفعتہً باغیون کے
مقابلہ کے لیئے سفر کرے لیکن اگر وہ نالہ پہ پہنچ بھی جاتا تو بارش کے سبب سے سب طرف پانی کی
ایسی طغیانی ہو رہی تھی کہ توپون کا اس میں چند میل لے جانا ناممکن تھا اور پھر نہر سے عبور
کرنا تھا اسکے بعد کہیں بڑی سڑک پہ سپاہ آتی جہاں اس موسم میں آسانی سے سپاہ چل سکتی تھی
آج کے دن کمایوں کی پلٹن جسمیں چار سو توانا سپاہی تھے لڑائی میں لشکرگاہ سے دو پڑاؤ پر
تھی جو بڑا خزانہ اور بہت سا سامان جنگ لئے آتی تھی اسکے کمانیر پاس حکم بھیجا گیا کہ وہ رات کو
سفر کرکے چلا آئے اور میجر کوک کا کولم پہلے پڑاؤ علی پور پر اسکی امداد کے لئے گیا۔ مینہ موسلادھار
برس رہا تھا اسکے اندر یہہ سپاہ صبح کو کیمپ میں آگئی اور میجر کوک کا کولم تیار رہا کہ جسوقت حکم آئے
روانہ ہو جائے ۔ دوپہر کے بعد باغیوں نے بستی مین پل تیار کر لیا تھا کہ پانی کی ایسی طغیانی ہوئی
کہ پل بہہ گیا اسکی لکڑیاں کیمپ کے پاس بہتی ہوئی نظر آئیں پھر باغیوں کا لشکر دہلی کی طرف چلا گیا اسی
وقت شہر سے ایک بڑا انبوہ پیادوں کا نکل کر انسے ملا جب یہہ دونوں لشکر ملے تو وہ کشن گنج کے
حوالی مین داخل ہوئے اور پہاڑی پر انگریزوں کے مورچوں کے داہنی طرف پر حملہ آور
ہوئے اسوقت آفتاب غروب ہونے کو تھا رات بھر بندوقیں اور توپیں متواتر چلتی رہین باغی
مورچہ کی دیوار پاس جاتے تو انگریزی پیدلون کی بندوقون کے گراپ کی بارش سے پسپا ہوتے
ہلکے مورٹر بھی ہمارے پیچھے کے کیمپ کے آدمیوں کی بھیڑ پر گولے مار کر خوب کام کرتی دوسری اگست
کی صبح کے دس بجے باغیون کی لڑائی موقوف ہوئی اور انہون نے چار بجے تک بالکل شہر میں رجعت کی
انگریزی سپاہ تعریف کے قابل انکے سامنے ڈٹی رہی اور انکے مورچے کی دیوارون نے خوب محافظت
کی اور سپاہ نے دشمنون کو اپنی صورت سوا اسوقت کے نہین دکھائی کہ وہ مورچے کے پاس آجاتے
اگرچہ اپنر شہر کشن گنج سے گولے اور گولیون کی بھرمار متواتر رہی مگر اسکا نقصان بہت کم ہوا ایک افسر
اور نو سپاہی مارے گئے اور چھتیس زخمی ہوئے باغیون کا نقصان بہت ہوا ۔ ہمس ہوس کے گرد ۱۲۷
لاشیں انکی شمار کی گئیں انکی بہت سی لاشیں اور جگہہ پڑی ہوئی تھیں اور معلوم نہیں کہ اندھیرے میں
وہ کتنی لاشیں اُٹھا کے لے گئے ہونگے ۔

آج پہلی اگست کو مسلمانوں کی بقرعید تھی اور ہندوؤن کی مدح تھی برہمنون اور مسلمانون نے

فتح کی بہت دعائیں مانگیں اور بڑے جوش خروش سے حملے کئے مگر انکا انجام وہ ہوا جو اوپر بیان
کیا گیا بادشاہ عید کو عید گاہ میں جا کے نماز پڑھتا تھا اور اونٹ کی قربانی کرتا تھا مگر آج اگر
وہ وہاں جاتا تو خود اسکی قربانی ہوتی۔ تلنگوں نے مسلمانوں کو گائے کی قربانی نہیں کرنے دی
انکو سمجھایا کہ گائے کی بجائے فرنگیوں کی قربانی کرو مگر انکی قربانی کرنے میں تو اپنی قربانی ہوتی تھی
اسلئے مسلمان آج کچھ اور دنوں سے زیادہ جنگ میں مصروف نہیں ہوئے۔

باغی شہر میں آئے وہ مایوسی کے سبب بڑے شکستہ دل ہو رہے تھے کہ نہ کسی حکمت سے
نہ کسی بہادری سے پہاڑی پر سے انگریزوں کو نکال کے باہر کر سکتے ہیں۔ باغیوں نے نہایت عمدہ
طور پر انگریزی لشکرگاہ کے عقب پر حملہ کیا مگر ناکامیاب رہے۔ چھ ہفتے سے روز بروز انگریزی
مورچوں پر توپ زنی کی اور انکے باہر حملے کئے اور مورچوں پر قبضہ کرنے کی تدبیریں کیں مگر
ہمیشہ انکو فصیلوں تک انگریزوں نے بھگایا باغی جانتے تھے کہ اب وقت بہت قریب آگیا ہے
کہ انگریزی کیمپ میں سپاہیوں کی کمکیں آجائیں گیں اب وہ اپنی بدقسمتی پر روتے تھے کہ ہوا کا رخ
بدل گیا تھا کہ انگریز کیا تو محصور تھے یا اب وہ محاصرین بن گئے۔ باغیوں کو یہہ اندیشے اور خوف
ہو رہے تھے کہ انہوں نے جو چوڑی والوں میں بارود بنانے کا کارخانہ بنایا تھا وہ اتفاق سے
اڑ گیا اور اور بارود بنانے والے سب جلکر بھسم ہو گئے۔ اب انگریزی لشکرگاہ پر حملہ کرتے
ہوئے باغیوں کی جان نکلتی تھی۔ بہت ہی تھوڑے بہادر ان میں ایسے تھے جو لڑنے کا قصد کرتے
تھے وہ شہر سے باہر لڑنے کے لئے جاتے تھے اور شہر کے باہر کے کھنڈرات میں ادھر ادھر
بیٹھ جاتے تھے جھوٹ موٹ کی ٹھوٹھان کر کے چلے آتے تھے وہ کشمیری دروازہ سے باہر چند توپیں
لے گئے اور شہر کی فصیل سے چار سو گز کے فاصلہ پر لڈلو کیسل او قدسیہ باغ میں مقیم ہوئے اور شکف پکٹ پر
گولے گولیاں ماریں اسوقت میں پیدل لڑنے والوں نے برابر گولیاں جھاڑیوں میں سے انگریزوں
کے مقام پر چلائیں۔ بعض اوقات وہ غل مچاتے ہوئے آگے بڑھتے تھے مگر جلدی سے انگریزوں
کی آتش باری سے پیچھے ہٹ آتے تھے اسطرح کی بےترتیب لڑائی سے انگریزوں کا نقصان بھی
ہوتا تھا انکو تکلیف بھی ہوتی تھی تو انہوں نے یہ ارادہ کیا کہ دفعتہً جا کر ایک باغیوں کی توپیں چھین لیجے
اس مطلب کے لیئے بریگیڈیر شورس صاحب بہ تفصیل ذیل سپاہ لیکر چلے چھ گھوڑ چڑھی توپیں کپتان

ریمنگ کے ماتحت ۹ نمبر لینسر کا ایک دستہ کپتان این سن کے ماتحت اور گائڈ کے سوار کپتان سین فورڈ کے ماتحت اور ستو سوار مشکف کے پکٹ کے کپتان فریزر کے ماتحت ملکہ معظمہ کی ۲۷ وین رجمنٹ اور پہلی بنگال فیوزیلر کے ۳۶۰ توانا سپاہی جیکب اور میجر کوک کی رائیفل کے ۲۵۰ سپاہی اور ملکہ معظمہ کی آٹھوین رجمنٹ کے سو سپاہی کپتان روبرٹس کے ماتحت اور دوسری فیوزیلر کے سو سپاہی کپتان ہیرس کے ماتحت اور کمایون کی پلٹن سو سپاہی کپتان طامس کے ماتحت اور چوتھی سکھ پیدل پلٹن کے سو سپاہی کپتان چیمبرس کے ماتحت انکو صاف حکم تھا کہ آڑ ان کے اندر چپ چاپ لڈلو کیسل میں جاکر توپیں لے لیں اس حکم کے موافق کولم کے دونو طرف پیدل تھے اور توپخانہ سڑک پر تھا نہایت چپ چاپ دشمن کے مقام کی طرف پیش قدمی ہوئی باغیون کے سنتری نے کہا۔ ہکم در۔ (کون آتا ہے) اسکا جواب گولی نے اسکے پیٹ میں جاکر دیا بندوقون کی باڑ سے باغیون نے متحیر ہوکر مراجعت کرنے میں کوشش کی صرف انہون نے دو توپیں چھوڑی تھین کہ انگریزی سپاہی توپوں کے قریب جا پہنچے۔ تیسری توپ کو ایک سپاہی ریگین نے لپک کر چھوٹنے نہین دیا۔ ایک ہوٹ رنڈ گراپ سے بھرا ہوا انگریزی سپاہیون کی طرف لگا ہوا تھا اس میں توپچی فلیتہ لگانے کو تھا کہ ریگین نے اسکے سنگین ماری مگر خود بھی شدید زخمی ہوا۔ توپچی اپنی توپون پر کھڑے ہوئے اور ویگنون کی طرف پیٹھ کر کے جب تک لڑے کہ مارے گئے انگریزوں نے چار توپیں لے لیں باغیون نے پاس کے گھروں میں پناہ لی تھی انکو انگریزی سپاہیون نے مار ڈالا اور انگریزی لشکر بڑی خوشیان مناتا ہوا کیمپ میں آیا توپیں جو انہون نے چھین لی تھیں ان کے گھوڑوں پر گورے سوار تھے اور خوشی خوشی انکو اپنے کیمپ میں لیئے جاتے تھے۔۔۔

انگریزوان کا نقصان یہہ ہوا کہ ایک افسر مارا گیا آٹھ افسر زخمی ہوئے اور ایک سو نو سپاہی لڑنے کے قابل نہیں رہے زخمی افسروں میں بریگیڈیر شوورس اور میجر کوک تھے میجر اپنے ہاتھ سے توپ لینے میں زخمی ہوئے تھے شوورس صاحب کے مرنے سے انگریزونکا بڑا نقصان ہوا۔ وہ بڑے جری اور عاقل افسر تھے باغیوں سے لڑائیاں ہوتی تھیں جسکے سبب سے مجروحوں اور مقتولون کی فہرست مین بہادر دلاور انگریزوں کی تعداد بڑھتی جاتی تھی مگر اس سے کیمپ میں سپاہ کے دل کم تر مضطر ہوتے تھے ایک دفعہ ایک نامور انجنیر دشمن کے مقام کی جاسوسی کے لیئے رات کو گیا تھا جب انگریزی سنتری نے

پوچھا کہ تو کون ہے تو وہ پیرول (وہ خاص بات جو ہر روز سپاہیوں کو اپنے اور غیر میں تمیز کرنے کے لیئے بتلائی جاتی ہے) کو اچھی طرح نہیں بتا سکا تو اسنے اُسکو گولی سے اندھیرے میں مار ڈالا۔ یہہ بھی اکثر ہوتا تھا کہ افسر جو ایک مقام سے دوسرے مقام کو جاتے اور مورچہ کی دیوار سے باھر انکا سر نظر آجاتا تو انکو وہ اپنا نشانہ بناتا پھر جان کا بچانا مشکل ہو جاتا۔ کیمپ میں ہنسی اور ٹھٹول کی باتیں بھی ہوتیں ایک سپاہی نے شکایت کی کہ جب سے مورچہ کی دیوار چھاونی تک اونچی بنائی گئی ہے بیٹری میں کام کرنے والوں کے جب گولی لگتی ہے تو سر ہی میں ایک صاحب کو توپ کی رینی کے باہر اپنے تئیں دشمن کے دکھانے کا ایسا شوق تھا کہ باوجودیکہ انکے ہمراہیوں نے منع کیا کہ کیوں ایسی خطرناک جگہ میں بیٹھے ہو مگر اس نے نہ مانا وہ ایک دن اس خوفناک مقام میں مارا گیا۔ گو کیمپ میں ساری باتیں مصیبت کی ہوتی تھیں کہ جیسے دل شکنی ہونی چاہیئے تھی مگر سپاہی خوشدل ہشاش بشاش رہتے تھے۔ اور افسر نہایت خوش و خرم آپس میں ملتے تھے ہنسی اور ٹھٹول کی باتیں کرتے تھے اور کیمپ اور دور دور کی خبریں ہنس ہنس کر ایک دوسرے کو سناتے تھے پہلے کے دوست اور نا آشنا یکجا جمع ہو گئے وہ سب آپس میں یک دل دوست ہو گئے۔ جب شام کو مینھ کھلا ہوتا تو بیمار اور زخمی اپنے خیموں سے اپنے بستروں پر یا ڈولیوں میں تازی ہوا کھانے کے لئے پھرائے جاتے۔ دوست انسے ایسی باتیں کرتے کہ انکا دل خوش ہو جاتا۔ ایک اعلے درجہ کا شریف ایسا بھی تھا کہ وہ اپنے خیمہ سے باہر اس لیئے نہیں آتا تھا کہ جس سے معلوم ہو کہ وہ اپنے زخموں کی پرپٹی کراتا ہے۔

میس کوٹ میں جب افسر کھانا کھانے کے لئے جمع ہوتے تو بڑی ہنسیاں ہوتیں۔ اگرچہ کھانے کی چیزوں میں کمی نہیں ہوتی تھی مگر پھر بھی افسروں کے کھانے کی خاص ضروری چیزیں باقی نہ رہتی تھیں مگر افسروں میں ایسا اتفاق تھا کہ جب ایک میس کوٹ میں کسی ایک چیز کی کمی ہوتی تو دوسرے میس کوٹ اسکو دیدیتی ہر میس میں ہر یک ممبر کے لیئے واین اور بیر کی مقدار مقرر تھی جب کسی میس میں بہت مہمانوں کے آجانے کے سبب سے کوئی بوتل انکی باقی نہ رہتی تو دوسری میس اس تکلیف کو رفع کر دیتی۔ کیمپ میں اچھی پوشاک پہننے کے لیئے موجود نہ تھی۔ جو اچھے کپتان کے کپڑے پہنتے تھے وہ موٹی اون کا لباس پہنتے۔ آدھے کپڑے سویلیوں کے ہوتے آدھے ملیٹری

لڑائی میں جو بھائی مارے جاتے انکے کپڑے پہنے جاتے - ہاروی گریٹ ہیڈ صاحب اپنے چھوٹے بھائی سے جو انجنیر تھا ایک بوٹوں کا جوڑا لیکر بڑے خوش ہوئے اور نوجوان برنارڈ جب اپنے باپ کے مرنے کے بعد کیمپ سے گیا تو اسے انہوں نے ایک سنگار میز جز یدی پادری صاحب کا بھی پادریانہ لباس نہیں تھا جب نماز پڑہانے جاتے سپاہی کا لباس پہنکر جاتے غرض کیمپ میں گورے بڑے خوشدل رہتے جب بارش اور پانڈے انکو چین لینے دیتے تو وہ چہل قدمی کرتے کرکٹ کھیلتے ...... جمناسٹک کی ورزشیں کرتے کبھی لڑائی میں انکو اپنی فتح میں شبہہ نہ ہوتا تھا انگلش کیمپ میں گورے شراب پینی زیادہ چاہتے تھے لیکن یہ انکی بڑی عزت کی بات ہے کہ شراب کے اثر سے بہت کم ہی انہوں نے شرارت کے چھچھورانہ کام کیئے - برسات کا موسم ہوا اور گھٹائیں جھوم جھوم کے آئی ہوں لڑائی میں جاکر کام کرنا پڑتا ہو تو ایسی حالت میں خواہ مخواہ انکا دل شراب پینے کو چاہتا تھا کہ دل دماغ میں توانائی اور قوت پیدا ہو - کیمپ میں بعض دانشمند افسر تھے کہ وہ اس موسم میں بخار کی حفظ ماتقدم کے لیئے سپاہیون کی کونین کی گولیان دیتے تھے جب توپخانہ کے ایک افسر کے توپچیون نے اس دوا کے کھانے پر بڑبڑانا شروع کیا کہ یہ کھانا سپاہی کا کوئی فرض نہیں ہے تو اس افسر نے انسے کہا کہ جو سپاہی کونین کھائے گا اسکو ایک ڈرام رم کا زیادہ دیا جائیگا تو سب سپاہی خوشی خوشی کونین کی گولیاں کھانے لگے جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ کسی توپچی کو بخار نہین آتا -

---

ہندوستانیوں کی وفاداری

جب انگلش کیمپ مین یہ خبر آئی کہ کانپور مین ساری انگریز اور انکی بی بی بچے مارے گئے تو یہ امر کچھ تعجب خیز نہیں ہے کہ انگریزون کو ہندوستانیون سے پہلے کی نسبت بھی اور زیادہ عداوت اور نفرت ہو گر انگریز تو چارون طرف سے ہندوستانیون سے گھرے ہوئے تھے پانڈے کا فریق تو ہندوستانیون کے فرقون کا ایک حقیر جز تھا جو باغی ہو گیا تھا مگر اور فریق تو انگریزون کے خیر خواہ تھے - اس بغاوت میں بڑی عجیب بات تو یہی تھی کہ ہندوستانی ہی باغی تھے اور انگریزوں کی طرف ہندوستانی ہی اس بغاوت کے مٹانے والے تھے انگریزون کیے ہندوستانی بدخواہون اور نیک خواہون میں لڑائی ہوتی تھی - انگریز اپنا ایک کام تو بغیر ہندوستانیون کی مدد کر نہین کر سکتے تھے اگر

اسوقت سارے ہندوستانی انگریزون سے بیوفائی اور بغاوت کرتے تو انگریز ہندوستان
میں ایک دن نہیں رہ سکتے تھے اگر کسی انگریز کے خانگی نوکر بالکل بھاگ جائیں تو پھر پوچھیے
کہ اسکی زندگی کیسی تلخ ہوتی ہے۔ کیمپ میں ہر ایک انگریز کے لیئے دس ہندوستانی موجود
تھے توپخانہ کے ہر توپ میں گوردون سے چوگنے کالے تھے۔ سوارون کے رسالہ میں ہر گھوڑے
کے واسطے دو ہندوستانی تھے انکے بغیر انگریز اپنے گھوڑون کو دانہ کھلا سکتے تھے نہ توپونکو
چلا سکتے تھے اور نہ بیمارون کو ہلا سکتے تھے۔ اس محاصرے میں تمام ہندوستانی ملازم سرکاری اور
غیر سرکاری باستثنا چند نمک حرامون کے وفادار اور خیرخواہ رہے ماہ بماہ اپنی تنخواہ پاتے رہے اور نوکری کے سارے
کام اسی طرح بجا لاتے رہے جیسے ان ایام میں کہ غدر نہ تھا لیکن انکی قدر شناسی ان خدمات کی
جیسی ہونی چاہیئے تھی نہیں ہوئی۔ بورچیون کے لڑکے کیمپون پر گوردون کا کھانا توپون اور
بندوقون کے گولون اور گولیون کی بوچھاڑ میں اپنی جان پر کھیل کر لے جاتے تھے مگر ان کے اس
خوفناک کام کرنے پر بہت کم خیال کیا جاتا تھا۔ ہندوستانیون کی انگریز پرستی کی بہت سی
مثالیں ہیں وہ انگریزون پر اپنی جانین نثار کرتے تھے۔ ایک ہندوستانی توپ کے ہنکانے والے
کی گھٹنے کے نیچے سے ٹانگ ٹوٹ گئی وہ ایک گھوڑے پر سوار تھا افسر نے اسے کہا کہ گھوڑے
سے اتر کر ڈولی میں آ جا تو اسنے کہا کہ کچھ پروا نہین صاحب مین اپنے گھوڑے پر توپ کے
ساتھ رہونگا۔ اگر صاحب اسکو حکم ڈولی میں آنے کا نہ دیتے تو وہ گھوڑے ہی پر سوار رہتا
کیمپ میں بہت سے انگریز ایسے تھے کہ ہندوستانیون کی اس حسن خدمات کے عوض مین
گالیان دیتے اور ڈگ لگاتے اور انپر طعن و تشنیع پہلے زمانہ سے زیادہ کرتے مگر ہندوستانی
اسکی صبر کے ساتھ برداشت کرتے۔ یہہ وقت بدل گئے مگر وقت کے ساتھ انگریز نہیں بدلے
انگریزون کی قومی خصلت وہ فولاد ہے خواہ اسکو کیسی ہی بھٹیون مین ڈالو مگر وہ پگھلتا اور
مڑتا نہین۔ ہندوستانیون کی مٹھی مین انگریزون کی زندگی ہے مگر وہ انسے ہمیشہ نڈر رہتے
ہیں اور انکے ساتھ خشونت کرتے ہیں یہہ مصیبت اور آفت کا زمانہ اور قومون کو کمزور اور
نرم کر دیتا مگر اسنے انگریزون کے قومی غرور و تکبر کو کم نہین کیا اس غرور نے انکی قوم کو اس ملک
میں قائم رکھا اسکے بغیر وہ ہلاک ہو جاتے اس غرور نے ہی ہندوستانیون کو یقین دلایا کہ اگر

ہندوستان مین ایک فرنگی بھی باقی رہے گا تو وہ اپنی قوم کی سلطنت کو پھر حاصل کریگا۔ غرض انہون نے اپنے ضعف کی حالت مین اپنی قوت کو ایسا دکھایا کہ ہندوستانیون نے ان کا لوہا مان لیا۔

شہر کے باہر کیمپ مین تو انگریز اپنے خصائل یہہ دکھا رہے تھے لیکن شہر کے اندر ہندوستانی اپنے خصائل کا اور ہی رنگ دکھا رہے تھے نہ انکی صلاح مشورہ مین اتفاق تھا انکی اغراض مین اختلاف تھا آپس مین جھگڑا فساد تھا ظلم و ستم ہو رہا تھا مصیبت اور آفت کے سوا کچھ اور نہ تھا۔ انگلش کیمپ مین تو وہ اتحاد تھا کہ وہ ایک شخص واحد معلوم ہوتا تھا اور شہر مین باہم وہ فساد و عناد تھا کہ ایک آدمی دوسرے آدمی سے جدا تھا۔ دربار شاہی اور سپاہیون اور اہل تجارت اور اہل پیشہ مین آپس مین کوئی اتحاد نہین تھا شہر مین جسقدر سپاہ بڑہتی جاتی تھی اتنی مشکلات اس مین بڑہتی جاتی تھین بہادر شاہ کی بادشاہی کا خلاصہ ایک باب مین اس تاریخ مین بیان کیا جائیگا۔

اس تاریخ مین برگیڈیر نکلسن صاحب کیمپ مین جلوہ افروز ہوئے۔ ایام بغاوت مین جن بہادرون نے کارہاے نمایان کیئے ہین ان مین سب سے زیادہ کار عظیم صاحب ممدوح نے کیئے ہین وہ شیر پنجاب کے لقب کے مستحق ہین وہ تہمتن و دلاور تھے انکی حسن سیرت نے انکی شجاعت اور قوت کو اور زیادہ حسین کر دیا تھا۔ جب انہون نے ایام نوجوانی مین یہہ حکم سنا تھا کہ برٹش سپاہی اپنے ہتھیار دیدین تو وہ تین دفعہ اس حکم کو ذلیل سمجھ کر دشمن پر حملہ کرنے گئے اور دشمن کو دیوارون سے بھگا کے سنگین کی نوک پر لائے اور آخر کو جب وہ اپنی تلوار دینے پر مجبور کیئے گئے تو غم و شرم کے مارے رونے لگے۔ جب پنجاب انگریزی عملداری مین داخل ہو گیا تو وحشی سرحدی قومون کے محکوم کرنیکا کام انکو سپرد ہوا وہ بڑے بہادر اور مستقل مزاج تھے انہون نے ان قومون کو اپنے ساتھ مانوس ہی نہین کیا بلکہ انکے دل مین اپنی عظمت و شوکت و عزت وہ پیدا کی کہ وہ انکو اوتار سمجھ کے انکی پرستش کرنے لگے۔ جب غدر ہوا ہے تو وہ وادی پشاور مین امن و عافیت و انتظام کرنے مین مصروف تھے جب پشاور مین کونسل (وار کونسل) منعقد ہوئی تو انہون نے یہہ تجویز پیش کی کہ ایک گشتی سپاہ مرتب ہو کہ پنجاب مین جہان غدر و بغاوت ہو تو وہان وہ جاکر اسکو دور کرے اس گشتی سپاہ کے مرتب کرنے کو سرجان لارنس

نکلسن صاحب کا حال

برگیڈیر جان نکلسن

دل سے قبول کیا اور وہ بغیر کسی تاخیر کے مرتب ہوا بریگیڈیر چیمبرلین اسکے کمانڈر مقرر ہوئے جب وہ دہلی
مین ایڈجیوٹنٹ مقرر ہوکر آئے تو انکی جگہہ صاحب ممدوح مقرر ہوئے اور بریگیڈیر جنرل کے عہدہ پر ممتاز ہوئے
اسوقت انکی عمر ۳۵ سال کی تھی ۲۲ جون کو انہون نے اپنے عہدہ کا کام لیا تھا دو دن بعد وہ پھلور کو
روانہ ہوئے اور اس مقام کے ہندوستانی سپاہ سے ہتھیار لے لیئے اسطرح سے اس سلاح خانہ کو
بچالیا جو دہلی میں انگریزی لشکر کو سب طرح کے ہتھیار ان کو بھیجتا تھا اب دوسری مہم انکی یہہ تھی کہ
وہ ان باغیوں کو ہلاک کریں جنہون نے سیالکوٹ مین بہت انگریزون کو مارا تھا پھر ان کے پاس
یہہ تاکیدی حکم آیا کہ وہ دہلی جائیں وہ بہت جلد انبالہ میں آئے اور وہ اپنی سپاہ سے پہلے جنرل ولسن
پاس دہلی مین صلاح و مشورہ کرنے آگئے صلاح و مشورہ کرکے وہ اپنی سپاہ مین پھر چلے گئے اور ۱۴ اگست
وہ اس گشتی لشکر سمیت کیمپ مین داخل ہوئے۔

اس لشکر میں یہہ فوجین تھین

کپتان بٹور چیر کی یورپین گھوڑون کی بیٹری۔
ملکہ معظمہ کی ۵۲ وین پیدل رجمنٹ۔
ملکہ معظمہ کی ۶۱ وین رجمنٹ کا باقی ونگ۔
دوسری پنجابی پیدل رجمنٹ اور دو سو ملتانی سوار۔

چھ ہفتے کی لڑائی کے بعد یہہ سپاہ کی کمک آئی تھی جس کے سبب سے کیمپ مین بڑی خوشیان
ہو رہی تھین اور سب کا دل اس سے خوش تھا کہ اب دہلی پر حملہ ہوگا۔ لیکن اس حملہ سے پہلے محاصرہ
کے توپخانہ کا انتظار کرنا پڑا جو آہستہ آہستہ پنجاب سے آرہا تھا اور اسکے ساتھ بہت گولہ بارود تھا
جس دن یہہ کولم کیمپ مین داخل ہوا تھا یہہ تحقیق ہوا کہ باغیون کے سوارون کا گروہ دہلی سے اس ارادہ
سے روانہ ہوا ہے کہ وہ پنجاب کے رستہ کو بند کرے انکی خبر لینے کے لیئے ہوڈسن صاحب بھیجے گئے انہون نے
اپنے ساتھ گائڈس کے سو سوار اور پچیس جیند کے سوار اور اپنی نئی بھرتی کی دو سو تینتیس اناڑی سوار
ہمراہ لیئے۔ اناڑی سوارون مین بہت سے تو ہتھیار لیکر گھوڑے پر چڑھنا سیکھتے تھے ان کے
گھوڑے بھی آدھے سدھے ہوئے تھے لیکن وہ وحشی بہادر سپاہی سرحدی تھے جو اس افسر کے ساتھ
جان لڑانے کو موجود تھے جسکو وہ جانتے ہون کہ سپاہ کا لڑانا جانتا ہے۔ جب انہون نے کیمپ سے

سفر کیا ہے تو وہ خاکی وردی پہنے ہوئے تھے اور سرخ منڈاسے باندھے ہوئے اور سرخ تکلے لگائے ہوئے تھے انکی صورت سپاہیون کی سی معلوم ہوتی تھی پہلے ہی دن کے سفر مین کھر کھودہ مین مختلف غیر آئینی رسالون کے سوارون کے گروہ کو جسکا بشارت خان رسالدار پہلے غیر آئینی رسالہ کا سردار تھا دفعتہً جالیا اور بہت سوارون کو مار ڈالا - برسات کے موسم سے جابجا پانی کھڑا ہوا تھا - لشکر کو سفر کرنا مشکل تھا لیکن ہوڈسن صاحب نے رہتک کی طرف سفر کیا جب اسکے قریب آئے تو پیادون اور چند سوارون سے انکی چھیڑ چھاڑ ہوئی اس لشکر کا سردار بابر خان رانگھڑونکا امیر تھا - اسپر حملہ کیا گیا اور تیرہ سوار اُن کے مار ڈالے دوسرے دن بابر خان نے پھر حملہ کیا اسکے پاس تین سو سوار اور نو سو سپاہی توڑہ دار بندوقون کے تھے - حملہ آورون کے سردارون پر حملہ کیا گیا اور انکو بھگا دیا لیکن شہر کے قریب احاطون کے اندر سے گولیان آتی تھین اسلیئے لفٹنٹ ہوڈسن پیچھے ہٹے کہ احاطون سے دشمن نکل کر کھلے میدان مین آئے - جب اسطرح دشمن باہر آیا تو اسپر حملہ کیا گیا اور شہر کے اندر مار کر بھگا دیا - میدان جنگ مین دشمن کے پچاس سوارونکی لاشین دیکھی گئین - سب باغیون نے رات کو رہتک کو خالی کر دیا تو ہوڈسن صاحب حکم کے موافق ۲۲ - کو اپنے کیمپ مین آگئے - انگریزون کا نقصان یہہ ہوا کہ گائڈس کے سوارون مین آٹھ سوار اور ایک گھوڑا زخمی ہوا جیند کے سوارون مین دو سوار زخمی ہوئے - ہوڈسن صاحب کا گھوڑا زخمی ہوا لفٹنٹ گف کے ہلکا سا زخم لگا اور پانچ سوار اور پانچ گھوڑے زخمی ہوئے +

اس وقت پہلے کی نسبت انگریزی لشکر باوجود بیمارون کی کثرت کے قوی اور زبردست ہو گیا تھا جسکی تفصیل یہہ ہے

| | |
|---|---|
| یوروپین آرٹلری | ۵۴۸ |
| ہندوستانی ارٹلری | ۴۷۷ |
| ہندوستانی سیپر مائنر | ۶۷۳ |
| یوروپین سوار | ۴۸۵ |
| ہندوستانی سوار | ۷۶۹ |

ہندوستانی پیدل ۲۴۶۷

غرض اسوقت سب قسم کی سپاہ آٹھ ہزار تھے سوار انکے باوجودیکہ انبالہ کو بہت سے زخمی اور بیمار
بھیج دیئے گئے تھے پھر بھی ۵۲۵ بیمار اور ۳۰۴ زخمی لشکرگاہ مین موجود تھے ۔
۲۴ - اگست کو باغیون کی بڑی سپاہ اٹھارہ توپین ساتھ لیکر دہلی سے بہ ارادہ مصمم کرکے چلی کہ انگریزی
کیمپ کی طرف پنجاب سے جو محاصرہ کا توپخانہ آتا ہے اسپر چل کر ہاتھ ماریئے دوسرے دن صبح کو
بریگیڈیر جنرل نکلسن صاحب کے ساتھ ایک کولم روانہ ہوا کہ باغیون کے پیچھے جاکر لڑے اس لڑائی کا
حال مفصل اس رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے جو جنرل نکلسن صاحب نے خود ۲۸ - اگست ۱۸۵۷ء کو
لکھی ہے جو نیچے لکھی جاتی ہے کہ "میجر جنرل ولسن سپہ سالار دہلی کی اطلاع کے لئے یہہ رپورٹ بھیجکر
عزت حاصل کرتا ہون کہ مین آپ کے حکم کے موافق خوشی سے ۲۵ - اگست کو سپاہ مفصل ذیل لیکر اس
سپاہ کی راہ روکنے کے لیئے روانہ ہوا جو دہلی سے بہادر گڑھ کی طرف اس ارادے سے روانہ
ہوئی تھی کہ ہمارے عقب پر حملہ آور ہو -

تفصیل سپاہ

| | |
|---|---|
| ملکہ معظمہ کی نمبر ۹ لین سرکا ایک دستہ | ۱ |
| گھوڑ چڑھی توپین | ۱۶ |
| گائڈس کے سوار | ۱۲۰ |
| ۲ رجمنٹ پنجاب کے سوار | ۸۰ |
| ملکہ معظمہ کی ۶۱ رجمنٹ کا دنگ | ۴۲۰ |
| پہلی بنگال یوروپین فیوزلیر | ۳۸۰ |
| پہلی رجمنٹ پنجاب پیدل | ۴۰۰ |
| دوسری رجمنٹ پنجاب پیدل | ۴۰۰ |
| سیپر مائی نر | ۳۰ |
| ملتانی سوار | ۲۰۰ |

وہان موضع نانگلوئی مین پہنچا جو یہان سے ۹ میل ہے وہانتک پہنچے مین مین نے دلدل زمین کو

مشکل سے طے کیا مجھے معلوم ہوا کہ پہلے دن دشمن بالم مین تھا اور غالباً دوپہر کے بعد وہ نجف گڈھ مین پہنچے گا تیمن نے یہہ ارادہ کیا کہ بہادر گڈھ کی سڑک چھوڑ کر اگر ممکن ہو تو رات ہونے سے پہلے نجف گڈھ مین دشمن کو شکست دون مین نے نجف گڈھ کی جھیل کی ایک شاخ پر عبور کیا جس میں گھیرے اور چوڑے پایاب پانی کو مین نے طے کیا اور چار بجے کے قریب موضع بھاپ رولا کے قریب پہنچا تو مجھے معلوم ہوا کہ دشمن میرے سامنے اور بائین طرف نجف گڈھ کی جھیل کے پل سے نجف گڈھ تک پڑے یا دو میل مین پھیلا ہوا ہے (اصل مین دو میل سے کچھ زائد تھا) اسکا نہایت مستحکم مقام ایک قدیمی باغ (سرا) ہے اور اپنے سنٹر کے بائین طرف چار توپیں لگا رکھی ہین اور تو اور توپین اس مقام اور پل کے درمیان لگا رکھی ہین۔ پانچ بج گئے تھے کہ لشکر پایاب ہوکر اس مقام کے محاذی آیا شام ہونے کو تھی رہبر میرے پاس نہ تھے باوجود اس نقص کے مین نے مجبوراً بڑی محنت سے جلد دشمن کے مقام کا حال تحقیق کیا کہ دشمن کے بائین سنٹر پر جو مجھ سے دشمن کا سب سے زیادہ مستحکم مقام بیان کیا گیا تھا زور ڈال کر اپنے فرنٹ (سامنے) کو میسرہ سے بدلون اور توپون کی لین کو تلف کرتا ہوا پل کیطرف جاؤن منصوبے کے موافق ا۶۱ رجمنٹ ملکہ معظمہ اور پہلے فیوزیلرس اور دوسری پنجاب پیدل کو مع چار توپون کو میمنہ بنایا انین سے ہر ایک پلٹن مین سے سو سو سپاہیون کو عقب مین رزرو رکھا اور دس توپیں میسرہ میں رکھیں جنکے ساتھ ۹ لین سرکا دستہ اور گائڈس کے سوار تھے۔ توپون نے چند گولے چلائے تھے کہ مین پیدلون کو لیکر حملہ کرنے کے واسطے آگے بڑھا۔ دشمنون کو بھگاد کچھ میر النقصان تعداد ازیادہ نہین ہوا مگر ملکہ معظمہ کی ا۶ وین رجمنٹ کا بڑا بہادر ہونہار افسر لفٹنٹ گیب بٹ سخت زخمی ہوا تو پھر مین نے اپنے فرنٹ کو میسرہ سے بدلا اور کل مقام کو جس مین دشمن کی توپین تھین تہ و بالا کیا۔ دشمن نے تھوڑا مقابلہ کیا ہم آگے بڑھے بہت جلد پل کے پار دشمن ہٹے ہماری توپین اپنے اپنے گولے چلاتی تھین تیرہ توپیں دشمنون کی ہمارے ہاتھ آگئیں جسوقت مین باغ پر حملہ کر رہا تھا مین نے لفٹنٹ لمسڈن کو جو قائم مقام کمانیر میجر کوک کی پہلی رجمنٹ پنجاب پیدل کا تھا حکم دیا کہ وہ آگے بڑھکر ہماری طرف نجف گڈھ کو دشمنون سے صاف کرے اس خدمت کو لفٹنٹ مذکور نے خوب اچھی طرح سے انجام دیا اور اپنے داہین بازو کو

آگے لایا اور بڑی لین کے عقب مین گیا۔

اب دشمنونکی ساری توپین ہمارے قبضہ مین تھین مین نے یہہ خیال کیا کہ اب لڑائی کا خاتمہ ہوا
کہ مجھے اطلاع ہوئی کہ ایک چھوٹے سے موضع نگلی مین تھوڑے سے باغی سپاہیون نے اپنے
تئین چھپایا ہے جو ہماری لین کے عقب سے چند سو گز کے فاصلہ پر تھا مین نے فوراً لفٹنٹ لمسڈن
کو جو اس گاؤن کے قریب تھا حکم دیا کہ وہ باغیون کو اس گاؤن سے نکالدے اگرچہ یہہ باغی تعداد
مین تھوڑے تھے مگر وہ اتنی دیر جمے رہے کہ چارون طرف سے انگریزی سپاہ نے گھیر لیا۔ اب انکے
لیئے کوئی راہ بچکر فرار ہونے کی نہ تھی وہ خوب جان توڑ کر لڑے۔

مجھے افسوس ہے کہ لسڈن صاحب مارا گیا اور اسکے ساتھ گیارہ سپاہی ہلاک ہوئے مین نے
مجبور ہوکر پہلی پنجاب پیدل لپٹن کمک کو بھیجی اس سپاہ کا بھی ایک بڑا بہادر افسر لفٹنٹ ریلکنگٹن
سخت زخمی ہوا اور پانچ سپاہی مارے گئے اور پہلے اس سے کہ گاؤن ہمارے قبضہ میں آئے
پانچ سپاہی مارے گئے اور بہت سے زخمی ہوئے۔

دشمنون کو سوارون نے جو بظاہر ہزار سے کم نہین معلوم ہوتے تھے ایک دفعہ سے زیادہ لڑائی
میں اپنی حملہ آوری کو دکھایا مگر ہماری توپون کی آتش فشانی نے انکو پس پاکیا مجھے افسوس ہے کہ مین
اپنے سوارون کو انکے مقابلہ مین کام مین نہین لاسکا مین مجبور تھا کہ دوسری رجمنٹ پنجاب سوارون کے
ایک دستہ کو لفٹنٹ نکلسن کے ماتحت اور ۱۲۰ ملتانی سوارون کو اپنے بگیج کی محافظت کے لیئے
چھوڑ دیا تھا میرے ساتھ لین سرگائڈس و ملتانی سوار تین سو سے زائد نہ تھے وہ توپون کے ساتھ
تھے اور ریزرو تھے۔ مین نے پل پر رات بسر کی میرے ساتھ پہلی فیوزیلرس اور دوسری رجمنٹ پنجاب
پیدل اور آرٹلری اور لین سر کے دستے تھے مین نے سیپر سے سرنگ لگوا کے پل کو اڑا دیا اور تمام ویگن
اور لڑہیے و چھکڑے جو میں اپنے ساتھ نہین لاسکتا تھا بیجر لو مبس کو حکم دیکر اڑوا دیئے۔ دن کے
ہونے سے تھوڑی دیر پہلے مین نے اپنے کیمپ کی طرف مراجعت شروع کی اور اس خوف سے کہ مینہہ کے
اور زیادہ برسنے سے بھی زیادہ رستہ دشوار گذار نہ ہو جائے۔ اسی دن کی شام کو اپنے کولم کو
کیمپ میں لے آیا۔

اب میرا یہی خوش کن فرض پورا کرنا باقی رہا ہے کہ مین ان لڑائیون کی سپاہیون کی تعریف کرون

ملکہ معظمہ کی ۶۱ وین رجمنٹ اور پہلی نیوزیلرس اور دوسری پنجابی رجمنٹ جس استقلال اور بہادری سے حملہ کرنے کے لیئے آگے بڑہی ہے اس سے زیادہ بہادری کے ساتھ کبھی کسی سپاہی نے یہہ کام نہین کیا اسکی امداد ارٹلری نے جس لیاقت سے کی ہے اس سے زیادہ کبھی کسی نے امداد مین اپنی لیاقت نہین دکھائی میجر کوک کی رجمنٹ نے اپنے بہادر افسر لفٹنٹ امنڈن کے ماتحت بڑی ناموری حاصل کی ہے افسوس ہے کہ یہہ افسر مارا گیا۔

اس طرح سپاہ بھی بڑی عزت کے لائق ہین جنہون نے بڑی خوشی و بہجت کے ساتھ تحنتون کی جو انکے سامنے آئین برداشت کی انہون نے سورج کے نکلتے ہی سفر کیا اور دو دشوار گذار دلدلوں کو طے کر کے موضع ناٹگلوئی مین پہنچین اور چونکہ یہہ مصلحت نہین تھی کہ بیگیج بجاب رولا کے پایاب پانی کے پار لے جائین وہ مجبور تھے کہ چودہ گھنٹے کے سفر کرنے اور لڑنے کے بعد وہ رات کو میدان مین بغیر خوراک اور کسی قسم کے سایہ بان کے شب باش ہون۔

جن افسرون کی خدمات کا اس لڑائی مین مین نہایت ممنون ہون اور میجر جنرل کی مہربانی ان کے حال پر چاہتا ہون وہ میجر ٹومبس کمانیر ارٹلری ہین اس افسر کی لیاقتون سے میجر جنرل خوب واقف ہین انکے بیان کرنے کی مجھے ضرورت نہین ہے اور میجر جیکب جو اول فیوزیلر کے کمانیر تھے اور کپتان گرین جو دوسری پنجابی رجمنٹ کے کمانیر تھے اور کپتان ریم لنگٹن اور کپتان لینٹ اور لفٹنٹ ولسن اور سینکی ٹرپنجالون کے افسر شکریہ کے قابل ہین۔ مجھے اپنے سٹاف اور ٹرلی سے بھی ہر طرح کی مدد ملی جنکے نام یہہ ہین کپتان ملین مرے برگیڈ میجر کپتان شیبوٹ ڈپٹی اسسٹنٹ کوارٹر ماسٹر جنرل و کپتان ٹرنچ۔ لفٹنٹ ڈکسن اور مرے اور رڈر می افسر اور لفٹنٹ لو میجر جنرل کمنڈنگ کے سٹاف لفٹنٹ سریل ملکہ معظمہ کی نوین لینسرکو مین نے سوارون کا کمانیر تولیون کے ساتھ لڑائی مین عقب مین مقرر کیا تھا اسنے ۲۶ - اگست کو اپنی خدمات کا حق خوب ادا کیا اور یہی حال کپتان گورڈن ۶۱ وین رجمنٹ ملکہ کا ہے جو رزرو کا کمانیر ۲۵ - اگست کی رات کو تھا۔ ریٹنیبو پلس شکف میرے ساتھ تھا وہ یہان کے حالات سے ایسا واقف تھا کہ جس سے مجھے بڑی مدد ملی وہ باغ پر حملہ کرنے مین موجود اور پیش قدم تھا۔ لفٹنٹ سیٹی انجنیر بڑی تعریف کا مستحق ہے جسنے پلکو پوری کامیابی کے ساتھ اڑا دیا۔

۲۶ کی صبح کو بہت سے باغی شہر سے باہر یہہ یقین کرکے نکلے کہ ہم نے جنرل نکلسن کے کیمپ مین بہت تھوڑے سے آدمی زندہ چھوڑے ہین۔ فوراً گیٹوان مین سپاہ کی آرائش ہوئی باغیون نے پہاڑی کے داہین طرف حملہ شروع کیا اندلڈ لو کیسل سے سجے پہ توپین مارنی شروع کین یہہ حملہ کچھ تشدد کے ساتھ نہین ہوا جب انگریزون کی توپون کی ایک بھرمار ہوئی تو وہ الٹے شہر مین چلے آئے انگریزون کا نقصان یہہ ہوا کہ آٹھ سپاہی مقتول اور تیرہ مجروح ہوئے۔

اس مہینے کے آخر مین انگریزی لشکر مین بیمارون کی تعداد بہت زیادہ ہوگئی تھی ۳۱۔ اگست کو ۲۳۶۸ سپاہی اسپتال مین تھے۔

۴ ستمبر کو جسقدر کمکون کی امید ہوسکتی تھی وہ سب دہلی کیمپ مین آگئین انہین محاصرہ کا توپخانہ بھی تھا جس مین تیس توپین تھین اور انکے ساتھ بہت سا گولہ بارود تھا اب یہہ وقت آگیا تھا کہ ولسن صاحب کے لیئے ضرور تھا کہ وہ یہہ قطعی فیصلہ کرین کہ آیا دہلی حملہ کرکے لے لی جائے یا اسکے لئے کوشش کرنی چھوڑ دی جائے؟ ہر روز سپاہ کو دھوپ مین جلنا اور مینہہ مین بھیگنا پڑتا تھا بیماری کی افزائش کی کوئی انتہا باقی نہین تھی ۳۱۔ اگستکو ۲۳۶۸ سپاہی بیمار تھے چھہ دن کے اندر انکی تعداد ۲۹۷۷ ہوگئی انگریزون کی سب قسم کی سپاہ ۸۷۴۸ تھی جس مین برٹش سپاہ ۳۳۱۷ تھی جو اسطرح مرکب ہوئی تھی کہ ۵۸۰ آرٹلری اور ۴۴۳ سوار اور ۲۲۹۴ پیدل۔ پیدلون کی سپاہ مین سپاہیون مین صرف پوست واستخوان باقی تھا ان مین سب سے زیادہ توانا تنومند ۴۰۰ سپاہی تھے نہین ہفتے ہوئے کہ ۵۲ وین رجمنٹ آئی تھی جس مین ۶۰۰ توانا سپاہی تھے اب انہین ۲۴۲ سپاہی کام کرنے کے قابل تھے۔

اس اوپر کی تعداد مین کشمیر کی کنٹنجنٹ داخل نہ تھی اس مین ۲۲۰۰ سپاہی اور چار توپین تھین جو اسوقت دہلی مین آگئی تھی اور کئی سو سپاہی جیند کے لشکر کے تھے جنہون نے پہلے کرنال کی سڑک کے جاری رکھنے سے بہت فائدہ پہنچایا تھا راجہ جیند خود آیا تھا اور اسکی درخواست سے اس کی سپاہ کو دہلی کے فتح کرنے کا اعزاز دیا گیا۔ ولسن صاحب سے زیادہ کوئی ان باتون کو نہین جانتا تھا کہ اب کہین سے زیادہ کمک آنے کی امید نہین اور اس تھوڑی سی سپاہ کی روز بروز قوت کم ہوتی جاتی ہے لیکن یہہ انکی پختہ رائے تھی کہ جب تک جنوب سے کمک نہین آئے گی

دہلی کا فتح ہونا ناممکن ہے انہون نے ۲۰- اگست کو بیرڈ سمتھ صاحب کو چٹھی لکھی کہ جس مین انہون نے
اپنے دلائل کو مفصل بیان کیا کہ دہلی کے فتح ہونے کی جب تک مجھے کوئی امید نہین ہے
کہ اضلاع زیرین سے سپاہ کی کمک نہ آئے - وہ جانتے تھے کہ پنجاب سے کوئی کمک نہین
آسکتی اور سر جان لارنس نے انسے صاف کہہ دیا تھا کہ اب میرے پاس ایک آدمی بھی باقی نہین
جسکو مین دہلی کی سپاہ کے لیے پنجاب سے بھیج سکون - ۲۹- اگست کو لارنس صاحب نے
ولسن صاحب کو لکھا کہ حملہ کرنے کے لیے بہت سی براہین بنین ہین کہ جسقدر جلد ممکن ہو حملہ کیا جائے
اس مین ایک دن کے التوا سے بھی خوف و خطر بڑھتا جاتا ہے ہر روز ناراضی اور بغاوت بڑھتی
جاتی ہے - ہر روز یہہ خوف بڑھتا جاتا ہے کہ ہندوستانی رئیس ہمارے مخالف نہ ہوجائیں
لیکن ولسن صاحب کے نزدیک یہ بات آسان نہین تھی کہ وہ حملہ کرکے دہلی کے لے لینے کے لیے
مستعد ہون - وہ بیمار تھے جواب دہی اور افکار سے متردد تھے اور ضعیف الدماغ ہو گئے
تھے ہر کام کے کرنے مین متامل ہوتے تھے جسقدر تاخیر ہوتی جاتی تھی اتنی ہی دقت و دشواری
انکو زیادہ معلوم ہوتی تھی یہہ انگریزون کی سلطنت کے باقی رہنے کے لیے خوش نصیبی تھی کہ ولسن صاحب
کے گرد ایسے شیردل تھے جو جانتے تھے کہ یہہ ناممکن ہے کہ جس حالت مین وہ ہین اس مین رہ سکین یا
دہلی حملہ کرکے لے لینی چاہیئے یا اسکے آگے سے سپاہ ہٹا لینی چاہیئے مگر ولسن صاحب اس
بات کو نہین سمجھے تھے اول انہون نے بیرڈ سمتھ سے مشورہ لیا وہ بھی بیمار تھے اور اس بیماری پر
زخم کا اور اضافہ ہوا تھا جو انکو کیمپ مین آتے ہی لگا تھا انکی راے مین تاخیر کرنے مین جیسے ناک
جوکھون اور ہولناک نقصان تھے وہ حملہ کرکے شہر کے لے لینے مین نہ تھے ولسن صاحب کو خواہ
چیف انجنیر کی باتون کا یقین ہوا یا نہوا انہون نے اسکی صلاح کو منظور کرلیا اور انکو ہدایت کی
کہ حملہ کرنے کی پلین (نقشہ) بنائین - بیرڈ سمتھ کی راے کے بڑے حامی نکلسن و چیمبرلین
و ڈیلی و نورمن اور الکسنڈر ٹیلر تھے - یہہ سب ایک ہی تھے اور پنجاب کے حکام سے خط و کتابت
رکھتے تھے اور وہ جانتے تھے کہ اگر دہلی تسخیر نہین کی جائیگی تو صرف یوروپین سلطنت ہی نہین
جائیگی بلکہ پنجاب مین یوروپین کی ہستی باقی نہین رہیگی -
اسوقت پنجاب کی حالت نازک ہو رہی تھی مری پہاڑون مین مسلمان قومون کی سازش

ہو رہی تھی گویا ہر ایک کے خیال مین فساد برپا تھا ان دونون کی کوشش یہہ تھی کہ برٹش گورنمنٹ کے جوئے کے
تلے سے کندھا نکال لیجیے انکو یہہ یقین تھا کہ انگریزون کے اقبال کا زوال آگیا - یہہ یقین مسلمانون
ہی کے ساتھ مخصوص نہ تھا بلکہ ہر قسم کی جماعتون اور قومون میں ایک بیچینی زیادہ ہوتی جاتی تھی
جو لوگ بڑے خیرخواہ تھے وہ بھی دیکھ رہے تھے کہ انگریز اپنے تئیں سنبھال سکتے ہین
یا نہین - وہ انگریزون کے ساتھ ہونے مین اپنی مصلحت سمجھتے تھے پنجاب کے سکھ سپاہ مین
بھرتی ہونے سے جب تک کراہیت کرتے رہے کہ دہلی فتح ہوئی -

اسوقت کونسل اوف وار اس مقصد کے لیئے جمع کی گئی کہ دہلی پر یورش کی جائے یا نہین -
لارڈ روبرٹس اپنی تاریخ چہل و یک سالہ مین لکھتے ہین کہ نکلسن صاحب نے اپنے سٹاف کے
سوا بہت آدمیون سے دوستی نہیں رکھی تھی یہہ میری خوش نصیبی تھی کہ وہ میرا دوست تھا
مین ہمیشہ اسکے ساتھ رہتا تھا کونسل میں جانے سے پہلے میں انکے خیمے مین بیٹھا تھا
وہ اپنے راز کی باتین مجھ سے کیا کرتے تھے انہون نے کہا کہ اگر دہلی پر حملہ کرنے مین
کونسل نے کوئی ارادہ اپنا مصمم ظاہر نہین کیا تو میرا ارادہ ہے کہ ایک غیر معمولی کام
کرونگا انہون نے کہا کہ دہلی ضرور لینی چاہیئے اور اسکا دفعتہً فوراً لے لینا قطعی پر ضرور ہے
اگر ولسن صاحب نے اس مین زیادہ تامل کیا تو میرا ارادہ ہے کہ کونسل میں یہہ امر پیش کرون
کہ ولسن صاحب کی جگہہ دوسرا شخص مقرر ہو مین یہہ سنکر مسکرانے لگا اور میں نے دلیری
کرکے کہا کہ چیمبرلین تو زخمی ہونے کے سبب سے بیکار ہین ولسن کی برخاستگی پر وہ تو مقرر
نہین ہو سکتے اور انکے بعد پھر آپ کے مقرر ہونے کا نمبر ہے تو انہون نے مسکرا کر مجھے
یہہ جواب دیا کہ مین نے اس امر واقعی کو نظر غائر سے نہین دیکھا - مین صاف صاف
بیان کرونگا کہ مین ولسن کا عہدہ پر مقرر ہونا نہین چاہتا اسکا عہدہ ۵۲ وین رجمنٹ کے
کیمبل کو دینا چاہیئے مین اسکے ماتحت خدمت گزاری کرونگا تا کہ کوئی مجھ پر خود غرضی کا
الزام نہ لگایا جائے - کونسل مین نکلسن کو اس اپنے ارادہ کے اظہار کرنے کی ضرورت نہین پڑی
ولسن صاحب نے دہلی کو حملہ کرکے لے لینے کو منظور کر لیا نکلسن صاحب کا یہہ کام کرنا صحیح تھا یا غلط
اسکے فیصلہ مین لوگ مختلف ہین مگر اس مین شک نہین کہ میرے نزدیک اس وقت میں انکی

راے عین صواب ہے۔

ابتدار ماہ ستمبر سے دہلی کی یورش کی تیاریان شروع ہوئین انجنیر بڑی تیاریان کر رہے تھے اول اُنھون نے یہہ کام کرنا ضرور جانا کہ سمی ہوس کے بائین طرف ایک سلامت کوچہ بنائین جسکے سرے پر ایک بیٹری ۴ نو پونی توپون کی اور دو چوبیس پونی ہیوٹ زر کی لگائین اس بیٹری کا مقصود یہہ تھا کہ لاہوری یا کابلی دروازہ سے دشمنون کے حملے شہر کی فصیل سے باہر قلعہ شکن توپون پر ہون انکا انسداد ہو جائے اور موری دروازہ کے گرگج سے جو توپین چلتی ہین وہ بیکار ہو جائین علاوہ اسکے دشمن کو یہہ یقین ہو جائے کہ انگریز اس طرف سے حملہ کرین گے۔ مگر انکی امید کے برخلاف ارادہ یہہ تھا کہ بائین طرف سے حملہ کیا جائے جسکے سبب سے دریا لشکر کے بازؤن کو حملہ سے بچائے گا اور اس طرف لشکر کے لیئے آڑین بہت سی تھین جنکے اندر سپاہ فصیل کے قریب بہت نزدیک جا سکتی تھی سامنے موری و کشمیری اور دریا کی طرف کے گرگج تھے اور جو ان گرگجون کے درمیان فصیل تھی ان گرگجون پر توپین چڑھ سکتی تھین مگر فصیل جو انکے درمیان تھی اس مین ریتیان بندوق مارنے کے لیئے بنی ہوئی تھین مگر اسپر توپین نہیں چڑھ سکتی تھین اس لیئے جب گرگجون کی توپین بند کر دی جائین تو فصیل پر قبضہ بغیر کسی مشکل کے ہو سکتا تھا۔ ۶ ستمبر کو تمام سپاہ جو کمک کے لیئے آسکتی تھی آگئی تھی اور یہہ فیصلہ ہو گیا تھا کہ بڑے زور شور سے شہر کے لے لینے کے لیئے حملہ کیا جائے۔ کل سپاہ یہہ تھی ۶۵۰۰ پیدل اور ۱۰۰۰ اسوار اور ۶۰۰ توپچی جن مین یوروپین سپاہ ۳۳۱۷ تھی چونکہ توپچی تھوڑے تھے اس لئے لین سر اور ۶ نمبر ڈریگونس اور گائڈس سے سپاہی بلا لیئے گئے تھے کہ وہ توپون پر کام کرین اور گھڑ چڑھی توپون کے توپچی مورچون پر بھیجدیئے گئے تھے۔ مورچون مین وہ قدیمی سکھ توپچی تھے جو فیروزپور اور سبزاؤن مین انگریزی سپاہیوں کو مردہ بناتے تھے مگر اب جان لارنس نے انکو ایسی رغبت دلائی تھی کہ وہ آپ اپنے ہاون کو چھوڑ کر دلی چلے آئے تھے اور انگریزون کی عمدہ خدمات بجالاتے تھے۔ مذہبی سکھون کی بعض کمپنیان تھین جو سیپر مائنر کی کمی کا معاوضہ کرتی تھین اور وہ انکا کام دیتی تھین اور بلیون کا بھی ایک بڑا گروہ تھا جنھون نے مورچون کے

ذکر تیاریان

بنانے میں بہادرانہ کام کیا تھا انجنیرون نے دس ہزار فیس سائن (وہ لکڑیون کے گٹھے جو
خندق مین بھرے جاتے ہین) اور ایک لاکھ بالو سے بھرے ہوئے تھیلے اور بہت سے
گیبین (استوانہ کی صورت کے سنٹیون سے بنے ہوئے ٹوکرے جنکو مورچون مین لگا کی
مٹی بھر دیتے ہین) اور زینے اور فالتو پلیٹ فارم جمع کر لئے تھے ۔ ۷ ستمبر کو شام کی تاریکی مین
اول بیٹری چپ چاپ موری دروازہ سے سات سو گز کے فاصلہ پر بنائی گئی ۔ چاندنی نکلی
اونٹون کی قطارین رسیون سے بندھی ہوئی لکڑیون کے بنڈل اور ریت کے بھرے
ہوئے تھیلے لائے ۔ سینکڑون آدمیون نے انکو اونچا لگایا ۔ صبح ہونے تک یہہ کام
پورا تیار ہو جاتا ۔ اگر دشمنون کو اسکے بنانے کی خبر نہ ہوتی اور وہ انکے پورا ہونے کو ناممکن
نہ کرتے جہان تک ممکن تھا کام خاموشی سے کیا گیا پھر بھی اسکی آواز دشمن کے کان تک پہنچ گئی
کہ موری گرگج کا ایک شعلہ آسمان پر گیا اور اپنے مورچے کی زمین میں کاریگرون کے درمیان گرا یون
کو یوں دیا انہین سے بہت سے مر گئے پھر دوبارہ گولون کی بوچھاڑ آئی اور آدمی مرے ۔ اگر یہہ
آتش زنی جاری رہتی تو یہہ کام ترک کر دیا جاتا کیونکہ اسکے اندر دشمنون کی زد کے سامنے آتے
تھے ۔ لیکن یہہ خوش نصیبی تھی کہ باغیون نے خیال کیا کہ کام کرنے والا گروہ جھاڑیون مین سے
لکڑی کاٹ رہا ہے اسکی آواز آتے ہی یہہ یقین کر کے آتش زنی موقوف کی کہ ہم ان کے
زخمی کرنے مین کامیاب ہوئے ۔ رات بھر ہر ایک آدمی نے مشقت شاقہ اٹھائی جب صبح ہوئی
تو صرف مورچہ مین ایک توپ چڑھی ۔ دشمن نے یہہ دیکھ کر اسپر آتش زنی شروع کی ۔ گولہ پر گولہ اور
گراپ پر گراپ مارنے شروع کیئے لیکن آدمی اپنا کام کرتے اور اسکو پورا کیا تو پھر انگریزون کی
توپون نے ڈکاریان لینی شروع کین اور فصیل کے پرخچے اڑائے اور اس مین جھنجھاتے ڈالنے
شروع کیئے اور دوپہر کو موری دروازہ کا گرگج ایک ڈھیر ہو گیا اس بیٹری کا نام برنڈ
بیٹری رکھا گیا اس بیٹری کے کارفرما میجر برنڈ تھے وہ کبھی سوئے نہین اپنے کندھے پر بندوق
رکھ کے سپاہیون سے کہا کہ اب تم سو رہو مین تمہارا افسر بیٹری کا محافظ ہون غرض آخری محاصرہ
تک انہون نے بڑے دلاورانہ کام کیئے اسی لئے اس بیٹری کو نمبرا یا برنڈ بیٹری کہتے تھے
اس بیٹری کے دو حصے کیئے گئے اسکے داہنے حصے مین پانچ ۱۸ پونڈ توپین اور ایک ہوٹزر

آٹھ انچ کا رکھا گیا اور اسکے بائین طرف کے آدھے حصے مین چار چوبیس پنی توپین لگائی گئیں اور اسکے کارفرما میجر کے صاحب تھے جو کشمیری گڑگچ پر توپ زنی کرتے تھے اس حصہ مین آگ لگ گئی تھی جسکو لفٹننٹ لوک مارٹ اور آٹھ سات گورکھون نے مٹی ڈالکر بجھایا -

۹ ستمبر کو انگریزون نے لڈلو کیسل لے لیا جو شہر سے چھ سو گز کے فاصلہ پر تھا یہان دشمنون کا پکٹ بڑھ بڑھ کر آتا تھا اس مین تھوڑا شبہ ہے کہ دشمن پھر بھی یہہ خیال کرتا تھا کہ اسپر داہین طرف سے حملہ ہوگا جہان اب تک لڑائیان ہوئی ہین اور دہلی کے پرانے مورچے انگریزون کے قایم ہین - یہ بیٹری لڈلو کیسل کے سامنے کشمیری دروازہ سے پانچ سو گز کے فاصلہ سے قایم کی گئی - اس بیٹری کے بھی مثل پہلی بیٹری کے دو حصے کیئے گئے داہین طرف کے آدھے حصے مین سات بھاری ہوٹ زر اور دو اٹھارہ پنی توپین لگائی گئی تھین اور بائین طرف آدھے حصے مین جو دو سو گز کے فاصلہ پر تھا نو چوبیس پنی توپین لگائی گئی تھین - کل اٹھارہ توپین کشمیری دروازہ کے گڑگچ کی توپون کے بند کرنے کے لیئے اور اسکے داہین بائین طرف رہنی وار دیوار کے اڑانے کے لیئے لگائی گئی تھین ۔ باغیون کو پناہ دینی تھی - اس مین درار ڈالکر شہر مین داخل ہونے کا ارادہ تھا - داہین طرف کے حاکم میجر کو صاحب تھے اور بائین طرف کے میجر کیمبل جنہون نے گراپ سے زخمی ہوکر کپتان جانسن کو اپنا کام سپرد کیا -

دسوین ستمبر کو نمبر ۳ بیٹری قدسیہ باغ مین تیار ہو گیا اس مین دس بھاری مورٹر لگائے گئے اسکے حاکم میجر ٹومبس تھے یہہ بیٹری ایک قدیمی عمارت کی پناہ مین تھی جو بیٹری نمبر ۲ و ۳ کے وسط مین تھی -

اول دفعہ جو اس بیٹری کے لیئے جگہ تجویز ہوئی تھی وہ خراب تھی ۱۰ ستمبر کو کپتان ٹیلر نے تلاش کرکے ایک عمدہ جگہ نکالی جس مین بڑی وسیع کوٹھی کسٹم کی تھی جو دریائی گڑگچ سے ایک سو ساٹھ گز کے فاصلہ پر تھی معلوم نہین کہ باغیون نے اس گڑگچ پر قبضہ کیون نہین کیا اسکو مسمار کیون نہین کیا - اسپر قبضہ کیا گیا اور رات کو بیٹری نے اپنا کام شروع کیا - باغیون نے جب دیکھا کہ انگریزی سپاہی اسطرف کام کر رہے ہین تو انہون نے متواتر گولے اور گولیان مارنی شروع کین رات کو انتالیس سپاہی مقتول اور مجروح ہوئے لیکن کاریگر

اپنی بہادری سے کام کرتے تھے شاذ و نادر ہی ایسی بہادری کے کام ہوتے نہین یہہ کاریگر سفر مینا کے
سپاہی تھے جنسے کہ ہتھیار لے لئے تھے وہ لڑنے والے سپاہی نہ تھے۔ ہندوستانیون مین
اکثر بہادری مخفی ہوتی ہے جب کوئی انکا آدمی مرتا تو وہ تھوڑی دیر ٹھیرکر اسکو اپنے مردون کی
لاشون کی قطار مین رکھہ آتے اور پھر آنکر پہلی طرح کام کرنے لگتے صبح کو کاریگرون کا گروہ بلا لیا گیا
تہیین تو انمین سے ایک آدمی بھی زندہ نہ بچا گیا دسوین تاریخ بھاری توپین یہان متواتر بندوقون
کی بوچھاڑ کے نیچے آئین جسمین کئی بہادر سپاہی زخمی ہوئے۔ جب بیٹری تیار ہوگئی تو اٹھارہ پونڈی
توپین اور بارہ ساڑھے پانچ انچ ہوٹزر چڑھائی گئی میجر سکوٹ اس بیٹری کے کارفرما تھے
پہلی رات مین اس بیٹری کے بنانے مین ۳۹ آدمی مجروح و مقتول ہوئے۔

۱۱ ستمبر کی صبح کو آٹھ بجے قلعہ شکن توپون نے اپنی آگ برسانی شروع کی تو فصیل کے پتھر اڑنے
اور زمین پر پٹاپٹ گرنے شروع ہوئے اور توپچیون نے خوشیون کے نعرے مارنے شروع
کئے کشمیری دروازہ کے گرگچ نے اسکا جواب دیا مگر وہ جلد خاموش کردیا گیا گرگچ اور فصیل مین سب
طرف سے رخنے پڑنے شروع ہوئے ۱۲ ستمبر کو بیٹری نمبر ۳ کھولا گیا پچاس توپون اور مورٹرنے چارون
بیٹریون سے گولے گولیان شہر پر برسانی شروع کین۔ یہہ بلا کی آتش زنی رات دن جاری رہی
لیکن شہر کی سپاہ نے متواتر توپ زنی کو جاری نہین رکھا جب گرگچون پر وہ ایک توپ بھی نہین
چھوڑ سکتے تھے تو وہ توپون کو انگریزی بیٹریون کے سامنے کھلے میدان مین لے گئے فصیل مین
ایک سوراخ کرکے توپ توپ کے مقابلہ مین لگائی انہون نے بان مارنے شروع اور سب سے
آگے بڑھے ہوئے مورچے اور فصیلون پر سے گولیان مارنی شروع کین غرض انگریزی بیٹری
کوئی باقی نہین رہی جسکی خبر باغیون نے اپنی گولیون سے نہ لی ہو۔ انکے گولے اور گولیون نے
بہت سے انگریزی سپاہیون کو ہلاک کیا۔ بیٹریون کے کھلنے کے بعد چھہ دن کے اندر تین سو
انتالیس آدمیون کا نقصان ہوا۔

۱۳ ستمبر کی رات کو چار انجنیر افسر بھیجے گئے کہ وہ کشمیری اور دریائی گرگچون مین جو دو شگاف
ڈالے گئے ہین انکا امتحان کرین۔ میڈنی صاحب اور لینگ دشمنون کی آنکھہ بچاکر خندق
کے کنارہ پر پہنچے اور اسکے اندر اترے اور شگاف کے اوپر پہنچے ہوتے کہ انہون نے اپنی طرف

۱۱ ستمبر قلعہ شکن توپون کی آتش باری

۱۳ ستمبر کو انجنیرون کا شگافون کا امتحان

آنے والون کی پاؤن کی آہٹ سنی تو وہ اپنی طرف الٹے چلے آئے اور گھاس پر اس انتظار مین لیٹ گئے کہ چپ چاپ بالکل ہو جائے چند شکلین شگاف کے سر پر نمودار ہوئین انکی صورتین چاندنی مین دکھائی دیتی تھین کہ وہ بیس گز کے فاصلہ پر تھے وہ ایسے چھپے ہوئے تھے کہ نظر نہ آئے وہ آہستہ آہستہ باتین کرتے تھے کہ انکی ہندوقون کے گزون کے بھرنے کی آواز آئی وہ چپ چاپ اس انتظار مین پڑے رہے کہ جب وہ چلے جائین تو دوبارہ شگاف کے اوپر جانے کی کوشش کرین اس اثنا مین انہون نے دیکھ لیا کہ شگاف خاطر خواہ ہے ڈھلان پر آسانی سے چڑھ سکتے ہین اور توپین ہمارے بازو کی طرف نہین ہین - ہم تجربہ کر چکے تھے کہ کھائی مین اترنا آسان ہے شگاف کے اوپر جانا اگر ممکن ہو ضرور تھا مگر سنتری ٹلتے نہ تھے میڈلی صاحب نے چند گھنٹے انتظار کرکے اشارہ کیا کہ سپاہی اپنے کیمپ مین مراجعت کرنے آئے - انکو باغیون نے دیکھ لیا تھا اور بندوقون کی باڑ اپنر چلائی - گولیان سنسناتی ہوئی اسکے کانون کے پاس سے گذرین مگر کسی کے لگی نہین - میڈلی صاحب نے رپورٹ بھیجی کہ دراڑ کافی ہے ہوم صاحب اور گریٹ ہیڈ صاحب نے احکام جاری کئے کہ آئندہ صبح کو شہر کے اس مقام کے لینے کے لیئے حملہ کیا جائے -

حملہ کرنے والے پیدلون کی سپاہ کے پانچ کولم تھے اول کولم بریگیڈیر نکلسن کے ماتحت تھا جسکی تفصیل یہہ ہے -

| | |
|---|---|
| ملکہ معظمہ کی ۷۵ نمبر رجمنٹ - | ۳۰۰ سپاہی |
| اول بنگال یوروپین فیوزیلر - | ۲۵۰ " |
| دوسری پنجاب پیدل - | ۴۵۰ " |
| | ۱۰۰۰ |

اس کولم کا کام یہہ تھا کہ کشمیری دروازہ کے گرگچ پر اور شگاف پر حملہ کرے اس کولم سے متعلق انجنیر میڈلی صاحب لینگ صاحب اور بنگ ہم صاحب تھے -

دوسرا کولم بریگیڈیر جونس صاحب کے ماتحت تھا جس مین سپاہ بتفصیل ذیل تھی

| | |
|---|---|
| نمبر ۸ ملکہ معظمہ کی رجمنٹ - | ۲۵۰ سپاہی - |
| دوسری بنگال یوروپین فیوزیلر - | ۲۵۰ " |
| نمبر ۴ سکھ رجمنٹ پیدل - | ۳۵۰ " |
| | ۸۵۰ |

دریا کی طرف گرنج کی دڑاڑ پر حملہ کرنے کا کام اسکے سپرد تھا اور اس کے ساتھ انجنیر گریٹ ہیڈ
صاحب اور ہوم مین وین صاحب اور ہیم برٹن صاحب تھے۔
تیسرا کولم ماتحت کرنیل کیمبل کے تھا جس مین سپاہ بہ تفصیل ذیل تھی۔

نمبر ۵۲ رجمنٹ لائٹ انفنٹری — ۲۰۰ سپاہی
کمایون کی پلٹن گورکھون کی — ۲۵۰ "
پہلی پنجاب رجمنٹ پیدل — ۵۰۰ "
۹۵۰

اس کولم کا کام یہہ تھا کہ جب کشمیری دروازہ اڑا دیا جائے تو وہ حملہ کرے اس مین انجنیر
ہوم صاحب اور سالکیلڈ صاحب اور ٹانڈی صاحب۔
چوتھا کولم ماتحت میجر ریڈ صاحب کے تھا جسکے ماتحت سرمور پلٹن گورکھون اور گائڈس کی اور
وہ سپاہی جو ہندو راؤ کے پکیٹون سے یورپین اور ہندوستانی بچ سکین کل ۸۶۰ سپاہی
اور ۱۲۰۰ کشمیر کنٹنجنٹ کے سپاہی تھے اسکا کام یہہ تھا کہ وہ کشن گنج اور پہاڑ گنج کے حوالی پر
حملہ کرے اور کابلی دروازہ مین داخل ہونے کے بعد حملہ عظیم کرے اس کولم کے ساتھ انجنیر
مونسل اور ٹننٹ تھے۔
پانچوان کولم رزرو بریگیڈیر لونگ فیلڈ کے ماتحت تھا۔

ملکہ معظمہ نمبر ۶۱ رجمنٹ — ۲۵۰ سپاہی
چوتھی پنجاب پیدل — ۴۵۰ "
بلوچ پلٹن — ۳۰۰ "

جیند کنٹنجنٹ کے ۳۰۰ سپاہی اسکے ساتھ۔ ان کے سوا ملکہ معظمہ کی رجمنٹ نمبر ۶۰ کے ۲۰۰ سپاہی
نکلسن کے کولم کے پیش قدمی کے حامی رہین اور حملہ ہونے کے بعد وہ رزرو سے ملجائین۔
ان پانچ کولمون مین پانچ ہزار توانا سپاہی تھے انکی خدمت کے لیئے ہر ایک آدمی جو ہتھیار
ہاتھ مین سنبھال سکتا تھا موجود تھا۔ پکٹ خطرناک درجہ پر کمزور ہو گئے تھے اور بہت سے بیمار
اور زخمی جو اسپتال مین رہنا چاہتے تھے وہ کیمپ کے محافظ بنائے گئے
پہاڑی پر ایک محکمہ مخبری تھا جسکے مہتمم ہاڈسن صاحب تھے وہ اس کام کے لیئے بڑے

لائق افسر تھے جاسوس ان پاس یہہ خبرین لائے کہ علے العموم شہر کے باشندون اور فوجی افسرون اور سارے دربار مین توآپس مین حد سے زیادہ نفاق اور عناد و فساد ہے ایک دوسرے کا بس نہین چلتا کہ کھا جائے - تلنگے آپس مین جلے کٹے مرتے ہین بادشاہ کی توہین برسر دربار سپاہی کرتے ہین بادشاہ کے سامنے فوج کے جنرل آپس مین لڑتے جھگڑتے ہین - بادشاہ کی بیٹے باپ کو معزول کرکے خود بادشاہی کے لیے سازشین کرتے ہین - خزانہ بالکل خالی پڑا ہے کمبخت مہاجنون سے تین دفعہ بالجبر قرض لیا گیا ہے - اب انکی حالت ایسی ہوگئی ہے کہ کچھ امید باقی نہین رہی ہے کہ وہ روپیہ سے امداد کرسکین - بادشاہ نے مہتاب باغ میں سے سپاہیون کے چلے جانے کا حکم دیا مگر انہون نے حکم نہین مانا بادشاہ نے سپاہ پر لعن طعن کی کہ تم کو متواتر شکستین ہوتی ہین تم دشمنون سے جنکی تعداد بہت تھوڑی ہے ایک توپ بھی نہین چھین سکے مگر بادشاہ یہہ جانتا تھا کہ میرے حکمون کا اثر سپاہ پر کچھ نہین ان پر نہ لعن طعن کا اثر ہوتا ہے نہ دھمکیون کا - اس نے انگریزون کے پاس پیام بھیجا کہ اگر وہ میری پنشن بحال رکھین تو مین تخت انکے حوالہ کردون اور شہر کے دروازے کھولدون جب یہ بات بھی نہ بنی تو بادشاہ نے فقیر بننے کا اور حج کے جانے کا قصد کیا - روز بروز باغی سپاہ جتنی شہر مین آتی جاتی تھی اتنی شہر مین خرابیان پھیلتی جاتی تھین - تمام شہر سپاہ کے اختیار مین تھا اہل شہر کی جان و مال ننگ و ناموس سب معرض خطر مین تھے بس تمام خبرین جو انگریزون تک پہنچتی تھین انسے ثابت ہوتا تھا کہ انگریز شہر کے لے لینے مین زیادہ تاخیر کرتے تو معلوم نہین کہ اہل شہر و سپاہ کا حال کیا خراب خستہ ہوتا -

ارادہ یہہ تھا کہ بہت سویرے صبح کو دہلی پر یورش کی جائے لیکن رجمنٹین جو اس یورش کے لیے تجویز ہوئین تھین انکے بہت سے سپاہی رات کو پکٹون مین رہے تھے انکو اپنی رجمنٹون مین آنے مین کچھ دیر لگی اور کچھ دیر اس مین ہوئی کہ باغیون نے جو رات کو باوجودیکہ ان پر متواتر گولے مارے گئے اپنے گرگجون کی شکستگی کی مرمت کرلی تھی وہ گولون سے ڈھائے گئے

جس وقت یہ کام ہو رہا تھا سپاہیون کو حکم تھا کہ وہ آڑون مین لیٹے رہین - اس یورش کے سربراہ کار نکلسن صاحب تھے جنکی شجاعت کے کارہا بزرگ کی یادگار ایام غدر کی تاریخ مین رہیگی

[illegible] دروازہ کا حال -

پشاور مین وہ اڈورڈس صاحب کمشنر کے داہین ہاتھ تھے گشتی سپاہ کی سپہ سالاری مین انہون نے پنجاب مین امن وامان قائم کیا دہلی میں تھوڑے ہی دلون میں رہکر کیمپ کی رہنمائی کے لیئے اپنے تئین قطب نبالیا۔ یہہ انہین کی ذات والاصفات کا طفیل تھا کہ آج یورش کی صورت نظر آتی ہے ورنہ معلوم نہین کہ وہ کب ہوتا۔ بعض سپاہیون کو سرکار کمپنی کے ماتحت کام کرنے سے ابتک کراہیت چلی جاتی تھی مگر انکی خاص اپنی ذات ستودہ صفات کے سبب سے یہہ کراہیت دور ہوگئی۔ انہون نے اپنی فطرت بلند سے سرحد کی وحشی قومون کو رام بنالیا۔ ابھی تہوڑے دن ہوئے کہ اڈورڈس صاحب نے لارڈ کیننگ کو لکھا تھا کہ آپ نکلسن صاحب پر بالکل بھروسہ رکھیئے جو کام مشکل سے زیادہ مشکل اسکے سپرد کیا جائیگا وہ اسکو سرانجام کردیگا یہہ نازک وقت جو ہمپر گذر رہا ہے اسنے ہاتھا پائی کرنی وہ خوب جانتا ہے اسکو اپنے مرنے کی پرواہ نہین ہے۔سورج آسمان پر اونچا چڑھا کہ قلعہ شکن توپون نے اپنا منھ بند کیا جس سے سپاہی سمجھ گئے کہ ہمکو بہت تھوڑی مہلت ملی ہے کہ یورش جواب ہونے والی ہے اسکے لیئے تیار ہون۔ ساٹھوین رائفل رجمنٹ جو کہ غل شور مچاتی ہوئی جنگ آرائی کی ترتیب سے فرنٹ مین آئی اور اسی وقت قدسیہ باغ سے اول اور دوسرے کولم نے اپنا سر نکالا اور شہر پناہ کے شگافون کی طرف جو توپون نے ڈالے تھے یکسان رفتار سے چلے۔ باغیون نے اس فرنٹ کے دیکھتے ہی ہر طرف سے اسپر گولے گولیون کی بوچھاڑ لگادی کھائی کے کنارہ پر افسر اور سپاہی کشتہ ہوئے۔چند سکنڈ تک دشمنون کی تشریشانی مین سپاہی کھائی کے کنارہ پر کھڑے رہے ایک یادو زینے آئے باقی زینے اس لئے پیچھے رہ گئے کہ انکے لانے والے مارے گئے یا زخمی ہوئے۔ دراڑون پر کالی شکلین نظر آتی تھین کہ وہ سپاہیون پر پتھر پھینکتیں اور انکو آگے آنے سے ڈراتی تھین اتنے مین بہت زینے آگئے وہ کھائی مین نیچے اتار کر لگائے گئے اور پھر وہ الٹ کر فصیل کی طرف چڑھنے کے لئے لگائے گئے۔ ان زینون سب سے اول چڑھکر نکلسن صاحب آئے اور باقی ان کی سپاہی داہین طرف زینے لگا کے فصیل پر چڑھ آئے ان چڑھنے والون مین اول پچھترویں پلٹن کے کپتان بارٹر اور فٹز جرلڈ تھے انہین دوسرے صاحب کے زخم کاری لگا۔ دراڑین بہت جلد زخمیون اور مردون کی لاشون

بھرگئین مگر باغی الٹے قدمون بھاگے اور فصیل جسکا مدتون سے مقابلہ ہو رہا تھا اب انگریزون کے قبضے مین آ گئی دریا کی طرف کے گڑگچ کی دڑاڑون پر کولم نمبر ۲ نے قبضہ کیا۔ پرست کی کوٹھی سے اپنے سرنکالا ہی تھا کہ سپر باغیون نے ایک خوفناک باڑ ماری۔ دونو انجنیر گریٹ ہیڈ اور ہوڈینین جو سربراہ کار تھے سخت زخمی ہوئے۔ انتالیس آدمی جو زینے لائے تھے انمین سے انتیس آدمی مقتول اور مجروح ہوئے۔ انکے ہمراہیون نے فوراً زینون کو اٹھالیا وہ انکے لگانے مین ایک دو دفعہ ناکام رہے مگر پھر انھون نے زینون کو لگا دیا اور پتھرون اور گولیون کی بوچھاڑ مین سپاہی فصیل پر چڑھ آئے اور جو انکے سامنے آیا اسے مارڈالا اور فصیل پر سے کل باغیون کو بھگادیا۔

اس عرصہ مین تیسرا کولم کشمیری دروازہ کی طرف آگے بڑھکر ٹھیر گیا۔ لفٹنٹ ہوم اور سالکیلڈ مع آٹھ سپروائی نرکے اور ایک بگل بجانے والے کے کشمیری دروازہ کے اڑانے کے لیے آگے بڑھے باغی دشمن کی اس بہادری اور جرأت کو دیکھکر ایسے ششدر و متحیر ہوگئے کہ دو تین منٹ تک کچھ مقابلہ نہین کیا لیکن جب انھون نے دیکھا کہ یہ تو تھوڑے سے آدمی ہین اور انکا مقصد بھی چھوٹا سا ہے تو انھون نے ان بہادرون پر دروازہ کے اوپر سے اور اسکی کھڑکی مین سے اور فصیل پر سے آتش فشانی شروع کی۔

دروازہ کے آگے جو خندق کا پل تھا اسکو باغیون نے توڑدیا تھا اسکا فقط ایک شہتیر باقی رہ گیا تھا جسپر چلنا مشکل تھا ہوم صاحب مع اپنے آدمیون کے پچیس پونڈ باروت کے بھرے ہوئے تھیلے دروازہ کے پاس لے گئے اور دروازہ سے تھیلون کو چپان کردیا سارجنٹ کارمیکل مارا گیا اور حولدار مادھو سنگھ زخمی ہوا اور باقی آدمی خندق مین اسلیئے چلے گئے کہ شتابہ لگانے والا گروہ اب آ کر اپنا کام کرے۔ سالکیلڈ صاحب اسکو لیکر آئے کہ وہ اپنا فرض ادا کرے جب صاحب ممدوح شتابہ مین آگ لگانے کو تھے کہ انکی ٹانگ اور بازو مین زخم آیا تو انھون نے دھیمی سلگتی ہوئی دیا سلائی کورنورپل برگیس کو دی جب وہ اپنا کام کا۔یا بی کے ساتھ کرچکا تھا تو اس کے ایک مہلک زخم لگا۔ جب دروازہ اڑگیا تو ہاتھون بگل نواز نے ۵۲ وین پلٹن کے بلانے کا بگل بجایا مگر اس کے بگل کا جواب جب نہ آیا تو اسنے دوبارہ بگل بجایا لیکن کولم تک نہ بگل کی نہ دروازہ کے اڑانے کی آواز گئی

مگر کیمبل صاحب شتابہ مین آگ لگانے والے گروہ کے پیچھے لگے چلے آتے تھے انہون نے
سپاہ کو آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ سب سے اول دروازہ کے اندر کپتان گروس صاحب اور
انکے ساتھ ہی کورپورل ٹیلر اور کپتان سایبنج صاحب آئے انہون نے اس بہادر گروہ کی
لاشین پڑی ہوئی دیکھین جو دروازہ اڑانے آیا تھا۔ یہ افسر اور انکے بعد انکے سپاہی کھڑکی
مین سے جو اڑی تھی کشمیری دروازہ کے اندر داخل ہوئے جس مین باغیون کی ایک
توپ اٹھارہ پینی لگی ہوئی تھی اور اس کے پاس دو تین تلنگون کی جلی ہوئی لاشین پڑی تھین
جو بظاہر دروازہ کے اڑنے سے سوختہ ہوئی ہونگین باقی کولم بھی دروازہ کے اندر داخل
ہوا کیمبل صاحب نے اندر جا کر نکلسن اور جونس کے کولمون کو اپنے روبرو دیکھا یہ تینون کولم
کشمیری دروازہ اور گرجا کے درمیانی میدان مین خلط ملط ہو گئے۔

کولم نمبر ۴ سبزی منڈی سے کشن گنج اور پہاڑ گنج کی طرف چلا۔ بدنصیبی سے ریڈ صاحب جو کمانڈر
تھے وہ بہت سویرے ہی دن کو زخمی ہو گئے اور چند افسر مارے گئے یا زخمی ہوئے۔ اب
اس مین کچھ گڑبڑ ہوئی کہ اس کولم کا کمانڈر وہ اپنی سپاہ کا افسر مقرر ہو جسکا نمبر اعلی یعنی
سینیر ہو یا کشمیر کے کنٹنجنٹ کا پولٹکل افسر مقرر ہو جنگ بڑی سخت تھی۔ دشمنون کی تعداد زیادہ
تھی اور بڑے استحکام کے ساتھ وہ نہر کے کنارہ پر ایستادہ تھے ایک وقت مین غالباً
یہ معلوم ہونے لگا کہ دشمن کیمپ مین جسکی محافظت ضعیف تھی آئین گے اور وہ حملہ آور سپاہ کو
پسپا کر دین گے۔ لیکن ہندو راؤ کے مورچہ کی توپون نے باغیون پر گولے برسا کر انکے آگے بڑھنے کو
روکا۔ اس نازک وقت مین ہوپ گرینٹ سوارون کے برگیڈ کو کمک کے لیے لایا جو حملہ آور
کولم کی پشت پناہ تھا۔ گھوڑچڑھی توپون نے دشمنون پر گولے مارنے شروع کیے کشن گنج کے
مکانون اور باغون کے اندر سے دو یا تین سو گز کے فاصلہ سے باغیون نے انگریزی لشکر پر
بندوقون سے گولیون کا مینھ برسا دیا اور لاہوری دروازہ کے گرگج سے گرابون کی بھرمار کی
جس سے انگریزی لشکر کو بڑا نقصان پہنچا۔ زمین ایسی تھی کہ اس مین سوار اپنا حملہ نہین کر سکتے تھے
اگر وہ چلے جاتے تو توپین چھن جاتین بعد اگر توپین ہٹائی جاتین تو میدان جنگ دشمن کے
ہاتھ مین آجاتا دو گھنٹے تک سوارون کے ترپ میدان جنگ مین صف آرا بے حس و حرکت

کھڑے رہے اور انہیں سوار مرتے رہے مگر ہر ایک سوار اپنی جگہہ پر استوار کھڑا رہا اپنی جگہہ سے نہیں
ہلا ہوپ گرینٹ اور اسکے سٹاف کے افسرون کے چار افسرون کے گھوڑے مارے گئے اور
ان چارون افسرون مین سے دو زخمی ہوئے اور ہوپ گرینٹ کے بھی اچٹتی ہوئی گولی لگی۔
ٹومبس کی گھڑچڑھی توپون کے ترپ مین پچاس آدمیون سے چھبیس زخمی ہوئے اور ستر
گھوڑے مارے گئے یا زخمی ہوئے اور نوین لینسر مین ۳۸ آدمی مجروح و مقتول ہوئے اور
۱۰ گھوڑے ضائع ہوئے۔ ہوپ گرینٹ صاحب لکھتے ہین کہ یہہ بہادر سپاہی ذرا نہیں
ڈرے اور اپنی جگہہ پر بڑے صبر و استقلال سے جمے رہے جب مین نے انکی بہادری
کی تعریف کی تو انہون نے کہا کہ ہم اس آتش باری کے اندر جب تک آپ چاہین گے اسی
طرح آگ مین کھڑے رہنے کو تیار ہین"۔ انہون نے یہہ بھی بیان کیا کہ ہندوستانی
سوارون کا بھی کام قابل تعریف ہے نہ انکے استقلال سے نہ انکی سپاہیانہ برداشت سے
زیادہ تحمل و استقلال ہو سکتا ہے۔

گھڑچڑھی توپون اور سوارون کے بہادرانہ فرنٹ سے کولم نمبر ۴ ہی قابل ہوا کہ ترتیب
انتظام کے ساتھ وہ ہندو راؤ کی کوٹھی مین الٹا چلا گیا اور اسنے کشمیر کے کنٹنجنٹ کی بھی جو جگہ
سے بھاگا ہوا چار توپین چھوڑ کے آتا تھا مدد کی۔ اس کولم کی مراجعت نے ان سیکڑون
سپاہیون کے آزاد کرانے مین مشکلات پیدا کین جو شہر کے اندر سخت جنگ مین مصروف تھے
اس عرصہ مین تین حملہ آور کولمون نے فصیل پر اپنا مقام کیا کشمیری اور دریا کی طرف کے
گرگجون پر جو دشمنون کی توپین تھین وہ اب الٹ کر انہی پر چلنے لگین اور آگے بڑھنے
کی تیاری ہونے لگی۔

نکلسن صاحب نے حکم دیا کہ فصیل کے نیچے جو سڑک ہے اسپر ایک سپاہ اجمیری دروازہ تک
جائے اور فصیل اور گرگجون پر سے دشمنون کو صاف کرے۔ جونس صاحب کو کابلی دروازہ پر
اور کیمبل صاحب کو شہر کے اندر جامع مسجد جانے کا حکم دیا۔ یہہ تین کولم کشمیری دروازہ کے
اندر داخل ہو کر از سر نو بنائے گئے تھے۔ نکلسن صاحب اتفاقیہ اپنے کولم سے تھوڑی دیر کے
لیئے جدا ہو گئے تھے وہ کیمبل صاحب پاس جو جامع مسجد کی طرف جانے کے لیئے گرجا کے

دوڑکر گئے تھے اسوقت دولوکولم ایک ہوکر جونس صاحب کے زیر فرمان فصیل کے نیچے کابلی
دروازہ پر پہنچے جسکے اوپر جونس صاحب نے انگریزی پھریرا قائم کیا اور برن کے گرگج
تک تمام توپون پر قبضہ کیا یہانتک وہ بہادرانہ جرأت کرکے آئے انکی کوئی مزاحمت بھی
نہیں ہوئی یہان تھوڑے سے دشمن انکے مقابلہ کے لیئے کھڑے ہوئے اور ایک توپ بھی لائے اور فصیل کی جنوب
کی طرف تمام تلنگون مین پیدل تلنگے کھڑے ہوئے تھے انہون نے ایسی گولیونکی بھرمار کی کہ برن گرگج سے انگریزی سپاہ
اسوقت نکلسن صاحب اپنے کولم سے آنکر ملے انکی غیرت وغرور کب یہہ برداشت کرسکتے
تھے کہ مراجعت کا خیال کیا جائے وہ یہہ جانتے تھے کہ ہمارا رکنا خواہ کیسا ہی خفیف ہو
وہ باغیون کے اپنے اوپر اس اعتماد کرنے کو بحال کریگا۔ جسے کہ ہماری متواتر پیش قدمی نے
انکو محروم رکھا ہے انکو یہہ یقین تھا کہ کوئی چیز ایسی نہین ہے کہ جسکو بہادر آدمی نہ کرسکین
اس لیئے انہون نے مصمم ارادہ کیا کہ برن گرگج پر قبضہ کرنے کے لیئے دوبارہ کوشش کیجائے
جس راہ پر انکو پھر جانا تھا وہ فصیل سے لگی ہوئی داہنی طرف ۲۰۰ گز لمبی تھی اور اسکے بائین طرف
بڑی بڑی چوڑی چھتون کے مکانات دیوار دار تھے جنکی پناہ مین دشمن آرام سے بیٹھ سکتے تھے
جب اس راہ مین انگریزی سپاہ بڑھی تو باغیون نے انپر آگ برسائی۔ بار بار انہون نے اسکو روکا
اور بار بار وہ آگے بڑھے۔ اسی راہ مین میجر جیکب جو بڑے بہادر کمانڈر پہلی بنگال فیوزیلر
کے تھے زخمی ہوکر گرے انکے آدمی چاہتے تھے کہ انکو عقب مین لے جائین مگر انہون نے
یہہ پسند نہین کیا کہ وہ اپنی سپاہ سے پیچھے رہین اپنے سپاہیون کی امداد سے انکار
کیا اور دشمن پر آگے بڑھنے کے لیئے دباؤ ڈالا۔ افسر جو سپاہ کو آگے لے گئے اور بعد ایکدوسرے
کے مرتے گئے اور جب سپاہیون نے اپنے افسرونکو مرتے ہوئے دیکھا تو وہ بھی لڑکھڑائے تو نکلسن صاحب دوڑکر
آگے گئے اور سپاہیونکو کہا کہ میرے پیچھے آؤ کہ فوراً انکی چھاتی مین گولی لگی اسلیئے کابلی دروازہ دوبارہ مراجعت
کیمبل کولم جسکے راہنما سرتھیوفلس مٹکف صاحب تھے وہ شہر کے حال سے اس سبب سے
خوب واقف تھے کہ شہر کے کلکٹر اور مجسٹریٹ تھے وہ اس کولم کو ایسے رستہ سے لے گئے
جس مین دشمنون کی آتش باری بہت کم تھی وہ اس کولم کو لیکر جامع مسجد کے پاس پہنچے اور
یہان نصف گھنٹے تک انتظار کیا کہ کولم انکی مدد کو آئین مگر یہ بیان ہوا کہ ان کولمون کو

اور جگہہ ایسے کام کرنے تھے جنکے لیئے وہ کافی نہ تھے بس کیمبل صاحب جو زخمی ہو گئے
تھے کمک کے آنے سے مایوس ہو گئے تھے اور توپین اور باروت کے تھیلے ان پاس نہین
تھے جس سے کہ وہ جامع مسجد کے دروازے اڑاتے وہ ترتیب و انتظام کے ساتھ
سپاہ گرجا مین واپس لے آئے اور رزرو کولم مین مل گئے جو بتدریج اور حملہ آورون کی امداد کی
لیئے جانے سے خالی ہو گیا تھا صرف اس مین چوتھی پنجاب پیدل پلٹن باقی تھی۔

لارڈ روبرٹس اپنی تاریخ چہل و یک رسالہ مین لکھتے ہین اسوقت کہ یہہ واقعات وقوع مین آرہے
تھے مین جنرل ولسن صاحب پاس تھا۔ جنرل لڈلو کیسل مین آ گئے تھے اسکی چھت پر سے انہون
نے اپنی سپاہ کی ناکامیابی دیکھی تو وہ گھوڑے پر سوار ہو کر کشمیری دروازے سے گرجا تک آئے
اور دن بھر یہین رہے۔ وہ بیمار تھے۔ اور تھکے ہوئے بھی تھے۔ جب دن ختم ہونے کو ہوا
تو ان پاس ایسی بری خبرین آئین کہ جس سے وہ زیادہ متفکر و مشوش ہوئے اور اُن کا
دل بجھنے لگا انہون نے سنا کہ ریڈ صاحب ناکام رہے اور وہ خود سخت زخمی بھی ہوئے۔
پھر یہہ منحوس خبر آئی کہ نکلسن صاحب بھی زخمی پڑے ہین اور یہہ جھوٹی خبر بھی آئی کہ ٹومبس اور
ہوپ گرینٹ دونو مارے گئے ان سب خبرون سے جنرل ایسا سراسیمہ و پراگندہ خاطر
ہوا کہ وہ یہہ سوچنے لگا کہ مصلحت یہہ ہے کہ شہر کو چھوڑ کر پھر اُلٹے پہاڑی پر چلے جائین۔
مجھے جنرل نے حکم دیا کہ یہہ جو پلٹنیں آئیں ہین انکی حقیقت حال دریافت کرو اور پہاڑی
داہنی طرف جو کولم نمبر ۴ تھا اسپر اور سوارون پر کیا بنی اس کا حال ٹھیک ٹھیک تحقیق کر کے لاؤ
مین یہہ پیغام لیکر گھوڑے پر سوار ہو کر کشمیری دروازہ مین آیا تو مین نے سڑک کے
ایک طرف ایک ڈولی رکھی ہوئی دیکھی جسکے ساتھ کہار نہ تھے ظاہر یہہ معلوم ہوتا تھا کہ اس کے
اندر کوئی زخمی آدمی ہے مین گھوڑے پر سے یہہ دیکھنے کے لیئے اُترا کہ مین اس ڈولی کی
اندر کے آدمی کی مدد کرون مین یہہ دیکھکر متحیر ہو گیا کہ ڈولی کے اندر جان نکلسن صاحب ہین جن کے
چہرہ پر موت لکھی ہوئی ہے انہون نے مجھ سے کہا کہ کہار ڈولی رکھ کے لوٹنے چلے گئے ہین
مین اسوقت بڑی تکلیف مین ہون اور چاہتا ہون کہ مجھے کوئی اسپتال مین پہنچا دے وہ
اسطرح لیٹے ہوئے تھے کہ زخم ان کا نہین دکھائی دیتا مگر ان کے چہرہ پر اس سخت درد کے

(نکلسن صاحب کا زخمی ہونا)

آثار نہیں دکھائی دیتے تھے جو وہ اٹھا رہے تھے مین نے کہا کہ آپ کے سخت زخم نہین لگا ہے
امید ہے کہ آپ اچھے ہو جائینگے تو انہون نے کہا کہ مین مر رہا ہون میرے جینے کی کوئی آس
نہین ہے۔ اس مرد بزرگ کی یہ بیکسی کی حالت دیکھکر مجھمین صبر کی طاقت نہ رہی تھی میرے گرد
میری دوست اور ہمراہی مرتے تھے گرمیری دلکا یہ حال ہوتا تھا مین نے بمشکل سے چار آدمی تلاش کیے اور
انکو ایک سارجنٹ کے سپرد کیا اور زخمی افسر کا نام اسکو بتا دیا اور حکم دیا کہ انکو اسپتال مین جلد پہنچا دے
پھر مین گھوڑے پر سوار ہوکر ہوپ گرنیٹ کے بریگیڈ مین آیا تھوڑی دیر ہوئی تھی کہ وہ میدان
جنگ سے جس مین وہ دشمنون کی چاندماری بنا تھا گائڈس کے پیدلون اور بلوچ پلٹنونکی
کمپنیون کی کمک پہنچنے سے سلامت بچکر آیا تھا مین اسے بڑا خوش ہوا کہ ٹومبس کو زندہ
پایا اسکو کچھ گزند نہین پہنچی تھی۔ مین گھوڑے پر سوار ہوکر جسقدر ممکن تھا جلد گرجا مین آیا اور مین نے
انکو بغیر کسی توقف کے جنرل کو اطلاع دی کہ ہوپ گرینٹ اور ٹومبس زندہ ہین اور سوار بھی
سلامت آگئے ہین اب ریڈ کے کولم کی طرف سے کوئی خوف اور اندیشہ کی بات نہین ہے
اسکے سننے سے جنرل کچھ خوش ہوا مگر کیمبل کا کولم جونا کام واپس آیا اور نکلسن صاحب کی زندگی
سے جو مایوسی ہوئی اور ایک بڑی فہرست مردون اور زخمیون کی پیچھے آئی تو پھر جنرل کی جرأت
وہمت بالکل پست ہوئی اسکی افسردگی اور پژمردگی زیادہ ہوتی گئی اور اسکو یہہ یقین ہو گیا کہ ہمارا مستقلا
کام یہی ہے کہ شہر سے سپاہ کو الٹا پہاڑی پر لے جاؤن ہر افسر انکی مصلحت کے خلاف تھا۔
بیرڈ سمتھ باوجودیکہ اسوقت اپنے زخم کی تکلیف مین مبتلا تھے اور بیماری کے سبب سے ضعیف
ہو رہے تھے مگر انکی ہمت وشجاعت اس حالت مین بھی ایسی قوی تھی کہ انہون نے بیمارون کی
فہرست مین نام لکھانے سے انکار کیا اور جب ولسن صاحب نے انسے اس باب مین صلاح
پوچھی کہ ہم نے جو کچھ حاصل کیا ہے اسکو اپنے پاس رکھنا چاہیئے یا نہین تو انہون نے مختصر
سا جواب دیا کہ رکھنا چاہیئے اور یہہ جواب ایسی آواز اور انداز سے دیا کہ آگے کچھ اور
قیل وقال نہین ہوئی۔ کیمبل صاحب نے بھی یہی جواب دیا اگرچہ انکو زخم کی تکلیف ایسی تھی کہ
وہ مشکل سے چل سکتے تھے۔ مگر وہ ہندو راو کی کوٹھی مین بڑے بڑے سارے کام جو دائین
طرف کے تھے کرتے تھے۔

ـــــــــ انکے ساتھ ڈیلی صاحب اور ایک بڑا دانشمند جری ہندوستانی افسر کھان سنگھ بھی تھا یہہ دونو بھی ان ہی کی طرح زخمی تھے انکے پاس جنرل ولسن کی دو چٹھیان آئین ایک مین یہہ لکھا تھا کہ جامع مسجد اور لاہوری دروازہ پر حملہ آوری مین ناکامی ہوئی اب بلوچ پلٹن کو جو آپ نے ریڈ کے کولم کی کمک کے لیئے بلالیا تھا واپس بھیجدیجے جسکے آنے پر ہم کو امید ہوگی کہ جو کچھ آج ہم نے لیا ہے استیر[قبضہ] رکھ سکین گے اور چار بجے دن کے یہہ نوٹ لکھا کہ ہندوراؤ کی کوٹھی سے چیمبرلین ہماری مدد کرسکتا ہے ہماری سپاہ مین خوفناک کمی ہوگئی ہے اور اتنے سینئر افسر مارے گئے ہین کہ اب سپاہ مین اچھی طرح قابو اور بس مین نہین رہین مجھے اس مین بھی شبہ ہے کہ اگر وہ کچھ کرسکین گے۔ مین اس باب مین آپ کی صلاح پوچھتا ہون اگر ہندوراو کے پکٹ حرکت نہین کرسکتے تو مین یہہ خیال نہین کرتا کہ ہم ایسے طاقتور ہونگے کہ شہر کو لے سکین گے۔ چیمبرلین صاحب اس دوسری چھٹی کا مطلب سمجھ گئے کہ ولسن صاحب یہہ سوچ رہے ہین کہ سپاہ کو شہر سے ہٹالین انہون نے اس چھٹی کے جواب مین لکھا کہ ہم کو ضرور ہے کہ شہر مین آخر دم تک قائم رہین انہون نے فائدے بتلائے کہ ابتک ہم کو کیا حاصل ہوچکے ہین اور دشمن کو ہم نے کیسا رذیل بنا دیا ہے۔ نکلسن صاحب مرنے کی حالت مین بھی اسی بات کو چاہتے تھے کہ شہر پر قبضہ رہے جب اُن سے بیان کیا گیا کہ جنرل شہر سے مراجعت کا اظہار کرتا ہی تو وہ ایسے غصے اور طیش مین آئے کہ انہون نے یہہ کہا کہ مین خدا کا شکر بھیجتا ہون کہ ابتک مجھ مین ایسی قوت ہے کہ اگر ضرورت پڑے تو مین ولسن کو گولی سے ماردون۔ غرض ولسن صاحب کی راے کے خلاف ایسے بڑے بڑے جلیل القدر افسرون کی رائین ہوئین کہ انہون نے شہر کو چھوڑکر مراجعت کرنے کے خیال کو بالکل چھوڑدیا بعض جگہہ بڑی ابتری تھی سپاہی تھے تو ان کے افسر نہ تھے اور افسر تھے تو انکے سپاہی نہ تھے اور کوئی انکو ہدایتین بھی نہین تھین وہ یہہ نہین جانتے کہ ہمارے پاس ہمسایہ مین کیا ہورہا ہے یہہ جلد پیشقدمی کرنے کا لازمی نتیجہ تھا اب ہم تیسرے کولم کا بیان کرتے ہین۔ اس کولم کے کمانڈر برگیڈیر لونگ فیلڈ صاحب تھے وہ نمبر ۳ کے کولم کے ساتھ کشمیری دروازہ مین داخل ہوئے اور انہون نے کالج کے باغ کو صاف کیا اور اُس مین کولم کے ایک حصہ نے جسمین ۴ پنجاب رائفل اور کچھ سپاہی

۶۱ وین رجمنٹ کے تھے قیام کیا اور دوسرے حصے نے جس مین ۶۰ وین رجمنٹ کچھ سپاہی اور جیند کے معاون سپاہ تھی۔ دریا کی طرف گرگج اور کشمیری دروازہ اور کرنیل سکنر کی کوٹھی اور حامد علی خان کے عالی شان مکان مین قیام کیا۔

پانچ حملہ آور کولمون مین سے چار کولمون کے مقامون کا مختصر حال بیان کیا جاتا ہے کہ تمام کو کیا کہا تھے شہر کے اندر تمام زمین جو لال دروازہ کے گرگج سے کابلی دروازہ تک تھی امیر اول و دوم و پنجم کولم کا قبضہ تھا۔ چوتھا کولم جو کشن گنج سے واپس آیا تھا و دھنیدرا و کی کوٹھی کے نیچے بیٹریون پر قابض تھا اب تیسرے کولم کا حال تبلانا باقی رہا وہ بیگم کے باغ پر جو چاندنی چوک کے متوازی تھا کرنیل کیمبل کے ماتحت قابض تھا جس پر گولیاں اور گراپ اور کیپٹن مسٹر ٹومب برس رہے تھے اور وہ منتظر تھا کہ اور کولم اسکی امداد کو آئین مگر جب وہ نہ آئے تو کرنیل کیمبل بیگم کے باغ مین سے گرجا مین چلے گئے۔

۱۴ ستمبر ۱۸۵۷ء کے کام کو دیکھئے تو معلوم ہوگا کہ انگریزی سپاہ کا بڑا بھاری نقصان ہوا۔ اور کام جو کرنا چاہتے تھے پورا نہ ہوا لیکن بہت سی مزاحمتین دور ہوگئین اور ایک مستحکم مقام ایسا حاصل ہوگیا کہ جہان سے آگے کام جاری ہو کر کامل ہو سکتا تھا چھ گھنٹے کی لڑائی مین چھیاسٹھ افسر اور گیارہ سو چار آدمی مجروح و مقتول ہوئے۔ حملہ آور پانچ کولمون مین سے چار کولم شہر کے اندر داخل ہوئے جس مقام پر وہ قابض ہوئے بڑی وسعت رکھتا تھا اور چوتھے کالم کی ناکامیابی کے سبب سے داہین بازو پر دھمکیان ہو رہی تھین اب بھی دشمنون کی تعداد زیادہ تھی ان پاس توپین بہت تھین انکا مقام مستحکم تھا۔ اگرچہ سترہ انجنیرون مین دس انجنیر کام کے تھے انہون نے رات ہی کو کچی مورچہ بندی کردی اور انہین ریتیان بنا دین پکٹ بٹھائے گئے اور گشتی پہرہ جمائے گئے۔

پانچ حملہ آور کولمون مین پانچ ہزار ایک سو ساٹھ سپاہی تھے جنمین سے گیارہ سو چار سپاہی اور چھیاسٹھ افسر مجروح اور مقتول ہوئے یعنی ہر نو آدمیون مین دو انمین بڑے بڑے بہادر جو مارے گئے یا زخمی ہو کر مرے انکی تفصیل ذیل مین لکھی جاتی ہے۔ نکلسن صاحب جنکے مرنے کا حال جدا لکھا جائیگا۔ جیکب صاحب اول فیوزیلیرسپیک صاحب ۶۵ رجمنٹ ہندوستانی پیدل

۲۰ کی صبح کو بریگیڈیر جونس کے کولم نے لاہوری دروازہ پر قبضہ کیا اور گاسٹن گرگج کو لیا جو لاہوری دروازہ اور اجمیری دروازہ کے درمیان تھا تو بریگیڈیر پاس حکم آیا کہ وہ اپنی سپاہ کو تقسیم کر کے ایک حصہ کو چاندنی چوک مین بھیجے کہ وہ جامع مسجد پر قبضہ کرے اور باقی سپاہ کے ساتھ وہ اجمیری دروازہ پر جائے۔ بریڈ صاحب نے سپاہ ساتھ لیکر آسانی سے جامع مسجد پر قبضہ کر لیا اور انہون نے جنرل سے درخواست کی کہ وہ قلعہ پر حملہ کرے اس عرصہ مین جونس صاحب اجمیری دروازہ مین داخل ہوئے۔ رسالہ سوارون کا عیدگاہ کے گرد گیا تو اسے معلوم ہوا کہ دہلی دروازہ کے باہر باغیون کا کیمپ خالی پڑا ہے لفٹنٹ موڈسن نے لیک کر اسپر قبضہ کیا اور ان کے سوارون نے زخمی اور بیمار سپاہیون کو مارا جسقدر کپڑے اور گولی باروت اور لوٹ جو انکو ہاتھ لگی تھی اُنسے معلوم ہوتا ہے کہ باغی سرکش بہت بدحواس ہو کر بھاگے تھے انکی گیلی دھوتیاں الگنیون پر لٹک رہی تھین

بریڈ صاحب کی درخواست پر میگزین سے قلعہ پر حملہ کرنے کے لیے جنرل ولسن نے ایک کولم بھیجا وہ قلعہ جو بڑا نامدار تھا بابر کی اولاد نے جس مین رہکر فرمان روائی کی تھی بالکل اس مین سناٹا تھا نہ اس سے کوئی توپ چلتی تھی نہ کوئی بندوق خاندان تیمور اس مین سے بے مروپا بھاگ رہا تھا بہت جلدی سے اس کے دروازہ کے پاس باروت کے تھیلے رکھ دیئے ہوم صاحب نے آگ اسمین لگا دی دروازہ اڑا انگریزی سپاہ شور مچاتی ہوئی داخل ہوئی اور انسے اسکے دروازہ پر اپنا علم قائم کیا۔ قلعہ کے چھتے مین جو تلنگون کا اسپتال تھا اسمین وہ زخمی پڑے تھے جو اپنی پلٹنون کے ساتھ جا نہین سکتے تھے انکو انگریزی سپاہ نے اپنی گولیون سے انکے زخمون کی تکلیف کا علاج کر دیا۔

شاہزادے جو اپنے مکانون کی حفاظت کے لیے ٹھہرے ہوئے اور گھر سے نہ اٹھ آدمیون کو بٹھا گئے تھے وہ بھی مارے گئے ان دونو قسمون کے آدمی تھوڑے تھے ایک مین صاحب سپاہ کو ساتھ لیکر کلکتہ دروازہ کو کھولکر سلیم گڈھ کی طرف گئے کہ باغیون کو نرغہ مین لائین اور ان کو بھگا جانے نہ دین انکی صورت دیکھتے ہی تھوڑے سے سپاہی دریا کے پار چلکر بھاگ گئے صاحب نے اس پل کے دروازہ پر جو قلعہ اور سلیم گڈھ کے درمیان تھا قبضہ کیا کہ باغیون کو بھاگنے نہ دین مگر باغی دو دن پہلے بھاگ گئے تھے بھاگنے کے لیے تھوڑے ہی باقی تھے۔

جامع مسجد پر قبضہ ۱۸۵۷ء

قلعہ پر حملہ ۔۔۔ اور اس کا قبضہ

غرض اب دہلی بالکل انگریزون کے قبضے مین تھی جامع مسجد اور قلعہ اور سلیم گڈھ مین انگریزی سپاہ مقیم تھی

جب ۱۹ ستمبر کی رات کو انگریزون کا قبضہ شہر کے بڑے حصے پر ہو گیا تو بادشاہ کو سوجھی کہ اب بھاگنا چاہیئے۔ باغیون کے سپہ سالار بخت خان نے بادشاہ کو سمجھایا کہ انگریزون نے حضور سے دلّی لے لی تو کیا ابھی تو سارا ملک حضور کے ہاتھ مین ہے اگر حضور ہمارے ہمراہ چلین تو حضور کے نام اور ذات کی برکت سے ظن غالب ہے کہ ہم کو لڑائیون مین فتوح حاصل ہو سکتی ہین۔ بادشاہ نے بخت خان کو رخصت کیا اور کہا کہ ہمایون کے مقبرہ مین تم کل مجھ سے ملنا

جب سے کہ شہر مین انگریز داخل ہوئے اور باغیون کو شکست ہوئی تو ان کے سردارون کا کوئی منتر بادشاہ پر نہین چلتا تھا مگر مرزا الٰہی بخش کا منتر اسپر چل گیا۔ مرزا کو ابتداء غدر سے یہ یقین تھا کہ انگریزی عملداری پھر دلی مین یقینی آئیگی۔ منشی رجب علی جو انگلش کیمپ مین دہلی کی مخبری کے سر رشتہ کے سر دفتر تھے وہ جو مخبرون کو بھیجتے تھے دلی مین انکا گروہ مرزا کے پاس جاتا تھا اور اس کام مین انکا مدد و معاون ہوتا تھا۔ جو انگریزی ایجنٹ مخبری کے لئے آتے تھے انکا رازدار تھا۔ ۱۳-۱۴ ستمبر کو جب مرزا نے باغیون کی شکستین دیکھین تو اسکو یقین ہوا کہ اب انگریز دو چار روز مین دہلی پر مسلط ہو جائینگے اسنے اپنی اور اپنے کنبے کی جان بچانے کی تدابیر کین اسنے بادشاہ کو سمجھایا کہ آپ ہمایون کے مقبرہ مین تشریف لے چلیئے اسنے رات کو بادشاہ کو شیشہ مین اتارا اسکو بتلایا کہ اگر آپ سپاہ کے ساتھ چلے جائینگے تو بڑی بڑی مصیبتین اور آفتین آپکو جھیلنی پڑینگی اور یقینی آپ کو شکست ہوگی اور اگر آپ باغی سپاہیون سے بالکل جدا ہو جائینگے تو منحمند انگریزون کو یہ یقین ہوگا کہ آپ کو سپاہ نے اپنے ساتھ رکھنے مین مجبور کر رکھا تھا اور آپ کو جب موقع ملا تو آپ ان دغاباز نمکحرامون سے جدا ہو گئے۔ انگریزون کو حوالہ کر دینے مین آپ کی بال کو بھی رکابی نہین لگی نہین گئی +

مرزا کی دلائل نے اس پیر ضعیف العقل کے دماغ پر پورا اثر کیا۔ دوسرے دن بادشاہ اسکا زنانہ اسکے بیٹے اسکے امرا ہمایون کے مقبرہ مین باغیون کے سپہ سالار بخت خان سے ملے تو ان سب نے اسکے ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔ انہون نے ساتھ جانے مین یہ سوچا کہ معلوم

نہین کہ کیا کیا سختیان اٹھانی پڑینگی معلوم نہین کہ یہہ جھگڑا کتنی مدت تک جاری رہیگا اور اسکا انجام معلوم نہین کہ کیا ہوگا اس لیئے فتحمندون کے رحم کرم پر بھروسا کرکے اپنے تئین ان کے سپرد کردینا چاہیئے غالباً جو اپنے اوپر انگریزون کے رحم وہ سمجھا تھا اس مین وہ اپنے اوپر تکلیف کا پہنچنا بہت نہین جانتا تھا۔

واقعات بادشاہ کا گرفتار ہونا۔ مرزا الہی بخش کی سازش

بخت خان اور باغی سپاہ نے اپنا رستہ لیا بادشاہ اور اسکے کنبے اور اسکے نامرد ملازمین اور قلعہ کے بدمعاشون کو جنکو سوا خوشامد کے کوئی اور کام نہ آتا تھا چھوڑ دیا۔ مرزا الہی بخش کی تدبیر چل گئی۔ اب مشکل کام یہہ باقی رہا تھا کہ کس طرح سے بادشاہ کو وہ انگریزون کے ہاتھ مین گرفتار کرادیتا یہہ کام ایسا مشکل نہ تھا کہ آسان نہ ہوسکتا۔ سرکار انگریزی کے جو ایجنٹ اس مخبری کے لیئے کہ دشمن کیا حرکتین کرتا ہے دہلی مین رہتے تھے ان سب کے سردار منشی رجب علی تھے۔ جاسوسی کے لیئے جو اعلے درجہ کی لیاقتین چاہیئین وہ انہین تھین۔ منتظم انگریزون کو انکا پورا اعتبار تھا اور وہ ہمیشہ اپنے کارفرماؤن کے ساتھ راست باز تھے۔ سچی بات کے دریافت کرلینے کی عجیب قابلیت واستعداد و فراست وکیاست رکھتے تھے۔ مرزا الہی بخش نے انسے خط وکتابت کی منشی رجب علی نے مرزا سے یہہ درخواست کی کہ آپ فقط یہ کام کیجیے کہ باغیون کے چلے جانے کے بعد بادشاہ کو چونسٹھ [illegible] تک ہمایون کے مقبرہ سے کہین جانے نہ دیجیئے باقی کام مجھپر چھوڑ دیجیئے مین اسکو کرلونگا۔

ہوڈسن صاحب

منشی رجب علی نے مراسلت کا حال ہوڈسن صاحب سے کہا وہ یہ سنتے ہی جنرل کے ہیڈکوارٹر مین گیا اور اس خبر کو سنایا اور اس سے اجازت مانگی کہ وہ اپنے سوارون کو ساتھ لے جاکر دہلی کے بادشاہ کو لے آئے۔ جنرل ولسن بادشاہ کو واجب القتل سمجھتا تھا اور اسکو سزا جو دینی واجب تھی دینی چاہتا تھا۔ غرض جنرل کو بڑی مشکل سے سمجھا بجھا کر یہ انسے اجازت دلائی کہ وہ بادشاہ سے اسکی جانبخشی کا معاہدہ کرلے۔ ہوڈسن صاحب اپنے پچاس سوارون کا ترپ لیکر مقبرہ پر سرپٹ دوڑا گیا۔

بعض آدمی ایسے پیدا ہوتے ہین کہ وہ اپنی عمر مین پہلے ترقی کرتے ہین بعض ایسے ہوتے ہین کہ دیر کر بڑی عمر مین ترقی کرتے ہین سو ہوڈسن صاحب دوسری قسم کے آدمیون مین تھا میدان جنگ ہی اسکا بال روم عشرت کدہ تھا اسکی نفیریون کی آوازہی اسکا موسیقی تھا کوئی انسان کی مصیبت اسکے دل پر اثر نہین کرتی تھی نہ کسی کی خونریزی سے اسکو رنج ہوتا نہ کسی کے

مار ڈالنے کا افسوس۔ مغرورون کا قتل کرنا اور انکے مال اسباب کا لوٹنا انکی بڑی خوشی تھی۔
ہوڈسن صاحب مقبرہ کے پاس جاکر ایک شکستہ عمارت مین سوار کھڑے رہے اور اپنے سوارونکو
اسکے سایہ مین آرام دیا اور بادشاہ کو خبر دی کہ ہوڈسن آگیا ہے آپ اپنے تئین حوالہ کیجیے۔
مقبرہ مین بادشاہ کے دل مین یاس اور توکل آپس مین لڑ رہے تھے۔ زینت محل بادشاہ کی چہیتی
بیوی اپنے بیٹے کے لیے جو بغاوت مین شریک ہونے کے قابل نہ تھا اور بہت چھوٹا تھا کہ قتل عام سے
بچنے کے لایق تھا اسکی جان بچانے کے لیے بوڑھے خاوند سے التجا کر رہی تھی کہ اس کا وعدہ
انگریزون سے وہ لے اسوقت بہادر شاہ کو سوجھی کہ اگر مین سپاہ کے ساتھ چلا جاتا تو اچھا ہی
کرتا مگر جب وہ بخت خان کو رخصت کر چکا تھا تو اب اس سوچنے کا وقت نہین رہا تھا۔ دو
گھنٹے ٹھیک وہ سوچ بچار مین رہا زینت محل کی منت سے اور دغاباز مشیرون کی صلاح مشورت سے
وہ اپنے تئیں حوالہ کرنے پر مجبور کیا گیا۔ اسنے ہوڈسن صاحب پاس پیغام بھیجا کہ مین اپنے تئین
اس شرط پر حوالہ کرتا ہون کہ میری جان بخشی کی جائے۔ اس پیغام آنے پر ہوڈسن صاحب نے وعدہ
کیا۔ چار دن بعد ہوڈسن نے اپنی یادداشت مین لکھا ہے کہ مین دہلی مین بادشاہ کو مردہ لانا
بہ نسبت زندہ لانے کے زیادہ پسند کرتا تھا پھر اسی یادداشت مین لکھ دیا کہ بادشاہ بغا
مین عملی حصہ لینے سے بری تھا۔

ہوڈسن صاحب پھر مقبرہ کے دروازے پر گئے اور تنہا کھڑے رہے کہ بادشاہ
آگے آیا تھا اس کے پیچھے پالکیون مین زینت محل اور جوان بخت سوار تھے پھر بادشاہ کو بھی
پالکی مین سوار کیا تو بہادر شاہ نے پوچھا کہ میرا گرفتار کرنے والا ہوڈسن صاحب بہادر ہے تو صاحب نے
جواب دیا کہ ہان تو بہادر شاہ نے کہا کہ مین آپکی زبان سے بھی اپنے اور اپنے بیوی اور اپنے بیٹے
کی جان بخشی کا وعدہ سننا چاہتا ہون۔ ہوڈسن صاحب نے وعدہ کیا تو بہادر شاہ نے اپنے ہتھیار
حوالہ کیئے وہ بہت سہج سہج لاہوری دروازہ سے شہر مین چاندنی چوک کی راہ سے قلعہ مین زینت محل
کے مکان مین مقید ہوا۔ بہادر شاہ جنرل ولسن سے ملنا چاہتا تھا جنرل نے ملنے سے انکار کیا اپنے
ایڈی کیمپ لفٹنٹ ٹرنبل کو اس پاس بھیجا اس نے زینت محل کے محل پر پہرون مین گارڈ
متعین کر دیا۔

جن ایجنٹون نے پادشاہ کو پکڑوایا تھا انھون ہی نے ہوڈسن صاحب کو مطلع کیا کہ بادشاہ کے دو بیٹے اور ایک پوتا جنھون نے امی کے قتل مین بڑا حصہ لیا تھا وہ باغی سپاہ کے ساتھ نہیں گئے مقبرہ مین یا اس کے پاس چھپے ہوئے ہین۔ اس اطلاع سے ہوڈسن صاحب کا خون جوش مین آیا اور کہا کہ ان لوگون پر رحم نہین کیا جائیگا ان بدکارون کو قتل کرکے زمین کو انکی نجاست سے پاک کرونگا۔ دوسرے دن صبح کو جنرل سے اجازت حاصل کرکے اور میک ڈونیلڈ کو ہمراہ لیکر ان شہزادون کے قتل کے لئے وہ روانہ ہوا۔ سو سوار اور دو جاسوس منشی رجب علی اور مرزا الہی بخش ساتھ تھے تینون شاہزادے مرزا مغل اور مرزا خضر سلطان و مرزا ابوبکر مقبرہ مین تھے اور ان کے ساتھ بہت سے بدمعاش تھے جنین بعض دل چلے ہوڈسن صاحب سے لڑنے کی صلاح دیتے تھے مگر شاہزادون نے دو گھنٹے تک جان بخشی کے اقرار کے لئے گفتگو کی مگر ہوڈسن صاحب نے اسکو نامنظور کیا اور ناچار انھون نے اپنے تئین ہوڈسن صاحب کے حوالہ کیا۔ صاحب انکو رتھون مین سوار کرکے دہلی سے ایک میل کے فاصلہ پر لائے پھر انکو رتھون سے اُترنے کا اور اندر کے کپڑے اتارنے کا حکم دیا اور ایک سوار سے قرابین لیکر تینون کو خود مار ڈالا اور لاشون کو لاہوری دروازہ سے لاکر کوتوالی مین چوبیس گھنٹے تک لٹکائے رکھا۔ اب اس بات پر مختلف رائین ہین کہ ہوڈسن کا یہ کام محمود تھا یا مذموم۔ لارڈ روبرٹس صاحب لکھتے ہین کہ ہوڈسن صاحب نے اپنی نیکنامی مین اس کام کے کرنے سے بٹا لگایا اور بے ضرورت شہزادون کو مارا انکو بادشاہ کے پاس بھجوانا چاہیئے تھا۔ بعض کہتے ہین کہ یہہ وقت ایسا تھا کہ اپنی عورتون و بچون کی قتل کی یادون مین ایسا جوش پیدا کرتی تھی کہ قدرت بشری سے باہر تھا کہ یہہ قیدی زندہ چھوڑ دیئے جاتے۔ دہلی مین یہہ واقعہ یون غلط بیان کیا گیا ہے کہ شاہزادے بادشاہ کے ساتھ آئے تھے انکو جیلخانہ کے قریب ہوڈسن صاحب نے خود مار ڈالا اور انکا خون پیا اور کہا کہ میرا خون اسوقت ایسا جوش مین آیا تھا کہ اگر ان شاہزادون کو نہ مار ڈالتا تو میرے دماغ مین خلل آجاتا یہ بڑا غمناک حادثہ تھا کہ پنجاب امن امان کا قائم کرنے والا اور دہلی مین نجف گڈھ مین باغیون کا شکست دینے والا اور دہلی کی تسخیر کے لیئے ۱۴ ستمبر کو حملہ کرنے والا اور سب سے پہلے دہلی کی فصیل پر چڑھنے والا۔ جان نکلسن آٹھ روز زخم کی تکلیف مین رہکر اس دار فانی سے عالم جاودانی

شہزادون کا قتل ہونا ہوڈسن صاحب کے ہاتھ سے

جان نکلسن صاحب کا وفات پانا

رخصت ہوا۔ ان کی وفات کے بعد سرحد کے امیرون اور ملتانی سوارون کے افسرون کو اجازت دی گئی کہ وہ ان کے چہرۂ مبارک کی آخری زیارت کرین یہ بہادر سپاہی اسکو دیکھ کر زار زار روئے جسسے معلوم ہوتا تھا کہ وہ اپنے افسر سے کیسی دلی محبت رکھتے تھے۔ ۳۵ سال کی عمر مین صاحب محتشم الیہ نے فرزانگی و مردانگی مین شہرت حاصل کی انہون نے اس مقولہ کی تصدیق کر دی کہ اعلے درجہ کے ذہین آدمیون مین یہہ قابلیت ہوتی ہے کہ وہ سب کامون مین اپنی ذہانت کو کام مین لا سکتے ہین جس کام مین وہ مصروف ہوئے اس مین کامیاب ہوئے۔ انہین آدمیون کو اپنے ساتھ گرویدہ کرنے کی عجب قابلیت تھی انکی نظر جسپر پڑتی تھی اسپر اثر کرتی تھی۔ یہہ ناممکن تھا کہ کوئی شخص انسے باتین کرتا اور اسپر انکی باتون کا سحر کا سا اثر نہ ہوتا۔ باوجودیکہ وہ اپنے زبردست تلوار سے ماہر تھے مگر پھر بھی منکسر المزاج تھے انہون نے ایک مصنف سے ۱۸۵۱ء مین کہا تھا کہ میرا اڈورڈس صاحب سے مقابلہ نہ کرو۔ ان مین بہادری و شجاعت لارڈ کلایو کی سی اور انتظام کی لیاقت وارین ہسٹنگز کی سی تھی وہ سب آدمیون کے حقوق سمجھنے مین بڑے عادل تھے۔ انہون نے اپنے آخر وقت مین اس شہر کی فتح کا مژدہ سن لیا کہ جسکے فتح کرنے کے لیئے جان دی تھی۔ کشمیری دروازہ سے باہر نئے قبرستان مین ۲۴ ستمبر کو دفن ہوئے۔ نہ انکے مرنے کی توپین چلین نہ بندوقین چھوٹین جنسے کہ انکی قبر کے گرد خاموشی مین غل ہوتا انکی قبر سادی بنی ہوئی ہے جسپر سنگ مرمر پر جو دہلی کے قلعہ سے لایا گیا تھا یہہ عبارت کندہ ہے:۔

قبر برگیڈیر جان نکلسن کی

جسنے دہلی پر حملہ کیا

لیکن فتح کی ساعت مین اسکے مہلک زخم لگا اور

۲۲ ستمبر ۱۸۵۷ء کو ۳۵ سال کی عمر مین

وفات پائی

اب دہلی مین انکے سٹی چبوترے کے لیئے ایک جگہہ قبر کے قریب تجویز ہوئی ہے جسکے گرد باغ ہے۔ انہون نے اس زخم کی تکالیف مین کبھی اپنے منہ سے اُف و آہ نہین نکالی۔ آخر وقت

اپنے ملک کی عزت کا خیال رہا۔ بستر مرگ پر کرب کی حالت مین کروٹین بدل رہے تھے مگر اُس وقت بھی اپنے دلی دوست اڈورڈس کے دیدار کے مشتاق تھے انکو آخری ملاقات کے لیئے بلایا مگر وہ پشاور کی سرحد پر مشکل کام انکو انجام دے رہے تھے وہ ان پاس نہین جا سکتے تھے مگر انکا دل نکلسن ہی کی طرف لگا ہوا تھا۔ دل بیار دست بکار۔

جب تار پر انکے پیمانۂ عمر کے لبریز ہونے کی خبر پہنچی تو انہون نے یہہ فرمایا کہ اگر دلی سو دفعہ فتح نہ ہوتی تو کچھ پروا نہ تھی مگر نکلسن نہ مرتا۔ انہون نے اپنے دوست کے لیئے ایک کتابہ لکھا کہ وہ آئرلینڈ مین لسبرن کے گرجا گھر مین لگایا جائے۔ جہان انکی مان زندہ موجود تھین نکلسن صاحب نے اپنی مان کو بھی تسلی تشفی افزا خط لکھا تھا کہ مجھے امید ہے کہ آپ صبر فرمائینگی انکی مان بیٹے کے مرنے کے بعد سترہ برس تک زندہ رہین ۱۸۷۴ء مین بیاسی برس کی عمر مین ان کے ایک بیٹے کا ہاتھ بہین دہلی کی لڑائی مین اڑ گیا تھا۔ اگرچہ جان لارنس کبھی اپنے رخسارون کو آنسوؤن سے تر کرتے تھے مگر جب نکلسن صاحب کی وفات کی خبر ان پاس پہنچی تو دھاڑین مار مار کر رونے لگے اور انہون نے مشتہر کیا کہ نکلسن صاحب بہادر عقیل شخص کاہی کو پیدا ہوگا فوج بنگالہ مین نکلسن صاحب سے بڑھ کر کوئی اولوالعزم اور لایق سپاہی نہ ہوگا۔ رپورٹ مین لکھا کہ شہر دہلی بغیر نکلسن صاحب کے فتح نہین ہوتا۔

نقشہ مقتولین و مجروحین اور گم شدگان جو ابتدار جنگ سے دہلی کے سامنے ۳۰ مئی ۱۸۵۷ء سے دہلی کی تسخیر کی تاریخ ۲۰ ستمبر تک ہوئے۔

| تفصیل | [illegible] | [illegible] | [illegible] | [illegible] | [illegible] | میزان | [illegible] | [illegible] | [illegible] | میزان |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| مقتول | ۴۶ | ۱۴ | ۸۰ | ۷ | ۸۶۵ | ۱۰۱۲ | ۱۳۹ | ۵۶۲ | ۳۳۰ | ۱۰۱۲ |
| مجروح | ۱۴۰ | ۴۹ | ۲۰۷ | ۱۰ | ۲۳۱۹ | ۲۷۹۵ | ۱۸۶ | ۱۵۶۶ | ۱۲۲۸ | ۲۷۹۵ |
| گم شدہ | ۰ | ۱ | ۱ | ۰ | ۲۹ | ۳۰ | ۵۳ | ۱۳ | ۱۷ | ۳۰ |
| میزان | ۱۹۶ | ۶۳ | ۲۸۸ | ۱۷ | ۳۲۸۳ | ۳۸۳۷ | ۳۷۸ | ۲۱۵۱ | ۱۶۸۶ | ۳۸۳۷ |

نقشہ مین وہ افسر بھی داخل ہین جو زخمی ہو کر مرے ہین۔ آٹھوین ستمبر کو بیٹریان لگائی گئی تھین کہ

شہر لے لیا جائے اس تاریخ تک ۲۱۶۳ افسر اور سپاہی مقتول اور مجروح اور گم ہوئے تھے اس تاریخ سے حملہ کی صبح کی تاریخ تک ۷۰ افسر و سپاہی مقتول اور مجروح اور گم ہوئے اور ۱۵ ستمبر سے دہلی کی بالکل فتح ہونے کی تاریخ ۲۰ ستمبر تک ۷۷ افسر اور سپاہی مقتول اور مجروح ہوئے انکے علاوہ سیکڑون جانون کا نقصان بیماری سے ہوا۔ اس دہلی کی لڑائی مین تو زیادہ جنگ سے بھی زیادہ نقصان ہوا اس سپاہی لڑائی مین کل سپاہ ۹۷۱۳۴ تھی جسمین ۲۵۹ ۱۳ سپاہی مجروح و مقتول ہوئے تھے یعنی ۳۱۴۷ فیصدی اور دہلی مین ۹۰ فیصدی

جب سارے شہر پر قبضہ ہوگیا اور بادشاہ بھی گرفتار ہوگیا تو دہلی کی فتح کی خوشی کی توپین قلعہ مین چھوٹین اور دیوان خاص مین ۲۷ ستمبر کو اتوار کے دن فتح کی شکر گزاری کی نماز پڑھی گئی۔

جب دہلی بالکل فتح ہوگئی تو جنرل وِلسن صاحب نے سپاہ کی نسبت جو انکے ماتحت تھی یہہ مراسلہ لکھا۔

چار مہینے تک اس موسم مین کہ سال کے اندر نہایت سخت موذی ہوتا ہے اس سپاہ پر جو در اصل تعداد کے اعتبار سے بڑی ضعیف تھی کثیر التعداد دشمنون نے متواتر حملے کیے اسکے پاس بڑے زبردست بہت توپخانے تھے سب سپاہیون کو جو کام سپرد تھے وہ بڑی جفاکشی اور مشقت شاقہ اٹھا کے اور پے در پے دن کرنے والے تھے۔ لڑائیون مین جدا جانین جاتی تھین اور بیماریون سے جدا ہلاکت ہوتی تھی مگر باوجود ان سب نقصانون کے سپاہی بڑی خوشی اور گرم جوشی سے اپنے فرض ادا کرتے تھے۔

سر کولن کیمبل نے جو سپہ کے سپہ سالار اعظم تھے اس سپاہ کی یہہ تعریف لکھی ہے کہ اس سپاہ مین جرنیل سے لیکر ایک ادنے سپاہی تک نے جو اپنی بے تکان ہمت و جرأت اور اپنی بے خلل ثابت قدمی و استقلال اور اپنی شان و شکوہ شجاعت دکھائی ہے اسکی تعریف مین ناممکن ہے کہ کوئی بات فضول کہی جائے۔ سب نے اپنی مرضی کو عمدہ طور پر شریفانہ ادا کیا سپاہ کی بالاستقلال والاہمتی ہی نے جنرل کو اس قابل بنایا تھا کہ اس موذی مہلک موسم مین اور اسباب حرب کی کمی مین اسنے اپنی مہم اہم کو جاری رکھا۔ لارڈ رابرٹس فیلڈ مارشل اپنی تاریخ چہل و یک سالہ مین تحریر کرتے ہین کہ مین بھی شل نورمن کے دہلی کے محاصرہ کی اپنی مختصر

(حاشیہ:) [illegible] — [illegible]

تاریخ مین سپاہیون کی تعریف کرتا ہون جنہون نے ابتدا سے انتہا تک نہایت عمارہ طور سے کام کیا سارے کامون مین انکے طریقہ وطور کی تعریف نہین ہو سکتی کہ کی جائے انکی ثابت قدمی اور استقلال مین کبھی خلل نہین آیا۔ انکی شجاعت و بہادری بڑی نمایان تھی انہون نے مختلف تیبیس۲۳ لڑائیون مین اپنے سے دس گُنے دشمنون پر فتح پائی جنکے پاس توپخانے انکے توپخانون کی نسبت بڑے زبردست تھے سوا اسکے انکے پاس مستحکم شہر تھا انہین سے ہر ایک سپاہی نے ایسی جنگ کی اور کام کیا کہ گویا وہ یہہ سمجھتا تھا کہ خاص اسی کی کوشش پر آج کی فتح کا نتیجہ منحصر ہے انہون نے رضامندی ہی نہین بلکہ خوشی سے اُن سختیون کی ایک مدت برداشت کی کہ جنبی ہی سپاہیون کو پیش آئی ہونگین تین مہینے تک ہر روز کے بڑے حصے مین ہر سپاہی کو کربستہ مسلح رہنا پڑتا تھا جسکو دھوپ کی گرمی ہلاک کیئے دیتی تھی اور اسکی برداشت کرنی دشمنون کی آگ سے جو کبھی سرد نہین ہوتی تھی زیادہ ناگوار اور دشوار تھی وہ اپنی آنکھون کے سامنے دیکھتے کہ انکے ساتھی ہیضہ ولو دہاہال سے مر جاتے ہین۔ یہہ امر ہزار مرتبہ زیادہ دل شکن لڑائی کے روزانہ زخمیون اور مردون سے تھا وہ اپنے دشمنون کو دیکھتے تھے کہ روز بروز کمک دن کے آنے سے طاقت مین بڑہتے جاتے ہین اور انکی اپنی تعداد جلد ہی جلدی کم ہوتی جاتی ہے مگر اسسے کبھی وہ اپنے دل مین ہراسان نہین ہوئے اور آخر مین جب انہون نے ظاہر دیکھا کہ کہین سے انکو کمک آنے کی امید نہین ہو سکتی ہے اور دہلی کی تسخیر ضرور ہے تو انہون نے ایک ہی دفعہ اس کے لے لینے کا قصد کیا وہ حملہ کرنے کے لیئے آگے بڑہے اور اعلے درجہ کی بہادری سے حملہ کیا اسکے نتیجہ پر انکو پورا بھروسہ تھا باوجودیکہ وہ اس سپاہ کے بقیہ تھے جو بارہ ہفتے سے مصیبتین اٹھانے سے اور عسرت مین تنگ حال رہنے سے فرسودہ ہو گئی تھی اسکی امیدون کے برآنے مین التوا ہوتا تھا (جسسے کہ انسان کا دل بیمار ہوتا ہے) اور اس امداد کا جو کبھی نہین حاصل ہوئی انتظار کرنا اسکے لیئے اشد من الموت تھا۔ باوجود ان سب باتون کے اس نے ایسے شگفتہ خاطر ہو کر حملہ کیا کہ گویا ابھی تازی لشکر کشی ہوئی ہے اس مین کوئی پہلے تکان ہوئی ہی نہین فصیل کے پاس بیٹریان اسطرح لگانا کہ جس مین آسانی ہو ایسا بہادرانہ کام

کام تھا کہ پہلے کبھی نہین کیا گیا تھا (کرنیل بیرد سمتھ نے ۷۰۰ گز و ۶۰۰ گز و ۱۶۰ گز کے فاصلوں پر ان بیطریون کو لگایا تھا اور حقیقت مین اول دو بیطریون کا فاصلہ اس سے بھی کم تھا جو بیان کیا گیا ہے) آخر کار ان تھوڑے بہادرون نے جسپر انگلنڈ ہمیشہ سچا فخر و ناز کریگا اس استوار حصار پر دن دہاڑے سے حملہ کیا جسکی تیس ہزار سینہ زور سپاہی حفاظت کر رہے تھے اور ان کے پاس ہر طرح کا سامان حملہ کے روکنے کا موجود تھا۔ مقتولین اور مجروحین کی فہرست شہادت دیتی ہے کہ ہر قسم کی سپاہ نے اپنے کام مین بڑی دلاوری و دلیری کی۔ دہلی مین کبھی دس ہزار سے زیادہ سپاہ کار پرداز نہین جمع ہوئی اس مین سے ۹۹۲ مارے گئے اور ۲۸۴۵ زخمی ہوئے اس کے علاوہ سیکڑوں امراض و لُو سے ہلاک ہوئے سب نے کام بہت عمدہ طرح کیا مشکل ہے کہ انمین سے کسی کی تخصیص کی جائے لیکن مین امید کرتا ہون کہ اگر مین خاص توجہ انچار پلٹنون کی کارگزاری پر دلاؤن تو اس سے حسد انگیزی نہین ہوگی ساٹھوین رائیفل رجمنٹ اور سرمور پلٹن گورکھا اور گائڈس اور پہلی پنجاب پیدل پلٹن یہ ہمیشہ دشمن کے مقابلہ مین لڑائی مین مصروف رہین ہمیشہ اپنہ آگ برستی رہے اور ان مین جو سپاہیونکا نقصان لڑائیون مین ہوا وہ شہادت دیتا ہے کہ کیسی خدمات انہون نے کین۔ ساٹھوین رائیفل رجمنٹ جب میرٹھ سے آئی ہے تو اس مین ۴۴۰ سپاہی تھے حملہ سے چند روز پہلے انہین تقریباً دو سو اور سپاہی آنکر ملے کل ۶۴۰ ہوئے انہین ۳۸۹ مجروح و مقتول ہوئے اور سرمور پلٹن گورکھا مین ابتدا مین ۴۵۰ سپاہی تھے ۹۰ سپاہی اور آنکر ملے کل ۵۴۰ سپاہی ہوئے انہین ۳۱۹ مجروح و مقتول ہوئے۔ گائڈس جب لشکرگاہ مین آیا ہے تو ان مین ۵۵۰ سوار اور پیدل تھے انہین ۳۰۳ مجروح و مقتول ہوئے۔ پنجاب کی پیدل پلٹن دہلی مین آئی ہے تو اس مین تین انگلشی افسر ۶۶۴ سپاہی تھے ان مین سے دو انگریزی افسر مارے گئے اور تیسرا سخت زخمی ہوا اور ہندوستانیون مین آٹھ افسر اور ۲۰۰ سپاہی مقتول اور مجروح ہوئے اور پھر جو اور برٹش افسر اس پلٹن سے متعلق کئے گئے انہین سے ایک مارا گیا اور چار زخمی ہوئے سوا اسکے مجھے اس سے بڑی خوشی ہوتی ہے کہ ارٹلری اور انجنیرون نے بھی بڑے کار ہا نمایان کیئے ہین۔ ارٹلری کی چھوٹی سی تعداد

مین ۳۶۵ اور انجنیرون مین دو تہائی افسر اور ۲۹۲ سپاہی مارے گئے یا بیکار ہوئے۔

پھر لارڈ کننگ گورنر جنرل نے جو تھوڑے دنون بعد اول وائسرائے ہند مقرر ہوئے ایک ایسی تحریر گرم لفظون مین اس دہلی کی حملہ آور سپاہ کی مہات کی لکھی ہے جس سے بہتر نہین ہو سکتی

رائٹ اونرابل گورنر جنرل مع کونسل پاس ٹیلیگراف مین نہایت خوش کرنے والا یہ مژدہ آیا ہے کہ کل دہلی میجر جنرل ولسن کی سپاہ کے قبضہ اختیار مین ہے۔

دہلی بغاوت وسرکشی کا مرکز آتشی تھا جسنے چار مہینے سے سارے ہندوستان کو دق وحیران کر رکھا تھا وہ باغی سپاہ بنگال کا مستحکم و استوار حصن حصین تھا جہان اسنے اپنی ساری قوت کو مجتمع کیا تھا وہ اب باغیون کے ہاتھ سے چھین لیا گیا۔

بادشاہ قلعہ مین نظر بند قیدی ہے اور میجر جنرل ولسن کا ہیڈکوارٹر دیوان خاص مین قائم ہوا ہے اور ایک جرار کولم باغیون کے تعاقب مین بھیجا گیا ہے۔

خواہ باغی سپاہیون کے اور انکے جو شریک اسکے ساتھ ہوئے کچھ ہی بغاوت کے اور جذبات کے علل واسباب ہون جنہون نے انکو سرکشی وبغاوت اور ارتکاب جرائم پر برانگیختہ کیا ہو مگر اسمین شبہ نہین کہ انکی یہہ جرأت وحوصلہ اس یقین کے دھوکہ سے پیدا ہوا تھا کہ ہندوستان کی ضعیف محافظت انگلینڈ کرتا ہے۔ اور پہلے اس سے کہ گورنمنٹ اپنی قوت کو انکی محافظت مین مجتمع کرے وہ اپنے مقاصد کو پورا کرلین گے۔ اب انکا یہہ دھوکہ دور ہوا۔ ان ہزارون سپاہیون مین سے جو انگلستان سے ہندوستان کو برٹش قوت کی برتری اور بزرگی ثابت وقائم کرنے کے لیئے جلد جلد چلے آرہے ہین انہین سے ایک سپاہی نے بھی اس ملک کے سواحل پر قدم نہین رکھا کہ صرف ممالک مغربی وشمالی اور پنجاب کی حدود کے اندر سپاہ نے جمع ہوکر اس باغی سپاہ کو وہان غارت وتباہ وپراگندہ کردیا جہان سب سے زیادہ طاقتور تھی اور متفق ہوکر یکجا جمع ہوئی تھی اور بے حساب اپنے پاس اسباب جنگ رکھتی تھی۔ یہہ کام پہلے اس سے سرانجام ہوگیا کہ چین وشرقی کولونیون سے سپاہین بنگال مین جمع ہوکر میجر جنرل ولسن کی سپاہ سے جاکر ملین یہہ صرف ہمت جرأت وشجاعت ومردانگی بہادر سپاہ کی تھی کہ بہادر جنرل ولسن نے اپنی ہنرمندی اور صائب رائے اور مستقل ارادہ سے اور

بعض ہندوستانی رئیسون کی امداد سے جو اپنی درستی و وفاداری مین سچے رہے اور خدا تعالیٰ
کے فضل و کرم سے سرکشی و بغاوت کے سر کو کچل دیا اور خیر خواہی و انسانیت اور حق حکومت کی
حمایت کی ۔ گورنر جنرل مع کونسل کو امید ہے کہ میجر جنرل ولسن کے جب مراسلات آئینگے
تو مجھے دہلی کی لڑائیون کے مفصل حالات معلوم ہونگے ۔ پھر مین ان افسرون کا اور ان
آدمیون کا جنکی ہدایت و جرأت و ہمت و جد و جہد سے لڑائیون مین فتحیابی ہوئی ہے وہ شکر
ادا کرونگا اور انکی تعریف کرونگا جسکے وہ مستحق ہین ۔ مگر گورنر جنرل مع کونسل چیف کمشنر
پنجاب کی ان خدمات سلطنت کا جو اس زمانہ مین کین ہین احسان مندی کے ساتھ ذکر کرنے مین التوا
نہین کرتا ۔ دہلی کے سامنے جو سپاہ تھی اسکی امداد براہ راست ممالک زیرین سے موقوف ہوگئی
تھی سر جان لارنس ہی کے سبب سے ہمیشہ اس سپاہ کی سپاہیون سے کمک و امداد پہنچتی رہی
اور اسکی تقویت ایسی مؤثر و کارگر ہوئی کہ اسکے سپہ سالار نے فقط یہی کام نہین کیا کہ اپنے
مقام مین کوئی خلل نہین پڑنے دیا بلکہ کامل فتح و ظفر پائی ۔
سر جان لارنس نے اپنی توجہ تامہ اور دانائی اور فرزانگی سے تجویز کرکے ایسی لائق سپاہین
بھیجین کہ میجر جنرل ولسن کی سپاہ اسلئے دق نہین ہوئین نہ پنجاب کی طرف سے وہ خوف زدہ
ہوئی اور پنجاب کی خود گورنمنٹ قائم رہی اور علے العموم اسکا ادب کیا گیا ۔
گورنر جنرل مع کونسل کو جو اول موقع ملے گا تو وہ بہت خوشی سے ان خدمات بزرگ جو عین وقت پر
کی گئی ہین اعلے درجہ کی قدر شناسی پر اپنی شہادت ظاہر کریگا ۔
ایک مہینے کے بعد گورنر جنرل نے دہلی کے میدان جنگ کی سپاہ کی خدمات کا اور خاص افسرونکا
شکر ادا کیا ۔
رائٹ آنرابل گورنر جنرل اِن کونسل کے پاس میجر جنرل ولسن کا ایک مراسلہ آیا بہ تسلسل اس مراسلت
کے جو اشتہار نمبری ۷۵ ۱۲ مطبوعہ ۸ ماہ گذشتہ چھپا تھا ۔ اس مین دہلی کی فتح کا پورا حال لکھا ہے
رپورٹین اور نقشے جو اس مراسلہ کے ساتھ آئے وہ اس لڑائی کو دشواری اور مشکلات کے ثابت
کرتے ہین جو ایسے دشمن سے لڑنی پڑی جسکی تعداد بہت زیادہ تھی جسکے پاس نہایت مستحکم مقام
تھا جسکے اندر سامان جنگ مرتب تھا اور اسکا معاون سال کا وہ موسم تھا

جو بیاری کا ہوتا ہے اور بڑی ایذا پہنچاتا ہے۔
اس مین انگلش سپاہیون نے ایسی ثابت قدمی وبہادری اور جرأت وہمت دکھائی جو مغلوب نہین ہوسکتی تھی اور اس مین انھون نے اپنے تئین بہادرانہ قوت ومضبوطی سے محو کیا اور اپنے مستقل ڈسپلن اور اپنے سخت عزم بالجزم کو دکھایا ہے۔ لڑائی مین میجر جنرل ولسن کی سپاہ نے جس استقامت سے اپنے مقصد کو حاصل کیا ہے اس مین کوئی غلطی نہین کی۔ ہر شخص نے اپنا دل وجان اس لڑائی مین لڑا دیا ہے انکی تعداد بموجب تمام معمولی قاعدون کے جنگ کے لیئے خوفناک غیر کافی تھی۔ مکار اور قاتل دشمن سے جلد عوض لینے مین ہر ایک سپاہی کی امداد جس طور سے کہ نہایت فائدہ مند کسی مقام پر ہوسکتی تھی وہ اسنے دی معصوم بچون کے خون کا جو بے رحمی سے بہایا گیا تھا اور انسانیت کو جو غصہ دلایا گیا تھا اسکا نسبتنت کار دغاباز دون سے عمدہ انتقام لیا گیا۔ مجھکو بالکل یقین ہے کہ جب انگلنڈ ہی مین نہین بلکہ تمام مہذب وشائستہ ملکون کی حدود کے اندر انکی فتح کی خبرین پہنچیگی تو وہان تعریف کی پیشکش دی جائیگی۔ میجر جنرل شہادت دیتے ہین کہ مین نے اپنے ماتحت لشکر کی ہر ایک شاخ سے موثر و کارگر وتحمل امداد پائی اسکے آگے ایک بڑی لمبی فہرست افسرون کی ہے جنکے کامون کی گورنر جنرل نے شکرگزاری اور منت پذیری کی انمین سے چند بڑے بڑے شجاعون کے نام لکھے جاتے ہین۔
ہنرنارڈ نکلسن۔ بیرڈ سمتھ۔ نیول چیمبرلین۔ چارلس ریڈ۔ ہوپ گرینٹ۔ جان جونس۔ روبرٹس۔ ادون جانسن۔ ایبک ٹیلر۔ ٹیٹ۔ جیمس بریڈ۔ لوک ہارٹ۔ ٹرنبل۔ سیٹن ہوڈسن۔ ڈیلی۔ ٹومبس۔ رینی۔ جیکب۔ بریاٹن۔ جان کوک۔ وبٹسن۔ میڈلی جیمس ہلس۔ کومٹن بیٹ یا۔ سپیک۔ گریول۔ ایک مین۔ سال کیلڈ۔ ہوم اور بہت سے جنکی فہرست لمبی ہے۔ آخر مین گورنر جنرل نے یہہ لکھا ہے کہ خیرخواہی اور مستقل طور پر انگریزون کے ساتھ ملکر دشمنون کے ساتھ لڑنا مہاراجہ پٹیالہ اور اسکی سپاہ کا اور راجہ جیند کا جو لڑائی مین خود شریک ہوا اور اپنی سپاہ سے بالاستقلال اعانت کی اور جان فشان اور سردار میرخان صاحب کا جنھون نے انگریزی سپاہ کی مدد کی۔ گورنر جنرل مع کونسل نہایت شاکر اور ممنون ہے

یہہ سچے دل کے سردار اپنے وعدون کو ہمیشہ ایفا کرتے رہے اور انکو ہمیشہ برٹش گورنمنٹ کی قوت و عزت اور دوستی پر اعتبار رہا اس سبب سے وہ کبھی روگردانی نہین کرین گے۔"
گورنر جنرل مع کونسل مہاراجہ رنبھیر سنگ والی کشمیر کی بڑی خوشی کے ساتھ شکر گزاری کرتے ہین انہون نے عین وقت پر میجر لارنس کے ماتحت جمون کنٹنجنٹ کو دہلی بھیجکر عین وقت پر امداد کی کشمیر کے فرمان روا نے بے ریا صادق دوست ہونے کا طریقہ اپنا رکھا

# باب پنجم

## ایام غدر مین دہلی اور بہادر شاہ کی سلطنت کے مختلف حالات

### دہلی سے سرکار کمپنی کی عملداری کا اٹھ جانا

کیا خدا کی قدرت ہے کہ اس سرکار کی جسکو ابد پائدار کہتے تھے تر بہین جون برس کی جمی جمائی عملداری یکایک چند گھنٹون مین ۱۱ مئی ۱۸۵۷ء کو دہلی سے اڑگئی اور اپنی ساری نعمتین اور برکتین اپنے ساتھ لے گئی۔ شہرت ہوگئی کہ مسلمانون کی گئی گذری سلطنت پھر بحال ہوگئی یاسی کڑہی مین ابال آیا۔ انکا نقلی برائے نام بوڑھا بادشاہ بہادر شاہ سچ مچ کا اصلی بادشاہ ہوگیا جسکے دماغ مین نہ بادشاہ ہونے کی صلاحیت تھی نہ بادشاہی کے حاصل کرنے کے لیئے کسی سازش کرنے کی قابلیت تھی مگر اسنے چار مہینے چار روز تک ۱۱ مئی ۱۸۵۷ء سے ۱۴ ستمبر ۱۸۵۷ء تک فرمانروائی اسطرح کی کہ یہہ امر تحقیق نہین ہوا کہ آیا اسکے دماغ مین یہہ خبط سما گیا تھا کہ مین اپنے باپ دادا کی طرح ہندوستان کا بادشاہ ہون یا باغی سپاہ کے ہاتھ کی کٹھ پتلی ہون کہ جسمین ناچ جاہتے ہیں اوسے نچاتے ہین اور اسکو مقید کہتے ہین۔
اور جو کام چاہتے ہین وہ اس سے کراتے ہین اسکے نام و مہر و دستخط و تحریر کو کام مین لاتے ہین ان دونو باتون مین سے ایک بات کے ٹھیرانے مین انگلشی ارباب الرائے مین بڑا اختلاف رہا ہے گو کثرت رائے اس طرف ہے کہ وہ اپنے تئین ہندوستان کا بادشاہ سمجھتا تھا اس بات مین ہم سب سے زیادہ جان لارنس صاحب کی رائے کو ترجیح دینگے جسکا ذکر اور رائون کے ساتھ آئندہ کرین گے۔ ۱۱ مئی کو دن مین دہلی مین غدر مچا تو بادشاہ نے اسکا حال جناب

لفٹنٹ گورنر بہادر ممالک مغربی شمالی کو اپنے ایک شقہ مین لکھ کر سانڈنی سوار کے ہاتھ آگرہ بھیجا
جسکے آخیر مین حسب حال یہ شعر تھا ۔ بر لب رسیدہ جانم تو بیا کہ زندہ مانم ۔ پس ازانکہ من نمانم بچہ
کار خواہی آمد ۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ بیہہ برگشتہ بخت بادشاہ اپنی ہستی کو سرکار انگلشیہ
کے ساتھ وابستہ سمجھتا تھا ۔ جناب محتشم الیہ نے اس شقہ کو سنکر فرمایا کہ خود بادشاہ بن کر بیٹھ گیا
ہے اور ہمکو بیہہ لکھتا ہے ۔ اسوقت جواب لکھنے کی ضرورت نہین ہے ۔ سانڈنی سوار سے
کہا کہ اگر ضرورت ہوگی تو جواب پیچھے جائیگا ۔

اول حکم بادشاہ کا جو صادر ہوا وہ بیہہ تھا کہ گائے ذبح نہین کی جائیگی ۔ ۹ ۔ جولائی کو
ڈھنڈورا پٹوایا کہ جو گائے ذبح کریگا وہ توپ کے منھ اڑا یا جائیگا ۔ بقرہ عید کو گائے کی قربانی
منع کی گئی ۔ اگر بادشاہ کو اختیار ہوتا تو وہ کیون ہندو راجہ کے سے احکام دیتا مگر تلنگون کی
ہاتھ سے وہ مجبور تھا جو اسنے اپنی مرضی اور مذہب کے خلاف یہہ حکم دئیے ۔ گائے قصاب
چار مہینے تک اپنے گھرون مین چھپے بیٹھے رہے اگر باہر نکلتے تھے تو تلنگے انکو اسی طرح
ذبح کرتے تھے جیسے وہ گائے کو ذبح کرتے تھے پانچ چار مسلمان قسائی ہندو
قسائیون کے ہاتھ ذبح ہوئے ۔ پھر تلنگون نے دوسرا حکم بادشاہ سے یہ صادر کرایا کہ
شہر کے ڈلاؤ اور کوڑا جو بیلو نپر لاکر شہر سے باہر کھیتون مین ڈالنے کے لیئے جاتا ہے
وہ گدھون پر لدکر جایا کرے ۔ بھنگیون کے ہاتھ جب تک گدھے ہاتھ لگے شہر مین
ڈلاؤ کے ڈھیر لگے ۔ مگر بہت دن نہین لگے کہ حلال خورون نے اپنے بیل بیچکر گدھے مول
لیئے ۔ پھر کبھی ایام غدر مین بیلون کی پیٹھ پر ڈلاؤ لدا ہوا دیکھنے مین نہین آیا ۔ مسلمانون کو
یہہ بادشاہی احکام ناگوار گذرے اور انہون نے کہا کہ یہہ اسلام کی بادشاہی نہین ہے تو
ہندوؤن کا راج ہے لچے شہدے ذلیل مسلمانون نے ایک دفعہ اپنا محمدی جھنڈا
ہندوؤن پر جہاد کے لیئے لگایا ۔ دوسری دفعہ مولوی محمد سعید نے جامع مسجد مین یہہ جھنڈا
کھڑا کیا تو بادشاہ نے انسے کہا کہ یہہ کسکے لیئے ہے انگریز تو شہر مین باقی نہین تو انہون نے کہا کہ ہندوؤن
کے لیئے لگایا گیا ہے بادشاہ نے انکو یہہ سمجھا کر اس جھنڈے کو اکھڑوایا کہ سارے تلنگے ہندو ہین
انسے بیچارے مسلمان کیا لڑین گے ۔

جب دیوان خاص مین تلنگون کا ہجوم ہوا تو بادشاہ دیوان خاص مین آنکر کرسی پر بیٹھا
وراننسے پوچھا کیا مانگتے ہو انہون نے عرض کی کہ ہماری زندگی کا مدار حضور کی پرورش پر ہے
ہماری پرورش کیجیے نہین ہم آپ اپنے لیئے انتظام کرین گے۔ پھر انہون نے بادشاہ کے
قدمون پر سر جھکا کر نذرین دین اور عرض کیا کہ جہان پناہ ہمارے سر پر ہاتھ رکھین ۔ بادشاہ
نے انکے سر پر ہاتھ رکھا انہون نے بادشاہ کو دعائین دین ۔ اب سر پر ہاتھ رکھنے کے دو سبب
ہو سکتے ہین کہ کیا تو بادشاہ نے اس برگشتہ سپاہ کی سرکشی کی سرپرستی کو قبول کر لیا یا اپنے
اس خوف سے انکی درخواست کے موافق سر پر ہاتھ رکھا کہ انکار کی صورت مین اپنا
سر دھڑ پر نہین رہتا ۔ یہہ حال خدا کو معلوم ہے کہ بادشاہ کے دل مین کیا خیال اس وقت
تھا ۔ قیاس سے اسکو جو چاہو کہہ لو ۔ جب رات کو سب باغی سپاہ قلعہ مین جمع ہو گئی تو
انہون نے اپنے توپخانہ سے ۲۱ توپین سر کین اب معلوم نہین کہ یہہ توپین بادشاہ کی
بادشاہی کے اعلان کی تھین یا ان کی اپنی فتح مندی کی تھین جو انکو دن مین انگریزون کے
قتل کرنے مین حاصل ہوئی تھی ۔

جس وقت سے کہ انگریزی عملداری شہر سے کافور ہوئی تو چوبیس گھنٹے کے اندر شہر مین
کوئی گناہ اور پاپ ایسا نہ تھا کہ جو انسان کر سکتا تھا وہ نہ ہوا ہو قتل لوٹ مار کا بازار گرم رہا
کھاری باولی چاندنی چوک دریبہ جاوڑی مین دکانین بند ہو گئین اگرچہ انمین سے بہت
تھوڑی لٹی تھین دریبہ مین صراف کی ایک دکان لٹی تھی اور سب صرافون نے اپنا زر و زیور
و روپیہ گھر چلت کیا اور اپنی دکانون کے آگے واویلا مچانے کو کھڑے ہو گئے کہ ہائے ہم لٹ گئے
اگرچہ اور گلی کوچون مین اس لوٹ کا کچھ اثر نہ تھا سب سودا سلف بدستور بک رہا تھا
اگر کوئی بدمعاش گلی کوچہ کے دکاندار سے ترچھی کرتا تو اہل محلہ اسکو درست کر دیتے
اپنے پرانے دکاندارون پر ذرا ظلم و ستم نہ ہونے دیتے تلنگے ابھی شہر و گلی کوچون سے
نابلد تھے ۔ چوڑے چوڑے بڑے بڑے بازارون کو جانتے تھے انمین انکو اپنی ضرورت
کی چیزین ملتی نہ تھین انہون نے بادشاہ سے درخواست کی کہ حضور سوار ہو کر بازار کی دکانین
کھلوا دین ۔ بادشاہ نے انکی درخواست کے موافق سواری کا حکم دیا اسکی سواری کے آگے معمولی

دیوان خاص مین بادشاہ سے ...

[illegible] ...

جلوس تھا کہ ہاتھیوں پر چھتر وماہی ومراتب اور انکے پیچھے شتری زنبورکین اور اگریزی وکالی پلٹنین دریدہ بوسیدہ وردیان پہنے ہوئے اور شکستہ بستہ توڑے دار بندوقین کندھے پر لگائے ہوئے تھین جو اس سواری مین نئی بات تھی وہ یہہ تھی کہ سینکڑون تلنگے دھوتی باندھے ہوئے اور اپنی ٹیکیان کندھون پر دہرے ہوئے بادشاہ کی سواری کے ہاتھی کے آگے سارے بازار مین بہادر شاہ کی جے پکارتے چلاتے تھے اور اسکو دین دنیا کے گُسّیان کہتے جاتے تھے۔ بادشاہ عماری مین ہاتھی پر سوار تھا اسکے نقیب احکام سناتے جاتے تھے کہ دکانون کو کھولو اسکے ہاتھی کے پیچھے ترک سوار تھے جو بادشاہ کی جے کی دہائی دیتے تھے۔ یہہ سواری بھی خدا کی قدرت کا تماشا تھا کہ یہہ کسکی سپاہ تھی اور کسکی جے پکار رہی تھی اپنی سرکار کے خون کی پیاسی تھی اور اسکے ایک پنشن خوار کی انکے منہ سے جے کی آواز نکلتی تھی۔ پادشاہ وہی بوڑھے ہنس تھے جنکے حکم کی بادہوائی جانتے تھے ادھر کوئی دکان کھلی اُدھر بند ہوئی۔ ان بازارون مین آمدورفت رہتی تھی دکانین کھلتی ہوتی دوکاندار بہت ڈرتے تھے مگر شہر کا اور گلی کوچون کا حال بدستور تھا ان مین ہڑتال نہین تھی کہ اہل شہر کو اپنی ضروری چیزین خریدنے مین تکلیف اٹھانی پڑتی

غدر سے پہلے ڈھنڈورا اسطرح پیٹا جاتا تھا کہ نقارہ پر چوٹ لگا کے ڈھنڈورچی اول یہ کہتا تھا کہ خلقت خدا کی ملک بادشاہ کا حکم سرکار کمپنی بہادر کا پھر آگے وہ بات کہتا تھا جس کا مشتہر کرانا منظور ہوتا تھا۔ ۱۲ مئی کو ڈھنڈورے مین حکم سرکار کمپنی کا اڑ گیا اسکی جگہہ بادشاہ کا حکم ہوگیا۔ اسطرح کا ڈھنڈورا اور رات کو توپون کا چھوٹنا بادشاہ کی بغاوت کے جرم مین ایک دلیل بیان کی گئی کہ اسنے باوجودیکہ وہ سرکار کمپنی کا پنشن خوار تھا سرکار کے ملک مین اپنی بادشاہی اعلان کیا کہ مین ہندوستان کا بادشاہ ہون۔

تلنگے کئی سبب سے لوگون کو قتل کرتے تھے اول جنکو وہ کرشتان جانتے تھے سیٹھ بدری چند ڈپٹی انسپکٹر مدارس دہلی جو بڑا کٹا سراوگی ہندو تھا مگر وہ انگریزی کپڑے پہنتا تھا لوگ اسکو زیادہ تر کرشتان جانتے تھے اسکو تلنگون نے ایسا زخمی کیا کہ وہ مر ہی گیا۔ کشمیری پنڈت موہن لال جسنے مسلمان ہوکر اپنا نام آغا حسن جان رکھا تھا مگر

بہادر شاہ کی بادشاہی کا ڈھنڈورا۔ تلنگون کا شہر مین لوگون کو قتل کرنا اور لوٹنا۔

وہ کوٹ پتلون پہنتا تھا اسکو بھی تلنگون نے کرسٹان سمجھکر قتل کرنا چاہا مگر اسکی خوش نصیبی سے
میان نظام الدین اسکے دوست پہنچ گئے اسکی مسلمانی کی خود شہادت دیکر اور اورون کی شہادت
دلواکر اسکی جان بچائی وہ افغانستان کا جاسوس و مخبر مشہور تھا اگر شہر مین رہتا تو تلنگے معلوم
نہین کیا اسکی گت کرتے مگر وہ ولی داد خان تعلقہ دار مالاگڈھ ضلع بلندشہر کے ساتھ دلی سے
چلا گیا اور وہان سے میرٹھ مین آگیا۔ دوسرا سبب لوگون کے قتل کرنے اور انکے گھر لوٹنے کا
یہہ تھا کہ تلنگون کو شہر کے آدمی یہہ بتلا دیتے تھے کہ اس گھر مین انگریز عورت مرد بچہ
چھپا ہوا ہے۔اس آفت مین ۱۱ مئی کو اول قاضی بنو جو بڑا بر چھیت ریاست الور کا ملازم تھا اسکے
سگے بھانجون نے عداوت کے سبب سے اسکے گھر کو کہدیا کہ اسمین فرنگی چھپا ہوا ہے تلنگون نے
اس بیچارے کو بیگناہ مارا۔ ۱۲ مئی کو نواب حامد علی خان بھی اس بلا مین گرفتار ہوا کہ تلنگون کو
لوگون نے یہہ شبہ ڈلوایا کہ انگریز اسکے گھر مین چھپا ہوا ہے وہ اسکو کشان کشان قلعہ مین لائے
محبوب علی خان وزیر بادشاہ نے اسکی رہائی کے لیئے سفارش کی تلنگون نے اس شرط سے
اسکو چھوڑا کہ اسکے گھر کی خانہ تلاشی کی جائے اگر انگریز اسکے اندر سے نکلا تو جو ہمارا جی چاہے
اسکا برا حال کرینگے نہین چھوڑ دینگے۔ مرزا ابوبکر نے جاکر نواب کے گھر کی خانہ تلاشی لی وہان
کوئی انگریز نہین نکلا اس لیئے وہ رہا ہوا۔ گھر کا اسباب کچھ تھوڑا سا شائد لٹ گیا ہو۔ مگر شہرہ
یہہ ہوا کہ سارا گھر لٹ گیا ۱۳ مئی کو نراین داس نہر والے پر تلنگون کو یہہ شبہ ہوا کہ اس میں کوئی
انگریز چھپا ہے انہون نے اسکو جاکر گھیرا اور دو فرنگیون کو نکالا اور انکو مار ڈالا اور لالہ کا مکان
لوٹ لیا۔ اسی طرح شہر مین اور دو چار غریب آدمیون کے گھرون کی کمبختی آئی ایک درزی کے گھر
مین سے تین فرنگی نکالے۔

تیسرا سبب لوگون کے قتل کرنے اور لوٹنے کا یہہ ہوتا تھا کہ انکو شبہ ہوتا تھا کہ وہ انگریزون کے
ساتھ سازش رکھتے ہین انکو چٹھیان وخبرین بھیجتے ہین یا رسد کا سامان انکے لیئے بہم پہنچانے مین
تلنگون کو اکثر صحیح پتا لگ جاتا تھا کہ شہر مین کون کون انگریزون سے سازش رکھتے ہین اور کون
کون آدمی خبرین بھیجتے ہین مگر بعض دفعہ وہ ناحق اپنی غلط فہمی سے لوگون پر شبہ کرتے تھے یا جان
بوجھکر تہمت لگاتے تھے کہ گھر کے لوٹنے کے لیئے بہانہ ہاتھ آئے۔ کل ایام غدر مین اس بہانے سے

بہت گھر لٹے۔ انہون نے مان سنگہ اور تراب علی کو مخبری کی علت مین گرفتار کیا حقیقت مین یہ دونو مخبر تھے انکو جکڑ بند کر کے وہ قلعہ مین لے گئے مگر وہان جاکر شہزادون کی سفارش سے وہ چھوٹ گئے۔ سب سے زیادہ جو انکو انگریزون کے ساتھ سازش رکہنے کا شبہ تھا وہ محبوب علیخان وزیر شاہ اور حکیم احسن اللہ خان اور زینت محل بادشاہ کی بی بی کی طرف سے تھا کبھی کبھی بادشاہ اور بخت خان کسا نڈر انچیف کی طرف بہی انکو یہہ شبہ ہو جاتا تھا۔ محبوب علیخان مرض استسقا مین مبتلا تھا۔ سارا جسم تحلیل ہو گیا تھا صرف استسقا کی تو ند باقی رہ گئی تھی۔ حکیم احسن اللہ خان نے بادشاہ کی طرف سے لفٹنٹ گورنر کو شقہ آگرہ لکھا تھا جسے اول ہی روز سے تلنگون کو اسپر شبہ تھا کہ وہ بادشاہ کی طرف سے انگریزون کے ساتھ خط و کتابت رکھتا ہے۔ ایک چٹھی انہون نے پکڑی اسکے لکہنے کا شبہ محبوب علیخان و حکیم حسن اللہ خان پر ہوا دونو کو گرفتار کیا مگر بادشاہ کی سفارش سے اور اُنکے حلف اٹھانے سے چھوڑ دیا۔ شہر مین یہہ اشتہار دیا گیا کہ آخوند سوات نے چودہ سو جہادی بادشاہ پاس بھیجے ہین وہ عنقریب دہلی مین داخل ہونے والے ہین۔ حالانکہ یہہ چودہ سو پٹہان انگریزون کے کیمپ مین پوربیون سے لڑنے کے لیئے جان لارنس نے بھیجے تھے بس اس اشتہار کی تہمت حکیم پر لگائی کہ اسنے ہم کو دہوکہ دینے کے لیئے یہ اشتہار لگایا ہے اسکے قتل کرنے کے لیئے اسکے گھر پر چڑہ گئے مگر وہ اپنے گھر مین نہ تھا بادشاہ پاس تھا بادشاہ کی سفارش سے اسکی جان بچی۔ چوڑی والون مین شمرو کی بیگم کے مکان مین باروت بنانے کے کارخانہ مین آگ لگی تو تلنگون کو یہہ یقین تھا کہ حکیم احسن اللہ خان نے یہ آگ لگوائی ہے وہ انکے گھر پر چڑھ گئے اور سارا گھر لوٹ لیا مکان کی چھت مین آگ لگا دی اگر وہ ہاتھ آجاتا تو ضرور اسکو تلنگے مار ڈالتے مگر وہ بادشاہ پاس تھا بادشاہ نے بڑی مشکل سے تلنگون کے ہاتھ سے اسے بچوایا اور اس کے لٹے ہوئے مال کے جمع کرنے کے لیئے آدمی مقرر کیئے۔ راجہ اجیت سنگہ مہاراجہ پٹیالہ کا چچا دہلی مین رہتا تھا اسکو دو دفعہ تلنگے اس شبہ مین قلعہ مین پکڑ لے گئے کہ وہ پٹیالہ اور انگریزون پاس خبرین بھیجتا ہے اسکا بھتیجا مہاراجہ پٹیالہ انگریزون کا طرفدار ہے۔ بادشاہ نے اسکو یہہ کہکر کہ وہ برسون سے دہلی مین مہاراجہ پٹیالہ سے ناراض ہو کر رہتا ہے وہ یہہ کام نہین کرتا ہوگا رہائی دلائی۔ لچھمن سنگہ

علی پور مین تھانہ دار تھا وہ انگریزون کے ساتھ تھا اسکا بھائی بلدیو سنگ شہر مین کوٹریا بل مین رہتا تھا اسکو دو دفعہ مخبری کے جرم مین گرفتار کیا پہلی دفعہ چھوڑ دیا دوسری دفعہ گولی مار کے اسکی لاش کو کوتوالی کے سامنے الٹا ٹانگ باندھ کے لٹکا دیا۔

پیارے لال مدرس تحصیل مظفر نگر کو جو دہلی مین رخصت پر آیا تھا اسپر مخبری کا الزام لگا کے توپ سے اڑا دیا۔ راے رام سرنداس ڈپٹی کلکٹر سابق کے رشتہ دارون پر بھی الزام لگا کے سارا گھر لوٹ لیا غرض کوئی مہینہ خالی نہین گیا کہ دو چار آدمیون کی کم بختی اس طرح تلنگون کے ہاتھ سے نہ آتی ہو۔ کنہیا لال حیدر آبادی کا بھی گھر اسی سبب سے لوٹا تھا میر حسن علی وکیل پٹیالہ پر یہہ الزام لگا کے کوتوالی مین پکڑ لائے تھے۔

چوتھا سبب لوٹنے مارنے کا یہہ تھا کہ وہ لوگون پر یہہ شبہ کرتے تھے کہ وہ پہاڑی پر انگریزی لشکرگاہ مین رسد پہنچاتے ہین کشمیری و موری دروازہ کے نان بائیون کو اس جرم مین مار ڈالا کہ وہ ڈبل روٹیان پکا کے پہاڑی پر بھیجتے ہین۔ اناج کے چھکڑون مین کچھ گولے بارود نکلے اسکا الزام محبوب علیخان و حکیم احسن اللہ خان پر لگایا گیا کہ وہ انگریزون کو پاس میگزین بھیجتے ہین انپر حملہ کرنے کا ارادہ کیا مگر جب انہون نے حلف اوٹھایا کہ یہ کام ہمنے نہین کیا تو ان کا پیچھا چھوڑا۔ ان سببون کے سوار اور اسباب بھی گھر لٹنے کے ہوتے تھے۔ ایک دفعہ سلیم گڑھ کی توپون مین کنکر پتھر بھرے ہوئے نکلے۔ دوسری دفعہ ان مین سیخین ٹھکی ہوئی نکلین دونو باتون کا شبہ محبوب علی خان اور حکیم احسن اللہ خان پر ہوا۔ تلنگون نے دونو پر تلوارین سوتین دونو نے حلف اٹھایا کہ ہم نے یہہ کام نہین کیا اور سنتری کے پہرہ مین ہم یہہ کام کس طرح کر سکتے تھے۔ بادشاہ نے انکے غصہ کو دھیما کیا اور دونو کی جان بچائی پیچھے یہ تحقیق ہوا کہ ایک سنتری یہہ کام کرتا تھا۔

شہر کے لچے شہدے ہندو مسلمان تلنگون کو ساتھ لیکر ہر روز کسی نہ کسی بھلے مانس کا مکان لوٹتے تھے۔ گامی خان پنجابی شہر کا ایک مشہور بدمعاش تھا اسنے اپنے ہی بھائی بندون ولی محمد و حسین بخش و قطب الدین کی دکانون کو تلنگون کو ساتھ لے جا کر لٹوا دیا سب سے بڑے پنجابی سوداگر دہلی مین یہی تین تھے۔ جب ایک گھر لٹتا تھا تو سارے محلے کے

لٹنے کی خبر شہر مین مشہور ہو جاتی تھی اگر دس روپیہ کا مال لٹتا تھا تو ہزار روپیہ کا مشہور ہوتا تھا۔ غرض جیسی اس لوٹ مار کی شہر مین شہرت ہوتی تھی اسکا سوان حصہ بھی صحیح نہین ہوتا تھا۔ صدہا محلے تھے جنہین ایک کوڑی کا مال بھی نہین لٹا۔

باغی سپاہ نیمچ کے افسرون غوث محمد خان و ہیرا سنگہ کی عرضی ایک شتر سوار متھرا سے بادشاہ پاس لایا جس مین لکھا تھا کہ ہم نے آگرہ مین آنکر انگریزون پر فتح حاصل کی اور انکو قلعہ مین بھگادیا اور قلعہ کو محصور کر لیا لیکن ہمارے پاس قلعہ شکن توپین نہین تھین اس لیے ہم آگرہ سے چلے آئے دہلی سے توپین لیکر پھر قلعہ کو فتح کرنے جائین گے۔ ہم نے اپنے یوروپین افسرون کو مارڈالا۔ بادشاہ نے ہدایت کی کہ عرضی کا جواب دیا جائے کہ دہلی مین آئین اس ہدایت کے موافق حکم بھیجا گیا۔

جھانسی کی سپاہ کی عرضی قاصد لایا اور خواجہ سراؤن کی معرفت وہ بادشاہ کے روبرو پیش ہوئی اس مین لکھا تھا کہ ہمنے اپنے یوروپین افسرون کو مارڈالا ہم دہلی آتے ہین بادشاہ نے ہدایت کی کہ انکو آنے کے لیے حکم لکھا جائے وہ لکھا گیا۔ غدر کے دو ڈھائی مہینے کے بعد دہلی کی پلٹنون کے ایک دینا پور کی سپاہ کی عرضی بادشاہ کو دی جسمین لکھا کہ ہم دہلی کی طرف چلے ہین یا چلنے کو ہین بادشاہ نے انکے آنیکا حکم دہلی مین صادر کیا۔ غدر کے دو مہینے بعد دو سپاہی سافر ونکے لباس مین الہ آباد کی سپاہ کی طرف سے عرضی لائے وہ بلم ٹیرھ کے افسر کے ذریعہ سے بادشاہ کو دیگئی اسمین لکھا تھا کہ ہم بادشاہ کے فدویان خاص ہین اور ہمارا ارادہ دہلی آنیکا ہے۔ بادشاہ نے انکی حاضر ہونیکا حکم نافذ کیا۔ غدر سے ڈہائی مہینے بعد علی گڈہ سے بھی سپاہ کی غدر کے بیس روز بعد دو قاصد متھرا کی سپاہ کی عرضی لائے جسکو دولمیٹر کے افسر نے بادشاہ کے روبرو پیش کیا جس مین لکھا تھا کہ ہم دہلی خزانہ لیکر آتے ہین معمولی حکم صادر ہوا وہ ایک لاکھ نقد لیکر دہلی مین آ گئے۔ مرزا مغل نے بادشاہ کے روبرو بلند شہر کا ایک سپاہی پیش کیا جسنے یہہ عرضی بادشاہ کو دی کہ وہان کے سپاہی سارا خزانہ لیکر دہلی آتے ہین معمولی حکم صادر ہوا سپاہ تیس ہزار روپیہ لیکر دہلی مین داخل ہوئی۔

غدر کے ڈیڑھ مہینے بعد ایک سپاہی سافر ازلباس شکل دہلی مین آیا اور ایک عرضی رڑکی کی سپاہ کی مارپٹ کی پلٹن کے افسر کی معرفت پیش کی جس مین لکھا تھا کہ ہم عرضی دینے والون کی یہ درخواست ہے

وہ دہلی آئین اور بادشاہ کی خدمت صدق دل سے بجالائین جواب معمولی بھیجا گیا دوسو سیپرز مائنر کے سپاہی تاورنجش کے ماتحت آئے۔ یہہ افسر مرزا خضر سلطان کے بہت منھ لگ گیا اور بادشاہ کے مزاج مین دخیل ہوگیا۔ سپاہ کے معاملات مین بھی وہ رائے دینے لگا اور بخت خان کے ساتھ متفق ہوکر اسنے بادشاہ سے اجازت حاصل کی کہ دہلی کے ساہوکارون سے اور متمول مسلمانون سے روپیہ وصول کرے۔

ہانسی سے دو سوار وہان کی سپاہ کی عرضی لائے جسمین لکھا تھا کہ ہم اپنے مذہب اور بادشاہ کے لیئے لڑتے ہین یہہ عرضی غدر کے چھ ہفتے بعد گلاب خان میرٹھ کی سپاہ کے افسر نے بادشاہ کے روبرو پیش کی ہانسی سے سوار آئے۔

سرسہ سے تین عرضیان آئین ایک ٹکیپور رجمنٹ کے صوبہ دار گوری شنکر کی دوسری رسالدار کی اور تیسری شاہزادہ محمد عظیم کسٹم ڈپارٹمنٹ کے افسر کی ان سب عرایض مین یہ بیان تھا کہ ہمنے اب تک بادشاہ کی اچھی خدمتین کین ہین اور ہم سب کسٹم کا روپیہ ساتھ لیکر دہلی آتے ہین۔ یہہ عرضیان غدر سے ڈیڑھ ہینے بعد دو ایلچی لائے تھے تھوڑے دنون بعد سپاہ تیس ہزار روپیہ اور دو سو بیل اور پچاس ساٹھ بھیڑین لیکر آئی۔

نصیر آباد سے سپاہ کی معمولی عرضی آئی کہ ہم دہلی آتے ہین۔ یہ عرضی مرزا مغل نے بادشاہ کے روبرو پیش کی بادشاہ کی طرف سے معمولی جواب بھیجا گیا تھوڑے دنون بعد دو ڈھائی ہزار سپاہ پیدل اور سوار توپون سمیت شہر مین داخل ہوئی۔

ساگر اور جبل پور سے عرضیان آئین انکے جواب بھیجے گئے۔

ایک سپاہی فقیر کے لباس مین فیروزپور سے آیا اور اسنے بادشاہ کو عرضی دی اس سے کہا گیا کہ کل جواب دیا جائیگا اس سپاہی نے بیان کیا کہ مین فیروزپور سے آتا ہون وہان سپاہ نے بغاوت کی وہ دہلی آتی ہے۔ کچھ دنون بعد سپاہ دہلی مین آگئی۔

انبالہ سے بھی سپاہ کی عرضی ایک سپاہی فقیرانہ لباس پہنکر بادشاہ پاس لایا۔

پھلور سے بھی سپاہ کی عرضی آئی کہ ہم پھلور مین اپنا کام پورا سرانجام کر کے دہلی آتے ہین معمولی جواب بھیجا گیا۔ مدت کے بعد یہان کی سپاہ دہلی مین آگئی۔

جالندھر کے سپاہیون نے مسافرانہ لباس مین آکر عرضی دی جسکا مضمون اور جواب معمولی تھا وہان سے سپاہ آگئی۔
سیالکوٹ سے غدر کے ڈہائی مہینے بعد سپاہ کی عرضی آئی کہ وہ دہلی کو آتی ہے جواب بھیجا گیا۔
غدر کے تین مہینے بعد جہلم کی سپاہ کی عرضی قادر بخش نے بادشاہ کی خدمت مین پیش کی مضمون وجواب معمولی تھا۔
غدر کے دو مہینے بعد راول پنڈی کی سپاہ کی طرف سے دو سپاہیون نے عرضی دی جو برہمن مسافرون کے لباس مین آئے تھے عرضی کا مضمون اور اسکا جواب معمولی تھا
لدھیانہ سے بھی سپاہ کی ایک عرضی آئی تھی۔
غدر کے دو مہینے بعد گوالیار کی سپاہ کی ایک عرضی آئی جسمین لکھا تھا کہ ہمارے پاس پچاس توپین اور سامان جنگ اسقدر موجود ہے کہ جسکی بار برداری کے لیئے پانچ ہزار چھکڑون کی ضرورت ہے مگر اسوقت دریا چنبل ایسا چڑہا ہوا ہے کہ ہم اسے اتر نہین سکتے۔ اسکا جواب یہ لکھا گیا کہ جب دریا اتری تو آؤ
فتح گڈھ کی سپاہ کی عرضی آئی کہ جس مین لکھا تھا ہم نے سب انگریزون کو مار ڈالا ہے ہمارے پاس آٹھ ہزار سپاہ موجود ہے بادشاہ کے حکم کے منتظر ہین۔
ایک حکم مورخہ ۱۲ اگست ۱۸۵۷ء بغیر مہر اور دستخط کے دفتر شاہی مین یہہ نکلا کہ بمبئی کے پیدلون اور توپخانہ کے پچیس رجمنٹون کے تمام افسرون کے نام یہہ حکم ہے۔
گردھاری سنگھ ۱۷ وین رجمنٹ کے گرانڈیر کمپنی کا صوبہ دار ہماری حضور مین حاضر ہوا ہے وہ تمہاری بہادری وشجاعت ومردانگی اور اولوالعزمی کی تعریف کرتا ہے جسے سنکر ہم بہت خوش ہوئے۔ تم آج کے دن سے ہمارے بندگان خاص مین داخل ہوئے تم پر یہہ واجب ہے کہ اس حکم کے دیکھتے ہی ڈبل سفر کرکے حضور کے سامنے حاضر ہو۔ کہین کسی سبب سے توقف نہ کرو۔ ہم تمہارے آنے کے انتظار مین شوق کی آنکھین لگائے بیٹھے ہین سفر مین کہین قیام نہ کرو اور پھرتی سے آؤ۔
غلام عباس نے بعد اسکے پہلے ترپ چوتھی رجمنٹ سوار کی عرضی یہہ ہے کہ مین مظفرنگر مین انگریزون کو قتل

کر کے ۲۳- جون کو حاضر ہوا ہون قدیمی باپ دادا سے نمکخوار چلا آتا ہون - اس عرضی پر
بادشاہ کا حکم اپنی قلم کا لکھا ہوا یہہ ہے کہ مرزا مغل اسکو نوکری دین -
بادشاہ پاس مخبر خبر لائے کہ گوڑگانوہ سے تلنگون کی کمپنی کئی لاکھ روپیہ کا سرکاری خزانہ
لیکر چلی تھی کہ راستے مین میواتیون سے مٹ بھیڑ ہوئی اور لڑائی ٹھنی بادشاہ نے حکم دیا کہ
مولوی محمد باقر دو کمپنیان پیدلون کی اور ایک ترپ سوارون کا لے جا کر خزانہ لے آئے
چنانچہ خزانہ آگیا -
۲۰- جولائی کو نجیب آباد کے نواب محمود خان کی عرضی آئی جسکے جواب مین فرمان شاہی لکھا گیا
امیر الدولہ ضیاء الملک محمد محمود خان بہادر مظفر جنگ بعافیت باشند -
تمہاری عرضی آئی جسمین تمنے ضلع کے تمام پرگنون کی بدنظمی کا حال لکھا تھا جو وہان چورون
اور لٹیرون نے کر رکھی ہے اور اسکے دور کرنے کے لیئے یہہ تجویز کی ہے کہ با بدولت پیدل
اور سوار بھیجین اور اس ضلع کے حال پر توجہ فرمائین جیسی کہ ہمیشہ رہی ہے - تمہارے باپ
دادا کے حال پر ہمیشہ سے شہنشاہون کی مہربانی رہی ہے - جب مرزا شاہرخ (بادشاہ کا پوتا)
شکار کھیلنے بجنور کے ضلع مین گیا تھا تو اسکی خدمات تم نے اچھی کی تھین -
جب تک کہ تمہارے پاس کل ضلع کی سند تیار ہو کر پہنچے تم کو چاہیئے کہ ضلع کی جمع کا روپیہ
وصول کر کے اور اس مین سے سپاہ کی تنخواہ منہا کر کے باقی روپیہ حضور کے پاس بھیجدو
اور برٹش انگریزی افسرون کے بھاگنے سے جو تمکو خزانہ اور گھوڑے اور اسباب ہاتھ لگا ہی
انکو فوراً مشتہر اور اس خزانچی کے ہاتھ بھیجدو اور خزانہ کا حساب بھی لکھ کر روانہ کرو تاکہ ثابت
ہو جائے کہ تم ہمارے دولت خواہ ہو فقط ۲۸- ذی الحجہ سال جلوس ۱م مطابق ۱۲- جولائی
بادشاہ پاس لکھنؤ کی چار رجمنٹون کی عرضی آئی جس مین انہون نے لکھا کہ وہ اودھ پر
بالکل قبضہ کر کے دہلی آئین کیون بیلی گارڈ مین انگریزون کو محصور کر رکھا ہے - قدرت اللہ خان
رسالدار سو سوار ساتھ لیکر اودھ کی کل سپاہ کی عرضی لایا - بخت خان نے بادشاہ سے رسالدار
کی ملاقات کرائی اسنے بادشاہ کو اشرفیان بہادر شاہ کے نئے سکے کی نذر دین جنپر یہہ منقش تھا
کہ بزر زد سکہ نصرت طراز سراج الدین بہادر شاہ غازی - اسکے سوا نذر مین یہہ چیزین
دین دو گھوڑے دو ہاتھی اور کلاہ جسمین بیش بہا موتی ٹکے ہوئے تھے اور ایک جوڑی بازو بند الماس پیوند

اسکی تخت نشینی شہر ولشاہ کی منظوری پر ہے بادشاہ نے بخت خان سے کہا کہ وہ اس عرضی کی جواب مین لکھدے کہ مین
انتظام منظور کرتا ہو نہ پایا ملیں حجر و ولب گڈھ جو فرخ نگر کے رئیسون نے بہت سی عرائض بھیجین ان عرائض مین انہون نے
اپنے نہ حاضر ہونے کا عذر یہہ لکھا کہ ہمارے ملک مین ہماری غیر حاضری سے بدنظمی ہو جائیگی نواب جھجر نے
تین سو سوار اپنے خسر عبد الصمد خان کے ماتحت بھیجے اور راجہ بلب گڈھ نے ہزار دو سوار ۔
خان بہادر خان حاکم بریلی نے اپنی عرضی اور وکیل بھیجے اور ایک ہاتھی ایک گھوڑا اور ایکسو ایک اشرفیان
نذر کے لیے بھیجین اور چاندی کے زیورات بھیجے ۔ راو تلارام رئیس ریواڑی نے چند عرائض سپاہ کی طلب مین
بھیجین ۔ اسنے چالیس ہزار روپے بھی بھیجے تھے جو بخت خان کی معرفت خزانہ شاہی مین داخل ہوئے
ولی داد خان جو غدر کے وقت دہلی مین تھا اور بادشاہ کیطرف سے میان دوابہ کا گورنر مقرر کر دیا گیا تھا
اسنے بھی سپاہ کی طلب مین چند عرائض بھیجین مگر اس پاس یہ سپاہ آخر مین بھیجی گئی ۔ اسکی ایک ایسی
درخواست پر بخت خان نے خط لکھکر بھیجا کہ ایکہزار روپیہ بھیجدو تو دہلی سے سپاہ بھیجی جا سکتی ہے ۔
راجہ مین پوری نے بھی بادشاہ سے سپاہ منگانے کی درخواست کی بادشاہ نے مرزا مغل کو حکم دیا کہ وہ
اسکا انتظام کرے مگر سپاہ نے وہان جانے سے انکار کر دیا یہی جواب راجہ کو لکھا گیا ۔
نواب رامپور کا وکیل آیا اسکی ملاقات بادشاہ سے ۳۰ ۔ اگست کو دوپہر کے بعد قرار پائی پھر کچھ خبر نہین کیا ہوا ۔
اگست مین ایک ایلچی گوالیار کی سپاہ کیطرف سے یہ پیغام لایا کہ کل سپاہ حضور کی قدمبوسی کی شائق ہے ۔ بادشاہ نے
اُسے کہا کہ یہان ساٹھ ہزار سپاہ ہے جو انگریزون سے ایک چپہ برابر زمین نہین لے سکتی ۔ وہ آنکر سپاہ کیا کریگی
دو ولایتی دہلی مین آئے انمین سے ایک نے اپنے تئین آخوند سوات کا خلیفہ بیان کیا اور بادشاہ پاس جاکر
آخوند کی طرف سے ایک تلوار نذر مین دی اور ایک تحریر بھی پیش کی ۔ جسپر آخوند کی مہر بھی لگی ہوئی تھی اسنے
درخواست کی آخوند سوات دہلی مین جلد آئیگا اسکا آنے کا اشتہار دیا جائے ۔ ایک سید نے بادشاہ کو مطلع کیا کہ
یہ باتین سب جعلی ہین نہ یہ آخوند سوات کا خلیفہ ہے نہ آخوند آتا ہے نہ یہ تحریر اسکی ہے بادشاہ نے امر کی
تحقیقات بخت خان کے سپرد کی خلیفہ تیسری روز دہلی سے چنپت ہوا ۔ الہ آباد سے مولوی لیاقت علی جہادیون
کے سرغنہ کی عرضی آئی کہ مین عنقریب آنے والا ہون میری سپاہ سے امداد کی جائے کہ مین اسطرف کے سارے ملک کو
مطیع کرلون اسکو جواب اسلیے نہین بھیجا گیا کہ وہ آنے کو تھا جب وہ آیا تو بادشاہ سے اسکی ملاقات ہوئی
اور الہ آباد کی گورنری کا فرمان بادشاہ سے لے گیا ۔

ما بدولت کو اطلاع ہوئی ہے کہ تم ہمیشہ سے ہمارے خیر خواہ رہے ہو ۔ تم نے سب کافرون کو ذبح شمشیر کیا اور اپنی مملکت کو زنگیو

ہمکو یقین واثق ہے کہ تمہاری کل مملکت مین منحوس انگریزون کا نام و نشان باقی نہین رہا ہوگا اور اگر کوئی کونہ کھدرے مین چھپا چھپایا ہو تو اسکو ڈھونڈھکر اول قتل کرو اور پھر اپنے ملک کا نظم و نسق کرکے ہمارے دربار مین حاضر ہو اور اپنے کل اہل سیف کو ہمراہ لاؤ۔ تمپر ہزارون لطف و کرم ایسے کیئے جاوینگے کہ تمہارے احاطۂ لیاقت مین سما بھی نہ سکینگے۔

بادشاہ کے روبرو ایک جعلی عرضی گلاب سنگھ مہاراجہ کشمیر کی پیش ہوئی جس مین لکھا تھا کہ مین مع سپاہ بہت جلد دہلی آتا ہون اور اپنے رستہ مین مہاراجہ پٹیالہ کی بھی گوشمالی کرتا آؤنگا میرا بڑا پکا دوست امیر دوست محمد خان والی کابل ہے وہ بھی حضور کی خدمت کے لیے سب طرح سے حاضر ہے اسکی عرضی کا جواب بادشاہ کی طرف سے مہاراجہ کے نام یہہ لکھا گیا کہ ما بدولت کو تمہاری عرضی سے معلوم ہوا کہ تم نے اپنے سارے ملک کو کس طرح سے ملعون کافر انگریزون کو قتل کرکے پاک صاف کیا تم بعد از تعریف کے مستحق ہو تم نے یہہ کام وہ کیا ہے جو ہمیشہ بہادر مرد لاوا کیا کرتے ہین خدا تم کو باقبال زندہ و سلامت رکھے۔ اب تم یہان ہمارے پاس چلے آؤ اور ملعون کافر انگریزون کو اور دشمنون کو جو تم کو رستے مین ملین قتل کرو۔ تمہاری ساری امیدین اور آرزوئین پوری کی جائینگین اور ایسے بلند مرتبہ پہ سرفراز کیئے جاؤگے کہ کل اپنے ہمجنسون مین مرتفع الشان ہوجاؤگے وہ رفعت و شوکت تمہارے خیال سے بڑھکر ہوگی۔

سپاہ کی درخواست سے بادشاہ نے رؤسا مفصل کے نام اس مضمون کے بھیجے کہ وہ یہان مع سپاہ و سامان جنگ حاضر ہون

جھجر بلب گڈھ فرخ نگر خان بہادر خان بریلی۔ جے پور۔ الور۔ جودھپور۔ بیکانیر۔ گوالیار۔ بیجابائی جیسلمیر۔ بیجابائی کے نام دو شقے بھیجے گئے مگر اسنے کوئی جواب نہین بھیجا۔

بخت خان کی معرفت ایک شقہ مہاراجہ پٹیالہ کو بھی اس مضمون کا بھیجا گیا تھا کہ مہاراجہ پٹیالہ کے سارے قصور بادشاہ معاف کرتا ہے اسکو چاہیئے کہ وہ روپے بھیجے اور انگریزون سے نہ لڑے ان شقون کے جواب جھجر و بلب گڈھ فرخ نگر کے رئیسون نے اور بریلی کے خان بہادر خان نے بھیجے لیکن جے پور الور جودھپور بیکانیر گوالیار جیسلمیر پٹیالہ جھون سے کچھ جواب نہین آیا۔ ان رئیسون نے جواب اس سبب سے نہین بھیجے کہ وہ بادشاہ کی طرف

کچھ میلان خاطر نہین رکھتے تھے - یہہ سب رئیس سرکار انگریزی کے پکے خیر خواہ تھے سپاہ کی بغاوت سے انکے دل مین سرکار سے ذرا سا بھی سرکشی خیال نہین آیا - یہہ شقے ان ہی رئیسن کے نام بھیجے گئے تھے کہ جنکو سپاہ نے بتلایا تھا - جب بادشاہ کے شقون کے جواب نہ آئے تو سپاہ نے جانا کہ وہ شقے بھیجے ہی نہین گئے پھر انہون نے خود لکھے جب جوابات نہین آئے تو انہون نے کہا کہ یہ رئیس سب بادشاہ کے بدخواہ ہین جب ہمکو لڑائی سے فرصت ملیگی تو ہم ان رئیسون سے اپنا عوض لینگے سپاہ مین جو عاقل تھے وہ یہہ سمجھتے تھے کہ یہہ رئیس دیکھ رہے ہین کہ کونسی جانب غالب ہوتی ہے جو جانب غالب ہوگی اسی کی طرف ہو جائینگے - بالفعل حالتین ایسی نہین ہین کہ وہ اس باب مین کوئی قطعی فیصلہ کرین - گوری شنکر جو سپاہ مین بڑا دانشمند ہے اسنے کہا پہاڑی پر انگریزی سپاہ کا ہونا ہمارے پہلو مین بڑا کانٹا ہے جب ہم اسکو نکال لینگے تو ہمارے سب کام درست اور صحیح ہو جائینگے - نانا کی کوئی عرضی نہین آئی تھی مگر غدر کے دو مہینے بعد اسکا ایک معتمد مرہٹہ آیا تھا اسکی بادشاہ سے مرزا مغل کے ذریعہ سے ملاقات ہوئی مدد اہی کی درخواست سے اسکو شقہ شاہی اس مضمون کا نانا کو نام کا دیا گیا کہ وہ دہلی مین آئے مگر اسکا کچھ جواب نہین آیا کسی سپاہ کار کی کوئی عرضی نہین آئی مگر سپاہ کے کہنے سے سیٹھ لکشمی چند کو یہہ حکم لکھا گیا کہ وہ ایک کرور روپیہ قرض دے وہ اپنا کوئی گماشتہ بھیجے جو خزانہ شاہی کے خزانچی کا کام کرے آمدنی ملک سے جو وصول ہوتا جائیگا وہ اسکو قرض مین دیا جائیگا اور اسکے قرض کا سود بھی ادا کیا جائیگا - مگر سیٹھ نے اسکا جواب کچھ نہین دیا -

دہلی مین جتنے اعلے سرکاری عہدہ دار تھے انمین سے کسی نے بادشاہ کو عرضی نہین دی - مفتی صدرالدین خان صدرالصدور مولوی عباس علی صدر امین وکرم علی خان منصف دہلی اور مرزا محمد علی بیگ تحصیلدار مہرولی کے نام شقے بھیجے گئے کہ وہ ان عہدون کا کام کرین جو سرکار کمپنی کی عملداری مین کرتے تھے مگر کسی نے کوئی خدمت منظور نہین کی -

بخت خان کے اصرار سے ایک شقہ نواب رام پور کو لکھا گیا مگر نواب نے کچھ جواب نہین دیا - بخت خان کہتا تھا کہ جب مین رام پور گیا تو رام پور کے نواب نے مجھ سے اقرار کیا تھا کہ وہ کسی کا طرفدار نہین ہوگا -

رؤساء شہر نواب امین الدین خان و ضیاء الدین خان جاگیرداران لوہارو و نواب حسن علیخان برادر نواب جھجر اور نواب حامد علیخان اور راجہ اجیت مہاراجہ پٹیالہ کے نام شقے جاری کئے گئے کہ وہ بادشاہ کی خدمت مین حاضر باش رہا کرین وہ بادشاہ کی خدمت مین آتے جاتے رہے مگر انہون نے بادشاہ کو کوئی عرضی نہین دی۔ جب سپاہ نے ان سے بحسب حیثیت روپیہ وصول کرنا چاہا تو انہون نے دینے مین عذر کیا اور ایک حبہ نہین دیا اس لیئے سپاہ نے انکے لوٹنے کا ارادہ کیا۔ مرزا ابوبکر جو سوارون کے جرنیل تھے اپنے سوارون کو ساتھ لیجا کر حامد علی خان کا گھر لوٹ لیا نواب امین الدین خان اور نواب ضیاء الدین خان کے گھر لوٹنے کا ارادہ کیا تو وہ برسر مقابلہ ہوئے اسلیئے وہ لٹنے سے بچ گئے۔

پٹودی مین محمد خان رسالدار کچھ سوار لیکر دہلی سے گیا تھا نواب پٹودی آپ بھاگ گیا ان سوارون نے اسکا گھر لوٹ لیا یہہ سب سوار ایک سرا مین اترے تھے کہ نواب نے رانگھڑون سے کہکر اس سرا میں آگ لگوادی۔ کچھ سوار سرا مین جلکر مردہ ہوئے کچھ بھاگے وہ مارے گئے اس باب مین بادشاہ نے نواب اکبر علی خان رئیس پٹودی کو شقہ لکھا کہ جو کچھ تمنے کیا اچھا کیا۔ محمد خان رسالدار نے تمہارے ساتھ بڑی شرارت کی تھی جو سزا تم نے اسکو دی وہ اسکا سزاوار تھا تم اب پٹودی مین چلے آؤ اور اپنے علاقہ کا انتظام کرو اور ہمیشہ اپنے تئین مورد عنایت شاہی سمجھو۔

باغی سپاہی جو دہلی مین جمع ہوئے انکی صحیح صحیح تعداد کا بتلانا ناممکن ہے اٹکل پچو انکی تعداد کتابون مین لکھی جاتی ہے۔ یہ تو تحقیق ہے کہ مقامات مفصلہ ذیل سے رجمنٹیں پیدلون اور سوارون اور توپخانون کی آئین مگر یہہ بات صحیح نہین معلوم کہ انمین سپاہی کتنے تھے پھر انکا تخمینہ بھی کر لیں ۔۔۔۔۔۔۔ پندرہ ہزار سے تیس ہزار تک کیا جاتا ہے۔ مرزا خضر سلطان نے جو جرنیل سپاہ تھا اپنی ایک تحریر مین پیدلون کا اسی ۸۰ نوے ۹۰ ہزار اور سوارون کا دس پندرہ ہزار تخمینہ کیا ہے۔

---

[illegible]

| نام ونمبر رجمنٹ | نام مقام |
| --- | --- |
| تیسری کمپنی ساتوین پلٹن ارٹلری مع نمبر ۵ ہورس ارٹلری بیٹری اور ۳۸ وین و ۵۴ وین ۷۴ وین رجنٹین پیدل | دہلی |
| ۳ رجنٹ سوارون کی و ۱۱ وین ۲۰ وین رجنٹیں پیدل | میرٹھ |
| نوین رجنٹ پیدل - | علی گڈھ و بلند شہر |
| ہریانہ پیدل پلٹن وچوتھے غیر آئینی رسالہ کی رجنٹ کا بڑا حصہ - | ہانسی حصار سرسہ |
| سیپر مائی نرکی دو کمپنیان - | میرٹھ و رڑکی |
| ۴۴ وین وچھٹی رجمنٹون کی کچھ کمپنیان | متھرا |
| ۴۵ وین رجمنٹ پیدل اور پانچوین رجنٹ پیدل کے بھاگے ہوئے سپاہی | فیروزپور وانبالہ |
| آٹھوان غیر آئینی رسالہ اٹھارہوین اٹھائیسوین پیدل رجنٹین اور ایک بیٹری ارٹلری | بریلی |
| ۱۵ وین و ۳۰ وین پیدل رجنٹین اور ایک بیٹری ارٹلری - | نصیر آباد |
| ۲ ۷ وین پیدل رجنٹ ۷ وین رجنٹ گوالیار کنٹنجنٹ - | نیمچ |
| دو پیدل لوکل رجنٹین اور ایک سوارون کی رجنٹ کے کچھ سپاہی وسوار - | جالندھر |

دہلی کی باغی سپاہ کو سب مقامون کے سپاہیون کی بغاوت کی ادہر ادہر جانے کی جس مین بغاوت ہوتی تھی فوراً صحیح خبر آتی تھی اور جب وہ سپاہ دہلی کی طرف منزل پیما ہوتی تھی تو ہر منزل کی خبر ان پاس آتی تھی جب وہ دہلی کے قریب آتی تو اسکے چند سپاہی و افسر دہلی مین باغی سپاہ پاس آتے اور انکے ذریعہ سے بادشاہ کو اطلاع دیجاتی اور دہلی کی سپاہ کے افسر شہر سے باہر اس نو آمد سپاہ پاس جاتے اور خوب تحقیق کر لیتے کہ وہ انکے ساتھ بغاوت مین شریک ہین تو شہر کا دروازہ انکے آنے کے لیئے کھولا جاتا اور بادشاہ کے حکم سے انکے ٹھہرنے کے واسطے مقام شہر کے آس پاس تجویز ہوتا - جب بریلی کا برگیڈ دہلی کے قریب ان کا سپہ سالار بخت خان لایا تو بادشاہ کی طرف سے اسکے استقبال کے لیئے نواب احمد علی خان بادشاہ کا خسر گیا تھا - بعض کمپنیان باغی پلٹنون کی بے ہتھیار آتین انکو دہلی کے میگزین سے ہتھیار مل جاتے یا جو سپاہی لڑائی مین لڑتے یا زخمی ہوتے انکے ہتھیار انکو دیدیئے جاتے -

سب سے اول مولوی رحمت اللہ کرانہ سے پس لُوہ میں آئے کہ دہلی میں جہاد کی کیا صورت ہے وہ بڑے عالم فاضل تھے عیسائی مذہب کے رد میں صاحب تصنیف تھے وہ قلعہ کے پاس مولوی محمد حیات کی مسجد میں اترے اس دانشمند مولوی کے نزدیک دہلی میں جہاد کی کوئی صورت نہ تھی بلکہ ایک ہنگامہ فساد پیدا تھا وہ یہہ سمجھکر اپنے وطن کو چلا گیا۔ پھر سو دوسو کے قریب وہابی جہادی ہن کے ٹونک سے آئے اور دلی کے بادشاہ پاس یہہ شکایت ساتھ لائے کہ نواب ٹونک نے انکو خرچ کے لیئے پھوٹی کوڑی نہیں دی اور نہ کچھ امداد کی۔ دہلی میں جب باغی سپاہ کے افسر اعلے بخت خان و غوث محمد خان و مولوی امام خان رسالدار جمع ہوئے اور انکے ساتھ مولوی عبدالغفار و مولوی سرفراز علی آئے تو پھر وہابیون کا اجتماع دہلی میں شروع ہوا اور مولوی سرفراز علی جہادیون کے میر لشکر اور بخت خان اسکا معاون ہوا جے پور۔ بانسی حصار بھوپال سے بھی جہادی آئے تین چار سو جہادیون کا مجمع ہوگیا۔ ان وہابیون نے ایک اشتہار چھاپ کر شائع کیا کہ سب مسلمانون پر فرض ہے کہ جہاد کے لیئے مسلح ہون۔ اکثر جہادی بھوکے مرتے تھے انکے بدن پر کپڑے بھی ثابت نہ تھے مگر بغل میں تلوار یا کمر میں خنجر یا کندھے پر توڑے دار بندوق ضرور تھی بادشاہ سے یہہ جہادی فریاد کرتے کہ بھوکے مرتے ہین تو وہ کہدیتا خزانہ مین روپیہ نہیں مگر اسنے انکے لیئے یہہ انتظام کرادیا کہ اہل شہر خیرات کی روٹیان کھلایا کرین اور ثواب کمایا کرین۔ نواب محی الدین خان عرف بڈھے صاحب نے انکو دو ہزار روپیے دیئے۔ شہر کے مسلمان چند ہی اس جہاد مین شریک ہوئے۔ محمد شریف نامور مصور دہلی اپنے سارے گھر کا اسباب و مکان سوا بیوی کے زیور کے خیرات کرکے جہادیون مین شریک ہوا اور پھر زندہ سلامت نہیں آیا۔

نصیر آباد سے عرضی آئی کہ ہم چھہ ہزار جہادی دہلی آتے ہین تو بادشاہ نے کہلا بھیجا کہ یہان ساٹھ ہزار سپاہ تو انگریزون پر فتح نہیں پاسکتی تم چھہ ہزار یہان آنکر کیا کروگے۔

جب تک دہلی میں بخت خان نہیں آیا جہاد کے فتوے کا چرچا شہر مین بہت کم تھا۔ مساجد میں ممبرون پر جہاد کا وعظ کمتر ہوتا تھا۔ دلی کے مولوی اور اکثر مسلمان خاندان تیمور کو ایسا خول خبطہ جانتے تھے کہ وہ نا ممکن سمجھتے تھے کہ اس خاندان کی بادشاہی ہندوستان مین ہو مگر اسکے ساتھ جاہل مسلمانون کا یہہ یقین تھا کہ انگریزی سلطنت کے بدن مین یہہ ایسا پھوڑا نکلا ہے کہ وہ جانبر نہیں ہوگی۔ یہ کام

پیچھے شہدے مسلمانون کا سنا کرو وہ جہاد جہاد پکارتے پھرتے تھے مگر جب بخت خان جسکا نام اہل شہر نے
کم بخت خان رکھا تھا دلی مین آیا تو اسنے یہہ فتوے لکھایا کہ مسلمانون پر جہاد اس لیئے فرض ہے
کہ اگر کافرون کو فتح ہوگی تو وہ انکے سب بیوی بچون کو قتل کر ڈالین گے اسنے جامع مسجد
مین مولویون کو جمع کرکے جہاد کے فتوے پر دستخط و مہرین انکی کرالین اور مفتی صدرالدین نے
بھی انکے جبر سے اپنی جعلی مہر کردی۔ لیکن مولوی محبوب علی و خواجہ ضیاءالدین نے فتوے پر مہرین
نہین کین اور بیباکانہ کہدیا کہ شرائط جہاد موافق مذہب اسلام موجود نہین اس فتوے کا اثر
یہہ تھا کہ جاہل مسلمانون مین جوش مذہبی زیادہ ہوگیا جن مولویون نے فتوے پر مہرین کین تھین
وہ کبھی پہاڑی پر انگریزون سے لڑنے نہین گئے۔ مولوی نذیر حسین جو وہابیون کے مقتدا
اور پیشوا تھے انکے گھر مین تو ایک میم چھپی بیٹھی تھی۔ اس فتوے پر کچھ مہرین اصلی کچھ جعلی تھین۔
ایک مولوی کی مہر تھی جو غدر سے پہلے قبر مین سو چکا تھا۔ غرض جہاد کا غل مچانا اور محمدی جھنڈا
لگانا نذیل و ذلیل مسلمانون کا کام تھا بادشاہ نے اس جھنڈے کو دو دفعہ اکھڑوا دیا اس
فتوے مین اسکا کچھ دخل نہ تھا۔

ہندوون کے پنڈت مسلمانون کے مولویون کی نسبت انگریزون سے عداوت کرنے مین
کچھ کم نہ تھے کئی دفعہ انہون نے پترون کو دیکھ بھال کر لڑنے کی سبھ مہورت نکال کے تلنگون کو
بتلائے اور انکو یقین دلایا کہ ان مین اگر لڑنے جاؤ گے تو فتح پاؤگے چنانچہ وہ ان مہورتون مین جاکر
خوب لڑے پنڈتون نے تلنگون کو یقین دلایا تھا کہ انگریزی راج پھر نہین ہوگا ان ہی کا راج
ہوگا۔ ایک عجیب تماشا چاندنی چوک اور اور بازارون مین یہہ دیکھنے مین آتا تھا کہ پنڈتون کے
ہاتھ مین پوتھیان ہین اور وہ ہندوؤن کو دھرم شاستر کے حکم احکام سنا رہے ہین کہ انگریز ملکشون
سے لڑنا چاہیئے جب لڑائی مین تلنگون کی لاشین چارپائیون پر انکے سامنے آئین تو وہ
ہندوؤن کو اپدیش دیتے کہ ان سرگ باشیون کی طرح سرگ مین چلے جاؤ نہ جنکے لیئے ارتھی کی
ضرورت ہے نہ کریا کرم کی۔ مگر پنڈتون کے ان اپدیشون کا ایسا اثر نہین ہوتا جیسا کہ مسلمانون پر
جہاد کے وعظ کا ہوتا تھا۔

دہلی مین جو باغی سپاہ داخل ہوئی تھی وہ روپیہ کے اعتبار سے بڑی مختلف الحال تھی ان مین بعض

سپاہ اور انکی تنخواہ کا انتظام۔

بلٹنین تعین کہ خزانہ جو انکو ہاتھ لگا تھا اس مین سے اول انہون نے اپنا دامن خاطر خواہ پر کیا جو سجادہ بادشاہ کے حوالہ کیا جیسے کہ علی گڈھ بلند شہر کی رجمنٹون نے کیا۔ بعض نے خزانہ مین سے کچھ نہین لیا کل خزانہ بادشاہ کے حوالہ کیا جیسے کہ دہلی کی رجمنٹ ان نے۔ بعض نے خزانہ اپنے قبضہ مین رکھا جیسا کہ بریلی بریگیڈ نے۔ بعض کو خزانہ ہاتھ ہی نہین لگا تھا جیسے کہ میرٹھ کی سپاہ کو۔ بس بعض تلنگون پاس روپیہ اتنا تھا کہ وہ اسکو اٹھا نہین سکتے تھے وہ شہر مین سونا خریدتے پھرتے تھے۔ انکی سونے کی خریداری کے سبب سے سونے کا بھاؤ سولہ سترہ روپیہ سے ستائیس اٹھائیس روپیہ تولہ ہو گیا۔ دلال بازارون اور گلی کوچون مین انکو لیئے پھرتے تھے اور انکو ہندو مسلمانون کے گھرون سے سونے کے زیور مول لے دیتے تھے۔ مسلمانون نے اکثر اپنی ضرورتون کے سبب سے اور ہندوون نے اپنی طمع کے سبب سے سونے کے زیور انکے ہاتھ بہت بیچ ڈالے۔ سنارون کی دکانون پر تلنگون کی بھیڑ لگی رہتی تھی اور وہ انسی کڑے ہاتھون اور رانون کے بنواتے تھے۔ بعض تلنگون کی رانون پر پانچ پانچ ایسے کڑے چڑھے ہوئے تھے۔ دلال اگر کسی محلہ مین ایسے دغا کرتے تو پھر سارے محلہ کی کم بختی آجاتی ایسے مالدار تلنگے تو تھوڑے تھے مگر مفلس بہت تھے اسلیئے وہ بادشاہ پر تنخواہ کا تقاضا کرتے تھے اور اسکے ساتھ گستاخیان ارے بادشاہ۔ ارے بڈھے صو کہتے تھے کبھی اسکا ہاتھ کبھی ہاتھ سے اسکی ڈاڑھی پکڑ لیتے۔ ۲۰ مئی کو سپاہ نے بادشاہ پر تقاضا کیا۔ بادشاہ نے محبوب علی خان کو حکم دیا کہ وہ سپاہیون کو تقسیم تنخواہ کردے اور سپاہیون کو جو پہلے دیا جاچکا ہے وہ منہا کرکے سوار کو نو روپے اور پیدل کو سات روپے دیدے۔ اسپر سپاہ نے اودھم مچایا سوارنے تیس روپیہ ماہوار کے حساب سے اپنی تنخواہ کے روپے طلب کیئے اور جو پہلے اسکو دیا جاچکا تھا اسکو منہا دینے سے انکار کیا اس سبب سے دہلی کی پیدل اور میرٹھ کے سوارون کے درمیان تکافضیحتی ہوئی۔ میرٹھ کے سوارون نے دہلی کی رجمنٹون پر یہہ الزام رکھا کہ انہون نے لوٹ سے اپنے تئین دولت مند بنایا ہم نے نمک حلالی کے سبب سے اپنا دامن لوٹ اور قزاقی سے آلودہ نہین کیا۔ دہلی کے پیدلون نے کہا کہ یہہ ساری سرکشی کے کرتوت تمہارے ہی ہین۔ تم نے صرف اپنے افسرون ہی کو مار کر نمک حرامی مین پیش قدمی نہین کی ہے بلکہ اپنے ہم وطنون سے بھی جوتی بیزار کرنے کو تیار ہو

ہیڈن کی لڑائی مین میرٹ شکر ہو کر گیا اور ایک کوٹھے پر بیٹھ کر لشکرون کی لڑائی دیکھ رہا تھا
کہ ایک گولہ بیٹری مین آنکر پھٹا یہہ تماشا اسنے عمر بھر اپنی آنکھون سے دیکھا نہ تھا وہ ڈر کر
گھوڑے پر سوار ہو کر بھاگا سپاہی اسے پکارتے کے پکارتے رہ گئے اسنے کچھ نہین سُنا
اسکا کام یہہ تھا کہ جہان کہین شہر مین انگریزون کے ہونے کی خبر وہ سنتا دوڑ کر جاتا کچھ
لوٹ مار کرتا اس کے کرتوتون مین سے ایک یہ ہے کہ وہ بہرام خان کے ترا ہے مین شاہزادی
فرخندہ زمانی بیگم بادشاہ کی بہو کے گھر گیا رات کو ڈیڑھ بجے اپنے گھر آنا چاہا مگر محلہ کا پھاٹک
مقفل تھا چوکیدار کنجی لیکر تھانہ مین چلا گیا تھا مرزا شراب کے نشہ مین ایسا بدمست تھا کہ اسنے
دروازہ پر بندوق کی گولیان چلائین اور جب چوکیدار آیا تو اسکا سر پھوڑا اور محلہ والون کو
بھی مارا دھاڑا۔ اسنے سوارون اور سپاہیون کے ہاتھ سے محلہ اور بازار کو لٹوایا۔ جب بادشاہ
سے اسکی شکایت ہوئی تو اسنے مرزا مغل کو حکم دیا کہ مرزا ابوبکر کے نوکرون نے جو اسباب لوٹا ہے
وہ اس کے مالکون کو دلوا دے۔ سوارون نے ایک دفعہ یہہ چاہا کہ بادشاہ کو مار کر مرزا ابوبکر
کو بادشاہ بنائین۔ یہہ حال جب بادشاہ کو معلوم ہوا تو اسنے مرزا کا دربار بند کر دیا حکم دیدیا کہ آئندہ
اسکی تعظیم شاہزادون کی سی نہ ہوا کرے مگر پھر یہہ غصہ بادشاہ کا پورا نہین رہا۔

مرزا خضر سلطان بادلی کی سرائے کی لڑائی مین میرٹ شکر ہو کر گئے وہان جب سپاہ کو شکست ہوئی
تو سب سے پہلے بھاگے رستہ مین انکو محبوب علی خان ۔ محلدار خان کے باغ کے قریب ملاقات
ہوئی اگرچہ وہ خواجہ سرا تھا مگر دل گردہ ایسا رکھتا تھا کہ وہ مرزا اور سپاہ کو چاہتا تھا کہ میدان
جنگ سے ابھی بھاگے نہین مگر مرزا نہ ٹھیرا اسنے کہا کہ مین توپخانہ و میگزین لینے جاتا ہون۔
سپاہ کے ٹھیرانے مین بھی اسکی کوشش کچھ کارگر نہ ہوئی۔

کوئی اور شہزادہ ان پر نہین چڑھا مرزا مغل بادشاہ کا داہان ہاتھ تھا۔ بادشاہ پاس سپاہ کی
یا اہل شہر کی جو عرائض آتی تھین انپر بادشاہ حکم لکھکر تعمیل کے لیئے مرزا پاس بھیجدیتا تھا۔ وہ
سپاہ کی تقسیم تنخواہ کے لیئے شہر کے مہاجنون اور ساہوکارون سے تمسکات لکھ کر سودی روپیہ
لیتا تھا یا اور طرح سے ڈنڈ لیکر روپیہ وصول کرتا تھا۔ سپاہ کی تنخواہ ماہوار تقسیم ہونے کی جگہ روزینہ
تقسیم کرنا شروع ہوا۔ لاکھون روپے شہر سے ڈنڈ کے وصول کیئے ہزارون روپے زبردستی سودی

ایک روپیہ اور نو آنے سیکڑہ پر زبردستی قرض لیئے - غرض قرض کے لینے کی بہت سی حکمتین اور رقم
دھانسے ساہوکارون کو دیئے مگر وہ دم مین نہین آئے اگر انسے ایک روپیہ مانگا تو مشکل سے
ایک آنہ جب دیا کہ قید خانے مین کئی کئی روز تک وہ رہے اسکا حساب کتاب بھی موجود نہین کہ
کتنا روپیہ قرض لیا گیا اور وہ کس طرح خرچ ہوا -

جولائی کے شروع مین بخت خان بڑی سلیقہ مندی اور ہوشیاری سے دہلی مین آیا کہ جب
وہ شہر کے قریب شاہدرہ مین پہنچا تو بادشاہ نے نواب احمد قلی خان اپنے خسر کو اسکے
استقبال کے لیۓ بھیجا اور جب وہ بادشاہ سے ملاقات کرنے آیا تو اس سے مصافحہ کیا اسکی
دعوت کے لیۓ اپنے خاصہ سے ستر ہ توڑے بھیجے - بخت خان نے بھی اپنے سلسلہ نسب
کو خاندان تیمور تک بھڑا دیا - جب بادشاہ نے انسے کہا کہ تم بڑے بہادر ہو تو انسنے کہا کہ آپ مجھے
جب بہادر فرماتے ہین کہ مین بہادری پر انگریزون کا بالکل قلع قمع کرون - بادشاہ پر انسنے کچھ ایسا سحر
کیا کہ وہ اسکے کہنے مین آ گیا اسکو اپنے فرزند کا خطاب دیا - اور ساری سپاہ اور شہر پر اسکو
نیم بادشاہ بنا دیا - بخت خان نے بھی کمانڈر انچیف کی نقل اتاری کہ آج میگزین کو دیکھتا ہے اور
اس مین با ترتیب سامان رکھنے کی ہدایتین کرتا ہے - کل شہر کے رئیسون کو پولس کی معرفت
اپنے پاس حاضری کا حکم دیتا ہے - جب رئیسون کو یہہ امر ناگوار خاطر ہوا اور انہون نے بادشاہ
کو شکایت کی عرضی دی کہ اگر بخت خان کو ہمین بلانا تھا تو خط کے ذریعہ سے بلایا ہوتا نہ کہ
پولس کے پیادون کی معرفت - بادشاہ نے بخت خان سے اسکا جواب طلب کیا تو انسنے
کہا کہ مین نے تو پولس کی معرفت یہہ اطلاع دی تھی کہ وہ مسلح رہا کرین - ۳ - جولائی کو بادشاہ نے
بخت خان کو حکم دیا کہ وہ سپاہیون کی تنخواہ کا اور جن لوگون کا مال اسباب لٹ گیا ہے انکو تاوان
دینے کا اور عدالت و پولس اور رسال کے سررشتون کا انتظام کرے اور بادشاہ نے حکم جاری
کر دیا کہ سپاہ و شاہزادون سے بالکل تعلق نہ رکھے - ایک دن جنرل بادشاہ پاس دو پوروبین
سارجنٹون کو ساتھ لے گیا اور بادشاہ سے عرض کیا کہ یہ دونو دہلی سے ہمارے ساتھ
آئے ہین وہ توپ زنی کے فن سے خوب ماہر ہین بادشاہ نے انکو حکم دیا کہ وہ سلیم گڈھ
اور کشمیری دروازہ اور لاہوری دروازہ کے گرگجون کے توپخانون کو دیکھکر لور ہے؟ کرین

جنرل نے لال ڈگی اور جامع مسجد کے درمیان ہزارون سپاہ کی پریڈ لی اور انکو اپنے اپنے مقامون پر
واپس کیا۔ بخت خان نے اشتہار دیا کہ شہر کے باشندے چاندنی چوک مین ایکضروری حکم سننے کے لیئے جمع ہون
بہت آدمی جمع ہوئے مگر جرنیل وقت پر نہ آیا لوگ اپنے گھرون کو چلے گئے۔ بخت خان نے
خیمون کی مرمت کے لیئے اور پچاس چپراسیون کے ملنے کے واسطے اور سپاہ کے مکانون کے
خس پوش ہونے کے لیئے اور شہر مین بعض مکانون مین رہنے کے واسطے درخواستین کین
بادشاہ نے سب منظور کین بخت خان نے کئی آدمیون کو انگریزون کا جاسوس سمجھکر قتل کیا۔
بادشاہ کو اسنے عرضی دی کہ چار لاکھ روپیہ نواب جھجر سے طلب کیا جائے اسکی درخواست منظور
ہوئی۔ بخت خان نے نمک اور شکر پر جو محصول مقرر ہوا تھا وہ اس نظر سے موقوف کیا کہ غربا کو تکلیف ہو رہی مگر
جو لڑائی ہوتی تھی وہ بخت خان کے آنے سے موقوف ہوئی اس لیئے شہر والون نے
اسکا نام کم بخت خان رکھا اور مرزا مغل نے بادشاہ کو ایک عرضی اسکی شکایت مین ۲۰ جولائی
کو بیہہ لکھی کہ جہان پناہ سلامت۔
مودبانہ عرض کرتا ہون کہ حضرت عالی خوب آگاہ ہین کہ بخت خان کے آنے سے پہلے
ہر روز بلاناغہ ہنگامہ جنگ گرم ہوتا تھا حضور اس امر سے بھی آگاہ ہین کہ جب سے جنرل
آیا ہے کئی لڑائیان ہوئی ہین۔ آج کا بیہہ واقعہ ہے کہ فدوی نے آج حملہ کرنے کے لیئے
شہر سے باہر سپاہ بھیجی تو جنرل مذکور نے مداخلت کی اور کل سپاہ کو کھڑا رکھا اور کچھ کام نہ
کرنے دیا اور انسے دریافت کیا کہ تم کسکے حکم سے شہر سے باہر لڑنے گئے ہو تم کو بغیر میری
اجازت کے جانا نہین چاہیئے اب واپس آؤ۔ یہ کام تو کوئی کھلا دشمن بھی نہین کرے گا۔
کہ سپاہ حملہ کرنے جائے اور اس مین مداخلت کرکے واپس بلائے اسلیئے فدوی التماس کرتا ہے کہ
اگر حضور نے سپاہ کا کل انتظام جنرل کو سپرد کر دیا ہے تو فدوی پاس تحریری حکم ارسال فرمایئے
کہ وہ سپاہ کے کسی کام مین مداخلت نہ کرے پھر مین کسی کام مین مداخلت نہین کرونگا اور سپاہ کی
کل افسرون کو اطلاع دیدونگا کہ آیندہ تم جرنیل کے ماتحت ہو اس کی فرمان برداری کرو اگر اسکے
حکم کے خلاف کوئی اعلے ادنے افسر کام کریگا تو سزا پائیگا۔ اور اگر حضور سپاہ کے انتظام کو فدوی کو
سپرد کرنے مین تو جنرل کو حکم فرمایئے کہ وہ سپاہ کے کسی معاملہ مین دخل نہ دے اسکو اپنی رجمنٹون پر کلی

اختیار ہے اسکی رجمنٹون سے جو فدمات کی درخواستین کی جائین اُنکو وہ ہمیشہ منظور کرے اس عرضی پر بادشاہ نے کوئی حکم نہین دیا۔

۲۹ - جولائی کو دربار ہوا کہ جس مین بخت خان بادشاہ کا قائم مقام ہو کر آیا اس مین سیپرز و مائنر کے صوبہ دار قادر بخش نے جنرل بخت خان پر یہہ الزام لگایا کہ وہ انگریزون پر حملہ کرنے مین غفلت و کاہلی کرتا ہے بہت دن ہو چکے ہین کہ جنرل انگریزون سے لڑنے کے لیے سپاہ کو نہین لیگیا جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ انگریزون نے شہر پر حملہ کرنے کے لیے بہت ساز و سامان جمع کر لیا ہے۔ اسپر بخت خان بہت لال پیلا ہوا مگر آخر کوئی امر فیصل نہین ہوا۔

سپاہ نے بخت خان کی شکایت بھی بادشاہ سے کی کہ وہ صرف اپنی سپاہ کے لیے سامان رسد کرتا ہے اور باقی اور سپاہ کے لئے سامان رسد نہین کرتا بادشاہ نے کہا کہ یہہ شکایت تم خود بخت خان سے کرو۔ بخت خان نے بر سر دربار کوئی بات بادشاہ کے کانمین کہی تھی اسپر شاہزادون نے اسکو دھتکار بتائی تو بخت خان نے بڑی چاپلوسی اور خوشامد سے اپنا قصور معاف کرایا۔

سپاہ سے بادشاہ اس سبب سے ناراض تھا کہ وہ کبھی مرزا ابوبکر کو بادشاہ بنانا چاہتے تھے کبھی مرزا مغل کو جب بخت خان آیا تو اسنے صلاح دی کہ سپاہ کے اختیارات شاہزادون کے ہاتھ مین زیادہ نہین چاہئین۔ تمام احکامات میرے پاس بھیجی جاہئین اور جو کام بادشاہ کرانا چاہے وہ مجھ سے کہے۔ بادشاہ شہزادون سے ناراض تھا اس صلاح سے وہ بخت خان پر بہت مہربان ہو گیا اور اسکو سب سے اعلے اور برتر بنا دیا اور اسکو گورنر مقرر کر دیا۔

جب مرزا مغل نے بخت خان کی شکایت مین عرضی دی تو اس مین اور بخت خان مین ناچاقی ہو گئی مگر پھر دونون مین آپس مین ملاپ ہو گیا۔ بخت خان نے بادشاہ سے خلوت مین ملاقات کی دو مولویون کو بھی ساتھ لے گیا تھا اور ایک عرضی پر بادشاہ سے دستخط کرا لئے اور پھر مرزا مغل سے ملا اور یہہ تجویز ہوئی کہ چند روز تک ایک عام پریڈ ہوا اور ہر سپاہی سے حلف لیا جائے کہ وہ انگریزون سے لڑیگا۔ سپاہی جو اس لڑائی کے لیے بزدل ہون انکو اجازت دیجائے کہ وہ اپنے گھر چلے جائین اس حلف کے بعد جو سپاہی جنگ کرنے مین پہلوتہی کرے تو اسکو سزا دی جائے۔ اس کام کے لیے ایک حکم نافذ ہوا۔ مرزا مغل نے بخت خان کے احکام سپاہ کو سنائے سب سپاہیون نے بحلف

اقرار کیا کہ ہم آخر دم تک انگریزون سے لڑین گے۔
۲۲- جولائی کو بخت خان نے بادشاہ سے عرض کی کہ بعض شریر بدنفس یہہ مشہور کرتے ہین کہ مین انگریزون سے ملا ہوا ہون کہ جب سپاہ انگریزون سے لڑنے جاتی ہے تو خود پہلوتہی کرتا ہون اور سپاہ بے ترتیب لڑتی ہے۔ بادشاہ نے کہا کہ تمہاری خیرخواہی مین مجھے کچھ شبہ نہین مجھے افسوس ہے کہ یہہ نہا آدمی اس غلط بات کو مشہور کرکے تمہاری دل آزاری کرتے ہین۔ سپاہ نے عرضی دی کہ بخت خان توپخانہ کا افسر تھا وہ اس کام کو جانتا ہے میدان جنگ مین سپاہ لڑانے مین بے بہرہ ہے وہ گورنر کے عہدہ کے قابل نہین نہ وہ بادشاہ کا ادب کرتا ہے نہ خزانہ بادشاہ کی نذر کے لیئے لایا ہے۔ مرزا مغل کو جو سپاہ کے تمام کامون مین کل اختیارات دیئے گئے تھے وہ اسکا سزاوار تھا بلکہ وہ گورنر جنرل ہونے کے لائق ہے ساری سپاہ چاہتی ہے کہ وہ ہمارا سپہ سالار مقرر ہو بادشاہ نے یہ عرضی بخت خان کے پاس بھیجی کہ اسکا جواب باصواب لکھے۔ اس عرضی کا جواب بخت خان نے یہہ دیا کہ سپاہ تین حصون مین منقسم ہونی چاہیئے ایک حصہ مین دہلی اور میرٹھ کی رجمنٹین ہون دوسرے حصہ مین وہ سپاہ ہو جو بخت خان کے ساتھ آئی ہے تیسرے حصہ مین باقی سپاہ۔ بادشاہ نے مرزا مغل کو بلا کر بخت خان کا یہہ جواب سنا دیا۔ ۲- اگست کو بخت خان نے کہا کہ سپاہ جو بسی کے پل کی طرف گئی تھی وہ بارش کی کثرت کے سبب سے واپس چلی آئی اسپر بادشاہ نے خفا ہوکر کہا کہ کبھی تم سے پہاڑی نہین فتح ہو گی۔ ۳- اگست کو بخت خان نے بادشاہ سے شکایت کی کہ اب سپاہی میرے حکمونکو نہین مانتے تو بادشاہ نے کہا کہ جو سپاہی حکم نہین مانتے انسے کہدو کہ وہ شہر خالی کرین۔ جب چوتھی اگست کو حکیم احسن اللہ خان کا گھر لٹا تو بادشاہ نے سپاہ کے تمام افسرون کو بلایا اور انسے کہا کہ مین نے مرزا مغل اور بخت خان کو تمہارا کمانڈر انچیف مقرر کیا تھا ان دونو مین سے جسکو چاہو انتخاب کرکے اپنا جنرل مقرر کرو مین تمہارے انتخاب کو پسند کرونگا مگر یہہ پسند نہین کرنے کا کہ شہر لٹے اسکے باشندے حیران پریشان سرگردان ہون۔ انگریز تو غارت نہ ہون مگر ہندو مسلمان تباہ ہون۔ سپاہی اپنی شیخی بگھارا کرین کہ ہم شہر سے باہر انگریزون کو غارت کرنے جاتے ہین لیکن وہ پھر شہر کے اندر آجاتے ہین شہر کی فصیل انکی پشت پناہ ہے جو انکو سلامت رکھتی ہے

مجھے یہ صاف نظر آتا ہے کہ آخر کو شہر کو انگریز فتح کر لین گے اور مجھے مار ڈالین گے بادشاہ کے اس کہنے سے یہ افسر متاثر ہوئے انکو کچھ غیرت آئی انہون نے کہا کہ حضور ہمارے سر پر ہاتھ رکھیں ہم یقینی فتحیاب ہونگے۔ بادشاہ نے افسرون کے سر پر ہاتھ رکھا اور دعا دی اور کہا کہ جلد جاؤ اور پہاڑی کو فتح کرو۔ غرض ان تمام بیانات سے یہہ ہے کہ بادشاہ کو سپاہ سے فقط یہ تعلق تھا کہ اسنے انکی درخواست سے شہزادون کو کمانڈر انچیف و جرنیل و کرنیل مقرر کر دیا اسکے سپاہ کے کامون مین بادشاہ کو دخل نہ تھا جو سپاہ مین پہاڑی پر حملہ کرنے جاتین انکو ایک روز پہلے افسران سپاہ خود مرزا مغل کے مکان پر بادشاہ کے صلاح و مشورے بغیر تجویز کر لیتے بادشاہ کبھی اس مین دخل نہین دیتا لڑائی کے وقت سپاہ خود مختار تھی جہان چاہتی وہان رہتی۔

گوری شنکر کو بادشاہ نے اجازت دی کہ وہ سب افسرون کو جمع کر کے سپاہ کا انتظام کرے جو انگریزون کے عہد مین تھا مگر وہ افسرون کو جمع نہین کر سکا۔

سپاہ مین جو افسر لڑائی مین مارے جاتے تھے انکی جگہہ اور عہدہ دار نہین ہوتے تھے۔ نہ کسی عہدہ دار کی ترقی ہوتی تھی نہ تنزل

بعض سکھون نے بادشاہ سے یہ شکایت کی کہ ہم کو انگریزی مورچون پر حملہ کرنے کی عادت ہے مگر پوربیئے ہمارے ساتھ ہو کر نہین لڑتے اس لیے ہم پھر آتے ہین اسلیئے بادشاہ سے التماس کرتے ہین کہ رجمنٹون مین سکھون کو جدا کر کے ایک رجمنٹ جداگانہ مقرر کی جائے اور دو توپین اسکو مرحمت ہون تو وہ انگریزون پر فتحیابی کے ساتھ کامیاب ہو انکی خاطر جمع کی گئی کہ فتح سے مایوس نہ ہو۔ اس درخواست پر پوربیون کو یہہ شبہ ہوا کہ سکھ اپنے تئین اسطرح جدا کر کے انگریزون کے ساتھ ملنا چاہتے ہین ان کے سارے بھائی بند انگریزون کے ہواخواہ ہین انہین سے بہت سے پہاڑی پر ہم سے لڑ رہے ہین۔ غوث محمد خان رسالدار نیمچ اور بخت خان کی آپس مین ایسی نا اتفاقی ہوگئی کہ نیمچ کے افسرون نے بادشاہ سے درخواست کی کہ انکو اجازت دی جائے کہ وہ بریلی کی سپاہ کے ہتھیار لے لین بادشاہ نے انکی اس درخواست کا کچھ جواب نہین دیا مگر دوسرے دن یہ حکم دیا کہ تمام افسر کیا مرزا مغل کی اطاعت کرین یا کسی اور جرنل کی جسکو وہ خود انتخاب کر کے پسند کرین پھر بادشاہ نے بارہ ممبرون کا کورٹ مقرر کیا جس مین

چھ ممبر بادشاہ کی طرف سے منتخب ہون چھ سپاہ کی طرف سے۔ سپاہ کو چاہیئے کہ اس کورٹ سے جو حکم صادر ہون انکی بجا آوری کرے۔ بخت خان نے بڑے بڑے افسرون کے سامنے قرآن اٹھایا کہ وہ انگریزون کے ساتھ کچھ سازش نہین رکھتا۔ جنرل بخت خان نے بادشاہ کو اطلاع دی کہ آج ۲۴۔ اگست کو لڑنے کے لیئے جانے کو ہون مجھے اجازت دیجیئے۔ بادشاہ نے کہا خدا حافظ اپنی خیر خواہی کو حملہ کرنے سے ثابت کرو اور انگریزون کو غارت کر کے فتحیاب واپس آؤ۔ ۲۹ اگست کو بخت خان کی ایک عرضی بادشاہ پاس آئی کہ بادشاہ کو لوگ جو لڑائی کی صلاح دیتے ہین اس سے کچھ حاصل نہین ہوتا پس آیندہ مین سوا اپنی بریلی کی سپاہ کے کسی اور سپاہ سے تعلق نہین رکھونگا بادشاہ نے جواب دیا کہ مین تم سے راضی ہون تم ہی سپاہ کے سپہ سالار رہو ✤

سپیر مائی نر (سفر مینا) نے یہہ شکایت کی کہ ہم نے اپنی جانون پر کھیل کر ایک بیطری بنائی تھی کہ لڑائی کے وقت وہ حضور کی سپاہ کی محافظ ہو مگر سپاہی رات کو انکو چھوڑ کر چلے آئے انگریزون نے اسے غارت کر دیا بادشاہ نے بخت خان کو حکم دیا کہ وہ اس شکایت پر توجہ کرے غلام معین الدین رسالدار نے بادشاہ کو عرضی دی کہ فدوی ٹونک سے تقریباً پانچ سو آدمیونکے ساتھ آیا انکو سپاہ کی صورت مین مرتب کیا اور پندرہ سو اور جہادی غازی یا شہید بننے کے لیئے جمع ہوئے ہین کل مین اور میرے ہمراہی حملہ مین شریک ہوئے اور ہم نے اٹھارہ کافرون کو فی النار کیا اور پانچ جہادی شہید اور پانچ زخمی ہوئے۔ جب ہم کافرون سے لڑے تو سپاہ نے ہماری کچھ مدد نہین کی۔ اگر وہ ہماری امداد کرتے تو خدا کی مدد سے بالکل فتح ہوتی مگر خدا کی مرضی مین چارہ نہین۔ مجھے امید ہے کہ کچھ ہتھیار لڑنے کے لیئے اور کچھ روپیہ خرچ کے واسطے مرحمت ہوگا۔ جسکے سبب سے ہماری مرادین پوری ہونگین۔ اس عرضی پر ۲۔ اگست کو غالباً مرزا مغل نے حکم صادر کیا کہ بالفعل ہتھیار موجود نہین اگر کہین سے آجائین گے تو دیدیئے جائین گے۔ روپیہ کا بھی انتظام ہو کر عطا کیا جائیگا۔

بخت خان نے ۳۔ اگست کو توپون کے ملنے کی درخواست کی اسپر بادشاہ نے حکم دیا کہ جواب لکھا جائے بمبئی پریسیڈنسی کی سپاہ جو دہلی آتی تھی اسکے سردارون اور صوبہ دارون اور افسرون کو مرزا خضر سلطان نے لکھا کہ تم نے جو بادشاہی سپاہ کی شکست پانے کی خبر سنی ہے وہ انگریزونکی

جھوٹی لڑائی ہوئی ہے۔ انشی لونے ہزار آئینی سپاہ اور دس پندرہ ہزار آئینی سوار یہان موجود ہین رات دن لڑائی ہوتی ہے انشاء اللہ تین چار روز مین ہماری فتح ہوجائیگی اور کافر فی النار ہوجائینگے۔ تم دہلی مین بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہو۔

گوالیار کنٹنجنٹ کے افسرون کی عرضی کا جواب۔

تمہاری عرضی پہنچی۔ لڑائی مین جو تمنے اپنی مردانگی دکھائی وہ معلوم ہوئی یہہ تم پر فرض ہے کہ سپاہ اور راجہ کو ہمراہ لیکر قلعہ آگرہ کو فتح کرو۔ ہم افسرون اور سپاہیون پر نہایت عنایت کرینگے اور اعلے عہدون پر سرفراز اور ممتاز بنائینگے۔

محسن علی جیلخانہ کے داروغہ جہانسی نے عرضی بھیجی تھی کہ مین نے ایک رجمنٹ تیار کی ہے علی غول اسکے نام رکھنے کی اجازت دی جائے بادشاہ نے حکم دیا کہ اس رجمنٹ کا نام فیض رکھا جائے۔

بادشاہ کا حکم مرزا مغل کے نام یہہ صادر ہوا کہ بہت سے امیدوار جو سپاہ مین بھرتی ہونے کے لیئے جمع ہین انسے کہدو کہ خزانہ مین روپیہ نہین ہے جو وہ ملازم رکھے جائین۔ انکو نوکری کی کوئی امید نہین رکھنی چاہیئے۔

ہم نے بادشاہ کے جنگی انتظامات اور احکامات کا اوپر بیان کیا اب ملکی انتظامات کا بیان کرتے ہین۔ بہادر شاہ نے یہہ حکم جاری کیا کہ سلطنت کے عدالت کے کامون مین شاہزادے اور سپاہ مداخلت نہ کرے۔ عدالت کے سارے کام صرف مفتی اور صدر الصدور کیا کرین نہ سپاہ نہ مال کے حکام اس عدالت مین دخل دین مگر بادشاہ کے اس حکم کی کبھی تعمیل نہین ہوئی۔ شاہزادے سپاہ کے زور سے ہمیشہ ان کامون مین دخل دیتے تھے۔

ضلع گوڑگانوہ کے زمینداروں کی طرف سے درخواست آئی کہ سارے ضلع مین بدنظمی ہورہی ہے کوئی حاکم انتظام کے لیئے بادشاہ کی طرف سے بھیجا جائے۔ بادشاہ نے یہ کام مولوی فضل حق کے سپرد کیا۔ مولوی صاحب عالم متبحر مشہور تھے وہ الور سے ترک ملازمت کرکے دہلی مین آئے تھے انہون نے بادشاہ کے لیئے ایک دستور العمل سلطنت لکھا تھا جس کی دفعہ اول یہ مشہور ہوئی تھی کہ گائے کہین بادشاہی عملداری مین ذبح نہ ہو جبکہ مولویون نے

١٠ ستمبر ١٨٥٧ع

انکا خوب مضحکہ اڑایا مگر یہہ دستور العمل کہین کسی کے ہاتھہ نہین آیا انکو اس بغاوت کے سبب سے
جلا وطنی کی سزا ملی تھی وہ رہا ہوئے مگر جلا وطنی ہی مین روح نے جسم کی قید سے رہائی پائی
انہون نے گوڑگانوہ مین اپنے بیٹے مولوی عبد الحق کو کلکٹر اور آدمیون کو تحصیلدار مقرر کیا جسکی
عمل درآمد نہین ہوئی۔ بخت خان نے ہوڈل پلول شاہدرہ مین تحصیلدار مقرر کیئے مگر کبھی
زرمالگذاری وصول نہین ہوا شاہزادون نے ارادہ کیا تھا کہ سپاہ بھیجکر زر مالگزاری وصول
کرین مگر اسپر عمل کبھی نہین ہوا۔ راؤ تلارام جاگیردار ریواڑی نے عرضی بھیجی تھی کہ مین
یہان بندوبست مالگزاری کے لئے کر رہا ہون فصل خریف کی آمدنی تو سپاہ مین خرچ ہوگئی آیندہ
پینتالیس ہزار روپیہ سال نذرانہ ادا کرونگا اسکو ریواڑی کی جاگیر کی سند دوام کے لئے مرحمت ہو
بجنور کے زمینداروں کی بھی عرضی آئی کہ ضلع مین بدعملی ہو رہی ہے بادشاہ اسکا انتظام کرین
تو بادشاہ نے حکم دیا کہ سپاہ بھیجکر انتظام کیا جائے گا۔
مولوی فیض احمد آگرہ مین صدر بورڈ کا سررشتہ دار تھا اور باغی ہوکر دہلی مین آیا تھا اسکو اور
مرزا مغل اور مرزا خضر سلطان کو عدالت کا کام سپرد ہوا۔ شہر مین کوتوال اور تھانہ دار مقرر
ہوئے۔ پہلا کوتوال شہر مین معین الدین حسن خان مقرر ہوا جو نواب قدرت اللہ خان کا بیٹا تھا
اسکا بیان ہے کہ مین نے یہ کوتوالی اسلیئے اختیار کی تھی کہ انگریزون کی خیرخواہی اس بدخواہی
کے لباس مین کرون وہ چند روز مین اپنے ظلم وستم کے سبب سے برخاست ہوا۔ اسکے بعد خواجہ
وحید الدین خان کی سفارش سے قاضی فیض اللہ کوتوال شہر اور قاضی عبدالرحیم نائب کوتوال مقرر
ہوئے۔ قاضی نے استعفا دیا اسکے بعد سید مبارک شاہ رامپور کا باشندہ کوتوال مقرر ہوا اور آخر
غدر تک وہی کوتوال رہا۔ نجف گڈھ۔ مہرولی۔ شاہدرہ۔ پہاڑگنج۔ بدرپور اور شہر مین جہان
پہلے تھانے تھے تھانہ دار مقرر ہوئے۔ ان کامون مین سوار شاہزادون کے بخت خان بھی
دخیل تھا۔ بادشاہ نے تھانہ دارون اور کوتوال کے نام حکم جاری کردیا تھا کہ وہ بخت خان کے احکام
کی تعمیل کیاکرین۔ سپاہی کہاکرتے تھے کہ انہون نے کل ملک کا اپنے تئین مالک بنایا ہے وہ
شاہزادون مین ملک کو تقسیم کرکے انکو صوبہ بنادین گے۔
انتظام ملکی کے لئے بادشاہ نے بہت آدمی نہین مقرر کئے تھے مگر شاہزادون اور بخت خان نے

انکو مقرر کیا تھا - بادشاہ نے تو صرف دوابہ مین ولی داد خان کو صوبہ مقرر کیا تھا جو مالاگڈھ ضلع بلند شہر مین حکومت کرتا تھا جب اسنے انتظام کے لیئے بادشاہ سے سپاہ کی درخواست کی تو بخت خان نے اسکو حکم دیا کہ وہ ایک ہزار روپیہ بھیجدے تو سپاہ بھیجدی جائیگی۔
اودھ کا صوبہ ڈاکٹر وزیر خان کو مقرر کیا تھا جو آگرہ کا سب اسسٹنٹ سرجن تھا اور باغی ہوکر دلی مین آیا تھا اور بخت خان کا بڑا دوست تھا مگر وہ گیا نہین۔ رہیلکھنڈ مین خان بہادر خان کو گورنر مقرر کیا تھا - دفتر شاہی مین علی قاسم کے لیئے اضلاع الٰہ آباد مین صوبہ مقرر ہونیکا حکم موجود ہے مگر اسپر بادشاہ کے دستخط نہین کہ راجہ و نواب اور روسا اضلاع الٰہ آباد کو حکم دیا جاتا ہے کہ ہم نے اپنے فدوی خاص علی قاسم کو اضلاع الٰہ آباد مین صوبہ مقرر کیا ہی تم سب اسکے حکمون کی تعمیل کرو اور سارے کام اسکی مرضی کے موافق کرو کوئی کام اسکی مرضی کے خلاف نہ کرو - اور یہہ تمپر فرض ہے کہ ملعون کافرون کو غارت کرنے مین اس کے معاون ہو ان اپنی خدمات کا صلہ بادشاہ سے پاؤ گے نواب باندہ کے نام بھی ایساہی حکم تھا۔
مولوی لیاقت علی کو بھی پہلے صوبہ الٰہ آباد کی حکمرانی کی سند بادشاہ نے دی تھی۔
بادشاہ کا ایک حکم دفتر شاہی مین بغیر دستخط و مہر کے یہہ بھی موجود ہے۔

تمام ہندو و مسلمانون کے نام جو ترقی مذہب چاہتے ہین

تم کو معلوم ہو کہ ملک الدین ان آدمیون مین سے ایک ہے جنھون نے جہاد کے لیئے کمر کسی ہے اور وہ خزانہ کا مہتمم اور سپاہ کا پیشوا ہے وہ غازیون کے جمع کرنے کے لیئے اور خداداد سپاہ کے خرچ کے واسطے روپیہ جمع کرنے کے لیئے بھیجا جاتا ہے۔ اس سپاہ نے ہزارون گورون اور انکے افسرون کو فی النار کیا ہے یہہ تمپر واجب ہے کہ اپنے فائدہ کے لیئے بتفصیل ذیل روپیہ اسکو دیدو اور اپنے کسی معتمد کو اسکے ساتھ کردو تمکو چاہیئے کہ راہ مین اسکی امداد سپاہ سے کرو اور عیسائیون کے قتل کرنے مین اسکے معاون ہو اور جو کوئی عیسائیون کے ساتھ سازش کریگا اسکے جان و مال غارت کیئے جائینگے۔

## فہرست مطالبہ زر

| | | |
|---|---|---|
| رئیس چھتاری | سات توپین اور روپیہ | ۵۰۰۰۰ |
| رئیس برولی | | ۱۰۰۰۰ |
| رئیس دھرم پور | | ۵۰۰۰ |
| رئیس دان پور | | ۵۰۰۰ |
| رئیس پہاسو | | ۵۰۰۰ |
| رئیس سعدآباد | | ۵۰۰۰ |
| رئیس دتاولی | | ۲۰۰۰ |
| رئیس بھیکم پور | | ۱۰۰۰۰ |
| رئیس براؤن | | ۱۰۰۰۰ |
| روسار جیور | | ۵۰۰۰ |
| مہاجنان متھرا | | ۵۰۰۰۰ |
| راجہ بلب گڈھ | | ۱۰۰۰۰۰ |
| رئیس غلام علی انزولی | | ۲۰۰۰۰ |
| راجہ بھرت پور | | ۵۰۰۰۰۰ |

میزان کل ۱۲۴۵۰۰۰

بچھن داس زمیندار متھرا کی بھی عرضی آئی تھی کہ اسکو سند متھرا اور میرٹھ کے درمیان انتظام کرنے کی اجازت ملے مگر کچھ حکم نہین صادر ہوا۔

غدر کے تین مہینے کے بعد دونارے خان کے بھائی جاگیردار گڑھی (متھرا کے پاس ہے) نے اپنے بھتیجے امراؤ بہادر کے ہاتھ اپنی عرضی بھیجی کہ اسکی وہ جاگیر معاف ہو جائے جو سرکار انگریزی نے ضبط کی ہے۔ بخت خان نے اس درخواست پر توجہ کی اسنے حامل عرضی سے کہا کہ تمہاری درخواست منظور ہوگی اگر تم انگریزون سے ہمارے ساتھ کسی لڑائی مین شریک ہو۔ امراؤ بہادر انگریزون سے لڑا زخمی ہوا اور ایک ہفتہ کے اندر دہلی میں مرگیا

سند معافی جاگیر تیار ہوگئی تھی مگر وہ اس پاس نہین پہنچی۔

مولوی فیض احمد ضلع بلند شہر اور ضلع علیگڈھ کی تحصیل زر مالگزاری کے لیئے مقرر ہوا اور حسن بخش از بلی بھی ضلع علی گڈھ کی تحصیل مالگذاری کے لیئے مقرر ہوا اور ولی داد خان کے نام حکم بھیجا گیا کہ وہ ان دونو آدمیون کے کام مین امداد کرے۔ راؤ گلاب سنگھ رئیس کچیسر کے نام حکم تھا کہ وہ بارہ ہزار روپیہ جمع سرکاری کے حسن بخش و فیض احمد کو ادا کرے۔ ظہور علی خان رئیس دھرم پور محمد داؤد خان رئیس بیکم پور و راجہ دمن سنگھ کے نام احکام تھے کہ وہ زر مالگزاری فیض احمد اور حسن بخش کو ادا کر دین۔ مولوی عبدالحق کے نام حکم تھا کہ وہ ضلع گوڑ گانوہ کی تحصیل زر مالگزاری کا انتظام کرے۔

مرزا مغل کے نام بادشاہ نے یہہ حکم لکھا ہے کہ ہمارے فرزند کو معلوم ہو کہ جب سپاہ کے پیدل اور سوار اول ہی میرے پاس آئے ہین تو مین نے انسے خود اپنی زبان سے کہدیا تھا کہ میرے پاس خزانہ اور مال اسباب نہین ہے جسے مین انکی مدد کر سکون لیکن اگر میری جان انکے کام آئے تو اسمین مجھے دریغ نہین میرے اس کہنے سے وہ سب خوش و راضی ہو گئے اور انہون نے اقرار کیا کہ وہ میری فرمان برداری و اطاعت مین اپنی جانین مجھ پر قربان کر دین گے مین نے انکو ہدایت کی کہ انکا اول کام یہہ ہے کہ میگزین اور خزانہ کا انتظام ایسا کرین کہ وہ آیندہ انکی اور میرے کام آئے اسکے بعد انہون نے دیوان خاص و دیوان عام و مہتاب باغ مین اور اور مقامات مین جہان انکی خوشی مین آئی قیام کیا۔ مین نے انکی جہالت و آسائش و آرام کی خاطر سے اپنے نوکرون کو منع کر دیا کہ وہ اس کام مین انکے مزاحم نہ ہون اگرچہ کوئی مین نے ان سے اقرار نہین کیا تھا مگر روپیہ قرض لیا گیا کہ ہر پیادہ و سوار کو روزینہ دیا جائے مین نے بار بار یہہ حکم دیا کہ وہ شہر مین جیر (ظلم) و تعدی و غارتگری نہ کرین مگر اس سے کچھ کام نہ نکلا آج دس روز گذرے ہین مگر اب تک وہی خرابیان چلی جاتی ہین۔ دیوان خاص و دیوان عام مین سے رجمنٹین چلی گئی ہین مگر مین نے انکو حکم دیا تھا کہ وہ شہر سے باہر جا کر مقیم ہون اور کوئی پیدل اور سوار شہر مین ہتھیار باندھکر نہ پھرے اور شہر کے باشندون پر زیادتی نہ کرے مگر ایک رجمنٹ دہلی دروازہ مین اور دوسری اجمیری دروازہ مین اور تیسری لاہوری دروازہ مین شہر کی

فصیل کے اندر رہتی ہین اور بعض بازارون کو انہون نے بالکل لوٹ لیا ہے نذرات کا خیال
کرین نذون کا وہ لوگون کے گھرون مین یہہ بہانہ بناکر کہ گھر مین کوئی فرنگی ہے گھس کر
لوٹ لیتے ہین دکانون کے قفل توڑتے ہین کواڑ نکال لیتے ہین اور انکے اندر کا اسباب بےحجاب
لوٹتے ہین وہ سوارون کے گھوڑے کھول لے جاتے ہین باوجودیکہ یہہ دستور چلا آتا ہے
کہ جو شہر حملے و تیغ زنی سے پہلے لئے جاتے ہین وہ لوٹ مار سے بری کئے جاتے ہین مگر اسپر
وہ کچھ خیال نہیں کرتے چنگیز خان و نادرشاہ بھی جو بڑے ظالم مشہور ہین وہ ان شہرون کو پناہ و
امن دیتے تھے جو اپنے تئین بغیر مقابلہ کے انکو سپرد کر دیتے تھے اسکے علاوہ سپاہی میرے ملازمون
اور اہل شہر کو دھمکاتے و ستاتے ہین باوجودیکہ مین نے پیدلون کو فراش خانہ کے اور سوارون کو
مہتاب باغ کے خالی کرنے کا بارہا حکم دیا ہے مگر وہ خالی نہین کرتے۔ یہہ وہ مقامات ہین
جنمین نہ نادرشاہ اور نہ احمد شاہ اور نہ کوئی گورنر جنرل ہند گھوڑے پر سوار ہو کر اب تک آیا
تھا۔ سپاہ نے اول درخواست کی کہ شاہزادے انکے لئے اعلےٰ افسر مقرر ہون ہم سب اُن کی
فرمانبرداری و اطاعت کرین گے۔ یہہ کام انکی مرضی کے موافق کیا گیا۔ پھر انہون نے اس بات پر
زور ڈالا کہ اس مین ہمارا اعتبار بڑھ جائے گا اگر ان شاہزادون کو ان کے عہدون کے
لئے خلعت مرحمت ہون جتسے وہ مستقل ہمارے حاکم معلوم ہون اور تمام قیدی فرنگی ایک ہی
دفعہ مین مارے جائین یہہ کام بھی انکی مرضی کے موافق کیا گیا اور اسی دن اشتہار عام دیا گیا
جسپر مہر شاہی لگی ہوئی تھی کہ شہر مین عدالت کی کچہریان مقرر کی گئین لیکن اہل شہر پر انکا کچھ
اثر نہین ہوا۔ ان باتون سے قطع نظر کرکے یہہ لکھا جاتا ہے کہ جب برٹش گورنمنٹ کا کوئی
اعلےٰ افسر قلعہ مین آتا تھا تو وہ دیوان عام کے دروازہ پر گھوڑے سے اترتا تھا اور پیدل پھرتا تھا
لیکن یہ سوار گھوڑے دوڑاتے ہوئے دیوان خاص اور جلو خانہ تک آتے ہین جنکا
لباس نامناسب ہوتا ہے۔ سر پر دستار نہین ہوتی وہ شاہی آداب و تعظیم کو بجالانا جانتے
نہین۔ دربار مین سپاہ کے افسر اپنے لباس کی کچھ پروا نہین کرتے سرون پر ٹوپیان سجائے
پگڑی کے ہوتی ہین اور تلوار ساتھ ہوتی ہے انگریزی عملداری میں آجتک کسی نے ایسا نہین
کیا۔ انہون نے بے فائدہ میگزین کے کل اسباب کو خرچ کیا اور خزانہ کے روپیہ کو اڑادیا

اب بڑا غل مچا مچا کے اپنا روزینہ اتنے آدمیون کا جتنے وہ ہین نہین مانگتے ہین۔ پھر دکانداروں پر طرح طرح کے ظلم وستم کرتے ہین انسے اجناس لے لیتے ہین اور قیمت دیتے نہین۔ اب شہر کے باہر کا حال یہ ہے کہ سپاہی شہر سے باہر انتظام کرنے کے لیئے تو جاتے نہین اسلیئے سیکڑون آدمی مارے جاتے ہین اور ہزارون آدمی لوٹے جاتے ہین ملک کے نظم ونسق کی صورت یہ ہے کہ شاہی سپاہ کافی نہین کہ وہ کل اضلاع کے بند وبست کو سنبھالے تحصیلدار اور پولیس افسر مقرر نہیں ہو سکتے۔ قلعہ وشہر سے باہر نہ کوئی پیدل نہ کوئی سوار باہر قدم رکھتا ہے کہ انتظام ہو۔ ایسی حالتون مین ملک سے رسد کا آنا اور زر مالگزاری کا وصول ہونا سخت مصیبت ہے ان سب حالتون کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ شہر اور ملک کے بالکل تباہ وغارت ہونے کے سوا کچھ اور امید نہ ہو سکے۔ ان باتون پر یہہ اور طرہ ہے کہ وہ بادشاہی ملازمون پر الزام لگاتے ہین کہ وہ ہمارے مخالف ہین اور اپنا روزینہ ان سے بڑی حکومت سے کستاخانہ مانگتے ہین۔ میرے حکم کے موافق میرے یہ ملازم انسے بلجاجت وخوشامد و بہ منت پیش آتے ہین مگر اسپر بھی وہ راضی نہین ہوتے۔ ایسی صورتون میں کب اس بات کا یقین ہوتا ہے کہ یہہ سپاہی ملک کی صلاح وفلاح چاہتے ہین یا حکومت شاہی کی اطاعت کے خواستگار ہین؟ اب ایک اور بات خیال کرنے کی ہے کہ خزانہ مین تو روپیہ نہین شہر کے مہاجن وسوداگرون مین لٹ جانے اور تباہ ہونے کے سبب سے استطاعت نہین رہی کہ وہ روپیہ قرض دین۔ پس کسطرح سے انکو کسی وقت تک روزینہ تقسیم ہو سکتا ہے؟۔ جب انکا یہہ روزینہ بند ہو جائیگا اور ملک سے جو رسد آتی تھی بند ہو جائیگی تو کیا حالت ہوگی؟۔ پھر تماشا یہ ہے کہ سپاہی یہہ خود کرتوت کرتے ہین جس سے ساری خرابیان پیدا ہوتی ہین اور اسکا الزام ملازمان شاہی پر لگاتے ہین (الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے) خلاصہ یہہ ہے کہ جب سپاہ کا یہہ حال ہو تو ظاہر ہے کہ میری بادشاہی بالکل غارت وتباہ ہو جائیگی۔ میری بیکسی وبیچارگی کی نوبت یہان تک پہنچ گئی ہے کہ مین نے عہد کرلیا ہے کہ اپنی باقی زندگی یاد آلہی مین بسر کرون اور بادشاہی کو سلام کرون جس مین سراسر تکالیف اور مصائب ہین اول خواجہ صاحب کی درگاہ مین جاؤن اور وہان سے اپنا انتظام کرکے

کر چلا جاؤن یہہ بھی خیال کرنا چاہیئے کہ جب سپاہ آئی تو بادشاہی ملازمون نے اور اہل شہر نے
ان کا کسی طرح کا مقابلہ نہین کیا نہ کوئی کام دشمنی کا انکے ساتھ کیا اس لئے اہل شہر مستحق نہین
ہین کہ انکی جان و عزت و مال اسباب تلف ہون مین اپنی رعایا کی طرف سے قائم مقام ہوکر
سپاہ کو سمجھاتا ہون کہ پھر کیون ہم ان کے کام مین شریک ہون اور اپنی اولاد کو انکے کامون
مین شریک و معاون بنائین ؟ ظلم و تعدی و جبر جواب ہو رہا ہے اسکو مین اپنی بادشاہی
کی کسر شان سمجھتا ہون کہ بادشاہ ہوکر سپاہ کا رفیق بنون اور انکو قتل و غارت کرنے
کو پسند کرون ۔۔۔ یہہ بات سوچنے کی ہے کہ ایک طرف بادشاہ اور رعیت کے درمیان
محبت و دوستی و نیک خواہی ہو ۔ دوسری طرف سپاہ کے ایسے افعال ہون کہ وہ اپنے ان
کامون کو جو دشمن کی سپاہ بھی نہین کرتی اپنی نیک کرداری جانے سپاہ کے لیئے قابل تعریف
کے یہہ ہوشیاری اور دانائی کا کام سزاوار تھا کہ وہ رعایا کی پرورش اور محافظت کرتی اور
ملازمان شاہی کے ساتھ یگانگی قائم رکھتی اور اپنے تئیں بادشاہ کے دل پسند بنانے
کے لیئے غور کرتی ۔ ہم کو توقع تھی کہ اگر وہ اس طرح عمل کرتی تو امن امان رہتا ۔ میرے فرزند
تم پیدل اور سوارون کے افسرون کو بلاکر ان کے سامنے ان باتون کو خوب توضیح کے ساتھ
بیان کرو اگر وہ حقیقت مین میری سلطنت کی خدمت کرنی چاہتے ہین تو وہ ایک تحریری اقرار نامہ لکھدین
جسکا سود وہ انکے پاس بھیجا جائیگا اور انکی دلجمعی کے لیئے ہم بھی ایک تحریری اقرارنامہ لکھدینگے
انکو چاہیئے کہ وہ اپنے ان جبر و تعدی و ظلم و ستم اور ناسزا کامون کو چھوڑین جو اب تک
کر رہے ہین اور آج ہی پیدل سپاہ اپنے خیمون کو شہر سے باہر لے جائے اگر کوئی سپاہی
کسی باشندہ کو قتل کریگا یا لوٹیگا تو اس جرم کے ثابت ہونے کے بعد اسکو مناسب
سزا دی جائیگی ۔ تاکہ اور آدمیون کو عبرت ہو اور وہ جانین کہ ایسے برے کامون کے کرنے سی
سزا یابی سے وہ بچ نہین سکتے اور ایک رجمنٹ کو یا کئی رجمنٹون کو احکام شاہی دیئے جائین
کہ وہ جاکر ملک مین سے فسادون کو دور کرین اور امن امان قائم کرین تو وہ بغیر بڑبڑانے
اور چون و چرا کے سفر کرین اور سینہ زوری کے ساتھ میگزین اور سامان رسد کی نامعقول
درخواستین نہ کرین یہ رجمنٹین اس حالت مین مراجعت کرنے کا اختیار رکھتی ہین کہ جب یہ امر

تحقیق ہو جائے کہ انگریزی سپاہ قریب آگئی ہے تو پھر وہ جس ترتیب و انتظام سے لڑنا
چاہین لڑین - سپاہ اس امر کا فیصلہ کرے کہ کسقدر سپاہ جداگانہ مختلف مقامات مین رکھی جائے
اور انکی تقسیم کس طرح ہو - شہر مین بھی سپاہ کے رہنے کی ضرورت ہوگی لیکن بالفعل ضرورت
نہین ہے - شہر و ملک دونو یکسان غارت و تباہ ہو رہے ہین اور سپاہ شہر سے باہر
نکل کر ذرا کوشش بندوبست مین نہین کرتی یہہ ایک اور بات ان کے سامنے اچھی طرح
بیان کرو کہ اگر وہ بادشاہ کی ان خواہشون اور ارادون کے برلانے مین خوشی و رضامندی
سے سعی نہ کریگی تو ہم فقیر ہوکر خواجہ صاحب مین جا بیٹھینگے اور ہم کو کوئی اس کام کے کرنے مین
روکے نہین وہ شہر و قلعہ و ملک کے خود مالک ہو بیٹھین قدیم زمانہ کے بادشاہون مین سے
کسی نے نہ جنگ آزماؤن مین سے جو انکے بعد آئے کسی نے اس زمانہ تک اس شخص پر
ظلم کیا ہے جسنے انسے پناہ مانگی اور امن چاہا ہو انہون نے اسکو آزادانہ اختیار دیا کہ وہ
اپنا طریقہ اختیار کرے تم سپاہ سے کہو کہ اوپر جو دو باتین بیان کی گئی ہین انمین سے
وہ ایک بات اختیار کرکے اپنی عرضی مین بیان کرین اور اسپر افسر اپنے دستخط و مہرین
کرین اور وہ عرضی ہمارے پاس بھیجدو تم اس بات کو خفیف معاملہ نہ جانو پیرانہ سالی و
ضعیف حالی کے سبب سے مین ان انکار کا بار نہین اٹھا سکتا کسی قوم پر سلطنت کرنی
اور سپاہ کو قابو مین رکھنا لڑکون کا کھیل نہین ہے -

۴ - جولائی کو بادشاہ کے احکام جاری ہوئے کہ شہر کے باشندون کو کوئی شخص لوٹے نہین
مگر اس کے ساتھ بادشاہ نے یہ بھی کہا کہ میرے احکام جاری کرنے عبث ہین اس لیئے
کہ کبھی انپر تعمیل نہین ہوتی کوئی نہین سنتا کہ مین کیا حکم دیتا ہون بادشاہ سے بخت خان
نے کہا تھا کہ اگر کوئی شہزادہ شہر کو لوٹے گا تو مین اسکی ناک کان کٹوا دونگا - بادشاہ نے کہا کہ
یہہ تم کو اختیار ہے - پھر بخت خان نے شہر کے کوتوال پاس حکم بھیجا کہ اگر شہر مین آیندہ
لوٹ مار ہوگی تو کوتوال کو پھانسی دی جائیگی اور اسنے ڈھنڈورا پٹوا دیا کہ سارے دکاندار
اپنے پاس ہتھیار رکھین اور گھر مین کوئی مرد بغیر ہتھیارون کے نہ رہے اور جس کسی پاس
ہتھیار نہ ہون تو وہ ہم سے ہتھیارون کی درخواست کرے ہم اسکو ہتھیار مفت دیدینگے

اور جو سپاہی لوٹتا ہوا گرفتار ہوگا اسکے ہتھیار لے لیئے جاینگے۔

## حالات متفرقہ

۲۹- جولائی کو تلنگے قدسیہ باغ مین سے ایک آدمی کو پکڑ لائے اور کہا کہ یہ جان لارنس ہے اور اسکی پہچان یہ ہے کہ اسکی پیٹھ پر زخم ہے۔ جب اس کے کپڑے اُتارے تو کوئی زخم پیٹھ پر نظر نہ آیا۔ یہہ آدمی جوتشی پنڈتون کے بھیس مین تھا پھرا اور پوچھیان اس پاس تھین اسپر جاسوسی کا شبہ ہوا اسکو مار ڈالا مگر یہہ ایسا مستقل مزاج آدمی تھا کہ اسنے اپنی جان بچانے کے لیئے ایک لفظ نہین کہا اسپر زخم پر زخم لگائے گئے مگر اس نے اُن نہین کی حس سے لوگون کو یقین ہوا کہ وہ ضرور جاسوس تھا۔

بعض کہتے ہین کہ علی پور سے انگریزی لشکر سے ایک حوالدار سونے کا کنٹھا گلے مین پہنے ہوئے آیا۔ بعض کہتے ہین کہ وہ فیروزپور کی کسی رجمنٹ کا صوبہ دار تھا اپنے گھر رضا پر آیا تھا جو پوری ہو گئی تھی وہ پھر اپنی رجمنٹ مین جاتا تھا اسنے لاہوری دروازہ کے باہر اپنے بھائی بندون کو سمجھایا کہ اب مین اپنی پلٹن مین واپس جاتا ہون اگر تمہاری مرضی ہو تو انگریزون سے عرض معروض کرون کہ تم اسنے صلح کرنی چاہتے ہو یہ سنتے ہی تلنگے ایسے آگ بھبوکا ہوئے کہ کرچون سے اسکا گلا کاٹا اور کنٹھا اپنے پہننے کے لیئے اُتارا

دو تین دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ دو چار انگریزون کے سر کاٹ کر تلنگے یا جہادی شہر مین لے آئے اور انکو ایک طاس مین رکھ کر امیرون اور شہزادون کے پاس لے گئے وہ انکو دیکھ کر شاد شاد ہوئے اور دو چار روپے انعام کے اس طاس مین ڈالدیتے اور دعاین مانگنے لگے کہ خدا ہم کو انگریزون کی صورت اس طرح دکھائے۔ ایک آدھ سر کی آنکھ بھی نکال لیتے اور کہہ دیتے کہ یہ سر کانڑے بن شگف کا ہے۔

۱۹- جولائی کو لڑائی مین محبوب علی خان کی سرا ے مین چند گورے ایسے گھر گئے کہ تلنگے ان کو مار کر سر کاٹ لائے اور انکو بادشاہ کے روبرو رکھا تو بادشاہ بڑا خوش ہوا اور سر کاٹنے والون کو انعام دیا۔

۱۴- جون کو محبوب علی خان خواجہ سرا وزیر بہادر شاہ نے جو مدتون سے بیمار تھا انتقال کیا

ایک جاسوس کا مارا جانا

ایک حوالدار کا مارا جانا

انگریزون کے سرون کا دکھانا

گورون کے سر کاٹ کر لانا

جنازہ بڑی دھوم دھام سے اٹھا۔ خانم کے بازار مین شاہ کریم اللہ جہان آبادی کے مقبرہ مین دفن ہوا۔ اسکی فاتحہ سوم مین سارے شہر کے رئیس آئے۔ مگر اب قبر کا نشان باقی نہین رہا مگر اسکی ایک سرائے سبزی منڈی مین مشہور ہے وہ اس سبب سے بڑا نیکنام تھا کہ بادشاہ کے ملازمون کی تنخواہ ماہ بماہ تقسیم کرتا تھا۔

بادشاہ کا دم تو پہلی ہی جون کو سپاہ کے ہاتھ سے نکلنے لگا تھا اسنے اپنے بیٹون اور پوتون کو بلا کر کہا کہ مجھے اسپر بڑا غصہ آتا ہے کہ تم باغیون کے ساتھ ہمدردی اور دل سوزی کرتے ہو۔ میرا کہنا یاد رکھو کہ انگریز ایک دن تمکو پھانسی دینگے اور میرا حال یہہ ہوگا۔ ؎

کفن پہنکر زندگی کے ایام + کسی باغ مین گذران دونگا۔

بادشاہ کو سرکار کمپنی ایک لاکھ روپیہ ماہوار دیتی تھی۔ بادشاہ اس لاکھ روپیہ مین سے اپنی اولاد کو اور شاہزادون کو اپنے نوکرون کو مشاہرہ دیتا تھا جسسے انکی گذر اوقات ہوتی تھی۔ اب نہ بادشاہ کو تنخواہ ملتی تھی نہ وہ شاہزادون مین تقسیم ہوتی تھی۔ اس لیئے انکے گھرون میں فاقے ہونے لگے۔ جب لوگ شاہزادون کو مبارکباد دیتے تھے کہ شاہی میٹھے بٹھائے انکے گھر مین آئی تو وہ کہتے تھے کہ شاہی نہین گدائی آئی ہے۔ فاقے مرتے ہین۔ بھیک بھی کہین سے نہین ملتی اس شاہی سے تو انگریزی عملداری اچھی تھی جسمین عیش و آرام سے گذرتی تھی۔

بادشاہ کے اکثر ملازمین بہت تھوڑی تنخواہ پاتے تھے از دست تا دہان رہتے تھے ان کو صرف ایک دفعہ ایام غدر مین تنخواہ ملی کوٹ قاسم بادشاہ کا ایک علاقہ تھا جس مین غلام فخرالدین خان تحصیلدار تھا وہ تیس ہزار روپیہ اس علاقہ کی آمدنی کا بادشاہ کے پاس لایا تھا تو اسمین سے ان غریب نوکرون کو بھی تنخواہ ملی تھی انکا برا حال تھا نہ موت آتی تھی نہ رزق ملتا تھا تجارت وصنعت وحرفت کی بڑی کساد بازاری تھی۔ جن پیشون کی ضرورت تھی ان پیشہ ورون سے بیگار مین کام لیا جاتا تھا جیسے نعلبند و چھپر بند مزدور وغیرہ وہ بھی حیران تھے کہ کہان سے کھائین گے۔ ہان کچھ دنون شہر کے لُچے شہدون و بدمعاشون کا لوٹنے سے بن گیا تھا سو اسکا بھی انسداد اسطرح ہوگیا کہ جو دولت مند تھے انہون نے اپنے

مکانون پر رسالدارون اور صوبہ دارون وحولدارون کو اپنے گھرون مین آباد کیا تھا ان کے
خوف کے مارے شہر کے بدمعاشون کا حوصلہ نہین ہوتا تھا کہ دولت مندون کے گھرون پر ہاتھ
ڈالین۔ سب طرف سے رزق کے دروازے بند تھے سارا شہر حیران وپریشان تھا۔
عورتین خدا سے دعائین مانگتی تھین کہ تلنگون کو خدا کہین غارت کرے بعض انمین بے باک تلنگون کے
منھ پر کہدیتی تھین کہ موؤن تم کب اپنا شہر سے منھ کالا کروگے۔ تلنگون مین ایسی نامردی آگئی
تھی کہ وہ یہہ سب گالیان کوسنے شہر والون کے سنتے تھے اور کچھ نہین بولتے تھے۔ تلنگون کا
رعب اہل شہر کے دلون مین سے ایسا اٹھ گیا تھا کہ وہ انکی شرارتون کا مقابلہ کرتے تھے کئی جگہہ وہ
گھر لوٹنے گئے تو زخمی و گھائل ہوئے۔

انگریزی لشکرگاہ سے جولائی مین ایک دبلا پتلا مریل ہاتھی ایک فیلبان لاہوری دروازہ
سے شہر مین لایا بادشاہ کو اسکی اطلاع مرزا مغل نے دی بادشاہ نے اپنے فیل خانہ مین
ہاتھی کے داخل ہونے کا حکم دیا۔ مگر اس ہاتھی کی نسبت روایات شروع ہوئین کہ تین مہینے
سے اس ہاتھی پر پڑھنتین پڑہی جاتی تھین اور پنڈت ہوم کرتے تھے تو اس ہاتھی میں یہ
خاصیت پیدا ہوئی کہ وہ جس طرف جائے اسکو شکست ہو غرض ایسی نحوستین اس ہاتھی کی
بیان ہوئین کہ اسکی جان نکالی گئی۔

۳۱ جولائی کو بادشاہ پاس خبر آئی کہ نیمچ کی سپاہ نے آگرہ فتح کرلیا۔ اس فتح کی خوشی مین سلیم گڈھ پر
۲۱۔ توپین سلامی کی سر ہوئین شہر مین اس خبر کی تین روز تک بڑی گہما گہمی رہی پھر معلوم
ہوا کہ یہہ خبر غلط ہے۔

۲۶۔ جولائی کو مرزا الہی بخش نے بادشاہ کو صلاح دی کہ انگریزون سے صلح کا پیغام دو
بادشاہ نے کہا کہ مین اس باب مین کچھ اختیار نہین رکھتا تو مرزا نے کہا کہ اگر ایسا نہ کروگے تو بہت
پچتاؤگے اور نقصان اوٹھاؤگے۔ بادشاہ نے دو دفعہ پہاڑی پر صلح کا پیغام بھیجا مگر انگریزون
نے نامنظور کیا۔

کالے خان پہلے انگریزی سپاہ مین اٹھائیس روپیہ ماہوار کا نوکر تھا وہ مدری دروازہ کے
گرگچ پر سے انگریزی لشکرگاہ پر توپین چلاتا تھا۔ اسکی نشانہ بازی کی کہانیان بہت مشہور ہوئی تھین

انگریزی کیمپ سے ایک ہاتھی کا آنا ۱۸۵۷

آگرہ کی فتح

مرزا الہی بخش کا بادشاہ کو صلح کا مشورہ

پھر آخر کو اسپر یہ شبہ ہوا کہ وہ انگریزون سے مل گیا ہے اس قصور مین معطل ہوا پھر بحال ہوا۔

۲۸-جون کو دہلی سے سپاہ نے جا کر باغپت لوٹ لیا اور وہان کے تھانہ دار اور محرر کو گرفتار کر کے لے آئے جو انگریزون کی رسد رسانی کا اہتمام کرتے تھے

اول اول جب شہر مین باغی سپاہ داخل ہوئی ہے تو وہ دین دین پکارتی تھی اور اپنی بغاوت کا سبب فقط یہی بتاتی تھی کہ انگریز انکو بیدین کرنا چاہتے تھے مگر دو مہینے کے بعد اس بات کا ذکر سننے مین نہیں آتا تھا ہر رجمنٹ و رسالہ مین تلنگے و سوار ایسے اشراف و بھلے مانس تھے کہ وہ کہتے تھے کہ یہہ دنگہ فساد مچانا اور افسرون کو قتل کرنا ہم مین سے صرف تھوڑے سے آدمیون کا کام ہے۔ ہمارا جرم یہہ ہے کہ ہم نے انکو یہہ کام کرنے دیا اس خیال مین وہ سب متفق تھے کہ اس جرم کے سبب سے ہم کو انگریز زندہ نہین چھوڑین گے اگر انگریز قائم رہین گے تو ہم کسی طرح زندہ نہین رہ سکتے۔ ہم ہین تو وہ نہین اور وہ ہین تو ہم نہین اگر وہ رہے تو ہم ان کے ہاتھ سے کہین بچکر نہین جا سکتے ہمارے سارے گھر بار کا اتا پتا انکی کتابون مین لکھا ہے ہمارا حلیہ انکے پاس ہے اس لئے ہم لڑتے ہین کہ انگریزون کو نیست و نابود کرنے پر ہماری زندگی کا مدار ہے۔

اکثر انکے افسر بڑے پژمردہ خاطر رہتے تھے انکو اپنی تنخواہین اپنی عزتین آخر عمر مین پنشنین پانے کی امید ین یہ سب باتین یاد آتی تھین تو انکی جان نکل جاتی تھی۔ سپاہی ان کے حکم کو نہین مانتے تھے انکو باتین بھی ایسی سنا دیتے تھے جس سے وہ شکستہ خاطر ہوتے تھے۔ مختلف مقامات سے دہلی مین جو سپاہین جمع ہوئین انہین آپس مین اتفاق نہین تھا۔ جب نجف گڈھ کی لڑائی کے لیئے نیمچ اور بریلی کے برگیڈ جانے لگے ہین تو اول جھگڑا اس بات پر ہوا کہ کون پہلے جائے ہر ایک کہتا تھا کہ کیا ہم پیچھے جا کر پہلے کے بچانے پر بچانے پھرین گے اسکو وہ اپنی تذلیل سمجھتے تھے۔ جب اول نیمچ کا برگیڈ گیا تو بریلی برگیڈ اسسے اتنے فاصلہ رہا کہ توپ کی آواز سنتا تھا اسنے کچھ خبر نہین لی کہ نیمچ کی فوج پر کیا بڑی بنی وہ پچھلے پاؤن دہلی کو واپس چلا آیا اس سے اتنا بھی نہین ہوا کہ ایک وار کرتا بریلی برگیڈ کو جیسا بخت خان لایا تھا بغیر کسی نقصان اٹھانے کے دہلی کے فتح ہونے کے بعد صحیح سلامت لے گیا

اپنا نام کم بخت خان شہر مین مشہور کر اگیا۔ جب تلنگے شکست پاکر شہر مین آتے تو اہل شہر انکو چھیڑتے کہ تم سے ہماری فتح نہین ہوتی جس مین تم کہتے ہو کہ تھوڑے سے گورے باقی ہین تو وہ کہتے کہ ہم سب کیا کرین ہم جہان انگریزونکو ساتھ گئے وہان گراپ مارے کہین گراپ نہین کھائے اب انگریز گراپ کے سامنے ہم کیسے ٹھیر سکتے ہین ہم وہی ہین جو ہم مین سے ایک گروا کہے کہ لیٹ جاؤ ہم لیٹ گئے آسنے کہا کہ کھڑے ہو جاؤ کھڑے ہو گئے۔ اب اس سے کیسے لڑنے جائے جہان اسکی صورت دیکھی پھر ہمارے پیر نہین جمتے دنیا مین کبھی کوئی سپاہ بغیر سردار کے بھی کہین لڑی ہے ہم نے اپنے سردارون کو مار ڈالا ایمان سے برگشتہ ہو گئے اب وہ تو ہمارے سر پر ہین نہ ہم سے لڑا جائے۔ یہ سردار ہمارے ایسے تھے کہ کبھی کوئی نہین مرتا ہی نہین تھا جو افسر مرتا اسکی جگہہ دوسرا افسر اسکا مانحت آجاتا جس سے ہمکو معلوم بھی نہین ہوتا کہ کوئی افسر ہمارا مرا ہے بے سری فوج جیسی ہماری ہے کبھی نہیں لڑ سکتی۔

وہ کسی جوش مذہبی کے سبب سے لڑتے تھے افسر اس مایوسی کے سبب لڑتے تھے کہ انکو امید نہین تھی کہ انگریز انکو زندہ چھوڑین گے لڑ کر مرنا اور طرح مرنے سے بہتر جانتے تھے نہین ایک گروہ تلنگون اور زیادہ تر سوارون کا ایسا بھی تھا کہ وہ اپنے بالون مین خوشبو دار تیل ڈالتا اور گلے مین پھولون کے کنٹھے اور ہار پہنتا اور بھنگ کے نشہ مین بدمست ہوتا اور چاندنی چوک کی سیر گشت کرتا اور گیت گاتا۔ جب اس کے ساتھی اسکو لعنت ملامت کرتے تو کہدیتا کہ تم نے بغاوت کی ہے تم لڑو بھڑو۔ ہم نے کچھ نہین کیا ہے جو لڑین انکو یہہ یقین دل مین ایسا بیٹھا ہوا تھا کہ انگریز ہمکو مار ڈالین گے کہ اگر انگریز انکے قصور کے معاف کرنے کا اشتہار دیتے تو اسپر وہ یقین نہین کرتے۔ متواتر شکستون کے باعث ایسے افسردہ خاطر ہو گئے تھے کہ شہر کے آدمیون سے دبنے لگے تھے۔ آخری شکست کے دن تو انکی بدحواسی و نامردی کا حال یہہ تھا کہ اگر عورتین چاہتین تو انکے ہتھیار چھین لیتین

# باب ششم

## ایام غدر کے اور اسکے بعد چند مدت کے دہلی کے متفرق حالات

### انگریزی کیمپ یعنی پہاڑی پر سے شہر پر گولون کے آنیکا اثر

شہر پر جب اول اول پہاڑی پر سے گولے آنے شروع ہوئے تو شہر کے بودے آدمیونکو وحشت آنے شروع ہوئے۔ مگر چند روز مین گولون کے آنے کے ایسے عادی ہو گئے کہ پہاڑی سے جب گولے چھوٹنے کی روشنی معلوم ہوتی تو اسکو ٹکٹکی باندھ کے دیکھ کے یہہ کہتے کہ یہہ آیا وہ آیا اور ایسے خوش ہوتے کہ جیسے بچے شبرات کے لٹوؤن کے چھوڑنے سے۔ شہر پر گولون کا اثر اس سبب سے کچھ نہین ہوتا تھا کہ اس مین دو باغ بڑے بڑے تھے اور چوڑی چوڑی سڑکین بہت تھین چند مکانات کے صحن وسیع تھے اکثر گولے خالی جگہہ پر آنکر پڑتے تھے جہان نہ آدمی ہوتا نہ مکان۔ سیکڑون گولون نے شاید دس بیس عورتون بچون مردون کو مارا ہو یا زخمی کیا ہو اور دو چار مکانون کی دیوارون اور چھتون کو کچھ صدمہ پہنچایا ہو۔ شہر کی فصیل پر اگر گولون کے اثر کو دیکھیے تو وہ بہت خفیف معلوم ہوتا ہے۔ موری دروازہ کا گرگج گر کے آدھا ڈھیر ہوا۔ کشمیری دروازے کی فصیل مین دو شگاف پڑے جنین سے انگریزی لشکر داخل ہوا۔ فصیل کہین کہین سے کھڑکنجی ہوئی ہے دہلی کا تو یہ اعتقاد ہی اٹھ گیا کہ کوئی شہر یا قلعہ گولون سے مسمار ہوتا ہے۔

بعض دلی کے باشندے پہاڑی پر ملازم سرکار تھے وہ اپنے رشتہ دارون اور دوستون کو بار بار لکھتے تھے کہ تم سے جسطرح ہو سکے شہر سے باہر چلے جاؤ۔ وہ انکے کہنے سے خود چلے گئے اور اپنے اہل محلہ سے بھی کہہ گئے کہ باہر چلے جاؤ۔ کچھ تھوڑے سے آدمی اس طرح شہر سے باہر بہانے بنا کے چلے گئے۔ پھر جب ۱۴ ستمبر کو خداوندان ملک کا کشمیری دروازہ کی طرف سے عمل دخل شروع ہوا تو کشمیری و موری و کابلی دروازہ کی آبادی بھاگ کر دلی و ترکمان و اجمیری و فراش خانہ کی کھڑکی کی طرف سمٹ کر آئی اور جب انگریزی لشکر نے شہر مین اور آگے

قدم بڑھایا تو شہر کے لوگون نے باہر بھاگنے کا قصد کیا تو انکو دروازون پر تلنگون نے روکا
مگر انہون نے بعض سے رشوت لیکر بعض کی منت سماجت پر رہا کر کے شہر سے باہر جانے دیا
تو شہر کے باہر انپر یہہ آفت آئی کہ گوجرون و میواتیون نے سوا بدن کے کپڑون کے
شہر والون پاس کچھ نہ چھوڑا۔ اگر وہ قطب صاحب سلطان جی روشن چراغ دہلی یا کسی
اور گاؤن مین تھکے ہارے پہنچے تو وہان کے لوگون نے دوت دیک بتائی اور کہا کہ
یہان سے دور رہو دوسرا انکو خوف تھا کہ معلوم نہین ان دلی والون کی بدولت کیا آفت و بلا
ہمارے سر پر آئے۔ قطب صاحب اور سلطان جی کے خادم جو ہمیشہ اہل شہر کی خیرات سے
پرورش پاتے تھے انہون نے ایسے طوطے کے سے دیدے بدلے کہ گویا وہ دلی والون
کبھی آشنا ہی نہ تھے کہ ایک ایک مکان اور مقبرہ کا کرایہ دس بیس گنا مانگنے لگے بعض خادمون نے
امانتون مین خیانتین کین جو اہل شہر نے اپنی اس مصیبت کی حالت مین رکھائین۔ دلی والون کے
ساتھ سوا قصبہ پانی پت کے اشرافون کے کہین اور کسی نے اشرافانہ سلوک نہین کیا
اگرچہ شہر کا بہت سا حصہ اسطرح خالی ہوگیا تھا مگر پھر بھی جب صاحبان ملک کا سارے
شہر پر قبضہ ہوا تو صدہا مکانات آباد تھے اور نیل کا کٹرہ سارا آباد تھا۔ انکے ویران
ہونے کا حال نیچے لکھا جاتا ہے یہہ شہر کی بدنصیبی مین خوش نصیبی تھی کہ شہر کے ملیٹری گورنر
کرنیل برن صاحب مقرر ہوئے جو پاک نفس خردمند عالی خاندان تھے ان کے باپ نے
بھی اول دفعہ دہلی کے فتح کرنے کے بعد یہہ عہدہ پایا تھا۔ انہون نے چاندنی چوک مین قطب الدین
سوداگر کی کوٹھی مین اقامت کی۔ ایک سپاہ گشتی مقرر کی کہ وہ دن بھر سارے شہر مین چکر
لگائے جہان آدمیون کی آبادی پائے اسکو ان پاس پکڑ لائے۔ چنانچہ بہت دنون تک
یہہ سپاہ دن بھر شہر مین پھرتی اور آباد گھرون مین سب عورت مرد بچون کو پکڑتی۔ یہہ
گرفتاری بھی بڑی درد انگیز تھی۔ عورتین بچون کو گود مین لیتین مرد اور لڑکے بچھونے کا
پشتارہ سر پر رکھتے حوالات مین صاحب ممدوح پاس آتے۔ تلاشی مین ان پاس جو
اسباب مثل غنیمت نکلتا وہ چھین لیا جاتا اور جو اسباب ایسا ہوتا کہ وہ کسی قیمت پر
بک نہین سکتا تھا سر پر لادنے کے لیئے دیدیا جاتا۔ کوئی برتن بھانڈا نہین لیجا سکتے

تھے۔ پھر وہ پہرہ کی حوالات مین شہر سے لاہوری دروازہ سے باہر چھوڑ دئیے جاتے کہ جہان انکے سینگ سمائین وہان چلے جائین۔ بہت ہی کم خوش نصیب عورت مرد ایسے تھے جو روپیہ پیسا اور اوڑھنا بچھونا لیکر شہر سے باہر نکلے ہون۔ اسطرح سارا شہر خالی ہوگیا مگر اس مین ایک محلہ نیل کا کٹرہ لالہ سیھری داس کمسریٹ کے گماشتہ کی خیرخواہی کے سبب سے آباد تھا۔ یہہ غدر اس محلہ کیلئے مبارک ہوا۔ دو پانچ گھر اور آباد تھے انمین سب سے زیادہ نامور گھر حکیم محمود خان کا تھا۔ اس خاندان کو ایک قدیمی تعلق مہاراجہ پٹیالہ سے تھا۔ مہاراجہ نے اپنی سپاہ کا پہرہ ان کے مکان پر بٹھا دیا تھا کہ اسکو کوئی آسیب فتحمند لشکر کے ہاتھ نہ پہنچنے دے۔ یہی کیفیت دیوان ہنا لجی کے مکان کی تھی جو مہاراجہ پٹیالہ کے دیوان تھے اور دو چار اور ہندو مسلمان خیرخواہون کے گھر آباد تھے جیسے کہ شیخ تراب علی کا مکان بیر عاشق کے کوچہ مین اور رائے سداسکھ لال کا مکان ترکمان دروازہ مین اگرچہ سرکار کی طرف سے شہر مین خیرخواہون کو اپنے گھرون مین آباد رہنے کے سرٹی فکٹ مل گئے مگر یہہ سرٹی فکٹ انکو لوٹ سے بچا نہین سکتے تھے گو شہر مین وہ آباد رہ سکتے تھے مگر خوف کے سبب سے اپنا سارا مال اسباب چھوڑ کر باہر چلے گئے جیسے پروفیسر وائی رامچندر دہلی کالج۔ بعض ارباب کمال کو کرنیل برن صاحب نے اپنی قدرشناسی سے شہر سے باہر نہین نکالا آباد رہنے کی اجازت زبانی دیدی جیسے کہ مرزا اسداللہ خان غالب و بدرالدین خان مہرکن تھے جب یہ دونو پکڑے ہوئے کرنیل صاحب پاس گئے۔ انہون نے اپنے کمال کی اسناد ملکہ معظمہ کی دکھائین تو انہون نے اپنے گھر مین رہنے کی یہہ سمجھکر اجازت دیدی کہ ایسے ارباب کمال کو ستانا شیوہ مردمی سے بعید ہے ایک خانگی عورت نے اپنا گھر اسطرح خوب بچایا کہ اسکی کسی زمانہ مین کسی انگریز کرنیل سے آشنائی تھی اور اس سے اولاد بھی ایک بیٹا و بیٹی تھی جنکو باپ کے مرنے کے بعد انکے وصیت نامہ کے موافق بہت دولت ہاتھ آئی تھی۔ ان ماں بیٹیون نے انگریزی لباس پہنکر اپنے تئین انگریز بنایا اور اسناد وراثت دکھائین اور کالون کے ہاتھ سے جو مصیبتین اٹھائی تھین کچھ جھوٹی کچھ سچی بنائین وہ بھی آباد رہین۔ شہر مین تو ایک محلہ اور چند گھر آباد تھے مگر قلعہ مین تو صفاصف تھا اس مین ایک گھر آباد نہ تھا مگر شہر کے اشراف زادیون اور امیرزادیون کو جو بے پردگی

کی ذلت اور پیادہ روی کی تکلیف اٹھانی پڑی وہ شہزادیون کو پیش نہین آئین۔ ر

. . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . .

. . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . .

. . . . . . . . . . . . . . . پادشاہی رتھین اور انکی اپنی سواریان موجود تھین وہ ان مین بیٹھکر اور اپنا زر زیور لیکر باہر چلی گئین انکو دلی دروازہ پر تلنگون نے روکا بھی نہین اور گوجرون و میواتیون نے لوٹا بھی نہین۔ قطب کے شاہی مکانات اور ہمایون کا مقبرہ انکے لیئے زندہ درگور بنانے کے واسطے موجود تھا۔ مگر آخر کو جو اپر آفتین پڑین وہ خدا کسی کو نہ دکھائے۔ غرض وہ عورتین جنہون نے کبھی اپنے دروازہ سے باہر قدم نہ رکھا تھا وہ پیادہ پا دو چار قدم مشکل سے چلکر گر گر پڑتی تھین مگر پھر انکو اٹھکر چلنا پڑتا تھا۔ پاؤن مین چھالے پڑے ہوئے تھے۔ ننگے پاؤن تھے کہین بیٹھنے کا ٹھکانا نہ تھا۔ وہ عورتین کہ نامحرمون کی نگاہ کے سامنے آنے کو موت سے بدتر جانتی تھین وہ بے پردہ صحرا نوردی کرتی تھین غرض اس بیت طفل و عورت و پیر و جوان پر جو مصیبت پڑی تھی وہ کبھی جب سے دہلی آباد ہوئی تھی نہین پڑی تھی۔ انکو کسی پہلو سے کل نہین آتی تھی مگر ان مین سے ہزار ہا کو اجل نے کل سے بٹھایا۔ ہیضہ نے بھی رحم کیا کہ دنیا کی ذلت و مصیبت سے چھڑا دیا۔ بیابان مین مرگ ہونا بڑی خوش نصیبی تھی جنکی دعا مرگ قبول ہوئی وہی زندہ درگور ہونے سے بچے اتفاقیت غلہ کی ارزانی نے اہل شہر کو بہت تاقون سے بچایا۔ روپے کے دو ڈھائی من جنے بکتے تھے۔ بعض خداترس چنون کو بھنوا کے یا ابلوا کے دلی کے بھوکون کو اسکی ٹھڈیان و گھنگنیان مٹھی بھر کے دیدیتے تھے جسے کھا کر وہ جیتے تھے۔ اسوقت شہر پر خدا کے قہر کی نظر ایسی تھی کہ اسنے حاکمون کے دل مین یہہ بات پیدا کر دی تھی کہ شہر کے باہر اہل شہر کے زندہ یا مردہ ہونے کی کچھ پروا نہ کیجے۔

بعض غیرتمند عورتون نے اپنے بے عصمت ہونے کے خوف سے اور گھر سے باہر نکلکر بے پردہ دربدر خاک بسر پھر کر جینے سے مرنے کو اچھا جانا۔ وہ کنوؤن مین گر کے

[illegible]

ڈوبین کنوؤن مین عورتین اتنی گرین کہ پانی مین ڈوبنے کی جگہہ نہ رہی پھر جو اینر اور عورتین گرین وہ زندہ رہین - جب مال کی تلاش مین گیے ان کنوون کے پاس گئے تو انہون نے دیکھا کہ ان مین عورتین زندہ ہین انہون نے اینر رحم کھا کر خود کنوؤن مین اتر کر انکو زندہ نکالا ایسی عورتین مدتون تک مردون سے بدتر زندہ رہین - چند سال بعد جو شہر کے کنوے صاف ہوئے تو بہت کنوون مین عورتون کی لاشین نکلین - ایک جاہل مسلمان نے اپنی بہو بیٹی بیوی کو اس خوف سے کہ دشمن معلوم نہین انکا حال کیا کرین اپنے ہاتھ سے قتل کیا اور خود جہاد کرنے گیا مگر بے حیا وہان سے زندہ آیا کچھ دنون کے بعد اس قتل کے جرم مین پھانسی دیا گیا +

جب اول سپاہ شہر کشا نے شہر مین قدم رکھا تو اسکے سامنے جو مرد آیا اسکو وہ گولی مارتے اسوقت دوست دشمن و مجرم و غیر مجرم مین تمیز نہین ہوسکتی تھی اس مین کچھ ہندو مسلمان کی تخصیص نہ تھی مگر جب سارے شہر پر قبضہ ہوگیا تو انگریزی سپاہ تمام گلی کوچہ و بازار مین پھیلی - سپاہ مین گورکھی و گورے تھوڑے تھے وہ گلی کوچون مین سوا بڑے بازارون کے پھرتے بھی نہین تھے مگر سکھ و پنجابی و سرحدی سپاہی بہت تھے وہ کوئی گلی کوچہ ایسا نہ تھا کہ جس مین نہ جاتے ہون سکھون کے گروتیغ بہادر کو جب سے دہلی کے بادشاہ نے قتل کیا تھا وہ دہلی کے مسلمانون کے خون کے پیاسے تھے - انکو اپنے گرو کے اعضاء بریدہ آنکھون کے سامنے نظر آتے تھے وہ جس گلی کوچہ مین کسی مسلمان کو وجیہ یا تنومند جوان دیکھتے اسکو اپنا شکار بنا کے دل کو ٹھنڈا کرتے انکے ہاتھ سے بہت سے معزز خاندانی مسلمان جو اپنی بدقسمتی سے شہر مین رہ گئے تھے مارے گئے وہ بوڑھے باپون کے سامنے ان کے جوان بیٹون کو مار ڈالتے اور باپ کو کہہ دیتے کہ چلا جا - غرض حسین وجیہ مسلمانون کو اتنا انہون نے مارا کہ دلی مین خوش صورت مسلمانون کا پیدا ہونا ہی بہت کم ہوگیا ہے - اگر دلی کے پہلے اور اب کے مسلمانون کی صورتین ملا کر دیکھی جائین تو معلوم ہوگا کہ غدر نے انکی حسانت و وجاہت و صورت کو بہت کم کر دیا ہے ـــــ مسلمانون کا کوچہ چیلون کا بالکل قتل ہوا اسپر یہہ آفت آئی کہ اس مین کوئی سپاہی انگریزی لشکر کا زخمی ہوا یا مارا گیا

سپاہی کو کسنے گھایل کیا اسکے باب مین روایات مختلف ہین کوئی کہتا ہے کہ نواب شیر جنگ خان کے بیٹے محمد علی خان نے کوئی کہتا ہے کہ حکیم فتح اللہ خان نے ایک سپاہی کو اسلیئے زخمی کیا تھا کہ وہ انکے زنانہ مین بے تہی سے جانا چاہتا تھا۔ غرض اس تصور مین کہ اس محلہ مین ایک انگریزی سپاہی زخمی یا قتل ہوا۔ حاکمون نے حکم دیا کہ اس کوچہ کے سارے مردون کو مار ڈالو یا پکڑ کے لے آؤ بہت سے مردون کو تو سپاہیون نے انکے گھرون مین مار ڈالا کوئی گھر ایسا نہ تھا کہ جس مین کوئی نہ کوئی مرد مارا نہ گیا ہو۔ کچھ آدمی زندہ بھی گرفتار ہوئے جنکو حکم ہوا کہ جمنا کی ریتی مین قلعہ کے نیچے گولی سے مار دیئے جائین۔ سپاہی انکو ریتی مین لے گئے اپر سپاہیون نے صرف گولیون کی ایک باڑ ماری انمین سے دو آدمی مرزا مصطفے بیگ اور وزیر الدین زندہ بچے۔ جو اس قتل کا حال یہ بیان کرتے ہین کہ ہم سب رسن بستہ جمنا کی ریتی مین گئے گولیونکی باڑ ہمپر سپاہیون نے صرف ایک دفعہ ماری پھر وہ چلے گئے۔ بہت سے تو گولیون کے لگتے ہی سرد ہوئے۔ بعض انمین سے دریا کی طرف بھاگے۔ آگ سے بچے مگر پانی مین ڈوب کر مرے۔ ان دو آدمیون مین سے مرزا مصطفے بیگ قلعہ کیطرف بھاگا اسکے کوئی گولی نہین لگی تھی اور وزیر الدین مہابت خان کی ریتی کی طرف بھاگا اسکی ساق مین ضعیف سا گولی کا زخم لگا تھا یہہ دونو بچکر زندہ سلامت رہے۔ مرزا رسالدار سوارون مین ہوا اور وزیر الدین کانپور کی نجی کا سررشتہ دار ہوا ان مقتولون مین بیگناہ ایک صاحب کمال مولوی امام بخش صہبائی اور اس کے کنبے کے اکیس مرد تھے جنمین سے صرف مولوی صاحب کا بھانجا جو دا ماد بھی تھا و زیر الدین بچا باقی سب فنا ہوئے۔ مولوی صہبائی دہلی کالج مین مدرس اول فارسی تھے۔ ہندوستان مین کوئی انکی برابر فارسی زبان کا محقق نہ تھا عروض و قوانی مین کمال تھا۔ ان کے ہندو مسلمان صدہا شاگرد تھے انکے مفتی صدر الدین آزردہ بڑے دوست تھے جنکے مرنے پر انہون نے یہہ شعر کہا ہے ؎ کیونکر آزردہ نکل جائے نہ سودائی ہو + قتل اس طرح سے بے جرم جو صہبائی ہو ÷ دیگر ایک صاحب کمال جو بے گناہ قتل ہوا وہ ۔ ۔ ۔ سید احمد میان امیر پنجہ کش خوشنولیس تھا جو خوشنویسی مین سارے ہندوستان مین اپنا جواب نہین رکھتا تھا۔ ایک ڈاکٹر صاحب ہر مسلمان کو باغی سمجھتے تھے۔ جب وہ کسی ہندوستانی سے پوچھتے کہ تو ہندو ہے

یا مسلمان تو جہان اسنے کہا کہ مین مسلمان ہون تو اسکو گولی سے مار ڈالتے تھے۔ جب انکو ایک دوست نے اس غلطی پر متنبہ کیا تو وہ اپنی اس حرکت سے باز آئے۔ غرض شہر مین جو گولی سے قتل ہوئے اسکا تخمینہ سولسو آدمیون کا انگریزی تاریخون مین لکھا جاتا ہے مگر مردون کی لاشون کو کون گنتا ہے ہمیشہ اس کے تخمینے غلط ہوتے ہین انکی صحیح تعداد کا بتلانا ناممکن ہے۔ رابرٹس صاحب اپنی تاریخ جیل و یکسالہ مین تحریر فرماتے ہین کہ ہم صبح کو لاہوری دروازہ سے چاندنی چوک مین گئے تو ہمکو شہر حقیقت مین مردون کا شہر نظر آتا تھا کوئی آواز سوا ہمارے گھوڑون کی ٹاپون کے نہین سنائی دیتی تھی۔ کوئی زندہ آدمی نظر نہین آیا۔ سب طرف مردون کا بچھونا بچھا ہوا تھا۔ جس مین حالت نزع کی ہر طرح کی وضع نظر آتی تھی۔ ہم جب جاتے تھے تو بہت ہولے سے بولتے تھے خوف تھا کہ آواز سے مردے چونک نہ پڑین۔ اس بات کے دیکھنے سے کہ ایک طرف مردون کے لاشون کے اعضا کتے بھنبوڑ کے کھا رہے ہین دوسری طرف لاشون کے گرد گدھون کے جھنڈ انکے گوشت کے مزے لے رہے ہین وہ ہماری آواز سے اپنے کھانے کو چھوڑ کر تھوڑے فاصلہ جا بیٹھے تھے تو ہم کو بڑی عبرت ہوتی تھی اور دل رنجور ہوتا تھا۔ بہت سے مردے پڑے ہوئے زندہ معلوم ہوتے تھے بعض مردے اپنے ہاتھ اٹھائے ہوئے تھے جیسے معلوم ہوتا تھا کہ وہ کسی طرف اشارہ کر رہے ہین۔ غرض ان مردون کی کیفیت نہین بیان ہو سکتی جیسے کہ ہم کو انکے دیکھنے سے خوف لگتا تھا ایسے ہمارے گھوڑے انکو دیکھ کر ڈر کے مارے بدکتے اور ہنہناتے تھے۔ مردون کی لاشین بڑی سڑتی تھین ان کے تعفن سے ہوا مین بدبو بیمار کرنے والی اٹھتی تھی"۔ ایک اور انگریز رحم دل لکھتے ہین کہ دلی کے باشندے اگرچہ بالکل نہین مگر آدھے بیقصور شہر کے گرد نواح کے دیہات و مقامات مین پڑے ہوئے ہلاک ہو رہے ہین۔ ان سب کیفیتون کی مجموعی ہئیت سے ایک ایسا سمان بندھا ہوا تھا کہ جسکو دیکھ کر پتھر بھی پگھل جاتا ؎

کبھی کچھ دیکھ کر آنکھون سے آنسو تھم نہین سکتا + کبھی کچھ سوچ کر دل زیر پہلو تھم نہین سکتا

(یہ بعض زبان کے شعر کا ترجمہ جان لارنس کی لایف مین لکھا ہے)

بہت سے شاہزادے تو سپاہ کے ساتھ دور دور خوف کے مارے بھاگ گئے تھے مگر پھر بھی

شاہزادون اور امرا [illegible]

دلی کے ارد گرد انکی کمی نہین تھی۔ کیا خدا کی قدرت ہے کہ مئی کا مہینہ تو یہہ بیداد ساتھ لایا کہ شہر مین گھر گھر یہہ تلاشی ہو رہی تھی کہ کوئی فرنگی تو اس مین چھپا ہوا نہین ہے۔ جو ملتا مارا جاتا تا اب ستمبر اپنے ساتھ یہہ داد ستم نالایا کہ مارنے کے لیئے شہزادون کی تلاش ہونے لگی انکے پکڑنے والے کے لیئے دلی مین کچھ مخبرون کی کمی نہین تھی۔ خود ایک شہزادہ مرزا الٰہی بابر کا بیٹا شاہزادون کے پکڑ ملانے کا مخبر تھا۔ یہہ مخبر شاہزادون کو پکڑواتے اور انکو سکھا دیتے کہ حاکمون کے سامنے تم یہہ کہنا کہ ہم بادشاہ کے بڑے قریب کے رشتہ دار ہین تو وہ تم کو بادشاہ پاس بھیجدین گے وہان تمہاری پلاؤ کی رکابی کہین نہین گئی۔ غرض اس سکھانے سے انکی یہہ تھی کہ حکام کے نزدیک انکا رسوخ پیدا ہو کہ وہ بڑے شہزادے کو انکے شکار کرنے کے لیئے لائے ہین۔ غرض دلی کے اس پاس جتنے شاہزادے ملے جنکی تعداد ۲۹ بیان کی جاتی ہے پکڑے گئے اور انہین بوڑھے لنگڑے بیمار سب کے سب پھانسی مین لٹکائے گئے۔ سب سے زیادہ بوڑھا شاہزادہ مرزا قیصر اکبر شاہ کا بھائی تھا اور مرزا محمود شاہ اکبر شاہ کا پوتا وجع مفاصل مین مبتلا تھا۔ اسکی لاش پھانسی مین گولا لاٹھی ہوئی لٹکتی تھی۔ ان شہزادون کے لیئے جان لارنس نے سفارش کی کہ شہزادون کی تحقیقات واجبی کی جائے ان مین سے جو کسی فرنگی مرد عورت بچے کے قاتل یا انکے قتل کے معاون ہون تو انکو سزا دی جائے اس سفارش نے کچھ کام نہین کیا۔ دلی مین دو طرح کے انگریزی حاکم تھے ایک وہ جنکو اہل شہر کی یہہ حالت دیکھکر بہت رحم آیا اور اپنے حکم احکام اور افعال سے اہل شہر کے مصائب کے کم کرنے مین اپنے حتی المقدور کوشش کرتے زخمیون کا اسپتال مین علاج کراتے اور بھوکے ننگون کی اپنے روپے سے بھی امداد کرتے۔ دوسرے حاکم ایسے تھے جو اپنی بی بیون بچون کے واسباب کے زائل ہو جانے کے انتقام کے جوش مین ایسے بھرے ہوئے تھے کہ انکی عقل سلامت نہین تھی وہ چیتون کی طرح خون کا ذائقہ چکھ کر اور زیادہ خون کے پیاسے ہوتے تھے۔ وہ جان لارنس کی مدد کی رحم آمیز چٹھیون کے جواب مین بڑی شد و مد سے اپنی چٹھیون مین لکھتے تھے کہ سب سے زیادہ قوت کو دکھلانا اور سب کو پامال کرکے انتقام لینا چاہیئے اس وقت ایسے ہی حکام کی حکمرانی چل رہی تھی شہزادے بے تمیزی کے ساتھ پھانسی پاتے تھے یا جیل خانے مین جنم قیدی بنا کے بھیجے جاتے جہان

وہ چکی پیسنے سے یا چکی نہ پیسنے پر مار کھانے سے بہت جلد مر جاتے۔ اکثر شہزادے جیلخانہ مین جاکر چند ہی روز جیتے تھے۔

دہلی کی ایجنسی مین سات ریاستین جھجر۔ پاٹودی۔ دوجانہ۔ لہارو۔ بلبھ گڈھ۔ فرخ نگر۔ بہادر گڈھ دادری تھین۔ باغی سپاہ انکو بہت دھمکاتی تھی بادشاہی احکام انکی بڑی جان مارتے تھے جھجر مین عبدالرحمن خان مرزبان تھا وہ عیش و عشرت کا بندہ تھا خود کوئی لیاقت نہین رکھتا تھا اس لئے اس کے سارے کارپرداز نالایق تھے۔ جب سر تھیوفلس مٹکف مفرور ہوکر اس پاس اس خیال سے گئے کہ وہ اس کے باپ ہی کا ساختہ پرداختہ تھا تو وہ انسے نہ ملا اور بالکل اجنبی بن گیا۔ انکی جان تو بچادی مگر ریاست سے باہر کردیا۔ اسکی عرائض سے جو دفتر شاہی مین موجود تھین ثابت ہوا کہ وہ تاج انگلشیہ سے بالکل برگشتہ ہوگیا تھا اور بہادر شاہ ہی کو اپنا بادشاہ مانتا تھا۔ انیسوین یا بیسوین اکتوبر کی تاریخ سپاہ انگریزی جھجر گئی۔ نواب نے اسکو خود اپنے تئین بغیر کسی شرط کے حوالہ کیا اور مجرمون کی طرح گرفتار ہوکر دلی مین آیا۔ دیوان عام مین مقید ہوا۔ بلب گڈھ کا راجہ ناہر سنگ کچھ خوار خبط تھا۔ مشہور تھا کہ وہ مسلمان ہوگیا ہے اُسنے اپنی عرائض سے دفتر شاہی کو بھر دیا تھا۔ سنڈرو صاحب وکیل رزیڈنٹی دہلی کی جان بچانے مین کوشش نہین کی بلب گڈھ مین وہ مارا گیا ستروین نومبر کو وہ بھی گرفتار ہوکر آیا۔ قلعہ کے قیدیون کی تعداد مین اسنے ایک کا اضافہ کیا۔ احمد علی خان فرخ نگر کا رئیس بھی تیئسوین اکتوبر کو پکڑا آیا اور قلعہ مین قید ہوا۔ لہارو کے رئیس نواب امین الدین خان اور نواب ضیاءالدین خان دلی سے مفرور ہوکر دوجانہ مین چلے گئے تھے صاحب کمشنر نے انکو دلی مین بلایا ۱۷- اکتوبر کو قلعہ مین نظر بند ہوئے۔ دوسری نومبر کو بہادر جنگ خان رئیس بہادر گڈھ و دادری گرفتار ہوا اور قلعہ مین نظر بند ہوا۔ ان سات ریاستون مین سے پانچ کے رئیس قلعہ مین جان گزین ہوئے اور دو رئیس پاٹودی اور دوجانہ اپنی ریاستون مین بدستور رہے جھجر کے نواب کو اور بلب گڈھ کے راجہ کو اور فرخ نگر کے رئیس کو جدا جدا مختلف تاریخون مین پھانسی دی گئی۔ سب کی پھانسی کا وقت سہ پہر تھا۔ انکی پھانسی کے دن شہر کے سب دروازے بند ہو جاتے تھے اور سپاہ کی ایک کمپنی باجہ بجاتی ہوئی کوتوالی کے سامنے پھانسی گھر کے پاس آ کر

کھڑی ہوتی تھی۔ قلعہ سے رئیس پھانسی پانے والا گاڑی پر جسکے گرد کٹہرا نہ ہوتا تھا اکڑون بٹھایا جاتا تھا اور اس کے پیچھے سنگین کسی ہوئی ہوتی تھین جنپر کچھ کپڑا ڈال دیا جاتا تھا۔ چارونطرف کوتوالی کے فرنگی تماشائی بیٹھے ہوتے تھے۔ جسوقت تختہ پر مجرم کو چڑھا کے گلی مین اس کا پھندا ڈال کے تختہ کو نیچے گراتے تھے تو تماشائی فرنگی دلشاد ہوکر ایک خندہ دندان نما کرتے تھے لاش پھانسی سے اتار کر ایک گاڑی مین اوندھے منھ ڈالکر شہر سے باہر کسی گڑھے مین دفن کردی جاتی تھی۔

نواب امین الدین خان اور ضیاء الدین خان کئی مہینے تک قلعہ مین نظر بند رہے۔ اور بہت دنون تک مارشل لا کے محکمہ مین دس بجے سے چار بجے تک ایستادہ پا کھڑے رہے جسکی تکلیف سے نواب ضیاء الدین خان سخت علیل ہوا۔ یہہ دونو بھائی بادشاہ کے دربار کے حاضر باشون مین تھے۔ بادشاہی فرمائشین کام کرنے کے لیے بہت ہوتی تھین۔ مگر انہون نے ایام غدر مین نہ کوئی بادشاہی کام کیا نہ بادشاہ کو کوئی عرضی دی اس لیے انکے اوپر کوئی جرم ثابت نہین ہوا جب جان لارنس صاحب دہلی مین کلکٹر مجسٹریٹ تھے ان دونو بھائیون پر نظر التفات رکھتے تھے صاحب محتشم الیہ نے انکی بے جرمی اور اپنے التفات پر خیال کرکے اور اپنی مروت و فتوت سے انکی ریاست لوہارو بدستور سابق بحال رکھی۔ بہادر جنگ رئیس دادری نہ ایسا مجرم قرار پایا کہ اسکے گلے مین رسی یا پاؤن مین بیڑی پڑتی نہ ایسا بے قصور ثابت ہوا کہ اپنی ریاست پر بحال ہوتا۔ اسکو لاہور مین رہنے کا اور ہزار یا پانچ سو روپے پنشن پانے کا حکم ہوا۔ رئیس پاٹودی اکبر علی خان نے تو ان باغی سوارون کو ہلاک کیا تھا اس سے کوئی بازپرس نہین ہوئی حسن علیخان نواب دوجانہ نے بھی بادشاہ سے کوئی خط و کتابت نہین کی وہ اپنی ریاست پر بحال رہا۔

پہاڑی پر پہلے ہی سے ایک فہرست ایسے چھیانوے آدمیون کی بن گئی تھی جنکی نسبت حکم تھا کہ وہ گرفتار ہوتے ہی دار پر چڑھائے جائین۔ شہر مین ایسے مخبرون کی کمی نہ تھی۔ گامی خان اور غلام فخر الدین خان نے مخبری مین بڑا نام پایا۔

گامی خان خود اپنے تئین پھانسی سے بچا نہ سکا پھر باغیون کے یہہ اصناف تھے کہ جو انہین سے

پکڑا جاتا فوراً پھانسی پاتا۔ اول صنف پادشاہی خاص برداروں کی تھی جنہوں نے قلعہ میں انگریز بچے
معصوم بچوں اور عورتوں کے خون سے اپنے ہاتھ لال کرکے کالا کیا تھا ان میں سے ایک بھی
پھانسی سے نہیں بچا۔ دوسری صنف میگزین کے ملازموں کی تھی جنہوں نے میگزین میں
انگریزوں کے ساتھ شرارت سے کام کیئے تھے انکا سردار کریم بخش تھا۔ میگزین کے
ملازمین میں سے بہت تھوڑے بھاگ کر بچے۔ تیسری صنف زخمی جہادیوں کی تھی جو مسجدوں میں
پڑے ہوئے ملتے تھے اور زخمی سپاہیوں کی تھی جو بھاگ نہیں سکتے تھے۔ چوتھی صنف
باغی تلنگوں کی تھی جو آس پاس سے چھپے چھپائے پکڑے آتے۔ پانچویں صنف اجمیری دروازہ
کے موچیوں کی تھی جو اپنی دکانوں کے پردوں کے بانس نکال نکال کر مع تھبو فلس مشکف کے
مارنے کے لیئے تیار ہوئے تھے جب وہ گھوڑے پر سوار اجمیری دروازہ سے باہر اپنی جان
بچانے کے لئے جاتے تھے۔ چھٹے میواتی اور گوجر تھے جنہوں نے بڑی لٹس مچائی تھی
کوتوالی اور ترپولیہ کے درمیان جو حوض تھا اس کے تین طرف پھانسیاں کھڑی کی گئیں تھیں
انہیں ایک دفعہ دس بارہ آدمیوں کو پھانسی لگ سکتی تھی جس روز پھانسی پانے والے
زیادہ ہوتے تھے تو ان میں سے ایک گروہ پھانسی پر چڑھتا تھا دوسرا گروہ کھڑا دیکھتا
تھا کہ اب ہماری باری آئیگی زیادہ تر عمائد شہر جنمیں بعض بڑے عالی خاندان شرفا تھے یہ
سمجھ کر الور بھاگ گئے تھے کہ وہاں دلی کے آدمی بڑے بااختیار ہیں ان کی جان بچالیں گے
مگر انکی جان کے لیئے غلام فخرالدین خان عزرائیل بن کے پہنچا اور ایک ایک کو چن چن کر گرفتار
کرکے لایا۔ ان میں سے کچھ گوڑگانوہ کے مجسٹریٹ نے درختوں میں پھانسی پر لٹکائے
باقی جو دہلی میں آئے انکے گلوں میں بھی پھانسی کی رسی پڑی۔ انکی ٹھاٹ باٹ جوتیاں اور سروں کے
بنارسی ڈوپٹے جو پھانسی کے وقت اترے انکو لیکر پھانسی دینے والا حلال خور نہال ہوگیا
آج کے دن دو چار بوڑھی شریف زادیاں عورتیں اپنی اولاد کے دیدار کو آخری وقت میں دیکھنے
کے لیئے کسی طرح پھانسی کے پاس آگئی تھیں اسوقت کی حالت بیان نہیں ہوسکتی۔ جان لارنس
کی لائف میں لکھا ہے کہ ایک واقف کار دیسی دکاندار نے یہہ بندوبست کیا تھا کہ اپنی دکان کے
سامنے چند کرسیاں لاکر بچھاتا تھا اور ان کرسیوں پر چند انگلش افسر بیٹھکر چرٹ پیتے تھے اور کرسیوں کے

کرایہ مین پیسے دیدیتے تھے اور پھانسی والون کی حالت نزع کا تماشا دیکھتے تھے۔ کبھی میمون کا گذر آدمیون کی پھانسی کے لگنے کے وقت پھانسی کے پاس ہوتا تو وہ اپنی ٹوپی اتار کر اس سے اپنا چہرہ چھپالیتی تھین۔ نواب محمد حسن خان کو پھانسی اس لیئے لگی کہ انہون نے ایک میم کو اپنی گھر مین چھپادیا۔ اس کی گردن پر جو شیطان سوار ہوا اسکو حاملہ بنادیا اس جرم مین پھانسی ملنے کا حکم ہوا۔ مگر میم صاحب نے نواب کی بی بی پر جو غریب حاملی کسبی تھی یہہ سلوک کیا کہ اسکا سارا مال ومتاع لوٹ سے بچوا کے اور کچھ روپیہ اپنے پاس سے دیکر اسکے آرام و آسائش کا سامان کردیا۔ بہت ہی کم مسلمان ایسے تھے کہ سپاہیانہ نشان رکھتے ہون وہ پھانسی کی ریسمان سے بچان نہ ہوئے ہون۔ ایک دفعہ بارہ آدمیون کا گروہ کمیشن کے روبرو پیش ہوا انکا کوئی جرم نہ تھا مگر وہ سپاہیانہ صورت رکھتے تھے۔ پھانسی پانے والون کی تعداد تاریخین چار سو کے قریب بتلاتے ہین مگر انکی ٹھیک تعداد خدا جانتا ہے یا موت کا فرشتہ اگر کوئی ہو۔

اب شہر کے رئیسون اور عمائدین سے کوئی ایک آدمی بچا ہوگا جو قلعہ مین یا کوتوالی مین یا کرنیل برن پاس قطب الدین کی کوٹھی مین حوالات مین نہ رہا ہو۔ یہ بڑے رئیس ایک ہی پیخانہ کی کھاٹلیون پر آپس مین بے حجاب بیٹھ کر باتین کرتے تھے۔ ایک غریب آدمی جو کوتوالی کی حوالات سے چھوٹ کر آیا تو اسنے کہا کہ آج مین نے جانا کہ شہر سے جلاوطن ہوا حوالات مین نوروز پیخانہ مین نواب حامد علی خان ومفتی صدرالدین خان اور شہزادہ ورؤسا سے بے تکلف باتین برابری ہوتی تھین۔ اب یہہ بات کب مجھے میسر ہے قلعہ کی حوالات مین رئیس تھے جنکا اوپر ذکر ہوا اور حکیم احسن اللہ خان و نواب احمد قلی خان و سید سردار مرزا اور انکے بھائی اور بہت سے امیرزادے تھے انہین سے بعض ایسی لہو ولعب کے شوقین تھے کہ شطرنج وگنجفہ وچوسر حوالات مین بھی کھیلتے تھے جس مین سے ایک دو کو روز پھانسی ملتی تھی۔ بدذات مخبرون نے خبر دی کہ حکیم محمود خان کا مکان باغی مسلمانون کی پناہ گاہ ہے۔ وہان سر تھیو فلس مٹکف صاحب پولس کو لیکر پہنچے انہون نے حکیم محمود خان کے سوا پچاس ساٹھ مسلمانون کو گرفتار کیا جب وہ انکو رستہ مین حلقہ کرکے لے چلے تو حکیم صاحب بھی انکے ساتھ ہولیے جس سے لوگون کو گمان ہوا کہ یہہ بھی اس حوالات مین گرفتار

مسلمانون کا گرفتار ہونا اور بعض رہا ہونا

گو اسکے رسہ سے باہر تھے وہ ایک رات عزت کے ساتھ کوتوالی رہکر پھر چلے آئے اور اپنی بانمردی
اور جوانمردی سے ان سب کو جو انکے مکان پر گرفتار ہوئے رہائی دلائی کوئی مجرم نہ تھا مگر وہ
دو دو چار چار کر کے مختلف تاریخون مین رہا ہوئے۔ مسلمان جہان زیادہ تر جا کر رہے تھے
جیسے قدم شریف وغیرہ مین تو وہان سر تھیوفلس مٹکف جا کر حلقہ ڈالتے یعنی خاص حدود کو
محدود کر کے پولس سے گھیر لیتے اور ان مین جو مسلمان جوان تنومند یا وجیہہ ہوتے سو پچاس
پکڑ کے کوتوالی مین بھیجدیتے۔ انکو مختلف طرح کی سزائین دیتے کسیکو قید کسی پر جرمانہ
کسی سے فعل ضامنی طلب کرتے۔ مشکل سے مسلمانون کو جرمانہ اور ضمانت دیتے کو ملتے
وہ اکثر قید مین رہتے۔

انگریزی سپاہ مین زیادہ تر سکھ اور پنجابی و سرحدی قومین تھین جو غارتگری کے پیشہ مین
بڑا کمال رکھتی تھین وہ اپنے اس پیشہ آبائی کو کبھی بے سلیقگی سے نہین کرنا چاہتی تھین
انہنے جسقدر ہنرمندی اور سلیقہ شعاری کے ساتھ لوٹا گیا لوٹا۔ وہ شکاری کتون کی طرح
جھل بھنکر گلی کوچون مین پھرتین۔ وہ دیوارون پر تھپکیان مار کے پہچان لیتی تھین
کہ اسکے اندر روپیہ تو نہین ہے وہ زمینون پر پانی ڈالکر اسکے جذب ہونے سے پہچان
جاتی تھین کہ اس مین مال تو نہین دبا ہوا ہے۔ وہ یقین کرتی تھین کہ دلی مین قارون کا خزانہ
بھرا ہوا ہے وہ سیم و زر و جواہر و گوہر کی کان ہے۔ جیسا اس مین نفیس بیش قیمت مال ہے
وہ کہین اور نہین۔ اسی لالچ و طمع مین دور دراز فاصلہ سے لڑنے آئین اور لڑائی کی نہایت
سخت مصیبتین اٹھائین اور آفتین جھیلین۔ اس سپاہ کا یہہ حق تھا کہ سرکار اسکو تین دن کی
اجازت دیتی کہ وہ شہر کو جسطرح چاہے لوٹے اس تین دن کی لوٹ کے بعد سپاہ نے خود درخواست کر کے
پرائز ایجنسی کا ایک محکمہ مقرر کرایا جسکا یہہ کام تھا کہ تین دن کے لوٹنے کے بعد شہر کا کل مال و متاع سب قسم کا جو لوٹ سے
بچے یکجا جمع کرے اور اسکو نیلام کر کے فروخت کرے اور جو زر قیمت ہاتھ لگے وہ اسکو سپاہ مین تقسیم کر دے یہہ محکمہ لشکریون کی لوٹ کو روک
نہین سکا جب انکا لوٹ کا مال شہر کے دروازون سے باہر لے جانا بند ہو گیا تو انہون نے اسکے لے جانے
کی یہہ ترکیب نکالی کہ آپس مین ملکر دو گروہ بنتے ایک شہر کے اندر آنکر مال کو فصیل سے باہر اُتارتا
دوسرا اسکو باہر اٹھا کر لے جاتا۔ غرض گورے اور کالے جو اصلی سپاہی تھے وہ تو ایسی چوری کے

کام نہین کرتے تھے۔ مگر سپاہ مین فقط سپاہی نہین ہوتے بہت سے بہیر بنگاہ کے آدمی ہوتے ہین
ان مین اور بعض سپاہی بھی بڑے چوٹٹے اور قزاق ہوتے ہین۔ وہ کسی طرح لوٹنے سے باز
نہین آئے۔ اب پرائز ایجنسی کے محکمے کے کارپردازون نے اسکے کامون کو آپس مین تقسیم کرلیا
کسی نے شہر کے تیغون کو توڑکر اور زمین کو کھود کر مال نکالنے کا کام لیا اس کارپرداز کا نام کھدنی
صاحب ہندوستانیون نے رکھا تھا کسی کارپرداز نے کتابون کے جمع کرنے کا کام لیا کسی نے
برتنون وچارپائیون وچکیون کے جمع کرلے کا۔ جب سے تلنگے شہر مین گھسے تھے تو اہل شہر نے
سیم وزر وزیور وجواہر کو زمین کے اندر دفن کیا تھا اور ہر قسم کے اسباب لباس و برتنون
وغیرہ کو کوٹھڑیون مین اور کوٹھیون مین بند کرکے اوپر سے تیغہ نامعلوم لگادیا تھا اگرچہ
یہ کام انہون نے اپنے معتبر راجون اور مزدورون سے کرایا تھا مگر جب ان تیغہ کرنے والون کو
معلوم ہوا کہ کھدنی کے ایک صاحب ایسے مقرر ہوئے ہین کہ جو انکو تیغہ کے اندر کا اور زمین کے
نیچے کا مال اسباب بتلاتا ہے تو اسکو وہ فیصدی مال کی قیمت کچھ روپیہ دیدیتے ہین تو وہ راج مزدور
مخبر بن گئے اور کھدنی کے صاحب پاس جاکر جو تیغے انہون نے لگائے تھے بتلادیئے۔
صاحب وہ تیغے توڑتے اور زمینین کھودتے اور مال اسباب برآمد کرتے اور اسکو لدواکر گوداموں
مین بھرتے۔ منصور خان کی حویلی مین شہر کے اندر تانبے پیتل کے برتن بھرے جاتے
پروفیسر رامچندر کی کوٹھی پر کتابون کے انبار لگتے۔ کھدنی سارے شہر مین ایسی ہوئی کہ پہلے زمانہ
کے روپے اشرفیاں گڑی ہوئی نکل آئین جنکی خبر اہل خانہ کو نہ تھی کہتے ہین کہ نواب محمد میر خان کے
مکان مین سے ایک دفینہ برآمد ہوا جس مین ساٹھ ہزار روپے ٹیکہ کو سکہ کے تھے جسکی خبر
کسی کو نہ تھی اس پرائز ایجنسی کے سوا ایک اور طریقہ بھی امیرون کے لوٹنے کا تھا کہ بعض
ذی اختیار انگریز مجرمون کو سب طرح سے جرم سے بری ہونے کی اسناد دیدیتے اور ان سے
خاطر خواہ روپیہ لے لیتے یہ مشہور ہے کہ نواب حامد علی خان اور مفتی صدرالدین خان اور مکند لال
مصر نے اس طرح زر کثیر دیکر اپنی جانین بچائی تھین۔ ایک صاحب جوان بخت بادشاہ کے بیٹے کو
ہاتھی پر عماری مین بٹھاکے زینت محل کے مکان مین لال کنوے لے گئے اور جوان بخت سے
پوچھ کر سارا حال زینت محل کے مال کا پوچھ لیا اور اسکو نکالکر معلوم نہین خود لے لیا یا پرائز ایجنسی کے

بعض آدمی کھانے پینے سے ایسے محتاج تھے کہ انہون نے خود اپنا مال پرائز ایجنسی کے
کسی کارپرداز کو بتلا دیا اور اپنے مال کا کچھ حصہ لے لیا باقی صاحب کو دیا۔ بعض ناخلف بیٹون نے
ماں باپون کا بعض نے اپنے عزیزون کا مال بتانے کا حصہ لیا۔ ایک صاحب کو یہہ کام سپرد تھا
کہ شہر کے محلون اور بازارون اور بڑی حویلیون کے دروازون کو وہ اکھیڑتے اور آگ مین
صبح کو جلانے کے لیے رکھ جاتے اور دوسرے دن انکے لوہے پیتل کو اٹھوا کر لے جاتے
خلاصہ یہ ہے کہ انگریزی عملداری میں پچاس برس مین اہل شہر نے تجارت اور امن و عافیت
کے سبب سے دولت جمع کی تھی اس مین سے کچھ باقی نہین رہا۔

انگریزی سپاہ مین بعض سچے پکے مسلمان

اگرچہ سرحدی قومین قزاقی مین مشہور ہین مگر ان مین بعض ایسے سچے پکے باایمان مسلمان
تھے کہ وہ مسلمانون کے گھرون کو لوٹنا گناہ جانتے تھے وہ مسلمانون کے گھرون مین سے
صرف قرآن شریف کو لے لیتے اور انکو اپنی چادرون مین باندھ کر سر پر رکھ لیتے جہان
قرآن کو بری طرح پڑا ہوا دیکھتے تو چشم پر آب ہو کر اسکو اٹھاتے اور چومتے۔ ایک دفعہ
ایک مسلمان افسر نے جو جامع مسجد مین لشکر کے ساتھ فروکش تھا جامع مسجد کے کل تبرکات
اور ہزار بارہ سو روپیہ کی چاندی کی کشتی جس مین یہہ تبرکات رکھے جاتے تھے درگاہ شریف
کے تہ خانہ مین سے نکالکر اسکے خادمون کو دیدی جسکے سبب سے آجتک خادم اونکے گھر پلتے ہین۔

ہندوؤن سے جرمانہ لیکر انکو اپنے گھرون مین آباد کرنا

جب پرائز ایجنسی نے دیکھا کہ اب لوٹ سے کچھ مال ہاتھ نہین آتا تو انہون نے ہندوؤن کے
محلون کو ہندوؤن سے جرمانہ لیکر آباد کرنا شروع کیا سب سے زیادہ جرمانہ نیل کے کٹرہ کے
باشندون سے پچاس ہزار لیا گیا یہہ محلہ لڑائی مین تھا اسکی دولت مندی کے لحاظ سے یہ جرمانہ کچھ زیادہ نہ تھا
غرض لاکھون روپے اسطرح ہندوؤن سے جرمانہ کے وصول کئے گئے یہہ تاوان جنگ تھا

شہر مین مسلمانون کا آباد ہونا

جب سر جان لارنس دہلی مین آئے ہین تو انہون نے مارچ ۱۸۵۸ء مین دہلی مین مسلمانون کے
آباد ہونے کا حکم دیا سنہری مسجد مین منشی دیوکی نندن جو چوکیدارہ کا بخشی تھا آنکر بیٹھا
اسکے پاس جو چوکیدارہ کا رجسٹر جس مین مکانات کے مالکون کا نام درج تھا لوٹ سے بچ گیا تھا
اسکے موافق سرٹیفکٹ مسلمانون کو اپنے اپنے گھرون مین آباد ہونے کے لیے نہایت دہانت مندی
سے تقسیم کیے۔ اس آباد ہونے کے ساتھ یہ حکم بھی تھا کہ ڈیڑھ روپیہ دیکر دو چار پائیان اور

اور ایک چکی دو مول لین اس وقت چارپائیون کا سستا ملنا غریب مسلمانون کا بہت غنیمت تھا
اسکے سوا چارپائیان اور چکیان جو سارے شہر کی جمع ہوئی تھین آسانی سے فروخت ہوگئین جب
مسلمان اپنے گھرون مین آباد ہوئے تو انکے مکانون مین نہ کوئی اسباب تھا نہ انکے دروازون کے
کواڑ اور نہ زلفیان تھین انکے ویران گھرون کے کواڑون کو ان لوگون نے جو شہر مین آباد تھے بڑی
بیدردی سے ایندھن کی طرح جلایا پیسے کی لکڑیان نہین خریدین مسلمانون کے روپے کے
کواڑ کو جلایا مسلمانون کی تباہی کا کچھ ٹھکانا نہ تھا۔ مئی ۱۸۵۸ء مین انکی آبادی کا جو تخمینہ کیا گیا تو
موجودہ باشندے آبادی سابق کی ایک چوتھائی بھی نہ تھے ۱۸۵۹ء تک مسلمانون کے
مکانات سرکاری ضبطی سے چھوٹے نہین اور نہ انکے اخراج کا حکم منسوخ ہوا۔ وہ شہر کے
اندر بغیر کسی افسر کے پاس کے نہین آسکتے تھے۔

مسجدون و مندرون کا حال

قدیم زمانہ سے یہ ایک دستور چلا آتا ہے کہ جب غیر مذہب والا کسی شہر کو فتح کرتا ہے
تو اپنی صولت و ہیبت و سطوت کے جتلانے کے لیئے یہ دکھلاتا ہے کہ مفتوحین جن چیزون کو
اعتقاداً متبرک جانتے ہین وہ انکو نجس جانتا ہے اور انکی تذلیل و تحقیر کرتا ہے۔ بس جب
دلی کے کشورکشاؤن نے فتح کیا تو ہندو مسلمان جو اپنے مندرون و مساجد کو متبرک و معظم
و مکرم جانتے تھے انکی تذلیل و تحقیر مین کوئی بات چھوڑی نہین۔ انکے مسلمان سپاہی مندرون
مین گھسے اول ان کا مال و اسباب لوٹا پھر بتون کی خبر لی کسی کی ناک کاٹی کسی کے کان
کترے ٹھاکرون کو اپنے سنگھاسنون سے اتار کر خوب ٹھکرایا۔ اس کام مین گورے بھی شریک
ہوتے تھے۔ غرض شہر کے سارے مندرون کی ایسی دردشا کی کہ جب دلی مین ہنود آباد
ہوئے تو انکو اپنے سب مندرون کو پوتر کرنا پڑا۔ مساجد کا حال یہہ ہوا کہ جامع مسجد جو شہر کی
کل مساجد کی ناک تھی اسکو پون ٹکٹا بنایا کہ سکھہ سپاہ کی بارک اسکو بنایا۔ اس مین بول
و براز کرنے سے کچھ پرہیز نہین کیا۔ سکھون نے اپنی کڑاہ حلوے کی منبار کے نیچے خوب
چڑھائے۔ سور ذبح کرکے پکائے۔ کتے جو انگریزون کے ساتھ تھے وہ درگاہ شریف
مین پڑے پھرتے تھے۔ ایک اور مسجد رفیع الشان زینت المساجد تھی جو گورون کی سکونت گھر
بنی شیعون کی مسجد بھی جو سب سے بڑی مسجد نواب حامد علی خان کی تھی اُس مین

گدھے بندھے۔ ان مساجد کے واگزاشت ہونے کا حال ہم پیچھے لکھین گے۔ قلعہ کے نیچے میدان کرنے مین ایک بڑی عالیشان مسجد اکبرآبادی بالکل منہدم ہوئی اور بہت سی اور چھوٹی چھوٹی مساجد مسمار ہوئین انکے معاوضہ ملنے کی درخواست مسلمانون کی طرف سے خواجہ علی احمد خان نے کی مگر خدا کو منظور نہ تھا کہ مسلمانون کو اسکے گھرون کا معاوضہ اس لیئے ملے کہ وہ اسکے نام سے پھرنئے گھر بنائین۔ سرکار نے کچھ التفات اس درخواست پر نہین کیا۔ جیساکہ مکانون کا معاوضہ مالکون کو دیا تھا ایسا مساجد کا معاوضہ نہین دیا انکا مالک خدا تھا۔ جسکو وہ معاوضہ نہین دے سکتے تھے۔ کوتوالی کے قریب سکھون کے گردوارہ سے جہان ایک مسجد تھی اسکے ملنے کی درخواست مہاراجہ جیند نے سرکار سے کی وہ اسکو سرکار نے دیدی۔ مہاراجہ نے مسجد کو مسمار کرکے مندر مین ملالیا۔

جب شہر پر انگریزون کا تسلط ہوا تو گھوڑے جو شہر مین تھوڑے سے باقی تھے وہ بہت جلد سپاہیون کی رانون کے تلے دوڑنے لگے۔ بیل ٹٹو بھینسے گدھے بھی جلد ان کا بوجھ اٹھانے لگے۔ گائین بھینسیں بکریان اپنا دودھ سپاہیون کو انکے ٹھکانے مین جاکر پلانے لگین کتون کو ہر گلی کوچہ مین انکی لاشین کھانے کے لیئے مل گئین جوانکو دوت دوت کہتے تھے اور پتھر مارتے تھے آٹھ دس روز تک انکو کھاکھا کر بڑے موٹے ہوئے مگر پھر بھوکے مرنے لگے تو شہر سے باہر چلے گئے۔ مگر بلیون کی کم بختی یہہ تھی کہ وہ اپنے گھرون کی محبت کے مارے کہین باہر نہین جاسکتی تھین۔ سارے گھرون مین سے آدمی نکل گئے مگر بلیان اپنے گھر سے باہر نہ نکلین۔ انکی خوش قسمتی سے بعض محلون مین گورون کے بکٹ بٹھائے جاتے تھے وہ ان پاس جمع ہوجاتی تھین جوانکو کچھ کھانے کو دیدیتے مگر انکو اچھال اچھال کر یہہ تماشا بھی دیکھتے تھے کہ وہ خواہ کتنی بلندی سے انہین پھینکین وہ ہمیشہ اپنے چارون پاؤن کے بل گرتی تھین۔ کبھی کبھی یہہ گورون کا کھیل بلیون کی موت ہوجاتا تھا۔ ہاتھی اونٹ سرکاری فیلخانون اور شترخانون مین بندھے۔ یہہ تو چوپایون کا حال تھا۔ اب پرندون کا حال سنیئے کہ مرغے مرغیان تیتر بٹیر تو بہت جلد اڑکر سپاہیون کی پتیلی مین پہنچ گئے۔ کبوتر بھنا کر

انکے پیٹ مین چلے گئے اہل شہر جو اپنی بدحواسی سے کبوترون کو تلقلون و کابکون مین اور قمریون فاختاؤن ولال پدڑیون اور طوطون میناؤن کو پنجرون مین بند چھوڑ گئے تھے ان کی جانون نے تو آب و دانہ کے نہ ملنے سے قفس ہی سے پرواز کی۔ اور جو لوگ ان تلقلون اور پنجرون کو کھولکر ان پرندون کو آزاد کر گئے تھے انہین سے کبوتر تو چھرون کے شکار ہوئے یا بھوکے پیاسے مرگئے۔ انکا تو ایسا ستیاناس ہوا کہ انکی بعض نسلین جو مخصوص دہلی سے تھین وہ ایسی فنا ہوگئین کہ پھر دہلی مین وہ نہین پیدا ہوئین۔ غدر سے پہلے جسقدر کبوتر شہر مین تھے اسقدر اب تک شہر مین جمع نہین ہوئے ۔ اب انکی قیمت غدر کی پہلی قیمت سے چوچند ہوگئی۔

یہہ بتلانا تو مشکل ہے کہ مسلمانون کے پاس لٹنے سے پہلے کتنے روپیہ کا مال اسباب تھا اور بعد لٹنے کے کتنا باقی رہا مگر اس بات کا بتلانا کچھہ مشکل نہین کہ وہ کس کس طرح لٹے اور انکی دولت کس کس پاس گئی بہادر شاہ کو لاکھ روپیہ ماہوار اور چند نوابون اور رئیسون کو ہزارون روپے کی پنشنین ملتی تھین وہ سب سرکار کے قبضہ مین ضبط ہوکر آئین۔ گو مسلمان سود لینے کو حرام سمجھتے تھے مگر پرومیسری نوٹون کے سود لینے کو بعض سنی مسلمان اور کل شیعہ علی العموم حلال جانتے تھے ان پاس پانچ سات لاکھ روپے کے نوٹ تھے۔ ان مسلمانون کو یہہ یقین تھا کہ اب انگریزی عملداری پھر نہین آئیگی اس لئے نوٹ جس قیمت پر فروخت ہون انکو بیچ ڈالے اسوقت دلی مین ان نوٹون کا بھاؤ پینتالیس روپیہ سیکڑہ کا تھا بعض ہندو انکو اس خیال سے کہ انگریزی عملداری یقینی ہوگی خریدتے تھے اور یہہ بھی سمجھتے تھے کہ جو نقد روپیہ انکے گھر مین ہے وہ وبال جان ہے اسکو باغی لوٹ لینگے یا بادشاہ ڈنڈ مین یا قرض مین لے لیگا اسکی جگہہ نوٹون کا رکھنا بہتر ہوگا۔ غرض کئی لاکھ روپے کے نوٹ مسلمانون نے ۴۵ روپیہ سیکڑہ کے بھاؤ سے بیچڈالے انکے اس نقصان سے ہندوون کو فائدہ پہنچا۔

مسلمانون کا سارا اسباب جو پرائز ایجنسی نے یکجا جمع کیا تھا وہ زیادہ تر ہندوون نے نیلام مین سستا اور ارزان خریدا جسکے سبب سے بہت سے ہندوون نے شہر مین اس مال و اسباب کی دکانین کھولکر خوب فائدے کمائے۔ باغی مسلمانون کے جو مکانات ضبط ہوکر نیلام ہوئے وہ سب ہندوون نے

بہت ہی سستے خریدے اب انکی قیمت دس بیس گنی ہوگئی ہے۔ بڑے بڑے مکانات جو مسلمانون کے
تھے جیسے کلان محل۔ مرزا خجستہ بخت کی حویلی۔ جھجروالون کی کوٹھی۔ شیش محل۔ نواب صفدر خان
کی حویلیان جو ایک محلہ کے برابر تھین سب ہندوون کی خریداری مین آئین جن محلون مین غدر سے
پہلے ہندوون کی ملک سے ایک مکان نہ تھا۔ غدر کے بعد ان مین بہت مکانات کے خریدنے
سے مالک ہوگئے۔ ان مکانات کی فروخت کا روپیہ سرکار نے خود نہین لیا جسکا آگے ذکر آئے گا
مسلمانون نے اپنی ضرورتون کے سبب سے اپنا زیور جو گڑا دبا بچ گیا تھا یا وہ چھپا کر اپنے ساتھ
لے گئے تھے بہت سستا ہندوون کے ہاتھ بیچا۔ بارہ آنہ تولہ چاندی چودہ پندرہ روپیہ تولہ سونا
غرض انگریزی سپاہ کی تین روز کی لوٹ مین اور پرائز ایجنسی کی لوٹ مین تو ہندو مسلمانون مین
کچھ تمیز نہ تھی دونو برابر تھے۔ مگر اس سبب سے کہ شہر مین ہندو مسلمانون سے پہلے آباد ہوئے
اور انکو مسلمانون کے مال اسباب و مکانات کے خریدنے کا مقدور تھا انہون نے فائدہ کمایا۔ ہندوون کے
گھر لوٹ سے اتنے برباد نہین ہوئے جتنے خوش حال ہوئے۔ بہت سے ہندوون کے
گھرون مین غدر کیا آیا لکشمی آئی وہ پہلے کی نسبت زیادہ دولتمند ہوگئے۔ جب ہندو آباد
ہوگئے ہین تو لال ڈگی پر انکی دکانون کی قطارین اس لوٹ کے اسباب کے بیچنے کی لگتی تھین
انہون نے سپاہیون سے لوٹ کا یا چوری کا مال بہت ارزان خریدا تھا۔ یہہ اس شہر کی خوش نصیبی
تھی کہ اسکی لوٹ کا مال اتنا پنجاب کے شہرون مین جا کر فروخت نہین ہوا جتنا دہلی مین ہوا۔
جسکے سبب سے اسکی دولت شہر ہی مین رہی۔ گو مسلمانون کے ہاتھ سے چھنکر اور قومون کے
ہاتھ مین گئی شہر ہی مین ایک تھیلی سے یا ہتھیلی سے روپیہ نکل کر دوسری تھیلی مین یا ہتھیلی مین چلے گئے

گورنمنٹ نے انگریزون کو اس اسباب کا معاوضہ جسکو باغیون نے لوٹا تھا اور ہندوستانی
خیرخواہون کو جنکا اسباب انگریزی سپاہ نے لوٹا تھا بڑی شاہانہ فیاضی سے معاوضہ عطا کیا۔
یہہ معاوضہ سب سے بڑا ایک لاکھ کئی ہزار روپیہ کا مرزا الہی بخش کو جو خیرخواہ سرکار تھے
مختلف زمانون مین عطا کیا۔ نواب امین الدین خان عرف منشی امو جان کو جو ریاست الور مین
سرکار کے خیرخواہ رہے پندرہ ہزار روپیہ عطا کیا گیا اور بہت سے آدمیون کو تھوڑی تھوڑی
رقمین معاوضہ مین عطا ہوئین جنکی تفصیل کی ضرورت نہین۔

دہلی کے مکانوں کا مسمار ہونا اور ڈھایا جانا

دہلی مین کسی شخص کا مکان اسلیئے جلایا اور ڈھایا نہین گیا کہ اسنے بغاوت کی تھی مگر شہر جب فتح ہوا ہے تو اسکے بعض مکانات مین کسی سبب سے آگ لگ جاتی تھی وہ بجھائی نہین جاتی تھی خود بخود مکان کے گرنے سے بجھ جاتی تھی۔ قلعہ کے نیچے اس سبب سے مکانات مسمار کیئے گئے کہ اس کے آگے ایک وسیع میدان کرنا ضروری تھا انکو انجینیرون نے ڈھایا تھا۔ اول انکا کاٹ نیلام ہوا۔ اینٹ پتھر اسکے قلعہ کی کھائی کے پشتہ بنانے کے کام مین آئے اسطرح ایک میدان قلعہ کے آگے ہوگیا۔ پھر اس میدان مین مضبوط لکڑی کے درخت جیسے املی وغیرہ تھے نیلام ہوئے اور اب انکی بنیادون کے پتھر بیچے گئے۔ بعض مکانات ثابت کے ثابت اینٹ پتھر سے بھر کر برابر کر دیئے گئے تھے اب وہ کھدکر پھر نکالے گئے۔ اس سبب سے بلاقی بیگم کا کوچہ خانم کا بازار خاندوران خان کی حویلی گلیون کا بازار و دریا گنج کی گھاٹی انگوری باغ و بنگوا باڑی وغیرہ۔ بعض بالکل بعض کے حصے منہدم ہو گئے۔ ان مکانات مسمار شدہ کے مالکون کو جو باغی تھے معاوضہ نہین دیا گیا باقی اور سب کو مکانات کا معاوضہ اس طرح دیا گیا کہ جو روپیہ ان مکانات منضبط کی قیمت کا سرکار کو ہاتھ آیا اسکو ان مالکان مکانات کو معاوضہ مین دیدیا جو باغی نہین ہوئے اور ان کے مکانات ضرورت کے سبب سے منہدم ہوئے۔ غرض سرکار نے جائداد منضبط کی قیمت سے کچھ فائدہ نہین اٹھایا۔

مسلمان عورتوں کا حال

جب ہزارہا مسلمان مارے گئے تو انکی بوڑھی و جوان و نوجوان عورتین بیاہی و کنواری لڑکیان لاوارث ہوگئین۔ انگریزی سپاہ مین ایسے مسلمانون کی بھی کمی نہین تھی جو بڑی غنیمت یہہ سمجھتے تھے کہ کوئی خوبصورت عورت دلی کی ہاتھ لگ جائے اس لیئے انہون نے ایسی عورتین تلاش کرکے اپنے نکاح پڑھائے اور انکو اپنے ساتھ لے گئے ان عورتون نے یہہ اپنی خوش نصیبی جانی کہ انکو خاوند ایسا ہاتھ لگ گیا جسکے پاس لوٹ کا زیور اور زری گوٹہ کا لباس پہنانے کو تھا اور روٹی کھلانے کو تھی۔ بعض چالاک عورتین ایسی تھین کہ نکاح پڑھا کے چند روز مین خاوند کا مال اسباب لیکر چلتی بنین۔ خاوندون کو انکا پتہ کہین نہین لگا۔ انکا سارا لوٹ کا مال یون لٹ گیا مال حرام بود بجاے حرام رفت۔ ایک دو صورتین ایسی بھی ہوئین کہ خاوندون کو جب اپنی بی بیون کا پتہ نہین لگا تو ان مردون کو جنکی معرفت یہہ نکاح ہوا تھا اپنے افسرون کو اطلاع کر کر

سزا دلوادی کہتے ہین کہ ذوق کا بیٹا فوق اس سبب سے پھانسی دیا گیا۔ مگر اسکے پھانسی لگنے کا سبب اور بھی ہو سکتا ہے کہ وہ ایام غدر مین بادشاہی اہلکار تھا۔ بعض رسالدارون اور صوبہ دارون نے شہر کی مصیبت زدہ بیٹیون سے نکاح کیا اور بی بی کے کنبے کے ساتھ ایسا سلوک کیا کہ اسکے بھائیون بھتیجون کو سرکاری نوکر کرا دیا۔ اس طرح بی بی کے کنبے کو نہال کر دیا۔ شہزادیان جو پہلے سے اپنی یارباشی و عیاشی مین بدنام تھین اب قلعہ کی چاردیواری سے نکلکر آزاد ہو گئین انمین جو خوبصورت تھین وہ آسودہ حالون کے گھر مین بیٹھ گئین۔ بہادر شاہ کی بیٹی ربیعہ بیگم نے اپنا نکاح حسینی بورچی سے اسلیئے پڑھایا کہ روز تر دیگی کھانے مین آئیگی۔ فاطمہ سلطان نے جسکے باپ کے سر پر تاج شاہی رکھا جاتا تھا مشنریون کے زنانہ اسکول مین وظیفہ دار بن کر معلمی کا پیشہ سیکھا اور معلمہ بن کر اچھی طرح کچھ مدت تک زندگی بسر کی۔ علاوہ ان شاہزادیون کے اور صدہا عورتون نے بدکاری کا پیشہ اختیار کیا راتون کو برقعے اوڑھ کر مسافرون کی سرائون کے گرد قطارون کی قطارین مسافرون کے بلانے کے انتظار مین بیٹھی یا کھڑی رہتین اسطرح دو چار پیسے صبح کو کما لاتین صدہا عورتون نے اپنا سر جوؤن کی شدت سے منڈوا ڈالا۔ اگر کہین کوئی شخص ایک ایک خمیری روٹی یا ایک مٹھی چنے یا کچھ کوڑیان تقسیم کرتا تو صدہا مسلمان عورتین جمع ہو جاتین۔ جنمین سے بعض صورتون سے نجیب زادیان معلوم ہوتین۔ جو کبھی خود صدہا روپے کی خیرات کرتی تھین یا اب کوڑیان مانگتی ہین یا ان کے آگے دو دو چار چار مائین کام کرتی تھین یا خود ماماگری کے قابل نہین رہین۔ بعض بڑی حسین عورتین جنکی حسانت پر فرشتون کو بھی رشک آتا تھا اپنی خوش نصیبی سے بعض انگریزون کے گھر مین بیٹھ گئین انکو تو وہ چین و آرام حاصل ہوا کہ کبھی ہندوستانیون کے گھرون مین نہین حاصل ہوتا۔ دلی مین پہلے بہت ہی کم خانگیون کے گھر تھے۔ اشراف کبھی اپنے محلون مین آباد نہین ہونے دیتے۔ یا پھر جب شہر آباد ہوا ہے تو ہر محلہ مین ایسے تین چار گھر ضرور ہوتے۔ اب ہم وہ شہر آشوب اشعار لکھتے ہین جو شہر کے حال مین شاعرون نے کہے ہین ✤

مفتی صدرالدین آزردہ

| | |
|---|---|
| آفت اس شہر مین قلعہ کی بدولت آئی | وان کے اعمال سے دلی کی بھی شامت آئی |
| روز موعود سے پہلے ہی قیامت آئی | کالے میرٹھ سے یہ کیا آئے کہ آفت آئی |

گوش زد تھا جو فسانون سے وہ آنکھون دیکھا
جو سنا کرتے تھے کانونسے وہ آنکھون دیکھا

جنکو دنیا مین کسی سے بھی سروکار نہ تھا
اہل نا اہل سے خلطا اہین زنہار نہ تھا

انکی خلوت سے کوئی واقف اسرار نہ تھا
آدمی کیا ہے فرشتہ کا بھی وہان بار نہ تھا

وہ گلی کوچون مین پھرتے ہین پریشان در در
خاک بھی ملتی نہین انکو کہ ڈالین سر پر

## نواب مرزا داغ

خدا پرستی کے بدلے جفا پرستی ہے
جو مال مست تھے اب انکی فاقہ مستی ہے

بجاے ابر کرم مفلسی برستی ہے
بتنگ جینے سے ہین ایسی تنگدستی ہے

غضب مین آئی رعیت بلا مین شہر آیا
یہہ پوری نہین آئے خدا کا قہر آیا

زبان سے کہتے ہوئے دین دین آئے لعین
جو ماتا دین تھا کوئی تو کوئی گنگا دین

یہ جانتے ہی نہ تھے چیز کیا ہے دین متین
کئے تھے قتل زن و بچہ کیسے کیسے حسین

روا نہ تھا کسی مذہب مین جو وہ کام کیا
غرض وہ کام کیا کام ہی تمام کیا

جلین ہین دھوپ مین شکلین جو ماہتاب کی تھین
کھنچین ہین کانٹو پہ جو پتیان گلاب کی تھین

## نواب محمد مصطفے خان شیفتہ

اگر کہین کہ یہ دلی ہے تو ہرگز نہ پڑے
دلی والون کے بھی دلپہ یہ گمان دہلی

دلی اب ہے تن بیجان تن بیجان کیا خاک
جان سے جا چکے جو لوگ تھے جان دہلی

جان لارنس کی لائف مین قلعہ کی حالت لکھی ہے جس مین سے چند فقرے نیچے نقل کئے جاتے ہین جو بڑے دردانگیز ہین۔ قلعہ مین ایک بڑے سلسلہ خاندان شاہی کے آخر بادشاہ کی عالیشان غلام گردشین اور شاہانہ خلوت سرا عوام الناس کی نگاہ کے روبرو کھلی ہوئی تھین اور مسلح آدمی جو اسکے سرپرست نہ تھے آستان متبرک پر جمتے تھے۔ ایک دوسرے سے پیوستہ صدہا کمرے دور تک چلے گئے تھے جو اصل مین ان اشعار کے مصداق تھے۔

خلوتین وہ سجی سجائی ہوئی۔
شب کو دولہ دولہن کے رہنے کی

بیگمیں رشک زہرہ و ناہید۔
جس سے بہتر ہے وارثون کی امید

سوتے جاگتے کا ہر طرف اسباب
لوٹ کا مال بے شمار و حساب

یہان بیچارہ بوڑھا بادشاہ جو بمجبوری ناعیون کے ہاتھ کی کٹ پتلی بنا تھا اپنے محل سے نکالا ہوا ایک علیحدہ کمرے مین بیٹھا ہوا تھا جسکے پھانسی دینے کے بارہ مین عنقریب تجویز ہونے والی تھی اور جو افسرون اور سپاہیون کی گالیان اور گھرکیان سن رہا تھا اور اسکے گرد شہنشاہ بیگم اپنی تیلین چھپاتی تھی کہ مبادا کسی نامحرم یا ظالم کا سامنا ہو جائے۔ اس بدنصیب جماعت مین سب سے زیادہ خوش یا یہ کہیئے کہ سب سے کم ناخوش خود بادشاہ تھا جسکو ظاہرا اپنی مصیبت یا ہتک عزت کا کچھ خیال نہین ہوتا تھا۔ بقول شاعر

"جو فرط حیری سے ہوش گم تھے تو جینے کا سا لطف کچھ تھا جب نہ سامعہ تھا نہ باصرہ تھا نہ ذائقہ تھا نہ اور کچھ تھا"

گورون نے اپنے دل بہلانے کے لیئے قلعہ کے لاہوری دروازہ پر بہادر شاہ کی ایک تصویر بنائی تھی جسکے گلے مین پھانسی ڈالی تھی۔ غرض بادشاہ کی تذلیل کی کوئی حد باقی نہ تھی مگر زندگی باقی تھی۔ ایک سرکاری افسر نے بادشاہ کی تعظیم کے لیئے اپنے سر پر سے ٹوپی اتاری تھا پس انگریزی اخبارون نے لعن طعن کا تار باندھ دیا تھا۔ بیچین صاحب جان لارنس کی لائف مین لکھتے ہین کہ دلی فتح ہونے کے بعد شہر خموشان بن گیا۔ ایک صاحب اپنی آنکھون دیکھا یہ حال تحریر کرتے ہین کہ کوسون تک بجز ایک فاقہ زدہ گربہ کے اور ایک بوڑھی مصیبت کی ماری عورت کے جو گودڑ سمیٹتی پھرتی تھی کوئی آدمی نظر نہ آیا۔ کالج کی عمارت مین یوروپین توپ خانہ نصب تھا جامع مسجد جو ایک بے نظیر تمام ہندوستان مین شاہجہان کی بنائی ہوئی تھی سکھون کی فوج کی بارک تھی۔ مارشل لا جاری تھا۔

پرانی دلی مین شاہجہان نے ایک نیا شہر آباد کیا تھا اسکا نام اپنے نام پر شاہجہان آباد رکھا تھا اسلیئے دلی کا دوسرا نام شاہجہان آباد اکثر زبان زد خلائق تھا اب کوئی بھولکر اسکا یہہ نام نہین لیتا۔ اسی کے سر پر ایام غدر مین دنیا کی ساری آفتین نازل ہوئین۔ اگر جان لارنس پنجاب کے چیف کمشنر نہ ہوتے تو شاہجہان آباد بھی مثل اپنے گرد کی قدیم دلیون کے ایک ویرانہ خراب آباد ہوتا۔ اب جو شہر مین یہہ رونق نظر آتی ہے جو شاہجہان کے وقت کی رونق کو بھی مات کرتی ہے ہرگز دیکھنے مین نہین آتی۔ مین تمام چٹھیان جو سر جان لارنس نے دہلی کے فتح ہونے کے بعد اس شہر اور اہل شہر کے باب مین تحریر فرمائی ہین نقل کرتا ہون

جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اس شہر کو ویران ہونے سے بچانا ان ہی کے لطف وکرم وفضل ورحم کا کام تھا۔ ورنہ اس شہر کا کام تمام ہوچکا تھا۔ سرجان لارنس نے شہزادونکی نسبت لکھا کہ انکی تحقیقات کماحقہ کرواگروہ انگریزون یا انکی عورتون بچون کے قاتل ہون یا انکے قتل کے معاون ہون توانکو موت کی سزادو لیکن کسی شہزادہ کے ساتھ اس طرح پیش نہ آؤ جسطرح ہاڈسن صاحب اپنے کشتون کے ساتھ پیش آئے"۔ نواب جھجر وراجہ بلب گڈھ کی نسبت لکھا کہ انکو اپنی جنگی معذولت جوخون فشانی سے خالی ہو دکھاکر مطیع کرواور انکے ساتھ انصاف کرنے کا وعدہ کرو انمین سے ہرایک کو اس کے جرم کے مناسب سزادو۔ پھر انہون نے شہر کے باشندونکی نسبت جو اپنے گھرون سے باہر فاقے مررہے تھے ۲۶ ستمبر کو جنرل ولسن کو یہہ لکھا کہ مین نہین خیال کرتا کہ اگر شہر کے باشندے اپنے گھرون مین واپس آئین تو آپ کو اس بات کا خوف پیدا ہو کہ دہلی پر کسی طرف سے حملہ ہوگا۔ مین ان تمام مصائب سے قطع نظر کرکے جو انپر گذرے ہین یہہ کہتا ہون کہ ہماری حکومت مین پچاس برس کے عرصہ سے کبھی انہون نے سرتابی نہین کی اگر ہماری اپنی فوج نے غدر نہ مچایا ہوتا تو وہ اور پچاس برس تک خاموش رہتے۔ اگر کشمیری دروازہ پر چند سر لٹکا دیئے جائین توپھر کسی طرح کا خوف وخطر نہین ہے" دہلی کے فتح ہونے کے دس روز بعد ہی انہون نے ۳۰ ستمبر کو برن صاحب ملیٹری گورنر دہلی کو یہہ چٹھی لکھی ہے کہ شہر کے باشندون کی نسبت میری یہہ راے ہے کہ جب قلعہ کی محافظت کا بندوبست خاطرخواہ ہوجائے تووہ رفتہ رفتہ حزم واحتیاط کے ساتھ اپنے شہر مین بلالیئے جائین۔ شہر کے ڈرانے کے لیئے چاندنی چوک کے سامنے جو پھاٹک ہے اسپر توپ خانہ کے لگانے سے سب طرح اطمینان رہے گا۔ باغیون کے جو سرغنہ ہین انکو پھانسی دی جائے مگر اور لوگون کے ساتھ ملائمت اور عاطفت وشفقت کے ساتھ پیش آنا چاہیئے نوے فیصدی باشندون کو اس غدر سے کچھ علاقہ نہ تھا اگر انسے ہوسکتا تو یہہ ہمارا ساتھ دیتے بہتسے دلی کے باشندے مجبوراً بغاوت کے ہنگامے مین جبراً پھنس گئے اور ہم خود اپنی حماقت وضعف کے سبب سے انکی محافظت کے قابل نہ رہے تو یہہ الزام ہمپر عاید ہوتا ہے۔ ۶ اکتوبر کو وہ چارلس سانڈرس صاحب کمشنر دہلی کو لکھتے ہین کہ مجھے اس بات کے سننے سے خوشی ہوئی کہ شاہزادون کے

مجرم ہونے کا ثبوت آپ کے نزدیک کافی تھا اس قسم کے آدمیون کو سزا ملنی چاہیئے باقی عوام الناس کو جب تک ہمارے ساتھ سرکشی ومخالفت کا جرم ثابت ہو ہرگز سزا نہین دینی چاہیئے۔ میری رائے مین مناسب شرطون کے ساتھ شہر کے تمام باشندون کو بلالینا چاہیئے اب سب سے زیادہ تکلیف عاجز و بیقصور باشندون ہی پر ہے"۔

نیول چیمبرلین کو ۸۔ اکتوبر کی چٹھی مین لکھا۔

مین کسی طرح اس بات کی صلاح نہین دیتا کہ شہزادے یا اس قسم کے مفسد بلا تحقیقات قتل کیئے جائین۔ انکو تحقیقات کا موقع دیا جائے۔ بوڑھا بادشاہ اگر بھاگ گیا ہوتا تو اسکو گولی مار دیتے لیکن وہ بھاگا نہین اس لیئے مین یہہ رائے نہین دیتا مین سمجھتا ہون کہ بادشاہ نے بمقتضاء وقت عمل کیا"۔ جان لارنس کی رائے تھی کہ شہر مین بعض جگہ توپین لگا کے بے کھٹکے شہر مین باشندونکو آباد کر لینا ضروری ہے۔

۹۔ اکتوبر کو انہون نے لارڈ کیننگ کو لکھا کہ مین خیال کرتا ہون کہ دلی کے باشندون کو واپس آنے کی اجازت دینا ایک عمدہ پولیسی ہے۔ دلی عرصہ دراز سے بڑی تجارت کی منڈی ہے اور پولیٹکل اور تمدنی لحاظ سے وہ ایک بڑا ضروری مقام ہے۔ ہر طرح سے اسپر قبضہ رکھنا اسکے برباد ہونے کی بہ نسبت زیادہ مفید ہوگا گو اس کے باشندے کیسے ہی قصوروار ہون لیکن مجھے یقین ہے کہ کوئی شخص جو متعصب نہ ہو وہ اس امر سے انکار نہین کریگا کہ دلی کے باشندون مین اکثر آدمی بغاوت مین شریک نہ تھے اگر ہم صاحب اختیار ہوتے تو انہین سے اکثر آدمی ہمارے ساتھ ہوتے لیکن یہ معلوم ہے کہ وہ ایک ظالم بے رحم شتر بے مہار سپاہ کے اختیار مین تھے۔ انپر بڑی مصیبت پڑی ہے اسواسطے یہہ عمدہ پولیسی ہے کہ زندہ باشندون کو اپنے گھرون مین بسنے کی اجازت دی جائے۔

سر جان لارنس کو دہلی کے حالات کی خبرین برابر رفتہ رفتہ پہنچتی تھین۔ جب انکے دوستون نے یہہ درخواست کی کہ وہ دل سے چاہتے ہین کہ دلی پر ہل پھیر دیا جائے اور اگر شہر نہین تو جامع مسجد ضرور منہدم کر دی جائے تو انہون نے ایسی درخواست کے جواب مین برن صاحب جنہون نے اس باب مین صلاح پوچھی تھی لکھا کہ اس باب مین مین کسی طرح رضامند نہین ہونگا

مذہبی عمارتون کے انہدام سے ہم کو احتراز کرنا چاہیئے نہ دوستون کی خوشی کے لیئے نہ

دشمنون کی آزردگی کے لیئے ایسا کام کرنا لازم ہے۔ بہت سے انگریز کہتے تھے کہ دلی کی اینٹ سے اینٹ بجادو۔ جنکا غصہ کچھ اتر گیا تھا وہ کہتے تھے کہ جامع مسجد کو گرجا بنادو اسکے میناروں پر صلیب لگادو اسکی سنگ مرمر کی سلون پر جو بیت طبع اِس عیسائی کا نام کندہ کرو جو غدر مین شہید ہوا ہے مسلمانون کو مسجد کا دل سے دینا ایک جنون سمجھا جاتا تھا۔ جب پنجاب کے ذی اختیار افسرون اور انکے دلی دوستون نے اور بعض نے اصالتاً حاضر ہوکر یہہ دلیل بیان کی کہ دنیا مین دلی کی جامع مسجد سب سے زیادہ رفیع الشان ہے اسکے انہدام سے ہر مقام کے مسلمانون کے مذہب پر ایک ضرب پڑیگی تو انہون نے بہت نرمی و ملائمت سے دلائل کو بیان کیا جب دیکھا کہ اس کہنے کا کچھ اثر نہین ہوتا تو وہ کھڑے ہوئے اور کہا بابا یہہ راے نہ دونگا بہت سے امور ایسے ہین کہ جنکے لیئے تم مصر ہو سکتے ہو کہ مین انکو کرون لیکن کبھی اس باب مین مجھ سے اصرار نہ کرنا بس مناسب ہے کہ آپ اس معاملہ مین اپنے تئین تکلیف نہ دین۔ ۸ ستمبر ۱۸۵۸ء کو لارڈ کیننگ کو اپنی چیٹھی مین انہون نے لکھا کہ مجھے معلوم نہین کہ لارڈ شپ نے دہلی کے باب مین کیا تجویز کی ہے اگر جناب اسکو شہر کی حیثیت سے قائم رکھنا چاہتے ہین تو میرے نزدیک پرائیز ایجنسی کی کارروائیون کو روکنا چاہیئے۔ مین کوشش کرتا ہون کہ شہر مین سے مارشل لا موقوف کیا جائے۔ دلی کے لیئے صرف ایک مستعد وجری نیک چلن سپاہی کی ضرورت ہی کہ وہ سپاہ کو اپنے اختیار مین رکھے اور ایک زبردست پولیس اور عمدہ مجسٹریٹ امن امان قائم رکھے۔ جب تک ہندوستانی باشندون کی جان و مال کی محافظت نہین کی جائیگی تب امن امان قائم ہونا دشوار ہے مین اس امر کی اصلاح کا بڑا خواستگار ہون کہ جن لوگون پر جرم ثابت ہو انکو فوراً سخت سزا دی جائے۔ لیکن جو لوٹ مار اسوقت برابر ہو رہی ہے اس سے یہہ بات ضرور واقع ہونے والی ہے کہ رفتہ رفتہ ہندوستانی آشفتہ و برہم ہو جائیں اور ہمارے اور انکے درمیان اسوقت جو رخنہ پڑا ہوا ہے وہ اور ہمیشہ کے لیئے کشادہ ہوجائے

اسی زمانہ مین انہون نے لارڈ الفنسٹن کو لکھا کہ اگر دہلی مین مارشل لا اور پرائز ایجنسی موقوف کردی جائے تو بخوبی اصلاح ہوجائے۔

اسی زمانہ مین جنرل بیچی کو انہون نے بڑے زور سے چٹھی لکھی ہے کہ اگر ہم سے اعلے دماغی کی

کارروائیاں نہیں ہوسکتیں تو معمولی پولیس کے اعتبار سے بھی ہم پر لازم ہے کہ اپنے ہم وطنوں کو ظلم و
تعدی سے باز رکھیں مجھ سے کوئی اور شخص زیادہ باغیوں اور قاتلوں کو پھانسی دینے اور گولی
مارنے پر آمادہ نہ ہوگا لیکن جس وقت تک ہم دوست و دشمن میں تمیز نہ کریں گے اس وقت تک
یہی کھٹکا لگا رہے گا کہ سب کے سب ہندوستانی ہمارے مخالف ہو جائیں اور ہر ایک
مقام پر گوناگوں لڑائیاں ہونے لگیں اور ملک رفتہ رفتہ ویران ہو جائے اور
آخر کار اتنا گرم ہو جائے کہ ہمارا رہنا دشوار ہو جائے۔ اس چٹھی کا اثر فوراً ہوا دوسری
چٹھی میں وہ ایک ہفتہ کے بعد جنرل ہیں کو لکھتے ہیں کہ میں آپ کا بہت ممنون ہوں
کہ آپ نے لوٹ مار کے روکنے میں بہت جلد کارروائی کی مجھے اس بات کے سننے سے
نہایت افسوس ہوا کہ ہمارے ملک کے لوگ بے سبب ہندوستانیوں کو مار ڈالتے ہیں
جنکے مجرم و بے جرم ہونے پر لحاظ کرنے کا اختیار انکو نہ تھا۔
جب انہوں نے دیکھا کہ میرے دلخواہ اصلاحیں نہیں ہوئیں تو وہ ۲۲-فروری ۱۸۵۸ء کو خود
دہلی میں آئے اور یہاں آنکر پہلا کام انہوں نے یہ کیا کہ دہلی کے کل خاص افسروں کو بلایا۔
جنمیں چارلس سانڈرس و ملپ ایجرٹن۔ نیول چیمبرلین اور بعض اور افسر تھے۔ سیول کمشنروں
کی کارروائیوں کی بابت سر جان لارنس نے تام تقریر فرمائی کہ میں تسلیم کرتا ہوں کہ خاص
حالتوں میں شر و فساد کے انسداد کی خاص تدابیر جائز تھیں لیکن پھر فرمایا کہ اب ان تدابیر کا
زمانہ گذر گیا اب تو اس بات کی ضرورت ہے کہ ہندوستانیوں میں امن امان قائم کیا جائے
اور انکے دلوں میں اپنا اعتماد جمایا جائے اور اسکے ساتھ ہی انہوں نے لارڈ کیننگ سے بذریعہ
تار برقی استفسار کیا کہ جن افسروں کو پھانسی دینے اور رہا کرنے کا اختیار دیا گیا تھا انہوں نے
اس اپنے اختیار کو بری طرح استعمال کیا فوراً ان کے اختیار سلب کرنے کی مجھے اجازت دیجائے
انکی جگہ سول اور ملیٹری حکام کو شامل کر کے ایک کمیشن مقرر کیا جائے جو مفسدہ کے مقدمات
کی تحقیق کرے اور بلا منظوری گورنمنٹ کسی کو موت کی سزا نہ دینے پائے۔ پھر انہوں نے
لارڈ کیننگ کو لکھا کہ میں نے مفسدہ اور بغاوت کے مجرموں کی تحقیقات کے لیے تین افسروں کے
کمیشن مقرر کرنے کا بندوبست اس لیے کیا ہے کہ ہر ایک جوڈیشل افسر کو بذات واحد موت کی

سزا دینے کا جو اختیار دیا گیا اس انتظام مین کوئی بہبودی نہین پیدا ہوئی۔
دہلی مین انکے بڑے عزیز سکرٹری رچرڈ ٹمپیل آ گئے تھے انہون نے انسے کہا کہ شہر مین بالکل امن امان ہے۔خوف کرنے کی کوئی وجہ نہ تھی لیکن لوٹ مار و خونریزی ابتک جاری ہے ہندوستانیون کے رنگ فق تھے۔اب بھی وہ کثرت سے گرفتار ہوتے اور اکثر پھانسی پاتے ہین یا قید کیے جاتے ہین۔
غرض وہ مارچ کے تیسرے ہفتے مین اس شہر سے روانہ ہو گئے اور مسلمانون کو شہر مین آنے کی اجازت دے گئے اور جنرل کمانیر کو انکی محافظت کے بندولبست کی تاکید کر گئے۔
دہلی کی مسجد منہدم نہین ہوئی شہر کے باشندے آوارہ وطن نہین ہوئے اور کل شہر اور اسکی پر رونق عمارات اور تواریخی یادگارین مسمار نہین ہوئین اور اسپر ہل نہین چلایا گیا خلاصہ یہ ہے کہ پہلے روم کے قیصرون نے جو شہر کارنیھج اور کورنتھ کو مسمار کر کے طوق لعنت اپنے گلے مین ڈالا انکا جو حال؟ تاریخ ماضیہ مین شایع کرایا تھا۔اس قسم کی باتین انگلش مین کی ہندوستان کی برٹش گورنمنٹ کی تاریخ مین جو درج نہین کی گئین تو اسکا بڑا سبب جان لارنس کی عدل پروری و مہرورزی و مدبری و عیسائی مذہب کی پابندی تھی جو آتش مزاج افسر انکے گرد جمع تھے اور ان مین اکثر افسر ایسے بھی تھے کہ جو بیوہ دلیون کے غضبناک پیغمبر کے ساتھی تھے وہ مظلوم یا معصوم خلقت کے ساتھی نہ تھے ان لوگون نے سر جان لارنس اپنی اعلےٰ ہمتی اور والا ہمتی و نیک نہادی سے ایسے پاک الفاظ مین یہہ تقریر یہ کرتے تھے کہ کیا مین ہندوستانیون کو مار ڈالون کیا مین اس شہر کو جو نینوا کے مقابلہ کا ہے نہ بچاؤن جس مین ایک لاکھ بیس ہزار باشندے رہتے ہین اور جنکو اپنے داہنے ہاتھ سے بائین ہاتھ کے تمیز کرنے کا بھی شعور نہین ہے بلکہ دو تو چوپایون کے موافق ہین انگلش قوم مین اور کل اقوام شہنشاہی مین ایک فرقہ انسان کی صورت درندون کی سیرت کا ہوتا ہے۔انکا میلان طبع یہ ہوتا ہے کہ اگر اشتعال اور خوف کا زمانہ جاتا بھی رہے اور کسی طرح انتقام لینا جائز بھی نہ ہو تو بھی وہ اپنی وحشیانہ حرکتون سے باز نہین رہتے۔جسنے ہندوستان مین مجروح سلطنت انگلشیہ کی تاریخ کو پڑھا ہے وہ اس بات کے جاننے مین اندھا نہین بن سکتا باوجود اسکے اقوام مین سے ہندوستان کی شہنشاہی حاصل کر کے

کوئی قوم ایسی نہین ہوئی کہ جسنے محکوم رعایا کی ذمہ داریون کا انگلش قوم سے زیادہ خیال رکھا ہو۔ اگر
دلی جیسا شہر جسکو اکثر انگریز جوش غضب مین آکر یہہ چاہتے تھے کہ وہ مسمار کردیا جائے منہدم
کردیا جاتا تو انگلش قوم کی نیکنامی کی سفید چادر پر ایسا دہبا لگتا کہ کسی طرح دھوئے نہین دھلتا
پھر وہ ان قومون کے مقلد بنجاتے جو انسے پیشتر ہندوستان مین فتحیاب ہوئے تھے وہ یہہ
کرتے کہ زندہ شہر کے گرد مردون کے شہر جو آباد ہین اور جو اپنی زبان حال سے پکار پکار کر کے
غارتگرون کی کارسازیان کہہ رہے ہین انہین انگریز ایک اور شہر کو بڑھا دیتے۔ اور پھر انکو
یہہ کہنے کے لیئے منہہ رہتا کہ ہمارا ہندوستان کے فتح کرنے سے اپنے متقدمین سے
مختلف مقاصد ہین انکی ساری کارروائی ہندوستانیون کی محافظت وہمدردی کرنا اور
ترقی دینا ہے۔ یغماگری اور بربادی مقصود نہین۔

اس اوپر کے بیانات سے مین نے ثابت کردیا کہ جان لارنس اس امر کے مستحق ہین کہ ہم دلی کا
دوسرا نام لارنس آباد رکھین جنکی بدولت وہ آباد رہا اور اسکی آج وہ رونق ہے کہ شاہجہان
کے زمانہ مین بھی نہ تھی۔ انکے ہم قوم انکو سیویر آف انڈیا کہین یعنی ہندوستان کا بچانے
والا کہین اور اسکی جامع مسجد مین انکی قوم کے لیئے دعا مانگا کرین کہ اگر جان لارنس اسکو
نہ بچاتے تو یہہ مسجد ایک ڈھیر ہوتی جس مین جانورون کے بل اور گھونسلے ہوتے۔

۲۵ نومبر کو الفنسٹن صاحب گورنر بمبئی نے سر جان لارنس کو چٹھی مین لکھا ہے کہ دلی کے بعض
حالات نہایت قابل افسوس معلوم ہوئے ہین کہ اس کے فتح ہونے کے بعد ہمارے سپاہیون نے
وہان کیا کام کیئے ہین۔ دوست دشمن مین کچھ تمیز نہین کی دونو کو ایک ہی لاٹھی ہانکا سنت
دلی مین نادرشاہ کے وقت سے بھی زیادہ لوٹ ہوئی۔ یہہ بہت صحیح ہے کہ ہمارے ہموطن اپنے
مقتولون کا انتقام لیں۔۔۔ لیکن میری سمجھ مین یہہ نہین آتا کہ بیقصور باشندے کیون پائمال
کیئے جاتے ہین۔ اس مین شک نہین کہ عدل وانصاف اور نیک پولیسی کا اقتضا یہہ ہے کہ
بہت جلد ان باتون کا انسداد کیا جائے۔ جان لارنس نے جو گورنمنٹ ہند کو رپورٹ بھیجی
ہے اس مین یہ فقرہ لکھا ہے کہ ہمارے اور باغیون کے سر پر ایک عادل فرمان روا ہے اسی
فضل وکرم سے ہمارے سر پر سے یہ بلا آئی ہوئی ٹلی ہے۔ بس جب خدا نے اپنا رحم ہم پر کیا ہے

ہم کو بھی رحم اور درگذر کرنا چاہیئے۔ اگر قادر مطلق ان خطاؤن و غلطیون کا جو ہم نے کی ہین محاسبہ
لے تو ہماری وہ آسمانی محافظت ضبط ہو جائے جسکے بل و سہارے پر ہم ہندوستان مین بیٹھے
ہین۔ اس فقرہ سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ کیسے خدا پرست تھے۔ اس فقرہ کا مطلب یہہ تھا کہ
ہم کو خدا کے اخلاق پر چلنا چاہیئے جیسا وہ اپنے بندون کی خطاؤن اور قصورون کو معاف کرتا ہے
ایسے ہی ہمکو اپنی رعایا کے خطاؤن اور قصورون سے چشم پوشی کرنی چاہیئے۔

بہادر شاہ بادشاہ دہلی کے جرائم کی تحقیقات

ہم نے پہلے بیان کیا ہے کہ شروع ۱۸۵۸ع مین سرجان لارنس دہلی مین رونق افروز ہوئے
جہان انکے ایام جوانی کا بڑا زمانہ بسر ہوا تھا۔ جب وہ دلی کے بازارون مین پھرے تو
انکو وہ ساری باتین یاد آئین کہ کیسی انہین تجارت کی چہل پہل رہتی تھی اور سودا بیچنے والونکا
غل شور رہتا تھا۔ ہاتھی گھوڑون پر شاہزادے اور امیر البیلے گھلے پڑے پھرتے تھے یا اب وہی
بازار اجڑے سونے پڑے ہین۔ انہین سوا سپاہیون کی بندوقون کے کچھ اور نہین دکھائی
پڑتا وہ قلعہ مین تشریف لے گئے وہان قتل اپنی قوم کے معصوم بچون اور بیگناہ عورتون کا
دیکھا انکے قیدخانہ کا ملاحظہ کیا پھر وہ بادشاہ کو جو ایک اپنے محل مین مقید تھا دیکھنے گئے۔ یہہ
بوڑھا مصیبت زدہ خاندان تیمور کا آخری بادشاہ تھا۔ تیمور دنیا کے ان پانچ سات
جہان کشاؤن مین ہے۔ جنہون نے ساری دنیا کے فتح کرنے کا ارادہ کیا تھا اور فقط
ارادہ ہی نہین کیا تھا بلکہ اپنی کشورکشائی سے ثابت کردیا تھا کہ اگر عمر وفا کرتی تو دنیا کو فتح کرلیتا
اسکے خون کی عجب تاثیر تھی کہ اسکی نسل مین جس شہزادہ نے کہین بادشاہی کا دعوے کیا
وہ کچھ نہ کچھ کامیاب ہوا۔ دنیا مین جن خاندانون نے بڑی زبردست سلطنتین کین ہین
انہین سے ایک اسکا خاندان بھی تھا۔ اب آخر بادشاہ اسکے خاندان کا یہہ بہادر شاہ
تھا اسکی نسل مین ہونے کا یہہ اثر تھا کہ چار مہینے تک دہلی مین بادشاہی کی ہزارون سپاہ تواعد
آموختہ ناخواندہ مہمان کی طرح اُس پاس جمع ہوگئی۔ ایک بڑا میگزین ہاتھ لگ گیا کئی خزانے
سپاہیون نے لاکر اسکے قدمون کے تلے رکھہ دیئے اب سرجان لارنس صاحب کے حکم سے
اسکی تحقیقات جرائم کے لیئے ایک کمیشن ۲۵ جنوری ۱۸۵۸ع کو مقرر ہوا جسمین غلام عباس
بادشاہ کا وکیل اور میجر ہیریٹ جج گورنمنٹ کا وکیل تھا۔ اس کمیشن کا اجلاس دیوان خاص مین

ہوتا تھا جیسین بہادر شاہ قیدیون کی طرح اسنا اور پلنگڑی پہ کبھی بیٹھتا اور کبھی لیٹتا ... او
چار مہینے تک شاہانہ جلوس کیا تھا وہان اسکے جرمون کی شہادت دینے کے لئے بعض
چپراسی اور چوبدار آتے اور اسکی طرف قیدی کا خطاب کرتے۔ اسپر یہہ چار الزام لگائے
گئے۔ اول باوجودیکہ وہ برٹش گورمنٹ کا پنشن خوار تھا اسنے ۱۰ مئی و یکم اکتوبر ۱۸۵۷ء کے
درمیان زمانہ مین مختلف اوقات مین محمد بخت خان صوبہ دار توپخانہ اور سرکار کمپنی کی سپاہ
کے کمیشنڈ افسرون اور سپاہیون کی برٹش گورمنٹ کے خلاف غدر و فساد کرنے مین
ہمت افزائی و اعانت کی۔
دوم اس زمانہ مین مختلف اوقات مین دلی مین اپنے بڑے بیٹے مرزا مغل اور بہت سی
آدیولو ممالک مغربی کے باشندون کو جو سرکار کی رعایا مین سے تھے مفسدہ پردازی اور
جنگ آرائی کرنے کی ہمت افزائی اور اعانت کی۔
سوم سرکار کی حکومت سے انحراف کرکے اپنے تئین بادشاہ یا شہنشاہ ہند مشہور کیا
اور شہر دہلی پر دغا بازی سے بے قاعدہ قبضہ کرلیا اور زمانہ مذکور مین مختلف اوقات مین
مرزا مغل و محمد بخت خان صوبہ دار توپخانہ اور بہت سے نامعلوم مفسدہ پردازون کے ساتھ
سلطنت انگلشیہ کے برباد و غارت کرنے کی سازشون مین شریک ہوا اور مسلح سپاہ سے
سرکار انگلشیہ سے لڑائیان لڑا۔ چہارم اسی زمانہ کے اندر اسنے اپنے قلعہ کے اندر
۴۹ انگریزی عورتون اور بچون کے اور دہلی انگریزون کے اور اور مقامات
مین بھی انگریزون اور انکی عورتون اور بچون کے قتل کرانے کی ترغیب دی اور اسنے قاتلون کو
نوکریان دین اور انکی ترقی کے خطابات دینے کے وعدے کیے اور ہندوستان کے مختلف
خودمختار والیان ملک اور رئیسون کے نام احکام بھیجے کہ عیسائیون اور انگریزون کو
اپنی حدود اور عملداری مین جہان پائین قتل کرین۔ یہہ سب باتین بموجب ایکٹ ۱۶
مصدرہ ۱۸۵۷ء جرائم مین داخل ہین۔
ان جرائم کی تحقیقات مین کمیشن نے چالیس دن صرف کئے اور گواہون کی گواہیان لین
اوران شہادتون سے جرائم مذکور ثابت ہوئے۔

۹۔ مارچ کو مگل کے دن جج ایڈوکیٹ کے بادشاہ نے جو اپنے بری ہونے کی وجوہ بیان کین تھین
انکا ترجمہ کمیشن کے روبرو پڑھا کہ اصل واقعی حال یہ ہے کہ بلوہ کے دن سے پیشتر مجھے اصلا کوئی
خبر بلوہ ہونے کی نہ تھی۔ صبح کے آٹھ بجے کے قریب ناگاہ زیر جھروکون سوارون نے آکر غل
مچانا شروع کیا کہ ہم میرٹھ سے آئے ہین اور وہان انگریزون کو اس سبب سے قتل کیا ہے کہ وہ
ہمارے دانتون سے چکنے کارتوس کٹوانا چاہتے تھے جو گائے اور سور کی چربی سے چکنائے
گئے تھے جسکے سبب سے دونو ہندو مسلمانون کی جات بگڑ جاتی۔ جب مین نے یہہ سنا تو حکم
دیا کہ زیر جھروکہ جو قلعہ کے دروازے ہین بند کیئے جایئن اور قلعہ دار کو اسکی خبر دی جائے۔ قلعہ دار
اس خبر کے سنتے ہی فوراً خود میرے پاس آیا اور اسنے قصد کیا کہ جہان سوار کھڑے ہین ان
پاس باہر جائے اس لیئے آسنے مجھ سے درخواست کی کہ دروازہ کہولنے کا مین حکم دون مین نے
اسکو باہر جانے سے روکا تو اسنے چوک مین جنگلے پر کھڑے ہوکر سوارون سے کچھ باتین کین وہ
سوار چلے گئے اسکے بعد قلعہ دار مجھ سے یہ کہکر چلا گیا کہ مین اس فساد کا ابھی بندوبست کرتا ہون اس سے
تھوڑی دیر بعد فریزر صاحب کا یہہ پیغام آیا کہ دو توپین بہیجدی جایئن اور قلعہ دار کا یہہ پیغام آیا کہ
دو پالکیان بہیجی جایئن جنمین دو لیڈیان جو انکی یہان ہین بیٹھکر میرے محل شاہی مین جایئن مین نے
پالکیان فوراً بھیجدین اور توپون کے بھیجنے کا حکم دیا اسکے تھوڑی دیر بعد مین نے سنا کہ پالکیان
وہان پہنچنے نہ پائی تھین کہ فریزر صاحب اور قلعہ دار اور دونو لیڈیان یہہ سب مارے
گئے۔ کچھ دیر نہین ہوئی کہ باقی سپاہی دیوان خاص مین گھس آئے اور دیوان خاص کے
صحن مین ان کا ہجوم ہوا اور تسبیح خانہ مین مجھے گھیر لیا اور سب طرف سنتری بٹھا دیئے مین نے
انسے پوچھا کہ تمہارا مقصود کیا ہے تم یہان سے چلے جاؤ۔ اسکا جواب انہون نے یہہ دیا
کہ آپ چپ چاپ تماشا دیکھتے رہیئے کہ ہم اپنی جانون پر کھیل گئے ہین اور اب جو ہماری
طاقت مین ہے وہ کرین گے۔ مین اس خوف سے کہ وہ مجھے مار نہ ڈالین چپ رہا اور اپنے
زنانخانے مین چلا گیا۔ شام کے قریب یہہ دغاباز کچھ انگریزون اور میمون کو جو انہون نے
میگزین مین گرفتار کیئے تھے لائے اور ان کے قتل کا ارادہ کیا مین نے انکو سمجھایا کہ ان کو
مارو نہین انہون نے میرے کہنے کو اسوقت مان لیا کہ انکو قتل نہین کیا مگر ان باغیون نے

انکو اپنی ہی حراست میں مقید رکھا پھر اسکے بعد انہون نے دو دفعہ ان فرنگی قیدیون کے
مار نے کا قصد کیا مگر مین نے انکو اس قصد سے منت سماجت کر کے باز رکھا اور قیدیونکی
جانون کو بچالیا۔ لیکن آخر دفعہ ہر چند مین نے انکی منت سماجت کی کہ فرنگیون کو قتل نہ کرو
مگر انہون نے میری ایک نہ سُنی۔ ان بیچارے قیدیون کو قید خانہ سے لاکر مار کر اپنا
ارادہ پورا کیا مین نے اس قتل کا حکم نہین دیا۔ مرزا مغل و مرزا خضر سلطان و مرزا ابوبکر
اور میرے خاص ملازم بسنت نے جو باغیون سے ملے ہوئے تھے اس قتل کے لئے میرا
نام لیا ہو مگر مجھے جہان تک علم ہے انہون نے میرا نام نہین لیا۔ مین یہ جانتا ہون کہ میرے
مسلح سپاہی نافرمانی کر کے اس قتل مین شریک ہوئے ہون اگر انہون نے ایسا کیا ہو تو
مرزا مغل کی تحریک سے کیا ہوگا۔ جب وہ قتل کر چکے تو مجھے اسکی اطلاع کچھ کسی شخص نے
نہین دی۔ بعض گواہون نے جو اپنی شہادت مین یہ بیان کیا ہے کہ میرے ملازم فریزر صاحب
اور قلعہ دار کے قتل مین شریک تھے تو مین انکا جواب یہ دیتا ہون کہ مین نے انکو اس کام کے کرنیکا
حکم نہین دیا۔ اگر انہون نے یہہ کام کیا تو اپنی مرضی سے کیا ہوگا مجھے نہ اسکا علم ہوا نہ اسکی کوئی
اطلاع مجھے دی گئی۔ میرا خدا شاہد ہے۔ مین خدا کی قسم کھا کے کہتا ہون کہ مین نے حکم نہین دیا
کہ مسٹر فریزر یا کوئی اور فرنگی قتل کیا جائے۔ مکندلال اور اور گواہون نے جو یہ کہا ہے کہ مین نے
یہہ حکم دیا وہ بالکل جھوٹ ہے۔ اگر مرزا مغل اور مرزا خضر سلطان نے یہہ حکم دیا ہو تو تعجب نہین
وہ باغی سپاہیون سے ملے ہوئے تھے۔ ان واقعات کے بعد باغی سپاہی مرزا مغل و مرزا خضر سلطان
و مرزا ابوبکر کو میرے پاس لائے اور انہون نے کہا کہ ہم یہہ چاہتے ہین کہ یہہ شاہزادے
ہمارے افسر مقرر کیئے جائین مین نے انکی یہہ درخواست نامنظور کی لیکن جب سپاہیون نے
اسپر اصرار کیا اور مرزا مغل بھی غصہ ہو کر اپنی ماں کے گھر مین چلا گیا۔ مین سپاہیون کے خوف کے
مارے اس معاملہ مین خاموش رہا تو طرفین کی رضامندی سے مرزا مغل سپاہ کا کمانڈر انچیف
مقرر ہوا۔ احکام جنپر میری مُہر اور دستخط ہین انکا اصل حال یہ ہے کہ اس دن سے کہ سپاہی
آئے اور انہون نے انگریزی افسرون کو قتل کیا انہون نے مجھے اپنا قیدی بنا لیا اور مین
انکے بس مین بالکل ایسا ہوگیا کہ جن کاغذات کو وہ مناسب جانتے تھے تیار کراتے تھے اور

انکو میرے پاس لاتے تھے اور مجھے مجبور کرتے تھے کہ مین انپر دستخط اور مہر کردیتا تھا۔ بعض اوقات وہ احکام کا مسودہ لاتے تھے اور میری منشی سے صاف کراکے لے جاتے تھے۔ بعض اوقات وہ اصلی نسخے لاتے تھے جنکو وہ بھیجتے تھے اور انکی نقل دفتر مین رکھتے تھے۔ اسواسطے بہت سے مسودے مختلف ہاتھون کے لکھے ہوئے شامل مثل ہین اکثر خالی ملفوفات کے اوپر مہر کرلیتے تھے جنپر یہ نہین لکھا ہوتا تھا کہ وہ کس پاس بھیجے جائینگے۔ مجھے معلوم نہین کہ انہون نے ان لفافون مین کیا کاغذات ملفوف کیئے اور کن لوگون پاس بھیجے۔ مثل مین ایک عرضی شامل ہے جو کہ ندلال کی طرف سے کسی مجہول گروہ کی طرف خطاب نہین کی گئی ہے۔ اسمین تفصیل متعدد احکام کی ہے جو ایک تاریخ مین جاری کیئے گئے ہین۔ اس فہرست میں صاف صاف خصوصیت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ بہت سے احکام کتنے آدمیون کی ہدایت سے لکھے گئے ہین اور کتنے احکام ایک ہی شخص کی ہدایت سے مرقوم ہوئے ہین اور علی ہذا القیاس۔ مگر ان مین کوئی حکم میرے نام سے نہین لکھا گیا۔ اسسے ثابت ہوتا ہے کہ جن لوگون نے چاہا اپنی طرف سے اپنے دلخواہ احکام لکھائے۔ بغیر اسکے کہ مجھ سے انکی اجازت لی ہو بلکہ ان کے مطلب پر بھی مجھے مطلع نہین کیا۔ مین اور میرے سکرٹری اس باب مین اپنی جانون کے خوف کے مارے کچھ کہہ ہی نہین سکتے تھے اور جن عرائض پر میرے احکام اپنے ہاتھ کے لکھے ہوئے ہین انکی نسبت بھی میری یہی گزارش ہے۔ جب کبھی سپاہی یا مرزا مغل یا مرزا خضر سلطان یا ابوبکر کوئی عرضی لاتے وہ ہمیشہ اپنے ساتھ سپاہ کے افسرون کو لاتے اور جن احکام کو وہ چاہتے اسکے جدا کاغذ پر لکھکر لاتے اور مجھے مجبور کرتے کہ مین انکو اپنے ہاتھ سے عرائض پر لکھدون بس اسطرح نوبت یہان تک پہنچی کہ انکا یہہ کہنا مجھے سننا پڑا کہ اگر مین انکی درخواستون پر توجہ نہین کرونگا تو بچھتاؤنگا۔ انکے خوف کے مارے مین کچھ نہین کہہ سکتا تھا اسکے سوا وہ میرے ملازمون پر یہہ تہمت لگاتے تھے کہ وہ انگریزون کے ساتھ خط و کتابت و سازش رکھتے ہین۔ خاصکر میر حکیم احسن اللہ خان اور محبوب علی خان اور میری بی بی زینت محل۔ جنکو وہ کہتے تھے کہ ہم انکے ان کامون کے کرنے کے سبب انکو مارڈالینگے۔ چنانچہ ایک دن انہون نے میرے حکیم کے گھر کو واقعی لوٹ لیا اور اسکو قید اس ارادہ سے کرلیا کہ اسے مارڈالین لیکن وہ بڑی میری منت سماجت کرنے سے

اس اپنے ارادہ سے باز رہے مگر پھر بھی اسکو مقید رکھا اسکے بعد بھی میرے اور ملازمون کو مقید کیا۔ مثلاً منشی سیر الدولہ والد زینت محل کو پھر انہون نے یہہ ظاہر کیا کہ وہ مجھے معزول کرینگے اور مرزا مغل کو بادشاہ بنائینگے۔ ایسی صورت مین یہ بات نہایت تحمل و تامل سے غور کرنی چاہئے کہ مجھے کسی طرح کے اختیارات کیا تھے اور کونسی وجہ تھی کہ مین انسے مطمئن ہوتا؟ افسران سپاہ کی نوبت یہانتک آگئی تھی کہ وہ درخواست کرتے تھے کہ مین اپنی بی بی زینت محل کو ان کے حوالہ کردون کہ وہ اسکو مقید کرین اسکو یہہ کہتے تھے کہ وہ انگریزون سے دوستانہ تعلق رکھتی ہے اگر مجھے حکومت ایسی حاصل ہوتی کہ مین اپنے اختیارات کو کامل طور سے کام مین لاسکتا تو کیا اپنے طبیب حکیم احسن اللہ خان اور محبوب علی خان کو مقید ہونے دیتا اور اپنے حکیم کا گھر لوٹنے دیتا؟ باغیون نے اپنا کورٹ (کچہری) جدا بنا رکھی تھی وہ اپنے تمام معاملات اور مقدمات پر غور و مباحثہ کیا کرتے تھے اور کورٹ کی کونسل مین جو امور طے پاتے تھے وہ اختیار کرتے تھے۔ مین کبھی انکی اس مجلس مشورہ مین شریک نہین ہوا۔ بس انہون نے بغیر میری اطلاع کے یا احکام بہت سے خاص آدمیون کے سوا کئی محلون کو لوٹ لیا۔ جن آدمیون کو انہون نے چاہا مار ڈالا مقید کیا لوٹ لیا اور سوداگرون و معزز رئیسون اور ساہوکارون سے جسقدر روپیہ چاہا زبردستی ڈنڈ لیا اور اس روپے کو وہ اپنے کام مین لائے۔ غرض جو کچھ کیا گیا وہ باغی فوج نے کیا۔ مین انکے بس مین تھا کیا کرسکتا تھا؟۔ انہون نے یکایک آنکر مجھے مقید کرلیا مین بیچارہ بے بس بے کس تھا مین انسے ایسا خوف زدہ ہوگیا تھا کہ وہ جو چاہتے تھے مجھے کرنا پڑتا تھا۔ اگر انکا کہنا نہ کرتا تو وہ مجھے مار ڈالتے اس بات کو سب جانتے ہین۔ میرے اہلکارون کو اپنی جان بچنے کی امید نہ تھی مین تو باغیون کے ہاتھ سے بتنگ ہوکر اپنی جان سے عاجز ہوگیا تھا کہ مین نے ارادہ کرلیا تھا کہ فقیر بنکر گیروا کپڑے پہن لون اور قطب صاحب کی درگاہ مین جا بیٹھون اور پھر اجمیر چلا جاؤن اور پھر آخر کو مکہ کا سفر کرون مگر سپاہی مجھے اس کام کو بھی نہین کرنے دیتے تھے۔ یہی سپاہی تھے کہ جنہون نے گورنمنٹ کا میگزین اور خزانہ کو لوٹا تھا۔ اور جو ان کے دل مین آتا تھا وہ کام کرتے تھے مین نے انسے کوئی چیز نہین لی اور نہ انہون نے اپنی لوٹ مین سے مجھے کچھ دیا۔ وہ ایک دن زینت محل کی حویلی پر لوٹنے کے ارادہ سے چڑھ گئے لیکن وہ حویلی کے دروازہ کو توڑ

نہ سکے پس اس حالت کے موافق یہہ خیال کرنا چاہیئے کہ اگر سپاہی میرے زیر فرمان ہوتے یا مین انکے ساتھ سازش کرتا تو یہہ واقعات کس طرح وقوع مین آ سکتے تھے؟ ان باتون کے علاوہ یہہ بات خیال کرنے کی ہے کہ نہایت غریب آدمی سے بھی کوئی شخص یہہ نہین کہہ سکتا کہ تو اپنی بی بی کو میرے حوالہ کر کہ مین اسکو مقید رکھون۔ حبشی قمبر کی نسبت گزارش یہ ہے کہ اسنے مکہ حج جانے کے لیئے مجھ سے رخصت لی مین نے اسکو ایران نہین بھیجا نہ مین نے شاہ ایران کو کوئی خط لکھا بعض آدمیون نے یہہ جھوٹی افواہ اڑا دی۔ محمد درویش کی عرضی کوئی میری تحریر نہین ہے کہ اسپر اعتبار کیا جائے۔ اگر کسی میرے یا سیان عسکری کے دشمنون نے یہہ عرضی بھیجی ہو تو اسپر اعتبار کرنا نہین چاہیئے۔ باغی فوج نے میرے ساتھ یہہ برتاو رکھا کہ انہونے کبھی مجھے سلام کیا نہ اسنے کوئی اور تعظیم کی وہ میرے دیوان خاص اور تسبیح خانہ مین جوتیان پہنے آتے تھے۔ مین اس سپاہ پر کیسے اعتماد کر سکتا تھا۔ جسنے اپنے خداوندان نعمت کو قتل کیا ہو؟ جیسا انہون نے انکو قتل کیا تھا ایسا ہی انہون نے مجھے مقید کیا تھا کہ میرے نام کی آڑ مین جو کام چاہین اسکو کرین۔ مین نے یہہ حال دیکھ کر کہ سپاہ نے اپنے ولی نعمتون کو اور ذوی اختیار حاکمون کو قتل کر ڈالا ہے۔ مین بیچارہ جسکے پاس سپاہ ہے نہ خزانہ ہے نہ اسباب حرب وضرب کا ذخیرہ ہے نہ توپ خانہ ہے انکا مقابلہ کیا کر سکتا تھا اور انکی مرضی کے برخلاف انتظام کیا کر سکتا تھا؟ مگر مین نے انکی امداد کسی طرح نہین کی۔ جب باغی سوار آئے تو مین نے زیر جھروکہ قلعہ کے دروازہ بند کرا دیئے جنپر مجھے اختیار تھا اور قلعہ دار کو مطلع کیا کہ یہہ واقعہ پیش آیا ہے اور اسکو باغیون کے درمیان جانے سے روکا۔ مین نے قلعہ دار کی درخواستون کے موافق دو پالکیان لیڈیونکے سوار ہونے کے واسطے اور دو توپین قلعہ کے دروازون کی محافظت کے لیئے بھیجدین اور اس رات کو سانڈنی سوار کے ہاتھ اپنا شقہ لفٹنٹ گورنر ممالک مغربی پاس بھیجدیا۔ جسمین اس شورانگیز واقعہ کا حال تحریر کیا۔ جب تک مجھے اختیار تھا جو کچھ مجھ سے ہوسکتا تھا مین نے کیا۔ مین شہر مین سوار ہو کر اپنی خوشی سے جلوس کے ساتھ نہین گیا مین بالکل سپاہ کے بس مین تھا جو اسکا جی چاہتا تھا اسکو بالجبر مجھ سے کراتی تھی۔ مین نے جو چند آدمی ملازم رکھے وہ اپنی جان کی محافظت کے لیئے رکھے تھے۔ مجھے باغی سوارون

اور سپاہیون سے خوف لگتا تھا- جب یہہ سپاہ بھاگنے لگی تو مین مخفی پوشیدہ قلعہ کے دروازون سے نکلکر ہمایون کے مقبرہ مین چلا گیا- اس مقام سے مین اس شرط کے ساتھ کہ میری جان کو امان دی جائیگی بلایا گیا مین نے اپنے تئین فوراً گورنمنٹ کے حوالہ کردیا- باغی سپاہ مجھے اپنے ہمراہ لے جانا چاہتی تھی لیکن مین نے انکے ساتھ جانا نہ چاہا جو کچھہ مین نے خود لکھایا ہے اس مین ذرا جھوٹ نہین ہے کہین سچ سے انحراف نہین کیا ہے- خدا میرا شاہد ہے اور وہ جانتا ہے کہ مین نے جو کچھ لکھا ہے وہ بالکل سچ ہے اور وہی مجھے یاد ہے مین نے اول ہی بحلف کہا تھا کہ مین بے کم و کاست راست راست بیان لکھاؤن گا وہی مین نے کیا ہے- دستخط بہادر شاہ-

ان دستخطون کے بعد یہہ عبارت اور اضافہ کی گئی-

جس حکم کی نقل شامل مثل ہے- اور اس مین مرزا مغل سے مین نے سپاہیون کی حرکتون کی شکایت کی ہے جنکے سبب سے مین نے قطب صاحب اور وہان سے مکہ جانے کا قصد ظاہر کیا ہے مجھے یاد نہین کہ مین نے یہہ حکم جاری کرایا ہو- حکم مذکور اردو زبان مین لکھا ہوا ہے اور میرے دفتر مین کل احکام اور کام فارسی زبان مین لکھے جاتے ہین پس مین نہین جانتا کہ یہہ حکم کیونکر قاعدہ کے مخالف کس طرح داخل ہو گیا- ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ مرزا مغل نے یہہ دیکھکر کہ مین سپاہ کے ہاتھ سے بتنگ ہوکر ایسا حیران پریشان ہوا ہون کہ تارک الدنیا ہونے کا اور فقیری اختیار کرنے کا اور مکہ چلے جانے کا ارادہ کیا ہے تو اسنے یہ حکم اپنے دفتر مین لکھایا ہو اور میری مہر اسپر لگائی ہو- بہر نہج میرا سپاہ سے ناراض ہونا اور بالکل مایوس بے بس ہونا اس حکم مذکور سے بھی ثابت ہوتا ہے اور اس سے میرے اس بیان کی تصدیق ہوتی ہے جو اوپر بیان کیا گیا ہے- بلحاظ اور کاغذات کے سوا رکاغذات مذکور کے جو شامل مثل ہین جیسے کہ گلاب سنگھ کے نام مراسلہ برادر بخت خان کی عرضی کی نقل پر جو احکام دستخطی اور اسپر میری مہر لگی ہوئی ہے وہ یاد نہین لیکن ابھی مین نے بیان کیا ہے کہ سپاہ کے افسر جو احکام چاہتے تھے لکھاتے تھے جنکا مجھے علم تک نہین ہوتا تھا انکے مستند کرنے کے لیئے اسپر میری مہر ثبت کر لیتے تھے- مین اپنے دل سے یقین کرتا ہون کہ بخت خان کی عرضی پر اور

اور عرائض پر مجھے مجبور کر کے احکام اپنے حسب دلخواہ لکھا لیتے ہونگے -

دستخط بہادر شاہ -

ایڈوکیٹ نے جرائم کے ثبوت مین دلائل تحریر کین جسکا آخر فقرہ یہہ تھا کہ عدالت کے روبرو جو شہادت پیش ہے اس کے موافق میری راے یہ ہے کہ قیدی دہلی کے معزول بادشاہ محمد بہادر شاہ پر جو الزامات لگائے گئے بعض انمین سے بالکل بعض بالجز ثابت ہین اس لیئے وہ مجرم ہے ان جرمون کے ثبوت کے سبب سے بہادر شاہ جلاوطن کیا گیا وہ اپنے دو بیٹون جوان بخت و عباس شاہ اور دو بی بیون زینت محل اور تاج محل کے برہما کو روانہ کیا گیا - تاج محل کلکتہ سے واپس چلی آئی - جب بادشاہ دہلی سے ایک ڈولی مین سوار ہو کر گورون کے پہرون مین منزل بمنزل روانہ ہوا ہے تو راہ مین ان لوگون کے گھر مین ماتم تھا جو اس کے باپ دادا کی دی ہوئی اراضی سے اب تک روٹی کھاتے تھے بہادر شاہ کا ۷ - نومبر ۱۸۶۲ء کو ۸۹ نواسی سال کی عمر مین پیغام اجل آیا - اب برہما مین اسکی قبر کا نشان بھی باقی نہین رہا - مگر اب تک اسکا کلام یادگار ہے - ہندوستان مین بہت جگہہ اسکی غزلین محفلون مین گائی جاتی ہین اسکے ایام - عبد رنگی ان باتون کا ذکر بھی بہت دنون تک دہلی مین ہوتا رہا کہ جب ہندو اس پاس فریادی جاتے کہ مسلمان ہم کو ستاتے ہین تو وہ مسلمانون کو ہدایت کرتا کہ تم ہندوؤن کو ستاؤ نہین جیسے تم میری ایک آنکھ ہو ایسے میری دوسری آنکھ ہندو ہین - جب سپاہ نے دلی کے مہاجنون اور مسلمان دولت مندون کو بہت تنگ کیا تو اسنے تین دفعہ سپاہ سے کہا کہ میرا اور میری بی بی کا تمام زیور لیکر اپنے کام مین لاؤ اور میرے شہر کو مت ستاؤ -

# باب ہفتم

## لارڈ کیننگ کی پالیسی اور واقعات کلکتہ

اب یہ ضرور ہے کہ ان چند گذشتہ مہینوں کا حال سرکار والا اقتدار کی دار السلطنت کلکتہ کا بھی ہم لکھین

دہلی کے فتح ہونے کے چند روز بعد دھوکہ دینے والی امیدون سے لارڈ کیننگ باہر نکل آئے۔ جو انگریز اس ملک کے حال سے خوب آگاہ تھے اور انکی رائین بڑی مستند سمجھی جاتی تھین اُن سے مقابلہ کرنے کی قوت لارڈ کیننگ مین نہین تھی ان انگریزون نے انکو یہہ یقین دلایا کہ غدر کی خرابی جو پھیلی ہے وہ جلد رفع ہو جائیگی۔ کولون صاحب لفٹنٹ گورنر ممالک شمالی و مغربی نے ۱۶۔ مئی کو ان پاس تار بھیجا کہ جو طوفان اٹھا تھا اس کی برائی دور ہو گئی ہے اور واقعات کی صورت جلد اچھی ہونے کو ہے۔ پھر انہون نے ۲۰ مئی کو ان پاس تار بھیجا جسین کمشنر گریٹ ہیڈ صاحب کے یہہ الفاظ نقل کیئے کہ یہ بے باکانہ فساد جو ہوئی اسکا چند روز مین خاتمہ ہو جائیگا۔ لارڈ کیننگ کو ان بےبنیاد خیالی باتون سے مطمئن ہو کر اپنی محافظت سے دستکشی نہین کرنی چاہتے تھے انکے لیئے یہہ بڑا وقت تھا کہ وہ اپنی رفعت شان ایسے دکھلاتے کہ جس سے ثابت ہوتا کہ وہ بیشک ہندوستان کے گورنر جنرل ہین۔ اگرچہ انہون نے ایسے وقت اپنی ذاتی دلاوری اور مردانہ تحمل کا نمونہ دکھایا جس مین کلکتہ کے بعض انگریزی باشندے شمال مغرب سے وحشتناک خبرون کے آنے سے نامرد ہو گئے تھے مگر بعض انکے معتقدین کے دل پر بھی یہی نقش جما ہوا تھا کہ وہ اس وقت کے لیئے مرد میدان نہین تھے۔ بغاوت اور قتل کی نئی نئی خبرین آتی تھین مگر انکو یہہ یقین نہین آتا تھا کہ کل سپاہ سرکار سے برگشتہ و باغی ہو گئی ہے۔ اگرچہ وہ گورون کی سپاہ جو کلکتہ مین آتی گئی اس کو جلد جلد ممالک شمالی و مغربی مین روانہ کرتے گئے اور ۶۔ جون کو ایک ایکٹ پاس کیا کہ جو لوگ امن و عافیت مین خلل انداز ہون انکی سرسری تحقیقات کر کے سول اور ملیٹری افسر سزا دیدین جس سے عجیب اختیارات ان افسرون کو حاصل ہو گئے۔ لیکن انہون نے بنگال اور دارالسلطنت کی محافظت کے لیئے کوئی تدبیر نہین کی۔ کلکتہ مین صرف انگلش ہی نے نہین بلکہ ہر قسم اور قوم کے عیسائیون نے دیکھا کہ بڑا خوف و خطر ہے تو مئی کے تیسرے چوتھے ہفتے مین ٹریڈ ایسوسی ایشن جماعت تجار نے اور فری میسن گروہ نے اور ارمنی اور فرانسیسی باشندون نے اپنی خیرخواہی کا مقتضا یہی ہونا اپنے ایڈرسون مین ظاہر کیا اور شہر کی محافظت کے لیئے خدمتون کے کرنے کی درخواستین دین لیکن گورنمنٹ نے انکی درخواستون کو نامنظور کیا۔ ۲۵۔ مئی کو مسٹر ریڈ

سکرٹری ہوم ڈپارٹمنٹ نے فرانسیسی کونسل اور فرانسیسی باشندون کی درخواست کے جواب مین جوانہون نے سرکار کی خیرخواہی کی ندا ہونے کی دلیل تھی لکھا کہ کلکتہ سے چھ سو میل تک سب طرح خیریت ہے ایک بے اصل خوف سے جو خلل پیدا ہوا تھا وہ دور کردیا گیا ہر وجہ سے امید ہے کہ چند روز مین کل پریسیڈنسی مین گورنمنٹ کا اعتبار اور امن امان بحال ہوجائیگا۔ غرض انہون نے وہ اطمینان دکھایا جو کولون کے حال کے تارون مین بھی نہ تھا۔

گورنر جنرل کا اہل کلکتہ کی درخواست و ولنیٹر ہونے کا نامنظور کرنا اور بارک پور و دانا پور کی سپاہ سے ہتھیار نہ لینا۔

سکرٹری کی اس چھٹی پر شہر کے بعض خیراندیش باشندون نے سخت اعتراض کیئے انہون نے کہا کہ اگر لارڈ کیننگ وولنیٹرون کی خدمات سے استفادہ حاصل کرتا تو بالکل ایک رجمنٹ کو باغیون سے مقابلہ کرنے کے لیئے فرصت ملجاتی اور اگر وہ بارک پور اور دانا پور کے سپاہیون سے مستعدی کے ساتھ ہتھیار لے لیتا تو وہ یوروپین سپاہ جو برگشتہ سپاہ کی نگہداشت کررہی ہے اور جس سے کچھ فائدہ حاصل نہین ہوتا کانپور جانے کے لیئے فراغت پاتی۔ اور وہان جاکر انگریزون کی تکلیف مین تخفیف کرتی۔ لیکن لارڈ کیننگ کو یہہ اعتبار نہ تھا کہ وولنیٹر کسی کام کے ہونگے۔ پچھلے واقعات سے ثابت ہوا کہ یہہ یقین انکا غلط تھا وہ بارک پور اور دانا پور کی رجمنٹون سے ہتھیار اس لئے نہین لیتے تھے کہ انکو یہہ ڈر لگتا تھا کہ اس ہتھیار لینے سے ان چھاونیون مین برانگیختگی پیدا ہوگی جہان عیسائیون کی جان بچانے کے لیئے گورے سپاہی کا نام نہین تھا کہ وہ کالون کے انتقام لینے سے انکو بچاتا۔ سوا اس کے وہ اکثر ان وعدون پر یقین کرتا تھا جو وہ اپنی خیرخواہی اور جان نثاری کے ہوشیاری سے کرتے تھے۔ ان دلائل مین سے اول دلیل بظاہر پسندیدہ معلوم ہوتی تھی مگر وہ صحیح نہین تھی لارڈ کیننگ کو آخرکار بارک پور کے سپاہیون سے ہتھیار لینے پڑے اور اسکے جن برائیونکا ان کو خوف تھا کوئی نہین واقع ہوئی۔ اسکے برخلاف دانا پور کے سپاہیون سے جو ہتھیار نہین لئے گئے ان سے وہ برائیان وقوع مین آئین جنمین مبالغہ کرنا مشکل ہے۔ سپاہ کے اقرارون کے اعتبار کرنے مین وہی اکیلے نہ تھے بلکہ رجمنٹون کے تمام افسر بغیر کسی استثنا کے اپنے سپاہیون پر اعتماد اور اعتبار کرتے تھے۔ وہ سپاہ کے ساتھ مدتون تک رہے تھے وہ ان کے کام کاجون سے دلچسپی رکھتے تھے وہ انہین احسانمند ہونے کی بہت سی علامتین دیکھتے تھے اور بعض صورتونمین

بغیر کسی اپنے سود و غرض کے جان نثار خیر خواہی دیکھتے تھے۔ بہت سی لشکر کشیون مین انکو ساتھ
وہ شریک ہوتے تھے۔ انکے سبب سے بہت سی فتوح حاصل ہوئی تھین وہ شکستگی کی حالتون مین
اپنے افسرون کی پژمردہ عزمون کو شگفتہ کرتے تھے اس لیئے یہ کچھ تعجب کی بات نہین ہے کہ چند ہی
افسر ایسے پیش اندیش دوربین تھے کہ وہ جانتے تھے کہ سپاہ کا عزم سرکشی کا ہے۔ کرنیل جنکے پاس
ہر روز کی ڈاک خبرین لاتی تھی کہ انکے گرد جنٹین اپنے افسرون سے بغاوت کرتی جاتی ہین بلکہ
بغاوت پر یہہ طرہ اور چڑھاتی ہین کہ افسرون کو قتل کرتی ہین مگر وہ اسی دھوکہ مین رہے کہ ان کی
خاص سپاہ خیر خواہی رہیگی۔ افتقاد اسکا جب ہی دل سے دور ہوا کہ سپاہیون کی گولیان ان کے
بچون کی چھاتی مین آنکر بیٹھین۔ اگر ان افسرون کو اپنے رجمنٹون پر اعتبار ہوتا تو چندان تعجب نہ تھا
زیادہ تر تعجب خیز امر تاریخ بغاوت مین یہ ہے کہ لارڈ کیننگ جو سپاہ کی صحبت مین نہین رہا تھا
وہ ان سپاہ کے افسرون کے ساتھ اس اعتبار مین شریک تھا۔ جو لوگ ان کو سپاہ سے ہتھیار لینے سے
انکار کرنے پہر ولنیٹرون کی درخواست کے نامنظور کرنے پر طعن و تشنیع کرتے تو وہ ان خیالات پر
لحاظ نہین کرتے جو لارڈ کیننگ پر اثر کرتے تھے اور اسکے برخلاف انکے حامی یہہ نہین دیکھتے تھے کہ ان
خیالات کے جائز رکھنے نے ثابت کیا کہ انہون نے اور معزز مدبران ملکی کے ساتھ شریک ہوکر غلطی
کی۔ ایک مشہور مورخ جو ولنیٹرون کی درخواست کے نامنظور کرنے کی اس وجہ کی حمایت کرتا ہی
کہ خوف کے وقت مین ان مین سے دس مین نو اپنے کنبے اور مال کے بچانے کی خاطر گھر سے باہر
نہین نکلینگے اور اپنی کمپنیون سے جاکر نہین ملینگے مجبور ہوکر یہہ مانتا ہے کہ پیچھے جب ان کی
درخواست کو ضرور منظور کرنا پڑا تو انہون نے سرکار کی عمدہ خدمات نمایان کین۔ یہی مورخ
لارڈ کیننگ کی پولیسی کو جو بعد وقوع واقعہ غلط ثابت ہوئی لعنت ملامت کرنے کو بیہودہ بیجا جانتا ہے
وہ اس بات کو بھول گیا کہ ہندوستان مین اور مدبران ملکی تھے جنہون نے اول ہی سے وہ پولیسی
اختیار کی جسکی صورت کو انہون نے اپنی پیش بینی سے دیکھ لیا تھا اور وہ بعد وقوع واقعہ صحیح
ثابت ہوئی۔ کیننگ صاحب نے یہہ استدلال کیا کہ رجمنٹون سے ہتھیار لینا اس سبب سے
ضروری نہین تھا کہ وہ اپنے جان نثار و خیر خواہ ہونے کا اقرار کرتے تھے۔ اسکا اعتبار کرنا چاہیئے
تھا۔ جان لارنس نے یہہ استدلال کیا کہ رجمنٹون سے ہتھیار لینا اس سبب سے ضرور تھا کہ

انکی خیر خواہی کے اقرارون کا اعتبار نہین تھا بس اگر یہہ بیجا ہے کہ کیننگ پر یہہ الزام لگایا جائے کہ بعد از وقوع واقعہ اسکا غلط الرائے ہونا ثابت ہوا تو یہہ بھی بیجا ہے کہ لارنس کی تعریف کی جائے کہ بعد از وقوع واقعہ اسکا صحیح الرائے ہونا ثابت ہوا۔ کیننگ نے اب تک اس بڑی سچی بات کو دل نشین نہین کیا تھا کہ ایک مٹھی برابر انگلش مین لاکھون بدخواہ اہل ایشیا کو اس طرح روک سکتے ہین کہ ابتدا ہی مین انکے برخلاف بہادرانہ کام کرین اور یہہ پورا اعتماد رکھین کہ انکو ایسا خوفزدہ کر سکتے ہین کہ جسکے سبب سے ان کے دلمین یہہ خیال ہی نہین پیدا ہو کہ انکے ولی تعنون مین وہ مادی قوت نہین ہے کہ اپنی حکومت کے اظہار کو نہ سنبھال سکین۔ غیر محفوظ چھاؤنیون مین جو لارڈ کیننگ نے عیسائیون کی جان بچانے مین زیادہ امداد نہین کی تو اسکا سبب یہہ نہین تھا کہ انکو انکے ساتھ ہمدردی نہین تھی بلکہ انہون نے تہ دل سے اسکا افسوس ظاہر کیا ہے کہ وہ اس قابل ہی نہ تھے کہ انکی امداد کرتے انکا یہہ یقین حق تھا کہ سلطنت کے بچانیکا فرض انکا خاص آدمیون کی جان بچانے پر مقدم و زیادہ ضروری تھا انہون نے وہ کل سپاہ بھیجی جسکو وہ بچا کر بھیج سکتے تھے کہ وہ ان مقامات کو بچائین جنکا پولیٹکل اور ملیٹری لحاظ سے بچانا ضرور ہے۔ اگر وہ وقت پر کلکتہ مین والنٹیر کو بھرتی کر لیتے اور بارک پور اور دانا پور کی سپاہ سے ہتھیار لے لیتے تو کانپور کی جاہ کی حکایت نہین سُنی جاتی یہہ ایک فرضی خیال ہے جسکا وقوع ہونا لازمی نہین۔ لارڈ کیننگ نے لکھا کہ اگر فورٹ ولیم کی کل سپاہ حصار نشین ہیجڑ کے لیے بچ سکتی تو بھی ایسے وسائل نہین تھے کہ ایک سپاہی بھی اس سپاہ سے زیادہ بھیجا جا سکتا جو کانپور کی ریلیف کے لیئے بھیجے گئے تھے۔

صرف کلکتہ کے شہر ہی مین آدمی دوست نہین تھے جنکی امداد کی درخواست کو گورنر جنرل نے نامنظور کیا بلکہ ریاست نیپال مین اس وقت نامور جنگ بہادر اصل مین حکمرانی کر رہا تھا وہ بڑا ہوشیار وزیر تھا جو آٹھ برس کا عرصہ گذرا کہ انگلستان کی سیر کو بھی گیا تھا۔ جب ہندوستان کو واپس آیا تو برٹش قوت کے اعتقاد کو اپنے ساتھ لایا۔ جس وقت سے کہ غدر ہوا تھا اسکو یقین تھا کہ آخرکو انگلش اپنی برتری کو دوبارہ قائم کر لین گے اسنے میجر رام سے رزیڈنٹ کاٹھمانڈو سے درخواست کی کہ وہ گورکھون کی سپاہ برٹش گورنمنٹ کو مستعار دے۔ رام سے صاحب نے چندروز

اس درخواست پر تامل کیا۔ پھر انکو یہہ علم ہوا کہ گورنر جنرل نے ہنری لارنس صاحب کو
اجازت دی کہ اگر گورکھے سپاہ تمہاری اعانت کرنے کے لیئے پیش کرین تو وہ انسے مستفید ہو
اس نظر سے رام سے صاحب نے جوابدہی کو اپنے ذمے لیکر جنگ بہادر کی اس درخواست
کو منظور کر لیا اور لارنس صاحب اور جنرل لوائڈ کمانڈر قسمت داناپور کو اطلاع دی کہ وہ
سپاہ کے دستے انکی کمک کے لیئے بھیجنے کو ہے۔ ۱۵۔ جون کو اول ایک ہزار گورکھے سپاہی
تنومند و توانا کاٹھمانڈو سے روانہ کیئے۔ صرف دو روز بعد فورین سکرٹری ایڈمنسٹر کا
یہہ حکم پہنچا کہ اگر گورکھے سرحد سے پرے نہ گئے ہون تو وہ انکو واپس بلالے۔ رام سے
صاحب نے حکم کی تعمیل کی۔ پہاڑی ترائی کی خراب آب و ہوا کے سبب سے اس سپاہ نے
بیماری کی بڑی تکلیف اٹھائی لیکن لارڈ کیننگ صاحب کے تلون نے پھر ان گورکھون کو یہی
تکلیف دی کہ ابھی وہ کاٹھمانڈو پہنچنے نہ پائے تھے کہ انہون نے رزیڈنٹ کو حکم بھیجا کہ وہ جنگ بہادر
سے درخواست کرے کہ وہ تین ہزار گورکھے لارنس صاحب کی کمک کے لیئے بھیجدے۔

جنگ بہادر کی طرح کلکتہ کے خیر خواہ شہریون نے پھر وہی اپنی درخواست والنٹیر ہونیکی
پیش کی جو پہلے حقارت کے ساتھ نامنظور ہو چکی تھی۔ جب سے کہ سکرٹری ہیڈ نے فرانسیسی
باشندون کی محافظت مین کلکتہ کے گرد چھ میل تک امن امان ہونے کو بیان کیا اخبار نویسون
نے لارڈ کیننگ پر زور ڈالا کہ وہ والنٹیرز کی درخواست کی نامنظوری کو واپس لے لے۔ لیکن انکے
کان پر جب تک جون نہ چلی کہ جان گرینٹ ممبر کونسل نے یہہ نہ بتلایا کہ دار السلطنت کے گرد تین
دشمن موجود ہین جنکی تفصیل یہ ہے بارک پور مین ساڑھے تین رجمنٹین جنمین سے آدھے تو
بڑے بگڑے و بپھرے بیٹھے ہین اور گارڈن ریچ مین معلوم نہین ایک یا دو یا تین ہزار مسلح
آدمی اور دمدمہ مین امیران سندھ کے سو مسلح آدمی اور شہر کے مسلمانون کی نصف آبادی
اور پھر اس چھ لاکھ باشندون کے شہر کے سارے بدمعاش پھر ان سب کے مقابلہ مین ہم نصف
رجمنٹین جنمین سے اکثر کو قلعہ سے باہر جانے کی جرأت نہین اور جسوقت بلوہ فساد ہو تو پولس سے
بھی امداد کی امید نہین اور فساد اٹھتا ہوا ہمارے قریب چلا آتا ہے اور یہہ بھی اپنا یقین ظاہر کیا
کہ اگر کلکتہ کے کسی بازار مین بلوہ فساد ہو تو اسکا اثر تمام بنگال ہی پر نہین بلکہ وہ ہندوستان کی

نہایت حد درجہ پر پہنچے گا۔ آخر کار کیننگ صاحب کے سب اعتراضوں کو رد کیا تو انہوں نے
وولنٹیروں کے بھرتی ہونے کو ۱۲۔ جون کو منظور کر لیا۔ ان وولنٹیروں نے اپنے تمام
ذاتی خیالات کو سرکاری خدمت کے لئے چھوڑا نہ دھوپ میں جلنے کا نہ مینہ میں
بھیگنے کا خیال کیا اور فیبور کیونا گھ صاحب ٹمٹون سیجر کی ہدایتوں پر عمل کرنے سے وہ زور مند
بریگیڈ بن گیا اور پھر ان کے کاموں کی سر کولن کیمبل نے وہ تعریف کی کہ لارڈ کیننگ کے
سارے اعتراض اپنے لیون ہی دھرے کے دھرے ہی رہے +
لارڈ کیننگ نے گو وولنٹیروں کے بھرتی کرنے کو ایک بدنمائی سے منظور کیا تھا مگر اس سے
کلکتہ کے شہری آدمی راضی و خوش ہو گئے۔ لیکن دوسرے ہی روز انہوں نے ایسا کام کیا
کہ جس سے از سر نو انکی ناراضی اور زیادہ بڑھ گئی جسکی تفصیل ذیل میں ہوتی ہے
اس وقت جو واقعات وقوع میں آتے تھے انکی اطلاع پبلک پریس کو بھی ہوتی تھی۔ پریس
دو قسم کے تھے۔ ایک یوروپین دوسرے ہندوستانی۔ دونو پریس اپنی اپنی اغراض کا گیت گاتے
تھے اپنے کاسہ کی خیر مناتے تھے۔ ایک پریس میں انگریز لکھنے والے تھے دوسرے میں
ہندوستانی۔ دونو کے واسطے گورنمنٹ کی طرف سے ایک ہی قانون و قاعدہ تھا دونو
پریس کی اغراض ایسی متحد و مشترک ہو گئی تھیں کہ یہہ دستور ہو گیا تھا کہ گورنمنٹ کی تدابیر کی
ایک ہی طرح کی دونو حمایت کرتے تھے۔ بہت ہی کم ایسا کوئی موقع آ نکر پڑتا تھا کہ اختلاف آرا ہو
جیسے کہ اس معاملہ میں ہوا تھا کہ ہندوستانی مجسٹریٹوں کو ایسے اختیارات دیئے جائیں کہ وہ
انگریزوں کے مقدمات فیصل کیا کریں۔ انگریز کہتے تھے کہ ہرگز یہہ اختیارات ہندوستانیوں کو
نہیں ملنے چاہئیں۔ ہندوستانی لکھتے تھے کہ ملنے چاہئیں۔ تجارت پیشگی کے سبب سے
دونو انگریزوں اور ہندوستانیوں کی اغراض واحد ہو گئی تھیں چنانچہ جب اراضی کا معاملہ
عظیم پیش ہوا تو دونو اس باب میں متفق الرائے تھے۔ غرض گورنمنٹ کے کاموں میں دونو
انگریز ہندوستانی انصاف و اعتدال و صداقت سے ایک ہی طرح کی چون و چرا اور نکتہ چینی
کرتے تھے یہہ سچ ہے کہ خاص عہدہ داروں کے معاملات میں ہندوستان کا پریس خواہ
وہ یوروپین ہو یا ہندوستانی اکثر ایسی تحریریں کرتا تھا جس میں مصالحت کم ہوتی تھی مگر

مگر حقیقت مین وہ پھاوڑے کو پھاوڑا ہی کہتے تھے ۔ چونکہ ہندوستان مین انگریزی عہدہ دار سخت تربیت کے خوگر نہین ہوتے اور اکثر لیاقت کے استحقاق سے نہین بلکہ مہربانی کے سبب سے اعلے عہدون پر پہنچے تھے تو انکو پریس کی صاف گوئی نہین بھاتی تھی اس سبب سے ان کے سینے مین سخت کینے پیدا ہوتے تھے وہ پریس کے دشمن ہو جاتے تھے ۔

جب بغاوت کے ابتدائی واقعات وقوع پزیر ہوئے تو نمبر ۱۹ رجمنٹ پیدل نے برہام پور مین شورش برپا کی تو انگلش پریس نے صاف صاف لکھنا شروع کیا جس سے گورنمنٹ کو تحریک ہوئی کہ فوراً قطعی تدابیر کرنی چاہیین ۔ کئی لکھنے والون نے لکھا کہ برہام پور کا حادثہ ایک چنگاری ہے اگر وہ جلد نہ بجھائی جائیگی تو بھڑک کر شعلہ افشانی کریگی ۔ اس باب مین ہندوستانیون کا پریس کم گو اور متامل تھا لیکن اسنے اس امر سے مخالفت نہین کی کہ گورنمنٹ جد وجہد کے ساتھ مخالفت کرے ۔ مگر گورنمنٹ نے پریس کی التجا کو سنا نہین ۔ گورنمنٹ نے کوئی کام مستعدی و آمادگی سے نہین کیا اور جب کام بھی کیا تو کچھ زور و طاقت سے نہین کیا ۔ جب کچھ دیر کے بعد وہ چنگاری بھڑکی تو میرٹھ مین غدر برپا ہوا ۔ تو ان انگریزون کو جو اپنی خود رائی سے اندھے نہین ہو رہے تھے دکھائی دیا کہ نہایت وسعت عظیم مین دنگہ فساد بغاوت برپا ہے پھر بھی یورپین پریس نے بڑی شد و مد کے ساتھ لکھا کہ کام مستعدی و جد وجہد سے کیا جائے اور گورنمنٹ کو تحریک دی کہ وہ یورپین گروہ پر اعتماد کرے لیکن اس موقع پر ہندوستانی پریس نے اپنی طرز کو بالکل بدل لیا غالباً جب اس پریس کے کارکنون نے گورنمنٹ کے کام مین کاہلی دیکھی تو اس بات کا انکو یقین ہوا کہ انگریزون کے فنا ہونے کا وقت ایسا ہی آگیا ہے جیسا کہ انکے باپ دادا کے وقت مین مغلون اور مرہٹون اور سکھون کا آیا تھا ۔ ہندوستانی پریس مین بڑا حصہ بنگالیون کا تھا جو اعلے درجہ کے تعلیم یافتہ تھے مگر سپہ گری سے بالکل ناآشنا تھے اگر ہندوستانی عملداری ہو تو ملک مین نظم و نسق کرنے کی لیاقت ان مین تھی وہ یقین کرتے تھے اگر انگریزی سلطنت جاتی رہی تو انکی امیدین و آرزوئین زیادہ برآئینگین یہہ انگریزی خیال ہے لیکن ہندوستان مین اگر ہندوستانی عملداری ہو تو انگریزی تعلیم یافتہ آدمیون کو کوئی جھنجی کوڑی کو بھی نہ پوچھے ان مین سے بہت سے یقین کرتے تھے کہ آخر کو انگریزون کو فتح و نصرت ہوگی لیکن وہ بلاؤ

اس مین شبہات بیان کرتے تھے خواہ کوئی وجہ ہو مگر اس سے انکار نہین ہو سکتا کہ جب کلکتہ
مین میرٹھ کے غدر کی خبر آئی تو ہندوستانی پریس نے اپنی لے بدل دی اسنے گورنمنٹ کے
خلاف صاف صاف لکھنا شروع کیا اور اپنی ہمدردی کو سرکشون کے ساتھ عیان کرکے نمایان کیا
ابتدا جون مین لارڈ کیننگ کو اطلاع ہوئی کہ ہندوستانی پریس نے اپنی جون کو بدل لیا
ہے تو پھر انہون نے مع کونسل کے پریس کی آزادی مین مداخلت کرنے کا ارادہ کیا - لارڈ کیننگ
برخلاف اپنے مصاحبون کے آزاد ملک مین پلے تھے انکی تو عمر بھر کی عادت مین اخبار کی آزادی کا
دیکھنا داخل تھا - انہون نے انگلستان مین دیکھا تھا کہ اس ملک کا قانون کافی ہے کہ پریس کو لائسنس
لینے کی ضرورت نہین - وہ یہہ جانتے تھے کہ دیانت مند گورنمنٹ کا کوئی سچا اچھا دوست
آزاد پریس اور صاف گو پبلک نکتہ چین سے زیادہ نہین ہے - انسے درخواست کی کہ وہ
ہندوستانی اخبارون کے اڈیٹرون کو گرفتار کرکے مقید کرین تو انہون نے کہا کہ مرض سے بدتر
علاج ہے - لیکن تھوڑے دنون بعد لارڈ کیننگ کی راے اس باب مین بدل گئی - وہ
۱۳- جون کو خود لیجسلیٹو کونسل مین آئے جس سے پہلے کبھی نہین آئے تھے - اور چالیس منٹ
کونسل کے کمرہ مین بیٹھ کر اس ایکٹ کو پیش بھی کیا اور پاس بھی کیا کہ ہر پرنٹر کو چاہیئے کہ وہ گورنمنٹ سے
اخبار کے لیئے لائیسنس لے اور مجسٹریٹون کو حکم دیدیا کہ وہ جہان مناسب جانین ہر مطبوعہ کاغذ
کو بغیر اطلاع روک دین - اس ایکٹ مین دونو ہندوستانی اور انگریزی پریس مساوی تھے جس پر
انگریز انسے نہایت ناراض ہوئے - لارڈ کیننگ نے یوروپین پریس کی نسبت اپنی زبان سے فرمایا
کہ جو مین نے ہندوستانی پریس کی نسبت کہا وہ مین یوروپین پریس کی نسبت نہین کہتا مگر مین
کوئی مستحکم بنیاد ایسی نہین دیکھتا کہ جس پر ان دونو پریس کے درمیان ایسی حد فاصل بنا دون کہ
دونو جدا جدا ہو جائین سوال یہ ہے کہ پریس ایسی تحریرات سے باز رکھا جائے جو شرارت و فساد پر
لوگون کو برانگیختہ کرے - یوروپین پریس کے انشا پردازون کی خیر خواہی اور فرزانگی کے
ماننے سے خوش ہوتا ہون مگر مین نے انکے اخبارون مین ایسے فقرے پڑھے ہین کہ وہ یوروپین
پڑھنے والون کے واسطے بالکل مضر نہین مگر . اس نازک زمانہ حال مین ایسے لوگ ہین کہ انکے
معانی ترجمہ کر کے ہندوستانیون کے کانون تک اسطرح پہنچا سکتے ہین جنسے کہ شور و شر پیدا ہو

اس زمانہ سے کہ پرائمنی کے ناک کان ایک مضمون کے لکھنے پر کاٹے گئے تھے کوئی قانون
انگلش مدبران ملکی نے ایسا نافذ نہین کیا تھا جسپر لوگون کو ایسا غصہ آیا ہو جیسا کہ اس ایکٹ پر
ہمعصر لکھنے والون نے بے شک لوگون کے رنج وغصہ کو مبالغہ سے بیان کیا مگر کلکتہ
کے عام قانون والون کی رائین لارڈ کیننگ کی معاون تھین لیکن اخبار ورسالہ نویسون نے
اس ایکٹ پر بڑی لتاڑ کی۔ انگریزی اخبار نویسون کو زیادہ تر برآشفتہ خاطر اس بات نے کیا کہ
ایکٹ نے مہذب اخبار نویسیان انگلنڈ کے قائم مقامون کو ہندوستانی دغا باز زیادہ نویسون کے
ساتھہ برابر کردیا۔
اس ایکٹ پر دو طرح سے نکتہ چینی ہوسکتی ہے۔ اول بلحاظ پولیسی کے تو وہ براس سبب سے
تھا کہ اسکی کچھ ضرورت نہ تھی یہہ صحیح ہے کہ ہنری لارنس نے جو ہندوستانیون کو خوب
جانتا تھا لارڈ کیننگ سے کہا کہ ہندوستان کا بدخواہ پریس بہ نسبت خیرخواہ انگلش
پریس کے کم خوفناک ہے یہہ صحیح نہین ہے کہ اس ایکٹ کا جاری کرنا کوئی غلطی فاش
تھی اس سبب سے پریس کو اسپر غصہ آیا اس مین بڑی برائی گمبھیری تہ مین بیٹھی ہوئی تھی کہ اس زمانہ مین
بلکہ اب تک بھی بعض آدمی یہہ یقین کرتے ہین کہ اس ایکٹ کا اصل منشا یہہ تھا کہ گورنمنٹ
ہند جو غلطیان کرے وہ انگلنڈ کے کانون تک نہ جانے پائین
لارڈ کیننگ کو سپاہ کی وفاداری کے ان اقرارون پر اعتبار تھا جو وہ ہوشیاری سے
کرتی تھی۔ اس لیئے وہ بارک پور اور داناپور کے سپاہون سے ہتھیار لینے سے
انکار کرتے تھے۔ ۸- جون کو ہیرسی صاحب نے ایک عرضی ان پاس بھیجی کہ نمبر ۳۴ و ۷۰
رجمنٹون کو اجازت دی جائے کہ وہ ان فیلڈ رفلون کو استعمال کرین اب یہہ دیکھنے کی بات
ہے کہ ۱۳- جون کو ہیرسی صاحب کا یہہ ٹیلیگرام جبکہ لارڈ کیننگ نے پڑھا کہ اسی رات بارک پور کی
رجمنٹون کا ارادہ بغاوت کرنے کا ہے مجھے فوراً ان سے ہتھیار لینے کی اجازت دیجیے انہون
نے غمزدہ ہوکر اجازت دی وہ اب تک یہہ یقین کرتے تھے کہ ہتھیار لینا بے ضرورت ہے
۱۴- کو ہیرسی صاحب نے تار بھیجا کہ سپاہ سے ہتھیار لینے مین بالکل کامیابی ہوئی اسی وقت
بارک پور کی رجمنٹون کی جو کمپنیان پریسیڈنسی اور دمدمہ مین تھین ان سے بھی ہتھیار لے لیئے گئے

بغاوت کی تاریخ مین یہہ اتوار یادگار کے قابل ہے بارک پور کی سپاہون کے ارادونکی افواہین کلکتہ مین آئین اور بہت سے آدمیون کو یہہ یقین ہوا کہ اسکا ارادہ ہے کہ اپنے افسرون کو مار کر کلکتہ مین آئے اور شاہ اودھ کی مسلح سپاہ کو اپنے ہمراہ لیکر عیسائیون کو قتل کرے - کلکتہ کے سوداگرون نے ان افواہون کے سننے کے لیئے اپنے کان بند کر لیئے اور اپنی مستقل بہادری کا نمونہ دکھایا - مگر اس نمونہ پر اورون نے علی العموم پیروی نہین کی کونسل کے ممبرون اور اور گورنمنٹ کے سکرٹریون نے کیا اپنے دروازون کو سلاخون سے خوب مضبوط بند کیا یا گھر چھوڑ کر جہازون پر پناہ لینے کے لیئے چلے گئے - جب تک ان کو اپنی ذات کو یہہ خطرہ نہ پیش آیا تھا وہ بغاوت کے خیال پر ہنستے تھے اور بہادر افسرون پر طعن کرتے تھے کہ وہ سپاہ کو باغی ہونے دین - ادنے درجہ کے عہدہ دار حیران پریشان ہو رنگی اور قلعہ کے درمیان میدان مین سرگردان تھے اور قلعہ دار سے التجا کرتے تھے کہ وہ انکو قلعہ مین داخل ہونے دے - یوریشین شہر سے باہر جا کر خیالی دشمن سے حوالی شہر مین پناہ ڈھونڈ لیتے تھے - معززین کی گاڑیون اور پالکیون کی قطارون سے بازار بھرے پڑے تھے انہون نے اپنے گھر بدمعاشون کے لیئے چھوڑ دیئے تھے مگر چور ان خالی گھرون مین نہین آئے کہ وہ اطلاً ہندوستانی خون زدہ ہو کر گھرون مین چھپے ہوئے بیٹھے تھے انہون نے یہہ سنا تھا کہ گورے انکی تلاشی کے لیئے آئین گے اور قتل کر ڈالین گے - صبح سے لیکر دوپہر کے بعد تک یہہ حال رہا لیکن شام کو یہہ دہشت رفع ہوئی بھاگے ہوئے آدمی اپنے گھرون مین آئے رات خیر سے کٹی دوسرے روز شہر نے بدستور اپنی قدیمی صورت کا لباس پہنا -

پہر کے ختم ہونے سے پہلے ایک اور واقعہ قابل یاد یہہ واقع ہوا کہ بارک پور کی سپاہ کے ارادون کے سبب سے جو ہول اٹھتے تھے وہ انکے ہتھیارون کے لینے سے دور ہوئے مگر ہنوز شاہ اودھ کے آدمیون کی طرف سے دغدغہ و کھٹکا لگا ہوا تھا کہ غالباً وہ دنگہ و فساد کرین گے - گورنمنٹ کے پاس ایسے ثبوت موجود تھے کہ بادشاہ کے بعض ملازمین قلعہ کے ہندوستانی سنتریون کے اغوا کرنے مین کوشش کی کہ وہ سرکار کی نمک حرامی کرین یہہ کہنا ناممکن ہے کہ ان کی سازشین زیادہ پھیلی ہون اس لیئے لارڈ کیننگ نے مسٹر گرنیٹ کی صلاح سے ایڈمنسٹن صاحب

کلکتہ کی افواہ

۱۵ - جون کو شاہ اودھ کی نظربندی فورٹ ولیم مین ۱۸۵۷ء

فورین سکرٹری کو بھیجا کہ وہ شاہ اودھ اور اس کے کل عملے شیرون اور وزیرون کو فورٹ ولیم
مین پہنچادے - وہ صبح کو سویرے محل شاہی پہ پہنچے اور اس کے سب طرف دیوارون کے
پاس گورون کے پہرے جمادیئے کہ بادشاہ کہین محل سے نکلکر بھاگ نہ جائے - بادشاہ کے
وزیر علی نقی خان اور اسکے بڑے بڑے شیرون کو اپنے قابو مین کرلیا اور پھر بادشاہ پاس
جانے کی درخواست کی - کچھ دیر کے بعد انکو شاہی کمرون مین داخل ہونے کی اجازت ملی
نہایت مودبانہ انہون نے بادشاہ کو مطلع کیا کہ گورنر جنرل نے یہہ سنا ہے کہ سازشین
حضور کے نام سے ہورہی ہین اس لیئے وہ چاہتے ہین کہ احتیاطاً حضور کو گورنمنٹ ہوس مین
(قلعہ مین جو مکان گورنر جنرل کے رہنے کا تھا) رکھین - بادشاہ نے نہایت عمدہ تقریر متانت
وسنجیدگی سے کی کہ مین نے اپنے کسی قول اور فعل سے باغیون کی مدد نہین کی مین خوش
ہون کہ گورنر جنرل جہان چاہین وہان مجھے رہنے دین - ایڈمنسٹن صاحب کے ساتھ
قلعہ کو روانہ ہوا کچھ دیر تک وہ اپنے تئین ضبط کرتا رہا - راہ مین روکر کہنے لگا کہ میرے باپ
دادا کیا شان وشکوہ رکھتے تھے یا مین یہہ بدنصیب ہون اگر اسوقت اوٹرم صاحب
ہوتے تو وہ اس امر کی شہادت دیتے کہ مین برٹش گورنمنٹ کا کیسا مطیع وتابع ہون -
ایڈمنسٹن صاحب نے بادشاہ کو اور اسکے وزرا کو جنکے ہاتھ کی وہ کٹ پتلی تھا کیون گاہ
صاحب کی حراست مین سپرد کردیا -

دو دن بعد کلکتہ مین سرپیٹرک گرینٹ کمانڈر انچیف مدراس آئے اور بنگال کی سپاہ کے
کمانڈر انچیف مقرر ہوئے کہ وہ بغاوت کو دور کرین انہون نے میدان جنگ مین جانے سے
انکار کیا اور کلکتہ مین رہ کر سپاہ کے کل انتظام کرنے کو اپنے ذمے لیا اور بجائے اپنے جنرل
ہیولاک کو میدان جنگ مین جانے کے لیئے تجویز کیا جنکو انکی قوم نے نہایت پسند کیا -

گرینٹ صاحب کو ایک ہی دن آئے ہوئے ہوا تھا کہ کلکتہ مین یہہ خبر آئی کہ دہلی فتح ہوگئی مگر اس
خوشخبری کی خوشی تھوڑی دیر رہی کہ معلوم ہوا اصلی فتح نہین ہوئی بلکہ اسکی چھاونی جو پہاڑی کے قریب
تھی انگریزون کے قبضہ مین آئی ہے - پھر اس کے بعد وحشتناک یہہ خبرین آئین کہ جولائی کے شروع
مین لارڈ کیننگ نے یہہ خبر سنی کہ کانپور مین ساری انگریزی سپاہ ماری گئی - گو وہ ایسی وحشتناک

خبرین سنتے تھے مگر انکے سننے سے پریشان دماغ نہین ہوتے تھے اپنی تدابیر بڑے استقلال اور
والاہمتی سے کرتے تھے ۔ وہ چین کی سپاہ کا انتظار کر رہے تھے اور مدراس مین سامان لشکر کشی
کی تیاریان کر رہے تھے ۔ سوارون اور توپخانون کے لیے گھوڑے جمع کر رہے تھے زخمیون اور
بیمارون کے لیے سواریون کا بندوبست کر رہے تھے

رحم کا ایکٹ

انگریز تو اپنی قوم کی قتل کی خبرین سنکر انتقام کے جوش مین بھرے آتے تھے مگر لارڈ کیننگ
اس بات پر کچھ خیال نہین کرتے تھے وہ اس حال مین بھی عدل و داد کو اور آدمیون کے استحقاق کو
ہاتھ سے نہین دیتے تھے جسکو ان کے ہم قوم غلط سمجھ کر بیجا و بیداد سمجھتے تھے انہون نے اسم جولائی
کو یہہ رزولیوشن پاس کیا کہ رجمنٹ کے کسی سپاہی کو جسنے بغاوت نہین کی سزا نہ دی جائے اگر وہ
ہتھیار ہاتھون مین لیئے ہوئے گرفتار ہو تو وہ ملیٹری حکام کو حوالہ کیا جائے یا جب تک گورنمنٹ
اسکی نسبت حکم صادر کرے وہ مقید رہے ۔ باغی یا مفرور کسی باغی رجمنٹ سے
متعلق ہون لیکن انہون نے اسکے افسرون کو قتل نہ کیا ہو جب وہ غیر مسلح گرفتار ہون تو انکا فیصلہ
ملیٹری افسر کرین ۔ آخر مین یہہ تھا کہ باغی یا مفرور جو ان رجمنٹون سے متعلق ہون جنہون نے
یورپین پر حملہ کیا ہو انکا فیصلہ سول حکام کرین اور جب تک انکو سزا نہ ملے کہ انکے جرمون کے
متعلق تخفیف سزا کے لیئے گورنمنٹ اپنا فیصلہ نہ کرے ۔ اگرچہ اس رزولیوشن مین ان لوگون پر
کوئی رحم کا حکم نہ تھا جو رحم کے مستحق نہ تھے لیکن انکی قوم نے عموماً یہہ جانا کہ یہہ رزولیوشن
انصاف پر مبنی نہین ہے ۔ لارڈ کیننگ انصاف کرنا ہی نہین جانتے فقط ہندوستان ہی مین
انکی نسبت یہہ خیال نہین تھا بلکہ انگلستان مین بھی پبلک نے اور پریس نے انکا برا نام رحمدل
کیننگ رکھا تھا ۔

ہتھیارون کا ایکٹ

اس روز رزولیوشن کے بعد ۱۱ ستمبر کو ہتھیارون کے باب مین ایکٹ نافذ ہوا کہ کوئی شخص
بغیر لائیسنس کے اپنے پاس ہتھیار نہ رکھے اسپر انکی قوم بڑی بڑبڑائی اگرچہ اس ایکٹ مین یہہ
تھا کہ اگر وہ لائیسنس کی ضرورت اپنی بیان کرکے درخواست کریگی تو وہ نامنظور نہین ہوگی
مگر اسپر بھی انگریز گورنمنٹ سے نفرت کرنے لگے وہ اسلیئے بڑے ناراض تھے کہ اس قانون مین
ہندوستانی و انگریز ہتھیار رکھنے کے لئے دونو برابر ہو گئے ۔

گورنر جنرل سے جب کلکتہ کے معزز انگریزی باشندون نے یہہ درخواست کی کہ وہ کل
بنگال مین مارشل لا جاری کرین تو انہون نے اس سبب سے انکار کر دیا کہ اب بھی مجرمون کے
سزا دینے کے اختیارات بہت سے انگزیکیوٹو حکام کو دیئے گئے ہین اس لئے مارشل لا
کے جاری کرنے کی ضرورت نہین ہے۔ اگر مارشل لا جاری کرنے کی وہ ضرورت سمجھتے ہین تو
یوروپین سپاہ کا جسکی تقویت کے لیئے وہ اس ایکٹ کو جاری کرانا چاہتے ہین بچانا ناممکن ہوجائیگا
غرض لارڈ کیننگ کے ان احکام سے یوروپین گروہ ایسا ناراض ہوا کہ انہون نے آخر سال مین
ملکہ معظمہ پاس یہہ درخواست بھیجی کہ وہ ولایت بلا لیئے جائین۔

ان سخت تکالیف و مصائب میں بڑی تسلی یہہ ہوئی کہ پہلی اگست کو اوٹرم صاحب کلکتہ مین ایران
کی فتحیابی سے تازہ و توانا ہوکر ہندوستان کی خدمات کی بجا آوری کے لیئے آگئے چند روز بعد
ولیم پیل صاحب مع اپنے بحری برگیڈ کے آگئے جنکے کارہاے نمایان تاریخ مین یاد رہین گے۔
۱۴۔ اگست کو سر کولن کیمبل آگئے جو سپاہ کے کمانڈر انچیف مقرر ہوئے اسکے سوا گورون کی
سپاہ کی پلٹنین بھی جلدی جلدی آتی جاتی تھین۔

# باب ہشتم

## پٹنہ و آرہ۔ بنگال مغربی بہار

### ۱۸۵۷ع روہنی مین میک ڈونیلڈ

لارڈ کیننگ بالاے ہند کی بغاوتون کی خبرین سن رہے تھے کہ اب اور
تازہ گل بنگال مین یہہ کھلا کہ ضلع سنتال مین جو کلکتہ سے تین سو میل کے قریب ضلع پر
رتا روہنی مین نمبر ۵ بنگال کا رسالہ سوارون کا تھا جسکے کمانڈر میک ڈونیلڈ صاحب تھے
انکو اپنی سپاہ کی وفاداری مین کچھ شبہ نہ تھا۔ ۱۲۔ جون کی شام کو وہ اپنے خیمے مین اپنے دوستون کے
ساتھ چاء پی رہے تھے کہ ناگاہ تین سوار آئے اور انہون نے انکو اور دو انکے دوستون کو

زخمی کیا۔ اول انہوں نے اس بات کا یقین نہیں کیا کہ یہہ دغا باز ان ہی کے رسالہ کے سوار تھے مگر پیچھے انکو اپنی غلطی معلوم ہوئی تو پھر ان تینوں سواروں کو گرفتار کر کے تحقیقات کی۔ اگرچہ انکو زخم کی تکلیف تھی مگر وہ ان مجرموں کو ساری سپاہ کے روبرو پھانسی دینے کے لیئے خود آئے۔ ایک سوار نے اپنے ہمراہیوں سے التجا کی کہ وہ مجھ کو چھڑائیں تو صاحب نے دھمکایا کہ اگر اب کچھ بولے گا تو تیرا بھیجا نکال لیا جائیگا۔ انکے سامنے پھانسیاں دی گئیں غرض اس افسر کی شجاعت و عالی ہمتی تھی کہ ہزاروں باغیوں کی حیوانی قوت پر غالب آئی۔

اس شہر میں ۱۵۸۰۰۰ باشندے رہتے تھے جنمیں ۳۸۰۰۰ مسلمان تھے وہ گنگا کے داہنے کنارہ پر کلکتہ سے شمال مغرب میں ۳۷۷ میل کے فاصلہ پر اور مشرق میں دانا پور سے دس میل کے فاصلہ پر واقع تھا۔ وہ ایک تاریخی نامور شہر ہے۔ اسمیں کمشنر رہتا تھا اسکی کمشنری میں اضلاع بتفصیل ذیل تھے۔ ضلع گیا جس میں اسی نام کا ہندوؤں کا بڑا متبرک شہر ہے۔ ضلع شاہ آباد جو گنگا اور کرم ناسا وسون دریاؤں کے درمیان ہے اور اسکا صدر مقام آرہ ہے جو پٹنہ سے مغرب میں ۲۵ میل پر ہے۔ سارن جسکا صدر مقام چھپرا ۳۶ میل کے فاصلہ پر ہے۔ چمپارن جسکا صدر مقام موتی ہاری ہے اور ترہت جو نیپال اور گنگا کے درمیان واقع ہے جسکا سول اسٹیشن مظفرپور ہے۔ ان اضلاع میں سے ہر ضلع میں مجسٹریٹ حکمرانی کرتا ہے۔

دانا پور کی چھاونی میں تین ہندوستانی رجمنٹیں نمبر ۷ و ۸ و ۴۰ اور تو پخانوں کی گوروں کی ایک کمپنی اور ہندوستانیوں کی ایک کمپنی اور گوروں کی ایک رجمنٹ نمبر (۱۰) تھیں اور دانا پور کے ڈویژن میں کمانڈر میجر جنرل لوئڈ صاحب تھے۔ اس ڈویژن کی سپاہ کی حکمرانی شمال میں اس ملک پر تھی جو نیپال کے پہاڑوں کے دامن میں واقع ہے اور مشرق میں برہام پور تک اور جنوب میں ہزاری باغ اور رام پور تک ہے۔ سپاہیں جو اس وسیع ملک کی حراست کرتی تھیں سب دانا پور میں رہتی تھیں الا رجمنٹ غیر آئینی سواروں کی نمبر ۱۲ اسکو لی میں رہتی تھی جو ۵۱ میل کے فاصلہ پر شمال مغرب میں موتی ہاری سے نیپال کی سڑک پر تھی اور دانا پور سے شمال میں سو میل پر تھی۔

صوبہ جسکا دار السلطنت پٹنہ تھا وہ نہایت زرخیز تھا چند سال سے وہ اسلیئے انتخاب کیا گیا کہ

پٹنہ

دانا پور کی چھاونی و ڈویژن

پٹنہ کی نسبت تھی اور اضلاع

انگلش زمینداروں کے ذریعہ سے ہندوستانیوں کی محنت شعاری بروے کار انگلنڈ کے
سرمایہ کے خرچ کرنے سے ظاہر ہو یعنی انگریزوں نے نیل کے کارخانے اپنے سرمایہ سے
جاری کیئے تھے۔ جس سے ہندوستانی کاشتکاروں کو بہت فائدہ ہوتا تھا۔ قدیمی زمیندار
بھی یہاں بڑے بڑے متمول رہتے تھے۔ کلکتہ اور لکھنؤ کے درمیان صرف داناپور ہی مین
گوروں کی ایک رجمنٹ تھی اسکو مغربی بہار کی وسعت ۱۰۱۲ مربع میل کی حراست کرنی پڑتی
تھی جس مین پندرہ لاکھ باشندے رہتے تھے۔ سپاہ سے لاہور کی طرح یہاں ہتھیار نہین
لئے گئے تھے۔ اس لئے گوروں کی رجمنٹ کو داناپور کی ہندوستانی سپاہ کی نگہداشت کرنی پڑتی تھی
لفٹنٹ گورنر انسے ہتھیار نہین لیتے تھے اور مسٹر ٹیلر کمشنر کو اصرار تھا کہ انسے ہتھیار لے لئے جائین
بنگال سول سروس کا ایک ممبر مسٹر ولیم ٹیلر تھا وہ شریف و عالم تھا۔ خداداد بہت سی استعدادین
و لیاقتین رکھتا تھا جنکو وہ اس نازک وقت مین کام مین لایا۔ وہ مشکل حالتوں کے سہل کرنے مین
کبھی غلطی نہین کرتا تھا کبھی اسکے استقلال مین تزلزل نہین آتا تھا۔ جب شروع سال مین بارکپور
اور برہام پور مین بغاوت کے آثار نمودار ہوئے تو وہ انسے بے اعتنا نہین ہوا۔ اسی وقت سے
وہابیون کے حالات کی جستجو مین لگا رہا۔

جب ۱۰۔ مئی کو میرٹھ مین خوفناک حادثہ واقع ہوا تو اسنے پٹنہ کے سارے انگریزون کو بلایا کہ وہ اس
بات پر غور کرین کہ اگر پٹنہ مین کوئی کبڑا وقت آن پڑے تو اسکے دور کرنے کے کیا کیا وسائل بہم
پہنچانے چاہئین۔ جج صاحب نے اسکو یہہ صلاح دی کہ سرکاری خزانہ داناپور بھیجدینا چاہیئے
اور جب بغاوت کا ذرا سا بھی کھٹکا ہو تو داناپور چلے جانے کے لیئے تیار رہنا چاہیئے اس جج لوگ
نے کی صلاح کو ٹیلر صاحب نے مانا نہین اب انہون نے مختصر طور پر انگریزون کے سامنے بیان
کیا کہ میرے پاس کیا کیا خبرین آئی ہین میری کیا کیا بیم و امیدین ہین اگر آپ سب صاحبون کو
مجھپر اعتبار ہو تو مین تیار ہون کہ ساری جوابدہی اپنے ذمے لے لون اور وہ کام کرون جو ضروری
ہین اسکے جواب مین سب انگریزون نے پکار کر کہا کہ وہ اپنے کمشنر پر پورا اعتبار اور بھروسا
رکھتے ہین۔

۷۔ جون کو گھڑدوڑ کے میدان مین ٹیلر صاحب جاتے تھے کہ انکو یہہ خبر معلوم ہوئی کہ داناپور مین

آج شام کو ہندوستانی رجمنٹین برانگیختہ خاطر ہو رہی ہین اور اندیشہ ہے کہ آج ہی رات کو
وہ بلوہ کرین پس انہون نے اپنے گھر کو قلعہ بنا لیا اور گھوڑے پر سوار ہو کر پاس پاس کی کوٹھیون
مین انگریزون کے پاس خود گئے اور دور کی کوٹھیون مین انگریزون کو لکھ بھیجا کہ میری کوٹھی مین
اس نازک وقت مین میرے مہمان بنیئے۔ ایک گھنٹہ بھی نہین گذرا تھا کہ پٹنے کے چارون طرف سے
مرد اور عورت اور بچے سب جمع ہو گئے۔ کوٹھی پر کل پہرہ دینے والے پولس کے ہندوستانی سپاہی
تھے۔ ان سپاہیون پر کیا بھروسا ہو سکتا تھا؟ ایک پولس کے سپاہی نے اپنے افسر کو دو خط دکھائے
جنمین پولس کے سپاہیون کو دانا پور کے سپاہیون نے یہہ لکھا تھا کہ ہم سب دفعتہً بغاوت
کرین گے ہم چاہتے ہین کہ تم خزانہ لیکر ہمارے ساتھ ہو جاؤ۔ اس افسر نے یہہ خطوط جب ٹیلر صاحب
کو دکھائے تو وہ انکو دیکھتے ہی سمجھ گئے کہ گو یہہ خاص سپاہی پولس کا خیر خواہ ہو مگر ان خطون سے
معلوم ہوتا ہے کہ پولس اور دانا پور کے سپاہیون کے درمیان سازش ہے۔

یہہ خوش نصیبی تھی کہ کپتان رٹیری صاحب نے سکھون کی سپاہ بھرتی کی تھی وہ پٹنہ سے
چالیس میل کے فاصلہ پر تھے ٹیلر صاحب نے کپتان صاحب پاس ڈاک مین خط ایک یا دو روز پہلے بھیجا تھا
کہ وہ یہان چلے آئین۔

۸۔ جون کو یہہ سکھ بہت سویرے پٹنہ مین آ گئے جسکے سبب سے اسپر خیر گذری۔ سپاہیون نے
اپنی بغاوت کو ملتوی کر دیا تھا پھر انگریز اکثر صاحب کمشنر کی کوٹھی سے اپنے گھرون میں واپس
چلے گئے وہ یہہ سمجھ گئے کہ اس شور و شر کے زمانہ مین یہہ کوٹھی ہماری پناہ گاہ ہے۔

پریسیڈنسی بنگال پر جو خوف و خطر طاری تھے ان کے تخمینہ کرنے مین لفٹنٹ گورنر اور کمشنر کی
رائون مین بڑا اختلاف تھا اور شہر کی عافیت اس تخمینہ کے صحیح ہونے پر منحصر تھی۔ گو لفٹنٹ
گورنر مین بہت سی صفات و خوبیان ہون مگر ان مین سے کسی کا ظہور اسوقت نہین ہوا بہت
انگریزون کی یہہ رائے تھی کہ غدر کے زمانہ مین اس عہدہ جلیل القدر پر انکا ہونا نامناسب و مضر تھا
اور ٹیلر صاحب کا کمشنر ہونا نہایت مناسب و مفید تھا انہون ہی نے اپنی ذکاوت و فرزانگی
اور مردانگی سے پٹنہ کو بچا لیا۔ اس کام کا خاص ان ہی کا حصہ تھا۔

پٹنہ مین جو فسادات اپنی آنکھین دکھا رہے تھے انکی پوری رپورٹ لفٹنٹ گورنر کو بھیجی جاتی تھی مگر

گورنمنٹ میجر جنرل کو حکم نہین بھیجتی تھی کہ داناپور کی سپاہ سے وہ تھیار لے لے۔ میجر جنرل نے
بالکل آنکھیں بند کر کے یہہ نہین دیکھا کہ تین رجمنٹون مین سے دو بگڑی اور بھری ہوئی بیٹھی
ہین انکو ابتک اپنی ہندوستانی رجمنٹ پر اعتبار بدستور چلا جاتا تھا اور اب سپر یہہ اور اضافہ ہوا کہ
۷۔ جون کو جب اور رجمنٹون نے برانگیختہ و برگشتہ ہونے کا ارادہ کیا تھا اور انکو یہہ موقع تھا کہ سرکاری
بیس لاکھ روپیہ کو وہ اپنے قبضے مین کر لیتے مگر انہون نے اسکو آنکھ اٹھاکر بھی نہین دیکھا۔ اسنے
۲۔ جون کو گورنمنٹ کو لکھا تھا کہ مجھے یقین ہے کہ رجمنٹین بکلی بیٹھی رہینگین اگر کوئی ترغیب تحریک
انپر غالب نہین ہوئی اور پانچ روز بعد پھر اسنے یہی رپورٹ بھیجی۔
اب گورنمنٹ کے سامنے کمشنر کی رپورٹ تھی کہ ۷۔ جون کو پٹنہ کس خوف و خطر مین تھا اور
میجر جنرل کی رائے یہی تھی کہ ہندوستانی سپاہین بالکل بکلی بیٹھی رہین گین اگر کوئی بڑی ترغیب
اور تحریک انپر غالب نہین ہوگی۔ گورنمنٹ کو سوچنا چاہیئے تھا کہ سپاہ کے لیئے ترغیب و تحریک
ایسی موجود ہین جو انپر غالب آئین۔ اہل پٹنہ انکو ابھارنے واکسانے والے اور پٹنہ کی دولت
انکو ترغیب دینے والی موجود تھے۔ گورنمنٹ کی دانائی سے بعید تھا کہ اسنے ان دو باتون کو نہین
دیکھا۔ اسوقت تھیار کے لینے بڑی آسان بات تھی۔ یہان گورون کی دسوین رجمنٹ موجود تھی
اور دخانی جہازون پر گورون کی سپاہین داناپور کے پاس آتی تھین۔
لارڈ کیننگ یہہ نہین خیال کرتے تھے کہ کسی خاص شخص کے لیئے یا کسی خاص مقام کے
لیئے کونسی بات مفید و بہتر ہے بلکہ وہ عام آدمیونکی اغراض پر جو ان کے ماتحت تھی نظر رکھتے تھے
وہ یہ جانتے تھے کہ تھیار لے لینے کا نہایت برا نتیجہ ان آدمیون کے لیئے ہوگا جو ملک کے
اور ایسے حصون مین رہتے ہین کہ جہان ہندوستانی سپاہیون کی کثرت ہے اور وہان یورپین
سپاہ کا ایک دستہ بھی دکھائی نہین دیتا۔ بس گورنر جنرل اس امر کے منتظر تھے کہ تازی کمکین
آجائین تو پھر شکار بالکل ہاتھ مین آجائیگا اضلاع زیرین کی ایسی شکستہ حالی کی صورت مین انکے
اور ان کے ممبرون کے نزدیک سپاہ سے ہتھیار لینا نامناسب تھا۔
کپتان رٹیری صاحب نے اپنے سکھ سپاہیون کی مدارات کی رپورٹ بھیجی تو وہ اس قسم کی تھی کہ جس نے
ٹیلر صاحب کے دل مین ان خوفون اور اندیشون کو ابھارا و اکسایا جو اس صوبہ کے حالات سے

بخوبی واقف ہونے کے سبب سے پیدا ہوئے تھے۔ ان سکھ سپاہیون کو جب وہ پٹنہ کی طرف سفر کرتے تھے لوگ ہمیشہ گالیان دیتے تھے وہ جس طرف ہوئے تھے اسپر طعن کرتے تھے اور کہتے تھے کہ وہ اپنے مذہب سے برگشتہ ہوگئے ہین اور انسے پوچھتے تھے کہ تم اپنے دہرم کے ساتھی ہوگے یا کافرون کے ساتھی ہوگے۔ جب وہ پٹنے مین داخل ہوئے ہین تو انکو سکھون نے سندر مین گرونے نہین داخل ہونے دیا۔ جہان وہ نظر آتے تھے باشندے انسے نفرت کرتے تھے اور انکی حقارت کرتے تھے۔ ٹیلر صاحب نے جو مخفی تحقیقاتین کین توانکے دل مین یقین پیدا ہوا کہ فتنہ انگیزی کے لیے مخفی صلاحین ہورہی ہین اور راتون کو بدخواہون کی مجلسین اسطرح ہوتی ہین کہ سازش کرنے والون کا پکڑنا مشکل تھا۔

ہول زیادہ اٹھتے جاتے تھے۔ پٹنہ کے جج اور افیون کے ایجنٹ نے اور اور انگریزون نے مع اپنی کنبون کے گھر چھوڑ دیئے اور افیون کے گودام مین پناہ لی۔ یہی حال اور اضلاع کا تھا۔ ۱۱- جون کو مسٹر ویک صاحب آرہ کے مجسٹریٹ نے ٹیلر صاحب کو لکھا کہ ریلوی کے بہت سے اہلکار اور اور یورپین اس ضلع سے ہول زدہ ہوکر داناپور بھاگ گئے ہین۔

اس حالت مین ٹیلر صاحب نے طاقت عظیم سے راے صائب سے توت فیصلہ سے کام لیا اپنے تئین برابر والون مین سرافراز کیا۔ اپنے بڑون سے کسی بات کو چھپایا نہین اسکے صوبہ مین جو اس نازک زمانہ کی حالتین تھین وہ بالتفصیل کلکتہ مین لوگون کو معلوم نہین جب بنارس سے اعظم گڈھ سے ممالک متوسط ہند سے ممالک شمالی و مغربی سے سپاہیون کی سرکشیون کی خبرین آتی تھین تو یہہ سوال بے اختیار لبون پر آتا تھا کہ کیا سبب ہے کہ پٹنہ مین خیر و عافیت ہے؟ اسکا سبب یہہ تھا کہ اس ڈویزن مین ولیم ٹیلر صاحب کمشنر تھا جری بہادر مستقل مزاج ایسے تھے کہ جہان ضرب لگانے کی ضرورت ہوتی وہان ضرب لگانے کے لیے تیار ہوتے وہ نہایت تاریک حالتون مین بھی تامل یا خوف نہین ظاہر کرتے تھے جس ہاتھ سے انکی خصلت بنائی گئی تھی اسکے زیادہ امتحان کا وقت جلد آگیا۔ داناپور کے سپاہیون مین اور اضلاع کے باشندون مین ہر روز بدخواہی زیادہ ہوتی جاتی تھی مسٹر ٹیلر نے حکم دیا کہ گیا ... اور آرہ کے خزانے پٹنے مین آجائین تاکہ ان کے روپے انکی آنکھون کے سامنے ہوجائین

اضلاع مین یوروپین کا اٹھنا۔ ٹیلر صاحب کی ذی شان کار پردازی

کمشنری کے چہون اضلاع مین عہدہ دارون کو اپنی جگہہ سے ہلنے نہین دیتا تھا اور جو انگریز
اس خوف کے مارے کہ بلوہ ہونے کو ہے اپنے کام چھوڑکر چلے گئے تھے انکو واپس بلایا
ہر روز ڈاک و قاصد ان پاس خبرین لاتے تھے کہ ایک طرف بدخواہی اور دوسری
طرف خوف زدگی ہو رہی ہے قتل کرنے کوٹھیون مین آگ لگانے اور بلوہ کرنے کے لیئے
سازشین ہو رہی ہین انکو یہہ خبر بھی ہوئی کہ کنور سنگہ جو ایک بڑا زبردست زمیندار تھا اور
اسکے علاقہ مین آرہ کے پاس بہت سے سپاہی منش آدمی رہتے تھے وہ اسکے ساتھ شریک
ہوکر مخفی تیاریان کر رہے ہین کہ جب پہلا موقع ہاتھ آئے تو غدر مچا دین۔

اسوقت ٹیلر صاحب ان خبرون پر اعتبار نہین کرتے تھے جو خاص کنور سنگہ کے باب مین آرہی
تھین وہ خوب جانتے تھے کہ اضلاع کے زمیندارون اور رئیسون کو بغاوت پر آمادہ یہہ دو
چیزین یا انمین سے ایک کر سکتی ہین کہ دانا پور مین ہندوستانی سپاہ بغاوت کرے یا پٹنہ
مین باشندے سرکشی کرین۔ یہہ بات صاف ظاہر تھی کہ دانا پور کی سپاہ کی کامیاب
بغاوت پٹنہ کے باشندون کو سرکش بنا دیگی اور پٹنہ کے باشندون کی کامیاب سرکشی دانا پور
کی سپاہ کو شتابی سے باغی بنا دیگی۔ غرض ان مین سے کوئی فساد کھڑا ہوگا تو وہ وبا کی طرح
کمشنری کے تمام اضلاع مین پھیل جائیگا۔ انکی ساری توجہ اس بات پر تھی کہ سپاہ کسی طرح
باغی نہ ہو۔

سوار اور علامات کے خطوط جو پکڑے جاتے تھے انسے ثابت ہوتا تھا کہ ہندوستانی
سپاہ بغاوت کرنے کے لیئے موقع و وقت کے انتظار مین بیٹھی ہے۔ اس لیئے ٹیلر صاحب
کو یہہ امر ناگزیر معلوم ہوتا تھا کہ سپاہ سے بلا توقف فوراً ہتھیار لے لیئے جائین۔ انہون نے
بڑی کوشش کی کہ اس باب مین لوئڈ صاحب کو اپنا ہم خیال اور ہم راے بنائین مگر وہ اس مین
کامیاب نہین ہوئے۔ لوئڈ صاحب کے جو خیالات تھے وہ اوپر مذکور ہوئے انہون نے کہا
کہ مین اس باب مین لارڈ کیننگ سے جداگانہ خط و کتابت رکھتا ہون مین اس نازک زمانہ مین
کل صوبہ کے کامون کو جاری رکھونگا بغیر اسکے کہ ہتھیار لینے کی تدبیر عظیم کی جائے۔

ٹیلر صاحب کی مشکلات اب ہزار گنی ہوگئی تھین جنکی تفصیل یہ ہے کہ ایک بدخواہ شہر انکی

آنکھون کے سامنے تھا۔ اضلاع مختلف رقبون کے سو میل سے زیادہ سے لیکر تیس میل تک بگڑے بیٹھے تھے۔ بدخواہ زمینداران اضلاع کے بڑے حصون مین اپنا اقتدار رکھتے تھے۔ دروازہ سے چند میل کے فاصلہ پر تین ہندوستانی رجمنٹین موجود تھین جو بغاوت کرنے کے موقع و وقت کی منتظر تھین انکی خط و کتابت سے ثابت ہوتا تھا کہ ان مین بغاوت کرنے کیلئے آپس مین عہد و پیمان ہو گئے ہین۔ ان مشکلات کا دیکھنا بھی مشکل ہے جو شخص واحد کے سر پر آنکر پڑی تھین۔ ہندوستان کے اور مقامات بھی معرض خطر مین تھے مگر وہ کمشنری پٹنہ کے برابر نہ تھے۔ اس کمشنری مین بہت سی جانون کا خزانون کا وسیع ملک کا بچانا ایک شخص کے ذمے تھا کوئی مددگار نہ تھا۔ اس کے پاس ایک یوروپین سپاہی نہ تھا۔ صرف چند سکھ سپاہی اس پاس تھے ٹیلر صاحب کو کئی سو یوروپین کی جانین بچانی تھین جو تمام کمشنری مین پھیلے ہوئے تھے اسکو خزانہ بچانا تھا جسکے اندر تیس لاکھ روپیہ اسکی آنکھون کے سامنے تھا اور اس خزانہ سے زیادہ روپیون کو اور اضلاع مین بچانا تھا۔ افیون کا گودام لاکھون روپیہ کا قیمتی بچانا تھا۔ یہہ سب کام انکو اپنی نیکنامی اور قوم کی ناموری کے لئے کرنے تھے۔ چارون طرف ہل چل ہو رہی تھی ایک لمحہ مین بغاوت و سرکشی انکی دروازہ کے قریب آسکتی تھی۔

ٹیلر صاحب خوب سمجھتے تھے کہ اس نازک وقت مین دو سپاہین یا دو پولیٹکل فریق آپس مین ایک دوسرے پر ہتھیار لگائے بیٹھے ہین اور ہر ایک اپنے موقع و وقت کی نگرانی کر رہا ہے فتحیابی کا غالباً اسطرف میلان ہوگا جو اول ضرب لگائے گا اس لیئے انہون نے یہہ قصد کیا کہ بدخواہون کے سرغنون پر مین ایسا صدمہ پہنچاؤن کہ وہ بے دست و پا ہو جائین۔ انہون نے جو تدبیر سوچی تھی وہ ایک معنی کر دشمنون سے ہتھیار لینے کی تھی مگر انہین یہہ زور تو تھا نہین کہ وہ پٹنے کے باشندون سے ہتھیار لیکر غیر مسلح بنا دیتے مگر انہون نے انکے صلاح و مشورہ کی عقل کے ہتھیار اسطرح لے لیئے کہ انکے معتبر و معزز پیشواؤن اور مقتداؤن کو مقید کر لیا۔ یہہ کام انکا بڑا بہادرانہ دلیری کا تھا۔ انہون نے یہہ امر خوب تحقیق کر لیا تھا کہ بدخواہ باشندون کے سرغنہ وہابی مولوی ہین جنمین سربرآوردہ تین مولوی شاہ محمد حسین۔ احمد اللہ۔ واعظ الحق ہین جنکے کہنے مین ساری وہابی چلتے ہین۔ ان مولویون کے معمولی طور پر گرفتار کرنے مین تو بلوہ ہونے کا اندیشہ تھا جس مین جانونکی

جانے کا خطرہ تھا اس لیئے انہون نے یہہ حکمت کی کہ ۱۸ - جون کو ان تینون مولویون اور چند
معزز رئیسون کو یہہ کہکر اپنی کوٹھی پر بلایا کہ بعض انتظامی معاملات مین گفتگو کرنی ہے - ۱۹ - جون
کی صبح کو انکی کوٹھی پر یہ سب رئیس جمع ہوئے - کمشنر صاحب مع رئیڈری صاحب اور چند انگریزون
کے ملاقات کے کمرہ مین آئے - مولوی احمد اللہ نے شہر کی محافظت کے لیئے چند معقول تدبیرین
بتلائین پھر کچھ باتین ہو ہوا کر مجلس برخاست ہوئی اور ٹیلر صاحب نے حکم دیا کہ سوا ان تین مولویون کے
جنکا نام اوپر لکھا ہے سب رخصت ہون پھر وہ مولویون کی طرف یون مخاطب ہوئے کہ مین مجبور
ہون آپ کو بطور ڈول ایضامن کے رکھتا ہون تاکہ آپ کے مرید و معتقد نیک چلن رہین یہ
کہکر مولویون کو رئیڈری صاحب کی حراست مین حوالہ کیا انہون نے انکو سکھون کے قریب ایک
آسائش کے مکان مین رکھا - مولوی احمد اللہ نے ہاتھ جوڑ کر کہا کہ یہہ آپ کا بڑا لطف و کرم ہمارے
حال پر ہے اور آپ کی بڑی دانائی ہے ــــــ ہم غلامون کو آپ کے اس حکم کے سبب سے
ان جھوٹی تہمتون سے رہائی ہوگئی جو ہمارے دشمن ہمپر لگایا کرتے تھے - ٹیلر صاحب نے
مسکرا کر فرمایا کہ جس بات مین آپ کی خوشی ہو وہ ہمین پسند ہے - جب یہہ تینون مولوی جانے لگے
تو مولوی احمد اللہ سے ٹیلر صاحب نے کہا کہ مین نے تمہارے باپ کو گرفتار نہین کیا - اب
اسکی جان تمہارے ہاتھ مین اور تمہاری جان اسکے ہاتھ مین ہے - مولوی اس کنایہ کو
خوب سمجھ گیا -

۱۹ - جون کو مولوی مہدی گرداور شہر کا مجسٹریٹ اس شبہ مین گرفتار ہوا کہ وہ بدخواہون
سے چشم پوشی کرتا ہے ان سرغنون کی گرفتاری سے ہندوستانی سپاہ مین ایک خوف پیدا ہوا
۲۰ - جون کو ٹیلر صاحب نے حکم دیا کہ چوبیس گھنٹے کے اندر اہل شہر تمام اپنے ہتھیار حوالہ کردین
اگر اس حکم کے خلاف کام کرینگے تو سزا پائینگے اور کوئی اہل شہر سوا ان آدمیون کے جو
اس حکم سے مستثنےٰ کیئے گئے ہین رات کے نو بجے کے بعد اپنے گھر سے باہر نہ نکلین - انہون نے
دانا پور کی چھاونی مین اہل شہر کی آمد و رفت بھی بند کردی -

ٹیلر صاحب کی بہادرانہ تدبیر مین بڑی کامیابی ہوئی - بدخواہون کے سرغنہ گرفتار ہوئے
جسکے سبب سے اہل شہر کو سرکشی کرنے کا حوصلہ نہ ہوا ہزارہا ہتھیار صلح کے ساتھ لے لیئے گئے

شب مین سازشون کے کرنے کی مجلسین بند ہوگئین۔ اسکا پہلا عملی نتیجہ یہہ تھا کہ جج صاحب اور افیون کے گودام کے ایجنٹ اور بعض اور انگریز جو خوف کے مارے اپنے اپنے گھر چھوڑ کر افیون کے گودام مین چلے گئے تھے پھر اپنے گھرون مین آنکر آباد ہوئے مسٹر ٹیلر کے ان احکام سے اور ضلاع مین بھی بدخواہون کی تعداد کم ہوگئی۔

۲۳ جون کو گرفتاری وہابیون کا ظہور ۔

ٹیلر صاحب کی کامیابیون کا تار ٹوٹا نہین۔ ۲۳۔ جون کو وارث علی ایک ہندوستانی پولس افسر ضلع ترہت مین گرفتار ہوا جس پاس بہت سے خطوط ایسے نکلے کہ جن سے معلوم ہوتا تھا کہ علی کریم نے بہت دور تک لوگون کو بغاوت پر آمادہ کرنے کے لئے سازش کی ہے علی کریم بڑا دولت مند زمیندار پٹنہ سے نو میل پر رہتا تھا۔ ٹیلر صاحب نے پٹنہ کے مجسٹریٹ لوئس صاحب کو اسکی گرفتاری کے لیے بھیجا ایک ہندوستانی افسر نے مجسٹریٹ کو سمجھایا کہ سوار ساتھ لیجانے کی ضرورت نہین اور اسنے علی کریم کو اطلاع دی کہ مجسٹریٹ تم کو گرفتار کرنے آتے ہین وہ یہہ خبر سنکر ہاتھی پر سوار ہو کر مجسٹریٹ کی آنکھون کے سامنے سے بھاگ گیا مجسٹریٹ صاحب اپنے ٹٹو پر سوار اسکو دیکھتے کے دیکھتے رہ گئے اسکے ہاتھی کا نہ انکا ٹٹو نہ انکی دو ٹانگین تعاقب کرسکین۔

۳ جولائی کو پٹنہ مین بلوہ

یہہ بلوہ اسطرح ہوا کہ دو سو مسلمان جہادیون مقتدا اور پیشوا پیر علی کتاب فروش بنا اور نقارہ بجا کے جہاد کا سبز جھنڈا اکھٹا کیا اور شہر کے وسط مین رومن کیتھولک چرچ کی طرف بڑھا جب اسکی خبر ٹیلر صاحب کو ہوئی تو انہون نے اس بلوہ کے مٹانے کے لیے رٹیری صاحب کو ۱۵۰ سکھون کے ساتھ بھیجا اور شہر کے یوروبین کے بچانے کے لیے وہی تدبیر کی جو ۷۔ جون کو کی تھی۔ پاس کی کوٹھیون کے انگریزون کو وہ خود بلاکر اپنی کوٹھی مین لے آئے۔ اس عرصہ مین کہ جہادیون سے سکھ لڑنے کے لئے پہنچین جہادیون نے ڈاکٹر لائل صاحب کو مار ڈالا۔ یہہ خون انکے منھ کو ایسا لگا کہ وہ اورون کے شکار کرنے پر مستعد ہوئے۔ مگر سکھون کا مقابلہ انسے چند سکنڈ بھی نہین ہوسکا۔ سکھون کی سنگینون نے اس بلوہ کو بالکل دور کر دیا۔

چوتھی پانچوین جولائی کو شہر مین سرغنون کی تلاشی ہوئی ۴۳ نفر انگیز گرفتار ہوئے انہین

پیر علی بھی جو اصل بانی فساد تھا اور شیخ گھسیٹا جو لطف علیخان کا بڑا معتبر ملازم تھا گرفتار ہوئے لطف علیخان پٹنے مین سب سے زیادہ دولت مند تاجر تھا۔

ان اکتیس مجرمون مین سے چودہ کو تو فوراً پھانسی دی گئی۔ انہین وارث علی بھی تھا جسکا نام پہلے لکھا گیا ہے دو مجرمون کی جنکا نام اوپر لکھا گیا ہے زیادہ تحقیقات کی گئی۔

یہہ ثابت ہوا کہ تمام فساد کی جڑ پیر علی تھا جسنے انگریزون کے برخلاف جہاد قائم کیا۔ شیخ گھسیٹا مہینون سے بہت سے آدمیون کو تنخواہ دیتا تھا کہ جب وقت آئے تو وہ اپنے مذہب اور شاہ دہلی کے لیے لڑنے کو تیار رہون ان کامون کے واسطے بہت روپیہ چاہیئے تھا پیر علی تو غریب آدمی تھا۔ شیخ گھسیٹا ایک بڑے مہاجن کا ہاتھ تھا۔ غرض ان دونو کو پھانسی ہوئی لطف علیخان اس سبب سے کہ شہادت ناکافی تھی جج نے چھوڑ دیا۔

سید ولایت علی خان، مولا بخش ڈپٹی مجسٹریٹ اور ہدایت علیخان صوبہ دار سکھونکی پلٹن کا یہہ تینون مسلمان سرکار کے بڑے پکے و سچے خیرخواہ تھے۔ ٹیلر صاحب کے تمام کامون مین مدد و معاون تھے۔ وہ ان ایام غدر مین رات دن سرکار کی خیرخواہی کے کامون مین لگے رہے تھے اور شہر کے سارے حال سے کمشنر صاحب کو اطلاع دیتے تھے۔

پٹنہ کے مسلمانون کی قسمت ان ارباب ثلاثہ کے ہاتھ مین تھی وہ ان مسلمانون کو سزا سے بچاتے تھے جنپر جرم ناحق لگائے جاتے تھے اور ان مسلمانون کو سزا دلاتے تھے جو حقیقت مین مجرم ہوتے تھے۔

قسمت پٹنہ کی سرحد پر سگولی ایک چھاونی تھی جسمین نمبر ۱۲ غیرآئینی سوارون کی رجمنٹ رہتی تھی اور اسکے کمانڈر میجر ہومز صاحب تھے۔ جب کہ بہار مین غدر کے خوف نے اپنی آنکھین دکھانی شروع کین تو میجر ہومز نے ۲۵ مئی کو لارڈ کیننگ کو بڑی صفائی اور آزادی سے لکھا کہ اسوقت کی پولیسی یہہ ہے کہ نہایت تشدد کے ساتھ بغاوت کے دبانے مین جدوجہد کی جائے تو اس کے جواب مین ۳۰ مئی کو لارڈ کیننگ نے لکھا کہ تمہاری پولیسی بالکل غلط ہے بے سوچے سمجھے خونی تدابیر کا کرنا مرض کا علاج نہین ہے مگر ہومز صاحب نے اس ملامت کا خیال نہین کیا بلکہ ۱۵ جون کو یہ جواب دیا کہ مین نے اپنا عزم جزم کرلیا ہے کہ ان اضلاع مین اپنے قوت بازو سے انتظام

مسلمان پٹنہ سے خیرخواہ صاحب کمشنر (مارجن)

میجر ہومز صاحب (مارجن)

قائم رکھون۔ اسنے وہ تدبیر کی جو سادی تھی مگر بڑی موثر و کارگر۔ اس کے پاس ایک ہندوستانی
رجمنٹ تھی جسکے سوارون پر وہ پورا اعتبار کرتا تھا۔ اگرچہ سپاہی دلی خیرخواہ اس کے نہ تھے
مگر اسکی شجاعت کے سبب انکے کہنے کا اثر انپر ایسا ہوتا تھا کہ وہ ان کے احکام کی فوراً تعمیل کرتے
تھے انکے نام کا خوف لوگون کے دلون مین ایسا بیٹھ گیا تھا کہ کسی شخص کو یہہ جرأت نہین ہوتی
تھی کہ وہ بغاوت کے لئے اپنی انگلی بھی اٹھا سکے۔ لارڈ کیننگ نے "اپنی چٹھی مین یہہ
استدلال کیا کہ جن سپاہیون نے اب تک بغاوت نہین کی ہے انکو خوف نے دیوانہ بنا
رکھا ہے" لیکن ہومز صاحب اس کے برخلاف یہ سمجھتے تھے کہ خوف ہی سپاہیوں کو اپنی
پہلی حالت پر عود کرائیگا جیسے کہ جانور جب خوف زدہ ہوتے ہین تو اپنے مالکون کے
پاس چلے آتے ہین ایسے ہی سپاہیون کو بالکل خوف زدہ ہونا اپنے مالکون کے پاس
لے آتا ہے۔ جب تک سپاہی گائے کی طرح مطیع و فرمان بردار نہ ہوجائین ان کے
خوف کی نسبت استدلال کرنے مین کوشش بے فائدہ ہے۔ مسٹر ہومز کا اپنے رسالہ پر
اعتبار بمقتضائے بشری تھا وہ اس کے ساتھ مدت تک رہے تھے اس کے کارہائے
نمایان کابل سے لیکر برہما تک دیکھ چکے تھے۔ یہ ناممکن ہے کہ کوئی یہہ کہہ سکے کہ اگر گورنمنٹ
انڈیا داناپور کی سپاہ سے ہتھیار لینے مین انکار نہین کرتی تو کتنی جانین بچ جاتین اور کتنی
مصیبتین ٹل جاتین۔

ٹیلر صاحب تین ہفتے تک جنرل لوئڈ کو سمجھاتے رہے کہ وہ داناپور کی سپاہ سے ہتھیار
لے لین اس عرصہ مین انہون نے انتظام بھی رکھا مگر وہ جانتے تھے کہ اگر لوئڈ صاحب نے میری صلاح
ماننے مین غفلت کی تو دیر سویر غدر ضرور برملا برپا ہوگا اور باغی سپاہیون کے ملک مین پھیلنے
سے جو کچھ مین نے نیکی کی ہے وہ برباد جائیگی میرا سارا بندوبست بگڑ جائیگا۔ چونکہ کلکتہ کے
انگریزی سوداگر بہار سے اپنی بڑی اغراض اس سبب سے رکھتے تھے کہ ان کا بڑا سرمایہ نیل
کی زراعت و تجارت مین لگا ہوا تھا انہون نے یہ عزم کیا کہ اپنی دلائل کو گورنمنٹ کے روبرو بیان کرکے اسکو
ترغیب دین کہ وہ جنرل کو حکم دے کہ سپاہ سے ہتھیار لے لے جرنیل کو خود ہمت و جرأت ایسی
نہین ہے کہ وہ جو ادہر ہی کو اپنے ذمے لیکر یہہ کام کرے۔ انکو اپنے خیالات کے ظاہر کرنیکا

داناپور کے سپاہیون سے ہتھیار لینے کی بابت

سو قع اسلیئے خوب ہاتھ لگ گیا تھا کہ لارڈ کیننگ نو دانا پور کی سپاہ کے ہتھیار نہ لینے کے لئے یہہ
عذر کیا تھا کہ جب تک ان پاس تازہ کمکین نہین آئینگی انین یہہ قوت نہین ہے کہ وہ سپاہ سے
ہتھیار لے لین - اب یہہ عذر نہین ہوسکتا تھا اس لیئے ان پاس تازہ کمکین آگئین تھین اور
انکو حکم ہوا تھا کہ وہ گنگا مین دانا پور کے پاس سے ہوکر گذرین اور وہان کے جرنیل سے اجازت
لیکر آگے بڑہین - گورنر جنرل خود اقرار کرتے ہین کہ اب شکار میرے اپنے ہاتھون مین ہے -
مگر انکو جو کام خود کرنا چاہیئے تھا اسکی جوابدہی دانا پور کے بوڑھے جرنیل لوئیڈ کے ذمے ڈال دی
وہ خوب جانتے تھے کہ لوئیڈ صاحب نے اقرار کرلیا ہے کہ انکی سپاہ چلی اور ساکت رہیگی اگر انپر بڑی ترغیبون
و تحریکون نے غلبہ نہین کیا اور وہ یہہ بھی جانتے تھے کہ لوئیڈ صاحب کی کبھی یہہ ہمت و جرأت
نہین ہوگی کہ وہ اپنی ہوشیاری کو کام مین لاسکے - پھر بھی یہہ امر اسکی راے پر چھوڑا کہ تازہ کمکین سپاہ
کی جو آئی ہین انسے وہ مدد لے کر اپنی سپاہ سے ہتھیار لے جسکے سبب سے کسی شرارت کا
کرنا سپاہ کے اختیار مین نہین رہے - تاجرون کو اپنے خانگی طور پر جنرل کے فیصلہ پر جو نامردی پر
مبنی تھا اطلاع ہوگئی تھی اس لیئے انہون نے پھر عزم کیا کہ آخر کوشش پھر کیجیئے کہ لارڈ کیننگ
اپنی راے کو بدلین انہون نے اپنا ڈیپیوٹیشن لارڈ کیننگ پاس بھیجا کہ وہ انسے التجا کرے
کہ وہ تجارتی اغراض پر غور کرین جنپر دانا پور کی سپاہ کے دھمکانے سے صدمہ پہنچنے کو ہے
اور انسے التماس کرے وہ انکی اغراض کی باتون کو محفوظ رکھین اور لوئیڈ صاحب کو حکم دین کہ وہ
سپاہ سے ہتھیار لے لین جس سے پھر پبلک کو بھروسہ و اعتماد ہو جائے - لارڈ کیننگ نے انکی درخواست
کو نامنظور کیا -

گورنمنٹ کے فیصلون کا خلاصہ

واقعات جو پیچھے وقوع مین آئے وہ نتائج گورنمنٹ کے دن فیصلون کے تھے جنکا
خلاصہ ذیل مین درج ہوتا ہے اول دانا پور کی سپاہ کے ہتھیارون کے لینے سے ایسے وقت
مین انکار کرنا کہ اسکے جنوب مین سپاہ سے ہتھیار لے لیئے گئے تھے اور شمال مین بغاوتین ہوئی
تھین اور شہر مین اور دنیا پور کے پاس کے اضلاع مین رعایا کی بدخواہی روز بروز عیان
ہوتی جاتی تھی دوم کلکتہ کے اہل تجارت کی اس درخواست کا نامنظور کرنا کہ دانا پور کی سپاہ سے
ہتھیار ایسے حال مین لے لیئے جائین کہ یوروپین سپاہ کی قوت بہت بڑھ گئی تھی - سوم حکم

جوابدہی کو اس افسر پر منتقل کرنا اپنی ماتحت سپاہ سے ہتھیار لینے کی برخلاف راے رکھتا تھا اب ان فیصلون کے نتائج لکھتے ہین۔

میجر جنرل لیونڈ کا فیصلہ ہتھیار نہین لینے چاہئین

میجر جنرل کو یہہ اختیار دیا گیا تھا کہ نمبر ۵ فیوزلیرس جو الہ آباد کو جاتا ہے اگر وہ مناسب جانے تو اسکو ٹھیرا کے انکی اور نمبر ۱۰ رجمنٹ کی مدد سے داناپور مین اپنے ماتحت تین ہندوستانی رجمنٹون سے ہتھیار لے لے مگر میجر جنرل نے اس جوابدہی پر لات ماری انکو سپاہ سے ہتھیارون کا لیناہی پسند نہ تھا۔

جب ۲۲- جولائی کو نمبر ۵ فیوزلیرس کا بڑا حصہ داناپور مین آیا تو جنرل نے نہ اسکے یہہ کہا کہ جہاز پر سے اترو یا ٹھیرو- اسنے بے تامل اپنی راہ لی۔ جب وہ چلا گیا تو میجر جنرل کو یہہ شبہ ہوا کہ اسنے کام صحیح نہین کیا وہ الٹا پلا نہین سکتا تھا۔ نصف افسوس اور نصف شبہ مین بیٹھا تھا کہ دو دن کے بعد نمبر ۳۷ رجمنٹ کی دو کمپنیان داناپور کے اسٹیشن پر آئین تو انکو جنرل نے فوراً ہدایت کی کہ وہ جہاز سے اترین مگر میجر جنرل مین یہ لیاقت ہی نہ تھی کہ وہ اس سپاہ سے کوئی کار نمایان کرتا۔ اگر یہہ سچ ہے کہ آدمی برائی مین دفعتہً نہین ڈوب جاتا بلکہ بتدریج غرق ہوتا ہے تو یہہ بھی سچ ہے کہ ایک ضعیف آدمی یکایک قوی نہین ہو سکتا۔ لیونڈ صاحب کے سر سے جو جوابدہی زبردستی چپکی گئی تھی وہ اس سے بتنگ ہوتا تھا اسکی کم بختی تو یہہ تھی کہ اسکی گرفت مین وہ خاردار درخت تھا جسکے کانٹے سوئیون کی طرح چبھتے تھے اسکے پکڑنے سے بھی اور اس کے چھوڑنے سے بھی ڈرتا تھا۔ چھوڑے ہی بنتی تھی نہ پکڑے ہی بنتی تھی۔ انہون نے ابھی اسے چھوا تھا جب اس کے کانٹے چبھے تو وہ اور دن پر الزام لگانے لگے

ہندوستانیون سے پرکشن کیپس (ٹوپیان) لینا

جنرل صاحب نے سوچ بچار کرنے کے بعد یہہ فیصلہ کیا کہ سپاہیون سے پرکشن کیپس (ٹوپیان) لے لی جائین جس سے انکی قوت سلب ہو جائے مگر انکی عزت باقی رہے وہ اپنی بندوقین اپنے پاس رہنے دین انہون نے ۲۵- جولائی کی صبح کو حکم دیا کہ گورون کی پریڈ ہو۔ جب یہہ سپاہ کھڑی ہو تو میگزین مین دو چھکڑے جاکر اس مین سے ٹوپیون کے صندوقون کو بھر لے آئین۔ اس حکم کی تعمیل ہوئی۔ گورون کی نمبر ۱۰ رجمنٹ اور نمبر ۳۷ کی رجمنٹ کی دو کمپنیان اور ایک کمپنی توپخانہ کی پریڈ پر آئی اور میگزین کو دو چھکڑے اور اس کے ساتھ ایک افسر اور کچھ سپاہی بھیجے گئے

چھکڑے میگزین پر گئے اور ٹوپیون کے صندوقون کو بھر کے لے آئے۔ جب یہہ چھکڑے
ہندوستانی رجمنٹ کی لینون مین آئے تو سپاہی برانگیختہ خاطر ہوئے مگر افسرون نے ان کے
غصہ کو دھیما کر دیا۔ جنرل صاحب اپنی اس تدبیر کے چل جانے سے بڑے خوش ہوئے کہ اب ہر سپاہی
پاس پندرہ ٹوپیان رہ گئین ہین وہ ایسے دیوانے نہین ہین کہ ایسی حالت مین مقابلہ و حملہ کر نکلے
میجر جنرل نے اب ہندوستانی سپاہ کے افسرون کو یہہ سخت حکم دیا کہ وہ سپاہ کے توشہ دان
کی ٹوپیان لے لین اس حکم کی تعمیل ہوئی کہ ایک بجے پریڈ ہوئی۔ جنرل نے یہہ احتیاط
نہین کی کہ یوروپین سپاہ کو پریڈ پر بلاتے جس وقت پریڈ ہوئی گورے اپنی بارگون مین کھانے
پینے مین مصروف تھے۔ جنرل بے سروپا ہدایتین کر کے خود دریا پر ایک دخانی جہاز مین جا
بیٹھا جو اس دن صبح کو آیا تھا۔ سپاہ جو پریڈ پر بن ہتھیارون کے کھڑی تھی انکے کمانڈرون نے
ہندوستانی افسرون سے کہا کہ وہ ہر سپاہی کے توشہ دان مین سے ٹوپیان لے لین اور اس کے
سامنے یہہ وجہ بیان کر دی کہ یہہ تدبیر احتیاطاً اس لیئے کی جاتی ہے کہ جو سپاہی سرکار کے نیکخواہ
ہین انکو مفسدہ پرداز سپاہی اغوا کر کے گمراہ نہ کر سکین۔ ہندوستانی افسرون نے جو اپنے
سپاہیون کے خیر خواہ تھے اس بات کو کہہ کر ہوا مین اڑا دیا۔ نمبر ۴۰ وہ رجمنٹون کے سپاہیون نے
ٹوپیان نہ دین وہ میگزین (سلحخانے) مین چلے گئے اور وہان سے بندوقین لے آئے اور
اپنے افسرون پر فیر کرنے شروع کیئے نمبر ۴۲ رجمنٹ نے تھوڑی دیر تامل کر کے یہی طریقہ بغاوت
اختیار کیا۔

جس وقت یہان یہہ ہنگامہ برپا تھا میجر جنرل لوئڈ دخانی جہاز پر چہل قدمی کر رہے تھے
اور یوروپین سپاہی ڈنر کھا رہے تھے۔ میجر جنرل پہلے سے یہہ انتظام کر گئے تھے کہ اگر کوئی
دنگہ فساد ہو تو اسپتال کا یوروپین گارڈ بندوقون کی دو گولیان متصل چھوڑے۔ ڈیڑھ بجے
دن کے گولیون کی آوازون نے جنرل صاحب کو خبر دی کہ ہندوستانی سپاہ نے بغاوت کی۔
اس بغاوت کے ہوتے ہی انگلش گورون کی سپاہ کے جمع ہونے کا ہوا۔ دسوین رجمنٹ انکے
لفٹنٹ کرنیل فین وک صاحب کے اور سینتیسوین رجمنٹ کی دو کمپنیان موجودہ سیمٹر کپتان
کے ماتحت اور توپخانہ کرنیل ہیوش کے ماتحت باہر جمع ہوا مگر کوئی افسر نہ تھا جو ساری

سپاہ کا کمانڈر بنتا میجر جنرل لوئڈ کہتا ہے کہ مین نے پہلے سے ہدایتین کر دی تہین کہ ضرورت کی صورت مین کرنیل ہیوئش کو کس کس طرح کامون کو کرنا چاہیئے۔ مین جانتا تھا کہ میرے ان احکام کے موافق یوروپین سپاہ باغی سپاہ پر حملہ اور انکا تعاقب کریگی۔ سپاہ کے جنبش نہ کرنے پر جنرل نے مضطربانہ دوپہر کے بعد ایک سٹاف افسر بہیجا کہ وہ توپخانہ کو آگے لے جائے اور دوسرا افسر بہیجا کہ وہ نمبر ۳۷ رجمنٹ کا کمانڈر بنے اور کرنیل نیبن وک کے ماتحت کام کرے۔

یہہ امر تو تحقیق نہین کہ میجر جنرل نے سپاہ کی بغاوت سے پہلے صحیح اور درست احکام دئیے تھے یا نہین۔ مگر یہہ امر یقینی ہے کہ میجر جنرل کی غیر حاضری سے بہت توقف سپاہ کے بڑہنے مین ہوا۔ اور جب سپاہ نے اپنی جگہہ سے جنبش کی تو بہت دیر ہوگئی تھی۔ کوئی نہین جانتا تھا کہ میجر جنرل کہان ہے اور نہ دسوین رجمنٹ کا کمانڈر نہ توپخانہ کا کمانڈر یہہ سمجہتا تھا کہ مجھے میجر جنرل کی غیر حاضری مین کام کرنے کا کا اختیار ہے۔ بہت دیر کے بعد جو دو افسر جہاز پر سے آئے تو سپاہ کو آگے بڑہنے کا حکم دیا گیا۔

باغیون کو حیرت تھی کہ اس آسانی سے انکو کامیابی حاصل ہوگئی انہون نے اپنی لال کرتیان اتار ڈالین اور اپنے توسدانون مین رجمنٹ کے سٹور مین سے سب ٹوپیون کو بھر لیا اور سب دریائے سون کی طرف دوڑے کہ دریا پار ہوکر آرہ جائین چند سپاہیون نے گنگا پار جانے کا قصد کیا تو میجر جنرل نے دخانی جہاز پر سے اپنی گولیان چلا کر روک دیا۔ بعض کہتے ہین کہ میجر جنرل دخانی جہاز پر اسی خیال سے آگیا تھا کہ سپاہ کو گنگا پار نہ اترنے دے۔

یوروپین سپاہ ہندوستانی رجمنٹون کی لینون پر پہنچی تو انہون نے دیکھا کہ سپاہ غائب ہے اسنے انکے چھپرون مین آگ لگا دی اور قیام کیا کچھ احکام اس پاس آئے نہین میجر جنرل دخانی جہاز پر تھا کسی اور نے اسکے اختیارات کو غصب نہین کیا۔

دانا پور مین جس دن ہنگامہ بغاوت برپا ہوا ہے اسی دن اس ڈویژن کی سرحد پر سگولی کی چھاونی مین سپاہ نے بغاوت کی۔ ہم نے لکھا ہے کہ یہان نمبر ۱۲ غیر آئینی سوارون کی رجمنٹ رہتی تھی جسکا کمانڈر میجر ہومز صاحب تھے وہ اپنی سپاہ پر پورا اعتماد رکھتے تھے۔ انکی بڑی سی پولیسی یہ تھی کہ جو شخص کوئی بغاوت و بدخواہی کا کام کرے فوراً اسکو سزا دی جائے۔ ان خیالات کے

باغیون کا آرہ کی طرف جانا

تعاقب کا نہ ہونا۔

سگولی مین سپاہ کی بغاوت

سبب سے انہون نے قانون کو اپنے ہاتھہ مین لے لیا انہون نے اپنے اختیار سے اپنی چھاونی کے متصل کے پانچ اضلاع مین مارشل لا کا اشتہار دیدیا۔ پہلے بیان ہوا ہے کہ وہ اپنے سپاہیونپر پورا اعتبار رکھتے تھے وہ بیس سوارون سے لیکر پچاس سوارون کے غول اضلاع مین بھیجتے تھے کہ وہ بدخواہون کو ڈرائین اور انتظام قائم رکھین ہر سپاہی یا باغی جو بغاوت کے سبب سے پکڑا جاتا تو اسکی روبکاری کورٹ مارشل مین ہوتی اگر مجرم ثابت ہوتا تو پھانسی پاتا اگر دانا پور کی سپاہ بغاوت نہ کرتی تو غالباً میجر ہومز اپنے پاس کے اضلاع مین بندوبست قائم رکھتے۔ مگر جب دانا پور مین سپاہ نے بغاوت کی تو ۲۵- جولائی کو نمبر ۱۲ کے رجمنٹ کے چار سوارون نے میجر ہومز کو اور انکی بی بی کو جو نامور جرنیل سیل کی بیٹی تھی مارڈالا اور یورومین کو قتل کیا خزانہ لوٹ لیا۔

جب ٹیلر صاحب کو معلوم ہوا کہ دانا پور مین سپاہ نے بغاوت کی اور اسکا تعاقب بھی نہین ہوا اور یہہ بھی نہین معلوم ہوا کہ باغی سپاہ کس طرف گئی اس لیئے انہون نے والنٹیرونکا ایک گروہ مرتب کیا اور اس کے ساتھہ پچاس سکھہ اور پچاس پولس کے سپاہی اور کچھہ تھوڑے سے سوار شامل کیئے اور ان سب کو پھلواری بھیجا کہ وہان شب باش ہون اور میجر جنرل کو اس گروہ کی روانگی کی اطلاع دی اور درخواست کی کہ وہ کچھہ گورون کی سپاہ اور پھلواری کو بھیجدین انکو یہہ یقین تھا کہ باغی سپاہ اسی طرف جائیگی۔ مگر ٹیلر صاحب کو دوسرے روز صبح کو معلوم ہوا کہ نمبر ۱۲ غیر آئینی رسالہ نے بغاوت کی اور کل رجمنٹ سارے ملک مین پھیل گئی معلوم نہین کہ وہ کہان کہان صدمہ پہنچاے اس لیئے انہون نے پھلواری سے سپاہ کو بلا لیا کہ سب یکجا مجتمع ہوکر پٹنے کی محافظ ہون۔ اب پٹنہ و بہار کی قسمت میجر لوئڈ کے ہاتھہ مین تھی۔ اگر وہ سپاہ کے تعاقب کا جلد حکم صادر کرتے تو سب طرح خیر رہتی۔

باغی سپاہ کو وقت مل گیا کہ وہ با سازو سامان اپنا سفر کرین۔ یورپین سپاہ ہندوستانی سپاہ کے چھپرون کو جلا کے اپنی بارکون مین واپس چلی آئی۔ کوئی نہین جانتا تھا کہ باغی سپاہ آخر کار کس رستے پر جائیگی لیکن یہہ یقینی امر تھا کہ جب گنگا پار جانے کی راہ ان کے لیئے روک دی گئی ہے تو وہ دریا سون کے پار جائیگی۔ اگر اسوقت میجر جنرل لوئڈ

دخانی جہاز سے آکر باغی سپاہ کے تعاقب مین گورون کی سپاہ بھیجدیتے تو کام بخوبی بن جاتا دریار
سون برسات کے سبب سے طغیانی پر تھا بغیر کشتیون کے سپاہ کا عبور ہونا مشکل تھا اور کشتیان
ابتک وہان جمع نہین ہوئی تھین - مگر میجر جنرل نے اپنی راے مین یہہ لکھا ہے کہ غالباً براہ راست
تعاقب کرنا بےسود ہے - یہہ لکھنا تو انکی ذات سے کچھ تعجب نہ تھا جب وہ صبح کو اپنی کمزوری
دکھا چکے تھے تو شام کو غالباً وہ لائق کمانڈر نہین بن سکتے مگر تعجب تو یہہ ہے کہ انہون نے
دوسرے روز صبح کو دریا سون پر دخانی جہاز مین کچھ رائفل مین بھیجے کہ وہ باغیون کو روکین
مگر دخانی جہاز کی روانی کے لیئے پانی کافی نہ تھا کہ بےنیل مرام واپس آیا اس کے سپاہیون نے
کچھ کام نہین کیا - اس سے پہلے کہ وہ مراجعت کرے اسکے پاس کنور سنگھ کی ایسی خطرناک خبر آئی کہ
کہ اسنے دانا پور مین مورچہ بندی کا قصد کیا اور اسکے گرد کے ملک کو اسکی قسمت پر چھوڑ دیا -

کنور سنگھ بہار مین ایک معزز قدیمی خاندان کا رجپوت تھا گو اسکی عمر اسی برس کی تھی اور میجر جنرل سے
زیادہ بوڑھا تھا - مگر بہت جوانمردانہ رکھتا تھا - بندوبست اراضی نے اسکو برٹش گورنمنٹ کا
دشمن بنا دیا تھا - اس بندوبست اراضی مین وہ ایسا غلط فہم تھا کہ اسکے سبب سے اسکی
کل جائداد حساب کی بیباقی کے لیئے قرق ہورہی تھی مگر پھر بھی اسکا ایک مقدمہ عدالت مال
مین ایسا دائر تھا کہ اسکے جیتنے سے اسکے نقصانون کی مکافات ہو جاتی مگر ایلنٹ نے یہہ
مقدمہ بھی ہرا دیا تو برٹش گورنمنٹ کا جانی دشمن ہوگیا وہ پہلے اسکا بڑا دوست تھا -

جب ہنگامہ بغاوت برپا ہوا تو وہ گورنمنٹ سے اپنا انتقام لینے کے درپے ہوا - جب اسنے
سنا کہ دانا پور کی سپاہ نے بغاوت کی اور وہ آرہ کی طرف آرہی ہے تو اسنے یہہ ارادہ کیا
کہ اپنے مسلح ملازمین کو ساتھ لیکر دانا پور کے باغیون سے جا کر ملے اور جو دولت اس کے
ہاتھ تلے سے نکل گئی ہے اسے حاصل کرے - جب یہہ خبر میجر جنرل پاس آئی تو اسنے یہ ارادہ
کرلیا کہ دانا پور مین ٹھیرنا چاہیئے اور پہلی مورچہ بندی کرنی چاہیئے -

ٹیلر صاحب نے میجر جنرل کی منت سماجت کی کہ وہ سپاہیون کے تعاقب مین سپاہ کو روانہ
کرے جب میجر جنرل پاس یہہ خبر آئی کہ سپاہیون نے سون سے عبور کیا اور آرہ کا محاصرہ کیا
تو اسنے نمبر ۳۷ رجمنٹ کے ۱۹۳ سپاہی دخانی جہاز مین روانہ کیئے - دخانی جہاز کے کمانڈر کو

حکم دیا کہ وہ سپاہ کو اس مقام مین اتارے جہان آرہ کی سڑک سے دریا ملتا ہے اور اس سپاہ کو یہہ ہدایت تھی کہ وہ آرہ مین جا کر سویلین کو جو محصور ہو رہے ہین ساتھ لیکر واپس چلی آئے رات کی چاندنی جب جاتی رہی تو اتفاق سے دخانی جہاز نیچے جا کر ایک ریت کے ٹیلہ سے اٹک گیا میجر جنرل نے سپاہ کو واپس بلالیا دوبارہ سپاہ کے بھیجنے کا قصد نہین کیا - پھر ٹیلر صاحب نے [illegible] اس مقصد کو منسوخ کرایا کہ انہون نے دخانی جہاز مین نمبر ۱۰ کے ۲۵۰ سپاہی اور ۷۰ سکھ اور کچھ والنٹیر دانا پور سے ۲۹ - جولائی کی صبح کو روانہ کیئے اور ان مین جہاز مین جا کر وہ اس مقام مین اترے جو پہلے مقرر کیا گیا تھا - کرنیل نین وک صاحب اس سپاہ کے کمانڈر مقرر ہوئے تھے مگر وہ اعلے درجہ کے افسر تھے - اس تھوڑی سی سپاہ کے ساتھ کیا جاتے انکی جگہہ کپتان ڈون بار صاحب مقرر ہوئے جہاز مین ۱۵۰ گورے اور ۷۰ سکھ اور دو شریف والنٹیر دانا پور سے روانہ ہو کر مقام مقررہ پر دو بجے پہنچے -

۲۶ - جون کی صبح کو باغی سپاہی مع اپنے اسلحہ و ساز و سامان کے چلکر سون پر پہنچے - عبور کرنے کا سامان دریا پر نہین تھا اس لیئے وہ شام تک دریا سے پار نہین جا سکے - اس اثنا مین کنور سنگہ کے ملازمون نے جسقدر کشتیان ان سے جمع ہو سکتی تھین انہون کے لیئے جمع کین پہلے اس سے کہ رات شروع ہو ہر ایک سپاہی دریا کے پار اتر گیا - کنور سنگہ اس مقام پر پہنچ گیا تھا اسکے صلاح و مشورے سے یہ بات ٹھہری کہ سب آرہ چلین اور وہان سکے انگریزون کو مارین اور خزانہ کو لوٹین - یہہ مفسد راجپوت سپاہ کو بہار کے اندر ہی رکھنا چاہتا تھا -

باغی سپاہ نے ۲۷ - جولائی کو جا کر جیلخانہ سے قیدیون کو رہائی دی اور خزانہ کو لوٹا اور پھر وہ انگریز باشندون کے قتل کے لیئے چلے مگر اس کام مین انکا مقابلہ ایسا کیا گیا کہ جسکا انکو سان گمان بھی نہ تھا -

آرہ کے انگریزی باشندون مین مسٹر وائی کرس بوئل صاحب بھی ریلوے کے انجنیر تھے انہون نے اپنی دو کوٹھیون کو توڑ پھوڑ اور بنا بنا کے ایک چھوٹا دمدمہ یعنی حصن حصین بنالیا

باغیون کا سون سے اترنا

آرہ [illegible] کرس بوئل صاحب

اوراس مین سامان رسد سب قسم کا آٹا۔ وائن۔ بیر۔ پانی۔ بھیڑین وغیرہ بتدریج ایک ہی
مہینے کے اندر جمع کرلیا۔ سیگزین رکھ لیا۔ دیوارون مین سوراخ بندوقین مارنے کے لیے بنائے
چھت پر ریت کے بھرے ہوئے تھیلے لگائے۔ غرض سب طرح کا پناہ کا سامان تیار کرلیا
آرہ مین یورومین اور یوروشین باشندے پندرہ تھے اور انکے ساتھ ایک مسلمان بھی ہوگیا تھا
ٹیلر صاحب کمشنر پٹنہ نے پچاس سکھ اس دمدمہ کے محافظت کرنے کے لیے بھیجدیے تھے
باغی سپاہیون نے اس قلعہ پر حملہ بار بار کیا اور ہر دفعہ شکست پائی پھر وہ پاس کے مکانون پر چڑھ کر
دمدمہ کے اندر گولیان مارنے لگے تو اسکا جواب قلعہ ..... کے ریت بھرے تھیلون کی
رخنیون سے دیا گیا۔ سپاہی جانتے تھے کہ قلعہ مین سکھون کا ایک گروہ ہے باغیون کے ساتھ بھی
سکھ سپاہی اپنی اپنی رجمنٹون کی ہمراہ تھے۔ ان سکھون کی معرفت انہون نے قلعہ کے اندر کے سکھون کو ترغیب
دین کہ ہمارے دیرم کے ساتھی اور انکے ساتھی ہون مگر یہ سکھ ایسے نمک حلال تھے کہ باغیون کے بہکانے مین
نہین آئے۔

کنور سنگھ نے کسی زمانہ کی دبی دبائی دو توپین نکال لین اور انکو لاکے قلعہ پر لگایا مگر اس سے بھی
باغی کامیاب نہین ہوئے تو انہون نے شرائط پیش کر کے صلح چاہی وہ کانپور کا سا داؤن چلنا
چاہتے تھے کہ اہل قلعہ اپنے تئین حوالہ کر دین مگر انکی کسی نے نہین سُنی۔ اہل قلعہ کو مرنا منظور تھا مگر
اپنے تئین حوالہ کرنا منظور نہین تھا۔

باغی جابجا اپنی توپون کے مقامات بدلکر قلعہ پر لگاتے مگر کامیاب نہین ہوتے تھے۔
جب باغیون نے خالی مکانونکی چھت پر توپون کو لگایا تو اہل قلعہ نے بھی اپنی محافظ دیوار کو بلند
کیا۔ ۲۹۔ جولائی کی آدھی رات کو اہل قلعہ کے کانون مین توپون کی آوازین آئین جس سے
انکو امید ہوئی کہ ہمارے لئے کمک آئی مگر توپونکی آوازین دریا کی طرف سے دور ہوتی گئین اور
آخر کو خاموش ہوگئین تو اس سے اہل قلعہ کو یقین ہوا کہ ہماری کمک آئی ہوئی الٹی چلی گئی۔

آرہ کے بہت قریب ۲۹۔ جولائی کی دوپہر کو ۲۴۳ گورے اور ستر سکھ اور دو والینٹیر سپاہ کو
حکم ہوا کہ وہ کھانا کھائے۔
کل چارسو پندرہ سپاہی افسر جہاز سے اترے۔ کچھ تھوڑے سے سپاہی کشتیون کی تلاش مین
قلعہ نشینون کے بچانے کے لیے۔

۲۷۔ جولائی

۲۹۔ جولائی + کپتان ڈنبار صاحب کا آرہ کی طرف روانہ ہونا

اس لیئے گئے کہ ان مین سوار ہوکر نالہ سے جو بڑا گہرا اور چوڑا تھا پار اترین۔ کل سپاہی کھانے کی تیاری کر رہے تھے کہ انہون نے بندوقون کی آواز سنی انہون نے کھانا چھوڑ چھاڑ کر سفر کیا اور چند منٹ مین انہون نے دیکھا کہ انکے ہمراہی نالہ کے دوسری طرف باغیون پر گولیان چلا رہے ہین۔ دو تین گھنٹے مین کشتیان ہاتھ لگین۔ سات بجے کل سپاہ نالہ سے پار اتری گو سپاہ تھکی ہوئی فاقہ سے تھی مگر اسکو یہہ شوق تھا کہ اپنے ہم وطن محصورین کو بچائین اسلیئے فوراً سفر شروع کیا آدھی رات سے ایک گھنٹے پہلے چاندنی غائب ہوئی تو ڈنبار صاحب نے قیام کرنے کا قصد کیا۔ انہون نے اس رپورٹ پر اعتبار کیا کہ محاصرین نے محاصرہ چھوڑ دیا اسلیئے انہون نے سفر کرنے پر اصرار کیا۔ چند منٹ بعد گارڈ جو سب سے آگے تھا کہ وہ حوالی آرہ مین داخل ہوا تو سڑک کی داہین طرف سے گھنے آمون کے درخت سے ایک بندوقون کی باڑ چھوٹنے کی روشنی دکھائی دی۔ دوسری تیسری باڑ کے چھوٹنے کی آواز آئی۔ ان بندوقون کے باڑون کے چھوٹنے کی روشنی مین دشمن ذراسی دیر کے لیئے دکھائی دیتے تھے مگر گورے اپنی سفید پوشاک کے سبب سے دشمنون کو اندہیرے مین صاف دکھائی دیتے تھے اور وہ انکو خوب گولیون کا نشانہ بناتے تھے۔ ڈنبار صاحب مارے گئے جو زندہ تھے وہ حیران و پریشان تھے ان مین ڈسپلن کچھ نہین رہی تھی۔ اس مصیبت زدہ حالت مین ایک کونسل اوف وار جمع ہوئی اس مین یہہ صلاح ٹہیری کہ صبح ہوتے ہی مراجعت کرنی چاہیئے۔ اس تھکی ہوئی سپاہ فاقہ زدہ کو ابھی پندرہ میل سفر کرنا باقی تھا جس مین دشمن سے ہر قدم پر مقابلہ تھا۔ آخر کو جب ہاری تھکی سپاہ نالہ کے کنارہ پر آئی تو اسنے کشتیان دیکھین کہ نالہ کے کنارہ پڑی ہوئی ہین۔ سپاہی انکو زور لگا کے پانی کی دھار پر لائے اور انمین سوار ہوئے باغیون نے کشتیون پر گولیان چلائین اور جوان گولیون سے بچنے کے لیئے پانی مین چلے گئے تھے وہ ڈوبے۔ تھوڑے ہی سے دخانی جہاز پر پہنچے۔ دانا پور مین جس وقت یہہ جہاز آیا ہے اور شکست کی خبر لایا ہے۔ بہت سے سپاہیون کی بیویان روتی پیٹتی بالون کو بکھیرتی جنرل کو گالیان دیتی ہوئی جہاز کے پاس پہنچین اور انہون نے بڑا کہرام

مچایا - چار سو پندرہ آدمی جو گئے تھے انہین پچاس آدمی ایسے تھے جنکے گولی نہ لگی ہو اور پندرہ افسرون مین تین ایسے تھے جو زخمی نہ ہوئے ہون -

باغی جنکے ہاتھ ابھی گوروں کے خون سے سرخ ہوئے تھے - پھر قلعہ پر حملہ آور ہوئے انہون نے یہہ ارادہ کیا کہ محصورین کا دم دھوئین سے گھوٹ کر نکالین - اس مطلب کے لیئے قلعہ کی دیوارون کے نیچے انہون نے رات کو سوختنی چیزین جمع کین اور انکے گرد لال مرچین ڈالین اور اس مین آگ لگا دی اسکا اثر محصورین پر بہت بڑا ہوا ہوتا مگر ہوا ایسی الٹی چلی کہ محصورین پر تو کچھ اثر نہین ہوا بلکہ محاصرین کو اسنے ستایا - اس ہوا نے اہل قلعہ کو اس زہر دار بدبو سے بھی بچایا جو قلعہ کی دیوارون کے پاس مرے ہوئے گھوڑون کی لاشون سے اٹھ رہی تھی جنکا ڈھیر باغیون نے لگایا تھا - پھر باغیون نے سرنگین لگائین جنکی مسٹر ویک صاحب نے ایسی حکمت کی کہ وہ الٹی دشمنون ہی پر لگ گیئن توپ جو ایک بڑی حویلی کے اوپر باغیون نے لگائی تھی اور بعض دفعہ محصورین کو نقصان پہنچاتی اس سے بچنے کے لئے مسٹر ویک اور مسٹر بوائل نے تھوڑی دیر مین قلعہ کو دو چند مستحکم کر لیا -

تیسرے دن جب پانی کی قلت ہوئی تو سکھون نے ایک کنوان کھود لیا - اور کندے کی سطح سے قلعہ کو استوار کر لیا - سیسہ بھی قلعہ مین موجود تھا جس سے نئی گولیان ڈھالی گیئن اور بارود بھی موجود تھی جس سے نئے کارتوس بنائے گئے -

محصورین جانتے تھے کہ ہمارا سامان رسد محدود ہے وہ دیر سویر ضرور ختم ہو جائیگا مگر انکے دل مین یہہ کبھی نہین آیا کہ ہم دشمن کو اپنے تئین حوالہ کر دین ایک دفعہ انہون نے قلعہ کی قید سے چھٹانے والا ولسنٹ آئر صاحب آ گیا -

صاحب ممدوح جولائی کے مہینے کی ۲۰ تاریخ کو کلکتہ سے ایک یورپین توپچیون کی کمپنی اور چھ گھوڑون کا توپخانہ لیکر الہ آباد جانے کے لیئے چلے - وہ پہلے بڑی کار ہائے نمایان کر چکے اور محمد اکبر خان کے پاس افغانستان مین بطور امول کے رہ چکے تھے غرض وہ بڑے لایق فایق افسر تھے - وہ جہاز مین ۲۵ - جولائی کو دینا پور مین آئے اور سپاہ کی بغاوت کا حال سنا - جو اس تاریخ مین دانا پور مین ہو رہی تھی ۲۶ - جولائی کو جہاز

سوار ہوکر ۲۶۔ کو بکسر مین آیا۔ کو یہہ خبر ہوئی کہ دانا پور کے باغی آرہ کو محصور کررہے ہین
پھر سہ پہر کو یہہ خبر سُنی کہ باغی بکسر کے گورنمنٹ سٹڈ کے لوٹنے کے لیئے روانہ ہونے کو ہین
بکسر پہنچا اسنے اپنے جہاز کو ٹھیرایا دوسرے دن صبح کو جب یہہ معلوم ہوا کہ بکسر مین کوئی بڑا
خطرہ نہین ہے وہ غازی پور مین اس ارادہ سے دوڑ گیا کہ اگر وہان کوئی فساد نہ ہو
تو پھر الٹا بکسر مین چلا آئے اور یہان سے جاکر محصورین کی اعانت کرے۔ غازی پور
مین اگرچہ امن تھا مگر خطر سے خالی نہ تھا وہان اسنے اپنی دو توپین جہاز سے اتار دین اور
انکے عوض مین ۲۵ ہائی لیڈرز جو یہان تھے اسلیئے ساتھ لے لئے کہ وہ آرہ کی مہم مین انکو
ساون ہونگے۔ بکسر مین شام کو وہ یہان آیا تو اسکو یہہ بڑی خوشی ہوئی کہ کلکتہ سے
نمبر ۵ فیوزیلرس کے سپاہی ایک سو ساٹھ ابھی یہان آئے تھے۔ اسنے سوچا کہ انکی امداد سے
وہ بہت قوی ہوکر آرہ کی طرف فوراً سفر کرسکتا ہے اسلیئے اسنے انکے کمانڈر کپتان ایل
اسٹرینج سے درخواست کی کہ وہ اس کے ساتھ اس مہم مین شریک ہو جائے اسنے اس
شراکت کو اس شرط سے قبول کیا کہ مہم کی ساری جوابدہی میجر آئر اپنے ذمے لے۔ میجر
صاحب نے مہم کی ساری جوابدہی اپنے ذمے لی اور ہائی لیڈرز کو جو غازی پور سے
ساتھ لائے تھے واپس بھیجدیا اور بکسر کے سپرنڈنٹ سٹڈ کپتان ہیسٹنگز کو اپنا
سٹاف مقرر کیا جسکے سبب سے ایک دن مین سارا سامان رسد جمع ہوگیا۔ پھر انہون نے
گرمی اور برسات مین سفر شروع کیا اور پہلی اگست کو انکو کپتان ڈن بار کی ہزیمت کی
خبر ہوئی وہ آج کی تاریخ موضع گج راج سنگھ مین پہنچے جو آرہ کے بہت قریب تھا۔

۲۔ اگست کی صبح کو ابھی خیمے اکھڑے نہ تھے کہ باغی لڑنے کو آن موجود ہوئے۔
انگریزی سپاہ نے انکو مار کر بھگا دیا۔ درمیان مین ایک نالہ تھا باغی اس سے پار جاکر موضع بی بی گنج
مین جو نالہ کے کنارہ پر دوسری طرف تھا چلے گئے انگریزی سپاہ کو کنور سنگھ کی سپاہ نے
دق کیا۔ مگر آئر صاحب کی سپاہ نے دشمنون کی سپاہ کو مار ہٹایا اور ۳۔ اگست کو محصورین آرہ
کو تکلیف سے بچایا۔ جب وہ محصورین سے ملے تو انہون نے بڑی خوشی سے اسکو چیئرز دیئے
باغی شکست پاکر جگدیس پور گئے جو کنور سنگھ کی ایک مستحکم دار الریاست تھی۔ آئر صاحب نے

آئر صاحب کی بی بی گنج مین فتح ۲۔ اگست ۱۸۵۷ع

کمک مانگی تھی اسکے انتظار مین تھا۔ مارشل لا اسنے جاری کیا۔ تیس زخمی باغی پکڑے آگئے اگیے اور سرکاری ملازمون کو جو کنور سنگھ کے معاون تھے پھانسی دیگئی۔ ۸ و ۹۔ اگست کو نمبر ۱۰ رجمنٹ کے دو سو سپاہیون اور سو گولہ انداز سکھون کی کمک آگئی۔ ۱۱۔ کو آئر صاحب نے جگدیس پور پر چڑھائی کی۔ کنور سنگھ کی یہہ غلطی تھی کہ اسنے اپنی سپاہ کو مختلف مقامات مین انتظام کے لیئے بھیجدیا تھا جسکے سبب سے اسکی سپاہ جگدیس پور مین ضعیف ہوگئی تھی۔ وہ پھر بھی بہادری سے لڑا مگر شکست پاکر ۱۳۔ اگست کو بھاگا اسکا تعاقب انگریزون نے کیا مگر وہ ان کے ہاتھ نہین آیا ــــــ کنور سنگھ نے اپنے حصار مین غریب دہاتیون سے غلہ چھین کر اسقدر جمع کرلیا تھا کہ بیس ہزار سپاہ کو چھ مہینے کے لیئے کافی ہوتا۔ جب آئر صاحب کو یہ غلہ ہاتھ لگا تو انہون نے غریب دہاتیون کو اجازت دیدی کہ وہ اپنے غلہ کو اٹھا لیجائین آئر صاحب نے جگدیس پور کی تمام عمارات کو منہدم کیا اور ۲۰۔ اگست کو الہ آباد روانہ ہوا۔ فقط اسنے آرہ کے محصورین ہی کو نہین چھٹایا بلکہ اس دنگہ و فساد کو مٹایا جو بہار سے کل بنگال تک پھیل رہا تھا اور ممالک مغربی و شمالی کے درمیان دریای راہ کو بالکل بے خوف و خطر کردیا۔

اب پٹنہ کی طرف پھر توجہ ہوتی ہے۔ اگرچہ داناپور کے سپاہیون کی بغاوت نے اور نمبر ۱۲ کے غیر آئینی سوارون کی رجمنٹ کی سرکشی نے اور ڈون بار صاحب کی شکست نے ان تمام تدابیر خجستہ کو جو ٹیلر صاحب نے کین نعین خاک مین ملا دیا تھا مگر آئر صاحب کی فتح نے پھر اس اعتبار کو جسپر اوپر کے تین واقعات نے خلل ڈالا تھا پھر بحال کردیا۔ غرض ٹیلر صاحب کی مردانگی اور فرزانگی نے اور میجر کی جد و جہد اور استقلال نے میجر جنرل کی ضعیفی اور خرفت زدگی کی مکافات کردی۔

صوبہ بہار مین تمام خزانون اور انگریزون کی جانون کا بچانا۔ ٹیلر صاحب کا کام تھا۔ ڈون بار صاحب کی شکست نے داناپور کی سپاہ کو ساکت کر رکھا تھا۔ ڈمراؤن کا راجہ کی نسبت مشہور تھا کہ باغیون سے مل گیا ہے یا مل جائیگا۔ مقامی سپاہ کا کچھ اعتبار نہین تھا۔ اکثر سکھ سپاہی پہرہ چوکی کے کام کے تھے ان کے باہر بھیجنے سے کام کمتر نکلتا تھا۔ اور ایک مشکل کام کا سہل کرنا۔

نوٹ (حاشیہ): [illegible]

پٹنہ کے اضلاع کی یہہ کیفیت تھی کہ آرہ صدر مقام شاہ آباد تو باغیون کے قبضہ مین تھا
اور گیا مین ایک سو سکھ اور ۵۰ گورے سپاہی تھی۔ ترہت کا صدر مقام مظفر پور غیر محفوظ
تھا اور اضلاع سارن اور چمپارن کے صدر مقامات چھپرا اور موتی ہاری کو باغیون کے دباؤ سے
یوروپین حکام ضلع چھوڑکر چلے گئے تھے۔ ان مین گیا اور مظفر پور زیادہ معرض خطر مین تھے
اگر ٹیلر صاحب کوئی ڈرپوک اور ڈینگ نفر ہوتے تو گورنمنٹ کی طرف سے جو اضلاع مین حکام مقرر تھے
وہ اپنے ضلعون مین بدستور رہنے دیتے انکو وہان سے بلانے کی جوابدہی اپنے ذمے نہ لیتے
لیکن وہ خوب جانتے تھے کہ گورنمنٹ کامون کی داد انکے نتائج کے موافق دیتی ہے اور اب تک
انکے کامون کو گورنمنٹ نے درشتی کے ساتھ رد کیا ہے بس ان حاکمون کو اضلاع سے بلا لینا
اپنے ذمے بڑی جوابدہی لینی ہے مگر وہ یہہ جانتے تھے کہ گیا مین ایسے آدمی بھرے ہوئے
ہین جو سرکشی کے موقع کے منتظر بیٹھے ہین وہان کے جیلخانہ مین آٹھ سو قیدی ہین جو چھوٹکر
ایک آفت برپا کردین گے۔ باغی آرہ کو فتح کرکے گیا پر آنکر جھکینگے پس اسکا علاج بہت
زیادہ بہتر یہہ ہے کہ انہون نے مظفر پور اور گیا کے حکام کو حکم بھیجا کہ وہ اپنے دفترونکو
ساتھ لیکر پٹنے مین چلے آئین اور اگر انکی خاص اپنی ذاتون کے لیے کوئی خوف و خطر نہو
تو خزانون کے روپیون کو بھی اپنے ساتھ لیتے آئین۔

مسٹر ٹیلر جنہون نے صوبہ بہار کو فتنہ و فساد سے بچایا تھا وہ اس سبب سے کہ لفٹنٹ گورنر بنگال سے انکی ناچاقی
رہتی تھی موقوف کیے گئے انکا تصور یہہ قرار دیا گیا کہ انہون نے گورنمنٹ کی اجازت بغیر اضلاع کی مجسٹریٹون کو
حکم بھیجا کہ وہ اپنی اپنی ضلع چھوڑکر داناپور مین چلے آئین لیکن پھر گورنمنٹ کو اس موقوفی پر بڑا افسوس ہوا
یہہ حکم ٹیلر صاحب کا ۳۱ جولائی کو ڈن بار کی شکست پانے کے بعد پہنچا تھا۔ اس حکم کی تعمیل
کرنے سے مظفر پور مین اچھے نتائج پیدا ہوئے۔ یہان انگریزون کی محافظت کا کچھ سامان
نہ تھا اور نمبر ۱۲ غیر آئینی رسالہ کا ایک دستہ موجود تھا جسکی بغاوت کا خدشہ ہر وقت لگا رہتا
تھا۔ یہان مسٹر لائر صاحب مجسٹریٹ تھے انہون نے داناپور مین میجر لوئڈ صاحب پاس
درخواست بھیجی تھی کہ وہ کچھ گورون کی سپاہ محافظت کے لیئے بھیجدے مگر اس سے کچھ
فائدہ نہین ہوا۔ جب ٹیلر صاحب کا حکم پہنچا تو یہان کے انگریزون نے اسکو مرحبا کہا انہون نے

مسٹر ٹیلر کو انکی حسن خدمات کا پورا صلہ دیدیا اور انکو صوبہ بہار کا بچانے والا جانا

انکو موت سے بلکہ موت سے بھی بدتر حالت سے بچا لیا۔ لائر صاحب پاس سپاہ تو تھی نہین جسکی
پہرہ چوکی مین وہ خزانہ ساتھ لاکر پٹنے مین لاتے بس وہ مظفرپور ہی مین خزانہ چھوڑکر چلے تو
نمبر ۱۲ غیر آئینی سوارون کے دستہ نے سرکشی کی اور سرکاری مکانات پر حملہ کیا۔ انکو سرکاری عہد
دارون اور پولس نے بھگا دیا اور ہندو رئیسون نے جو انگریزی عملداری کی بدولت دولت
مند ہوئے تھے خیر خواہ بنکر انہون نے دنگہ فساد نہین ہونے دیا۔ جب یوروپین
حاکم مظفرپور مین آئے تو انہون نے خزانہ کو بدستور پایا باغیون کو لوٹنے نہین دیا۔
باغیون نے خزانہ کی جگہہ دو اور دولت مندون کے گھر لوٹ لیئے۔

گیا کی حالت مظفرپور سے مختلف تھی اس ضلع کے مجسٹریٹ الون رومنی صاحب
تھے۔ انہون نے حکم آنے سے تین روز پہلے یہہ راے لکھی تھی کہ یہان اہل شہر کی
طرف سے کوئی خوف و خطر نہین ہے۔ مگر اور دو خوف لگے ہوئے ہین ایک دانا پور کے
بہت سے باغیون کے حملہ کرنے کا دوسرا نمبر ۵ غیر آئینی سوارون کی باغی رجمنٹ کے
پاس آنے کا۔ ہر صورت مین جہان تک مجھ سے ہوسکیگا مین سٹیشن اور خزانہ کی محافظت
کرونگا۔ منی صاحب پاس ڈون بار کی شکست کی خبر کا خط اور ٹیلر صاحب کا یہہ حکم دونو ساتھ
پہنچے کہ یوروپین باشندون اور سپاہ کو اور خزانہ کو ساتھ لیکر پٹنے مین چلے آؤ۔ اگر ٹھیک خزانہ
لانے مین تمہاری اپنی ذات اور یوروپین کی جانون کے لیئے کوئی خطرہ نہو۔

منی صاحب پاس جب یہہ حکم آیا تو اسنے ضلع کے یوروپین سول افسرون کو بلایا کہ وہ آنکر
صلاح بتلائین کہ کیا کرنا چاہئے مجلس شورے مین بودے پنے کا مشورہ غالب آیا ہر چند
بعض افسرون نے کہا کہ جب تک خزانہ لاونے کے لیئے چھکڑے آئین ٹھیرنا چاہیئے۔ انہون نے
ٹیلر صاحب کے حکم کا اس حصہ پر عمل کیا کہ پٹنے کو روانہ ہوئے اور خزانہ کو چھوڑ دیا۔

کوئی وجہ نہ تھی کہ خزانہ چھوڑ دیا جاتا۔ منی صاحب پہلے لکھ چکے تھے کہ میرے پاس
۴۵ یوروپین اور سو سکھ ہین اور پولس کے نئے سپاہی ہین وہ اہل شہر کے دنگہ فساد کے
روکنے کے لیئے کافی ہین اور ۶۴ رجمنٹ کی کمپنی گورون کے چند میل کے فاصلہ پر ہے۔ خزانہ کو
کسی طرح چھوڑنا نہین چاہیئے تھا اسکو اس گورہ کی کمپنی کے پہرہ مین رکھکر ساتھ لیجانا چاہیئے تھا
چھوڑ دیا جاتا

منی صاحب کا خزانہ چھوڑنا

حالات کا مقتضا یہ تھا کہ خزانہ

غرض منی صاحب جیلخانون کو قیدیون سے اور خزانہ کو اٹھ لاکھ روپیون سے بھرا ہوا چھوڑکر دوسرے روز چھ بجے روانہ ہوئے۔

مسٹر ہولنگس صاحب سررشتہ افیون کے افسر کو یہہ حرکت انگلش شان و سیرت کے خلاف معلوم ہوئی انکو یہہ خیال ہوا کہ انکے ہم قوم بڑی غلطی کرتے ہین جو خزانہ بغیر جاتے ہین۔ انہون نے منی صاحب کو جاکر سمجھایا کہ یہہ کیا تم نے غلط کام کیا ہے۔ منی صاحب بھی اسکے دلائل سنکر خزانہ مین روپیہ چھوڑکر آنے سے پشیمان ہوئے اور اپنی خطا پر متنبہ ہوئے وہ مع سپاہ اور ہمراہیون کے پھر گیا مین واپس چلے آئے۔ جب منی صاحب گیا مین آئے تو سب طرح سے امن امان تھا انہون نے دوسرے دن صبح کو نمبر ۶۴ رجمنٹ کو گیا مین بلا یا وہ ۲۔ اگست کو گیا مین آ گئی۔ خزانہ چھکڑون مین لاد کر اس کمپنی کے حوالہ ہوا۔ کہ یہان جیلخانے کے سپاہیون نے قیدیون کو چھوڑ دیا۔

منی صاحب کا ارادہ پٹنے جانے کا تھا مگر ان پاس جھوٹی رپورٹین آئین کہ پٹنے جانے مین رستہ کے اندر بڑے خوف و خطر ہین۔ غرض وہ قیدیون کو گیا سے باہر نہ چھوڑکر کلکتہ کی سڑک پر روانہ ہوئے اور دور دراز سفر طے کر کے خیر و عافیت سے کلکتہ مین خزانہ لیکر پہنچ گئے

ہیلی ڈے لفٹنٹ گورنر بنگال اور ٹیلر صاحب کی ان بن پہلے سے چلی آتی تھی جب آرہ صاحب کی فتح کی خبر کلکتہ مین انکو اور گورنر جنرل کو پہنچی تو لفٹنٹ گورنر نے ٹیلر صاحب پر یہہ الزام لگا کے گورنمنٹ انڈیا سے موقوف کرا دیا کہ ایسی حالت مین کہ کوئی خوف و خطر باقی نہین رہا تھا اضلاع کے حکام ضلع کو بغیر گورنمنٹ کی منظوری کے فقط اپنے اختیار سے جو انکو نہ تھا پٹنے بلا لیا مگر کئی سالون کے بعد جن ممبرون نے انکو موقوف کیا تھا انہون نے اپنی غلطی کا اقرار کیا اور بڑا افسوس کیا کہ ٹیلر صاحب کو جسنے صوبہ بہار مین انگریزون کی جانون کو بہت سی آفتون سے بچایا تھا ناحق غلط خبرون پر ہم نے موقوف کر دیا۔ غرض اس تاریخ مین ٹیلر صاحب کا نام ان حاکمون مین لکھا جاتا ہے جنہون نے ہندوستان مین انگریزی عملداری کو پھر قائم کیا۔ درحقیقت وہ بڑے دانشمند و عالی دماغ روشن ضمیر تھے انہون نے صوبہ بہار مین بڑے کار ہائے نمایان کیئے جو تاریخ بغاوت مین ہمیشہ یادگار روزگار رہین گے۔

# باب نہم

## آگرہ وگوالیار

### ممالک مغربی وشمالی

۱۸۴۹ء مین پنجاب سرکار انگریزی مین داخل ہوا تھا۔ اسوقت سے ۱۸۵۷ء تک ممالک مغربی وشمالی بہار کے مغربی حصہ اور راجپوتانہ کی شرقی سرحد کے اور ان رودے ستلج کی ریاستہائے محروسہ اور سنٹرل انڈیا (ممالک متوسط ہند) کی شمالی سرحد کے درمیان واقع رہے وہ ہمالیہ کو چھوتا ہے رہیل کھنڈ اسکے اندر ہے اور سنٹرل پروونس مین جھانسی کے نیچے تک وہ ہے اس مین بادشاہی شہر دہلی اور آگرہ اور ہندوؤن کا قدیمی متبرک شہر بنارس مین ایک بڑا استحکم قلعہ الہ آباد مین ہے اور بڑے تجارتی شہر مرزاپور اور کانپور اس مین ہین دریا جمن وگنگ اس مین بڑی آب وتاب سے بہتے ہین۔ اس مین آبادی وہ ہے جسکو سرکار والا اقتدار کمپنی نے مرہٹون کے ظلم کے ہاتھ سے نجات دلائی تھی اور سرکار کی عملداری مین اسکی ثروت وآسودگی بہت بڑھ گئی تھی اس کی ملکی تقسیم یہہ تھی کہ آٹھ قسمتین بنارس۔ الہ آباد۔ جبل پور۔ جھانسی۔ آگرہ۔ رہیل کھنڈ۔ میرٹھ۔ دہلی اسمین تھین جب اس مین سرکشی ہوئی تو آگرہ مین گورون کی ایک پلٹن اور ان کا توپخانہ تھا اور لیو ویز سپاہ میرٹھ مین تھی جو پہلے اپنی تذلیل دکھا چکی تھی۔

ممالک شمالی ومغربی کے فرمان روا لفٹنٹ گورنر جان کالون صاحب تھے۔ وہ انتظام ملکی کے کل جزئیات بکلیات پر حاوی تھے۔ لارڈ آکلنڈ کے پرائیوٹ سکرٹری جنگ افغانستان کے زمانہ مین رہ چکے تھے وہ سول افسر بڑے لایق فائق سمجھے جاتے تھے وہ بڑے عالی حوصلہ تھے دوستون پر بڑی مہربانی کرتے تھے۔ دلاور اور عیسائی جنٹل مین تھے گو ان مین یہہ سب خوبیان تھین کہ عاقل اور خصائل حمیدہ اور شمائل حسنہ رکھتے تھے مگر انکی نسبت انکے دوستون کی یہہ راے تھی کہ وہ ۱۸۵۷ء مین غدر کے زمانہ مین اپنے عہدہ

جان کالون صاحب

کے لیئے سزاوار نہین تھے ۔

براہم پور اور بارک پور کی پلٹنون کی بغاوت پر تو کالون صاحب نے یہہ خیال نہین کیا کہ کل سپاہ بغاوت کرنے کی تمہید ہے مگر جب میرٹھ مین ۱۰ مئی کو غدر ہوا تو وہ اسکی خبر سنکر ششدر و متحیر ہو گئے۔ پھر اسکے بعد ۱۱ مئی کو ان پاس یہہ اور خبر آئی کہ باغی شہر دہلی لوٹ کر آگرہ کی طرف چلے آتے ہین انہون نے کونسل اوف وار کو جمع کیا۔

ممالک شمالی و مغربی کا دارالسلطنت آگرہ تھا صدر دیوانی عدالت کے جج اور صدر عدالت مال کے بورڈ اور برگیڈیر دکرنیل میجر اور ادنے درجہ کے افسر موجود تھے سائینٹک گروہ بھی موجود تھا علاوہ اس کے کمشنر مجسٹریٹس اور متعہد دغیر متعہد حکام اور رومن کیتھلک کا بشپ اور اوپر ٹسٹنٹ کے دو چیپلین موجود تھے ۔ یہہ سب قسم کے افسر کالون کے بلانے سے جنرل کونسل مین آئے ۔ غدر کی تاریخ مین کسی کونسل مین ایسے ممبر نہین جمع ہوئے جیسے اس کونسل مین کہ جنکی رائین پراگندہ و پریشان ایک دوسرے سے مخالف ہون اور اسکا کوئی عمل اصولی نہ ہو۔ کالون صاحب نے اپنا خیال یہہ ظاہر کیا کہ شہر کو چھوڑ کر قلعہ کے اندر چلا جانا چاہیئے انہون نے صرف اپنے اس ارادہ ہی سے مطلع نہین کیا بلکہ یہہ بھی کہا کہ مین نے ہندوستانی رجمنٹون کو حکم دیدیا ہے کہ وہ قلعہ خالی کر دین تاکہ عیسائی قلعہ کی دیوارون کے پناہ گزین ہون انکے اس خیال کے برخلاف بہت سے ممبرون نے اپنی راے ظاہر کی خاصکر ہیر نگٹن صاحب نے جو صدر دیوانی عدالت کی ججی سے الگ ہو کر گورنر جنرل کی یجس لیٹو کونسل مین جانے کو بیٹھے تھے اور ڈرمینڈ صاحب مجسٹریٹ ضلع نے بڑے زور شور کے ساتھ اسکے خلاف اپنی رائے ظاہر کی۔ غرض کسی اصل پولیسی کی پیروی کرنے کے لیئے اتنی رائین تھین جتنے اس کونسل کے ممبر تھے۔ شام ہی کو معلوم ہو گیا کہ یہہ خبر جھوٹی تھی کہ باغی آگرہ کی طرف آتے ہین تو اس تکذیب سے آدمیون کی عقل پر تاریکی چھاگئی۔ آخر کار یہہ فیصلہ باتفاق راے ہوا کہ بہتر پولیسی یہہ ہے کہ بغیر کسی خوف و وحشت کرنے کے قلعہ مین یورپین سپاہ کو بھیجدینا چاہیئے اور سوار و پیدل و ولنیٹر بھرتی کرنے چاہیئن اور کل صبح کو دیوانی پریڈ کرنی چاہیئے جسمین لفٹنٹ گورنر گورون اور کالون کی سپاہ کی طرف مخاطب

کچھ ارشاد فرمائین - آگرہ مین ایک بیٹری بنگال ارٹلیری اور نمبر ۳ رجمنٹ یوروپین اور نمبر ۴۴ و ۶۷ ہندوستانی پیدل رجمنٹین تھین - ۱۴ مئی کی صبح کو یہہ پریڈ اپنے اپنے مقامون پر ہوئی اور اس مین لفٹنٹ گورنر اور بڑے بڑے سول افسر موجود تھے - کالون صاحب نے گورون کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ وہ اپنے ہم پیشہ ہندوستانی سپاہیون پر پورا اعتبار کرین گمر برخلاف اپنے اس کہنے کے یہہ بھی کہا کہ دہلی کے بدمعاشون نے ایک پادری کی بیٹی کو مارڈالا ہے اسلیئے وہ میدان جنگ مین جب ہندوستانی سپاہیون کے سامنے ہون - اس بات کو بھولے نہین - پھر وہ ہندوستانی سپاہیون کی طرف اس طرح مخاطب ہوئے کہ مین تمپر پورا اعتبار کرتا ہون اگر تم کو شکایت ہو تو وہ میرے آگے آنکر بیان کرو اور مین یہہ بھی کہتا ہون کہ جو سپاہی اپنے علم کو چھوڑنا چاہے مین اسکو اسی مقام پر موقوف کرتا ہون - ان سپاہیون کے افسرون نے انکو چیرز دینے کیلیئے ابھارا تو انہون نے غل شور مچایا اور یوروپین کو شیطنت کے ساتھ ناک بھون چڑہا کے دیکھا -

سپاہ کے اس غل شور مچانے سے اور یوروپین کو شیطنت کے ساتھ ناک بھون چڑہا کے دیکھنے سے گورنمنٹ کی اپنی آنکھین کھولی ہوتین اور ان علامتون مین مطالعہ کرنا چاہیئے تھا کہ یہہ دونو رجمنٹین مثل اور سپاہیون کی رجمنٹون کے بغاوت کرنے کے لیئے وقت کی منتظر بیٹھی ہین - مگر انہون نے یہہ دیکھا نہ یہہ سوچا انکی کمنی کے پاس زمانہ شناس افسر بھی موجود تھے جو سپاہ کی حالت کو خوب سمجھتے تھے - چنانچہ انمین ایک چیف انجنیر کرنیل ہیو فریزر صاحب تھے انہون نے کالون صاحب کو نصیحت کی کہ وہ ہر شخص کو غیر معتبر جانین اور اسوقت کی ضرورتون کو سمجھین کہ کیا کیا ہین - انہون نے صاف لفظون مین بیان کیا کہ قلعہ مین چلے جانا چاہیئے صرف یہی نہین کہ قلعہ کے اندر خزانہ اور دفتر کو اور عورتون اور بچون کو بھیجدینا چاہیئے بلکہ لفٹنٹ گورنر کو مع اپنے سٹاف کے قلعہ مین رہنا چاہیئے - یہہ لفٹنٹ گورنر کی خود اپنی راے پہلے سے تھی اب اسکو اور تقویت صلاح کارون کی رائیون سے ہوئی - انہون نے تیسرے ہفتے مین تار برقی اس خبر کے بھیجنے سے لارڈ کیننگ کی بڑی دلجمعی کی کہ مجھے قوی امید ہے کہ آگرہ مین امن امان رہیگا اور جو کچھ خرابی وقوع مین آئی ہے وہ جلد رفع ہوجائیگی وہ یہہ

جانتے تھے کہ اسوقت یہہ طوفان بلا اٹھا ہے وہ آسانی سے رفع دفع ہو جائیگا مگر تا خدا کو خالی بیٹھنا نہین چاہیئے -

کالون صاحب کا خیال یہہ تھا کہ دہلی کے بادشاہ کی درباریون کی سازش سے یہہ بنگالہ کی سپاہ کا غدر پیدا ہوا ہے اسلیئے انہون نے یہہ خیال کر کے کہ مرہٹے اور جاٹ دہلی کی بادشاہی کے سخت جانی دشمن ہین - مہاراجہ گوالیار اور راجہ بھرت پور سے امداد کی درخواست کی کہ وہ اپنی مرہٹون اور جاٹون کی سپاہ سے امداد کرین جنکو وہ جانتے تھے کہ پہلے عداوتون کے سبب سے دہلی کے بادشاہ سے وہ خوب لڑینگے -

سنہ ۱۸۵۷ء کے قاصد پر گوالیار مین سیندھیا جیاجی راؤ مہاراجہ تھا جسکے ساتھ لارڈ ایلن برا نے اسکی ایام طفولیت مین بہت سلوک کیا تھا جسکے سبب سے وہ سرکار انگریزی کا بڑا احسانمند تھا - اس سبب سے اول سے آخر تک سرکار انگریزی کے ساتھ ایام غدر مین صدق دل سے خیرخواہ رہا - بھرت پور بھی آگرہ کے پاس تھا - ان دونو راجاؤن نے کالون صاحب کی درخواست کا جواب دل خواہ دیا اور سیندھیا نے اس وقت آگرہ مین کپتان پیرسن کے ماتحت چھ توپون کا توپخانہ اور کپتان الکسنڈر کے ماتحت سوارون کی رجمنٹ اور اس کے بعد کپتان برل ٹن کے ماتحت ایک اور رجمنٹ بھیجدی اور بھرت پور کے راجہ کی طرف سے کپتان نکسن کے ماتحت بیدلون کی سپاہ متھرا بھیجی گئی - گو یہہ امداد عین وقت پر آگئی مگر اسکے آنے سے کوئی برائی دور نہین ہوئی -

۱۲ - مئی کو آگرہ مین خبر آئی کہ علی گڈھ مین ہندوستانی سپاہ نے بغاوت کی جسکے سبب سے آگرہ اور میرٹھ کی سرکاری آمد و رفت بند ہوگئی - میرٹھ اور آگرہ کے درمیان جو شاہراہ ہے اسپر آگرہ سے پچاس میل پر اور میرٹھ سے اسی میل پر علی گڈھ واقع ہے اس مین ایک استوار پائدار قلعہ ہے جسپر سنہ ۱۸۰۳ء مین لارڈ لیک اور مرہٹون کی لڑائیان ہوئی تھین اس مین نمبر ۹ بیدل رجمنٹ کی چار کمپنیان رہتی تھین -

جب میرٹھ کے غدر کی خبر علی گڈھ مین آئی تو اسکی سب طرف بدنظمی شروع ہوئی - افسر سپاہ اسکی تحقیقات کے لیئے سپاہی بھیجے وہ دو دن کے بعد واپس آئے اور یہہ خبر لائے کہ افواہین

سپاہیوں کے ساتھ مشہور ہوئی ہیں۔ جب وہ شہر کی طرف پریڈ کے میدان میں گئے تو انہوں نے دیکھا کہ بوڑھے سپاہیوں کو سمجھا رہے ہیں کہ اپنے افسروں کو قتل کر ڈالو اور بغاوت اختیار کرو۔ سپاہیوں پر اس کہنے کا کچھ اثر نہ تھا جو لوگ انکو بغاوت پر آمادہ کرنے آتے انکو اپنے اپنے افسروں کو سپاہی حوالہ کر دیتے۔ ان آدمیوں میں سے انہوں نے ایک برہمن کو بھی افسروں کے حوالہ کیا جو بعض آس پاس کے دہات نے سپاہ کے اغوا کرنے کے لیئے مقرر کیا تھا اس برہمن نے ایک ایسی سازش برات کی صورت میں کرنی چاہی کہ انگریز سب قتل کیئے جائیں اور خزانہ لوٹا جائے۔ یہاں خزانہ میں سات لاکھ روپیہ تھا جو سپاہیوں کے ہاتھ میں تھا۔ اس برہمن کو بعد ثبوت جرم ۲۰۔ مئی کی ہندوستانیوں کے فیصلہ سے شام کو تمام ہندوستانی سپاہ کے روبرو پھانسی دیگئی۔ یہہ دیکھ کر تمام سپاہی خاموش کھڑے رہے۔ لیکن ایک سپاہی نے آگے بڑھ کر اس کے آویزان جسم بیجان کی طرف اشارہ کر کے پکار کر کہا کہ اے سپاہیو اپنے مذہب پر قربان ہونے والے کو دیکھو۔ اس کہنے کا اثر ان ہندوستانی سپاہیوں پر جادو کا سا ہوا جنہوں نے خود اسکو پھانسی دینے کا فتوے دیا تھا۔ انہوں نے اپنے افسروں کو اور اور انگریزوں سے کہا کہ جہاں تمہارا انکا جی چاہے چلے جائیں اور خود انہوں نے خزانہ کو لوٹا اور جیلخانہ کو توڑا اور خود سب ملکر دہلی روانہ ہوئے۔

اسی نمبر ۹ کی پلٹن کی کمپنیاں بلندشہر۔ اٹاوہ۔ مین پوری میں رہتی تھیں جب انہوں نے علی گڈھ میں اپنی پلٹن کی بغاوت کی خبر سنی تو انہوں نے بھی بغاوت کی۔ بلندشہر میں تو کچھ کشت و خون نہیں ہوا سپاہی خزانہ لیکر دہلی روانہ ہوئے۔ بلندشہر کے مجسٹریٹ مٹر نبل صاحب گھوڑے پر تنہا سوار پانچ ہزار گوجروں کو جو انکو مارنا چاہتے تھے تمنچے چلاتے ہوئے میرٹھ چلے گئے۔ ضلع میں جیسا انکی اس بہادری کا ذکر ہوتا ہے تاریخ میں نہیں ہے۔ مگر اٹاوہ اور مین پوری کی حالت بلندشہر سے جدا گانہ ہے جس کا ذکر ہوتا ہے۔

آگرہ سے مشرق میں اکہتر میل کے فاصلہ پر مین پوری ہے وہاں نمبر ۹ ہندوستانی

سپاہیون کا مین پوری مین بغاوت کرنا

پیدل پلٹن کا ایک حصہ تھا لفٹنٹ کرافورڈ اسکے کمانڈر تھے - ۲۲ - مئی کو علی گڈھ کی سپاہ کی بغاوت کی خبر مین پوری مین آئی مسٹر کوپ مجسٹریٹ نے مسٹر آرتھر کوکس سے صلاح و شورہ کیا کہ کیا کرنا چاہیئے ان دونو کی یہہ صلاح ہوئی کہ لیڈیون اور بچون کو آگرہ کو اور سپاہیون کو مین پوری سے باہر بھگاؤن کو روانہ کرنا چاہیئے دوسرے دن صبح کو مسٹر جی این پورٹ اسسٹنٹ مجسٹریٹ عورتون اور بچون کو ساتھ لیکر آگرہ روانہ ہوئے وہ ایک منزل جا کر عورتون اور بچون کو ایک مسلمان کے حوالہ کر کے مین پوری مین واپس چلے آئے اور مسلمان نے عورتون و بچون کو آگرہ پہنچادیا -

اس اثنا مین لفٹنٹ کرافورڈ اور ڈی کنٹ رو نے کوشش کی کہ نمبر ۹ پیدل سپاہ کو مین پوری سے باہر لے جائین سپاہی پریڈ کے میدان تک انکے ساتھ گئی پھر انہون نے آگے جانے سے انکار کیا اور بغاوت اختیار کی اور افسرون سے کہا کہ آپ چلے جائیے بعض نے اپر فیر بھی کیئے - کرافورڈ صاحب مجسٹریٹ اور کمشنر کو اطلاع دی اور اپنے آگرہ جانے کا قصد ظاہر کیا -

مسٹر کوکس صاحب کمشنر تو آگرہ کو روانہ ہوئے باقی اور آٹھ دس انگریزون نے یہہ اپنا فرض جانا کہ مین پوری سے جانا نہین چاہیئے - راجہ مین پوری کا بڑا بھتیجا راؤ بھوانی سنگھ کچھ سپاہی پیدل اور سوار لیکر آیا اور مسٹر پورٹ کا معاون ہوا - اس اثنا مین ڈی کنٹ رو نے سپاہیون کی منت سماجت کی برا بھلا کہا دھمکایا مگر سپاہیون نے اسکا کہنا نہ مانا وہ خزانہ کی طرف آئے - سول گارڈ کے تیس سپاہیون کے پاس جو خزانہ پر پہرہ دیتے تھے صاحب موصوف آئے انکی کوشش سے سپاہیون کے ہاتھ سے خزانہ بچ گیا وہ سپاہیون سے لڑے نہین مگر اپنی دانشمندی سے باغیون کو اس حرکت سے باز رکھا - پھر راؤ بھوانی سنگھ بھی انکی امداد کو آگئے - انہون نے باقی سپاہیون کو اپنے ساتھ لیا - اسطرح خزانہ بچ گیا - ڈی کنٹ رو صاحب کو اپنی فرزانگی و مردانگی کا یہہ صلا ملا کہ لارڈ کیننگ نے انکی تعریف کی اور افسرون کے لیئے اس نوجوان افسر کی بہادری اور دانائی نمونہ ہے -

آگرہ سے جنوب مغرب مین اٹاوہ تہتر ۷۳ میل پر ہے اس مین نو ۹ پیدل رجمنٹ کی ایک کمپنی

رہتی تھی۔ یہان ایلین ہیوم صاحب مجسٹریٹ وکلکٹر اور ڈانیال صاحب اسسٹنٹ مجسٹریٹ تھے۔ ہیوم صاحب نے دہلی اور میرٹھ کی بغاوت کی خبر سنکر سپاہ کا ایسا انتظام کیا کہ اسکی ٹولیان سڑکون پر گشت کرین اور جن باغی سپاہیون کو وہ سڑک پر آتے ہوئے دیکھین انکو پکڑ لائین چنانچہ ایک دفعہ وہ تیسرے باغی رسالہ کے سات سوار قید کرلائے مگر غلطی یہہ کی کہ انکے ہتھیار نہین لیئے۔ انہون نے انگریزی افسرون پر حملہ کیا مگر ان سوارون میں سے پانچ مارے گئے اور دو بھاگ گئے جنمین سے ایک گرفتار ہوا۔

تین دن بعد جسونت نگر مین اٹاوہ سے دس میل پر اس گشتی سپاہ نے ایک گاڑی کو جو تیسرے رسالہ کی تھی اور ہتھیارون سے بھری ہوئی تھی ٹھیرایا انہون نے سوارون سے ہتھیار لینے مین کوشش کی مگر اس مین ایسی بے احتیاطی کی کہ بہت نقصان اٹھایا سوار ایک مندر مین جو بڑا مضبوط تھا چلے گئے جسکو مسٹر ہیوم بھی فتح نہ کرسکے ڈانیال صاحب زخمی ہوئے اور سوار بچکر چلے گئے۔

اس واقعہ کے چار روز بعد اٹاوہ مین ہندوستانی پیدل سپاہ نے بغاوت کی تو عورتین اور بچے سول افسرون کے ہمراہ ہر پورہ کے تھانہ مین جو گوالیار کی سڑک پر ہے چلے گئے۔ اٹاوہ مین لٹس ہوئی خزانہ لوٹا گیا۔ قیدیون نے جیل خانہ سے رہائی پائی۔ مگر یہہ حالت زیادہ دیر نہین رہی ۲۵۔ مئی کو گوالیار کنٹنجنٹ کی اول گرانڈیر رجمنٹ اٹاوہ مین آئی اور پھر اسنے انتظام و بندوبست بدستور کرلیا۔

اگرچہ جابجا بغاوت پھیلتی جاتی تھی مگر کالون صاحب کو یہہ امید چلی جاتی تھی کہ سپاہیون کی بڑی جماعت سمجھانے سے خیرخواہ رہ سکتی ہے انکو یہہ یقین تھا کہ بغاوت کے سرغنون نے گورنمنٹ کو ناراض کیا ہے اب اور سپاہی جو انکی پیروی کرتے ہین وہ فقط اس خوف سے کرتے ہین کہ گورنمنٹ سب پر سختی و درشتی کریگی جسکے سبب سے چند سپاہیون کی بدچلنی کل ہندوستانی سپاہ مین فساد برپا کریگی اگر معافی کا اشتہار دیا جائیگا تو وہ سپاہ کے فساد کو مٹا دیگا۔ ان کے خیالات کی ان کے مشیرون نے بھی تائید کی۔ بغیر گورنمنٹ کی منظوری کے یہہ اشتہار ۲۵۔ مئی کو دیا جسکا منشا یہہ تھا کہ کل سپاہی جو ہتھیار

مسٹر کالون صاحب کا اشتہار

دیدینگے انکے تصور معاف کردیئے جائینگے مگر صرف ان لوگون کو یہہ سزا دی جائیگی جو بغاوت کے سرغنہ یا کسی انگریز کے قاتل یا اسکے قتل کے معاون ہونگے اس اشتہار مین الفاظ ایسی تعمیم کے ساتھ لکھے گئے تھے کہ لارڈ کیننگ کو یہہ اندیشہ ہوا کہ بہت سے آدمی جو مستوجب سزا ہین انکے لیئے سزا سے بچنے کا دروازہ اس اشتہار سے کھل جائیگا اس لیئے انہون نے خود اشتہار کا مسودہ صاف الفاظ مین لکھکر بھیجا اسکا مضمون لفٹنٹ گورنر کے اشتہار سے مختلف نہ تھا۔ اس اشتہار کا اثر بغاوت کے فرو کرنے مین ذرہ کی بھی برابر نہین ہوا سپاہی معافی کی قدر جب تک نہین کرتے کہ انکو سزا کے خوف کا سبق نہ سکھایا جائے۔ سر ہربرٹ اڈورڈس صاحب نے اس اشتہار کو سنکر فرمایا کہ اس اشتہار کی مثال ایسی ہے کہ کوئی شخص کسی کے سر پر جوتیان مار رہا ہو اور پٹنے والا جوتیون کے مارنے والے کو کہے کہ تمہارا قصور ہم نے معاف کیا

۲۵۔ کو یہہ اشتہار جاری ہوا اسکے پانچ روز بعد ۳۰۔ مئی کو متھرا مین جو آگرہ سے ۵۰ میل تھا ہندوستانی پیدلون کی تین کمپنیون نے جو آگرہ کی دو مقیم رجمنٹون سے تعلق رکھتی تھین یکایک بغاوت کی اور ایک افسر کو مار ڈالا دوسرے کو زخمی کیا۔ خزانہ لوٹ لیا۔ انگریزونکی گھرون مین آگ لگائی جیلخانہ کو توڑکر قیدیون کو رہا کیا اور خود دہلی روانہ ہوئین۔ یہہ پہلا جواب کولون صاحب کے اشتہار کا تھا۔

ہم نے پہلے لکھا ہے کہ بھرت پور کے راجہ نے نکسن صاحب کے ماتحت سپاہ متھرا مین انگریزونکی اعانت کے لیئے بھیجی تھی۔ جب متھرا مین ۳۰۔ مئی کو سپاہیون نے بغاوت کی تو راجہ کی سپاہ ہوڈل مین مقیم تھی۔ ہوڈل ایک چھوٹا سا قصبہ دہلی اور آگرہ کے درمیان ہے وہ آگرہ سے ۷۰ میل اور دہلی سے ساٹھ میل پر ہے وہ ایک نہایت مناسب مقام تھا کہ باغی جو متھرا سے دہلی بھاگین تو انکو بیچ مین یہہ سپاہ روک لے۔ ہاروے صاحب کمشنر آگرہ اس لشکر کے ہمراہ تھے انہون نے نکسن صاحب سے مشورہ کرکے باغی سپاہ کے روکنے کے لیئے ایک مناسب مقام مقرر کردیا تھا۔ مگر دفعتہً بڑی دشواری یہہ پیش آئی کہ بھرت پور کے راجہ کی سپاہ نے صرف اطاعت ہی سے انکار نہین کیا بلکہ انگریزی افسرون سے کہدیا کہ تم ہم سے علیحدہ ہوکر

چلے جاؤ - بس یہہ بغاوت اس سپاہ کی نہ تھی جو انگریزی نمک کھاتی تھی وہ راجاؤن کی
سپاہ پر بھی اثر کرتی تھی - ہر چند بھرت پور کی سپاہ کو دھمکایا اور اسکی منت سماجت کی مگر
کچھ اثر نہ ہوا - اسنے اپنی توپین انگریزون پر جو اسوقت یہان تعیس جمع ہو گئے تھے لگائیں
تو یہہ افسر بڑی مشکل سے بھاگ کر بھرت پور پہنچے -

اس متھرا کی بغاوت کے سبب سے کولون صاحب کی آس پاس سے بدل گئی
اب انہون نے بغاوت کے دور کرنے کی اور تدابیر کرنی شروع کین مسٹر ڈرمینڈ
صاحب نے اسی دن کی آدھی رات کو متھرا کی بغاوت کی خبر لفٹنٹ گورنر کے کان مین
پہنچائی - ڈرمینڈ صاحب پہلے کولون صاحب کے قلعہ مین جانے کے بڑے مخالف
تھے مگر متھرا کی بغاوت نے انکی اس راے کو معکوس کر دیا کہ سپاہ کی وفاداری اور
خیرخواہی پر اعتبار کرنا ضرور ہے - جب انہون نے کولون صاحب کو جگا کے متھرا کی
بغاوت کی خبر سنائی تو انہون نے یہہ صلاح تبلائی کہ آگرہ کی رجمنٹون سے ہتھیار
لے لینے ضرور چاہئین - جب کولون صاحب اس کام کے کرنے مین متامل ہوئے تو ڈرمینڈ
صاحب نے کہا کہ دفعتہً سپاہ جو بغاوت کریگی تو غالباً اس کا نتیجہ یہہ ہوگا کہ جیل خانہ سے
قیدی رہائی پائینگے اور سب جگہہ بدنظمی پھیلائین گے تو پھر کولون صاحب نے کچھ تامل
نہین کیا فوراً حکم دیدیا کہ کل صبح کو سپاہ سے ہتھیار لے لیے جائین -

اگرچہ آگرہ مین بہ نسبت اور مقامات کے اضافی امن امان تھا مگر راتون مین بنگلون
مین آگ لگنے سے پوشیدہ بغاوت کے لیئے مجلسون کے ہونے سے یہہ معلوم ہوتا تھا
کہ یہان بھی اور مقامات کی طرح سپاہیون کے دلون مین بغاوت کا بس گھلا ہوا ہے - انگلش مین
مصیبت زدہ معطل بیٹھے تھے - ہر روز جج مجبور کیئے جاتے تھے کہ وہ کچہری کر کے مقدمات کو
منفصل کرین وہ یہہ کام بے دلی سے کرتے تھے اور جانتے تھے کہ اب مقدمات کے فیصلے قانونی
نہین ہونگے بیداد وستم سے ہونگے -

۳۱ - مئی کی صبح کو پریڈ ہوئی آگرہ کی پریڈ کے میدان مین سپاہ جمع ہوئی - گورون کا توپخانہ تھا
اور ایک رجمنٹ تھی - اور دو ہندوستانی رجمنٹین نمبر ۴۴ و ۶۷ تھین جنکے علم سندھ سے لیکر

متھرا کی بغاوت کا اثر کولون صاحب پر

آگرہ مین سپاہ سے ہتھیار لینا

برجتیبہر لہرائے تھے اب وہ باقی نہین رہے۔ ان سے برگیڈیر پول ویل صاحب نے ہتھیار لے لیئے انہون نے انکے حکم سے سرتابی نہین کی ہتھیار رکھ دیئے۔

جنرل کونسل مین یہہ امر بھی فیصل ہوا تھا کہ سوار اور پیدل وولنٹیر بھرتی ہون۔ ان مین کلرکس اور پبلک افسر اور پنشنر اور سپاہی اور یوریشین اور تاجر اور اور اشراف بھرتی ہوئے شہر کی محافظت پیدل وولنٹیرون کو سپرد ہوئی اور قلعہ کی محافظت وولنٹیر سوارون کو اور یہ کام بھی سپرد ہوا کہ اگر بلوہ ہو تو وہ عورتون اور بچون کو بحفاظت قلعہ مین پہنچا دین اور ہمسایہ کی مقامات سے جو انگریز بھاگ گئے ہین انکی امداد کرین۔

اگرچہ ہندوستانی سپاہ کی رجمنٹون سے ہتھیار لے لئے مگر اس سے صاحب چیف کمشنر الیہ کی دلجمعی نہین ہوئی۔ آگرہ کے چارون طرف ملک مین بغاوت کی آگ روشن ہورہی تھی ممالک مغربی کے تمام اضلاع سے آمد و رفت و مراسلت براہ راست موقوف ہوگئی تھی۔ جون کے اول ہی ہفتے مین کلکتہ اور آگرہ کے درمیان مراسلت مسدود ہوگئی۔ اس طرح لفٹنٹ گورنر اپنے ہی صوبہ مین دارالسلطنت مین تنہا رہ گیا۔ سارے ضلعے اس کے ہاتھ سے ایک دوسرے کے بعد نکلتے گئے۔ ہندوستانی سپاہ کے ہتھیار لینے نے اور گورون کے ایک توپخانہ اور رجمنٹ کے ہونے نے آگرہ کو بچا رکھا تھا۔

سب سے زیادہ قریب خوف آگرہ کو گوالیار کنٹنجنٹ کا تھا۔ مہاراجہ گوالیار نے اسکو لفٹنٹ گورنر کی درخواست کے موافق آگرہ مین بھیجدیا تھا۔ انہون نے کچھ دنون اچھا کام کیا مگر یہہ سب باغی سپاہ کے بھائی بند اور ہم مذہب و ہم خیال تھے۔ اس لیئے سیندھیا نے اپنا خاص باڈی گارڈ مرہٹون کا لفٹنٹ گورنر کے پاس بھیجدیا۔ مگر وہ بھی کچھ کام نہ آیا۔ گوالیار کنٹنجنٹ مین چار میدانی توپخانے اور چھوٹا سا محاصرہ کا توپخانہ اور آٹھ ہزار تین سو اسی (۸۳۸۰) سپاہی تھے اس سپاہ کا بڑا حصہ گوالیار مین مقیم تھا وہ برگیڈیر رام سے صاحب کے ماتحت تھا۔

کنٹنجنٹ سپاہ پر نہ مہاراجہ گوالیار کو اور نہ انکے وزیر باتدبیر راجہ ڈنکر راؤ کو نہ ریزیڈنٹ میجر میکفرسن کو اعتماد اور بھروسہ تھا۔ اس لیئے مہاراجہ نے درخواست کی کہ لیڈیون اور بچون کو اسکے محل مین بھیجدین وہ ۲۵ مئی کو بھیجدی گئین۔ لیکن پھر سپاہ کے افسرون کے اظہار خیرخواہی پر

ایسا اعتبار کیا گیا کہ پھر لیڈیان اور بچے جھانسی مین بلا لئے گئے۔

ممالک مغربی کی سرکشیون کی خبرین گوالیار مین آتی رہتی تھین۔ اب پاس سے یہ خبرین آئین کہ اجمیر اور نصیر آباد کی سپاہ نے بغاوت کی اور دہلی کو روانہ ہوئین۔ پھر نیمچ کی فوج نے بھی انکی پیروی کی رہیل کھنڈ کے اضلاع نے بغاوت کی۔ جھانسی مین قتل عام ہوا اسکا ہول کلکتہ مین ہوا کانپور و الہ آباد اور پاس کے اضلاع سے کچھ خبر کے نہ آنے نے اور پریشان و اضطراب پیدا کیا۔ پہلے یہہ تجویز ہوئی تھی کہ گوالیار سے عورتین اور بچے آگرہ بھیجدیئے جائین مگر کولون صاحب نے یہہ تار بھیجا کہ جب تک بغاوت نہ ہو لیڈیان اور بچے آگرہ مین نہ بھیجے جائین۔

اس تاریخ مین دوپہر کو انگریزی بنگلہ مین آگ لگی جس سے معلوم ہوا کہ سپاہ نے بغاوت اختیار کی اور اپنے افسرون اور انکی عورتون و بچون کو مارنا شروع کیا۔ گوالیار مین سپاہ کے جو جو وہ افسر تھے انمین سے آدھے مارے گئے اور انکے ساتھ انکی بیوی بچے بھی قتل ہوئے اور چھ سارجنٹ پنشن دار قتل ہوئے۔ جو انگریز زندہ باقی رہے وہ آگرہ مین آگئے انکے گوالیار کی سپاہ کی سرکشی کی خبر ۱۵- جون کو آئی تھی اور اسکے ساتھ یہہ بھی خبر آئی کہ مہاراجہ گوالیار اور اسکا وزیر ڈنکر راؤ سرکار کے سچے خیرخواہ ہین۔

# باب دہم

## جھانسی و بندیلکھنڈ

ممالک مغربی کی ایک کمشنری جھانسی ہے۔ شہر جھانسی آگرہ سے ایک سو بیالیس میل کے فاصلہ پر ہے اسمین ایک رانی رہتی تھی جسکے خاوند کی ریاست کی ضبطی کا حال لارڈ ڈلہوزی کے عہد حکومت مین بیان کیا گیا ہے۔ اس رانی کو ۱۸۵۴ء سے ۶۰ ہزار سالانہ پنشن ملتی تھی اس پنشن سے وہ راضی نہ تھی اور جب خاوند کے قرض کا بار بھی اس پنشن پر پڑا تو اور زیادہ ناراض ہوگئی۔ اس نے دہائی مچائی کہ جب اسکی خاوند کی ریاست سرکار نے

ضبط کی تو اسکا قرض بھی اپنے ذمے لیا ہوتا مگر گورنمنٹ نے اسکی یہہ شکایت سنی نہین تو وہ بڑے غصے اور طیش مین آئی اور جب اسکی راجدھانی جھانسی مین گائے ذبح ہوئی جو اب تک کبھی نہین ہوئی تو پھر وہ سرکار سے اور زیادہ نفرت کرنے لگی۔

جھانسی کی چھاونی مین بالکل ہندوستانی سپاہ بھری ہوئی تھی اس مین آرٹیلری کا ایک دستہ و نمبر ۱۲ ہندوستانی پیدل رجمنٹ کا دایان ونگ اور نمبر ۱۴ غیر آئینی سوارون کا بایان ونگ اور ہیڈکوارٹرس تھا۔ جھانسی ایک فصیل دار شہر ہے۔ شہر سے تھوڑی دور فاصلہ پہ چھاونی تھی۔ اسی مین ایک چھوٹا سا قلعہ تھا جسکو ستار قلعہ کہتے تھے اس مین توپخانہ اور خزانہ رہتا تھا ایک اور قلعہ تھا جسکو قلعہ کلان کہتے تھے۔

سپاہ کے کمانڈر کپتان ڈن لوپ صاحب اور پولیٹکل افسر کپتان الکسنڈر سکین تھے

جب رانی کو میرٹھ کے ۱۰۔ مئی کے واقعہ کی خبر پہنچی تو وہ بڑے خوش ہوئی کہ اب میرے بھلے دن آئے میری آرزوئین بر آئینگی مگر اسنے انگریزون سے ایسی خیرخواہی کی باتین بنا کر جو آپ کے دشمن ہین مین انکی دشمن ہون انکی آنکھون مین خاک ڈالی کہ انہون نے اسکو یہہ اجازت دیدی کہ وہ اپنی محافظت کے لیئے سپاہ بھرتی کرے اسنے اس اجازت کے پاتے ہی اپنی ریاست کے پرانے سپاہیون کو نوکر رکھ لیا اور بھاری توپین جو زمین مین اس کے خاوند کے زمانہ کی دبی دبائی پڑی تھین انکو نکال لیا۔ انگریزون کو اپنی ہندوستانی سپاہ پر اور رانی پر بالکل اپنے خیرخواہ ہونے کا اعتبار تھا۔

جھانسی مین جن بنگلون مین انگریز رہتے تھے آگ لگنی شروع ہوئی جو ہمیشہ بغاوت کے آغاز پر دلالت کرتی تھی۔ نمبر ۱۲ رجمنٹ پیدل نے ۵۔ جون کو ستار قلعہ پر قبضہ کرلیا۔ ڈن لاپ صاحب کو جو اپنے خطوط ڈاک مین ڈالکر آتے تھے مار ڈالا۔

+ ۱۰ مئی ۱۸۵۷ء

۵۔ جون کو جب ستار قلعہ پہ باغیون نے قبضہ کرلیا تو ۷۔ جون کی دوپہر کو رانی مع اپنے جلوس کے محل سے باہر سوار ہوکر چھاونی کی طرف گئی۔ شہر مین ایک ملا نے اسکے لیئے دعائین پڑھین پیدل اور سوارون نے بغاوت اختیار کی اور اپنے افسرون کو مارنا شروع کیا۔ بعض افسر بچ کر قلعہ کلان مین

باغیون کا اپنے افسرون کو مارنا۔ بعض افسرون کا قلعہ

پہنچ گئی۔ پھر اس قلعہ مین کپتان سکین صاحب اور گورڈن صاحب آ گئے۔ انہون نے عورتین اور بچے اور مرد سب مل ملا کر اس قلعہ کلان مین پچپن ۵۵ جمع کئے۔ باغی ان افسرون کو قتل کر کے جو انکے ہاتھ آئے قلعہ پر جھکے۔ یہان کپتان سکین اور ان کے ہمراہیون نے قلعہ کو اپنی محافظت کے لیئے تیار کیا تھا۔ رملون کو تقسیم کیا عورتون کو گولیون کے ڈھالنے کے لیئے اور کھانا پکانے کے لیئے متعین کیا۔ دروازون کے پیچھے پتھرون کے ڈھیر لگائے اور قلعہ کا ہر ایک حصہ حفاظت کے لیئے ایک انگریز کے سپرد کیا۔ غرض جب باغی قلعہ پر حملہ کرنے آئے تو اوپر وہ گولیون کی مار پڑی کہ انکا منھہ پھر گیا۔

انگریزون نے کونسل اوف وار جمع کی اس مین یہ فیصلہ ہوا کہ رانی پاس تین افسر یہہ پیغام لیکر جائین کہ قلعہ مین جو عورتین بچے مرد ہین انکو انگریزی عملداری مین کسی امن کی جگہہ مین بخیر و عافیت جانے دے۔

۷ جون کی صبح کو انڈریو صاحب و سکوٹ صاحب و پرسیل صاحب پیغام لیجانے کے واسطے قلعہ سے باہر نکلے تو فوراً انکو باغیون نے گرفتار کر لیا اور رانی کے محل مین لے گئے۔ رانی صاحب اسوقت اپنے راج کی خوشی مین مست ہو رہی تھی اسنے کہا کہ مجھے ان انگریزی سورون سے کچھ کام نہین اسنے اپنے نوکرون کو حکم دیا کہ ان قیدیون کو غیر آبی رسالہ کے رسالدار پاس لے جاؤ وہ رانی کے محل سے باہر نکلے تھے کہ باغیون نے انکو مار ڈالا۔

باغیون نے پھر قلعہ پر حملہ کیا۔ اہل قلعہ نے پھر انکو مار کر پس پا کیا۔ اہل قلعہ کو معلوم ہوا کہ انکے ہندوستانی خدمتگارون مین دو ایسے دغا باز تھے کہ وہ قلعہ کے ایک مخفی دروازہ کو باغیون کے لیئے کھولنے کو تھے انہون نے ان دونو کو مار ڈالا

جب رانی اور باغیون کو معلوم ہوا کہ قلعہ کا فتح کرنا بڑی ٹیڑھی کھیر ہے تو ایک آدمی صلح کا جھنڈا ہلاتا ہوا رانی کی طرف سے قلعہ مین یہہ پیغام لایا کہ رانی فقط قلعہ چاہتی ہے اگر لوگ اپنے ہتھیار دیدین اور قلعہ کو حوالے کرین تو وہ بحفاظت اور مقام مین پہنچا دیئے جائینگے۔ کپتان سکین نے ان شرائط کو منظور کر لیا۔ اہل قلعہ نے ہتھیار دیدیئے اور

قلعہ سے باہر نکل آئے۔

یوروپین قلعہ سے باہر نکلے ہی تھے کہ سرکش ان پر ٹوٹ پڑے اور سب کو باندھ کر جوگن باغ میں لے گئے اور درختون کے جھنڈ کے پیچھے انکو کھڑا کردیا۔ پھر رسالدار نے سب کے قتل کرنے کا حکم بھیجا۔ قیدیون کی تین قطارین ایک مردون کی دوسری عورتون کی تیسری بچون کی بنائی گئین اور سب بڑی بیرحمی سے قتل ہوئین کوئی ان مین زندہ سلامت نہین رہا۔

راجہ کا کوئی رشتہ دار مدعی ریاست کھڑا ہوا۔ سپاہی روپیہ کے بھوکے تھے سو رانی نے انکو خوب روپیہ بٹایا رانی راج چاہتی تھی سپاہی روپیہ۔ اسطرح جھانسی مین رانی کا راج مشتہر ہو گیا یہہ رانی ہوشیار اور دانشمند تھی کہ اسنے رعایا اور سپاہیون کو اپنا گرویدہ بنالیا۔

نمبر ۱۲ رجمنٹ ہندوستانی پیدل کا ادہا ونگ اور نمبر ۱۴ غیر آئینی سوارون کی رجمنٹ کا آدہا ونگ اور ہندوستانی پیدل توپخانہ کا ایک حصہ۔ غرض ایک ہی رجمنٹ اور توپخانہ کا نصف نصف حصہ دونو جھانسی اور ناؤگانون مین منقسم تھا۔ اس چھاونی کے کمانڈر میجر کرک صاحب تھے۔ ۲۳ - مئی تک سپاہ کی وفاداری و خیرخواہی پر افسرون کو پورا اعتبار رہا۔ ۵ - جون کو نمبر ۱۲ رجمنٹ کی چار کمپنیون نے باغیون سے لڑنے کے لئے اپنے تئین والنٹیر بنایا۔ ۹ - جون کو جھانسی کی سپاہ کی بغاوت کی خبر آئی۔ دوسرے دن رانی پور کے ہندوستانی مجسٹریٹ نے میجر کرک کو یہہ خبر بھیجی کہ جھانسی مین سارے یوروپین قتل ہوئے اور میرے پاس ضابطہ کا حکم آیا ہے کہ جھانسی کی رانی مسندنشین ہوئی اور اسکو حکم دیا کہ وہ بدستور کام کرے اس خبر کا اثر برقی تھا۔ سورج کے ڈوبنے پر جو گارڈس کی پریڈ ہوئی تو نمبر ۱۲ رجمنٹ کے تین سکھ آگے بڑھکر سامنے آئے اور انہون نے ایک ہندوستانی سرجنٹ میجر کے سر مین گولی ماری اور توپین چھین لین مگر اسوقت سے خیرخواہی کا جوش اتار پر آیا۔ افسرون نے دیکھ لیا کہ سپاہی بغاوت سے بھرے ہوئے ہین اس لیئے سوا اسکے کوئی اور چارہ نہ تھا کہ یہان سے سب انگریز اور عورتین اور بچے ملکر مفرور ہون استامی سپاہی

جو ابتک خیر خواہ رہے تھے ان مفرورین کے ساتھ ہوئے۔

یہہ مفرورین چھترپور کی طرف بھاگے اور دو دفعہ رستہ بھولکر چھترپور پہنچے یہ ایک رانی کی چھوٹی سی ریاست تھی۔ اسنے انگریزون کی مدارات بہت اچھی طرح کی وہ سرکار عالی وقار کی دل سے خیر خواہ و وفادار تھی۔ ان مفرورین نے ۱۱ و ۱۲۔ جون کو چھترپور مین قیام کیا۔

بارہوین تاریخ کی شب کو یہہ مفرورین چھترپور سے الہ آباد کی طرف چلے۔ انہون نے ۱۶ تاریخ کو سُنا کہ باندہ وہمیرپور مین بغاوت ہوئی اس لئے انہون نے اپنا رستہ ۱۷۔ جون کو کالنجر کی طرف موڑا اس راہ مین ڈاکو اُن کے سدراہ ہوئے اور ان سے روپیہ مانگا۔ ہمراہی خیر خواہ سپاہیون نے اول انگریزون کو منع کیا کہ وہ روپیہ نہ دین اور پھر کہا کہ دیدین تو انگریزون نے روپیہ دیدیا۔ جب دوسرے دن صبح کو وہ روانہ ہونیکو ہوئے تو ڈاکوؤن نے اپنر قہر کرنے شروع کیئے۔ اسکے جواب مین خیر خواہ سپاہیون نے اناپ سناپ گولیان چلائین۔ دس بارہ سپاہی تو خیر خواہ رہے باقی چلتے بنے۔ انگریزون نے ڈاکوؤن کو مارکر بھگادیا پھر وہ ۳ بجے کل راے مین آئے ٹون شینڈ گولی سے مارے گئے۔ اور میجر کرک اور میس سالی اور ایک ہندوستانی لو اور سرسام سے مرے۔ عورتون اور مردون کو سفر کرنا بڑی مصیبت تھا۔ مرد گھوڑون پر سے اترے اپنر بورے ڈالکر انہین عورتون اور بچون کو سوار کیا جنین سے آج اور آج کے بعد بہت سے مرگئے۔

کل راے مین انگلش امین نہ تھے پورشین پیچھے رہ گئے۔ انگلش مہوبہ کی طرف چلے انکی تعداد بہت کم ہوگئی تھی۔ سات افسر ایک سارجنٹ دو سولین تین عورتین اور دو بچے تھے۔ ۲۰۔ جون کو وہ آگے بڑھے رستہ مین اپنر حملہ ہوا جس سے وہ متفرق ہوگئے چار انگریز اور ایک بچہ لو اور تکان سے مرگئے۔ سارجنٹ پر دہاتیون نے حملہ کیا۔ اسنے دم چرا کر اپنے تئین مردہ بنایا اس طرح اپنے تئین بچایا۔ انگریزی عملداری کے دہات مین گاؤن والے انگریزون کے بڑے دشمن تھے

انگریزون کا مفرور ہونا - ۱۹-جون کو مفرورین کے مصائب چھترپور سے چلے جانے تک

اگر نواب باندہ اور رانی اجی گڈھ ان مفرورین کی خاطر و تواضع اچھی نہین کرتے تو ان مفرورین
مین سے ایک بھی زندہ سلامت نہ بچتا۔ ان ہی کی عنایت سے یہ مفرورین انگریزی عملداری
مین پہنچ گئے باندہ مین نمبر ۵۶ رجنٹ کے کچھ ہندوستانی سپاہی رہتے تھے انہون نے
۱۴ جون کو بغاوت کی مگر نواب باندہ نے افسرون کی جان بچادی اس نواب نے سب
انگریزون کی جو ہمیرپور اور فتحپور سے بھاگ کر آئے تھے جان بچائی۔ مگر نواب باندہ کا بھی حال
مہاراجہ سیندھیا اور راجپوتانہ کے راجاؤن کا سا تھا کہ اپنی سپاہ اس کے کہنے مین نہ تھی
وہ باغیون کے ساتھ بغاوت مین شریک ہو گئی تھی نواب باندہ سرکار کا دلی خیرخواہ تھا مگر اپنی سپاہ کے
برگشتہ ہو جانے سے وہ سرکار کی کوئی خدمت نہین کرسکتا تھا۔
تمام بندیل کھنڈ مین ناگوڈ کی چھاونی مین پچاسوین ہندوستانی رجنٹ تھی اسنے سرکار سے
بغاوت نہین کی۔ اس مین صرف چودہ آدمیون نے بدخواہی کی علامت ظاہر کی پھر اس رجنٹ کا
ذکر ہوگا۔

# باب یازدہم

## سنٹرل انڈین ایجنسی (ممالک متوسط ہند کی ایجنسی) مالوہ

### ۱۸۵۷ء سنٹرل انڈین ایجنسی (ممالک متوسط ہند کی ایجنسی)

سنٹرل انڈین ایجنسی کا صدر مقام اندور تھا اور مہاراجہ ہلکر کی راجدھانی بھی اندور مین تھی۔
اور اس ایجنسی مین گورنر جنرل کے ایجنٹ کرنیل ہنری ڈیورینڈ صاحب تھے کرنیل صاحب
ایسٹ انڈیا کمپنی کے عہدہ دارون مین سے بڑے سر برآوردہ اور نامور تھے۔ خدا نے
انکو عالی دماغ ایسا بنایا تھا کہ وہ ہر معاملہ کی تہ پر فوراً پہنچ جاتے تھے۔ حافظہ وہ بلا کا تھا
کہ بات کو بھولتے ہی نہ تھے مستعد وجد وجہد کرنے والے ایسے کہ کبھی تھکتے ہی نہ تھے سرکار کے
عہدہ دار ایسے کمتر ہونگے جنہون نے مختلف عہدون کے کامون کو اس خوش اسلوبی اور معاملہ فہمی

ساتھ انجام دیا ہوگا جیسا کہ انہون نے۔ وہ بڑے کشادہ دل و فراخ حوصلہ تھے وہ غریب پرور اور مہرگستر ایسے تھے کہ بیکسون کی ہمدردی اور مظلومون کی دادرسی کرتے تھے۔ یہہ بات انکی نسبت غلط مشہور ہے کہ وہ ہندوستانیون سے نفرت رکھتے تھے بلکہ وہ راستی پسند اور راستباز ایسے تھے کہ جھوٹے مکار و دغاباز زمانہ ساز آدمیون سے نفرت قلبی رکھتے تھے خواہ وہ یوروپین ہون یا ایشیائی وہ اپنی قسمت سے ہمیشہ لڑا کرتے تھے خوشامد درآمد سے اپنا کام نہین نکالتے تھے کمرتل بڑے تھے اسی سبب سے بعض اوقات اعلے عہدہ دار انکے دشمن ہوجاتے تھے۔ اصل عہدہ انکا شاہی انجینیر کا تھا مگر آخر عہدہ انکا پنجاب کی لفٹنٹ گورنری کا تھا اندور مین سررابرٹ ہملٹن رزیڈنٹ تھے وہ یوروپ فرلوپر گئے تو انکے قائم مقام کرنیل ڈیورنڈ جو اسوقت بھوپال کے ایجنٹ تھے مقرر ہوئے۔ اور انہون نے اپنے عہدہ کا کام ۳- اپریل ۱۸۵۷ء کو لیا۔

جب کرنیل صاحب نے اپنے عہدہ کا اہتمام لیا ہے تو سنٹرل انڈیا مین سب طرح سے امن امان چین چان تھا۔ ۲۵- اپریل کو ایک شخص پکڑا گیا جو ریواہ کے دربار کو بغاوت انگیز خط لیئے جاتا تھا اسوقت سے ایسے اضطرار کی حالت نمودار ہوئی کہ کرنیل ڈیورنڈ نے یقین جانا کہ طوفان آنے کو ہے۔ ۱۴ مئی کو انہون نے سن لیا کہ ۱۰ مئی کو میرٹھ مین یہہ طوفان آگیا۔

سنٹرل انڈیا مین ہندوستانی ریاستین جنسے کہ برٹش گورنمنٹ کا سب سڈری الائینس تھا بتفصیل ذیل تھین۔ ہولکر کی۔ سیندھیا کی۔ بھوپال کی دھار کی۔ دیواس کی۔ جاورہ کی۔ ان ریاستون مین سے ہر ریاست اپنی اپنی سپاہ مین رکھتی تھی جنکا ترتیب وار بیان یہ ہے کہ گوالیار کی ریاست مین قواعددان سپاہ آٹھ ہزار تھی جسکے افسر انگریز تھے۔ اس سپاہ کا بڑا حصہ گوالیار مین رہتا تھا اور اس کے بعض حصے سیپری اور گنا مین اور ہلکر کے ملک کی سرحد پر آگر مین رہتے تھے۔ آگر سے تیس میل پر مہدی پور تھا وہ مالوہ کنٹنجنٹ کا ہیڈکوارٹر تھا جس مین ایک رجمنٹ پیادہ کی ایک بیٹری آرٹلری کی اور کچھ سوار رہتے تھے جنکے افسر انگریز تھے۔ مہدی پور کے جنوب مین جاورہ ہے اور پھر اسے شمال مین دہلی کی بڑی سڑک پر نیمچ و نصیر آباد کی چھاونیان مین جنمین انگریزی سپاہ انگریزی رہتی ہے۔

سنٹرل انڈیا مین انگریزی و دیسی فوج کی چھاونیان - ۲ - مئی ۱۸۵۷ء تک سنٹرل انڈیا مین امن امان

جاورہ و دھار و دیواس مین سپاہین خالص ہندوستانی تھین انکی تعداد بھی قلیل تھی اور وہ
کسی بڑے کام کے لایق بھی نہین تھین۔ مگر اندور کے شرق مین سو میل کے فاصلہ پر بھوپال
کنٹنجنٹ سیہور مین رہتا تھا جسکے افسر انگریز تھے پھر اسکے شمال شرق مین ہندوستانی
آئینی سپاہین ساگر اور نربدا کے ملکون اور بندیل کھنڈ مین رہتی تھین۔

اندور تین طرف شمال و شرق و مغرب مین ہندوستانی ریاستون سے متصل ہو رہا
تھا جنمین قومی اور کنٹنجنٹ سپاہین تھین جنوب کی طرف ستر میل کے فاصلہ پر ایک انگریزی چھاونی
مہو مین تھی۔ اس مین ہندوستانی ایک رجمنٹ پیدل کی اور ایک ونگ سوارون کی رجمنٹ کا
رہتا تھا اور وہان کوئی یورپین سپاہ سوار ایک توپخانہ کے گولا اندازون کے کوئی اور
نہ تھی اور اس توپخانہ کے ہنکانے والے بھی ہندوستانی تھے بس ایک بیٹری کی یہہ گولا اندازی
ایسی تھی کہ جنکو کرنیل ڈیورنڈ صاحب اپنی حفاظت کے کام مین لا سکتے تھے۔ خاص اندور
مین دو سو سپاہی مالوہ کنٹنجنٹ کے تھے۔

اگرچہ کرنیل ڈیورینڈ صاحب کے لیئے بڑے خطرات تھے اور انکے رفع کرنے کے اسباب
ان پاس تھوڑے تھے مگر کبھی ہراس انکے پاس نہین آئی انہون نے دیکھ لیا کہ انتظام
رکھنے کے واسطے دریاے نربدا قبضہ مین رکھنا چاہیئے جسکے سبب سے آتش فتنہ و فساد
جو شمالی ہند مین دوڑ رہی ہے جنوب مین نہ پہنچنے پائے اور بمبئی اور آگرہ کے درمیان
جو شاہ راہ ہے اسکو محفوظ رکھنا چاہیئے جسکے اوپر ٹیلیگراف لاین لگی ہوئی ہے اور
جسکے سبب سے سپاہ کمک کے لیئے آسانی سے آسکتی ہے اور اس سے اندور امن سے
قبضہ مین حتی الامکان رہ سکتا ہے۔ یہہ بھی انہون نے سمجھ لیا کہ اندرونی فساد جو سنٹرل
انڈیا کے امن مین خلل انداز ہون اس کے لیئے یہہ ایک عمدہ تدبیر ہے کہ کمپنی کی آئینی
ہندوستانی سپاہون کی کنٹنجنٹ کی سپاہون کے ساتھ آمد و رفت بالکل مسدود کی جائے
کہ جتنے ہندوستانی سپاہ کی بغاوت کا اثر کنٹنجنٹ مین نہ پھیلنے پائے۔

بہت سے کام ہلکر کی خیرخواہی پر منحصر تھے اگر وہ سرکار سے باغی ہوتا تو اس کے ساتھ سنٹرل انڈیا کے
کل رئیس باغی ہو جاتے۔ اگرچہ کرنیل ڈیورینڈ کو ہلکر کی وفاداری و خیرخواہی مین کوئی شبہ نہ تھا

مگر اسپر اعتبار بھی ایسا وثوق کے ساتھ نہ تھا کہ جسمین کبھی خلل نہ آسکتا ہو۔ انہون نے لکھا ہے کہ ہلکر کے اندیشے اور اغراض ہماری طرف وابستہ ہین اور اسکا دربار ایسا قابل اعتبار ہے جیسے کہ اور ہندوستانی دربار ہین خاص کر مرہٹون کے"۔ یہہ امر واقعی ہے کہ ہلکر خیر خواہ تھا اسکی خیرخواہی صرف اپنی خوبیون اور اغراض ہی پر مبنی نہین تھی بلکہ برٹش گورنمنٹ کی اصلی محبت کی جڑ سر رابرٹ ہملٹن صاحب نے اس کے دل مین اپنی دانشمندانہ صلاحون اور دوستانہ ہمدردیون سے مضبوط جمائی تھی۔

جب کرنیل صاحب کو ۱۴ مئی کو میرٹھ کے واقعہ پر اطلاع ہوئی تو انہون نے سپاہیون کو بلانا شروع کیا اور اندور سے چالیس میل پر سردار پور مین ایک بھیل کی رجمنٹ تھی بھیل جات کا تعصب نہین رکھتے تھے اور خوب لڑتے تھے انمین سے دو سو ستر سپاہی بلائے بھوپال کے کنٹنجنٹ کو معتبر سمجھ کر حکم بھیجا کہ ایک توپ دستہ سوارون اور پیدلون کا اور دو توپین فوراً اندور روانہ کی جائین یہہ سپاہی ۲۰ مئی کو اندور مین آگئین۔ اور ان سپاہیون کا کمانڈر کرنیل سٹوکلی بھیل رجمنٹ کا افسر مقرر کیا گیا۔

مئو کی ہندوستانی سپاہ مین بھی بغاوت کا مرض متعدی ہوا گو وہ اس وقت بغاوت پر آمادہ نہین معلوم ہوتی تھی مگر وہ یہہ سوچ رہی تھی کہ اندور کی راہ سے گذر کر اپنے بھائیون مین جو لڑ رہے ہین جاملین۔ کرنیل ڈیورینڈ صاحب نے یہہ سمجھ کر کہ مئو مین سپاہ کے باغی ہونیکا احتمال ہے اس لیئے مہاراجہ ہلکر سے سپاہ کی درخواست کی تو انہوں نے اپنے سوار بھیجدیئے کہ وہ سڑکون پر پکٹ بن کر انکی محافظت کرین اور نصف بیٹری تین توپون کی اور تین کمپنیان پیدلونکی بھی بھیجدین جو ریسیڈنسی مین متعین کی گئین۔ تھوڑے سوار ہمیشہ زین پر سوار رہتے تھے۔ ان سپاہیون سے حفاظت کرانا چوٹی کتیا جلیبیون کی رکھوالی تھی۔ جب دربانون کی نگہبانی اچھی طرح نہ ہوسکی تو دروازہ کو زلفیون اور زنجیرون سے بند کرنے سے کیا فائدہ ہوسکتا ہے۔

وسط جون مین بھوپال سے سوارون کا ایک دستہ ماتحت کرنیل ٹرایورس کے اندور مین آیا صاحب ممدوح بہ نسبت اور سب افسرون کے قدیم الخدمت تھے اس لیئے ریسیڈنسی کی کل سپاہ کے کمانڈر مقرر ہوئے۔ اب اس بہادر سپاہی کو ریسیڈنسی کی کل سپاہ کی خبرگیری کرنی پڑی۔

کرنیل ڈیورنڈ کا سپاہیون کا بلانا۔

مئو مین سپاہ کا ہونا اور بغاوت کی طرف میلان۔

کرنیل ٹرایورس کا اندور مین آنا اور کل سپاہ کا کمانڈر مقرر ہونا۔

کرنیل ٹریورس کے آنے سے پہلے ایسے آثار دکھائی دیتے تھے کہ بغاوت کی آندھی بڑے زور شور سے اٹھتی ہوئی سنٹرل انڈیا پر چلی آرہی ہے۔ نیمچ اور نصیر آباد سے دل کی بیقرار کرنے والی خبرین آتی تھین اور اس سے زیادہ گوالیار کنٹنجنٹ کے دستون کی مشتبہ خیر خواہی کی خبرین مضطرب کرتی تھین اس کنٹنجنٹ کے افسر کا ایک خط آیا جس مین لکھا تھا کہ یہہ سپاہ قابل اعتبار نہین رہی اور یہہ خبر بھی آئی کہ مئو کی سپاہ کے مخفی مخبری معلوم ہوئے ہین کہ وہ بھوپال کے کنٹنجنٹ کو اغوا کرتے ہین ایسی متواتر خبرون کے آنے سے ڈیورینڈ صاحب نے جانا کہ مین ریگ رواں پر کھڑا ہون قدمون کا جمنا مشکل ہے انکو یقین تھا کہ اگر جلدی سے بغاوت کے دل پر صدمہ عظیم پہنچایا جائیگا تو پھر اس پاس ایسا سامان نہین ہے کہ اسکا علاج کر سکے۔ ان پاس پہلی جون کو نصیر آباد کی سپاہ کے باغی ہونے کی اور ۳ جون کو نیمچ کی سپاہ کے باغی ہونے کی خبرین آئین یہہ خبرین مئو کی آئینی سپاہ پاس بھی پہونچین تو معلوم ہوتا تھا کہ انپر بھی اسکا اثر یہہ ہوگا کہ وہ بغاوت کرینگی۔

گو کرنیل ڈیورینڈ صاحب پاس گوالیار کنٹنجنٹ کے باغی ہونے کی بڑی خبر آئی تھی جس کے سبب سے آگرہ سے جو براہ راست مراسلت ہوتی تھی وہ بند ہوگئی تھی مگر بڑی آس یہ لگ رہی تھی کہ جرنیل وڈبرن کا کولم مئو کی طرف بڑھا چلا آتا ہے محض اس خبر کے آنے ہی نے اندور مین سپاہ کی بغاوت کے عزم کو ڈھیلا کردیا تھا۔ مگر اورنگ آباد مین ایسا فساد برپا ہوا کہ وڈبرن صاحب اس کے مٹانے کے لیئے الٹے اورنگ آباد چلے گئے اور فساد دور کرنے کے بعد وہین رہ پڑے۔

۲۸ جون کو لارڈ الفنسٹن صاحب گورنر بمبئی نے تار بھیجا کہ کولم آگے نہین بڑھ سکتا اسلیئے مین پوچھتا ہون کہ اس صورت مین جس ملک کی جوابدہی تمہارے ذمے ہے اسکا حال کیا ہوگا۔ اس کے جواب مین کرنیل ڈیورینڈ نے یہہ لکھا کہ جسوقت اس امر واقعی کا اعلان ہوجائیگا کہ کولم مذکور آگے نہین بڑھ سکتا تو مین ایک گھنٹے کے لیئے اس ملک کی سلامتی کی جوابدہی نہین کرسکتا۔ کرنیل ڈیورینڈ اپنی اس امید مین تو مایوس ہوئے۔ پھر ان پاس خبر آئی کہ جبل پور و للت پور و ساگر مین بھی سپاہین بغاوت کرنے کو ہین اور بندیلکھنڈ مین

سب جگہہ بغاوت پھیل گئی ہے جسکے سبب سے ملکو کی سپاہ کے بھی تیور بگڑتے جاتے ہین مگران مایوسیون مین ایک نوید نے اپنا جلوہ دکھایا۔

اندور کے تمام بازارون مین یہہ خبر اڑ رہی تھی کہ دہلی کو انگریزون نے فتح کرلیا۔ ڈیورینڈ صاحب پاس یہہ خبر آئی تھی۔ اس خبر کے آتے ہی رعایا جو سرکشی پر کمربستہ بیٹھی تھی اسنے اپنی کمر کھول ڈالی۔ مگر یہہ خوشی تھوڑی دیر رہی یکم جولائی کو آگرہ سے ایک خط مورخہ ۲۸ جون آیا کہ دہلی کی فتح کی خبر غلط ہے۔ ۸ بجے صبح کے یہہ خط آیا تھا وہ اسکے مضمون کو اپنے خط مین گورنر بمبئی پاس بھیجنے کو لکھ رہے تھے کہ انکو ریسیڈنسی کے احاطہ مین تین توپون کی آواز سنائی دی پہلے اس سے کہ ہم واقعات کو تحریر کرین ہم ریسیڈنسی کا حال لکھتے ہین جس سے یہہ حال معلوم ہو کہ کرنیل ٹریورس کے حکم سے سپاہ اس مین کہان کہان مقیم ہوئی تھی۔

اندور کی ریسیڈنسی ایک دو منزلی سنگین عمارت تھی جو کھلے میدان مین کھان ندی سے چارسو گز کے فاصلہ پر بنائی گئی تھی وہ اندور سے دو میل کے فاصلہ پر تھی۔ اس احاطہ مین انگریزون کی کوٹھیان تھین اور بازار تھا۔ وہ ایک پارک کی کیفیت رکھتی تھی کہ اسکے گرد باغات اور درختونکے جھنڈ تھے۔ مغرب مین سامنے مئو کو سڑک جاتی تھی اس سڑک کے مغرب مین مختلف قسم کے ہندوستانی مکانات سے سڑک پر دورویہ بنے ہوئے تھے ان مین بااُنکے قریب ہلکر کی تین کمپنیان اور تین توپین رہتی تھین جو ریسیڈنسی کی محافظت کے لیئے آئی تھین۔

اس عمارت کے شمال مین اصطبل کا مربع تھا اس کے پاس ہی پوسٹ اوفس اور ٹیلیگراف اوفس اور خزانہ تھا۔ یہان سوارون کے پکٹ رہتے تھے اور اس کے گرد بھوپال اور مہدی پور کے کنٹنجنٹ سکونت رکھتے تھے۔ جنکی تعداد چارسو تھی اور بھیل کی رجمنٹ کے دوسو توانا سپاہی رہتے تھے ان تمام سپاہیون مین سوار ریسیڈنسی سے بہت دور رہتے تھے

یکم جولائی کو سب طرح خیر و عافیت معلوم ہوتی تھی سب لوگ اپنے کامون کو بدستور کررہے تھے مگر دفعتہً توپون کی آوازون نے چونکایا ڈیورینڈ صاحب ریسیڈنسی کے زینہ پر چڑھے کہ انہون نے دیکھا کہ سرکش ابر چڑھے چلے آتے ہین۔ یہہ سرکش ہلکر کے سپاہی تھے اور اسکی تین توپون کے گولہ انداز تھے جو ریسیڈنسی کی محافظت کے لیئے آئے تھے اٹھہ بجے

اندور کی ریزیڈنسی

بعد ایک شخص سعادت خان (جو کسی شریف خاندان کا آدمی تھا اس کے باپ دادا ہلکر کے
معزز عہدہ دار تھے) ہلکر کے سواروں کا افسر جسکی اردلی مین آٹھ سوار تھے مہاراجہ کے محل کی
طرف سے یہہ غل مچاتا ہوا آیا کہ مہاراجہ کا حکم ہے کہ تیار ہو کر صاحبوں کو مار ڈالو سعادت خان کے
پیچھے کچھ فاصلہ پر شہر کے سرکش آدمیوں کی بھیڑ تھی جو انگریزوں کے خون کے پیاسے اور
لوٹ کے بھوکے تھے۔ غرض اس قسم کے بدمعاشوں نے عیسائیون کو چن چن کر مارنا شروع
کیا۔ لیٹروں کو اس جھوٹی خبر نے بھی جمع کر دیا تھا کہ کرنیل ڈیورینڈ نے حکم دیا ہے کہ ایک مضبوط
مکان مین جو پندرہ لاکھ روپیہ کا خزانہ بند تھا وہ مئو بھیجا جائے۔

سعادت خان جب دربار کی سپاہ سے مخاطب ہوا تو وہ رسیڈنسی سے باہر آئی۔ انکے
افسر جنس گوپال نے اقرار کیا کہ یہہ سپاہ پہلے سے برگشتہ ہو رہی تھی یہہ نہین تھا کہ وہ
اسوقت حیرت زدہ ہو کر باہر نکل آئی تھی انسے زیادہ کوئی فتنہ و فساد و شور و شر برپا نہین کرتا تھا
گولا اندازوں نے سواروں کے پکٹوں پر گراپ اور گولے مارنے شروع کیئے۔

غرض ڈیورینڈ صاحب اور ٹریورس صاحب نے یہہ تماشا ساڑھے آٹھ بجے دیکھا۔ کرنیل
ٹریورس صاحب پکٹ کے سواروں پاس گئے اور انسے کہا کہ باہر آنکر توپوں کو لگاؤ اور باغیوں پر
چلاؤ۔ انہوں نے تین دفعہ سواروں کی صف آرائی کی مگر انہوں نے تینوں دفعہ اپنی صفبندی
کو توڑ دیا۔ غرض انہوں نے دغا بازی کی اور باغیوں سے مل گئے۔ باوجود اسکے بھی ٹریورس
صاحب نے حملہ کرنے کا حکم دیا اور بہادرانہ وہ توپوں کے پاس صرف پانچ سواران کے
ساتھ گئے اور توپوں پر قبضہ کر لیا۔ اور سعادت خان کو زخمی کیا اگر انکو مدد پہنچتی تو آج ہی
باغیوں کا فیصلہ ہو جاتا مگر ان تھوڑے سے آدمیوں کو پیدلوں نے دیکھ کر رسیڈنسی پر گولیان
مارنی شروع کین ٹریورس صاحب واپس چلے آئے۔ ٹریورس کے اس بہادرانہ حملہ سے یہ
فائدہ ہوا کہ کرنیل ڈیورینڈ کو یہہ فرصت مل گئی کہ انہوں نے نسرت پھرت رسیڈنسی کی محافظت
مین کوشش کی کہ گولہ اندازوں سے توپین بہت سی لگوائین اور افسروں کو باہر بلایا کہ وہ اپنے
سپاہیوں کی صف آرائی کرین اور ایک خط بھی کرنیل پلیٹ مئو کے کانڈر کو لکھا کہ منٹگمری
فورڈ کے یوروپین توپخانہ کو اسکی مدد کے لیئے بھجوائے۔

باغیون کا حملہ رسیڈنسی پر

اس اثنار مین باغیون نے ٹریورس صاحب کے حملے سے فرصت پاکر توپون کو ریسیڈنسی کے سامنے لاکر جمایا اسکے جواب مین ٹریورس صاحب نے اپنی دو توپین کھڑی کین اور چودہ خیرخواہ گولہ اندازون اور سارجنٹ اوڑا ور مرفی کی مدد سے باغیون کی ایک توپ کو بیکار کیا اور انکو بھگا دیا۔ اب سوارون کو یہہ کام تھا کہ جنگ کا فیصلہ کرتے مگر انہون نے کہنا نہ مانا پچیس تیس سوار تو ڈر کے مارے سیہور کو بھاگ گئے اور یہہ ہوائی خبر اڑاتے گئے کہ یورپین سب قتل ہوگئے۔

ٹریورس صاحب کا دوبارہ حملہ کرنے کے لیے بیفائدہ کوشش کرنا

جب بھوپال کی سپاہ نے لڑنے سے انکار کیا تو ٹریورس صاحب نے کپتان ہگنی ایک کو حکم دیا کہ وہ سوار ہوکر ایک درجن یا نصف درجن سوارون کو لے آئین کہ بیٹری کو جو کھلے میدان مین بے حفاظت پڑی ہے حملہ کرکے لے لین مگر سوارون نے ایک نہ سنی۔ جب ٹریورس صاحب سوارون سے مایوس ہوئے تو پیدلون پاس گئے مگر انسے بھی مایوس ہوئے۔ مہدی پور کے دو سو سپاہیون نے لڑنے سے بالکل انکار کردیا۔ بھوپال کنٹنجنٹ کے دو سو ستر سپاہیون مین سے بارہ سپاہی خیرخواہی مین ثابت قدم رہے۔ باقی نے اپنی بندوقین افسرون پر چھتیائین اور انکو بھگا دیا۔ وہ انگریزون کی طرف سے لڑائی مین اپنی ایک انگلی نہین ہلانی چاہتے تھے۔ پھر انہون نے بھیلون کی طرف رجوع کی اور انکو رسیڈنسی کے اندر لائے انسے یہہ امید تھی کہ وہ دیوار کی آڑ مین کھڑے ہوکر دشمنون پر بندوقین چلائینگے مگر باغی گراپ اور گولے دیوار پر مار رہے تھے۔ اس خوف کے مارے بھیل مکانون کے اندر گھس گئے اور دشمنون پر بندوقین نہین چلائین۔

رسیڈنسی مین تھوڑے آدمیون کا رہ جانا

اب چودہ ہندوستانی گولہ انداز خیرخواہ اور آٹھ لڑنے والے افسر دو ڈاکٹر دو سارجنٹ اور پانچ انگریز ٹیلیگراف اوفس کے رسیڈنسی کے بچانے والے تھے۔ سوار جو خیرخواہ ابتک تھے انہون نے اپنے افسر کی معرفت ڈیورینڈ صاحب کو پیغام بھیجا کہ اب ہم یہان اس خوف کے مارے زیادہ نہین ٹھیر سکتے کہ مبادا ہماری مراجعت کی راہ بند ہوجائے۔ اب ہم التماس کرتے ہین کہ رسیڈنسی کے محافظین اور عورتین بچے ہماری محافظت سے مستفید ہونا چاہین تو ہم انکو اپنی محافظت مین سیہور پہنچا سکتے ہین۔ ڈیورینڈ نے فوراً یہہ فیصلہ کیا کہ اب یہہ

اب یہہ دلیرانہ پن ہے کہ اسقدر دشمنون کی سپاہ کثیر کے سامنے ریسیڈنسی کی حفاظت کی جائے مئو کی بیٹری جسکی کمک کی امید ہوسکتی ہے وہ دو گھنٹے سے کم مین نہین آسکتی اگر رستہ مین اسکو بہت دشمنون سے مقابلے کرنے پڑے تو وہ بھی نہین آسکیگی۔ اگرچہ اس مین کمال خفت و ذلت ہے کہ دشمنون کے سامنے سے مفرور ہون مگر اس خفت کا اٹھانا عورتون اور بچون کی جانین کھونے سے بہتر ہے۔ اس لیئے انہون نے اور سب افسرون نے مفرور ہونا پسند کیا۔ وہ مئو کو جانا چاہتے تھے مگر جانے مین چارسو گز تک دشمنون کی آتش فشانی کے اندر بھنا پڑتا اور مئو مین بھی پہنچکر غالباً قلعہ مین محصور ہونا پڑتا اس لیئے انہون نے ارادہ کیا کہ وڈبرن کے کولم سے جاکر ملین وہ کچھ تھوڑی دور چلے تھے کہ انکو معلوم ہوا کہ سمرول کی گذرگاہ جو راہ مین پڑتی ہے باغیون نے بند کر رکھی ہے اور سردارون نے بھی کہا کہ ہم نے سیہور مین پہنچانے کا وعدہ کیا ہے اگر سیہور چلیئے تو ہم آپ کے ساتھ ہین اور اگر کہین اور آپ جاتے ہین تو ہم آپ کے ساتھ نہین۔ سوارون کا وطن سیہور مین تھا وہ دہلی جانا چاہتے تھے۔ اس لیئے کرنیل ٹرلیور ینڈ طعیورہو کر سیہور کی طرف مڑے اور جلدی سے ۴ جولائی کو وہان پہنچ گئے۔

اندور مین جب بغاوت کی چنگاریان روشن ہوئین تو انہون نے چارون طرف اپنی شعلہ فشانی کرکے آگ لگادی۔ ہنگر فورڈ حسب الطلب ڈیورینڈ صاحب کے اندور جاتے تھے مگر جب انہون نے رستہ مین سنا کہ ریسیڈنسی خالی ہوگئی تو وہ مئو واپس آگئے۔ اس رات کو مئو کی آئینی سپاہ نے ہلکر کی سپاہ کے ساتھ ساز باز کرکے بغاوت کی۔ اول انہون نے میس کوٹ مین آگ لگائی اور پھر اپنے کرنیل پلیٹ کو مارا ایڈجیوٹنٹ اور کپتان میگن انکو سمجھانے گئے تھے انکو بھی مار ڈالا۔ سوارون نے بھی اپنے کمانیر ہیرس کو ہلاک کیا اور افسر اپنی جان بچاکر بھاگ گئے۔

جب بغاوت کی پہلی آواز کرنیل پلیٹ کے کان مین آئی تو اسنے کپتان ہنگر فورڈ کو بلایا کہ توپین لیکر وہ آئے۔ وہ توپین لیکر پریڈ پر آئے تھے تو انہون نے دیکھا کہ بنگلے جل رہے ہین اور دشمنون کا کہین پتہ نہین۔ ہنگر فورڈ نے لینون پر گولہ اندازی کی تو سپاہی قید سے

آزاد ہوکر باہر آئے اور اندور کی طرف بھاگے کہ وہان کے باغیون سے ملین اور اسکے بعد دہلی چلے جائین۔

اب تک سنٹرل انڈیا مین تہذیب و شائستگی کی امید چلی جاتی تھی۔ جب ہنگرفورڈ کا کرنیل مارا گیا اور ڈیورنیڈ صاحب اندور سے مجبوراً بھاگ گئے تو صاحب ممدوح نے ایجنٹ ہونے کی جوابدہی اپنے ذمے لے لی سوا اس کے وہ کچھ اور کر بھی نہین سکتا تھا وہ بغاوت کے تلاطم کے لیئے ایک بند ہو بن گیا اسنے کل مئو مین مارشل لا کا اعلان کر دیا اسنے قلعہ کے برجون پر توپین چڑھا دین اور اسکو ایسا استوار بنا لیا کہ وہ حملہ کا متحمل ہوا اور اس مین رسد کا سامان بھی رکھ لیا ہلکر بھی خیرخواہی مین ذرا سی بھی کوتاہی نہین کرتا تھا جس دن اندور مین غدر ہوا ہے تو اسنے ڈیورنیڈ صاحب کو یکم جولائی کو لکھا کہ مین ہر کام کو جو برٹش گورنمنٹ کی خیرخواہی کے لیئے مجھ سے کہا جائیگا بڑی خوشی و شوق سے کرونگا مجسٹریٹ مئو پاس بھی اسنے آدمی بھیجے کہ مراسلت جاری رہے۔ باغی اسکے محل کے گرد جمع ہوئے اور اس سے باصرار کہا کہ ان عیسائیون کو جنکو اسنے اپنی پناہ مین لیا ہے ہم کو حوالہ کرے مگر اسنے انکی دھمکیون اور غل شور کا مقابلہ بہادرانہ کیا اور کہا کہ جب تک میرا دم مین دم ہے انکو نہین دونگا۔ ۴۔ جولائی کو جب باغی چلے گئے تو اسکے دل پر سے بوجھ اُتر گیا اور اب وہ آزاد ہو گیا کہ خیرخواہی کے کام صداقت کے ساتھ کرے تین دن بعد ۷۔ جولائی کو اسنے اپنی سپاہ بھیجی کہ وہ ان یورپین کو جو ملک مین سرگردان مصیبت زدہ مارے مارے پھرتے ہین مصیبت اور آفت سے نکالے اسنے خزانہ جسپر باغیونکا دست آزدراز نہین ہوا تھا مئو مین بھجوا دیا۔ اونٹون پر لدے ہوئے جو خطوط لائے گئے تھے وہ مکتب الیہون پاس بھجوا دیئے۔ خلاصہ یہہ ہے کہ ہلکر نے ہنگرفورڈ کے ساتھ ملکر ایسے کام کیئے کہ صاحب ممدوح نے ڈاک پھر جاری کر دی اور تار لگا لیا اور اُس کے پاس کے اضلاع مین بندوبست کر لیا اسوقت مین اصلی اختیارات ڈیورنیڈ صاحب کے ہاتھ مین تھے۔

جب ڈیورنیڈ صاحب سیہور مین پہنچے تو بھوپال کی بیگم نے صاف صاف کہدیا کہ میری قدرت باہر ہے کہ مین آپ کو اور آپ کے ساتھیون کو اپنی قلمرو مین رکھ سکون اس لیئے وہ ہوشنگ آباد مین چلے گئے۔ یہان پہنچکر انکو معلوم ہوا کہ مئو یقینی سلامت بخیر و عافیت ہے تو وہ بڑی تیزی کرکے

منزلین طے کرکے اسیر گڈھ مین اس ارادہ سے پہنچے کہ وڈبرن کے کولم کو اورنگ آباد سے مئو مین لے آئین خواہ اس مین کچھ ہی نقصان ہو تاکہ دریا نربدا پر قبضہ ہو اور سنٹرل انڈیا کی بدنظمی موقوف ہو جائے اور یہہ مقصد اپنا حاصل کر کے مئو یا اندور مین چلے آئین اور باغیون کو اور اندور کے قاتلون کو سزا دین اور سنٹرل انڈیا کے رئیسون پر گورنمنٹ کی وہی حکومت اور سطوت وصولت اپنی جمائین جو غدر سے پہلے تھی۔ وہ راہ ہی مین تھے کہ ۱۷ جولائی کو برگیڈیر سٹورٹ صاحب کی جو وڈبرن کی جگہہ مقرر ہوئے تھے یہہ چٹھی آئی کہ کولم آگے بڑھ رہا ہے اسطرح نربدا بے خوف وخطر ہوگیا۔ مئو مین امن امان تھا۔ ڈیورینڈ صاحب یہان سپاہ کے ساتھ آنا چاہتے تھے جس کہ انکی شان وشکوہ ظاہر ہو اس لیئے انہون نے کولم سے ملنے کا اپنا پہلا ارادہ قائم رکھا۔ ۲۲ جولائی کو کولم اس پہاڑ کے نیچے خیمہ زن ہوا جس پر قلعہ اسیر گڈھ تھا اس مقام مین جو یورپین رہتے تھے انکو یہہ خوف لگ رہا تھا کہ نمبر ۶ گوالیار کنٹنجنٹ جو یہان تھا وہ بغاوت نہ کرے یہہ انکی خوش نصیبی تھی کہ انکی کمک آگئی اور انہون نے گوالیار کی سپاہ سے ہتھیار لے لیئے اور جس روز سٹورٹ کا کولم آیا اس دن ڈیورینڈ صاحب اس جا ملے اور ۲۴ کو کولم نے مئو کی طرف کوچ کیا پہلی اگست کو سمرول کے درہ سے گذر کر دوسرے روز مئو مین داخل ہوئے۔ نربدا کی لاین محفوظ ہوگئی۔

بڑے مباحثے یہہ ہوتے ہین کہ اس نازک زمانہ مین ہلکر خیر خواہ تھا یا بدخواہ۔ بعض اسکی بدخواہی پر یقین کرتے ہین بعض اب بھی یہہ یقین کرتے ہین کہ وہ ہوا کو دیکھ رہا تھا کہ کس طرف چلتی ہے بعض یہہ یقین کرتے ہین اسکی خیر خواہی مین کوئی کسر نہ تھی۔

اصلی واقعات کا بیان کرنا مورخ کا کام ہے وہ بیان کئے جاتے ہین۔ یہان اس امر کی تنقیح کی ضرورت نہین کہ ڈیورینڈ ہلکر کو ناپسند کرتا تھا یا ہلکر ڈیورینڈ کو ناپسند کرتا تھا۔ مگر یہہ بات مانی جاتی ہے کہ ڈیورینڈ ہلکر کی خصائل کا مدح خوان نہین تھا اور ہلکر ڈیورینڈ کو سر روبرٹ ہملٹن رزیڈنٹ سابق اندور کا قائم مقام کچھ مدت کے لیئے سمجھتا تھا جانتا تھا کہ وہ تھوڑے روز دن مین چلا جائیگا اس لیئے اس سے مصالحت کرنے کی چندان پروا نہین کرتا تھا۔

اس مین شک نہین کہ پہلی جولائی تک ڈیورنیڈ صاحب ہلکر کی خیر خواہی پر پورا اعتبار کرتے تھے۔ اس لیئے انہون نے جب مہاراج نے اپنی سپاہ بھیجی تو اسکو اپنی رسیڈنسی کی حفاظت کے لیئے منظور کرلیا۔ مگر جب اس سپاہ نے ابتراپنی توپین چلائین اور ہلکر کی طرف سے کوئی انکی مخالفت مزاحمت نہین ہوئی پھر انکے دل سے ہلکر کا اعتبار جاتا رہا مگر مہاراج نے پہلے ہی اطلاع دیدی تھی کہ سپاہ میرے اختیار مین نہین رہی پہلی جولائی سے پہلے ہی بعض سپاہیون نے ایسی اپنی سرکشی دکھائی تھی کہ مہاراج نے انکو باربرداری اور رسد دیگر اندوہ سے خارج کردیا تھا۔ قاعدہ ہے کہ بادشاہ خواہ کیساہی ہردلعزیز ہو۔ جب وہ اپنی سپاہ کے دلی یقینیات واعتقادات کے برخلاف کام کرتا ہے تو پھر وہ سپاہ پر حکمرانی نہین کرسکتا ہلکر اپنی سپاہ کو اس نازک وقت مین اپنے قابو واختیار مین نہین رکھ سکتا تھا اسنے راستبازی کے ساتھ ڈیورنیڈ صاحب سے کہدیا تھا کہ مین اپنی سپاہ پر اعتبار واعتماد نہین رکھتا۔

یکم جولائی کو جو سپاہ نے کام کیا اسکی مرضی کے خلاف کیا اس مین اسکو کچھ شرکت و سازش نہ تھی مہاراج خود اسکا سبب یہہ بیان کرتے ہین کہ اسوقت ہلڑ ایسا مچ رہا تھا کہ رسیڈنسی تک وہ نہین آسکتا تھا۔ ۹ بجے جب سعادتخان نے زخمی ہوکر مہاراج پاس گیا اور اسنے کہا کہ مین نے رسیڈنسی پر حملہ کیا اور ایک صاحب کو زخمی کیا تو ہلکر اسکو تھوڑی دیر قید کیا مگر وہ پھر آزاد ہوکر چلا گیا۔ اصل مین ہلکر کی حکمرانی سپاہ پر باقی نہین رہی تھی۔ چوتھی جولائی کو ہلکر گھوڑے پر سوار علم ہاتھ مین لیئے رسیڈنسی مین آیا تو باغی اول بتعظیم وتکریم پیش آئے مگر جب اُس نے انکے کہنے کو نہین مانا اور صاف صاف کہدیا کہ مین تمہارا طرفدار نہین ہون تو سپاہ نے اسکو گالیان دین اور کہا کہ جسونت راؤ ہلکر کی تو نالائق اولاد ہے۔

ہلکر کی خیرخواہی کی بڑی دلیل یہ ہے کہ جب باغیون نے اس سے ان عیسائیون کو مانگا جو اسکی پناہ مین تھے تو اسنے کہا کہ مین اپنا سردیدونگا مگر انکو نہین دونگا۔ بھلا اس سے زیادہ کیا اور خیرخواہی ہوسکتی ہے۔

غرض ہلکر کسی طرح باغیون کے ساتھ شریک نہین ہوا اور نہ اسکا کوئی عہدہ دار رشتہ دار انگریزون کے خلاف نہین ہوا۔ جب گورنمنٹ نے اسکو اپنا خیرخواہ تسلیم کرلیا تو اورنگ

ہلکر کی بیگناہی کا ثبوت

شبہات کرنے عبث ہین - ہندوستان کے راجاؤن اور نوابون و رئیسون کی سپاہ اپنی دلی نعمتون کی نسبت باغی انگریزی سپاہ کی زیادہ طرفدار تھی - انگریزی سپاہ سے لڑنے سے اسکی جان نکلتی تھی - وہ بالکل اپنے آقاؤن کے اختیار سے باہر ہو گئی تھی جو ہلکر کا حال تھا وہی سیندھیا اور راجاؤن کا تھا -

اب ہم سنٹرل انڈیا کا حال چھوڑ کر راجپوتانہ کا ذکر کرتے ہین جو اسکے ہمسایہ مین تھا

# باب دوازدہم

## راجپوتانہ اور جارج لارنس

### راجپوتانہ

راجپوتانہ مین جو راجپوتون کا ملک ہے اٹھارہ ریاستین تھین جنمین سے سترہ مین ہندو راج کرتے تھے اور صرف ٹونک مین مسلمان حکمران تھا -

کرنیل جارج لارنس بھائی ہنری لارنس اور جان لارنس کے تھے انمین اپنے دونو بھائیون کے بعض اوصاف تھے - ہم نے انکی صفاتِ جمیلہ اور خصائل حمیدہ کا اکثر جنگ افغانستان مین ذکر کیا ہے - وہ اسوقت راجپوتانہ مین رزیڈنٹ تھے - اس زمانہ مین اس عہدہ جلیلہ پر انکا ہونا نہایت موزون تھا - ان ہی کی دانشمندانہ تدابیر سے راجپوتانہ سنبھلا رہا -

اپریل مین کرنیل صاحب کوہ آبو پر تھے کہ ان پاس ۱۹ مئی کو دہلی و میرٹھ کے غدر کی خبر پہنچی تو کرنیل صاحب کو خیال ہوا کہ کل بنگال سپاہ ضرور بغاوت کریگی اسپر کچھ اعتبار نہین ہو سکتا راجپوتانہ مین اسوقت کروڑ آدمیون کی آبادی تھی - رقبہ اسکا ایک لاکھ مربع میل تھا اور اس رقبہ مین بنگال رسیڈنسی کی پانچہزار ہندوستانی سپاہ سب قسم کی تھی اور سوار بیس یوروپین سارجنٹون کے جو ہندوستانی رجمنٹون مین تھے اور چند یوروپین بیمار سپاہیون کے جو کوہ آبو پر ڈیسہ کی چھاونی سے بیمار ہو کر آئے تھے کوئی اور یوروپین سپاہی نہ تھا جو کام کے لایق ہو سب سے قریب چھاونی جسمین گورون کی سپاہ تھی

ڈیسہ تھین جو بمبئی ریسڈنسی مین آبو سے ڈیڑھ سو میل پر تھی

کرنیل لارنس کے اول خیالات مین سے یہہ ایک خیال تھا کہ اجمیر کے سلحہ خانہ کو جو معرض خطر مین ہے بچاؤ چاہیئے۔ اجمیر راجپوتانہ کا مرکز ہے اس مین انگریزی عملداری تھی اگر اس مین کوئی خرابی اور خلل پیدا ہوتا تو تمام راجپوتانہ مین اسکا اثر ہوتا۔ یہہ شہر مسلمان و ہندو دونو کی زیارت گاہ تھا اور اس مین راجپوتانہ کے بڑے بڑے دولت مند ساہوکار اور تجار رہتے تھے۔ ایک قلعہ ٹوٹا پھوٹا تھا اس مین سلحہ خانہ اور خزانہ رہتا تھا اور ایک کمپنی نمبر ۱۵ ہندوستانی رجمنٹ کی رہتی تھی مگر جب میرٹھ کی خبر نصیرآباد مین آئی تو وہان حکام فوجی نے یہہ خیال کر کے کہ چور پکڑنے کے لیئے چور مقرر کرنا چاہیئے اس رجمنٹ کی ایک کمپنی گرانڈیر کی اور بھیجدی تھی۔ اجمیر کے سلحہ خانہ مین تمام آلات اور سامان جنگ رہتا تھا جو کل راجپوتانہ مین کام آتا تھا۔ وہ میرٹھ کے غدر کی خبر آنے کے وقت اس رجمنٹ کی دو کمپنیون کی محافظت مین تھا کہ کرنیل اور اس کے تمام افسر بدخواہ جانتے تھے۔

یہہ ضرور تھا کہ اجمیر کا سلحہ خانہ باغیون کو نہ سپرد کیا جائے۔ کرنیل لارنس نے فوراً ڈیسہ کی فوج کے افسرون کو لکھا کہ وہ ہلکی میدانی سپاہ بھیجین جسکے سبب سے وہ اجمیر کے سلحہ خانہ کو بچا سکے اور نصیرآباد کی سپاہ کو ڈرائے ڈیسہ سے سپاہ روانہ ہوئی مگر اس سے پہلے اجمیر کے محفوظ رکھنے کی یہہ تدبیر کی گئی کہ ڈکسن صاحب نے میرواڑہ کی ایک پلٹن بھرتی کی تھی جس مین اونے قومون کے سپاہی تھے وہ برہمنون کی طرح یہہ تعصب نہین رکھتے تھے کہ کھانا پینا ہی مذہب ہے اس لیئے یہ امید تھی کہ وہ بنگال پلٹن کے ساتھ ہمدردی نہین کرین گے بلکہ وہ سرکار کے ساتھ خیرخواہی مین ثابت قدم رہین گے۔ اس لیئے یہہ امر ضروری معلوم ہوا کہ اجمیر مین اس پلٹن کی ایک کمپنی بھیجی جاوے۔ وہ اسوقت بیوبر مین مقیم تھی۔ ایک چھوٹی سی جگہ نصیرآباد کے جنوب مین ڈیسہ کی سڑک پر واقع ہے۔ بغیر کسی تامل کے ایک ہی دن مین ولسن صاحب کے حکم سے ڈبلیو کارنل صاحب اپنی پلٹن کے سو سپاہیون کو سینتیس [۳۷] میل رات کو جلدی جلدی طے کر کے صبح کو اجمیر مین لے آئے ان نو آمد سپاہیون نے سلحہ خانہ کو اپنی محافظت مین لے لیا اور نمبر ۱۵ رجمنٹ کی کمپنی نصیرآباد

بھیجدی کہ اپنی پلٹن سے وہان جا ملے۔ اسطرح راجپوتانہ آفت سے بچ گیا۔
یہہ پیر والا دنے جاٹ کے سرکار عالی وقار کے ساتھ تمام ایام غدر مین خیر خواہی مین ثابت قدم رہے
کرنیل لارنس نے یہہ خیال کیا کہ راجپوتانہ مین برٹش گورنمنٹ کا سلطہ برقرار رہنا اور عام امن
وامان کا قائم رہنا راجپوتانہ کے قدیمی راجاؤنکی وفاداری اور ثابت قدمی پر منحصر ہے
اس لیئے انہون نے ۲۳ مئی کو سب راجاؤن پاس اس مضمون کا اشتہار بھیجا کہ وہ اپنی
ریاست کی حدود کے اندر امن امان قائم رکھین اور اپنی اپنی ریاستون کی سرحدون پر
سپاہیون کو مجتمع رکھین تاکہ وہ ضرورت کے وقت برٹش گورنمنٹ کی مدد کر سکین اور انکے
ملک مین سے جو قومی باغیون کی جماعت گذرے تو اسے وہ بڑی گرمجوشی اور سرگرمی سے
مقابلہ کر سکین۔ علاوہ اسکے کرنیل لارنس نے تمام چھاونیون کے افسرون پاس احکام بھیجے کہ
وہ بڑی مستعدی وجد وجہد سے کام کرین اور بمبئی کی گورنمنٹ سے درخواست کی کہ یورپین
سپاہ جو ایران سے واپس آرہی ہے جسکی خدمات کی ضرورت ممالک مغربی مین ہے وہ
آگرہ کو گجرات اور راجپوتانہ کی راہ سے بھیجی جائین۔
دو چھاونیان نصیر آباد اور نیمچ کرنیل لارنس کے ماتحت تھین اور دونو مین رجمنٹیں اور بیٹریان
بالکل ہندوستانی تھین وہ انکو جانتے تھے کہ بغاوت ضرور کرینگین اس لیئے انہون نے
پیش بندی یہ کی تھی کہ ڈیسہ سے سپاہ منگائی تھی مگر پہلے اسکے کہ یہہ سپاہ آئے بلوہ ہوگیا
مگر اسنے آنکر یہان کے فساد کو بہت کم کردیا۔
نصیر آباد مین سپاہ نمبر ۱۵ اور ۳۰ ہندوستانی پیدلون کی رجمنٹین اور ایک ہندوستانی
بیٹری اور پہلا بمبئی کا لین سر رہتا تھا۔ میرٹھ کی خبر آتے ہی نمبر ۱۵ رجمنٹ کا بگڑجانا مشہور
ہوگیا تھا۔ اس کے لیئے احتیاطین کی جاتی تھین۔ اول لین سر کے سوار جو معتبر سمجھے جاتے
تھے رات بھر گشت کرتے تھے۔ توپین گراپون سے بھری رہتی تھین۔
۲۸ کو چار بجے نمبر ۱۵ رجمنٹ نے بغاوت کر کے توپون پر قبضہ کرلیا۔ غیر آئینی رسالہ تیرہ نمبر دار کو
جسکی وفاداری پر ابتک اعتبار کیا جاتا تھا حکم دیا گیا کہ حملہ کر کے توپون کو چھین لے چنانچہ
اسنے حکم کی تعمیل کی اور حملہ کیا مگر جب توپین چند گز کے فاصلہ پر رہ گئین تو یہ سوار تین تین ہو کر

چلے آئے اور انکو اپنے افسرون کے تنہا چھوڑ دینے سے کچھ شرم نہ آئی۔ ان افسرون نے بڑی بہادری سے حملہ کیا مگر کچھ فائدہ نہین ہوا۔ دو افسر مارے گئے اور دو زخمی ہوئے الغرض برگیڈیر نے یہہ دیکھکر کہ کمک کو کوئی نہین آتا تو تمام یوروپین افسرون کی عورتون اور بچون کو ہمراہ لیکر بیور کو روانہ ہوئے۔ باغیون نے تمام نصیر آباد مین چھاونی اور سرکاری اور غیر سرکاری بنگلون اور کوٹھیون کو جلا کر تباہ و خاک سیاہ کر دیا اور دوسرے روز دہلی کو روانہ ہوئے۔ اس بغاوت کی خبر کوہ آبو پر کرنیل لارنس کو یکم جون کو ہوئی۔ وہ ڈاک گاڑی مین بیور مین آئے۔ یہان لفٹنٹ گورنر کا آگرہ کا حکم ان پاس آیا کہ وہ تمام راجپوتانہ کی فوج کے برگیڈیر جنرل یعنی سپہ سالار مقرر ہوئے۔ اسطرح انکو فوجی و ملکی اختیارات دونو راجپوتانہ مین مل گئے۔

نصیر آباد سے جنوب مین ڈیڑھ سو میل کے فاصلہ پر نیمچ کی چھاونی تھی۔ یہان نمبر ۷ رجمنٹ ہندوستانی پیدل کی اور نمبر ۲ رجمنٹ گوالیار کنٹنجنٹ کی اور پہلا بنگال سوارون کا ایک ونگ رہتا تھا۔ ۳ جون تک سپاہ نے بغاوت نہین کی۔ جب ۲۸ مئی کو نصیر آباد کی سپاہ نے بغاوت کی تو نیمچ مین سپاہ نے بغاوت کا ارادہ کیا۔ ۳ جون کی شب کو انہون نے چھاونی کو جلایا اور جیلخانہ کو توڑا اور خزانہ کو لوٹ لیا۔ اول گوالیار کنٹنجنٹ نے خیر خواہی کا اظہار کیا مگر پھر وہ بھی اپنے ہمراہیونکے ساتھ لوٹ مین شریک ہو گئے۔ افسرون کی جانین نہین تلف ہوئین ایک سارجنٹ کی بی بی اور تین بچے مارے گئے اور باقی افسر مع عورتون اور بچون کے ایک گاؤن مین بھاگے جو اودے پور سے ۵۰ میل کے قریب تھا انہون نے رانا اودے پور سے مدد مانگی رانا نے حکم سے راو ...ان انتظام اور ترتیب کے ساتھ آگرہ کی راہ سے دہلی روانہ ہوئی۔ اس باغی سپاہ کی روانگی کے بعد کپتان لائد سپرنٹنڈنٹ نیمچ یہان آئے اور انہون نے اپنی عدالت اور حکومت پھر جاری کی جو چند گھنٹون کے لیئے ملتوی ہو گئی تھی۔ کرنیل ڈکسن کمشنر مر گئے تھے انکا کام بھی جنرل لارنس کے سپرد ہوا۔ وہ تمام کام یہان اس طرح کرتے تھے جسطرح کہ امن کے زمانہ مین۔

۱۲۔ جون کو ڈیسہ کی سپاہ نصیر آباد مین آن پہنچی اس سپاہ مین چار سو توانا سپاہی ۸۳ پلٹن کی رجمنٹ کے تھے اور نمبر ۱۲ بمبئی کی ہندوستانی پیدلون کی رجمنٹ اور ایک ترپ یورپین ہیوی توپخانہ کا تھا

کرنیل لارنس نے حکم دیا کہ سپاہی قلعہ اجمیر مین کمپنی کی کمک کے لیئے بھیجی جائین - پھر جنرل لارنس نے اجمیر کو اپنا ہیڈ کوارٹرس بنالیا وہ بیور اور نصیر آباد کو کبھی کبھی جاتے تھے - سلح خانہ کے حفاظت کامل کے لیئے بیہ امر ضروری تھا کہ تاراگڈھ کی پہاڑی پر جو قلعہ ہے اس مین کسیقدر فوج متعین کی جائے کہ یگزین اور شہر کو اپنی دیدبانی مین رکھے چونکہ اس مطلب کے لیئے کافی سپاہ بہم پہنچ سکی تو اسکی محافظت مسلمانون کے سپرد کی - یہان مسلمانون کے کسی بزرگ کا مزار تھا اُس لیئے وہان کے سجادہ نشین نے نہایت خوشی سے بتمنا اسکی حفاظت اپنے ذمے لی اور بخوبی اپنے کام کو انجام دیا -

یہہ تو ناممکن تھا کہ جنرل لارنس بذات خود ہر ریاست مین جاکر سارے کام خود کرتے انہون نے تو بھی بڑے کار ہا نمایان کیئے کہ اجمیر کا سلح خانہ بچا دیا اور نصیر آباد اور نیمچ کو جو مرکز بغاوت تھے اپنے پھر قبضہ کرلیا اب آگے چند صفحون مین انکے نائبون کے کام لکھے جاتے ہین جو راجپوتانہ مین انہون نے کیئے -

جی پور مین میجر ولیم ایڈن صاحب ہوشیار بردخوش لیاقت مستقل مزاج ایجنٹ تھے اور مہاراجہ رام سنگھ راج کرتے تھے - مہاراج نے عمدہ تعلیم پائی تھی وہ راجپوتانہ کی تاریخ سے خوب ماہر تھے اور برٹش گورنمنٹ سے صداقت کے ساتھ محبت رکھتے تھے - میجر ایڈن صاحب جس خیر خواہی کے کرنے کی انسے استدعا کرتے تھے وہ اسکو بدل وجان کرنے کو موجود تھے یہی حال انکی رعایا کا تھا مگر سپاہ کا حال یہہ نہین تھا - انکی سپاہ مین بھی لوبیے سپاہی تھے جنکے دل برٹش گورنمنٹ سے برگشتہ تھے - اندور اور گوالیار کے حالات دیکھنے سے ثابت ہوتا تھا کہ شرقی سپاہیون مین جب جوش مذہبی اُٹھتا ہے تو نہ انکا راجہ نہ انکا باپ اسکو دبا سکتا ہے - مہاراج کی پانچہزار سپاہ نے میدان جنگ مین جانے کے لیئے سفر کیا اور وہ اضلاع متھرا اور گوڑگانوہ کی طرف گئین کہ اضلاع مین بندوبست قائم رکھین اور سول گورنمنٹ کو دوبارہ قائم کرین مگر جلدی سے یہ بات ظاہر ہوگئی کہ اس سپاہ سے یہہ دونو کام اس حالت مین نہین ہوسکتے جسمین باغیون سے لڑائی کرنی پڑے - جہان لڑائی ہوئی انہون نے بغاوت و سرتابی کی - سیعہور کے سوار دنگی

راجپوتانہ کی ریاستون مین کیا ہوا جنرل لارنس کے ماتحت افسرون کی کارروائیان
جے پور - میجر ایڈن صاحب - مہاراجہ رام سنگھ

طرح وہ یورپ مین مفرورین کی جانین بچانے کو موجود تھے مگر لڑائی مین حملہ کرنے سے جان چراتے تھے اسلیئے یہہ پانچہزار سپاہ پھر جے پور کے ملک مین واپس بلالی گئی۔

جودھ پور مین ایجنٹ کپتان سوک مین صاحب تھے جو بڑے عالی دماغ روشنضمیر بلند حوصلہ تھے۔ مہاراجہ تخت سنگھ راج کرتے تھے جنسے انکے بھائی بند ٹھاکر ناراض رہتے تھے مہاراج سمجھتے تھے کہ میرا ان ٹھاکرون کے ہاتھ سے محفوظ رکھنا برٹش گورنمنٹ ہی کے طفیل سے ہے اسلیئے وہ سرکار کے نیک خواہ تھے انہون نے اپنی کنٹنجنٹ سپاہ دو ہزار سپاہیون کی اور چھ توپون کی ایجنٹ کے حوالہ کین۔ جون تک جودھ پور مین خیر و عافیت رہی اسکے بعد جو واقعات وقوع مین آئے وہ آیندہ بیان کئے جائینگے۔

بھرت پور مین میجر نکسن صاحب ایجنٹ تھے۔ راجہ کے دربار اور اسکی سپاہ کی بغاوت کا حال پہلے بیان ہو چکا ہے

الور مین کوئی پولیٹکل ایجنٹ نہین تھا۔ راو راجہ بنے سنگھ راج کرتا تھا انہون نے اپنی تھوڑی سی فوج انگریزون کی خدمت کے لیئے بھیجی مگر وہ باغی ہوگئی پھر مہاراج کا خود جلد انتقال ہوگیا۔

اودے پور مین رانا سروپ سنگھ راج کرتے تھے انکا بھی اپنے بھائی بند ٹھاکرون سے عناد و فساد رہتا تھا۔ جب میرٹھ کی خبر آئی ہے تو یہان کے پولیٹکل ایجنٹ کپتان شورس صاحب کوہ آبو پر تھے۔ جب کرنیل لارنس نے انکو اودے پور جانے کا حکم دیا تو وہ اودے پور نہین گئے۔ اور بھی عدول حکمیان کین جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ وہ پولیٹکل ایجنٹ کے عہدہ سے برخاست کئے گئے اور پھر انکی خدمات ملیٹری سررشتہ سے متعلق کی گئین۔

ہم نے راجپوتانہ کا حال آخر ماہ جون تک لکھا ہے۔ جب بغاوت کا ہنگامہ برپا ہوا تو اجمیر کا سلحہ خانہ محفوظ کیا گیا۔ نیمچ اور نصیر آباد مین جو سپاہ نے بغاوت کی تو اس کے کچھ عرصہ کے بعد پھر انگریزی عملداری قائم ہوگئی۔ اگر راجپوتانہ مین سرکشی ہوتی تو آگرہ مین بڑی زحمت تھی۔

---

جودھ پور

بھرت پور

الور

اودے پور

خلاصہ

# باب سوم
## آگرہ اور ساسیہ

### آگرہ کا حال جون کے آخر دو ہفتے مین

پہلے تین بابون مین جو حالات اور واقعات بیان ہوئے ہین انہون نے آگرہ کی حالت پر بڑا اثر کیا کہ آخر جون مین اسکا سنبھالنا مشکل ہو گیا۔ جمنا کے داہین کنارہ کا جو ملک تھا وہ سب برٹش گورنمنٹ سے برگشتہ ہو گیا۔ جمنا کے باہین کنارہ کے ملک مین بھی فتنہ و فساد کے شعلے اٹھ رہے تھے۔ غرض جون کے آخر ہفتہ مین ممالک مغربی کا دارالسلطنت تنہا بے پناہ رہ گیا تھا اور ابھی آیندہ اس کے لئے بُرے دن آنے والے تھے۔

۱۴- جون کو گوالیار کنٹنجنٹ نے سرکشی کی تھی وہان سے یوروپین بھاگ بھاگ کر آگرہ مین آتے تھے۔ یہان انکی سب طرح کی خاطرداری کی جاتی تھی اور انکی آسائش و آرام کا سامان مہیا کیا جاتا تھا۔ آگرہ کی محافظت وولنٹیریون کے سپرد تھی جسکے افسر برنڈر گینعٹ صاحب تھے سوا ان کے یوروپین سپاہ تھی جس مین ساڑھے چھ سو سپاہی لڑنے والے تھے۔ ان محافظین کے سوا ہندوستانی پولس محافظ سمجھا جاتا تھا جسپر ناحق اعتماد کیا جاتا تھا وہ باغیون سے سازش رکھتا تھا افواہ اڑ رہی تھی کہ نصیر آباد اور نیمچ کی باغی سپاہ دو ہزار چھ سو سپاہیون کی بارہ توپین لئے ہوئے آگرہ پر حملہ کرنے کے لیئے چلی آتی ہے۔ جب لفٹنٹ گورنر کو یہہ تحقیق معلوم ہو گیا کہ باغی آگرہ پر حملہ کرنے کے لیئے چلے آتے ہین تو انہون نے حکم دیدیا کہ عیسائیون کی عورتین اور بچے قلعے مین چلے جائین۔ مگر اسباب فقط اتنا ساتھ لے جائین جو ایک تھیلے مین آ سکے جسکو ہاتھ مین اٹھا سکین اس سے زیادہ نہ ہو۔ اس زیادہ اسباب کے لیجانے کی ممانعت کے سبب سے سیکڑون خانمان برباد ہو گئے۔ اسوقت سے قلعہ مین رسد کے سامان بہم پہنچانے مین زیادہ سعی ہونے لگی۔

۲- جولائی کو فتح پور سیکری مین جو آگرہ سے تیئس میل پر ہے باغی لشکر آگیا۔ پہلے بیان کیا گیا ہے کہ لفٹنٹ گورنر کی درخواست سے مہاراجہ گوالیار کی کنٹنجنٹ سپاہ بھیجی گئی تھی وہ ضلع آگرہ اور ضلع علی گڈھ مین انتظام کرنے کے لیئے گئی ہوئی تھی اسوقت دار السلطنت مین موجود نہین تھی۔ اس کے بعد کوٹہ کے کنٹنجنٹ سپاہ کا ایک دستہ آیا وہ آگرہ مین مقیم تھا۔ نواب سیف اللہ خان قرولی کے چھ سو توڑہ دار بندوقچیون اور بھرت پور کے تین سو سوارون کی اور دو بینی توپون کی افسری کر رہے تھے وہ ایک بڑے ہوشیار دلاور ڈپٹی کلکٹر تھے۔ اس تمام لشکر کی افسری لفٹنٹ ہنڈرسن صاحب لفٹنٹ گورنر کے ایجنٹ بن کے کر رہے تھے۔

۲- جولائی کو جب یہہ معلوم ہوا کہ باغی لشکر فتح پور سیکری مین آگیا ہے تو کوٹہ کی سپاہ چھاونی مین محافظت کے لیئے بھیجی گئی اور سیف اللہ خان کی سپاہ کو حکم ہوا کہ وہ شاہگنج مین جو فتح پور سیکری کی سڑک پر ہے جائے۔ اس دن ۲- جولائی کو کولون صاحب ایسے بیمار ہو گئے کہ وہ اپنا کام نہین کر سکتے تھے اس لیئے انہون نے اپنا کام ایک کونسل کے سپرد کیا جسکے تین ممبر ریڈ صاحب ممبر اعلے صدر بورڈ اور برگیڈیر پول وائیل اور میجر لیک مونڈ تھے۔

اس کونسل نے یہہ سمجھ کر کہ جب باغیون کا حملہ ہوگا تو جیلخانہ مین قیدی رہا ہو جائین گے اور وہ شہر مین بڑا دنگہ فساد مچائین گے انکو قابو مین رکھنا دشوار ہو گا اس لیے جیلخانہ سے تمو مقدر قیدی جمنا پار لیجا کر چھوڑ دیئے گئے۔ قلعہ کے قریب جو پیپون کا پل جمنا کا تھا وہ بھی توڑ دیا کہ اس طرف سے باغی شہر مین نہ آسکین۔ ہندوستانی عیسائی بھی قلعہ مین داخل کیے گئے۔ سیف اللہ خان پاس جو توپین تھین قلعہ مین لا کر میگزین مین لگانے کی تجویز ہوئی اور کوٹہ کے کنٹنجنٹ کی وفاداری مشتبہ تھی اس لیئے اسکی خیرخواہی کا امتحان اسطرح کیا گیا کہ اسکو حکم ہوا کہ وہ باغیون کے لشکر پر جو آگے بڑھا چلا آتا ہے حملہ آور ہو۔

جب اس سپاہ سے توپین مانگی گئین اور اسکو باغیون پر حملہ کرنے کا حکم ہوا تو اسنے بغاوت اختیار کی اور اپنے یورپین افسرون پر گولیان چلائین جنکا اثر کچھ نہین ہوا وہ باغیون پر

باغیون کا فتح پور سیکری مین آنا اور آگرہ مین [illegible] چھاونی کی سپاہ کا بلانا

۲- جولائی کو کونسل کا مقرر ہونا اور کوٹہ کی سپاہ کی بغاوت

حملہ کرنے کی جگہ پانے جائے۔ نواب سیف اللہ خان نے جب کہا کہ قرولی کی سپاہ قابل اعتبار نہین ہے
تو اسکو حکم ہوا کہ وہ سپاہ کو قرولی لے جائے

جناب ممدوح کی علالت مین کمی ہوئی تو وہ ۴۔ جولائی کی شام کو قلعہ مین داخل ہوئے اور اپنے
عہدہ کے کام کو سرانجام دینے لگے۔ ۵۔ جولائی کو باغی قریب آگئے۔ فتح پور سیکری مین باغیون کا
لشکر بہت بڑھ گیا تھا۔ اب اس مین چار ہزار کے قریب پیادے اور پندرہ سو سوار تھے اور گیارہ
توپین تھین بریگیڈیر پول دہیل پاس بتفصیل ذیل سپاہ تھی۔ تیسری یوروپین رجمنٹ کے پانچسو ساٹھ
سپاہی اور ایک بیٹری جسکے گولہ انداز مع افسرون کے ساٹھ اور چون ہندوستانی توپخانہ کے
ہنکانے والے اور پچپن سوار ملیشیا کے اور پچاس ملیٹری اور سویلین افسر جو آگرہ مین پناہ گزین
ہوئے تھے۔

اس تاریخ کی صبح کو بہت سویرے کرنیل فریزر نے بریگیڈیر پول دہیل سے عرض کی کہ یہہ وقت
ایسا ہے کہ اس مین یہہ بہتر ہے کہ ہم آگے جاکر باغیون پر حملہ کرین۔ بریگیڈیر نے اس سے انکار کردیا۔
مگر جب معلوم ہوا کہ باغی اسپر حملہ کرنے کو آتے ہین تو اسنے فریزر صاحب کی صلاح پر دوبارہ
سوچ بچار کیا۔ اب دو طریقے اسکے سامنے تھے ایک یہہ کہ وہ قلعہ نشین اس سبب سے
ہو کہ اس پاس ایسی بزردست سپاہ نہین تھی کہ وہ سارے آگرہ کی محافظت اس باغی
سپاہ سے کرسکتا جسکی تعداد اسکی سپاہ سے بہت زیادہ تھی۔ دوسرا طریقہ یہہ تھا کہ وہ سفر کرکے
باغیون پر حملہ کرکے انکو ایسی شکست دیتا کہ انکا حوصلہ ہی یہہ نہ ہوتا کہ وہ آگرہ پر دست درازی
کرتے۔ اس برٹش افسر نے جسکے پاس آٹھ سو برٹش سپاہی تھے یہہ مناسب جانا کہ آگے بڑھ کر
بہادرانہ حملہ کرنا بڑی ہوشیاری و دانائی ہے۔

دوپہر سے پہلے یہہ تھوڑی سپاہ پریڈ کے میدان سے روانہ ہوئی۔ تین میل اس نے
سفر کیا تھا کہ اسکو دشمن نظر آیا کہ وہ گاؤن ساسیہ کے پیچھے مقیم ہے اور اسنے توپین اپنے
دونو بازوؤن پر ٹیلون اور درختون کی آڑ مین لگا رکھی ہین اس کے بائین طرف کے توپخانہ نے
توپین چلانی شروع کین۔ پول دہیل صاحب نے اپنے سپاہیون کو ٹھیرا کر ٹیلون کو
حکم دیا کہ وہ لیٹ جائین اور توپخانہ کو دو حصون مین منقسم کرکے اپنی سپاہ کے دونو بازوؤن پر

قائم کیا اور انکے دشمنون کی توپون کے جواب مین چلانا شروع کیا۔ اگرچہ توپخانہ کے افسرون نے بہادری سے کام کیے مگر دشمنون کا توپخانہ ایسا زبردست تھا کہ اسنے انگریزی توپون کی دو پہیون کو اڑا دیا اور تیسری توپ کو گرا دیا۔ افسرون نے یہہ دیکھکر کہ میگزین ختم ہونے کو ہے پول ہول سے یہہ درخواست کی کہ وہ آگے بڑھنے کا حکم عام دے۔ پیدل بیکار پڑے پڑے بیتاب تھے کہ انکو دشمنون پر حملہ کرنے کا حکم ہو۔ مگر پول ہول صاحب کو یہہ خوف تھا کہ سپاہ تھوڑی ہے اسطرح کرنے سے اسکی تعداد اور بھی کم ہو جائیگی اس لیئے اسنے حکم مطلوب نہین دیا۔ اگر جنرل مین معمولی عقل بھی ہوتی تو وہ یہہ سمجھتا کہ جس مطلب کے لیئے وہ آیا تھا اچھی طرح یون ہی حاصل ہو سکتا تھا کہ وہ آگے بڑھکر دشمنون کی سنگینون سے خبر لیتا جسنے ہمیشہ ہندوستانی لشکرون مین ایسا خوف پیدا ہوتا تھا کہ وہ بھاگ جاتے تھے۔ ہول ایسا جنرل تھا کہ جسمانی جرات عقل جبلی کی مکافات نہین کر سکتی تھی وہ پیدلون کو اس وقت کام مین لایا کہ توپخانہ کا میگزین بالکل ہو چکا تھا اور دشمنون کے سوارون نے نصف بیٹری پر حملہ کیا تھا مگر اب وقت ہاتھ سے نکل گیا تھا۔ پیدلون نے اپنی بڑی بہادری لڑائی مین دکھائی کہ دشمنون کو گاؤن سے پرے ہٹا دیا آس پاس کی عمارتون مین اسکو دھکیل دیا۔ مگر توپخانہ انکی حمایت کے لیئے نہ تھا کہ آگے وہ کچھ اور کام کرتے۔ غرض انہون نے باغیون کو بھگا دیا مگر انپر فتح نہین حاصل کر سکے اب پول ہول نے دیکھا کہ باغی اسکی مراجعت کا رستہ بند کرنے کو ہین اسنے سپاہ کو حکم دیا کہ وہ آگرہ کو الٹے چلے۔

اس اثنا مین قلعہ مین عورتین انتظار مین بیٹھی تھین کہ لڑائی کا نتیجہ کیا ہوتا ہے جسپر انکی جان کی سلامتی منحصر تھی۔ جن عورتون کے خاوند لڑائی مین گئے ہوئے تھے ان کا دل بڑا مضطرب تھا۔ تین گھنٹے سے برابر وہ توپون کی لڑائیون کی آوازین سن رہی تھین بعض ان مین سے بیقرار ہو کر دہلی دروازہ کے اوپر جو جھنڈا لگا ہوا تھا اسکے نیچے آکر بیٹھین تاکہ دونو سپاہون کی حرکتون کو دیکھین مگر یہہ دیکھ کر انکو بڑی مایوسی ہوئی کہ انکے ہم ملک تو واپس چلے آتے ہین اور انکے پیچھے سے دشمنون کے سوار بڑی سرگرمی سے انکو دبانے چلے آتے ہین۔ فی الحال سپاہون کا ایک گروہ گرد آلودہ اور خون آلودہ قلعہ مین با نالی

پکارتا ہوا داخل ہوا۔ یہہ دیکھہ کر عورتون اپنے رنج والم کو بھول گئین۔ انہین سے بعض بیامر بچھانے کے سامان کے لئے دوڑی گئین بعض زخمیون کے بسترون پاس بیٹھ کے تیمارداری کرنے لگین۔ توپخانہ کے کپتان ڈی اومن نے اپنے مرتے وقت یہہ الفاظ کہے کہ میری قبر پر ایک پتھر رکھو اور یہہ لکھو کہ مین اپنی توپون پر لڑتا ہوا مر گیا۔ اسوقت آگرہ کے بدمعاشون نے باغیون کو فتحمند سمجھ کر چھاؤنی کے مکانون کو جلایا اور اس اسباب کو غارت کیا جو لفٹنٹ گورنر کے حکم سے قلعہ مین نہین داخل ہونے پایا تھا اور عیسائیون کو قتل کیا جو شہر مین ابتک پڑے تھے۔ قلعہ کے اندر ایک مرتفع زمین پر اسکے پناہ گزینون کا مجمع زخمیون کے غل غپاڑہ کو سن رہا تھا اور بیکسی وبیچارگی کی حالت مین دیکھہ رہا تھا کہ انکے گھرون مین شعلے اٹھہ اٹھہ کے جمنا کے پانی پر اور تاج گنج کے سنگ مرمر پر اپنا پرتو ڈال رہے ہین دو دن تک آگرہ کی یہی حالت رہی تیسرے دن جب راجہ رام نے جاکر کہا کہ اب شہر مین کوئی باغی نہین رہا تو ڈرمنڈ صاحب مجسٹریٹ آگرہ شہر مین آئے اور بندوبست کر لیا۔ تو پھر اہل قلعہ کو شہر والونکا خوف کچھہ نہین رہا۔

قلعہ کے اندر قریب چھہ ہزار آدمیون کے جمع ہو گئے تھے وہ اپنے تئین مقید جانتے تھے۔ اور قید کی میعاد کو نہین جانتے تھے کہ کتنے دنون رہیگی۔ قلعہ کے اندر مختلف قسم کی عمارت تھین۔ گورنمنٹ کی صاف عمارتین سنگ مرمر کے بڑے بڑے کمرے۔ خوبصورت مسجدین برورج۔ کوشکین اور بڑے شاندار محل۔ ان مکانون مین سب رہتے تھے۔ مقیدون کو میون پاس وہ سامان آسائش تھا جو اس حالت مین حاصل ہو سکتا تھا قلعہ مین جو مفرد ہو کر آئے تھے انمین مختلف نسلون اور مذہبون اور پیشون کے آدمی تھے۔ سپاہی سولجین۔ انگلش لیڈیان انکے بچے یوروشین۔ ہندوستانی ملازم۔ مونکس (راہب) اور نن نٹ وسرکس والے جو ایک فرانسیسی کمپنی کے تھے۔ اگرچہ ابتدا مین کچھہ ابتری تھی مگر پھر بہت اچھی طرح انتظام ہو گیا اور ہر قسم کے آدمیون کے لئے مکانات مقرر ہو گئے اور سب مکانات پر نمبر لگ گئے۔ اسوقت سب مذہب کے آدمی آپس مین ہمدردی ومدد کرنے مین اور ایک دوسرے کی مصیبت کم کرنے مین متفق تھے موتی مسجد زخمیون کی اسپتال تھی جس مین عورتین

تیمارداری کرتی تھین۔ صبح سے شام تک سول اور ملیٹری افسر اپنے اپنے کامون مین لگے رہتے تھے۔ بہت سی لیڈیان تھین جو اپنی قید کی تکالیف کو بھول گئی تھین وہ زخمیون کی تیمارداری کرتی تھین یا بچون کو پڑھاتی تھین مگر بعض انہین بیکار رہنے سے گھبراتی تھین قلعہ مین نہ کسی کو بھوکے رہنے کا خوف تھا نہ کسی کو یہہ ڈر تھا کہ کوئی اسکو گولی ماریگا بہت سے بہادر قلعہ مین ایسے تھے کہ وہ اپنی ہم قومون پر طعن و تشنیع کرتے تھے کہ یہہ کیا نامردی کی زندگی ہے کہ قلعہ مین مقید پڑے ہین گو دشمنون کی تعداد زیادہ ہو مگر چند سو توانا و تنومند سپاہیون کا بیکار پڑا رہنا شجاعت و دلاوری کا مقتضا نہین ہے۔ ہم محصور نہین ہین مگر محصورین کی سی تکلیف اٹھاتے ہین ہمکو چاہیئے اپنے گرد کے ملک مین اپنی سلطنت پھر جمائین اور لوگون کے دلون سے اس تمام یقین کو دور کرین کہ انگریزی عملداری بالکل جاتی رہے اس لیئے علی گڈہ پر لشکر کشی ہوئی۔

[illegible]

کرنیل کوٹن صاحب بریگیڈیر پول ویل کی جگہ مقرر ہوئے تھے انہون نے تین گورون کی کمپنیان اور تین توپین اور تیس و لنٹیر اور چند معتبر ہندوستانی سوار یہہ سب میجر مونٹ گومری کے ماتحت ۲۰۔ اگست کو آگرہ سے روانہ کیئے یہہ سپاہ ۲۴۔ اگست کو علی گڈہ مین آئی یہان ایک دیوار دار احاطہ مین بہت سے جہادی اور تیسرے رسالہ کے کچھ سوار تھے۔ انپر حملہ کیا جہادی خوب لڑے مگر شکست پاکر بھاگے اور انکے دوست بھی علی گڈھ سے معزول ہوئے۔

لفٹنٹ گورنر کی وفات

اسوقت لفٹنٹ گورنر کی زندگی تلخی سے گذرتی تھی وہ اپنے دل مین سمجھتے تھے کہ مین کوئی کام جو میرے عہدہ کے لیئے سزاوار ہے نہین کرسکتا۔ علاوہ ان امتحانات کے ان پاس خطوط طعنہ آمیز ایسے آدمیون کے آتے تھے جنکو انکی مدد کرنی چاہیئے تھی بتدریج انکی صحت بگڑتی گئی۔ ڈاکٹرون نے ہرچند انکو سمجھایا کہ اگر آپ آرام نہیں کرینگے تو آپ کی جان جاتی رہیگی مگر وہ اپنے ملک کی خدمت گزاری اپنی نہایت عمدہ لیاقت و قابلیت سے کرتے رہے اور ۹ ستمبر کو اس دنیا سے رخصت ہوئے۔

اگرچہ وہ دنیا کے ہیروؤن مین سے نہ تھے مگر بغاوت کی تاریخ مین انکے بڑے بڑے

لکھے جاتے ہین جنہین انکو بہادرانہ ناکامیابیان ہوئین وہ آخردم تک اپنی خدمات کے بجالانے مین راست بازا یماندار رہے وہ ان جوابدہیون کا مقابلہ کرتے رہے جنکو وہ جانتے تھے کہ میرے واسطے بہت بری ہین۔ جب تک انگلنڈ مین ان آدمیون کی قدرشناسی چلی جائیگی جو اپنے فرائض خدمت کے ادا کرنے مین جدوجہد کرتے ہین۔ کولون صاحب کا نام بھی تعظیم وتکریم کے ساتھ انکے اہل وطن لینگے اوران کے یہ آخری الفاظ جو مرنے کے وقت کہے ہین بعض آدمی یاد رکہین گے کہ خداتعالے نے جس بوجھ کو میرے اٹھانے کے لیئے مقرر کیا مین اس کے اٹھانے سے کبھی جھجکا نہین مین نے اپنے سچے دل سے ہمیشہ یہہ قصد کیا کہ مین خدا کے اور انسان کے ناراض کرنے سے پرہیز کرون

# باب چہارم

## ممالک شمالی ومغربی

ہم نے پہلے علی گڈھ ومین پوری واٹاوہ وبلندشہر کی بغاوتون کا ذکر کیا ہے اب اوراس کے متصل کے اضلاع کی سرکشیون کا ذکر کرتے ہین۔

مہاراجہ سیندھیا نے جو سپاہ لفٹنٹ گورنر پاس بھیجی تھی اس مین سے لفٹنٹ کوک برن تین سوتیس سپاہیون کو ساتھ لیکر ۱۳ مئی کو روانہ ہوئے اور ۲۶ مئی کو علی گڈہ مین پہنچے۔ اول ہاتھرس مین انگریز تھے انکے بچانے کے لیئے وہ یہان آئے۔ ہاتھرس مین انکے سو سوارون نے جنہین اکثر مسلمان تھے سرکشی کی اور ضلع کے دہاتیون کو اغوا کرنا شروع کیا۔ کوک برن نے گوان کے سوارون کی تعداد ایک سو تینتیس رہ گئی تھی۔ باغیون کو پھندے مین پھنسانے کی یہہ ترکیب کی۔ ایک گاڑی مین پردہ کے اندر چار سوارون کو مسلح کرکے بٹھایا اور باغیون کی طرف گاڑی کو بھیجا اور آپ خود اس کے پیچھے درختون کے سایہ مین سوارون سمیت چلے۔ جب گاڑی باغیون کے سامنے

توانہون نے یہہ جانا کہ کوئی عورت اس مین بیٹھی ہوگی وہ اسکی طرف لپک کر دوڑے تو گاڑی کے اندر کے سوارون نے انپر گولیان چلائین تو انکی آواز سنکر کوک برن صاحب باغیون پر دوڑے اوران مین سے اڑتالیس کو ہلاک کیا اور سب کو بھگا دیا۔

پہلے سوارون کے رسالہ نے ہاترس مین سرکشی کی اور اپنے افسرون سے کہا آپ چلے جائین۔ دوسرے دن پھر سوارون کے دوسرے رسالہ اور توپخانے کے گولاندازون نے بغاوت کی اور اپنے افسرون سے کہا کہ اب ہم کو آپ کی ضرورت نہین ہے باغی رسالے آپس مین مل گئے اور انکے افسر آگرہ کو چلے گئے تعجب کی بات یہہ ہے کہ اسی کنٹنجنٹ کے پیادون نے اپنا انگریزون کے خون کا پیاسا ہونا دکھلایا باوجودیکہ انمین بیسوین حصے ہندو تھے رسالون مین مسلمان زیادہ تھے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ بغاوت کا سبب زیادہ جات کا تھا

وولنٹیر جو گھوڑون پر چڑہنا اچھا جانتے تھے وہ دفترون کے کلرک اور دکاندار اور نیل کے زراعت کار تھے انہون نے بھی عمدہ خدمات کین۔ ایک نیل کی کوٹھی مین انکے ہموطن چھ سات گھرے ہوئے تھے انکا بچانا پہلا کام انکا تھا وہ علی گڈھ دوڑے گئے اور یہان سٹرویٹ سن صاحب ضلع کے مجسٹریٹ سے جو بڑے بہادر عالی ہمت تھے مل گئے مگر وہاتیون کا مقابلہ نہین کرسکے اس لیئے آگرہ کو واپس چلے گئے انمین سے بارہ نے فرار کی عار کو پسند نہین کیا وہ علی گڈھ سے پانچ میل پر ایک نیل کی کوٹھی مین رہگئے جب گوالیار کے سوار باغی ہوئے تو وہ بھی آگرہ چلے آئے۔ یہہ آگرہ کے وولنٹیر متھرا کی سڑک کے پکٹ بن کے بیٹھے تھے کہ نصیر آباد کی باغی سپاہ کی دیدبانی کرین۔ جمنا کے باہین کنارہ پر سب ہی جگہہ بغاوت پھیل گئی۔

سہارنپور

سہارنپور ایک ضلع کا صدر مقام ہے جب میرٹھہ مین بغاوت ہوئی تو اس مین چھ یا سات یوروپین تھے جنمین کلرک بھی شامل تھے اور اتنے ہی یوریشین رہتے تھے۔ خزانہ پر ستر اسی سپاہی مقرر تھا وہ کی رجمنٹ نمبر ۲۹ کے مامور تھے جنکا افسر بھی ہندوستانی تھا۔ اور جیل خانہ اور انگریزی افسرون کی کوٹھیون پر پہرہ چوکی دینے والے سو سپاہی تھے اور تمام ضلع مین پولس تھا جو اس امان کے زمانہ مین اس کام کے لیئے کافی تھا کہ ضلع کے

دس لاکھ باشندون مین سے کسی کو دنگہ فساد کرنے دے۔ سہارنپور سے مسوری
ودیرہ دون اور لنڈھور کو راستہ جاتا تھا رڑکی اسکے پاس تھی جہان سے دہلی کے
انگریزی لشکرگاہ مین محاصرہ کا مصالح بڑہایا جاتا تھا وہان انجینیرنگ کالج تھا اور ورکشاپ
اور نہر کے سررشتہ کا بڑا کارخانہ تھا۔ یہہ سب کارخانے ہندوستانی سپاہیون کے
ہاتھہ مین تھے۔ اس ضلع کی بڑی خوش نصیبی یہہ تھی کہ وہان مسٹر رابرٹ سپنکی صاحب
مجسٹریٹ تھے جو بڑے جری بہادر دانشمند تھے انکے نائب ڈنڈاس رابرٹس صاحب
تھے جو بڑے عالی ہمت اور مستعد وچست وچالاک تھے۔ لفٹنٹ برن لو صاحب انجینیر بڑے
بہادران کے ساتھ تھے۔ بس ایسے عالی دماغ روشن ضمیر دلاور افسرون کے ہونے سے سہارنپور
بچنے کی امید ہوسکتی تھی ......۔ ۱۴ مئی کی شام کو میرٹھ مین غدر ہونے کی اور دوسرے دن
دہلی مین انگریزون کے قتل ہونے کی خبر آئی سپنکی صاحب نے سب انگریزون کی مجلس
منعقد کی جسمین یہہ فیصلہ ہوا کہ عورتین اور بچے سوری بھیجدئے جائین اور سب یورپین
اور یوریشین ایک کوٹھی مین یکجا رہین۔ ضلع مظفرنگر کی سرکشی نے اور سپر مائی نر کی دو سرکش کمپنیان
کے قریب آنے نے اور سرکش دہاتیون کے ان کے ساتھ ملجانے نے سہارنپور مین خوف
بڑہا دیا تھا۔ ایام غدر مین ان دہاتیون کے دبانے کا بڑا اصول یہہ تھا کہ دلاوری ہوشیاری کا کام لیا
جائے مسٹر رابرٹس صاحب نے چند خیرخواہ زمینداروں انتخاب کرکے اپنے ساتھ ملائے کہ سازش
کرنے والون کو گرفتار کرین انہون نے چند نیزہ بردار ہندوستانی سوار اور نمبر ۲۹ ہندوستانی
رجنٹ کے پیادے ساتھ لیئے اور ضلع کے اس حصے مین گئے جو زیادہ سرکش ہورہا تھا۔ وہان
انہون نے اپنی عقل دوراندیش کے زور سے انگریزی حکومت کو جمائے رکھا انکو تحقیق ہوگیا کہ زمیندار
سرکشون کے مددگار ہین اور انکا مقصود سرکشی سے لوٹ ہے جس سے انکا اپنا کام کرنا زیادہ
مشکل ہوگیا۔ کامیابی کا مدار سپاہیون کی وفاداری پر منحصر تھا۔ وہ ابتک وفادار معلوم ہوتے
تھے۔ ۳۰ مئی کو نمبر ۵ ہندوستانی رجنٹ کی دو کمپنیان انکے پاس آئی تھین انہون نے سرجون
کو سرکشی کی۔ انکے پاس اسی تاریخ کچھ گورکھے آگئے تھے۔ غرضکہ یہان کے دانشمند سول افسرون نے
اسطرح کام کیا کہ ضلع مین سے انگریزی عملداری کو اکھڑنے نہین دیا۔

سیرٹھ اور سہارنپور کے درمیان مظفرنگر صدر مقام ضلع کا ہے وہان کے خزانہ پر پہرہ چوکی نمبر ۲۰ رجمنٹ ہندوستانی میرٹھ کی ایک کمپنی کا تھا۔ میرٹھ کے بڑے غدر مین اس رجمنٹ نے بہت شور برپا کیا تھا اس لیئے یہ توقع نہین ہوسکتی تھی کہ پلٹن نے بغاوت کی ہو تو اسکا یہ حصہ بغاوت نکرے مگر تین دن تک اسنے سرکشی نہین کی اور معلوم نہین کہ کب تک سرکشی نہین کرتا اگر مسٹر برفورڈ صاحب مجسٹریٹ ضلع کچہریون کے بند کرنے سے یہ نہ جتلاتے کہ سرکار انگریزی کی عملداری کا انکو یقین بالکل نہین رہا۔ صاحب ممدوح نے غدر کی خبر سنتے ہی تمام کچہریان بند کردین اور خود ایک چھوٹی سی کوٹھی مین جا رہے اور جیلخانہ کے پہرہ کے سپاہیون کو اپنی محافظت کے لیئے بلا لیا۔ اسطرح حکمرانی سے انکے جدا ہونے کا نتیجہ یہہ تھا کہ ضلع کے سارے باشندے سرکشی آمادہ ہوگئے۔ زمیندارون اور کاشتکارون کو یہہ یقین ہوگیا کہ اب سرکار کا آفتاب اقبال غروب ہوگیا جن لوگون کا غارت گری پیشہ تھا اور لٹیرے اور مفلسون کو یہہ لوٹ کا موقع خوب ہاتھ لگا۔ سپاہیون نے خزانہ توڑا اور جتنا روپیہ وہ اٹھا سکے اسکو لیکر مرادآباد روانہ ہوئے زیادہ لوٹ اہل شہر اور ضلع کے مفسدون کے ہاتھ لگی۔ برفورڈ صاحب کے جاتے ہی ضلع مظفرنگر سے سرکاری عملداری اٹھ گئی۔ ایام غدر مین صاحب کی نامردی یہہ ایک عجیب مثال تھی انہون نے کچہریون کو بند کرکے خود جتلا دیا کہ اب انگریزی عملداری نہین رہی۔

جن ضلعون کی بغاوتون کا اوپر ذکر ہوا وہ رہیل کھنڈ کی بغاوت کے آگے خفیف تھین رہیل کھنڈ مین سب سے بڑی چھاونی بریلی تھی ۱۸۵۷ع مین اسکے اندر نمبر ۸ غیر آئینی سوارون کی رجمنٹ اور نمبر ۱۸ و ۶۸ پیدلون کی رجمنٹیں اور ہندوستانی بیٹری تھین اور اس برگیڈ کے برگیڈیر سبالڈ صاحب تھے۔ بریلی مین کمشنر بھی رہتا تھا۔ سو سے زیادہ یوروپین و یوریشین وہان رہتے تھے۔ مارچ مین بنگال مین سپاہ مین جو ایک بےچینی پھیلی تھی وہ اپریل مین یہان کے سپاہیون مین پیدا ہوئی۔ جب انکو نئی بندوقین دی گئی ہین تو وہ کہتے تھے کہ ہم نے پرانی بندوقون سے سارے ہندوستان کو فتح کرلیا اب ان نئی بندوقون کے دینے کی کیا ضرورت ہے ہندوستانی قدامت پسند بڑے ہوتے ہین پرانی لکیر پر فقیر ہوتے ہین ہر بدعت پر چونکتے ہین۔ وہ ان بندوقون کے دینے مین جانتے تھے کہ دال مین کچھ کالا ہے

انکو اول ان بندوقون کی سنگینون کی قواعد سکھائی گئی پھر جب گولی چھوڑنے کی قواعد کا آغاز ہوا اور نمبر ۱۸ ہندوستانی رجمنٹ کو نئے کارتوس دیئے گئے اور پریڈ پر توپخانہ انکے پہلو پر کھڑا ہوا تو سپاہیون کے دلون مین طرح طرح کے وسوسے اور اندیشے پیدا ہوئے ۲۹ - مئی تک تو خیر رہی مگر اس تاریخ کی صبح کو کرنیل ٹروپ نے سنا کہ چند گھنٹے کے بعد دونو پیدل رجمنٹین بغاوت کرنے پر تیار ہین باقی رجمنٹ نمبر ۸ سوارون کو مسلح ہونے کا حکم ہوا سوارون نے نہایت گرمجوشی سے حکم کی تعمیل کی مگر بغاوت نہین ہوئی۔ شام کو ٹروپ صاحب نے سنا کہ اس غیر آئینی سوارون کی رجمنٹ مین بھی دغاباز موجود ہین مگر اسکے کپتان مکنزی صاحب کو جو اس رجمنٹ کے کپتان تھے سوارون پر کچھ بدگمانی نہین تھی وہ کوئی بری بات انکی نسبت سنتے نہ تھے وہ اسکے ساتھ برسون رہے تھے اسکی وفاداری اور جان کی بے تعصبی دیکھ چکے تھے اپنر پورا اعتبار کرتے تھے اب اس اعتبار کے امتحان کا وقت عنقریب آگیا تھا۔

۳۱ - مئی کی صبح کو کپتان بروس لو کا بنگلہ جلایا گیا۔ خزانہ کے پہرہ کے سپاہی نے ایک ہندوستانی افسر سے چٹھی جو وہ قلعہ کو لیے جاتا تھا چھین کر اور پھاڑ کر اسکے منہ پر پھینکی اور اسکو گالیان دین ان دو واقعات کو دیکھ کر بہت سے فرنگیون کو اپنی محافظت کا خیال پیدا ہوا۔ گیارہ بجے ایک توپ اور بندوقون کی باڑ چھٹی اور سپاہیون نے غل شور مچایا تو معلوم ہوا کہ بغاوت کا وقت آگیا۔

سپاہیون نے بغاوت کا انتظام اس طرح کیا تھا کہ ان مین سے ہر کمپنی اپنے افسرون کو گیارہ بجے ۳۱ - مئی روز یکشنبہ کو مار ڈالے - گیارہ بجتے ہی اٹھتروین رجمنٹ کے سپاہی توپون کے پاس دوڑے گئے اور لین مین پاس کے گھرون مین گراپ ماری اور چھوٹی چھوٹی سپاہیون کی ٹولیان بندوقین لیکر جدا جدا بنگلون مین گئین باقی سب سپاہی جلانے و قتل کرنے و غارت و تباہ کرنے پر جھکے افسرون نے یہ حال دیکھ آٹھوین غیر آئینی سوارون کی رجمنٹ کو اپنا امن بنایا یا شہر مین جا کر پناہ گزین ہوئے۔ برگیڈیر گھوڑے پر سوار لین مذکور کو جاتے تھے کہ انکے سینہ مین سپاہیون نے گولی ماری وہ مر گئے اور اور افسرون کا بھی یہی حال ہوا

۳۱ مئی کو بغاوت کا ہونا۔

اصلی تیاریان اور عزم اور ارادے

دس بجے صبح کو ایک ہندو رسالدار نے میکن زئی صاحب سے کہا کہ بعض سوار ہماری تھے کہ انہون نے اٹھارہوین اور اٹھوین رجمنٹون کے سپاہیون کو آپس مین کہتے ہوئے سُنا کہ ارادہ ہے کہ گیارہ بجے بلوہ کرین اور انگریزون کو اور انکے بیوی بچون کو مار ڈالین میکن زئی صاحب نے اس بات پر کچھ اعتبار نہین کیا مگر احتیاطاً اپنے سوارون کی رجمنٹ کے افسرون کو حکم دیدیا کہ وہ ایسے تیار رہین کہ فوراً اطلاع ہوتے ہی میدان مین آجائین وہ خود وردی پہنکر تیار ہوئے تھے کہ برگیڈ میجر کپتان برون دوڑے ہوئے آئے کہ بغاوت ہوگئی اور ان کے اس کہنے کی تصدیق توپون کی آوازون اور بندوقون کی باڑ کے چلنے اور غل غپاڑہ کے ہونے سے ہوگئی۔ کرنیل ٹروپ فوراً آگئے اور میکن زئی صاحب اور میجر صاحب سوارون کو میدان مین لانے کے لیئے گئے۔ داہین ونگ مین اول و دوم وسوم وہشتم ترپ تھے اپنی لین کے سامنے فوراً تیار ہوکر آن کھڑے ہوئے اس عرصہ مین ہر لحہ مین شور وشر بڑھتا جاتا تھا بریلی کی سب طرف سے افسر اور سویلین لینون مین پناہ لینے کے لیئے چلے آئے۔ ان مفرورین پر سپاہی گولیان چلاتے تھے اور بنگلون مین آگ لگاتے پھرتے تھے۔ میکن زئی اور میجر صاحب بائیں ونگ کو میدان مین لائے کہ انہون نے دیکھا کہ دایان ونگ چلا جا رہا ہے وہ انکے پاس دوڑ کر گئے اور اس حرکت کا سبب پوچھا تو ایک رسالدار نے جواب دیا کہ کرنیل ٹروپ کے حکم سے یہ جنبش ہوئی ہے تو وہ کرنیل ٹروپ صاحب پاس جو برگیڈیر کے پاس جاتے تھے خود برگیڈیر کے تھے پوچھا تو میکن زئی صاحب نے جنکو اپنے سوارون پر اعتبار چلا جاتا تھا بہت کہا کہ آپ مجھے اجازت دیجیے کہ مین اپنی رجمنٹ کو الٹا لے آؤن اور توپین پھر اپنے قبضہ مین کرلون تو ٹروپ صاحب نے جواب دیا کہ اس سے کچھ فائدہ نہین ہے۔ جو بات تم کو بسند ہو وہ کرو۔ کرنیل ٹروپ نے تو یہہ حکم اس لیئے دیا تھا کہ وہ آٹھوین سوارون کی رجمنٹ مین جانتے تھے کہ دغاباز بھرے ہوئے ہین جنمین محمد شفیع جو سب سے بڑا افسر تھا وہ سب سے زیادہ دغاباز تھا۔

جب بایان ونگ بالکل تیار تھا تو محمد شفیع انکو چھاونی کی طرف لے گیا۔ میکن زئی صاحب کو

میکن زئی صاحب کے سوار

[illegible]

محمد شفیع کا میکن زئی کو دغا دینا

اسکا سبب نہین معلوم ہوا اسکے ساتھ یہ آواز آئی کہ وہ توپون پر حملہ کرنے کے لیئے گیا ہے
میکن زئی صاحب نے داہین ونگ سے کہا کہ وہ توپون کے لینے کے لئے جاتا ہے
تو وہ ان کے پیچھے خوشی خوشی ہولیا جب وہ پریڈ پر آسکے تو انہون نے دیکھا کہ بظاہر
بایان ونگ باغیون کے ساتھ ملنا چاہتا ہے وہ اس پاس گئے اور وہ انکے ساتھ
چلنے کو راضی ہوا کہ اٹھارہوین رجمنٹ کے میگزین کے پاس جہان سپاہی جمع تھے اور ایک
توپ رکھی تھی محمدی جھنڈا کھڑا تھا۔ وہان سے آواز آئی کہ سارے سوارون کو چاہیئے
کہ وہ اس محمدی جھنڈے کے نیچے جمع ہون اور مذہب کی حمایت کرین تو مسلمانون کو سور کا
اور ہندوون کو گائے کا گوشت زبردستی کھلایا جائیگا ان آوازون کے سننے سے
اور سبز جھنڈے کے دکھائی دینے سے سوارون کی نیت مین فرق آیا پھر میکن زئی
صاحب کی کوشش نے کچھ اثر نہین کیا وہ داہین ونگ پاس آئے تو اسکا حال بھی بایین ونگ کا سا
دیکھا آخر کو وہ مجبور ہوا تیئس[۲۳] سوارون کے ساتھ جو خیرخواہ ووفادار رہے تھے نینی تال کی
راہ لی ان سوارون مین بارہ افسر تھے وہ کرنیل ٹروپ صاحب سے مل گئے جنہون نے
خدا کا شکر ادا کیا کہ میکن زئی جو موت کے منہ مین گئے تھے وہان سے صحیح سلامت بچکر
نکل آئے یہہ سب فرنگی چھیاسٹھ میل کا سفر بائیس گھنٹے مین طے کر کے نینی تال مین پہنچ گئے

خان بہادر خان

جب نینی تال کو انگریز بھاگ گئے تو بریلی مین یوروپین کا ہر ایک گھر سوار ایک کے جلکر
خاک سیاہ ہوگیا۔ خان بہادر خان کے نائب السلطنت ہونے کا اشتہار دیا گیا۔ اسکی
حکومت نے انگریزون کا خون بہا کے اپنا منہ سرخ کیا۔ ووج روبرٹسن صاحب اور کپتان
اور ڈپٹی کلکٹر ڈی ایٹ صاحب اور ڈاکٹر ہے صاحب ڈاکٹر اور صاحب اور یک صاحب
اور تین اور سویلین قتل ہوئے۔ تمام فرنگی سوداگر پیشہ ور اور کلرک اور انکی سب عورتین بچے
قتل ہوئے۔ وہ خان بہادر پاس پکڑے آتے تھے اور وہ انکو قتل کرنے کا حکم دیتا تھا
ان بہادر قیدیون نے خان بہادر خان کے منہ پر کہا کہ گو تو اپنے نئے تخت سلطنت
کی آبپاشی ہماری خون سے کرسکتا ہے مگر اسکی جڑ زمین کے اندر نہین جما سکتا تو آسانی
سے غیر مسلح مردون اور عورتون اور بچون کو قتل کرسکتا ہے مگر برٹش قوت اسکا بڑا کچلا

نکالیگی - بخت خان بریگیڈیر ہوکر سپاہ سمیت دہلی روانہ ہوا - خان بہادر خان نے اسنے
کہاکہ وہ دہلی جاکر بادشاہی فرمان بریلی مین میرے نائب السلطنت ہونے کا بھجوادے
خان بہادر نے طامسن صاحب لفٹنٹ گورنر ممالک شمالی ومغربی کی قبر کو کھدواکے پھنکوادیا
اوراس کے مصالح سے اپنا مقبرہ بنوانا چاہا -

شاہجہان پور

جس روز بریلی مین دردناک واقعہ وقوع مین آیا اسیدن شاہجہان پورمین جو بریلی
سے ۴۷ میل فاصلہ پرتھا ایسا ہی الم ناک حادثہ واقع ہوا - شاہجہان پورمین اٹھائیسوین
ہندوستانی پیدل رجمنٹ رہتی تھی - انکو میرٹھ کے غدر کی خبر ۱۵ کو پہنچی یہان کے سب فرنگیونکو
سپاہیون پر یہہ اعتماد تھا کہ وہ بغاوت نہین کرین گے - مگر یہہ اعتبار نہین رہا اتوار کے دن
۳۱ - مئی کو انگریز گرجا مین نماز پڑھنے گئے ہنوز وہ نماز مین مشغول تھے کہ اٹھائیسوین
رجمنٹ کے سپاہیون نے گرجا کو جا گھیرا - جب پادری صاحب گرجا کے دروازہ مین آئے
تو انکا ہاتھ تلوار کے زخم سے اڑا دیا وہ بھاگ گئے تو دیہاتیون کے ہاتھ سے مارے گئے
مسٹر ریکس صاحب مجسٹریٹ ضلع کو بھی قتل کیا کئی کلرکون اور انکے بیوی بچون کا خون باغیون نے
اپنے سر لیا - چرچ کے دروازہ پر یہہ مقابلہ ہوا تو اور انگریزون اور لیڈیون نے دروازے
بند کرکے اپنی محافظت کی انکے نوکرون نے انکے پاس بندوقین اور تمنچے لادئیے تو وہ چرچ سے
باہر نکلے وہ بگیان اور گاڑیان موجود نتھین جنمین وہ آئے تھے مگر سوسکھ انکی محافظت اور
جان بچانے کے لیئے موجود تھے -

چھاونی مین قتل

سپاہیون کا ایک گروہ گرجا مین فرنگیون کو قتل کرنے کے لیئے گیا تھا دوسرا گروہ چھاونی
مین بنگلون مین آگ لگانے اور یوروپین کے قتل کے لیئے تلاش کرنے گیا تھا - اسسٹنٹ
مجسٹریٹ کو مارا کپتان جیمس صاحب سپاہیون کو سمجھانے لگے تو انہون نے کہا کہ ہم دغاباز
نمک حرام نہین ہین - ہم بیس برس سے سرکار کی ایمانداری کے ساتھ خدمت کرتے رہے
ہین انکو بھی مارڈالا اور کئی انگریزون میمون اور بچون کو مارا - جو انگریز زندہ رہے وہ ایک جا
جمع ہوئے - انکی حالت بڑی خستہ تھی مگر جیسے خستہ حالی سخت تھی ایسا ہی اسکا علاج سخت تھا -
وہ راجہ پوایان پاس گئے جو چند میل کے فاصلہ پرتھا مگر راجہ نے انکی خاطر داری بھی طرح

نہین کی اور کہا کہ مین آپ کے بچانے کا مقدور نہین رکہتا ہے مسٹر جکنس اسسٹنٹ مجسٹریٹ نے محمدی کے ڈپٹی کمشنر کو چٹھی لکھی کہ جسین یہان کا سارا حال بیان کیا اور درخواست کی کہ جسقدر سواریان بہیج سکو بہیجدو۔ طامسن صاحب نے چٹھی کے آتے ہی سواریان بہیجدین دو دن بعد مفرورین محمدی مین پہنچ گئے مگر یہان آنکر بھی بچے نہین۔

بداؤن

بداؤن مین ولیم اڈورڈس صاحب مجسٹریٹ تھے ضلع بداؤن مین بندوبست اراضی سے سارے زمیندار اور رعایا ایسے ناراض تھے کہ بغاوت کرنے کو تیار تھے۔ ایڈورڈس صاحب اس بات کو خوب جانتے تھے انہون نے میرٹھ کی خبر سنتے ہی اپنے بیوی بچون کو نینی تال بھیجدیا۔ ۲۰ مئی کو الفرڈ فلپ صاحب ایٹہ کے مجسٹریٹ بھی بھاگ کر آگئے تھے۔ دو دن کے بعد اڈورڈس صاحب پاس خبر آئی کہ قصبہ تلسی پر باغی حملہ کرنے کو ہین۔ انہون نے بریلی سے مدد چاہی جسکا جواب ان پاس خاطر خواہ آیا مگر پہلی جون کو خود بریلی مین ہنگامہ بغاوت برپا ہوگیا تھا۔ بداؤن مین سپاہیون نے اب تک بغاوت نہین کی تھی انکے افسر نے بغاوت کی خبر سنکر اڈورڈس صاحب سے کہا تھا کہ انکے پاس جو خزانہ ہے وہ اسکی محافظت کرینگے۔ مگر اسی رات کو وہ بریلی کے باغیون کے گروہ اور جیلخانے کے قیدیون سے جو قفس سے پرندون کی طرح چھوٹے تھے مل گئے اور لوٹ مار شروع کردی اڈورڈس صاحب چار انگریزون اور ایک افغان مسلمان خیرخواہ ملازم کو ساتھ لیکر بداؤن سے بھاگے اور گنگا پار جاکر فتح گڈھ مین پہنچے انکے ہمراہیون مین سے ایک آدمی کی جان تلف ہوئی اڈورڈس صاحب کے چلے جانے کے بعد بداؤن مین خان بہادر خان کی عملداری شروع ہوئی سپاہیون نے خزانہ لیکر دہلی جانے کا قصد کیا مگر خزانہ خالی تھا دانشمند کلکٹر نے زمینداروں سے اس فصل کی قسط لینے سے انکار کردیا تھا جسکے سبب سے خزانہ مین بہت روپیہ نہین تھا۔

مرادآباد

بریلی سے شمال مغرب مین اٹھتالیس میل کے فاصلہ پر مرادآباد تھا اس مین انتیسوین ہندوستانی پیدل رجمنٹ اور آدھی ہندوستانی بیٹری رہتی تھی اس مین جج اور مجسٹریٹ کلکٹر اسسٹنٹ مجسٹریٹ اور سول سرجن رہتے تھے۔

مرادآباد مین میرٹھ کی بغاوت کی خبر ۱۶ مئی کو پہنچی ـــــ ۱۸ کو حکام کو خبر آئی کہ

ایک چھوٹا سا گروہ بیسوین ہندوستانی رجمنٹ کا جسنے میرٹھ مین بغاوت کی تھی مرادآباد سے پانچ میل فاصلہ پر ایک جنگل مین خیمہ زن ہے اس پاس بہت سا روپیہ اور اسباب و سامان ہے جب یہہ موقع اس انتیسوین رجمنٹ کے پہلے امتحان کا خوب ہاتھ آیا اسکی ایک کمپنی کپتان فیلڈ ڈی جہاں باغیون سے لڑنے کے لیئے لے گئے انکو مارکر بھگا دیا انکا سارا اسباب اور گھوڑے اور ہتھیار اور دس ہزار روپیہ چھین لیا آٹھ آدمی قید کیئے اور ایک کو مار ڈالا اس امتحان مین وفاداری و فرمانبرداری کے اندر یہ رجمنٹ پوری اتری۔

باغی سپاہی یہہ نہین سمجھے تھے کہ ۲۹ رجمنٹ کے سپاہی ایسے خفا اور برخلاف ہین۔ کیونکہ جو جو سپاہی بھاگے تھے انمین سے صبح کو چند سپاہی بے باکانہ ۲۹ رجمنٹ کی لین مین داخل ہوئے تو پھر اس رجمنٹ نے اپنی یہ خیرخواہی دکھائی کہ ہندوستانی سارجنٹ جوان باغیون کو لین مین لایا تھا اسے مار ڈالا اور باغی سپاہیون کو قید کر لیا جیلخانے مین بھیجدیا ہندوستانی سارجنٹ جو مارا گیا تھا وہ ۲۹۔ رجمنٹ کے ایک سپاہی کا قریب کا رشتہ دار تھا یہہ سپاہی رجمنٹ پر اپنا رعب داب و اثر رکھتا تھا۔ اسکو جب معلوم ہوا کہ میرا رشتہ دار مارا گیا تو اس نے سو سپاہی اپنے پاس جمع کر لیئے اور جیلخانہ پر جاکر اسنے بیسوین رجمنٹ کے سپاہیون کو اور جیلخانہ کے چھ سو قیدیون کو چھڑا لیا۔ گو یہہ سپاہی باغی ہو گئے تھے مگر اب تک زیادہ تر سپاہی اس رجمنٹ کے خیرخواہ تھے وہ ایڈجیوٹنٹ گارڈنر صاحب کے ماتحت ان قیدیون اور مفسدون کے پکڑنے کے لئے دوڑے اور پھرتی سے ڈیڑھ سو مفسدون اور مجرمون کو پکڑ لائے اور اس کے بعد سول اور ملٹری افسرون کی کوشش سے اور باغی پکڑے گئے۔

۱۹ مئی کو رام پور کے کچھ مسلمانون نے مرادآباد کے سامنے رام گنگا کے پار سبز محمدی جھنڈا کھڑا کیا بہت سے سرکار کے بدخواہ اسکے نیچے آکر جمع ہوئے تو شہر کی ساری دکانین بند ہو گئین بازار خالی ہوئے گھرون مین کنڈیان لگ گئین وقت ولسن صاحب جج نے سپاہ کو اپنی امداد کے لیئے بلایا اور سوار اور دو افسر اور انتیسوین رجمنٹ کی ایک کمپنی لیکر گئے اور ان مفسدون کو پراگندہ کر دیا

۲۱ مئی کو ایک واقعہ پیش آیا کہ اس تاریخ مین خبر آئی کہ بعد کمپنیان سیپرز مائنرز خوب لوٹ کے مال سے لدی ہوئی مرادآباد کے قریب آتی ہین کپتان ولسن صاحب دو توپین اور رسالہ سوار اور ۲۹ رجمنٹ کی دو کمپنیان ساتھ لیکر گئے

دوسرا امتحان

۲۰ مئی کا تیسرا امتحان

گمران کے آنے کی خبر انکے پہنچنے سے پہلے باغیون پاس پہنچ گئی تو وہ ترائی کی طرف بھاگ گئے سپاہ ان کے پیچھے گئی اور اسنے انسے ہتھیار انکا میگزین انکا روپیہ لے لیا انکی وردی اتروالی

گمران کا مقید رکھنا مصلحت نہ جانا۔

مگر جب بریلی کی بغاوت کی خبر مرادآباد کی رجنٹ پاس آئی تو اسکا اثر انکے دل پر بہت برا ہوا ۲۔ جون کو ۲ بجے نواب رامپور کی معرفت جج و مجسٹریٹ مرادآباد کو بریلی کی بغاوت کا حال معلوم ہوا۔ جج صاحب نے اپنی دانشمندانہ تدبیر سے سپاہ کو دو ہفتے تک باغی ہونے سے نہ دیا اسنے تین امتحانون مین اس وفاداری اور جان نثاری کو ثابت کیا مگر بریلی کی بغاوت کے بعد وہ بگڑ گئی پھر انگریزون کے کہنے مین نہ رہی اسنے سرکاری خزانہ پر قبضہ کیا جسمین پچھتر ہزار روپیہ نکلا تو خزانچی کو پکڑا کہ خزانہ مین روپیہ کیون استقدر کم ہے اسکو توپ سے اڑانے کے لئے گئے مگر اسکو انگریزون کی سفارش سے چھوڑ دیا۔ جب ولسن صاحب اور اور انگریز گھوڑون پر سوار بھاگنے کے لئے ہوئے تو انپر باغیون نے بندوقون کے فیر کئے مگر ہندوستانی افسر جو اپنے عہد کے پورے تھے وہ انکی جان بچانے کے لئے آ گئے سپاہیون نے خزانہ پر قبضہ کر کے افیون پر اور سارے سرکاری صندوقون پر جو نوٹون کے تھے قبضہ کیا۔ پولس نے کام کرنا چھوڑ دیا سویلین اور انکے بی بی بچون کو ایک ہندوستانی افسر اور غیر آئینی رسالہ کے سوارون نے میرٹھ اور افسرون اور انکے بی بی بچون کو نینی تال بھیجا۔ مرادآباد مین اکثر یوریشین اور ہندوستانی عیسائی پیچھے رہ گئے تھے ان مین سب مقتول و مجروح ہوئے۔ اکیس ہندوستانی عیسائیون نے اور مسٹر پول نے اسلام قبول کر کے اپنے تئین شکنجہ عذاب سے بچایا۔ ان نومسلمون کا حال معلوم نہین کہ پیچھے کیا ہوا۔ اب روہیلکھنڈ کی کمشنری مین صرف ضلع بجنور کا حال بیان کرنا باقی ہے وہ بیان کیا جاتا ہے۔ اس ضلع کا رقبہ اٹھارہ سو بیاسی مربع میل ہے سات لاکھ کے قریب آبادی ہے ۱۸۵۷ء مین یہان شیکسپیر صاحب مجسٹریٹ کلکٹر اور پامر صاحب جنٹ مجسٹریٹ اور ڈاکٹر نائٹ صاحب سول سرجن تھے اور مسٹر روبرٹ کری صاحب سول افسر جو پہاڑ پر جاتے تھے وہ یہان مقیم تھے باقی اور تیرہ کلرک اور انکے بیوی بچے تھے۔ ہندوستانیون کی معرفت انگریزون کو سلامتی کو

میرٹھ کے ۱۰ مئی کے غدر کی خبر ہوئی - انہون نے میرٹھ سے اصل حال دریافت کرنے کے لیئے خط وکتابت کی مگر گوجرون نے اور میرٹھ کے جیلخانے کے چھوٹے ہوئے قیدیون نے وہ لوٹ مار دنگہ فساد مچا رکھا تھا کہ رستہ بند ہوگیا تھا اس مین سوار لگوٹ نیدمسافر کے کسی اور کا گذر مشکل تھا اس لیئے ۱۳ - مئی کو جو سوار صاحب ممدوح نے بھیجا اسکو میرٹھ اور بجنور کے درمیان میرٹھ کے غدر کی خبر ملی

جب شیکسپیر صاحب نے دیکھا کہ فساد بڑھتا جاتا ہے تو سرکار کی عملداری کے قائم رکھنے کے لیئے انہون نے ضلع کے زمینداروں سے امداد کی درخواست کی کہ وہ جہان تک مدد کر سکتے ہین کرین اور تمام سپاہیون کے پاس جو رخصت پر ضلع مین آئے ہوئے تھے حکم بھیجا کہ وہ آنکر سرکار کی خدمت گزاری کرین - ہلدور اور تاجپور کے چودھریون نے ۲۳ - کو جواب باصواب دیا اس کے کچھ دنون بعد غیر آئینی رجمنٹون کے چند افسر اور سوار آئے پولس بڑھایا گیا مگر فساد بڑھتا ہی گیا - ۱۹ - مئی کو مرادآباد کا جیلخانہ ٹوٹا - بجنور کے سخت مجرم قیدی چھوٹ چھوٹ کر اپنے ضلع مین آئے جسکے سبب سے لوگون کی جان ومال وآبرو اور زیادہ معرض خطر مین آئی پھر اور یہہ زیادہ خطرہ بڑھا کہ رڑکی کے تین سو سپر مائنر باغی ہوکر ضلع بجنور مین داخل ہوئے اور محمود خان نواب نجیب آباد سے انکے قول وقرار ٹھیرے - ان پاس میگزین تھوڑا تھا اس لیئے انہون نے یہہ بہتر جانا کہ مرادآباد اول جائے اور ۲۹ - رجمنٹ کو اپنے ساتھ ملائے اور اس سے اپنا میگزین بڑھائے اور رستہ مین نگینے کو لوٹتی جائے مگر جب وہ مرادآباد گئے تو وہان انکے پاس جو کچھ تھا اُسے بھی کھو بیٹھے ✤

اس ۱۱ - تاریخ کو یہہ باغی نگینہ مین داخل ہوئے کہ بجنور کے جیلخانہ سے قیدی بھاگے - شیکسپیر صاحب جلدی سے جیلخانہ پر خود پہنچے اور کچھ قیدیون کو اپنی بندوقون کے فیر سے روکا قیدی جو بھاگ گئے تھے انکے پیچھے پامر صاحب کو سوارون کے ساتھ بھیجا مگر ان بندھوون کو دریا کے کرارے کی ایسی آڑ مل گئی کہ سوار وہان کام نہ کر سکے پیادون کی ضرورت ہوئی جو بلائے گئے مگر انکے آنے تک رات ہوگئی جسکے اندھیرے مین ڈھائی سو قیدی بھاگ گئے

شیکسپیر کا چودھریون اور زمینداروں سے امداد کی درخواست کرنا اور فساد کا بڑھ جانا

بجنور کا جیلخانہ ٹوٹنا

شیکسپیر صاحب جانتے تھے کہ جیلخانہ سے قیدیون کا بھاگنا اسقدر آزادی کے لیئے نہین
ہے جسقدر لوٹ کی طمع کے لیئے - خزانہ لوٹ کی بڑی طمع دلاتا ہے اس لیئے انہون نے خزانہ
بہت سے روپیہ کو کنوے مین ڈالا کچھ روپیہ بقصد ضرورت خرچ کے لیئے باہر پاس رکھا
یہہ کنوان خزانہ کے مکان کے قریب تھا اس کے منھ کی محافظت اس مکان کی چھت پر سے
خوب ہو سکتی تھی اس دانشمندانہ حکمت سے خزانہ کے بڑے طالبین بھی سمجھ گئے کہ بغیر جان
جوکھون کے کسی طرح سے روپیہ ہاتھ نہین لگ سکتا -

شیکسپیر صاحب کی یہہ پیش بندی خوب کام آئی - محمود خان اس خزانہ کے لئے خالی چھکڑے
لیکر آیا کہ سارے روپیہ کو نجیب آباد لے جائے مگر وہ مایوس ہوا - دو روز بعد بہت سے ہندو
زمیندارون کے نوکر بجنور مین آ گئے اور نئے سوار بھرتی ہو گئے ۲۸ کو ایک رسالدار جو ڈاک سوار
جو رخصت پر ضلع مین آئے ہوئے تھے لیکر آ گیا - ۲۹ رجنٹ کے چالیس سپاہی مرادآباد سے
آ گئے تو نواب نجیب آباد کو چلا گیا

پامر صاحب ۲۹ رجنٹ کے سپاہیون کو اور تیس سوارون کو ساتھ لیکر منڈاور گئے جو بڑا
دولتمند قصبہ تھا اور لٹیرون سے گھرا ہوا تھا - پامر صاحب نے سرکشون کو بڑا صدمہ پہنچایا
اور ضلع مین نواب نجیب آباد کے آدمی بھی جب انکو روپیہ نہ ہاتھ آیا تو خالی چھکڑے اپنے ساتھ
لیکر نجیب آباد کو روانہ ہوئے - شیکسپیر صاحب نے نواب سے کہا تھا کہ میواتی بڑا دنگہ فساد
مچا رہے ہین انکو جاکر درست کرو مگر وہ گیا نہین یہہ امر بطور امتحان تھا جسمین نواب پورا
نہین اترا جس کے سبب سے اسکی طرف سے شیکسپیر صاحب کو خدشہ پیدا ہوا -

جب بریلی کی بغاوت کی خبر ۳ جون کو شیکسپیر پاس آئی تو انہون نے بڑی دانشمندی کا
کام یہہ کیا کہ ۲۹ رجنٹ کے سپاہیون کو الٹا مرادآباد بھیجدیا - اس بغاوت کا اثر بجنور
یہہ ہوا کہ اسکی مراسلت باقی سب اضلاع سے منقطع ہو گئی - لفٹنٹ گف صاحب چوتھی غیر آئینی
رجنٹ کے سوارون اور اونٹون کی ایک قطار کو ساتھ لیکر بجنور کے خزانہ کے لینے کے
لئے آئے مگر شیکسپیر صاحب نے بجائے اونٹونکے ہاتھیون پر پچاس ہزار روپیہ لادکر بھیجدیا جو بہت جلد میرٹھ
مین پہنچ گیا - اونٹون پر خزانہ کا جلد و سلامت پہنچنا مشکل تھا -

نواب کا بجنور میں آنا

نواب نے یہہ سُنا کہ شیکسپیر صاحب کا ارادہ ہے کہ باقی خزانہ خیرخواہ ہندوؤن کو سپرد کردین تو وہ یہان بجنور مین بن بلائے آیا۔ اسکی نیت بگڑی ہوئی تھی۔ خوش نصیبی سے شیکسپیر صاحب پاس سید احمد خان بھی جو سچے وفادار جان نثار ایما ندار خیرخواہ سرکار تھے عقل و دانش کے پتلے تھے۔ وہ نواب محمود خان پاس گئے اور اُنسے کہا کہ چند انگریزون کے مارڈالنے سے تم کو کیا ہاتھ آئیگا۔ انکو زندہ جانے دو اور تم ضلع کے مالک ہو جاؤ اور اسکو اور سارے نشیب و فراز ایسی خوبی سے سمجھائے کہ اسنے سب انگریزون کو اسی رات باغیون سے بچاکر رڑکی کو روانہ کردیا۔ شیکسپیر صاحب نے ایک دستاویز لکھکر نواب کو دی کہ وہ دس روز تک ضلع مین حکمرانی کرے مگر زر مالگذاری وصول کرنے کا اس کو اختیار نہین ہے۔ خزانہ مین سے روپیہ خرچ کرے مگر اس کا حساب کتاب قاعدے کے موافق رکھے۔

شیکسپیر صاحب مع اور تمام فرنگیون کے سوارون کی محافظت مین رڑکی پہنچ گئے دس روز کے بعد انہون نے پھر رڑکی سے بجنور مین واپس آنے کے لیے بڑی کوشش کی مگر ایک سپاہی بھی انکو ہاتھ نہین لگا کہ انکو وہان پہنچادیتا اس لیے واپس آنا ممکن نہ تھا۔

بجنور مین نواب محمود خان کی عملداری

نواب نے اول یہہ اعلان کیا کہ وہ دہلی کے بادشاہ کی طرف سے یہان حکمران مقرر ہوا ہے۔ دوم نواب نے چاہ مین سے سارا روپیہ نکال لیا اور اپنے گھر نجیب آباد روانہ کیا۔ ڈاک بند کردی دریاؤن کے گھاٹون پر پہرہ بٹھادیے سپاہ جسقدر بڑھا سکا بڑھائی اپنا ایک معتمد آدمی دہلی کے بادشاہ پاس بھیجا کہ ضلع بجنور اسکی جاگیر مین بادشاہ عنایت کرے اوزان و پیمانے سرکاری بدلکر بادشاہی وزن اور پیمانے جاری کیے جنپر دہلی منقش کرایا۔ اپنے ہندوؤن سے لڑنا شروع کیا۔ شیرکوٹ کے چودہری کو باہر نکال دیا یہہ کام اس کے حق مین زہر ہوا ہندو رئیس اور چودہری اس کے دشمن ہوگئے۔ جلد ہی چودہریون نے نواب کو بجنور سے نکال کر نجیب آباد کو بھگایا تو شیکسپیر صاحب نے بھی چودہریون کو ضلع حوالہ کیا اور سید احمد خان اور رجب خان ڈپٹی کلکٹر پاس حکم بھیجا کہ وہ ضلع مین سرکار کی طرف سے انتظام کرین ان دونو وفادار جان نثار خیرخواہون نے انتظام اچھی طرح کیا مگر محمود خان نے اپنا تسلط بجنور پر پھر کیا

تو ان دونو کو ضلع چھوڑ کر بھاگنا پڑا - اب ہم نے رہیلکھنڈ کے سارے اضلاع کے باغی ہونیکا ذکر کردیا انہین سرکاری عملداری کے بحال ہونے کا ذکر آیندہ کرین گے -

خان بہادر خان حافظ رحمت خان کی اولاد مین سے تھا اور حافظ رحمت خان کسی زمانہ مین رہیلکھنڈ کا مطلق العنان فرمانروا تھا وہ سرکاری عملداری مین صدر امین تھا اب پنشن پاتا تھا - مراد آباد مین سپاہ کی بغاوت کے بعد تمام رہیلکھنڈ کا وہ بادشاہ دہلی کی طرف سے حکمران ہوگیا مگر یہہ حکمرانی اسکی برا ے نام تھی مگر بدنظمی کی فرمانروائی پوری تھی - اسوقت تو یہہ ضرب المثل آنکھونکے سامنے نظر آئی کہ جسکی لاٹھی اس کی بھینس بڑی بڑی خانہ جنگیان اور آپس مین ہندو مسلمانون مین خونریزیان ہوتی تھین - جو زمیندار اپنی حقیت اراضی سے سرکاری عملداری مین محروم ہو گئے تھے وہ اب اپنے زبردستی قابض ہوتے تھے - دن کو بھی کوئی شخص سوار اپنے گاؤن کے گرد پھرنے کے کہین اور نہین جاسکتا تھا اور اگر رات کو جاتا تو بہت بڑی احتیاط سے چھپ چھپا کر یہ سوشیل حالت تو رہیل کھنڈ کی یہ تھی اور پولی ٹکل حالت اس ہندوستانی عملداری مین مرہٹون اور سکھون کی عملداری سے بھی بد تر تھی - ٹھاکرون اور خان بہادر خان کی آپس مین لڑائیان رہتین یہہ ٹھاکر دہات کو خوب لوٹتے مارتے تھے - مگر ان پاس ہتھیار کام کے نہ تھے وہ ہمیشہ خان بہادر خان کی آئینی سپاہ سے شکست پاتے تھے اور پکڑے آتے تھے مارے جاتے تھے یا انکے اعضا کی قطع و برید ہوتی تھی انکی زمین اور انکا مال اسباب ضبط ہوتا تھا - اسنے اشتہار دیدیا تھا کہ عیسائیون کے قتل کرنے مین جو ہندو اسکے ساتھ شریک نہین ہونگے تو وہ انکی گائین مارڈالے گا ٹھاکر سب آپس مین لڑکر خان بہادر خان کے سامنے نہین ٹھیر سکتے تھے - ان بدنظمیون اور مصیبتون کے سبب سے تھوڑے ہی دنون مین اہل زراعت کی آبادی تو انگریزی عملداری کو یاد کرنے لگی - خان بہادر خان نے شیخی بھرا اشتہار دیدیا کہ انگریزی بڑے جھوٹے دغا باز اور ہندو مسلمانون کے مذہب غارت کرنے والے اور جائدادون اور جاگیرون کے ضبط کرنے والے ہین مگر دیہاتی اپنے گھرون مین کہتے تھے کہ انگریز بڑے راستگو ہین وہ کبھی عورتون اور بچون سے نہین لڑتے ہین وہ فقا و مذہب کے پاس نہین جاتے -

فتح گڈھ

اب ہم فتح گڈھ کا حال لکھتے ہین جو آگرہ کی کمشنری کا ایک ضلع گنگا کے کنارہ پر شاہجہاں پور سے جنوب مین پچیس میل پر تھا۔ فتح گڈھ مین ایک شکستہ قلعہ مین گن کیری اج (توپون کے پھٹرہیون) بنانے کا کارخانہ تھا اور یہان دسوین ہندوستانی پلٹن کا ہیڈکوارٹر تھا اور ایک ہندوستانی بطری تھی تین یا چار میل پر شہر فرخ آباد تھا جس مین تفضل حسین خان قوم کا پٹھان نواب تھا۔ دس لاکھ باشندے تھے جنمین ایک لاکھ مسلمان جنگجو تھے یہان کی سپاہ مئی کے مہینے مین سرکش نہین ہوئی۔ ۳۔ جون کو بریلی و شاہجہان پور اور رہیل کہنڈ کی سپاہ کی بغاوت کی خبرین یہان آئین تو کرنیل سمتھ نے جو یہان کا انڈر بڑا استعداد والا ور تھا بڑے بڑے انگریزون کو بلا کر اپنے اس ارادہ پر مطلع کیا کہ وہ آج رات کو عورتون اور بچون کو کشتیون مین بٹھا کے دریا گنگ مین کانپور مین بھیجنا چاہتا ہے۔ یہان اب تک لوگ جانتے تھے کہ کانپور مین امن ہے وہان گورونکی سپاہ آگئی ہے اور آرہی ہے۔ غرض کانپور سب طرح سے ایمن معلوم ہوتا تھا۔

۴۔ جون کو ایک سو ستر کے قریب نہ مرنے والے فرنگی جنمین زیادہ تر عورتین اور بچے تھے کشتیون مین کانپور روانہ ہوئے۔ دوسرے دن ان کشتی نشینون پاس مختلف خبرین آتی رہین اس لئے انہون نے دو حصون مین منقسم ہونے کا ارادہ کیا ایک ۱۲۶ چھبیس تو کانپور کو روانہ ہوئے جہان نانا نے انکو گرفتار کیا اور جو حال انکا کیا وہ ہم بیان کرچکے ہین۔ دوسرے گروہ مین پروبلین صاحب اور انکا کنبا تھا انہون نے دھرم پور کے رئیس ہردیو بخش کی مہمانی قبول کی مگر بعد تامل کے چالیس انمین سے ۱۳۔ جون کو فتح گڈھ مین واپس چلے آئے۔

کرنیل سمتھ نے جس روز کشتیان روانہ کی تھین اسی روز انہون نے قلعہ مین خزانہ لانے کے لیے کوشش کی مگر سپاہی اس کے مانع ہوئے۔ سپاہیون کی عجیب متناقض کیفیت تھی ادہر وہ اودھ کے باغیون سے خط و کتابت کرتے ادھر وہ انگریزون کے حکمون کی اطاعت کرتے تھے انکے حکم سے کشتیون کا پل توڑ دیا جس کے سبب سے فرخ آباد اور رہیل کھنڈ مین آمد و رفت کا انقطاع ہوگیا۔ اودھ مین سیتاپور مین اکتالیسوین رجمنٹ نے بغاوت کی تھی

اسکے صوبہ دار کا خط ۱۶ - جون کو سپاہیون نے کرنیل سمتھ کو دیا جس مین لکھا ہوا تھا کہ وہ اور اسکی رجنٹ فتحگڈھ سے چند میل کے فاصلہ پر آگئی ہے وہ اور اسکی رجنٹ یہ چاہتی ہے کہ دسوین رجنٹ اپنے افسرون کو مار ڈالے اور خزانہ پر قبضہ کرے اور انسے آن ملے جس افسر نے یہ خط کرنیل صاحب کو دیا تھا اسنے بیان کیا کہ رجنٹ نے یہ جواب دیا ہے کہ سرکار کمپنی کی خدمت برسون کی ہے اب وہ اس کے ساتھ دغا نہین کریگی اس نے مصمم ارادہ کر لیا ہے کہ وہ نمک حلال اور وفادار سرکار کے ساتھ رہیگی اگر وہ اسطرف آئین گے تو انکا مقابلہ رستہ مین کریگی مگر ۱۸ - جون کو رجنٹ نے کرنیل سمتھ کو مطلع کیا کہ اب وہ انگریزون کے حکم کی اطاعت نہین کریگی - بہتر ہے کہ وہ اور اور افسر قلعہ کے اندر چلے جائین ٭

**اکتالیسوین باغی پلٹن کا آنا اور قلعہ مین انگریزون کا لڑائی کے لیے تیار ہونا**

اسسے معلوم ہوتا ہے کہ دسوین رجنٹ کا ارادہ افسرون کے مارنے کا نہ تھا مگر ہان خزانہ پر قبضہ کرنے کا ارادہ تھا - دوسرے دن اکتالیسوین رجنٹ کشتیون مین بیٹھ کر دریا سے پار اتر آئی اور خونریزی کی تدبیرین کرنے لگی انگریز سو کے قریب قلعہ مین چلے گئے جنمین تینتیس ۳۳ آدمی تازہ و توانا تھے باقی عورتین بچے اور ضعیف تھے انہون نے قلعہ کی فصیلون پر توپین چڑھائین - تین سو بندوقین زمین سے کھود کر نکالین - میگزین کا توڑا تھا قلعہ کے اندر آدمیون کے تین حصے ہوئے ہر ایک حصہ کا ایک افسر مقرر ہوا فرنگیون کے ان کامون کے کرنے مین سپاہیون نے کچھ مزاحمت نہین کی - دراصل باغی سپاہیون مین آپس مین اتفاق نہین تھا - دسوین رجنٹ نے اپنے تئین نواب کے حوالہ کیا مگر اسکو خزانہ دینے سے انکار کیا جب ۴۱ پلٹن شہر مین داخل ہوئی تو اسنے خزانہ کا حصہ دسوین رجنٹ سے طلب کیا تو اس نے خزانہ کے دینے سے انکار کیا تو ۴۱ رجنٹ نے اسکو افسرون کے نہ قتل کرنے پر لعنت ملامت کی اور وہ نواب پاس دوڑے گئے کہ وہ ۱۰ رجنٹ کو قلعہ پر حملہ کرنے کے لیے اسکے ساتھ شریک کردے - نواب نے انکی مرضی کے موافق حکم دیدیا دسوین رجنٹ نے خزانہ آپس مین تقسیم کر لیا اور ان مین سے اکثر نے یہ ارادہ کیا کہ جب اول موقع ہاتھ آئے تو اپنے گھر جلد پہونچے اس سبب سے دونو دسوین و اکتالیسوین رجنٹون مین آپس مین گولی چلی - طرفین کے

آدمی مارے گئے۔ آخرکار دسوین رجنٹ اسپر راضی ہوگئی کر وہ اکتالیسوین رجنٹ کی مرضی کے
موافق کام کریگی۔
۱۹ سے ۲۴ تک خونریزی کی تدابیر ہوتی رہین نواب نے اکتالیسوین پلٹن کو رسد
اور میگزین دیا۔ سپاہ لڑائی کے مہورت کے انتظار مین بیٹھی ۲۵ جون کو مہورت
اچھا تھا اس دن قلعہ پر پہنچ حملہ کیا مگر شکست پائی۔ چار روز تک باربار وہ حملہ کرتے رہے کبھی
زینے لگانے مین کبھی سرنگ اڑانے مین ناکام رہے کبھی برابر کے اونچے مکانون کی چھتون پر
چڑھکر قلعہ پر گولیان چلائین مگر کسی طرح وہ فتحیاب نہ ہوئے۔
روز بروز اہل قلعہ کی تعداد اور سامان رسد و میگزین گھٹتا جاتا تھا۔ باغیون نے
توپین ایسی جگہ لگائین جو اس مکان پر صدمہ پہنچاتی تھین جس مین عورتین اور بچے قلعہ
قلعہ مین تھے اور اور ضرر بھی وہ پہنچاتی تھین۔ قلعہ کی فصیلون مین دراڑین بھی پڑگئین
تھین غرض دشوار تھا کہ اس قلعہ مین محصورین زندہ بچے اس لیئے انہون نے قلعہ سے باہر
مفرور ہونے کا ارادہ کیا۔ قلعہ کے نیچے دریا مین تین کشتیان موجود تھین۔ ۳ جولائی
کی رات کو ان کشتیون مین سوار ہونے کی کوشش کی گئی۔ عورتون اور بچون کے تین
گروہ بنائے گئے اور ہرگروہ ایک کشتی مین آدھی رات کو بٹھایا گیا۔ سوار ہونے سے قلعہ
کی توپون مین میخین ٹھوک دین اور جو کچھ سامان حرب وضرب تھا وہ سب برباد کردیا گیا
کشتیان روانہ ہوئین مگر رات کی روشنی نے سپاہیون پر روشن کردیا کہ فرنگی بھاگتے
ہین انہون نے ان پر گولیان چلائین مگر انکا اثر کچھ نہین ہوا۔
تین کشتیان تھین انکے کمانڈر کرنیل سمتھ اور کرنیل گول ڈائی اور میجر روبرٹسن تھے۔
کرنیل گول ڈائی کی کشتی روانہ نہ ہوسکی اس لئے اسکی سواریان بھی باقی دو کشتیون مین آن
بیٹھین۔ اس سبب سے التوا ایسا ہوا کہ باغیون نے کشتیون پر توپ لگائی مگر انکے گولے
ان تک نہین پہنچے۔ غرض یہہ مسافر بغیر کسی نقصان کے موضع سنگھی رام پور مین پہونچے۔
یہان کرنیل سمتھ کی کشتی کی مرمت کی گئی مگر دیہاتیون نے ان پر حملہ کیا اور دو ملاحون مین سے
ایک ملاح کو مار ڈالا۔ پانچ افسرون نے کشتیون مین سے اُترکر ان دیہاتیون پر حملہ کرکے

فرنگیون کا محصور ہونا اور حملہ ہونا

محصورون کا فرار

کشتیون کا حال

پراگندہ کردیا وہ تین سو کے قریب تھے انکے سرغنہ مارے گئے پھر وہ اپنی کشتی مین جو درست ہوگئی تھی تھوڑی دور گئے تھے کہ میجر روبرٹسن کی کشتی ریت مین آگئی۔ کشتی مین سے مفرورین نے اترکر ہرچند زور کیا کہ کشتی کو دھار پر لائین۔ کرنیل سمتھ کی کشتی دور چلی گئی تھی کشتی نشین جلی کشتی ریت مین چلی گئی تھی آدھے گھنٹے کے بعد دیکھتے ہین کہ دو کشتیان مسلح سپاہیون کی آنکر اپنر آتش فشانی کرنے لگین۔ مسٹر روبرٹسن زخمی ہوئے انہون نے لیڈیون کو کہا کہ وہ کشتی سے کودین اور دریا کی دھار پر بہ نسبت ناؤ اور باغیون کے زیادہ اعتبار کرین کہ وہ لیڈیان کشتیون سے کودین انمین سے بعض خود بعض اور آدمیون کی مدد سے تیرین آخر کار انمین سے کچھ ڈوب گئین کچھ ماری گئین اور جو زندہ رہین وہ گرفتار ہوکر نانا پاس جاکر اپنی دائمی آرامگاہ مین سوئین۔ اس اثنا مین کرنیل سمتھ کی کشتی جو دھار پر جارہی تھی ملک اودھ مین کو سوم کھور کے موضع مین پہنچی۔ یہان دہاتیون نے مفرورین کی مدد کی رات کو وہ یہان سوئے انکو بھینس کا دودھ اور روٹی کھانے کو ملی۔ مگر یہہ کشتی آگے چلکر باغیون کے ہاتھ سے نہین بچی کشتی نشین مارے گئے فرخ آباد مین فرخی کے ساتھ تفضل حسین خان نواب ہوئے۔ ضلع سے چالیس یوروپین پکڑے آئے روبرٹسن صاحب کی کشتی سے جو قیدی آئے وہ دو ہفتے تک قید مین رہے پھر بڑی بیرحمی سے قتل کئے گئے۔ مگر اس خون سے نواب کا تخت جما نہین۔ وہ ہندوؤن کو راضی نہین کرسکا انکی آبادی ضلع مین نو دسوین حصے تھی انہون نے اسکو چین سے بیٹھنے نہین دیا۔ نواب نے اپنی حرکتون سے اپنے تئین برباد کیا۔ اسکا زندہ رہنا مرنے سے بدتر تھا +

---

اتفاق سے چار بابوں کا ترجمہ چھپنے سے رہ گیا اور آگے چھپنا شروع ہوگیا اسلئے ہندسوں پر ۹۲، سے آگے آ لگا دیا گیا ہے تاکہ معلوم ہو کہ وہ جدا صفحے مین۔
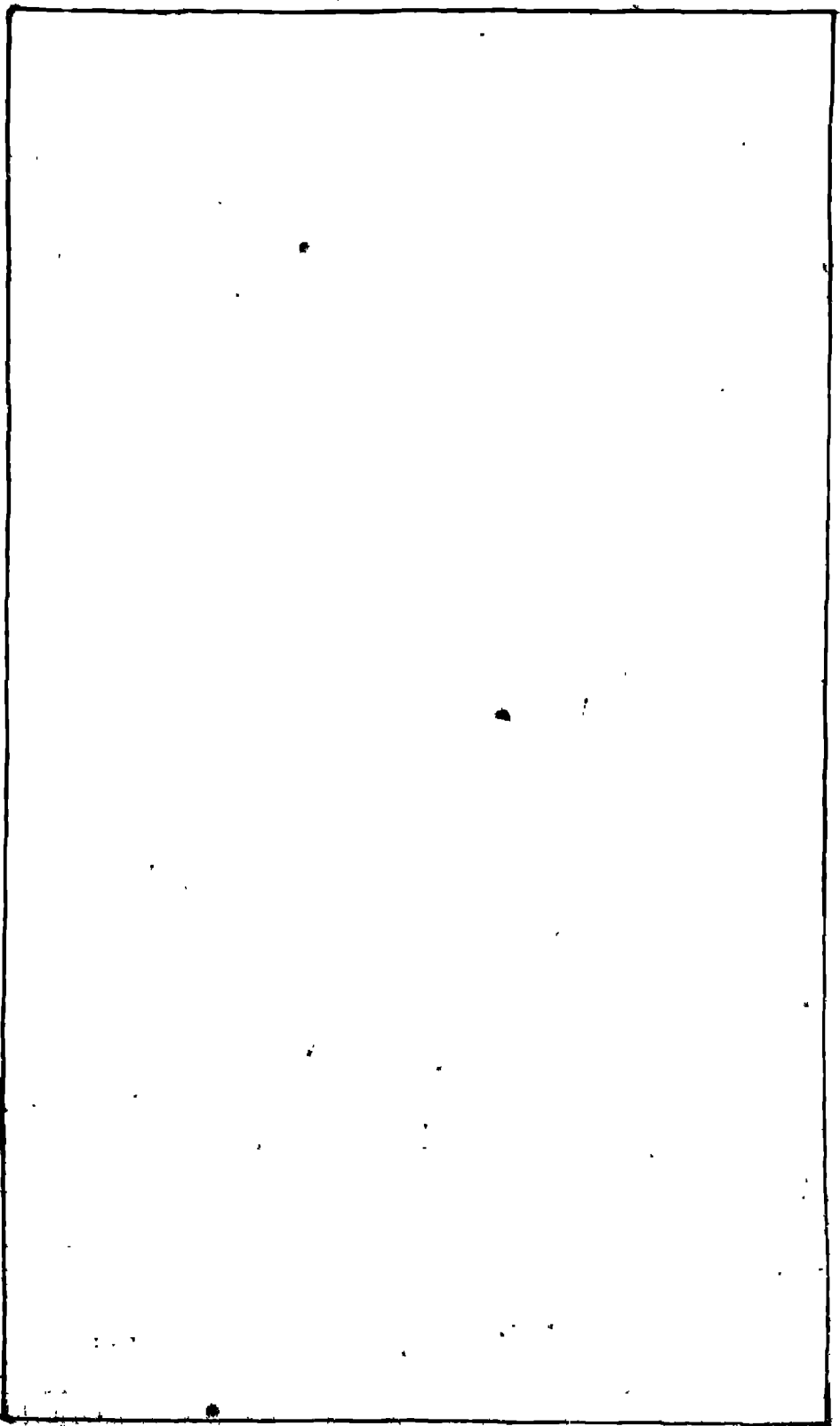
اگر نواب باندہ اور رانی اجی گڈھ ان مفرورین کی خاطر و تواضع اچھی نہین کرتے تو مفرورین مین سے ایک بھی زندہ و سلامت نہ بچتا۔ ان ہی کی عنایت سے یہہ مفرورین انگریزی عملداری مین پہنچ گئے باندہ مین نمبر ۵۶ رجمنٹ کے کچھ ہندوستانی سپاہی رہتے تھے انہون نے ۱۴-جون کو بغاوت کی۔ مگر نواب باندہ نے افسرون کی جان بچادی۔ اس نواب نے سب انگریزون کی جو ہمیرپور اور فتحپور سے بھاگ کر آئے تھے جان بچائی۔ مگر نواب باندہ کا حال مہا راجہ سیندھیا اور راجپوتانہ کے راجاؤن کا سا تھا کہ اپنی سپاہ اسکے کہنے مین نہ تھی وہ باغیون کے ساتھ ہوگئی تھین۔ نواب باندہ سرکار کا دلی خیر خواہ تھا۔ مگر اب بلا اپنی سپاہ کے برگشتہ ہوجانے سے وہ سرکار کی کوئی خدمت نہین کرسکتا تھا۔

تمام بندیل کھنڈ مین ناگوڈ کی چھاونی مین پچاس وین ہندوستانی رجمنٹ تھی اسنے سرکار سے بغاوت نہین کی۔ اس مین صرف چودہ آدمیون نے بدخواہی کی علامت ظاہر کی پھر اس رجمنٹ کا ذکر ہوگا۔

باندہ مین مفرورین کا پہنچنا

نمبر ۵۶ ہندوستانی پلٹن کی بغاوت اور باندہ

# حصہ دوم

## تاریخ بغاوت ہند

### باب اول

(اودھ اور ہنری لارنس)

(اودھ کی ضبطی اور الحاق سے سرکار والا اقتدار سے ہندوستانیونکی عام ناراضی)

اودھ کی ضبطی و الحاق کے لیئے خواہ کچھ ہی بجا و درست دلائل بیان کی جائین مگر اسمین کچھ شبہ نہین ہوسکتا کہ جس طریقہ سے یہہ پولیسی ضبطی و الحاق کام مین آئی اس سے ہندوستانیون مین عام ناراضی و برگشتگی سرکار سے پیدا ہوئی۔ مسلمانون کی ایک

خودمختار آزاد سلطنت کی ضبطی نے علے العموم مسلمانون کے دلون کو آزار دیا اور سرکار سے
کشیدہ خاطر کیا۔ مسلمانون کے سوا ہندوستان کے والیان ملک بھی متشوش تھے کہ
سرکار والا اقتدار اسکی خواہ کیسی ہی خیرخواہی کیجیے اسکا منہ مانگا قرض دیجیے مگر اس نے
ملکون کی ضبطی کے لیے اپنا دست آز ایسا دراز کیا ہے کہ وہ کسی طرح کوتاہ نہین ہوتا۔
اودھ مین اسکی ضبطی سے ہر گروہ کی بدخواہی کی وجہ تھی اس مین جو سرکار نے نیا انتظام
کیا اسمین تعلقہ دار بعض اپنی کل ریاستون سے بعض اپنی نصف ریاستون سے محروم ہو گئے
وہ کیون نہ ناراض ہوتے؟ بادشاہ کے اہل دربار کو جو فائدے بادشاہ سے ہوتے
تھے اب وہ کہان تھے وہ ناخوش کیون نہ ہوتے اور سرکار سے نفرت کیون نہ کرتے؟
ہزارہا سپاہی بادشاہ کی ملازمت سے پرورش پاتے تھے۔ اب وہ تھوڑی سی پنشن یا عطیہ
پاکر اپنے گھر مین خالی بیٹھے مشکل سے پیٹ پالتے تھے وہ کیون نہ سرکار سے عداوت
رکھتے؟ سرکار انگریزی کی سپاہ کے بھی بعض استحقاق اس الحاق سے تلف ہو گئے
تھے وہ بھی کبیدہ خاطر تھے۔ اہل زراعت کو اور شہر کے صناعون اور کاریگرون کو بکسان
ناراض کر دیا۔ غرض بادشاہ کی معزولی نے تعلقہ دارون اور امرا اور درباریون وظیفہ خوارون پر
رزق کا دروازہ ایسا بند کر دیا تھا کہ انمین سے بعض نان شبینہ کو محتاج تھے راتون کو
بھیک مانگتے تھے بعض پوتڑون کے بڑے بڑے امیر ناز و نعم مین پلے ہوئے جن کے
پاس سامان عیش و عشرت کی کچھ کمی نہ تھی وہ ایسے بے سر و سامان ہو گئے تھے کہ اپنی بی بی
و بہو بیٹیون کے زیور و لباس بیچ کر گذارہ کرتے تھے۔ پنشن خوارون کی پنشن بھی جاری
نہین ہوئی تھی جس کے سبب سے ان کے گھرون مین فاقے ہوتے تھے۔ غرض ہر فریق و
ہر جماعت کی ناراضی کی وجہ تھی طبع بشری کا مقتضا اسکو سرکار کا بدخواہ بناتا تھا گو سرکار کا
منشا یہہ نہین تھا کہ اس ملک پر جو خیرخواہی مین ضرب المثل تھا اسطرح کی آفتین اور بلائین نازل
ہون کہ وہ اسکا بدخواہ ہو جائے۔

سر ہنری لارنس کا اودھ مین آنا۔

لکھنؤ مین ۲۰ مارچ کو سر ہنری لارنس نے چیف کمشنری کے عہدہ کا چارج لیا۔ اس پاک نیت
نیک نہاد روشن دماغ بلند خیال نے اپنے تجربہ کی آنکھ سے صرف ایک نظر مین دیکھ لیا کہ نیا انتظام

جو کیا گیا ہے وہ اپنا کام قابل اطمینان نہین کرتا انکو ہندوستانیون کے خصائل سمجھنے کا ملکہ خدا داد تھا وہ خوب سمجھتے تھے کہ ہندوستانی اپنے سچے دل سے اپنی عقل و فہم سے اپنی قدیمی باتون پر دل دادہ ہین جب ان مین کوئی تبدیلی یکایک بغیر کسی اطلاع یا معاوضہ کے کی جاتی ہے تو انکو نہایت آزردہ خاطر کرتی ہے اور انکی طبیعت کو جو اطاعت کی خوگر ہے پراگندہ اور سرکش بناتی ہے۔ وہ ہندوستانیون کے بہی خواہ و دل سوز و ہمدرد تھے انہون نے رعایا کی ناراضی کو جانا کہ وہ بلا وجہ نہین ہے۔ وہ سرتاپا اس کام مین مشغول ہوئے کہ قوانین و آئین جدیدہ سے جو رعایا پر ظلم و ستم ہوئے ہین انکو جہان تک ہو سکے کم کرین۔ انکو دلی افسوس تھا کہ سرکاری عہدہ دارون نے جلدی جلدی ایسے کام اپنی گرم جوشی مین کئے ہین کہ جن سے رعایا مین بددلی پھیل گئی ہے۔ انہون نے اپنے آنے سے ایک مہینے کے بعد لارڈ کیننگ کو اطلاع دی کہ قسمت فیض آباد مین تعلقہ دار بعض اپنے آدھے تعلقہ سے اور بعض سارے تعلقہ سے محروم ہو گئے ہین اور اس سے کاشتکارونکو بھی کچھ فائدہ نہین ہوا جمع کی سختی نے اور محصولون کی افزائش نے رعایا کو دیوانہ بنا دیا ہی بڑے بڑے شہرون اور قصبون مین بیکار اور موقوف شدہ ملازمون کا ایک مجمع کثیر اور جم غفیر سرکار کا بدخواہ اور اس سے ناراض موجود ہے۔

سرکار کی بدخواہی کا یہہ مصالحہ رعایا مین جمع تھا کہ اس مین جات کے بگاڑنے کا سرخ انگارا دہکتا ہوا پھینکا گیا جس نے خوب اسکو بھڑکایا۔ اب یہہ انگارہ کسنے پھینکا اس باب مین ارباب الرائے متفق نہین ہین اور انکا متفق ہونا بھی ناممکن ہے۔ ان مین سے بعض کی رائے یہ ہے کہ اودھ کی ضبطی نے رعایا کے دلون کو سرکار سے ایسا برگشتہ کر دیا تھا کہ سرکار کے برخلاف خواہ کیسی ہی لغو و بیہودہ دلیل پیش کی جاتی اسکو آمنا و صدقنا کہنے کو موجود تھی۔ جب یہہ بیان کیا گیا کہ چکنے کارتوس سرکار نے اس نیت سے بنوائے ہین کہ سپاہ کی جات اور مذہب کو بگاڑین تو انکو اسپر یقین آگیا۔ سر ہنری لارنس جانتے تھے کہ ہندو اپنی جات بچانے کے لئے جان و مال جانیکی کچھ پروا نہین کرتے۔ وہ اس مذہبی مداخلت کی شکایت کو جو سرکار کی طرف سے پیدا ہوئی تھی کسی اپنی سعی و کوشش سے

رفع نہ کرسکے گو اور شکایتون کے دور کرنے مین انکو کامیابی ہوئی۔

سر ہنری نے ارکین دربار شاہی کو جو ضبطی و الحاق اودھ سے خستہ حال و شکستہ بال ہوئے تھے اسطرح راضی کرلیا کہ انکو فوراً پنشنین دیدین۔ موقوف شدہ عہدہ داران شاہی کی دلجمعی انہون نے اسطرح کی کہ اسے کہدیا کہ سرکار ان کے حقوق کو ملازمت کے لیئے اول ملحوظ خاطر رکھیگی اور انکو اور پردیسی آدمیون پر ترجیح دیگی۔ موقوف شدہ سپاہیون کا راضی کرنا دشوار تھا ان سے یہہ اقرار کیا کہ مقامی سپاہ اور ملیٹری (جنگی) پلس مین وہی بھرتی کیئے جائینگے مگر ان نوکریون مین ڈرل و ڈسپلن کی ایسی قیدین لگی ہوئی تھین کہ لوگ انسے گھبراتے تھے اس لیئے وہ انسے زیادہ مفید نہین ہوئے انہون نے اس نوکری سے یہہ کہکر انکار کردیا کہ ہم نے بادشاہ کا نمک کھایا ہے۔ اب ہم کسی دوسرے کا نمک نہین کھائینگے مگر ضلع کے پلس مین وہ بہت بھرتی ہوگئے جسکے اندر قواعد کی قید چندان نہ تھی۔ ایک بڑا سبب لوگون کی ناخوشی و ناراضی کا یہہ بھی تھا کہ مکانات ضبط ہوتے تھے اور مسمار کیئے جاتے تھے اسکو بھی سر ہنری نے موقوف کردیا جس سے لوگونکو یقین ہوگیا کہ چیف کمشنر ہماری بہبودی اور آسودگی کے لیئے ساعی ہے۔ وہ تعلقہ داران سے دوستانہ نہایت تہذیب و شائستگی کے ساتھ مین تھے۔ وہ اکثر دربار کرنے اور تعلقہ دارون کو بلاتے اور انکی شکایتین گوش دل سے سنتے اور جو انمین بجا ہوتین انکے علاج کرنے مین کوشش کرتے اور انکو اپنی ایک پالیسی پر مطلع کرتے کہ وہ پھر اپنے ان تعلقون پر بحال ہوجائینگے جو الحاق اودھ کے وقت ان پاس تھے جس سے انکی بڑی دلجمعی ہوتی تھی۔ اگر معزول واجد علی شاہ کے قائم مقام سر ہنری لارنس ہوتے تو پھر رعایا مین کوئی ناراضی اور شکایت نہین پیدا ہوتی۔

یوروپین سپاہ سات سو۔ ہندوستانی سپاہ سات ہزار تھی یعنی ان دونون مین نسبت ایک اور دس کی تھی۔ دوسری سپاہ پہلی سپاہ سے دس گنی تھی۔ یوروپین سپاہ مین ملکہ معظمہ کی ۳۲ وین رجمنٹ سات سو تنومند سپاہیون اور ایک ضعیف سی کمپنی یوروپین توپخانہ کی تھی۔ ہندوستانی سپاہ مین نمبری ۷ رجمنٹ سوارون کی اور نمبری ۱۳ و ۴۸ و ۷۱

رجمنٹیں پیدلون کی تھین سوار انکے لکھنؤ مین یا اسکے حوالی مین نمبری ۴۸ و ۷۱ غیر آئینی رجمنٹین جو
مقامی خدمات کے لیے لکھنؤ مین بھرتی ہوئی تھین اور اودھ کے ملیٹری پولس مین تیسری
رجمنٹ ایک ہزار سوارون کی اور تین رجمنٹیں پیدلون کی تھین۔ اس ملیٹری پولس کے افسر
گولڈ ویسٹن صاحب تھے۔ سیتاپور مین ایک رجمنٹ نمبر ۴۱ پیادون کی تھی جسکے کچھ حصے ملاؤن
مین رہتے تھے۔ سلطانپور مین غیر آئینی رجمنٹ سوارون کی نمبری ۱۵ تھی اور اضلاع دریاباد
اور فیض آباد اور بہرائچ مین مقامی ہندوستانی سپاہین تھین۔

۴۸ رجمنٹ کے سرجنٹ نے دوا کی بوتل کو منھ لگایا تھا جسکو اس پلٹن کے سپاہی نے
دیکھکر یہہ جانا کہ ہماری جات کھونے کے لیے بالارادہ یہہ کام کیا ہے انہون نے سب سے
پہلے اس سرجن کے بنگلے مین آگ لگائی۔ گو آگ لگانے والے اسی رجمنٹ کے سپاہی ہونگے
مگر وہ گرفتار نہین ہوئے۔ برہام پور مین جو کارتوسون کے باب مین اوہام پیدا ہوئے
تھے انہون نے اودھ مین بھی اپنی جڑ جمائی اور بیل پھیلائی تھی۔

سر ہنری نے بہت چاہا کہ سپاہیون کے دل سے یہہ وسوسہ شیطانی دور ہو کہ سرکار
کی نیت انکی جات کے بگاڑنے کی ہے۔ وہ سپاہیون سے کہتے تھے کہ تم بڑے جان نثار و
خیر خواہ سرکار ہو اور انکے افسرون سے کہتے تھے کہ تم کو سو برس کا تجربہ ہے کہ کبھی سرکار نے
سپاہ کی جات کے بگاڑنے کا ارادہ دغا و فریب سے نہین کیا۔ پھر وہ کیون اس بات کا
یقین کرین۔ وہ انکو متنبہ کرتے تھے کہ اگر بدطینت خبیث باطن آدمیون کے اغوا سے
وہ نمک حرام ہو جائینگے تو انکے لیے کیسے برے نتیجے ہونگے جو سپاہی اپنے فرائض خدمت
کے ادا کرنے مین کوتاہی کرین گے فوراً سزا پائین گے۔ ہنری لارنس اودھ مین دیر کر آئے
تھے۔ اگر پہلے آتے تو بغاوت کے اثر کو نہ پھیلنے دیتے

یہہ دانشمند دور اندیش جانتا تھا کہ ایک طوفان آنے کو ہو رہا ہے جس مین ایک مٹھی بھر
انگریزون کو دو کروڑ آدمیون سے عہدہ برآ ہونے مین مشکلات پیش آئینگی اس لیے
انہون نے اپریل ہی مین حفظ ما تقدم کی تیاریان شروع کین وہ ریسیڈنسی مین شہر کے اندر
گومتی کے کنارہ پر اس کے پل سے پون میل کے فاصلہ پر رہتے تھے اور ریسیڈنسی سے

کچھ فاصلہ پر مڈراؤن کی چھاؤنی مین اور مدکی یورپین سپاہ مین رہتی تھین
رسیڈنسی کے گرد بڑی رفیع الشان کوٹھیان تھین جنمین انگریزی افسر اور حکام رہتے
تھے۔ رسیڈنسی کو مع اور تمام عمارات عالی شان کے ہندوستانی بیلی گارڈ کہتے تھے
رسیڈنسی سے ایک میل کے فاصلہ پر ایک بہت خوبصورت قلعہ مچھی بھون تھا جو نواب
وزیر آصف الدولہ کے وقت مین سرکش شیخون کا مامن تھا مگر مدت سے کاٹ کباڑ
اور نکمی چیزون کا گودام بنا ہوا تھا۔ سرہنری نے رسیڈنسی کے آگے میدان کرنے
کے لئے جو بڑے اور مکانات گرا دیے۔ انہون نے غدر کے ہونے سے تین ہفتے
پہلے اپنی پیش بینی اور دوراندیشی سے اس رسیڈنسی کو استوار حصن بنادیا کہ وہ ہمیشہ
دشمنون کے مقابلہ مین کامیاب رہا۔ انہون نے سامان رسد باوجود اپنے ہمراہیون کی
مخالفت کے بازار کے بھاؤ سے بہت زیادہ گران خرید کرکے رسیڈنسی مین جمع کیا
شہر سے خزانہ منگاکر اور اور مقامات سے جہان باسانی خزانے آسکتے تھے منگا کر
رسیڈنسی مین یکجا جمع کیے جس سے ایک بڑا خزانہ جمع ہوگیا اور اسے بہرہ چوکی سے فراغت
پانے کے لیے رسیڈنسی کے احاطہ مین خزانہ کو زمین مین دفن کردیا اور زمین پر مدرجہ کام بنادیا
یہان توپین اور مورٹارس اور گولے گولیان اور چھوٹے ہتھیار اور میگزین اور اناج جمع کیا
اور باروت کو اور اناج کو زمین کے اندر کوٹھیون اور تہخانون مین رکھا پانی کا انتظام خاطر خواہ
کردیا۔ غرض محاصرہ کے ہونے سے پہلے یہہ سب کام کردیے جسکے سبب سے رسیڈنسی ایک
حصن حصین بن گیا اور اسکی فصیل کے باہر برج دوبارہ مستحکم ہوگئے۔

۳۰۔ اپریل کو ایک طوفان نے اپنی آنکھین دکھائین اور ۳۔ مئی کو وہ آگیا رسیڈنسی
سے تین میل کے فاصلہ پر موسی باغ مین ساتوین رجمنٹ غیر آئینی رہتی تھی اس نے
کارتوسون کے لینے اور کاٹنے سے انکار کیا۔ ہنری لارنس نے گورون کی سپاہ کو
لیجاکر اس سے ہتھیار لے لیے اور سرغنون کو گرفتار کرلیا۔

جب سر ہنری لارنس کو ہندوستانی سپاہیون اور افسرون سے حقیقت حال کی
اطلاع ہوئی تو انہون نے یہہ چاہا کہ برٹش گورنمنٹ کے اس مقولہ پر جو ہیئت سے

چلا آتا ہے کہ سزا کے ساتھ انعام اور صداقت کے ساتھ عدالت توام رہین - اس نازک زمانہ
مین بھی عمل کیا - انہون نے ١٢ مئی کی شام کو دربار کیا - اس مین تمام تعلقہ دارون اور روسا
اور عمائد شہر کو اور یورو پین سول اور ملیٹری افسرون اور اوروں کو بلایا - سر ہنری ۸ بجے شام کے
دربار مین مع شان کے داخل ہوئے انکے پاس کشتیون مین تمام انعام کی چیزین رکھی ہوئی
تھین جو خیر خواہ ہندوستانی افسرون اور سپاہیون کو ملنے والی تھین - ان چیزون کے
تقسیم کرنے سے پہلے ہندوستانی زبان مین اہل دربار کے روبرو یہہ سپیچ دیا - اے صاحبو
مین تم کو یاد دلاتا ہون کہ گورنمنٹ نے اپنی کیسی مربیانہ شفقت و محبت کی ہے اور ہمیشہ اس نے
یہہ ہی نیت ظاہر کی ہے کہ وہ ہمیشہ انکے مذہب مین مداخلت کرنے سے مجتنب رہیگی دہلی کے
مسلمان بادشاہون نے ہندوؤن پر ظلم کئے ہین اور پنجاب کے ہندو راجاؤن نے مسلمانون پر
ستم کئے ہین مگر برٹش گورنمنٹ نے سب مذہبون کے ساتھ مسالمت و مصالحت رکھی ہے
سو برس کی [illegible] تم کو چاہیئے یہہ سکھائے کہ جو لوگ یہہ افترا پردازی کر رہے ہین کہ گورنمنٹ
نے انکی جات بگاڑنے کا ارادہ کیا ہے وہ بالکل جھوٹے دغاباز مفسدہ پرداز ہین - انگلش کی
شان و شوکت و سطوت و صولت کو جنگ کریمیا کے کارہائے عظیم مین دیکھو اس کے جہازون
کو اور مخازن پر خیال کرو اگر برٹش گورنمنٹ کے خلاف جو لوگ جہاد کرینگے انکو آخر مین کامیابی
مین مایوسی ہوگی - پھر انہون نے ان تعلقات یگانگی سے واقف کیا - جو سپاہیون اور افسرون
کے درمیان عسرت اور نصرت کے وقت مین رہے مین سپاہیون سے عرض کرتا ہون کہ
انکو جو اپنے باپ دادا کے کامون کا بیش قیمت ورثہ ہاتھ آیا ہے اسکو وہ عزیز رکھین انہون نے
اپنی خوش بیانی کو اس فقرہ پر ختم کیا کہ سامعین کو مین متنبہ کرتا ہون کہ اگر وہ بدخواہ سازش
کرنے والون کے اغوا مین آنکر احمق بن جائینگے اور اپنی پند و نصائح کو بالائے طاق رکھینگے
تو اسکی سزا انکو بھگتنی پڑیگی - انہون نے گورنمنٹ کی ساری جہلی باتون کو خوب سمجھا دیا - انکے
اس اسپیچ کا اثر سامعین کے دلون پر تھا کہ اسوقت جو شخص دربار سے نکلا وہ سرکار کا خیر خواہ
تھا اور سر ہنری کی عظمت و بزرگی کا دل سے معتقد تھا اور انکے اقوال اور افعال پر اعتبار کرتا
تھا لیکن جب اہل دربار سرکشون اور سازش کرنے والون کی صحبتون مین گئے تو انکی صحبت کے

برے اثر نے اس دربار کے نیک اثر کو جلد مٹا دیا۔

میرٹھ مین ۱۰ مئی کے غدر کی ۱۳ مئی کو اور دہلی پر باغیون کے قبضہ کرنے کی ۱۴ مئی کو خبرین آئین۔ اس لئے انہون نے یہہ تدابیر کین کہ ۱۷ مئی کی صبح کو ۳۲ رجمنٹ گورہ آدھی رسیڈنسی کے قریب بلالی کہ وہ گومتی کے پل کو اپنے زیر حکم رکھے اور آدھی رجمنٹ مڈاؤن کی چھاونی مین شہر سے بلالی اور کشتیون کے پل کو سرکوا کے رسیڈنسی کے بہت قریب لگوایا کہ اسپر قبضہ رہے اور قلعہ مچھی بھون ایسا پاک صاف نہین ہوا تھا کہ یوروپین کی بود و باش کے قابل ہوتا اس مین ہندوستانی منتخب سپاہیون کو متعین کر دیا۔

جب سرہنری کے پاس میرٹھ اور دلی کی خبرین آئین تو انہون نے گورنر جنرل کو تار بھیجا کہ یوروپین سپاہ جو چین سے سی لون سے اور اور مقامات سے آئے وہ فوراً بھیجی جائے اور پہاڑی چھاونیون سے اور نیپال سے گورکھے بھیجے جائین اور مجھے ملک اودھ کی کل سپاہ پر پورے ملیٹری اختیار دیئے جائین۔ ۲۹ مئی کو گورنر جنرل نے سپاہ اودھ پر چیف کمشنر کو پورے اختیارات دیدیئے اور ۲۲ مئی کو اجازت دی کہ وہ جنگ بہادر سے گورکھون کی سپاہ کی درخواست کرے۔

شہر لکھنؤ گومتی کے داہنے کنارہ پر کانپور سے بیالیس میل کے فاصلہ پر تین مربع میل کے رقبہ مین آباد ہے۔ شہر گومتی کے کنارہ کے درمیان شاہی عمارات اور رسیڈنسی اور مچھی بھون ہین۔ ان عمارات کے جنوب مین شہر بڑی وسعت مین بستا ہے اور اسکو ایک نہر قطع کرتی ہے وہ گومتی سے مارٹی نیر کالج کے قریب ملتی ہے یہہ کالج رسیڈنسی سے تین میل کے فاصلہ پر ہے کچھ جنوب کی سمت مین قصر دلکشا ہے جسکے گرد کے احاطہ مین باغ ہے۔ رسیڈنسی اور مارٹی نیر کالج کے درمیان جو زمین ہے اس مین شاہی محل اور قصر بنے ہوئے ہین جنمین موتی محل۔ شاہ منزل۔ سکندر باغ۔ فرحت بخش بڑے بڑے محل ہین۔ شہر کے جنوب مین رسیڈنسی سے چار میل کے فاصلہ پر کانپور کی سڑک کے اوپر عالم باغ بہت وسیع ہے اسکے گرد فصیل کھنچی ہوئی ہے اور اسکا دروازہ بڑا شاندار ہے اس کے سوا لکھنؤ کی یہہ عمارات بھی مشہور ہین۔ آصف الدولہ کا امام باڑہ

سرہنری کے پاس میرٹھ کے غدر کی خبر کا ۱۳ اور دلی کی ۱۴ کو اطلاع دینا اور دربوں کی تدبیر کرنا - سرہنری کا اودھ میں کل سپاہ کا سپہ سالار ہونا -

سر ہنری کا فوج کا انتظام کرنا

چتر منزل - تارا کی کوٹھی - قیصر باغ - شاہ نجف - حسین آباد -
اگر مدکی یورکو جس مین سوار رہتے تھے لشکرگاہون مین شمار کرین تو تین لشکرگاہ تھے
رسیڈنسی - مچھی بھون - و مڈاؤن اول دو کو سر ہنری نے جسقدر استوار کر سکتے اسقدر استوار کیا
مچھی بھون مین گولہ باروت جو فضول تھا بھیجدیا اور جب اول موقع انکو ہاتھہ لگا تو یورپین
فوج بھی وہان بھیجدی - رسد کے ذخیرے وہان جمع کیئے فصیل پر سب قسم کی توپین چڑہادین
جنمین سے بہت سے شاہی محلون سے منگائی تھین جو محض نمائش کے لیئے اچھی تھین کام کی
نہ تھین رسیڈنسی مین خزانہ کی محافظت کے لیئے ہندوستانیون اور یوروپین لشکرون کو ملا
جلا کر متعین کیا جنمین دو سو بیس ہندوستانی سپاہی اور ایک سو بیس یوروپین سپاہی اور
چھہ توپین تھین جو اس طرح لگائی گئی تھین کہ اگر دشمنون کا ذرا کھٹکا ہو تو انپر لگا دی جائین
اب تیسرے لشکرگاہ مڈاؤن کی چھاونی مین بتیسوین رجنٹ کے تین سو چالیس یوروپین
سپاہی اور پچاس یوروپین ارٹلیری اور چھہ توپین تھین اور تین ہندوستانی رجنٹین اور ایک
ہندوستانی بیٹری - سر ہنری لارنس اس زمانہ مین یہین چھاونی مین رہا کرتے تھے - یہہ
سب کام کر کے انہون نے ۲۷ - مئی کو لارڈ کیننگ کو یہہ تار بھیجا کہ جس چھاونی مین مین
رہتا ہون اس مین ملکہ معظمہ کی ۳۲ رجنٹ کے دو سو ستر سپاہی رہتے ہین اور ان پاس
آٹھہ توپین ہین جنسے مین اس چھاونی کی چارون رجنٹون کو جس وقت وہ بغاوت کرین
زیر کر سکتا ہون اور شہر مین رسیڈنسی اور مچھی بھون ایسے استوار ہین کہ غالباً جتنے آدمی
انپر حملہ آور ہو سکتے ہین ان سے لڑ کر وہ اپنے تئین سلامت رکھہ سکتے ہین -

اضلاع مین لوگون کے دلون مین بغاوت کا خیال آنا -

ملیح آباد مین مفسدہ پرداز مسلمانون نے آتش فساد کو مشتعل کیا سر ہنری نے ویسٹن صاحب
سپرنٹنڈنٹ ملیٹری پولس اور ہیچم صاحب کی سپاہ کے ساتھہ اس فساد کے دور کرنے کے لیئے
بھیجا - وہان جانا بڑی بہادری کا کام تھا - وہان تین ہزار مفسد جمع تھے جنکو یہہ دونو
صاحب اپنی دلیری اور بہادری سے پراگندہ کر کے لکھنؤ واپس چلے آئے -
اس انتظام کے بعد ضلع لکھنؤ مین مفسد نہ گھس آئین - سر ہنری نے ۲۷ - مئی کو کپتان ہچنسن
صاحب کو پولیٹکل افسر مقرر کر کے بھیجا اور ایک کالم ان کے ساتھہ کیا جس مین سر ہنری

دوسو سوار اور نمبری ۴۸ رجمنٹ کے دوسو سپاہی تھے۔

یہہ کولم ۲۰ مئی کو لکھنؤ سے چلا اور ملیح آباد مین ۲۸ کو آیا سلیح دہاتیون کو ڈرایا دھمکایا پہلی جون کو سندیلہ مین پہنچا جو لکھنؤ سے مغرب کی طرف ۳۲ میل ہے یہان ہچنسن صاحب نے سنا کہ ۳۰ مئی کو لکھنؤ مین سپاہ نے بغاوت کی جس ڈاک مین یہہ خبر صاحب پاس آئی تھی اسی ڈاک مین یہہ خبر سپاہیون پاس بھی آئی سپاہیون نے جانا کہ ہماری حکومت کا وقت آیا ہچنسن صاحب نے سارا روپیہ خزانہ کا انکی تنخواہ مین تقسیم کرکے انکو کچھ دیر کے لیئے خاموش کیا انکے اعلے افسر کپتان برمیسیر صاحب اور بیلس صاحب اپنا پورا اعتبار کرتے تھے۔ اس اثناء مین یہہ کولم گنگا کی طرف چلا جاتا تھا ہچنسن صاحب سپاہیون کی گستاخیان دیکھ کر انکے افسرون کو سمجھاتے تھے کہ دریا کی دوسری طرف جو سپاہیون نے جال بچھایا ہے اس مین جاکر کبھی نہ پھنسیں مگر انہون نے انکی باتون کے سننے مین کان بہرے کر لیئے۔ کولم گنگا پار اترا اور اسنے اپنے افسرون کو مار ڈالا مگر لوسٹن صاحب بھاگ کر دوسری جگہہ مارے گئے اور سپاہ دہلی کو روانہ ہوئی۔ ہچنسن صاحب اور میجر میری اٹ صاحب جو گنگا پار نہین گئے تھے وہ لکھنؤ مین واپس چلے آئے۔

۳۰ مئی کی رات کو مڑاؤن مین سر ہنری اپنے بنگلہ مین سٹاف سمیت کھانا تناول فرما رہے تھے کہ انکے سٹاف کے ایک افسر نے کہا کہ مجھ سے ایک ہندوستانی سپاہی نے کہا ہے کہ نو بجے رات کے جو توپ چلیگی وہ اس بات کا اشارہ ہوگی کہ سب سپاہی بغاوت کرین۔ توپ جب چھوٹی بالکل چپ چاپ تھی تو ہنری لارنس نے ہنسکر سٹاف افسر سے کہا کہ تمہارے دوست وقت کے پابند نہین یہہ الفاظ انکے منھ سے نکلے ہی تھے کہ بندوقون کی تڑاتڑ کا شور لین کی طرف سے اٹھا جس سے تصدیق ہوئی کہ سٹاف افسر کو صحیح خبر ملی تھی اور اسکے دوست وقت کے پابند تھے۔

چند منٹ مین یہہ ایک عجیب واقعہ واقع ہوا کہ سر ہنری اپنے بنگلے کی سیڑھیون پر کھڑے تھے اور انکا سٹاف انھین گھیرے ہوے تھا اور اصطبل سے گھوڑون کے آنے کا جبکا حکم انہون نے دیا تھا انتظار کر رہے تھے مسٹر گرب صاحب کی کوٹھی کو باغیون نے آگ

لکھنؤ مین سپاہ کی بغاوت اور سر ہنری لارنس کے سٹاف کا معجزانہ طور سے بچنا

۲۰ مئی کو کولم کا لکھنؤ سے جانا اور اسکا باغی ہونا

لگائی تھی وہ فوراً شعلہ ناک ہو گئی اسکی روشنی مین یہہ سب کھڑے تھے کہ دفعتہً صوبہ دار
سپاہیون کا جو اپنی خدمت ریسیڈنسی مین موجود تھا اپنے گارڈ کو لایا اور سر ہنری اور
انکے سٹاف کے سامنے چالیس قدم کے فاصلہ پر کھڑا ہوا اور اسنے کپتان ولسن صاحب
سلام کر کے پوچھا کہ مجھے اجازت ہے کہ مین گارڈ کو حکم دون کہ وہ بندوقون کو بھرین؟ ولسن
صاحب نے اس سوال کو سر ہنری کے سامنے پیش کیا جنہون نے جواب دیا کہ وہ بندوقین
گارڈ سے بھروائے۔ بندوقون کا بھرنا شروع ہوا۔ سر ہنری اور اسکا سٹاف اب بھی
آگ کی روشنی مین کھڑے تھے۔ سیسے کی گولیون کی صاف آوازین بندوق مین ڈالنے
کی آئین۔ پھر سپاہیون نے بندوقون مین ٹوپیان لگائین۔ اب افسرون کو فکر ہوا
کہ دیکھیے سپاہی آیندہ کیا حرکت کرتے ہین۔ ان کے سامنے سر ہنری اور اور سردار
موجود تھے انکی جان کا بچنا ان سپاہیون کے رحم پر موقوف تھا۔ ایک بدخواہ سپاہی
بہادری کر کے تمام لکھنؤ کی قسمت کا فیصلہ کر سکتا تھا یعنی ان سب افسرون کو مار ڈالتا
ریسیڈنسی کے بنگلہ کی سیڑھیون پر جو مجمع افسرون کا کھڑا تھا اس کے دل مین یہہ خطرہ
گذرا مگر کوئی اہنون نے کام اور حرکت ایسی نہین کی جس سے یہ دل کا خطرہ ظاہر
ہوتا۔ جب سپاہیون نے ٹوپیان لگا کے بندوقون کو اٹھا کر اپنے کندھون پر رکھ لیا اُن کی
تسلی خاطر ہوئی اور سر ہنری مع اپنے سٹاف کے لینون کی طرف چلے۔

سر ہنری لارنس اور انکا سٹاف انگلش کیمپ مین گیا وہان بتیسوین رجمنٹ کے تین سو
سپاہی کچھ توپین لیے لڑنے کے واسطے تیار تھے۔ یہہ سمجھ کر کہ جہانتک ہو سکے باغیون کو
اور شہر کے اوباش بدمعاشون کو آپس مین نہ ملنے دین۔ سر ہنری لارنس نے دو توپین اور
بتیسوین رجمنٹ ایک کمپنی کے ساتھ لی کہ وہ اس سڑک کو روکین جو چھاونی سے پل کو جاتی
ہے۔ اس اثناء مین ہندوستانی رجمنٹون کے افسر لینون مین اپنے سپاہیون کو سمجھانے
گئے کہ کیون بغاوت و سرکشی کرتے ہین۔

انہین سے بہت سے سپاہیون نے لوٹنا شروع کر دیا تھا۔ بہت سے سپاہی اکھٹے
رجمنٹ کے میس ہوس مین سیدھے افسرون کی تلاش مین گئے۔ جب وہ وہان نہ ملے

تو انہون نے میس ہوس مین آگ لگا دی - پھر تھوڑی دیر بعد اکھترویں رجنٹ کی لین سے بیدیہ فیر
فیر ہونے لگے جکا جواب انہون نے گرالیون سے ایسا دیا کہ سپاہی ہٹ کر عقب مین چلے گئے
اس جلدی مین انکا گذر پکٹ پر ہوا جس مین ہندوستانی سپاہی پیدل تھے اور لفٹنٹ
گرنیٹ صاحب اسکے افسر تھے اگرچہ صاحب کو انکے سپاہیون نے ایک بستر مین چھپایا
مگر ایک پہرہ کے سپاہی نے انکو دیکھ لیا تھا اسنے انکو مار ڈالا -
اس اثنا رمین لفٹنٹ ہارڈنگ نے چند سوارون کو ساتھ لیکر چھاونی کے بڑے بازار
مین اسلیئے گذرنا شروع کیا کہ بندوبست کرین اور جان و مال کے محافظ بنین مگر انکے پاس
سپاہ اتنی نتھی کہ وہ آتش زنی افسرون کے مکانون کی اور بازارون کی غارتگری کا
انسداد کرسکتے - ایک سپاہی نے صاحب پر گولی چلائی - جب اسنے خطا کی تو سنگین سے
انکے بازو کو زخمی کیا -
ہارڈنگ صاحب کچھ انتظام نکرسکے باغیون کا چارون طرف زور تھا - بتدریج یہہ ذرسلسلہ کم
ہوا کہ اول تیرھوین رجنٹ کے تین سو سپاہی مع افسرون اور اپنے علمون اور خزانے کے انگریزون
سے آن ملے اور پھر کچھ سپاہی ۱۱ رجنٹ کے بغیر اپنے علمون اور خزانہ کے انکے ہمراہ ہوئے
۴۸ رجنٹ کا حال اس رات مین معلوم نہین ہوا کہ کیا ہوا - گورون کی سپاہ اپنی جگہہ پر قائم رہی
دس بجے رات کے کچھ باغی اپنی لین مین آئے اور انہون نے گولیان چلائین جسمین بریگڈیر سیڈین
کو جب اپنے گھر سے ۱۱ رجنٹ کی لین کو گھوڑے پر سوار جاتے تھے گولی کے لگنے سے مارے
گئے - پھر بندوقین چھوٹنی موقوف ہوئین اور ایسا انتظام کیا گیا کہ ریسیڈنسی کا بنگلہ محفوظ رہے
اور شہر کی سڑک کے متصل جو چھاونی کا حصہ ہے وہ محفوظ رہے - بڑے زبردست پہرے
بٹھائے گئے - سپاہیون نے ہتھیار کھول ڈالے - دوسرے دن صبح کو سر ہنری نے یہہ سنکر
کہ باغی مدکی پور کی طرف گئے ہین وہ انکے پیچھے سپاہ ساتھ لیکر گئے - راہ مین انکو کورنٹ رلیف
کی لاش جواب تک گرم تھی ملی وہ سترہ برس کا لڑکا تھا اور تین روز ہوئے تھے کہ اپنی رجنٹ مین
آیا تھا وہ بیماری کے سبب چھاونی مین رہا تھا گھوڑے پر سوار جاتا تھا کہ سپاہیون نے
اسے گولی سے مار دیا - اسی وقت یہہ معلوم ہوا کہ باغی رجنٹین صف بستہ اپنی لاین مین کھڑی ہین

بازارون مین گذرنا

بہت سے سپاہیون کا فرمانبردار رہنا اور باغیون کا چمران ویرانت ان پر ہونا

ساتوین رجنٹ سوارون کی سوا تیس سوارون کے باغی دشمنون سے جا ملی - یہہ
رجنٹ اب تک خیرخواہ معلوم ہوتی تھی - انگریزی سپاہ نے اسکا تعاقب دس میل تک کیا
اور ساٹھ سوارون کو قید کیا جنمین سے چھ کو گبنس صاحب نے اپنے ہاتھ سے قید کیا تھا -
سر ہنری لارنس نے اس بغاوت کے دبانے کے باب مین لارڈ کیننگ کو یہہ لکھا کہ اب
ہماری حالت پہلے سے یقینی اچھی ہے - اب ہم اپنے دوستون اور دشمنون کو جان گئے - اب
دشمنون کا یہہ حوصلہ نہین ہے کہ وہ ہم سے جنگ آرا ہون - گو وہ بڑی آتش زنی کرتے ہین"
اس مین شک نہین کہ انکو اب مشتبہ دوستون سے نجات ہوگئی تھی - تقریباً کل ساتوین رجنٹ
سوارون کی اور تیرہوین رجنٹ کے چند سپاہی اور ۱۷ رجنٹ کے سپاہی دو تہائی سے
زیادہ اور تمام غیر آئینی رجنٹین یہہ سب انگریزون سے جدا ہو کر دست درازیان کرتے تھے
اب یہان لکھنؤ مین تو اطمینان خاطر ہو گیا اور اضلاع اودھ سے وحشتناک خبرین آتی تھین
بڑی بری خبرین ضلعون سے آتی تھین - ۲ جون کو ہنری لارنس نے یہہ خبر سنی
کہ سیتاپور مین بغاوت ہوئی - یہان ایک بڑی چھاونی لکھنؤ سے ۵۱ میل کے فاصلہ پر تھی
اس مین ۴۱ رجنٹ ہندوستانی پیدلون کی اور نوین دسوین رجنٹین غیر آئینی اودھ کی
اور ملیٹری پولس کی دوسری رجنٹ یہہ سب رہتی تھین - ۳ جون کو بہت سویرے
۴۱ رجنٹ کے میجر ایپ تھورپ صاحب نے قسمت سیتاپور کے کمشنر کرسچین صاحب
کرنیل برچ صاحب پاس گئے وہ بڑے مستقل مزاج دلاور سپاہی تھے وہ سپاہ کے خیرخواہ
ہونے کا یقین کرتے تھے - دو دن پہلے وہ سپاہ کے خیرخواہ ہونے کا یہہ تجربہ کر چکے تھے
کہ لکھنؤ سے جو باغی بھاگ کر آئے تھے اُنسے لڑنے کے لیے وہ سپاہ کو لے گئے تھے جنہنے باغیون پر
جو انکے بھائی بند تھے گولیان چلائی تھین - احتیاطاً نوین دسوین غیر آئینی رجنٹون کی پریڈ
ہوئی - کمشنر کی رسیڈنسی پر جہان سب عورتین اور بچے جمع ہو گئے تھے ملیٹری پولس کا
بڑا قوی پہرہ تھا اور چار ملیٹری توپین ۴۱ رجنٹ اور رسیڈنسی کے درمیان لگی ہوئی تھین
ابھی یہہ سارے انتظام پورے ہوئے تھے کہ ۴۱ رجنٹ کی ایک کمپنی خزانہ پر اس کے لوٹنے
کے ارادہ سے گئی - کرنیل برچ اور لفٹنٹ گرین اور سارجنٹ میجر انکے پیچھے

جب کرنیل صاحب اپنے سپاہیون پاس جاکر سمجھانے لگے کہ یہہ کیا حماقت کا کام کرتے ہو
میری نصیحت سنو اور مانو وہ یہہ سمجھا رہے تھے کہ صف مین سے ایک سپاہی نے
بڑھ کر انکے گولی ماری جس سے وہ فنا ہو گئے اور اسی طرح سے لفٹنٹ سال لی اور
سارجنٹ میجر کو خاک باغیون نے پہنچایا۔ لفٹنٹ گرین صاحب زخمی ہوکر عین وقت پر
اپنے اور بھائی افسرون کو اطلاع کرنے گئے وہ مع اپنے کنبون کے ام رجمنٹ کے
خیرخواہ سپاہیون کی حفاظت مین لکھنؤ پہنچ گئے۔ پھر بغاوت بہت جلدی سے غیر آئینی رسالون
مین پھیلی جنہون نے اپنے افسرون کو مارا اور پھر باغی ملیٹری پولس کے پاس پہنچے جنہون نے
کلکٹری کی کوٹھی پر گولیان مارنی شروع کین۔ اس کوٹھی کے نیچے ایک چھوٹی سی گہری ندی
تھی اور اسکے پیچھے گھنا جنگل تھا جسمین جھاڑیان اور صنوبر کے درخت تھے۔ سب نے متفق
ہوکر یہہ ارادہ کیا کہ ندی کے پار جاکر جنگل مین چھپئے۔ کوٹھی کو باغیون نے گھیر لیا پولس
باغ مین تھا۔ جہان ندی کا عارضی پل تھا اسپر رستے کچھ انگریزون اور انکی عورتون اور
بچون کو مار ڈالا کرسچن صاحب بھی ندی سے پار ہوکر مارے گئے اور تھوڑی دیر کے بعد
انکی بی بی بھی ماری گئین انکا ڈہائی برس کا بچہ لکھنؤ مین پہنچکر مرگیا۔ سیتاپور کی بغاوت کا
نتیجہ یہہ تھا کہ ۲۴ جون کو سپاہیون کے ہاتھ سے چوبیس انگلش مرد و عورت و بچے مارے گئے۔

ملاؤن ایک قصبہ ہردوئی مین ہے وہ شمال مین ۸ میل کانپور سے اور ۴۸ میل شمال مین
سیتاپور سے ہے اور یہان صرف سول افسر مسٹر کیپر ڈپٹی کمشنر تھے اور ایک خیرخواہ
رجمنٹ کا ایک حصہ اور چوتھی غیر آئینی رجمنٹ یہان مقیم تھے۔ جب ملاؤن مین سپاہ نے
بغاوت اختیار کی تو کیپر صاحب لکھنؤ چلے گئے وہ بہت دنون تک یہان اپنے عہدہ پر
دلیرانہ جمے رہے مگر جب سپاہ بگڑی تو وہ اپنی ضلع سے جدا ہوئے۔

اودھ کی شمالی مغربی قسمت مین تیسرا ضلع محمدی تھا جسکے ڈپٹی کمشنر طامسن صاحب
اور اسسٹنٹ کپتان اور صاحب تھے۔ یہان سپاہ نوین اودھ کی غیر آئینی رجمنٹ اور
ملٹری پولس کی دو کمپنیان اور پچاس کے قریب سوار تھے۔ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ
شاہجہان پور سے انگریز اور انکی عورتین اور بچے کس طرح سے مفرور ہو کر محمدی مین آگئے تھے

اور صاحب کی میم صاحب اور انکا بچہ مٹولی بھیجے گئے جسکے راجہ پر آور صاحب اور طامسن صاحب کے بڑے احسانات تھے اور مٹولی یہان سے ۲ میل کے فاصلہ پر تھی۔ راجہ نے میم صاحب کو قلعہ کچھونا مین جو جنگل مین تھا بھیجدیا کہ وہ باغیون کی نظر سے چھپی رہین۔ شام کو راجہ انسے ملنے آیا اور انکی محافظت کا وعدہ کر گیا۔

محمدی مین شاہجہانپور کے مفرورین آئے تو جن سپاہیون کی محافظت مین آئے تھے انہون نے یہان کی سپاہ سے کہا کہ تمہارے بھائیون کے ٹکڑے اس سبب سے ہورہے ہین کہ انہون نے عیسائی مذہب ہونے سے انکار کیا ہے یہہ سنکر یہان کی سپاہ بھی اپنے بھائیون کی انتقام لینے پر آمادہ ہوگئی کپتان آور صاحب نے ہندوستانی افسرون کو سمجھایا۔ وہ شاہ اودھ کے قدیمی ملازم تھے اس لیئے اسکا اثر سپاہ پر بالکل معدوم نہین ہوا تھا۔ سپاہیون نے قسم کھائی کہ وہ یوروپین کی جان بچائینگے۔ اور آور صاحب اور طامسن صاحب کو اپنے ساتھ رکھینگے اور اور انگریزون کو جہان انکا دل چاہے بغیر مزاحمت کے جانے دینگے

اول انہون نے خزانہ پر قبضہ کیا اور پھر جیلخانہ کے قیدیون کو آزاد کیا۔ ۳۔ جون کو کئی لیڈیان ایک بگی مین اور انگریز گراچیون مین بیٹھکر روانہ ہوئے۔ اول روز کا سفر دس میل کا بغیر کسی حادثہ کے طے ہوا۔ دوسرے دن تین میل سفر کرکے ایک سوار نے انگریزون سے کہدیا کہ اب جہان تمہارا جی چاہے چلے جاؤ تو وہ کھیری کے ضلع مین اورنگ آباد کی طرف چلے آدھ میل یہہ گاؤن رہا ہوگا کہ سپاہیون نے اپنی قسم کے برخلاف انگریزون کو قتل کرنا شروع کیا۔ سارا گروہ مارا گیا صرف ایک انگریز بچ گیا جسنے ساری کہانی اس مصیبت کی سنائی۔

کپتان اور صاحب اپنی بی بی و بچہ سے کچھونا مین جا ملے۔ راجہ نے انکو لکھ بھیجا کہ وہ مع اپنی بی بی کے مٹولی کے جنگل مین چلے جائین جس مین سوا خاردار درختون اور جھاڑ جھنکاڑون اور درندون کے کچھ اور نہ تھا۔ مٹولی مین جو مفرورین تھے وہ کچھونا مین بھیجے گئے۔

سیتاپور کی قسمت سے لگی ہوئی بہرائچ کی قسمت تھی جسکے جنوب مین دریا گھاگرا بہتا

[margin: ۱۸۵۷ء جون ۷ - انگریزون کا قتل (?) ...] 

[margin bottom-left: آبادی (?) ...]

کی قسمت سے جدا کرتا تھا اور مغرب مین چوکا یا ساروا ندی تھی جو اسکو سیتاپور کھیری سے جدا
کرتی تھی۔ شمال مین نیپال تھا۔ شہر بہرائچ کے قریب کمشنر قسمت چارلس ونگ فیلڈ صاحب
رہتے تھے اور اس کے مغرب مین ایلاپور اور جنوب مین سکرورا اور جنوب یا شرق مین گونڈہ تھے
سکرورا مین بڑی چھاونی تھی۔ اپریل ۱۸۵۶ء مین اس چھاونی مین سپاہ بتفصیل مقیم تھی۔ پہلی
غیر آئینی سوارون کی رجمنٹ اودھ کی جسکا کمانڈر کپتان ڈالی تھا اور دوسری رجمنٹ اودھ
پیدل کی جسکا کمانیر کپتان لوایلگن تھا اور ایک مقامی اپنی توپخانہ تھا جسکا افسر لفٹنٹ بون ہم تھا
اپریل ۱۸۵۶ء مین ونگ فیلڈ صاحب نے اپنا صدر مقام سکرورا مین بدل لیا تھا۔ صاحب
ممدوح صاحب لیاقت و ذی علم اور بلند خیال تھے وہ یہان کی سپاہ کی بغاوت کا یقین کرتے
تھے وہ سکرورا مین کسی سپاہی پر اعتبار نہین کرتے تھے۔ بلرامپور کا راجہ ڈگ بجے سنگہ جو
بڑا عاقل و ہوشیار تھا وہ ونگ فیلڈ صاحب کا بڑا دوست تھا اسنے وعدہ کر لیا تھا کہ ضرورت
کی صورت مین وہ انگریزون کو پناہ دیویگا۔ یہان بغاوت کے برپا ہونے کے باب مین اور
افسر بھی ونگ فیلڈ کے ہمرائے تھے۔ ابتدا ماہ جون مین ڈالی صاحب کے سوارون کے
کپتان فوربس صاحب لکھنؤ مین تھے وہ جانتے تھے کہ انکے سوار بغاوت کرین گے اور سکرورا
مین کوئی پناہ کی جگہ انگریزون کے لیئے نہین ہے اس لیئے وہ سکھون اور والنٹیرون کی
جماعت ہمراہ لیکر لکھنؤ سے سکرورا مین آئے اور ۹۔ جون کو عورتون اور بچون کو ہاتھیون اور
ڈولیون مین بٹھا کے لکھنؤ مین خیر و عافیت کے ساتھ آ گئے۔
اسی تاریخ سکرورا مین سپاہ نے بغاوت کی ونگ فیلڈ صاحب گونڈہ چلے گئے جہان تیسری
غیر آئینی رجمنٹ اودھ رہتی تھی۔
سکرورا مین ۹۔ جون ایسی خوفناک تھی کہ بوائلیو صاحب و ہیل صاحب و کنڈال صاحب
بلرامپور چلے گئے۔ لفٹنٹ بون ہم صاحب کو اپنی سپاہ کی وفاداری پر اعتبار تھا وہ سکرورا
مین رہے مگر سپاہیون نے کہا کہ آپ چلے جائیے وہ شکستہ خاطر ہو کر تین سارجنٹون کو
ساتھ لیکر گھاگرا سے پار گئے اور لکھنؤ مین دو تین دن آ گئے۔
ونگ فیلڈ صاحب نے جب گونڈہ کی سپاہ کو دیکھا کہ وہ باغی ہو رہی ہے تو وہ بھی بلرامپور

چلے گئے اور اور افسر بھی یہین چلے آئے۔ غرض راجہ کے یورپین یہان انیس ۱۹ تھے وہ سب انگریزی عملداری مین گورکھپور مین چلے آئے۔

بہرائچ کمشنری کا صدر مقام شہر بہرائچ تھا اسکی چھاونی مین دو کمپنیان تیسری غیر آئینی رجمنٹ کی رہتی تھین جسکے کمانیر لفٹنٹ کلارک صاحب تھے اور یہان کے ڈپٹی کمشنر کن گف صاحب تھے اور اسکے اسسٹنٹ جورڈون صاحب تھے۔ جب ۱۰ جون کو تیسری غیر آئینی رجمنٹ کے بہت سے سپاہیون نے گونڈہ مین بغاوت کی تھی تو اسکی یہہ دو کمپنیان کیون نہ بغاوت کرتین۔ انہون نے بغاوت کی تو صاحبان مذکور نے یہہ دانشمندی کی کہ وہ نان پارہ کی طرف چلے جو بہرائچ کے شمال مین بائیس میل تھا۔ یہان کا راجہ نابالغ تھا اسنے یہان انگریزون کے داخل ہونے کو منع کردیا تو انہون نے بیرام پور کی راہ سے لکھنؤ مین جانے کا قصد کیا۔ ہندوستانی لباس تھا وہ گھوڑون سمیت کشتی مین بیٹھے رستے مین پہچانے گئے غل مچا کہ فرنگی کشتی مین بھاگے جاتے ہین۔ سپاہیون نے گولیان انپر چلائین ملاح خوف کے مارے کشتی چھوڑکر بھاگے کشتی اپنے آپ کنارہ پر آلگی۔ دو انگریزون کو باغیون نے موت کے گھاٹ اتارا۔ تیسرے کو ایسا زخمی کیا کہ چند روز جیا۔

ملاپور کھیری کے ضلع لکھنؤ سے ۱۲۰ میل تھا یہان سپاہ نہ تھی جسکے سبب سے بغاوت کی آگ روشن ہوتی مگر عام بدنظمی تھی جسکے سبب سے یہان کے ڈپٹی کمشنر کون لی صاحب کو ضلع چھوڑنا پڑا اور اور مفرور انگریزون کو ساتھ لیکر دریاء سرجو سے کشتی مین بیٹھکر پار اترے متھرا کے قلعہ مین پہنچے جو نابالغ راجہ دھرہرا کے علاقہ مین تھا یہان وہ زیادہ دنون تک نہ رہ سکے نابالغ راجہ کے نوکرون نے دغابازی کی وہ نیپال کے پہاڑون مین چلے گئے جسکی ترائی مین ناموافقت آب وہوا سے سوا ایک صاحب کے سب مرگئے۔

یہہ کمشنری اودھ کی شرقی کمشنری کہلاتی ہے اسکے جنوب مین بہرائچ کی کمشنری ہے اس مین تین ضلع فیض آباد سلطان پور اور سلونی ہین یہان کے کمشنر گولڈنی صاحب تھے۔ ضلع فیض آباد کے ڈپٹی کمشنر کپتان رِیڈ صاحب تھے اور یہان کی چھاونی مین سپاہ بتفصیل ذیل تھی۔ ہندوستانی اپی بیٹری۔ ۲۲ رجمنٹ ہندوستانی پیدل اور چھٹی

غیر آئینی رجمنٹ اودھ اور پندرہوین رجمنٹ سوارون کا ایک دستہ۔
فیض آباد مین انگریزون کو بغاوت کے ہونے کا یقین تھا اس لیئے انہون نے کپتان تھربرن صاحب اسسٹنٹ کمشنر کی کوٹھی کو جو فصیل دار تھی مستحکم کیا تھا اور اس مین سامان کھانے پینے کا جمع کیا تھا انکو بھروسا تھا کہ پنشندار سپاہی اور تعلقدار انکے ساتھ نیک سلوک کرینگے۔ ظاہر معلوم ہوتا تھا پنشندار سپاہی جنکی معاش گورنمنٹ کی ہستی پر موقوف تھی ضرور انگریزون کے معین ہونگے مگر وہ بہت تھوڑے تھے اور انکا رعب داب کچھ نہ تھا۔ یہان تعلقدار اکثر آدھی اور بعض ساری اپنی ریاست انگریزی عملداری کے سبب کھو چکے تھے ان سے کب ایسی اعانت کی توقع ہوسکتی تھی کہ وہ انگریزون کی جان بچانے کے لیئے اپنی جانون کو جوکھون مین ڈالینگے مگر پھر بھی ڈپٹی کمشنر نے لکھا کہ گو زمیندار ہمارے خیر خواہ مین مگر وہ آئینی سپاہ سے لڑ نہین سکتے۔
اب ۵- جون کو کپتان تھربرن صاحب کی کوٹھی کی مستحکم کرنے کی تجویز منسوخ ہوئی اور گولڈنی صاحب نے پہلے یہہ تجویز کی کہ عورتون اور بچون کو لکھنؤ بھیجدین مگر راہین وہان جانے کی باغیون نے گھیر رکھی تھین اس لیئے یہہ تجویز ہوئی کہ تعلقدارون کی طرف رجوع کی جائے فیض آباد کے بڑے بڑے تعلقدار راجہ مان سنگھ اور ادریس سنگھ۔ ٹھاکر نراین سنگھ۔ میر باقر حسین۔ نادر شاہ تھے جو بغاوت کی بو دور سے سونگھ رہے تھے اور انہون نے گولڈنی صاحب کو بغاوت کے ہونے کی پہلے سے اطلاع دیدی تھی۔ ان تعلقدارون مین سب سے زیادہ سربرآوردہ مان سنگھ تھا جو اسوقت مقید تھا۔ کپتان الکسنڈر اور صاحب نے اسکو بڑی کوشش کرکے چھڑایا تھا صاحب اسوقت فیض آباد مین اسسٹنٹ کمشنر تھے اور پہلے بادشاہ کی بڑی خدمات کرچکے تھے اس سبب سے انکا نہایت احسان مند راجہ تھا اس نے کپتان صاحب سے درخواست کی کہ بلوہ جو ہونے والا ہے مین آپ کو اور آپ کے بیوی بچون کو تلوشاہ گنج مین پناہ دونگا اس درخواست کا ذکر کپتان صاحب نے گولڈنی صاحب سے اسوقت کیا کہ لکھنؤ کی راہ عورتون اور بچون کے جانے کے لیئے مسدود ہوچکی تھی غرض سب انگریزون نے آپس مین صلاح و مشورہ کرکے اس باب مین راجہ سے کپتان ریڈ

اور کپتان اور صاحب نے خط و کتابت کی اسنے منظور کرلیا کہ سول افسرن کے کنبون کو وہ پناہ دیگا مگر اسکے ساتھ ہی یہہ کہا کہ اگر زیادہ تعداد ہوگی تو پھر یہہ راز مخفی نہین رہیگا مگر آخر کار اسنے سب کے پناہ دینے کا وعدہ کرلیا بشرطیکہ انکے یہان بھیجنے مین سب طرح کی احتیاط کی جائے راجہ مان سنگھ کی اس درخواست کو سوار ایک افسر کے سب سپاہ کے افسرون کی ملی ہیون نے نامنظور کیا یہہ انکار اس سبب سے نہین تھا کہ راجہ پر اعتبار نہین تھا بلکہ اس وجہ سے کہ اس حرکت سے سپاہ مین بغاوت ہو جائیگی۔

۷ جون کو سول افسرون کے اور کپتان ڈاسن کی بی بی بچون نے سفر کیا اور شاہ گنج مین پہنچ گئے اسکے بعد دوسرے دن صبح کو سٹاف سارجنٹون کے بی بی بچے بھی شاہ گنج مین چلے گئے اسی دن رات کو سپاہ نے بغاوت کی انہون نے صاف صاف کہا کہ اب ہم انگریزون سے زیادہ زبردست ہین انکے ملک سے نکالنا چاہتے ہین۔ بیندر ہوین غیر آئینی سوارون کی رجمنٹ کا اول درجہ کا صوبہ دار برگیڈ کا سپہ سالار بنا اور اسنے سپاہیون کو ترغیب دی کہ وہ اپنے افسرون کو مار ڈالین مگر سپاہی اپنے افسرون سے فراغت چاہتے تھے مگر ان کے خون کے پیاسے نہ تھے۔ انہون نے افسرون کو تمام رات اپنی حراست مین رکھا اور پھر انکے لیے چار کشتیان بہم پہنچائین جنکے ملاح نہ تھے مگر چپو تھے انہون نے صبح کو افسرون کو رخصت دیدیا اور کہا کہ اب رخصت ہو جیئے۔

۹ جون کو سورج نکلنے سے پہلے چارون کشتیون مین مفرور انگریز بیٹھے جنکو وہ خود چلاتے تھے۔ سپاہیون نے جو خزانہ اور کوٹھیان لوٹتے پھرتے تھے انکی کچھ مزاحمت نہین کی مگر عجیب متناقض کیفیت تھی کہ ادہر وہ انگریزون کو ان اپنے ہمراہیون سے بچاتے تھے جو ان کے خون کے پیاسے تھے۔ ادھر ۱۷ رجمنٹ ہندوستانی پیدل کو جا اعظم گڈھ مین بغاوت کرکے ۸ جون کو فیض آباد سے چند میل پر آئی تھی کہتی تھی کہ تم انگریزون کو مار ڈالو۔ اس رجمنٹ کے سفر کی سیدھ گھاگرا کے داہنی کنارہ پر تھی اس کے ساتھ انگریزون کے خون سے سرخ ہو رہے تھے وہ اور زیادہ خون بہانا چاہتے تھے۔

۱۷ رجمنٹ نے فیض آباد کی درخواست کو منظور کرلیا۔ انہون نے بیگم گنج مین جو فیض آباد سے

اسامیان فوج [illegible]

بچون سمیت [illegible] کشتیون [illegible] فیض آباد

بارہ میل تھا دو کشتیون کی مزاحمت کی یہان دریا کا ایک موڑ تنگ آ گیا تھا وہان کشتیون مین
یورپین مفرورین پر گولیان چلائین اور مقابل کے کنارہ پر سے دو کشتیان سپاہیون سے
بھری ہوئی آئین - کرنیل گولڈنی نے یہہ دیکھ کر ہدایت کی کہ فوراً جو بھاگ سکتے ہین وہ بھاگین
باغیون سے امید نہین ہے کہ وہ ہم پر ذرا بھی رحم کرین اسکے ساتھ یہہ بھی کہا کہ مین ایسا بوڑہا
ہون کہ بھاگ نہین سکتا، کشتیون مین ستائیس فرنگی سوار تھے جنمین سے سات اس
قابل تھے کہ انکے حکم کی تعمیل کر سکتے تھے ان سات مین تیغ علی خان ایک مسلمان سپاہی
بائیسوین رجمنٹ کا بھی تھا - ان سات مین سے دو آدمی جو دریا کے پار جانے کی کوشش کرتے
تھے وہ ڈوب گئے - باقی پانچ امورہ مین بخیریت پہنچے - وہ تین افسرون سے مل گئے جو چوتھی
کشتی مین سوار ہوئے تھے اور کشتی کی کم روانی کے سبب سے انہون نے کشتی کو چھوڑ دیا
تھا انہون نے کہا کہ ہم ان افسرون کے ساتھ ملنے سے بڑے خوش ہوئے جنکے پاس ہتھیار
ہین ہمارے پاس چھڑی تک بھی نہین تھی - لیکن ان ہتھیارون سے باغیون کی کثرت کے
سامنے بہت کم کام چل سکتا تھا - بہت سی مصیبتون کے بعد ان مین صرف ایک آدمی زندہ
رہا جسنے یہہ سب کی کہانی سنائی - باقی سب بحر فنا مین مستغرق ہوئے اور دوسری کشتی مین جو
آٹھ آدمی بیٹھے رہے تھے وہ سب مارے گئے - تیسری کشتی جسمین پانچ افسر بیٹھے تھے اجودھیا
مین آئے یہان انہون نے اپنی کشتی کو بڑی کشتی سے بدل لیا جسکو بارہ ملاح چلاتے تھے
اسپر چھپر پڑا تھا وہ باغیون کے سفر سے چھپے ہوئے بخیر و عافیت دانا پور پہنچ گئے -

سول افسرون کا ایک گروہ تھا جو کشتیون مین نہین بیٹھا تھا فیض آباد مین رہ گیا تھا
جب سپاہ نے بغاوت کی تو وہ شاہ گنج مین چلے گئے - جہان انکے بی بی بچے مان سنگہ کی
امان مین تھے - اسنے کچھ دنون انکو اپنے قلعہ شاہ گنج مین مہمان رکھا - اور جب باغیون نے
اصرار کیا کہ وہ انکے حوالہ کئے جائین تو اسنے افسرون سے کہا کہ مین نے باغیون سے یہہ
اقرار کیا ہے کہ مین عورتون اور بچون کو امان دونگا نہ انگریزون کو اسلیئے انگریزون کو چاہیئے
کہ فوراً چلے جائین کل اسکی خانہ تلاشی ہوگی - ۹ / جون کو یہان سے بھاگنے کے لیئے - ایک
کشتی لائی گئی - اس مین بیٹھنے کے لیئے رات کو ایک گروہ جسمین عورتین بچے کل ۲۹ اور ملاحین

فیض آباد مین جو انگریز رہ گئے

دریا کے کنارہ کی طرف چلا انہین سے سورج نکلنے سے پہلے ۲۹-کو دریا کے کنارہ پر جو آٹھ میل تھا پہنچے باقی انگریز جس گاڑی مین سوار تھے وہ ٹوٹ گئی انکا انتظار کرنا ناممکن تھا دریا کے کنارہ پر باغیون کا ہجوم تھا- اس لیے کشتی مین ۲۹ انگریزون نے سفر کیا۔ مان سنگھ نے جو ایجنٹ کشتی کے ساتھ کیا تھا وہ دغا دیکر دوسرے روز کشتی کو ایسی جگہ لیگیا جہان کنارون پر دونو طرف قلعے تھے۔ یہان مفرورین مجبور ہوگئے کہ وہ اپنے ہتھیار اور روپیہ اور اپنی قیمتی چیزین دیدین۔ یہان کوئی انکی مدد کو نہ تھا موت سامنے نظر آتی تھی ایک سیم صاحب کا ارادہ تو یہہ ہوگیا کہ پہلے بچون کو دریا مین پھینکے اور پھر انکے ساتھ آپ کود ے بھوک اور گرمی کی بہت تکلیفین اٹھا کر ۱۲- جون کو گوپال پور پہنچے۔ یہان کے راجہ مہادیو بخش نے پانچ چھ روز تک انکی بڑی مہانداری کی اور دانا پور جانے کا سارا سامان تیار کردیا وہ وہان ۲۹- جون کو پہنچ گئی۔

فیض آباد کی کمشنری مین ضلع سلطان پور ہے جسکا صدر مقام سلطان پور ہی تھا وہ گومتی کے داہنے کنارہ پر فیض آباد و الہ آباد کے درمیان ایک خط مستقیم پر واقع ہے۔ یہان سب سے بڑا سول افسر بلوک صاحب تھا- اور سلطان پور مین پندرھوین رجمنٹ غیر آئینی سوارون کی تھی جسکے کمانڈر بہادر جوانمرد کرنیل فشر صاحب تھے۔ پانچوین جون کو بلوک صاحب کو ایک مسلمان عہدہ دار نے جسکو انہون نے چاندہ بھیجا تھا اطلاع دی کہ جونپور کی باغی سپاہ چاندہ مین آئی ہے اور وہ اقرار کرتی ہے کہ سلطان پور کی سپاہ سے ہماری خط و کتابت ہورہی ہے اس مین ہم نے لکھ دیا ہے کہ ہمارا اورارادہ ہے کہ سب انگریزی افسرون کو مار ڈالین بلوک صاحب نے اس مہان کو سلطان پور مین واپس بلا لیا اور جو خبران پاس آئی تھی اسپر کرنیل فشر صاحب کو مطلع کردیا کرنیل صاحب نے فوراً اس مقام کی تمام عورتون اور بچون کو دو افسرون کی حراست مین الہ آباد بھیجدیا۔ مسلمان مذکور ۸- جون کو سلطان پور مین بلوک صاحب اور فشر صاحب سے ملا اور اسنے کہا کہ چاندہ کو جونپور کی سپاہ نے لوٹ لیا اور وہ سلطان پور کو چلی آرہی ہے اور اسنے انکو صلاح دی کہ ابھی وقت ہے کہ دونو صاحب یہان سے چلے جائین مگر دونو صاحبون نے یہان سے جانا دل سے پسند نہین کیا

سلطان پور

۹ - جون کو پہلی رجمنٹ پولس نے بغاوت کی کپتان بن بیوری صاحب اسکے کمانڈر تھے کرنیل فشر صاحب اپنے سپاہیون کو ساتھ لیکر پولس کی رجمنٹ کو سمجھانے گئے کہ پولس کے ایک سپاہی نے آگے بڑھ کر انکی پیٹھ پر گولی ماری انکے سپاہی چپکے کھڑے دیکھا کیے کہ انکے کرنیل کے مہلک زخم لگا وہ خود تو نہین گئے مگر ایڈجیوٹنٹ لفٹنٹ کو نزع کی حالت مین کرنیل پاس جانے دیا اور ان کے ماتحت افسر کپتان جب ہنگس کو گولی سے مار دیا اور لفٹنٹ ٹکر کو پکار کر کہا کہ اپنے تئین بچاؤ وہ گھوڑے پر سوار ہو کر رستم شاہ پاس گومتی کے کنارہ پر قلعہ دیرہ مین پہنچے اس تعلقہ دار نے انکو پناہ دی اور وہ آخر کو بنارس مین سلامت پہنچ گئے -

بلیک صاحب اور مسٹر ویان صاحب کرنیل فشر صاحب کے مرنے کی خبر سنکر بھاگے مگر انکو باغیون نے مار ڈالا - بس اب باغیون کے قبضہ مین سلطان پور آگیا وہ خزانہ اور کوٹھیون کو لوٹ کر لکھنؤ کی طرف چلے -

فیض آباد کی کمشنری مین ایک اور ضلع سلونی تھا جہان ڈپٹی کمشنر ایل بیرڈ صاحب تھے اور اس مین پہلی اودھ کی غیر آئینی سپاہ کی چھ کمپنیان رہتی تھین جنکے کمانڈر کپتان طامسن صاحب تھے - جون کی اول نو تاریخون تک افسرون کی دانائی سے ضلع مین امن امان رہا - جب سلطان پور اور اور ضلعون کی بغاوتون کی خبرین آئین تو دسوین جون کو یہان بھی سپاہ نے بغاوت اختیار کی افسر یہان سے بھاگ کر دارا پور کے قلعہ مین پہنچے یہہ قلعہ راجہ ہنومنت سنگھ تعلقہ دار کالا کانکر سے متعلق تھا اسنے انکو پناہ دی اور الہ آباد بخیر و عافیت پہنچا دیا - طامسن صاحب کے ساتھ دس سپاہی ہمیشہ رہے اور کبھی انہون نے اپنی خیر خواہی سے منہ نہین موڑا - راجہ ہنومنت ایک بڑا اشرلیف راجپوت تھا - اودھ کے بندوبست مین تعلقہ کا بہت سا حصہ ضبط ہو گیا تھا وہ اپنے تعلقہ کی ضبطی کا درد دل مین لئے ہوئے بیٹھا تھا - یہہ اسی کی شرافت ذاتی تھی کہ جس قوم نے اسے غارت کیا تھا اسنے انکی مصیبت کے وقت مین دستگیری کی - رخصت کے وقت جب کپتان - بیرو صاحب (جو چیف کمشنر اودھ بھیجے ہوئے تھے) نے راجہ سے اپنی یہہ امید بیان کی کہ اس غدر کے مٹانے مین آپ سعی کرینگے تو راجہ نے کھڑے ہو کر یہہ جواب دیا کہ صاحب آپ کے اہل وطن یہان آئے تو ہمارے

بادشاہ کو نکال دیا آپ نے جو افسر اضلاع میں ععدہ کے لیے بھیجے انہوں نے ریاستوں کے حقوق سے ہم کو محروم کیا اور ایک صدمہ میں وہ زمین میری چھین لی جو میرے خاندان میں اسکر زمانہ چلی آتی تھی جسکی ابتدا یاد بھی نہیں رہی میں نے اطاعت کی۔ اب دفعتہً آپ کی بداقبالی آئی بسارے اہل ملک آپ کے خلاف کھڑے ہوگئے آپ میرے پاس آئے جسکو ریاست سے آپ نے معزول کیا تھا میں نے آپ کو بچا دیا۔ لیکن اب میں تمام اپنے ملازمین کو ساتھ لیکر لکھنؤ جاتا ہوں اور ملک سے آپ کے نکالنے کے لیئے کوشش کرونگا۔ اس راجہ کا تعلقہ جو ضبط ہوا تھا بعد غدر سرکار نے دیدیا۔

اب کمشنری لکھنؤ کے دو ضلعوں دریاباد اور پوروا کا ذکر ہم نے پہلے نہیں کیا وہ لکھتے ہیں فیض آباد اور لکھنؤ کے درمیان شاہراہ اعظم پہ دریاباد ہے اس میں پانچویں رجمنٹ سپیل غیر آئینی مقیم تھی اور کپتان ہولیس صاحب اسکے کمانڈر تھے۔

یہہ نوجوان افسر سپاہ کو بہت عزیز تھا اور بڑا دلاور روحری مستعد تھا یہاں خزانہ میں روپیہ بہت تھا۔ یہہ روپیہ سپاہ کے برگشتہ ہونے کے لیئے بڑی ترغیب تھی۔ کپتان ہولیس صاحب نے اسکو لکھنؤ بھیجنا چاہا۔ ۹۔ جون کو خزانہ چھکڑون میں لادا گیا وہ سپاہیوں کی حراست میں لکھنؤ روانہ کیا گیا وہ تھوڑی دور گیا تھا کہ بدمعاش سپاہی تکرار کرکے اسکو پھر الٹا لے آئے اور بعض نشانہ باز سپاہیوں نے کپتان صاحب کے تاک تاک گولیاں ماریں مگر وہ بال بال بچکر گھوڑے پر سوار ضلع کے اور مفرور انگریزوں سے مل گئے۔ رام سنگھ زمیندار سوہی نے انکی اعانت کرکے لکھنؤ پہنچا دیا۔

پوروا گنگا سے دس میل پر کانپور اور لکھنؤ کی درمیانی سڑک سے بہت دور نہ تھا۔ یہاں سپاہ نہ تھی کپتان الونس صاحب ڈپٹی کمشنر تھے انہوں نے آخر جون تک ضلع کو سنبھالے رکھا انکی بیوی اور بچے اور انکا اسسٹنٹ ارتھر جنکنس اس بدنصیب ضلع میں تھے۔ کپتان الونس صاحب کی منصب علی خان پولس افسر نے بڑی خیرخواہی کی اسنے ضلع میں مراسلت کو جب تک جاری رکھا کہ کانپور میں ویلر صاحب کی سپاہ فنا ہوئی۔ پھر الونس صاحب اپنے ضلع کو نہیں سنبھال سکے اسلیئے وہ لکھنؤ کو چلے گئے۔

اب ہم پھر اس شہر کا حال لکھتے ہین جسکا حال ۳۱- مئی تک لکھ آئے ہین - ۳۱- مئی کو جو لکھنؤ
مین فساد اٹھا تھا اسکو چیف کمشنر نے جد و جہد کرکے فرو کر دیا - اب ۱۲ ؍ جون سے اسکا
حال لکھتے ہین اس عرصہ مین اودھ کے ہر ضلع سے انگریزی عملداری اٹھ گئی تھی اس
تاریخ مین سر ہنری لارنس نے لفٹنٹ گورنر ممالک شمالی مغربی کو یہہ چھٹی لکھی ہے " اب تک
چھاونی اور اس مین دو مستحکم مقام ہمارے قبضہ مین ہین مگر اور سارے ضلعے ہماری حکومت
سے نکل گئے - ہم کو ہر روز یہہ اندیشہ رہتا ہے کہ سب باغی اور انکے دوست متفق ہوکر ہمارا
محاصرہ کرین گے اگرچہ سارا ملک ابھی برگشتہ نہین ہوا مگر ہر روز اسکی حالت بگڑتی جاتی ہے
تمام ہمارے غیر آئینی سوار سوا ساٹھ سوارون اور ڈالی کے سوارون کے متزلزل
ہو رہے ہین یا مفرور ہو گئے ہین - غیر آئینی پیادون کی حالت اب تک خاصی ہے مگر جب
ہم محصور ہو جائین گے تو گورون سے مقابلہ کرنے کے لیئے کالون کے ساتھ ملجائینگے
انمین چند ستنے خیرخواہ بھی رہین گے - پچھلی رات کو سو سپاہیون سے زیادہ پولس کے بھاگ گئے
جسوقت یہہ صفحہ لکھنا شروع کیا ہے اسی وقت میرے پاس یہہ رپورٹ آئی کہ سنٹرل جیلخانہ
جو خاص ملیٹری پولس کے سپرد تھا اسکو پولس چھوڑکر بھاگ گیا ہے اب ہم ایک ہی مقام کو
اپنے پاس رکھینگے - پانچ روز ہوئے کہ مین نے یہہ سوال سولہ افسرون کے روبرو پیش کیا
تھا سب نے کہا کہ دونو مقامون کو رکھنا چاہیئے مجھے یقین ہے کہ وہ غلطی پر ہین اور جو نہین
عمدہ افسر ہین وہ بھی یہی خیال کرتے ہین - اس مین سب کا اتفاق ہے کہ رسیڈنسی کو اپنے
پاس رکھنا چاہیئے - سارے تعلقہ دار سلح ہو رہے ہین اور بعض نے انمین سے ان دیہات پر
قبضہ کر لیا ہے - جنپر سے گبنس صاحب نے انکا قبضہ اٹھا دیا تھا - دوسرے دن لارڈ
کیننگ کو ایک چھٹی لکھی تھی جسمین انہون نے یہی رائے لکھی تھی جو اوپر بیان ہوئی "- انہون نے
ہندوستان کی تعداد پانچ سو تیس گنوائی جو اب تک خیرخواہ چلے جاتے تھے انہون نے
یہہ اور اضافہ کیا کہ ان مین سے چند سپاہی ایسے ہونگے جو کڑے وبرے وقت مین خیرخواہی
مین ثابت قدم رہین - اب تک چھاونی پر ہمارا قبضہ چلا جاتا ہے اور ہم ہر روز شہر کے معدلو
مقامات کو استوار اور مستحکم کرتے جاتے ہین اور دل مین یہہ یقین رکھتے ہین کہ صرف رسیڈنسی

آخر کو ہمارے سب کے جمع ہونیکا مرکز و ملجا و ماوا ہوگا۔ ان فقرون کے الفاظ سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ سر ہنری لارنس ریسڈنسی کے بڑے قدرشناس تھے اب آیندہ باب مین ہم بیان کرینگے کہ کیا کیا مصائب انکو اٹھانے پڑے ۔

# باب دوم

## لکھنؤ کے محصور ہونے کے حالات

### اضلاع کی بغاوت

جب ممالک مغربی و شمالی کے اضلاع کی سپاہین ملک اودھ کے اضلاع مین داخل ہوئین تو متواتر انہین سرکشیان شروع ہوئین اور ہر پلٹن باغی ہوگئی مگر انہون نے اپنے افسرون کے ساتھ ایسی ظالمانہ و وحشیانہ مدارات نہین کی جیسی ممالک مغربی کی سپاہ نے کی۔ یہان افسرون کے ساتھ سپاہ نے مختلف طرح کے سلوک کیئے۔ بعض نے تو صرف افسرون سے کہدیا کہ وہ جہان چاہین چلی جائین۔ بعض نے اپنے افسرون کو وحشیانہ قتل کیا۔ بعض نے اپنے افسرون کی جانون کی محافظت کی۔ بعض نے بغیر نقصان پہنچائے افسرون کو جانے دیا مگر اس مین کوشش کی کہ لوگ انکو رستہ بہکا کر لیجائین اور مار ڈالین۔ جو یوروپین اپنے مقامات سے بچکر بھاگنے مین کامیاب ہوئے انکی قسمتون نے اپنی بوقلمونی دکھائی بعض ان مین سے شمال کی طرف بھاگے۔ جہان ترائی کی مہلک آب و ہوا مین ہلاک ہوئے اور بعض کا سراغ باغیون کے گروہ نے لگا کے مار ڈالا۔ بعض بغیر کسی مزاحمت کے لکھنؤ مین خیر و عافیت سے پہنچ گئے۔

بہت سے انگریزون کی جانین ہندوستانیون نے بچا دین جو انگریز بھاگ کر زندہ بچا وہ ہندوستانیون ہی کے طفیل سے بچا۔ مصیبت زدہ انگریزون پر دست درازی اور گزند رسانی بہت تھوڑے ہی دہاتیون نے کی ہوگی۔ اکثر صورتون مین اہنے

اورا علے انگریزون کی بیکسیٔ و درماندگی کی حالت مین بڑی شفقت اور محبت سے دستگیری کی
یہہ سب باتین فقط سرہنری کے محاسن اخلاق کا نتیجہ تھا جنہون نے رعایا پروری مین اور تعلقداروں
اور زمینداروں کی تالیف قلوب مین بڑی کوشش کی تھی اگر وہ نہ ہوتے تو پھر دیکھتے کہ پردۂ غیب
سے کچھ اور ہی ظہور مین آتا۔جس ضلع مین ایک رجمنٹ نے سرکشی کی اس ضلع سے حکومت انگریزی
اٹھ گئی اسواسطے کہ حکام ضلع کے پاس سوار سپاہ کے کوئی عمدہ وسیلہ اور ذریعہ اپنی حکومت
قائم رکھنے کا نہ تھا جیسا کہ ممالک مغربی و شمالی کے بعض اضلاع کے اندر انکے بھائیون کے
پاس تھا۔لکھنؤ کی بغاوت کے بعد گیارہ روز مین کسی ضلع مین برٹش گورنمنٹ کی طرف سے
کوئی حاکم نہ تھا۔اب سارے اودھ مین انگریزی عملداری ایک خواب معلوم ہوتی تھی اس
عملداری کے اٹھ جانے کے لازمی نتیجے وقوع مین آرہے تھے کہ تعلقدارون کی خوب بنی
آئی کہ انہون نے اپنے ملازمین کے ذریعے سے اپنی زمینون کو جو سرکار نے اورون کو دیدی
تھی زبردستی چھین لیئے۔اور شہر کے غیر محفوظ کمزور دولت مندون کو انہون نے لوٹ لیا اور
اپنے پرانے دشمنون سے خاطرخواہ انتقام لیا اور انکی گڈھیون پر جو اور لوگ تابض ہوگئے
تھے انکو مارکر نکالدیا۔کاشتکارون کو غدر کی ہوا نہین لگی وہ اپنی کھیتی باڑی مین بدستور
لگے رہے۔اپنی فصل کو بویا جوتا کاٹا۔زمینداروں کی حالت خراب تھی ان کے جو حقوق
اراضی تعلقدارون نے غصب کئے تھے وہ برٹش گورنمنٹ نے پھر دلادیئے تھے یہہ ابنر
برٹش گورنمنٹ کا بڑا احسان تھا اس لئے انکو چاہیئے تھا کہ وہ تعلقدارون کے معاون
نہ ہوتے۔مگر اس کے برخلاف یہہ بات تھی کہ برٹش گورنمنٹ تو انکے غیر اور کافر تھی اور
اور تعلقدار انکے قدیمی سردار تھے اور وہ انکے بھائی بند وہم مذہب باغی سپاہیون کے
طرفدار اور معاون تھے اس لیئے وہ انکی اطاعت کرنے کو اگر وہ اس کے خواستگار ہون تو
تیار رہے۔یہہ وہ حالتین ایسی متضاد تھین کہ جنکے سبب سے اکثر زمیندار کسی جانب کے طرفدار
نہ ہوئے۔مگر بعض تعلقدارون کی بھائی بندی اور ہم مذہبی کے سبب سے انکے ساتھی ہوگئے
اگرچہ اضلاع سے حکومت انگریزی بالکل برخاست ہوگئی تھی مگر لکھنؤ مین اب تک وہ
چلی جاتی تھی۔مچھی بھون پر ایک پھانسی کھڑی ہوئی تھی جسپر ہر روز باغیون کے گروہ کے گروہ سرکاری

تحقیقات کے بعد چڑھائے جاتے تھے۔ یہہ سچ ہے کہ سازشین کبھی کبھی ظاہر ہوتی تھین
مگر انکے سرغنون کا پکڑا جانا انکے شریکون کو دہشت زدہ بنا دیتا تھا۔ ملیٹری پولس کے
افسر کپتان کارنگی صاحب بڑے جید و مستعد افسر تھے وہ بدمعاشون کو دم نہین مارنے
دیتے تھے۔ عدالتون کی کچہریون مین بدستور کام ہوتا تھا۔ ہان تجارت کی بڑی کم بختی
آرہی تھی۔ ساہوکارہ اور بنک اور بنج بیپار کی بڑی کساد بازاری تھی۔ سرکاری
نوٹون پر پچیس روپیہ سیکڑہ سے پچہتر روپیہ سیکڑہ تک بٹا لگ گیا تھا۔ گو مہاجنون اور
ساہوکارون اور دولت مندون کو سرکار انگریزی کی عملداری برقرار رہنے پر اعتبار
نہین رہا تھا مگر وہ حتی الوسع اسکے سلامت رکھنے مین ساعی تھے۔ لیڈیان تو بہت کم
حوالی ریسیڈنسی سے باہر جاتین مگر چیلین بدستور اپنی نمازین باقاعدہ پڑھاتے۔ ڈنر
ہوتے تھے انہین مہمان آتے تھے۔

مگر ہنری لارنس کی حالت ایسی غیر ہوگئی تھی کہ وہ دوسرے آدمی معلوم ہوتے تھے۔
وہ یہہ نہین جانتے تھے کہ آرام لینا کسے کہتے ہین انکا دل و دماغ ہمیشہ کش مکش مین رہتا
تھا انکو کبھی یہہ اطمینان نہین ہوتا تھا کہ انہون نے کافی کام کیا ہے۔ یہہ انکی عادت تھی
کہ حقیقت مین جن کامون کو وہ کرتے تھے اپنی قوت دماغی کو زیادہ اس کام مین
لاتے تھے جو اس کے لیے کافی ہوتی تھی۔ ان کے چہرہ کی ناتوانی اور لاغری کہے دیتی تھی کہ مشقت
شاقہ جس مین رات کو نیند حرام تھی انکی صحت پر کیا اثر کر رہی ہے۔ ابتدا جون مین جو
ان پاس دل شکن خبرین آئین ان سے انکا حال اور بھی زار و نزار ہو گیا۔ ان کے
دل مین یہہ خیال آیا کہ میرا دم کسی لحہ مین نکل جائیگا۔

۴۔ جون کو لارڈ کیننگ کو یہہ تار دیا کہ میری عرض یہہ ہے کہ اگر میرا واقعہ ناگزیر پیش
آئے تو بنکس صاحب کشنر لکھنؤ چیف کشنر اور ۳۲ رجمنٹ کے کرنیل انگلس صاحب
سپاہ کے کمانڈر مقرر ہون پھر انہون نے اسپر اصرار کیا کہ یہہ وقت وہ نہین ہے کہ اسمین
قدامت خدمت کے ضابطہ پر لحاظ کیا جائے یہہ افسران عہدون کے لیے سب طرح
لائق ہین۔ فقط یہی افسران عہدون پر مقرر ہوسکتے ہین۔ اس تار کے پہنچنے کے

پانچ روز بعد انکی علالت ایسی بڑھ گئی کہ جان کے لالے پڑ گئے۔ ڈاکٹرون نے کہدیا کہ آیندہ
کام کرنے مین جان جوکہون ہے۔ انہون نے اپنی اس ناگہانی علالت کے سبب سے پانچ ممبرون
کی کونسل مقرر کی جسکے پریسیڈنٹ مارٹن گبنس صاحب تھے۔ اگرچہ اس کونسل کی عمر تین ہی دن کی
ہوئی مگر اس تین دن مین اسنے وہ کام کیا جو بغاوت کی تاریخ مین یاد رہے گا۔

۲۰۔ مئی کی سرکشی کے بعد گبنس صاحب نے چیف کمشنر سے نئی نئی دلیلین پیش کرکے یہ التماس
کی کہ سپاہیون سے ہتھیار لیئے جائین اگرچہ خیرخواہ سپاہیون کی تعداد پانچ چھہ سو تھی مگر
ابھی تک بارہ سو سے کچھ زیادہ سپاہی وافسر شمار مین چلے جاتے تھے۔ بہت سے ان کے
افسر بھی انپر اعتبار نہین کرتے تھے جب رات کو یہ افسر سوتے تھے تو انکو پورا یقین ہوتا تھا
کہ وہ رات کو اپنے بسترون مین مارے جائین گے۔ گبنس صاحب چاہتے تھے کہ کل
ہندوستانی سپاہ سے ہتھیار لے لیئے جائین مگر وہ کہتے تھے کہ مین ان خیرخواہون کے
مستثنے کرنے مین انکار نہین کرونگا۔ جنہون نے آخر مین اپنی ظاہری خیرخواہی دکھائی ہے
کہتے ہین کہ ہنری لارنس ایک دفعہ سے زیادہ انکی دلائل کے قائل ہوئے مگر انپر کوئی قطعی
عمل نہین کیا۔ اب گبنس صاحب خود صاحب اختیار تھے انہون نے اپنی تجویز کو عمل مین لانا
چاہا انکو بہ تدریج ایسی کامیابی ہوئی کہ کونسل کے ممبر اس بات پر راضی ہو گئے کہ ایک کمپنی سے
جسنے بدخواہی کی آثار دکھائے تھے ہتھیار لیئے جائین مگر ممبرون نے یہہ نہین مانا کہ اور
سپاہیون سے بھی ہتھیار لیئے جائین تو گبنس صاحب نے ثالث بالخیر بن کر یہہ فیصلہ کیا
کہ کونسل کے ممبر سپاہ کے افسرون سے کہدین کہ اپنے سپاہیون کو حکم دیدین کہ اپنے
گھرون کو نومبر کے مہینے تک چلے جائین۔ سر ہنری گبنس صاحب کو شجاع و مستعد و جیدر
ہوشیار جانتے تھے مگر وہ سمجھتے تھے کہ وہ اسقدر خائف تھا کہ خیرخواہ سپاہ کے پاس ہتھیار
رہین اور ہندوستانی ملیٹری پولس پر اعتبار کیا جائے انکو اس بات پر اصرار چلا جاتا تھا
کہ سپاہ جو لینون مین ہے اسے ہتھیار لے لیئے جائین اور وہ موقوف کردی جائے
انکو یہہ بتلانا عبث تھا کہ یہہ سپاہی وہ ہین جنکا امتحان خیرخواہی ۳۰ و ۳۱ مئی کو ہوچکا ہے
کہ انہون نے انگریزون کی طرف سے اپنے ہمراہیون پر گولیان چلائین ہین وہ کسی طرح

بہکانے مین نہین آئے ۔ مگر گبنس صاحب کسی دلیل کو نہین سنتے تھے ۔ ۱۱۔ جون کو انہون نے کونسل سے یہہ رزولیوشن پاس کرالیا کہ سب سپاہی جو اس صوبہ مین رہتے ہین اپنے گھر چلے جائین ۔ اس رزولیوشن کے پاس ہونے کا اثر سنہری لارنس صاحب کی صحت پر ایسا ہوا کہ ڈاکٹرون کے کسی دوا کا اثر نہ ہوا تھا وہ کام کرنے کے لیئے بیدار ہوئے انہون نے فوراً کونسل کو موقوف کردیا اور خود حکومت لے لی اور سپاہیون کو پھر بلالیا اور اس سے انکو بڑا اطمینان ہوا کہ سپاہی اپنی خدمات پر بڑی خوشی سے واپس چلے آئے جن کی راست بازی آخر محاصرہ تک محک امتحان پر کامل نکلی

سر سنہری لارنس کی خاص یہہ تمنا تھی کہ وہ ہندوستانی سپاہ بہت سی اپنے پاس رکھین انکو یقین تھا کہ ۳۰۔ مئی کو جو سپاہی تابع رہے ہین وہ ہمیشہ آیندہ وفادار و تابع رہین گے وہ یہہ بھی یقین کرتے تھے کہ ہندوستانی سپاہ کی اعانت کے بغیر مین لکھنؤ کی رسیڈینسی کو برقرار نہین رکھہ سکتا ۔ ان کو یہہ بھی یقین تھا کہ عاقلانہ انتظامات سے یہہ بھی ممکن ہے کہ جو سپاہی خیرخواہ رہین ان سے بزرگ خدمات لی جائین انہون نے ایک ہندوستانی سپاہ کے مرتب کرنے کا قصد کیا اور تینون رجمنٹون مین سے سکھون کو الگ جمع کیا اور انکی ایک پلٹن بنائی اور اسی طرح اودھ کے سپاہیون مین سے بدخواہون کو خارج کرکے نیک خواہون کو منتخب کرلیا اور ایک سرکیولر جاری کیا کہ وہ سارے پنشندار سپاہی اپنے پرانے علمون کے نیچے لکھنؤ مین آنکر جمع ہون ۔ اس بلانے پر بہت خوشی خوشی پانچ سو کے قریب پنشن دار سپاہی جنکے بال سفید تھے ۔ بعض کے اعضا سرکار کی لڑائیون مین اڑ گئے تھے بعض لنگڑے بعض اندھے تھے بعض بیساکھیان لگاکر آئے لارنس صاحب انسے بہت مہربانی اور شفقت سے پیش آئے اور انہین سے ایک سو ستر [۱۷۰] سپاہیون کو لڑائی کے کامون کے لیئے پسند کیا اور انکا جدا ایک افسر مقرر کردیا اس طرح ہندوستانی سپاہیون کا گیرٹ آٹھ سو کے قریب ہوگیا ۔

۱۱۔ جون کو لکھنؤ مین ملیٹری پولس کے سوارون نے جو باقی رہے تھے بغاوت کی انکی افسر کپتان گولڈ ویسٹن صاحب تھے وہ فوراً گھوڑے پر سوار دلآرام کوٹھی پر جہان ان کی

مین تھی دوڑے گئے۔ سوار چلنے ہی کو تھے کہ وہ جا پہنچے انکو سمجھایا کہ وہ اپنی عزت اور فرض پر
خیال کرین مگر اسکا اثر کچھ نہین ہوا سوار تاریکی مین بھاگ گئے۔

دوسری تاریخ ۱۲ جون کو ملیٹری پولس کی تیسری رجمنٹ نے موتی محل مین بغاوت کی جو گارڈ بیلی
سے ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر تھی۔ ولیٹن صاحب کو جب خبر ہوئی کہ یہہ سپاہی بھاگے جاتے
ہین تو وہ گھوڑے پر سوار ہو کر انکے پیچھے گئے اور پانچ میل پر جا کر ان سے ملے۔ یہہ انکا
بڑا بہادرانہ کام تھا کہ وہ آٹھ سو باغیون مین تن تنہا انکو سمجھانے کھڑے ہو گئے
سپاہیون نے جو کچھ انہون نے کہا سُنا۔ بعض پر ان کے کہنے کا اثر ایسا ہوا کہ وہ ہمراہیون سے
جدا ہو کر ان کے ساتھ ہو گئے۔ ایک سپاہی نے اپنی بندوق چھتیائی تو دوسرے سپاہی نے
اسے مار گرا دیا اور کہا کہ ایسے بہادر شجاع کو کون مار سکتا ہے آخر کار پولس کے سپاہیون نے
کہا کہ اب ہم بہت دور چلے آئے ہین آپ کے ساتھ نہین جا سکتے آپ تشریف لے جائین
صاحب واپس آئے سپاہی سیدھے کانپور گئے۔

جب ولیٹن صاحب اپنے ہمراہیون سمیت واپس آتے تھے تو راہ مین کرنیل انگلس کے
ماتحت کچھ سپاہ اور توپ مین ملین۔ ۳۲ رجمنٹ کی دو کمپنیان ان کی مدد کو گئی تھین۔ کچھ باغیون سے
لڑائی ہوئی مگر انکے بڑے گروہ پر صدمہ نہین پہنچا۔ انگلس صاحب جو سپاہ کو واپس لے آئے
دشمنون کے بیس سپاہی مارے گئے اس سے زیادہ زخمی ہوئے۔ دس سپاہی قید ہوئے
انگریزون کے دو خیرخواہ سپاہی مارے گئے کچھ اور سپاہی اور انکا بہادر افسر زخمی ہوا۔ دو
گورے لو سے مرے اور تھورن ہل صاحب بڑے بہادر سول افسر دو دفعہ زخمی ہوئے۔

سر ہنری کو بڑا فکر اور اندیشہ یہہ رہتا تھا کہ سر ہیو ویلر کانپور مین محصور تھے۔ جب سر ہیو ویلر
نے سر ہنری سے امداد کے لیے التجا کی تو انہون نے ۱۶ جون کو انہین لکھا کہ مجھے آپکا حال
سنکر نہایت افسوس ہوا اور مجھے بڑا غم و الم ہے کہ آپکی مین مدد نہین کر سکتا۔ مین نے اور سب
افسرون سے اس باب مین صلاح و مشورہ کیا۔ سوا رگبنس صاحب کے سب کی یہہ رائے
ہوئی کہ دریا پر دشمن قابض ہے اس لیے ہمارا ایک سپاہی دریا سے عبور کر کے آپ کے
دمدمہ مین نہین داخل ہو سکتا۔ مجھے اس کہنے کی ضرورت نہین ہے کہ مجھے نہایت قلق ہے

پولس سے لڑائی [illegible]

سر ہنری کے [illegible]

کہ مجبوراً مجھے اس رائے سے اتفاق کرنا پڑتا ہے اسلئے کہ ہمین اپنی سلامتی کا خیال بھی ایسا ہے جیسا کہ آپ کی سلامتی کا۔ ہم اپنے دمدمون اور مورچون مین خوب مستحکم ہین۔ اگر آپ پاس ہم سپاہ بھیبین تو دریا کے عبور کرنے مین اس کے بہت سے سپاہی تلف ہونگے اور اُتنی آپ کی امداد کی امید بر نہین آئیگی۔ مین آپ سے التماس کرتا ہون کہ مجھے آپ خود غرض نہ جانین اگر مجھے کامیابی کی امید ہوتی تو خواہ کیسا ہی نقصان ہوتا مین اسکو اٹھاتا۔ بالفعل جو امر تجویز کیا گیا اس مین نقصان نہین۔ ایک ہفتے کے بعد انہون نے لارڈ کیننگ کو لکھا کہ مجھے نہایت ہی قلق ہے کہ کانپور کی مدد کرنے کے قابل مین نہین ہون مین دلیری کی خاطر بہت نقصان اپنا گوارا کرتا مگر ہمارے پاس جو وسائل اعانت ہین انسے مدد کرنا اپنے تئین غارت کرنا بغیر اسکے ہے کہ کانپور کو کوئی مدد پہنچائی جائے" ہنری لارنس کے دلائل کے صحیح ہونے مین کوئی شبہ نہین ہوسکتا۔ نانا کے مقابلہ مین گنگا کے پار لکھنؤ کی سپاہ کا جانا ناممکن تھا۔

سر ہنری نے پانچ روز بعد سنا کہ کانپور بالکل قتل ہوگیا۔ اسسے پہلے یہہ خبرین آرہی تھین کہ اودھ کے غیر آئینی باغی سپاہ نواب گنج ضلع بارہ بنکی مین جو لکھنؤ سے ستر ہ میل ہے جمع ہورہی ہے اس سپاہ کا جبین بہت سے سپاہی تھے حرکت کرنا کانپور کے محاصرہ پر موقوف تھا ۲۸۔ کو معلوم ہوا کہ کانپور باغیون کے ہاتھ مین آگیا تو دوسرے دن صبح کو لشکر اعدا کے مقدمتہ الجیش نے چنہٹ کی طرف کوچ کیا جو فیض آباد کی سڑک پر لکھنؤ سے آٹھ میل کے فاصلہ پر ہے۔

۲۹۔ جون کو سر ہنری کو خبر ہوئی کہ کانپور کے فتح ہوجانے سے باغیون کی ہمتین بڑی بڑھ گئی ہین۔ اسکا لشکر چنہٹ پر اس لیئے جمع ہوا ہے کہ لکھنؤ کا محاصرہ کرے سر ہنری لارنس تو یہہ چاہتے ہی تھے کہ کوئی موقع ہاتھ آئے باغیو نپر کوئی صدمۂ عظیم پہنچایا جائے سو انکو یہہ موقع مل گیا۔ انہون نے ارادہ کیا کہ کل صبح کو کگریل ندی پر جو لکھنؤ سے چار میل کے فاصلہ پر ہے سپاہ کو ساتھ لیکر جائین۔ اگر دشمن وہان نہ ملے تو واپس چلے آئین اگر دوسری صورت ہو تو دشمنون پر ایسا صدمہ پہنچائین کہ چند روز تک انکو یہہ حوصلہ نہ ہو کہ وہ لکھنؤ کے محاصرہ پر مبادرت کرین وہ جو سپاہ

انتخاب کرکے لے گئے سب قسم کی تعداد مین سات سو سے کچھ زیادہ تھی اور انمین نصف کے قریب یوروپین تھے دس توپین ان کے ساتھ تھین جنمین چار کے گولانداز گورے تھے اور باقی کے گولانداز ہندوستانی تھے ایک ہوٹ زر تھا جسکو ایک ہاتھی کھینچتا تھا۔
سرہنری لارنس یہہ چاہتے تھے کہ صبح کے ہوتے ہی سفر ہو۔لیکن دن چڑھ گیا تو سپاہ کی تیاری پوری ہوئی سپاہ پہلے چند روز سابق کی رات دن کی محنت شاقہ سے ہاری تھکی ہوئی تھی جو اسکو اپنی خدمات کی بجاآوری مین کرنی پڑتی تھی اور پھر اسکو ہنری لارنس کے حکم کے موافق خوردونوش ملا جو اس کے ہمراہ تھا تو اسکی صورت ایسی نظر آتی تھی کہ وہ سارے دن سخت محنت کرکے آئی ہے نہ یہہ کہ وہ کام شروع کرنی جاتی ہے۔ وہ تین میل سفر کرکے ککریل کے پل پر پہنچی تو اسنے یہان قیام کیا؟ کوئی دشمن نظر کے سامنے نہین آیا تو سپاہ کے واپس جانے کا حکم ہوا وہ واپس چلی تو پھر سب کو یہہ حیرت ہوئی کہ واپس جانے کا حکم منسوخ ہوا اور پھر اسکو حکم ہوا کہ وہ چنہٹ کی طرف سفر کرے سڑک بڑی خراب اور نا ہموار تھی۔اس پر سپاہ گرتی پڑتی چلکر موضع اسماعیل گنج مین آئی کہ دفعتہً انکے درمیان دشمنون کی توپون کے گولے آنکر پڑے اور پھر انہون نے ان دشمنون کو دیکھا کہ جنہون نے ابتک موضع چنہٹ کے محاذی گھنے درختون کی قطارون کی آڑ مین اپنے تئین چھپائے رکھا تھا۔سرہنری نے اسماعیل گنج اور سڑک کے درمیان پیادون کی صف بندی کی اور انکو حکم دیا کہ لیٹ جائین۔ اور توپون سے باغیون پر گولہ زنی شروع کی۔تھوڑی دیر طرفین سے توپ زنی ایک دوسرے پر رہی دشمن نے اپنی توپون کو تھا دیا جس سے سرہنری کو دھوکا ہوا کہ وہ یہہ سمجھے کہ دشمنون مین اب لڑائی کا حوصلہ نہین رہا۔ مگر پھر انکو یہہ دھوکہ نہین رہا۔دشمنون نے استقلال کے ساتھ ایسی پیش قدمی کی جسکی تعریف انگریزی افسرون نے بھی کی اور انہون نے ۳۲ رجمنٹ پر بڑی آتشباری کی۔ ہندوستانی توپخانہ کی کام مین لانے کے لیئے ہر چند کوشش کی وہ کارگر نہ ہوئی۔توپچی دغاباز باغیون سے ملے ہوئے تھے۔انہون نے دو توپون کو خندق مین اوندھا کردیا۔چند لمحون مین دشمنون نے اسماعیل گنج لے لیا۔گورون نے پھر اسکے لے لینے کا قصد کیا مگر وہ بہت تھک گئے تھے اور اپنے

کرنیل گیس کے زخم مہلک کے لگنے سے دل شکستہ ہو گئے تھے اس لیئے کامیاب نہین ہوئے اور منتشر ہو کر الٹے سڑک پر آئے تو سر ہہری نے یہہ دیکھکر کہ مین کہین محصور نہ ہو جاؤن سپاہ کو مراجعت کا حکم دیا پس یہہ مراجعت ہی ہزیمت ہو گئی جسمین ۳۲ رجمنٹ کے ایکسو پندرہ سپاہی مارے گئے اور ۳۹ مجروح ہوئے یہہ مقتولین و مجروحین مین نسبت عجیب و غریب تھے۔ ابھی تو پنجانہ لپک کر سپاہ کے گارڈ پر حملہ آور ہوا اور متواتر گرالون کے مارنے سے انکو بہت دق کیا۔ ۳۲ رجمنٹ کے سپاہی ایسے مضمحل ہو گئے تھے کہ وہ سڑک پر مرنے کے لیئے گر گئے۔ وہ بڑے خوش نصیب تھے جو توپون کی گاڑیون پر سوار ہو گئے یا کوئی دوست سوار انکو ایسا مل گیا جسنے انکو اپنی رکاب سے چپٹا لیا۔

آخر کو کرنیل کے پل پر سپاہ پہنچی دشمنونکے سوار جلدی سے اس مقام پر قبضہ کرنے آگئے تھے اور رستہ پر لڑنا شروع کیا۔ ۳۶ وولنٹیرون کے سوارون نے بہادری کر کے آج کی ہزیمت کی شرم کو مٹایا انکے سامنے جو ہجوم باغیون کا تھا اپر دوا اپنی تلوارین لیکر جھکے اور انکو مارکر بھگا دیا پھر ان رستہ کھل گیا۔ مگر ابھی مراجعت کی مصیبت ختم نہین ہوئی تھی سقے سب بھاگ گئے تھے اگر گرد نواح کی ہندوستانی عورتین رحم کر کے پانی پلانے کا ثواب نہ کمائین تو بہت سے سپاہی جو دشمنون کی آگ سے بچکر آئے تھے وہ پانی کی پیاس کے مارے مرجاتے۔ ریذیڈنسی مین افسر دروازون مین سے دیکھ رہے تھے کہ انکی ہم قوم بھاگے ہوئے چلے آتے ہین اور انکے پیچھے باغیون کا ایک ہجوم چلا آتا ہے۔ اس کے بعد جلدی سے گورے درماندہ

رسیڈنسی کے برآمدہ مین آئے تو پھر رسیڈنسی مین ایک تہلکہ پڑ گیا۔ مزدور جو رسیڈنسی کی محافظت کے کام بنا رہے تھے اپنے اوزار چھوڑ کر بھاگ گئے۔ ہندوستانی ملازم اپنے آقاؤن کو چھوڑ کر مفرور ہوئے۔ عورتین جو رسیڈنسی سے باہر رہتی تھین وہ وحشت زدہ ہو کر جان بچانے کے لئے رسیڈنسی کے اندر کمرون مین چلی آئین۔ باغی دباتے چلے آتے تھے انگریزون کی توپون کا میگزین ختم ہو چکا تھا۔ سر ہنری نے بڑا بہادرانہ کام یہہ کیا کہ پل پر توپون کو لگا دیا اور فلیتون کو روشن کیا جنکو دشمن دیکھکر الٹا ہٹا۔ اسنے تعاقب کرنے مین تساہل کیا۔ انگریزی سپاہ شہر کی پناہ مین آئی اور مچھی بھون اور رسیڈنسی مین پہنچ گئی انکا نقصان بہت ہوا کہ ۱۱۸ یوروپین افسر اور سپاہی اور ۱۸۲ ہندوستانی مارے گئے اور گم ہوئے اور ۵۴ یوروپین اور گیارہ ہندوستانی زخمی ہو کر واپس آئے اور دو میدانی توپین چھوڑنی پڑین جنمین کپتان ولسن نے میخین ٹھوک دین اور ایک ہوٹزر چھوڑنا پڑا جسکے بچانے مین لفٹنٹ بوچا نے بڑا کارنمایان کیا اگر ان پاس میخ ہوتی تو وہ اس مین ٹھوک دیتے

جب سپاہ ککریل کے پل سے اتر گئی تو اسکا کمانڈ سر ہنری نے کرنیل انگلس کو سپرد کیا اور خود گھوڑے کو سرپٹ دوڑا کر شہر مین ہوتے ہوئے رسیڈنسی مین آئے اور انہون نے ۳۲ رجمنٹ کے پچاس سپاہیون کو حکم دیا کہ آہنی پل پر جائین اور پل کے دونو طرف کی عمارتون مین مقیم ہون دوپہر تک انہون نے اس پل پر قبضہ رکھا جس مین اسکا کچھ نقصان ہوا مگر دشمنون نے دوسرے پل سے عبور کیا تو آہنی پل سے سپاہ چلی آئی۔

چنہٹ مین ہزیمت سے انگریزون کو تو یہہ فائدہ ہوا کہ سر ہنری کو خیال تھا کہ وہ مچھی بھون اور رسیڈنسی دونو کو مستحکم اور استوار رکھین گے اب انکا یہہ خیال جاتا رہا اگر وہ دونو کو اپنے پاس رکھنا چاہتے تو ایک بھی ان پاس نہ رہتا۔ باغیون کا شہر پر قبضہ ہو گیا۔ باغیون کا سر آوردہ گروہ توپون کو کھینچکر رسیڈنسی کے پاس کی عمارتون مین لایا۔ اور انسے آتش فشانی شروع کی لکھنؤ کے کوچہ اور بازار خالی پڑے تھے انکے باشندے بھاگ گئے تھے اس خاموشی مین زخمیون اور مرنے والون کی آہ و فغان کا شور اور توپون کی دھنوان دھون اور بندوقون کی تڑاتڑ عمل تھا۔ دوپہر کے بعد باغیون مین اور باغیون کا ہجوم آن ملا سورج ڈوبنے کے وقت لکھ

اسی توپخانہ نے پل پر گولے چلانے شروع کیئے اور توپون کے چھوٹنے کی روشنی نے رات کی
تاریکی کو روشن کر دیا۔ دوپہر کو باغیون نے رسیڈنسی کے قریب کے بہت سے مکانات
کی دیوارون مین ریتیان بنالین یعنی ایسے سوراخ جنمین سے بندوق دشمن پہ دیوار کی آڑ
مین چلاسکین توپین لگادین

مچھی بھون کا اڑ جانا

یکم جولای کی صبح کو باغیون نے توپون اور بندوقون سے پہلا حملہ کیا مگر وہ سب طرف سے
بیکار دیئے گئے اور انکا نقصان بہت ہوا۔ جب یہہ محاصرہ شروع ہوا تو سر ہنری لارنس نے
مچھی بھون کو دشمنون سے لڑنے کے لیئے جدا مستحکم و استوار رکھنا مصلحت نہ جانا۔ اسقدر سپاہ
نہ تھی کہ دونو رسیڈنسی اور مچھی بھون کی محافظ ہو سکتی۔ پیغامات جو رسیڈنسی سے مچھی بھون کو
بھیجے جاتے انکا پہنچنا مشکوک تھا اس لیئے رسیڈنسی کی چھت پر سیما فور لگایا گیا۔ سیما فور
ایک کل ہے جسمین ایک شہتیر ہوتی ہے اور اسکی چوٹی پر سلاخ ہوتی ہے اور اس سلاخ مین
سیاہ بھری ہوئی تھیلون کی قطار لٹکائی جاتی ہے اور ہر ایک مین چرخی لگی ہوئی ہوتی ہے جو اس کو
حرکت دیکر اشارہ کرتی ہے۔ تین بڑے بہادر افسرون نے دھوپ اور دشمنون کی آتش فشانی
مین دو دفعہ اسکو لگایا اور دشمنون نے اسکو اڑا دیا مگر تیسری دفعہ وہ کامیاب ہوئے اور
اسپر پہلا پیغام بھیجا گیا کہ توپون مین میخین خوب ٹھونک دو اور قلعہ کو اڑا دو اور آدھی رات کو یہان
سب چلے آؤ۔ اس پیغام کے بھیجنے پر کرنیل پامر کے اہتمام سے مچھی بھون کی ساری سپاہ رسیڈنسی مین
داخل ہوئی اور توپین اور خزانہ ساتھ لائی اور اس آنے مین ایک جان بھی تلف نہین ہوئی
تھوڑی دیر کے بعد دو سو چالیس بارود کے پیپے اور پانچ سو چورانوے گولے اور
گولیان اور توپون کا میگزین اور ساٹھ لاکھ گولے کے کارتوس
یہہ سب اڑائے گئے جیسے قلعہ اور جو کچھ اس مین تھا بالکل غارت و تباہ ہو گیا۔ بریگیڈیر انگلس
اپنی رپورٹ سرکاری مین لکھتے ہین کہ اگر یہہ دانشمندانہ تدبیر و حکمت نہین کی جاتی تو لکھنؤ
کی سپاہ حصار نشین مین سے ایک آدمی زندہ نہ رہتا جو اپنی داستان سناتا۔ مچھی بھون کی
کئی جانبون پر شہر سے حملہ ہو سکتا تھا اور اس مین بھاری توپون کا میگزین نہ تھا۔ اگر
رسیڈنسی مین اس قلعہ کی سپاہ کی کمک نہ آجاتی تو اسکی مصیبتین و مشکلات اور نقصانات

ایسے ہو جاتے ظن غالب یہ تھا کہ وہ قبضہ مین نہین رہتے اُسسے ثابت ہوتا ہے کہ اگر اصلی منصوبہ دلو کے پاس رکھنے کا باقی رہتا تو دونوین سے ایک بھی پاس نہین رہتا۔

ریزیڈنسی کے مورچے

رسیڈنسی کے مورچے جنین اب لکھنؤ کی سپاہ جمع ہوئی سات ایکڑ زمین مین تھے ان مین خاص مکانات اور کوٹھیان بتفصیل ذیل تھین۔ رسیڈنسی کی کوٹھی ایک ٹیلہ پر سہ منزلی جسکے نیچے تہ خانے بھی تھے اسکے قریب مین کوئٹ ہال جو اسپتال بنا یا گیا اسکے ہمسایہ مین ایگنس یا خزانہ کی کوٹھی۔ اسکے بائین طرف بیلی گارڈ کا بڑا شاندار دروازہ اسکے پیچھے ڈاکٹر فیر کی کوٹھی جسکو بیگم کی کوٹھی کہتے پیچھے اسکے مشرق مین فنانشل کے مکانات اور جوڈیشل کمشنر کا افس تھے پوسٹ افس مورچون کے وسط مین تھا۔ کپتان لارنس کی کوٹھی دو منزلی تھی۔ یہان کانپور کی بیٹری لگائی گئی۔ انکے سوا اور عمارات و مورچے یہہ تھے دو سکھون کے سکوئر اور ہورین سکوئر اور گبنس کی کوٹھی۔ ایونس کی بیٹری اور انس کی کوٹھی۔ بیڈن کی بیٹری۔

ریزیڈنسی کی آبادی کی تفصیل

انگریزی افسر مع ڈاکٹرون کے ۱۳۳ اور برٹش نن کمشنڈ افسر و سپاہی ۶۷۱ اور عیسائی باجہ بجانے والے ۱۵ اور والنٹیر جنین سب سولین ہتھیار اوٹھانے کے قابل بھی داخل تھے ۱۵۳ کل عیسائی ۱۰۰۸۔ ہندوستانی سپاہی ۷۱۲ کل سپاہی ۱۷۲۰۔ اور عیسائی عورتین ۲۴۰ بچے ۲۷۰ لڑکے ۵۰ اور اور ۴۰ کل ۶۰۰ اور ہندوستانی ۶۸۰ یہہ کل نہین لڑنے والے ۱۲۸۰۔ رسیڈنسی کوئی قلعہ ایسا نہ تھا کہ وہ سائنس کے موافق بنا یا گیا تھا اسکی مغربی اور جنوبی طرف بڑی ضعیف تھین وہ سب طرف سے خوب مستحکم نہین تھا۔ اس رسیڈنسی کے ضعف کو اور دشمنون کی تعداد کی کثرت کو دیکھ کر سر ہنری نے ارشاد کیا تھا کہ اگر کمک نہین آئیگی تو وہ دس پندرہ روز سے زیادہ اس رسیڈنسی کو اپنے اختیار مین نہین رکھ سکین گے۔ سر ہنری کی یہہ پیشین گوئی پوری ہو جاتی مگر باغیون کا کوئی سردھرا اصل سپاہی نہ تھا۔

ایشیائیون اور یورپین سپاہ کا مقابلہ

یہہ تعجب کی بات ہے کہ بغاوت نے باغیون مین اصلی جنرل نہین پیدا کیا۔ کوئی سپاہی انمین ایسا نہ تھا کہ وقت شناسی کی عظمت کو اور موقع جنگ کو سمجھتا ہو۔ یہہ بات جاننے کے قابل ہے کہ دنیا مین کہین آدمی ایسے نہین رہتے جو ہندوستانیون سے زیادہ جان

جانے کی پروا نہ کرتے ہون اور موت کو حقیر و ذلیل سمجھتے ہون اور پھر بھی وہ یوروپین سے
دست بدست جنگ سے جان چراتے ہون۔ ان حصار حصین پر جنکو یوروپین نے
مستحکم و استوار کیا ہو حملہ آوری مین کم احتیاط کرتے ہون۔ اگر جان کی زیادہ پروا نہ کرنے کا
نام شجاعت رکھا جائے تو دنیا مین کہین ہندوستانیون سے زیادہ شجاع آدمی نہین ہین
لیکن شجاعت جو آدمی کو اصلی سپاہی بناتی ہے وہ جان سے بے اعتنائی کرنے کے
سوا کچھ اور چیز بھی ہے۔ شجاع موت سے مقابلہ کرنے کا اور اسکی خاطر کرنے کا شائق ہوتا
ہے اسکے تکالیف کی پروا نہین ہوتی وہ لڑائیون کی وحشی کی حالتون سے خوش ہوتا ہے
وہ عظمت و شان کی محبت سے زندہ دل ہوتا ہے اور خاص کر اس اعتماد سے کہ وہ
دشمنون پر برتری اور فوقیت رکھتا ہے۔ ان صفات مین سے ایک صفت بھی ہندوستانی
سپاہی مین انگریزی سپاہی کے برابر نہین ہوتی آخر صفت کا نہ ہونا تو اس مین نمایان
ہے۔ ہندوستانی سپاہی جو انگریزون سے لڑتے تھے انکو یہہ خیال نہین ہوتا تھا
کہ ہم انگریزون پر برتری اور فوقیت رکھتے ہین اس لیئے وہ انسے ایسا نہین کر سکتا
جیسا کہ اور ایشیائی سپاہی سے اسکی اخلاقی طبیعت انگریزون کے سامنے گائے بن
جاتی تھی۔ لکھنؤ مین انگریزون مین بڑی اخلاقی قوت تھی کہ باوجودیکہ وہ تعداد مین تھوڑی
تھے اور ایسے مقام مین تھے جو ملٹری لحاظ سے کوئی بڑی حصانت نہین رکھتا تھا۔
انکی تعداد سے کہین انکی تعداد زیادہ سپاہی ان پر حملہ کرتے تھے اور انکے پاس مقامات
بھی نہایت استوار و مستحکم ہوتے تھے اور بظاہر یہہ معلوم ہوتا تھا کہ فتح حملہ آورون کو حاصل
ہوگی۔ مگر فقط اس سبب سے فتح نہین حاصل ہوتی تھی کہ ایشیائی اخلاقی طبیعت اونے درجہ
کی تھی کہ وہ ان یوروپین سے جو حصار نشین تھے ہاتھ سے ہاتھ نہین ملاتے تھے جس سے ان کی
کثرت تعداد نکمی ہو جاتی تھی۔

جب سے انگریزی سپاہ حصار نشین ہوئی دشمنون نے اسپر متواتر آگ برسائی۔ رات دن
ریسیڈنسی کے مکانات کی چوٹیون سے اور عمارتون کی دیوارون کی ریخنون سے اور اور مقامات
سے جہان انکو کوئی آڑ ملتی گولے گولیون کا مینہ ہر وقت برساتے تھے۔ وہ مقامات جو محصور

ہونے سے پہلے بڑے معزز سمجھے جاتے تھے اب ان پر گولیون کی بوچھاڑ رہتی تھی۔ سب سے زیادہ رسیڈنسی دشمنون کی چاندماری تھی

چہنٹ کی لڑائی کے دوسرے دن رسیڈنسی ملیٹری اعتبار سے کامل نہ تھی بہت سے مقامات پر اسکی کچھ دیوارین دشمنون کے حملے کے روکنے کے لیئے بنائی گئی تھین۔ ضروری سرشتون کا کرنا آسان نہ تھا۔ ایک سٹاف افسر لکھتا ہے کہ ان چند دنون کی ابتری و بے ترتیبی کا بیان کرنا مشکل ہے۔ ہر جگہ ابتری بہت زیادہ تھی۔ وہ اسکی یہہ مثال بیان کرتا ہے کہ لفٹنٹ جیمس کمسریٹ کے افسر کے سخت زخم لگا تھا اس لیئے اس کمسریٹ کے سرشتہ مین بڑی ابتری ہو گئی تھی بیل بانون کے پاس سے بیل بھاگ گئے تھے پانی کی تلاش مین ادھر اُدھر مارے مارے پھرتے اور کنوؤن مین گرتے تھے سول افسرون کے کئی گھنٹے دشمنون کو جمع کرنے مین صرف ہوتے۔ ساتوین رسالہ کے سوارون کے گھوڑے بھاگ گئے وہ پانی کی تلاش مین دیوانے ہو گئے اگاڑی پچھاڑی توڑ کر آپس مین لڑنے لگے بہکی خبر سپاہی کثرت کار کے سبب سے پہلے لے سکے مگر اس بدنظمی کا پھر انتظام ہو گیا دسوین جولائی کو بندوبست کیا گیا کہ بیلون کو جمع کر لیا اور انکو خوراک ملنے لگی۔ زندہ گھوڑے جنین سے کوڑیون گولیون سے مار دیئے گئے رات کو مورچون پر پھرنے سے باز رکھے گئے انکی اگاڑی پچھاڑی باندھی گئی۔ یہہ بڑی ابتری دور کی گئی۔ یہہ جانور پہلے سے بہت مر گئے تھے انکا دفن کرنا بھی ایک اور بڑی محنت تھی۔

ان دنون مین گرمی بڑی شدت سے پڑتی تھی۔ ہیضہ بھی اپنا کام خوب کر رہا تھا۔ چند افسرون پاس کوئی خدمتگار نہ تھا دن بھر لڑائی مین رہنا پڑتا تھا۔ رات بھر لڑائی کے لیے سامان جمع کرنا پڑتا تھا ذخیرے زمین مین سے کھود کر لیجانے پڑتے تھے توپین لگانی خندقین کھودنی پڑتی تھین۔ سرنگون کے لیئے کوٹھیان بنانی پڑتی تھین۔ ایک ہزار ایک ضرورتین تھین جنکو فرصت کرنا پڑتا تھا۔ اسپر بھی سپاہ بیدل نہین ہوئی وہ کسی محنت سے ہارتی نہ تھی اسکو مشقت شناختہ جانتی تھی۔

۷۔ جولائی کو بتیسوین رجمنٹ کے پچاس سپاہیون اور بیس سکھون نے جونانسن کی کوٹھی

جو باغیون پاس تھی اور اس مین وہ سرنگ لگاتے تھے جاکر دیکھا اور باغیون کو اس مین سے نکالدیا ان مین سے پندرہ بیس کو مار ڈالا۔ انگریزون کی طرف تین آدمی مارے۔ اس مہم مین سیم لارنس نے ایسی بہادری دکھائی کہ انکو وکٹوریا کروس انعام ملا۔

اب محصورین پر جو صدمہ عظیم واقع ہوا وہ بیان کیا جاتا ہے۔

چنہٹ کی ہزیمت کی مصیبت سے زیادہ محصورین پر یہہ آفت آئی کہ سر ہنری لارنس کا واقعہ ناگزیر پیش آیا جسکا حال کپتان ولسن صاحب نے یہہ تحریر کیا ہے "پہلے روز دشمن نے آٹھ بجے دن کے آٹھ انچی گولہ اس ہوٹ زر کا جو اس نے ہم سے جیسا تھا اس کمرہ مین پھینکا جسمین سر ہنری اور انکے سکرٹری کوپر صاحب کام کر رہے تھے وہ ان دونو کے قریب آنکر پھٹا مگر کسی کو ضرر نہین پہنچا تو ہم نے سر ہنری سے عرض کی کہ اب ریسیڈنسی کو چھوڑ کر کہین اور جا رہیئے یا اس مکان کے نیچے کی منزل مین چلے جایئے لیکن انہون نے اس سے انکار کیا اور ہنسکر کہا کہ مجھے یہہ یقین نہین ہے کہ دشمن پاس ایسے قدر انداز گولہ انداز ہین کہ وہ دوسرا گولہ اس چھوٹے کمرہ مین پھر مارین۔ اس دن سہ پہر کو ریسیڈنسی کی سب سے اوپر کی چھت پر بعض گولے آئے شام کو مین نے اور کوپر صاحب نے انپر زور ڈالا کہ وہ نیچے کے مکان مین جاکر رہین اور کاغذات اور لکھنے کے سامان وہان بھیجدین۔ تو انہون نے اقرار کیا کہ کل صبح مین یہہ کام کرونگا۔ دوسری جولائی کو آٹھ بجے وہ بڑے مضمحل ہوکر اپنے گشت سے واپس آئے (گرمی بلا کی پڑ رہی تھی) اور بچھونے پر کپڑے پہنے ہوئے لیٹ گئے اور مجھ سے کہا کہ ایک یاد داشت لکھو کہ کس طرح سپاہ مین خوراک کی تقسیم کی جائے مین دوسرے کمرہ مین یہہ یاد داشت لکھنے گیا مگر اس سے پہلے مین نے انکو کل کا وعدہ نیچے جانیکا یاد دلایا تو انہون نے فرمایا کہ مین بہت تھکا ہوا ہون۔ دو گھنٹے آرام کرکے مین اپنی ساری چیزین بھیجدونگا۔ نصف گھنٹہ مین مجھے جو کچھ لکھنا تھا وہ لکھکر پھر انکے کمرہ مین آیا۔ انکا بھتیجا جارج ایک چھوٹے سے بچھونے پر لیٹا ہوا تھا جو متوازی اس کے چچا کے بچھونے کا چند فیٹ کے فاصلہ پر تھا مین اس مابین کے فاصلہ مین گیا اور سر ہنری کی داہنی طرف انکے بچھونے پر اپنا گھٹنا ٹیککر کھڑا ہوا۔ ایک ہندوستانی ملازم فرش پر بیٹھا ہوا پنکھا کھینچ رہا تھا مین نے جو لکھا تھا

وہ پڑھا۔ میرا لکھا انکی خاطر مین نہ آیا وہ بتلانے لگے کہ یہہ تبدیلیان اس تحریر مین کرو کہ مین نے دیکھا کہ گولہ آیا شعلہ چمکا خوفناک آواز ہوئی اندھیرا گھپ ہوگیا مین فرش پر گر پڑا اور چند سکنڈ تک بیدم پڑا رہا۔ پھر مین کھڑا ہوا مگر کچھ دکھائی نہین دیتا تھا کمرہ دھوئے اور گرد سے بھرا ہوا تھا نہ سر ہنری نے نہ انکے بھتیجے نے کوئی آواز نکالی مین نے چونک کر یہہ پوچھا کہ سر ہنری آپکے ضرب لگی ہے مین نے دو دفعہ یہہ کہا اس کا جواب کچھ نہین ملا۔ تیسری دفعہ جب مین نے یہ کہا تو انہون نے یہہ جواب دیا کہ مین مارا گیا۔ پنکھا چھت کے ساتھ فرش پر گرا اور بہت سا چونا گرا۔ گرد اور دھوئے نے کمرہ کو تاریک کر دیا۔ جب بتدریج گرد اور دھوان کم ہوا تو مین نے چند منٹ بعد دیکھا کہ بستر پر سر ہنری کا بالاپوش انکے خون مین سُرخ ہو رہا ہے ۲۔۳ منٹ کے بعد کچھ گورے کمرہ مین آئے اور سر ہنری کو کرسی پر بٹھایا تو مین نے دیکھا کہ میرے کپڑے پیٹ پر سے اتر گئے ہین اور گولہ کے ایک ٹکڑے سے مین خفیف سا زخمی ہوا ہون اور سر ہنری کے مہلک زخم لگا ہے اور پنکھا قلی کا ایک پاؤن گولہ کے دوسرے ٹکڑے سے کٹ گیا ہے فقط جارج لارنس صاحب کہ وہ مین چار آدمیون مین ایسے ہین کہ جنکو کوئی آسیب نہین پہنچا سارے دن مین اور دوسرے دن کے ایک حصہ مین سر ہنری کے ہوش و حواس قائم رہے۔ بار بار ان کو خواب آور دوائین دیجاتی تھین انکی تکلیف بڑھتی جاتی تھی اور جس مکان مین وہ تھے اس مین متواتر گولے و گولیان دیوارون مین آن آن کے لگتے تھے مگر کوئی ان کی روح مقدس کو بے چینی نہین ہوتی تھی۔ انکے بستر کے گرد دوستون کا ہجوم رہتا تھا نہین کوئی ایسا نہین تھا جو روتا نہ ہو۔ جب وہ اپنا ذکر کرتے تھے تو اس مین وہ انکسار پایا جاتا جو سامعین کے دلون پر مؤثر ہوتا تھا انہون نے یہہ چاہا کہ میری قبر پر کوئی کتابہ نہ لگایا جائے اسپر یہہ عبارت کندہ کرائی جائے کہ یہان سر ہنری لارنس پڑا ہوا ہے جسنے اپنے فرض کے ادا کرنے مین کوشش کی خدا اسکی روح پر رحم کرے وہ بڑی ملائمت سے اور شفقت سے اپنے بی بی بچون دوستون اور ہندوستانی ملازمون کا اور ان لوگون کا جنسے کہ وہ کچھ تعلق رکھتے تھے نہایت محبت آمیز کلمات مین ذکر فرماتے تھے۔ انہون نے ان سب آدمیون کو بلایا جنکو وہ جانتے تھے کہ مین نے کبھی سختی سے

سختی سے انسے کلام کیا ہے یا کچھ انکو ضرر پہنچایا ہے اور انسے اپنا قصور معاف کرایا اور یہہ خاص اپنی خواہش ظاہر کی ایسا ہی لم کو جو مین نے برٹش سپاہیون کے بچون کے لیے قائم کیا ہے۔ گورنمنٹ اس مین تنزل نہ آنے دے۔ جب تک ان مین ہوش باقی رہے انکا خیال سرکار کی طرف لگا رہا جسکی وہ خدمت بیس سال سے کرتے تھے۔ یا لکھنؤ کے آدمیونکی طرف خواہ یورپین ہون یا ایشیائی جنکی خدمت گزاری مین انہون نے یہہ مہلک زخم کھایا تھا پھر انہون نے اپنے خاص معتمد افسرون کو بلایا۔ میجر بینکس صاحب کو چیف کمشنری کا کام اور کرنیل انگلس کو سپاہ کے میر لشکر ہونے کا کام سپرد کیا اور انکو ہدایتین کین کہ محافظت کس کس طرح کی جائے اور بڑے جذبے اور زور سے یہہ کہا کہ کبھی اپنے تئین دشمنونکے حوالہ نہ کرنا۔ ۲ تاریخ شام کو انہون نے سیکریمنٹ اپنے دوستون کے ساتھ کھایا۔ پھر ان مین باتین کرنے کی قوت نہ رہی وہ بہت کم بولے اور چوتھی جولائی ۱۸۵۷ء کی صبح کو اس جہان سے رخصت ہوئے چند سپاہی قبر پر انکی لاش لیجانے کے لیے بلائے گئے جنہون نے انکی کوچ اٹھانے سے پہلے چہرہ پر سے بالاپوش اٹھاکر انکے بوسے لیے پھر انکے جنازہ کو وہان لے گئے جہان ان سپاہیون کی قبرین تھین جنہون اپنی ملک کے لیے جانین دین تھین انکے پہلو مین قبر مین انکو دفن کیا۔ مختصر سی نماز پڑہی گئی وقت ایسا نہین تھا کہ توپونکی ماتمی سلامی اترتی۔ انگلنڈ کے دشمنون پر جو توپین چل رہی تھین وہی انکے مرنے کی سلامی تھی۔

ہنری لارنس بڑے ممتاز مدبر اور نہایت شجاع سپاہی تھے جنکی خدمات سے گورنمنٹ محروم ہو گئی انکی برابر بہت ہی کم آدمی ایسے ہوتے ہین کہ جنین ایسی قدرت اور قوت ہو کہ جنسے وہ آشنا ہون انکو اپنے ساتھ ایسا گرویدہ خاطر کرلین کہ وہ انکے دوست اور غلام بن جائین رسیڈنسی کی محافظت و سلامتی مشیت ایزدی سے بالکل انکی پیش بینی اور دور اندیشی سے ہوئی تھی کہ سارے ضروری کام لڑائیون کے لیے نہایت ہنرمندی اور خوش سلیقگی سے انہون اپنی ذات پر محنت و مشقت شاقہ اٹھاکر کئے۔ سپاہ کے کل افسرون کو انکی رای اور انکے تمام محاذن عقل و دانش پر ایسا اعتبار تھا کہ سب کو اس اپنی ذاتی دوست اور عام فیاض دل

مرنے کا دلی قلق تھا۔

برگیڈیر انگلس

صاحب ممدوح جواب لکھنؤ کی سپاہ کے برگیڈیر مقرر ہوئے سکھون کی دوسری لڑائی مین بڑے کار ہار نمایان کئے تھے ایام غدر سے پہلے ہی ممالک شمالی مغربی مین انکی شہرت تھی کہ نیک افسر اور بڑے قدر انداز ہین۔ سیدھے سادے معزز عیسائی شریف اور ملائم دل شوہر دوستی کے سچے پکے اور ہر اعلے اور ادنے سے محبت کرنے والے تھے۔ شجاعت مین کوئی ان سے سبقت نہین لے جا سکتا تھا جو انکی خدمت کرتے تھے انسے محبت رکھتے تھے وہ اپنے افسرون کی رایون کی قدرشناسی کرتے تھے وہی اس لایق تھے کہ جنٹلمون نے اس کمزور ریسیڈنسی کو آخر تک قائم رکھا اور ہنری لارنس کی اس نصیحت پر کہ کبھی اپنے تئین غنیم کے حوالہ نہ کرنا پورا عمل کیا۔

میجر بنکس

میجر بنکس صاحب لکھنؤ کے کمشنر تھے وہ ہندوستانیون کے حال سے خوب واقف تھے ان مین بندوبست کرنے کا بڑا ملکہ تھا۔ زبانون کے جاننے مین انکو ملکہ خداداد تھا وہ فارسی۔ ہندی۔ سنسکرت خوب جانتے تھے۔ لارڈ ڈلہوزی کے وہ مشیر کار تھے انہون ہی نے انکو اودھ مین کمشنر مقرر کیا تھا۔

ریسیڈنسی کا حال

جب محاصرہ کا آغاز ہوا تو صرف دو بیٹریان تیار تھین۔ پناہ گاہین ہنوز ناتمام تھین اس پاس جو خاص عمارات تھین جنکی آڑ مین دشمن شکار کھیلتے تھے وہ تھوڑی ہی سی ڈھائی گئی تھی پاس کی مسجدون اور امرا کی حویلیون مین جو دشمن بیٹھ کر ریسیڈنسی کی سپاہ پر گولیون کے نشانے خوب لگاتے تھے انسے بہت نقصان ہوتا تھا۔ ان عمارتون کے مسمار کرنے کے لیے افسرون نے سر ہنری سے بار بار کہا مگر انہون نے ہمیشہ یہی جواب دیا کہ مقدس عمارتون اور لوگون کے مال اسباب کو جہانتک ممکن ہو بچانا چاہیے۔ لوگون کے مذہبی تعصب کی رعایت کرنے سے اور سرکش شہریون اور سپاہیون کے حقوق پر خیال کرنے سے ریسیڈنسی نے بڑا بھاری نقصان اٹھایا۔ دشمنون نے جب وقت کر ریسیڈنسی کا بالکل محاصرہ کر لیا تو ان مکانون مین تھین سے بعض ایک تمنچہ کی گولی کے فاصلہ پر تھے بہت سے سپاہیون نے بیٹھ کر ان جایون مین ریتیان بنائی تھین جو ریسیڈنسی کے مقابل تھین اور انہین سے رات دن نہایت شوق سے آتش باری کرتے تھے

جسکے سبب ہر روز آدمی مرتے تھے۔ محاصرہ کے اول ہفتے مین بحساب اوسط پندرہ بیس آدمی روز مارے جاتے تھے۔ تجربہ کے بعد جب بہت احتیاط مین باہر پھرنے مین ہونے لگین تو آدمیون کے مارے جانے کا اوسط دس سے کم نہ تھا۔ آٹھ ہزار آدمی انگریزی مورچون پر گولے گولیان مارتے تھے۔ سوا اسکے رسیڈنسی مین کوئی جگہ ایسی محفوظ نہ تھی کہ جہان جان کی سلامتی پر اطمینان ہو۔ بیمار اور زخمی جو اسپتال مین پڑے ہوئے تھے وہ اس کے عین وسط مین گولیون کے لگنے سے مرتے تھے۔ لفٹنٹ ڈورن کی بیوہ اور اس کے بچے اس مکان مین جہین گولے کے جانے کا سان گمان بھی نہ تھا گولیون کے لگنے سے نشانہ اجل بنتے تھے۔ دشمن بیٹریون کے لگانے مین غافل نہ تھے۔ انہون نے بیس سے پچیس تک توپین لگائین جنین بعض بڑی دور کی مار کی تھین اور وہ ایسے مقامات مین لگی ہوئی تھین کہ جہان انگریزون کی توپین انکا جواب نہین دے سکتی تھین۔ دشمن ایسی دانائی سے اپنی توپون کے گرد اور سامنے اوٹیں اور روکین تھوڑی دیر مین ایسے بنا لیتے تھے کہ وہ بندوقون سے کسی طرح نہین بند ہوسکتی تھیں الا بکہ وہ بہت قریب ہوتی تھین اور علاوہ اسکے ہر توپ کے عقب مین دشمنون نے آٹھ فیٹ عمیق تنگ خندقین کھودلین تھین جنین سپاہی لیٹ جاتے جبکہ ہمارے گولے اوپر ہی اوپر گذر جاتے وہ اپنے تئین ایسا چھپاتے کہ صرف ان کے ہاتھ جب وہ توپون کو بھرتے انگریزون کو دکھائی دیتے۔

۲۰۔ جولائی تک دشمنون نے متواتر توپون اور بندوقون کی رسیڈنسی پر بھرمار کی اس تاریخ کو دس بجے صبح کے بڑے زور شور سے انگریزی مورچون کے گرد وہ جمع ہوئے اور ایک بڑی سرنگ اڑائی جو ریڈن سو۔ چے کے قریب اس کے اڑانے کے قصد سے لگائی تھی مگر اس سرنگ اڑانے سے کچھ نقصان نہین ہوا۔ جب اسکا دھوان اور گرد وغبار صاف ہوا تو دشمن دلیرانہ توپون اور بندوقون کو چلاتے ہوئے اس قصد سے آگے بڑھے کہ ریڈن کو حملہ کرکے لے لین۔ لیکن انکا مقابلہ اس شد و مد سے ہوا کہ تھوڑی دیر لڑکر اور بہت نقصان اوٹھا کر واپس چلے گئے۔ پھر انکا ایک بڑا زبردست کولم اس کے مورچے پر حملہ کرنے کے لیے آگے بڑھا وہ نوک دار لکڑیون کے جنگلے سے دس گز کے

بیسوین جولائی ۱۸۵۷ء کا حملہ

فاصلہ پہ آگیا۔ تیرھوین ھندوستانی پلٹن کے لفٹنٹ لاف نن جو اس مورچے کے کمانڈر تھے
اور انکی سپاہ مین انحراف افسر غیر متعہد تھے اور چند سپاہی بتیسوین رجنٹ گوروں کی اور تیرھوین
ھندوستانی رجنٹ کے تھے ان سب کو یہہ موقع ملا کہ اپنے جوہر شجاعت کو دکھا دین اسکو
انہون نے دکھایا کہ دشمن کو مارکر ہٹا دیا اور انہین بہت آدمیون کو قتل کیا۔ باغیون نے چھوٹے
چھوٹے حملے کیئے اور دو بجے دوپہر کے انہون نے انگریزی مورچے کے لینے کی بہت کوشش
کی مگر انکی بندوق زنی اور توپ بازی بدستور جاری رہی۔

اس فتح کے دوسرے ہی دن میجر بنکس صاحب جو سر ہنری کے بعد چیف کمشنر
ہوئے تھے انکے سر مین گولی لگی وہ ایک بیرونی کوٹھی کی دیکھہ بھال کر رہے تھے اگرچہ انکا
کام خاص سول تھا مگر وہ ہندوستانیون کے حال سے خوب واقف تھے وہ بڑے
نیک نہاد اور خوش مزاج تھے برگیڈ انگلس کے بڑے مدد و معاون تھے انکی جگہہ کوئی مقرر
نہین ہوا۔ گبنس صاحب نے ایک دفعہ یہہ اطلاع دی کہ مین چیف کمشنر بنا ہون مگر
وہ برگیڈیر انگلس سے بڑا اختلاف راے رکھتے تھے اس لیئے ان دونو کی آپسمین
نہین بنتی اور خرابی ہوتی۔ اس لیئے گبنس صاحب نے اپنے دعوے کو چھوڑدیا۔
اسوقت کسی سول افسر کی ضرورت بھی نہ تھی۔

ہر مورچہ پر جدا جدا رنگ سے لڑائی ہوتی تھی ڈاکٹر فیرر کی کوٹھی پر باغی آئے اور باغمین
اصطبل کے گرد انکا ہجوم ہوا وہ اکثر مکانون کی آڑ مین ریتون سے گولیان مارتے تھے
انس کے مورچے کے غارت کرنے کے لیئے باغیون کا ایک گروہ زینے
لیکر سامنے کی دیوار کے پاس آیا اور زینون کے لگانے مین کوشش کی مگر محصورین
کی گولیون نے اس کام مین انکو ناکام رکھا۔ انمین سے چند دیوار کی منڈیر پر آگئے
تھے سنگینون سے نیچے گرا دیئے گئے اس اثنا مین مورچہ کے گوشہ پر ایک وولنٹیر
ہندوستانی عیسائی کا بیٹا بیلی اور دو سپاہی متعین تھے۔ انکے قریب جاکر باغیون نے ان کو
پچپانا اور انسے کہا کہ تم ہمارے پاس چلے آؤ ملعون فرنگیون کو چھوڑدو جنکی بابیٹیون کو ہم نے خراب
کیا ہے اور ایک دو روز مین ہم سب فرنگیون کو مار ڈالینگے۔ تو انہے جواب دیا کہ اے کتے کے

میجر بنکس صاحب کی وفات

برگیڈیر انگلس ... (حاشیہ)

مسٹر فیرر کی کوٹھی پر باغیون کا حملہ

پلو گیا مین بھی تمہاری طرح بے ایمان ہو جاؤن؟ اتنے مین ایک بندوق چھوٹی دوسرے باغی نے کہا کہ ایک لحظہ ٹھیرو ہم دیوار پر چڑھتے ہین تو اسنے جواب دیا کہ تم چڑھو میرے پاس بھی سنگین تمہارے پکڑنے کے لئے تیار ہے۔ غرض اس طرح گالیون سے اور بندوقون سے آپس مین لڑائی ہوتی رہی۔ ایک سپاہی مارا گیا بیلی زخمی ہوا باغی اپنی کوشش کو بیکار سمجھ کر واپس گئے کانپور کی بیٹری پر باغیون نے حملہ کیا دشمن بڑی دلیری کر کے آگے بڑھے ایک مولوی سبز علم لیکر سب سے آگے بڑھا کہ وہ مورچے کی خندق مین مارا گیا۔ جرمن اور گنیس کی چوکیون پر دشمنون نے حملہ کیا وہ بھی مورچہ نشینون نے دفع کیا۔ بیلی گارڈ کے دروازہ پر حملہ ہوا ہندوستانی رجمنٹ نے بڑی بہادری کی کہ حملہ آورون کو جو انکے ہمراہی تھے مار کر ہٹا دیا۔ تین بجے باغیون نے حملہ کر کے اس مورچہ کے لینے کے ارادہ کو موقوف کیا مگر کئی گھنٹے تک اسپر توپین چلاتے رہے ان حملون مین جتنے باغی مارے گئے انکی تعداد تحقیق معلوم نہین مگر تین سو کیا سی تبلائی جاتی ہے۔ لیکن یہہ تحقیق ہے کہ محصورین مین چار سپاہی مارے گئے اور بارہ زخمی ہوئے۔ پندرہوین جولائی کو انڈرسن کی کوٹھی کو بھی اپنے گولون سے بالکل غارت کر دیا مگر وہ انگریزون کے قبضے سے باہر نہین گئی۔

محصورین نے جو ان حملون کو دفع دفع کیا اور انہین انکا نقصان بہت تھوڑا ہوا تو ان کے حوصلے اور عزم بڑے اور اس سے بڑی خوشی ہوئی کہ پچھلی رات کو پیک دیک فال انگد آیا یہہ اخیر جون مین ناناکی خبر لانے کے لیئے بھیجا گیا تھا۔ وہ دشمنون کی لینون سے دبک کر گذرتا ہوا مورچہ مین داخل ہوا اسنے ایک نیچے کے کمرہ مین جسمین ایک لیمپ ٹمٹما رہا تھا اپنی کہانی سنائی اسکو افسرون اور گورون نے گھیر لیا اور اس کے منہ کی طرف سب کی آنکھین لگی ہوئی تھین کہ وہ کیا خبر سناتا ہے سب اسے یہہ سوال کرتے تھے کہ نانا دریا کے پار اتر کر محاصرین کے ساتھ تو نہین ملگیا؟ اسنے جواب دیا نہین ہیولوک صاحب نے نانا کو تین لڑائیون مین شکستین دیکر اب کانپور مین انکا عمل دخل ہو گیا اس خبر کے سنتے ہی چیرز کا غل مچا۔ مینہہ برس رہا تھا اور اندہیری رات تھی اس لیئے انگد آج ہی روانہ کیا گیا کہ وہ دشمنون مین سے چھپ چھپا کر نکل جائے اور اسکو ایک چھٹی یونانی خط مین لکھ کر دی جسمین یہان کا سب حال لکھا ہوا تھا۔ اس کے آخر مین

یہہ فقرہ تھا کہ ہم کو کمک کے سوا کسی اور چیز کی ضرورت نہین وہ جلد بہیجو مورچے ہماری پراگندہ
و ابتر ہین ہمارے پاس اتنے سپاہی نہین کہ ان مورچون کے لیئے کافی ہون۔ توپخانہ ہمارا ضعیف
ہے اور موتین زیادہ ہوتی ہین چھٹی ایک پتلی نلی مین رکھی گئی اور اس کے دونو سرون پر مہر لگائی
گئی اور پیک تیز رفتار سے جواب کے جلدی لانے پر ایک بھاری انعام کا وعدہ کیا گیا۔ پانچ دن
بعد اس چٹھی کا جواب کرنیل فریزر ٹیلیر اسسٹنٹ کوارٹر ماسٹر جنرل کا لکھا ہوا وہ لایا۔ جواب بڑا
مسرتناک تھا اس مین لکھا تھا کہ ہماری دو تہائی سپاہ اور آٹھ توپین دریا کے پار بالفعل
موجود ہین اور باقی جلد پار جانے کے لئے تیار ہین مین آج رات کو یا کل اور زیادہ خبرین
بھیجونگا۔ ہم اپنے مقابلہ کرنے والون کے غارت کرنے کے واسطے بہت سپاہ رکھتے ہین شہر معزز
جو تمہارا مقام ہے اسکا نقشہ بنا کے بھیجدو اور اسکے اندر داخل ہونے کی ہدایتین لکھو۔
پانچ یا چھ دن مین ہم تم سے ملینگے۔ اگر دشمن باہر نکلے تو تم اس کے عقب کو دھمکاؤ اور ہم انکے
ٹکڑے اڑا دینگے آیندہ رات کو اس چٹھی کے جواب مین جان انگلس کو جو باتین معلوم تھین
وہ انہون نے لکھین اور چٹھی کو اس فقرہ پر ختم کیا کہ تمہارے پاس خدنگین ہون تو انہین سے
آٹھ بجے اس رات کو چھوڑو جس کے اندر شہر مین داخل ہونے کا تمہارا ارادہ ہو کہ جسمے ہم کو
اطلاع ہو جائے کہ تم آتے ہو تو پھر ہم سڑک کے دونو طرف کے مکانات پر گولے چلائین گے
تمہارے لشکر کی قوت اور اسکی ترتیب کی لاعلمی کے سبب سے صرف یہہ باتین ظاہر کر سکتا ہون
کہ جب تم ہمارے نزدیک کافی آجاؤگے تو ہمارے نہایت ضعیف اور ستم رسیدہ مورچے
تمہارے موڑ توڑ کے حق مین کیا کام بہتر کر سکتے ہین۔

خدنگون کے چھوٹنے کی امید مین عورتین کئی راتون تک آسمان کی طرف آنکھیں لگائے
بیٹھی رہین۔ ۲۹-جولائی کو ایک افسر نے کانپور کی طرف سے توپون کی آوازین سنکر
کہدیا کہ لشکر ہماری مدد کو آن پہنچا ہے وہ شہر مین لڑ رہا ہے جسکو سنکر سارے محصورین
خوشی کے مارے پھولے نسماتے تھے مگر آخر کو معلوم ہوا کہ یہہ توپین باغیون نے اپنی
کسی قومی خوشی کے سبب سے چھوڑی تھین۔

۳۰-جولائی کو فصیل پر ایک طاؤس تھوڑی دیر بیٹھ کر اڑ گیا۔ جب بندوق کی شست

۲۹-جولائی [illegible]

اسپر لگائی گئی تو لوگون نے کہا کہ اس نیک فال پرند کو مارنا نہین چاہیئے اس لیئے گولی اسپر نہین لگائی گئی وہ صحیح سلامت اڑگیا۔

جولائی گذر گیا اور اگست آگیا مگر کوئی کمک کو نہین آیا۔ قاصد جو خبر لانے کے لیے بھیجا گیا اس کے پاس سے چٹھی تلف ہوگئی مگر اسنے زبانی یہہ خبر سنائی کہ ہیولوک صاحب کو دریا کے پار لکھنؤ کی جانب مین دو فتحین حاصل ہوئین مگر مجبوراً انکو منگلوار مین قیام کرنا پڑا پھر ایک دوسرے سپاہی نے جو مخبری کے لیئے بھیجا گیا تھا خبر مذکور کی تصدیق کی اُسوقت انگریزی لشکر پر یہہ ضرب المثل صادق آتی تھی کہ امید کے بر آنے مین دیر لگنا دل کو بیمار کرتا ہے۔ دشمنون نے انگریزون کی بری خبرون کے اُڑانے مین کسی جھوٹ کی کسر باقی نہین رکھی تھی انہون نے یہہ خبر اڑائی کہ ہم نے شکست دیکر اپنے بادشاہ کے سر پر تاج رکھ دیا ہے جسکی خوشی مین ہم نے توپون کی سلامی اتاری۔ انگریزون پاس یہہ جھوٹی خبر آئی تھی کہ وہ لکھنؤ آتا ہے۔

ریذیڈنسی کی دیوارون سے باہر دشمن بڑے عیش و عشرت کے جلسے کرتے تھے گرد کے مکانون سے ہر رات انکے ناچنے گانے بجانے کی آوازین ریذیڈنسی مین آتی تھین جسپر برٹش سپاہیون کو بڑا غصہ آتا تھا۔ ایک سپاہی نے چلا کر بل صاحب سے کہا کہ اگر یہہ ناپاک اوباش بدمعاش بہت سی بلّیوں کی طرح مکروہ آوازین نہ نکالتے تو مین بھول جاتا۔ بل نے جواب دیا کہ مین یہہ چاہتا ہون کہ جسوقت وہ گائین تو مین ٹین کی پتیلی کڑوے پانی سے بھری ہوئی لیئے انکے پیچھے کھڑا ہون کہ ادھر گانے کی آواز انکے منھ سے نکلے ادھر ان کے منھ مین وہ کڑوا پانی انڈیلدون۔ ایک اور سپاہی نے جو انکے گانے سے ناخوش ہوتا تھا کہا کہ یہہ چاہتا ہون کہ جسوقت کالا بدمعاش گائے تو وہ میرے ہاتھ مین گرفتار ہوجائے تو مین اسکو جان سے نہین مارون بلکہ اس کے ماتی ساز کو اسکی ناک کے بانسے سے توڑون۔ مورچون کے اندر مصیبتون کے یکسان چلے جانے نے اور متواتر موت کے بڑھ جانے نے اپنے قدرتی آثار پیدا کیئے احتراز خاطر بالکل جاتا رہا ہنسی مذاق بہت کم ہوگیا۔ جیسا محاصرہ خطرناک ہوتا تھا ایسا ہی موسم

وہشتناک ہوتا جاتا تھا۔ مردون کو پاس تورکھ نہین سکتے تھے آدمیون اور جانورون کو دفن کرنا ضرور تھا لیکن جائے ایسی تنگ تھی کہ لیجا نہین گاڑے جا سکتے تھے۔ ہوا کی برائی سے مکھیون کی وبا کو پھیلایا انکی گنتی کا شمار نہ تھا۔ مارٹینیر کالج کے لڑکے جو سب زیادہ میلے کچیلے اور مصیبت زدہ حالت مین رہتے تھے وہ زخمیون پر سے ان مکھیون کے اڑانے کے لئے مقرر کئے جاتے تھے۔ اب اسپتالون مین جیساکہ دشمنون کی گولیون نے زخمیون کو بھر اتھا ایسا ہی ہیضے اور چیچک نے بیمارون سے انکو بھرا۔ پہلے کی نسبت اب آتش فشانی زیادہ ہوگئی تھی ہر جگہ افسر اور سپاہی زخمی کوچون پر خون مین سنے ہوئے پڑے رہتے تھے اور ان کے زخمون مین کیڑے پڑ تے تھے۔ بہت سے زخمی صرف بوریون اور تھیلون پر پڑے ہوئے آہ و فغان کر رہے تھے۔ ہر جگہ نزع کی تکالیف نظر آتی تھین لوگ چلا رہے تھے کہ ہائے مرے ہم کو پانی دو اور ہماری دستگیری کرو جسقدر دستگیری اور امداد ہوسکتی تھی وہ کی جاتی تھی لیکن اسپتال کا سٹاف بہت تھوڑا تھا۔ نیک نہاد عورتون نے زخمیون کی تیمارداری اسپتالون مین اختیار کی لیکن اسپتالون کی ہوا ایسی بگڑ رہی تھی کہ ڈاکٹرون نے ان عورتون سے کہا کہ اسپتال سے باہر چلے جائین ڈاکٹر تو بڑی توجہ اور محنت زخمیون اور بیمارون کے علاج مین کرتے تھے مگر ہوا ایسی خراب ہوگئی تھی کہ زخمیون اور بیمارون کا بالکل اچھا ہونا ناممکن کے قریب تھا اور اعضا تراشی کی صورت مین سپاہیون کا مرنا یقینی تھا پادری پول ہیٹن اور پادری ہریس دونو ڈاکٹرون کے ساتھ مریضون اور زخمیون کو روحانی اور جسمانی راحت پہنچانے مین بڑی جد وجہد کرتے تھے۔ پادری پول ہیٹن اول زخمی ہوئے اور پھر ہیضے سے مر گئے۔ انکی بیوہ نے بھی بیمارون اور زخمیون کی بڑی خدمت گزاری کی

باغیون نے اب اپنی جنگ بازی کو زمین کے نیچے منتقل کیا۔ اب اکثر لڑائیان تنگ و تاریک چھتون مین ہوئین۔ ۲۰ جولائی کے حملہ کے بعد باقاعدہ قریب آکر زمین کے نیچے سے حملے شروع کئے۔ جب محاصرین نے سرنگین لگانی شروع کین تو محصورین نے ان سرنگون کے نیچے سرنگین کھودنی شروع کین اسکو خدا کی عنایت کہیئے یا قسمت کہیئے کہ لکھنؤ کے مورچون مین بڑے بڑے ہنرمند سرنگ لگانے والے یوروپین موجود تھے۔ کپتان فلٹن اس فن مین کمال

سرنگون کا کھودنا

رکھتے تھے۔ ہر مورچہ بیرونی کے کمانڈر کو حکم تھا کہ وہ اپنے سپاہیون کو کہدے کہ وہ تھوڑی تھوڑی دیر کے وقفہ سے دو سرنگون کی آواز کو سنتے رہین۔ سپاہیون نے اپنے کان زمین پر لگا دیئے اگر انکو آواز کا ذرا بھی کھٹکا ہوتا تو وہ اسکی رپورٹ کرتے اور پھر سرنگ کے نیچے سرنگ لگانے کی تیاری بڑی مستعدی سے کی جاتی چور راستے اور چھتے زمین کے نیچے بنائے جاتے۔ دشمنون کے پاس تو زمین کے کھودنے والے بہت اچھی پالسی قوم کی کثرت سے تھے مگر انکی ہدایت کرنے والے سائنس سے بے بہرہ تھے اور انگریزون پاس زمین کے کھودنے والے کم تھے مگر سائنس کے جاننے والے انکی ہدایت کے لیے بہت تھے سرنگون کے لگانے کا کام اکثر ہندوستانی سپاہیون سے لیا جاتا تھا وہ بڑے شوق سے بہت اچھی طرح اس کام کو سرانجام دیتے تھے۔ گورون کو اس کام کے کرنے کی فرصت نہین ملتی تھی۔ کپتان فلٹن اور انکے مددگار سارجنٹ ان سرنگون کے کامونکی نگرانی خوب کرتے تھے جس چوکی پر انکے جانے کی ضرورت ہوتی وہان وہ جاتے۔ ایک دفعہ وہ خود سرنگ کے اندر چلے گئے تو ایک افسر نے سارجنٹ سے پوچھا کہ کیا وہ سرنگ کے اندر ہین تو اسنے کہا کہ ہان وہ دو گھنٹے سے چوہے کے بل مین گئے ہوئے ہین اور غالباً سارے دن رہین گے۔ گو باغی ریڈن کے مورچہ کو سرنگ سے اڑانے مین ناکام رہے مگر وہ بے دل نہیں ہوئے انہون نے کانپور بیٹری کے نیچے سرنگ لگائی۔ انگریزون نے اس سرنگ کے نیچے سرنگ لگائی اور اننی فیٹ انسے آگے بڑھ گئے انکا چھتہ ایسا سطح زمین کے قریب تھا کہ اسکی چھت گر پڑی تو پھر انہون نے اس پر تختہ لگائے اور نہایت کوشش سے کام کیا مگر کولم صاحب نے ایک گولہ اسکے اندر ایسا مارا کہ سارا کام ان کا بنا بنایا بگڑ گیا اور کئی جگہ باغیون نے سرنگین لگائین مگر اسکے اڑانے مین ناکام رہے۔

باغی صرف سرنگون کے لگانے ہی مین مصروف نہ تھے بلکہ وہ نئی بیٹریون کے بنانے مین بھی مشغول تھے۔ انس کی چوکی پر انہون نے ۲۴ پیني توپ لگائی جس سے انس کی کوٹھی ہی کو نقصان نہین پہنچایا بلکہ چرچ اور ریذیڈنسی کو بھی۔ اس کے جواب مین ۶۔ اگست کی رات کو ایک توپ ۹ پیني انس کی کوٹھی پر لگائی گئی جسکے گولون نے دشمنون کی توپ کو بند کیا۔ جب یہ توپ اپنا کام کر چکی تو اس رات کو آ سے اتار لیا۔ محاصرہ کی تاریخ مین ساتوین اگست بڑی مبارک سمجھی جاتی تھی مگر کوئی آدمی اسمین نہین مرا۔

جو سرگذشتیں اوپر بیان ہوئین وہ بدستور دسوین اگست تک جاری رہین اس تاریخ مین
دشمنون نے دوسرا حملہ کیا۔ برگیڈ میس کے قریب ایک سرنگ اڑائی جس نے انگریزی
پناگاہ کی بیس فٹ فصیل کو بالکل تباہ و غارت کردیا اور اس کوٹھی کا جسمین شلنگ صاحب
کی سپاہ تھی باہر کی دیوار کا بڑا حصہ اڑا دیا۔ جب گرد غبار تہ ہوا تو معلوم ہوا کہ بغارا ایسا بڑا ہے
کہ اس مین سے ایک رجمنٹ با ترتیب آسکتی ہے اور بعض دشمن بڑے بڑے ارادے
کرکے آئے مگر برگیڈ میس کے سر پر افسر و سپاہی بیٹھے تھے جنہون نے ایسی بندوقین ماریں
کہ دشمن جلدی بھاگ گئے ان مین جو من چلے تھے وہ بغارے کے کنگرون پر مارے
گئے۔ جسوقت یہان یہہ کارزار ہو رہی تھی کہ دشمنون کا ایک بڑا گروہ کانپور بیٹری کی طرف
بڑھا اور اسکی خندق مین جاکر چند منٹ ٹھیرا مگر انکو پہلوان سپاہیون نے اپنے ہاتھ سے
نکالا۔ پھر باغی کپتان انڈرسن کی چوکی پر بہت بہادرانہ آئے اور زینے ساتھ لاکر
دیوارون سے لگا دئیے مگر یہان بھی اور جگہون کی طرح انکا سخت مقابلہ کیا گیا اور انکے
سردار مارے گئے تو باقی بھاگے اور زینے چھوڑ گئے اور اپنی بیٹریون اور رینی دار
دیوار کے اندر چلے گئے جہان سے انہون نے بھاری توپین اور بندوقین چلائین۔ یہان
ہر ایک سپاہی اپنی جان کے لیے نہین لڑتا تھا بلکہ عورتون اور بچون کی جانون کے لیے جو خدا تعالے
نے اپنی امانت انکو سپرد کی تھی اپنی جان لڑا دیتا تھا اور سمجھتا تھا کہ شکست پانے سے انکی
جانون کا جانا یقینی تھا۔ لڑائی بڑی سخت اور شدید تھی۔ توپون اور بندوقون کے غل شور
سے زیادہ یہہ دہائی مچ رہی تھی کہ یہان زیادہ سپاہیون کی ضرورت ہے دو چار سپاہی
اپنے ان ہمراہیون کے پاس پہنچے جو زیادہ ضیق مین آرہے تھے لیکن والنٹیرون نے
جو حقیقت مین بڑے بہادر اور شجاع تھے اپنے افسر کیپر صاحب کی ہدایت کے موافق بندوقین
خوب متواتر چلائین۔ جب ہنگامہ جنگ گرم تھا تو مونٹیر جیوفری نے سنا کہ باغیون کا ایک
سرغنہ کہتا تھا آؤ بھائیو یہان کوئی نہین ہے تو اس کے جواب مین ہندوستانی
زبان مین انہون نے کہا کہ او بدمعاش ہم یہان بہت سے مین یہہ کہکر گولی سے اسکو
اور اسکے ایک ہمراہی کو مار ڈالا اور باغیون کے سرغنہ نے فرنٹ مین بڑھ کر کہا کہ آؤ آؤ یہہ

مقام ہم نے لے لیا ہے وہ ہمارے قبضہ مین ہے اس کہنے نے باغی بار بار حملہ کرنے پر
پلے لیکن گولیون سے وہ ہلاک ہوئے۔ جب سب سرغنہ مارے گئے تو باغی واپس اپنی مورچون
ریذیڈنسی وار مکانون مین چلے گئے وہان سے بہت توپین اور بندوقین مارنی شروع کین۔
دو گھنٹے کے بعد لڑائی کچھ کم ہوئی مگر جب سورج ڈوبنے کو ہوا تو باغیون نے کپتان سانڈرس
کی کوٹھی پر سخت حملہ کیا اور ایک دشمن دلیری کرکے دیوار پاس گیا مگر مارا گیا۔ ۳۰ منٹ کی لڑائی
مین دشمن پراگندہ و پریشان ہوکر اپنے مورچون مین واپس گئے۔ یہہ دوسرا حملہ باغیون نے
بڑی دھوم دھام سے کیا تھا مگر محصورین نے انکو شکست دی۔ معلوم نہیں کر سکتے باغی مارے
گئے قیاس سے جتنے چاہو بتا دو مگر اس مین شبہ نہین کہ بہت سے مارے گئے ہونگے
باغی اس بھاری نقصان اٹھانے سے بیدل نہین ہوئے۔ صبح نے اپنی جھلک
دکھائی تھی کہ انہون نے توپین متواتر چلانی شروع کین۔ ریذیڈنسی مین بہت سے گولے
لگے کہ اسکا بایان بازو گر پڑا جس کے اندر ۶ سپاہی بتیسوین رجمنٹ کے دب گئے
انمین سے بڑی کوشش سے دو زندہ نکالے گئے باقی چار دبے رہے۔ ایک کمرہ
مین سے عورتین اور بچے دوسرے مکان مین بھیجے گئے۔

اس دوپہر کو میجر انڈرسن چیف انجنیر مارے گئے وہ بڑے لایق افسر تھے اور اس
محاصرہ مین انہون نے بڑے بڑے کام کیئے تھے انکی جگہ کپتان فلٹن صاحب مقرر
ہوئے۔

۲۱ اگست کو دن مین دشمنون نے کانپورکی بیٹری پر جو ہانس کی کوٹھی سے ایسی
شدومد سے توپ زنی کی کہ اس مین توپین چلانی یا رکھنی نا ممکن ہوگئین۔ ایک سنتری کے
سوا تمام سپاہ وہان سے ہٹائی گئی یہہ سنتری بھی مارا گیا پھر جو نقصان ہوا تھا اس کی مرمت
کی گئی

ساگو کی کوٹھی کے قریب دشمن سرنگ لگانے کے لیے کام مین مشغول ہوئے لفٹنٹ
ہچن سن نے محاصرہ سے نکلکر حملہ کیا مگر دشمنون نے ایسی گولیون کی باڑین مارین کہ دم الٹے
بغیر کسی نقصان اٹھانے کے چلے آئے۔ پھر انگریزون نے ایک سرنگ لگائی دشمنون نے

سرنگ لگانے والون کی بڑی مزاحمت کی وہ چاہتے تھے کہ جتنے انگریزون کے مکانات بانسون کے بنے ہوئے ہین اڑا دین مگر وہ اس اپنے ارادہ مین کامیاب نہین ہوئے ۱۴ اگست کو انگریزون نے جو باغیون کی سرنگ کے نیچے سرنگ لگائی تھی وہ تیار ہوگئی اور وہ اڑائی گئی جس سے دشمنون کی سرنگ کے لگانے والے سرنگ کے اندر ہی دبکر مرگئے۔ اسطرح ساگو کی کوٹھی کا بچا کچھ دلون کے لیئے چھوٹ گیا۔ دشمنون نے جو انڈرسن کی کوٹھی کے پاس سرنگ لگائی تھی اسکا بھی علاج کیا گیا۔

۱۵ اگست کی رات کو انگد چھپ چھپا کے رسیڈنسی مین آیا اور کرنیل فریزر کی یہ چٹھی لایا۔

میرے پیارے۔ ہمارے پاس کمک آگئی ہے ہم لکھنؤ کو کل صبح چلینگے جہانتک ممکن ہوگا جلد تمہارے پاس پہنچینگے۔ ہم کو امید ہے کہ چار روز مین تمہارے پاس آجائینگے تم کو ہماری مدد ہر ایک طرح سے کرنی چاہیئے ہماری سپاہ تھوڑی ہے اگر ہم اندر جاکر تمہارے پاس نہ پہنچ سکین تو تم باہر نکلکر ہم سے آن ملنا۔

اس چٹھی مین ۴ اگست مقام منگل وار لکھا ہوا تھا انگد نے بیان کیا کہ مجھے باغیون نے قید کرلیا تھا مین قید سے چھوٹا تو پھر الٹا منگل وار گیا تو وہان انگریزی لشکر مین نے موجود نہ پایا تو مین گنگا کے کنارہ پر گیا تو وہان جاکر مجھے تحقیق ہوا کہ جنرل ہیولوک کانپور مین اس سبب واپس گیا کہ نانا نے کانپور کو دھمکایا تھا۔ جنرل دو دفعہ بشیرت گنج مین آیا اور دشمنون کو دو شکستین دیکر پھر الٹا چلا گیا۔ اس بیان سے محصورین کا بڑا دل شکستہ ہوا ایک صاحب نے کہا کہ کیا لکھنؤ کا حال بھی کانپور کا سا ہوگا؟ افسوس ہے کہ ایسا ہی ہوتا ہوا معلوم ہوتا ہے ہماری تعداد کم ہوتی جاتی ہے موت منھ کے سامنے کھڑی رہتی ہے" ابھی ایک گولہ نے برآمدہ مین تو پچی کو مارا ہے۔ ہوا کے بگڑ جانے سے اور غذا کے کم اور بری ملنے سے اسقدر امراض زیادہ ہوگئے کہ وہ دشمنون کی گولیون سے زیادہ مارنے لگے۔ ایک رات مین پانچ بچے بیماری سے مرے۔ باپ تمام دن مسلح رہتے تھے اور لڑتے تھے رات کو پہرہ دیتے اس لیئے وہ اپنے مصیبت زدہ کنبے کی کچھ خبر گیری نہین کرسکتے تھے

مائین اپنے بچون کو بیمار دیکھکر دیوانی ہوئی جاتی تھین نہ انکو دوا ملتی تھی نہ غذا - قبرستان کی ہوا ایسی بگڑ گئی تھی کہ مردون کی نماز قبر پر نہین اسپتال ہی مین پڑہائی جاتی تھی - ان مشغلون کے علاوہ اب قحط نے اپنی آنکھین دکھائین ایسی حالت مین برگیڈیر نے ۱۶ - اگست کو جنرل ہیولوک کو یہہ خط لکھا -

میرے پیارے جنرل          کرنیل ٹیلر کا خط مورخہ ۴ - اگست گبنس صاحب کے نام آیا جسکا آخر فقرہ یہہ تھا کہ تم ہماری مدد سب طرح سے کرو اگر ہم بزور تمہارے پاس نہ پہنچ سکین تو تم رستہ نکالکر ہمارے پاس آجاؤ ہماری فوج کم ہے" اس فقرہ سے میرا دل بہت بے چین ہوا یہہ ناممکن ہے کہ مین اپنی ضعیف اور شکستہ حال سپاہ کو ساتھ لیکر اپنی پناہ گاہ سے باہر نکلون آپکو دلمین یہہ خیال رکھنا چاہیئے کہ میرے پاؤن مین کیسی بیڑیان پڑی ہوئی ہین کہ میرے پاس ایک سو بیس سے زائد تو زخمی اور بیمار ہین اور کم از کم ۲۲۰ عورتین اور ۲۳۰ بچے ہین اور کسی قسم کی باربرداری کی گاڑیان نہین ہین - خزانہ مین تیئس لاکھ روپیہ ہے اور تیس توپین ہین ان سب کو کس طرح چھوڑ کر ریسیڈنسی کے باہر آسکتا ہون اس خبر کے سننے کے سبب سے مین سپاہ کو آدھی خوراک روزانہ دونگا جب تک آپ کے پاس سے کوئی خبر آئے - میرے ذخیرے غذا وغیرہ کے ۱۰ ستمبر تک خرچ ہوجائینگے اگر آپ اس سپاہ کے بچانے کی آس رکھتے ہین تو جلد آنے مین ذرا دیر نہ لگائیے - ہماری پناہ گاہ سے چند گز کے فاصلہ پر دشمن ہے جو ہر روز ہم پر حملہ آور ہوتا ہے اسکی سرنگون نے ہماری چوکیون کو ضعیف کردیا ہے اور مین یقین کرتا ہون کہ اور سرنگین لگ رہی ہین - ہماری بعض بیٹریون سے دشمنون کی ۱۸ اینچی توپین ایک سو پچاس گز کے فاصلہ پر ہین اور ہم جنگی قابلیت ایسی نہین رکھتے کہ انکا جواب دے سکین جواب دینے مین ہمارا نقصان زیادہ ہوتا جاتا ہے - اب سپاہ یوروپین ۳۵۰ اور ہندوستانی فوج تین سو ہے اور سپاہی بڑے اندیشناک ضیق و ضغطہ مین آرہے ہین - ریسیڈنسی کا ایک حصہ توپون سے مسمار ہوگیا ہے اس لیئے اب کوئی جائے امن و امان نہین رہی - اگر ہندوستانی سپاہ جس کا اعتبار کم ہوتا جاتا ہے چھوڑ کر چلی جائے تو مین نہین جانتا اپنی امن گاہون کی کس طرح

آدمیون کے متعین کرنے سے محافظت کرسکتا ہون - آپ اس سوال کا جواب لکھیے کہ مین نے
جو آپ پاس چٹھی بھیجی تھی اور نقشہ بھیجا تھا یہ دونو آپ پاس پہنچے یا نہین -

آپ کا سچا دوست جی انگلس

جنرل انگلس نے یہہ بھی لکھا تھا کہ تمام ایام محاصرہ مین باغیون نے ہمارے خیر خواہ سپاہیون
کے بہکانے کے لیے کسی موقع کو اپنے ہاتھ سے جانے نہین دیا وہ انسے کہتے تھے کہ اگر ہم رسیدنسی
کو نہین لے سکینگے تو وہ سب کو بھوکا رکھ کر مار ڈالین گے اور اسکو یہہ یقین دلاتے تھے کہ
ہندوستان مین انگریز مارے گئے اور کوئی امید نہین ہے کہ انگریزون پاس کہین سے
کمک آئیگی ہماری کمک کے آنے مین اسقدر التوا ہوا ہے کہ انکے کہنے پر بہت سے سپاہیونکا
یقین ہوگیا مجھے یہہ خوف ہے کہ اگر ہماری کمک کے آنے مین بہت التوا ہوا تو ہمارے بہادر سپاہی
جو اب تک خیر خواہ رہے ہین انکی وفاداری متزلزل ہوجائیگی -

۱۰- اگست کو دشمنون نے سکھ لینیون کے سامنے ایک سرنگ اڑائی جسکا اثر بڑا مہلک ہوا
کپتان اور صاحب اور لفٹنٹ میچم صاحب اور سویٹ صاحب جو باجہ بجانے والون کی
پریسیڈنسی مین افسر تھے وہ ہوا مین اڑ گئے مگر خدا کی یہہ عنایت ہوئی کہ وہ جب زمین پر
آئے تو کوئی انکو گزند سوا سخت جنبش مین آنے کے نہین ہوئی مگر کم بختی سے کیا زندہ آدمیون
سے کچھ کم نہین اینٹ پتھرون مین دبے جنکا نکالنا اس سبب سے ناممکن تھا کہ دشمن ایسے
مکانون سے آگ برسا رہے تھے کہ دس گز سے زیادہ فاصلہ پر سامنے کی ڈیوڑھی سے
نہ تھے جو تیس فیٹ کے پرے تھی سرنگ اڑانے کے بعد دشمنون نے ایک عام حملہ کیا
جو پہلے دو حملون کی طرح سخت و شدید نہ تھا - اس حملہ کا رفع دفع کرنا چندان مشکل نہ تھا -

۱۰- اگست کو شکست نے باغیون کے حوصلون کو پست کر دیا تھا - اگرچہ انہون نے
دوسرے دن بھی بھاری آتش باری کی لیکن ان مکانات کے مسمار ہونے مین جن کی
آڑ مین وہ انگریزی مورچون پر توپین اور بندوقین مارتے تھے انگریزون کی کچھ مزاحمت
نہین کی - ان مکانات کا انہدام کپتان فلٹن اور ہچنسن صاحب اور اینڈرسن کے اہتمام سے
ہوتا تھا جو ہانِ نیس کی کوٹھی باغیون کے قبضہ مین تھی اسکے اندر ایک مینار تھا جس کے

۱۰- اگست کو سرنگ اڑا

مورچون کی بیرونی عمارات کا مسمار کرنا

جسکے اوپر سے ایک خواجہ سرا ریسیڈنسی مین آدمیون کا شکار اپنی بندوق سے کیا کرتا تھا اور بہت نقصان پہنچاتا تھا۔ اسپر انگریزون کا قبضہ تو ہو نہین سکتا اسلیئے یہہ تجویز ہوئی کہ اسکو سرنگ سے اڑانا چاہیئے۔ یہہ سرنگ بہت سی راتون مین محنت کرکے بنائی اور جب وہ تیار ہو گئی تو کوٹھی پر توپین اور بندوقین مارنی شروع کین جس سے باغیون نے جانا کہ کوٹھی پر حملہ ہونے کو ہے۔ اس لیئے وہ بہت سے کوٹھی کے اندر چلے آئے جب انکا مجمع ہو گیا تو سرنگ اڑائی گئی جس سے کوٹھی مسمار ہو گئی اور بہت باغی اسکے اندر دب کر فنا ہوئے۔

باغیون نے توپین لگا کے برگیڈ میس کے اوپر کی منزل کو مسمار کر دیا مگر نیچے کی منزل اسکی ایسی مستحکم تھی کہ اسپر توپون کا اثر کچھ نہین ہوا۔ ریسیڈنسی پر اتنے گولے پڑے کہ اسکا مغربی برانڈہ بالکل گر گیا اور تمام عمارت ایسی شکستہ ہو گئی کہ اسمین کوئی امن کی جگہہ نہین رہی ذخیرے نیچے کی منزل مین اتارے۔ عورتین بچے بیگم کی کوٹھی مین بھیجے گئے۔ غرض عمارات کی شکستگی کے سبب سے وہ رات کو تہ خانون کے فرش پر بورے بچھا کر سوتے تھے اور دن کو انہین لپیٹ کر دیوار سے لگا دیتے تھے اور پنکھے کے نیچے رہنے کے لیئے تھوڑی جگہہ مین بہت آدمی جمع ہو جاتے تھے۔ جب اگست کا مہینہ ختم ہونے کو ہوا تو خوراک کی بہت سی چیزون کا توڑا ہوا۔ چاء اور شکر بیمارون اور زخمیون کے لیئے تھوڑی سی باقی رہی تھی تمباکو نہین رہا تھا جسکے سبب ہندوستانی اور یوروپین سپاہیون نے خشک تمباکو کے پتے اگر انکو میسر ہو جاتے تو پائپ مین رکھ کر پیتے تھے۔ چند پیپے پورٹ کے باقی تھے جنکی نگہبانی خزانہ کی طرح کی جاتی تھی برانڈی کی ایک درجن بوتلین سولہ پونڈ کو اور بیر کی ایک درجن بوتلین سات پونڈ کو آتی تھین سور کی قیمت سات پونڈ تھی کوارٹر بوتل شہد کی قیمت چار پونڈ تھی اور دو چھوٹے ٹین سوپ کی قیمت چار پونڈ تھی۔ صابن تو روپیہ دیکر بھی ہاتھ نہین آتا تھا۔ خوراک ذیر ہضم اور بری ملتی تھی آدمی اور گھوڑے اور بیل نیم دفن ہوتے تھے انکی سڑاند سے ہوا متعفن رہتی تھی جب سے محاصرہ شروع ہوا تھا تین سو یوروپین مر رہے تھے۔ وہ ہر روز مرتے تھے۔ گرجا مین نئی ہواؤن کے ہجوم دیکھنے سے دل گھٹتا تھا۔ اب یوروپین مین رات دن مشقت شاقہ اٹھانے سے اور رات کو آرام سے نہ سونے سے اچھا کھانا نہ ملنے سے اعلے طاقت کام کرنے کی بہت کم ہو گئی تھی

دشمنون کے گولے گولیون سے بچنے کے لیے کوئی امن نہ تھا۔

۱۲۔اگست کو دشمنون نے بڑی محنت کرکے برگیڈ میس کے نیچے سرنگ لگائی وہ دن کو کام کرتے تھے اور انگریزی انجینر رات کو انہون نے اس سرنگ کا پتا لگا کے الٹا باغیون ہی کو ہلاک کیا

۲۸۔اگست کو خیرخواہ جان نثار پیک انگد آیا اور کانپور سے جنرل ہیولوک کا خط محررہ ۲۴۔اگست لایا جسمین لکھا تھا "میرے پاس تمہارا خط مورخہ ۱۶ اگست پہنچا۔سرکولن کیمبل جو ایک دن کی اطلاع پانی پر جنرل این سن کی موت کی خبر سنکر انکی جگہ کام کرنے آیا ہے وہ میرے پاس تازی سپاہون کے بھیجنے کا وعدہ کرتا ہے مین سب سے اول تمہارا خیال رکھونگا بیس پچیس روز مین میرے پاس سپاہ کی کمک آئیگی مین سب طرح کی تیاریان لکھنو کی روانگی کے لیے کرونگا تم کبھی دشمن سے عہد وپیمان نہ کرنا شمشیر بدست ہوکر مرجانا اب یہ بیس پچیس روز کا انتظار محصورین کے لیے بڑا شاق تھا دشمن کا حال یہہ تھا کہ وہ روز بروز رات دن رسیڈنسی کے غارت اور تباہ کرنے کی تدابیر من کرتا تھا اس لیے بیلی گارڈ کے دروازہ سے سوگز کے فاصلہ پر لکھنؤ دروازہ کے اوپر ایک بیٹری لگائی جسکے جواب مین یوروپین اور ہندوستانی سپاہیون نے خزانہ اور بیلی گارڈ کے دروازہ کے درمیان ایک بیٹری لگائی ہے۔

یکم ستمبر کو انگد برگیڈیر کی چٹھی پھر لیکر جنرل ہیولوک پاس گیا جسمین لکھا تھا "کہ مین آپ سے بیباکانہ عرض کرتا ہون کہ دشمنون کی توپون اور بندوقون کی بھرمار سے میری سپاہ ہر روز کم اور میری امن گاہ کمزور ہوتی جاتی ہے اگر دشمن حملہ کرکے رسیڈنسی کے لینے کا قصد باستقلال کریگا تو مین اسکو مقابلہ کرکے اس سبب سے نہین ہٹا سکونگا کہ میرے پاس لشکر تھوڑا ہے اور وہ بھی شکستہ وخستہ حال ہے۔جب سے محاصرہ ہوا ہے تین سو سے زائد صرف یوروپین مارے گئے ہین۔دشمنون کی سرنگین لگانے سے ہمارا ناک مین دم آیا ہے اس پاس بیس توپین بڑی دور کی مار کی ہین۔آپ کا اسطرف بیش قدمی کرنا خواہ کسی طرح کا ہو ہمارے حق مین مفید ہے اور ہندوستانی سپاہ مین بڑی بڑی تقویت

سرنگ اور باغیون کا الٹا (؟)

انگریزی رسیڈنسی (؟)

۱۲۔اگست کو دشمنون کی بیٹری لکھنؤ دروازہ پر (؟)

کرتے ہین جواب تک ہمارے ساتھ خیرخواہ اور وفادار رہے ہین اگر آپ کو اپنی اس طرف پیش قدمی کرنے کی خبر بھیجنی ممکن ہو تو بذریعہ خط بھیجئے اور قاصد سے کہدیجے کہ وہ خط مجھ ہی کو دے اور آگرہ کا لفظ اسے کہدیجے کہ وہ اپنے گذرنے کے لیئے کہے ۔

باغی سرنگون کے لگانے مین بڑی مصروف تھے نئی نئی سرنگین لگاتے تھے ۲۲ اگست کو انہون نے انڈرسن کی چوکی کے قریب سرنگ لگائی ۔ چھہ روز بعد سنا کہ ساگو کی چوکی کے قریب سرنگ کہودی گئی ہے انکا ارادہ یہہ تھا کہ سانڈرس کی چوکی کو اڑا کر بیلی گارڈ پر قبضہ کرلین مگر انگریزی انجنیرون نے انکو ان سرنگون کے کام مین کامیاب نہین ہونے دیا انکی سرنگون ہی سے انکو نقصان پہنچایا ۔

بڑی محنت مشقت سے یہہ نئی بیٹری بیلی گارڈ اور خزانہ کے درمیان تیار کر کے سپاہی بڑے خوش تھے مگر انکا کمانڈر میجر برڈیر جو بڑا بہادر تھا مارا گیا ۔ ہندوستانی سپاہی انسے ایسے انوس تھے کہ انکی لاش کو برہمن سپاہی اٹھا کر قبر پر لے گئے اور انکو خود دفن کیا یہہ محبت ہی کا سبب تھا کہ انکی لاش اٹھانے مین برہمنون نے اپنی جان کا پاس نہین کیا محصورین کو اس ناامیدی نے کہ دکہین سے کوئی کمک آئیگی نہ کوئی اور دستگیری و تائید ہوگی انکی ذہانت کو تیز کردیا تھا وہ اپنی محافظت کے لیئے نئی نئی تدابیر اپنی فکر و تعمق سے ایجاد کرتے تھے ۔ وہ بہت سی بھری ہوئی بندوقین اپنے پاس رکھتے تھے وہ کبھی بے ضرورت ایسی جگہہ نہین آتے تھے کہ وہان ابر دشمن کی زد لگ سکے جب انہون نے ریتیان بنائین ریتیون کے بنانے کی کیفیت کبھی فراموش نہین کرنی چاہیئے محصورین اور محاصرین مین بہت سے مقامات مین فاصلہ ایسا کم تھا کہ طرفین مین سے کسی کو یہہ جرأت و ہمت نہین ہوتی تھی کہ آمنے سامنے ہو کر ایک دوسرے پر بندوق چلائین جب عام حملہ ہوتا تھا تو دیوارون کی ریتیون مین سے بندوق زنی ہوتی تھی ۔ جب فریقین ایسے پاس پاس ہوان تو وہ جان سکتے ہین کہ ریتیون مین سے گولیان کس طرف جائینگی اس لیئے وہ انسے بچ سکتے ہین ۔ غرض یہہ ریتیان طرفین کو ایک دوسرے کی زد سے بچاتی تھین اور زیادہ خونریزی نہین ہوتے دیتی تھین اوجود یکہ طرفین سے رات دن

باغی سرنگون کے لگانے مین مصروف

میجر برڈیر کی موت اور ہندوستانی سپاہیون کا ان سے انس

محصورین کی ریتیان اور انکے فائدے

برابر گولیان چلتی تھین۔ حملہ کا کوئی مقام متعین نہین ہوسکتا تھا۔ دشمنون کے قریب ہونے
کے سبب سے محصورین کو رات دن جنگ کے لیے آمادہ رہنا پڑتا تھا۔ باروت کے صرف
کرنے مین یہہ احتیاط کی گئی کہ آغاز محاصرہ پر توگولے گولیان اناپ سناپ ماری جاتی
تھین خواہ دشمن نظر آئے یا نہ آئے مگر دس روز کے تجربہ کے بعد جب ہی دشمن پہ
توپ ماری جاتی تھی یا گولی چلائی جاتی تھی کہ اس کے مارنے کا احتمال ہو۔
بڑی بات یہہ تھی کہ دشمنون کی حرکات کا حال معلوم ہوتا رہے اسکی دیدبانی کے لیئے
یہہ انتظام کیا گیا تھا کہ صبح کو ایک افسر سنتری کو ساتھ لیجاکر ریذیڈنسی کی بلند چھتون اور
برجون پر لیجاتا اور وہان سے دشمنون کی سب حرکات کو دیکھتا اپنے ساتھ کاغذ کے
پرچے رکھتا جب ضرورت ہوتی تو ایک حال لکھ کر سپاہی کے ہاتھ بھیجتا۔ دو دو گھنٹے بعد
افسرون و سپاہیون کی بدلی ہوتی بس اسطرح سے برگیڈیر کو دشمنون کی ساری حرکتون کا
حال معلوم ہوتا رہتا۔ یہ کام بھی خالی از خطر نہ تھا دو افسر اسی مین سخت مجروح ہوئے ریذیڈنسی
کے سب سے بلند مقام پر ہمیشہ انگریزی پھریرا پھراتا رہتا اگر دشمن اسکی دھجیان اڑانے
مین بڑی کوشش کرتے تھے اور جب اسکو اڑا دیتے تھے تو پھر از سرِ نو تیار ہوکر لگایا جاتا
تھا جس سے دشمنون کو معلوم ہوا کہ انگلنڈ کی طرف سے ابتک انگریز لڑنے کو موجود
ہین۔
اس محاصرہ مین سرنگ درسرنگ لگانے کا کام بہت آتا تھا۔ سرنگ لگانے کو پڑھنے
والے نہین جانتے ہونگے کہ کیونکر لگتی ہے اس لیئے اسکا حال لکھا جاتا ہے کہ پہلے اپنی
محافظت کے مقامات مین ایک کوٹھی جسکا قطر چار فیٹ ہوتا تھا اس زمین کے اندر بارہ فٹ
سے لیکر ۲۰ فیٹ عمیق اتاری جاتی تھی جو قریب اس مقام کے ہوتی جسپر حملہ کرنے کا ارادہ
ہوتا۔ پھر اس کے اندر ایک گیلیری یعنی گلی یا چھتہ سمت مطلوب مین جتنے لمبے بنانے کی
ضرورت ہوتی اس طرح بڑی محنت سے بنایا جاتا کہ ایک سپاہی یا افسر ایک چھوٹی سی کدال
لیکر زمین کو اپنے سامنے کھودتا۔ اور ایک چور راستہ بناتا جسکی بلندی اور چوڑائی اسقدر
ہوتی کہ وہ اس کے اندر بیٹھ سکتا اور اسکا سر چھت سے نہ ٹکراتا۔ اس کاریگر کے پیچھے

ایک اور کاریگر ایک خالی پیپہ لیکر بیٹھتا جسمین وہ مٹی بھرتا جاتا جسکو پہلا کاریگر کھودتا پھر یہ پیپہ کوٹھی مین لٹکایا جاتا اور یہان سے وہ رسیون مین بندھ کر اوپر کھینچا جاتا اور وہ خالی ہوکر سرنگ مین اتارا جاتا ۔ بس اسطرح پانچ آدمی سرنگ کھودنے کے لیئے کام کرتے ایک اندر دو کوٹھی کی تہ مین اور اسکے اوپر دو ۔

اکثر دس آدمی سرنگ پر لگائے جاتے جنکی آپس مین باری باری سے آدھ آدھ گھنٹے کے بعد بدلی ہوتی تھی ۔

یہہ سرنگین ہمیشہ اس لیئے نہین کھودی جاتی تھین کہ دشمنون پر یورش کی جائے بلکہ زیادہ اس لیئے کھودی جاتی تھین کہ دشمن زمین کے اندر ہوکر حملہ کرنا چاہتے تھے انکا انسداد کیا جائے ۔ موسم گرما مین ہندوستان مین انگریزون کا کتند او زارون سے یہ کام کرنا بڑا دشوار کام تھا سارے دن لڑنا اور رات کو ان سرنگون کا کھودنا انکا طاقت بشری سے بڑھکر کام تھا سپاہی اور افسر دونو ایک ہی طرح کام کرنے مین شریک ہوتے تھے جیسے سپاہی سنتری بنکر پہرہ دیتے تھے ایسے ہی افسر

۵ ستمبر باغیون کا آخری حملہ

۵ ستمبر کو باغیون نے اپنا آخری حملہ بڑے زور شور سے کیا ۔ پہلے ایک بڑی سرنگ اڑائی جو سیجر ایپ تھروپ کے مورچے سے چند منٹ کے فاصلہ پر اڑکر رہ گئی پھر باغی بڑے بڑے زینے لیکر آگے بڑھے اور دیوارون سے اپنے زینون کو چسپان کر دیا اور ایک لمحہ کی لمحہ ایک توپ کی سینی مین بھی گھس آئے مگر گرانڈیرون کی بندوقون کے مارنے سے جلدی سے وہ بہت نقصان اٹھاکر پسپا ہوئے ۔ چند منٹ بعد انہون نے برگیڈ میس کے پاس ایک سرنگ اڑائی اور دلیرانہ و بے باکانہ آگے بڑھے مگر بہت جلد باغ کے اندر انکی لاشون کے جابجا گل کھل گئے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ انگریزی مورچہ کے بہادرون کی بندوقون نے اپنی ہدف زنی مین خطا نہین کی ہر گولی ان کے دشمن پر لگی جسکے بعد سے دشمن ذلت کے ساتھ بھاگے اور اپنے سردار کو جو بڑا خوبصورت سپاہ نا لازم سرکار تھا چھوڑ گئے انہون نے اور مورچون پر بھی اسی طرح حملے کیئے مگر انمین انہون نے ایسی زیادہ بہادری کو نہین دکھایا ہر جگہ انکو شکست ہوئی آج کے دن انکا نقصان بہت اس لیئے ہوا کہ وہ بہت آگے دلیری کر کے حملہ کرنے آئے تھے

رات کو چھاونی کی طرف وہ اپنے زخمیون کو اور مردون کی لاشون کو لے جاتے ہوئے
دکھائی دیئے جتنے حملے انہون نے کیئے انمین سے چار حملے بڑے تھے جنکا تفصیلوار بیان
کیا گیا ہے - انہین محصورین نے مصیبت کی حالت مین اپنی محنت وہمت وجرأت کو ظاہر کیا
دشمنون نے اپنے حملون کا آغاز اکثر سرنگون کے اڑانے سے کیا جس کی برداشت کرنے
کی قوت ریسیڈنسی مین پوری نہ تھی اگر سرنگون کے پورے تیار ہونے اور اڑانے سے پہلے ان کے
انسداد کی تدابیر بہادرانہ محصورین نہ کرتے اور ہمت وشجاعت کو کام مین نہ لاتے تو غالباً انپر بہت سے
حملے ہوتے اور شاید انکا مآل ریسیڈنسی کی تسخیر پر ہوتا لیکن انکی سرنگون کی سمتین ہر ایک جا
مین تحقیق کی جاتین اور انکی سرنگون کے نیچے سرنگین لگائی جاتین - بڑے بڑے مورچون پر
جو انہون نے چار سرنگیں لگائی تھین انکی سمتون کو انگریزون نے پہلے سے دریافت کر لیا
اور انکو الٹا دشمنون پر اڑایا اور دو مین بڑی کامیابی ہوئی کہ ایک مین آٹھ باغی ہوا مین
اڑ گئے اور دوسرے مین بیس باغی مجروح ہوئے - ان سرنگون کے لگانے مین انگریزون کو
بڑی محنت جانگزا اور مشقت روح فرسا اس سبب سے زیادہ اٹھانی پڑتی تھی کہ ہنرمند
زمین کے کھودنے والے تھوڑے تھے ایسے کامون کے کرنے کا اتفاق لڑائیون مین
بہت ہی تھوڑے سپاہیون کو ہوا ہوگا اس تکلیف مالایطاق کو دیکھو سپاہ کو دن کو تو گرمی
کی شدت مین جلنا پڑتا تھا رات کو اوس مین تر ہونا پڑتا تھا دونو سے بچنے کا سامان
ناکافی اس پاس تھا اور بعض مقامات مین تو بالکل نہ تھا - دن کی گرمی اور رات کی تری
بڑی تکلیف دیتی تھیں اصلی حملون کے روکنے کے سوا رات دن دشمنون نے جھوٹے
حملون کے خوف اور زیادہ جان مارتے تھے - باغی اکثر بڑی بھاری آتش باری کرتے
تھے اور گھنٹون تک ایسا غل شور مچاتے تھے یہہ معلوم ہوتا تھا کہ حملہ کرنے آتے ہین
مگر ایک آدمی نہین دکھائی دیتا تھا وہ یہہ کام محض انجان بوجھ کر سپاہ کے دق کرنے کے لیئے
کرتے تھے جسکو وہ جانتے تھے کہ ہاری تھکی پڑی ہے ان کا یہہ مقصد اس طرح حاصل
ہو جاتا تھا کہ سارے لشکرگاہ مین کوئی حصہ ایسا نہ تھا کہ جس مین دشمن رخنہ اندازی کر سکیں
اس لیئے ان جھوٹے حملون کے لیئے ایسی تیاری کرنی پڑتی تھی جیسے کہ اصلی حملون کے لیئے

سپاہی اپنے ہتھیارون کے پاس کھڑے رہتے تھے اور اپنے مورچون مین سکوت
رکھتے تھے جب تک کہ سر اوٹرم صاحب کے آنے سے محاصرہ ختم ہوا رات دن سپاہ کی
سر پر یہی آفتین کھڑی رہین - علاوہ ان ملیٹری فرائض کے ادا کرنے کے سپاہ کو رات کو
فصیل و مورچون کی شکست ریخت کی مرمت کرنی پڑتی تھی ایک جگہہ سے دوسری
جگہہ توپون کو لیجانا اور میگزین کو ڈہونا کمسریٹ کے ذخیرون کو لے جانا پڑتا تھا اور
اسکے سوا اور بہت سے کام رہتے تھے - اس سپاہ کو جو محنت و مشقت اٹھانی پڑتی تھی
اسکا بیان صحیح صحیح الفاظ مین نہین ہوسکتا - اس محنت مشقت مین کل سپاہی اور سول اور
ملیٹری افسر ... شراکت مین برابر حصہ لیتے تھے - سب کے سب نگون
مین اترتے تھے - سڑے ہوئے بیلون کے دفن کرنے کے لیے سب ہاتھ مین بیلچے
لیکر انکو اٹھاتے تھے سب بندوقین اور سنگینین لگا کے پہرہ چوکی دیتے تھے ان مین
کچھ تمیز افسر و سپاہی و سویلین کی نہ تھی باری باری سے سب سنتری بنکر پہرہ دیتے تھے
باوجود ان تمام محنت و مشقت کے محصورین نے پانچ دفعہ محاصرہ سے باہر جاکر دشمنون پر
حملہ کیا جنمین ایک دفعہ دشمنون کی دو بھاری توپون مین میخین ٹھونکین اور بہت سی وہ
حویلیان اڑادین جنکی آڑ مین دشمن بیٹھ کر انگریزی سپاہ پر وار کرکے آزار پہنچاتے تھے
چونکہ سپاہ کی تعداد کم تھی اس لیئے ہر سپاہی دل مین جانتا تھا کہ میری خاص توجہ وہی پر
اس کل ریسیڈنسی کی سلامتی موقوف ہے جو مقام افسر و سپاہی اور کسی آدمی کو سپرد ہوتا تھا
اسکی محافظت مین وہ جان لڑانے کو یہہ سمجھتا تھا کہ مین ان جانون کے لیئے لڑتا ہون
جو خدا نے میری امانت مین رکھی ہین پھر اس مین اپنی شجاعت اور دلاوری دکھاتا تھا کہ دشمن
باوجودیکہ متواتر حملے کرتے تھے اور بڑی بڑی سرنگین کھودتے تھے اور سپاہیون کی
تعداد بڑی کثرت سے رکھتے تھے اور متواتر آگ کا مینھ برساتے تھے لیکن باوجود ان
سب باتون کے ریسیڈنسی کی ایک انچ زمین بھی نہین چھین سکے باوجودیکہ لشکر کا ضعیف
تھا اگر دشمن کسی بیرونی مورچے پر اپنے قدم جمالیتے تو ساری ریسیڈنسی کو لے لیتے - مکانات
بے چھتون کے تھے دیوارین و مکانات شکستہ و خستہ تھے فصیلون مین شگاف

پڑے ہوئے تھے۔ تو بھی بیکار تھیں حصار ضعیف تھا باوجود ان باتون کے خدا کے فضل سے
اور بڑے بڑے بہادرون کی جان لڑا کر لڑنے سے ریذیڈنسی قبضہ مین رہی اسی سے
اندازہ ہوسکتا ہے کہ محصورین نے اپنی عالی ہمتی اور عالی حوصلگی سے کیا کام کئے ہین۔
ان انقلابات کے ابتدائی زمانہ مین محصورین کو کچھ خبر نہین ہوتی تھی کہ باہر کیا ہورہا ہے ہر روز
مخبر و جاسوس خبرون کے لانے کے لیئے اور کمک کے منگانے کے لیئے بھیجے جاتے تھے
ان مین سے آغاز محاصرہ سے ۲۶ دن تک کوئی خبر نہین لایا۔ انگد جو خبر لایا اسکا ذکر پہلے کیا
گیا۔ پھر مخبر و جاسوس اس مطلب کے لیئے آتے تھے کہ ہندوستانی سپاہ کو بہکائین انسے
کوئی معتبر خبر نہین مل سکتی تھی مگر ہان انگد جو دو دفعہ خبرین لایا انکا ذکر اوپر ہوا۔ پھر یہی مخبر تیسری
دفعہ مژدہ جان فزا اور نوید مسرت زا اسلاوٹرم کے آنے کی دو روز پہلے انکے آنے سے لایا
علاوہ ہیضے اور چیچک کے یہہ ایک بیماری عام تھی کہ ایک بڑا سودی دانہ نکلتا پھر ضعیف سا
بخار آتا جسکے سبب سے گو جانین نہین تلف ہوئین مگر سپاہی کمزور و مضمحل ہوجاتے تھے
انکو کوئی مقوی غذا نہین ملتی تھی سبزا گائے کا گوشت موٹا اٹھا ملتا تھا جسسے وہ اور بھی کمزور
ہوجاتے تھے۔ ان بیماریون سے عورتین اور انسے زیادہ بچے تلف ہوتے تھے اسکے سوا
محصورین کے لیئے اور تکالیف تھین۔ ہندوستانی ملازمونکا کال تھا جسکے سبب سے بہت تکلیف
اٹھانی پڑتی تھین۔ دفعتہً جو افسرون کو محصور ہونا پڑا تو ہندوستانی ملازم جو نالبا وفادار تھے
حصار سے باہر رہ گئے۔ بہت سے بھاگ گئے۔ بعض کنبون مین ایک ملازم بھی نہ تھا بہت سی
لیڈیون کو اپنے بچون کی ساری خدمتین کرنی پڑتی تھین اپنے کپڑے آپ دھونے پڑتے
تھے اور بغیر کسی کی مدد کے اپنا کھانا آپ پکانا پڑتا تھا۔ ضروری سامان راحت کی کمی نے بعض
عورتون کو بیمار بنا دیا تھا۔ غرض ان سب عورتون نے بچے توکل صبر اور ضبط سے مصائب کا
تحمل ایسا کیا کہ وہ مردون کے لیئے ایک مثال اور نمونہ بن گئین جسنے انکے دل کی قوت بڑھ گئی
ان مین سے بعض عورتین بیوہ عورتین ہوتی تھین بچے انکے بن باپ کے ہوتے تھے مگر خدا کی
مرضی پر راضی تھین ان خدا پرست عورتون مین مس نائٹ اینگل (یہہ ایک ناموری مس ہے
جسنے کریمیا مین جاکر زخمیون کی تیمارداری کی تھی) کی مقلد بروچ و سول مین ..... کی

بیویان تھین کہ جو اسپتال مین بیمارون اور زخمیون کی تیمارداری کرتی تھین۔

۲۰ ستمبر کو جنرل ہیولوک صاحب پاس انگد بھیجا گیا تھا اسکو جانا ناگوار نہ تھا اگرچہ جانے مین جوکھون بڑی تھی اور پکڑے جانے مین موت یقینی تھی مگر انعام بھی بڑا ہر پھیرے پر پانچہزار روپیہ تھا۔ وہ چھ روز بعد ۲۲ ستمبر کو یہہ خط لایا کہ سپاہ گنگا پار اتر آئی ہے تین چار روز مین یہان آنے والی ہے۔ بریگیڈ نے یہہ مژدہ جان افزا محاصرین کو سنا دیا کہ دو ہفتے کے اندر یقینی ہماری کمک یہان آجائیگی۔ اس خبر کو سنکر بیمارون اور زخمیون مین بھی اس امید سے جان آگئی کہ جلد تبدیلی آب وہوا سے صحت ہو جائیگی انگد نے کہا کہ مین مرون یا جیون انگریزون کے ساتھ رہونگا مگر تین دفعہ جاچکا ہون اب چوتھی دفعہ نہین جاؤنگا

۲۳ ستمبر کو کانپور کی سمت مین قوّیلن بندوقون کی آوازین آئین۔ شہر مین بھی دیکھا باغیون کی سپاہ مین ہل چل پڑ رہی ہے۔ ۲۴ ستمبر کو شہر مین بھی بندوقون اور توپون کی آوازین سنائی دین معلوم ہوا کہ باغیون کی سپاہ مین بھی تلاطم آرہا ہے کہ انگریزی سپاہ شہر کے قریب آگئی ہے۔ دوسرے دن صبح کی توپون کی آواز دور کی آتی تھی کہ ایک مخبر نے آنکر خبر دی کہ کمک شہر کے حوالی مین آگئی ہے۔ دوپہر کو بندوقون و توپون کی آوازین بہت پاس سے آنے لگین۔ آوازون کے سننے اور دھوون کے دیکھنے سے محصورین کو خوشی ہوئی کہ ہمارے دوست لکھنؤ کی حدود کے اندر آگئے ہین۔ ڈیڑھ گھنٹے تک سخت لڑائی ہوئی جسمین یوروپین کو غلبہ رہا۔ ڈیڑھ بجے دن کے شہر کے آدمیون نے سر پر پشتارے رکھ کر چھاونی مین جانا شروع کیا۔ ۲ بجے مسلح سپاہی بھی بھاگنے شروع ہوئے جبپر محصورین نے اپنی توپین اور بندوقین لگانی شروع کین گومتی کا ایک پل اڑا دیا تو سوار ندی مین تیر کر پار اتر گئے۔

کپتان ولسن صاحب اپنی یادداشتون مین کمک کے آنے کا حال یہہ لکھتے ہین کہ چار بجے یہہ رپورٹ ہوئی کہ بعض افسر شکلی کوٹ اور شولا ہیٹ (ٹوپی) پہنے ہوئے اور ایک یوروپین رجمنٹ نیلی پتلون اور شرٹ پہنے ہوئی اور بلیونکا توپخانہ یہہ ماسٹر مارٹن کی کوٹھی والون کی طرف سے دیکھی گئی ہین۔ پانچ بجے ہمارے سر پر بندوقون کی آوازین زور سے ہونے لگین جسنے

معلوم ہوا کہ ہمارے دوست بہت قریب آ گئے ہین مگر اب تک انکی صورت بالکل نہین کھلائی
دی تھی یا دکھائی دی تو کچھ یون ہی سی مگر مکانون کی چھتون پر دشمن گولیان مارتے ہوئے
دکھائی دیتے تھے پانچ منٹ بعد دوستون کی صورتین نظر آئین وہ شہر کے ایک بڑے
بازارین سے لڑتے ہوئے چلے آتے ہین ہر قدم پر انکے گولیان لگتی تھین
مگر وہ بہادرانہ ہماری کمک کے لیئے چلے آتے تھے پھر تو یہہ سب دوست اچھی طرح
دکھائی دینے لگے پھر محصورین کی مسرت کا حال نہ پوچھو چیرز کا وہ غل شور مچایا کہ کان بہرے
ہو گئے۔ ہر ایک گڑھے سے خندق سے مورچے سے بیٹری سے ریت کے تھیلون
کے پیچھے سے چیرز کی آوازین آرہی تھین اسپتال سے بہت سے لڑھکتے پڑکتے ہوئے نکل
آئے کہ ان مبارکباد کی آوازون مین شریک ہون یہہ خوشی کا وقت کبھی بھولنے کا نہین
پھر جلدی سے عقب کا گارڈ اور بھاری توپین رسیڈنسی مین داخل ہوئین اسوقت جو خوشی کا
سمان تھا وہ بیان نہین ہو سکتا تاسی دن سے لکھنؤ کا لشکرگاہ انگریزی بالکل آگاہ
نہ تھا کہ باہر کیا ہو رہا ہے۔ بہت سی بیبین اپنے شوہرون کو مردہ سمجھ کر ماتمی لباس پہنے ہوئے
بیٹھی تھین کہ دفعتہً ان کے خاوندان کے پاس آ گئے بہت سی بیبین اس خوشی مین
بیٹھی تھین کہ اب ہم اپنے خاوندون سے ملینگین کہ انکو اول دفعہ یہہ معلوم ہوا کہ خاوند زندہ
نہین چارون طرف لوگ اپنے اپنے عزیز و اقارب کے حالات استفسار کر رہے تھے
افسوس ہے کہ اکثر انکو جواب ماتم آمیز و غم انگیز ملتا تھا۔ اگرچہ یہہ سپاہ کی کمک آ گئی تھی
مگر اس مین اسقدر جانون کا زیان ہوا تھا کہ یہہ کمک اور محصورین دونو ملکر دشمن کو
مغلوب نہین کر سکتے تھے۔ بعض لحاظ سے لشکرگاہ انگریزی کی حالت مین خرابی پیدا
ہو گئی تھی اب کھانے والے منہ تو بہت زیادہ ہو گئے تھے مگر اس کے کھانے کا سامان زیادہ
نہین ہوا تھا۔ آرام اور راحت کے سامانون مین بھی کمی تھی اور تحقیق نہین معلوم تھا کہ گورنمنٹ کتنے
مہینون مین اس قابل ہوگی کہ بالکل رفع تکالیف کریگی۔

اس سپاہ کے آنے سے لکھنؤ کی رسیڈنسی کے اول محاصرہ کا زمانہ ختم ہوا کہ محصور ضعیف
سپاہ کو اپنی بڑی مردانگی اور فرزانگی سے دشمنون کے ہاتھ سے بچایا۔ پھر بڑی خوشی الحمد

یہہ تھی کہ کبھی اپنے کامون کے کرنے کا ذکر تک نہین کیا ایسا انکسار و ایثار نفس کمتر ہوتا ہے۔ اس محاصرہ کی جو رپورٹ گورنمنٹ کو بھیجی ہے اس مین اپنے کامون کی نمائش نہین کی بلکہ اور افسرون کو لکھا ہے کہ انہون نے اپنے تئین مختار و سرافراز کیا اور میری بیش بہا امداد ین محاصرہ کے اندر کین انین بہت سے تو محنت سے فراغت پا کر آرام سے قبر مین سوتے ہین ان مین سے ایک لفٹنٹ کرنیل کیس اور کپتان ریڈ کلف اور کپتان تلٹو میجر انڈرسن چیف انجنیر کپتان سائمن لفٹنٹ شیپ ہرڈ کپتان ہیوز اور کپتان کیپ اور کپتان نیلس فیلڈ مسٹر لیوکاس مسٹر بوسن۔ یہہ سب لڑائیون مین زخمی ہوکر اس دنیا سے سدہارے اور اپنے کار ہاے بزرگ کی یادگار چھوڑ گئے۔
کپتان ولسن صاحب کو بریگیڈ یر اپنا داہان ہاتھ بتاتے ہین۔ انہون نے ریذیڈنسی کی محافظت مین اپنی قابلیت کے ہنر اور لیاقت کے جوہر دکھائے۔ کمسریٹ کے افسر لفٹنٹ جیمس نے لشکرگاہ کی جانون کو اپنی سعی و کوشش سے بچایا نوجوانی مین انکو پیغام اجل آیا مسٹر کوپر جو آخر کو سر جارج کوپر لفٹنٹ گورنر ممالک شمالی و مغربی ہوئے بڑے بڑے کام کرتے تھے سرنگون مین اتر جاتے تھے مورچون مین سامان رسد پہنچاتے تھے۔ خندقین کھودتے تھے مردون کو دفن کرتے تھے لڑائیون مین لڑتے تھے ہر سررشتہ کے افسرون کی شکرگزاری کی ہے جنکی فہرست بڑی لمبی ہے۔
پھر انہون نے سپاہ کے کارہاے بزرگ کی طرف گورنمنٹ کی توجہ دلائی ہے انہون نے بیان کیا ہے ملکہ معظمہ کی بتیس ۳۲ رجمنٹ پیدل اور . . . . . . . .
. . . . . . . . . ملکہ معظمہ کی ۸۴ رجمنٹ کے کچھ سپاہی اور یورپین و ہندوستانی ارٹلری و ۱۳ و ۴۸ و ۷۱ رجمنٹین ہندوستانی پیدلون کی اور ان رجمنٹون کے سکھ سپاہیون نے بڑے کارہاے نمایان کئے ۳۲ رجمنٹ مین صرف تین سو سپاہی زندہ ہین پہلی رجمنٹ کے اور یورپین ارٹلری کے سپاہی جانتے تھے کہ کس طرح سے اپنی اہل وطن کے لیے جانین قربان کرتے ہین۔ ان سب سپاہیون کا صبر و تحمل و استقلال تعریف و ستائش کے قابل ہے۔

تیرہوین واڑ نالیسوین واکھترویں رجمنٹون مین جو سپاہی خیرخواہ رہے انکی جانثاری
وپکی وفاداری کا بیان کرنا دشوار ہے ان رجمنٹون مین تیرہوین رجمنٹ کے سپاہی تعداد
مین زیادہ تھے انہون نے لفٹنٹ اینک مین کے ماتحت بڑے بڑے بہادرانہ وشجاعت
کے کام کیئے وہ ہمیشہ دشمنون کی آتش فشانی کے نیچے رہتے تھے اس لیئے انکی تعداد
بہت کم ہوگئی تھی وہ دشمنون کے ایسے قرابتی تھے کہ اپنے انکی باتین ہوتی تھین وہ انکو اغوا
کرتے تھے انکی منت سماجت کرتے تھے مگر وہ کبھی انکے کہنے مین نہین آئے۔ اگر یہہ ہندوستانی
سپاہی انگریزون کو چھوڑکر بھاگ جاتے تو غالباً مٹھی برابر انگلش مین کی جانین تلف
ہوجاتین یہہ ہندوستانی سپاہی سب کامون مین یوروپین سپاہیون کے برابر کام
کرتے تھے وہ اپنے بہادر افسرون جرمن صاحب واٹیک مین صاحب و اوربوفانن صاحب
اعتقاد کرتے تھے یہہ سپاہی لڑنے کے سوا اور کام بھی کرتے تھے وہ اپنی جان کو بھی انگریزون پر
قربان کرتے تھے وہ مورچے کھود کر بناتے تھے نئی بیٹریان ان مقامون مین قائم کرتے تھے
جہان مردے پہلے سے دفن ہوئے تھے۔ تیرہوین رجمنٹ کے اعلے درجہ کے برہمن اپنے
بہادر افسر اٹیکن کے کہنے سے سڑی ہوئی لاشون کو خندقون سے نکال کر پھینکتے تھے۔
سرہنری لارنس کے طلب کرنے سے پنشندار جمع ہوئے تھے جنین سے انہون نے
ایک سواسی پنشندار منتخب کیئے تھے ان خیرخواہون کے کامون کی خوبیون کی تعریف
نہین ہوسکتی بہت سے ان مین بوڑھے تھے بعض کو ضعف بصر تھا مگر انہون نے پھر بھی
بہادرانہ کام کیئے وہ بہت کام نہین کرسکتے تھے اس لیئے وہ ریندون پر تعین کیئے گئے
تھے جو ان مین کمزور تھے وہ بندوقون کو جوان پاس نا فاضل خالی دہری رہتی تھین بھرکر
اپنے ہم وطنون کو دیتے تھے اس محاصرہ کے کل زمانہ مین ان پاس کوئی خبر ان کے کنبے
اور رشتہ دارون کی نہ آئی۔ انکو خوراک کم ملی اور کوئی مزہ دار چاٹ نہین ملی جس کا
بڑھاپے مین ہندوستانیون کو چسکا ہوتا ہے باوجود ان سب باتون کے ان مین سے
ایک سپاہی بھی مفرور نہین ہوا بعض اپنی موت سے مرگئے بہت سے لڑائی مین مارے گئے
مگر جو زندہ رہے انہون نے کوئی واویلا نہین کی۔ وہ اپنے آخر دم تک باغیون کو

ٹیرا کہتے رہے کہ اتنی مدت تک سرکار کا نمک کھا کر نمک حرامی کی سرکار تو انکی جان کے مالک ہونے کا حق رکھتی ہے۔

جب محاصرہ کا آغاز ہوا ہے تو لیڈیون کی تعداد اڑسٹھ اور بچون کی تعداد چھیاسٹھ تھی۔ لیڈیون مین سات اور بچون مین تیئیس کو موت آئی انکو اچھی غذا نہین ملتی تھی دشمنون کی آگ مین رہنا پڑتا تھا اور سب طرح کی عسرت تھی یہہ انکی موت کے اسباب تھے

محاصرہ کے شروع مین سپاہ کی تعداد نو سو ستائیس ۹۲۷ یوروپین اور سات سو چھیاسٹھ ہندوستانی تھی لڑائی مین یوروپین سپاہ مین سے ایک سو چالیس مرے یا زخمی ہونے کے بعد مرے اور ایک سو نوے زخمی ہوئے ان مین وہ سوا مقتول اور مجروح نہین داخل ہین جو سپاہی نہ تھے ہندوستانی سپاہ مین بہتر مرے اور ایک سو اکتیس زخمی ہوئے اور سببون سے بھی سپاہی مرے مگر معزور چند ہندوستانی ہی ہوئے۔ یہہ تحقیق ہے کہ ۲۵ ستمبر کو یوروپین محافظین کی تعداد جسمین بیمار اور زخمی دونو شامل ہین کم ہو کر پانچ سو ستتر ۵۷۷ تھے اور ہندوستانیون کی تعداد چار سو ستاسی ۴۸۷ تھی محاصرہ مین مختلف طرح سے محصور سپاہ کی تعداد بقدر تین آٹھوین حصہ کے کم ہو گئی۔ اب لکھنو کی تکالیف مین تخفیف نہین ہوئی تھی بڑی تسلی و تشفی یہہ تھی کہ نڈر اور شجاع عاقل فرزانہ ہیولوک اور اوٹرم موجود تھے اب ہم ان ہی کا حال آگے لکھتے ہین۔

# ضمیمۂ باب اول جسکو پہلے باب دوم سے پڑہنا چاہیئے۔

## نیل۔ ہیولوک۔ اوٹرم

### بریگڈیر جنرل نیل کا کانپور مین آنا

نیل صاحب پر سر پیٹرک گرینٹ نے زور ڈالا کہ وہ بہت جلد کانپور جائین اور اگر ہیولوک صاحب کسی سبب سے اپنے عہدہ کے کام کرنے کے لائق نہ رہین تو انکی جگہہ وہ کام کرین وہ الہ آباد سے ۱۶۔ جولائی کو روانہ ہوئے اور ۲۰۔ جولائی کو کانپور مین داخل ہوئے۔ نیل صاحب رستہ ہی مین تھے کہ ان کے پاس جنرل ہیولوک نے چٹھی اس مضمون کی بھیجی کہ مین آپ کے انتظار مین آنکھین لگائے بیٹھا ہون جب تک آپ آجائین گے تو میرا ارادہ ہے کہ فوراً ہی ایسا ایک صدمہ پہنچاؤن کہ سارا ہندوستان بھنا جائے جب ۲۰ جولائی کو آ گئے تو انہون نے جنرل ہیولوک کے ساتھ شام کو ڈنر کھایا انسے ہیولوک صاحب نے کہا کہ کل مین گنگا پار جانا اس لیئے شروع کرونگا کہ محصورین لکھنؤ کو امداد پہنچاؤن اور آپ کو کانپور مین کمانڈر مقرر کر جاؤن اور آپ کے پاس دو سو سپاہی چھوڑ جاؤن جن مین کثرت سے بیمار اور زخمی ہین اس سے نیل صاحب کو تردد یہہ ہوا کہ ہیولوک صاحب تمام سپاہیون کو جو کام کرنے کے قابل ہین ساتھ لے جائین گے اور میرے پاس زیادہ تر نکمے سپاہی چھوڑ جائین گے۔

لکھنؤ مین امداد کے لیئے جانے سے پہلے ہیولوک صاحب نے گنگا کے کنارہ پر اپنے ایک دمدمہ کی داغ بیل لگائی کہ اس مین تھوڑی سی سپاہ بھی سپاہ کثیر کا مقابلہ کر سکے۔ جب نیل صاحب آئے ہین تو اس دمدمہ کے مورچے بن چکے تھے اور کچھ توپین بھی اپر نصب کر دی گئی تھین۔ نیل صاحب کا کام یہہ تھا کہ اسکو پورا بنالین اور اسپر قبضہ رکھین

۲۱- جولائی کو صبح مینہ موسلا دھار برسنا شروع ہوا مگر وہ جنرل ہیولوک کے ارادہ سفر کو روک نہین سکا اسکی تیاری شام سے ہو رہی تھی- اس تاریخ توپخانہ کا ایک حصہ اور اٹھترین رجمنٹ ہائی لیڈرس دریا کے دوسرے کنارہ پر اترے- برسات مین گنگا پار جانا آسان نہین تھا اس موسم مین گنگا چڑھاؤ پر ہوتی ہے اسکا پاٹ بڑا چوڑا ہوتا ہے اس مین بڑی خوفناک مزاحمتین پیش آتی ہین- جنرل کی یہہ خوش نصیبی تھی کہ اسکو ایک چھوٹا سا دخانی جہاز ہاتھ لگ گیا تھا- پانچ یا چھ ہندوستانی کشتیاں اس مین جوت دی جاتی تھین جو سپاہ کو دریا پار لے جاتی تھین- اس طرح سے چار روز مین لشکر اترا جسکی تعداد پندرہ سو سے کچھ زائد تھی خیمے ڈیرے کچھ ساتھ نہ تھے وہ گنگا پار جا کر پانچ میل چلی اور ایک چھوٹے سے گاؤن منگل وار مین جا کر شب باش ہوئی-

جنرل ہیولوک جو سپاہ کو لکھنؤ کی سخت مہم کے لیئے لے گیا اس مین دس توپین تھین جنکا ساز و سامان پورا تھا انکے لیئے توپچی کافی تھے- پیدل اور چوسٹھوین و چوراسوین و اٹھترین پیدل رجمنٹون کے باقی ماندہ سپاہی تھے اور برے سپہ سکھ تھے اور ساٹھ والنٹیر تھے اگرچہ یہہ لشکر تھوڑا تھا مگر اسکا جنرل ایسا بہادر و شجاع تھا کہ فتحمند ہونے کی امید قوی تھی-

۲۸- جولائی کی رات کو منگل وار مین سپاہ سوئی اور چار روز یہان مقیم رہی تاکہ جنرل گاڑیون اور رسد اور بار برداری کا سامان اچھی طرح درست کر لے یہہ سب سامان جیسا کہ ملک کی بدنظمی کی حالت مین جمع ہو سکتا تھا جمع ہو گیا تو ۲۹ تاریخ ۵ بجے صبح کے لشکر آگے بڑھا تین میل اسنے سفر کیا تھا کہ دشمن کے سب سے آگے کے پکٹ اسکو نظر آئے- انگریزی سپاہ نے انپر اپنا دباؤ ڈالکر اس مستحکم مقام سے نکال دیا- دشمنون کا بڑا لشکر قصبہ اناؤ مین تھا- یہہ قصبہ پون میل مین بے ترتیب آباد تھا- بارش کی کثرت اور زمین کی خاصیت کے سبب سے اسکا الٹ پلٹ کرنا ناممکن تھا اس قصبہ اور انگریزی لشکر کے درمیان دیوار دار احاطے تھے جو لڑنے والون سے بھرے ہوئے تھے- یہہ احاطے ایک گاؤن سے ملتے جسکو ایک تنگ راہ اناؤ سے ملاتی تھی- اور اس گاؤن مین تمام آباد

گھرون مین رنبیان بنی ہوئی تھین تنگ راہ کی بھی دو رویہ مکانات تھے جنین رنبیان
بنی ہوئی تھین اور دشمنون نے اپنی بیٹریون کو اسطرح لگایا تھا کہ اگر دشمن قصبہ کیطرف
بڑھے تو اسپر ایک مرکز پر سے آگ برسائی جاوے۔
انگریزی سپاہ کو ہمیشہ فتحمندی اس مقولہ پر عمل کرنے سے حاصل ہوئی تھی کہ براہ راست
اسپر ہیولوک صاحب نے عمل کر کے دشمنون کو شکست دی اور سنگینون سے گھرون
مین سے دشمنون کو مار کر نکال دیا۔ مگر ہنوز قصبہ اناؤ دشمنون کے قبضے مین رہا۔
ہیولوک صاحب نے لکھنؤ کی سڑک پر اپنا توپخانہ جمایا دشمن اسپر حملہ کرنے آیا تھوڑی
دیر مین شکست پا کر بھاگ گیا اور پندرہ توپین اپنی چھوڑ گیا جو جنرل کے قبضہ مین آئین
سوار نہ تھے جو دشمنون کا تعاقب کیا جاتا۔ جنرل نے لشکر کو قیام کا حکم دیا۔ بورچیون
نے سپاہ کا کھانا پکایا ڈاکٹرون نے زخمیون پر مرہم پٹی کی۔ پندرہ توپین جو ہاتھ آئین
تھین انکے لیجانے کے واسطے باربرداری کا سامان نہ تھا اسلیئے انکو بیکار کر کے اپنی
جگہ پر چھوڑ دیا۔
تین گھنٹے مین سپاہ فارغ ہو کر آگے بڑھی انھے چھ میل سفر کیا تھا کہ اس کے سامنے قصبہ
بشیرت گنج جسکی شہر پناہ بنی ہوئی تھی نظر آیا وہ بڑا مہیب معلوم ہوتا تھا اس کے سامنے
ایک تال تھا جو برسات کے پانیون کے سبب دریا بن رہا تھا۔ اور لکھنؤ کی جانب مین
اس کے ایک جھیل تھی اسپر پل تھا جسکی اونچی سڑکین بنی ہوئی تھین سوا اس کے بشیرت گنج
کے گرد خندق تھی جس مین پانی بھرا رہتا تھا۔ اس کے بڑے دروازہ پر ایک مٹی کا گرج
تھا جسپر چار توپین لگی ہوئی تھین اور اس کے دونو طرف کنگورے ریتی دار بنے
ہوئے تھے۔ ہیولوک صاحب سپاہ کو ٹھہرا کر خود دشمن کے مقامات کو دیکھنے گئے اور دیکھ
بھال کر عاقلانہ دشمن کے بالکل غارت کرنے کی یہہ تدبیر سوچی کہ اول توپ زنی کی جائے
جسکے سبب سے باغیون کی توجہ اسطرف ہو اور چستھوین رجمنٹ پل کی سڑکون کو کٹوا دیوے جب
اس لیئے جب بڑے دروازہ پر حملہ ہوا تو دشمن اس پل سے بھاگ گئے۔ پھر بھی دشمنو
بڑا نقصان ہوا یہہ حساب کیا گیا ہے کہ چارسو آدمیون سے کم مجروح و مقتول نہ ہوئے ہونگے

اور انگریزون کی طرف اٹھاسی سپاہی بیکار ہوئے۔

جنرل صاحب کے نزدیک سپاہ مین بڑا نقصان آگیا تھا۔ بیماری اس مین اپنا بڑا کام کر رہی تھی۔ ان دو لڑائیون کے بعد دوسرے ہی روز پہرہ چوکی پر سپاہیون کو چھوڑ کر وہ میدان جنگ مین ساڑھے آٹھ سو پیدلون سے زیادہ صف آرا نہین کر سکتا تھا وہ جانتے تھے کہ آگے چلکر ان مقبوضہ مقامات سے بھی زیادہ استوار و دشوار مقامات فتح کرنے پڑینگے جتنا آگے جاؤنگا اتنا کانپور سے دور ہو جاؤنگا جسکو نانا دھمکا رہا ہے اور جب سے اسنے یہہ سُنا ہے کہ گنگا پار جنرل چلا گیا ہے تو اسنے اپنے سوارون کے رسالے دریا کے پار بھیجدیئے ہین کہ وہ رستہ کانپور مین آنے کا بند کر دین۔

جنرل کے کوارٹر ماسٹر جنرل فریزر ٹیلر نے کمانڈر انچیف کو یہہ تار ۳۱ جولائی کو بھیجا کہ ہم کو امید نہین کہ ہم لکھنؤ پہنچین ہمارے پاس چھ سو کام کرنے والے یورپین سپاہی ہین ہم کو ایک ندی پار جانا ہے اور ڈیڑھ میل بازارون مین گذرنا ہے جنمین ہزارون قواعد دان سپاہ سے اور سلح بے شمار انبوہ سے لڑنا ہے۔ ان وجوہ کے سبب سے جنرل دوسرے دن صبح کو ۱۳ جولائی کو منگل وار مین واپس چلا آیا اسنے بیمارون اور زخمیون کو کانپور مین بھیجدیا اور جنرل نیل کو یہہ خط لکھا کہ مین مجبوراً واپس چلا آیا ہون مین لکھنؤ جب پہنچ سکونگا کہ ایک ہزار سپاہی اور ایک اور بیطری میری کمک کو آئین نیل صاحب پاس یہہ خط اسی روز پہنچ گیا۔ نیل صاحب ایسے لائق بہادر تھے کہ کسی اور افسر کو انپر فوقیت نہین دی جاسکتی۔ ان کے کار ہا نمایان کا پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ ۴ ۲۔ جولائی کو وہ کانپور مین کمانڈر مقرر ہوئے تھے۔ ۲۵۔ کو انہون نے پہلا کام یہہ کیا کہ سپرنٹنڈنٹ پولس مقرر کیا کہ وہ شہر مین انگریزی عملداری جمائے اور شہر اور بازارون کو لوٹ مار سے بچائے۔ دوسرے دن انہون نے کمانڈر انچیف کو تار دیا کہ یہان کی حالت اچھی ہے خواہ مجھ پر کتنے ہی زیادہ آدمی حملہ کرین مین سب سے بھگت لونگا۔ وہ جانتے تھے کہ نانا اس سے چوبیس میل کے فاصلہ پر بیٹھا ہوا دریا کے پار جانے کے لیئے دہمکیان دے رہا ہے اور انپر حملہ کرنے کو ہے اور باغی بیالیسوین ہندوستانی

پیدل پلٹن تو آٹھ ہی میل کے فاصلہ پر ہے اور باغی ہندوستانی رجمنٹین بہ تدریج جمنا کے داہین کنارہ پر اس ارادہ سے جمع ہو رہی ہین کہ کانپور پر یورش کرین مگر نیل صاحب کو اس سے کچھ گھبرائے نہین وہ اپنے روزنامہ مین ۳۰- جولائی کو لکھتے ہین کہ بیالیسوین رجمنٹ میرے نزدیک ہے مین اسپر ایسا صدمہ پہنچاؤنگا کہ وہ متحیر ہو جاینگی اور ناوا کی سپاہ سے مین بھگت لونگا- ۳۱- جولائی کو جانج بیو جہاز مین انہون نے کپتان جان گورڈن صاحب کے ماتحت لشکر بھیجا کہ وہ ان کشتیون کو پکڑ لائے جنمین ناوا دریا کے پار آنے کا قصد کرتا ہے کپتان نے اس لشکر کی بہت سی کشتیان غارت کردین چھ یا آٹھ کشتیان لیکر کانپور مین چلا آیا-

اس اثنا مین تھوڑی سی نیل صاحب پاس کمک آگئی تھی نصف بیطری اول فورٹ کا ہیولوک کی امداد کے لیئے آگیا تھا- لیکن کمبختی یہہ تھی کہ بارود کی کمی تھی اور یہہ بارود ایک ہفتہ سے کم مین نہین آسکتی تھی- نیل صاحب کو ہیولوک صاحب کی نسبت یہہ خیال تھا کہ وہ لکھنؤ کی طرف اپنا سفر جاری رکھ سکتا ہے- ۳۱- جولائی کو جنرل ہیولوک کی چٹھی نیل صاحب پاس یہہ آئی کہ وہ جب تک آگے نہین بڑھ سکتا کہ ہزار یوروپین سپاہی اور ایک اور بیطری کی کمک اس پاس نہ آئے- جنرل کی دوسری چٹھی آئی کہ سپاہی جو بھیج سکو وہ اور آدھی بیطری بھیجو اور ان توپون کی طلب کے ساتھ یہہ خبر بھی آئی کہ بندرہ توپین جو دشمن سے چھینی تھین وہ بیکار کردی گئین- نیل صاحب نے غصہ مین آنکر ہیولوک صاحب کو جنسے وہ کچھ محبت نہین رکھتے تھے یہہ لکھا کہ میرے پاس رات کو آپ کا خط کل چھ بجے کا لکھا ہوا پہنچا مین نہایت ہی افسوس کرتا ہون کہ آپ ابھی پیچھے ہٹ آئیے اس سے ہماری نیکنامی اور عزت پر بڑا اثر ہوا- ابھی آپ کے خیمے گڑے بھی نہ تھے کہ اس سے پہلے شہر مین سب طرح کی افواہین اڑ رہی تھین کہ آپ اس لیئے واپس آئے کہ اور توپین ساتھ لیجائین پہلے جو توپین ساتھ لے گئے تھے وہ سب چھنوا دین سب لوگ یہہ یقین کرتے ہین کہ آپ کو شکست ہوئی آپ کو مجبور ہو کر واپس آنا پڑا یہہ بد اقبالی کی نشانی ہے کہ دشمنون سے آپ نے جو توپین چھینی تھین ان کو اپنے ساتھ نہین لائے

نیل صاحب پر جنرل ہیولوک کا جواب اور خطوط کا اثر اور صاحب کی خفا ہونا

اس لیئے ہندوستانی یقین نہین کرتے کہ آپ نے ایک توپ بھی چھینی ہوگی آپ کے واپس
آنے کا اثر بہت ہی مضر ہمارے لیئے سب مقدمات مین ہوگا اور ہم پر کل بہت سے
آدمیون کا حملہ کرائیگا جو حملہ آوری سے باز رہتے یا ہمارے ساتھ مل جاتے - گوالیار کے
لشکرون نے کوچ کیا ہے - یہہ معلوم نہین کہ وہ آگرہ کو جاتا ہے یا کانپور کو آتا ہے -
فتح گدھ مین جو سپاہین جمع ہین وہ بھی گوالیار کے لشکرون کی پیروی کرینگی - اب وہ
بیالیسوین ہندوستانی رجمنٹ سے مل گئی ہین جو ابھی یہان سے گذری ہے - نہ مین باہر
جاسکتا ہون نہ ان فوجونکی مزاحمت کرسکتا ہون آپ نے لکھا ہے کہ مین لکھنؤ جانے مین
جب قدم آگے بڑھاؤنگا کہ ایک ہزار یورپین پیدل اور ایک بیٹری میری امداد کو آئینگے
آپ کی بیٹری مطلوبہ کا نصف تو صبح کو یہان سے اور دوسرا نصف آج یا کل الہ آباد سے روانہ
ہوا ہے وہ پانچ چھ روز اور آپ کو توقف کرائیگا اور پیادے جو آپ طلب کرتے ہین وہ
موجود نہین ہین وہ آپ کو اتنا انتظار دکھائینگے کہ لکھنؤ کا حال کانپور کا سا ہوجائیگا
آگرہ کا محاصرہ ہوجائیگا یہہ مقام اور شہر کانپور دشمنون کے قبضہ مین آجائینگے - میرے پاس
سپاہ نہین ہے کہ مین انکو آنے نہین دونگا - جہان تم ہو وہان ایک دن نہین ٹھہرنا چاہیئے
اب آہنی توپین آپ پاس بھیجی گئی ہین اور نصف بیٹری بھی جسکے ساتھ چوراسین رجمنٹ کی
ایک کمپنی ہے بس آپ کو اب آگے جانا چاہیئے اور لکھنؤ کی سپاہ حصار نشین کو بشرط
امکان جب تک آپ امداد نہ پہنچائین کہین ٹھہرنا نہین چاہیئے اسکے بعد یہان جلد آنا چاہیئے
کانپور اور آگرہ اور دہلی کے درمیان بہت کام کرنا ہے" - اس چٹھی کا جواب ہیولوک صاحب
نے بڑا سخت یہہ لکھا کہ یہہ خط ایسا عجیب ہے کہ مین نے آجتک کوئی ایسا خط نہین
پڑھا ایسی کارروائیان فوراً ختم ہونی چاہئین مین نے آپ کو معاملات کا حال مخفی رازکی
طور پر لکھا تھا آپ نے اس کے جواب مین میری فضیحت کی اور آئندہ کے لیئے نصیحت کی
اور میری تدابیر کی تفضیح کی ہو اپنے ماتحت افسر سے خواہ اسکا تجربہ کتنا ہی بڑا ہو نصیحت نہین سننی چاہتا
نہ اسکی مجھے ضرورت ہے آپ اس بات کو خوب اچھی طرح سمجھ لین کہ اسوقت فقط یہہ بات
مجھے آپ پر تشدد کرکے آپ کو مقید کرنے سے باندھتی ہے کہ اس سے پبلک سروس مین

بڑے خلل پیدا ہونگے - آپ متنبہ ہون اور آئندہ ایسے خط لکھنے سے توبہ کرین مین اپنی
دلائل کو خود جانتا ہون جنمین سے مین آپکو ایک پر بھی مطلع نہین کرتا جس طریقہ کو مین
اختیار کرتا ہون اس کی جوابدہی سارے میرے ذمے ہے بعد اس رنجش کے ان
دونو جنرلون کے درمیان ایسی صفائی ہوگئی کہ وہ ایک دوسرے کے معاون و مددگار
ہوتے تھے -

۴- اگست کو ہیولوک صاحب پاس اولفرٹ کی آدھی بیٹری اور چوراسوین رجمنٹ کی ایک
کمپنی آگئی پس اب ہیولوک صاحب کے زیر حکم چودہ سو کے قریب تنومند سپاہی
اور دو بھاری توپین چوبیس پنی اور دو چوبیس پنی ہوٹ زار اور ڈیڑھ بیٹری توپون کی
تھی وہ ۴- اگست کو دوبارہ لکھنؤ کی طرف چلے - انکو یہہ خبر ملی کہ بشیرت گنج مین دشمنون نے
پھر قبضہ کرلیا ہے وہ اناؤ مین شب باش ہوئے اور دوسرے روز صبح کو وہ آگے بڑھے
تو انہون نے دشمنون کو ایسے مقام مین پایا جو بہت مشابہ اس مقام کے تھا جس مین سے
۲۹- جولائی کو انہون نے اسکو نکالا تھا - ہیولوک صاحب نے توپین اور لشکر ان کے نکالنے
کے لیے بھیجے دشمنون سے خوب لڑائی ہوئی - کچھ دیر باغی بشیرت گنج کے داہین بائین مکانون
مین جمے رہے مگر آخر کو وہ وہانسے نکالے گئے - مگر کل کارزار قابل اطمینان نہین تھی دشمنونکو
شکست نہین ہوئی بلکہ وہ پیچھے ہٹ گئے اور صرف دو چھوٹی توپین ان پہلی توپون مین سے
ہاتھ آئین جو انگریزون نے اپنے خیال کے موافق بیکار کرکے چھوڑدی تھین -

انگریزی سپاہ کا کچھ زیادہ نقصان نہین ہوا صرف دو سپاہی مقتول اور تئیس مجروح ہوئے
باغیون کے نقصان کا تین سو آدمیون کا شمار کیا گیا ہے مگر انگریزی کیمپ مین ہیضہ
آگیا اس ہیضہ اور بخار کے سبب سے بیمارون کی فہرست مین چہتر سپاہی داخل ہوئے بشیرت گنج کی
اس لڑائی مین توپون کا چوتھا میگزین خرچ ہوگیا - اس قصبہ اور لکھنؤ کے درمیان ایک
ندی سائی تھی جسپر سے عبور کرنا تھا اور تین مستحکم مقامات مین تیس ہزار آدمی مسلح لڑنے کے
لیئے موجود تھے - ہر گاؤن کا زمیندار بگڑا ہوا بیٹھا تھا - پانچ یا چھ سو آدمیون کا غول اپنے ساتھ
رکھتا تھا - یہہ غول انکی سپاہ سے کچھ تعلق نہین رکھتے تھے - کل جو آدمی مارے گئے وہ انکا

گنوار تھے - یہہ انگریزی لشکر ایسا قوی نہین تھا کہ سفر کی ساری مزاحمتون کو دور کرکے لکھنؤ کے کوچہ و بازارون مین لڑکر رسیڈنسی مین پہنچتا - بشیرت گنج کی دوسری لڑائی کے دوسرے دن مشکل تھا کہ ریڈ نہر سو سپاہی کھڑے کیے جائین معلوم نہین کہ رسیڈنسی پہنچنے تک انمین کتنے سپاہی کم ہو جائین ؟ ۵ - اگست کو جنرل ہیولوک پاس خبر آئی کہ گوالیار کی کنٹنجنٹ باغی ہوگیا اور وہ اب کالپی مین آتی ہے - کالپی ایسا مقام تھا جہان سے یہ باغی کانپور کو بھی دھمکا سکتے تھے اور الہ آباد کی راہ کو بھی بند کرسکتے تھے - اب اس کالپی کی خبر سنکر جنرل ہیولوک اس شش و پنج مین ہوئے کہ آگے بڑہنا چاہیئے یا پیچھے ہٹنا - جنرل کی راے مین آگے بڑہنے سے فتحیابی کی امید مشکل سے ہوسکتی تھی اور شکست پانے کی صورت مین تو سارا لشکر تباہ ہوتا تھا اور اس کے ساتھ ہی کانپور مین ہلڑ مچ جائیگا - مراجعت کرنے مین تو صرف لکھنؤ کا نقصان ہے لیکن اگر اسکی طرف جانے مین ناکامی ہوئی تو پھر کہین کا ٹھکانا نہین رہیگا -

جنرل ہیولوک منگل وار مین واپس آئے اور چار روز تک مقیم رہکر سپاہ کی درستی کرتے رہے پھر ۱۱ اگست کو انکا یہہ ارادہ ہوا کہ گنگا سے پار اترکر کانپور مین چلے جائیے لیکن ان پاس یہہ خبر آئی کہ بشیرت گنج مین دشمنون کا بڑا جمگھٹ لگ رہا ہے اور اس کا مقدمۃ الجیش بناؤ مین آگیا ہے اسکا یہہ ارادہ ہے کہ جب جنرل گنگا پار اُترے تو اس کی مزاحمت کرین اسلیئے تیسری دفعہ لکھنؤ کی سڑک پر جنرل کی سپاہ نے سفر کیا اور اناؤ سے دشمن کے مقدمۃ الجیش کو نکال دیا اور اناؤ کے لشکر پر شب باش ہوا - دوسرے دن صبح کو یعنی ۱۲ - اگست کو انگریزی لشکر آگے چلا تو اسنے دیکھا کہ بشیرت گنج سے ڈیڑھ میل آگے بھریاچی کی گاؤن مین کچی مٹی کے مورچے بنائے دشمن بیٹھے ہین - انگریزی لشکر نے ان کے مورچون پر توپین مارین مگر بہت کم اسکا اثر ہوا تو پھر باغیون پر حملہ کرکے انکو نکالا تو نتیجہ یہہ ہوا کہ دشمنون کی دو توپین ہاتھ لگین اور انکو مارکر بھگا دیا - وہ ایسے اوسان باختہ ہوکر بھاگے کہ دو سو آدمی انکے مجروح و مقتول ہوئے - انگریزی لشکر مین پینتیس آدمیون کا نقصان ہوا پھر ۱۳ - اگست کو فراغت سے بآسانی جنرل ہیولوک کانپور مین آگئے -

نیل صاحب کانپور مین کاہل نہین بیٹھے تھے ان کے پاس پانچوین اگست کو یہہ خبر آئی کہ بیالیسوین رجمنٹ کی باغی سپاہ نے بعض سرکش دہاتیون کی مدد سے بٹھور کا ایک حصہ لوٹا ہے اور صوبہ دار نرائن راؤ کا گھر لوٹ لیا اور اس کے دو بیٹون کو گرفتار کر لیا۔ یہہ صوبہ دار نانا کا رشتہ دار تھا اور سرکار انگریزی کا بڑا پکا اور سچا ابتدا سے خیرخواہ تھا۔ نیل صاحب نے کپتان جی گورڈون کو حکم دیا کہ وہ لشکر کو اور صوبہ دار کو ساتھ لے جائے اور باغیون کا علاج کردے۔ دوسرے دن صبح کو کپتان گورڈون اور صوبہ دار لشکر ہمراہ لیکر ایک دخانی جہاز مین سوار ہوئے۔ جب بٹھور کے پاس جہاز آیا تو گورڈون صاحب کو معلوم ہوا کہ نانا کے مکانات کی چھتون پر سپاہی بھرے ہوئے ہین۔ انہون نے اپنر فوراً آگ برسا کے انکو پراگندہ کردیا۔ پھر انہون نے اپنی سپاہ کا ایک گروہ کنارہ پر بھیجا کہ وہ صوبہ دار کے بیٹون اور ان کے مال کی بازیافت کرے یہہ دونو چیزین مل گئین۔ دخانی جہاز نے مکانات کا اور باغیون کی کشتیون کا بڑا نقصان کیا انکی سو کشتیان ڈبودین صوبہ دار کا مال تلاش کر کے اور اسکی دو لڑکیون کو جنمین سے بڑی لڑکی آٹھ برس کی نہایت خوبصورت تھی بازیافت کیا اور پھر اسی دن شام کو کانپور مین جہاز آگیا۔

ایک تیسری مہم دخانی جہاز کی کپتان گورڈون کے اہتمام سے ہوئی جسکا منشا اسوقت یہہ تھا کہ نانا کی سپاہ نے بٹھور سے تین میل اوپر سے گنگا سے عبور کرنے کا قصد کیا ہی اسکا انسداد کیا جائے دخانی جہاز سپاہ لیکر ۹ اگست کو چار بجے روانہ ہوا۔ جب وہ بٹھور مین پہنچا تو اسپر گولے گولیون کی بھرمار ہوئی جس سے معلوم ہوا کہ بیالیسوین رجمنٹ کے بہت سے سپاہی کھڑے ہوئے ہین دخانی جہاز نے اپنر گولہ اندازی کی باغی آڑ ون مین تین میل تک اسکے پیچھے گئے۔ جہاز دھار کے برخلاف جاتا تھا دھار ایسی تند و تیز ہوئی کہ جہاز کو آگے نہین جانے دیتی تھی۔ باغیون نے کنارہ پر ایک مکان پر قبضہ کر کے دخانی جہاز پر بڑی آتش باری کی۔ اسنے بھی اسکا جواب دیا۔ دھار کے برخلاف جہاز کو کپتان گورڈون نہین لے جا سکتا تھا۔ جہاز آگے چل نہین سکتا تھا انکو معلوم ہوا کہ باغی دریا کے پار جانیکا قصد نہین رکھتے اس لئے وہ جہاز کو دھار پر لے آیا پھر جہاز ایک ریت کے ٹیلے مین گھس گیا

رات بھر وہ یہین پھنسا رہا کہ صبح کو دشمن توپین اسپر مارنے کے لیئے لایا مگر دھار نے ایسا زور کیا کہ جہاز کو ٹیلے کے اندر رستہ ہکے باہر نکال دیا ۱۱ کو سویرے کانپور مین آگیا۔ کپتان گورڈون نے تحقیق کیا کہ بٹھور مین آئینی سپاہ قریب دو ہزار کے ہے۔ نیل صاحب نے دوسرے دن دو سو سپاہی اور چار توپون کو ساتھ لیکر بٹھور کی سڑک پر تین میل گشت لگایا خیر خواہون کے دلون مین اعتبار پیدا ہوا اور بدخواہ ہونگی اور انکے دوستون کی ہمت شکست ہوئی۔ نیل صاحب نے دوسرے اور تیسرے روز بھی اسی طرح گشت کیا۔

۱۴۔ اگست کو جنرل ہیولوک کانپور مین آگئے تھے انہون نے آتے ہی سپاہ کی سپہ سالاری لی دونو جنرلون مین ظاہر کی ملاقات دوستانہ ہوئی مگر انمین بے ریا دوستی نہ تھی نیل صاحب نے ہیولوک کے سامنے اپنی یہہ رائے بیان کی کہ آپ کی سپاہ کی حالت اس قابل نہین ہے کہ وہ لکھنؤ سفر کرے۔ وہ آرام کرنے کی محتاج ہے اسکو بے ضرورت معرض خطر مین نہین ڈالنا چاہیئے۔ یہہ نہایت ضرور ہے کہ بٹھور مین باغیون سے اول بھگت لینا چاہیئے۔ ہیولوک صاحب نے اسکی اس رائے کو مان لیا اور چودھوین اور پندرھوین کو سپاہ کو آرام دیا۔ ۱۶۔ اگست کی صبح کو کانپور مین سو سپاہی دمدمہ کی نگہداشت کے لیئے چھوڑکر ساری سپاہ ساتھ لی اور بٹھور کی طرف سفر کیا اس مقام پر باغیون کی سترھوین اٹھارھوین اکتیسوین چونتیسوین و بیالیسوین پیدل رجمنٹین اور دو سوار رجمنٹین غیر آئینی سوارونکی رجمنٹ اور ناناکے ملازم اور دو توپین موجود تھین۔ بٹھور کے محل برج نما کے نیچے یہہ ساری باغی سپاہ صف آرا تھی۔ اس کا مقام نہایت مستحکم تھا مورچے مٹی کے چار ضلعون کی شکلون کے بنے ہوئے تھے انکے اندر سپاہی تھے اور انکی بڑی آڑ ایکھ کے درختون کی تھی جو سر سے اونچے کھڑے تھے انکے بازوؤن پر دو گاؤن تھے جو آپس مین مٹی کے کام سے ملا دیئے گئے ہین۔ ان دہات مین سپاہی بہت بھرے ہوئے تھے۔ دشمن ایسا مہیب معلوم ہوتا تھا کہ ہیولوک صاحب نے یہہ ارادہ کیا کہ توپون کی قوت سے جو ہمارے پاس زبردست ہے کام لینا چاہیئے انہون نے بیشتر تک سپاہیونکو پیچھے رکھا اور توپون سے کام لیا مگر انکا اثر جب ضلعے مستحکم مورچون پر کم ہوا تو پھر انہون نے سپاہیون کو آگے بڑھنے کا حکم دیا وہ چار ضلعے کے مورچونکی قریب پہنچ گئے

بیالیسوین رجمنٹ سرخ کوٹ پہنے ہوئے مقابلہ مین آئی اور جب تک اسکے ساٹھ سپاہی نہ مرے وہ پورے نہ ہٹے پھر وہ دونو گاؤن کی پناہ مین چلی گئی سخت لڑائی کے بعد وہ اس مقام سے باہر گئی تھی کہ اس کے دو سو سوارون نے حملہ کیا اور بیس تیس ۳۰ آدمی بھیر کی مارے اور والنٹیرون کا میس کا اسباب لوٹ کر لے گئے۔ آخر کو نتیجہ جنگ یہہ تھا کہ باغیونکو شکست ہوئی اور انکی بیس توپین چھنین اور اپنے مقام سے خارج ہوئے۔ انگریزی لشکر مین بارہ گورے دھوپ کی گرمی مین مرے اور پچاس ۵۰ ساٹھ سپاہی مقتول و مجروح ہوئے۔ سپاہ کو تکان بڑا ہوا وہ دشمنون کا تعاقب نہین کر سکی جہان رہتی تھی وہین رات کو سوئی۔ دوسرے دن صبح کو وہ کانپور مین واپس آئی۔

فتح نمایان کے بعد جنرل ہیولوک صاحب پاس کلکتہ گزٹ مورخہ ۵۔ اگست ۱۸۵۷ء آیا جسمین لکھا تھا کہ میجر جنرل سر جیمس اوٹرم ملیٹری کمانڈر اس ملک مین مقرر ہوا جسمین ہیولوک صاحب جنگ آرائی کر رہے تھے۔ جرنیل ہیولوک کو گورنمنٹ کی طرف سے اپنی فتوح نمایان کا یہہ صلہ ملا کہ انکے افسر سر جیمس اوٹرم صاحب مقرر ہوئے۔

یہہ امر مخصوص انگریزون ہی کی خصلت کے ساتھ ہے کہ خواہ وہ کیسی ہی اپنی امیدون کے بر آنے مین شکستہ خاطر اور مایوس ہون مگر وہ اپنے فرض منصبی کے ادا کرنے مین ذرا پہلو تہی نہین کرتے وہ اپنی ذات سے زیادہ اپنے ملک کو عزیز رکھتے ہین انکی اپنی ذات کی کیسی ہی تحقیر و تذلیل گورنمنٹ کرے مگر کوئی کام اپنی ذاتی اغراض کے لیئے ایسا نہین کرتے کہ جس سے ملک کی عزت مین بٹا لگے جرنیل صاحب جو وقت کار زار بجنگ کر رہے تھے انکے سر پر ہیولوک افسر بنا کے بھیجے گئے۔ مگر ان دونو نیک سرشت سپہ سالارون نے باوجود اپنی شکستہ دلی اور مایوسی کے اسی طرح کام کیا جیسے کہ وہ پہلے کرتے تھے۔ اور فرائض منصبی مین بال برابر فرق نہین کیا۔

بٹھور کی فتح کے بعد جنرل ہیولوک کے سامنے یہہ مشکلات پیش تھین۔ جب سے الہ آباد انہون نے چھوڑا تھا ان کے ماتحت سترہ سو یورپین سپاہ تھی جس میں اب چھ سو اٹھاسی سپاہی کام کرنے کے قابل رہ گئے تھے مجبوراً انکو اودہ مین جانے کا

تقرر جنرل سر جیمس اوٹرم

انگریزون کی عمدہ خصلت

جنرل ہیولاک کی مشکلات

ارادہ ترک کرنا پڑا تھا گوالیار کنٹنجنٹ کالپی کو اپنے ڈراوے دے رہا تھا جس وجہ اس شبہ ہو رہا تھا کہ کانپور بھی قبضہ مین رہیگا یا نہیں اسلئے اگر یہہ آئینی پانچہزار سپاہ جسکے پاس تیس توپین تھیں کالپی پر قبضہ کرلینی تو ہیولوک کی آمد و رفت اور مراسلت الہ آباد کے ساتھ مسدود ہوجاتی ۔ شمال مین نواب فرخ آباد بیس ہزار آدمیون کے ساتھ اِسی انتظار مین بیٹھا تھا کہ اگر کانپور پر کوئی آفت آئے تو اس سے فائدہ اٹھائے ان آدمیون مین کچھ قواعد دان سپاہی اور بہت سے اناڑی سپاہی تھے ۔ اودھ کے اندر باغیون کے اختیار مین تھا کہ وہ کانپور کے کسی زیرین مقام سے گنگا پار اتر کر گوالیار کی کنٹنجنٹ سے ملجاتے اور اس کے ساتھ ملکر ہیولوک کی سب راہین بند کردیتے ۔ کانپور مین رہنا بیشک ایک جوکھون کی بات تھی مگر اسے چھوڑ کر الہ آباد مین چلے جانا سخت آفت تھی جنرل ہیولوک نے نوآمد کمانڈر انچیف سر کولن کیمبل کو مطلع کیا کہ اگر کمک سپاہ کی اسید مین اسے بازرکھی جائین گی تو وہ باوجود ساری دہمکیون اور ڈراوون کے کانپور پر قبضہ رکھے گا اور نہین مجبور ہوکر الہ آباد واپس چلا جاؤنگا ۔ جسکا جواب سر کولن کیمبل نے یہہ دیا کہ آپ دلجمعی رکھین کہ کمکین راہ مین ہین وہ آپ پاس پہنچینگی ۔ ہیولوک نے یہہ ارادہ مصمم کرلیا کہ اس کا انتظار کانپور مین کرے ۔

۲۰ ۔ اگست کو سٹیمر مین کپتان گورڈون پھر گنگا مین بھیجے گئے انہون نے دریا مین جاکر ساٹھ کشتیان اودھ کے باغیون کی ڈبودین باغیون نے یہہ کشتیان راجگھاٹ کے سامنے ضلع فتحپور مین جمع کین تھین ۔ ان کشتیون کا بھی غارت کرنا ضرور تھا جنین باغی بیٹھ کر الہ آباد کی آمد و رفت کو بند کرنا چاہتے تھے ۔ گورڈون صاحب اپنے ساتھ ۱۹ تاریخ مدراس فیوزیلیرس کے سو سپاہی اور بارہ توپچی اور بارہ سکھ اور تین توپین لے گئے تھے راستہ مین انگریزی کیمپ کے مقابل مین اودھ کی سمت مین دریا کے کنارہ پر سوار اور پیدل جمع تھے ۔ ایک قلعہ سے دخانی جہاز پر گولہ مارا گیا ۔ اس مہم مین یہہ کامیابی ہوئی کہ چار روز کے اندر بیتیس کشتیان مختلف قد و قامت کی دشمنون کی غارت کی گئین بیمار اور زخمی جنین سفر کی طاقت تھی کانپور سے الہ آباد بھیجدیئے گئے ۔ بتدریج تھوڑی

تھوڑی کمکین بھی سپاہ کی کانپور مین آئین ملک کے انتظام کے لیئے قواعد و قوانین
جاری ہوتے تھے اور مورچون کے بھی استحکام ہوتے تھے انتظام ملکی مین بڑی
بیش بہا خدمت شیرر صاحب نے کین سپاہ کی تفریح کے لیئے کھیل کود اور گھوڑدوڑین
سرشام ہوتی تھین اور کبھی کبھی تھیاٹر ون کے تماشے بھی ہوتے تھے۔

ہم نے پہلے بیان کیا ہے کہ سر جیمس اوٹرم صاحب کلکتہ مین پہلی اگست ۱۸۵۷ء کو آئے
اور اودھ کے چیف کمشنر مقرر ہوئے اور دانا پور اور کانپور کے ڈویزنون کا کمانڈ
انکے سپرد ہوا اسطرح سے وہ اس تمام ملک مین جو کلکتہ اور آگرہ کے درمیان واقع تھے
سپاہ کے سالار مقرر ہو گئے۔ وہ ۲ ستمبر کو دخانی جہاز مین بیٹھ الہ آباد مین آئے یہان
تین دن ضروری سامان تیار کرنے مین رہے۔ پانچوین کی صبح کو پانچوین فیوزیلرس اور
۶۴وین رجمنٹ کی بعض کمپنیان اور پہلی مدراس فیوزیلرس اور میجر ایر کی بیٹری روانہ
کی اور اس کے پیچھے نمبر ۹۰ رجمنٹ پیدل کو ہمراہ لیکر خود روانہ ہوئے۔

تین دن تک سفر مین انکو کوئی واقعہ نہین پیش آیا۔ لیکن چوتھے روز جب وہ
کالے گاؤن مین آئے تو انکو معلوم ہوا کہ باغی ان کے سفر مین مزاحم و مانع ہونگے۔ اودھ
کے باغیون کا ایک گروہ تین چار سو سپاہیون کا مع چار توپون کے گنگا کے پار
کنڈا اپنی کے گاؤن کے قریب فتح پور اور الہ آباد کی شاہراہ اعظم پر اترا ہے۔
جیمس اوٹرم نے ان باغیون کی گوشمالی کے لیئے میجر ایر کو سپاہ کے ساتھ بھیجا۔ باغی
انکو دیکھ کر کشتیون مین بیٹھ کر دریا پار جانے لگے۔ ایر صاحب کے سوارون نے انہین
گھیرا تو باغیون نے جانا کہ اب دشمن کے ہاتھ سے کوئی مفر نہین تو انہون نے
خود اپنی کشتیون کو ڈبانا چاہا مگر انہین سے ایک کشتی کچھ اڑی باقی وہ نہ اڑا سکے
تو انہون نے اپنی توپون کو دریا مین ڈالا اور خود حیران پریشان ہو کر بھاگے انہین سے
کسی ایک شخص نے بھی اپنے تئین حوالہ نہین کیا مگر تین بچکر بھاگ گئے ایک اور گروہ باغیونکا
اودھ سے انکی حمایت کرنے آیا تھا مگر میجر ایر نے اسکو بھی مار کر گنگا پار بھگا دیا۔ اب اوٹرم
صاحب کے لیئے سارا رستہ صاف ہو گیا اور وہ ۱۶ ستمبر کو کانپور مین آگئے اور انہون نے

اپنی نیک دلی اور ایثار نفسی سے یہہ اورڈر دیا جسکی امثال شاید ہی ہندستان کی تاریخ مین کمتر ملینگے" کہ لکھنؤ کے محصورین کو محاصرہ سے نکالنے کا کار عظیم بریگیڈیر جنرل ہیولک سی بی کے سپرد ہوا تھا میجر جنرل اوٹرم صاحب یہہ جتاتا ہے کہ یہہ کام ان ہی کے سپرد رہے انہون نے اب تک اس کام کو کمال دانشمندی اور بہادری سے انجام دیا ہے اس کے انجام دینے کی عزت کے بھی وہی مستحق ہین خدا کے فضل و کرم سے وہ اور انکی سپاہ اس کام کو نیک فرجام بنائین گے تمام کام ملیٹری میجر جنرل ہیولک کے سپرد رہین گے اور مین چیف کمشنری کا کام سول کا ان کے ماتحت کرونگا سپاہ بحیثیت سپہ سالار رہین گے ہر دکاندار ہی حکم اعلان کیا کہ میجر جنرل سر جیمس اوٹرم کے سی بی نے اپنے لیئے جو نیکنامی حاصل کی ہے وہ اور دن کے ساتھ شان و شکوہ و عظمت مین شریک ہوگا۔ اسنے جو بریگیڈیر جنرل ہیولک سی بی کو اودھ کی جنگ آرائی کا اپنا کام سپرد کیا ہے جسین اسکی کوئی خودغرضی شامل نہین ہے اس کے کامون کی قدر و قیمت بیان نہین ہوسکتی۔

ہیولک صاحب پاس سب قسم کی سپاہ تین ہزار ایکسو اناسی (۳۱۷۹) تھی جسکی تفصیل یہہ ہے کہ یوروپین پیادہ ۲۳۵۸ اور یوروپین والنٹیر سوار ۱۰۹ اور یوروپین ارٹلری ۲۸۲ سکھ پیادے ۳۴۱ ہندوستانی غیر آئینی سوار ۵۹ کل ۳۱۷۹ یہہ سپاہ تین برگیڈ مین منقسم ہوئی اول برگیڈ کے افسر اعلے نیل صاحب دوسرے برگیڈ کے افسر اعلے بریگیڈیر ہیملٹن صاحب اور تیسرے برگیڈ کے افسر اعلے میجر کوپر صاحب تھے ——— علاوہ انکے ایک سو نو والنٹیر تھے جنمین سر ولیم اوٹرم بھی تھے اور ۵۹ غیر آئینی بارہوین رجمنٹ کے سوار جنپر کپتان ایل بیرو کو پورا اعتبار تھا۔ یہہ سپاہ جب ۱۶ کو جمع ہوئی تو یہہ بات قرار پائی کہ جب تک گنگا پر پل نہ بنے سپاہ دریا پار نہ اترے۔

اس اثنا مین باغی چوکنے ہوئے۔ ۱۷ کو انکا ایک گروہ گنگا کے دوسرے کنارہ پر آیا وہ پار تو نہ اتر سکے مگر دریا مین جو گھاس لمبی کھڑی تھی اسکی آڑ مین انگریزی سپاہ سے لڑتے رہے مگر انگریزون کی توپون نے اسکو مار ہٹایا۔ ۲۰ ستمبر کو پل تیار ہوگیا تھا کہ دشمنون نے پھر پل کے سرے پر توپین لگائین مگر پھر وہ شکست پاکر پسپا ہوا۔ ۱۹ کو پل

ہیولک صاحب کو اودھ کی جنگ آرائی کا کام سپرد ہونا

۱۹ ستمبر کو فوج کا دریا سے اترنا

تیار ہو گیا اور اسیر سے سپاہ نے حملہ کیا دشمنون کی اس سپاہ سے مٹھ بھیڑ کی مگر شکست پائی ۔
جب لشکر انگریزی منگل وار پر پہنچا تو اسکو معلوم ہوا کہ دشمنون کا بڑا ہجوم یہان ہے
دشمنون سے یہان لڑائی ہوئی انکی دو توپین اور بہت سے علم اور ایک ہاتھی انگریزی لشکر نے
چھینا اور ایک سو چالیس آدمیون کو قتل کیا۔ پانچ سپاہیون کو توجنرل کے بیٹے لفٹنٹ ہیولک
ایڈی کیمپ نے اپنے ہاتھ سے مارا ۔ باغی ایسے بے سرو پا بھاگے کہ اپنے پاؤن کی
جوتیان چھوڑ گئے کہ بھاگنا آسان ہو۔ انگریزی سپاہ نے اناؤن مین کچھ دم لیا اور کھانا
کھایا ۔ آدھ گھنٹے یہان ٹھیرے پھر بشیرت گنج پہنچے ۔ یہان سے بھی باغی بھاگ گئے تھے
لشکر انگریزی ایک سرائے مین جو ایسی وسیع تھی جس مین سارا لشکر سما سکتا تھا ٹھیرا ۔
مینہ اس شدت سے برسا تھا کہ ہر شخص کی کھال تک تر ہو گئی تھی دو گھنٹے کے بعد بھیگتے
آئے تو تھکی ہوئی سپاہ کو خشک کپڑے پہننے کو اور ڈنر کھانے کو نصیب ہوا ۔
دوسرے دن صبح کو بڑی شدت سے مینہ برسا لشکر ۱۶ میل سفر کرکے موضع بنی مین
پہنچا ۔ یہہ مقام بڑا مستحکم و استوار تھا اور یہان لشکر کو سائی ندی کے پار بھی اترنا تھا
جسکا پختہ پل اینٹ کا بنا ہوا تھا ۔ باغیون نے اس پل کو توڑا نہین یہہ انکی غلطی تھی دشمنون کے
اوسان ایسے خطا ہو گئے تھے کہ انکو کوئی تدبیر انگریزی لشکر کے روکنے کی سوجھتی ہی نہین
تھی ۔ باغیون نے اپنے اس مستحکم مقام کو بغیر حملہ کے چھوڑ دیا ۔ بنی لکھنؤ سے ۱۸ میل پر تھا
ہیولک صاحب نے ایک شاہانہ سلامی توپون کی اتاری جس سے لکھنؤ کے محصورین کو
اطلاع ہو جائے کہ ان کے چھڑانے والے آن پہنچے ہین رات کو بنی مین سپاہ سوئی
۲۳ ستمبر کو چلنے سے پہلے سپاہ نے حاضری کھائی ۔ ساڑھے آٹھ بجے وہ سفر کر رہے تھے کہ
بارش کم ہو گئی مگر حبس بڑا تھا ۔ سپاہی عالم باغ کی طرف بڑھے راستہ مین کوئی دشمن نہ ملا
مگر عالم باغ مین جو ایک فصیل دار باغ ہے باغیون کی سپاہ کا ہجوم تھا انہون نے مورچہ بندی
بڑے قرینہ سے کی تھی اور توپین اپنے موقع پر چڑھائی تھین مگر ہیولک صاحب نے
اسکو نرغہ مین کرکے دشمنون کو اس باغ سے نکالدیا اس باغ سے باغیون کو نکالکر لشکر
انگریزی آگے بڑھا تو لکھنؤ کے مکانات عالیشان اور اس کے بلند مینار اور برج انگریزی

سپاہ کی نظرون کے سامنے آئے۔ دشمنون نے اپنر حملہ کیا اور دو منزلی بیلی کوٹھی کو جو بڑی مضبوط تھی اپنی پناہ گاہ بنایا۔ بارش کی وہ کثرت تھی کہ سپاہیون کی کھال تک تر بتر ہو رہی تھی۔ ہیولوک صاحب اپنی سپاہ کو پھر عالم باغ مین لائے۔ سپاہ رات کو بعض چھپرون مین بعض کھلے میدان مین سوئی یہان پر مژدہ جان فزا ۲۵ ستمبر کو آیا کہ دہلی فتح ہو گئی جسکی خوشی مین سپاہ نے چیرز کا وہ غل شور مچایا کہ زمین سے آسمان پر پہنچا ۲۴ ستمبر کو لشکر نے آرام کیا اور ۲۵ ستمبر کو پھر وہ آگے بڑھا اور چادر باغ کے پل پر پہنچا اور اسکو بڑی مشکل سے فتح کیا۔ جنرل ہیولوک کے بیٹے نے نیل صاحب سے جھوٹ موٹ آنکر کہدیا کہ جنرل ہیولوک کا حکم ہے کہ اس پل پر آپ حملہ کرین۔ غرض بڑی جان لڑا کر اس پل کو فتح کیا۔ پھر لشکر شہر مین داخل ہوا۔ جہان اسپر ہر کوچہ و ہر برزن مین مکانات کے اوپر سے گولیان ماری جاتی تھین اور توپون کے گولے مارے جاتے تھے مگر انگریزی سپاہ کی بہادری سب مزاحمتون پر غالب آئی۔ ولیم ہولفرٹ نے چار باغ کے پل پر وہ اپنی شجاعت دکھائی کہ وکٹوریا کراس انکو انعام ملا۔ اگرچہ عقب مین سپاہ انگریزی دشمنون سے لڑ رہی تھی مگر آگے سپاہ نے قدم بڑھایا۔ نیل صاحب مارے گئے اس بہادر کے مارے جانے کا جو مان کے پیٹ سے سپاہی پیدا ہوا تھا انگریزی سپاہ پر بڑا صدمہ ہوا۔ سپاہ جو آگے بڑھی اسکو جو سخت مزاحمتین پیش آئین اسنے سب کو رفع دفع کیا اور بیلی گارڈ کا دروازہ جو مدت سے تنگ تھا اسکے آنے کے لئے کھولا گیا اور سپاہ نے بیلی گارڈ کے فرحت محل کے درمیان آرام کیا۔ بعض سپاہی ریسیڈنسی مین رات ہی کو داخل ہوئے۔ بعض دوسرے روز صبح کو۔ عقب کی سپاہ کو موتی محل پر سے باغیون نے سخت نقصان پہنچایا۔ ایک توپ چھن گئی تھی اس کے واپس لینے مین بھی لڑائی ہوئی۔ پھر ریسیڈنسی مین ساری توپون کے لئے رستہ کھولا گیا۔ تھوڑی سی سپاہ سے محاصرہ مین ---- محصورین کی امداد مین بڑا بھاری نقصان ہوا۔ ۲۶ ستمبر تک پانچ سو چونسٹھ افسر و سپاہی مارے گئے اور ستتر گم ہوئے۔ یہہ گم شدہ سپاہی زخمی یا بیمار تھے اس لئے غالباً وہ بھی قتل ہوئے ہونگے انکو مقتولین مین شمار کرنا چاہیئے اس لیئے ان دونو تعدادون کا مجموعہ

ایک سو اڑتیس مقتولین سمجھنا چاہیئے۔ غرض کل مجموعہ مقتولین کا سات سو دو افسرون اور
سپاہیون کا۔ غرض جس بہادری سے اس محاصرہ مین محصورین کی امداد کی گئی ہے
ساری تاریخ مین کوئی مثال ایسی نہین ملیگی جو اسپر سبقت رکھتی ہو۔ بڑے بڑے بہادرون نے
اس لڑائی مین جان دینے مین حیات جاوید پائی۔ فقط

# حصہ سوم

## تاریخ بغاوت ہند

### باب اول

### آگرہ کی حیرانی اور دوآبہ

#### دہلی کی فتح کے بعد روانگی لشکر

اس واقعی امر پر کہ اگر فتح کے بعد پیروی نہ کی جائے تو فتح بیکار ہے۔ جنرل ولسن نے دہلی کے فتح ہونے کے بعد بلند شہر اور علی گڈھ پر لشکر بھیجا کہ وہ باغیون کا استیصال کرے اس لشکر کے افسر لفٹنٹ کرنیل اڈورڈ گریٹ ہیڈ صاحب مقرر ہوئے اس لشکر مین دو ہزار سات سو نوے سپاہی بہ تفصیل ذیل تھے۔

| | یوروپین | ہندوستانی |
|---|---|---|
| کپتان ریم فنکش کا ترپ اسپی توپخانہ پانچ توپون کا۔ | ۶۰ | — |
| کپتان بلنٹ کا ترپ اسپی توپخانہ پانچ توپون کا | ۶۰ | — |
| کپتان بورچیر کا بیٹری چھہ توپون کا | ۶۰ | ۶۰ |
| سیپر | — | ۲۰۰ |
| ملکہ معظمہ نوین لیین سر | ۳۰۰ | — |
| پہلی و چوتھی و پانچوین پنجابی رسالے سوار و لنکے و ہوڈسن سوار | — | ۴۰۰ |
| ملکہ معظمہ کی آٹھوین و پچہترین رجمنٹین | ۴۵۰ | — |
| پہلی اور چوتھی رجمنٹین پنجابی پیدلون کی | — | ۱۲۰۰ |
| میزان کل | ۹۳۰ | ۱۸۶۰ |

یہہ سپاہ ۲۴ ستمبر کو روانہ ہوئی پہلی منزل اسکی غازالدین نگر مین اور دوسری منزل دادری مین۔ تیسری منزل ۲۷ ستمبر کو سکندرآباد مین ہوئی۔ اس قصبہ کو گوجرون نے ایسا لوٹا تھا کہ کسی مکان کی چھت باقی نہین رہی تھی۔ ۲۸ ستمبر کی صبح کوٹ کر چلکر بھوڑ پر جہان سڑکون کا چوراہہ ہے پہنچا۔ وہ بلندشہر سے دو میل کے فاصلہ پر ہے۔ بلندشہر سے تین کوس مالاگڈھ تھا جسمین ولیدادخان دلی کے بادشاہ کا سمدھی بادشاہ کی طرف سے حکمرانی کرتا تھا۔ اس پاس سپاہ بادشاہ نے پہلے بھیجی تھی اور کچھ اب دلی سے بھاگ کر سپاہ جمع ہوئی تھی۔ اس سپاہ سے لڑائی ہوئی۔ باغیون کو شکست ہوئی اور وہ بڑا نقصان اٹھا کر بھاگے اور ولیدادخان بھی مفرور ہوا۔ اسکا قلعہ مالاگڈھ خالی پڑا تھا وہ یکم اکتوبر کو سرنگون سے اڑایا گیا۔ اتفاقاً لفٹنٹ ہوم سرنگ اڑانے مین خود اڑ گئے۔ دہلی کے کشمیری دروازہ کے اڑانے والون گروہ مین صرف یہی ایک زندہ تھے وہ اڑ گئے اور منجملہ سینتالیس سپاہی مقتول و مجروح ہوئے۔

۳ اکتوبر کی دوپہر کو لشکر خورجہ مین پہنچا۔ اول چیز جو اسنے دیکھی وہ ایک پل پر بے سر ایک لاش تھی جسمین فقط پوست اور شکستہ استخوان باقی تھین ڈاکٹرون کی تشخیص مین وہ کسی انگریزن کی لاش تھی جس کے سبب سے سپاہ کی آنکھون مین خون اتر آیا۔ اہل خورجہ کو اس جرم کی وہ سزا دیتے مگر اہل خورجہ نے اپنی بیگناہی کا اظہار کیا اور کہا کہ ہم سرکار کے غلام ہین اس لیئے انکو شبہ جرم کا حق دیا گیا۔ بعض باغی سپاہی چھپے ہوئے وہان ملے جنکو پھانسی دیگئی جہان انگریزی لشکر خیمہ زن تھا۔ وہان ایک فقیر ملا جو کسی سے بات نہین کرتا تھا۔ جب اسسے انگریزون نے بات کی تو اسنے تھالی کی طرف اشارہ کیا جس کے نیچے سے ایک صندوقچی نکلی جسکے اندر یونانی خط مین جنرل ہیولوک کی چٹھی لکھی ہوئی تھی جسکا مضمون یہہ تھا کہ مین لکھنؤ کو محصورین کی رفع تکلیف کے واسطے جاتا ہون جسقدر جلد ممکن ہو میری کمک کے لیئے سپاہ بھیجی جائے اسکی سخت ضرورت ہے میرے پاس تھوڑی سپاہ ہے اور باربرداری نہین اس لیئے گریٹ ہیڈ صاحب نے یہہ مصمم ارادہ کیا کہ جسقدر جلد ممکن ہو کانپور مین پہنچنا چاہیئے۔ جہاجر کے قریب خورجہ سے سولہ میل پر ایک گاؤن مین ایک ہیم

سیتاپور سے ایک سوار کے ساتھ چلی آئی تھی اور اس سے نکاح پڑھا لیا تھا۔ لفٹنٹ روبرٹس صاحب کو مخبر نے اسکی خبر دی وہ اس پاس دوڑے گئے میم سے ملے جسکی عمر سولہ برس کی ہوگئی۔ اُس نے کہا کہ مین اپنے حال مین خوش ہون اس لیئے صاحب اسکو چھوڑ کر کیمپ مین واپس آگئے۔

سومنہ مین رات کو لشکر نے آرام کیا یہان یہ خبر سُنی کہ کرشن مسلان و جیل خانہ کے چھوٹے ہوئے قیدی اور آس پاس کے باغی رجپوت تیار ہین کہ جب انگریزی لشکر آگے بڑھے تو اس سے لڑین انکو یہہ امید تھی کہ دہلی سے جو باغی بھاگے ہوئے آئے ہین وہ بھی انکے مدد معاون ہونگے۔

۵۔ اکتوبر کی صبح کو انگریزی لشکر علی گڈھ کے سامنے آیا۔ انگریزی لشکر کے روکنے کے لیئے ایک غول آیا جسمین سپاہی نہ تھے مگر وہ غل بہت مچاتا تھا ڈھول وھوپ بجاتا تھا اور فرنگیون کو خوب گالیان دیتا تھا وہ انگریزی توپخانہ کو دیکھتے ہی شہر کے اندر بھاگ گیا اور دو توپین اپنی چھوڑ گیا۔ پھر شہر سے بھی نکلکر باہر بھاگا تو سوارون نے اسکا تعاقب کئی میل تک کیا۔ کھیتون مین درختون کے اندر اس کے آدمی قتل ہوتے تھے انگریزون کا نقصان بہت تھوڑا ہوا۔ علی گڈھ کے باشندون نے باغیون کے ہاتھ سے بہت ظلم و ستم اُٹھائے تھے اس لیئے انگریزون کے آنے سے وہ بڑے خوش ہوئے اور لشکر کے لیئے سامان رسد خوب جمع کیا۔ علی گڈھ مین دو کمپنیان پنجابیون کی چھوڑی گئین کہ وہ ضلع مین بندوبست رکھین۔ علی گڈہ سے چودہ میل پر اکبرآباد مین سرک کلان پر دو توام بھائی رجپوت منگل سنگھ اور مہتاب سنگھ آگئے تھے انہون نے ایام غدر مین ایسا سر اُٹھایا تھا کہ سرکار نے انکے سرون کے لیئے انعام مقرر کیا تھا انکا گرفتار کرنا ضرور تھا۔ انگریزی سپاہ نے اکبرآباد کو جا کر گھیر لیا۔ وہ بھاگے اور بھاگتے ہوئے مارے گئے اور ان کے گھرون مین سے تین توپین اور لوٹ مین لیڈیون کا بہت اسباب برآمد ہوا۔

آگرہ سے خط پر خط ہر زبان مین اور رموز مین گریٹ ہیڈ صاحب پاس آتے تھے کہ وہ آگرہ مین جسقدر جلد ممکن ہو آئین۔ ۹۔ اکتوبر کو لشکر بیجے گڈھ مین آیا جو آگرہ سے اڑتالیس میل تھا

ان شہر توان کے سبب سے ۱۹ ستمبر کو گورنمنٹ کا یہ حکم جاری ہوا کہ قلعہ کے آگے بڑی
بڑی عمارتین اور خاص کر جامع مسجد ڈھا کر میدان صاف کیا جائے کہ وہ توپون کی مار کے
مارنے نہ ہون ۔

۲۳ ستمبر کو گورنمنٹ کے حکم سے کرنیل ہیو فریزر آگرہ کے چیف کمشنر مقرر ہوئے ۔

جب دہلی بالکل فتح ہوگئی تو یہ امید تھی کہ دہلی سے سپاہ گوڑگانوہ اور متھرا کی راہ سے آگرہ
بھیجی جائے گی ۔

جب آگرہ مین یہ خبر آئی کہ دہلی سے سپاہ کانپور کو روانہ ہوئی تو اُسنے اس سپاہ پر بڑا تقاضا
شروع کیا کہ وہ آگرہ مین آنکر اسکو باغیون کے ہاتھ سے بچائے اور ممالک مغربی مین انگریزی
عملداری جمائے ۔

یوروپین جو قلعہ مین مدت سے قیدیون کی طرح رہتے تھے گریٹ ہیڈ کے لشکر کے پہنچنے سے
آزاد ہوئے وہ بڑے خوشی خوشی اپنے دستون سے باہر ملنے آئے ۔ جب سپاہ یہان
آئی تو باغیون کا جن کے ہونے کا بڑا غل شور تھا پتا نہ تھا انکی نسبت یہہ مشہور تھا کہ وہ انگریزی
لشکر کے آنے کی خبر سنتے ہی کاری ندی کے پار چلے گئے جو آگرہ سے بیس میل ہے اور
گوالیار کو بھاگے جاتے ہین ۔ اس بات پر یقین نہین ہوتا تھا کہ باغیون کا ایک زبردست
غول فقط انگریزی سپاہ کے آنے کی شہرت سے اسطرح بھاگ جائے ۔ آگرہ کے
محکمہ مخبری نے لشکر کو یقین دلادیا کہ خاطرخواہ آرام کرنے کے بعد پھر باغیون کا تعاقب
کیا جائے ۔ مگر آگرہ کا انتظام ایسا سست و ضعیف ہوگیا تھا کہ اسکی کسی بات کا اعتبار کم ہوتا
تھا ۔ اسوقت آگرہ کی گورنمنٹ ایسے افسرون کے ہاتھون مین تھی جو اسوقت کی ضرورتون کو
کم سمجھتے تھے اور نہ ایسے کام کرتے تھے کہ جنسے انکو خود عزت حاصل ہو یا سرکار کا فائدہ ہو
بریگیڈیر نے ملیٹری قوانین کے موافق پکٹ نہین بٹھائے حکم دیدیا کہ جب خیمے ڈیرے
آجائین تو پریڈ کے میدان مین لگائے جائین اور وہین لشکر فروکش ہو ۔

جنرل روبرٹس صاحب اپنی تاریخ جیل ریک رسالہ مین لکھتے ہین کہ خیمون اور اسباب کے آنے مین
دیر تھی اس لیئے مین اور نورمن اور وٹسن تینون ساتھ قلعہ مین حاضری کھانے گئے

وہان ہم جاکر بیٹھے ہی تھے کہ لیڈیون کے ساتھ کھانا کھاتے کہ توپون کی آوازون سے چونک پڑے ایک میزبان نے قلعہ کے ایک مقام مین جہان سے وہ گروہ کا حال دیکھہ سکتا تھا جاکر دیکھا کہ لڑائی ہو رہی ہے اسنے لپک کر ہم کو خبر دی کہ لڑائی ہو رہی ہے -

یہہ خبر سنکر ہم جلدی سے گھوڑون پہ سوار ہوئے - قلعہ سے باہر اس سمت مین کہ آتش جنگ نظر آتی تھی سرپٹ گھوڑے دوڑائے - کیمپ کی طرف آدھی دور آئے ہونگے کہ دیکھا رستے مین مرد عورت بچے سب رنگ کے اور جانور آپس مین ملے جلے ابتر و پریشان چلے آتے ہین وہ ایسے گھبرائے ہوئے چیخ کر دہائی مچاتے جاتے تھے کہ گویا دیو انکے پیچھے چلے آتے ہین -

انگریزی لشکر پر باغیون کا دفعتہً آن پڑنا

قلعہ مین جو لوگ پناہ گزین تھے وہ مدت سے قیدی بن رہے تھے اب انکو کیلون کے آنے سے اطمینان ایسا ہوا تھا کہ وہ قلعہ سے باہر نکل کر اپنے اپنے اجڑے ہوئے گھرون کو دیکھنے گئے تھے - شہر کے ڈیڑھ لاکھ باشندون مین سے دو تہائی اس لشکر کی سرکو آئے تھے جو دہلی کو فتح کر کے آئے تھے جنپر ابتک انکو یقین نہین آتا تھا - یہہ طرح طرح کا ازدحام اول ہی توپ کی آواز سنکر خوف زدہ ہو کر شہر اور قلعہ کی طرف بھاگا اور وہ راستہ مین ان لوگون سے ملا جو کیمپ کا بھاری اسباب لیئے چلے آتے تھے فوراً ہاتی اونٹ گھوڑے کہار جو بیمارون اور زخمیون کی ڈولیان لئے آتے تھے اور بیل جو بھاری اسباب کے چھکڑون مین جتے ہوئے تھے سب دفعتہً چونک پڑے اور ان مین بھگڑ پڑ گئی - ہاتھی اور ان کے مہاوت ڈرے وہ آپس مین گڈمڈ ہو کر چنگھاڑتے تھے - گاڑیبان بیچارے تھکے ہوئے بیلون کی دمین مروڑتے اور انپر آرہین چلاتے تھے کہ وہ جلد چلین - ساربان اونٹون کی نکیلین ایسی کھینچتے تھے کہ انکے نتھنے چرے جاتے تھے - غرض ہر ایک یہہ کوشش کرتا تھا کہ جانورون کو غیر معمولی تیز رفتاری سے چلائے - ہم اس بھیڑ بھاڑ کو چیر پھاڑ کر کارزار مین پہنچے تو وہان مین نے دیکھا کہ بڑی کی زمین پہ الگ الگ لڑائیان ہو رہی ہین - ایک جو سوارون کی لڑ رہی ہے - پیادون مین تلوارین اور سنگینین چل رہی ہین - دشمنون کے سوارون نے پا پلٹن کی توپخانہ پر حملہ کر کے اسکو اپنے قبضے مین کر لیا ہے (وہ اسکو کچھ تھوڑی دور لیجانے مین بھی کامیاب)

پچھترہوین پلٹن اپنا مربع دشمنون کے سوارون سے لڑنے کے لیئے بنا رہی ہے۔ اور پلٹن کے کچھ بائین طرف اسپی توپخانہ اور ہیوجیبر کی بیٹری توپین پارک مین سے چلا رہے ہین بغیر اسکے کہ انکا ساز درست ہو۔ ہندوستانی اور سائیس انکے گھوڑون پر جلدی جلدی ساز و سامان رہے ہین۔ داہنی جانب مین آٹھوین پیدل اور دوسری اور چوتھی پنجابی رجمنٹین مسلح ہو رہی ہین اور تین سکوئڈرن پنجابی سوارون کے ماتحت پروبائمن اور ینگ ہسبینڈ دشمنون کے بازو پر حملہ کرنے کے لیئے جلدی کر رہے ہین۔ ویٹسن صاحب تو اپنے پنجابی سوارون کی کمانڈ لینے دوڑ آگیا اور مین اور لونوین برگیڈ کی تلاش مین کسی طرف گئے۔ جب مجھے برگیڈیر نہین ملا تو مین سپیر افسر میجر ٹرنبک ٹرنر کے ماتحت توپخانہ کا کام کرنے لگا جو ارٹلری کے کمانڈر تھے بہ تدریج دشمنون کو مار کر ہٹایا اور تعاقب کرنے کے لیئے تیار ہوئے۔ اسوقت گریٹ ہیڈ میدان جنگ مین دکھائی دیئے۔

سپاہ کم تجربہ کار تھی اسپر دفعتہً دشمنون کا آن پڑنا غالباً خطرناک نتائج پیدا کرتا۔ بہت سے سپاہی چند خیمون مین جو آ گئے تھے یا اور امن کے مقامات مین جو سرد ست مل گئے سوئے پڑے تھے اُنپر ایک گولا اور اس کے بعد دوسرا گولا اس بیٹری سے آیا جو سامنے کھیتون کے دراز درختون مین چھپا ہوا تھا۔ اسوقت چھ باغی نقارہ بجاتے ہوئے نوین لین سر کے کوارٹر گارڈ مین آئے اور سنتری کو انہون نے قتل کیا۔ وہ پروبائن کے سپاہیون کی طرح لال کرتیان پہنے ہوئے تھے اس مغالطہ سے وہ گارڈ کے قریب آ گئے کہ وہ پروبائن کے سپاہی سمجھے گئے اس کے بعد ہی دشمن کے سوارون نے ایک عام حملہ کیا جس سے لڑائیون کا ایک سلسلہ اسوقت بند ہوا تھا کہ ہم وہان پہنچے۔ کمانڈر موجود نہ تھا کوئی نہین جانتا تھا کہ اسوقت سپیر افسر موجود ہے اس لیئے ہر ایک رجمنٹ اور بیٹری اپنی دانائی اور ہوشیاری کے موافق لڑتی تھی سپاہین طرفتہ العین مین تیار ہو گئین اور دشمن کے پرے ہٹانے مین مصروف ہوئین توپخانہ دشمنونکی توپون کا جواب دیتا تھا۔ پیدلون سے جو کچھ ہو سکتا تھا وہ انہون نے کیا اگر وہ ہٹ سے

پابند ہو رہے تھے کہ دوستون کو بہ نسبت دشمنون کے زیادہ نقصان نہ پہنچا لیکن اس لیئے
سارے دھاوے سوارون ہی کے ہوتے تھے۔ نوین لین سر نے متواتر حملے کیئے ایک
ترپ لمبنٹ کی توپین جنکو دشمنون نے چھین لیا تھا پھر چھین کر واپس لایا۔ کپتان فریخ اور
جونس مارے گئے۔ ویٹسن پرو بائن اور ینگ ہسبینڈ نے اپنے سکوئڈرین
سے داہین بازو کو صاف کیا اور دشمن کی دو توپین چھین لین اور بعض علم لے لیئے اور
ہیوگف صاحب نے بھی اپنے سکوئڈرین سے بازو پر یہی کام کیا۔ اس موقع پر پردبائن
صاحب نے ایسے بہادرانہ کام کیئے کہ انکو وکٹوریا کروس انعام ملا۔ گریٹ ہیڈ صاحب
آ گئے انہون نے عام حکم آگے بڑہنے کا دیا۔ دشمن کے تعاقب کے لیئے بڑھ ہی رہے
تھے کہ تیسری یوروپین رجمنٹ اور فیلڈ ارٹلری کو لفٹنٹ کرنیل کوٹن صاحب ساتھ لیکر
قلعہ سے باہر آئے وہ بریگیڈیر سے سینیر افسر تھے اس لیئے سپاہ کا کمانڈ انکے
سپرد ہوا۔ تاوقت توقف اس سبب سے ہوا کہ انکو مقام کا حال بالتفصیل دریافت کرنا
پڑا جب انکو اطمینان ہو گیا کہ دشمن کا تعاقب کرنا چاہیئے تو انہون نے گریٹ ہیڈ صاحب
کے حکم پر دستخط کر دیئے اور ہم دشمن کے تعاقب کرنے کے لیئے چلے۔
ہم نے بھاگتے ہوئے دشمن کو جا لیا جو کبھی کبھی مڑ کر ٹھیر جاتا تھا مگر اسکا اثر کچھ نہین ہوتا تھا
چار میل چلکر ہم دشمن کے کیمپ پر پہنچے وہ بڑی وسیع جگہ مین پھیلا ہوا تھا اس کے لانے
اور لگانے مین بڑا وقت صرف ہوا ہوگا۔ آگرہ کے حکام ایسے غافل تھے کہ دشمن ایسا
قریب آ گیا اور پھر بھی اسکی خبر نہ ہوئی پیدل اپنا کام خوب کر چکے تھے تقریباً ساٹھ گھنٹون
سے وہ سفر کر رہے تھے ایک یا دو دفعہ کچھ دیر کے لیئے بیچ مین ٹھیرے تھے تیسری یوروپین
رجمنٹ تھی جو قلعہ مین مدت سے بیکار بیٹھی تھی گرمی مین دن بھر کام کر چکی تھی اور موٹی سرخ
کرتیان پہنے ہوئے تھی وہ درست لباس نہ تھی۔ دشمن اپنی توپون کو ساتھ نہین لے جا سکا
اس لیئے پیدلون کو تو دشمن کے کیمپ مین چھوڑا کہ وہ وہان اپنا دل بہلائین اور
اسباب منگوائین۔ ہم ارٹلری اور سوارون کو ساتھ لیکر آگے بڑھے۔ یہہ شکار بڑا دل کا
ابھارنے والا تھا۔ سب قسم کا مال اسباب ہمارے ہاتھ آیا پہلے اس سے کہ ہم کاری ندی

پہنچے۔ تیرہ توپین ہمارے ہاتھ آئین جنین بعض بڑی تھین اور گولی باروت کا میگزین بہت ہاتھ آیا۔ دشمنون کا زیادہ نقصان نہین ہوا۔ ہندوستانی سپاہی جب فصیل پر کھڑے ہوتے ہین تو اسکے اندر عجب آسانی سے چلے جاتے ہین۔

ہمارا نقصان خفیف تھا افسر اور سپاہی بارہ مارے گئے اور ۳۰ زخمی ہوئے اور دو گم اور بیس آدمی بھیر کے مارے گئے۔

ہم نے سپاہ کے اور باربرداری کے جانورون کے آرام کے لیئے گیارہوین بارہوین و تیرہوین کو آگرہ مین قیام کیا۔ قلعہ کے اندر ہمارے زخمی ایک خوبصورت عمارت موتی مسجد مین بھیجے گئے جو اسپتال اسوقت بن رہی تھی جس مین سپاہیون کی بڑی خدمت گزاری لیڈیان کرتی تھین جو یہہ جانتی تھین کہ ہم دہلی کے کولم کی خدمات کا حق کافی نہین ادا کرسکتین۔

۱۴۔ اکتوبر کو جمنا کے بائین کنارہ پر انگریزی کیمپ آیا یہان دہلی مین جو تین سو سپاہی چھوڑے تھے وہ آنکر ملے۔ ۱۸۔ کو مین پوری مین جو آگرہ سے ستر میل تھا پہنچے راستہ ہی مین تھے کہ ہوپ گرینٹ کرنیل نوین لین سر کا کیمپ مین آیا کہ وہ کولم کا کمانڈ لے۔ وہ دہلی مین رہ گیا تھا اور گریٹ ہیڈ کے مقرر ہونے سے بڑا ناخوش تھا اسنے انکے تقرر کے حکم کو منسوخ کرادیا یہہ عہدہ اسکا حق تھا مین پوری کا راجہ تو باغی ہوگیا تھا وہ بھاگ گیا اور کئی توپین اور باروت اپنے قلعہ مین چھوڑ گیا تب لشکر نے بیسوین تاریخ یہان قیام کیا اور باروت کو اڑادیا۔ راجہ کا ایک رشتہ دار سرکار کا خیرخواہ تھا اسنے ڈھائی لاکھ روپیہ خزانہ کا بچایا تھا وہ پھر انگریزون کے حوالہ کردیا۔ یہان کے حکام سویلین جو آگرہ بھاگ گئے تھے وہ اب سپاہ کے ساتھ آئے تھے اپنے اپنے عہدہ کا کام کرنے لگے

۲۱۔ اکتوبر کو لشکر بیور مین پہنچا یہان برگیڈیر پاس سر جیمس اوٹرم کی لکھنؤ ریذیڈنسی سے یونانی خط مین چٹھی آئی کہ جلدی آؤ تو دوسرے دن لشکر ۲۸ میل سفر کر کے گورسہا گنج مین تھا اور ۲۳ کو میران کی سرائے مین آیا جو قنوج کے قریب تھا یہان باغیونکا گروہ تین سو سوارون اور پانچسو پیدلونکا تھا اور چار توپین یہہ باغی کالی ندی سے پار تھے۔ انگریزون نے چند گولے مارے تھے کہ باغی اپنی توپین

چھوڑ کر بھاگ گئے ۔ چار میل تک ان کا تعاقب کیا گیا باغی سوار گنگا مین اترے وہ اور ان کے گھوڑے بہت تھوڑے ہی گنگا پار اُترے ہونگے ۔ ۲۴ ۔ اکتوبر کو لشکر کانپور مین پہنچ گیا یہان ایسا انتظام کیا گیا کہ اس کولم مین پانچ ہزار پیدل ہو گئے ۔ ۳۰ ۔ اکتوبر کو گریٹ صاحب نے گنگا سے عبور کیا کہ عالم باغ جائین ۔ لیکن کمانڈر انچیف کے حکم سے انہون نے ایک گاؤن مین بنتھرا کے قریب قیام کیا وہ لکھنؤ کی جانب مین چند میل سے چار میل پر تھا ۔ اس گاؤن مین باغی تھے جن سے لڑائی ہوئی اور انکو مار کر بھگا دیا اور ان پاس ایک ہی نو پونڈ توپ جو سرکار کمپنی کی ملک سے تھی چھین لی ۔

وین کورٹ لنڈ کا دہلی کے شمال مغربی ضلعون کا انتظام کرنا ۔

وین کورٹ لنڈ صاحب مہاراجہ رنجیت کی سپاہ مین کرنیل تھے پھر سرکار کمپنی کے ملازم ہو گئے تھے اور بہت سے کارہائے نمایان کیئے انہون نے بہت سی ہندوستانی سپاہ بھرتی کی تھی اور وہ اس کے افسر تھے اس سپاہ کو ساتھ لیکر وہ دہلی کے شمال مغرب کے انتظام کے لیئے اسوقت دہلی سے روانہ ہوئے کہ گریٹ ہیڈ صاحب کا کولم آگرہ کو جاتا تھا ۔ انہون نے تمام بڑے بڑے دیہات بغیر کسی لڑائی کے مطیع کر لیئے ۔ ۲۶ ستمبر کو انہون نے تمام ضلع رہتک کو تابع کر کے اسکا بندوبست کر دیا اور تمام سول افسر اسمین مقرر ہو گئے ۔

بریگیڈیر شورس کا مغرب جنوب مین جانا ۔

بریگیڈیر صاحب سپاہ کو ساتھ لیکر دہلی کے مغرب و جنوب کے اضلاع مین انگریزی عملداری جمانے کے لیئے روانہ ہوئے ۔ اول راجہ بلب گڈھ کو جنے دہلی کے بادشاہ کی اطاعت کی تھی ہوڈسن صاحب اپنے ساتھ بگھی مین بٹھا کے بریگیڈیر پاس لائے ۔ ہوڈسن صاحب کی رائے مین راجہ مع مصاحبون کے قابل دار تھا مگر ابھی اسکی نسبت گورنمنٹ کا کوئی حکم قطعی نہین صادر ہوا تھا اس لیئے راجہ دہلی روانہ کیا گیا ۔ پھر رواڑی کے ضلع مین ہو کر لشکر جھجر پہنچا ۔ یہان کے نواب نے ۱۸ ۔ اکتوبر کو بغیر کسی مقابلہ کے اطاعت کی اس ریاست مین کانونڈ بڑا مستحکم قلعہ تھا جسپر چودہ توپین چڑھی ہوئی تھین اور پانچ لاکھ روپیہ تھا اسپر اکتالیس میل پندرہ گھنٹے مین سفر کر کے ہوڈسن کے سوارون نے قبضہ کیا ۔ پھر ریگستان کی سرحد پر پہنچکر شورس صاحب نے دہلی مراجعت کی اس مہم مین انہون نے چار قلعون پر قبضہ کیا بہت سے دیہات کو جلا کر خاک سیاہ کیا اور تقریباً ستر توپین لین اور آٹھ لاکھ روپیہ لیا ۔ اور

نواب جہجر اور راجہ بلبھ کو گرفتار کر کے دہلی بھیجا۔
ابھی شوورس صاحب دہلی مین آئے تھے کہ جنرل پینی پاس خبر آئی کہ جودھپور کے سوار
باغیون نے خیر خواہ مہاراجہ جے پور کے لشکر کو شکست دیکر ریواڑی پر قبضہ کرلیا ہے
اور تمام اس ضلع مین پھیل گئی ہین کہ جس مین لشکر ابھی ہوکر آیا ہے۔ دہلی میں سپاہ کا
ایک کولم مرتب ہوا اسکے افسر کرنیل جررڈ مقرر ہوئے۔ وہ دسوین نومبر کو دہلی سے روانہ ہوئے
اور ۱۳۔ نومبر کو رواڑی مین پہنچے اور قلعہ رواڑی پر پھر قبضہ کیا کسی نے مقابلہ نہین کیا۔
یہان لنسے اور سپاہ بھی آنکر مل گئی۔ پھر وہ نارنول کی طرف روانہ ہوئے۔ نارنول مین
دسوین نومبر کو باغیون کا بڑا ہجوم تھا وہ قلعہ نارنول پر قبضہ رکھتے تھے مگر یہہ پچاسوین یا
ساٹھوین دفعہ اس ایک ہی سال مین تھی کہ مستحکم مقام تعداد سپاہ ذاتی بہادری جب تک
کام مین نہین آسکتین کہ سپاہ کا ایسا جرنیل نہ ہو جو مقام کے استحکام سے اور سپاہ کی تعداد
کثیر سے اور اسکی ذاتی بہادری سے کام لینا نہین جانتا ہو اسکی بڑی عمدہ مثال یہ ہے کہ اگر
شیرون کی رہنمائی گدھے کرین تو شیرون سے کوئی نقصان نہین پہنچ سکتا۔ نارنول مین
باغیون کی سپاہ جی پور کی سپاہ کی شکست دینے کی خوشیان مناتی تھی۔ انکا سردار
صمد خان نواب جہجر کا خسر تھا جب اسکو انگریزی لشکر کی آمد کی خبر ہوئی تو اسنے کچھ
مورچہ بندی نہین کی۔ نارنول کو اسنے خالی کردیا۔ جرارڈ صاحب نے وہان جاکر دشمنون کو
نہ دیکھا مگر وہ اپنی مقام پر قبضہ کرنے کے لیئے پھر آئے تو انہون نے اسکو اپنے دشمنون کے
ہاتھون مین دیکھا۔ پھر وہ انگریزی لشکر سے بڑی بہادری سے لڑے۔ دیر تک یہ نہ معلوم
ہوا کہ لڑائی کا نتیجہ کیا ہوگا۔ دشمن اپنی مایوسی کی حالت مین بڑی بہادری سے لڑے۔
مگر آخر کو انہین پوری شکست ہوئی مگر جرارڈ صاحب اس لڑائی مین مارے گئے۔ انکی جگہ کول فیلڈ
مقرر ہوئے۔ انہون نے قلعہ نارنول کی عمارات سے باغیون کو نکالا باغی مہاراجہ الور کے
راج کی طرف بھاگے انگریزی سپاہ انکے تعاقب مین بھیجی گئی اور لفٹنٹ کرنیل کپن صاحب
دہلی سے سپاہ لیکر گئے۔ مگر انکو حکم ہوا کہ وہ کمانڈر انچیف کے کیمپ سے جاکر ملین وہ غلہ اور
ذخائر اسقدر ساتھ لے گئے جسکا تانتا سڑک پر اٹھارہ میل تک لگا۔

کوہ مری پر لیڈی لارنس مقیم تھیں۔ پہلی ستمبر کو انکے ایک ملازم نے اسسٹنٹ کمشنر کو اطلاع دی کہ آج رات کو حملہ ہوگا۔ یہہ خبر سچ تھی۔ پہاڑی آدمی آدھی رات کو اس امید مین کہ فتح آسانی سے ہوگی آئے مگر پولس نے اور چند انگریزون نے انکا ایسا مقابلہ کیا کہ تھوڑی دیر لڑکر وہ بھاگ گئے انہین سے بہت آدمیون کا تعاقب ہوا اور وہ گرفتار ہوئے باقی ہزارہ مین بھاگ گئے وہان کے باشندون نے انکو گرفتار کرکے میجر صاحب کے حوالہ کیا جنہون نے انکو سزا دی۔

مری کی سرکشی

ملتان کی سرکشی خوفناک تھی۔ ۴ ستمبر کو چیف کمشنر پنجاب کو خبر ہوئی کہ ملتان مین سرکشی ہوئی اور گوگیرا کے مسلمان جہاد پر آمادہ ہوئے ہین تین گھنٹے کے عرصہ مین انہون نے جسقدر وہ سپاہ بھیج سکتے تھے بھیجی۔ کچھ عرصہ تک گھنے جنگلون اور دلدلون نے انکو حملہ سے روکا۔ آخر کو انگریزی سپاہ نے گڈریون کی رہنمائی سے ان پر حملہ کیا اور شکست دی۔ پھر کوئی دنگہ فساد ایسا نہین برپا ہوا کہ وہ پنجاب کے امن امان مین رخنہ اندازی کرتا۔

ملتان کی سرکشی

دلی کے فتح ہونے کے بعد برٹش کی صولت وسطوت کا سکہ پنجابیون کے دلون مین ایسا بیٹھ گیا کہ انکو سوا خیر خواہی کے کچھ اور خیال نہین پیدا ہوا۔

# باب دوم

## بنگال کی سرگذشتیں اور تیاریان

### سر کولن کیمبل کی تشریف آوری کے وقت ہندوستان مین انگریزی عملداری کی حالت

سر کولن کیمبل بڑے عاقل فرزانہ زمانہ دیدہ تجربہ کار سپہ سالار تھے وہ معرکہا عظیم مین ایشیا و یورپ مین اپنے جوہر جوانمردی و شجاعت دکھا چکے تھے اس زمانہ مین انکی برابر کوئی اس عہدہ جلیل القدر کمانڈر انچیف پر دوسرا شخص نہین مقرر ہو سکتا وہ سب طرح سے سپہ سالار

ہونے کے لیئے سزاوار تھے۔ وہ ۲۴- اگست ۱۸۵۷ء کو کلکتہ مین رونق افروز ہوئے۔
انکی تشریف آوری کے وقت ہندوستان مین انگریزی عملداری کی بدترین حالت تھی
ممالک شمالی ومغربی و دہلی و رہیلکھنڈ اور اودھ مین سے انگریزی عملداری اٹھ گئی تھی
پنجاب مین ابال آرہے تھے سنٹرل انڈیا مین بغاوت منھ پر نقاب ڈالے ہوئے
بیٹھی تھی۔ ہندوستان مین انگریزی سلطنت کی بقا دہلی کی فتح پر تھی اور وہ انگریزون کے
قبضہ مین نہ تھی۔

جو اضلاع کہ باغیون کے قبضہ مین تھے انکے جو آخر حالات معلوم ہوئے تھے اُنسے
دلجمعی نہین ہوتی تھی۔ دہلی کے سامنے جو انگریزی سپاہ تھی وہ ایسی محاصر نہین تھی جسیکو
محصور- آگرہ مین جو برٹش سپاہ قلعہ نشین تھی وہ تنہا نشین تھی۔ اسکی آمد و رفت ساری
دنیا سے منقطع تھی لکھنئو مین جو تھوڑی سی برٹش سپاہ تھی اسکو لوگ جانتے تھے کہ اس نے
میدان جنگ مین شکست پاکر اپنے تئین ایسے احاطہ مین بند کیا ہے جو ملیٹری لحاظ سے اس
قابل نہین ہے کہ وہ اسکی محافظت کر سکے اس مین بہت سی عورتین اور بچے ہین جنکا بچانا
اسکے ذمے ہے، جنرل ہیولوک نے دو دفعہ کوشش کی کہ اس پاس پہنچکر اسکی رفع
تکالیف کرین مگر دونو دفعہ ناکامیاب ہوکر انکو کانپور مین واپس آنا پڑا۔

روز بروز انگریزی عملداری کا تنزل ہوتا جاتا تھا اور اسکی صورت بگڑتی جاتی تھی ہر روز
سکھون کی خیر خواہی زیادہ مشتبہ ہوتی جاتی تھی۔ ہر روز یہہ بات مشکل ہوتی جاتی تھی کہ مہاراجہ
سیندھیا اپنی سپاہ کو آگرہ جانے سے باز رکھ سکے یا کانپور جانے دے جہان اسکا
جانا زیادہ ہولناک تھا- ہر روز راجپوتانہ اور بندیل کھنڈ کے والیان ملک پر انگریزون کا اقتدار
کم و بیش ہوتا جاتا تھا- مغربی پریسیڈنسی مین بغیر کسی مغالطہ کے ایسے آثار نمودار ہوتے
جاتے تھے کہ جنوبی مرہٹون کے ملک پر قبضہ صرف ایک بڑا زبردست و قومی ہاتھ رکھ
سکتا ہے۔ انگریزون کے قبضہ مین الہ آباد تھا جسکا دریائی فاصلہ کلکتہ سے آٹھ سو نو
میل تھا۔ اور الہ آباد اور کلکتہ کے درمیان تین بڑے شہرون بنارس غازیپور اور پٹنہ
مین انگریزی عملداری تھی جسکے سبب سے کلکتہ اور الہ آباد کے درمیان دریا کے اوپر حکمرانی

بنارس غازیپور اور پٹنہ انگریزون کے قبضہ مین تھا اسلئے الہ آباد تک ہمارا

تھی۔ جب سر کولن کیمبل تشریف لائے ہین تو لڑائیون کے لیے سپاہ کہین سے نہین ہاتھ لگ سکتی تھی۔ صرف دو رجمنٹین نمبر ۵ و ۹۰ جنرل ہیولوک صاحب پاس کا نپور مین امداد کے لیے بھیجی گئین باقی ساری سپاہ کلکتہ اورالہ آباد کے درمیان دریا کی آمدورفت کی نگہداشت کرتی تھی۔ کلکتہ سے رانی گنج تک ایک سو بیس میل ریل بنی ہوئی تھی اس سے آگے شاہراہ اعظم پر راہ تھی جسپر باغی جابجا پڑے پھرتے تھے

کمانڈرانچیف کا سامان مرتب کرنا

سپاہ جو چین اور انگلنڈ اور کلکتہ سے آنے والی تھی اسکے لیے سامان سفر اور رسد تیار کرنے مین گورنمنٹ نے بہت ہی کم توجہ کی تھی کیونا گاہ صاحب نے بہت تھوڑا اسباب تیار کیا تھا اب نئے کمانڈر انچیف نے گورنمنٹ سے یہ سامان تیار کرائے کہ گھوڑے جو ضروری تھے بڑی بڑی قیمت دیکر خرید لائے۔ انگلنڈ کو درخواست بھجوائی کہ وہان فیلڈ رائفل کے گولی باروت کا میگزین بھیجے اور یہان بھی اس کے بنانے کے سامان تیار کرائے کیپ سے آٹا منگایا کاشی پور مین جہان لوہے کا کارخانہ تھا توپین ڈھلوائین خیمے اور گھوڑون کے ساز تیار کرائے۔ غرض اگست کے مہینے کے ختم ہونے تک انہون نے ہر کارخانہ کی چستی چالاکی کو چوگنا کر دیا اور گورنمنٹ مین اپنی مستعدی جسین کبھی تکان نہین آتا پیدا کر دی۔

بلک ٹرین کا جاری کرانا

انہون نے گورنمنٹ سے بلک ٹرین جاری کرائی۔ کلکتہ اورالہ آباد کے درمیان دو طرح کی راہین ایک دریاے گنگا مین دوسری بڑی شاہراہ اعظم پر تھین۔ دریائی راہ مین یہ نقص تھا کہ اس مین دخانی جہازون کی آمدورفت جون جولائی اگست مین ہو سکتی تھی پھر دریا برسات کے بعد ایسا اتر جاتا تھا کہ اس مین دخانی جہازون کا چلنا مشکل ہو جاتا تھا اور یہ یقینی امر نہیں ہوتا تھا کہ وہ منزل مقصود پر پہنچینگے۔ اسلیے خشکی کی راہ کا انتظام کرنا مناسب سمجھا گیا۔ شاہراہ اعظم پر بیلون کی چوکیان بٹھائی گئین اور گراچیان بنائی گئین جنمین چند سپاہی آرام سے بیٹھ سکتے تھے۔ اسطرح بلک ٹرین یعنی بیلون کی گراچیون کی ڈاک الہ آباد تک رانی گنج سے جاری کی گئی۔ اسپر رات کو اور صبح و شام گورے سفر کرتے اور گرم وقت مین ٹھیر کر کھاتے پیتے آرام کرتے یہہ بلک ٹرین کا انتظام ایسا کیا گیا کہ کلکتہ سے الہ آباد مین ہر روز دو سو گورے

پہنچ جاتے انکو دو ہفتہ سفر کرنا پڑتا۔ راہ مین کہین کہین اس سفر مین باغی رخنہ اندازی کرتے اس کے بند کرنے کے لیئے کئی گشتی کولم مقرر کیئے گئے جنین سے ہر ایک کولم مین چھ سو سپاہی و توپچی تھے۔ نہ سڑک پر گشت کیا کرتے تھے تاکہ کوئی ان چھوٹے گورون کے گروہون کو جو بلک ٹرین مین سفر کرتے ہین کسی طرح کا آزار نہ پہنچائے۔ اس سپاہ سے علاوہ اس محافظت راہ کا اور یہ فائدہ ہوا کہ حکام سول کو اضلاع کے بندوبست کے اہتمام مین اس سے بڑی امداد ملی گشتی سپاہ مین دو ہزار چوبیس سپاہی تھے جنین سے تقریباً اٹھارہ سو سپاہیون سے سول افسر اضلاع کے انتظام مین کام لیتے تھے۔

اکتوبر کے آخر دو ہفتون مین چین کی مہم سے لارڈ الگن کی بھیجی ہوئی سپاہ بہ تفصیل ذیل کلکتہ مین آئی ہائیلنڈرس کی رجنٹ نمبر ۹۳ اور فیوزیلرس رجنٹ نمبر ۲۳ پیدل رجنٹ نمبر ۸۲ کی تین کمپنیان شاہی ارٹلری کی دو کمپنیان اور سیپر کی ایک کمپنی۔ اکتوبر کے پہلے ہفتے مین کیپ گڈھوپ سے بہ تفصیل ذیل سپاہ آئی شاہی ارٹلری کی ایک کمپنی جسکے ساتھ اٹھاون ۵۸ گھوڑے بھی تھے تیرھوین پیدل رجنٹ کے تقریباً پانچ سو سپاہی۔ اس سپاہ کا لکھنؤ بہت جلد بھیجنا ضروری تھا ان سپاہیون کے آنے سے پہلے ہی دہلی فتح ہوگئی تھی۔ پہلے دہلی کا فتح کرنا سب سے زیادہ ضروری سمجھا جاتا تھا اب لکھنؤ کا فتح کرنا سب پر مقدم تھا گوالیار کی باغی سپاہ نے بڑا سر اٹھایا تھا اس سے بڑا اندیشہ تھا کہ کلکتہ اور کانپور کے درمیان آمد و رفت کا مسدود کر دینا اس کے اختیار مین تھا۔ الہ آباد مین کلکتہ سے سپاہ کے بھیجنے مین بہت شتابی کی جاتی تھی اور اسکے واسطے بڑا سامان الہ آباد مین تیار کرایا جاتا تھا۔ ۱۸ اگست کو ولیم پیل دو دخانی جہاز شانون اور پرل اپنے زیر حکم لیکر الہ آباد کو روانہ ہوئے۔

کپتان پیل بڑے بہادر دانشمند افسر تھے وہ الہ آباد مین دوسری ستمبر کو پہنچے۔ شانون برگیڈ مین پانچ سو بیس سپاہی مع افسرون کے تھے اور پرل کے برگیڈ مین ایک سو پچپن سپاہی اکتوبر کے دوسرے دو ہفتے مین پیدل نمبر ۸۲ رجنٹ کے باقی سپاہی اور اٹھتیسوین رجنٹ کے ۱۹۸ سپاہی اور ۹۳ وین رجنٹ اور بیالیسوین ہائی لنڈرس کے ۴۴ سپاہی اور ۱۰۲

ری کروٹ اور اسکے بعد ۲۱۲ شاہی ارٹلری کے سپاہی اور رائفل برج کے ۹۰۳ سپاہی اور دوسری اور تیسری پلٹن اور بیالیسوین ہائی لنڈرس کے ۲۹۰ اور چون وین پیدل کے ۴۵۲ اور ۸۸ رجنٹ کے ۸۸۳ ری کروٹ اے - اب سرکولن کیمبل مع اپنی سپاہ اور ہیڈکوارٹر اور سٹاف کے ۲۷ - اکتوبر کو ڈاک مین الہ آباد کو روانہ ہوئے - اب ہم سرکولن کیمبل کی مہمات کے بیان کرنے سے پہلے بنگال اور بہار کا حال بیان کرتے ہین -

ضلع بھاگلپور

بھاگلپور کی قسمت مین اضلاع بھاگلپور - منگیر - پورنیا - سنتھالیا تھے اور راج محل سب ڈویژن تھا اور جارج یول کمشنر تھے - یہ قسمت ایسی بڑی تھی کہ اس مین صوبہ بہار آدھا داخل تھا اسکا دارالحکومت گنگا کے کنارہ پر بھاگلپور ۲۶۶ میل کلکتہ سے تھا -

ہندوستانی سپاہ مشرقی بہار مین

جب تک کہ دانا پور کی سپاہ نے سرکشی نہین کی بھاگلپور کی قسمت مین بغاوت نہین ہوئی اس مین ہندوستانی سپاہ بہ تفصیل ذیل تھی - پانچوان غیر آئینی رجنٹ سواروں کا مع ہیڈکوارٹرس کے بھاگلپور مین بتیسوین رجنٹ باسوئی مین اور تریسٹھوین بے نام پور مین -

یول صاحب نے اپنی دانائی اور ہوشیاری سے جولائی کے تیسرے ہفتے تک سپاہ کو باغی نہین ہونے دیا مگر جب دانا پور کی سپاہ باغی ہوئی اور مغربی بہار قبضہ سے نکل گیا تو یول صاحب نے پانچوین فیوزیلرس کے پچاس سپاہی بھاگلپور مین رکھے اور اس کے پچاس سپاہی منگیر کے قلعہ مین بھیجے -

دانا پور کی سپاہ کی سرکشی اور کنور سنگھ کی بغاوت نے مشرقی بہار کی حالت کو خطرناک بنا دیا یول صاحب نے بھاگلپور اور منگیر مین یوروپین سپاہ کو رکھکر ان دونو شہرون کو بچایا اور دریا کی راہ کو محفوظ رکھا - یہان کی سپاہ یہ دیکھ رہی تھی کہ آرہ کے محاصرہ کا نتیجہ کیا ہوتا ہے - جب ان پاس ۱۴ - اگست کو یہ خبر آئی کہ آیر صاحب نے آرہ کے محاصرہ کو اٹھا دیا تو اسکو یقین نہین آیا وہ یہ جانتے تھے کہ انگریز یا انکے دوست ایسی جھوٹی خبرین گھڑ گھڑ کر اڑایا کرتے ہین بلکہ خبر مذکور کے برخلاف انکو یقین ہوا اور پانچوین رجنٹ غیر آئینی سوارون کی باغی ہوکر باسوئی مین گئی - جہان ۳۲ رجنٹ مقیم تھی یہان کے کمانڈر برنی صاحب تھے انہون نے اس پلٹن کو اپنی نصاحت سے اسطرح سمجھایا کہ اسنے پانچوین رجنٹ پر گولیان چلائین اسکی پانچوین رجنٹ

اپنی امید مین مایوس ہوکر رہتی کے رستہ سے آرہ چلے گئے۔

مشرقی بہار تو پول صاحب کی حسن تدابیر سے خونون سے خلاص ہوا مگر اسکے ہمسایہ مین ایک پہاڑی ضلع چوٹیا ناگپور تھا۔ اسمین بڑی بڑی چھاونیان ہزاری باغ و رانچی وچن باسا و پرولیا تھین۔ یہان قائم مقام کمشنر کپتان ڈالٹن تھے۔

داناپوری سپاہ کی سرکشی کی اور کنور سنگھ کی بغاوت کی خبر ہزاری باغ مین ۳۰۔ جولائی کو پہنچی۔ یہان جو آٹھوین رجمنٹ کے دستے تھے انہون نے بغاوت کی اور اپنے افسرون اور سول کے حاکمون کو نکال دیا ابتک سپاہ پر اعتبار کے ایام چلے جاتے تھے ہندوستانی سپاہ کے ہر افسر کو اپنی سپاہ پر اعتبار چلا جاتا تھا وہ اپنی سپاہ کی خیرخواہی کا یقین کرتا تھا اور اور افسرون کی سپاہین جو باغی ہوئی تھین انپر دہ دلی افسوس کرتا تھا۔ جب یہ خبر ڈرونده مین جو سول سٹیشن رانچی کے قریب تھا پہنچی کہ ہزاری باغ مین جو ساٹھ میل کے فاصلہ پر تھا سپاہ متزلزل ہو رہی ہے تو وہان کے کمانڈنگ افسر نے لفٹنٹ گریہم کے ساتھ تیس سوار اور رام گڈھ کے غیر آئینی سوار اور رام گڈھ کی پلٹن کی دو کمپنیان اور دو توپین ہزاری باغ بھیجین کہ وہان کی سپاہ کے ہتھیار لے لے۔ گریہم صاحب نے سفر کیا ابھی وہ دوسری منزل پر نہ پہنچے تھے کہ کپتان اوس ملے انہون نے کہا کہ آٹھوین ہندوستانی رجمنٹ کے دستون نے تو ایک دن پہلے ہی بغاوت کی اس لئے اُنکو اسکی سپاہ نے بغاوت کی اور توپین اور میگزین اور چار ہاتھی اور کپتان کا اسباب چھین لیا اور الٹے رانچی کو یوروپین کو بد دعائین دیتے ہوئے گئے۔ سوار مستقل رہے۔

کپتان ڈالٹن اور چند یوروپین افسر رانچی مین تھے جب انکو بغاوت کی خبر پہنچی تو وہ ہزاری باغ چلے گئے جسکو باغی چھوڑکر چلے گئے تھے لفٹنٹ گریہم مع چند خیرخواہ سوارون کے وہان پہلے آگئے تھے۔ رانچی اور ڈرونڈہ کے مقامات باغیون کے قبضہ مین آئے انکو لوٹا اور خزانہ پر قبضہ کیا۔ چرچ پر گولے مارے قیدیون کو چھٹایا لوگون کا مال اسباب برباد کیا ڈالٹن صاحب نے راجہ رام گڈھ کی مدد سے ہزاری باغ مین بندوبست کرلیا۔ باغیون نے جو بہت سا مال لوٹا تھا اسکو واپس لے لیا۔ چند روز مین کچہریان کھل گئین اور بدستور سابق

سب کام ہونے لگے۔

مدراس پریسیڈنسی کے ہندوستانی سپاہی باستثنا آٹھوین رجمنٹ سوارون کے باغی نہین ہوئی تھی — انہون نے بنگال کی سپاہون کی طرح بغاوت کا کلنک کا ٹیکا اتھے پر نہین لگایا بلکہ وہ یہ کہتے تھے کہ یہ ہم کو ایک موقع ہاتھ لگا ہے کہ سرکار جسنے ہم کو پالا پوسا ہے اسکی خیرخواہی کو ہم دکھلائین انہون نے گورنمنٹ سے درخواست کی کہ اسوقت ہم سے کام لیا جائے۔ گورنمنٹ نے کچھ تامل کے بعد انکی درخواست کو مہربانی کرکے منظور فرمایا پھر مدراس کی بہت سی سپاہ پانچوین اگست سے کلکتہ مین آنی شروع ہوئی اور اس سپاہ کے سپہ سالار بریگیڈیر کارتھیو صاحب مقرر ہوئے تھے جنکے کامون کا بیان ہم آگے کرینگے۔ علاوہ مدراس کی سپاہون کے خشکی مین کٹک سے مشرقی بنگال مین سپاہین چلی آتی تھین انہین اٹھارہوین رجمنٹ مدراس تھی۔ کرنیل فسیر اس سپاہ کے سپہ آرا تھے۔ مدراسی سپاہ گورنمنٹ کی تقویت کا بڑا مخزن تھا۔ ڈالٹن صاحب نے جو یورپین پلٹن کی درخواست کی تھی اسکے جواب مین گورنمنٹ نے لکھا کہ مدراس سے سپاہ بھیجی جاتی ہے کہ وہ انتظام کو بحال کرے اسکا ایک کولم اودھ ہزاری باغ کو بھیجا جائے کہ ٹرنک روڈ کی محافظت کرے اور دوسرا کولم پرولیا اور رانچی کو جائے۔ گورنمنٹ کو امید ہے کہ جبتک یہ سپاہ پہنچے کپتان ڈالٹن اپنے تئین ہزاری باغ مین سنبھالے رکھیگا۔ مگر صاحب ممدوح اپنے تئین نہین سنبھال سکے ہزاری باغ مین ایسے خوف پیدا ہوئے کہ وہ ۱۳- اگست کو بگوڈا مین الٹے چلے آئے یہان وہ چندروز ٹھیرے کہ ان پاس سکھ بیٹری کے ۰ ۵ اسپاہی ماتحت لفٹنٹ ارل کے آگئے انکی مدد سے ہزاری باغ مین پھر وہ چلے گئے۔

باغی بڑھتے جاتے تھے اگرچہ گورنمنٹ کو دانشمندانہ تجربہ ہو گیا تھا کہ اسنے انکی تعداد کو اسطرح گھٹایا کہ ۲- اگست کو تریسٹھوین ہندوستانی پیدل اور گیارہوین غیر آئینی سوارون کی رجمنٹ سے اور برہام پور کے نواب ناظم کی سپاہ سے ہتھیار لے لئے تھے لیکن پھر بھی ٹرنک روڈ کے گرد باغی سپاہیون کا جنکے پاس سب قسم کے ہتھیار تھے بڑا غول رہتا تھا

جس سے بڑا خوف رہتا تھا جسکا علاج کرنا اگر ضرور تھا اور یہ خوف اس سبب سے اور بھی زیادہ ہو گیا تھا کہ دلیو گڈہ مین اضلاع سنتال مین باغی سپاہیون نے اپنے افسرون کو مار ڈالا تھا اس لیئے گورنمنٹ نے اپنی پہلی تجاویز کو بدلکر کرنیل فس جر کو یہہ حکم دیا کہ وہ ڈرونڈہ کی راہ سے ہزاری باغ مین جائے مگر یہہ حکم فس جر صاحب پاس ۱۳ ستمبر کی رات کو برہی مین پہنچا اس پیغام کے آنے سے پہلے اسنے یہہ تحقیق دریافت کر لیا تھا کہ باغی چٹیا ناگپور سے غالباً رہتاس گڈھ کی طرف گئے ہین اسنے انکے روکنے کے لیئے درخواست بھیجی وہ کچھ دیر مین منظور ہوئی تو اسنے میجر انگلش کو سپاہ کے ساتھ ڈورونڈہ بھیجا۔ یہہ سفر کر رہا تھا اور ریڈیری صاحب ڈیرے کی طرف اور فس جر جالیبالی طرف جارہے تھے فس جر صاحب نے یہہ خیال کیا کہ ہزاری باغ ضلع چھترا مین باغیون نے پناہ لی ہے اسنے ان تمام حالات کی اطلاع اپنے حاکم بالا کو دی اسکا جواب یہہ آیا ہے کہ تم صرف گرینڈ ٹرنک روڈ کی محافظت کرو اور باغیون سے کہین لڑائی نہ لڑو اور اس ڈاک مین میجر انگلش کو یہہ ہدایت ہوئی کہ وہ کمانڈر انچیف سے براہ راست حکم لیکر چٹیا ناگپور مین لڑائیون کا اہتمام کرے۔

میجر انگلش نے چھترا کی طرف سفر کیا جہان تین ہزار باغی تھے اور انگلش صاحب پاس تین سو پچاس سپاہی تھے مگر انہون نے دشمن پر بہادرانہ حملہ کیا اور ایک گھنٹہ لڑکر انکو شکست دی دشمن ہزیمت پاکر بڑا سراسیمہ بھاگا۔ اسکی چار توپین اور پورے دیگین اور چالیس چھکڑے سیگزین سے بھرے ہوئے دس ہاتھی ۹۲ جوڑیان توپخانہ کے بیلون کی اور کئی صندوق خزانہ کے فتحمندون کے ہاتھ لگے انگریزون کی طرف ۴۶ آدمی مجروح و مقتول ہوئے اس فتح سے ٹرنک روڈ پر سے بالکل خوف دور ہو گیا۔ اور اضلاع مین سپاہ متعین ہوکر انتظام ہو گیا۔

یہ کالم فتح پور مین جو الہ آباد اور کانپور کے وسط مین ہے ۳۱ اکتوبر کو آدھی رات مین پہنچا پول صاحب پاس دوپہر کو خبر آئی کہ داناپور کی باغی رجمنٹین جنکو آئر صاحب نے بہار سے مار کر بھگایا تھا انکے ساتھ بہت سے اور باغی جمع ہو گئے ہین وہ ایک بڑے مستحکم قصبہ کجوہ مین مقیم ہین جو فتحپور سے شمال مغرب مین چوبیس میل ہے۔ باغیون کی تعداد کا تخمینہ دو ہزار

آئینی سپاہیوں کا اور غیر آئینی سپاہیوں کا کیا گیا تھا۔ ہندوستان کی تاریخ میں کجوا کا مقام اس سبب سے نامور ہے کہ اورنگ زیب نے اپنے بھائی شجاع پر یہیں فتح پا کے ہندوستان کی بادشاہی حاصل کی تھی۔ اس قصبہ کے پاس ایک بڑا وسیع باغ تھا اس کی فصیل کنگورے دار تھی اسکے بازوؤں پر احاطے تھے جنھیں اگر اچھے سپاہی ہوں تو وہ دشمن کی پیش قدمی کو روک سکتے ہیں اس مقام میں سپاہ مقیم ہوکر سڑک کو جو فتحپور سے کانپور کو جاتی ہے راہ بند کرسکتی ہے۔ پول صاحب میں تو سپہ گری کا فطری شعور تھا۔ جب بغاوت شروع ہوئی تو وہ فورٹ ولیم میں اپنی رجمنٹ کے کمانیر تھے وہ بغاوت کی ساری باتوں کو غور کی نگاہوں سے دیکھتے تھے اور اس حالت میں بھی کہ انگریزی سپاہ نہایت پست حالت میں تھی انکو یقین تھا کہ آخر کو انگریزوں ہی کو فتحیابی ہوگی۔ انکا دل لڑائی کے لیے پھڑکتا تھا۔ اب انکو لڑائی کا موقع ہاتھ لگا انہوں نے فتحپور کو فوراً سفر کیا آدھی رات کو وہاں پہنچے رات بھر جنگ کے لیے تیاری کرتے رہے دوسرے دن صبح کو حملہ کرنے کے لیے دوڑے گئے۔

کجوا کی لڑائی

پہلی نومبر کو ساڑھے پانچ بجے صبح کے پانچسوتیس سپاہی اور دو توپیں لیکر روانہ ہوئے۔ دوسرے دن دوپہر تین بجے پہنچے۔ دشمنوں نے باغ اور احاطوں کو چھوڑ دیا تھا ٹیلوں کی آڑ میں مورچے لگائے تھے اور سڑک پر تین توپیں لگائی تھیں۔ کرنیل پول کی تو دو توپوں کے بیچ میں جان گئی انکی جگہ پیل صاحب مقرر ہوئے انہوں نے باغیوں کو شکست دی اور تین توپیں چھین لیں اور اپنے لشکر میں لے آئے۔ تعاقب کرنا اس سبب سے ناممکن تھا کہ تین دن میں پیادہ سپاہ نے بہتر میل سفر کیا تھا سوار ساتھ نہ تھے۔ لڑائی میں سخت نقصان ہوا تھا کہ پچانوے سپاہی مقتول مجروح ہوئے تھے۔ پیل صاحب نے سڑک پر قبضہ کرکے کانپور کی طرف سفر کیا۔

# باب سوم

## سرکولن کیمبل کی دو لشکرکشیان

کلکتہ مین سرکولن کیمبل لشکرکشی کے لیئے تیاریان کر رہے تھے کہ لکھنؤ سے ایسی خبر آئی کہ جسنے انکو متنبہ کردیا کہ وہ وہان جانے مین ایک لمحہ کا توقف نہ کرین۔ یہہ پہلے لکھا جاچکا ہے کہ اوٹرم صاحب اور ہیولوک صاحب کی تھوڑی سی سپاہ ۲۵ ستمبر کو لکھنؤ کی ریذیڈنسی مین داخل ہوئی تھی۔ سپاہ کا ایک حصہ جو فرید بخش مین چھوڑا گیا تھا وہ دوسرے دن صبح کو ریسیڈنسی مین داخل ہوا۔ دشمنون کے عقب کی سپاہ پر حملہ کیا تھا تو کرنیل روبرٹ نے پیر اسکی مدد کو گیا۔ ۲۷ ستمبر کو جو لشکر مین زندہ رہے تھے وہ سب سواران کے جو عالم باغ مین متعین تھے ریسیڈنسی مین داخل ہوکر محصورین سے ملے۔ جب دونو جرنیل ہیولوک اور اوٹرم ریسیڈنسی مین داخل ہوئے تو ان مین مشورہ ہوا کہ کسی طرح سپاہ محصور کو کسی عافیتگاہ مین لے جانا چاہیئے مگر اوٹرم صاحب کے نزدیک یہ امر ناممکن تھا انہون نے کہا کہ عورتون اور بچون اور زخمیون کے لے جانے کے واسطے سواریون کا اور باربرداری کا سامان موجود نہین ہے اگر یہہ سامان بہم پہنچا بھی جائے تو دونو پہلی اور اب کی سپاہون مین متفق ہوکر بھی اتنی طاقت نہین ہے کہ وہ ان عورتون بچون و زخمیون کو کانپور تک بخیریت پہنچائین انکو یہ خوف بھی لگ رہا تھا کہ جب تک سپاہ معین آئے خوراک کے ذخیرے محصورین کے لئے کافی نہین ہونگے یہہ ہی خوف انکو ایسا تھا کہ لوگون نے انکو دیکھا کہ وہ راتون کو اسکے دور ہونے کے لیئے خدا سے دعا مانگا کرتے تھے جو گروہ انکے زیر اہتمام تھا اسکی آسائش و آرام کے لیئے تدابیر کرتے تھے اسلیئے انہون نے گومتی کے کنارہ پر جو عمارات تھین انپر قبضہ کرنے کا ارادہ کیا اور اس مین وہ بغیر کسی مزاحمت کے کامیاب ہوئے۔ ہیولوک صاحب ان نئے مقامات کے مورچون کے مہتمم مقرر ہوئے اور پہلی سپاہ حصار نشین کی جوابدہی انگلس صاحب کے ذمے تھی

عالم باغ ایک افسر کے سپرد ہوا کہ وہ اسپر جہان تک ممکن ہے قبضہ رکھے وہ بڑی عمدہ قیامگاہ اس سپاہ کے لیئے ہے جو کمک کو آئیگی۔ مہینے کے ختم ہونے سے پہلے اوٹرم صاحب کو تحقیق ہوا کہ باقی خوراک کا تخمینہ غلط کیا گیا ہے اگر وہ کفایت کے ساتھ خرچ کی جائیگی تو کئی ہفتے تک کام چل سکتا ہے اس لیئے انہون نے صبر کے ساتھ جبتک انتظار کیا کہ سر کولن کیمبل انکی اعانت کے لیئے آئین۔ انگریزون کی اقامت گاہ کے شمال مشرق مین حدود وسیع ہوگئی تھی۔ جنوب اور مغرب مین وہ وسعت نہین پاسکتے تھے۔ پھر بھی نئے مورچے بنائے گئے۔ بیرونی مورچے دشمنون کے اس سڑک پر لے گئے جو آہنی پل کی طرف جاتے تھے اور وہ قبضہ مین رکھے گئے پرانی فصیل و برج و بارہ کی مرمت کی گئی اور نئی بیطریان بنائی گئین۔ دشمنون نے ابھی کارزار سے ہاتھ نہین اٹھایا تھا۔ یہ سچ ہے کہ وہ ایسے فاصلہ پر چلے گئے تھے کہ انکی بندوقین پہلی طرح سے کارگر نہین ہوتین تھین۔ مگر وہ انگریزی مورچون مین گولے مارتے تھے اور سرنگون کے لگانے مین بڑے سرگرم تھے۔ اب سپاہ حصار نشین ایسی طاقتور ہوگئی تھی کہ وہ فقط اپنی ہی محافظ نہین تھی بلکہ وہ محاصرہ سے باہر نکلکر حملہ کرتی تھی اور دشمنون کی توپون مین میخین ٹھوکتی تھی اور انکے مکانات اور بیطریون کو برباد کرتی تھی اور سرنگون پر بار بار قبضہ کرتی تھی اور انکو غارت کرتی تھی غرض انکی حالت پہلے سے اچھی تھی وہ پہلے اس فکر مین رہتے تھے کہ کیونکر دشمنون سے اپنی محافظت کرین اب اس فکر مین رہتے تھے کہ کیونکر دشمنون پر حملہ کرین۔

اوٹرم صاحب اور ہیولوک صاحب نے انگلس صاحب کی گردن پر سے بوجھ ہلکا کر دیا تھا اور سب کو یقین ہوگیا تھا کہ انکی کمک ضرور آئیگی خواہ اس کے آنے مین کتنا ہی توقف ہو جائے۔ مگر یہہ تکالیف جسمانی محصورین کی چلی جاتی تھین کہ توپون کے بیلون کو ذبح کر کے وہ کھاتے تھے تو انکی جسمانی قوت اس قابل ہوتی تھی کہ وہ کام کرین اور لڑائی لڑین۔ خوراک کو کم کرین تو اناج انکے لیئے کافی ہو انکے پاس باورچی نہین تھے اس لیئے وہ ڈبل روٹی کی جگہ چپاتیان کھاتے تھے اس سبب سے بہت سے یورپین اسہال اور پیچش مین مبتلا تھے اور نباتات ملتے نہ تھے اس لیئے خارش کی بیماری ہوتی تھی۔ اسپتالون مین بیمارون کا ہجوم ایسا تھا کہ مریضون کی تکالیف اور زیادہ ہوتی تھین۔ وہ لوگ جو اپنے فرائض ادا کرنے کے لیئے

ناقابل نہین ہوئے تھے وہ کمزور اور مضمحل ہوگئے تھے تنباکو نہین ملتا تھا اس لیئے وہ چار کے پتے اور اور درختون کی چھالین چلمون مین رکھکر پیتے تھے وہ رات کے متواتر پہرہ چوکی سے دق ہوتے تھے۔ رات کی سرد ہوائین گرمی کے کپڑون کے اندر گھسی جاتی تھی۔

ہندوستانی سپاہ اپنے جرنیلون کی ہمدردی اور دلسوزی کرنے کے سبب سے ساری سختیون اور مصیبتون کی برداشت کرتی تھی اور کوئی شکایت نہین کرتی تھی وہ خیرخواہ گورون کی طرح کام کرتی تھی اور اپنے جرنیلون کی تقلید کرتی تھی لیکن سپاہ کی امیدون کے دیر کرنہ آنے سے دل بیمار ہوتے تھے۔ اکتوبر کا مہینہ آخر ہونے کو ہوا مگر اب تک کولن کیمبل کے آنے کی کچھ خبر نہ تھی۔

سر کولن ۲۷۔ اکتوبر کو کلکتہ سے روانہ ہوئے راہ ناامین تھی وہ گرفتار ہونے سے بچ گئے وہ اپنے سٹاف سمیت کوچ کرتے اور محافظ سپاہ ہمراہ نہین رکھتے تھے۔ شیر گھاٹی تک تو وہ بخیر و عافیت آئے جب یہان سے دس بارہ میل آگے چلے تو سڑک کے موڑ پر آگے کی گاڑی کے کوچبان نے دیکھا کہ چودہ ہاتھیون پر باغی سوار ہین اور پچیس سواران کے ہمراہ ہین۔ یہ خوش نصیبی تھی کہ تھوڑی دور پیچھے بلک ٹرین مین گورے چلے آتے تھے وہ ان سے جا ملے اسطرح وہ گرفتار ہونے سے یا کسی اور بلا مین مبتلا ہونے سے بچ گئے۔ بلاے رسیدہ بود ولے بخیر گذشت کچھ اکی فتح سے جسکا اوپر بیان ہوا راہ صاف ہوگئی تھی۔ سر کولن پہلی اتوار کو الہ آباد مین داخل ہوئے اور ایک دن ٹھیر کر انہون نے اضلاع کے انتظام کے لیئے رنگ ڈن صاحب کے ماتحت ایک سپاہ بھیجی کہ اعظم گڈھ کے ہمسایہ مین باغی سپاہ جو دنگا فساد کر رہی ہے اسکو مٹاے۔ کمانڈر انچیف تیسری نومبر کو کانپور مین آ گئے۔

کانپور ایسا معرض خطر مین آ رہا تھا کہ لکھنؤ جانے سے پہلے سر کولن کیمبل اس کے حال پر نظر کرتے تو انصاف تھا جسوقت دہلی فتح ہوئی تو گوالیار کنٹنجنٹ مہاراجہ سیندھیا کے قابو مین نہین رہی کہ اسکو وہ اپنے پاس روک رکھتے۔ انہون نے ہر چند اسکو پھسلایا مگر وہ پھسلاوے مین نہین آئی۔ تانتیا ٹوپی نے اتنے مین درخواست کی کہ وہ مجھے اپنا پیشوا بنائین تو مین انکو انگریزون سے لڑنے کے لیئے لے جاؤنگا۔ انہون نے یہہ درخواست منظور کرلی

اب یہ سپاہ کالپی کی طرف اس غرض سے چلی کہ نانا سے اور دانالپور کے باغیون سے ملکر کانپور پورش کرے۔ اوٹرم صاحب نے سرکولن کو لکھا کہ لکھنؤ مین ہم خود اک کٹھا کر اپنا کام بخوبی آخر نومبر تک چلا سکتے ہین۔ بس سٹیٹ کے لیئے یہہ فائدہ مند ہے کہ گوالیار کے باغیون کا علاج اول کیا جائے اور وہ بالکل فنا کیئے جائین اور پھر ہماری امداد پر توجہ کی جائے۔ لیکن سرکولن نے اپنی اس رائے پر اصرار کیا کہ اول لکھنؤ جانا چاہیئے۔ انہون نے ونڈہم صاحب کو کانپور حوالہ کیا اور پانچسو گورے اور کچھ سکھ ان پاس چھوڑے اور ۹۔ نوامبر کو سفر شروع کیا کہ ہوپ گرینٹ صاحب سے بنیتی کے پرے بان تھر مین جا کر ملین۔

اوٹرم صاحب کی صلاح کے برخلاف سرکولن کیمبل نے کانپور کے محفوظ کرنے سے پہلے لکھنؤ کے فتح کرنے کا ارادہ کیا اس لیئے ضرور تھا کہ وہ لکھنؤ اور حوالی لکھنؤ کے تمام مقامات سے بخوبی آگاہ ہوتے۔ کچھ دنون پہلے اوٹرم صاحب نے نقشون کا مجموعہ ان پاس بھیجا تھا اور اس کے ساتھ ایک مراسلہ لکھا تھا کہ جس سے انکی سمجھ مین آتا کہ حملہ کرنے کے لیئے کونسی راہون پر چلنا چاہیئے۔ اب اس کے سمجھنے کے لئے بڑی ضرورت یہ تھی کہ کوئی یوروپین جو رسیڈنسی مین ہو ان پاس جائے اور زبانی انکو سمجھائے کہ آپ کو ان راہون پر چلکر حملہ کرنا چاہیئے۔ لیکن ہندوستانی جاسوس اسقدر دشمنون نے گرفتار کیئے تھے کہ مشکل تھا کہ کوئی یوروپین انکی گرفتاری سے بچتا۔ جنرل کی آدمیت سے یہ امر بعید تھا کہ وہ کسی یوروپین سے یہ فرمائش کرتا کہ وہ اپنی جان کو اسطرح معرض خطر مین ڈالے لیکن ایک شخص خود بخود مستدعی ہوا کہ وہ یہہ کام کریگا رسیڈنسی مین غیر متعہد ملازمین مین کاوانا گھ ایک کلرک تھا جسم اسکا بڑا قوی تھا اور رگین اس کی آہنی بلکہ آہنین اسکے مزاج مین۔۔۔۔ شرع کی عادت دیوانگی کی نوبت پر پہنچ گئی تھی مگر بہادر آدمی کے ان عیبون سے چشم پوشی کرنی چاہیئے اب اسنے وہ بہادری کا کام کیا کہ کوئی اور کام شجاعت کا اسپر سبقت نہین لیجا سکتا اسلیئے اسکے عیبون سے چشم پوشی کرنی چاہیئے وہ اپنے تئین جانتا تھا کہ مجھ سے زیادہ اس کام کے کرنیکے لئے کوئی لائق نہین ہے کہ وہ کما نڈر انچیف کا رہنا حملہ کرنے مین بنے اسنے ایک ہندوستانی جاسوس قنوجی لال کو سمجھایا کہ وہ اسکے ہمراہ ہو اور پھر اسنے اوٹرم صاحب سے درخواست کی کہ مین یہہ جان جوکھون کا کام کرونگا۔ اوٹرم صاحب نے اسکی درخواست کو منظور کر لیا اگرچہ انگریزکو

اوٹرم صاحب کا سرکولن پاس بھیجنا

ہندوستانی کا بہروپ بھرنا مشکل ہے مگر اس نے اپنا منہ جیکٹ سے کالا کر کے لکھنؤ کے ٹھیٹ بدمعاشون کی صورت بنائی اور کمر مین اسلیئے تلوار لٹکائی کہ اگر پکڑا جائے تو خودکشی کرے۔ دسوین تاریخ کو سرکولن کیمبل کی خدمت مین وہ پہنچ گیا۔ اور اسکو سارا نقشہ حملہ کرنے کا سمجھایا

۱۱۔ نومبر کی دوپہر کو سرکولن نے سپاہ کا معائنہ کیا۔ ایک بڑے میدان کے مرکز مین تھوڑی سی سپاہ جمع ہوئی اسکی تعداد تین ہزار چار سو تھی۔ اس مین ہیل کے ملاح اپنی آٹھ توپین لیئے ہوئے موجود تھے اس مین گولہ اندازا اپنی توپون کے گرد گچھا بنائے ہوئے کھڑے تھے جو دہلی کی پہاڑی پر لڑائیون مین سیاہ رنگ ہو گئی تھی۔ ۹ لین سر تھی۔ ہوپ گرینٹ کی بہادر رجمنٹ تھی جنکی نیلی وردیان تھین اور فوجی ٹوپیان تھین جنکے اوپر سفید مونڈاسے بندھے ہوئے تھے سکھ دراز قامت گندم گون سیہ چشم خونس روچمکتے ہوئے ہتھیار لگائے ہوئے گھوڑون پر سوار تھے جنکی ریشمی ڈاڑھیان خوب کنگھا کی ہوئی تھین۔ سرخ نیلی پگڑیان سر پر تھین ڈھیلے لباس پہنے ہوئے تھے انکی برابر بلکہ معظم کی آٹھوین اور پچھترین رجمنٹین تھین جنکے چہرہ کہے دیتے تھے کہ موسم گرما مین انہون نے لڑائیون کی تکلیف اٹھائی ہے اور دوسرے روز چوتھی پنجابی پیدل پلٹن جنہون نے جان نکلسن کے ساتھ دہلی پر حملہ کیا تھا اور سرے پر ۹۳ وین ہائی لینڈرس کی رجمنٹ کھڑی تھی جب اس رجمنٹ کے پاس کماندر انچیف گذرا تو انہون نے چیرز دے وہ جنگ کریمیا مین اسکے افسر تھے۔

دوسرے روز صبح کو سپاہ نے سفر کیا۔ اسنے تین میل سفر کیا تھا کہ اسکے مقدمۃ الجیش پر دشمن نے فیر کیئے۔ کپتان بیو چیر اپنی بیٹری کو اسکے مقابلہ مین لائے اور دشمنون کی توپون کا جواب بڑی مستعدی سے دیا اور گف صاحب نے ہوڈسن سوارون سے حملہ کیا۔ دشمن منتشر ہوا پھر سپاہ کا کسی نے مقابلہ نہین کیا وہ عالم باغ مین آئی اور اسکی دیوارون کے اندر خیمہ زن ہوئی۔

۱۳۔ نومبر کو سرکولن نے اپنے انتظامات کیئے سپاہ مین متواتر کمکین اتنی آگئی تھین کہ اب سپاہ کی تعداد پانچ ہزار ہو گئی تھی۔ عالم باغ مین تین سو سپاہی چھوڑ کر ۱۴۔ نومبر کی صبح کو سرکولن آگے بڑھے اور دفعتہً دشمنون کو جا لیا انہون نے حیران ہو کر دل کشا اور مارٹی نیر کو خالی کیا نہایت ہی خفیف سی لڑائی ہوئی۔ پھر سرکولن نے سپاہیون کے مختلف دستے بھیجے کہ وہ اس زمین کو محفوظ و مصئون رکھین جو انہون نے لی ہے اگرچہ سورج کے غروب ہونے سے پہلے دشمن نے

اپنے مقام کے لینے کے لئے دو دفعہ کوشش کی مگر دونو دفعہ وہ آسانی سے پرے ہٹایا گیا۔ یہان سپاہ خیمون کے بغیر ہتھیار بغل مین لئے ہوئے سوئی۔ سر کولن نے اوٹرم صاحب کو اشارت مین حکم دیا کہ وہ اپنی کارزار کرے جب خاتمہ ہو اور دشمن کو دھوکہ دینے کے لیئے بائین طرف ایسی چال چلی کہ جس سے دشمن کو یقین ہوا کہ اسپر اس طرف حملہ ہوگا۔

۱۶-نومبر سکندر باغ پر حملہ کرنا اور شاہ نجف پر حملہ

اسی تاریخ بہت سویرے صبح کو سپاہ چلی اور نہر کے پار جاکر ندی کے کنارہ پر ایک میل تک صف آرا ہوئی پھر ایک بڑی بیحد ارتنگ گلی مین چلی۔ دشمن کو اس راہ سے انگریزی سپاہ کے آنے کا خیال نہ تھا غرض وہ لڑتی بھڑتی سکندر باغ مین داخل ہوئی اس مین دو ہزار باغی تھے جنمین سے انگریزی سپاہ نے ایک کو بھی زندہ نہین چھوڑا۔

سکندر باغ کے حملہ آورون کا زندہ گروہ ریسیڈنسی کی طرف چلا۔ سڑک ایک میدان کو قطع کرتی تھی جو بارہ سو گز عریض تھا اور سڑک سے پانچسو پچاس گز نیچے اور سو گز پر اس کے داہین طرف ایک مسجد شاہ نجف تھی جو ایک باغ کے اندر تھی جسکی فصیل بلند اور بڑی مستحکم تھی اور اسکے گرد جنگل اور مٹی کے جھونپڑے تھے سر کولن نے یہ ارادہ کیا کہ رات ہونے سے پہلے اس حصار کو لے لینا چاہیئے۔ چنانچہ پیل نے اپنا توپخانہ اسپر لگا دیا۔ دشمن نے جنگل کی کمین گاہ سے اور فصیل کے رخنون سے انگریزی سپاہ پر متواتر گولیان مارنی شروع کین اس اثنا مین ایک تنگ راہ مین جو جانور میگزین لیئے جاتے تھے انہون نے اپنے سامنے آگ دیکھی اور پیچھے انکے دھکا پیل ہوئی تو وہ آپس مین خلط ملط ہوگئے۔ مگر خوش نصیبی سے ایک افسر نے ایک اور راستہ دیکھ لیا تھا ان جانورون کو لے جاکر تازہ میگزین شاہ نجف پر پہنچا دیا مگر پھر بھی یہہ اچھا راستہ نہ تھا۔ سر کولن سفید گھوڑے پر متفکر بیٹھے ہوئے لڑائی کو دیکھ رہے تھے۔ سپاہ کے لئے مراجعت کرنے کے واسطے جگہہ نہ تھی اور فتح مشتبہ تھی۔ اب کیا تو فتح ہو لی یا اوٹرم اور ہیولوک جو ریسیڈنسی مین تھے غارت و تباہ ہوتے انہون نے اپنے گرد ہائی لینڈرس کو جمع کیا اور انسے کہا کہ میرا مطلب یہ نہین ہے کہ مین تم کو بندوقون کی مار کے نیچے لاؤن مگر مین شاہ نجف کو فتح کرنا چاہتا ہون توپون سے وہ فتح ہوتا نہین سنگینون سے تم کو فتح کرنا چاہیئے مین تمہارے ساتھ چلتا ہون انکے کہنے کے موافق رجمنٹ تیار ہوگئی۔

ملڈل ٹن کا شاہی توپخانہ بھی آگیا۔ توپ ہنکانے والے اپنے گھوڑون کو ہلاتے اور توپچی اپنی توپون کو ہلاتے ہوئے شاہ نجف کی دیوارون کے تلے پہنچ گئے جہان دشمنون کی گولیونکا لگاتار مینھ برس رہا تھا وہان توپون کی بیٹیان کھولکر گراب مارنے شروع کیئے ۹۳ رجمنٹ کے زمانہ دیدہ سپاہیون نے اور ان کے سفید پوش جنرل اور انکے سٹاف اور اسکے کرنیل ہوپ گرینٹ نے بڑی گرمجوشی و سرگرمی سے کام کیا مگر انکی یہ ساری گرم جوشی اکارت گئی۔ شاہ نجف کی دیوارین لوہا لاٹھ تھین انپر گولون کا کچھ اثر نہین ہوتا تھا دھوئے کا ابر انپر چڑہتا رہتا تھا وہ اپنے مہیب چہرہ سے انگریزی سپاہ پر ناک بھون چڑہاتے تھے اب انگریزی سپاہ نہ آگے بڑھ سکتی تھی نہ پیچھے ہٹ سکتی تھی اور فصیل پر سے جو گولیان آتی تھین انسے وہ مجروح و مقتول ہوتی تھی۔ ہوپ اور اس کے ایڈوی کیمپ کے گھوڑے رانون کے تلے مارے گئے وہ زمین پر گرے اور اور دو افسر مارے گئے شام ہونے کو تھی سرکولن فتح سے مایوس تھے انہون نے حکم دیا کہ توپین ہٹائی جائین۔ ہوپ صاحب پچاس آدمیونکو ساتھ لیکر فصیل کے گرد اس تلاش مین گئے کہ کوئی اسکا ضعیف مقام دیکھین۔ ایک سارجنٹ پٹن نے انکو فصیل مین ایک چھوٹا سا مقام بتلایا جو توپ کے گولے سے ہوا تھا اس مین سے ایک سپاہی کو دوسرے سپاہی نے دھکیل کر داخل کیا اور اس کے بعد اور باقی ہمراہی داخل ہوئے۔ تعجب تھا کہ وہان کوئی باغی مقابلہ کرنے کو موجود نہ تھا انہون نے دروازہ کھولا پھر انگریزی سپاہ اس کے اندر داخل ہوئی۔ باغی مفرور ہوئے انکے سفید کپڑے دھندے مین نہین دکھائی دیتے تھے۔ بس جہان سے دشمنون کی بندوقون کی آوازین آتی تھین اُن سے ہائی لینڈرس کی فتح کی نعرون کی آواز آنے لگی۔ سرکولن کیمبل کا چہرہ کہ جو شاہ نجف کی بندوقون اور توپون کی روشنی مین روشن ہوتا تھا اس فتح نمایان سے چمکنے لگا۔ انہون نے یہ جانکر کہ شاہ نجف بالکل اپنے قبضہ مین آگیا یہین سپاہ کو رات کو سونے کا حکم دیا۔ اس اثنا مین محصورین حتی الوسع ان سپاہون کی تائید مین کوشش کرتے تھے جو انکی اعانت کے لیئے آنے والی تھین۔ اوٹرم صاحب نے لڑائیون کا اہتمام جنرل ہیولوک کو سپرد کیا تھا۔ انہون نے فرید بخش پر قبضہ کرلیا۔ ان کا ارادہ تھا کہ اور دو عمارتون پر جنکا نام ہرن خانہ اور

ایک سپاہی کو دوسرے سپاہی نے دھکیل کر داخل کیا پھر اور سپاہی داخل ہوئے

سٹیم انجائن ہوس (دخانی کلون کا کارخانہ) تھا اپنے قبضہ مین کرلین تاکہ وہ فاصلہ جو سرکولن کیمبل کو رسیڈنسی کے آنے مین طے کرنا پڑے گھٹ جائے۔ گیارہ بجے انہون نے سُنا کہ سکندر باغ پر ہماری معین سپاہ حملہ کر رہی ہے تو ولیسٹ ائر نے فرید بخش کی باہر کی دیوار اور اس سے پرے کی عمارات پر گولے مارنے شروع کیئے۔ سوا تین بجے دو سرنگین جو ہرن خانہ کے نیچے لگائی گئی تھین وہ اڑائین اور انہون نے اپنا عمدہ اثر کیا اب ہیولوک صاحب نے جان لیا کہ پیدلون کے کام کرنے کے لیئے راستہ صاف ہو گیا۔ چند منٹ کے بعد لشکر کے آگے بڑہنے کا بگل بنایا گیا لشکر اس سے بہت خوش ہو کر یورش پر پلا بہت جلد دونو عمارتین اس کے قبضہ مین آگئین۔

سرکولن کیمبل اپنی سپاہ مین آرام فرما رہے تھے کہ صبح ہونے سے پہلے شہر کی گھڑیالون کی اور دشمنون کے نقارون کی بڑی آوازون نے انکو جگایا مگر کوئی حملہ نہین ہوا سرکولن نے میس ہوس اور موتی محل پر قبضہ کرنے کا ارادہ کیا۔ وہ بڑی عمارتین مقید محصورین کے پاس جانے کے لیئے مزاحم تھین۔ کئی گھنٹے تک پیل صاحب نے میس ہوس پر گولون کا مینھ برسایا تین بجے اسکی بندوقون کے چلنے کو بند کیا اور اسپر سرکولن نے یورش کرنے کا حکم دیا باغی جلدی سے بھاگ کر موتی محل مین پناہ گزین ہوئے۔ حملہ آورون نے کپتان گارنٹ ولزلی کی اعانت سے مفرورین کو موتی محل مین دبایا اور دیوار مین ایک شگاف ڈالا۔ اور اس شگاف مین گھس کر اندر گئے اور خوب لڑ کر باغیون کو موتی محل سے باہر نکالا۔ اب معین و معاون میں چند سو گز کا فاصلہ باقی رہا تھا جسپر قیصر باغ سے گولیون کی بوچھاڑ لگ رہی تھی باوجود اس کے اوٹرم و ہیولوک و نیپیر اور ائیر اور نوجوان ہیولوک اور چار اور افسر اس زمین مین سے کمانڈر انچیف کو مبارکباد دینے گئے۔ وہ موتی محل مین بخیر و عافیت پہنچ گئے۔

یہان ہیولوک نے اول ہاتھ ہوپ گرینٹ سے ملایا جنہون نے اول انکو رفع تکالیف کی مبارکباد دی پھر وہ سپاہیون مین گئے جنہون نے انکو بڑے ادب و تعظیم کی نظر سے دیکھا جنرل نے بھی آنکھون مین آنسو بھر کر کہا کہ سپاہیون مین تم سے ملکر بڑا خوش ہوا۔ سپاہیون مین اس خیال کرنے سے خوش ہون کہ اس جاسے کے حاصل کرنے مین تمہارا بہت کم نقصان ہوا ہے مین خیال کرتا تھا کہ

۱۶ و ۱۷ نومبر میس ہوس اور موتی محل پر قبضہ

جنرل ہیولاک کا ملنا

زیادہ نقصان ہوگا پھر یہ گروہ ایک سڑک پر سے انترکرینس ہوس مین کیا نڈرا لحیف کے خیمے مین گیا راستہ مین نو افسرون مین چار زخمی ہوئے۔ ہیولوک صاحب بھی زخمی ہونے سے بچ گئے چند منٹ مین وہ اور اوٹرم صاحب اپنے سپہ سالار سے ملے اورآپس مین مبارک سلامت ہوئی کہ لکھنؤ کے رلیف کا کام کامیابی کے ساتھ سرانجام دیا گیا۔

اب رسیڈنسی کے خالی کرنے مین بھی بڑی سپاہ کا مقابلہ کرنا باقی تھا اسکا خالی کرنا بھی ایک بڑا مشکل اور نازک کام تھا۔ یہہ ضرور تھا کہ قیصر باغ کی بندوقون کی مار بند کی جائے تاکہ عورتین اور بچے و زخمی و بیمارون کا گروہ میس ہوس مین سرکولن کیمبل کی خیمہ گاہ تک بغیر کسی مضرت و آسیب پہنچنے کے پہنچ جائے اس لیئے سرکولن کیمبل نے ۱۶۔ نومبر کو ایک عالیشان عمارت پر جسکو بارکس کہتے تھے اور دوسرے دن ان بارکون کے قریب کے بنگلون پر اور بیلکس کی کوٹھی پر قبضہ کرلیا تھا اور اسطرح سے قیصر باغ اور دل کشا کے درمیان دشمنون کی آمدورفت کی راہ کو بند کردیا تھا ۲۰و ۲۱و ۲۲و ۲۳ کو پیل صاحب نے قیصر باغ پر گولہ باری کی۔ اس اثنا مین عورتین اور بچے و بیمار و زخمی رسیڈنسی سے سرکائے گئے۔ مردون نے جب یہ سنا کہ وہ بھی اس رسیڈنسی سے جدا کئے جائینگے تو انکو غصہ آیا اور تعجب بھی ہوا۔ یہان وہ پانچ مہینہ سے رہتے تھے اور اپنی سینہ زوری سے دشمنو کے ہاتھ سے اپنے تئین بچایا تھا اس لیئے وہ اس رسیڈنسی سے مانوس ہو گئے تھے اوٹرم صاحب اور ہیولوک صاحب اور اور افسرون نے سرکولن صاحب سے عرض کی کہ دشمن شکست پانے سے بیدل و سراسیمہ ہوگیا ہے اس لیئے فتح کے بعد لکھنؤ پر برٹش گورنمنٹ کے تسلط اور اقتدار کو قائم رکھنا چاہیئے انگلس صاحب نے کہا کہ چھ سو سپاہی میرے حوالہ کیئے جائین تو رسیڈنسی بدستور اپنے قبضے مین رکھونگا خواہ کیسے ہی کثیرالتعداد دشمن اسپر حملہ کرین۔ مگر سرکولن نے کسی کے کہنے پر کچھ خیال نہین کیا۔ انکے نزدیک اس رسیڈنسی مین رہنا سرے ہی سے غلط تھا وہ جانتے تھے کہ جو سپاہ میرے ساتھ ہے اس مین سے ہر یک سپاہی کی ضرورت کانپور مین ہے ۲۲۔ کو سب دل کشا مین چلے گئے مگر یہان رہنے کا سامان اچھی طرح نہین کیا گیا تھا۔ دشمن قیصر باغ کے حملہ کے رفع کرنے مین مصروف رہے +

سرنگون کا حال

سر جیمس اوٹرم صاحب سرکاری رپورٹ مین لکھتے ہین کہ مین خوب واقف ہون کہ
زمانہ حال کی لڑائیون مین کوئی مثال سرنگون کے ایسے سلسلون کی نہین ہے جیسی کہ
اس لکھنؤ کی لڑائی مین ہے ہم نے سرنگون کے لئے اکیس کوٹھیان بنائین جنکے عمقون کا
مجموعہ دو سو فٹ تھا اور انکی چوڑائیون کے طولون کا مجموعہ تین ہزار دو سو اکانوے
فیٹ تھا دشمنون نے ہماری بڑی عمارتون اور مورچون کے اڑانے کے لئے ۲۰ سرنگین
لگائین اور انکو اڑایا جنمین تین نے ہماری جانون کا نقصان کیا اور دو نے کچھ نقصان نہین کیا
اور سات اور اڑائی گئین اور باقی سات مین سے ہمارے مائی نرون نے قبضہ کرلیا

جنرل ہیولاک کی وفات

ارٹن گبنس صاحب ایک خیمہ مین داخل ہوئے تو وہان دیکھا کہ زمین پر ڈولی مین ہیولاک
صاحب سخت بیمار پڑے ہین۔ اس دنیا مین وہ اپنی آخر لڑائیان لڑ چکے تھے۔ لڑائیون کی
محنتون اور مصیبتون سے وہ فرسودہ ہوگئے تھے انکو دو روز سے پیچش تھی وہ جانتے تھے
کہ اس مرض کے دور کرنے کی قوت انکی طبیعت مین نہین ہے ان کا بیٹا اس بیماری مین
انکی خدمت کرتا تھا وہ جانتے تھے کہ مین نے جو ملکہ معظمہ اور اپنی قوم کی خدمتین کین ہین
وہ انکی قدرشناسی کرتی ہین انہون نے کہا کہ مین خوش مرتا ہون مین نے چالیس برس سے
اپنی زندگی کا ایسا قاعدہ رکھا ہے کہ جب موت آئے تو مین اسکا مقابلہ بغیر کسی خوف کے کرون
ساڑھے نو بجے صبح کے ۲۴ نومبر کو انہون نے اس جہان فانی سے عالم جاودانی کو سفر کیا
انکے مرنے کا صدمہ ان مقامات مین ہوا جہان انگریزی زبان بولی جاتی ہے انگلنڈ اور
یونائٹڈ سٹیٹس مین انکے ماتم کا لباس پہنا گیا اور انکی لاش عالم باغ مین دفن ہوئی۔

سر کولن کیمبل کا کانپور کی طرف جانا

سر کولن کیمبل بے تاب تھے کہ کسی طرح کانپور پہنچ جائین۔ کئی دن ہوئے تھے کہ
کانپور سے کوئی خبر نہین آئی تھی۔ عالم باغ مین انہون نے اوٹرم صاحب کو اس کام کے لئے
مقرر کیا کہ وہ باغیون کو جب تک روکے رکھین کہ وہ پھر سرکشون کی سرکوبی کے لئے لکھنؤ
مین آئے وہ ۲۷ نومبر کو صبح کے گیارہ بجے تین ہزار سپاہ اور تمام عورتون و بچون بیمارون
و زخمیون کو ساتھ لیکر چلے۔ توپون کی کچھ دھیمی دھیمی آوازین دور کی سنائی دیتی تھین۔
جب شام کو بنی کے پل پر سر کولن پہنچے تو انکو یہہ خبر معلوم ہوئی کہ دو دن سے توپون کی آوازین

یہان چلی آرہی ہین۔ اس خبر سے وہ اور سراسیمہ ہوئے۔

اس عرصہ مین کانپور مین واقعات عظیمہ وقوع مین آئے ــــ ونڈہم صاحب کو بڑا مشکل کام کانپور مین سرکولن سپرد کر گئے تھے اور اس کے سرانجام دینے کے لیئے یہہ ہدایتین لکھ گئے تھے کہ چار مہینے پہلے ہیولوک صاحب کانپور مین جو دمدمہ بنا گئے ہین اسپر وہ اپنا قبضہ رکھے۔ اور اسکو مستحکم و استوار بنائے جو یورپین پیدل سپاہی اس پاس آئے اسکو لکھنؤ بھیجتا رہے اور اگر باغی بالکل اسپر حملہ کرنے کا عزم جزم کرین تو وہ اپنی تھوڑی سی فوج کو دمدمہ سے باہر بہت پھیلاؤ مین خیمہ زن کرے مگر وہ مجاز نہین ہے کہ کوئی بہانہ بنا کے دشمنون پر خود حملہ کرے الا اس صورت مین کہ کسی طرح سے وہ دمدمہ کو دشمنون کی گولہ زنی سے بچا ہی نہ سکے ونڈہم صاحب نے انکی ہدایتون کے موافق کام کیا۔ دمدمہ کو استوار کرنے کے لیے مزدور برابر لگائے رکھے۔ دمدمہ عارضی چندروز کے لئے بنایا گیا تھا اسکو وہ حصن حصین نہین بنا سکتے تھے اور اسکے آس پاس مکانات و باغات اس کثرت سے تھے کہ دشمن انکی آڑ مین توپخانہ لیکر ایک بندوق کی گولی کے فاصلہ پر آسکتے تھے۔

اس عرصہ مین تانتیا ٹوپی سرکولن کے چلے جانے سے اپنے تئین مستفید کر رہا تھا۔ اس کے پاس پچیس ہزار سپاہ تھی اور سگے نانا کے ساتھی ملازم شامل تھے وہ اول کالپی مین آیا اور یہان سپاہ متعین کی کہ وہ اسپر اپنا قبضہ رکھے اور پھر کانپور کی طرف سفر کیا اور اثناء راہ مین جو مقامات مستحکم آئے انمین سپاہین متعین کر کے ونڈہم کی ساری راہین اس ملک کی بند کردین جہان سے رسد ان پاس آتی تھی۔ اس خبر سے کہ تانتیا ٹوپی اسطرح چلا آتا ہے۔ ونڈہم صاحب نہایت مشوش ہوئے انہون نے کمانڈر انچیف سے درخواست کی کہ لکھنؤ کے لیئے جو سپاہین آتی ہین انمین سے کانپور مین اسکے بعض حصہ کو رکھنے کی اجازت مجھے ملے۔

۱۴ نومبر کو اس درخواست کی منظوری کا جواب آگیا۔

تین دن بعد سترہوین نومبر کو وہ اپنی سپاہ کو شہر کی آڑ مین لے گئے اور سرکولن کی ہدایت کے موافق اسکو ایک بڑے پھیلاؤ مین خیمہ زن کیا۔

ونڈہم صاحب کو جو یہ اجازت ملی تھی کہ وہ اپنی سپاہ کی قوت کو بڑھائے اس سے کچھ اسکی دلجمعی

ہوئی تھی مگر وہ جلد جاتی رہی۔ اسکے برعکس یہہ امید ہوتی تھی کہ سرکولن لکھنؤ کو فتح کرکے آتے ہونگے مگر کہین انکے مقدمۃ الجیش کی جھلک بھی نظر نہین آتی تھی۔ وہ سرکولن کی چٹھیون کا روز منتظر رہتا تھا مگر ۱۹ تاریخ کے بعد انکی کوئی چٹھی نہین آئی جو خبر آئی وہ بڑی متوحش تھی اسنے یہ سنا کہ ۲۲ تاریخ کو باغیون کے ایک گروہ نے بینی کے پل پر قبضہ کرلیا ہے اور اودھ سے تانتیا ٹوپی کی امداد کے لیئے سپاہ آتی ہے۔ ۲۳ تاریخ کو ایک کسریٹ افسر کی جو سرکولن کے لشکر سے متعلق تھا چھٹی اس مضمون کی آئی کہ لکھنؤ کو دس روز کی رسد فوراً بھیجدو تین دن سے سرکولن کا کوئی مراسلہ نہین آیا اب اس چٹھی کے آنے سے ناگزیر یہہ خوف پیدا ہوا کہ لکھنؤ کو باغیون نے گھیر رکھا ہے۔

ایسی حالتون مین ونڈہم صاحب نے سوچا کہ کوئی لڑائی کی تدبیر کرنی چاہیئے اگر تانتیا ٹوپی نے اپنے لشکر عظیم اور کثیر توپخانون سے حملہ کیا تو یہہ ناممکن ہے کہ مین شہر کو اور مورچے کو اس طرح محافظت کرکے بچا سکون جسطرح سرکولن نے مجھے ہدایت کی ہے۔ کامیابی کی امید اسطرح ہوسکتی ہے کہ مفصلات مین جو دشمن کے مستحکم مقامات ہین انکو غارت اور تباہ کرنا چاہیئے ۱۷۔ نوامبر کو انہون نے ایک نہایت خوش اسلوب تدبیر اور تجویز لکھ کر کمانڈر انچیف پاس منظوری کے لیئے بھیجی۔ مگر اس سبب سے کہ لکھنؤ کی آمد و رفت کی راہ بند تھی اس درخواست کا جواب سرکولن کے پاس کچھ نہین آیا۔ تانتیا ٹوپی کی سپاہ جن مقامات مین مقیم تھی انمین دو گاؤن بڑے مستحکم گنگا کی نہر پر کانپور سے ایک کڑی منزل کے فاصلہ پر تھے۔ ونڈہم صاحب کا یہہ خیال تھا کہ رات کو اپنی سپاہ کو نہر پر لے جائے اور ان دونو گاؤن مین سے کسی ایک پر چھاپا مارے اور اسکو تباہ کرکے کانپور مین اس لیئے چلا آئے کہ اگر دشمن مقابلہ کو آئے تو اس سے لڑے۔

ونڈہم صاحب کو اپنی تدبیر کی کامیابی پر ایسا یقین نہین تھا کہ وہ اپنے اعلے افسر کے حکم سے سرتابی کرکے سرخ رو ہوتے۔ اگر کوئی افسر اپنے اعلے افسر کی حکم عدولی کرکے اپنے کام مین کامیاب ہو تو پھر اسکو نافرمانی کی سزا نہین ملتی لیکن اگر نا کامیاب ہو تو پھر اسکو اپنی حکم عدولی کا خمیازہ بھگتنا پڑتا ہے۔

**پانڈو کی دوسری لڑائی**

گو ونڈہم صاحب کو اپنی تجویز پر بیدھڑک عمل کرنے کا حوصلہ نہ تھا مگر وہ ایسے گئے گذرے بھی نہ تھے کہ بالکل بیکار بیٹھے رہتے ابتک انکو امید چلی جاتی تھی کہ انکی تجویز کی منظوری آتی ہوگی اس لیئے وہ آمادہ ہو رہے تھے کہ جب انکو اول موقع ملے تو اسکو عمل مین لائین چنانچہ ۲۴ - نومبر کو انہون نے جنوب مغرب کی سمت مین چھہ میل سفر کرکے اپنے خیمے وہان لگائے جہان کالپی کی سڑک پر نہر کا پل بنوایا تھا - اس طرح ڈونڈہم کے آنے کو تانتیا ٹوپی مقابلہ کرنے کے لیئے پیشقدمی سمجھا - وہ اکبرپور سے جو ان دیہات مین سے تھا جنپر اسنے قبضہ کیا تھا چلا اور دوسرے دن پانڈو ندی کے داہنے کنارہ پر اس مقام مین خیمہ زن ہوا جو تھوڑی دور پر ونڈہم کی خیمہ گاہ سے جنوب مغرب مین تھا - دوسرے دن ونڈہم صاحب نے اسپر حملہ کیا اور شکست دی اور شکست دیکر کانپور مین چلے آئے - کالپی کی سڑک پر اینٹون کے پزاوون مین اپنے خیمے لگائے جہان وہ جانتے تھے کہ دشمن آئیگا تو مدمہ کی نسبت یہان اچھی طرح محافظت ہوسکیگی - آخر کو اس پاس ایک مراسلہ آیا جس مین لکھا تھا کہ لکھنؤ مین سب کام خاطرخواہ بن آئے انکو ایک دو روز اور اپنی محافظت کرنی چاہیئے اسکے بعد تمام انکی تشویشات رفع ہو جائینگی اور اسکا قصور معاف ہوجائیگا کہ انہون نے تانتیا ٹوپی پر اسلیئے حملہ کیا تھا کہ اسکو شکست دے تاکہ اسکو حملہ کرنے کا حوصلہ نہ ہو

**تانتیا ٹوپی کی دلیری کا بڑھنا**

تانتیا شکست پانے سے ذرا نہین ڈرا - اسنے اپنی ذہانت سے یہہ سوچا کہ ونڈہم صاحب جو فتح پانے کے بعد کانپور واپس چلا گیا تو انکو ضرور خوف ہوا ہوگا کہ کانپور پر حملہ ہوگا اسکو بچانا چاہیئے اب اسنے ارادہ مستحکم کیا کہ کانپور پر حملہ جلدی سے کرنا چاہیئے - دوسرے روز ونڈہم صاحب نے اپنی سپاہ کو حسب دستور مسلح کیا - انکو دشمنون کے ارادہ سے مطلق خبر نہین تھی اس لیئے کہ جاسوس جو انہون نے بھیجے تھے وہ اتنے گرفتار ہوئے تھے کہ اب خبر لانے کے لیئے کسی جاسوس کے جانے کی ہمت نہین پڑتی تھی - خوف کے مارے جان جاتی تھی - بارہ بجے ونڈہم صاحب ایک مکان کی چوٹی پر کھڑے تھے کہ انہون نے دہنوان اٹھتا ہوا دیکھا اور توپون کی آوازین سنین - وہ فوراً نیچے اترے اور حملہ کے دور کرنے کی تدابیر کرنے لگے -

**کانپور کی دوسری لڑائی -**

ونڈہم صاحب نے بریگیڈیر کارتہیو کو جو کل کی لڑائی مین بڑے کارہای نمایان کرچکے تھے حکم دیا کہ

وہ جاکر شہر کی جانب راست کی محافظت کرین جو بٹھور کی سڑک کی طرف ہے اور کرنیل والپول کو
کالپی کی سڑک کی طرف بھیجا کہ وہ دشمن کی داہن طرف کی سپاہ سے یعنی میمنہ سے لڑے
تانتیا ٹوپی کا توپخانہ ایسا زبردست تھا کہ وال پول کی سپاہ کو جلد خوف پیدا ہوا کہ وہ
مغلوب نہ ہوجائے ایک گھنٹہ تک لڑائی رہی ونڈہم صاحب کارتھیو کی لڑائی کی نگہبانی
کرتے تھے پھر وہ باہین برگیڈ کی طرف گئے ایک افسر جو گارڈن میتی بغیر حکم کے نامردی سے بغیر
مقابلہ کرنے کے بھاگ آیا۔ گاڑی بان بھاگ گئے۔ میگزین ٹھہر گیا۔ ونڈہم صاحب نے یہ دیکھکر
کہ فتح پانا ناممکن ہے خود پڑاوون مین مراجعت کی اور کارتھیو صاحب کو حکم دیا کہ وہ بھی یہین چلے
آئین۔ کارتھیو صاحب اول تو اس حکم سے خبر نہ ہوئے وہ میدان جنگ مین ابتدا سے کامیاب
ہورہے تھے اور انکو یقین تھا کہ وہ آخر تک فتحیاب رہین گے مگر جب یہ حکم دوبارہ ان پاس
آگیا تو انہون نے حکم کی اطاعت کے لیئے مجبور ہوکر اپنے برگیڈ کو ہٹایا گو یہہ ہٹانا انکو
ناگوار خاطر تھا اب انہون نے پڑاوون کے پاس آنکر جو حال دیکھا تو انکو اور غصہ آیا کہ
باہین برگیڈ کے سپاہی ابتر و پراگندہ ہوگئے ہین انکے خیمے اور بھاری اسباب جابجا بے ترتیب
اکھڑے پڑے ہین اور مویشیون کو دشمن بھگاکر لے گئے ہین۔

اب یہہ اور زیادہ خراب نوبت آئی کہ پانچ بجے ایک سپاہی خبر لیکر آیا کہ باغی دمدمے پر
حملہ کر رہے ہین اسکی محافظت کے لیئے پڑاوون کو چھوڑکر دمدمہ مین جانا پڑا۔ ونڈہم
صاحب نے اس افسر کو جسکے پڑاوے سپرد کیئے تھے حکم بھیجا کہ وہ واپس آئے اور خود ایک
لشکر کو جو فتحپور سے آگیا تھا ساتھ لے دمدمہ پر گیا اور باغیون پر حملہ کیا اور انکو مارکر
وہان سے بھگادیا پھر وہ گھوڑے پر سوار کارتھیو پاس گئے اور انکو حکم دیا کہ وہ داہین
طرف اپنے اصلی مقام پر آجائین اور وہان سے چلکر نہر ایڈے پر قبضہ کرین۔ کارتھیو صاحب نے
بڑی ہوشمندی اور خوش اسلوبی سے ونڈہم صاحب کے حکم کی تعمیل کی اور جو باغی
انکے سامنے آیا اسکو مارکر ہٹایا۔ مگر اس کے خلاف سپاہ کلان اپنے خیمے ڈیرے
اور اسباب چھوڑکر واپس چلی گئی اور واپس جانے مین دشمنون کی بندوقون کی مار سے
بڑی گزند اٹھائی۔ ان مین سے بعض نے بڑی بے غیرتی کا کام یہہ کیا کہ اپنے علم

پھینک دئیے اور بالکل ڈسپلن کے خلاف کام کیئے۔ شراب جو بیماروں کے لیئے رکھی تھی اسکو گودام توڑ کر نکال لیا اور شراب پی کر ایسے بدمست ہوئے کہ افسروں کے صندوق توڑے۔

وناہم صاحب کو خیال تھا کہ دشمن دوسرے روز از سرنو حملہ کریگا رات بھر اور افسروں سے وہ صلاح مشورہ کرتے رہے اور گنگا کے پاس جو شہر کا حصہ تھا اسکی حفاظت کرتے رہے۔ وال پول صاحب پھر دوبارہ بائین طرف شہر کی جانب مین محافظ تھے جو پڑاوون کے قریب تھا۔ برگیڈ ولسن دمدمکی دراست کرتے تھے۔ کارتھیو صاحب مٹھورکی سڑک کی جو کلید شہر تھی روک تھام کر رہے تھے تاکہ وہ تمام ذخائر اور گودام بچے رہیں جنمین لکھنؤ سے آنے والی عورتون اور بچون کے لیئے کپڑے اور اور چیزین رکھی تھین۔ وناہم صاحب نے جو خاص سپاہ اس کام کے لیئے جدا مقرر کی تھی وہ کافی نہ تھی۔

۲۸ تاریخ صبح کو دشمن نے حملہ کیا۔ کارتھیو صاحب نے ایک نالہ کے پل پر جو تھی ایڈ کے سامنے تھا قیام کیا۔ دشمن اپنرڈ ہائی گھنٹے تک بڑے زور شور سے حملہ کرتا رہا مگر وہ انکو اپنے مقام سے نہ ہٹا سکا بارہ بجے انکو حکم ہوا کہ وہ آگے بڑھین۔ انکی راہ مین ایک زمین آتی تھی جسکا طول چھ سو گز تھا اور اسکے مقابل جانب مین دشمن نے تین توپین لگا رکھی تھین۔ کارتھیو صاحب بہادرانہ لڑتے ہوئے توپون سے سو گز کے فاصلہ پر پہنچے مگر یہان گرد کے مکانون سے اپنر توپون اور بندوقون کی ایسی بھرمار ہوئی کہ وہ آگے نہ بڑھ سکے۔ اس ناکامی سے کارتھیو صاحب بیدل نہین ہوئے وہ توپین لائے اور انسے انہون نے دشمنون کی توپون کو بند کر دیا۔ مگر ان پاس سوار نہین تھے کہ انکی امداد کرتے اس لئے وہ اور زیادہ فائدہ نہ اٹھا سکے۔ اس عرصہ مین ولسن صاحب نے بھی کارتھیو کے میسرہ کے متوازی دشمن کی ایک دوسری بیٹری پر بڑھے اور ابتدا مین کارتھیو کے برگیڈ سے زیادہ کامیاب ہوئے انکی سپاہ نے توپون پر حملہ کیا اور کچھ دیر کے لیئے اپنر قبضہ بھی کر لیا مگر سپاہ کلان نے جو بہت پیچھے چلی گئی تھی انکی اعانت نہین کی اس لیئے جب اسپر حملہ ہوا تو سپاہ غارت ہوئی اور ولسن صاحب خود لغتادہ ہوئے۔ فوج کلان دمدمہ کو واپس گئی۔ کارتھیو کا میمنہ دشمنون کی زد مین آیا اگر وناہم صاحب انکی امداد کرتے تو بگڑی ہوئی لڑائی پھر سنبھل جاتی ۔۔۔ سر کولین تھوڑی دیر مین آنے والے تھے انکے آنے کے بعد گر لڑائی کا فیصلہ ہوتا تو یون لڑائی

بالکل نہ بگڑتی۔

بیٹی سے صبح کو سرکولن کا سفر شروع ہوا- ہر وقت توپون کی آواز زیادہ تیز آتی جاتی تھی مگر ونڈہم
صاحب پاس سے کوئی خبر نہین آتی تھی- میل پر میل جلدی جلدی طے ہوتے تھے دو پہر سے پہلے
ایک ہندوستانی نے ایک سٹاف افسر کو چٹھی مورخہ ۲۴- نومبر لا دی جسکے عنوان پر نہایت
ضرور لکھا تھا وہ اس کمانڈر کے نام تھی جو کانپور کی سڑک پر سپاہ کا افسر خواہ سرکولن کیمپل
ہون یا کوئی اور افسر- سرکولن نے اس چٹھی مین پڑھا کہ کانپور پر حملہ کیا گیا پھر ایک اور چٹھی اور
اسکے بعد دوسری چٹھی انکے پاس آئی جنسے معلوم ہوا کہ ونڈہم صاحب پر ایسا دباؤ
پڑا کہ وہ اپنے دمدمہ مین چلے گئے- سرکولن گھوڑے پر سوار ہوکر سوارون اور توپخانہ کو
لیکر اپنے لشکر سے آگے گئے- وہ پل پاس گئے تو انہون نے دیکھا کہ پل ہنوز قائم ہے
چند منٹ مین وہ پل پر گئے جب وہ پار اترے تو دریا کے پاٹ پر سورج کے ڈوبنے کی کرنین
پڑ رہی تھین اور دور کے فاصلہ پر آتش جنگ مشتعل تھی اور کانپور پر اسکی شعلہ افشانی ہو رہی تھی

جس وقت لڑائی کے نازک وقت مین ولسن صاحب کا حملہ ہٹایا گیا تھا ونڈہم کی جرنیلی
ناکامیاب ہوگئی تھی انہون نے بالفعل سپاہ دال پول کی امداد کے لیئے بھیجی مگر اس پاس
سپاہ کافی تھی اس لیئے یہ امداد کچھ بڑی اہم نہ تھی- مگر کارتھیو صاحب پر لڑائی کا سارا بوجھ آن پڑا تھا
اور اسکی قسمت پر سارے لشکر کی قسمت کا مدار تھا اس پاس امداد کے لیئے ایک سپاہی نہین بھیجا
گیا مگر ایسے سخت امتحان کے وقت مین کارتھیو بیدل نہین ہوا وہ مجبور ہوکر پل پر واپس آیا-
یہان بھی لڑے گیا- دشمن اسکے اوپر توپون پر توپین چڑھا کر لایا- گرد کے مکانون و باغون
مین بڑھتا گیا اور اس کے تھوڑے سے لشکر پر بندوقون کی باڑ پر باڑ مارتا رہا مگر جب کارتھیو
نے دیکھا کہ اب مین چارون طرف سے گھر جاؤنگا تو اسنے لشکر کو حکم دیا کہ وہ دمدمہ کو واپس چلے
اسوقت ونڈہم صاحب سرکولن کیمپل کو جو تھوڑی دیر ہوئی تھی کہ دمدمہ مین آگئے تھے اپنی
خزانچی گری کا حساب سمجھا رہے تھے- انہون نے وہ کام پورا نہین کیا جو انکو کرنا چاہیئے
تھا جسکے سبب سے سارا شہر اور تمام ذخائر گودام اور بہت کچھ اسباب دشمنون کے ہاتھ مین
آیا مگر انہون نے بہت دلیرانہ بہادرانہ کام کیا کہ دمدمہ کو اور پل کو قائم رکھا۔

رات خیر و عافیت سے گذری ۲۹۔ نومبر کی صبح کو تانتیا نے دیکھا کہ گنگا کے کنارہ سے پرے میدان انگریزی لشکر کے خیمون سے سفید ہو رہا ہے تو اس لیئے یہ جانا کہ اگر مین اس پار کو پل کے پار اترنے دونگا تو وہ مجھ پر حملہ آور ہوگی اسلیئے اسنے اپنے توپخانون سے پل پر گولہ زنی شروع کی۔ ہیل کی بھاری توپون نے اور اور توپخانون نے اسکی توپون کا جواب دیا۔ تھوڑی دیر کے لیئے دریا کے کنارون پر دھنوئیں کی گھٹا چھاگئی۔ مگر دشمن بہ تدریج مغلوب ہوا اور اپنی کوشش سے باز رہا۔ پھر سر کولن کیمبل کا مقدمۃ الجیش پل پر آیا اور اسکے بعد عورتین بچے زخمی بیمار اترے اور پھر سب اسباب کی گاڑیون کا تانتا اترا اور پھر عقب کی سپاہ نے عبور کیا اور لشکر وہان خیمہ زن ہوا جو اس مقام کے قریب تھا جو پہلے انگریزونکا مقتل بن چکا تھا۔ یہہ سب کام ۲۹۔ نومبر کے ۳ بجے اور ۳۰ نومبر کے چھ بجے صبح تک ہوتے رہے۔ باغی اپنے پہلے مقامات پر جمے رہے سر کولن کیمبل جانتے تھے کہ مین انکے نکالنے مین جب تک کوشش نہین کرسکتا ہون کہ ان عورتون بچون وغیرہ کا گروہ الہ آباد نہ روانہ ہو وہ میرے لیئے حملہ کرنے کے واسطے ایک روک ہے۔ اس لیئے انکی روانگی کے سامان کے تیار کرنے کا بڑا اہتمام کیا گیا ۳۔ دسمبر کی رات کو وہ الہ آباد روانہ ہوئے۔ اس کے بعد سر کولن روز روز اور باغیون کو دیکھتے رہے کہ وہ انکو خوف کی رسائی سے بالکل پرے کردین اس عرصہ مین باغیون نے انکو بھی ایسا ہی حیران کرنا شروع کیا جیسا کہ وہ مہینے کی ابتدا سے اپنے منتشر حملون سے کرتے تھے۔ لیکن اب وقت معاوضہ لینے کا قریب آگیا تھا۔

باغیون کا مقام بڑا مستحکم تھا۔ انکی بائین جانب کی محافظ گنگا تھی اسکا مرکز شہر تھا جس کی پیچدار گلیون کے مکانات محافظت کے لیئے نہایت مناسب تھے انکی داہین جانب مین شہر کے پار ایک کھلا میدان تھا داہنی طرف سے دو میل کے فاصلہ پر کالپی کی سڑک کے قریب گوالیار کنٹنجنٹ کا خیمہ گاہ تھا۔ باغیون کی سپاہ کا یہی حصہ بڑا مہیب تھا۔ سر کولن نے دشمن کے سارے مقامات ملاحظہ کرکے یہہ سوچا کہ باغیون کے داہین جانب فقط مجروح ہونے ہی کے قابل نہین ہے بلکہ اسپر قبضہ کرنا اس سبب سے بھی اہم ہے کہ کالپی کی سڑک پر قبضہ ہو جائیگا جو فقط ایک ہی راہ گوالیار کنٹنجنٹ کے بھاگنے کے لیئے ہے اسواسطے انہون نے

اپنا ارادہ مصمم کر لیا کہ اسپر سارا لشکر لے جا کر حملہ کیجئے اور اسکو اس سے پہلے مغلوب کر لیجئے کہ مرکز
سے اس پاس کمک پہنچے۔ اور گوالیار کنٹنجنٹ کے خیمہ گاہ پر قبضہ کر کے کالپی کی سڑک پر اپنا
خیمہ گاہ بنائیے اور دشمن کی آمد و رفت پر ضرب لگائیے۔ سرکولن کی کل سپاہ میں پانچ ہزار
پیدل تھے اور وہ چار بریگیڈ میں منقسم تھے چھ سو سوار تھے اور پینتیس توپیں تھیں۔
۶۔ دسمبر کو دس بجے صبح کے ونڈہیم صاحب نے جو دمدمہ کے کمانڈر تھے اپنی ساری
توپوں سے دشمن کی بائیں جانب اور مرکز پر گولے مارنے شروع کئے تقریباً دو گھنٹے
میں شہر کی گلیوں میں جو باغی جمع تھے ان گولیوں کی ضرب سے بہت ان میں فنا ہوئی۔ اس حملے کے
جوش و خروش نے باغیوں کی توجہ کو ایسا پریشان کیا تھا کہ وہ اس کے دفع کرنے کے واسطے
داہیں طرف سے سپاہ پر سپاہ بلاتے تھے اور اسطرح داہیں جانب کو ضعیف کرتے تھے
یوں سرکولن کا پہلا منصوبہ سیدھا ہوا۔ توپوں کا عمل غبارہ موقوف ہوا۔ دھنواں صاف ہوا۔
گریٹ ہیڈ بریگیڈ کے پیادے نظر سے چھپے ہوئے بہت قریب نہر کی پین کے پاس پہنچے اور
دشمن کے مرکز یعنے قلب کی سپاہ کو لڑائی میں بندوق بازی سے مصروف رکھا۔ پھر کچھ جانب
چپ سے بریگیڈ والپول کی سپاہ لباس رفل دار سپاہی نہر سے پایاب اترے اور دشمن کے
ان سپاہیوں کو ابتر و پریشان کیا جو شہر کے کوچہ و بازاروں سے ہمنہ کی مدد کو جاتے تھے
اس اثنا میں سوار اور توپخانے غائیت جانب سے دوڑتے ہوئے نکلے اور ہوپ اور
انگلس کے بریگیڈوں نے دفعتہً اپنی کمین گاہوں سے سرعت سے نکلکر میدان میں
و ولیفیوں میں لہریں مارنی شروع کیں۔ پیزادوں کے پیچھے دشمنوں کا ہجوم تھا انہوں نے
خوب گولیاں ابر چلائیں مگر لڑنے والوں کی یورش کی تاب نہ لائے نہر کے پل پر واپس
چلے گئے اور اس مقام سے انہوں نے ایسی گولیاں انگریزی لشکر پر ماریں کہ وہ آگے بڑھنے
سے رک گیا۔ پیل صاحب کے ملاح دوڑے آئے اور اپنی چوبیس پینی توپوں کو گھسیٹ کر
لائے اور پل کی داہیں طرف یورش کر کے ایک توپ اسپر لگادی۔ پیادوں نے نہر سے پایاب
اترکر دشمنوں کو پراگندہ کیا اور گوالیار کنٹنجنٹ کے خیمہ گاہ پر دوڑے گئے تو انکے ہوش پران
ہوئے کہ دفعتہً یہ بلا کہاں سے ابر ٹوٹ پڑی وہ اس بلائے ناگہانی سے بچنے کے لیے

سپاہی اپنے توون پر روٹیان پڑی ہوئی چھوڑکر کے بھاگے۔ بیل گاڑیون سے رسیان تڑاکر بھاگے۔ ڈاکٹر اسپتالون سے مریضون کو چھوڑکر فرار ہوئے۔ سرکولن نے جنرل ہینس فیلڈ کو اسکے پاس بھیجا کہ وہ مرکز اور میمنہ سے باغیون کو بھاگنے نہ دے اور وہ خود گوالیار کنٹنجنٹ کے تعاقب کرنے مین مصروف ہوئے انکے سوار اور توپخانے فوراً انسے آن ملے اور مفرور جو بھاگے جاتے تھے انکے پیچھے پڑے۔ میگزین کے بھرے ہوئے چھکڑے جا بجا سڑک پر بجھ رہے تھے۔ بہت سی توپین بیخین ٹھکی ہوئی پڑی ہوئی تھین انکے پاس سے لشکر انگریزی گذرتا ہوا گھوڑون کو سرپٹ دوڑاتا ہوا اور بیدریغ باغیون کو بیلون تک مارتا ہوا چلا گیا جب تک اسنے توقف نہین کیا کہ باغیون نے مایوس ہوکر اپنے ہتھیار پھینک دیئے اور سڑک سے بھاگ کر جنگل مین جاکر چھپے ملک مین ادھر اُدھر سرگردان اور پریشان ہوئے۔ آدھی رات کو لشکر ظفر و منصور کانپور مین واپس آیا۔ جرنیل ہینس فیلڈ جس کام کے لئے بھیجے گئے تھے اسکو انہون نے کچھ نہین کیا۔ اس لیئے بہت سے باغی بچکر بٹھور کی طرف بھاگ گئے۔ سرکولن نے انکی لیاقت کے سمجھنے مین غلطی کی۔

سرکولن کو جنرل ہینس فیلڈ کی ناکامیابی کے سبب سے ایک اور سپاہ باغیون کے تعاقب مین بھیجنی پڑی جسکا ہوپ گرینٹ صاحب کو کمانڈر مقرر کیا۔ صاحب ممدوح نے مفرور باغیون کے نشان قدم سے جان لیا کہ وہ بٹھور کی سڑک پر پھیل کر گنگا کے پار گھاٹون سے اتر کر اودھ مین جا بیٹھے گے۔ وہ اس راستے پر بہت جلد رات بھر چلے اور موضع شیوراج پر پہنچے جو تین میل گنگا کے گھاٹ سے تھا۔ یہان اپنا اسباب چھوڑکر دریا کے قریب پہنچے اور وہان باغیون کو دیکھا اور اپنی توپون سے انکے دھوئین اڑا دیئے۔ باغی کنارہ کی طرف اپنی پندرہ توپین چھوڑکر بھاگے وہ ان توپون کو کشتیون پر لادنے کو تھے کہ انگریزی سپاہ نے ان توپون کو چھین لیا انکے بیل نایاب و عمدہ تھے۔

ان لڑائیون سے باغیون کی فوجون کا کچلا نکل گیا۔ ان چھٹی و نوین کی لڑائیون مین انکی بتیس توپین چھن گئین ایک مستحکم مقام قبضے سے نکل گیا بہت سے آدمی قتل ہوئے باغیون کی سپاہ جن حصون پر مشتمل تھی وہ آپس سے جدا ہو گئے کہ پھر کبھی نہ ملے ایک حصہ

کالپی کی طرف بھگادیا گیا دوسرا حصہ اودھ مین جانے سے روکا گیا اور بغیر توپون کے ٹھور
کی طرف بھاگا۔ برٹش نے اپنے ننانوے آدمیون کے مجروح ومقتول کرانے سے یہ
نتائج حاصل کیئے۔

جب ہوپ گرینٹ کی رپورٹ فتح کی سرکولن کیمبل پاس آئی تو انہون نے افسرون کو
ہدایت کی کہ فوراً جاکر نانا کی راجدھانی کو غارت کردو۔ گرینٹ صاحب نے ۱۱ دسمبر کو ٹھور مین
جاکر مندر کو اڑادیا اور نانا کے محل مین آگ لگادی۔

# باب چہارم

## دوآبہ مین اور لڑائیان

چھٹی ونوین دسمبر کو فتوح نمایان حاصل ہوئین تو سرکولن کیمبل دل سے یہ چاہتا تھا کہ آگے
بڑھکر باغیون اور انکے معاونون پر حملہ کیجئے۔ ان کے دلون مین ان شکستون کی یاد
تازی ہی جسے وہ سہمے ہوئے ہین۔ مگر اسباب باربرداری کے موجود نہ ہونے سے وہ
آگے جانے کے لیئے معذور تھے انہون نے دو ہزار گاڑی چھکڑے اپنی بڑی عرق ریزی
سے جمع کیئے تھے جنہین عورتون اور بچون وغیرہ کو الہ آباد روانہ کیا تھا اب انکے واپس آنے
کے منتظر تھے۔ وہ ۲۳ دسمبر کو کانپور مین واپس آگئے۔ اس عرصہ مین کہ انکو کانپور مین توقف
کرنا پڑا وہ لشکرکشی کی تدابیر سوچتے رہے کہ اودھ اور روہیل کھنڈ کی فتح کرنے سے پہلے دہلی
وپنجاب سے دوآبہ کی آمدورفت کا راستہ کھولنا چاہیئے اور یہ راستہ جب کھل سکتا ہے کہ
دوآبہ بالکل فتح ہو۔ اس فتح ہونے سے زیرین گنگا اور سندھ کے درمیان ملک بالکل
باغیون سے پاک صاف ہوجائیگا پہلے گریٹ ہیڈ صاحب نے جو دہلی سے دوابہ مین سفر کیا
تھا اسکا اثر مستقل نہ تھا۔ آگے دوڑ پیچھے چوڑ تھی وہ آگے بڑھے پیچھے انکے پھر وہی
باغیون کا دنگہ فساد موجود تھا۔ سرکولن کی رائے مین جمنا کے بائین کنارہ پر چھوٹے چھوٹے

ٹھور کی غارتگری ۔ باب چہارم ، دوآبہ مین اور لڑائیان ۔

مقامات مین اور الہ آباد کے مشرق مین اس فساد کے بجھانے کے لیے گشتی کولمون کا بھیجنا کافی ہوگا۔

سرکولن نے یہ تجویز بڑے حزم واحتیاط سے کی کہ فتح گڈہ کی طرف سپاہین روانہ کی جائین۔ انہون نے وال پول صاحب کو ہدایتین کین کہ سیٹن صاحب جو علی گڈھ سے سفر کر رہے ہین انسے ملاقی ہوکر اور کالپی کی سڑک پر نیم مقوس دوڑ کرکے اکبر پور ہوتا ہوا اٹاوہ مین پوری جائے اور کالپی کی سپاہ کو ڈراتا جائے اور آگرہ کے اضلاع کو باغیون سے صاف کرتا جائے اور مین پوری مین وال پول صاحب سیٹن صاحب سے ملجائے تو دونو ملکر فتحگڈھ کی طرف جائین۔ ہم وال پول صاحب اور سیٹن صاحب کے سفرون کا جدا جدا حال ـــ اور پھر ان دونو کے مل جانے کے بعد فتحگڈھ کی طرف سفر کرنے کا بیان اور پھر سر کولن کیمبل کے سفر کا بیان اور کانپور مین فتح گڈھ مین انکے آنے کا حال لکھتے ہین

۱۸- دسمبر کی صبح کو وال پول صاحب سپاہ کو ساتھ لیکر روانہ ہوئے اور اکبر پور کی راہ سے اٹاوہ پہنچ گئے۔ راہ مین کوئی لڑائی بھڑائی نہین ہوئی۔ بغاوت کی ابتدا مین اٹاوہ لٹا تھا اب چرچ وکچہریان شکستہ ہو رہی تھین۔ باشندے بھی برباد ہوگئے تھے باغی اٹاوہ پر قابض تھے۔ وال پول صاحب کے آنے کی خبر سنکر اٹاوہ سے بہت سے سرکش کھسک گئے مگر تھوڑے مذہب کے دیوانے ایک مضبوط احاطہ مین جسکی فصیل ریتی دار تھی جم کر شہادت کے شوق مین لڑے انگریزون نے سرنگ لگا کے انکو اڑا دیا انکی شہادت کی تمنا پوری ہوئی۔ یہ واقعہ ۲۹- دسمبر کا ہے۔ پھر کولم سفر کرکے مین پوری مین گیا۔ اور ۳- فروری کو بریگیڈیر سیٹن کے لشکر سے بیور مین ملا جو فتح گڈہ سے پندرہ میل پر تھا۔

سیٹن صاحب اس لشکر کے سپہ سالار مقرر ہوئے تھے۔ دہلی مین کانپور جانے کے لیے تجویز ہوا تھا اسکے ساتھ غلہ وغیرہ اور حرب وضرب کا سامان لعدلاؤ لشکر اسقدر تھا کہ اونیس میل مین اسکا تانتا لگتا تھا۔ دہلی سے جس روز سیٹن صاحب چلے ہین اسنے پہلے رات کو انہون نے سنا تھا کہ ضلع علی گڈھ مین باغیون کا اجماع ہے۔ وہ ۱۹- دسمبر کو علی گڈھ روانہ ہوئے انہون نے یہان آنکر قلعہ علی گڈھ کی توپون کی محافظت مین اپنے سامان رسد وغیرہ کو رکھا اور خود کچھ لشکر

والپول صاحب کا اٹاوہ مین پہنچنا

سیٹن صاحب کا علی گڈھ پہنچنا

لیکر جنوبی شرقی سمت مین سفر کیا - اور باغیون کو کاسگنج اور پٹیالی مین شکست دی اور نواب فرخ آباد کے موروثی کمانڈر انچیف حکیم کو مارا اور اسکا ہاتھی جسکا حوضہ چاندی کا تھا چھینا بیہ حساب کیا گیا ہے کہ باغی چھ سوار سے گئے اور انگریزون کی طرف ایک آدمی مقتول اور تین مجروح ہوئے اور انہون نے تیرہ توپین چھینین سیٹن صاحب پٹیالی مین تین سفد ٹھیرے کہ سول کے حاکمون کی حکومت کو سارے ضلع مین جمادین انکے اس مظفر سفر کا نتیجہ یہ تھا کہ چارون طرف سے باغی خوف زدہ ہوکر فتحگڈھ کو بھاگے کہ گنگا پار اتر کر اودھ مین چلے جائین سیٹن صاحب ۱۲- کو الٹے پھرے اور ۲۲- کو کاسگنج سے چند میل کے فاصلہ پر کوبس صاحب کمشنر آگرہ سے ملے جنہون نے بیان کیا کہ جواہر سنگھ مشہور باغی جو کاسگنج کی لڑائی مین ہم سے لڑا ہے وہ اپنے بیٹے کے ساتھ آیا ہوا ہے - ہوڈسن صاحب نے جاکر دونو کو پکڑ بیٹے کو مار ڈالا اور باپ کو قید کیا جو توپ سے مارا گیا وہ سرکار سے پنشن پاتا تھا -

سیٹن صاحب ایٹہ کو جاتے تھے کہ انہون نے سنا کہ مین پوری کے سرکش راجہ تیج سنگھ نے انکی راہ روکنے کے لیئے لشکر جمع کیا ہے سیٹن صاحب مین پوری گئے انہون نے دو گولے دشمن پر چلائے تھے کہ وہ اپنا سارا اسباب قلعہ مین چھوڑ کر بے اوسان میدان جنگ سے بھاگا - انگریزون کے ہاتھ آٹھ توپین لگین اور سو کے قریب باغیون کو قتل کیا اور سیٹن صاحب کے سپاہی دو زخمی ہوئے وہ اپنے لارڈ لشکر سے جا ملے -

مین پوری کی لڑائی

## باب پنجم

### اودھ کے دوبارہ فتح کرنے کی تمہیدات

#### سر کولن کیمبل کا فتح گڈھ مین آنا -

کانپور سے سر کولن نے خود ۲۴ دسمبر کو سفر کیا اور سڑک کے بازوؤن کو باغیون کے حسن وخاشاک سے صاف کرتے ہوئے ۳۱- دسمبر کو گور سہائے گنج مین آئے ہیں

قصبہ سے کچھ فاصلہ پر فتح گڈھ کی سڑک پر کالی ندی کا آویزان پل تھا اگر باغی پل کو انگریزی سپاہیون کے ملنے سے پہلے توڑ ڈالتے تو فتحگڈھ مین کچھ دنون امن سے بیٹھتے۔ جسدن گورسہائے گنج مین سرکولن آئے ہین باغی پل کے توڑنے مین مصروف ہوئے مگر اب وقت اسکے توڑنیکا نہین رہا تھا۔ ایک گروہ انجنیرون اور سیپرون اور ملاحون کا وہان پہنچ گیا تھا جنہون نے اسکی شکست کی مرمت کردی۔

دوسری جنوری کی صبح کو پل سے نیچے سرکولن اترے کہ دیکھین انکی سپاہ کس طرح اترہی ہے ابھی وہ آئے ہی تھے کہ ایک ٹیلہ کی چوٹی پر سفید لباس بھیڑ منظر آئی یہ ٹیلہ بہ تدریج ندی کے مقابل کے کنارہ سے اونچا ہو گیا تھا اور اسکی ڈھلان ایک گاؤن کی طرف ختم ہوئی تھی جو پل کے سامنے تھا۔ اس بھیڑ نے سرکولن کے لشکر پر بندوقین بڑی تیز چلانی شروع کین پل تیار ہوا ہی تھا کہ ۵۳ وین رجمنٹ پار اتری اور پل کے گرد پھیل گئی۔ پل کے پیچھے ۹۳ وین رجمنٹ کا ایک حصہ رزرو رکھا گیا۔ پھر جنرل نے حکم دیا کہ سپاہ کلان اسکی امداد کو آئے اور توپین گاؤن پر لگائی جائین۔ دشمن لڑائی استقلال سے لڑا اور اسکی ایک توپ نے جب تک نقصان بہت پہنچایا کہ لفٹنٹ درونگ نن نے اسکو نشانہ بنا کے نہین اڑا دیا۔ جب ۵۳ وین رجمنٹ کے سپاہیون نے باغیون پر حملہ کیا تو وہ ترتیب و انتظام کے ساتھ فتح گڈھ کی سڑک پر روانہ ہوئے مگر جب سوارون نے اسکا تعاقب کیا تو وہ اپنے ہتھیارون کو پھینک کر سرگشتہ و پریشان ہو کے بھاگے اور اپنی خیمہ گاہ پر پہنچے جو کچھ اپنے ہاتھون سے اٹھا سکے اٹھا کر لے گئے اور پیدل ہو کر گنگا پار چلے گئے باغیون کو پوری شکست ہوئی۔ آٹھ توپین اور کئی علم۔ پالکیان اور بہنگیون کے چھکڑے فتحمندون کے ہاتھ لگے۔ سرکولن بغیر کسی لڑائی بھڑائی کے قلعہ فتحگڈھ کے اندر داخل ہوئے۔ قلعہ مین باغی سارا اپنا اسباب چھوڑ گئے اور دوسری جنوری کو سیٹن اور والپول صاحب بھی سرکولن سے آن ملے۔

ایک بڑا سوال فیصل کرنے کے لیئے یہہ پیش ہوا کہ جس ملک مین ہنگامہ بغاوت برپا ہوا اسکا کونسا حصہ دوبارہ فتح کرنے کے لیئے سرکولن کے حصہ مین آیا ہے؟ لارڈ کیننگ نے

۲۰- دسمبر کو سر کولن کیمبل کو لکھا کہ بالفعل فوراً اودھ کو لے لینا چاہیئے اور سب جگہون سے زیادہ باغی وہان جمع ہین اس کام مین اودھ کے خاندان کی طرف سب کی آنکھین لگی ہوئی ہین کہ آیا ہم مین یہ قدرت ہے یا نہین کہ اسپر اپنا تسلط قائم رکھ سکتے ہین اسکی مثال دہلی کی سی ہے کہ لکھنؤ کے دوبارہ نہ فتح کرنا ہمارے حق مین ایسا ہی مہلک ہے جیسا کہ دہلی سے واپس چلے آنا ہوتا۔ غرض ان دلائل کی وجہ سے لارڈ کیننگ کو یہہ اصرار تھا کہ اول لکھنؤ جسقدر جلد ممکن ہو فتح کیا جائے اور اس کے ساتھ یہ شرائط تعین کین اول سپاہ اسقدر دوآبہ مین چھوڑی جائے کہ وہ آمد و رفت کو جاری رکھے دوم یہ کہ لکھنؤ کی فتح کے ساتھ یہہ کچھ ضرور نہین کہ کل اودھ کی تسخیر کے لیے اسکے ساتھ کوشش کی جائے۔

لکھنؤ کی تیاریان

سر کولن کی برابر کوئی نیک سگال سپاہی نہین تھا وہ خوب سمجھتے تھے کہ سول گورنمنٹ کے ماتحت ملیٹری حکومت ہونی چاہیئے انہون نے گورنمنٹ کے حکم کی تعمیل کی تیاریان کین انہون نے فتحگڈھ کو تجویز کیا کہ ایسا مقام ہے کہ وہ بریلی کی دارالحکومت رہیل کھنڈ کی سڑک پر واقع ہے تو وہ ان باغیون کو روک سکے گا جو دوآبہ بالا پر حملہ کرنا چاہین گے لکھنؤ اور اس کے درمیان بھی سڑک ہے اسواسطے وہ اٹرم صاحب کی بھی اودھ کے باغیون کے روکنے مین مدد کریگا۔ گوالیار کنٹنجنٹ جو کالپی مین ہے اگر وہ زیرین دوآبہ پر مفسدہ پردازی کرنی چاہے گے تو اسکو بھی روک دیگا۔ اور لکھنؤ کی تسخیر کے لیے آگرہ سے محاصرہ کا توپخانہ آتا ہے اسکی بھی حفاظت کرکے کانپور مین پہنچا دیگا۔ غرض انہون نے فتحگڈھ مین برگیڈ ان سب اوپر کے کامون کے لیے متعین کیے۔

فتح گڈھ مین کرنل سیٹن صاحب کا مقرر ہونا

سر کولن نے فتح گڈھ مین کرنیل سیٹن صاحب کو فرمان روا مقرر کیا کہ وہ اٹاوہ مین پوری اور میران کی سرائے کی محافظت کرین۔ کرنیل صاحب ہندوستانیون کی خصائل سے خوب واقف تھے وہ بڑے بہادر دلیر سپاہی تھے کسی جواب دہی کو اپنے ذمے لینے سے جھجکتے نہ تھے ہر وقت اپنے ملک پر اپنی جان فدا کرنے کو موجود تھے۔ یہہ کام جو انکو سپرد ہوا وہ بڑا مشکل تھا اور زیادہ تر اس سبب سے دشوار ہو گیا تھا کہ سپاہ ان پاس تھوڑی اور ضعیف چھوڑی گئی تھی۔

اسوقت سرکولن کیمبل نے ایسے کام کیئے کہ جیسے اہل رہیلکھنڈ بریلی پر حملہ آور ہوتے ہین
فتح گڈھ پر قبضہ کرنے کے بعد انہون نے ہوپ کے برگیڈ کو مقرر کیا کہ وہ ہمسایہ کے ملک
مین جاسوسی کرے اس جاسوسی کرنے سے انکو معلوم ہوا کہ آٹھ سات میل کے فاصلہ پر
رام گنگا کے کنارہ پر علی گنج مین پندرہ ہزار باغی جمع ہین۔ سرکولن نے وال پول کے برگیڈ کو
بھیجا اور وال پول کو حکم دیا کہ وہ اپنے لشکر کی شان وشکوہ کی نمائش دکھلائے مگر دریا کے
پار جا کر کوئی لڑائی نہ لڑے۔ سرکولن کی ان باتون سے ایک وقت مین باغی ایسے مغالطہ
مین پڑ گئے کہ وہ دریا کے بائین کنارہ پر مقیم ہوئے۔

باغی دس بارہ روز تو اس حالت مین رہے پھر انہون نے پانچہزار سپاہی ان اضلاع مین
بھیجے جو دوبارہ انگریزون نے فتح کئے تھے۔ وہ رام گنگا سے اتر کر رام گنگا کے سوج گھاٹ
مین آئے دریا پار اتر کر شمس آباد مین آن دھکے۔ ۲۶ جنوری کو ہوپ صاحب نے ان کو
سونتیا مین شکست دی وہ بھاگے۔ بھاگنے مین بہت قتل ہوئے وہ رام گنگا کے پار
بھگا دیئے گئے اور انکی چار توپین چھین لین۔ انگریزون کا نقصان یہہ ہوا کہ پانچ یا
چھ آدمی مارے گئے اور بیس کے قریب زخمی ہوئے۔

سرکولن کیمبل نے پنجاب کے چیف کمشنر جان لارنس سے یہ انتظام کرایا کہ وہ رڑکی
مین سپاہ کو اس لیئے جمع کرین کہ وہ رہیلکھنڈ مین شمال ومغرب سے داخل ہو۔ ہوپ
صاحب کو سونتیا مین جو فتح حاصل ہوئی تھی اسنے باغیون کو بڑا ہوشیار بنا دیا تھا۔ سرکولن
فتح گڈھ سے یکم فروری کو روانہ ہوئے اور چوتھی کو کانپور مین پہنچے جس مین پھر وال پول
برگیڈ وہوپ برگیڈ ویسٹن برگیڈ شامل ہوگئے تھے یہہ سب اودھ مین گنگا پار ہو کر داخل
ہوئے اور بانتھر کے میدان مین جمع ہوئے ایسی یورپین فوج کبھی ہندوستان مین
جمع نہین ہوئی تھی اس مین سترہ پلٹنین پیدل تھین جنمین پندرہ یورپین تھین اور ۲۸ سکوڈرین
سوارون کے تھے جنمین چار گورون کے تھے اور چار انگریزی رجمنٹین داخل تھین اور
چون ہلکی اور اسٹی بھاری توپین اور مورٹار تھی۔ اس سپاہ کے حال بیان کرنے سے پہلے
یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جنگ بہادر اور فرینکس صاحب کا بیان کیا جائے کہ وہ کسطرح

جنوب مشرق سے کام کرتے ہوئے آئے اور عالم باغ مین اوٹرم صاحب اور اسکے ہمراہیون نے کیا کام کیئے +

# باب ششم

## مشرقی اودھ مین سپاہ کی پیش قدمی

نیپال کے وزیر اعظم جنگ بہادر نے جو نیپال مین حقیقتاً حکمرانی کرتا تھا۔ مئی کے مہینے مین اپنی ساری سپاہ برٹش گورنمنٹ کے سپرد کرنے کی درخواست کی۔

لارڈ کیننگ نے جنگ بہادر کا شکریہ ادا کیا اور جون کے مہینے مین اسکی درخواست منظور فرمائی جنگ بہادر نے تین ہزار سپاہی کاٹھ مانڈو سے جولائی کے مہینے مین بھیجے وہ اس مہینے کے آخر مین گورکھپور کے شمال مین انگریزی عملداری مین داخل ہوئے۔ مگر اگست مین اسکا یہان آنا سپاہ سے ہتھیار لینے کی نشانی تھی پاس کے اضلاع اعظم گڈھ اور جونپور مین بھی بدنظمی اور اندھیری نگری چوپٹ راج ہورہا تھا۔ اگرچہ خاص شہر بنارس مین فریڈرک گبنس کے آہنی پنجہ نے بندوبست کر رکھا تھا مگر اسکے اضلاع مین کوئی انتظام اور بندوبست نہ تھا۔ گورنمنٹ نے ایک بہادر نیل کے کارخانہ دار وینبل صاحب کو اختیارات حکومت دے رکھے تھے اسنے اپنی تھوڑی سی سپاہ کی اعانت سے اعظم گڈھ کو جسکو سول افسر چھوڑ کر چلے گئے تھے آخر جون تک اپنے قبضہ مین رکھا اور جولائی مین سرکشونکو دو دفعہ شکست دی اور پھانسیان گڑوا کے جرائم کا بھی کچھ انسداد کیا مگر پھر بھی غریب رعایا کو اودھ کے باغی آکر ستاتے اور بعد فتوح کے خود اسکی سپاہ نے بغاوت کے آثار دکھائے تو وہ اور چند اور یوروپین ۳۰۔ جولائی کو غازی پور مین چلے گئے۔

اعظم گڈھ اور اسکے ہمسایہ مین بندوبست انتظام کرنے کے لیئے عین وقت پر نیپالی آگئے انہون نے ۱۳۔ اگست کو اعظم گڈھ پر اور ۱۵ اگست کو جونپور پر قبضہ کیا۔ جب وہ گورکھپور سے چلے آئے تھے تو اودھ کے باغیون کے ایک سرغنہ محمد حسن نے اودھ سے

ہنکراس پر قبضہ کر لیا۔

گورنمنٹ نے بنارس کے ملیٹری افسرون کو حکم بھیجدیا تھا کہ خاص افسر جو بیکار بیٹھے ہین وہ نیپالی لشکر سے جا ملین اس حکم کی تعمیل کے لیئے کپتان بو املو ہور لفٹنٹ مائلس اور ہال کیمبل جونپور مین آئے اور جو کام انکے سپرد ہوا وہ انہون نے کرنے شروع کیئے۔

اعظم گڈھ مین خوف پیدا ہوا تو جونپور کے کمانڈر لفٹنٹ کرنیل روٹن صاحب نے شمشیر رجمنٹ نیپالیون کی جس مین بارہ سو تومنا سپاہی تھے اور دو توپین تھین اعظم گڈھ کے لشکر کی کمک کے لیئے بھیجین۔ یہہ نیپالی ۱۸ ستمبر کو دس بجے چلے اور چالیس میل ایک دن مین سفر کر کے شام کو چھ بجے اعظم گڈھ مین پہنچے۔ باغی مانڈوری مین دس میل کے فاصلہ پر تھے۔ شمشیر پلٹن نیپالی ڈیڑھ بجے چلی اور دوسرے دن صبح کو اسنے باغیون پر حملہ کیا اور انکے کرنیل شمشیر سنگ نے فتح پائی دو سو باغی مجروح اور مقتول کیئے اور انکی تین برنجی توپین چھین لین اور نیپالی دو مارے گئے اور چھبیس زخمی ہوئے اس فتح حاصل کرنے سے نیپالیون کی بہادری کی دھاک بندھ گئی۔

اس فتح سے نہایت عمدہ اثر ہوا اسوقت تک انگریزون کو تامل تھا کہ نیپالیون کو باغیون سے لڑائین لیکن مانڈری کی فتح سے انکے باب مین سارے شبہات اٹھ گئے انکے دو دن مین پچاس میل سفر کرنے اور پھر غیر معلوم ملک مین فتح پانے نے آزمودہ کار سپاہیون کے دلون مین انکا بڑا اعتبار پیدا کیا۔

۲۷ ستمبر کو کرنیل روٹن صاحب سول کے حاکمون اور نیپالیون کے ایک گروہ کو ساتھ لیکر جونپور چلے اور مبارک پور پر قبضہ کیا۔ یہہ ایک قطعہ باغی راجہ کا تھا اس راجہ کو اونکا نے گرفتار کیا اور تحقیقات کے بعد وہ پھانسی دیا گیا۔ روٹن صاحب اور نیپالیون نے کل ضلع مین امن امان قائم کر دیا اسی طرح ضلع اعظم گڈھ مین بالکل بندوبست ہوگیا۔ اترولیا ایک قلعہ باغیون کے سرغنہ بینی مادھو کا تھا وہ مسمار کیا گیا۔ بینی مادھو ضلع سے بھاگ گیا۔ اسوقت اودھ کی سرحد تک ملک مین بالکل انتظام پھر بحال ہوگیا۔

گورنمنٹ کے حکم سے لفٹنٹ کرنیل لونگ ڈن صاحب سپاہ دیکر نیپالی سپاہ کی مدد کیلیئے

روانہ ہوئے - پہلے اس سے کہ یہ سپاہ کارزار کے مقام پر پہنچے نیپالی سپاہ نے ۱۹ اکتوبر
کو کٹیا مین اودھ کے باغیون کو شکست دی وہ سرحد اودھ سے یہان آگئی تھی - ان
باغیون کی تعداد چار پانچ ہزار تھی انکا مقام مستحکم تھا اور ان پاس سات توپین تھین اور
نیپالی سپاہ گیارہ سو تھی اور دو توپین ان پاس تھین - لڑائی خوب ہوئی اور باغیونکو
پوری شکست ہوئی انکے تین سو آدمی مارے گئے چار توپین انکی چھن گئین نیپالیون
مین کرنیل مدن مان سنگ مارا گیا اور گیارہ آدمی مارے گئے اور انسٹھ زخمی ہوئے
اب نیپالیون کی بہادری آشکار ہوگئی - سرکاری رپورٹ مین چھپا ہے کہ لفٹنٹ گمبھیر سنگ
نے تنہا اپنے ہاتھ سے ایک توپ دشمن سے چھین لی اور پانچ توپچیون کو اپنے ہاتھ سے
مارا وہ خود زخمی ہوا مگر اچھا ہوگیا -

لونگ ڈن صاحب چاندہ کی لڑائی کے بعد جونپور مین آئے - ۲ نومبر کو ایک ہزار
باغی دو توپین لیکر سرحد اودھ سے باہر آئے اور قلعہ اتراولیا پر قبضہ کرلیا -
لونگ ڈن صاحب نے نیپالیون کو ساتھ لیکر اسطرح دشمن کی تفتیش کی کہ وہ رات کو
قلعہ خالی کرکے چلا گیا -

سرکاری عملداری ابتک اودھ کے باغیون کے ہاتھ سے محفوظ نہین تھی اس مین ایسی
قدرت نہین تھی کہ وہ کل سرحد کو محفوظ اور مامون رکھتی - اکثر باغیون کے حملون کو سپاہ
ہٹا کر بنارس مین پھر چلی آتی تھی - اس لئے یہ انتظام کیا گیا کہ جنگ بہادر نو ہزار
منتخب سپاہی ساتھ لیکر کارزار مین آئے اور کرنیل بیک گرگور صاحب اس سپاہ کی
بریگیڈیر جنرل ہون -

اسی عرصہ مین اودھ کی شرقی سرحد پر انگریزی سپاہ کے بڑھانے کی تدابیر
کی گئین - جونپور کی سپاہ کی بڑی کمک بھیجی گئی اور اس سپاہ کے سپہ سالار
بڑے بہادر اور دانشمند جنرل فرینکس بی مقرر ہوئے - اور اسی طرح سے
ایک محفوظ سپاہ مدراسی و نیپالی و گورون کی مغربی بہار مین مرتب ہوئی
کرنیل روکرونٹ گرہٹ سے گندک سے اتر کر گورکھپور جا مین -

مدد کے لئے آئے -

ان تینون سپاہیون کا مقصد واحد تھا کہ بنارس کے شمال مین اور اودھ کے مشرق مین انتظام اور امن امان قائم کرین۔ انہین سے ایک تو اضلاع مین انتظام کے لیئے رہے اور باقی دو سر کولن کے ساتھ لکھنو کے حملہ مین شریک ہون۔ روکروفٹ کے لشکر مین تین سو پچاس نیپالی سپاہی تھے اور باقی سپاہ انگریزی تھی وہ میروا کے کیمپ مین مقیم تھی جو چھپرا سے انچاس میل تھا گنڈک ندی کے مغربی کنارہ سے سات میل کے فاصلہ پر سیان پور کے باغیون کی ایک چھوٹی سپاہ تھی جس مین بارہ سو آئینی سپاہ اور اور چار ہزار آدمیون کی بھیڑ بھاڑ تھی۔ ۲۶۔ دسمبر کو روکروفٹ صاحب گورکھ ناتھ پلٹن کو جو سگولی سے آنے والی تھی منتظر تھے وہ باغیون کی سپاہ پر حملہ کرنے کے لئے روانہ ہوئے۔ باغیون سے لڑے۔ لڑائی کا نتیجہ یہہ ہوا کہ باغیون کو شکست ہوئی اور وہ سیان پور سے بھاگے اور چھ میل تک تعاقب ہوا اور یہان سے بھی گنڈک پار بھگا دیئے گئے اور ایک بڑی آہنی توپ انسے چھین لی۔ روکروفٹ صاحب نے ندی سے عبور کرکے بڑے بڑے باغی سرغنون کو گھر پہنچایا۔ پھر وہ برگڈیر جنرل میک گرگور کے حکم سے دریا گھاگرا کے برگٹ گھاٹ پر گئے جنگ بہادر کی تھوڑی سی سپاہ نے نیپال سے حرکت کی اور برٹش سرحد کے اندر داخل ہوئی ۲۳۔ دسمبر کو بیتیا مین گورکھپور سے بیاسی میل کے فاصلہ پر داخل ہوئی اور یہان میک گریگوری صاحب سے ملی۔ ۵۔ جنوری کو یہہ سپاہ گورکھپور مین آئی جو باغیون کے قبضہ مین تھا نیپالیون نے اسپر حملہ کیا وہ خفیف سا مقابلہ کرکے راپتی ندی سے باہر چلی گئی اور سات توپین چھوڑ گئی۔ جنہر فاتح قابض ہوئے۔ نیپالیون کے دو آدمی مارے گئے اور سات زخمی ہوئے۔ باغی دو سو مارے گئے گورکھپور مین دوبارہ انگریزی انتظام ہوگیا۔ روکروفٹ کو حکم ہوا کہ وہ اپنی تھوڑی سی سپاہ کو کشتیون مین بٹھا کے گھاگرا مین آجائے اور نیپالی سپاہ کے عبور ہونے کا انتظام کردے ✦

جنگ بہادر ۱۴۔ فروری کو گورکھپور سے روانہ ہوا اور گھاگرہ کے بائین کنارہ پر برار مین ۱۹۔ فروری کو پہنچا اور اسی روز روکروفٹ صاحب گھاگرہ کے داہین کنارہ پر آئے اور ۲۰۔ کی صبح کو نیپال کے ایک برگیڈ سے ملے جس پاس چھ توپین تھین۔ پھر روکروفٹ

پاس حکم پہنچا کہ وہ اپنی کشتیون کو پھول پور مین لائین تاکہ باقی نیپالی سپاہ دریا سے عبور کرے مگر روکروفٹ صاحب کو معلوم ہوا کہ پھول پور مین باغی بھرے ہوئے ہین وہ پھول پور آئے اور باغیون کو مار کر یہان سے نکال دیا اور انکی تین توپین چھین لین۔ پھر وہ اپنی کشتیون کو لائے اور انسے دریا کا پل بنایا جسپر نیپال کی سپاہ نے عبور کیا پھر یہہ انتظام کیا گیا کہ روکروفٹ صاحب سپاہ کو ساتھ لیکر گورکھپور واپس جائین تاکہ آمد و رفت جاری رہے اور جنگ بہادر سلطان پور کی راہ سے لکھنؤ جائے۔

جنگ بہادر کا اودھ مین داخل ہونا - ۱۰ و ۱۱ مارچ سنہ ۱۸۵۸ء

جنگ بہادر گھاگرا سے پار ہوکر ۲۵ - فروری کو امبرپور مین داخل ہوا۔ رستہ مین ایک قلعہ نہایت استوار آیا جسکا فتح کرنا ضرور تھا اس کے اندر چونتیس باغی تھے نیپالی سپاہ نے حملہ کیا جس کی تسخیر مین نیپالی سات مقتول اور تینتالیس مجروح ہوئے۔ اہل قلعہ جو تعداد مین چونتیس تھے سب اس قلعہ مین مارے گئے۔

اس چھوٹے سے قلعہ کی فتح کا یہہ اثر ہوا کہ ایک بڑے قلعہ سے جس مین دو سو باغی تھے بھاگ گئے۔ نیپالی اس قلعہ کی طرف جاتے تھے سلطان پور کے قریب گومتی سے پار ہونے مین اور وہان سے لکھنؤ کی طرف جانے مین دشمن نے کچھ مزاحمت نہین کی۔ وہ ۱۰ - مارچ کو لکھنؤ کے قریب پہنچے اور ۱۱ مارچ کو انگریزی لشکر سے جا ملے جس کے ساتھ لکھنؤ کی تسخیر مین سب وقت شریک رہے۔

جنرل فرینکس

اب جنرل فرینکس کا حال لکھا جاتا ہے۔ ۱۲ - نومبر کو وہ اعظم گڈھ اور جونپور کی فوجون کے افسر اعلےٰ مقرر ہوئے تھے ان کے پاس سپاہ پانچ ہزار پانچ سو تھی جنمین تین ہزار دو سو نیپالی تھے اور بیس توپین تھین انکے اسسٹنٹ ایڈجوٹنٹ جنرل کپتان ہیولک تھے جو بڑے باپ کے بیٹے تھے۔ فرینکس صاحب کو حسب سررشتہ اطلاع دی گئی تھی کہ ان کے فرائض عظیم یہہ ہین کہ بنارس پر باغیون کے حملے نہ ہونے دین اور بہار مین گنگا کے پار باغیون کو نہ داخل ہونے دین اور باغیون کے قبضے مین جو اضلاع ہین ان کو چھین لین۔ سب سے زیادہ مقدم کام انکا یہہ تھا کہ بنارس کو بخیر و عافیت رکھین۔

دسمبر کے آخر مین فرینکس صاحب نے اپنی سپاہ کو اس طرح ترتیب دی کہ دایان کولم اعظم گڈھ کے

قریب رکھا اور جونپور کے سامنے کچھ میلون کے فاصلہ پر سنتر رکھا اور باہان کولم بدلاپور مین
رکھا۔ اس ترتیب سے اضلاع کے صدر مقامون کے قریب باغی حملہ کرتے ہوئے ڈرتے
تھے مگر جونپور کے مغرب مین سوا سو میل کے فاصلہ پر غارتگری کرتے تھے۔

باغیون کا سرغنہ مہدی حسن تھا وہ اپنے تئین ناظم سلطان پور کہتا تھا اسنے دہلی کے
بادشاہ پاس سے الہ آباد مین فرمان روائی کی سند بھی منگالی تھی۔ بعض من چلے آدمی
بلوہ و فساد کے زمانہ مین اپنے تئین سربرآوردہ بنا لیتے ہین انہین سے وہ بھی تھا اس کا
صدر مقام چاندہ تھا جو جونپور سے ۳۰ میل کے فاصلہ پر تھا۔ اس کے پاس پندرہ ہزار کے قریب
سپاہی تھی جنین اکثر پاس توڑہ دار بندوقین تھین ان مین تھامی آدمیون کو سپہ گری آتی تھی اسکا
نائب فضل عظیم ایک بڑے مستحکم مقام مین سراؤن مین رہتا تھا جو الہ آباد سے شمال مین
چودہ میل کے قریب ہے۔

فرینکس صاحب پاس سوار نہ تھے گورنمنٹ کو اسکا خیال تھا اسنے ۲۰۔ جنوری ۱۸۵۸ع کو
اس پاس دو سکوڈرن ہیس کے بھیجے اور چار اپنی توپین الہ آباد سے بھیجدین ۲۱۔ جنوری
کو فرینکس صاحب اپنا باہان کولم لیکر چلے اس مین چودہ سو سپاہی تھے جنین آٹھ سو نیپالی تھی
وہ سکندرہ مین آئے۔ فضل عظیم پاس سراؤن مین یہہ خبر پہنچی کہ فرینکس صاحب سکندرہ مین
آئے ہین تو وہ نصرت پور مین آیا جہان اسکا دوست ایک بڑا تعلقہ دار بینی بہادر سنگھ ایک
مستحکم مقام مین رہتا تھا۔ نیپالیون نے اسپر حملہ کیا تو باغی جلدی سے بھاگ گئے اور دو توپین
چھوڑ گئے اور ادھر ادھر چلے گئے۔ فرینکس صاحب سراؤن مین آئے الہ آباد کی سرحد پر
جو اضلاع تھے ان مین سول کی حکومت کو پھر جما دیا اور پھر بدلاپور مین آگئے اور سلطان پور
کی راہ سے لکھنؤ جانے کی تیاریان کین اور آٹھ میل چلکر سنگرام پور مین آئے اور جنگ بہادر
کے آنے کے منتظر رہے۔

روکرافٹ صاحب نے جنگ بہادر کو گورکھپور سے فارغ کر دیا تھا۔ جب فرینکس صاحب کو
یہہ معلوم ہوا تو وہ سلطان پور کی طرف چلے جسکا فاصلہ ۲۳ میل تھا راہ مین بہت سے
باغی بھرے ہوئے تھے باغیون کا بڑا مقام سنگرام پور سے ۱۳ میل پر چاندا مین تھا

جس کے محافظ آٹھ ہزار آدمی تھے جنین دو ہزار پانچ سو سپاہی تھے جنکو انگریزی افسرون نے قواعد سکھائی تھی۔ ان پاس آٹھ توپین تھین۔ انکا میرلشکر بندہ حسن تھا اسنے مہدی حسن کو خبر دی کہ انگریز آ گئے ہین اب جلد دس ہزار سپاہ کو ساتھ لیکر میری امداد کو آئے۔ نیپالیون نے دشمن کو اتنی فرصت نہ دی کہ اس پاس امداد آتی چاندا کو فتح کر لیا اور رام پور تک اسکا تعاقب کیا رام پور مین فرنکس صاحب نے دو گھنٹے توقف کیا وہ جانتے تھے کہ مہدی حسن سپاہ ساتھ لئے رستہ مین چلا آتا ہے تو انہون نے موضع ہمیر پور مین قیام کیا۔ مہدی حسن چلا آتا تھا اسپر فرنکس صاحب نے یورش کی دشمن نے مقابلہ کیا مگر مفرور ہوا صاحب ممدوح نے تھوڑی دور توقف کیا پھر سپاہ کو اس زمین پر رات کو سلایا جسپر قبضہ کیا تھا۔ دونون لڑائیون مین دشمنون کے نقصان کا صحیح تخمینہ نہین ہو سکتا مگر نیپالی دوستون کے گیارہ آدمی زخمی ہوئے

مہدی حسن واری مین اس ارادہ سے گیا کہ پھر لڑائی لڑے ان دو لڑنے والون کے مقام اور سلطان پور کے درمیان بڑا استوار قلعہ بڈھا پان تھا۔ مہدی حسن جانتا تھا کہ اگر مین اس قلعہ پر قابض ہو گیا تو فرنکس صاحب کی پیش قدمی کا سدراہ ہونگا۔ اس نے بہت سی حکمتین اور حرفتین اس قلعہ پر قابض ہونے کے لیئے کین مگر سب اکارت گئین۔ فرنکس صاحب نے ۲۱۔ فروری کو اس قلعہ پر قبضہ کر لیا اگرچہ مہدی حسن مشوش ہوا مگر مایوس نہین ہوا۔ وہ سلطان پور کو گیا اور اس سے دو میل فاصلہ پر بادشاہ گنج مین نیپالیون کے سدراہ ہونے کے واسطے اسنے اپنے پراگندہ طرفدارون اور بندہ حسن کی شکست یافتہ سپاہ کو جمع کیا اور یہان مرزا جعفر بیگ سے جو شاہ معزول کا جنرل توپخانہ کا تھا ملا وہ اسکی استعانت کے لیئے لکھنؤ سے بھیجا گیا تھا۔ اب باغیون پاس پچیس ہزار سپاہ کا مجمع ہو گیا تھا اور ان پاس پچیس توپین تھین۔

مرزا جعفر بیگ سپہ سالار لشکر تھا۔ اسنے ایک گہرے نالے کے پیچھے جسپر لکھنؤ کو ایک سڑک جاتی تھی اپنی کل سپاہ کی صف آرائی کی اور اپنا سب سے زیادہ زور آور توپخانہ سڑک کے قریب لگایا۔ مگر اسنے یہ غلطی کی کہ نالہ پر ایک اور سڑک اس کے داہین طرف جاتی تھی اسکی خبر نہ لی۔ فرنکس صاحب جب نالہ پر آئے تو ایک نگاہ مین انہون نے تاڑ لیا کہ کیونکر لڑنا چاہیئے

چاندا ۱۹ فروری

سلطان پور کی لڑائی

انہون نے دشمن پر سامنے سے ایک خفیف ساحملہ کیا اور اپنی سپاہ کلان کو نالہ پر بھیجدیا کہ وہ دوسری سڑک پر سے جسکی دشمن نے کچھ روک نہین کی تھی قبضہ کرے دشمن تو اس سامنے کے مقابلہ مین مصروف تھا کہ دفعتہً اسکی آنکھین کھلین کہ یہہ کیا ہوا۔ مقام کی حالت ہی منقلب ہوگئی۔ فرنیکس صاحب نے ایک یورش مین جنگ گاہ پر قبضہ کرلیا۔ دشمنون کے توپچی جو اپنی توپون کے پاس کھڑے رہے وہ قتل ہوئے اور باقی بھاگ گئے۔ میدان جنگ میں بیس توپین چھوڑ گئے ÷

ایک مین صاحب جالندھر سے سوارون کا رسالہ ساتھ لیکر فرنیکس صاحب کے لشکر سے ملے تھے۔ اب ظاہر یہہ معلوم دیتا تھا کہ لکھنؤ کی سڑک صاف ہے اس مین کوئی کھٹکا نہین لیکن پہلی مارچ کی صبح کو ایک مین صاحب کو جو خیمہ گاہ سے تین میل آگے اپنے سپاہیون کے ساتھ مقیم تھے معلوم ہوا کہ پانچ سو باغی پیادے اور ایک مشہور منصب علی پانچسو باغی سپاہی اور دو سو سوار اور دو توپین سڑک کے اوپر لیئے ہوئے تین میل کے فاصلہ پر موجود ہے۔ صاحب نے فرنیکس صاحب سے کمک منگا کر دشمن پر یورش کی اور اسکو شکست فاش دی اور سو باغی مار ڈالے اور زندون کو گومتی کے پار بھگا دیا اور دو توپین انکی چھین لین صاحب ممدوح کا یہہ کام بڑا بہادرانہ و دلیرانہ تھا ـــــــــ فرنیکس صاحب ۴۔ مارچ امیٹھی مین جو لکھنؤ سے آٹھ میل تھی ایک مسجد کے پاس جو ایک میل کے فاصلہ پر تھی فروکش ہوئے۔ ان پاس کمانڈر انچیف کا حکم آیا کہ وہ آگے نہ بڑہین۔ انکو معلوم ہوا کہ سڑک کے داہین طرف دو میل پر قلعہ دورآرا یا دو اودی آرا ہے اس مین باغی بہت بھرے ہوئے ہین اور ان پاس دو توپین ہین انکو یہہ اندیشہ ہوا کہ یہہ باغی ان کی بہیر بنگاہ اور رسد کے اسباب پر ضرور چھپا مارین گے اس لیئے انکو یہان سے نکالنا ضرور ہے۔

اس قلعہ کے فتح کرنے کے لیئے فرنیکس صاحب نے سپاہ بھیجی اس کے ساتھ ابھی توپین بھیجین مگر انہون نے قلعہ پر کچھ اثر نہین کیا تو ۴ ہ بنی ہوٹ زر بھیجی گئین اور قلعہ پر حملہ کیا گیا۔ باغی ایک مکان مین چلے گئے اسکا دروازہ بند کرلیا اور لڑنا شروع کیا

ان ہی کی توپون مین سے ایک توپ اس دروازہ پر لگائی اور دروازہ مین آگ لگائی مگر
کچھ اثر نہین ہوا اور سیک لوئیڈ اس دروازہ کے کھلوانے مین سخت زخمی ہوئے تو فرینکس
صاحب نے سپاہ کو بلالیا اور اسی شام کو سرکولن کے لشکر سے ملنے کے لیئے سفر کیا۔

فرینکس صاحب کا سرکولن سے ملنا

فرینکس صاحب نے مشرقی سرحدون سے اودھ کے مرکز مین سفر کامیابی کے ساتھ
کیا اور ۴ مارچ کو سر شام سرکولن کے لشکر سے مل گئے انہون نے ۱۳۰ میل سفر کیا چار
لڑائیون مین کثیر التعداد دشمنون کو شکستین دین اور چونتیس ضرب توپ چھین لین اپنا نقصان
بہت خفیف یہہ ہوا کہ ۲۷ افسر و سپاہی مقتول و مجروح ہوئے۔ صاحب ممدوح رجمنٹ کے
عمدہ افسرون مین مامور ہوئے۔ ان کے معین و مددگار بڑے بہادر افسر سر ہنری لوکی
اور پٹیرک کارینگی صاحب تھے۔ اب ہم اوٹرم صاحب کی کہانی سناتے ہین

# باب ہفتم

## میجر جنرل اوٹرم صاحب اور عالم باغ

ہم نے دوسرے باب مین بیان کیا ہے کہ ۲۷ نوامبر کو سرکولن کیمبل صاحب جب
کانپور روانہ ہوئے ہین تو عالم باغ مین اوٹرم صاحب کو اس کی جگہہ چھوڑ گئے تھے کہ
وہ لکھنؤ کی چشم نمائی و گوشمالی جب تک کرتے رہین کہ وہ پھر لکھنؤ واپس آئین۔ میجر
جنرل پاس تین اور چار ہزار کے درمیان سب قسم کی سپاہ تھی اور پچیس توپین اور
ہوٹزر تھی۔ اب سرکولن کی مراجعت کا زمانہ قریب آگیا تھا اس لیئے جو زمانہ انکے
جانے اور آنے کے درمیان تین مہینہ سے کچھ زیادہ گذرا ہے اسکا حال بیان کرین۔

عالم باغ کا رقبہ پانچ سو گز مربع ہے دو ۹ فیٹ اونچی فصیل سے گھرا ہوا ہے اور اس کا
دروازہ بڑا عالی شان ہے۔ اس کے اندر ایک دو منزلی کوٹھی ہے اور اسکے گرد میوہ دار
درخت ہین جنکا نام و نشان بھی باقی نہین رہا تھا۔ اب اس کی فصیل و برج و بارہ مٹی کے کام سے

بڑے مضبوط و مستحکم بنا دیے گئے تھے اور اس کے ہر گوشہ پر برج بنائے گئے تھے ۔غرض ہر طرح سے دشمنوں کے حملوں کی برداشت کرنے کے لیئے اسکا استحکام کر دیا تھا اور ایک خندق گرد کھود دی تھی ۔

اوٹرم صاحب نے لشکر کلان عالم باغ کے اندر نہین رکھا تھا اسکے اندر تو تھوڑی سپاہ اور چند توپین رکھی تھین باقی سپاہ کو کھلے میدان مین عالم باغ کے پیچھے نصف میل مین پھیلا دیا تھا ۔ سڑک کی داہین طرف قلعہ جلال آباد تک اور اس کی باہین طرف سپاہ پھیلی ہوئی تھی اور جا بجا اس کے مورچے بنے ہوئے اور بیٹریان لگی ہوئی تھین ۔

سکندر باغ اور شاہ نجف کی شکستون سے اور قیصر باغ پر توپ زنی سے باغیون کا دل ایسا شکستہ ہو گیا تھا کہ کچھ دنون تک انکو لڑنے کا حوصلہ نہ ہوا ۔ ۲ دسمبر کو ان مین ایسی جان آئی کہ عالم باغ سے اوٹرم صاحب کے نکالنے کا ارادہ کیا ۔

باغیون کا بڑا مشہور اور لایق سرغنہ مولوی احمد اللہ شاہ تھا اسنے بڑی معقول تدبیرین اوٹرم صاحب کے نکالنے کی دسمبر کے اول ہفتے مین کین اور اس کے لشکر کے قریب توپین لگا کے گولے اس مین پھینکنے شروع کیئے ۔ ۲۲ دسمبر کو باغیون نے چار ہزار پیدل اور چار سو سوار اور چار توپین گیلن اور بدروپ کی راہ سے بھیجین کہ کانپور سے انگریزون کی راہ آمد و رفت مسدود کرے جیسے انہون نے اس راہ کے بند کرنیکا ارادہ کیا ایسا اوٹرم صاحب نے انکی لکھنؤ کی راہ بند کرنیکا قصد کیا ۔

۲۲ دسمبر کی صبح کو اوٹرم صاحب نے انپر حملہ کیا باغی ایسے حیران و پریشان ہوئے کہ اپنی چار توپین اور ایک ہاتھی چھوڑ کر فرار ہوئے اور بدروپ مین گئے یہان سے بھی نکالے گئے پھر انہون نے اپنی مراجعت کا رستہ بدلا وہ دلکشا مین چلے گئے پچاس آدمی انکے مارے گئے انگریزون نے انکا تعاقب کرنا چھوڑا ۔ اس شکست کے بعد باغی تین ہفتے تک خاموش بیٹھے رہے ۔ انگریزی لشکر پر گولے مارتے رہے جسنے کچھ نقصان نہین ہوا ہان نیند مین خلل پڑتا تھا ۔

اوٹرم صاحب نے خالی چھکڑے کانپور بھیجے تھے کہ وہ وہان سے سامان رسد بھر کر لے آئین اور انکے ساتھ سپاہ بھیجی تھی ۔ باغیون نے اپنے سرغنہ منصب علی کو اس کام کے لیئے مقرر کیا ۔

اوٹرم صاحب کا انتظام

باغیون کی جرأت

مولوی احمد اللہ شاہ باغیون کا سرغنہ

کہ اتنی تھوڑی سی سپاہ اور چھکڑون کو کانپور نہ پہنچنے دے مگر یہہ انگریزی کاروان کانپور
پہنچ گیا +

۱۲۔جنوری کو تیس ہزار کے قریب لشکر نے اوٹرم صاحب کی سپاہ میمنہ پر حملہ کیا۔ اوٹرم صاحب نے اولفرٹس اور گورون کو بھیجا جنھون نے اپنی توپون سے بڑے بہادرانہ کام کیئے اور بیرے سر صاحب کے سکھون نے بھی اپنی شجاعت دکھائی اور باغیون کو شکست دیکر بھگا دیا۔ لوہے اور سیسے نے اپنا مینہ ایسا برسایا کہ سینکڑون ان مین ہلاک ہوئے اس شکست سے باغیون کی ہمت ایسی پست ہوئی کہ ۱۵۔فروری تک پھر انھون نے لڑنیکا قصد نہین کیا۔ یون ہی حملون کے بگل بجاتے رہے مگر حملہ نہین کیا۔

سردارون مین آپس مین اختلاف آرہا ایسا ہوا کہ آپس مین لڑائی شروع ہوگئی۔ لکھنؤ کی بیگم حضرت محل اور مولوی احمد اللہ کے سپاہیون مین ایسی لڑائی ہوئی کہ سو آدمیون کا خون ہوگیا اور مولوی قید ہوگیا۔

اوٹرم صاحب پاس ۲۳۔جنوری کو دس توپین اور انکے ساتھ ۳۴ رجمنٹ کا ایک حصہ کمک کے لیئے آگیا۔ ۷۵وین رجمنٹ پہاڑ کو چلی گئی۔

مولوی بیگم کی قید سے بھاگ کر پھر باغیون کا بڑا سرغنہ بن گیا اور اسنے ۱۵۔فروری کو اوٹرم صاحب پر حملہ کیا۔ اولفرٹس صاحب کی توپون کے سامنے باغی نہین ٹھہر سکے بھاگ گئے انگریزون کا ایک سپاہی قتل اور ایک زخمی ہوا۔ پھر باغیون نے اور حملے بیفائدہ کیئے۔ ایک حملہ مین انکے ساٹھ آدمی قتل و زخمی ہوئے۔ پھر باغیون نے بڑا زور لگا کے آخری حملہ کیا۔ باغیون نے یہہ سمجھ کر جنرل اور سپاہ اتوار کی صبح کو نماز پڑھنے مین مصروف ہونگے۔ اتوار کا دن حملہ کا مقرر کیا۔ یہہ مقولہ کہ جو تامل کرتا ہے وہ نقصان اوٹھاتا ہے۔ لڑائیون سے زیادہ زندگانی اور کامون کے متعلق ہے باغیون نے پھر اپنے ارادہ کے از سر نو لڑنے مین تامل کیا سوا دس بجے واپس چلے گئے۔ بہت بڑے تین سو چالیس آدمی انکے مقتول اور مجروح ہوئے اس سے انکی ہمت اور حوصلے پست ہو گئے۔ باغیون نے جب حملہ کیا انکو شکست ہوئی مگر وہ ظفرمند ہونے مین کامیاب ہوئے +

باغیون کی بڑی لڑائی مین شکست
باغیون کے درمیان آپس کی لڑائی +
اوٹرم صاحب پاس کمک کا آنا +
۱۵۔فروری کو مولوی کا حملہ

اوٹرم صاحب پاس تقریباً چار ہزار سپاہ تھی جسنے باغیون کے لشکر کثیر کو روکے رکھا ۔ اوٹرم صاحب کو ۲۷ جنوری کو یہہ تحقیق معلوم ہوا کہ اس تاریخ کو دشمن کے لشکر مین بتفصیل ذیل سپاہ تھی

| | |
|---|---|
| ۳۷ رجمنٹین آئینی سپاہیون کی | ۲۷۵۵۰ سپاہی |
| ۱۴ رجمنٹین نئی بھرتی کی | ۵۴۰۰ |
| ۱۰۶ رجمنٹین نجیبون کی | ۵۵۱۵۰ |
| ۲۶ رجمنٹین سوارون کی | ۷۱۰۰ |
| ساہڈنی سوارون کی رجمنٹ | ۸۰۰ |
| | ۹۶۰۰۰ |

پہلی آئینی سپاہ تیس ہزار تھی مگر دہلی کے فتح ہونے کے بعد وہ سپاہ چند ہوگئی ۔ بس اس سپاہ سے جو چار دن طرف حملہ کرتی تھی عالم باغ کو بچائے رکھنا اور کانپور کی راہ کو کھلا رکھنا اوٹرم صاحب کا بڑی مردانگی اور فرزانگی کا کام تھا ۔ ان کے ممد و معاون بھی بڑے بڑے بہادر تھے جنکے نام نامی یہہ ہین ۔ کرنیل برکلی صاحب وہ اوٹرم صاحب کے داہنے ہاتھ تھے اور بریگڈیر ولیسٹ آئر و اولفرلٹس اور رسل صاحب اور سوئنڈ صاحب اب پہلی مارچ کو عالم باغ کو کمانڈر انچیف صاحب آئے انکا حال لکھا جاتا ہے

## باب ہشتم

### لکھنؤ کا دوبارہ فتح کرنا

۲ ۔ مارچ ۱۸۵۸ء کو سر کولن کیمبل عالم باغ کے پاس سے گذرے ۔ انکے پاس بڑے زور آور چار ڈویژن پیدلون کے تھے جنمین فرینکس کا ڈویژن شامل تھا اور سر ہوپ گرینٹ کے سوارون کے دو برگیڈ بڑے اچھے تھے اور سر ائر جی ڈیل ولسن کے تین بڑے ذی شان برگیڈ آرٹلری کے تھے اور ایک برگیڈ انجنیرون کا تھا ۔ یہہ سب ملکر پچیس ہزار سپاہ تھی جسکے دو تہائی انگلستان کا سپاہی تھے ۔ اول پیادون کے ڈویژن کے سپہ سالار اوٹرم صاحب تھے اس مین فتح پور اور لکھنؤ کی جنگون کے بڑے بڑے بہادر

سپاہی تھے۔ نیل کے فیوزیلرس و الفنٹری ین ہائی لینڈرس اور بڑے تیر کے سکھ۔ دوسری
ڈویژن کے میرلشکر جنرل لیوگارڈ تھے جس مین نمبر ۹۳ رجمنٹ ہای لینڈرس اور چوتھی
پنجاب رائفل تھی۔ ہوپ گرنیٹ کے ڈویژن مین نوین لین سر و ہوڈسن کے سوارون کا
رسالا اور دو لنیئر سوار تھے۔ انجنیر بریگیڈ کے پیشوا قوم کے سرمایہ فخر و ناز روبرٹ نے پیر تھے
بیطری کے بڑے کارخانہ مین ٹرنر۔ ٹومبس۔ اولفرٹس۔ ریم نگٹن۔ مڈل ٹن۔ بشپ بڑے
ناموار افسر تھے جنہون نے دہلی لکھنؤ کی فتحون مین کار ہا ریزرگ بے مثل و نظیر کئے تھے۔ میجر
نورسن ایڈجیوٹنٹ جنرل اور سٹاف افسر مینس فیلڈ اور ڈاکٹر برون سر اینڈینٹ
سرجن۔ میجر جانسن اسسٹنٹ ایڈجیوٹنٹ جنرل کپتان فلڈ جریلڈ کسریٹ کے حاکم
کپتان آل گوڈ کوارٹر ماسٹر جنرل یہ سب افسر اپنی اپنی صنف مین بڑے مشہور و ناموار تھے
لالہ جوتی پرشاد کمسریٹ کے نامدار ٹھیکہ دار تھے۔ سرکولن کیمبل کے لشکر مین موجود تھے۔ ایک تیز
وتند لڑائی مین جسکے اندر دشمن کی ایک توپ ضائع ہوئی کیمبل کی سپاہ نے دل کشا کے
گرد اپنے پاؤن جائے۔ اسکا میمنہ گومتی کے کنارہ پر تھا اور اس کے آگے کا پکٹ دلکشا
کی دائین طرف قائم تھا۔ ان دونو مقامون پر بھاری توپین لگائی گئین جنہون نے ان فیرونکو
بند کیا جو نہر کی النگ پر مورچون کی لین سے ہوتے تھے۔ آیندہ دو دلون مین باقی سپاہ
اور توپون اور سب قسم کے ذخائر کے لانے مین صرف ہوئے۔ کرنیل کیمبل کے سوارون کا
بریگیڈ کیمپ کے میسرہ کا حارس تھا اور عالم باغ کے سامنے جاسوسی کرتا تھا اور ہوڈسن
کے ترپ جو سب جگہہ کام کرنے کو موجود تھے وہ قلعہ جلال آباد کی طرف میسرہ سے پرے
نگہبانی کرتے تھے ۵ تاریخ کو جنرل فرینکس نے اس جگہہ کو بھرا جو اوٹرم صاحب گومتی کے
پار جانے مین کل کے دن کیمبل کی لین مین چھوڑ گئے تھے۔

۶۔ مارچ کی صبح کو اوٹرم صاحب کی سپاہ نے حرکتین کرنی شروع کین۔ کمانڈر انچیف نے
اپنے معتمد لفٹنٹ کو بھیجا کہ وہ گومتی کے باہین کنارہ پر باغیون کو شہر کے اس طرف سے بھاگنے
نہ دے اور اپنی بھاری توپون سے دشمنون کے مشرقی اور شمالی مورچون پر حملہ کرے یا انکو
خراب کرے اس سپاہ عظیم کو جو کام کرنا تھا وہ آسان نہین تھا۔ ستر اسی ہزار آدمی اپنی بھاری

یہ استقلال اور ہوشیاری سے اپنے مستحکم مقام کو استوار کر رہے تھے۔ انہیں سپاہی اور والنٹیر اور مسلح ملازمین جنکو قومی عزت نے مذہبی دیوانگی نے لوٹ کی امید نے جوانمرد عورت حضرت بیگم نائب السلطنت کے علموں کے سایہ کے نیچے اور اسکے مشتبہ رقیب مولوی فیض آبادی احمد اللہ شاہ کے سبز جھنڈے کے نیچے ایسے بڑے شہر میں جمع کیا تھا جسکے اندر تنگ گلیاں اور بازار تھے اور بڑی بڑی حویلیاں اور چوک تھے جو بجائے خود ایک حصن حصین تھے پھر انکے استوار کرنے کے لیئے باغیوں کو بہت وقت ملی گیا تھا جو مقام استوار تھے انکو اور زیادہ استوار بنا لیا تھا۔ نہر بھی ایک بڑی خندق عمارات اور قیصر باغ کے لیے بن گئی تھی۔

۶۔ مارچ کو سر جیمس اوٹرم صاحب وال پول کے پیادوں کو اور ہوپ گرینٹ کے چیدہ سواروں کو اور توپوں کی پانچ بیٹریوں کو ان دو پلوں کے پار لے گئے جو ندی پر نے بیر صاحب نے بیئر کے پیپوں کو رسوں سے جوڑ کر دو تین دن میں تختے لگا کے بنائے تھے۔ رات کو ندی کے بائیں کنارہ پر آرام کیا دوسرا دن اس میں خرچ ہوا کہ اوٹرم کے کیمپ کو دشمنوں نے جو حملے کیئے انکو رفع کیا۔ آٹھویں تاریخ بھاری توپوں کے مورچے بنانے میں صرف ہوا۔ نویں تاریخ صبح کو چکر کوٹھی کے دشمنوں کے مورچوں پر آٹھ توپوں اور تین ہوٹ زر نے گولوں کا مینہ برسایا گیا۔ وال پول کے پیادوں اور روڈ کی توپوں نے اس کوٹھی کو یورش کرکے لے لیا۔ اور مفرور باغیوں کے پیچھے جا کر اوٹرم صاحب نے آسانی سے بادشاہ باغ کو بھی لے لیا۔ مارٹی نیر کے پیچھے کی عمارتوں پر بھی بھاری توپوں سے گولے مارنے شروع کیئے اور پھر مارٹی نیر کی کوٹھی پر قبضہ کر لیا اس میں لفٹننٹ ٹیلر نے بڑا کام یہ کیا کہ وہ ندی کے پار تیر کر گئے کہ ہوپ صاحب کو اوٹرم صاحب کی فتح سے مطلع کریں۔

دوسرے دن لیوگارڈ صاحب نے بنکس ہوس کو فتح کیا۔ قیصر باغ پر گولہ اندازی شروع ہوئی پھر سکندر باغ آسانی سے فتح ہو گیا۔ اس میں پہلی دفعہ ماہ نومبر میں بڑا قتل ہوا تھا۔ غرض بہت سی عمارات حملہ کرنے سے یا توپوں کے مارنے سے فتح ہو گیئں۔ بیگم کی کوٹھی چند گھنٹے تک گولوں کے مارنے سے فتح ہو گئی۔ جس وقت یہ فتوح ہو رہی تھیں سر کولن جنگ بہادر سے ملاقات کر رہے تھے جو میدان جنگ میں اپنے ساتھ گورکھوں کو لایا تھا

یہہ ملاقات بڑی کروفروشان وشکوہ سے ہوئی۔ دونو دوست ملکر بڑے خوش ہوئے
پھر جنگ بہادر اسی جگہہ گیا جو اسکی خیمہ زنی کے لیئے تجویز ہوئی تھی۔
بیگم کی کوٹھی پر جیسی سخت لڑائی ہوئی ایسی کوئی اور لڑائی اس محاصرہ مین نہین ہوئی آٹھ نو
گھنٹے تک گولہ زنی رہی تو ایک دڑار پڑی۔ نے پیر نے اسکو یورش کرکے لے لیا۔ باغیون کی
لاشین پانچ سو شمار کی گئین۔ انگریزون کا بڑا نقصان یہ ہوا کہ ہوڈسن صاحب ایسے زخمی ہوئے
کہ زندہ نہ رہے وہ بڑے بہادر جوانمرد دلیر تھے سپاہیون سے بڑی محبت کرتے تھے۔
جب وہ مرے ہین تو سپاہی انکے لیئے بچون کی طرح روتے تھے انکے بڑے بڑے کام ہم نے
پہلے لکھے ہین۔ غرض ایسے روشن دماغ سپاہی کم ہوتے ہین وہ عالم باغ مین دفن ہوئے
اوٹرم صاحب نے مبیس ہوس اور فیض باغ پر توپون کی ضربین لگائین۔ ان کے سپاہیون نے
ایک مسجد پر قبضہ کیا اور باغیون کو گومتی کے کنارہ پر مچھی بھون تک بھگایا اور آہنی پل پر قبضہ کیا
ان لڑائیون مین انگریزون کے آدمی ۲۰ مقتول اور ایک سو تیرہ مجروح ہوئے۔
۱۴- مارچ کو بیگم کی کوٹھی اور قیصر باغ کی درمیانی عمارات پر قبضہ ہوا پھر امام باڑہ ہاتھ آیا
۱۴ تاریخ قیصر باغ فتح ہوا۔ پھر مبیس ہوس تارا کی کوٹھی و موتی محل و چتر منزل جہان پہلے ماہ نومبر
مین بڑی معرکہ آرائیان ہوئین تھین قبضے مین آئے۔
غرض یہ تمام فتوح بڑی ارزان حاصل ہوئین کہ صرف نو سو آدمی مجروح و مقتول ہوئے۔ اور شہر پر
قبضہ ہوگیا۔ باغیون کی تعداد انگریزون کی سپاہ سے چند تھی مگر ان پاس توپین اتنی نہین تھین
جتنی کہ انگریزون کے پاس۔
ڈاکٹر رسل اپنی چشم دید لوٹ کا جو حال لکھتے ہین اسمین سے چند فقرے ترجمہ کرتے ہین کہ
لوٹ کا حال بیان نہین ہوسکتا۔ سپاہیون نے اسباب کے مکانون کے کواڑون کو توڑا جسمین
زربفت و زردوزی و کمخواب کے لباس چاندی سونے کے ڈھیر معلوم ہوتے تھے۔ چاندی کے
برتنون کا انبار تھا۔ ہتھیار۔ شالیں۔ جھلملے وشالین و ڈوپٹے و دلائیان و رضائیان
آلات موسیقی و آئینی تصویرین۔ کتابیں۔ بیاضین دواؤن کی بوتلین بڑے پُر تکلف
جھنڈے۔ سپرین وغیرہ۔ غرض اگر ان سب چیزون کے ڈھیرون کی فہرست بنائی جائے

تھے وہ ایک سوداگر کی دکان کی فہرست اسباب بنے۔ ان چیزون کے لوٹنے کے لیے سپاہی
غنیمت کی خوشی سے مست ہو رہے تھے انہون نے تمام جامہاے زرین مین آگ لگائی کہ زرین سے
چاندی سونا نکال لین۔ زیورون مین سے جواہر اکھیڑ لیے۔ چینی کے برتنون اور گلاسونکو
توڑ ڈالا۔ تصویرون کو لپیٹ کر آگ مین رکھ دیا اور اسباب کا حال یہی کیا۔ یہہ ساری کام
دن بھر شوخی و شرارت سے کیئے۔ غرض لکھنؤ پر جب سپاہ قابض ہوئی اور امیرون کے
مکانون مین داخل ہوئی تو لوٹ کا عجیب تماشا تھا۔ ان مکانون مین تمام ایشیائی صنائع کی چیزون کے
اور عیش و نشاط کے اسباب کے خزانے تھے وہ سب خلط ملط پڑے تھے۔ جو سپاہی حریص
تھے انہون نے پوشیدہ اور مدفون مالونکو نکال لیا۔ بیش قیمت چیزین انکے حصے مین آئین
کم قیمت چیزین بھیر بنگاہ کے آدمیون کے ہاتھ لگین۔ ہنوز فتح کامل کے ثمر چکھنے باقی تھے
۱۶ مارچ کو اوٹرم صاحب اپنے برگیڈون کو گومتی کے پار موسی باغ مین لے گئے اور ریسیڈنسی
اور آہنی پل پر قبضہ کیا۔ آسانی سے ان دو مقامون پر فتح حاصل ہوگئی۔ پھر انہون نے مچھی بھون
اور اس کے پاس کی عمارتون کے لینے مین توقف نہین کیا۔ باغی رسالہ بند مین بھاگے
کچھ موسی باغ مین مقیم ہوئے۔ کچھ عالم باغ پر حملہ آور ہوئے جہان فرینک من کی تھوڑی سی
سپاہ مقابلہ کے لیئے موجود تھی۔

موسی باغ کو چھوڑ کر جنرل نے دو دن اس کام مین صرف کئے کہ لکھنؤ کے اندر جو باغی اپنے
مقامون مین موجود ہین انکو نکالین اور جو بدمعاش انکے پیرو ہین انکے منھ مین لگام دین سخت حکم
جاری ہوئے کہ لوٹ نہ ہونے پائے۔ سارے شہر مین پکٹ بٹھا دیئے۔ ہندوستانی سپاہی
جو ممنوع لوٹ کا مال لیجاتے تو یہہ پکٹ کے سپاہی اسکو رکھوا لیتے۔ تمام سپاہی جو اپنی خدمت پر
ہوتے انکو حکم تھا کہ وہ اپنی خیمہ گاہ سے تا حکم ثانی باہر نہ جانے پائین اور تمام کمانڈنگ افسر کے
ذمے جوابدہی تھی کہ وہ اپنے سپاہیون سے کوئی کام غارت گری کا خلاف ڈسپلن کے نہ ہونے
دین۔ سر کولن یہہ نہین چاہتے تھے کہ لکھنؤ ویران ہو کر ایک خرابہ بن جائے۔ جس اہل شہر نے
ہتھیار انگریزون سے لڑنے کے لیئے ہاتھ مین نہ لیئے تھے ایک معقول عہد کے ساتھ
اپنے گھر مین آباد ہونے کے لیئے بلایا گیا۔ اس اثناء مین اوٹرم صاحب شہر کے شمالی مغربی

مقامات مین گئے اس وقت مین جنگ بہادر نے عالم باغ کے ہمسایہ سے باغیون کو نکالا اور لکھنؤ کی جنوبی جانب مین گیا اور حضرت گنج کے ہمسایہ کو باغیون سے صاف کیا۔ یہہ ایک بڑی گلی چار باغ سے حضرت گنج تک تھی۔
پنجابی سردار نے دو فرنگیون کو بھی جو باغیون کے ہاتھ مین مقید تھین رہائی دلائی۔
انیسوین مارچ کو اوٹرم صاحب کے ماتحت سپاہ نے موسی باغ کی طرف حرکت کی جہان پانچ ہزار باغی جمع تھے۔ یہہ کام بھی جلدی سے سرانجام پاگیا ان پاس بارہ توپین تھین جنہین سے دو تو انہون نے فوراً چھوڑ دین اور چار توپین اوٹرم صاحب نے تعاقب کرکے اور چھ توپین کیمبل کے سوارون نے یورش کرکے چھین لین۔ سوار تھوڑے تھے وہ سب باغیون کو نہین مار سکتے تھے بہت سے باغی بنگلون مین چھپ چھپا کے اور مقامون مین شرارت برپا کرنے کے لیئے زندہ رہے۔
باغیون کا ایک سرغنہ بڑا سینہ زور مولوی احمد اللہ شاہ فیض آبادی پھر لکھنؤ مین آیا اور اسکے مکو مین شہادت گنج مین مقیم ہوا۔ ۲۱- مارچ کو اڈورڈ لیوکارڈ اسکے نکالنے کے لیئے بھیجے گئے۔ اس مولوی نے جیسا استقلال اور شہ زوری سے مقابلہ کیا ایسا کسی اور باغی نے نہین کیا۔ وہ بڑی بہادری سے لڑا اسنے کئی آدمی انگریزون کے مارے اور ان کے بہت سے آدمیون کو سخت زخمی کیا۔ جب آخر کو وہ اپنی جگہہ سے نکالے گئے تو انکی مٹ بھیڑ بریگیڈیر کیمبل کے سوارون کے بریگیڈ سے ہوئی۔ چھ میل تک ان کا تعاقب ہوا اور بہت ان کا نقصان ہوا اور مولوی بچکر بھاگ گیا۔ کرسی مین جو فیض آباد کی سڑک پر لکھنؤ سے ۲۵ میل کے فاصلہ پر تھا مقیم ہوا۔ چار ہزار باغی اس پاس جمع تھے۔ ہوپ گرینٹ کو حکم ہوا کہ وہ مولوی کو یہان سے نکالدین وہ انکی صورت کرسی میں دیکھتے ہی بھاگا اور قصبہ کو خالی کردیا۔ ہوپ گرینٹ نے سوارون کو اس کے تعاقب مین بھیجا انہون نے دشمن پر بہادرانہ حملہ کیا اور دوسو کے قریب باغیون کو مارا اور تیرہ توپین چھین لین۔ دو افسر انگریزون کے بھی مارے گئے۔
اس فتح نے لکھنؤ کی فتح کا کام تکمیل کو پہنچایا اور یورپ مین جو سلح باغیون کا بڑا مرکز تھا وہ سر کولن کیمبل کے ہاتھ مین آیا جس مین ۲ مارچ سے ۲۱- مارچ تک بیس افسر او سپاہی ۱۲۷

مقتول اور پانچ سو پچانوے مجروح ہوئے۔ جب لکھنؤ باغیون کے قبضہ سے نکل گیا تو انکے
بڑے بڑے سرغنے لڑنے سے عاجز ہوئے۔ انہین سے مان سنگھ نے شرائط صلح پیش کیر
سرکشون کے سر کچلنے کے لیئے چھوٹے چھوٹے کالم اپنے امیرون کے ماتحت جدا جدا بھیجے گئے
شہر مین ایک بڑا لشکر سر ہوپ گرینٹ کے ماتحت چھوڑا گیا اور وہ خود چیف کمشنر اوٹرم
کے ماتحت بنائے گئے۔ لیو کارڈ کا ڈویژن جنوب کی طرف باغیون سے لڑنے گیا جنکا
بڑا زور کنور سنگ کے ماتحت اعظم گڈھ کی طرف ہو رہا تھا۔ وال پول اپنے لشکر جرار کو شمال کی
طرف رہیل کھنڈ مین لے گیا۔ جنگ بہادر اپنے چیدہ چیدہ نیپالیون کے ساتھ الہ آباد گیا
جہان گورنر جنرل اسکے آنے کا انتظار کر رہے تھے کہ اسکا شکریہ ادا کرین۔ باقی نیپالی
اپنے وطن کی طرف جلد منزل بپا ہوئے کہ اودھ کے میدانون کی لو اور گرمی سے بچین

جب اوٹرم صاحب موسی باغ سے واپس اپنے پہلے مقام مین آئے تو لارڈ کیننگ کا اشتہار
اودھ انکو ملا۔ اس اشتہار کا منشا یہ تھا کہ سرزمین اودھ مین کل حقیت اراضی باستثنار
چھ تعلقہ دارون کے ضبط کی جائے۔ سرکش امیدوارون مین جو لوگ فوراً اپنے تئین گورنمنٹ کی
حوالہ کر دے تو اس سے موت اور قید کی سزا سے معاف کرنے کا وعدہ کیا جاتا ہے بشرطیکہ
وہ یہہ ثابت کرے کہ وہ بغیر اشتعال کے کسی کے قتل کا مرتکب نہین ہوا اور جن لوگون نے
انگریزون کی جانین بچائی ہین انکے ساتھ خاص عنایتون کا وعدہ کیا جاتا ہے۔ یہہ اشتہار
اسوقت آیا کہ لکھنؤ پر تو قبضہ ہو گیا تھا مگر کل اودھ مین فتنہ و فساد برپا تھا۔ باغی سپاہ جسکی کوشش لکھنؤ
کے بچانے مین اکارت گئی تھی وہ ضلعون مین چلی گئی تھی کہ از سر نو انگریزون کا مقابلہ کرے۔
ہر افسر جو اس لشکر کشی مین شریک تھا اس اشتہار کی پولیسی کے برخلاف تھا کہ ایسی حالت مین
کل آدمی جو مسلح میدان جنگ مین موجود ہین اپنے حق موروثی سے محروم کیئے جائین۔
اوٹرم صاحب نے گورنر جنرل کو بتلایا کہ ۱۸۵۶ء کے بندوبست مین تعلقہ دارون کے ساتھ
ناانصافی کی گئی ہے اگر انکی یہہ حق تلفی نہ بھی ہوئی ہوتی تو بھی انکا وفادار ہونا خصائل الشیائی سے
بعید تھا۔ وہ گورنمنٹ کی ایسی متزلزل حالت مین کبھی خیرخواہ نہیں رہ سکتے تھے ان وجوہ سے
انکے ساتھ ایسا سلوک کیا جائے جیسا کہ معزز دشمن سے کیا جاتا ہے نہ ایسا کہ باغیون کے ساتھ

اگر انسے سوا اسکے کہ وہ موت اور قید کی سزا سے معاف کیئے جائینگے کوئی اور نیک سلوک وعدہ نہین کیا جائیگا تو وہ مایوس ہوکر بن مانسون کی لڑائیان لڑینگے جنمین یوزومین کی ہزار ہو جائینگی لڑائی اور بیماری اور لو کے مارے ضائع ہو جائینگی اسکے برعکس اگر یہہ مستحکم سند انکو دی جائیگی کہ وہ اپنی زمینون پر قابض رہینگے تو وہ بندوبست و انتظام کرانے مین گورنمنٹ کے مدد و معاون ہونگے۔ اسکا جواب لارڈ کیننگ نے رنجیدہ خاطر ہوکر لکھا اور اپنی بات پر اڑے مگر بعد بہت سی بحث و تکرار کے سر جیمس اوٹرم کو یہہ اجازت دی گئی کہ وہ اس اشتہار مین یہہ فقرہ اور اضافہ کرین کہ وہ لوگ جو اپنے تئین گورنمنٹ کے لطف و کرم کے حوالہ کرینگے اور امن و امان صلح کی کے قائم کرنے مین گورنمنٹ کے مدد و معاون ہونگے انکے استحقاق مستحکم کئے جائینگے اشتہار مین باقی فقرے بدستور رہین۔ فقط

# مشرقی بنگال و اڑیسہ و بہار و رہیل کھنڈ و راجپوتانہ کے واقعات

## باب اول

## مشرقی بنگال و مشرقی بہار و اڑیسہ اور جنوب مغرب سرحد

### لشکر کشی مین سرکولن کے کل اختیارات

سرکولن کیمبل ۲۷ نوامبر کو کلکتہ سے کانپور کیا روانہ ہوئے کہ سارے ملک کی حکومت کو اپنے اختیار مین لے گئے۔ اسوقت سول کے حکام موجود تھے مگر ساقط الاختیار تھے۔ ہندوستان کی قسمت لارڈ کیننگ کے اختیار مین نہ تھی بلکہ سرکولن کیمبل کے ہاتھ مین۔ گو گورنر جنرل سے بھی تمام لشکر کشی مین تدابیر پوچھی جاتین مگر ان کا عمل مین لانا بالکل کمانڈر انچیف کے اختیار مین تھا۔ غرض سرکولن کے سامنے گورنر جنرل مع کونسل کو کچھ فوقیت و برتری نہ تھی۔

جنوری ۱۸۵۸ء کے تیسرے ہفتہ مین لارڈ کیننگ کلکتہ سے الہ آباد کو روانہ ہونے

فروری کو یہان پہنچے۔ انہون نے آگرہ کی چیف کمشنری کے عہدہ کو جو عارضی تھا شکست
دیا بوقت اس عہدہ پر کرنیل فریزر سی بی تھے اور ممالک مغربی سے دہلی کو مستثنے کرکے انہین
لفٹنٹ گورنر مقرر کیا۔ گورنر جنرل کے جانے کے بعد۔ کلکتہ مین ایسی خبرین اڑا کرتی تھین کہ
بارک پور مین جن سپاہیون سے ہتھیار لئے گئے ہین وہ چھپ چھپ کر کلکتہ مین آتے ہین اور
حوالی کلکتہ مین انکے دینے کے لیئے ہتھیار جمع کئے جاتے ہین تاکہ وہ انگریزون پر حملہ کرین
ایسی خبرون سے یوروپین کی جان نکلتی تھی۔ جب ایسی خبرون کی تحقیقات ہوتی تھی تو وہ بے اصل
نکلتی تھین +

١١۔ نومبر کو چونتیسوین ہندوستانی رجمنٹ کے ایک حصہ نے چٹاگاؤن مین بغاوت (چٹاگاؤن کو
چاٹگام بھی کہتے ہین مسلمان اسکو اسلام آباد کہتے ہین) انہون نے خزانہ لوٹا۔ جیلخانہ کو
توڑا قیدیون کو رہا کیا اپنی لین کو آگ لگائی میگزین کو اڑایا اور پھر یہان سے گورنمنٹ کا
سارا مال اور تین ہاتھی ساتھ لے کر چلے۔ کلکٹری کے خزانہ مین تین سو چالیس روپیہ
نقد چھوڑ گئے۔ اسٹامپ اور گورنمنٹ نوٹ اور دفترون کو انہون نے ہاتھ نہین لگایا
کسی یوروپین پر حملہ نہین کیا جیلخانہ کے داروغہ کو مار ڈالا۔ اسنے انکو مزاحمت کی تھی اور
انگریزی عملداری سے نکلکر شمالی مغربی پہاڑون مین چلے گئے۔
چار روز بعد ٢٢۔ نومبر کو ڈھاکہ مین جو تہتروین ہندوستانی رجمنٹ اور ہندوستانی توپخانہ
تھے انسے لوئس صاحب نے ۸۵ برٹش ملاحون اور تیس وولنٹیرون اور دو شاہی
ہوٹ رز کی اعانت سے ہتھیار لے لیئے۔ لوئس صاحب کا مقابلہ ان سپاہیون نے
نہین کیا جو سرکاری افسون مین پہرہ پر تھے۔ مگر لین مین سپاہیون نے میگزین مین
جاکر اپنے ہتھیار اور دو توپین لین اور لوئس صاحب پر حملہ آور ہوئے اور لڑائی ہوئی
جسمین ٤١ باغی مرے اور آٹھ زخمی پکڑے گئے اور تین ڈوبے یا دریا مین گولی سے مارے
گئے اور انگریزون کی طرف ایک آدمی مارا گیا اور اٹھارہ آدمی زخمی ہوئے۔ سپاہی اپنے
صدر مقام جلپائی گوڑی کی طرف بھاگے وہان نہ پہنچ سکے تو بھوٹان مین جاکر پناہ لی
کمشنر قسمت نے راجہ تپرہ سے امداد کی درخواست کی راجہ نے بسر وچشم منظور کی وہ

وہ اپنی سپاہ اور رعیت کو ساتھ لیکر باغیون کے روکنے مین ساعی ہوا۔ کمشنر نے اور
خیرخواہ تعلقہ دارون کی بھی مدد لی ۔ اور کلکتہ سے دریا مین ۲۲۔ نومبر کو چون وین رجمنٹ کی
تین کمپنیان اور سو ملاح اور ۲۷ مہر کو اس راہ سے اور ملاح بھیجے کہ وہ رنگ پور اور دیناج پور
کو چٹاگانو کے باغیون کے ہاتھ سے بچائین جو اس طرف آتے تھے۔ چٹاگانون کے
باغیون کو راستہ مین ۲۔ دسمبر کو راجہ تپرہ نے شکست دی وہ سلہٹ کی طرف چلے آسکے
تین ہاتھی اور خزانہ کی چوری کے روپیہ مین سے دس ہزار روپے بھی چھین لیے اور قیدی
جو انہون نے چھڑائے تھے وہ روز پکڑے جاتے تھے۔ راجہ تپرہ اور زمینداروں کے
مقابلہ سے باغیون نے دق ہوکر منی پور کی راہ لی اور ۱۸۔ دسمبر کو ایک انگریزی پولس
سٹیشن کو لوٹا مارا۔ سلہٹ مین پیدل سپاہ تھی جسکے افسر میجر ہاٹسنگ تھے اسکو سلہٹ کے
سول افسر اعظم مسٹر ایلین نے حکم دیا کہ وہ باغیون کے پیچھے پڑے اسنے لاٹو مین باغیونکو
شکست دیکر لاٹو اور منی پوری کے درمیانی جنگلون مین باغیون کو منتشر کر دیا۔ ۲۶ باغی
مارے گئے اور اس سے بہت زیادہ زخمی ہوئے اور میجر ہاٹسنگ مارے گئے۔

چٹاگانگ کے باغی پھر منی پور مین آئے اور یہان کا ایک راجہ بھی اسکا سرغنہ بنا۔ ۱۲ جنوری کو
کپتان سٹیون نے ان پر حملہ کیا۔ باغی دو گھنٹہ تک لڑے اور پھر جنگلون مین بھاگ گئے پھر جمعدار
جگا تھر نے جو سلہٹ کی رجمنٹ مین تھا باغیون کو جنگلون مین بھی جاکر مارا۔ غرض لڑائیون
مین ان باغیون کے دو سو چھ آدمی مارے گئے جو زندہ رہے وہ پہاڑون مین چلے
گئے۔ جہان سے انکے نکلنے کی سب راہین بند تھین وہ بھی بری طرح فنا ہوئے۔

پول صاحب کمشنر جلپائی گوری کی چھاونی مین تھے اس مین تہتر وین رجمنٹ کا
ہیڈ کوارٹرس تھا۔ شر صاحب اسکے کمانڈر تھے۔ ڈھاکہ مین اس رجمنٹ کے جن سپاہیون
نے بغاوت کی تھی انپر یہ گمان ہوتا تھا وہ جلپائی گوری مین آنکر اپنے ساتھیون کو اغوا کرینگے
گورنمنٹ نے برٹش ملاحون کو پورنیا بھیجا تھا جو بھاگل پور اور جلپائی کے وسط مین تھا وہ
نومبر کے آخر مین یہان آئے۔ ۷۔ نومبر کو منگیر سے پانچین فیوزیلرس کے ایک حصہ کو اور
ان ملاحون کو لیکر وہ پورنیا مین پہلی دسمبر کو آئے یہان سب طرح سے امن امان تھا تو وہ
سپاہ کے ساتھ پورنیا جانا۔

...زکر کے کشن گنج مین آئے۔

...مبر کی رات کو گیارہوین رجمنٹ سوارون کے حصون نے مداری گنج اور جلپائی گوری
مین سرکشی کی اور کل ضلع مین دند مچادی۔ اسوقت سول کے افسرون نے بڑی دانائی کی۔
مسٹر ڈونلڈ صاحب کلکٹر رنگ پور نے تمام خزانہ سرکاری کا روپیہ ہاتھیون پر لادکر جنگل مین
اس خیال سے بھیجا کہ باغی رنگ پور کو خالی دیکھکر انکے پیچھے نہین پڑین گے۔ چنانچہ باغی
کبھی رنگ پور کے پاس نہین آئے وہ سیدھے دیناج پور گئے یہان کے کلکٹر ڈال رائمپل
صاحب تھے انکے پاس خزانہ مین دس لاکھ روپیہ تھا انہون نے اس خزانے کے لیئے لڑنیکا
مضبوط ارادہ کیا۔ انہون نے سب انگریزون کو جو یہان جمع ہوسکتے تھے ہتھیار دیکر خزانہ کی
محافظت کے لیئے مقرر کیا اور ان سب نے یہہ ارادہ کرلیا کہ جب تک دم مین دم رہیگا
باغیون سے لڑینگے مگر اپنے کبھی اعتبار کے پیچھے حوالہ نہین کرین گے۔ باغی دیناج پور مین نہین
آئے مگر وہ ملاحون کے سفر کی خبر سنکر پورنیا مین پول صاحب کے پنجے مین پھنسنے کے
لیئے چلے گئے۔

باغیون سے مقابلہ

پول صاحب کشن گنج مین مداری گنج وجلپائی گوری کی بغاوت کی خبر سنکر بہت جلد
پورنیا مین عین وقت پر آگئے دوسرے روز باغی صبح کو شہر مین لوٹنے کے لیئے داخل
ہوئے۔ جب انہون نے یورو پین چہرے دیکھے تو کچھ گولہ بازی ہوئی پھر وہ جنرمیل پر
جاکر خیمہ زن ہوئے ——— اس طرح پورنیا کو پول صاحب نے بچایا پھر وہ باغیون کے
پیچھے پڑے جنکو مارکر نیپال مین بھگا دیا۔ جہان انکی کچھ زمانہ کے بعد پوری کم بختی آئی۔

جلپائی گوری

اس اثناء مین جلپائی گوری کے باغیون کی سرکوبی کے لیئے سو گورے اور تین سو
گورکھے دارجیلنگ سے پن کی ماری مین بھیجے گئے اور یہان سے جلپائی گوری گئے
مشہور بات ہے بہادری ہوشیاری ہوتی ہے اس سپاہ نے وہان دو ترپ سوارونکے
جو باغی ہونے کو تھے توپون سے اڑا دیئے۔
۱۵۔ دسمبر کو کلکتہ سے جو ملاح دیناج پور بھیجے گئے تھے وہ بھی آگئے۔ باغیون کو ایسا مجبور
کیا کہ انہون نے نیپال مین پناہ لی انکو برٹش سرحد سے ۲۱ میل پر جنگ بہادر نے روک دیا

ڈھاکہ کے سرکشون نے جلپائی گوڑی مین آنے کا قصد کیا مگر وہ نہ آسکے بھوٹان بنگال مین لوہین ری سوارون کی رجمنٹ رہتی تھی جس مین یوروپین اور یوریشین بھرتی ہوئے تھے۔ رچرڈسن صاحب اسکے افسر تھے وہ ١١ جنوری کو پول صاحب سے ملے باغی چھترا مین تھے اس وقت جنگ بہادر نے گیا۔ ہوین غیر آئینی باغی سوارون کے باب مین پول صاحب کی چھٹی کا جواب ان پاس بھیجا کہ مین نے اپنے لفٹنٹ رتن مان سنگ کو حکم دیا ہے کہ وہ انگریزی سپاہ کے ساتھ شریک ہوکر باغیون سے لڑے۔ پول صاحب نیپال کی سرحد مین پی را رامین جو چھترا سے دس میل کے قریب تھا ١٣ جنوری ۱۸۵۸ء کو پہنچے۔ مگر باغی انکے ہاتھ نہین آئے۔ ... کے شمال مشرق کی طرف باغیون نے راہ لی

ضلع بالاسئو مین نومبر کے مہینے مین لفٹنٹ گریہم تھوڑے سے آدمیون کے ساتھ ایک ٹھاکر کی بڑی حویلی مین تھے انکو دو ل... ہزار پھر چھ ہزار باغیون نے گھیر لیا۔ ان کو گریہم پر حملہ کرنے کا تو حوصلہ نہین ہوا مگر انہون نے انکو لوٹنا شروع کیا۔

گریہم صاحب کی مدد کے لیے سپاہ ۲۷ نومبر کو سیسرام سے روانہ ہوئی۔ وہ گریہم صاحب کو محاصرہ سے نکال لائے اور دیبی بخش رائے کو جسنے یہہ ہنگامہ برپا کیا تھا پکڑ لیا۔ اسطرح بالاسئو کا فساد مٹ گیا۔

پھر بغاوت کا طوفان سنگھ بھوم مین پہنچا۔ یہان کے پہلے راجاؤن مین سے پورہٹ راجہ تھے مگر یہان کے فساد کو رہیڑی کے سکھون نے رفع کر دیا گو وہ تھوڑی دیر قائم رہا۔

مان بھوم اور سنگھ بھوم کی قسمتون کے کمشنر لشنگٹن تھے جنکے ساتھ پچاس سکھ تھے باغیون کو گرفتار اور قتل کرتے پھرتے تھے کہ اسکو تین چار ہزار سرکشون نے گھیر لیا۔ وہ اس کے ہاتھ سے بہادری سے لڑکر بچے پچیس سکھ زخمی ہوئے۔ سرکشون کو لو ڈیڑھ سو مارے گئے انگریزی گروہ کو خیمے ڈیرے چھوڑ کر بھاگنا پڑا۔

اس سے کچھ دنون پہلے عزم بغاوت ضلع سنبل پور کے جنوب مین پھیلتا جاتا تھا۔ ستمبر کے مہینہ تک تو ضلع کو رام گڑھ کی پلٹن کی دو کمپنیون اور رام گڑھ کے سوارون نے سنبھال رکھا خوفناک مقام مین گھرنا۔

لیکن یہان کے سپاہیون کو ہزاری باغ کی سپاہ کی بغاوت کی خبر پہنچی تو وہ بھی بغاوت پر آمادہ ہوئے۔ کپتان لیف نے گورنمنٹ سے درخواست کرکے چالیسوین رجمنٹ مدراس پیدل کی دو کمپنیان کٹک سے بلائین مگر یہ امداد کافی نہین تھی اس لیئے کٹک سے پھر کمک مانگی تو اس رجمنٹ کی ایک کمپنی اور دو پہاڑی توپین آئین ۔ چوتھی نومبر کو سنبھل پور مین آئے اور کپتان لیکر نے شہر گھاٹی کے ... پر قبضہ کیا اور سرکشون کے گاؤن اور دیہات کو غارت و برباد کیا ۔ یہان انگریزی سپاہ کے لیئے دشمنون کی آگ سے زیادہ تپ قاتل تھی ۔ سب افسر اس بیماری مین مبتلا ہوئے۔

باوجودیکہ حکام نے بڑی کوشش کی مگر اوڑیسہ مین بغاوت و سرکشی کم نہ ہوئی ڈاکٹر مور کو جو سنبھل پور جاتے تھے باغیون نے مار ڈالا ۔ بغاوت ایسی بڑھی کہ کپتان لیف نے کپتان ڈالٹن کمشنر سے امداد کی درخواست کی مگر وہ کچھ امداد نہین کر سکے ۔ کپتان لیف مایوس ہوئے انکی آدھی سپاہ بیمار پڑی تھی صرف لفٹننٹ ہیڈو کام کے قابل تھے۔

کوک برن کمشنر کٹک نے سنبھل پور مین انگریزی عملداری قائم رکھنے کا قصد کیا یہ ضلع کوک برن صاحب کو تھوڑے دنون کے لیئے سپرد ہوگیا ۔ کپتان لیف کی کمک کے لیئے ۹ ۲ دسمبر کو ناگپور کی غیر آئینی رجمنٹ سوارون کا ایک سکوڈرن آگیا ۔ جسکے کمانیر ووڈ صاحب تھے انہون نے دوسرے دن صبح کو باغیون پر حملہ کیا اور ان باغیون کو شکست دی اور تین بڑے سرغنون کو قتل کیا سورندر سہا باغیون کا بڑا سرغنہ تھا وہ اپنے گھر مین چھپا اسکی تلاش مین مصروف ہوئے اگر یہہ سرغنہ ہاتھ آجاتا تو ضلع سے بغاوت بالکل مٹ جاتی وہ اسکی تلاش کر رہے تھے کہ زخمی ہوئے ۔ اسطرح بغاوت ضلع سے بالفعل موقوف نہین ہوئی مگر بہ تدریج بالکل دب دباگئی ۔

# باب دوم

## کنور سنگھ اور لارڈ مارکر

### پٹنہ کا حال بعد ولیم ٹیلر صاحب کی موقوفی کے

ہم نے مغربی بہار کا حال ٹیلر صاحب کی برطرفی تک پہلے لکھا ہے انکے قائم مقام سیمویلس
صاحب ہوئے اور ان کے حکم سے پٹنہ کی محافظت کے لئے دو سو یوروپین آ گئے
اور چھپرا کے مجسٹریٹ کے حکم سے ایک گن بوٹ آئی کہ وہ گھاگرا کے کنارہ پر گشت
کیا کرے اور افیون کا گودام استوار بنایا گیا اور اسمیں چھ توپین شہر کی طرف لگائی گئیں
غرض اہل شہر کے ڈرانے اور دھمکانے کے واسطے اچھے اور مناسب سامان ہو گئے
مگر ضلع مین بدعملی بدستور رہی۔ کنور سنگھ ہزار آدمیون کو ساتھ لیئے ہوئے دریا سون پر
مقیم تھا اور اس کے علم کے نیچے اسکا بھائی امر سنگھ اور نیتن سنگھ و جوتن سنگھ اور
آدمی جمع ہوجاتے تھے اور پانچوین غیر آئینی رجمنٹ سوارون کی سارے ضلع مین لوٹ مار کرتی پھرتی
تھی اور اضلاع مین فسادون کے برپا ہونے سے مغربی بہار کی حالت اور زیادہ ابتر ہوجاتی تھی
اس مین اودھ کے باغی چلے آتے تھے۔ مہدی حسن اضلاع مظفرپور و چھپرا و چنیان مین
شورش مچاتا تھا۔

پانچوین رجمنٹ سوارون کا کوئی روکنے والا نہ تھا وہ نوادا مین سرکاری عمارت کو برباد کرتا
تھا۔ گیا کی طرف سفر کرتا تھا جس مین سکھ اور یوروپین سپاہی دو سو کے قریب محافظ تھے
۲۹ ستمبر کو انہون نے گیا سے باہر جاکر باغیون پر حملہ کیا مگر انکے مین آدمی زخمی ہوئے اور وہ
گیا مین واپس نہ آنے پائے تھے کہ اس مین باغی گھس آئے اور انہون نے چار سو قیدیونکو
جیلخانہ سے چھڑا دیا اور اس حویلی پر حملہ کیا جو انگریزون نے اپنے لیئے حصار بنایا تھا مگر سکھ و ٹیلر

بتیسوین رجمنٹ کا فساد ۔

جو کمشنر سابق پٹنہ کے بیٹے تھے پھر باغیون کو بھگا دیا۔

۹۔ اکتوبر کو بتیسوین رجمنٹ کی دو کمپنیون نے دیوگڈھ مین بغاوت کی اور کنور سنگھ کی طرف چلین کمشنر صاحب پاس ریٹری کے سکھ اور نیول برگیڈ کا ایک حصہ ماتحت کپتان سوتھ بائی کے تھے۔ اور کرنیل فسں چر کا برگیڈ مدراس کا مغربی بہار کے اضلاع مین اکتوبر مین آگیا تھا اسکے سوا اسیسرام مین لفٹنٹ سیٹن ٹن انجنیر تھے ۔

ریٹری کے سکھون نے اول اکبر پور مین باغیون کو شکست دی اور پھر وہ بتیسوین رجمنٹ کے تعاقب مین گئے اور ۶۔ نوامبر کو انہین ڈیہجوا گاؤن مین جالیا۔ طرفین مین سپاہیون کی تعداد برابر تھی۔ جب لڑائی ہوئی فورا ت ہوگئی تھی باغی واپس چلے گئے ۔

کارتھیو صاحب فتحپور مین ۔

کانپور کی لڑائی کے بعد مدراس برگیڈ سے کارتھیو صاحب جدا کر کے فتحپور مین مقرر کئے گئے تھے۔ ان اضلاع کالپی و جھانسی اور بندیل کھنڈ سے حملہ ہوتے تھے۔ ان حملون کا دور کرنا اور کانپور اور الہ آباد کے درمیان ٹرنک روڈ کو مامون و مصئون رکھنا انکا کام تھا۔ الہ آباد کا صوبہ مغربی بہار کے نیچے تھا

فتحپور ۔

دسمبر ۱۸۵۷ء و جنوری ۱۸۵۸ء مین یہان برگیڈیر کیمبل کمانڈنگ افسر تھا۔ ۱۹۔ دسمبر کو کارتھیو صاحب نے فتحپور مین کمانڈ لیا۔ ان کے آنے سے پہلے ۱۱۔ دسمبر کو کرنیل پاول نے باہر جا کر وہان جلائے تھے اور اور دیہات سے مفسدون کو باہر نکالا تھا۔ اس طرح ضلع بد خواہون سے پاک صاف ہوگیا تھا۔ زر مالگزاری وصول ہوتا تھا اور سامان رسد غلہ وغیرہ صدر مقام مین جمع ہوتا تھا ۔

جمنا کے داہنے کنارہ پر باغیون کا مجمع ۔

دیہاتی جو نکالے گئے وہ جمنا پار اتر گئے اور جمنا کے داہنے کنارہ پر کالپی سے لیکر باندہ تک گوالیار و جھانسی۔ بندیل کھنڈ اور فتح گڈھ کے مفرور باغی جمع ہونے شروع ہوئے۔ ان مین چرکاری کا راجہ اور نانا کا بھائی اور بھتیجا بھی موجود تھے۔ بعض کہتے ہین کہ خود نانا بھی وہان تھا اصل یہ ہے کہ باغیون کے سرغنہ جنکا صدر مقام بیتوا ندی پر کالپی کے نزدیک جلال آباد مین تھے وہ جمنا کے مغرب کے زمیندارون پر اپنے راج کا دعویٰ کرتے تھے۔ انسے زبردستی بدیہ وصول کرتے تھے اور پیشوا کی خدمت کے لئے سپاہی بھرتی کرتے تھے۔

۱۰ جنوری ۱۸۵۸ء کو کارتھیو صاحب سپاہ ہمراہ لیکر کانپور کی سڑک پر چلے اور جہانا باد مین پہنچکر کالپی کی طرف مڑے اور چونتیسوین رجمنٹ سے جو کانپور سے انکے ساتھ کام کرنے کے لیے بھیجی گئی تھی ملے اور بھوگن پورٹین آئے اور اسپر قبضہ کیا جسکے سبب سے باغیونکی گروہ جو کالپی سے آئے تھے وہ جمنا پار بھاگ گئے اور کارتھیو صاحب سکندرہ گئے اور وہان سے فتحپور مین آئے اسطرح اس ضلع کو باغیون سے بالکل پاک صاف کردیا

۵ جنوری ۱۸۵۸ء کو بریگیڈیر کیمبل کی سپاہ کو ہمراہ لیکر الہ آباد کے متصل کے ملک کو گنگا کے بائین کنارہ پر باغیون سے صاف کیا۔ تین جگہ ان کا باغیون نے مقابلہ کیا مگر ان سب مین انکو فتح نصیب ہوئی اور باغیون کا بڑا نقصان ہوا۔ کرسٹی صاحب نے سرولی سے جو ضلع ہمیرپور مین ایک قصبہ ہے باغیون کو نکالدیا اور قصبہ مین آگ لگادی انہون نے کشتیون کے نہ ہونے کے سبب سے تعاقب نہین کیا۔

مفسدے اپنے موقعون پر برپا ہوتے رہتے تھے۔ ۲۰ مارچ کو باغیون کے ایک گروہ نے ہمیرپور کے پاس جمنا سے عبور کیا اور گھاٹم پور کو لوٹ لیا اور جلا دیا اور وہان سے چلے آئے۔ لکھنؤ کے فتح ہونے کے بعد نئے نئے جلوے نظر آنے لگے سر ہیولک اور جنرل وٹ لوک کی سپاہین نظر آنے لگین اور میگرڈیل صاحب سپاہ لیکر کالپی کی طرف بڑھے۔

۱۹ فروری کو گورکھپور مین روکروفٹ صاحب آئے اور ۲۰ کو انہون نے باغیون کو شکست دی اور ۲۵ کو یہان سے نیپالی لکھنؤ کو چلے گئے اور گورکھپور کے روکروفٹ صاحب کمانیر ہوگئے۔ انکے آنے سے دو دن پہلے سوتھ بائی صاحب کپتان نیول برگیڈ (بحری برگیڈ) کی کشتیوان کے ساتھ گھاگرہ مین آئے۔ ایک سوتیس سپاہی اسی برگیڈ کے اور ۳۵ سکھ اور ۶۰ نیپالی انکے ساتھ تھے۔ انہون نے قلعہ چاندی پور پر جس مین تین سو باغی تھے حملہ کیا۔ یہہ قلعہ جمنا کے بائین کنارہ پر تسیان مین تھا۔ انہون نے اس قلعہ کو اور اسکی توپون کو لے لیا ان کے چند آدمی زخمی ہوئے۔

قصبہ آمورہا اودھ مین گورکھپور سے مغرب مین ۶۸ میل اور فیض آباد سے مشرق مین ۹ میل تھا۔ یہان کروفٹ صاحب آئے وہ بیلواسے قریب تھا جہان باغی چودہ پندرہ ہزار جمع تھے یہان مہدی حسن ناظم سلطان پور گونڈہ اور چاردہ کے راجے اور بڑے بڑے باغیونکی سرغنہ موجود تھے۔ ۵۔ مارچ کی صبح کو باغیون نے برٹش کیمپ کی طرف کوچ کیا۔ آٹھ بجے انکی ایک میل کے فاصلہ پہ روکروفٹ اور سوتھ بائی ورچیڑ دسن سے سخت لڑائی ہوئی ۔ باغیون کی قواعددان سپاہ خوب لڑی۔ مگر پھر انکے پاؤن میدان جنگ مین نہین جمے اور وہ بیلوا مین اپنے دھس کے اندر چلے گئے۔ یہان انکو اس سبب سے امن مل گیا کہ انگریزی سوار نہین جا سکتے تھے روکروفٹ صاحب آمورہا مین رہے اور کمک کے منتظر رہے۔ کروہ آجائے تو باغیون کے مستحکم مقامات پر حملہ کیا جائے

اب یہہ تین بڑے باغیون کے سرغنہ باقی تھے تانتیا ٹوپی و مولوی احمداللہ فیض آبادی اور کنور سنگھ۔ کنور سنگھ کی اصلی سپاہ تھوڑی تھی۔ انگریزی آئینی سپاہ دبارہ سو کے قریب اس پاس تھی اور کئی سو اسکے اور اس کے بھائی کے اور ضلع کے ناراض زمینداروں و تعلقہ دارون کی سپاہی تھی۔ اسنے یہہ دیکھ کر کہ انگریزی سپاہ تو چارون طرف سے سمٹ کر لکھنؤ کے فتح کرنے کے لیئے چلی گئی یہہ موقع خوب ہی جانا کہ مشرقی اودھ پر عزم کیجے اور وہان سے بہت سی باغیون کو ساتھ لیکر اعظم گڈھ پر یورش کیجے اور اگر اس مین کامیابی ہو تو پھر الہ آباد و بنارس کی خبر لیجے ۔

اعظم گڈھ مین تھوڑی سی سپاہ تھی۔ کرنیل مل مین صاحب اس کے کمانڈر تھے کنور سنگھ مع اپنے دوستون کے اترولیا مین اعظم گڈھ سے پچیس میل تھا اور مل مین صاحب ضلع مین قریب کوئلسا مقیم تھا۔ ۱۲ مارچ کو مل مین صاحب کو خبر ہوئی کہ اعظم گڈھ کے قریب باغی آگئے ہین اس لیئے ساری رات چلکر صبح کو باغیون کے مقدمۃ الجیش پر حملہ کیا جو قلعون کے اندر نہ تھا بلکہ آمون کے درختون کے کئی جھنڈون کے اندر تھا وہ شکست پاکر بھاگ گیا کرنیل مل مین نے اپنی سپاہ کو حاضری کھانے کی اجازت دی ابھی ہاتھ مین نوالہ تھا منھ کے اندر نہین گیا تھا کہ مل مین پاس خبر آئی کہ دشمن آگے بڑھا چلا آتا ہے۔ کنور سنگھ اس لشکر پر

حملہ کرنے مین کامیاب ہوا ل مین صاحب شکست پاکر خیمہ گاہ کو ملسا مین واپس آئے
ل مین صاحب کی درخواست کرنے سے لکین بنارس غازی پور سے آگئین

۲۷ - کو الہ آباد مین لارڈ کیننگ پاس ل مین کی ہزیمت کی خبر آئی جس سے وہ آسیمہ سر ہوئے - یہہ بالکل ممکن معلوم ہوتا تھا کہ کنور سنگھ اپنی فتح پر نازان ہوکر بنارس پر حملہ کرے اور کلکتہ اور لکھنؤ کے درمیان راہ کو بند کردے - خوش نصیبی سے الہ آباد مین کرنیل لارڈ مرک کر موجود تھے انکو حکم ہوا کہ وہ فوراً اعظم گڈھ کی کمک کو روانہ ہوان - انسے بہتر کوئی افسر اس کام کے لیے نہین مقرر ہوسکتا تھا - رات سے پہلے وہ روانہ ہوئے - چار روز مین بنارس آئے - یہان بیس کا ایک ترپ اور چند توپچی اور دو توپین اور دو مورٹار ہمراہ ہوئے وہ آگے بڑھے - ۵ - اپریل کو اعظم گڈھ سے آٹھ میل کے فاصلہ پہنچے وہ ملک کے حال سے واقف نہین تھے اس لیے وہ صبح تک ٹھیرے چار بجے سفر شروع ہوا - دو گھنٹے کے بعد انہون نے دیکھا کہ باغی ایک حویلی اور آمون کے درختونکی جھنڈون مین سڑک کی بائین طرف جمع ہین اور اس کے داہین طرف کھیتون کی خندقونپر صف آرا ہین - لارڈ مارک نے پیدل کی ایک کمپنی بھیجی کہ باغیون کو ان خندقون سے نکالدے تو دشمن خندقون کے دوسرے سرے مین چلے گئے اور وہان سے بندوقین مارنی شروع کین - لارڈ مارک کے حکم سے توپون نے حویلی مین گولے مارے تو وہ باغی حویلی سے نکلکر آمون کے درختون پر چڑھ گئے اور وہان سے بندوقین چلانی شروع کین اور انکا ایک حصہ لارڈ مارک کے پیچھے کے لوٹنے کے لئے گیا - جس عالی شان حویلی مین باغی مقیم تھے اس مین دڑاڑ پڑی جب اس کے اندر سپاہ گئی تو معلوم ہوا کہ اس کے اندر ایک اور دیوار ہے جسمین کوئی رخنہ نہین پڑا - اس لیے سپاہ مجبوری واپس آئی - لارڈ مارک کا ارادہ اسپر حملہ کرنے کا تھا مگر دفعتہً حویلی کو باغیون نے خالی کردیا - حویلی کے اندر گر بھر اونچی لاشون کا ڈھیر لگا ہوا تھا جھگوڑون کے تعاقب مین تیس سوار گئے اور اس اثنا مین باغیون نے جو انگریزی لشکر کے عقب پر حملہ کیا تھا وہ بھی رفع کیا گیا - چند گھنٹے کے اندر اعظم گڈھ کے دمدمہ مین لشکر داخل ہوا - اس لڑائی مین افسر اور سپاہی آٹھ مارے گئے

لارڈ کیننگ کا ل مین کی ہزیمت کا حال سننا

اعظم گڈھ کی کمک کا ارادہ

درجونیتس سخت زخمی ہوئے۔

# باب سوم

## کنور سنگھ کا مغربی بہار میں آنا

ہم نے سرکولن کیمبل کا حال ۱۲۔ مارچ تک لکھا ہے کہ وہ لکھنؤ مین تھے اب آگے اور بیان لکھتے
ہین۔ یہہ تین مقصد اعظم انکے پیش نظر تھے۔ اول ضعیف مقامات کا مستحکم کرنا جنکو باغی دھمکا رہے
تھے دوم ایک کشتی کے پل کا مقرر کرنا کہ وہ مغربی و شمالی مغربی اودھ کو دوبارہ فتح کرے۔ سوم
رہیلکھنڈ کا دوبارہ فتح کرنا۔

۲۴۔ مارچ کو سرکولن نے لکھنؤ مین بڑی سپاہ متعین کی اور اسکا کمانڈر سر ہوپ گرینٹ کو بنایا
۲۸۔ مارچ کو ان پاس مل مین کی ہزیمت کی خبر آئی جسکا ذکر اوپر ہوا۔ ۲۹۔ کو انہون نے سر لیگارڈ
کو بڑی سپاہ دیکر اعظم گڈھ روانہ کیا کہ وہ اعظم گڈھ مین لشکر کی کمک کرے اور جنگ بہادر
کا لشکر جو فیض آباد کی طرف آگے بڑھا جاتا ہے وہ روکرو فٹ صاحب کی امداد آموریا
مین کرے۔ لیوگارڈ صاحب اعظم گڈھ کو روانہ ہوئے جو پندرہ منزل پر لکھنؤ سے تھا
مگر راہ مین ایک پل کو باغیون نے جلا دیا تھا اور کشتیان موجود نہین تھین اس لئے راہ مین
ایک ہفتہ کا توقف ہوا اور جونپور کی طرف سفر کرنا پڑا۔ جونپور سے چند میل کے فاصلہ پر
ایک گاؤن ٹیگرا تھا۔ اسے چار میل کے اندر تین ہزار باغی موجود تھے جنمین نہائی قواعددان
سپاہی تھے اور دو توپین انکے ساتھ تھین اور انکا سرغنہ غلام حسین نتھا جنھے ۱۰۔ اپریل کو جونپور
کو دھمکایا۔ دوسرے دن حملہ کیا اور ایک گاؤن کو ٹیگرا سے چھ میل کے اندر جلا دیا۔
لیوگارڈ صاحب نے ان باغیون پر حملہ کیا کچھ تھوڑی دیر لڑکر وہ منتشر ہوئے ان کے
اسی آدمی قتل ہوئے اور دو توپین میدان جنگ مین چھوڑ گئے۔ منجملہ ان کے چھ سو سوار
زخمی ہوئے اور بڑا نقصان یہہ ہوا کہ جرنیل ہیولوک مرحوم کے بھتیجے چارلس ہیولوک مارے گئے
لیوگارڈ صاحب اعظم گڈھ کو روانہ ہوئے۔ ۱۴۔ اپریل کو وہ اعظم گڈھ سے ستائیس میل کے

فاصلہ پر پہنچے ۔ کنور سنگھ نے اسوقت اعظم گڈھ کو گھیر رکھا تھا اس کے پاس تیرہ ہزار سپاہی موجود تھے ۔ شہر کے اندر باغی تھے اور وہ انگریزی دمدمہ کو دھمکاتے تھے ۔ اسنے ۱۵ - اپریل کو لیگورڈ کو ٹونس ندی کے کنارہ پر روکنا چاہا مگر وہ رکے نہین ندی کے پار اتر گئے ان کے ساتھ دی بی بلیس صاحب کارخانہ دار بھی تھے جنکا ذکر پہلے ہو چکا ہے وہ سخت زخمی تھے اور اسی حالت مین بھی لشکر کے ہمراہ تھے وہ اس ملک کے حال سے خوب واقف تھے اس لیے لشکر کو انسے بڑی مدد پہنچتی تھی ۔ وہ اس زخم کی تکلیف سے مر گئے ۔

ٹونس مین باغیون نے انگریزی لشکر کا مقابلہ کیا اور بھاگے ۔ انکا بارہ میل تک تعاقب ہوا ۔ جب سوارون نے انپر حملہ کیا تو اسکا اثر انپر کچھ نہین ہوا اور باغی انتظام اور ترتیب کی ساتھ گنگا کی طرف چلے گئے کئی انگریزی افسرون کو زخمی کر گئے ۔

لیوگارڈ ٹونس ندی سے پار ہو کر خیمہ زن ہوئے اور اعظم گڈھ کی سپاہ کو اپنے پاس بلایا اور کنور سنگھ کے دوست دو راجہ ہو گئے تھے اور وہ شمالی اودھ کو جاتے تھے اور علام حسین کے لشکر سے ملنا چاہتے تھے ۔ لیوگارڈ صاحب کو جب یہہ خبر پہنچی کہ تعاقب کرنے والے کولم نے ناتھوپور مین قیام کیا ہے تو انہون نے ڈگلس صاحب کو بہت سے لشکر کے ساتھ ناتھوپور بھیجا وہ ۱۶ - اپریل کو یہان پہنچ گئے ۔

ناتھوپور سے چودہ میل پر موضع ناگھی مین کنور سنگھ مقیم تھا ۔ ۱۷ - اپریل کو ڈگلس صاحب نے اسپر حملہ کیا ۔ وہ فرصت پا کر مفرور ہوا ۔ بہت سے آدمی اس کے مارے گئے ۔ ڈگلس صاحب نے ۱۷ - ۲۰ - اپریل کو چار یا پانچ میل تعاقب کیا ۔ وہ اہوسی مین باغیون سے چھ میل پر مقیم ہوئے پھر انہون نے باغیون کا تعاقب کیا باغی بغیر کسی نقصان اٹھانے کے ناگرا مین اٹھارہ میل کے فاصلہ پر چلے گئے دن بھر اسکا تعاقب ہوا مگر پیادے سوارون کے ساتھ نہین پہنچ سکے اس لئے ڈگلس صاحب نے حملہ نہین کیا ۔ دشمنون کے مقام سے تین چار میل پر خیمہ زن ہوئے کنور سنگھ کو جب جاسوسون نے انگریزی لشکر کے آنے کی خبر دی تو وہ غازی پور کے ضلع مین منوہر مین چلا گیا اور یہان اسنے قیام کیا کہ کھائے پیئے آرام کرے ۔

منوہر مین ڈگلس صاحب نے جاکر کنور سنگھ پر حملہ کیا۔ لڑائی مین دشمنون کے پاؤن نہین جمے وہ پراگندہ اور پریشان بھاگے۔ میدان جنگ مین ایک برنجی توپ اور بہت سا میگزین اور خزانہ اور بہت سے چھکڑے اور بیل اور چار ہاتھی چھوڑ گئے۔ چھ میل تک باغیون کا تعاقب ہوا وہ مختلف کولمون مین مختلف راستون سے بھاگے تھے۔ مگر سب نے ایک جگہ مین جمع ہونا آپس مین قرار دے لیا تھا۔ ڈگلس صاحب کو معلوم نہین ہوا کہ وہ کہان یکجا جمع ہونگے کنور سنگھ بلیا سے سات میل نیچے شیوپور گھاٹ سے گنگا پار کشتیون مین بیٹھ کر اتر گیا جب ڈگلس صاحب یہان آنکر پہنچے تو دو سو آدمی پار جانے کے لیئے باقی تھے جن کو انہون نے قتل کیا اور ایک توپ لی اور کچھ ہاتھی لیئے۔ اور ایک کشتی کو جو سب سے پیچھے تھی ڈبو دیا کنور سنگھ گنگا پار صحیح سلامت چلا گیا اور اپنے باپ دادا کی ریاست مین جگدیس پور پہنچا۔ یہان اس کے بھائی امر سنگھ کے پاس کئی ہزار دہاتی مسلح موجود تھے جو اسکے لیئے جان دینے کو حاضر تھے۔ قلعہ جگدیس پور کے گرد بڑا گھنا جنگل تھا اس مین اسنے اپنے سب آدمیون کو پھیلا دیا کہ وہ انگریزون کو اس جنگل مین گھسنے نہ دین۔ اسوقت آرہ مین پینتیسوین رجمنٹ کے ۱۵۰ سپاہی اور بطیری کے ۱۵۰ سکھ اور نیول بریگیڈ کے پچاس ملاح تھے اور اس سب سپاہ پر کپتان لی گرینڈ کمانڈر تھے۔ کپتان صاحب سپاہ مذکور کو اور دو بارہ پینی ہوٹ رز کو لیکر چلے اور ۲۳۔ اپریل کی صبح کو وہ کنور سنگھ کی دو ہزار سپاہ پر چڑھے جو مسلح تھی مگر توپین اس پاس نہین تھین۔ وہ ڈیڑھ میل گھنے جنگل پر قبضہ رکھتی تھی لی گرینڈ صاحب جنگل مین دشمن سے ایسی بری طرح لڑے کہ سپاہ بے ترتیب بھاگی اور دشمن نے تعاقب کرکے دو تہائی سپاہیون کو اور لی گرینڈ صاحب اور اور دو افسرون کو مار ڈالا۔

اس ہزیمت سے ضلع مین پھر بد انتظامی نے پاؤن پھیلائے۔ چھپرا مین ہول اٹھا۔ دیناپور مین ڈگلس صاحب سے اعانت کی درخواست ہوئی۔ وہ ۲۵۔ اپریل کو سیتا گھاٹ سے گنگا پار اترے۔ چوراسوین رجمنٹ اور دو توپون کو آرہ بھیجا اور ۲۹۔ کو وہ خود گئے۔

کنور سنگھ جب جگدیس پور پہنچا تو اسکی کلائی زخمی ہونے کے سبب تراشی گئی پیرانہ سالی کے سبب سے وہ اس صدمہ کا متحمل نہین ہوا تین روز بعد مر گیا اسکا بھائی امر سنگھ اسکا جانشین ہوا

وہ استقلال و ہمت و جرأت مین اپنے بھائی سے کم نہین تھا۔

باغیون نے لی گرینڈ پر فتح پا کے آرہ پر حملہ کیا۔ گو حملہ ہٹا یا گیا مگر وہ موقوف نہین ہوا لیوگارڈ صاحب بہہ خبر سنکر مع اپنی سپاہ کے آرہ کے ہمسایہ مین ۸۔ مئی کو بہیا مین آ گئے اور آرہ کی محافظت کے لیئے سپاہ بھیجی۔ بہیا اور جگدیس پور کے جنگلون مین آٹھ ہزار کے قریب باغی موجود تھے۔ ۲۷۔ مئی تک باغیون سے لڑائیان ہوتی رہین۔ مگر انسے باغیونکی دم خم مین فرق نہین آیا۔ ۲۷۔ مئی کو دلیل پور مین شکست پا کر وہ چھوٹی چھوٹی ٹکڑیون مین منقسم ہوکر غارتگری کرنے لگے۔ ایک گروہ نے نیل کا کارخانہ ڈمراؤن کے قریب برباد کیا۔ دوسرے گروہ نے ایک گاؤن راجپور مونگیر کے قریب لوٹا۔ تیسرے گروہ کرمناسا مین ریل کے کامون کو ستیاناس ملایا۔ ان کامون نے ضلع شاہ آباد مین بڑی ہل چل ڈالدی۔

اس لشکر مین گرمی اور دھوپ کے سبب سے سپاہ کو بہت تکلیف پہنچی۔ لیوگارڈ صاحب نے جنگل کے وہ مقابل مقامون مین سپاہ کو متعین کیا اور انکے بیچ مین جنگل کے اندر بڑی سڑک بنوائی پھر ان مین چوکیان مقرر کین کہ باغیون کو جنگل کے اندر مارین اور باغیون پر باہر کی طرف حملہ کیا اور جب وہ جنگل مین گھسے تو انہین سے چوکیون کے سپاہیون نے بہت باغیون کو مارا مگر پھر بھی باغی بھاگ کر نکل گئے۔

موسم کی سختی اور گرمی کے سبب سے لیوگارڈ صاحب ایسے بیمار ہو گئے کہ مستعفی ہوکر ولایت چلے گئے اور سپاہیون کو حکم ہوا کہ وہ اپنے مقامات مین جاکر آرام کرین۔ جب سپاہ میدان جنگ مین چلی تو باغی بڑے خوش ہوئے کہ اب ہم کو برسات کے چار مہینے تک دنگہ و فساد کرنے کے لیئے فراغت ملی اس لیئے وہ جنگلون مین اپنے مقامات کو چلے انکی تعداد روز بروز زیادہ ہوتی جاتی تھی۔

لیوگارڈ صاحب کی جگہہ ڈگلس صاحب مقرر ہوئے انکو اپنے اس عہدہ مین یہہ مشکلات پیش آئین کہ امر سنگھ اور سرکشون اور گیا کے جیلخانہ کے چھوٹے ہوئے سرکشون کے درمیان سازشین ہورہی تھین وہ آرہ پر حملے کر رہے تھے۔ ایک انگریز کا بنگلہ جلادیا تھا۔ یہان ہر مقام پر سول حکام کا کہین پتا نہ تھا۔

---

لیوگارڈ صاحب کا باغیون کا دوبارہ شکست دینا + لیوگارڈ صاحب کا مستعفی ہونا + ڈگلس صاحب کا لیوگارڈ کی جگہہ مقرر ہونا۔

ڈگلس صاحب اور باغیون کی لڑائیان

ڈگلس صاحب کو دانا پور تک اضلاع پر حکومت دی گئی - انہون نے سپاہ کو گیا مین اسطرح تعین کیا کہ وہ فوراً سب آپس مین ضرورت کے وقت مل جائین اور معتمد سپاہیون کو بھیس بدلکر بھیجا کہ وہ باغیون کا حال دریافت کرین یا انکو قتل کرین بڑی تدبیر انکی یہہ تھی کہ باغی سب طرف سے اسطرح بھگائے جائین کہ وہ جگدیس پور مین سب جمع ہون اور پھر انپر حملہ کرکے جگدیس پور لے لیا جائے باغی بڑے مستقل تھے - امر سنگھ نے جگدیس پور پر دوبارہ قبضہ کر لیا تھا اور تھوڑے تھوڑے گروہون مین منقسم ہوکر جولائی اگست ستمبر مین اضلاع مین اور گنگا کے جنوب مین اور سون کے مغرب مین لوٹ مار کرتے رہے - اس کام مین کئی دفعہ انکو شکستین و ہزیمتین ہوئین - ۹ ستمبر کو کرنیل والٹر نے انکو رام پور مین شکست دی اور ۲۰ کو کپتان فرنچ نے دریاے سون مین باغیون کی کشتیون کو غارت کیا - ۱۴ - اکتوبر کو مسٹر پرو بائن سول افسر نے شاہ آباد مین دریا مین اُنکی چار بڑی کشتیون کو جنکی محافظت ۵۰۰ سپاہی کر رہے تھے ڈبو دیا مگر ان نقصانون سے باغیون کے کوئی خوف نہین پیدا ہوا وہ آرہ کو دھمکاتے رہے - برسات کے موسم کو اپنا بڑا معین و مددگار سمجھتے رہے اب اکتوبر کا مہینہ آگیا تھا - ڈگلس صاحب نے اپنی سپاہ کے کالم بنائے اور باغیون کے پیچھے لگائے کہ ان سب کو گھیر گھار کر جگدیس پور لائین - وہ اس اپنے منصوبہ مین کامیاب نہ ہوئے جب یہہ باغی جگدیس پور مین جمع ہوئے تو انہون نے اسپر حملہ کیا مگر ایک کولم کے افسر نے آنے مین ایسی دیر کی کہ باغی بہت سے بچکر باہر نکل گئے - جب یہہ ترکیب نہ چلی سر ہنری ہیولوک نے ڈگلس صاحب کو یہہ ترکیب بتائی کہ وہ ایسی پیادہ سپاہ کو کام مین لائین جو سوار ہوکر لڑنا بھی جانتی ہو - ڈگلس صاحب نے انکی اس تجویز کو دل سے منظور کیا - ہیولوک صاحب نے ایسی سپاہ کو لیکر بڑے کام کئے - جب پیادے باغیون کو شکست دیتے تو وہی پھر گھوڑون پر سوار ہوکر باغیون کا تعاقب کرتے اور انکو تھکاتے - غرض ہیولوک کی اس تدبیر سے اکتوبر نومبر مین باغی بالکل غارت ہوئے اور اضلاع مین پھر انگریزی عملداری قائم ہوگئی اور جگدیس پور کا جنگل کاٹا گیا - باغی ایک جگہہ سے دوسری جگہہ بھگائے جاتے مگر کہین اپنا امن نہ پاتے - ۲۴ - نومبر کو ڈگلس صاحب نے سالہادھار مین کیمور پہاڑ پر باغیون کو بڑی شکست دی اور انکا سارا میگزین اور سامان حرب و ضرب چھین لیا اور باغیون کو یہہ لشکر کشی بڑی تھکانے والی تھی مگر اس کے نتائج بڑی شان و شوکت کے تھے

جیسے اس مین بڑے بڑے سفر سپاہ کو کرنے پڑے ایسے کسی اور لشکرکشی مین نہین کرنے پڑے۔ ایک دفعہ پیادلون کو پانچ روز تک متواتر سفر ہر روز ۲۶ میل کرنا پڑا اور ہیولوک صاحب سوارون کو ہر روز چالیس میل کے قریب۔

# باب چہارم

## اودھ اور رہیلکھنڈ مین ترقی۔ ہوپ گرینٹ۔ نیپی۔ وال پول کا روبکار مین ہونا۔ کوک۔ جان جونس۔ سم برڈن۔ ولیم پیل۔ پیلیس

اب ہم پھر لکھنؤ کا حال لکھتے ہین جس سپاہ نے لکھنؤ کو فتح کیا تھا اسکا ایک ڈویژن سر لیوگارڈ کی ماتحت بھیجا گیا تھا جسکا اوپر ذکر ہوا۔ ایک ڈویژن سر ہوپ گرینٹ کے اور ایک ڈویژن وال پول کے ماتحت بھیجا گیا اول ہوپ گرینٹ کے ڈویژن کا ذکر کیا جاتا ہے۔

لکھنؤ سے باری ۲۹ میل کے فاصلہ پر تھا وہان مولوی احمد اللہ شاہ کی سپاہ جمع تھی۔ سر ہوپ گرینٹ صاحب تین ہزار سپاہ لیکر لکھنؤ سے ۱۱۔ اپریل ۱۸۵۸ء کو منزل پیما ہوئے انہون نے لکھنؤ سے تین چوتھائی فاصلہ باری کا طے کیا ہوگا کہ دشمن کے سوار انگریزی لشکر مین آنکر سارا حال دیکھ کر واپس چلے گئے۔ جب مولوی کو سب حال معلوم ہوگیا تو اسنے باری سے چار میل کے فاصلہ پر ایک گاؤن مین اپنے مورچے بڑی دانائی سے جمائے۔ مگر یہ دانائی سر ہوپ گرینٹ کی فرزانگی اور مردانگی کے آگے کچھ نہ چلی۔ باغیون کے سوارون نے انگریزی سپاہ کے عقب پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا اِس مین چھ ہزار چھکڑے باربرداری کے ساتھ آنے کر لیا مگر کپتان کوپ ہم صاحب نے ان توپون کو پھر چھین لیا تو باغی سوار عقب پر حملہ کرنے گئے اور وہان دو دفعہ انہون نے شکست پائی۔ ہوپ گرینٹ نے گاؤن پر حملہ کیا مولوی نے گاؤن کو خالی کر دیا ایک گولی بھی نہین چلائی۔ مولوی نے اچھی طرح منصوبہ سے کام کیا تھا مگر

ہ چلا نہین۔ باری مین سر ہوپ گرینٹ جاکر شرق کی طرف چلے ۱۵۔ کو محمود آباد مین پہنچے اور ۱۹۔ کو رام نگر مین جس سے چھ میل کے فاصلہ پر بٹاؤلی تھی جہان یہ خبر مشہور تھی کہ لکھنؤ کی بیگم اور اسکے پیرو مقیم ہین مگر عورت ایسی بیوقوف نہین تھی کہ وہ یہان بیٹھی ہوی انگلش جنرل کے آنے کا انتظار کرتی۔ اب بٹاؤلی خالی تھی تو ہوپ گرینٹ صاحب جنگ بہادر کے نیپالی لشکر کی طرف بڑھے وہ سولی مین تھے جو رام نگر اور نواب گنج کے درمیان تھا۔ یوروپین افسر جو اس سپاہ کا جرنیل تھا وہ اپنے روزنامچہ مین لکھتا ہے کہ اس لشکر کو ایسے ملک مین سفر کرنا پڑا جس مین باغی بھرے ہوئے تھے اس لیئے جنگ پر دازی کرنی پڑی میرے لشکر مین آٹھ ہزار سپاہی اور بیس توپین تعین مگر لڑنے کے لیئے صرف دو ہزار آدمی شمار مین آسکتے تھے دو ہزار سپاہی بیمار تھے اور چار ہزار چھکڑے تھے۔ جنین سے ہر ایک مین خیمے ڈیرے اور سپاہیون کا اسباب اور لوٹ کا مال بھرا ہوا تھا۔ اس لشکر کے دستور کے موافق ہر چھکڑی کے لیئے ایک سپاہی محافظ درکار تھا۔ یہان سے ہوپ گرینٹ لکھنؤ اور کانپور کے درمیان سڑک کی محافظت کے لیئے گئے جسپر اناؤ مین خلل آگیا تھا۔ لڑائیان خفیف سی ہوئین جنسے باغی منتشر ہوئے وہ ۱۶۔ مئی کو جلال آباد کے قلعہ مین لکھنؤ کے قریب آئے۔ پھر یہان سے روہیل کھنڈ گئے جسکا بیان آگے آئیگا۔

اب سر کولن کو گورنر جنرل کے حکم کے موافق لکھنؤ کی فتح کے بعد روہیل کھنڈ کا فتح کرنا ضرور تھا جہان اودھ کے باغی بھاگ کر آگئے تھے۔ انہون نے تین کولم تجویز کیئے کہ وہ مختلف مقامات سے حرکت کرکے ایک جگہ آن ملین ایک کولم کے کمانڈر جنرل پینی صاحب مقرر کیئے انکو ہدایت ہوئی کہ وہ نڈولی سے گنگا پار اتر کر جنرل وال پول کے لشکر سے جو لکھنؤ سے چلا ہے میران پور کی لڑائی مین ملجائین جو شاہجہان پور سے بیس میل ہے اور ایک اور کولم رڑکی سے روانہ ہو جو روہیل کھنڈ مین شمال مغرب سے داخل ہو۔ اور تیسرا کولم فتح گڈھ سے سیٹن صاحب لیکر چلین ایک طرف روہیل کھنڈ کے جنوب مشرق مین باغیون کو داخل نہ ہونے دین اور دوسری طرف ان اضلاع مین جو گنگا اور جمنا کے درمیان واقع ہین۔

سیٹن صاحب نے فتح گڈھ مین رہ کر قلعہ کو استوار کیا اور کشتیون کے پل کو قلعہ کی دیوار کے نیچے

نیچے قائم کیا۔ روہیلکھنڈ کے باغی رام گنگا کی طرف سے انکو دھمکا رہے ہیں۔ مین پوری کا راجہ تیج
باغیون سے آملا اور انکو دوآبہ مین دنگہ وفساد مچانے کے لئے اغوا کیا۔ سیٹن صاحب نے ان باغیون پر
اس لیے حملہ کیا کہ وہ دوابہ مین دنگہ مچا کے ٹرنک روڈ پر خلل انداز ہون۔ سیٹن صاحب نے تحقیق
کیا کہ باغیون کے پاس تین مستحکم مقام ہین۔ ایک علی گنج جو فتح گڈھ سے سات میل پر رام گنگا کے
پرے کنارہ پر ہے دوسرا مقام بن گاؤن ہے جو گنگا کے گھاٹ سے تین میل پر اور فتحگڈھ سے
چوبیس میل سے کچھ زائد فاصلہ پر ہے اور تیسرا مقام کنکر اسی سمت مین بائیس میل کے فاصلہ پر
ہے۔ سیٹن صاحب نے کنکر پر حملہ کیا جو علی گنج اور بن گاؤن کے درمیان واقع تھا انھون نے
اس متوسط مقام پر حملہ اس سبب سے کیا کہ اوپر کا مقام گر کر نیچے کے مقام مین آجائیگا۔ وہ
۶-اپریل کو سپاہ لیکر کنکر مین آئے اور دہات پر حملہ کرکے اپنے قبضہ مین لاتے گئے اور
ڈہائی سو باغی مارے اور زخمی کئے اور تین توپین چھین لین سیٹن صاحب کے آدمی پانچ
مارے گئے اور سترہ زخمی ہوئے اس فتح کا اثر ایسا ہوا کہ باغیون نے دوابہ پر فتح کرنے کا
خیال چھوڑا اور علی گنج مین ایسا اثر ہوا کہ انہون نے رام گنگا کا پل توڑ دیا۔

جنرل پینی اور باغی

پینی صاحب بلند شہر سے چلے کہ روہیل کھنڈ مین جائین۔ وہ اپنے لشکر سمیت گنگا کے پار
۲۴-اپریل کو اترے اور ان پاس خبر آئی کہ سب باغی اودھ مین بھاگ گئے ہین وہ بداؤن
مین بے مزاحمت جاسکتے ہین۔ پینی صاحب نے ۳۰-اپریل کو رات کو بیس میل سفر کرکے
بداؤن مین جانے کا قصد کیا وہ ککرالی مین پہنچے تھے۔ بالکل تاریکی تھی کہ اس مین روشنی چمکی اور
ایک گراپ پڑنے شروع ہوئے۔ پھر پینی صاحب زندہ نظر نہین آئے۔ یہہ خیال کیا گیا ہی
کہ انکا گھوڑا دفعتہً توپون کی آواز سے چمکا اور انکو دشمنون کی صفون مین لے گیا۔ یہہ تحقیق
ہے کہ جب لڑائی ہوچکی تو انکی لاش وہان پائی گئی۔ جب گراپ پڑے ہین تو پیادے پیچھے تھے
کہ انہون نے حملہ کرکے توپ لے لی بالکل اندھیرا تھا جب وہ آگے کے مورچے مین بڑھے تو وہ
غازیون سے بھرا ہوا تھا۔ انگریزی لشکر نے ان غازیون پر حملہ کیا سخت لڑائی ہوئی بہت سے
افسر قتل ہوئے۔ مگر جب انگریزی لشکر نے غازیون کے پھندے سے نکل کر گاؤن پر
جس مین باغی بھرے ہوئے تھے گولے مارے تو غازی اور باغی تھوڑا سا نقصان اٹھاکر بھاگ گئے

وال پول کا روبان

کرنیل جونس صاحب ہنی صاحب کی جگہ مقرر ہوئے تھے وہ سفر کرتے ہوئے ... کو میران پور کے قریہ مین کمانڈر انچیف سے مل گئے۔

وال پول صاحب مع اپنے لشکر کے ۷-اپریل کو لکھنؤ سے چلے انکو حکم تھا کہ وہ گنگا کے بائین کنارہ سے رہیل کھنڈ مین داخل ہون۔ ۱۵-اپریل تک انہون نے سفر کیا کوئی مزاحمت انکے سامنے نہین آئی۔ ۱۵-اپریل کی صبح کو نو میل سفر کرکے وہ روبان مین آئے وہ ایک چھوٹا سا قلعہ لکھنؤ سے اکیاون میل پر اور گنگا کے مشرقی کنارہ سے دس میل پر تھا۔ اس قلعہ کی مٹی کی فصیل تھی اور اس مین برجیان بنی ہوئی تھین اور اسکے گرد بڑی گہری خندق تھی۔ یہ قلعہ نرپت سنگھ زمیندار کے پاس تھا جو باغی اسوقت تک تھا کہ بغاوت سے فائدہ پہنچتا تھا۔ لیکن وہ نہین چاہتا تھا کہ برٹش سپاہ سے اپنا سر کٹوائے۔ وال پول صاحب کو خبر لگی کہ اس قلعہ مین باغی ہین مگر انکی تعداد مبالغہ سے بیان کی گئی وہان نرپت سنگھ کے ملازمین سمیت پندرہ سو باغی تھے۔ ہوڈسن صاحب کے سوارون مین سے ایک سوار اس قلعہ مین مقید تھا وہ بھاگ کر وال پول صاحب پاس گیا اور اسنے یہان کا سارا حال بیان کیا اور کہا کہ نرپت سنگھ بظاہر مقابلہ کریگا مگر دوپہر کے بعد انگریزی لشکر کے آنے کے لیئے قلعہ کا ایک دروازہ کھولدیگا وال پول صاحب نے اس بیان کو سچ نہین جانا۔ اور خود کچھ زیادہ تجسس نہین کیا۔ انہون نے پہلے اپنے نزدیک سمجھ لیا کہ قلعہ کے اندر پندرہ سو باغی ہین۔ غرض بغیر تحقیقات کے وال پول صاحب نے اس قلعہ پر حملہ کرنے کے لیئے اپنی سپاہ مغربی و جنوب کی طرف کو ضعیف سمجھ کر بھیجی۔ جب لشکر آگے بڑھا تو دشمن نے اسپر ایسی آگ برسائی کہ بہت سی سپاہ ماری گئی اور زخمی ہوئی کپتان روس گروو صاحب نے جو حملہ کر رہے تھے بگل کے ذریعہ سے جنرل کو اطلاع دی کہ یہان دروازہ نہین ہے زینے بھیجو تو وہ انپر چڑھ کر اس قلعہ کو فتح کرے۔ گروو صاحب پاس وال پول صاحب کا کوئی جواب نہین آیا۔ آدمی زیادہ لڑنے لگے اور دشمن اور اس کے درمیان چند قدم کا فاصلہ رہ گیا۔ انہون نے پھر کمک کی اور زینون کی درخواست کی اور یہہ بیان کیا کہ خندق کے پار جانا بغیر زینون کے ناممکن ہے۔ فوراً کپتان کیف صاحب سکھون کو ساتھ لیکر آئے۔ کیف صاحب کے سپاہی خندق مین گئے انکے سپاہیون کے پاس زینے نہ تھے

وہ کتون کی طرح مارے گئے جو افسر مارے گئے انہین اڈورڈ دلوبائی بھی تھے
صاحب کے جو ایک سو بیس آدمی اپنے ساتھ لائے تھے ان مین چھیالیس مرے اور دو زخمی
ہوئے - انہون نے یہہ سمجھکر کہ لڑنا بے فائدہ ہے اپنے باقی آدمیون کو بلایا اور دلوبائی کی لاش کو
دو سپاہیون طامسن اور سنپس کے ساتھ کیف صاحب نکال لائے اور خود زخمی ہوئے اس
بہادرانہ کام کے جلد مین انکو وکٹوریا کروس ملا گرود صاحب پاس کوئی حکم نہین پہنچا وہ اپنی سپاہ
کے ساتھ دشمن کی آگ مین کھڑے رہے - تھوڑی دیر بعد ایڈرین ہوپ صاحب فقط ٹیلر صاحب
کو ساتھ لیکر آئے - یہہ معلوم ہوتا ہے کہ جب سپاہ اس طرح قلعہ کے ایک رخ کی طرف لڑ رہی تھی
تو وال پول صاحب نے الا دھن قلعہ کی دیوار پر دوسرے رخ پر گولے مارنے شروع کیئے
جسکی خبر ایڈرین ہوپ صاحب کو ہوئی کہ دوسری طرف سے جو گولے مارے جاتے ہین
وہ اپنے ہی لڑنے والون پر گرتے ہین - وال پول صاحب پاس وہ گھوڑے پر سوار ہوکر
گئے یہہ تحقیق نہین معلوم ہوا کہ انہین کیا باتین ہوئین مگر ہوپ صاحب نے ٹیلر صاحب سے کہا
کہ وال پول صاحب نے انکے کہنے کا یقین نہین کیا اور انکی طرز تقریر سے یہہ معلوم ہوتا ہے
کہ وہ خود جاکر دیکھین گے - جب گرود صاحب نے ہوپ صاحب کو دیکھا تو وہ کود ا اور دوڑا
ہوا ان پاس گیا اور کہا کہ جنرل یہہ جگہہ تمہارے لئے نہین ہے خدا کے واسطے نیچے لیٹ جاؤ
مگر اب اس کہنے کا وقت نہین رہا تھا انکا جسم دشمنون کی آماج گاہ بن گیا تھا - فوراً ہوپ صاحب
کے ہاتھون مین ان کا دم نکل گیا - ہوپ صاحب کی بھی ٹوپی اور کپڑون پر گولیان لگین - گرود صاحب نے
ٹیلر صاحب سے کہا کہ مین بغیر حکم کے مراجعت نہین کر سکتا مجھے فقط زینون کی ضرورت ہے تو
ٹیلر صاحب وال پول صاحب کے پاس اطلاع کرنے گئے - اس عرصہ مین گرود صاحب خندق کے
کنارہ پر دو آدمیون کے ساتھ رینگتے ہوئے گئے کہ قلعہ مین جانے کا کوئی رستہ ملجائے مگر
جب انکے ساتھ کا آدمی انگریزون ہی کے گولے سے جو قلعہ کی دوسری طرف سے آتا تھا مارا گیا
تو وہ الٹے چلے آئے - کچھ منٹ کے بعد میجر کو کس حکم لیکر آئے کہ لشکر مراجعت کرے جسکی تعمیل ہوئی
نقصان بڑا بھاری ہوا - لفٹننٹ ڈگلس اور بریگلی صاحب اور ۵۵ آدمی مارے گئے اور دو افسر
زخمی ہوئے اور لفٹننٹ نارنگٹن بھی مارے گئے - ان چارون افسرون کے مارے جانے سے

توبی نقصان ہوا۔

اسی رات کو باغیون نے قلعہ خالی کردیا۔ نرپت سنگھ نے اپنے قول کے موافق قلعہ انگریزون کے حوالہ کیا۔ اپنے تخت کا پاس رکھکر اسنے سفر کیا۔ وال پول نے ناحق یہ خونریزی کرائی اس دیان میں افسران مذکور اور سو سے زیادہ اور آدمی مقتول ہوئے اور اڈرین ہوپ کا مرنا بڑا قومی رنج وملال کا سبب ہوا اسپر گورنر جنرل اور کمانڈر انچیف نے بڑا اپنا افسوس ظاہر کیا۔

روئیان سے چالیس میل کے فاصلہ پر ایک گانون نہایت مستحکم رام گنگا کے کنارہ پر سرسا ہے جو علی گنج سے بہت دور نہین ہے اس مین باغی بھرے ہوئے تھے۔ وال پول نے اسپر بیس توپین ایسی چلائین کہ باغی گانون سے بے سروپا ہوکر دریا پار بھاگے اور اپنی چار توپین چھوڑ گئے مگر انکے تعاقب کا انتظام اچھا نہین کیا گیا اس لیئے ان مین سے بہت سے بال بال بچکر بھاگ گئے۔

رہیل کھنڈ کی جو جانب فتح گڈھ کی طرف ہے وہان وال پول صاحب ۲۷۔ اپریل کو کمانڈر انچیف سے مل گئے۔ یہ لشکر شاہجہان پور کی طرف گیا اسکو باغیون نے خالی کردیا پھر لشکر بغیر کسی مزاحمت کے میران پور کے کٹرہ مین گیا یہان ۳ مئی کو جنرل پینی کا لشکر بھی آملا۔ سر کولن نے رڑکی مین ایک برگیڈ رہیل کھنڈ کی فتح کے لیئے مقرر کیا تھا۔ کرنیل کوک اس کے کمان افسر تھے وہ ۲۲۔ فروری ۱۸۵۸ء کو رڑکی مین آئے۔ سامان باربرداری کے تیار کرنے مین اپریل کا مہینہ نزدیک آگیا۔ ملک کے برباد ہونے کے سبب سے باربرداری کا سامان مشکل سے میسر ہوتا تھا۔ کوک صاحب کو پرانا انتظام بنجارون کا یاد آیا۔ ترائی مین بہت سے بیل چرنے آئے تھے انہون نے انکے مالکون کو بلاکر بنجارون کا سا انتظام کردیا جس سے باربرداری کی دقتین دور ہوگئین۔ جب لشکر کا سب سامان سفر تیار ہوگیا تو دفعتہً کوک صاحب کے اوپر افسر کرنیل جان جونس کو مقرر کردیا۔ مگر پھر بھی سارا اختیار کوک صاحب کے ہاتھ مین رہا

ہردوار سے کوک صاحب گنگا پار اترکر نگینہ کی طرف چلے۔ چار میل چلے تھے کہ بھوگن پور مین انکو باغی بہت سے ملے انکے پاس چھ توپین تھین۔ کوک صاحب نے انکو فاش شکست دی وہ ایسے ہوش باختہ ہوکر بھاگے کہ اپنا سارا ساز وسامان اور توپین چھوڑ گئے۔ ہتھیار اور

کپڑے تک اتار اتار کر پھینکتے گئے کہ بھاگنے مین آسانی ہو- امام بخش خان جمعدار نے ملتانی سوار لیکر بڑا کام کیا کہ وہ ایک قلعہ پہ پہنچا اور اسکو ایسا دھمکایا اور پھسلایا کہ اہل قلعہ نے اپنے ہتھیار اسکے سامنے رکھ دیے اور اس کے نواب کو وہ مقید کرکے لشکر مین لایا

١٨- کو جونس صاحب نجیب آباد گئے- باغی یہان سے چلے گئے تھے اور قلعہ پتھر گڈھ بھی خالی پڑا تھا- ان دو مقامون مین باغیون کی آٹھ توپین اور میگزین انکے ہاتھ آیا- پھر ١٩ کو انہون نے نگینہ کی طرف کوچ کیا وہان انہون نے سنا کہ دس ہزار پیادے اور دو ہزار سوار موجود ہین جنکے پاس پچاس توپین ہین اور ایک مستحکم مقام مین مقیم ہین -

٢١- اپریل کو باغیون کے اس لشکر کو نگینہ کے قریب انہون نے شکست فاش دی- اس لڑائی مین کیورٹن صاحب نے اور ان کے ملتانی سوارون نے بڑی بہادری اور جوانمردی کے کام کیے انہون نے ایک ٹیلیگراف کے انگریز کو جو باغیون کی قید مین تھا اپنی جان جوکھون مین ڈالکر چھڑایا-

جب کیورٹن صاحب باغیون کے دو سردار اور انکے تین سو سوارون کو قتل کرکے آئے تو انہون نے دیکھا کہ شکست یافتہ باغیون کا لشکر آٹھ سو پیدلون اور پانچ سو سوارون کا کئی توپون کو لیے ہوئے چلا آتا ہے وہ سڑک کی ایک جانب مین درختون کے اندر بالکل چپ چاپ اسلیے ہو بیٹھے کہ ان کے ساتھ ہاتھی تھے جس سے انہون نے یہہ گمان کیا کہ ہاتھیون کے ہونے سے ان کے ملتانی سوارون کو باغی یہہ سمجھینگے کہ وہ نواب کا لشکر ہے- چنانچہ باغی انکے لشکر کو اپنے دوست کا لشکر سمجھ کر پاس آئے تو ایک انگریز نے نکل کر آواز دی کہ حملہ کرو تو سپاہ نے ان باغیون کو دل کر چلا نکالا- ایک سو باغی مارے گئے — اور ایک سبز علم اور کئی توپین چھوڑکر بھاگ گئے- انگریزون کا بہت تھوڑا نقصان ہوا- لفٹنٹ کوسٹ لنگ کے مارے جانے کا افسوس ہوا- رڑکی کالج کے ایک نوجوان طالب علم نے لڑائی مین بڑی بہادری دکھائی جسکا صلا اسکو یہہ ملا کہ وہ ہندوستانی سپاہ مین افسر مقرر ہوگیا-

بجنور مین انگریزی عملداری پھر قائم ہوگئی- جونس صاحب نے یہان قیام نہین کیا مراد آباد مین کوچ کیا- نواب رامپور سرکار کے دلی خیر خواہ تھے وہ اور ساری رعایا انگریزون کے

نگینہ کے قریب باغیون کا شکست پانا

کیورٹن صاحب کا [illegible] باغیون کو شکست دینا

جونس صاحب کا مراد آباد جانا

آنے سے یہان بڑی خوش ہوئی۔ ۲۱۔ اپریل کو فیروزشاہ شاہزادہ دہلی روہیلکھنڈ کے باغیون کا ساتھ چھوڑکر مرادآباد مین چلا آیا تھا وہ شہر کے باشندون سے روپیہ اور رسد مانگتا تھا مگر کوئی شہر کا آدمی اسکو کوڑی نہین دیتا تھا۔ جب اسکو انگریزی لشکر کی آمد کی خبر ہوئی تو وہ بھاگا مگر دوسرے دن چھپکر شہر کی اندر ایک محلہ مین آیا۔ جونس صاحب ۲۲ اپریل کو مرادآباد کے حوالی مین آئے اور اس کیمپ مین جان انگلس سول حاکم آئے۔ وہ شہد و نیز ملک کے حال سے خوب واقف تھے انہون نے بریگیڈیر کوک کو اطلاع دی کہ شہر مین باغیون کی بڑے بڑے سرغنہ چھپے ہوئے بیٹھے ہین۔ کوک صاحب نے انکے گرفتار کرنے کے لیئے ملتانی سوارون کو ساتھ لیا۔ اور اکیس مشہور باغیون کے سرغنون کو ان کے گھر پر چڑھ کر گرفتار کیا۔ جب انپر ایک مکان کی بلندی پر سے گولے آئے تو وہ تنہا اس مین چلے گئے وہان سات باغی تھے جنمین سے تین کو اپنے تپنچے سے مارا اور دو کو تلوار سے جب تک روکے رکھا کہ انکی امداد آئے۔ انہین سے فیروزشاہ نکل کر بھاگ گیا۔ چند روز کے بعد جونس صاحب کمانڈرانچیف کے لشکر سے بریلی کی تسخیر مین شریک ہوگئے۔

سرکولن شاہجہانپور مین پانچ سو سپاہ معین کرکے اور یہان کپتان ہیل کو کمان افسر مقرر کرکے بریلی کی طرف چلے اور ۴ مئی کو فریدآباد مین بریلی سے ایک منزل پر پہنچے۔ روہیلکھنڈ کی دارالحکومت بریلی مین خان بہادر خان کی حکمرانی چلی جاتی تھی اس کی سپاہ کی تعداد تحقیق نہین معلوم مگر جاسوسون کی زبانی یہہ سنا گیا کہ خان بہادر خان کے پاس تیس ہزار پیادے اور چھ ہزار سوار تھے اور چالیس توپین تھین مگر یہہ تعداد یقینی غلط ہے۔ سرکولن کی فرودگاہ اور بریلی کے درمیان ندی نٹیا تھی جسپر پل بنا ہوا تھا۔ شام کو اس پل سے خان بہادر خان اترا اور ریت کے ٹیلون پر جو اس سڑک کے دوسری طرف تھے جسپر انگریزی لشکر آنے کو تھا اپنی توپون کو لگایا اور پیادون سوارون کی لین اسطرح جمائی کہ وہ توپون کی خدمت کرسکین اور ایک دوسری لین پرانی چھاونی مین قائم کی۔ ۵ مئی کی صبح کو سرکولن کے لشکر نے جنبش کی اور جہان چھٹا میل لگا ہوا تھا وہان قیام کیا۔ کل سپاہ ان پاس سات ہزار چھ سو سینتیس سپاہیون کی تھی اور انیس میدانی توپین تھین اس لشکر کی دو لین مقرر کین دوسری لین کو بہگیج اور امام کے

۴ میدان جنگ کی دوسری طرف ایک عجیب تماشا ہو رہا تھا عقب مین بگیچ کا سامان تھا دفعتہً اسپر سفید پوش سوار آن پڑے انکی تلوارین سورج کے سامنے چمکتی رہتی تھین انکی آوازون کا غل شور ہوا مین پھیل رہا تھا انکے گھوڑون کی ٹاپون کی گرج میدان مین ہو رہی تھی

توپخانہ کی محافظت سپرد کی اور پہلی لین کو جب سات بجے پل کے قریب لائے تو دشمن نے اپنی توپین چھوڑنی شروع کین دو نو بازون پر سے برٹش سوار اور ساہی توپخانے نمودار ہوئے اور انکی توپون نے دشمنون کی توپون کا جواب دیا۔ دشمنون کی پہلی لاین شکستہ ہوئی چند توپین وہ اپنی چھوڑکر پل کے پار چھاونی مین بھاگے انگریزی لشکر نے انکا تعاقب کرکے دبایا اور ندی کے کنارہ پر میسرہ نے خیمہ لگایا اور میمنہ نے ندی کے پار عبور کیا اور پل تک شہر کی طرف آہستہ آہستہ کوچ کیا اور سکھون کی ایک رجمنٹ نے سڑک کے بائین طرف ایک غیر آئینی سوارون کی لینون پر قبضہ کیا۔ دفعتہً غازی سبز پھیٹے سرے باندھے ہوئے سپرون کو سنھ کے آگے لگائے ہوئے تلوارین چمکاتے ہوئے آئے اور دین دین پکار کر یورش کی وہ اول سکھون پر گرے جنکو انہون نے اپنی صفون سے بھگا دیا وہ بیالیسوین ہائی لینڈر کے پاس گئے جنہون نے انکی کمر تھامی۔ سر کولن اپنے گھوڑے پر سوار تھے ۴۲ رجمنٹ کو انہون نے کہا کہ کھڑی ہو اور غازی جب ان کے نزدیک آئین تو انپر سنگینین چلائین ۔ ۴۲ رجمنٹ نے حملہ کیا جسکا اثر اچھا ہوا لیکین سر کولن غازیون کے ہاتھ سے مارے جانے سے یون بچ گئے کہ وہ گھوڑے پر سوار ایک کمپنی سے دوسری کمپنی مین دیکھنے کو جاتے تھے ایک غازی کو انہون نے دیکھا کہ وہ بظاہر مردہ کی شکل انکے گھوڑے کی ٹانگون کے نیچے پڑا ہوا تھا کہ دفعتہً وہ اپنے پاؤن پر کود کر تلوار سے سر کولن کو مارنا چاہتا تھا کہ ایک سکھ نے اپنی تلوار سے اسکی گردن اڑا دی۔ غازی خوب لڑے کوئی ان مین زندہ سلامت نہین گیا۔ انہون نے اپنے کام کا حق ادا کیا۔ ہائی لینڈرس کی سنگینون پر جان دیدی مگر میدان وغا سے منھ نہین موڑا ۔ رہیل کھنڈ مین کئی دفعہ غازیون سے انگریزون سے لڑائی ہوئی ہر دفعہ انہون نے حق عزا ادا کیا اپنی جانین دین امدادون کی لین اور بہیر بنگاہ کے آدمی زمین پر لوٹ رہے تھے جنکے سر پھٹے ہوئے تھے اور زخمون سے خون بہ رہا تھا عورت مرد بچے گھوڑے اونٹ ہاتھی بھیانک آوازین نکال رہے تھے اور ابتر و پریشان ایک طرف بھاگ رہے تھے۔ ٹومبس کے ڈریگون نے سوارون پر حملہ کیا اور دوڑکر انپر بندوقین چلائین تو سوار ایسے جلد منتشر ہوگئے جیسے وہ جلد آئے تھے ۔ لڑائی چھ گھنٹے تک جاری رہی لو چل رہی تھی کئی آدمی لو لگنے سے

تھے سپاہ پیاس کے مارے مری جاتی تھی اور بڑی مضمحل ہوگئی تھی۔ سر کولن نے اس کے
حال پر رحم کر کے آرام کرنے کا حکم دیا اور فتح کو نامکمل رکھا دوسرے دن ۶ مئی کی صبح کو سر کولن جہاد نی
مین گئے تو انکو معلوم ہوا کہ خان بہادر خان بہت سی سپاہ ساتھ لیکر بھاگ گیا۔ جونس صاحب
شہر مین شمال کی طرف سے توپین مارتے ہوئے داخل ہوئے۔ دوسرے دن ۷ مئی کو شہر پر
بالکل قبضہ ہوگیا اور انگریزی لشکر کے دونو کولم آپس مین مل گئے۔ رات سے پہلے سر کولن پاس
شاہجہان پور کے مفسدون کی خبر آئی۔

کرنیل ہیل صاحب شاہجہان پور مین کمان افسر تھے وہ بڑے بہادر جری اور دانشمند تھے
وہ یہہ جانتے تھے کہ غالباً عنقریب دشمنون کا حملہ ہوگا اس لیئے انہون نے جیلخانہ کی جو سب سے
زیادہ مستحکم مقام تھا حصاربندی کر کے اور زیادہ استوار دمدمہ بنایا اور اس سے باہر درختون کے
اندر اپنے خیمہ لگائے۔ ۳ مئی کی صبح کو انہون نے سنا کہ مولوی کے ماتحت ایک بڑا لشکر
شہر سے چار میل کے فاصلہ پر آگیا ہے۔ اسی وقت انہون نے خیمون کے اکھیڑنے کا حکم دیا
اور سارا اسباب اپنے دمدمے مین لے گئے۔ دشمن نے کنہٹ ندی سے عبور کر کے جیلخانہ پر
گولہ زنی شروع کی۔

سر کولن نے شاہجہان پور کی خبر سنتے ہی جونس صاحب کو حکم دیا کہ وہ سفر کر کے ہیل صاحب کو
جاکر بچائین۔ جونس صاحب تین دن سفر کر کے ۸ مئی کو ندی کے کنارہ پر آئے۔
مولوی صاحب سوارون کو ساتھ لیئے ہوئے انکے اترنے کو روکنے کے لیئے موجود تھے
جونس صاحب نے بھاری توپون کے چند گولے سوارون پر مارے سوار پل سے پار
بھاگ گئے تو جونس صاحب نے اپنی میدانی توپون کے گولے مارنے شروع کیئے تو وہ سوار
شہر کی گلیون مین بھاگ گئے وہ انکے پیچھے گئے اور شہر پر گولے مارے اس کے کئی مکانون مین
شعلے اٹھنے لگے۔ پھر جونس صاحب جیل خانہ کے قریب گئے دشمنون نے اسکا محاصرہ کر رکھا تھا انکو
دیکھ کر دشمن محاصرہ کو چھوڑ کر بھاگے اور جونس صاحب ہیل صاحب سے بے مزاحمت جاکر ملے۔
باغیون کی تعداد ایسی کثیر تھی کہ یہی مناسب جانا کہ انسے حفظاً اپنی محافظت کرنی چاہیئے انکے
پیچھے نہین پڑنا چاہیئے اور امداد کے لیئے سر کولن سے درخواست کی جائے۔

١١- مئی کی سرگذشت اوپر بیان ہوئی - ١٢ و ١٣ و ١٤ مئی اس لڑائی کی تیاریون میں صرف ہوئی جو آیندہ عنقریب ہونے والی تھی - جونس صاحب نے اس سامان کی افزایش میں کوشش کی جو مقابلہ کرنے کے لیئے کام مین آئے - مولویصاحب پاس بھی نئی نئی کمکین جمع ہوتی جاتی تھین - مولویصاحب کے کیمپ مین پہلی لڑائیون کے بھاگے ہوئے باغی اور بہت سے باغی زمیندار اور لٹیرے بدمعاش اور لکھنؤ کی بیگم اور مرزا فیروزشاہ کے آدمی نانا کے بھیجے ہوئے سپاہی جمع ہوئے - ١٥- کو مولوی نے ایک بڑا حملہ کرنے کا قصد کیا اسنے اپنی کل سپاہ سے جونس صاحب پر حملہ کیا - جونس صاحب کے ساتھ وہ سپاہی تھے جو میدان جنگ مین کبھی اپنی پیٹھ دشمن کو دکھانا نہین جانتے تھے - جونس صاحب پاس سوار نہین تھے اسلیئے وہ دشمن کے کیمپ سے لڑکر عوض نہین لے سکتے تھے - لیکن دشمن بھی انسے ایک انچ زمین نہین چھین سکے - شام ہوگئی - دشمنون نے حیران ہوکر حملہ کرنا موقوف کیا - جونس صاحب کا لشکر اپنی جگہ سے ایک بالشت نہین ہٹا - تین دن بعد خود سرکولن اس تماشاگاہ مین تشریف لائے آگے انکا بیان کیا جاتا ہے - [مولف مترجم

مولوی پاس سپاہ کثیر کا جمع ہونا -

٨- مئی کو سرکولن کیمبل نے جونس صاحب کو شاہجہان پور روانہ کیا انہون نے یہہ سمجھ لیا کہ مین نے مولوی کا فیصلہ کردیا اور ملک کو محمدی تک اودھ مین باغیون سے پاک صاف کردیا - روہیلکھنڈ کی لشکرکشی ختم ہوئی اس لیئے انہون نے سپاہ کو اس طرح تقسیم کیا - جنرل وال پول کو روہیلکھنڈ کی سپاہ کا ڈویزنل کمانڈر مقرر کیا ان سپاہیون کو بتلا دیا جو بریلی رہین گین اور اودھ مین جائینگی اور ایک یا دو جو میرٹھ کو جائینگین - انہون نے بریگیڈیر کوک کو ایک بڑی سپاہ دیکر اس کام کے لیئے مقرر کیا کہ وہ خان بہادر خان کا تعاقب پیلی بھیت مین کرین جہان وہ بھاگ کر گیا ہے پھر ان سب کامون کو کرکے سرکولن ١٥- کو بریلی سے فتح گڈھ کو روانہ ہوئے -

١٦- کو فریدپور مین سرکولن پاس جونس کا پیغام بطلب کمک آیا - دوسرے دن وہ احتیاط کے ساتھ شہر مین آئے آج شام کو ان پاس خبر آئی کہ مولوی شاہجہان پور پر حملہ کر رہا ہے اور اسکی بڑی سپاہ محمدی کی طرف جاتی ہے ساری سڑک پر وہی حکمران ہے -

١٨- مئی کو سرکولن نے شاہجہان پور کی طرف کوچ کیا - دشمن نے پندرہ سو سوارون اور پانچ

سرکولن کا جونس صاحب کو شاہجہان پور بھیجنا اور سپاہ کو تقسیم کرنا +

تو پون سے ان پر حملہ کرنے کے لیئے آنکھین دکھائین - وہ سر کولن بر گیڈیر جنرل جونس سے جا ملے
انگریزی لشکر سوارون کے لحاظ سے ضعیف تھا اس لیئے کوئی ایسی لڑائی وہ نہین لڑ سکتا
تھا کہ جس سے کوئی قطعی فیصلہ ہو - تعاقب کرنا سپاہ کا ہلاک کرنا تھا - کچھ سوار دشمن کے
مقام کے تجسس مین گئے ہوئے تھے کہ ان پر دشمنون نے پن سہٹ گاؤن سے توپین ماریں
اور پھر دشمنون کے سوارون نے نکلکر سر کولن کی کل سپاہ پر حملہ کیا - توپون کے چلانے مین دشمنون نے
اپنا ہنر وسلیقہ دکھایا مگر آخر کو وہ میدان جنگ مین پاؤن نہ جما سکے بھاگ نکلے - یہہ واقعات
۱۵ - ۲۴ - مئی کے درمیان واقع ہوئے - دشمنون کے بھگا دینے سے سر کولن کو اطمینان
ہوا - انہون نے ایک قطعی جنگ کو جبتک ملتوی کیا کہ زیادہ سپاہ اور سوار کمک کو آئین انہون نے
بریگیڈیر کوک کو حکم بھیجا کہ وہ جسقدر جلد ممکن ہو اپنے بر گیڈ کو شاہجہان پور لیجائے -
کوک صاحب الٹے پھر کر کمانڈر انچیف سے ۲۲ مئی کو آن ملے - ۲۴ کو کل لشکر نے دشمن پر
حملہ کرنے کے لیئے سفر کیا - مولوی نے پھر سر کولن کو حیران کیا اسکے سوار انگریزی سپاہ کے کچھری جانے کے بائین ہوئے
جسوقت تعاقب کرنیوالون نے توپونکی مارنے کے لئے توقف کیا تو مولوی اور اس کے دوستون نے اس
مقام کو خالی کر دیا اور اسکی مستحکم عمارتون کو غارت کر دیا اور ادودھ مین الٹے چلے گئے - یہی کام شکار
انہون نے تلو کمپنی مین کیا - اس لشکر کشی کا نتیجہ یہہ تھا کہ رہیل کھنڈ باغیون سے صاف ہو گیا -
یہہ ہم آیندہ بیان کرینگے کہ اودھ مین باغیون کا استیصال کس طرح ہوا - جب مولوی رہیلکھنڈ
سے نکل گیا تو دونو برگیڈ رہیل اور رڑکی کے شکستہ ہو گئے اور انکی پلٹنین اپنے اپنے
مقامون مین چلی گئین - کمانڈر انچیف فتح گڈھ کو روانہ ہوا - کرنیل ایم کارلینڈ شاہجہان پور مین
کمانڈر مقرر ہوئے -
اب ہم چند واقعات ضروری بیان کرتے ہین اول مولوی کا مرنا اور پھر ویل صاحب کی وفات خاص کر
مولوی کا حال بیان کرنے کے قابل ہو سر طامس سٹین صاحب مولوی کی نسبت بیان کرتے ہین کہ وہ بڑی
لیاقت و قابلیت رکھتا تھا وہ ایسا شجاع تھا کہ خوف نہین کرتا تھا اور اپنے عزم مین پکا اور ارادہ
مین بڑا مستقل تھا باغیون مین اس سے بہتر کوئی سپاہی نہین تھا - اس مولوی کو انگریز کہتے ہیں
کہ اسنے اپریل ۱۸۵۷ء مین چپاتیان تقسیم کرائین تھین اور فتنہ انگیزی کے لئے سارے

اودھ مین کاغذ دوڑائے تھے۔ وہ اس جرم مین گرفتار ہوا اور اسکو پھانسی لگنے کا حکم دیا گیا مگر پہلے اس سے کہ اس حکم کی تعمیل ہو اودھ مین غدر ہوگیا اور وہ جیلخانہ کے فرش سے اٹھ کر سلطنت کے عرش پر پہنچ گیا۔ یہہ فخر اس مولوی ہی کو حاصل ہے کہ اپنے سرکوبن کو میدان جنگ مین دو دفعہ ناکامیاب رکھا۔

مولوی اور راجہ پوایان

اب تک مولوی صاحب کے وہی دم خم چلے جاتے تھے انکے عزم جزم مین کچھ فرق نہین آتا تھا انہون نے اپنا نام شاہ رکھا تھا وہ بہ نسبت اور باغیون کے اس خطاب کے لیئے زیادہ مستحق تھے جو لشکر سے بچ کر انہون نے پالی کے سٹیشن پر حملہ کیا اور ایک ہندوستانی اہلکار کے اعضا کو قطع کیا۔ ۵۔ جون کو مولوی ہاتھی پر سوار ہوکر پوایان اس غرض سے پہنچا کہ راجہ پوایان پاس جو سرکار انگریزی کے ملازم چھپے ہوئے بیٹھے ہین انکو حوالہ کرے۔ جب وہ آیا تو اس نے دروازہ کو بند پایا۔ راجہ اور اسکا بھائی اور اسکے نوکر فصیل سے لگے ہوئے کھڑے تھے انہین اشارون مین کچھ باتین ہوئین مولوی نے جانا کہ مین اندر بزور جاسکتا ہون اسنے مہاوت کو حکم دیا کہ ہاتھی سے دروازہ ٹکرا دے۔ ہاتھی نے اپنی مستک سے دروازہ پر دو تین ٹکرین دین توڑنا نہ سکا کہ راجہ کے آدمیون نے مولوی پر گولیان چلاکر مار ڈالا۔ راجہ کے بھائیون نے اسکا سر کاٹ لیا۔ راجہ سر کو رومال مین لپیٹ کر ہاتھی پر سوار ہوا اور شاہجہان پور کے مجسٹریٹ پاس سر کو لے گیا جو اس وقت اور دوستون کے ساتھ بیٹھے ہوئے کھانا کھاتے تھے راجہ نے رومال کھولکر مولوی کا سر دکھایا جسکو مجسٹریٹ دیکھ کر بڑے خوش ہوئے دوسرے دن یہہ سر کوتوالی مین لٹکایا گیا۔

مولوی کی [illegible]

اگر وطن کے محب ہونے کے یہہ معنے ہین کہ وہ اپنے ملک کی آزادی کے لیئے جو غلطی سے برباد ہوگئی ہو سازشین کرے اور لڑائیان لڑے تو یقینی مولوی اپنے ملک کا محب صادق تھا۔ اسنے کبھی اپنی تلوار کو مخفی اور سازشی قتلون سے خون آلود نہین کیا وہ بہادرانہ معرکہ آرا بیگانون اور اجنبیون سے ہوا جنہو ن نے اسکا ملک چھین لیا تھا بس ساری قومین اس مولوی کو یاد کرینگی کہ وہ تعظیم و ادب کا جو شجاعت و صداقت کے لیئے لازمی ہے مستحق تھا۔

اس خوفناک دشمن کے قتل ہونے سے برٹش گورنمنٹ خوش ہو رہی تھی کہ اسپر ایک صدمہ عظیم یہہ واقع ہوا کہ ولیم پیل نے وفات پائی وہ لڑائی مین زخمی ہوئے تھے ان زخم سے اچھے نہین ہوئے تھے کہ انکو چیچک نکل آئی جس کے سبب سے انہون نے وفات پائی انکا ماتم والم انگریزون کے گھر گھر ہوا۔ ان مین ایسے اوصاف حمیدہ وخصائل جمیلہ تھے کہ کمتر آدمیون مین ہوتے ہین۔ یہہ آئیل صاحب نیل کے کارخانہ دار تھے۔

جنہون نے اعظم گڈھ کے ضلع مین بڑے بڑے کام اپنی لیاقت سے انجام دئے جو پڑھنے والون کو یاد ہونگے کہ ان کامون سے کیسے کیسے فائدے حاصل ہوئے ان کے زخم کی تکلیف کو موت نے مٹایا وہ بھی ان چند انگریزون مین سے تھے جنہون نے ہندوستان مین ایام غدر مین بڑے کام کئے تھے۔

# باب پنجم

## جارج پیٹرک لارنس اور راجپوتانہ

راجپوتانہ کے واقعات کی تاریخ جون ۱۸۵۸ء تک پہلے لکھ چکے ہین جس مین بیان کیا گیا کہ جارج پیٹرک لارنس کی دانائی اور پیش بینی نے باغی سپاہیون کی کسی مفسدہ پردازی کو چلنے نہین دیا۔ اور اس وسیع ملک مین برٹش حکومت کو قائم رکھا۔ جون مین جو انہون نے امن قائم کیا تھا وہ جولائی مین بھی قائم رہا۔ جنرل لارنس کا صدر مقام اجمیر میں تھا وہ کبھی ضرورت کی صورت مین بیور اور نصیرآباد جاتے تھے وہ اپنا گارڈ میر وارٹلون کو رکھتے تھے جس سے یہ معلوم ہو کہ انکو یہان کے آدمیون پر کوئی بے اعتباری نہین تھی۔ راجپوتانہ کے سب راجہ مہاراجہ وراؤ وٹھاکر لارنس صاحب پر بڑا اعتبار اور بھروسا رکھتے تھے اور انکی تعظیم وتکریم دل سے کرتے تھے جنرل لارنس صاحب بھی انکی ہر طرح سے خاطر جمعی اور تسلی کرتے وہ خود اپنے تئین ایسا نمونہ بناتے جسسے معلوم ہو کہ کوئی محل خوف وخطر نہین۔ ان [illegible]

چند مرتبہ مہاجنون نے اپنے اہل و عیال باہر بھیجدیئے تھے۔ لیکن جنرل لارنس نے بندوبست ایسا عمدہ کیا کہ مہاجنون کو ایسا بھروسہ ہوا کہ اپنی کنبون کو پھر بلالیا جب اجمیر ہوتے تو سارے معمولی کام کچہری وغیرہ کر بدستور سابق کرتے وہ ہر روز شہر مین جاتے شہر مین بہت سے بدخواہ اپنے ہیبتناک وخونخوار چہرے دکھاتے لیکن پھر بھی انکا ادب نہایت تعظیم و تکریم سے کیا جاتا۔ گو وہ رعایا پہ عنایت و شفقت کرتے تھے مگر بدکارون کے سزا دینے مین کوئی اور رعایت نہین کرتے

اور یہ ہیبتناک وخونخوار چہرون کا ذکر ہوا ہے سو عام قاعدہ ہے کہ سارے ملکون کے بڑے بڑے شہرون مین ایسے آدمی موجود ہوتے ہین جنکو ہر روک و قید سے نفرت ہوتی ہے جیسے کہ مجرم پیشہ جماعتین ہوتی ہین اور وہ لوگ جنکے پاس کچھ نہین ہے اور وہ دیانت کے ساتھ محنت ریاضت کرکے روٹی کمانی نہین چاہتے وہ ہمیشہ مطلق العنان اور شتر بے مہار ہونا چاہتے ہین۔ ایسے لوگ مفسدہ پردازی کرتے ہین مگر ۱۸۵۷ء مین یہہ صورت تھی کہ مفسدہ پرداز سپاہی تھے ہندوستانی ریاستون کی سپاہ سرکار انگریزی کے ساتھ بغاوت کرنے مین ہمساز و ہمنفس تھی اسکا سبب یہہ تھا کہ یہہ دونو سپاہ ہین ہم مذہب ہم قوم و ہم وطن تھین اس لیئے آپس مین ہمدردی رکھا کرتی تھین۔

باوجود جنرل لارنس کے اس انتظام کے ۹۔ اگست کو اجمیر کا جیلخانہ توڑکے پچاس قیدی بھاگ گئے۔ جنرل لارنس خود گھوڑے پر سوار ہوکر اور پولس سوارون کو ہمراہ لیکر بھاگے ہوئے قیدیونکو گرفتار کرنے لگے اور چند شریف مسلمان انکی اس کام مین مدد کرنے کے لئے ہمراہ ہوئے اور اور بڑا اخلاص ظاہر کیا جن قیدیون نے مقابلہ کیا وہ مارے گئے۔ جو زندہ بچے وہ گرفتار کیئے گئے دوسرے دن سپاہیون نے اپنے دانت دکھائے۔ جنرل لارنس نے جو رجمنٹین دیسہ سے طلب کین تھین اور وہ ۱۲ ارجون کو نصیرآباد مین آئی تھین ان مین بارہوین رجمنٹ پیدل بھی تھی۔ پہلی بنبئی کی سوارون کی رجمنٹ مین سے ایک سوار اپنے گھوڑے پر چڑھکر افیون کے نشہ مین مست اپنے سوارون کی لین کے اردگرد دوڑا پھرا اور غل مچاتا رہا کہ اسکی رجمنٹ کے سوار بغاوت کرین مگر یہہ سوار خیرخواہی مین پکے تھے کوئی اسکے ساتھ نہین ہوا ایک ہندوستانی افسر رجمنٹ کا اس کے پکڑنے مین کوشش کرتا تھا اسپر اسنے گولی چلائی مگر وہ

جیرا دمیون کا بدخواہ ہونا۔

جیلخانہ مین و گڑبڑ ہونا۔

نصیرآباد مین ضعف سپاہیوں

خالی گئی۔ وہ سوار بارہوین بمبئی کی رجمنٹ کی لین کی طرف گیا تو سپاہیون نے اسکو لیجا کر پناہ دی اس اثنا مین برگیڈیر سنری میکین پریڈ پر آئے اور فوراً بارہوین رجمنٹ کے سپاہیون کو حکم دیا کہ وہ باہر آئین۔ صرف چالیس سپاہیون نے اطاعت کی تو بریگیڈیر توپین اور تراسوین رجمنٹ کی ایک کمپنی کو ساتھ لیکر بارہوین رجمنٹ کی لین پر گیا تو باغی سوار مذکور نے بریگیڈیر پر گولی چلائی مگر وہ خطا ہوئی تو پھر اس اصل باغی سوار کو ایک توپچی نے گولی سے مار دیا۔ بارہوین رجمنٹ پریڈ پر بلائی گئی اور جن سپاہیون نے پہلے عدول حکمی کی تھی انسے ہتھیار لے لئے گئے اور کورٹ مارشل مین سرغنون کی تحقیقات ہوئی پانچ کو پھانسی ملی اور تین حبس دوام قیدی ہوئے۔ پچیس سپاہی پہلے سے بھاگ گئے۔ باقی سپاہیون نے اپنی حرکت پر پشیمانی و تاسف کا اظہار کیا تو انکو ہتھیار دیدیے گئے انہون نے بعد ازان اپنا چال چلن درست رکھا۔

ایک دوسرے مقام پر اس طرح کی حالت پیش آئی۔ ہم نے پہلے بیان کیا ہے کہ جب نمچ چھاؤنی کی ہندوستانی سپاہ نے سرکشی کی تو جنرل لارنس نے اس مقام مین سوار و گوٹھ بو مار یکا کی سپاہ مین بلاکر متعین کی تھین لیکن پھر اس سپاہ پر اعتبار کم ہوگیا تو انہون نے حکم دیا کہ انکی جگہہ دوسری بمبئی کی لائٹ کیویلری کا ایک دستہ اور تراسوین رجمنٹ کے سو سپاہی اور بارہوین رجمنٹ بیدل بمبئی کے دو سو سپاہی متعین کئے جائین لیکن جیسی کہ پہلی سپاہ مین بعض بدخواہ تھے ایسی ہی اس مین تھے۔ ۱۲۔ اگست کو دوسری رجمنٹ کے بعض سوارون نے اور بارہوین رجمنٹ کے بعض پیدلون نے دنگہ مچانا چاہا۔ لیکن کرنل جیکسن کمانیر افسر نے بڑی پھرتی کی کہ پہلے اس سے کہ بغاوت ہو انہون نے تراسوین رجمنٹ کے گورون کو لاکر سرغنون کو گرفتار کرلیا۔ آٹھ ان مین سے بھاگ گئے ایک گورہ مارا گیا اور ایک افسر اور دو گورے زخمی ہوئے۔ لیکن بغاوت کی کلی کھلنے نہ پائی کہ پژمردہ ہوگئی۔

ریاست سروہی مین آبو ایک پہاڑ ہے جسپر موسم گرما مین گورنر جنرل کا ایجنٹ اور اکثر اسکے افسرون کے بیوی بچے جاکر رہتے ہین۔ اسوقت جنرل لارنس کی بیوی اور دو بیٹیان اور اکثر ان افسرون کے اہل و عیال وہان تھے جو میدان جنگ مین لڑتے تھے یورپین بارکین

تراسوین پلٹن کے تیس گورے رہتے تھے جو بیماری سے تندرست ہوئے تھے مگر ضعف و
نقاہت انہین بیماری کے باقی تھے اور اس مقام کے محافظ ساٹھ سے ستر تک سپاہی جودھپور کے
بی جی ان کے تھے انکا ہیڈکوارٹرس ارن پورہ مین تھا اور انکے کمانیر افسر کپتان ہال صاحب تھے
جودھپور بی جی ان مین توپچی و سوار اور پیادے تھے دو توپین تھین جنکو اونٹ
کھینچتے تھے اور پیادے توپ چھوڑتے تھے۔ سوارون کے تین ترپ تھے۔ ہر ایک
ترپ مین دو ہندوستانی افسر اور آٹھ نن کمشنڈ افسر اور بہتر سوار تھے اور ایک نفیری نواز
تھا۔ پیادون کی آٹھ کمپنیان تھین ہر ایک مین دو ہندوستانی افسر تھے اور بارہ نن کمشنڈ افسر
اور ہر کمپنی مین اسی سپاہی اور تین کمپنیان بھیلون کی تھین جنمین سے ہر ایک مین ستر سپاہی سوار
افسرون کے تھے۔ بی جی ان مین سوار بڑے کارگزار مشہور تھے۔

١٩۔ اگست کو بی جی ان کی پیدلون کی ایک کمپنی ہمسایہ کے ایک باغی سردار کے روکنے
کے لئے بھیجی گئی تھی وہ انادرا مین آئی یہان چند روز پہلے بی جی ان کے سوار بھی اسلئے
تھے کہ چھوٹے چھوٹے گروہون مین تقسیم ہوکر دیہات مین رہین اور ڈیسہ اور آبو کے
درمیان سڑک کو امین رکھین۔ دوسرے دن کپتان ہال دوپہر کے بعد انادرا مین آئے
تاکہ ان سوارون کو دیہات مین رہنے کا حکم دیدین۔ سپاہیون کے بیگیج بارش کے سبب
تر بتر ہو رہے تھے مگر سپاہی سب خوش خرم تھے کپتان صاحب انکو ضروری احکام دیکر
پھر کوہ آبو پر چلے گئے۔

٢١۔ اگست کو کہر خوب پڑ رہا تھا۔ کوہ آبو پر اکثر انگریز صبح کو دیر کر سوتے سے جاگنے کی
عادت رکھتے تھے۔ مگر انادرا مین جودھپور کے بی جی ان کی یہہ عادت نہ تھی۔ وہ بہت
سویرے اٹھے اور پہاڑ پر چڑھ گئے اور کہر کی تاریکی مین بارک کے دروازون پر جا پہنچے
اور بارک کی کھڑکیون مین سے جھانک کر گورون کو دیکھنے لگے کہ وہ ابھی سوتے ہین۔
انہون نے بندوقون کا منھ کھڑکیون کے اندر کرکے گورون پر گولیان چلائین مگر نشانہ
انہون نے اونچا لگایا۔ گورے یہ آواز سنکر جاگے اور انہون نے اپنی بندوقین سنبھالین
کہ دشمنون نے ایک اور بار گولیون کی ماری مگر اسے بھی انکا کچھ نقصان نہین ہوا۔ پھر گورے

بند و تین بھر کر باہر نکلے ایک باغی کو انہون نے مار ڈالا اور باقی باغیون کو جگا دیا۔
ایک گروہ باغیون کا کپتان ہال کے مارنے کے لیئے انکی کوٹھی پر گیا۔ اسکو معلوم ہوا کہ کپتان صاحب سوتے ہین انہون نے مکان کے اندر گولیون کی باڑ ماری تو یہہ آواز سنکر کپتان صاحب جاگے اور ایک دوسرے دروازہ سے مع اپنے کنبے کے نکلکر اسکول مین چلے گئے جسکی حصار بندی پناہ لینے کے لیئے کی گئی تھی۔ کپتان صاحب یہان اپنے کنبے کو چھوڑ کر چار گورون کو ساتھ لیکر گئے اور پہاڑ پر سے سب باغیون کو نکالدیا لیکن جنرل لارنس کے بیٹے الکسنڈر کو زخمی کر گئے پھر وہ اچھے ہو گئے۔
یہ باغی پھر اپنے مقام اِرن پورہ مین گئے اور اپنے ہمراہیون سے ملے اور اس مقام کو خوب لوٹا اور جلا کر خاک سیاہ کیا اور پھر وہ اجمیر کی طرف راہی ہوئے۔ اندر پورہ مین ایڈجیوٹنٹ کونولی اور دو سارجنٹ اور ان کے بی بی بچے تھے۔ باغیون نے کونولی صاحب کو اپنے ساتھ لیا اور دو سارجنٹون کو مع بی بی بچون کے چھوڑ دیا۔ پھر تین منزل کے بعد کونولی صاحب کو بھی چھوڑ دیا جو چار خیر خواہ سوارون کے ساتھ اجمیر مین چلے آئے۔
عباس علی رسالدار کپتان کونولی کا خیر خواہ تھا جب باغیون نے صاحب مذکور کے مارنیکا قصد کیا ہے تو اسنے اپنے سر پر سے پگڑی اُتار کر ان سرکشون کے پاؤن مین رکھی جو سب انگریزون پر بڑے غصہ ہور رہے تھے اور اسنے کہا کہ پہلے اسے کہ وہ انگریزون پر ظلم و ستم کرین مجھ پر کرین۔ اسے پہلے کہ انکو مارین مجھے مار ڈالین۔ عبد العلی ایک اور افسر رسالہ کا تھا اسنے بھی رسالدار کی پیروی کی اور مخدوم بخش اردلی تھا اسنے بھی صاحب کی خیر خواہی کا دم بھرا۔ غرض ان آدمیون نے عزت پر جان کے قربان کرنے کا قصد کیا۔ اس رسالدار عباس علی نے کپتان میک میسن صاحب ایجنٹ جودھپور سے یہہ درخواست کی کہ مین بہت سے سوارون اور توپون کے ساتھ حضور کی خدمت مین بھاگ کر آنا چاہتا ہون بشرطیکہ میرا اور میرے ہمراہیون کا قصور معاف کیا جائے اور ہم بدستور اپنی نوکریون پر بحال رہین۔ صاحب ممدوح تو اس درخواست کو بڑی خوشی سے مان لیتے مگر گورنمنٹ کے اس حکم نے ان کے ہاتھ باندھ رکھے تھے کہ تمام افسرون کو ممانعت کی گئی تھی کہ وہ ان باغیون سے جنکے ہاتھون مین ہتھیار ہون کوئی شرط

مصالحت نہ کرین اسلیے انہون نے رسالدار کو جواب دیا کہ اس حکم سے مجبور ہون کہ تمہاری درخواست کو منظور نہین کرسکتا لیکن اگر عباس علی ایسے کام کریگا جو برٹش گورنمنٹ کے خیر خواہ وفادار سپاہی کو کرنے چاہئین اور اس طرح اپنے قرار ہونے سے باغیون کا زور گھٹا یگا اس مین شبہ نہین کہ گورنمنٹ اس کے معاملہ مین ملائمت کریگی اور اسکو بغیر کسی شرط کے معاف کردیگی اور انعام دیگی۔ عباس علی اس حکم کو اپنی درخواست کی نامنظوری سمجھا اور وہ پھر بغاوت کا بڑا سرغنہ ہوگیا۔

باغی کونولی صاحب کو رہا کرکے اجمیر کی طرف بڑھے انکا راستہ جودھپور کی ریاست مین سے تھا ان کے روکنے کے لئے یا غارت کرنے کے لئے مہاراجہ جودھپور نے مونک سن صاحب کی ہدایت کے موافق اپنی سپاہ بھیجی جسکا افسر نہایت بہادر اور لایق انار سنگھ اسکا بھائی تھا وہ پالی مین آیا جو راجدھانی کی سڑک پر تھی اور میدان جنگ مین اور انار سنگھ کی امداد کے لیے جنرل لارنس کے حکم کے موافق لفٹنٹ ہیتھ کوٹ مقرر ہوئے۔ جودھپور کی سپاہ پالی مین حصار نشین ہوئی۔

باغی اجمیر کی سڑک پر پراگندہ ہوکر آوا مین گئے اور وہان جاکر آوا کے ٹھاکر کے ملازم ہوگئے یہہ ٹھاکر مارواڑ مین درجہ دوم کا رئیس تھا یہہ راجہ جودھپور سے جو اسکا راجہ تھا عداوت رکھتا تھا۔ راجہ کی دشمنی کے سبب سے وہ راجہ کے بادشاہ کا یعنی انگریزون کا بھی دشمن تھا اس ٹھاکر نے مونک سن صاحب پاس چند شرائط لکھ کر بھیجین کہ اگر آپ انکو منظور فرمائین تو مین باغیون کو اپنے قلعہ مین گھسنے نہ دون اور آپ کا دل سے خیر خواہ ہوجاؤن مگر ان شرائط کا منظور کرنا گورنمنٹ کے حکم سے مونک سن صاحب کے اختیار سے باہر تھا اس لیے وہ نامنظور کی گئین ٹھاکر آوا کی باغیون سے شرائط ٹھیر گئین اور وہ انکا سردار ہوگیا۔

باغیون نے پالی کی طرف کوچ کیا مگر یہان راجہ جودھپور کی سپاہ حصار نشین تھی اس لیے انہون نے حملہ کرنے مین توقف کیا مگر انار سنگھ اپنے مستحکم مقام سے باہر آیا اور باغیون کے قریب خیمہ زن ہوا۔ ۸ ستمبر کی صبح کو لڑائی ہوئی اور جودھپور کے لشکر کو شکست ہوئی انار سنگھ مارا گیا اسکی سپاہ منفرد ہوئی اور اسکی توپین خیمے ڈیرے اور اسباب جنگ باغیون کے قبضے مین آئے۔ ہیتھ کوٹ صاحب میدان جنگ سے بھاگ گئے۔

جنرل لارنس نے یہہ خیال کیا کہ اگر باغی آوا مین رہین گے اور انکی کوئی مزاحمت نہین کی جائیگی تو وہ فیض آباد اور ڈلیا کے درمیان ہماری مراسلت اور آمد و رفت کو بند کردین گے تو اسکا اثر علے العموم سارے ملک پر پڑا ہوگا انہون نے اس غرض سے بیور مین سپاہ جمع کی اگرچہ باغیون کے نکالنے مین جودھپور کی سپاہ کی مدد کرین انکو کسی قدر اس بات پر بھروسا تھا کہ اگر باغی آوا سے جدا ہوکر کھلے میدان مین آنکر لڑین گے تو انکو یقینی شکست ہوگی جس سے وہ متفرق و منتشر ہو جائینگے وہ اس امید کو فضول جانتے تھے کہ جو وسائل ان کے قبضہ و اختیار مین ہین لنسے آوا کے اوپر حملہ کامیابی کے ساتھ ہو سکے اس لیئے کہ وہ ایسا استوار حصار تھا کہ بغیر بھاری توپون اور بڑی فوج کے محصور اور مفتوح نہین ہو سکتا تھا۔

جنرل لارنس اس سپاہ کے افسر بنکے آوا پر پہنچے اس قصبہ کی بڑی بلند فصیل تھی اس مین جانے کی راہ صرف ایک بڑے گھنے جنگل مین تھی جب انکا لشکر اس جنگل سے باہر نکلا تو اسپر قلعہ کی توپون سے اور ان توپون سے جو قلعہ سے باہر بلند بڑا او دن پر ایک تالاب کے نزدیک لگائی تھین گولون کا مینھ برسنے لگا ان توپون کا جواب جنرل کے لشکر نے ایسا دیا کہ باغی اپنی باہر کی توپون کو قلعہ کے اندر لے گئے اور جنرل کے لشکر کی ایک توپ اور ایک توپ کا پھڑ پہیہ تھوڑی دیر کے لیئے بیکار ہوگیا۔ جنرل صاحب نے جو یہ خیال کیا تھا کہ کھلے میدان مین جنگ ہوگی وہ ظہور مین نہین آیا اور رات ہوگئی اس لیئے جنرل نے فوج کو ہٹا لیا اور مقام جلدوس مین جو ایک گاؤن آوا سے ساڑھے تین میل پر تھا چلے آئے کپتان میکسن پولیٹکل ایجنٹ جودھپور اونٹ پر سوار ہوکر آوا کو جنرل کی سپاہ سے ملنے آتے تھے کہ وہ ایک بگل کی آواز سے مغالطہ پر دشمن کے لشکر مین چلے گئے اور وہان دشمنون نے انکو قتل کر ڈالا۔ جنرل تین روز تک جلدوس مین مقیم رہا کہ دشمن قلعہ سے باہر آنکر کھلے میدان جنگ مین آئے مگر جب وہ نہ آیا اور مخبرون کی زبانی بھی انکو معلوم ہوا کہ باغیون کا یہہ قصد نہین ہے کہ وہ کھلے میدان مین لڑنے آئین اور اپنے قلعہ کے استوار کرنے مین مصروف ہین تو جنرل نے اجمیر اور نصیر آباد کی طرف آہستہ روی کے ساتھ کوچ کیا گو آوا پر چڑھائی مین کامیابی نہین ہوئی اس سے یہ نفع حاصل ہوا کہ کوٹہ کے سوار راجپوتانہ مین

کوئی بغاوت تین مہینے تک نہین ہوئی۔

ریاست بوندی کی ریاست کوٹہ ایک شاخ ہے اسکی جنوبی مغربی سرحد پر سیندھیا کی مملکت ہے اسکا رقبہ پانچ ہزار میل مربع تھا اور آبادی چار لاکھ تینتیس ہزار باشندون کی تھی اور مہاراؤ رام سنگھ یہان کا راجہ تھا ایک مددگار سپاہ سب قسم کی انگریزی افسرون کے ماتحت ۱۸۳۸ء مین مقرر ہوئی تھی اس سپاہ کا تمام خرچ مہاراؤ دیتا تھا۔ پولیٹکل ایجنٹ میجر برٹن صاحب تھے۔

ہم نے پہلے لکھا ہے کہ نیمچ مین کوٹہ کی فوج گئی تھی اس کے ساتھ جنرل لارنس نے میجر برٹن کو بھیجا تھا۔ جب کوٹہ کی فوج کوٹہ کو واپس آئی تو اس کے ساتھ وہ کوٹہ مین واپس نہین آئے کیونکہ مہاراؤ نے انکو لکھ بھیجا کہ مین اپنی سپاہ پر بالکل بھروسہ نہین کرتا ایسی بدنظمی کی حالت مین آپکا نیمچ ہی مین تین ہفتے تک ٹھیرنا مناسب ہے۔

اس لئے برٹن صاحب نیمچ ہی مین رہے لیکن آوا کے واقعہ کے بعد انہون نے کوٹہ مین رہنے کو مصلحت جانا وہ اپنے دو بیٹون کے ساتھ کوٹہ مین آئے ان بیٹون مین سے ایک کی عمر اٹھارہ اور دوسرے کی عمر سولہ برس کی تھی اور اپنی میم صاحب اور لڑکی اور تین بیٹون کو نیمچ ہی مین انگریزی سپاہ کی پناہ مین چھوڑا۔ وہ ۱۲۔ اکتوبر کو کوٹہ مین آئے دوسرے دن صبح کو مہاراؤ انسے ملنے آئے اور ۱۴۔ اکتوبر کو برٹن صاحب مہاراؤ کی بازدید کو گئے۔ انکے پیچھے مہاراؤ نے بیان کیا کہ اس بازدید کی ملاقات مین میجر برٹن نے مجھ سے میرے بعض افسرون کا نام لیا کہ وہ بدخواہ ہین انکو مہاراؤ سزا دین یا کم از کم انکو یہہ سزا دین کہ موقوف کر دین۔ اگرچہ یہہ تحقیق نہین کہ ان افسرون کے سزا دینے کی صلاح برٹن صاحب نے دی تھی یا نہین مگر یہہ تحقیق ہے کہ مہاراؤ کے کنٹنجنٹ کے افسرون اور سپاہیون سے کہدیا کہ میجر برٹن نے انکی نسبت یہ کہا تھا جو اوپر بیان ہوا۔ دوسرے دن ان افسرون اور سپاہیون نے جمع ہو کر مسٹر سالڈر ریسیڈنسی سرجن کو اور مسٹر سیویل ڈاکٹر ڈسپنسری کو شہر مین مار ڈالا اور ریسیڈنسی پر حملہ کیا اس کے گارڈ اور ملازم بھاگ گئے اور پاس کے گھیرے کے کھنڈرون مین جاکر چھپے۔ میجر برٹن اور اس کے دو بیٹوان اور ایک نشتر باز نے

رسیڈنسی کی چھت پر چڑھ کر ایک کمرہ مین پناہ لی۔ باغیون نے رسیڈنسی پر چارون طرف سے
گولیان مارنی شروع کین۔ چار گھنٹے تک یہہ بہادر باغیون کے مقابلہ مین جمے رہے۔
پھر باغیون نے رسیڈنسی مین آگ لگادی۔ میجر برٹن نے مایوس ہوکر یہہ تجویز کی کہ اپنے
تئین باغیون کو اس شرط سے حوالہ کردین کہ وہ اس کے بیٹون کی جان بخشی کرین مگر
ان نوجوان سعادتمند بیٹون نے باپ سے کہا کہ ہم آپ کے ساتھ جان دین گے آپ کو
باغیون کو حوالہ نہین ہونے دین گے۔ باپ نے ان کا کہنا مانا اور اپنی تجویز کو ملتوی کیا
بیٹے پھر سجدۂ الٰہی مین جھکے یہہ عبادت انکی آخری تھی اور پھر بہادرانہ صبر و خاموشی کے
ساتھ اپنے نوشتہ تقدیر کو پورا کیا اس عرصہ مین باغی زینے لے آئے اور انکو لگا کے چھت پر
چڑھ گئے اور انہون نے انگریزون کو قربان کیا۔ ساربان زندہ بھاگ گیا۔ باغیون نے
برٹن صاحب کا سر کاٹ لیا اور شہر مین اسکی تشہیر کی اور پھر توپ سے سر کو اڑادیا۔
لیکن مہاراؤ کے حکم سے اس شام کو تینون لاشین دفن کی گئین۔ مہاراؤ نے فوراً جنرل
لارنس کو ان واقعات سے اطلاع دی اور اپنا ہمدرد ایجنٹ اور اس کے لڑکون کی
سرگذشت پر ظاہر کیا اور اپنی مجبوری بیان کی کہ سپاہ نے قانون اپنے ہاتھ مین لے لیا تھا
مین بے بس تھا۔ باغیون نے شہر پر قبضہ کر کے مہاراؤ کو اسکے محل مین مقید کردیا اور بعد ازان
باغیون نے مہاراؤ سے ایک نوشتہ پر بالجبر دستخط کرائی جسمین ۹ دفعہ تحریر تھین انمین ایک دفعہ یہ تھی کہ
ایجنٹ اور ان کے دو بیٹون کے مارنے کا خاص حکم مہاراؤ نے دیا تھا۔ مہاراؤ نے قرولی کی
راجہ سے امداد طلب کی مہاراؤ سے قرابت قریبہ رکھتا تھا وہان سے مہاراؤ کی اعانت
کے لئے سپاہ آگئی اسنے اپنی بہادری اور استقلال سے شہر کے اس حصہ سے باغیونکو
نکال دیا جہان مہاراؤ کا محل تھا۔
اس کوٹہ کے فساد کے بعد اکتوبر مین نیمچ کے قریب یہہ فساد اور اٹھا کہ مندسور سے ایک گروہ
باغیون کا آیا جسکا سردار دہلی کا شہزادہ تھا اور اسنے اجیرن کے قلعہ پر جو نیمچ کی
بارہ میل کے اندر تھا قبضہ کرلیا۔ یہ قلعہ بڑا مستحکم و استوار تھا اسکی خبر لینی ضرور تھی نیمچ سے
۲۳۔ اکتوبر کو چارسو سپاہی اور دو توپین بھیجی گئین لیکن سپاہی اکثر بمبئی کے ہندوستانی سوار اور

پیدل تھے اور انکے ساتھ نمبر ۸۳ رجمنٹ کے پچاس گورے تھے اور کل لشکر کے کمان افسر کپتان ٹکر تھے۔ انہون نے دیکھا کہ دشمن اجیرن مین ہے ٹکر صاحب نے قلعہ پر توپین مارنی شروع کین اور پیدلون کو شہر پر حملہ کرنے کے لئے بھیجا۔ مگر باغیونکی تعداد ایسی زیادہ تھی کہ وہ غالب آئے پیدلون کو بھگادیا اور ایک مورٹر چھین لیا مگر سوارون نے حملہ کرکے مورٹر واپس لے لیا اور دشمنون کو مجبور کیا کہ وہ قصبہ مین داخل ہوئے اور انکی توپین بند ہوئین۔ یہہ جگہ بڑی مستحکم تھی اور انگریزی سپاہ تھوڑی تھی اس لیئے وہ الٹی چلی آئی اور دو افسر ٹکر صاحب اور ریڈ صاحب مارے گئے اور تین افسر زخمی ہوئے۔ تعجب یہ ہے کہ رات کو دشمنون نے اجیرن کو خالی کردیا۔

باغیون کا حملہ

۸۔ نومبر کو چار ہزار باغیون نے آگے بڑھکر نیچ پر حملہ کیا اور اسپر قبضہ کرلیا۔ اور یورپین اور ہندوستانی سپاہ کو مجبور کیا کہ وہ ایک مربع دھس مین پناہ گزین ہون۔ پندرہ روز تک باغیون نے اس دھس کو محصور رکھا نہ یے لگائے سے بھی کامیاب نہین ہوئے یہ سنکر کہ انگریزی لشکر کی اور کمک آتی ہے وہ محاصرہ چھوڑکر چلے گئے۔

جنرل لارنس کا کمک کے لئے درخواست کرنا + اوا کا محاصرہ

جنرل لارنس نے میجر برٹن کے قتل کی خبر سنکر بمبئی سے سپاہ کی درخواست کی کہ اس کی بڑی ضرورت ہے۔ تھوڑی سپاہ جنوری ۱۸۵۸ء مین راجپوتانہ مین آگئی لیکن پوری کمک مارچ ۱۸۵۸ء مین آئی اور جنرل روبرٹس راجپوتانہ کی سپاہ کے سپہ سالار مقرر ہوئے۔ جنرل لارنس سپاہ کے کام سے سبکدوش ہوئے۔

جنوری ۱۸۵۸ء مین جو بمبئی سے کمک راجپوتانہ مین آئی تو اول یہہ ضرور تھا کہ آوا کے ٹھاکر کی گوشمالی اور سرکوبی کی جائے اسنے جودھپور کی باغی سپاہ کو نوکر رکھا تھا۔ اور برٹش سپاہ کا مقابلہ کیا تھا۔ کپتان میک سن صاحب کے قتل کا سبب ہوا تھا اور علاوہ اس کے وہ شاہ دہلی سے بھی سازباز رکھتا تھا۔ ۱۹۔ جنوری کو ہولمس صاحب سپاہ ساتھ لیکر آوا گئے۔ پانچ روز محاصرہ کے بعد قلعہ مین ایک شگاف پڑا دوسرے دن صبح کو حملہ کرنے کا حکم تھا مگر شب کو عجب طرح کا آندھی کا طوفان غل شور کے ساتھ آیا اور ایسا اندھیرا ہوگیا کہ پہرے کے سپاہی چند قدم پر نہ کسی کو دیکھ سکتے تھے نہ کسی کی آواز سن سکتے تھے

اس تاریکی مین محصورین چھپ کر آؤٹ سے چلے گئے اور اسکو خالی کر گئے ۔ یہہ قلعہ بڑا مستحکم تھا اسکی دوہری فصیلین تھیں ۔ پندرہ توپین اور ۴۸ ٹن بارود اور تین ہزار گولیان چھرے اور اور اسباب جنگ یہان منحصرون کو ہاتھ آیا اس قلعہ کے سارے مستحکم مقام اڑا دیئے گئے تاکہ یہہ قلعہ پھر باغیون کا امن نہ بن سکے ۔ باغیون کی لوٹ مار اور انگریزون کی توپون نے کوٹہ کی شکل بگاڑ دی تھی کوٹہ ہر قسم کے اسباب تجارت کی بڑی منڈی تھا مگر اب ویران خراب ہوگیا ۔ ۲۰ - اپریل کو انگریزی سپاہ یہان سے چلی گئی راجہ نے اپنی ریاست کا خود انتظام کرلیا ۔ آئندہ دو مہینون تک راجپوتانہ مین سب طرح امن رہا کہین کہیں لٹیرے اور قزاق فساد مچاتے تھے تو وہ آسانی سے مٹ جاتے تھے ۔

مئی ۱۸۵۸ء سے فروری ۱۸۵۹ء تک ہندوستان مین انگریزی عملداری متزلزل حالت مین رہی ۔ راجپوتانہ مین اُنیس ریاستین تھیں جنپر راجہ مہاراجہ جدا جدا فرمانروا تھے ان مین سے کسی ایک کی بھی جان نثار وفاداری مین بال برابر فرق نہین آیا وہ اپنے سچے دل سے سرکار والا اقتدار کے فرمان بردار رہے ۔ انہون نے نہ خود نہ انکی رعایا نے باغیون کے ساتھ ہمدردی اور دوستی کی ۔ اس وقت کہ خود انگریزی عملداری مین توپ بندوق ملک کو تاخت و تاراج کر رہی تھی یہ وسیع خطہ راجپوتانہ ایک لاکھ مربع میل وسعت کا اور ایک کروڑ آدمیون کی آبادی کا مسلسل امن کی حالت مین رہا گو اس کے اندر انگریزی فوج نے بغاوت کی ۔ تجارت و زراعت بدستور معمولی جاری رہی ۔ انتظام و بندوبست مین شاذ و نادر ہی کہین ہتھیارون کی ضرورت پڑی ہوگی ۔ برٹش گورنمنٹ نے ایسی منصفانہ پولیسی ان راجہ و مہاراجاون کے ساتھ اختیار کی تھی کہ ان کے دل مین یہ بات جم گئی تھی کہ ہمارے فوائد اور آسائش و راحت برٹش گورنمنٹ کے ساتھ وابستہ ہین اور اسی کی برتری اور بزرگی سے ہماری ریاستون کی بقا ہے ۔

تانتیا ٹوپی نے جو راجپوتانہ پر حملے کیئے ان کا ذکر آگے اپنے موقع پر آئیگا ۔

# تاریخ بغاوت ہند

## بمبئی سنٹرل انڈیا (ممالک متوسط ہند) ودکن

# باب اول

## لارڈ الفنسٹن مسٹر سیٹن کار مسٹر فورجیٹ

### بمبئی پریسیڈنسی

مغربی پریسیڈنسی یعنی بمبئی پریسیڈنسی ایک تنگ ٹکڑا ملک کا مختلف العرض ہے جس مین ملک سندھ بھی داخل ہے اس کی حدود اربعہ یہ ہین مغرب مین بلوچستان بحر عرب - جنوب مین میسور مشرق مین مدراس پریسیڈنسی حیدرآباد وبرار وسنٹرل انڈیا وریاستہاء سنٹرل انڈیا وراجپوتانہ شمال مین بہاولپور وپنجاب وبلوچستان - پریسیڈنسی مین انگریزی عملداری کا رقبہ ایک لاکھ چھتیس ہزار ایک سو پینتیس مربع میل اور آبادی اس مین چودہ کروڑ - ۱۸۵۷ء مین ہندوستانی ریاستین جو اس سے تعلق رکھتی تھین انکا رقبہ اکھتر ہزار تین سو بیس مربع میل اور آبادی ساٹھ لاکھ ہے اور بڑی بڑی ریاستین یہہ ہین بڑودہ - کاٹھیاواڑ - کچھ - کھمباٹ - مہی کانٹا - ریوا کانٹا کولہاپور - ساونت واری - خیرپور -

لارڈ الفنسٹن

۱۸۵۷ء مین بمبئی مین گورنر لارڈ الفنسٹن تھے - جنکے اوصاف حمیدہ اور خصائل خجستہ مشہور و معروف ہین جب ان پاس بمبئی مین میرٹھ کے غدر کی خبر پہنچی تو اس دانشمند بیش بین نے جان لیا کہ یہہ غدر ہندوستان مین پھیلے گا - اس کے فرو کرنے کے لیے

بغیر کسی توقف کے یوروپین سپاہ ہندوستان مین آنی چاہیئے یہہ اتفاق کی بات تھی کہ
بمبئی مین ان پاس جنرل الیٹ برن ہم مہم چین کے سپہ سالار مقیم تھے انہون نے اس جنرل سے
عرض کیا کہ وہ فوراً کلکتہ جائین اور اپنی اور اپنی سپاہ کی خدمات کو جو چین سے واپس آتی ہے
گورنر جنرل کی حضور مین پیش کرین۔

یہہ سرکار کی اقبالمندی تھی کہ ایران کی جنگ کا انجام نیک ہوگیا تھا اور بمبئی کی سپاہ مین
سرکار کی بدخواہی کی وبا نہین پھیلی تھی لارڈ الفنسٹن نے سندھ کے کمشنر فریر کو حکم بھیجا کہ
وہ پہلی فیوزیلیرس کو کراچی سے پنجاب مین بھیجدین اور ایسا انتظام کیا کہ چونسٹھوین اور اٹھترین
رجمنٹین جو ایران سے چلی آتی ہین وہ بمبئی مین نہ اترین سیدھی کلکتہ کو چلی جائین۔ انہون نے
ان رجمنٹون کے لیئے جہازون کو سب طرح سے تیار رکھا کہ بمبئی کے اندر آتی ہے وہ فوراً
کلکتہ روانہ ہوجائین چنانچہ وہ اس طرح روانہ ہوئین کہ وقت پر انسے خوب کام نکلی مدراس
ارٹلری کی ایک کمپنی بھی اسوقت انکے پاس بمبئی مین موجود تھی اسکو بھی کلکتہ روانہ کردیا اور
اسی وقت ڈیسہ کے کمان افسر کو حکم بھیجدیا کہ وہ اجمیر جانے کے لیئے گورون کی تراسوین
رجمنٹ اور اسی توپخانہ کی کمپنی کو تیار رکھے۔ انہون نے دو سٹیمر (دخانی جہاز) سورشیس
اور کیپ ماتحت کپتان گرنتھ جیکسن کے بھیجی اور وہان کے گورنرون کو چٹھیان لکھین کہ
ہندوستان مین ایسا وقت آگیا ہے کہ یوروپین سپاہ کی سخت ضرورت ہے پس جو سپاہ
وہ بھیج سکین بھیجدین۔ چنانچہ انکی تحریر کا اثر یہ تھا کہ موریشس کے گورنر نے تینتیسوین رجمنٹ
کی جسقدر سمائی پو تجر جہاز مرسلہ بمبئی مین ہوسکتی تھی روانہ کردی اور پھر باقی رجمنٹ اور ایک
بیٹری کرایہ کے جہازون مین روانہ کی اور جزیرہ مین جسقدر خزانہ بچ سکتا تھا اس کے ساتھ کیا
کیپ کے گورنر نے جسکے پاس اتفاق سے اسوقت برٹش سپاہ کا بڑا ہجوم تھا بغیر کسی
توقف کے نمبری ۸۹ و ۹۵ رجمنٹیں بمبئی کو بھیجین اور بہت سی اور پلٹنین کلکتہ کو روانہ کین
اور پھر جہازون مین اسنے بہت سے گھوڑے بھیجدیئے۔

اسی وقت مین بھڑوچ مین پارسیون اور مسلمانون مین لڑائی ہوئی جسکو لارڈ الفنسٹن نے
بڑی دانائی سے فرو کیا گو وہ فساد کے مٹانے مین مشغول تھے مگر انہون نے اپنی اس

پولیسی کو چھوڑ انہین کا اپنی محافظت کے لیئے دشمنون پر حملون کے کرنے کی پیشقدمی کی جائے انہون نے اول ہی سے یہ انتظام کرنا چاہا کہ آگرہ اور مبئی کے درمیان سڑک کھلی رہے اس لیئے ایک کولم ماتحت میجر جنرل وڈبرن کے مرتب کیا گیا کہ وہ سنٹرل انڈیا اور ممالک مغربی کے درمیان آمدورفت کو جاری رکھے ۔ جون مین اسکو حکم دیا کہ وہ مئو مین جائے اسنے پونہ سے ۹ ۔ جون کو سفر کیا اسکو حکم تھا کہ جسقدر جلد ممکن ہو وہ مئو جائے تاکہ مالوہ مین فساد نہ پھیلے اور بمبئی کے شمال مین وہ نہ آنے پائے ۔

مئو اور اندور کی حالت ایسی تھی کہ اسوقت جنرل وڈبرن صاحب کو بڑی مستعدی سے کام کرنا چاہیئے تھا مگر سانحات ایسے وقوع مین آئے کہ جنرل مئو مین نہ جا سکے ۔

نظام کی عملداری مین اورنگ آباد ایک بڑا مشہور شہر ہے اس مین پہلی اور تیسری رجمنٹ سوارونکی و دوسری رجمنٹ پیدلون اور ایک بیٹری ارٹلری کی رہتی تھی یہہ سب سپاہ حیدرآباد کنٹنجنٹ کی تھی اور افسر اسکے برٹش تھے ۔ جون کی ابتدا مین پہلی رجمنٹ سوارون نے اپنی بدخواہی کے آثار نمودار کیئے تھے ۔ ۱۳ ۔ جون کو اسنے علانیہ یہہ سرکشی کی اور وجہ اسکی یہہ تھی کہ یہہ تجویز کیا گئی تھی کہ سوارون کی رجمنٹ وڈبرن صاحب کے کولم کے ساتھ جائیگی ۔ اس رجمنٹ کے سوار برٹش رعایا نہ تھے اور وہ اکثر اس فرمانروا کی اولاد کی رعایا تھے جسکو دہلی کے بادشاہ نے مقرر کیا تھا اس لیئے انکو بادشاہ سے لڑنا ناگوار خاطر تھا انہون نے قسم کھائی کہ اگر دہلی بھیجنے کے لئے مجبور کیئے جائینگے تو اپنے افسرون کو مار ڈالین گے ۔ افسر بڑے ہوشیار و دانا کپتان ایبٹ صاحب تھے انہون نے افسرون کو بلاکر سمجھایا تو افسرون نے کہا کہ ہم تو احکام جائز کی اطاعت کے لئے موجود ہین مگر اور ہمارے سوار باغیون سے نہین لڑین گے ۔ کپتان صاحب نے انکی دلجمعی کردی کہ وہ ہرگز ہرگز دہلی نہین بھیجے جائینگے اس حکم سے انتظام ہوگیا مگر طرفین کو ایک دوسرے پر اعتبار نہ تھا کہ اورنگ آباد مین ۲۳ جون کو جنرل وڈبرن کا کولم داخل ہوا ۔ اور اسنے سوارون سے ہتھیار لے لیئے ۔ سوار ایک ترپ کے ہتھیار دینے مین سب نے حکم کی اطاعت کی ۔ اس ترپ کو جنرل نے اجازت دی کہ وہ چھ منٹ مین سوچ لین کہ وہ کیا کرین گے ۔ جب یہ وقت گذر گیا تو بجائی اطاعت

اورنگ آباد

کرنے کے سوار بہت سے بھاگ گئے دوسرے روز تین چار گرفتار ہوئے اور انکو پھانسی دی گئی ۔

لارڈ الفنسٹن کے نزدیک جنرل وڈبرن کا یہ کام ایسا ضروری نہین تھا جیسا کہ مئو کا جانا اس لیئے انہون نے جنرل پر تقاضا کیا کہ وہ مئو کو جائین تہارے جلد جانے سے مہدی پور وساگر و ہوشنگ آباد غدر کی وبا سے بچ جائین گے مگر جنرل وڈبرن اورنگ آباد سے ہٹے نہین انہون نے لارڈ الفنسٹن کی چھٹی کے جواب مین چھٹی لکھی جس مین بہت سی دلائل بیان کین کہ اورنگ آباد مین بہت دنون تک انکو ٹھیرنا پڑیگا مگر یہہ دلائل کچھہ معقول نہین تھین کہ اورنگ آباد سے چلے جانے سے ایک بلوہ ہوگا انکی چونسٹھہ قیدیون کی تحقیقات کورٹ مارشل مین باقی ہے ۔ غرض ان دونو مین آپسمین حیص بیص ہوتی رہی کہ جنرل وڈبرن علیل ہوگئے تو گورنمنٹ نے جلد کرنیل سٹورٹ کو انکی جگہہ مقرر کردیا وہ ۱۲ جولائی کو اورنگ آباد سے روانہ ہوئے مگر ان کے چلنے مین اتنی دیر ہوگئی کہ مئو اور اندور کی بغاوت رک نہ سکی ۔ کرنیل ڈیورنڈ اس سیاہ سے اسیرگڈھ مین آن ملے کہ وہ سنٹرل انڈیا مین امن و عافیت بحال کرین ۔

جنوبی ملک مرہٹون کا ستارہ اور مدراس پریسیڈنسی کے درمیان شمالاً و جنوباً اور نظام کی مملکت اور مغربی گھاٹون کے درمیان شرقاً و غرباً واقع ہے اسکا رقبہ چودہ ہزار میل اور آبادی تیس لاکھ ہے جنمین اکثر خالص مرہٹے رہتے ہین اس مین دو کلکٹریان بیل گانون اور دھاروار ہین اور اس مین کولہاپور کی ریاست اور بہت سی چھوٹی چھوٹی ریاستین نیم مختار ہین ۔

اس ملک مین بیل گانون مین کلکٹر و مجسٹریٹ جارج برکلی سیٹن کار صاحب تھے جن مین عجیب و غریب لیاقتین تھین وہ ہندوستانی ریاستون مین رئیسون کو متبنے کرنے کے بڑے طرفدار تھے ۔

یہان کی رعایا انعام کمیشن سے اور رئیسون کے متبنے کرنے کی اجازت نہ دینے سے اور ریاستون کی ضبطی سے بڑی ناراض تھی جسکا بیان پہلے ہوچکا ہے ۔ غرض گورنمنٹ کو

یہان کے رئیس اکثر ناخوش و ناراض تھے ۔

ملک کی یہہ حالت تھی کہ ۱۲- مئی کو میرٹھ و دہلی کے غدر کی خبر بیل گاؤن مین آئی جسکو ہندو مسلمان سنکر چونکے وہ جانتے تھے کہ اس ملک مین انگریزی عملداری کی جڑ ایسی مستحکم جمی ہوئی ہے کہ اسکا دفعتہً اپنی جگہہ سے اکھڑنا مشکل ہے ۔

اسوقت بیل گاؤن مین انتیسوین رجمنٹ ہندوستانی پیدل کی اور ایک ضعیف بیٹری ارٹلری یوروپین اور چونسٹھوین رجمنٹ کا ڈپو تھا جس مین تیس گورے کام کے قابل تھے اور انکو اس رجمنٹ کے چار سو سے زیادہ عورتون اور بچون کی حفاظت کرنی پڑتی تھی ۔ مشکل سے سو گورے سوار ارٹلری کے ایسے جمع ہو سکتے تھے کہ ہتھیار لیکر میدان جنگ مین جاسکین ۔ بیل گاؤن اور پونہ اور شولاپور کے درمیان دو ہزار ہندوستانی سپاہی اور صرف ایک سو تیس یوروپین سپاہی تھے اور بیل گاؤن مین ایک قلعہ تھا جسکا محیط ایک میل کا تھا اور اسکی فصیل مدت سے بے مرمت پڑی تھی جس مین جابجا دڑاڑین اور شگاف پڑے ہوئے تھے اگرچہ وہ ملیٹری اعتبار سے کوئی محفوظ جگہہ نہ تھی مگر صرف یہی ایک جگہہ تھی جس مین پانچ سو سے زیادہ یوروپین عورتین اور بچے امن پا سکتے تھے ۔

اس سپاہ کے جنوبی ڈویزن کا ہیڈ کوارٹرس بیل گاؤن تھا اور میجر جنرل لیسٹر اس کے کمانڈر مقرر ہوکر ۱۱- مئی کو آئے تھے سیٹن کار نے انسے خط و کتابت کرکے انکی ہدایتون کے موافق قلعہ کو استوار کر لیا تھا ۔

جون کے مہینے مین سیٹن کار صاحب نے ایک جاسوس گرفتار کرکے قید کیا جو شمال مغرب سے یہان سپاہیون کو بغاوت کرنے کے لیئے اغوا کرنے آیا تھا ۔ یہان بہت سے سپاہی اودھ کے رہنے والے تھے انکی گستاخانہ حرکتون سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ اپنے باغی بھائی بندون کی پیروی کرنے کے لئے موقع وقت کے منتظر ہین ۔ ناناجی کانپور سے بیٹھا ہوا اس ملک مین موشک دوانیان کرتا تھا اسکی سسرال یہان تھی اس کے خاندان کے نمک پروردہ یہان بڑے بڑے خاندان تھے جن کے پاس ریاستین سانگلی و جام کھنڈی و میراج اور کورنڈوار تھین ۔ یہہ سب رئیس پٹوردھن خاندان کی شاخین تھین

جو پیشوا کے خاندان کا متوسل تھا۔ غرض ان رئیسون کی سازشون سے بھی سیشن کار صاحب خائف تھے۔

بہت سے رئیس تھے جنکی ناراضی کچھ کم اندیشناک نہ تھی انمین سب سے بڑی ناراضی ریاست نپالی کی تھی جسکے پاس ایک قلعہ بھرت کھنڈ کے نمونہ کا بنا ہوا بیل گاؤن سے پچیس میل فاصلہ پر تھا انعام کمیشن کے سبب سے اس رئیس کی ریاست کا بڑا حصہ ضبط ہو گیا تھا اس کی ناراضی مشہور تھی اور جام بوٹی کا دیسائی بھی انعام کمیشن کا مارا ہوا تھا وہ بھی بڑا ناراض تھا وہ بغاوت کرنے کو سمجھتا تھا کہ اس سے کچھ اسکا نقصان نہین ہو گا جو کچھ حاصل ہو گا وہ فائدہ ہی ہو گا۔ کٹور کا رئیس بھی ناراض تھا اور نرگنڈ کے رئیس کا حال بھی ایسا ہی تھا سیشن کار صاحب ہندوستانی رئیسون کے حال سے خوب واقف تھے اس لئے زیادہ خوف انکو معلوم ہوتا تھا۔ انہون نے لارڈ الفنسٹن سے یہہ درخواست کی کہ انکو یہان کے معاملات مین پورے اختیار دیدیئے جائین انکی یہہ درخواست منظور ہو گئی۔ جب انکو اختیارات حاصل ہو گئے تو انہون نے اپنی محبت و اخلاص سے رئیسون کے دلون پر وہ اثر پیدا کیا کہ جس سے بغاوت کا ارادہ رئیسون کا مردہ ہو گیا۔

مشکل آن کر یہہ پڑی کہ ۳۱ جولائی کو کولہاپور مین جو ستائیسوین ہندوستانی پیدل رجمنٹ تھی اسنے بغاوت کر کے خزانہ کو لوٹ لیا اور جو افسر انکو راہ مین ملے انکو مار ڈالا اور گھاٹون مین چلی گئی۔ جو بیل گاؤن سے پینسٹھ میل ہے۔ ستائیسوین رجمنٹ کی مراسلت انتیسوین رجمنٹ سے تھی جو بیل گاؤن مین اکثر رہتی تھی بیل گاؤن سے دھارواڑ بیالیس میل ہے وہان اٹھائیسوین رجمنٹ بغاوت پر تلی بیٹھی تھی۔

بیل گاؤن مین انتیسوین رجمنٹ کا ایک سردار ٹھاکر سنگھ بغاوت پھیلانے کے لیئے بڑی سازشین کرتا تھا اس کے گرفتار کرنے سے زیادہ فساد برپا ہونیکا اندیشہ تھا اس لیئے اس رجمنٹ کی دو کمپنیون کو جنمین سے ایک کمپنی ٹھاکر سنگھ کی تھی بدامی جانے کا حکم ہوا۔ یہہ مقام بیل گاؤن سے ۹۰ نوّے میل کے قریب فاصلہ پر تھا اسطرح بغاوت کے پھیلنے کا خوف دور نہین ہوا۔ بیل گاؤن کے مسلمانون کی آبادی بھی سرکشی کرنے کے سبب

سماز شین کر رہی تھی اسکا اثر بھی دور دور پھیلتا تھا سیٹن کار نے اس امر پر مطلع ہوتے ہی
بیل گاؤن مین سرغنون کو گرفتار کیا جنکے مجرم ہونے کے لیئے شہادت کافی نہ تھی انکو چھوڑ دیا
اور جنپر جرم ثابت ہوا انکو توپون سے اڑا دیا۔

اس واقعہ سے تین دن پہلے ۱۰۔ اگست کو بیل گاؤن مین یوروپین سپاہ کچھ آ گئی جس سے
بالکل دلجمعی ہوگئی اور ایسے ہی دھار وار مین یوروپین سپاہ کے آنے سے خوف جاتا رہا

جنرل لیسٹر اونتیسوین پیدل رجنٹ کے دل سے بغاوت کے خیال کیٹھانے کے لیئے
آئے اس رجنٹ کے پانچ سپاہی پکڑے گئے ایک کو پھانسی ملی باقی چار دائم الحبس و جلا وطن
ہوئے اسکا بڑا عمدہ اثر ہوا سیٹن کار صاحب نے سارے ضلعون سے جس مین بیل گاؤن
اور شاہ پور بھی داخل تھے ہتھیار لے لیئے۔ غرض سیٹن کار صاحب اپنی تمام تدابیر مین کامیاب
ہوئے۔

۳۱۔ جولائی کی رات کو ستائیسوین رجنٹ نے بغاوت کی اور ہتھیار لیکر افسرون کے بنگلون پر
انکو مارنے گئے۔ ایک یہودی اور ہند و حوالدار نے لیڈیون کو خبر دی اور کہا کہ پہلے اس سے کہ
سپاہی آئین اپنے گھرون کو چلی جائین۔ تین افسر جو بھاگ گئے وہ گولی سے مارے گئے باقی
ریذیڈنسی مین جو چھاونی سے ایک میل تھی پناہ لی کولہاپور مین ایک مقامی رجنٹ تھی وہ خیرخواہ
تھی وہ اس ریسیڈنسی کے پاس تھی۔

کرنیل جیکب صاحب اس فساد کے مٹانے کے لیئے اول ستارہ مین آئے۔ اور وہان
انکو اپنی توپخانہ اور ڈریگونس مل گئے۔ برسات کی شدت تھی ستارہ اور کولہاپور کے
درمیان سڑک سیاہ مٹی کی تھی جس مین گھوڑا پیٹ تک اور گاڑی دھری سے اوپر تک ڈوب
ڈوب جاتے تھے رستے مین بہت سی ندیان بغیر پل کے تھین باوجود ان سب مشکلون کے
جرنیل جیکب ۴۔ اگست کو کولہاپور مین آ گئے تو انکو معلوم ہوا کہ کرنیل لوک من کی کوشش سے
بغاوت فرو ہوگئی ہے۔ ستائیسوین رجنٹ کے چالیس سپاہی لڑائی مین مارے گئے
اور بہت سے جنگل مین بھاگ گئے باقی سپاہی خیرخواہی و فرمانبرداری کے ساتھ کام کرتے
رہے کوئی شہادت انکے خلاف نہ تھی اپنے آنے سے تین دن بعد ۱۸۔ اگست کو جرنیل جیکب نے

اس رجمنٹ سے ہتھیار لے لیئے۔ بس یہان کی بغاوت کا قصہ تمام ہوا۔ اب بمبئی کا حال سنو
بمبئی مین محرم آیا تو انتظام کے لیئے بریگیڈیر جنرل شورٹ کو اور مسٹر فورجیٹ کو شہر کا انتظام
سپرد ہوا۔ محرم کی پانچ تاریخین تو خیریت سے گذرین مگر اس کے بعد رات کو ایک باجہ بجانے
والے گورے نے جو دسوین ہندوستانی رجمنٹ سے علاقہ رکھتا تھا شراب کے نشہ مین ایک
بت پر جسکی سواری ہندو لیئے جانے تھے حملہ کیا۔ پولیس کے دو آدمیون نے اسکو گرفتار
کر کے حوالات مین رکھا۔ مسٹر فورجیٹ نے ایسا عمدہ انتظام رکھا کہ محرم بغیر فساد کے ختم ہوگیا۔
پھر محرم کے بعد دوالی آئی انگریزون کو یہہ خیال ہوا کہ ہندو اس دن شہر کے لوٹنے کا اور
انگریزون کے مارنے کا قصد کرینگے۔ مگر صاحب ممدوح کے بندوبست سے دوالی مین
بھی کوئی دنگہ فساد نہین مچا۔ اور سازشین جو ہوئین وہ پکڑی گئین۔ مجرمون کو سزائین دی گئین
غرض لارڈ الفنسٹن اور سٹین کار اور جنرل لیسٹر ایسے مبارک پیش مین موجود تھے کہ بمبئی مین
کسی سازش کو چلنے نہین دیا۔

# باب دوم

## سنٹرل انڈیا اور کرنیل ڈیورنڈ صاحب

### اسیر گڈھ و اسکی سپاہ

سنٹرل پروونس کے ضلع نمار مین اسیر گڈھ ایک بڑا مضبوط مشہور قلعہ ہے اس مین
۱۸۵۷ء مین رجمنٹ گوالیار کنٹنجنٹ کا ایک ونگ رہتا تھا اور اس کے کمانیر افسر لی میسیو
تھے اور قلعہ کے ایڈجیوٹنٹ لفٹنٹ جان گورڈون صاحب تھے۔ نیمچ و گوالیار کے معاملات
کے سبب سے اس سپاہ کا انگریزون کو اعتبار نہین رہا اس لیئے ایڈجیوٹنٹ نے نوی
وہاتیون کو سپاہ مین بھرتی کیا اسکا نام گورڈون وولنٹیر رکھا گیا۔ جب سے نیمچ اور نصیر آباد
کی سپاہ کی بغاوت کی خبر آئی تھی۔ گورڈن صاحب اس سپاہ کو قلعہ سے دور رکھنا چاہتے تھے

چنانچہ اسکی ایک کمپنی برہان پور مین بھیجدی جو اسیرگڈھ سے بارہ میل کے فاصلہ پر تھا۔ کپتان
کیننگ صاحب نے چودہ میل کے فاصلہ پر ایک دمدمہ بنایا تھا جسنے اسیرگڈھ مین لیڈلونکو
اندیشہ کم ہوگیا تھا۔ برہان پور کی کمپنی نے بغاوت کی اور وہ اسیرگڈھ پر چڑھی جسکو کپتان
گورڈون اور اسی رجمنٹ کے خیرخواہ حولدار میجر نے قلعہ کے اندر گھسنے نہین دیا۔ اسی رجمنٹ
کی جو چار کمپنیان قلعہ کے اندر تھین وہ قلعہ کے نیچے باہر بھیجین گئین اور انسے ہتھیار گورڈون
کے وولنٹیرز نے لیئے۔ دوسرے دن لفٹنٹ برچ کی بھیل کی کمپنی نے برہان پور کی
باغی کمپنی سے ہتھیار لے لیئے اور ہتھیارون کو اسیرگڈھ مین لے آئے اور پھر کپتان لمبیر
دو کمپنیان ہندوستانی پیدل کی لے آئے۔ بس اسیرگڈھ محفوظ ہوگیا۔ جہان کرنیل سٹورٹ کا
کولم آنے والا تھا۔

کرنیل سٹورٹ کا کولم اورنگ آباد سے چلکر ۲۲۔ جولائی کو اسیرگڈھ مین آگیا جہان کئی روز
پہلے کرنیل ڈیورینڈ صاحب مئو سے آگئے تھے۔ ۲۴۔ کو یہہ کولم مئو کو چلا اور ۲۸۔ کو حیدرآباد کی
تیسری رجمنٹ سوارون سے ملا جسکے کمان افسر کپتان اور صاحب تھے ۳۱۔ کو وہ سمرول
کے درہ سے گذرا یہان ایک روز قیام کرکے مئو کو روانہ ہوا۔ بارش اس سپاہ کے سفر کی
مانع نہین ہوئی۔ اگست و ستمبر مین خوب بارش ہوئی۔ ہم نے پہلے بیان کیا ہے کہ مئو مین دارالسلطنت
اندور سے ساڑھے تیرہ میل کے فاصلہ پر تھی اس مین کرنیل ڈیورینڈ صاحب تھے کہ ہلکر کی
سپاہ نے سرکشی ظاہر کی جسکے سبب سے وہ یہان سے ایک مہینہ ہوا تھا کہ چلے گئے تھے
اب پھر یہان آئے کہ برٹش حکومت کی حمایت کرین اور مجرمون کو ایسی سزادین کہ وہ ہمیشہ
یاد رکھین کبھی بھولین نہین۔

کرنیل ڈیورینڈ صاحب سمرول کی گھاٹی مین تھے کہ مہاراجہ ہلکر اور انکے وزیر نے انکو اطلاع
دی کہ ہم اپنی سپاہ کے ہاتھ سے خوف زدہ ہو رہے ہین آپ ہماری امداد کرسکتے ہین؟
اس کے جواب مین کرنیل صاحب نے لکھا کہ اگر مہاراج چاہین تو مین تیار ہون کہ سپاہ سمیت
اندور مین آؤن اور مئو نہ جاؤن مگر دربار کا اصل مطلب یہہ تھا انہون نے اپنی درخواست کو
واپس لے لیا۔ ڈیورینڈ صاحب نے مئو کو کوچ کیا۔ انسے چندروز مین چار کمپنیان گورڈون کی آن ملین

کچھ سبب ایسے واقع ہوئے کہ ہلکر کی سپاہ سے ہتھیار نہین لئے گئے

اندور سے ایک سو بیس میل کے فاصلہ پر ایک بڑا شہر مندسور ہے جولائی کے مہینے مین یہان گوالیار کی سرکش سپاہ رہتی تھی اور اسکو ہمیشہ افغانون و مکرانیون اور سپاہیون سے تقویت ہوتی رہتی تھی۔ مندسور کے ہنگامہ فساد نے مغربی مالوہ اور نیمچ مین ایک ہل چل ڈالدی اور اس سپاہ نے ہلکر کی سپاہ سے زیادہ دنگہ فساد مچانا شروع کیا۔ اس لیئے اس مندسور کی بغاوت کا بہت جلد دبانا اب ضرور ہوگیا کہ ہلکر کی سپاہ سے ہتھیارون کا لینا ایسا ضرور نہ تھا۔ اگر چھوٹی برائی کے دور کرنے مین کوشش کی جاتی تو بڑی برائی بڑھ جاتی اور بڑی برائی پر صدمہ پہنچانے سے چھوٹی برائی کا مہلک اثر کم ہوجاتا۔ برسات کی شدت مین تو کچھ ہو نہین سکتا تھا۔ اب اکتوبر مین اہتمام جنگ شروع ہوا۔

مندسور مین اصل بانی فساد دہلی کا شہزادہ فیروز شاہ تھا۔ ستمبر مین یہ تخمینہ کیا گیا تھا کہ اس پاس پندرہ ہزار سپاہ اور سولہ یا اٹھارہ توپین ہین۔ یہ تخمینہ کچھ کم کیا گیا تھا۔ کرنیل ڈیورینڈ تو چند سپاہیون سے زیادہ سپاہی میدان جنگ مین نہین لاسکتے تھے نہ توپین ان پاس تھین ستمبر کے آخر مین جو حیدرآباد و ناگپور و اجین و گوالیار و مندسور کے خطوط پکڑے گئے تو سب سے یہہ ایک مضمون معلوم ہوا کہ دسہرہ کے بعد مالوہ مین سب ساتھ سرکشی کرین گے اور سرکشی کی مین جان ڈالنے کے لئے بڑے بڑے امیر ناگپور اور حیدرآباد سے آئینگے۔

ابتدا اکتوبر مین فیروز شاہ کی سپاہ جو پہلے دھار اور آمجہرہ مین تھی وہ مہو کی سڑک پر آگے بڑھی اور اسنے کرنیل ڈیورینڈ کی مراسلت کی راہ بمبئی سے بند کرنی چاہی اور نربدا پر قبضہ کرکے نیمچ پر حملہ کرنا چاہا انہون نے ہلکر کی سپاہ کو اپنے پاس آنے کا بڑی تاکید سے بلاوا دیا ہر ایک کام کا مدار اس سرعت پر موقوف تھا جو کرنیل ڈیورینڈ دشمن کو صدمہ پہنچانے مین کرتے تھے۔ ذرا سی دیر لگانے مین سارے کام خراب ہوتے تھے۔ ڈیورینڈ صاحب نے جلدی کی ضرورت جانکر ۲۰ اکتوبر کو ایک سپاہ مندسور اور دوسری گوجری بھیجی کہ باغیون کی سدراہ ہون دھار مین ایک لڑکا تیرہ برس کا انند راؤ پوار اپنے بھائی کی جگہ جو ۲۳ مئی کو ہیضہ سے مرگیا تھا مسند نشین ہوا تھا۔ اسکا وزیر رامچندر بابو جی تھا۔ وہ بڑا ہوشیار

سندسور کی بغاوت

مندسور مین اصل بانی فساد کا شہزادہ

فیروز شاہ

انگریزی زبان سے خوب واقف تھا اور بہت سے انگریزون سے دوستی رکھتا تھا۔ اسے یقین ہوتا تھا کہ انگریزون کا مقلد ہو گا مگر اسنے سارے کام انگریزی پولیسی کے خلاف کرنے شروع کیئے۔ اسنے سپاہ مین بجائے ویسی اجورہ دار سپاہیون کے افغان و مکران وعرب اجورہ دار سپاہی بھرتی کرنے شروع کیئے۔ جب دھار مین اندور کی پہلی جولائی کے غدر کی خبر پہنچی تو یہہ اجورہ دار سپاہی چار سوام جھیرہ کی سپاہ سے جا ملے اور بھوپاور اور سردارپور کو لوٹ لیا اور اسپتالون کو بیمارون اور زخمیون کے سر پہ جلا دیا۔ جب لوٹ لیکر وہ دھار مین آئے تو یہان نوعمر راجہ کے ماموں بھیم راؤ بھوسلا نے انکی بڑی عزت کی اور وہ جو تین توپین چھین کر لائے تھے وہ راجہ کے محل مین لگائی گئین۔

اس ہاگست کو وہ قلعہ دھار پر قابض تھے۔ یہہ معلوم نہین کہ اس مین دربار کی مرضی تھی یا نہین ۵ا۔ اکتوبر کو کپتان ہچن سن پولیٹکل ایجنٹ نے رپورٹ بھیجی کہ بہت سی برا ہین ہتین اس بات کے یقین کرنے کے لئے ہین کہ راجہ کی مان اور ماموں اور دربار کے ممبر دھار مین سپاہ کو بغاوت کرنے کے لئے اغوا کرتے ہین اور دربار کے سب ممبر انکے کردار مشتبہ ہین۔ جب یہہ اطلاع کرنیل ڈیورینڈ کو ہوئی تو انہون نے دھا کے مختار کو جو انکے ساتھ رہتا تھا برخاست کیا اور اسکی معرفت دربار پاس پیغام بھیجا کہ اس کے ممبرن کے ذمہ سارے کامون کی جوابدہی ہے جو وقوع مین آئے ہین یا آ سکتے ہین اور اپنی ساری سپاہ جو جمع ہو سکتی تھی دھار پر حملہ کرنے کے لئے بھیجی۔ ۲۲۔ اکتوبر کو برٹش سپاہ دھار کے سامنے آئی۔ قلعہ سے باہر خوب لڑائی ہوئی۔ باغی شکست پا کر قلعہ کے اندر بھاگے اور چالیس مردے اپنے میدان جنگ مین چھوڑ گئے اور انگریزون کی طرف تین ڈریگونس اور ایک ہندوستانی سوار زخمی ہوئے اور ایک جمعدار اور ایک سوار مارا گیا۔

شہر دھار سے قلعہ دھار جدا ہے وہ سنگ سرخ کا بنا ہوا ہے اسکی فصیل ۳۰ فیٹ اونچی ہے اور اس مین تیرہ مدور اور دو مربع برج بنے ہوئے ہین۔ ۲۵۔ اکتوبر سے قلعہ کا محاصرہ شروع ہوا اور چھ دن تک رہا۔ یہان اہل قلعہ نے یہہ دیکھکر کہ فصیل مین دراڑ پڑ گئی ہے سفید جھنڈا اڑا کر درخواست کی کہ ہم اپنے تئین حوالہ کرین تو آپ کیا شرائط کرین گے

اس کے جواب مین یہہ کہا گیا کہ تم اپنے تئین بغیر کسی شرط کے حوالہ کرو۔ فصیل مین ایسی دڑاڑین تھین کہ سپاہ آسانی سے اس مین داخل ہوئی۔ باغی قلعہ خالی کر کے شمال مغرب مین مفرور ہوئے انکا تعاقب کیا گیا تو چند آدمی لنگڑے سے پکڑے گئے اور کچھ حاصل نہین ہوا۔ کرنیل ڈیورنیڈ نے قلعہ کو مسمار کر دیا اور سر دربار کے ممبرون پر الزامات تحریر کیئے اور گورنمنٹ کے فیصلہ کے لیئے بھیج دیئے۔

مغربی مالوہ مین سپاہ باغیون کے تعاقب مین مندسور کی طرف گئی۔ ۸۔ نومبر کو باغیون نے مہدی پور کی چھاونی پر حملہ کیا۔ یہان ہندوستانی کنٹنجنٹ سپاہ رہتی تھی جسکے افسر میجر ٹمنس تھے۔ انہون نے اپنی نادانی سے باغیون کو اپنی توپون اور پیادون کے قریب مقیم ہونے دیا۔ اس کنٹنجنٹ نے دغابازی اور نامردی کی کہ بہت سے چالے نصف سوار خیرخواہ رہے انہون نے بہادرانہ مقابلہ کیا اور انکا افسر کپتان مین مارا گیا اور انکے ہندوستانی افسر بھی سخت زخمی ہوئے سو وہ انگریز افسرون کے ساتھ کرنیل ڈیورنیڈ کے کیمپ مین نوین نومبر کو پہنچ گئے

لفٹنٹ جانسن نے حیدر آباد کے تھوڑے سے سوارون اور پیدلون سے قلعہ مجہیرا کو تسخیر کر کے مسمار کر دیا۔ یہان کچھ مقابلہ نہین ہوا۔ دریائے نربدا پر قبضہ ہو گیا جسنے شمال کے مسلمون کو جنوب مین آگ لگانے سے روک دیا۔

جب اورنگ آباد سے بریگیڈیر سٹوورٹ نے سفر کیا ہے تو حیدر آباد کنٹنجنٹ کی ایک رجمنٹ ان سے آن ملی تھی۔ سوار اور بہت سی سپاہ وتوپخانہ الہ آباد مین جمع ہوا یہان یہ سب جبتک رہے کہ برسات رہی۔ جب وہ موقوف ہوئی اور سڑکین خشک ہوئین تو ان سب نے مالوہ مین بہت جلد سفر کیا اور راہ مین پھیلا اور راگھوگڈھ مین سرکش زمیندارون کی سرکوبی کی اور دھار کے سامنے کرنیل ڈیورنیڈ کے لشکر سے مل گئے۔

جب مہدی پور کی خبر آئی کہ باغی اس مین کامیاب ہوئے تو میجر اور صاحب تھوڑی سپاہ ساتھ لیکر مہدی پور کے غارتگرون کے تعاقب مین گئے اور مہدی پور کے سامنے آئے تو انکو معلوم ہوا کہ آج صبح ہی کو باغی یہان سے تمام توپین و ذخائر وغیرہ جو انکے ہاتھ لگا

میجر اور صاحب کا مہدی پور کے غارتگرون

لیکر چلے گئے۔ صاحب اس لیئے ٹھیرے کہ لشکر کھاپی لے تو وہ ٹمنس صاحب کی لیڈی سے ملے جو اپنے خاوند کے ساتھ بھاگ نسکی تھی بحفاظت تمام خاوند پاس پہنچا دیا پھر اور صاحب باغیون کے تعاقب مین گئے بارہ میل کے فاصلہ پر سول گاؤن مین وہ اسنے ملے جنکی تعداد ساڑھے چار سو تھی اور ان پاس دو توپین تھین شام تک ان باغیون سے سخت لڑائی ہوئی پھر باغی بھاگ گئے اور آٹھ توپین اور اپنا سارا سامان چھوڑ گئے جو فتح کرنے والون کے ہاتھ لگا اور اس لڑائی مین باغیون کے ایک سو چھہتر آدمی مقتول اور مجروح ہوئے اور ستر آدمی مقید ہوئے

کرنیل ڈیورینڈ کا چنبل ندی پر پہنچنا۔

کرنیل صاحب بہت جلد سفر کرکے ہرسیا مین چنبل ندی کے کنارہ پر پہنچے۔ اس دریا سے پار جانا بڑا مشکل تھا جب سپہ رائی نرنے دو سٹرکین بنائین تو اسپر گاڑیان اور توپین جاکر دریا پر پہنچکر پار اترین یہہ باغیون کی بیوقوفی تھی کہ انہون نے اس دریا کو بالکل خالی چھوڑ دیا اور انگریزی لشکر کی کچھ مزاحمت نہین کی۔

ڈیورینڈ صاحب مندسور کے پاس آئے۔

۲۰۔ نومبر کو لشکر نے چنبل ندی کے مشرقی کنارہ پر قیام کیا۔ پھر وہ شہر مندسور کے قریب آیا تحقیق کرنے سے معلوم ہوا کہ بالکل امن ہے تو خیمے ڈیرے ڈالے گئے اور سپاہیون نے اپنا کھانا کھایا۔

باغیون کا انگریزی لشکر پر حملہ کرنا اور شکست پانا۔

باغیون مین یہہ مشہور ہوا کہ انگریز دن کو دھار پر شکست ہوئی ہے اسلیئے وہان سے بھاگ کر مندسور پر حملہ کرنے وہ آئے ہین۔ باغیون کے مقتدا و پیشوا ایسی کہانیان بہت گھڑا کرتے تھے۔ ۲۰۔ نومبر کو باغیون نے یہہ سمجھکر کہ انگریزی لشکر پٹ کر آیا ہے اسپر حملہ کیا۔ مگر میدان جنگ مین انکے قدم نہین جمے حیدرآباد کے سوارون نے انکو بھگا دیا اور اسکا تعاقب کیا۔ بھگوڑون مین کچھ مارے گئے باقی شہر مین گھس گئے۔

دوسرے دن ۲۲۔ نومبر کو کرنیل ڈیورینڈ نے مندسور کی ندی سے اتر کر شہر کے مغرب مین یا اسکی فصیل سے دو ہزار گز کے فاصلہ پر قیام کیا اس سے مطلب انکا یہہ تھا کہ وہ ایک ہاتھ سے مندسور کو دھمکائین اور دوسرے ہاتھ سے نیمچ کے باغیون کو روکین جو مندسور کے باغیون کی مدد کو آتے ہین۔ انکو جاسوسون کی زبانی معلوم ہوا کہ نیمچ کے باغی بہت سے گورایا کے گاؤن مین

مندسور اور نیمچ کے باغیون کے درمیان کرنیل ڈیورینڈ کا آنا۔

جمع مین -

۱۳ - نومبر کو کرنیل ڈیلو رینہاڈ نے سفر کیا - انگریزی پانچ میدانی توپون نے باغیون ایسے گولے چلائے اور بڑی تیزی وتندی سے سخت لڑائی ہوئی - باغیون کو شکست ہوئی - انگریزی لشکر مین ساٹھ افسر اور سپاہی مقتول اور مجروح ہوئے - رات ہوگئی تو باغی پھر گوریا مین چلے گئے مگر دوسرے دن دس بجے یہہ گاؤن فتح ہوگیا - گولون سے اس مین جو چیز جلنے کے قابل تھی جل گئی - دوپہر کو دوسو بیس آدمی مارے گئے اور انہون نے اپنے تئین حوالہ کردیا - جو وہان باقی رہے رہیلے تھے وہ گاؤن مین خوب جمے رہے - غرض یہہ شکستہ خستہ گاؤن حملہ کرکے لے لیا گیا جب انگریزی لشکر رہیلون سے لڑ رہا تھا تو فیروز شاہ اور اسکے دو ہزار افغانون اور مکرانیون نے مندسور کو خالی کرکے بان گڑھ مین چلے گئے -

تعاقب کرنا ضرور تھا گوریا مین جو صدمہ عظیم پہنچا تو افغان اور مکران شہرون وقصبون وگاؤن کو چھوڑ کر جنگل مین بھاگنے شروع ہوئے ایک گروہ انکا پرتاب گڑھی مین آیا یہان کا رئیس انگریزون کا خیرخواہ تھا اسنے اپنے ٹھاکرون کو بلا کر باغیون پر حملہ کیا ان مین سے اسّی کو مار ڈالا اور باقی کو بھگا دیا - بہت سے باغی اپنے اوپر فتح کرنے والون کے درمیان چنبل کو بیچ مین رکھتے تھے -

اس لشکرکشی سے جو کرنیل ڈیلو رینیڈ کے مقاصد تھے وہ سب پورے ہوئے اب وہ اندور کی طرف چلے اور اندور مین ۱۴ - دسمبر کو داخل ہوئے - انہون نے یہہ ارادہ کرلیا تھا کہ اگر انکے شہر مین داخل ہونے کا مقابلہ مہاراجہ کی سپاہ کرے تو وہ اس سے لڑین - مہاراجہ کی سپاہ مین جسنے دغابازی سے یکم جولائی کو حملہ کیا تھا اب وہ انگریزون کی فتوح کو دیکھ کر بڑی پست حوصلہ ہوگئی تھی اور انگریزون سے مقابلہ کرنے کی جرأت اب اس مین نہین رہی تھی ۱۴ - دسمبر کو کرنیل ڈیلو رینیڈ نے ہلکر کے آئینی سوارون سے ہتھیار لے لیئے اور ان کو بھوپال کنٹنجنٹ کے سکھ سوارون کو سپرد کردیا اور انہون نے ہلکر کے وزیر کو لکھا کہ باقی سپاہ سے بھی ہتھیار لے لئے جائین - اگر درخواست کے موافق کام نہین کیا جائیگا تو وہ خود سپاہ سے ہتھیار لے لینگے - مہاراج کا مختار جواب لایا کہ دربار کا ارادہ سپاہیون کے

تھیار لینے کا ہے آپ سے درخواست کی جاتی ہے کہ جب تک یہہ تھیار لیئے جائین تو وہ سوارون کی لین سے ایک میل کے فاصلہ پر ہون - کرنیل صاحب نے یہہ درخواست منظور کر لی ہلکر کے سوار پیادون سے اسی شام کو تھیار لے لئے گئے کچھ فساد نہین ہوا -

کرنیل ڈیورنیڈ مہاراج ہلکر سے انکے ملنے کے لیئے محل مین گئے اور بڑی ہنسی خوشی ملاقات ہوئی - مہاراج نے اپنی خوشی اپنی فوج کے تھیار لینے پر ظاہر کی دوسرے دن سر روبرٹ ہملٹن آ گئے جنکی جگہہ کرنیل ڈیورنیڈ مقرر ہوئے تھے -

ڈیورنیڈ صاحب نے اپنے مشکل کام کو بخوبی انجام دیا - اگر وہ یہان نہ ہوتے تو نتیجہ کچھ اور ہی ظہور مین آتا وہ یہان کے پولٹکل ایجنٹ بھی تھے اور جنرل بھی تھے وہ ہر چیز کو جو وقوع مین آنے والی تھی پہلے سے دیکھ لیتے تھے اور اسکا علاج کرتے تھے - انکی سی پیش بینی اور پیش اندیشی کمتر آدمیون مین ہوتی ہے جو کچھ انگریزون کے ہاتھ سے نکل گیا تھا اسکو انہون نے اپنے حسن تدابیر سے چار مہینے مین پھر حاصل کر لیا اور بڑی بڑی لڑائیون مین انہون نے مردانگی اور فرزانگی کو نمایان کیا - انکے کارہا نمایان کی تفصیل کے لیئے ایک جدا کتاب کی ضرورت ہے

# باب سوم

## ساگر اور نربدا کا ملک اور ناگ پور

وہ ملک جو ساگر اور نربدا کے اضلاع سے موسوم ہے اس کے شمال مین اضلاع باندہ و الہ آباد و مرزاپور ہین اور جنوب مین ناگپور اور مملکت نظام اور مغرب مین گوالیار اور بھوپال - اس مین ہندوستانی ریاستین ریوان و کوٹھی و مہیر و اچھارگی و سہاول ہین اور انگریزی اضلاع ساگر - جبل پور - ہوشنگ آباد - سیونی - دموہ - نرسنگ پور - بیتول و جھانسی و چندیری و ناگودہ و منڈیہ ہین -

اضلاع زیر بداری ساگر کی چھاؤنیان

ان اضلاع مین تین چھاونیان تھین ایک ساگر مین دوسری جبل پور مین وتیسری ہوشنگ آباد مین۔ ساگر مین نمبری ۳۱ و ۴۲ نمبر بنگال ہندوستانی پیدل رجمنٹین اور تیسری نمبر اَیگی سوارون کی رجمنٹ اور اٹھوین یوروپین گولہ انداز جبل پور مین نمبری ۵۲ بنگال ہندوستانی پیدل رجمنٹ اور ہوشنگ آباد مین اٹھائیسوین مدراس پیدل رجمنٹ اور ساگر کے ضلع مین سیج صاحب بریگیڈیر تھے جنکا ہیڈکوارٹر ساگر مین تھا۔

ساگر مین سیج صاحب +

بریگیڈیر سیج صاحب کو ہندوستانی سپاہ پر اعتبار ایسا تھا کہ جب ایک راجہ نے سرکشی کی تو اس سے لڑنے کے لئے ساگر سے سپاہ بھیجی اور اسنے وعدہ کیا کہ اگر راجہ کو زندہ پکڑ کر یا اس کا سر کاٹ کر لاؤ گے تو چھ ہزار روپیہ انعام پاؤ گے۔ چندروز بعد بریگیڈیر کو معلوم ہوا کہ ہندوستانی سپاہ پر بے اعتباری ظاہر کرنے کی پولیسی سے کام نہین چلے گا مگر ساگر ان پاس صرف اڑسٹھ یوروپین سپاہی تھے۔ اور ایک حصار قلعہ تھا جس مین میگزین اور بیطری کا سامان رہتا تھا۔ غرض یہہ ضلع ہندوستانی سپاہ کے ہاتھ مین تھا۔

للت پور مین سرکشی

۱۲ جون کو سیج صاحب پاس للت پور سے توپون کے لئے درخواست آئی صاحب ممدوح نے توپین اور سپاہ بھیجی جس شام کو ساگر سے اس سپاہ نے سفر کیا ہے للت پور مین گوالیار کنٹنجنٹ کی تین کمپنیون نے کھلی بغاوت کی خزانہ کو لوٹ لیا انگریزی افسرون کو نکالدیا جو بھاگ کر بان پور کے راجہ پاس گئے جو بظاہر دوست معلوم ہوتا تھا مگر للت پور کے قریب آدمیون کو بغاوت کے لیئے آمادہ کرتا تھا۔

راجہ بان پور

جب راجہ بان پور نے دیکھا کہ سپاہی للت پور کے خزانہ کو لیکر سفر کر رہے ہین تو انپر حملہ کیا مگر ہزیمت پائی تو حیران ہو کر اسنے اپنے انگریزی مہمانون کو تیرھی مین بھیجکر مقید کیا اور جلدی سے اس سپاہ سے ملنے کا ارادہ کیا جو ساگر سے روانہ ہوئی تھی تا کہ اسکو یہہ ترغیب دے کہ وہ اس کے ساتھ شریک ہو جائے۔ میجر گاسین جو اس سپاہ کے افسر تھے انہون نے للت پور کی بغاوت اور بان پور کے راجہ کی حرکت سنکر سیج صاحب سے کمک طلب کی انہون نے چارسو پیادے اور سو سوار کمک کے لیئے بھیجدیئے

یہہ سپاہ ۱۹ جون کو چلی اور ۲۳ جون کو میجر گاس سین کی سپاہ سے ملی۔ میجر صاحب نے اس اپنی کل سپاہ سے قلعہ بالا بیٹ پہ جسمین باغی بھرے ہوئے تھے حملہ کیا اور سولہ سپاہی قید کیئے جنسے کہ حملہ آور سپاہ نے انکی جان بچانے کا اقرار کرلیا۔ دو دن بعد جب بال تھون مین سپاہ آئی تو سپاہیون نے ان قیدیون کو ٹھیرایا۔ میجر گاس سین نے انکو بان پور کے راجہ کو حوالہ کیا۔ یہہ کام ہوا ہی تھا کہ راجہ بان پور انگریزی سپاہ مین آیا اور اسنے کہا کہ مین تم کو بارہ [۱۲] روپیہ ماہوار دونگا تم اپنے افسرون کو چھوڑکر میرے پاس اپنے ہتھیار اور میگزین لے کر چلے آؤ سپاہیون نے اسکی درخواست کو قبول کرلیا اور اپنے افسرون کو نکال دیا۔

سیج صاحب کی تیاری لڑنے کے

جب اس حال کی خبر سیج صاحب کو پہنچی تو انہون نے میگزین اور خزانہ اور عورتون بچونکو محفوظ کیا اور ہندوستانی سپاہیون کو قلعہ کی پہرہ چوکی سے برخاست کیا اور ۳۰ جون کو یوروپین اور ساٹھ ہندوستانی خیرخواہ سوارون کے ساتھ قلعہ مین گیا اور یہان تمام ہندوستانی افسرن کو بلایا اور آزادانہ اپنے اس کام کی وجہ کو بیان کیا اور یہہ اسپر اضافہ کیا کہ سپاہیون نے اپنی عزت کو خاک مین ملایا اور بغاوت کی اس عزت کے حاصل کرنے کی فقط یہہ ایک ترکیب ہے کہ وہ بغاوت کے سرغنون کو حوالہ کرین جنکو انصاف کے موافق سزا دی جائے +

سپاہیون کا بدخواہ ہونا اور خیرخواہ ہونا پھر اس مین دونو کا لڑنا

تینون رجمنٹون کے افسرون پہ صاحب ممدوح کی تقریر کا اثر ہوا انہون نے اقرار کیا کہ جو کچھ آپ فرمائینگے وہ ہم کرینگے۔ دوسرے دن صبح کو تیسری غیر آئینی رجمنٹ اور بیالیسوین پیدل رجمنٹ نے کھلی بغاوت کے بازار کو اور انگریزی بنگلون کو لوٹ لیا۔ اکتیسوین رجمنٹ خیرخواہ رہی اور ۷ جولائی کو انکے ایک سپاہی نے ایک سوار کو مار ڈالا جنے اسپر گولی چلائی تھی۔ جسکے سبب دونو ہندوستانی رجمنٹون مین لڑائی ہوئی۔ بیالیسوین رجمنٹ پاس دو توپین تھین اسکی اکتیسوین رجمنٹ اسپر غالب نہ آسکی تو اسنے قلعہ مین امداد کی درخواست کی۔ سیج صاحب نے انکی امداد کے لیئے ساٹھ خیرخواہ سوار بھیجے پھر دونو پلٹنون مین خوب لڑائی ہوئی اکتیسوین رجمنٹ کے چالیس سپاہی باغی پلٹن سے جا ملے تو پھر اس پلٹن نے قلعہ سے توپون کی امداد چاہی۔ شام ہونے کو تھی اس لئے سیج صاحب نے کہلا بھجوایا کہ کل صبح کو تم کو ہم فتحمند کرینگے

اس کہنے سے اس رجمنٹ کی تو ہمت بڑھی اور باغی رجمنٹ کی ایسی دلشکنی ہوئی کہ وہ رات کو
بھاگ گئی کچھ میلون تک اسکا تعاقب خیرخواہ سپاہ نے کیا اور ایک توپ انکی چھین لی ۔
اس خیرخواہ رجمنٹ کے تو چالیس سپاہی بھاگ گئے تھے باقی خیرخواہ رہے چالیس جو
بھاگ گئے تھے انکے عوض مین بیالیسوین باغی رجمنٹ کے پچاس سپاہی انکے ساتھ آن ملے
اور ساٹھ خیرخواہ سوارون کے ساتھ اسیقدر اور سوار خیرخواہ بن گئے ۔

اسوقت سے لیکر سو فنت تک کہ سرہیو روز لشکر لیکر چلے ۔ جبل پور ۔ ساگر ۔ چندیری
جھانسی ۔ جالون باغیون اور انکے قبضے مین تھے اور وہ انکو پامال کرتے تھے ۔ قلعون کو فتح
کرتے تھے دیہات کو لوٹتے تھے مدتون تک کسی نے انکو ان کرتوتون کی سزا نہین دی
ہر یک ضلع کا حال اب ہم تم کو سناتے ہین ۔

للت پور کا حال تو تم سن چکے اب جبل پور ساگر سے جنوب مشرق مین ایک سو گیارہ میل کے
فاصلہ پر ہے اس مین باونوین رجمنٹ پیدل ہندوستانی رہتی تھی جسکے کمان افسر
لفٹنٹ کرنیل جینکنسن صاحب تھے ۔ ممالک ساگر اور نربدا کے پولٹکل ایجنٹ میجر
ارسکن صاحب تھے صدر مقام جبل پور مین تھا ۔ اس رجمنٹ نے اپنے افسرون سے کہا کہ ہم
جب تک خیرخواہ رہین گے کہ کوئی یوروپین رجمنٹ ہمارے ہتھیار لینے نہین آئیگی ۔ جب
کامٹی سے کشتی کولم جبل پور مین ۱۲ ۔ اگست کو آیا اور ایک گونڈ خاندان کا راجا سنکر شاہ
اور اسکا بیٹا بغاوت کے سبب سے توپ سے اڑائے گئے باونوین رجمنٹ چپ چاپ
پٹن کی تحصیل مین چلی گئی یہان اسکی ایک کمپنی رہتی تھی جسکے کمانیر میک گریگور صاحب تھے
جسکو انہون نے مار ڈالا ۔

مدراس کا کولم اس رجمنٹ کے پیچھے پڑا اسنے کٹن جی مین اسکو بڑی شکست دی اور سو سوا سو
آدمیون کو مار ڈالا اور اسنے زیادہ کو زخمی کیا اور متحشدون کا ایک سپاہی مارا گیا اور پچاس زخمی
ہوئے ۔ پھر جبل پور مین یہہ کولم واپس آیا ۔

یہہ راجہ بہت جگہہ سے مال لوٹ کر نرولی مین جو ساگر سے نو میل ہے مقیم ہوا اور خوب قلعہ بندی
کرلی ۔ ۱۵ ستمبر کو اسکی سرکوبی کے لیئے ساگر سے لشکر ماتحت لفٹنٹ کرنیل دال پیل کے بھیجا گیا

مگراس مہم مین کامیابی نہین ہوئی لڑائی مین سپہ افسر مارا گیا گو باغیون کا بہت نقصان ہوا مگر اس سے
کچھ اس نہین ہوا باونوین رجمنٹ کے باغی سپاہی جنکی تعداد پانچ سو بیس تھی کٹنی جی سے شکست
پاکر ملک برباد کرنے لگے آس پاس کے باغی راجہ انکے ساتھ ملتے جاتے تھے جس سے انکو
تقویت ہوتی تھی ۔ اور وہ ملک کو تاخت و تاراج کرتے پھرتے ۔ کئی دفعہ انسے مدراس کالم کی
لڑائیان ہوئین جنکا نتیجہ یہہ ہوتا تھا کہ وہ ایک مقام سے بھاگ کر دوسرے مقام مین جا کر غارتگری
کرنے لگے یا ایک جنگل سے دوسرے جنگل مین چلے گئے ۔

نرسنگ پور مین افسر کلان کپتان ٹرنن تھے اور یہان اٹھائیسوین رجمنٹ مدراس کی چار کمپنیان
اور انکے افسر کپتان وول لی تھے ۔ یہہ سپاہ سب وقت خیرخواہ رہی اور افسرون کے ساتھ سارے
ضلع کا بندوبست کرتی پھری نربدا کے شمالی اضلاع سے انہون نے باغیون کو نکال دیا ۔ باغیونکی
ایک مجمع کا افسر دل گنجن جان تھا اس سے لڑائی ہوئی اسکو پکڑ کر پھانسی دی ۔ چیرالپور کے قریب باغی
اکٹھے تھے جب ول لی صاحب وہان گئے تو اس مقام کو باغیون سے خالی پایا ۔ ٹرنن صاحب
باغیون کے تعاقب مین گئے تو انہون نے انکے خیمے اور ایک توپ اور بہت سے ہندوستانی
ہتھیار چھینے ۔ اس افسر نے جنوری ۱۸۵۸ء مین رائے گڈھ اور مدن پور کے حملہ کرنے والے
باغیون کو شکست فاش دی ۔ اس طرح سے نرسنگھ پور کا ضلع بالکل باغیون سے پاک صاف ہو گیا ۔

ناگود
— ناگود ایک چھاونی اونچا ہاڑا ضلع مین ہے جو ریوان سے ۸۴ میل اور الہ آباد سے ۱۰۸ میل
اور ساگر سے ۳۴ میل کے فاصلہ پر ہے اس مین پچاسوین رجمنٹ پیدل بنگال ہندوستانی
رہتی تھی جسکے افسر میجر ہیمش صاحب تھے ۔ ۲۷ ۔ اگست تک یہہ سپاہ خیرخواہ رہی ۔ جب ناگود
مین کنور سنگھ کے آنے کی خبر ہوئی تو اسکو حکم ہوا کہ وہ اس سے لڑنے جائے ۔ اس نے
بہت خوشی سے لڑنے کے لئے کوچ کیا مگر جب وہ ناگود سے دوسرے میل پر پہنچی تو اسنے
اپنے افسرون سے کہا کہ اب آپ کی ہمکو ضرورت نہین رہی آپ چلے جائیے ۔ کچھ سپاہی تو
افسرون کے ساتھ مرزاپور چلے گئے باقی ناگود مین واپس آئے ۔ اسکو لوٹ لیا اس مین آگ
لگا دی اور تمام ضلع کو لوٹنا شروع کیا ۔

ریوان مین راجہ رہتا تھا وہان ولوبائی اوسبورن صاحب ایجنٹ تھے جو یہان بالکل صاحب اختیار

انہون نے اس راجہ کو اپنے اختیار مین ایسا کر لیا کہ اسنے ۸۔ جون کو اپنی ساری سپاہ برٹش گورنمنٹ کو سپرد کر دی۔ ولوبائی صاحب نے راجہ کی سپاہ مین سے آٹھ سو سپاہی اور دو توپین اور پٹن مین بھیجین جو ضروری راستون کو کھلا رکھین اور گیارہ سو سپاہی اور پانچ توپین کڑا بھیجین کہ وہ مرزا پور اور ساگر کے درمیان راہ کھلی رکھین اور راجہ کی اجازت سے سات سو سپاہ باندہ بھیجی اور راجہ سے اشتہار دلا دیا کہ جو سپاہی اچھی کارگذاری کرینگے انکو بڑا انعام اکرام ملیگا۔ غرض صاحب ممدوح نے ایسی دانائی سے بندیل کھنڈ کے چھوٹے چھوٹے راجاؤن کو باغی نہین ہونے دیا۔ راجہ ریوان کی سپاہ سے ایسا بندوبست کیا کہ بندیل کھنڈ مین باغیون کا پاؤن جمنے نہ پائے

ناگپور جو پہلے بھونسلا کے خاندان کی دارسلطنت تھا ۱۸۵۳ء سے سنٹرل انڈیا کے چیف کمشنر کا صدر مقام تھا اسکا محیط سات میل تھا و آبادی ایک لاکھ تھی۔ غرض سنٹرل انڈیا مین سب سے بڑا شہر یہی تھا اس مین جارج پلوڈن صاحب چیف کمشنر تھے انکے پاس یوروپین سپاہ مدراس ارٹلری کی ایک کمپنی تھی جسکا صدر مقام کامٹی گیارہ میل کے فاصلہ پر تھا اور مقامی ہندوستانی سپاہ جوان پاس تھی اس کے رہنے کے مقامات یہہ تھے کہ کامٹی یا ناگپور مین ہیڈ کوارٹرس پہلی پیدل و پہلی سوارون کی رجمنٹ کا اور ناگپور کی عیرآئینی سپاہ کے ارٹلری کا تھا اور ناگپور سے جنوب مین پچاس میل پر دوسری پیدل اور پہلی رجمنٹ کے ایک حصہ کا صدر مقام تھا اور ناگپور سے شرق مین چالیس میل پر بھنڈارہ مین پہلی رجمنٹ کے دوسرے حصہ کا ناگپور سے ۷۰ میل پر اور رائے پور مین تیسری رجمنٹ کے بڑے حصہ کا اور اس رجمنٹ کا باقی حصہ کا بلاس پور مین صدر مقام تھے۔ یہہ سب سپاہ مین مقامی تھین اور کامٹی مین مدراس کا ایک برگیڈ رہتا تھا اور میجر پرینڈرگاسٹ اس سپاہ کے کمانڈر تھے۔ جب سے کہ میرٹھ کے غدر کی خبر یہان مشہور ہوئی تو یہان کی سپاہ مین بغاوت کے آثار نمود ہونے شروع ہوئے۔ خاصکر مقامی سپاہ کے سوارون مین۔ پلوڈن صاحب اسکو دیکھتے تھے ان پاس یوروپین سپاہ تھوڑی تھی اور ہندوستانی رجمنٹین پانچ تھین۔ ۱۳۔ جون کو انکو بغاوت کے آثار معلوم ہوئے تو انہون نے بڑے کمال کا کام یہہ کیا کہ کرنیل کیمبرلین جو اپنی سپاہ پر پورا اعتبار کرتے تھے انکو اپنے ساتھ شریک کرکے ۱۷۔ جون کو ہندوستانی سوارون سے ہتھیار لیلیے

اور ریسیڈنسی کو بارک بنا لیا جس مین سول اور ملیٹری افسرات کو رکہا گیا مدراس کی سپاہ خیرخواہ رہی اور جب اسکا ایک حصہ جبل پور بہیجا گیا تو اسکا قائم مقام بہی خیرخواہ سپاہ کا آیا۔ غرض طرح پلوڈن صاحب کی دانائی اور ہوشیاری سے یہان کوئی دنگہ فساد برپا نہین ہونے پایا۔

# باب چہارم

## قلمرو نظام

### حیدر آباد

قلمرو نظام جسکا نام حیدر آباد دکن ہے بند ہیاچل کے جنوب مین ہندوستان کا ایک حصہ ہے جسکا رقبہ تقریباً بچانوے ہزار تین سو سینتیس مربع میل ہے اس کے شمال مشرق مین اضلاع متوسط ہین جنکا دارالحکومت ناگپور ہے اور جنوب مغرب مین مدراس پریسیڈنسی کا ایک حصہ ہے اور مغرب مین بمبئی پریسیڈنسی اور شمال مغرب مین بمبئی پریسیڈنسی کا ایک حصہ اور سیندھیا کی ریاست و ساگرو نربدا کے اضلاع ہین پس جب حیدر آباد کے گرد ایسے شعلہ ناک مقامات ہون اور وہ خود مسلح ہو تو سب سے زیادہ وہ دہشت ناک مقام ہے جس کے لیے یہہ امر ضرور تہا کہ اس کی سرحدون پر امن امان رکہا جائے۔

شروع ۱۸۵۷ء مین حیدر آباد مین نظام ناصر الدولہ تہا اسنے ۱۸ مئی ۱۸۵۷ء کو وفات پائی افضل الدولہ اسکا جانشین ہوا ۱۸۵۳ء مین سالار جنگ وزیر ریاست تہے۔ وہ نہایت دانشمند اور اعلے درجہ کے زیرک تہے وہ اپنے ملک اور اپنے آقا کے سچے دل سے خیرخواہ تہے وہ اس بات کے ثابت کرنے کو اپنا فخر سمجہتے تہے کہ ہندوستان مین ہندوستانیون پر انکی عادات اور خیالات کے موافق عدالت کے ساتھہ ہندوستانی جیسی فرمانروائی کر سکتے ہین ناممکن ہی کہ کوئی اور اجنبی قوم انپر ایسی حکمرانی کر سکے گو انکی رائین یہہ نہین مگر وہ اپنے سچے دل سے

برٹش خصائل واوصاف کے مداح وثنا خوان تھے وہ اس امر کو قطعی ضروری جانتے تھے کہ کوئی
ایسی محیط پادشاہی ہو جو کل ہندوستان پر سلطنت کرے اور جہان تک اس سے ہو سکے
وہ ہندوستانی ریاستون کے اندرونی معاملات مین مداخلت نہ کرے فقط کسی ریاست سے
ایسی قوت لے لے کہ وہ اپنے ہمسایہ پر تلوار چلا سکے ۱۸۵۷ء کے شروع مین یہان رزیڈنٹ
مسٹر بش بائی تھے وہ فروری ۱۸۵۷ء مین مرگئے انکی جگہ میجر متھ برٹ ڈیوسن صاحب مقرر
ہوگئے۔ ۱۶۔ اپریل کو انہون نے اپنے عہدہ کا چارج لیا۔
ہم نے پہلے بیان کیا ہے کہ ناصر الدولہ مر گیا اور اسکا بیٹا افضل الدولہ اسکا جانشین ہوا۔ حیدرآباد مین
جو لوگ ناراض تھے انکو ایک نظام کا مرنا اور دوسرے نظام کا مقرر ہونا بہت سی امیدین دلاتا
تھا۔ نظام اول سالار جنگ پر پورا اعتماد رکھتا تھا یہہ بالکل ممکن تھا کہ اس زبردست وزیر پر دوسرا
نظام اعتماد نہ رکھے پس اب یہہ دیکھنا چاہیئے کہ اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے۔ جب ۱۲۔ جون کی
صبح کو حیدرآباد کے رہنے والون نے اپنی آنکھین کھولین تو دیکھا کہ سارے شہر مین دیوار و بر
اشتہارات چسپان ہین جنپر بڑے بڑے مولویون کی مہرین ثبت ہین جو مومنین کو فتوے
دے رہے ہین کہ کل یوروپین کو مار ڈالو۔ میجر ڈیوڈسن پاس یہہ خبر کچھ دیر کرنہین پہنچی انہون نے
جنرل سے بڑی مستعدی کے ساتھ درخواست کی کہ وہ کل سپاہ کو پریڈ پر بلا کے اور چالیس
گولیون کی باروت ہر سپاہی کو دیدی۔ اس پریڈ کا بڑا اثر بد خواہون پر ہوا۔ ۱۵۔ مئی کی صبح کو بھی
ایسی پریڈ ہوئی جسمین رزیڈنٹ صاحب بھی موجود تھے انہون نے سپاہ کی نمکحلالی مین تقریر کی
اسوقت یہہ بات تحقیق معلوم ہوگئی کہ سالار جنگ پر جو اعتماد اور اعتبار نظام سابق کو تھا وہی
نظام حال کو بھی ہے۔ اس خیرخواہ وزیر نے جب سنا کہ مسجد مکہ کے پاس آدمیون کا بڑا
ہجوم ہو رہا ہے اور ایک سبز جھنڈا بھی کھڑا ہے تو اس وزیر نیک تدبیر نے عرب کے
سپاہیون کو کہ جنپر اسکو اعتبار تھا بھیجا کہ وہ اس ہجوم کو پراگندہ کردے انھے جاکر اسکو
متفرق کردیا۔ بعد ازان سرغنون کو گرفتار کیا اس طرح یہہ بلوہ رفع دفع ہوگیا
مگر تھوڑی دیر کے لیے شہر مین جب باہر سے وحشتناک روزانہ خبرین آنے لگین جن مین
اکثر مبالغہ ہوتا تھا وہ متعصب آبادی کے دلون پر اپنا نقش جمانے لگین اور وہ یہہ دلیلین کرنے لگین

کہ ممالک شمالی و مغربی مین جب ہمارے ہم مذہبون نے اپنے ایمان کے لیئے بیڑا اٹھایا ہو تو ہم کو دکھن مین یہی سزاوار نہین ہے کہ چپ چاپ ہاتھہ پر ہاتھہ دیئے بیٹھے رہین انہون نے اپنے سامعین کے دلونپر یہہ نقش جمایا کہ پچاس برس سے کچھہ زیادہ عرصہ گذرتا ہے کہ دہلی جو ہندوستان مین مسلمانون کا دارالسلطنت تھا کافرون کے ہاتھہ مین آگیا تھا اب پھر بڑی کوشش سے وہ مسلمانونکو پھر ہاتھہ آیا ہے پس اگر اسکی اعانت دکن کے تمام مسلمان کرینگے تو پھر وہ ان سے نہین نکلے گا بالاستقلال سپر قبضہ ہوگا۔

ان الفاظ کا کہنا بہکانا تھا۔ حیدرآباد کے آدمیون کے دلون مین وہ اثر کر گئے۔ حیدرآباد کے باشندے انگریزی عملداری سے آشنا نہ تھے اور کبھی اسکی برکتین انکی سرحد پر بھی نہین آئی تھین چند ہفتون مین وہ بگڑ بیٹھے۔

۱۷- جولائی کو شام کے ۵ بجے سے کچھ پہلے پانچ سو روہیلے سپاہی نظام کے ملازم اور حیدرآباد کے آدمیون کی چار ہزار کی بھیڑ بھاڑ نے بلوہ کیا اور وہ رزیڈنسی کی طرف چلے کہ ان تیرہ[۱۳] باغیون اور مطرودون کو چھڑائین جنکے ہاتھہ بغاوت کے خون مین رنگے ہوئے تھے اور انکو میجر ڈیویڈسن نے سالار جنگ کے حوالہ کیا تھا۔ اس وزیر نے جنکے کارندے بہت اچھی طرح کام نہین کرتے تھے اس بلوہ کا حال جب سنا کہ وہ واقع ہوا ہی تھا اس نے فوراً ایک خاص پیغام رزیڈنٹ کے پاس بھیجا۔ میجر ڈیویڈسن کو ایسے ہنگامہ کے برپا ہونے کا پہلے ہی سے خیال تھا انہون نے اپنی رسیڈنسی کی خوب قلعہ بندی کر لی تھی اسکے گرد گجون پر توپین چڑہادی تھین انہون نے اپنے ملیٹری سکرٹری میجر برگس کو اطلاع دے رکھی تھی کہ جو سپاہ اس پاس ہے اسکا انتظام ایسا رکھے کہ اگر کوئی حملہ ناگہانی ہو تو سپاہ فوراً اس کے دفع کے لئے آن موجود ہو۔ سات منٹ لگے کہ رسیڈنسی مین ہر سپاہی اپنے مقام پر آن موجود ہوا۔ سرکش مفسد آئے مگر ان مین کوئی ترتیب۔ صف بندی نہ تھی بے قاعدہ جوش مذہبی مین بدمست آئے رزیڈنسی کی فصیل پر سے جو ایہ گراب کی ایک باڑ پڑی تو جیسے جلدی آئے تھے ایسے ہی جلدی بھاگ گئے کتے کی چال آئے تھے بلی کی چال بھاگے۔ پھر دوبارہ وہ اسی طرح آئے اور اسی طرح بھاگے رزیڈنسی کی اس مار نے انکو لنگڑا کر دیا تھا پھر نظام کی سپاہ نے تو انکو

بالکل ابتر و پریشان کر کے بھگا دیا انہیں سے بہت سے تننگنا کے سرے پر ایک دو منزلی
حویلی مین جا ٹھیرے۔ یہہ تجویز ہوئی کہ انکو اس حویلی مین صبح تک ٹھیرنے دین۔ مگر وہ صبح تک
ٹھیرے نہین رات ہی کو بھاگ گئے۔ رزیڈنسی پر جو حملہ کیا تھا اس مین کئی آدمی مارے
گئے اور نظام کی سپاہ نے جو انکو بھگایا تھا تو بھاگنے مین وہ بہت گرفتار ہوئے
ان کے دو بڑے سرغنہ طرہ بازخان اور مولوی علاء الدین تھے۔ پہلے تو بھاگتے مین مارے
گئے۔ دوسرے گرفتار ہوئے جرم اسپر ثابت ہوا انڈمان کو دائم الحبس ہوکر جلاوطن کیا گیا
حیدرآباد کی آبادی پر ان کامون نے جو اس گستاخانہ حملہ کے فرو کرنے مین کئے گئے بڑا اچھا
اثر پیدا کیا انکو یہہ تحقیق ہوگیا کہ ہمارے خود فرمان روا اور ہمارے ہم مذہب ہی انگریزون کے
طرفدار ہین بس سالارجنگ کی رائے کی منشا کو مسلمان اپنے مذہب کے دیوانے سمجھ گئے کہ اگر ہم سرکشی کرینگے تو
ہمکو صرف انگریزون ہی سے لڑنا نہین پڑیگا بلکہ اس کے ساتھ اپنی گورنمنٹ نظام سے بھی بغاوت کرنی پڑیگی
باوجود ان باتون کے حیدرآباد کی حالت روز بروز نازک ہوتی جاتی تھی حیدرآباد مین بہت سے جنگی عرب بھرے ہوئے تھے تدبیر یہ چلی
آتی تھی کہ سندھ پار سے عرب حیدرآباد مین آتے انکی رجنٹیں بنائی جاتین تھین۔ ان کے سوا ہندوستان کی
بھی جنگی قومین جیسے رہیلے و پنجابی و سکھ و سندھ پار کی نظام کی سپاہ مین بھرتی تھین اور اس پر
طرہ یہہ تھا کہ بہت سے باغی اور موقوف شدہ سپاہی جو دہلی تک نہین پہنچ سکے اور سندھیا نے
انکو نوکر نہین رکھا۔ حیدرآباد مین آگئے تھے سب سے زیادہ وہ خوفناک تھے۔ غرض طرح طرح
حیدرآباد مین بدخواہون کا بڑا ہجوم جمع ہوگیا تھا

گو اور مقامات سے دہشتناک خبرین آنکر شہر مین شہرت پاتین جس سے ان لوگون کے دلون مین
جو انگریزون اور انکی عملداری سے نفرت رکھتے تھے اور اپنے مذہب سے رغبت رکھتے تھے فساد
کرنے پر آمادگی پیدا کرتی تھین جس سے سالارجنگ اور نظام کے لئے دشواریان زیادہ ہوتی تھین مگر
گورنمنٹ نظام اور برٹش رزیڈنٹ مین آپس مین حسن ظن اور اعتقاد ایسا تھا کہ فقط اس سبب سے
امن امان رہا۔ نظام سب قسم کی حکمتین کام مین لاتا تھا جو ہندوستانی صاحب قدرت گورنمنٹ
کام مین لاسکتی تھی کہ بدخواہون کے جوش مذہبی کو روکے اور اس کے ساتھ ہی رزیڈنٹ
نظام کے ساتھ متفق ہوکر ان آدمیون کو اپنی یوروپین سپاہ سے ڈراتا تھا میجر ڈیوڈسن صاحب

حیدرآباد پر ان کامون کا اچھا اثر ہونا

حیدرآباد کی نازک حالت ہونا

نظام کی تدبیر

پاس پور میں پیادون وسوارون اور توپخانون کی کمک آگئی تھی

شروع سال مین میجر ڈیوڈسن نے نظام اور سالار جنگ اور اپنی گورنمنٹ کی منظوری سے حیدرآباد کنٹنجنٹ کا ایک برگیڈ بنایا جسمین پہلی و تیسری اور چوتھی رجمنٹین سوارون کی اور تیسری و پانچوین رجمنٹین پیادون کی اور تین فیلڈ بیٹری اور اردلی نہین۔ اس برگیڈ کا کام ہم آیندہ بیان کرین گے جس سے معلوم ہوگا کہ میجر ڈیوڈسن کو اس پلیسی مین کامیابی ہوئی۔ اسوقت یہہ نظام اور اس کے وزیر کی پولیسیون کی خوبیان تھین کہ بعض اضلاع مین اگر فساد پیدا ہوا تو وہ آسانی سے رفع دفع ہوگیا۔

راجہ شولاپور ایک مستثنی صورت تھی۔ قلمرو نظام مین ایک چھوٹی سی ریاست جنوب مغرب مین شولاپور ہے جسکا راجہ نوجوان تھا اپنی ساری دولت فضول خرچی مین اڑا چکا تھا وہ جانتا تھا کہ بغاوت کرنے سے پھر دولت ہاتھ لگیگی اس لئے اسنے رہیلون اور عربون کو نوکر رکھنا شروع کیا میجر ڈیوڈسن کو راجہ کے سارے حالات کی خبر تھی انہون نے بمبئی پریسیڈنسی کے گورنر سے درخواست کرکے وہان سے اور مدراس پریسیڈنسی سے اور حیدرآباد سے سپاہین روانہ کرائین اور ان کے مقامات ایسے تجویز کیے کہ ضرورت کی صورت مین وہ سب یکجا جمع ہوجائین سوا اس کے انہون نے راجہ کو حماقت سے باز رکھنے کے لیئے اس کے دربار مین جنوری ۱۸۵۸ء مین اپنے بڑے معتمد اسسٹنٹ کپتان روس کیمبل کو بھیجا مگر راجہ نے اسکی پند و اندرز سننے کے لئے اپنے کان بہرے کرلیئے۔ باغیون ہی کا ہمدم و ہم نفس رہا صاحب کے قتل کی تدبیرین کرنے لگا۔ راجہ کے رشتہ دارون نے صاحب ممدوح کو راجہ کے ارادہ سے مطلع کردیا۔

کپتان کیمبل صاحب بن سوگور مین آئے اور انہون نے حکم دیا کہ ونڈہم صاحب شولاپور جائین۔ وہ ۷۔ فروری کو شولاپور مین آگئے۔ راجہ کے رہیلون اور عربون نے سر شام ونڈہم صاحب پر حملہ کیا۔ رات بھر لڑائی رہی۔ ونڈہم صاحب پاس کمکین آگئین تو باغیون نے اپنا حملہ موقوف کیا اور شہر کے قریب جو بلند مقامات تھے اسپر چڑھ گئے۔ ان بلندیون سے انگریزی سپاہ نے توپین مار کر باغیون کو نکالا اس نکالنے مین نیوبری صاحب مارے گئے اور سٹورٹ صاحب سخت زخمی ہوئے۔ باغی شہر مین گھسے یہہ شہر بھی بڑا مضبوط تھا اس کے فتح کرنے کے لیئے اور سپاہ آئی

راجہ نے جب یہہ حالات دیکھے تو وہ چند سوارون کو ہمراہ لیکر حیدرآباد کی طرف مفرور ہوا۔ بازار مین پہرتا تھا کہ سر سالار جنگ نے اسکو گرفتار کرکے رزیڈنٹ کے حوالہ کیا۔

جب راجہ بھاگ گیا تو شورالپور کو سپاہ نے خالی کردیا۔ کپتان روس کیمبل نے اس ملک کا انتظام اپنے ہاتھ مین لیا بس اس طرح قلمرو حیدرآباد مین جو فساد اٹھا تھا وہ ختم ہوگیا۔ اگر خدانخواستہ حیدرآباد کا نظام سرکشی کرتا تو ہندوستان مین بڑی ہل چل پڑتی سارے دکن مین زلزلہ آجاتا اور طوفان برپا ہوتا۔ مگر یہہ سالار جنگ ہی کی دانائی اور دوراندیشی تھی کہ انہون نے اس ملک مین بغاوت کے ہنگامہ کو برپا نہین ہونے دیا۔

# سنٹرل انڈیا۔ کڑوی۔ گوالیار۔ جنوبی مرہٹون کا ملک۔

# باب اول

## سر ہیوروز اور سنٹرل انڈیا

### سر رابرٹ ہملٹن

ہم نے پہلے کسی باب مین بیان کیا ہے کہ سر رابرٹ ہملٹن پولیٹکل ایجنٹ اندور جب رخصت پر ولایت گئے تو انکی جگہ کرنیل ڈیورنڈ مقرر ہوئے۔ جب ولایت مین سر رابرٹ ہملٹن نے میرٹھ کی غدر کی خبر سنی تو انہون نے چھ ہفتے کے بعد ہی گورنمنٹ سے ہندوستان مین واپس جانے کی اجازت حاصل کرلی۔ وہ اگست ۱۸۵۷ء مین کلکتہ مین آ گئے۔ سنٹرل انڈیا ہی مین عہدہ ہائے جلیلہ پر انکی ایام ملازمت کا بڑا حصہ بسر ہوا وہ اس ملک کے چپہ چپہ پر پھرے تھے وہ یہان قسم قسم کے آدمیون سے خواہ ادنے ہون یا اعلے واقف تھے۔ راجہ کے ایام طفلی مین وہی مربی و محافظ تھے راجہ کو انہون ہی نے رموز سلطنت سے آگاہ کیا تھا راجہ انسے بڑا مانوس تھا۔

اس لیے سر رابرٹ ہملٹن جس وقت فرلو سے آئے تو گورنر جنرل نے انسے درخواست کی کہ وہ ایسی تدابیر سوچین

کہ جسمین سنٹرل انڈیا مین انتظام و بندوبست پھر بحال ہو۔ سر روبرٹ نے یہہ تدبیر انکو بتائی کہ ایک بمبئی کولم مئو سے چلے اور جھانسی کی راہ سے کالپی جائے اور ایک دوسرا مدراس کولم جبلپور سے چلے اور بندیل کھنڈ مین گذر کر باندہ جائے۔ یہہ تجویز کمانڈر انچیف پاس بھیجی گئی۔ جنہون نے اسپر منظوری کا حکم صادر کیا۔ ان دونون کولمون کے کام جدا جدا نہ تھے بلکہ وہ ایک ہی اصل کی دو فرع تھین وہ ایک دوسرے کے مدد معاون تھے انکا صرف کام یہی نہین تھا کہ سنٹرل انڈیا مین نظم و نسق کو بحال کردین بلکہ گوالیار کنٹنجنٹ کا اور اور باغیون کا جو سرکارون کے عقب مین ہین سر کچل دین۔

بمبئی کولم کا کمانڈ سر ہیو روز کے سپرد ہوا جنکی سینتیس برس عمر کے سپہ گری کے بڑی بڑی کامون مین گذری تھے آئرلینڈ کے فسادون کو انہون نے مٹایا تھا سنہ ۱۸۴۸ء مین انہون نے سریا کی مہم کا خوب اہتمام کیا تھا۔ کریمیا کی لڑائی مین کار ہاء نمایان کیئے تھے غرض انکے سارے کار ہاء سترگ تاریخ مین قابل یاد سمجھے جاتے ہین۔ وہ ہندوستان مین کہین رزم آرا نہین ہوئے تھے مگر ہندوستان کی جنگ آزمائی مین مظفر و منصور ہونے کے لیئے وہ قدرتی عقل و شعور رکہتے تھے۔ ایام غدر کے اور نامی شجاعون سے انکی ذات والا صفات بالکل جداگانہ اوصاف رکہتی تھی۔ انکی سپاہیانہ استقلال پر وضعداری کی پالش کی ہوئی تھی جیسی میدان جنگ مین انکی شجاعت نمایان تھی ایسی ہی ڈرائنگ روم مین بھی جلوہ آرا تھی انکے دشمن یہہ کہتے تھے کہ وہ اس مقولہ کی ایک مثال ہے کہ بانکا پن ہی آدمی کو عمدہ افسر بناتا ہے

وہ سپاہ جسکا نام سنٹرل انڈیا فیلڈ فورس رکھا گیا تھا اسکا کمانڈ سر ہیو روز نے ۱۷۔ دسمبر سنہ ۱۸۵۷ء کو لیا اسکے دو برگیڈ تھے ایک برگیڈ مئو مین اور دوسرا برگیڈ سیہور مین تھا ان برگیڈ مین سپاہ بہ تفصیل ذیل تھی یورپین پیدلون کی دو رجمنٹین اور یورپین سوارون کی ایک رجمنٹ اور ہندوستانی پیدلون کی چار رجمنٹین اور ہندوستانی سوارون کی چار رجمنٹین اور چار توپخانے اور سیپرز مائی نر کی کچھ کمپنیان اور ایک قلعہ شکن توپخانہ

سر روبرٹ ہملٹن نے جو سپاہ کے سفرون کے لیئے تجویزین کیتھین انمین سے ایک یہہ بھی تھی کہ سر ہیو روز جب تک سفر نہ کرین کہ جبتک انکو یہہ تحقیق نہ معلوم ہو کہ جبلپور سے وٹلوک صاحب نے سفر کیا ہے پس اس لیئے سر ہیو روز کو بمجبوری مئو مین تین ہفتے کے قریب ٹھیرنا پڑا مگر انہون نے اپنا وقت نہین ضائع کیا انہون نے دو برگیڈ مرتب کیئے۔ ملک جو اس کے پاس تھا اس مین انتظام و بندوبست کیا آگے سفر کرنے کی بعین مقرر کی سپاہ کو فرصت دی کہ وہ اپنے مین رنگروٹ داخل کرلے۔

سر ہیو روز

سر ہیو روز کی تیاریان ۔

سر ہیو روز کا مئو مین ٹھیرنا اور وقت کا صرف

۶۔ جنوری ۱۸۵۸ء کو سر ہیو روز مئو سے سیہور میں دوسرے برگیڈ سے ملنے آئے۔ یہاں
۸۔ کو قلعہ شکن توپخانہ بھیجا گیا تھا وہ ۱۵۔ کو پہونچ گیا۔ بھوپال کی خیرخواہ بیگم نے اپنے آٹھ سو سپاہی
سر ہیو روز کی امداد کے لیے بھیجدیے۔ یہہ امداد ساتھ لیکر وہ راحت گڈھ یا رتھ گڈھ کو چلے۔ یہ مضبوط
قلعہ باغیوں کے قبضہ میں تھا۔ ۱۶ سویں جنوری کو پہلا برگیڈ چندیری کو چلا۔ چندیری ایک بڑا مشہور
قلعہ سیندھیا کی عملداری میں ہے۔ پہلے دوسرے برگیڈ کی قسمت آزمائی بیان کرتے ہیں۔

ساگر سے پچیس میل کے فاصلہ پر راحت گڈھ ایک لمبی پہاڑ کی شاخ پر قلعہ ہے جسکے شرقی و جنوبی
رخ تقریباً عمودوار پہاڑ ہیں کہتے ہیں۔ اسکے تمام عدہ کے گرد ایک عمیق اور تند رو ندی بہتی ہے
جو قلعہ کے لیے تر خندق کا حکم رکھتی ہے اور اسکے شمالی رخ پر ایک مضبوط فصیل ہے اور اس کے
محاذی جنگل ہے اور جنگل اور فصیل کے درمیان خندق بیس فیٹ چوڑی ہے اور اسکا مغربی رخ شہر کی اور
ساگر کی سڑک کو دیکھ رہا ہے اور اس کے دروازہ کے بازوؤں پر گول اور مربع برج اور بارہ
بنے ہوئے ہیں۔ ہر رخ پر اور چاروں کونوں پر گرد گج بنے ہوئے ہیں کہ دشمن کو جہانتک ممکن ہو
پاس پھٹکنے نہیں دیں۔ خلاصہ یہہ ہے کہ وہ ایک خوفناک مقام ہے۔

۲۴۔ جنوری کی صبح کو سر ہیو روز اس جگہ آئے انہوں نے کچھ تھوڑا سا نقصان اٹھا کر
دریا کے کناروں پر سے اور شہر کے بیرونی مقامات سے دشمنوں کو نکالدیا اور اس مقام کا
محاصرہ کرلیا۔

جب سر ہیو روز آگے بڑھے تو دشمن پیچھے ہٹے۔ سر ہیو روز نے شہر پر قبضہ کرلیا دشمنوں نے
فصیل سے باہر گھنے جنگلوں سے جسکا اوپر ذکر ہوا نکلکر کئی دفعہ انگریزی ہیڈ بنگاہ پر اور بار برداری
کے جانوروں پر اور رات اس مقام پر بھی حملہ کیا جہاں بھوپال کا لشکر مقیم تھا۔ تھوڑے سے
نقصان اٹھانے سے انکے حملے رفع دفع کردیے گئے۔

دوسرے دن صبح کو بہت سویرے سر ہیو روز نے لشکر لیکر آگے حرکت کی اور ساگر کی سڑک سے
اتر کر جنگل میں داخل ہوئے۔ دشمنوں نے جنگل کی گھاس میں چاروں طرف آگ لگادی۔ سر ہیو روز نے
شعلوں سے اپنے تئیں بچاکر سیپرز مائی نرز بھیجے کہ وہ ایک سڑک بنائیں جسپر توپیں چلکر شہر کے
شمال میں بلندی پر پہنچیں۔ سڑک بنانے میں اور اسپر توپوں کے لانے میں دن کا بہت سا حصہ

اس عرصہ میں انگریزی باقی سپاہ نے شہر پر قبضہ کرلیا اور دشمنوں کو قلعہ کے اندر بھگا دیا۔
تین بجے اس پہاڑی کی بلندی پر قبضہ کرلیا جو قلعہ کے شمالی رخ پر تھی۔ سر ہیو روز نے قلعہ شکن توپوں کے
مقامات مقرر کرکے قلعہ پر توپوں کے گولوں کی بھرمار کی جس سے ۲۔۳ گز دس نیچے قلعہ کی فصیل میں
ایک بڑا انغار پڑا۔ دو آدمی اسکے اندر دیکھنے بھالنے کے لئے گھسے ابھی وہ باہر آئے تھے کہ دفعتہً
بھیڑ کے آدمی خوف زدہ ہوکر چیخنے چنگھاڑتے ہوئے لشکر کے پیچھے آئے جس سے معلوم ہوا
کہ کوئی انکو ڈرانے چونکانے والا آیا ہے تو فوراً معلوم ہوا کہ کسی باغی کا لشکر باغیوں کی امداد
کے لئے آیا ہے۔

راجہ بان پور محاصرین کے لشکر کے عقب میں بہت سے سرکش سپاہیوں کو ساتھ لئے آگے
بڑھتا ایک شان کے ساتھ چلا آتا تھا اس کے پھریرے لہراتے تھے اس کے سپاہی اپنی قوم کے
گیت گاتے تھے۔ سر ہیو روز نے راجہ سے لڑنے کے لئے سپاہ بھیجی۔ راجہ اور سپاہ انگریزوں کی
گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز سنکر اتنے بھی نہیں ٹھیرے کہ ان پر حملہ ہوتا
لشکر کے محاصرین کو توقع تھی کہ صبح کو یورش ہوگی مگر جب صبح کو انکی آنکھ کھلی تو انکو قلعہ کے اندر ایک عجیب
عالم خاموشی نظر آیا۔ دو افسر خندق میں کود کر اور شگاف میں داخل ہوکر قلعہ کے اندر حقیقت حال دریافت
کرنے گئے تو انہوں نے دیکھا کہ چند بوڑھے اور عورتیں اور بچے قلعہ کے اندر ہیں اور قلعہ کی مشرقی
دیوار کی منڈیر سے رستے لٹکے ہوئے ہیں اور اسکے نیچے ایک یا دو آدمیوں کی لاشوں کے
ٹکڑے پڑے ہوئے ہیں محصورین مایوس ہوکر رات کو رستوں پر اتر کر اسطرح بھاگ گئے
کہ انگریزی لشکر کو نظر نہ آئے۔

باغیوں کا تعاقب کیا گیا مگر اسکا کوئی بڑا اثر نہیں ہوا۔ انگریزوں کو جب قلعہ کے خالی ہونے
کی خبر ہوئی تو وہ اسے پہلے بہت دور نکل گئے تھے ۳۰ اپریل کو دوپہر سے پہلے سر ہیو روز کو خبر
ہوئی کہ راجہ بان پور اس قلعہ سے سپاہ بھاگ گئی ہے اور وہ اس کے ساتھ برودیا
گاؤں کے قریب مقیم ہے جو پندرہ میل کے فاصلہ پر ہے تو سر ہیو روز فوراً سپاہ کو ساتھ لیکر
راجہ کے تعاقب کرنے کے لئے گئے۔ ۴ بجے وہ بینا ندی کے کنارہ پر مقیم ہوئے اور پار اترنے
کے لئے لڑائی پر مستعد ہوئے۔ دفعتہً حملہ کیا اگرچہ باغی اچھی طرح لڑے مگر وہ دریا کے پار اتر گئے

دریا کے پار بڑا گھنا جنگل تھا باغیون کو اسنے خوب پناہ دی۔ دریا سے بروڈیا تک قدم قدم پر لڑائی ہوئی جس مین دو انگریزی افسر مارے گئے اور چھ افسر زخمی ہوئے بہت سپاہیون کی جانکا نقصان ہوا۔ انجام کار یہہ ہوا کہ باغیون کو پوری شکست ہوئی۔ راجہ گرفتار نہین ہوا وہ ملک کی راہون کے اونچ نیچ سے خوب واقف تھا کہین جنگل مین جاکر چھپ گیا دوسرے رات کے لشکر راحت گڑھ مین آگیا۔ یہان اسکو رسد ملی جو ساگر سے ہندوستانی ۳۱ رجمنٹ اپنی حراست مین لائی تھی۔

راحت گڑھ کے ہاتھ آنے سے دو بڑے فائدے حاصل ہوئے اول یہ کہ ساگر کے جنوب کا ملک باغیون سے بالکل پاک صاف ہوگیا۔ دوم جنرل کے لئے ساگر جانے کا رستہ صاف ہوگیا جسکے سبب سے ساگر مین ان محصور انگریزون کی امداد ہوگئی جو آٹھ مہینے سے محصور بیٹھے تھے۔

پہلے باب مین ساگر کی حالت بیان ہوئی ہے اس مین کچھ تغیر نہین ہوا تھا۔ محصورین نے کئی موقعون پر باہر نکلکر دشمنون پر حملے کئے اور ان مین کم وبیش کامیابی ہوئی۔ اس ضلع مین جتنے مستحکم مقامات تھے وہ باغیون کے قبضے مین تھے اور انہی کی بدولت وہ ملک پر قبضہ رکھتے تھے اور اپنی غصب کی ہوئی حکومت کو جسطرح وہ کام مین لاتے تھے اسے اہل زراعت بڑے نالان تھے وہ انگریزی عملداری کے آنے کی رات دن دعا مانگتے تھے کہ ظلم وستم کی حکومت جائے اور قانونی حکومت آئے۔ اب انکی دعا مقبول ہوئی۔ سر ہیو روز نے راحت گڑھ سے ساگر کی طرف کوچ کیا ۳ فروری کو وہ اس مین داخل ہوئے۔ قلعہ مین جو یورپین محصور تھے وہ ہاتھیون گھوڑون پالکیون مین سوار ہوکر اپنے رہائی دلانے والون پاس مبارکباد دینے آئے اور ہندوستانی اپنے زنگارنگ کے لباسون مین سڑک کے دو رویہ کھڑے ہوئے مبارکباد دیتے تھے اکتیسوین ہندوستانی رجمنٹ ان چند رجمنٹون مین سے ایک تھی جو کل ایام غدر مین سرکار کی خیرخواہ رہی جسکے سبب سے اسکا بڑا اعزاز واحترام کیا گیا۔

ساگر سے مشرق مین پچیس میل کے فاصلہ پر بڑا مضبوط قلعہ گڑھاکوٹا تھا اس مین فرصتی ۱۸۵۷ء مین نمبری ۵۱ و ۵۲ رجمنٹون کے باغی سپاہی اور اور باغی جمع تھے ان پاس میگزین اور کھانے پینے کا

سامان بہت تھا۔ سر ہیو روز نے ۸۔ فروری کو تھوڑی سی سپاہ نسوڑا کے قلعہ کی تسخیر کے لیئے بھیجی اور ۹ تاریخ کو خود انہون نے قلعہ گڑھاکوٹا کی طرف کوچ کیا ۱۱۔ فروری کو ساڑھے تین بجے دن کے قلعہ انکو نظر آیا۔ انہون نے اسکی آٹھ بجے رات تک خوب تفتیش کی انہون نے دیکھا کہ باغیون نے مٹی کے مورچے سڑک پر جنوب میں بنائے ہین جسپر انکو توقع تھی کہ انگریزی لشکر آئیگا اور وہ قلعہ کے نزدیک بساری گاؤن کے پاس مقیم ہوئے۔ انہون نے باغیون کو بساری سے نکالدیا رات کو دو دفعہ اس مقام کے لینے کے لیئے باغیون نے کوشش کی مگر وہ ناکامیاب رہے۔ دوسرے دن سر ہیو روز نے یورش شروع کی۔ لفٹنٹ سٹرٹ نے ایسے تاک تاک کر گولے ٹھیک نشانون پر مارے کہ باغیون کا دل لڑنے سے چھوٹ گیا انکی ایک توپ نشانہ لگنے سے بیکار ہوگئی۔ ۱۲ کی رات کو دروازہ سے باغی سپاہ نکلکر بھاگ گئی۔ کپتان ہیر نے دوسرے دن صبح کو انکا پچیس میل تک تعاقب کیا۔ باغی دریاے بیاس پر بیاگاؤن کے قریب آئے ہم صاحب بھی انکے پیچھے آئے اور دریا کے پار اترے اور کچھ فاصلہ تک باغیون پر توپین مارین اور انکا بڑا نقصان کیا۔ گڑھاکوٹا سامان سے بھرا ہوا تھا۔ سر ہیو روز نے اسکا مغربی برج مسمار کردیا اور ۱۷۔ فروری کو ساگر مین واپس آگئے۔

ساگر سے ۱۲۵ میل کے فاصلہ پر جھانسی کا فتح کرنا سر ہیو روز کا عین مقصد تھا لیکن جھانسی اور ساگر کے درمیان مال تھون اور مدن پور کی گھاٹیان اور سراہی و مزار کے قلعے اور شاہگڑھ اور بان پور کے قصبے تھے۔ یہہ مقامات جو انکے سد راہ ہوتے انکے مغلوب کرنے کے بعد جھانسی جانے سے پہلے وہ سٹورٹ کے برگیڈ سے ملنا چاہتے تھے۔

اس مہم مین جانے سے پہلے بعض اور خیالات قابل توجہ تھے۔ سر ہیو روز ساگر سے جا نہین سکتے تھے جبتک انکو یہہ صحیح خبر نہ ہو کہ وٹ لوک صاحب کا کولم جبل پور سے ساگر مین آنے کے لیئے چلا ہے پس اس عرصہ مین کہ یہہ خبر ان پاس آئے انہون نے اپنے نقصانات کا جبر کیا اور سامان رسد بہنچایا۔ رسد کی بہم رسانی کی ضرورت اسلیئے تھی کہ یہہ تحقیق ہوگیا تھا کہ جن اضلاع مین لشکر کا گذر ہوگا وہ باغیون سے اور بدخواہ رئیسون سے بھرا ہوا ہے اس لیئے کمشنر کو اس مین کوئی چیز میسر نہین ہوگی اور اگر ہوگی تو بہت تھوڑی چند ہفتے کے بعد کھیسکا موسم

جھانسی کا ارادہ

بعض خیالات کے سبب سے توقف

بھی شروع ہونے کو تھا جس مین سبز گھاس کا ایک پتا بھی نہ ملتا۔ سر ہیوروز نے ان باتون کو سوچکر
بھیڑ بکریان بیل اناج آلما بہت سی چارا اور سوڈا واٹر یہہ سب چیزین جمع کین۔ بھوپال کی خیرخواہ
بیگم نے بہت سا غلہ ان پاس بھیجا۔ انہون نے بیمارون اور زخمیون کو ساگر کے فیلڈ ہسپتال
مین بھیجدیا۔ قلعہ شکن توپون کا میگزین خوب اکٹھا کیا اور اس مین ساگر کے اسلحہ خانہ سے بہت
قسم کی بھاری بھاری توپین زیادہ کین جس کے سبب سے اسکا زور بہت بڑھ گیا ہاتھی اکٹھے
کیئے اور سب سے بڑی بات یہہ کی کہ یورپین سپاہ کے لیئے گرمی کی وردی تیار کرائی۔
آخر کو یہہ خبر آئی کہ وٹ لوک صاحب جبل پور سے چلے ہین۔ اب تو ۲۶ فروری کو سر ہیوروز
نے میجر اور صاحب کو حکم دیا کہ وہ اپنی سپاہ کے ساتھ اس راستہ پر جائین جو انکے خود راستہ کا
متوازی ہے اور وہ دو نیچے خود باقی لشکر کے ساتھ چلے دوسرے دن انہون نے کچھ گولے
مار کر قلعہ بڑودیلے لیا۔

۳ مارچ کو وہ مالتھون گھاٹی کے سامنے آئے۔ یہہ گھاٹی قدرتی بڑی طاقتور تھی اور اسکو
باغی سپاہیون اور سرکشون نے اور بھی زیادہ استوار کر لیا تھا۔ سر ہیوروز کو اس کے حالات
خوب دریافت کرنے سے یقین ہوا کہ اسپر براہ راست حملہ کیا جائیگا تو جانون کا بہت نقصان ہوگا
اس لیئے انہون نے ٹھیرایا کہ دشمن کے دھوکہ دینے کے لیئے سامنے حملہ کیا جائے اور سپاہ کا
بڑا حصہ پہاڑون پر مرتفع زمین پر قبضہ کر کے مدن پور کی گھاٹی سے گذرے یہہ سوچکر انہون نے
۴ مارچ کو میجر سکوڈمور کو حکم دیا کہ وہ مالتھون کی گھاٹی کو دھمکائے اور خود سپاہ لیکر مدن پور پر گئے
گھاٹی جو مدن پور کو جاتی تھی وہ ایک تنگنا دو پہاڑون کے سلسلہ کے درمیان تھی جو
جنگل اور جھاڑیون سے بھری ہوئی تھی اس کے دونو طرف باغی بلندی پر چڑھے ہوئے تھے اور
انہون نے اسپر توپین بھی لگا دین تھین۔ اور دور دور لڑنے والے بھیجدیئے تھے کہ وہ جنگل مین
چھپکر انگریزی لشکر کو ستائین جو آگے بڑھا چلا آتا ہے۔ انگریزی لشکر چھ میل بائے کوہ مین آیا
اور پھر اسنے پہاڑ پر چڑھنا شروع کیا۔ اسپر باغیون نے حملہ کیا۔ انگریزی توپون نے ادھر گولے مارنے
شروع کیئے۔ برٹش لڑنے والون نے باغیون کے پیدلون کو بھگایا مگر پھر انہون نے انگریزی لشکر کو
ایسا تو پخانہ لگایا کہ اسکی پیشقدمی تھوڑی دیر کے لیئے رک گئی۔ سر ہیوروز نے حکم دیا کہ توپین چند گز

پیچھے ہٹائی جائین۔ انکاخود گھوڑا رانون کے تلے زخمی ہوا اور توپچیون کو مجبور ہو کر توپون کی آڑ مین چھپنا پڑا۔ گولیاں اولون کی طرح پڑتی تھین اور مقتولین اور مجروحین کی تعداد زیادہ ہوتی جاتی تھی۔ ایشیائی سپاہی سب چیزون کا مقابلہ کر سکتے ہین مگر یورپ مین پیدلون کے سامنے نہین ٹھیر سکتے۔ جب پیدلون نے باغیون پر حملہ کیا تو وہ بے اوسان ہو کر بھاگے۔ انکا تعاقب انگریزی سپاہ نے کیا اور جب وہ قصبہ مدن پور پر پہنچے تو اسنے دم لیا۔ مگر اس قصبہ مین باغی بھرے ہوئے تھے۔ چند منٹ تک وہ لڑے مگر پھر توپون کی باڑ سے جنگل مین بھاگ گئے سوار انکے تعاقب مین بھیجے گئے انہون نے سروہی تک تعاقب کیا۔

اس فتح کا بڑا اثر یہہ ہوا کہ اسنے باغیون کو ایسا ڈرایا کہ انہون نے بڑے مستحکم مقامات مفصلۂ ذیل خالی کر دیئے خوفناک گھاٹی مال تھون۔ اسکے عقب مین قلعہ نرہٹ چھوٹا سا قلعہ سروہی مین بڑا مضبوط قلعہ مرار۔ بان پور کا قلعہ بڑا مستحکم۔ قلعہ تال بہٹ جو متنع الفتح تھا انہون نے نبیا اور بیتواندیون کو چھوڑ دیا۔ صرف قلعہ چندیری کو جو بیتوا کے بائین کنارہ پر تھا اپنے قبضہ مین رکھا۔

اب ہم سرہیو روز کا ذکر مدن پور کی فتح کے بعد چھوڑ کر حیدر آباد کنٹنجنٹ کا ذکر کرتے ہین جو مندسور مین میجر آور صاحب اور میجر کیٹنج کے ماتحت چھوڑا گیا تھا۔

ہمنے پہلے بیان کیا ہے کہ جب کرنیل ڈیورنید اندور مین آئے ہین تو انہون نے مغربی مالوہ مین بالکل امن امان قائم کر دیا تھا اور اس مین امن امان قائم رکھنے کے لیئے مندسور مین حیدر آباد کنٹنجنٹ کو ماتحت میجر اور صاحب اور میجر کیٹنج صاحب کے متعین کیا تھا۔ دوسرے صاحب اس صوبہ کے پولٹکل ایجنٹ اور ملیٹری گورنر تھے۔ یہہ برگیڈ سر رابرٹ ہملٹن کے آنے تک مندسور مین مقیم رہا مگر انہون نے آتے ہی اس لشکر کو حکم دیا کہ وہ آگرہ کی سڑک پر روانہ ہو اور ڈاک اور تار کو جاری کرے جو نمارت ہو گئے ہین۔ جب ان دونو صاحبون نے آگرہ کی سڑک پر سفر شروع کیا تو لوگ رات کو سڑک پر تارون کے گولے اس خوف کے مارے رکھ جاتے کہ اگر یہہ تار انکے گھر مین پکڑے جائین گے تو معلوم نہین کیا خرابی سر پر لائین گے اور ڈاک کے تھیلے جو پوسٹ ماسٹر چھوڑ کر بھاگے تھے وہ گھاس اور لکڑیون کے ڈھیرون مین چھپے ہوئے انکو ملتے تھے اس چھوٹی سپاہ نے گونہ تار لگا دیا اور یہان انہون نے توقف کیا کہ چندیری کو جو پہلا برگیڈ ماتحت سٹورٹ صاحب کے

چلا آتا ہے اسے لیکن اب اس سے پہلے برگیڈ کا حال بیان کیا جاتا ہے۔

سر ہیو روز کی ہدایت کے موافق سٹوورٹ صاحب نے ۱۰ ارجنوری کو مئو سے گونہ کی سڑک پر سفر کیا جسکو اور صاحب اور کننگ صاحب نے صاف کر دیا تھا۔ چندیری ایک بڑا مشہور شہر ہندوستان کا ہے مسلمانون کے عہد مین اسکا بڑا عروج تھا اب اس مین کوئی شان سلطنت کی چیز سوا اس قلعہ کے باقی نہین رہی۔ یہہ قلعہ بڑا مضبوط تھا اس مقام مین فروری ۱۸۵۸ع مین وہ سپاہی جمع ہوئے تھے جنکو سر ہیو روز نے شکست دی تھی اور انہون نے آپس مین حلف اٹھایا تھا کہ ہم اس قلعہ کو کامیابی کے ساتھ دشمن کے ہاتھ سے بچائینگے یا مر جائینگے۔ بریگیڈیر اور صاحب اور کننگ صاحب کے ساتھ گونہ سے بریگیڈیر سٹوورٹ صاحب روانہ ہوئے۔ ۵۔ مارچ کو وہ کھوک واسا مین آئے جو چندیری سے چھ میل پر تھا۔ کھوک واسا اور چندیری کے درمیان سڑک بڑے گھنے جنگل کے اندر جاتی ہے سٹوورٹ صاحب نے پانچ میل اس سڑک پر سفر کیا آگے باغیون نے اسکو مسدود کر رکھا تھا مگر انجنیرون نے اسکو صاف کرنا شروع کیا انہون نے کچھ بہت دیر تک یہہ کام نہین کیا تھا کہ باغی باہین طرف پہاڑی پر چڑھ گئے اور وہان پہنچکر انہون نے بندوقین مارنی شروع کین۔ یہان سے انگریزی سپاہ نے اسکو نکال دیا۔ پھر انگریزی سپاہ کچھ آگے بہت نہین گئی تھی کہ اسپر ایک احاطہ کی دیوار سے جو قلعہ سے ایک میل پر تھا دشمنون نے بڑی آتش باری کی۔ چند افسر دیوار کی منڈیر پر چڑھ کر احاطہ کے اندر گئے اور باغیونکو یہان سے نکالدیا اور سٹوورٹ صاحب نے قلعہ کی مغربی طرف پہاڑی پر قبضہ کیا۔

سٹوورٹ صاحب . ہمسایہ کے دیہات کے صاف کرنے مین اور مناسب مقامونپر توپون کے لگانے مین چند روز تک مصروف رہے۔ ۱۳۔ فروری کو قلعہ شکن توپون نے قلعہ پر اپنے گولے لگانے شروع کیے اور ۱۶۔ کو قلعہ کی فصیل مین دڑار ایسی ڈالی کہ اس مین سے سپاہ قلعہ کے اندر جا سکتی تھی۔ ۱۷۔ فروری کو سپاہ نے یورش کر کے قلعہ کو مع توپون کے تسخیر کر لیا اور باغی بھاگ گئے۔

چندیری پر حملہ ہونے کی خبر سر ہیو روز کو ۱۸۔ فروری کو پہنچی اور اطلاع ہوئی کہ وہان کی قلعہ نشین سپاہ

شمال کی طرف بھاگی جسکے تعاقب مین سر ہیو روز نے حیدر آباد کنٹنجنٹ روانہ کیا۔ اسنے بعض
اونٹ اور ٹٹو پکڑے ۱۹ کو سر ہیو روز نے چنچان پور کو کوچ کیا جو جھانسی سے چودہ میل پر
تھا دو گھنٹے یہان ٹھیر کر انہون نے سپاہ بھیجی کہ وہ تفتیش کر کے جھانسی کا محاصرہ کرلے۔
جب ۲۰ تاریخ کو سر ہیو روز کے دوسرے برگیڈ کے سوارون اور اسی توپخانہ نے
جھانسی کا محاصرہ کرلیا اور جب گھنٹے کے بعد وہ خود اپنی پیدل سپاہ کو ساتھ لیکر جانے والے
تھے کہ ان کے پاس ڈاک مین دو مراسلے آئے ایک گورنر جنرل کا سر رو برٹ ہملٹن کے نام
اور دوسرا سر کولین کیمبل کا سر ہیو روز کے نام تھا۔ مطلب دونون مراسلون کا واحد تھا۔ ان مین
لکھا تھا کہ بندیل کھنڈ مین راجہ چرکھاری جو سنہ ۱۸۵۷ء مین سرکار کا بڑا خیرخواہ رہا ہے اسکے
قلعہ کو گوالیار کنٹنجنٹ اور تانتیا ٹوپی نے گھیر لیا ہے اس لئے وہ سر رو برٹ ہملٹن اور سر روبرٹ (روز)
کو حکم دیتے ہین کہ وہ فوراً جا کر اسکی تائید کرین۔ وٹ لوک صاحب کی سپاہ ایسی قریب نہین ہے کہ
اس کام کو کر سکے۔
سر ہیو روز کے لشکر گاہ سے باندہ کی سڑک پر اسی میل کے فاصلہ پر چرکھاری تھی اور جھانسی
دو میل کے اندر تھی۔ عقل اسکو کب صواب جانتی تھی اور قواعد جنگ اسکو کب جائز
جانتے تھے کہ جھانسی کو جو قریب ایک بڑی جگہ ہے لشکر چھوڑ کر بعید فاصلہ پر ایک چھوٹی جگہ
چرکھاری کو بچانے جائے۔ مگر سر ہیو روز سپاہی تھا گو وہ اپنے اعلے افسرون کی حماقت کو جانتا
تھا مگر لیکن اطاعت کو مقدم سمجھتا تھا مگر سر رو برٹ ہملٹن نے کہا کہ میرے پاس ایسی خبرین آئی
ہین کہ اگر سپاہ جھانسی کو چودہ میل پر چھوڑ کر چرکھاری کو اسی میل سفر کریگی تو وہان جب تک
پہنچیگی باغی راجہ کا کام تمام کر چکینگے۔ بس انہون نے جھانسی پر حملہ کرنے کی مہم
کی جوابدہی اپنے ذمے لیکر سر ہیو روز سے کہا کہ آپ اپنا کام کیجیے مین لارڈ کیننگ کو
مراسلہ بھیجتا ہون کہ آپ کے حکم کی تعمیل مین سراسر نقصان ہے وہ ہم نہین کرسکتے۔
بس سر رو برٹ نے سر ہیو روز کو کمانڈر انچیف کے حکم حماقت آمیز کی ضروری اطاعت سے
آزاد کرادیا۔ وہ ۲۱ فروری کو دو بجے رات کے چلے اور شہر کے سامنے آئے اور انکا لشکر
ایک کھلے میدان مین جھانسی سے ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر خیمہ زن ہوا اور اپنے سٹاف کو سے لیجا کر

سر ہیو روز اور سر رو برٹ ہملٹن کے پاس دو مراسلات کا آنا

دشمن کے مقامات کی خوب تفتیش کی اور ۶ بجے شام کے واپس آئے جس سے معلوم ہوتا ہے
کہ انہون نے اپنا کام خوب کیا

قلعہ جھانسی مین ایسی بڑی وسعت اور قدرتی اور مصنوعی حصانت تھی کہ وہ ایک حصن حصین ہے
تھا وہ میدان مین ایک اونچی پہاڑی پر نہایت مضبوط برج کا بنا ہوا تھا - اسکی دیوارون کے آثار
۱۶ انیٹ سے ۲۰ فیٹ تک تھے - اس کے گرد بڑے مستحکم برج و بارہ بنے ہوئے تھے جنپر توپین لگی
ہوئی تھین - سفید برج پر رانی کا پھریرا لہرا رہا تھا - قلعہ چارون طرف باستثناء مغربی اور جنوبی جانب کے
ایک حصے کے شہر سے گھرا ہوا تھا - مغربی جانب کا محافظ بہت اونچا ڈھلوان پہاڑ تھا اس کے جنوبی
مشرقی سرے پر ایک بڑا اونچا ٹیلہ تھا اس کے اوپر ایک گول گرگج بنا ہوا تھا جسپر پانچ توپین لگی
ہوئی تھین اور اس کے گول حصہ کے گرد خندق بارہ فیٹ گہری اور پندرہ فیٹ چوڑی بڑی مضبوط
رگج کی بنی ہوئی تھی اس شہر اور قلعہ مین دس ہزار بندیلے اور ولایتی سپاہی اور پندرہ سو باغی
سپاہی تھے جنکی سپہ سالار ایک عورت تھی عظمت اور شجاعت کی جو تعریف کی جاتی ہے اسکے
موافق رانی کی شجاعت اور عظمت تیسرے درجہ کی اسکے دشمن بھی مانتے ہین -

رانی نے محاصرین کے حیران کرنے کے لیئے یہہ تدبیر کی تھی کہ جھانسی کے گرد ملک کو ایسا ویران
کر دیا تھا کہ کہین گھاس کا پتھا تک نظر نہین آتا تھا - مہاراجہ سیندھیا اور راجہ ٹیہری کی
سرکار بڑی ممنون منت ہے کہ انہون نے ایام جنگ مین گھاس اور جلانے کی لکڑیان اور
ترکاریان افراط سے بھیجی تھین -

۲۲ - کو سوارون نے شہر کو گھیر لیا تھا اسی دن کی رات سے محاصرہ کا آغاز ہوا - شہر کی فصیل کی
شرقی جانب مین اودھہ کی سڑک پر ایک بیٹری لگائی گئی اور رات دن محنت کر کے یورش
(سپاہ حملہ آور دو حصون مین منقسم ہوئی تھی جنمین سے ایک حصہ کا نام یورش راست اور دوسرے
حصے کا نام یورش چپ رکھا گیا تھا) راست کے لیے چار بیٹریان بنائی گئین اور ۲۵ - سے
انہون نے توپ زنی شروع کی اس دن پہلے برگیڈ کی بہت سی سپاہ آگئی اور قلعہ کے جنوب مین
خیمہ زن ہوئی وہ یورش چپ کے لیئے تجویز ہوئی -

سترہ دن تک برابر محاصرہ کرنے والی توپون نے اور شہر اور قلعہ کی فصیلون کی توپون نے برابر اور متواتر

ایک دوسرے پر گولہ باری کی۔ گولے شہر کے اندر جاتے تھے دشمن بھی انکا جواب دیتے تھے کبھی آپین توقف نہین کرتے تھے۔ محاصرین کی سپاہ تھوڑی تھی اسکو بڑی مشقت شاقہ اٹھانی پڑتی تھی۔ ان دلون مین سپاہیون نے کپڑے نہین اتارے اور گھوڑون کے دہنون سے کبھی لگامین سوار پانی پینے کے وقت کے نہین اترین۔ محصورین بھی بڑی محنت کرتے تھے۔ عورتین اور بچے دکھائی دیتے تھے کہ وہ دیوارون کی شکست وریخت کی مرمت مین مدد کرتے تھے اور پانی اور کھانا ان سپاہیون کے پاس لے جاتے تھے جو اپنے کام مین مصروف ہوتے تھے۔ رانی ہمیشہ سپاہ مین خود آتی اور اپنی باتون سے انکی محبت اور جرأت بڑھاتی اور انکے دلون مین لڑائی کا جوش پیدا کرتی۔

فصیل مین شگاف کا پڑنا

سر ہیوروز نے دو توپین اٹھارہ پنی شگاف اندازی کے لئے مقرر کی تھین اور باقی اور توپین شہر مین گولہ اندازی کے لیے۔ فصیل ایسی مضبوط تھی کہ ان اٹھارہ پنی توپون کا اثر اسپر آہستہ آہستہ ہوتا تھا۔ ۲۹۔ کو ٹیلہ کے گرگج کے سب کنگرے توپون نے اڑا دیے اور اسپر دشمنون کی توپین بند ہوگئین۔ آیندہ دو دن تک توپ زنی بڑے زور سے ہوئی فقط ایک دراڑ پڑی جہان سے کام چل سکتا تھا۔ مگر باغیون کی جرأت وہمت مین اس سے کچھ خلل نہین آیا۔ یہان کی یہہ سرگذشت تھی کہ محاصرین کے لیئے ایک نیا خوف پیدا ہو۔ چرکھاری

تانتیا ٹوپی

۳۰۔ مارچ کی شام کو سر ہیوروز پاس خبر آئی کہ شمال سے کوئی سپاہ اہل قلعہ کی امداد کے لیے آتی ہے یہہ سپاہ تانتیا ٹوپی کی تھی۔

تانتیا ٹوپی بڑا لایق مرہٹہ سردار تھا وہ دنڈہم پر فتح پاکر اور سر کولن کیمبل سے شکست پاکر گنگا پار اترا اور نانا کے بھتیجے راؤ صاحب کے حکم سے وہ چرکھاری گیا اور نو سو سپاہی اور چار توپین ساتھ لیتا گیا تھا۔ گیارہوین دن چرکھاری کو فتح کرلیا۔ یہان تین لاکھ روپیہ اور چوبیس توپین ان کے ہاتھ آئین۔ اسی وقت اس پاس جھانسی کی رانی کا خط آیا کہ میری استعانت کرو۔ پھر راؤ صاحب سے جھانسی جانے کی اجازت حاصل کی۔ اسوقت اسکی سپاہ مین پانچ یا چھہ رجمنٹین گوالیار کنٹنجنٹ کی اور سرکش راجاؤن کی سپاہین شامل ہوگئی تھین جسکے سبب سے اس پاس بائیس ہزار سپاہ کی جمعیت تھی۔ اٹھائیس توپین ہوگئی تھین۔ اس سپاہ کو ساتھ لیکر وہ جھانسی کے سامنے آیا

اسوقت سر ہیو روز کی حالت نہایت معرض خطر مین تھی اسکے آگے ایک قلعہ غیر مفتوح تھا
جس مین گیارہ ہزار آدمی بڑے پُر جوش لڑنے والے موجود تھے بیس ہزار سپاہ کو ایک سردار
جسکو انگریزون سے عداوت تھی اور وہ واقعہ انکو شکست دینے کی سعی حاصل کر چکا تھا آگے بڑھاتا
ہوا انکے قریب لا رہا تھا۔ ایسی حالت کی جوابدہی کے واسطے ایک خاص درجہ کی بڑی بہادری
اور نہایت استقلال و قوت کی ضرورت تھی۔ اگر ایک قدم چھوٹا رکھا جاتا یا بارے مین فقط غلطی ہوتی
تو وہ ہلاک کر دیتی۔ مگر سر ہیو روز اس موقع کے لیے سب طرح سے سزاوار اور لائق تھے۔
انہون نے یہہ صحیح یقین کیا کہ قلعہ کو جو سپاہ محاصرہ کر رہی ہے اگر اسکا اس مطلب کے لیے
بٹالون کہ نئے دشمن کی سپاہ سے وہ جا کر لڑے تو محصورین کو اخلاقی فائدے فتح کے
ایسے ہی حاصل ہونگے جیسے مادی فائدے اصلی محاصرہ کے اٹھ جانے کے۔ اس انگریزی جنرل نے
محاصرہ مین اور زیادہ تشدد کیا اور اس سپاہ کو ساتھ لیکر جو درحقیقت لڑائی مین شریک نہ تھی نئے
دشمن سے لڑنے گیا پڑھنے والے جب یہہ جانینگے کہ ان پاس سب قسم کی سپاہ پندرہ سو آدمیون
سے زیادہ نہین جمع ہو سکی تو سمجھینگے کہ یہہ کام کیسا جلیل القدر شجاعت کا تھا اس سپاہ مین صرف
پانچ سو گورے تھے اور تانتیا ٹوپی کے بیان کے موافق اس پاس بائیس ہزار سپاہ تھی
سر ہیو روز نے اس کو جنگ کی تیاریان کین اور پہلی اپریل کو لڑنے کا ارادہ مصمم کیا۔
سر ہیو روز نے دونو برگیڈ سے سپاہ لی۔ پہلے برگیڈ کے حصہ کو برگیڈیر سٹورٹ کے لیے گئے
اور دوسرے برگیڈ کے حصہ کو خود سپاہی احتیاطاً اس سمت سوئے تاکہ لڑائی کے لئے تیار
ہو جانے مین ذرا دیر نہ لگے۔ پہلی اپریل کو ۴ بجے رات کے تانتیا ٹوپی نے انگریزی لشکر کی طرف پیشقدمی
کی۔ آدھ گھنٹے کے بعد انگلش جنرل کو انکے پاس آنے کی خبر ہوئی۔ چند منٹ بعد انگریزی توپخانے
دشمن کے لشکر پر فیر کئے اور انہنے انکے جواب دئیے۔ لیکن چند توپون کے فیر کرنے مین یہہ قدرت
نہ تھی کہ وہ اس لشکر کشی کو تھامے رکھتا جو انگریزی لشکر کے دونو بازوون کو گھیرے ہوئے
تھا۔ تانتیا اس سپاہ کی طرف سیدھا چلا جو قلعہ کو محاصرہ کر رہی تھی وہ اسطرح سے دو آگون کے
درمیان آ جاتی۔ سر ہیو روز فوراً اپنے مقام کی حالت کو سمجھ گئے اور اس کے لئے یہہ تدبیر کی کہ
اپنی توپخانہ کو جو ماتحت کپتان لائٹ فٹ کے تھا اور اس کے ساتھ جو دو ہین ڈریگونس کو جو کپتان

بریٹ برج جان کے ماتحت تھا حکم دیا کہ دشمن کے میمنہ پر حملہ کرے اور اپنے لیئے میسرہ پر حملہ کرنا مقرر کیا۔ کرو صاحب کی دو توپوں کے ڈویژن کو بھیجا کہ دشمن کے میسرہ کی کل لین پر توپین مارے۔ اس خدمت کو صاحب ممدوح نے بہت اچھی طرح انجام دیا گو ایک توپ انکی بیکار ہوگئی تھی مگر باقی ایک ہی توپ سے ایسی صحیح نشانہ اندازی کی کہ میسرہ متزلزل ہوگیا۔

دشمن کی سپاہ کے مرکز یا قلب نے جواب تک استقلال کے ساتھ بڑھا چلا آتا تھا انگریزی پیدلون کی رفتار کو دیکھا تو وہ غیر مرتب غولون مین منتشر ہوگیا۔ سر ہیو روز نے پیدلونکو حکم دیا کہ وہ سوارون کے حملہ کے ساتھ یورش کرین۔ اس حکم کی ٹھیک تعمیل ہوئی انہون نے گولیون کی باڑ ماری اور یورش کی۔ اس کا اثر جادو کا سا ہوا۔ دشمن کے لشکر کی پہلی لاین شکستہ ہوئی اور بالکل ابتر و پریشان ہوکر دوسری لاین کی طرف بھاگی اور کئی توپین اپنی چھوڑ گئے پھر ڈریگون نے اسپر حملہ کیا تو وہ اور زیادہ ابتر و پریشان ہوئی۔

دوسری لاین پر تانتیا ٹوپی خود حکمران تھا وہ ایک پہاڑی پر مقیم تھا پہلی لاین کے عقب مین ایک جنگل دو میل لمبا تھا اسنے دیکھا کہ دوسرے سپاہی بکھرے ہوکر اس کی طرف بھاگے چلے آتے ہین اور اس کے تعاقب مین تین قسم کی سپاہ انگریزی چلی آتی ہے اور برگیڈیر مع اپنی سپاہ کے پہاڑی کے سامنے میدان مین چلے آتے ہین تاکہ اس سپاہ کثیر کو رکین جو جھانسی کی طرف چڑھکار رہی ہے۔ سٹورٹ صاحب نے اسپر حملہ کیا اور شکست دی اور پسپا کیا اور بڑی سرگرمی سے اسکے پیچھے وہ گئے۔ یہہ تعاقب ایسا قریب تھا کہ دشمنون کو فرصت نہین ملی کہ وہ اپنی تئین بالترتیب درست کرتے منتشر و پریشان ایسے بھاگے کہ توپ پر توپ وہ چھوڑتے گئے جو فتحمندون کے ہاتھ آئین میدان جنگ مین بہت سے مرے ہوئے اور مرتے ہوئے سپاہی چھوڑ گئے۔ تانتیا ٹوپی یہہ حال دیکھکر مایوس اور دل شکستہ ہوا۔

تانتیا کا جنگل جلانا اور بھاگنا

پہلے ہم نے بیان کیا ہے کہ تانتیا کے لشکرگاہ کے آگے جنگل تھا وہ خشک تھا اس نے اگ لگائی اور اس کے دھوئین اور روشنی کی آڑ مین بھاگ کر بیتوا کے پار اتر گیا اور اس ندی کو اپنے اور اپنے تعاقب کرنے والون کے درمیان حائل کرلیا۔ وہ اپنے پیادون اور سوارونکو توپون کی حمایت سے پار لے گیا۔ مگر اس طرح سے اسکا پیچھا نہ چھوٹا۔ انگریزی لشکر نے جلتے

محصورین کا پریشان ہونا

ہوئے جنگل مین گذر کر تعاقب کیا اور ساری توپین اس نے چھین لین۔ آج پندرہ سو باغی مارے گئے اور زخمی ہوئے۔ باقی سپاہ تانتیا ٹوپی کے ساتھ کالپی کی سڑک پر بھاگی۔

جسوقت یہہ لڑائی ہو رہی تھی تو محصورین نے اپنی آتش فشانی کو دو چند کر دیا تھا فصیل اور گرگجون اور برجون پر وہ آتے تھے اور بڑا غل شور مچاتے تھے اور بندوقین ایسی جلدی جلدی چلاتے تھے کہ یہہ معلوم دیتا تھا کہ وہ اب قلعہ سے باہر نکلکر حملہ آور ہوتے ہین۔ محاصرین نے بھی دشمنون پر ایسی توپین چلائین کہ کبھی پہلے نہین چلائی تھین جب تلنگشینون نے لڑائی کا حال دیکھا تو پھر سٹ پٹائے اور سب خوشی کے نعرون کو بھول گئے اور سمجھنے لگے کہ ابھی ہماری فتحیابی کا وقت نہین آیا۔

جھانسی پر یورش کی تجویز

سپاہ انگریزی مظفر و منصور ہوکر اپنے مقامات سابقہ پر آئی۔ تانتیا ٹوپی کی شکست نے تلنگشینون کا بڑا دل شکستہ کیا۔ سر ہیو روز نے پہلی اپریل کو رات بھر توپون کی بمبارکی جنسے ۲۔ اپریل کو شہر کی فصیل مین ایک بڑا انشگاف پڑا تو سر ہیو روز نے مصمم ارادہ کیا کہ دوسرے دن صبح کو یورش کی جائے۔ انہون نے حملہ آور لشکر کو دو حصون مین منقسم کیا اور انکا نام یورش راست اور یورش چپ رکھا ان مین سے ہر ایک کی پھر تقسیم و تقسیم دو کولمان اور ایک رزرو مین کی اور حملہ کے اشارہ کے لیے یہہ تجویز ہوئی کہ ایک تھوڑی سی سپاہ مغربی دیوار دشمن کو دھوکہ مین ڈالنے کے لیے جائے اور اپنی توپین چلائے پھر یورش راست تو فصیل پر زینے لگا کے حملہ کرے اور یورش چپ کا بایان کولم شگاف پر حملہ کرے اور اسکا داہان کولم ایک برج پر (جسکا نام روک ٹور رکھا گیا) اور قلعہ کی النگ پر حملہ کرے۔

جھانسی پر یورش

۳۔ اپریل کو ۳ بجے رات کو کولمون نے چپ چاپ سفر کیا۔ چاندنی خوب کھل رہی تھی یورش راست کے سپاہیون نے اس خوف سے کہ ہم کو دشمن نہ دیکھ لے کچھ دیر توقف حملہ کے مقررہ اشارہ کے انتظار مین کیا۔ آخر کو احکام حملہ نے سرگوشی کی۔ سیپر نے اپنے کندھون پر زینونکو اٹھایا اور آگے چلے اور سپاہ اس کے پیچھے چاندنی مین اپنی تلوارون اور سنگینون کو چمکاتی ہوئی چلی۔ جب وہ اس سڑک پر مڑے جو فصیل کی طرف جاتی تھی تو بگلون کا شور مچا اور فصیل اور برج ایسے روشن معلوم ہونے لگے کہ ابر آتشین فرش کیا گیا ہے اور گولے گولیان اوپر سے

اپنر پڑنے لگے۔ باوجود اسکے وہ آگے بڑھتے گئے اور سپیر نے اپنے زینے لگا دیے تو باغیون نے
اور زیادہ گولیان مارنی شروع کین۔ توپین خوب ماریں اور بان چلائے اور باجے بجائے
پتھر لکڑیون کے کندے پھینکے۔ زینون کو فصیل پرسے گرایا تو گوروں نے تھوڑی دیر
متزلزل ہوکر توقف کیا اور اپنی کمین گاہ مین گئے لیکن سیپر زینون کو پکڑے ہوئے
کھڑے رہے تو حملہ کرنے والون کے پھر اوسان درست ہوئے اور انہون نے
زینون پر چڑھنا شروع کیا بعض زینے بہت چھوٹے تھے اور بعض زینے ایسے تھے
کہ آدمیون کے بوجھ سے ٹوٹ گئے اور بہت سے آدمی اپر سے زمین پر گر پڑے اس سے
تھوڑی دیر کچھ رکاؤ ہوا۔ کپتان ڈک زینے پر چڑھ کر فصیل پر کودے اور لفٹنٹ
میکل جان کود کر باغیون کے اندر گھس گئے۔ پیچھے اور آدمی چڑھے اور انہون نے فصیل پر
قبضہ کرلیا۔ صاحب مذکور قتل ہوئے۔ فصیل پر ابھی لڑائی ہو رہی تھی کہ فتح کا آوازہ بلند ہوا
اسوقت یورش چپ کے افسر بروک مین صاحب نے تعجب خیز بہادری کا کام کیا کہ محصورین کے
عقب اور بازو پر ایسا حملہ کیا کہ انکے پاؤن اکھڑ گئے اور انہون نے مقابلہ کرنا چھوڑ دیا اور یورش
راست کی سپاہ نے حملہ کیا قلعہ کی فصیل کے اندر گھسے اور اپنے ہمراہیون کے ساتھ
جا ملے۔

محصورین کا محل کی طرف بھاگ جانا

محصورین کا یہہ حال ہوا تو محاصرین حملہ آورون نے محل کیطرف جانے کا قصد کیا اور لونہ صاحب
انکارہ نما بنا۔ محل کو باغیون نے لڑنے کے لیئے تیار اور استوار کیا تھا۔ حملہ آورون کو گلیون
اور بازارون مین سے ہوکر محل پر جانا پڑا تو سخت لڑائی لڑنی پڑی اور محل پر جاکر اور بھی
زیادہ ہنگامہ جنگ گرم ہوا محل کی طرف بازارون اور گلیون کے دونو طرف کے مکانات
جل رہے تھے اور گرمی بڑے غضب کی پڑ رہی تھی۔ جب حملہ آور محل کے چوک مین پہنچے تو معلوم
ہوا کہ ابھی مقابلہ کی ابتدا ہوئی ہے۔ ہر ایک کمرہ پر وحشیانہ جنگ ہوئی سنگینون سے
ایک ایک کوٹھری اور دالان سے دشمن نکالے گئے آخر کو سارا محل فتح ہوگیا۔ ابھی لڑائی کا
خاتمہ نہین ہوا تھا کہ دو گھنٹے کے بعد معلوم ہوا کہ اصطبل مین پچاس سپاہی رانی کے بوڈی گارڈ
کے موجود ہین وہ سب خوب لڑے اور مارے گئے۔ انگریزی لشکر کو یونین جیک (علم انگریزی)

ہاتھ آیا جو لارڈ ولیم بنٹنگ نے رانی کے دادا کو وفاداری اور خیرخواہی کے صلہ مین دیا تھا اور
اجازت دی تھی کہ وہ اسکو آگے اپنی سواری مین رکھا کرے۔

چار سو کے قریب باغیون نے ایک پہاڑی پر قیام کیا میجر گال نے وہان جاکر سب کو
مارا تو انکے بیس آدمی بچے تھے جنہون نے پہاڑی پر جاکر اپنے تئین آپ مار ڈالا۔
انگریزون کے اپنر حملہ کرنے مین ایک افسر اور کئی سپاہی ضائع ہوئے۔ ایک اور گروہ
پندرہ سو باغیون کا شہر کے حوالی مین جمع تھے وہ بھی بھاگ گئے ان مین تین سو آدمی
ضائع ہوئے۔

تمام رات اور اس کے بعد سارے دن مختلف مقامات مین لڑائیان ہوتی رہین
جنمین باغی مقتول یا مفرور ہوئے۔ سرہیوروز نے قلعہ کی فتح کی تدبیر کی رانی نے قلعہ
کی خاطر بہت تکلیف نہین اٹھائی ۴ تاریخ کو وہ رات کو قلعہ سے اپنے ملازمین سمیت
کالپی کی طرف بھاگ گئی اور اسکا تعاقب کیا گیا مگر وہ ہاتھ نہ آئی چند باغی مارے گئے
وہ کالپی مین اس شام کو پہنچی جس مین تانتیا ٹوپی وہان آیا تھا۔

پانچوین اپریل کو سرہیوروز نے قلعہ پر قبضہ کیا۔ اس لڑائی مین اور بیتوا کی لڑائی مین
انگریزون کے تین سو تینتالیس آدمی مجروح و مقتول ہوئے جنمین چھتیس افسر تھے اور دشمن کے
آدمیون کی مرنے کی تعداد پانچ ہزار شمار ہوتی ہے جنمین سے ایک ہزار لاشین جھانسی مین
جلائے گئے یا دفن کئے گئے۔ سرہیوروز نے جس تدبیر و حکمت سے جھانسی کو فتح
کیا وہ انکی شجاعت و جسارت و لیاقت و ذہانت پر دلالت کرتی ہے۔ دلاوری و
ہنرمندی و پیش بینی و استقلال جیسے اس مہم کے انجام دینے مین تکمیل کے ساتھ باہم جمع
ہوئے ہین ایسے کبھی نہین ہوتے۔

اب سرہیوروز کا ارادہ کالپی کو سفر کرنے کا تھا کہ باغیون کو جو جمنا پر اس مستحکم مقام مین رہتے ہین
اور ہمیشہ انگریزون کی آمدورفت مین مخل ہوتے ہین نکال دین۔ کالپی باغیون کا اسلحہ خانہ تھا
اور نانا کے بھتیجے کا صدر مقام۔ اس مین توپون کا سامان اور جنگ کا اسباب افراط سے تھا وہ جمنا کے
کنارہ پر جھانسی سے شمال مشرق مین ایک سو دو میل کے فاصلہ پر تھا اور کانپور سے جنوب مغرب مین

۴۶ میل پر۔ اس شہر پر قبضہ کرنے سے سرجان کیمبل کے لشکر سے سر ہیو روز مل سکتے تھے
اور اسکی امداد سے اس تغلیب سے جسکے تین کونون پر جھانسی و کالپی و آگرہ ہین باغیون سے
پاک صاف کر سکتے تھے اور گوالیار تو جھانسی و آگرہ کے درمیان آتا تھا۔

سر ہیو روز کی سپاہ تو سترہ روز سے آرام کو جانتی بھی نہ تھی کہ کیا ہوتا ہے۔ اس لیئے
وہ جھانسی کی فتح کے بعد تقریباً انیس روز یہان مقیم رہی اسکو یہہ نہین کہنا چاہیئے کہ انہون نے
آرام کیا انکو جھانسی مین بہت کچھ کام کرنا تھا۔ نئی لشکر کشی کے لیئے سامان بہم پہنچایا۔ سامان
رسد جمع کیا۔ میگزین کو خوب بھرا۔ آخر کو سب طرح کی تیاری کرلی۔ جھانسی مین انہون نے
تھوڑا سا لشکر متعین کیا اور اسکا کمانڈر کرنیل لڈل کو مقرر کیا۔ ۲۲۔ کی رات کو میجر گال کو سپاہ کے
ساتھ بھیجا کہ وہ گونہ مین ان باغیون کی خبر لے جو اسکے پاس مئو مین جمع ہو رہے ہین اور
وہان سے پہلے برگیڈ کے ساتھ ۲۵۔ کو روانہ ہوا اور دوسرے برگیڈ کو ہدایت کر دے کہ دو
روز بعد روانہ ہو میجر اور صاحب کو حیدرآباد کی سپاہ کے ساتھ پہلے سے بھیجدیا تھا کہ وہ باقی پور
اور شاہ گڈھ کے راجاؤن کو اور اور سرکشون کو جو بیتوا کے پار جنوب کی طرف آنا چاہین روکے
اب ان افسرون کے حال کو چھوڑ کر ہم جھانسی کی رانی اور تانتیا ٹوپی کا بیان لکھتے ہین۔

مین نے پہلے بیان کیا ہے کہ کالپی مین دو بڑے شخص ایک ہی دن مین آئے تھے جھانسی
کی رانی کا پہلا کام یہہ تھا کہ اسنے نانا کے بھتیجے راؤ صاحب کی منت کی" کہ وہ اسکو سپاہ دے
جسکو ساتھ لیجا کر وہ لڑے"۔ دوسرے دن راؤ صاحب نے کل سپاہ کو پریڈ پر جمع کیا جنمین کچھ رجمنٹین
گوالیار کنٹنجنٹ کی اور کئی رجمنٹین آئینی سرکش سپاہ کی اور کئی سرکش راجاؤن کی سپاہین اور جھانسی کی
بچی ہوئی سپاہ یہہ سب تھین۔ راؤ صاحب نے سپاہ کا معائنہ کیا اور تانتیا ٹوپی کو حکم دیا کہ
اس سپاہ کو انگریزون سے لڑنے لے جائے۔ تانتیا ٹوپی نے حکم کی تعمیل کی اور کونچ مین گیا
جو جھانسی کی سڑک پر کالپی سے بائیس میل تھا۔ اور وہان ایک مستحکم مقام مین استقامت کی جو
درختون اور باغون اور مندرون سے گھرا ہوا تھا اور جنکی مضبوط دیوارین تھین ان کے درمیان کو چنبندی کی

اس اثنا مین انگریزی سپاہ نے کونچ کی طرف کوچ کیا۔ میجر گال کو راہ مین دشمنون نے
ستایا وہ پہلی مئی کو کونچ سے چودہ میل پر قصبہ لوہاری مین پہنچا۔ اسی دن وہ سر ہیو اور پہلے

برگیڈ سے ملا۔ میجر اور صاحب نے بیتوا سے پار اتر کر بان پور اور شاہ گڈھ کے راجاؤن پر کوسرا حملہ کیا اور انکی ایک توپ چھین لی۔ یہہ ناممکن تھا کہ وہ ان سب کو مار ڈالتا وہ جنوب کی طرف بھاگ گئے انکے لیئے ازن چیری کے دغاباز راجہ نے سامان رسد بہم پہنچایا۔ پھر اور صاحب کونچ مین آئے۔

پوینچ اور کونچ کے درمیان ملک مین چھوٹے چھوٹے قلعے بہت تھے جہان سے باغی انگریزی تھوڑی تھوڑی سپاہ کو بہت ستا سکتے تھے مگر جب باغیون نے یہہ لشکر عظیم دیکھا تو وہ انسب قلعون کو چھوڑ کر کونچ مین چلے گئے۔

سرہیو روز لہار و مین جو کونچ سے دس میل کے قریب بعید تھا آئے۔ یہان کے قلعہ مین باغی تھے میجر گال نے جاکر اس قلعہ کو فتح کر لیا اور اس مین سے ایک باغی کو بھاگنے نہین دیا۔ دو انگریزی افسر اور کچھ آدمی انکے ضائع ہوئے۔

سرہیو روز خوب واقف تھے کہ ایشیائی سپاہ کو توقع ہوا کرتی ہے کہ مقابلہ فرنٹ (سامنے) مین ہوگا۔ وہ دشمن کی سپاہ کے موڑ توڑ سے بہت گھبراتی ہے اس لیئے سرہیو روز نے کونچ کے اس جانب کو سفر نہین کیا جسکو باغیون نے لڑنے کے لیئے تیار کیا تھا بلکہ وہ اس جانب مین گئے جو غیر محفوظ تھی اور وہان سے دشمنون کے فرار ہونے کی راہ بھی ہوسکتی تھی۔ ۶ مئی کو انہون نے اپنے خیمے اکھاڑے اور چودہ میل سفر کر کے وہ اپنی مقام پر آئے۔ پہلا برگیڈ ناگو پور کے گاؤن مین اور دوسرا برگیڈ چومری گاؤن مین اترا اور میجر اور صاحب اُمری گاؤن مین اُترے یہہ مقام کونچ سے دو میل پر تھا۔ سات بجے صبح کو سرہیو روز نے پہلے برگیڈ کو جو انکے ساتھ تھا ایک ڈرام رم اور کچھ بسکٹ کھانے کو دیئے اور ایک گھنٹہ کے بعد میجر گال کو سوارون کے ساتھ بھیجا کہ وہ دشمنون کے مقامات کا تجسس باغون اور جنگلون مین کرے اور گولے اور گولیان چھوڑتا ہوا آگے بڑھے اور انہون نے قلعہ شکن توپین ایسے مقامات پر لگائین کہ وہ شہر پر خوب گولہ زنی کرین۔ گال صاحب نے جلد آنکران مقامات کا حال سنایا۔ تو سرہیو روز اور سٹورٹ صاحب اور صاحب نے مختلف جانبون سے حملہ کر کے شہر اور قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ باغیون نے کالپی کا رستہ لیا مگر بھاگنے مین وہ بڑی خوش ترتیبی سے

چلے جابجا وہ اپنی گردہ بندی ایسی کرتے تھے جو ایک مورچہ کا کام دیتی تھی۔
آج بڑے غضب کی گرمی پڑتی تھی اور سورج کی گرمی یوروپین سپاہیون کو ہلاک کیے دیتی تھی اس لئے سرہیوروز نے ایسی حالت مین سپاہ کو تعاقب مین بھیجنا مناسب نہ جانا اسکو قیام کا حکم دیا۔ مگر سوارون اور ہی توپخانہ کو تعاقب مین بھیجا۔ وہ باغیون کو کالپی کی سڑک پر جانے سے نہین روک سکے خوفناک گرچلنا چور ہوگئے گھوڑے اس سے زیادہ نہین چل سکتے تھے جیسے آدمی قدم چلتا ہے۔ توپین باغیون کے قریب ایسی نہین جاسکتی تھین کہ اپنا گراپ مارسکین۔ پھر زمین ایسی اونچی نیچی آگئی کہ باغی نظر بھی نہین آتے تھے اس کے تعاقب کا کام ختم ہوا لیکن اس سے نتائج بڑے مفید پیدا ہوئے۔ باغیون کی توپین بہت سا میگزین اور سامان جنگ چھینا اور پانچ یا چھ سو آدمی انکے مارے گئے انگریزون کا نقصان یہہ ہوا کہ تین افسر اور انسٹھ سپاہی مقتول اور مجروح ہوئے۔

کونچ کی شکست سے باغیون مین آپس مین بڑی بے اعتباری پیدا ہوئی۔ پیدل سوارون پر یہہ طعن کرتے تھے کہ وہ انکو چھوڑکر چلے گئے اور تینون قسم کی سپاہ تانتیا ٹوپی پر یہہ الزام لگاتی تھی کہ وہ کونچ سے ایسا جلدی بھاگ گیا کہ جیتا اسے بھی نہین بھاگتا تھا۔ بعض فریقون مین ایسی دشمنی اور رقابت بڑھی کہ وہ یہہ سنکر کہ کالپی کی طرف سرہیوروز چلے آتے ہین وہ بھاگ گئے اور یہہ مشہور ہوگیا کہ کالپی کے شہر مین صرف گیارہ آدمی رہتے ہین اور باقی سب بھاگ گئے۔

سرہیوروز ۱۵ مئی کو جمنا کے کنارہ پر گلاوٹی مین کالپی سے چھ میل پر ٹھیرے۔ گلاوٹی کالپی اور کونچ کے درمیانی سیدھی سڑک پر نہ تھا یہان ٹھیرنے کی دو وجہ تھین ایک یہہ کہ سرہیوروز نے کانڈر تحقیق سے سنا تھا کہ کرنیل میکزول سپاہ کے ساتھ انکی امداد کے لئے بھیجا گیا ہے۔ اب یہہ لشکر جمنا کے کنارہ گلاوٹی کے قریب آگیا تھا اس لیئے یہان وہ ان تمام قلعہ بندیون کو جو اسکے آگے بڑھنے کے روکنے کے لئے کی گئی تھین بیکار کردے۔ سرہیوروز اسکی سپاہ کو اپنے ساتھ لیکر شریک جنگ کرسکتے تھے۔ دوم گلاوٹی کے سفر کرنے مین انہون نے ان تمام قلعہ بندیون کو جو انکی پیشقدمی کی استداد کے لئے کی گئی تھین بیکار کردے اور کالپی کو ایک غیر متوقع مقام سے چشم نمائی کرے۔

کونچ کی شکست کے بعد باغیون کی حالت

سرہیوروز کا کالپی کے قریب گلاوٹی مین ٹھیرنا۔

اگرچہ سرہیو روز کے سفر کالپی اور گلاولی مین کوئی دشمن مزاحم و مانع نہین ہوا لیکن گرمی کی شدت اورسورج کی کرنون کی حرارت نے سپاہ کو موت کا مزہ چکھا دیا اور موتون کی اور اسپتال جانے والے بیمارون کی تعداد کو بہت زیادہ کردیا جسکے دیکھنے سے خوف لگتا تھا۔ اس بات کو باغی خوب جانتے تھے اور وہ اس سے پورا استفادہ اٹھانا چاہتے تھے۔ انکے جنرل نے حکم دیا تھا کہ ہمیشہ لڑائی دس بجے ہوا کرے جسکے سبب سے گورے مارے جائین یا اسپتال مین جانے کے قابل ہوجائین۔ مگر باوجود اسکے سرہیو روز گلاولی مین پہنچ گئے اور میگسول صاحب کے لشکر سے مل گئے۔

اگرچہ کالپی سرہیو روز کے آنے سے ہیبت سے خالی ہوگئی تھی مگر نواب باندہ دو ہزار سپاہ کو ساتھ لیکر اس مین داخل ہوا۔ کچھ توپین اور اور سپاہی بھی اس کے ساتھ تھے۔ رانی جھانسی بھی نواب کی مدد و معاون ہوئی بھاگے ہوئے سپاہی بھی پھر کالپی مین آگئے ان سب نے یہہ ارادہ کیا کہ جب تک دم مین دم ہے انگریزون سے لڑین گے۔

کالپی ایک بڑا مستحکم مقام تھا اسکی سب طرفین گریوون اور کھیتون سے گھری ہوئی تھین۔ اس کے سامنے پانچ لینین اور پیچھے جمنا محافظ تھین۔ جمنا مین ایک پہاڑی تھی جسپر قلعہ تھا انگریزی لشکرگاہ اور کالپی کے درمیان ایسے گریوون اور کھنڈون کی بھول بھلیان تھی کہ توپخانہ اور سوار نہین جاسکتے تھے اور پیدلون کے لیئے بھی بڑی سد راہین تھین باغیون نے مورچے اور خندقین ایسی بنالین تھین کہ مشکل تھا کہ وہان سے نکالے جاتے۔ چوراسی مندر موجود تھے جنکے گرد مضبوط دیواریں کھنچی ہوئی تھین انمین وہ پناہ لے سکتے تھے۔ غرض یہہ مندر دوسری لاین اور گریوون مین مورچے تیسری لاین اور شہر کالپی چوتھی لائن اور ایک اور سلسلہ گریوون کا پانچوین اور قلعہ چھٹی لائن یہ سب لینین تھین۔

۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ و ۲۰ کو دونو لشکرون مین لڑائیان ہوتی رہین جنکی ابتدا باغیون کی طرف سے ہوتی تھی۔ ان سب لڑائیون مین باغی پس پا ہوئے۔ لیکن انگریزون کو سورج اور متواتر جفاکشی اور تفکرات اور گرمی بڑا ستاتے تھے۔ ۱۹ و ۲۰ و ۲۱ و ۲۲ کو انگریزی توپخانون اور سپاہیون نے حملے کیے اور سٹوورٹ صاحب اور میگسول صاحب اور سرہیو روز کی اور ان کے سپاہیون کی بہادری و

دلاوری سے باغیون کو شکست ہوئی اور باغی بھاگے انکا تعاقب ہوا۔ اس بھاگڑ مین رانی بھی ایک
رات درخت کے نیچے سوئی۔ ڈاکٹر لو اپنی چشم دید اس لڑائی کا حال لکھتے ہین کہ یہہ لڑائی ایک نہایت
بڑا سخت کام تھا اور ایک بڑی شاندار فتح تھی جو اپنے سے دس گنے دشمن پر نہایت سخت
حالتون مین حاصل ہوئی۔ کالپی کا مقام مستحکم تھا دشمنون کی تعداد کثیر تھی اسنے جتنے اپنی جنگ آرائی
کے ہنر و جوہر استقلال کے ساتھ ایسے دکھائے جو پہلے کبھی نہین دکھائے تھے جنرل کی سپاہ
تھکی ہوئی تھی سارے دن گرم ہواؤن اور دھوپ کی تپش کی برداشت کرنی پڑی اسلئے ناک مین
دم چلا آتا تھا اور گلا گھٹا جاتا تھا پھر اسپر یہہ آفت تھی کہ کھانے پینے کے لیئے فرصت نہین ملی۔ اور پھر
وہ کام کرنا پڑا کہ جسپر مشکلات مین پہلا کوئی کام سبقت نہین لے جا سکتا تھا جو روح اس کام مین
شریک ہوئی اسکو تھوڑی یا بہت تکلیف پہنچی افسر اور سپاہی لو اور گرمی کے اثر سے برق روان
کی طرح گرے جاتے تھے اور ضعف کے مارے بیٹھے جاتے تھے۔ ان سب باتون کی
وہ برداشت کرتے تھے شکایت کا ایک لفظ منھ سے نہین نکالتے تھے۔ شام کی ٹھنڈک
مین یہہ سوچتے تھے کہ کل کالپی کو کسطرح تسخیر کرین۔

دوسرے دن صبح کو سر ہیو روز وہان گئے انہون نے پہلے برگیڈ کو ماتحت برگیڈیر سٹورٹ
رفیلے گریون مین بھیجا اور خود دوسرے برگیڈ کو لیکر کالپی کی سڑک پر گئے۔ کرنیل میگنر ویل کی
بیٹریون نے قلعہ پر اور اسکے سامنے کے دیہات پر گولہ زنی کی۔ جب دونو برگیڈ بڑھے
تو باغی دیہات کو چھوڑ کر بھاگے تو یہہ معلوم ہوگیا کہ اب کوئی بڑا مقابلہ نہین ہوگا۔ جب دونو
برگیڈون نے اپنی سد راہ مین سب مزاحمتون کو دور کر دیا تو وہ شہر کے قریب آپس مین
مل گئے انکا مقابلہ کسی نے نہین کیا بس باغی اپنے اسلحہ خانہ کو جسکو وہ مدت تک کام مین لائے
تھے ہمیشہ کے لیئے چھوڑ کر بھاگ گئے۔

کالپی کے تسخیر ہو جانے سے سر روبرٹ ہملٹن کا وہ منصوبہ پورا ہوا جو انہون نے مئو سے لشکر کی
روانگی کے لیئے تجویز کیا تھا۔ سر ہیو روز نے مئو سے چلکر پانچ مہینے کے اندر سنٹرل انڈیا مین
سفر کیا بہت سے دریاؤن سے عبور کیا بہت سے مضبوط قلعون کو حملون سے تسخیر کیا بہت سے
شہرون کو فتح کیا بہت سے کثیر التعداد لشکرون کے سپہ سالارون مرد اور عورت کو شکستین دین

کہ جنکے برابر کوئی ہندوستان مین انگریزون کا دشمن نہ تھا یہہ سارے کام بہادرانہ سر ہیو روز نے
ہر اہیون نے ایسے موسم مین کیے جن مین سورج اپنی گرمی سے دشمنون سے اُنکے کچھ کم نہین ہلاک
کرتا تھا۔ مگر وہ اپنا سفر جاری رکھتے تھے اور جانتے تھے کہ جو مشکلات سدراہ ہوگئین وہ حل
ہو جائینگین جو مقصد اپنا ٹھیرا لیتے کبھی اس سے منھہ نہین پھیرتے خواہ کیسی ہی دشواریان
پیش آئین وہ فتح پر فتح حاصل کرتے ہوئے چلے گئے ان ہی خصلت کے سبب سے فتح ونصرت
حاصل ہوتی تھی وہ دشمنون کے مقامات کی تفتیش کو معنود جاتے تھے اور اس مین کچھ اپنی جان
کی پروا نہین کرتے تھے۔ ہر لڑائی کا نقشہ وہی بناتے تھے ہر حملہ مین سب سے آگے وہ رہتے
تھے ہر خوف وخطر کی خاطر کرتے تھے سپاہیون کے حال پر وہ ایسی توجہ کرتے تھے جو کوئی انکا
پیشوا نہیں کرتا ہے وہ سپاہیون کی آسائش وآرام کو مدنظر رکھتے تھے سخت لڑائی لڑنے
کے بعد وہ رجمنٹون کے حال پر متوجہ ہوتے اور دور دراز تھکانے والے سفرون کے بعد
سپاہیون کے کھانے پینے کے ذخیرے افراط سے دیتے اسکو وہ اپنا مقدس فرض
سمجھتے۔ یہی سبب تھا کہ سپاہیون کو وہ عزیز ہوگئے تھے اور وہ خوشی سے کثیر التعداد دشمنون سے
لڑتے تھے اور آفتاب کی مہلک شعاعون کی برداشت کرتے تھے سپاہ دیکھتی تھی کہ وہ
اسکی تمام طاقت اور قوت کو لڑائی کے کام مین لانا چاہتے ہین تو اس کے ساتھہ وہ یہہ بھی
جانتے تھے کہ لڑائی کے بعد وہ انکی ساری احتیاجون کو پورا کردینگے کبھی وہ اپنے تئین
فرصت نہین دیتے ادھر جنگ کے احکام دیتے تھے ادھر سپاہیون کے حال پر متوجہ
ہوتے تھے انکی ہمدردی اور دلسوزی انکے سپاہیون مین ایک جوش پیدا کرتی تھی جسکے سبب
وہ کام کرتے تھے جو تاریخ مین لڑنے والون کے لکھے جاتے ہین۔
اب یہہ لشکر کشی ختم ہوئی اسنے اپنا مقصد وقت پورا کیا۔ اب جنرل ہیو روز نے کمبو توڑ دیا
اور اپنی صحت کے لیے تبدیل آب وہوا کی۔

# باب دوم

## کرڑوی اور باندہ

### وٹلوک صاحب

۱۶- نومبر ۱۸۵۷ع کو بریگیڈیر جنرل وٹلوک مدراس سپاہ کے افسر اس ڈویزن کے کمانڈر مقرر ہوئے تھے جو ناگپور اور ساگر اور نربدا کے ملکون کی فتح کے لیئے تجویز ہوئے تھے - بریگیڈیر ۶- فروری کو جبل پور مین آئے اور یہان تھوڑی سی سپاہ متعین کر کے ساگر روانہ ہوئے ۲۴- فروری کو وہ یہان پہنچے اور خیرخواہ راجا اور چھ سے ملے یہان کچھ ٹھیر کر دموہ کی طرف چلے اور ۴- مارچ ۱۸۵۸ع کو یہان پہنچے - یہ بات بیان کرنے کے قابل ہے کہ اس پندرہ روز کے سفر مین انکے ہمراہی پولیٹکل افسر میجر ارسکن نے ان پر سخت تقاضا کیا کہ سپاہ بھیجکر جبل پور اور دموہ کے درمیان ان مستحکم مقامات سے باغیون کو خارج کرے جہان سے وہ اضلاع مین فساد پیدا کرتے ہین مگر انہون نے اسکے جواب مین یہہ کہا کہ وہ کل سپاہ کو اپنے ہاتھ تلے رکھنا چاہتے ہین بس جن دہات میں انکا گذر ہوا انکو مطیع نہین کیا مگر دموہ پر قبضہ کر لیا -

۵- مارچ کو وہ ساگر مین آئے - پھر دموہ کو چلے گئے ۱۷- مارچ کو ڈاک مین گورنر جنرل کا حکم آیا کہ وہ ناگود و پنا جائین اور بندیل کھنڈ کے خیرخواہ راجاؤن کی اور خاصکر راجہ چرکھاری کی مدد کرین اور پھر سر ہیو روز سے ملکر انکے کام مین مدد و معاون ہون - اس حکم کے موافق وٹلوک صاحب دموہ سے ۲۲- مارچ کو چلے اور بندیل کھنڈ مین پنا مین ۲۶- مارچ کو آئے وہ ۲م اپریل تک پنا مین مقیم رہے - ۳- اپریل کو سر ہیو روز کا حکم آیا کہ وہ بہت جلد جھانسی مین آئین وہ چھترپور مین ۹- اپریل کو آئے جو باندہ کے رستہ مین تھا اور قلعہ جگنی کو باغیین سے خالی کرا دیا اور مہوبہ کی طرف کوچ کیا اور یہان سے باندہ کی طرف -

رستے کڑوی کو فتح کیا اور وہان سے باندہ مین آگیا -

باندہ کی ریاست مین نواب خود مختار رئیس تھا۔ وہ بڑا ہوشیار تھا اسنے وٹ لوک صاحب کو
اپنے پھندے مین پھنسانا چاہا۔ جب اسکو خبر جنرل کے آنے کی معلوم ہوئی تو اسنے اپنی سپاہ کو
مہوبہ سے کبرائی مین بھیجدیا کہ جہان انگریزی لشکر صبح کو آنے کو تھا جب کبرائی مین صبح سے
ایک گھنٹہ پہلے انگریزی لشکر آیا تو نواب کی سپاہ نے اسپر گولہ زنی شروع کی مگر انگریزی
لشکر نے نواب کے لشکر کو تھوڑی دیر مین مار کر بھگا دیا۔ جب جنرل باندہ کے قریب آیا تو نواب
سات ہزار سپاہ لئے ہوئے باندہ کے شہر مین اس کے داخل ہونے کا مانع ہوا۔ مگر اپ تھوڑے صاحب نے
اسکو شکست دیکر بھگا دیا نواب دو ہزار سپاہ کے ساتھ کالپی مین مفرور ہو گیا۔
پہلے لکھ چکے ہین کہ سر ہیو روز نے کالپی کو فتح کر لیا تھا جب اسکی خبر وٹ لوک صاحب کو ہوئی
تو انہون نے اپنے سفر کی راہ کو بدلا اور لشکر کو کروی کی جانب جانے کا حکم دیا۔
وٹ لوک صاحب کی سپاہ بڑی خوش نصیب تھی کہ سر ہیو روز کی لشکر کشی کی جانفشانی کا سارا
فائدہ باندہ کو فتح کرکے اسنے اٹھایا۔ باندہ کی ساری لوٹ وٹ لوک صاحب کے لشکر کو ہاتھ
لگی اس مین سے کسی اور لشکر کو کوڑی نہین ملی اب اندھی لکشمی کو دیکھئے کہ وہ کروی مین بھی وٹ لوک
صاحب کے لشکر کو مالا مال بغیر اس کے کرتی ہے کہ وہ ایک گولی بھی چلائے۔ کروی جسکو
پہلے تروہا کہتے تھے باندہ سے پینتالیس میل اور الہ آباد سے ستر میل ہے۔ اس وقت کروی کی
یہہ کیفیت تھی کہ اس مین نو برس کی عمر کا لڑکا مادہو راے راؤ تھا اور راجندر رام اسکا مدار المہام
تھا جسکو گورنمنٹ نے اپنی طرف سے اپنا معتمد اور خیرخواہ سمجھ کر مقرر کیا تھا اور یہان سب چھوٹے
بڑے زمیندار گورنمنٹ انگریزی سے عداوت رکھتے تھے۔ جسکا سبب یہہ بیان کیا جاتا ہے
کہ کروی کے راؤ امرت راؤ نے گورنمنٹ کو ۱۸۲۷ء مین دو لاکھ روپیہ چھ روپیہ سیکڑہ سالانہ
سود پر اس غرض سے دیئے تھے کہ وہ اس کے سود کو بنارس کے مندرون مین خرچ کیا کرے
دس برس ۱۸۳۷ء مین گورنمنٹ نے اپنے نوٹون کا سود چار روپیہ سیکڑہ کر دیا تو کروی کے راؤ
نانک راؤ نے تین لاکھ روپیہ اور گورنمنٹ کو دیدیا کہ کل پانچ لاکھ روپیہ کا سود چار روپیہ
سیکڑہ کے حساب سے بنارس کے مندرون کے خرچ کے لیئے دیا کرے۔ نانک راؤ کی
زندگی مین تو تین برس تک یہہ سود مندرون مین خرچ ہوتا رہا مگر اس کے مرنے کے بعد کسی جبری

جسکو گورنمنٹ نے عوام مین مشتہر نہین کیا یہہ سود دینا موقوف کردیا۔ راؤ تو سات برس کا
بچہ تھا وہ تو اس بات کو سمجھتا نہ تھا کہ کیا ہوتا ہے مگر اس امر کی شہرت پانے سے کہ گورنمنٹ نے
مندرون کے خرچ کو ناحق بند کردیا تمام کرڑوی کی ریاست مین ابیرون کو پنڈتون اور رعایا
کو گورنمنٹ سے نفرت ہوگئی۔ بس جب غدر ہوا تو راجہ اسوقت نو برس کا تھا وہ اس قابل
ہی نہین تھا کہ بغاوت کرتا اسنے ۱۹-اپریل ۱۸۵۸ء کو جب باندہ فتح ہوگیا سر روبرٹ
ہملٹن کو لکھا کہ مین سرکار کا خیرخواہ ہون برٹش سپاہ کو میری راجدہانی مین بھیجد یجیے
جب وٹ لوک صاحب باندہ سے چلکر لڑائی سے بارہ میل پر ۲-جون کو بھرت کوپ مین آئے
تو راجہ انسے آنکر ملا اور انکو دوست سمجھ کر مبارکباد دی راؤ تو خیرخواہ سرکار تھا مگر اس کی
کل رعایا بدخواہ سرکار تھی جسکی سزا راؤ کو بھگتنی پڑی۔ وٹ لوک صاحب ۶-جون کو کرڑوی مین
داخل ہوئے کسی نے انکا مقابلہ نہین کیا۔ ایک گولی بھی نہین چھوٹی مگر وٹ لوک صاحب نے
اس نوعمر راؤ سے ایسی مدارات کی کہ گویا وہ برسر مقابلہ آیا تھا۔ وجہ اسکی یہہ تھی کہ کرڑوی میں
اسقدر زر و جواہر تھے کہ انکی طمع سے وٹ لوک صاحب کو اپنے تئین بازرکھنا ایسی حالت مین
مشکل تھا کہ جس سپاہ نے ایسی مشقت شاقہ لڑائیون مین کی ہے وہ اس سے متمتع نہو۔ وہ اس
بات کا مستحق اس سپاہ ہی کو جانتے تھے انہون نے راؤ کا تمام مال و اسباب پرائز منی (انعام کا
روپیہ) مین داخل کیا۔ کرڑوی کے راؤ کو بریلی کالج مین تحصیل علم کے لیے بھیجدیا۔

کرڑوی کے راؤ کا [illegible] صاحب کا منشا۔

## باب سوم

### سر ہیو روز اور گوالیار

#### کالپی کے فتح ہونے کے بعد تانتیا ٹوپی و رانی جھانسی و راؤ صاحب کی حرکات

تانتیا ٹوپی کونچ مین شکست پاکر چرکی مین گیا جو چار میل کے فاصلہ پر تھی جہان اس کے
ماں باپ رہتے تھے وہ یہان جب تک رہا کہ سر ہیو روز نے کالپی کو فتح کیا جب اسنے سُنا کہ

راؤ صاحب اور جھانسی کی رانی کلاولی سے شکست پاکر گوپال پور گئے ہین جو گوالیار سے جنوب مغرب مین ۴۶ میل ہے تو وہ کمربستہ و مستعد ہو کر انسے جا ملا۔ اسوقت ان سب پر بڑی بنی ہوئی تھی انکو جنوب مشرق مغرب مین انگریزی لشکرون نے گھیر رکھا تھا اور شمال مین گوالیار تھا جسکا مہاراجہ ان کا ایساہی دشمن تھا جیسے کہ انگریز اسوقت چار بڑے باغی سرکار کے برخلاف تھے راؤ صاحب۔ نواب باندہ۔ تانتیا ٹوپی۔ رانی جھانسی۔ ان سب مین جھانسی کی رانی کو مردانگی اور فرزانگی مین تفوق تھا وہ سب سے زیادہ انگریزون کی جانی دشمن تھی اس کمبخت حالت مین بھی ایک تدبیر سوچی جس سے بہتر کوئی اور تدبیر نہین ہوسکتی تھی۔

جھانسی کی رانی نے اپنے ہمراہیون کے سامنے یہہ تدبیر پیش کی کہ گوالیار کی طرف سپاہ کے ساتھ بڑے زور سے سفر کرنا چاہیئے اور سیندھیا کی فوج کو مذہبی اور قومی جوش دلانا چاہیئے اور اسکی دارالسلطنت گوالیار پر بشرط ضرورت زبردستی قبضہ کرنا اور پھر اس کے قلعہ کو وہ تمثال سے انگریزون کو بلاکر کہنا چاہیئے کہ آئیے ہم سے لڑیئے۔ یہہ تدبیر سب ہمراہیون کو پسند آئی اور اسکی تعمیل فوراً ہوئی گوالیا کی سپاہ کے بہکانے کے لئے جاسوس بھیجے اور پھر لشکر روانہ ہوا وہ ۳۰۔ مئی کی رات کو مرار مین جہان پہلے کنٹونمنٹ کی چھاؤنی تھی آن پہنچا مہاراجہ سیندھیا اس بات کی بڑی قدر کرتا تھا کہ سرکار انگریزی کے والا اقتدار ہونے سے وہ ایسی راحت و عافیت وامن مین رہتا ہے کہ کبھی اس کے باپ دادا کو نہین میسر ہوا کبھی پڑا خوف نہین ہوا کہ جس سے ملک مین خلل و فتور پڑنے کا اندیشہ ہوتا۔ اب انگریزون نے دہلی تسخیر کرلیا تھا اور بہت سی فتوح حاصل کین تھین جس سے راجہ کو یقین واثق ہوگیا تھا کہ آخر کو انگریز فتحیاب ہونگے مگر اسکی قوم اور اسکے حالی موالی انگریزون سے ایسے ناراض تھے کہ جب انہون نے دیکھا کہ وہ انگریزون کے دامن کو نہین چھوڑتا انکے سایہ عاطفت ہی مین ہمیشہ رہنا چاہتا ہے تو انکا یہہ ارادہ ہوا تھا کہ اسکو معزول کرکے کسی اور کو گوالیا کا مہاراجہ بنائین جب مہاراج پاس خبر آئی کہ تانتیا ٹوپی اور جھانسی کی رانی اور اور بڑے بڑے امیر ایک لشکر عظیم کے ساتھ مرار مین آگئے ہین جس مین سات ہزار پیدل اور چار ہزار سوار اور بارہ توپین ہین تو وہ پہلی جون کی صبح کو مرار کے مشرق مین دو میل کے فاصلہ پر لڑنے کے لئے گیا اسکے ساتھ چھ ہزار پیدل اور

چندرہ سو سوار تھے اور بوڈی گارڈ چھ سو تمنو مند سپاہیون کا تھا اور آٹھ توپین تھین۔
اس سپاہ کو تین ڈویژن مین تقسیم کیا توپون کو مرکز مین رکھا اور دشمن کے حملہ کرنے کا منتظر ہوا
۷ بجے صبح کے باغی ستری توپخانون کو پشت پناہ بنا کے آگے بڑھے۔ جب وہ نزدیک آئے
تو مہاراجہ سیندھیا کی توپون نے اپنے گولے مارے۔ جب توپون پر انکے چھوٹنے کا دھوان
صاف ہوا تو باغیون کے پیادے اور دو ہزار سوار سیندھیا کی توپون کو چھین کرلے گئے
سوار مہاراج کے بوڈی گارڈ کے سب پیدل اور سوار کیا تو باغیون سے جا ملے یا ایسے مقام پر
جا کھڑے ہوئے کہ جس سے معلوم ہوا کہ وہ اب لڑنے کے نہین پھر باغیون کے سوارون نے
مہاراجہ کے بوڈی گارڈ پر حملہ کیا جنکے ساتھ سیندھیا تھا۔ بوڈی گارڈ کے بعض سپاہی بڑے
بہادری سے لڑے اور جب تک ان مین بہت سے نہین مارے گئے وہ لڑتے رہے اب
سیندھیا نے دیکھا کہ لڑنے سے کچھ فائدہ نہین تو وہ گھوڑے پر سوار گشت آگرہ کو بھاگا
کہین گھوڑے کی باگ کو روکا نہین۔



باغی گوالیار مین داخل ہوئے قلعہ اور خزانہ سلح خانہ اور شہر پر قبضہ کیا۔ خزانہ زر و جواہر سے
سلح خانہ سب قسم کے ہتھیارون سے اور شہر دولت مندون سے معمور تھا جو ان کے ہاتھ آئے
اب انہون نے اپنی باقاعدہ گورنمنٹ قائم کی۔ نانا نے پیشوا ہونے کا اشتہار دیا اور راؤ صاحب
بلیار کا گورنر مقرر کیا۔ گوالیار کی سپاہ کو اور کالپی سے جو سپاہ آئی تھی اسکو بخششین اور
مراعات تقسیم کئے رام راؤ گوبند جسکو سیندھیا نے اپنے اہل دربار مین سے نہایت ذلیل کیا
تھا اسکو وزیر اول مقرر کیا۔ مہاراجہ کا سارا مال اسباب ضبط کرلیا۔ چار مرہٹے سردار جن کو



بغاوت کے جرم مین سیندھیا نے مقید کیا تھا چھوڑ دیئے گئے اور انکو خلعت دیئے گئے
اور انکو اضلاع مین بھیجا کہ وہ سپاہیون کو بھرتی کرین جو جنیل پر انگریزون کا ایسا مقابلہ کرین
کہ وہ اس سے اثر نہ پائین شہر کے باہر جو سپاہ تھی وہ جھانسی کی رانی کے زیر فرمان آئی
اور جو شہر کے اندر سپاہ تھی وہ تانتیا ٹوپی کے حوالے ہوئی کہ اس کے احکام کی اطاعت کرے
اضلاع مین سرکش راجاؤن کے نام جنین زیادہ سربرآوردہ بان پور اور شاہ گڈھ کے
راجہ تھے خطوط جاری ہوئے کہ وہ گوالیار مین انگریزی گورنمنٹ مین شامل ہون۔

۲۵ مئی کو سر ہیوروز نے کرنیل روبرٹس کو ایک چھوٹا سا کالم دیکر جنوب مغرب مین ان باغیون کے تعاقب مین بھیجا تھا جو کالپی سے بھاگے تھے۔ چوتھی جون کو سر ہیوروز پاس خبر آئی کہ گوالیار پر یقینی باغیون نے قبضہ کرلیا ہے۔ انہون نے سٹوورٹ صاحب کو پہلے بریگیڈ کی کچھ سپاہ کے ساتھ روبرٹس کی امداد کو بھیجا۔ سر ہیوروز نے اس واقعہ کے سب پہلو ون پر غور کرکے کسی خوف و اندیشہ کا خیال نہین کیا اور گوالیار کے دوبارہ فتح کرنے کا عزم مصمم کیا۔

سر ہیوروز پاس کمانڈر انچیف کا تار آیا کہ بریگیڈیر سمتھ کا بریگیڈ اور ایک کالم کرنیل رڈل کے ماتحت انکے پاس بھیجا گیا ہے۔ سر ہیوروز نے جھانسی مین جو سپاہ چھوڑی تھی اس کو اپنی امداد کے لئے بلایا۔ حیدرآباد کنٹنجنٹ کے سپاہی جنکو اپنے گھرون کے جانے کی رخصت مل چکی تھی اور وہ بہت دور چلے گئے تھے جب ان پاس گوالیار کی خبر بھیجی گئی تو وہ خوشی خوشی پھر سر ہیوروز پاس آگئے۔ سر ہیوروز کی یہہ تجویز تھی کہ گوالیار کے مشرق مین ضعیف مقام پر حملہ کیا جائے اور ایسا چارون طرف سے گھیرا جائے کہ باغیون کے نکل جانے کے لئے کوئی راہ باقی نہ رہے اس لئے انہون نے یہہ احکام صادر کئے کہ آگرہ کی سڑک پر رڈل صاحب جائے سمتھ صاحب کوٹہ کی سرائے مین آئے جو گوالیار سے جنوب مشرق مین چار میل ہے اور حیدرآباد کنٹنجنٹ جنوب مین باغیون کے سد راہ ہون۔

وٹ لوک صاحب کو کالپی کی محافظت پر متعین کیا اور خود اپنے قدیمی بریگیڈ جنکے سردار سٹوورٹ صاحب اور نے پیر صاحب تھے ساتھ لیکر روانہ ہوئے اور ایک اور تیسرا بریگیڈ جلدی جلدی راجپوتانہ سے آتا تھا۔ نو دن سفر کرکے یہہ کالپی کی سپاہ ۱۶ جون کو ایسے مقام پر آئی کہ مرار سے پانچ میل کے فاصلہ پر تھا۔ سوارون نے دشمن کے مقامات تحقیق کرکے ایسی اطلاع دی کہ فوراً دشمنون کی لینون پر کامیاب حملہ ہوا۔ پہلے اس سے کہ باغیونکی کمک اور مقامات سے پہنچنے پائے۔ چھاونی کے محافظین کو پیچھے ہٹا دیا اور درمیانی میدانون مین شکار کرکے شہر مین بھگا دیا۔ سر ہیوروز منتظر سمتھ کے لشکر کے تھے جو جنوب مشرق کی جانب سے دشمن کے مقامات پر حملہ کرتا ہوا چلا آتا تھا۔ ۱۷۔ جون کی شام کو اس افسر نے اپنی راہ مین لڑائی لڑنے سے کئی توپین بعض ان بلندیون تک لے لین جو لشکر کے اوپر تعین از لشکر پرانی چھاونی

تھی اور اب نیا اچھا شہر فصیل دار تھا) دوسرے دن انہوں نے پہاڑیوں کے ہلال پر قبضہ کرلیا جو جنوب کی طرف سے گوالیار کے آنے میں سد راہ ہیں۔

جب ہیوروز نے مرار پر یورش کرکے اسکو لے لیا بعض باغی خشک نالہ مین جو ایک گاؤن کے گرد تھا بھاگ کر گئے اکثر وین ہائی لینڈرس نے ان مین سے ایک آدمی کو زندہ نہین چھوڑا۔ باقی اور باغی بھاگ گئے اسکا چودہوین ڈریگون نے شکار کیا۔ اب سر ہیوروز مرار کے بالکل مالک تھے جسکے سبب سے آگرہ کی سڑک پر وہ حکمران ہو گئے اور سمتھ صاحب کے ساتھ انکی آمد و رفت کی راہ کھل گئی۔

جھانسی کی رانی بھی جو بڑی مستقل مزاج تھی اور باغیوں کیسے تھی میدان جنگ مین اور صلاح مشورہ کی محفل مین جان تھی مردانہ لباس پہنے ہوئے گھوڑے پر سوار تھی وہ سارے دن اپنی سپاہ کو لڑنے کے لیے تازہ دم کرتی رہی۔ جب انگریزون نے گھاٹی مین ایک ایک پیچ لے لیا اور سمتھ صاحب پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گئے تو انہون نے حصار سے حملہ کرنے کا حکم دیا۔ رانی جھانسی نے بہادرانہ انگریزی سوارون کا مقابلہ کیا جب اس کے ہمراہی بھاگے رانی نے ہر چند اپنی گھوڑی کو روکا مگر وہ نہ رکا اور گھوڑون کے ساتھ بھاگا اور چھاونی کے قریب نہر کے پار جانے مین اسکا گھوڑا گرا اور رانی کو ایک سوار نے مار ڈالا اسنے یہ نہین جانا کہ یہہ بڑے رتبہ کی عورت ہے بس وہ ایسی گری کہ پھر نہ اٹھی اس کے ہمراہیون نے یہہ سمجھ کر وہ مردہ بھی انگریزون کے ہاتھون مین نہ پڑے اسکی لاش کو جلا دیا۔

سپاہ جو سارے دن بغیر کھانے لڑی تھی تھک کر بالکل چکنا چور ہو گئی تھی بہتسے سوار مشکل سے زین پر بیٹھ سکتے تھے اور ایک پیادہ کی رجمنٹ مین چوراسی سپاہی لو کے مارے ہوئے تھے۔ سر ہیوروز صاحب نے انکی مشکلات پر نظر کرکے روبرٹس صاحب کو تھوڑی سی فوج کے ساتھ انکی کمک کو بھیجا۔ باوجودیکہ باغیون کو شکست ہوئی تھی مگر یہہ معلوم دیتا تھا کہ وہ پھر حملہ کرنے پر تیار ہین کالپی کی سپاہ سر ہیوروز پاس آ گئی انہون نے دوپہر کے بعد سمتھ صاحب سے ملنے کا قصد کیا مرار کی چھاونی مین سر روبرٹ نے پیئر کو جو دوسرے برگیڈ کے کمانڈر تھے چھوڑا مبیس میل سفر کرنا تھا گرمی کی وہ شدت تھی کہ اس سفر مین صرف ایک رجمنٹ کے سو سپاہی لو لگنے سے گر پڑے۔

جھانسی کی رانی کا مارا جانا۔

۱۸۵۸ء

سر ہیوروز کا سمتھ صاحب سے ملنا ۱۸ جون کو

مرار کی ندی پر شام کو قیام کیا جو سمتھ کی خیمہ گاہ سے قریب تھی - سر ہیوروز نے دیکھا کہ پہاڑوں میں باغیوں کا ایسا مقام ہے کہ گوالیار سے انکی مدد نہیں ہو سکتی اور وہ اپنے ہمراہیوں سے جدا جا پڑے ہیں اس لیئے انہون نے ۲۰ تاریخ کی صبح کو بہت سویرے ان پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا انہون نے ۱۹ تاریخ کی صبح کو دیکھا کہ ایک بڑی سپاہ گوالیار سے نکل چلی آتی ہے جسکا مطلب یہہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ ان پر حملہ کرے اس لیئے انہون نے خود اسپر حملہ کرنے کا قصد کیا -

۱۹ - تاریخ کو سر ہیوروز و سمتھ دونو کا لشکر متفق ہو کر آگے بڑھا ان پر بند وقون کی گولیان اور ترا نڑ گولے قلعہ اور شہر کے قریب کی مورچہ دار پہاڑیوں سے پڑ رہے تھے - لیکن نمبری ۸۶ و ۹۵ رجمنٹون کے پیدلون اور توپون کی مار کے آگے دشمنوں کی کوئی چیز نہیں ٹھیر سکتی تھی انگریز گولہ انداز دشمنون کی مہلک آتش زنی کے منھ مین اپنی بیٹریون کو نہر کے پار جو اسنے بار کھین لائے - تھوڑی دیر تک تیز رفتار لڑائی ہوئی اس کے بعد انگریزی لشکر سب اونچی بلندی پر چڑھ گیا جو قلعہ کے جنوب مین ہے بہاڑی توپون نے جہانتک انکی رسائی ہو سکی ایک توپ چھین لی ایک اور بیٹری اور دشمن کے سیرہ کی انتہا کے پیدلون نے حملہ کیا - بمبئی کی سپاہ گورونکی مانند لڑتی تھی - بمبئی کی رجمنٹ نے پیدلون کو بلندیون پر سے جیز وہ تھے ہٹا دیا اور بیٹری کو لے لیا بلندیون کے کنارون پر متحمند سپاہیون نے جمع ہو کر نیچے اپنے گوالیار کو دیکھا جسکا فتح کرنا انکا عین مقصود تھا لشکر نیچے نئے شہر مین مکانات درختون مین چھپے ہوئے بائین طرف نظر آتی تھے اور داہین طرف ایک سر سبز باغ مین پھول باغ کا محل نمایان تھا - شکستہ یافتہ باغی دکھائی دیتے تھے کہ وہ میدانون مین اس لیئے جمع ہو رہے ہین کہ ان مکانون مین پناہ لین جو شہر سے باہر درختون کے اندر ہین - سر ہیوروز نے جب یہہ دیکھا تو انہون نے گوالیار پر قبضہ کرنیکا ارادہ شام سے پہلے لینے کا کیا - سر ہیوروز نے تو لشکر فتح کر لیا اور اس اثنا مین سمتھ نے پھول باغ کو لے لیا - تانتیا ٹوپی اپنی عادت کے موافق پہلے سے بھاگ گیا - سر ہیوروز نے لشکر اور محل پر قبضہ کر کے شہر کا انتظام کیا وہ آسانی سے اس لیئے ہو گیا کہ دکانداروں کی جماعت ہمیشہ انگریزون کی خواستگار رہتی ہے -

۱۹ - جون کی رات کو کل گوالیار کے سر ہیوروز ستاسی آدمیون کو مقتول اور زخمی کرا کے مالک مختار

سپاہ آگئے اور انہون نے شہر کو فتح کرلیا۔ ملک ابھی غیر منتظم تھا۔ گھاٹون کے نیچے اور اوپر انگریزون کا مقابلہ ہوتا۔ بعض جگہ سے ابھی توپین اور ہتھیار سب کے سب نہین لئے گئے تھے اس کے خوف و خطر چلے جاتے تھے مگر کرنیل جیکب نے وہ سب رفع کردیئے لیکن تھوڑی دنون بعد ایک اور مقام پر فساد کھڑا ہوا۔

تارگنڈ کا راجہ گورنمنٹ کا بدخواہ تھا مئی ۱۸۵۸ء تک اس سے بنی گئی بیٹن کار اور مین سن صاحب نے اسکو دبا کر اسکی توپون اور میگزین کی فہرست منگائی اور پھر حکم دیا کہ یہہ توپین دھاروار مین دہ بھیجدے۔ جو لوگ یہہ جانتے ہین کہ ہندوستانی رئیسون کو اپنی توپین کیسی عزیز ہوتی ہین وہ یہہ سمجھ سکتے ہین کہ راجہ کے دل مین اس گورنمنٹ کے حکم سے کیسی ناراضی پیدا ہوئی ہوگی۔ اسی زمانہ مین مسٹر کار نے اسکے بڑے دوست جام کھنڈی کو مقید کرکے جیلخانہ مین بھیجا تھا اسکو بھی یہہ خیال پیدا ہوا کہ وہ بھی اس دوست کی طرح جیلخانہ مین بھیجا جائیگا اسنے اپنا ایک معتمد مختار دھاروار مین بھیجا کہ وہان کے مجسٹریٹ سے جاکر اصل حقیقت دریافت کرے جیکب صاحب پاس تار آیا کہ دھاروار کے قریب بلوہ ہوا ہے جسکا معین و مددگار راجہ تارگنڈ ہوا ہے جیکب صاحب نے تارگنڈ کے راجہ کو سزا دینے کا ارادہ کیا اور اُس کے ٹھیک بنانے کے لیئے مالکم صاحب کو بھیجا۔ اس جوانمرد افسر نے ڈھائی سو سوار ساتھ لیکر ان باغیون پر حملہ کیا جنہون نے دھاروار کے علاقہ مین خزانہ لوٹا تھا۔ مین سن صاحب رام درگ مین آئے وہ انکو خالی ملا۔ یہان کے راجہ کی معرفت معلوم ہوا کہ اسکا سوتیلا بھائی راجہ تارگنڈ دغابازی کر رہا ہے انہون نے اسکے نام خطوط دیکھے اسنے رام درگ کے راجہ کو لکھا تھا کہ وہ بھی میری طرح بغاوت کرے اور تارگنڈ کی طرف کوچ کرے مگر راجہ نے مالکم کے ساتھ سفر کرنے کا ارادہ کیا مین سن صاحب اور انکے ساتھ بارہ سوار تھک کر چکناچور ہوگئے تھے مین سن صاحب پالکی مین سوار ہوکر چلے اور دس بجے ایک گاؤن مین جاکر مندر کے اندر سوگئے۔

تارگنڈ کے راجہ کو جب مین سن صاحب کے مندر مین سونے کی خبر ہوئی تو وہ آدھی رات کو سو آدمیون کو لیکر مندر پر چڑھ آیا اور مین سن اور ان کے ساتھیون کو مار ڈالا اور تارگنڈ مین انکا سر لاکر دروازہ پر لٹکا دیا۔

جن باغیون کے گروہ نے خزانہ لوٹا تھا وہ کوپل ڈرگ مین آیا۔ کرنیل ہیوز نے بہادرانہ حملہ
کرکے کوپل ڈروگ کو فتح کرلیا اور بھیم راؤ راجہ ہیم باجی کو اور باغیون کو مار ڈالا۔

مالکم صاحب بہت جلد تارگنڈ گئے اسکی کمک کے لیئے توپین اور پیادے آئے باغیون نے
سفر کرکے انپر حملہ کیا انہون نے اسکو شکست دیکر بھگا دیا اور ۲۔ جون کو تارگنڈ کو لے لیا۔ راجہ بھیر
جوگیون کا بھیس کر بھاگا۔ ۳۔ جون کو سوٹر صاحب نے اسکو گرفتار کرلیا۔ بیل گاؤن مین اس کی
تحقیقات ہوئی اور جرم ثابت ہوا۔ ۱۱۔ جون کو سپاہ اور سارے اہل شہر کے روبرو اسکو پھانسی
دی گئی اسنے اپنی بغاوت کے لیئے یہہ عذر کیا کہ مقید ہو جانے کا خوف تھا۔

جب کرنیل جیکب کو مین سن صاحب کے مارے جانے کی خبر پہنچی تو انہون نے ملک کی شمالی
ریاستون کے انتظام کی طرف توجہ کی انہون نے میراج کے راجہ سے سارا میگزین لے لیا
وہ برگیڈیر جنرل بھی مقرر ہو گئے تھے انکے مستحکم قواعد و آئین سے گھاٹون کا اوپر کے ملک مین
بالکل امن امان ہو گیا مگر گھاٹون کے نیچے کے ملک مین گوا کی سرحد پر ساونت کے باغیون پاس
مدراس اور بمبئی کی آئینی و غیر آئینی سپاہ اور پرتگیزی سپاہ انگریزون سے لڑنے کے لیئے تھی۔ آخر کو
نومبر کے مہینے مین جنرل جیکب نے گوا کے پرتگیزی وائسراے سے صلاح مشورہ کیا جس نے
ان پاس اپنی تمام سپاہ کے بھیجدینے کا اقرار کیا مسٹر جرایلیڈ اس مہم کے مدارالمہام بنے ضلع مین
جو باغی تھے انکو اطلاع دی گئی کہ وہ ۴۔ نومبر تک اپنے تئین حوالہ کردین نہین تو بغیر کسی ترس رحم کے
انکا شکار کھیلا جائیگا۔ اتنی باغیون نے پرتگیزون کے افسر کو اپنے تئین حوالہ کیا اور باغیون کے
سرغنہ پرتگیزون کی عملداری مین تیمور بھیجے گئے بسن سدرن مرہٹے کنٹری مین بالکل انتظام و بندوبست
سرکار انگریزی کا ہو گیا۔

## باب اول

## لارڈ کیننگ کا اشتہار اودھ

ہم نے پہلے ذکر کیا ہے کہ لارڈ کیننگ نے اودھ کے تعلقہ دارون کے باب مین اشتہار جاری

کیا تھا اب ہم اسکا حال بالتفصیل لکھتے ہین ۔
لارڈ کیننگ نے اودھ کا اشتہار سر جیمس اوٹرم چیف کمشنر اودھ کے پاس بھیجا تھا اور اس کے ساتھ ایک چٹھی مورخہ ۳ - مارچ ۱۸۵۸ء بھیجی تھی جس مین انکو ہدایت کی تھی کہ جب تک اشتہار کا اعلان نہ کیا جائے کہ لکھنؤ بالکل قبضہ مین نہ آجائے یا فتح کرنے والون کے سایہ رافت مین آئے یہہ اشتہار اس سرکش صوبہ کے باشندون کی مخاطبت مین تھا جو انکی چشم نمائی کرتا تھا اور ان کے حق مین ایک فتنہ سے تھا جو تنبیہہ کرتا تھا سطح کرتا تھا کہ لکھنؤ نے نو مہینے تک سرکار والا اقتدار کی حکومت سے مقابلہ و محاذ کیا اب وہ اس کے فتح کرنے والون کے قبضہ اختیار مین آیا ہے اس مقابلہ و محادلہ مین باغی سپاہیون نے اپنی نافرمانی سے ابتدا کی تھی شہر و صوبہ کے باشندے زیادہ تر معین و مددگار رہے جنکی ثروت و امارت برٹش گورنمنٹ کے طفیل سے پیدا ہوئی تھی اب اس کے معاوضہ و پاداش کا وقت آیا ہے - اس اصول کے موافق کہ بیگناہون کو انعام و اکرام پہلے اس سے دیا جائے کہ مجرمونکو سزا دی جائے اس اشتہار مین چھہ آدمیون کا نام لکھا گیا جنمین تین راجہ تھے اور دو زمیندار اور ایک تعلقہ دار جو سرکار کے ساتھ خیرخواہ رہے تو انکو بہت سی بڑی ترغیبین دی گئین انکی نسبت یہہ ظاہر کیا گیا کہ وہ صرف اپنی ان موروثی زمینون کے مالک نہیں ہین گے جو ان پاس اس وقت تعین کہ اودھ مین انگریزی عملداری کا آغاز ہوا بلکہ ان سے اقرار کیا جاتا ہے کہ وہ اور زیادہ انعام بھی پائینگے اسی طرح کا اقرار ان لوگون کے ساتھ کیا جاتا ہے جو اسی قسم کے استحقاق اپنے قائم کرینگے اور انپر گورنمنٹ کو اطمینان ہوگا تو انکی خدمات کے متناسب انعام و اکرام دیئے جائینگے لیکن انکے سوا تمام صوبہ مین جملہ حقوق اراضی برٹش گورنمنٹ قرق کرتی ہے وہ ان حقوق کے باب مین اپنی مرضی کے موافق جو مناسب جانیگی فیصلہ کریگی - امیر تعلقہ دار و زمیندار جو فوراً اطاعت کرینگے اور اپنے ہتھیار دیدینگے اور چیف کمشنر کے احکام کی تعمیل کرینگے انکے لیئے اس اقرار کا اشتہار دیا جاتا ہے کہ انکی جان اور آبرو سلامت رکھی جائیگی بشرطیکہ ان کے ہاتھ انگریزون کے قتل کے خون سے آلودہ ہوئے ہونگے اور از دیاد عنایت کے لئے اشتہار مین یہہ اضافہ اور کیا گیا کہ اس کے بعد ایسے آدمی جس حالت مین رکھے جائینگے وہ برٹش گورنمنٹ کی عدالت اور رافت پر موقوف ہے" آخر کو اشتہار مین یہہ اقرار کیا گیا کہ جن جماعتون کا اوپر ذکر ہوا ہے

جسقدر وہ چیف کمشنر کی امداد اسن و انتظام کے قائم کرنے مین مستعدی و چستی و چالاکی سے
پیش قدمی کرینگے اسیقدر انپر عنایات کی جائینگی اور گورنر جنرل انکے حقوق کے خیال کرنے
آمادہ رہیگا اور فیاضانہ سلوک کریگا کہ اس کے پہلے حقوق کو بحال رکھیگا اور جن لوگون نے
انگریزون اور انگریزون کے قتل مین شرکت کی ہے انپر کوئی رحم نہین کیا جائیگا اور جن لوگون نے
انگریزون کی جانین بچائی ہین وہ خاصکر مستحق سمجھے جائینگے کہ ان کے ساتھ نرمی کیجائے
اور ان کے حقوق پر خیال کیا جائے۔ چھٹی جو اس اشتہار کے ساتھ آئی تھی اس مین فورین
سکرٹری اڈمنسٹن صاحب نے احتیاطاً لکھا تھا کہ اس اشتہار کا اعلان جبتک نہ کیا جائے
کہ لکھنؤ فتح نہو یا وہ فتح کرنے والون کے سایہ رافت مین نہ آئے اور جب اس اشتہار کا
اعلان کیا جائے تو وہ صرف اودھ کے ان باشندون کی مخاطبت مین سمجھا جائے جو لڑنے
والے رہتے اور کسی معنی کر وہ باغی سپاہیون سے متعلق نہ جانا جائے اور لارڈ کیننگ کو
یقین ہے کہ ظاہری درشتی کی طرز جو اشتہار کے ساتھ خصوصیت رکھتی ہے وہ ضروری ہے
ایسے سرکاری کاغذ مین فیاضی اور معافی تقصیرات کا اعلان اسکے معانی مین مغالطہ پیدا
کرتا ہے اور اشتہار کی جا رحم رافت و نرم دلی ہے کہ اس مین یہہ اقرار کیا گیا کہ راجہ و تعلقہ دار اور
زمیندار موت اور قید کی سزا سے معاف کئے گئے ہین جو گورنمنٹ سے لڑے ہین
اور جنہون نے گورنمنٹ کے خلاف سازشین کین ہین جا نثارون کا فرق کرنا زیادہ تر معاوضہ
سخت سزا کا بہ نسبت عدالت کی درشتی کے ہے اس چھٹی کے خاتمہ مین یہہ بیان کیا گیا تھا
کہ باغیون کے جرمون کے مختلف مدارج ہین انکے ساتھ معاملہ کرنے مین کونسے اطوار سر جیمس
اوٹرم کو اختیار کرنے مناسب ہین۔

سر جیمس اوٹرم پاس ۵۔ مارچ کو یہہ چھٹی اور اشتہار آئے ان کو پڑھ کر سر جیمس اوٹرم کی رائے بالکل بدلی
اس اشتہار کے خلاف ہی انہون نے ۸۔ مارچ کو فورین سکرٹری کو یہہ چھٹی لکھی جسکا مضمون یہہ تھا کہ مجھکو یقین ہے کہ زمیندار و
تعلقہ دار ایک درجن بھی تعداد نہین کہ جنہون نے کسی نہ کسی طرح سے باغیون کی امداد نکی ہو اسواسطے
حقوق کی تلف کرنے والی جو فرقی ہوئی ہے اسکی مستثنے صورتین چند ہی ہونگین۔ مین اپنا یقین
ظاہر کرتا ہون کہ جس وقت اس اشتہار کا اعلان کیا جائیگا تو امرا و روسا و تعلقہ دار اپنی ریاستین

چلے جائین گے اور سخت مقابلہ و مجادلہ کے تیاریان کرین گے۔ میری راے مین ان چند زمینداروں نے سرکشی کی ہے جنکے حق مین بعد الحاق اودھ نہایت ہی ناانصافی بندوبست اراضی مین کی گئی ہی پس انکا باغیون کی امداد کرنا فی الحقیقت بمقتضاے طبع بشری تھا۔ جب باغیون نے اودھ مین برٹش گورنمنٹ کی حکومت کو بالکل برباد کیا ہے تو راجاؤن اور تعلقہ دارون نے گورنمنٹ کے برخلاف انکی طرفداری کی ہے پس انکے ساتھ مدارات ایسی کرنی چاہیئے جیسے کہ معزز دشمن کے ساتھ ہوا کرتی ہے نہ ایسی کہ سرکشون کے ساتھ کی جاتی ہے اگر انکی زمین قرق کی جائیگی تو وہ بڑے سنگدل دشمن ہوجائینگے پھر انکے چھوٹے چھوٹے گروہ لڑائیان لڑین گے جنمین ہزارون یوروپین کی جانین لڑائی مین بیماریون مین جائینگین۔ لیکن اگر انکی زمینین انہین کو دیدی جائینگین تو وہ فوراً انتظام کے بحال کرنے مین معین و مددگار ہونگے اور ہم کار وا لاافتدار کے ساتھ شریک و مددگار ایسے ہونگے کہ پھر اسکی ضرورت نہین رہیگی کہ اودھ مین بڑا لشکر رکھا جاے۔ اسکے جواب مین لارڈ کیننگ نے ۱۰۔ مارچ کو لکھا کہ اشتہار مین یہہ فقرہ اور اضافہ کیا جاے کہ انمین سے جو مستعدی و چستی و چالاکی کے ساتھ چیف کمشنر کے امن و انتظام کی بحالی مین پیشقدمی کرینگے انپر یہہ مہربانی کی جائیگی کہ گورنر جنرل انکے ان حقوق پر جو وہ حاصل کرین گے فیاضانہ خیال کرکے انکے پہلے استحقاقون کو بحال کر دینگے تین ہفتے کے بعد لارڈ کیننگ نے اوٹرم صاحب کے مضامین کا جواب طول طویل لکھا مسٹر ایڈمنسٹن نے ۳۱ مارچ کو مراسلہ مین لکھا کہ لارڈ کیننگ قبول کرتے ہین کہ اودھ کے باشندون کی حالت بلحاظ برٹش گورنمنٹ کی خیرخواہی کے بالکل مختلف ان صوبون کے باشندون کی حالت سے ہے جو برٹش سلطنت مین مدتون رہے ہین لیکن گورنمنٹ کی راے مین یہہ فرق کوئی مستحکم بنا اس بات کے لیے نہین ہے کہ امرا و روسا اور تعلقہ دارون کے ساتھ ترحم اور شفقت و رافت اسطرح کیجاے جسطرح کہ اوٹرم صاحب بیان کرتے ہین۔ جرم کبیرہ کے مرتکب ہونے کی صورت مین موت و جلاوطنی اور قید کی سزا سے معاف رکھنا بھی بڑی بخشائش ہے۔ اب باغیون کے ساتھ اس سے زیادہ نرم دلی اور رحم کا برتاؤ کرنا معزز دشمنون کے ساتھ سلوک کرنا نہین ہے (جسکی استدعا اوٹرم صاحب کرتے ہین) بلکہ دشمنون کو یہہ کہنا ہے کہ انہون نے فتح حاصل کی ہے اوٹرم صاحب جو یہہ لکھتے ہین کہ بندوبست

اراضی مین الحاق اودھ کے بعد بندوبست اراضی مین تعلقہ دارون اور زمینداروں کے ساتھ
ایسی نا انصافی کی گئی ہے جسکے سبب سے انھون نے سرکشی کی ہے - لارڈ کیننگ اسکی اس بات کو
نہین مانتے - یہہ بات مان بھی لی جائے کہ اودھ مین بندوبست اراضی مین دیہاتی نظام بجائے
قدیم تعلقہ داری نظام کے داخل کرنا بالکل دانشمندانہ پولیسی نہ تھی تو بھی لارڈ کیننگ اس بات کو یقین
نہین کرتے کہ زمینداروں نے جو طریقہ اختیار کیا وہ اس پولیسی کا نتیجہ تھا - انکے نزدیک تعلقہ دارون
نے جو طریقہ اختیار کیا اسکی وجہ یہہ تھین کہ تعلقہ دار جو خود مختاری سے اپنے اختیارات کام مین لاتے
تھے وہ گھٹ گئے تھے قانونی مساوات سے سے انکے مراتب عظمت مین فرق آگیا تھا اور
اپنی سپاہ کے موقوف کرنے پر صلح کے ساتھ زندگی بسر کرنے پر مجبور کئے گئے تھے یہہ دلائل
تھین جنکے سبب سے لارڈ کیننگ نے اشتہار لکھا -

اسوقت لارڈ الین برا بورڈ اوف کنٹرول کے پریسیڈنٹ تھے - اس اشتہار کی نقل ۱۲ مارچ کو
انکے ہاتھ مین آئی اس اشتہار کے ساتھ اسکی تفصیل نہ تھی جسکا وعدہ لارڈ کیننگ نے پیچھے بھیجنے کا
کیا تھا اس اشتہار کو پڑھ کر لارڈ الین برا نے اسکے اعلان کرنے کا نتیجہ وہی نکالا جو اوٹرم صاحب
نے نکالا تھا لارڈ الین برا کو یقین تھا کہ جب اودھ پر برٹش گورنمنٹ نے قبضہ کیا ہے تو اس مین
تعلقہ داران اودھ کے ساتھ بہت سی ناانصافیان کی گئی ہین - جو بڑا سبب صوبہ مین برٹش گورنمنٹ کے
ساتھ تمام قومی بدخواہی کا ہوا ہے اگر یہہ اشتہار اودھ مین دیا جائیگا تو تعلقہ داران اودھ یہ جانینگے کہ انکا
مالک ہونے سے خارج ہوگیا وہ اس زمین کے مالک ہونے کو بہت عزیز رکھتے تھے اب انکا اس گورنمنٹ
سے لڑنا جو انکو زمین کے مالک ہونے سے محروم کرتی ہے بہ نسبت سابق کے زیادہ مستعدی و
جد و جہد سے لڑنا حق معلوم ہوتا ہے انھون نے لارڈ کیننگ کو مراسلہ مین لکھا کہ اودھ کے باشندے
باغی نہ سمجھے جائین بلکہ ایسے دشمن جو عداوت کرنے کے مجاز تھے - اور فاتحین جب فتح حاصل کر لیتے ہین
تو وہ بہت تھوڑے آدمیون کو سزا کا مستحق جانتے ہین اور اپنی فیاضی اور دریا دلی کی پولیسی سے
اپنا رحم و کرم زیادہ تر آدمیون پر کرتے ہین مگر لارڈ کیننگ نے ایسے مختلف اصول پر عمل کیا ہے کہ بہت
تھوڑے باشندگان اودھ کو لطف و کرم کا مستحق سمجھا ہے اور انکے ایک مجمع کثیر کے ساتھ وہ سلوک
کیا ہے جسکو وہ اپنے لیئے سخت سزا سمجھین گے - اسواسطے ہم چاہتے ہین کہ تعلقہ داران اودھ کے

برخلاف جو فرقی کی سخت پولیسی اختیار کی ہے اس مین تخفیف کی جائے۔ ہم چاہتے ہین کہ ہندوستان کی تابع رعایا بخوشی برٹش گورنمنٹ کی اطاعت کرے لیکن جہان فرقی عام ہوگی وہان فرمانبرداری خوشی سے ہوگی۔ اور نہ رعایا راضی وخوشی رہیگی۔ لارڈ ایلین برا اپنے عہدہ سے برخاست ہوئے انکے سبب سے جو لارڈ کیننگ کی دلشکنی ہوئی تھی اسکی مکافات اور وزرا سلطنت نے کی مسٹر ہربرٹ سٹڈنی اور لارڈ گرین ویل اور لارڈ ایبرڈین نے بڑی ہمدردی اور دلسوزی کے ساتھ چھٹیان بھیجین۔ سر جیمس اوٹرم سپریم کونسل کے ممبر ہوگئے۔ لارڈ کیننگ نے روبرٹ مونٹ گومری کو اودھ کا چیف کمشنر کردیا۔ مئی ۱۸۵۸ء مین مونٹ گومری کو لارڈ کیننگ نے اپنی اس پولیسی کو جو مشہور اشتہار مین مندرج تھی حوالہ کیا۔ انہوں نے اس پولیسی کو بڑی دانشمندی سے اپنے لیئے ایک ٹیکن بنایا درستی اور نیچی کے ساتھ اسپر عمل نہین کیا۔

# باب دوم

## اودھ مین امن و امان کا انتظام کرنا

### ہوپ گرینٹ اور بینی مادھو و نواب گنج کی لڑائی

جلال آباد سے ہوپ گرینٹ صاحب بینی مادھو کی تلاش مین چلے وہ کانپور کی سڑک پر فساد کرتا تھا سب سے بڑا باغی راجہ اودھ مین یہی تھا۔ ہوپ گرینٹ صاحب نائب کمانڈر اون بانھ ہوگئے تھے اس لیئے انکا آیندہ نام لارڈ کلایڈ لکھا جائیگا۔ اور انکے ساتھ راجہ کپورتھلہ نو سو سکھ اور تین برجی توپین وہ بینی ساتھ لاکر شریک ہوگیا تھا بینی مادھو فیض آباد کی سڑک پر ایک مستحکم مقام نواب گنج مین لکھنؤ سے اٹھارہ میل پر مقیم تھا اسکی سپاہ کی جھوٹی تعداد بارہ ہزار مشہور تھی۔ سر ہوپ گرینٹ اور بینی مادھو کی سخت لڑائی نواب گنج مین ہوئی جس مین باغیون کو شکست ہوئی اور باغیون کی چھ توپین چھنین اور چھ سو آدمی میدان جنگ مین کھیت رہے اور انگریزون کی طرف سٹھ آدمی مجروح و مقتول ہوئے تینتیس سپاہی لو سے مرے اور ڈھائی سو اسپتال مین گئے

اس نواب گنج کی فتح سے یہہ فائدہ ہوا کہ پھر باغیون کو یہہ حوصلہ نہین ہوا کہ وہ لکھنؤ کے قرب و
جوار مین اپنی جگمگھٹ لگاتے۔

جولائی کے تیسرے ہفتے مین انکے نام سر کولن کیمبل کا حکم آیا کہ وہ راجہ مان سنگھ کی کمک کو
جائے یہہ راجہ بڑا مشہور تھا وہ ایکدفعہ باغیون کے ساتھ ہوگیا تھا لیکن مونٹ گومری صاحب
کے صلاح و مشورہ سے وہ انگریزون کا وفادار خیر خواہ ہوگیا اسکو انکے قلعہ مین بیس ہزار
باغیون نے جنکے پاس بیس توپین تھین گھیر لیا۔ سر ہوپ گرینٹ نے سپاہ وہان بھیجی اور
۲۲ جولائی کو خود چلے۔

سر ہوپ گرینٹ کی روانگی کے وقت سے پہلے پڑھنے والون کو یہہ جاننا چاہیے کہ اسوقت
اودھ مین باغیون کے گروہ کہان کہان پھیلے ہوئے تھے انمین ایک بیگم اور اس کے عاشق
مامون خان کی افواج تھین اور اس کے سوا رچوکا گھاٹ مین نو اور بڑے بڑے غول تھے اور
بہت سے چھوٹے چھوٹے جو اس وقت نو بڑے غول تھے اسمین ساٹھ یا ستر ہزار مسلح
سپاہی تھے اور انکے پاس چالیس یا پچاس توپین تھین انمین سے نصف سے زیادہ چوکا گھاٹ
مین گھاگرہ کے قریب بیگم اور مامون خان کے زیر حکم تھے یہہ سپاہ فیض آباد سے کچھ دور تھی
اور اس کے ایک بڑے حصہ نے مان سنگھ کو گھیر رکھا تھا۔ باقی سپاہیون کے سرغنہ اور سردار
یہہ تھے۔ رام بخش۔ بھونانتھ سنگھ۔ چند بخش۔ گلاب سنگھ۔ ترپ سنگھ۔ عرف بھوپال سنگھ
فیروز شاہ۔ یہہ سب سارے صوبے مین پھیلے ہوئے تھے وہ بہت دیر تک یکجا جمع نہیں رہتے
تھے یہہ امید انکو رہتی تھی کہ کہین ایسا اتفاق صدمہ رسانی کا ہاتھ لگ جائے کہ انکو فتح یا غنیمت
حاصل ہو۔

باغیون نے مان سنگھ کو شاہ گنج کے قلعہ مین گھیر رکھا تھا جب انکو انگریزی لشکر کے قریب
آنے کی خبر ہوئی وہ اس طرح سے تین حصون مین منقسم ہوکر بھاگے کہ ایک گونڈہ مین گیا اور
دوسرا سلطانپور مین گومتی کے کنارہ پر اور تیسرا ٹانڈہ میں گھاگرہ کے کنارہ پر۔

ہوپ گرینٹ فیض آباد مین گئے۔ اور اجودھیا کے گھاٹ پہنچے وہان بہت سے باغی کشتیون مین
بیٹھے ہوئے دریا کے دوسرے کنارہ کی طرف جارہے تھے انھون نے کشتیون پر آتش زنی

کرکے سب کشتیون کو سوار ایک کے ڈبو دیا۔ باغیون کے بڑے گروہ بچکر نکل گئے دوسرے دن انہون نے راجہ مان سنگھ سے ملاقات کی۔

وہ یہان ٹھیرے نہین انکو خبر لگی کہ سلطان پور مین باغیون کا بڑا ہجوم ہو رہا ہے وہان ایک کالم برگیڈیر ہورس فورڈ کے ماتحت بھیجا۔ بارش کے سبب ہورس فورڈ صاحب نے توقف کیا اور ساتوین اگست کو روانہ ہوئے اور ۲۲۔ اگست کو سلطان پور سے چار میل کے فاصلہ پر پہنچے ندی سائی کے پار جانے کی مشکل پیش آئی اور ہوپ گرینٹ صاحب کو دشمن کے مقام اور اسکی طاقت سے بھی اطلاع ہوئی تو انہون نے ہورس فورڈ صاحب کی کمک کے لیئے اور سپاہ بھیجدی جو ۲۴۔ اگست کو انسے جا کر ملی۔ چو گھڑون پر سپاہ ندی سے پار گئی۔ کرنیل گال دسے دونو مین ۹ بیپی بھی ۱۶ ار کرلے گیئے اور دو گاؤن کو انہون نے فتح کرلیا۔ ۲۸۔ اگست کو باغیون نے انگریزی لشکر پر حملہ کیا اور شکست پائی اور بھاگ گئے اور سلطان پور کو خالی کرگئے۔

مشکل تھا کہ اودھ مین باغیون کا تعاقب کیا جاتا وہ متواتر سفر کرتے تھے ابھی یہان سے گئے تھے پھر وہین آگئے۔ اصل باغی سپاہی تو تھوڑے سے تھے مگر انکے ساتھ تعلقہ دارون اور زمیندارون کے ملازمین کی بھیڑ بھاڑ ساتھ ہو جاتی تھی انکی تعداد بدلتی رہتی تھی اسپر آبادی کے میل کچیل اور جیلخانون کی غلاظت اور زیادہ ہو جاتی تھی۔ باغی سفر بے قاعدہ کرتے تھے ایک دن معلوم ہوا کہ قصبہ امیٹھی مین وہ گئے ہین جو سلطان پور سے پچیس میل پر تھا اس قصبہ کا محیط سات میل تھا اسکے گرد مٹی کی فصیل تھی جسکے گرد جنگل تھا۔ وہان لال مادھو سنگھ نوجوان رئیس رہتا تھا جو انگریزون کا دشمن تھا پھر باغی منتشر ہوگئے تھے پھر رام پور کاسیا مین آئے۔ سر ہوپ گرینٹ خوب جانتے تھے کہ باغی صرف سپاہ سے مغلوب ہوسکتے ہین جسکے کام مین لانے کے لیئے انکو پوری ہدایتین ہوچکی تھین۔ بیماریون کا موسم تھا۔ جب وہ سلطان پور مین آئے تو سر کولین کیمبل کی صلاح لیکر انہون نے زیادہ لڑائیون کو ماہ اکتوبر تک ملتوی کیا۔

اب یہان اودھ مین اسطرح جنگون مین توقف ہوا اس عرصہ مین جو روہیل کھنڈ مین واقعات واقع ہوئے انکو سناتے ہین۔ ہم پہلے روہیل کھنڈ کا حال اور شاہ احمد اللہ کے قتل ہونے کا بیان کرچکے ہین۔ روہیل کھنڈ اور اودھ کی سرحدون پر دونو طرف کے بعض زمیندار ہتھیار لیکر راجہ

سلطان پور کا محاصرہ گرینٹ کا کالم بھیجنا

باغیون کا سفر کرنا اودھ مین ۱۸۵۸ء

روہیل کھنڈ کی کیفیت

پوایان کو سزا دینی چاہتے تھے جنہنے بڑی دغابازی کے کام کئے تھے باغیون کے سرغنون مین آپس مین
اتفاق نہین ہوسکتا تھا ان مین سے ہر ایک اپنا خود ہی آزادانہ کام کرنا چاہتا تھا یہہ چار باغی
سرغنہ تھے نظام علیخان بہت سے آدمیون کے ساتھ بیلی بھیت کو دھمکاتا تھا - خان بہادر خان
چار ہزار سوارون کے ساتھ تھا اور نواب فرخ آباد پانچ ہزار آدمیون کے ساتھ - اور ولایت شاہ
تین ہزار آدمیون کے ساتھ - گورنمنٹ انگریزی اپنی محافظت پر تیار رہتی تھی ڈی گانٹلرو صاحب
کو ایک سپاہ کے ساتھ پوایان کی محافظت کے لئے بھیجا - یہان کے راجہ کے پاس دو ہزار سپاہ
تھی اسکے ہمیشہ ہتھیار رکھنے کی تاکید تھی جسکے سبب سے پوایان بچ گیا - مگر بیل کھنڈ کے اور اضلاع
مین فساد و شور و شر کا فرو کرنا مشکل تھا - اگست کے آخر مین علی خان میواتی نظام علی خان کے
ساتھ شریک ہوکر پیلی بھیت کے قریب ایک بڑے گاؤن نوریہ کے نزدیک آیا جو برٹش کی چھاونی
سے دس میل پر تھا - پیلی بھیت مین سپاہ کے کمانیر کپتان روبرٹ پارکنس تھے دونو کپتان
پارکنس اور مجسٹریٹ مالکم لو نے نوریہ سے باغیون کا نکالنا چاہا پارکنس صاحب نے لفٹنٹ
کریگی صاحب کو سپاہ کے ساتھ بھیجا اور مجسٹریٹ اس کے ہمراہ گئے - ۲۸ - اگست کو وہ
نوریہ پہنچے - اس گاؤن سے کریگی صاحب نے لڑنے کا قصد کیا - باغیون کے اونیس سوار
حق داد خان رسالدار کے سوارون سے دست بدست لڑے اس مین سے چودہ تو مارے گئے
کریگی صاحب نے حملہ کرکے باغیون کو بھگا دیا وہ تین میل بھاگ کر بڑے سرپورہ مین گئے - پھر کپتان
برون صاحب سپاہ کے ساتھ پیلی بھیت سے نوریہ سے باغیون کو نکالنے آئے - باغی انسے خوب
لڑے اور انکو زخمی کیا مگر آخر کو شکست پائی - باغیون کے تین سو آدمی مارے گئے چار توپین اور
انکا میگزین اور انکا ذخیرہ سب چھن گیا - نظام علی خان زخمی ہوا اور باقی اور باغی سرغنہ بھاگ گئے
بابو رام پرشاد سنگھ سراؤن کا تعلقہ دار سرکار کا بڑا وفادار خیرخواہ تھا - باغیون نے اس کے
گھر کو جلا دیا قصبہ کو لوٹ لیا اسکو اور اسکے کنبے کو مقید کر لیا - لارڈ کننگ نے جو الہ آباد مین تھے
ایک لشکر بریگیڈیر برکلی صاحب کے ماتحت سراؤن روانہ کیا کہ وہ ملک کے اس حصہ مین انگریزی
حکومت کی پاؤن جمائین -
برکلی صاحب ۱۲ - جولائی کو گنگا کے پار اترے اور ۱۴ ارکو انہون نے ڈبائی مین باغیون کو دیکھا

ڈیائن ایک شکستہ حصار جنگل کے اندر تھا جسکے گرد خندق تھی برکلی صاحب نے حملہ کرکے اسکو لے لیا
ڈھائی سو باغی تو خندق مین مردہ پڑے تھے اور جنگل مین بہت سے مارے گئے۔
۱۵۔ اگست کو یہان برکلی صاحب بھی ٹھیرے اور ۱۶۔ کو قلعہ ترول پر گئے جو سراؤن سے
سات میل پر تھا۔ اس کے گرد جنگل ایسا گھنا تھا کہ قلعہ نظر نہیں آتا تھا۔ جب قلعہ پر توپین
چلائی گئین تو باغیون نے رات کو اس قلعہ کو خالی کر دیا اور اپنی تین توپین مع میگزین کے
چھوڑ گئے برکلی صاحب نے قلعہ مسمار کر دیا اور اسی طرح قلعہ بھرتلپور کو منہدم کرکے الہ آباد میں واپس
آگئے۔ تھوڑے دنون کے بعد وہ پھر اودھ کے قلعون کے مسمار کرنے کے لیے بھیجے گئے
اس طرح وہ قلعون کو برباد کرتے ہوئے پرتاب گڈھ مین آئے اور سلطان پور مین گرینٹ
صاحب کے لشکر سے مل گئے ان دونو نے ملکر الہ آباد اور لکھنؤ کے درمیان ڈاک قائم کر دی۔

روکرونٹ کی سپاہ اور پرل برگیڈ جو کپتان سوتھ بائی کے ماتحت کام کرتے تھے امورہا مین تھے
مگر اپریل کے آخر مین وہ پھر کپتان گنج مین آگئے۔ ان دو نو لشکرون مین ایک حصہ میجر ڈکس(?)
صاحب ۹۔ جون کو لیکر امورہا مین گئے وہان سے خبر آئی تھی کہ محمد حسن مع سپاہ کے وہان آگیا
ہے لشکر انگریزی امورہا سے ایک میل کے فاصلہ پر آیا۔ اسنے دشمن کو اپنی جگہہ سے ہٹا دیا۔ پھر
نو دن بعد روکرونٹ صاحب کا بڑا لشکر آیا۔ محمد حسن چار ہزار باغیون کے ساتھ امورہا مین تھا
اسکو روکرونٹ صاحب نے ایسی شکست دی کہ اسکا کچلا نکال دیا کہ وہ اس ملک کے حصہ سے
بھاگ گیا۔ پھر کچھ دیر کے بعد روکرونٹ صاحب اپنی سپاہ سمیت امیر ضلع گورکھپور مین گئے تاکہ
سرحد کی جب تک محافظت کرین کہ سر ہوپ گرینٹ کا لشکر پہنچے کے اضلاع مین باغیون پر
جھاڑو پھیرے۔

روکرونٹ صاحب کی سپاہ اور امورہا کی لڑائی

اودھ کے مغربی حصہ مین جو جدا جدا لڑائیان ہوئین انکے نتائج بھی عجیب ہوئے۔

۷۔ اگست کو سائی ندی کے کنارہ پر موہن پر باغیون نے جنکا سرغنہ فیروز شاہ تھا حملہ کیا موہن
فتح گڈھ کی سڑک پر لکھنؤ سے سترہ میل پر تھا۔ موہن مین انگریزی عملداری قائم ہوگئی تھی وہان اناؤ(?) مین
ضلع کے ڈپٹی کمشنر چٹ کارنیگی کا صدر مقام تھا انکے پاس ایک ہندوستانی پولس کی پلٹن بھی
سائی کی ندی کا پل موہن کے قریب بنا ہوا تھا۔ ۷۔ اگست کی شام کو باغیون کے ایک لشکر عظیم نے

موہن پر باغیون کا حملہ

مقدمۃ الجیش نے جس مین دو سو پیادے اور ڈیڑھ سو سوار تھے۔ پولس پلٹون کو پل کے پار ہٹا دیا اور دوسرے دن صبح کو حملہ کی تیاریان کین۔

اس حملہ کی خبر ۸۔ اگست کی صبح کو کرنیل الیوسگھ صاحب کو پہنچی وہ نواب گنج مین سپاہ کے کمانیر تھے ایک گھنٹے کے بعد وہ لشکر لیکر چلے اور موہن سے تین میل کے فاصلہ پر ایک مقام پر پہنچے فیروزشاہ کا عام صدر مقام حسین گنج تھا جو موہن اور رسول آباد کے درمیان تھا۔ جب الیوسگھ صاحب حسین گنج سے ایک میل فاصلہ پر آئے تو باغی الٹے اس مقام مین آتے ہوئے معلوم ہوئے جنپر انکی تھوڑی سی فوج نے جو ماتحت گوڈہائی صاحب کے تھی حملہ کیا انہون نے بینتالیس باغی قتل کیے اور انکی تین برجی توبین تین بیپے لے لین اور ایک ہاتھی اور دو اونٹ چھین لیے۔

شمال مغرب مین لکھنؤ سے بارہ میل پر ملیح آباد ہے جسمین کیوانا گھ صاحب اسسٹنٹ کمشنر تھے اور اس اٹھارہ میل کے فاصلہ پر شمال مغرب مین قصبہ سندیلہ تھا جسمین پٹھان رہتے تھے انکے خشتی مکانات بڑے بڑے تھے اور ایک چھوٹی سی گڑھی انکے پاس تھی وہ انگریزون سے بڑی عداوت رکھتے تھے وہ انکی آمدورفت مین خلل انداز ہوتے تھے۔ کیوانا گھ صاحب کے کہنے سے کپتان ڈاسن صاحب پولس افسر نے سندیلہ پر حملہ کرکے قبضہ کرلیا اور کیوانا گھ صاحب نے کئی زمینداروں کو دوست بنا کے انکو ہدایت کردی کہ وہ اس قصبہ کی محافظت اپنی گڑہ توڑے داربند وقچیون سے کرین۔

اودھ مین گنگا کے کنارون کی جولائی اگست ستمبر مین محافظت بڑی ضروری تھی اسپر باغیون کے پھرتے تھے کبھی وہ اودھ کے دہات کو لوٹتے تھے کبھی گنگا کے پار اتر کر انگریزی عملداری مین غارتگری کرتے تھے اس برائی کے دور کرنے کا علاج یہ کیا گیا تھا کہ برسات کے موسم مین دخانی جہازون سے جہان تک وہ دریاؤن مین جاسکتے تھے کام لیا گیا۔ باغیون نے بہت سی کشتیان تیار کین تھین کہ انمین بیٹھکر دریا کے پار جائین اور ملک مین لوٹ مار مچائین انگریزی سپاہ ایک دخانی جہاز مین بھیجی گئی جسنے باغیون کی بیس کشتیان غارت کردین مگر انکے قلعے ایسے دور دور تھے کہ دخانی جہاز سے اثر مار نہین پڑسکتی تھی۔ اگست و ستمبر مین اکثر موقعون پر تھوڑی تھوڑی سپاہ مین بھیجکر باغیون کو لوٹ مار سے باز رکھا۔

ستمبر ۱۸۵۸ء کے آخر مین اودھ کا ایک حلقہ جو اس کے مرکز کے گرد تھا شرق سے مغرب تک
انگریزون کے قبضہ مین تھا او شمال جنوب مین جو اضلاع تھے ابتر کیا باغیون کا تصرف اور قبضہ تھا
یا ان مین وہ لوگون کو بہت تکلیف پہنچاتے تھے۔ اس حلقہ کے شمال مین بیگم و اموں خان
وفیروزشاہ و نرپت سنگھ باغیون کے مشہور سرغنہ تھے اور انسے کم مشہور اور بہت سے سرغنے
مع اپنے آدمیون کے تھے جنوب مین بینی مادھو ہنمت سنگھ و ہری چند اور اور تھے علاوہ انکے
شمال مشرق مین نیپال کی سرحد کے قریب نانا اور اس کے ملازمین سازشین کر رہے تھے۔
اکتوبر مین بارش کے موقوف ہونے سے سپاہیون کو سفر کرنا آسان ہوا۔ باغیون نے
اس تغیر موسم سے اول استفادہ کیا۔ تیسری اکتوبر کو ہری چند چھ ہزار آدمیون اور آٹھ توپون کو
لیکر گومتی سے پار سندیلہ سے دس میل پر اترا زمیندار اور گنوار دل اسکے ساتھ ہوا جس سے
اسکے ہمراہیون کی تعداد بارہ ہزار ہوگئی اور توپین بارہ ہوگئین۔ ۴ تاریخ کو وہ سندیلہ سے تین
میل کے فاصلہ پر آیا کپتان ڈاسن صاحب سندیلہ مین تھے اور ان پاس نئی بھرتی کی ایک پولس کی
پلٹن تھی اور اور سپاہی بھی کل چودہ سو توانا سپاہی اور پانچ سو غیر آئینی سوار نئی بھرتی کے تھے انہون نے
باغیون کو چھٹی تک روک رکھا پھر بریگیڈیر بارکر صاحب سپاہ لیکر آ گئے۔ اور انہون نے فوراً باغیون پر
حملہ کیا اور چار میل یا نو تک بھگایا جہان باغیون نے ایک مستحکم مقام مین قیام کیا ۸ کی صبح کو پھر حملہ کیا
گیا اور سخت لڑائی ہوئی گمر باغیون کو پوری شکست ہوئی انگریزون کا بھی بھاری نقصان ہوا
سپاہی اور افسر کل سپاہی مجروح و مقتول ہوئے باغیون کے بہت آدمی مارے گئے جبکہ
جب انکا تعاقب ہوا۔ چند روز بعد پھر باغیون سے ایک سخت لڑائی ہوئی جس مین انگریزون نے
قلعہ بیرواہ فتح کرلیا۔
۵۔ اکتوبر کو بریگیڈیر ایوسیلیہ صاحب نے کپتان گنج مین جو لکھنؤ اور کانپور کے درمیان تھا باغیون کو
شکست دی اور دو توپین چھین لین اور انکے دو سو آدمیون کو بیکار کیا اور ۸۔ اکتوبر کو سر طامس
سیٹن نے شاہجہان پور کی سرحد پر باغیون پر فتح حاصل کی انکی تین توپین چھینین اور تین سو سپاہی
مارے اسی تاریخ مین پوایان کے راجہ نے پوایان پر جو حملہ ہوا تھا ہٹا دیا انکا کچھ تھوڑا سا نقصان ہوا
لارڈ کلائیڈ نے الہ آباد کی استقامت کے زمانہ مین یہہ تدبیر سوچی کہ سپاہ کے کولمون کو مقرر کیا کہ

وہ ایک ہی وقت مین سب اضلاع سے باغیون کو نکال باہر کرین۔ رہیلکھنڈ سے ایک کولم چلے
جو شمال مغرب مین اودھ کے محمدی نورنگ آباد اور اسی قسم کے اور بڑے بڑے مقامات سے
باغیون کو خارج کر کے انگریزی عملداری قائم کرے بیسواڑہ کے ملک مین برگیڈ مقرر کیا
اور دوابہ کی محافظت کے لئے ایک کولم۔ دوسرا کولم کانپور کی سڑک کی محافظت کے لئے مقرر کئے اور
ایسے ہی کولم مقرر کئے کہ وہ لکھنؤ اور نواب گنج و دریاباد و فیض آباد مین سفر کرنے کے لئے تیار رہین
اس اجمال کی تفصیل یہہ ہے کہ بیسواڑہ مین جو برگیڈ مقرر ہوئے تھے اسکا کام یہہ تھا کہ وہ
کل فیض آباد کے ضلع یہہ گنگا اور گھاگرا کے درمیان قبضہ رکھین اور گھاگرا اور راپتی ندی کے درمیان
ملک کو فتح کرین اور روکرونٹ صاحب کی سپاہ گورکھپور کے ضلع کو اپنی گرفت مین رکھے اس کے ساتھ
ہی رہیلکھنڈ کی سپاہ سیتاپور اور خیرآباد کی قسمت کے مقامات کو دوبارہ فتح کرے لارڈ کلائیڈ نے
اپنے لئے یہہ کام مقرر کیا کہ زندہ باغیون کو جو اپنے تئین حوالہ کرنے سے انکار کرین نیپال کی
عملداری مین بھگائے۔

۲۳۔ اکتوبر کو لارڈ کلائیڈ نے سرہوپ گرینٹ کے پاس ہدایتین بھیجین کہ وہ برگیڈیر ئیکلی
اور برگیڈیر ویدرآل صاحب کے ساتھ شریک ہو کر گومتی سے پار جگدیس پور تک جائے
اور پھر یہ شادلپور اور امیٹھی کے درمیان باغیون کو نکالتا ہوا آئے۔

ان ہدایتون کے موافق سرہوپ گرینٹ روانہ ہوئے ویدرآل صاحب نے رام پور کسیا پر
حملہ کیا جس مین رام غلام سنگھ باغی تھا۔ یہہ قلعہ نہایت مستحکم جنگل کے اندر تھا اسکو فتح کر لیا اور
تیئیس توپین لے لین انگریزون کے ۷۰ آدمی مجروح و مقتول ہوئے باغیون کے تین سو آدمی
مارے گئے۔

سرہوپ گرینٹ نے ویدرآل صاحب کی فتح کی خبر ۳۔ نومبر کی دوپہر کے بعد سنی تو وہ رام پور
کسیا مین جا کر ملے یہان سے وہ امیٹھی کو روانہ ہوئے۔ یہان بھی ایک قلعہ جنگل سے گھرا ہوا
تھا اس مین چار ہزار سپاہ تھی جنمین پندرہ سو باغی سپاہی تھے اور تیس توپین تھین۔ ۷۔ نومبر کو
اس قصبہ سے تین میل کے فاصلہ پر پہنچے۔ کمانڈر انچیف نے پرتاب گڈھ سے ۶۔ نومبر کو سفر کیا
اور راجہ امیٹھی کو ایسی فہمائش کی کہ وہ ۸۔ نومبر کو انگریزی لشکرگاہ مین آیا اور اسنے اپنے تئین

اور قلعہ کو انہین حوالہ کردیا۔

اینٹھی کو لیکر گرینٹ صاحب شنکر پور پر حملہ کرنے آئے جو مادھو کی دارالریاست تھی اور پندرہ ہزار
سپاہی اسکے پاس تھے۔ ۸۔ نومبر کو موراسئو مین باغیون کو شکست دی اور ۹ کو سیمری کا قلعہ
لے لیا۔ کمانڈر انچیف نے خونریزی سے بچنے کے لیئے بینی مادھو کے روبرو نرم شرائط پیش کین
کہ وہ اپنے تئین حوالہ کردے لیکن بینی مادھو نے انکے جواب مین کہا کہ مین قلعہ آپ کو اس لیئے
حوالہ کرتا ہون کہ اسکی حراست نہین کرسکتا مگر اپنے تئین اس لیئے حوالہ نہین کرسکتا کہ مین اپنے
بادشاہ کا تابع ہون۔ رات کو اس نے قلعہ خالی کردیا اور آپ جلدی دوندیا کھیرا کو چلا گیا راہ
مین اسکا مقابلہ ایوسیگھ صاحب نے کیا اور انکو شکست دی اور تین توپین چھین لین۔
شنکر پور پر گرینٹ صاحب کا قبضہ ہوگیا اور پھر گھاگرا کے پار اترے جہان ۲۷ نومبر کو
باغیون سے سامنا ہوا جنکے سرغنہ راجہ گونڈہ اور مہدی حسن تھے انہون نے ان باغیونکا
چوبیس میل تک تعاقب کیا اور چار توپین چھین لین پھر وہ راسے بریلی گئے اور ۴۔ دسمبر کو بھیلی
گاؤن مین باغیون کو شکست دی اور دو توپین چھینین پھر وہ قلعہ مین بن ہتھیار پہنچے جہان
۵۔ دسمبر کو پانچ توپین نکالین۔ ۹۔ دسمبر کو گونڈہ مین آئے اور ۱۶۔ کو بلرام پور مین

لارڈ کلائیڈ نے بینی مادھو کے جانے کی راہ کا حال دریافت کرکے اپنی ساتھ ایوسیگھ کے
بریگیڈ کو ساتھ لیا اور دوندیا کھیرا کو سفر کیا اور ۲۴ نومبر کو اسپر حملہ کیا اور بینی مادھو کو پوری شکست
دی اور اسکی ساری توپین لے لین مگر بینی مادھو بھاگ گیا۔ اور کولمون نے مشرقی اودھ پر
اپنا ایک پورا حلقہ بنا رکھا تھا اور قلعہ پر قلعہ فتح کرتے جاتے تھے اور انکی اور مستحکم مقامات کو مسمار
کرتے جاتے تھے اور آگے بڑھتے جاتے تھے اور انگریزی عملداری کو جماتے جاتے تھے۔

پس اسطرح مشرقی اودھ مین امن امان اور بندوبست ہوتا جاتا تھا۔ بریگیڈ کولم کے کمانڈر
کولن ٹروپ صاحب تھے جو ہمہ تن مغرب مین امان امن بندوبست کے قائم کرنے مین معروف تھے
روہیل کھنڈ کی سرحد سے نکلکر اکتوبر کے آخر مین وہ سیتاپور کی طرف بڑھے۔ جن تعلقدارون نے
اسکا مقابلہ کیا انکو منتشر کردیا اور ۸۔ نومبر کو متھولی کو لے لیا اور ۱۸ کو مہدی حسن کو شکست دی
اس اثنا مین کورڈون کا کولم کارمیکائیل صاحب اور ہورس فورڈ صاحب کے ماتحت ملک کو

گھاگرہ کے جنوب کو باغیون سے پاک صاف کر رہے تھے۔ اس سے پہلے دو سرغنہ بغاوت
جو صلح نہین کرتے تھے اور بینی مادھو لٹے چلے گئے

پہلے لکھا ہے کہ بلرام پور مین ۲۶۔ دسمبر کو سر ہوپ گرینٹ آ گئے تھے انکو یہہ معلوم ہوا کہ قلعہ
تلسی پور مین جو بارہ میل کے فاصلہ پر ہے نانا کا بھائی بالا راؤ اپنے ہمراہیون سمیت آٹھ نو
توپین لئے ہوئے موجود ہے محمد حسن مع اپنے ہمراہیون کے بھی اس کے ساتھ آن ملا ہے
گرینٹ صاحب نے روکرفٹ صاحب کو حکم دیا کہ وہ اپنے مقام پر سے جا کر تلسی پور پر حملہ کرے
روکرفٹ نے اس حکم کی تعمیل کی باغیون کو دیکھا کہ وہ اس کے مقابلہ کرنے کے لیئے تیار
ہین مگر خفیف سا مقابلہ کر کے وہ بھاگ گئے۔ سوارون کے نہ ہونے کے سبب سے روکرفٹ
صاحب انکا تعاقب نہ کر سکے مگر ہوپ گرینٹ صاحب نے انکا تعاقب کیا اور گورکھپور کی طرف انکو نہ آنے دیا بالا راؤ چھ ہزار سپاہ
اور پندرہ توپون کے ساتھ کنڈا کوٹ کے قریب چلا گیا۔ سر ہوپ گرینٹ نے ۴ جنوری ۱۸۵۹ء
کو انکی ساری توپین چھین لین اور انکو انگریزی سرحد سے باہر نکال دیا۔

جب سر ہوپ گرینٹ لڑائیان لڑ رہے تھے تو لارڈ کلائیڈ نے ایوسیگھ صاحب کو مغرب کی
طرف بھیجا کہ وہ ٹروپ صاحب سے ملے وہ خود ان مقامات سے جہان انکی سپاہ تھی باغیونکو
نیپال کی سرحد کی طرف دھکیل رہے تھے انہون نے بیگم اور نانا کو بونڈی اور بہرائچ سے
نکالدیا اور پھر نانپارہ مین جا کر گھاگرا اور نانپارہ کے درمیان باغیونکو پاک صاف کیا پھر وہ
نیپال کی سرحد کے قریب بانکی مین گئے اور باغیون کے کیمپ پر چڑھ کر انمین سے بہت کو
ہلاک کیا اور انکو نیپال مین دھکیل دیا۔ غرض اب ملک اودھ باغیون سے بالکل پاک صاف
ہوگیا۔ لارڈ کلائیڈ نے خیال کیا اب سرکشی کا سر بالکل کچلا گیا تو انہون نے اودھ کو سر ہوپ گرینٹ
کے حوالہ کیا اور ہدایت کی کہ وہ نیپال کی سرحد کی طرف خوب نگہبانی رکھے کہ باغی پھر ملک مین نہ آ جائین

اب نیپال کی سرحد کی طرف سے جسکا طول سو میل تھا خوف و خطر تھا۔ جس مین پہاڑ اور جنگل تھے
نیپال مین مہاراجہ جنگ بہادر نے ہمیشہ کی طرح یہہ خیرخواہی کی کہ اسنے باغیون کو جو اسکی سرحد مین
داخل ہوئے تھے اطلاع دیدی کہ وہ انکی امداد کسی طرح کی نہین کریگا اور اسنے انگریزی سپاہ کو
اجازت دیدی کہ وہ نیپال کی سرحد مین داخل ہو کر باغیون سے جو بہت سے گھس آئے ہین

ہتھیار لے لے۔ اس اجازت کے موافق بریگیڈیر ہورس فورڈ شروع سال مین وادی ستار مین داخل
ہوئے اور سڈ منیا کے گھاٹ سے راپتی کے پار اترے اور باغیون کے ایک گروہ پر حملہ کیا اور انکی
چودہ توپین چھین لین اور بعد ازان کرنیل کیل لی نے پہاڑون مین باغیون کا شکار کھیلا چھ
توپین ان سے لے لین۔ نیپال کی سرحد مین پچاس ہزار باغی گھسے تھے جنمین سے نصف اپنے
ہتھیار پھینک کر اپنے گھر گئے انکو امید تھی کہ یہان کوئی انکو ستائے گا نہین۔

چند ایسے باغی تھے جنہون نے سخت جرم کیے تھے انکو امید نہین تھی کہ ہم پر رحم کیا جائے گا
جیسے کہ وہ پلٹنین جنہون نے کانپور مین انگریزون کا قتل عام کیا تھا اسکا سردار گوجادر سنگھ تھا
جو انگریزون کا جانی دشمن تھا انکے ساتھ لڑائی مین اپنا ہاتھ کھو چکا تھا وہ ان تینون کو سرحد نیپال سے
... گورکھپور پر چڑھ آیا اور دو ہاتھی اچک لیے۔ کرنیل واکر نے اسکا تعاقب کیا اور اپریل ۱۸۵۹ء
کو اسپر حملہ کیا اور پوری شکست اسکو دی۔

اگرچہ گرمی کا موسم شروع ہوگیا تھا مگر سر ہوپ گرینٹ نے باغیون کا جنگل سے نکالنا ضروری
جانا۔ انکو خبر ہوئی کہ باغیون کی غیر مرتب سپاہ سرواکے درہ مین ہے تو سر ہوپ گرینٹ خود انسے لڑنے گئے
اور باغیون کو جنگلون سے نکال دیا پہاڑون مین انکے پیچھے پڑے اب باغیون کا حال
بلحاظ ... ہوگیا ... آتی تھی نہ رزق ملتا تھا نہ ان پاس ہتھیار تھے نہ توپین تھین نہ ان پاس
کھانے پینے کے لیے پیسہ کوڑی تھا اب سر ہوپ گرینٹ نے تعاقب چھوڑ دیا۔ جابجا سپاہ مین انکی
روکنے کے واسطے متعین کردین انکو افسوس یہہ تھا کہ نانا اور اسکا بھائی اور بالا راو نے نیپال
مین پناہ پائی۔

اب آخر کار اودھ مین بالکل بندوبست ہوگیا ۱۸۵۸ء کی طرح یہہ ملک اودھ انگریزون کو ہاتھ
نہین آیا تھا بلکہ انہون نے اب اسکو فتح کیا تھا جب اس ملک مین جب انکا مقابلہ کیا گیا ایسا ہندوستان کے
کسی اور حصہ مین نہین کیا گیا۔ بہتسے باغیون نے مرنا قبول کیا مگر اپنے تئین حوالہ نہین کیا۔ غرض
اب برطانیہ اعظم کو ان فتوح سے ملک اودھ کے مالک ہونے کا استحقاق حاصل ہوگیا۔

---

بقیہ کیفیت باغیون کا حال اودھ مین

سر ہوپ گرینٹ صاحب کا باغیون کو جنگلون سے نکالنا

آخر کار اودھ مین انتظام ہونا

# باب چہارم

## پنجاب و ممالک مغربی

### پنجاب مین بغاوت کی سازشین

جب جولائی ۱۸۵۷ء مین نکلسن صاحب کا کولم پنجاب سے جدا ہوا ہے تو کل پنجاب مین پوربیا سپاہ چار ہزار تھی جس مین بہت سے آدمی بیمار و ضعیف و ناتوان تھے۔ سرجان لارنس کو اسمین شبہ تھا کہ پنجاب مدت دراز تک وفادار و خیرخواہ رہے گا۔ چنانچہ کچھ آثار اسکے ظہور مین آتے جاتے تھے۔ ستمبر کے شروع مین معلوم ہوا کہ ضلع ہزارہ مین بغاوت کے لیے سازش ہوئی ہے جسمین بہت مسلمان شریک تھے۔ اول اس سازش کی اطلاع لیڈی لارنس کو ہوئی جو کوہ مری پر اسوقت تشریف فرما تھین۔ انہون نے راولپنڈی کے کمشنر اڈورڈ تھورنٹن صاحب کو لکھا۔ کمشنر نے بہت جلد سرغنون کو گرفتار کرکے اس سازش کو مٹا دیا۔ چند روز بعد لاہور اور ملتان کے درمیان گوگیرا مین بغاوت کے آثار نمودار ہوئے۔ سرجان لارنس نے سپاہ بھیجکر جلد ان قومون کو مطیع کرلیا جنہون نے بغاوت کا ارادہ کیا تھا۔ اسکے بعد پنجاب کی رعایا مین سے کسی حصے نے بغاوت کا ارادہ نہین کیا۔ صرف ۱۸۵۷ء کے نصف آخر کے حصے مین دو ایک فساد کھڑے ہوئے تھے۔

جولائی ۱۸۵۸ء مین اٹھارہوین پنجابی پیدل کا ایک حصہ جو ڈیرہ اسمعیل خان مین رہتا تھا اسنے بغاوت کا ارادہ کیا۔ اس حصہ مین سو مالوی سکھ تھے۔ انہون نے اپنے افسرون کے مارنے کا اور قلعہ کے میگزین کے لے لینے کا اور ۳۹ وین رجمنٹ کو ہتھیار دینے کا قصد کیا۔ یہ رجمنٹ پہلے سے بے ہتھیار ہو بیٹھی تھی۔ ۲۰ جولائی کو اس سازش کا راز کھل گیا۔ آج ہی میجر گارڈنر لیفٹن مین گئے۔ مالوی دو سکھ سپاہی بلائے تو ایک سپاہی آگے آیا جسکو انہون نے قید کا حکم دیا۔ اسنے اور ایک اور جمعدار نے ایک سپاہی کو مار ڈالا اور دوسرے کو زخمی کیا

اور بھاگ گئے بہت دنون کے بعد پکڑے آئے بغاوت جسکے وہ سرغنہ تھے بالکل مٹ گئی

ملتان مین فساد

ملتان مین باسٹھوین اور اکہترین ہندوستانی رجمنٹین تھین اور ایسی توپخانہ کا ترپ تھا ان سب سے ہتھیار لے لئے گئے تھے۔ اب ان بن ہتھیارون کی سپاہ کا بغیر یوروپین سپاہ کی حراست کے رکہنا خطرناک تھا اس لئے یہہ تجویز ہوی کہ انکے تھوڑے تھوڑے سپاہی حصے کر کے روانہ کیئے جائین اور انسے کہدیا جائے کہ وہ اپنے گھر چلے جائین۔ اس حکم کو وہ یہہ سمجھے کہ ہمارے مارنے کے لیئے یہہ تجویز کی ہے انہون نے ۳۱۔ اگست کو لاٹھی لونگا جو کچھ ہاتھ لگا لیکر یوروپین اور سکھ سپاہیون کو مارنا شروع کیا اور پانچ سپاہیون اور لفٹنٹ ٹمس کو مارڈالا پھر پنجابی اور یوروپین سپاہیون نے انکو مارنا شروع کیا۔ گیارہ سو وہ تھے ان مین سے شاید چند ہی اپنے گھر زندہ پہنچے ہونگے۔ پنجاب کی یہہ کیفیت تھی اب ممالک مغربی کا حال سنو۔

جب سر ہیو رز نے گوالیار کی سرکش سپاہ کو شکست دی تو ان شکست یافتہ سپاہیون کا گروہ جمنا کے کنارہ کھاڑون مین چھپنے آ گیا انکا سردار روپ سنگھ بنا جو بڑا من چلا آدمی تھا اور وہ قلعہ بیڑھی پر قابض ہو گیا جو چمبل اور جمنا کے ملاپ کی جگھہ سے قریب تھا۔ اور مسافرون سے خواہ خشکی مین چلین یا دریا پر خراج لینے لگا۔ انگریزی سپاہ نے یہہ قلعہ لے لیا اور روپ سنگھ کو بھگا دیا۔ پھر کچھ دنون کے بعد روپ سنگھ کنواری کے گاؤن مین نمودار ہوا۔ یہان اسکو شکست دی گئی اور اسکے تمام اونٹ اور اسباب چھین لیئے اسطرح اٹاوہ کا ضلع بالکل باغیون کی آلائش سے پاک صاف ہو گیا۔

ضلع آگرہ

۱۸۵۸ء کے شروع مین بریگیڈیر شوورس صاحب ضلع آگرہ مین بھیجے گئے تھے کہ اس ضلع کی سپاہ کے کمانڈر ہون اول انہون نے ان باغیون سے انتقام لیا جنہون نے قصبہ باہ مین فساد مچایا تھا اور حاکمون کو مارا تھا۔ یہہ کام انہون نے ۲۰ مارچ ۱۸۵۸ء کو کیا۔ پھر گرچر مین جاکر باغیون کو مارا اور سرغنون کو گرفتار کیا۔ مگر ضلع مین گوالیار کے باغی بڑے گھس آئے تھے اس سبب سے خوف رہتا تھا کہ دنگہ فساد نہ کھڑا ہو۔ آگرہ مین میڈ صاحب نے سوارون کی نئی رجمنٹ کی بھرتی کی جسکا نام میڈ ہورس رکھا گیا۔ مہاراجہ سیندھیا جو گوالیار سے بھاگ کر آگرہ مین آئے تھے جب پھر گوالیار مین لوٹی راج گدی پر بیٹھنے گئے ہین تو یہہ میڈ کی رجمنٹ سوارون کی انکے ساتھ گئی تھی۔

جب گوالیار دوبارہ تسخیر ہوگیا ہے تو آگرہ کے ضلع مین انگریزون کو اطمینان خاطر ہوا ہے ۔

۲۲۔ جون ۱۸۵۸ء کو جاورا علی پور مین تانتیا ٹوپی شکست پاکر بھاگا تھا اور راؤ صاحب اور نواب باندہ اس کے ہمراہ تھے اسکو امید تھی کہ جے پور مین اسکو بہت طرفدار اس کے ملینگے اور اسکے ساتھ ہو جائین گے اس لیئے اسکی طرف جانے کا قصد کیا ۔

تانتیا ٹوپی کے تعاقب سمجھنے کے لیئے یہہ سمجھنا ضرور ہے کہ کولم سپاہیون کے جو اسکے تعاقب کے لیئے مقرر کیئے گئے تھے انکا مقام کہان کہان تھا ۔

۲۰۔ جون کو سر ہیوروز بمبئی پریسیڈنسی مین کمانڈر انچیف کا عہدہ لینے چلے گئے اور اپنی سپاہ کا کمانڈر بریگیڈیر جنرل روبرٹ نے نیپر کو مقرر کر گئے ۔ یہہ موسم لڑائی کا نہ تھا اس لیئے نیپر صاحب نے گوالیار مین اپنی سپاہ کے آرام کے لیئے چھپرون کے مکان بنوائے اور کچھ سپاہ انہون نے اپنی جھانسی مین بھیجدی ۔ سمتھ برگیڈ نے سیپری اور گونہ مین قیام کیا ۔

راجپوتانہ کے فیلڈ فورس کے کمانڈر جنرل روبرٹس تھے انہون نے جون کے آخر مین اپنی سپاہ کے ساتھ نصیر آباد مین قیام کیا ۔

۲۷۔ جون کو روبرٹس صاحب کو معلوم ہوا کہ تانتیا ٹوپی نے اپنے مخفی معتمد جے پور مین انگریزون کے بدخواہون پاس بھیجے ہین کہ انکو یقین دلاوین کہ وہ جے پور مین آتا ہے اسکے ساتھ ملنے کے لیئے وہ تیار رہین ۔ روبرٹس صاحب نے ۲۸۔ جون کو نصیر آباد سے کوچ کیا اور تانتیا ٹوپی کے آنے سے پہلے وہ جے پور مین آگئے ۔

جب تانتیا نے جے پور کا یہہ حال دیکھا تو اسنے ٹونک کی طرف رخ کیا ۔ اسکے پیچھے کرنیل ہومس صاحب گئے
ٹونک کا نواب وزیر محمد خان تھا بھلا وہ کب اس بھگوڑے مرہٹے تانتیا کا مطیع ہوتا تھا جسکے پیچھے انگریز لگے ہوئے چلے آتے تھے اسلیئے وہ مع اپنے معتمدین کے اپنے قلعہ مین بند ہوا اور باہر جو سپاہ تھی اور اسکے پاس چار توپین تھین اسکو حکم دیا کہ وہ باغیون کا مقابلہ کرے لیکن اس سپاہ نے باغیونکے مقابلہ کرنے کی بجائے برادرانہ مدارات کی اور اپنی چارون توپین انکو دیدین جس سے تانتیا کی سپاہ کا اضافہ ہوگیا ۔ وہ مع اضافہ کے جنوب کی طرف مادھوپور اور اندرگڈھ کی جانب گیا جو کوٹہ سے بینتالیس میل شمال مشرق مین ہے

یہان پھر ہولمس صاحب اسکے تعاقب مین موجود تھے اور اسکے بعد روبرٹس صاحب آگے بڑھے
بارش کی وہ شدت تھی کہ نہ اس مین بھگوڑے اچھی طرح بھاگ سکتے تھے نہ انکے پیچھے تعاقب
کرنے والے اچھی طرح جا سکتے تھے چنبل ایسی چڑھی ہوئی تھی کہ تانتیا اسے پار نہ جا سکا تو بوندی
مین چلا آیا۔ ہولمس صاحب اسکے تعاقب مین رہتے تھے اسلیئے وہ کہین قیام نہین
کر سکتا تھا وہ بوندی کے پہاڑون کے پار کنیاوکے درہ سے گذر کر وہ سانگانیر اور بھیلواڑہ
کے درمیان آیا۔ یہہ دونو مقام اودے پور کی ریاست مین نصیر آباد اور نیمچ کی سڑک پر تھے
روبرٹس صاحب بارش کی کثرت کے سبب سے سروار مین تھے جو اجمیر سے تیس میل ہے
بھیلواڑہ کے سامنے باغیون کے پیدل اور توپین اور اسکے سوار ندی کوٹیریا کے پار
سنگانیر تک پڑے ہوئے تھے اور ہاتھی اور اسباب انکے پیچھے تھے۔ روبرٹس صاحب نے
باغیون پہ حملہ کیا اور تانتیا کو بھگا دیا۔ دوسرے دن جب روبرٹس صاحب پاس سوار آئے
تو تانتیا کا تعاقب کیا اور باغیون کو انکے مقامات سے نکالنا شروع کیا۔ باغی بناس
ندی کے کنارہ پر پہنچ گئے۔ ۱۴۔ اگست کو تانتیا ناتھ دوارا کے درشن کرنے گیا جب وہان
آتا تھا تو آدھی رات کو اسنے سُنا کہ انگریزی لشکر قریب آگیا ہے حملہ کے خوف سے اسنے اپنے خیمے
ڈیرون کے اکھیڑنے کا اور لشکر کو سفر کرنیکا حکم دیا۔ دوسرے دن ایک مستحکم مقام مین قیام کیا انگریزی
لشکر نے اسکو شکست دی اور سترہ میل تک پھر تعاقب کیا پھر تعاقب نہ ہو سکا تانتیا ٹوپی
نے چنبل کی طرف کوچ کرنے کا ارادہ کیا روبرٹس صاحب نے اپنی عقل سے اسکے اس ارادہ کو
پہچان لیا وہ سفر کر کے چوتھے روز چیتوڑ کے قریب قصبہ پوتا مین پہنچے۔ یہان برگیڈیر پارک سے
ملے وہ نیمچ برگیڈ کا کمانڈر تھا۔ اب روبرٹس صاحب نے تانتیا کے تعاقب کا کام اسکے سپرد کر دیا
اس عرصہ مین تانتیا چنبل سے اترا اور تیس میل کے فاصلہ پر جھالراپاٹن مین پہنچا جھالراپاٹن
ایک خوبصورت شہر ریاست جھالاوار مین ہے جو جے پور کے نمونہ پر بنایا گیا ہے اس ریاست کا
رانا پرتھی سنگھ تھا وہ بڑا خیر خواہ سرکار انگریزی کا تھا۔ رانا کی سپاہ باغیون سے مل گئی۔
تانتیا نے اول رانا کی توپون پر قبضہ کیا جو تیس سے کم نتھین انکا میگزین اور بیل گھوڑے لے لیئے
پھر رانا کے محل کو گھیرا اور دوسرے روز رانا سے ملاقات کی اور روپیہ مانگا۔ رانا نے پانچ لاکھ روپیہ

تانتیا کا بوندی جانا۔

روبرٹس صاحب کا حملہ

[illegible]

تانتیا ٹوپی کا جھالراپاٹن مین جانا۔

دینے کا وعدہ کیا مگر راؤ صاحب نے جو پیشوا کی جگہہ تھا پچیس لاکھہ روپے مانگے آخر کو راضی
پندرہ لاکھہ روپے دینے کو تیار ہوگیا لیکن اصل مین اسنے پانچ لاکھہ روپے دیئے مگر تانتیا نے
اسپر طعن و تشنیع ایسے کئے کہ وہ اسی رات کو بھیس بدلکر بھاگا اور سیؤ مین آگیا اور اپنی بی بی کو کئی بارود
کے پیپے دے گیا کہ اگر کوئی اسکی ناموس عصمت کو بگاڑنا چاہے تو وہ بارود مین اڑ جائے غرض
تانتیا کو یہان بہت سا روپیہ اور جواہر اور ہر قسم کا اسباب ہاتھہ آیا۔ یہان پانچ روز قیام کیا
جو روپیہ ہاتھہ آیا تھا وہ اپنی سپاہ کی تین مہینے کی تنخواہ مین تقسیم کیا سوار کو تیس روپیہ
ماہوار کے اور پیادہ کو بارہ روپیہ ماہوار کے حساب سے تنخواہ دی۔ یہان کی اقامت مین
اسکے ہمراہیون راؤ صاحب اور نواب باندہ کو یہہ سوجھی کہ اندور چلیئے اور ہلکر کی سپاہ
کو اپنے ساتھہ ملانے کے لیئے بلائے کہ وہ مرہٹون کے پیشوا کی خدمت کرے۔ بس اس
خیال سے تانتیا ٹوپی راجگڈھہ مین آیا۔

لاک ہارٹ صاحب اجین سے سوس نیر مین راجگڈھہ سے سترہ میل کے فاصلہ پر آگئے اور
سوس نیر سے تین میل کے فاصلہ پر جنوب مین انکے لیئے نال کیرہ مین آگئی۔ میجر جنرل روبرٹس کی جگہہ میجر جنرل
میچل صاحب مقرر ہوئے وہ مالوہ اور راجپوتانہ دونو کے کمانڈر افسر تھے وہ لوک ہارٹ
صاحب اور ہوپ صاحب کے کولمون سے نال کیرہ مین ملے۔

میچل صاحب راجگڈھہ کے قریب پہنچے تو یہان سے تانتیا مع اپنی سپاہ کے رات کو بھاگ
گیا۔ میچل صاحب نے اسکا تعاقب کیا اور اسکو شکست فاش دی اور ستائیس توپین چھین لین
تانتیا سرونج مین بھاگ گیا۔ اب جاڑے کے موسم کا آغاز ہوگیا تھا ہم جنرل نیپیر اور برگیڈیر
سمتھہ کے لشکرون کا حال بیان کرتے ہین۔

سیندھیا کا ایک سردار مان سنگھہ نارواڑ کا راجہ سیندھیا سے لڑ رہا تھا جسنے اسکے ساتھہ
بدسلوکی کی تھی۔ اسنے بارہ ہزار سپاہیون کی جمعیت کرلی تھی اور ۲۔ اگست کو ایک مستحکم
قلعہ پاوری پر قبضہ کرلیا تھا جو سیپری سے اٹھارہ میل پر شمال مغرب مین تھا اس مین میگزین
اور کھانے پینے کا سامان چھہ مہینے کے لیئے موجود تھا۔ سمتھہ کا برگیڈ سیپری مین موجود تھا۔ اسکو
۴۔ اگست کو مان سنگھہ کی خبر معلوم ہوئی وہ [illegible] لیکر چلا اور بہت جلد پاوڑی کے پاس

۷۔ اگست کو آن پہنچا۔ مان سنگھ برگڈیر پاس صلح کا علم بھیجا اور عرض کیا کہ مین انگریزون کے ساتھ لڑنا نہیں چاہتا ہون میرا جو جھگڑا ہے صرف وہ مہاراجہ سیندھیا کے ساتھ ہے سمتھ صاحب نے مصالحت کو قبول کر لیا۔ اسنے آنکر مہاراجہ سیندھیا کے ساتھ جو اُسکا جھگڑا تھا اسکی کہانی برگڈیر کو سنائی اور کہا کہ میرا کوئی تعلق باغیون کے ساتھ نہین ہے گو یہ عذر سچا ہو اور سننے والیکو اسکا یقین بھی آگیا ہو مگر وہ اس قسم کا نہ تھا کہ اسکو انگلش کمانڈر منظور کر لیتا۔ سمتھ صاحب نے مان سنگھ کو اطلاع دی کہ تم کو سزا ضرور دیجائیگی تو مان سنگھ نے مقابلہ کے لئے مصمم ارادہ کیا۔

پاؤری کا قلعہ بڑا مستحکم تھا اور اس مین سامان جنگ خوب تھا۔ سمتھ صاحب نے اسکا محاصرہ کیا اُسکی کمک کے لئے نے پیر صاحب گوالیار سے آئے اور اس مہم کا تمام کام اپنے ہاتھ مین لیا وہ ۱۹ اگست کو سمتھ صاحب سے آن ملے دوسرے دن سے قلعہ پر جنگ شروع کی۔ چوبیس گھنٹے تک قلعہ کے اندر خوب گولے پھینکے۔ قلعہ کے اندر مان سنگھ کا بڑا چچا اجیت سنگھ آگیا تھا اسنے ۲۳ اگست کو قلعہ خالی کر دیا۔ نے پیر صاحب نے قلعہ کو مسمار کیا اور توپون کو توڑ ڈالا۔ روبرٹس صاحب کے ماتحت ایک کالم بھیجا کہ مان سنگھ کا تعاقب کرے اور وہ خود سیپری مین چلے آئے۔ روبرٹس صاحب مان سنگھ کی گرفتاری مین ناکام رہے تو انہون نے یہان اسکے تعاقب کے لیے اور انتظام کیا۔

روبرٹس صاحب نے باغیون کا تعاقب کیا اور اجیت سنگھ کو بیجاپور مین جالیا اور انہون نے دیکھا کہ پاربتی ندی کے کنارہ پر باغی خیمہ زن ہوئے تو انہون نے اچانک انپر حملہ کیا۔ باغیون نے خفیف سا مقابلہ کیا۔ کئی افسر انگریزی اور اٹھارہ سپاہی مقتول و مجروح ہوئے۔ اب یہہ معلوم ہوا کہ جس لشکر کو شکست ہوئی ہے وہ اجیت سنگھ کا لشکر تھا۔ مان سنگھ کا نہ تھا۔ مان سنگھ کو جب خبر ہوئی کہ اسکا تعاقب کیا گیا ہے تو اسنے اپنی سپاہ کو تین حصون مین منقسم کر کے تین مختلف سڑکون پر بھیجا تھا اور انکو ہدایت کی تھی کہ وہ سب ایک مقام مین آنکر ملجائین انمین سے یہہ ایک حصہ اجیت سنگھ کا تھا جسکو شکست ہوئی تھی اور ان مین سے تین چوتھائی مارے گئے اور اجیت سنگھ بھاگ گیا تین چوتھائی کا مارا جانا تو مبالغہ ہے مگر پانچ سو آدمی مارے گئے۔

اب برسات کا موسم ختم ہوگیا تھا جاڑے کی فوج کشی کا حال ہم سناتے ہین۔ تانتیا ٹوپی بیتوا ندی کے دونو طرف جنگلون مین سرونج کی طرف پھر رہا اور وسط ستمبر مین سرونج مین

پہنچ گیا۔ یہان آٹھ روز ٹھیر کر بیسی گڈھ مین پہنچا یہہ قصبہ مع قلعہ سیندھیا کی عملداری مین سیپری
کے جنوب مین تھا۔ یہان اسنے لوگون سے رسد مانگی انہون نے دینے سے انکار کیا تو اسنے
اس قصبہ کو لوٹ لیا اور سات توپین لے لین پھر تانتیا تو سپاہ لیکر چندیری کی طرف اور
راو صاحب مع سپاہ نان بھٹ کی طرف روانہ ہوئے۔ چندیری مین مہاراجہ سیندھیا کا
ایک بجا خیر خواہ سپاہی موجود تھا اسنے تانتیا کو چندیری مین نہین داخل ہونے دیا تو تانتیا نے
چندیری کو حملہ کرکے لینا چاہا۔ تین دن تک اسکے لینے کے لیئے ہاتھ پاؤن مارے مگر کچھ نہوا
تو وہ تو سنگرولی مین بیتوا کے باہین کنارہ پر چندیری سے بیس میل کے فاصلہ پر جنوب مین چلا گیا
۹۔ اکتوبر کو میچل صاحب سنگرولی کی طرف چلے انکو معلوم ہوا کہ تانتیا اس مقام کے متصل مرتفع
زمین پر موجود ہے۔ یہان تانتیا میچل صاحب سے لڑا اور شکست پاکر اور اپنی توپین چھوڑ کر
تانتیا بیتوا سے پار ہوکر جکلاؤن مین آیا۔ دوسرے روز للت پور مین جاکر راو صاحب سے
ملا۔ تانتیا یہان رہا اور دوسرے دن راو صاحب مع سپاہ اور توپون کے جنوب مشرق کی طرف
آگے بڑھا اور سنڈوا مین آیا میچل صاحب نے اسکو یہان شکست فاش دی اور بارہ میل
تک تعاقب کیا باغیون کا بہت نقصان ہوا مگر راو صاحب بھاگ کر نکل گیا۔ انگریزون کے
پانچ افسر اور بیس سپاہی مقتول اور مجروح ہوئے۔ راو صاحب للت پور مین تانتیا سے ملا او
دونو کی یہہ صلاح ہوئی کہ اس ملک مین تو انگریزی سپاہ نے ہم کو زچہ مین کر رکھا ہے نربدا کے پار
جانا چاہیئے۔

جب میچل صاحب کو معلوم ہوا کہ تانتیا ٹوپی جنوب کی طرف جا رہا ہے تو انہون نے اسکو
کوڑوی مین شکست دی اور تانتیا کے میسرہ کو بالکل غارت کر دیا مگر تانتیا اور راو صاحب
اپنی نصف سپاہ کو ذبح کرکے خود بھاگ گئے۔ یہہ لڑائی ۲۵۔ اکتوبر ۱۸۵۸ء کو ہوئی۔ اب
تانتیا راج گڈھ مین پہنچا۔ راہ مین اسکو بگرودہ سے چار میل کے فاصلہ پر کرنیل چارلس میجر نے
اسپر حملہ کیا اور چالیس آدمی اسکے مارڈالے لیکن تانتیا ٹوپی نربدا کے پار ناگپور کے ملک مین
چلا گیا جو ہوشنگ آباد سے چالیس میل پر تھا۔ اب راو صاحب اور تانتیا مرہٹون کے
ملک مین آ گئے۔ انہون نے مئی اور آگرہ کی سڑک پر انگریزون کی رسد کے چھکڑے لیکر لوٹ لیا

جسکے سبب سے بمبئی و مدراس پریسیڈنسیون مین انگریزون کو اندیشے اور خطرے پیدا ہوئے۔

اس ملک مین تانتیا نے دیکھا کہ کہین اسکو انگریزون کے تعاقب سے نجات نہین ہے تو اسنے نربدا سے پار ہو کر بڑودہ جانے کا قصد کیا۔

کورائی مین تانتیا کو مچل صاحب شکست دیکر تانتیا کے تعاقب کے لیئے ۷۔ نومبر کو ہوشنگ آباد مین پہنچے یہان وہ پارک صاحب سے ملے جنکو انہون نے ہوشنگ آباد مین چھوڑا اور خود نربدا کے پار جا کر بیتول کے قریب آئے۔ تانتیا بھاگتا پھرا شکست پر شکست کھاتا رہا اب اس پاس تین چار ہزار آدمی تھے۔ سدرلینڈ صاحب اسکے تعاقب مین تھے اسکو ایک جگہہ شکست دی اور توپین چھین لین۔ تانتیا توپون کو چھوڑ کر بھاگ گیا۔ اور نربدا کے پار اتر گیا اور ایک گانو جبلا لوٹ لیا اور بڑودہ کی طرف چلا۔ نربدا کے کنارہ سے چونتیس میل چلکر وہ راج پور مین پہنچا۔ یہان کے رئیس سے تین ہزار نوسو روپے اور تین گھوڑے لیئے اور پھر چھوٹے اودے پور کی طرف چلا جو بڑودہ سے پچاس میل تھا مگر اس کے تعاقب کرنے والے بہت سے تھے۔

پارک صاحب بہت جلد تانتیا کے تعاقب کے لئے چلے آتے تھے انہون نے چھوٹے اودے پور مین تانتیا کو آلیا۔ اور تانتیا کو شکست دیکر بڑودہ اسکو نہ جانے دیا تو وہ بھاگ کر بانسواڑہ کے جنگلون مین آیا جو راجپوتانہ کے غایت جنوب مین تھے یہہ جنگل بڑے گھنے ہین اور ان مین بھیل رہتے ہین۔ غرض اب راؤ صاحب اور تانتیا بڑی مصیبت کی حالت مین تھے نواب باندہ نے نومبر مین جو اشتہار شاہی دیا تھا اسسے استفادہ اٹھایا اور اپنے تئین سرکار کے حوالہ کیا۔ یہہ دونو مرہٹے بڑے محل خطر مین تھے مگر صابر و بہادر اور روپیہ سے مالا مال ایسے تھے کہ انکا حال ایسا ہی تھا جیسا کہ پہلے۔ تانتیا جنگلون مین ہوتا ہوا دیوگڈھ باریا مین پہنچا اب اس پاس سپاہ بہت تھوڑی لگی رہی تھی دو دن اسنے یہان قیام کیا کہ اسکی سپاہ بھی پھر اس پاس آن پہنچی وہ دسوین دسمبر کو بانسواڑہ مین داخل ہوا یہان ایک دن ٹھیرا اور سولہ سترہ اونٹ کپڑون سے لدے ہوئے احمد آباد سے جاتے تھے انکو لوٹ لیا وہ یہان زیادہ ٹھیرتا مگر اسکو خبر لگی کہ رتلام سے کرنیل سمرسٹ کا کولم قریب آگیا ہے تو وہ سلومبا مین بھاگا یہہ ایک قلعہ اودے پور کے رانا کا ہے یہان اسنے سامان رسد بہم پہنچایا جسکی ضرورت اسے

تانتیا کا ارادہ بڑودہ جانے کا

[illegible] صاحب اور تانتیا کا [illegible]

بہت تھی دوسرے دن اس امید مین چلا کہ اودے پور کو جا کر دھمکاؤن گا مگر جب انگریزونکو
اسکی خبر ہوئی تو میجر روک صاحب کولم لیکر بھانس رور مین آئے جہان سے انکو اودے پور کی
حمایت کرنی اور تانتیا کا روکنا آسان تھا۔ تانتیا نے بھکر بھیلواڑہ گاؤن مین آیا اس نے
یہان یہہ صلاح کی کہ اپنے تئین حوالہ کر دینا چاہیئے مگر مان سنگھ اور فیروزشاہ اسکے پاس آنے
والے تھے اسلیئے یہہ صلاح موقوف رہی۔

تانتیا بھیلواڑہ مین دو روز مقیم رہا پھر پرتاب گڈھ گیا۔ انگلش جنرل تانتیا کی راہ کو جانتا
تھا اب اسکو فیروزشاہ کی حرکات کی بھی خبر آئی۔

۲۵۔ دسمبر ۱۸۵۸ء کو جب تانتیا جنگلون سے نکلکر پرتاب گڈھ کی طرف چلا ہے تو میجر روک سے
اسکا سامنا ہوا۔ تانتیا اس سے دو گھنٹے تک لڑا اس عرصہ مین اسکے ہاتھی اور بیگیج نکل گئے
تو پھر وہ مندسور کی طرف گیا اور اس سے چھہ میل کے فاصلہ پر رات کو ٹھیرا۔ پھر تین دن مین
جلدی سفر کرکے زیرا پور مین آیا جو نیمچ سے شرق جنوب مین سو میل کے فاصلہ پر ہے۔

تانتیا جس روز زیرا پور مین آیا اسی روز بن سن صاحب یہان آن موجود ہوئے۔ تو تانتیا
متحیر ہو کر اپنے چھہ ہاتھی چھوڑ کر برڑوہ مین چلا گیا یہان اسکو سومرسٹ صاحب نے شکست
دی تو وہ بھاگ کر ناہرگڈھ مین کوٹہ کے ملک مین چلا آیا۔ قلعہ دار نے اسپر توپ چلائی راؤ
صاحب نے مان سنگھ کو بلایا جب وہ آگیا تو باغی بیرون مین چلے گئے۔ یہان دو روز
ٹھیر کر اندرگڈھ کی طرف چلے۔ جب وہ چنبل کے کنارہ پر آئے تو بے وجہ مان سنگھ کو
چھوڑ کر چلا گیا۔ ۱۳۔ جنوری کو وہ اندرگڈھ مین آئے یہان فیروزشاہ مع اپنے باڈی گارڈ
اور بارھوین غیر آئینی رجمنٹ کے ان سے آن ملا

جب فیروزشاہ کو مندسور سے کرنیل ڈیورینڈ نے نومبر ۱۸۵۷ء مین نکال دیا تھا تو وہ اپنی
ملازمین کے ساتھ رہیل کھنڈ مین چلا گیا تھا۔ لارڈ کلائیڈ نے اسکو رہیل کھنڈ سے بھی نکالدیا
تو وہ اودھ مین داخل ہوا اور ان باغیون کے ساتھ ملا جنھون نے سرکار والا اقتدار کی
حکومت کو تسلیم کرنے کے لیئے مصمم ارادہ کر لیا تھا۔ جب اودھ مین بھی باغیون کا
کوئی معاملہ درست نہ ہوا تو فیروزشاہ نے چنبل اور جمنا اسے پار اتر کر تانتیا ٹوپی سے

ملنے کا ارادہ کیا وہ مانسنیا کو جانتا تھا کہ وہ اسکو لائق دوست جانے گا اس سبب سے وہ بسوآہ مین جو سینا پور کے قریب تھا آیا یہان سے جلدی سفر کر کے ۷۔ دسمبر ۱۸۵۷ع کو گنگا پار اترا اور اسنے سڑک کلان پر تار کو کاٹا اور خبر اڑائی کہ وہ شمال مغرب کی طرف آگے بڑھے گا مگر اسکی بجائے وہ اٹاوہ کی سڑک پر چلا اور لفٹنٹ فوربس نے جنکے ساتھ ہیوم صاحب اور کپتان ڈوے صاحب تھے بڑی کوشش کی کہ اسکو ہر چند پور مین گھیر لیے مگر اس مین خرابی ہوئی اور کپتان ڈوے ایل صاحب کی جان گئی۔ برگیڈیر ہربرٹ ایک کولم کو لیکر اسکے تعاقب کرنے کے لیئے روانہ ہوئے۔ فیروزشاہ ۹۔ کو جمنا کے پار اتر کر جھانسی کی طرف چلا وہ ایسا جلدی چلا کہ ۱۷ کو رانوڑ کے ہمسایہ مین آگیا یہہ ایک بڑا شہر گونہ سے شمال مشرق مین پچاس میل پر ہے یہان پہلی دفعہ اسکی روک ہوئی۔

فیروزشاہ کی شکست

جنرل جواب سر روبرٹ نے پیر ہو گئے تھے انکو جب فیروزشاہ کے جانے کے رستے معلوم ہوئے تو انہون نے ان سڑکون پر اسکے روکنے کے لیئے سپاہین بھیجین جنکو وہ سمجھتے تھے کہ باغی جا وینگے نیپیر صاحب فیروز شاہ کے تعاقب کے لیئے بہت جلد رانوڑ مین پہنچ گئے۔ فیروزشاہ نے رانوڑ پر حملہ کا ارادہ کیا مگر برمیٹی جان صاحب کی بہادری نے فیروزشاہ کو شکست فاش دی اور سات میل تک اسکا تعاقب ہوا باغیون کے چھ ہاتھی بہت سے گھوڑے ٹٹو اور بہت سے ہتھیار چھنوائے اور پچاس آدمی ہلاک کرائے نیپئر صاحب نے تعاقب کرنے مین سو باغی مارے اور انگریزون کی طرف سولہ سپاہی زخمی ہوئے۔

فیروز شاہ کا بھاگنا

فیروزشاہ معزورین کو چندیری کی طرف لے گیا مگر جب انکو معلوم ہوا کہ انگریزی سپاہ چندیری کی طرف آرہی ہے تو وہ دفعتہً عیسی گڑھ اور پوچار کی طرف چلا اور آرونی کے جنگلون مین جانے کی تیاری کی۔ گونہ اور سرونج کے درمیان رام پور کے نزدیک گنما اور پہلی منبئی کی لین سر کے چالیس سپاہیون پر حملہ کیا جو برگیڈ پر سمتھ پاس پوشاک لئے جاتے تھے اس کے آدمیون نے پوشاک پر قبضہ کر لیا اور ایک سوار کو قید کر لیا مگر جب سینک صاحب اپنے سپاہیون کو لڑنے کے لئے لائے تو باغی ارونی مین چلے گئے پھر کپتان راس صاحب نے ۲۲۔ دسمبر کو سرپور پر باغیون کو اچانک جالیا۔ باغیون نے تھوڑا سا مقابلہ کیا اور سو گھوڑے کئی اونٹ بہت سے

تھیار اور کپڑے چھوڑ گئے ۔ یہان سے فیروزشاہ راج گڈھ اس امید مین گیا کہ وہان تانتیا ٹوپی سے ملیگا چند روز وہ یہان پڑا رہا مگر جب اسکو معلوم ہوا کہ برگڈیر سمتھ اسکی سراغ رسانی کر رہا ہے تو وہ اندرگڈھ مین ۱۳- جنوری ۱۸۵۹ء کو تانتیا ٹوپی سے جا ملا ۔

اندرگڈھ امن کی جگہہ نہ تھی ۔ تانتیا ٹوپی کو معلوم تھا کہ انگریزی سپاہیون کے دو کولم ادھر چلے آرہے ہین اس لئے ڈیواسا مین چلا گیا یہہ ایک بڑا قصبہ جے پور اور بھرت پور کے درمیان ہے دو برگڈیر شوورش اور ہولمس صاحب ڈیواسا کی طرف سے چلے اور وہان پہنچے ۱۶- جنوری ۱۸۵۹ء کو جب وقت تانتیا اور راؤ صاحب و فیروزشاہ آپس مین جنگ کے باب مین صلاح و مشورے کر رہے تھے کہ شوورس صاحب آگئے ۔ اسوقت ان تینون آدمیون کا بچ جانا کرامت تھی ۔ تانتیا ٹوپی اپنے روزنامہ مین لکھتا ہے "کہ انگریزی لشکر نے یکایک ہم پر چڑھ کر متحیر کردیا" تین سو باغیون کو مقتول و مجروح و بیکار کیا اور باقی سب بھاگ گئے ۔ تانتیا اور اس کے ملازم اَلور ہوتے ہوئے سکر مین ۲۱- جنوری کو پہنچے کہ برگیڈیر ہولمس صاحب نے حملہ کیا ۔ باغی اپنے گھوڑے اور اونٹ اور تھیار بھی چھوڑ کر و اس باختہ ہو کر بھاگے تھوڑے دنون کے بعد انمین سے چھہ سو باغیون ۔ نے اپنے تئین راجہ بیکانیر کو حوالہ کیا ۔

اس شکست سے باغیون کا جتھا ٹوٹ گیا اسی دن فیروزشاہ مع اپنے سوارون کے تانتیا ٹوپی سے جدا ہو گیا ۔ اب راؤ صاحب اور تانتیا مین بھی ان بن ہو گئی تانتیا لکھتا ہے کہ مین نے اسے کہا کہ اب مین اور زیادہ دنون نہین بھاگونگا اور جب کبھی مجھے موقع ملیگا تو مین آپ کو چھوڑ کر چلا جاؤنگا ۔ مان سنگھہ کے بعض رشتہ دار ٹھاکر تانتیا سے آن ملے ۔ سپاہ کو چھوڑ کر تانتیا صرف دو برہمن رسوئی کرنے کے لیئے اور ایک سائیس اور دو گھوڑے اور ایک ٹٹوا اپنے ساتھہ لیکر پیرون مین چلا گیا ۔ پیرون کے جنگل مین راجہ مان سنگھہ سے تانتیا ملا ۔ راجہ نے پوچھا کہ سپاہ کو کیون چھوڑ دیا یہہ کام تمکو نہین کرنا چاہیئے تھا تو تانتیا نے جواب دیا کہ آپ بھاگتے بھاگتے تھک گیا تھا اب مین تمہارے ساتھہ رہونگا خواہ یہہ کام مین نے صحیح و صواب کیا یا غلط و خطا ۔

اس عرصہ مین راؤ صاحب تین چار ہزار سپاہیون کو ساتھہ لیکر کنشالی مین اجمیر کے مغرب مین جو دھپور

دس میل کے فاصلہ پر ۱۱۔ فروری ۱۸۵۹ء کو آیا۔ انتقام لینے والے اسکے پیچھے لگے ہوئے تھے
ہوم صاحب کنٹائی مین آموجود ہوئے اور انہون نے راؤ صاحب پر حملہ کیا اور دو سو آدمی اسکے
مار ڈالے۔ راؤ صاحب بھاگ کر ۱۵۔ فروری کو چترنج کے درہ مین پہنچا۔ جب انگریزی لشکر ادھر
کی طرف آیا تو راؤ صاحب بانسواڑہ کے جنگل مین چلا گیا تو سومرسٹ صاحب نے اسکا تعاقب کیا
تو راؤ صاحب کے ساتھی تھوڑے رہ گئے اور وہ بھی تانتیا کی طرح بھاگتے بھاگتے تھک گیا۔
اسکے ساتھیون مین سے بہت سے آدمی ہتھیار پھینک کر اپنے گھران کو چلے گئے۔ بڑے بڑے
سرغنہ سرونج کے جنگل مین چلے گئے وہ فقیرانہ گذران کرنے لگے دیہاتیون سے بھیک مانگ
اپنا پیٹ پالتے تھے۔ باغیون کے صرف پانچ منڈ باقی رہ گئے تھے راؤ صاحب۔ فیروز شاہ
مان سنگھ۔ اجیت سنگھ۔ تانتیا ٹوپی ہر ایک کی قسمت کا حال بڑا عجیب ہے۔ راؤ صاحب تو
ایک جگہ سے دوسری جگہ مارا مارا اپٹا پھرا ۱۸۶۰ء مین وہ پنجاب کے شمالی پہاڑون
مین جاترپون کے بھیس مین پکڑا گیا اور کانپور بھیجا گیا یہان اسیر جا رجرم ثابت ہوئے وہ ۲۰ اگست
کو پھانسی دیا گیا۔ فیروز شاہ حاجیون کے لباس مین انگریزون کے ہاتھ سے بچ کر کربلا یا مکہ
چلا گیا۔ سلطان روم اس کے ساتھ سلوک کرتا رہا۔ مکہ مین مرگیا۔ سرسا ئومین ایک بوڑھے
ٹھاکر نراین سنگھ نے جو مان سنگھ کا رشتہ دار تھا اپنے تئین میڈ صاحب کو حوالہ کیا وہ مان سنگھ
کے معتمد مختار کو میڈ صاحب پاس لایا اسکی معرفت میڈ صاحب اور مان سنگھ کے درمیان ایسے
قول و قرار ہوئے کہ مان سنگھ نے اپنے تئین انکے حوالہ کیا اور اسکے تمام اہل و عیال جو شہر کے قریب
تھے انگلش کیمپ مین آ گئے۔ اجیت سنگھ کچھ تھوڑے آدمیون کے ساتھ پندرہ میل کے فاصلہ پر
جنگل مین رہتا تھا۔ میڈ صاحب کے لشکر کے ساتھ مان سنگھ وہان پہنچا جہان اجیت سنگھ رہتا
تھا جب اجیت سنگھ کو انگریزی سپاہ کے آنے کی خبر ہوئی تو وہ ستر اسی میل بھاگ کر
سرونج مین اور باغیون سے جا ملا۔

میڈ صاحب کو یقین تھا کہ پردن کے جنگل مین تانتیا ٹوپی ہے مان سنگھ کی بڑی آرزو و
تمنا یہہ تھی کہ وہ اپنی حالت سابقہ پر عود کرے۔ ۸۔ اپریل کو سر رو برٹ ہملٹن نے میڈ
صاحب پاس تار بھیجدیا تھا کہ اگر مان سنگھ اپنے تئین حوالہ کریگا تو اسکی جان بچائی جائیگی۔

تانتیا ٹوپی کا گرفتار ہونا

اور اسکے حقوق پر خیال کیا جائیگا میڈ صاحب نے اسکو سمجھایا کہ اگر وہ تانتیا کو پکڑوا دیگا تو اس خدمت عظیم کے عوض مین وہ اپنی حالت سالقہ پر بحال ہو جائیگا۔ بس اسوقت سے مان سنگہ کو یہہ دھن لگی ہوئی تھی کہ وہ تانتیا کو گرفتار کرائے اسکو یہہ اندیشہ تھا کہ مبادا تانتیا اس کی مٹھی مین سے نکل جائے تانتیا نے میڈ صاحب کے لشکر مین مخفی آدمی بھیجکر مان سنگہ سے صلاح مشورہ پوچھا تھا کہ وہ فیروز شاہ سے جاکر ملے یا نہ ملے۔ مان سنگہ جانتا تھا کہ اگر تانتیا کہین چلا جائیگا تو پھر اسکو پکڑوانے کا قابو ہاتھ سے جاتا رہے گا۔ مان سنگہ کو نہ اپنی عزت کا نہ اپنی مصاحب دوست کی دوستی کا خیال تھا وہ تانتیا کو دغا و فریب سے پکڑوانے پر اس شرط پر تیار تھا کہ اسکو پہلے اپنی ریاست ملجائے۔ میڈ صاحب کو تو ریاست بحال کرنے کا اختیار نہین تھا اس لیئے وہ سر رو برٹ ہملٹن سے یہہ وعدہ کرانا چاہتا تھا کہ شاہ آباد یا پوڑی اسکو ملجائے یا نمار کے راج کا کوئی حصہ اسکو ملجائے۔ میڈ صاحب مان سنگہ سے اس معاملہ مین گفتگو کر رہے تھے تانتیا ٹوپی جنگل مین براج رہا تھا۔ اب بھی تانتیا کے پرانے ہمراہی سرونج مین آٹھ ہزار موجود تھے۔ راؤ صاحب نے تو انکو چھوڑ دیا تھا مگر فیروز شاہ اور آسبا بابا نی نواب اور امام علی وردی میجر انکے ساتھ تھے اس وردی میجر نے تانتیا کو خط بھی لکھا تھا کہ وہ ہم سے آنکر ملجائے۔ تانتیا اگرچہ جانتا تھا کہ مان سنگہ نے انگریزونکو اپنے تئین حوالہ کر دیا مگر پھر بھی وہ اسپر اعتماد کرتا تھا اور اپنے تئین اسکے حوالہ کر دیا تھا۔ مان سنگہ نے ایک آدمی تانتیا پاس بھیجدیا تھا اور سمجھا دیا تھا کہ جہان یہہ آدمی کہے وہان ٹھیرنا۔ تانتیا کو قاصد کی زبانی مان سنگہ نے کہلا بھیجدیا تھا کہ وہ تین ۳ ان کے اندر اس سے ملنے آئیگا اس اقرار کے موافق تیسرے دن ۷۔ اپریل کی آدھی رات کو تانتیا کے چھپنے کی جگہہ پر مان سنگہ آیا اور بمبئی کے سپاہیون کو فاصلہ پر چھوڑ آیا۔ تانتیا سوتا تھا اسکو سوتا ہوا پکڑ کر میڈ صاحب کے کیمپ مین لے آئے وہ یہان ۸۔ اپریل ۱۸۵۹ء کو طلوع آفتاب کے وقت آیا۔ سیپری مین وہ کورٹ مارشل کے سپرد ہوا اور اسپر یہہ جرم لگایا گیا کہ اسنے جون ۱۸۵۷ء سے دسمبر ۱۸۵۸ء تک برٹش گورنمنٹ کے ساتھ باغیانہ جنگ کی تانتیا نے اپنے بری ہونے کے لیئے یہہ سیدھا سادا جواب دیا کہ مین نے کالپی کے فتح ہونے تک سب باتون مین اپنے آقا نانا کے

حکام کی تعمیل کی اور اسکے بعد راؤ صاحب کے حکمون کی۔ مین نے کسی انگریز یا انگریزن کے قتل
کرنے مین کوئی کام نہین کیا ہے نہ مین نے کسی کے پھانسی دینے کا حکم دیا ہے مگر ۱۸ اپریل ۱۸۵۹ع
کو اسکو پھانسی دیگئی۔

سر رابرٹ نیپیر نے تانتیا کو جاورا علی پور مین شکست دی تھی اسکے بعد نو مہینے تک اسنے
انگریزی سپاہیون کو اپنے تعاقب مین بڑا حیران پریشان کیا وہ ایک یا دو دفعہ راجپوتانہ اور
مالوہ مین گیا نربدا پار اترا اور مغربی ہند کو دھمکایا۔ اسکی لیاقتین قابل تعریف ہوتین اگر
اس مین جرنیل ہونے کی قابلیت ہوتی اسکے سفر عجیب و غریب تھے وہ اپنے بھاگنے کے
لیے مقامات خوب منتخب کرتا تھا مگر اس مین لیاقت نہین تھی کہ وہ دشمنون کے ضعیف مقامات کی
تحقیق کر لیتا یا انکی غلطیون کو پکڑ لیتا۔ اور ان دونو باتون سے استفادہ کرتا کبھی لڑائی مین وہ اپنی
جان جوکھون مین نہین ڈالتا۔ سب سے اول وہی بھاگتا اور بھاگتا بھی ایسا کہ انگریز بھی اسکے
تعاقب کرنے سے بہت دفعہ عاجز ہوگئے اور زیادہ تعاقب کرنے کو ناممکن جاننے لگے۔ اس کے
تعاقب کرنے مین نیپیر صاحب اور رابرٹس صاحب اور مچل صاحب نے اپنی قابلیت و لیاقت
و شجاعت کے بڑے جوہر دکھائے جنکا اوپر بیان بتفصیل ہوا ہے کہ کیا کیا اس کام مین انہون نے
جفاکشی کی ہے۔

## باب دوم

## باغیون کے منصوبون کا فنا یا تباہ ہونا اور ملکہ معظمہ کا اشتہار

مان سنگھ اور تانتیا ٹوپی کے گرفتار ہونے سے جنوبی و مغربی ہند مین بھی ایسا ہی امن
امان و انتظام ہوگیا جیسا کہ ممالک مغربی اور اودھ مین ہوگیا۔

ہم نے پہلے بیان کیا ہے کہ باغیون نے بادشاہ محمد بہادر شاہ شہنشاہ دہلی کی ۲۷ جنوری ۱۸۵۸ع
سے اسکے دیوان خاص مین تحقیقات جرائم شروع ہوئی اور بہت جرائم ثابت ہوئے۔

چیف کمشنر پنجاب کا اسکی نسبت یہہ حکم صادر ہوا کہ بہادر شاہ معزول بادشاہ دہلی سمندر کے پار سخت مجرمون کی طرح جلا وطن کیا جائے وہ کسی ایسے جزیرہ یا مقام مین رکھا جائے جہان وہ سب مسلمانون سے علیحدہ رہے اسکی بیوی زینت محل اور اسکے بیٹے جوان بخت کی نسبت کوئی جرم نہیں ثابت ہوا جوان بخت کی عمر تو سترہ برس کی ہے لیکن یہہ دونو دہلی مین موجود تھے چیف کمشنر انکو اجازت دیتا ہے کہ خواہ وہ قیدی کے ساتھ اسکی جلا وطنی کے مقام مین رہین اور اگر انکو یہہ منظور ہو تو وہ بنگال پریسیڈنسی کے اضلاع زیرین مین کسی ضلع مین شاہی قیدیون کی طرح مقید رہین -

نانا راؤ اور بالا راؤ وسیاہ دل عظیم اللہ ۱۸۵۹ء مین نیپال کی ترائی مین مرگئے - بینی مادھو بلوان سنگھ کے گورکھون کے ساتھ لڑائی مین قتل ہوا - خان بہادر خان کو مارچ ۱۸۶۰ء مین اس مقام پر پھانسی ملی جہان اسنے اپنے وحشیانہ کام کئے تھے - محمود خان نواب نجیب آباد دائم الحبس ہو کر جلا وطن کیا گیا - جوالا پرشاد کو مئی ۱۸۶۰ء کو اس گھاٹ پر پھانسی ملی جہان نانا کی طرف سے اسنے کشتیون مین انگریزون کے قتل کا اہتمام کیا تھا - امر سنگھ برادر کنور سنگھ گورکھپور مین انگریزون کے ہاتھ لگا - اودھ کی بیگم کاٹھمانڈو مین بغیر کسی تکلیف پہنچنے کے رہتی تھی - تفضل حسین خان نواب فرخ آباد عمر بھر کے لیئے مکہ کو جلا وطن ہوا - بہت سے چھوٹے چھوٹے سرغنہ بغاوت جو میدان جنگ سے بھاگ کر جنگلون مین چلے گئے تھے پکڑے گئے اور انکے جرائم کی تحقیقات ہوئی سزا ملی یا بری کیئے گئے انکے جرمون کے متناسب سزا ملی باقی سب کے بغاوت کے جرم سوار قاتلون اور مشہور سرغنون کے سرکار نے معاف کر دیئے کئی سو سپاہی اور اور مجرم جزیرہ انڈمان (کالے پانی) مین بھیجے گئے اور چند ہزار مجرمون نے تھوڑی تھوڑی میعاد کے لیئے قید سخت کی سزا پائی وہ بہین جیل خانون مین رہے شاید انسے دو چند سے زیادہ بری کر دیئے گئے - بڑی زبردست سپاہ بنگال اور مقامی کنٹنجنٹون مین چند ہی ضعیف رجمنٹین تھین جو بغاوت سے الگ تھلگ رہین - ان بدخواہون مین سے دو سال کے اندر ایک لاکھ آدمیون سے زیادہ زخمون سے بیماری سے حاکمون کی پھانسی دینے سے مرے ہونگے اور اس عرصہ مین جو باغی لڑائی مین مارے گئے

انکو شامل کرو تو تعداد بہت زیادہ ہو جاتی ہے غلطی سے بے گناہ مارے گئے انکا کچھ
حساب نہین۔

اگرچہ بغاوت مین بہت سی مصیبتین اور تکلیفیں اٹھانی پڑین اور روپیہ کا خرچ ہوا مگر ان
نقصانون کو میزان عدل کے ایک پلڑے مین چڑھاؤ اور دوسرے پلڑے مین ان نقصانونکے
سبب سے جو فائدے حاصل ہوئے رکھو تو فائدون کا پلڑا بھاری رہیگا۔ پولیٹکل کا جسم
جن سخت مرضون مین مبتلا تھا اسکا بغاوت نے نہایت سخت شدید علاج کیا مگر اس سے
ازالہ امراض ہوگیا اسکا پہلا نتیجہ یہہ تھا کہ کورٹ ڈائرکٹرس خارج ہوئے خواہ انہون نے
کیسے ہی اچھے کام کیے ہون) مگر وہ اسوقت ایک دہوکہ کی ٹٹی تھے۔ ۱۳۔ فروری ۱۸۵۸ء کو
ہوس کامنس مین لارڈ پامرسٹن نے یہہ تجویز پیش کی کہ ہندوستان مین براہ راست
بادشاہی گورنمنٹ قائم ہو۔ اسکا انتظام انگلستان مین کسی منسٹر کو سپرد کیا جائے جسکی امداد
اسکی کونسل کیا کرے مگر انکی وزارت بدل گئی تو نئی وزارت مین بھی مسٹر ڈزریلی نے بھی
اسی تجویز کے مشابہ بل انتقال سلطنت مرتب کیا اس بل مین بعض باتین نامناسب تھین
انکو بدلکر لارڈ رسل نے ایک تجویز پیش کی جسپر تمام کامنس ہوس نے توجہ کی۔ ۷۔ جون کو
اس بل کا مسودہ تیار ہوا اور وہ ۸۔ جولائی کو تیسری دفعہ پڑھا گیا بعد خفیف ترمیمات کے
لارڈس ہوس مین پاس ہوگیا اور ۲۰۔ اگست کو ملکہ معظمہ نے اسے منظور کرلیا دوسرا نتیجہ
اس بغاوت کا جسنے ہندوستانی سپاہ سے خودکشی کرائی یہہ تھا کہ گورون کی سپاہ جو ہندوستان
مین بہ نسبت ہندوستانی سپاہ کے بہت کم رہتی تھی اسکا فیصلہ ہوگیا۔

تیسرا نتیجہ یہ تھا کہ لارڈ ڈلہوزی نے بیج بویا تھا مگر اسکا پھل نہین کھایا تھا کہ دہلی کے بادشاہ کو جسکے
باپ دادا سے سرکار کمپنی نے بنگال وغیرہ کی دیوانی حاصل کرکے اپنی بادشاہی کی بنیاد جمائی تھی دہلی کے
قلعہ سے نکالین اور اس کے نام کے ساتھ بادشاہ کا نام نہ رکھین جو ہندوستان مین مسلمانونکی
ایسی دل شکنی کرتا جیسا اودھ کا ضبط ہونا وہ اس بغاوت نے دوسری طرح کرکے دکھا دیا۔
سال کے آخر مین ہندوستان مین انتظام ہوگیا تھا ایک شاہانہ اشتہار جسکی اصلاح خود
ملکہ معظمہ نے فرمائی تھی وہ ہندوستان کی بیس زبانون مین ترجمہ ہوکر پہلی نومبر ۱۸۵۸ء کو انگریزی

عملداری کی ہر شہر مین اور ہر چھاونی مین پڑھا گیا۔ لارڈ کیننگ کو اول وایسرائے یعنی نائب ملکہ معظمہ کا
لقب ملا سوا ان لوگون کے جنکی نسبت ثابت ہوا ہو یا آیندہ ثابت ہو کہ وہ رعیت سرکار
انگریزیا کے قتل مین بذاتہ شریک ہوئے اور ون کی نسبت ترحم کیا جائیگا مگر بہ نسبت شرکا قتل کے
انصاف اس بات کا مقتضی ہے کہ انپر ترحم نہو اور جن لوگون نے جان بوجھ کر قاتلون کو پناہ
دی ہو یا جو لوگ باغیون کے سردار ہوئے ہون یا ترغیب دینے والے ہوئے ہون ان کی
نسبت صرف یہی وعدہ ہو سکتا ہے کہ انکی جان بخشی ہووے۔ اور سبھون کو جو سرکاری مخالفت
مین ہتھیار بند ہین وعدہ ہوتا ہے کہ انکی تقصیر سرکار کی نسبت یا ہماری سلطنت و منزلت
کی نسبت بلا شرط معاف کی جائیگی مگر وہ اپنے اپنے گھرون مین جائین اور اپنے اپنے پیشہ
صلح و سودا مین ہاتھ لگائین یہ ایک بڑا پولیٹکل معاملہ تھا کہ ہندوستان کے امرا و غربا کو
معلوم ہو گیا کہ انکی جان و مال ایک بڑی قوی و رحیم حکومت مین ہے ہندوستانیونمین بڑی خواہش
تھی کہ کوئی انکا شہنشاہ ہو وہ پوری ہوئی۔ ہندوستانیون کے لیئے یہہ اشتہار فرمان عظیم
شاہی تھا جس مین معدلت اور مذہبی مسالمت تھی۔ سارے ہندوستان مین جو متبنیٰ کرنے کی
ممانعت سے کھلبلی پڑی ہوئی تھی وہ بھی اس اشتہار نے دور کردی۔

غدر کے مٹانے سے ہندوستان کا قرض چالیس کروڑ روپیہ زیادہ ہو گیا اور سپاہ مین جو
تغیرات ہوئے اس سے دس کروڑ روپیہ خرچ بڑھ گیا۔ اب یہ ضرور تھا کہ ایسی تدابیر کی جائین
کہ جنسے خرچ گھٹے آمد بڑھے۔ خرچ کا گھٹانا تو گورنر جنرل کے اختیار مین تھا مگر آمد کا بڑھانا نہین
تھا غیر ضرور سپاہ کی تخفیف کرنے سے بہت خرچ کم ہو سکتا تھا اب اگر کسٹم کے محصولون کے
بڑھانے سے آمد زیادہ کی جاتی تو تجارت کی کساد بازاری ہوتی اگر پیشون اور تجارتون پر ٹیکس
لگایا جاتا تو سارے ملک مین واویلا ہوتی وائس رائے نے اپنی یہہ مشکلات لارڈ سیٹن لی
سکرٹری اوف سٹیٹ سے عرض کین تو اسکا یہہ جواب ملا کہ ایک زائد کونسلر رائٹ اونرابل
جیمس ولسن بھیجا جاتا ہے جو خزانہ و مال کے کام مین ید طولے رکھتا ہے اس نامی فنینس منسٹر نے
لارڈ کیننگ کے ساتھ ۱۸۵۹ و سنہ کے موسم سرما مین ملک کے اندر دورہ کیا اور جب کلکتہ مین آیا تو
اپنے کونسل مین تین نیائے ٹیکسون کی تجویز پیش کی جنمین سے ایک انکم ٹیکس کی تجویز منظور ہوئی اور باقی

دوسترد۔ انکم ٹیکس چار فیصدی ان آمدنیون پر لگایا گیا جو پانچ سو روپیہ سالانہ آمدنی سے زائد اور اسسے کم آمدنی رکہنے والون پر کم انکم ٹیکس لگایا گیا۔

یہہ انکم ٹیکس پانچ سال کے لیئے امتحاناً لگایا گیا تہا۔ ان ٹیکسون کے سبب سے دو کرڑور روپیہ سالانہ کی آمدنی بڑہی۔ ولسن صاحب نے خزانہ مال کے باب مین اور بہت سی تدبیرین ایجاد کین تہین مگر وہ انکے نتایج دیکھنے کے لیئے زندہ نہ رہے اگست سنہ ۱۸۶۰ع مین انہون نے انتقال فرمایا انکے جانشین سیموئل لینگ صاحب مقرر ہوئے جنہون نے انکم ٹیکس ایکٹ کو پاس کیا۔

گو اس وقت یہ مالی دقتین پیش تہین مگر لارڈ کیننگ نے یہہ کار عظیم کیا جو قابل لکھنے کے ہے کہ این راے ستلج کے راجاؤن پٹیالہ و جیند و نابہ و کپورتھلہ کو اور راجپوتانہ کے راجاؤن - جےپور و اودےپور اور قرولی اور مہاراجہ سیندھیا اور سب سے بڑے نظام حیدرآباد کو اور انکے لایق وزرا کو ملک اور خطاب عنایت کیئے اور سب سے بڑی عنایت اینربہ کی کہ ان کو متبنی کرنے کی اسناد دین۔

اس کونسل مین یہہ اصلاح کی گئی کہ اس مین ممتاز لایق ہندوستانی مقرر کیئے گئے اور چہوٹی چہوٹی پریسیڈنسیون مین بہی ایسی ہی کونسل کے ممبرون کی جماعت مقرر ہوئی۔ دو برس بعد ایکٹ نمبری ۱۰ سنہ ۱۸۵۹ع بنگال کے لیئے جاری ہوا اسکا منشا یہ تہا کہ مالکان اراضی مزارعین پر بیجا طور کی افزائش نہ کرسکین۔ اس کے سبب سے بنگالے مین مالکان اراضی اور کاشتکارون کے درمیان بہت سے جہگڑے کہڑے ہوئے۔ بنگالیون نے اس ایکٹ کے خلاف بڑا غل مچایا مگر اس سے ملک کے انتظام مین اصلاح ہوتی تہی اور کاشتکار زمیندارون کے ظلم و ستم سے بچتے تہے اس لیئے اسکا جاری ہونا ضرور تہا۔ صدر عدالت موقوف ہوئی اور اس کی جگہہ ایک ہائی کورٹ ہر پریسیڈنسی مین بادشاہی حکم سے مقرر ہوا جسمین کچھ جج ولایت سے آئینگے اور کچھ جج یہین کے سول ججون مین سے مقرر ہونگے۔ انڈین پینیل کوڈ (تعزیرات ہند) جسکو مکولی صاحب نے تصنیف کیا تہا اور پی کوک صاحب نے اسکو تمام کیا تہا وہ سنہ ۱۸۶۰ع مین قانون بن کر پاس ہوگیا ہر پریسیڈنسی کلکتہ و مدراس و بمبئی مین یونیورسٹی مقرر ہوئی۔

جولائی ۱۸۵۸ء مین ایک شاہی کمیشن مقرر ہوا جسکے ممبر بڑے بڑے مدبران ملکی اور سپاہی تھے انکے سامنے سپاہ کے مرتب کرنے کے لیئے بارہ سوال پیش تھے ان مین ایک بڑا سوال یہ تھا کہ ہندوستان مین یوروپین سپاہ کی تعداد کیا ہونی چاہیئے اور کس بنا پر اسکو قائم کرنا چاہیئے آیا وہ سپاہ جداگانہ ہو یا وہ۔ بادشاہی سپاہ کے مجموعہ کا ایک جزو جسکو ایک مدت کے بعد تبدیلی ہوتی رہے یعنی شاہی سپاہ کچھ مدت تک ہند مین رہ کر انگلنڈ کو چلی جائے اور اسکی جگہ انگلنڈ سے اور سپاہ آجائے۔ اس کمیشن کی تحقیقات اور غور و خوص کا نتیجہ یہہ تھا کہ انہون نے سفارش کی کہ ہندوستان مین جو یوروپین سپاہ رکھی جائے اس کی تعداد اسی ہزار مقرر کی جائے جسمین سب قسم کے ہتھیار رکھنے والے سپاہی ہون ملکہ معظمہ اور انکے شوہر کی مرضی مبارک کے موافق یہہ نظام تھا سنہ ۱۸۶۱ء کے وسط مین اسکا قانون جاری ہوگیا اسی وقت مین ایک نئی ہندوستانی سپاہ بنگال مین مرتب ہوئی جس مین ایک یا دو پلٹنین پہلے خیر خواہ سپاہیون کی تھین اور باقی سکھ گورکھے پٹھان اور اور دنے جات کی آدمی بھرتی تھے انہین سے ہر ایک قوم کی پلٹن یا کمپنی جدا جدا تھی۔ پوربیون کی تخصیص سپاہ کی ساتھ نہین رہی۔ ہر رجمنٹ مین یوروپین افسرون کی تعداد پہلے کی نسبت کم ہو کر چھ مقرر ہوئی۔ اور سوا ر چند کوہستانی توپخانون کے کوئی توپخانہ ہندوستانیون کے پاس نہین رہا۔ توپخانہ بغاوت کی بڑی ترغیب دینے والا ہوتا ہے سو اب وہ ہندوستانیون ہاتھ سے چھن گیا۔ بنگال پریسیڈنسی مین یوروپین اور ہندوستانی سپاہ کی نسبت دو اور ایک کی اور مدراس اور بمبئی پریسیڈنسیون مین ایک اور تین کی تھی ان دونو پریسیڈنسیون مین سپاہ کی اصلاح کی زیادہ ضرورت نتھی۔



پہلے گورنر جنرل کی کونسل مین جو تجویز پیش ہوتی خواہ وہ ادنے ہو یا اعلے وہ کل کونسل کے سامنے پیش ہوتی اور اسپر مباحثہ ہوتا اور کثرت رائے سے فیصل ہوتا اب اس مین انڈین کونسل ایکٹ (۲۴ و ۲۵ وکٹوریا) کے موافق پوری تقسیم محنت داخل ہوئی اب کل کونسل کے ذمہ جوابدہی نہین رہی بلکہ ہر ممبر کے ساتھ ایک محکمہ (ڈپارٹمنٹ) مخصوص کیا گیا یہہ ممبر اور وائسرائے اس محکمہ کے کامون کے جوابدہ تھے فائینینس (خزانہ و مال) کا محکمہ۔ فائینینس اور حساب

کتاب بالکل از سرِنو مرتب ہوا۔ ولسن صاحب نے جو بجٹ بنایا تھا اسکی لینگ صاحب نے ترمیم کی۔ اسکی بڑی ضرورت تھی سپاہ کا خرچ سوا اٹھارہ کروڑ روپیہ کے قریب تھا نقد روپیہ کی بچت بہت ہی تھوڑی تھی۔ ریلوے کے زیادہ بنانے کے لیۓ بیس کروڑ روپیہ کی ضرورت تھی سالانہ خرچ مین نئے نوٹون کا سود دو کروڑ روپیہ بڑھ گیا تھا۔ نئے ٹیکسون کی آمدنی ڈیڑھ کروڑ روپیہ تھی جسکا بوجھ غریب آدمیون پر ایسا تھا کہ اسپر خود گورنمنٹ کو افسوس تھا اور وہ اسکی ترمیم کرنی چاہتی تھی۔ لارڈ کیننگ اور لینگ صاحب کے حسن انتظام سے سول اور ملیٹری خرچون مین پونے چار کروڑ روپیہ کی تخفیف ہوگئی۔ اس حسن انتظام ہی کا نتیجہ یہہ تھا کہ لارڈ کیننگ کے عہد حکومت کا جو آخر سال تھا اس مین بچت کی صورت نمودار ہونے لگی۔ ابھی ان دنون مین ایک اور آفت آئی کہ نیچر نے ہندوستان مین اپنا زور غیر معمولی دکھایا۔ سنہ ۱۸۶۱ع کے سال مین ملک کے وسط مین گنگا کے جنوب سے گوداوری کے وادی تک بارش کی وہ کثرت ہوئی کہ دریاؤن مین ایسی طغیانی ہوئی کہ سڑکین بہ گئین اور پل ٹوٹ گئے اور لاکھون کسانون کی امیدین خاک مین مل گئین۔ شمال مین بارش کی وہ قلت ہوئی کہ ایسا قحط پڑا اور ایسی وبا آئی کہ کسی طرح اسکا علاج نہین حاصل ہوسکتا تھا اس کے سبب سے ایسی مصیبتین آئین کہ جنہون نے انکو دیکھا ہے وہ کبھی بھولینگے نہین۔ اس زمانہ مین ایک بڑی تدبیر یہہ بھی تھی کہ برٹش برہما کے تمام صوبے یکجا شامل کردیئے گئے اور چیف کمشنری برہما اسکا نام رکھا گیا اور اس مین کرنیل سرارتھر اول چیف کمشنر مقرر ہوئے اور ایسی ہی بھوسلا کا ملک جو تھا اس کے ایک چیف کمشنر مقرر ہوئے اور اسکے اول چیف کمشنر سر رچرڈ ٹیمپل مقرر ہوئے۔

اس زمانہ مین جو چین کی لڑائی ہوئی فقط اسکا تعلق ہندوستان سے اسقدر تھا کہ اس مین ہندوستان سے چند سکھون کی رجمنٹین سر ہوپ گرینٹ کے ماتحت چین گئین جنہون نے ٹاکو کے قلعون کی فتح مین حصہ لیا۔ اور پیچھے پیکن کی خبر لی پھر ۲۴ اکتوبر سنہ ۱۸۶۰ع کو صلح ہوگئی سال آئندہ مین سکم جو نیپال اور بھوٹان کے درمیان ایک ریاست تھی وہ اس کے راجہ کی گستاخی کے سبب سے انگریزی عملداری مین الحاق کی گئی۔

سنہ ۱۸۶۱ع کے شروع مین ایسٹ انڈیا ریلوے کلکتہ سے الہ آباد تک کھل گئی اسپر تجارت کی وہ

گرم بازاری تھی کہ پہلے ہی سال مین اس کل روپیہ کا سود بحساب پانچ روپیہ سیکڑہ وصول ہوگیا جو ریلوے کمپنیون کو بطور گارنٹی دیا گیا تھا اس کے بعد ہی جلد جنوب مین لینون پر کام شروع ہو اس زمانہ مین کل ۵۰۳۰ میل ریل کھل گئی اور تین ہزار میل اور تیار ہونے کو تھی بڑی بڑی شاہی نہرین بھی روپیہ کا فائدہ دینے لگین مگر یہہ بھولنا نہین چاہیئے کہ ان فیض رسا کامون سے جو اور فائدے اور فیض حاصل ہوتے ہین انہین روپیہ کا حاصل ہونا دوسرے درجہ پر ہے۔

ملک کی سب جانبون مین معلوم ہوتا تھا کہ بغاوت اور اور مصائب کا خاتمہ ہوگیا ۱۸۵۸ع مین کل تجارت ساٹھ کروڑ روپیہ کی تھی اب ۱۸۶۲ع مین اسی کروڑ روپیہ کی ہوگئی بمبئی اور کراچی کی بدولت اس افزایش کا نصف حصہ حاصل ہوا تھا۔ جیوٹ (سن) روئی اور چاول کے سبب سے اہل زراعت کو بڑی منفعت کثیر ہوئی۔ جنگلات کے محفوظ رکھنے کی بنیاد رکھی گئی۔ اور اس سے فوریسٹ ڈپارٹمنٹ (جنگلون کی نگاہداشت کا محکمہ) مقرر ہوا جسکو ڈاکٹر برینڈیس نے خوب سرسبز کیا اسی زمانہ مین چن چونا کی کاشت کا بھی آغاز ہوا جس سے کوینین نکلتی ہے جو بخارون کی حرارت کم کرتی ہے۔ بیس سال کے اندر اسے ایسا فائدہ ہونے لگا جو اسکی کاشت کی لاگت سے دو چند تھا

ان مفید کوششون مین لارڈ کیننگ کی زندگی فرسودہ ہوگئی اور ان کامون مین انکی ساری قوت خرچ ہوگئی۔ مارچ کے مہینے مین اپنے قدیمی دوست جیمس بروس ارل ایلگن کو اپنے عہدہ کا چارج دیا اور اپنے گھر مرنے کے لئے گئے۔ یہہ لارڈ کیننگ ہی کا حصہ تھا کہ انہون نے ہندوستان مین ہنگامہ بغاوت کو شاکر حفظ امان کا زمانہ پیدا کیا انہون نے نہایت تاریک زمانہ مین بھی اپنے عدل وانصاف و رحم دلی کی روشنی کو بجھنے نہین دیا کبھی تعصب و طرفداری کو اپنے پاس نہین آنے دیا جسکے سبب سے انکی ایک طرف تعریف ہوتی تھی دوسری طرف مذمت انکا وہی لقب رحم دل کا جو حقارتاً انکے ہم وطنون نے دیا تھا انکی عزت کا خطاب ہوگیا۔ وطن مین جاکر وہ کچھ دنون زندہ رہے۔

لارڈ ایلگن سلطنت کے کار ہا عظیم کر چکے تھے انکے صلہ مین ۱۸۶۲ع مین ہندوستان کے والسرائے مقرر ہوئے۔ یہہ عہدہ انگلینڈ بلحاظ اختیار اور اعتماد کے اور سب عہدہا عظیم مین زیادہ جلیل القدر اور اعلےٰ درجہ کا سمجھا جاتا تھا۔ لارڈ کیننگ نے آخر سالون مین پولیسی اختیار کی تھی اسکی پوری پیروی کی کہ ہندوستانی ریاستون کے معاملات مین مداخلت نہ کرین اور وہ ٹیکس لگائین

جنکی عادی رعایا نہین ہے۔ اسوقت ہندوستان کے بڑے تجربہ کار ٹرولین صاحب فنانشل کمشنر تھے وہ یہان کی رعایا کے دلون سے واقف تھے کہ وہ ٹیکسون کوایک طرح کی قزاقی سمجھتے تھے
بس انہون نے پہلے محصولات کو سلطنت کے خرچون کے لیئے کافی جانا۔ لارڈ ایلگن نیل اور وائس رائون کے گورنمنٹ کے فورین ڈیپارٹمنٹ کو اپنے خود اختیار مین رکھتے تھے اور اس باب مین جو ایک مقدمہ عظیم پیش آیا اسکا فیصلہ انہون نے نہایت انصاف و فرزانگی سے کیا۔ پیرکہن سال دوست محمد خان جو انگریزون کے کبھی دوست اور کبھی دشمن تھے سلطان خان حاکم ہرات سے لڑنے گئے تو لارڈ ایلگن نے انکار کردیا کہ وہ طرفین مین سے کسی کی معین و مددگار نہین ہونگے اور اپنا ہندوستانی وکیل کابل سے بلالیا کہ شائد اسکے ہونے سے کسی غلط فہمی یا غلط بیانی کا ظہور ہو۔ دوست محمد خان مئی ۱۸۶۳ء مین اس جہان سے رخصت ہوئے تو وائس رائے نے ایسا انتظام کیا کہ وکیل لے جاکر نئے امیر کو مبارکباد دی۔ لارڈ ایلگن شمالی ہند مین دورہ کرنے گئے تو اپنے ساتھ لاؤ لشکر لیکر نہین گئے جس سے رعایا کو تکلیف ہوتی وہ سیدھی سادی ریلوے مسافر بنکر گئے انہون نے سر چارلس وڈ سکرٹری اوف سٹیٹ کو خود لکھا تھا کہ کوئی شخص معمولی اوقات مین بھی ہندوستان کے اندر کلکتہ مین ٹانگ باندھکر حکمرانی نہین کرسکتا۔
۷۔ فروری ۱۸۶۳ء کو بنارس مین انہون نے دستور و آئین کے موافق دربار کیا اور رات کو ڈنر مین انہون نے ارشاد کیا کہ ریلوے کا جو بالفعل انتظام ہے اس کے خرچون سے خوب ماہر ہون انکو کمپنیون کے سپرد کرنا چاہتا ہون کہ وہ اپنے روپیہ سے ریلین بنوائین۔ گیارہوین فروری کو کانپور مین کائن صاحب نے سب جگہہ کے غدر کے کشتگان ستم رسیدہ کی قبرون کے متبرک بنانے کی رسم ادا کی اس تقریب مین لارڈ ایلگن بھی شریک ہوئے۔ پھر ریل مین سوار ہوکر آگرہ مین تشریف لائے۔ یہان انہون نے ۱۷۔ فروری کو دربار عظیم کیا جس مین سنٹرل انڈیا اور راجپوتانہ کے رؤسا اپنے امیرانہ ٹھاٹھ کے ساتھ حاضر ہوئے انہون نے دربار کے خیمے مین ملکہ معظمہ کے جانشین ہوکر سب رؤسا کی مخاطبت مین اسپیچ مختصر سا دیا جس مین انہون نے بیان کیا کہ جیسے ملکہ معظمہ تمہارے حال پر مہربانی اور شفقت کرتی ہین ایسے ہی تم اپنی رعایا پر دیا کیا کرو تم مین سے جو ہندوستان کی بہبودی اور بھلائی مین کوشش کریگا مین اسکے ساتھ دوستی اور

اعانت کرنے کے لیئے آمادہ ہون۔ ۱۲۔ مارچ کو انبالہ مین انکا آخری دربار تھا سکھ سردار اور پنجاب کے رئیس اس دربار مین آئے تھے پھر وہ موسم گرما کے بسر کرنے کے لیئے شملہ کی بلندی پر خوشنما سبزہ کی سیر کرتے اور راحت فزا ہوا کھانے گئے۔

جب وائس رائے ایسے آرام کے کامون مین مصروف تھے کہ بادل کے ٹکڑے پولیٹکل افق پر وہان نظر آئے جہان وہ شاذ و نادر ہی غائب ہوتے ہین۔ پشاور کے شمال مین سندھ و جہلم کے دریاؤن کے درمیان ہندوکش کی ایک شاخ ضلع ہزارہ سے لگی ہوئی ہے وہ مہابن کے نام سے مشہور ہے وہ سمندر کے لیول سے ۷۴۰۰ فیٹ بلند ہے اسکی ڈھلانون پر ایک مقام ہے جسکو ستانا کہتے ہین وہان متعصب لامذہب مسلمان رہتے ہین انہین باغی جنگجو کے سپاہیون کا اور وہابیون کا اجتماع ہوگیا تھا۔ اور ہندوستان سے انکی امداد روپیہ سے کی جاتی تھی خاصکر پٹنے سے جہان وہابیون کا زور تھا۔ لارڈ ایلگن کو بالطبع یہہ امر ناپسند تھا کہ وہ ایسی راہ پر جھگڑا کرتے جو امیر افغانستان کی دارالسلطنت کو جاتی تھی مگر ان دشمنون سے گزند پہنچانے کا اندیشہ تھا اسلیئے انکو سزا دینی ضرور تھی چھ ہزار سپاہ سر نیول چیمبرلین کے ماتحت پہاڑون مین گئی قومون نے امبیلا درہ کو جس مین اس سپاہ کا مقدمۃ الجیش تھا روک لیا اور کہتے ہین اسکے مقابلہ کے لیئے قومون کے ساٹھ ہزار آدمی جمع ہوگئے اور انہون نے ایسا سخت مقابلہ کیا جسکے سبب سے انگریزی لشکر کو کمک کی ضرورت ہوئی۔ دسمبر کے وسط مین حملہ کرنے مین پیش قدمی کی نوبت آئی اس عرصہ مین قابل و جفاکش وائس رائے زندہ نہ رہے وہ شملہ کے مغرب مین پہاڑون مین دورہ کرتے تھے کہ ۲۰۔ نومبر ۱۸۶۳ع کو اس دنیا سے رخصت ہوگئے۔

انکا یہہ کام کہ انہون نے ایک گورہ کو ہندوستانی کے مارڈالنے پر پھانسی کا حکم دیا ہندوستانی ہمیشہ یاد رکھیں گے پنجاب مین کسی ہندوستانی کو گورہ نے مارڈالا تھا اسکو پھانسی کا حکم دیا گیا تو انگریزون نے تخفیف سزا کی استدعا کی مگر انہون نے اسکو نہ سنا اور کہا کہ گورہ نے بغیر کسی اشتعال کے ہندوستانی کی جان کو کتے کی جان کے برابر نہین جانا۔ اسکو پھانسی دیگئی۔

سر ولیم ڈینی سن صاحب گورنر مدراس جب تک کہ کوئی مستقل وائس رائے انگلنڈ سے آئے لارڈ ایلگن کے قائم مقام مقرر ہوئے جناب ممدوح کو یہہ سرحدی مہم پسند نہین تھی وہ اس

سرولیم ڈینی سن صاحب گورنر مدراس

بات کو ضرور چاہتے تھے کہ مسٹر نیول چیمبرلین اس مہم سے عزت کے ساتھ نکل آئین - جب چیمبرلین صاحب کی طاقت بڑھ گئی تو ۱۵- دسمبر کی رات کو انہون نے دشمنون کی پناہ کی جگہ پر یورش کی اقوام نے آیندہ مقابلہ کرنے ہی سے دست برداری نہین کی بلکہ انہون نے خود ہی مورچونکو مسمار کردیا - چیمبرلین صاحب ایسے زخمی ہوئے تھے کہ انہون نے اپنا کام جنرل کاروک کے سپرد کردیا تھا جنہون نے اقوام کی جذبات کو خوشی سے قبول کرلیا - ۲۳- دسمبر کو انگریزی سپاہ کے روبرو مقام امبیلا کو جلا دیا گیا - متعصب السلمان فرصت پاکر بھاگ گئے - ۲۵- دسمبر کو انگریزون نے ملک کو چھوڑا اس مہم نے دشمنون کو سبق پڑھایا اور گورنمنٹ کو متنبہ کیا -

اگر دنیا مین عیش بے رنج اور قناعت بے لوث ہوتی ہے تو یہہ برکتین لارڈ لارنس کو انگلستان مین حاصل تھین لیکن ۱۸۶۳ع مین ہندوستان مین ایسے دو واقعات وقوع مین آئے جس سے انکے دل مین اضطراب پیدا ہوا اول پشاور کے قریب کوہستانی قومون کا فساد تھا ان قومون نے انگریزی سپاہ کو کچھ روکا اور اپنے ہمسایہ کے پہاڑون مین بھی اپنا اثر کچھ پھیلایا جس سے یہہ اندیشہ پیدا ہونے لگا کہ اور قومین بھی برسر فساد کھڑی ہونگین دوسرا واقعہ یہہ تھا کہ لارڈ ایلگن ایسے سخت علیل ہوئے تھے کہ انہون نے اپنے عہدہ سے استعفا دیدیا تھا تو گورنمنٹ انگلنڈ نے سرجان لارنس کو ہندوستان کا وائس رائے یہہ سمجھ کر مقرر کیا کہ وہ سرحد کے حال سے خوب واقف ہین مدتون تک اسکے وہ محافظ رہے ہین اور ہندوستان مین مدتون تک رہنے سے اسکی آب و ہوا بھی انکے موافق ہے انکا وہ حال نہین ہوگا جو ڈلہوزی و کیننگ و ایلگن کا ہوا کہ ناوقت موت ہندوستان مین رہنے کے سبب سے آگئی - لارڈ لارنس نے بھی اس عہدہ جلیل القدر کو فوراً منظور کرلیا اور بہت جلد لارڈ ایلگن کی وفات کے دو مہینے بعد ہی وہ کلکتہ مین آ گئے - اگرچہ مہم امبیلا سرجان لارنس کے آنے سے پہلے ختم ہوچکی تھی مگر کئی مہینہ کا کام کلکتہ مین جمع ہوگیا تھا - جسکو کلکتہ مین شروع جنوری سے لیکر وسط اپریل تک کلکتہ مین کونسل کے ساتھ سرجان لارنس نے دس گھنٹے ہر روز کام کرکے جلد ختم کردیا -

اسوقت انگریزی ایکزیکٹو کونسل کے ممبر بڑے نامی گرامی لایق فائق تھے - فائی نینس ڈپارٹمنٹ یعنی مال اور خزانہ کے محکمہ کے ممبر انکے قدیمی دوست سرچارلس ٹریویلین تھے - قانون بنانے کے

سرجان لارنس کا وائسرائے ہونا ۱۸۶۴ع

[illegible]

ممبر ہنری مین صاحب تھے جو بڑے نامور مقنن تھے اور انہون نے جو ایک کتاب قدیمی قوانین کے باب مین تصنیف کی تھی اس سے انکی بڑی شہرت ہوگئی تھی ملیٹری ممبر (فوجی ممبر) سر رابرٹ نے پییر تھے جنکی زندگی انجینیر کے کام مین بسر ہوئی تھی اور ابتک انکی جنگ آزمائی کا زمانہ ختم نہین ہوا تھا۔ ہوم ڈپارٹمنٹ کے کام ولیم گرے صاحب اور ہنری ہیرنگٹن کے درمیان منقسم تھے اور تمام فورین ڈپارٹمنٹ کا کام جس مین تمام ہندوستانی ریاستون کا کوہ ہمالیہ سے لیکر راس کماری تک اور ہندوستان سے باہر سلطنتون کے متعلق سارے کام وائس راے خود کرتے تھے۔

کمانڈر انچیف سر ہیو روز بھی کونسل کے ممبر تھے جو کونسل کے تمام ممبرون مین وائس راے کے ایسے مخالف تھے کہ وائس راے نے چند مہینے کے بعد سر چارلس وڈ کو لکھا کہ جیسے سر ہیو روز خود راے اور ضدی ہین ایسے اور ممبر کونسل کے ہوتے تو سلطنت کے سارے کامون مین ایسی پیچیدگیان پڑتین کہ کارروائی رک جاتی لیجس لیٹو کونسل مین تین ہندوستانی ممبر تھے نواب رامپور جنکو کلکتہ کی آب و ہوا ایسی ناموافق آئی کہ وہ دو ہفتے ہی مین کلکتہ سے چلے گئے دوسرے ممبر مہاراجہ دڑیان گریم اور تیسرے ممبر سکھ راجہ صاحب دیال سنگھ تھے۔

سر جان لارنس کے آنے سے پہلے مہابن کے تو سارے کام پورے ہو چکے تھے مگر انہون نے شمال مغربی سرحد پر جسکے وہ مدت تک محافظ رہ چکے بڑی توجہ کی کبھی قومون کا اعتماد کیا کبھی انکی چشم نمائی کی کبھی دانشمندانہ کی سڑکین بنائین کبھی قومون کے لڑکون کی تعلیم کے لئے مدرسے بنائے۔ غرض ایک قسم کی تہذیب آن ردبے سندہ کے کنارہ کی قومون مین داخل کی جس سے وہ نچلی بیٹھین۔

۱۸۶۸ء مین کوہ سیاہ کی جنگجو قومون پر ایک بڑی لشکرکشی ہوئی۔ کوہ سیاہ ایک اونچا سلسلہ پہاڑون کا شمالی ہزارہ مین سندھ اور کشمیر کے درمیان ہے کوہ سیاہ کی جنوبی ڈھلان پر وادی اگرور ہے وہان پنجاب پولس کا سرحدی سٹیشن اوگھی گاؤن مین ہے۔ جولائی ۱۸۶۸ء مین حسن زئی افغان جرگہ نے اوگھی پر حملہ کیا پولس انسے خوب بہادرانہ لڑا اور انکو بھگا دیا۔ اکتوبر تک یہہ قومین بڑی تکلیف دیتی رہین انگریزی عملداری مین بیس ہات کو تاخت و تاراج کیا۔ کب تک انکی شرارتون سے چشم پوشی کی جاتی ان مفسدون کی سزا کے لیئے ایک لشکر جرار

بھیجا گیا جو بے تکلف کوہ سیاہ کی چوٹی پر چڑھ گیا اور دشمنون کے قلعون پر قبضہ کرلیا اور خان اگرور کو قید کرلیا اور قومون کو مطیع کرلیا۔

اب دوسری طرف افغانستان مین امیر دوست محمد خان کی وفات کے سبب سے فساد برپا ہوا۔ اول اسکا بیٹا شیر علیخان امیر کابل ہوگیا اسکا جھگڑا بھائی بھتیجون سے شروع ہوا کبھی اسکا ایک بھائی افضل خان کبھی اسکا دوسرا بھائی اعظم خان امیر کابل ہوگئے جان لارنس نے یہہ پولیسی اختیار کی کہ افغانستان کے ان فسادون مین کسی قسم کی مداخلت نہین کی جو کوئی ان بھائیون مین کابل۔ قندھار۔ ہرات کا امیر بنا اسکو امیر تسلیم کرلیا

سر جان لارنس کو ایک چھوٹی سی لڑائی بھوٹانیون سے لڑنی پڑی یہہ ایک وحشی ملک انگلستان سے بڑا کوہ ہمالیہ مین ہے جو سکم کے مشرق مین بنگال اور آسام کی شمالی سرحد پر اور تبت کے جنوب مشرق مین ہے اس مین کئی لاکھ تاتاری بدھ مذہب کے رہتے ہین اس مین راجہ راج کرتے تھے اور تھوڑا سا خراج آسام کے راجاؤن کو دیتے تھے مگر اپنا بڑا فرمانروا لاسا کے لاما کے گرو کو جانتے تھے ۴ جنوری ۱۸۶۴ء کو اونرایبل ایشلی ایڈن کو گورنمنٹ نے اپنا سفیر بنا کے بھیجا تاکہ ان مفسد ہمسایون سے باقاعدہ اور مستقل عہد و پیمان کرے مگر ان بھوٹانیون نے اس سفیر کی ذرا قدر و منزلت نہین کی۔ اول اس سفارت کو یہہ دقت پیش آئی کہ بھوٹان مین اصلی راجہ تو معزول تھا اور اسکا ایک باغی سردار ٹونگ سو پن کوشش کررہا تھا کہ خود راجہ بن جائے بے شک بھوٹانیون اور انگریزون مین پرانی رنجش چلی آتی تھی گورنمنٹ بنگال تو انکے حملون کی شکایت کرتی تھی اور بھوٹانی یہہ شکایت کرتے تھے کہ برٹش گورنمنٹ جو انکو ماہانہ وظیفہ دیتی تھی وہ موقوف کردیا تھا۔

سر جان لارنس پاس مشن (سفارت) کے کیمپ سے بہت جلد خبر آئی کہ سفیر کو ان مشکلون نے گھیرا۔ جنکا مقابلہ صرف انکا عزم حزم ہی کرسکتا تھا۔ انکو لوری چیزون پر بیٹھ کر اور رسون اور سرکنڈون کی لرزان پلون پر ندی نالون سے عبور کرنا اور مرطوب وبائی ترائیون مین اور برف سے پٹی ہوئی راہون پر چلنا پڑا اگر ایک قدم بھی غلط اٹھایا جاتا تو موت کے منھ مین وہ لے جاتا مگر انہون نے اپنے عزم مردانہ سے ان مشکل منزلون کو طے کیا۔ سفیر ۱۵ مارچ کو راجدھانی مین پہنچے وہان ٹنگسو نے

دوست محمد خان کی وفات کے بعد افغانستان کے معاملات میں عدم مداخلت

بھوٹان

سفیر کی کچھ عزت وقدر نہین کی اور زبردستی ایک عہدنامہ پر دستخط کرائے جس مین وہ سب شرائط لکھی تھین جو بھوٹان چاہتا تھا۔

گورنمنٹ ہند نے فوراً دربار کو ایک چٹھی لکھی کہ عہدنامہ مذکور کی کسی شرط کو منظور نہین کرتے اور جو بھوٹانیون نے خطائین کین تھین انکا معاوضہ بڑی سختی سے طلب کیا۔ چھ مہینے گذر گئے کہ بھوٹانیون نے اس چٹھی کا جواب کچھ نہین دیا ۱۲ نومبر ۱۸۶۴ء کو جان لارنس نے اشتہار دیدیا کہ مغربی درے انگریزی عملداری مین داخل کئے گئے۔ تھوڑا عرصہ گذرا تھا کہ ان دوارون پر بغیر ایک گولی چلانے کے قبضہ ہوگیا۔ جب کسی مقابلہ کا خوف نہین رہا کہ دفعتہً بھوٹانیون کی سپاہ نے قلعہ دیوناگری پر جس مین پانچ سو انگریزی سپاہ تھی حملہ کیا اس سپاہ پاس رسد نہ تھی اسکا پانی بھوٹانیون نے بند کردیا تھا۔ نہ کوئی اور اسکو سہارا تھا وہ قلعہ سے واپس چلی آئی اور دو توپین اپنی چھوڑ آئی۔ مگر اسکا علاج جلد بہہ کیا گیا کہ جنرل ٹومبس ایک جرار کولم لیکر گئے اور دیوانگیری پر دوبارہ قبضہ کرلیا اور ہر مقام پر دشمنون کا خوب شکار کیا وہ بھاگ کر اپنے پہاڑون مین چلے گئے راجہ اور پین لو نے لڑائی کے موقوف کرنے کی درخواست کی۔ گورنمنٹ نے اس شرط پر صلح منظور کی کہ وہ ان سب دوارون کو اور اسکی متصل زمینون کو جو مفتوح ہوئی ہین حوالہ کرے جو ۱۸۰ میل طول مین اور ۲۵ میل عرض مین ہے اور انگریزون کی رعایا مین سے جو لوگ وہ پکڑ کر لے گئے انکو اور دیوانگیری مین جو دو توپین انگریزی رہ گئین تھین انکو دیدیں۔ چونکہ ریاست بھوٹان کی آمدنی فقط اسی ملک پر موقوف تھی جسپر قبضہ رکھنے کا گورنمنٹ کا ارادہ تھا اسلئے گورنمنٹ نے اسکی لگان دینے کا وعدہ کیا بشرطیکہ بھوٹانی اپنا چال چلن درست رکھین جس سے انہون نے اپنے زخم پر بہہ مرہم لگایا کہ ہم نے ہند کو اپنا باج گذار بنایا مگر نیک چلن رہنے کی ضامنی بڑی بھاری دینی پڑی بہہ شرائط بھوٹانیون نے منظور کرلی اور پھر کوئی مفسدہ انگریزی عملداری مین برپا نہین کیا۔ مغربی دوار یعنی وہ درے جو بھوٹان سے بنگال مین جاتے ہین نو پرگنون مین تقسیم ہوکر اضلاع زیرین بنگال کی گورنمنٹ مین داخل ہوئے۔ انمین چاء کی کاشت کی تیاری ہوتی اور مشرقی دوار آسام سے متعلق کیئے گئے ان مین لکڑی اور چاول کی پیداوار کا انتظام کیا گیا۔

ہندوستانی ریاستوں کے ساتھ تعلقات

ہندوستان کے اندر جو ہندوستانی ریاستوں سے گورنمنٹ کے تعلقات تھے انہوں نے بہت تھوڑی سر جان کو تکلیف دی اب وہ لارڈ ڈلہوزی کی پولیسی ہندوستانی ریاستوں کے الحاق کی اور ضبط کرنے کی نہ اجازت دینے کی نہیں رہی تھی کہ جس سے سارے رئیسوں کے دل شکستہ اور اداس ہوئے تھے لارڈ ڈلہوزی کی اس پولیسی کی کہ ہندوستانی ریاستیں الحاق کی جائیں بڑی مؤید تھی مگر جب غدر ہوا اور ان ہندوستانی ریاستوں نے مدد کر کے گورنمنٹ انگریزی کی ڈوبتی ہوئی سلطنت انگلشیہ کو بچایا تو لارڈ ڈلہوزی کی رائے کہ ہندوستانی ریاستوں سے برٹش گورنمنٹ کی کبھی تقویت نہیں ہوتی غلط ثابت ہوئی چنانچہ لارڈ کیننگ نے دربار میں ہندوستانی رئیسوں کے شکریہ ادا کرتے وقت فرمایا کہ ہندوستانی ریاستیں اس طوفان کے پانی روکنے کے بندھ تھے اگر وہ نہ ہوتے تو ہم پانی کے ایک ہی ریلہ میں بہ جاتے ان دیسی رؤسا کے برقرار رہنے سے جو ہمارے دوست ہوں ہماری سلطنت کی محافظت ہوگی اور اس میں امن و عافیت کی ترقی ہوگی ۔ اگر ہندوستان پر کوئی باہر سے حملہ ہوگا یا انگلنڈ کو مشرقی سلطنت میں کوئی خطر عظیم پیش آئیگا تو بھی ہندوستانی ریاستیں برٹش گورنمنٹ کی بڑی پشت پناہ ہونگیں اب سر جان لارنس نے پنجاب میں ایام غدر میں ہندوستانی ریاستوں کی خیر خواہی اور معاونت اپنی آنکھوں سے دیکھیں تو انہوں نے اپنی پہلی رائے کو بدل دیا اور لارڈ کیننگ کی طرح ہندوستانی ریاستوں کے قدر شناس ہوگئے کہ اگر ہندوستانی ریاستیں انکے ساتھ شریک نہ ہوتیں تو دہلی کبھی فتح نہ ہوتی۔ لارڈ کیننگ نے دیسی رؤسا کی ریاست کے دوامی قیام کے لیئے یہہ شرط لگائی تھی کہ وہ برٹش گورنمنٹ کے جان نثار وفادار خیر خواہ رہیں۔ مگر جان لارنس نے اس شرط میں یہ اضافہ اور کیا کہ وہ اپنی رعایا پر فرمانروائی عدل و انصاف و رحم و کرم سے کریں اگر وہ اس شرط کو بجا نہ لائینگے تو سزا پائینگے۔ الحاق اور بے قید مداخلت کی پولیسی اور ان باتوں میں یہہ فرق تھا کہ وہی ریاستیں خود مختار تھیں جو عملداری اچھی طرح کرتی تھیں انمیں گورنمنٹ کوئی مداخلت نہیں کرتی تھی۔ ٹراونکور میں مادھو راؤ اور نظام کے ملک میں سر سالار جنگ گوالیار کے ملک میں سر ڈنکر راؤ بڑے مدبران ملکی تھے اور جوہر قابلیت اور اپنے اصلی اصول رکھتے تھے انکے قدر شناسی سر جان لارنس کرتے تھے مگر جن ریاستوں میں بدعملی اور بے انتظامی ہوتی

تو لارنس صاحب انکے رئیسون کو اپنی شفقت و مہربانی سے سمجھاتے کہ تم اعلے منزلت ہو کر غریب بیکس رعایا کو ستاؤ نہین عدل و انصاف وزیر کی ہوشیاری سے رعایا کے ساتھہ برتاؤ رکھو تاکہ تمہاری عزت بھی باقی رہے۔ انہون نے رئیس جھالوا پر اس سبب سے کہ وہ رعایا پر ظلم و جبر کرتا تھا جرمانہ کیا جب محمد علی خان والی ٹونک نے دغا دیکر آوا کے ٹھاکر کو مارا جسنے یہہ سمجھ لیا تھا کہ وہ اسکی سزا سے بچ جائیگا۔ لیکن یہہ نواب معزول ہوا اور بنارس مین شاہی قیدیون کی طرح رکھا گیا اور ریاست ٹونک مین ایک کونسل مقرر ہوئی کہ جب تک اسکا بیٹا نابالغ ہے وہ ریاست کا بندوبست کرے مارواڑ مین مہاراجہ جودھپور رنجیت سنگھ کو تنبیہہ کی گئی۔ اسنے ایسا ظلم وستم برپا کیا تھا کہ رعایا کے سرکش ہونے پر نوبت آگئی تھی۔

لارڈ لارنس نے تین بڑے دربار شاہانہ کیئے انہون اپنی زبان فیض ترجمان اردو زبان مین وہ گوہر افشانی کی جو پہلے کسی گورنر جنرل نے نہین کی تھی۔ انہین سے ہم چند فقرے جو نصائح و پند سے متعلق ہین نقل کرتے ہین۔ لاہور کے دربار مین انہون نے فرمایا کہ اے شہزادو اور اشرافو اگر کسی ملک کے حاکمون کی دانشمندی مین یہہ امر داخل ہے کہ وہ اپنی رعایا کی زبان جانین اور اپنی رعایا کی دلی حالتون کو ایسا پہچانین کہ انکو تکلیف نہ ہو تو رعایا پر بھی واجب ہے کہ وہ اپنے حاکمون کے حال پر علم حاصل کرین یہی ایک صورت ہے کہ جس مین ہم دونو حاکم و محکوم خوش و خرم رہ سکتے ہین اس مطلب کے حاصل کرنے کے واسطے مین آپ کو نصیحت کرتا ہون کہ اپنے لڑکون اور لڑکیون کو تعلیم کیجے۔

دوسرا دربار آگرہ مین ہوا اس مین ۸۴ راجہ مہاراجہ نواب رئیس راجپوتانہ اور سنٹرل انڈیا کے آئے۔ سیندھیا۔ ہلکر بھوپال کی بیگم موجود تھے راجپوتون کے بڑے معزز و قدیمی خاندان کے راجہ اور رانا موجود تھے انہین سے بعض کو نیا اور ٹورسٹار او فانڈیا دیا گیا جنہون نے ایام غدر مین سرکار والا اقتدار کی خدمات برگزیدہ کی تھین یہہ دربار گذشتہ خدمات کا انعام اور آیندہ حسن خدمات کی پیشگی اجرت تھی اس دربار مین انہون نے رئیسون کو یہہ نصیحتین کین کہ تجارت کے لیئے سڑکون کو اور بچون کی تعلیم کے واسطے مدرسون کو بیمارون کی صحت کے لیئے اسپتالون کو جرمون کے انسداد کے واسطے پولس کو ترقی دو مالی اور خزانہ کی حالت کو درست کرو

اپنی ریاست سے باہر جاکر اپنی عقل و فراست کو روشن کرو۔ یہہ جانکر کہ ہندوستانی امیرون کو خوشامد بڑی پسند ہوتی ہے اور غیر مستحق نیک نامی کے بڑے آرزومند ہوتے ہین۔ یہہ ارشاد فرمایا کہ ایک رئیس مرجاتا ہے تو کوئی اسکو یاد نہین کرتا ہے کہ وہ نیک حکمران تھا۔ بڑے آدمیون کی جب وہ زندہ رہتے ہین انکی ان نیکیون کی تعریف ہوتی ہے جو درحقیقت انمین نہین ہوتین اور جب وہ مرجاتے ہین تو اصل سچی حقیقت بیان کی جاتی ہے فتح کرنے والون کے نام مٹ جاتے ہین اور نیک امیر کو حیات دوام حاصل ہوتی ہے۔ ارکان ریاست کو سمجھایا کہ وہ رئیسون کی اولاد کو بڑے بڑے معاملات کے مباحثون مین شریک کرلیا کرین اور ریاست کے معاملات مین انکی تعلیم ضروری جانین۔ فرزانگی اور نیکی کے ساتھ حکمرانی کا فن نہایت دشوار ہے اور بڑی غور و غوض محنت و مطالعہ سے حاصل ہوتا ہے۔ بڑے آدمیون مین سے جو کسی مصنف اور فیض رسان حکمران کو شہرت حاصل ہوتی ہے وہ طلب کرنی چاہیئے۔ فتح مند اور شجاع گمنام ہوجاتے ہین مگر نیک نفس اور صاحب دانش فرمانرواؤن کو حیات دوام حاصل ہوتی ہے۔ یہہ سمجھ کر کہ ہندوستانی رئیس آپس مین لڑتے بہت ہین انہون نے یہہ بیان کیا،، اس رئیس کی گورنمنٹ بڑی عزت کرتی ہے جو اپنی رعایا کے لئے اچھا انتظام کرتا ہے اور اپنے ملک کی ترقی مین بڑی جدوجہد کرتا ہے دربار مین ایسے رئیس موجود ہین جنہون نے ان کامون کے کرنے کے سبب سے بڑی نیکنامی حاصل کی ہے مین انکا نام لیتا ہون کہ وہ مہاراجہ سیندھیا اور بھوپال کی بیگم ہین مجھے جاورہ کے نواب غوث خان کے مرنے کا افسوس ہے جسکو مین نے سنا تھا کہ وہ ایک دانشمند فیض رسان حکمران تھا۔ مالوہ مین راجہ سیناموجسکی بالفعل نوے برس کی عمر ہے پھر بھی وہ اپنی ملک کا اچھا بندوبست کرتا ہے جے پور مین راجہ کھیتری اپنی ریاست مین ایسا عمدہ انتظام کرتا ہے کہ عوام اس کی عزت کرتے ہین۔

تیسرا آخر دربار لکھنؤ مین ہوا اگرچہ اس دربار مین لاہور اور آگرہ کے دربار کی شان و شکوہ نہین تھی مگر پھر بھی تعلقہ دار سات سو ہاتھیون پر سوار سرجان لارنس کی سواری کی جلو مین تھے اور پھر انکے خیمے مین تخت گاہ کے گرد جمع ہوئے اور انکو ایڈرس دیا جسکے جواب مین سرجان لارنس نے اردو زبان مین یہہ درر افشانی کی کہ اے تعلقہ دار و گو ہم تم سے نسل مین مذہب مین عادات اور

خیالات جدا ہین مگر ہم سب کو خدا نے پیدا کیا اور ہم سب قوانین عامہ سے وابستہ کئے گئے ہین ہم سب کو خدا کے روبرو بیہ حساب دینا ہے کہ ہم نے اسکے احکام کی کتنی اطاعت کی ہے بس بیہ رشتہ اتحاد ہم سب کے درمیان ہے جو اعلے ہو یا ادنے۔ مفلس ہو یا امیر۔ عالم ہو یا جاہل تعلقہ دارون کی خوب زجمعی کی کہ انکے حقوق کو گورنمنٹ ہمیشہ برقرار رکھیگی۔

لارڈ لارنس دل سے چاہتے تھے کہ ہندوستانی فرمانروا اپنی رعایا پر انصاف و عدل و رحم و کرم سے حکمرانی کرین۔ چونکہ ملکہ معظمہ کی شہنشاہی تسلیم ہو چکی تھی اسلیئے برٹش گورنمنٹ اپنا بڑا فرض بیہ سمجھی کہ ہندوستانی فرمانرواؤن کو کسی طرح سے اپنی رعایا پر ظلم و تعدی و جبر نہ کرنے دے وہ ان رئیسون کے دلی خیر خواہ تھے۔ جب راجگڈھ کے راجہ کے مسلمان ہونے کا مقدمہ انکے روبرو پیش ہوا تو انہون نے بیہ اصول قائم کیا کہ والیان ریاست کو اپنے مذہب کے بدلنے کا اختیار ہے۔ جس ریاست مین وہ کسی ظلم و ستم کی رسم دیکھتے اسکو بند کراتے تھے کوٹہ مین ستی ہونے کی رسم چلی جاتی تھی وہ بالکل موقوف کرائی۔ سروہی اور مارواڑ کی ریاستون مین جذامیون کے زندہ دفن کرنے کا دستور تھا وہ بند کر دیا جہان کہین دختر کشی کی رسم باقی رہ گئی تھی اسکو بھی دور کرایا۔ جہان گائے کے مارڈالنے پر موت کی سزا ملتی تھی اسکو موقوف کرایا۔ غرض جان لارنس نے بیہ اصول قائم کیا کہ ہندوستانی والیان ملک برٹش گورنمنٹ کے تابع ہین اس لیئے انکی رعایا بھی برٹش گورنمنٹ کی زیر فرمان ہے بس جو انگریزی رعایا کو حقوق حاصل ہین وہی ہندوستانی ریاستون مین بھی رعایا کو حاصل ہونے چاہئین۔ برٹش گورنمنٹ پر بیہ واجب ہے کہ جیسی وہ خود رعایا پروری کرتی ہے اسی طرح ہندوستانی رئیسون سے رعایا پروری کرائے ہندوستانی ریاستون مین جتنی ریلوے لاین تھین وہ لارڈ لارنس نے سب انگریزی قوانین دیوانی و فوجداری کے ماتحت کرادین۔

۱۸۵۷ و ۵۸ء مین تعلقہ داران اودھ نے برٹش گورنمنٹ کو ان آفات سے بچایا تھا جو رعایا کی ناراضی پیدا ہو کر گورنمنٹ کو مضرتین پہنچاتین بس اس سبب سے انکو یقین ہو گیا تھا کہ تعلقہ دارونکی ریاست کا برقرار رکھنا برٹش گورنمنٹ کے حق مین مفید ہے جو ہندوستانی لائق ہون وہ جیسے ہندوستانی ریاستون مین اپنی عقل و ذہانت کو کام مین لاسکتے ہین ایسی انگریزی عملداری مین نہین اور اس سے برٹش گورنمنٹ کو فائدہ پہنچے

راجہ میسور

سنہ ۱۸۶۶ء مین ریاست میسور کا سویا ہوا سوال پھر جاگا۔ یہان کا راجہ معزول ہو گیا تھا وہ اس حالت معزولی مین ۳۷ سال رہ کر مر گیا۔ اسنے وائسراے کی مرضی کے خلاف ایک چھ برس کا لڑکا متبنے کیا تھا جسکو وہ میسور کا راجہ بنانا چاہتا تھا راجہ کے مرنے کے بعد چند سال کے لئے ایجنسی مقرر ہوئی میجر مالمین صاحب چیف کمشنر مقرر ہوئے۔ اس موقع پر سر جان لارنس نے اپنا ایک سرکیولر جاری کیا کہ انگریزی عہدہ دارون سے یہہ استفسار کیا کہ رعایا ہند کس کی حکومت مین زیادہ خوش رہتے ہین انگریزون کی حکومت مین یا ہندوستانیون کی حکومت مین۔ اس کیولر مین جو سوال کیا گیا اسکے جواب کو وائسراے پہلے سے جانتے تھے کہ کیا دیا جائیگا۔ افسرون سے یہہ سوال کیا گیا تھا انہون نے جواب مین اپنی شہادت دی کہ انگریزی حکومت مین رعایا کی جان و مال کی زیادہ محافظت ہوتی ہے اور بہبودی و آسودگی کے زیادہ سامان اسکو حاصل ہوتے ہین انتظام انصاف کے ساتھ ہوتا ہے احکام ہر وقت جاری ہوتے ہین جنکا حاکم اعلے وائسراے ہوتا ہے۔ مگر یہہ سوال اسطرح سے کب حل ہو سکتا ہے کہ چند عہدہ داران انگریزی سے پوچھا جائے جو انکی اپنی کامیابی و کامرانی سے متعلق ہو۔ اس لیئے یہہ سوال زیادہ تر اس حال مین رہا جیسا پہلے تھا مگر تھوڑے دنون ایک علمی مباحثہ ہوا نتیجہ یہہ تھا کہ وزیر ہند نے حکم دیدیا کہ لڑکا جو متبنے کیا گیا ہے وہ حد بلوغ پر پہنچکر میسور کا راجہ ہو جائے۔

دول خارجیہ کے باب مین جو سر جان لارنس نے پولیسی اختیار کی تھی اس مین زیادہ تر حصہ افغانستان کا ہے جسکو مختصر طور پر ہم بیان کرتے ہین۔ اصل مین انکی یہہ خواہش و تمنا تھی کہ وہ افغانستان کے معاملات سے بالکل اپنے تئین الگ تھلگ رکھنا چاہتے تھے۔ پہلے دو گورنر جنرلون کی ہدایتون سے امیر دوست محمد خان سے دو عہدنامے کیئے گئے تھے جنکے موافق سالانہ روپیہ کچھ دینا پڑتا تھا اب جبکہ خود گورنر جنرل ہو گئے تو انہون نے دیکھا کہ دوست محمد خان کے مرنے کے بعد اسکی اولاد مین ایک دوسرے کے خون بہانے کے لیئے لڑائیان ہو رہی ہین تو وہ بڑے حزم و احتیاط سے انکی آپس کی لڑائیون سے الگ رہے کسی فریق کے طرفدار نہین ہوئے اور اس انتظار مین بیٹھے رہے کہ جو افغانستان کا اصلی امیر ہو اسکے امیر ہونیکو وہ تسلیم کرین۔ آخر کو یہہ ہوا کہ امیر شیر علیخان لڑ بھڑ کر افغانستان کا امیر ہو گیا اسکو انہون نے

امیر مانکر جو سالانہ روپیہ برٹش کی طرف سے دیا جاتا تھا وہ اسکو دیا اس امیر کے ساتھ دوستانہ تعلقات قائم رہے اسکو بہت سے تحائف دیئے اسکے ساتھ نیک اخلاق کا برتاؤ رکھا اس سے اپنی بنیاد ایسی پر قائم کی جس سے پرے کبھی آگے قدم نہین رکھا وہ یہہ خیال کرتے تھے کہ جب امیر کو روپیہ خرچ سپاہ کے لیئے دیتے ہین اور اور طرح سے بھی اسکی مدارا اچھی طرح کرتے ہین تو اسکو چاہیئے کہ وہ ہمارے دوستون کا دوست اور دشمنون کا دشمن رہے اور بات یہہ ہے کہ ہم حزم و احتیاط کے ساتھ افغانستان کے حاکم کو آزاد امیر جانکر تعظیم اور تکریم کرینگے مگر برٹش کی طرف سے امیر کے ساتھ ایسی دوستی نہین رکھین گے کہ کوئی حملہ اسپر ہو یا وہ کسی پر حملہ کرے تو اس مین شریک ہو کر افغانون کی غلطیون کے سبب سے جو دقتین پیش آئین انہین برٹش گورنمنٹ کو الجھیڑے مین ڈالین۔ اگرچہ یہہ اصول ایک طرفہ تھا مگر انکے نزدیک حالات موجودہ مین وہ ناگزیر تھا۔ جب امیر حق پر ہو تو اسکی استعانت کرنے کے لیئے یقینی برٹش گورنمنٹ موجود تھی لیکن برٹش گورنمنٹ سے امیر کو کبھی یہہ توقع نہین کرنی چاہیئے کہ وہ افغانستان مین اپنی سپاہ بھیجیگی انہون نے صرف افغانستان کے اندرونی معاملات ہی مین مداخلت کرنے سے اپنا منہہ نہین موڑا بلکہ کابل قندھار یا کسی اور مقام مین انگریزی افسر کے بھیجنے سے بھی انکار کیا انکو یہہ سوجھ گیا تھا کہ افغانستان مین برٹش افسرون کا موجود ہونا ہر کام کو بگاڑ دیگا انسے حب کا جوش ایسا پیدا ہوگا جسکا انجام یہہ ہوگا کہ وہ قتل کیئے جائین گے انکو یقین تھا کہ افغان انکے دشمن ہوتے ہین جو انکی حکومت مین مداخلت کرتے ہین اور جو اس مداخلت سے انکے تئین بچاتے ہین انکے وہ دوست ہوتے ہین بس ہمکو چاہیئے کہ روسی جو ہمارے فطری دشمن ہین افغانستان مین مداخلت کرین اور ہم افغانون کو اس مداخلت سے بچائین تاکہ افغان ہمارے دوست ہون اور روسیون کے دشمن۔ اس صورت مین انکو امید تھی کہ ہندوستان کی طرف اگر روسی پیشقدمی کرین گے تو افغان انکا مہلک مقابلہ اپنے الکھڑ ملک مین کرینگے وہ یہہ بھی جانتے تھے کہ کوئی نہین جان سکتا کہ اپنا کیا طریقہ اختیار کرین گے۔ وہ یہہ بھی کہا کرتے تھے کہ افغانون کے لیئے ہندوستان کی لوٹ ایسی ترغیب ہے کہ وہ روسیون کے ساتھ شریک ہو جائین مگر غالباً ایسی شرکت کبھی ہونے کی نہین اب اگر افغانستان مین انگلش پیش قدمی کرینگے کہ روسیون سے لڑین تو یقینی افغانون کو وہ اپنا دشمن بنائین گے اور روسیون کا دوست اگر روس افغانستان میں

اپنا سفیر بھیجیگا یا انگریزون کی اغراض کے برخلاف افغانستان مین کوئی اپنی ایجنسی قائم کریگا تو وہ اپنی فہمائشون کو رائگان نہین کریگا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ افغان کبھی اسکی سفارت کو خوشی سے نہین قبول کرین گے اور انکے اس گناہ کے برخلاف وہ اور زیادہ گناہ کرینگے اور روسیون کو فہمائش کرینگے کہ تمہاری اس سفارت کے پیچھے آہنی جہاز اور پلٹنین انگریزی کی کھڑی ہوئی ہین وہ اس صلح کے وقت کے افغانستان سے اخلاقاً نہایت وثوق کے ساتھ کہتے تھے کہ وہ افغانستان مین اور اسکے متصل کے ملک مین کسی کو مداخلت نہین کرنے دینگے اگر کوئی عام جنگ ہوئی اور یوروپ مین روسیون کو برٹش اپنے مقابلہ مین نہ روک سکے اور روس نے ہندوستان کی طرف پیش قدمی کی تو بھی وہ کسی طرح افغانستان مین انسے لڑنے نہین جائین گے کہ اپنی جان ومال کو ضائع کرین اور دشمنون کے ہاتھون سے کھیلین ایسی پیشقدمی کے سخت دشمن ہونگے گو کچھ تھوڑی دیر کے لیئے مطیع ہوجائین - اس صورت مین برٹش گورنمنٹ افغانون کی امداد اسباب اور روپیہ سے کریگی مگر سپاہیون سے نہین - اس طرح سے افغان مدد پاکر روسیون کی پیشقدمی کو ہٹا دینگے خواہ کچھ ہی ہو مگر برٹش گورنمنٹ اپنی سرحد قائم رہیگی اگر لڑائیون کا خدا برٹش سپاہیون کے دلون کو فولاد بنادیگا تو روسیون کا حملہ یقینی دور ہٹاد یاجائیگا اور جب روسی ہزیمت پاکے افغانستان کے اندر جائین گے تو انسے افغان بڑی خوفناک لڑائی چھوٹے چھوٹے گروہون مین تقسیم ہوکر لڑین گے کہ آیندہ کے لیئے حملہ کرنے والون کو تنبیہہ ہوجائیگی - غرض جان لارنس کی رائے کا لب لباب یہہ ہے جو اوپر بیان ہوا خواہ یہہ صحیح ہو یا غلط انہون نے اس اپنی رائے کی تائید اپنے رنج کے خطون مین اور سرکاری مراسلات مین کی ہے - اسکا نام اخبار نویسون نے ماسٹرلی ان ایکٹوٹی یعنی خود مختار کاہلی رکھا ہے - روس افغانستان کے معاملہ مین انہون نے جنوری ۱۸۶۹ء کے شروع مین سکرٹری اوف سیٹٹ کو لکھا کہ میری مع کونسل یہہ رائے ہے " کہ اگر کوئی اہم سلطنت جیسی کہ روس کی ہے کبھی باہر سے حملہ کرنے کا یا اسکے اندر بغاوتہی اور شور وشر کے مواد پیدا کرنے کا پیچیدگی کے ساتھ خیال کرے تو ہماری صحیح پولیسی اور ہماری نہایت مستحکم سلامتی ان باتون مین ہے کہ ہم پہلے سے کابل قندھار کے یا اسی قسم کے کسی ملک کے الجھیڑون مین نہ پھنسے ہوئے ہون - ہمارے ہی ملک مین سرحد پر ایک لشکر جرار ایسا موجود ہو کہ جسپر پورا اعتماد ہو اور اس پاس اعلے درجہ کا سامان جنگ ہو اسکی ڈسپلن خوب ہو اور ہندوستان مین عام

رعایا راضی ہو گو اسکو محبت اخلاص نہ ہو اور ہماری کل پولیسی یہہ ہو کہ بڑی بڑی والئیان ملک اور ہندوستانی جماعت امرا کے دلون مین بتدریج ہم یہہ یقین دلا دین کہ انکے حقوق اور مقبوضات سلامت و محفوظ ہین اور برٹش انڈیا مین ایسے ایسے بڑے بڑے مادی کام بنائین کہ انسے رفاہ خلائق بھی ہوں اور وہ ہماری ملیٹری اور پولیٹکل قوت کو بھی بڑھائین ہم اپنے مال و دولت کو اور اپنے مخازن کو بڑھائین اور مستحکم کرین اور تمام ضرورتون کے لیئے چپ چاپ تیاریان کرین جنکا سبب مدبران ملکی پاس و لحاظ کرتے ہوں۔

سر جان لارنس یہہ سمجھتے تھے کہ دہقانون کی خوشحالی بہ نسبت زمینداروں اور تعلقہ دارون کی خوشحالی کے برٹش گورنمنٹ کو زیادہ تقویت دے سکتی ہے۔ زمیندارون اور تعلقہ دارون کو جسقدر محاصل اراضی دیا جاتا ہے وہ کاشتکارون سے لیا جاتا ہے ایک کے مفلس بنانے سے دوسرا دولتمند بنایا جاتا ہے اسلیئے انہون نے پنجاب کے ٹیننسی ایکٹ یل یعنی اراضی پنجاب مین دخل رعیتانہ کے باب مین بڑی سرگرمی سے حصہ لیا۔ پنجاب مین جو بالفعل بندوبست اراضی تھا اس مین کاشتکاران موروثی کے حقوق بہت تلف ہوتے تھے انہون نے ایکٹ مذکور کے پاس کرانے مین کاشتکاران موروثی کے حقوق کے محفوظ رکھنے مین دل و جان سے کوشش کی اسی قسم کا معاملہ اودھ مین کاشتکارون کے حقوق کے باب مین پیش ہوا۔ وہ یہہ جانتے تھے کہ تعلقہ داران اودھ کو جون ۱۸۵۹ء مین گورنمنٹ نے آبرو دی ہے اس مین ذرا فرق نہ آئے اور کاشتکارون کے خواہ موروثی ہون یا نہ ہون حقوق تلف نہ ہون اور انکے ساتھ اس بات کو یقین کرتے تھے کہ تعلقہ دارون کے حقوق کے ساتھ ہی کاشتکارون کے بھی حقوق قائم ہوئے ہین مگر پانچ سال کے اندر کاشتکارون کے حقوق مین فتور آگیا ہے اس لیئے محفوظ رکھنے کے لیئے زیادہ تر تدبیرین کرنی چاہئین اس لیئے انہون نے کاشتکاران موروثی اور غیر موروثی کے حقوق سلامت رکھنے مین بڑی کوشش کی کہ وہ ایکٹ مین مندرج ہو جائین۔

چونکہ تعلقہ داران اودھ اور زمینداران بنگال کی اس باب مین اغراض مشترک تھین تو سر جان لارنس کی ان تدابیر کی بڑی مخالفت کی اور انگلو انڈین اخبارون مین انگلو انڈین کے اخبار نویسون نے دشنام آمیز باتین انکی نسبت لکھنی شروع کین۔ غرض ہندوستان سے لیکر انگلستان تک یہہ ایجیٹیشن شروع ہوا۔ چند اشخاص ذی وقعت اور صاحب ثروت ایسے تھے کہ انکی شکایت کی آوازین سمندر پار گئین۔

مگر یہان لاکھون آدمی گونگے تھے جنکی حمایت سرجان لارنس نے بڑی سرگرمی اور جد وجہد سے کی۔
انکی راے مین یہہ ایک سوال انصاف یا ناانصافی کا برٹش رعایا کی سختی و محنتی و جفاکش جماعت
کے باب مین تھا وہ یہہ خوب جانتے تھے کہ اس سوال کی چھان بین انگلستان مین ہوگی اور کامنس
ہوس مین خوب دلائل کی رزم آرائی ہوگی مگر انکو یہہ امید تھی کہ سر چارلس وڈ اور کوبڈن انکے
طرفدار اور حامی ہونگے انہون نے اپنا یہہ عزم مصمم کرلیا تھا کہ اگر اودھ کی اس پولیسی کو وہان
سہارا نہ دیا گیا تو وہ اپنے جلیل القدر عہدہ سے دست بردار ہو جائین گے۔ انگلنڈ مین سرجان
لارنس کو کامیابی ہوئی اور ایکٹ حسب مراد انکی پاس ہوگیا۔

بنگال کے اضلاع [illegible] مین قحط

۱۸۶۵ع مین بارش بہت کم ہوئی اور بیقاعدہ ہوئی ستمبر کے بعد وہ ہوئی نہین۔ چاول کی فصل
بالکل نہین ہوئی اور چاول ہی ان اضلاع کے باشندون کی خوراک ہے۔ ملک اڑیسہ مین قحط
نے زیادہ شدت سے سختی کی۔ قحط کے پہلے سے ایسے آثار نمودار ہوئے تھے کہ حکام قحط کا انتظام
کرتے۔ غرض خوراک ایسی گران ہوگئی کہ اکثر لوگ اسکو نہین خرید سکتے تھے۔ خیراتی امدادی کام جو جاری
ہوئے تو انکی مزدوری نقد دی جاتی تھی مگر چاول موجود نہ تھے جو اس زرنقد سے خوراک خریدی
جاتی اسلیئے ان امدادی کامون کا اجرا بے سود رہا۔ بعض آدمی جو اس قحط مین امداد کرسکتے تھے
وہ یہہ دلیل پیش کرتے تھے کہ اڑیسہ مین چاول کی گرانی چارون طرف سے چاولون کے انبار لے
آئیگی۔ مگر اڑیسہ کے پاس کوئی چاولون کا ایسا انبارخانہ نہ تھا کہ وہان سے چاول چلے آتے۔ سمندر پر
اس وقت بارش کی وہ کثرت تھی کہ کوئی کشتی اور جہاز چاول نہین لاسکتا تھا۔ آخر اکتوبر تک اڑیسہ
مین ۰۰۰۰، ۷، ۲ من چاول آئے جنہون نے ڈھائی لاکھ آدمیون کی جانین بچائین۔

۱۲- فروری ۱۸۶۶ع کو کلکتہ مین زندہ آدمیون کی امداد کے لئے چندہ کے جمع کرنے کے لیے
گورنر جنرل نے ایک عام کونسل جمع کی اور فہرست کے چندہ مین سب سے اول اپنے نام سے
دس ہزار روپے چندہ کے دیئے جہان آدمی جد وجہد کرنے والے ہوشیار ہوتے ہین
وہان ہرائی کے پیچھے بھلائی آیا کرتی ہے اب تجویزین ایسی کی گئین کہ اڑیسہ مین نہرون کی
آبپاشی کی جائے۔ دریاؤن سے آبپاشی باقاعدہ ہو خشکی اور تری مین آمد و رفت کی راہین درست
کی جائین۔ یہہ انتظام بھی ہوا کہ آیندہ اس قسم کے کامون کے لیے روپیہ قرض لیا جائے اور

سود جو اسکا دیا جائے وہ بھی قحط کی رسد مین مندرج کیا جائے۔ اس اصول کے قائم ہونے نے
ہندوستان کی رعایا کو بہ نسبت اور نمائشی تدبیرون کے زیادہ فائدہ پہنچایا۔ لارنس کے عہد حکومت
کے آخر دو سالون مین ڈیڑھ کروڑ روپیہ قرض رفاہ عام کی تعمیرات عمارت کے لیے لیا گیا۔ یہان
یہہ مصیبت تھی اور ادہر جگہہ راحت تھی۔ سنٹرل انڈیا اور ان کے قرب مین فائدون کا دروازہ
روئی کی خریداری نے کھول رکھا تھا۔ چار سال کے عرصہ مین روئی کی قیمت چوچند ہوگئی تھی اور
سالانہ ایک کروڑ روپیہ کی روئی بکنے لگی تھی۔ نیست زیادہ ہوگئی مزدوریان باستثنا بمبئی اور
بندرگاہون کے شہرون کے ٹھیری رہین امریکہ کی آپس کی لڑائی کے سبب سے روئی کی
گرانی ہوئی جب وہ موقوف ہوئی تو بہت روئی کی تجارت کرنے والون کے دیوالے نکل گئے
ترقی کی فہرست مین دو صوبون کے نام چڑھائے گئے مراسے فیر صاحب نے برٹش برہما
مین عام پسند دانشمندانہ انتظام کیا کہ صوبہ کی آمدنی دس کروڑ روپیہ ہوگئی یعنی پہلے سے دوچند
ہوگئی۔ آبادی بھی بہت بڑھ گئی۔ سنٹرل انڈیا مین ترقی کی نشانیان نمودار ہوئین سر رچرڈ ٹیمپل
یہان کے چیف کمشنر تھے ۱۸۶۵ع کے آخر مین پانچہزار پانچ سو ستر مدرسے تھے باوجودیکہ
بہت جگہہ جمع سرکاری مین تخفیف کی گئی تھی مگر پھر بھی ملک مین چودہ فیصدی کی افزائش ہوگئی تھی
پردیسی مال کی تجارت تیرہ لاکھ سے ۲۰ لاکھ روپیہ تک نوبت آگئی تھی دو سال مین آبادی
ایک فیصدی بڑھی تھی۔ یہہ معمولی تعداد افزائش نہایت خوش نصیب اضلاع مین ہوتی ہے۔
جب ملک مین ترقی ہوئی تو اسکا اقتضا یہہ تھا کہ سارے ہندوستان مین سول افسرون کی تنخواہ کا
اضافہ کیا جائے جس سے کہ انتظام موثر ہو۔ جان لارنس نے ماتحت سول افسرون کی تنخواہین بہت
جلد ایسی بڑھا دین کہ جن کے سبب سے وہ بہت آسائش و آرام سے رہین اور رشوت ستانی کی تہمت
بھی میلان نہ پیدا ہو بہت سے محکمے بڑھائے گئے یا جدید قائم ہوئے اسطرح سے کل سالانہ
[illegible] فیصدی زیادہ ہوئے۔
لارڈ ایلجن کی موت سے سرجان لارنس کے جاتے تک سواتین کروڑ روپیہ کی کمی تھی سر ٹریویلین
نے سنہ ۱۸۶۶ع مین ۲۸۰۰۴۹۱۰ روپیہ کی بیشی پیدا کی۔ مگر وہ اس سال مین ولایت چلے گئے
اور انکی جگہہ فائنینس منسٹر میسی صاحب مقرر ہوئے جنکی اول سال ہی یہہ بیشی غائب ہوگئی اور

اسکی بجائے ڈھائی کروڑ روپیہ کی کمی ہوگئی۔ اس کمی کو سال آیندہ میں میسی صاحب نے ایک کروڑ روپیہ نقد گھٹا یا لیکن ۱۸۶۸ و ۱۸۶۹ء میں ۳۴۴۶۴۴ کی عجیب کی ہو گئی پانچ سو روپیہ کی آمدنی سے زیادہ آمدنیوں پر انکم ٹیکس لگا تھا اسین فیصدی کی افزائش ہوئی غرض یہہ نہین کہا جا سکتا کہ سرجان لارنس کو خزانہ مال کے انتظام مین کامیابی ہوئی۔

اس بڑے سویلین (جان لارنس) کو انتظامات سلطنت مین بڑی فتوح حاصل ہوئین جو لارڈ ڈلہوزی نے کام شروع کئے تھے انکو تکمیل پر انکے شاگرد رشید نے پہنچایا۔ تعلیم کی بڑی ترقی ہوئی۔ ٹیلیگراف بہت جگہہ لگائے گئے سند یافتہ کمپنیون کی بہت امداد کی گئی کہ وہ اپنی ریلوے لینون کو ختم کرین پبلک فنڈ سے سستی لینون کے بننے کا میٹر گاج کے پیمانہ پر نیا انتظام کیا گیا ۱۸۶۹ء مین جبکہ سرجان لارنس ہندوستان سے گئے ہین گورنمنٹ نے یہہ ارادہ مستحکم کر لیا کہ خود اپنے روپے سے ریلون کو بنوائے اور اس قسم کا قاعدہ آبپاشی کی نہرون کے لیئے مقرر کیا گیا۔ نہرون کے بنانے کا کام جو کمپنیون کو دیا گیا تھا اس مین ناکامی ہوئی۔ پوسٹ آفس مین یہہ اصلاح کی کہ آدھ آنے محصول کے خط کا وزن دوچند کر دیا یعنی پہلے تین ماشہ کا خط آدھ آنے مین جاتا تھا اب چھہ ماشے کا جانے لگا۔ روئی کی کاشت کی ترقی کے لئے پہلے سنٹرل انڈیا اور برار مین اول ایک خاص کمشنر مقرر کیا تھا پھر کل ہندوستان مین مقرر کر دیا فورسیٹ ڈپارٹمنٹ (جنگلون کا محکمہ) جسکو ۱۸۶۲ء مین انسپکٹر جنرل ڈاکٹر برانڈس نے مرتب کیا تھا اس مین اتنا رقبہ شامل ہوگیا کہ وہ انگلنڈ و ویلز و سکوٹ لینڈ کے رقبہ سے بھی بڑا تھا۔ ۱۸۶۵ء مین ایکٹ پاس ہوا کہ اس بڑے رقبہ عظیم پر گورنمنٹ کا کل اختیار ہے اور سال آیندہ مین انسپکٹر جنرل ولایت بھیجا گیا کہ وہ جرمنی و فرانس کے شاہی فورسیٹ مدرسون مین فورسیٹ افسرون کو تعلیم دلائے۔ آخر کو انہون نے محکمہ حساب کو بھی از سر نو درست کیا۔

اسی وقت سے کہ لارڈ لارنس نے ساحل ہند پر دوبارہ قدم رکھا اپنے دلمین یہہ ارادہ کیا کہ کم از کم پانچ امور عظیمہ کے منصوبے باندھے تھے اول عام سینی ٹری یعنی حفظان صحت و صفائی دوم ملک میں سپاہیون کی جسمانی آسائش و آرام۔ سوم نہرون کی آبپاشی سے خشک سالی کا علاج چہارم قومی سرمایہ کے خرچ سے جسمانی ترقیون کا کرنا۔ زراعت کے متعلقات کا انتظام

لارڈ لارنس کے پانچ امور عظیمہ کے اصول

یہہ احوال وہ تھے جو انکے ذہن نشین مدتون سے تھے۔ اور جب وہ انگلستان مین کچھ مدت
کے لیئے مقیم رہے تو وہان کے تازہ پولیٹکل خیالات نے انکو اور زیادہ مستحکم کر دیا۔
جب ہندوستان سے جاکر انگلستان مین کچھ عرصہ کے لیئے مقیم رہے تو ہندوستان کے
حفظان صحت کے انتظام کے لیئے کہ آیندہ وہ کیا ہو انہون نے توجہ کی وہ اپنی ابتدا ملازمت
سے ہندوستان کے شہرون کے غلیظ ہونے کی اور انہین بیماریون کے پھیلنے کی حالت سے
خوب واقف تھے انکی چٹھیان موجود ہین جو اس بات پر دلالت کرتی ہین کہ وہ یہہ چاہتے تھے کہ
کوئی محکمہ سینیٹری شاہی مقرر ہو جائے۔ جب وہ گورنر جنرل ہوئے تو انہون نے سینیٹری کمشنر مقرر
کیا۔ جب وہ انگلنڈ مین تھے تو انہون نے فلارنس نائٹ انگیل سے ملیٹری اسپتالون اور
یوروپین سپاہیون کی تندرستی کے باب مین بہت سے سبق سیکھے۔ یہان ہندوستان مین
آکر انہون نے گورون کے لیئے بارکین بنوائین انکی خوراک پوشاک کا انتظام کیا دس فیصدی
بیاہ کرنے کی اجازت انکو دی غرض بڑی دلسوزی و ہمدردی سے انکی ظاہری و باطنی ترقی
مین سعی کی۔ وزیر ہند سے خط و کتابت کرکے یہہ اجازت حاصل کی کہ گورنر جنرل مع کونسل
خاص سکرٹریون کے ساتھ ہمیشہ گرمی اور برسات کے موسمون مین شملہ پر رہا کرے۔ مگر دارالسلطنت
کلکتہ ہی رہے جسے زیادہ ہندوستان مین کوئی شہر دارالامن دارالسلطنت کے لیئے نہین ہو سکتا۔
۱۸۶۹ء مین لارڈ میو لارڈ لارنس کے جانشین ہوئے۔ انہون نے ہندوستان کی ترقی
کے لیئے سعی بلیغ کی افغانستان کے امیر شیر علیخان کی ملاقات کی تمہید تو لارڈ لارنس کے عہد مین
ہوئی تھی اسکی تکمیل لارڈ میو نے کی کہ انبالہ مین بڑا شاندار دربار شاہانہ کیا اور اس مین لارڈ
میو اور امیر شیر علیخان کی ملاقات ہوئی ۱۸۶۹ء – ۱۸۷۰ء کے درمیان عالی جناب شاہزادہ
ڈیوک ایڈنبرا ہندوستان مین آئے جس سے ہندوستان کے باشندون کو بڑی
خوشی ہوئی اس سے ہندوستان کے والیان ملک اور خاندان شاہی مین رشتہ اتحاد مستحکم ہوا
لارڈ میو نے انتظام سلطنت کی بہت سی فروع مین اصلاحین کین محکمہ زراعت انہون نے
قائم کیا اور پروونشل نامی ٹیکس کا انتظام جدید کیا۔ لوکل سیلف گورنمنٹ کی تحریک کی جس سے
ہندوستانیون [illegible] استعداد اپنی بروے کار ظاہر ہون اور ہندوستان کی آمدنی مین

کفایت شعاری ہوا انگلش منتظم اپنی جوابدہیون کے معانی خوب سمجھین اور ہندوستانیون مین ایک پولٹیکل زندگانی پیدا ہو لارڈ میو نے نمک کے محصولات کی اصلاح کی بنا ڈالی جسکے سبب سے انکے جانشینون کو کسٹم کی قدیمی مضر لینون کو دور کرنا آسان ہوا - یہہ لینین صوبون کے درمیان مین دیوارین تھین جنکے سبب سے انگریزی عملداری اور ہندوستانی ریاستون کے درمیان تجارت کی چھاتی پر سوار ہوکر دھینگا دباتی تھین - ڈلہوزی نے جن رفاہ عام کی تعمیر عمارات کا آغاز کیا تھا - انکو لارڈ میو نے بڑی ترقی دی - بہت سی نہرون اور آہنی سڑکون کو وسعت دیکر ملک کے مادی مخازن کو بروے کار ظاہر کیا - انہون نے سارے ملک مین دورہ کیا اور نہایت محنت اور شوق سے قلمرو مین دورہ کیا اور ملکون کی احتیاجون اور ضرورتون کو بچشم خود ملاحظہ کیا افسوس ہے کہ ۱۸۷۲ء مین انکی یہہ فیض رسان زندگی جزیرہ انڈمان مین ایک جنم قیدی نے انکو قتل کر کے ختم کردی - وہ آئرلینڈ کے امیر کبیر تھے وہ اس عہدہ کے لیئے سب طرح سے موزون تھے انہون نے اپنی عقل خداداد سے ہندوستان کے بڑے بیچدار معاملون کو سلجھا دیا - آہنی سڑکین نہرین انکے عہد مین اتنی تیار ہوئین کہ انہون نے ملکی مخازن کو بروے کار ظاہر کیا - انہون نے جو پروونشل رس سنٹری لیزنس کی تجویز کی اس مختلف صوبون کے انتظام مین جان پڑ گئی

لارڈ میو کے جانشین لارڈ نورتھ بروک ہوئے انکی انگریزی شہرت یہہ تھی کہ وہ محکمۂ مالی اور خزانہ مین بڑا ملکہ رکھتے ہین - انکے عہد حکومت مین ۱۸۷۴ء مین بہار مین قحط نے اپنی آنکھین دکھائین انہون نے خزانہ شاہی سے ایسی امداد کی کہ یہہ قحط کامیابی کے ساتھ دور ہوگیا برٹش انڈیا کی تاریخ مین یہہ پہلی دفعہ تھی کہ خزانہ شاہی کے خرچ سے قحط کی ساری مصیبتین دور کی گئین اور بھوکے لوگ نہین مرے ۱۸۷۵ء مین مہاراجہ گائکوار بڑودہ اس سبب سے معزول کیا گیا وہ اپنی ریاست مین ظلم و تعدی بہت کرتا تھا اور بدخواہی شاہی کے کام کرتا تھا اسی کے خاندان مین ایک لڑکا اسکا جانشین کیا گیا - اسکی ریاست بدستور اسکے خاندان [illegible]

۱۸۷۵ - ۱۸۷۶ء کے موسم سرما مین ہندوستان مین عالی جناب شاہزادہ ویلز نے [illegible] فرمایا - کبھی انگریزی عملداری مین خیر خواہی اور نیک خواہی کا جوش ہندوستانیون نے ہندوستان کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک نہین ظاہر کیا جیسا کہ اس [illegible] آنے پر ہندوستانی

لارڈ نارتھ بروک ۱۸۷۲ - ۱۸۷۶

شاہزادہ ویلز کا دورہ ۱۸۷۵ - ۱۸۷۶

والیان ملک اور روساو امرا نے پہلی دفعہ جانا کہ وہ ایک قدیمی بڑے شاندار خاندان شاہی کی زیر فرمان ہین۔

۱۸۷۶ء مین لارڈ نورتھ بروک کے بعد لارڈ لٹن وائسرائے ہند ہوئے۔ پہلی جنوری ۱۸۷۷ء کو ملکہ وکٹوریا کا خطاب قیصر ہند ایک دربار مین اعلان کیا گیا۔ بے شک دربار دہلی کی پرانی چھاؤنی مین اسی پہاڑی کے نیچے منعقد ہوا تھا کہ جسپر سے انگریزون نے اس باغی شہر کو فتح کیا تھا۔ جسوقت اس ملک کے شاہزادے اور اعلے درجہ کے عہدہ دار اس عالیشان دربار کا تماشا دیکھ رہے تھے دکھن مین قحط کی کالی گھٹا نے اندھیر پھیلا رکھا تھا۔

۱۸۷۶ء مین بالکل بارش نہ ہوئی ۱۸۷۷ء مین موسم کچھ پہلے کی نسبت بہتر تھا۔ یہہ خشک سالی دکن مین راس کماری تک پھیلی ہوئی تھی اور پھر اس کے بعد اسکا حملہ شمالی ہند پر ہوا جسکے سبب سے قحط کی بلائین ایسی نازل ہوئین کہ ۱۸۰۰ء سے پہلے کبھی نہین واقع ہوئین۔ اگرچہ سمندر کی اور ریل کی راہ سے بہت سا اناج یہان آیا اور گورنمنٹ نے خزانہ شاہی سے جانون کے بچانے کے لئے گیارہ کڑوڑ روپیہ خرچ کیا اسپر بھی بھوک کے مرنے سے یا ان بیماریون سے جو فاقہ کشی کے لیئے لازمی ہین جانون کے تلف ہونے پر رونا آتا ہے۔ پچپن لاکھ آدمیون کے مرنے کا تخمینہ کیا گیا کہ بھوک کے مرگئے۔ یا ان بیماریون سے مرگئے جو قحط کے بعد آیا کرتی ہین۔

۱۸۷۸ء کے موسم خزان مین افغانستان کے معاملات نے پھر ایسی صورت دکھائی کہ انکو تاریخ مین لکھنا پڑا۔ لارڈ میو نے جس امیر شیر علیخان کی دعوت بڑے حسن اخلاق سے کی تھی وہ روسیون کی سازشون مین شریک ہونے لگا اپنی دار السلطنت مین برٹش سفیر کے آنے کی اجازت نہین دی جسکے ساتھ ہزار آدمی تھے اور روسیون کے سفیر کو داخل کرلیا اور اس کی بڑی آؤ بھگت کی۔ جسکے سبب سے برٹش نے اشتہار جنگ دیا۔ لارڈ بیکنس فیلڈ جو اسوقت انگلستان کے وزیر اعظم تھے اس جنگ کو بیان کیا کہ وہ سائنٹفک سرحد قائم کرنے کے لئے ہے اور انگریزی سپاہ تین رستون سے افغانستان مین داخل ہوئی۔ درہ خیبر۔ کرم بولان سے ان درون مین سپاہ گذر گئی اسکا کوئی مقابلہ عظیم نہین ہوا۔ افغان ترکستان کو چھوڑ امیر شیر علیخان بھاگ گیا اور وہین مرگیا۔ گندمک مین بیٹے یعقوب خان کے ساتھ صلحنامہ لکھا گیا جس کے موافق برٹش کی

سائنٹفک سرحد ان دروں کے پار تک قرار پائی اور کابل مین برٹش رزیڈنٹ کا رہنا امیر نے قبول کیا
لیکن چند مہینون کے بعد برٹش رزیڈنٹ سر لوئس کیواگ ناری صاحب پر فریب اور دغا سے حملہ ہوا
اسکو مع اسکے ہمراہیون کے مار ڈالا یہہ خبر ستمبر مین آئی اور اکتوبر مین کابل پر ایک تازہ حملہ انگریزون
نے کر کے قبضہ کیا۔ یعقوب خان نے سلطنت کو ترک کیا انگریزون نے اسکو ہندوستان مین
بھیجدیا۔

اس عرصہ مین انگلستان مین پارلیمنٹ کے ممبرون کا جو انتخاب ہوا تو کن سرویٹو منسٹری کو
شکست ہوئی پس اسکی شکست ہوتے ہی لارڈ لٹن نے استعفا دیدیا اور انکی جگہہ مارکوئس
رپن اپریل ۱۸۸۰ء مین نامزد ہوئے۔ اس سال مین ہرات کی سپاہ سے جسکا سپہ سالار
ایوب خان تھا قندھار اور دریا ہیلمند کے درمیان برٹش برگیڈ کو شکست ہوئی۔ جنرل
سر فریڈرک روبرٹس نے کابل سے قندھار فوج لے جاکر اس شکست کا یہہ علاج کیا کہ پہلی ستمبر ۱۸۸۰ء
کو ایوب خان کو شکست فاش دی اور امیر عبدالرحمن خان کو جو دوست محمد خان کا پوتا تھا برٹش گورنمنٹ
نے کابل کا امیر ہونا تسلیم کیا اور سپاہ انگریزی کابل سے واپس چلی آئی اب دارالسلطنت مین
انگریزون کا دوست امیر تھا۔ اور اس کے ساتھ ہی قندھار سے بھی سپاہ واپس آگئی اسکے
بعد ہی ایوب خان ہرات سے فوج لیکر آیا اور امیر عبدالرحمن کی سپاہ کو شکست دیکر قندھار پر
قبضہ کرلیا۔ مگر یہہ فتحیابی تھوڑے دنون رہی۔ امیر عبدالرحمن خان نے اپنی فوج لیجاکر ایوب خان
کو پوری شکست دی اور قندھار پر پھر قبضہ کرلیا ۱۸۸۴ء مین امیر کی منظوری سے سرحدی
کمیشن مقرر ہوا کہ وہ اپنے ساتھ روسی کمشنرون کو شریک کر کے افغانستان کی شمالی مغربی حد
مقرر کردے۔

ہندوستانی ریاست میسور جسمین ۱۸۳۱ء سے انگریزی عملداری راجہ کی طرف سے چلی جاتی
تھی اس مین مارچ ۱۸۸۱ء مین قدیمی راجہ راج گدی پر بٹھایا گیا اور وہ موروثی ر[illegible]
لارڈ رپن کے باقی زمانہ ۱۸۸۰-۱۸۸۴ مین ہندوستان مین بالکل امن امان رہا اس سبب
گورنمنٹ انڈیا کو فرصت ملی کہ اندرونی اصلاحین کرین۔ بہت سے انگریز انکی ان اصلاحون پر
اعتراض کرتے ہین کہ یورپین قوانین کو ایشیا مین داخل کرنا ایسا ہے [illegible] کو جو پورا بڑھ چکا

مارکوئس رپن ۱۸۸۰-۱۸۸۴

امیر عبدالرحمن ۱۸۸۱

اندرونی انتظامات ۱۸۸۱-۱۸۸۴

ہو گنگا کے کنارہ پر لگانا مدبران ملکی کے مدرسہ کا یہہ اصول ہے کہ امور خانگی و سرکاری مین بڑی آزادی برتی چاہیئے جسمین خود مختاری نہ ہو۔ ایک شاعر کا قول ہے کہ خام جلدی التوا کی سوتیلی بہن ہوتی ہے۔ ان تمثیلات کو چھوڑ کر ہم کو یہہ دیکھنا چاہیئے کہ لارڈ رپن کی گورنمنٹ کیا تھی اور کیا اسنے کام کیا ابتدا مین انکے مشیر کا یہہ تھے میجر ایویلن بیرنگ فائینینس منسٹر تھے وہ لائق اور ہم درد مشورہ کار تھے سرڈی سٹورٹ ملیٹری ممبر تھے جو پیچھے کمانڈر انچیف ہو گئے۔ کورٹنی ایلبرٹ صاحب لا ممبر تھے۔ سب سب ممبر ایسے تھے جو گلیڈسٹن کی آزادانہ پولیسی کو اچھی طرح ہندوستان مین کام مین لاسکتے تھے۔

اول کام لارڈ رپن کا یہہ تھا کہ لارڈ لٹن نے جو دیسی زبان کے مطبوعات کی نسبت جو قانون جاری کیا تھا وہ منسوخ کیا۔ ہندوستان مین پریس کا ایسا معاملہ ہے کہ پچاس سال سے اس کے باب مین بڑے بڑے مدبران ملکی کا اختلاف رائے چلا آتا ہے۔ سرطامس منرو گو اور باتون مین آزادانہ اصول کے پیروکار تھے مگر وہ پریس کی آزادی کے مخالف تھے اسکو مضر جانتے تھے جب وہ گورنر مدراس تھے تو انہون نے ایک منٹ (نوشتہ) گورنر جنرل اور کورٹ ڈائرکٹرس ملاحظہ کے لیئے لکھا تھا کہ ملک کی بہبودی اور آسودگی کے لیئے دو باتون پر خیال کرنا چاہیئے اول یہہ کہ ہماری بادشاہی جہان تک ممکن ہے زمانہ دراز تک ہندوستان مین رہے دوسرے یہہ کہ جب ہم مجبور ہوکر ہندوستان کی سلطنت کو چھوڑین تو ہندوستانی ایسی قابل و مہذب ہون کہ وہ اپنے تئین آزاد رکھہ سکین اور اس مین کم از کم باقاعدہ گورنمنٹ آئینی قائم کرسکین یہہ مقاصد پریس کی آزادی رکنے سے حاصل ہونگے۔ لیکن گورنر جنرل ہیسٹنگز کی عادت مین داخل تھا کہ وہ پریس کی آزادی کو رعایا کا قدرتی حق سمجھتے تھے اور اعلے حکومت کی نیتین نہایت پاک صاف ہون تو اسکو پبلک کے منہ کو دیکھنا سود مند ہے۔ انہون نے اس اصول پر خیال کرکے ہندوستان کے پریس پر سے تمام قیدون کو اٹھا دیا اور اسی زمانہ مین دیسی زبان مین پہلا پرچہ نکلا۔ اڈم صاحب نے جو تھوڑے دنون کے لیئے گورنر جنرل ہو گئے تھے ۱۸۲۳ء مین قانون مذکور منسوخ کردیا۔

پھر ۱۸۳۵ء مین قائمقام گورنر جنرل مٹکاف صاحب نے ایکٹ پاس کرکے پریس پر سے تمام قیدون کو اٹھا دیا۔ ایام غدر مین عارضی طور پر چند روز

پھر پریس ایکٹ نے پریس کی آزادی کو خواہ یورپین ہو یا ہندوستانی معطل کر دیا یعنی لارڈ لٹن کے ایکٹ نے تو پریس کے لیے مستقل قیدین لگا دین۔ لارڈ رپن کی گورنمنٹ نے لارڈ لٹن کے ایکٹ کو منسوخ کر دیا اور فقط پریس پر یہہ دبائو رکھا کہ اگر وہ گورنمنٹ کے برخلاف بغاوت و اغوا کے مضامین چھاپے گا تو واسطے سزا پانے اوسکے ایسا قانون موجود ہے کہ وہ اخبارون کی بدخواہی کے مضامین چھاپنے کا مانع ہے۔ جو ایسے مضامین بغاوت انگیز چھاپے گا سزا پائیگا۔

لارڈ رپن کا دوسرا کام یہہ تھا کہ انہون نے اہل شہر و دہاتیون کو انتظام ملکی مین اختیارات دئیے جسکا نام لوکل سیلف گورنمنٹ رکھا گیا۔ پہلے کلکتہ و بمبئی و مدراس اور چند اور بڑے شہرون مین جہان یوروپین جماعت زیادہ رہتی تھی وہان میونسپل انسٹی ٹیوشن تھین مگر اور سارے ملک کے اندر انتظام یوروپین حکام ضلع کے سپرد تھا۔ لارڈ رپن نے جو سیلف گورنمنٹ کی تجویز کی تھی وہ میونسپل انسٹی ٹیوشن کی صورت مین بروے کار ظہور مین آئی جو اس زمانہ سے بڑھتی جاتی تھین کہ ملکہ معظمہ نے عنان سلطنت اپنے ہاتھ مین لی تھی ایسے قوانین منضبط ہوگئے کہ جسکے موافق اہل شہر اور اہل دہ کو لوکل سیلف گورنمنٹ کے اختیارات دیئے جائین جہان دہاتی بورڈس موجود نہ تھے وہان لارڈ میو نے کوشش کی کہ ایسے اسباب مہیا کیجئے کہ جن سے بورڈس پیدا ہو جائین۔ اس خیال سے یہہ کہا جاتا ہے کہ لارڈ رپن نے لوکل سیلف گورنمنٹ کے اصول کو شہریون سے دہاتیون تک پہنچا دیا اور جہان دہاتی بورڈس موجود تھے ان کے اختیارات بڑھا دیئے اور جہان تک ممکن تھا انکو اختیار دیا کہ وہ اپنی مرضی سے آدمیون کو منتخب کرکے انتظام مین شریک کرین۔ ہندوستان کے ہر ضلع مین مقامی تجربہ اور علم مقامی مقدمات کے انفصال مین مدد و معاون ہوتا ہے۔ لارڈ رپن کے عہد مین اسکو پہلے کی نسبت زیادہ وسعت ہوگئی اور ہندوستانیون کو اپنے مقدمات کے خود فیصل کرنے کا زیادہ اختیار رہیگا میونسپل ایکٹ کے پاس ہونے سے محصول دینے والون کو اپنے لیے میونسپل کمیٹی کے ممبر [illegible] کرنے کا اور ممبرون کے لیے اپنے پریسیڈنٹ ہونے کا زیادہ اختیار ہوگیا۔

۲۔ فروری ۱۸۸۳ء کو البرٹ صاحب نے کونسل مین ضابطہ فوجداری کی ترمیم مین ایک بل پیش کرنے کی اجازت مانگی جسکی تائید کے لیے سر ایڈن لفٹننٹ گورنر بنگالہ [illegible] متعلق [illegible] نے گورنمنٹ کو

لکھی تھی کہ اب ضرور ہے کہ وہ قوم کی قید کو اڑا دے سنہ ۱۸۷۲ء کے ضابطہ تعزیرات مین یہہ قانون تھا
کہ کوئی مجسٹریٹ یا سشن جج کسی یوروپین برٹش رعایا کے کسی الزام کی تحقیقات نہ کرے۔ جبتک
وہ خود انگلش نہ ہو۔ پریسیڈنسی شہرون مین کسی کونسل کی تمیز نہ تھی یہہ اصلاح جو پیش کی تو انگریزون
نے بڑے زور شور سے اسکی مخالفت کی کہ اس مین ہمارا یہہ حق پایا جاتا ہے کہ انکے جرمون کی
تحقیقات ان ہی کی قوم کے حاکم کرتے ہین اس مین انکی تذلیل ہے کہ وہ ہندوستانی ججون اور
مجسٹریٹون کے روبرو مجرمون کے کھڑے ہون۔ ہندوستان مین بہت سے مقامات مین
اس بل کے برخلاف مجلسین منعقد ہوئین اور جولائی مین ولایت مین انڈیا اوفس مین سکرٹری
اوف سٹیٹ کے پاس انگریزون کا ڈیپوٹیشن گیا پہلی اگست کو برائٹ صاحب نے ایک مجمع
کثیر کے روبرو اسپیچ دیا جس مین آزادانہ خیالات ظاہر کیئے۔ ۱۰ اگست کو ہوم گورمنٹ پاس تمام
کاغذات پہنچ گئے جنمین اس بل کی نسبت مخالف و موافق رائین لکھی ہوئی تھین ان سب کا یہہ نتیجہ
ہوا کہ مجرم انگریز کو یہہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے مقدمہ کا فیصلہ جیوری سے کرائے۔ یہہ حق
پہلے انکو حاصل نہ تھا۔

ابتدائی کام لارڈ رپن کے عہد حکومت کا یہہ تھا کہ انہون نے قحط کے کمیشن کی سفارش سے
اے گری کلچرل اور ریونیو کا ڈپارٹمنٹ دوبارہ قائم کیا اسکو پہلے لارڈ میو نے قائم کیا تھا
لیکن انکی وفات کے تھوڑے دنون بعد اسکے کام فائینس اور ہوم ڈپارٹمنٹ مین تقسیم ہو گیا۔
اب وہ پہلی ہی بنا پر دوبارہ قائم کیا گیا اسکے لیئے گورمنٹ انڈیا مین ایک جدا سکرٹری مقرر ہوا
قحط کی امداد کے کامون کو اور آمدنی اراضی کی منتظم اصلاحون کے کامون کو جنکی قحط کے کمیشن نے
سفارش کی تھی اپنے ذمے لیا۔ اور ان کامون پر خاص زیادہ توجہ کی زراعت کی ترقیون پر ہندوستان
کی پیداوار کی نمائشون پر خواہ وہ ہندوستان مین ہون یا یوروپ مین اور وہ کام جو خام پیداوار
... کا اور اراضی کی ریونیو کے انتظامات مین ان باتون کی ہدایت کی کہ جن ضلاع
... بندوبست چند سالہ ہوتا ہے انکا دوبارہ بندوبست اسطرح نہ کیا جائے کہ جسکا بڑا بار
کاشتکار ... پڑے آیندہ ان جدید بندوبستون مین باستثنار خاص صورتون کے
دوبارہ ... ہونے والی تحقیقاتین نہ کی جائین اور زمینداران اور

اور کاشتکارون کو وہ فائدے چھوڑ دیئے جائین جو انھون نے حیثیت اراضی کے بڑھانے مین خود کیے ہین۔

آیندہ ان بنیادون پر جمع سرکاری کا اضافہ کیا جائے (۱) قیمت اجناس کی گرانی پر (۲) مزروعہ زمین رقبہ کے بڑھ جانے پر (۳) حیثیت اراضی کی ترقیون پر جنکو گورنمنٹ نے کیا۔ اگریکلچرل ڈپارٹمنٹ (محکمۂ زراعت) یہہ بڑے بڑے کام کرتا ہے کہ وہ ملک کے استعدادون کو بروئے کار ظاہر کرتا ہے۔ اور رعایا کی آسودگی وبہبودی کے کام کرتا ہے جنمین پیمایشین اور آدمیون کا نقل مکان کرنا۔ میٹرولوجی (علم کائنات الجو) کے محکمۂ سرکاری کے کام۔ مویشیون کے معالجہ مین امداد کا اور اندرونی تجارت کے سٹے ٹسٹک (نقشے وجدولین) بنانے داخل ہین۔

تعلیمی کمیشن ۱۸۸۲-۸۳

لارڈ رپن نے اس خیال سے ایک ایجوکیشنل کمیشن مقرر کیا کہ عام تعلیم کی زیادہ وسعت کے ساتھ اشاعت ہو۔ کمیشن نے تمام ہندوستان کی پریسیڈنسیون مین پھر شہادتین لیکر جمع کین اور ۱۸۸۳ء مین گورنمنٹ کو رپورٹ بھیجی اس تمام محنت کا نتیجہ یہہ تھا کہ گورنر جنرل مع کونسل نے ایک رزولیوشن پاس کیا جس مین سب درجے کی تعلیم اعانت کی خاص کر عوام الناس کی ابتدائی تعلیم کی کہ وہ اعلے تعلیم کے ہم عنان وہم قدم ہو۔ کمیشن کے سفارشون نے اور اس رزولیوشن نے جو ان سفارشون پر مبنی تھا ان دیسی مکتبون کی بڑی امداد کی جو بعض صوبون مین ایسے تھے کہ جنکی گورنمنٹ کے سررشتہ تعلیم نے پہلے کبھی پوچھا بھی نہ تھا۔

کمیشن نے بڑی یہہ سفارشین کی تھین کہ اعلے درجہ کے اسکولون اور کالجون کے بڑھانے مین اصول اپنی آپ امداد کا داخل کیا جائے اور اس پر خاص زیادہ زور ڈالا کہ ابتدائی تعلیم کی امداد پروونشل اور میونسپل فنڈون سے کی جائے ان قومون کے لیئے جو تعلیم مین پیچھے رہ گئے تھے خاص کر مسلمانون کے لیئے جو خاص سببون سے گورنمنٹ کے [illegible] پوری طرح مستفید نہین ہوئے تھے اور جنکے لیئے یہہ سررشتہ تعلیم [illegible] بڑی کوشش کی کہ وہ تعلیم سے مستفید ہون۔ کمیشن کے محنتیون کا اور [illegible] رزولیوشن کا جو انکی سفارشون پر مبنی تھا عام اثر یہہ ہوا کہ ان اسکولون [illegible] عت کے متعلق [illegible] کی بڑی

بڑی فیاضی سے کی جو گرینٹ ان ایڈ کے سسٹم پر قائم ہوئے۔

۱۸۸۲ء مین لارڈ میو کا خانگی فینینس منسٹر وسر ایولی بیرنگ تھے انہون نے تمام روئی کی چیزون پر جو باہر سے ہندوستان مین آتی تھین اور انپر محصول لیا جاتا تھا محصول لینا موقوف کردیا اور تقریباً کل چیزون پر باستثنا ہتھیارون و شراب وغیرہ کے کسٹم کے محصول موقوف کردئے ۱۸۸۴ء مین کومنس ہوس کی ایک کمیٹی نے ہندوستان کی ریلون کی بڑھانیکی بابت شہادت لی اور جن باتون کی اسنے سفارشین کین انکی رپورٹ پارلیمنٹ مین بھیجی۔

۱۸۵۹ء مین لارڈ کیننگ نے بنگال کے مزارعین کے حقوق کی اصلی محافظت کی تھی۔ ایکٹ ۱۸۵۹ء کی ترمیم ۱۸۶۸ء مین ہوئی لیکن اب یہہ ضرور ہوا کہ کوئی نیا ایکٹ اس باب مین پاس کیا جائے۔ لارڈ رپن نے ہر ضلع مین اس باب مین تحقیقات کرکے واقفیتون کا مجموعہ جمع کیا اور جو لائق آدمی اس مضمون کی بابت کماہی آگہی رکھتے تھے انکی رائین لکھی گئین اور پھر اس مصالحہ سے ٹننسی ایکٹ مرتب کیا جسکو انکے جانشین لارڈ ڈفرن نے پاس کیا۔

لارڈ رپن ہندوستان سے ۱۸۸۴ء مین تشریف لے گئے جیسے ہندوستانیون نے انکے ساتھ اپنی محبت کا اظہار کیا ایسا پہلے گورنر کے ساتھ نہین کیا تھا انہون نے یک دلی کے ساتھ ہندوستانیون کی صلاح و فلاح مین سعی کی اور انکی سعی مین کامیابی ہوئی۔ انہون نے تعلیم یافتہ آدمیون کے اقتدار و اختیار کو بڑھایا اور ناتعلیم یافتہ کاشتکارون کی حمایت کرکے انکو نہال کیا مارکوئس رپن کے بعد ارل ڈفرن آئے جو بعد ازان ڈیوک ڈفرن وآوا ہوئے ۱۸۸۵ء مین بنگال ٹننسی بل کو لارڈ ڈفرن نے پاس کیا اور راولپنڈی مین دربار کیا جسمین امیر افغانستان عبدالرحمن اسنے ملنے آیا۔ اس ملاقات کا نتیجہ یہہ تھا کہ برٹش گورنمنٹ اور امیر کابل کے درمیان رشتہ اتحاد اور مضبوط ہوا۔

[illegible] کے موسم گرما مین آزاد برہما کے راجہ نے اپنا طریقہ دشمنانہ انگریزی گورنمنٹ کے ساتھ [illegible] برٹش گورنمنٹ کو اس کی خبر لینی پڑی۔ راجہ کو برٹش گورنمنٹ نے بار بار فہمائش کی [illegible] اپنے طریقہ سے باز آئے مگر وہ بالکل بے سود ہوئی تو آخر کو رنگون کو بنگال او[illegible]۔ راجہ برہما کو گورنمنٹ نے پہلے سے اپنے ارادہ سی

اطلاع دی اور اپنی درخواستین جو اجب تعین وہ بھیجی ہین۔ مگر راجہ تھیبو نے اپنے رشتہ دارونکی قتل سے اپنے راج کو داغ لگایا تھا اور برٹش رعایا کے ساتھ وہ ظلم وستم کرتا تھا اسکی اصلاح کیلیے اور سلطنتون سے امداد طلب کی اور فرانسیسیون کے ساتھ بھی سازش کرنے کی آزمائش کی مگر ایسی حرکتون سے کوئی فائدہ نہین اٹھایا۔ برٹش گورنمنٹ نے جو مصالحت کی باتین پیش کین انسے انکار کیا تو جنرل پرنڈرگیسٹ سپاہ کو دخانی جہازون کے بیڑے مین ایراوتی کے اندر لیگیا۔ اسکا مقابلہ بہت خفیف سا ہوا۔ ۲۸۔ نومبر ۱۸۸۵ء کو راجدھانی منڈلا پر بغیر جنگ کے قبضہ ہوگیا تھیبو نے اپنے تئین حوالہ کردیا۔ برٹش گورنمنٹ نے اسکو قید کرکے رنگون بھیجدیا۔ اور پہلی جنوری ۱۸۸۶ء کو اشتہار دیدیا کہ اپر برہما برٹش انڈیا مین الحاق کیا گیا اس نئے ملک کے انتظام کے لیے فروری ۱۸۸۶ء مین لارڈ ڈفرن خود گئے۔ آخر کار راجہ مدراس مین بطور قیدیون کے نظربند کیا گیا اسکی پنشن مضاعف مقرر ہوئی۔

۱۸۸۶ء مین ایک بڑا کیمپ اوف اکزرسائز پانی پت کے اس میدان مین جمع کیا گیا جس مین معرکہائے عظیم پہلے ہوئے تھے۔ قلعہ گوالیار مہاراجہ گوالیار کو برٹش گورنمنٹ نے دوستانہ ایک دربار مین دیدیا۔

لارڈ ڈفرن کے عہد حکومت مین سلسلہ وار ایسی تدابیر کی گئین کہ ہندوستان سرحد شمال مغربی مستحکم اور استوار ہو۔ جب روسیون نے مرو لے لیا جو ہرات کے مقابل دوسو میل پر واقع ہے تو انگریزی اور روسی مشترک کمیشن اس سال مین مقرر ہوا۔ جنرل سرپی لمسڈن برٹش انڈیا کی طرف سے بھیجے گئے انکے ساتھ کچھ افسر اور کچھ سپاہی تھے۔ سرحد جو متنازع فیہ تھی وہان دریاؤن کے درمیان واقع تھی جنمین سے ایک مغرب مین ہری رود ہے اور دوسرا مشرق مین چھوٹا سا دریا خشک ہے جو مرغاب مین پل خشت پر ملتا ہے شمال مین پنجدیہ ہے [illegible] جنوب مین بادغیس ہے پہلا بخارا اور مرو سے متعلق ہے اور دوسرا افغانستان [illegible] کی لین ایسی بے ٹھکانے ہے کہ ہر ایک نقطہ پر سرحد کے لیے تنازع ہوسکتا ہے ان مقامات کے غایت قرب مین درہ ذوالفقار ہے جو خراسان سے بادغیس کو جاتا ہے [illegible] کی جانب مین پل خشت اور مرچاک کے درمیان ایک مقام [illegible] عت کے متعلق ہے ملک

پنجدہ مین داخل ہوتے ہین یہان ۳۰ مارچ کو روسیون اور افغانون مین جنگ ہوئی۔ افغان نقصان
اٹھاکر ہٹ گئے۔ جب پنجدہ پر یہہ واقعہ واقع ہوا تو اسنے دونو انڈیا اور انگلنڈ کی آنکھین کھولین۔
افغانستان مین پنجدہ پر روسیون کے حملہ کرنیسے خوف تھا کہ کہین برٹش گورنمنٹ کو جنگ کا اشتہار
نہ دینا پڑے۔ اسوقت ہندوستانی والیان ملک نے اپنی برٹش گورنمنٹ کے ساتھ بڑی
خیرخواہی کا اظہار کیا کہ جان و مال و سپاہ سے اسکے ہمراہ جاکر افغانستان مین لڑنے کو تیار تھے
مگر روسیون نے انگریزون کا کہنا مان لیا اسسے جنگ کی ضرورت نہین ہوئی۔

اس سال مین ہندوستان کے سارے شہرون مین ملکہ معظمہ کی جوبلی بڑی دھوم دھام
سے ہوئی۔ گورنمنٹ کی طرف سے ہندوستانیون کے خطابات عطا ہوئے۔ ۱۸۸۸ء مین اپر برہما
کے ملک کا بتدریج انتظام درست ہوا اور ڈکیتیون کے گروہ منتشر کردیے گئے انتظام ملکی کے
اعلے فروع مین ہندوستانیون کے اعلے عہدون پر مقرر ہونے کے باب مین ایک کمیشن مقرر ہوا۔
ارل ڈفرن ۱۸۸۸ء مین اپنے عہدہ سے دست بردار ہوئے اور انہون نے جو ہندوستان میں
خدمات کی تھین اسکے صلہ مین وہ ڈفرن اور آوا کے مارکوئس مقرر ہوئے۔

لارڈ ڈفرن کے جانشین مارکوئس لینس ڈون مقرر ہوئے۔ انکے عہد حکومت مین سر فریڈرک رابرٹس
کمانڈر انچیف نے ہندوستان کی سرحد شمالی مغربی کو بڑا استوار و مستحکم کیا اور افغانستان سے جو
درہ ہندوستان کی طرف ہین وہ ایسے مسدود کیے کہ اب کسی حملہ آور کا احتمال نہین رہا۔ اس زمانہ مین ہندوستانی
رؤسا کو ہندوستان کی سپاہ مین مدارج اعلے مرحمت ہوئے۔ ہم نے پہلے بیان کیا ہے کہ
ان مین سے بعض نے ملک ہند کی محافظت کے لیئے اپنی سپاہ اور خزانہ کے حوالہ کرنے کی درخواست
گورنمنٹ کے روبرو پیش کی تھی۔ لارڈ لینس ڈون کے عہد مین یہہ درخواستین منظور ہوگئین اور
[illegible] کنٹنجنٹ کا انتظام کیا گیا اور وہ شروع بھی ہوگیا کہ ہندوستانی والیان ملک کچھ سپاہ
[illegible] کہ اسکی ڈسپلن اور ڈرل بالکل انگریزی سپاہ کی طرح کا ہو اور اسکا سارا خرچ وہ اپنے
[illegible] انگریزی افسر انکا معائنہ کرتے رہین اور لڑائی مین جب انکی ضرورت ہو تو وہ ان
[illegible] وہ کرنے جایا کہ
ہندوستا [illegible] جوش اس مین تھے کہ وہ سپاہ سے بادشاہی قوت کی

استعانت کرین اور اور آدمی اس مین سعی کر رہے تھے کہ لوکل سیلف گورنمنٹ کی ترقی مین کوشش کرین تیس سال کے عرصہ مین تمام برٹش انڈیا مین میونی سپل کمیٹیان اور لوکل بورڈس مقرر ہوگئی لارڈ رپن کی تدابیر سے یہ سرشتہ پیدا ہوا تھا اب وہ بڑا زبردست اور قوی ہوگیا ہے۔

میونی سپل کمیٹیون کے ممبر بہت سے اشراف آدمی انکے اپنے ہی شہر نے انتخاب کرکے مقرر کیے یہہ میونی سپل کمیٹیان اور لوکل بورڈ بہت سے مقامی انتظامات کے فروغ کو سرانجام دیتے ہین۔ انکے جائز اختیارات اور عملی لیاقتین نہایت نیک کام کرتے ہین۔

نیشنل کونگریس — نیشنل کونگریس مین ہندوستان کے سارے حصون سے ڈلی گیٹ مقرر ہوکر آتے ہین اسکا آغاز ۱۸۸۵ء سے شروع ہوا ہے۔ دسمبر مین دارالسلطنتون کلکتہ و مدراس و بمبئی و الہ آباد مین اسکا اجلاس ہوتا ہے۔ اس کونگریس مین ایسی تجاویز پر مباحثے ہوتے ہین کہ ہندوستانیونکو قوانین بنانے مین اور پولی ٹکل کامون مین زیادہ اختیار حاصل ہو۔ یہہ چاہتی ہے کہ وائسرائے اور گورنرون اور لفٹنٹ گورنرون کی لیجس لیٹو کونسلون مین ممبر جو اب تک بالکل گورنمنٹ مقرر کرتی ہے وہ ایلکشن (انتخاب) سے مقرر کیے جائین جو اس کونگریس کے اعلے درجہ کے ممبر ہین انہون نے ۱۸۹۰ء مین یہہ چاہا کہ سارے ہندوستان مین لیجس لیٹو کونسل کے ممبر عام رعایا کے انتخاب سے مقرر ہوا کرین اور مختلف پریسیڈنسیون اور پرووِنسون مین انتخاب کے رقبے مقرر ہو جائین۔ غرض یہہ درخواستین اہل انگلنڈ انڈیا قبل از وقت سمجھتی ہین۔ اور جانتے ہین کہ ہندوستان مین ایسی لیاقتین نہین پیدا ہوئین وہ اپنی رعیت پریزنٹیٹو (قائم مقام) انتخاب سے مقرر کرسکین۔

لارڈ کراس کا ایکٹ ۱۸۹۲ء — ۱۸۹۲ء مین پارلیمنٹ نے ایک ایکٹ پاس کیا جسکے موافق کونسلون مین ان ممبرون کی تعداد زیادہ کی جو غیر ملازم ہون اور انکے ایلکشن اور نومینیشن کا اختیار لوکل گورنمنٹون کو دیا کہ وہ جدا جدا ضرورتون اور حالتون کے موافق ممبر مقرر کیے جائین۔ اس ایکٹ کے ... ممبرون کا مقرر ہونا جاری ہوگیا ہے

---

...ت کے متعلق...

ہندوستانیون کی معاشرت کی اصلاح کے لیئے کنسنٹ بل پاس ہوا۔ بیوہ اور چھوٹی عمر کی لڑکیون
کی شادی کے باب مین بھی اصلاح ہوئی۔

مشرقی بنگال مین ایک بڑا شوم واقعہ واقع ہوا کہ منی پور ایک چھوٹی سی ریاست ہے وہان کا راجہ اپنے
خانگی فسادات کے سبب سے انگریزی عملداری مین بھاگ آیا۔ آسام کے چیف کمشنر مسٹر کونٹن اس
معاملہ کی تحقیقات کے لیئے لارڈ لینس ڈون کے حکم کے موافق گئے۔ جب وہ منی پور پہنچے تو یہان کے
غاصب راجہ نے ایک مجلس مین چیف کمشنر اور ان کے ہمراہی افسرون کو بلاکر دغا و فریب سے سب کو
قتل کر ڈالا۔ دو چھوٹے افسر چیف کمشنر کی جلو کی سپاہ کے کمانڈر تھے وہ انگریزی عملداری مین بھاگ
آئے اس لیئے وہ سپاہ کے عہدہ سے موقوف کیئے گئے۔ پیچھے یہان کے قاتلون سے پورا
انتقام لیا گیا۔ مگر ریاست ضبط نہین ہوئی۔

۱۸۹۱ء و ۱۸۹۲ء کے دونو سالون مین روس پامیر کیطرف بڑھتے چلے آتے تھے جس کے
سبب سے انگریزون نے اپنے مقامات کو چترال کی طرف مستحکم کیا اور پامیر کی جو ڈھلان ہندوستان
کی طرف ہین ان سب پر برٹش گورنمنٹ نے قبضہ کر لیا۔

ملک برہما کی لارڈ لینس ڈون کے عہد مین بڑی ترقی ہوئی یہان کے الکسنڈر میکنزی
چیف کمشنر تھے پرانے اور نئے برہما دونو کی ترقی ہوئی۔ ملک مین سڑکین اور ریلین جاری
ہوگئین آبپاشی کے لیئے نہرون کے بننے کا آغاز ہوگیا۔ جسے خشک سالی کا علاج اچھی طرح ہوگا
ڈکیتون کا فرقہ جو یہان لوٹ مار کرتا تھا اسکا بھی انتظام ہوگیا۔ جنوری ۱۸۹۳ء مین سرحد
کی قومون کی بھی گوشمالی ہوگئی وہ کبھی کبھی جو برہما کے راجاؤن کی مطیع نہین ہوتین انکی جو عادت
میدانی ملکون کے غارت کرنے کی ہے وہ ایک دن مین موقوف نہین ہوسکتی تھی۔ ہر موسم سرما مین
ان قومون کی ایسی خبر لی جاتی ہے کہ جس سے انکو اب یہہ امید نہین رہی کہ ہم برٹش گورنمنٹ
[illegible] غارتگری سے اپنی روزی کما یا کرین گے۔ اب تک انگریزی عملداری کی سرحدین چین اور
...طرح نہین مقرر ہوئین اب چینی اور انگریزی افسر چین کی طرف سرحد کو مقرر کردین گے
...بھی جنوب مشرقی سرحد کا بھی فیصلہ ہوگیا۔
...مشکلین اور دشواریان روپیہ کی قیمت گھٹنے سے واقع

ہوئین تمام دنیا مین چاندی کی کانین کثرت سے معلوم ہوگئین اور جرمن اور بعض اور ملکون نے انکا استعمال کم کر دیا اس لئے چاندی کی قیمت کم ہوگئی۔ ۱۸۷۴ - ۱۸۹۳ تک یہ قیمت گھٹتی چلی گئی۔ روپیہ کی قیمت پہلے دو شلنگ تھی اب گھٹ کر تقریباً چودہ شلنگ ہوگئی۔ ہندوستان کا قرض جو سونے کے سکہ مین تھا اسکا بار ہندوستان پر زیادہ ہوگیا۔ پنشنون کا اور پبلک ورکس کے مصالح اور اسباب جنگ کی خریداریون کا اور تمام خرچون کا جو انگلستان مین سونے کے سکہ مین دیئے جاتے تھے بہت زیادہ روپیہ دینا پڑا۔ سرکاری انگریزی عہدہ دارونکا اور انگریزی تاجرون کا نقصان ہوا۔ غرض اس روپیہ کی قیمت کے کم ہو جانے سے کرورون روپے بھنگ کے بھاڑے مین جاتے ہین کوئی علاج ابتک اسکا ایسا نہین ہوا کہ اس نقصان کا جبر ہوتا۔ لارڈ لینس ڈون نے ٹکسالون مین چاندی کا سکہ بنانا موقوف کرا دیا۔

جب لارڈ لینس ڈون ۱۸۹۳ء مین ہندوستان سے تشریف لے گئے تو ارل ایلگن انکے جانشین ہوئے۔ انکے زمانہ مین شمال مغرب مین لڑائی ہوئی اور قحط عظیم پڑا جسکا انتظام اچھی طرح ہوا۔ جب ۱۸۹۹ء مین انکا عہد حکومت ختم ہوا تو لارڈ کرزن انکی جگہ مقرر ہوئے جو بالفعل اس عہدہ جلیلہ پر مامور ہین ہم نے جنگ تیراہ اور چترال کا ذکر مفصل اسلیئے نہین لکھا کہ وہ ایسے واقعات حال کے زمانہ کے ہین کہ سب انکو جانتے ہین۔

ارل ایلگن

## فہرست گورنر جنرلون کی جو ملکہ معظمہ کے عہد سلطنت مین ہندوستان کے فرمانروا ہوئے

| نام | سنہ | واقعات عظیمہ |
|---|---|---|
| ارل آک لینڈ | ۱۸۳۶ - ۱۸۴۲ | جنگ اول افغانستان |
| ارل ایلین برا | ۱۸۴۲ - ۱۸۴۴ | جنگ افغان کا ختم ہونا اور سندھ کا فتح کرنا |
| مسٹر ہنری ڈسکوٹ ہارڈنگ | ۱۸۴۴ - ۱۸۴۸ | پہلی سکھون کی لڑائی اور سرحدی ملکون کا الحاق [illegible] |
| مارکوئس ڈیلہوزی | ۱۸۴۸ - ۱۸۵۶ | پنجاب کی دو[illegible] کی لڑائی اور اسکا الحاق جسیر[illegible] [illegible] مغربی سرح[illegible] [illegible] متعلق [illegible] |

| | | |
|---|---|---|
| | | [illegible] پیگو (رنگون) کا الحاق اودھ اور ناگپور کا الحاق ریلوے اور ٹیلیگراف کا جاری ہونا۔ |
| ارل کیننگ | ۱۸۵۶-۱۸۶۲ | بغاوت کا ہونا اور اسکا مٹنا اور وائسرائے کا ہونا |
| ارل ایلگن | ۱۸۶۲-۱۸۶۴ | شمال مغربی سرحد پر دھمکیاں |
| لارڈ لارنس | ۱۸۶۴-۱۸۶۹ | شمال مغربی سرحد پر افغانستان میں پولیسی مصالحت کی متواتر رکھنی۔ بھوٹان کی لڑائی۔ ملک میں ہر قسم کی ترقی۔ |
| ارل میو | ۱۸۶۹-۱۸۷۲ | امیر شیر علیخان والی کابل کے ساتھ عہد و پیمان اور پروونشل فائنینس کا انتظام۔ |
| ارل نورتھ بروک | ۱۸۷۲-۱۸۷۶ | افغانستان میں اور شمال مغربی سرحد پر مصالحت کی پولیسی کا رکھنا قحط سالی میں جانوں کا بچانا۔ |
| لارڈ لٹن | ۱۸۷۶-۱۸۸۰ | دربار دہلی میں ملکہ معظمہ کے قیصر ہند کا اعلان جنگ دوم افغانستان قحط سالی میں کامیابی۔ |
| لارڈ رپن | ۱۸۸۰-۱۸۸۴ | جنگ افغانستان کا ختم کرنا لوکل گورنمنٹ کا قائم کرنا۔ |
| ارل ڈفرن | ۱۸۸۴-۱۸۸۸ | برہما کی جنگ سوم اور ملک آوا کا الحاق۔ |
| مارکوئس لینس ڈاؤن | ۱۸۸۸-۱۸۹۳ | شرقی حدود بندی کے لئے کمیشن بھیجنے۔ چاندی کے سکہ کا ٹکسالوں میں بند کرنا۔ |
| ارل ایلگن | ۱۸۹۳-۱۸۹۸ | شمال مغربی سرحد پر لڑائی اور قحط عظیم۔ |
| لارڈ کرزن | ۱۸۹۸ | بالفعل وائسرائے ہیں۔ |

لارڈ ایلگن اور لارڈ کرزن کے عہد حکومت کی جدا تاریخ لکھیں گے فقط

…نس کا عہد۔

# تاریخ بغاوت ہند

باب اول صفحہ ۱ - ۱۲ تک

# تاریخ بغاوت ہند

## بمبئی سنٹرل انڈیا و دکن



## سنٹرل انڈیا - کراوی - گوالیار - جنوبی مرہٹوں کا ملک

فہرست گورنر جنرلوں اور انکے عہد کے واقعات عظیمہ